الهلال

INDIAN COUNCIL FOR CULTURAL RELATIONS LIBRARY
No. 4344
Date..................

Presented by
Hkm. M. Ajmal Khan.

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفته وار مصوّر رساله

نمبر ٦ | کلکته : جمعه ٢٢ - محرم ١٣٤٦ هجری | جلد ١

Calcutta : Friday, 22, July 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

روری هی که هم اسکا اب فیصله کرلین

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی افته طریق طباعة نهین رکھی ۔

طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین ه حروف کی چهپائی اختیار کی جای ۔ پتھر کی چهپائی ین محدود رهکر اردو کی طباعة کبھی ترقی نهین کر سکتی ۔

هندی اور هندوستان کی تمام زبانون نی ، نیز عربی ، ارسی ، ترکی ، تینون سامی زبانون کی حروف کی چهپائی اختیار کرلی هی اور انکی طباعة یورپ کی طباعة کا مقابله کر رهی هی ۔ کیون اردو زبان بهی ایسا ه کری جو اسی رسم الخط مین لکھی جاتی هی ؟

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك ن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی ۔

اور عربی کا بہترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

همارى راى مین بہترین حروف یہی هین ۔ اگر فارسی اور ترکی کیلیي یه نا موزون نهین تو اردو کیلیي کیون نا موزون هون ؟

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی راى سی همین اطلاع دیجیي ۔ یاد رکهیي ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیي سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الهلال

الہلال

الہلا

ہر جمعہ کو [illegible] کلکتہ سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ مع محصول [illegible] روپیہ
ھندوستان سے باہر [illegible] روپیہ
قیمت ششماہی [illegible] روپیہ
قیمت فی پرچہ [illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible] نہیں کی گئی ہے

(۵) [illegible]

(۶) [illegible] ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہے ہیں [illegible] مستقل [illegible] اطلاع [illegible] اس سے زیادہ عرصہ تک کے لیے [illegible] تو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع [illegible] پتہ [illegible]۔

(۷) منی آرڈر روانہ کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھدیں

(۸) [illegible] جملہ تعلق دفتر کے دفتری مراسلت [illegible] و اطلاع اجراء اخبار (وغیرہ) سے نہیں ہے [illegible] بھیجیے ورنہ دفتر پر غیر معمولی خط و کتابت کے مصائب کا بار پڑیگا۔

آثار عتیقه

ازمنهٔ وسطی مین عربی طبابة

عربی طبابة اور اطباء یورپ مین

روم کے کتب خانه ویٹیکن کے بعض تصویری آثار

دنیا کے اکثر علوم وفنون کی طرح فن طب نے بھی عربی تمدن کے ہاتھوں نشو و نما حاصل کی ہے - قدیم متمدن اقوام نے دیگر علوم کی طرح اسے بھی پیدا کیا ، مدون کیا ، اور اُس درجه تک پہنچایا ضرور دیا جو ایک عمارت کی تعمیر میں در و دیوار کا ابتدائی درجه ہوتا ہے - چھٹی صدی عیسوی میں اسلام کا ظہور ہوا اور ریگستان عرب میں انسانوں کی ایک جماعت طیار ہو کے مشرق و مغرب میں پھیلادی گئی - یه آئی ، اور اس نے علم و تمدن کے ہر گوشے پر نظر ڈالی - بنیادیں ہر جگه تھیں ، اور دیواریں بھی اکثر جگہوں میں اٹھنے لگی تھیں ، لیکن تکمیل کہیں بھی نہیں ہوئی تھی - اس کے ذوق علم و تمدن کی وسعت نے ہر گوشے کو ہاتھ لگایا اور ہر دیوار پر اینٹیں رکھیں - نتیجه یه نکلا که آج علم و فن کی کوئی شاخ بھی ایسی نہیں ہے جسکے سلسلهٔ وسعت و تکمیل کی ایک سب سے بڑی کڑی عربی و اسلامی تمدن کی علمی جد و جہد نہو - یہی سبب ہے که مورخین علوم نے عربی تمدن کو عہد قدیم و حاضر کیلیے " واسطة العقد " قرار دیا ہے - یعنی درمیان کی کڑی - یہی کڑی ہے جسکا ایک سرا دنیا کے تمام قدیم علوم و تمدن سے اور دوسرا جدید ترقیات سے جڑا ہوا ہے - یه عہد قدیم کو جدید سے ملاتی ہے ، اور عہد جدید کی سب سے قریب تر کڑی ہے !

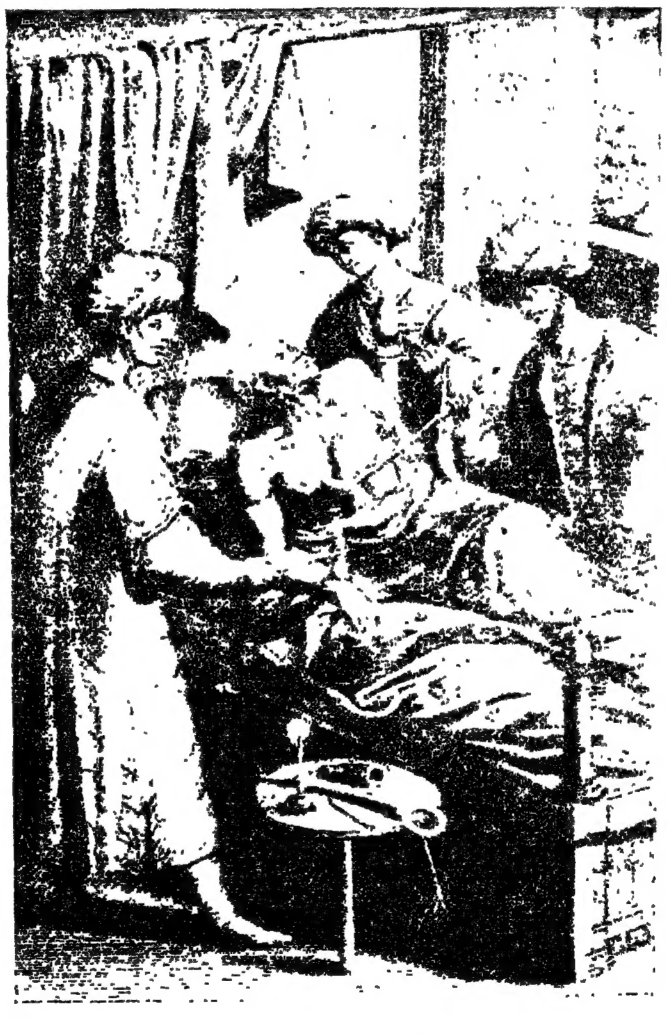

عرب اطباء اٹلی کے شاہی محل میں

ازمنهٔ وسطی (مڈل ایجز) میں یورپ کی تمام درس گاہوں میں عربی حکما کا فلسفه ہی نہیں بلکه طب بھی پڑھا جاتا تھا - ذکریا رازی ، ابن رومیه ، بوعلی سینا ، ابن رشد ، ابن زہر ، ابن طفیل ، ابن مسکویه ، کی کتابیں وہاں کا اصلی سرمایه تھیں - جدید طب کی تاریخ میں آج تک کینن Canon یعنی قانون شیخ کا ذکر موجود ہے جو سولہویں صدی تک پیرس اور روم کے طبی مدرسوں کے نصاب تعلیم میں داخل تھا - فلسفه کی طرح طب کی تاریخ میں بھی ایوی سینا Avicenna ، ایوروس دی گریٹ Averroes ، اور ایوے پاکا Avempaca کے نام آتے ہیں جو در اصل شیخ الرئیس بوعلی سینا ، ابن رشد ، اور ابن باجه کے عربی ناموں کے یورپین مخارج ہیں ، اور اس سے پته لگایا جاسکتا ہے که ان ناموں نے اس عہد کے یورپ میں کس درجه شہرت اور قبولیت حاصل کرلی تھی ؟ روم اور اطالیه کی بعض قدیم خانقاہوں کی محرابوں پر شیشے کے رنگین چوکھٹوں میں جہاں ارسطو ، بقراط ، اور جالینوس کی تصویریں بنائی گئی ہیں ، وہاں بوعلی سینا ، ابن رشد ، فارابی ، اور زکریا رازی کی تصویریں بھی منقش ہیں - یه شیشے اس وقت تک پوپ کے محل میں موجود ہیں اور بعض مستشرقین نے ان کے عکس اپنی مصنفات میں شائع کیے ہیں -

عربی فن طب کے اس عروج و احاطه کا سب سے بڑا زندہ ثبوت اسکی بے شمار مصطلحات ہیں جو اسوقت تک یورپ کی زبانوں میں مستعمل ہیں - اگر انہیں الگ کر دیا جائے تو طب کے بے شمار اسماء و افعال کیلیے انکے پاس کوئی ذریعهٔ بیان باقی نہیں رہیگا - انگریزی زبان یورپ کی دوسری زبانوں کے مقابله میں اصلاً کم علمی ہے ، تاہم انگریزی طب میں بھی سیکڑوں الفاظ ملینگے جو در اصل عربی اسماء و مصطلحات ہی سے وجود میں آئے ہیں - مثلاً :

تمر هندی (املی)	Tamarind
یاسمین	Jasmine
یشب	Jasper
تریاق	Theriac
قند	Candy
روغن بلسان	Balsam
عنبر	Amber
کافور	Camphar
بلور	Blawer

ان تمام اصحاب کیلیے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیا کا شوق رکھتی هین

دنیا مین عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

13, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

هے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پراني قلمی اور مطبوعه کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و زیبائش کا هر قسم کا سامان، اور هر طرح کے پرانے صنعتي عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب هیں، تو هم سے خط و کتابت کیجیے - یا از راہ هماري نمایش گاهوں اور ذخائر کی فهرستیں منگوا لیجیے - اهل علم اور اهل دولت، دونوں کیلیے همارا ذخیرہ قیمتی هے -

نوادر عالم کا یه ذخیره

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولي مصارف و مساعي کے بعد جمع کیا گیا هے -

دنیا کے تمام قدیم تمدني مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، هندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں همارے ایجنت همیشه تلاش کرتے رهتے هیں -

با این همه

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں هیں !

براعظم یورپ ، امریکه ، اور مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے هم سے نوادر حاصل کرتے رهتے هیں - قاهرہ کے نئے ایوان شاهي کے نوادر ابھي حال میں هم هي نے فراهم کیے هیں -

اگر آپکے پاس نوادر موجود هوں

تو آپ فروخت کرنے کیلیے بھي پہلے هم هي سے خط و کتابت کیجیے - بہت ممکن هے که همارا سفري یا مقامي ایجنت آپسے مل سکے -

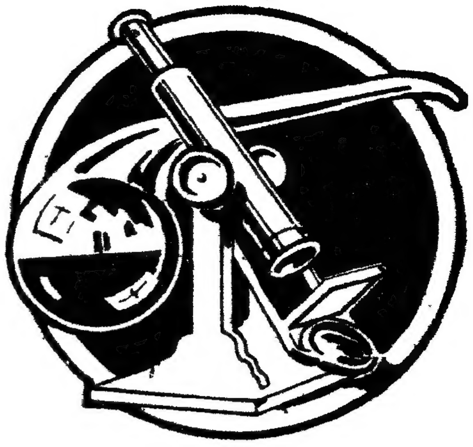

مذاکرۂ علمیّہ

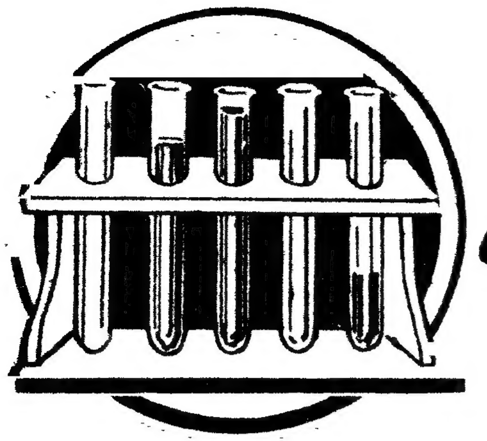

انسانی عمر کی درازی اور اعادۂ شباب

مسٹر چرچل اور ڈاکٹر وورو نوف کا مکالمہ

ڈاکٹر وورو نوف

ذیل کے مضمون میں مشہور فرانسیسي اهل قلم ایم - لوئي مارست نے ڈاکٹر ووورنوف سے اپني ایک ملاقات کا حال بیان کیا ہے - ڈاکٹر وورو نوف اور اُنکے عملیہ تقلیم کا حال ہم گذشتہ اشاعت کے اسي باب میں بیان کر چکے هیں - یہ اس سلسلہ کا تیسرا ٹکڑہ ہے :

" مسٹر ونسٹن چرچل ' ڈاکٹر ووورنوف ' اور میں ' ریویرا کے قریب ایک خوبصورت ٹاؤن ایز میں ' مسٹر ایم بالسن کے مہمان تھے - سہ پہر کے ناشتہ کے وقت ڈاکٹر وورو نوف کے نئے انکشافات پر بہت هي دلچسپ گفتگو ہونے لگي - اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ ان کے عملیہ کے ذریعہ صرف حیات انساني هي نہیں بڑھ جاسکتي ' بلکہ دنیا کي اقتصادي ترقي میں بھي غیر معمولي انقلابات رو نما ہونے والے هیں -

(دنیا کا آیندہ اقتصادي انقلاب)

ڈاکٹر ووورنوف ہمیں یہ بتلا رہے تھے کہ اُنہوں نے اطالیہ کے سرحد پر گریمالدي کے قلعہ میں کیوں بود باش اختیار کي ہے ؟ اور ایسے نظر فریب مناظر کے درمیان جیسے کہ اس مقام میں هیں ' اپنے بندروں کي قیام گاہ اور اپنے عمل و تجارب کا کارخانہ کیوں بنایا ہے ؟

ڈاکٹر موصوف نے بیان کیا کہ حیواني غدود کے افعال و خواص کي تحقیقات نے مجھے نئے نئے نتائج پر پہنچا دیا ہے - میں نہ صرف هر انسان کو از سر نو جوان بنا دے سکتا ہوں ' بلکہ قریب ہے کہ جانوروں کي ایک نئي نسل بھي پیدا کردوں - خصوصاً غیر معمولي قوت رکھنے والي بھیڑ جس کے گوشت اور اُون کا وزن اتنا زیادہ ہوجائیگا ' جتنا آج تک کسي کے وہم و گمان میں بھي نہیں آیا !

مسٹر ونسٹن چرچل یہ گفتگو انتہائي دلچسپي سے سن رہے تھے - دونوں میں نہایت دلچسپ گفتگو ہوئي - میں لفظ بہ لفظ تو اُسے لکھ نہیں سکتا مگر حسب ذیل روئداد لکھتے ہوئے اُس کي معنوي صحت کا ذمہ دار ہوں :

مسٹر ونسٹن چرچل نے پوچھا " کیا یہ سچ ہے کہ آپ اپنے grafting (پیوند) کے عمل سے ہر اُس جانور کا گوشت اور چمڑے کا وزن بڑھا دے سکتے هیں جو انسان کي غذا اور دیگر ضروریات کے لئے کام میں لائے جاتے هیں ؟ "

" قطعاً - میں نے یہ بھي کیا ہے اور اس سے بھي بڑھکر " - ڈاکٹر ووورنوف نے بغیر کسي تامل کے جواب دیا -

" کیا آپ هر انگریزي بھیڑ کے اُون کے وزن میں ایک پاؤ کا اضافہ کر دے سکتے هیں ؟ " مسٹر چرچل نے مزید تشریح کي -

" بہت آساني سے - میں نے اس سے بھي زیادہ کامیابي حاصل کي ہے " ڈاکٹر کا قطعي جواب تھا !

" آپ نے کتنے معمولوں (subject) پر اس کا تجربہ کیا ہے ؟ "

" سیکڑوں جانوروں پر - بھیڑ کے تو گلہ کے گلہ پر "

" کیا میں برطانوي وفد بھیج سکتا ہوں تاکہ وہ اِن عملي نتایج کي جانچ پڑتال کرے ؟ "

" بہ خوشي - جس وقت آپ کا جي چاہے "

وہ جانور جن پر ڈاکٹر ووورنوف نے اپنے تجربے کئے هیں ' الجزائر میں هیں ' اور آئندہ اکتوبر میں برطانوي ماہرین حیوانات اُن کے معائنہ کے لیے جانے والے هیں - اب یہ معلوم کرنا آسان ہے کہ اقتصادي نقطۂ نظر سے یہ انکشاف کیسي عظیم الشان اہمیت رکھتا ہے ؟

مسٹر چرچل

الانبیق	Alembic

اسکا ماده یوناني هے لیکن یورپ میں عربي سے آیا کیونکه الف لام موجود هے -

الکیمیا	Alchemy
الکحل	Alcohol
البق (داغ چشم)	Albuge
لبان	Olibanum
روغن نفط	Naphtha
الاکسیر	Elixir
قرنیة العین	Carnea
شجر البان	Ben
سمسم	Sesame
جرثومه	Germ
مسک	Musk
عرق	Arrack
نرجس (نرگس)	Nareissus
زعفران	Saffran
شقائق النعمان	Aneman
فلفل	Pepper
فاد زهر	Bezaar
لیمون	Lemon
سنا مکي	Senna
مروارید	Margaret
صابون	Soape
رب	Rab
لوز	Lozenge
فرزجه	Pessary
شربت	Syrupus
لعوق	Linctus
ریوند	Rhie
قرنفل	Caryophylli
بورق	Borice
صندل	Santali
کرویه (زیره)	Carui
کباب چیني	Cubebae
قنب (بهنگ)	Cannb
طرطیر	Tartaratum
زنجبیل	Zingiber
سنبل	Sumbul
مرح	Myrrhae
جلابه	Jalap
شیاف	Suppo
مر	Myrrha

اسي طرح بے شمار الفاظ هیں -

(عربي عملیات طبیه کے آثار)

پندرهویں صدي تک یورپ میں امراض کے علاج کا تمام دار و مدار عربي طب اور عرب اطباء پر تها - یورپ کے بادشاه جب کبهي کسي پیچیده مرض میں مبتلا هوتے ' تو مصر و شام سے عرب اطباء اسي طرح بلائے جاتے تهے ' جس طرح موجوده زمانے میں یورپ کے اطباء مشرقي ممالک میں بلائے جاتے هیں - اس عهد کے بعض قیمتي آثار اس وقت تک یورپ میں موجود هیں - ان سے عربي اطباء کے وهاں قیام کرنے اور بعض حیرت انگیز معالجات انجام دینے کا ثبوت ملتا هے - مشهور فرانسیسي مستشرق پروفیسر ریںو Reinaud نے اپني تحریر " حروب صلیبیه کے بعد یورپ اور مشرق کے علمي اتصال " میں اس طرح کي پانچ تصویریں نقل کی هیں جن میں سے تین تصویریں شاهان یورپ کے معالجات سے تعلق رکهتي هیں - ان میں سے ایک تصویر هم آج الهـلال میں شائع کرتے هیں -

یه مرقع یورپ کے محل میں صقلیه (سیسلي) کے قدیم اوراق و کتب کے ساتهه آیا تها - جن اهل نظر نے اس کي جانچ کي هے وه متفق هیں که :

(۱) یه تصویر تیرهویں یا چودهویں صدي کي هے - اور سیسلي میں طیار کي گئي هے -

(۲) شاهان سیسلي میں سے ایک بادشاه کو اس حالت میں دکهلایا گیا هے که عرب اطباء اس کا معالجه کر رهے هیں -

(۳) یه معالجه ' داغ دینے کا عملیه تها - یه اُس کي حالت ' اُس کے طریقے ' اور اس کے اوزار کي شکل و قطع واضح کرتي هے - عربي میں اس طرح داغ دینے کو " کي " کهتے هیں - اب بهي بعض ممالک میں داغنے کا طریقه رائج هے - لیکن جدید طب نے اسے غیر ضروري قرار دیدیا هے -

(۴) شاهان سیسلي میں سے یه کس کي تصویر هے ؟ اس بارے میں اهل نظر نے مختلف رائیں قایم کي هیں - بعض کا خیال هے که یه فریڈریک دوم کي تصویر هے جو عربي علوم و تمدن کا بهت بڑا قدر دان تها ' اور جس نے هر علم و فن کے مسلمان علماء اپنے دربار میں جمع کیے تهے - یه سنه ۱۲۲۰ ع - میں تخت نشین هوا تها -

لیکن بعض خیال کرتے هیں یه اس قدر پراني نهیں هے - غالباً یه اُس وقت کي [illegible] جب نیپلس اور سیسلي کي حکومتیں مل کر " دو سیسلیوں [illegible] حکومت " سمجهي جاتي تهیں ' اور چارلس دوم حکمران تها - اُس [illegible] چارلس کے متعلق بهي تاریخي تصریحات موجود هیں که [illegible] اپنے علاج کے لیے مصر اور مراکش سے عرب اطباء طلب کیے [illegible] اگر یه خیال صحیح هو تو اس صورت میں یه چودهویں [illegible] کي تصویر [illegible] - کیونکه چارلس دوم آف نیپلس نے سنه ۱۳۰۹ع میں انتقال [illegible]

[illegible] اس میں شک نهیں یه قدیم عهد کي ایک قیمتي یادگار هے [illegible] کے عرب اطباء کي شکل و صورت ' وضع و لباس ' اور [illegible] عملیات [illegible] روشني پڑتي هے ' اس کي تاریخي قدر و قیمت [illegible] نے اعتراف کیا هے -

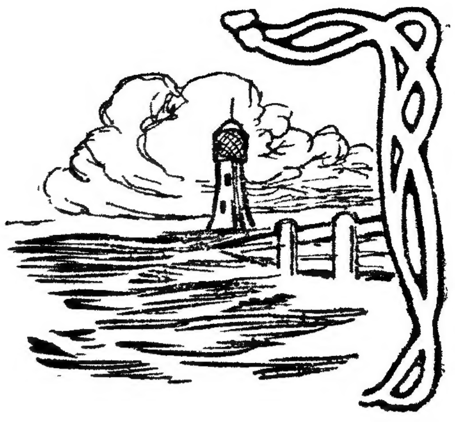

برید فرنگ

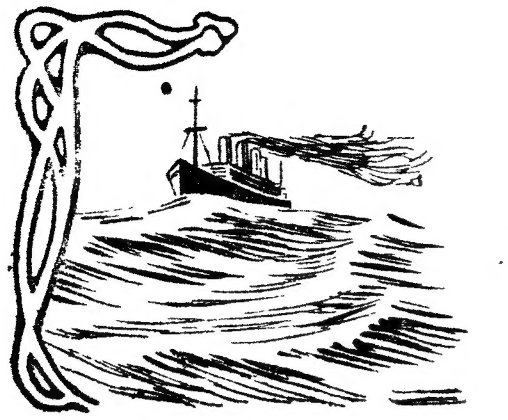

مکتوب لندن

(الهـــلال کے مقاله نگار لندن کے قلم سے)

اِس هفته یهاں کا سب سے زیاده اهم واقعه شاه فواد سلطان مصر کا پهلي مرتبه برطانیه کے دارالحکومت میں ورود هے - لندن کے لیے مشرقي فرماں رواؤں کي آمد میں اب کوئي ندرت نهیں رهي هے - ایک زمانه وه تها جب سلطان عبدالعزیز اور شاه ناصرالدین نے یورپ اور انگلستان کا سفر کیا تها ' اور دنیا کے اس سب سے بڑے صدر مقام کي ساري توجه اُن کي مهمان نوازي اور پذیرائي میں مرکوز هوگئي تهي - ایک زمانه آج کل کا هے جبکه لندن کے ریجنٹ اسٹریٹ کے لیے "مشرقي بادشاهوں" کا وجود روز مره کا نظاره هوگیا هے - اب لندن اُن کے استقبال کا نهیں بلکه ان کي دوڑ دهوپ کا تماشا دیکها کرتا هے !

با ایں همه مختلف قسم کے حالات ایسے جمع هوگئے هیں که سلطان فواد کے ورود نے غیر معمولي اهمیت اور دلچسپي پیدا کردي هے - سب سے پهلي بات تو وه حالات هیں جن میں اس میهماني و میزباني کا اجتماع هوا هے -

سیاسي تاریخ میں یه پهلي مثال هے که دو ملکوں کے تعلقات اِس درجه کشیده هوں جیسے که اس وقت مصر و انگلستان کے هیں ' اور پهر ایک کا پادشاه دوسرے کا میهمان بنا هو - ایک طرف انگریزي مصري جهگڑا جاري تها - انگریزي بیڑا مصري سمندروں میں تخویف و تهدید کے مظاهرے کررها تها - دوسري طرف شاه انگلستان اور شاه مصر کے مابین پیام و سلام بهي هورهے تهے !

کچهه مدت هوئي شاه انگلستان نے شاه مصر کو اپنے ملک میں مدعو کیا تها - لیکن اِس تازه جهگڑے کي وجه سے عام طور پر خیال کیا جاتا تها که اِس دعوت کے قبول کرنے کا یه موزوں وقت نهیں هے - مگر خلاف توقع دعوت منظور کرلي گئي ' اور آج سلطان موصوف کا لندن کے اسٹیشن پر استقبال بهي هو گیا !

جن غیر معمولي حالات میں یه دعوت قبول کي گئي تهي ' ویسا هي ایک غیر معمولي حادثه بهي پیش آتے آتے ره گیا - لندن کے لیبر اخبارات کي اطلاعات اگر صحیح تسلیم کرلي جائیں ' تو معلوم هوتا هے عین سفر کے وقت ایک سخت جهگڑا پیدا هونے والا تها - عام طور پر قاعده هے که جب کسي ملک کا پادشاه سفر کرتا هے ' تو کم از کم وزیر اعظم ضرور ساتهه هوتا هے - حکومت برطانیه مصر کي موجوده وزارت کو پسند نهیں کرتي کیونکه اُس نے قوم پروروں کا ساتهه دیا هے - اِس لیے کوشش کي گئي که وزیراعظم سلطان کے ساتهه سفر نه کریں - لیکن جب یه خبر باهر نکلي ' تو راے عامه میں سخت اضطراب پیدا هوگیا - بالآخر یهي طے هوا که وزیر اعظم ضرور ساتهه جائیں - چنانچه وه بهي سلطان کے ساتهه آئے هیں - معلوم هوا هے که مصري پارلیمنٹ نے مصارف سفر کے لیے بیس هزار پاونڈ کي منظوري دیدي هے -

مصر اور انگلستان ' دونوں ملکوں میں سوال کیا جارها هے که شاه مصر کي سیاحت کا مقصد کیا هے ؟ شاه جارج نے کیوں اُنهیں دعوت دي ؟ کیوں اُنهوں نے منظور کرلي ؟ سرکاري جواب تو دونوں جگه یه دیا جاتا هے که سیاحت محض " سیاحت " هے - سیاست سے اُسے کوئي تعلق نهیں - لیکن یهاں کے جو حلقے اندروني حالت پر نظر رکهتے هیں ' وه اچهي طرح جانتے هیں که اس طرح کي سیاحتیں بغیر اهم سیاسي مقاصد کے نهیں هوا کرتیں -

اِدهر کئي سال سے برطانیه دیکهه رها هے که مصر سے اُس کے موجوده تعلقات برقرار نهیں ره سکتے - مصري قوم میں سیاسي بیداري پیدا هوگئي هے - وه عدم مساویانه علائق برداشت نهیں کر سکتي - اب اُسے خوشنما الفاظ سے نهیں بهلایا جا سکتا - مصنوعي آزادي اُسے مطمئن نهیں کرسکتي - لهذا طوعاً و کرهاً اُسے یه حقیقت تسلیم کر لیني پڑي هے که "تبدیلي کے بغیر چاره نهیں" جیسا که سنه ۲۰ میں لارڈ ملنر نے اعتراف کیا تها -

فواد اول سلطان مصر

مصر بهي دیکهتا هے که اُس میں انگلستان سے جنگ کرنے کي قوت نهیں - برطاني عداوت اُسے کوئي فائده نهیں پهنچا سکتي - انگریز نهر سوئز کسي حال میں بهي چهوڑ نهیں سکتے - لهذا اسي میں بهتري هے که انگریزوں سے ایسے تعلقات پیدا هوجائیں جو هر طرح دوستانه هوں ' مگر ساتهه هي جن سے مصر کي خود مختاري کو کوئي نمایاں گزند بهي نه پهنچے -

ایسے تعلقات کي بنیاد کیا هوسکتي هے ؟ مصر اور انگلستان دونوں ملکوں کے ذمه دار حلقوں کا خیال هے که یه بنیاد ایک نئے حلف نامه سے رکهي جا سکتي هے - دونوں ملک باهم ایک حلف نامه ترتیب دیکر ایک دوسرے کو مطمئن کردیں - برطانیا مصر کي کامل آزادي تسلیم کرلے اور اندروني مداخلت سے باز آجاے - مصر برطانیا کو نهر سویز کي طرف سے پورا یقین دلادے که همیشه برطانیا کے لیے محفوظ رهیگي اور اس کے خلاف کبهي اُس کا قدم نهیں اُٹهیگا -

(بندروں كي پرورش گاه)

جسطرح ايك مالي درختوں ميں قلم لگاتا هے ' اسي طرح علم نے جراح كے نشتر نے ذريعه علم الحيات ميں عظيم الشان معجزے پيدا كر دیے هيں - انكے سمجھنے كيلئے ڈاكٹر وورونوف كي تحقيقات كا مطالعه انكے آغاز عمل سے كرنا چاهئے - يعني اس روز سے مطالعه كرنا چاهيے ' جس روز سے انهوں نے بندر كے غدود كي قلم آدمي ميں لگا كے ' بوڑھوں كو جوان بنانا شروع كر ديا هے -

ايسے لوگ بہت هي كم هيں جنهوں نے گريمالدي كے قلعه ميں ڈاكٹر وورونوف كے بندروں كي قيام گاه اچھي طرح ديكھي بھالي هو - يه مقام آدھے فرانسيسي اور آدھے اطالوي سرحد كے اندر واقع هے - البته اسكا دروازه فرانس هي ميں هے -

يه قلعه نسبتاً جديد طرز كي ايك عمارت هے ' مگر اسكے پهلو ميں اسلامي حكومت كي ايك قديم يادگار بھي موجود هے - يه ايك برج هے جو دس صديوں سے زياده پرانا هے ' اور شايد اُس اعادۂ شباب كا نشان هے جو اُسكے سايه ميں پرورش پا رها هے - يه قيام گاه بجائے خود دنيا ميں ايك نمونۂ بهشت هے - هرے بھرے نباتات ' لہلہاتے سبزه زار ' صاف اور خوشگوار هوا ' اسپر نيلگوں بحر متوسط كا دلفريب منظر ! يه مقام ملكه وكٹوريا كو اسقدر پسند تها كه وه يہاں ايك پتھر كے بنچ پر بيٹھكر دير تك سمندر كو ديكھا كرتي تهيں - آج هملوگ اُسي بنچ پر بيٹھكر ڈاكٹر وورو نوف سے اُنكے انكشافات پر گفتگو كرتے رهے !

" ڈاكٹر وورو نوف - تمهارے والد كا كيا حال هے ؟ " ميں نے ايك دن پوچھا -

ڈاكٹر وورو نوف نے جواب ديا - " ميں انكے بارے ميں متردد هوں - اُنهيں بہت سخت زكام هوگيا هے - تم جانتے هو انكي عمر سو برس كے قريب هے "

(نورا)

اسكے بعد ميں نے " نورا " كے بارے ميں دريافت كيا - جواب ملا كه وه مر گئي -

دنيا اس " نورا " سے ناواقف هے - " نورا " ايك بندريا تهي مگر انسانوں سے زياده انسانيت ركھتي تهي - وه بلا كي ذهين تهي - ڈاكٹر وورو نوف آسے اسليے عزيز ركھتے تهے كه وه بہت دليري اور خوشي سے هر طرح كے عمل جراحي كيليے مستعد هو جاتي تهي - وه شايد نسل انساني كے مفاد كيليے اپني قرباني كي ضرورت محسوس كرتي تهي !

" نورا " نے ايك حسين خاتون كي زندگي ميں بڑا اضافه كرديا هے - اب وه اپني عمر سے بہيں زياده كمسن هوگئي هے - اس كے بعد نورا ميں بھي دوسري كمسن بندريا كے غدود كا پيوند لگا ديا گيا تها ' اور وه پهر سے جوان هوگئي تهي - ليكن افسوس هے كه كچھه دنوں كے بعد وضع حمل كرتے هوے مرگئي ' اور موجوده دنيا كے ايك سب سے بڑے طاقتور عالم كو داغ مفارقت دے گئي !

(اسوقت تك كي عملي كاميابي)

هر شخص يه جاننا چاهتا هے كه ڈاكٹر وورو نوف نے ابتك كتنے كامياب تجربے كيے هيں ؟ اور بندر كے غدود كا قلم لگا كر كتنے بوڑھوں كو جوان بنا ديا هے ؟ اس كا جواب اُنهي كي زباني حسب ذيل هے -

" ميں ايك هزار سے زياده قلم لگانے كا عمل كر چكا هوں - اس تعداد ميں باستهه طبيب بھي شامل هيں - آپ سمجھه سكتے هيں كه يه لوگ بغير اس عمل كو سمجھے هوئے هرگز عمل جراحي كے ليے راضي نه هوتے "

" غدود كے قلم لگانے كے نتيجے سے صرف وهي لوگ انكار كرسكتے هيں جو بغير سمجھے بوجھے هر بات سے انكار كرديتے كے عادي هيں - ان كا يه طرز عمل علم كے اصول كے قطعاً خلاف هے "

" آپ پر يه بات بھي واضح هوني چاهيے كه اگر مجھے ميرے هزاروں تجربوں سے كامياب اور صحيح نتيجه حاصل نه هوتا ' تو ميں ساري دنيا ميں قوي اور تندرست بندروںكي اس درجه تلاش نه كراتا اور اس صرف كثير كے ساتهه بندروں كي يه قيام گاه نه بناتا جس كا وسيع كارخانه آپ ديكهه رهے هيں "

" ميں اميد كرتا هوں كه عنقريب بحر متوسط كے ساحلوں پر بندروں كي بے شمار قيام گاهيں تعمير هوجائيں گي - يه مقام ان كي نشو و نما كے ليے خاص طور پر مناسب هے - يه جانور بھي نسل انساني كے ليے اسي طرح كارآمد هے جس طرح بيل يا بھيڑ "

" ميں نے قلعه گريمالدي ميں بندروں كي قيام گاه اس ليے بنائي كه غير ملكي بندر اس آب و هوا كے عادي هوجائيں - يه گويا ان كي مركزي قيام گاه هوگي جهاں سے دوسرے مركزوں ميں بھيجے جائيں گے - اس وقت همارے پاس ايك علحده اور منتخب جانور خانه بھي هے جس ميں بندروں كي خاص طور پر پرورش اور ديكهه بهال كي جاتي هے - سرد راتوں سے محفوظ ركھنے كے ليے اُنهيں مصنوعي گرمي پهنچائي جاتي هے اور اس وقت تك قايم ركھي جاتي هے جب تك اس ميں تدريجي كمي كركے بندروں كو يہاں كي آب و هوا كا عادي نهيں كر ديا جاتا "

" مختصر يه كه ميرا مقصد اس جانور كو بھي اسي طرح پالتو اور مانوس بنا ليتا هے - جس طرح انسان نے رفته رفته گھوڑے ' بھيڑ ' اور بكريوں كو بنا ليا هے "

(عارضه سرطان كي تحقيقات)

" في الحال دنيا ميں بندروں كي تعداد بہت زياده نهيں هے - بندروں كو نا موافق آب و هوا سے اور مناسب غذا كي كمي سے سخت جنگ كرني پڑتي هے - ميں نے افريقه كے جنگلوں ميں ديكھا هے كه جس طرح انسان قحط سالي ميں موت كا شكار هو جاتے هيں ' اسي طرح ايك ايك دن ميں هزاروں بندر بھي غذا نه ملنے سے مر جاتے هيں -

" دنيا ميں سب سے زياده تعداد اُن جانوروں كي هے ' جنهيں انسان كے ذريعه غذا ملتي هے - بندروں كي جان بچانے كيليے بھي يهي طريقه اختيار كرنا چاهيے - انهيں بھي موقع دينا چاهيے كه انسان كے تهذيب و تمدن سے مستفيد هوں اور بھوكے نه مريں - اگر ايسا هوا تو وه عجائب خانوں كي محض زينت هونے كي جگه نوع انساني كو عظيم الشان فوائد پهنچائينگے "

" بندروں كي ساخت اور طبيعت انسان سے بہت كچھه ملتي جلتي هے - علم تشريح كے نقطۂ نظر سے تو بندر انسان كا بہت هي قريبي رشته دار هے - علم طب نے جانوروں پر تجربے كر كے بہت ترقي كي ' مگر افسوس هے كه يه تمام تجربے اُن جانوروں پر كيے گئے جو انساني ساخت و طبيعت سے بہت دور هيں "

" سرطان كي تحقيقات سفيد چوهوں اور سوروں پر كي جا رهي هے - ميرے خيال ميں يه تحقيقات كبھي مكمل اور مفيد نهيں هو سكتي جب تك كه اعلیٰ قسم كے بندروں پر تجربے نه كيے جائيں "

زنجیروں میں جکڑا پڑا تھا اور سخت تکلیفیں اٹھا رہا تھا - فیلپ نے اسے اِس حالت میں دیکھا تو رو دیا - ایک دن اُسے خیال ہوا - اب اس مجنون کے مصائب کا خاتمہ ہو جانا چاهئے - چنانچہ وہ اسکے پاس گیا اور روتے ہوے کہا :

" میرے عزیز بھائي ! مجھے تمھاری ذات پر پورا بھروسہ ہے - تم ایک عقلمند ' دیانت دار ' اور بردبار آدمی ہو - میری مدد کرو - آؤ ' ہم دونوں ملکر ان پاگلوں کی خدمت کریں اور انھیں اِس موذي مرض سے عمر بھر کے لئے نجات دلادیں - تمام ملک میں تمہاري نیکي اور دانشمندي کے چرچے ہو رہے ہیں - کہو تم طیار ہو ؟ "

سچي محبت کی یہ دلنواز صدا سنتے ہي اچانک مجنون کا دماغ صحیح ہوگیا - ڈاکٹر کے الفاظ نے اُس پر جادو کا اثر کر دکھایا - فیلپ نے اسکي بیڑیاں فوراً کٹوادیں ' اور وہ زندگي بھر اسکے ساتھہ وفاداري اور سلامت روي کے ساتھہ کام کرتا رہا "

اِس قسم کے اور بھی بہت سے علاج اُس نے کئے تھے - عقلي امراض کے دور کرنے کے لیے بہت سے نئے طریقے ایجاد کیے - فیلپ درحقیقت اِس فن کا امام ہے - ابتک اِس راہ میں اُسي کي پیروي کي جا رہي ہے -

اگر غور کیجیے تو اس مختصر سے واقعہ میں اقوام مشرق کیلیے کیسي عظیم عبرت و موعظت پوشیدہ ہے ؟ ایک قومیں وہ ہیں جو اپنے اُن مشاهیر کی یاد بھی نہیں بھلا سکتیں ' جنھوں نے اُنکے پاگلوں کیلیے زندگي اور تندرستي کي راہ نکالي تھي - ایک ہم ہیں کہ اپنے اُن مصلحوں اور پیشواؤں کي بھي عزت کرنے کیلیے آمادہ نہیں جو صرف پاگلوں کی زندگي ہي کیلیے نہیں بلکہ تمام ذي ہوش افراد قوم کي زندگي و سعادت کے لیے قربانیاں کر رہے ہیں ! کسي آبادي میں مریضان جنون کي تعداد زیادہ سے زیادہ اِتني ہوسکتي ہے کہ ہر دس ہزار میں ایک انسان مجنون تصور کرلیا جایے - اس اعتبار سے کہنا چاهئے کہ ڈاکٹر فلپ پینیل نے ایک لاکھہ انسانوں میں سے دس انسانوں کي خدمت کي ' مگر فرانس اسے فراموش نہ کر سکا - لیکن مشرق میں تو ایسے جاں نثاران قوم موجود ہیں جو لاکھہ میں سے دس کے لیے نہیں بلکہ پورے لاکھہ کے لیے زندگي اور سعادت کے دروازے کھلوانا چاهتے ہیں ' مگر لوگوں کا کیا حال ہے ؟ یہ حال ہے کہ گردن موڑ کر اُنھیں دیکھنے کے لیے بھي طیار نہیں !

فرانس نے صرف یہی ایک صد سالہ یادگار نہیں منائي ہے - یورپ میں اب عام دستور ہوگیا ہے کہ تمام مشاهیر قوم کي یادگاریں ہر پچیس ' پچاس ' اور سو سال کے بعد منائي جاتي ہیں - غالباً اس قسم کي صد سالہ یادگار سب سے پہلے سنہ ۱۸۸۷ ع میں منائي گئي تھي جب کہ " دانتے " کي وفات پر سو سال گزرے تھے - اُسي موقعہ پر وکٹر ہیوگو نے وہ تاریخي تقریر کي تھي جو دنیا کے موجودہ عام ادب کي اول درجہ کي چیزوں میں سے تسلیم کي جاتي ہے -

(اسمٰئیل کرومپٹن کی صد سالہ برسي)

لیکن جب فرانس عقلي امراض کے سب سے بڑے ڈاکٹر کي صد سالہ برسي منا رہا تھا ' تو انگلستان بھي تذکار مشاهیر کي مشغولیت سے فارغ نہ تھا - فرانس ذہن و جذبات کا گھر ہے اور انگلستان عملیات و صنائع کا - یہ فرق اس معاملہ میں بھي نمایاں تھا - فرانس عقلي امراض کے سب سے بڑے طبیب کي برسي منا رہا تھا ' تو انگلستان انساني ضروریات کے سب سے بڑے صناع کي یاد میں مشغول تھا !

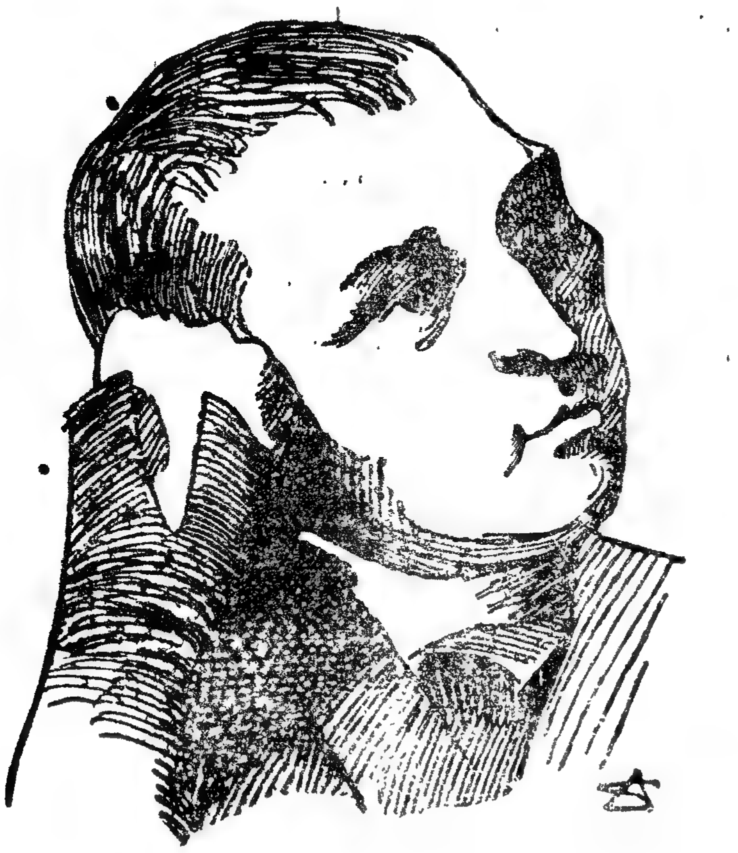

یہ صناع اسموئیل کرومپٹن ہے جس نے سب سے پہلے سوت کاتنے کي ایسي مشین ایجاد کي تھي جس کي وجہ سے کپڑا بننے کي صنعت دست انساني کي احتیاج سے بے نیاز ہوگئي - اور کپڑے کي ساخت کا سب سے بڑا اقتصادي انقلاب ظہور میں آگیا -

میں جس وقت پیرس کے نیم سرکاري اخبار طان میں اس برسي کي روئداد پڑھ رہا تھا ' تو میرا ذهن بے اختیار هندوستان کي اُس عظیم شخصیت کي طرف منتقل ہوگیا جو دنیا کو " کرومپٹن " کي جگہ اُس غیر معلوم مگر بلا نزاع " عظیم الشان انسان " کي طرف متوجہ کرنا چاهتي ہے ' جس نے اب سے ہزاروں برس پہلے ہاتھہ سے چلانے کا سہل اور سادہ چرخہ ایجاد کیا تھا - میں نے اپنے دل میں کہا " افکار و اصول کے یہ کیسے دو مختلف نقطے ہیں جو ایک دوسرے کے مقابلے میں نمودار ہوگئے ہیں ؟ انیسویں صدي کے مغرب کا کرومپٹن ' اور بیسویں صدي کے مشرق کا گاندھي ! " معاملہ اتنا عظیم ہے کہ مجھے رائے زني کي جرأت سے احتراز کرنا چاهیے - اس قسم کے اختلافات کا همیشہ حال نے نہیں بلکہ مستقبل نے فیصلہ کیا ہے - کرومپٹن پر ایک صدي گزر چکي ہے - گاندھي پر کم از کم ایک چوتھائي صدي گزر جانے دو !

صد سالہ برسي کا یہ عظیم اجتماع بولٹن میں ہوا تھا - اس موقعہ پر سوت کاتنے کے چرخوں اور مشینوں کي نمائش بھي کي گئي تھي - تمام قدیم ترین آلات حتی کہ چار ہزار برس پہلے کے مصري چرخے بھی جمع کیے گئے تھے - اس سے مقصود یہ تھا کہ یہ بات واضح کر کے دکھلا دي جائے کہ سموئیل کرومپٹن سے پہلے سوت کاتنے کے آلات نے کہاں تک ترقي کي تھي ' اور اُن کے مقابلہ میں موجد کي ایجاد نے کیسي حیرت انگیز مشین ایجاد کردي ؟ سر ٹامس فلڈر نے جو بولٹن کے میئر ہیں ' نمائش کا افتتاح کیا - اُنھوں نے موجد کي تاریخ بیان کرتے ہوئے کہا :

" ہمیں اِس پاک دل اور بے ریا دیہاتي کي اولوالعزمي کے سامنے جھک جانا چاهیے جس نے دنیا کو ایسي عجیب ایجاد بغیر کسي ذاتي طمع یا نفع کے بلا معاوضہ دیدي ' اور خود اپنے بال بچوں کے ساتھہ نہایت غربت کي زندگي بسر کرتا رہا "

بولٹن کے سب سے بڑے میدان میں موجد کا اسٹیچو کھڑا ہے - اور اپنے خط و خال سے اُس کي اولوالعزمي ' ثابت قدمي ' اور فراخ

" خیال کیا جاتا هے که اِس شاهي سیاحت کے اثناء میں بے ضابطه طور پر اسي " حلف نامه " پر تبادلهٔ خیال هوگا - یه نهیں کها جاسکتا که ایسي مخالفة جس میں ایک طرف مسلح گھمنڈ اور دوسري طرف بے سروسامان قومیت هے' حقیقت و صداقت کے ساتھه وجود میں آ بھي سکتي هے یا نهیں ؟

انگلستان کا پریس جس زور و شور سے سلطان فواد کي پذیرائي کر رها هے' اور آج کے سرکاري اهتمامات بھي جس درجه کے کیے گئے تھے' وه یقیناً غیر معمولي هیں - یهاں کے تمام مشرقي اور مشرق دوست حلقے محسوس کررهے هیں که اس کي تهه میں کوئي خاص جذبه کام کر رهي هے -

انگلستان کے وهي سرکاري اور نیم سرکاري اخبارات جو کل تک مصر کے خلاف بڑے زور و شور سے خامه فرسائي کر رهے تھے' اب سلطان مصر کي تعریفوں کے پل باندھ رهے هیں - سلطان کے اعزاز و تکریم کا جذبه یهاں تک بڑھگیا هے که اب اُن کي " مشرقیت " بھي مغرب کے اس صدر مقام پر شاق گزر رهي هے - کوشش کي جارهي هے که اُنهیں " مغربي " بنا دیا جائے - ڈیلي نیوز کے مقاله نگار خارجیه کو پهلي مرتبه اس حقیقت کا انکشاف هوا هے که سلطان فواد محمد علي خدیو اول کے خاندان سے هیں' اور محمد علي یوروپین ترکي کا باشنده تھا - ایشیائي ترکي کا نه تھا - وه لکھتا هے :

" اس موقعه پر هم یه حقیقت فراموش نهیں کرسکتے که همارا مهمان عزیز اگرچه اس اعتبار سے همارا مهمان هے که وه باهر سے انگلستان میں آیا هے' لیکن اس اعتبار سے اُسے مهمان نهیں کهه سکتے که وه مغرب میں مشرق کا مهمان هے - وه مشرق کا نهیں بلکه خود مغرب کا ایک فرمانروا هے جیسے اتفاقات نے مشرق کے ایک تاج و تخت کا مالک بنادیا هے - همارے قارئین میں سے هر شخص تاریخ مصر کي اس ابتدائي حقیقت سے با خبر هوگا که وهاں کے حکمراں خاندان کا مورث اعلیٰ محمد علي اعظم تھا جو البانیا کے ایک قصبه قواله کا باشنده تھا' اور البانیا یورپ هي کا ایک ٹکڑا هے - مشرق اور ایشیا میں نهیں هے - فی الحقیقت سلطان فواد کي شخصیت میں آج هم ایک یوروپین نژاد فرمانروا کي پذیرائي کر رهے هیں ! "

محمد علي کے خاندان کي مغربیت سو برس تک انگلستان کو یاد نه آئي' لیکن اب اچانک اس کا انکشاف هوگیا هے !

آپ کے دوست انریبل مسٹر پٹیل یهاں سے واپس روانه هوگئے جهاں تک میں اندازه کر سکا هوں' کهه سکتا هوں که ایک خاص معیار عمل کے اندر رهکر' انهوں نے یهاں کے سرکاري حلقوں پر اچھا اثر ڈالا هے - اُنهیں لیجسلیٹو اسمبلي کي ریاست کے ساتھه کانگرسي هونے کي روایات ملحوظ رکھنا' اور کھدر کي دھوتي اور ٹوپي بھي سنبھالے رکھنا' آسان نه تھا' لیکن اُنهوں نے کسي نه کسي طرح بات بنائے رکھي - یهاں کے هندوستاني حلقوں میں خیال کیا جاتا هے که غالباً آئنده کمیشن میں هندوستاني ممبر کي جگه اُنهیں کو دي جائیگي -

اس هفته میں آپ کے اس ارشاد کي تعمیل نه کر سکا که جو کچھه لکھوں هندوستان کے متعلق لکھوں - آئنده ڈاک سے اس کا سلسله شروع کروں گا - مجھے امید هے' سلطان فواد اور مصر کا معامله بھي آپ کے صفحات کے لیے غیر ضروري اور غیر دلچسپ نه هوگا -

* * *

مکتوب فرانس

(الهلال کے مقاله نگار پیرس کے قلم سے)

فیلپ پینیل کي صد ساله برسي

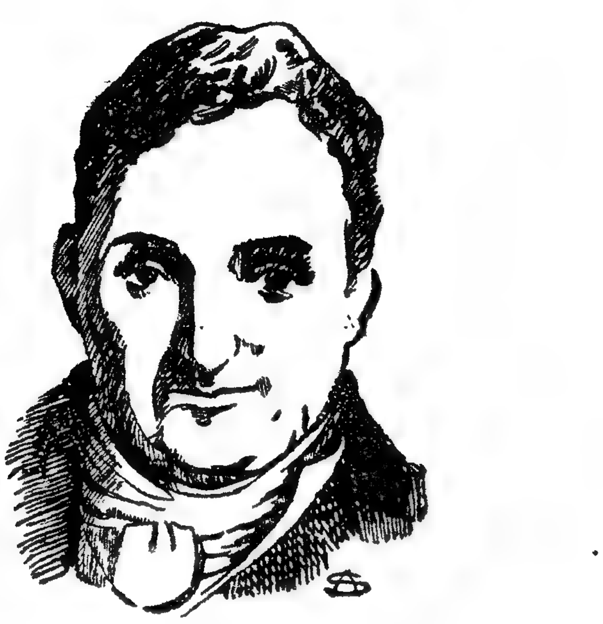

اس موسم کا ایک شاندار واقعه یه تھا که فرانس میں بڑے دھوم دھام سے فیلپ پینیل کي صد ساله برسي منائي گئي -

فیلپ پینیل سنه ۱۷۴۵ - میں پیدا هوا' اور سنه ۱۸۲۶ - میں فوت هوا - یه عقلي امراض کا سب سے بڑا طبیب تسلیم کیا گیا هے - اِس سے پهلے پاگلوں کو بهت تکلیف دیجاتي تھي - زنجیروں میں باندھ دیا جاتا تھا - غلیظ مکانوں میں رکھا جاتا تھا - بدترین غذا کھلائي جاتي تھي - چوپایوں سے بھي بدتر سلوک کیا جاتا تھا - اِس طبیب نے اِس برتاؤ کے خلاف سب سے پهلے آواز بلند کي' اور پاگلوں پر رحم اور شفقت کرنے کا عام جذبه پیدا کردیا - پهلے جنون لا علاج مرض سمجھا جاتا تھا - اسي نے سب سے پهلے بتایا که لا علاج نهیں هے -

فرانس کے مشهور پاگل خانه " بیسیٹر " کے اعلیٰ افسر ڈاکٹر روبینو فیچ نے فیلپ کي برسي پر ایک مضمون لکھا هے اور اخبار " ماتان " کے افتتاحي کالموں میں شایع هوا هے - مضمون نگار لکھتا هے :

" فیلپ اِسي پاگل خانه میں معالج تھا جس میں اس وقت میں خدمت کر رها هوں - فیلپ کا درجه خواص کي نظر میں " مسیح جدید " کا درجه هے - اِسنے عقلي بیماریوں کے علاج میں رحم اور شفقت کو عام کیا - اسنے ظلم اور سختي کے خلاف اُس وقت صدا بلند کي جب پورے فرانس میں هولناکي پھیلي هوئي تھي' اور هر طرف خون بهه رها تھا !

" بیسیٹر پاگل خانه سے فیلپ کا تعلق ستمبر سنه ۱۷۹۳ - میں هوا - اُسوقت یهاں پچاس پاگل موجود تھے - یه زنجیروں میں بندھے رهتے تھے - ان میں سب سے زیاده مشهور اور تاریخي پاگل شاهي باڈي گارڈ کا ایک پرانا سپاهي تھا یه نهایت هي قوي هیکل تھا اور غیر معمولي جسماني قوت رکھتا تھا - شراب کي عادت پڑگئي اور همیشه مدهوش رهنے لگا - نتیجه یه نکلا که دماغ خراب هوگیا - فوج سے نکال دیا گیا - جوش جنون میں اُسے یه سوجھا که میں فرانس کا سپه سالار اعظم هوں - جو کوئي یه بات تسلیم نه کرتا' اُسے بُري طرح مارنے لگتا - آخر پاگل خانه بھیج دیا گیا - یهاں وه دس برس سے

" بنابریں مصري حکومت نے فیصله کیا هے که فوج اور سرحدوں کا موجوده نظام بر قرار رهے ' لیکن ساتهه هي مصري وزیر جنگ کے اختیارات کو کوئي ٹهیس بهي نه لگے - وه بدستور مصري پارلیمنٹ کے سامنے جوابده رهیگا "

" اِس طریقه پر' جو مصلحت اور نظام کے هر طرح مطابق هے ' مصري حکومت نے اِس مشکل کا معقول حل ڈهونڈه نکالا هے - حکومت کو پورا یقین هے که ابتک جو دوستانه رویه برطانیا نے گفت و شنید میں اختیار کر رکها هے ' وه برابر قایم رهے گا اور اُن تمام اسباب کو دفع کر سکے گا جو موجوده مشکل اور دوسري مشکلات کا موجب هیں "

اِس بیان سے صاف معلوم هوتا هے که برطانیا کے ابتدائي مطالبات مصري سیادت و حکمراني کے منافي تهے ' اس لیے مصري حکومت نے اُنهیں تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تها - پهر اُنمیں کچهه ترمیم و تبدیلي هوئي ' اور ایسي شکل میں پیش کیے گئے جو مصري حکومت کي نظر میں ایک حد تک لائق قبول تهے ' لهذا اُسنے تسلیم کر لیا اور جهگڑا ختم هو گیا -

(حج براه مصر)

اِس سال موسم حج کي کامیابي کا اندازه اُس سرکاري رپورٹ سے کیا جا سکتا هے جو صرف آٹهه روز کی هے - اِس سے معلوم هوتا هے که ۲۲ - مئي سے ۳۰ - مئي تک سوئز کي بندرگاه سے سفر کرنے والے حاجیوں کي تعداد حسب ذیل تهي :

۱۵۰۷ مصري ۲۰۲ ترک ۸۸ جزائري ۹۸ تیونسي
۷۷ مراکش ۱۲۶ طرابلسي ۱ روسي ۲ رومانی ۱۴۷ ایراني
۱۴ عربي ۲۷ سروین ۵۲ افغاني ۲۳ افریقي ۱۷ اسپیني
۵۹۸ فلسطیني ۲۶ سنگالي ۴۳۲ شامي ۱۵۷ هندوستاني
۲۴ جاوي ۱۷۱ عراقي - یعني کل ۳۷۸۵ حاجي تهے -

جون کے پہلے هفته کي رپورٹ سے ظاهر هوتا هے که :

۳۱۵ منگولي ۲۶۲ ترک ۲۷۶ جزائري ۱۲۰۵ تیونسي
۲۰۲ مراکشي ۲۰۷ طرابلسي ۲ روسي ۵۸۲ ایراني ۱۸۱۹ شامي
۵ سروین ۲ بلغاري ۵۸۱ عراقي ۱۹ نیجیریائي ۴۳ حجازي -
یعني کل ۶۶۷۰ حاجیوں نے سوئز کي راه سے سفر کیا -

مجموعي تعداد تقریباً ساڑهے دس هزار هوئي - صرف دو هفته کے اندر اِتنے حاجیوں کا نهر سویز سے گزرنا اِس سال کے موسم حج کي شاندار کامیابي کا ایک بین ثبوت هے -

مکتوبِ شام

(الھــلال کے مقاله نگار مقیم دمشق کے قلم سے)

اپنے پچهلے مکتوب میں شام کي مضطرب سیاسي حالت پر روشني ڈال چکا هوں - آج بهي وهي حالت هے جو اُس وقت تهي - نه تو کوئي تبدیلي هوئي هے - نه کسي قریبي تبدیلي کے آثار نظر آتے هیں - البته ایک اهم واقعه ضرور پیش آیا هے اور تمام ملک کي دلچسپي کا مرکز بن گیا هے -

ایک مدت سے شام کا فرانسیسي هائي کمشنر موسیو بونسو شام سے غائب تها اور پیرس میں مقیم تها - بیان کیا گیا تها که وه شام کے آئنده نظام حکومت پر مرکزي حکومت سے گفت و شنید کر رها هے - اُس کي طویل غیر حاضري نے ظاهر بینوں کو طرح طرح کي امیدوں میں مبتلا کردیا تها - لوگ کهتے تهے - هائي کمشنر کي پیرس میں موجودگي ضرور نتیجه خیز ثابت هوگي - یهي وجه هے که اِن سب کو واپسي کا بڑي بے چیني سے انتظار تها -

لیکن اب انتظار کي مدت ختم هوگئي - هائي کمشنر واپس آگیا هے - لیکن امیدوں کے یه تمام خوش آئند خواب اِس وقت تک تعبیر سے محروم هیں - اس وقت تک هائي کمشنر نے نه تو کوئي اعلان کیا هے ' نه بظاهر آثار نظر آتے هیں - مگر طرح طرح کي افواهیں ضرور پهیل رهي هیں -

مجهے با خبر حلقوں سے جو کچهه معلوم هوا هے ' یه هے که پیرس میں هائي کمشنر اور شامي وفد کے مابین بهت سي ملاقاتیں هوئیں اور عرصه تک بحث و مذاکره جاري رها - شامي وفد نے نرم سے نرم شرطیں پیش کي تهیں - لیکن هائي کمشنر نے صرف چند منظور کرلیں - باقي تمام رد کر دیں - مثلاً وفد کا مطالبه تها که تمام سیاسي مجرموں کو عام معافي دیدي جاے - مگر حکومت نے سیاسي قائدین کو معافي دینے سے انکار کر دیا - وفد نے پورے ملک کو ایک هي نظام حکومت کے ماتحت رکهنے کا مطالبه کیا تها - لیکن حکومت نے اِسے صرف اِس صورت میں منظور کرنا گوارا کیا که نظام حکومت ریاست هاے متحده کا نظام هو - یعنے چهوٹے چهوٹے صوبے الگ الگ قائم رهیں اور اپني جگه خود مختار هوں - مگر انهیں کسي مرکزي نظم میں متحد کر دیا جاے - اِس سے مقصود یه هے که ملک میں وحدت جنس و قوم پیدا نه هو سکے - ایک قوم بهت سے ٹکڑوں میں منقسم هوکر اپني وطني قوت ضائع کر دے -

اصل یه هے که همیشه اجنبي اقتدار ملک کي قومي وحدت کا مخالف هوتا هے - وه هر طرح کي صورت حال گوارا کرلے سکتا هے لیکن یه بات گوارا نهیں کرسکتا که ملک میں قومي وحدت کي روح پیدا هوجاے - شام میں یه روح پهلے سے موجود هے - زبان ' وطن ' رسم و رواج ' اور اجتماعي خصوصیات نے تمام شامیوں کو ایک رشته میں منسلک کردیا هے - لیکن فرانس چاهتا هے ' انکے ٹکڑے ٹکڑے کردے - وه ایک رشتهٔ قومیت قائم نه رکهه سکیں - بهر حال دیکهئے - فرانس کا آینده طرز عمل اس بارے میں کیا هوتا هے ؟

شام و عراق کي سرحدوں پر قبائل عرب کي خانه جنگي صدیوں سے جاري هے - اب دونوں ملکوں کي حکومتیں اسکا قطعي سدباب کردینا چاهتي هیں - چنانچه حال میں طرفین کے دستخط سے عربي ' انگریزي ' اور فرانسیسي زبانوں میں ایک اعلان هوائي جهاز کے ذریعه ' سرحدي قبائل میں تقسیم کیا گیا هے - اسکا ترجمه حسب ذیل هے :

" شام و عراق کي سرحدوں پر بسنے والے قبائل کو آگاه کیا جاتا هے که شام اور عراق ' دونوں ملکوں کي حکومتوں نے متفق هوکر طے کرلیا هے که تمهاري آپس کي خانه جنگي ' دشت و خون ' اور چوري و قزاقي قطعاً نا جائز اور ممنوع هے - نیز هتیار بند هوکر سرحد کے اُس پار جانا بهي ممنوع هے - آئنده جو کوئي اِس طرح کي کوئي بات کریگا ' اُسے نهایت سخت سزا دیجائیگي "

دلي ثابت کر رھا ھے - انگلستان کے تمام سوت کے کارخانوں ميں اس کي تصويريں آويزاں ھيں اور بڑي عزت و احترام کي نظروں سے ديکھي جاتي ھيں -

يه صناع سنه ۱۷۵۳ ع ميں پيدا ھوا اور سنه ۱۸۲۷ ع ميں انتقال کر گيا -

(عثماني شهزاده کي وفات)

اس هفته کا ايک افسوس ناک واقعه پرنس برهان الدين کي وفات ھے جو سلطان عبد الحميد خاں مرحوم کے سب سے چھوٹے لڑکے تھے -

آپ کو معلوم ھے که سنه ۱۹۰۸ ع ميں جب دوسرے انقلاب دستور کے بعد سلطان موصوف معزول کرديے گئے ' تو حسب معمول ان کے خاندان سے کوئي تعرض نہيں کيا گيا تھا - سلطاني خاندان کے دوسرے شهزادوں کي طرح اُن کي بھي تنخواھيں مقرر کردي گئي تھيں - سنه ۱۹۱۶ ع ميں جب سلطان عبد الحميد کا انتقال ھوگيا ' تو اُن کے لڑکوں نے سلطان کي ذاتي جائداد اور اموال و متاع کے ورثه کا دعوی کيا - سلطان عبد الحميد کي ذاتي جائداد کا فيصله اس قدر مشکل تھا ' جتنا شايد ھي دنيا کے کسي فرمانروا کي جائداد کا ھوا ھو - ترکي ميں جو کچھه تھا سب اُنھي کا تھا ' اور اُن کا جو کچھه تھا ' اس ميں سے کچھه بھي اُن کا نه تھا - بهر حال ايک کميشن کا تقرر ھوا ' اور اُس نے دعوے کي سماعت کے بعد فيصله کر ديا - اس فيصله ميں دعوے کا بہت قليل حصه تسليم کيا گيا تھا - اکثر مطالبات رد ھوگئے تھے - سلطان کي اولاد اس فيصله پر راضي نه ھوئي ' ليکن چونکه اس کے بعد ھي جنگ نے انقلاب انگيز صورت اختيار کرلي تھي ' اس ليے مزيد کار روائي کا موقعه نه تھا -

جنگ کے بعد جب دوباره امن و امان کا وقت آيا ' تو قومي مجلس نے جمهوري حکومت کا اعلان کر ديا ' اور پھر کچھه عرصے بعد خاندان سلطاني کے تمام افراد جلا وطن کر ديے گئے - ان ميں سلطان عبد الحميد کا خاندان بھي تھا - اس خاندان کے بعض افراد بيروت چلے گئے - بعض نے يورپ کي راه لي - انھي ميں پرنس برهان الدين بھي تھے - انھوں نے جلا وطني کے بعد ترکي حکومت پر سلطان عبد الحميد کے ورثه کا از سر نو دعوی کيا تھا - انھيں پوري اُميد تھي که اس ميں کامياب ھونگے - يه زياده تر سوئٹزر لينڈ ميں بعض ترک امرا کے ساتھه رھا کرتے تھے - خود ان کي مالي حالت عثماني خاندان کے دوسرے ارکان سے بھتر نه تھي - پچھلے مہينے پيرس آئے تاکه ترکي سفير سے ملاقات کريں - شهر کے ايک سب سے ادنی درجه کے ھوٹل ميں ٹھيرے جو انکي مفلسانه حالت کا لازمي نتيجه تھا - وھيں اچانک بيمار پڑے اور انتقال کر گئے -

دنيا کے انقلابات صرف تاريخ ھي ميں نہيں ڈھونڈھنے چاھئيں - خود ھمارا عهد بھي اپني تاريخ مرتب کر رھا ھے - زار ' قيصر ' اور عبد الحميد ' موجوده صدي کے سب سے بڑے شخصي اور مستبد فرمانروا تھے - اُن کے جاه و جلال اور سطوت و جبروت کے هيبت انگيز واقعات ديکھنے والے ھزاروں لاکھوں کي تعداد ميں ابھي زنده موجود ھيں - ليکن انقلاب کي ايک ھي گردش نے انھيں کتني بلندي سے کتني پستي تک پہنچا ديا ؟ آج ان ميں سے ايک کا لڑکا پيرس کے سب سے زياده ادنی ھوٹل ميں دم توڑ چکا ھے ' اور اُس کے سرھانے ايک آنکھه بھي ايسي موجود نہيں جو اُس پر آنسو بہا رھي ھو - و تلک الايام نداولها بين الناس !

* * *

مکتوب مصر

(الهـــلال کے مقاله نگار مقيم قاهره کے قلم سے)

(انگريزي مصري نزاع)

پچھلے هفتے انگريزي مصري نزاع پر گفتگو کرتے ھوے وه بنيادين بتا چکا ھوں جو مصري حکومت نے تصفيه کے ليے پيش کي تھيں - آج ايک هفته گزرنے کے بعد بھي دنيا کي معلومات اِس جھگڑے کے متعلق آگے نه بڑھسکيں ' کيونکه تمام گفتگو پردۂ راز ميں ھے - طرفين کي پارليمنٹوں ميں مطالبه کيا گيا که گفت و شنيد شايع کردي جائے ' مگر دونوں حکومتوں نے ايک ھي جواب ديا - يعني ابھي تک فريق ثاني نے اسکي اشاعت کي اجازت نہيں دي ھے - اس سے صاف ظاھر ھوتا ھے که دونوں اُسے شائع کرنا سردست مناسب نہيں سمجھتيں -

اس صورت حال نے دونوں ملکوں ميں سخت انتشار پيدا کرديا ھے - برطاني اخبارات دعوی کر رھے ھيں که مصر دب گيا اور انگريزي مطالبات منظور کر ليے - مصري اخبارات مدعي ھيں که برطانيا سختي سے باز آگيا ' اسليے مصر نے بھي مصالحت کے ليے آمادگي ظاھر کردي - مگر کيونکر ؟ کہاں تک ؟ اسکا کوئي جواب نہيں ملتا !

ليکن يه يقيني ھے که تصفيه ھوگيا ھے - باقي رھا يه سوال که کس کي ضد پوري ھوي ؟ تو اس بارے ميں کوئي قطعي بات نہيں کہي جا سکتي - البته عبد الخالق ثروت پاشا مصري وزير اعظم کي ايک تصريح ضرور موجود ھے - يه تصريح انھوں نے مصري پارليمنٹ ميں کي ھے - اگرچه يه بھي مبهم ھے ' تاھم معامله پر کچھه نه کچھه روشني ضرور ڈالتي ھے - اُنھوں نے کہا :

" يه بات سخت افسوسناک ھے که پچھلے دنوں مصري اور برطانوي حکومتوں ميں غلط فهمي پيدا ھوگئي تھي - اس غلط فهمي نے برطانيا کو آماده کيا که اپنے ھائي کمشنر کے ذريعه مصري حکومت کے پاس ايک نوٹ بھيجے - اس نوٹ ميں مصري فوج اور محکمۂ سرحد کے متعلق چند مطالبے درج تھے - ساتھه ھي يه بھي درج تھا که برطانيا متمني ھے که نزاع دوستانه طور پر ختم کردي جائے - مصري حکومت نے برطانوي نوٹ پر اچھي طرح غور و خوض کرنے کے بعد فيصله کيا که اسکے مطالبے اپني مجموعي هيئت ميں مصري حکمراني ' مصري پارليمنٹ کے حقوق ' اور ملک کے قانون اساسي کو نقصان پہنچانے والے ھيں "

" چونکه ايسے معاملات ميں حکومت کو اپني مرضي سے فيصله کرنے کا اختيار نہيں - قانون کي رو سے پارليمنٹ کے سامنے پيش کرنے پر مجبور ھے - لهذا اُسنے بغير کسي تامل کے کہديا که يه مطالبات انکي مجموعي هيئت ميں منظور نہيں کئے جا سکتے "

" مگر چونکه مصري حکومت ھر غلط فهمي کے دور کرنے کے ليے مستعد رھتي ھے ' اس ليے اُسنے معامله کو ايک اور طريقه پر سلجھا دينا چاھا جس کا اُسے قانوناً اختيار تھا اور جو مصر کے بنيادي حقوق کے منافي نہيں ھے - چنانچه اُسنے فوج کے مسئله ميں غور و بحث کے بعد طے کيا که برطانيا کے کون کون مطالبے قابل قبول ھيں اور کون نا قابل قبول - جو امور فوج کيليے مفيد تھے ' يا جنسے کوئي مضرت پيدا نہيں ھوتي تھي ' اُنھيں اُسنے بطور خود منظور کرليا "

سیر فی الارض

أولم یسیروا فی الارض فلینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلھم؟

(۳۰-۸)

سیاحانِ عالم کے مشاہدات و تاثرات

ایک مصری سیاح کے تاثرات

ٹیونس اور البانیہ

ٹیونس

اگر الجزائر فرانس کا محکوم ہے تو ٹیونس بھی فرانس کے جولانِ حکومت سے پامال ہو چکا ہے۔ جو فرانسیسی یہاں ہیں وہی فرانسیسی وہاں بھی ہیں۔ محکومی اور ماتحتی، موت کی طرح سخت اور سست رفتار ہے۔ ایک خفیہ زہر ہے۔ دوسرا علانیہ ہے۔ لہذا کچھ عجب نہیں اگر دونوں ملکوں کی زندگی باہم مشابہ ہے۔ بلکہ پہلی نظر میں تو دونوں کی زندگی ایک ہی طرح کی معلوم بھی ہوتی ہے۔ لیکن میرے خیال میں باوجود اس گہری مشابہت کے دونوں میں بڑا فرق ہے۔ ایک بیماری سو برس کی پرانی ہے، دوسرے کی ۴۰ برس سے بھی کم کی ہے۔ ٹیونس میں جدید زندگی کے مبادیات موجود ہیں، اور امیدوں کے لئے بھی ویسی مایوسیاں نہیں ہیں جیسی الجزائر اور مراکش میں محسوس ہوتی ہیں۔

ٹیونس کی بیداری ٹیونسی قوم کی سعی و ہمت کا نتیجہ ہے۔ شمالی افریقہ میں ظلم کی یکسانیت سے مظلومیت کی حالت یکساں نہیں ہو جا سکتی تھی۔ مراکش، الجزائر، ٹیونس، ریف، ان تمام مقامات میں یوروپین استعمار یکساں قوت و خصائل کے ساتھ نمودار ہوا، لیکن ان تمام مختلف مقامات کی جماعتی حالت و استعداد یکساں نہ تھی۔

ٹیونس کی بیداری کے اور بھی متعدد اسباب ہیں۔ بعض قوی ہیں، بعض ضعیف ہیں۔ بعض اچھے ہیں، بعض برے ہیں۔ بعض غذائے نافع کے حکم میں داخل ہیں۔ بعض سم قاتل کا حکم رکھتے ہیں۔ کبھی برائی سے بھی بھلائی پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی زہر سے بھی شفا حاصل ہوتی ہے۔ جب خدا کسی قوم کی بھلائی چاہتا ہے تو ہر چیز اس کی خدمتگزار ہو جاتی ہے۔ ہر راہ اسے منزلِ مقصود کی طرف پہونچاتی ہے۔ لیکن جب کسی قوم کی تباہی کے دن آجاتے ہیں تو ہر چیز اسے نقصان پہنچاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے ٹیونس پر خدا کی مہر و عنایت ہے۔ اسی لئے اس کے سامنے بھلائی اور ترقی کی راہیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔

ٹیونس میں مدرسے ہیں اور قوم میں علم و نور پھیلا رہے ہیں۔ ٹیونس میں عربی اخبارات ہیں، اور اگرچہ بہت پست اور بے بضاعت ہیں، لیکن بہر حال ملک کی بیداری کا سرچشمہ ہیں۔ ٹیونس میں ایک کرسی بھی ہے، جسے "تخت شاہی" کہتے ہیں۔ اس پر ایک ٹیونسی مورت بھی رکھی رہتی ہے، جسے بادشاہ یا دہاں کی اصطلاح میں "بائی" کہتے ہیں۔ اس کے سر پر ایک غلاف بھی چڑھا ہے۔ اسے "تاج" کہکر پکارتے ہیں۔ "بائی" کی عیش و عشرت بالکل ویسی ہی ہے جیسی مشرقی بادشاہوں کی ہوا کرتی تھی۔ بہت سے ابن الوقت اس کے محل کا اسی طرح طواف کرتے ہیں جس طرح مومن کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ اس کے دروازوں اور چوکھٹوں کو چومتے ہیں اور اجر و ثواب کی امیدیں رکھتے ہیں!

ٹیونس میں نوجوان بھی ہیں۔ قریب ہے کہ ان کی آنکھیں کھل جائیں اور "زندگی" کا جلوہ دیکھ لیں۔ ٹیونس میں ترقی کا جذبہ بھی موجود ہے اگر محکومی کی بندشیں ذرا بھی ڈھیلی ہو جائیں تو قریب ہے کہ خوب پھلے اور پھولے۔ مگر موجودہ قید و بند بھی اسے روک نہیں سکتی۔ یہ جذبہ، سنگ چقماق کی طبیعت رکھتا ہے۔ جتنا رگڑا جاتا ہے، اتنا ہی چمکتا اور مشتعل ہوتا ہے!

ٹیونس کی بیداری کا ایک سبب، اجنبی تسلط و جبر بھی ہے۔ ٹیونس خواب خرگوش میں پڑا سو رہا تھا۔ اجنبی توپوں نے گرجکر اسے بیدار کر دیا اور اس طرح بیدار کیا کہ پھر اس کی آنکھیں بند نہ ہوئیں۔ اجنبی تسلط ذی استعداد قوموں کے لئے تازیانۂ عبرت ہوتا ہے، اور نالائق قوموں کے لئے پیام ہلاکت!

ٹیونس کی بیداری میں تقلید و جمود اور قدامت پرستی کے عناصر کو بھی بڑا دخل ہے۔ ٹھیک اسی طرح، جس طرح یہ عناصر مصر کی موجودہ بیداری کا ایک سبب بن گئے ہیں۔

اس دنیا میں شر محض کا وجود نہیں۔ تقلید و جمود اور قدامت پرستی میں کتنا ہی بڑا شر کیوں نہ ہو، لیکن اسمیں نفع بھی موجود ہے۔ کسی قوم کے لئے مناسب نہیں کہ اپنا ماضی بالکل بھلا دے۔ ماضی اور قدیم کا صالح جوہر ہمیشہ قوم میں موجود رہنا چاہئے، ورنہ قوم اپنی قومیت کی اساسی روح سے محروم ہو جائے گی۔ یہ قدامت پرست طبقہ اپنے اندر ماضی اور قدیم کی نقش محفوظ رکھتا اور قوم کو اس کے اصلی خط و خال دکھلاتا رہتا ہے۔ یہ طبقہ کتنا ہی مضر ہو مگر اس سے یہ فائدہ ضرور ہے کہ ماضی و قدیم کی یاد فراموش ہونے نہیں پاتی، اور تغیر طلب قوتوں کے لیے اعتدال یا اعتدال کی حالت پیدا کر لیتی ہیں۔

اے مصلحین! اس مخلوق پر رحم کھاؤ، جس کا نام "قدامت پرست" ہے۔ یہ تمھاری نظروں میں ایک پرانی نقش ہی کیوں نہ ہو مگر ہے تمھارے ہی ماضی کی نقش! اس کی حفاظت کرو۔ اسے نابود کرنے میں جلدی نہ کرو۔ اگر یہ نابود ہو گئی، تو قدامت کی نقش کے ساتھ قدامت کی روح بھی نابود ہو جائے گی!

احمد زوغو کی مملکت "البانیہ"

البانیہ میں سفر بہت تکلیف دہ ہے۔ سمندر سے سفر کی صورت یہ ہے کہ یوگوسلاوی جہاز ہر ہفتہ یونان جاتے ہوئے البانی ساحل پر بھی رکتے ہیں۔ یہی راستہ میں نے اختیار کیا۔ یوگوسلاوی بندرگاہ راگیز سے سوار ہوا اور البانی ساحل دیرازو میں اتر پڑا۔

میرے ساتھی مسافر ایک ہاتھ کی انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے۔ جہاز کا کپتان کرواتی نسل کا معقول دین تھا۔ رات کو وہ ہمارے ساتھ دیر تک باتیں کیا کرتا۔ ایک دن مجھے ایک گوشے میں لیجا کر کہنے لگا:

"دیکھو، البانیہ قریب آگیا۔ ہر چیز دیکھنا مگر زبان کسی وقت بھی نہ کھولنا۔ جاسوسوں سے ہوشیار رہنا۔ البانی پولیس تمھیں زیادہ تنگ نہیں کرے گی۔ لیکن بالکل ممکن ہے کہ اندھیری رات میں دو گولیاں ہوا میں اڑتی آئیں اور تمھارا سینہ توڑ کر پار نکل جائیں۔ تمھارا کام تمام ہو جائے گا مگر قیامت تک پتہ نہیں چلے گا کہ یہ گولیاں کہاں سے آئی تھیں؟"

ہمارا جہاز پہلے قطارو میں رکا۔ پھر خوبصورت خلیج انٹیفاری میں ٹھہرا۔ صبح ۶ بجے ہم بندرگاہ دورازو کے سامنے تھے۔ یہاں سے سخت تکلیف دہ سفر کے بعد بالآخر ٹیرانا پہنچ گئے، جو البانیہ کا پائے تخت ہے۔

یہ شہر، ترکی قصبات کا منظر پیش کرتا ہے۔ تنگ گھومی ہوئی سڑکیں، ان پر چھوٹی چھوٹی دکانیں، دکانوں میں دکاندار اپنے کاموں میں ٹھیک اسی طریقہ پر مشغول جیسے صدیوں پہلے انکے آباء و اجداد تھے۔ کہیں ترکی ٹوپیاں بن رہی ہیں۔ کہیں لکڑی کا سامان طیار ہو رہا ہے۔ کہیں تانبے کے ظروف بنائے جا رہے ہیں۔ کہیں کمہار بیٹھا اپنا آنواں گھما رہا ہے۔ ساتھ ہی ترکاری والے بھی دکان لگائے بیٹھے ہیں۔ حجام استرے رگڑ رہے ہیں موچی جوتے گانٹھ رہے ہیں۔ پھر ان سب کا وہ شور و ہنگامہ کہ کان پڑے آواز سنائی نہیں دیتی۔ تاہم پورے اطمینان سے کہا جا سکتا ہے کہ شہر کے قدرتی مناظر نہایت دلفریب ہیں۔ مساجد کے میناروں نے فضا میں بلند ہو کر منظر اور بھی زیادہ دلچسپ بنا دیا ہے!

شہر کے سامنے ایک وسیع میدان ہے۔ اسمیں ایک چھوٹی سی عمارت کھڑی ہے اور سینما کی عمارت معلوم ہوتی ہے، حالانکہ وہ در اصل ملک کی پارلیمنٹ ہے۔

پارلیمنٹ کے پچھواڑے فوجی بارکیں ہیں۔ حال ہی میں تعمیر ہوئی ہیں اور شہر کی شب و روز نگرانی کرتی ہیں۔

میں نے اپنا اسباب شہر کے سب سے بڑے ہوٹل میں رکھا اس ہوٹل کا نام "بین الاقوامی" ہوٹل ہے۔ لیکن وہ ترکی ہے اور اس کی ہر چیز بھی ترکی ہے۔ ہوٹل، میدان کے سامنے ہے۔ میدان میں موٹر کاروں کا ہجوم رہتا ہے۔ یہ تمام موٹریں بہت پرانی اور جنگ عظیم کی میراث ہیں۔

عورتیں صاف پانی بھرنے کے لئے چشموں پر جوق جوق جاتی ہیں۔ مگر کیا مجال کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ نظر آجائے۔ سر سے پاؤں تک کپڑوں میں لپٹی ہوئی، حتی کہ منہ بھی چھپائے ہوئیں۔ صرف ایک طرف کی آنکھ کھلی ہوتی ہے۔ آہو کی آنکھ، غضب کی

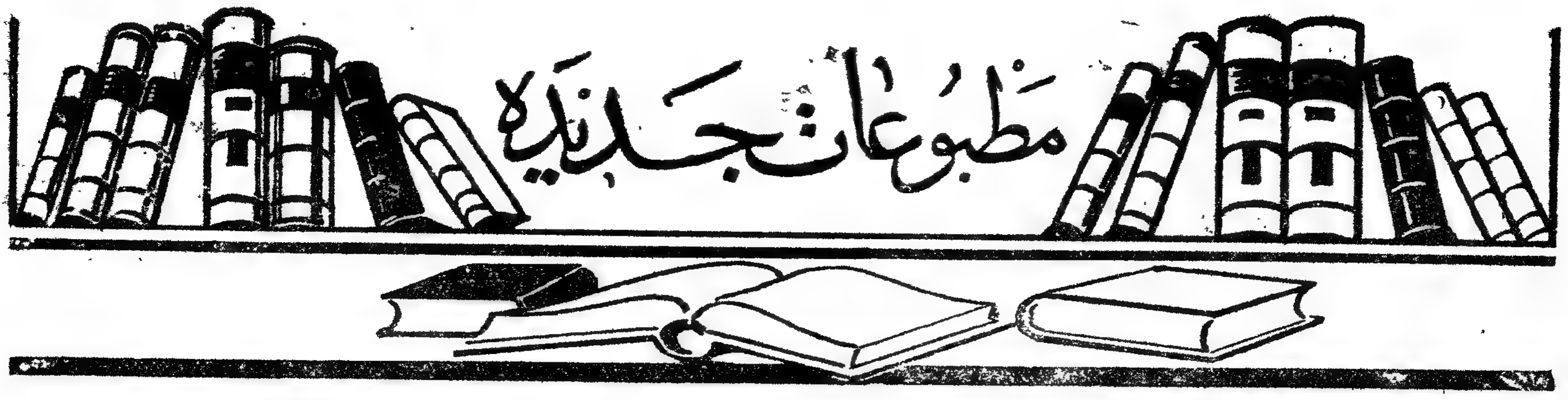

مطبوعات جديده

علم الآثار مصر

(روح کے متعلق قدیم مصریوں کا عقیده)

مصر کي قدیم تہذیب دنیائے قدیم کي تاریخ کا ایک نہایت اهم باب هے - اگر یه باب الگ کر دیا جاے تو نوع انساني کي عقلي ترقیات کي ایک نہایت اهم کڑي مفقود هو جائیگي -

اب سے سو برس پہلے مصر کے اهرام اور حیرت انگیز آثار دنیا کیلیے معما تھے - آج وہ معما نہیں هیں' مدرسه کا کام دے رهے هیں - قدیم مصري خط " هیرو گلیفي " پڑه لیا گیا هے - قدیم مصري زبان کے ضخیم لغت طیار هوگئے هیں - قدیم مصري تحریریں دستیاب هوگئي هیں - اور ان سب کے مجموعے سے علوم اثریه کا ایک مرتب ذخیرہ مدون هو گیا هے جسے مصریات (اجپٹالوجي) سے تعبیر کیا جاتا هے اور روز بروز اسکي وسعت بڑهتي جاتي هے - حال میں ڈاکٹر احمد بگ کمال مرحوم کي بے نظیر کتاب آثار مصر پر شائع هوي هے - یه قاهره کے دار الآثار کے ناظر تھے - انہوں نے تمام عمر اثریات مصر کي تحقیقات میں بسر کر دي - یه کتاب اس موضوع پر علمي دنیا کي آخرین تحقیقات پیش کرتي هے - هم چاهتے هیں وقتاً فوقتاً اسکے بعض اهم مباحث الہلال میں شائع کرتے رهیں -

(بقاء روح کا مصري اعتقاد)

" قدیم مصري تمدن کے سب سے زیاده عجیب آثار جو هم تک پہنچے هیں' انکے مقبرے اور انکي ممي کي هوي نعشیں هیں - اهرام بھي دراصل اسي غرض سے بنائے گئے تھے که مقبره کا کام دیں - اس سے انکے مذهبي عقائد پر جو موت' بعد الموت' اور روح کے خلود و ابدیت سے تعلق رکھتے تھے' غیر معمولي روشني پڑتي هے -

(مقبروں کي تاسیس)

قدیم مصر میں مقبروں کا آغاز اس طرح هوا که پہلے میت کو زمین کھود کر نذک گڑھے میں گاڑ دیتے تھے - نعش لٹانے کا بھي رواج نه تھا - سر سینه پر جھکا دیا جاتا تھا اور آگڑوں بٹھا کر زمین برابر کر دیتے تھے - اسکے بعد قبر یاد رکھنے کیلیے زمین اونچي کرنے لگے - قبر پر مٹي کا ڈھیر لگا دیا جاتا تھا - پھر مردے کو اوپر کي مٹي سے بچانے کے لیے قبر کے اندر چھت بنانے لگے - پھر چھت کے گرد مٹي کي دیواریں بنادینے کا رواج پڑا - اس کے بعد تابوت کا خیال پیدا هوا' اور پتھر کے تابوتوں میں مردے رکھے جانے لگے - پھر قبر کو بیروني صدموں سے بچانے کیلیے اس پر عمارتیں بنانے لگے - انھي عمارتوں نے ترقي کرتے کرتے اهرام کا عظیم و مہیب درجه حاصل کر لیا - اس وقت بھي دریاے نیل کے مصب اور فیوم کے مابین تقریباً سو هرم موجود هیں' اگرچه انمیں سے اکثر منہدم هو جانے کے قریب هیں -

اب یه بات محقق هوگئي هے که مصر کے اهرام در حقیقت مقبرے هي تھے - قدیم مورخین کا یه خیال بالکل بے بنیاد هے که یه قلعے هیں' یا طوفان سے بچنے کے لیے بنائے گئے تھے' یا ان میں خزانے مدفون هیں - قدیم مصري زبان میں اهرام کے نام هي سے ان کا مقصد اور موضوع معلوم هو جاتا هے - مثلاً " مسکن ابدي " " مقام کمال " " مکان خلود " " مقر روح " وغیره -

مقبروں کے باب میں یه تدریجي ترقي کیوں هوئي ؟ اس لیے که روح کي ابدیت کا اعتقاد بھي مصریوں میں به تدریج ترقي پذیر هوا تھا - جس زمانه میں وہ روح کي بقاء کے قائل نه تھے' قبروں کے معامله کو کوئي اهمیت نہیں دیتے تھے - پھر جوں جوں یه عقیده بڑھتا گیا' مقبروں کي اهمیت بھي بڑھتي گئي - مقبروں کو اس عقیده سے کیا تعلق هے ؟ بہت قریبي تعلق هے - مصریوں کا یه عقیده اس شکل میں تھا که جب تک جسم محفوظ رهتا هے' روح بھي قائم رهتي هے - کیونکه جسم سے علحده روح کا وجود نہیں هو سکتا - اس عقیده کا لازمي نتیجه یه تھا که وہ مردے کا جسم زیاده سے زیاده مدت تک محفوظ رکھنے کي کوشش کرتے تھے - اتنے مستحکم مقبرے بنانا' اور لاشوں کو ممي کرنا' اسي غرض سے تھا -

(زندگي کا مصري تخیل)

یه عقیده کیونکر موجود هوا ؟ مصریوں کا خیال تھا که زندگي ایک آدمي سے دوسرے آدمي میں ناک اور منه کي راه منتقل هوتي هے - اور یه که انساني جسم کے بعض اعضاء زندگي کي حفاظت کرتے هیں' مگر صرف اسي حالت میں جب که خود ان کي بھي حفاظت کي جائے - چنانچه هاتھ کي نبض زندگي کي محافظ هے' اس لیے هاتھ میں جوڑي پہنکر نبض کي حفاظت کي جاتي تھي - گردن کو بھي ایسا هي عضو سمجھتے تھے اور اس کي حفاظت کے لیے هار پہنتے تھے - کان کے لیے بالیاں' سینه کے لیے چاندي سونے کي لوحیں' بازو کے لیے بازو بند' اسي لیے ان میں رائج هوگئے - بہت ممکن هے که دنیا میں زیور کا استعمال اسي عقیده سے شروع هوا هو -

(موت)

ان کا اعتقاد تھا که زندگي همیشه رهتي هے - لیکن نیند کي حالت میں اور کبھي کبھي غشي کے حالت میں آدمي سے جدا هو جاتي هے - وہ کہتے تھے جب جسم بگڑ جاتا هے تو زندگي کا علاقه بھي اس سے همیشه کے لیے منقطع هو جاتا هے - اسي خیال سے نعش کي حفاظت کا خیال پیدا هوا - اور بالآخر ممي کرنے کا طریقه رائج هو گیا - یه طریقه اتنا عجیب' اتنا صحیح' اور اتنا بے خطا تھا' که چار چار هزار برس گزر جانے پر بھي آج اصلي حالت میں ان کي نعشیں موجود هیں ! "

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو
یاد رکھئے
کہ
آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما
(گائڈ بک)
کی ضرورت ہے
جو
انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹوں
ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں،
قابل دید مقامات
اور
آثار قدیمہ وغیرہ سے
آپکو مطلع کرے
نیز
جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کی
جاسکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر
ضرورت پیش آتی ہے
ایسی مکمل گائڈ بک صرف
ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین

THE DUNLOP
GUIDE
TO GREAT BRITAIN

کا دوسرا ایڈیشن ہے
ہندوستان
کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے
بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

الہلال کی قدیم مکمل جلدیں

گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

الہلال کی پہلی اور دوسری اشاعت کی جلدوں کے لئے شائقین علم و ادب مشتاق تھے۔ چند جلدیں جو دفتر مہیا کر سکا ہے حسب ذیل قیمت پر بھیجی جاسکتی ہیں:

الہلال جلد سوم
〃 جلد چہارم قیمت فی جلد ۱۰۔ روپیہ
〃 جلد پنجم
البلاغ (یعنی الہلال کا دوسرا سلسلۂ اشاعت) ۸ روپیہ (منیجر الہلال)

اگر آپکو
دمہ
(ضیق النفس)
یا
کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی
شکایت ہے، تو تامل نہ کیجئے۔ اپنے
سے قریب دوا فروش کی دکان
سے فوراً ایک ٹین

HIMROD

کی مشہور عالم دوا کا منگوا کر
استعمال کیجئے

کیا آپ کو معلوم نہیں
کہ
اسوقت دنیا میں بہترین فاونٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر"
کا
"لائف ٹائم" قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت
یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں
ہو سکتا
(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی
زندگی بھر کام دے سکتا ہے
(۳) اتنا خوبصورت سبز، سرخ اور سنہری
بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم
دنیا میں کوئی نہیں
کم از کم تجربہ کیجئے
یاد رکھئے
جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو
آپ کو "شیفر" کا
"لائف ٹائم"
لینا چاہئے!

آنکھ! ایک دن میں نے چند عورتوں کی تصویر اُتارنا چاہی۔ اُن کی نظر مجھ پر پڑ گئی۔ اُنھوں نے مجھے گھونسے دکھا کر دھمکانا اور مغلظ گالیاں دینا شروع کر دیا!

رات کو شہر میں بڑی چہل پہل ہوتی ہے۔ پوری آبادی معلوم ہوتا ہے، باہر نکل آئی۔ امراء، سکون و وقار سے چلتے ہیں۔ ہر ایک کے آگے پیچھے حبشی خواجہ سرا تلواریں لئے ہوتے ہیں۔ ہر کوئی اپنی جگہ پر البانیہ کا بادشاہ معلوم ہوتا ہے۔ اسوقت عورتیں بھی چہل قدمی کرتی نظر آتی ہیں۔ بڑی بڑی سیاہ چادریں اوڑھے ہوتی ہیں۔ اُنکی سب سے زیادہ مرغوب خارجی آرائش یہ ہے کہ رات کو بھی چھتریاں لگائے رہیں!

پورا ملک مسلح ہے۔ ایک آدمی بھی نہتا دکھائی نہیں دیتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر طرف امن امان قائم ہے۔ ہر کوئی اپنی جان کو ڈرتا ہے، اور کسی پر زیادتی نہیں کرتا۔ میں تیرانا میں دو ہفتے رہا، مگر میں نے ایک دن بھی بازاروں میں جھگڑا فساد نہیں دیکھا۔

البانیہ کے باشندے عموماً بڑے دیانت دار ہوتے ہیں۔ چوری کی کبھی کوئی واردات نہیں سنی جاتی۔ مکانوں کے دروازے عموماً شب و روز کھلے رہتے ہیں۔ قفل لگانے کا رواج تقریباً مفقود ہے۔ ایک اجنبی کے لئے یہاں کے بازاروں میں خرید و فروخت بہت مشکل ہے۔ تمام یورپ اور امریکہ کے طلائی، نقرئی، اور نکل کے سکے چلتے ہیں۔ آدمی جب تک ان تمام سکوں سے واقف نہ ہو جو بے شمار قسم کے ہیں، خریداری نہیں کر سکتا۔ مگر تم بے کھٹکے بازار میں جا سکتے ہو۔ جو چاہو خریدو۔ دکاندار جو سکے بھی دے، لے لو۔ ناممکن ہے تمھیں کبھی دھوکا دیا جائے۔ ایک دن میں نے نوٹ خریدے۔ دکاندار نے بہت سے نوٹ کی ریزگاری دے دی۔ اس میں ترکی، روسی، امریکی، اور مصری سکے ملے جلے تھے۔ میں نے رقم بغیر گنے جیب میں ڈالی اور روانہ ہو گیا۔ ابھی ۵۰ ساٹھ قدم ہی چلا تھا کہ پیچھے سے آواز آئی۔ مڑ کے دیکھا تو تین چار آدمی بے تحاشا دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ چلاتے ہیں، ہاتھ ہلاتے ہیں۔ میں رک گیا۔ کیا دیکھتا ہوں، دوڑنے والوں میں وہی دکاندار بھی ہے:

"جناب!" اُس نے ندامت سے آنکھیں نیچی کر کے کہا، "مجھ سے سخت قصور ہوا۔ میں بڑا ہی بدقسمت ہوں۔ بازار میں بیٹھنے کے لائق نہیں۔ آپ کو کم رقم دی ہے۔ لیجئے آپکے دام ہیں۔ معاف کیجئے!"

لیکن پورے البانیہ کے سر پر اب جنگ کا بھوت چڑھ رہا ہے۔ تیرانا اسوقت فوجوں سے لبریز ہے۔ شب و روز جنگی قواعد اور جنگی مظاہرے ہو رہے ہیں۔ تمام فوجی بارکیں سپاہیوں سے پر ہیں۔ حتی کہ اکثر مسجدیں بھی سپاہیوں کے لئے خالی کر دی گئی ہیں۔

"یہ جنگی طیاریاں کیوں ہیں؟" "یوگوسلاویا کی طرف سے اندیشہ ہے" یہ جواب دیا جاتا ہے۔ مگر یہ پوری حقیقت نہیں ہے۔ پوری حقیقت کچھ اور ہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ احمد زوغو کو اپنی شخصیت بڑھانے کی فکر ہے۔ ٹرکی کے مصطفی کمال، اٹلی کے موسولینی، اسپین کے پریمو ڈی ریورا کی طرح احمد زوغو بھی البانیہ کا مطلق العنان ڈکٹیٹر ہے۔ مگر وہ اس منصب پر قانع نہیں۔ وہ البانیہ کا نپولین بننا چاہتا ہے۔ تاج شاہی کے لئے اُس کا سر مضطرب ہے۔ وہ چاہتا ہے، تلوار کی نوک سے ایک طلائی تاج اُٹھائے اور اپنے سر پر رکھ لے!

احمد زوغو کا خاص باڈی گارڈ بہت ہی خوفناک ہے۔ تین ہزار زبردست سپاہی اُس کی شب روز حفاظت کرتے ہیں۔ اُسکے محل کے سامنے ایک مکان میں اُس کی ماں رہتی ہے۔ روز اُسکی م

م ملاقات کو جاتا ہے۔ مگر اس طرح جاتا ہے کہ دونوں دروازوں کے سامنے سپاہی صفیں باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ برہنہ شمشیروں کی چھاؤں میں پندرہ ۲۰ قدم کی مسافت طے کرتا ہے!

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں!

حسین بن علی علیہما السلام

۲

آپکی حسرت اور اصحاب کی وفاداری!

فوج کی واپسی کے بعد رات کو آپنے اپنے ساتھی جمع کئے اور یہ خطبہ دیا:

"خدا کی حمد و ستائش کرتا ہوں۔ رنج و راحت ہر حال میں اُسکا شکرگزار ہوں۔ الٰہی! تیرا شکر کہ تو نے ہمارے گھر کو نبوت سے مشرف کیا، قرآن کا فہم عطا کیا۔ دین میں سمجھ بخشی، اور ہمیں دیکھنے سننے اور عبرت پکڑنے کی قوتوں سے سرفراز کیا۔ اما بعد۔ لوگو! میں نہیں جانتا آج روئے زمین پر میرے ساتھیوں سے افضل اور بہتر بھی لوگ موجود ہیں، یا میرے اہل بیت سے زیادہ ہمدرد اور غمگسار اہل بیت کسی کے ساتھ ہیں۔ اے لوگو، تم سب کو اللہ میری طرف سے جزائے خیر دے! میں سمجھتا ہوں کل میرا ان کا فیصلہ ہو جائے گا۔ غور و فکر کے بعد میری رائے یہ ہے کہ تم سب خاموشی سے نکل جاؤ۔ رات کا وقت ہے۔ میرے اہل بیت کا ہاتھ پکڑ لو اور تاریکی میں ادھر اُدھر چلے جاؤ۔ میں خوشی سے تمھیں رخصت کرتا ہوں۔ میری طرف سے کوئی شکایت نہ ہوگی۔ یہ لوگ صرف مجھے چاہتے ہیں۔ میری جان لے کر تم سے غافل ہو جائیں گے۔"

یہ سنکر آپ کے اہل بیت بہت رنجیدہ اور بے چین ہوئے۔ جعفر عباس نے کہا "یہ کیوں؟ کیا اس لئے کہ ہم آپکے بعد زندہ رہیں؟ خدا ہمیں وہ دن نہ دکھائے!"

حضرت نے مسلم بن عقیل کے رشتہ داروں سے کہا "اے اولاد عقیل! مسلم کا قتل کافی ہے۔ تم چلے جاؤ۔ میں نے تمھیں اجازت دی۔" وہ کہنے لگے "لوگ کیا کہیں گے؟ یہی کہینگے کہ ہم اپنے شیخ، سردار، اور عم زادوں کو چھوڑ کر بھاگ آئے۔ ہم نے اُن کے ساتھ نہ کوئی تیر پھینکا، نہ نیزہ چلایا، نہ تلوار کھائی۔ نہیں واللہ یہ ہرگز نہ ہوگا۔ ہم تو آپ پر اپنی جان، مال، آل اولاد سب کچھ قربان کر دیں گے۔ آپکے ساتھ ہو کر لڑیں گے۔ جو آپ پر گزرے گی وہی ہم پر بھی گزرے گی۔ آپکے بعد خدا ہمیں زندہ نہ رکھے!"

آپکے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے۔ مسلم بن عوسجہ اسدی نے کہا: "کیا ہم آپ کو چھوڑ دیں گے؟ حالانکہ اب تک آپکا حق ادا نہیں کر سکے ہیں۔ واللہ نہیں، ہرگز نہیں۔ میں اپنا نیزہ ان دشمنوں کے سینے میں توڑ دوں گا۔ جب تک قبضہ ہاتھ میں رہے گا، تلوار چلاتا رہوں گا۔ نہتا ہو جاؤں گا تو پتھر پھینکوں گا۔ یہاں تک کہ موت میرا خاتمہ کر دے!"

سعد بن عبداللہ الحنفی نے کہا: "واللہ ہم آپ کو اُس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک خدا جان نہ لے کہ ہم نے رسول اللہ کا حق محفوظ رکھا۔ واللہ اگر مجھے معلوم ہو کہ میں قتل ہوں گا، جلایا جاؤں گا، آگ میں بھونا جاؤں گا، پھر میری خاک ہوا میں اُڑا دی جائے گی۔ اور ایک مرتبہ نہیں، ۷۰ مرتبہ مجھ سے یہی سلوک کیا جائے گا۔ پھر بھی میں آپ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ آپکی حمایت میں فنا ہو جاؤں۔"

زہیر بن القین نے کہا: "بخدا اگر میں ایک ہزار مرتبہ بھی آرے سے چیرا جاؤں تو بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں۔ خوشا نصیب! اگر میرے قتل سے آپ کی اور آپکے اہل بیت کے ان نونہالوں کی جانیں بچ جائیں!" (ابن جریر، کامل، شرح نہج البلاغہ وغیرہا)

حضرت زینب کی بے چینی اور آپکا توصیۂ صبر

حضرت زین العابدین سے روایت ہے کہ جس رات کی صبح میرے والد شہید ہوئے ہیں، میں بیٹھا تھا اور میری پھوپھی زینب میری تیمارداری کر رہی تھیں۔ اچانک میرے والد نے خیمہ میں اپنے ساتھیوں کو طلب کیا۔ اُس وقت خیمے میں ابوذر غفاری کے غلام حُوَی تلوار صاف کر رہے تھے اور میرے والد یہ شعر پڑھ رہے تھے:

یا دھر اف لک من خلیل ۞ کم لک بالاشراق والاصیل!
اے زمانہ! تیرا بُرا ہو، تو کیسا بیوفا دوست ہے! صبح اور شام تیرے ہاتھوں
من صاحب او طالب قتیل   والدھر لا یقنع بالبدیل!
کتنے مارے جاتے ہیں؟ زمانہ کسی کی رعایت نہیں کرتا۔ کسی سے عوض قبول نہیں کرتا۔
وانما الامر الی الجلیل   وکل حی سالک السبیل!
اور سارا معاملہ، اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ ہر زندہ موت کی راہ پر چلا جا رہا ہے!

تین چار مرتبہ آپنے یہی شعر دہرائے۔ میرا دل بھر آیا۔ آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ مگر میں نے آنسو روک لئے۔ میں سمجھ گیا مصیبت ٹلنے والی نہیں۔ میری پھوپھی نے یہ شعر سُنے، وہ بے قابو ہو گئیں، بے اختیار دوڑتی ہوئی آئیں اور شیون و فریاد کرنے لگیں۔

حضرت امام نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا "اے بہن یہ کیا حال ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ نفس شیطان کی بے صبریاں تمہارے ایمان و استقامت پر غالب آ جائیں" انھوں نے روتے ہوئے کہا:

"کیونکر اس حالت پر صبر کیا جاسکے کہ آپ اپنے ہاتھوں قتل ہو رہے ہیں؟" اپنے کہا "مشیت کا ایسا ہی فیصلہ ہے" اسپر ان کی بیقراریاں اور زیادہ بڑہ گئیں اور شدت غم سے بے حال ہوگئیں۔ یہ حالت دیکھ کر آپنے ایک طولانی تقریر صبر و استقامت پر فرمائی۔ آپنے کہا "بہن! خدا سے ڈر، خدا کی تعزیت سے تسلی حاصل کر۔ موت دنیا میں ہر زندگی کے لئے ہے۔ آسمان والے بھی ہمیشہ جیتے نہ رہیں گے۔ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ پھر موت کے خیال سے اس قدر رنج و بے قراری کیوں ہو؟ دیکھ، ہمارے لئے، اور ہر مسلمان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اُسوۂ حسنہ ہے، یہ نمونہ ہمیں کیا سکھلاتا ہے؟ یہی ہر حال میں صبر، ثبات اور توکل و رضا کی تعلیم دیتا ہے۔ چاہئے کہ کسی حال میں بھی اس سے منحرف نہ ہوں" (الیعقوبی و ابن جریر)

پوری رات عبادت و تلاوت میں گزاری

پوری رات آپنے اور آپکے ساتھیوں نے نماز، استغفار اور دعا و تضرع میں گزاری۔ راوی کہتا ہے دشمن کے سوار رات بھر ہمارے لشکر کے گرد چکر لگاتے رہے۔ حضرت حسین بلند آواز سے یہ آیت پڑھ رہے تھے " الا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مھین۔ ماکان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب[۱]"، دشمن کے ایک سوار نے یہ آیت سنی تو چلا کر کہنے لگا "قسم رب کعبہ کی، ہم ہی طیب ہیں، اور تم سے الگ کر دیئے گئے ہیں!"

عشرہ کی صبح

جمعہ یا سنیچر کے دن دسویں محرم کو نماز فجر کے بعد عمر بن سعد اپنی فوج لے کر نکلا۔ حضرت حسین نے بھی اپنے اصحاب کی صفیں قائم کیں ان کے ساتھ صرف ۳۲ سوار، ۴۰ پیدل، کل ۷۲ آدمی تھے۔ میمنہ پر زہیر بن القین کو مقرر کیا۔ میسرہ، حبیب بن مظاہر کے سپرد کیا۔ علم اپنے بھائی عباس بن علی کے ہاتھ میں دیا۔ خیموں کے پیچھے خندق کھود کر اس میں بہت سا ایندھن ڈھیر کر دیا گیا تھا اور آگ جلادی تھی تاکہ دشمن پیچھے سے حملہ آور نہ ہوسکے۔

شمر کی یاوہ گوئی

فوج سے شمر بن ذی الجوشن گھوڑا دوڑاتا نکلا۔ آپ کے لشکر کے گرد پھرا اور آگ دیکھ کر چلایا "اے حسین! قیامت سے پہلے ہی تونے آگ قبول کرلی؟" حضرت نے جواب دیا "اے چرواہے کے لڑکے! تو ہی آگ کا زیادہ مستحق ہے!" مسلم بن عوسجہ نے عرض کیا "مجھے اجازت دیجئے اسے تیر مار کر ہلاک کر ڈالوں۔ کیونکہ بالکل زد پر ہے"، حضرت نے منع کیا "نہیں۔ میں لڑائی میں پہل نہیں کروں گا" (ایضاً)

دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائیے!

دشمن کا رسالہ آگے بڑھتے دیکھ کر آپنے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے "الٰہی! ہر مصیبت میں تو ہی میرا بھروسہ ہے! ہر سختی میں تو ہی میرا پشت پناہ ہے! کتنی مصیبتیں پڑیں، دل کمزور ہوگیا، تدبیر نے جواب دے دیا، دوست نے بیوفائی کی، دشمن نے خوشیاں مچائیں، مگر میں نے صرف تجھی سے التجا کی اور تونے ہی میری دستگیری کی! تو ہی ہر نعمت کا مالک ہے۔ تو ہی احسان والا ہے۔ آج بھی تجھی سے التجا کی جاتی ہے!" (شرح نہج البلاغہ)

دشمن کے سامنے خطبہ

جب دشمن قریب آگیا تو آپنے اونٹنی طلب کی۔ سوار ہوئے۔ قرآن سامنے رکھا، اور دشمن کی صفوں کے سامنے کھڑے ہو کر بلند آواز سے یہ خطبہ دیا:

"لوگو! میری بات سنو۔ جلدی نہ کرو۔ مجھے نصیحت کر لینے دو۔ اپنا عذر بیان کرنے دو۔ اپنی آمد کی وجہ کہنے دو۔ اگر میرا عذر معقول ہو، اور تم اسے قبول کرسکو، اور میرے ساتھ انصاف کرو، تو یہ تمھارے لئے خوش نصیبی کا باعث ہوگا اور تم میری مخالفت سے باز آجاؤ گے لیکن اگر سننے کے بعد بھی تم میرا عذر قبول نہ کرو اور انصاف کرنے سے انکار کردو، تو پھر مجھے کسی بات سے بھی انکار نہیں ہے۔ تم اور تمھارے سارے ساتھی ایکا کرلو، مجھ پر ٹوٹ پڑو، مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔ میرا اعتماد ہر حال میں صرف پروردگار عالم پر ہے اور وہ نیکوکاروں کا حامی ہے"

آپ کی اہل بیت نے یہ کلام سنا تو شدت تاثر سے بے اختیار ہوگئیں اور خیمہ سے آہ و بکا کی صدا بلند ہوئی۔ آپنے اپنے بھائی عباس اور اپنے فرزند علی کو بھیجا تاکہ اُنھیں خاموش کرائیں۔ اور کہا "ابھی اُنھیں بہت رونا باقی ہے" پھر بے اختیار پکار اُٹھے "خدا عباس کی عمر دراز کرے" یعنی حضرت عبداللہ ابن عباس کی۔ راوی کہتا ہے یہ جملہ اس لئے آپکی زبان سے نکل گیا کہ مدینہ میں عبداللہ ابن عباس نے عورتوں کو ساتھ لیجانے سے منع کیا تھا۔ مگر آپنے اسپر توجہ نہ کی تھی۔ اب ان کا جزع و فزع دیکھا تو عبداللہ بن عباس کی بات یاد آگئی۔ پھر آپنے از سر نو تقریر شروع کی:

"لوگو! میرا حسب نسب یاد کرو۔ سوچو میں کون ہوں؟ پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو اور اپنے ضمیر کا محاسبہ کرو۔ خوب غور کرو کیا تمھارے لئے میرا قتل کرنا اور میری حرمت کا رشتہ توڑنا روا ہے؟ کیا میں تمھارے نبی کی لڑکی کا بیٹا، اُس کے عم زاد کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا سید الشہداء حمزہ میرے باپ کے چچا نہیں تھے؟ کیا ذوالجناحین جعفر الطیار میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم نے رسول اللہ کا یہ مشہور قول نہیں سنا کہ آپ میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرماتے تھے " سیدا شباب اہل الجنۃ"؟ (جنت میں نوعمروں کے سردار) اگر میرا یہ بیان سچا ہے، اور ضرور سچا ہے کیونکہ واللہ میں ہوش سنبھالنے کے بعد سے لے کر آجتک کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ تو بتلاؤ، کیا تمھیں برہنہ تلواروں سے میرا استقبال کرنا چاہئے؟ اگر تم میری بات یقین نہیں کرتے تو تم میں ایسے لوگ موجود ہیں جن سے تصدیق کرسکتے ہو۔ جابر بن عبداللہ انصاری سے پوچھو۔ ابو سعید خدری سے پوچھو۔ سہل بن سعد ساعدی سے پوچھو۔ زید بن ارقم سے پوچھو، انس بن مالک سے پوچھو۔ وہ تمھیں بتائیں گے کہ اُنھوں نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے یا نہیں؟ کیا یہ بات بھی تمھیں میرا خون بہانے سے نہیں روک سکتی؟ واللہ اس وقت روئے زمین پر بجز میرے کسی نبی کی لڑکی کا بیٹا موجود نہیں۔ میں تمھارے نبی کا بلا واسطہ نواسہ ہوں! کیا تم مجھے اس لئے ہلاک کرنا چاہتے ہو کہ میں نے کسی کی جان لی ہے؟ کسی کا خون بہایا ہے؟ کسی کا مال چھینا ہے؟ کہو کیا بات ہے؟ آخر میرا قصور کیا ہے؟"

کوفہ والوں کا جواب

آپنے بار بار پوچھا مگر کسی نے جواب نہیں دیا۔ آخر آپنے بڑے بڑے کوفیوں کو نام لے لے کر پکارنا شروع کیا "اے شبث بن ربعی! اے حجار بن ابجر! اے قیس بن الاشعث! اے یزید بن الحارث! کیا تم نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ "پھل پک گئے، زمین سرسبز ہوگئی، نہریں اُبل پڑیں، آپ اگر آئیں گے تو اپنی فوج جرار کے پاس آئیں گے۔ جلد آیئے" اسپر اُن لوگوں کی زبانیں کھلیں، اور اُنھوں نے کہا "ہرگز نہیں، ہم نے تو نہیں لکھا تھا" آپ چلا اُٹھے "سبحان اللہ! یہ کیا جھوٹ ہے واللہ، تم ہی نے لکھا تھا!" اس کے بعد آپنے پھر پکار کر کہا: "اے لوگو! چونکہ تم اب مجھے ناپسند کرتے ہو اس لئے بہتر ہے کہ مجھے چھوڑ دو، میں یہاں سے واپس چلا جاتا ہوں"

ذلت منظور نہیں

یہ سُنکر قیس بن الاشعث نے کہا "کیا یہ بہتر نہیں کہ آپ اپنے آپ کو اپنے عم زادوں کے حوالہ کر دیں؟ وہ وہی برتاؤ کرینگے جو آپ کو پسند ہے۔ آپ کو اُن سے کوئی گزند نہیں پہنچے گا"

آپنے جواب دیا "تم سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہو۔ اے شخص کیا تو یہ چاہتا ہے کہ بنی ہاشم تجھ سے مسلم بن عقیل کے سوا ایک اور خون کا بھی مطالبہ کریں؟ نہیں، واللہ، میں ذلت کے ساتھ اپنے آپ کو کبھی اُن کے حوالے نہیں کروں گا" (ابن جریر)

یہ کہہ کر آپنے اونٹنی بٹھا دی۔ عقبہ بن سمعان کو حکم دیا کہ اُسکی کونچیں باندھ دے اور دیکھا کہ دشمن کے لشکر نے آپکی طرف حرکت شروع کر دی ہے۔

زہیر کا کوفہ والوں سے خطاب

زہیر بن القین اپنا گھوڑا بڑھا کر لشکر کے سامنے پہنچے اور چلائے "اے اہل کوفہ! عذاب الٰہی سے ڈرو! ہر مسلمان پر اپنے بھائی کو نصیحت کرنا فرض ہے۔ دیکھو، اُسوقت تک ہم سب بھائی بھائی ہیں، ایک ہی دین اور ایک ہی طریقہ پر قائم ہیں جب تک تلواریں نیام سے نہیں نکلتیں۔ تم ہماری نصیحت اور خیر خواہی کے ہر طرح حقدار ہو۔ لیکن تلوار کے درمیان آتے ہی باہمی حرمت ٹوٹ جائے گی اور ہم تم الگ الگ دو گروہ ہو جائیں گے۔ دیکھو خدا نے ہمارا اور تمھارا اپنے نبی کی اولاد کے بارے میں امتحان لینا چاہا ہے۔ ہم تمھیں اہل بیت کی نصرت کی طرف بلاتے اور سرکش عبیداللہ بن زیاد کی مخالفت پر دعوت دیتے ہیں۔ یقین کرو، ان حاکموں سے کبھی تمھیں کوئی بھلائی حاصل نہ ہوگی۔ یہ تمھاری آنکھیں پھوڑیں گے، تمھارے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے، تمھارے چہرے بگاڑینگے، تمھیں درختوں کے تنوں پر پھانسی دیں گے، اور نیکوکاروں کو چن چن کر قتل کرینگے۔ بلکہ وہ تو کب کا کر بھی چکے ہیں۔ ابھی حجر بن عدی، ہانی بن عروہ وغیرہ کے واقعات اتنے پرانے نہیں ہوئے ہیں کہ تمھیں یاد نہ رہے ہوں"

کوفیوں نے یہ تقریر سُنی تو زہیر کو برا بھلا کہنے لگے اور ابن زیاد کی تعریفیں کرنے لگے۔ "بخدا ہم اُسوقت تک نہیں ٹلیں گے جبتک حسین اور اُن کے ساتھیوں کو قتل نہ کرلیں، یا اُنھیں امیر کے روبرو حاضر نہ کردیں" یہ اُن کا جواب تھا۔

زہیر نے جواب دیا "خیر، اگر فاطمہ کا بیٹا سمیہ کے چھوکرے (یعنی ابن زیاد) سے کہیں زیادہ تمھاری حمایت و نصرت کا مستحق ہے تو کم از کم اولاد رسول کا اتنا پاس تو کرو کہ اُسے قتل نہ کرو۔ اُسے اور اُس کے عم زاد یزید بن معاویہ کو چھوڑ دو تاکہ آپس میں اپنا معاملہ طے کرلیں۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یزید کو خوش کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ تم حسین کا خون بہاؤ" (ابن جریر و شرح نہج البلاغہ)

حُر بن یزید کی موافقت

عدی بن حرملہ سے روایت ہے کہ ابن سعد نے جب فوج کو حرکت دی تو حُر بن یزید نے کہا "خدا آپ کو سنوارے: کیا آپ اس شخص سے واقعی لڑائی کرینگے؟" ابن سعد نے جواب دیا "ہاں واللہ لڑائی! ایسی لڑائی جس میں کم سے کم یہ ہوگا کہ سر کٹیں گے اور ہاتھ، شانوں سے اُڑ جائیں گے" حُر نے کہا "کیا اُن تین شرطوں

---

[۱] دشمن یہ خیال نہ کریں کہ ہماری ڈھیل اُن کے لئے بھلائی ہے۔ ہم صرف اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ اُن کا جرم اور زیادہ ہو جائے۔ خدا مومنین کو اسی حالت میں چھوڑ رکھنے والا نہیں ہے۔ وہ پاک کو ناپاک سے الگ کردے گا۔

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دست طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں، تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited
350, Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو

دُنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور اُن کے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں پہنچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شائع ہوتا ہے۔

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پُرانی، دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی، اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرے سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شائع ہوا کرتی ہے۔

پر ٹوٹ پڑے:

انا زہیر و انا ابن القین — اذودہم بالسیف عن حسین

میں زہیر ہوں، ابن القین ہوں۔ اپنی تلوار کی نوک سے اُنھیں حسین سے دُور کردونگا صفیں درہم برہم کرڈالیں۔ پھر لوٹے اور حضرت حسین کے شانے پر ہاتھ مارکر جوش سے یہ شعر پڑھے:

اقدم ہدیت ہادیا مہدیا — فالیوم تلقی جدک النبیا
بڑھ، خدانے تجھے ہدایت دی، آج تو اپنے نانا نبی سے ملاقات کریگا
وحسنا والمرتضیٰ علیاً — وذا الجناحین الفتی الکمیا
اور حسن سے اور علی مرتضیٰ سے، اور بہادر جوان جعفر طیار سے
واسد اللہ الشہید الحیا
اور زندہ شہید اسد اللہ حمزہ سے!

پھر دشمن کی طرف لوٹے اور قتل کرتے رہے یہاں تک کہ قتل ہوگئے!

غفاری بھائیوں کی بہادری

اب آپ کے ساتھیوں نے دیکھا کہ دشمن کو روکنا ناممکن ہے چنانچہ انھوں نے طے کیا کہ آپکے سامنے ایک ایک کرکے قتل ہوجائیں۔ چنانچہ دو غفاری بھائی آگے بڑھے اور لڑنے لگے۔ یہ شعر اُن کی زبان پر جاری تھے:

قد علمت حقا بنو غفار — وخندف بعد بنی نزار
بنی غفار اور قبائل نزار نے اچھی طرح جان لیا ہے
لنضربن معشر الفجار — بکل عضب صارم بتار
کہ ہم بے پناہ شمشیر آبدار سے فاجروں کے ٹکڑے اُڑادیں گے
یا قوم ذودوا عن بنی الاحرار — بالمشرفی والقنا الخطار
اے قوم! تلواروں اور نیزوں سے شریفوں کی حمایت کرو!

جابری لڑکوں کی فداکاری

انکے بعد دو جابری لڑکے سامنے آئے۔ دونوں بھائی تھے۔ زار و قطار رو رہے تھے۔ حضرت نے اُنھیں دیکھا تو فرمانے لگے "اے میرے بھائی کے فرزندو! کیوں روتے ہو؟ واللہ مجھے یقین ہے ابھی چند لمحے بعد تمھاری آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں گی" اُنھوں نے گریہ سے ٹوٹی ہوئی آوازمیں عرض کیا "ہم اپنی جان پر نہیں روتے۔ ہم آپ پر روتے ہیں۔ دشمن نے آپ کو گھیر لیا ہے اور ہم آپکے کچھ بھی کام نہیں آسکتے" پھر دونوں نے بڑی ہی شجاعت سے لڑنا شروع کیا۔ بار بار چلاتے تھے "السلام علیک یا ابن رسول اللہ!" آپ جواب دیتے تھے "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ!" اور وہ دشمن پر ٹوٹ پڑتے تھے۔ آخر دونوں شہید ہوگئے۔

حنظلہ بن اسعد کی شہادت

انکے بعد حنظلہ بن اسعد، حضرت کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور باواز بلند دشمن سے مخاطب ہوئے "اے قوم! میں ڈرتا ہوں عاد و ثمود کی طرح تمھیں بھی روز بد نہ دیکھنا پڑے! میں ڈرتا ہوں تم برباد نہ ہوجاؤ! اے قوم! حسین کو قتل نہ کرو، ایسا نہ ہو خدا تم پر عذاب نازل کردے!" بالآخر یہ بھی شہید ہوگئے۔

علی اکبر کی شہادت

غرضکہ یکے بعد دیگرے تمام اصحاب قتل ہوگئے۔ اب بنی ہاشم اور خاندان نبوت کی باری تھی۔ سب سے پہلے آپکے صاحبزادے علی اکبر میدان میں آئے اور دشمن پر حملہ کیا اُن کا رجز یہ تھا:

انا علی بن حسین بن علی — نحن و رب البیت اولیٰ بالنبی
میں علی بن حسین بن علی ہوں۔ قسم رب کعبہ کی ہم نبی کے ترکے کے زیادہ حقدار ہیں
تاللہ لا یحکم فینا ابن الدعی
قسم خدا کی نامعلوم باپ کے لڑکے کا بیٹا ہم پر حکومت نہیں کریگا!

بڑی شجاعت سے لڑے۔ آخر مرہ بن منقذ العبدی کی تلوار سے شہید ہوگئے۔ ایک راوی کہتا ہے میں نے دیکھا کہ خیمہ سے ایک عورت تیزی سے نکلی۔ اتنی حسین تھی جیسے اُٹھتا ہوا سورج! وہ چلا رہی تھی "آہ! بھائی! آہ! بھتیجے!" میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا، "زینب بنت فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم!" لیکن حضرت حسین نے اُن کا ہاتھ پکڑ لیا اور خیمے میں پہونچا آئے۔ پھر علی کی نعش اُٹھائی اور خیمے کے سامنے لاکر رکھدی۔ (ایضاً)

ایک جوان رعنا

ان کے بعد اہل بیت اور بنی ہاشم کے دوسرے جانفروش قتل ہوتے رہے یہاں تک کہ میدان میں ایک جوان رعنا نمودار ہوا وہ کرتہ پہنے، تہ بند باندہے، اور پاؤں میں نعل پہنے تھا۔ بائیں نعل کی ڈوری ٹوٹی ہوئی تھی۔ وہ اس قدر حسین تھا کہ اُس کا چہرہ چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا۔ شیر کی طرح بپھرتا آیا اور دشمن پر ٹوٹ پڑا۔ عمرو بن سعد ازدی نے اُس کے سر پر تلوار ماری۔ نوجوان چلایا "ہائے چچا!" اور زمین پر گرپڑا۔ آواز سنتے ہی حضرت حسین بھوکے باز کی طرح ٹوٹے اور غضبناک شیر کی طرح قاتل پر لپکے۔ بے پناہ تلوار کا وار کیا۔ قاتل نے ہاتھ اُٹھادیا مگر ہاتھ کہنی سے کٹ کر اُڑ چکا تھا۔ زخم کھاکر قاتل نے پکارنا شروع کیا۔ فوج اُسے بچانے کے لئے ٹوٹ پڑی۔ مگر گھبراہٹ میں بچانے کی جگہ اُسے روندڈالا۔ راوی کہتا ہے: جب غبار چھٹ گیا تو کیا دیکھتا ہوں حضرت حسین لڑکے کے سرہانے کھڑے ہیں۔ وہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے۔ اور آپ فرمارہے ہیں "اُن کے لئے ہلاکت جنھوں نے تجھے قتل کیا ہے! قیامت کے دن تیرے نانا کو یہ کیا جواب دیں گے؟ بخدا تیرے چچا کے لئے یہ سخت حسرت کا مقام ہے کہ تو اُسے پکارے اور وہ جواب نہ دے، یا جواب دے مگر تجھے اُس کی آواز نفع نہ پہونچاسکے! افسوس تیرے چچا کے دشمن بہت ہوگئے اور دوست باقی نہ رہے!" پھر لاش اپنی گود میں اُٹھالی۔ لڑکے کا سینہ آپکے سینہ سے ملا ہوا تھا اور پاؤں زمین پر رگڑتے جاتے تھے۔ اس حال سے آپ اُسے لائے اور علی اکبر کی لاش کے پہلو میں لٹادیا۔ راوی کہتا ہے میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب ملا "قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالب"

مولود تازہ کی شہادت

حضرت حسین پھر اپنی جگہ پر کھڑے ہوگئے۔ عین اُس وقت آپکے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ وہ آپکے پاس لایا گیا۔ آپنے اُسے گود میں رکھا اور اُس کے کان میں اذان دینے لگے۔ اچانک ایک تیر آیا اور بچہ کے حلق میں پیوست ہوگیا۔ بچہ کی روح اُسی وقت پرواز کرگئی۔ آپنے تیر اُس کے حلق سے کھینچکر نکالا، خون سے چلو بھرا اور اُس کے جسم پر ملنے اور فرمانے لگے "واللہ تو خدا کی نظر میں حضرت صالح کی اونٹنی سے زیادہ عزیز ہے اور محمد خدا کی نظر میں صالح سے زیادہ افضل ہیں! الٰہی! اگر تونے ہم سے اپنی نصرت روک لی ہے تو وہی کر جس میں بہتری ہے!" (یعقوبی وابن جریر وغیرہما)

بنی ہاشم کے مقتول

اسی طرح ایک ایک کرکے اکثر بنی ہاشم اور اہل بیت شہید ہوگئے۔ ان میں سے ذیل کے نام مورخین نے محفوظ رکھے ہیں:

(۱) محمد بن ابی سعید بن عقیل (۲) عبد اللہ بن مسلم بن عقیل (۳) عبد اللہ بن عقیل (۴) عبد الرحمن بن عقیل (۵) جعفر بن عقیل (۶) محمد بن عبد اللہ بن جعفر (۷) عون بن عبد اللہ بن جعفر (۸) عباس بن علی (۹) عبد اللہ بن علی (۱۰) عثمان بن علی (۱۱) محمد بن علی (۱۲) ابوبکر بن علی (۱۳) ابوبکر بن الحسن (۱۴) عبد اللہ بن الحسن (۱۵) قاسم بن الحسن (۱۶) علی بن الحسین (۱۷) عبد اللہ بن الحسین۔

محمد

ایک بچے کی شجاعت

ان سب کے بعد اب خود آپ کی باری تھی۔ آپ میدان میں تنہا کھڑے تھے۔ دشمن یلغار کرکے آتے تھے مگر کسی کو وار کرنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ اس قتل کا گناہ دوسرے کے سر پڑے۔ لیکن شمر بن ذی الجوشن نے لوگوں کو برانگیختہ کرنا شروع کیا۔ ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا گیا۔ اہل بیت کے خیمے میں عورتیں اور چند کم عمر لڑکے رہ گئے تھے۔ اندر سے ایک لڑکے نے آپ کو اس طرح گھرا دیکھا تو جوش سے بے خود ہوگیا اور خیمہ کی لکڑی لے کر دوڑ پڑا۔ راوی کہتا ہے اس کے کانوں میں دُر پڑے ہل رہے تھے۔ یہ گھبرایا ہوا دائیں بائیں دیکھتا ہوا چلا۔ حضرت زینب کی نظر پڑ گئی دوڑ کر پکڑ لیا۔ حضرت حسین نے بھی دیکھ لیا اور بہن سے کہا "روکے رہو۔ آنے نہ پائے" مگر لڑکے نے زور کرکے اپنے آپ کو چھڑالیا اور حضرت کے پہلو میں پہنچ گیا عین اسی وقت بحر بن کعب نے آپ پر تلوار اُٹھائی لڑکے نے فوراً ڈانٹ بتائی "او خبیث! میرے چچا کو قتل کریگا" سنگدل حملہ آور نے اپنی بلند تلوار لڑکے پر چھوڑ دی۔ اُسنے ہاتھ پر روکی۔ ہاتھ کٹ گیا۔ ذرا سی کھال لگی رہ گئی۔ بچہ تکلیف سے چلایا۔ حضرت نے اُسے سینے سے چمٹالیا اور فرمایا "صبر کر۔ اسے ثواب خداوندی کا ذریعہ بنا۔ اللہ تعالیٰ تجھے بھی تیرے صالح بزرگوں تک پہونچادے گا۔ رسول اللہ صلعم، علی بن ابی طالب، حمزہ، جعفر اور حسن بن علی تک!"

حضرت حسین کی شجاعت

اب آپ پر ہر طرف سے زغہ شروع ہوا۔ آپنے بھی تلوار چلانا شروع کی۔ پیدل فوج پر ٹوٹ پڑے اور تن تنہا اُس کے قدم اُکھاڑدئے۔ عبد اللہ بن عمار، جو خود اس جنگ میں شریک تھا، روایت کرتا ہے کہ میں نے نیزے سے حضرت حسین پر حملہ کیا اور اُن کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ اگر میں چاہتا تو قتل کرسکتا تھا مگر یہ خیال کرکے ہٹ گیا کہ یہ گناہ اپنے سر کیوں لوں۔ میں نے دیکھا دائیں بائیں ہر طرف سے اُن پر حملے ہورہے تھے، لیکن وہ جس طرف مڑجاتے تھے دشمن کو بھگادیتے تھے۔ وہ اُس وقت کرتہ پہنے اور عمامہ باندہے تھے۔ واللہ میں نے کبھی کسی شکستہ دل کو جس کا گھر کا گھر خود اُس کی آنکھوں کے سامنے قتل ہوگیا ہو، ایسا شجاع، ثابت قدم، مطمئن، اور جری نہیں دیکھا۔ حالت یہ تھی کہ دائیں بائیں سے دشمن اس طرح بھاگ کھڑے ہوتے تھے جس طرح شیر کو دیکھ کر بکریاں بھاگ جاتی ہیں۔ دیر تک یہی حالت رہی۔ اسی اثنا میں آپ کی بہن زینب بنت فاطمہ (علیہا السلام) خیمہ سے باہر نکلیں۔ انکے کانوں میں بالیاں پڑی تھیں۔ وہ چلاتی تھیں "کاش آسمان زمین پر ٹوٹ پڑے!" یہ وہ موقعہ تھا جبکہ عمر بن سعد حضرت حسین سے بالکل قریب ہوگیا تھا۔ زینب نے پکار کر کہا "اے عمر! کیا ابو عبد اللہ تمھاری آنکھوں کے سامنے قتل ہوجائیں گے؟" عمر نے منہ پھیر لیا مگر اُس کے رخسار اور داڑھی پر آنسوؤں کی لڑیاں بہنے لگیں۔

آپکے حلق میں تیر پیوست ہوگیا

لڑائی کے دوران میں آپکو بہت سخت پیاس لگی۔ آپ پانی پینے فرات کی طرف چلے۔ مگر دشمن کب جانے دیتا تھا؟ اچانک ایک تیر آیا اور آپکے حلق میں پیوست ہوگیا۔ آپنے تیر کھینچ لیا پھر اپنے ہاتھ منہ کی طرف اُٹھائے تو دونوں چلو خون سے بھر گئے آپنے خون آسمان کی طرف اچھالا اور خدا کا شکر ادا کیا "الٰہی! میرا شکوہ تجھی سے ہے۔ دیکھ تیرے رسول کے نواسے سے کیا برتاؤ ہو رہا ہے!"

تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست!

شمر کو سرزنش

پھر آپ اپنے خیمے کی طرف لوٹنے لگے تو شمر اور اس کے ساتھیوں

میں سے کوئی ایک بھی قابل قبول نہیں جو اُسنے پیش کی ہیں؟" ابن سعد نے کہا " بخدا اگر مجھے اختیار ہوتا تو ضرور منظور کرلیتا۔ مگر کیا کروں؟ تمھارا حاکم منظور نہیں کرتا"

حُر بن یزید یہ سُنکر اپنی جگہ پر لَوٹ آیا۔ اس کے قریب خود اُس کے قبیلہ کا بھی ایک شخص کھڑا تھا۔ اس کا نام قرۃ بن قیس تھا۔ حُر نے اُس سے کہا "تم نے اپنے گھوڑے کو پانی پلا لیا؟" بعد میں قرہ کہا کرتا تھا حُر کے اس سوال ہی سے میں سمجھ گیا تھا کہ وہ لڑائی میں شریک ہونا نہیں چاہتا اور مجھے ٹالنا چاہتا ہے تاکہ اُس کی شکایت حاکم سے نہ کردوں "میں نے گھوڑے کو پانی نہیں پلایا ہے میں ابھی جاتا ہوں" یہ کہکر میں دوسری طرف روانہ ہوگیا۔ میرے الگ ہوتے ہی حُر نے امام حسین کی طرف آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کیا۔

اس کے قبیلہ کے ایک شخص مہاجر بن اوس نے کہا "کیا تم حسین پر حملہ کرنا چاہتے ہو؟" حُر خاموش ہوگیا۔ مہاجر کو شک ہوا۔ کہنے لگا:

"تمھاری خاموشی مشتبہ ہے۔ میں نے کبھی کسی جنگ میں تمھاری یہ حالت نہیں دیکھی۔ اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ کوفہ میں سب سے بڑا بہادر کون ہے؟ تو تمھارے نام کے سوا کوئی نام میری زبان پر نہیں آسکتا۔ پھر یہ تم اس وقت کیا کررہے ہو؟"

حُر نے سنجیدگی سے جواب دیا:

"بخدا میں جنت یا دوزخ کا انتخاب کررہا ہوں۔ واللہ میں نے جنت منتخب کرلی اگرچہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا جائے"

یہ کہا اور گھوڑے کو ایڑ لگاکر لشکر حسین میں پہنچ گیا!

حضرت حسین کی خدمت میں پہنچکر کہا "ابن رسول اللہ! میں ہی وہ بدبخت ہوں جسنے آپ کو لوٹنے سے روکا، راستہ بھر آپکا پیچھا کیا، اور اس جگہ اُترنے پر مجبور کیا۔ خدا کی قسم، میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ یہ لوگ آپ کی شرطیں منظور نہیں کریں گے اور آپکے معاملہ میں اس حد تک پہنچ جائیں گے۔ واللہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ وہ ایسا کرینگے تو ہرگز اس حرکت کا مرتکب ہوتا۔ میں اپنے قصوروں پر نادم ہوکر توبہ کے لئے آپکے پاس آیا ہوں۔ میں آپ کے قدموں پر قتل ہوجانا چاہتا ہوں۔ کیا آپکے خیال میں یہ میری توبہ کے لئے کافی ہوگا؟"

حضرت نے شفقت سے فرمایا "ہاں، خدا تیری توبہ قبول کرے تجھے بخش دے۔ تیرا نام کیا ہے؟" اُسنے کہا "حُر بن یزید" فرمایا "تو حُر (یعنی آزاد) ہی ہے جیسا کہ تیری ماں نے تیرا نام رکھ دیا ہے۔ تو دُنیا اور آخرت میں انشاء اللہ حُر ہے"

کوفیوں سے حُر کا خطاب

پھر حُر، دشمن کی صفوں کے سامنے پہونچا اور کہا "اے لوگو! حسین کی پیش کی ہوئی شرطوں میں سے کوئی شرط منظور کیوں نہیں کرلیتے تاکہ خدا تمھیں اس امتحان سے بچالے؟" لوگوں نے جواب دیا "یہ ہمارے سردار عمر بن سعد موجود ہیں، جواب دیں گے" عمر نے کہا "میری دلی خواہش تھی کہ اُن کی شرطیں منظور کرسکتا"

اس کے بعد حُر نے نہایت جوش وخروش سے تقریر کی اور اہل کوفہ کو ان کی بدعہدی و غدر پر شرم و غیرت دلائی۔ لیکن اُس کے جواب میں اُنھوں نے تیر برسانا شروع کردیا۔ ناچار خیمہ کی طرف لوٹ آیا۔

جنگ کا آغاز

اس واقعہ کے بعد عمر بن سعد نے اپنی کمان اُٹھائی اور لشکر حسین کی طرف یہ کہکر تیر پھینکا "گواہ رہو، سب سے پہلا تیر میں نے چلایا ہے" پھر تیر باری شروع ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد زیاد بن ابیہ اور عبید اللہ بن زیاد کے غلام یسار اور سالم میدان میں نکلے اور مبارز طلب کی۔ قدیم طریق جنگ میں مبارزت کا طریقہ یہ تھا کہ فریقین کے لشکر سے ایک ایک جنگ آزما نکلتا اور پھر دونوں باہمگر پیکار کرتے۔ لشکر حسین سے حبیب بن مظاہر اور بُریر بن حضیر نکلنے لگے، مگر حضرت حسین نے اُنھیں منع کیا۔ عبد اللہ بن عمیر الکلبی نے کھڑے ہوکر عرض کیا: "مجھے اجازت دیجئے" یہ شخص اپنی بیوی کے ساتھ حضرت کی حمایت کے لئے کوفہ سے چلکر آیا تھا۔ سیاہ رنگ، تنومند، کشادہ سینہ تھا، آپنے اُس کی صورت دیکھ کر فرمایا "بیشک یہ مرد میدان ہے" اور اجازت دی۔ عبد اللہ نے چند پھیروں میں دونوں حریف زیر کرکے قتل کرڈالے۔ اُس کی بیوی ام وہب ہاتھ میں لاٹھی لئے کھڑی تھی اور جنگ کی ترغیب دیتی جاتی تھی۔ پھر یکایک اُسے اس قدر جوش آیا کہ میدان جنگ کی طرف بڑھنے لگی۔ حضرت حسین یہ دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ فرمایا "اہل بیت کی طرف سے خدا تمھیں جزائے خیر دے لیکن عورتوں کے ذمہ لڑائی نہیں ہے"

گھٹنے ٹیک کر نیزے سیدھے کردئے

اس کے بعد ابن سعد کے میمنہ نے حملہ کیا۔ جب بالکل قریب پہنچ گئے تو حضرت کے رفقاء زمین پر گھٹنے ٹیک کر کھڑے ہوگئے اور نیزے سیدھے کردئے۔ نیزوں کے مُنہ پر گھوڑے بڑھ نہ سکے اور لَوٹنے لگے حضرت کی فوج نے اس موقعہ سے فائدہ اُٹھایا اور تیر مار کر کئی آدمی قتل اور زخمی کرڈالے۔

عام حملہ

اب باقاعدہ جنگ جاری ہوگئی۔ طرفین سے ایک ایک دو دو جوان مرد نکلتے تھے اور تلوار کے جوہر دکھاتے تھے۔ حضرت حسین کے طرفداروں کا پلہ بھاری تھا۔ جو سامنے آتا تھا مارا جاتا تھا۔ میمنہ کے سپہ سالار عمر بن الحجاج نے یہ حالت دیکھی تو پکار اُٹھا "بیوقوفو! پہلے جان لو کن سے لڑرہے ہو؟ یہ لوگ جان پر کھیلے ہوئے ہیں۔ تم اسی طرح ایک ایک کرکے قتل ہوتے جاؤ گے۔ ایسا نہ کرو۔ یہ مٹھی بھر ہیں۔ پتھروں سے انھیں مار سکتے ہو" عمر بن سعد نے یہ رائے پسند کی اور حکم دیا کہ مبارزت موقوف کی جائے اور عام حملہ شروع ہو۔ چنانچہ میمنہ آگے بڑھا اور کشت وخون شروع ہوگیا۔ ایک گھڑی بعد لڑائی رُکی تو نظر آیا کہ حسینی فوج کے نامور بہادر مسلم بن عوسجہ خاک وخون میں پڑے ہیں۔ حضرت حسین دَوڑ کر لاش پر پہنچے۔ ابھی سانس باقی تھی۔ آہ سرد بھر کر فرمایا "مسلم! تجھ پر خدا کی رحمت! منھم من قضی نحبہ و منھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا!" مسلم بن عوسجہ اس جنگ میں آپکی جانب سے پہلے شہید تھے (ابن جریر کامل)

گھوڑے بیکار ہوگئے

میمنہ کے بعد میسرہ نے یورش کی۔ شمر بن ذی الجوشن اس کا سپہ سالار تھا۔ حملہ بہت ہی سخت تھا۔ مگر حسینی میسرے نے بڑی ہی بہادری سے مقابلہ کیا۔ اس بازو میں صرف ۳۲ سوار تھے۔ جس طرف ٹوٹ پڑتے تھے، صفیں اُلٹ جاتی تھیں۔ آخر طاقتور دشمن نے محسوس کرلیا کہ کامیابی ناممکن ہے۔ چنانچہ فوراً نئی کمک طلب کی۔ بہت سے سپاہی اور پانسو تیر انداز مدد کو پہنچ گئے۔ اُنھوں نے آتے ہی تیر برسانا شروع کردئے۔ تھوڑی دیر میں حسینی فوج کے تمام گھوڑے بیکار ہوگئے اور سواروں کو پیدل ہوجانا پڑا۔

حُر کی شجاعت

ایوب بن مشرح روایت کرتا ہے کہ حُر بن یزید کا گھوڑا خود میں نے زخمی کیا تھا۔ میں نے اُسے تیروں سے چھلنی کرڈالا۔ حُر بن یزید زمین پر کود پڑے۔ تلوار ہاتھ میں تھی۔ بالکل شیر ببر معلوم ہوتے تھے۔ تلوار ہر طرف متحرک تھی اور یہ شعر زبان پر تھا:

ان تعقروا بی فانا ابن الحر   اشجع من ذی لبد ہزبر
اگر تم نے میرا گھوڑا بیکار کردیا تو کیا ہوا؟ میں شریف کا بیٹا ہوں، خوفناک
شیر سے بھی زیادہ بہادر ہوں!

خیمے جلادئے

لڑائی اپنی پوری ہولناکی سے جاری تھی۔ اب دوپہر ہوگئی مگر کوئی فوج غلبہ حاصل نہ کرسکی۔ وجہ یہ تھی کہ حسینی فوج نے تمام خیمے ایک جگہ کردئے تھے اور دشمن صرف ایک ہی رُخ سے حملہ کرسکتا تھا۔ عمر بن سعد نے یہ دیکھا تو خیمے اکھاڑ ڈالنے کے لئے آدمی بھیجے۔ حسینی فوج کے صرف ۴۔ ۵ آدمی یہاں مقابلہ کے لئے کافی ثابت ہوئے۔ خیموں کی آڑ سے دشمن کے آدمی قتل کرنے لگے۔ جب یہ صورت بھی ناکام رہی تو عمر بن سعد نے خیمے جلا ڈالنے کا حکم دیا۔ سپاہی آگ لے کر دَوڑے۔ حسینی فوج نے یہ دیکھا تو مضطرب ہوئی۔ مگر حضرت حسین نے فرمایا "کچھ پروا نہیں۔ جلانے دو۔ یہ ہمارے لئے اور بھی زیادہ بہتر ہے۔ اب وہ پیچھے سے حملہ نہیں کرسکیں گے" اور ہوا بھی یہی۔

ام وہب کا قتل

اسی اثنا میں زہیر بن القین نے شمر پر زبردست حملہ کیا اور اس کی فوج کے قدم اُکھاڑ دئے۔ مگر کبتک؟ ذرا دیر کے بعد پھر دشمن کا ہجوم ہوگیا۔ اب حسینی لشکر کی بےبسی صاف ظاہر تھی۔ بہت سے لوگ قتل ہوچکے تھے۔ کئی نامی سردار مارے جاچکے تھے حتی کہ عبد اللہ بن عمیر کلبی بھی، جس کا ذکر اوپر گزرچکا، قتل ہوچکا تھا۔ اُس کی بہادر بیوی ام وہب بھی شہید ہوچکی تھی۔ یہ میدان جنگ میں بیٹھی اپنے مقتول شوہر کے چہرے سے مٹی صاف کررہی تھی اور یہ کہتی جاتی تھی "تجھے جنت مبارک ہو!" شمر نے اسے دیکھا اور قتل کرواڈالا۔ (ابن جریر۔ شرح نہج البلاغہ)

نماز پڑھنے نہیں دی

ابو ثمامہ عمرو بن عبد اللہ صائدی نے اپنی بےبسی کی حالت محسوس کی اور حضرت حسین سے عرض کیا "دشمن اب آپ سے بالکل قریب آگیا ہے۔ واللہ آپ اُسوقت تک قتل ہونے نہیں پائیں گے، جب تک میں قتل نہ ہوجاؤں لیکن میری آرزو ہے کہ اپنے رب سے نماز پڑھ کر ملوں جس کا وقت آگیا ہے" یہ سُنکر حضرت نے سر اُٹھایا اور فرمایا "دشمنوں سے کہو ہمیں نماز کی مہلت دیں" مگر دشمن نے درخواست منظور نہیں کی اور لڑائی جاری رہی۔

حبیب اور حُر کی شہادت

یہ وقت بہت سخت تھا۔ دشمن نے اپنی پوری قوت لگادی تھی۔ غضب یہ ہوا کہ حسینی میسرہ کے سپہ سالار حبیب بن مظاہر بھی قتل ہوگئے۔ گویا فوج کی کمر ٹوٹ گئی۔ حبیب کے بعد ہی حُر بن یزید کی باری تھی۔ وہ جوش سے یہ شعر پڑھتے ہوئے دشمن کی صفوں میں گھس پڑے:

آلیت لا اُقتل حتی اَقتلا   ولن اُصاب الیوم الا مقبلا
میں نے قسم کھائی ہے کہ قتل نہیں ہونگا جب تک قتل نہ
کرلوں، اور مرونگا تو اسی حالت میں کہ آگے بڑھ رہا ہونگا!
اضربھم بالسیف ضربا مقصلا   لا ناکلا عنھم ولا مھللا
انہیں تلوار کی کاری ضربیں ماروں گا، نہ بھاگوں گا نہ ڈرونگا!

زہیر کی شہادت

چند لمحے کی بات تھی۔ حُر زخموں سے چور ہوکر گرے اور جان بحق تسلیم ہوگئے۔ اب ظہر کا وقت ختم ہورہا تھا۔ حضرت نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ صلوۃ الخوف پڑھی۔ نماز کے بعد دشمن کا دباؤ اور بھی زیادہ ہوگیا۔ اس موقعہ پر آپکے میمنہ کے سپہ سالار زہیر بن القین نے میدان اپنے ہاتھ میں لے لیا اور شعر پڑھتے ہوئے دشمن

حکم دیتا ہی کہ مجرم کو سزا دیجائے۔

کیوں؟

اس لئے کہ اُسنے چوری کی ہی۔

اُس بدبخت نے چوری کیوں کی؟

اس لئے کہ وہ انسان ہی، اور انسان بھوک کا عذاب برداشت نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ وہ شوہر ہے، اور شوہر اپنی بیوی کو بھوک سے ایڑیاں رگڑتے دیکھ نہیں سکتا۔ اس لئے کہ وہ باپ ہی، اور باپ کی طاقت سے باہر ہے کہ اپنے بچوں کے اُن آنسوؤں کا نظارہ کرسکے جو بھوک کی اذیت سے اُن کے معصوم چہروں پر بہ رہے ہوں!

پھر اگر بدقسمت انسان قیدخانہ اور تازیانے کی سزائیں جھیل کر بھی اس قابل نہیں ہوجاتا کہ بغیر غذا کے زندہ رہ سکے، تو "مقدس انصاف"، اصلاح اور انسانیت کا آخری قدم اُٹھاتا ہے، اور کہتا ہی اسے سولی کے تختے پر لٹکا دو! یہ گویا انسان کے پاس اُس کے ابناء جنس کی مصیبتوں اور شقاوتوں کا آخری علاج ہے!

یہ ہی انسان کی شہری اور متمدن زندگی کا اخلاق! وہ خود ہی انسان کو بُرائی پر مجبور کرتا ہی اور خود ہی سزا بھی دیتا ہی۔ پھر ظلم اور بے رحمی کے اس تسلسل کو "انصاف" کے نام سے تعبیر کرتا ہی۔ اُس "انصاف" کے نام سے، جو دنیا کی سب سے زیادہ مشہور مگر سب سے زیادہ غیر موجود حقیقت ہی!

⁂

چوتھی صدی ہجری کا بغداد دنیا کا سب سے بڑا شہر اور انسانی تمدن کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ انسانی آبادی و تمدن کے یہ تمام لازمی نتائج موجود ہوتے۔ گندگی میں کھیاں اور دَلدل میں مچھر اُس تیزی سے پیدا نہیں ہوتے جس تیزی سے شہروں کی آب و ہوا جرم اور مجرموں کو پیدا کرتی ہی۔ بغداد کے قیدخانے مجرموں سے بھرے ہوئے تھے۔ پھر بھی اسکی آبادی میں مجرموں کی کوئی کمی نہ تھی!

⁂

بغداد میں آج کل جس طرح حضرت شیخ جُنید بغدادیؒ کی زہد و درویشی کی شہرت ہی، اُسی طرح ابن ساباط کی چوری اور عیّاری بھی مشہور ہی۔ پہلی شہرت نیکی کی ہی۔ دوسری بدی کی۔ دُنیا میں بدی، نیکی کی ہر چیز کی طرح، اُس کی شہرت کا بھی مقابلہ کرنا چاہتی ہے اگرچہ نہیں کرسکتی۔

دسؔ برس سے ابن ساباط مدائن کے محبس میں قید ہی۔ اُس کے خوفناک حملوں سے لوگ محفوظ ہوگئے ہیں۔ تاہم اُسکی عیّاریوں اور بےباکیوں کے افسانے لوگ بھولے نہیں۔ وہ جب کبھی کسی لرزا چوری کا حال سُنتے ہیں تو کہنے لگتے ہیں "یہ دوسرا ابن ساباط ہی"۔ اس دس برس کے اندر کتنے ہی نئے ابن ساباط پیدا ہوگئے مگر پرانے ابن ساباط کی شہرت کا کوئی مقابلہ نہ کرسکا۔ بغداد والوں کی بول چال میں وہ "جرائم کا شیطان اور بُرائیوں کا عفریت" تھا!

ابن ساباط کے خاندانی حالات عوام کو بہت کم معلوم ہیں۔ جب وہ پہلی مرتبہ سُوق التجارین میں چوری کرتا ہوا گرفتار ہوا تو کوتوالی میں اس کے حالات کی تفتیش کی گئی۔ معلوم ہوا یہ بغداد کا باشندہ نہیں ہی۔ اس کے ماں باپ طوس سے ایک قافلہ کے ساتھ آرہے تھے۔ راہ میں بیمار پڑے اور مرگئے۔ قافلہ والوں کو رحم آیا اور اپنے ساتھ بغداد کو پہونچا دیا۔ یہ اب سے دو برس پیشتر کی بات ہی۔ یہ دو برس اسنے کہاں اور کیونکر بسر کئے؟ اسکا حال کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ گرفتاری کے وقت اُس کی عمر پندرہ سولہ برس کی تھی۔ کوتوالی کے چبوترے پر لٹا کر تازیانے مارے گئے اور چھوڑ دیا گیا۔

اس پہلی سزا نے اُس کی طبیعت پر کچھ عجیب طرح کا اثر ڈالا۔ وہ اب تک ایک ڈرا سہما کم سِن لڑکا تھا۔ اب اچانک ایک دلیر اور بےباک مجرم کی روح اُس کے اندر پیدا ہوگئی۔ گویا اُس کی تمام شقاوتیں اپنے ظہور کے لئے تازیانے کی ضرب کی منتظر تھیں۔ مجرمانہ اعمال کے تمام بھید اور بدیوں گناہوں کے تمام مخفی طریقے جو کبھی اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں گزرے تھے، اب اس طرح اُس پر کھل گئے، گویا ایک تجربہ کار اور مشّاق مجرم کا دماغ اُس کے سَر میں اُتار دیا گیا۔ تھوڑے ہی دنوں کے اندر وہ ایک پکّا عیّار اور ایک چھٹا ہوا جرائم پیشہ انسان تھا!

اب وہ چھوٹی چھوٹی چوریاں نہیں کرتا تھا۔ پہلی مرتبہ جب اُسنے چوری کی تھی، تو دو دن کی بھوک اُسے نان بائی کی دکان پر لے گئی تھی۔ لیکن اب وہ بھوک سے بے بس ہوکر نہیں بلکہ جرم کے ذوق سے وارفتہ ہوکر چوری کرتا تھا۔ اس لئے اُس کی نگاہیں نان بائی کی روٹیوں پر نہیں بلکہ صرّافوں کی تھیلیوں اور سوداگروں کے ذخیروں پر پڑتی تھیں۔ دن ہو یا رات، بازار کی منڈی ہو یا امیر کا دیوانخانہ، ہر وقت اور ہر جگہ اُس کی کارستانیاں جاری رہتیں۔ اُس کے اندر ایک فاتح کا جوش تھا، سپہ سالار کا سا عزم تھا، سپاہی کی مردانگی تھی، مدبّر کی سی دانشمندی تھی، لیکن دنیا نے اُس کے لئے یہی پسند کیا کہ وہ بغداد کے بازاروں کا چور ہو۔ اس لئے اُس کی فطرۃ کے تمام جوہر اسی راہ میں نمایاں ہونے لگے۔ افسوس، فطرۃ کس فیاضی سے بخشتی ہی، مگر انسان کس بے دردی سے برباد کرتا ہی!

⁂

کچھ دنوں کے بعد جب ابن ساباط کی دراز دستیاں حد سے بڑھ گئیں تو حکومت کو خصوصیت کے ساتھ توجہ ہوئی۔ آخر ایک دن گرفتار کرلیا گیا۔ اب یہ ایک کم سِن لڑکا نہ تھا۔ شہر کا سب سے بڑا چور تھا۔ عدالت نے فیصلہ کیا کہ ایک ہاتھ کاٹ ڈالا جائے۔ فوراً تعمیل ہوئی، اور جلاد نے ایک ہی ضرب میں اسکا پہنچا الگ کردیا۔

ابن ساباط کے ہاتھ کا کٹنا، کٹنا نہ تھا، بلکہ سیکڑوں نئے ہاتھوں کو اُس کے شانے سے جوڑ دینا تھا۔ معلوم ہوتا ہی، دُنیا کے سارے شیطان اور عفریت اس واقعہ کے انتظار میں تھے۔ جونہی اُس کا ہاتھ کٹا، اُنھوں نے اپنے سیکڑوں ہاتھ اُس کے حوالے کردیئے۔ اب اُسنے عراق کے تمام چور اور عیّار جمع کرکے اپنا اچھا خاصہ جتھا بنالیا اور فوجی ساز و سامان کے ساتھ لوٹ مار شروع کردی۔ تھوڑے ہی عرصہ کے اندر اُس کے دلیرانہ حملوں نے تمام عراق میں تہلکہ مچادیا۔ وہ قافلوں پر حملے کرتا، دیہاتوں میں ڈاکے ڈالتا، محل سراؤں میں نقب لگاتا، سرکاری خزانے لوٹ لیتا، اور پھر یہ سب کچھ اس ہوشیاری اور فرزانگی کے ساتھ کرتا کہ اُس پر یا اُسکے ساتھیوں پر کوئی آنچ نہ آتی۔ ہر موقعہ پر صاف بچکر نکلجاتا۔ لوگ جب اُس کے مجرمانہ کارنامے سُنتے تو دہشت و حیرت سے مبہوت رہجاتے۔ "یہ ڈاکو نہیں ہی جرم کی ایک خبیث روح ہی۔ وہ انسان کو لوٹ لیتی ہی مگر انسان اُسے چھو نہیں سکتا!" یہ بغداد والوں کا متفقہ فیصلہ تھا!

⁂

مگر ظاہر ہے، یہ حالت کب تک جاری رہ سکتی تھی؟ آخر وہ وقت آگیا کہ ابن ساباط تیسری مرتبہ قانون کے پنجے میں گرفتار ہوجائے۔ ایک موقعہ پر جب اُسنے اپنے تمام ساتھیوں کو بحفاظت سنبھال لیا تھا اور خود نکل بھاگنے کی طیاری کررہا تھا، حکومت کے سپاہی پہنچ گئے اور گرفتار کرلیا۔

اس مرتبہ وہ ایک رہزن اور ڈاکو کی حیثیت میں گرفتار ہوا تھا اس کی سزا قتل تھی۔ ابن ساباط نے جب دیکھا کہ جلاد کی تلوار سر پر چمک رہی ہی تو اس کے مجرمانہ خصائل نے اچانک ایک دوسرا رنگ اختیار کرلیا۔ وہ طیار ہوگیا کہ اپنے بچاؤ کے لئے اپنے ساتھیوں کی جانیں قربان کردے۔ اُسنے عدالت سے کہا۔ اگر اُسے قتل کی سزا نہ دی جائے تو وہ اپنے جتھے کے تمام چور گرفتار کرادے گا۔ عدالت نے منظور کرلیا۔ اس طرح ابن ساباط خود تو قتل سے بچ گیا لیکن اُس کے سَو سے زیادہ ساتھی اُس کی نشاندہی پر موت کے گھاٹ اُتار دیئے گئے! ان سَو چوروں میں ایک بھی ایسا نہ تھا جسنے قتل ہونے سے پہلے ابن ساباط کے نام پر لعنت نہ بھیجی ہو۔ بدعہدی اور بے وفائی ایسی بُرائی ہی جسے بُرے بھی سب سے بڑی بُرائی سمجھتے ہیں۔ ابن ساباط نے اپنے اس طرز عمل سے ثابت کردیا کہ وہ جرم سے بھی بڑھ کر بُرائی کا کوئی ایک درجہ رکھتا تھا!

⁂

بہرحال اب ابن ساباط مدائن کے قیدخانہ میں زندگی کے دن پورے کررہا ہی۔ اُس کی آخری گرفتاری پر دس برس گزر چکے ہیں۔ دس برس کا زمانہ اس کے لئے کم مدت نہیں ہی کہ ایک مجرم کی سیاہ کاریاں بھلادی جائیں، لیکن ابن ساباط جیسے مجرم کے کارنامے مدتوں تک نہیں بھلائے جاسکتے۔ دسؔ برس گزرنے پر بھی اُس کے دلیرانہ جرائم کا ذکر بچہ بچہ کی زبان پر ہی۔ لوگوں کو یہ بات تو کبھی بھولے سے بھی یاد نہیں آتی کہ ابن ساباط ہے کہاں اور کس حالت میں؟ کیونکہ یہ معلوم کرنے کی اُنھیں ضرورت بھی نہیں ہی۔ البتہ وہ اُس کے دلیرانہ کارنامے بھولنا نہیں چاہتے، کیونکہ اس تذکرہ میں اُن کے لئے لطف اور دلچسپی ہی۔ اُنہیں ابن ساباط کی نہیں، اپنی دلچسپیوں کی فکر ہی!

⁂

انسان کی بے مہریوں کی طرح اُس کی دلچسپیوں کا بھی کیسا عجیب حال ہی؟ وہ عجیب عجیب اور غیر معمولی باتیں دیکھ کر خوش ہوتا ہی، لیکن اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کی دلچسپی کا یہ تماشا کیسی کیسی مصیبتوں اور شقاوتوں کی پیدائش کے بعد ظہور میں آسکا ہی؟ اگر ایک چور دلیری کے ساتھ چوری کرتا ہی تو یہ اُس کے لئے بڑی ہی دلچسپی کا واقعہ ہی۔ وہ اُس کی صورت دیکھنے کے لئے بیقرار ہوجاتا ہی۔ وہ گھنٹوں اسپر رائے زنی کرتا ہی اور وہ تمام اخبار خرید لیتا ہی جن میں اُس کی تصویر چھپی ہو یا اُس کا تذکرہ کیا گیا ہو۔ لیکن اس واقعہ میں چور کے لئے کیسی شقاوت ہی؟ اور جس مسکین کا مال چوری گیا ہی اُس کے لئے کیسی مصیبت ہی؟ اس کے سوچنے کی وہ کبھی زحمت گوارا نہیں کرتا!

اگر ایک مکان میں آگ لگ جائے تو انسان کے لئے یہ بڑا ہی دلچسپ نظارہ ہوتا ہی۔ سارا شہر امنڈ آتا ہی۔ جس کسی کو دیکھو بے تحاشا دوڑا جاتا ہی۔ لوگ اس نظارہ کے شوق میں اپنا کھانا پینا تک بھول جاتے ہیں۔ اگر چند زندہ انسانوں کے جھلسے ہوئے چہرے آگ کے شعلوں کے اندر نمودار ہوجائیں اور اُن کی چیخیں اتنی بلند ہوں کہ دیکھنے والوں کے کانوں تک پہنچ سکیں، تو پھر اس نظارہ کی دلچسپی انتہائی حد تک پہنچ جاتی ہی، تماشائی جوش نظارہ میں مجنوں ہوکر ایک دوسرے پر گرنے لگتے ہیں۔ لیکن انسانی دلچسپی کے اس جہنمی منظر میں اُس مکان اور اُسکے مکینوں کے لئے کیسی ہلاکت اور تباہی ہی؟ اور جان و مال کی کیسی [illegible]

نے یہاں بھی تعرض کیا۔ حضرت نے محسوس کیا کہ ان کی نیت خراب ہے۔ خیمہ لوٹنا چاہتے ہیں۔ فرمایا "اگر تم میں دین نہیں اور تم روز آخرت سے ڈرتے نہیں، تو کم سے کم دنیا وی شرافت پر تو قائم رہو۔ میرے خیمے کو اپنے جاہلوں اور اوباشوں سے محفوظ رکھو" شمر نے جواب دیا "اچھا ایسا ہی کیا جائے گا۔ اور آپ کا خیمہ محفوظ رہے گا"

آخری تنبیہ

اب بہت دیر ہو چکی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ دشمن اگر چاہتا تو آپ کو بہت پہلے قتل کر ڈالتا۔ مگر یہ گناہ کوئی بھی اپنے سر لینا نہیں چاہتا تھا۔ آخر شمر بن ذی الجوشن چلایا "تمھارا برا ہو! کیا انتظار کر رہے ہو؟ کیوں کام تمام نہیں کرتے؟" اب ہر طرف سے یورش ہوا۔ آپ نے پکار کر کہا "کیا میرے قتل پر ایک دوسرے کو ابھارتے ہو؟ واللہ میرے بعد کسی بندے کے قتل پر بھی خدا اتنا ناخوش نہیں ہوگا جتنا میرے قتل پر ناخوش ہوگا"

شہادت!

مگر اب وقت آچکا تھا۔ زرعہ بن شریک تمیمی نے آپکے بائیں ہاتھ کو زخمی کیا۔ پھر شانے پر تلوار ماری۔ آپ کمزوری سے لڑکھڑائے۔ لوگ ہیبت سے پیچھے ہٹے۔ مگر سنان بن انس نخعی نے بڑھ کر نیزہ مارا اور آپ زمین پر گر پڑے۔ اُسنے ایک شخص سے کہا "سر کاٹ لے" وہ سر کاٹنے کے لئے لپکا مگر جراٴت نہ ہوئی۔ سنان بن انس نے دانت پیس کر کہا "خدا تیرے ہاتھ شل کر ڈالے!" پھر گھوڑے سے اُترا۔ آپکو ذبح کیا اور سر، تن سے جُدا کر لیا!

جعفر بن محمد بن علی سے مروی ہے کہ قتل کے بعد دیکھا گیا کہ آپکے جسم پر نیزے کے ۳۳ زخم اور تلوار کے ۳۴ گھاؤ تھے!

قاتل

سنان بن انس قاتل کے دماغ میں کسی قدر فتور تھا قتل کے وقت اُس کی عجیب حالت تھی۔ جو شخص بھی حضرت کی نعش کے قریب آتا، وہ اُس پر حملہ آور ہوتا تھا۔ وہ ڈرتا تھا کوئی دوسرا اُن کا سر کاٹ نہ لے جائے۔ قاتل نے سر کاٹ کر خولی بن یزید اصبحی کے حوالہ کیا اور خود عمر بن سعد کے پاس دوڑتا گیا۔ خیمہ کے سامنے کھڑا ہو کر چلایا:

اوقر رکابی فضۃ وذہبا   انا قتلت الملک المحجبا
مجھے چاندی سونے سے لاد دو، میں نے بڑا بادشاہ مارا ہے!
قتلت خیر الناس اما واباً   وخیرہم اذ ینسبون نسبا
میں نے اسے قتل کیا ہے جسکے ماں باپ سب سے افضل ہیں اور جو اپنے نسب میں سب سے اچھا ہے!

عمر بن سعد نے اُسے اندر بلا لیا۔ بہت خفا ہوا۔ کہنے لگا "واللہ تو مجنون ہے!" پھر اپنی لکڑی سے اُسے مار کر کہا "پاگل! ایسی بات کہتا ہے۔ بخدا اگر عبید اللہ بن زیاد سنتا تو تجھے ابھی مروا ڈالتا!"

(ابن جریر)

لوٹ کھسوٹ

قتل کے بعد کوفیوں نے آپکے بدن کے کپڑے تک اتار لئے پھر آپکے خیمے کی طرف بڑھے۔ زین العابدین بستر پر بیمار پڑے تھے۔ شمر اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ پہونچا اور کہنے لگا "اسے بھی کیوں نہ قتل کر ڈالیں؟" لیکن اس کے بعض ساتھیوں نے مخالفت کی، کہا "کیا بچوں کو بھی مار ڈالو گے؟" اسی اثنا میں عمر بن سعد بھی آگیا اور حکم دیا "کوئی عورتوں کے خیمے میں نہ گھسے۔ اس بیمار کو کوئی نہ چھیڑے۔ جس کسی نے خیمہ کا کوئی اسباب لوٹا ہو واپس کر دے" زین العابدین نے یہ سنکر اپنی بیمار آواز سے کہا "عمر بن سعد! خدا تجھے جزاء خیر دے! تیری زبان نے ہمیں بچا لیا"۴

۴ نعش روند ڈالی

عمر بن سعد کو حکم تھا کہ حسین کی نعش گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالے۔ اب اس کا وقت آیا۔ اُسنے پکار کر کہا "اس کام کے لئے کون طیار ہے؟" دس آدمی طیار ہوئے اور گھوڑے دوڑا کر جسم مبارک روند ڈالا!

چوں بگزرد نظیری خونیں کفن بہ حشر ؛ خلقے فغاں کنند کہ این ادخواہ کیست؟

اس جنگ میں حضرت حسین کے ۷۲ آدمی مارے گئے اور کوفی فوج کے ۸۸ مقتول ہوئے (ابن جریر۔ کامل۔ یعقوبی) (باقی)

افسانہ

محبت اور قربانی
یا
انتقام اور سزا؟

وکٹر ہیوگو کا "بشپ" اور تاریخ اسلام کا "بغدادی"

درس وفا اگر بود زمزمۂ محبتے
جمعہ بہ مکتب آورد طفل گریز پائے را!

(دوسرا حصہ)

ہجرۃ کی تیسری صدی قریب الاختتام ہے۔ بغداد کے تخت خلافت پر المعتضد باللہ عباسی متمکن ہے۔ معتصم کے زمانے سے دار الخلافہ کا شاہی اور فوجی مستقر سامرہ میں منتقل ہو گیا ہے۔ پھر بھی سرزمین بابل کے اس نئے بابل میں پندرہ لاکھ انسان بستے ہیں۔ ایران کے اصطخر، مصر کے ممفس، اور یورپ کے روم کی جگہ اب دنیا کا تمدنی مرکز بغداد ہے۔

* * *

دنیا کی اس ترقی یافتہ مخلوق کا جسے "انسان" کہتے ہیں کچھ عجیب حال ہے۔ یہ جتنا کم ہوتا ہے، اُتنا ہی نیک اور خوش ہوتا ہے۔ اور جتنا زیادہ بڑھتا ہے، اُتنی ہی نیکی اور خوشی اس سے دُور ہونے لگتی ہے۔ اُس کا کم ہونا خود اُس کے لئے اور خدا کی زمین کے لئے برکت ہے۔ یہ جب چھوٹی چھوٹی بستیوں میں گھانس پھونس کے چھپر ڈالکر رہتا ہے، تو کیسا نیک، کیسا خوش، اور کس درجہ حلیم ہوتا ہے؟ محبت اور رحمت اُس میں اپنا آشیانہ بناتی ہے اور روح کی پاکیزگی کا نور اُس کے جھونپڑوں کو روشن کرتا ہے۔ لیکن جونہی یہ جھونپڑوں سے باہر نکلتا ہے، اُس کی بڑی بڑی بھیڑیں ایک خاص رقبہ میں اکٹھی ہو جاتی ہیں، تو اُس کی حالت میں کیسا عجیب انقلاب ہو جاتا ہے؟ ایک طرف تجارت بازاروں میں آتی ہے، صنعت و حرفت کارخانے کھولتی ہے، دولت سر بفلک عمارتیں بناتی ہے، حکومت دبدبۂ شان و شکوہ کے سامان آراستہ کرتی ہے۔ لیکن دوسری طرف نیکی رخصت ہو جاتی ہے، محبت اور فیاضی کا سراغ نہیں ملتا، اور امن و راحت کی جگہ انسانی مصیبتوں اور شقاوتوں کا ایک لازوال دَور شروع ہو جاتا ہے۔ وہی انسان کی بستی جو پہلے نیکی و محبت کی دنیا اور راحت و برکت کی بہشت تھی، اب افلاس و مصیبت کا مقتل اور جرموں اور بدیوں کی دوزخ بنجاتی ہے۔ وہی انسان جو جھونپڑوں کے اندر محبت و فیاضی کی گرمجوشی تھا، اب شہر کے سر بفلک محلوں کے اندر بے مہری و خود غرضی کا پتھر ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے عالیشان مکانوں میں عیش و نعمت کے دسترخوان پر بیٹھتا ہے، تو اس کے کتنے ہی ہم جنس سڑکوں پر بھوک سے ایڑیاں رگڑتے ہیں! جب وہ عیش و راحت کے ایوانوں میں حسن و جمال کی محفلیں آراستہ کرتا ہے، تو اُس کے ہمسایہ میں یتیموں کے آنسو نہیں تھمتے اور کتنی ہی بیوائیں ہوتی ہیں جن کے بدنصیب سروں پر چادر کا ایک تار بھی نہیں ہوتا! زندگی کی قدرتی یکسانی کی جگہ اب زندگی کی مصنوعی مگر بے رحم تفاوتیں ہر گوشے میں نمایاں ہو جاتی ہیں!۔

پھر جب انسانی بے مہری اور خود غرضی کے لازمی نتایج ظاہر ہونے لگتے ہیں، کمزوری، افلاس، اور بے نوائی سے مجبور ہو کر بدبخت انسان جرم کی طرف قدم اُٹھاتا ہے، تو اچانک دنیا کی زبانوں کا سب سے زیادہ بے معنی لفظ وجود میں آجاتا ہے۔ یہ "قانون" اور "انصاف" ہے۔ اب بڑی بڑی شاندار عمارتیں تعمیر کی جاتی ہیں اور اُن کے دروازہ پر لکھا جاتا ہے "انصاف کا گھر" انصاف کے اس "مقدس گھر" میں کیا ہوتا ہے؟ یہ ہوتا ہے کہ وہی انسان جس نے اپنی بے رحمی و تغافل سے مفلس کو چوری پر اور نیک انسانوں کو بداطوار بنجانے پر مجبور کر دیا تھا، قانون کا پُر ہیبت جبّہ پہنکر آتا ہے، اور فرشتوں کا سا معصوم اور راہبوں کا سا سنجیدہ چہرہ بنا کر

[5327]

سخت محنت؛ افسوس، انسان کو اپنے رزق کے لئے کیسی کیسی زحمتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں! دیکھو، یہ چٹائی بچھی ہے۔ یہ چمڑے کا تکیہ ہے میں اسے دیوار کے ساتھ لگا دیتا ہوں" اُسنے تکیہ دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ دیا "بس ٹھیک ہے۔ اب تم اطمینان کے ساتھ ٹیک لگا کر یہاں بیٹھ جاؤ اور اچھی طرح ستا لو۔ اتنی دیر میں میں تمھارا ادھورا کام پورا کئے دیتا ہوں"

اُسنے یہ کہا، اور ابن ساباط کے کاندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھ کر اُسے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ پھر جب اُس کی نظر دوبارہ اُس کی عرق آلود پیشانی پر پڑی، تو اُسنے اپنی کمر سے رومال کھولا اور اُس کی پیشانی کا پسینہ پونچھ ڈالا۔ جب وہ پسینہ پونچھ رہا تھا تو اُس کی آنکھوں میں باپ کی سی شفقت اور ہاتھوں میں بھائی کی سی محبت کام کر رہی تھی!

صورت حال کے یہ تمام تغیرات اس تیزی سے ظہور میں آئے کہ ابن ساباط کا دماغ مختل ہو کر رہ گیا۔ وہ کچھ سمجھ نہ سکا کہ معاملہ کیا ہے؟ ایک مدہوش اور بے ارادہ آدمی کی طرح اسنے اجنبی کے اشارہ کی تعمیل کی اور چٹائی پر بیٹھ گیا۔

اب اُسنے دیکھا کہ واقعی اجنبی نے کام شروع کر دیا ہے۔ اُسنے پہلے وہ گٹھری کھولی جو ابن ساباط نے باندھنی چاہی تھی مگر نہیں بندھ سکی تھی۔ پھر وہ تھان کھولکر بچھائے اور جس قدر بھی تھان موجود تھے، اُن سب کو دو حصوں میں منقسم کر دیا۔ ایک حصہ میں زیادہ تھے۔ ایک میں کم۔ پھر دونوں کی الگ الگ دو گٹھڑیاں باندھیں۔ یہ تمام کام اُسنے اس اطمینان اور سکون کے ساتھ کیا، گویا اُس کے لئے کوئی انوکھی بات نہ تھی۔

پھر اچانک اُسے کچھ خیال آیا۔ اُسنے اپنی عبا اُتار ڈالی، اور اسے بھی گٹھری کے اندر رکھ دیا۔

اب وہ اُٹھا اور ابن ساباط کے قریب گیا:

"میرے دوست، تمھارے چہرے کی پژمردگی سے معلوم ہوتا ہے کہ تم صرف تھکے ہوئے ہی نہیں ہو بلکہ بھوکے بھی ہو۔ بہتر ہوگا کہ چلنے سے پہلے دودھ کا ایک پیالہ پی لو۔ اگر تم چند لمحے انتظار کر سکو تو میں دودھ لے آؤں" اُسنے کہا، جبکہ اُس کے پر شکوہ چہرہ پر بدستور مسکراہٹ کی دلآویزی موجود تھی۔ ممکن نہ تھا کہ اس مسکراہٹ سے انسانی قلب کے تمام اضطراب محو نہ ہو جائیں!۔

قبل اس کے کہ ابن ساباط جواب دے، وہ تیزی کے ساتھ لوٹا، اور باہر نکل گیا۔

* * *

اب ابن ساباط تنہا تھا۔ لیکن تنہا ہونے پر بھی اس کے قدموں میں حرکت نہ ہوئی۔ اجنبی کے طرز عمل میں کوئی بات ایسی نہ تھی جس سے اس کے اندر خوف پیدا ہوتا۔ وہ صرف متحیر اور مبہوت تھا!

اجنبی کی ہستی اور اُس کا طور طریقہ ایسا عجیب و غریب تھا کہ جب تک وہ موجود رہا، ابن ساباط کو تحیر و تاثر نے سوچنے سمجھنے کی مہلت ہی نہ دی۔ اجنبی کی شخصیت کی تاثیر سے اس کی دماغی شخصیت مغلوب ہو گئی تھی۔ لیکن اب وہ تنہا ہوا، تو آہستہ آہستہ اس کا دماغ اپنی اصلی حالت پر واپس آنے لگا۔ یہاں تک کہ تمام دماغی خصائل پوری طرح اُبھر آئے، اور وہ اُسی روشنی میں معاملات کو دیکھنے لگا جس روشنی میں دیکھنے کا ہمیشہ سے عادی تھا۔

وہ جب اجنبی کا متبسم چہرہ اور دلنواز صدائیں یاد کرتا، تو شک اور خوف کی جگہ اُس کے اندر ایک ایسا ناقابل فہم جذبہ پیدا ہو جاتا جو آج تک اُسے کبھی محسوس نہیں ہوا تھا۔ لیکن پھر جب وہ سوچتا کہ اس تمام معاملہ کا مطلب کیا ہے؟ اور یہ شخص ہے کون؟ تو اس کی عقل حیران رہجاتی اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اُسنے اپنے دل میں کہا "یہ تو قطعی ہے کہ یہ شخص اس مکان کا مالک نہیں ہے۔ مکان کے مالک کبھی چوروں کا اس طرح استقبال نہیں کیا کرتے۔

...... مگر پھر یہ شخص ہے کون؟......"

اچانک ایک نیا خیال اُس کے اندر پیدا ہوا۔ وہ ہنسا "استغفر اللہ میں بھی کیا احمق ہوں۔ یہ بھی کوئی سوچنے اور حیران ہونے کی بات تھی؟ معاملہ بالکل صاف ہے۔ تعجب ہے مجھے پہلے کیوں خیال نہیں ہوا؟ یقیناً یہ بھی کوئی میرا ہی ہم پیشہ آدمی ہے، اور اسی نواح میں رہتا ہے۔ اتفاقات نے آج ہم دونوں چوروں کو ایک ہی مکان میں جمع کر دیا۔ چونکہ یہ اسی نواح کا آدمی ہے، اس لئے اس مکان کے تمام حالات سے واقف ہوگا۔ اُسے معلوم ہوگا کہ آج مکان رہنے والوں سے خالی ہے اور با اطمینان کام کرنے کا موقعہ ہے۔ اسی لئے وہ روشنی کا سامان ساتھ لے کر آیا۔ لیکن جب دیکھا کہ میں پہلے سے پہنچا ہوا ہوں تو آمادہ ہو گیا کہ میرا ساتھ دے کر ایک حصہ کا حقدار بنجائے ....."

* * *

وہ ابھی سوچ رہا تھا کہ دروازہ کھلا، اور اجنبی ایک لکڑی کا بڑا پیالہ ہاتھ میں لئے نمودار ہو گیا۔

"یہ لو، میں تمھارے لئے دودھ لے آیا ہوں۔ اسے پی لو۔ یہ بھوک اور پیاس، دونوں کے لئے مفید ہوگا" اُسنے کہا، اور پیالہ ابن ساباط کو پکڑا دیا۔ ابن ساباط واقعی بھوکا پیاسا تھا۔ بلا تامل منہ کو لگا لیا اور ایک ہی مرتبہ میں ختم کر دیا۔

اب اُسے معاملہ کی فکر ہوئی۔ اتنے دیر کے وقفہ نے اُس کی طبیعت بحال کر دی تھی

"دیکھو، اگرچہ میں تم سے پہلے یہاں پہنچ چکا تھا اور ہاتھ لگا چکا تھا، اور اس لئے ہم لوگوں کے قاعدہ کے بموجب تمھارا کوئی حق نہیں، لیکن تمھاری ہشیاری اور مستعدی دیکھ لینے کے بعد مجھے کوئی تامل نہیں کہ تمھیں بھی اس مال میں شریک کر لوں۔ اگر تم پسند کرو گے تو میں ہمیشہ کے لئے تم سے معاملہ کر لوں گا۔ لیکن دیکھو، میں کہے دیتا ہوں کہ آج جو کچھ بھی یہاں سے لے جائیں گے، اُس میں تم برابر کا حصہ نہیں پا سکتے، کیونکہ دراصل آج کا کام میرا ہی کام تھا" اُسنے صاف آواز میں کہا۔ اُس کی آواز میں اب تاثر نہیں تھا۔ تحکم تھا۔

اجنبی مسکرایا۔ اُسنے ابن ساباط پر ایک ایسی نظر ڈالی جو اگرچہ شفقت و مہر سے خالی نہ تھی، لیکن اس کے علاوہ بھی اُسمیں کوئی چیز تھی۔ لیکن ابن ساباط سمجھ نہ سکا۔ اُسنے خیال کیا۔ شاید یہ شخص اس طریق تقسیم پر قانع نہیں ہے۔ اچانک اُس کی آنکھوں میں اُس کی خوفناک مجرمانہ درندگی چمک اُٹھی۔ وہ غصہ سے مضطرب ہو کر کھڑا ہو گیا:

"بے وقوف، چپ کیوں ہے؟ یہ نہ سمجھنا کہ دودھ کا ایک پیالہ پلا کر اور چکنی چپڑی باتیں کر کے تم مجھے احمق بنا لو گے۔ تم نہیں جانتے تو میں کون ہوں۔ مجھے کوئی احمق نہیں بنا سکتا۔ میں ساری دنیا کو احمق بنا چکا ہوں۔ بولو۔ اسپر راضی ہو یا نہیں؟ اگر نہیں ہو تو ....."

لیکن ابھی اُس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ اجنبی کے لب متحرک ہوئے۔ اب بھی اُس کے لبوں سے اُس کی مسکراہٹ نہیں ہٹی تھی:

"میرے عزیز دوست! کیوں بلا وجہ اپنی طبیعت آزردہ کرتے ہو؟ آؤ یہ کام جلد نپٹا لیں جو ہمارے سامنے ہے۔ دیکھو، میں نے دو گٹھڑیاں باندھ لی ہیں۔ ایک چھوٹی ہے۔ ایک بڑی ہے۔ تمھارا ایک ہاتھ ہے اس لئے تم زیادہ بوجھ نہیں سنبھال سکتے۔ لیکن میں دونوں ہاتھوں سے سنبھال لوں گا۔ چھوٹی گٹھری تم اُٹھا لو۔ بڑی میں اُٹھا لیتا ہوں۔ باقی رہا میرا حصہ جس کے خیال سے تمھیں اتنی آزردگی ہوئی ہے، تو میں بھی نہیں چاہتا۔ اسوقت اُس کا فیصلہ کراؤں۔ تم نے کہا ہے کہ تم ہمیشہ کے لئے مجھ سے معاملہ کر سکتے ہو۔ مجھے بھی ایسا ہی معاملہ پسند ہے۔ میں چاہتا ہوں تم ہمیشہ کے لئے مجھ سے معاملہ کر لو"

"ہاں، اگر یہ بات ہے تو پھر سب کچھ ٹھیک ہے۔ تمھیں ابھی معلوم نہیں میں کون ہوں؟ پورے ملک میں تمھیں مجھ سے بہتر کوئی سردار نہیں مل سکتا" اُسنے بڑی گٹھری کے اُٹھانے میں اجنبی کو مدد دیتے ہوئے کہا۔

یہ گٹھری اس قدر بھاری تھی کہ ابن ساباط اپنی حیرانی نہ چھپا سکا۔ وہ اگرچہ اپنے نئے رفیق کی زیادہ جرأت افزائی کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔ پھر بھی اُس کی زبان سے بے اختیار نکل گیا

"دوست، تم دیکھنے میں تو بڑے دُبلے پتلے ہو لیکن بوجھ اُٹھانے میں بڑے مضبوط نکلے" ساتھ ہی اُسنے اپنے دل میں کہا "یہ جتنا مضبوط ہے، اُتنا عقلمند نہیں ہے ورنہ اپنے حصے سے دست بردار نہ ہو جاتا۔ اگر آج یہ احمق نہ ملجاتا تو مجھے سارا مال چھوڑ کر صرف ایک دو تھانوں پر قناعت کر لینی پڑتی"

اب ابن ساباط نے اپنی گٹھری اُٹھائی جو بہت ہی ہلکی تھی، اور دونوں باہر نکلے۔ اجنبی کی پیٹھ جسمیں پہلے سے خم موجود تھا، اب گٹھری کے بوجھ سے بالکل ہی جھک گئی تھی۔ رات کی تاریکی میں اتنا بھاری بوجھ اُٹھا کر چلنا نہایت دشوار تھا۔ لیکن ابن ساباط کو قدرتی طور پر جلدی تھی۔ وہ بار بار حاکمانہ انداز سے اصرار کرتا کہ تیز چلو۔ اور چونکہ خود اُس کا بوجھ بہت ہلکا تھا، اس لئے خود تیز چلنے میں کسی طرح کی دشواری محسوس نہیں کرتا تھا۔ اجنبی تعمیل حکم کی پوری کوشش کرتا، لیکن اتنا بھاری بوجھ اُٹھا کر دوڑنا انسانی طاقت سے باہر تھا۔ اس لئے پوری کوشش کرنے پر بھی زیادہ تیز نہیں چل سکتا تھا۔ کئی مرتبہ ٹھوکریں لگیں، بارہا بوجھ گرتے گرتے رہ گیا، ایک مرتبہ اتنی سخت چوٹ کھائی کہ قریب تھا گر جائے۔ پھر بھی اُسنے رُکنے یا سُستانے کا نام نہیں لیا۔ گرتا پڑتا اپنے ساتھی کے ساتھ بڑھتا ہی رہا۔

لیکن ابن ساباط اسپر بھی خوش نہ تھا۔ اُسنے پہلے تو ایک دو مرتبہ تیز چلنے کا حکم دیا۔ پھر بے تامل گالیوں پر اُتر آیا۔ ہر لمحہ کے بعد ایک سخت گالی دیتا اور کہتا تیز چلو۔ اتنے میں جسر (پل) آیا۔ یہاں چڑھائی تھی۔ جسم کمزور اور تھکا ہوا، بوجھ بیحد بھاری؛ اجنبی سنبھل نہ سکا اور بے اختیار گر پڑا۔ ابھی وہ اُٹھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ اوپر سے ایک سخت لات پڑی۔ یہ ابن ساباط کی لات تھی۔ اُسنے غضبناک ہو کر کہا: "کتے کے بیٹے! اگر اتنا بوجھ سنبھال نہیں سکتا تھا تو لاد کر لایا کیوں؟" اجنبی ہانپتا ہوا اُٹھا۔ اُس کے چہرہ پر درد و شکایت کی جگہ شرمندگی کے آثار پائے جاتے تھے۔ اُسنے فوراً گٹھری اُٹھا کر پیٹھ پر رکھی اور پھر روانہ ہو گیا۔

* * *

اب یہ دونوں شہر کے کنارے، ایک ایسے حصہ میں پہنچ گئے جو بہت ہی کم آباد تھا۔ یہاں ایک ناتمام عمارت کا پرانا اور شکستہ احاطہ تھا۔ ابن ساباط اس احاطہ کے ایک جانب پہنچکر رُک گیا

بربادیوں کے بعد آگ اور موت کی یہ ہولناک دلچسپی جو وجود میں آسکی ہو؟ اس بات کے سوچنے کی نہ تو لوگوں کو فرصت ملتی ہے۔ نہ وہ سوچنا چاہتے ہیں!

اگر انسان کے ابنائے جنس میں سے ایک بدبخت مخلوق سُولی کے تختہ پر لٹکا دیا جائے، تو یہ اُن تمام نظاروں میں سے جن کے دیکھنے کا انسان شائق ہو سکتا ہے، سب سے زیادہ دلکش نظارہ ہوتا ہے۔ اتنا دلکش نظارہ کہ گھنٹوں کھڑے رہ کر لٹکتی ہوئی نعش دیکھتا رہتا ہے مگر اُس کی سیری نہیں ہوتی۔ لوگ درختوں پر چڑھ جاتے ہیں، ایک دوسرے پر گرنے لگتے ہیں، صفیں چیر چیر کر نکل جانا چاہتے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ اپنے ایک ہم جنس کو جانکنی میں تڑپتے اور پھر ہوا میں معلق جھولتے دیکھ لینے کی لذت حاصل کر لیں! لیکن جس انسان کے پھانسی پانے سے انسانی نظارہ کا یہ سب سے زیادہ دلکش تماشا وجود میں آیا، خود اُس پر کیا گزری؟ اور کیوں وہ اس منحوس اور شرمناک موت کا مستحق ٹھہرا؟ سیکڑوں ہزاروں تماشائیوں میں سے ایک کا ذہن بھی اس غیر ضروری اور غیر دلچسپ پہلو کی طرف نہیں جاتا!

تیسرا حصہ

گرمیوں کا موسم ہے۔ آدھی رات گزر چکی ہے۔ مہینہ کی آخری راتیں ہیں۔ بغداد کے آسمان پر ستاروں کی مجلس شبینہ آراستہ ہے مگر چاند کے برآمد ہونے میں ابھی دیر ہے۔ دجلہ کے پار کرخ کی تمام آبادی نیند کی خاموشی اور رات کی تاریکی میں گم ہے۔

اچانک تاریکی میں ایک متحرک تاریکی نمایاں ہوئی۔ سیاہ لبادے میں ایک لپٹا ہوا آدمی خاموشی اور آہستگی کے ساتھ جا رہا ہے۔ وہ ایک گلی سے مڑ کر دوسری گلی میں پہنچا، اور ایک مکان کے سائبان کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ اب اُسنے سانس لی۔ گویا یہ مدت کی بند سانس تھی جسے اب آزادی سے اُبھرنے کی مُہلت ملی ہے۔ پھر اُسنے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی ”یقیناً تین پہر رات گزر چکی ہے“ وہ اپنے دلمیں کہنے لگا ”مگر کیا بدنصیبی ہے کہ جس طرف رُخ کیا، ناکامی ہی ہوئی۔ کیا پُوری رات اسی طرح ختم ہو جائے گی؟“

یہ خوفناک ابن ساباط ہے جو دس برس کی طول طویل زندگی قید خانہ میں بسر کر کے اب کسی طرح نکل بھاگا ہے، اور نکلنے کے ساتھ ہی اپنا قدیم پیشہ از سر نو شروع کر رہا ہے۔ یہ اس کی نئی مجرمانہ زندگی کی پہلی رات ہے، اس لئے وقت کے بے نتیجہ ضائع جانے پر اُس کا بے صبر دل پیچ و تاب کھا رہا ہے۔

اُسنے ہر طرف کی آہٹ لی۔ زمین سے کان لگا کر دُور دُور کی صداؤں کا جائزہ لیا، اور مطمئن ہو کر آگے بڑھا۔ کچھ دُور چلکر دیکھا ایک احاطہ کی دیوار دُور تک چلی گئی ہے اور وسط میں بہت بڑا پھاٹک ہے۔ کرخ کے اس علاقہ میں زیادہ تر اُمراء کے باغ تھے، یا سوداگروں کے گودام تھے۔ اسنے خیال کیا یہ احاطہ یا تو کسی امیر کا باغ ہے، یا کسی سوداگر کا گودام۔ وہ پھاٹک کے پاس پہنچکر رُک گیا اور سوچنے لگا، اندر کیونکر جائے؟ اُسنے آہستگی سے دروازہ پر ہاتھ رکھا، لیکن اُسے نہایت تعجب ہوا کہ دروازہ اندر سے بند نہیں تھا صرف بھڑا ہوا تھا۔ ایک سکنڈ کے اندر ابن ساباط کے قدم احاطہ کے اندر پہنچ گئے۔

اُسنے دہلیز سے قدم آگے بڑھایا تو ایک وسیع احاطہ نظر آیا اس کے مختلف گوشوں میں چھوٹے چھوٹے حجرے بنے تھے، اور وسط میں ایک نسبتہً بڑی عمارت تھی۔ یہ درمیانی عمارت کی طرف بڑھا۔ عجیب بات ہے کہ اس کا دروازہ بھی اندر سے بند نہ تھا چھوتے ہی کھل گیا۔ گویا وہ کسی کی آمد کا منتظر تھا۔ یہ ایک ایسی بے باکی کے ساتھ جو صرف مشاق مجرموں ہی کے قدموں میں ہو سکتی ہے، اندر چلا گیا۔ اندر جا کر دیکھا تو ایک وسیع ایوان (ہال) تھا۔ لیکن سامان راحت و زینت میں سے کوئی چیز بھی نہ تھی۔ قیمتی اشیا کا نام و نشان نہ تھا۔ صرف ایک کھجور کے پتوں کی پُرانی چٹائی بچھی تھی، اور ایک طرف چمڑے کا ایک تکیہ پڑا تھا۔ البتہ ایک گوشہ میں پشمینہ کے موٹے کپڑے کے بہت سے تھان اس طرح بے ترتیب پڑے تھے۔ گویا کسی نے جلدی میں پھینک دیئے ہیں اور اُن کے قریب ہی بھیڑ کی کھال کی چند ٹوپیاں بھی پڑی تھیں۔ اُسنے مکان کی موجودات کا یہ پُورا جائزہ کچھ تو اپنی اندھیری میں دیکھ لینے والی آنکھوں سے لے لیا تھا اور کچھ اپنے ہاتھ سے ٹٹول ٹٹول کر۔ لیکن اُس کا ہاتھ ایک ہی تھا۔ یہ بغداد والوں کی بول چال میں ”ایک ہاتھ کا شیطان“ تھا جو اب پھر قید و بند کی زنجیریں توڑ کر آزاد ہو گیا ہے!

دس برس کی قید کے بعد آج ابن ساباط کو پہلی مرتبہ موقعہ ملا تھا کہ اپنے دلپسند کام کی جستجو میں آزادی کے ساتھ نکلے۔ جب اسنے دیکھا، اس مکان میں کامیابی کے آثار نظر نہیں آتے، اور یہ پہلا قدم بیکار ثابت ہوگا، تو اس کے تیز اور بے لگام جذبات سخت مشتعل ہو گئے۔ وہ دل ہی دل میں اس مکان کے رہنے والوں کو گالیاں دینے لگا۔ جو اپنے مکان میں رکھنے کے لئے قیمتی اشیاء فراہم نہ کر سکے۔ ایک مفلس کا افلاس خود اُس کے لئے اس قدر درد انگیز نہیں ہوتا جس قدر اُس چور کے لئے جو رات کے پچھلے پہر مال و دولت تلاش کرتا ہوا پہنچتا ہے۔ اسمیں شک نہیں، پشمینہ کے بہت سے تھان یہاں موجود تھے اور وہ کتنے ہی موٹے اور ادنیٰ قسم کے کیوں نہ ہوں مگر پھر بھی اپنی قیمت رکھتے تھے، لیکن مشکل یہ تھی کہ ابن ساباط تنہا تھا۔ اور صرف تنہا ہی نہیں تھا بلکہ دو ہاتھوں کی جگہ صرف ایک ہاتھ رکھتا تھا۔ وہ ہزار ہمت کرتا، مگر اتنا بڑا بوجھ اس کے سنبھالے سنبھل نہیں سکتا تھا۔ وہ تھانوں کی موجودگی پر معترض نہ تھا۔ اُن کے وزن کی گرانی اور اپنی مجبوری پر متاسف تھا۔ اتنی وزنی چیز چورا کر لیجانا آسان نہ تھا!

”ایک ہزار لعنت کرخ اور اُس کے تمام باشندوں پر“ وہ اندر ہی اندر بڑبڑانے لگا ”نہیں معلوم یہ کون احمق ہے جسنے یہ ملعون تھان جمع کر رکھے ہیں؟ غالباً کوئی تاجر ہے۔ لیکن یہ عجیب طرح کا تاجر ہے جسے بغداد میں تجارت کرنے کے لئے اور کوئی چیز نہیں ملی۔ اتنا بڑا مکان بنا کر اُس میں گدہوں اور خچروں کی جھول بنانے کا سامان جمع کر دیا“ اُسنے اپنے ایک ہی ہاتھ سے ایک تھان کی ٹٹول ٹٹول کر پیمایش کی ”بھلا یہ ملعون بوجھ کس طرح اُٹھایا جا سکتا ہے؟ ایک تھان کے اُٹھانے کے لئے گن کر دس گدہے ساتھ لانے چاہئیں“

لیکن بہر حال کچھ نہ کچھ کرنا ضروری تھا۔ رات جا رہی تھی، اور اب وقت نہ تھا کہ دوسری جگہ تاکی جاتی۔ اُسنے جلدی سے ایک تھان کھولا اور اُسے فرش پر بچھا دیا۔ پھر کوشش کی زیادہ سے زیادہ تھان جو اُٹھائے جا سکتے ہیں اُٹھالے۔ مشکل یہ تھی کہ مال کم قیمت مگر بہت زیادہ وزنی تھا۔ کم لیتا ہے تو بیکار ہے۔ زیادہ لیتا ہے تو لیجا نہیں سکتا۔ عجب طرح کی کشمکش میں گرفتار تھا۔ بہر حال کسی نہ کسی طرح یہ مرحلہ طے ہوا، لیکن اب دوسری مشکل پیش آئی۔ صوف کا کپڑا بیحد موٹا تھا۔ اُسے مڑور دیکر گرہ لگانا آسان نہ تھا، دونوں ہاتھوں سے بھی یہ کام مشکل تھا چہ جائے کہ ایک ہاتھ سے؟ بلاشبہ اس کے پاس ہاتھ کی طرح پاؤں ایک نہ تھا۔ دو تھے۔ لیکن وہ بھاگنے میں مدد دے سکتے تھے صوف کی گٹھری باندھنے کے لئے سود مند نہ تھے۔ اُسنے بہت سی تجویزیں سوچیں، طرح طرح کے تجربے کئے، دانتوں سے کام لیا۔ کٹی ہوئی کہنی سے ہرا دبایا۔ لیکن کسی طرح بھی گٹھری میں گرہ نہ لگ سکی، وقت کی مصیبتوں میں تاریکی کی شدت نے اور زیادہ اضافہ کر دیا تھا۔

اندرونی جذبات کے ہیجان اور بیرونی فعل کی بے سود محنت نے ابن ساباط کو بہت جلد تھکا دیا۔ وقت کی کمی، عمل کا قدرتی خوف، مال کی گرانی، محنت کی شدت، اور فائدہ کی قلت؛ اُس کے دماغ کے لئے تمام مخالف تاثرات جمع ہو گئے تھے۔

* * *

اچانک وہ چونک اُٹھا۔ اُس کی تیز قوت سامعہ نے کسی کے قدموں کی نرم آہٹ محسوس کی۔ ایک لمحہ تک خاموشی رہی۔ پھر ایسا محسوس ہوا، جیسے کوئی آدمی دروازہ کے پاس کھڑا ہے۔ ابن ساباط گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا، مگر قبل اس کے کہ وہ کوئی حرکت کر سکے، دروازہ کھلا اور روشنی نمایاں ہوئی خوف اور دہشت سے اُس کا خون منجمد ہو گیا۔ جہاں کھڑا تھا، وہیں قدم گڑ گئے۔ نظر اُٹھا کر دیکھا تو سامنے ایک شخص کھڑا ہے۔ اُس کے ایک ہاتھ میں شمعدان ہے اور اُسے اس طرح اونچا کر رکھا ہے کہ کمرے کے تمام حصے روشن ہو گئے ہیں۔

* * *

اس شخص کی وضع قطع سے اُس کی شخصیت کا اندازہ کرنا مشکل تھا۔ میلے رنگ کی ایک لمبی عبا اُس کے جسم پر تھی جسے کمر کے پاس ایک موٹی رسّی لپیٹ کر جسم پر چست کر لیا تھا۔ سر پر سیاہ قلنسوہ (اونچی دیوار کی ٹوپی) تھی، اور اس قدر کشادہ تھی کہ اُس کے کنارے ابرؤں کے قریب تک پہنچ گئے تھے۔ جسم نہایت نحیف تھا۔ اتنا نحیف کہ صوف کی موٹی عبا پہننے پر بھی اندر کی اُبھری ہوئی ہڈیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں، اور قد کی درازی نے جسمیں کمر کے پاس خفیف سی خمیدگی پیدا ہو گئی تھی، یہ نحافت اور زیادہ نمایاں کر دی تھی۔ لیکن یہ عجیب بات تھی کہ جسم کی اس غیر معمولی نحافت کا کوئی اثر اُس کے چہرہ پر نظر نہیں آتا تھا۔ اتنا کمزور جسم رکھنے پر بھی اُس کا چہرہ کچھ عجیب طرح کی تاثیر و گیرائی رکھتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہڈیوں کے ایک ڈھانچے پر ایک شاندار اور دلاویز چہرہ جوڑ دیا گیا ہے۔ رنگت زرد تھی، رخسار بے گوشت تھے، جسمانی تنومندی کا نام و نشان نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی چہرہ کی مجموعی ہیئت میں کوئی ایسی شاندار چیز تھی کہ دیکھنے والا محسوس کرتا تھا، ایک نہایت طاقتور چہرہ اُس کے سامنے ہے۔ خصوصاً اُس کی نگاہیں ایسی روشن، ایسی مطمئن، ایسی ساکن تھیں، کہ معلوم ہوتا تھا، دنیا کی ساری راحت اور سکون انہی دو حلقوں کے اندر سما گئی ہے!

چند لمحوں تک یہ شخص شمع اونچی کئے ابن ساباط کو دیکھتا رہا پھر اس طرح آگے بڑھا، گویا اُسے جو کچھ سمجھنا تھا، سمجھ چکا ہے۔ اس کے چہرہ پر ہلکا سا زیر لب تبسم تھا۔ ایسا دلاویز اور شیریں تبسم جس کی موجودگی انسانی روح کے سارے اضطراب اور خوف دُور کر دے سکتی ہے۔ اُسنے شمعدان ایک طرف رکھ دیا، اور ایک ایسی آواز میں جو شفقت و ہمدردی میں ڈوبی ہوئی تھی، ابن ساباط سے کہا:

”میرے دوست! تم پر خدا کی سلامتی ہو۔ جو کام تم کرنا چاہتے ہو، یہ بغیر روشنی اور ایک رفیق کے انجام نہیں پا سکتا۔ دیکھو، یہ شمع روشن ہے اور میں تمھاری رفاقت کے لئے موجود ہوں۔ روشنی میں ہم دونوں اطمینان اور سہولت کے ساتھ یہ کام انجام دے لیں گے۔“

وہ ایک لمحہ کے لئے رُکا۔ جیسے کچھ سوچنے لگا ہو پھر اُسنے کہا: ”مگر میں دیکھتا ہوں تم بہت تھک گئے ہو۔ تمھاری پیشانی پسینہ سے تر ہو رہی ہے۔ یہ گرم موسم، بند کمرہ، تاریکی اور تاریکی میں ایسی

السحر الحلال
فی
مجلدات الهلال

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور اجنبی سے کہا یہیں بوجھ اُتار دو - پھر خود کود کر اندر گیا اور اجنبی نے باہر سے دونوں گٹھریاں اندر پھینک دیں - اس کے بعد اجنبی بھی کود کر اندر ہوگیا، اور دونوں عمارت کے اندرونی حصہ میں پہنچ گئے - اس عمارت کے نیچے ایک پُرانا سرداب (تہ خانہ) تھا جس میں ابن ساباط نے قید خانے سے نکلکر پناہ لی تھی - لیکن اسوقت وہ سرداب میں نہیں اُترا - وہ نہیں چاہتا تھا - اجنبی پر ابھی اس درجہ اعتماد کرے کہ اپنا اصلی محفوظ مقام دکھلادے -

* * *

جس جگہ یہ دونوں کھڑے تھے دراصل ایک ناتمام ایوان تھا یا تو اسپر پوری چھت پڑی ہی نہ تھی، یا پڑی تھی تو امتداد وقت سے شکستہ ہوکر گر پڑی تھی - ایک طرف بہت سے پتھروں کا ڈھیر تھا ابن ساباط انہی پتھروں میں سے ایک پر بیٹھ گیا - دونوں گٹھریاں سامنے دہری تھیں - ایک گوشہ میں اجنبی کھڑا ہانپ رہا تھا - کچھ دیر تک خاموشی رہی -

یکایک اجنبی بڑہا اور ابن ساباط کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اب رات ختم ہونے پر تھی - پچھلی پہر کا چاند درخشندہ تھا - کھلی چھت سے اُس کی دھیمی اور ظلمت آلود شعاعیں ایوان کے اندر پہنچ رہی تھیں - ابن ساباط دیوار کے سائے میں تھا - لیکن اجنبی جو اُس کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا تھا، ٹھیک چاند کے مقابل تھا، اس لئے اُس کا چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا - ابن ساباط نے دیکھا کہ تاریکی میں ایک درخشاں چہرہ، ایک نورانی تبسم، ایک پُر اسرار اندازِ نگاہ کی دلاویزی سامنے ہے!

"میرے عزیز دوست اور رفیق!" اجنبی نے اپنی اسی دلکُشا اور شیریں آواز میں جو دو گھنٹہ پہلے ابن ساباط کو بیخود کر چکی تھی کہنا شروع کیا "میں نے اپنی خدمت پوری کرلی ہے - اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں - اس کام کے کرنے میں مجھ سے جو کمزوری اور سستی ظاہر ہوئی اور اُس کی وجہ سے بار بار تمھیں پریشان خاطر ہونا پڑا، اُس کے لئے میں بہت شرمندہ ہوں اور تم سے معافی چاہتا ہوں - مجھے اُمید ہے تم معاف کردو گے - اس دُنیا میں ہماری کوئی بات بھی خدا کے کاموں سے اس قدر ملتی جلتی نہیں ہے جس قدر یہ بات کہ ہم ایک دوسرے کو معاف کردیں اور بخشدیں - لیکن قبل اس کے کہ میں تم سے الگ ہوں، تمھیں بتلا دینا چاہتا ہوں کہ میں وہ نہیں ہوں جو تم نے خیال کیا ہے - میں اُسی مکان میں رہتا ہوں جہاں آج تم سے ملاقات ہوئی تھی، اور تم نے میری رفاقت قبول کرلی تھی - میری عادت ہے کہ رات کو تھوڑی دیر کے لئے اُس کمرے میں جایا کرتا ہوں جہاں تم بیٹھے تھے - آج آیا تو دیکھا، تم اندھیرے میں بیٹھے ہو اور تکلیف اُٹھا رہے ہو - تم میرے گھر میں میرے عزیز مہمان تھے - افسوس میں آج اس سے زیادہ تمھاری تواضع اور خدمت نہ کرسکا - تم نے میرا مکان دیکھ لیا ہے - آیندہ جب کبھی تمھیں ضرورت ہو، تم بلا تکلف اپنے رفیق کے پاس چلے آسکتے ہو - خدا کی سلامتی اور برکت ہمیشہ تمھارے ساتھ رہے"

یہ کہا اور آہستگی سے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر مصافحہ کیا، اور تیزی کے ساتھ نکلکر روانہ ہوگیا -

اجنبی خود تو روانہ ہوگیا لیکن ابن ساباط کو ایک دوسرے ہی عالم میں پہونچا دیا - اب وہ مبہوت اور مدہوش تھا - اُس کی آنکھیں کھلی تھیں - وہ اُسی طرف تک رہی تھیں جس طرف سے اجنبی روانہ ہوا تھا، لیکن معلوم نہیں اُسے کچھ سوجھائی بھی دیتا تھا یا نہیں؟

* * *

دوپہر ڈھل چکی ہے - بغداد کی مسجدوں سے جوق جوق نمازی نکل رہے ہیں - دوپہر کی گرمی نے امیروں کو تہ خانوں میں اور غریبوں کو دیواروں کے سائے میں بٹھا دیا تھا - اب دونوں نکل رہے ہیں - ایک تفریح کے لئے، دوسرا مزدوری کے لئے - لیکن ابن ساباط اس وقت تک وہیں بیٹھا ہے جہاں صبح بیٹھا تھا - رات والی دونوں گٹھریاں سامنے پڑی ہیں، اور اُس کی نظریں اس طرح اُن میں گڑی ہوئی ہیں گویا اُن کی شکنوں کے اندر اپنے رات والے رفیق کو ڈھونڈھ رہی ہے!

بارہ گھنٹے گزر گئے، لیکن جسم اور زندگی کی کوئی ضرورت بھی اُسے محسوس نہیں ہوئی - وہ بھوک جس کی خاطر اُسنے اپنا ایک ہاتھ کٹوایا تھا، اب اُسے نہیں ستاتی - وہ خوف جس کی وجہ سے سورج کی روشنی اُس کے لئے دنیا کی سب سے زیادہ نفرت انگیز چیز ہو گئی تھی، اب اُسے محسوس نہیں ہوتا! اُس کے دماغ کی ساری قوت صرف ایک نقطہ میں سمٹ آئی ہے - اور رات والے عجیب غریب "اجنبی" کی صورت ہے - وہ خود تو اُس کی نظروں سے اوجھل ہوگیا، مگر اُسے ایک ایسے عالم کی جھلک دکھا دی، جو اب تک اُس کی نگاہوں سے پوشیدہ تھا!

اُس کی ساری زندگی گناہ اور سیہ کاری میں بسر ہوئی تھی اُسنے انسانوں کی نسبت جو کچھ دیکھا سُنا تھا، وہ یہی تھا کہ خود غرضی کا پُتلہ اور نفس پرستی کی مخلوق ہے - وہ نفرت سے منہ پھیر لیتا ہے، بے رحمی سے ٹھکرا دیتا ہے، سخت سے سخت سزائیں دیتا ہے؛ لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ محبت بھی کرتا ہے، اور اسمیں فیاضی، بخشش، اور قربانی کی بھی روح ہوسکتی ہے - بچپن میں اُسنے بھی خدا کا نام سُنا تھا اور لوگوں کو خدا پرستی کرتے دیکھا تھا - لیکن جب زندگی کی کشاکش کا میدان سامنے کھُلا تو اُس کا عالم ہی دوسرا تھا - اُسنے قدم اُٹھا دیا اور حالات کی رفتار جس طرف لے گئی، بڑہ گیا - نہ تو خود اُسے کبھی مُہلت ملی کہ خدا پرستی کی طرف متوجہ ہوتا، اور نہ انسانوں نے کبھی اس کی ضرورت محسوس کی کہ اُسے خدا سے آشنا کرتے - جوں جوں اُس کی شقاوت بڑہتی گئی، سوسائٹی اپنی سزا وعقوبت کی مقدار بھی بڑہاتی گئی - سوسائٹی کے پاس اُسکی شقاوت کے لئے بے رحمی تھی، اس لئے یہ بھی دنیا کی ساری چیزوں میں سے صرف بے رحمی ہی کا خوگر ہوگیا -

لیکن اب اچانک اُس کے سامنے سے پردہ ہٹ گیا - آسمان کے سورج کی طرح محبت کا بھی ایک سورج ہے - یہ جب چمکتا ہے تو روح اور دل کی ساری تاریکیاں دُور ہوجاتی ہیں - اب یکایک اس سورج کی پہلی کرن ابن ساباط کے دل کے تاریک گوشوں پر پڑی، اور وہ بہ یک دفعہ تاریکی سے نکلکر روشنی میں آگیا -

اجنبی کی شخصیت اپنی پہلی ہی نظر میں اُس کے دل تک پہنچ چکی تھی، لیکن وہ جہالت و گمرہی سے اس کا مقابلہ کرتا رہا - اور حقیقت کے فہم کے لئے طیار نہیں ہوا - لیکن جونہی اجنبی کے آخری الفاظ نے وہ پردہ ہٹا دیا جو اُسنے اپنی آنکھوں پر ڈال لیا تھا، حقیقت اپنی پوری شان تاثیر کے ساتھ بے نقاب ہوگئی، اور اب اس کی طاقت سے باہر تھا کہ اُس تیر کے زخم سے سینہ بچالے جاتا!

اُسنے اپنی جہالت سے پہلے خیال کیا تھا - اجنبی بھی میری طرح کا ایک چور ہے، اور اپنا حصہ لینے کے لئے میری رفاقت و اعانت کر رہا ہے - اُس کا ذہن یہ تصور ہی نہیں کرسکتا تھا کہ بغیر غرض اور "انتفاع" کے ایک انسان دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کرسکتا ہے - لیکن جب اجنبی نے چلتے وقت بتلایا کہ وہ چور نہیں، بلکہ اُسی مکان کا مالک ہے جس مکان کا مال و متاع غارت کرنے کے لئے وہ گیا تھا، تو اُسے ایسا محسوس ہوا، جیسے یکایک ایک بجلی آسمان سے گر پڑی:

"یہ چور نہیں تھا - مکان کا مالک تھا لیکن اُس نے چور کو پکڑنے اور سزا دلا دینے کی جگہ اُس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟" اس "کیا سلوک کیا؟" کا جواب اُس کی روح کے لئے ناسور اور اُس کے دل کے لئے ایک دہکتا ہوا انگارا تھا - وہ جس قدر سوچتا، روح کا زخم گہرا ہوتا جاتا، اور دل کی تپش بڑہتی جاتی - اس تمام عرصہ میں اجنبی کے ساتھ جو گزرا تھا، اُس کا ایک ایک واقعہ، ایک ایک حرف یاد کرتا، اور ہر بات کی یاد کے ساتھ ایک تازہ زخم کی چبھن محسوس کرتا - جب ایک مرتبہ حافظہ میں یہ سرگزشت ختم ہوجاتی، تو پھر نئے سرے سے یاد کرنا شروع کردیتا، اور آخر تک پہونچکر پھر ابتدا کی طرف لوٹتا - "میں اُس کے یہاں چوری کرنے کے لئے گیا تھا - میں چور تھا - میں اس کا مال و متاع غارت کرنا چاہتا تھا - میں نے اُسے بھی چور سمجھا - اُسے گالیاں دیں - بے رحمی سے ٹھوکر لگائی ..... مگر اُسنے میرے ساتھ کیا سلوک کیا؟" ہر مرتبہ اس آخری سوال کا جواب سوچتا اور پھر یہی سوال دُہرانے لگتا -

* * *

سُورج ڈوب رہا تھا - بغداد کی مسجدوں کے مناروں پر مغرب کی اذان کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں - ابن ساباط بھی اپنے غار کے گوشہ میں اُٹھا - چادر جسم پر ڈالی اور بغیر کسی جھجک کے باہر نکل گیا - اب اس کے دل میں خوف نہیں تھا - کیونکہ خوف کی جگہ ایک دوسرے ہی جذبہ نے لے لی تھی!

وہ کرخ کے اُسی حصہ میں پہونچا جہاں رات گیا تھا - رات والے مکان کے پہچاننے میں اُسے کوئی دقت پیش نہیں آئی - مکان کے پاس ہی ایک لکڑہارے کا جھونپڑا تھا یہ اُس کے پاس گیا اور پوچھا:

"یہ جو سامنے بڑا سا احاطہ ہے، اسمیں کون تاجر رہتا ہے؟"

"تاجر" بوڑھے لکڑہارے نے تعجب کے ساتھ کہا "معلوم ہوتا ہے تم یہاں کے رہنے والے نہیں ہو - یہاں تاجر کہاں سے آیا؟ یہاں تو شیخ جنید بغدادی رہتے ہیں"

ابن ساباط اس نام کی شہرت سے بے خبر نہ تھا لیکن صورت آشنا نہ تھا -

ابن ساباط مکان کی طرف چلا - رات کی طرح اسوقت بھی دروازہ کھُلا تھا - یہ بے تامل اندر چلا گیا - سامنے وہی رات والا ایوان تھا - یہ آہستہ آہستہ بڑہا اور دروازہ کے اندر نگاہ ڈالی - وہی رات والی چٹائی بچھی تھی - رات والا تکیہ ایک جانب دھرا تھا - تکیہ سے سہارا لگائے عجیب "اجنبی" بیٹھا تھا - تیس بیس آدمی سامنے تھے - واقعی "اجنبی" "تاجر" نہیں تھا - شیخ جنید بغدادی تھے!

اتنے میں عشا کی اذاں ہوئی لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے - جب سب لوگ جا چکے تو شیخ بھی اُٹھے جونہی انھوں نے دروازہ کے باہر قدم رکھا، ایک شخص بے تابانہ بڑہا اور قدموں پر گر گیا - یہ ابن ساباط تھا - اُس کے دل میں سمندر کا تلاطم بند تھا - آنکھوں میں جو کبھی تر نہیں ہوئی تھیں دجلہ کی سوتیں بھر گئی تھیں - دیر تک رُکی رہیں مگر اب نہیں رُک سکتی تھیں - آنسوؤں کا سیلاب آجائے تو پھر دل کی کونسی کثافت ہے جو باقی رہ سکتی ہے؟

شیخ نے شفقت سے اُس کا سر اُٹھایا - یہ کھڑا ہوگیا مگر زبان نہ کھل سکی اور اب اس کی ضرورت بھی کیا تھی؟ جب نگاہوں کی زبان کھل جاتی ہے تو مُنہ کی زبان کی ضرورت باقی نہیں رہتی!

* * *

اس واقعہ پر کچھ عرصہ گذر چکا ہے - شیخ احمد ابن ساباط کا شمار سید الطائفہ کے حلقۂ ارادت کے اُن فقرا میں ہے جو سب میں پیش

الهلال

قیمت فی پرچہ پانچ آنہ

دنیا کی بہترین کتابوں کیلئے بہترین رہنما:

ٹائمز آف لنڈن کا ادبی ضمیمہ

یہ ضمیمہ دنیا کی تمام ادبیوں پر ہفتہ وار دلچسپ اور جامع تبصرہ کرتا ہے۔

اسکا معتدل نقد علمی حلقوں میں مسلم ہے۔

اس میں چند مستقل [illegible] جاری اور [illegible] ادبی [illegible] بھی ہوتے ہیں جنکی اہمیت کا عام طور پر اعتراف [illegible]

[illegible] کی اہمیت سے [illegible] کو [illegible] ضمیمہ آپکے لیے [illegible] اگر آپ [illegible]

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4

[illegible] فہرست مفت [illegible]

دنیا کے ہر معلم اور ماہر فن تعلیم کیلئے

ضروری ہے کہ

ٹائمز آف لنڈن کا تعلیمی ضمیمہ مطالعہ کرے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ فن تعلیم کے تمام نظری اور عملی تغیرات و ترقیات سے بے خبر نہ رہیں، تو آپکو یہ ضمیمہ بلا ناغہ مطالعہ میں رکھنا چاہیے

یہ ہر ہفتہ اس موضوع پر تمام اہم خبروں اور مباحث جمع کرتا ہے۔ [illegible] ماہرین فن اور مشاہیر تعلیم کے قلم سے اعلے مضامین مزین ہوتے ہیں

[illegible] سے طلب کیجیے

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4

طلب [illegible]

کیا آپ تجارت کرنی چاہتے ہیں؟

[illegible]

M. R. MARSDE[illegible] CO.

Post [illegible]

[illegible] Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

[illegible]

BRUNO MULLER & CO. M. B. H

B[illegible] W.

Post N[illegible]

[illegible]

[illegible] صرف اسی کارخانہ سے مل سکتی ہیں

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL BALAGH PRESS, 11, BALDYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA.
EDITOR MAULANA ABU AL KALAM AZAD.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ٧ — کلکته : جمعه ٢٩ . محرم ١٣٤٦ هجری — جلد ١
Calcutta : Friday, 29, July 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

ضروری هی که هم اسکا اب فیصله کرلین

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی . طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای . پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی .

هندی اور هندوستان کی تمام زبانون نی ، نیز عربی ، فارسی ، ترکی ، تینون سامی زبانون نی حروف کی چهپائی اختیار کرلی هی اور انکی طباعة یورپ کی طباعة کا مقابله کر رهی هی . کیون اردو زبان بهی ایسا نه کری جو اسی رسم الخط مین لکهی جاتی هی ؟

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی . اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین . آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین . لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین .

هماری رای مین بهترین حروف یهی هین . اگر فارسی اور ترکی کیلیي یه نا موزون نهین تو اردو کیلیي کیون نا موزون هون ؟

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیي . یاد رکهیي . طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیي سب سی زیاده اهم مسئله هی . ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین .

الهلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شايع هوتا هے

قيمت سالانه مع محصول - -	بارہ روپيه
هندوستان سے باهر کيليے - -	سوله روپيه
قيمت شش ماهي - - -	سات روپيه
قيمت في پرچه - - -	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر "منيجر الهلال" کے نام سے کي جاے ليکن جو خطوط مضامين سے تعلق رکهتے هوں انکے لفافه پر "ايڈيٹر" کا نام هونا چاهيے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براہ عنايت خط و کتابت ميں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکهيے -

(۴) خط و کتابت ميں نمبر خريداري لکهيے جسکي اطلاع آپکو وصول قيمت کي رسيد ميں ديدي گئي هے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پهنچے تو تاريخ اشاعت سے ايک هفته کے اندر اطلاع ديں - ورنه بصورت تاخير بغير قيمت کے روانه نهيں کيا جائيگا -

(۶) اگر آپ دو تين ماہ کيليے ايک جگه سے دوسري جگه جا رهے هيں تو پته تبديل نه کرايے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع ديکر انتظام کر ليجيے - اگر اس سے زياده عرصه تک کے ليے تبديل مقام پيش آجاے تو ايک هفته پيشتر اطلاع ديکر پته تبديل کراليں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکهديں -

(۸) ايسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلا رسيد زر و اطلاع اجراء اخبار وغيره) سے نهيں هے ٹکٹ ضرور بهيجيے ورنه دفتر پر غير معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑيگا -

آثار عتيقه

علم الاثار مصر

(قديم مصری عقائد ـ معاد اور حشر و نشر)

مقتبس از تحقيقات ڈاکٹر احمد کمال بک مرحوم

(۲)

(ممي کرنا)

لاش کے ممي کرنے کا طريقه يه تھا که پہلے ناک کے راستے سے دماغ نکال ليتے تھے - پھر معده اور آنتيں نکال کر پيٹ صاف کرتے تھے - قسم قسم کے خوشبوئيں اندر بھرتے تھے - پھر جسم کو نمک دبکر ستر دن تک نول تار ميں رکھتے تھے - اس کے بعد دھوتے تھے اور کپڑے کي پٹيوں ميں ملفوف کر ديتے تھے - جسم کي حفاظت کيليے تورے اور ٹوٹکے بھي کرتے ' اور قسم قسم کے تعويذ لٹکاتے - يه دستور عام تھا که چہرے اور انگليوں پر سونے کا ملمع کر ديتے تھے - خيال تھا که جس طرح سونا بگڑتا نہيں ' اِسي طرح اِس عمل سے جسم بھي نہيں بگڑے گا - قبر کے اندر مردے کے کئي بت بھي رکھديتے تھے - تاکه اگر جسم ميں کچھه بگاڑ پيدا هو تو اِن بتوں کي وجه سے روح برابر آتي جاتي رهے - ممي کرنے کا جو طريقه مصريوں نے ايجاد کيا تھا ' وه علم کي اتني ترقي پر بھي جو بيسويں صدي تک هو چکي هے ' موجوده دنيا ايجاد نه کر سکي - حتی که اس کا مصالحه بھي همیں معلوم نہيں -

(سحر)

ليکن روح کي واپسي کے ليے صرف اسي قدر کافي نہيں تھا - سحر کي بھي ضرورت سمجھي جاتي تھي - اِس موقعه پر جو سحر کيا جاتا تھا ' وه " ازيس " کے افسانه سے اخذ کيا گيا تھا - افسانه يه هے که " اوزي ريس " کو اُس کے بھائي " ست " نے قتل کرکے اُس کي بوٹياں کاٹيں اور هر بوٹي دوسري بوٹي سے بہت دور پھينک دي - اُن کا خيال تھا که اوزي ريس پہلا آدمي تھا جسے موت آئي - اِس سے پہلے آدمي مرتے نہيں تھے - اس کے قتل کے بعد اُس کي بيوي " ايزيس " بہن " نفتيس " ' بيٹے " هوريس " ' دوست " انوبس " اور " توت " نے سحر کے زور سے اُس کي منتشر بوٹياں جمع کرليں - اُنهيں باهم جوڑا ' اور جب پورا جسم جمع هوگيا تو اُسے برهنه ' ريگ پر کھڑا کرديا - پھر " هوريس " اور " توت " نے جادو کا اوزار اُس کے منهه ' آنکھه ' کان ' بازو ' اور پيروں پر رکھا - اوزار رکھنا تھا که فوراً پورا جسم اِسطرح جڑ گيا ' گويا کبھي کٹا هي نه تھا - ليکن روح اب بھي واپس نه آئي - وه تو قاتل " ست " کے قبضه ميں تھي - يه ديکھکر " هوريس " ' " توت " اور اُن کے ساتھيوں نے روح کي جستجو شروع کي - آخر معلوم هوا که روح تين جانوروں : بلبل ' هرن ' اور بط ميں سما گئي هے - انهوں نے کوشش جاري رکھي ' اور اِن جانوروں کے جسم سے روح نکالنے ميں کامياب هو گئے - اُس وقت " هوريس " خوشي خوشي روح لايا ' اور اپنے باپ " اوزي ريس " کے منهه پر بوسه ديکر اُس کے جسم ميں اتار دي - " اوزي ريس " زنده هوگيا - شايد اُسي وقت سے بوسه ' محبت کي علامت قرار پا گيا هے !

اس واقعه کے بعد سے " اوزي ريس " دائمي زندگي کا ديوتا تسليم کرليا گيا - کيونکه موت اُسے مغلوب نه کرسکی - اس ديوتا سے دوسرے ديوتاؤں ' فرعونوں ' اور تمام مصريوں کو زندگي حاصل هوئي - سقاره ميں چھٹے خاندان کے ايک هرم پر " کتاب ابديت " کا يه باب کنده هے اور پڑھه ليا گيا هے -

(آخرت کي زندگي)

مصريوں کا ابتدا ميں عقيده يه تھا که آخرت ميں بھي انسان بالکل ويسي هي زندگي بسر کرتا هے ' جيسي دنيا ميں اسکي زندگي هوتي هے - فرق صرف اسقدر هے که يہاں کے مصائب و آلام وهاں نہيں هيں - يہي سبب هے که وه مردے کي قبر ميں وه تمام چيزيں رکھديا کرتے تھے جو دنياوي زندگي ميں اُسے مرغوب تھيں - چنانچه قسم قسم کے کھانے ' کپڑے ' زيور ' ساتھه دفن کرديتے تھے اور سمجھتے تھے ' وه مرنے کے بعد بھي اِنسے متمتع هوگا - يہي نہيں بلکه قبر کي ديواروں پر ان چيزوں کي تصويريں بھي بنا ديتے تھے - نيز اُسکي دلچسپي کي چيزوں مثلاً شکار ' دريا ' ميدان جنگ وغيره کے مناظر بھي کنده کرديتے - اُنهيں يقين تھا که سحر کے ذريعه يه تمام تصويريں اور نقوش اصلي هوجائينگے ' اور اُن سے مردے کو وهي لطف حاصل هوگا جو زندگي ميں حاصل هوتا تھا !

ليکن بتدريج اِن خيالات ميں وسعت هوئي - اُنهوں نے محسوس کيا که دنياوي زندگي آخري زندگي کا کوئی اعلی نمونه نہيں هے - چنانچه اسي کا نتيجه هے که " جنت " کا خيال پيدا هوا -

(جنت)

ليکن جنت کے تخيل نے بھي بتدريج ترقي کي - شروع ميں اُنکي جنت ' سر زمين مصر هي جيسا ايک خيالي خطه تھا جسميں نہريں جاري تھيں ' سبزه لہلہاتا تھا ' زندگی کي جمله دلفريبياں جمع تھيں - ليکن اس جنت ميں باوجود هر قسم کے آرام و راحت کے ' آدمي کو محنت کرنے پر بھي مجبور هونا پڑتا تھا - اُسے اپنا باغ خود درست کرنا پڑتا اور کھانے کے ليے خود هي کھيتي کرني پڑتي تھي - بعد ميں محنت کا خيال جاتا رها ' اور بلا کسي تکليف کے کھانا پاني حاصل هونے لگا - اِس کے بعد جنت سر زمين مصر سے اٹھکر ملاء اعلی ميں پہنچ گئي جہاں کي رونق اور دلفريبي حد تصور سے باهر هے !

يه معاد کے مصري عقيدے کي انتہائي ترقي تھي -

ان تمام اصحاب کیلیے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیا کا شوق رکھتے ھین

دنیا مین عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ھے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ھر قسم کا سامان، اور ھر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ھیں، تو ھم سے خط و کتابت کیجیے - کم از کم ھماری نمایش گاھوں اور ذخائر کی فہرستیں ھی منگوا لیجیے - اھل علم اور اھل دولت، دونوں کیلیے ھمارا ذخیرہ قیمتی ھے -

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ھے -

دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ھندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ھمارے ایجنٹ ھمیشہ گردش کرتے رھتے ھیں -

با این ھمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ھیں !

براعظم یورپ ، امریکہ ، اور مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل ، کتب خانے ، اور عجائب خانے ، ھم سے نوادر حاصل کرتے رھتے ھیں - قاھرہ کے نئے ایوان شاھی کے نوادر ابھی حال میں ھم ھی نے فراھم کیے ھیں -

اگر آپکے پاس نوادر موجود ھوں

تو آپ فروخت کرنے کیلیے بھی پہلے ھم ھی سے خط و کتابت کیجیے - بہت ممکن ھے کہ ھمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپسے مل سکے -

والٹیر
سنے کلیسائي اور شاهي استبداد کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تها !

ہذب، سنجیده، با اصول، فیاض، اور دوستوں کا وفادار دکهائي دیتا ے - کبهي اپنے دوستوں پر جان و مال قربان کرنے پر تلا هے - کبهي شمنوں کو پاؤں سے روند ڈالنے پر اترا هے - والٹیر ایسي هي متناقص سفات و اخلاق کا مجموعه هے !

لیکن یه صفتیں اُسکي شخصیت کي اصلي بنیادیں نهیں هیں - اُسکي شخصیت کے ستون جس چٹان پر قائم تهے، وه اُسکي اعلی دماغي قابلیت اور حیرت انگیز ذهانت تهي - ثبوت کے لیے کسي تاریخي شهادت کي ضرورت نهیں - اُسکي کتابیں خود سب سے بڑي شهادت هیں - سارے ضخیم جلدیں اُسکي یادگار هیں - اُنکا هر صفحه روشني کے حرفوں میں لکها هے - هر سطر اپني جگهه پر ایک ہمل سحر هے - اِتني بڑي، اِتني کثیر، اِتني متنوع کتابیں کم لوگوں نے چهوڑي هیں - وه معلومات و مباحث کي وسعت و تنوع کے لحاظ سے انسائیکلو پیڈیا کا حکم رکهتي هیں - تاهم حشو و زواید بهت کم هیں -

خود والٹیر کا قول هے "میرا پیشه یه هے که جو کچهه میرے ذهن میں آئے اُسے کهدالوں" زندگي بهر اسنے اسي پر عمل کیا - لیکن اِسکے ذهن میں همیشه وهي آتا تها جو کهنے کے لائق هوتا تها - لغو افکار سے اسکا دماغ بالا تر تها، اُسکي سب سے بڑي مهارت یه تهي که هر خیال کو ایسے پیرایه میں ادا کردیتا تها که سامعین وجد کرنے لگتے تهے !

والٹیر کي سب سے زیاده موثر، دلچسپ، اور عجیب تحریریں وه هیں، جو اُس نے مسیحي کلیسا کے خلاف لکهي هیں - معلوم هے که اُس نے کلیسا کے جمود اور تعصب کے خلاف (خود اُسي کے لفظوں میں) جنگ مقدس (کروسیڈ) کا اعلان کیا تها - اِن تحریروں میں اُس نے فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیے هیں - لفظ اور سطریں نهیں هیں، جرار فوجیں هیں جو حمله آور هو رهي هیں - در حقیقت مسیحي کلیسا کے هزار ساله تخت حکومت کے پائے اسي کے نوک قلم سے ٹوٹے، اور اس طرح ٹوٹے که پهر کسي طرح بهي استوار نه هوسکے !

والٹیر کي شهرت صرف اسکي کتابوں اور قصیدوں هي سے نهیں هوئي بلکه وه بهت بڑا مقرر اور لسان بهي تها - اِنهیں مختلف قابلیتوں کے مجموعه نے اُسے اپنے زمانه کا سب سے بڑا آدمي بنا دیا !

والٹیر، غضب کا محنتي تها - کام سے کبهي نهیں تهکتا - یهي سبب هے که وه اتنا بڑا علمي ذخیره چهوڑ گیا، جتنا اسکے کسي هم عصر کے امکان میں نه تها - اُسکي غیر معمولي چستي کے ثبوت میں خود اُسي کے بهت سے اقوال پیش کیے جا سکتے هیں - وه کهتا هے :

"سستي اور عدم ایک چیز هے"

ایک اور جگهه لکهتا هے :

"تمام آدمي اچهے هیں، بجز اُنکے، جنکے پاس کرنے کے لیے کوئي کام نهیں !"

اُسکے سکرٹري کا بیان هے :

"والٹیر بڑا سخي تها - صرف اپنے وقت میں بخل کرتا تها"

اُسکا مشهور مقوله هے :

"زندگي کے مصائب کم کرنے کے لئے نفس کو همیشه زیاده سے زیاده کام میں مشغول رکهنا چاهئے ... میري عمر جتني زیاده هوتي جاتي هے، محنت کي ضرورت کا اتنا هي زیاده یقین هوتا جاتا هے - جو شخص محنت کا عادي هو جاتا هے، اُسے محنت میں اتني مسرت حاصل هوتي هے که زندگي کي تمام کلفتیں بهول جاتا هے"

اُسکا یه قول ضرب المثل هو گیا هے :-

"اگر خود کشي منظور نهیں هے تو اپنے لیے کوئي کام پیدا کرلو"

اِسي جمله سے لوگوں نے خیال کیا هے که اسکے دل میں خود کشي کا خیال پیدا هوا کرتا تها - اسي لیے وه همیشه کام میں منهمک رهتا تها -

(اٹهارهویں صدي کي روح)

ویکٹر هیوگو کا قول هے :

"والٹیر اور اُس کي روح کا سمجهه لینا پوري اٹهارهویں صدي کي روح کا سمجهه لینا هے"

"اٹلي ایک بڑي تهذیب کا منبع تها - جرمني سے اصلاح دیني کا سرچشمه پهوٹا - لیکن فرانس ؟ تو فرانس میں والٹیر تها - والٹیر ایک پوري قوم تها - انقلاب عظیم کي دعوت تها - نهیں، سرتاپا انقلاب تها - فرانس کا مشهور انقلاب، جس نے خون کي موجوں سے ایک نئي دنیا پیدا کر دي، والٹیر هي کا ایک افسون حیات تها - یه شخص اپنے اندر سب کچهه رکهتا تها - اُس میں "مونتین" کا شک تها - "رابیلیه" کا تمسخر تها - "لوتهر" کي حمله آورانه قوت تهي - اُسي نے میرابو، مورات، ڈانٹن، روبسپیرو، پیدا کیے تهے، اور وه بارود بنائي تهي جس سے اُنهوں نے دنیا کے تمام نظام هاے قدیم کي عمارتیں به یک دفعه هوا میں اڑا دیں !"

لامارتین کهتا هے :

"اگر انسان کا عمل اُس کي عظمت کا میزان هے تو بلا شک والٹیر موجوده یورپ کا سب سے بڑا کاتب تها - قدرت نے اُس کي عمر میں برکت دي - ۸۳ سال زنده رها - قدیم نظام کے مصائب معلوم کیے، اس کے خلاف جهاد کیا، اور جب مرا تو وهي فتحمند تها -"

کسي مصنف کو بهي اپنے عهد میں اِتنا اقتدار حاصل نهیں هوا، جتنا والٹیر نے حاصل کیا تها - تمام جهان اُس کا مخالف تها - کلیسا، جو اُس وقت تک سب سے بڑي قوت تهي، دشمن تها - حکومت خون کي پیاسي تهي - اُسے قید کیا گیا - جلا وطن کیا گیا - ذلیل کیا گیا - اُس کي کتابیں روکي گئیں، جلائي گئیں،

مغرب کی تاریخ جدید کی تاریخی شخصیتین

انقلاب فرانس کے ارکان ثلاثه

والٹير

FRANCOIS DE VOLTAIRE.

اردو علم ادب کي بے مايگي هر گوشهٔ علم و فن ميں نماياں هے - ليکن سب سے زياده افسوس ناک کمي يه هے که اس وقت تک علوم و ادبيات کي وه امهات و اصول بهي اردو ميں منتقل نه هوسکيں جن کے بغير موجوده عهد کي کوئي زبان ' ترقي پذير زبان تسليم نهيں کي جا سکتي - " امهات و اصول " کا لفظ جب کبهي علوم و فنون کے ليے بولا جاتا هے تو اس سے مقصود يه هوتا هے که هر علم و فن کي وه بنيادي چيزيں ' جو بمنزلهٔ اصل و اساس هيں ' اور جنهوں نے اپنے اپنے دائرهٔ بحث و نظر ميں مباديات و قواعد کا درجه حاصل کرليا هے - مثلاً منطق ميں ارسطو کا مقاله ' رياضي ميں اقليدس کے مقالات ' قانون ميں سولن کے مباحث ' طب ميں جالينوس کے رسائل خمسه ' نظام حکومت ميں افلاطون کي جمهوريت ' تاريخ ميں هيرو ڈوٹس کي کتاب ' فن بلاغت ميں جاحظ کے مقدمات ' قصص ميں الف ليله ' منطق استقرائي ميں بيکن کا مقاله ' وغيره ذالک - علوم و ادب کا کتنا هي وسيع و وقيع ذخيره فراهم هوجائے ' مگر وه سب برگ و بار هيں - سب سے پهلے ان کي جڑيں زمين ميں استوار هوني چاهئيں - لطف يه هے که يه کام کچهه ايسا دشوار بهي نهيں - اهل علم کي اگر ايک مختصر جماعت مستعد هوجائے ' تو دو تين سال کے اندر امهات علوم و ادب کا بڑا حصه اردو ميں منتقل هو جا سکتا هے - ليکن مشکل يه هے که نه تو اس وقت تک هم ميں ايسے اهل علم پيدا هوئے هيں جنهيں خدمت علم کا اس درجه شوق هو ' نه ملک ميں علمي طلب هے جو اهل علم کو اس طرف متوجه کرے - بنياد ان تمام کار و بار علم کي قومي تعليم هے ' اور وهي اس وقت تک مفقود هے -

اس سلسله کا ايک اهم گوشه يورپ کي جديد تاريخ اجتماع و تمدن کي امهات و اصول اور انکے رجال علم و نظر هيں - موجوده دور کي تاريخ ' انقلاب فرانس سے شروع کي جاتي هے - انقلاب فرانس کي تخم ريزي جس عهد ميں هوئي ' وه اٹهارهويں صدي کا ابتدائي حصه هے - اس عهد ميں چند شخصيتيں ايسي پيدا هوئي تهيں ' جنکي دماغي سيرت ميں وقت کي تمام انقلابي قوتيں سمٹ آئي تهيں - وه سرتاپا پيکر انقلاب تهيں - انهي کے دماغ و قلم نے انقلاب فرانس کي تخم ريزي کي ' اور انهي کے مباديات و اصول هيں جن سے يورپ کے نئے دور کي تاريخ کا آغاز هوا - مورخين نے انهيں " انقلاب کے ارکان ثلاثه " سے تعبير کيا هے - اگرچه تعداد ميں تين سے زياده هيں ' ليکن قلم و کتابت کي تقسيم ميں انکے حلقے تين هي هيں :

(۱) والٹير Valtaire -

(۲) روسو Rausseou -

(۳) اور انسائيکلو پيڈيا کے اهل قلم The Encyclopedie -

آخري جماعت اس لقب سے اسليے موسوم هوئي که اس نے سب سے پهلے فرانسيسي زبان ميں انسائيکلو پيڈيا مرتب کي ' اور علم اور حريت فکر کے مباحث کي اشاعت اس کے اوراق و مجلدات کے ذريعه هوئي - اس ميں سب سے زياده نامور اهل قلم دو تهے : ڈيڈرو diderot اور ڈالمبرٹ D' Alembert -

ايک مدت سے مجهے خيال تها که ان ارکان ثلاثه کي وه تحريريں جن کا شمار امهات و مباديات ميں سے کيا جاتا هے ' اردو ميں منتقل کردي جائيں ' تاکه علاوه اردو علم ادب کي تکميل کے ' غير انگريزي داں طبقه کے مطالعه کيليے تاريخ جديد کے ذهني مباديات مهيا هوجائيں ' اور وه اسکے محاسن و نقائص ' دونوں سے با خبر هوسکيں - کئي سال هوے ' ميں نے روسو کا " لا کنٹرکٹ سوشيل " Le Contrat Social اور ايميل Emilius ترجمه کيليے بعض دوستوں کو ديا تها - کچهه حصه کا ترجمه هوا بهي ' ليکن افسوس هے که انکي بے ذوقي تکميل سے مانع هوي اور اسکے بعد مجهے بهي توجه کرنے کي مهلت نه ملي - ميرے کرنے کے کام دوسرے هيں جن کي تکميل و اشاعت سے ابتک عهده برا نه هوسکا - ان کاموں کے ليے وقت کهاں سے لاؤں ؟

اب جبکه الهلال شائع هوا هے تو اسکے صفحات کے تنوع ميں هر طرح کے بحث و نظر کي گنجائش هے - خيال هوا که کم از کم ايک سلسله مضامين اس موضوع پر ايسا مرتب کرديا جائے ' جس سے ايک حد تک کتابوں کے فقدان کي تلافي هوسکے - چنانچه آج " والٹير " سے يه سلسله شروع کيا جاتا هے - اس کے تين حصے هيں - پهلا حصه جو آج شائع کيا جاتا هے اسکي دماغي سيرة پر اجمالي نظر هے اور اسکے مختصر حالات زندگي پر مشتمل هے - دوسرے ميں اسکے اصول و تعليمات کا خلاصه هے - تيسرے ميں اسپر نقد و تبصره هے - اور وهي اس سلسله کي سب سے زياده اهم چيز هوگي -

(والٹير)

ايک دن والٹير ' مشهور رقاصه روماانيل کے ساتهه اسکي گاڑي ميں بيٹها تها - رقاصه تهيٹر جا رهي تهي جهاں آج والٹير کے شهرهٔ آفاق ڈراما " ميروپ " کي مشق کرنا تهي - وه بهت پريشان تهي - کهنے لگي " کاميابي کے ساتهه يه ڈراما اور اسکے دقيق جذبات دکهانے کيليے ضروري هے که ميرے جسم ميں شيطان حلول کرجائے "

" سچ هے بيگم ! هر فن ميں کاميابي اسي پر موقوف هے که شيطان جسم ميں حلول کرجائے " والٹير کا جواب تها !

والٹير کے تمام دشمنوں نے خصوصاً کليسائي حريفوں نے بيک زبان کها هے که شيطان اسکے اندر حلول کيے تها - چنانچه سينٹ بوف کا قول هے " ابليس اسکے جسم ميں تها " رومبسٹر کهتا هے " يهه شخص ' جهنم کي تمام قوتوں اور هولناکيوں کا مالک تها " !

دراصل والٹير اپنے وقت کا پورا آدمي تها - يورپ کي اٹهارويں صدي کي ادبيات کي سچي تصوير اس فلسفي شاعر ميں هم ديکهه سکتے هيں - اسکي تصانيف ميں اس عصر کي جمله بهلائياں اور برائياں ' دونوں جمع هوگئي هيں - کبهي وه نهايت مذموم ' کج خلق ' بد اطوار ' فحاش ' بے اصول ' مفرط ' اور کمينه نظر آتا هے - کبهي از حد لطيف '

پڑا - یه اُس کا پہلا عشق تها - اسلیے عمر بهر اسکي چبهن دل میں باقي رهي !

سنه ۱۷۱۵ - میں والٹیر اپنے والد سے علحده هوکر پیرس پهونچا - اِسي زمانه میں لوئي چهاردهم نے انتقال کیا اور لوئي پانزدهم تخت نشین هوا - بادشاه کمسن تها ' اسلئے سلطنت کي باگیں اُسکے مربي فلیپ ڈورلین کے هاتهوں میں آگئیں - یه شخص کم همت اور ضعیف الاراده تها - ملک میں بد امني پهیل گئي - پیرس اِسکا مرکز تها - والٹیر شورش پسندوں میں داخل هوگیا ' اور اپني بے باکي اور جرأت کي وجهه سے بہت جلد ممتاز جگه حاصل کرلي -

اُسکي جرأت کا اندازه صرف اس ایک واقعه سے کیا جا سکتا هے که نائب سلطنت نے کفایت شعاري کے خیال سے شاهي اصطبل کے آدهے گهوڑے بیچ ڈالنے کا حکم دیا تها - اِس پر والٹیر نے ایک مضمون میں لکها " کاش نائب سلطنت آدهے گدهوں کي فروخت کا بهي حکم صادر کردیتے جو حکومت کي اونچي کرسیوں پر بیٹهے هیں ! "

حکام کي نظر سے یه مضمون گذرا تو سخت برهم هوے - پهر نائب سلطنت کي هجو میں دو قصیدے شایع هوئے اور خیال کیا گیا که والٹیر نے هي لکهے هیں - اب پوري حکومت اسکي دشمن هوگئي - ایک دن کسي تفریح گاه میں نائب سلطنت نے والٹیر کو دیکها اور بلاکر کہا " میں تم سے شرط باندهتا هوں که عنقریب تمهیں ایک ایسي جگهه بهیجدونگا جسے تمهاري ان آنکهوں نے ابهي نهیں دیکها هے ! " والٹیر نے تمسخر سے سوال کیا " وه کون جگهه هوسکتي هے ؟ " نائب نے کہا " باسٹل کي تاریک کوٹهریاں ! "

اِس گفتگو پر پورے چوبیس گهنٹے بهي نهیں گذرے تهے که والٹیر باسٹل کے خوفناک قید خانه میں بند تها - یه واقعه سنه ۱۷۱۷ - ء کا هے - کاش اُس وقت حکومت کو معلوم هوتا که ایک دن یهي باسٹل والٹیر کے پیدا کرده انقلاب کے هاتهوں منهدم هوکر رهیگا !

اِس وقت تک والٹیر اپنے اصلي نام " فرانسوا ماري آروئه " سے مشهور تها - لیکن قید هونے کے بعد آئنده حکومت کے شکنجه سے بچنے کے لیے ' ایک فرضي نام اختیار کرلیا جو والٹیر تها - یه فرضي نام اس درجه مشهور هوا که آج تاریخ کے سوا کہیں بهي اس کا اصلي نام نهیں ملسکتا -

قید خانه میں اُسنے بڑي همت و جرأت سے کام لیا ' اور اپني شهرهٔ آفاق کتاب " هنریاڈ " تصنیف کي - یه در اصل هنري چهارم کا قصه هے جو پہلے پروٹسٹنٹ هوا تها - پهر دوباره کیتهولک هوگیا ' اور آخرکار قتل کیا گیا -

قید خانه میں وه گیاره مهینے رها - اِس اثنا میں اُسے سخت جسماني تکلیفیں دي گئیں - لیکن بعد میں خود نائب سلطنت کو رحم آگیا - عزت کے ساتهه رها کردیا گیا اور سالانه وظیفه بهي مقرر هوگیا - والٹیر کي شوخ طبعي کا اندازه اِس سے هوسکتا هے که اُس نے نائب سلطنت کو شکریه کا خط اِن الفاظ میں لکها تها :

" اعلی حضرت نے میرے رزق کا جو اهتمام کیا هے ' اس کے لیے شکرگزار هوں - مگر میري دست بسته درخواست هے که میري سکونت کے انتظام کرنے کي حضور کبهي زحمت گوارا نه کریں ! "

اُسکا اشاره قید خانه کي طرف تها -

باسٹل سے نجات پانے کے بعد والٹیر نے اپنا مشهور ڈراما " اوڈیپ " لکها - یه ایک نهایت هي درد انگیز قصه هے - بہت مقبول هوا اور مسلسل ۴۵ دن تک پیرس کے تهیٹروں میں دکهایا گیا - والٹیر کے والد کو اِسکا حال معلوم هوا تو خاص اُسکے دیکهنے کے لیے پیرس آیا - تماشه دیکهتے وقت اپني مسرت بار بار یه کهکر ظاهر کرتا " آه شیطان آه شیطان ! "

اسي ڈراما میں اُسنے اپنے یه انقلاب انگیز خیالات ظاهر کیے تهے :

" همارے کاهن ویسے نهیں هیں جیسا ساده لوح عوام اُنهیں سمجهتے هیں "

" اِن کاهنوں کے علوم و معارف کیا هیں ؟ در اصل هماري ساده لوحي اور زود اعتقادي هي اُن کے علوم و معارف هیں ! "

" همیں اپني قوت پر یقین کرنا اور ایمان لانا چاهیے - هر چیز خود اپني آنکهوں سے دیکهني چاهیے - در حقیقت هماري عقل هي همارا معبود ' همارا عبادت خانه ' اور همارا کاهن هے "

اِس ڈراما سے والٹیر نے چار هزار فرانک حاصل کیے - اُس نے یه رقم ضایع نهیں کي - بلکه اُسے اپنا رأس المال قرار دیا اور بڑي هوشیاري سے اُسے بڑهاتا رها - اُسکا اصول تها که آدمي کو اپني روزي اپني محنت سے کماني چاهیے اور اپني کمائي سے کچهه نه کچهه پس انداز ضرور کرنا چاهیے - وه کہا کرتا تها " فلسفه چهانٹنے سے پہلے آدمي کو زنده رهنے کي حکمت سیکهني چاهیے " !

الهلال

کا

یه ۷ - واں نمبر هی

لیکن

اِس وقت تک توسیع اشاعت کے لیے دفتر نے آپکو کوئي زحمت نهیں دي هے - کیا آپ کو خود اِس طرف توجه نه هوگي ؟

اس میں شک نهیں که اصحاب ذوق نے جس طرح الهلال کا استقبال کیا ' شاید هي اُسکي کوئي دوسري نظیر اردو اخبارات میں مل سکے - لیکن مشکل یه هے که پرچه کي ترتیب و طباعت کا معیار بہت بلند هے ' اور قیمت اُسکے مقابله میں بہت کم - اب یا تو قیمت بڑهاني چاهیے - یا اتني وسیع اشاعت هوني چاهیے که اُس سے قیمت کي کمي کي تلافي هوجاے -

حتی کہ چھاپنے ' بیچنے ' اور پڑھنے والوں تک کو سزا دی گئی - مگر والٹیر کے عزم و ہمت میں فرق نہ آیا - وہ تمام دشمنوں پر غالب آیا - تمام مشکلات پر فتحمند ہوا - اُس نے ہمیشہ حق و حقیقت کا اظہار کیا اور بالآخر دنیا کی گردنیں اُس کے علمی و عقلی جبروت کے آگے جھک گئیں - یا تو اُسے ذلیل سمجھا جاتا تھا - یا پھر یہ ہوا کہ بادشاہ ' شہنشاہ ' اور روم کے پوپ تک ' اُس کی خوشامدیں کرنے لگے - سب اُس کی ہیبت سے لرز اٹھے - پاپاؤں کی روحانی گدی اور بادشاہوں کے زریں تخت ہلنے لگے ' آدھی دنیا نے اِس ساحر کے لیے اپنے کان کھول دئے ' اور اُس کی زبان و قلم کا ہر لفظ باشندگانِ یورپ کے دلوں میں اتر گیا !

والٹیر ایک ایسے زمانہ میں پیدا ہوا تھا جس کی سب سے بڑی ضرورت تخریب اور شکست و ریخت تھی - جرمنی کا نیٹشے کہتا ہے " ہنسنے والے شیروں کے نمودار ہونے کی ضرورت ہے " والٹیر نے یہ نہیں کہا ' مگر وہ سچ مچ کو شیر کی طرح گرجتا اور ہنستا ہوا اٹھا ' اور قدیم نظام کی کہنہ عمارت ڈھا دی - درحقیقت یورپ کی موجودہ بیداری اور تہذیب کا سہرا دو ہی آدمیوں کے سر ہے ' والٹیر اور روسو - انہی دونوں نے انقلاب فرانس کی تخم ریزی کی ' اور وہ سب کچھ مہیا کر دیا ' جس کی اِس انقلاب کو ضرورت تھی - بدنصیب لوئی شانزدہم نے قتل ہونے سے چند دن پہلے قید خانہ میں والٹیر اور روسو کی کتابیں دیکھی تھیں - وہ بے اختیار چلا اٹھا " انہی دو آدمیوں نے فرانس کو برباد کیا ہے ! " ظاہر ہے کہ فرانس کی بربادی سے بدنصیب بادشاہ کا مقصود اپنے خاندان کی بربادی تھی - نپولین اعظم کہا کرتا تھا " بوربون (فرانس کا خاندان شاہی) اپنا تخت و تاج محفوظ رکھ سکتا تھا اگر والٹیر اور روسو کا قلم بند کر دیتا " خود والٹیر کہتا ہے " کتابیں ہی قوموں پر حکومت کرتی ہیں " اسی کا مقولہ ہے " دماغی تربیت سے بڑھ کر کوئی ذریعہ آزادی کا نہیں " ایک اور موقعہ پر اُس نے کہا " جب قوم سوچنے لگ جائے تو پھر منزل مقصود سے اُسے روکنا ناممکن ہو جاتا ہے " والٹیر کے ظہور کے ساتھ فرانس نے سوچنا شروع کیا ' اور دنیا کی کوئی قوت بھی اُسے آگے بڑھنے سے روک نہ سکی -

(مختصر سوانح حیات)

والٹیر کا اصلی نام " فرانسو ماری اورویہ " ہے - سنہ ۱۶۹۴ ع میں پیرس میں پیدا ہوا ' اُس کا باپ رجسٹرار تھا ' اور ماں ایک شریف گھرانے کی خاتون تھی - خیال کیا جاتا ہے کہ والٹیر نے اپنی غصہ ور طبیعت اپنے باپ سے ورثہ میں پائی تھی ' اور ذہانت ماں سے - والٹیر کے پیدا ہوتے ہی اُس کی ماں کو ایسی تکلیف ہوئی کہ جانبر نہ ہو سکی - وہ خود بھی از حد کمزور تھا - حتی کہ اُس کی دائی نے گود میں لیتے ہی کہہ دیا " یہ بچہ ایک دن سے زیادہ نہیں جیئےگا " لیکن اُس کا اندازہ غلط تھا - وہ ۸۴ سال تک زندہ رہا - البتہ بیماریوں اور جسمانی تکلیفوں میں ہمیشہ مبتلا رہا -

والٹیر کا ایک بڑا بھائی بھی تھا - اسکا نام " ارمان " تھا ' کہاں وہ اسی خبطی کے جرم میں کلیسا کے حکم سے قتل کر دیا گیا - اُسکا ایک واقعہ بہت مشہور ہے - وہ جب قید تھا اور پھانسی کا حکم صادر ہونے والا تھا ' تو بعض دوستوں نے رائے دی - توبہ کر کے جان بچالے - لیکن یہ سنکر وہ بہت غضب ناک ہو گیا - اُس نے کہا " دوستو ! شکریہ - اگر تم خود پھانسی پر لٹکنا پسند نہیں کرتے تو اُن لوگوں کی راہ کیوں روکتے ہو جو پھانسی پانا پسند کرتے ہیں ؟ "

والٹیر کا باپ اپنے دونوں لڑکوں کی شکایت کیا کرتا تھا " خدا نے مجھے دو پاگل بیٹے دیے ہیں : ایک کو نثر کا جنون ہے ' دوسرے کو نظم کا " والٹیر نے شعر کہنا اُس وقت سے شروع کیا جبکہ وہ اپنا نام بھی صحیح طور پر نہیں لکھ سکتا تھا - اُسکا باپ عملی زندگی کا عادی تھا - اُسنے اپنے لڑکے کی یہ حالت دیکھکر افسوس کے ساتھ یقین کر لیا کہ یہ بالکل ناکارہ نکلےگا - اُسے کیا معلوم تھا ' ایک دن اُسکا یہی " ناکارہ " تمام یورپ کا سب سے بڑا اہل قلم تسلیم کیا جائیگا !

والٹیر کی ماں کے انتقال کے بعد اُسکا خاندان پیرس چھوڑ کر دیہات میں جا بسا - یہاں ایک دولتمند فاحشہ نے والٹیر کو دیکھا اور اُسمیں آثار ذہانت و نجابت پائے - چنانچہ مرنے سے پہلے وہ یہ نیک کام کر گئی کہ دو ہزار فرنک والٹیر کو ہبہ کر دیے - تا کہ " اس روپیہ سے اُسے کتابیں خرید دی جائیں "

والٹیر کو اِن کتابوں سے بڑا نفع ہوا - وہ عمر بھر اِس آبرو باختہ عورت کا احسان مند رہا - اِسکے بعد ایک راہب کو اُس سے محبت ہو گئی - لیکن یہ راہب دراصل ملحد تھا - اِس نے اُسے شک و الحاد کی تلقین کی ' اور کلیسا کی طرف سے نفرت و انکار دلنشین کر دیا -

اِسکے بعد وہ پادریوں کے مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے کیلیے داخل کیا گیا - یہاں اُسنے فن مناظرہ اور علم کلام سیکھا - اُس وقت بڑا علمی کمال یہ سمجھا جاتا تھا کہ ایک ہی مسئلہ کو بہ زور جدل دو متناقض پہلوؤں سے ثابت کر دیا جائے - والٹیر نے اِس فن میں کمال حاصل کر لیا - نتیجہ یہ نکلا کہ کسی مسئلہ پر بھی اُسے یقین باقی نہ رہا - مدرسہ میں وہ بڑا محنتی طالب علم مشہور تھا - حتی کہ فرصت کے اوقات میں بھی جبکہ اور لڑکے کھیل کود میں مصروف ہوتے ' وہ اساتذہ سے لاہوتی مسائل پر بحث کیا کرتا - اپنی طالب علمانہ زندگی کے متعلق وہ کہا کرتا تھا " پادریوں نے مجھے لاطینی زبان اور بہت سی بیہودہ بکواس سکھائی ہے ! "

تعلیم ختم کرنے کے بعد اُسے عملی دنیا کی طرف توجہ ہوئی ' اور اپنے لیے کوئی پیشہ منتخب کرنا چاہا - اُسنے اپنے باپ سے بلا پس و پیش کہدیا " میں شعر و ادب کو اپنا پیشہ بناؤنگا " باپ بہت خفا ہوا اور بہت سمجھایا - مگر اُسنے ایک نہ سنی اور اپنی ہٹ پر قائم رہا - لطف یہ ہے کہ اِس پیشہ کے متعلق خود اُسکی رائے یہ تھی : " شعر و ادب اُن لوگوں کا مشغلہ ہے جو اجتماعی زندگی میں بے فائدہ ہیں اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کے سر پر بوجھ ہونا چاہتے ہیں - یہ اُن لوگوں کا پیشہ ہے جو بھوکوں مر جانا پسند کرتے ہیں "

۲۱ - برس کی عمر تک والٹیر نے اپنے تئیں رندی و عیاشی کیلیے وقف کر رکھا تھا - راتیں باہر گزارتا تھا اور دن گھر پر :

ہمہ شب شراب خوردن ہمہ روز خواب کردن !

اُسکے والد کو اِس ڈھنگ سے بڑی تکلیف تھی - اُسنے لاکھ کوشش کی مگر اصلاح کی کوئی صورت نہ نکلی - آخر اپنے ایک سخت گیر رشتہ دار کے ہاں بھیجدیا - شروع میں تو اِس نئے مربی نے بڑی سختی کی - لیکن پھر اُسکی غیر معمولی قابلیت و ذہانت دیکھکر آزاد چھوڑ دیا - والد کو معلوم ہوا تو اُسے واپس بلا لیا اور ہالینڈ میں فرانسیسی سفیر کے حوالہ کر دیا کہ اپنی نگرانی میں رکھے - یہیں ہالینڈ کے پائے تخت لاہائی میں والٹیر نے ایک دوشیزہ سے عشق کیا ' مگر راز جلد کھل گیا ' اور حضرت کو ہزاروں حسرتوں کے ساتھ وطن بھاگنا

پرجوش نو مسلم هي کا استقبال کر سکتے تھے - بونا پارٹي (بونا پارٹ کو اسکي فوج محبت سے اور انگریز حقارت سے "بونا پارٹي" کہتے تھے) اسکے لیے بھي بے دریغ طیار ہو گیا "

نپولین کے مورخوں میں قین سب سے زیادہ جوش مخالفت رکھتا ھے - اس نے اپني تاریخ صرف اسلیے لکھي ھے تاکہ وہ تمام مواد جمع کردے جو نپولین کي مخالف جماعتوں نے اسکے خلاف راے عامہ پیدا کرنے کیلیے طیار کیا تھا - وہ اس معاملہ میں اسکي " انتہا درجہ کي شیطنت " محسوس کرتا ھے ' اور واقعہ کے نا گوار پہلوؤں کي تکمیل کیلیے اتنا حصہ اور بڑھا دیتا ھے کہ " اس نے بار بار مسلمان مشایخ کو خوش کرنے کیلیے مسیحي مذھب کي ھنسي اڑائي اور عیسائیوں کو گالیاں دیں "

بوربون خاندان اور اسکے حامیوں نے نپولین کے خلاف تبلیغ و اشاعت کا ایک خاص صیغہ قائم کر رکھا تھا - ھر مہینہ کوئي نہ کوئي رسالہ انگلستان سے چھپکر نکلتا اور تمام یورپ میں تقسیم کیا جاتا - اس کام کیلیے تنخواہ دار اهل قلم مہیا کیے گئے تھے - انھي میں ایک شخص تیبر نامي تھا - اسنے ایک رسالہ اس موضوع پر لکھا تھا کہ " کیا بونا پارٹ ترک (مسلمان) ھو گیا ھے ؟ " تھیرس اس رسالہ کا ذکر کرتے ھوے لکھتا ھے " اس میں نپولین کي کئي تصویریں اس طرح کي بنائي گئي تھیں ' جیسي از منۂ وسطی (مڈل ایجز) میں پیغمبر اسلام کي بنائي گئي تھیں - نہایت خونخوار قیافہ - چشم و ابرو سے قتل و خونریزي کے جذبات ٹپک رھے ھیں - ایک ھاتھہ میں برھنہ تلوار ھے - دوسرے میں قرآن "

چند سالوں کے بعد جب نپولین نے پوپ کو پیرس بلایا تاکہ اس کي تاج پوشي کي رسم ادا کرے ' تو لندن کے ایک اخبار کا کارٹون بہت مشہور ھوا تھا - اس میں نپولین کے ایک ھي دھڑ پر دو رو پشت چہرے بنائے تھے - ایک پر پگڑي تھي - ایک برھنہ تھا - پگڑي والے سر کے منھہ سے یہ الفاظ نکل رھے تھے " میں مشرق میں اس لیے آیا ھوں تا کہ دین محمدي زندہ کردوں " مگر برھنہ سر کہہ رھا تھا " میں مشرق سے واپس آگیا تاکہ نوٹر دم کے گھنٹوں کا مقدس بلاوا سنوں ! " پہلا جملہ نپولین کے اعلان مصر سے ماخوذ تھا - دوسرا اس کي ایک پرجوش تقریر سے ' جس میں اس نے مذھب کي ضرورت اور تاثیر پر زور دیتے ھوئے کہا تھا " میرے حافظہ میں کسي چیز کي یاد اس قدر عمیق تاثیر پیدا نہیں کرتي ' جس قدر گرجے کے گھنٹے کي مسلسل صدائیں "

لیکن جب کہ مخالفین نے اس معاملہ کو اس درجہ اھمیت دي ' تو موافقین نے بھي اس کي اھمیت گھٹانے میں کوئي کمي نہیں کي - نپولین کے اکثر ثنا خواں اس بارے میں ساکت رھے ھیں - بعضوں نے ذکر کیا بھي ھے تو اس سے زیادہ نہیں کہ اس نے اپنے اعلانات میں اپنے آپ کو اسلام کا دوست ظاھر کیا تھا - بعض نے انکار و تغلیط میں صراحت سے بھي کام لیا ھے اور لکھہ دیا ھے کہ " یہ واقعہ ھي سرے سے غلط ھے " فوشے اور کلیپر مورخانہ سنجیدگي کے ساتھہ لکھتے ھیں " منجملہ ان تہمتوں کے جو شہنشاہ کے دشمنوں نے تراشي تھیں ایک تہمت یہ بھي تھي " گین تھیوم اور لیس کس نے (اور آخرالذکر ان لوگوں میں سے ھے جو سینٹ ھلینا میں نپولین کے رفیق رھے تھے) اس معاملہ کا کوئي ذکر نہیں کیا ھے - بیورین نپولین کا سکریٹري اور مصر و شام میں اس کے ساتھہ تھا - وہ نپولین کے واقعات مصر بہت تفصیل سے بیان کرتا ھے ' لیکن اس معاملہ کا کوئي ذکر نہیں کرتا - خود نپولین نے سینٹ ھلینا میں اپنے سوانح حیات پر اپنے خیالات قلمبند کرائے تھے جو دو جلدوں میں مرتب ھوکر شائع ھوئے - اس میں وہ مصر کے واقعات کا بہ تفصیل ذکر کرتا ھے - اسلام کا بھي ذکر کرتا ھے - یہ بھي کہتا ھے کہ اگر ضرورت ھوتي تو اسلام قبول کر کے تمام اسلامي ممالک زیر نگیں کر لیتے اور ایک عظیم مشرقي مملکت کي بنیاد رکھدینے میں مجھے تامل نہ ھوتا - لیکن اس کا اعتراف نہیں کرتا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا -

(مصر کے مسلمان مورخ)

نپولین کے حملۂ مصر کا زمانہ اگرچہ مشرق کے دماغي و علمي تنزل کے بلوغ کا زمانہ تھا ' اور مصر و شام کے عہد وسطی کي رھي سہي علمي قوتیں نویں صدي ھجري میں تقریباً ختم ھو چکي تھیں ' تا ھم جامع ازھر کے وسیع حلقۂ درس و تدریس کي بدولت علم کي تمدت بدستور قائم تھي - اگرچہ کیفیت مفقود ھوچکي تھي - شہاب الدین خفاجي صاحب درة الغواص - سید مرتضی زبیدي صاحب تاج العروس - شمس الدین الشامي صاحب سیرة الشامیہ و عقود الجمان - ابو بکر مرعي صاحب کواکب الدریہ - نور الدین الحلبي صاحب سیرۃ حلبیہ - ابن فضل اللہ المحبي صاحب خلاصة الاثر - ابو الفتح اسحاقي صاحب لطائف الاخبار - ابو العباس مقري صاحب نفح الطیب - شمس الدین بکري صاحب تحفة البهیہ - ابن یوسف الحلاق صاحب تحفة الاحباب - شمس الدین تمرتاشي صاحب تنویر الابصار - شرنبلالي شارح متون حنفیہ - شیخ اسماعیل زرقاني شارح موطا و مواھب - وغیرہ علماء مصر کا زمانہ تقریباً گیارھویں اور بارھویں صدي ھجري کا زمانہ ھے ' اور اس عہد سے متصل ھے جب نپولین مصر میں داخل ھوا ھے - ھجري سنہ کے حساب سے حملۂ مصر سنہ ۱۲۱۳ - میں ھوا ھے - یعنے تیرھویں صدي کے بالکل اوائل میں -

چنانچہ ھم دیکھتے ھیں کہ اس زمانے میں بھي علماء مصر و شام ' خصوصاً علماء ازھر کي ایک بہت بڑي تعداد موجود تھي جو درس و تدریس کے ساتھہ تصنیف و تالیف کا مشغلہ بھي رکھتي تھي - ان میں سب سے زیادہ نمایاں اشخاص جنکا نپولین اور فرانسیسي حکام سے زیادہ سابقہ رھا ' یا انھوں نے اس عہد کے حالات قلمبند کیے ' حسب ذیل ھیں :

(۱) شیخ عبد اللہ الشرقاوي : جامع ازھر کے مشاھیر اساتذہ میں سے تھے - نپولین نے مصر کے شہري انتظام کے لیے چودہ ارکان کي ایک مجلس شوری بنائي تھي جو " دیوان " کے نام سے پکاري جاتي تھي - شیخ شرقاوي کو اسکا رئیس منتخب کیا تھا - انھوں نے ۲۰ - سے زیادہ کتابیں یادگار چھوڑي ھیں - ان میں ایک قیمتي کتاب تحفة الناظرین ھے جس میں فرانسیسیوں کے حملہ سے لیکر انکي واپسي تک کے چشم دید حالات بالاختصار بیان کیے ھیں - سنہ ۱۱۵۰ میں پیدا ھوے ' اور ۱۲۲۷ مطابق سنہ ۱۸۱۲ میں انتقال کیا - تحفة الناظرین مصر میں چھپ گئي ھے -

(۲) شیخ سلیمان فیومي : یہ بھي اساتذۂ ازھر میں سے تھے ' اور مشیخت کے درجہ تک پہونچ چکے تھے - نپولین نے انھیں بھي " دیوان " کا رکن منتخب کیا تھا - نپولین کے جانے کے بعد جب سردار عسکر کلیبر کو سلیمان حلبي نے قتل کرڈالا اور فرانسیسیوں نے فوجي عدالت میں تحقیقات کي ' تو یہ بڑے مخمصہ میں پھنس گئے - لیکن بالآخر نجات پائي - انھوں نے بھي ایک مختصر رسالہ

تاریخ و عبر

فرانس کا فاتح اعظم اور اسلام

* * *

کیا نپولین مسلمان ھوگیا تھا ؟

* * *

اٹھارھویں صدي کے اوائل کا ایک تاریخي مبحث

* * *

نپولین کا حملۂ مصر اس کي فاتحانه اوالعزمیوں کا ایک غیر معمولي واقعه ھے - اُس کي زندگي کے تمام مورخوں نے یه واقعه بڑي شرح و تفصیل سے لکھا ھے - یکم جولائي سنه ۱۷۹۸ ع کو فرانسیسي فوج نے سر زمین مصر پر قدم رکھا تھا ، اور سنه ۱۸۰۱ ع میں واپسي پر مجبور ھوئي تھي -

لیکن اس حمله کي داستان کا ایک واقعه ایسا ھے جس میں نه تو تمام مورخ متفق ھوسکے - نه کوئي ایک رائے مضبوطي کے ساتھه ظاھر کي جاسکي - بعضوں نے اُسے اِس درجه غیر وقیع تصور کیا که یکقلم نظر انداز کردیا - بعضوں نے اس قدر اھمیت دي که خاص خاص عنوان اور ابواب اُس کے لیے ترتیب دیے - نپولین کے عہد میں اور اُس کے کچھه عرصه بعد تک اُس کي مخالفت اور موافقت کے جذبات نہایت شدید تھے - اس لیے یه واقعه مخالفوں کے لیے بہت زیادہ اھم ، مگر موافقوں کے لیے نظر انداز کر دینے کے قابل تھا -

یه نپولین کے مسلمان ھونے یا اپنے تئیں مسلمان ظاھر کرنے کا واقعه ھے -

تمام تاریخدان متفق ھیں که نپولین نے مصر پہنچنے سے پہلے ھي ایسے اعلانات طیار کر لیے تھے جن میں باشندگان مصر کو مخاطب کیا گیا تھا اور مملوکوں کے خلاف (جو وھاں عملاً حکمراني کر رھے تھے اگرچه حکماً سیادت دولۃ عثمانیه کو حاصل تھي) اُبھارا تھا - ان اعلانات میں نپولین نے یه بھي لکھا تھا " میں اسلام و قرآن کا مخالف نہیں ھوں - بلکه سچا حامي ھوں - میں چاھتا ھوں ، اصلي اسلام تازہ ھوجائے ، اُس کي عظمت و شوکت برقرار رھے ، اور اُس کے دشمن ناکام و نامراد ھوں " اس میں بھي سب کا اتفاق ھے که اس نے مصر جاتے ھوئے راسته میں اسلام اور قرآن کي نسبت غیر معمولي واقفیت حاصل کرلي تھي - وہ مصر کے علما و مشائخ کو اپني واقفیت سے متعجب کردینے کي کوشش کرتا ، اور انھیں بار بار یقین دلاتا که اسلام کي بہت بڑي عزت اُس کے دل میں ھے - اس سے بھي کسي نے انکار نہیں کیا ھے اور خود اُس نے بھي اپنے سینٹ ھلینا کے خود نوشته تذکرہ میں اعتراف کیا ھے ، که اسلام قبول کرنے کے مسئله پر اُس نے مصر کے مشائخ سے طول طویل گفتگو کي تھي ، اور وہ کم سے کم شرطیں معلوم کرني چاھیں جو مسلمان ھونے کے لیے ضروري ھیں - یه واقعه بھي مسلم ھے که اُس کے بعض فوجي افسر مسلمان ھوگئے تھے اور مسلمان خاندانوں میں رشته داریاں کرلي تھیں - چنانچه ژاک مینیو جو کلیبر کے قتل کے بعد مصر کا فوجي حاکم منتخب ھوا تھا ، علانیه مسلمان ھوگیا تھا ، اور " عبداللہ جاک " کے نام سے مشھور تھا - اُس نے ایک مسلمان عورت سے نکاح بھي کرلیا تھا -

لیکن ان تمام متفقه امور کے ساتھه جس بات میں اختلاف ھے ، وہ یه ھے که نپولین نے اپنے آپ کو اسلام کا پیرو بھي ظاھر کیا تھا یا نہیں ؟

اُس کے مخالفین کہتے ھیں - وہ مسلمان ھوگیا تھا - یا کم از کم اپنے آپ کو مسلمان ظاھر کیا تھا - اُنھوں نے نپولین کے جرائم کي فہرست میں یه واقعه بھي شامل کیا ھے ، اور اس سے اُسکي طبعي منافقت ، بے دیني ، اور ابن الوقتي پر استدلال کیا ھے -

نپولین نے جب شام پر حمله کیا ، تو سر سڈني اسمتھه نے جو انگریزي بیڑہ کا امیر البحر تھا شام کے عیسائیوں کے نام ایک اعلان بھیجا تھا - اسمیں لکھا تھا : " وہ انگریز امیر البحر پر جو ایک سچا مسیحي بہادر ھے پوري طرح بھروسه کریں ، اور نپولین کي کچھه پروا نه کریں جو پہلے ایک بے اصول مرتد تھا ، اور اب مصر کے شیخوں کے ھاتھه پر مسلمان ھو چکا ھے ! "

نپولین کے مشھور بحري حریف لارڈ نیلسن نے اپني مشھور اور تاریخي آشنا ، لیڈي ھملٹن کو لکھا تھا :

" یه کوئي تعجب کي بات نہیں که وہ (نپولین) مصر میں دین محمدي کا غازي بن گیا ھے اور اِسکي خبریں ھندوستان کے تباہ شدہ مسلمان نبابوں (نوابوں) تک پہنچ گئي ھیں - مجھے یقین ھے - اگر اُسے اسٹریلیا کے باشندوں کو خوش کرنے کي ضرورت ھوتي تو وہ بلا تامل اپنے تمام فوجي افسروں کے ساتھه اُس درخت کے تنه کي پوجا شروع کر دیتا جسپر وہ مردوں کي کھوپڑیاں رکھا کرتے ھیں ! "

انقلاب فرانس کا مشھور ابن الوقت تیلراند ، Talleyrand نپولین کے تذکرہ میں لکھتا ھے " اُس نے کبھي اس بات پر ندامت ظاھر نہیں کي که وہ مصر کے اماموں اور شیخوں کے سامنے عماموں کي پگڑي اور جبه پہنکر گیا تھا ، اور کہا تھا ، میں دین محمدي کو زندہ کرنے اور اسکے لیے جنگ مقدس کرنے آیا ھوں ! "

نپولین کا مشھور انگریز سوانح نویس ایلیسن کہتا ھے " یه اُس کي زمانه ساز اور ابن الوقت طبیعت کا سب سے زیادہ مکمل مظہر تھا - اگر نیلسن نے ابو قیر کا بیڑا تباہ نه کر دیا ھوتا اور قسمت اس سے موافق ھوتي ، تو یقیناً وہ ھندوستان کے ساحل پر قرآن حمایل کیے ھوے اُترتا ، اور حیدر علي سے کہتا : میں دین محمدي کے دشمنوں کو ھندوستان سے نکالنے کیلیے آگیا ھوں - اُسکے بعد اگر وہ دیکھتا که ھندوستان کے کروڑوں بت پرستوں کو رام کرنے اور انگریزوں کے برخلاف اُبھارنے کیلیے اِسکي ضرورت ھے که اپنے آپ کو مقدس دیوتاؤں کا پرستار ظاھر کرے ، تو اس میں بھي اُسے اُتنا ھي تامل ھوتا ، جتنا تامل مسلمان ھونے میں ھوا تھا ! " -

سر والٹر اسکاٹ کا قلم اُن تمام انگریز اھل قلم میں جنھوں نے اُس عہد میں نپولین پر قلم اُٹھایا ھے ، زیادہ مستند تسلیم کیا گیا ھے - وہ بھي اس واقعه میں نپولین کي " منافقانه طبیعت " کا پورا ظہور دیکھتا ھے اور لکھتا ھے " مصر کے متعصب شیخ صرف ایک

شیخ خلیل بکري

جو نپولین کے زمانه میں نقیب السادات مصر تھے -

درج کیے جاتے تھے - یه گویا مصر میں عربي زبان کا سب سے پہلا اخبار تھا - اس کي تحریر سید عطار کے ذمه تھي - اس طرح واقعات و حوادث کي کتابت و تدوین کا انہیں ایسا مستند موقعه مل گیا جو دوسروں کو حاصل نه تھا - سنه وفات ۱۲۳۰ ھ هے -

(دو شامي مورخ)

لیکن مصر سے باهر دو مسیحي نام آور بھي هیں جو اس عهد کے حوادث و سوانح ضبط تحریر میں لا رهے تھے : نقولا ترک ' اور امیر حیدر شہاب -

پہلا مصنف لبنان کے ایک مسیحي خاندان سے تعلق رکھتا تھا جو قسطنطنیه سے آکر یہاں مقیم هوگیا تھا - اس نے نپولین کي زندگي هي میں نپولین کي تاریخ عربي زبان میں لکھي تھي جس کا پہلا حصه مع فرانسیسي ترجمه کے سنه ۱۸۳۹ ع میں پیرس سے شائع هوا - اس حصه میں فرانسیسیوں کے مصر سے اخراج تک کے واقعات درج هیں - اس کتاب کي قدر و قیمت بہت بڑھ جاتي هے جب خیال کیا جائے که یه مشرق کي سب سے پہلي کتاب هے جو نپولین کے حالات میں لکھي گئي ' اور اُس وقت لکھي گئي جب خود یورپ میں بھي اس کي کوئي بڑي تاریخ نہیں لکھي گئي تھي - نپولین کے حملهٔ شام کے واقعات کا بڑا حصه مصنف کے چشم دید واقعات میں سے هے - اس نے سنه ۱۲۴۴ - مطابق سنه ۱۸۲۸ ع - میں انتقال کیا -

امیر حیدر لبنان کے خاندان " شہاب " کا ایک صاحب علم و قلم امیر تھا - اُس نے کئي کتابیں شام و لبنان کي تاریخ میں لکھي هیں جن میں نپولین کے حملهٔ مصر و شام کے حوادث بھي آگئے هیں - ان میں سے غرر الحسان اور نزهة الزمان خصوصیت کے ساتھه قابل ذکر هیں - امیر موصوف کا سال وفات سنه ۱۲۵۱ - مطابق ۱۸۳۵ ع هے -

(علماء مصر کي تصویریں)

فرانسیسیوں نے مصري دیوان کے تمام ارکان کي تصویریں کھینچ لي تھیں - اور بطور عجائب شرق کے اپنے ساتھه فرانس لے گئے تھے - جبرتي نے یه تصویریں دیکھي هیں ' اور ان کي صناعیوں پر تعجب ظاهر کیا هے - مستشرق مارسل نے جسے نپولین عربي طباعت کے اهتمام کے لیے اپنے ساتھه لایا تھا ' اپني کتاب " معلومات مصر " میں یه تمام تصویریں درج کردي هیں - هم ان میں سے شیخ شرقاوي ' شیخ بکري ' اور شیخ سلیمان فیومي کي تصویریں اس تحریر کے ساتھه شائع کردیتے هیں - ان سے اُس عهد کے علماء و مشائخ مصر کي وضع و قطع اور شکل و شمائل نظروں کے سامنے آجائینگي - مصر و شام میں تاریخ اسلام کے ازمنهٔ وسطی سے لیکر بارهویں صدي تک ' معاشرتي زندگي تقریباً یکساں رهي هے - اس لیے یه تصویریں اگرچه صرف ڈیڑھ سو برس پیشتر کي هیں ' لیکن ان کي وضع و قطع سے تقریباً چار سو برس پیشتر تک کي وضع و قطع کا اندازہ کر لیا جاسکتا هے - ساتویں ' آٹھویں ' اور نویں صدي هجري کے علماء مصر و شام ' مثلاً امام ذهبي ' امام مزي ' ابن دقیق العید ' تقي الدین سبکي ' حافظ برزالي ' حافظ ابن حجر عسقلاني ' حافظ سخاوي ' جلال الدین سیوطي ' وغیرهم کا لباس اور وضع و قطع تقریباً ایسي هي هوگي ' جیسي شرقاوي اور فیومي کي هے - شیخ بکري کي زندگي چونکه امراء کي سي زندگي تھي ' اس لیے وہ سمور کا جبه پہنے هیں اور هاتھه میں مصري سنته یعني تمباکو کا پائپ هے -

(عربي مورخین کي شہادت)

یه سوال کیا جاتا هے که نپولین کے اظہار و عدم اظهار اسلام کے بارے میں ان مورخین کي شہادت کیا هے ؟ اس بارے میں سب سے زیادہ معتبر شہادت انهي لوگوں کي هوسکتي هے - ان میں سے چند مورخ تو خود ان لوگوں میں سے هیں ' جن کے سامنے نپولین کے اظہارات هوتے رهے - مثلاً شیخ مهدي شیخ الازهر ' اور شیخ شرقاوي رئیس الدیوان - اور بعض ایسے هیں جو اپنے چشم دید حالات قلمبند کر رهے هیں اور اس بارے میں کوئي خاص مورخانه تعصب نہیں رکھتے - مثلاً شیخ جبرتي اور سید اسماعیل خشاب -

ان کي شہادت یه هے که نپولین نے نه صرف اپنے تئیں اسلام کا دوست ظاهر کیا تھا ' بلکه مسلمان هونے کا بھي دعوی کیا تھا ! وہ اسلامي لباس پہنکر علماء و مشائخ سے ملتا ' مسجدوں میں جاتا ' اور نماز جمعه میں شریک هوتا - چنانچه اُس نے اپني تصویر بھي اس لباس میں کھنچوائي تھي جو آجتک موجود هے ' اور جسے پروفیسر مارسل نے بھي کتاب میں درج کیا هے - مزید تفصیل آئنده نمبر میں ملیگي -

شیخ سلیمان فیومي

جو اُس عهد کے مشاهیر علماء مصر میں سے تھے

حوادث مصر پر لکھا ہے : " الوقائع و النوازل " سنہ ۱۲۳۲ ھ مطابق سنہ ۱۸۱۶ میں انتقال کیا -

(۳) شیخ خلیل البکری - مصر میں عرصہ سے خاندان وفائیہ کا سجادۂ طریقت قائم ہے - چونکہ نسلاً حضرة " ابوبکر " کی اولاد میں ہیں - اسلیے " بکری " کہلاتے ہیں - جو شخص سجادہ نشین ہوتا ہے اسے " نقیب السادات " کے لقب سے موسوم کیا جاتا ہے جو سرکاری لقب ہے - نپولین کے زمانہ میں سجادہ نشین شیخ خلیل تھے - نپولین نے انہیں بھی دیوان کا رکن چنا دیا - ان میں اور نپولین اور دوسرے فرانسیسی افسروں میں بہت زیادہ رسم و راہ پیدا ہوگئی تھی - نپولین اکثر انکے مکان پر آتا - یہ اسکی دعوتوں میں شریک ہوتے - انہی نے نپولین کو ایک حبشی غلام بطور ہدیہ کے دیا تھا جسے نپولین اپنے ہمراہ فرانس لے گیا تھا - یہ شاعر اور ادیب تھے - اسوقت کے حوادث مصر پر متعدد قصائد لکھے

نپولین مصری لباس میں

جب اس نے جامع ازہر و جامع حسینی میں نماز جمعہ ادا کی تھی

ہیں - بعض فرانسیسی مستشرقین اپنے ساتھ لیگئے اور پیرس میں ترجمہ کے ساتھ شائع کیا - سنہ ۱۲۳۵ ھ مطابق سنہ ۱۸۲۰ میں انتقال کیا -

(۴) شیخ محمد مہدی - یہ اسوقت جامع ازہر کے شیخ تھے - اصلاً قبطی تھے - بچپنے میں مسلمان ہوگئے اور ازہر میں تحصیل علوم کرکے علم و فضل کا درجہ حاصل کرلیا - یہانتک کہ مشیخت کے درجہ تک پہونچ گئے - یہ بھی نپولین کے دیوان کے رکن تھے - انہوں نے ایک کتاب الف لیلہ کی روش پر تحفۃ المستیقظ لکھی تھی جسے فرانسیسی اپنے ساتھ لیگئے اور فرنچ ترجمہ کے ساتھ پیرس میں چھاپ کر شائع کیا - انہوں نے سنہ ۱۲۳۰ - مطابق ۱۸۱۵ ع میں انتقال کیا -

(۵) عبدالرحمن جبرتی - یہ اس عہد کا سب سے بڑا مورخ ہے - " جبرت " حبش کے قریب ایک موضع کا نام ہے - اس کے مورث

مرادبک مملوک

جو مصر کے دفاع میں نپولین سے لڑا مگر ناکام رہا

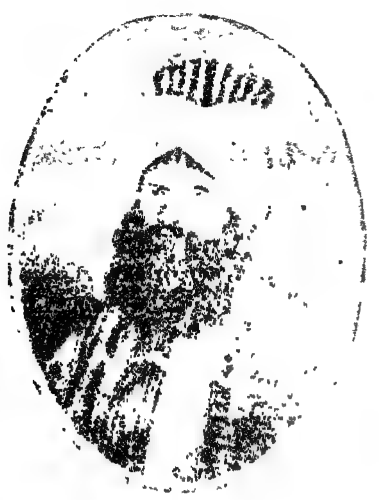

اعلی وہیں سے مصر آئے تھے - جب نپولین مصر آیا اور دیوان شوری مقرر کیا ' تو اس کے لیے ایک نائب کی ضرورت ہوئی - اس کام پر اسی کا تقرر ہوا - اسطرح اسے موقعہ مل گیا کہ بہت زیادہ قریب سے اس قوم کے حالات و اعمال کا مطالعہ کرے -

اس نے اپنے زمانہ کے حوادث مصر پر ایک ضخیم کتاب عجائب الآثار لکھی ہے جو تاریخ جبرتی کے نام سے مشہور ہے - اسمیں پہلے ابن ایاس کی تاریخ مصر کی آخری تاریخ سے لیکر اپنے وقت تک کے مختصر حالات دیے ہیں تا کہ ابن ایاس کی تاریخ کے لیے یہ تاریخ ذیل اور تکملہ کا کام دیے - پھر سنہ ۱۱۴۰ ہجری سے لیکر سنہ ۱۲۳۶ تک کے تمام اہم حوادث مصر تاریخ وار روز نامچہ کی طرح لکھے ہیں اور کوئی ضروری بات نظر انداز نہیں کی ہے - غالباً سنہ ۱۲۴۰ - مطابق سنہ ۱۸۲۵ ع میں انتقال کیا -

افسوس ہے ' اس تاریخ کی قدر و قیمت سے مشرقی دنیا برابر غافل رہی - حالانکہ یہ اٹھارویں صدی کے اواخر اور انیسویں صدی کے اوائل کے حوادث مصر کی سب سے زیادہ مستند تاریخ ہے - نپولین کا حملۂ مصر اور محمد علی خدیو اول کا ظہور ' تاریخ مشرق کے اہم ترین واقعات ہیں - جبرتی نے اپنی چشم دید سرگزشت ایک روزنامچہ کی طرح مرتب کرکے پیش کردی ہے -

(۶) سید اسماعیل خشاب - نپولین اپنے ساتھ عربی حروف اور مطبع بھی لے گیا تھا ' اور اس سے ایک سرکاری اخبار بھی جاری کیا تھا - اس میں عدالت اور فوج کے حالات اور سرکاری اعلانات

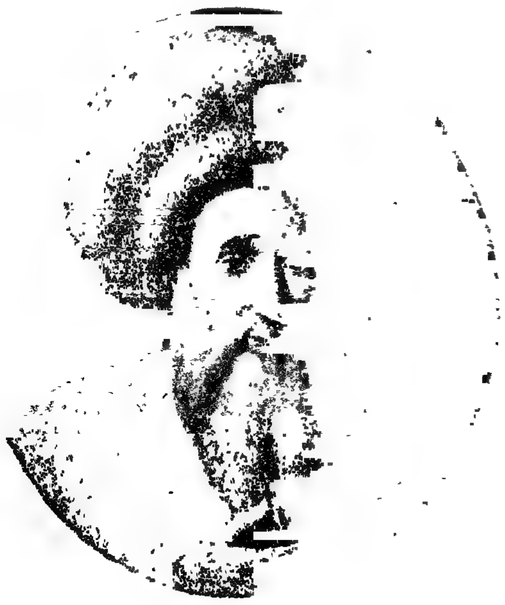

شیخ عبداللہ شرقاوی

صاحب تحفۃ الناظرین و رئیس دیوان مصر

ادبیات

تین ہزار سال پہلے کی شاعری

قدیم مصری شاعری

مصر، دنیا کے قدیم ترین تمدن کا مرکز ہے۔ یونان اور روم جبکہ جہل کی ظلمتوں میں لپٹے پڑے تھے، تو مصر میں علم و حکمت کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔

دنیا "توت آنخ آمون" کے نام سے واقف ہو چکی ہے۔ حال ہی میں اس کا مقبرہ اور صحیح و سالم جثہ برآمد ہوا ہے۔ ہم اسی بادشاہ کے ایک عزیز بادشاہ کے زمانہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا نام "آمی نوتب" چہارم تھا۔ یہ "توت آنخ آمون" کا بہنوئی تھا، اور سنہ ۱۳۷۵ قبل مسیح میں مصر کے تخت پر حکمراں تھا۔

قدیم شاہان مصر میں اس بادشاہ کو خاص امتیاز حاصل ہے۔ اس کے عہد میں مصر کا تمدن اپنے پورے عروج تک پہنچا۔ مصر نے صرف مادی ترقی ہی نہیں کی تھی معنوی ترقی کے بھی کئی مرحلے طے کر گئے تھے۔ اس سے پہلے مصریوں میں طرح طرح کے توہمات عام تھے۔ عام اعتقاد تھا کہ مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندگی صرف اسی طرح مل سکتی ہے کہ اُس کی قبر پر شیطانوں کی تصویریں بنائی جائیں۔ میزوں پر کھانا پینا رکھا جائے۔ ننھی ننھی مورتیں اُس کے کفن میں بطور تعویذوں کے لٹکا دی جائیں۔ خیال تھا یہ سب چیزیں "کا" کو زندہ کر دیتی ہیں، اور "کا"، زندہ ہو کر مُردے میں از سر نو روح پھونک دیتا ہے۔ قدیم مصری زبان میں "کا" وہمی چیز ہے جسے آجکل ہمزاد کہا جاتا ہے۔ اُن کا یہی عقیدہ تھا کہ ہمزاد ہمیشہ انسان کے ساتھ رہتا ہے۔ صرف موت اُسے جدا کر دیتی ہے۔ لیکن اگر مذکورۂ بالا چیزیں قبر میں مہیا کر دی جائیں تو ہمزاد کا تعلق مُردے سے باقی رہتا ہے اور کبھی نہ کبھی اُس کی دوبارہ زندگی کا باعث ہوتا ہے۔

"آمی نوتب چہارم" نے یہ تمام متوہمانہ عقائد باطل کر دیئے۔ اسی قدر نہیں بلکہ مصر کے تمام دینی عقائد بھی بدل ڈالے۔ ایک نیا مذہب ایجاد کیا۔ اور اُس کی بنیاد آفتاب پرستی پر رکھی۔ پہلے مصریوں کا معبود اعظم "آمون" تھا۔ اس بادشاہ نے اُسے منسوخ کر کے "اخناتن" کی عبادت جاری کی۔ "اخناتن" دو مصری لفظوں سے مرکب ہے "اخنا" اور "آتن"۔ "اخنا" کے معنی ہیں روشنی اور نور۔ "آتن" کا اطلاق سورج پر ہوتا تھا۔ پس "اخناتن" کے معنی ہوئے "سورج کی روشنی"۔

اس بادشاہ کے عہد کے بہت سے آثار اور مقبرے برآمد ہوئے ہیں۔ ان مقبروں میں مذکورۂ بالا خرافات کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ ان میں نہ تو شیطانوں کی تصویریں ہیں، نہ چھوٹی چھوٹی مورتیں۔ نہ کھانے کے میز ہیں۔ ان میں جو کچھ ہے وہ بادشاہ اور ملکہ کے جلسوں اور جشنوں کی تصویریں ہیں، یا مصر کی روزمرّہ کی زندگی کے مرقع ہیں۔ علماء مصریات کا خیال ہے کہ یہ آثار سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔ کیونکہ یہ اُس عہد کی زندگی ہمارے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔

قدیم مصری نظم

اُسی عہد کے ایک قبرستان میں بہت سے شعر کندہ ملے ہیں۔ یہ پڑھ لئے گئے ہیں۔ ان کا ترجمہ بھی ہوگیا ہے۔ یہ درحقیقت معبود اعظم "آتن" (آفتاب) کی تعریف و ستائش کے قصیدے ہیں لیکن یہ اس سے بھی بڑھ کر کچھ ہیں۔ یہ تین ہزار سال پہلے کی ترقی یافتہ انسانی ذہنیت دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ شعر، انسانی جذبات و قلبی کیفیات کا آئینہ ہوتا ہے۔ اس مصری شعر کے اندر موجودہ انسانیت، اپنی قدیم شکل دیکھ سکتی ہے۔ ذیل میں اُس کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

"آتن" کا جلال!

کیا دلفریب ہے تیرا طلوع افق آسمان میں!
اے روپہلے طباق! اے سرچشمۂ حیات!
ہر صبح ہم تجھے آسمان کے پورب میں دیکھتے ہیں
تو پوری زمین اپنے حسن سے معمور کر دیتا ہے!
تو ہی خوبصورت ہے، عظیم ہے، روشن ہے، [illegible] بلند ہے!
تیری شعاعیں تمام زمینوں کو اپنے آغوش میں لئے ہوئے ہیں!
ہاں، تمام زمینوں کو لئے ہوئے جنھیں تو نے بنایا ہے!
اور تو ہی نے اُن پر انسانوں کو آباد کیا ہے
ہاں، انسانوں کو، جنھیں تو ہی نے پیدا کیا
وہ انسان، جنھیں تو نے محبت کے بندھن سے جوڑ دیا!
کہتے ہیں، تو دُور ہے، بہت دُور ہے!
مگر تو دُور کہاں ہے؟ تیری شعاعیں تو زمین پر پھیلی ہوئی ہیں!
اے بلند تر! کیا دن کی تابناکی تیرا ہی [illegible] نورانی نہیں ہے؟

رات

اے بادشاہ! جب تو آسمان کے پچھم میں چھپ جاتا ہے
تو سارے جہان پر موت کی تاریکی چھا جاتی ہے
آدمی اپنے گھروں میں سو جاتے ہیں
منہ لپیٹے، بے حرکت، صرف سانس چلتی ہے!
کوئی کسی کو نہیں دیکھتا۔ آنکھیں بند ہوتی ہیں
اُنکے سرہانے چور کھڑا ہوتا ہے، مگر اُنھیں خبر نہیں!
شیر کچھار سے نکلتے ہیں، سانپ رینگنا شروع کرتے ہیں!
کیا ملکۂ ظلمت کی فرمانروائی ہے؟
کیا دُنیا رعب سے سناٹے میں نہیں ہے؟
ہاں سب کا بنانے والا افق کی محل سرا میں محو خواب ہے!

دن اور انسان

یہ کیسی ہماہمی ہے؟
زمین مسرت سے کیوں اچھل رہی ہے؟
دیکھو بادشاہ کی سواری افق میں نمودار ہوگئی!
تو نے کائنات روشن کر دی!
تاریکی کا پتہ نہیں!
تو آسمان پر، مگر تیری شعاعیں زمین پر!
یہ ہمارے بادشاہ کا جلال ہے!
آدمی خوشی سے اپنے پیروں پر کھڑے ہوگئے
تو نمودار ہوا اور زندگی کا آغاز ہوا!
سب نہا دھو کر آئے۔
سب کے ہاتھ مشرق کی طرف اُٹھ گئے۔
ہاں مشرق کی طرف، تیری راجدھانی کی طرف!
تیری بندگی کے بعد دُنیا کے کام شروع ہوئے!

دن اور حیوان و نبات

چوپائے چراگاہوں میں پہنچ گئے۔
درخت اور پودے کھلکھلانے لگے
چڑیاں بھی گھونسلوں سے اُڑ گئیں
پر اُٹھائے، تیری تسبیح کرتی ہوئیں!
ہر پرندہ اُڑ رہا ہے!
ہر کوئی تیری روشنی میں زندگی پا رہا ہے!

دن اور پانی

کشتیاں آنے جانے لگیں
اپنے مستول ہوا میں اُڑاتی ہوئیں!
سب راہیں تیرے نور سے روشن ہوگئیں!
مچھلیاں سطح پر دوڑ آئیں!
اے نور! وہ تیرے سجدے میں گر پڑیں!
تیری شعاعوں نے موجیں توڑ دیں!
سمندر کی تہ پر بچھ گئیں!

انسان کی پیدائش

تو ہی نے عورت سے انسان کو پیدا کیا!
تو ہی نے مرد میں زندگی کا تخم رکھا!
ماں کے پیٹ میں بچے کو زندگی تجھی سے ملی!
وہ نہ روتا ہے نہ گھبراتا ہے
رحم مادر میں پڑا سوتا ہے!
تیرا دست شفقت اُس پر دھرا ہے!
ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے اور نور دیکھتا ہے!
تو اُس کا معصوم مُنہ کھول دیتا ہے!
تب وہ بولتا ہے!
پھر تو ہی اُس کی ضرورتیں پوری کرتا ہے
اے بادشاہوں کے بادشاہ! تیرا نام بڑا ہے!

حیوان کی پیدائش

مرغی کا انڈا!
اُس کے اندر بچہ!
یہ تیری ہی قدرت ہے!
زندگی، یہ تیری ہی صنعت ہے۔
تو ہی نے انڈے میں سانس ڈالی؛۔
دیکھو، بچہ باہر نکل آیا!

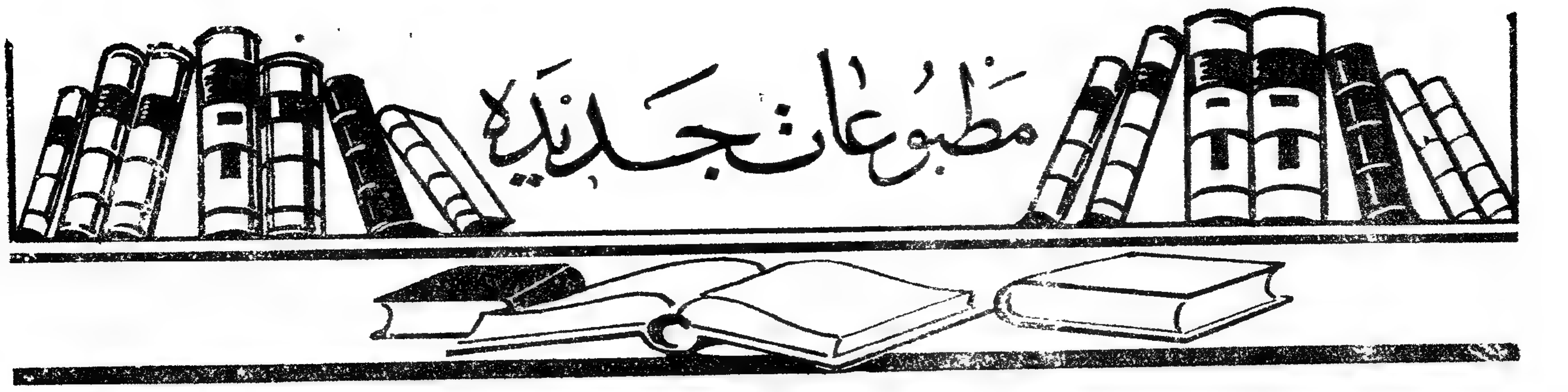

پان یورپین تحریک اور امن عالم

ایک جرمن مدبر کي تجویزیں

اسوقت جبکہ جنیوا میں اسلحہ کي تخفیف و تحدید کے مسئلہ پر بحثیں ہو رہي ہیں، ایک نئي کتاب کے مضامین یقیناً دلچسپي کے ساتھہ پڑھے جائینگے جو حال میں شائع ہوي ہے، اور "پان یورپین تحریک" یعني وحدۃ اقوام یورپ کي تحریک کے ایک جرمن داعي کاونٹ رچرڈ کوڈنہو کیلرگي Richard Coudenhove Kalergi کے قلم سے نکلي ہے -

اس کتاب میں مصنف نے پہلے امن عالم کي ضرورت پر بہت موثر پیرایہ میں نظر ڈالي ہے - پھر ثابت کیا ہے کہ اسکا تنہا ذریعہ یہي ہے کہ "یورپین طاقتوں کي روز افزوں ہتیار بندي موقوف کردي جاے" لیکن "ہتیار بندي" سے مقصود کیا ہے؟ صرف لوہے اور آگ کے ہتیار؟ مصنف اس سے انکار کرتا ہے - وہ کہتا ہے "صرف لوہے کے ہتیاروں سے نہتا کردینا کچھہ مفید نہ ہوگا - یورپ کو اس کے سیاسي، اخلاقي، اور اقتصادي حربوں سے بھي نہتا کردینا چاہئے - اسکے بغیر ہتیار بندي کي مخالف تحریک بے فائدہ ہے - جبتک بغض و حسد کے چھالے قوموں کے دلوں میں موجود رہینگے، اس وقت تک دنیا میں امن و امان قائم نہیں ہوسکتا"

اسکے بعد مصنف لکھتا ہے: "یورپ کي سلامتي کي دو ہي صورتیں ممکن ہیں: مختلف قوموں کے مابین عدل قائم ہوجاے، اور جنگ اور جنگ کے اسباب روکنے کے لیے سلطنتیں اپني قوت استعمال کرنے پر متفق ہوجائیں"

آگے چلکر مصنف نے مختلف مغربي طاقتوں کي موجودہ جنگ جویانہ حالت پر نظر ڈالي ہے:

"وارسلیز کے معاہدہ نے جرمني کو نہتا کردینے کا فیصلہ کردیا ہے - لیکن یہ کہاں کي عقلمندي ہے کہ جرمني کو اسکے مسلح پڑوسیوں کے درمیان نہتا کرکے چھوڑ دیا جاے؟ یورپ کے امن و امان کے کي بنیادي شرط یہ ہے کہ تمام سلطنتیں ایک ساتھ اور ایک ہي قسم کا قدم اٹھائیں - یا تو سب مسلح ہوجائیں، یا سب ہتیار رکھدیں - بعض کا ہتیار بند رہنا اور بعض کا ہتیار رکھدینا، امن کا نہیں جنگ کا موجب ہے"

"یورپین سواحل کي سلامتي کي سب سے زیادہ آسان اور عملي صورت یہ ہے کہ برطانیا اپنے جنگي بیڑے کے ذریعہ حفاظت کي ذمہ داري لے لے - یہ نہ ہو کہ ہر سلطنت اپني بحري قوت بڑھا کر جنگ کا ایک اور خطرہ پیدا کردے - اگر برطانیا اس پر راضي ہوجائے کہ اپنا جنگي بیڑا یورپ کي ضرورتوں کیلیے وقف کردیگي تو بلا شک دنیا کا امن و امان یقیني ہوجائیگا - لیکن برطانیا یہ اسي وقت منظور کرسکتي ہے جب تمام دول یورپ طے کرلیں کہ اپني مجموعي بحري قوت، برطانیا کي بحري قوت سے کم کردینگي"

"ترکي کو مستثنی کردینے کے بعد روس ہي ایک ایسي سلطنت ہے جسکي سرحدیں خشکي میں یورپ سے ملتي ہیں - روسي سرحدیں بہت وسیع ہیں اور بے شمار مشکلات کا سبب بني ہوئي ہیں - روس کا اپنے تمام پڑوسیوں سے جھگڑا ہے - سب سے زیادہ اہم اسکے سیاسي اور اجتماعي جھگڑے ہیں - پھر روس کي آبادي بھي بہت بڑي ہے - جنگي طیاریاں بھي عظیم ہیں - اس سے بھي زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ اس کي اصلي غرض تمام دنیا میں انقلاب پیدا کرنا ہے - روسي مدبر حیرت انگیز مستعدي سے انقلاب کي تخم ریزي کررہے ہیں - جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ روس اپنے مقاصد کي اشاعت امن و آشتي سے کرني چاہتا ہے، وہ سخت فریب خوردہ ہے - روس جنگ کو اپنے مقاصد کي کامیابي کا ایک ہي ذریعہ سمجھتا ہے"

"روس سے مفاہمت کي صرف یہي ایک صورت ہے کہ یورپ اس کي سرحدوں کا احترام کرے اور وہ یورپ کي سرحدوں کا"

"یورپ کو کسي حال میں بھي روس پر حملہ کا ارادہ نہیں کرنا چاہیے - نہ اس کے اندروني معاملات میں کسي قسم کي مداخلت کرني چاہیے"

"یورپ کي داخلي سلامتي اس وقت تک نا ممکن ہے جب تک اس کے موجودہ سیاسي نظام میں کامل تبدیلي نہ ہوجائے - یورپ کي حفاظت کے لیے کوئي نہ کوئي نظام ضرور مرتب ہونا چاہیے"

"یورپ سے اچانک ہتیار رکھا لینا نا ممکن ہے - اس معاملہ میں پیش قدمي ان سلطنتوں کو کرني چاہیے جو اس کي زیادہ ضرورت محسوس کرتي ہیں - جب یہ سلطنتیں باہم ایک رائے پر متفق ہوجائیں گي، تو دوسري سلطنتیں بھي ان کي تقلید پر مجبور ہوجائیں گي - جنگي قوت کے اعتبار سے یورپ کي دو سلطنتیں زیادہ اہم ہیں - اگر یہ آپس میں متحد الخیال ہوجائیں تو تمام دول یورپ کو سر جھکا دینا پڑیگا جن کي تعداد اس وقت ۲۵ - ہے - مجلس اقوام کا دول عظمي میں سے کسي ایک کو اس مقصد کے لیے کانفرنس بلاني چاہیے - کانفرنس میں حسب ذیل امور طے کرنے چاہئیں:

(۱) تمام دول یورپ پختہ عہد کرلیں کہ ان میں سے کوئي کسي پر اعلان جنگ نہ کرے گي -

(۲) ہر باہمي نزاع مابین الاقوامي پنچایت کے سامنے فیصلہ کے لیے پیش کیا جائیگا -

(۳) غیر یورپین حملوں کے مقابلہ میں تمام یورپ متحد ہو جائیگا -

(۴) اگر اس معاہدہ پر دستخط کرنے والي ایک سلطنت، دوسري پر حملہ کرے گي، تو تمام دول مل کر اسے سزا دیں گي -

(۵) غیر یورپین سلطنتوں سے دول یورپ نے جتنے معاہدے کر رکھے ہیں، سب منسوخ کردیے جائیں"

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں، تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو

دُنیا میں کتُب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور اُنکے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں و ملحقہ ممالک میں شائع ہوتا ہے

یُورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یُورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پُرانی، دونوں طرح کی کتابیں

تمام دُنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھٹے ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصّل فہرست شائع ہوا کرتی ہے

پوری قوت سے چمکتا ہے،
خالق کی ستائش کرتا ہے!
اپنے پنجوں پر دوڑتا پھرتا ہے!

دنیا کی پیدائش

تیری صنعتیں کیسی عجیب ہیں؟
ہماری عقل سے بھی بالا ہیں!
اے اکیلے خدا!
تیری جیسی قوت کس میں ہے؟
تو نے زمین پیدا کی جس طرح پیدا کرنا چاہا،
تیرے اکیلے ہاتھوں نے زمین بنائی!
تو نے آدمی اور چھوٹے بڑے حیوان پیدا کئے!
تمام زمین کی مخلوق پیروں سے چلنے والی!
تمام آسمان کی مخلوق پروں سے اُڑنے والی!
تو نے سرزمین شام پیدا کی، نوبیا پیدا کیا!
تو ہی نے مصر کی سرزمین بھی پیدا کی!
ہر انسان کو اس کی جگہ پر بسایا!
اس کی زندگی کا سامان مہیا کردیا!
اُسے دولت دی،
اُسے قوت بخشی،
سب کی شکلیں الگ الگ،
سب کی زبانیں جدا جدا،
کوئی کالا، کوئی گورا،
اے سب کے مالک! یہ سب تیرا ہی جلوہ ہے!

دریائے نیل

تو نے دوسرے عالم میں نیل پیدا کیا،
اپنی پسند کے مطابق اسے جاری کیا،
سب نے اس سے اپنی زندگی پائی،
اے پروردگار! کمزوروں کے مددگار!
اے زمین کے ہر گھر کے مالک!
اے روز روشن کے آفتاب!
تو ہی نے سب کو پیدا کیا،
تو ہی پہاڑوں پر موسلادھار مینہ برساتا ہے،
پانی موجیں مارتا زمین پر بہتا ہے!
سب ملکوں میں آدمی اپنے کھیت سینچتے ہیں،
اے ابدیت کے مالک! تیرے کارنامے کیسے شاندار ہیں!
سب جانور بھی تیرے ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں
لیکن مصر کا نیل دوسری دنیا سے آتا ہے!
تیری شعاعیں اسپر پڑتی ہیں!
سبزہ لہلہا اٹھتا ہے!
باغ پھولنے لگتے ہیں!
تیرا نور زندگی ہے!
تجھی سے کائنات باقی ہے!

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں

حسین بن علی علیہما السلام

۳

حضرت زینب نے پامال لاش دیکھی

دوسرے دن عمر بن سعد نے میدان جنگ سے کوچ کیا۔ اہل بیت کی خاتونوں اور بچوں کو ساتھ لے کر کوفہ روانہ ہوگیا۔ قرہ بن قیس (جو شاہد عینی ہے) روایت کرتا ہے کہ ان عورتوں نے جب حضرت حسین اور ان کے لڑکوں اور عزیزوں کی پامال لاشیں دیکھیں تو ضبط نہ کرسکیں اور آہ و فریاد کی صدائیں بلند ہوگئیں۔ میں گھوڑا دوڑا کر انکے قریب پہنچا۔ میں نے کبھی اتنی حسین عورتیں نہیں دیکھی تھیں۔ مجھے زینب بنت فاطمہ (علیہما السلام) کا یہ بین کسی طرح بھی نہیں بھولتا "اے محمد! تجھ پر آسمان کے فرشتوں کا درود و سلام! یہ دیکھ حسین ریگستان میں پڑا ہے! خاک بخون سے آلودہ ہے! تمام بدن ٹکڑے ٹکڑے ہے! تیری بیٹیاں قیدی ہیں! تیری اولاد مقتول ہے! ہوا اُن پر خاک ڈال رہی ہے!" راوی کہتا ہے دوست دشمن کوئی نہ تھا جو انکے بین سے رونے نہ لگا ہو۔

(ابن جریر)

۷۲ سر!

پھر تمام مقتولوں کے سر کاٹے گئے۔ کل ۷۲ سر تھے۔ شمر بن ذی الجوشن قیس بن الاشعث، عمرو بن الحجاج، عزرہ بن قیس، یہ تمام سر عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے گئے۔

حضرت کا سر ابن زیاد کے سامنے

حمید بن مسلم (جو خولی بن یزید کے ساتھ حضرت حسین کا سر کوفہ میں لایا تھا) روایت کرتا ہے کہ حسین کا سر ابن زیاد کے روبرو رکھا گیا۔ مجلس حاضرین سے لبریز تھی۔ ابن زیاد کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ چھڑی آپکے لبوں پر مارنے لگا۔ جب اُسنے بار بار یہی حرکت کی تو زید بن ارقم صحابی چلا اُٹھے: "ان لبوں سے اپنی چھڑی ہٹا لے۔ قسم خدا کی، میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ اپنے ہونٹ ان ہونٹوں پر رکھتے تھے اور ان کا بوسہ لیتے تھے" یہ کہکر وہ زار قطار رونے لگے۔ ابن زیاد خفا ہوگیا "خدا تیری آنکھوں کو رُلائے! واللہ اگر تو بڈھا ہوکر سٹھیا نہ گیا ہوتا تو ابھی تیری گردن مار دیتا!" زید بن ارقم یہ کہتے ہوئے مجلس سے چلے گئے "اے عرب آج کے بعد سے تم غلام ہو! تم نے ابن فاطمہ کو قتل کیا۔ ابن مرجانہ (یعنی عبید اللہ) کو حاکم بنایا۔ وہ تمھارے نیک انسان قتل کرتا اور تمھارے شریروں کو غلام بناتا ہے۔ تم نے ذلت پسند کرلی۔ خدا اُنھیں مارے جو ذلت قبول کرتے ہیں!" (بعض روایات میں یہ واقعہ خود یزید کی طرف منسوب ہے مگر صحیح یہی ہے کہ ابن زیاد نے چھڑی ماری تھی)

ابن زیاد اور حضرت زینب

راوی کہتا ہے جب اہل بیت کی خاتونیں اور بچے عبید اللہ کے سامنے پہنچے تو حضرت زینب نے نہایت ہی حقیر لباس پہنا ہوا تھا۔ وہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ اُن کی کنیزیں اُنھیں اپنے بیچ میں لئے تھیں۔ عبید اللہ نے پوچھا "یہ کون بیٹھی ہے؟" اُنھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تین مرتبہ یہی سوال کیا مگر وہ خاموش رہیں۔ آخر اُن کی ایک کنیز نے کہا "یہ زینب بنت فاطمہ ہیں!" عبید اللہ شماتت کی راہ سے چلایا "اُس خدا کی ستائش جسنے تم لوگوں کو رسوا اور ہلاک کیا، اور تمھارے نام کو بٹہ لگایا!" اسپر حضرت زینب نے جواب دیا "ہزار ستائش، اُس خدا کے لئے جسنے ہمیں محمد صلعم سے عزت بخشی، اور ہمیں پاک کیا، نہ کہ جیسا تو کہتا ہے۔ فاسق رسوا ہوتے ہیں۔ فاجروں کے نام کو بٹہ لگتا ہے!" ابن زیاد نے کہا "تو نے دیکھا خدا نے تیرے خاندان سے کیا سلوک کیا؟" حضرت زینب بولیں "اُن کی قسمت میں قتل کی موت لکھی تھی اس لئے وہ مقتل میں پہنچ گئے۔ عنقریب خدا تجھے اور انھیں ایک جگہ جمع کریگا اور تم باہم اُس کے حضور سوال و جواب کرلوگے!" ابن زیاد غضبناک ہوا۔ اُس کا غصہ دیکھ کر عمرو بن حریث نے کہا "خدا امیر کو سنوارے! یہ تو محض ایک عورت ہے۔ عورتوں کی بات کا خیال نہیں کرنا چاہئے"

پھر کچھ دیر بعد ابن زیاد نے کہا "خدا نے تیرے سرکش سردار اور تیرے اہل بیت کے نافرمان باغیوں کی طرف سے میرا دل ٹھنڈا کردیا!" اسپر حضرت زینب اپنے تئیں سنبھال نہ سکیں۔ بے اختیار رو پڑیں۔ انھوں نے کہا: "واللہ تو نے میرے سردار کو قتل کرڈالا! میرا خاندان مٹا ڈالا! میری شاخیں کاٹ دیں! میری جڑ اکھاڑ دی! اگر اس سے تیرا دل ٹھنڈا ہوسکتا ہے تو ٹھنڈا ہوجائے!" ابن زیاد نے مسکرا کر کہا "یہ شجاعت ہے! تیرا باپ بھی شاعر اور شجاع تھا!" زینب نے کہا "عورت کو شجاعت سے کیا سروکار؟ میری مصیبت نے مجھے شجاعت سے غافل کردیا ہے۔ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں، یہ تو دل کی آگ ہے!"

ابن زیاد اور امام زین العابدین

اس گفتگو سے فارغ ہوکر ابن زیاد کی نظر زین العابدین علی بن الحسین پر پڑی۔ یہ بیمار تھے۔ ابن زیاد نے ان سے اُن کا نام پوچھا۔ اُنھوں

---

[1] بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت انس نے یہ کہا تھا (منہاج السنہ)

نے کہا "علی بن الحسین" ابن زیاد نے تعجب سے کہا "کیا اللہ نے علی بن الحسین کو قتل نہیں کر ڈالا؟" زین العابدین نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ابن زیاد نے کہا "بولتا کیوں نہیں؟" اُنھوں نے جواب دیا "میرے ایک اور بھائی کا نام بھی علی تھا۔ لوگوں نے اُسے مار ڈالا" ابن زیاد نے کہا "لوگوں نے نہیں، خدا نے مارا ہے!" اسیر زین العابدین نے یہ آیت پڑھی "اللہ یتوفی الانفس حین موتہا۔ وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ[1]" پھر ابن زیاد چلایا "خدا تجھے مارے! تو بھی اُنہی میں سے ہے" پھر اُسکے قتل کا ابن زیاد نے چاہا، انہیں بھی قتل کر ڈالے لیکن زینب بیقرار ہوکر چیخ اُٹھیں "میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں اگر تو مؤمن ہے اور اس لڑکے کو ضرور قتل کرنا چاہتا ہے تو مجھے اسی کے ساتھ مار ڈال!" امام زین العابدین نے بلند آواز سے کہا "اے ابن زیاد! اگر تو ان عورتوں سے ذرا بھی رشتہ سمجھتا ہے تو میرے بعد اُن کے ساتھ کسی متقی آدمی کو بھیجنا جو اسلامی معاشرت کے اصول پر ان سے برتاؤ کرے" ابن زیاد دیر تک زینب کو دیکھتا رہا۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہوکر کہنے لگا "رشتہ بھی کیسی عجیب چیز ہے؟ واللہ مجھے یقین ہے کہ یہ سچے دل سے لڑکے کے ساتھ قتل ہونا چاہتی ہے۔ اچھا، لڑکے کو چھوڑ دو یہ بھی اپنے خاندان کی عورتوں کے ساتھ جائے" (ابن جریر۔ کامل۔ وغیرہ)

ابن عفیف کا قتل

اس واقعہ کے بعد ابن زیاد نے جامع مسجد میں شہر والوں کو جمع کیا اور خطبہ دیتے ہوئے اُس خدا کی تعریف کی "جسنے حق کو ظاہر کیا، حق والوں کو فتحیاب کیا، امیر المؤمنین یزید بن معاویہ اور اُن کی جماعت غالب ہوئی اور کذاب ابن کذاب حسین بن علی اور اُس کے ساتھیوں کو ہلاک کر ڈالا ...!" یہ سنکر عبد اللہ بن عفیف ازدی (جو حضرت علی کے مشہور صحابی ہیں اور جنگ جمل و صفین میں زخمی ہوکر اپنی دونوں آنکھیں کھو چکے تھے) کھڑے ہوگئے اور چلائے "خدا کی قسم اے ابن مرجانہ! کذاب ابن کذاب تو تو ہے نہ کہ حسین بن علی" ابن زیاد نے یہ سُنکر اُنھیں قتل کروا ڈالا۔

یزید کے سامنے

اس کے بعد ابن زیاد نے حضرت حسین کا سر بانس پر نصب کر کے زحر بن قیس کے ہاتھ یزید کے پاس بھیجدیا۔ غاز بن ربیعہ کہتا ہے "جس وقت زحر بن قیس پہونچا، میں یزید کے پاس بیٹھا تھا۔ یزید نے اُس سے سوال کیا "کیا خبر ہے؟" قاصد نے جواب دیا "فتح و نصرت کی بشارت لایا ہوں! حسین بن علی اپنے اٹھارہ اہل بیت اور ۶۰ حامیتوں کے ساتھ ہم تک پہنچے۔ ہم نے اُنھیں بڑھ کر روکا اور مطالبہ کیا کہ اپنے آپکو ہمارے حوالہ کردیں ورنہ لڑائی لڑیں۔ اُنھوں نے اطاعت پر لڑائی کو ترجیح دی چنانچہ ہمنے طلوع آفتاب کے ساتھ ہی اُن پر حملہ بول دیا۔ جب تلواریں اُنکے سروں پر پڑنے لگیں تو اس طرح ہر طرف بھاگنے اور جھاڑیوں اور گڑھوں میں چھپنے لگے جس طرح کبوتر، باز سے بھاگتے اور چھپتے ہیں۔ پھر ہمنے اُن سب کا قلع قمع کردیا۔ اسوقت اُنکے لاشے برہنہ پڑے ہیں۔ اُنکے کپڑے خون میں تر بتر ہیں۔ اُن کے رخسار غبار سے میلے ہو رہے ہیں، اُن کے جسم دہوپ کی شدت اور ہوا کی تیزی سے خشک ہو رہے ہیں۔ گِدوں کی خوراک بن گئے ہیں!"

یزید رونے لگا

راوی کہتا ہے یزید نے یہ سُنا تو اُس کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ کہنے لگا "بغیر قتل حسین کے بھی میں تمھاری اطاعت سے خوش ہوسکتا تھا۔ ابن سمیہ (یعنی ابن زیاد) پر خدا کی لعنت! واللہ اگر میں وہاں ہوتا تو حسین سے ضرور درگذر کرجاتا۔ خدا حسین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے!" قاصد کو یزید نے کوئی انعام نہیں دیا (ابن جریر۔ کامل تاریخ کبیر ذہبی)

یزید کا تأثر

یزید کے غلام قاسم بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ جب حضرت حسین اور اُن کے اہل بیت کے سر یزید کے سامنے رکھے گئے تو اُسنے یہ شعر پڑھا:

یفلقن ہاما من رجال اعزۃ علینا وہم کانوا اعق واظلما

تلواریں ایسوں کے سر پھاڑتی ہیں جو ہمیں عزیز ہیں، حالانکہ دراصل وہی حق فراموش کرنے والے ظالم تھے۔

پھر کہا "واللہ اے حسین! اگر میں وہاں ہوتا تو تجھے ہرگز قتل نہ کرتا!"

اہل بیت دمشق میں

حضرت حسین کے سر کے بعد ابن زیاد نے اہل بیت کو بھی دمشق روانہ کردیا۔ شمر بن ذی الجوشن اور محفز بن ثعلبہ اس قافلے کے سردار تھے۔ امام زین العابدین راستہ بھر خاموش رہے۔ کسی سے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ یزید کے دروازے پر پہنچکر محفز بن ثعلبہ چلایا "میں امیر المؤمنین کے پاس فاجر کمینوں کو لایا ہوں!" یزید یہ سُنکر خفا ہوا۔ کہنے لگا "محفز کی ماں سے زیادہ کمینہ اور شریر بچہ کسی عورت نے پیدا نہیں کیا!"

یزید اور امام زین العابدین

پھر یزید نے شام کے سرداروں کو اپنی مجلس میں بلایا۔ اہل بیت کو بھی بٹھایا اور امام زین العابدین سے مخاطب ہوا "اے علی! تمھارے ہی باپ نے میرا رشتہ کاٹا، میرا حق بھلایا، میری حکومت چھیننا چاہی اسپر خدا نے اُس کے ساتھ وہ کیا جو تم دیکھ چکے ہو"

امام زین العابدین نے جواب میں یہ آیت پڑھی: "ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأہا ان ذلک علی اللہ یسیر لکیلا تأسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم واللہ لا یحب کل مختال فخور[1]" یہ جواب یزید کو ناگوار ہوا۔ اُسنے چاہا اپنے بیٹے خالد سے جواب دلوائے۔ مگر خالد کے سمجھ میں کچھ نہ آیا تب یزید نے خالد سے کہا "کہتا کیوں نہیں" "ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر[2]"

پھر یزید دوسرے بچوں اور عورتوں کی طرف متوجہ ہوا۔ اُنھیں اپنے قریب بُلاکر بٹھایا۔ اُن کی ہیئت خراب ہو رہی تھی۔ دیکھ کر متاسف ہوا اور کہنے لگا "خدا ابن مرجانہ کا بُرا کرے! اگر تم سے اُس کا کوئی رشتہ ہوتا تو تمھارے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتا، نہ اس حال سے تمھیں میرے پاس بھیجتا"

حضرت زینب کی بیباکانہ گفتگو

حضرت فاطمہ بنت علی سے مروی ہے کہ "جب ہم یزید کے سامنے بٹھائے گئے تو اُسنے ہمپر ترس ظاہر کیا۔ ہمیں کچھ دینے کا حکم دیا۔ بڑی مہربانی سے پیش آیا۔ اسی اثنا میں ایک سُرخ رنگ کا شامی کھڑا ہوا اور کہنے لگا "امیر المؤمنین! یہ لڑکی مجھے عنایت کر دیجئے" اور میری طرف اشارہ کیا۔ اُسوقت میں کمسن اور خوبصورت تھی۔ میں خوف سے کانپنے لگی اور اپنی بہن زینب کی چادر پکڑلی۔ وہ مجھ سے بڑی تھیں، زیادہ سمجھدار تھیں، جانتی تھیں یہ بات ہو نہیں سکتی۔ اُنھوں نے چیخکر کہا "تو کمینہ ہے۔ نہ تجھے اس کا اختیار ہے نہ اسے (یزید کو) اسکا حق ہے!" اس جرأت پر یزید کو غصہ آگیا۔ کہنے لگا "تو جھوٹ بکتی ہے واللہ مجھے یہ حق حاصل ہے۔ اگر چاہوں تو ابھی کرسکتا ہوں" زینب

---

[1] خدا ہی موت کے وقت جانیں لیتا ہے۔ کوئی بھی بغیر اس کی اذن کے مر نہیں سکتا۔

[1] تمھاری کوئی مصیبت بھی نہیں جو پہلے سے لکھی نہ ہو۔ یہ خدا کے لئے بالکل آسان ہے۔ یہ اس لئے کہ نقصان پر تم افسوس کرو اور فائدہ پر مغرور نہ ہو۔ خدا مغروروں اور فخر کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔

[2] جو مصیبت بھی آتی ہے خود تمھارے اپنے ہاتھوں آتی ہے۔ اور بہت سی غلطیاں تو خدا معاف کر دیتا ہے۔

الہلال کی قدیم مکمل جلدیں

گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

الہلال کی پہلی اور دوسری اشاعت کی جلدوں کے لئے شائقین علم و ادب مشتاق تھے۔ چند جلدیں جمع دفتر مہیا کرسکا ہے حسب ذیل قیمت بھیجکر منگا لیجئے

الہلال جلد سوم
الہلال جلد چہارم — قیمت فی جلد ۱۰۔ روپیہ
" جلد پنجم

البلاغ (یعنی الہلال کا دوسرا سلسلۂ اشاعت) قیمت ۸، روپیہ (منیجر الہلال)

اگر آپ کو
دمہ
(ضیق النفس)
یا
کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت
ہو، تو تامل نہ کیجئے
اپنے
قریب دوا فروش کی دکان
سے فوراً ایک ٹین
HIMROD
کی
مشہور عالم دوا کا منگواکر
استعمال کیجئے

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھئے

کہ

آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما

گائڈ بک

کی ضرورت ہے

جو

انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں
ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں،
قابل دید مقامات،
اور
آثار قدیمہ وغیرہ سے
آپکو مطلع کر دے

نیز

جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں
جنکی ایک سیاح کو قدم قدم پر
ضرورت پیش آتی ہے

ایسی مکمل گائڈ بک صرف
ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹن

The Dunlop Guide to Great Britain

کا دوسرا ایڈیشن ہے

ہندوستان
کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے
بڑے ریلوے اسٹیشنوں کی بک اسٹال سے مل سکتی ہے

تاریخ راجگان ہند

موسوم بہ

وقائع راجستان

یہ کتاب نہیں بلکہ کشور ہندوستان کے لئے ایک آئینہ جہان نما ہے۔ اسمیں جملہ ہندو اقوام و ملل خصوصاً سرزمین ہند کی سرمایۂ ناز بہادر قوم "راجپوت" اور اسکی مختلف شاخوں کا مفصل و مستند بیان از ابتدا تا انتہا موجود ہے۔ یہ ایک نگارخانہ ہے جسمیں اُن غیر قوموں کی جیتی جاگتی اور سچی تصویریں نظر آتی ہیں جو اقلیم ہند میں بیرونجات سے آئیں، اصلی باشندگان ہند کو مغلوب کرکے اقطاع ملک پر قابض ہوئیں اور ہندوستان میں رہکر "ہندو" کہلانے لگیں یہ ایک مرقع ہے جسمیں مسلمانوں کی آمد۔ اُنکے اقبال و زوال کی کیفیت اور انکی سلطنت کے سقوط کا مفصل حال درج ہے۔ یہ ایک آئینہ ہے جسمیں رزم بزم جدال و قتال روایات و رسوم۔ تاریخی و جغرافیائی حالات وغیرہ وغیرہ تا زمانۂ حال بیان کئے گئے ہیں۔ الغرض یہ کہ یہ ضخیم کتاب ایک نادر الوجود اور بیش بہا البم ہے۔

کرنیل ٹاڈ اور دیگر مورخین کی غلط بیانیوں کی فاضل و محقق مؤلف نے نہایت شرح و بسط اور دلائل قاطعہ سے اصلاح و تردید فرمائی۔ اسکے نظر کتاب کا ماخذ ریاست عالیہ رامپور کا بیش بہا کتبخانہ ہے اور دیگر ریاستوں کے کتبخانوں اور ان دستی کتابوں سے بھی مدد لی گئی ہے جو خزانوں میں محفوظ ہیں علما و وکلا۔ مدرسین و مبلغین کے لئے یہ نادر کتاب معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ ہے جو حالات تاریخی و جغرافیائی روایات و رسوم و عقائد و توہمات اس میں درج ہیں وہ کسی ایک کتاب میں ہرگز نہیں مل سکتے۔

والیان ریاست تعلقداران، امراء و رؤساء کے کتبخانے بغیر اس بے نظیر کتاب کے ہرگز مکمل نہیں کہلا سکتے۔ فی زمانہ پرانی باتوں پر جو نیا رنگ چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے اسکی قلعی کھولنے کے لئے یہ کتاب ایک زبردست آلہ اور الزامی جواب دینے کے لئے ایک مہلک حربہ ہے۔ تقطیع بڑی صفحات ۶۳۰

قیمت صرف مبلغ لعہ رعایتی صہ

آج ہی کارڈ لکھکر منیجر ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ سے منگائیے

دُنیا کی بہترین پنسل

امریکن کارخانہ "شیفر"
کی
"لائف ٹائم" پنسل ہے

اسلئے کہ

(۱) "لائف ٹائم" یعنے عمر بھر کے لئے کافی ہے۔

(۲) اسکا خول اسقدر خوشنما اور دیدہ زیب ہے کہ دُنیا کی کوئی پنسل خوبصورتی میں اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

(۳) ارزانی میں بھی تمام قسموں کی پنسلوں کا مقابلہ کرتی ہے

یاد رکھئے

آپکو "لائف ٹائم" پنسل خریدنی ہے!

کیا آپکو معلوم نہیں

کہ

اسوقت دُنیا میں بہترین فاونٹن قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم" قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دُنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو
"شیفر" کا
"لائف ٹائم"
لینا چاہئے!

برید فرنگ

مکتوب امریکہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم واشنگٹن کے قلم سے)

آمریکہ میں تمدنی اور صناعی ترقی کے افراط کا ردِّ عمل۔ آمریکہ کی عورتیں زندگی سے بیزار ہو رہی ہیں اس لئے کہ زندگی کی نسوانی مسرتیں ناپید ہو گئی ہیں!

آمریکہ عجائب و غرائب کی دنیا ہے، تجارت، صنعت و حرفت، دولت، علم کی ایسی فراوانی ہے کہ اُس کا تصور بھی بیرونی دنیا کے لئے مشکل ہوگا۔ دنیا کا عام خیال یہ ہے کہ دولت اور مادی طاقت حاصل ہو جائے تو دنیوی زندگی کی تمام راحتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ پھر کیا آمریکہ میں ...... زندگی کی راحتیں حاصل ہیں؟ کیا آمریکن مسرت حیات کی جستجو سے فارغ ہو گئے ہیں؟

مجھے بغیر کسی تأمل کے جواب دینا ہے کہ نہیں!

قوموں کی اجتماعی زندگی کا مرکزی نقطہ عورت ہے۔ اسی کی زندگی سے ہم سوسائٹی کی اجتماعی حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ عورت، انسانی سوسائٹی کی نبض ہے۔ قومی مزاج کا پورا حال، اس نبض پر انگلی رکھنے سے آشکارا ہو جاتا ہے۔ عورت، قوموں کی سعادت و شقاوت کا آئینہ ہے وہ پوری قوم کو اپنے وجود میں پیش کرتی ہے!

آمریکہ کی موجودہ اجتماعی زندگی کے سکون یا اضطراب کا اندازہ کرنے کے لئے ہمیں سب سے پہلے "آمریکن عورت کی دماغی سیرت" پر نظر ڈالنی چاہئے۔

چند دن ہوئے مڈل وسٹ میں ایک کمیٹی گئی تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اُن اسباب کی تحقیق کرے جنھوں نے تیس سال سے ۴۵ سال کی عمر والی شادی شدہ عورتوں کو اپنی موجودہ زندگی سے بیزار کر رکھا ہے۔ اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ ۹۳ صفحوں میں شائع کی ہے۔ تمام اسباب و حالات پر بحث کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ "آمریکن عورت، علم کے ہاتھوں پریشان ہے!"

اس اجمال کی مختصر تشریح حسب ذیل ہے:

امریکن دلہن

شہروں کو چھوڑ کر قصبوں کا بھی یہ حال ہے کہ آمریکن دلہن اپنے نئے گھر میں پہنچتی ہے تو علم و فضل سے آراستہ ہوتی ہے۔ وہ اچھی طرح اُن علمی و صناعی آلات کے استعمال سے واقف ہوتی ہے جن سے اُسے اپنا گھر چلانا ہے۔ آمریکہ کی گھریلو زندگی میں بھی کلیں داخل ہو گئی ہیں۔ بہت کم کام عورت کو اپنے ہاتھ سے کرنا پڑتا ہے۔ تمام کام آلات سے لئے جاتے ہیں جن میں ایک طرف تو محنت کم ہوتی ہے دوسری طرف وقت بھی بہت بچتا ہے۔ گھر میں روز کے مشکل کام، گھر کی صفائی، برتنوں کی دھلائی، کھانا پکانا، کپڑے دھونا ہیں۔ لیکن اِن کاموں میں عورت کو بہت کم محنت کرنا پڑتی ہے۔ مشینیں اور آلات اُس کی خدمت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ عورت جلد ان سے فارغ ہو جاتی ہے۔ اگر گھر میں بچے نہیں ہیں تو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہتی ہے۔

وہ سوچتی ہے "اب میں کیا کروں؟" اُسے اخبار کا خیال آتا ہے۔ اخبار پڑھنے لگتی ہے، پھر رسالے دیکھتی ہے۔ پھر کتابیں مطالعہ کرتی ہے۔ مگر کب تک؟ تھک جاتی ہے۔ اب سوچتی ہے "کیا کروں؟" اس سوال کا اُسے کوئی جواب نہیں ملتا۔ جماہیاں لیتی ہے۔ اونگھنے لگتی ہے۔ سو جاتی ہے۔ مگر جاگتے ہی پھر یہی بھیانک سوال اُس کے سامنے آ موجود ہوتا ہے اور وہ کوئی جواب نہیں پاتی!

"آہ! میری مسرت!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر کہتی ہے "میری شادی تو ہو گئی، مگر میری مسرت کہاں ہے؟" وہ اپنے شوہر کا خیال کرتی ہے۔ شوہر اُس کی نظر کے سامنے کہاں ہے؟ وہ تو اپنے دفتر میں بیٹھا ہے اور اپنی بیوی کی طرف سے بالکل غافل تجارتی حساب میں مستغرق ہے! عورت سوچتی ہے "میرے شوہر کو کبھی مجھ سے محبت تھی؟ ممکن ہے کبھی ہو، مگر اب تو اُسے محبت پر غور کرنے کی مہلت ہی کہاں ہے؟ اب اُس کی تجارتی زندگی نے کامیابی کا مُنہ دیکھ لیا ہے۔ اب تو اُسے بیوی کی جگہ "ڈالر" (امریکن سکہ) سے محبت ہے۔ ہفتہ کے ۶ دن تجارت میں منہمک رہتا ہے۔ گھر میں آتا ضرور ہے۔ مگر اس قدر متفکر، اس قدر پراگندہ خاطر، اس قدر خستہ کہ اُسے اپنی "قدیم محبوبہ" سے ملاطفت کا خیال بھی نہیں ہوتا۔ اُس کا جسم گھر میں ہوتا ہے، دماغ دفتر میں۔ باتیں بیوی سے کرتا ہے، خیال حساب میں ہوتا ہے۔ بیوی ضبط کرتی ہے اور ضبط کرتی ہے۔ بے صبری سے اتوار کا انتظار کرتی ہے۔ لو اتوار بھی آگیا! مگر شوہر اس کے پہلو میں نظر نہیں آتا۔ "آج اتوار ہے، وہ میدان میں "گولف" یا "فٹ بال" کھیل رہا ہے۔ ہفتہ کے ۶ دن سخت دماغی کام کیا ہے۔ آج اپنی "تندرستی" کا حق ادا کر رہا ہے!" مگر اس کی بدنصیب بیوی کا حق؟ بیوی کا حق تو "ڈالر" "تجارت" اور "صحت" کی چکی میں پڑ کر پس گیا!

بیوی کا دل گھر سے اُچاٹ ہو جاتا ہے۔ میدانوں، تماشہ گاہوں اور کلب گھروں کی راہ لیتی ہے۔ مگر بالکل عبث۔ گھر میں تسلی نہیں ملی۔ دوسری جگہ کب مل سکتی ہے؟

علم حقائق اشیاء

آمریکہ کی سب سے زیادہ قابل فخر درسگاہیں، مشترک زنانہ مردانہ یونیورسٹیاں ہیں۔ لیکن امریکن عورت کی خانگی شقاوت کی بنیادیں بھی یہیں ملتی ہیں۔ یہاں عورت اپنی زندگی کے بہترین تین چار سال گذارتی ہے۔ وہ کیا سیکھتی ہے؟ اعلیٰ دقیق علوم: فلسفہ، علم النفس، علم الحیاۃ وغیرہ وغیرہ جو اُسکی جنسی زندگی میں ہرگز کوئی کام نہیں دیتے۔ ایک دن میں نے ایک خوبصورت دوشیزہ سے سوال کیا "تم یہ علوم کیوں پڑھتی ہو؟" اُسنے فوراً جواب دیا "حقائق اشیاء معلوم کرنے کے لئے!" لیکن اب "حقائق اشیاء" کا یہ قیمتی علم بلا شبہ حاصل ہو گیا ہے!

آمریکہ کے تمام جواں مرد اور عورتیں اسی حقائق اشیاء کے جنون میں مبتلا ہیں۔ پھر یہ حقائق "علمی اصول" پر معلوم ہونے چاہئیں! وہ زندگی کی ہر بات "علمی مسئلہ" کی شکل میں دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں اور ہر علمی مسئلہ محل بحث و نظر ہے! محبت، شادی، اولاد، محنت، خانہ داری، کھیل، یہ سب اپنی جگہ پر "حقائق" ہیں، "علمی مسائل" ہیں۔ علم الحیاۃ اور علم الاقتصاد کے اصول پر انھیں حل ہونا چاہئے! پھر وہ حل بھی ایسا ہو جو ہر اعتبار سے علمی و منطقی ہو! یہی سبب ہے کہ آمریکہ میں جرأت کی مثالیں کم ملتی ہیں۔ آمریکن نوجوان اُسی کام میں جرأت دکھاتا ہے، جسمیں جرأت کرنا اقتصادی حیثیت سے مفید ہو۔ امریکہ کی یہ مشترک یونیورسٹیاں اس لئے وجود میں آئی ہیں کہ "مرد اور عورت کی تفریق باطل ہو جائے" یہ قول ایک یونیورسٹی کی خاتون پرنسپل کا ہے۔ ایک مشہور فرنچ پروفیسر کے سامنے میں نے یہ قول نقل کیا، تو وہ چلا اُٹھا "اُف، ناقابل تصوّر منطق ہے!" زندگی کے قدرتی جذبات کی لطافت کی جگہ اب ایک سراپا صناعی اور آلاتی زندگی ہے جسمیں آمریکہ کا ہر فرد مبتلا ہو گیا ہے!

ناول اور افسانے

میں نے بہت سی یونیورسٹیوں کے کتب خانوں کی سیر کی۔ مجھے یہ دیکھکر سخت حیرت ہوئی کہ اُن کی فہرستیں ناولوں اور افسانوں سے تقریباً خالی ہیں۔ اقتصادیات، طبیعیات، فلسفہ، نفسیات غرضکہ دقیق علوم کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ آمریکن نوجوان زیادہ تر یہی خشک کتابیں پڑھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رقیق جذبات اُن میں بہت کم ہو گئے ہیں۔ مادی اور فلسفی ہو کر رہ گئے ہیں۔ روح اور قلب کی قوتیں دب گئی ہیں۔

مہارت فنی کا غلو

پھر آمریکہ کی خانگی زندگی کو تلخ بنانے والی ایک چیز اور بھی ہے۔ مرد کی تعلیم عام طور پر کسی ایک خاص علم و فن ہی کی ہوتی ہے تاکہ کسی ایک پیشہ میں درجۂ اختصاص حاصل ہو جائے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اگر اُس کی بیوی بھی اُس خاص فن میں ماہر نہیں ہوتی جسمیں اُس کے شوہر نے مہارت حاصل کی ہے، تو دونوں کی زندگی میں بے لطفی بلکہ تلخی پیدا ہو جاتی ہے۔ شوہر کا دماغی رجحان اور بیوی کا دماغی رجحان باہم مختلف ہو جاتا ہے۔ دونوں اپنی صحبتوں کے لئے کوئی دلچسپ موضوع بحث نہیں پاتے۔ رسمی گفتگو کے بعد اپنے اپنے خیالات میں غرق ہو جاتے ہیں۔ اُسوقت عورت کو محسوس ہوتا ہے کہ اُسنے جو تعلیم یونیورسٹی میں حاصل کی تھی، بے فائدہ نکلی۔ وہ افسوس سے ہاتھ ملتی ہے۔ مگر افسوس کرنے سے خانگی مسرت حاصل نہیں ہو سکتی!

قبل از وقت شادی

اِن مشترک تعلیم گاہوں نے ایک اور سخت مضرت بھی پیدا کر دی ہے۔ نوجوان مرد اور عورتیں ایک ساتھ تعلیم حاصل کرتے ہیں، اور اُن میں بتدریج دوستی پیدا ہو جاتی ہے۔ دوستی محبت کی شکل اختیار کرتی ہے۔ اور محبت کا نتیجہ شادی ہوتا ہے۔ یہ کچھ بُرا نہ تھا، اگر ایسی عمر میں ہوتا جو پختہ کاری کی عمر ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ اکثر شادیاں ۱۹ اور ۲۱ برس کی عمر میں ہو جاتی ہیں، اور اس لئے سخت مشکلات کا پیش خیمہ بنجاتی ہیں۔ مرد اور عورت دونوں عملی زندگی کی ازدواجی ذمہ داریوں سے بے خبر ہوتے ہیں۔ بلکہ دونوں ہنوز طالب العلم ہوتے ہیں۔ گھر میں چار چار بچے کھیلتے ہوتے ہیں مگر اُن کے ماں اور باپ دونوں یونیورسٹی کے کمروں میں اساتذہ کے سامنے بیٹھے ہوتے ہیں! اس صورت حال سے جو پریشانیاں پیدا ہو سکتی ہیں، محتاج بیان نہیں۔ لیکن تعجب ہے آمریکہ کے عقلاء اس کا سدّباب نہیں کرتے بلکہ

نے کہا" ہرگز نہیں! خدانے تھیں یہ حق ہرگز نہیں دیا۔ یہ بات دوسری ہے کہ تم ہماری ملت سے نکل جاؤ اور ہمارا دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرلو" یزید اور بھی زیادہ خفا ہوا۔ کہنے لگا" دین سے تیرا باپ اور تیرا بھائی نکل چکا ہے!" زینب نے بلاتأمل جواب دیا" اللہ کے دین سے، میرے باپ کے دین سے، میرے بھائی کے دین سے، میرے نانا کے دین سے تونے، تیرے باپ نے، تیرے دادا نے ہدایت پائی ہے!" یزید چلایا" اے دشمن خدا! تو جھوٹی ہے!" زینب بولیں" تو زبردستی حاکم بن بیٹھا ہے۔ ظلم سے گالیاں دیتا ہے۔ اپنی قوت سے مخلوق کو دباتا ہے!"

حضرت فاطمہ بنت علی کہتی ہیں یہ گفتگو سنکر شاید یزید شرمندہ ہو گیا۔ کیونکہ پھر کچھ نہ بولا۔ مگر وہ شامی پھر کھڑا ہوا اور وہی بات کہی۔ اس پر یزید نے غضبناک آواز میں اُسے ڈانٹ بتائی" دُور ہو کمبخت! خدا تجھے موت کا تحفہ بخشے!"

یزید کا مشورہ کرنا

دیر تک خاموشی رہی۔ پھر یزید شامی رؤسا و اُمرا کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا" ان لوگوں کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو؟" بعضوں نے سخت کلامی کے ساتھ بدسلوکی کا مشورہ دیا مگر نعمان بن بشیر نے کہا" انکے ساتھ وہی کیجئے جو رسول اللہ صلعم انھیں اس حال میں دیکھ کر کرتے" حضرت فاطمہ بنت حسین نے یہ سنکر کہا" اے یزید! یہ رسول اللہ کی لڑکیاں ہیں!" اس نسبت کے ذکر سے یزید کی طبیعت بھی متاثر ہوگئی۔ وہ اور درباری اپنے آنسو نہ روک سکے۔ بالآخر یزید نے حکم دیا کہ انکے قیام کے لئے علیحدہ مکان کا انتظام کردیا جائے۔

یزید کی بیوی کا غم

اس اثنا میں واقعہ کی خبر یزید کے گھر میں عورتوں کو بھی معلوم ہوگئی۔ ہند بنت عبداللہ یزید کی بیوی نے منھ پر نقاب ڈالا اور باہر آکر یزید سے کہا" امیر المومنین! کیا حسین بن فاطمہ بنت رسول اللہ کا سر آیا ہے؟" یزید نے کہا" ہاں! تم خوب رو، بین کرو، رسول اللہ کے نواسے اور قریش کے اصیل پر ماتم کرو۔ ابن زیاد نے بہت جلدی کی قتل کرڈالا، خدا اُسے بھی قتل کرے!"

"حسین کی اجتہادی غلطی"!

اس کے بعد یزید نے حاضرین مجلس سے کہا" تم جانتے ہو یہ سب کس بات کا نتیجہ ہے؟ یہ حسین کے اجتہاد کی غلطی کا نتیجہ ہے۔ اُنھوں نے سوچا میرے باپ یزید کے باپ سے افضل ہیں۔ میری ماں یزید کی ماں سے افضل ہے۔ میرے نانا یزید کے نانا سے افضل ہیں، اور میں خود بھی یزید سے افضل ہوں، اس لئے حکومت کا بھی یزید سے زیادہ مستحق ہوں۔ حالانکہ اُن کا یہ سمجھنا کہ اُن کے والد میرے والد سے افضل تھے صحیح نہیں۔ علی اور معاویہ نے باہم جھگڑا کیا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ کس کے حق میں فیصلہ ہوا؟ رہا اُن کا یہ کہنا کہ اُن کی ماں میری ماں سے افضل تھی، تو بلاشبہ یہ ٹھیک ہے۔ فاطمہ بنت رسول اللہ میری ماں سے کہیں افضل ہیں۔ اسی طرح اُن کا یہ کہنا کہ اُن کے نانا، میرے نانا سے افضل تھے تو قسم خدا کی، کوئی بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والا رسول اللہ سے افضل بلکہ رسول اللہ کے برابر کسی انسان کو نہیں سمجھ سکتا۔ حسین کے اجتہاد نے غلطی کی۔ وہ یہ آیت بالکل بھول گئے" اللھم مالک الملک، توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء، بیدک الخیر انک علی کل شیئ قدیر" (ایضاً)

پھر اہل بیت کی خاتونیں، یزید کے محل میں پہونچائی گئیں۔ خاندان معاویہ کی عورتوں نے انھیں اس حال میں دیکھا تو بے اختیار رونے پیٹنے لگیں۔

یزید کی سعی تلافی

پھر یزید آیا تو فاطمہ بنت حسین نے اُس سے کہا" اے یزید! کیا رسول اللہ کی لڑکیاں کنیزیں ہوگئیں؟" یزید نے جواب دیا" اے میرے بھائی کی بیٹی! ایسا کیوں ہونے لگا؟" فاطمہ نے کہا" بخدا ہمارے کان میں ایک بالی بھی نہیں چھوڑی گئی" یزید نے کہا" تم لوگوں کا جتنا گیا ہے، اُس سے کہیں زیادہ میں تھیں دوں گا" چنانچہ جس نے اپنا جتنا نقصان بتایا، اُس سے دوگنا تگنا دیدیا گیا۔

یزید کا دستور تھا روز صبح شام کے کھانے میں علی بن حسین کو اپنے ساتھ شریک کیا کرتا۔ ایک دن حضرت حسن کے کم سن بچے عمرو کو بھی بلایا اور ہنسی سے کہنے لگا" تو اس سے لڑیگا؟" اور اپنے لڑکے خالد کی طرف اشارہ کیا۔ عمرو بن حسن نے اپنے بچپنے کے بھولے پن میں جواب دیا" یوں نہیں۔ ایک چھری مجھے دو، اور ایک چھری اسے دو، پھر ہماری لڑائی دیکھو!" یزید کھلکھلا کر ہنس پڑا اور عمرو بن حسن کو گود میں اُٹھا کر سینے سے چمٹالیا اور کہا" سانپ کا بچہ بھی سانپ ہی ہوتا ہے!"

یزید کی "زود پشیمانی"

یزید نے اہل بیت کو کچھ دن اپنا مہمان رکھا۔ اپنی مجلسوں میں اُن کا ذکر کرتا اور بار بار کہتا" کیا حرج تھا اگر میں خود تھوڑی سی تکلیف گوارا کرلیتا۔ حسین کو اپنے گھر میں اپنے ساتھ رکھتا۔ اُن کے مطالبہ پر غور کرتا، اگرچہ اس کی وجہ سے میری قوت میں کچھ کمی ہی کیوں نہ پڑجاتی۔ لیکن اس سے رسول اللہ صلعم کے حق اور رشتہ داری کی تو حفاظت ہوتی۔ خدا کی لعنت ابن مرجانہ (یعنی ابن زیاد) پر جس نے حسین کو لڑائی پر مجبور کیا۔ حسین نے کہا تھا میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیں گے یا مسلمانوں کی سرحدوں پر جاکر جہاد میں مصروف ہوجائیں گے۔ مگر ابن زیاد نے اُن کی کوئی بات بھی نہیں مانی۔ اور قتل کرڈالا۔ اُن کے قتل نے تمام مسلمانوں میں مجھے مبغوض بنا دیا۔ خدا کی لعنت ابن مرجانہ پر! خدا کا غضب ابن مرجانہ پر!"

اہل بیت کو رخصت کرنا

پھر جب اہل بیت کو مدینہ بھیجنے لگا تو امام زین العابدین سے ایک مرتبہ اور کہا" ابن مرجانہ پر خدا کی لعنت! واللہ اگر میں حسین کیساتھ ہوتا اور وہ میرے سامنے اپنی کوئی شرط بھی پیش کرتے تو میں اُسے ضرور منظور کرلیتا۔ میں اُن کی جان ہر ممکن ذریعہ سے بچاتا اگرچہ ایسا کرنے میں خود میرے کسی بیٹے کی جان چلی جاتی۔ لیکن خدا کو وہی منظور تھا جو ہوچکا۔ دیکھو، مجھ سے برابر خط کتابت کرتے رہنا، جو ضرورت بھی پیش آئے، مجھے خبر دینا" بعد میں حضرت سکینہ برابر کہا کرتی تھیں" میں نے کبھی کوئی ناشکر انسان یزید سے زیادہ اچھا سلوک کرنے والا نہیں دیکھا!"

اہل بیت کی فیاضی

یزید نے اہل بیت کو اپنے ایک معتبر آدمی اور فوج کی حفاظت میں رخصت کردیا۔ اس شخص نے راستہ بھر ان مصیبت زدوں سے اچھا برتاؤ کیا۔ جب یہ منزل مقصود پر پہنچ گئے تو حضرت زینب بنت علی اور حضرت فاطمہ بنت حسین نے اپنی چوڑیاں اور کنگن اُسے بھیجے اور کہا" یہ تمھاری نیکی کا بدلہ ہے۔ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے کہ تھیں دیں" اُس شخص نے زیور واپس کردئیے اور کہلایا" واللہ میرا یہ برتاؤ کسی دنیاوی طمع سے نہیں تھا۔ رسول اللہ صلعم کے خیال سے تھا!"

مدینہ میں ماتم

اہل بیت کے آنے سے بہت پہلے مدینہ میں یہ جانگسل خبر پہنچ چکی تھی۔ بنی ہاشم کی خاتونوں نے سُنا تو گھروں سے چلاتی ہوئی نکل پڑیں۔ حضرت عقیل ابن ابی طالب کی صاحبزادی آگے آگے تھیں اور یہ شعر پڑھتی جاتی تھیں:

ماذا تقولون ان قال النبی لکم   ماذا فعلتم وانتم آخر الامم؟
کیا کہو گے جب نبی تم سے سوال کریں گے کہ اے وہ جو سب سے آخری امت ہو،
بعترتی وباھلی بعد مفتقدی   منھم اساری ومنھم ضرجوا بدم
تم نے میری اولاد اور خاندان سے میرے بعد یہ کیا سلوک کیا کہ اُن میں سے بعض قیدی ہیں اور بعض خون میں نہائے پڑے ہیں!

مرثیہ

حضرت حسین کی شہادت پر بہت سے لوگوں نے مرثئے کہے۔ سلیمان بن قتہ کا مرثیہ بہت زیادہ مشہور ہوا۔

مررت علی ابیات آل محمد   فلم ارھا کعھدھا یوم حلت
میں خاندان محمد کے گھروں کی طرف سے گزرا مگر وہ کبھی ویسے نہ تھے جیسے اُس دن جب ان کی حرمت توڑی گئی!
فلا یبعد اللہ الدیار واھلھا   وان اصبحت من اھلھا قد تخلت
خدا ان مکانوں اور مکینوں کو دُور نہ کرے! اگرچہ وہ اب اپنے مکینوں سے خالی پڑے ہیں!
وان قتیل الطف من آل ہاشم   اذل رقاب المسلمین فذلت!
کربلا میں ہاشمی مقتول کے قتل نے مسلمانوں کی گردنیں ذلیل کرڈالیں!
وکانوا رجاء ثم صاروا رزیۃ   لقد عظمت تلک الرزایا وجلت!
ان مقتولوں سے دنیا کی اُمیدیں وابستہ تھیں مگر وہ مصیبت بن گئے۔ آہ! یہ مصیبت کتنی بڑی اور کتنی سخت ہے!
الم تر ان الارض اضحت مریضۃ   لفقد حسین والبلاد اقشعرت
کیا تم نہیں دیکھتے کہ زمین حسین کے فراق میں بیمار ہے اور دُنیا کانپ رہی ہے؟
وقد اعولت تبکی السماء لفقدہ   وانجمنا ناحت علیہ وصلت
آسمان بھی اُس کی جُدائی پر روتا ہے۔ ستارے بھی ماتم کرتے اور سلام بھیجتے ہیں!

* * *

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولنا ابو الکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کیجاسکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟

۱۹ء میں جسقدر نسخے چھپے تھے، مدرسہ اسلامیہ رانچی کو دے دئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہوگئے۔ اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہے۔ قیمت ۱۲ار

منیجر الہلال کلکتہ

ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے ابھی یہ منزل دُور ہے۔ کم سے کم آئندہ انتخابات میں اُس کی کوئی اُمید نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ اِس ہفتہ حکومت انگورہ نے اعلان کر دیا ہے کہ عورتوں کو حق انتخاب بالفعل نہیں دیا جا سکتا۔ وجہ یہ بتائی ہے کہ اُنھوں نے ابھی کافی ترقی نہیں کی ہے۔

برطانیہ کی سازشیں

یونانی اخبارات کی اِس خبر نے ترکی اخبارات کو سخت مشتعل کر دیا ہے کہ "برطانیہ نے حکومت یونان سے خواہش کی ہے کہ روس کے خلاف تمام دول بلقان کی ایک خفیہ کانفرنس منعقد کرے مگر اُس میں ٹرکی کو شریک نہ ہونے دے" ترکی اخبارات کی رائے میں یہ تجویز ٹرکی کے لئے ایک مبارزت ہے۔ انگورہ کا سربرآوردہ اخبار "جمہوریت" اپنی پچھلی اشاعت میں یوں اظہار خیال کرتا ہے:

"اگر یہ خبر صحیح ہے تو اِس کے صاف معنی یہ ہیں کہ برطانیہ روس کے ساتھ ٹرکی کی مخالفت پر بھی تُلا ہوا ہے۔ اگر اِس تجویز سے برطانیہ کا مقصود یہ ہے کہ ٹرکی کو دھمکا کر روس سے الگ کر لے، تو ہم صاف لفظوں میں اِسکی تعمیل سے انکار کرتے ہیں۔ اب وہ زمانے گئے جب ٹرکی ایسی دھمکیوں سے مرعوب ہو جایا کرتا تھا۔ گزشتہ تین صدی کے تجربوں نے ہمیں خوب سکھا دیا ہے کہ ہمیں صرف اپنی قوت پر بھروسہ کرنا چاہئیے۔ اور ہم صرف اپنی قوت ہی پر اعتماد رکھتے ہیں۔ ہمارے پاس اتنی قوت موجود ہے جو ہمیں ہر مشکل سے بچا سکتی ہے۔ روس سے ہماری دوستی، زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔ روس کو ہماری دوستی کی ضرورت ہے۔ ہمیں روس کی دوستی کی ضرورت ہے۔ ہم روس سے ہرگز علحدہ نہیں ہو سکتے"

ٹرکی اور افغانستان

باخبر حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ برطانیہ عنقریب افغانستان سے چھیڑ چھاڑ شروع کرے گا۔ روسی خطرے نے برطانیہ کو بدحواس کر دیا ہے۔ وہ دیکھتا ہے روس کے تعلقات افغانستان سے بہت گہرے ہیں۔ افغانستان، ہندوستان کا پڑوسی ہے، لہٰذا روسی افغانی دوستی ہندوستان کے لئے خطرناک ہے۔ اور چونکہ اِس دوستی میں ہندوستان کے لئے خطرہ ہے اِس لئے یا تو افغانستان کو روس سے توڑ لینا چاہئیے، یا برطانیہ سے دست بگریباں ہونے کے لئے طیار ہو جانا چاہئیے۔

یہ ہے برطانیہ کا نقطۂ نظر، اور اسی بنا پر وہ بہت جلد افغانستان سے نئی معاملت شروع کرنی چاہتا ہے۔ ہمیں جہاں تک حالات کا علم ہے ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ برطانیہ کو افغانستان کے روس سے الگ کرنے میں ویسی ہی ناکامی ہوگی، جیسی ٹرکی کے معاملہ میں ہو چکی ہے۔ افغانستان، روس سے علحدہ نہیں ہو سکتا۔ اُسے خوب معلوم ہے کہ برطانیہ اُسے ہرگز کوئی نفع نہیں پہونچائے گا۔ لیکن روس اُسے بے شمار نفع پہونچا رہا ہے۔

یہی باعث ہے کہ پچھلے چند ماہ سے افغانستان کے مدبر ماسکو اور انگورہ کا دورہ کر رہے ہیں۔ فی الحال انگورہ میں مشہور افغانی مدبر محمود خاں طرزی موجود ہیں۔ سرکاری طور پر اُن کی آمد صرف سیر و سیاحت کی غرض سے بتائی گئی ہے۔ خود اُنھوں نے بھی اخبار "حاکمیت ملت" کے نامہ نگار سے یہی بیان کیا ہے۔ لیکن اُن کے یہ الفاظ خاص معنی رکھتے ہیں "افغانستان کی دلی آرزو ہے کہ ٹرکی سے اُسکے تعلقات اور بھی زیادہ مضبوط ہو جائیں"

مقالات

محرم الحرام سنہ ۱۳۴۶ ہجری

نئے ہجری سنہ کا آغاز!

تذکار ہجرۃ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

۲

واقعۂ ہجرۃ کا اختصاص

پچھلی تحریر میں یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ حضرۃ عمرؓ اور مجمع صحابہ نے ایک نئے سنہ کی ضرورت اِس لئے محسوس کی کہ قومی زندگی کے قیام و تکمیل کے لئے قومی سنہ کی ضرورت تھی، اور اسلام کی تعلیم و تربیت نے اُن کی قومی ذہنیت کا جو مزاج پیدا کر دیا تھا، اُس کا مقتضیٰ یہی تھا کہ اِس ضرورت کی کھٹک طبیعتوں میں پیدا ہوتی۔ لیکن اب اِس کے بعد معاملہ کا سب سے زیادہ ضروری سوال سامنے آتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ قومی سنہ کا مبدء قرار دینے کے لئے سامنے کی جتنی چیزیں بھی ہو سکتی تھیں، اُن میں سے کوئی چیز بھی اختیار نہیں کی گئی، اور ایک دُور کی چیز جو بہ ظاہر اِس غرض کے لئے کوئی مناسبت نہیں رکھتی، اُن کے سامنے آگئی، اور اُسپر سب کا اتفاق ہو گیا۔ آخر اِس کی علت کیا ہے؟

مسلمانوں کا قومی سنہ قرار دینے کے لئے قدرتی طور پر جو چیزیں سامنے کی تھیں، وہ اسلام کا ظہور تھا۔ داعی اسلام کی پیدائش تھی نزول وحی کی ابتدا تھی۔ بدر کی تاریخی فتح تھی۔ مکہ کا فتحمندانہ داخلہ تھا۔ حجۃ الوداع کا اجتماع تھا جو اسلام کی ظاہری اور معنوی تکمیل و فتح کا آخری اعلان تھا۔ لیکن اِن تمام واقعات میں سے کوئی واقعہ بھی اختیار نہیں کیا گیا۔ ہجرۃ مدینہ کی طرف نظر گئی جو نہ تو کسی پیدائش کا جشن ہے، نہ کسی ظہور کی شوکت۔ نہ کسی جنگ کی فتح ہے، نہ کسی غلبہ و تسلط کا شادیانہ۔ بلکہ اُس زمانہ کی یاد تازہ کرتا ہے جب آغاز اسلام کی بے سروسامانیاں اور ناکامیاں اِس حد تک پہنچ گئی تھیں کہ داعی اسلام کے لئے اپنے وطن میں زندگی بسر کرنا بھی ناممکن ہو گیا تھا۔ بیچارگی اور مظلومیت کی انتہا تھی کہ اپنا وطن، اپنا گھر، اپنے عزیز و اقارب، اور اپنا سب کچھ چھوڑ کر صرف ایک رفیق غمگسار کے ساتھ، رات کی تاریکی میں، رہ سپار دشت غربت ہوا تھا!

یہ بھی ظاہر ہے کہ اِس قسم کے معاملات میں قدرتی طور پر دوسری قوموں کے نمونے سامنے آیا کرتے ہیں۔ حضرۃ عمرؓ اور صحابہ کے سامنے بھی یہ نمونے موجود تھے۔ لیکن وہ اُن کی تقلید پر آمادہ نہ ہو سکے اور اُنھوں بالکل ایک دوسری ہی راہ اختیار کی۔

دُنیا کے قومی سنین

قومی سنہ، دراصل قوم کی پیدائش اور عروج و اقبال کی تاریخ ہوتا ہے۔ اِس کے ذریعہ قومیں اپنی تاریخ کا سب سے زیادہ اہم اور بنیادی واقعہ یاد رکھنا چاہتی ہیں۔ اُس کا دَور ہر بارہ مہینے کے بعد ختم ہوتا اور از سر نو شروع ہوتا ہے، اور اِس طرح سال نو کی مسرتوں کے ساتھ اُس کی تاریخی روایات کی شادمانیاں بھی تازہ ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دُنیا میں جس قدر سنہ رائج ہوئے، سب کی بُنیاد کسی ایسے واقعہ پر نظر آتی ہے جس سے کسی قومی فتح و اقبال کا آغاز ہوا ہے۔ چونکہ اِس طرح کا آغاز عموماً کسی بڑے انسان کی پیدائش سے ہوا ہے، یا کسی بڑے بادشاہ کی تخت نشینی سے، یا کسی بڑی جنگ کی فتح اور کسی نئی سرزمین کے قبضہ و تسلط سے۔ اِس لئے دنیا کے اکثر سنوں کی ابتدا مشاہیر و اکابر کی پیدائش اور تخت نشینی ہی سے ہوتی ہے۔ بیرونی نے آثار الباقیہ نامی کتاب صرف سنین و تواریخ کے موضوع پر لکھی ہے، اور اِس درجہ کی لکھی ہے کہ آج بھی اِس سے بہتر کتاب نہیں لکھی جا سکتی۔ وہ دُنیا کے تمام سنین کا استقصا کر کے لکھتا ہے "قوموں کا طریقہ اِس بارے میں یہ رہا ہے کہ بانیان حکومت و مذاہب کی پیدائش، بادشاہوں کی تخت نشینی، انبیاء کی بعثت، ملکوں کی فتح و تسخیر، سلطنت کے انقلاب و انتقال، اور حوادث عظیمۂ ارضیہ سے تواریخ و سنین کی ابتدا کیا کرتے ہیں"

قدیم سنوں میں بابلی، یہودی، رومی، مسیحی، ہندوستانی، اور ایرانی سنین سب سے زیادہ مشہور و مستعمل رہے ہیں، اِن سب کی ابتدا کسی ایسے ہی واقعہ سے ہوتی ہے۔ بابلی سنہ کی بُنیاد بخت نصر اول کی پیدائش پر رکھی گئی تھی کیونکہ اُس کے ظہور سے بابل کی عظمت کا آغاز ہوا۔ یہودیوں نے پہلے مصر سے خروج کے واقعہ پر سنہ کی بُنیاد رکھی تھی۔ کیونکہ اسی واقعہ سے اُن کی قومی آزادی کا دَور شروع ہوتا تھا۔ پھر جب فلسطین میں یہودی حکومت قائم ہو گئی تو حضرت سلیمان کی تخت نشینی سے بھی سنہ کا حساب کرنے لگے۔ پھر ہیکل کی بربادی کے بعد جب دوبارہ تعمیر کا واقعہ ظہور میں آیا، تو چونکہ اِس سے یہودیوں کے اجتماع و توطن کا نیا دَور شروع ہوتا تھا اِس لئے اِس کی یادآوری کے جذبہ نے تاریخ و سنہ کی صورت اختیار کر لی۔ رومیوں کا سب سے زیادہ مشہور سنہ اسکندری سنہ ہے جو سکندر فاتح کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے۔ پھر آگسٹس کی پیدائش سے نیا سنہ شروع ہوا جسکی فتحمندیوں نے رومی عظمت کا نیا دَور شروع کر دیا تھا۔ مسیحی

اسے پسند کرتے ہیں اور اس کی ہمت افزائی کرنے میں بھی مضائقہ نہیں کرتے۔ امریکہ کے بوڑھوں میں یہ مقولہ عام ہے "نوجوانوں کو چھوڑ دو کہ ساتھ بڑھیں، کھیلیں، ساتھ پڑھیں لکھیں، بچپن ہی سے باہم محبت کریں اور اپنی نسل بڑھتے دیکھیں!"

امریکن عورت کی روزمرہ کی زندگی

مردوں کی طرح عورتوں کی زندگی بھی روپیہ کمانے اور خرچ کرنے میں بسر ہوتی ہے۔ بازاروں میں کپڑے کی اکثر بڑی دوکانوں پر جلی حروف میں یہ عبارت لکھی نظر آئے گی "یہاں عورتوں کو کپڑے سینے کی مفت تعلیم دیجاتی ہے" جا بجا سائن بورڈوں پر یہ الفاظ پڑھو گے "یہاں علم تدبیر منزل (خانہ داری) پر لیکچر مفت سنائے جاتے ہیں"، یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ امریکن عورت بالکل بے کار نہیں رہتی وہ اپنی خانگی زندگی میں تو ضرور بدنصیب ہوتی ہے، مگر برابر علمی و صنعتی ترقی کر رہی ہے۔ لیکن در اصل اسی ترقی نے اُسے مسرت سے محروم بھی کر رکھا ہے۔

آمریکن عورت، بہت مسرف ہوتی ہے۔ اس کا ثبوت ہر روز بازار میں دیکھا جا سکتا ہے۔ دوکانیں عورتوں سے لبریز رہتی ہیں۔ دوکانداروں کا اپنے اعلانوں میں خطاب عموماً عورتوں ہی سے ہوتا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں مردوں کو خرید فروخت کی مُہلت نہیں۔ مرد روپیہ کمانا جانتے ہیں، خرچ کرنا نہیں جانتے۔ عورتیں اُن کی ہفتہ بھر یا مہینہ بھر کی آمدنی پر قابض ہو جاتی ہیں اور بازاروں میں آکر بے دریغ خرچ کر ڈالتی ہیں۔ عورتوں کے اسراف کا اندازہ صرف اتنی بات سے کیا جا سکتا ہے کہ گزشتہ دس سال کے اندر منھ پر ملنے والے روغنوں کی فروخت میں فی صدی دو ہزار کا اضافہ ہو گیا ہے!

زنانہ کلب

آمریکہ کے زنانہ کلب، دُنیا میں اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ بڑے ہی شاندار، خوبصورت، اور جدید ترین سامان سے آراستہ ہوتے ہیں عورت چونکہ گھر میں شوہر کو نہیں پاتی، اور دلچسپی سے محروم ہوتی ہے، اس لئے اپنا زیادہ وقت کلب ہی میں گزارتی ہے۔ عام دستور یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کو موٹر میں بٹھا کر اُس کے دفتر میں چھوڑ آتی ہے اور باقی پورا دن کلب میں صرف کرتی ہے۔ شام کو پھر موٹر میں جاتی ہے اور شوہر کو دفتر سے لے آتی ہے۔ دونوں رات کا کھانا عموماً ہوٹل میں کھاتے ہیں اور پھر گھر آکر سو رہتے ہیں!

سب سے زیادہ زنانہ کلب مڈل ویسٹ میں ہیں۔ یہ کلب بہت ہی دلچسپ اور مفید ہیں۔ لیکن اُن کا یہ عیب بھی بہت بڑا ہے کہ عورت سے غور و فکر کی قوت سلب کر لیتے ہیں اور اُس کے دماغ میں اس قدر معلومات ٹھونس دیتے ہیں کہ وہ انھیں ہضم نہیں کر سکتی اور دماغی بدہضمی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ دن بھر کلب گھروں میں علمی تقریریں ہوتی رہتی ہیں۔ ایک دن میں نے شیکاگو کے ایک زنانہ کلب میں چار مختلف مضمونوں پر لیکچر سُنے۔ مضمون یہ تھے:

(۱) مرد کا کام اپنے گھر میں
(۲) غذا کی تاثیر جسم انسانی پر
(۳) موجودہ ادبیات اور خوارق عادات
(۴) سحر و ساحری کی حقیقت۔

میں نے بڑے غور سے لیکچر سُنے تھے۔ آخر میں سوچنے لگا: میں نے کیا سُنا تھا؟ باوجود سخت کوشش کے میں اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ کیونکہ دماغ مختل ہو چکا تھا۔ صرف دو باتیں حافظہ میں محفوظ رہ گئی تھیں۔ ایک یہ کہ دوپہر کو کھانا نہیں کھانا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ دنیا کی موجودہ اقتصادی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ انسان، دولت جمع کرنے کا آلہ بن گیا ہے۔ صرف ایک دن میں میرا یہ حال ہوا لیکن اُن عورتوں کا کیا حال ہوگا جن کی ساری زندگی انہی کلب گھروں اور اُن کے لیکچروں میں گزرتی ہے؟

بچوں کی ماں

آمریکہ میں بیشمار انجمنیں اس غرض سے موجود ہیں کہ ماؤں کے لئے مفت مشورے مہیا کریں۔ ان میں ہمیشہ لیکچروں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور ماؤں کو بتایا جاتا ہے کہ وہ کون کون کتابیں پڑھیں؟ کس قسم کا کھانا کھائیں؟ کیا سوچیں؟ کیا دیکھیں؟ غرضکہ ہر معاملہ میں باقاعدہ علمی مشورہ دیا جاتا ہے۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ آمریکہ میں جس طرح سب معاملات، اصول و قواعد کے ماتحت رکھے گئے ہیں، اُسی طرح نسوانیت بھی علمی اصول پر "منطبق" کی جا رہی ہے۔ یہی حد سے زیادہ "علمی انطباق" انسانیت اور مرد و عورت کی جنسیت کی فطرۃ کا خاتمہ ہے!

دنیا میں آمریکہ کی نوجوان عورتوں سے منظم تر کوئی چیز موجود نہیں۔ وہ اُلھڑ نہیں ہوتی۔ اپنے شوہر کی طرح کسی نہ کسی علم یا ہنر میں ماہر ہوتی ہے۔ اپنے گھر کو مرتب و منظم رکھ سکتی ہے۔ امریکن عورت، انگلستان کی عورت سے کہیں زیادہ منتظم اور سلیقہ مند ہوتی ہے۔

امریکن ماں اپنے بچوں سے بیحد محبت کرتی ہے۔ ہندوستان کی طرح آمریکہ میں بھی اولاد اپنے ماں باپ کی ملکیت سمجھی جاتی ہے۔ گھروں میں بچوں کے لئے علحدہ کمرے نہیں ہوتے۔ پورا گھر بچوں کے لئے کھلا ہوتا ہے اور وہ دن بھر اودھم مچائے رہتے ہیں۔ اسی طرح دائیاں اور کھلائیاں رکھنے کا بھی رواج کم ہے۔ خود ماں ہی دائی ہوتی ہے۔ ماں اپنے بچوں میں کسی کی مداخلت گوارا نہیں کرتی۔ وہ اُن کا مستقبل اپنے مستقبل سے وابستہ سمجھتی ہے۔ اُن پر وہ تمام تعلیم و تربیت کے اصول منطبق کرتی ہے جو کلب گھروں میں سُنتی اور کتابوں میں پڑھتی ہے!

لیکن اس کے باوجود بھی اُس کی زندگی بڑی حد تک مسرت سے خالی ہوتی ہے، کیونکہ، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا، علم کی فراوانی اور تجارت کی افراط نے اُس پر ازدواجی مسرتوں کا دائرہ تنگ کر رکھا ہے۔ آمریکہ کی عورت، علم اور مادی ترقی سے اب نالاں ہے! چونکہ*

بريد شرق

مکتوب انگورہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم انگورہ کے قلم سے)

شورائے دولت۔ ترکی ڈاکٹر کی تحقیقات۔ وزیر خارجیہ کی تصریحات ترکی پارلیمنٹ۔ ترکی عورت اور حق انتخاب۔ برطانیہ کی سازشیں۔ ٹرکی اور افغانستان۔

شورائے دولت

"مجلس شورائے دولت" کے نام سے ترکی پارلیمنٹ نے ایک مجلس کا قیام منظور کر لیا ہے۔ اُس کی صدارت کے لئے مشہور ترکی قانوندان نصرت بک منتخب ہوئے ہیں۔ اس مجلس کا کام یہ ہوگا کہ حکومت کی تمام وزارتوں اور محکموں کو ضرورت کے وقت مشورہ دے، نیز اُن جھگڑوں کا تصفیہ کرے جو مختلف محکموں میں پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔

ترکی ڈاکٹر کی تحقیقات

مشہور ترکی ڈاکٹر حسن رشاد بک کے متعلق اخبارات نے یہ خبر شایع کی ہے کہ اُنھوں نے آتشک کا حکمی علاج دریافت کر لیا ہے۔ اُن کا دعویٰ ہے کہ اُن کی دوا کا صرف ایک انجکشن ہمیشہ کے لئے اس خبیث بیماری کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ ترکی حکومت ڈاکٹر موصوف کو اپنے خرچ سے یورپ بھیج رہی ہے تاکہ وہاں ماہرین فن کے سامنے اپنے تجربے دکھائیں۔

وزیر خارجیہ کی تصریحات

ڈاکٹر توفیق رشدی بک ترکی وزیر خارجیہ نے اس ہفتہ اخباری نمائندوں کے سامنے حسب ذیل تصریحیں کی ہیں:

"اس وقت ٹرکی کے تعلقات متمدن دُنیا کے جملہ ملکوں سے دوستانہ ہیں۔ اسوقت دنیا کی کسی سلطنت سے بھی ہمارا کوئی اختلاف نہیں۔ پچھلے دنوں جو افسوسناک حادثے بعض سلطنتوں کے مابین واقع ہوئے ہیں، اُنھوں نے ہمارے مسلک پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔ ہمارے مسلک کی بنیاد اس عقیدے پر ہے کہ دُنیا کا امن امان ہمارے ملک کے لئے مفید ہے۔ یہی باعث ہے کہ ہم حکومتوں کے درمیان لڑائی ڈالکر خود نفع نہیں اُٹھاتے۔ کیونکہ یہ ہمارے مقصد امن کے خلاف ہے۔

"بلقانی ریاستوں سے بھی ہمارے تعلقات دوستانہ ہیں۔ ہم اُنھیں اور بھی مضبوط کرنے کی کوشش میں ہیں۔ روس سے ہمارے علائق خاص طور پر بہت ہی اچھے ہیں۔ روس نے کبھی ہمارے داخلی معاملات میں مداخلت نہیں کی۔ وہ ہمیشہ ہمارا دوست رہا اور آج تک بھی دوست ہے۔

"چین کی موجودہ تحریک آزادی سے ہمیں پوری دلچسپی ہے۔ ہم اس عظیم الشان مشرقی قوم کی آزادی کے دل سے متمنی ہیں۔ مصر سے ہمیں جو دلی تعلق ہے وہ کسی شرح و تفصیل کا محتاج نہیں۔"

ترکی مجلس کا نیا انتخاب

موجودہ ترکی مجلس (پارلیمنٹ) کی مدت ختم ہو گئی۔ اب نئے انتخاب کا وقت ہے۔ قانون کی رُو سے اس مجلس کی عمر ماہ اپریل تک تھی۔ مگر اُسنے دو مہینے اور بڑھا لئے۔ اب وہ دو مہینے بھی گزر چکے ہیں۔ نئے انتخابات ۱۰ جولائی میں شروع ہونگے۔ باخبر لوگ جانتے ہیں کہ انتخابات کا نتیجہ کیا ہوگا؟ تمام ملک کو غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور اُن کی جماعت پر پورا اعتماد ہے۔ لہذا آئندہ مجلس میں بھی تقریباً انہی ممبروں کا انتظار کرنا چاہیے جو موجودہ مجلس کے ارکان تھے۔

ترکی عورت اور حق انتخاب

نئے انتخابات کے پیش آجانے کی وجہ سے اس کا غوغا بہت بڑھ گیا ہے۔ حقوق طلب خواتین بڑی سختی سے مقابلہ کی تیاریاں کر رہی

---

* آمریکہ کی عورت خوش نہیں ہے۔ اس لئے باوجود بیشمار دولت رکھنے کے آمریکہ بھی خوش نہیں ہے۔ وہ تمدن کی شدت سے اُکتا گیا ہے۔ وہ پیچھے کی طرف دیکھ رہا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ موجودہ صورت حال کا آئندہ ردعمل (ری ایکشن) کیا ہوگا؟

کی استعداد کی تکمیل کے ساتھ ہی باہر کی استعداد بھی اسکے اندر ہو جائے۔

اس حقیقت کی وضاحت کے لئے مثال کی ضرورت ہو۔ خدا کی و ربوبیت نے تمام کائنات ہستی کو بخشش کا خزانہ اور فیضان کی بارش بنا رکھا ہو۔ زندگی اور وجود کے لئے جن جن چیزوں ضرورت ہو، اُن میں سے ہر چیز موجود ہو، اور اُس کی موجودگی اس لئے ہو تاکہ استعداد کو ڈھونڈھے، صلاحیت کو پالے، اور ال کو فعل سے اور انجذاب کو جذب سے مالامال کردے۔ سورج سمان پر نکلتا ہو۔ ستارے ہمیشہ زمین کی طرف جھانکتے ہیں۔ یکساں گرمجوشی سے چلتی ہیں، بادلوں کی رفتار میں کبھی رکاوٹ پڑتی۔ سورج کی کرنیں سمندروں کو کھینچنے اور پانی کے ذخیرہ جمع میں کبھی کوتاہی نہیں کرتیں۔ زمین کی سطح اپنے سارے خزانے ہوئے موجود ہو۔ خاک کے ذرّوں میں سے ہر ذرہ اپنا خاصہ اور تاثیر رکھتا ہو۔ موسموں کی تبدیلی اور لیل و نہار کی گردش بھی مقصد اور حکمت سے باہر نہیں۔ یہ، اور اسی طرح کی تمام اَن گنت حد و حساب چیزیں:

وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها (۱۴: ۳۴) اور اگر تم خدا کی نعمتیں اور بخشائشیں شمار کرنی چاہو

اتنی ہیں کہ کبھی تمہارا اندازہ احاطہ نہیں کرسکتا!

قوتوں کا خزانہ اور بخشائشوں اور ربوبیتوں کا فیضان عام ہیں، اپنی مجموعی صورت میں کائنات ہستی کی وہ "خارجی استعداد" ہو، وجود کے لئے خلق و تسویہ کا سامان مہیا کرتی اور ہمیشہ اُس کے ر میں چشم براہ رہتی ہو۔ لیکن خارج کی اس استعداد سے صرف وہی فائدہ اُٹھا سکتی اور اپنے حصہ کی بخشش پاسکتی ہیں جن کے خود اُن کے "اندر کی استعداد" وجود میں آگئی ہو۔ یہ اندرونی استعداد باہر کے کارخانۂ استعداد کی تاثیر کے لئے بہ منزلۂ انفعال جب تک انفعال کا لب سوال وا نہ ہوگا، فعل و تاثیر کا جوابِ فیضان، حرکت میں نہیں آسکتا!

دہقان ایک بیج اُٹھاتا ہو اور زمین کے حوالے کردیتا ہو۔ اب ، اس ایک بیج کے بار آور ہونے کے لئے قدرت الٰہی نے کس اپنا تمام کارخانۂ ہستی مہیا کردیا ہو؟ سورج منتظر ہے کہ اپنی گرمی کے لئے وقف کردے، بادل طیار ہیں کہ اپنے ذخیروں کا منہ کھول ۔ زمین مستعد ہو کہ اپنی آغوش اُس کے لئے وا کردے؛ لیکن اس کارخانۂ بخشش سے وہ جبھی فائدہ اُٹھا سکتا ہو جبکہ خود اُسکے استعداد صحیح و صالح ہو۔ اگر ایسا نہیں ہو، تو پھر یہ تمام کارخانۂ بخشش و نوال اُس کے لئے بیکار ہوگا۔ سورج اپنا دہکتا ہوا تنور دکھا اسے گرم نہ کرسکے گا، بادل اگر اپنا تمام ذخیرۂ آب ختم کرڈالے، بھی اُسے زندگی کی رطوبت کا ایک قطرہ نہیں ملیگا!

پھر ایک صالح بیج جب زمین میں اپنی جگہ بنا لیتا ہو، تو اُس اندر کی استعداد ظاہر ہوتی ہو اور اندر ہی اندر پکنے اور بڑھنے ہو۔ اُسوقت وہ ایک چھوٹا سا وجود ہوتا ہو جس کے اندر باریک ذرّوں اور ریشوں کے سوا کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ لیکن انہیں ذرّوں اور ریشوں کے اندر اُس کی آنے والی ہستی کی ساری بڑائیاں اور عظمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ کہا جاسکتا ہو ایک عظیم اور تناور درخت کی ساری ٹہنیاں اور پتے، اور اس کے ہزاروں پھول اور پھل انہیں ذرّوں اور باریک ریشوں کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ وہ بیج نشوونما پاتا ہو، اور یکے بعد دیگرے تخلیق و تسویہ کے مختلف درجوں سے گزرتا ہو۔ پھر جب یہ سب کچھ ہوچکتا ہو، تو وہ وقت آجاتا ہو جب زمین کی سطح چاک ہوتی ہو اور اُس کی پہلی شاخ باہر نکلتی ہو۔ چنانچہ وہ اُبھرتا ہو، اور کائنات فطرۃ کے جس کارخانۂ فیضان سے زمین کے اندر اکتساب فیض کر رہا تھا، اب اُس سے زمین کی سطح پر بخشش و نوال حاصل کرنے لگتا ہو۔ اُسوقت تم دیکھتے ہو کہ عالم نباتات کا یہ جوان نوخاستہ سرو قد کھڑا ہو، اور کارخانۂ فطرۃ کے ہر سامان سے زندگی اور قوت کا مطالبہ کر رہا ہو۔ اب تم اُس کی ہستی کا اعتراف کرتے ہو، لیکن تم بھولجاتے ہو کہ باہر کی استعداد اُس کے لئے جو کچھ بہم پہنچا رہی ہو یہ دراصل اُسی استعداد کا جواب اور نتیجہ ہو جو زمین کے اندر اُس کی داخلی طبیعت نے پیدا کرلی تھی!

عالم حیوانات میں دیکھو تو یہ حقیقت اور زیادہ نمایاں ہوجاتی ہو۔ حیوان اور انسان کا جو وجود عالم ہستی میں قدم رکھتا ہو، اور بچپن سے لے کر بڑھاپے تک کی منزلیں طے کرتا ہو، دراصل یہ وہی وجود ہو جو پہلے خود اپنی ہستی کے اندر تخلیق و تکمیل کی منزلیں طے کرچکا ہے۔ اگر اُس کی داخلی استعداد کا دَور صحت اور قوت کے ساتھ ختم نہ ہوتا، تو اس کی خارجی استعداد کا یہ دَور وجود ہی میں نہ آتا۔ وہ پہلے شکم مادر میں جنین کا ابتدائی مادّہ تھا۔ پھر اندر ہی اندر بڑھنے اور پھیلنے لگا، بہ تدریج تخلیق و تسویہ کی مختلف منزلیں وجود میں آئیں۔ پہلے چھوٹے چھوٹے کیڑے تھے جنھوں نے ایک جونک کی سی شکل اختیار کرلی۔ پھر یہ جونک بڑھتے بڑھتے گوشت کا ایک لوتھڑا بنگئی، لوتھڑے میں ہڈیوں کا ڈھانچہ بننا شروع ہوا، اور ڈھانچے پر گوشت پوست کا غلاف چڑھ گیا، پھر گوشت اور ہڈیوں کا یہی مجموعہ نظم و تناسب کے ایک ایسے سانچے میں ڈھل گیا، کہ شکل و ہیئت کی تمام زیبائیں اور خال و خط کی ساری دلاویزیاں کمل ہوگئیں۔ پھر جب اندر ہی اندر تکمیل و تسویہ کے یہ تمام مراتب طے ہوگئے، تو یہ وجود اس قابل ہوا کہ شکم مادر سے باہر قدم نکالے۔ اور تم نے دیکھا کہ خلقت اور ہستی کا ایک زندہ اور مستعد وجود تمھارے سامنے ہو: ثم انشأناہ خلقاً آخر، فتبارک الله احسن الخالقین! (۲۳: ۱۴)

بہرحال دنیا میں ہر چیز کی تخلیق و تکمیل کے لئے ضروری ہو کہ اس میں کارخانۂ فیضان فطرۃ سے اکتساب فیض کی صحیح استعداد پیدا ہو۔ اور اس استعداد کے ظہور کا پہلا محل اندرونی ہو دوسرا بیرونی۔ جب تک کوئی چیز اپنے اس پہلے دَور میں صحیح استعداد پیدا نہیں کرلے گی، دوسرے دَور کی استعداد پیدا نہیں کرسکتی۔ خارج کے نشوونما کے لئے داخل کا نشوونما، بمنزلۂ سبب و علت ہو۔ جب تک سبب موجود نہ ہوگا، نتائج ظہور میں نہیں آئیں گے۔

جماعت کی داخلی استعداد

فرد اور جماعت دونوں کا ایک ہی حال ہو۔ یہ افراد و اشیا کی مثالیں تھیں۔ انہی کو جماعتوں اور قوموں پر بھی منطبق کرو۔ اشیا و افراد کی طرح "جماعت" بھی پیدا ہوا کرتی ہو۔ اس کی تخلیق، نشوونما، اور ترقی و تکمیل کے لئے بعینہ وہی قوانین ہیں، جو اشیا و افراد کے لئے ہیں۔ جس طرح فطرۃ الٰہی کی ربوبیت نے مخلوقات کی زندگی اور نشوونما کے لئے اپنی بخشائشوں کے بادل زمین پر پھیلا دئے ہیں۔ ہر شئے زندگی دینے والی، ہر شئے پرورش کرنے والی، اور ہر شئے وجود و کمال تک لیجانے والی ہو، ٹھیک اُسی طرح "جماعت" اور "امت" کے ظہور و نشوونما کے لئے بھی ہر طرح کی بخشائشوں اور ہر طرح کی فیض رسانیوں کا سامان مہیا کردیا ہو۔ ربوبیت اُس کے ظہور کا انتظار کرتی اور بخشائش فطرۃ اُس کے قدم اُٹھانے کی راہ تکتی ہو۔ لیکن جس طرح افراد و اشیا کے لئے فطرۃ کا تمام سامانِ فیض صرف اُسی حالت میں مفید ہوسکتا ہو جبکہ خود ان کے اندر صحیح و صالح استعداد موجود ہو۔ اسی طرح "جماعت" کا مولود بھی وقت کے فیضان اور قومی و مرزبومی ماحول کی بخشائشوں سے اُسی حالت میں فائدہ اُٹھا سکتا ہو، جبکہ خود اُس کے اندر اکتسابِ انفعال کی صحیح استعداد موجود ہو۔ پھر جس طرح اس استعداد کی تکمیل کے پہلا مرحلہ داخلی ہو، دوسرا خارجی، اسی طرح جماعتوں اور قوموں کی مزاجی استعداد کے کے لئے بھی پہلا مرحلہ داخلی ہو۔ دوسرا خارجی۔ کوئی جماعت، کوئی قوم، انسان کی کوئی ہیئت اجتماعیہ، کشمکش حیات کی کامیابیاں حاصل نہیں کرسکتی، اگر پہلے ایک تخم اور جنین کی طرح اپنی داخلی استعداد کی منزل طے نہیں کرلیتی۔ اسکی داخلی تخلیق و تکمیل کا بھی ایک معین وقت اور وقت کی معین مقدار ہو، اگر ایک جماعت وجود و کمال کا پورا درجہ حاصل کرنا چاہتی ہو، تو ناگزیر ہو کہ پہلے داخلی استعداد کی تکمیل کا وقت بسر کرلے۔ اُس کے بعد خارج کے اعمال و فتوح کا دروازہ خود بخود اُس پر کھل جائے گا۔ کیونکہ خارج کی تمام کامرانیاں اُس کی داخلی استعداد کی تکمیل کا نتیجہ و ثمرہ ہوتی ہیں۔

جس طرح اشیا و افراد کے جسم کی داخلی استعداد کا دارومدار اُن کے اندر ہی اندر نشوونما پانے اور اندر ہی اندر پکنے پر ہو، اُسی طرح فرد اور جماعت کی دماغی اور اخلاقی استعداد کا دارومدار اُن کی ابتدائی تعلیم و تربیت پر ہو جسے قرآن حکیم نے اپنی اصطلاح میں "تزکیہ" کے لفظ سے تعبیر کیا ہو۔ "تزکیۂ اخلاق و نفس" سے مقصود یہ ہو کہ ایک جماعت کو بہ حیثیت ایک جماعت کے جس طرح کے ذہن و مزاج کی ضرورت ہو، وہ اس کے ایک ایک فرد کے اندر پیدا کردیا جائے، اور اس رسوخ و نفوذ کے ساتھ پیدا کردیا جائے گویا ایک آہنی کالبُد لیکر اِن میں سے ہر فرد کا دل و دماغ اُس میں ڈھال دیا گیا ہو۔ جس طرح عالم اجسام میں جسم کی بہتر خلقت اور بہتر نشوونما طاقت و برتری کا موجب ہوتی ہو، اُسی طرح قوموں اور جماعتوں کے لئے اُن کے افراد کا اخلاق اور اخلاق کی بہتر قسم اور بہتر نشوونما جماعتی طاقت اور برتری کا باعث ہوتی ہو۔ یہی اخلاق "جماعت" کی زندگی کی اصلی استعداد ہو۔ اسی استعداد سے وہ سب کچھ پاتی ہیں، اور بغیر اس استعداد کے کچھ بھی نہیں کرسکتیں۔ تزکیۂ نفوس کا عمل یہی استعداد پیدا کرتا ہو۔ اسی کی تولید و تکمیل، جماعتوں اور قوموں کی "داخلی استعداد" ہو۔

"جماعت" کی داخلی استعداد کے لئے جس ذہنی و اخلاقی تربیت کی ضرورت ہوتی ہو، وہ اگرچہ فرداً فرداً ہر فرد جماعت سے تعلق رکھتی ہو، لیکن اُس کا سارا زور "جماعتی ذہن و اخلاق" کی طرف ہوتا ہو۔ یعنی وہ جماعت کے لئے ذہن و اخلاق کا ایک خاص مزاج پیدا کردینا چاہتی ہو۔ چونکہ یہ مزاج پیدا نہیں ہوسکتا، جب تک جماعت کا ہر فرد اپنا انفرادی ذہن و اخلاق معدوم کرکے جماعتی مزاج پیدا نہ کرلے، اس لئے وہ ذہن و عمل کا ایک خاص سانچا ڈھال لیتی ہو اور پھر تمام افراد کا ذہن و اخلاق اُسی میں ڈھالنا شروع کردیتی ہو۔ یہاں تک کہ تمام افراد کی ذہنی و اخلاقی خصوصیات ایک ہی انداز اور روش کی ہوجاتی ہیں، اور اپنے بیشمار انفرادی اختلافات رکھنے پر بھی ذہن و اخلاق کی طبیعت میں یک قلم تماثل اور تشابہ پیدا ہوجاتا ہے اُن کی خواہشیں یکساں نہیں ہوسکتیں اور یکساں نہیں ہوتیں۔ اُن کی طبیعتوں کی عام روش ایک طرح کی نہیں ہوسکتی اور ایک طرح کی نہیں ہوتی۔ وہ اپنی سمجھ میں، اپنی رائے میں، اپنی زندگی و معیشت کے تمام معاملات میں ایک نہیں ہوجاسکتے اور ایک نہیں ہوجاتے؛ لیکن وہ ذہن و عمل کی اُن ساری باتوں میں جو جماعتی زندگی کی بنیادیں اور اخلاق و سیرۃ کی فضیلت کا مبدا ہیں، اس طرح یکساں اور ایک نگاہ و عمل ہوجاتے ہیں، کہ معلوم ہوتا ہو، سب کے اندر ایک ہی دماغ کام کر رہا ہو اور سب کے

سنہ کا تو نام ہی میلادی سنہ ہی۔ یعنے اس کی ابتدا حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے واقعہ پر رکھی ہی۔

ہندوستان میں جہاں ہر گروہ کے لئے الگ الگ زبان اور الگ الگ پیشہ قرار دیا گیا تھا، وہاں مختلف حلقوں کے لئے مختلف سنہ بھی قرار پا گئے تھے۔ جوتشیوں نے اپنے حساب کے لئے خاص جوتشی سنہ قرار دیا تھا۔ عوام اپنی یادداشت کے لئے الگ سنہ رکھتے تھے۔ حکومتوں اور بادشاہوں کے سنہ اُن کے لئے مخصوص تھے، مگر اِن سب کی بُنیاد کسی نہ کسی ایسے ہی واقعہ پر تھی۔ آخری سنہ جو سب سے زیادہ مشہور ہوا اور آج تک مستعمل ہی، بکرماجیتی سنہ ہی، اور یہ راجہ بکرماجیت کی پیدائش سے شروع ہوتا ہی۔ ایرانیوں میں بھی جس قدر سنہ رائج ہوئے، سب کی ابتدا پیدائش، تخت نشینی، اور کسی ایک خاندان سے دوسرے خاندان میں انتقال حکومت کا واقعہ ہی۔ اس رسم کی کہ ہر بادشاہ پچھلا سنہ منسوخ کرکے اپنی تخت نشینی کا نیا سنہ جاری کرے اور اُسے سنہ جلوس کہا جائے، ایرانیوں ہی نے بُنیاد ڈالی۔ مسلمانوں اور ایرانیوں میں جب جنگ ہوئی ہی، تو ایران کا سرکاری سنہ یزدگرد آخری فرماں روائے ایران کا سنہ جلوس تھا۔

حضرۃ عمر کا تردد

اُن روایات سے جو پچھلی تحریر میں درج ہو چکی ہیں، معلوم ہوتا ہو کہ حضرت عمر کو بھی ابتدا میں یہی خیال ہوا تھا کہ آں حضرت (صلعم) کی پیدائش یا بعثت کے وقت سے سنہ کی ابتدا کی جائے۔ سعید بن مسیب اور یعقوبی کی روایت میں ہو کہ آپنے جب حضرت علی سے مشورہ کیا تو اُن کی رائے یہ ہوئی کہ واقعۂ ہجرت سے ابتدا کرنی چاہیے۔ یہ بات آپکے دل میں اُتر گئی اور صحابہ بھی اس سے متفق ہو گئے۔ ابن مہران کی روایت میں ہو کہ مبدء تاریخ کے بارے میں حسب معمول صحابہ نے مشورہ کیا تھا۔ مختلف رائیں لوگوں نے دیں۔ بالآخر سب اسپر متفق ہو گئے کہ واقعۂ ہجرۃ سے ابتدا کی جائے: فاتفقوا علی ان یکون المبدء من الھجرۃ۔ ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہو کہ اس معاملہ پر اچھی طرح غور و فکر کیا گیا تھا، اور ہر طرح کی رائیں ظاہر ہوئی تھیں چونکہ سامنے کی صاف بات یہی تھی کہ آنحضرت کی ولادت یا بعثت سے تاریخ شروع کی جائے جو ظہور اسلام کی اصلی بُنیاد ہی، اس لئے حضرت عمر کا خیال ابتدا میں اسی طرف گیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہو کوئی بات اسمیں ایسی تھی کہ آپ کی طبیعت کو اسپر انشراح نہیں ہوتا تھا۔ متردد تھے۔ بات قرینہ کی تھی لیکن دلمیں بیٹھتی نہ تھی۔ بالآخر مزید مشورہ کیا، اور حضرت علی علیہ السلام نے رائے دی کہ واقعۂ ہجرت سے ابتدا کرنی چاہیے۔ یہ رائے اتنی بہتر اور جچی تلی تھی، کہ فوراً حضرت عمر کے دل میں اُتر گئی، اور تمام اکابر صحابہ بھی اسپر متفق ہو گئے۔ گویا ایک بھولی ہوئی بات تھی جو سب کے حافظہ میں تازہ ہو گئی۔ اب معلوم کرنا چاہیے کہ واقعۂ ہجرۃ کی وہ کونسی مناسبت تھی جسنے حضرت علی کو کہ مدینۂ علم نبوت کے باب اور حکمت و سنتہ رسالت کے محرم اسرار تھے، اس طرف توجہ دلائی؟ اور پھر وہ کونسی ایسی مشہور و معلوم خصوصیت تھی، جس کی وجہ سے اتنی دُور کی بات تمام اکابر صحابہ کے فہم میں فوراً در آئی، اور اس طرح تسلیم کر لی گئی، جیسے ایک مسلّم اور طے شدہ بات ہو؟

واقعۂ ہجرۃ صحابہ کے نظر میں

ہاں، آج ہمارے لئے کہ اسلام کے صدر اول کا دماغ اور روح، دونوں کھو چکے ہیں، یہ بات کتنی ہی تعجب انگیز ہو، مگر صحابۂ کرام کے لئے جو اسلام کے بخشے ہوئے دل اور اُس کے بنائے ہوئے دماغ، دونوں کے مالک تھے، یہ بات اتنی صاف، اتنی کھلی ہوئی، اور اس طرح جانی بوجھی ہوئی تھی کہ اُس کی طرف صرف ایک اشارہ کر دینا ہی کافی تھا۔ داعی اسلام کے تزکیہ و تربیت اور درس کتاب و حکمت نے اُن کے اندر ایک ایسا صالح مزاج پیدا کر دیا تھا، کہ کوئی بات خواہ کتنی ہی سامنے کی اور مقبول و معمول کیوں نہ ہو، لیکن اگر حقیقت اور دانائی کی گہرائیوں سے ذرا بھی ہٹی ہوئی ہوتی تھی، تو فوراً اُن کی طبیعت میں کھٹک پیدا ہو جاتی تھی، اور پھر جمتی تھی تو اُسی وقت جب اصلی اور کامل چیز سامنے آ جاتی تھی۔ تم اُن لوگوں کی نیکیاں اور پاکیاں ہمیشہ یاد رکھتے ہو، لیکن تم نے اُن کے علم اور دانائی کی گہرائیاں بھلا دی ہیں، حالانکہ صرف اُن کے دل ہی زیادہ نیک نہ تھے بلکہ اُن کی دانائی و حکمت بھی سب سے زیادہ گہری تھی جیسا کہ خود اُنہی میں سے ایک حقیقت شناس انسان نے کہا تھا: اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کانوا افضل ھذہ الامۃ: ابرھا قلوباً، واعمقھا علماً، واقلھا تکلفا، اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ ولاقامۃ دینہ (عن عبداللہ ابن مسعود۔ رواہ الدارمی)

اس بارے میں قوموں کا طریقہ اُن کے سامنے آیا، اور خود اُنھیں بھی یہ بات صاف دکھائی دی کہ داعی اسلام کی پیدائش یا بعثت کو اپنی قومی تاریخ کی بُنیاد ٹھہرائیں، لیکن چونکہ یہ بات اُس معیار نظر سے ہٹی ہوئی تھی جو اس طرح کے معاملات میں اسلام نے قائم کیا تھا، اس لئے نہایت واضح اور نمایاں ہونے پر بھی اُن کی طبیعت کو مطمئن نہ کر سکی۔ وہ ایسا محسوس کرنے لگے کہ کوئی دوسری بات ہونی چاہیے۔ وہ دوسری بات کیا تھی؟ ہجرت مدینہ کا واقعہ۔ جونہی یہ بات سامنے آئی، سب کے دلوں نے قبول کر لی۔ تاریخ کا یہ مبدء دنیا کی تمام تاریخوں اور قومی یادگاروں کے خلاف تھا۔ صرف خلاف ہی نہ تھا۔ بلکہ صریح اُلٹا تھا۔ دنیا کی تمام قومیں فتح و اقبال سے اپنی تاریخ شروع کرتی ہیں۔ انھوں نے بیچارگی و درماندگی کے واقعہ سے اپنی تاریخ شروع کی۔ دُنیا کی تمام قوموں نے چاہا اپنے ظہور کی سب سے بڑی فتح یاد رکھیں۔ اُنھوں نے چاہا اپنی تاریخ ظہور کی سب سے بڑی بے سر و سامانی یاد رکھیں۔ دنیا کی تمام قوموں کا فیصلہ یہ تھا کہ اُن کی قومی تاریخ اُسوقت سے شروع ہوئی، جب اُن کی تاریخ کا سب سے بڑا انسان پیدا ہوا، اور اُسنے جنگ و قتال کے میدانوں میں فتح حاصل کی۔ لیکن اِن کا فیصلہ یہ تھا کہ قومی تاریخ کی ابتدا اُس دن سے ہوئی، جب بڑے انسان کی نہیں بلکہ سب سے بڑے عمل کی پیدائش ہوئی؛ اور جنگ کے میدانوں میں نہیں بلکہ صبر و استقامت کے میدانوں میں فتح حاصل ہوئی۔ دُنیا کی تمام قوموں کا یقین تھا کہ اُن کی طاقت و شوکت کی بُنیاد اُسوقت پڑی، جب اُنھوں نے ملکوں اور سلطنتوں پر قبضہ کر لیا۔ اِن کا یقین یہ تھا کہ طاقت و شوکت کا دروازہ اُسدن کھلا، جب ملکوں پر اُنھوں نے قبضہ نہیں کیا، بلکہ اپنا ملک و وطن بھی ترک کر دیا۔ بلاشبہ اُن کی یہ سمجھ دنیا کی ساری قوموں سے اُلٹی سمجھ تھی، لیکن اُس سمجھ سے عین مطابق تھی جو اسلام کی تربیت نے اُنکے اندر پیدا کر دی تھی، وہ اپنی اجتماعی زندگی کی تعمیر قوموں کی تقلید سے نہیں بلکہ اسلام کی روح فکر و عمل سے کرنی چاہتے تھے۔

مصیبت یہ ہو کہ دنیا معنی سے زیادہ لفظ کی اور روح سے زیادہ جسم کی پرستار ہی۔ وہ پھل ڈھونڈھتی ہی لیکن تخم کی جستجو نہیں کرتی۔ وہ منارہ و محراب کی بلندیاں اور خوشنمائیاں دیکھتی ہی، لیکن زیر زمین بنیادوں کے لئے نگاہ نہیں رکھتی۔ صحابۂ کرام نے جب پیدائش و بعثت کے واقعات عظیمہ ترک کر کے ہجرۃ کا واقعہ انتخاب کیا، تو اُن کی نظر بھی پیدائش و ظہور، فتح و اقبال اور جشن و کامرانی ہی پر تھی۔ وہ کچھ ناکامی و نامرادی کے طلب گار نہ تھے۔ البتہ وہ فتح و اقبال کی صورت اور برگ و بار نہیں دیکھتے تھے حقیقت اور تخم و اساس پر نظر رکھتے تھے۔ اُن پر یہ حقیقت کھل چکی تھی کہ اسلام کی پیدائش و ظہور اور فتح و اقبال کی اصلی بُنیاد اُن واقعات میں نہیں ہی جو بظاہر نظر آتے ہیں۔ ہجرت مدینہ اور اُس کے اعمال و حقائق میں ہیں۔ اس لئے جو اہمیت دُنیا کی نگاہیں پیدائش، بعثت، بدر، اور فتح مکہ کو دیتی تھیں، وہ اُن کی نظروں میں ہجرۃ مدینہ کو حاصل تھی۔

ہجرۃ نبوی کی حقیقت

لیکن واقعۂ ہجرۃ کیا تھا؟ وہ ایک ہی واقعہ نہ تھا۔ بے شمار اعمال و وقائع کا مجموعہ تھا۔ ایک لمحہ کے لئے اُس کی حقیقت پر بھی غور کر لینا چاہیے۔

اسلام کے ظہور کی تاریخ دراصل دو بڑے اور اصولی عہدوں میں منقسم ہی۔ ایک عہد، مکہ کی زندگی اور اعمال کا ہی۔ دوسرا، مدینہ کے قیام اور اعمال کا۔ پہلا آنحضرت (صلعم) کی بعثت سے شروع ہوتا ہی اور ہجرۃ پر ختم ہو جاتا ہی۔ اس کی ابتدا غار حرا کے اعتکاف سے ہوتی ہی اور تکمیل غار ثور کے انزوا پر۔ دوسرا ہجرۃ سے شروع ہوتا ہی اور حجۃ الوداع پر ختم ہو جاتا ہی۔ اس کی ابتدا مدینہ کی فتح سے ہوئی، اور تکمیل مکہ کی فتح پر۔

دنیا کی نظروں میں اسلام کے ظہور و اقبال کا اصلی دَور، دوسرا دَور تھا۔ کیونکہ اسی دَور میں اسلام کی پہلی غربت ختم ہوئی اور ظاہری طاقت و حشمت کا سر و سامان شروع ہوا۔ بدر کی جنگی فتح ہتیاروں کی پہلی فتح تھی۔ مکہ کی فتح، عرب کی فتح کا اعلان عام تھا۔ لیکن خود اسلام کی نظروں میں اُس کی زندگی کا اصلی دَور، دوسرا نہیں، پہلا تھا۔ وہ دیکھتا تھا کہ اُس کی ساری قوتوں کی بنیادیں دوسرے میں نہیں پہلے دَور میں اُستوار ہوئی ہیں۔ بلاشبہ بدر کے ہتیاروں نے اپنی غیر مسخر طاقت کا دنیا میں اعلان کر دیا۔ لیکن جو ہاتھ ان ہتیاروں کے قبضوں پر جمے تھے، اُن کی طاقتیں کس میدان میں طیار ہوئی تھیں؟ بلاشبہ مکہ کی فتح عرب کی فیصلہ کُن فتح تھی، لیکن اگر مدینہ کی فتح ظہور میں نہ آتی، تو مکہ کی فتح کی راہ کیونکر کھلتی؟ یہ سچ ہو کہ مکہ ہتیاروں سے فتح ہوا، لیکن مدینہ ہتیاروں سے نہیں بلکہ ہجرت اور اُس کے دَور کے اعمال سے فتح ہوا تھا۔ پس دوسرے دَور میں جسم کتنا ہی طاقتور ہو گیا ہو، لیکن اُس کی رُوح پہلے ہی دَور میں ڈھونڈھنی چاہیے!

پہلا دَور ختم تھا۔ دوسرا اُس کے برگ و بار تھے۔ پہلا دَور بُنیاد تھی دوسرا ستون و محراب تھا۔ پہلا نشو و نما کا عہد تھا۔ دوسرا ظہور و انفجار کا۔ پہلا معنی و حقیقت تھا۔ دوسرا صورت و اظہار۔ پہلا روح تھا۔ دوسرا جسم۔ پہلے نے پیدا کیا، درست کیا، اور مستعد کر دیا۔ دوسرے نے قدم اُٹھایا، آگے بڑھا، اور فتح و تسخیر کا اعلان کر دیا۔ دوسرے کا ظہور کتنا ہی شاندار ہو، لیکن اولین بُنیاد و استعداد کی عظمت پہلے ہی کو حاصل ہی!

استعداد داخلی و خارجی

وجود اور زندگی کے ہر گوشہ کے لئے خدا کا قانون وجود ایک ہی ہی۔ تم اُس کے کتنے ہی مختلف نام رکھ دو مگر وہ خود ایک سے زیادہ نہیں ہی۔ اب ایک لمحہ کے لئے ٹھہرو، اور غور کرو کہ تخلیق و تکمیل وجود کے لئے خدا کا قانون حیات کیا ہی؟

فرد کی طرح جماعت کا بھی وجود ہی۔ عالم صورت کی طرح عالم معنی بھی اپنی ہستی رکھتا ہی، لیکن کوئی چیز ہو، تخلیق و تکمیل کے لئے ضروری ہو کہ یکے بعد دیگرے دو مختلف دَوروں سے گزرے۔ پہلا دَور "استعداد داخلی" کا ہی۔ دوسرا "استعداد خارجی" کا۔ ضروری ہو کہ پہلے اندر کی استعداد وجود میں آئے، اور ضروری ہو کہ

السحر الحلال في مجلدات الهلال

گاه گاهے باز خوان اين دفتر پارينه را
تا نه خواهي داشتن گر داغهائے سينه را

اردو صحافت کي تاريخ ميں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات ميں ايک انقلاب آفريں دعوت تهي- اس نے ملک کے سياسي، علمي، ادبي اور ديني افکار و عقائد پر جو انقلاب انگيز اثرات ڈالے، قريب هے که مستقبل هند کا مورخ ان پر بحث کريگا اور ان کے اندر وه عناصر و مباديات ڈهونڈهيگا جن سے هندوستان کي سنه ۱۹۱۹ کے بعد کي اجتماعي ذهنيت ظهور پذير هوئي.

الهلال اگرچه ايک هفته وار مصور رساله تها، ليکن چونکه وه اردو صحافت کي مختلف شاخوں ميں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پيدا کرني چاهتا تها، اس لئے اس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اوراق کا مجموعه تها- اس کے هر نمبر ميں مختلف ابواب، مذهب، سياست، ادبيات، علوم و فنون، اور معلومات عامه کے هوتے تهے- اور اسکا هر باب اپني مخصوص خصوصيات کے لحاظ سے اپني نظير آپ هوتا تها- پهر اس کي ظاهري خوبياں اردو صحافت ميں اعلى طباعت و ترتيب کا پهلا نمونه تهيں- اردو کا وه پهلا هفته وار رساله تها، جس ميں هاف ٹون تصويروں کے اندراج کا انتظام کيا گيا، اور ٹائپ ميں چهپنے کي وجه سے بهت سي ايسي خوبياں پيدا هوئيں جو پتهر کي چهپائي ميں ممکن نهيں- اس کي جلديں جديد اردو علم ادب کے علمي، مذهبي، سياسي، اور اجتماعي مواد و مباحث کا بهترين مجموعه هيں- ان کي مقبوليت و قدر کا اندازه اس سے هوسکتا هے که سنه ۱۹۱۸ ميں بعض شائقين علم و ادب نے اس کي تمام جلدوں کا مکمل سٹ سات سو روپيه ميں خريد ليا- اور حال ميں ايک صاحب نے اس کي پهلي جلد مکمل (جو دفتر ميں بهي موجود نهيں) ساڑهے چارسو روپيه ميں حيدرآباد سے خريدي هے- جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هيں وه بڑي سے بڑي قيمت پر بهي علحده کرنے کيلئے تيار نهيں- پچهلے دنوں "البلاغ پريس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان ميں منتقل کيا گيا تو ايک ذخيره الهلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا، هم نے کوشش کي که شائقين علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلديں مرتب کي جاسکتي هيں مرتب کرلي جائيں اور جن جلدوں کي تکميل ميں ايک دو پرچوں کي کمي هو انهيں دوباره چهپوا ليا جائے-

چنانچه الحمدلله يه کوشش ايک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلديں پوري مکمل هوگئي هيں- هم اس اعلان کے ذريعه شائقين علم و ادب کو آخري موقعه ديتے هيں که اس قيمتي ذخيره کے حاصل کرنے ميں جلدي کريں، چونکه جلدوں کي ايک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف انهيں درخواستوں کي تعميل هوسکے گي جو سب سے پهلے پهونچيں گي- هر جلد مجلد هے اور ابتدا ميں تمام مضامين کي انڈکس به ترتيب حروف تهجي لگادي گئي هے-

الهلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپيه   الهلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپيه
" " " چهارم ۱۰ روپيه   " " " پنجم ۱۰ روپيه

جلد "البلاغ" (جب دوسري مرتبه الهلال اس نام سے شائع هوا)
قيمت ۸ روپيه

علاوه جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هيں جن ميں سے هر پرچه اپنے مضامين کے لحاظ سے ايک مستقل مجموعه علم و ادب هے- قيمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پيکنگ اس کے علاوه هے-

منيجر "البلاغ پريس"

اندر ایک ہی رُوح بول رہی ہو!

یہ موقعہ نہیں ہو کہ اطناب سے کام لیا جائے، وَرنہ ضرورت تھی کہ اُنؔ اخلاق و خصائص میں سے ایک ایک چیز کی شرح و تفصیل کی جاتی، اور واضح کیا جاتا کہ قرآن و سنتہ نے جماعتی طبیعت کے کیا کیا بنیادی اوصاف تبلائے ہیں، اور اُس کی داخلی استعداد کے ارکان و مبانی کیا کیا ہیں؟

بہرحال اشیاءؔ افراد کی طرح جماعات و اقوام میں بھی زندگی کی اصلی سرچشمگی اُن کی داخلی استعداد میں پنہاں ہوتی ہو۔ نہ کہ خارجی اعمال میں۔ کیونکہ خارج کے اعمال اس سے زیادہ نہیں ہیں کہ داخلی استعداد کے لازمی نتائج و ثمرات ہیں۔

پہلا دَور داخلی استعداد کا دَور تھا

ظہور اسلام کا پہلا دَور جو بعثت سے شروع ہو کر ہجرۃ پر ختم ہوا اور جس کا نقطۂ تکمیل ہجرۃ کا معاملہ تھا، دراصل جماعت کی داخلی استعداد کا دَور تھا۔ اور اسی لئے ظہور اسلام کی تمام فتح مندیوں اور کامرانیوں کا مبدء یہی دَور تھا۔ نہ کہ مدنی زندگی کا دوسرا دَور بلاشبہ دُنیا کی ظاہر بیں نگاہوں میں یہ دَور مصیبتوں کا دَور اور بے چارگیوں اور درماندگیوں کا تسلسل تھا، لیکن بہ باطن امت مسلمہ کی ہر آنے والی فتحمندی اسی کی مصیبتوں اور کلفتوں کے اندر نشوونما پا رہی تھی۔ یہی مصیبتیں تھیں جو "جماعت" کے ذہن و اخلاق کے لئے تعلیم و تربیت کا مدرسہ اور تزکیۂ نفوس و ارواح کا امتحان گاہ تھیں۔ بدر کی فتحمند اسی کے اندر سبق لے رہے تھے۔ فتح مکہ کے کامران اسی کے اندر بن اور ڈھل رہے تھے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ یرموک اور قادسیہ کی پیدائش بھی اسی کے آزمایشوں اور خود فروشیوں میں ہو رہی تھی۔ یہی وجہ ہو کہ قرآن حکیم نے اُس جہاد کو تو صرف جہاد کہا جو مدنی زندگی میں اسلحۂ جنگ سے کرنا پڑا تھا۔ لیکن نفس و اخلاق کے تزکیۂ و تربیت کا جو جہاد اس پہلے دَور میں ہو رہا تھا، اسے "جہاد کبیر" سے تعبیر کیا۔ کیونکہ فی الحقیقت بڑا جہاد یہی جہاد تھا: فلا تطع الکافرین وجاہدہم بہ جہاداً کبیراً (۲۵:۵۲)

بالاتفاق سورۂ فرقان مکی ہو۔ مکی زندگی میں جس بڑے جہاد کا حکم دیا گیا تھا، ظاہر ہے کہ وہ قتال کا جہاد نہ تھا۔ صبر، استقامت اور عزم و ثبات کا جہاد تھا اور انہی اوصاف میں جماعت کی داخلی استعداد کی اصلی بنیادیں تھیں

ہجرۃ تکمیل کار کا اعلان تھی

ہجرۃ کا واقعہ اس دَور کی مصیبتوں کی انتہا تھا، اس لئے اُس کی برکتوں اور سعادتوں کی بھی آخری تکمیل تھا۔ صحابۂ کرام اس حقیقت سے بے خبر نہ تھے۔ اور کیونکر بے خبر ہو سکتے تھے جبکہ اُن کی دماغی تربیت کی اصلی روح اسی معاملہ میں مضمر تھی؟ پس جب یہ سوال سامنے آیا کہ اسلامی سنہ کی ابتدا کس واقعہ سے کی جائے؟ تو اُنھیں کسی ایسے واقعہ کی جستجو ہوئی جو امت کے قیام و اقبال کا اصلی سرچشمہ ہو۔ آنحضرۃ کی پیدائش کا واقعہ یقیناً سب سے بڑا واقعہ تھا لیکن اُس کے تذکار میں شخصیت سامنے آتی تھی۔ شخصیت کا عمل سامنے نہیں آتا تھا۔ بعثت کا واقعہ بھی سب سے بڑا واقعہ تھا، لیکن وہ معاملہ کی ابتدا تھی، انتہاءؔ تکمیل نہ تھی۔ بدر کی جنگ اور مکہ کی فتح، عظیم واقعات تھے لیکن وہ اسلام کی فتح و اقبال کی بنیاد نہ تھے۔ کسی دوسری بنیاد کے نتائج و ثمرات تھے۔ یہ تمام ... واقعات انکے سامنے آئے، لیکن ان میں سے کسی پر بھی طبیعتیں مطمئن نہ ہو سکیں۔ بالآخر جب ہجرۃ کا واقعہ سامنے آگیا، تو سب کے دلوں نے قبول کر لیا، کیونکہ اُنھیں یاد آگیا، اسلام کے ظہور و عروج کا مبدأ حقیقی اسی واقعہ میں پوشیدہ ہو، اور اسی لئے یہی واقعہ ہو جسے اسلامی تاریخ کا مبدء بننا چاہیئے۔

ہجرۃ مدینہ کی فتح تھی

اور پھر یہ حقیقت کس درجہ واضح ہو جاتی ہو جب اس پہلو پر نظر ڈالی جائے کہ ظہور اسلام کی تمام فتحمندیوں میں سب سے پہلی فتح مدینہ کی فتح تھی اور اُس کی تکمیل ہجرۃ ہی کے واقعہ سے ہوئی تھی۔ مدینہ کے ساتھ "فتح" کا لفظ سنکر تعجب ہوا ہوگا کیونکہ تم صرف اُسی فتح کے شناسا ہو جو جنگ کے میدانوں میں حاصل کی جاتی ہو۔ لیکن تمھیں معلوم نہیں کہ میدان جنگ کی فتح سے بھی بڑھ کر دلوں کی آبادیوں اور روحوں کی اقلیموں کی فتح ہو، اور اسی فتح سے میدان جنگ کی فتحمندیاں بھی حاصل ہوتی ہیں۔ عین اُسوقت جبکہ اسلام کا داعی اپنے وطن اور اہل وطن کی شقاوتوں سے مایوس ہو گیا تھا۔ باشندگان یثرب کی ایک جماعت پہنچتی ہو، اور رات کی تاریکی میں پوشیدہ ہو کر اپنی روح کا ایمان اور دل کی اطاعت پیش کرتی ہو۔ اُسوقت دنیوی جاہ و جلال کا نام و نشان نہیں ہوتا سیف و سنان کی ہیبت و جبروت کا وہم و گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ سرتاسر غربت اولی کی بے سروسامانیاں اور عہد مصائب و محن کی درماندگیاں ہوتی ہیں۔ بایں ہمہ یثرب کی پُوری آبادی اُس کے سامنے جھک جاتی ہو، اور ایمان کے ایسے جوش اور عشق و اطاعت کی ایسی خود فروشیوں کے ساتھ اُس کے استقبال کے لئے طیار ہو جاتی ہو جو تاریخ عالم کے کسی بڑے سے بڑے فاتح اور شہنشاہ کو بھی میسر نہ آئی ہوگی۔ قیس بن صرمہ انصاری نے کیسے سچے اور دلنشیں لفظوں میں اہل مدینہ کے جوش و خروش ایمانی کی تصویر کھینچی ہو؟ وکان عبد اللہ ابن عباس یختلف الیہ و یتحفظ منہ ہذہ الابیات:

ثوی فی قریش بضع عشرۃ حجۃ   یذکر لو یلقی حبیباً مواتیا
ویعرض فی اہل المواسم نفسہ   فلم یر من یؤوی ولم یر داعیا
فلما اتانا واستقرت بہ النوی   واصبح مسروراً بطیبۃ راضیا
واصبح لا یخشی ظلامۃ ظالم   بعید ولا یخشی من الناس باغیا
بذلنا لہ الاموال من حل مالنا   وانفسنا عند الوغی والتآسیا
نعادی الذی عادی من الناس کلہم   جمیعاً، وان کان الحبیب مصافیا
ونعلم ان اللہ لا رب غیرہ   وان کتاب اللہ اصبح ہادیا!

دلوں اور روحوں کی اس فتح و تسخیر سے بڑھکر بھی اور کوئی فتح ہو سکتی تھی؟ لیکن یہ فتح کیونکر ہوئی؟ دورِ ہجرۃ کے آلام و محن میں اس کا آغاز ہوا، اور ہجرۃ نے اس فتح کی تکمیل کر دی!

یہی وجہ ہو کہ قرآن حکیم نے واقعہ ہجرۃ کا ذکر اس طریقہ پر کیا ہو، جس سے صاف معلوم ہوتا ہو کہ بے سروسامانی و غربت کے اس عمل ہی میں فتح و نصرت الٰہی کی سب سے بڑی معنویت پوشیدہ تھی:

ثانی اثنین اذ ہما فی الغار، اذ یقول لصاحبہ: لا تحزن، ان اللہ معنا! فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروہا، وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ، و کلمۃ اللہ ہی العلیا، واللہ عزیز حکیم (۹:۴۰)

غار کے دو ساتھیوں میں سے جب ایک نے دوسرے سے کہا۔ غم و رنج نہ کرو یقیناً خدا ہمارے ساتھ ہو، اور اُسکی مشیت و حکمت ہمارے لئے فتح و نصرت کی راہ باز کرنے والی ہو پھر ایسا ہوا کہ خدا نے اپنی تسکین و طمانیت اُس پر اُتار دی اور فتح و نصرت کے ایسے لشکروں سے اسکی مدد کی جنھیں دنیا کی ظاہر بیں اور حقیقت نا آشنا آنکھیں نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اُن سرکشوں کی بات جو انکار کرتے تھے، ہمیشہ کے لئے پست ہو گئی، اور کلمۂ حق ہی کو سربلندی اور کامیابی حاصل ہوئی۔ ۴

فہرست

آثار عتیقہ

علم الآثار مصر ۳
مغرب کی تاریخ جدید کے رجال تاریخ
والٹیر ۴

تاریخ و عبر

فرانس کا فاتح اعظم اور اسلام ۸

مطبوعات جدیدہ

پان یُوروپین تحریک اور امن عالم ۱۲

ادبیات

تین ہزار برس پیشتر کی شاعری ۱۳

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازہ پر!
حسین بن علی علیہما السلام ۱۶

برید فرنگ

مکتوب آمریکہ ۱۹

برید شرق

مکتوب انگورہ ۲۰

مقالات

تذکار ہجرت نبوی ۲۱

تصاویر

والٹیر ۵
نپولین بوناپارٹ مصری لباس میں ۸
مرادبک مملوک ؍؍
شیخ عبد اللہ شرقاوی ؍؍
شیخ سلیمان فیومی ۹
شیخ خلیل بکری نقیب السادات ؍؍

---

۴ یہ آیت سورۂ برآۃ کی ہو۔ سورۂ براۃ بالاتفاق اُسوقت نازل ہوئی ہو جب اسلام کی ظاہری فتحمندیاں تکمیل تک پہنچ چکی تھیں اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی تمام فتح مندیوں کے ظہور کے بعد بھی اسکی ضرورت باقی تھی کہ واقعۂ ہجرۃ کی معنوی فتحمندی یاد دلائی جائے۔

الهلال

قیمت فی پرچہ پانچ آنہ

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما :

ٹائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي مسائل پر بهی هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے دریافت کیجئے که وه ٹائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مهیا کردے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square
London, E. C 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

ٹائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکهنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر معلمین کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher.

Printing House Square
London, E. C 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیداوار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لگاکر ایک وسیع کاروبار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سمجهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بہت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں باقاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کرتے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هوجائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.
Post Box 708,
Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. b. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم هواؤں سے میووں کو خشک کرنے اور بہت دیر تک محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه پہلا کارخانه هے - مفصل حالات کیلئے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بهترین طریقه وه هے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA.
EDITOR : MAULANA ABU-AL-KALAM AZAD.

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الكريم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۸ — کلکته : جمعه ٦ - صفر ١٣٤٦ هجری — جلد ۱

Calcutta : Friday, 5. August 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

ضروری هی که هم اسکا اب فیصله کرلین

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی ۔

طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای ۔ پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی ۔

هندی اور هندوستان کی تمام زبانون نی ، نیز عربی ، فارسی ، ترکی ، تینون سامی زبانون نی حروف کی چهپائی اختیار کرلی هی اور انکی طباعة یورپ کی طباعة کا مقابله کر رهی هی ۔ کیون اردو زبان بهی ایسا نه کری جو اسی رسم الخط مین لکهی جاتی هی ؟

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی ۔ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

هماری رای مین بهترین حروف یهی هین ۔ اگر فارسی اور ترکی کیلیي یه نا موزون نهین تو اردو کیلیي کیون نا موزون هون ؟

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رائ سی همین اطلاع دیجیي ۔ یاد رکهیي ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیي سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الهلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ١١ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شايع هوتا هے

قيمت سالانه مع محصول	باره روپيه
هندوستان سے باهر کيليے	سوله روپيه
قيمت شش ماهي	سات روپيه
قيمت في پرچه	پانچ آنه

(١) تمام خط و کتابت اور ارسال زر "مينيجر الهلال" کے نام سے کي جاے ليکن جو خطوط مضامين سے تعلق رکھتے هوں آنکے لفافه پر "ايڈيٹر" کا نام هونا چاهيے -

(٢) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(٣) براه عنايت خط و کتابت ميں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکهيے -

(٤) خط و کتابت ميں نمبر خريداري لکهيے جسکي اطلاع آپکو وصول قيمت کي رسيد ميں ديدي گئي هے -

(٥) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پهنچے تو تاريخ اشاعت سے ايک هفته کے اندر اطلاع ديں - ورنه بصورت تاخير بغير قيمت کے روانه نهيں کيا جائيگا -

(٦) اگر آپ دو تين ماه کيلئے ايک جگه سے دوسري جگه جا رهے هيں تو اپنا پته تبديل نه کرايے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع ديکر انتظام کر ليجيے - اگر اس سے زياده عرصه تک کے ليے تبديل مقام پيش آجاے تو ايک هفته پيشتر اطلاع ديکر پته تبديل کراليں -

(٧) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکهديں -

(٨) ايسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق معمولي دفتري فرائض (مثلاً رسيد زر و اطلاع اجراء اخبار وغيره) سے نهيں هے ٹکٹ ضرور بهيجيے ورنه دفتر پر غير معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑيگا -

(۲) روڈسیا کا انکشاف: سنہ ۱۹۲۱ ع میں ایک سیلح کو جنوبی افریقہ میں ایک کھوپڑی ملی - یہ بھی پہلی کھوپڑی کی طرح ایک تیسری تشریحی حالت رکھتی ہے - علماء تشریح و وظائف اعضاء کی تحقیق میں یہ غالباً ابتدائی قسم کے وحشی انسان کی کھوپڑی ہے -

(۳) جاوا کا انکشاف: جاوا کی ایک غار سے بھی ایک قیمتی کھوپڑی ملی ہے جسکی نسبت دو مختلف رائیں قائم کی گئی ہیں - ایک جماعت کا خیال ہے، یہ گم شدہ حلقہ کی خبر دیتی ہے - دوسری جماعت کا خیال ہے، یہ بندر ہی کی کوئی زیادہ اونچی قسم ہے - وہ کہتے ہیں، اس کھوپڑی میں پیشانی کا بیحد ابھار اور رخسار کی ہڈیوں کی نوعیت، گم شدہ حلقہ کی نوعیت سے مختلف ہے -

(۴) سب سے زیادہ قیمتی انکشاف "وحشی انسان" کا انکشاف ہے جسکے جسم کی ہڈیاں اور سر کی کھوپڑیاں بکثرت جمع ہوگئی ہیں - اسکا جسم اور چہرہ بالکل موجودہ انسانوں کا سا تھا - لیکن اسکے جسم پر بکثرت بال تھے - ایسے بال جیسے بندر کے جسم پر ہوتے ہیں - بعض قدیم سیاحوں نے آسٹریلیا، امریکہ، اور جزائر جنوب میں ایسے زندہ انسان دیکھے بھی ہیں -

(۵) آخری انکشاف پروفیسر ڈارٹ کا مشہور انکشاف ہے جو سنہ ۱۹۲۵ میں ہوا - پروفیسر موصوف کو تانگس میں ایک بالکل نئی قسم کی کھوپڑی ملی ہے جو پچاس قدم سے زیادہ زمین کے اندر مدفون تھی - یہ کھوپڑی تمام پچھلے آثار سے کہیں زیادہ گم شدہ حلقہ کا اذعان پیدا کرتی ہے - اسکے تمام حصے موجودہ انسان کی کھوپڑی جیسے ہیں - البتہ منھ کا نچلا حصہ بہت زیادہ ابھر نکلا ہوا ہے، اور یہ بات علم وظائف اعضاء میں طے پاچکی ہے کہ انسانی چہرے کا نچلا حصہ ابتدا میں ایسا ہی ابھرا ہوا تھا - پھر بہ تدریج گھٹتے گھٹتے موجودہ تناسب تک پہنچ گیا -

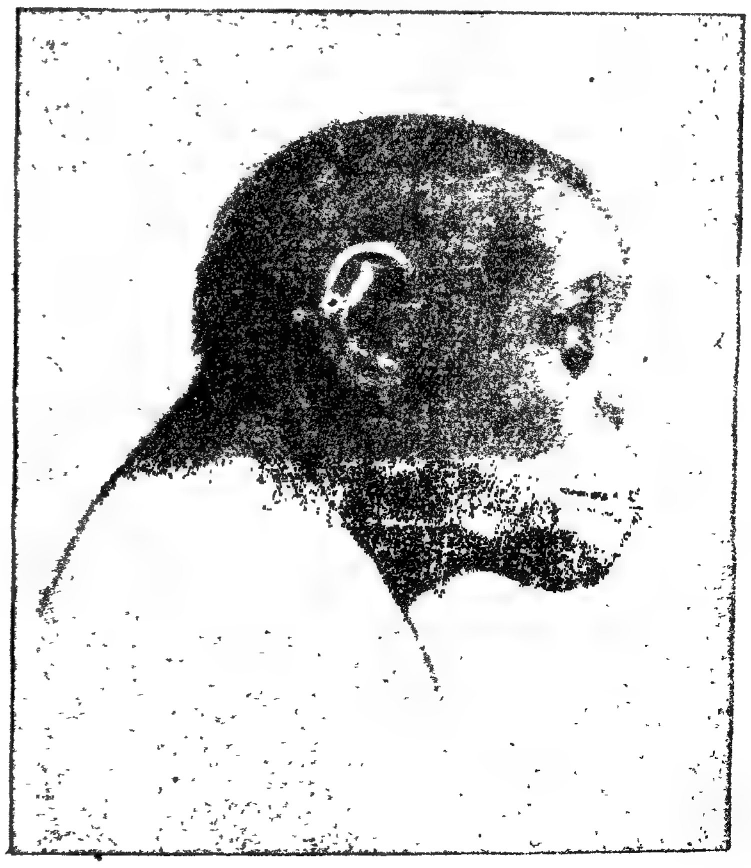

تونگس سے جو کھوپڑی ملی ہے، زندگی میں وہ ایسا چہرہ رکھتی ہوگی، جیسا اس تصویر میں دکھلایا گیا ہے -

ریڈیم

خزانۂ فطرۃ کا سب سے زیادہ کمیاب جوہر!

حال میں اخبارات نے یہ خبر شائع کی تھی کہ "ریڈیم کا بازار گر گیا ہے اور ایک اونس ریڈیم کی قیمت ۳۳،۰۰۰،۰۰۰ ڈالر کی جگہ اچانک ۲۵،۰۰۰،۰۰۰ ڈالر ہوگئی ہے - اس کمی کی وجہ یہ ہے کہ بلجیم کانگو (افریقہ) کے علاقہ "کاٹنگا" میں ریڈیم کی ایک بہت بڑی مقدار نظر آئی ہے - زیکوسلاویا کی تانبے کی بعض قدیم کانوں میں بھی ریڈیم پایا گیا ہے - اگر یہ تمام ریڈیم حاصل کر لیا گیا تو قیمت میں اور بھی کمی ہو جائے گی"

لیکن اس خبر سے لوگوں کو غلط فہمی ہوسکتی ہے - ممکن ہے کوئی خیال کر بیٹھے کہ جب ریڈیم کے بھاؤ میں اس طرح اتار چڑھاؤ ہو رہا ہے تو ہر دولت مند آدمی کیلیے اسکی زیادہ سے زیادہ مقدار خرید لینا ممکن ہے - مثلاً امریکہ کا ہنری فورڈ جیسا کروڑپتی اگر چاہے، تو بآسانی آدھ سیر ریڈیم خرید لے - اپنے بینک نوٹوں کا بیگ بغل میں دبائے، اور بازار جاکر جب چاہے ریڈیم لے آئے -

لیکن یہ صحیح نہیں ہے - ہنری فورڈ کی تمام دولت بھی آدھ سیر ریڈیم خرید نہیں سکتی - امریکا کے دوسرے قارون راکفلر اور ملّو بھی اگر اپنے خزانے جمع کر دیں، اور امریکا، فرانس، انگلستان، بلکہ سارے عالم کی سلطنتیں بھی اپنے جملہ خزانے پیش کر دیں، جب بھی آدھ سیر ریڈیم حاصل نہیں کیا جاسکتا!

یہ عجیب بات ہے - مگر واقعہ ہے - کیوں؟ اس لیے کہ گزشتہ اٹھائیس برس میں، یعنی جب سے ریڈیم دریافت ہوا ہے، دنیا اس کی اتنی مقدار حاصل ہی نہیں کر سکی ہے، جسے ترازو میں آدھ سیر کے باٹ سے تول سکیں - اس وقت تک وہ صرف آدھ پاؤ کی مقدار میں حاصل ہوسکا ہے!

جن خوش نصیبوں کے قبضہ میں ریڈیم ہے، یا جنہیں اس کی ضرورت پڑتی ہے - مثلاً سائنس داں اور ڈاکٹر، وہ اس کے ایک ایک ذرہ کی قدر کرتے اور زیادہ سے زیادہ قیمت پر خریدنا چاہتے ہیں - ریڈیم کی خرید و فروخت اونس کے حساب سے نہیں ہوتی، تن کے حساب کا تو وہم بھی نہیں کیا جا سکتا - کیونکہ ریڈیم سونے سے بھی کہیں زیادہ قیمتی ہے - اس کی قیمت سونے سے ایک لاکھ گنا زیادہ ہے - ریڈیم کی خرید و فروخت رتیوں کے حساب سے ہوتی ہے - اس وقت تک ریڈیم کی سب سے بڑی مقدار جو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ منتقل ہوئی ہے، صرف دو گرام ہے - اور معلوم ہے کہ ایک گرام، اونس کا تیسواں حصہ ہوتا ہے - یہ مقدار بھی فروخت نہیں ہوئی ہے بلکہ حکومت زیکوسلاویا نے انگلستان کو علمی تحقیقات کے لیے عاریتاً دیا ہے -

اس کی کوئی امید نہیں کہ کانگو میں ریڈیم کی کان اس کی موجودہ مقدار میں غیر معمولی اضافہ کر دے گی - خیال کیا جاتا ہے کہ اس وقت اس کی جو بھی مقدار دنیا کے ہاتھ میں موجود ہے، اس سے صرف ۲۵ گنا زیادہ ریڈیم کانگو کی کان سے حاصل کیا جاسکتا ہے - لیکن اس کا نکالنا بجائے خود ایک نہایت مشکل اور بڑے خرچ کا کام ہے - اس کان کی ہر ۵۰۰ تن وزنی چٹان میں سے زیادہ سے زیادہ ایک گرام ریڈیم نکلے گا - وہ بھی خالص نہیں بلکہ "کلورل" اور دوسرے مواد سے ملا ہوا - ان مواد سے اسے علحدہ کرنے

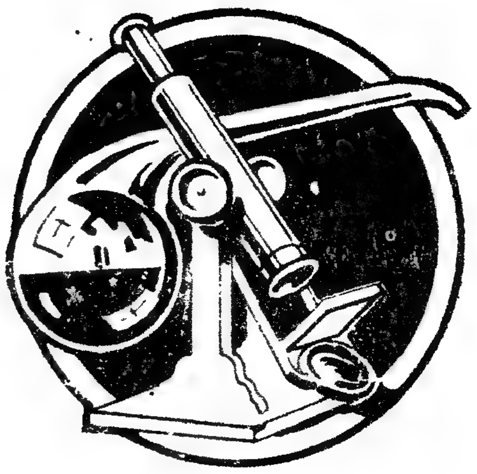

مذاکرہ علمیّہ

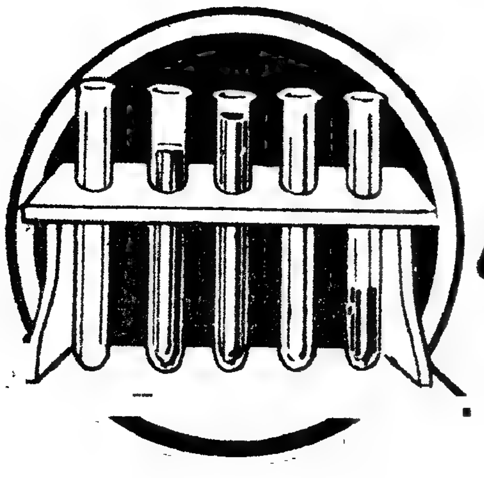

نظریۂ ارتقا کا گم شدہ حلقہ

کیا حلقۂ مفقودہ مل گیا ہے ؟

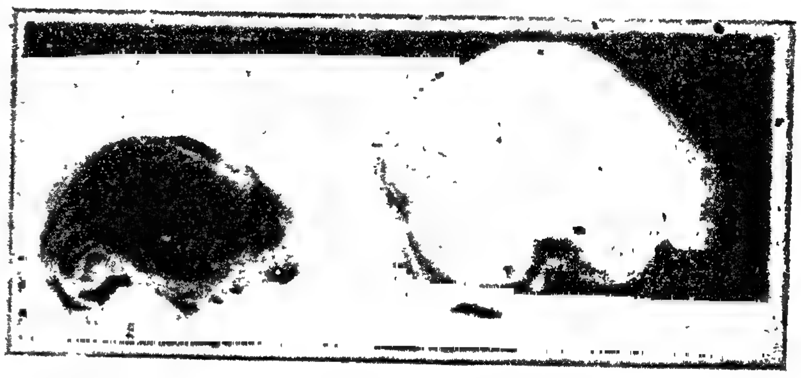

انسان کا دماغ

گوریلا کا دماغ

نظریۂ ارتقا کے "حلقۂ مفقودہ" سے مقصود وہ درمیانی حیوان ہے' جسکي نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ انسان کی موجودہ نسل اور ہیئت کے ارتقا سے پہلے زمین پر موجود تھا - وہ انسان نہیں' جو سلسلۂ ارتقا کي آخري کڑي ہے' اور ترقي یافتہ جانور نہیں' جو ہئیت انساني سے بہت زیادہ قرب رکھتے ہیں' درمیاني برزخ تھا -

اس نظریہ کے قائلین کا خیال ہے کہ بندر کی ترقي یافتہ قسمیں مثلاً گوریلا' اس قسم کي مخلوق ہیں جنکي ظاہري ہیئت' جسماني بناوٹ' تشریحي نظام' اور اعضاء معدوي کے وظائف وخواص' انسان سے بہت زیادہ قریب اور ملتے جلتے ہیں - لیکن اسدرجہ قرب اور تماثل نہیں ہے کہ اسکے بعد ہي انسان کا وجود آجاے - ضروري ہے کہ درمیان میں کوئي ایک یا ایک سے زیادہ کڑیاں رہي ہوں اور وہاں "جانور" کي سرحد ختم ہوئي ہو اور "انسان" کي حدود کا آغاز ہوا ہو - چونکہ علم الحیوانات کي موجودہ اور مدون معلومات میں کوئي ایسا مخلوق موجود نہیں ہے' اسلیے انہیں اسکي جستجو ہوئي' اور اسکا نام "حلقۂ مفقودہ" یعني گم شدہ حلقہ قرار پا گیا - علماء علم الحیوانات نصف صدي سے اس گم شدہ حلقہ کي جستجو میں ہیں - آثار قدیمہ اور علم طبقات الارض کي تحقیقات کے سلسلہ میں بارہا اس طرح کي چیزیں دستیاب ہوئیں کہ خیال ہوا' گم شدہ حلقہ کا سراغ ملگیا ہے' لیکن پھر مطالعہ وتفحص سے اس خیال کي تصدیق نہو سکي -

لیکن سنہ ۱۹۲۰ سے بعض نئے انکشافات پے درپے ہو رہے ہیں' اور انہوں نے ایک نیا مواد بحث پیدا کر دیا ہے - اگرچہ ان میں بھي کوئي چیز ایسي نہیں ہے جسے علمي وثوق کے ساتھہ "حلقۂ مفقودہ" قرار دیا جا سکے - تاہم علماء حیوانات و تشریح کا خیال ہے کہ قرائن و آثار بہت حد تک تشفي بخش ہیں' اور بہت ممکن ہے کہ انکي بحث وفحص سے گم شدہ حلقہ کا مسئلہ حل ہو جاے -

حال میں امریکہ کے بعض علماء حیوانات نے اس قسم کا مواد یکجا کرکے اُن کي نوعیت پر نہایت دلچسپ نظر ڈالي ہے - ہم اُس کا مختصر خلاصہ قارئین الہلال کي معلومات کے لیے درج کردیتے ہیں -

یہ امریکن پروفیسر (جس کا نام ڈاکٹر وہائٹ ہے) لکھتا ہے :

"گزشتہ دس سال کے اندر جو انکشافات ہوئے ہیں' وہ سلسلۂ بحث کا نہایت قیمتي سرمایہ ہیں - علم کي احتیاط کا مقتضی یہي ہے کہ اظہار وثوق میں جلدي نہ کي جائے - لیکن اگر ایسا نہ ہو' تو یہ انکشافات اپني موجودہ حالت میں بھي اتنے واضح ہیں' کہ کہا جا سکتا تھا' گم شدہ حلقوں کا سراغ مل گیا ہے -

اس وقت سب سے زیادہ قوي قرائن رکھنے والے آثار پانچ ہیں :

(۱) انسان ہڈل برگ : یہ ایک کھوپڑي ہے جو جرمني کے مندرجۂ بالا مقام میں ملي تھي - تشریحي تحقیقات کے بعد ثابت ہوگیا ہے کہ یہ نہ تو موجودہ انسان کي کھوپڑي ہو سکتي ہے' نہ کسي جانور کي - یہ ضرور ایک تیسري اور درمیاني قسم ہے -

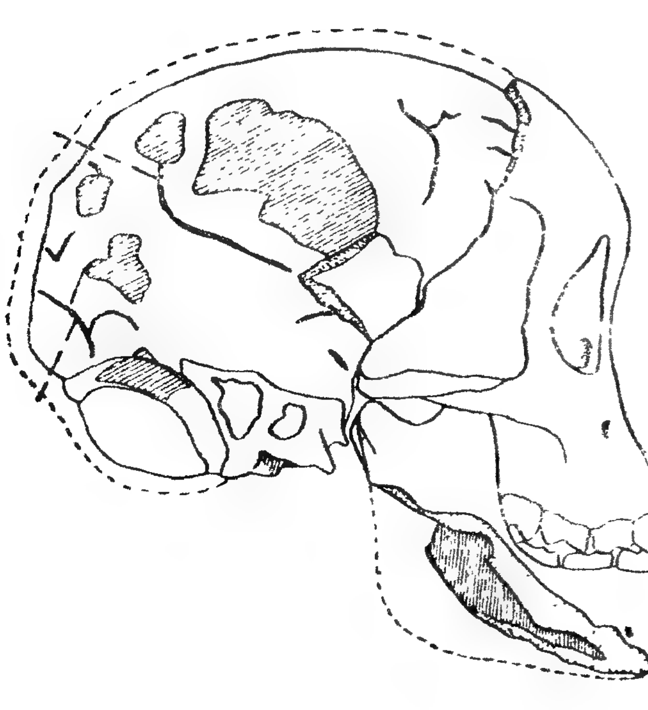

وہ کھوپڑي جو ٹرنگس میں ملي ہے' اور جسکي نسبت خیال کیا گیا ہے کہ گم شدہ حلقہ کي کھوپڑي ہے

برخلاف اِسکے شعاع "بیٹا" اُس سے دس گنی زیادہ تیز ہے، یعنی ہر سکنڈ میں ۰۰۰٬۰۰٬۲ میل کی سرعت رکھتی ہے - گویا آفتاب کے نور کی طرح تیز رفتار ہے - تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ یہ شعاع جلد میں نصف انچ تک گہری اتر جاتی ہے، اور شیشہ، یلومنیم، اور سیسے کی پتلی چادروں کو بھی توڑ کر ۱ ۱۲ - انچ گہرائی تک چلی جاتی ہے!

تیسری شعاع "گاما" شعاع ایکس (ایکس رَیز) سے بہت مشابہ ہے - فرق صرف یہ ہے کہ اسکی متلت لہر X (ایکس) سے طول میں کم ہے - لیکن یہ شعاع نفوذ و سرایت کی بہت بڑی قوت رکھتی ہے - سیسے کی بارہ انچ موٹی تختی کو بھی توڑ کر نکل جاتی ہے!

اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز تحقیق یہ ہے کہ "شعاع الفا" چھوٹنے کے بعد نامعلوم طریقہ پر اپنے اندر دو منفی کہربائی لہریں جمع کر لیتی ہے، اور یہ لہریں بالآخر ہیلیم (Heliuni) کے ذرے بن جاتی ہیں - اِسکے معنی یہ ہوے کہ ریڈیم سے ہمیشہ ایک اور مادے کا مواد بھی چھوٹتا رہتا ہے - یہ مادہ ریڈیم سے مختلف ہے ویسا مختلف، جیسا کوئی مادہ کسی دوسرے مادہ سے مختلف ہو سکتا ہے -

(سورج اور ریڈیم)

درحقیقت یہ عجیب بات ہے کہ خود ریڈیم کے اندر ہیلیم بالفعل موجود نہیں ہے - تاہم اسی مخفی سبب سے اسکے ذرے ریڈیم سے برابر نکلتے رہتے ہیں!

یہی بات دیگر علماء کا خیال اس سب سے زیادہ حیرت انگیز حقیقت کی طرف منتقل ہوا کہ کائنات کا قیام دراصل صرف کہربائی یا بجلی کی قوت پر ہے - اِسی سے کائنات کے اس سب سے زیادہ مخفی اور عجیب راز کی تحقیقات کا دروازہ کھلا جسکا تصور بھی ابھی انسان نہیں کر سکتا تھا - یعنی آفتاب کی روشنی، حرارت، اور قوت کے سرچشمے کا انکشاف ہوا -

آفتاب میں ہیلیم کا وجود، زمین میں اُسکے وجود کی تحقیق سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا - اسپکٹروسکوپ کے ذریعہ پتہ چل گیا تھا کہ آفتاب کے ہالے میں ہیلیم کی بہت بڑی مقدار موجود ہے - یہ عظیم الشان ہالہ جو سورج کے گرد حلقہ بنائے قائم ہے اور خلا میں لاکھوں میل تک اپنی آتشیں زبانیں پھیلائے ہوے ہے!

ریڈیم کا طلسم یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ آفتاب کے آتشیں ہالے میں ہیلیم کا وجود کیا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ خود آفتاب کے اندر بھی ریڈیم کے بڑے خزانے موجود ہیں؟ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ آفتاب کا تمام نور، حرارت، اور قوت، اِسی ریڈیم کا کرشمہ ہو؟

اگر ایک گرام ریڈیم سے اِتنی حرارت پیدا ہوتی ہے کہ ۳ ۴ گھنٹہ میں ایک گرام برف کو پگھلا کر کھولا دیتی ہے، تو آفتاب میں ریڈیم کا خزانہ کتنی سخت حرارت پیدا کرتا ہوگا؟

اِس کا اندازہ کرنے کیلیے اس قدر جان لینا ضروری ہے کہ آفتاب کا وزن :

۱۰۰۰۰۰۰۰۰٬۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰٬۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰٬۰۰۰۰۰ - ٹن ہے -

یعنی زمین سے ۰۰۰٬۲۳٬۳ - گنا وزنی ہے - ظاہر ہے، اتنے بڑے کرہ میں کتنا بڑا خزانہ ریڈیم کا موجود ہوگا جو آفتاب کی اِس محیر العقول روشنی، گرمی، اور قوت کا منبع ہے!

سائنس نے یہ بات دریافت کرلی ہے کہ آفتاب کی حرارت، اُسکے احتراق (جلنے) کا نتیجہ نہیں ہے - یہی حال ریڈیم کا بھی ہے - اُسکی حرارت، احتراق کی وجہ سے نہیں ہے - بلا شبہ کچھہ احتراق بھی ہوتا ہے مگر اِس قدر کم، کہ نہ ہونے کے برابر ہے - پھر یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ ریڈیم کی قوی النفوذ شعاع "گاما" سورج کی شعاعوں سے بہت مشابہ ہے - پس کیا یہ ممکن نہیں کہ آفتاب کی یہ شعاعیں جو ہم تک ۰۰۰٬۰۰٬۰۳٬۹ میل مسافت طے کرکے منظم شکل میں پہنچتی ہیں، دراصل ریڈیم کی "گاما" شعاعیں ہی ہوں؟ بہت ممکن ہے، کہ ایسا ہی ہو - دنیا بھر کے سائنس داں اِس وقت اِس اہم مسئلہ پر غور و بحث کر رہے ہیں -

ٹھیک اسی معقول اور علمی طریقہ پر زمین کے اندرونی گرم مادوں، مثلاً آتش فشاں لاوا اور ابلتے اور گرم معدنی چشموں وغیرہ کا اصلی سبب بھی ریڈیم ہی قرار دیا جا رہا ہے - تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے - ممکن ہے چند سال بعد اس باب میں علم کوئی قطعی رائے قائم کر سکے، اور وہ حقائق اچانک دنیا کے سامنے آجائیں، جو آجتک قدرت کے سربستہ راز سمجھے جاتے تھے -

پھر یہ بھی ایک عجیب بات ہے، جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا، کہ ریڈیم اگرچہ مسلسل حرارت و قوت پیدا کرتا رہتا ہے، مگر خود اُسکے جوہر میں کوئی نمایاں کمی واقع نہیں ہوتی - اِس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ایک گرام ریڈیم سال بھر میں ۰۰۰٬۶۰٬۱۱ - وزن حرارت پیدا کرتا ہے - یہ حرارت تقریباً ڈیڑھ سیر منجمد برف کو پگھلا کر کھولا دے سکتی ہے - مگر اس سے خود ریڈیم میں صرف ۱ ۲٬۴۰۰ - کی کمی لاحق ہوتی ہے جو بمنزلہ عدم ہے - تاہم کمی ضرور ہے، اور ایک بہت بڑی مدت کے بعد یہ اس نفیس قیمت جوہر کو حقیر دھات کی شکل میں تبدیل کر سکتی ہے - علماء کا خیال ہے، ریڈیم اپنی خصوصیات سے محروم ہونے کے بعد سیسہ ہو جاتا ہے - لیکن اس تبدیلی کے لیے کم سے کم ۳۴۶۰ - برس کا زمانہ درکار چاہیے - اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ جو ریڈیم زمین میں ۱۵۰۰ - برس قبل از مسیح سے موجود ہے، وہ ابتک ریڈیم ہی ہے - سیسہ نہیں ہوا ہے،

اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ ریڈیم ایک بالکل مختلف مادے سے تدریجی طریق پر تبدیل ہو کر اپنی شکل میں آتا ہے - اِس تبدیلی کا تصور قدیم حکماء کو بھی ہو گیا تھا، وہ اپنی عقل کے زور سے خیال کرتے تھے کہ تمام دھاتیں سونے کی شکل میں تبدیل کی جا سکتی ہیں اور ان دھاتوں سے اکسیر حیات طیار ہو سکتی ہے -

ریڈیم کی تکوین، علماء کی نظر میں نہایت ہی حیرت انگیز معما ہے - تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے کہ ریڈیم کا مورث اعلی دراصل اورانیم ہے - اِس اورانیم میں تین بڑی تبدیلیاں ہوتی ہیں - علماء نے اِن تبدیلیوں کے تین نام رکھے ہیں، اورانیم س ۱ - اورانیم س ۲ - اورانیم س ۳ - آخر الذکر تبدیلی کے بعد اورانیم، یونیم ہو جاتا ہے، پھر یونیم ترقی کرکے ریڈیم ہو جاتا ہے - ریڈیم میں تنزل ہوتا ہے تو وہ پہلے پولونیم ہوتا ہے، پھر سیسہ بن جاتا ہے - اورانیم اور سیسہ کے مابین اصلی درجے ۱۶ - ہیں - پوری تبدیلی کے لیے کم از کم ۰۰۰٬۰۰٬۰۰٬۰۰٬۶ سال درکار ہوے ہیں -

کے لئے کم از کم ۵۰۰ ٹن دوسرے کیمیاوي اجزاء درکار هونگے - ۱۰۰۰ ٹن بہترین کوئله خرچ هوگا - ۱۰،۰۰۰ ٹن مقطر پاني لگے گا - ایک مہینه تک ۱۵۰ مزدور کام کرینگے - پانچ هفتے ماهرین کیمیا کي ایک بڑي جماعت کو صرف کرنا هونگے - پھر اِس کے بعد مزید چار مہینے اُسے کار آمد بنانے میں لگینگے - ان تمام کوششوں ' محنتوں اور کثیر مصارف کے بعد ' شاید ایک گرام ریڈیم دستیاب هو سکے - اگر کانگو کی پوري کان سے فایده اٹھایا جائے ' تو بھي زیاده سے زیاده نصف اونس ریڈیم ملنے کي امید هے - اِس کے معني یه هوے که اِس تمام درد سري کے بعد ریڈیم کي موجوده مقدار میں یعني تقریباً دو چھٹانک میں صرف بیس گرام کا اور اضافه هو جائیگا !

(ریڈیم کي نوعیت)

آخر ریڈیم هے کیا چیز جس کي جستجو میں سارا عالم سرگردان هورها هے ' اور جس کي مدح و ثنا میں دنیا کے تمام علماء رطب اللسان هیں ؟

ماهر کیمیا سے پوچھو - وه بڑے جوش سے جواب دے گا " ریڈیم اگرچه لوهے ' تانبے ' سونے کي طرح ایک دھات هے ' مگر سب دھاتوں سے زیاده وزني هے ' حتی که سیسے سے بھي زیاده - سب دھاتوں سے زیاده قیمتي هے ' حتی که سونے ' چاندي ' لعل اور الماس سے بھي زیاده - ریڈیم ' قدرت کے خزانے کا سب سے زیاده بیش قیمت جواهر هے - یهي وه پارس هے جس کے عشق میں قدیم فلاسفه اور حکماء دیوانے هو رهے تھے ' اور سمجھتے تھے ' اس کے ذریعه هر دھات سونا بن جا سکتي هے ! "

ڈاکٹر کے پاس جاؤ - وه بھي قصیده خوان بن جائے گا - وه کہے گا " یهي وه اکسیر حیات هے جس کي صدیوں سے تلاش تھي - یه عنقریب دنیا کي جمله بیماریوں کا نسخه بدل ڈالے گا "

سائنس داں سے سوال کرو - فوراً بول اٹھے " یه سب سے زیاده عجیب چیز هے جو دنیا نے دیکھي هے - یه اسی کے خواص کي بدولت هے که ذراتي ترکیب (ایٹم) کا نظریه قائم هوسکا ہے ' جو عنقریب تمام علوم میں عظیم الشان اور حیرت انگیز انقلاب پیدا کردیگا "

عالم طبقات الارض (جیالوجي) سے مخاطب هو - وه فوراً کہے گا " ریڈیم هي آتش فشاں پہاڑوں اور زمین کي اندروني حرارت کا بہترین مفسر هے "

عالم فلکیات سے دریافت کرو - وه کہے گا " ریڈیم آفتاب اور ستاروں کے نور حرارت کا سر چشمه اور اُن کي قوت کا راز هے "

عالم الحیاۃ (بیالوجي) کا ماهر تو یہاں تک کہے گا " شاید ریڈیم هي زندگي کا اصلي منبع هے "

علم هندسه کا عالم کہیگا " اگر ریڈیم کي کافي مقدار حاصل هوجائے تو اِتني عظیم الشان قوت انسان کے قبضه میں آجائیگي جس کا اسوقت تصور بھي مشکل هے - ایسے حیرت انگیز آلات ایجاد هو جائیں جنکے مقابله میں موجوده آلات بالکل هیچ هیں - وه آلات ایسے محیر العقول کام کر سکیںگے جن کا عشر عشیر بھي حال کے آلات سے ممکن نہیں - پھر صنعت و حرفت میں بھي بالکل کایا پلٹ هو جائیگي - ابھي ریڈیم کي جتني قلیل مقدار موجود هے ' وهي بے شمار فوائد پہنچا رهي هے ' اُسکا ایک ادنی کرشمه یه هے که اُس سے ایک ایسا روغن ایجاد هوگیا هے جو گھڑي کي سوئیاں ' تختي اور هوائي جہازوں کے آلات اور برقي سوئچیں ' اندھیري راتوں میں روشن رکھتا هے - قیمتي جواهرات اُس سے طیار هو جاتے هیں - اگر کچھه عرصه کے لیے سفید (بے رنگ) یاقوت ' ریڈیم کے زیر اثر رکھدیا جائے ' تو همیشه کے لیے زمرد بن جاتا هے - نقلي اور مصنوعي نہیں - حقیقي ' بیش قیمت زمرد ! "

اس عجیب و غریب اور نادر چیز " ریڈیم " کا خاصه کیا هے ؟ مختصر جواب یه هے که " شعاعي قوت " - شعاعي قوت کے کیا معني هیں ؟ ٹھیک وهي جو اِن دو لفظوں سے سمجھے جاتے هیں - یعني شعاعوں کي شکل میں قوت - مزید تفصیل آگے آتي هے -

(ریڈیم کا انکشاف)

حیرت انگیز ریڈیم کا انکشاف اِس طرح هوا که سنه ۱۸۹۵ ع میں مشہور فرنچ سائنس داں هنري بکریل اپني علمي تحقیقات میں مصروف تھا - فوسفورسي روشني کے تجربے کر رها تھا - اچانک اُسنے دیکھا ' ایک خاص عنصر " اورانیم " کے اجزاء فوٹو گرافي کي تختي پر تاریکي میں اثر ڈال رهے هیں - حتی که اگر سیاه کاغذ سے چھپا دیا جائے ' جب بھي اُنکا اثر پہنچ جاتا هے - اِس پر اُسے بڑي حیرت هوئي مگر ریڈیم کي طرف رهنمائي نه هوسکي - البته علمي دنیا نے یه تسلیم کر لیا که اورانیم میں شعاعي قوت موجود هے ' اور اُس سے کام لیا جانے لگا - چنانچه اُسوقت سے شیشه اور چیني کے ظروف رنگنے میں اکسائڈ اورانیم برابر استعمال هونے لگا هے -

اسکے بعد ایک نوجوان پولش خاتون مدام کیوري نے اورانیم کے مخفي خواص کي تلاش میں تحقیقات شروع کي - اُسنے بہت جلد معلوم کر لیا که یه شعاعي قوت والا ماده ' خود اورانیم نہیں هے ' بلکه کوئي اور عنصر هے اور اکسائڈ اورانیم سے ملا هوا هے - یه دیکھکر اُسنے یه ماده تحلیل کرنا اور مختلف قسم کے کیمیاوی طریقوں سے بار بار دھونا اور صاف کرنا شروع کیا - اب اُسکي حیرت و مسرت بے حساب تھي - کیونکه تحلیل کے بعد جو ماده باقي رهگیا تھا ' اُسکي شعاعي قوت برابر بڑھتي جا رهي تھي - اسکے بعد وه الکٹروسکوپ کي مدد سے تین اونس ایک نیا عنصر حاصل کرلینے میں کامیاب هوگئي - یه عنصر اورانیم سے بھي ساٹھه گنا زیاده سخت تھا - فورا اِس ماده کے چند کیمیاوي خواص بھي دریافت هوگئے - اُسنے بڑے فخر و مباهات سے اپنے عظیم انکشاف کا اعلان کر دیا ' اور اپنے وطن کے نام پر اُسکا نام " پولونیم " رکھا - یه " پولونیم " ریڈیم کے انکشاف کي طرف عملي قدم تھا - تین سال کي مزید تحقیقات کے بعد اِسي خاتون نے اعلان کیا که اکسائڈ اورانیم میں شعاعي قوت کا اصلي سرچشمه اُسنے دریافت کر لیا هے - اِسي سرچشمه کا نام بالاخر " ریڈیم " پڑا - اور آهسته آهسته اُسکے مزید خواص معلوم کیے گئے -

اسکے بعد سر ارنسٹ ردرفورڈ نے دریافت کیا که ریڈیم کي شعاعیں تین قسم کي هیں - چنانچه یوناني ابجد کے تین ابتدائي حروف پر اُنکے نام رکھ گئے - پہلي شعاع کا نام " الفا " دوسري کا " بیٹا " تیسري کا " گاما "

(ریڈیم کے خواص)

پھر تحقیقات سے ثابت هوا که پہلي شعاع " الفا " مثبت کہربائي لہروں کا مجموعه هے - وه اِس قدر تیز رفتار هے که هر سکنڈ میں ۲۰،۰۰۰ میل حرکت کرتي هے - یعني توپ کے گولے سے بھي ۴۰،۰۰۰ مرتبه زیاده تیز رفتار هے - لیکن یه شعاع ' نفوذ و سریان کي زیاده قوت نہیں رکھتي - شیشے کي نہایت رقیق تختي حائل کر کے اُسے روک دیا جا سکتا هے -

مغرب کی تاریخ جدید کی تاریخی شخصیتیں

" دنیا میں ہر شخص [illegible] کام ہوتا ہے - میرا کام یہی ہے کہ میں ہر عمر [illegible] سچائی کی [illegible] ظاہر کروں - جو [illegible] مجھ میں استطاعت میں تھا میں نے انسانیت ، شرافت ، اور راستبازی کی دعوت دی ہے - اگر دنیا نے نہیں سنا ، تو یہ میرا قصور نہیں ہے - میں نے اپنے لیے ایک قاعدہ بنا لیا ہے - میں عالمگیر سچائیوں کا ساتھ دیتا [illegible] ، کسی کی [illegible] نہیں کرتا ، کسی کی تضحیک نہیں کرتا ، کسی معین شخص پر حملہ نہیں کرتا - میرا حملہ انسانوں پر ہے - میں کسی خاص فعل کو برا نہیں کہتا - میں شر کو برا کہتا ہوں " (روسو)

انقلاب فرانس کے ارکان ثلاثہ

ژان ژاک روسو

JEAN JACQUES ROUSSEU

یہ سلسلہ شروع کرتے ہوئے گذشتہ نمبر میں ہم نے والٹیر کے مختصر حالات درج کیے تھے ، اور کہا تھا کہ آیندہ نمبروں میں اسکے اجتماعی اصول و معتقدات پر ایک مقالہ شائع کیا جائیگا - پھر اس پر نقد و تبصرہ کیا جائیگا - لیکن پھر ہمیں خیال ہوا کہ اس ترتیب کی جگہ یہ ترتیب بہتر ہوگی کہ پہلے ان تینوں ارکان انقلاب کے مختصر حالات و افکار شائع کردیے جائیں - پھر ان کے اصول و معتقدات کا خلاصہ دیدیا جائے - اس کے بعد بہ یک دفعہ ان پر نقد و تبصرہ کیا جائے - چنانچہ آج روسو پر ایک مختصر تحریر شائع کی جاتی ہے - یہ سلسلہ دو نمبروں میں ختم ہو جائیگا - اسکے بعد فرانسیسی انسائکلوپیڈیا اور اسکے مصنفین کے حالات و افکار پر نظر ڈالی جائیگی ، اور اسکی اشاعت کے بعد نقد و تبصرہ کا سلسلہ شروع ہوگا - حال میں ایک نہایت قیمتی مجموعہ روسو کے تمام مکاتبات کا بھی پیرس سے شائع ہو رہا ہے - تین جلدیں گذشتہ سال شائع ہو چکی تھیں - چوتھی جلد پچھلی ڈاک سے ہندوستان پہنچی ہے - یہ مجموعہ اسقدر دلچسپ اور گوناگوں معلومات سے لبریز ہے کہ ضرورت ہے ، کم از کم ایک دو تحریریں روسو کے مکاتیب پر بھی لکھی جائیں - اگر وہ لکھی جا سکیں تو یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہوگی -

انقلاب فرانس کے دماغی ارکان در اصل ازمنۂ وسطی (میڈل ایجز) کے کلیسائی اور شاہی استبداد کا رد فعل تھے - اسلیے ناگزیر تھا کہ پچھلے افراط کے مقابلہ میں ایک نئی تفریط پیدا ہو جائے - والٹیر ، روسو ، اور دیدرو ، ذہن و عقل کی اسی تفریط کی مخلوق ہیں - نئی دنیا کی روح تعمیر سے نہیں بلکہ تخریب کے ہیجان سے پیدا ہوئی - وہ ابتدا سے [illegible] - مسیحی کلیسا کے جمود اور شاہی [illegible] استبداد نے " [illegible] " اور " اعتقاد " کا جو [illegible] تھا ، اس نے [illegible] میں [illegible] پیدا کردیا - یہ لا مذہبی اُس زمانے کی [illegible] کا قدرتی مقتضی تھا - پچھلی " تعمیر " کی [illegible] بدلے ایک نئی " تخریب " کی ضرورت تھی - انہوں نے کلیسائی اور شاہی جمود کا [illegible] توڑ دیا [illegible] ہے ، اس بت شکنی میں وہ خود بھی ایک [illegible] کدہ بنا گئے - اور اسکے بعد پھر دنیا کو ایک نئے [illegible] کا انتظار ہے !

بہر حال انقلاب فرانس کے معتقدات پر یہ جدید نقد و نظر ، اس سلسلہ کی اصلی چیز ہوگی - جو مولانا ابو الکلام کے قلم سے نکلی ہے ، اور اُن کے [illegible] خانہ کے مسودات میں سے ہے -

* * *

ایک مرتبہ ایک مجلس میں انگریزی عام ادب کا غیر معمولی انسان اور انقلاب فرانس کا سب سے بہتر وقائع نگار ، کارلائل موجود تھا - لوگ حکما کی خیالی نقشہ آرائیوں پر بحث کر رہے تھے - ایک شخص نے کہا " اجتماع و معاشرت کے انقلابات کے نقشے ایک دل خوش کن تخیل سے زیادہ نہیں ہیں " جونہی اس [illegible] کارلائل کے کانوں میں پڑی ، اُس نے مجمع کو مخاطب کر کے کہا :

" حضرات ! کچھہ عرصہ ہوا ، اس [illegible] میں ایک شخص تھا - روسو - اس نے ایک کتاب لکھی تھی - جب وہ کتاب شائع ہوئی تو بہت سے آدمیوں نے اُس کی ہنسی اڑائی - لیکن جب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا ، تو اُس کی جلد باندھنے کیلیے اُنہی لوگوں کے جسم کا چمڑا استعمال کیا گیا تھا ، جنھوں نے اس کی ہنسی اڑائی تھی ! "

اگر ریڈیم بگڑ کر سیسه هوجاتا هے تو یهاں قدرتي طور پر سوال پیدا هوتا هے که کیا شروع هي سے زمین میں ریڈیم کي بهت بڑي مقدار موجود تهي ؟ اور کیا اسکا موجوده سیسه اصل میں ریڈیم هي تها ؟ بهت ممکن هے ایسا هي هو ، اگر ایسا هي هے تو پهر زمین سورج میں اپني موجوده حالت سے بالکل مختلف هوگي - سورج میں ممکن ایک ایسا [illegible] خود آفتاب کا ایک چهوٹا سا جز -

علماء طبیعیات کا یهي خیال هے که زمین اصل میں ایک آتشي کره تهي اور آفتاب یا کسي دوسرے عظیم کره سے ٹوٹ کر جدا هوئي هے - پهلے زندگي سے بالکل خالي تهي - پهر بتدریج سرد هونے کے بعد زندگي کے تخم سے آباد هوئي ، اور ذي روح کا مسکن بن گئي - زندگي کے یه تخم ، ابتدا میں کهاں سے آ رهے تهے - اگر واقعه یهي هے تو سوال پیدا هوتا هے ، کیا یه ممکن نهیں که زندگي کے یه تخم اصل میں ریڈیم هي کے ٹکڑے هوں ؟ بهت ممکن هے ایسا هي هو - موجوده سائنس نے قطعي طور پر ثابت کر دیا هے که شعاعي قوت کا زندگي کے حقیقي عناصر سے گهرا تعلق هے - دلیل اسکي یه هے که بعض بیج ریڈیم کي شعاعوں کے زیر اثر آتے هي فوراً کونپلیں پیدا کرنے لگتے هیں ، اور نهایت غیر معمولي سرعت و قوت سے بڑهنے لگتے هیں !

لیکن علماء کا یه بهي خیال هے که ریڈیم کبھی اس کي اصلي اور بے عمل شکل میں زیاده مقدار ، زمین کي سطح پر کهیں موجود نه تهي - یه اسلیے که اسکے پیدائشي خواص اسے [illegible] رهے هیں - وه همیشه دوسرے مواد سے مخلوط [illegible] - خالص ریڈیم کا حصول بهت هي مشکل هے - اگرچه [illegible] تو اسکا [illegible] میں محفوظ رهتا اور [illegible] یه هوا سے [illegible] هوجاتا هے - یهي وجه هے [illegible] تجارت اسکے مختلف مرکبات ، برومائڈ ، کلورائڈ ، [illegible] کي شکل میں هوتي هے -

(طبي فوائد)

روشني کے رجحان کے علاوه ریڈیم سے طب میں بهي بڑے بڑے کام لیے جا رهے هیں - طب میں اسکے استعمال کي طرف سب سے پهلے سنه ۱۹۰۱ - میں پیئر کوري نامي طبیب کو رهنمائي هوئي - یه شخص ریڈیم کي دریافت کرنے والي میڈم کوري کا شوهر هے - لیکن ریڈیم کے علاج کا اصلي موجد هنري ڈوملسي هے - سنه ۱۹۰۶ - میں اسنے دریافت کیا که اگر سیسه کي تختي میں ریڈیم کي شعاعیں دو مرتبه چهان لي جائیں ، تو وه جسم کے ان ریشوں کو زائل کردیتي هیں جو سرطاني مادوں سے آلوده هوئے هیں - مگر تندرست ریشوں پر ان کا کوئي برا اثر نهیں پڑتا -

اس وقت سے ریڈیم مختلف امراض کے علاج میں استعمال هونے لگا - مثلاً سرطان ، طرح طرح کے ورم ، نقرس ، عصبي درد ، عرق النساء ، پیڑهو کا درد ، ذیابیطس ، خون کي کمي ، [illegible] ، ٹیفوڈ وغیره - خیال کیا جاتا هے که ریڈیم ، ایکس ریز کے جلے هوئے زخم اچهے کردیتا هے - ٹیفوڈ ، هیضه اور پیچش کے جراثیم قتل کردیتا هے - معدے کو درست کرتا هے - اشتها پیدا کرتا هے اور ان تمام کیمیاوي تبدیلیوں میں مساعد هوتا هے جو انساني جسم میں برابر جاري رهتي هیں -

(ریڈیم کے مضر اثرات)

لیکن جهاں ریڈیم کے بے شمار فوائد هیں ، اسکے مضر [illegible] بهي هیں - مدت تک ریڈیم کے زیر اثر رهنا سخت نقصان کا موجب هوتا هے - جو لوگ ریڈیم کے علاج میں مشغول رهتے هیں ، وه اپني حفاظت سیسے کي [illegible] پهنکر کرتے هیں - تاهم انکي صحت کو آخر کار سخت نقصان پهنچتا هے - ریڈیم کي شعاعیں براه راست کوئي تکلیف نهیں پهنچاتیں - لیکن آهسته آهسته خون کے سفید اور سرخ ذرے گهٹا دیتي هیں - خون کا دباؤ گهٹ جاتا هے - اکثر خون میں کمي بهي پیدا هوجاتي هے - ناخن بدصورت اور انگلي کے پور کي کهال سخت اور موٹي هوجاتي هے - آخر کار هاتهوں کي جلد میں بهي سرطان پیدا هوجاتا هے -

ریڈیم کي ابهي جتني مقدار حاصل هوئي هے ، وه تمام مریضوں کے علاج کیلیے بالکل ناکافي هے - [illegible] بهت هوشیاري سے استعمال کیا جاتا هے ، اور ایسے طریقے ایجاد کیے گئے هیں که [illegible] زیاده سے زیاده کام هو سکے - ریڈیم کي شعاعي قوت [illegible] سوئي جیسي نلیوں میں اس طرح بند کردي جاتي هے که [illegible] علاج میں کام لیا جا سکے - هر نلي ۱۸ - ۲۰ - روپیه میں فروخت هوتي هے اور زیاده سے زیاده چار دن تک کام دیتي هے - یه نلي بیمار کے جسم میں اسي طرح داخل کردي جاتي هے ، جس طرح انجکشن کي سوئي داخل کي جاتي هے -

اس وقت کوئي شخص بهي بدقسمتي سے کوئي نهیں کهه سکتا که ریڈیم کے [illegible] مواد اور کیا کیا درست هونگے ؟ اور ان کن طریقوں پر انکا استعمال کیا جا سکے گا ؟ [illegible] که سائنس کوئي ایسا طریقه ایجاد کر سکے ، جس سے [illegible] کے حصول میں آسانی هو جائے ، اور علماء طبقات الارض [illegible] معلوم هو جائے که [illegible] تو [illegible] که انسان [illegible] غیر محدود دولت حاصل هوجائے ؟

الهلال

کا

یه ۸ - وان نمبر هی

لیکن

افسوس تک ضرورت باقي هے که اسکي وسیع اشاعت کي طرف آپ کو توجه دلائي جائے -

اس میں شک نهیں که [illegible] جس طرح الهلال کا استقلال کیا ، شاید هي اسکي کوئي دوسري نظیر اردو اخبارات میں مل سکے - لیکن مشکل یه هے که پرچه کي ترتیب و طباعت کا معیار بهت بلند هے ، اور قیمت اسکے مقابله میں بهت کم - اب یا تو قیمت بڑهاني چاهیے - یا اسکي وسیع اشاعت هوني چاهیے که اس سے قیمت کي کمي کي تلافي هوجائے -

ري عهد مصائب کي يادگار هيں - أنميں سب سے بلند درجه أسکے مکالمات “ اور ” اعترافات “ کو حاصل هے - اِن سے بهي بڑهکر أسکي تحريريں هيں ‘ جو أسنے پيرس کے أسقف (لاٹ پادري) اور جنيوا ، حکومت کے جواب ميں لکهي تهيں -

(رسو اور کليسا کا معرکه)

اِس جنگ ميں کون فتحمند رها : روسو يا أسکے دشمن ؟

اِسکا جواب مدت هوئي خود زمانه دے چکا هے ! زندگي ميں ے لبے دنيا چار بالشت زمين کا گوشه بهي مهيا نه کرسکي ‘ ں اسکے مرنے کے بعد يورپ کا تمام براعظم اپنے دهن و فکر کا صرف ـ ي حکمراں رکهتا تها ‘ اور وه يهي معتوب عالم ” روسو “ تها !

ليکن آج هميں روسو کي زندگي پر تبصره کرنا نهيں هے - روسو زندگي پر تبصره رسائل کے مقالات ميں نهيں ‘ ضخيم کتابوں ں هو سکتا هے - آج هم صرف أسکي فکري اور قلمي معرکه آرائيوں ں سے ايک خاص معرکه دکهانا چاهتے هيں - يهي اسکے قلم کے ے هيں جو تهوڑے عرصے کے اندر انقلاب فرانس کے خونيں ڑيوں کي شکل ميں مبدل هوگئے - يه معرکه أس ميں اور س کے أسقف کے درميان واقع هوا تها - بلکه يوں کهنا چاهيے ‘ علم ل کے نئے ظهور اور مسيحي کليسا کے قديم جهل و جمود ميں تها - هم اختصار پر مجبور هيں -

(أسقف کا بيان)

أسقف نے اپنا بيان اِس افسوس کے ساتهه شروع کيا هے که س ميں کفر اور الحاد پهيلتا جاتا هے - پهر يه ثابت کيا هے که سورت حال ‘ قرب قيامت کي علامت هے جيسا که پولس رسول نے ش گوئي کي هے - پهر اس مقدس مگر هولناک تمهيد کے بعد رسو پر پے در پے حملے شروع کر ديتا هے :

” يهي وه الحاد هے جسے ايک شخص (يعني روسو) نے اپني ب ”اميل“ Emilius ميں پيش کيا هے - اِس شخص نے ميں نشو و نما پائي هے - يه ايک ايسي زبان بولتا هے جو فه کي زبان هے - مگر وه خود فلسفه سے تهي دست هے - يه ايک دهن هے جس ميں معلومات بے ترتيبي سے ٹهونس ديے گئے ں - مگر وه هنوز تاريک هے ‘ اور صرف اپني تاريکي هي پر قانع نهيں بلکه دوسرے دلوں ميں بهي تاريکي اتار رها هے - يه ايک ايسي ت هے جو عجيب و غريب افکار کي دلداده اور مجهول راستوں کي ند هے - اِس ميں اخلاق کا افلاس اور فکر کي ثروت ‘ دونوں يک ، جمع هوگئي هيں - ايک طرف أسے متقدمين کے اصول سے ـ هے ‘ دوسري طرف عقلي بدعتوں کي ايجاد کا جنون هے - لوت پسند بهي هے اور شهرت پسند بهي - علم کي محبت کا ، دعوي رکهتا هے اور عام کي عداوت کا بهي علم اٹهائے هے - بل کے کمال کا بهي اعتراف کرتا هے اور أسے جڑ سے اکهاڑ پهينکنے بهي کوشش کرتا هے - فضيلت کي ايسي خوبصورت تصويريں ا هے که بے اختيار تحسين و آفرين کا نعره بلند هو جاتا هے - مگر وراً هي فسق و فجور کے پهاوڑوں سے اپني بنائي هوئي شاندار عمارت بهي ديتا هے - يه نوع انساني کا معلم بنکر سامنے آيا هے ‘ مگر الحاد مراهي کے سوا کچهه نهيں رکهتا - يه ضلالت کا امام هے - فساد رشد هے - شيطان کا پيغمبر هے - تاريکي کا رهبر هے - اور اس سے کچهه زياده هے - وه اپني کتاب ميں انسان کو حيوان کے درجه ميں هے - ايک اور رساله ميں نفس پرستي کي تبليغ کرتا هے - پهر تربيت کي کتاب لکهتا هے - مگر سراسر الحاد کي دعوت ديتا هے !“

آگے چلکر أسقف نے روسو کي کتاب ” تربيت “ پر اعتراض کيے هيں اور اس پر زور ديا هے که يه ” دعوت الحاد “ هے - يه کتاب آج همارے هاتهوں ميں موجود هے - اسميں جس ” الحاد “ کي دعوت دي گئي هے وه صرف يه هے ‘ که وه کهتا هے : ” بچه کي دماغي تربيت و تعليم ايسي هوني چاهيے که وه خود اِس قابل هوجاے که دين حق کي معرفت پيدا کرسکے ‘ اور اسے تقليد و رسوم کي بنا پر نهيں بلکه فهم و بصيرت کے ساتهه منتخب کرے - هميں اس بات سے احتراز کرنا چاهيے که أسے کوئي ايسي دماغي جکڑ بندي کي تعليم ديں جس سے أس ميں دماغي بصيرت اور مجتهدانه فکر کي قوت پيدا نه هوسکے اور دل و دماغ کسي جابرانه تاثير سے منفعل هوجائيں - هميں اس سے بهي احتراز کرنا چاهيے که اسکے دماغ ميں کوئي ايسي بات أتار ديں ‘ جسے وه خود اپني عقل سے معلوم نهيں کرسکتا “

اِس پر اسقف نے اعتراض کرتے هوئے لکها هے : ” هميں اِس نظريه پر کوئي اعتراض نهيں هے - ليکن سوال يه هے که کيا بچه کو گمراه هوجانے کيليے چهوڑ دينا چاهيے ؟ اگر ايسا نهيں کرنا چاهيے بلکه أسے هميشه فطرة کي سچي راه پر رکهنا چاهيے ‘ تو وه سچا طريقه کيا هے ؟ کتاب تربيت کا مولف بد بد لفظوں ميں الحاد کي طرف دعوت ديتا هے - ليکن هم فطرت کے سچے طريقے يعني مسيحيت کو پيش کرتے هيں - درحقيقت دين مسيحي فطرتي دين هے - فطرت هميشه اسي کي طرف رهنمائي کرتي هے - عقل انساني بجز انجيل کے راسته کے کوئي دوسري راه قبول هي نهيں کرسکتي - يه اس لیے که انجيل کا دين ‘ فطرت اور عقل کا دين هے !“

روسو أسقف کي تمام تشريحات برداشت کرلے سکتا تها ‘ ليکن يقيناً اس بات کي برداشت أسکي طاقت سے باهر هوگئي که ” مسيحيت فطرة کي سچائي هے “ اور وه ” فطرة اور عقل کے دين کي طرف رهنمائي کرتي هے “ ياد رکهنا چاهيے که يه پرجوش أسقف اور اسکے تمام هم مشرب جس ” مسيحيت “ اور ” انجيل “ پر عامل تهے اور أسکي دعوت دے رهے تهے ‘ وه ” کليسا “ اور ” پوپ “ کي ” مسيحيت “ تهي - نه که مسيحيت کي پهلے عهد کي ساده اور بے ميل مسيحيت - امريکن مصنف ڈريپر کے لفظوں ميں ” اٹهاروين صدي کے تمام اجتماعي انقلابات غير ضروري هوجاتے ‘ اگر کليسا اور پوپ کي نمايندگي کي جگه مسيحيت اور مذهب کي کوئي دوسري نمايندگي وجود ميں آ سکتي “

دراصل ازمنهٔ وسطی سے مسيحيت کا جو جهل پرور اور مستبد مزاج پيدا هوگيا تها ‘ اسکا قدرتي رد فعل والٹير اور روسو کا انکار اور کفر تها !

اسکے بعد اسقف کهتا هے ” اگر دين مسيحي هي وه سچا طريقه هے جسکے سوا فطرت انساني کوئي دوسري راه تصور هي نهيں کرسکتي - تو پهر روسو کے ديني تعليم و تربيت پر نکته چيني کرنا بجز اسکے کوئي معني نهيں رکهتا که وه مخلوق کو هدايت سے هٹا کر ضلالات کي طرف بلا رها هے !“

روسو نے کها تها ” هر بچه جو اپنے بچپنے ميں خدا پر ايمان رکهتا هے ‘ ايک طرح کا بت پرست هے ‘ اور خدا کو انسان کي

یہ ہے یورپ کے اٹھارھویں صدي کي عجیب و غریب شخصیت جین جاک روسو - اور یہ ہے اُس کي انقلاب انگیز اور عالم افگن تعلیمات کا ساحرانہ نفوذ ' جس کي طرف کارلائل نے ان ضرب المثل بن جانے والے لفظوں میں اشارہ کیا تھا !

نپولین کہا کرتا تھا " انقلاب فرانس کچھہ نہ تھا مگر روسو " ایک اور موقعہ پر اُس نے کہا " روسو ھي انقلاب کا باپ تھا " بلاشبہ روسو انقلاب فرانس کا باپ تھا ' لیکن وہ اس سے بھي بڑھکر تھا - اُس نے صرف فرانس ھي میں نہیں بلکہ اپنے پورے عہد کي عقلي و اجتماعي زندگي میں انقلاب پیدا کر دیا - اس کے عقائد و اصول کو لوگ صحیح سمجھیں یا غلط ' لیکن عملي دنیا کا فیصلہ یہي ہوا کہ وہ آئندہ [illegible] اُس کي رہنمائي پر چل پڑي ' اور اُس کے سوا دوسروں کي رہنمائي قبول کرنے سے انکار کر دیا - اٹھارھویں صدي سے لیکر اس وقت تک دنیا کی قوموں کي حکومتوں میں ' اُن کي سوسائٹي اور معاشرت میں ' اُن کے عقلي اعمال و عقائد میں ' ان کے علم و فن کے کار و بار میں ' ایک بہت بڑي زندہ حقیقت روسو اور روسو کے اصول و مبادي ھیں !

(مختصر حالات زندگي)

سنہ ۱۷۱۲ ع میں روسو جنیوا میں پیدا ہوا تھا - اُس کا باپ آیزک روسو ایک غریب آدمي تھا ' مگر سست ' کاہل ' اور بد اخلاق - گھڑیوں کي مرمت کرتا اور عورتوں کو ناچنا سکھا کر بسر اوقات کرتا - لیکن اُس کي ماں بہت ھي شریف عورت تھي - اُس کي سمجھ ' حیا اور شریفانہ نسواني خصلتوں کا تمام سوانح نگاروں نے اعتراف کیا ھے - روسو میں اپنے ماں اور باپ دونوں کے اخلاق جمع ہوگئے تھے - البتہ بعد میں اُس نے بہت کچھہ اصلاح کرلی تھي -

روسو کي ابتدائي تعلیم نہایت ناقص تھي - اُسے بچپن ھي سے افسانے اور خیالي قصے پڑھنے کا شوق ھوگیا تھا - جیسا کہ اس کے تمام سوانح نگار تسلیم کرتے ھیں ' یہ مطالعہ اُس کے عجیب ذھن کے لیے مضر نہیں بلکہ مفید ثابت ھوا -

روسو ابھي پوري طرح جوان بھي نہیں ھوا تھا کہ اپني روزي کمانے پر مجبور ھوگیا - اُس کے والد نے اُسے مستاري کا پیشہ اختیار کرنے پر مجبور کیا مگر اس میں کامیابي نہیں ھوئي - اکثر مقامات میں اُس نے نوکري کي مگر اپني تنک مزاجي اور خاص قسم کي طبیعت کي وجہ سے کہیں جم نہ سکا - نہ وہ اپنے کسي آقا کو خوش کرسکتا تھا - نہ اُس کا کوئي آقا اُسے مطمئن رکھنے کي قابلیت رکھتا تھا !

اپني زندگي کا یہ زمانہ اُس نے سخت مصائب میں گزارا - تنگ دستي ھمیشہ اُس کي رفیق رھي - بے اطمینانی نے کبھي ساتھہ نہ چھوڑا - صحت نہایت خراب تھي - سوسائٹي کا سب سے زیادہ بدترین طبقہ اُس کے حصے میں آیا تھا -

(ترقي و شہرت کا پہلا موقعہ)

۳۷ - سال اس طرح گزرگئے - اب تک وہ بالکل گمنام تھا - لیکن قدرت کي نظر عنایت اُس پر شروع ھي سے تھي - وہ اُسے اپنے مدرسۂ مصائب میں طیار کر رھي تھي -

سنہ ۱۷۴۹ ع میں یکایک اُس کے اقبال کا ستارا طلوع ھوا - فرانس کے ایک علمي مجمع (اکاڈمي) نے ایک موضوع مقرر کیا ' اور اھل علم کو اُس پر بحث کي دعوت دي - مقابلہ سخت تھا - سینکڑوں علما میدان میں اتر آئے تھے - مگر روسو نے ہمت کي ' اور مضمون لکھا - اُس کا مضمون سب سے بہتر ثابت ھوا - مجمع علمي نے اِس گمنام " عالم " کي قابلیت کا اعتراف کیا - اور اُسے مقابلہ کا انعام دیکر ھمت افزائي کي - اِس طرح دنیا نے پہلي مرتبہ سنا کہ روسو ' فرانس میں ایک بڑا عالم ھے !

(حکومت اور کلیسا کا متحدہ حملہ)

اب روسو پر شہرت کا دروازہ کھل گیا - بڑي تیزگامي سے وہ آگے بڑھا ' اور تھوڑے ھي عرصہ کے اندر اپنے عہد کا سب سے بڑا عالم تسلیم کر لیا گیا -

مگر کیا اِس شہرت و عزت سے اُس کي زندگي کي مصائب دور ھوگئیں ؟ نہیں ' اور زیادہ ھوگئیں - پہلے وہ صرف تنگ دستي کا شکار تھا ' اب وہ حکومت اور کلیسا کي دشمني کا بھي شکار ھوگیا - جوں ھي اُس کي تصانیف سوشل کنٹریکٹ ' ھلواز ' اور امیل نامي شائع ھوئیں ' حکومت اور کلیسا کے ایوانوں میں تہلکہ مچ گیا - دونوں نے بیک وقت اُس پر یورش کردي ' اور انتقام کے لیے اپنے تمام ھتھیار سنبھال لیے !

(مصائب و محن اور خاتمہ)

" امیل " کے شائع ھوتے ھي ' ۹ جون سنہ ۱۷۶۲ ع میں حکومت فرانس نے روسو کي گرفتاري کا فرمان جاري کردیا - مجبوراً اُسے فرار ھي میں سلامتي نظر آئي - فرانس سے بھاگ کر جنیوا پہنچا ' مگر یہاں کي حکومت بھي اُس کے لیے فرانس سے بہتر ثابت نہ ھوئي - اُس نے بھي اس کي گرفتاري ضروري سمجھي - یہ حال دیکھکر اس نے ھالینڈ کا رخ کیا - مگر ھالینڈ بھي ایک ایسے شخص کے استقبال کے لیے طیار نہ تھا - اُس نے بھي دار و رسن سے استقبال کرنا چاھا - اب اس کے سوا چارہ نہ تھا کہ اٹلي میں پناہ لے - وہ اٹلي پہنچا - مگر اٹلي پوپ کا پایۂ تخت تھا - وہ اس کے پہنچنے سے پہلے ھي اس کے کفر و انکار پر گرفتاري و قتل کا فتوی صادر کرچکا تھا - بے بس ھوکر وھاں سے بھي نکلا - اور انگلستان کي راہ لي - اُسے امید تھي کہ انگلستان کے ایک گوشہ میں پناہ حاصل کر سکیگا - لیکن افسوس ھے کہ وہ بھي بے رحم نکلا - اب اُس کي مصیبت کا جام چھلک گیا تھا -

اب یورپ میں اُسے کہیں پناہ نہیں مل سکتي تھي - جہاں چھپتا تھا - وھیں دشمن کا ھاتھہ دراز ھوجاتا تھا : ضاقت علیہم الارض بما رحبت و ضاقت علیہم انفسہم کے عالم میں مبتلا تھا - ابھي یہ مصیبت بڑھتي ھي جاتي تھي کہ ایک دوسري مصیبت بھي شروع ھوگئي - یعني طرح طرح کے جسماني امراض و آلام کے آمیز - آخر ایسي حالت میں ' کہ دنیا اپني ساري وسعت کے ساتھہ اس پر تنگ ھوچکي تھي ' سنہ ۱۷۷۸ ع میں انتقال کیا ' اور گوشۂ قبر میں پناہ لي !

ان مصائب نے روسو کے دل و دماغ پر کیا اثر ڈالا ؟ کیا وہ ان سے مرعوب ھوگیا تھا ؟ کیا اپنے عقائد و افکار سے دست بردار ھوگیا تھا ؟ کیا اُس نے اپنے بے پناہ دشمن کے سامنے ھتھیار ڈالدیے تھے ؟

اگر وہ ایسا کرتا تو یقیناً عیش کي زندگي بسر کرتا - مگر صرف زندگي ھي بسر کرتا - زندگي کي عظمت حاصل نہ کر سکتا - اپني موت کے ساتھہ ھي مرجاتا - اُسکي ساري عظمت ' اُسکي دماغي قابلیتوں سے زیادہ ' اُسکے دل کي مضبوطي میں ھے - بلا شبہ وہ اپنے جسم کو کونے کونے میں چھپاتا پھرا ' مگر اُسکا قلم بے پناہ شمشیر بکف ھمیشہ دشمن کا قلع قمع کرتا رھا - اُسکي بلیغ ترین کتابیں ' اسی

معرکوں کے بعد اُنکي هيبت فرانسيسي فوجوں پر اِس قدر بيٹهه گئي تهي که اُنکا نام سنتے هي ميدان سے بهاگ جاتي تهيں - پچهلے دو سال برابر دروزيوں کا پله بهاري رها ، واقعات ثابت کر رهے تهے که فرانس کو بهت جلد سر جهکانا پڑيگا - بلکه حقيقت يه هے که دو مرتبه فرانس نے اندر هي اندر سر جهکا دينے کا فيصله بهي کر ليا تها -

مگر افسوس ، نتيجه بالکل برخلاف نکلا - فرانس نے وهي طريقه اختيار کيا جو ايسے موقعه پر هميشه طاقتور حريف اختيار کيا کرتا هے - اُس نے جنگ کو طول دينا شروع کر ديا - يه طوالت بے سر و سامان دروزيوں کيلئے نا قابل تحمل تهي - وه دنيا کي اول درجه کي سلطنت کے مقابله ميں تنها تهے - خود اپنے وطن کي دوسري جماعتيں بهي اُنکے ساتهه شريک نه تهيں - جنگ نے زراعت ، تجارت ، اور هر طرح کے وسائل معيشت سے انهيں محروم کر ديا تها - بهت دنوں تک جمے رهے - ليکن آخر کب تک قدرتي موانع سے جنگ کرتے ؟ بے بس هوکر ترک جنگ پر آماده هوگئے - اب پورا ملک پهر فرانس کے رحم پر هے ، اُسوقت تک کيلئے که مجاهدين وطن تازه دم هوکر کوئي دوسرا قدم اٹها سکيں -

يه واقعه تمام مشرق کيلئے ايک نيا تازيانهٔ عبرت هے - اِسنے ايک مرتبه پهر يه حقيقت ظاهر کردي که يورپ کي قوميں کس طرح مشرق کو غلام بنانے اور غلام رکهنے پر متفق هوگئي هيں - انميں باهم کتني هي منافست و رقابت هو ، ليکن جب مشرقي قوموں کا سوال آجاتا هے ، تو [illegible] ايک دوسرے کي اعانت کيلئے آماده هو جاتي هيں - شامي جهاد آزادي ، اِسکي تازه مثال هے - سب لوگ اچهي طرح جانتے هيں که وه فرانس نهيں هے جسنے آج وطن پرستان شام کو نيچا دکهايا هے - بلکه وه برطانيا هے جسکي اخلاقي و مادي امداد و اعانت نے فرانس کو فتحمند کيا هے - فرانس تو تنها پورا زور لگا کر بهي جيت نه سکتا تها - وه تنها دمشق کي بهي حفاظت نهيں کرسکتا تها - دروز آتے تهے اور پوري آزادي سے دمشق کي سڑکوں پر حملے کرتے تهے - حالانکه يهاں فرانس کا جنگي مرکز قائم تها - تبهي يه اُس وقت کي بات هے ، جب فرانس اِس جهاد کے مقابله ميں اکيلا تها - برطانيا کي اعانت اُسے حاصل نه تهي - يه واقعه هے که اُس نے تنها دو مرتبه اراده کرليا تها که شاميوں کے مطالبات منظور کرلے ، اور اپنے ظالمانه مطامع سے باز آجائے -

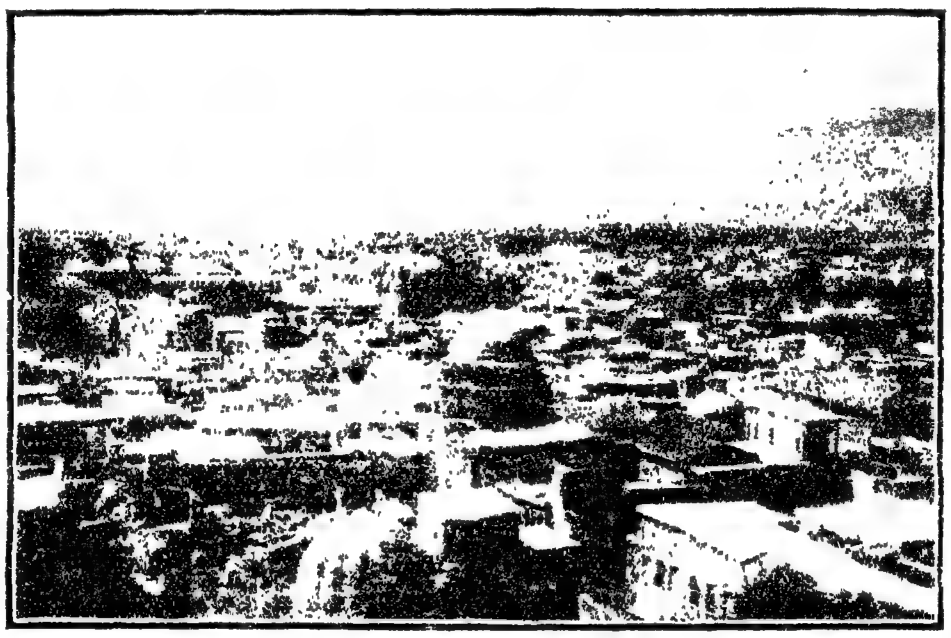

شام کے پايۂ تخت دمشق کا ايک منظر۔

برطانيا اِس معامله ميں کيونکر شريک هوا ؟ مختصر تفصيل اس کي يه هے که جب دروزيوں کو فرانس کے مقابله ميں نماياں کاميابياں هونے لگيں تو فلسطين ، شرق اردن ، اور عراق ميں بهي اس کي صداے بازگشت بلند هونے لگي - شرق اردن کے تيور سب سے زياده خراب تهے - بلکه جابجا شورش بهي شروع هوگئي تهي - برطانيا نے ديکها که اگر اس علاقه ميں آگ لگ گئي تو فلسطين اور عراق تک اس کے شرارے پهنچ جائينگے ، اور پوري عربي قوم ميں حريت طلبي کي نئي سرگرمي پيدا هوجائيگي - برطانيا نے خيال کيا ، يه تمام بے چيني صرف اِس وجه سے هے که دروزيوں کي کاميابيوں نے عربوں کے دل بڑها ديے هيں اور فرانس کي پيهم شکستوں سے خود برطانيا کا رعب و داب بهي بے اثر هوتا جاتا هے - وه فرانس کي پيٹهه ٹهونکنے کيلئے تيار هوگئي - فلسطين کے برطانوي حکام نے علانيه فرانس کي طرف امداد کا هاتهه بڑهايا ، اور اپني جنگي قوت سے دروزيوں پر دباؤ ڈالنے لگے -

بد قسمتي سے جغرافيائي اور جنگي حالات نے دروزيوں کو شرق اردن کا سخت محتاج بنا ديا تها - اُن پر تمام دروازے بند تهے - صرف شرق اردن کا دروازه کهلا تها - يهيں وه پناه ليتے تهے - يهيں تازه دم هوتے تهے - اور اسي راسته سے انهيں باهر کي مدد بهي مل جاتي تهي - برطانيا کے مخالف هوتے هي يه دروازه بهي اُنپر بند هوگيا - اتنا هي نهيں بلکه انهيں سرحدوں پر پريشان بهي کيا جانے لگا - اب دروزيوں کو دو سلطنتوں سے ايک وقت مقابله کرنا پڑا : فرانس اور برطانيا - يه بهي انهوں نے کيا - اور پورے باره مهينے تک ميدان ميں جمے رهے - مگر کب تک جمے رهتے ؟ سامان جنگ ختم هوگيا - رسد بند هوگئي - اب بجز بيٹهه جانے کے کوئي چارهٔ کار باقي نهيں رها تها - چنانچه اِس هفته بے بس هوکر بيٹهه جانے کا فيصله کرنا پڑا ! انا لله و انا اليه راجعون !

بقول تاريخ عرب و اسلام شريف حسين اور اُسکے بيٹوں کو کبهي معاف نهيں کريگي ، جنکي بدولت يه تمام مصائب بلاد عربيه پر نازل هوئے - شام ، فلسطين ، شرق اردن ، عراق ، يه تمام ممالک برطانيا اور فرانس کے قبضه ميں صرف اِسي خاندان کي خيانت اور طمع سے گئے - اس شامي جهاد آزادي کي ناکامي ميں بهي شريف حسين کے منجهلے بيٹے امير عبدالله کا بهت بڑا حصه هے - يه بے حميت برطانيا کے ٹکڑوں پر شرق اردن ميں پڑا هے - اور برطانوي ملک گيري کي بنيادوں کو اپني عزت فروشي سے مضبوط کررها هے - اس نے شروع هي سے دروزيوں سے بيدردي اور بے مهري کا سلوک کيا - وه جب اپنے اهل و عيال کو ساتهه ليکر اُسکي سرزمين ميں پهنچے ، تو اُس نے انهيں فوراً نکل جانے کا حکم ديا - انهوں نے پهاڑوں اور ريگستانوں ميں جا پناه لي - مگر اُسنے وهاں بهي انکا تعاقب کيا ، اور ايک ايک کو فرانس کے حواله کرديا !

اُنکي سب سے آخري جماعت ، علاقهٔ ازرق ميں پناه گزيں تهي - اسکي تعداد دو هزار تهي - امير عبدالله کو معلوم هوا تو اُسنے وهاں ايک طاقتور فوج بهيجدي - جنگي قانون کا اعلان کرديا ، اور انهيں مجبور کرديا که اپنے آپ کو فرانس کے حواله کرديں - چنانچه تمام لوگوں نے مجبور هوکر اپنے تئيں فرانس کے حواله کرديا - حواله کرنے والوں ميں خود خاندان اطرش کے لوگ بهي هيں - مثلاً متعب بک اطرش ، علي بک اطرش ، عبدالغفار اطرش وغيرهم -

صورت میں یقین کرتا ہے - عقل انساني اِس عمر میں، خدا کا منزہ اور مطلق تصور کرھي نہیں سکتي !"

آسقف کا اِس پر اعتراض یہ ہے "اگر بچہ بت پرست ہوتا تو کئي خداؤں کا قائل ہوتا - اگر اسے بچپن میں تجسم ہوتا (یعني خدا کو انسان کي صورت دیتا) تو پروردگار کا جسم بناتا - حالانکہ مسیحي بچوں کا کبھي ایسا اعتقاد نہیں ہوتا - وہ صحیح معنوں میں موحد ہوتے ہیں - مولف (روسو) نے یہ کہکر دراصل مسیحیت کو بت پرستي قرار دیا ہے !"

روسو نے لکھا تھا "میں جانتا ہوں کہ نظام عالم کو ایک قادر وحکیم ارادہ چلا رہا ہے - میں یہ دیکھتا یا محسوس کرتا ہوں، اور اسکي معرفت میري زندگي کیلیے ضروري ہے - لیکن یہ عالم کب سے اور اس طرح ہے ؟ اشیاء کي اصل ایک ہے یا متعدد ہیں ؟ انکي طبیعت کیا ہے ؟ یہ میں نہیں جانتا، اور نہ مجھے جاننے کي ضرورت ہے - یہي باعث ہے کہ میں یہ جملہ مسائل نظر انداز کر جاتا ہوں - ممکن ہے یہ میري عقل کو مشغول کریں، مگر مجھے کوئي فائدہ نہیں پہنچا سکتے - نیز یہ مسائل میري عقل سے بالا تر بھي ہیں ..."

اس پر اسقف اعتراض کرتا ہے " بے شک مصنف کا اِس قول سے کیا مقصود ہے ؟ وہ جانتا ہے کہ کائنات کا نظام ایک قادر و حکیم ارادہ کے ماتحت ہے - وہ اعتراف کرتا ہے کہ اس حقیقت کا علم اسکے لیے ضروري ہے - لیکن باوجود اسکے کہتا ہے " نہیں معلوم اشیاء کي اصل ایک ہے یا ایک سے زیادہ ہے ؟ " یہ دعوی کرتا ہے کہ مجھے اِس نقطہ کے معلوم کرنے کي کوئي ضرورت نہیں - مصنف، دراصل خدا کي وحدانیت میں شک رکھتا ہے - اس علم کے بعد کہ کائنات ایک قادر و حکیم ارادہ کے تصرف و اختیار میں ہے " کیا یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ اشیاء کي اصل ایک ہے یا کئي ہیں ؟ کیا یہ ممکن ہے کہ پہلي حقیقت کا علم ضروري ہو اور دوسري کي معرفت غیر ضروري قرار پائے ؟ کیا یہ صریح تناقض اور الحاد نہیں ہے ؟ وہ کہتا ہے میں خدا کي طبیعت و حقیقت سے بے خبر ہوں، لیکن ساتھ ہي یہ دعوی بھي کرتا ہے کہ وہ موجود ہستي " علم " قدرت " ارادہ " اور حکمت رکھتا ہے ! اس سے تو معلوم ہوا کہ وحدانیت اسکے خیال میں ایک "مشتبہ سا مسئلہ" ہے اور کسي طرح بھي اسکي عقل میں نہیں آسکتا - لیکن معلوم ہوتا ہے، متعدد خداؤں کا تصور اسکي عقل کے نزدیک معقول ہے - بھلا اِس حماقت سے بڑھ کر بھي کوئي حماقت ہوسکتي ہے ؟"

روسو معجزات کو اس معني میں تسلیم نہیں کرتا کہ وہ خارق عادت ہیں - معجزات پر گفتگو کرتے ہوئے اسنے لکھا ہے " بالعجب ! ہمیشہ آدمیوں ہي کي گواہیاں ! آدمي ! ایسے ہي جیسے آدمیوں سے سنے ہیں اور دوسرے آدمیوں کو سنائے ہیں میرے اور خدا کے درمیان آدمیوں کے کیسے ان گنت واسطے قائم ہوئے ہیں !"

اِس پر اسقف کہتا ہے " کیا آدمیوں کي گواہي معتبر نہیں ہے ؟ پھر ھم پوچھتے ہیں مولف نے اسپارٹا، ایتھنز اور روم کو کیونکر جانا جنکي عظمت کا وہ ہمیشہ راگ گایا کرتا ہے ؟ ان قدیم جمہوریتوں اور مولف کے مابین آدمیوں کے کتنے بہت سے واسطے موجود ہیں ؟ وہ اِن واسطوں پر شک نہیں کرتا - لیکن مسیحي معجزات کي روایت میں وہ کوئي واسطہ منظور کرنا نہیں چاہتا - دراصل اُسکے اعتراض کي اصلي علت الحاد ہے - وہ خدا ھي کو نہیں مانتا !"

عالم شرق و اسلام

مکتوب شام

(الهلال کے مقالہ نگار مقیم دمشق کے قلم سے)

دروزي جہاد آزادي کا خاتمہ

میں یہ مکتوب اِس حال میں لکھ رہا ہوں کہ ہاتھ میں رعشہ ہے، آنکھوں میں آنسو ہیں، دل میں حسرت و الم ہے - میں ہي نہیں، اِس وقت شام میں کون ہے جو خون کے آنسو نہیں رو رہا ہے ؟ دمشق کے آسمان پر اندھیرا چھا گیا ہے - اور شام کے مرغزار مایوسي کي خزاں سے مرجھا گئے ہیں - اسلیے کہ آزادي کي امیدیں ملتوي ہوگئیں - تین سال ہوئے شام کے اطفال وطن نے آزادي کا علم بلند کیا تھا - آج وہ علم سرنگوں ہو گیا ہے - اس لیے پورا ملک اور اسکي قومي غیرت، سرنگوں ہے !

ملک شام خصوصاً دمشق نے اپني سرزمین پر تاریخ کے عظیم ترین واقعات مشاہدہ کیے ہیں - دروز کا جہاد آزادي بھي ایک ایسا ہي عظیم واقعہ ہے - دمشق کي تاریخ میں ہمیشہ یہ زریں حروف میں ثبت رہیگا - جبل دروز، جو اس جہاد کا مرکز تھا، صرف بمشکل ساٹھہ ہزار کي آبادي رکھتا ہے - یہي آبادي دروزیوں کي مرکزي آبادي ہے - اور یہي دروز ہیں جنہوں نے فرانس جیسي عظیم الشان سلطنت کے قدم، شام سے اکھاڑ دیے تھے ! ابتدائي

اسقف کا بیان بہت طویل ہے - اس مضمون میں سب کا خلاصہ بھي ممکن نہیں - ہمیں اسکا آخري اعتراض ضرور نقل کرنا چاہیے - روسو نے بادشاہوں کے وجود پر سختي سے حملہ کیا ہے - آسقف اسکے جواب میں لکھتا ہے :

" یہ بھي مولف کا الحاد ہي ہے جس سے متاثر ہوکر بادشاہوں کے وجود پر مسلسل حملے کرتا ہے - بادشاہوں کو برباد کرکے وہ ایسے قواعد جاري کرنا چاہتا ہے، جنکا نتیجہ بجز بد امني و طوائف الملوکي کے اور کچھ نہیں ہوگا - مصنف کے مذہب اور دین حق میں کتنا تضاد ہے ؟ مصنف بد اخلاقي اور بد امني کي تعلیم دیتا ہے - لیکن دین حق خشیت الہي اور بادشاہ کي اطاعت کا حکم دیتا ہے - دین کا حکم یہ ہے کہ ہر آدمي اپنے آقا کي فرمانبرداري کرے - دین کہتا ہے پادشاہي، خدا کي قوت ہے - اُسکا پاک سایہ ہے اور اُسي نے زمین پر نازل کي ہے - جو اِس کا مخالف ہے، وہ خدا کا باغي ہے - اُس پر خدا کي ابدي لعنت ہو !"

اس طرح اسقف نے اپنا رسالہ قرب قیامت کي ہولناکي سے شروع کرکے " ابدي لعنت " کي پیشکش پر ختم کر دیا ہے !

یہ روسو کے سب سے بڑے کلیسائي مناظر کا حملہ تھا - اب دیکھنا چاہیے، روسو نے اسکا دفاع کیونکر کیا ہے ؟ روسو کے سخت سے سخت نکتہ چیں بھي تسلیم کرتے ہیں کہ اُسکا جواب اُسکي مناظرانہ قوت مباحثہ کا بے نظیر ثبوت تھا -

ہم آیندہ اشاعت میں اسکا خلاصہ درج کرینگے -

بصائر وحکم

انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں!

عمرو بن العاص

حضرت عمرو بن العاص (رض) کی شجاعت، تدبر، فتوحات سے تاریخ کے صفحات لبریز ہیں۔ مصر کی فتح سراسر انہی کے تدبر و قیادت کا نتیجہ تھی۔ خلافت اموی کے قیام میں انہی کی سیاست کارفرما تھی۔ اپنے عہد کی سیاست میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ مورخین نے اتفاق کیا ہو کہ عرب کی سیاست تین سروں میں جمع ہوگئی تھی: عمرو بن العاص، معاویہ بن ابی سفیان، زیاد بن ابیہ۔ اتفاق سے یہ تینوں سر ملکر ایک ہوگئے۔ انھوں نے سیاسی حکمت عملیوں سے اسلامی سیاست کا دھارا اُس طرف پھیر دیا جدہر وہ پھیرنا چاہتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام اور خلافت راشدہ کے نظام کو صرف امیر معاویہ کی سیاست نے شکست نہیں دی تھی۔ اس میں سب سے زیادہ کارفرما دماغ عمرو بن العاص کا تھا۔

ایک ایسے سیاسی مدبر نے موت کا کس طرح خیر مقدم کیا تھا؟ ذیل کی سطروں میں اس کی تفصیل ملے گی:

ایک عجیب سوال

جب بیماری نے خطرناک صورت اختیار کرلی اور عرب کے اس دانشمند کو زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی، تو اُسنے اپنی فوج خاصکر افسر اور سپاہی طلب کئے۔

لیٹے لیٹے اُن سے سوال کیا "میں تمھارا کیسا ساتھی تھا؟"

"سبحان اللہ! آپ نہایت ہی مہربان آقا تھے۔ دل کھول کر دیتے تھے۔ ہمیں خوش رکھتے تھے۔ یہ کرتے تھے۔ وہ کرتے تھے..."

وہ بڑی سرگرمی اور جوش سے جواب دینے لگے۔

ابن عاص نے یہ سنکر سنجیدگی سے کہا "میں یہ سب کچھ صرف اس لئے کرتا تھا کہ تم مجھے موت سے بچاؤگے کیونکہ تم سپاہی تھے اور میدان جنگ میں اپنے سردار کے لئے سپر تھے۔ لیکن یہ دیکھو، موت سامنے کھڑی ہو اور میرا کام تمام کردینا چاہتی ہو۔ آگے بڑھو اور اُسے مجھسے دور کردو!"

سب ایک دوسرے کا حیرت سے منہ تکنے لگے۔ پریشان تھے، کیا جواب دیں؟

"اے ابو عبداللہ!" دیر کے بعد اُنھوں نے کہا "واللہ ہم آپکی زبان سے ایسی فضول بات سننے کے ہرگز متوقع نہ تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ موت کے مقابلہ میں ہم آپکے کچھ بھی کام نہیں آسکتے"

انھوں نے آہ سرد بھری "واللہ میں یہ حقیقت خوب جانتا ہوں" اُنھوں نے حسرت سے کہا "واقعی تم مجھے موت سے ہرگز نہیں بچا سکتے لیکن اے کاش! یہ بات پہلے سے سوچ لیتا! اے کاش میں نے تم میں سے کوئی ایک آدمی بھی اپنی حفاظت کے لئے نہ رکھا ہوتا۔ ابن ابی طالب (حضرت علی) کا بھلا ہو۔ کیا ہی خوب کہہ گیا ہو: آدمی کی سب سے بڑی محافظ خود اُس کی اپنی موت ہو!" (طبقات ابن سعد)

دیوار کی طرف منہ کرکے رونے لگے

راوی کہتا ہو ہم عمرو بن العاص کی عیادت کو حاضر ہوئے۔ وہ موت کی سختیوں میں مبتلا تھے۔ اچانک دیوار کی طرف منہ پھیرلیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اُنکے بیٹے عبد اللہ نے کہا "آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا رسول اللہ آپ کو یہ یہ بشارتیں نہیں دے چکے ہیں؟" اُنھوں نے بشارتیں سُنائیں۔ لیکن ابن عاص نے روتے ہوئے سر سے اشارہ کیا۔ پھر ہماری طرف منہ پھیرا اور کہنے لگے:

زندگی کے تین دور

"میرے پاس سب سے افضل دولت "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی شہادت ہو۔

"مجھ پر تین حالتیں گزری ہیں:

"ایک وقت وہ تھا کہ رسول اللہ سے زیادہ میں کسی کی اپنے دل میں دشمنی نہیں رکھتا تھا۔ میری سب سے بڑی تمنا یہ تھی کہ کسی طرح قابو پاکر آپ کو قتل کرڈالوں۔ اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو یقیناً جہنمی مرتا"

"پھر ایک وقت آیا جب خدا نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا۔ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! ہاتھ بڑھایئے، میں بیعت کرتا ہوں۔ آپنے دست مبارک دراز کیا۔ مگر پھر میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ فرمایا "عمرو! تجھے کیا ہوا؟" میں نے کہا "ایک شرط چاہتا ہوں" فرمایا "کونسی شرط؟" میں نے عرض کیا "یہ شرط کہ میری بخشش ہوجائے" اسپر ارشاد ہوا "اے عمرو! کیا تجھے معلوم نہیں کہ اسلام اپنے سے پہلے کے تمام گناہ مٹادیتا ہو؟ ہجرت بھی مٹادیتی ہو؟ حج بھی مٹادیتا ہو؟" (یہ ابن العاص کی مشہور روایت ہو جسے شیخین نے بھی روایت کیا ہو)

"اُسوقت میں نے اپنا یہ حال دیکھا کہ نہ تو رسول اللہ سے زیادہ مجھے کوئی دوسرا انسان محبوب تھا، اور نہ رسول اللہ سے زیادہ کسی کی عزت میری نگاہ میں تھی۔ میں سچ کہتا ہوں، اگر کوئی مجھ سے آپ کا حلیہ پوچھے، تو میں بتا نہیں سکتا۔ کیونکہ انتہائی عظمت و ہیبت کی وجہ سے میں آپ کو نظر بھر کے دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔ اگر اس حالت میں مرجاتا تو میرے جنتی ہونے کی پوری امید تھی!

"پھر ایک زمانہ آیا جس میں ہمنے بہت سے اونچ نیچ کام کئے۔ میں نہیں جانتا اب میرا کیا حال ہوگا؟"

مٹی آہستہ آہستہ ڈالنا

"جب میں مروں تو میرے ساتھ رونے والیاں نہ جائیں، نہ آگ جائے۔ دفن کے وقت مجھ پر مٹی آہستہ آہستہ ڈالنا۔ میری قبر سے فارغ ہوکر اُسوقت تک مجھ سے قریب رہنا، جب تک جانور ذبح کرکے اُن کا گوشت تقسیم نہ ہوجائے۔ کیونکہ تمھاری موجودگی سے مجھے انس حاصل ہوگا پھر میں جان لوں گا کہ اپنے پروردگار کے قاصدوں کو کیا جواب دوں؟" (طبقات ابن سعد)

بگڑتا زیادہ ہوں، بنتا کم ہوں!

ہوش حواس آخر وقت تک قائم تھے۔ معاویہ بن خدیج عیادت کو گئے۔ تو دیکھا نزع کی حالت ہو۔ پوچھا کیا حال ہو؟ آپنے جواب دیا "پگھل رہا ہوں۔ بگڑتا زیادہ ہوں، بنتا کم ہوں۔ اس صورت میں بوڑھے کا بچنا کیونکر ممکن ہو؟" (عقد الفرید وابن سعد)

حضرت ابن عباس سے سوال جواب

حضرت عبد اللہ بن عباس عیادت کو آئے۔ سلام کیا۔ طبیعت پوچھی۔ کہنے لگے "میں نے اپنی دنیا کم بنائی مگر اپنا دین زیادہ بگاڑ لیا۔ اگر میں نے اُسے بگاڑا ہوتا جسے سنوارا ہو، اور اُسے سنوارا ہوتا جسے بگاڑا، تو یقیناً بازی لیجاتا۔ اگر مجھے اختیار ملے تو ضرور اسکی آرزو کروں۔ اگر بھاگنے سے بچ سکوں تو ضرور بھاگ جاؤں۔ اس وقت تو میں منجنیق کی طرح آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہو رہا ہوں۔ نہ اپنے ہاتھوں کے زور سے اوپر چڑھ سکتا ہوں، نہ اپنے پیروں کی قوت سے نیچے اُتر سکتا ہوں۔ اے میرے بھتیجے! مجھے کوئی ایسی نصیحت کر جس سے فائدہ اُٹھاؤں"

ابن عباس نے جواب دیا "آہ! اے ابو عبداللہ! اب نصیحت کا وقت کہاں؟ آپ کا بھتیجا تو خود بوڑھا ہوکر آپ کا بھائی بن گیا ہو۔ اگر آپ رونے کے لئے کہیں تو میں رونے کو حاضر ہوں۔ جو مقیم ہو وہ سفر کا کیونکر یقین کرسکتا ہو؟"

عمرو بن العاص یہ جواب سنکر بہت افسردہ ہوئے اور کہنے لگے "اُف! کیسی سخت گھڑی ہو! کچھ اوپر اسّی برس کا سن! اے ابن عباس تو مجھے پروردگار کی رحمت سے مایوس کرتا ہو؟ الٰہی! یہ ابن عباس ہو جو مجھے تیری رحمت سے ناامید کررہا ہو! الٰہی! مجھے خوب تکلیف دے، یہاں تک کہ تیرا غصہ دور ہوجائے اور تیری رضامندی لوٹ آئے"!

ابن عباس نے کہا "ہیہات! ابو عبداللہ! آپنے جو چیز لی تھی وہ تو نئی تھی اور اب دے رہے ہیں وہ چیز جو پُرانی ہو! یہ کیسے ممکن ہو؟"

اسپر وہ آزردہ خاطر ہوگئے: "ابن عباس! مجھے کیوں پریشان کرتا ہو؟ جو بات کہتا ہوں، اُسے کاٹ دیتا ہو!" (استیعاب)

موت کی کیفیت

عمرو بن العاص زندگی میں اکثر کہا کرتے تھے "مجھے اُن لوگوں پر تعجب ہو جن کے موت کے وقت حواس درست ہوتے ہیں مگر موت کی حقیقت بیان نہیں کرتے"۔ لوگوں کو یہ بات یاد تھی۔ جب وہ خود اس منزل میں پہونچے، تو حضرت عبد اللہ بن عباس نے یہ مقولہ یاد دلایا (ایک روایت میں ہو کہ خود اُنکے بیٹے نے سوال کیا تھا) عمرو بن العاص نے ٹھنڈی سانس لی: "جان من!" "اُنھوں نے جواب دیا" موت کی صفت بیان نہیں ہوسکتی۔ جو ناقابل بیان ہو۔ لیکن میں اسوقت صرف ایک اشارہ کرسکتا ہوں۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہو گویا آسمان، زمین پر ٹوٹ پڑا اور میں

(سلطان پاشا اطرش)

لیکن جہاد آزادي کے علم بردار سلطان پاشا اطرش نے هتیار ڈالنے سے انکار کردیا - دمشق میں اُنکے بعض دوستوں کے پاس میں نے اُنکا ایک تار پڑھا ھے - اُسمیں وہ لکھتے ھیں :

" میں نے هتیار رکھنے سے انکار کردیا ھے - کیونکہ مرد هتیار نہیں رکھا کرتے - میں صحرا کي طرف اپنے خاندان کے ساتھہ جا رھا ھوں کیونکہ برطاني حکام اور امیر عبداللہ نے مجھے علاقۂ اردن میں رھنے نہیں دیا ! "

مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ھوا ھے کہ انگریزوں نے سلطان پاشا اطرش سے کہا تھا کہ " فلسطین چلے آئیں ، ھم امن دینگے " اِس سے اُنکي غرض یہ تھي کہ فرانس پر دباؤ رکھنے اور اپني مطلب براریوں کے لیے اُنھیں نظر بند کرکے رکھہ چھوڑیں - مگر سلطان پاشا نے انکار کر دیا :

" میں نے قسم کھائي ھے کہ کسی ایسے ملک میں ھرگز نہیں رھونگا جس پر اجنبي علم لہراتا ھو ! "

یہہ اُنکا قطعي جواب تھا !

پھر آخر سلطان پاشا کہاں پناہ لینگے ؟ یہ سوال تھا جو برطاني ، فرانسیسي ، اور عربي حلقوں میں گشت لگا رھا تھا - مگر اسکا جواب بہت جلد مل گیا اور ایسا ملا کہ سب کو حیرت ھوگئي - لوگوں کو اچانک معلوم ھوا کہ سلطان پاشا اطرش اور اُنکے ۵۴ رفیق ، سلطان ابن سعود کے مہمان ھوکر حجاز جا رھے ھیں ، اور پانچ سو سے زیادہ دروزي جو ابتک مسلح ھیں اور هتیار نہ رکھنے کا فیصلہ کر چکے ھیں ، وہ بھي عنقریب اسي طرف روانہ ھونے والے ھیں -

لوگوں کو حیرت اِس وجہ سے ھوئي کہ نجدي از حد متعصب مشہور ھیں - اس صورت میں وہ دروزیوں کے سردار کا کیونکر استقبال کرسکتے ھیں جو اسلام کے تمام فرقوں میں سب سے زیادہ عام اسلامي رسوم و عوائد سے دور ھیں ؟ لیکن واقعہ یہ ھے کہ سلطان ابن سعود نے ایک مرتبہ پھر اپني اور اپني قوم کي بے تعصبي اور عربي حمیت کا ثبوت دنیا کے سامنے پیش کردیا - اُنھوں نے جونہي سنا کہ دروزي مجاهدین پر عرصۂ زمین تنگ ھے ، فوراً دعوت دي اور اپنے جوار حمایت میں پناہ دینے کا اعلان کردیا - اُن کے طرز عمل نے صرف یہي ثابت نہیں کردیا کہ وہ اپنے عقائد میں حد درجہ بے تعصب ھیں ، حتی کہ دروز جیسے عقائد رکھنے والوں کو بھي اپنا مہمان بنا لیتے ھیں ، بلکہ یہ بھي ثابت کردیا کہ وہ فرانس اور برطانیا ، دونوں سے بے خوف ھیں اور اداء فرض اسلامي و عربي کي راہ میں ان کي کوئي پروا نہیں کرتے - میں یہ بات بھي آپ کے علم میں لانی چاھتا ھوں کہ مجاهدین شام اور سلطان ابن سعود کے درمیان راہ و رسم پیدا کرنے کے لیے بعض ھندوستاني زعماء نے جو سعي مشکور کي تھي ، اس کا یہاں ھر شخص کو اعتراف ھے - غالباً آپ کے لیے اس کي ضرورت نہ ھوگي کہ مزید تشریح کي جائے -

سب سے زیادہ تعجب لوگوں کو اِس پر ھوا کہ سلطان پاشا اطرش ، دومۃ الجندل میں قیام کریں گے - " دومۃ الجندل " کے لفظ میں عربي تاریخ و روایت کے جو جذبات پوشیدہ ھیں ، ان سے آپ بے خبر نہ ھونگے - جغرافیائي حیثیت سے اس مقام کي جو اھمیت ھے ، وہ بھي آپسے پوشیدہ نہ ھوگي - یہ وھي مقام ھے جسے آج کل " جوف " کہتے ھیں - یہ نجد ، حجاز ، اور شرق اردن کي سرحدوں پر واقع ھے ، اور جنگي نقطۂ نظر سے تینوں ملکوں کے لیے اھم ترین مقام ھے - سلطان پاشا کا یہاں قیام یہ معني رکھتا ھے کہ وہ شام کي سیاست سے بالکل الگ نہیں ھوگئے ھیں ، اور اُن کے دلوں کي امیدیں اب تک زندگي کي آرزوئیں رکھتي ھیں !

(امن کے مظاهرے)

دروزیوں کے هتیار رکھدینے کے بعد ھي ھر طرف حکومت نے امن کے مظاهرے کرنا شروع کردیے ھیں - دمشق کے اندر جتنے مورچے اور جنگي چوکیاں تھیں ، سب اُٹھا لي گئي ھیں - فوجي قانون کي عدالت بھي اُٹھہ گئي ھے - جنگي قوانین بھي امروز فردا میں اُٹھا دیے جائینگے - حکومت کي طرف سے کئي نئي سڑکیں جاري کرنے کا اعلان ھوا ھے - کئي نئي عمارتوں کي تعمیر بھي شروع ھوگئي ھے - اِن تمام باتوں سے حکومت کا مقصد یہ دکھلانا ھے کہ اب ملک حالت امن میں ھے ، اور اُس کي قوت تمام مخالفوں پر غالب آگئي ھے -

ھاں ، ان کے جسموں پر تو غالب آگئي ھے ، لیکن دلوں پر جو زخم لگ چکے ھیں ، وہ ایسے نہیں ھیں جو صدیوں سے پہلے مندمل ھو سکیں !

(ھائي کمشنر کي مہر سکوت)

اب تک ھائي کمشنر موسیو بونسو ، بالکل خاموش تھے ، اور اپنا انداز کچھہ اس طرح کا بنا رکھا تھا ، گویا وہ ملک کو کچھہ دینے اور اُس کے مطالبات منظور کرنے والے ھیں - مگر دروزیوں کے هتیار رکھتے ھي اُن کي مہر سکوت بھي ٹوٹ گئي - اُنھوں نے ایک اخبار کے نامہ نگار سے شام کے مستقبل کے متعلق یہ عجیب تصریح کي ھے :

" اخبارات مجھے ملامت کر رھے ھیں کہ میں خاموش ھوں - مجھسے بولنے کا اصرار کیوں ھے ؟ کیا یہ چاھا جاتا ھے کہ میں کوئي ایسا وعدہ کرلوں جسے بعد میں پورا نہ کروں ؟ میں عمل پسند کرتا ھوں - قول پسند نہیں کرتا "

اخبار کے نمائندے نے بہت اصرار سے پوچھا " آخر شام کے مطالبات کب منظور کیے جائنگے ؟ کچھہ تو کہیے ؟ " ھائي کمشنر نے جواب دیا " آپ مجھسے یہ خواھش کیوں کرتے ھیں کہ دو دن کے اندر آسمان تیار کردوں ؟ "

ھمیں اس جواب کي معقولیت سے انکار نہیں - دو دن کے اندر موسیو بونسو کا آسمان جلدي بن سکتا ھے ، جب بنانے والے نوک شمشیر سے بنا ڈالنے کا عزم کرلیں - اگر ایسا نہیں ھے تو یقیناً دو صدیاں بھي اس کے لیے کافي نہیں - شام نے مجبور ھوکر تلوار اٹھائي اور اپنا آسمان سیاست تعمیر کرنا شروع کردیا ، مگر افسوس ھے کہ یہ مرحلہ پہلے قدم میں طے ھونے والا نہ تھا - ان کي شمشیریں جن سے وہ آلۂ تعمیر کا کام لے رھے تھے ، ٹوٹ گئیں - اب دنیا کو انتظار کرنا چاھیے کہ یہ ٹوٹی ھوئي شمشیریں پھر ڈھالي جائیں ، اور ازسرنو شام کي قسمت کا آسمان تعمیر کیا جا سکے !

نہیں کہا جاسکتا یہ وقت کب آئیگا ؟ مگر یقین رکھیے اِس وقت کي آمد میں ھمیں کوئي شک نہیں ھے - اگر شام کي تمام آبادي سے قطع نظر بھي کرلي جائے ، جب بھي صرف دروزي قبائل ھي کا گروہ ایک ایسا گروہ ھے جو اس طرح کي ھزار ناکامیابیوں اور بربادیوں کے بعد بھي جنگ آزادي سے باز نہیں آسکتا - آج وہ تھک کر بیٹھہ گئے ھیں ، تو کسي دوسرے دن اُٹھہ بھي سکتے ھیں - اس سفر میں وقفۂ و سکون کے بغیر چارہ نہیں - یہ ضروري ھے کہ جونہي اُنہیں دوسرا موقعہ ملا ان میں سے ھر متنفس کا سر اُس کي ھتیلیوں پر آجائیگا - اور وہ پھر دنیا کو اپنے جہاد آزادي سے متعجب کردیں گے !

موسم گرما کا نایاب تحفہ

شربت روح افزا ۲۹۳ (رجسٹرڈ)

[illegible]

صرف ہمدرد دواخانہ سے ملیگا

جو تقریباً ۲۰ سال کے عرصہ میں اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اسم بامسمیٰ ہو کر بلا تفریق مذہب عام ہر دلعزیزی و شرف قبولیت حاصل کر کے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر تک شہرت حاصل کر چکا ہی اور جسکو بد (حریص) سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے واسطے گورنمنٹ سے رجسٹرڈ بھی کرا لیا گیا ہی۔

محترم ناظرین! آپ میں جو اصحاب اس کا استعمال کر چکے ہیں اُن سے تو اسکے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ کی مسلسل و پیہم مشتاقانہ خریداری اسکی پسندیدگی و قدر دانی کی خود دلیل ہی لیکن ہندوستان ے وسیع بر اعظم میں جن لوگوں کو اس کے استعمال کا اب تک اتفاق نہیں ہوا اُن سے اس کی بیشمار خوبیوں میں سے چند عرض کی جاتی ہیں۔

اسکی سب سے بڑی خوبی یہ ہی کہ اس شربت کا استعمال کسی مذہب کے خلاف نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہی کہ ہر تندرست انسان بلا قید عمر و مزاج موسم گرما میں خوش ذائقہ و فرحت بخش چیز کی حیثیت سے استعمال کر سکتا ہی۔

ناظرین! یہ شربت کیا ہی؟ اعلیٰ قسم کے فواکہات مثل انگور۔ انار۔ سیب۔ سنگترہ وغیرہ اور بہت سی اعلیٰ قسم کی ادویہ کا مرکب ہی جو خاص ترکیب اور جانفشانی سے تیار کیا جاتا ہی۔ **مفرح قلب** ہی خوش ذائقہ ہی۔ تشنگی اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہی **اختلاج قلب**، دردسر و دوران سر و متلی وغیرہ کی شکایات کو رفع کرتا ہی۔ سوداوی امراض کے واسطے عموماً اور گرم مزاج والے اصحاب کے واسطے خصوصاً بہت مفید ہی۔

معنوی خوبیوں کے علاوہ جو استعمال سے تعلق رکھتی ہیں ظاہراً طور پر رنگ دلفریب اور پیکنگ کی صفائی دیدہ زیب ہی اس کی اشاعت سے محض ذاتی نفع مقصود نہیں بلکہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق ملک کی خدمت کرنا اور ہندوستانی اشیاء کی ترویج کو ترقی دینا مدنظر ہے۔ ہمیں اُمید ہی کہ آپ بوتل دیکھ کر اور استعمال کر کے جو بیدار شدہ نوخیز ہندوستان کی صنعت کا اُمید افزا نمونہ ہی اور جس کی ہر چیز دیسی ہی خوش ہونگے اور باوجود اس قدر خوبیاں ہونے کے قیمت اس قدر کم رکھی ہی کہ ہر حیثیت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

نوٹ۔ اس شربت کی عام مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے ہمارے ہم پیشہ حضرات ناجائز فائدہ اُٹھانے کی مختلف ترکیبیں نکالتے ہیں۔ مثلاً کوئی اس شربت کا ملتا جلتا نام رکھ لیتا ہی۔ لہٰذا آپ شربت خرید کرتے ت دھوکا نہ کھائیں بلکہ بوتل پر ہمدرد دواخانہ کا خوشنما لیبل اور اسپر لفظ رجسٹرڈ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ یہ شربت ہمدرد دواخانہ کی مخصوص چیز ہی اور اصلی صرف ہمدرد دواخانہ دہلی ہی سے مل سکتا ہی۔

پتہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی

تار کا کافی پتہ ہمدرد دہلی

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھیے

کہ آپ کو ایک مستند اور آخرین رہنما گائڈ بک کی ضرورت ہی جو انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں، ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل دید مقامات، اور آثار قدیمہ وغیرہ سے آپکو مطلع کرے۔ نیز جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پہ ضرورت پیش آتی ہی

ایسی مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹن

The Dunlop Guide to Great Britain

کا دوسرا ایڈیشن ہی۔ ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہی

اگر آپکو

دمہ

(ضیق النفس)

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہے تو
تأمل نہ کیجیے اپنے سے قریب دوا فروش کی دکان
سے فوراً ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا منگوا کر
استعمال کیجیے

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں، تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کرلی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور اُنکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہے

یُورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یُورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پُرانی، دونوں طرح کی کتابیں

تمام دُنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے سلسلے

بچّوں کے لئے ہر قسم اور درجے کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کرسکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصّل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

ن سنہ ۱۹۲۵ء میں تعداد اموات ...، ۵۹ تک پہنچ گئی۔ اسی طرح آتشک رلیریا بھی بہت عام ہے اور بُری طرح مخلوق کو برباد کر رہا ہے۔

شراب

"میں شراب نوشی کے بارے میں آپ سے کچھ کہوں گا۔ میں محسوس ہوں کہ ہم اٹالین شراب نوشی میں افراط کرنے لگے ہیں۔ پروفیسر موتارا پنی کتاب "اصول اقتصاد" میں لکھا ہے کہ اٹلی میں ۳۰ لاکھ ایکٹر زمین انگور کے باغ نصب ہیں۔ یعنی اٹلی کے انگوری باغوں کا رقبہ فرانس اسپین کے انگوری باغوں کے رقبہ سے ۱۰ لاکھ ایکٹر زیادہ ہے۔ اور یہ وم ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ شراب انہی دو ملکوں میں بنتی ہے"

ن یہ امر قابل اطمینان ہے کہ شراب خواری سے موتیں برابر کم تی جاتی ہیں۔ سنہ ۱۹۲۲ء میں ۱۸۶۴ موتیں ہوئی تھیں لیکن سنہ ۱۹۲۵ء گھٹ کر ۱۳۱۵ ہوگئیں۔ پہلے ملک میں ...، ۱۸۷ شراب خانے تھے۔ ۲۵ ہزار بند کر دیئے۔ آئندہ ہم اور بھی بہت سے شرابخانے بند کرنے لے ہیں۔ ہم بڑی آسانی سے یہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم فیسیسٹرم والے بیوں کے ووٹوں کے محتاج نہیں ہیں، جیسا کہ جمہوری عہد میں لوگ تاج ہوا کرتے تھے۔ اب وہ عہد، ایک افسانہ بن چکا ہے"

آبادی

"ہمیں اُمید ہے کہ ناکتخدائی کے محصول سے حکومت کو سالانہ ۴ کرو ے ۵ کرور پونڈ تک آمدنی ہوگی لیکن کیا آپ سمجھتے ہیں یہ محصول میں نے زانہ بھرنے کے لئے لگایا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر اسکی کیا وجہ ہے؟ میں ہی جواب دیتا ہوں۔

"بعض "عقلمند" کہتے ہیں ہم بہت ہیں، ہماری آبادی بہت زیادہ ہے۔ کن واقعہ یہ ہے کہ ہم بہت ہی کم ہیں۔ سیاسی، اقتصادی، اور معنوی ت کے حصول کے لئے قوم کی آبادی زیادہ سے زیادہ ہونی چاہئے۔ ں صاف لفظوں میں سوال کرتا ہوں کہ ۴۰ ملین (ایک ملین ۱۰ لاکھ ہوتا ہے) اٹالین، نوے ملین جرمن، اور دو سو ملین سلاویوں کا کیونکر ابلہ کر سکتے ہیں؟ یہ مٹھی بھر اٹالین، ۴۰ ملین فرانسیسیوں اور ۹۰ ین اُن کے مفتوحہ ممالک کی آبادی کے سامنے کتنی دیر ٹھہر سکتے ہیں؟ س سے بھی بڑھ کر یہ کہ ۴۶ ملین انگریزوں اور ساڑھے چار سو ملین ت کی مفتوحہ آبادیوں کے سامنے ہماری کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ اگر لی چاہتا ہے کہ آفتاب کے نیچے اپنی ہستی برقرار رکھے، تو بجز اس کے ئی چارہ نہیں کہ آئندہ ۵۰ سال میں اُسے اپنی آبادی کم سے کم ۶ کرو ت پہونچا دینی چاہئے!"

"نسل کی کمی، قوموں کی تباہی کا سب سے پہلا سبب ہوتی ہے۔ م کی تاریخ ہماری عبرت کے لئے کافی ہے۔ شہنشاہ آگسٹس کے عہد ں روم کی کیا حالت تھی؟ ظاہر میں تو بڑی شان و شوکت تھی، مگر باطن سلطنت، نمک کے پہاڑ کی طرح پگھل رہی تھی۔ رومن جمہوریت کی ری صدی، یعنی جولیس سیزر کے وقت سے آگسٹس تک وہ زمانہ تھا یں رومن ارباب حل و عقد، روم کی نسل کی کمی سے لرزہ براندام تھے۔ ی کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہنشاہ آگسٹس نے جبری نکاح کا قانون جاری کر ۔ مورخوں میں اختلاف ہے کہ یہ قانون مفید ہوا یا مُضر؟ میرے خیال ں قانون کی مثال دوا کی سی ہے۔ دوا وقت ہی پر مفید ہو سکتی ہے۔ ادقت ستعمال سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح قانون بھی جب ضرورت کے ت نافذ ہوتا ہے تو نفع پہونچاتا ہے، ورنہ بیکار یا نقصان رساں ثابت ہے۔ مجھے اس سے بحث نہیں کہ یہ قانون مفید ہوا یا مُضر لیکن میرے ل میں یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ قوموں کی قسمت، نسل کی بیشی سے وابستہ ہے"

"تاریخ پر ایک نظر ڈالئے۔ یہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔ فرانس س زمانہ میں دُنیا کا حاکم تھا؟ صرف اُس زمانہ میں جبکہ اُس کے پاس خاص اپنے فرزندوں کی ایک جرار فوج موجود تھی۔ اُس زمانہ میں جبکہ ۴۵ ملین فرانسیسیوں کے مقابلہ میں صرف چند ملین جرمن اور چند ملین اسپینی تھے۔ مگر بعد میں فرانس کمزور ہوگیا، کیونکہ اُس کی نسل گھٹنے لگی۔ سنہ [illegible]ء سے اب تک فرانس کی آبادی میں صرف ۲۰ لاکھ کا اضافہ ہوا ہے، حالانکہ اس کے مقابلہ میں جرمنی کی آبادی میں ۲۸ ملین اور اٹلی کی آبادی میں ۱۶ ملین کا اضافہ ہو چکا ہے"

"اسوقت یورپ کے بعض ملکوں میں شرح پیدائش یہ ہے:

سویڈن میں فی ہزار ۱۷
فرانس میں فی ہزار ۱۸
ناروے میں ۱۹
جرمنی میں ۲۰
ڈنمارک میں ۲۱
اٹلی میں ۳۹
بلغاریہ میں فی ہزار ۴۰

بلغاریہ سے زیادہ آبادی یورپ کے کسی ملک میں بھی نہیں بڑھ رہی ہے"

یہ تمام اعداد و شمار پیش کرنے کے بعد مقرر نے کہا:

"پس اگر ہماری آبادی ترقی نہیں کرے گی، تو ہم ہرگز اپنی عظیم الشان سلطنت قائم نہیں کر سکیں گے۔ بلکہ ہم عنقریب مفتوح و محکوم ہو جائیں گے۔ اب وقت آگیا ہے کہ حقائق کا اعلان کر دیا جائے۔ ورنہ ہم ہمیشہ یوں ہی اوہام اور دل خوش کُن مگر بے نتیجہ خیالات میں زندگی بسر کرتے رہیں گے"

انتظامی حالت

اس کے بعد مسولینی نے ملک کی انتظامی حالت پر بحث کرتے ہوئے بتایا کہ اسوقت حکومت کے ہاتھ میں ایک لاکھ کی تعداد میں پولیس موجود ہے اور وہ جدید ترین اسلحہ سے مسلح اور بہترین ذرائع نقل و حرکت کی مالک ہے۔ چنانچہ فی الحال اٹالین پولیس کے پاس ۴۰، نئی قسم کی ٹرینیں ۲۹۰ لاریاں، ۱۹۸ موٹر سائیکلیں، ۹۸ اسٹیمر اور ۱۲ ہزار بائیسکلیں ہیں۔

پھر اتنی کثیر مقدار میں پولیس رکھنے کی ضرورت ثابت کرنے کے لئے مسولینی نے اعداد و شمار پیش کئے اور بتلایا کہ ملک میں جرائم کی کس قدر کثرت ہے؟ چنانچہ صرف ایک علاقہ "پونتین" میں ایک سال کے اندر حسب ذیل بڑے بڑے جرم واقع ہوئے:

پولیس سے لڑائیاں ۱۷۱ مرتبہ۔
عمداً آگ لگانے کے واقعات ۲۷۸
قتل ۱۶۹
چوریاں ۲۰۸۲
لوٹ ۴۰۴

فیسیسٹ حکومت کے مقاصد

اٹالین ڈکٹیٹر کی تقریر کا یہ حصہ سب سے زیادہ اہم ہے۔ اس لئے ہم اُس کا بڑا حصہ ترجمہ کرنے پر مجبور ہیں:

"آپ سب اُن حالات سے باخبر ہیں جن میں میں نے وزارت داخلیہ کا قلمدان لیا تھا۔ نیز آپ کو ۱۳ نومبر کا وہ تاریخی دن بھی یاد ہے جسکی نظیر اس ملک میں مدتوں سے نہیں دیکھی گئی۔ شاید ہی وہ معمولی واقعہ بھی آپکے ذہن میں ہوگا جو میرے قتل کے اقدام سے تعلق رکھتا ہے ٹھیک اُسی تاریخی دن، میں نے میز پر سے ایک کاغذ اُٹھایا تھا اور پنسل سے اُس پر وہ نظام عمل لکھ دیا تھا جس پر ملک کی حکومت کو چلنا چاہئے۔ اس نظام عمل کا خلاصہ یہ تھا کہ فیسیسٹرم کے مخالف مٹا دیئے جائیں۔ یہ نظام عمل پوری طرح کامیاب ہوا، اور آج اس سرزمین پر ہمارا کوئی مخالف باقی نہیں رہا ہے!

"بیرونی دنیا میں مشہور کر دیا گیا ہے کہ میں نے ۲ لاکھ سیاسیوں کو نظر بند کر رکھا ہے۔ یہ سفید جھوٹ ہے۔ حقیقت صرف اس قدر ہے کہ ہم نے ۱۴۵ سیاسیوں کو تنبیہ کی، ۱۹۵۹ کو ملامت کی، اور صرف ۶۹۸ کو جلاوطن کر دیا"!

قارئین الہلال شاید ان دو لفظوں "تنبیہ" اور "ملامت" کے موجودہ اٹالین معانی نہ سمجھے ہونگے۔ مسولینی کی لغت میں "تنبیہ" کے معنی یہ ہیں کہ مخالف کو زبردستی کسٹرائل (رینڈی کے تیل) کی ایک پوری بوتل پلا دینا۔ اور "ملامت" کے معنی یہ ہیں کہ اُس کے پیٹ میں پٹرول کا ایک پورا ٹین اُتار دینا! یہ کسٹرائیل اور پٹرول مسولینی کے بہت ہی خوفناک ہتیار ہیں۔ ان کے نام سے مخالف تھراتے ہیں۔ اور اسی مخالفت پر یہ عجیب و غریب مگر خوفناک سزائیں بے تأمل دیدیجاتی ہیں!

اس کے بعد مقرر نے کہا

"بعض لوگ سمجھتے ہیں، سیاسی مجرموں کو جلد معافی ملنے والی ہے میں اس کی تغلیط کرتا ہوں۔ سنہ ۱۹۳۲ء سے پہلے معافی کا سوال پیش ہی نہیں ہو سکتا۔ کہا جاتا ہے یہ بہت سختی ہے۔ کیا یہ سختی ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ ایک قسم کا جُلاب ہے اور اس سے مقصود بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ عناصر دُور کر دیئے جائیں جو ہماری ہیئت اجتماعیہ میں فساد پیدا کرتے ہیں۔ کیا طبیب کا مریض کو مسہل دینا سختی ہے؟ میں نہیں سمجھتا دنیا کا کوئی دانش مند انسان اس کا جواب اثبات میں دے سکتا ہے"

اٹالین انقلاب

"ہمارے انقلاب کو کون خونخوار قرار دے سکتا ہے؟ ہمارا انقلاب درحقیقت دنیا کا سب سے زیادہ قدرتی انقلاب ہے۔ جو ہمیں سفاک کہتا ہے، وہ ہمارے سامنے آئے، اور ہم سے رُو در رُو باتیں کرلے۔ کیا دنیا اس قدر جلد انقلاب فرانس کو بھول گئی؟ انقلاب فرانس، صحیح معنوں میں خونریز تھا۔ تقریباً ۲۰۰ آدمی روزانہ گلوٹین (انقلاب فرانس کے آلۂ قتل) کی نذر ہوتے تھے۔ یہ اُن ہزاروں مقتولوں کے علاوہ ہیں جنھیں قید خانوں میں مارا گیا، آگ میں جلایا گیا، پانی میں غرق کیا گیا۔ صرف مرد ہی قتل نہیں کئے جاتے تھے بچے اور عورتیں بھی قتل ہوتی تھیں۔ مجھے زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔ آپنے یقیناً وہ کتاب پڑھی ہوگی جس کا نام "عہد ہولناکی میں مقتول عورتیں" ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ دو ہزار عورتیں بے دردی سے مار ڈالی گئی تھیں۔ بہت سی عورتیں صرف اس جرم میں ماری گئیں کہ اُنھوں نے صلیب کو بوسہ دیا تھا۔ اور انقلاب فرانس کے حکمراں سمجھتے تھے، یہ مذہبی عقیدت، رجعت پسندی کی علامت ہے۔ فرانس کے انقلابیوں کا عقیدہ تھا کہ "انقلاب کی کامیابی کے لئے خونریزی ضروری ہے" پھر ہم پر کیوں ملامت کی بوچھاڑ ہے؟ ہم تو صرف اپنی "مدافعت" کر رہے ہیں۔ نہ کہ انقلاب فرانس کی طرح حملہ!"

"بعض لوگ کہتے ہیں، ہر مجلس (پارلیمنٹ) میں مخالف جماعتوں کا وجود ضروری ہے۔ میں حقارت کے ساتھ یہ اصول ماننے سے انکار کرتا ہوں۔ میں کوئی مخالف جماعت دیکھنا گوارا نہیں کر سکتا۔ اٹلی میں فیسیسٹوں کے علاوہ کسی جماعت کے لئے گنجائش نہیں ہے۔ ہاں، میں نہ تو کوئی مخالف اخبار جاری ہونے دوں گا، نہ کسی مخالف جماعت کا قائم ہونا گوارا کروں گا۔ آج پورا اٹلی صرف ایک جماعت رکھتا ہے، اور وہ میری جماعت ہے!"

"بعض لوگ خیال کرتے ہیں، مجھے حکومت کرنے کا شوق ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ میرا سخت سے سخت دشمن بھی مجھے خود غرض اور حکومت کا بھوکا پیاسا نہیں بتا سکتا۔ میں حکومت کے سر پر صرف اس لئے ہوں

بریدِ فرنگ

اٹلی کے نئے اصولِ حکمرانی

مسولینی کی عجیب و غریب تقریر

موجودہ دنیا میں جمہوریت کے رد عمل نے شخصیت اور شخصی استبداد کے جو مظاہر پیدا کردئے ہیں، شاید ان میں سب سے زیادہ عجیب منظر اٹلی کا مسولینی ہے۔ ضرورت ہے کہ دقتِ نظر کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا جائے۔

پچھلے دنوں اٹلی کی مجلس (پارلیمنٹ) کا افتتاح کرتے ہوئے مسولینی نے جو تقریر کی تھی، وہ اپنی نوعیت کی پہلی تقریر ہے جو کسی موجودہ زمانے کی مجلس حکومت کے سامنے کی گئی ہے۔ اسمیں مسولینی نے وہ تمام پارلیمنٹری روایات پس پشت ڈالدیں جن پر آجتک عمل درآمد چلا آتا تھا۔ یورپ نے یہ تقریر دہشت اور استغراب کے ساتھ سُنی، لیکن اپنے سیاسی حلقوں کے پیچ در پیچ معاملات کی وجہ سے نکتہ چینی کی جرأت نہ کرسکا۔ البتہ امریکہ کے اخبارات نے اسپر سختی سے نکتہ چینی کی ہے۔ اُن کا متفقہ فیصلہ ہے کہ "مسولینی مجنون ہوگیا ہے"!

مسولینی مجنون ہویا نہ ہو، لیکن اسمیں شک نہیں کہ یورپ کی موجودہ سیاست کا دماغ کوئی مجنونانہ قدم ضرور اُٹھانے والا ہے!

اس تقریر کا بہت مختصر خلاصہ ریوٹر ایجنسی نے ہندوستان کے اخبارات میں بھیجا تھا۔ اب یورپ کی تازہ ڈاک میں پوری تقریر آگئی ہے۔ ہم اُس کے بعض حصوں کا ترجمہ شایع کردیتے ہیں تاکہ قارئین الہلال یورپ کے موجودہ سیاسی مزاج کی ایک اہم حالت کا صحیح اندازہ لگا سکیں۔

مسولینی نے مجلس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا:

"مجھے نہایت افسوس سے اعلان کرنا پڑتا ہے کہ آج میری تقریر مختصر نہیں ہوگی جیسی میری پچھلی تقریریں ہوا کی ہیں۔ آج مجھے بہت سے معاملات پر بحث کرنی ہے۔ آج میں اٹالین قوم کے سامنے اُسکی اصلی تصویر پیش کرنی چاہتا ہوں۔ آج میری تقریر میں بہت سے اعداد و شمار بھی ہوں گے، اس لئے نہیں کہ اعداد و شمار، قوموں کی قسمت کا فیصلہ کرتے ہیں، جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اعداد و شمار قوموں پر صحیح حکومت کرنے کے لئے ضروری ہیں، خصوصاً موجودہ زمانہ میں، جبکہ حکومتوں کے فرائض از حد پیچیدہ ہورہے ہیں۔

"بنا بریں میری یہ تقریر بہت ضروری بھی ہوگی، اور شاید بہت تکلیف دہ بھی ثابت ہو۔ ضروری اس لئے کہ میں کوئی غیر ضروری بات نہیں کہوں گا۔ تکلیف دہ اس لئے کہ میں ایسی تصریحیں کروں گا جو شاید تلخ ہوں اور دنیا کے بعض مسلّم مبادیات کا خاتمہ کردیں۔ البتہ وہ دلچسپ بھی ضرور ہوگی۔ کیونکہ میں اسمیں وہ خاص منطق استعمال کروں گا جو خود میں نے ایجاد کی ہے، جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے (قہقہہ)

"میں اپنی تقریر کے اس حصہ میں ہنسوں گا، ہنساؤں گا، اور فیسٹزم کے داخلی اور خارجی دشمنوں پر طعنہ زنی کروں گا۔ میں یہ تسلیم نہیں کرتا کہ حکومت کے وزیر اعظم کو ہمیشہ غیر دلچسپ تقریر کرنی چاہئے اور اُس میں صرف پیچیدہ اور مغلق الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔

"میری تقریر تین حصوں پر منقسم ہوگی:

(۱) نسل اور صحت کے لحاظ سے اٹالین قوم کی حالت

(۲) ملک کی انتظامی حالت

(۳) حکومت کی حکمت عملی کے نتائج حال و مستقبل میں۔

تندرستی

"ہر متمدن ملک میں تندرستی کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم مسئلہ ہونا چاہئے۔ اگر یہ صحیح ہے تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہماری تندرستی فی الحال کیسی ہے؟ قوم کی جسمانی قوت بڑھ رہی ہے یا گھٹ رہی ہے؟ یہ سوال صرف ڈاکٹروں ہی سے مخصوص نہیں ہے۔ اسپر حکومت کو، بلکہ پورے ملک کو، نہیں، ملک کے ایک ایک فرد کو غور کرنا چاہئے"

اس کے بعد مقرر نے بتایا کہ گذشتہ ۴۰ برس کے اندر جلد موٹی ہوجانے کی بیماری اٹلی میں سب سے زیادہ عام رہی، مگر اب حکومت کی کوششوں نے ملک کو اس سے نجات دیدی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۲۵ء میں پورے ملک میں اس بیماری کے صرف ۱۸۰ مریض باقی رہ گئے تھے۔

تپ دق کے متعلق وزیر اعظم نے بتایا کہ اسوقت بھی یہ مرض بہت عام ہے اور ترقی کر رہا ہے۔ سنہ ۱۹۲۲ء میں اس سے ۵۲،۲۹۳ موتیں ہوگئیں

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۳)

دونوں کے درمیان پڑ گیا ہوں (الکامل جلد ۱) گویا میری گردن پر رضوی پہاڑ رکھا ہے۔ گویا میرے پیٹ میں کھجور کے کانٹے بھر گئے ہیں۔ گویا میری سانس سوئی کے ناکے سے نکل رہی ہے!" (ابن سعد)

دولت سے بیزاری

اسی حال میں اُنھوں نے ایک صندوق کی طرف اشارہ کرکے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا "اسے لے لے"۔ آپکے بیٹے عبداللہ کا زہد مشہور ہے۔ اُنھوں نے کہا "مجھے اس کی ضرورت نہیں"۔ عمرو نے کہا "اسمیں دولت ہے"۔ عبداللہ نے پھر انکار کیا۔ اسپر ہاتھ ملکر کہنے لگے "کاش اسمیں سونے کے بجائے بکری کی مینگنیاں ہوتیں!" (الکامل ج ۱)

دعا

جب بالکل آخری وقت آگیا تو اُنھوں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے مٹھیاں کس لیں۔ اور دعا کے یہ کلمات زبان پر تھے: "الٰہی! تو نے حکم دیا اور ہم نے عدول حکمی کی۔ الٰہی! تو نے منع کیا اور ہم نے نافرمانی کی۔ الٰہی! میں بے قصور نہیں ہوں کہ معذرت کروں، طاقتور نہیں ہوں کہ غالب آجاؤں۔ اگر تیری رحمت شاملِ حال نہ ہوگی تو ہلاک ہو جاؤں گا!" (ابن سعد و الکامل) اسکے بعد ۳ مرتبہ "لا الٰہ الا اللہ" کہا اور جان بحق تسلیم ہوگئے! (ابن سعد)

کیا آپکو معلوم نہیں
کہ
اسوقت دنیا میں بہترین فاونٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر"
کا
"لائف ٹائم" قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا
(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپ کی زندگی بھر کام دے سکتا ہے
(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجیے

یاد رکھیے
جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپ کو "شیفر" کا
"لائف ٹائم"
لینا چاہیے!

ے؟" میں نے سوال کیا۔

سب لاجواب ہوکر میرا مُنہ تکنے لگے۔ ایک نے کہا "پھر تمھاری کیا رائے ہے؟" میں نے کہا:

"ایک سخت اور نتیجہ خیز حرکت کی ضرورت ہو!"

"مگر ہمارا کیا حشر ہوگا؟ یہ برطانوی توپیں دیکھ رہے ہو!" وزیر داخلیہ نے آہستہ سے کہا۔

"تم وہاں چلے آنا جہاں میں جارہا ہوں!" یہ میرا آخری جواب تھا۔

اب میں سلطان وحید الدین سے رخصت ہونے کے لئے قصر "یلدز" پہونچا۔ سلطان نے اپنے کمرے میں مجھ سے باتیں شروع کیں۔ کمرے کی کھڑکیاں کھلی تھیں۔ باسفورس کی نیلگوں سطح سامنے تھی۔ برطانی بیڑے لنگر انداز تھے۔ اُن کی توپوں کے دہانے خاص سلطان کے محل کی طرف تھے۔ ہم دونوں کی نظریں ایک ساتھ اُٹھیں اور انگریزی آہن پوشوں (ڈریڈ ناٹوں) پر پڑیں۔ سلطان اپنی حیانت سے واقف تھا۔ ہماری نظریں وہاں سے اُٹھ کر کمرے میں واپس آئیں، اور ایک دوسرے سے مل گئیں۔ مگر سلطان نے اپنی نظریں فوراً نیچی کرلیں۔ ریاکاری سے کہا "مصطفی! یہ دیکھتے ہو! میرا دل خون ہوتا ہو! افسوس عظیم ترکی قوم اب اس حالت کو پہنچ گئی کہ اُس کا سلطان، دشمنوں کے ہاتھ میں قید ہو! اُس کی زندگی اِن توپوں کے رحم پر ہو! تم اناطولیہ جارہے ہو۔ میری دعا ہو خدا تمھارا ...ق و مساعد ہو۔ ترکی قوم سے کہنا کہ اُس کا سلطان اس حال میں ہے!"

ایک لمحہ خاموش رہ کر سلطان نے پھر کہا "تمھارے کارنامے اب ...ن کتاب میں چلے گئے ہیں!" یہ کہکر اُنھوں نے اپنے سامنے رکھی ...ی ایک کتاب پر زور سے ہاتھ مارا۔ پھر کہنے لگے "ہاں، اب تمھارے کارنامے تاریخ کے حوالے ہوگئے ہیں۔ اب تم اُنھیں بھولجاؤ اور نئے کارنامے کر دکھاؤ کہ سلطنت تباہی سے نکلے!"

اس جملہ سے سلطان کا مطلب یہ تھا کہ میں اناطولیہ جاکر اتحادیوں کے مخالف خیالات کا خاتمہ کرڈالوں۔ میں اُن کی غرض سمجھ گیا:

"اعلیٰ حضرت! یقین کریں میں کسی ایسے کام کی انجام دہی میں کبھی کوتاہی نہیں کروں گا جس سے ملک کو نجات حاصل ہو!"

میں نے یہ کہا اور سلطان کو تسکین ہوگئی۔ دونوں کی زبانوں پر ...ت ایک ہی تھی، لیکن دونوں کے مقصد میں کتنا عظیم بُعد تھا؟

قصر سے میں نہایت متاثر نکلا اور "شیشلی" میں اپنے مکان پہنچا۔ یہاں مجھے ایک دوست نے خبر پہنچائی کہ "اتحادی طاقتوں نے سازش کی ہو کہ تمھارے جہاز کی روانگی میں دیر ہوجائے تاکہ اُنکے جہاز ...ں سفر کے لئے طیار ہوجائیں اور بیچ سمندر میں تمھارا جہاز غرق کردیں!"

یہ سنتے ہی میں فوراً موٹر پر تیزی سے ساحل کی طرف روانہ ہوگیا کیونکہ اب ایک منٹ کی دیر بھی خطرناک تھی۔ میں نے جہاز پر پہنچتے ہی کپتان کو روانگی کا حکم دیا۔ لیکن جہاز روانہ نہ ہوا۔ بار بار میرے سوال کرنے پر کپتان نے کہا: "محکمۂ جہازرانی کے ماہر اسوقت جہاز کا کل پُرزے معائنہ کررہے ہیں۔ اُن کا حکم ہو، جبتک وہ اجازت نہ دیں جہاز نہ چلے"۔ اب مجھے یقین ہوگیا کہ واقعی سازش کی گئی ہو۔ میں نے بڑی سختی سے کپتان کو حکم دیا "ان ماہروں سے کہدو۔ فوراً جہاز سے نکل جائیں۔ اگر وہ نہ مانیں تو تم اُن کی پرواہ نہ کرو، جہاز کا لنگر اُٹھادو"

کپتان کو مجبوراً یہی کرنا پڑا۔ کچھ دُور آگے چلکر میں نے کپتان کو حقیقت حال سے واقف کیا۔ وہ بہت گھبرایا اور کہنے لگا "میرا جہاز بہت پرانا اور سُست رفتار ہے۔ جنگی جہازوں سے بھاگ نہ سکے گا"

میں نے کہا "کوئی پروا نہیں۔ ساحل کے قریب قریب چلو، اگر جہاز غرق ہوگا تو میں خشکی تک جان بچالے جاسکوں گا"

چنانچہ میری حسب ہدایت جہاز کنارے کنارے چلا۔ یہاں تک کہ میں منزلِ مقصود تک پہنچ گیا۔

بعد میں معلوم ہوا کہ انگریزوں کے جنگی جہاز میرے پیچھے چلے تھے۔ مگر خوش قسمتی سے میں بہت آگے نکل گیا تھا۔ اور سمندر میں طوفان شروع ہوگیا تھا جسنے انگریزی جہازوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اصل یہ ہو کہ اُس حکیم کارساز کا فیصلہ ہوچکا تھا کہ میرے ناچیز ارادے کامیاب ہوں۔ اس لئے دشمنوں کی کوئی تدبیر میری راہ روک نہ سکی!"

غازی کا ورود

بہرحال تالیوں اور نعروں کے شور میں غازی ممدوح کا جہاز قدیم شاہی محل "طولما باغچہ" پہونچا۔ ایک طرف پُرجوش باشندوں کا شور تھا، دوسری طرف تمام قلعوں اور جنگی نقطوں سے توپوں کی سلامی داغی جارہی تھی!

"طولما باغچہ" میں غازی نے آرام نہیں کیا۔ فوراً فوجی اور ملکی افسروں کو ملاقات کے لئے طلب کرلیا۔ اُس کے بعد ملاقات کے ایوان میں پہنچے۔ یہاں شہر کے ۸۰۰ نمائندے سلام کے لئے جمع تھے۔

میں نے ایک مرتبہ یہ شاہی ایوان اب سے پہلے بھی دیکھا تھا۔ یہ وقت سلطانوں کا تھا۔ اسمیں پُرشکوہ تخت شاہی رکھا تھا۔ اُسکے گرد مزرکش لباسوں، چمکیلے تمغوں، مطلا تلواروں سے آراستہ، وزراء و اُمراء کھڑے تھے۔ اور شاہی ہیبت و جلال کا ایک عجیب منظر پیدا ہوگیا تھا!

آج پھر مجھے اس کی زیارت کا موقعہ ملا۔ لیکن آج وہ ہر قسم کی چمک دمک سے خالی تھا۔ بالکل سادہ تھا۔ کسی قسم کا کوئی تکلف نظر نہیں آتا تھا۔ صرف شہر کے نمائندے جمع تھے۔ آزادی سے چلتے پھرتے تھے۔ اور مساویانہ رُوح میں اپنے رئیس حکومت سے مصافحہ کررہے تھے۔ بلاشبہ پچھلی شوکت و جبروت اب مفقود ہوگئی ہو لیکن سادگی اور حقیقت نے اس سے کہیں زیادہ حقیقی تاثیر عظمت پیدا کردی ہو!

یہیں آستانہ کی مجلس بلدیہ (میونسپلٹی) کا سپاس نامہ پیش ہوا۔ غازی نے جواب میں ایک برجستہ تقریر کی۔ اُن کی آواز حسب عادت بہت صاف، بلند، اور مضبوط تھی۔ پُورا ایوان گونج رہا تھا۔ تقریر کا خلاصہ حسب ذیل ہو:

غازی کی تقریر

"میں خوش نصیب ہوں کہ آج آپکے واسطے سے آستانہ، اُسکے، باشندوں، اُس کی انجمنوں، اور اُس کی تمام جماعتوں کو سلام کررہا ہوں۔ سچ یہ ہو کہ میں اُن شاندار مظاہرات سے ازحد متاثر ہوا ہوں جن کے ذریعہ میرے ہموطنوں نے مجھ سے اپنی محبت کا اظہار کیا ہو۔ آپ میری جانب سے بہت بہت شکریہ قبول کیجیے۔

"آج پُورے ۸ سال کے بعد میں نے آستانہ کی صورت دیکھی ہو۔ اگر یہ صحیح ہو کہ حسرت اور فراق کی گھڑیاں بہت سخت، دراز، اور تلخ ہوتی ہیں، تو آپ آسانی سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ میں نے آستانہ کی جُدائی میں یہ آٹھ برس کیونکر گذارے ہونگے؟"

"آستانہ، جو دو عظیم دنیاؤں کے مابین واقع ہو، ترکی وطن کی زینت، ترکی تاریخ کی دولت، ترکی قوم کی آنکھ کا تارا ہو۔ تمام ابنائے وطن کے دلوں میں اُس کی محبت جڑ پکڑے ہوئے ہو۔ ایک مرتبہ جب منحوس حوادث نے یہ شہر گھیر لیا تھا، تو نہ صرف تمام ترکوں کے بلکہ تمام مشرق کے دل زخمی ہوگئے تھے۔ اُن میں ایک میں بھی تھا اور اپنے پہلو میں خونچکاں دل لئے پھرتا تھا"

"لیکن آج ہم دیکھتے ہیں، تاریک راتوں نے نورانی آفتاب کی شعاعیں پیدا کردیں۔ رات کب کی ختم ہوچکی ہو، اور ہماری تاریخ کا نیا دن طلوع ہوچکا ہو!"

"مضطرب اور روتے ہوئے آستانہ کو میں نے ۸ سال پہلے اِس حال میں چھوڑا تھا کہ میرا دل زخموں سے چُور تھا، اور ایک متنفس بھی مجھے خداحافظ کہنے کے لئے نہیں آیا تھا۔ لیکن آج میں آستانہ آیا ہوں، تو اُس کا خندۂ مسرت اور قہقہۂ انبساط میرے سامنے ہو۔ اُسکا حُسن اب دوبالا ہوگیا ہو۔ میرا دل بھی مطمئن ہو، میں اسوقت اپنے آپ کو استانبولیوں کی محبت بھری گود میں پاتا ہوں۔

"گزشتہ ۸ سال، یعنی ہماری ہیئت اجتماعیہ کا عہد جدید، بغاوتوں، انقلابوں، اور اُن کے نتائج سے لبریز ہو۔ ہماری قوم نے سیاسی، اجتماعی، تمدنی ترقی کے لئے اس عہد میں جو قابلیت ظاہر کی ہو، وہ بلاشبہ عظیم قابلیت ہو۔ ہمپر فرض ہو کہ پُوری ہوشیاری اور پُورے عزم سے اس قابلیت کو برابر ترقی دیتے رہیں۔ وطن کی تعمیر اور قوم کی ترقی، بہت ہی عظیم غیرت اور بہت ہی عظیم جہاد کا مطالبہ کرتی ہو۔ اسوقت ہمارا ایک عظیم ترین کام یہ ہو کہ مفید اور ضروری علم و فن کے ذریعہ قوم کے جذبات اور ضمیر کی تربیت کریں تاکہ وہ جلد سے جلد حقیقی تمدن اور حقیقی سعادت تک پہنچ جائے۔

"میں آپسے اے عزیزان آستانہ! یہ کلمے اس محل میں کہہ رہا ہوں۔ اب سے ۸ برس پہلے خیال کیا جاتا تھا کہ اسمیں ایک ایسی شخصیت رہتی ہو جسے، دلیوں کی قوت حاصل ہو! آج یہ محل اُس شخص سے خالی ہو جسے "ظل اللہ فی الارض" (زمین پر خدا کا سایہ) کہتے تھے۔ آج یہ محل، قوم کی ملکیت ہو، جو سایہ نہیں بلکہ محسوس حقیقت ہو۔ اسوقت میرا وجود اس محل میں صرف اس لئے ہو کہ میں بھی قوم کا ایک فرد اور اپنی قوم کا مہمان ہوں..."

اس تقریر کے بعد غازی نے ایک ایک کرکے تمام حاضرین سے مصافحہ کیا۔ پھر محل کے باغ میں فوجی قواعد دیکھی۔ یہاں تک کہ رات ہوگئی۔

خیال کیا جاتا ہو کہ موصوف اسی اثنا میں تھریس کا بھی دورہ کریں گے۔ یہ افواہ بھی گشت کررہی ہو کہ صوفیا اور بلگراڈ بھی جائیں گے تاکہ بلغاریہ اور یوگوسلاویا سے عہدنامے سرانجام دیں۔

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر سنہ ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کیجا سکتی ہو؟ اور اسلام کی رواداری نے کسطرح اپنی عبادتگاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھولدیا ہے۔

سنہ ۱۹ء میں جسقدر نسخے چھپے تھے، مدرسہ اسلامیہ رانچی کو دے دیئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہوگئے۔ اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہو۔ قیمت ۱۲ ر۔ (منیجر الہلال کلکتہ)

کہ حکومت کو میری ضرورت ہی۔ اٹلی کا فیصلہ یہی ہو کہ موسولینی حکومت کرے۔ لہذا موسولینی برابر حکومت کرتا رہیگا!"

دُنیا کا امن

"حضرات! دُنیا کا امن ہنوز خطرے میں ہو۔ ابھی کل کی بات ہو کہ برلن میں ۱۱ لاکھ ۲۰ ہزار آدمیوں کا مظاہرہ ہوا تھا۔ اُن کے جھنڈوں پر یہ عبارت کندہ تھی "ٹرلیسٹے سے ریگا تک!" لہذا ابھی امن و امان کی گفتگو قبل از وقت ہو۔ ہمیں پوری مستعدی سے اپنی بَرّی، بحری، اور ہوائی قوتوں کو ترقی دینی چاہیئے۔ ہمارے پاس کم سے کم ۵۰ لاکھ بَرّی فوج ہر وقت طیار رہنی چاہیئے۔ میری نظر میں سب سے زیادہ اہمیت ہوائی قوت کی ہو۔ ہمارا ہوائی بیڑا زیادہ سے زیادہ طاقتور ہونا چاہیئے۔ ہمارے ہوائی جہازوں کو اتنا بڑا ہونا چاہیئے کہ اُن کی آواز، دُنیا کی تمام آوازوں کو دبا دے، اور اُن کے پَر سُورج کی کرنیں زمین تک پہنچنے سے روک دیں۔ ۱۹۳۵ سے ۱۹۴۰ تک کا درمیانی زمانہ یورپ کی قسمت کا آخری فیصلہ کریگا۔ اُس وقت ہمارے پاس اتنی قوت ہونی چاہیئے کہ ہم دُنیا کو اپنی آواز سُننے اور اپنے حقوق منوانے پر مجبور کر سکیں"....!

اس تقریر کا ایک قابل لحاظ پہلو یہ بھی ہو کہ اس میں بادشاہ کا کہیں ذکر نہیں ہو۔ امریکن اخبارات اس سے استدلال کرتے ہیں کہ عنقریب شاہ معزول ہو جائے گا اور اٹلی کے تخت شاہی پر بھی موسولینی ہی کے قدم چڑھتے نظر آئیں گے۔

تصحیح

الہلال نمبر ۳ ـ ۴ کے مذاکرہ علمیہ میں ایک مضمون بعنوان "عمالیق" درج ہوا تھا۔ اسمیں درازی قد کے طبی اسباب پر بحث کرتے ہوئے ایک خاص قسم کی سَر کی گلٹی کا ذکر کیا گیا ہو۔ اسمیں ایک غلطی ہو گئی ہو۔ براہ عنایت قارئین الہلال اس کی تصحیح کر لیں۔ انگریزی میں اس گلٹی کا نام Paraliad gland چھپ گیا ہو۔ حالانکہ صحیح نام Pituitary gland ہو۔ میں عبدالرحیم صاحب میڈیکل اسکول امرتسر کا شکرگزار ہوں جنھوں نے اسپر توجہ دلائی۔ انگریزی کی غلطی کی وجہ سے اس کے ترجمہ میں بھی غلطی ہو گئی۔ چونکہ مضمون کے مسودہ ہی میں یہ غلطی ہو گئی تھی، اس لئے جب اُس کے لئے عربی اصطلاح دیکھی گئی تو قدرتی طور پر وہ لفظ اختیار کیا گیا جو Paraliad gland کے لئے ہو اور وہ "الغدة النكفية" ہی ہو۔ لیکن چونکہ یہ وہ گلٹی ہی نہیں ہو۔ اس لئے یہ "غدة النكفية" بھی نہیں ہو۔ Pituitary gland کے لئے عربی تشریح میں دماغی اور نخاعی غدہ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہو۔

اِن دونوں گلٹیوں کے محل اور خواص میں فرق یہ ہو کہ "غدہ نکفیہ" کان اور کنپٹی کے درمیان ہوتی ہو، اور اس کا فعل یہ ہو کہ ایک خاص طرح کی رطوبت خارج کرتی ہو۔ لیکن غدۂ دماغی کا محل دوسرا ہو۔ وہ سَر کے نیچے اور ناک کے عقب میں واقع ہو، اور اس کے خواص وہی ہیں جو مضمون مذکور میں بیان کئے گئے ہیں۔ صاحب "توضیح فی اصول التشریح" نے (جو جدید فن تشریح میں لکھی گئی ہو) اس کے لئے صرف دماغی گلٹی کا لفظ استعمال کیا ہو۔ (ابوالکلام)

برید شرق

مکتوب قسطنطنیہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

غازی مصطفی کمال پاشا کی آمد۔ تاریخ کی یاد۔ غازی کی تقریر

غازی کی آمد

بالآخر غازی مصطفی کمال پاشا، قسطنطنیہ پہنچ گئے۔ کئی ہفتے سے پورا شہر استقبال کی طیاریاں کر رہا تھا۔ آج صبح سُورج نکلا تو شہر عروس نَو کی طرح آراستہ تھا۔ پہلے سے معلوم تھا کہ بندرگاہ "ازمیت" سے غازی، یخت (جہاز) "ارطغرل" پر بیٹھیں گے اور اُسی پر آستانہ پہنچیں گے۔ چنانچہ مقامی حکام اور شہر کے نمائندے پہلے ہی سے ازمیت کی طرف استقبال کو روانہ ہو گئے تھے۔ یہاں کے سمندر میں جتنے بھی جہاز، اسٹیمر، اور کشتیاں موجود تھیں، باشندوں سے لبریز ہو گئی تھیں، اور سب "جزائر امراء" کی طرف استقبال کے لئے روانہ تھیں۔ باقی جتنی مخلوق تھی، ساحلوں پر سمٹ آئی تھی۔ سویرے میں نے مکان کی بالائی منزل سے مُنہ نکال کر دیکھا، تو سمندر کے کنارے کنارے انسانی سروں کا ایک صحرا بے کنار نظر آتا تھا!

غازی کا یخت، جوں ہی "جزیرۃ الامراء" کے سامنے پہونچا، بیک وقت لاکھ مُنہ کھُل گئے، اور اتنا بڑا نعرہ بلند ہوا، کہ سواحل ایشیا اور سواحل یورپ کے پہاڑ تک گونج اُٹھے!

یہ منظر دیکھ کر بے اختیار میرے آنسو نکل پڑے۔ مجھے اب سے ۸ سال پہلے کا زمانہ یاد آ گیا۔ یہ زمانہ ترکی تاریخ کا سب سے زیادہ تاریک زمانہ تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا، جب جنگ عظیم نے ترکی سلطنت کی چولیں ہلا ڈالی تھیں، تمام شیرازہ بکھر گیا تھا۔ خود پایۂ تخت پر اتحادیوں کا قبضہ تھا۔ اور سلطان اُنکے ہاتھ میں قیدی تھا۔ مجھے یاد آیا، اُس وقت اس شہر پر کیسا سناٹا چھایا ہوا تھا؟ موت کا سا سناٹا! تمام زبانیں گنگ تھیں۔ اتحادی بیڑے اپنی بے پناہ توپوں کے دہانے محل سلطانی کی طرف کئے صف آرا تھے، اور سلطان کا دل خوف سے تھرا رہا تھا۔ مجھے یاد آیا کہ یہی مصطفے کمال جن کے سامنے آج لاکھوں نظریں فرش راہ ہو رہی ہیں، اب سے ۸ برس پہلے اسی قسطنطنیہ میں سر نیچا کئے، غمگین صورت بنائے، بازاروں میں جا رہے تھے، اور خود میں نے اپنی انھیں آنکھوں سے اُن کا پژمردہ چہرہ دیکھا تھا۔ وہ اُس وقت بھی گمنام نہ تھے۔ درہ دانیال کے ہیرو تھے۔ مگر جنگ، شکست پر ختم ہوئی تھی، اس لئے جنگ کے تمام ہیرو سرنگوں ہو رہے تھے۔ کوئی اُن کی بات تک نہ پوچھتا تھا، بلکہ اُن سے نفرت کیجاتی تھی، کیونکہ عام اعتقاد یہی تھا کہ ملک پر تمام مصیبتیں انہی کے ہاتھوں نازل ہوئی ہیں!

مصطفے کمال پاشا کی آمد نے تمام پچھلے ہولناک واقعات کی یاد دلوں میں تازہ کر دی۔ جنھیں معلوم ہو اُنھیں معلوم ہو، جنھیں معلوم نہیں، وہ دوسروں سے پوچھتے ہیں، ۸ سال پہلے غازی مصطفے کمال قسطنطنیہ سے کیونکر گئے تھے؟ یقیناً یہ سوال اب تاریخ کا عنوان بن گیا ہو۔ ضروری ہو، ہم اُس پر چند کلمے کہیں۔ لیکن ہماری تشریح سے کہیں بہتر یہ ہوگا کہ خود غازی موصوف کی زبان سے یہ کہانی سُنا دی جائے۔ حال ہی میں اُنھوں نے ایک اخبار کے نمائندے سے کہا تھا:

اب سے ۸ برس پہلے!

"جب آستانہ میں اتحادیوں کے مظالم حد سے تجاوز کر گئے، اور علانیہ زیادتیاں ہونے لگیں، تو میرے لئے یہاں قیام ناممکن ہو گیا۔ میں نے عزم بالجزم کر لیا کہ اناطولیہ چلا جاؤں۔ وہاں ترکی قوم کو تمام حالات سے مطلع کروں، اور اگر ممکن ہو، تو اس راہ میں اپنی جان بھی قربان کر دوں۔ میں نے اپنے اس ارادہ سے بعض دوستوں کو آگاہ کیا۔ اُن کی سعی و اعانت سے مجھے کامیابی ہوئی۔ تقریب یہ ہوئی کہ علاقۂ صامسون اور اناطولیہ کے بعض حصوں میں اتحادیوں کے خلاف شورش پیدا ہونے لگی۔ داماد فرید پاشا وزیر اعظم ڈرے، کہیں یہ شورش خطرناک صورت اختیار نہ کرے۔ اُنھوں نے ایک ایسا شخص اناطولیہ بھیجنا چاہا جو ہر طرح کی بےچینی کا قلع قمع کر دے سکتا ہو۔ اُن کی نظر انتخاب مجھ پر پڑی اور مجھے مشرقی صوبوں کا جنگی انسپکٹر مقرر کر دیا گیا۔ مگر اُن کے دلمیں کچھ کھٹک ضرور تھی۔ وہ بار بار اپنا فیصلہ منسوخ کر دیتے تھے۔ خود وہی نہیں، وزیر جنگ کو بھی میرے انتخاب پر اعتراض تھا۔ حتیٰ کہ وزیر جنگ نے حکم پر دستخط ثبت کرنے سے انکار بھی کر دیا تھا۔ اُسنے کہا تھا میں مُہر کئے دیتا ہوں۔ اگر اس انتخاب سے کوئی خرابی پیدا ہوئی تو میں انگریزوں سے یہ کہکر پیچھا چھڑا لوں گا کہ مجھے اس شخص کے انتخاب کا کوئی علم نہیں تھا۔ میری مُہر چوری سے لگا دی گئی ہو!"

لیکن بالآخر میری باضابطہ تقرری ہو گئی۔ ۱۶ مئی ۱۹۱۹ء کو مجھے جہاز "باندرمہ" سے روانہ ہونا تھا۔ روانگی کے وقت میں وزیروں سے رخصت ہونے کے لئے باب عالی گیا۔ وزراء نہایت بدحواس ہو رہے تھے۔ وزیر داخلہ نے دوڑ کر مجھ سے کہا:

"تم نے کچھ سُنا؟ شرارت کی حد ہو گئی! یونانیوں نے سمرنا پر فوجیں اُتار دیں!"

وزیر بحریہ نے بھی یہی کہا۔ میں نے کہا:

"پھر اب کیا کروگے؟"

"ہم احتجاج کرینگے" اُنھوں نے دیر تک سوچنے کے بعد افسردگی سے کہا۔

"یہ ٹھیک ہو۔ مگر کیا تمھارے احتجاج سے یونانی سمرنا خالی کر دیں

ہ علاقہ ہے جس میں قدرت اپنی تمام رعنائیوں اور نعمتوں کے ساتھ خود آئی ہے۔ میں آپ کو ایک بہت بڑے راز سے واقف کرتا ہوں میرے ت موسیو ڈلکاسا برطانیہ سے گفت و شنید کر رہے ہیں کہ فرانس انگریزوں لئے مصر چھوڑ دے، اور انگریز مراکش میں ہماری کوئی مخالفت نہ ا"

"میرے دوستو! ایک لمحہ کے لئے دولت و ثروت کے اُن خزانوں تصور کرو جو مراکش میں تمھیں حاصل ہونگے۔ پوری سرزمین زرخیز ہے قیمت کانوں سے لبریز ہے۔ تم وہاں کی کانیں کھودوگے۔ بے حساب پیدا کروگے۔ روئی اتنی حاصل ہوگی، جس کا اسوقت تصور بھی ں کیا جا سکتا"

"کیا اس کے بعد بھی تم باہمی منافست میں مبتلا رہوگے؟ انکہ تم ہی دونوں گروہ اس نئی سرزمین کے مالک ہو۔ تم دونوں کو تمام نسیوں پر خاص امتیاز حاصل ہے۔ سب سے پہلے تم ہی نے اس زمین میں اسلام کا جھنڈا نیچا کیا۔ اسلام کے ملک پر مسیحیت کا سکہ بٹھا اور اسلام اور مسلمانوں سے واقفیت بہم پہونچائی۔ لہذا تم ہی فرنچ تمام اسلامی ملکوں کے مالک ہوگے۔ راس قابس سے بحر اٹلانٹک ، اور بحر متوسط سے صحرا اعظم تک، تمام علاقے تمھارے ہی ہیں لیکن متحد ہوجاؤ، اور پھوٹ ڈالکر فرانس کی مجتمعہ قوت پارہ پارہ نہ کرو"

اس تقریر پر ہر طرف سے مرحبا کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ وں طرف سے حریف اُٹھے اور باہم مصافحہ کرنے لگے۔ شراب کے جام بھرے گئے، اور مسرت کے نعروں میں خالی ہوگئے!

یہ واقعہ اور اس واقعہ کا پورا منظر اب تک میری آنکھوں میں ہے ن میں سمجھا کہ فرانس کی مشرقی حکمت عملی کیا ہے اور اس کی بنیاد کس ہے؟ اُس دن مجھے معلوم ہوا کہ ہمارا ملکی اتحاد صرف اس بنیاد پر ہے کہ اہل ملک کے لئے ہمیشہ مشرق میں نئے شکار مہیا کرتے رہیں ی سوسائٹی کے مختلف طبقوں کا باہمی اتحاد اس لئے نہیں ہے کہ ات میں وہ متفق ہیں۔ صرف اس لئے ہے کہ ظلم میں کوئی اختلاف نہیں!

* * *

اٹلی اور یمن

ن پر اٹلی کا دانت مدت سے ہے لیکن برطانیہ کی رقابت ہمیشہ اُسکا روک دیتی تھی۔ اب باہم سمجھوتہ ہوگیا ہے۔ اور اٹلی یمن کی طرف بے بڑھ رہا ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ پچھلے چند ماہ کے اندر اٹلی نے صنعا میں ثر پیدا کر لیا۔ ایک زمانہ میں امام یحیٰ اٹلی کا نام بھی سننا نہیں چاہتے مگر اب وہ اُس سے معاہدہ کر رہے ہیں، سامان جنگ لے رہے ہیں ی فوجکی تربیت کے لئے اٹالین افسروں کے طلبگار ہیں!

گزشتہ ہفتہ ان "دوستانہ علائق" نے ایک نیا قدم اُٹھایا ہے۔ یمن یخ میں پہلی مرتبہ اُس کا سیاسی وفد یورپ گیا ہے۔ سرکاری طور پر اعلان ا ہے کہ "یمنی وفد، یورپ کے بڑے بڑے شہروں کی سیاحت کرے گا رپین تمدن کا مطالعہ کرے، پھر قسطنطنیہ اور انگورہ جائے گا" اعلان میں اٹلی کا کوئی ذکر نہیں۔ حالانکہ اس کی اصلی غرض اٹلی ۔ یہ وفد روم پہنچ گیا ہے۔ امام یحیٰ کے منجھلے بیٹے "امیر محمد" اُس ین ہیں، اور سید عبد اللہ ابراہیم، سید عباس علی، قاضی علی عمری، راغب رکن ہیں۔ قاضی راغب، حکومت صنعا کے وزیر خارجہ ور یمن میں تنہا شخص ہیں جو ایک یورپین زبان (فرانسیسی) جانتے ۔ اس وفد نے آتے ہی موسولینی اور شاہ اٹلی سے طویل ملاقاتیں ہم نہیں چاہتے اپنے سوء ظن کا اسے نشانہ بنائیں لیکن اٹلی سرکاری اخبار "کوریرا دی لا سیرا" کا ایک جملہ نقل کرنے پر مجبور ہمارے خیال میں یہ جملہ اٹلی اور یمن کی دوستی کی بہترین شرح ہے:م

باب التفسیر

تفسیر سورۂ فاتحہ کا ایک صفحہ

صفات الٰہی کے انسانی تصور کی تکمیل

اور

اُس کا سلسلۂ ارتقا

الحمد للہ رب العالمین

قرآن حکیم نے انسان کو خدا کے اعتقاد اور تصور کی دعوت دیتے ہوئے، سب سے پہلے جن صفات کا حسن و جمال بے نقاب کیا ہے، وہ تین صفتیں ہیں: ربوبیت، رحمت، عدالت!

الحمد للہ رب العلمین:
الرحمن الرحیم،
مالک یوم الدین!
(فاتحہ)

ساری تعریفیں، ہر قسم اور ہر طرح کی ثنائیں، حسن وجمال کی شیفتگی اور خوبیوں کمالوں کے اعتقاد کے ساتھ جو کچھ بھی کہا جا سکتا ہے، وہ سب کچھ؛ اللہ کے لئے ہے! وہ اللہ، جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے۔ جس کی ربوبیت کائنات ہستی کی ہر مخلوق کو اس کی زندگی اور بقا کا تمام سامان بخشتی، اور اُس کی پرورش کی ساری ضرورتیں مہیا کرتی ہے! جو رحمت والا ہے، اور جس کی رحمت کی بخشائشیں تمام عالم خلقت کو اپنے نوال محبت سے مالا مال کر رہی ہیں! جس کے قبضہ و تصرف میں جزاء و سزا اور مکافات کا دن ہے، اور جس کی عدالت نے ہر کام کے لئے بدلہ اور ہر بات کے لئے نتیجہ کا قانون جاری و نافذ کر دیا ہے!

سورۂ فاتحہ قرآن کی ابتدا ہے، اور فاتحہ کی ابتدا تصور الٰہی کی اسی بنیادی جلوہ نمائی سے ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن نے خدا کے تصور و اعتقاد کا جو نقشہ کھینچا ہے، وہ ربوبیت، رحمت، اور عدالت کا نقشہ ہے۔ انہی تین صفتوں کے تفکر سے ہم قرآن کے تصور الٰہی کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں۔

تصور الٰہی کا تدریجی ارتقا

دنیا کی ہر چیز کی طرح انسان کا فکر و عمل، اور انسانی فکر و عمل کی ہر بات کی طرح اُس کے روحانی تصورات نے بھی بہ تدریج پستی سے بلندی کی طرف اور نقص سے کمال کی طرف ترقی کی ہے۔ روحانی تصورات کی پہلی بنیاد ایک خالق کائنات ہستی کا تصور ہے جس وقت سے انسان کی تاریخ روشنی میں آئی ہے، اُس کے اس تصور کی تاریخ بھی شروع ہو جاتی ہے۔ اگر پرانے سے پرانے عہد کے تصور سے لیکر، موجودہ ادیان عالم کے عہد تک کے تمام تصورات سامنے رکھے جائیں، اور یکے بعد دیگرے اُن کی نوعیت پر نظر ڈالی جائے، تو صاف نظر آجائے گا کہ ایک تدریجی ارتقاء کا سلسلہ ہے جو اشیاء و اجسام کے ارتقاء کی طرح انسان کے تصور و اعتقاد میں بھی جاری ہے، اور جوں جوں انسان کی فکری اور معنوی استعداد ترقی کرتی جاتی ہے، اُس کا یہ تصور بھی زیادہ بلند اور شائستہ ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ارتقاء کے ہر سلسلے کی طرح اس سلسلہ کی بھی تکمیل کی آخری کڑی نمایاں ہو جاتی ہے!

فطرۃ کا ولولہ اور ذہن کا تصور!

لیکن یاد رہے کہ یہاں خدا کے تصور سے مقصود اُس کی صفات کا تصور ہے۔ اُس کی ہستی کا اعتقاد نہیں ہے۔ اُس کی ہستی کا اعتقاد ذہن و فکر کی پیداوار نہ تھی جو اُس کی استعدادی تبدیلیوں سے متاثر ہوتی۔ یہ اُس کی فطرۃ کی آواز تھی، جو خود اُس کے اندر سے اُٹھتی تھی، اور ایک بالاتر ہستی کے یقین کے جوش سے اُسے معمور کر دیتی تھی۔ چونکہ یہ ایک فطری جذبہ تھا، اور فطری جذبات و میلان کی نوعیت ہر وقت اور ہر حالت میں یکساں رہتی ہے، اس لئے انسان کا اعتقاد الٰہی بھی ہمیشہ یکساں رہا۔ اُس میں ذہن و فکر کے تغیرات مداخلت نہیں کر سکتے تھے۔

لیکن خدا کی ہستی کا تصور، اُس کی صفات کے تصور سے الگ نہیں ہو سکتا تھا۔ انسانی عقل ذات مجرد کے تصور سے عاجز ہے۔ وہ جب کبھی کسی چیز کا تصور کرتی ہے تو گو اُس کی ذات کا تصور کرنا چاہے، لیکن تصور میں اُس کی صفتیں ہی آتی ہیں، اور صفتوں ہی کے جمع و تفرقہ سے ذات کے تصور کا نقشہ وجود میں آتا ہے۔ یہیں سے اس فطری جذبہ میں انسانی عقل کی مداخلت شروع ہوئی، اور یہی اُس کی درماندگیوں اور غلط اندیشیوں کی سب سے پہلی ابتدا ہے۔ فطرۃ کے جذبۂ یقین نے ایک بالاتر ہستی کے اعتراف

م "اٹلی کی یمن اور امام یمن سے دوستی کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ وہ حجاز یا ابن سعود پر دست درازی کرنا چاہتا ہے۔ موسولینی نے یمن سے جو "حلف نامہ" کیا ہے، اُس کا مقصد صرف یہ ہے کہ جزیرہ نمائے عرب میں امن و امان برقرار رہے۔ اٹلی بحر احمر میں قوت حاصل کرنے پر مجبور ہے، اس توسع کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اٹالین نوآبادی اریتیریا کے تعلقات، عرب کی قوموں اور مشرقی افریقہ کے قبیلوں سے قائم ہو جائینگے!" (السیاسۃ)

خواطر و سوانح

"میری صحیفہ نگاری کی زندگی کا ایک لمحہ"

(مشہور فرانسیسی اخبار نویس، فرانسس ڈیلیزی کے قلم سے)

قارئین الہلال ابھی بھولے نہ ہونگے کہ ہم نے الہلال کے پہلے اور دوسرے نمبر میں ایک فرانسیسی کتاب کا ذکر کیا تھا جسمیں فرانس کے تیس بڑے بڑے اخبار نویسوں نے اپنی صحافتی زندگی کے اہم واقعات لکھے ہیں۔ اسی کتاب میں فرانسس ڈیلیزی نے الجزائر اور ٹیونس کے متعلق ایک نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز سانحہ قلمبند کیا ہی۔ یہ اُس وقت کی بات ہی جب فرانس میں یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ ٹیونس کا باقاعدہ الحاق دفتر مستعمرات سے کردیا جائے یا اسے قائم و جاری حالت میں رہنے دیا جائے؟ غالبًا تسلط تو دونوں حالتوں میں تھا لیکن پہلی حالت صاف اور کھلی تھی، دوسری میں منافقانہ پردہ پوشی تھی۔ اسی اثنا میں پیرس کی ایک مقتدر سیاسی جماعت نے ایک سیاسی ضیافت کا انتظام کیا اور اسمیں ملک کے بڑے بڑے اخبارات کے ایڈیٹر بھی مدعو کیے گئے۔ مقالہ نگار بھی انہی لوگوں میں سے ہی اور اُس کی سرگزشت حوالۂ قلم کرتا ہی۔ اس مختصر سی سرگزشت میں یورپ کے سیاسی اور سرمایہ دارانہ اخلاق کا جیسا مکمل نقشہ دکھلایا گیا ہی، شاید ایک بہت بڑی کتاب سے بھی اُتنی وضاحت نہ ہوسکے۔ طرز بیان کی تعریضی ظرافت نے سرگزشت کی دلچسپی اور زیادہ بڑھا دی ہی:

فرانس کی مشرقی حکمت عملی کے راز

میں نے ابھی اخبار نویسی کے پیشہ میں قدم رکھا ہی تھا کہ سنہ ۱۹۰۴ء میں مجھے اُس ضیافت (ڈنر) میں شرکت کا اتفاق ہوا جو "انجمن فتوحات" ہر ماہ ملک کے مدبروں کو جمع کرنے کے لئے دیا کرتی تھی۔

گرانڈ ہوٹل کے بڑے ہال میں تقریبًا ۱۵۰ آدمی جمع تھے۔ ہال کی دیواروں کی آرائش نظر فریب تھی۔ وسط میں خوبصورت گول میز تھا۔ گرد قیمتی کرسیاں بچھی تھیں۔ حاضرین میں لیون اور بورڈو کے سرمایہ دار، لیل اور نانسی کے کارخانہ دار، مارسیلز کی جہازراں کمپنیوں کے مالک، مجلس (سینٹ) کے سربرآوردہ ممبر، ماوراء البحر نوآبادیوں کے نمائندے، اور چند مشاہیر اخبار نویس شامل تھے۔

قسم قسم کے لذیذ کھانے اور نفیس شرابیں ہماری منتظر تھیں۔ دلفریب جاموں میں جب معطر شیمپین انڈیلی گئی، اور بلبلے سطح پر جوش مار کر اُبھرے، تو ہم اخبار نویسوں کا جوش، حد جنون تک پہنچ گیا۔ ہم بیچین تھے کہ فرانسیسی پرچم سمندر پار کے تمام ملکوں پر لہراتا دیکھیں!

کھانے کے بعد رئیس مجلس مسیو اٹین نے اعلان کیا "ہم ایک اہم مسئلہ پر غور کرنا چاہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہی کہ ٹیونس کو نوآبادیوں کی وزارت کے ماتحت کردیا جائے یا ابھی اسمیں توقف کیا جائے؟"

شروع میں ہم اخبار نویسوں نے خیال کیا۔ اس مسئلہ پر کوئی سخت بحث نہیں ہوگی۔ چنانچہ بد دلی کے ساتھ ہمنے اپنی جیبوں سے یادداشت کی کاپیاں نکال لیں۔

ایک سابق وزیر اُٹھا اور تقریر شروع:

"ٹیونس، اب تک فرانس کے زیر حمایہ (پروٹیکشن) ہی اس لئے قانون کی نظر میں وہ محکوم نہیں ہی۔ ایک اجنبی ملک کی حیثیت رکھتا ہی۔ اُس کا تعلق براہ راست وزارت خارجیہ سے ہی۔ اُس کا دستور حکومت الگ ہی۔ اُس کا جنگی خانہ مستقل ہی۔ اس صورت حال کا نتیجہ یہ ہی کہ الجزائر میں رہنے والے فرانسیسیوں کے ساتھ ہم ایک خاص قسم کا برتاؤ کرتے ہیں، اور ٹیونس کے فرانسیسیوں کے ساتھ دوسری قسم کا۔ یہ صورت اُسوقت جائز ہوسکتی تھی جب فرانسیسی فوجوں نے ٹیونس کی سرزمین پر قدم رکھا تھا۔ لیکن اب جبکہ ہم نے پورا تسلط حاصل کرلیا ہی تو کوئی وجہ نہیں کہ اس ملک کا وہ امتیاز باقی رکھا جائے جس کا وہ مستحق نہیں ہی۔ اب وقت آگیا ہی کہ فرانس سے ٹیونس کا کامل الحاق ہوجائے"

وزیر کی تقریر پر حاضرین کی ایک جماعت نے بڑے جوش سے تالیاں بجائیں۔ ہم سمجھے بحث ختم ہوگئی۔ مگر اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اور سابق وزیر کھڑا ہوگیا:

"مجھے اس گمراہ کن تجویز سے قطعی اختلاف ہی" اُسنے شانے ہلا کر کہا۔ "فرانس نے بورڈو کے معاہدہ میں وعدہ کیا ہی کہ ٹیونس کے بائی (بادشاہ) کی حکومت باقی رکھے گا۔ فرانس نے یہی عہد تمام دول سے بھی کیا ہی۔ ظاہر ہی کہ اس کی خلاف ورزی سخت سیاسی مشکلات کا موجب ہوگی۔ ملک کی دیسی آبادی میں شورش پیدا ہوجائیگی، اور فرانس کی پیشانی پر بدعہدی کا سیاہ دھبا لگ جائے گا"

اس تقریر پر بھی تالیاں بجیں، دونوں تقریروں کا لب لہجہ ویسا ہی شاندار تھا جیسا مجلس (پارلیمنٹ) کی تقریروں کا ہوتا ہی۔ دونوں تقریروں میں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد "فرانس کی عظمت" "ٹیونس کی مصلحت" "تہذیب کی خدمت" "خدمت اقوام کا فرض" اور اس قسم کے تمام پامال جملے آتے تھے اور حاضرین تحسین و آفرین کی صدائیں بلند کرتے تھے۔ ہم غریب اخبار نویس کسی شمار قطار میں نہ تھے۔ لوگوں کو تالیاں بجاتے دیکھتے تو خود بھی بے تکان تالیاں بجانے لگتے!

اب گرم مباحثہ شروع ہوگیا۔ سرمایہ داروں، کارخانہ داروں، تاجروں، کمپنیوں کے مالکوں نے بھی تقریریں شروع کردیں۔

ایک مقرر نے کہا "یہ کیوں نہیں کہتے کہ تم ٹیونس کی کانیں تباہ کرنی چاہتے ہو؟"

"اور تم الجزائر کی کانوں کے دشمن ہو" دوسرے مقرر نے بغیر کسی تأمل کے جواب دیا!

"اور تم بدمعاش ہو!" ایک تاجر جوش میں بیخود ہوکر چلایا۔

"لیکن تم ڈاکو ہو اے بےحیا بدزبان!" ایک طرف سے آواز بلند ہوئی۔

"شریرو!" ایک تاجر نے غصہ سے کانپتے ہوئے کہا "فرانس کے کپوتو! تمھاری چوری، کھلا ہوا راز ہی۔ تم مارسیلز میں روسی گیہوں منگاتے ہو مگر چنگی سے بچنے کے لئے اُسے پہلے ٹیونس بھیجتے ہو پھر وہاں سے فرانس میں داخل کرتے ہو تاکہ ٹیونس کی کم چنگی سے فائدہ اُٹھا سکو!"

"یہ کون گدھا بول رہا ہی؟" ایک شخص نے پوری بے پروائی سے پکار کر کہا۔

"تم گدھوں کے جدامجد ہو" برجستہ جواب تھا!

اب مجھ پر یہ راز کھلا کہ ٹیونس کا معاملہ، نہ تو فرانس کی عظمت سے تعلق رکھتا ہی نہ تہذیب و تمدن کی خدمت سے۔ محض سرمایہ داری کا سوال ہی۔ الجزائر کے فرانسیسی اور اُنکے حمایتی ٹیونس کو نوآبادیوں کی وزارت کے ماتحت اس لئے کردینا چاہتے ہیں تاکہ وہاں کے فرانسیسی اُن سے زیادہ فائدہ نہ اُٹھا سکیں۔

"تم ٹیونس کی دولت کھاکے پھول گئے ہو!" ایک مقرر نے کہا۔

"حاسدو! شیطان کے بھائیو! ہم تمھیں پیروں سے روند ڈالیں گے" ٹیونس کے ایک فرانسیسی کا جواب تھا جبکہ وہ جوش سے کھڑا ہوگیا تھا!

غرضکہ کوئی گالی نہ تھی جو استعمال نہ کی گئی ہو۔ کوئی الزام نہ تھا جو ایک نے دوسرے پر نہ لگایا ہو۔ اب شراب، سروں پر خوب چڑھ چکی تھی۔ آنکھیں لال تھیں۔ گھونسے تن رہے تھے۔ خطرناک ارادوں نے ہر چہرہ پر ہولناکی کا غازہ مل دیا تھا۔ آخر ایک آواز بلند ہوئی "مسیو اٹین! مسیو اٹین!"

مسیو اٹین اپنی کرسی سے اُٹھے۔ اب ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ اسوقت بھی میری آنکھوں میں اس چوڑے سینہ والے سیاسی مدبر کی تصویر پھر رہی ہی۔ اُسکی آنکھیں نہایت متحرک اور تیز تھیں چہرہ سے ازحد مکار معلوم ہوتا تھا۔

"میرے ٹیونسی دوستو!" مقرر نے داہنی طرف منہ کرکے کہا "تم یقینًا میرے اخلاص سے انکار نہیں کرسکتے۔ آج سے بیس برس پہلے میں ہی وہ پہلا شخص تھا جسنے فرانس کو ٹیونس کی فتح پر آمادہ کیا تھا۔ میں نے ہی تحریک کی تھی کہ اُس "نیم وحشی" ملک میں تمدن و تہذیب کی روشنی پھیلائی جائے ..."

جملہ حاضرین نے پرجوش تالیاں بجائیں۔

"اور اے میرے الجزائری دوستو!" مقرر نے بائیں طرف رُخ کرکے کہا "تم بھی میری خیرخواہی اور دوستی سے بخوبی واقف ہو الجزائر سے میری محبت کسی دلیل کی محتاج نہیں۔ الجزائر بھی میرا وطن ہی۔ کیونکہ میں اسی خوبصورت ملک میں پیدا ہوا تھا۔ الجزائر کی محبت مرتے دم تک میرے دلمیں باقی رہیگی"

بائیں رُخ سے پرجوش تالیوں کا شور بلند ہوا!

غرضکہ اس چالاک مقرر نے کچھ ایسی شیریں زبانی سے گفتگو شروع کی کہ دونوں فریق خوش ہوگئے اور اس فرانس کے سب سے بڑے مکار انسان کے اخلاص پر ایمان لے آئے!

"عزیزو!" مقرر نے اپنی آواز کو حددرجہ مؤثر بنا کر کہا "جب میں تمھیں باہم اس طرح لڑتے جھگڑتے دیکھتا ہوں، تو میرا دل سینہ میں بیٹھنے لگتا ہی۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ الجزائر اور ٹیونس بغیر ایک دوسرے پر حسد کئے ترقی کریں؟ میں آپ سے اُمید کرتا ہوں کہ یہ پست خیالات دور کردیں۔ ذرا اپنی آنکھیں اُٹھا کر اوپر کی طرف دیکھیے!

"یہ دیکھیے، مراکش کی زرخیز سرزمین آپکے سامنے موجود ہیں!

مں میں حسن و جمال کے سوا کچھ نہیں ہے۔ لیکن تعمیر و ایجاب کا عمل بغیر ریب و سلب کے انجام نہیں پا سکتا۔ ہر بناؤ کے لئے ایک بگاڑ ر ہر نظم کے لئے ایک برہمی ناگزیر ہے۔ اس لئے اُس کے جمال تعمیر کی لاویزیوں پر تخریب کی ہولناکیوں کا پردہ پڑ گیا۔ بارش کا عمل زمین ے لئے پیام روح ہے۔ اُس کے ایک ایک قطرہ کے اندر، نہیں معلوم ندگی کی کتنی تعمیریں اور وجود کی کتنی بخششیں پنہاں ہوتی ہیں؟ یکن تعمیر حیات کا یہ پُرسکون عمل جبھی ظہور میں آ سکتا ہے جب پہلے سلب خریب کی ایک ہیبت انگیز ہولناکی پھیل جاتی ہے۔ بادل گرجنے لگتے یں۔ بجلی کڑکنے لگتی ہے۔ اضطراب و تصادم سے فضائے کائنات رزا ٹھتی ہے۔ اور ایسا محسوس ہونے لگتا ہے، جیسے کوئی بڑی ہی خت بربادی و خونناکی ظہور میں آنے والی ہے۔ لیکن پھر تھوڑی ہی یر کے بعد یہ حالت منقلب ہو جاتی ہے، اور اچانک دکھائی دیتا ہے کہ فطرۃ نے قہر و جلال کا جامہ اُتار کر رحمت و جمال کا لباس پہن لیا۔ کیونکہ رعد و برق کی خوفناکیوں کی جگہ باران رحمت کی ربوبیتیں نمایاں ہو جاتی ہیں۔ قرآن حکیم نے جابجا قدرت الٰہی کی اس بظاہر قہرنمائی اور بہ باطن رحمت فرمائی کی طرف اشارات کئے ہیں:

ومن آیاته یریکم البرق خوفاً و طمعا، وینزل من السماء ماءً فیحیی به الارض بعد موتها، ان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون! (۳۰ : ۲۳)

اور اُس کی حکمت و قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ بجلی کڑکتی ہے اور تمھارے اندر خوف اور امید، دونوں طرح کے اثرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور زمین کو اُس کی موت کے بعد از سر نو زندگی بخشدیتا ہے۔ بلاشبہ اسمیں قدرت الٰہی کی بڑی نشانیاں ہیں۔ مگر اُن کے لئے جو عقل رکھتے ہیں!

سورۂ بقرہ کی تمثیل میں بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے: او کصیب من السماء فیه رعدٌ و برق۔ تخریب کے عمل میں شورش اور ظہور ہے۔ اس لئے رعد و برق کی ہولناکی بارش کی حیات پرور دلاویزی سے زیادہ نمایاں اور بے پردہ ہوتی ہے۔ انسان کا ذہن طفولیت طبیعت حیوانی کے مقتضیٰ کے مطابق، بارش کی دلاویزی تو جلد نہیں پا سکتا تھا۔ لیکن رعد و برق کی ہولناکی سے فوراً ڈر گیا تھا۔ بجلی کی کڑک میں اس کے لئے پہلے خوف تھا۔ طمع پیچھے تھی!

بہرحال زندگی اور فطرۃ کائنات کے مظاہر کی پہلی تاثیر خوف و دہشت ہی کی تاثیر تھی۔ بادلوں کی گرج، بجلی کی کڑک، آتش فشاں پہاڑوں کا انفجار، زمین کا بھونچال، آسمان کی ژالہ باری۔ دریاؤں کا سیلاب، سمندروں کا تلاطم؛ ان سب میں اُس کی عقل کے لئے رعب اور ہیبت تھی، اور اسی ہیبت کے اندر وہ ایک غضبناک خدا کی ڈراؤنی صورت دیکھ رہا تھا۔ وہ بجلی کی کڑک اور ہلاکت سے محبت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ بادلوں کی گرج پر شیفتہ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ پہاڑوں کی آتش افشانی اور آسمان کی سنگ باری سے پیار نہیں کر سکتا تھا۔ اور اُس کا ذہن و ادراک خدا کے صرف انہی کاموں سے آشنا ہوا تھا!

ایک اور قریبی سبب بھی اس تصور کا باعث ہوا۔ خود اُس کی زندگی بھی امن و راحت سے زیادہ اضطراب و ہلاکت سے دوچار تھی۔ وہ اپنی حقیقی اور فطری حیات بہشتی سے محروم ہو چکا تھا، اور اب زندگی اور آبادی کی ایک نئی تعمیر درپیش تھی۔ وہ کمزور اور نہتا تھا، اور زمین کی ہر چیز اُس کی دشمن تھی۔ دلدل کے مچھروں کے جھنڈ اُسکے چاروں طرف منڈلاتے تھے۔ زہریلے جانور ہر طرف رینگتے تھے۔ طرح طرح کے بے پناہ درندوں کا پے در پے حملہ تھا۔ اُس کی زندگی سرتاسر جنگ اور کشمکش تھی۔ جس طرف دیکھتا تھا، ہلاکت ہی کا سامان نظر آتا تھا۔ اس ماحول کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ خالق کائنات کا تصور کرتے ہوئے اُس کا ذہن اُس کی ہلاکت آفرینیوں کی طرف جاتا۔ وجود اور زندگی بخشنے والی صفتوں کی طرف نہ جاتا۔ وہ صرف صفات سلبیہ کا تماشائی ہو سکتا تھا۔ ایجاب و تعمیر کی حقیقت شناسی ابھی اُس پر نہیں کھلی تھی!

تصور الٰہی کا یہ دَور سرتاسر قہر و غضب کے تصور کا دَور تھا۔ اس کی ابتدا ایک مبہم اور غیر معین خوف سے ہوئی، اور پھر بہ تدریج ایک معین شکل و شباہت کی صورت اختیار کرلی۔ پھر اس صورت کی وضع و قطع میں ترقی شروع ہوئی اور ایک ناتراشیدہ حالت سے ایک مکمل خال و خد تک پہنچ گئی۔ امریکہ، آسٹریلیا، اور افریقہ میں عہد قدیم کے جو آثار ایسے ملے ہیں جن سے نوع انسانی کی ابتدائی پرستشوں کا پتہ چلتا ہے، اُن سے اس ابتدائی تصور کی کڑی طیار کی جا سکتی ہے۔ پرستش کی ناتراشیدہ، بے ڈھنگی، اور ناقص، مگر خوفناک صورتیں انسان کے عہد طفولیت کی یادگار ہیں۔ انسان کے دَور حجری (یعنی وہ زمانہ جب آلات و ظروف کے لئے صرف پتھر استعمال کیا جاتا تھا) کے آثار میں بھی اس تصور کا سراغ لگتا ہے۔ اس طرح کے بکثرت پتھر ملے ہیں جن پر انسان کے ابتدائی ذہن کی مصوری نے اپنے معبود کی صورت کا نقشہ کھینچنا چاہا تھا، اور کوشش کی تھی کہ زیادہ سے زیادہ ہولناک صورت بنا دے۔ اُس میں عجیب طرح کا دھڑ ہے۔ غیر متعلق و مربوط چہرہ ہے، مختلف قسم کے خوفناک جانوروں کی صورت کے غیر متناسب اجزاء جمع کر دیئے ہیں، اور مصوری کے نقص اور تصور کی ناتمامی نے ہیئت کی بدصورتی اور ہولناکی کا اثر اور زیادہ کر دیا ہے۔ خوفناک جانوروں کی پرستش بھی اسی عہد میں شروع ہوئی۔ سانپ، اژدہا، مگرمچھ، اور اسی طرح کے جانور جن پر انسان بہ آسانی قبضہ نہیں کر سکتا تھا، اُس کے تصور میں ایک طرح کی الوہیت پیدا کر لیتے تھے۔

اس دَور کے ابتدائی عہد سے جب انسان آگے بڑھا۔ تو خدا کے تصور میں زیادہ نظم و اسلوب پیدا ہوا۔ اب ایسی ایسی طاقتوں کا تصور کیا گیا جن کی الگ الگ صورتیں، الگ الگ دائرے، اور الگ الگ اعمال تھے۔ لیکن جہاں تک صفات کا تعلق ہے، سب قہر و غضب ہی کی صفات رکھتے تھے۔ ہندوستان، مصر، بابل، یونان، وغیرہ ممالک جہاں نوع انسان کو مختلف مرز بوم اسباب سے ترقی و تربیت کا زیادہ موقعہ ملا تھا، اس دَور میں نمایاں ہوتے ہیں، اور آثار قدیمہ ہمیں سراغ رسانی میں مدد دیتی ہیں۔ ان تمام ممالک میں علم الاصنام کی سب سے ابتدائی کڑیاں وہی ہیں، جو خالص قہر و غضب کی تصویریں تھیں۔ ہیروڈوٹس نے مصریوں کے جو حالات بیان کئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا سب سے زیادہ قدیم معبود ہورس تھا جو ہلاکت اور بربادی کی طاقت تھی۔ یونان کا علم الاصنام اپنی لطافت تخیل اور بلندی نوعیت کے لحاظ سے تمام دنیا کے اصنامی تخیلات پر فوقیت رکھتا ہے، لیکن اُن کے یہاں بھی غضب و قہر کے دیوتاؤں کے تصورات، باقی دیوتاؤں سے زیادہ قدیم تھے۔ آریس جو آگے چلکر جنگ کا خدا ہو گیا، دراصل غضب و انتقام کا خدا تھا۔ آڈیس جسے آگے چلکر جہنم کی داروغگی ملی، شروع شروع میں ہلاکت اور انتقام کا دیوتا تھا۔ بابل اور آشور کے آثار سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ بابل تصور الٰہی کے اُس عہد کا سب سے بڑا مرکز ہے، جو مظاہر فطرۃ کی پرستش کے سلسلے میں کواکب پرستی کا عہد تھا۔ لیکن یہاں بھی پرستش کی تمام ابتدائی صورتیں غضب و قہر ہی کی مظاہر تھیں۔ بابل کے آثار اصنام میں سب سے زیادہ قدیم اثر ایک عجیب مخلوق

عالم مطبوعات و صحائف

پروفیسر ہیوار کی یادداشت کتب

یورپ کے مستشرقین (اورنٹیلسٹ) نے قدیم آثار و علوم کی تحقیقات کے جو مختلف طریقے اختیار کئے ہیں، اُن میں ایک نہایت قیمتی طریقہ نوادر کتب کی مکمل یادداشتیں مرتب کرنے کا ہے۔

"یادداشتوں" سے مقصود یہ ہے کہ پرانی اور نادر کتابوں کے مختلف نسخے دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں کہیں اُن کا کوئی حصہ ہے، کہیں کوئی حصہ۔ کہیں ایک حصہ مسلّم ہے اور باقی ناقص ہے۔ کہیں دوسرا حصہ محفوظ اور پہلا حصہ ناقص ہو گیا ہے۔ کسی نسخہ کی کتابت غلط ہے لیکن ضخامت پوری ہے۔ کسی کی ضخامت ناقص مگر کتابت اچھی ہے۔ اب اس منتشر اور مختلف الاوضاع ذخیرہ سے ایک مکمل نسخہ کیونکر فراہم کیا جائے؟ اس کا صرف یہی طریقہ ہے کہ ان تمام نسخوں پر نظر ڈالی جائے، اور ایک جگہ کا نقص دوسری جگہ کی تکمیل سے پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ مثلاً اگر ایک کتاب کی ۵ جلدیں ہیں اور دس جگہ اُس کے نسخے موجود ہیں، تو بہت ممکن ہے کہ ایک جگہ جو جلد گم ہو، وہ دوسری جگہ موجود ہو، یا ایک جگہ کے نسخہ میں جو ورق ناقص ہو گیا ہو، وہی دوسری جگہ کے نسخے میں صحیح و سالم مل جائے۔ مستشرقین یورپ نے متعدد اہم اور نادر کتابوں کے متعلق اس طرح کی معلومات فراہم کی ہیں اور انھیں یادداشت کی صورت میں قلمبند کر لیا ہے۔

یہ یادداشتیں نہایت قیمتی ہیں ان سے بہ یک نظر معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں کتاب کا مکمل نسخہ دنیا کے فلاں فلاں کتب خانوں کے فلاں فلاں نسخوں، جلدوں، صفحوں، صفحوں کی سطروں، سطروں کے صحیح و سالم لفظوں کے باہمدگر جمع ہو جانے سے وجود میں آ جا سکتا ہے!

یہ یادداشتیں مستشرقین یورپ کے ذوق علم اور محنت جستجو کی سب سے بڑی نمائش گاہ ہیں۔ بعض حالتوں میں صرف ایک چھوٹی سی کتاب کے مکمل اور صحیح نسخہ کی معلومات جمع کرنے کے لئے تمام دنیا کا سفر کیا گیا ہے، اور ۵۰۔۔ ۶۰۔۔ ۵۰۔۔ ۶۰ جگہوں کے نسخوں سے اُس کا ایک ایک ورق، ایک ایک سطر، ایک ایک لفظ، جمع کیا گیا ہے! ہمدانی کا جغرافیہ عرب سنہ ۱۸۹۱ء میں پروفیسر ڈیوڈ مولیر Muller نے تصحیح و ترتیب کے بعد شائع کر دیا۔ شائع کرنے سے پہلے جو یادداشت انھوں نے اور لیڈن یونیورسٹی کے دیگر مستشرقین نے مرتب کی تھی، وہ ہمارے پاس موجود ہے، اور اسے دیکھ کر ان پرستاران علم کی محنتوں کی بے اختیار داد دینی پڑتی ہے۔ ہمدانی کے جغرافیہ کے سترہ نسخوں کا انھوں نے پتہ لگایا تھا جو کرۂ ارضی کے مختلف گوشوں میں پھیلے ہوئے تھے لیکن ان میں کوئی بھی نقص سے خالی نہ تھا۔ انھوں نے ان سب کے ایک ایک صفحہ، ایک ایک سطر، ایک ایک لفظ پر نظر ڈالی، اور نسخوں اور انکے اوراق و سطور کے حوالوں کے ساتھ ایسی یادداشت مرتب کر لی جس سے بہ یک نظر معلوم ہو جاتا ہے کہ ان سترہ جگہوں سے ایک ایک ٹکڑہ چُن کر کس طرح ایک صحیح و مکمل نسخہ مرتب کر لیا جا سکتا ہے۔

مثلاً یادداشت بتلاتی ہے کہ کتاب کے صفحہ ۴ کی سطر ۱ کا پہلا لفظ برلین کے نسخہ میں کرم خوردہ ہے لیکن روم کے نسخہ میں صحیح و سالم

کا ولولہ پیدا کیا، تو ذہن و فکر نے چاہا، اُس کا تصور کرے۔ لیکن جب تصور کیا، تو یہ اُس کی ذات کا تصور نہ تھا۔ اُس کی صفات کا تصور تھا۔ وہ یکے بعد دیگرے صفات الٰہی کے نقشے کھینچتا گیا، اور اپنی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ اپنے خالق و معبود کی شکل و شباہت بھی بدلتا گیا۔ وہ ہر تبدیلی کے بعد ایک نئی صورت کا خدا اپنے سامنے دیکھتا، مگر نہیں سمجھتا کہ یہ صورت اُسکے خدا کی صورت نہیں ہے۔ خود اُسی کے ذہن و ادراک کی صورت ہے۔ خدا کی صورت ایک ہی تھی، لیکن اس کی نظر ہمیشہ یکساں نہ تھی۔ نظر و مشاہدہ میں جیسی جیسی تبدیلیاں ہوتی گئیں، منظور و مشہود بھی بدلتا گیا۔ اس راہ میں عقل انسانی کی پہلی اور بنیادی درماندگی یہی ہے:

اے بروں از وہم و قال و قیل من!
خاک بر فرق من و تمثیل من!

عقل انسانی کا ادراک محدود تھا۔ اُس کے تصور کے سامنے محسوسات کی دیوار کھنچ گئی تھی۔ وہ حواس کے دائرہ میں محصور اور حدود و امکان کی جبلی بندشوں میں اسیر تھا۔ وہ صرف محسوسات ہی کا تعقل کر سکتا تھا، اور اُنہی کی شکل و شباہت میں ہر چیز کو دیکھ سکتا تھا۔ پھر اُس کے عقل و ادراک کی یہ جتنی بھی رسائی تھی، بہ یک دفعہ کام نہیں دے سکتی تھی۔ نشوونما اور ارتقاء کی محتاج تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جونہی فطرۃ کے مجرد اور بے میل جذبہ سے ذہن و فکر کی صورت آرائیاں اور شباہت آفرینیاں ملیں، خدا کے تصور کی جگہ ایک ایسی ہستی کا تصور پیدا ہوگیا، جو خالق کا تصور نہ تھا۔ خود انسان کے ذہنی تصورات کی مخلوق تھا۔ وہ اپنے ادراک کے آئینہ میں خود اپنے چہرہ کا عکس دیکھتا، اور اُسی کو اپنا معبود سمجھ کر سربسجود ہوجاتا۔ اُس کا دل ہمیشہ خدا کی صورت دیکھنی چاہتا۔ مگر اُس کا دماغ ہمیشہ اپنی ہی صورت کی پرستش کرتا۔ مولانا نے ایک چرواہے کی حکایت میں جس کے لئے حضرت موسیٰ کا زمانہ فرض کیا گیا ہے، اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے:

اے کہ اندر چشمۂ شور ست جات — تو چہ دانی شط و جیحون و فرات؟
چوں قدم آمد، حدث گرد و عبث — پس کجا داند قدیمی را حدث؟
چوں توہم میکنی تو نور ذات — ذات نبود، وصف ہا و صفات
وہم مخلوق ست و مولود آمدست — حق نزائیدست او لم یولدست!

بہرحال خدا کی ہستی کے اعتراف و یقین کے فطری جذبہ نے جب تصور کی شکل اختیار کی، تو یہ ذہن و فکر کا عمل تھا، اور ضروری تھا کہ اُس کی حالت اور استعداد کی ترقی کے ساتھ ساتھ اسمیں بھی ترقی ہوتی رہتی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اگر آج انسان کے تمام الٰہی تصورات یکے بعد دیگرے سامنے لائے جائیں، تو وہ انسانی ذہن کے سلسلۂ ارتقاء کی سب سے زیادہ واضح تاریخ ہوگی۔ وہ اگرچہ بظاہر خدا کے تصور کا ارتقا ہوگا، لیکن بہ باطن خود ذہن انسانی کے ارتقا کے تمام حلقے ایک ایک کرکے سامنے آجائیں گے۔ کانٹ کے لفظوں میں کہا جا سکتا ہے کہ "ذہن انسانی کی استعداد فکر کا سب سے بڑا معیار، اُس کا تصور الٰہی ہے۔ جب کبھی اُسنے ایک نچلا درجہ چھوڑ کر بلند تر درجے پر قدم رکھا ہے، تو سب سے پہلے خدا ہی کی طرف نظر اُٹھائی ہے" اسی مطلب کی طرف اخوان الصفا کے مصنفوں نے زیادہ صاف لفظوں میں اشارہ کیا تھا: "انسان کی کسی جماعت اور اُس کے کسی عہد کی عقلی استعداد کا اندازہ کرنے کے لئے سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اُسکے تصور الٰہی پر نظر ڈالی جائے۔ جس درجہ یہ تصور شائستہ اور بلند ہوگا، اُتنی ہی اُس جماعت اور اُس عہد کی عقلی استعداد ترقی یافتہ ثابت ہوگی"! ہیگل نے بھی اسی طرف توجہ دلائی ہے: "تاریخ میں کسی قوم کی عقلی اور تمدنی استعداد معلوم کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ معلوم کرو کہ اُسنے اپنی پرستش کے لئے کیسا خدا منتخب کیا تھا؟"

انسانی ذہن و فکر کی اس درماندگی میں وحی و نبوت کی دستگیری ہمیشہ نمایاں ہوتی رہی۔ لیکن وہ اس راہ میں عقل انسانی کی اُسی حد تک رہنمائی کر سکتی تھی، جس حد تک اُس کی استعداد ساتھ دینے کے لئے طیار تھی۔ انبیاء کرام (علیہم السلام) کی تعلیمات کا پیرایۂ و اسلوب بھی در اصل اُن کے زمان و مکان کی عقلی استعداد کا نتیجہ ہوتا ہے۔ وہ مجمع انسانی کے معلم و مربی تھے۔ اس لئے اُسی درجہ کا سبق دے سکتے تھے، جس درجہ کہ فہم و تحمل کی استعداد مخاطبین میں پیدا ہوگئی تھی۔ وہ اس سلسلۂ ارتقا سے باہر نہیں ہیں۔ اسی کے نشوونما ترقی کی مختلف کڑیاں ہیں۔

تصور الٰہی کے دو بنیادی اصول

نوع انسانی کے تصور الٰہی کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے، تو اگرچہ اُس کی نوعیت کی بے شمار صورتیں اور قسمیں سامنے آئیں گی، لیکن بڑی اور اصولی تقسیم دو بنیادی نوعیتوں کی بنا پر کی جا سکتی ہے:

(۱) تجسم اور تنزہ
(۲) صفات جلالیہ اور جمالیہ

ذہن انسانی نے جب فطرۃ کی آواز سنی اور خدا کا تصور کرنا چاہا، تو وہ بغیر شکل و شباہت کے اُس کا تصور نہ کر سکا۔ یہی تجسیم اور تمثیل کی بنیاد ہے۔ یعنے خدا کے لئے ایسی صفات تجویز کرنا جیسی صفات مخلوقات و موجودات کے ہم محسوس کر رہے ہیں۔

پھر چونکہ اُس کا ذہن و فکر عہد طفولیت میں تھا اور نشوونما و ترقی کے لئے ایک طولانی عمر کا محتاج تھا، اس لئے اس شکل و شباہت کا نقشہ بھی زیادہ شائستہ اور بلند نہ کھینچ سکا۔ وہ در اصل اپنے ہی صفات کا عکس طیار کر رہا تھا، اُس کی صفات ابتدائی عہد کے ناقص اور ادنیٰ درجہ میں تھیں اس لئے ویسے ہی صفات سے اُسنے اپنے خدا کا خال و خد بھی آراستہ کیا!

یہ صفات ابتدا میں سرتاسر قہر و جلال کی صفات تھیں۔ پھر ان میں رحم و جلال کی بھی آمیزش ہوئی، لیکن غلبہ قہر و جلال ہی کو رہا۔ اُس کے تصور میں پہلے دہشت آئی۔ پھر اُمید نے ظہور کیا۔ وہ پہلے خدا سے صرف ڈرتا تھا۔ پھر اُمید کی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ پھر آہستہ آہستہ محبت بھی کرنے لگا!

چنانچہ اس سلسلہ کے ارتقائی تغیرات میں یہی دو باتیں سب سے زیادہ نمایاں اور بمنزلہ اصل و معیار ہیں۔ اس سلسلہ کی ابتدا تجسم اور قہر و جلال سے ہوتی ہے، اور تکمیل تنزہ اور رحمت و جمال پر۔ درمیان کی تمام کڑیاں، ارتقائی کڑیاں ہیں۔ جوں جوں انسان کی معنوی استعداد ترقی کرتی گئی، وہ تجسم سے تنزہ کی طرف اور صفات قہر و جلال سے رحمت و جمال کی طرف ترقی کرتا گیا۔ یہاں تک کہ تکمیل کی آخری منزل نمودار ہوگئی۔

تجسم اور تنزہ پر دوسری جگہ مستقلاً بحث کی گئی ہے۔ یہاں اس کا ذکر تبعاً آگیا ہے۔ یہاں کا اصلی موضوع صرف صفات قہر و جلال اور رحمت و جمال کے ارتقائی تغیرات ہیں۔

(یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہاں "ابتدا" اور "ابتدائی عہد" کے الفاظ سے نوع انسان کی حقیقی ابتدا مقصود نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم کی تصریحات کے مطابق نوع انسانی کی ابتدائی زندگی، اُس کی فطری اور بے آمیز زندگی تھی، اور چونکہ وہ فطرۃً حالت ہدایت میں پیدا کیا گیا ہے نہ کہ ضلالت میں، اس لئے اُس کے تمام عقائد و تصورات بھی اپنی فطری ہدایت پر قائم تھے۔ منحرف اور کج اندیش نہ تھے۔ لیکن اُس کے بعد مختلف اسباب سے وہ حالت باقی نہ رہی فطرۃ کی سادہ ہدایت کی جگہ اکتساب کی گمراہیاں پیدا ہوگئیں، اور بڑھتے بڑھتے اس درجہ تک پہنچ گئیں، کہ پہلی حالت بالکل منقلب ہوگئی۔ اسی عہد سے انسان کی معنوی زندگی کی ایک دوسری نشئۃ شروع ہوتی ہے، اور اُس کی "ابتدائی" زندگی اور "عہد طفولیت" سے اسی دوسرے عہد کی ابتدا مقصود ہے۔ شرح اس حقیقت کی اشارات میں ممکن نہیں اور یہ محل تفصیل نہیں)

دور قہر و جلال

یہ عجیب بات ہے کہ تاریخ میں انسان کا قدیم سے قدیم تصور الٰہی جو ہمارے سامنے آتا ہے، وہ سرتاسر خوف اور دہشت کا تصور ہے۔ رحم، محبت، اور جمال کا اسمیں کوئی عنصر نظر نہیں آتا۔ خدا کا تصور اُسکے لئے صرف ڈرنے کی چیز تھی۔ امید، اُنس، اور محبت کی چیز نہ تھی۔ وہ اُس کے قہر و غضب کی ہولناکیوں سے ڈرتا تھا، اس لئے اُس سے بچنے کے لئے اُس کی پرستش کرتا تھا۔

انسان کی پرستش خدا سے بچنے کے لئے تھی۔ خدا کی طرف بڑھنے اور اُس سے محبت کرنے کے لئے نہ تھی۔ وہ ایک ڈراؤنی اور ہولناک طاقت سے محبت کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا!

بظاہر یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے مگر فی الحقیقت عجیب نہیں ہے۔ انسان خدا کی صفات کو کائنات عالم کے فطری مظاہر میں دیکھتا تھا۔ یہی مظاہر اُس کے تصور میں خدا کے اعمال کا تصور پیدا کرتے تھے۔ فطرۃ کائنات میں کون و فساد ہے۔ یعنے وہ کائنات کی زندگی اور بقا کے لئے بہ یک وقت بناؤ اور بگاڑ، دونوں کا عمل جاری رکھتی ہے۔ انسان نے جب اپنی ابتدائی عقل و ادراک سے مظاہر فطرۃ پر نظر ڈالی، تو اُس کی نظر فطرۃ کے بناؤ کا حسن نہ دیکھ سکی۔ اُسکے بگاڑ کی ہولناکیوں سے سہم گئی۔ فطرۃ کا جمال ایجاب و تعمیر، سلب و تخریب کے نقاب میں پوشیدہ ہے۔ اُس تک پہنچنے کے لئے عقل و ادراک کی زیادہ تیز اور دُور رس نگاہ کی ضرورت تھی۔ یہ ابھی اُسے میسر نہیں آئی تھی۔ پس صورت کائنات کا پہلا اثر جو اُس کے ذہن و ادراک کی نارسائی نے قبول کیا، جمال و رحمت کی دلاویزی نہ تھی۔ جلال و قہر کی ہولناکی تھی۔ اسی ہولناکی سے اُسنے خدا کی شکل و شباہت کا نقشہ بھی کھینچ لیا۔ قدرتی طور پر یہ نقشہ ڈراؤنا تھا۔ محبوب و دلاویز نہ تھا۔

اس عالم اثر و تاثر میں ہر چیز کی طرح ہر فعل بھی ایک قدرتی طبیعت اور مزاج رکھتا ہے۔ تخریب کے مزاج میں شورش اور ہولناکی ہے، اور تعمیر سرتاسر سکون اور خاموشی ہے۔ تعمیر جمع، نظم، ترتیب، اور ایجاب ہے۔ تخریب تفرقہ، برہمی، اضطراب، اور سلب و نفی ہے۔ جمع و نظم کی حالت ہی سکون ہے۔ اور تفرقہ و برہمی کی حالت ہی شورش و اضطراب کی حالت ہے۔ دیوار جب بنتی ہے تو کوئی ہولناکی محسوس نہیں ہوتی لیکن اُس کے گرنے میں دھماکا ہوتا ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر تخریب کا عمل تعمیر سے زیادہ نمایاں اور پُر شور ہے۔ تخریب کی ہیبت فوراً ڈرا دیتی ہے، لیکن تعمیر کی دلاویزی آہستہ آہستہ نمایاں ہوتی ہے۔ تخریب کا دھماکا دُور سے بھی سُن لیا جا سکتا ہے، لیکن تعمیر کا خاموش عمل دیکھنے کے لئے نزدیک آنے کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حیوانی طبیعت تعمیری اور ایجابی افعال سے اُنس پکڑنے میں دیر لگاتی ہے لیکن تخریبی اور سلبی افعال سے فوراً ڈر جاتی ہے۔ جانور ڈرتے زیادہ ہیں۔ اُنس کم پکڑتے ہیں۔ انسان کا بچہ بھی ابتدا میں ہر چیز سے سہمتا اور ڈرتا ہے۔ پھر جوں جوں اُس کی ذہنی استعداد بڑھتی جاتی ہے، ڈر کم ہوتا جاتا ہے اور موالفت بڑھتی جاتی ہے۔

نوع انسانی کا اُسکے عہد طفولیت میں یہی حال تھا۔ کائنات فطرۃ فی الحقیقت سرتاسر وجود، تعمیر، اور ایجاب ہے، اور اس لئ

السحر الحلال
فی
مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

اردو صحافت کی تاریخ میں الہلال ہی وہ رسالہ ہے جو اپنی تمام ظاہری اور باطنی خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تھی۔ اس نے ملک کے سیاسی، علمی، ادبی اور دینی افکار و عقائد پر جو انقلاب انگیز اثرات ڈالے، قریب ہے کہ مستقبل ہند کا مورخ ان پر بحث کریگا اور ان کے اندر وہ عناصر و مبادیات ڈھونڈھیگا جن سے ہندوستان کی سنہ ۱۹۱۹ کے بعد کی اجتماعی ذہنیت ظہور پذیر ہوئی۔

الہلال اگرچہ ایک ہفتہ وار مصور رسالہ تھا، لیکن چونکہ وہ اردو صحافت کی مختلف شاخوں میں اجتہاد نظر و فکر کی نئی روح پیدا کرنی چاہتا تھا، اس لئے اس کا ہر نمبر مختلف اقسام اور مختلف ذوق کا مجموعہ تھا۔ اس کے ہر نمبر میں مختلف ابواب، مذہب، سیاست، ادبیات، علوم و فنون اور معلومات عامہ کے ہوتے تھے۔ اور اسکا ہر باب ادبی مجتہدانہ خصوصیات کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہوتا تھا۔ پھر اس کی ظاہری خوبیاں اردو صحافت میں اعلی طباعت و ترتیب کا پہلا نمونہ تھیں۔ اردو کا وہ پہلا ہفتہ وار رسالہ تھا، جس میں ہاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا، اور ٹائپ میں چھپنے کی وجہ سے بہت سی ایسی خوبیاں پیدا ہوئیں جو پتھر کی چھپائی میں ممکن نہیں۔ اس کی جلدیں جدید اردو علم ادب کے علمی، مذہبی، سیاسی اور اجتماعی مواد و مباحث کا بہترین مجموعہ ہیں۔ ان کی مقبولیت و قدر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۸ میں بعض شائقین علم و ادب نے اس کی تمام جلدوں کا مکمل سٹ سات سو روپیہ میں خرید لیا۔ اور حال میں ایک صاحب نے اس کی پہلی جلد مکمل (جو دفتر میں بھی موجود نہیں) ساڑھے چار سو روپیہ میں حیدرآباد سے خریدی ہے۔ جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے ہیں وہ بڑی سے بڑی قیمت پر بھی علحدہ کرنے کیلیے تیار نہیں۔ پچھلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الہلال کے پرچوں کا بھی محفوظ ملا، ہم نے کوشش کی کہ شائقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کی جاسکتی ہیں مرتب کرلی جائیں اور جن جلدوں کی تکمیل میں ایک دو پرچوں کی کمی ہو انہیں دوبارہ چھپوا لیا جائے۔

چنانچہ الحمدللہ یہ کوشش ایک حد تک مشکور ہوئی اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے جلد سوم کی جلدیں پوری مکمل ہوگئی ہیں۔ ہم اس اعلان کے ذریعہ شائقین علم و ادب کو آخری موقعہ دیتے ہیں کہ اس قیمتی ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدی کریں، چونکہ جلدوں کی ایک بہت ہی محدود تعداد مرتب ہوسکی ہے اس لئے صرف انھیں درخواستوں کی تعمیل ہوسکے گی جو سب سے پہلے پہونچیں گی۔ ہر جلد مجلد ہے اور ابتدا میں تمام مضامین کی انڈکس بہ ترتیب حروف تہجی لگادی گئی ہے۔

الہلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیہ الہلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیہ
" " " چہارم ۱۰ روپیہ " " " پنجم ۱۰ روپیہ

جلد "البلاغ" (جب دوسری مرتبہ الہلال اس نام سے شائع ہوا) قیمت ۸ روپیہ

علاوہ جلد اول کے ہر جلد کے متفرق پرچے بھی موجود ہیں جن میں سے ہر پرچہ اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعہ علم و ادب ہے۔ قیمت فی پرچہ ۸ آنہ۔ محصول ڈاک و پیکنگ اس کے علاوہ ہے۔

منیجر "البلاغ پریس"

ہے۔ وہاں سے لے لیا جا سکتا ہے۔ روم کے نسخہ میں پانچویں سطر پڑھی نہیں جاتی لیکن سلوسٹر دے ساسی کے نسخہ میں موجود ہے۔ وہاں سے لے لی جائے۔ اسی طرح پوری کتاب کا ایک ایک لفظ بذریعۂ یادداشت مرتب کر لیا ہے۔ ساتھ ہی تمام نسخوں کے چھوٹے چھوٹے لفظی اختلافات کے بھی حوالے دیدیئے ہیں۔ بعد کو یہ اختلافات کتاب کے ساتھ شائع کر دیئے گئے۔ ان کی ضخامت اصل کتاب سے بھی دو گنی ہے۔ ایک پوری جلد صرف فہرست اور اختلافات پر مشتمل ہے!

اسی طرح طبقات ابن سعد کی یادداشت دو جلدوں میں مرتب ہوئی تھی۔ اس کے ایک ایک ورق اور ایک ایک سطر کے لئے بار بار دنیا کا سفر کیا گیا تھا۔ اس کی ایک ایک سطر، دس دس بیس بیس جگہوں کے نسخوں کو باہم گر ملانے کے بعد حاصل ہو سکی۔ بعد کو یہ کتاب چھپ گئی، لیکن اس کی یادداشت اب بھی علم و جستجو کا ایک قیمتی خزانہ ہے۔

یہ یادداشتیں زیادہ تر علمی جماعتوں نے مرتب کی ہیں مگر بعض ایسی بھی ہیں جو کسی ایک شخص کی تنہا جستجوئے علم کا نتیجہ ہیں۔ انیسویں صدی کے مستشرقین میں پروفیسر رینوڈ Reinaud، اتین کاٹرمیر Etienne Quatremere، ڈیرنبرگ Derenbourg، گستاؤ فلوگل Fluegel، فلایشر Fleischer، اور دی گویہ De Goeje، کی یادداشتیں نہایت قیمتی ہیں۔ زمانۂ حال کے مستشرقین میں مشہور جرمن مستشرق پروفیسر تھیوڈر نولڈیک Theodor Noeldeke، اور پروفیسر گولڈزیہر Goldziher کی یادداشتیں شائع ہو چکی ہیں اور نہایت قیمتی معلومات پر مشتمل ہیں۔

حال میں ایک نہایت قیمتی یادداشت پروفیسر ہیوار Huart نے شائع کی ہے جو ہمیں گزشتہ مہینے پیرس سے وصول ہوئی ہے۔ اس یادداشت میں پروفیسر موصوف نے نہ صرف اپنی جستجوؤں کے نتائج درج کئے ہیں بلکہ گزشتہ دور کے دو بہت بڑے فرانسیسی مستشرقوں پروفیسر دی سلان De Slane اور پروفیسر ڈیرن برگ Derenbourg کی بعض غیر مطبوعہ یادداشتوں سے بھی ضروری فوائد اخذ کئے ہیں۔

پروفیسر دی۔ سلان کا انتقال ۱۸۷۹ء میں ہوا۔ وہ انیسویں صدی کے مشاہیر مستشرقین میں تھے۔ مقدمۂ ابن خلدون، تاریخ بربر ابن خلدون، اور ابن خلکان کا فرانسیسی ترجمہ انہی کے قلم کا رہین منت ہے۔ مقدمہ ابن خلدون کے ترجمہ و اشاعت کا کام در اصل ایٹین کواترمیر نے شروع کیا تھا۔ مگر تکمیل انہی کے قلم و سعی سے ہوئی۔ قومی کتب خانہ پیرس کے مشرقی مخطوطات کی فہرست بھی انہی نے مرتب کی تھی۔

پروفیسر ڈیرن برگ کا انتقال ۱۹۰۸ء میں ہوا۔ یہ اسی نام کے مستشرق باپ کا مستشرق بیٹا ہے۔ سیبویہ کی الکتاب (جو کلکتہ میں ایشیاٹک سوسائٹی چھاپ چکی ہے) یورپ میں اسی کے اہتمام سے چھپی تھی۔ کتاب الفخری، دیوان نابغہ، کتاب الاعتبار ابن منقذ وغیرہ بھی اسی کی سعی و محنت سے مرتب و شائع ہوئی۔ بعد کو الفخری کی نقل مصر میں شرکت احیاء کتب عربیہ نے بھی چھاپ دی۔

پروفیسر ہیوار موجودہ عہد کے مستند فرانسیسی مستشرق ہیں۔ یہ پہلے مصر کے فرانسیسی قنصل خانہ میں کاتب تھے۔ پھر ترقی کرتے کرتے قنصل جنرل ہو گئے۔ اب ایک عرصہ سے پیرس کے مدرسہ لغات حیۂ عالم کے معلم ہیں۔ اسلامی و عربی علوم و ادب پر ان کی مصنفات بکثرت شائع ہو چکی ہیں۔ تاریخ عرب، تاریخ ادبیات عرب، تاریخ بغداد جدید، وغیرہ کتابیں مشہور و مقبول ہیں۔ ابوزید بلخی کی کتاب الخلیقہ انہی کے سعی و اہتمام سے شائع ہوئی۔ کائی فونگو (چین) کی ایک قدیم مسجد کے عربی و فارسی نقوش پر بھی ان کا ایک رسالہ شائع ہو چکا ہے۔ اس یادداشت میں عربی اور فارسی، دونوں زبانوں کے بعض نوادر پر معلومات موجود ہیں۔ ایک ترکی (عثمانی) کتاب کا بھی ذکر ہے۔ ہم آیندہ اس کے بعض اہم فوائد ہدیۂ قارئین کریں گے۔

امام ابن قیم کی کتاب العلم والعلماء

امام ابن قیم کی مصنفات کا بڑا ذخیرہ شائع ہو چکا ہے، لیکن روز بروز نئی کتابیں نکلتی ہی آتی ہیں۔ حافظ ابن رجب نے طبقات میں ان کی ایک کتاب کا نام "کتاب العلم والعلماء" لکھا ہے۔ اب تک اس کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اس کا ایک نہایت عمدہ نسخہ جس پر ان کے شاگرد فیروزآبادی (صاحب قاموس) کا دستخط ثبت ہے، دمشق میں نکل آیا ہے اور اس کی اشاعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

العبر فی اخبار البشر

الہلال نمبر ۲ میں ہم نے امام شمس الدین ذہبی، کی تاریخ کبیر کی نسبت اطلاع دی تھی۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ان کی ایک دوسری تاریخ "العبر فی اخبار البشر" بھی زیر تصحیح و طباعت ہے۔

امام موصوف نے اپنے تذکرہ میں خود تصریح کی ہے کہ انہوں نے پہلے مطول و مبسوط تاریخ الاسلام (تاریخ کبیر) لکھی۔ پھر اس سے مختصر و منتخب کر کے چار چھوٹی چھوٹی کتابیں الگ کر لیں:

(۱) الدول الاسلامیہ: یہ تاریخ کبیر کا اختصار ہے، اور بعض کتابوں میں چار جلدیں ہیں بعض میں دو۔ اس کا سب سے زیادہ بہتر و مکمل نسخہ قسطنطنیہ کے کتب خانہ کوپرلی میں ہے۔

(۲) طبقات الحفاظ: اسمیں صرف ان حفاظ حدیث کے حالات لے لئے ہیں جن کے تراجم بسلسلۂ تاریخ، تاریخ کبیر میں آئے تھے۔ حافظ جلال الدین سیوطی کی طبقات اسی کا اختصار و تکملہ ہے۔ سنہ ۱۸۳۳ء میں پروفیسر وسٹنفیلڈ نے اسے تین جلدوں میں چھاپ کر شائع کیا۔

(۳) طبقات القراء: اسمیں قراء کے تراجم تاریخ کبیر سے اخذ کر کے بہ ترتیب طبقات جمع کئے ہیں۔ اسکے نسخے پیرس کے قومی کتبخانہ اور قسطنطنیہ کے کتبخانۂ کوپرلی اور ینی جامع میں موجود ہیں۔ متعدد علماء نے اس کے ذیل بھی لکھے تھے۔ حافظ سیوطی کا ذیل چھپ گیا ہے۔

(۴) العبر فی اخبار البشر: یہ ایک مختصر تاریخ عام دو جلدوں میں ہے۔ اسمیں اور دول الاسلامیہ میں یہ فرق ہے کہ اسکی ترتیب حروف تہجی کی ترتیب ہے۔ اس کی ترتیب سنین کی ترتیب ہے۔ سنہ ہجری کی ابتدا سے لے کر سنہ ۷۴۰ھ کے تمام حوادث و وفیات اسمیں مل جاتے ہیں۔ ابن شماع (متوفی سنہ ۹۳۶) نے اس کا ذیل لکھا تھا۔ اسکے نسخے برٹش میوزیم اور ایا صوفیا قسطنطنیہ کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔

اسی آخری کتاب کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ بعض اہل علم کی سعی سے قاہرہ میں چھپنا شروع ہو گئی ہے۔ عنقریب پہلی جلد مکمل ہو کر شائع ہو جائے گی۔

فہرست

مذاکرۂ علمیہ ۲
نظریۂ ارتقا کا گم شدہ حلقہ
ریڈیم ۳
تاریخ مغرب جدید کی تاریخی شخصیتیں ۶
روسو
عالم شرق و اسلام ۱۰
شام کے جہاد حریت کا خاتمہ
بصائر و حکم
انسانیت موت کے دروازہ پر ۱۳
حضرت عمرو ابن العاص
برید فرنگ ۱۴
مسولینی کی ایک اہم تقریر
برید شرق
مکتوب قسطنطنیہ ۱۶
خواطر و سوانح
"اخباری زندگی کا ایک لمحہ" ۱۹
باب التفسیر
تفسیر سورۂ فاتحہ کا ایک صفحہ ۲۱
عالم مطبوعات و صحائف ۲۳
ایک نئی یادداشت کتب
کتاب العلم والعلماء
العبر

میرٹھ
کی
اصلی مشہور و معروف
قینچی
زنانہ اسکول متصل تحصیل میرٹھ سے منگائیے

[illegible]

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما:

ٹائمز اف لندن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کی تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بھي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضه کیجئے که وه ٹائمز لندن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مهیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے براه راست طلب کرسکتے هیں

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام [illegible] کارخانوں سے براه راست [illegible] قائم کریں ' نفع [illegible] هندوستان سے [illegible] پیدا وار بھیجیں ' نئي نئي [illegible] اپنے ملک [illegible] سستي سے معلومات [illegible] ایک [illegible] شروع کردیں ' تو آپ کو [illegible] اس طرح کی تجارت [illegible] هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ [illegible] تمام کارخانوں اور کمپنیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم [illegible] چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بہت تھوڑا سا بہت خرچ کرکے [illegible] باتیں [illegible] معلوم کرلیں ' تو [illegible] هم سے خط و کتابت [illegible] - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے لئے هم کس درجه مفید هیں ؟

هماري واقفیت دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هے -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street. Calcutta.

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

ٹائمز اف لندن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکھنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مزین هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

برونو مولر اینڈ کو - برلن

[illegible]

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو هر ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور سبزیوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - هندوستان میں اس قسم کي مشینوں کا [illegible] کارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجئے -

یاد رکھیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقه وه هے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS. 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA
EDITOR : MAULANA ABU-AL-KALAM AZAD.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مبر ٩ کلکته : جمعه ١٣ - صفر ١٣٤٦ هجری جلد ١

Calcutta : Friday, 12, August 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نہین ؟

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وہ اپنا ترقی یافته طریق طباعة نہین رکھتی ۔ طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین که حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔ پتھر کی چھپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبھی ترقی نہین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وہ هین جن مین الهلال چھپتا هی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وہ هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براہ عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکھیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیي سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔ الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ٥٦١ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	٥٦
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	١٠٥
پتھر کی چھپائی کی حق مین	١٧٨
اردو حروف کی حق مین	١٨٢
حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	٤٠

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بھی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکھنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نہین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین ۔ الهلال

الہلال

[illegible]

نوجوان چونک اُٹھا - اِدھر اُدھر گھبراھٹ سے دیکھنے لگا - سمجھا ' سکے ہم مدرسہ پکار رھے ھیں - مگر وھاں کوئي انسان بھي نظر ہ آیا -

" دیوکلس !" — " دیوکلس !" نوجوان تمنائي نے نگاہ اُٹھا کر ت کو دیکھا - کیا دیکھتا ھے کہ سچ مچ کو اُسکے ھونٹ ھل رھے ھیں ! ... اچانک سنگ مرمر کے ھاتھہ میں جنبش ھوئي ...... یوي نے اپنا ھاتھہ دیوکلس کے کندھے پر رکھہ دیا ...... بجلي کي یک طاقتور لہر اُسکے بدن میں دوڑ گئي - بید کي طرح تھر تھرانے گا - خوف کي شدت سے اُسکے حواس معطل ھوگئے ......

بکن آواز ابتک آ رھي تھي " دیوکلس ! " " دیوکلس !"

" دیوکلس ! تونے مجھے پکارا - لے ' میں آگئي - تیري مناجات میں نے سن لي - بول ' کیا مانگتا ھے ؟"

دھشت سے نوجوان کي سانس رک گئي - بے اختیار زمین پر گر پڑا - قریب تھا ' بیہوش ھو جائے - جب کچھہ عرصہ کے بعد اُسکے ھوش حواس واپس آنے لگے - تو اُس نے خوفزدہ نظروں سے دیوي کو دیکھا :

" ھاں مقدس دیوي !" اُسنے کانپتي ھوئي آواز سے کہا " میں ھي تیرے حضور زار نالي کر رھا تھا - مجھے " حقیقت " کي جستجو ھے - میں " حقیقت " کو دیکھنا چاھتا ھوں - میں اُسے بے نقاب یکھنا چاھتا ھوں ... "

" تو حقیقت کي کھوج میں ھے !" دیوي نے اپني پر رعب آواز میں کہا " حقیقت خود یہي " وجود " ھے - حقیقت کہاں نہیں ھے ؟ لیکن ھاں ' بے پردہ ' بے نقاب حقیقت ' کبھي کوئي کائناتي نگاہ نہ دیکھہ سکی - کسي نے اسکے دیکھنے کي جرأت بھي نہیں کي - بے نقاب حقیقت انسان کي حد نگاہ سے باھر ھے - تاھم اگر تیري یہي ضد ھے تو سمجھہ لے ' تجھے بڑي قیمت ادا کرني پڑیگي ' ایسي بڑي ' جسکي شاید تجھے قدرت نہیں - تجھے دولت ' عظمت ' حسن — سب سے دست بردار ھوجانا پڑیگا - تجھے زندگي کا بھي آرزومند نہ ھونا چاھئے - دیوتاؤں نے " حقیقت " سے بڑھکر کوئي دولت کائنات کي اولاد کو نہیں دي ھے "

" میں اِن سب سے ھمیشہ کیلیے بخوشي دست بردار ھوتا ھوں " دیوکلس نے خوش ھوکر کہا " میں سورج بھي چھوڑنے پر طیار ھوں "

دیوي نے اپنا سر جھکا لیا - ھر طرف خاموشي پھیل گئي - درخت " زفس " کي اِس باعظمت لڑکي کي تعظیم میں جھک گئے !

دیوي نے پھر سر اُٹھایا :

" بہتر " اُسنے آدمیوں کي طرح لفظوں میں کہا " تجھے حقیقت دکھادي جائیگي - لیکن ایک ھي مرتبہ میں تو اُسے نہیں دیکھہ سکتا - میں ھر سال ایک دفعہ تجھے وھاں لیجایا کرونگي - تو اُسکے چھپانے والے پردوں میں سے ' ھر مرتبہ ' ایک پردہ چاک کرسکے گا ... تو زندگي کے لباس میں رھے گا ' یہانتک کہ حقیقت عریاں اپني آنکھوں سے دیکھہ لے "

⁂

نوجوان کا چہرہ مسرت امید سے دمکنے لگا - وہ خاموش رھا کہ دیکھے اب دیوي کیا کرتي ھے - اچانک وہ حیرت سے دم بخود ھوگیا - دیوي نے اپني سنگ مرمر کي چادر اتار دي - دیوکلس کي آنکھیں دختر زفس کے حسن وجلال سے چکا چوند ھوگئیں - چشم زدن میں بت نورہ پتلہ بن گیا - ... اب اُس میں حرکت ھوئي - ... اُسنے نوجوان کو گود میں اُٹھا لیا - لامتناھي فضا میں پرواز شروع کردي - ایک نامعلوم خطہ میں جا پہنچي - دیوکلس نے دیکھا ' ایک سر بفلک پہاڑ پر وہ کھڑا ھے ...

یہاں ' پہاڑ پر ' نوجوان نے کالي بدلیوں کے اندر ایک پرچھائیں سي دیکھی - جوش شناخت میں اسکي روح اُسکے حلقہ ھاے چشم میں سمٹ آئي مگر وہ اسکے خال وخط نہ دیکھہ سکا !

" یہي حقیقت ھے " دیوي نے اپني انگلي سے اشارہ کرکے کہا " یہي اپني دھندلي شعاعیں زمین پر ڈالتي ھے اور فلسفي اور حکیم اُن میں نور حق کا سایہ ڈھونڈھتے ھیں - اگر یہ شعاعیں نہ ھوتیں تو دنیا تاریک رات کي طرح اندھیري ھوجاتي - انسان کي نگاہ حقیقت کو اِنھي شعاعوں میں دیکھہ سکتي ھے - تم دیکھہ رھے ھو ' وہ کس قدر ھلکي ' کیسي دھندلي شعاعیں ھیں ؟ حقیقت بے حد روشن ھے - اتني روشن کہ سورج کي روشني سے بھي تم اسکا قیاس نہیں کرسکتے - مگر وہ اِن پردوں کے اندر چھپي ھوئي ھے - صرف اُسکا سایہ ھي نظر آسکتا ھے - آگے بڑھ ' اور اُسکا ایک پردہ چاک کرڈال "

دیوکلس نے دیوي کے حکم کي تعمیل کي -

ھاتھہ لگتے ھي پردہ سفید پرند بن گیا - تھوڑي دیر نوجوان کے سر پر منڈلایا - پھر سیدھا آسمان کے طرف اُڑ گیا !

دیوکلس نے اب دیکھا - حقیقت کی شعاعیں پہلے سے زیادہ صاف اور روشن ھیں !

دیوي اُسے پھر زمین پر اُڑا لائي - وہ اپني اکاڈیمي میں گیا ' اور دیوي اپنا مرمري جامہ پہنکر پھر بت بن گئي !

⁂

دیوکلس نے دیوي سے اپنا وعدہ پورا کیا - آرام و راحت سے منھہ موڑ لیا ' خلوت میں بیٹھا ' اور غور و فکر میں یکقلم مستغرق ھوگیا -

اب وہ انسانوں کے کسي مجمع میں نظر نہیں آتا تھا - اِیتھنس کے تمام میلے اس سے خالي ھو گئے تھے -

دوسرے سال اپنے مقررہ وقت پر ' وہ پھر سنگ مرمر کے بت کے سامنے سر بسجود تھا - دیوي نے حرکت کي ' اور پہلي مرتبہ کي طرح اُسے غیر معلوم پہاڑ پر اُڑا لے گئي - اب اُسنے حقیقت کا دوسرا پردہ چاک کردیا - اس مرتبہ روشني اور بھي زیادہ تیز ھو گئي - پھر وہ زمین پر واپس آ گیا - اُسکي زھد و خلوت پسندي اب اور زیادہ گہري ھو گئي تھي -

⁂

اُسکے رفیق اِس تبدیلي پر متعجب تھے - اُنھوں نے اُسے بہت بہت پھسلایا ' مگر وہ اپنے گوشۂ انزوا سے باھر نہ نکلا -

ایتھنس کي بعض حسین دوشیزہ لڑکیوں سے اُسکي ملاقات تھي - ایک فتنہ گر حسن اُس سے محبت بھي کرتي تھي - اُسکي یہ حالت دیکھکر ایک دن اُسکے پاس گئي :

" دیوکلس ! کیا بات ھے ؟" دوشیزہ نے مسکرا کر کہا " تم مجھہ سے بیزار کیوں ھوگئے ؟ یہ دیکھو ' میري آنکھیں ستاروں کي طرح چمکتي ھیں - میرے بال شعاعوں سے بھي زیادہ چمکیلے ھیں - میرا جسم کیسا دلفریب ھے ؟ میں نے تمھارے سوال محبت کا جواب دیا تھا ' مگر اب میں خود تم سے جواب محبت کي سائل ھوں - مجھے دیکھو ' میري محبت کي تحقیر نہ کرو - خود دیوتا بھي محبت سے انکار نہیں کرتے "

افسانہ

حقیقت کہاں ہی ؟

یونانی علم الاصنام کا ایک افسانۂ حکمت

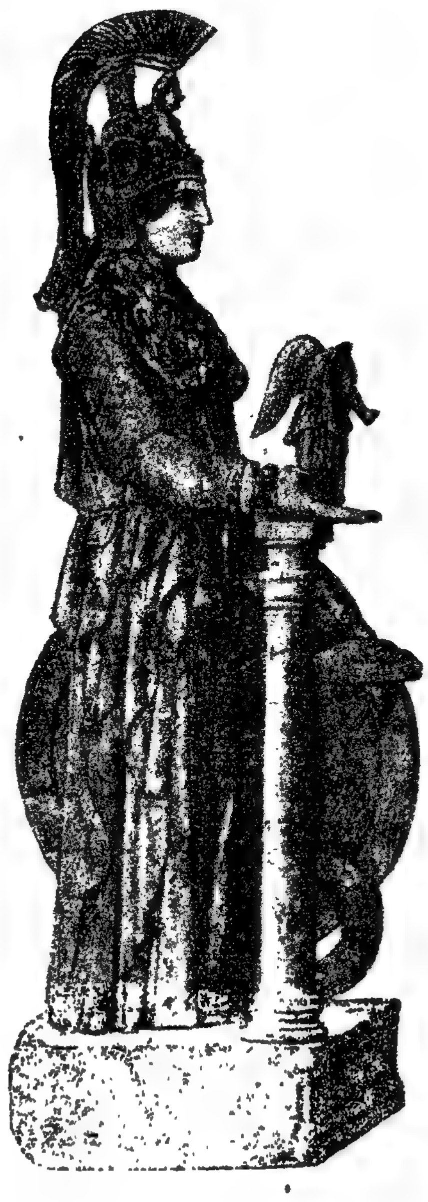

قدیم یونان کے مرکز ایتھنس ' فلسفہ کے گہوارے اور حکمت کے سر چشمے پر ' رات کی خاموشی چھا گئی تھی -

رات نے اپنی سیاہ قناتیں تان دیں - محو خواب شہر کی لمبی سانسوں کے سوا کوئی آواز سنائی نہیں دیتی - اتنے میں چاند نکل آیا - روپہلی چاندنی کوہ و دشت پر پھیل گئی - مندروں کی سنہری برجیاں چمک اٹھیں - زیتون اور خرمے کے درخت بے ساختہ کھلکھلا اٹھے !

شہروں کی ملکہ ایتھنس سو رہی ہے - دروازوں پر چوکیدار اونگھہ رہے ہیں - لیکن ' صرف ایک نوجوان ہے جو اب تک جاگ رہا ہے !

دیوکلس حسن ' دہانت ' دولت کے خزانوں کا مالک ہے - اکادیمی میں حکمت کا طالب علم ہے - اپنا پورا دن ' اور رات کے بھی بہت سے گھنٹے ' علم و حکمت کے پہلو میں گزارتا ہے - صحبت و معاشرت سے بیزار ہے - ایک پورے حکیم کی طرح پورا خلوت پسند ہے - تفکرات کے سمندر میں شب و روز غواصی ؛ بس یہی اُس کا مشغلہ ہے -

ایتھنس ' یعنی حکمت کی دیوی کا مرمری خوبصورت بت اکادیمی کے صحن میں نصب تھا - دیوکلس سب طالب علموں سے زیادہ ' حکمت کے اس خاموش مجسمہ کے پاس جاتا اور ہمیشہ اُس کے تصور میں غرق رہتا - اُس کی دل کی مناجاتوں کا قبلہ یہی تھا - اُس کے دماغ کے استغراق کا مرکز اِسی میں تھا - وہ اس کی دلفریب صورت پر غور کرتا - وہ اُس کے جمال معنی و حقیقت کی جستجو میں محو ہوجاتا - وہ اُس سے حکمت کی وحی اور علم کا پیام ربانی طلب کرتا - وہ حکمت کی جستجو میں حکمت کے مجسمہ کا عاشق تھا !

⁂

آج رات دیوکلس پھر دیوی کے سامنے دست بستہ کھڑا ہے -

رات ڈھل گئی ' مگر وہ بے حس و حرکت کھڑا ہے - اچانک اُس نے سر اٹھایا اور بت کے قدموں پر گر پڑا - بوسوں پر بوسے لیے - آنسوؤں سے اُس کے پاؤں دھونے لگا :

" اے علم و حکمت کے مظہر محبوب ! رحم ' رحم ' مجھے ایک نظر دیکھ لے ! ایک مرتبہ کے لیے میری التجائیں سن لے ! "

وہ دیر تک آنکھوں کے آنسوؤں اور زبان کی دعاؤں سے مناجات کرتا رہا - پھر اُس نے نظر اُٹھائی - چاند نے اپنی شعاعیں جمع کرکے دیوی کے چہرے کی رعنائی بے حساب کردی تھی !

ہوا چلتے چلتے رک گئی - پتوں کا شور تھم گیا - پہلے سے زیادہ سکون طاری ہوگیا - نوجوان کا دل تنگ ہوا - اُس نے لمبی آہ بھری ' اور آہ کے ساتھہ ہی آنسوؤں کی لڑیاں رخساروں پر پھیل گئیں :

" مقدس دیوی ! " دیوکلس نے جوش سے چلا کر کہا " تیرے ہی قدموں پر میرا سر دھرا ہے - تیری ہی عبادت پر میری روح جھکی ہے - تو نے میرے دل کو حکمت کے عشق سے معمور کر دیا - تونے کمال کا لازوال شوق پیدا کردیا - تو نے حقیقت کی جستجو کی آگ سلگا دی - یہ آگ اب جلائے ڈالتی ہے - یا تو ہمیشہ کے لیے اِسے ٹھنڈا کردے ' یا حقیقت کا جمال پنہاں ایک مرتبہ دکھا دے - ہاں ' حقیقت ' مقدس ' عظیم حقیقت ' اِس مہیب کائنات کی حقیقت ' اس ہولناک ازلیت و ابدیت کی حقیقت ' ہر وجود کی روح ' مجرد حقیقت ' عریاں حقیقت - وہ حقیقت ' جس کی جستجو میں تمام فلاسفہ سرگرداں رہے ' اور حکیموں کو بستر خواب پر کبھی نیند نہ آئی - حکمت کی پاک دیوی ! حقیقت کا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے بے نقاب کردے - میں اسے جاننا اور دیکھنا چاہتا ہوں - میں اُسے سارے پردوں اور نقابوں کے اندر سے دیکھنا چاہتا ہوں - میں اس کی پرشش پر دل بد چکا ہوں - میں اُس کی راہ میں اپنی زندگی اور زندگی کی تمام مسرتیں ' اپنی دولت ' عزت ' حسن ' شباب ' محبت ' سب کچھہ قربان کردونگا "

دیوکلس نے یہ کہا اور گردن اٹھا کر دیوی کا منھہ دیکھا - وہ بدستور خاموش اور بے حس و حرکت تھی - نوجوان نے اپنی پیشانی پھر اُس کے مرمری قدموں پر رکھدی اور گڑگڑانے لگا - اُس کی روح ' اُس کی آنکھیں ' اُس کی زبان ' تینوں دیوی کے قدموں پر تھے - روح آتش شوق سے جل رہی تھی - آنکھیں جوشش عشق میں بہہ رہی تھیں - زبان ولولۂ مناجات سے وارفتہ تھی !

⁂

اچانک درختوں کے پتے ہلے ' ڈالیوں میں جنبش ہوئی ' نسیم کے جھونکے چلے - ہوا میں ایک آواز گونجی : " دیوکلس ! " " دیوکلس ! "

مذاکره علميّه

زمين پر کائنات حيات کا آغاز

علم و نظر کي درماندگياں

روئے زمين پر ذي روح مخلوقات بهت مدت سے موجود هيں - مرين طبقات الارض کا تخمينه دس کروڑ سال کا هے - بلا شبه يه مينه ظني هے - ليکن يه يقيني هے که بهت هي قديم زمانوں زمين پر زندگي موجود هے - زمين کي زياده سے زياده گهري اور نی پرتوں اور تهوں ميں بهي زنده کائنات کے نشان ملے هيں -

(نظام شمسي)

زمين پر زندگي کا آغاز کب هوا اور کس طرح هوا ؟ اِس سوال پلے يه بحث سامنے آتي هے که موجوده صورت اختيار کرنے سے . خود زمين کي حالت کيا تهي اور اُس پر کتنے دور انقلاب کے چکے هيں ؟

زمين' نظام شمسي ميں داخل هے - اِس نظام ميں آفتاب یزي حيثيت رکهتا هے - اور سياره (گردش کرنے والے ستارے) ے گرد گهوم رهے هيں - يه ستارے سورج سے بهت دور هيں - یز سے جتني دوري بڑهتي هے' اُتنا هي فاصله بهي زياده هو جاتا . - ذيل ميں تخميني فاصله ملاحظه هو:—

عطارد —	۱٬۴۰٬۰۰٬۰۰۰	ميل
زهره —	۲٬۶۰٬۰۰٬۰۰۰	"
زمين —	۳٬۷۰٬۰۰٬۰۰۰	"
مريخ —	۵٬۶۰٬۰۰٬۰۰۰	"
مشتري —	۱۹٬۲۰٬۰۰٬۰۰۰	"
زحل —	۵۵٬۵۰٬۰۰٬۰۰۰	"
اورانوس —	۷۳٬۰۰٬۰۰٬۰۰۰	"
نبتون —	۱٬۱۵٬۰۰٬۰۰٬۰۰۰	"

مريخ اور مشتري کے مابين ايک عظيم دائره موجود هے - اِس بس سو سے زياده چهوٹے چهوٹے سيارات' آفتاب کے گرد گردش کرتے بں - اور اُس سے تقريباً دس کروڑ ميل دور هيں -

هر بڑے ستارے کے ساتهه ايک يا کئي چاند هيں - اور اسکے د چکر لگاتے رهتے هيں - چنانچه زمين کے ساتهه ايک' مشتري ے ساتهه چار' زحل کے ساتهه دس' اورانوس کے ساتهه چار' اور نبتون ے ساتهه ايک هے -

آفتاب اپنے مرکز ميں ره کر تمام کواکب کو اپني طرف جذب رتا اور کهينچتا هے - يه تمام کواکب اور آفتاب مختلف قسم کي دهاتوں چٹانوں' اور مشتعل گيسوں سے مرکب هيں - يه دهاتيں اُسي قسم کي هيں' جيسي زمين ميں هم ديکهتے هيں - آفتاب اِن تمام کواکب سے بهت بڑا هے - زمين کا قطر اسکے مقابله ميں صرف ۱/۱۰۸ هے - زمين کا حجم آفتاب کے حجم کے سامنے صرف ۱/۱۲۸۰۰۰۰ هے - مشتري سب سے بڑے ستاروں ميں هے - مگر اسکا قطر بهي آفتاب سے ۱/۱۵ کي نسبت رکهتا هے - فلکيوں نے تمام کواکب اور آفتاب کے وزن کا بهي تخمينه لگايا هے - انکے اندازه ميں آفتاب اپنے تمام کواکب کے مجموعي وزن سے بهي سات سو گنا زياده وزني هے - زمين تو اسکے مقابله ميں بالکل هي بے حقيقت هے - وه زمين سے ۳۲۴۰۰۰ گنا زياده وزني هے !

آسمان پر آفتاب کے علاوه اور نظام شمسي سے باهر' بعض اور کرے بهي موجود هيں - ان ميں سے بعض نظام شمسي سے بهي زياده بڑے هيں - يه اثير (ايتهر) اور گيسي مواد سے مرکب هيں - اور خود اپنے گرد گردش کرتے رهتے هيں -

اِس مشاهده کے بعد اگر هم نظام شمسي کو ديکهيں' اس کے انداز پر غور کريں' اور اپنے مرکزي آفتاب' اور اسکے حلقه کے کواکب کي گردش پر نظر ڈاليں' پهر اسکے بعد اثير کے کروں پر غور کريں' تو باهمي مشابهت کي وجه سے فوراً ذهن ميں يه خيال پيدا هو جايگا که شايد آفتاب کي تاريخ اثيرهي سے وابسته هے -

اِس خيال کي تائيد اِس امر واقع سے بهي هوتي هے که اگر هم کسي سيال ماده ميں گردشي حرکت پيدا کرديں' تو فوراً ديکهينگے که وه کئي حلقوں ميں منقسم هوگيا هے - سب حلقے مرکز کے گرد گهوم رهے هيں اور خود هر حلقه اپنے اندر ايک گردشي حرکت رکهتا هے - يه حرکت بهت بڑي علمي اهميت رکهتي هے - جيسا که ابهي معلوم هوگا -

(زمين ميں حرارت)

اگر هم زمين کے اندر اُتريں (جيسا که کانوں ميں يا کنوئيں کهودتے وقت ديکها گيا هے) تو هر ۳۳ ميٹر گهرائي ميں حرارت' سنٹي گريڈ کا ايک درجه بڑهتي جائيگي - اِس حساب سے ايک لاکهه کيلو ميٹر نيچے' حرارت کا درجه تقريباً تين هزار هوگا - معلوم هے که اتني حرارت جمله معدنيات کے پگهلا ڈالنے اور اکثر معلومه مرکبات کو گيس بنادينے کيليے بالکل کافي هے - پهر هميں يه بهي معلوم هے که زمين کا نصف قطر تقريباً چهه هزار کيلوميٹر (۶۰٬۰۰٬۰۰۰ مٹر) هے - بنابريں زمين کے مرکزي حصه کا حجم' جو مشتعل معدني مواد سے مرکب هے' اُسکي اِس سطح يا چهلکے کے حجم سے بهت زياده هے جسپر هم آباد هيں -

زمين کا مرکزي حصه سيال هے يا ٹهوس ؟ اِس بارے ميں علماء ميں اختلاف هے - بڑا گروه اُسے ٹهوس بتاتا هے' کيونکه زمين کي

ديوكلس نے دوشيزه پر ايک سرد نظر ڈالي اور كہا :

" محبت ميرے دل سے اُسي طرح اڑ گئي هے جس طرح دوسرا پرده اڑ گيا تها " اُسنے يه كہا اور ايک طرف كو چلديا !

دوشيزه حيرت سے اُسے ديكهتي رهي - بهلا يه رمزوه كيونكر سمجهه سكتي تهي ؟ اُسنے خيال كيا ' ديوكلس ديوانه هوگيا هے -

⁂

ايک سال بعد ديوكلس نے تيسرا پرده چاک كيا - اُسكي نظر اور بهي زياده تيز هوگئي - اسكا نفس ناطقه زياده شائسته اور بلند مرتبت هوگيا !

اب فلسفه كے حلقوں سے بهي وه الگ هوگيا - اگر كبهي اتفاق سے وه عوام كے سامنے بولتا تو لوگوں كے كان اُسكے ليے وقف هو جاتے - انساني دلوں كے ليے اُسكي آواز ميں ايک ايسي تاثير تهي كه يونان كے صحنهائے حكمت ميں كسي بڑے سے بڑے حكيم كي آواز كو بهي نه ملي هوگي - پورے ايتهنس نے جمع هوكر فيصله كرديا كه ديوكلس ' استاد عظيم افلاطون اور دوسرے تمام حكيموں سے بازي ليگيا - اُس سے منتيں كي گئيں كه فلسفه كي امامت قبول كرلے مگر اسنے بےپروائي سے انكار كرديا -

اسي زمانه ميں ايسا هوا كه ايتهنس پر دشمنوں نے حمله كرديا - ديوكلس وطن كي مدافعت ميں پيش پيش تها - بے نظير شجاعت سے لڑا - آخر زخموں سے چور چور لوٹا - ايتهنس كو فتح هوئي - بهادروں كو فوزم ميں پهولوں كے تاج تقسيم كيے گيے - سب سے بڑا تاج ديوكلس كے واسطے طيار هوا تها - مگر عين وقت پر جب اُسے پكارا گيا ' تو وه موجود نه تها !

⁂

برسوں پر برس گذرتے چلے گيے - هر برس ديوكلس حقيقت كا ايک پرده چاک كر آتا تها - ابهي وه جوان تها مگر اسكا سر سفيد هوگيا - كمر جهک گئي - آنكهيں دهنس گئيں - قوىٰ كمزور پڑ گيے - اِسپر بهي وه خوش تها ' كيونكه وه عنقريب " حقيقت " كا مشاهده كرنے والا تها ' اُس حقيقت كا بے پرده بے ' نقاب مشاهده ' جسے كبهي كسي بشر نے نهيں ديكها !

⁂

آخر فيصله كي رات آگئي - آج " حقيقت " پر سے آخري پرده بهي اُٹهه جايگا - آج بے نقاب حقيقت اسكے سامنے هوگي !

ديوي ' ديوكلس كو حسب عادت اڑا لے گئي - اور حسب معمول حقيقت ' كے سايه كے سامنے كهڑا كرديا :

" ديكهه ' حقيقت كس قدر تابان هے ! پچهلے برسوں ميں جتنے پردے تونے چاک كيے ' وه اسكے چهرے كے پردے نه تهے - تيري هي غفلت كے پردے تهے جو تونے اپني آنكهوں پر ڈال ليے تهے - تونے ايک ايک كر كے تمام غفلتيں دور كرديں - آج آخري پردے كي باري هے - اِسكے بعد تو روبرو حقيقت كا جلوه ديكهه ليگا - اگر تو اپنے كيے پر پشيمان هے ' يا تيرے دل ميں ذرا بهي خوف موجود هے ' تو اب بهي وقت هے - لوٹ جا ' اور باقي زندگي چين سے گزار "

ديوكلس ' جوش طلب سے ديوانه هوكر چلايا :

" اِسي منزل كي طلب ميں تو ميں نے ساري عمر گزاردي - اب ميں " حقيقت " سے كس طرح منهه موڑ سكتا هوں ؟ ميں آخري پرده بهي چاک كردونگا - ميں حقيقت كو ضرور بے نقاب ديكهونگا "

اُسنے يه كہا اور آگے بڑها - اُسكا دل دهڑكنے لگا - هاتهه كانپنے لگا - وه اپني بزدلي پر شرمنده هو رها تها مگر عمل كي هيبت و دهشت سے بے بس تها - اس نے دانت بهينچے ' آنكهيں بند كيں ' دل كڑا كے آگے بڑها ' هاتهه بڑهايا ' اور آخري پرده بهي كهينچ ليا ......

اُف ' هولناكي !

پرده هٹتے هي روشني غائب هوگئي —— گهٹا ٹوپ اندهيري چها گئي ... كچهه بهي دكهائي نهيں ديتا تها !

ديوكلس نے اتنے زور سے چيخ ماري كه قريب تها ' اسكا سينه شق هو جاے :

" حقيقت كہاں هے ؟ حقيقت كہاں هے ؟ اے ديوي ! حقيقت كہاں هے ؟ مجهے تو كچهه سجهائي نهيں ديتا - وه ' جو آخري پردے كے پيچهے تهي ' كہاں چلي گئي ؟ ساري دنيا تاريک هو رهي هے ... "

" تيري آنكهيں پهوٹ گئيں ! " حكمت كي ديوي نے وقار سے كہا " اے كائنات كے بيٹے ' تيري آخري غفلت بهي اڑ گئي ! بے نقاب حقيقت كوئي بهي نهيں ديكهه سكتا - اگر ديكهه سكتا هے تو اُسے پردوں هي ميں لپٹا ديكهه سكتا هے - كوئي دس پردوں كے اندر سے ديكهتا هے - كوئي اِس سے كم ميں ديكهتا هے - كوئي اِس سے بهي زياده ميں - مگر حقيقت عرياں كا مشاهده ناممكن هے ... تونے ديكهنا چاها ' تو تونے ديكهه ليا كه تو كيا ديكهه سكتا هے ! ... "

ديوكلس نے يه سنا اور منهه كے بهل زمين پر گر پڑا - اب اُسكے جسم ميں روح موجود نه تهي ... شايد " حقيقت " كي جستجو ميں اُسنے دوسري دنيا كي راه لي تهي ... "

الهلال

كا

يه ۹ - واں نمبر هے

ليكن

اسوقت تک ضرورت باقي هے كه توسيع اشاعت كي طرف آپ كو توجه دلائي جاے -

اس ميں شک نهيں كه اصحاب ذوق نے جس طرح الهلال كا استقبال كيا ' شايد هي اُسكي كوئي دوسري نظير اردو اخبارات ميں مل سكے - ليكن مشكل يه هے كه پرچه كي ترتيب و طباعت كا معيار بهت بلند هے ' اور قيمت اُسكے مقابله ميں بهت كم - اب يا تو قيمت بڑهاني چاهيے - يا اتني وسيع اشاعت هوني چاهيے كه اُس سے قيمت كي كمي كي تلافي هوجاے -

پیدا هوتے هیں' اور ایک جان سے دوسرے وجود کي جان متولد هوتي هے - چنانچه اس نے تجربه کرکے دکها دیا که انجیکشن کا قوام' گوشت کا ست' اور آلو جیسي ترکاریاں جو انکي مزعومه پیدایش کا سب سے بہتر اور اصلح محل هیں' جب هوا سے بالکل محفوظ کردي جاتي هیں یا بہت اچهي طرح اُبالدي جاتي هیں' تو ان میں جراثیم کي پیدایش بالکل نہیں هوتي - موجوده علماء مادیئین کا خیال هے که پاستیور نے اپنے تجارب سے مذهب تولد ذاتي کي دلیلیں کمزور کردي هیں -

عهد آخر کے حکما میں ارنست هیگل' مذهب تولد ذاتي کا سب سے بڑا عالم هے - وہ کہتا هے " اگر فی الحال تولد ذاتي کا وقوع ناممکن نظر آتا هے تو اِس سے بطلان لازم نہیں آجاتا - کیونکه جس زمانه میں یه واقع هوا تها' اُس وقت سمندروں کا پاني ایک خاص طبعي حالت اور کیمیاوي خاصیت رکهتا تها - حرارت کا درجه' نمک کي وسعت' اور پگهلے هوئے گیسوں کي کیفیت کچهه اور هي طرحني تهي - ایک محدود زمانه تک یهي حالت رهي - پهر اُس کے بعد کبهي پیش نہیں آئي - لہذا تولد ذاتي کے اِس وقت محال نظر آنے سے یه ثابت نہیں هوسکتا که اُس عهد میں بهي محال تها - اب زمین کي وہ حالت باقي نہیں رهي هے جو اُس وقت تهي جب تولد ذاتي شروع هوا تها -

لیکن اس مذهب کے مخالف کہتے هیں' مشاهده اس خیال کي تصدیق نہیں کرتا - علماء علم الحیات نے سخت کوششیں کیں - طرح طرح کے تجربے کیے' قسم قسم کے ما حول طیار کیے' مختلف مواد میں کمي بیشي کي' حرارت اور تمام معلوم شعاعوں کي روشني مہیا کي' لیکن پهر بهي زندگي بے جان مواد سے پیدا نه هوسکي - وہ یه بهي کہتے هیں که زندگي کے آغاز کے وقت سمندروں کي حالت کیسي هي خاص اور زندگي پیدا کرنے کے لیے صالح کیوں نه هو' لیکن اس حالت سے بہتر نہیں هوسکتي جو مختلف سوائل جمع کرکے علماء حیات نے اب مہیا کردي هے - تاهم کوئي کامیابي نہیں هوئي -

(مختلف نظریے)

پهر آخر زمین پر زندگي کا آغاز کیوں کر هوا؟ اوپر کي بحث سے یه گتهي ذرا بهي نه سلجهي -

ایک بہت بڑا ماهر علم الحیات کہتا هے " زمین پر زندگي ننهے ننهے کیڑوں اور سوکهے جراثیم کي شکل میں آئي' مگر یه اُن چهوٹے بڑے معدني ٹکڑوں کے ذریعه پہنچي تهي جو دوسرے ستاروں سے ٹوٹ کر هماري زمین پر گرے تهے - اس وقت وہ اُس زندگي کے لیے مناسب ماحول رکهتي تهي " اِس عالم کا خیال هے که کواکب میں زندگي ازل سے موجود هے - اِنهي کواکب کے اجزاء ٹوٹ کر دوسرے کواکب میں زندگي کے جراثیم پہنچاتے رهے هیں -

مشهور عالم علم الحیات هل مہتز اور تامسن کي بهي یهي رائے هے - پروفیسر ارمینیس نے یه نظریه اور زیاده وضاحت و اضافه کے ساتهه بیان کیا هے - وہ کہتا هے " زندگي بهي اُسي طرح ازلي هے جس طرح خود ماده ازلي هے - زندگي کے تخم یا جراثیم کواکب سے همیشه جدا هوتے رهتے هیں - آفتاب کے نور میں یه خاصیت موجود هے که وہ اِن حقیر جراثیم کو پهیلاتا اور فضا میں بہاتا هے - آفتاب کے نور کي یه خاصیت مکسویل کے تجربوں سے یقیني طور پر ثابت هوچکي هے - بنابریں فضا اِن جراثیم سے لبریز هے - یه جراثیم پاني اور هوا سے محروم هونے پر بهي زنده رهتے هیں - نیز بالائي فضا کي سخت سردي بهي برداشت کرلیتے هیں - علماء کا خیال هے که وهاں برودت صفر سے ۲۲۰ - درجه نیچے هے - یه جراثیم هر لمحه بہت بڑي مقدار میں آسماني اجزاء کے ساتهه ایک ستاره سے دوسرے ستارے میں گرتے رهتے هیں - آفتاب کي قوت دافعه اس نقل و حرکت میں اُنهیں مدد دیتي هے "

لیکن تولد ذاتي کا مذهب بهي اس وقت تک سپر انداز نہیں هوا هے - ارنست هیگل کے بعد بفلوگر نے اس کي از سر نو صدائیں بلند کیں - اُس کا نظریه بهي هیگل کے نظریه سے مشابه هے - وہ کہتا هے " قابل حیات مادۂ زلالیه (Albumen) بلا کسي واسطے کے اُس وقت خود بخود موجود هوگیا تها جب زمین کے پاني میں زندگي قبول کرنے کي صلاحیت پیدا هوگئي تهي - اِس ماده کي تکوین' سیانوجن (نتروجن اور کاربون کا مرکب) آکسیجن' اور دوسرے پگهلے هوئے معدني مواد کے اتحاد کا نتیجه تهي - جوں هي اِن اشیاء کا باهم اجتماع هوا' قابل حیات ماده زلالیه وجود میں آگیا - پهر تدریجي ترقي کے بعد ادنی جانداروں کي شکل میں تبدیل هوگیا - یهي ابتدائي جاندار' جمله حیوانات و نباتات کي اصل هیں " اِس عالم کا خیال هے که شروع میں صرف ایک جاندار نے ظهور کیا تها - پهر اُس سے دو جاندار پیدا هوگئے - یهي دونوں جمله ذي روح کائنات کے مورث اعلی هیں - ایک سے نبات کا سلسله شروع هوا - دوسرے سے حیوان کا -

سنه ۱۸۸۰ - میں ایک عالم پریبر نے تمام علماء سے مختلف مذهب اختیار کیا - وہ کہتا هے " عالم کون میں زندگي ازلي و قدیم هے - زمین پر زندگي اسوقت بهي موجود تهي جب وہ ایک آتشي کره تهي " وہ یه بهي تسلیم نہیں کرتا که جمادات سے زندگي کا آغاز هوا - اُسکا دعوی هے که خود جمادات کسي ازلي زندگي سے پیدا هوتے هیں - ظاهر هے که یه قول شاذ اور کمزور هے - مشاهدے کے بهي خلاف هے - هر کس و ناکس جانتا هے که زنده کائنات ایک خاص درجه تک هي حرارت برداشت کرسکتي هیں - زیاده سے زیاده حرارت برداشت کرنے والے جراثیم کے تخم بهي سنٹي گریڈ کے ۱۲۰ - درجه میں ۲۰ - منٹ سے زیاده زنده نہیں رہ سکتے - ایسي حالت میں زندگي کا اسوقت موجود هونا جب یه کره ایک آتشي کره تها' کیونکر تسلیم کیا جا سکتا هے ؟

(وما اوتیتم من العلم الا قلیلا)

غرضکه زندگي کي گتهي باوجود علم کي اس تمام جد و جهد کے' ابتک سلجهه نہیں سکي هے - یه ایک معما هے جس کا حل عقل انساني کي دسترس سے باهر تها اور اب تک باهر هے - جس قدر بهي نظریے قائم کیے گئے هیں' ازل تو وہ نظریه سے زیاده نہیں' پهر ان میں بهي اس قدر فکر کا اضطراب اور آراء کا اختلاف هے که ظلمات بعضها فوق بعض کے مصداق هیں - اب سے تیره سو برس پہلے اس بارے میں ادعاء علم نے نہیں بلکه زبان وحي نے ایک اعلان کیا تها یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربي دنیا آج بهي اس سے زیاده کچهه نہیں جانتي - اور اس لیے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کا حکم بدستور عقل انساني پر حکمراں هے !

* * *

منجمد سطح اور اُسکے اوپر کي فضا اپنا بوجھ اُس پر ڈالے هوئے ہے - زمين پر اِس وقت جس طرح کے آتش فشاں پہاڑ نظر آتے هيں ايسے هي پہاڑ اُن قديم زمانوں ميں بھي موجود تھے جو زمين کي عمر کا ابتدائي زمانه تھا - اصطلاح طبقات الارض ميں يه دور " عهد ارضي " کہلاتا ہے -

گرم چشموں کا وجود اِس بات کي قطعي دليل ہے که زمين کا باطن ايک عظيم مشتعل کرہ ہے - چونکه جزء هميشه کل کے مانند هوتا ہے اس ليے عملاً تسليم کرنا پڑتا ہے که زمين کي يه پتلي پپڑي يا چھلکا بھي ايک زمانه ميں اپنے کل کي طرح مشتعل هوگا - زمين اپني تاريخ کے کسي قديم دور ميں آتشي کرہ تھي -

چاند کو بھي اگر دوربين سے هم ديکھيں تو اُس ميں آتش فشانوں کے نماياں نشان پائينگے - اِس سے صاف ثابت هوتا ہے که چاند پر بھي تقريباً ويسے هي تاريخي انقلاب طاري هوچکے هيں جيسے زمين پر گزر چکے هيں -

(کانت اور لاپلاس کا نظريه)

اِس طرح کے مشاهدات پر غور کرنے کے بعد جرمن فلاسفر کانت اور اس کے بعد فرنچ رياضي دان لاپلاس نے يه نظريه قائم کيا که شروع ميں پورا نظام شمسي نهايت هي گرم گيس کا ايک تودہ تھا - يه تودہ کسي نا معلوم محرک کے ذريعه خود اپنے گرد گھومنے لگا - اِس حرکت نے حلقے پيدا کيے - پھر ان کے مرکز ميں کثافت و انجماد پيدا هوگيا ' اور اِس کيفيت کے بعد يهي مرکز آفتاب بن گيا - پھر گردشي حرکت کي وجه سے اُن حلقوں کے اندر بھي حلقے پيدا هوتے گئے - اِن ثانوي حلقوں ميں سے هر حلقے کے مرکز ميں کثافت و انجماد کي کيفيت پيدا هوئي اور ايک نيا کوکب ناري بن گيا - پھر اس مرکز سے محيط حلقوں ميں بھي کثافت و انجماد کا عمل شروع هوا اور بتدريج ايک يا کئي چاند پيدا هوگئے - مگر يه بھي اُس وقت آتشيں تھے - بتدريج ٹھنڈے هوکر موجودہ شکل ميں آئے هيں - بعض کواکب کے گرد اب تک اُس تاريخي عهد کے حلقے موجود هيں - چنانچه دوربين ميں زحل کے گرد علاوہ اُس کے دس چاندوں کے ' تين تهيں رکھنے والا گيسي حلقه بھي دکھائي ديتا ہے -

خاص زمين کے متعلق مذکورہ بالا علماء کا نظريه يه ہے که وہ بتدريج ٹھنڈي هونا شروع هوئي ' يهانتک که اُس کي سطح جم گئي - جب زمين کي حرارت ٣٥٠ درجه پر پہنچي تو اُس پر پارے کي موسلا دھار بارش هوئي - جب حرارت اور کم هوئي اور ١٠٠ درجه پر آئي ' تو کھولتے هوئے پاني کي بارش شروع هوگئي - مگر چونکه زمين اور اُس کي فضا کي حرارت هنوز بهت زيادہ تھي ' اِس ليے پاني جمع نه هوسکا اور بھاپ بنکر اڑ گيا - پھر جب حرارت ١٠٠ درجه سے بھي کم هوگئي ' تو اُس وقت بارش کا پاني جمع هوا اور سمندروں کي تکوين هوئي - اُس زمانه کے سمندروں کا رقبه موجودہ سمندروں سے بهت زيادہ تھا - کيونکه اُس وقت زمين کا داخلي حصه به سبب شدت حرارت کے پاني سے خالي تھا - اور اُسکي موجودہ سلوٹيں وجود ميں نهيں آئي تھيں جنھوں نے بعد ميں پهاڑ اور سمندر کي گہرائياں بنائيں - سمندر کے متعلق يه خيال محض نظريه نهيں ہے بلکه علماء طبقات الارض کا مشاهدہ ہے -

(مبدات حيات)

اب زندہ کائنات کي بحث سامنے آتي ہے - ظاهر ہے بهت شديد حرارت ميں زندگي موجود نهيں هوسکتي - اس ليے لازمي طور پر تسليم کرنا پڑتا ہے که زمين اپنے اولين زمانوں ميں زندگي سے خالي تھي - يه تسليم کرنے کے معني يه هوئے که هم يه بھي تسليم کرتے هيں که زمين پر زندگي هميشه سے موجود نهيں تھي - بعد ميں اُس کا آغاز هوا -

اب يه سوال پيدا هوتا ہے که زندگي يا اولين ذي روح کائنات آغاز کن مواد سے هوا ؟ کيا اُن جمے هوے معدني مواد سے جو شد حرارت کي وجه سے اولين سمندروں ميں پاني کي طرح بہه رهے تھے اور گرمي کے کم هونے پر جم گئے ؟ اگر يه مان ليا جائے تو بحث خ هوجاتي ہے -

(دو مذهب)

ليکن بعض موانع ايسے موجود هيں که اِس بات کا فوراً تسل کرلينا ممکن نهيں - اس کا فيصله اِس مسئله کے فيصله پر موقوف که غير ذي روح اشيا سے ذي روح اشيا پيدا هوسکتي هيں يا نهيں اس بارے ميں جمهور اهل علم کا مذهب يه ہے که نهيں هوسکتي يا کم از کم نهيں هوتي هيں ' ليکن تولد ذاتي کے قائل اس خلاف هيں -

مذهب جمهور کي بنياد واضح ہے - وہ کہتے هيں اس طرح کي کوئي تخليق علمي طريقه پر ثابت نهيں هوئي ہے - ايک زما ميں عوام کا يه خيال خواص ميں بھي پھيلا هوا تھا که بهت سے جا مٹي ' پاني ' اور مختلف غير ذي روح مواد سے پيدا هو جاتے هيں مثلاً وہ سمجھتے تھے ' حشرات الارض مٹي اور پاني سے پيدا هو جا هيں - مکھياں اور مچھر گندگي اور کيچڑ سے پيدا هوکر اڑنے لگ هيں - مينڈک کے بچے بارش کے ساتھه هي زمين سے اُٹھنے لگ هيں - يا پنير اور اسي طرح کي چيزوں ميں خود بخود کيڑے رين لگتے هيں - ليکن اب تحقيقات سے ثابت هوگيا که يه تمام جاندار غير جاند مادے سے پيدا نهيں هوتے - بلکه جاندار مخلوق هي سے جان حاص کرتے هيں - ان سب کي پيدايش مختلف قسم کے کيڑوں مکھيوں کے انڈے سے هوتي ہے جن ميں سے بعض چشم غير مسل سے اور بعض خورد بينوں سے ديکھے جاسکتے هيں - پنير کے کيڑو پر ايک زمانه ميں بهت زور ديا جاتا تھا - مگر ثابت هوگيا که وہ خاص قسم کي مکھي کے انڈوں سے پيدا هوتے هيں ' اور اگر انکي حفاظ کي جائے تو وہ بڑے هوکر مکھي کي شکل اختيار کرلينگے - يه با سترهويں صدي کے وسط هي ميں پايۂ تحقيق تک پہنچ گئي تھي که مٹي وغيرہ سے جانداروں کي پيدايش کا خيال غلط ہے -

ليکن دوسرا مذهب اُن لوگوں کا ہے جو " تولد ذاتي " کے قائ هيں - خوردبين کي ايجاد نے اِنهيں تقويت دي - اُنھوں نے اعل کيا که ايک خاص طرح کے جاندار ' مردہ پتيوں کے رس جيسے سيا مادوں ميں پيدا هو جاتے هيں - ليکن ميلن اڈورز اور شوان وغي علماء علم الحيات نے اس سے انکار کيا - وہ کہتے هيں اگر هم ان سيا مادوں کو آگ پر رکھکر کھولائيں اور اُن جراثيم سے آلودہ نه هونے دي جو هوا ميں موجود هيں ' تو ان ميں کبھي يه جاندار پيدا نه هونگے يه بھي در اصل هوا کے جراثيم کي پيداوار هيں -

مذهب " تولد ذاتي " کے ماننے والوں نے جراثيم (خوردبيني کيڑوں) کي نسبت بھي دعوا کيا تھا که يه اُن قابل حيات اور معدني مواد سے پيدا هوتے هيں جو سيال مادوں اور بيمار جسموں مي موجود هيں - ليکن پاسٹيور نے اسکي تغليط کي - اس نے ثاب کيا که اس ميں بھي وهي غلطي ہے جو بڑے جانوروں کي پيدايش کے سطحي معائنه ميں هوئي تھي - يه جراثيم بھي هوا کے جراثيم

دارا شاہ ایران کے نقوش خط میخي میں جن سے اولن‌سن نے خط میخي کے پڑھنے کي کنجي معلوم کي -

ہوا ہے - خیال کیا جاتا ہے ' دسویں صدي میں یہہ دفن ہوگیا تھا - اِسمیں تبتي ' چیني ' اور ترکي زبانوں کي ۵۰۰ فت مکعب تحریریں موجود ہیں -

شمالي ایشیا اور جنوب روس میں ایک اسکیتھي بادشاہ کي قبر ملي ہے - یہ قبر دریائے ڈینیپر کے کنارے علاقہ ملیٹو پول کے قریب واقع ہے - اِس کي تاریخ چوتھي صدي قبل مسیح تک پہنچتي ہے - بادشاہ کے ساتھہ اُس کي تلواریں ' کمانیں ' ذرع ' خود ' قسم قسم کے زیور ' طلائي کنگھا ' اور دوسري بہت سي چیزیں دفن تھیں - اِتنا هي نہیں بلکہ اِس سامان کے پہلو میں بادشاہ کا سائیس ' خادم خاص ' شمشیر بردار ' اور پانچ گھوڑے بھي مدفون ملے ہیں -

آثار قدیمہ کے انکشاف کا میدان ابھي بہت وسیع ہے - کیونکہ ابھي مصر میں بکثرت ایسے قبرستان موجود ہیں جنہیں ہاتھہ بھي نہیں لگایا گیا ہے - عرب ' چین ' اور وسط ایشیا میں تو اب تک کچھہ کام ہوا هي نہیں ہے - یمن میں بے شمار آثار بتوں کي شکل میں نمایاں ہیں ' اِس وقت تک اِن کي تحقیق نہیں ہوئي ہے - زمین کے اندر جو کچھہ دفن ہے ' وہ اِس کے علاوہ ہے -

امید کي جاتي ہے کہ جس وقت آثار قدیمہ کا علم ترقي کرجائیگا تو انسان کي تدریجي ترقي کي پوري تاریخ معلوم ہوجائیگي -

ذیل کي فہرست سے معلوم ہوگا کہ اِس وقت کن کن ملکوں میں آثار قدیمہ کي تحقیقات ہو رہي ہے اور کون کون جماعتیں یہ کام کر رهي ہیں :

رشید (مصر) کا مشہور پتھر جس سے شمپولین نے هیرو گلیفي خطوط کا راز حل کیا -

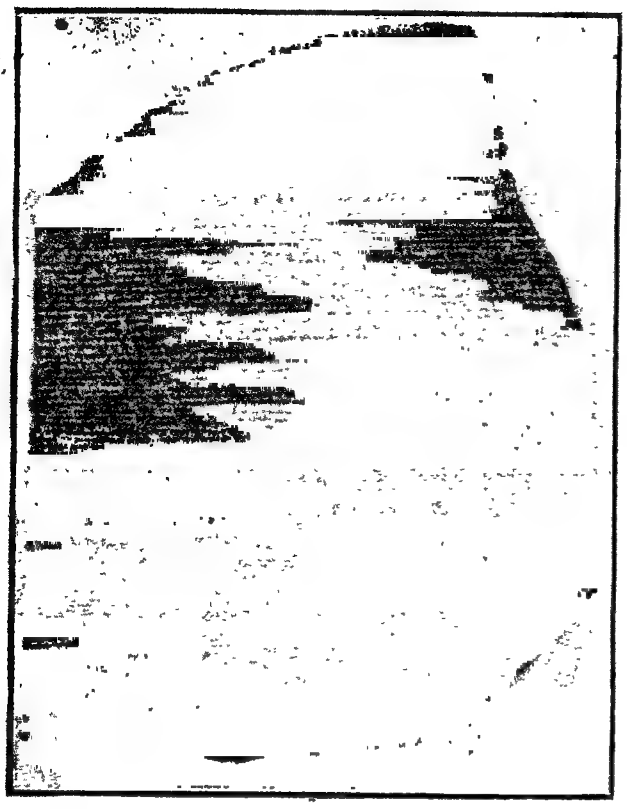

(۱) امریکہ کا عجائب خانۂ تاریخ طبیعي - اِسکي جماعتیں مکسیکو اور منگولیا میں کام کر رهي ہیں - اِنکا موضوع بحث علم الحیوان ' طبقات الارض ' اور تنقیب ہے -

(۲) امریکن متروپولیت عجائب خانۂ فنون - اِسکي جانب سے قدیم مصري تمدن کي تحقیقات ہو رهي ہے -

(۳) پنسلفانیا کي یونیورستي ' بابل ' فلسطین ' اور مصر میں تحقیقات کر رهي ہے -

(۴) هار فرڈ یونیورستي اور عجائب خانۂ فنون جمیلہ کي جماعتیں مصر میں ایتھوپیا کي شہنشاهي کے عہد کي تحقیقات میں مصروف ہیں -

(۵) هارفرڈ یونیورستي ' هونڈوراس میں تحقیقات کر رهي ہے -

(۶) کارنیگي انستیتیوت ' بوکا تن (امریکا) میں تحقیقات کر رها ہے -

(۷) امریکن سوسائٹي ایشیائے کوچک میں -

(۸) امریکن انڈین میوزیم ' میکسیکو اور کوہ اوزارک میں - اِس کا موضوع بحث امریکا کے سرخ فام انسانوں کي اصلیت معلوم کرنا ہے -

(۹) برتش فرنچ امریکن کمیتي - بیت المقدس میں -

(۱۰) کارنافون (کانت کمیتي) مصر میں -

(۱۱) ولي ز (برطانیا) کي کمیتي - بابل اور اُرر میں -

(۱۲) محکمۂ آثار قدیمہ اور کونت پرورک - تیونس میں قرطاجنہ کي تحقیقات کر رہے ہیں -

(۱۳) سر جوزف ڈولین - قسطنطنیہ میں عہد بیزنطیني کي تحقیقات کر رہے ہیں -

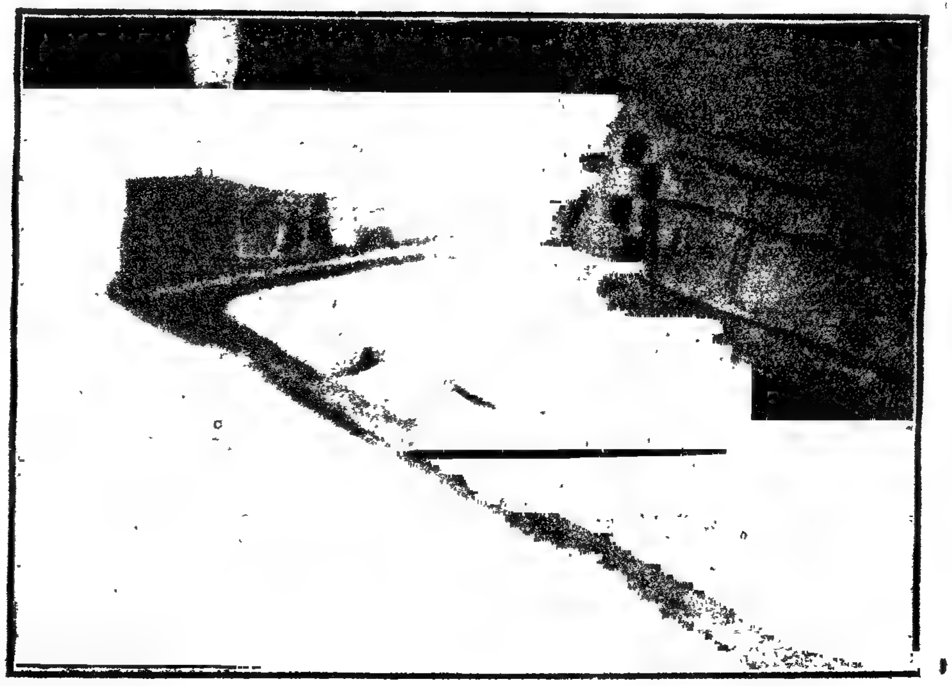

توت آنخ آمون کا تابوت اور اُس کي نعش کا نظارہ

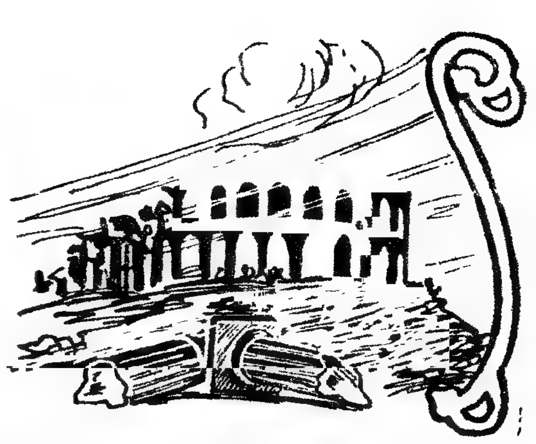

آثار عتیقه

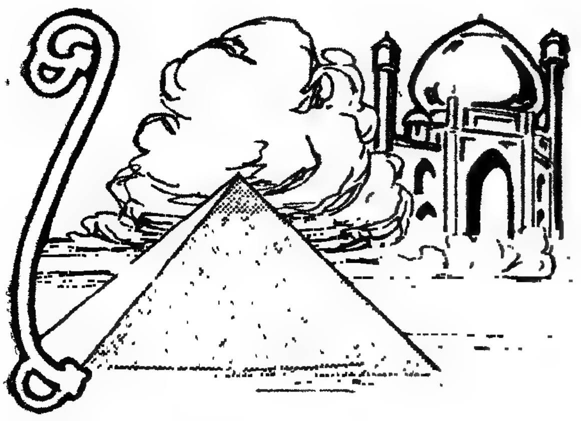

علم الآثار

(Archaeology)

جديد علم الآثار كي بنا غالباً سب سے پہلے شمبولين نے ڈالي - اِسنے علاقه " رشيد " (مصر) ميں ايک سنگي لاٹ ديكهي - اِس لاٹ پر ايک هي تحرير تين قسم كے رسم الخط ميں لكهي تهي : هيرو گليفي (قديم مصري كاهنوں كا خط)، ديموٹيكي (قديم مصري عوام كا خط)، خط قبطي (يه خط در اصل يوناني هے - مصر كے فرمانروا خاندان بطليموس نے اِسے جاري كيا تها) در حقيقت يهي تحرير بعد ميں علم الآثار كي بنياد بن گئي - اُس سے هيروگليفي اور ديموٹيكي ، دونوں رسم الخط معلوم هو گئے - اِتنا هي نہيں بلكه قديم مصري زبان بهي اسكے ذريعه مدون كر لي گئي -

مصر كي ايک سب سے زياده محفوظ ممي

آثار قديمه كے انكشاف ميں اتفاقات زمانه كو بہت دخل هوتا هے ، اگرچه صحيح قياس و اندازه سے بهي بڑي مدد ملتي هے -

چنانچه يورپ كا ايک قديم ترين اثر اِس طرح دريافت هوا كه اسپين ميں بعض آدميوں نے محض اتفاق سے ايک غار ميں جهانكا ، تو اُسكي ديواروں پر اُنهيں تصويريں نظر آئيں - يه تصويريں اُن حيوانات كي هيں جو اب روئے زمين پر موجود نہيں هيں - ليكن قديم ترين زمانوں ميں موجود تهے - دور حجري كے انسانوں نے يه تصويريں بنائي تهيں - ان سے ايک طرف يه معلوم هوگيا كه اِس قسم كے حيوان ايک وقت ميں موجود تهے ، دوسري طرف يه پته چل گيا كه انسان كي فني ترقي كے ابتدائي نمونے كيسے تهے ؟

اِسي طرح يونان كے ايک علاقه ميں ايک مرتبه ريل گاڑي ٹوٹ گئي - بعض مسافر ٹہلتے هوئے اتفاق سے ايک ٹيلے پر چڑه گئے - وهاں اُنهيں ايک قديم آبادي كے نشان ملے - تحقيقات سے ثابت هوا كه يه آبادي ، سن عيسوي سے ايک هزار برس پہلے يہاں قائم تهي -

اِسي طرح يونان ميں ايک شخص كو اتفاق سے ٹوٹے هوئے ظرف كا ايک ٹكڑه ملا - اِس پر يه پہيلي كنده تهي " ديوجانس فلسفي سے پوچها گيا : وه كون حبشي هے جو سفيد روٹي كهاتا هے ؟ حكيم نے جواب ديا : وه رات هے جو دن كو نگل ليتي هے "

آثار قديمه كے انكشاف ميں افواهوں اور افسانوں سے بهي بڑي مدد ملتي هے - چنانچه شهر تدمر كا پته اِسي طرح چلا كه اُن اطراف كے بدوؤں ميں ايک ٹيله كے متعلق مشهور تها كه اسكے نيچے شهر تدمر مدفون هے -

ايک دوسري نعش مكمل حالت ميں

اسي طرح شهر ٹراوڈه كا پته اس طرح چلا كه ايک جرمن لڑكا هومر كي اليڈ پڑه رها تها - پڑهتے پڑهتے اُسے شوق هوا كه اس عجيب مقام كي سير كرے جسكي توصيف ميں هومر نے فصاحت و بلاغت كے دريا بها ديے هيں - لڑكے پر بڑي بڑي مصيبتيں پڑيں مگر يه شوق اُسكے دل سے نه گيا - علماء تاريخ كهتے تهے كه ٹراوڈه كا كوئي وجود نہيں هے ، محض هومر كا تخيل هے - ليكن نوجوان نے اُنكي بات نه سني اور ۳۵ سال كي عمر ميں اُس مقام پر جا پهنچا جهاں ٹراوڈه كي موجودگي بتائي گئي تهي - چند سال زمين كهودتا رها - يهانتک كه ٹراوڈه كے نشان مل گئے !

سب سے بڑا قديم اثر جو اس وقت تک دريافت هوا هے ، وه مشهور اٹالين شهر " پامپي " هے - پہلي صدي عيسوي ميں آتش فشاں پہاڑ نے اسے اپني راكه سے ڈهک ديا تها - اب يه كهود كر نكال ليا گيا هے - اسكي سڑكوں پر ابتک گاڑي كے پہيوں كے نشان موجود هيں - ديواروں پر سركاري اعلان چسپاں هيں - دكانيں بدستور موجود هيں - ايک شراب خانه ميں مرمري ميز اپني اصلي حالت پر ركها هوا هے - اسكے كنارے كثرت استعمال سے گهسے هوئے هيں - گهروں ميں پاني كے نل لگے هوئے هيں - كمروں ميں تصويريں آويزاں هيں - محلوں ميں بدستور باغيچے اور چمن هيں ، اگرچه سب تقريباً پتهرا گئے هيں -

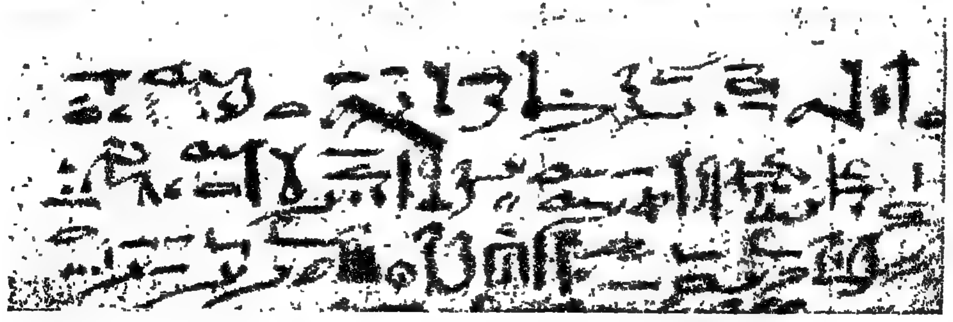

دنيا كي سب سے پراني كتاب طب : مسٹر اڈوين اسمهه نے اس منقش پتهر پر طبي مسائل پڑهے جو مصر سے برامد هوا تها - اس پر هيرٹيک حروف كنده هيں جو هيرو گليفي خط كي ايک شاخ هے -

اسي طرح ٹيونس كے سمندر ميں ايک كشتي ملي هے - يه دو هزار برس پہلے غرق هوئي تهي - اِس ميں سنگ مرمر كے ۱۵ ستون ركهے گئے تهے -

مغربي چين ميں ايک مدفون كتب خانه دستياب

(پادریوں کا چنگل)

" مرمر کے اسکے جلادوں کے پنجه سے رهائي حاصل کي تهي - کر وائے بدنصیبي ، فوراً فسبسوں کے چنگل نے آسے آ دبوچا ! میں اس لیے نہیں کہتا که مجھے اِس پر کوئی تعجب ہے - لیکن شبهه یه عجیب ہے که ایسا شریف و نجیب انسان اور پیرس کا مقف اعظم ، جو صرف شریف النسب هي نہیں بلکه شریف النفس ي ہے ، کیونکر اپني جماعت کي بزدلي میں شریک هوگیا ؟ الانکه آسے ایسي دنائت سے بلند هونا چاهیے تها - ایک مذهبي شوا هوے کي حیثیت سے آسکا فرض تها که مظلوم پر ترس کهائے ' یه ه اُلٹا مظلوم کے کچلنے پر کمربسته هو جائے - وه مظلوم ، جو پہلے ي سے زمانه کے هاتهوں کچلا جاچکا ہے "

" اِس اسقف اعظم کے تمام حاشیه بردار اِس ناکردہ گناہ کے مٹادالنے نل گئے هیں - وه یقین کرتے هیں که هم آسے ضرور بالضرور مٹادینگے - قیر سے حقیر واعظ اور ادنی سے ادنی مجاور بهي کوشش کر رہا ہے اِس خود ساخته دشمن کے گلا گهونٹنے کا فخر صرف آسي کو حاصل و ، اور اِسکے سر پر فیصله کن ضرب آسي کے پاؤں کي ٹهوکر سے لگے !

(آسقف نے کیوں فتوی شائع کیا ؟)

" اے میرے سردار ! کون شک کرسکتا ہے که اگر پیرس کي جلس حکومت نے میرے خلاف حکم صادر نه کیا هوتا ، تو آپکو یري کتاب سے بغض کم هوتا ؟ بلاشبه بعض لوگ یہي خیال ظاهر رتے هیں - مگر آپ کا حق پسند دل اِسے هرگز تسلیم نہیں کرسکتا ' یونکه یه خلاف واقعه ہے - اے میرے آقا ! مجھے بتائیے آپنے ابسے پہلے یرا رد کرنے کي زحمت کیوں گوارا نہیں کي ؟ میں نے آپکے نصب کے خلاف رساله شائع کیا ، میں نے دي لامبرٹ کے نام خطوط چهاپے ، کئي کتابیں لکهیں ، مگر آپکے قلم کو کبهي جنبش نه موئي ! حالانکه میري اِن کتابوں میں بالکل ویسے هي خیالات موجود ے ، جیسے کتاب التربیت میں ظاهر کیے گئے هیں - کیا آپنے میري یه تابیں نہیں پڑهي تهیں ؟ حالانکه اگر نه پڑهي هوتیں تو اپنے اِس د میں آن پر بحث نه کرسکتے - کیا آپ کي یه خاموشي آپکے دیني رائض کے خلاف نه تهي ؟ حالانکه بقول آپکے اِن کتابوں میں بهي لحاد کي دعوت دي گئي ہے - کیا یه حقیر مؤلف آس وقت کم خطا کار تها ، اور اب زیاده هوگیا ہے ؟ حالانکه آپ آسے پیدائشي خطا ار قرار دیتے هیں - آخر کیا بات تهي جو اِتنی مدت تک زبان مبارک نه هلي ؟ یه وجه تو نه تهي که آس وقت آپکے دشمن کم ے ، اور میں بهي خائنوں سے گهرا هوا نه تها ؟ آس وقت عوام میں میري کتابیں مقبول هوچکي تهیں اور آپ عوام کے غصے سے ڈرتے تهے ؟ لیکن اب ، جبکه حالات میں تبدیلي پیدا هوئي - میرے دشمنوں نے ایکا کرکے مجهه پر یورش کردي ، مجھے ملحد اور باغي مشهور کیا ، حکومت نے بهي هتدار سنبهال لیے ، اور آپکے دشمنوں نے بهي کہنا شروع کردیا که پیشوائے اعظم هوکر آپ اِس ملحد کے خلاف کچهه نہیں کہتے ، گویا اپني خاموشي سے آسکي حمایت کررهے هیں ، تو آپ اپنے منصب کي حفاظت کے خیال سے اُٹهے ، اور اپنے دشمنوں کا منهه بند کرنے کیلیے میرے خلاف فتوی شائع کردیا - اے میرے آقا ! کیا اسي سبب نے آپکو میرے خلاف برانگیخته کیا ؟ اگر ایسا هي ہے تو بلاشبه میرے دماغ کو شدت تحیر سے سکته هو جانا چاهیے ! "

اِس تمہید کے بعد روسو ، آسقف کے بیان کا رد شروع کرتا ہے -

(صفات الهي)

آسقف نے لکها تها :

" روسو کہتا ہے - میں خدا کي حقیقت سے بے خبر هوں ، لیکن ساتهه هي یه دعوی بهي کرتا ہے که یه موجود حقیقي علم ، قدرت ، اراده ، اور حکمت رکهتا ہے !"

روسو جواب دیتا ہے : " خدا کي صفت ، علم ہے - لیکن اسکا علم کیا ہے ؟ انسان کا علم تو آسکي قوت تفکر میں ہے ' لیکن علم اقدس کسي تفکر و تأمل کا محتاج نہیں - آسکي تفکیر کے لیے نه تو مقدمات هیں ، نه نتائج هیں ، نه فرض و قیاسات هیں - اُسکا علم ازلي ہے - جو تها ، جو ہے ، جو هوگا ، سب آس پر آشکارا ہے - تمام حقائق آسکے سامنے ذرۂ ریگ سے بهي چهوٹے هیں - تمام دنیا آسکي نظر میں قطرۂ آب سے بهي محدود ہے ، تمام اگلے پچهلے زمانے آسکے نزدیک لمح بصر سے بهي مختصر هیں "

" باقي رهي قدرت الهي ، تو قدرت الهي کا یه حال ہے که انسان کو اپني قوت عمل کے لیے وسائل عمل کي ضرورت هوتي ہے - لیکن خدا کو کسي وسیلے کي ضرورت نہیں - قوت الهي خود اپني قوت سے عمل کرتي ہے - خدا قادر ہے ، کیونکه وه اراده رکهتا ہے - اور اُسکا اراده هي آسکي قدرت ہے !"

" خدا ، لاریب خیر ہے - انسان کا خیر یه ہے که که اپنے بني نوع سے محبت کرے - لیکن خدا کا خیر آسکا وه نظام ہے جس سے وه کائنات کو سنبهالے اور تمام اجزاء کو باهم جوڑے هوئے ہے -

" خدا لاریب عادل ہے - عدل الهي بهي آسکے خیر هي کا ایک نتیجه ہے - انسان کا ظلم ، خود انسان کا اپنا عمل ہے ، خدا کا عمل نہیں ہے - روح کا اضطراب ، جس کي وجه سے فلاسفه قدرت الهي کے منکر هو جاتے هیں ، میري نظر میں اِس لا متناهي قدرت کو اور زیاده واضح کرنے والا ہے - انسان کا عدل یه ہے که هر حقدار کو آسکا حق دیدے - خدا کا عدل یه ہے که هر ایک سے اپني نعمتوں اور بخششوں کا حساب لے ! "

(حقیقت الهي)

" یه صفات میں نے عقل کي منطق کي راه سے معلوم کي هیں - لیکن میرے دماغ میں اُنکا مفهوم مرتب و مفصل نہیں ہے - میں اُنهیں تسلیم کرتا اور انپر اصرار کرتا هوں ، مگر آنکي پوري حقیقت کا احاطه نہیں کر سکتا - عقل اِسکا احاطه کر هي نہیں سکتي - اِسکے معني دوسرے لفظوں میں یه هوے که میں حقیقت سے لا علم هوں - اور اسلیے میري حیثیت یه نہیں ہے که میں جانتا هوں اور اصرار کرتا هوں - میں اپنے دل سے بے فائده کہتا هوں " یہي خدا ہے " میں بے فائده آسکا شعور کرنا چاهتا هوں - میں بے فائده اپنے ذهن میں آسکا تصور کرتا هوں - " بے فائده " اس لیے که اِس سے خدا کي حقیقت پر ذرا بهي روشني نہیں پڑتي - میں هرگز معلوم نہیں کر سکتا ' خدا ایسا کیوں ہے ؟ آس میں یه صفات کیونکر قائم و موجود هیں ؟

" میں آسکي حقیقت جاننے کي جتني زیاده کوشش کرتا هوں اُتني هي آسکي حقیقت پوشیده هوتي جاتي ہے - میري یه عقل کي بے بسي مجهه میں اُسکا اعتقاد و ایمان اور بهي زیاده مستحکم کر دیتي ہے - میں جس قدر اُس کا تصور کم کر سکتا هوں ' آسي قدر آس سے زیاده وابسته هوتا اور اُتنا هي آسکي عبادت پر جهکتا جاتا هوں - بالاخر آس کے رو برو گر پڑتا هوں اور کہتا هوں " میرا وجود تجهي سے ہے اے خالق کائنات ! میں جس قدر زیاده تجهه میں غور کرتا هوں ، تو اتنا هي زیاده میرا نفس بلند کرتا جاتا ہے ، مگر تیري حقیقت برابر مجهه سے مستور هي رهتي ہے ! تجهه میں میرا فنا هو جانا ، میري عقل کا سب سے بڑا کارنامه ہے ! تیري عظمت نے میري عقل مبهوت کردي ہے ، مگر میري نا تواني کو بهي قوت سے بدل دیا ہے !"

مغرب کی تاریخ جدید کی تاریخی شخصیتین

انقلاب فرانس کے ارکان ثلاثه

جان جاک روسو

اسقف کا جواب

(۲)

پچھلے نمبر میں قارئین الهلال پیرس کے اسقف اعظم کے اعتراضات روسو پر سن چکے هیں - آج روسو کا جواب پیش کیا جاتا هے - یه جواب پورے دو سو صفحے کي باریک حروف کي کتاب میں پھیلا هوا هے - اس لیے اختصار کے سوا چارہ نه تها - تاهم اهم اور مفید پهلو ایک حد تک واضح کردیے گئے هیں -

(معذرت)

روسو نے اپنا جواب معذرت سے شروع کیا هے :

" اگر آپ صرف میري کتاب هي پر اعتراض کرتے تو میں هرگز آپ سے کوئي تعرض نه کرتا - آپکو چھوڑ دیتا که جتني چاهیں نکته چیني کرتے رهیں - لیکن آپنے صرف کتاب هي پر نهیں بلکه میري ذات پر بهي بحث کي هے - آپ کو دنیا میں جتني عزت اور قوت حاصل هے ' اُسی مناسبت سے آپ میں یه بات بهي هوني تهي که اُن تہمتوں سے بلند تر هوتے جن سے آپ نے مجھے آلودہ کرنا چاها هے "

(داستان مظلومي)

اِسکے بعد روسو نہایت بلاغت و مہارت سے اپنے قارئین کي همدردي حاصل کرني چاهتا هے - وہ اپني مسکیني و مظلومي ظاهر کرتا هے ' تمام یورپ کا اُسکے خلاف متحد هو جانا اور عرصهٔ زمین تنگ کر دینا یاد دلاتا هے ' پھر لکھتا هے :

" جنیوا کے غلام ' روسو کے هاتھ میں کوئي قوت نهیں که اُن ظالم اور سرکش حاکموں سے جواب طلب کرسکے ' جنکے سامنے اُس پر تہمت لگائي گئي ' اور جنھوں نے اُسے طلب کیے بغیر اُسکے خلاف فیصله صادر کردیا هے - اِتنا هي نهیں بلکه اُسے قید کرنے کے بهي درپے هو گئے هیں - یه " غلام " اگر عدالت میں طلب کیا جاتا ' تو اپني برأت ظاهر کرنے ضرور حاضر هوتا ' مگر چونکه اُسے بلایا نهیں گیا ' اس لیے اُسے از خود حاضر هونے کي ضرورت بهي نه تهي - چنانچه وہ حاضر نهیں هوا - اس پر اُسکے خلاف جنگي قوت جمع کي گئي - اُسنے قوت کے مقابله سے گریز کیا ' اور اس سر زمین سے بهاگ نکلا جهاں کمزوروں پر ظلم کیا جاتا هے ' بغیر جرم کے سزا دیدي جاتي هے ' اور بغیر جواب کے بیڑیاں پهنا دي جاتي هیں "

" اُسنے مجبوراً اپنا محبوب خلوت خانه چھوڑا - اُن دوستوں کي جدائي سهي جنسے بڑھ کر اُسکے لیے کوئي عیش نه تها - اپنا ناتواں جسم لیکر هزاروں امیدوں کے ساتھ سر زمین حریت میں پهنچا - آہ میرا وطن جنیوا ! میں نے تیري آزادي کے کیسے کیسے گیت گائے ؟ تیرے حسن و جمال کي کیسي کیسي تصویریں بنائیں ؟ دنیا میں تیرا نام کس درجه روشن کیا ؟ آہ ' میں کیا کهوں ؟ میرا دل سینے میں بیٹھا جاتا هے ' میرا هاتھ کانپ رها هے ' میرا قلم گرا پڑتا هے . . . لیکن مجھے خاموش هي رهنا چاهئے - مجھے جرم کا ذکر بهي نهیں کرنا چاهئے . . . کاش میں خفیه طور پر هي اپني ناقابل برداشت مصائب کهه سکتا ! کاش میں اپني دل کي گهرائي هي میں اپنے وطن کي شکایت کا خیال کر سکتا ! . . . . . "

" یه سب کچھه کیوں هے ؟ میں اسکا حقیقي سبب نهیں پوچھتا - میں صرف اِسکا قریبي موجب معلوم کرنا چاهتا هوں - مجھه پر الحاد کي تہمت لگانے کي جرأت کي گئي هے - مگر تہمت لگانے والے بالکل بھول گیے که جس کتاب پر انهیں اعتراض هے ' وہ سب کے هاتھوں میں موجود اور سب کي آنکھوں کے سامنے کھلي هوئي هے - مجھه پر تہمت لگانے والے افسوس سے هاتھه ملتے هیں : " کاش یه کتاب کسي طرح مفقود هو جائے تا که هم پیٹ بھرکے تہمتیں تراش کرسکیں ! " لیکن اُنکي یه امید کبھي پوري نهیں هوگي - کتاب اُنکي حسرت کے لیے همیشه باقي رهے گي ' اور آئندہ آنے والي نسلیں فیصله کرینگي - وہ اعلان کرینگي که یه تمام گناہ ' اُسکے مؤلف کي بد عملیاں نهیں هیں ' لیکن فضیلت کے ایک دوست کي ٹھوکریں هیں ! "

(ایک ملحد کا ذکر)

" میں معاصرین پر اظهار رائے نهیں کرونگا - میں کسي کو بهي نقصان پهنچانا نهیں چاهتا - لیکن کیا تم نے سپنوزا کا نام نهیں سنا ؟ اُسکے الحاد میں کسے شک هو سکتا هے ؟ وہ خود الحاد کا مدعي تها - علانیه الحاد کي تعلیم دیتا تها - مگر نه کوئي اُسکے اطمینان میں خلل ڈالتا تها - نه اُسکي کتابیں چھپنے سے روکي جاتي تهیں - اور نه هي تاجروں کو اُنکي اشاعت کي ممانعت کي گئي - وہ فرانس آیا تو اسکے لیے ایک پر جلال استقبال طیار تها - تمام ملکوں کے دروازے اُس پر کھلے تھے - وہ هر جگهه امن کي بلکه حکومتوں کي حمایت پاتا تها - پادشاہ اُسکا خیر مقدم کرتے تھے ' اور وعظ و درس کے ممبر اُسکے لیے نصب کراتے تھے - یه ملحد زندگي بهر مسرت و آرام بلکه عزت و احترام پاتا رها "

(عهد حکمت و انسانیت !)

" لیکن آج ' جبکه ببانگ دهل دعوي کیا جاتا هے که یه فلسفهٔ و حکمت اور انسانیت کا زمانه هے ' دنیا کا حال کیا هے ؟ یه هے که ایک شخص انساني محبت کے جذبه سے مجبور هوکر آتا هے ' اور پوري احتیاط و احترام سے اپنے بعض خیالات پیش کرتا هے - کیسے خیالات ؟ وہ خیالات جو اُس موجود اعظم کي عظمت نے اُسکے دماغ پر نازل کیے هیں - لیکن دین الهي و حقیقت کے اِس حامي و ناصر کي زندگي تلخ کردي جاتي هے - یورپ بهر میں اُسے کهیں پناہ نهیں ملتي - اُسے خدا کا پیدا کیا هوا پاني پینے سے اور اُسکے اُگائے هوئے درختوں کي لکڑي جلانے سے بهي روک دیا جاتا هے - وہ ذلیل و خوار پھرتا هے - جس گوشه میں جا کر پناہ ڈھونڈھتا هے ' وهیں سے نکالدیا جاتا هے - نه اُسکي غربت پر کسي کو ترس آتا هے - نه اُسکي بیماریوں پر کسي کا دل کڑھتا هے - شریر سے شریر مجرموں اور خوني سے خوني ڈاکوؤں کا بهي اِس بے دردي سے کبھي تعاقب نهیں کیا گیا هوگا ' جیسا اِس بیکس و مظلوم کا کیا گیا هے - اگر وہ ایک لمحه کیلیے بهي کسي حکومت کے رحم پر بھروسه کرلیتا ' تو آج یقیناً تاریک قیدخانے میں پڑا سڑتا هوتا ' یا پهانسي کے تختے پر اُسکي لاش سوکھه رهي هوتي ! "

اگر آپ

علم وکتب کی وسعت اور دست طلب کی کوتاہی سی گھبرا گئے ہیں، تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لیگئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہی!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہی

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہی!
انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں و ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہی

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی، دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سی

ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شائع ہوا کرتی ہی

حکمت اور شعر کے مختارات

حکما و شعراء مغرب کے بعض افکار و خواطر

(حسن)

حسن خدا کي مخلوق پر اُس کا مهر هے — بيتشر '

حسن بغير نزاکت کے ايسا هے' جيسے بے نمک کهانا — امرسن -

ارسطو سے پوچها گيا " حسن کيا هے ؟ " اُس نے جواب ديا " يه سوال اندهوں سے کرنا چاهيے " — بيکن

حسن ' جهاں بهي هوتا هے ' سراها جاتا هے — گوئٹے

حسن ' ايک جال هے ' جس سے قدرت عقلوں کا شکار کرتي هے — ليگس -

عورت کا اپنے حسن پر غرور اُس کي طرف سے اقرار هے که اُس کے پاس حسن کے سوا کوئي چيز قابل فخر نهيں — ميڈ موزيل ڈي لسپيناس

خوبصورت عورت آنکه کے ليے جنت هے ' قلب کے ليے دوزخ هے ' جيب کے ليے ويراني هے -

خوبصورت ' بد صورت سے اُسي طرح بچے' جس طرح ذهين ' غبي سے بچتا هے — پوپ

تمهاري يهي کيا کم قسمت‌مندي هے که تم خوبصورت هو؟ — هوگز

جب هم ميں اِس قدر صلاحيت پيدا هو جائيگي که هم خدا کے هر عمل ميں حسن و جمال محسوس کرنے لگيں گے' تو اُس وقت هم دعوى کرسکيں گے که هم اُس کي حقيقت سے واقف هوگئے هيں — رسکن

حسن ' تمام نوع انساني کے ليے سعادت هے - هر مخلوق اُس کے زير اثر آکر بهول جاتي هے که وه محدود هے — شيلر

حسن سے محروم عورت ' زندگي کي نصف لذت سے محروم هوتي هے — مڈيم ڈي مونٹازين

حسن بهت هي کم عمر چيز هے — ڈي لمذر

اِس يقين سے زياده عورت کے ليے کسي بات کا يقين مشکل نهيں که وه اپنے حسن سے محروم هوگئي هے — روشبراون

کبهي عورت خوبصورت هوتي هے ' مگر اُس کا حسن اُس وقت تک نهيں کهلتا ' جب تک اُس کا دل محبت کے ليے نهيں کهل جاتا — لا بروبير -

حسن ' قدرت کا عورت کو سب سے پهلا عطيه هے ' اور يهي سب سے پهلے اُس سے چهن بهي جاتا هے — ميرؤ -

عورت اپنے محبوب کي جدائي گوارا کرسکتي هے مگر اپنے حسن کي جدائي گوارا نهيں کرسکتي — روشبراون

مرد کو شادي کے معامله ميں اعلىٰ حسن سے پرهيز کرنا چاهيے - کيونکه حسن قبضه ميں آتے هي گهٹ جاتا هے' مگر اُس کي مصيبتيں زندگي بهر باقي رهتي هيں — روسو

جس عورت ميں بجز حسن کے اور کوئي جوهر نهيں هوتا ' اُس کي مثال روغني روٹي کي سي هے - يه گرم اچهي معلوم هوتي هے اور سرد هوتے هي اپنا سارا ذائقه کهوديتي هے — سيجرر

(عورت)

تمدن اچهي عورتوں کے اقتدار کا نام هے — امرسن

عورت کي شيريني گلاب کي طرح جلد ختم هو جاتي هے — گوئٹے

زندگي کي سب سے لذيذ شيريني ' بيوي کا اپنے شوهر کو مخلصانه سلام هے — ولز

عورت کي انانيت اپنے اندر دو انانيتيں رکهتي هے — مڈيم ڈي استائل

خدا کي انسان پر سب سے قيمتي بخشش ' عورت هے - گوبلز

کاش ' عورت تنها ميرا هي حصه هوتي ! — اربيڈس

عورت انسان اور فرشته کے بين بين ايک مخلوق هے — بلزاک

عورت اُس شخص کو حقير سمجهتي هے جو اُس سے محبت نهيں کرتا هے' مگر وه خود اُس سے محبت نهيں کرتي — ايلزبيتهه ' اسٹوڈرٹ

⁂

انسان اپنے نفس کو اُسي وقت سمجهه سکتا هے جب وه مصيبت ميں پڑتا هے — الفرڈ ڈي موسيه

شک ' هميشه اميد کے پيچهے لگا رهتا هے — بلزاک -

ترقي لنگڑي چال چلتي هے — سانت بو

نا مکمل تعزيت سے رنج زياده هوجاتا هے — روسو

عظمت ' طمع ' فوج ' جنگي جهاز ' تاج ' تخت ! يه انسان کے کهلونے هيں جب وه بڑا هوجاتا هے — وکٹر هيوگو

ميري تمام مصائب کي علت يه هے که ميں لوگوں سے حسن ظن رکهتا تها — روسو

(ذهانت)

ذهانت کيا هے ؟ يه محض سمجهنے کي صلاحيت هي کا نام نهيں هے - کيونکه حيوان بهي سمجهه رکهتا هے مگر هم اُسے ذهين نهيں کهه سکتے - سپاهي اپني ڈيوٹي سمجهتا اور پوري کرتا هے مگر ذهين نهيں کهلاتا - بندر کي ذهانت ' محض ايک بے نتيجه عقلي اضطراب هے - جو بچه اپني حرکتوں سے نهيں هنساتا هے ' ذهين نهيں هے - کيونکه اُس ميں بندر کي جبلت آگئي هے - جو عورت بهت سي اشياء کا علم رکهتي هے ' ذهين نهيں هے - کيونکه معمولي باتيں اُس کے دماغ کو پراگنده کر ڈالتي هيں - کيا حساب داں ذهين هوتا هے ؟ شاعر کي نظر ميں حساب داں ماليخوليا کا مريض هے ! کيا شاعر ' ذهين هوتا هے ؟ رياضي داں شاعر کو سراسر بيوقوف سمجهتا هے ! ماهر ماليات کي نظر ميں ناول نويس ' دو پاؤں کا احمق حيوان هے ! جو آدمي ' دور از کار نظريے بناتا هے ' کيا ذهين هے ؟ کيا هميشه خاموش رهنے والا ذهين هے ؟ کيا اپني عينک کے شيشوں سے ' سرد اور بے اثر نظروں سے تمهيں ديکهنے والا ذهين هے ؟ نهيں !

ذهانت کي تعريف ناممکن هے — لا مارتين

بریدِ فرنگ

روس کا نفس پرست شاہی راہب

راسپوٹین

خاندان زار کی تاریخ کا آخری صفحہ

زمن حذر نہ کنی گر لباس دیں دارم
نہفتہ کافرم و بت در آستیں دارم!

انیسویں صدی کا سب سے زیادہ ہولناک مگر عبرت انگیز واقعہ روس خاندان شاہی کی بربادی ہے۔ خود زار، زارینہ، ولی عہد، تمام ہزادے، تقریباً پورا خاندان گولی مار کر قتل کر ڈالا گیا! یہ واقعہ فرانس وئی شانزدہم اور اُس کے خاندان کے قتل سے بھی دہشتناک ہے! س کے خاندان شاہی کی بربادی اور انقلاب سلطنت پر بکثرت ابیں لکھی جا چکی ہیں، اور اُن تمام اسباب پر شرح و بسط سے بحث جا چکی ہے جو ان عظیم تغیرات و حوادث کا موجب ہوئے۔ ان اسباب ں سب سے بڑا اور سب سے عجیب سبب وہ ہے، جو بیسویں صدی کی دن دنیا کے لئے سخت حیرت انگیز ہو رہا ہے۔ یعنی روس کے حکمران ر اُس کی ملکہ کی مذہبی توہم پرستی، زود اعتقادی، اور علم و عقل سے وری ہے! یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ان تمام تباہیوں کی اصلی علت ک راہب تھا، جسکے دام تزویر میں زارینا اور زار پھنس گئے تھے۔

مشہور روسی شاہزادہ پرنس یوسوپوف کا روزنامچہ پچھلے دنوں ئع ہوا ہے۔ اس سے اس معاملہ پر اور بھی زیادہ گہری روشنی تی ہے۔ اس بارے میں پرنس کے بیانات بہت اہم ہیں کیونکہ وہ تمام عات کا شاہد عینی تھا۔ صرف شاہد عینی ہی نہیں بلکہ راہب راسپوٹین قاتل بھی وہی ہے۔

اس روزنامچہ پر ابھی دنیا نے پوری طرح رائے زنی نہیں کی تھی، اس سلسلہ کے ایک دوسرے راز کا انکشاف ہو گیا۔ یعنے یکایک لک کے ہاتھوں میں ایک نئی کتاب پہنچ گئی جو خود اسی راہب کی لڑکی ریا کے قلم سے نکلی ہے اور اُس کی یادداشتوں کا مجموعہ ہے۔ اس بیان نے معاملہ کا ایک دوسرا رُخ واضح کر دیا، اور دنیا اس تحر شافات سے انگشت بدنداں ہو کر رہ گئی!

پچھلے دنوں ان دونوں کتابوں کا مختصر خلاصہ ہندوستان کے گریزی اخبارات میں شائع ہوا تھا، لیکن ہمیں جستجو تھی کہ زیادہ سیل کے ساتھ حالات روشنی میں آئیں۔ خصوصاً پرنس کی بیان وہ تفصیلات معلوم ہوں جسنے ملکہ کے اصلی خطوط بھی شائع کر دیئے ں۔ اب یہ تمام ذخیرہ ہمارے سامنے ہے۔ ہم پہلے پرنس کے روز مچہ کی ایک پوری فصل درج کرتے ہیں، جس سے اس عجیب و غریب ب کے حالات و اعمال پر پوری روشنی پڑے گی:

راسپوٹین کون تھا؟

راسپوٹین، جس سے زارینا کی عقیدت، پرستش کی حد تک پہنچ گئی تھی، سائبریا کے ایک گاؤں میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا باپ اپنے عہد کا مشہور قزاق تھا، راسپوٹین نے ہوش سنبھالتے ہی باپ کا پیشہ اختیار کر لیا اور قرب و جوار کے علاقے تاخت و تاراج کرنے لگا۔ یہ بڑا ماہر ڈاکو تھا۔ گھوڑے چرانے میں اُسے خاص کمال تھا۔ بار بار گرفتار ہوا مگر حیرت انگیز طور پر ہمیشہ بچ نکلتا رہا۔ ایک مرتبہ اُسے پولیس نے بُری طرح زد و کوب بھی کیا تھا۔ چنانچہ اُس کے زخم کا نشان عمر بھر اُس کے سر میں نمایاں رہا۔

راہب کیسے بنا؟

ایک مرتبہ اتفاق سے اُس کا گزر ایک پرانی خانقاہ میں ہوا۔ یہ خانقاہ دراصل خطاکار راہبوں کے قید کرنے کا محبس تھا۔ راسپوٹین کی ملاقات وہاں چند راہبوں سے ہوئی۔ وہ بلا کا ذہین تھا اُسنے دیکھا راہبوں کی زندگی، دنیا کمانے کے لئے بہترین زندگی ہے۔ قزاقانہ طرز معیشت نے اُسے جسمانی تکالیف برداشت کرنے کا خوگر بنا دیا تھا۔ اُسنے خیال کیا "میں بڑی آسانی سے راہب بن سکتا ہوں" چنانچہ وہ برابر ان راہبوں سے ملتا جلتا رہا۔ اُن سے انجیل پڑھی۔ عبادت و ریاضت کے طریقے معلوم کئے۔ وہ بہت جلد مسیحی مذہب اور رہبانیت کا عالم بن گیا۔

اب اُسنے سخت مجاہدے اور ریاضتیں شروع کر دیں۔ تھوڑے ہی دنوں میں اُس کی شہرت قرب و جوار میں پھیل گئی۔ لوگ اس قزاق کو "ولی اللہ" سمجھنے لگے۔ اسی زمانہ میں سینٹ پیٹرزبرگ (لینن گراڈ) کے ایک بشپ نے اُسے دیکھا، اس کے زہد و تقشف اور مجاہدہ و ریاضت سے نہایت متاثر ہوا۔ اپنے ساتھ پایۂ تخت لے گیا اور محل شاہی میں داخل کر دیا۔

زارینا کی عقیدت

زارینا (ملکۂ روس) اُسے دیکھتے ہی معتقد ہو گئی۔ راسپوٹین نے بھی یہ بات محسوس کر لی۔ اپنا اثر اور زیادہ پختہ اور وسیع کرنے لگا۔ حتیٰ کہ زار پر بھی اُس کا جادو چل گیا۔ شہنشاہ اور ملکہ انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ اُس کے آگے اپنے گھٹنوں پر جھکتے تھے،

کیا آپ کو معلوم نہیں
کہ
اسوقت دنیا کا بہترین فاونٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر"
کا
"لائف ٹائم" قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا
(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے
(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے
یاد رکھئے
جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپ کو
"شیفر" کا
لائف ٹائم
لینا چاہیئے!

یاد رکھئے

موسم گرما کا نایاب تحفہ

صرف ہمدرد دواخانہ سے ملیگا

شربت روح افزا ۲۹۳ (رجسٹرڈ)

جو تقریباً ۲۰ سال کے عرصہ میں اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اسم باسمیٰ ہو کر بلا تفریق مذہب عام ہر دلعزیزی و شرف مقبولیت حاصل کر کے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر تک شہرت حاصل کر چکا ہو اور جسکو چشم بد(حریص) سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے واسطے گورنمنٹ سے رجسٹرڈ بھی کرا لیا گیا ہو۔

محترم ناظرین! آپ میں جو اصحاب اس کا استعمال کر چکے ہیں اُن سے تو اس کے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ کی مسلسل و پیہم شائقانہ خریداری اسکی پسندیدگی و قدر دانی کی خود دلیل ہو لیکن ہندوستان جیسے وسیع براعظم میں جن لوگوں کو اس کے استعمال کا اب تک اتفاق نہیں ہوا اُن سے اس کی بیشمار خوبیوں میں سے چند عرض کی جاتی ہیں۔

اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہو کہ اس شربت کا استعمال کسی مذہب کے خلاف نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہو کہ ہر تندرست انسان بلا قید عمر و مزاج موسم گرما میں خوش ذائقہ و فرحت بخش چیز کی حیثیت سے استعمال کر سکتا ہو۔

ناظرین! یہ شربت کیا ہو؟ اعلیٰ قسم کے فواکہات مثل انگور، سیب، زنگترہ وغیرہ اور بہت سی اعلیٰ ادویہ کا مرکب ہو جو خاص ترکیب اور جانفشانی سے تیار کیا جاتا ہو۔ مفرح قلب ہو۔ خوش ذائقہ ہو۔ تشنگی اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہو۔ اختلاج قلب، دوران سر، درد سر و متلی وغیرہ کی شکایات کو رفع کرتا ہو۔ سوداوی امراض کے واسطے عموماً اور گرم مزاج والے اصحاب کے واسطے خصوصاً بہت مفید ہو۔

معنوی خوبیوں کے علاوہ جو استعمال سے تعلق رکھتی ہیں ظاہرا طور پر رنگ دلفریب اور پیکنگ کی صفائی دیدہ زیب ہو اسکی اشاعت سے محض ذاتی نفع مقصود نہیں بلکہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق پبلک کی خدمت کا اور ہندوستانی اشیاء کی ترویج کو ترقی دینا مدنظر ہے۔ ہمیں امید ہو کہ آپ بوتل دیکھ کر اور استعمال کر کے جو بیدار شدہ نوخیز ہندوستان کی صنعت کا امید افزا نمونہ ہو اور جس کی ہر چیز دیسی ہو خوش ہوں گے اور باوجود اس قدر خوبیاں ہونے کے قیمت اس لئے کم رکھی ہو کہ ہر حیثیت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

نوٹ: اس شربت کی عام مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے ہمارے ہم پیشہ حضرات ناجائز فائدہ اُٹھانے کی مختلف ترکیبیں نکالتے ہیں مثلاً کوئی اس شربت کا ملتا جلتا نام رکھ لیا ہو۔ لہذا آپ شربت خرید کرتے وقت دھوکا نہ کھائیں بلکہ بوتل پر ہمدرد دواخانہ کا خوشنما لیبل اور اس پر لفظ رجسٹرڈ ضرور ملاحظہ فرمائیں

واضح رہو کہ یہ شربت ہمدرد، دواخانہ کی مخصوص چیز ہو اور اصلی صرف ہمدرد دواخانہ دہلی ہی سے مل سکتا ہو۔

پتہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی

تار کا کافی پتہ ہمدرد، دہلی

دمہ
(ضیق النفس)
یا
کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہے
تامل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب دوا فروش کی دکان
سے فوراً ایک ٹین
HIMROD
کی
مشہور عالم دوا کا منگوا کر
استعمال کیجئے

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو
یاد رکھئے
کہ آپ کو ایک مستند اور آخرین رہنما گائڈ بک کی ضرورت ہی جو انگلستان کے تمام
شہروں، سوسائیٹیوں، ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل
دید مقامات، اور آثار قدیمہ وغیرہ سے آپ کو مطلع کر دی۔ نیز جس سے وہ تمام ضروری
معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر
ضرورت پیش آتی ہی
ایسی مکمل گائڈ بک صرف
ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹن
The Dunlop Guide to Great Britain
کا دوسرا ایڈیشن ہی۔ ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے
ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہی

نے بھی یہ بات محسوس کرلی تھی، اور اُس کی فاسقانہ طبیعت ہرگز گوارا سکتی تھی کہ ایسی حسین لڑکی اُس کے دائرۂ عقیدت سے نکل جائے۔ ہر ممکن تدبیر سے اپنا اثر بڑھاتا اور دوشیزہ کو اپنے سے زیادہ سے زیادہ کرتا جاتا تھا"

"مس موصوفہ نے مجھے اپنے والد کے محل میں راسپوٹین سے ملاقات دعوت دی۔ وہ اُس کے بارے میں اس طرح گفتگو کرتی تھی جس یروں کے بارے میں کی جاتی ہے۔ لیکن مجھے اُس سے طبعًا نفرت سے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، تاہم میرا دل اُس کی کراہت سے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ ایوان میں داخل ہوا، تو مجھے اپنا احساس نے کے لئے جدوجہد کرنی پڑی۔ اُسنے سب سے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا۔ حتی کہ مس م... کا بھی۔ میں نے بھی مصافحہ کیا مگر اپنا لینے نہیں دیا (روس میں قاعدہ ہے کہ بزرگ چھوٹوں کا بوسہ لیا ہیں) میں نے دیکھا کہ مس کا بوسہ لیتے وقت اُس کی آنکھیں غیر طور پر چمکنے لگی تھیں۔ میں سمجھ گیا کہ اُس کے اندر بہیمیت پوری م کر رہی ہے۔

میں نے اُس کے خط و خال پر نظر غائر ڈالی۔ درمیانہ قد تھا۔ وط کاٹھی تھی۔ سر بڑا، بال لمبے اور داڑھی گھنی تھی۔ سر کا ایک حصہ سے بالکل خالی تھا۔ یہ اُسی زخم کا نشان تھا جو قزاقی کے میں لگا تھا۔ اُس وقت اُس کی عمر ۴۴ سال کی ہوگی۔ لمبا اوورکوٹ ڈھیلے پائنچوں کا پائجامہ پہنے تھا۔ اُس کا چہرہ بالکل روسی نوں کا سا تھا۔ بیضوی شکل کا، مگر ہر طرح کے تناسب سے محروم یقینًا نہایت بدصورت آدمی تھا۔ جیسے کہ تمام بدنفس انسان ہوا ے ہیں"

"اُس کی حرکات و سکنات متکبرانہ تھیں۔ حاکمانہ شان رکھتی تھی یقیر ت اس لئے کہ اُسے حاضرین پر اپنے اثر کا یقین تھا۔ سب لوگ ے انتہائی عقیدت کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ وہ خود بھی اُنھیں ستانہ نظروں سے دیکھتا۔ وہ اُنکے خیالات معلوم کرنے کی کوشش تھا۔ لیکن مس م... پر اُس کی نظریں بالکل دوسرا انداز رکھتی تھیں اسے پُرہوس نگاہوں سے دیکھتا تھا۔ ہر لحہ میری نفرت بڑھتی جاتی اور صاف نظر آتا تھا کہ ولیوں کے اس لباس میں ایک خبیث س ملفوف ہے"

"چائے کے بعد وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر میرے قریب آگیا اور ورانہ انداز سے کہنے لگا "تمھاری دوست مس م... کس قدر حسین ہے! شش کرو کہ تمھاری رفیق زندگی بنجائے، صرف جسم ہی سے نہیں بلکہ ح سے بھی۔ تمھارے بارے میں اُسنے مجھ سے بارہا گفتگو کی ہے۔ وہ ماری طرف بہت مائل ہے۔ مجھے یقین ہے، شادی کے بعد تم دونوں حقیقی رت و سعادت پاؤگے!"

اس ملاقات سے چند دن بعد مس م... نے مجھ سے کہا "راسپوٹین سے از حد حسن ظن رکھتا ہے اور دوبارہ ملاقات کرنی چاہتا ہے"

راہب اور زار کی والدہ

"اُسوقت کوئی بھی اُس خطرے سے واقف نہ تھا جو روس شاہی خاندان کو اس پُراسرار راہب کی وجہ سے لاحق ہوگیا ا۔ یہی سبب تھا کہ قصر شاہی میں اُس کی بڑی آؤبھگت ہوتی ی۔ زار کے تمام مقرب اُس کا اثر و اقتدار دیکھ کر اُس کی خوشامد لگے رہتے۔ لیکن مجھے اور میری ماں کو اُس سے سخت نفرت تھی۔ محسوس کرنے لگے تھے کہ ایک نہ ایک دن زار کو اس راہب کے ہاتھوں ز بد دیکھنا پڑے گا۔ چنانچہ میری ماں نے زارینہ کو کئی مرتبہ متنبہ کیا ور اس جال کے دور کر دینے پر زور دیا۔ خاندان شاہی کے چند لوگوں کا بھی یہی خیال تھا۔ اُنھوں نے بھی میری ماں سے اتفاق کیا۔ حتی کہ خود زار کی والدہ نے بھی راہب کی بہت مخالفت کی۔ مگر زارینہ کچھ اس طرح اس مقدس مرشد کے دام میں پھنس گئی تھی کہ اُس کی مخالفت میں ایک لفظ بھی سُن لینا گوارا نہیں کرتی تھی"!

جنگ عظیم

۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم کا آغاز ہوا۔ ہم سب خوف سے کانپ اُٹھے کیونکہ جانتے تھے، اب اس راہب سے کیسے کیسے خطرے پیدا ہوسکتے ہیں۔ مصیبت یہ تھی کہ زار اور زارینہ نے اپنے دوستوں سے بے اعتنائی برتی اور سراسر راہب کے ہو رہے۔ جب کبھی ہم لوگوں نے اُس کے خلاف منت التجائیں کرنی چاہیں، تو ملکہ نے صاف صاف کہدیا:

"میں اپنے روبرو راسپوٹین کی شان میں ایک حرف بھی کہنے کی اجازت نہ دوں گی!"

راہب کی تصویر

"جنرل ڈانکو نائب وزیر داخلیہ، راسپوٹین کی حقیقت سے واقف تھا۔ اُسنے بڑی کوشش سے "کلیسٹیزم" والوں کے ایک جلسہ کا مرقع حاصل کیا۔ اس مرقع میں راسپوٹین ناگفتہ بہ فسق و فجور کی حالت میں نظر آتا تھا۔ جنرل نے تصویر، زارینہ کے سامنے رکھدی۔ مگر زارینہ کی عقیدت پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ وہ اُلٹی جنرل پر خفا ہوئی۔ تصویر جعلی قرار دی گئی، اور جن جن لوگوں پر راسپوٹین نے جعل بنانے کا شبہ کیا، اُنھیں سخت سزائیں ملیں"!

راہب جرمن جاسوس تھا

جنگ میں روسی فوجیں جس طرح برباد ہوئیں، اُس کی داستان بہت ہی دردناک ہے۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ان تمام مصائب کی اصلی علت راسپوٹین ہی کی ذات اور اُس کی خیانت تھی۔ وہ دراصل، جرمن جاسوس بن گیا تھا۔ روسی فوجوں کی نقل و حرکت کی خبریں جرمنی اور آسٹریا کے جنگی دفاتر کو روز بھیجا کرتا تھا۔ یہ بات زیادہ مدت تک چھپ نہیں سکتی تھی۔ بہت جلد تمام ملک اس عظیم مکار کی حقیقت سے واقف ہوگیا، اور محل شاہی سے اُس کی علحدگی پر زور دینے لگا مگر جوں جوں اُس کی مخالفت بڑھتی گئی، زارینہ کی عقیدت بھی بڑھتی گئی۔ آخر اُس کا اقتدار یہاں تک بڑھ گیا کہ سپہ سالاروں کا عزل و نصب اور میدان جنگ کے نقشوں کی تجویز بھی اُسی کی رائے سے ہونے لگی۔ وہ خود اپنی رائے سے کچھ نہیں کرتا تھا۔ جرمن افسر اُسے وقتًا فوقتًا لکھتے رہتے تھے کہ فلاں روسی افسر کو معزول کرا دینا چاہیے فلاں مقام ہمارے لئے مُضر ہے۔ وہاں سے فوج ہٹا دینی چاہیے۔ یہ اُنکے احکام کے مطابق یہاں رائے ظاہر کردیتا، اور زار اُسکی فورًا تعمیل کرتا۔ نہ کرتا تو زور ڈالنے کے لئے ملکہ موجود تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ روس کی تمام فوجیں گاجر مولی کی طرح کٹنے لگیں۔ وہ جس طرف رُخ کرتیں، دیکھتیں جرمن فوج پہلے سے اُن کی ہلاکت کا سامان طیار کئے موجود ہے۔

بایں ہمہ زار اور ملکہ کا تمام اعتماد اسی "مرشد" پر تھا۔ وہ کہتے تھے اس جنگ میں ہم فوج سے نہیں بلکہ اپنے مرشد کی توجہ اور برکت سے فتح پائیں گے"!

راہب کی لڑکی کا بیان

یہ تو پرنس یوسوپوف کا بیان تھا۔ اب خود راسپوٹین کی لڑکی کا بیان سُنئے۔ وصاحب البیت ادرئ بما فیہ۔ اس لڑکی کا نام صوفیہ راسپوٹین، ہے۔ ابتک دنیا اس کے وجود سے بے خبر تھی۔ لیکن حال ہی میں یہ ظاہر ہوئی، اور ایک مختصر کتاب میں اپنی یادداشتیں جمع کرکے چھاپ دیں۔ یہ اپنے باپ اور زارینہ کے تعلقات پر ایک بالکل مختلف قسم کی روشنی ڈالتی ہے۔ اُس کے بیان نے یورپ کے اخبارات میں ہلکہ مچا دیا ہے۔ وہ لکھتی ہے:

عقیدت نہیں عشق تھا!

"زارینہ کا تعلق میرے باپ سے دینی عقیدت کے رنگ میں شروع ہوا۔ مگر بہت جلد عقیدت نے محبت کی شکل اختیار کرلی اور بتدریج محبت، عشق کے درجہ تک پہنچ گئی۔ اُسنے کئی بار میرے والد سے کہا "میں، زار سے بیزار ہوگئی ہوں، وہ ایک دوسری عورت سے وابستہ ہے۔ میں اُس سے طلاق لے لوں گی، بشرطیکہ تم مجھ سے شادی کرلو!" میرا باپ نادان نہ تھا۔ وہ جانتا تھا، یہ واقعہ کیسے ہولناک نتائج پیدا کرے گا؟ چنانچہ وہ زارینہ کو ایسا کرنے سے ہمیشہ روکتا تھا"

اس کے بعد صوفیہ لکھتی ہے

"یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے۔ اس کا ثبوت خود زارینہ کے روزنامچے میں موجود ہے، جو اسوقت بالشویک حکومت کے قبضہ میں ہے۔ زارینہ، خود مجھ سے بھی بہت محبت کرتی تھی اور اکثر کہا کرتی تھی "میں بہت جلد تمھارے گھر میں آجاؤں گی۔ اُس وقت میں تمھاری ماں اور تم میری لڑکی ہوجاؤ گی!"

صوفیہ نے اپنے روس سے بچ نکلنے کی داستان بھی لکھی ہے۔ وہ کہتی ہے

"جب میرا باپ قتل ہوگیا تو میرے پاس دو ہزار نقرئی روبل (روسی سکہ) موجود تھے۔ میں نے سپاہیوں کو یہ رقم رشوت میں دے دی اور جان لے کر بھاگ نکلی"

راسپوٹین کی اخلاقی سیرۃ، ملکہ کی اُس سے بحد و غایت وابستگی اور وہ تمام حالات جو اس سلسلے میں سامنے آتے ہیں، اگر بغور دیکھے جائیں، تو صوفیہ کا بیان قرین صواب معلوم ہوتا ہے۔ البتہ یہ ضروری نہیں ہے کہ اس صورت میں بدنصیب ملکہ کو "مرشد" کی مذہبی عقیدت سے خالی تصور کرلیا جائے۔ اس بنا میں مذہبی عقیدت جب جہل و توہم پرستی سے ملجاتی ہے تو اُس کے عجائب و خوارق کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ بارہا یہ بات دیکھی گئی ہے کہ لوگ مذہبی عقیدت کے ساتھ ہر طرح کے اخلاقی اور مذہبی معاصی کے بھی مرتکب ہوتے ہیں، اور نہ صرف اس سے مذہبی عقیدت متاثر نہیں ہوتی، بلکہ معاصی و فسوق پر بھی مذہب کے پُراسرار تقدس کا پردہ پڑجاتا ہے۔ ہمیں اس میں کوئی تعجب نہ ہوگا اگر ثابت ہوجائے کہ یہ بدبخت ملکہ اپنے اس "مرشد" کی ناجائز خواہشوں کا شکار تھی اور اسپر بھی اُسے اپنا مرشد اور "مقدس ولی" یقین کرتی تھی۔ جب جواز و عدم جواز کا معیار حقیقت کی جگہ عقیدت ہوجاتی ہے، تو پھر کوئی چیز بھی ناجائز نہیں ہوسکتی۔ مذہب و تقدس کی ریاکاری کی تاریخ اس طرح کے واقعات کی ایک مسلسل داستان ہے اور اب تک دنیا اُس میں برابر اضافہ کئے جاتی ہے۔

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟ ۱۹۱۹ء میں جسقدر نسخے چھپے تھے، مدرسۂ اسلامیہ رانچی کو دیدیئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہوگئے۔ اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہے۔ قیمت ۱۲؍ (بارہ آنے) مینجر الہلال کلکتہ

اور اُسے "مسیح ثانی" تصوّر کرتے تھے۔ وہ جب چاہتا بلا اجازت محل میں داخل ہوجاتا۔ زار اور زارینا کو طلب کرلیا کرتا۔ محل میں اُسے بالکل ویسی ہی آزادی حاصل تھی جیسی خود زار کو۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ راسپوٹین کی شان میں ایک لفظ بھی منہ سے نکال سکتا۔ ملکہ کو ازحد غلو تھا اُسنے اپنے آپ کو بالکل اس دجّال کے حوالہ کردیا تھا"

ملکہ کی مجنونانہ عقیدت کا ثبوت اُس کے اُن خطوں سے بھی ملتا ہے جو دسمبر ۱۹۱۶ء یعنی انقلاب حکومت سے صرف تین مہینے پہلے اُسنے زار کو لکھے تھے۔ پرنس یوسوپوف نے یہ خطوط اپنے روزنامچہ میں نقل کردیئے ہیں۔ اِن سے روس کے خاندانِ شاہی کی ذہنیت پر عجیب روشنی پڑتی ہے۔ صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ زار کس درجہ کمزور دل و دماغ کا آدمی تھا، اور زارینہ کس درجہ پست خیال مگر ساتھ ہی اپنے شوہر پر کس قدر حاوی تھی؟ ذیل میں صرف چند خط بطورِ نمونے کے ملاحظہ ہوں:

زارینہ کے خطوط

ایک خط میں زارینہ "بردتوف" کو وزیرِ داخلیہ بنانے کی سفارش کرتی ہے۔ یہ شخص راسپوٹین کا پروردہ تھا۔ راسپوٹین چاہتا تھا اسے وزیرِ داخلیہ بنا کر پسِ پردہ تمام ملک پر حکومت کرے۔ زارینہ اپنے شوہر کو لکھتی ہے:

"بردتوف کو وزیر بنا دو۔ مخالفوں کی مخالفت کی ذرا بھی پرواہ نہ کرو، ورنہ وہ جری ہوجائیں گے اور برابر یونہی دباتے رہیں گے۔ وہ سمجھیں گے تم اُن سے ڈر گئے ہو۔ وزیرِ اعظم اور ڈوما (پارلیمنٹ) کے صدر کی کیا حقیقت ہے؟ یہ ذلیل آدمی ہیں۔ کیونکہ "مقدس باپ" (یعنی راسپوٹین) نے اُن کی بابت یہی خیال ظاہر کیا ہے۔ بردتوف کو میری خاطر وزیر بنا دو۔ کیونکہ وہ تم پر، تمھارے بچوں پر، اور روس پر جان دیتا ہے۔ ایک بڑے پادری نے مجھ سے کہا ہے" وہ سلطنت کبھی برباد نہیں ہوسکتی، جس کی حفاظت پر ولی ہوتے ہیں!" یہ قول بالکل صحیح ہے، لہذا ہمیں چاہیئے کہ اپنے ولی (راسپوٹین) پر بھروسہ کریں، اُن کی اطاعت کریں، اُس کی نصیحتوں پر عمل کریں۔ ہمارے ولی کی یہی نصیحت ہے کہ بردتوف وزیر بنا دیا جائے۔ لہذا اسکے قبول کرنے میں تأمل نہ کرو۔ یہ نہ سمجھنا کہ ہمارے ولی سے کوئی بات بھی مخفی رہتی ہے۔ مسیح نے اُسے سب کچھ دکھا دیا ہے۔ وہ جب کوئی دعا کرتا ہے، پوری ہوجاتی ہے۔ جس بات کو اچھا کہدیتا ہے، اچھی ہوجاتی ہے۔ جسے بُرا کہدیتا ہے، وہ بُرا ہی ثابت ہوتا ہے۔ ہم سے تم سے بہت غلطیاں ہوجاتی ہیں، مگر ہمارے اِس مقدس مرشد سے کبھی غلطی نہیں ہوتی۔ اُس سے غلطی ہو ہی نہیں سکتی...!"

ایک دوسرے خط میں لکھتی ہے:

"ڈوما (پارلیمنٹ) فوراً توڑ دو۔ مخالفوں کی کوشش ہے کہ اِس وقت ڈوما کے جلسے برابر جاری رہیں، تاکہ فساد کی راہیں بند نہ ہوجائیں وزیرِ اعظم نے یہ کہکر تمھیں دھوکا دیا ہے کہ اگر ڈوما توڑ دی جائے گی تو اُسکے ممبر ملک میں پھیل کر رعایا کو بھڑکائیں گے۔ یہ وزیرِ اعظم کا کھُلا دھوکا ہے۔ کیونکہ ہمارے مرشد کا قول ہے: اگر یہ لوگ رعایا سے جا کر بدگوئی کریں گے تو کوئی بھی اِن کا یقین نہ کرے گا۔ اِن کی ساری قوت، اِن کے ایک جگہ جمع رہنے میں ہے۔ لہذا ڈوما توڑ کر اِن شریروں کو منتشر کردو"

ایک دوسرے خط کا مضمون یہ ہے:

"معاملہ خوب سمجھ لو۔ یقین کرو ہمارے مرشد کی نصیحت میں تمھارے لئے سراسر بھلائی ہے... پیارے! میری دلی آرزو ہے کہ تم ڈوما توڑ دو۔ یہ لوگ اندر اندر سازش کر رہے ہیں اور تم سے آکر چکنی چپڑی باتیں بناتے ہیں۔ تم اپنی نیکی کی وجہ سے ان کی باتوں میں آجاتے ہو۔ یقین کرو، ہمارے مرشد نے جو کچھ کہدیا ہے، وہی ٹھیک ہے۔ اُسکی نصیحت پر چلکر ہم کامیاب ہوسکتے ہیں..."

ایک اور خط میں حسبِ ذیل پرجوش الفاظ ملتے ہیں:

"یہ لوگ تمھیں بیوقوف بنا رہے ہیں۔ تمھارا مذاق اُڑاتے ہیں تم اتنے کمزور کیوں ہوگئے ہو؟ اٹھو، پیٹرِ اعظم بنجاؤ۔ اِن بدمعاشوں کو لات مار کر گرا دو۔ مجھے تمھاری کمزوری دیکھ کر سخت صدمہ ہوتا ہے ہمت باندھو اور ڈوما کو توڑ دو۔ اِن تمام بغاوت پسندوں کو ایک ایک کرکے سائبیریا جلاوطن کردو۔ ہم اس وقت جنگ میں ہیں۔ اندرونی بغاوت، میدانِ جنگ کی شکست سے بھی زیادہ مہلک ہوگی۔ تمھارا خیال وہ کیوں نہیں ہے جو میرا ہے؟ میں نہیں سمجھ سکتی ایسا کیوں ہے؟ بلاشبہ میں ایک عورت ہوں۔ لیکن عقل و ضمیر رکھتی ہوں۔ میں جانتی ہوں، روس کی نجات اُسی میں ہے جو ہمارے مرشد کا حکم ہے۔ تمھیں یاد نہیں فرانسیسی مدبر مسیو فلپ نے کیا کہا تھا؟ اُسنے کہا تھا: روس کو حکومت خود اختیاری دینا، روس کو برباد کر ڈالے گا اور خود زار کو بھی! یہی ہر سچے روسی کا بھی خیال ہے۔ میں جانتی ہوں، تمھیں میری اِس سخت کلامی سے تکلیف ہوگی۔ مگر میں اسپر مجبور ہوگئی ہوں۔ روس کی ملکہ، زار کی بیوی، اور ولی عہد کی ماں ہونے کی حیثیت سے میرا فرض ہے کہ اپنے خیالات تم تک پہونچا دیا کروں نیز اپنے مرشد کی نصیحتوں سے بھی تمھیں خبردار کرتی رہوں...!"

پانچویں خط میں بھی "مرشد" کے احکام کی تعمیل پر پورا زور دیا گیا ہے:

"میری زندگی کا سب سے بڑا ارمان یہ ہے کہ تمھیں دشمن کے سامنے اِس طرح سربلند دیکھوں، جس طرح شیر، لومڑیوں کے سامنے ہوتا ہے تم اِن جمہوریت پسند کمینوں کے ساتھ کیوں جُھکتے ہو؟ طاقتور حاکم کیوں نہیں بنجاتے؟ اگر تم اکڑ جاؤگے تو یہ سب بزدل سر جھکا دینگے۔ یاد رکھو، تمھاری اور روس کی نجات صرف اسمیں ہے کہ اِس مرشدِ کامل کے حکموں کی تعمیل کرتے رہو...!"

مقدس نفس پرستی!

یہ حال ملکہ کی عقیدت کا تھا، حالانکہ اِس راہب کی نجی زندگی ناقابلِ بیان حد تک فاسقانہ تھی۔ اُسوقت روس میں "کلیسٹیزم" کا بہت زور تھا۔ "کلیسٹیزم" باقاعدہ نفس پرستی کا دوسرا نام ہے۔ اِس "مذہب" کے متبعین کا عقیدہ تھا کہ قوائے شہوانی، خدا کا ایک عظیم عطیہ ہیں۔ اِس بخشش کا شکریہ اِسی طرح ادا کیا جاسکتا ہے کہ اُن سے انسان دل کھولکر متمتع ہو، اور ہرگز اُنکے استعمال میں بخل نہ کرے۔ چنانچہ یہ لوگ فسق و فجور میں اِس درجے بڑھ گئے تھے کہ کسی طرح بھی قلم اُس کی طرف اشارہ نہیں کرسکتا۔ تفصیلات ناگفتہ بہ ہیں۔ راسپوٹین بھی اسی گروہ میں شامل تھا۔ قصرِ شاہی میں زہد و تقشف ظاہر کرتا، اور باہر آکر شراب خواری اور ہر طرح کے فسق و فجور میں منہمک ہوجاتا!

زمن حذر نہ کنی گر لباس دیں دارم
نہفتہ کافرم و بُت در آستیں دارم!

راہب سے پرنس کا تعارف

آگے چلکر پرنس یوسوپوف لکھتا ہے:

"راہب راسپوٹین سے میری پہلی ملاقات ۱۹۱۹ء میں یعنی جنگ عمومی سے ۵ سال پہلے ہوئی تھی۔ میرے دوست ج... کی لڑکی مس م... روس کی حسین ترین دوشیزہ تھی۔ پہلی ہی نظر میں انسان اُسکے معصوم حسن و جمال اور قلب کی طہارت کا قائل ہوجاتا تھا۔ میرے بھائی کو اُس سے عشق تھا۔ وہ بھی اُس کی محبت میں سرشار تھی۔ لیکن بدقسمتی سے وہ بھی راسپوٹین کے جال میں پھنس گئی۔ اپنے دل کی نیکی اور حد سے زیادہ تقوی کی وجہ سے یقین کرتی تھی کہ وہ، ولی اسرار اور قدیس ہے

فدائیانِ اسلام پر مصائب کا ہجوم

کیوں ہے؟

* * *

اگر آپ کو قوم کے ظاہری و باطنی امراض اور انکے علاج کا علم حاصل کرنا ہے تو الجمعیۃ ملاحظہ فرمائیے۔

"الجمعیۃ" تمام ہندوستان میں ایک ہی اخبار ہے جو علما کی زبان کہلانے کا مستحق ہے اور جسکا اہم ترین مقصد ملتِ بیضا کی محافظت ہے۔ مقدس مذہب اسلام کے خلاف حملوں کا دنداں شکن جواب دینا اور واقعات کی محققانہ تنقید اس کا مخصوص طریقہ ہے

اس زمانے میں اجتماعی اور تمدنی زندگی کے لئے اخبار بھی ایک ضروری چیز ہوگیا ہے اور ہر قوم کو اپنی تمدنی زندگی قائم رکھنے کے لئے اس کی حاجت ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ مذہب کی حفاظت کے فریضے کو تمام فرائض سے اہم سمجھیں اور اس اخبار کو جو مذہب کا محافظ ہے اور اصلاحِ قوم کا علمبردار ہے اشاعت اور ترقی کے اعلیٰ درجے پر پہنچائیں۔ حق کی آواز جسقدر کثرت سے لوگوں کے کان میں جائے اسیقدر کامیابی ہے۔

اخبار الجمعیۃ کی پانچ (۵) خصوصیات

(۱) تمام سیاسی و مذہبی مسائل پر عالمانہ و فاضلانہ بحث کرتا ہے (۲) تبلیغ و اشاعت اسلام کے متعلق مسلسل مضامین شائع کرکے مخالفین اسلام کو خاموش کرتا ہے۔ (۳) عربی، فارسی، اُردو، انگریزی اخبارات کے تراجم پیش کرتا ہے (۴) حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کے فتاوے کی اشاعت کرتا ہے (۵) ایک کالم تفریح کا بھی ہوتا ہے جس سے اسکی دلچسپی میں اور زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔ ہفتہ میں دو بار شائع

ستام پر مجلس کے انتخاب کے ساتھ صدر جمہوریت کا بھی انتخاب ہوتا پرانا صدر دوبارہ صدر ہو سکتا ہے بشرطیکہ مجلس وطنی کے انتخاب میں اب ہوجائے۔

خاص روایات

مجلس وطنی کی بعض روایات بالکل انوکھی ہیں مثلاً یہ کہ وہ کسی حال بھی برخواست نہیں کی جاسکتی، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ پھر وہ سال ہ مہینوں میں کبھی چھٹی نہیں مناتی۔ ہمیشہ اُس کے جلسے منعقد ہوتے ۔ حالانکہ دُنیا کی دوسری پارلیمنٹیں عام طور پر کسی ایک موسم میں بند ہیں۔ لیکن خود مجلس کو اختیار ہے کہ جب چاہے اپنے آپکو منتشر کر ۔ اِس صورت میں انتخابات از سر نو جاری ہونگے۔ اسی طرح اگر کبھی چھٹی لے لے تو اُس کے دوبارہ اجتماع کے لئے صدر جمہوریت م کلاء (وزراء) کی دعوت کی ضرورت نہیں۔ وہ خود ہی بلا کسی دعوت یا حکم کے جمع بھی ہوجاتی ہے۔ جب کبھی مجلس چھٹی پر ہو یا ٹوٹ ئے تو اُس کے دوبارہ اجتماع یا انتخاب سے پہلے حکومت نہ کوئی ین جاری کرسکتی ہے نہ کوئی اور نئی کارروائی کرسکتی ہے۔ حالانکہ دوسرے ں میں طریقہ یہ ہے کہ ایسی صورتوں میں حکومت ضروری قانون جاری یا کرتی ہے اور بعد میں پارلیمنٹ کی منظوری حاصل کرلیتی ہے۔

دینی امور

لیکن ملک میں صرف ایک شعبہ ایسا موجود ہے جس پر مجلس وطنی کو کوئی یار نہیں ہے۔ وہ شعبہ دینیات کا ہے۔ یہ اس لئے کہ ٹرکی میں سیاست دین کو بالکل الگ کردیا گیا ہے۔ دینی امور کی انجام دہی کے لئے ستقل شعبہ بنا دیا گیا ہے۔ اِس شعبہ کے صدر کا رتبہ، وکیل یا وزیر رتبہ ہے۔ یہ صدر مجلس کے سامنے جواب دہ نہیں ہے۔ رئیس الوکلاء یر اعظم اُس سے جواب طلب کرسکتا ہے۔ اور وہی مجلس وطنی کو اِس کے حالات سے مطلع کرتا ہے۔

مجلس وطنی تمام معاملات پر اپنے ارادہ و اختیار سے بحث کرتی ہے ں میں دوسری پارلیمنٹوں کی طرح پارلیمنٹری کمیٹیاں موجود نہیں ۔ مجلس وکلاء ضروری مسائل مجلس وطنی کے سامنے پیش کرتی ہے اور براہ راست اُس پر بحث کرتی ہے۔

"محاکم استقلال"

ٹرکی کے "محاکم استقلال" کا نام تمام عالم میں مشہور ہوچکا ہے۔ مجلس وطنی کی ایک غیر معمولی عدالتی قوت کا نام ہے۔ محاکم استقلال مقصود وہ خاص عدالتیں ہیں جو جمہوریت پر خطرے کے وقت وسیع یارات کے ساتھ قائم کردی جاتی ہیں۔ یہ ایک طرح کی جنگی عدالت جاسکتی ہے۔ یہ فوراً فیصلہ کرتی ہے۔ لیکن اُس کے فیصلہ کی تنفیذ مجلس وطنی کی منظوری کے نہیں ہوسکتی۔ جب یہ عدالتیں قائم ہوجاتی تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ملک حالت امن و سلامتی میں ں ہے۔

مخالف پارٹیاں

مجلس وطنی میں مخالف پارٹیاں موجود نہیں ہیں۔ اُسمیں صرف یہی پارٹی ہے اور وہ جمہوریت یا مصطفےٰ کمال پاشا کی پارٹی ہے وطنی کے کل ممبروں کی تعداد ۲۸۸ ہے۔ اسمیں کمالی پارٹی کے ی ۲۷۰ ہیں۔ یعنی کل ۱۸ ممبر اس پارٹی سے باہر ہیں۔ ظاہر ہے قلیل جماعت کو مخالف پارٹی نہیں کہہ سکتے۔

مجلس کا الاؤنس

مجلس وطنی کے ممبروں کو ماہوار الاؤنس نہیں ملتا۔ بلکہ انتخاب امیابی کے دن پورے پارلیمنٹری سال کے لئے یکمشت ملجاتا ۔ ہر ممبر کو ۵ سو ترکی پونڈ یعنی تقریباً ساڑھے ۵ سو انگریزی پونڈ الاؤنس ملتا ہے۔

صدر جمہوریت کا سالانہ الاؤنس تیرہ ہزار ترکی پونڈ ہے۔ اُس کے قیام اور سرکاری جلسوں کے مصارف اس کے علاوہ ہیں۔ اُسے تین موٹریں بھی دی جاتی ہیں۔ ایک اُس کی ذات خاص کے لئے ہوتی ہے اور دو، اُس کے وزراء کے لئے۔ ہر وکیل یا وزیر کو سالانہ ۷ سو ترکی پونڈ ملتے ہیں۔ مجلس وطنی کے مصارف کا آخری بجٹ ۹۶،۴۴۴۱ پونڈ ترکی تھا۔

"تورک اوجاغی"

"تورک اجاغی" کا نام مدت سے اخبارات کے صفحوں پر گشت کررہا ہے۔ مگر کم آدمی اس کی حقیقت سے واقف ہیں "تورک اوجاغی" کے معنی ہیں ترکی وطن۔ یہ دراصل ایک عظیم الشان انجمن ہے۔ ۱۹۱۲ء میں قائم ہوئی تھی اور اس کا مقصد یہ تھا کہ ترکی قوم میں قومیت و وطنیت کے جذبات برانگیختہ کئے جائیں۔ اُسے ذہنی و دماغی ترقی کے لئے طیار کیا جائے، اور ملک کو اجنبی مداخلت و تسلط سے بچایا جائے۔ جنگ سے پہلے اسے بہت اہمیت و قوت حاصل تھی۔ عام طور پر نوجوان ترک اُس کے حامی تھے۔ حکومت کے اکثر عہدے دار اُسی کے ارکان اور ممبر تھے۔ جنگ عمومی نے اسے عارضی طور پر گرد کردیا تھا۔ مگر جنگ کے شکست پر ختم ہوتے ہی پھر اُسنے قوت حاصل کرلی اور پچھلے جہاد آزادی میں ..... بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دئیے۔ یہ جہاد کامیابی پر ختم ہوا اور انجمن کا ایک اساسی مقصد بھی پورا ہوگیا۔ اِس لئے اُس کے پروگرام میں ترمیم کی ضرورت محسوس کی گئی۔ چنانچہ ۱۹۲۳ء میں اُس کی عام کانفرنس انگورہ میں منعقد ہوئی اور پروگرام میں تغیر و تبدل کیا گیا...... اُس کے موجودہ پروگرام میں یہ تین دفعات بہت اہم ہیں۔

(۱) جمہوری افکار کی اشاعت۔
(۲) جدید تمدن کو مقبول بنانا۔
(۳) مساوات کی تعلیم و تبلیغ۔

جنگ آزادی کے بعد سے اِس انجمن کا صدر دفتر قسطنطنیہ کے بجائے انگورہ میں منتقل ہوگیا ہے۔ ۱۹۲۶ء میں اُس کی سالانہ کانفرنس کا افتتاح خود غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے کیا تھا۔ اسوقت سے اُسے بہت زیادہ اہمیت و مقبولیت حاصل ہوگئی ہے۔

اِس انجمن کی ۲۷۳ شاخیں ہیں اور تمام ملک میں پھیلی ہوئی ہیں مرکزی انجمن کی انتظامی مجلس ۱۲ ارکان سے مرکب ہوتی ہے۔ شاخوں کی انتظامی مجلسوں میں سے ۷ رکن ہوتے ہیں۔ ہر شاخ کو پوری آزادی ہے کہ مقامی حالات و مصالح کی رعایت سے اپنا الگ پروگرام بنالے چنانچہ بعض علاقوں میں یہ انجمن صرف وبائی امراض کے خلاف جدوجہد کرتی ہے۔ بعض میں بچوں کی تربیت اُسنے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ بعض میں عورتوں کی ترقی اُس کا مقصد ہے۔

اِس انجمن میں مرد اور عورتیں یکساں طور پر شریک ہیں۔ چنانچہ قسطنطنیہ کی انجمن کی صدر ایک عورت ہی ہے۔ یہ خاتون نہایت تعلیم یافتہ اور معزز ہے۔ اِس کا نام نفیسہ خانم ہے۔ انجمن کی صدارت کے ساتھ ساتھ وہ ایک ثانوی مدرسہ (سکنڈری اسکول) کی مہتمم بھی ہے۔

ٹرکی میں "خلق فرقہ سی" کے بعد سب سے زیادہ طاقتور انجمن یہی ہے اور بہت مفید کام کررہی ہے۔

مکتوب قسطنطنیہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے سفر آستانہ کی تفصیل گزشتہ ہفتہ لکھ چکا ہوں۔ لیکن جس جوش و خروش کا اظہار باشندگان شہر نے اُنکے استقبال کے موقعہ پر کیا اور جس کا سلسلہ آجتک جاری ہے، اُس کی تصویر قلم سے کھینچنا آسان نہیں ہے۔ میں نے گزشتہ ۱۵ سال میں یہاں بڑے بڑے تاریخی مظاہرے دیکھے۔ ان میں سے ہر مظاہرے کے متعلق یہی خیال ہوتا تھا کہ اِس سے بڑے مظاہرے کا ہونا مشکل ہے۔ لیکن مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ جو کچھ میں نے اِس موقعہ پر دیکھا، اسکے مقابلے میں پچھلے تمام مظاہرے بے حقیقت ہیں!

غازی بروسہ میں

پرسوں غازی ممدوح شہر بروسہ تشریف لے گئے جہاں عصمت پاشا تبدیل آب و ہوا کے لئے مقیم ہیں۔ اُن کی ملاقات کے بعد غازی اسی دن رات کو واپس چلے گئے۔ اِس سفر میں اُن کے ساتھ وزیر خارجہ توفیق رشدی بک اور وزیر عدالت محمود اسعد بک وغیرہ بھی تھے۔

افغانستان اور ٹرکی

۴ دن پہلے یہاں ہز اکسلنسی محمود طرزی خاں وزیر خارجیہ افغانستان ترکی وزیر خارجیہ توفیق رشدی بک کے ساتھ وارد ہوئے۔ آمد کی غرض غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے ملاقات کرنا تھی۔ چنانچہ ملاقات ہوگئی اور ممدوح یورپ روانہ ہوگئے۔

سیاسی حلقوں میں اِس ملاقات کو اہمیت دیجاتی ہے۔ کیونکہ جیسا کہ اپنے پچھلے مکتوب میں عرض کرچکا ہوں، اسوقت روسی انگریزی نزاع نے افغانستان کے لئے خطرہ پیدا کردیا ہے اور وہ برطانیہ کی تعدی سے بچنے کے لئے ابھی سے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔

بیزنطینی آثار

تاریخ پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ روم کی عظمت کے زوال کے بعد ایک زمانہ میں قسطنطنیہ نے کتنا عروج حاصل کرلیا تھا؟ یونان اور روم کا تمام علم و فن سمٹ کر اسی عروس البلاد میں جمع ہوگیا تھا۔

پھر یہ بھی معلوم ہے کہ یونان اور روم کے عہد عظمت میں گھوڑ دوڑ کے میدانوں کو کتنی اہمیت تھی۔ اُنکی آرائش کا کیسا اہتمام کیا جاتا تھا؟ اِن میں کامیابی حاصل کرنے والوں کی کتنی تعظیم و تکریم ہوتی تھی؟ اُس عہد میں یہ چیز اِس قدر اہمیت رکھتی تھی کہ ہومر کو بھی اِس کا ذکر کرنا پڑا۔ عام طور پر یہ میدان کسی بلند ٹیکرے پر بنائے جاتے تھے۔ تقریباً ۴۰۰ میٹر لمبے اور ۲۰۰ میٹر چوڑے ہوتے تھے۔ اِن کا نام "ہپڈروم" تھا۔ قسطنطنیہ میں بھی ایک "ہپڈروم" تھا اور از حد وسیع اور شاندار تھا۔ قسطنطنیہ کے شہنشاہوں نے اس کی آراستگی پر صدیوں محنت کی یہاں تک کہ وہ دُنیا بھر میں مشہور ہوگیا تھا اور دُور دُور سے سیاح اُسے دیکھنے کے لئے آتے تھے۔

تحقیقات سے پتہ چلا کہ یہ "ہپڈروم" ٹھیک استنبول کے قلب میں اُس میدان کے اندر واقع تھا، جس کے ایک طرف اب جامع سلطان احمد ہے اور دوسری طرف جامع ایا صوفیہ ہے۔ حکومت عثمانیہ نے اِس میدان میں تنقیب (کھدائی) کی اجازت دینے سے ہمیشہ انکار کردیا تھا لیکن جمہوری حکومت نے اجازت دے دی۔ چنانچہ پروفیسر اسٹیلی کاسن کی ماتحتی میں ماہرین آثار کی ایک جماعت کھدائی میں مشغول ہے۔ اسوقت تک جتنے آثار برآمد ہوچکے ہیں اور آیندہ جتنے نکلیں گے، وہ سب ترکی حکومت کی ملک ہونگے۔

بریدِ شرق

نوجوان ٹرکی پر ایک نظر

کچھ عرصہ سے بعض ممتاز جرائد مصر نے ایک خاص نمائندہ ٹرکی بھیجا ہے تاکہ وہاں کی موجودہ اجتماعی زندگی کا مطالعہ کرے۔ اس کی بکثرت تحریریں مصر کے اخبارات میں شایع ہو رہی ہیں، اور اہم فوائد پر مشتمل ہیں۔ ذیل میں ہم بعض تحریروں کا خلاصہ درج کرتے ہیں:

انگورہ

ترکی جمہوریت کی جنم بھومی "انگورہ" ہنوز ایک قصبہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اُسے شہر کہنا ایک حد تک غلط ہوگا۔ مکان عموماً پست، یک منزلہ اور قدیم طرز کے ہیں۔ سڑکیں بھی تنگ ہیں۔ ہوٹل نہایت معمولی درجے کے ہیں۔ شہری زندگی کے لوازم کم دستیاب ہوتے ہیں معیشت بہت گراں ہے۔ متوسط زندگی بسر کرنے کے لئے ڈیڑھ پونڈ سے بھی زیادہ صرف ہو جاتے ہیں۔ ہوٹلوں کا کرایہ بہت زیادہ ہے۔ دس بارہ روپیہ روز دینا پڑتے ہیں، مگر پھر بھی آرام نہیں ملتا۔ وجہ یہ ہے کہ انگورہ بڑے شہروں سے دور ہے اور ضروریات زندگی بہ آسانی نہیں مہیا کیجا سکتیں۔

سوال ہو سکتا ہے کہ پھر ترکی مدبروں نے آستانہ اور دوسرے آباد شہر چھوڑ کر یہی گاؤں اپنا پایۂ تخت کیوں قرار دیا؟ اس کا جواب خود ترک مدبر بار بار دے چکے ہیں۔ وہ کہتے ہیں "اناطولیہ، اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ سلاطین آل عثمان نے اناطولیہ کی طرف سے ہمیشہ غفلت و اعراض برتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ترکی قومیت برباد ہو گئی۔ ترکی قومیت کی بربادی خود سلطنت کی بربادی تھی۔ اب ہم اپنے اصلی ملک کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ اب ہماری تمام اُمیدیں صرف اسی میں مرکوز ہیں، لہذا ہم نے قلب کو مرکز بنایا ہے تاکہ یہیں سے نئی قومیت کی روح ملک کی رگ رگ میں دوڑا دیں" علاوہ بریں وہ اس پہلو پر بھی توجہ دلاتے ہیں کہ "اب ہم یورپ کے اثر سے دور رہنا چاہتے ہیں یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی اگر ہم اس دور افتادہ مقام میں اپنی حکومت قائم نہ کرتے"

سوال ہو سکتا ہے کہ اگر یہی بات ہے تو پایۂ تخت کو شہر کی صورت کیوں نہیں دیتے؟ اس کا جواب ترک مدبروں نے یہ دیا ہے کہ "ہمارا ملک جنگوں نے برباد کر ڈالا ہے۔ ہماری قوم کا دل و دماغ صدیوں کے ظلم و جمود سے تباہ ہو چکا ہے۔ ہم پہلے اپنے ملک کی اقتصادی، تجارتی، زرعی، حالت درست کریں گے۔ قوم کو قوم بنائیں گے۔ اسکے بعد ہمیں شہروں کی آراستگی کا خیال کرنا چاہیے"!

انگورہ کو پایۂ تخت قرار دینے میں ترک مدبروں کی ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ وہ شہروں کے عیش و نشاط اور لہو و لعب سے دور رہنا اور شب و روز محنت اور کام کرنا چاہتے ہیں۔ قسطنطنیہ میں جبتک حکومت کا مرکز رہا، کبھی اس مستعدی سے کام نہیں ہوا جیسا اب انگورہ میں ہو رہا ہے۔

لیکن یہ بات نہیں ہے کہ ترکوں نے انگورہ کو بالکل اُسکی سابق حالت ہی میں چھوڑ دیا ہو۔ وہ آہستہ آہستہ اُسے ترقی دے رہے ہیں۔ انگورہ کے اطراف میں ایک نئے شہر کی بنیادیں پڑ گئی ہیں۔ اپنے وقت پر وہ مکمل ہو جائے گا۔ فی الحال انگورہ کی آبادی [illegible] سے زیادہ ۵۰ ہزار ہے۔

انگورہ کے مناظر پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ لیکن جس منظر نے میرے دل پر سب سے زیادہ اثر کیا، وہ ترک افسروں اور سپاہیوں کا وقار اور خاموشی سے سڑکوں پر سے گزرنا تھا۔ میں جب اُنھیں دیکھتا تھا تو بے اختیار قلب اُن کی عظمت کے سامنے جھک جاتا تھا میں سوچتا تھا "یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے خونریز جنگیں سر کیں اور تمام یورپ کو مغلوب کر کے اپنی قوم کا گرا ہوا جھنڈا از سر نو بلند کر دیا!" ترکی افسر اور سپاہی ہمیشہ سے اپنی سنجیدگی اور وقار میں مشہور ہیں۔ مگر اب اتنی طویل جنگوں کے بعد اُن کی کچھ عجیب حالت ہو گئی ہے۔ وہ رعب و جلال ہے کہ اُس کی نظیر دنیا کی کسی فوج میں نہیں ملتی۔

مجلس وطنی کی عمارت

انگورہ کی سب سے زیادہ شاندار عمارت، مجلس وطنی یا ترکی پارلیمنٹ کی عمارت ہے۔ یہ دو منزلہ عمارت ہے۔ اوپر کے طبقہ میں صدر مجلس کا دفتر ہے۔ نیچے کے کمروں میں مجلس کے مختلف شعبوں کے دفتر ہیں۔ بائیں پہلو میں ایک وسیع ایوان ہے۔ ۲۵ میٹر لمبا اور ۱۲ میٹر چوڑا۔ یہی پارلیمنٹ کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ اسمیں ترکی قالینوں کا فرش ہے۔ صدر میں ڈیڑھ میٹر بلند چبوترہ ہے۔ چبوترے کے وسط میں صدر مجلس کی جگہ ہے۔ اسکے دونوں پہلوؤں پر نصف میٹر نیچے کاتبوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اس سے ذرا اور نیچے ایک اور چبوترہ ہے۔ اور اسی پر کھڑے ہو کر مقرر تقریریں کرتے ہیں۔ اس کے سامنے ایک کٹہرا ہے جسمیں سرکاری رپورٹر بیٹھتے ہیں۔ اس کے بعد ممبروں کے بیٹھنے کی جگہیں ہیں۔ ہر نشست میں دو اور کبھی تین آدمی بیٹھتے ہیں۔ یہ تمام نشستیں باہم قریب قریب ہیں، کیونکہ ایوان باوجود اپنی وسعت کے ناکافی ہے۔ ایوان کی سطح سے تین میٹر بلندی پر پیچھے تماشائیوں کی جگہ ہے۔ اسی کے داہنے پہلو پر ایک مذہب و مطلا نشست ہے جس کے لئے ایک خاص دروازہ بنا دیا گیا ہے۔ یہ نشست غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی ہے۔ وہ جب چاہتے ہیں، اسمیں بیٹھ کر جلسے کی کارروائی دیکھا کرتے ہیں۔ ایوان کے صدر میں مجلس کے دائیں بائیں سفراء دول کی نشستیں ہیں۔ مجلس کے جلسے عموماً عصر کے بعد شروع ہوتے ہیں۔

مجلس وطنی

ترکی انقلاب کا سب سے عجیب کارنامہ یہی مجلس ہے۔ اس میں بیک وقت دو متضاد چیزیں جمع ہو گئی ہیں: شخصی تفویض اور جمہوری روح۔ یہ مجلس اپنے اندر ایسے عجیب اصول و قواعد اور غیر معمولی روایات رکھتی ہے جس کی نظیر دنیا کی کسی پارلیمنٹ کی تاریخ میں موجود نہیں۔ اس اجمال کی تفصیل حسب ذیل ہے:

موجودہ مجلس وطنی کا نام ترکی زبان میں "بیوک ملت مجلسی" ہے۔ یہ اُس مجلس قومی کی پیداوار ہے جو جنوری سنہ ۱۹۲۱ء میں قائم ہو اسی نے اپنے حوصلہ مندانہ اقدامات سے ٹرکی کی تاریخ بدل دی نے قدیم نظام سلطنت توڑا، اور جمہوریت قائم کی (۲۳ر اکتوبر میں) اسی نے خلافت سے دست برداری کا اعلان کیا (سنہ ۱۹۲۴ اسی نے دستور اساسی بنایا (۲۰ اپریل سنہ ۱۹۲۴) یہی وہ دستور ہے جسپر موجودہ مجلس وطنی قائم ہوئی ہے۔

ٹرکی میں جملہ قوتیں اور اختیارات صرف مجلس وطنی ہی کو ہیں۔ اس کے ہم پلہ کوئی دوسری قوت موجود نہیں۔ اس کے یہ ہیں کہ ترکی دستور حکومت صرف ایک ہی مجلس پر قائم ہے۔ حا دُنیا کے دوسرے دستوری ملکوں میں عموماً دو مجلسیں ہوتی ہیں مجلس عوام اور مجلس خواص۔

ترکی مجلس وطنی کو دُنیا کی دوسری پارلیمنٹوں سے یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ تقسیم اختیارات کا نظریہ تسلیم نہیں کرتی۔ یہی با ہے کہ تینوں قسم کے اختیارات اور قوتیں یعنی تشریعی (قانون تنفیذی، اور عدالتی، تنہا اُسی میں جمع ہیں۔ اس صورت حا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ ٹرکی میں وزارتی مسئولیت کا وجود نہیں ہے سرے سے اُس معنی میں کوئی وزارت اور تنفیذی قوت موجو نہیں ہے، جس معنی میں دُنیا کے دوسرے دستوری ملکوں میں ا کا وجود تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ اس لئے کہ تنفیذی قوت، خود مجلس ہی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ اپنے ارکان کی ایک جماعت کے یہ قوت استعمال میں لاتی ہے۔ ارکان کی اس جماعت کو صد یا صدر مجلس منتخب کرتا ہے اور معلوم ہے، صدر جمہوریت اور صدر مجلس کا انتخاب خود مجلس کرتی ہے۔ پھر ان ارکان کے انتخاب کی لازمی یہ بھی ہے کہ مجلس اُنھیں منظور کرلے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ صدر جم یا صدر مجلس کے انتخاب کردہ ارکان بھی درحقیقت مجلس ہی کے کردہ ہوتے ہیں۔ یہی ارکان، وزراء ہیں جنھیں ترکی اصطلاح "وکیل" کہتے ہیں۔ یعنی وہ تنفیذی قوت کے اجراء میں مجلس وکیل یا نائب ہیں۔ انہی وکلاء کی مجلس، حکومت کی مجلس کیبنہ

اس صورت حال کا ایک لازمی نتیجہ یہ بھی ہے کہ قانون اسا کی رو سے مجلس وطنی کسی حال میں بھی توڑی یا برخواست نہیں کی اگر کبھی مجلس وکلاء اور مجلس وطنی میں اختلاف پیدا ہو جائے آخر الذکر نہیں، ہمیشہ اول الذکر ہی کو مستعفی ہونا پڑے گا!

اسی طرح عدالتی قوت بھی مجلس وطن ہی کے ہاتھ میں ہے۔ ا استعمال کا حق عدالتوں کو بخشتی ہے۔ گویا عدالتیں بذات خود کوئی نہیں رکھتیں۔ وہ بھی مجلس وطنی کے محض "وکیل" ہیں۔

مجلس وطنی اور صدر جمہوریت

صدر جمہوریت ہی مجلس وطنی کا صدر ہوتا ہے۔ وہ جب چاہے کے جلسوں کی صدارت کرے۔ اُس کی عدم موجودگی میں اُس کا صدارت کرتا ہے۔ صدر جمہوریت کے اختیارات یہ ہیں کہ مجلس کا انتخاب وہی کرتا ہے (جس کی تصدیق کے لئے مجلس وطنی کی ضروری ہے) سفراء کے کاغذات وہی قبول کرتا ہے۔ مجلس وطنی جملہ قوانین اُسی کے نام سے شایع ہوتے ہیں۔ مجلس کے سا افتتاح کے موقعہ پر یکم جنوری کو وہی افتتاحی تقریر کرتا ہے مجرموں کو معافی دینے کا بھی اُسے حق ہے، مگر بہت محدود۔ لیکن صلح کا اعلان اور معاہدوں کا انعقاد اُس کے اختیارات بالکل باہر ہے۔ یہ کام صرف مجلس وطنی کے ہیں۔ صدر جمہوریت مجا کے سامنے جواب دہ نہیں ہے۔ مجلس اُس سے صرف اُسی وقت پرس کر سکتی ہے جب وہ ملکی خیانت کا مرتکب ہو۔ اُس کی صدا کی مدت ۴ سال ہے۔ یہی مدت، مجلس وطنی کی طبیعی عمر ہے۔ اس

ملت ترک کردي تهي - راه حق سے کٹ گیا تها - صالحین کے طور طریقه سے دور هوگیا تها - تونے نیک انسان قتل کرکے اُن کي جماعت فنا کرڈالي - تابعین کي جڑیں کاٹ کر اُن کا پاک درخت اکهاڑ پهینکا - افسوس تو نے خالق کي نافرماني میں مخلوق کي اطاعت کي - تو نے خون کي ندیاں بهادیں - جانیں لیں - آبروئیں برباد کیں - کبر و جبر کي روش اختیار کي - تونے نه اپنا دین هي بچایا ' نه دنیا هي پائي - تو نے خاندان مروان کو عزت دي ' مگر اپنا نفس ذلیل کیا - اُن کا گهر آباد کیا ' مگر اپنا گهر ویران کرلیا - آج تیرے لیے نه نجات هے نه داد فریاد - کیونکه تو آج کے دن اور اِس کے بعد سے غافل تها - تو اِس امت کے لیے مصیبت اور قهر تها - الله کا هزار هزار شکر که اُسنے تیري موت سے امت کو راحت بخشي' اور تجهے مغلوب کرکے اُسکي آرزو پوري کردي ! "

(حجاج کي عجیب رحمت طلبي !)

راوي کهتا هے - حجاج یه سن کر مبهوت هوگیا - دیر تک سناٹے میں رها - پهر اُس نے ٹهنڈي سانس لي ' آنکهوں میں آنسو ڈبڈبا آئے ' اور آسمان کي طرف نظر اُٹهاکر کها :

" الهي ! مجهے بخش دے ' کیونکه لوگ کهتے هیں که تو مجهے نهیں بخشے گا ! " پهر یه شعر پڑها :

رب ان العباد قد أیأسوني و رجائي لک الغداة عظیم !

الهي ! بندوں نے مجهے نا امید کرڈالا ' حالانکه میں تجهه سے بڑي هي امید رکهتا هوں !

یه کهکر اُسنے آنکهیں بند کرلیں -

اسمیں شک نهیں ' رحمت الهي کي بے کنار وسعت دیکهتے هوئے اُسکا یه انداز طلب ایک عجیب تاثیر رکهتا هے اور اِس باب میں بے نظیر مقوله هے - یهي وجه هے که جب حضرت حسن بصري سے حجاج کا یه قول بیان کیا گیا تو وہ پہلے تو متعجب هوے " کیا واقعي اُسنے یه کها ؟ " کها گیا " هاں اُسنے ایسا هي کها هے " فرمایا " تو شاید ! " (یعني شاید اب بخشش هو جائے)

اطلاع

اس نمبر کے تمام فارم طیار هوچکے تهے - صرف آخري چو صفحه باقي تها که ایک حادثه کي وجه سے خوشنویس اپنے وطن چلے گئے ' اور اُن کي جگه جس خوشنویس سے کتابت کا انتظام کیا گیا ' وہ بهي بروقت کام نه کر سکے - نتیجه یه نکلا که اُن تمام مضامین کي کتابت رهگئي جو آخري چو صفحه میں دیے جاتے هیں - ممکن تها که یه تمام حصه کمپوز کراکے شامل کردیا جاتا ' لیکن اسکي وجه سے ایک دن کي تاخیر هوجاتي - چونکه اب هم سب سے زیاده ضروري بات رساله کي بروقت اشاعت سمجهتے هیں - اسلیے یهي مناسب نظر آیا که یه نمبر ۲۲ صفحه هي کا شائع کردیا جاے ' مگر اشاعت میں تاخیر نهو - انشاء الله اسکي تلافي آینده اشاعت میں هوجائیگي - اب خوشنویسوں کا بهي ایسا انتظام کرلیا گیا هے که آینده رکاوٹ پیش نه آے - منیجر

* * *

مراسلـه

لکهنو سے ایک انگریزي روزانه کا اجراء

لیمیٹڈ کمپني

هندوستان میں صوبه جات متحده آگره و اوده کا جو اهم مرتبه هے وہ محتاج تشریح نهیں - مگر صوبهٔ هذا کے مسلمانوں کي انتهائي بد نصیبي هے که اس زمانه میں جب که اُن کو قدم قدم پر ایک حقیقي رهنما و همدرد وکیل کي ضرورت هے ' اُن کے پاس ایک بهي روزانه انگریزي اخبار نهیں هے -

اله آباد اور علي گڑه سے دو انگریزي اخباروں کے نکالنے کي کوشش هوئي مگر اول الذکر محض تجارتي اغراض لیکر دنیا میں آیا تها اور مؤخر الذکر اگرچه اسلام کے تعلیمي مرکز سے جاري هوا ' مگر اس میں بد قسمتي سے شخصي عنصر اس درجه غالب تها که وہ ترقي نه کر سکا - دونوں جس بے سروساماني کي حالت میں آئے تهے اسي طرح رخصت هوگئے - اُن کي موت نے افسوس ناک نتائج پیدا کردیے - یعني مسلمانوں کو اپنے روزانه انگریزي اخبارات سے بد ظني پیدا هوگئي - جس کے باعث معقول انگریزي روزانه اخبار اب تک نهیں نکل سکا - چنانچه اس وجه سے اور کچهه اس سبب سے که جناب آنریبل سید رضا علي صاحب پبلک سروس کمیشن کے ممبر هوگئے تهے - انگریزي روزانه اخبار کي وہ اسکیم جو وسط سنه ۱۹۲۶ع میں لکهنو میں طیار هوئي تهي عملي جامه نه پهن سکي - لیکن اس ایک برس کي مدت سیاسي نقطهٔ نظر سے نهایت اهم ثابت هوئي - اور موجوده اور آنے والي پیچیدگیوں نے قوم کے رهنماؤں کو مجبور کیا که وہ آنریبل سر مهاراجه صاحب بهادر محمودآباد کي سرکردگي میں معقول سرمایه اور بهترین اسٹاف کے ساتهه مسلمانوں کا انگریزي روزانه اخبار لکهنؤ سے جاري کریں - یه اسکیم نهایت شاندار هے جو نه صرف مسلمانوں کے ایک زبردست روزانه انگریزي اخبار اور بهترین پریس کي حامل هوگي ' بلکه مسلمانوں کي ذاتي منفعت کا بهي معقول ذریعه ثابت هوگي -

ایک کمپني قائم کي گئي هے جس کے ڈائرکٹر حسب ذیل هیں :

سر مهاراجه صاحب بهادر والي محمود آباد - سر سید علي امام صاحب بیرسٹر ایٹ لا - پٹنه - راجه صاحب نانپاره ضلع بهرائچ - آنریبل راجه نواب علي خاں صاحب تعلقه دار - ممبر کونسل آف اسٹیٹ - مولوي محمد نسیم صاحب - بی - اے - ایڈوکیٹ لکهنؤ -

کمپني مذکور کي اسکیم نهایت تجربه کار اور واقف کار اصحاب نے تیار کي هے ' اور ایک اعلی درجه کے پریس اور انگریزي اخبار کے اجراء کا مشوره دیا هے - پریس انگریزي اور اردو هر قسم کا بهترین کام کریگا - پریس اور اخبار کے انتظامات صرف معتبر اور آزموده کار هاتهوں میں رهینگے - چنانچه ایڈیٹوریل اور انتظامي خدمات کے لیے بهترین اشخاص منتخب کیے گئے هیں - اور اسکیم میں کثیر منافع کا پہلو رکها گیا هے تاکه جو لوگ کمپني کے حصص خریدیں اُن کو منافع کي شکل میں معقول مالي فائده پهونچتا رهے -

کمپني کے متعلق پراسپکٹس انگریزي اور اُردو میں چهپ رهے هیں - حصوں کے خریداري کے فارم بهي تیار هیں - مسٹر حسن عابد جعفري بار ایٹ لا سے محمود آباد هاؤس قیصر باغ لکهنو کے پته پر ملسکتے هیں - اور اُنهي سے تمام مزید حالات بهي معلوم هو سکتے هیں -

خاکساران

آل نبي - محمد یعقوب - تصدق احمد خاں - وغیره

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں!

حجاج بن یوسف الثقفی

خلافت اموی کے حکام میں حجاج ابن یوسف سے زیادہ کسی شخص کو شہرت حاصل نہیں ہوئی، مگر یہ شہرت عدل و فیض رسانی کی نہیں تھی۔ سیاست و قہر کی تھی۔ تاریخ اسلام میں حجاج کا قہر ضرب المثل ہو گیا ہے!

یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد اموی سلطنت کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ وہ حجاج ہی تھا جسنے اپنی بے پناہ تلوار اور بے روک سفاکی سے از سر نو اس کی گرتی ہوئی عمارت مستحکم کر دی۔

بنی امیہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ حضرت عبد اللہ بن الزبیر سے تھا۔ ان کی حکومت کا مرکز مکہ میں تھا اور اُس کا دائرہ شام کی سرحدوں تک پہنچ گیا تھا۔ حجاج ابن یوسف نے یہ خطرہ ہمیشہ کے لئے دُور کر دیا۔ مکہ کا محاصرہ کیا، کعبہ پر منجنیقیں لگا دیں، اور حضرت عبد اللہ بن الزبیر کو نہایت سفاکی کے ساتھ قتل کر ڈالا۔

عراق شروع سے شورش پسند قبائل کا مرکز تھا۔ یہاں کی سیاسی بے چینی کسی طرح ختم نہ ہوتی تھی۔ والیوں پر والی آتے تھے، اور بے بس ہو کر لوٹ جاتے تھے۔ لیکن حجاج ابن یوسف کی تلوار نے اپنی ایک ہی ضرب میں عراق کی ساری شورہ پشتی ختم کر ڈالی۔ خود اُس عہد کے لوگوں کو اسپر تعجب تھا۔ قاسم بن سلام کہا کرتے تھے "کوفہ کی خودداری اور نخوت اب کیا ہو گئی؟ اُنھوں نے امیر المومنین علی کو قتل کیا، حسین ابن رسول کا سر کاٹا۔ مختار جیسا صاحب جبروت ہلاک کر دیا، مگر اس بد صورت ملعون (حجاج) کے سامنے بالکل ذلیل ہو کر رہ گئے! کوفہ میں ۱ لاکھ عرب موجود ہیں، مگر یہ خبیث ۱۲ سوار لے کر آیا اور سب کو غلام بنا ڈالا!"

حجاج کا عراق میں اولین خطبہ، ادب عربی کی اتنی مشہور چیز ہے کہ صرف اشارہ کر دینا کافی ہوگا: اما واللہ، انی لاحمل الشر بحملہ، واحذوہ بنعلہ، واجزیہ بمثلہ، وانی لاری ابصاراً طامحہ، واعناقاً متطاولہ، ورؤساً قد اینعت وحان قطافہا، وکانی انظر الی الدماء بین العمائم واللحی تترقرق! حجاج کی تلوار جس درجہ سفاک تھی، اُتنی ہی اُس کی زبان بھی بلیغ تھی۔ اُس کا یہ خطبہ خطیبانہ بلاغت کا بے نظیر نمونہ ہے "میں دیکھتا ہوں کہ نظریں اُٹھی ہوئی ہیں، گردنیں اونچی ہو رہی ہیں، سروں کی فصل پک چکی ہے، اور کٹائی کا وقت آگیا ہے! میری نظریں وہ خون دیکھ رہی ہیں جو پگڑیوں اور داڑھیوں کے درمیان بہ رہا ہے!"

حجاج نے جیسا کہا تھا، ویسا ہی کر دکھایا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جنگوں کے علاوہ حالت امن میں اُسنے ایک لاکھ ۲۰ ہزار آدمی قتل کئے تھے (عقد الفرید۔ البیان والتبیین وغیرہ) بڑے بڑے اخیار و ابرار مثلاً سعید بن جبیر وغیرہ کی گردنیں اُڑا دیں۔ مدینہ میں بے شمار صحابہ کے ہاتھوں پر سیسے کی مُہریں لگا دیں، حضرت عبد اللہ بن الزبیر اور حضرت عبد اللہ بن عمر جیسے جلیل القدر صحابیوں کو قتل کیا، موجودہ زمانے کی استعماری سیاست کی طرح اس کا بھی اصول یہ تھا "حکومت کے قیام کے لئے ہر بات جائز ہے" اور "حکومتیں رحم و عدل سے نہیں بلکہ قہر و تعزیر سے قائم ہوتی ہیں"!

اس عہد کے عرفاء و صلحاء، حجاج کو خدا کا قہر و عذاب خیال کرتے تھے۔ حضرت حسن بصری کہا کرتے تھے "حجاج، اللہ کا عذاب ہے۔ اسے اپنے ہاتھوں کے زور سے دُور کرنے کی کوشش نہ کرو، بلکہ خدا سے تضرع و زاری کرو۔ کیونکہ اُسنے فرمایا ہے "ولقد اخذناہم بالعذاب فما استکانوا لربہم وما یتضرعون""

یہی سبب ہے کہ جوں ہی اُس کی موت کی خبر سُنی گئی حضرت حسن اور عمر بن عبد العزیز سجدے میں گر پڑے۔ "اس امت کا فرعون مر گیا!" بے اختیار ان کی زبانوں سے نکل گیا!

اب دیکھنا چاہیے اس جابر و قہرمان انسان نے موت کا مقابلہ کیونکر کیا؟ جس گھاٹ ہزاروں مخلوق کو اپنے ہاتھوں اُتار چکا تھا، خود اسمیں کیسے اُترا؟

بیماری

عراق پر ۲۰ برس حکومت کرنے کے بعد ۵۴ سال کی عمر میں حجاج بیمار ہوا۔ اُس کے معدے میں بے شمار کیڑے پیدا ہو گئے تھے۔ اور جسم کو ایسی سخت سردی لگ گئی تھی کہ آگ کی بہت سی انگیٹھیاں بدن سے لگا کر رکھ دی جاتی تھیں پھر بھی سردی میں کوئی کمی نہیں ہوتی تھی!

موت پر خطبہ!

جب زندگی سے نا اُمیدی ہو گئی تو حجاج نے گھر والوں سے کہا "مجھے بٹھا دو اور لوگوں کو جمع کرو" لوگ آئے تو اُسنے حسب عادت ایک بلیغ تقریر کی۔ موت اور اُسکی سختیوں کا ذکر کیا، قبر اور اُس کی تنہائی کا بیان کیا، دنیا اور اُس کی بے ثباتی یاد کی، آخرت اور اُسکی ہولناکیوں کی تشریح کی، اپنے گناہوں اور ظلموں کا اعتراف کیا پھر یہ شعر اُس کی زبان پر جاری ہو گئے:

ان ذنبی وزن السموات والار　　ض ظنی بخالقی ان یحابی

میرے گناہ آسمان اور زمین کے برابر بھاری ہیں، مگر مجھے اپنے خالق سے امید ہے کہ رعایت کرے گا۔

فلئن منّ بالرضاء فہو ظنی　　ولئن مرّ بالکتاب عذابی

اگر وہ اپنی رضامندی کا احسان مجھ پرے تو یہی میری امید ہے۔ لیکن اگر وہ عدل کر کے میرے عذاب کا حکم دے۔

لم یکن ذاک منہ ظلما　　وہل یظلم رب یرجی لحسن مآب؟

تو یہ اُس کی طرف سے ہرگز ظلم نہیں ہوگا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ رب ظلم کرے جس سے صرف بھلائی ہی کی توقع کی جاتی ہے؟

پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ موقعہ اس قدر عبرت انگیز تھا مجلس میں کوئی بھی اپنے آنسو روک نہ سکا!

خلیفہ کے نام خط

اس کے بعد اُسنے اپنا کاتب طلب کیا اور خلیفہ ولید بن عبد الملک کو حسب ذیل خط لکھوایا:

"اما بعد، میں تمھاری بکریاں چراتا تھا۔ ایک خیر خواہ گلہ بان کی طرح اپنے آقا کے گلّے کی حفاظت کرتا تھا۔ اچانک شیر آیا، گلہ بان کو طمانچہ مارا، اور چراگاہ خراب کر ڈالی۔ آج تیرے غلام پر وہ مصیبت نازل ہوئی ہے جو ایوب صابر پر نازل ہوئی تھی۔ مجھے امید ہے کہ جبار و قہار اس طرح اپنے بندے کی خطائیں بخشنا اور گناہ دھونا چاہتا ہے!"

پھر خط کے آخر میں یہ شعر لکھنے کا حکم دیا:

اذا ما لقیت اللہ عنی راضیا　　فان شفاء النفس فیما ہنالک

اگر میں نے خدا کو اپنے سے راضی پایا تو بس میری مراد پوری ہو گئی

فحسبی بقاء اللہ من کل میت　　وحسبی حیاۃ اللہ من کل ہالک

سب مر جائیں مگر خدا کا باقی رہنا میرے لئے کافی ہے! سب ہلاک ہو جائیں مگر خدا کی زندگی میرے لئے کافی ہے!

لقد ذاق ہذا الموت من کان قبلنا　　ونحن نذوق الموت من بعد ذلک

ہم سے پہلے یہ موت چکھ چکے ہیں، ہم بھی اُنکے بعد موت چکھیں گے!

فان مت فاذکرنی بذکر محبب　　فقد کان جمانی رضاک مسالکی

اگر میں مر جاؤں تو مجھے محبت سے یاد رکھنا، کیونکہ تمھاری خوشنودی کے لئے میری راہیں بے شمار تھیں۔

والا، ففی دبر الصلوۃ بدعوۃ　　یلقی بہا المسجون فی نار مالک

یہ نہیں تو کم سے کم ہر نماز کے بعد دعا میں یاد رکھنا کہ جس سے جہنم کے قیدی کو کچھ نفع پہونچے۔

علیک سلام اللہ حیا ومیتا　　ومن بعد ما تحیا عتیقا لمالک

تجھ پر ہر حال میں اللہ کی سلامتی ہو، جیتے جی، مرے پیچھے، اور جب دوبارہ زندہ کئے جاؤ!

سکرات موت کے شدائد

حضرت حسن بصری عیادت کو آئے تو حجاج نے اُن سے اپ تکلیفوں کا شکوہ کیا۔ حسن نے کہا "میں تجھے منع نہیں کرتا تھا کہ ن کاروں کو نہ ستا، مگر افسوس تو نے نہیں سُنا" حجاج نے خفا ہو جواب دیا "میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ اس مصیبت کے دُور ہونے دعا کر۔ میں تجھ سے یہ دعا چاہتا ہوں کہ خدا جلد میری روح قبض کر اور اب زیادہ عذاب نہ دے!"

اسی اثنا میں ابو منذر یعلی بن مخلد مزاج پرسی کو پہنچے۔ "حجاج! موت کے سکرات اور سختیوں میں تیرا کیا حال ہے؟" اُنھوں نے سوال کیا۔

"اے یعلی!" حجاج نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا "کیا پوچھتے شدید مصیبت! سخت تکلیف! نا قابل بیان الم! نا قابل برداشت درد! سفر دراز! توشہ قلیل! آہ! میری ہلاکت! آہ! میری ہلا اگر اُس جبار و قہار نے مجھ پر رحم نہ کھایا!"

ابو منذر کی بے لاگ تقریر

ابو منذر نے کہا "اے حجاج! خدا اپنے اُنھیں بندوں پر کھتا ہے جو رحم دل اور نیک نفس ہوتے ہیں۔ اُس کی مخلوق سے بھلائی کرتے ہیں، محبت کرتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہامان کا ساتھی تھا۔ کیونکہ تیری سیرت بگڑی ہوئی تھی۔ تو۔

مطبوعات الہلال بک ایجنسی

معارف ابن تیمیہ و ابن قیم

دینی علوم کی [illegible] جواہر ریزی

[illegible]

السحر الحلال فی مجلدات الہلال

[illegible]

[illegible]

منیجر الہلال بک ایجنسی

(احاطہ نمبر ٢٤ شیرانوالہ دروازہ لاہور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency."
24, LAHORE, PANJAB.

ان تمام اصحاب کیلیے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیا کا شوق رکھتی هین

دنیا مین عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

هے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پراني قلمي اور مطبوعه کتابیں، پراني تصویریں، پرانے سکے اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا هر قسم کا سامان، اور هر طرح کے پرانے صنعتي عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب هیں، تو هم سے خط و کتابت کیجیے - کم از کم هماري نمایش گاهوں اور ذخائر کي فهرستیں هي منگوا لیجیے - اهل علم اور اهل دولت، دونوں کیلیے همارا ذخیرہ قیمتي هے -

نوادر عالم کا یه ذخیره

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولي مصارف و مساعي کے بعد حاصل کیا گیا هے -

دنیا کے تمام قدیم تمدني مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، هندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں همارے ایجنت همیشه گردش کرتے رهتے هیں -

با این همه

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں هیں !

براعظم یورپ ، امریکه ، اور مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، هم سے نوادر حاصل کرتے رهتے هیں - قاهرہ کے نئے ایوان شاهي کے نوادر ابھي حال میں هم هي نے فراهم کیے هیں -

اگر آپکے پاس نوادر موجود هوں

تو آپ فروخت کرنے سے پہلے بھي پہلے هم هي سے خط و کتابت کیجیے - بہت ممکن هے که همارا سفري یا مقامي ایجنت آپسے مل سکے -

الہلال

[illegible]

قیمت فی پرچہ پانچ آنہ

دنیا کی بہترین کتابوں کیلیے بہترین رهنما:

[illegible]

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلیے

[illegible]

[illegible] مطالعہ کرے

[illegible] عالم کے تمام نظری اور عملی [illegible]

[illegible]

کیا آپ [illegible] ترکی پڑھنے ہیں ?

[illegible]

[illegible] HARS [illegible]

برونو مولر ایند کو - برلن

BRUNO MULLER & CO. M. B. H

Berlin W.

Post No. [illegible]

[illegible]

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH [illegible] CIRCULAR R[illegible], CALCUTTA.
EDITOR : MAULANA ABUL-KALAM AZAD.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مبر ۱۰ کلکته : جمعه ۲۰ ـ صفر ۱۳۴۶ هجری جلد ۱
Calcutta : Friday, 19, August 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی ـ طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای ـ پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی ـ

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی ـ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گی هین ـ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ـ لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ـ

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ـ یاد رکهیی ـ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ـ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ـ

الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ۵۸۳ مراسلات وصول هوی هین ـ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	۶۰	اردو حروف کی حق مین	۱۹۰
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	۱۱۱	حروف کی حق مین بشرطیکه	
پتهر کی چهپائی کی حق مین	۱۷۹	نستعلیق هون	۴۳

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی ـ

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی ـ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ـ آینده اس باری مین مؤلانله به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین ـ **الهلال**

الہلال

[illegible] شائع ہوتا ہے

[illegible]

ي موقعه پر بهي اُنهوں نے میري زبان سے کوئي ایسا لفظ سنا جو ں سے مختلف تها' جسکا میں اپني کتابوں میں اعلان و اشتہار کرتا ا هوں ؟ وہ صاف صاف کہیں' اُنکي دلیلیں' اُنکي نکته چینیاں' اُنکا سخر' کبهي میرے عقیدے میں کوئي تزلزل پیدا کر سکا هے ؟ ثالیں' کبهي' ایک لمحه کیلیے' اُنهوں نے محسوس کیا که میں ی ایسا عقیده یا خیال رکهتا هوں جو علي الاعلان دنیا کے سامنے ظاهر یں کرتا ؟ هاں' میں اپنے تمام دوستوں اور تمام دشمنوں کو ایک اتهه دعوت دیتا هوں - دوستوں کو دوستي کا واسطه دیتا هوں - شمن کو دشمني کي قسم دیتا هوں - بے رو و رعایت' بے خوف و خطر' دانه وار میدان میں آئیں' اور جو کچهه بهي میري نسبت کهه سکتے یں' بے کهٹکے کهه ڈالیں ! میں اپنے دوستوں اور دشمنوں' دونوں کي رافت و دیانت پر بغیر کسي پس و پیش کے بهروسه کرتا هوں - یں اپني پوري شرافت اُنکے سامنے رکھ دیتا هوں - میں هرگز کسي سے مت اور حجت نهیں کرونگا - جو کچهه بهي وہ کهه دینگے' بے چون چرا تسلیم کر لونگا !“

(انبیاء کرام کي عظمت)

” میں اُن تمام انسانوں کي عزت کرتا هوں جنهوں نے مذاهب دیان قائم کیے هیں - وہ سب عظیم کمال اور اعلی فضائل کے مالک ے - اُنکي عظمت و فضیلت همیشه محترم و مسلم رهے گی - سب کا عوی تها که وہ خدا کے پیغام بر هیں - ممکن هے وہ حقیقت یں پیغمبر هوں یا نه هوں - سب لوگ کوئي ایک دعوی تسلیم یں کرا سکتے - دلائل یکساں طور پر سب کي دسترس میں نهیں یں - لیکن اگر وہ في الواقع پیغمبر نه بهي هوں' جب بهي اِس ے یه لازم نهیں آتا که وہ کذاب اور دجال هوں - کون کهه سکتا هے که الهیات میں مسلسل تفکر اور فضائل کا عدم مقید عشق انساني روح وکس حد تک پهنچا دے سکتا هے ؟ منطق کو کیا حق هے که مداخلت رکے یه معامله عامیانه سطح پر لے آئے ؟ عدر مذهبي بلندي ر پهنچنے کے بعد همارا سر چکرا جاتا هے اور هماري نظریں اشیاء کو نکي حقیقي شکل میں دیکهنے سے قاصر هو جاتي هیں “

(معجزات)

معجزات پر روسو نے لکها تها ” یا للعجب ! همیشه آدمیوں هي ي گواهیاں ! آدمي' اپنے هي جیسے آدمیوں سے سنتے هیں اور دوسرے آدمیوں کو سناتے هیں ! میرے اور خدا کے درمیان آدمیوں نے کتنے اَن گنت واسطے قائم هوگئے هیں ؟ “

اِس پر اُسقف نے اعتراض کیا تها ” اگر آدمیوں کي گواهي معتبر نهیں تو هم پوچهتے هیں - مؤلف نے اسپارٹا' ایتهنز' اور روم کو کیونکر جانا ... ؟ “

روسو جواب دیتا هے :

” اگر معامله اِس درجه اهم نه هوتا' یا میں اے آقا' آپکا اِس درجه احترام نه کرتا هوتا' تو آپ دیکهتے' آپ کے اِس طریق استدلال ے میرے لیے اپنے ناظرین کو هنسانے کي کیسي عمده فرصت مهیا کردي تهي - لیکن حاشا و کلا ! میں هرگز اُس لہجه سے دست بردار نهیں هونگا جو اِس موضوع بحث کے لیے ضروري هے' اور اُس شخص کے مرتبه کے لایق هے جس سے تخاطب کي عزت حاصل کرنے پر مجبور هوگیا هوں - میرے لیے اِس قدر کافي هے که آپ کي غلطي ظاهر کردوں “

” میں نهایت عاجزي سے جناب والا کو یاد دلاتا هوں - بے شک' یه بالکل معقول هے که انساني معاملات انساني شهادتوں سے طے کیے جائیں' کیونکه اُن کے ثابت هونے کا اِس کے سوا کوئي طریقه موجود نهیں - بلا شبه میں نے اسپارٹا اور ایتهنز کو آدمیوں هي کي شهادتوں سے جانا - لیکن میں به ادب دریافت کرتا هوں که میرے اور خدا کے درمیان اِن واسطوں کي کیا ضرورت هے ؟ کیا ضرور هے که یه واسطے مجهه سے اتنے دور هوں که خود اُن کے جاننے کے لیے' مجهے اور بہت سے انساني واسطے تلاش کرنے پڑیں ؟ کیا یه معقول هے که خدا' جان جاک روسو سے گفتگو کرنے کے لیے همیشه ایک موسی (علیه السلام) کو ڈهونڈهتا پهرے ؟ “

” پهر یه بهي نهیں بهولنا چاهیے که اسپارٹا پر ایمان لانا ضروري نهیں هے - اگر کوئي اُس پر ایمان نه لائے تو لعنت کا مستحق نهیں هو جائیگا - اسپارٹا کے وجود پر شک کرنے کي وجه سے هرگز کوئي دوزخ کا کندا نهیں بن جا سکتا - لیکن اگر ایک شخص دیني تعلیمات کي تصدیق نهیں کریگا تو اسکے لیے ابدي عذاب هے - جس بات کے نه ماننے کي اتني بڑي سزا هو' ضروري هے که اسکے ماننے کے ذرائع و دلائل بهي اسي مناسبت سے قطعي اور واضح هوں “

” کوئي بات بهي جو هماري چشم دید نهیں هے' بغیر معقول دلیل کے ثابت نهیں هو سکتي - اور هر بڑي سے بڑي روایت بهي صدق و کذب کي محتمل هے ...... “

” اگر معجزات خود میں نے اپني آنکهوں سے دیکهے هوتے' جب بهي میں اِس غیر معقول طریق ایمان سے انکار کر دیتا - سحر کي تصدیق میرے لیے اِس سے کہیں آسان هے که خدا کے کلمه کي غیر معقول طریقه پر تصدیق کروں “

(موجوده مسیحیت)

اِسکے بعد روسو موجوده مسیحي دین پر اظهار خیال کرتا هے :

” اُسقفوں اور پادریوں نے مسیحیت کو اُسکي اصلي روح سے محروم کردیا هے - اب یه سوال نهیں کیا جاتا که ایک مومن فرائض و واجبات کہاں تک انجام دیتا هے ؟ اور نیکي میں اُسکي دوڑ کہاں تک هے ؟ سوال صرف یه هوتا هے که وہ کس فرقه کے خرافات (جنهیں غلط طور پر ” عقائد “ کا نام دیدیا گیا هے) مانتا هے ؟ وہ کیتهولک هے یا پروتستنت ؟ تم سے یه کوئي نهیں پوچهیگا که خدا سے ڈرتے بهي هو یا نهیں ؟ لیکن هر کوئي اِس بات پر تمهاري جان لینے کیلیے طیار هوجائیگا که تم فلاں ولي کي کرامت کے قائل بهي هو یا نهیں ؟ دین اپني اصلي شکل میں صاف' ساده' ستهرا تها - اُسے اِن جبه پوشوں نے خرافات و خزعبلات اور غیر مفهوم قیل و قال کا غیر مرتب مجموعه بنا دیا هے - اگر تم اِس تمام کثافت سے جو آج کل دین کے نام سے موسوم هے' از سر تا پا آلوده هو' تو بس' تم مومن کامل هو - اب تمهیں کسي نیکي کي ضرورت باقي نهیں رهي - سیده هے آسمان کي بادشاهت (جنت) میں داخل هوجاؤگے !“

” انساني جماعت کو دین سے کیا فائده حاصل هو سکتا هے' جبکه دین اتني پست سطح پر آجاے ؟ اِس صورت میں دین کا مقصد کیا رہ جاتا هے ؟ صرف یه که انسانوں میں بغض و عداوت کي تخم ریزي کرے' اور خونریز میدانوں کا سامان بهم پهنچائے ! بلا شبه جب دین اِس حالت میں آجاے تو اُسکے وجود سے اُسکا عدم کہیں زیاده بهتر هے - همیں کوشش کرني چاهیے

مغرب کي تاریخ جدید کي تاریخي شخصیتین

انقلاب فرانس کے ارکان ثلاثه

جان جاک روسو

اسقف کا جواب

(۳)

(وحدانیت یا تعدد ؟)

اسقف نے لکها تها "... وحدانیت اسکے (روسو) خیال میں ایک حقیر مسئله هے اور کسي طرح بهي اسکي عقل میں نهیں آسکتا - لیکن متعدد خداؤں کا تصور اسکي عقل کے نزدیک معقول هے ... "

روسو جواب دیتا هے :

" متعدد خداؤں کا کس نے ذکر کیا ؟ اے میرے آقا اسقف ! تجهه پر میرا صبر پڑے ! میں نے یه کب کها ؟ بے شک تمهاري دلي آرزو یهي هوگي که میں اس درجه احمق هوتا' اور اس طرح کي احمقانه گفتگو کرتا - لیکن اگر میں ایسا احمق هوتا تو تمهیں میرے " عالمانه رد " لکهنے کا یه فخر بهي حاصل نه هوتا ! "

" بلا شبه میں نهیں جانتا کائنات کیوں بني هے ' اور کیونکر بني هے ؟ میرے سوا جو لوگ معرفت کے مدعي هیں' وه بهي اس باب میں مجهه سے زیاده علم نهیں رکهتے - لیکن میں صاف دیکهتا هوں که اس تمام حرکت کا محرک ایک هي وجود هے - تمام کائنات ایک هي رخ رکهتي' اور ایک هي قسم کے مقاصد پورے کر رهي هے - یه اس حقیقت کي روشن دلیل هے که کوئي ایک بلند تر اراده کارفرما هے ' اور کوئي ایک هي بالاتر قوت عمل پیرا هے - اس ارادے اور اس قوت کو میں ایک هي ذات سے منسوب کرتا هوں ' کیونکه وه دونوں باهم متفق هیں ' اور ان دونوں کو ایک هي ذات کا خاصه سمجهنا ' دو ذاتوں کي طرف منسوب کرنے سے زیاده معقول هے - تعدد ' صرف اسي وقت تسلیم کیا جاسکتا هے جب اسکا کوئي ثبوت موجود هو - لیکن کائنات میں کوئي اس قسم کا ثبوت موجود نهیں - یه خیال سراسر وهم هے که خیر کا خالق اور شر کا خالق ایک نهیں هوسکتا - جس چیز کو هم شر سمجهتے هیں ' وه علي الاطلاق شر هے هي نهیں - شر مطلق سے مجهے انکار هے - یه اعتباري شر بهي خیر سے برسر پیکار نهیں هے ' بلکه نظام عالم کي تکمیل میں خیر کا ممد و معاون هے "

(روسو کا عقیده)

اسکے بعد روسو اپني کتاب اور اپنے شخصي عقیدے کي طرف متوجه هوتا هے :

" اب میں وه سبب بیان کرتا هوں جس نے مجهے یه کتاب شائع کرنے پر مجبور کیا - اس تمام شور و غوغا کے باوجود بهي میں اس کتاب کو اپنے عهد کي بهترین کتاب یقین کرتا هوں - آگ کے شعلے ' حکومتوں کے فیصلے ' مذهبي پیشواؤں کے فتوے ' مجهے هرگز مرعوب نهیں کرسکتے - وه میرے لب و لهجه میں هرگز کوئي تبدیلي پیدا نهیں کرسکتے - نه تو لاهوتي ' ایمان کي ریاکارانه تلقین کرکے مجهے جهوٹا بناسکتے هیں ' نه فلاسفه مجهے منافقت کا طعنه دیکر الحاد پر آماده کرسکتے هیں - میں برابر اپنے دین کا اعلان کرونگا ' کیونکه میں دین رکهتا هوں - میں ببانگ دهل اسے شهرت دونگا ' کیونکه مجهه میں اعلان و اشتهار کي شجاعت موجود هے - آه ! میں نے کتني تمنائیں کیں که سب لوگوں میں اتني هي شجاعت هوتي ! اگر سب میں اتني شجاعت هوتي ' تو انسانیت کو کتنا نفع پهنچتا ؟

(" حضرت مسیح کا شاگرد ")

" اے میرے آقا ! میں مسیحي هوں - میں اخلاص کے ساتهه انجیلي مذهب کا مسیحي هوں - هاں میں مسیحي هوں ' لیکن پادریوں کا شاگرد نهیں هوں' بلکه خود مسیح (علیه السلام) کا شاگرد هوں - میرا استاد ' کتابوں کي عبارتوں پر بحث نهیں کرتا تها ' لیکن عمل پر نظر رکهتا اور عمل هي پر زور دیتا تها - اس نے همیں جس ایمان کي تلقین کي هے ' اس کے قواعد و اصول بهت زیاده اور پیچ در پیچ نهیں هیں - صرف گنتي کي چند موٹي موٹي باتیں هیں - لیکن اس نے جس نیکي کي تعلیم دي هے' اس کي شاخیں بے شمار اور اسکي راهیں بے حساب هیں - اسنے همارے ایمان میں موشگافیاں نهیں کي هیں ' لیکن عمل صالح کي پورے شرح و بسط سے تفسیر کي هے - اس نے ایمان کیلیے صرف دو تین موٹي موٹي باتیں ضروري ٹهرائي هیں' لیکن عمل کي نیکي کیلیے کوئي گنتي نهیں بتائي هے' کیونکه عملي نیکیاں ان گنت هیں - اس نے جهاں کهیں انبیاء کے نمونوں پر زور دیا هے' وهاں ایمان سے زیاده ان کے اعمال بتائے هیں - اس نے اپني اور تمام نبیوں کي تعلیم کا لب لباب اس ایک جمله میں بیان کر دیا " اپنے بهائي سے محبت کرنا ' پورا دین هے ! "

(دوستوں اور دشمنوں کو دعوت)

اسکے بعد لکهتا هے :

" مجهے همیشه خلوت کي پر مسرت زندگي حاصل نهیں رهي - لوگوں سے ملنے جلنے پر بهي مجبور هوتا رها هوں - میري هر طبقه کے لوگوں سے ملاقات هے - میں نے مختلف سیاسي اور دیني جماعتوں کے لوگ دیکهے هیں - میں مومنوں سے بهي ملا هوں اور ملحدوں سے بهي - میں نے حکماء بهي دیکهے هیں' جهلاء بهي - متعصب بهي دیکهے هیں' غیر متعصب بهي - سنجیده بهي میري صحبت میں بیٹهے هیں' اور مسخرے بهي - میرے دوست بهي بهت هیں اور دشمن بهي - میں دنیا میں تمام آدمیوں کو' جنهوں نے مجهے کبهي دیکها یا جانا هے' گلا پهاڑ پهاڑ کر پکارتا اور دعوت دیتا هوں - وه سامنے آئیں' اور میرے عقیدے کي بابت جو کچهه جانتے هوں' برملا کهه ڈالیں ! وه جرأت سے بڑهیں' اور بتائیں ' کبهي' کسي حال میں بهي انهوں نے میرے عقیدے میں کوئي تبدیلي دیکهي یا محسوس کي ؟ قهوه خانے کي صحبتوں ' کهانے کي میز کي نشستوں ' بے تکلفي کي ملاقاتوں' سنجیده یا مذاق کي گفتگوؤں' غرضکه کبهي

سر کونن ڈائل

لومبروزو (Lombroso) جو اٹلي کا مشهور ماهر طبيعيات هے اور جس نے باسٹيور کے بعد جراثيم کے علم کي تدوين کي ، نه صرف اس کا معترف هوا بلکه اس موضوع پر ايک رساله بهي لکهکر شائع کيا - کيميل فلا مارياں (Camille Flammarian) انيسويں صدي کے علماء فلکيات ميں نهايت سر برآوردہ عالم تها - غالباً چار پانچ سال پہلے اُس کا انتقال هوا هے - يه نه صرف اِسکا معترف تها بلکه نهايت پرجوش معتقد تها - اُسکي آخري دو کتابيں اسي موضوع پر هيں اور يورپ کي تمام زبانوں ميں شائع هو چکي هيں - پروفيسر هکسلي ، ڈاکٹر لوئس ، سر جان کاکس ، پروفيسر پارکس ، پروفسر ژولنر ، ڈاکٹر ويبر ، وليم ليو پولڈ وغيرهم ؛ جو انيسويں صدي کے دائرۂ علم و نظر کے مسلم ارکان تهے ، کم و بيش اس کا اعتراف کرچکے هيں -

امريکه کے مشاهير علم و نظر ميں چارلس نارٹن اور وليم ڈاسن جو شکاگو يونيورسٹي (امريکه) ميں علم النفس (سائکو لوجي) کے استاد تهے ، اسکي تصديق و حمايت ميں برابر مقالات و رسائل شائع کرتے رهے - انگلستان کے عام مشاهير سياست و ادب ميں مسٹر بالفور اور مسٹر اسٹيڈ (سابق محرر ريويو آف ريويوز) کا نام بهي اسکے معتقدين کي فهرست ميں مشهور هو چکا هے - مسٹر اسٹيڈ نے تو روحاني سوال و جواب کا ايک باقاعدہ دفتر کهول دیا تها - اُنکے عالم ارواح کے دوستوں ميں سب سے زيادہ مشهور دوست اسکاٹ لينڈ کي " مارگريٹ " تهي - اُنکا بيان تها که وہ مارگريٹ کے ذريعه عالم ارواح کي تمام ضروري شخصيتوں سے نامه و پيام کر ليا کرتے هيں !

موجودہ عهد کے مشاهير اهل علم ميں چارلس اليٹ ، وليم جيمس ، جيمس هيزلوب ، اور سر آليور لاج Oliver Lodge خصوصيت کے ساتهه قابل ذکر هيں - چارلس اليٹ اور وليم جيمس هارورڈ يونيورسٹي (امريکه) ميں علم النفس کے استاد هيں ، جيمس هيزلوب کولمبيا يونيورسٹي (امريکه) ميں علوم عقليه کے مستند ماهر تسليم کيے جاتے هيں ، اور سر آليور لاج کي علمي شهرت محتاج بيان نهيں - يه تمام علماء اس مذهب پر علمي تيقن کے ساتهه اعتقاد رکهتے هيں اور اُسکي اشاعت و تبليغ انکي تحرير و تقرير کا موضوع بحث هے - سر آليور لاج کا لڑکا پچهلي عالمگير جنگ ميں قتل هوگيا تها - اُن کا بيان هے که مرنے کے بعد هي اُس کي روح نے اِنهيں مخاطب کيا ، اور اب بهي وہ جب چاهيں ، اُسے بلا سکتے هيں اور اس سے سوال و جواب کر سکتے هيں !

(سر کونن ڈائل)

ليکن موجودہ زمانے کے مغربي روحانيين ميں شايد هي کسي اهل قلم نے اس تبليغي جوش و سرگرمي کے ساتهه اس مذهب کا اعتقاد ظاهر کيا هوگا ، جيسا که کچهه عرصه سے انگلستان کے مشهور فسانه نويس سر کونن ڈائل Conan Doyle کي شخصيت ميں ظاهر هوا هے - عالمگير جنگ يورپ کے بعد سے ليکر اِس وقت تک ، بمشکل کوئي مهينه ايسا گزرا هے ، جس ميں سر ڈائل کي کوئي نه کوئي تحرير و تقرير اس موضوع پر شائع نه هوئي هو - حال ميں انگلستان کي انجمن روحانيئين نے ايک نهايت دلچسپ مجموعه بارہ مقالات کا شائع کيا هے - اِن ميں سے آٹهه مقالات سر ڈائل کے لکهے هوے هيں - يه کتاب پچهلي ڈاک سے هميں وصول هوئي هے اور اس موضوع پر افکار و تاثرات کا ايک دلچسپ مجموعه هے -

موجودہ انگريزي علم ادب ميں سر کونن ڈائل کا نام اُن کے مخصوص مذهب افسانه نويسي کي وجه سے اس قدر مشهور هوچکا هے که شايد هي کوي افسانه نويس اس قدر مشهور هوا هو - انهوں نے فن سراغ رساني کي افسانه نويسي ميں ايک نئے مذهب (اسکول) کي بنياد ڈالي اور " شرلاک هومز " کے نام سے اُس کے حيرت انگيز کار نامے قلمبند کيے - اُن کے قلم سے اگرچه مختلف معاشرتي اور نفسياتي مواضيع پر بهت سے افسانے نکل چکے هيں ، ليکن انکي شهرت کي اصلي تاريخ شرلاک هومز کے کارناموں هي سے شروع هوي - ان افسانوں کي مقبوليت کا اندازہ صرف اس بات سے کيا جا سکتا هے که شرلاک هومز کا جو فرضي مکان نمبر ١٠ - بيکر اسٹريٹ لنڈن ميں دکهايا گيا تها ، وہ هزاروں لاکهوں انسانوں کے دماغ ميں ايک حقيقي شے کي طرح موثر هو چکا هے ، اور جب کبهي سياحان عالم پهلي مرتبه لنڈن جاتے هيں تو يه جاننے پر بهي که " شرلاک هومز " محض ايک فرضي سراغ رساں سيرة (کيرکٹر) هے ، اپني طبيعت کو اس جذبه سے نهيں روک سکتے که ايک مرتبه بيکر اسٹريٹ جاکر کسي ايسے مکان کي زيارت کرليں جسکا نمبر دس هو !

احمد رباض بے " عبد الحميد ثاني و دور سلطنتي " (يعني سلطان عبد الحميد ثاني اور اسکے عهد حکومت کي تاريخ) ميں لکهتا هے که سلطان موصوف شرلاک هومز کے کارناموں کے اسقدر شائق تهے که حکم تها ، جونهي کوئي نيا افسانه شائع هو ، فوراً ترکي ميں ترجمه کرکے پيش کرديا جاے - ايک خاص شخص اديب بے اس کام پر مامور تها - آخري زار روس کي نسبت بهي بيان کيا گيا هے که وہ کهتا تها " مجهے کتابوں کي قسم ميں سے کوئي چيز بهي دل پسند نهيں هے - الا شرلاک هومز "

يهي شرلاک هومز کا مصنف اب دنيا ميں عالم ارواح کا سب سے زيادہ پرجوش و سرگرم نقيب اور داعي هے !

(سرکونن ڈائل کے مقالات)

جس نئي کتاب کا هم نے ابهي ذکر کيا هے ، اسکے آٹهه مقالات دراصل سر کونن ڈائل کے روحاني اعتقاد کي پيدايش و تکميل کي مسلسل داستاں هيں - پہلے مقاله ميں اُس نے بتلايا هے که کس

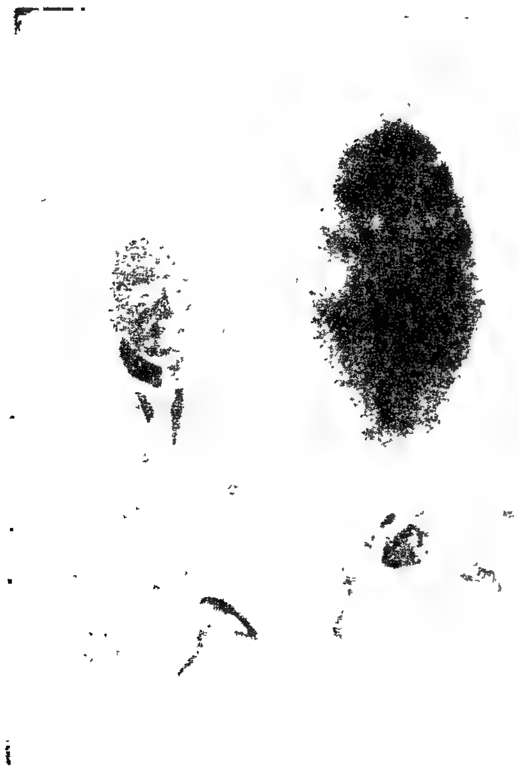

روح کا تمثل ايک سفيد دهوئيں کي شکل ميں جيسا که اس مذهب کے معتقدين کا خيال هے

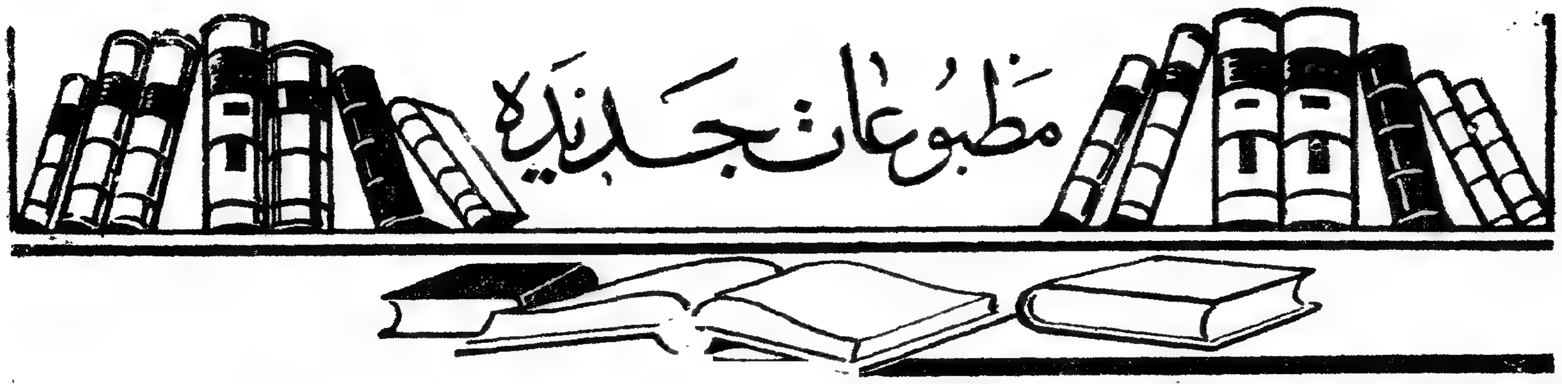

مطبوعات جدیده

که دین کو اِس پستي سے نکالیں - انسانیت کے هم پر حقوق هیں - یهی حقوق همیں مجبور کرتے هیں که دین کو خرافات سے پاک کرکے اصلي صورت میں پیش کردیں - تمهاري یه سزائیں ' دهمکیاں ' پهانسیاں ' اور آگ کے شعلے همیں هرگز مرعوب نهیں کرسکتے "

(عهد جدید کي پیشین گوئي)

" جب لوگوں کی آنکهوں پر سے پرده اتهیگا اور حقیقت نظر آئیگي تو بلاشک و شبه وه موجوده دین کو حقارت کے ساتهه ٹهکرا دینگے - کیونکه یه حقیقي دین نهیں هے - وه سب سے پهلا کام یه کرینگے که اِن خود غرض اور ریاکار پیشواؤں کے احترام سے انکار کردیں - وه ان سے کهینگے : تم هي نے همارا دین بگاڑا ' اور تم هی همارى شقاوت کا سبب هو - جب وه مبارک زمانه آئیگا تو اُس کا سب سے زیاده مبارک عمل یهي هوگا "

(خاتمه)

اپنا جواب روسو اس عبارت پر ختم کرتا هے :

" اے اُسقف اعظم ' تم اور تمهارے گروه کے لیے باتیں بنانا بهت آسان هے - تم لوگ اپنے حقوق کے سوا دوسروں کے حقوق نهیں جانتے - تمهیں صرف وهي قانون معلوم هیں جن سے غیروں کو جکڑتے هو - خود اپنے نفس کے مقید کرنے والے قانون تمهاري کتاب میں نهیں لکهے گئے - تم صرف اتنے هي پر قانع نهیں هو که عدالت و انصاف سے بالاتر رهو ' بلکه انساني عواطف و جذبات کا بهي اپنے تئیں پابند نهیں سمجهتے - تم کمزور پر تکبر سے ظلم کرتے هو ' اور تم سے کوئي باز پرس نهیں کرتا - لوگوں کی توهین تمهارے لیے ویسي هي آسان هے ' جیسي انکے لئے تمهاري سنگ دلي سهل هے - تم همیں اِس طرح روندتے هو جس طرح خاک روندي جاتي هے - تم کبهي همیں آگ میں جلاتے هو ' کبهي سولي پر چڑهاتے هو ' کبهي صرف توهین و تذلیل پر اکتفا کرلیتے هو - تمهارے قهر و غضب کیلیے ضروري نهیں که هم سے کوئي خطا بهي سرزد هوئي هو - اگر تمهاري مصلحت کا اقتضا یهي هے تو پهر اثبات جرم کے لیے کسي ثبوت کي ضرورت نهیں - اور همیں شکایت کرنے کي بهي اجازت نهیں - اگر هم اِسکي جرأت کریں که اپني برائت اور تمهاري غلطي ظاهر کریں ' تو هم گستاخي کے مجرم قرار دیے جاتے هیں ! "

(اُسقف سے آخري خطاب)

" اے میرے آقا ! آپ نے مجهه پر علانیه طعن و تشنیع کي - بلکه مجهے گالیاں بهي دے ڈالیں - اگر میري طرح آپ بهي کوئي معمولي آدمي هوتے اور میں اپني کتاب کے ساتهه آپ کو عدالت کے سامنے لے جا سکتا ' تو آپ دیکهه لیتے که عدالت کا فیصله آپ کے حق میں اتنا هي سخت هوتا ' جتنا سخت بے گناه هوا هے - لیکن آپ ایک ایسي جماعت میں سے هیں ' جو منصف و عادل هونے سے همیشه کے لیے مستثنٰی کردي گئي هے - رها میں ' تو میں ایک محض بے حقیقت آدمي هوں - مجهے اتنا اور کهنے کي اجازت دیجیے که آپ دیني پیشوا هیں - انجیل کے عالم هیں - آپ کا فرض هے که مخلوق کو اُس کے فرائض کي تعلیم دیں - لیکن یه تعلیم خود اپنے نفس سے شروع هوني چاهیے - آپ کو ایک لمحه کے لیے سوچنا تها که میرے معامله میں آپ کا فرض کیا تها ؟ اور کهانتک تها ؟ میں نے اپنا فرض ادا کردیا - اب کچهه کهنے کو باقي نهیں رها ' اِس لیے چپ هوجاتا هوں ! "

استحضار و مخاطبات ارواح

(عالم ارواح اور سر کونن ڈائل کے نئے مباحث)

قارئین الهلال اس سے بے خبر نه هونگے که آنیسویں صدي کے وسط میں استحضار و مخاطبات ارواح (روحوں کے آنے اور مختلف محسوس ذرائع سے سوال و جواب کرنے) کا جو مذهب امریکه میں ظاهر هوا تها ' وه برابر نشوؤ نما پاتا رها ' اور اِس وقت یورپ اور امریکه میں اُس کے معتقدوں کي ایک بهت بڑي جماعت موجود هے - اس جماعت میں هر درجه اور هر طبقه کے آدمي پائے جاتے هیں - فلسفهٔ و حکمت کے ماهر ' علوم و فنون کے اساتذه ' علمي و صناعي انکشافات و اختراعات کے مشاهیر ' ادب و کتابت کے مسلم ارکان ' عام اهل قلم و نظر ؛ کوئي حلقه ایسا نهیں هے جهاںتک اس اعتقاد کے اثرات نه پهونچ چکے هوں - اسکے اصول و قواعد مدون هو چکے هیں ' بے شمار کتابیں لکهي جا چکي هیں ' تحقیقات و تجارب کے با قاعده مجامع کام کر رهے هیں ' پچاس سے زیاده اخبارات و رسائل صرف اسي موضوع پر پر شائع هو رهے هیں ' ایک مکمل مذهب علمي کي شکل میں قواعد و مبادیات مرتب هوگئے هیں ' اور معامله نے اس حد تک اهمیت حاصل کرلي هے که وقت کے بعض اکابر اهل علم نے اپنے درس و نظر کے لیے صرف یهي موضوع منتخب کر لیا هے !

آنیسویں صدي کے اواخر کے علماء میں سے پروفیسر رسل ویلز نے جو ناموس نشوؤ ارتقا کے اکتشاف میں ڈارون کا معاصر و شریک تها ' صاف صاف لفظوں میں اسکا اعتراف کیا تها ' اور اسے عصر حاضر کے خوارق سے تعبیر کیا تها - پروفیسر ولیم کروکس نے جو انگلستان کا سب سے بڑا عالم کیمیا تسلیم کیا گیا هے ' اور جس نے سب سے پهلے ماده کے اشعاع کي حقیقت معلوم کي اور برق کے لیے وه نیا آله ایجاد کیا جو اُسي کے نام سے مشهور هے ' کئي ماه کي تحقیقات و امتحان کے بعد یه رائے قائم کي تهي که " مخاطبات ارواح کے مشاهدات نا قابل انکار هیں " ڈاکٹر میرس (Muers) اور رچرڈ هاڈسن کیمبرج یونیورسٹي میں علم النفس کے مسلم اساتذه تهے - ان دونوں نے بهي بغیر کسي جهجهک کے اپنے اعتراف کا اعلان کردیا تها - پروفیسر

اردو طباعت کا مسئله اور افکار و آراء

(تصویر کا دوسرا رخ)

یه اس تصویر کا ایک خاص رخ تها جو سر کونن ڈائل اور اُن کے هم مشرب دیکهه رهے هیں ٬ لیکن اِس کا دوسرا رخ بهي هے ٬ اور اگر اُس پر نظر ڈالي جاے تو یه معامله اسقدر سهل و آسان نهیں رهتا که سر کونن ڈائل کي طرح کسي غیر آباد مکان میں بهوتوں اور روحوں کے " موتّي لاٹهي سے میز ٹهونکنے " کا شور سنکر فیصله کر دیا جاے !

جهانتک اس مذهب کے مخالفین و منکرین کا تعلق هے ٬ دور حاضر کی تین جماعتیں همارے سامنے آتي هیں :

(۱) عام علماء مادیئین جنهوں نے اس معامله کو اس درجه اهمیت هي نهیں دي که اس پر توجه کي جاے -

(۲) ایک بڑي تعداد اُن علماء مادیئین کي جنهوں نے اسپر بحث کي هے ٬ اور اس نتیجه پر پهنچے هیں که علمي اصول پر " اثبات " کے حد تک یه معامله نهیں پهنچا هے -

(۳) بعض اهل علم جنهوں نے خصوصیت کے ساتهه اس مذهب کا مطالعه کیا اور عرصه تک تحقیقات میں مشغول رهے ٬ اور بالاخر اس نتیجه پر پهنچے که استحضار ارواح کا معامله اس سے زیاده اهمیت نهیں رکهتا که یا تو کمزور طبائع کا انفعالي تاثر هے ٬ یا خوش اعتقادي کا ذهني فریب ٬ یا چند ایسے شعبده گروں کي شعبده گري جو جدید علم کیمیا اور فنون عجیبه کي مدد سے زیاده بهتر اور محفوظ قسم کا شعبده دکهلا سکتے هیں -

صحیح راے قائم کرنے کیلیے ضروري هے که معتقدین ٬ متوقفین ٬ اور منکرین ٬ تینوں کے مباحث و دلائل پر نظر ڈالي جاے - هم آینده کسي موقع پر شرح و بسط کے ساتهه اس موضوع پر اپنے مطالعهٔ و نظر کے نتائج شائع کرینگے -

ضروري اطلاع

جو حضرات الهلال وي - پي - پارسل کے ذریعه طلب فرماتے هیں ٬ اُنهیں معلوم هونا چاهیے که وي - پي کا روپیه مني آرڈر کي طرح وقت پر وصول نهیں هوجاتا - اکثر دیر هوجاتي هے ٬ اور چونکه روپیه کي وصولي کے بعد هي خریدار کا نام رجسٹر میں درج کیا جا سکتا هے ٬ اسلیے اسوقت تک پرچه جاري نهیں هوتا جب تک روپیه وصول نه هو جاے - اگر اس وجه سے اجراء میں دیر هوجاتي هے تو اس میں دفتر کي مجبوري ظاهر هے - اس کا علاج یهي هے که قیمت بذریعه مني آرڈر بهیج دي جاے -

منیجر

اردو ٹائپ

ایک مراسلة

آپ نے ۲۹ جولائي کے " الهلال " میں پہلے صفحه پر اردو ٹائپ کے متعلق ایک اعلان شایع کیا هے اور اس بارے میں رائیں طلب فرمائي هیں - اپني رائے آپ نے یه دي هے که جس ٹائپ میں الهلال چهپتا هے یعني جو ٹائپ صفحه ۳ سے استعمال کیا گیا هے وه اعلان مذکور کے ٹائپ سے بهتر هے - مجهے بهي اس سے اتفاق هے - لیکن اس ٹائپ میں بهي اصلاح اور ترمیم کي گنجایش اور ضرورت هے - یه مان کر که اردو کي لیے ٹائپ کي اشد ضرورت هے اس بارے میں اپني رائے عرض کرتا هوں -

سب سے اول ایک اصول کي بات بتانا ضروري هے - چونکه اب یه سوال اٹهایا گیا هے اسلیے نهایت ضروري هے که پنجاب اور یو - پي - کے تعلیمي محکموں سے سب سے پہلے استصواب کیا جائے - پنجاب کي نسبت مجهے زیاده واقفیت هے - یهاں تعلیمي اور سرکاري مطبوعات کي کتابت کے خاص قاعدے وضع کئے جاچکے هیں جن پر برسوں سے عمل هو رها هے -

بهتر تو یه هوتا که آپ اپنے اعلان کے ساتهه تمام حروف تهجي اور علامات وغیره کي ساري شکلیں جو آپ کے مجوزه ٹائپ میں هیں دیدیتے تاکه رائے دینے والوں کو آساني هوتي - خیر ٬ سردست جو کچهه میري سمجهه میں آیا عرض کیا جاتا هے -

" مد " کي علامت آپ کے ٹائپ میں صرف خفیف سي فتحه کي علامت کي شکل میں پائي جاتي هے - جیسي صفحه ۳ کالم اول کي اخیر سطر میں " آخر " پر موجود هے - یه علامت زیاده واضح اور نستعلیق کے الف ممدوده کي سي هوني چاهیے - اعلان مذکور یعني صفحه اول میں جو علامت " آج " پر لگائي گئي هے کیوں نه اسي کو اختیار کیا جائے ؟ وه بهت صاف اور واضح هے -

تشدید کي علامت اس ٹائپ میں نهیں پائي جاتي - یه اضافه هوني چاهیے -

جزم کي علامت بهي اس ٹائپ میں نهیں پائي جاتي - یه بهي اضافه هوني چاهیے -

شین معجمه اس ٹائپ سے غایب معلوم هوتا هے - سین مهمله پر نقطے لگا کر کام چلایا گیا هے - اسے کیوں خارج کیا جائے ؟

آجکل کتابت اور املا کا مسلمه قاعده یه هے که صرف هائے مخلوط التلفظ دو چشمي لکهي جاتي هے - مگر آپ کے ٹائپ میں اس کا لحاظ نهیں - اِس کے بنانے والے ذوق کے " کتابت والے " کے هم مشرب معلوم هوتے هیں جن سے شیخ مرحوم کو یه شکایت تهي :

هائے رے حسرت دیدار میري هائے کو بهي
لکهتے هیں هائے دو چشمي سے کتابت والے

" هے " کو کیوں هے لکها جائے ؟ یه ضرور هے که اس کلمه کو هائے هوز سے لکهیں تو نیچے ایک شوشه بڑهانا پڑیگا کیونکه یه حرف جب

طرح پہلے پہل اُسے مذهب مخاطبات ارواح كي طرف توجه هوي' اور كس طرح ايک جاحد منكر كي جگه وه مصدق معتقد بن گيا - دوسرے ميں اپنے متعدد تجربے اور مشاهدے بيان كيے هيں - تيسرے اور چوتھے ميں منكرين كے وجوه انكار پر بحث كي هے - پانچويں سے ليكر آٹھويں مقاله تک كا موضوع عالم مادي و روحي كے علائق هيں اور اس ضمن ميں اُن امكانات كي نهايت دلنشيں تصوير كھينچي هے جو بيان كرده علائق كي ترقي سے دنيا كي معنوي زندگي ميں ايک عظيم الشان انقلاب پيدا كر دينگے !

(سر كونن ڈائل كا بيان)

پہلے مقاله كا خلاصه حسب ذيل هے :

" سنه ١٨٨٦ - سے پہلے ميں جنوبي افريقه ميں طبابت كرتا تها - اُس وقت ميرے عقائد كا يه حال تها كه اُن لوگوں پر هنستا تها جو روح كے مصطلحه وجود پر يقين ركھتے هيں - ميں خيال كرتا تها كه اِس سے زياده بے عقلي اور وهم پرستي كي اور كوئي بات نهيں هوسكتي -

ميں بهي آج كل كے تمام جديد تربيت يافتوں كي طرح سائنس پر ايمان ركھتا تها - ميرا مذهب' مذهب مادي تها - ميرا اعتقاد تها كه روح' بجز اسكے كچھه نهيں كه جسم كے وظائف و تركيب هي كا ايک نتيجه هے' اور عقل كا مركز دماغ ميں هے - ميرا يقين تها كه دوائيں انساني طبيعت ميں تبديلي پيدا كر سكتي هيں - اور اُسے نيک اور بد بنا سكتي هيں - اُس وقت كبهي ميرے ذهن ميں يه موٹي سي بات نهيں آئي كه ايک ماهر موسيقي هميشه ماهر موسيقي هي رهيگا اگرچه اُسكي بانسري ٹوٹ جائے - زياده سے زياده يه هوگا كه وه اپنا هنر ظاهر نه كر سكے گا' ليكن اُسكا كمال اُس ميں بدستور موجود رهيگا -

سب سے پہلے جس كتاب نے ميرے خيالات ميں تبديلي پيدا كي' اور مجهے الحاد و ماديت سے نكالا' وه "مئيرز" كي كتاب "شخصيت انساني" هے - يه كتاب اس لائق هے كه اُن كتابوں ميں سے شمار كي جائے جنهوں نے انساني افكار كا بهاؤ ايک طرف سے دوسري طرف پهير ديا هے - مثلاً ڈارون كي كتاب اصليت انواع اور بيكن كي كتاب منطق جديد -

اِس كتاب كے مطالعه كے بعد ميں نے انتقال فكري كے تجربے شروع كيے - ميرے ايک دوست مسٹر بال كو بهي اِس موضوع سے بڑي دلچسپي تهي - ميں اُنكے پيچھے بيٹھه جاتا اور كاغذ پر بعض نقشے بناتا - مجهے هر مرتبه يه ديكھكر حيرت هو جاتي تهي كه وه ميرے بنائے هوئے نقشے بعينه اپنے كاغذ پر اتار ليتے تهے' حالانكه وه ميرا كاغذ نهيں ديكھتے تهے - پهر ميں نے يه تجربه بهي كيا كه وه دوسرے مكان ميں بيٹھا كريں - ليكن پهر بهي ميں نے ديكها وه نقشوں كي بالكل صحيح نقل اتار ليتے تهے !

اُس وقت مجهے يقين هوا كه عقل كو دماغ كا وہبي فعل سمجهنا صحيح نهيں هو سكتا جس طرح هم صفره كو جگر كا فعل سمجهتے هيں -

اِسكے بعد ميں نے تهياسوفي كا مطالعه شروع كيا - ميں نے ديكها كه اِس تحريک كي علم بردار اور رهنما مادام بليوٹسكي ذهين مگر مكار عورت هے - ليكن اِس دروغ گو عورت كي موجودگي سے اس تحريک پر حرف نهيں آسكتا - يه ايک صحيح تحريک هے - يه ضرور ترقي كريگي - مگر اُسي وقت' جب اسكے اركان وه چولا اتار دينگے جو اِس عورت نے اسے پهنا ركھا هے' اور اِس تحريک كے حقيقي سر چشموں تک پهنچينگے جو مشرق كي سر زمين پر موجود هيں -

پهر ميں نے وه تمام كتابيں پڑهيں جو علماء عقليات نے مذهب كے خلاف لكهي هيں - ليكن مجهے كوئي تشفي نهيں هوئي - كيونكه وه كبهي ايجابي بات كهتے هي نهيں - اُنكے پاس جو كچھه هے' سلبي اور انكاري هے -

مدت تک دنيا كي دوسري مشغوليتوں اور مسلسل سفر ميں رهنے كے بعد پهر مجهے اِس اهم موضوع كے ليے مهلت ملي - بتدريج مجهه ميں يه خيال پيدا هونے لگا كه هماري اس زندگي كے علاوه كوئي اور مخفي زندگي بهي ضرور موجود هے' اور وه شايد هماري زندگي سے زياده لطيف اور خوشگوار هے -

سنه ١٨٩٢ يا سنه ٩٣ ميں انجمن علوم نفسيه نے مجهے اور ڈاكٹر اسكاٹ اور مسٹر بوڈمر كو ايک مكان كي تحقيقات كيلیے بهيجا - اِس مكان كے متعلق مشهور تها كه اُس ميں روحيں رهتي هيں اور شور و هنگامه برپا كيا كرتي هيں -

هم دو رات اِس مكان ميں رهے - پهلي رات كوئي واقعه نهيں هوا - دوسري رات ڈاكٹر اسكاٹ مايوس هوكر چلے گئے - صرف ميں اور مسٹر بوڈمر ره گئے - هم نے هر طرح كے دهوكے سے بچنے كا پورا انتظام كرليا تها - زينه پر تار بچها ديے تهے تاكه ادنى سي حركت كا بهي همیں علم هو جائے -

ٹهيک آدهي رات كو هم نے اچانک سخت شور سنا - ايسا معلوم هوا' گويا كوئي ميز كو موٹي لاٹهي سے پيٹ رها هے - هم نے فوراً دروازه كهولا اور باورچي خانه كي طرف دوڑ پڑے جہاں سے آواز آ رهي تهي - مگر هميں سخت حيرت هوئي - باورچي خانے كا دروازه اور كهڑكياں بالكل بند تهيں - زينه پر بچهے هوے تار بهي اپني جگهه سے نهيں هٹے تهے !

اِسكے بعد رات بهر هم نے كوئي آواز نهيں سني -

اِس واقعه كے چند سال بعد يه مكان جل گيا - اُسكا باغ كهودا گيا تو زمين سے دس برس كے ايک لڑكے كي هڈياں نكليں - يه رات كا شور در حقيقت اِسي لڑكے كي روح كا شور تها - وه اِسي گهر ميں قتل هوا تها اور اُسكي روح اس ميں رهنے والوں كو پريشان كيا كرتي تهي -

اِس سلسله ميں يه نظريه بهت سے لوگوں كے سامنے هے كه اگر كسي جوان آدمي كي زندگي كسي غير طبيعي اچانک حادثه سے تلف هو جائے' تو اُسكي روح كي حيويت موت كے بعد بهي باقي رهتي هے اور عجيب عجيب صورتوں ميں ظاهر هوتي هے "

كانن ڈائل نے آخر ميں لكها هے "اِس قسم كے بے شمار واقعات مشاهده كرنے كے بعد ميں نے اِس علم كا وسيع مطالعه كيا - يہانتک كه اب مجهے اِس پر پورا يقين هوگيا هے - ميرا اعتقاد هے كه روحوں سے گفتگو كي جا سكتي هے "

اس كے بعد كے مقالات ميں وه تجربے اور مشاهدے به تفصيل بيان كيے هيں جو سالها سال تک وه " اپنے اذعان و تشفي كيليے " جمع كرتا رها - پهر اُن اعتراضات اور شكوک كے جوابات ديے هيں جو اُن كے خيال ميں منكرين مذهب استحضار كے " بنيادي " اعتراضات هيں -

آثار عتيقه

جهپائي اور سياهي وغيره مساله کا صرف لابدي طور پر کس ميں زياده هوتا هے ؟ ٹائپ ميں يا ليتهو ميں ؟ يه ياد رهے که اگر ٹائپ ميں طباعت کا صرف ليتهو سے بہت زياده هوا تو کاتب جو ٹائپ کي وجه سے بيکار هوگئے هونگے ' کتابت کي اجرت کا نرخ گهٹا دينگے ' اور اس طرح ٹائپ کي ترويج عام ميں مزاحم هونگے ' کيونکه سب کاتب کمپوزيٹر بن جانے سے رهے -

آخر ميں يه عرض کرنا هے که ميں نهيں سمجها اعلان مذکور ميں آپ نے عربي کے ساتهه فارسي اور ترکي زبانوں کو بهي " سامي " کيسے قرار ديا ؟ يه تو کوئي بات نهيں که اگر ان دونوں زبانوں کا املا داهنے سے بائيں کو چلتا هے اور عربي کا بهي يهي حال هے جو حقيقت ميں سامي زبان هے ' تو يه دونوں زبانيں بهي سامي بنادي جائيں - غالباً آپ عجلت ميں فارسي اور ترکي زبانوں کو سامي کهه گئے -

آپ کا مخلص

برج موهن دتاتريه - کيفي دهلوي

الهلال :

يه اور بعض ديگر مراسلات جو اس باب ميں آئے هيں ' شائع کردي جاتي هيں - جناب کيفي نے اس معامله ميں جو دلچسپي لي هے اور اپنے خيالات تفصيل سے ظاهر کيے هيں ' اس کيليے هم اُن کے شکرگذار هيں ليکن اس تحرير سے معلوم هوتا هے که اردو ٹائپ کے اقسام ' اُس کي تاريخ ' اور اُس کي فني اور صنعتي مشکلات اُن کے سامنے نهيں هيں - ضرورت هے که ايک مرتبه تفصيل يه امور واضح کرديے جائيں - هم ان مراسلات کي اشاعت کے بعد اس موضوع پر تفصيل اپنے خيالات ظاهر کرينگے -

البته دو باتيں ايسي هيں جنهيں اسي وقت واضح کردينا ضروري هے - صاحب مراسله لکهتے هيں " خود آپ نے اپني پسند اُس کتابت کي نسبت ظاهر کي هے جس ميں رساله تحرير هوتا هے " حالانکه واقعه يه هے که اُس کتابت کي نسبت ظاهر کي هے جس ميں اس صفحه کا اعلان تحرير هوا هے -

فارسي اور ترکي کے سامي نه هونے کي نسبت انهوں نے جو کچهه لکها هے صحيح هے ' اور اُن کے متنبه کرنے کے بعد عبارت پر نظر ڈالي گئي تو واقعي يه غلطي موجود هے - دراصل مقصود يه تها که فارسي اور ترکي بهي سامي رسم الخط ميں لکهي جاتي هيں - يه مطلب نه تها که يه زبانيں بهي سامي هيں -

* * *

سات عجائب عالم

جديد علم آثار و تنقيب کی روشني مين

ايک زمانے ميں دنيا کي سب سے زياده عجيب اور مشهور چيزيں سات " عجائب عالم " سمجهي جاتي تهيں - قديم دنيا کي سب تواريخ ميں ' سياحت ناموں ميں ' نظر و فکر کے عام مباحث ميں ' بول چال کي ضرب المثلوں ميں ؛ هرجگه ان سات عجيب چيزوں کا ذکر برابر آتا هے :

(۱) اهرام مصر
(۲) بابل کے معلق باغ
(۳) اسکندريه کا ساحلي مناره
(۴) ڈائنا کا مندر
(۵) مسولوس کا مقبره
(۶) روڈس کا مجسمه
(۷) مشتري کا مجسمه

قديم يوناني اور عبراني مؤرخوں کی زباني ان عجائب کي تفصيل دنياے جديد کے تاريخي اوراق تک پهنچي هے - بعض قديم آثار کے نقوش ميں بهي اِنکي طرف اشارات پائے گئے هيں - آخري عهد کے بعض حکماۓ يونان و اسکندريه نے مشتري کے مجسمه اور معبد کا نام ايسے موقعوں پر ليا هے ' جب انهيں عجائب و غرائب کيليے کسي فرضي اور معروف تمثيل کي ضرورت هوئي هے - مثلاً ايک حکيم "افلاطون کي تعريف کرتے هوئے لکهتا هے :

" وه انسان هوتے پهر بهي صرف ايک هي فرزند پيدا هوسکتا ' جس طرح مشتري کا مجسمه ، دوسرے بنائے جاتے پر بهي صرف ايک هي فرزند بن سکتا هے ! "

(عرب مؤرخين کي تصريحات)

عربي مؤرخين کے علم و نظر کي وسعت اُن کے پيش روؤں کے اس مشهور خيال سے بے خبر نهيں رهسکتي تهي - انهوں نے بهي " سات عجائب عالم " کا جابجا ذکر کيا هے ' اور يوناني علم ادب کي طرح عربي ادب و محاضرات کي بهي يه ايک ضرب المثل هوگئي هے - مشهور عرب جغرافيه نويس ابو عبد الله ادريسي منارۂ اسکندريه کا ذکر کرتے هوئے لکهتا هے " يه اُن سات عجيب عمارتوں ميں سے ايک تهي جن کي تمام دنيا ميں شهرت رهچکي هے "

عربي ادبيات ميں غالباً کسي ايک کتاب ميں اِن کے حالات نهيں لکهے گئے - ابن النديم کئي کتابوں کا ذکر کرتا هے جو " عجائب دنيا " پر لکهي گئي تهيں - ليکن نهيں کها جاسکتا اُن

لفظ کے شروع میں آئے تو شوشه لابد هے۔ درمیان اور آخر میں نهیں - معلوم یه هوتا هے که عربي کے املا میں چونکه هائے هوز کا دوچشمي شکل میں استعمال بهت تها بلکه وه همیشه دوچشمي هي لکهي جاتي هے جبکه وه آخر کلمه نهو، اسي کا اتباع اردو ٹائپ میں کیا گیا۔ اردو کے مروجه قاعدۂ املا کے مطابق تو آپ کے جریده کا نام هي غلط لکها هوا هے - لوح کو تو جانے دیجیے کیونکه وهاں " الهلال " خط نسخ میں هے اور اس لیے هائے دو چشمي هے - لیکن هر صفحه پر جو جریده کا نام درج هے وه تو نسخ نهیں بلکه اردو خط میں هے - مگر یهاں بهي هائے دوچشمي هي استعمال کي گئي هے - یه قاعده مذکور کے مطابق غلط هے - آپ کے ٹائپ میں هائے هوز جهاں دو چشمي نهیں وهاں عجیب مروڑ والي شکل اختیار کرتي هے - جیسے صفحه ۳ کالم ۲ میں "چهرے" اور " نهیں " کا چهره بگاڑا گیا هے - حالانکه یهي هائے هوز اسي کالم میں مضمون " علم الاثار مصر " کي اول سطر میں " پهلے " کي شکل میں بهت خوب اور صحیح لکهي گئي هے - متشابه موقعوں پر هائے هوز کو اس " پهلے " کي شکل میں هي کیوں نه لکها جائے ؟

نون غنه جب لفظ کے آخر میں آیا هے اوس میں نقطه نهیں دیا گیا - یه بالکل درست هے - لیکن یهي نون غنه جب کلمه کے بیچ میں واقع هو تو کسطرح لکها جائیگا ؟ اس وقت کے املا میں اس پر الٹا جزم لگاتے هیں - مگر جزم آپ کے یهاں هے هي نهیں -

میں نهیں کهه سکتا که کسرۂ اضافت کا وجود آپ کے ٹائپ میں هے که نهیں -

کشش اکثر قاعدۂ نستعلیق قدیم و املاے جدید کے خلاف پائي جاتي هے - جیسے مضمون مذکور کي چوتهي اور پانچویں سطروں میں " رکهتے " اور " کردیتے " میں " ي " سے پهلے واقع هوئي هے -

املاے قدیم اور جدید دونوں کا مسلمه اصول هے که حروف کے امتزاج میں کوئي شوشه فالتو نهیں هوتا - مثلاً " بنتا " میں تین شوشے یا دندانے هونگے - اگر آپ ایک اور دندانه بڑها دیں تو املا کي غلطي کے علاوه قاري کو زحمت هوگي - اسي مضمون کي گیارهویں سطر میں " ایجاد " کا لفظ آیا هے - اس میں " ي " اور جیم کے درمیان ایک دندانه یا شوشه ٹائپ میں پیدا کردیا هے جو نهونا چاهیے - اگر یه کمپوزیٹر کا تصرف نهیں تو اسکي اصلاح هوني چاهیے -

کوئي وجه نهیں که هاے هوز آخر کلمه ، نسخ میں لکهي جائے ، جیسي که " آثار عتیقه " میں لکهي هے - " نه " کي شکل آپ کے ٹائپ میں " نه " هے جو نستعلیق نهیں - یه کیوں ؟

" یا " آخر کلمه کي تین صورتیں هوتي هیں : یاے معروف - یاے مجهول - یاے مفتوح - آپ کے ٹائپ میں صرف دو موجود هیں - یاے معروف گول لکهي گئي هے - یه ٹهیک - لیکن یاے مجهول و مفتوح دونوں لمبي هیں - یه ٹهیک نهیں - جب یا کي ایک اور شکل همارے پاس موجود هے - یعني نصف دایره یا کٹي هوئي ، تو کیوں نه اُسے بهي استعمال کیا جائے ، تا که یاے مفتوح و یاے مجهول باهم متمیز هو جائیں ؟

اردو ٹائپ چونکه کهیں نهیں موجود هے ، اس لیے همکو یه موقع میسر هے که اُس کي اصلاح و ترمیم کرکے اپنا ایک مکمل هندوستاني قومي ٹائپ بنائیں جو لینهو کي جگه لے - اور کیا پبلک اور کیا سر رشتۂ تعلیم ، دونوں اُسے قبول کرلیں - آپ کے ٹائپ میں " یا " آخر کلمه کے نیچے بهي دو نقطے دیے جاتے هیں - مگر آپ کے اخبار کے اسي نمبر کے اُس حصه میں جو کاتب کا لکها هوا هے ، ایسي " ي " کے نیچے نقطے نهیں دیے گئے - یه دو عملي کیا معني ؟ ان دو نقطوں کي ضرورت کیا هے ؟ کاتب کا وقت اور پریس کي سیاهي فضول کیوں خرچ هو ؟ جرمني کا اردو ٹائپ بهي اسي اسراف کا مرتکب هے - دیوان غالب جو وهاں سے ٹائپ میں چهپ کر آیا هے ، اوس میں چند ایسي بد عنوانیاں نظر آئیں جو شاید آپ کے ٹائپ میں نهیں هیں - اس کتاب کا صفحه ۱۲۱ ملاحظه فرمائیں - اِس کے آخر میں ایک نا مکمل غزل هے :

رهیے اب ایسي جگه چل کر جهاں کوئي نهو :
زباں کوئي نهو

" کوئي " کا لفظ چار جگه تو ردیف کا جز بنکر آیا هے اور دو جگه مصرعوں کے متن میں - پانچ جگهه تو اس حرف کي شکل اور شان یکساں هے ، لیکن ایک جگه اُن سے نرالي شان میں لکها گیا هے :

" پڑیئي " گر بیمار تو کوئي نهو بیمار دار

سمجهه میں نهیں آتا که ایک هي لفظ اور ایک هي تحریر اور ایک هي معني میں دو شکلیں کیونکر اختیار کر سکتا هے ؟ یه بد عنواني نه هوني چاهیے - اسي غزل کے مطلع کے دوسرے مصرع میں " هم سخن " کا لفظ آیا هے - لفظ " سخن " میں " س " اس انداز سے " خ " کے ساتهه ملایا گیا هے جس طرح حرف شناس بچے لکها کرتے هیں - حروف کي ملاوٹ کا یه طریق پسندیده نهیں -

اردو ٹائپ کي وکالت کرتے هوئے مطمح نظر صرف یهي نه هونا چاهیے که ارباب صحافت کو کاتبوں کي ناز برداري سے نجات ملے ، اور اخبار و جراید جلد اور ایک هي خط میں چهپ جائیں - بلکه آپ کا فرض هے که اسے ایک قسم کا قومي اداره تصور فرمائیں - اور آج کل کے مروجه طرز املا پر کچهه ترقي کریں - نه یه که اس کي ضروریات بهي پوري نهوں - مبتدیوں کے لیے اردو کا قاعده بهي چهپیگا اور علما کي تصانیف عالیه بهي - اس لیے یه ایسا هونا چاهیے که انشا کي تمام ضروریات اس سے پوري هو جائیں ، اور یه فن املا کا کماحقه نماینده بنکر کتابت کا نعم البدل ثابت هو -

اور مولانا ! اس کا بهي خیال رکهیے که آج کل انساني مصروفیت کے هر شق میں جمالیت کا بڑا زور اور رسوخ هے - جو ٹائپ تجویز هو ، وه خط نستعلیق کے برابر تو دیده زیب هونا چاهیے - یه کیا هوا که بچوں کے کٹکهنے یا کیڑے مکوڑے کاغذ پر چهاپ کر پیش کردیے - میں کوئي وجه نهیں دیکهتا که ٹائپ وضع کرتے وقت خوبصورتي کا خون کیا جائے - کیا وجه هے که نستعلیق کي نقل نه کي جائے ؟ کیوں اسے اول جلول بنایا جائے ؟ آپ کے ٹائپ میں تمام دائرے بد نما اور چپٹے هیں - کیوں نه گول هوں ؟ اخر اِس میں کون سي دقت حایل هے ؟

میں دیکهتا هوں که آپکے ٹائپ میں بڑي سرخیاں نسخ میں هیں - یعني اردو ٹائپ کے ساتهه ایک مطبع کو نسخ کا ٹائپ بهي رکهنا پڑیگا - یه دو عملي بد عملي کا حکم رکهتي هے - خفي و جلي کے کئي درجے قائم کرکے تمام و کمال ٹائپ نستعلیق میں هونا چاهیے -

میں پهر عرض کرونگا که سب سے پهلے آپ یه کیجیے که ٹائپ رایٹر کے " کي بورڈ " کي طرح آپ کے ٹائپ میں جو جو چیزیں هیں ، اُن سب کا نمونه ایک صفحه پر چهپوا کر شایع فرمائیے تاکه پته چلے اس میں کیا کچهه هے اور کیا نهیں هے -

ٹائپ سے متعلق ایک اقتصادي پهلو بهي هے جسے نظر انداز نهیں کر سکتے - یعني یه بهي دیکهنا هے که کاغذ اور اس کے ساتهه

كي تعمير كس زمانه ميں هوئي تهي ؟ چهٹي صدي قبل مسيح ميں يه مندر پهر گز پڑا اور يونانيوں نے عوام سے روپيه جمع كركے تيسري مرتبه تعمير كيا -

پانچويں صدي قبل مسيح ميں يوناني مورخ هيرودوٹس نے يه عمارت ديكهي تهي - وه لكهتا هے :

" پورا مندر سنگ مرمر كا هے ' اور اُن قديم مندروں سے ' جن كي بنيادوں پر قائم هوا هے ' چارگنا زياده وسيع هے - چاروں طرف سنگ مرمر كے ستونوں كي قطاريں هيں ' اور هر زاويه ميں آٹهه آٹهه ريد ستون هيں - هر ستون كي بيٹهك يوناني تصويروں سے آراسته كي گئي هے "

سنه ۳۵۶ ق م ميں مشهور ظالم بادشاه هيروسٹراٹس كو خيال هوا كه كوئي ايسا كام كر جائے جس سے اُس كا نام تاريخ ميں يادگار رهے - اُس نے اس مندر كي عمارت يك قلم برباد كردي - كيونكه دنيا كي اِتني عجيب اور قيمتي عمارت كا برباد كرنے والا يقيناً تاريخ كے حافظه ميں فراموش نهيں هوسكتا - اُسي وقت سے يوناني زبان ميں يه ضرب المثل مشهور هوگئي هے " اگر شهرت كے ليے ڈائنا كا مندر بنا نهيں سكتے تو اسے برباد كرڈالو "

ليكن يونانيوں كو يه معبد اس درجه عزيز تها كه وه اس كي عدم موجودگي برداشت نهيں كر سكتے تهے - انهوں نے پهر از سر نو تعمير شروع كي اور قومي سرمايه سے مصارف كا انتظام كيا - بيان كيا گيا هے كه تمام ملك ميں اس كي تعمير كا جوش اس قدر پهيل گيا تها كه عورتوں نے اپنے زيور تك چندے ميں ديديے تهے - اُسي زمانه ميں سكندر اعظم كا اس شهر ميں گزر هوا - اُس نے خواهش كي كه اپنے جيب خاص سے پورا عبادت خانه بنوا كر ديوي كي نذر كردے - مگر شهر كے باشندوں نے يه ذلت گوارا نه كي ' اور سكندر كي ناراضي سے بچنے كے ليے يه حيله كرديا كه " آپ خود بهي ديوتا هيں ' اور ايك ديوتا كے ليے دوسرے ديوتا كو نذر دينا جائز نهيں "

خيال كيا جاتا هے كه سنه ۳۲۳ ق م ميں يه عمارت مكمل هوگئي تهي - يه ۴۲۵ فٹ لمبي تهي - سنگ مرمر كے ۱۲۷ - كهمبے تهے - اور هر كهمبا ۶۰ فٹ بلند تها - پورا عبادت خانه بڑي سليقه مندي سے آراسته كيا گيا تها - بڑے بڑے مصوروں نے تصويريں بنائي تهيں اور اس كے در و ديوار كي آرايش كے ليے بطور چڑهاوے كے پيش كي تهيں - ايك تصوير سكندر اعظم كي بهي تهي - وه اپنے گهوڑے پر سوار دكهايا گيا تها - كها جاتا هے كه سكندر نے جب يه تصوير ديكهي تو ناپسند كي - ليكن جب قريب پهنچا تو اُس كا گهوڑا هنهنا اُٹها - اِس پر مصور نے طعنه زني كي راه سے كها : " حضور كا گهوڑا اپنے سوار سے كهيں بهتر فن كي شناخت ركهتا هے " يه قول يوناني زبان ميں ضرب المثل هوگيا تها - يوناني سے يورپ كي زبانوں ميں منتقل هوگيا -

اِسكے بعد سنه ۲۶۰ ع ميں يه مندر پهر برباد هوگيا - اس مرتبه اِسے عيسائيوں نے ڈهايا تها اور اُس پر گرجا بناديا تها - مگر يه گرجا بهي زياده عرصه تك قائم نه ره سكا - تهوڑے هي عرصه كے بعد بے نام و نشان هوگيا -

ڈائنا ' ايشيائي ديوي ارٹميس كي مورت هے - اشوريوں نے اسے امومة يعني مامتا كے جذبات كا مظهر قرار ديا تها - يهي وجه هے كه اسكے سينه پر بهت سے پستان دكهائے گئے تهے ' ليكن جب يونانيوں نے اسكي عبادت شروع كي تو اُسكي شكل بدل دي - اُنهوں نے اِسے ايك ذهين ' قوي ' اور جوان عورت كي صورت ميں طيار كيا تها -

(۲)

مقبرۂ موسولس

(The Tomb of Mausolus)

ايشيائے كوچك ميں بدرم نام ايك ساحلي شهر هے - يه عهد مسيحي سے پہلے ايران كے ماتحت تها - سمندر اور پهاڑ كے درميان واقع هونے كي وجه سے اُسكا جغرافيائي موقعه اِس قدر محكم هے كه باوجود ماتحت هونے كے بهي وه عرصه تك اپني اندروني خود مختاري برقرار ركهه سكا - چوتهي صدي قبل مسيح ميں يهاں ايك بادشاه حكمراں تها - اُسكا نام " موسولوس " تها - اُسنے اپنا پايۂ تخت يهي شهر بدرم قرار ديا تها - اِس شهر كا نام اُس وقت هيلي كارنيسس (Halicarnasous) تها -

سنه ۳۵۳ ق - م - ميں اِسنے وفات پائي - اسكي ملكه ارٹي ميزيا (Artemisia) بهت غمگين هوئي اور كسي طرح بهي تسلي حاصل نه كرسكي - آخر اُس نے اِس طرح اپنا دل بهلانا چاها كه اپنے شوهر (بادشاه) كي قبر پر ايك ايسا مقبره طيار كرے جيسا دنيا ميں كهيں موجود نه هو - يه ايك بيوي كے طرف سے اپنے شوهر كيليے وه يادگار محبت تهي ' جو آگے چل كر ايك شوهر (شاهجهان اعظم) كے طرف سے اپني بيوي (تاج محل) كيليے قائم هونے والي تهي - دراصل يه مقبره " بيوي " كا " شوهر " پر ايك قرض محبت تها ' جسے سر زمين هند كے ايك وفا پرست " شوهر " شاهجهاں نے ادا كرديا !

چنانچه اُسنے ماهر يوناني معمار جمع كيے - اُنهيں بهت كچهه انعام و اكرام ديا ' اور مقبره بنوانا شروع كيا - ليكن ابهي دو برس بهي پورے نهيں گزرے تهے كه فرط غم سے ملكه كا بهي انتقال هوگيا -

مقبره ابهي طيار نهيں هوا تها - معماروں نے باهم مشوره كيا كه اب هميں كيا كرنا چاهيے ؟ بالاخر سب كي رائے يهي قرار پائي كه اس ملكه نے هم پر بڑے بڑے احسان كيے هيں - هميں چاهيے اُن كے شكريه ميں اُس كا نا تمام كام پورا كرديں - چنانچه اُنهوں نے كام جاري ركها ' يهانتك كه تعمير ختم هوگئي ' اور ايك ايسا مقبره طيار هوگيا جيسا چشم فلك نے پہلے كبهي نهيں ديكها تها -

اب " موسولوس " يورپ كي تمام زبانوں ميں مقبره كيليے بولا جاتا هے - انگريزي لفظ " Mausoleum " اِسي " موسولوس " سے بنا هے -

مقبره ايك منزل كا تها - اِسي منزل ميں بادشاه كي قبر تهي - چهت پر سفيد سنگ مرمر كے ۳۶ سڈول ستون نصب كيے گئے تهے - اِن ستونوں پر مخروطي شكل كا باره منزلوں كا مناره تها - اِس پر بادشاه كي رتهه بنائي گئي تهي جسے چار اصيل گهوڑے كهينچ رهے تهے - عمارت كي پوري بلندي ۱۴۰ - فٹ تهي -

خود عمارت زياده بلند اور شاندار نه تهي - ليكن سبك اور نازك اِس قدر تهي كه حيرت هوتي تهي - مخروطي مناره كي بنياديں جن ستونوں پر قائم تهيں ' وه اِس قدر پتلے تهے كه دور سے بالكل نظر نهيں آتے تهے - شبه هوتا تها كه عمارت هوا ميں معلق كهڑي هے !

مورخين كا خيال هے كه يه مقبره بارهويں صدي عيسوي تك صحيح و سالم موجود تها - اِسي زمانے ميں صليبي فوجوں نے شهر بدرم پر قبضه كيا اور مقبره كے پتهر اكهاڑ كر اپنا قلعه بنانے لگے - پهر سنه ۱۵۲۲ ع ميں جب سلطان سليم نے اِس شهر پر حمله كيا ' تو صليبيوں نے مقبره كے باقي مانده ستون بهي اكهاڑ ليے -

میں اِن عجائب کا بھي ذکر تھا یا نہیں ؟ البته تاریخوں ' سفر ناموں ' اور تقویم بلدان کي کتابوں میں فرداً فرداً اِن کا ذکر موجود ھے - خصوصاً بابل کے معلق باغوں ' اسکندریه کے مناره ' اور مصر کے اھرام (مخروطيْ مناروں) کا تو نہایت مفصل تذکره موجود ھے - ابن جریر طبري ' ابن حوقل ' ادریسي ' مسعودي ' ابوعبد الله البکري (صاحب المسالک و الممالک) ابوعبدالله غرناطي (صاحب نخبة الاعجاب) ابن جبیر ' ابوالفداء ' ابن اثیر ' بیروني ' عبداللطیف بغدادي ' یاقوت حموي ' قزویني ' مقریزي ؛ سب نے اِن کا ذکر کیا ھے - حموي ' بغدادي ' اور مقریزي کے مباحث اھرام مصر اور منارۂ اسکندریه کے متعلق اس درجه محققانه ھیں ' که جن جن پہلوؤں پر انہوں نے روشني ڈال دي ھے ' اُن پر موجوده زمانے کي اثري تحقیقات بھي کوئي اضافه نہیں کرسکتي - حالانکه مصري آثار کي جدید تحقیقات نے نئے نئے انکشافات کے انبار لگا دیے ھیں -

دنیا کي تمام عجیب اور مشہور چیزوں کي طرح ان عمارتوں کي نسبت بھي عوام میں طرح طرح کے دور از عقل خرافات مشہور ھوگئے تھے ' اور عہد قبل از اسلام کے بعض مورخوں اور سیاحوں نے بھي انہیں قبول کر لیا تھا - لیکن محققین عرب نے بوري دقت نظر کے ساتھه اُن روایات پر نظر ڈالي ' اور بعض کي مشاھدات کي بنا پر اور بعض کي علمي قواعد کي بنا پر تغلیط کي - یاقوت حموي ' بیروني ' عبد اللطیف بغدادي ' اور مقریزي ؛ اگرچه تمام روایات نقل کردیتے ھیں ' لیکن جابجا اُن کي تغلیط بھي کرتے جاتے ھیں - حموي اور بغدادي نے منارۂ اسکندریه کا مشاھده اور تخطیط کرکے جو کچھه لکھا ھے ' اور جس طرح بے اصل روایتوں کي تکذیب کي ھے ' اس سے زیاده تحقیق آج تک نہیں کي جا سکي -

یاقوت حموي اسکندریه کے مناره اور مصر کے عجائب کا ذکر کرتے ھوئے لکھتا ھے " وھذه أخبار نقلنا ھا کما وجدنا ھا في کتب العلماء وھي بعیدة المسافة من العقل ' لایؤ من بھا إلا من غلب علیه الجھل " یعني یه تمام روایتیں ھم نے جس طرح علماء کي کتابوں میں پائیں ' بجنسه نقل کردیں ' لیکن یه عقل سے نہایت ھي بعید ھیں ' اور انھیں کوئي نہیں مان سکتا ' الا وه شخص که اُس کي عقل پر جہل غالب آگیا ھو " آگے چل کر ایک دوسرے موقعه پر لکھتا ھے " اما خبرالمنارة فقد رووا لھا اخباراً ھائلة و ادعوا لھا دعاوي عن الصدق عادلة " یعني مناره کے متعلق عجیب عجیب باتیں روایت کي گئي ھیں اور طرح طرح کے دعوے کیے گئے ھیں جو سچائي سے ھٹے ھوئے ھیں - پھر جہاں اپنے معائنه کا ذکر کیا ھے ' وھاں لکھتا ھے " شاھدته في جماعة من العلماء وکل عاد منا متعجباً من تخرص الرواة " یعني میں نے علماء کي ایک جماعت کے ساتھه مناره کي سیر کي ' اور ھم میں سے ھر شخص جب مشاھده کے بعد لوٹتا ' تو وه راویوں کے اوھام و ظنون پر متعجب تھا (معجم البلدان - ۱ : ۲۴۲) عبد اللطیف بغدادي اور مقریزي کي تصریحات بھي ایسي ھي ھیں - حموي نے مناره کي تعمیري حالت دیکھکر جو اُس کے عہد تک باقي تھي ' اُس کي شکل و مساحت پر بھي غور کیا تھا اور اس کا نقشه بنایا تھا - حموي کے بعد کے مصنفین مثلاً قزویني وغیره نے اُسي سے مناره کا نقشه نقل کیا ھے -

(جدید علم الاثار کي تحقیقات)

اب سے تقریباً ڈیڑھه سو برس پہلے قدیم آثار کي تحقیقات و تنقیب کا نیا دور شروع ھوا ' اور اس سلسله میں انْ سات عجائب عالم کي تحقیقات پر بھي انفرادي اور جمعیتي کوششیں مبذول ھوئیں - روڈس ' اسکندریه ' اور اھرام کي تحقیقات اسقدر دشوار نه تھي - کیونکه مقامات معلوم تھے اور محل معین ؛ لیکن بقیه عمارتوں کي تحقیقات کا کام بہت دشوار تھا - تاھم جستجو جاري رھي ' اور بالاخر تمام ضروري معلومات روشني میں آگئیں -

جہانتک ھمیں معلوم ھے ' اُردو میں ان قدیم عجائب کي جدید اثري تحقیقات پر اِس وقت تک کچھه نہیں لکھا گیا ھے - ھم چاھتے ھیں ' مختصراً انکي تاریخ اور موجوده اثري تحقیقات ایک دو مقالوں میں بیان کر دیں - یورپ کے اھل قلم ان عجائب کي تاریخ لکھتے وقت عموماً عربي عہد کي تاریخي و علمي تحقیقات نظر انداز کر جاتے ھیں - یا معلوم کرتے ھیں تو اکثر حالتوں میں ناقص اور غیر محققانه ھوتي ھیں - اس سلسلۂ مقالات سے ایک مقصود یه بھي ھے که جن جن عمارتوں کے متعلق عربي مورخین کي تصریحات موجود ھیں ' وه اپنے اپنے موقعوں پر نمایاں ھو جائیں -

(۱)

ڈائنا کا مندر

The Temple of Diana

ایک قدیم مورخ کا قول ھے :

" میں نے بابل کے معلق باغ دیکھے - مشتري اور روڈس کے مجسمے دیکھے ' اھرام مصر اور موسولس کا عالیشان مقبره دیکھا ' لیکن جب میں نے ڈائنا کا سربفلک مندر دیکھا تو تمام عجائب عالم میري نظر سے گر گئے "

قدیم مورخوں نے دنیا کي سات عجیب چیزوں میں سے کسي کے متعلق بھي اس قدر نہیں لکھا ھے ' جس قدر اِس مندر کے متعلق لکھا ھے - لیکن باوجود اِس کے یه کیسي عجیب بات ھے که دنیا نے سب سے زیاده یہي چیز فراموش کردي ؟ حتی که یه بھي کسي کو یاد نه رھا که یه عمارت واقع کس جگه تھي ؟

سب سے پہلے سنه ۱۸۶۵ع میں ایک انگریز ڈاکٹر ووڈ نامي نے شہر افسس میں اس کا پته لگایا - اِس کے بعد سنه ۱۹۰۴ع میں برٹش میوزیم نے ایک اور شخص مسٹر ھوگارت کو مزید تحقیقات کے لیے بھیجا - اس شخص نے عرصه تک تحقیقات جاري رکھي ' اور اس کے بعد اپني تحقیقات کے نتائج شایع کیے - اس کا بیان ھے که یه مندر تین پرانے مندروں کے کھنڈروں پر تعمیر ھوا تھا - مندر کي دیواروں کے نیچے تقریباً تین ھزار آثار پائے گئے - یه مشرقي طرز کے ھیں ' اور اِس بات کي زنده شہادت ھیں که یونان کي صنعتي ترقي دراصل مشرق ھي کي تقلید سے شروع ھوئي تھي -

قدیم یوناني شہر افسس جہاں یه مندر واقع تھا ' اب بالکل برباد ھوگیا ھے - اُس کي جگه اِس وقت ایک ترکي شہر ایاسولوگ نامي آباد ھے اور ایشیاے کوچک میں واقع ھے -

مندر کي تاریخ سنه ۷۰۰ قبل مسیح سے شروع ھوتي ھے - کیوں که اُس کي دیواروں میں بعض ایسي علامتیں موجود ھیں که خیال کیا جاتا ھے ' اُن کا تعلق اُسي زمانه سے ھے -

سنه ۶۶۰ ق م میں یورپ کي ایک وحشي قوم نے اِس علاقه پر حمله کیا اور یه عمارت برباد کر ڈالي - اِس کے بعد پھر از سر نو تعمیر کیا گیا - مگر زیاده مدت تک قائم نه ره سکا - کیونکه مساله خراب لگایا گیا تھا - یه اب تک تحقیق نہیں ھوسکا که دوسري مرتبه

عالم شرق و اسلام

شامی جہاد وطنی کا التوا

◆

موجوده عهد کي ايک قومي جد و جهد پر نظر توديع !

شهر دمشق کا ايک عمومي منظر
جس کي دو تهائي تاريخي رونق و عظمت فرانسيسي توپوں کي گوله باري اور فوجي حکام کے قتل و غارت گري سے هميشه کيليے برباد هوگئي !

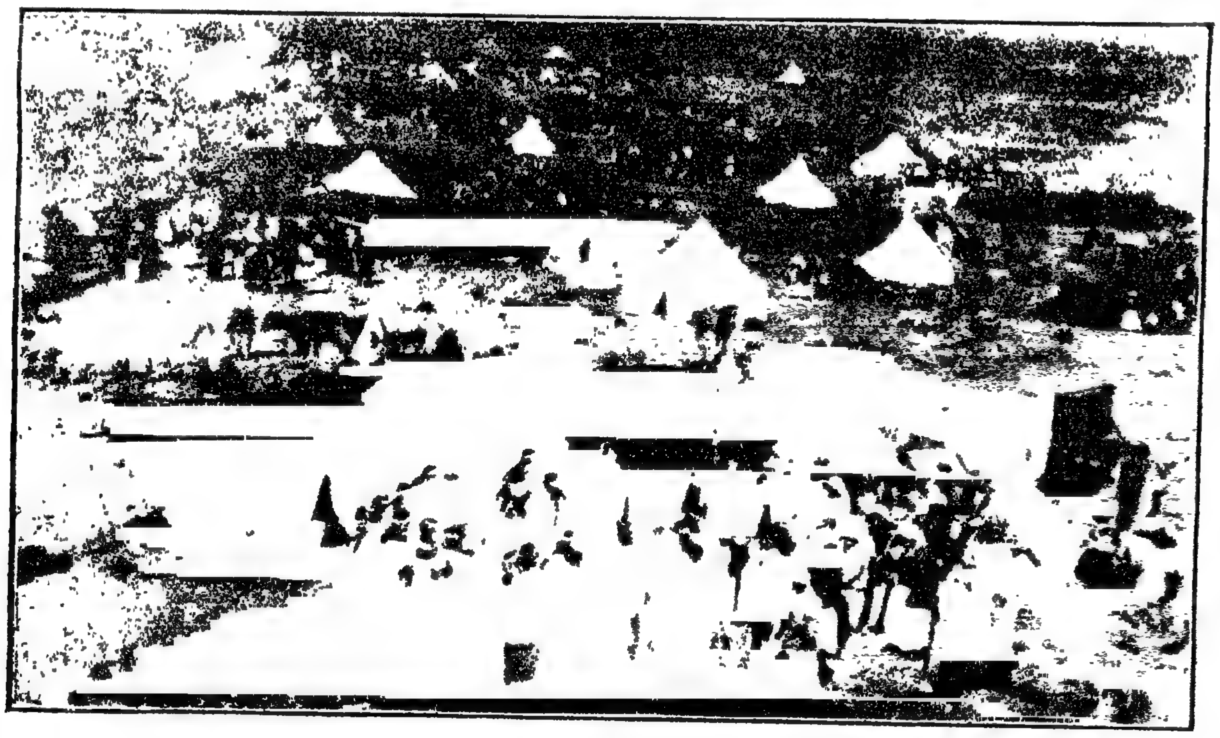

سلطان پاشا اطرش اور دروزي مجاهدين کا معسکر سويداء ميں

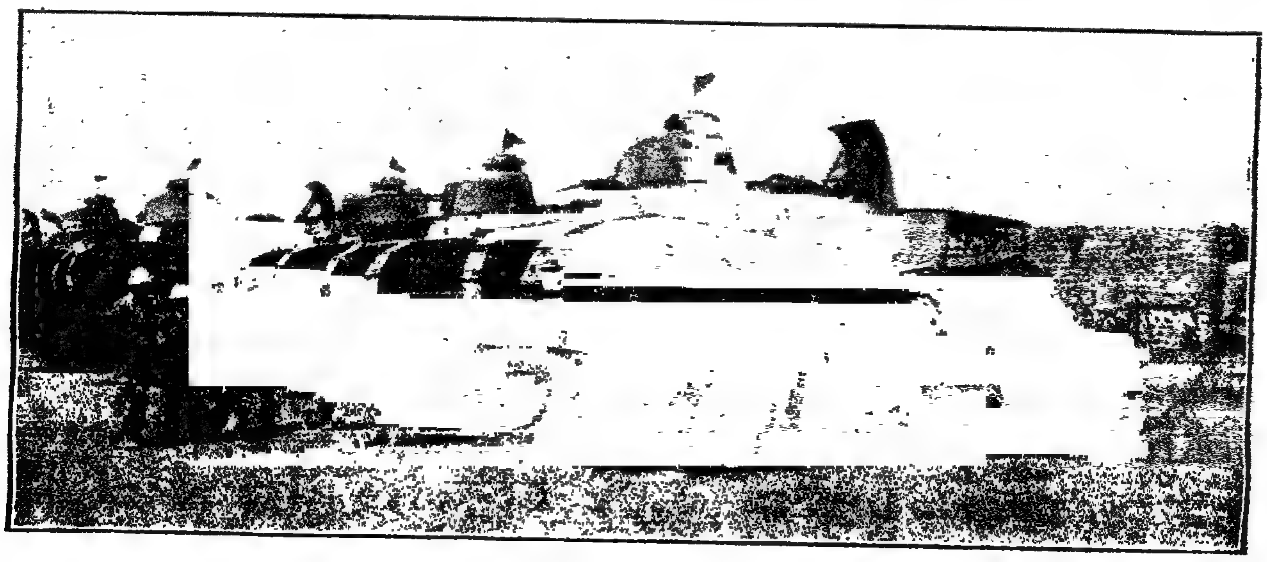

فرانس اعلان کرتا هے که " اب ملک ميں امن قائم هوگيا هے " مگر يه " امن " کيونکر قائم هوا ؟ اس طرح قائم هوا که دمشق کے چاروں طرف اور خود شهر کے اندر ، بڑي تباه کن مراکب کي صفوں سے ناکه بنديان کي گئيں ، اور اس طرح " امن " کے ليے قتل عام کا اعلان کيا گيا !

ان تمام اصحاب کیلیے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیا کا شوق رکھتی هین

دنیا مین عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

هے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعه کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا هر قسم کا سامان، اور هر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب هیں، تو هم سے خط و کتابت کیجیے - کم از کم هماری نمایش گاهوں اور ذخائر کی فهرستیں هی منگوا لیجیے - اهل علم اور اهل دولت، دونوں کیلیے همارا ذخیره قیمتی هے -

نوادر عالم کا یه ذخیره

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا هے -

دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، هندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیره ممالک میں همارے ایجنٹ همیشه گردش کرتے رهتے هیں -

با این همه

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں هیں !

براعظم یورپ، امریکه، اور مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، هم سے نوادر حاصل کرتے رهتے هیں - قاهره کے نئے ایوان شاهی کے نوادر ابهی حال میں هم هی نے فراهم کیے هیں -

اگر آپکے پاس نوادر موجود هوں

تو آپ فروخت کرنے کیلیے بهی پہلے هم هی سے خط و کتابت کیجیے - بہت ممکن هے که همارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپسے مل سکے -

ادب عربی اور جدید مصری مباحث

لیلی مجنون

ایک مصری اهل قلم کي نظری تحقیقات

بلاد اسلامیه کے ادبي و علمي مباحث و افکار کي صدائیں بہت کم هندوستان تک پہنچتي هیں - اول تو یہاں ایسے علمي مجامع کا وجود هي نہیں جو مشرقي و اسلامي ممالک کے علمي مجامع و محافل سے تعارف رکھتے هوں - ثانیاً، عربي کے ادبي و علمي مباحث کے ذوق سے نه صرف نئي تعلیم یافته جماعتیں بلکه قدیم جماعتیں بهي تقریباً محروم هیں - اس لیے نه تو اِن وادیوں کي آنهیں خبر هے - نه وهاں کي صداؤں کیلیے کوئي ذوق اور دلچسپي رَهتي هیں -

هم چاهتے، هیں گاه گاه الهلال کے صفحات پر وهاں کے بعض اهم عصري مباحث کے نمونے شایع کرتے رهیں -

کچهه عرصه سے مصر میں ادب و شعر عربي کي دو متقابل جماعتیں پیدا هوگئي هیں، اور اُن میں بحث و مناظره کا معرکه گرم هے - ایک جماعت متجددین مفرطین کي هے جنهیں اردو اخبارات کي اصطلاح میں ادبي " انتها پسند " (اکسٹریمسٹ یا ریڈیکل) کهنا چاهیے - دوسري جماعت ادبي محافظین کي هے، جنهیں سیاسي جماعتوں کي تقسیم میں قدامت پسند (کنسرویٹو) وغیره الفاظ سے یاد کیا جاتا هے - ادب و شعر کي اِن دو انتهائي جانبوں نے افراط و تفریط کے عجیب عجیب زاویے پیدا کردیے هیں - ان دونوں انتهائي جماعتوں کے درمیان بعض اصحاب اقتصاد و اعتدال بهي هیں، لیکن بهت کم - کیونکه جماعت کا ذهني مزاج فکر و عمل کے هر گوشے میں، اعتدال سے مالوف نهیں هوتا - افراط و تفریط هي کي طرف مائل رهتا هے -

سیاست کي طرح ادب و شعر میں بهي اِن دو مذهبوں کا ظهور، هر ملک کے علمي اور فکري عهد کے ذهني خواص میں سے هے - انیسویں صدي کے اوائل میں جب یورپ کي ادبیات کا آخري انقلاب ظهور میں آیا، تو اُس وقت بهي طریق مدرسیه (Classic) اور طریق رومانیه (Romantic) کے متبعین میں کشمکش پیدا هوئي اور انتهائي اطراف نمایاں هوگئے - البته یورپ کي زبانوں اور عربي زبان کي نوعیت میں یه اصولي فرق هے که اٹهارویں صدي میں جب رومانیه طریقه کے متجددین پیدا هوئے تهے، تو اُس وقت یورپ کا مدرسي علم ادب کوئي ایسي ترقي یافته حالت نهیں رکهتا تها که هر گوشه میں ترقي و توسع کا محتاج نه هو - وه زیاده سے زیاده دو صدیوں کي ابتدائي ادبي ترقي کا نتیجه تها، جو حروب صلیبیه کے بعد سے یورپ میں شروع هوئي تهي - اور پهر جو کچهه بهي تها، صرف ادب کي ایک خاص شاخ میں محدود تها - یعني شعر قصصي اور قصص تمثیلیه میں - لیکن عربي علم ادب کي حالت اس سے بالکل مختلف هے - اُس پر نشو و ترقي کي تیره صدیاں گزر چکي هیں - وه تمدن و علوم کي تمام حالتیں، اور اسالیب بیان و تعبیر افکار کے تمام دور طے کر چکي هے - اس لیے اُسکي عصري احتیاج بهت حد تک محدود هے، اور نئے نئے اسالیب و مذاهب کے اخذ و اختیار میں بهت زیاده احتیاط و توسط کي ضرورت هے - مغربي اسالیب بیان کي کورانه تقلید اور ابداع و تجدد کے افراط و غلو کي جگه چاهیے که مجتهدانه نظر و اعتبار سے کام لیا جاے، اور عربي ادب و شعر کي خصوصیات کمال و جمال کے تحفظ کے ساتهه قدیم راهوں میں نئي نئي راهوں کي داغ بیل ڈالي جاے -

بهر حال سیاست و معاشرت کي طرح ادب و شعر میں بهي دو متقابل جماعتیں پیدا هوگئي هیں - ادبي تجدد و انقلاب کي اِس حرکت کا سب سے بڑا قائد ڈاکٹر طه حسین استاذ جامعهٔ مصریه هے - ڈاکٹر موصوف کي شخصیت میں مصر کے موجوده عهد کي ایک غیر معمولي ذهانت نمایاں هوئي هے - وه پیدایشي نابینا هے - اُس کا دماغ حواس خمسه میں سے ایک سب سے بڑے حاسهٔ علم سے محروم تها - لیکن باوجود اسکے اُس نے جامع ازهر میں علوم عربیه کي تحصیل کي اور یورپ کي متعدد زبانوں میں بهي درجهٔ رسوخ و نظر حاصل کرلیا - وه ابهي جامع ازهر میں مشغول تعلیم تها که جامعهٔ مصریه اُسکي حیرت انگیز ابوالعلائي ذهانت کي شهرت سے متاثر هوئي اور اپنے صرف سے پیرس اور روم بهجوادیا تاکه مغربي لغات و علوم کي تحصیل سے بهي فارغ هوجاے - کئي سال وهاں بسر کرنے کے بعد جب قاهره واپس آیا تو اِسي جامعه میں استاذ (پروفیسر) مقرر هوگیا -

پچهلے دنوں ڈاکٹر موصوف نے عهد مولدین کے شعراء پر ایک سلسلهٔ مقالات شروع کیا تها، جس نے مصر کے ادبي حلقوں میں موافق و مخالف آراء کے پرجوش مباحثے پیدا کردیے - ان مقالات میں وه اوائل عهد بنو امیه کے بعض شعراء غزلیئین کے وجود سے انکار کرتا هے، اور اُنکے وجود کو محض قصصي اور شعري وجود قرار دیتا هے جیسا که بعض مستشرقین یورپ کا بهي خیال هے - هم آج اُن مقالات کا ایک حصه، حذف و اختصار کے بعد شائع کرتے هیں - اِس کا تعلق " لیلی مجنوں " کے مشهور قصه سے هے - یه سوال که کیا في الحقیقت قیس عامري اور لیلی کے معاشقه کا قصه حقیقي هے ؟ پہلے بهي اُٹهه چکا هے - چنانچه ابوالفرج اصفهاني نے کتاب الاغاني میں اُن لوگوں کي رائیں نقل کي هیں جنهیں ان شخصیتوں کي حقیقت میں شبه تها، لیکن هم خیال کرتے هیں اس ادعا اور وثوق کے ساتهه غالباً کبهي انکار نهیں کیا گیا جیسا انکار ڈاکٹر موصوف کو هے -

هم بالفعل اس باب میں اپني راے ظاهر نهیں کرینگے کیونکه اسکے لیے شرح و تفصیل کي ضرورت هے - صرف ڈاکٹر موصوف اور اُن کے ناقدین کے مباحث کا خلاصه هدیهٔ قارئین کر دینگے - ڈاکٹر موصوف کي تحریر کا ترجمه حسب ذیل هے :

اطراف دمشق کا ایک تاریخي قصبه جو گوله باري سے بالکل تباه کردیا گیا - تباهي کے بعد فرانسیسي پهنچے هیں اور دیکهه رهے هیں که مکانوں کے کهنڈروں اور مقتول لاشوں کے سوا کوئي زنده چیز باقي نہیں هے !

* * *

حتی المحاریب تبکی وهی جامدة
حتی المنابر ترثی وهی عیدان !

دمشق کي ایک قدیم مسجد جسے فرانسیسي حکام نے منهدم کردیا اور انهدام کے بعد اب اس سے کمین گاه کا کام لے رهے هیں !

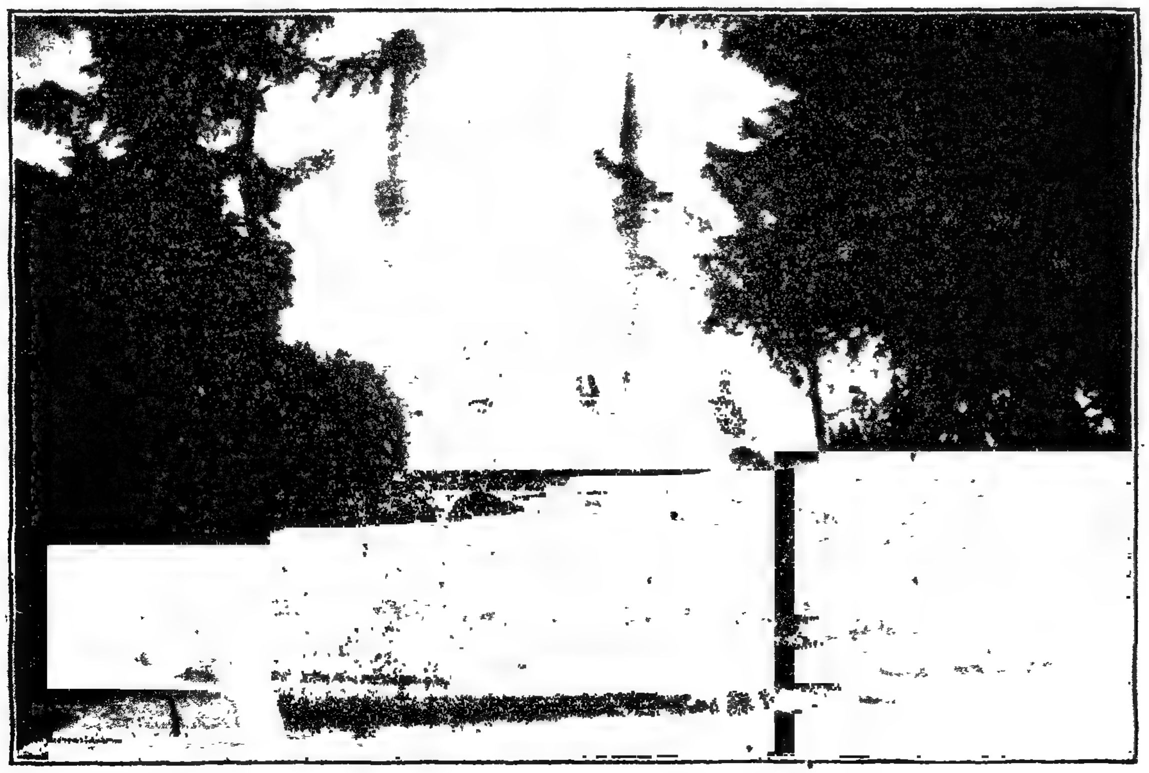

دمشق کي مشهور اور تاریخي مسجد " جامع التکیه " کا داخلي منظر - جسے سلطان سلیم خاں نے تعمیر کیا تها - فرانسیسیوں نے اس پر قبضه کرکے اُسے فوجي اصطبل بنا دیا - عین محراب و ممبر کے پاس گهوڑے باندهے گئے !

ليلى مجنون

از ڈاکٹر طه حسين

اب سے پہلے میں بہت سے ادیبوں کو ناراض کرچکا ہوں - بشار بن مرد پر اُنکي خلاف توقع میں نے نکته چیني کي تھی - افسوس، آج پھر میں اُنھیں ناخوش کرنے پر مجبور ہوں میں سچ کہتا ہوں، مجھے اُنکي ناخوشي میں کوئي لطف حاصل نہیں ہوتا - لیکن کیا کرں - بحث ونقد کی دیانت مجھے اِس پر مجبور کرتي ہے - جب سے میں نے عربي شاعري پر بحث شروع کی ہے، اهل ادب کي ملامت کا نشانه بن گیا ہوں - وہ ناخوش ہیں - کیونکه میں نے ابو نواس اور حسین بن الضحاک کو بشار بن مرد پر ترجیح دي تھي - آج اُنکي ناراضی اور بھي یاده ہوجائیگي، کیونکه میں متعدد شعراء کے وجود سے انکار کرونگا، یا اُنکي شخصیت کي اهمیت گھٹاونگا - میں آج کہونگا که یه شاعر یا تو سرے سے موجود هي نه تھے - یا تھے، مگر اپنے زمانه میں کوئي نمایاں شخصیت نہیں رکھتے تھے - بعد میں لوگوں نے اُنھیں بڑھا دیا - اُنکي طرف بہت سے ایسے اشعار منسوب کردیے جو اُنھوں نے کبھی نہیں کہے تھے -

میں جانتا ہوں، بہت سے اهل ادب میرا طریق بحث پسند نہیں کرتے - وہ صرف اثبات اور ایجاب هي کا ذوق رکھتے ہیں، اور هر وہ طریق بحث ناپسند کرتے ہیں جو انکار یا شک پر ختم ہو - اُنکے خیال میں وہ شخص محقق نہیں ہے جو "مجنوں" کے وجود سے انکار کرے، یا اسمیں شک و شبه کا اظہار کرے - جو کوئی ایسي جرأت کرے، وہ اُنکے نزدیک مجرم ہے - کیونکه اُنکے خیال میں وہ عربي علم ادب کي عظمت گھٹانے والا ہے - اُنکے نزدیک بڑا محقق وہ ہے جو ادبي قصص و محاضرات کے هر وجود پر علمي ایمان رکھتا ہو، اور هر افسانۂ شعري، حقیقت کے لباس میں دیکھتا ہو - کیونکه اُنکے خیال میں ایسا کرنے سے عربي عظمت بڑھتي اور عربي ادب کي خدمت ہوتي ہے، اور اسلیے ایسا کرنے میں حقیقت کي پروا کرنا ضروري نہیں - آنکھیں بند کر لیني چاهئیں، اور جہل و اعتراف کي وادیوں میں بڑھے چلنا چاهیے!

وہ علم و ادب میں بھي وهي راہ اختیار کرني چاهتے ہیں جو سیاست میں اختیار کي جاتي ہے - صرف جذبات برانگیخته کرو اور مرحبا کے نعرے سنو! بلا شبه اِس طرح تم اِن لوگوں کو خوش کردے سکتے ہو - لیکن افسوس ہے که اس طریقه میں اُن لوگوں کیلیے کوئي دعوت نہیں ہوسکتي جو قوم، ملک، اور جماعت کي رضامندي دیکھنے سے پہلے علم، حقیقت، اور دیانت کے چشم و ابرو پر نظر رکھتے ہیں!

(شعراء غزلیئین)

بد قسمتي یا خوش قسمتي سے میں نے علم اور ضمیر کي رضامندي کو لوگوں کي تعریف و تحسین پر ترجیح دے رکھي ہے - یہي سبب ہے که آج میں بغیر کسي احتیاط اور پیش بندي کے اعلان کرتا ہوں که شعراء کي وہ جماعت، جسے میں " اهل غزل " کے نام سے پکارتا ہوں، عربي ادب کي تاریخ میں وہ درجه نہیں رکھتي تھي جو آج لوگوں نے اُسے دے رکھا ہے -

یه شعراء در اصل دو نمایاں قسموں میں بٹے ہوئے ہیں - دونوں کے متعلق میرے خاص خیالات ہیں - ایک قسم "خیالي شعراء" (" شعري سیرتوں ") کي ہے - اسمیں مجنوں، قیس بن ذریح، عروہ بن حزام، جمیل بن معمر، وغیرہ داخل ہیں - دوسري قسم " حقیقي شعراء " کي ہے - یه وہ لوگ ہیں جو نه تو خیالي محبت کے قائل تھے - نه فکري مراتب عفت و تقوی کے دلدادہ تھے - وہ هر ارضي انسان کي طرح زندگي اور اُسکي آلودگیوں سے آلودہ ہوئے اور اپنے اشعار میں اُنکے راگ گاتے رہے - اِس جماعت کا سرگروہ "عمرو بن ابي ربیعه" ہے -

هاں، مجھے عمرو بن ابي ربیعه کے تاریخي وجود سے انکار نہیں - میں یه بھي تسلیم کرتا ہوں که جتنے اشعار اُسکي طرف منسوب ہیں، اکثر اُسي کے ہیں، اور یه که اُسکي شخصیت اُس زمانه میں بھي تقریباً ویسي هي تھي، جیسي اس زمانه میں هم تصور کرتے ہیں - یہي حال کثیر اور عبیدالله بن قیس الرقیات کا ہے -

(قیس مجنوں)

لیکن مجھے قیس بن ملوح (مجنوں) کے بارے میں پورا شک ہے - میں اُسے تاریخي شخص یقین نہیں کرتا - میں تسلیم نہیں کرتا که اس نام کا کوئي شاعر موجود تھا اور لوگ اُسے جانتے اور اُسکے منہ سے اشعار سنتے تھے - مجھے یه بھی یقین نہیں که جو اشعار اُسکي طرف منسوب ہیں، اُسي کے ہیں - میں خیال کرتا ہوں که قیس بن ملوح (مجنوں) من جمله اُن خیالي آدمیوں کے تھا جنھیں جماعتیں اپنا کوئي خاص تخیل یا زندگي کا کوئي خاص اسلوب ظاهر کرنے کے لیے فرض کر لیا کرتي ہیں (یعني افسانۂ و شعر کي ایک خیالي سیرة) میرے خیال میں قیس بن ملوح ایک خیالي شخص ہے - شعر کے راویوں اور داستان سراؤں نے اُسے شعري و عشقي ضرورتوں سے ایجاد کیا تھا - تا که مجالس و محافل کي دلچسپیوں کا سامان کریں - یا وقت کي ایک ادبي و شعري ضرورت پوري کردیں -

یہاں پر میں اُن اصحاب کو مخاطب کیے بغیر نہیں رہ سکتا جنھوں نے مجنوں کے سچے عشق اور رقیق جذبات کي ثنا خواني میں بے فائدہ کوشش کي ہے - اگر وہ اس کي جگه یه بات دکھاتے که مجنوں، عہد اموي کے بعض خیالات و جذبات اور شعر و نثر کے خاص خاص اسلوبوں کا رمز و مظہر ہے، تو اُنکي کوشش زیادہ مفید ہوتي، اور اُموي دور کي ایک ایسي خصوصیت ظاهر ہو جاتي جسے عہد عباسي نے شروع ہوکر اپنے لہو و لعب اور جسماني عیش و عشرت کے سیلاب میں همیشه کے لیے غرق کردیا -

مجنوں پر ایمان رکھنے والوں کو سمجھ لینا چاهیے که یه قصه محض افسانه ہے - صحیح تنقید هرگز اِس کا وجود تسلیم نہیں کر سکتي - اُس شخص کے بارے میں تم کیا فیصله کروگے - جسکے نام، نسب، قبیله، اور واقعات میں اتفاق کي جگه سخت اختلاف ہو؟ اِس سے بھي بڑھ کر یه که راوي خود اُس کے وجود پر متفق نه ہوں اور اُسکے حالات سخت مشتبه لہجه میں روایت کرتے ہوں؟

ایسے شخص کے بارے میں تمہاري رائے کیا ہو سکتي ہے جس کے واقعات ابو الفرج اصفہاني صرف اس وجه سے روایت کرنا چاهتا ہے که اس کا موضوع اُسے مجبور کرتا ہے؟ پھر لطف یه که روایات کي صحت کي ذمه داری لینے سے اسے پوري طرح انکار ہے - وہ پورا بوجھ اصلي راویوں کي گردن پر ڈال دیتا ہے اور خود الگ ہو جاتا ہے - راویوں کے متعلق ہمیں معلوم ہے که وہ، بجز رواۃ حدیث کے، زیادہ محتاط نه تھے - اکثر مشتبه واقعات بھي بیان کر جاتے تھے - لیکن باوجود اپني اس بے احتیاطي کے وہ مجنوں کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں اور اُسکے وجود سے انکار کرتے یا شک ظاهر کرتے ہیں - نیز اُسکا نام، نسب، حلیه، اور سوانح حیات بالاتفاق بیان نہیں کرسکتے - پس جب خود اصل راویوں کا یه حال ہے، تو کیا همارے لیے یه سمجھنا نا مناسب ہوگا که مجنوں محض ایک افسانه ہے؟

دنیا مین

کتب فروشی کا عظیم مرکز

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دست طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں، تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کرلی گئی ہوں ؟

ایسا مقام موجود ہے :

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جسے ملک معظم برطانیہ اور آنکے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہے !

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوںکی تمام کتابیں

نئی اور پرانی، دونوں طرحکی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھہ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شائع ہوا کرتی ہے

هے، تو اِس کي بنياد غالباً اسي طرح اور اسي عهد ميں پڑي تهي -

اگر ايک طرف شاهي و تاجداري کي پيدايش اور اُس کي درجه به درجه ترقي سامنے رکهي جاے، اور دوسري طرف تصور الهي کي اس کڑي پر اور اُسکي تمام ارتقائي کڑيوں پر نظر ڈالي جاے ؛ تو به يک نظر واضح هوجايگا که دوسرا تصور، ٹهيک ٹهيک پہلے کا عکس هے، اور دونوں نقشے ايک هي ذهني مبدء سے نکلے هيں - انسان نے ايک هي زمانه ميں اور ايک هي طرح کے ذهن و خيال سے حکومت و کبريائي کے دو تخت بنائے - ايک زمين پر آراسته کيا - دوسرا آسمانوں کي ملکوتي فضا ميں بچها ديا - ايک پر وه اپنے ابناء جنس کو بٹها کر اُن کے سامنے اطاعت و غلامي کا سر جهکاتا - دوسرے پر اپنے خدا کا جاه و جلال ديکهکر سر بسجود هو جاتا -

يه جو مختلف قوموں کے قديم الهي تصورات ميں هم ديکهتے هيں که چهوٹے اور بڑے خداؤں کي تقسيم کي گئي، هر جگه کيليے محلي (مقامي) خداؤں اور آسماني سر پرستوں کا تخيل پيدا هوا - نذر، بهينٹ، اور قرباني، کي پيش کش ضروري سمجهي گئي، تقرب الهي کے ليے وسائط و وسائل کے عقيده نے رواج پايا، بڑے خدا تک پهنچنے کيليے چهوٹے خداؤں کي شفاعت ضروري تصور کي گئي، معبودوں کے غضب و انتقام سے بچنے کيليے طرح طرح کے مادي اعمال استعمال ميں لائے جاے لگے، خدا کي تمثيلي صورت کي نشست کيليے تخت يا تخت کے قسم کي کوئي چيز ضروري سمجهي گئي، اُس کے سر کي آراستگي کيليے "تاج" بهي وضع کيا گيا، اور اُس کي حکمراني کے انصرام اور مشوروں کيليے دربار اور دربار کے ارکان بهي پيدا هوگئے ؛ تو يه تمام باتيں في الحقيقت دنيا کي شاهي و حکمراني هي کا پرتو هيں

دنيا ميں جس وقت سے شاهي و حکمراني کي بنياد پڑي هے، يه تمام باتيں اُس کے لوازم و خصائص ميں سے سمجهي جاتي هيں اور مفهوم حکومت کے بنيادي اجزاء هيں - طاقت اور اختيار کي سب سے بڑي بڑائي پادشاه کيليے هوتي هے - ليکن پادشاه بذات خود تمام کار و بار حکومت انجام نهيں دے سکتا اور نه دينا پسند ديتا هے - اُس کے ماتحت وزير و امير هوتے هيں، اور وه احکام شاهي کے مطابق تمام کام انجام ديتے هيں - اسي چيز نے تصور الهي ميں بڑے معبود اور چهوٹے معبودوں کا تخيل پيدا کيا - خيال کيا گيا که چهوٹے معبود بڑے معبود کے نيچے رهکر کائنات قدرت کے تمام کار و بار انجام ديتے هيں -

يهيں سے تصور الهي ميں "تقسيم عمل" کا تخيل بهي ترقي پذير هوا - حکومت اور انتظام کے هر صيغه کے ليے کوي ايک امير اور وزير مقرر هوتا اور هر بستي اور شهر کے اوپر کوي ايک حاکم با اختيار هوتا - پادشاه سب کے اوپر تها، ليکن رعايا کا علاقه اپنے اپنے حاکموں سے تها - براه راست پادشاه سے نه تها - حاکموں اور وزيروں کو اختيار پادشاه هي سے ملتا هے، ليکن جب مل جاتا هے، تو وه اپنے اپنے دائرۂ حکومت ميں خود مختار هوتے هيں - رعايا کا فرض هوتا هے که اُنهي کے کهے پر چلے اور اپني ساري داد فرياد اُنهي کي چوکهٹوں پر لے جاے - اسي تقسيم عمل اور حکومت بالوسائط کا نقشه تصور الهي ميں بهي قائم هوا - اور پہلے کارخانۂ کائنات کے هر صيغه کے ليے الگ الگ خداؤں کي، پهر زمين کے هر حصے اور آبادي کے ليے محلي خداؤں اور کارسازوں کي تقسيم عمل ميں آئي - يه بات که خدا تک براه راست کوئي نهيں پهونچ سکتا - هر انسان کي پهونچ صرف درميان کے وسيله هي تک هو سکتي هے، اور اُسي کے وسيله سے وه معبود حقيقي تک پهونچ سکتا هے، ٹهيک ٹهيک يهي بات تهي که کوي آدمي براه راست پادشاه تک نهيں پهونچ سکتا - هر شخص کي پهونچ صرف اپنے اپنے حاکموں اور وزيروں اميروں هي تک هوسکتي هے - وه چاهيں تو دربار شاهي تک بهي پهنچاديں -

پادشاهوں تک عوام کا براه راست نه پهنچ سکنا، شاهي عظمت و کبريائي کے تخيل کا نتيجه تها - بنياد اس خيال کي يه تهي که جو شخصيت جس قدر بهي عوام کي رسائي سے بلند هوگي، اُتني هي عظيم اور مقدس هوگي - جوں جوں يه تخيل پادشاهوں کي شخصيت کے ساتهه ترقي کرتا گيا، اور اُن تک پهنچنے کے ليے نئے نئے واسطے اور وسيلے بنتے گئے، خدا کے تصور ميں بهي ايک منظم سلسلۂ وسائل کا تخيل پيدا هوتا گيا - اس تخيل کي انتها يه تهي که کوي انسان معبود حقيقي سے واسطه پيدا هي نهيں کرسکتا - اُسکا علاقه جو کچهه بهي اور جيسا کچهه بهي هے، صرف وسائط سے هے - يعنے اُن کار فرما طاقتوں سے هے جن کے سپرد تدبير عالم کا تمام کارخانه کر ديا گيا هے - اسي طرح نذرانه، پيش کش، قرباني، بهي ٹهيک ٹهيک وهي بات هے، جو ايک طرف انساني پادشاهي و سروري کے ليے وجود ميں آئي، دوسري طرف تصور الهي ميں بهي سرايت کر گئي -

علم مصريات Egyptiology سے مصر کے قديم الهي تصورات پر نهايت قيمتي روشني پڑي هے - اس سے معلوم هوتا هے که مصريوں کے سب سے زياده قديم معبود وهي تهے جنهيں محلي يا جماعتي معبود کهنا چاهيے - حضرت مسيح (عليه السلام) سے تقريباً نو هزار برس پہلے تمام سر زمين مصر محلي معبودوں ميں منقسم تهي - اِس عهد کے ايک هزار برس بعد (يعنے ۸۰۰۰ - قبل مسيح) ميں ايسے معبودوں کا تصور پيدا هوا جو محلي نه تهے - مثلاً "اوزي ريس" اور اُس کے ثالوث کي پرستش شروع هوي جو انسانيت کا ديوتا تسليم کيا جاتا تها - بعض کتبوں سے معلوم هوتا هے که اس عهد کے بعد مشرق سے کواکب پرستي کا تخيل مصر پهنچا اور "را رب" (سورج کے ديوتا) کا عالمگير اقتدار تسليم کر ليا گيا - هيرودٹس اگرچه اس عهد کے هزاروں برس بعد مصر پهنچا هے، ليکن اُس نے بهي يه پراني روايتيں معلوم کي هيں - وه لکهتا هے که مصر کے قديم زمانے ميں هر هر بستي کيليے الگ الگ خدا تها - جب ايک آدمي اپنے گانوں سے نکل کر کسي دوسرے گانوں ميں جاتا تها، تو جب تک وهاں رهتا، اپنے گانوں کے خدا کي پرستش ترک کرديتا اور اُسي دوسرے گانوں کے خدا کي پوجا کرتا "کيونکه وه لوگ يقين کرتے تهے که ايک مقام کا خدا صرف اپني هي حکومت ميں کارسازي کي قدرت رکهتا هے - دوسرے مقام کے انتظامات ميں دست اندازي نهيں کر سکتا" !

مصر کي طرح هندوستان بهي تاريخ تمدن کي سب سے بڑي قدامت رکهتا هے - يهاں بهي محلي اور قبائلي معبودوں کا تصور، اقتدار الوهيت کي درجه بدرجه تقسيم، کارخانۂ کائنات کے نظم کيليے تقسيم عمل، اور اسي طرح کے تمام تخيلات، اسي عهد کے نشؤ و نما کا پته ديتے هيں -

يونانيوں کے تصور نے تو کوه المپس کے معبودوں کا ايک پورا دربار حکومت ترتيب ديديا تها جسکا مرقع آج تک در و ديوار کي آرايش کا کام دے رها هے اور جسکے مناظر هومر کي زندۂ جاويد اليڈ ميں بار بار

باب التفسیر

تفسیر سورہ فاتحہ کا ایک صفحہ

انسانی تصور الہی کی تکمیل
اور
اس کا سلسلۂ ارتقا

(۲)

(دور قہر و جلال)

گذشتہ نمبر میں اس دور کي شرح و تفصیل کا صرف ابتدائي حصہ درج هوسکا - جس مقام پر پچھلا مقالہ ختم هوا ھے ' اسکے بعد مسودہ میں مزید شرح وتفصیل ھے - خلاصہ اس کا یہ ھے کہ علم الآثار اور قدیم اصنامي و مذهبي روایات وقصص سے معلوم هوتا ھے کہ اِس ابتدائي دور میں تصور انساني درجہ بدرجہ حسب ذیل منزلوں سے گزرا - یہ گویا اس سلسلۂ ارتقا کي پہلي اصولي کڑي کي فرعي کڑیاں تھیں :

(۱) ایک مجہول خوف ودهشت کا تصور -
(۲) ابتدائي تشخص وتعین -
(۳) مظاهر فطرت کي مہلک اور سلبي قوتوں کا تصور -
(۴) خوفناک اور مہلک جانوروں میں ما فوق الطبیعۃ طاقتوں کا تخیل -
(۵) غیر مرئي دیوتاؤں کا تصور -
(۶) دیوتاؤں کے تصور میں ترتیب ونظم کا ظہور -
(۷) کائنات فطرت کے اعمال ومظاهر میں تقسیم عمل کا تصور - یعني اس تصور کي ابتدا کہ هر چیز کي تخلیق و نگراني کیلیے الگ الگ خدائي طاقتیں هیں - آگے چلکر یہ تقسیم عام هوگئي - لیکن اس دور میں صرف فطرۃ کے سلبي اور تخریبي افعال میں هوئي تھي -

(صفات رحمت و جمال کي آمیزش)

ایک مدت تک ذهن انساني صرف صفات قہر و جلال هي کا تماشائي رہا - خود اسکا ذهني مزاج بھي ابھي رقیق و لطیف صفات کے نشو و بلوغ سے محروم تھا ' اسلیے وہ خدا کے تصور میں بھي ان کا جلوہ نہیں دیکھہ سکتا تھا - لیکن جب کچھہ عرصہ کے بعد انسان کي مدني زندگي نے چند قدم آگے بڑھاے اور اجتماعي معیشت میں ترقي هوي ' تو معیشت کے نظم ' روابط کے قیام ' علائق کي وسعت ' زندگي کے امن ' اور عقل و ادراک کے منجھہ جانے سے فکر و احساس کا دائرہ اتنا تنگ نہیں رہا ' جس قدر پہلے تھا - اس لیے قدرتي طور پر اسکے جذبات و امیال کي کیفیت میں بھي ترقي هوي ' اور ابتدائي زندگي کي سختي اور نا تراشیدگي کي جگہ رقت و لطافت کے احساسات ابھرنے لگے - اس حالت کا لازمي نتیجہ یہ تھا کہ تصور الہي کے دائرہ میں بھي ایک نئي وسعت پیدا هوگئي ' اور نئے نئے جذبات سے وہ آشنا هونے لگا -

یہ تصور الہي کي دوسري اصولي کڑي ھے - اس منزل میں پہنچ کر انسان نے دیکھا کہ خدا کا چہرہ اگرچہ غضب و هیبت کے خال و خد سے هولناک ھے ' لیکن کبھي کبھي اس پر رحمت و جمال کا تبسم بھی طاري هو جاتا ھے - یہ تبسم ابتدا میں بہت هلکا تھا - جوں جوں انسان کے لطیف جذبات منجھتے گئے ' یہ تبسم جمال بھی زیادہ نمایاں اور دلاویز هوتا گیا - یہانتک کہ انسان کے تصور الہي مین قہر و جلال کے ساتھہ ' رحمت و جمال کے تصور کا عنصر بھي شامل هوگیا -

یہ رحمت و جمال کے دور کي ابتدا تھي - اس دور میں خدا کي ایجابي صفات کا تصور بالکل ابتدائي اور ناقص حالت میں شروع هوتا ھے ' اور ایک خاص حد تک نشو و نما پاتا ھے - ابتدائي درجہ میں اسکا عنصر بہت خفیف هوتا ھے - آگے چل کر زیادہ نمایاں هو جاتا ھے - تاهم مجموعي حیثیت سے غلبہ قہر و جلال کي صفات هي کا رهتا ھے -

(تجسم وتمثل کا دوسرا قدم)

اِس دوسرے دور میں تجسم و تمثل (یعني خدا کي صفات کو مخلوق کي صفات کي طرح تصور کرنے) نے بھي ایک بہت هي سست قدم آگے کي طرف بڑھایا - تنزیہہ کي منزل ذهن انساني کیلیے بڑي مشکل اور بڑي هي دور کي منزل تھي - اسلیے اس راہ میں اسکے قدم تیز نہیں اٹھہ سکتے تھے - تاهم اٹھتے تھے ' اور اهستہ اهستہ تمثل کي سطح بلند هوتي جاتي تھي -

پہلے تمثل سرتا سر ادنی قسم کے حیواني صفات کا تھا - کیونکہ خود انساني صفات بھي اسي درجہ میں تھیں - پھر انسان کي معنوي ترقي کے ساتھہ ساتھہ تمثل کي نوعیت میں بھي ترقي هوتي گئي ' اور اونچے درجہ کي حیواني صفات سے تصور آشنا هوگیا - پھر اس میں بھي ترقي هوئي - انساني اور کائناتي صفات و اعمال میں سے جو صفات و اعمال اونچے درجے کے انسان کي نظروں میں آ سکتے تھے ' ان سے خدا کا تصور آراستہ کیا جانے لگا -

(الوهیت اور شاهیت)

مثلاً جب اجتماعي معیشت کي ترقي و وسعت سے حکومتوں اور حکمرانوں کا ظہور هوا ' اور طاقتور انسانوں نے کمزور افراد کو مسخر کرکے اپني شاهي ومالکي کي عظمت و سطوت پیدا کرلی ' تو ذهن انساني کے سامنے طاقت اور اقتدار کا ایک نیا پر شکوہ نمونہ آگیا - اسلیے قدرتي طور پر وہ خدا کے تصور میں بھي ایک طرح کي شاهي و حکمراني کا جاہ و جلال دیکھنے لگا ' اور ساز و سامان حکومت کے وہ تمام اجزاء اس میں بھي پیدا هوگئے ' جو دنیا کے پادشاهوں اور انکے درباروں میں پیدا هوگئے تھے - یہ جو آگے چلکر خدا کے عالمگیر تصور میں ایک شہنشاہ اور اسکے دربار حکومت کے تمام لوازم کا تخیل سرایت کرگیا - حتی کہ آج خدا کا نام سنتے هي همارے تصور میں ایک بڑے پادشاہ کے تخت عظمت و جلال کا نقشہ پیدا هوجاتا

مطبوعات الهلال بك ایجنسی

معارف ابن تیمیه و ابن قیم

[illegible]

مهتمم الهلال بک ایجنسی

[illegible]

السحر الحلال فی مجلات الهلال

[illegible]

همارے سامنے آتے هیں - اس دربار میں زفس یا زیوس **Zeus** (مشتري) عصاء شاهي هاتهه میں لیکر تخت ریاست پر متمکن هوتا - هیرا اُسکي بیوي ملکه کي طرح اُسکے بائیں جانب بیٹهتي - دونوں طرف تخت کے نیچے بقیه معبود اور دیوتا بیٹهتے ' اور هیبیا **Hebe** (زفس کي بیٹي اور شباب کي دیوي) ساقي گري کا فرض انجام دیتي - هومر الیڈ کي چوتهي نظم شروع کرتے هوے کهتا هے :

" دیوتاؤں نے زفس کے گرد مجلس شوری آراسته کي - سنهري ایوان میں سب جمع هوئے - هیبیا نے عیش و نشاط کے جاموں کو گردش دي " الخ

هندوستان اور یونان ' دونوں نے اپنے معبودوں کیلیے سر بفلک پهاڑ کي پراسرار چوٹیاں منتخب کي تهیں - هندوستان میں هماله کي برف آلود چوٹیاں دیوتاؤں کا مسکن اور دربار بنیں - یونانیوں کے پاس هماله جیسا پهاڑ نه تها ' لیکن اِلمپس کي ابر آلود چوٹیاں کافي بلند تهیں - اُنهوں نے خیال کیا ' ابر کے پر اسرار اور هیبت انگیز پردہ کے پیچهے اُن کے معبودوں کا دربار جاہ و جلال آراسته هے !

دیوتاؤں کیلیے طرح طرح کي سواریوں کا تخیل ' هندوستان ' یونان ' اور مصر کے مقدس رتهه ' آشور اور بابل کے تخت رواں ' ایران کا عجیب الخلقت مرکب ؛ سب اسي تخیل کے برگ و بار هیں - هندوستان ' مصر ' یونان ؛ تینوں نے معبودوں کي سواري کے جلوس اور تزک و احتشام کے سامان ویسے هي آراسته کیے تهے ' جیسے پادشاهوں کي سواریاں اُن وقتوں میں نکلا کرتي تهیں - علم و تاریخ کي خوش قسمتي سے اُن عهدوں کي شاهیت اور الوهیت : دونوں کے نقشے همارے سامنے آگیے هیں !

پادشاهت اور اُلوهیت کے اسي تماثل کا نتیجه تها که دونوں میں ایک عجیب طرح کا مخفي لزوم و علاقه پیدا هوگیا - یعني دونوں باهمدگر ایک دوسرے کے تخیل سے اِسطرح متاثر و منفعل هونے لگے که ایک کا اثر دوسرے پر پڑتا ' اور دوسرے کے اثر سے پهلا متاثر هوتا - کیونکه دو قریب قریب اور متماثل تخیل به یک وقت نشوؤ نما پانے لگے تهے - اگر ایک طرف شاهي و سروري نے اعتقاد نے خدا کے تخیل میں اپنا ساز و سامان حکومت پیدا کر دیا ' تو دوسري طرف خدا کے تصور کي شان الوهیت و تقدیس ' شاهي و سروري میں بهي پیدا هوگئي ' اور اس طرح ذهن انساني کے لیے دو هم شکل چیزوں میں حد امتیاز قائم کرنا دشوار هوگیا -

یهیں سے انساني پادشاهت میں شان اُلوهیت و کبریائي کے اعتقاد کي بنیاد پڑي - هندوستان ' مصر ' دو آبۂ دجله ؤ فرات ' اور ایران ' قدیم تمدن کے چار بنیادي مقامات هیں ' لیکن ان چاروں جگهوں کي تاریخ میں شاهي و سروري کے تاج کے گرد ' اُلوهیت و سماریت کا مقدس هاله نظر آ رها هے - هندوستان اور مصر میں پادشاہ کا منصب ایک آسماني منصب تسلیم کیا گیا - اُن کے خاندان ' نسب ' پیدایش ' نشو و نما ' موت ' اور هر طرح کے معاملات میں غیر انساني قسم کے اسرار و رموز کي تقدیس پیدا هوگئي - وہ خود بهي ایک دیوتا هوگئے ' خدا کا مظهر ' اوتار ' اور پهر زیادہ هلکے لفظوں میں خدا کا سایه تسلیم کیے گئے ' اور " مشبه " اور " مشبه به " کا امتیاز اس طرح اُٹهه گیا که اب اس کا فیصله دشوار هوگیا هے که ان دونوں چیزوں میں " مشبه " کون تها اور " مشبه به " کسے قرار دینا چاهیے ؟

یه جو تمام قدیم قوموں میں اُنکي پادشاهتوں کي ابتدا دیوتاؤں سے تسلیم کي گئي هے ' یا پادشاهوں کا سلسلۂ نسب اجرام سماریه سے ملا دیا گیا هے ' یا پادشاهت کي ابتدا آغاز خلقت کے کسي ایسے عهد سے هوتي هے جب دیوتاؤں اور آسماني طاقتوں کے ما وراء طبیعت کارنامے انجام پا رهے تهے ؛ تو یه بهي اِسي صورت حال کا قدرتي نتیجه هے - قدیم مصریوں کا عام اعتقاد تها که تخت مصر پر پهلا دور دیوتاؤں کي براہ راست حکومت کا گزرا هے - دوسرا دور ایسے انسانوں کي حکومت کا تها جن میں پوري نهیں آدهي دیوتائي تهي - بیس هزار برس جب ان دونوں دوروں پر گزر چکے ' تب انسانوں کا دور حکومت شروع هوا - هندوستان میں بهي چندر بنسي اور سورج بنسي خاندانوں کا تخیل قائم هوا ' جنکا سلسلۂ نسب چاند اور سورج پر جا کر ختم هوتا هے - آشوریوں اور بابلیوں کا بهي یهي خیال تها - وہ کهتے تهے ' پادشاهت کا سب سے پهلا سلسله سورج دیوتا سے شروع هوا هے -

انساني پرستش کے تخیل نے بهي اسي دور میں نشوؤ نما پائي - تمام ایسے انسان جو عام سطح سے کوئي بلند طاقت حاصل کر لیتے تهے ' به آساني دیوتاؤں کا درجه حاصل کر لیتے - عجب نهیں اِس کي ابتدا اِسي الوهیت اور پادشاهت کے تشابه سے هوئي هو -

مظاهر فطرة کي پرستش کے سلسله میں اجرام سماوي کي پرستش بهي اسي دور میں شروع هوئي ' اور انساني تخیل نے به تدریج اپنے ماحول سے متاثر هوکر اُن کي جسماني شکل و شباهت وضع کر لي - غالباً کواکب کي مختلف جسماني صورتیں سب سے پهلے دو آبۂ دجلۂ و فرات میں پیدا هوئي هیں - اُس کے بعد مصر اور یونان میں کواکبي اصنام کي پرستش کا ظهور هوا ' اور اُن کي اِلهي روایات نشوؤ نما پانے لگیں - پهر ایک مدت کے بعد جب علم هئیة کي ابتدائي معلومات سے انسان آشنا هوا ' تو کواکب پرستي کے تخیل میں زیادہ نظم و اسلوب پیدا هوگیا ' اور ذهن و فکر کي رقت و لطافت ترقي کرنے لگي -

---

مختارات

سچ اور خاموشي ' عورت کا بهترین زیور هے — اربیڈس

تهوڑي فرقت محبت کو بڑهاتي ' اور زیادہ فرقت محبت کو قتل کر ڈالتي هے — میرابو

عورت کے محبت بهرے دل سے زیادہ بڑي چیز دنیا میں کوئي نهیں — لوتهر

عورت اس لیے پیدا کي گئي هے که مرد کو مانوس کرے — والٹیر

مرد کو خدا سے همیشه دعا کرني چاهیے که عورت اُس کي حقیقت نه جاننے پائے — تهیکرے

ادم سب سے زیادہ خوش نصیب انسان تها - کیونکه اُس کي ساس نه تهي — پارفیه

(اتفاق سے ایک شعري خطاب)

" اتفاق ' آہ تم کیا جانو اتفاق کیا هے ؟ اتفاق ایک سفید کبوتر هے جو اپني چونچ میں زیتون کي شاخ لیے هوئے ' نااتفاقي کے طوفان سے نجات دینے کي خوش خبري سنا رها هے !

اتفاق چهچهاتي هوئي ایک بلبل هے اور اپنے شیریں راگوں سے غمزدہ دلوں میں طرب پیدا کر رهي هے !

اتفاق ' خوبصورت عندلیب هے - آسمان میں اڑتي چلي جاتي هے ' اور وهاں سے نسیم جنت بن کر واپس آتي هے !

اتفاق ' آسماني فرشته هے جو اپنے نوراني پر بهادر روحوں پر پهیلا دیتا هے ! "

الہلال

[illegible]

قیمت فی پرچہ پانچ آنہ

دنیا کی بہترین کتابوں کیلیے بہترین رہنما

[illegible]

دنیا کے ہر معلم اور ماہر فن تعلیم کیلئے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

M. R. MARSDEN & CO

[illegible] 708

[illegible] Street, Calcutta

برونو مولر اینڈ کو - برلن

[illegible]

BRUNO MULLER & CO M. B. H.

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA
EDITOR : MAULANA ABU AL-KALAM AZAD.

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رساله

نمبر ١١ کلکته : جمعه ٢٧ . صفر ١٣٤٦ هجری جلد ١
Calcutta : Friday, 26, August 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی .
طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای .
پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی .

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی . اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین . آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین . لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین .

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی . یاد رکهیی . طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیي سب سی زیاده اهم مسئله هی . ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین .

الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ٦٥٧ مراسلات وصول هوی هین . تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	٨٤	اردو حروف کی حق مین	٢١٠
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	١٢١	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	٥٦
پتهر کی چهپائی کی حق مین	١٨٦		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی .

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی . اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی . آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین .

الهلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شايع هوتا هے

قيمت سالانه مع محصول	باره روپيه
هندوستان سے باهر کيليے	سوله روپيه
قيمت شش ماهي	سات روپيه
قيمت في پرچه	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " مينيجر الهلال " کے نام سے کي جاے ليکن جو خطوط مضامين سے تعلق رکھتے هوں انکے لفافه پر " ايڈيٹر " کا نام هونا چاهيے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنايت خط و کتابت ميں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھيے -

(۴) خط و کتابت ميں نمبر خريداري لکھيے جسکي اطلاع آپکو وصول قيمت کي رسيد ميں ديدي گئي هے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پهنچے تو تاريخ اشاعت سے ايک هفته کے اندر اطلاع ديں - ورنه بصورت تاخير بغير قيمت کے روانه نهيں کيا جائيگا -

(۶) اگر آپ دو تين ماه کيلئے ايک جگه سے دوسري جگه جا رهے هيں تو اپنا پته تبديل نه کرايے ، مقامي ڈاکخانه کو اطلاع ديکر انتظام کر ليجيے - اگر اس سے زياده عرصه تک کے لئے تبديل مقام پيش آجاے تو ايک هفته پيشتر اطلاع ديکر پته تبديل کراليں -

(۷) مني ارڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھديں -

(۸) ايسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسيد زر و اطلاع اجراء اخبار وغيره) سے نهيں هے ٹکٹ ضرور بهيجيے ورنه دفتر پر غير معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑيگا -

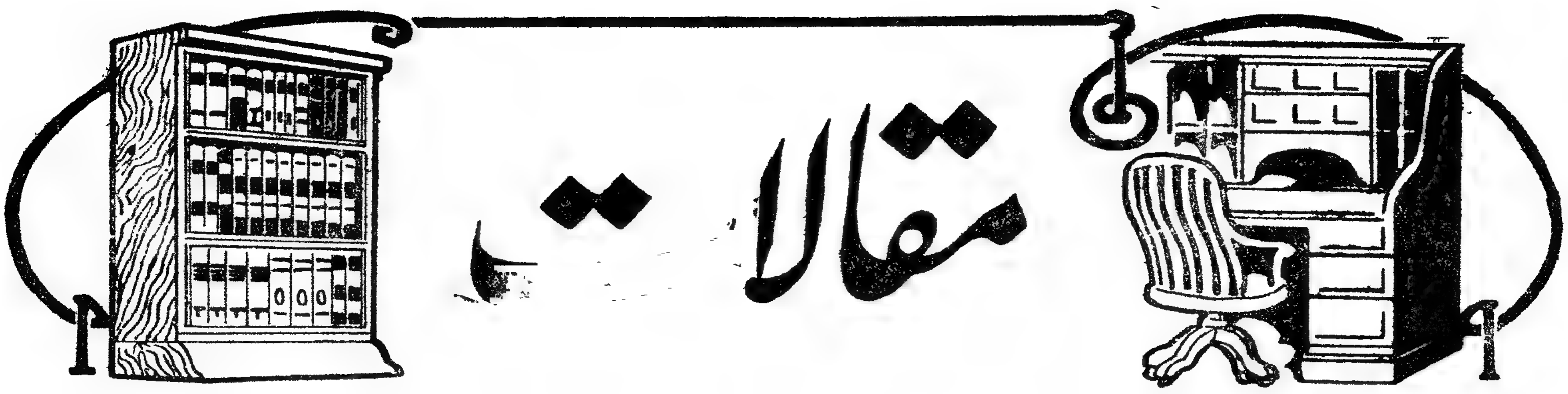

مقالات

ليلى مجنون

از ڈاکٹر طاهه حسين

(۲)

قيس کے بارے ميں عام راوي تو صرف اختلاف بيان هي پر قانع هيں ليکن ثقه راويوں کو انکار يا شک ميں تامل نهيں هے - ميں تمام اقوال پيش کرکے تحرير کو طول دينا نهيں چاهتا - آغاني کي پهلي اور دوسري جلد ميں کافي ذخيرہ موجود هے ' اور بآساني ديکها جا سکتا هے -

بعض راويوں کا انکار تو اِس درجه تک بڑہ گيا تها که وہ کهتے تهے :

" بني عامر (مجنوں کے قبيله) کے دل اِس قدر تهوس هيں که ان ميں اِتني زيادہ محبت هو هي نهيں سکتي - هاں بے عقل باشندگان يمن سے يه بعيد نهيں - ليکن بني نزار اِس سے کوسوں دور هيں "

ايک اور راوي تصريح کرتا هے :

" ميں قبيلۂ عامر کے ايک ايک خاندان ميں پهرا اور سب سے مجنوں کے متعلق سوال کيا - مگر کسي نے بهي اُس کي واقفيت کا اظهار نهيں کيا - بلکه سخت انکار کيا "

ايک دوسرے راوي کا بيان هے :

" ميں نے بني عامر کے ايک بدوي سے مجنوں کا حال پوچها - اُس نے بهت سے عامري مجنونوں کے نام بتائے اور اُن کے اشعار سنائے مگر قيس بن ملوح کے وجود سے برابر انکار کرتا رها "

پهر اُن راويوں پر نظر ڈالو جو اس مجنوں کے واقعات کے راوي هيں - وہ خود آپس ميں سخت اختلاف رکهتے هيں ' حتى که اُس کے نام تک پر متفق نهيں - کوئي قيس بتاتا هے - کوئي مهدي کهتا هے - کوئي اقرع قرار ديتا هے - کوئي بحتري پر زور ديتا هے - پهر اُس کے حسب و نسب کے بارے ميں اختلاف شروع هوجاتا هے - پهر خود اُس کا جنون بهي سب تسليم نهيں کرتے - کوئي کهتا هے ' وہ بالکل ديوانه تها - کوئي اُسے عاقل گردانتا هے - اصمعي کا قول هے " وہ مجنون نهيں تها - صرف ابو حيه نميري کي طرح تهوڑي سي سنک تهي " اِس کے بعد يه بحث شروع هوتي هے ' آخر وہ مجنوں کيسے مشهور هوا ؟ بعض کهتے هيں " وہ پہلے هي سے ديوانه تها " بعض اِس کے خلاف هيں اور يه وجه بيان کرتے هيں که " اُس نے ايک شعر ميں اپنے آپ کو مجنوں کها تها - اِس ليے اُس کا يه لقب پڑگيا جيسا که بهت سے شعراء کا حال هے - مثلاً نابغه " اختلاف ابهي ختم نهيں هوتا ' بلکه جنون کے سبب تک پهنچتا هے - کچهه لوگ کهتے هيں " محبت نے اُسے ديوانه بنا ديا تها " بعض کهتے هيں " در اصل اُس نے اپنے ايک شعر ميں خدا کي مشيئت پر اعتراض کيا تها ' اس ليے خدا نے اُس پر اپنا قهر نازل کيا ' اور ديوانه هوگيا " وہ شعر يه هے : (اور کيا بے نظير شعر هے !)

قضاها لغيري و ابتلاني بحبها
فهلا بشيئ غير ليلى ابتلانيا ؟

(خدا نے ميري محبوبه کو تو دوسرے کے ليے کرديا - ليکن مجهے اُس کي محبت ميں مبتلا کرديا - کيا يه نهيں هو سکتا تها که ليلى کے سوا مجهے کسي دوسري مصيبت ميں مبتلا کر ديا جاتا ؟)

بعض راوي اِس کا رد کرتے هيں - اُن کا بيان هے که خدا کا قهر جنون کي شکل ميں نهيں بلکه برص کي شکل ميں اُترا تها - غرضکه جتنے منهه اُتني هي باتيں هيں - ايسي صورت ميں کون يقين کر سکتا هے که مجنوں جيسا کوئي مشهور شخص دنيا ميں کبهي موجود تها ؟

بلا شبه يه اعتراض پيدا هوتا هے که اگر مجنوں موجود نه تها تو يه پورا قصه کهاں سے آگيا ؟ اس کا جواب خود ادب اور شعر کے راويوں نے ديديا هے - ابن کلبي لکهتا هے :

" بني اميه کا ايک نوجوان اپني چچيري بهن پر عاشق هوگيا تها - جوش عشق ميں اُس نے اشعار کهے - پهر ڈرا ' مبادا راز کهل جائے اور طرفين کي رسوائي هو - لهذا اُس نے اس راز داري کے ليے مجنوں کا نام اختراع کرليا اور اپنے اشعار اُس کي طرف منسوب کرديے "

پهر هم يه بهي جانتے هيں که اُس زمانه ميں شعر و ادب کے ايسے راوي موجود تهے جنکا کام محض لوگوں کا دل بهلانا اور گرمي صحبت کے ليے داستانسرائي کرني تهي - وہ اشعار و حکايات بناتے تهے اور بصرہ ' کوفه ' بغداد وغيرہ بڑے بڑے شهروں ميں پهيلا ديتے تهے - جس طرح آج کل کے بعض اخبار نويس لندن اور پيرس ميں طرح طرح کے افسانے مشهور کرديا کرتے هيں - يه معمولي لوگ نه تهے - اِن ميں ايسے لوگ بهي داخل تهے جنهيں آج کل ثقه راوي يقين کيا جاتا هے - اِنهوں نے اشعار و حوادث گڑهنے ميں غير معمولي مهارت حاصل کي تهي - وہ صاحب علم و فکر تهے - اس ليے اُس زمانه ميں بهي عوام اُنهيں صادق و معتبر سمجهتے تهے اور ان کي روايت بغير شک و شبه کے قبول کر ليتے تهے - اس طرح کے راويوں ميں سے دو راويوں کے نام ميں يهاں پيش کرونگا - " حماد راويه " اور " خلف احمر " اِن دونوں شخصوں نے بے شمار مصنوعي واقعات و اشعار بنائے هيں - يه دونوں عربي زبان کے ماهر اور بدوي قبائل سے بهي بهتر عربيت کے اسرار و دقائق جاننے والے تهے - دونوں اپنے دين ميں متهم اور لهو و لعب کے دلداده تهے - بعض هم عصر شعراء انکے شريک حال هوگئے تهے - اسليے ان کے راز جانتے تهے اور انکي صداقت ميں شبه کرتے تهے -

يه حال صرف رواۃ ادب و شعر هي کا نهيں هے - اهل علم جانتے هيں که انساب ' سير ' اور فتوح و غزوات کے بهت سے راوي بهي ايسے هي تهے - سيرت ابن هشام اٹهاکر ديکهو - اس ميں ايک بڑا ذخيرہ اشعار کا پاؤگے - ليکن خود ابن هشام روايت کے بعد تصريح کرتا جاتا هے " فن شعر کے اکثر عالم اس قصيدہ سے انکار کرتے هيں "

ان تمام اصحاب کیلیے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیا کا شوق رکھتی هین

دنیا مین عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

هے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پراني قلمي اور مطبوعہ کتابیں، پراني تصویریں، پرانے سکے اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا هر قسم کا سامان، اور هر طرح کے پرانے صنعتي عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب هیں، تو هم سے خط وکتابت کیجیے - کم ازکم همارے نمایش گاهوں اور ذخائرکي فہرستیں هي منگوا لیجیے - اهل علم اور اهل دولت، دونوں کیلیے همارا ذخیرہ قیمتي هے -

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولي مصارف و مساعي کے بعد حاصل کیا گیا هے -

دنیا کے تمام قدیم تمدني مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، هندوستان، ایران، ترکستان، جین، وغیرہ ممالک میں همارے ایجنت همیشہ گردش کرتے رهتے هیں -

با این همہ

قیمتیں تعجب انگیز عہد تک ارزاں هیں !

براعظم یورپ ، امریکہ ، اور مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، هم سے نوادر حاصل کرتے رهتے هیں - قاهرہ کے نئے ایوان شاهي کے نوادر ابهي حال میں هم هي نے فراهم کیے هیں -

اگر آپکے پاس نوادر موجود هوں

تو آپ فروخت کرنے کیلیے بهي پہلے هم هي سے خط و کتابت کیجیے - بہت ممکن هے کہ همارا سفري یا مقامي ایجنت آپسے مل سکے -

کے باپ نے قیس کو اپني لڑکي دینے سے انکار کردیا - سبب یه بتایا که قیس اُس کي لڑکي پر عاشق هے اور عشق طشت از بام هوچکا هے - بعینه یهي واقعه هم دوسرے عشقیه قصوں میں بهي پاتے هیں - یه گویا اُس عهد کے عشقیه قصوں کا ایک مقبول عام انداز بیان تها - راویوں کا بیان یه هے که عربوں میں یه رسم تهي که وه عاشق سے لڑکي کا بیاه نهیں کرتے تهے - میں نهیں جانتا یه بیان صحیح هے یا غلط ؟ عرب جاهلیة کا دستور تو اِس کے برعکس تها - گمان غالب یه هے که راویوں نے یه دستور محض اپنے دل سے ایجاد کیا هے تاکه عشقیه قصوں میں عشاق کي محرومیوں کي ایک معقول وجه هاتهه آجاے -

یه واقعه بهي کچهه کم مضحکه انگیز نهیں که خلیفهٔ وقت نے اعلان کر دیا تها که اگر قیس، پردہ میں بیٹهنے کے بعد بهي لیلی سے تعرض کرے تو قتل کر ڈالا جائے - پہلے واقعه کی طرح یه واقعه بهي اکثر عشقیه قصوں مبں دهرایا گیا هے - هم بجا طور پر سوال کر سکتے هیں که کیا خلفاء کیلیے بجز اِسکے کوئي کام باقي نهیں رها تها که بدوي عاشقوں کے معاملات محبت میں حاکمانه مداخلت کرتے رهیں ؟ کبهي آنکے قتل کا حکم دیں - کبهي اُنهیں معاف کردیں ؟ آخر وه کون سي شرعي بنیاد تهي جس کي بنا پر وه اِس قسم کے احکام صادر کرتے تهے ؟ کیا شریعت میں بے اختیارانه عشق اتنا بڑا جرم هے که اُس کي تعزیر قتل هے ؟

اِسي طرح یه واقعه بهي ایک پر لطف ایجاد هے که قیس جنون عشق میں وحشي هوگیا تها - اِیسا وحشي که اُس کا جنگل کے سوا کهیں جي نهیں لگتا تها - هرنوں سے موانست هوگئي تهي - اور شب و روز کا ساتهه تها - داستان گو کي مبالغه پسندي کے لیے اِتنا کافي نه تها - وه ایک قدم اور آگے بڑهتا هے ' اور همیں بتلاتا هے که ایک دن وه (راوي) قیس کي جستجو میں اُس درخت تک پهنچ گیا جسکے نیچے قیس هرنوں کے ساتهه بسیرا لیتا تها - اور اِس طرح پهنچا که نه تو قیس کو اُسکي خبر هوئي ' نه اُسکے رفیق و مونس هرنوں کو - پہلے یه سراغ رساں راوي چپکے سے درخت پر چڑه جاتا هے ' پهر اُترتا هے اور قیس سے سوال و جواب شروع کر دیتا هے - هرن آواز سنتے هي بهاگ گئے - قریب تها که قیس بهي چل دے - مگر راوي نے فوراً لیلی کا نام لے لیا - علي بابا کے " سم سم " کي طرح " لیلي " کے لفظ نے فوراً اپنا طلسمی اثر دکهایا اور قیس کي وحشت دور هوگئي - اب وه آدمیت سے باتیں کرنے لگا - لیکن پهر اچانک ایک نازک بدن هرني نظر آگئي اور اُس کا جوش جنوں از سرنو تازه هوگیا !

یه سب راویوں کا تخیل و تصنع هے - هم اِسے هرگز واقعه نهیں سمجهه سکتے - یه مبالغه کي ایک خاص قسم هے - داستان گو جب معقول گفتگو کرنے سے عاجز هو جاتے هیں تو بے سر و پا باتیں شروع کر دیتے هیں - اکثر قدیم عشقیه قصوں میں یهي چیز نظر آتي هے - دنیا کي سب سے پراني قصصي نظم الیڈ کا بهي یهي حال هے - یوناني شعر و ادب کے مغربي نقادوں نے اِسي اسلوب پر الیڈ کي بهي تنقید کي هے - اُسکے غیر معقول رکیک ' اور مبالغه آمیز اشعار ' کم زور شعراء کا الحاقي کلام قرار دیا هے - اور معقول و دلچسپ اشعار کو ماهر شاعروں کا تخیل بتایا هے - (یعنے اُن مغربي نقادوں نے جنهوں نے هومر کے حقیقي وجود سے انکار کیا هے)

میرے خیال میں اِس تفصیل کے بعد اگر مجنوں کے ساتهه بهت رعایت کي جائے اور اُسے محض خیالي شخص نه قرار دیا جائے ' جب بهي اُسکے مشکوک و مشتبه هونے میں تو کلام نهیں هوسکتا - بلا شبه بحث کا خاتمه شک و انکار پر ناپسندیده هے - لیکن همیں علم و حقیقت کي خاطر کبهي کبهي اُس پر مجبور هوجانا پڑتا هے -

همارے سامنے متعدد عشقیه عربي قصے موجود هیں - یه قصے کئي باتوں میں باهم مشترک هیں اور کئي باتوں میں مختلف هیں - مثلاً یه چیز سب میں یکساں طور پر موجود هے که ان تمام قصوں کے ابطال عشق (هیروز) بدوي هیں - سب کی محبت یکساں طور پر انتهائي قسم کي هے - محبت نے سب کو یکساں طور پر بڑي بڑي تکلیفیں دیں - سب کي محبت پاک تهي - سب نے تقریباً ایک هي طرح اپنے جذبات کا اپنے اشعار میں اظهار کیا هے - سب کے اشعار رقیق اور تقریباً ایک هي درجه کے هیں - سب کے واقعات ' مصائب ' طرز عمل ' اور خلفاء و حکام کي مداخلت کي نوعیت بهي یکساں هے - اختلاف صرف اُن کے ناموں میں هے ' اُن کے قبائل میں هے ' یا اُس ماحول میں جس میں انهوں نے پرورش پائي تهي -

قیس بن ملوح (مجنوں) کے انکار اور قیس بن ذریح (عاشق لبنیٰ) میں شک کرنے کے بعد همیں اُن کي جگه دوسرے اشخاص یا دوسري چیزیں قائم کرني چاهئیں ' ورنه بحث بے نتیجه هوگي - نفي و سلب کے بعد اثبات و ایجاب ناگزیر هے - میري رائے میں قیس بن ملوح ' قیس بن ذریح ' جمیل بن معمر ' اور عروه بن حزام کی جگه صحیح لفظوں میں صرف ایک چیز ثابت و موجود هے - یعني عهد مولدین کے قصص عشقیه کا فن اور مذهب (اسکول) میرا یقین هے که یه فن ' عهد اموي میں ظاهر هوچکا تها ' یا کم سے کم اُس کي نمایاں بنیادیں پڑچکي تهیں - آهسته آهسته اِس میں ترتیب و ترقي هوئي ' یهاں تک که ایک مستقل فن بن کر موجوده زمانه کي عشقیه قصه نویسي کے قریب قریب پهنچ گیا -

اس حقیقت کے انکشاف کے بعد مجهے اس کي کوئي پروا نهیں که قیس بن ملوح کي شخصیت تاریخي هے یا غیر تاریخي ؟ میرے سامنے چند عشقیه قصے موجود هیں : قصهٔ قیس بن ملوح ' قصهٔ قیس بن ذریح ' قصهٔ جمیل بن معمر ... وغیره - اب میري بحث کا موضوع یه قصے هیں جنهیں متمدن تخیل نے پیدا کیا هے ' نه که خود عشاق - مجهے وه اشخاص تلاش کرنے چاهیئیں جنهوں نے یه قصے بنائے - نه که وه عشاق جن کے حالات یه قصے بیان کرتے هیں - مجهے قصه نویسوں کي اختراعي قابلیت اور نظم و نثر میں اُن کي مهارت فنی سے بحث کرني هے - مجهے اُس ادبي فن پر غور کرنا چاهیے جو ادب و علوم کي دوسري شاخوں کي طرح ' اسلام سے پہلے عرب میں نا پید تها ' اور اسلامي تمدن کے گهواره میں پیدا هوگیا -

بلا شبه مبں جانتا هوں ' اِس بحث کي راه میں سخت موانع درپیش هیں - یهي ایک مانع کیا کم هے که ان قصوں کے مصنفوں کے نام معلوم نهیں - تاهم همیں چاهیے که ادب عربي کي خصوصیات و کمالات کي تحقیق و کشف کے لیے اس دشوار گزار وادی میں قدم اُٹهائیں ' اور اِن قصوں کا ادبي تجزیهٔ و تحلیل کرکے اُن کا عیب و هنر الگ دکهادیں - همیں چاهیے که عهد اموی کے اُن ادبي ' اخلاقي ' سیاسي ' اجتماعي ' اسباب کا سراغ لگائیں جنهوں نے ان قصوں کے لیے پہلے پهل زمین طیار کي ' اور پهر ان اسباب کي بهي جستجو کریں جنسے عهد عباسي میں یه تمام عمارتیں منهدم هوگئیں -

اصل یه ہے که عرب ، روم ، ایران ، اور یونان ؛ باهم بہت حد تک مشابه هیں - رومیوں نے یونان پر جنگي فتح حاصل کي تهي مگر یونان نے رومیوں پر ادبي فتح پا لي - یہي حال عربوں کا هوا - اُنهوں نے اَیران کو اپنے قومي جوش سے مسخر کیا ، مگر خود ایراني ادب و ذهنیت سے مغلوب هوگیے - اس ادبي فتح کے جلوے روم اور بغداد میں یکساں طور پر نظر آتے هیں - یونان اور ایران ، دونوں نے یه کیا که روم اور عرب کے تمدن پر دست درازي کي اور قطع و برید کرکے اسے مسخ کر ڈالا - یہي صورت حال انساب اور تاریخ و سیر میں بهي پیش آئي ہے -

ان وجوه کي بنا پر همیں پورا حق ہے که اپنے ثقه راویوں کي روایت پر بهي شبه کریں - اور جب وه مجنوں جیسے قصه میں اس قدر باهم مختلف هوں تو آور بهي زیاده شک و احتیاط کریں -

همارے پاس بحث و تحقیق کا ایک طریقه آور بهي ہے - لیکن وه محض ایک فني طریقه ہے - تاریخ سے تعلق نہیں رکهتا - مجنوں کے اشعار میں هم اِس طریقه سے کام لے سکتے هیں - شعر همیں خود بتادے گا که یا تو وه بتکلف بنایا گیا ہے ، اس لیے محبت کا سچا جذبه پیش نہیں کرتا - یا مختلف شاعروں کا کلام ہے اور راویوں نے سہواً یا عمداً اُسے مجنوں کي طرف منسوب کر دیا ہے -

جاحظ نے بالکل ٹهیک کہا ہے :

” کوئي شعر نہیں جس میں لیلیٰ کا ذکر هو اور لوگوں نے قیس بن ملوح (مجنوں) کي طرف منسوب نه کر دیا هو - اور کوئي شعر نہیں جس میں لبنیٰ کا ذکر هو اور قیس بن ذریح کے سر تهوپ نه دیا گیا هو - یه واقعه ہے که مجنوں کی طرف بہت سے شعر منسوب کر دیے گئے هیں ، حالانکه خود مجنوں کو اُنسے کوئي تعلق نہیں - یه شعر اُن شاعروں کے هیں جو نه تو مجنوں تهے ، اور نه محبت نے اُنکا وه حال کر دیا تها جو مجنوں کا تها “

شاعر کي تحقیق کس طریقه پر کرني چاهیے ؟ خود شاعر کي شخصیت سب سے پہلي چیز ہے - یه اس لیے که شاعر اپنے شعر میں اپني شخصیت ضرور رکهتا ہے - اگر شاعر ، کامل ہے تو اُسکا دیوان اُسکي نفسیت اور جذبات کا آئینه اور اُسکي پوري شخصیت کا مظهر هوتا ہے - اُس کي مختلف نظموں میں ایک هي روح ، ایک هي نفسیت ، ایک هي قوت کار فرما نظر آئیگي - بلا شبه تمام اشعار یکساں نه هونگے - لطافت و رونق اور رقت و جودت میں کمي بیشي هوگي - لیکن شاعر کي شخصیت سب میں نمایاں هوگي ، اور وحدت شعري اِس درجه واضح هوگي که ذوق سلیم فوراً فیصله کر دیگا که یه شعر فلاں کا ہے یا یه شعر فلاں شاعر کے اسلوب پر ہے - همارے خیال میں یه طریق تحقیق نا قابل شک اور فنون ادب میں یکساں طور پر قابل عمل ہے - خصوصاً شعر غنائي (گانے کے اشعار) میں اُسکي اهمیت غیر معمولي ہے - کیونکه شعر کي یه صنف ، نفس کا شفاف آئینه اور جذبات کا سچا مظهر هوتا ہے -

اِس اصول کي بنا پر کیا هم مجنوں کے اشعار میں اُس کي کوئي نمایاں شخصیت دیکهه سکتے هیں ؟ میرا دعویٰ ہے که نہیں - اِس دعوے کے ثبوت میں بحث دراز کرني نہیں چاهتا - میري تحقیقات کا خلاصه مختصر لفظوں میں یه ہے که مجنوں کي طرف جتنے اشعار منسوب کیے گئے هیں ، وه :

(۱) یا تو مشہور شعراء کے هیں اور راویوں نے غلطي سے مجنوں کي طرف منسوب کر دیے هیں -

(۲) یا مجهول شعراء کے هیں اور لیلیٰ کا ذکر دیکهکر لوگوں نے مجنوں کے سمجهه لیے هیں -

(۳) یا خود راویوں نے جان بوجهه کر بنائے هیں -

(۴) یا مغنیوں نے اپني گرم بازاري کے لیے گڑهے هیں اور مجنوں کے سر تهوپ دیے هیں -

میں نے بڑي کوشش کي ، مگر ان اشعار میں کسي مشترک شخصیت کي روح نه دیکهه سکا -

مجنوں کے بارے میں اپني رائے ایک آور طریقه سے بهي هم ثابت کر سکتے هیں - وه یه که راوي اُس تعلق کي نوعیت بیان کرنے میں بهي بہت مختلف هیں جو قیس بن ملوح (مجنوں) اور لیلیٰ کے درمیان تها -

بعض کہتے هیں لیلیٰ مجنوں میں بچپنے هي سے تعارف هوگیا تها - دونوں بکریاں چرایا کرتے تهے - آهسته آهسته دل کو تعلق هوا - یہاں تک که بچپنے کے اُنس نے جواني میں عشق کي صورت اختیار کرلي - جوان هونے پر لیلیٰ قیس سے چهپا دي گئي تهي - اِس صدمه نے اُسے مجنوں بنا دیا -

بعض یه قصه تسلیم نہیں کرتے - اُن کا دعویٰ ہے که دونوں میں بچپن سے تعارف نہیں هوا - بلکه اتفاق سے ایک سفر میں ملاقات هوگئي - ایک سفر میں قیس نے چند نازنینیں دیکهیں - سلام کیا - اُنهوں نے جواب دیا اور بات چیت کے لیے بٹها لیا - قیس سواري سے اُترا - امرء القیس کي طرح اپني اونٹني ذبح کر ڈالي اور گوشت بهون بهون کر اُنهیں کهلانے لگا - یہاں تک که شام هوگئي - شام کو ایک آور نوجوان وارد هوا - سب لڑکیاں قیس کو چهوڑ کر اُس کي هو رهیں - اِس پر قیس خفا هوکر چلا گیا اور جوش میں اشعار کہے - دوسرے دن صبح پهر اُدهر گیا تو لڑکیاں موجود نه تهیں - صرف لیلیٰ موجود تهي - اُس نے قیس کو بلایا - قیس نے کل کي طرح پهر اپني اونٹني ذبح کي اور محبت کا اظهار کیا - ابتدا میں لیلیٰ نے بے رخي دکهائي - قیس بہت غمگین هوا - لیکن پهر لیلیٰ کو ترس آگیا - اپني محبت کا بهي اعتراف کرلیا -

بعض اِسے بهي تسلیم نہیں کرتے - وه کہتے هیں - قیس عورتوں کے صحبت کا دلداده تها - لیلیٰ ایک سرو قامت ، خوش اندام ، خوش رفتار ، نازک بدن دوشیزه تهي - قبیله کے نوجوان اُس کے هاں بیٹهتے اُٹهتے تهے - قیس نے سنا تو وه بهي آنے جانے لگا - آخر کار دام محبت میں گرفتار هوگیا !

اِسي قسم کي آور روایتیں بهي هیں - اِنسے صاف معلوم هوتا ہے که لیلیٰ کي شخصیت بهي قیس سے کچهه کم ما به النزاع نہیں ہے - ایک روایت میں اُسے بکریاں چرانے والي لڑکي بنایا ہے - دوسري میں بدوي دوشیزه ، جو نوجوانوں کو روکتي اور اُن سے گفتگو کرنا پسند کرتي ہے - تیسري میں اُس وضع کي ایک مہذب اور نستعلیق خاتون ، جیسي بڑے بڑے اسلامي شہروں میں هوا کرتي تهیں - کیا صرف یہي ایک اختلاف ، لیلیٰ کي شخصیت مشتبه کر دینے کے لیے کافي نہیں ہے ، جیسا که پہلا اختلاف مجنوں کي شخصیت پوري طرح مشکوک کر دیتا ہے ؟

مجنوں کے قصه میں آور بهي اندروني شہادتیں ایسي موجود هیں جو میري رائے کي تائید کرتي هیں - مثلاً یه روایت که لیلي

صحبت اور معاشرت بهي اکتسابي تعليم وتربيت کا سب سے بڑا ذريعه هے ' بلکه بسا اوقات درس و تدريس کي باقاعده تعليم سے بهي کهيں زياده موثر هوتي هے - ليکن جهاں تک اُسکي زندگي کے حالات روشني ميں آئے هيں ' کوئي قرينه اِس کا موجود نهيں هوسکے مشرق و ايشيا کي عام مقلدانه ذهني سطح سے کوئي بلند درجه کي صحبت ملي هو-

سفر و سياحت بهي ذهن کي نشو و ترقي کا بهت بڑا ذريعه هے ' ليکن اُس نے اپني ابتدائي زندگي ميں هندوستان اور حجاز کے سوا اور کسي مقام کا سفر نهيں کيا تها - ظاهر هے که اِن دونوں مقامات ميں کوئي سرچشمه ايسا موجود نه تها جس سے ايک مجتهدانه فکر و نظر کي پيدايش هو سکے - انيسويں صدي کے اوائل ميں اِن مقامات کا تعليمي تنزل منتهاء کمال تک پهنچ چکا تها -

سب سے زياده يه که اُس نے جتني بهي اور جيسي کچهه بهي تعليم حاصل کي تهي ' وه وهي تعليم تهي جو بجاے خود مسلمانوں کے دهني تنزل کي پيداوار هے اور کئي صديوں سے اسلامي دنيا کے دماغي تنزل کا سب سے بڑا سبب بن گئي هے - اس تعليم سے دهن و فکر کي تمام قوتيں پژمرده هو جا سکتي هيں ' ليکن آزادانه نشوؤ نما نهيں پا سکتيں -

بااِيں همه وه سنه ۱۸۷۰ - ميں جب که اُس کي عمر به مشکل تيس برس کي هوگي ' يکايک قاهره ميں نماياں هوتا هے ' اور صرف چاليس دن کے قيام سے اس عظيم مشرقي دار الحکومت کے تمام علمي حلقوں کو اپني طرف متوجه کر ليتا هے - حتیٰ که اُس کي " عجيب اور نئي قسم کي علمي قابليتوں " کي شهرت دارالخلافة قسطنطنيه تک پهنچتي هے ' اور اس کي تمام اصلاحي اور انقلابي قوتيں نماياں هوجاتي هيں !

وه ادب عربي کا ايک عجمي متعلم تها جس نے بعيد ترين عجمي ممالک ميں عجمي اساتذه سے ناقص اور گمراه قسم کي ادبي تعليم حاصل کي تهي - ليکن وه عربي زبان کے سب سے بڑے مرکز ' قاهره ميں سب سے پہلے صحيح و صالح فن عربية کا درس ديتا هے اور عربي کتابت و تحرير کا ايک نيا دور پيدا کر ديتا هے - آج مصر و شام کے تمام مشاهير اهل قلم اعتراف کرتے هيں که " کتابت عربيه ميں هم سب اسي عجمي کے عيال هيں " موجوده عهد ميں عربي کا سب سے بهتر کاتب ' شيخ محمد عبده تها ' اور وه اسي کا شاگرد تها !

قسطنطنيه ميں بار دوم : سنه ۱۸۹۲

اُس نے علوم حکميه کي جسقدر بهي تعليم حاصل کي تهي ' وه وهي موجوده مدارس عربيه کے متون و شروح کي عقيم و کج انديش تعليم تهي ' ليکن وه ذهين و مستعد طلبا کي ايک جماعت منتخب کرکے علوم حکميه کا درس و املاء شروع کرديتا هے ' اور قديم معقولات کي وه تمام گمرهياں ايک ايک کرکے واضح کرتا هے جنکے اعتقاد و جمود نے صديوں سے مشرقي دنيا کا دهني ارتقا معطل کرديا هے !

مذهب اور علم ' دونوں ميں اُسکي مصلحانه ذهنيت نماياں هوتي هے ' اور کسي گوشه ميں بهي اُسکے قدم وقت کي مقلدانه سطح سے مس نهيں هوتے - سياست ميں وه سر تاپا انقلاب کي دعوت هوتا هے ' اور جهاں کهيں جاتا هے ' چند دنوں کے اندر مستعد اور صالح طبيعتيں چن کر انقلاب و تجدد کي روح پهونک ديتا هے - اُس نے به يک وقت مصر ' ايران ' اور عراق ؛ تينوں مقامات ميں اصلاح و انقلاب کي تخم ريزي کر دي !

وه اپنے اولين قيام مصر سے تقريباً باره برس بعد پهلي مرتبه يورپ کا سفر کرتا هے ' اور پيرس ميں وقت کے سب سے بڑے فلسفي اور علم و دين کي نام نهاد نزاع ميں سب سے بڑے حريف دين و مذهب ' پروفيسر ريناں سے ملتا هے - وه پهلي هي ملاقات ميں اس " عجيب الاطوار مشرقي فيلسوف " سے اس درجه متاثر هوتا هے که اخبار طان ميں سيد موصوف کے ايک مقاله کا رد کرتے هوے لکهتا هے :

" ميں نے اسکے شخصيت ميں ابن سينا اور ابن رشد کي روح ديکهي " جيسا که اوپر گزر چکا هے - ياد رهے که انسان کي قابليت کيسي هي کيوں نه هو ' ليکن مخاطب کے تاثر کے ليے وه بهت کچهه قوت بيانيه اور فصاحت تکلم کا محتاج هوتا هے - جس وقت سيد جمال الدين ريناں سے پيرس ميں اور لارڈ سالسبري سے لندن ميں ملا هے ' اُس وقت اسکي فرانسيسي زبان کي تعليم کي تاريخ صرف اتني تهي که اثناء قيام مصر ميں ايک شخص سے لاطيني الف بے قلمي لکهوا لي تهي ' اور پهر کچهه عرصه کے بعد ايک کتاب خريد لي تهي جو عربي ميں فرانسيسي کي ابتدائي تعليم کيليے لکهي گئي تهي - کوئي ثبوت موجود نهيں که اُس نے کسي انسان سے با قاعده فرانسيسي زبان کي

ايران ميں بار دوم : سنۀ ۱۸۹۰

قسطنطنیہ میں : سنہ ۱۸۷۰

پیرس میں : سنہ ۱۸۸۳

مشرق کی تاریخ جدید کی تاریخی شخصیتیں

قائدین فکر :

سید جمال الدین اسد آبادی

" تقریباً دو ماہ گزرے ہیں کہ ایک شخص سید جمال الدین نامي سے میري ملاقات ہوئي - اس شخص کي شخصیت کا میرے دماغ پر جو اثر پڑا ' وہ ایسا ہے جو بہت کم شخصیتیں مجھہ پر ڈال سکي ہیں - یہ اثر بہت قوي اور گہرا تھا ' اور اسي کا نتیجہ ہے کہ مجھے خیال ہوا ' سوربون یونیورسٹي کے خطبات کا موضوع یہ قرار دوں کہ " اسلام اور اُس کا علم سے علاقہ " سید جمال الدین کي ذہنیت ایک ایسي ذہنیت ہے جو رسمي اسلام کے موثرات کي پوري طرح مقاومت کرسکتي ہے - میں جب اِس شخص سے باتیں کر رہا تھا ' تو اُس کے افکار کي آزادي ' طبیعت کي فضیلت ' اور اظہار حقیقت کي جرأت دیکھکر مجھے خیال ہوا ' میں اِس وقت اُن مشاہیر عالم میں سے کسي ایک کو مخاطب کر رہا ہوں جو دنیا کے گزشتہ علمي زمانوں میں گزر چکے ہیں اور جن سے تاریخ کے ذریعہ ہم نے واقفیت حاصل کي ہے - میں گویا ابن سینا ' ابن رشد ' یا اُن حکماء عظام میں سے کسی حکیم کو اپنے سامنے دیکھہ رہا تھا جنھوں نے فکر انساني کو جہل و اوہام کے قیود سے نجات دلانے کیلیے تاریخ عالم کي پانچ صدیون تک اپني شجاعانہ جد وجہد جاري رکھي تھی " ! (فیلسوف ریناں)

۳۰ - برس کي عمر میں مصر کا پہلا سفر : سنہ ۱۸۶۹

(سید جمال الدین)

انیسویں صدي کي تاریخ مشرق نے اصلاح و تجدد کي جس قدر شخصیتیں پیدا کي ہیں ' اُن میں کوئیْ شخصیت بھي وقت کي عام پیداوار سے اس قدر مختلف اور اپني طبعي ذہانت اور غیر اکتسابي قوتوں میں غیر معمولي نہیں ہے ' جس قدر سید جمال الدین کي شخصیت ہے - بغیر کسي تامل کے کہا جا سکتا ہے کہ مشرق جدید کے رجال تاریخ اور قائدین فکر کي صف میں اُس کي شخصیت کئي اعتبار سے اپنا سہیم و شریک نہیں رکھتي !

کلکتہ میں : سنہ ۱۸۷۹

وہ ایک گمنام اور مجہول ماحول میں پیدا ہوا - ایسے مجہول ماحول میں کہ آج تک یہ بات بھي قطعي طور پر معلوم نہ ہوسکي کہ وہ في الحقیقت باشندہ کہاں کا تھا ؟ اسعدآباد کا جو ہرات کے قریب اور افغانستان میں واقع ہے ' یا اسدآباد کا جو ہمدان کے قریب اور ایران میں واقع ہے ؟

اُس کے وطن کي طرح اُس کي ابتدائي زندگي کے حالات پر بھي ظن و تخمین کے پردے پڑے ہوئے ہیں - تاہم یہ قطعي ہے کہ تعلیم و تربیت کا اسے کوئي موقع ایسا نہیں ملا تھا جو کسي اعتبار سے بھي ممتاز اور قابل ذکر ہو - انیسویں صدي کے کامل تنزل یافتہ افغانستان اور پنجاب کے علماء اپنے گھروں اور مسجدوں میں علوم رسمیہ کي جیسي کچھ تعلیم دیا کرتے تھے ' زیادہ سے زیادہ تعلیم جو اُس نے حاصل کي تھي ' وہ وہي تھي - جن اُستادوں سے اُس نے تعلیم حاصل کي ' وہ بھي یقیناً معمولي درجہ کے تھے - اُن میں کوئي شخص ایسا نہ تھا جس کي علمي شخصیت قابل ذکر ہو -

دنیا کے نئے تمدني انقلاب اور نئے علوم سے آشنا ہونے کا بھي اُسے کوئي خاص موقع حاصل نہیں ہوا تھا - اُس کا ابتدائی زمانہ زیادہ تر افغانستان میں بسر ہوا ' یا ایک روایت کے مطابق ایران میں ' اور یہ دونوں مقامات اُس وقت مغربي تمدن و علوم کي تعلیم و تعلم کا کوئي سامان نہیں رکھتے تھے -

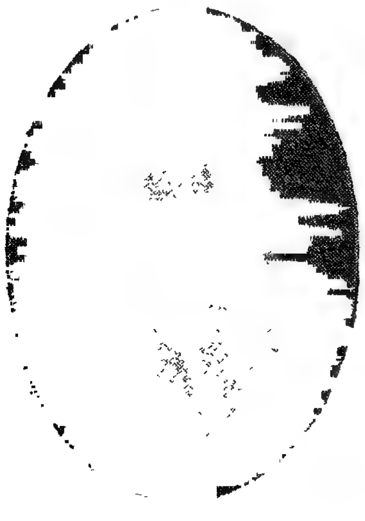
بصرہ میں بہ لباس عربي سنہ ۱۸۸۹

اِس مناره كي تعمير سے غرض يه تهي كه جهازوں كو كهاڑيوں اور چٹانوں سے هوشيار كيا جائے اور بندرگاه كا سيدها راسته دكها ديا جائے - اِس وقت مختلف مقامات ميں كئي اور مناره بهي موجود هيں - مثلاً " مناره اوستيا " ليكن اِن مناروں سے بعض خطرے بهي پيدا هوگيے هيں - كيونكه اُنكي روشني دور سے ستاره كي طرح معلوم هوتي هے اور جهازوں كو راسته بهلا ديتي هے "

مورخ نے مناره كا خرچ ۸۰۰ وزن بتايا هے - اِسكے معني يه هوئے كه تقريباً ۱۵ - لاكهه روپے صرف هوئے تهے - مناره كي عظمت كے مقابله ميں يه رقم بهت كم معلوم هوتي هے -

مناره كا بنانے والا سوستراتس سكندر اعظم كے مشهور معمار ڈيمكراتيس كا بيٹا تها - اِسنے اپنا نام مناره پر اِن لفظوں ميں كنده كيا تها :

" كنيڈوس كے باشندے سوستراتس ولد ڈيمكراتيس كي طرف سے نجات دينے والے ديوتاؤں كو هديه ' تاكه وه سمندر ميں سفر كرنے والوں كو نجات بخشيں "

جن سياحوں اور جغرافيه نويسوں نے تيرهويں صدي عيسوي ميں يه مناره ديكها تها ' اُنكا بيان هے كه يه ۶۰۰ فٹ يعني سو قد آدم بلند تها - عمارت كي وضع بابلي تهي - كئي منزليں اوپر نيچے تهيں - هر منزل اپنے نيچے كي منزل سے چهوٹي اور اوپر كي منزل سے بڑي تهي - زيريں دو منزليں مربع تهيں اور اوپر كي دو مستدير تهيں - هر منزل ميں ايك بڑا روشن دان تها - بنيادين سنگلاخ تهيں اور چونے كي جگه سيسه كي جڑائي كي گئي تهي تا كه سمندر كي موجيں نقصان نه پهنچا سكيں - پوري عمارت سنگ مرمر كي تهي - چوٹي پر ايك بهت بڑا تنور تها - اس ميں شب و روز آگ جلا كرتي تهي - رات كو اُس سے روشني حاصل هوتي اور دن كو دهواں نكلتا رهتا -

كها جاتا هے كه مناره كے اندر تين سو كمرے تهے اور انميں فوجي پهرا رهتا تها -

بعض قديم راويوں نے بيان كيا هے كه مينار كي زمين پر شيشه جڑا تها اور چوٹي پر ايك عظيم الشان آئينه لگا تها جسے حركت دے سكتے تهے اور اُسكے ذريعه آفتاب كي شعاعيں جمع كركے سو ميل كي مسافت پر جهاز جلا دیے جاتے تهے - ليكن يه محض بے بنياد باتيں هيں - البته يه ممكن هے كه معمار نے كوئي معدني آئينه اِس غرض سے لگا ديا هو كه روشني ميں اضافه هو جائے -

فتح مصر كے بعد عربوں نے ايك مدت تك اِس مناره كي حفاظت كي اور اُس سے كام ليتے رهے - ليكن وليد بن عبد الملك كے زمانه ميں شهنشاه قسطنطنيه نے مسلمانوں كو نقصان پهنچانے كيليے ايك مكار آدمي دمشق بهيجا اور اُس نے يه كهكر خليفه كو دهوكا ديا كه اِس مناره كے نيچے بهت بڑا خزانه مدفون هے - خليفه نے لالچ ميں آكر كهودنے كا حكم ديديا - ليكن ابهي صرف آدهي عمارت منهدم هوئي تهي كه وليد متنبه هوگيا اور اُس نے خيال كيا ايسي قيمتي اور مفيد عمارت كا ڈهانا سخت غلطي هے - اس نے انهدام كے روكنے كا حكم ديا اور از سر نو تعمير كي كوشش كي - ليكن اب اگلي سي تعمير دشوار تهي - كئي باكمال معماروں نے كوشش كي ليكن كامياب نه هوئے - يهانتك كه اُسكي چوٹي كا آئينه زمين پر گر گيا اور پاش پاش هوگيا - اِسكے بعد نصف عمارت باقي رهگئي تهي - باشندوں نے اِسے مسجد بنا ليا تها - ليكن سنه ۱۳۷۵ ع ميں زلزله آيا اور پورا مناره سمندر ميں جا گرا - كها جاتا هے كه قلعه قائد بك كے قريب ابتك سمندر كي ته ميں مناره كے پتهر چمكتے دكهائي ديتے هيں -

(٤)

مشتری کا مجسمه

The Statue of Jupiter

" جوبيٹر " رومانيوں كا مشهور ديوتا هے - بعينه يهي ديوتا ' يونان ميں " زفس " (Zeus) كے نام سے پوجا جاتا تها - بلا استثنا تمام قديم مورخوں نے اِس بت كا ذكر كيا هے جسے ايتهنز ميں " فيڈياس " نے بنايا تها - سب اِسے بالاتفاق دنيا كے سات عجائب ميں شمار كرتے هيں - موجوده دنيا اُس كے نام و نشان سے بالكل خالي هے - صرف چند سكے دستياب هوئے هيں جن پر اُسكي شكل كا ٹهپا هے ' اور شهر ايتهنز ميں اُسكي بنياديں اور بيٹهك كا نچلا حصه بر آمد هوا هے -

جرمن ماهرين آثار عتيقه كي تحقيقات كا نتيجه يه هے كه " زفس " كا بت خانه مستطيل تها - اُسكے دونوں كناروں پر چهه چهه ستون اور دونوں پهلوؤں پر ۱۳ - ستون تهے - اندر كا ايوان ۹۵ فٹ لانبا اور ۴۳ فٹ چوڑا تها ' اور ستونوں كي دو قطاريں كهڑي كركے تين حصوں ميں بانٹ ديا گيا تها - " زفس " كا بت درمياني حصه ميں ايك كنارے پر نصب تها - بت اصل ميں چوبي تها مگر اُس پر هاتهي دانت اور سونا جڑا هوا تها - هاتهي دانت جسم كو ظاهر كرتا تها اور سونا لباس كو -

قديم مورخ بوسينيا كي تصريح كے مطابق ' بت ايك تخت پر بيٹها تها - اُسكے سر پر زيتون كي پتے والي شاخ كا تاج تها - دهنے هاتهه ميں فتح كا نشان تها جو هاتهي دانت اور سونے سے بني هوئي عورت كي شكل ميں تها - بائيں هاتهه ميں عصا تها ' جس پر مختلف قيمتي معدنيات كي پچے كاري تهي - عصا پر جهكا هوا ايك گده تها - بت كا جوتا اور تمام لباس ' سونے كا تها - تخت سونے ' آبنوس ' هاتهي دانت ' اور جواهرات سے بنايا گيا تها اور اُس پر بكثرت دلفريب تصويريں منقش تهيں !

ايك روماني شهنشاه هارڈين كے ايك سكے ميں اِس بت كي تصوير پائي گئي هے اور اُس سے مورخ موصوف كے قول كي پوري تصديق هوتي هے - فرق صرف اس قدر هے كه عصا پر بيان كرده گده موجود نهيں هے -

بت كي تعمير كے سلسله ميں يه بات مشهور هے كه جب اُسكا سر بنانے كا وقت آيا تو لوگوں نے فيڈياس سے پوچها " سر كي وضع كيسي ركهوگے ؟ " اُس نے فوراً جواب ديا " ميں هومر كے اِس قول كي پيروي كرونگا : ابن قرونس گويا هوا - اپني سياه ابروؤں والا سر عجب سے هلايا - بالوں كے گچهے اُسكے لازوال سر پر هل رهے تهے ! "

بت كي تصوير ايك اور سكه پر بهي ملي هے - اِسميں سر كے بال لانبے هيں ' اور گردن پر پڑے هيں - داڑهي بهي گهني اور لمبي هے ' اور اُس پر دونوں طرف سے مونچهيں پهيلي هوئي هيں -

خيال كيا جاتا هے كه ايتهيز ميں اِس بت كي تعمير سنه ۴۵۰ ق م ميں هوئي تهي -

(عرب مورخين)

هم آئينده نمبر ميں بقيه عجائب كا ذكر كركے بتلائينگے كه عرب مورخين كي تصريحات كيا هيں ؟

آثار عتیقه

تعليم حاصل کي هو ' ليکن يه واقعه هے که وه فرانسيسي زبان ميں بهتر سے بهتر تحرير و تقرير کر سکتا تها - ترکي ' روسي ' اور انگريزي بهي اسي طرح اُس نے سيکهه لي تهي -

مشهور هے که جب پيرس ميں روسي سفير نے اُس سے ملنا چاها ' تو اُس نے ملاقات کي تاريخ ايسي مقرر کرائي جو دو هفته بعد آنے والي تهي - اُس کے بعد وه ايک کتب فروش کے يهاں گيا اور اُس سے کها " مجهے فرانسيسي ميں روسي زبان سکهانے والي کتاب چاهيے - ميں خريد لونگا - بشرطيکه تم اس کا بهي انتظام کردو که آج سے ايک هفته بعد کوئي روسي زبان بولنے والا آدمي مجهه سے ملاقات کرسکے " کتب فروش نے کتاب بهي دي ' اور ايک ايسے شخص کا انتظام بهي کرديا جو اُسي کے يهاں ملازم تها - جمال الدين نے ايک هفته تک بطور خود کتاب ديکهي ' پهر آٹهويں دن سے چودهويں دن تک روز ايک گهنٹه روسي سے باتيں کرتا رها - اور پندرهويں دن وه طيار هوگيا تها که روسي سفير سے بغير کسي مترجم کي وساطت کے ملاقات کرے !

• (سيد کے سوانح حيات)

اگر سيد جمال الدين کي زندگي ميں لوگ اُس کے حالات سے واقف نه هوسکے تو يه چنداں عجيب بات نهيں هے - دنيانے هميشه اپنے اکابر و اعاظم سے اُن کي زندگي ميں غفلت برتي هے ' اور جب تک وه دنيا سے رخصت نهيں هوگئے هيں ' اُن کے حقوق کا اعتراف نهيں کيا هے - خصوصاً مصلحين و مجددين اُمم کے ليے تو زندگي ميں تغافل اور موت کے بعد تعظيم و احترام ' اس دنيا کا ايک عام اور غير متغير قانون هے - ليکن يه صورت حال کس درجه عجيب اور تاسف انگيز هے که اُس کي وفات پر پورے تيس برس گزر چکے هيں ' اور وه تمام مشرقي ممالک بيدار هوچکے هيں جهاں اُس نے اصلاح و انقلاب کي ابتدائي تخم ريزي کي تهي ' تاهم اُس کي زندگي بدستور تاريخ کي روشني سے محروم هے ' اور اُس سے زياده مشرق کچهه نهيں جانتا ' جتنا يورپ کے بعض محب شرق اهل قلم نے بتلا ديا هے !

افسوس اس جهل و غفلت پر! هم صرف اپنے قدماء کي شناخت هي کے ليے يورپ کے محتاج نهيں هيں - بلکه اپنے عهد کے اهل فضل و کمال کيليے بهي اس کے محتاج هيں - جب تک وه انگلي سے اشاره کر کے نه بتلادے ' هم خود اپني قوم اور عهد کے بڑے بڑے انسانوں کو بهي نهيں پهچان سکتے !

هندوستان ميں تو الهلال کي اشاعت سے پہلے ' غالباً لوگ سيد جمال الدين کے نام سے بهي آشنا نه تهے - سنه ۱۸۷۹ع ميں جب وه حيدرآباد اور کلکته ميں مقيم تها ' تو هندوستاني مسلمانوں ميں سے صرف ايک شخص يعني مرحوم عبدالغفور شهباز تها ' جسے اسکے فضل و کمال کي تهوڑي سي شناخت نصيب هوئي تهي ' اور اُس کے چند فارسي مقالات کا اُردو ترجمه شائع کيا تها !

حال ميں برلن سے ايک رساله سيد جمال الدين کے اعمال حيات پر شائع هوا هے - اُسکے مطالعه سے خيالات ميں بے اختيار جنبش پيدا هوگئي - خيال هوا که پورے شرح و تفصيل کے ساتهه مشرق جديد کے اس قائد فکر کے سوانح حيات پر نظر ڈالني چاهيے - متفرق لفظوں اور متعدد تصويروں کا يه مرقع جو آج شائع هو رها هے ' اسي سلسلۀ مضامين کي تمهيدي قسط هے -

---

۱۹۲۶
۱۹۲۷
۲۹
۳۰
۵۹

سات عجائب عالم

(۳)

اسکندريه کا مناره

(THE PHAROS OF ALEXANDRIA)

سکندر اعظم نے مصر فتح کرنے کے بعد هي شهر اسکندريه آباد کيا تها - پچاس سال کے اندر اِس شهر نے پوري ترقي حاصل کرلي ' اور بحر متوسط کي سب سے بڑي بندرگاه بن گيا - سکندر کے بعد اُسکے جانشين مصر ميں علم دوست تهے - اُنهوں نے اسکندريه کو اَور رونق دي اور علم و حکمت کا مرکز بنا ديا - سنه ۲۸۵ ق م ميں بطليموس اول حاکم هوا - اُسنے شهر کي روز افزوں تجارتي ترقي ديکهکر خيال کيا که رات کے وقت جهاز راني کي سهولت کيليے ايک مناره تعمير کردينا چاهيے - چنانچه اسکندريه کے قريب جزيرۀ فيروس ميں يه مناره طيار کيا گيا اور فيروس کے نام سے مشهور هوگيا -

مورخين ميں اختلاف هے که اصل ميں يه نام جزيره کا تها يا مناره کا ؟ بهر حال يه واقعه هے که اِسکے بعد جهاز راني کيليے روشني کے جتنے بهي مناره تعمير هوئے ' اُنميں سے اکثر " فيروس " هي کے نام سے پکارے گئے - بلکه لاتيني ' اِطالي ' اسپيني ' اور قديم انگريزي زبان ميں تو اِس لفظ کے معني هي مناره روشني کے هوگئے - فرانسيسي ميں ابتک اس معني ميں " فار " کا لفظ مستعمل هے -

خيال کيا جاتا هے که مصري ' روشني کے مناروں سے واقف تهے ' اور بهت سے مناره بنا چکے تهے - مگر بطليموس کا يه مناره اپني بلندي اور ساخت کي وجه سے بهت ممتاز اور مشهور هوگيا -

مشهور روماني مورخ پليني نے (جو سنه ۷۹ ع ميں آتش فشاں پهاڑ فيزوف کے پهٹنے سے هلاک هوا) اسکندريه کا شهر اور يه مناره ديکها تها - وه لکهتا هے :

" اسکندريه کي ايک شهرۀ آفاق عمارت ' وه برج هے جسے شاه مصر نے جزيرۀ فير ميں تعمير کيا هے - يه جزيره ' اسکندريه کے راسته ميں واقع هے - برج کي تعمير ميں ۸۰۰ وزن خرچ هوئے تهے - بطليموس کي عظمت اور فراخ دلي کي يه شهادت کافي هے که اُسنے برج کے معمار سوستراتس کو اجازت ديدي تهي که اِس حيرت انگيز عمارت ميں اپنا نام کنده کرکے بقاء دوام حاصل کر لے !

وار بچه چھوڑ گیا - جب بچه جوان ھوا اور اپني ماں سے اپنے باپ کا ل سنا تو سخت غضب ناک ھوا اور تمھارے ملک پر ٹوٹ پڑا - س نے بے حساب مخلوق قتل کي - جب غصه ٹھنڈا ھوا تو اُس ے مغلوبوں کو اس وضع کے اختیار کرنے پر مجبور کردیا جو آج کل ماري وضع ھے ! " راوي کا اِس قصه سے مقصود یه تھا که ھماري وضع لت کي وضع ھے ' اور اُنھي کے ایک بادشاہ نے ھمیں اُس کے اختیار رنے پر مجبور کیا ھے ! میں نے یه افسانه سن کر اُن کے بادشاہ کا نکریه ادا کیا که معامله اِتنے ھي پر ختم ھوگیا اور اُس " فاتح " نے میں ھندو بننے اور ھندو رسم و رواج اختیار کرنے پر مجبور نہیں کیا !

(۴) مسلمانوں کا حمله ـــ منافرت کي بڑي وجه ' ھندوستان پر مسلمانوں کا حمله ھے - یمین الدوله سلطان محمود غزنوي کي جنگوں نے اُنھیں بہت ھي سخت نقصان پہنچایا - اُن کي آبادیاں برباد ھوگیئں - اُنھیں منتشر و پراگندہ کردیا گیا - اُن کي صرف سلطنت ھي نہیں گئي ' بلکه مفتوحه علاقوں سے اُن کے علوم و فنون بھي مٹ گئے ' اور ایسے دور دراز خطوں میں جلا وطن ھوگئے ' جہاں تک رسائي مشکل ھے - مثلاً کشمیر اور بانارسي (بنارس) وغیرہ - (بنارس کو دور اس لیے کہا ھے که یه پنجاب اور وسط ھند سے دور ' مشرق کي طرف ھٹا ھوا ھے)

یہي دیني اور سیاسي اسباب ھیں جن کي بنا پر ھندؤں میں مسلمانوں اور تمام اجنبیوں سے سخت نفرت و عداوت پیدا ھوگئي ھے -

(۵) پھر اُنکے اخلاق میں ایک اَور بات بھي راسخ ھوگئي ھے اور کسي طرح نکل نہیں سکتي - یه اُن کے انتہائی علمي و ذھني تنزل کا نتیجه ھے - وہ یقین کرتے ھیں که دنیا صرف اُنھي کي دنیا ھے - انسان صرف اُنھي کي سرزمین پر موجود ھیں - بادشاہ صرف اُنھي کے بادشاہ ھیں - دین صرف اُنھي کا دین ھے - اور علم صرف اُنھي کا علم ھے - یہي وجه ھے که نہایت مغرور اور بر خود غلط ھوگئے ھیں - اگر اُنسے علماء عرب و عجم کا ذکر کیا جاتا ھے تو مخاطب کو جاھل خیال کرتے اور اُسکي تصدیق پر ھرگز آمادہ نہیں ھوتے ھیں - حالانکه اگر وہ سفر و سیاحت کے عادي ھوتے اور اپنے پہاڑي حدود طے کر کے غیر قوموں سے ملتے ' تو یه جاھلانه و طفلانه خیال اُنمیں پیدا نه ھوتا -

لیکن یاد رھے که اُن کے پیش روؤں کا یه حال نه تھا - اُنکا مشہور فاضل " براھمہر " برھمنوں کي تعظیم کے بیان میں کہتا ھے " جب یونانیوں نے با وجود ناپاک ھونے کے علوم و فنون میں کمال حاصل کیا اور سب پر بازي لے گئے ' تو اُنکي بھي تعظیم واجب ھوگئي - اُن کا درجه بھي برھمن کا درجه ھوگیا " !

خود میري حالت یه ھوئي که مدت تک اُنکے منجموں کے سامنے انوے شاگردي تہه کرتا رھا - کیونکه میں اُنکي زبان اور اُنکے طریقوں سے بے خبر تھا - لیکن جب کچھه اُن کي زبان میں دخل پیدا ھوگیا و میں اُنھیں اپنے یہاں کے علوم کي بنا پر اشیاء کي علتوں اور حساب ریاضي کے براھین سمجھانے لگا - اسپر وہ سخت متعجب ھوئے ور استفادہ میں باھم پیش قدمي کرنے لگے - بڑي حیرت سے پوچھتے تھے : " ھندوستان کے کن کن علماء کو تم نے دیکھا ھے ؟ ن کن سے فائدہ اٹھایا ھے ؟ " کیونکه اُنکے خیال میں علم ' ھندوستان کے سوا کہیں ھے ھي نہیں - جب میں نے اُن سے کہا که میں پہلي مرتبه اُن سے ملا ھوں اور جو کچھه کہه رھا ھوں ' یه دنیا کے دوسرے حصوں کے علوم ھیں ' تو وہ اَور زیادہ متعجب ھوے ' اور بعضوں نے تو مجھے جادوگر سمجھنا شروع کر دیا "

قدیم یونانی ادب کا ایك نمونه

(بلیٹس کا گیت)

(فرانسیسي ترجمے سے اردو میں منتقل کیا گیا)

(میري سہیلي کي شادي)

راستے میں ابتک گلاب کے پھول بکھرے پڑے ھیں - شمعیں بھي ٹمٹما رھي ھیں … …

یه میري سہیلي " ملیسا " کي شادي کي رات کا واقعه ھے - میں اپني ماں کے ساتھه گھر لوٹي - اس وقت میرے سر میں خیالات کا ھجوم تھا :

" آج میري سہیلي کو جو بات نصیب ھوئي ھے ' کل مجھے بھي نصیب ھوگي " میں خیال کرنے لگي " میں بھي ایسے ھي شاندار جلوس میں نکلوں گي - میري رتھه بھي پھولوں سے لدي ھوگي ' زیتون کي شاخیں اُسپر سایه کیے ھونگي ' بانسریاں بجتي ھونگي ' اور میري سہیلیوں کي میٹھي آوازیں سریلي بانسریوں میں مل جائنگي - میں بھي ایک دن اپنے بر کے پہلو میں " ملیسا " کي طرح نگاھیں نیچي کیے بیٹھونگي - مجھپر وہ عجیب راز کھل جائینگے جو یه موقعه اپنے دامن میں چھپائے ھوئے ھے … اسکے بعد ؟ …… یه که میں اپنے بچوں کو اپني دودھ بھري چھاتیوں سے لگالوں گي -

(راز)

… دوسرے دن میں اپني سہیلي سے ملنے گئي - آنکھیں ملتے ھي دونوں کے رخسار سرخ ھوگئے - وہ مجھے اپنے کمرے میں لے گئي اب ھم بالکل اکیلے تھے - مجھے اس سے بہت سي باتیں کہني تھیں - مگر اُسکي صورت دیکھتے ھي کچھه یاد نه رھا !

میري سہیلي جیسي ھمیشه سے تھي ' ویسي ھي اب بھي ھے - کوئي فرق اس میں نظر نہیں آیا - لیکن یه عجیب بات ھے که میں اُس سے کچھه مرعوب سي تھي - میں اُس سے آنکھه نہیں ملا سکتي تھي -

اچانک میرا ڈر دور ھوگیا - میں اُسکے زانو پر بیٹھه گئي - اُسکے کان میں سب باتیں کہدیں - اُس نے بھي اپنا سر میرے سر پر رکھدیا اور پورا راز کہه ڈالا !

(بانسري)

" لیکانس " نے خوبصورت بانسري مجھے ھدیه دي - وہ مجھے بانسري بجانا سکھانے لگا ……

تاریخ و عبر

هندوستان اور حكيم ابو ريحان بيروني

نو سو برس پہلے هندوستان كي ذهني اور معاشرتي حالت

ايک عرب محقق و سياح كے مشاهدات و تاثرات

مستشرقين يورپ كي كوششوں سے ابو الريحان محمد بن احمد البيروني كي شهرهٔ آفاق كتاب "كتاب الهند" يا "تحقيق ما للهند من مقولة مقبولة فى العقل او مرذولة" سنه ۱۸۸۷ ميں شائع هوچكي هے - بيروني پانچويں صدي هجري كا مشهور حكيم اور محقق هے - گيارهويں صدي مسيحي كے اوائل يعني اب سے نو سو برس پہلے اس نے هندوستان كي سياحت كي تهي - يه زمانه سلطان محمود غزنوي كي فتوحات كا تها - محمد بن القاسم كي فتح سنده كے بعد يه پہلا موقعه تها كه مسلمان به حيثيت جماعت اندرون هند ميں بڑهے - مسلمان ' يہاں كے باشندوں سے نا واقف تهے ' اور هندو ' مسلمانوں سے نا آشنا - بيروني ' هندوستان ميں بطور سياح كے داخل هوا - سنسكرت زبان حاصل كي - هندو علماء كي صحبت ميں بيٹها - هندو علوم كي تحصيل كي - اُنكے حالات سے واقف هوا - اور پهر غزني ميں بيٹهكر اپني يه جليل القدر كتاب مرتب كي - اس كتاب كے متعلق بالاتفاق تمام محققين حال كا فيصله هے كه اُس عهد كے هندوستان پر اس سے بهتر اور محققانه بيان كسي مصنف كا موجود نهيں - يه كتاب همارے سامنے نو صدي پہلے كا هندوستان پيش كرتي هے - اِس ميں زياده تر بحث هندو فلسفه ' الهيات ' نجوم ' رياضي وغيره علوم سے كي هے - ليكن ضمناً اُس وقت كي معاشرتي حالت پر بهي بهت كچهه روشني پڑتي هے - ذيل ميں هم اُسكے جسته جسته اقتباسات پيش كرتے هيں - اِن سے قارئين الهلال اندازه كر سكينگے كه قديم هندوستان كي معاشرتي ذهنيت كا كيا حال تها ' اور اس طويل مدت ميں كتنا كم تغير اُس ميں واقع هوا هے ؟ غالباً كسي ملک كے ذهني اور معاشرتي جمود و تصلب كي اس سے بهتر مثال دنيا ميں موجود نهيں -

(هندوستان كے سمجهنے ميں دشوارياں)

بيروني نے اپني كتاب كے مقدمه ميں وه دشوارياں بيان كي هيں جو غير قوموں كو هندوستان كے سمجهنے ميں پيش آتي تهيں- وه لكهتا هے :

"هندوستاني هم سے اُن تمام باتوں ميں مختلف هيں جو قوموں ميں اشتراک يا تعارف كا ذريعه هوا كرتي هيں - مثلاً :

(۱) زبان ـــ اگرچه سب قوموں كي زبانيں الگ الگ اور مختلف هيں ليكن هندوستان كي زبان (سنسكرت) عربي كي طرح بهت هي وسيع و دقيق هے - اجنبي كے ليے اُسكي تحصيل ' عربي سے بدرجها زياده دشوار هے - اِس زبان ميں ايک هي چيز كے بهت سے نام اور ايک هي لفظ كے بهت سے معني پيدا هوتے هيں - اُنكا احاطهٔ و ادراک اِس قدر مشكل هے كه اسماء و مسميات كي تميز بجز خاص ذهانت و قابليت ركهنے والوں كے ' عام لوگوں كے ليے تقريباً نا ممكن هے - هندو اپني زبان كي اِس پيچيدگي پر اُسي طرح ناز كرتے هيں جس طرح بعض دوسري قوميں كرتي هيں ' حالانكه يه در حقيقت زبان كا عيب هے - نه كه خوبي -

هندوستان كي زبان كي دو قسميں هيں : عامي اور فصيح ـــ عامي ' عوام اور بازاريوں كے استعمال كے ليے هے - فصيح ' علم و ادب اور مجالس سلاطين و حكماء كے ليے - يه اپنے اشتقاق ' تصريف ' نحو كے دقائق ' اور بلاغت كي باريكيوں كي وجه سے اِس قدر مغلق هے ' كه ماهر علماء كے سوا اس سے كوئي فائده نهيں اٹها سكتا -

پهر يه زبان ايسے حروف سے مركب هے جنميں سے بعض حروف عربي اور فارسي حروف سے كوئي مشابهت نهيں ركهتے - بلكه يوں كهنا چاهئے كه هماري زبانيں اور حلق اُنكے صحيح تلفظ كي قدرت هي نهيں ركهتے - يهي باعث هے كه عربي خط ميں انكي تحرير نا ممكن هے ' اگرچه نقطوں ' علامتوں ' اور اعراب سے انهيں كتنا هي مقيد كرديا جائے -

پهر بعض حروف مستعمل هيں ' بعض متروک - سانهه هي نقل و صحت كا بهي اُن كے هاں زياده اهتمام نهيں هے - نتيجه يه هے كه كتاب ايک دو نقلوں كے بعد برباد هو جاتي هے ' اور اُس كي زبان ايک نئي زبان بن جاتي هے - عوام كيا خواص بهي اُسے سمجهه نهيں سكتے - خود ميرا تجربه هے كه ميں نے اُنهي كے منهه سے كوئي لفظ سنا ' پهر مزيد تاكيد و تصحيح كے خيال سے اُن كے سامنے دهرايا ' تو ميں نے ديكها ' خود اُن كے ليے اُس كا دوباره سمجهنا دشوار هو گيا تها !

ايک اور خصوصيت يه هے كه بعض دوسري عجمي زبانوں كي طرح ان كي زبان ميں بهي دو تين ساكن حرف ايک سانهه جمع هو جاتے هيں ' اور اكثر الفاظ ميں ابتدا به سكون هے - هماري زبانيں اِس قسم كے الفاظ بولنے كي عادي نهيں - يهي سبب هے كه ان كے اكثر الفاظ هم آساني سے بول نهيں سكتے -

(۲) ديني اختلاف ـــ باشندگان هند هم سے دين ميں بهي كلي اختلاف ركهتے هيں - نه اُن كا كوئي عقيده همارے ليے قابل تسليم هے ' نه همارا كوئي عقيده اُن كے ليے قابل قبول - وه آپس ميں بهي مذهبي اختلافات ركهتے هيں - مگر يه اختلافات فرعي هيں - دوسري قوموں سے اُن كا اختلاف اصولي هے - وه سب قوموں كو "مليچ" (ملچهه) يعني ناپاک كے لقب سے پكارتے هيں اور اُن سے ملنا جلنا ناجائز سمجهتے هيں - حتىٰ كه اُس پاني اور آگ كو بهي نا پاک سمجهتے هيں جو كسي غير باشندهٔ هند كے استعمال ميں آگئي هو !

پهر اُن كے خيال ميں يه نجاست اِس درجه شديد هے كه پاكي كي كوئي صورت بهي ممكن نهيں - يه كسي حال ميں بهي جائز نهيں كه غير هندو ' اگرچه هندو مذهب كا كتنا هي قائل هوجائے ' اُن ميں داخل هوسكے ' يا جو آدمي اُن كے دين سے ايک مرتبه نكل گيا هے ' وه پهر اُس ميں لوٹ سكے - اِس صورت حال كا قدرتي نتيجه يه هے كه وه تمام دنيا سے بالكل الگ هوگئے هيں - كوئي بندهن بهي هميں اور اُنهيں جوڑنے والا موجود نهيں -

(۳) رسوم و عادات ـــ يه مغايرت اِس درجه شديد هے كه وه اپنے بچوں كو هم سے ' همارے لباس سے ' هماري وضع قطع سے ڈرايا كرتے هيں - حتىٰ كه هميں شيطنت كي طرف منسوب كرتے هيں - هم سے نفرت اُن كے دلوں ميں اِس قدر راسخ هے كه خود ميں نے اپنے كانوں سے اُنهيں كهتے سنا " تمهاري سر زمين كے ايک بادشاه نے آكر همارا ايک بادشاه مار ڈالا تها - مقتول اپنے پيچهے ايک شير

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو

دُنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور اُنکے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجے کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھے ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

ميرے دل ميں اُس وقت کوئي عجيب اور نا معلوم اثر پيدا هو رها تها - ليکاسي نے بانسري ميرے هاتهه سے نرمي کے ساتهه لے لي اور بہت هي دهيمي آواز ميں ايک راگ سنايا - ميرا دل زور سے دهڑکنے لگا - ......

همارے پاس کہنے کو کوئي بات نه تهي - هم باري باري بانسري بجا کر دل بہلاتے رهے -

هم بالکل بے خودي کے عالم ميں تهے - اچانک مينڈک چلانے لگے - اب هم چونکے - رات قريب آ پہنچي -

مجهے بہت دير هو گئي هے - ليکن ميں اپني ماں کو يقين دلانے کي کوشش کرونگي که ميں اِس وقت تک اپني کهوئي هوي پيتي ڈهونڈه رهي تهي !

(جهونپڑا)

ميرا چهوٹا سا جهونپڑا ' جهاں همارا نرم بستر رکها هے ؛ مجهے سب سے زيادہ پسند هے - وہ مجهے اس ليے پسند هے که هم نے اسي ميں اپني سب سے اچهي راتيں بسر کي هيں !

همارا بستر ' درختوں کے پتوں اور پهولوں سے بنا هے - وہ بهي مجهے بہت محبوب هے ' کيونکه وہ هم دونوں کو جمع کرتا هے !

ميں کبهي کبهي بہت غمگين هو جاتي هوں - ليکن جب محبت کے پہلو ميں هوتي هوں ؛ تو اپنے آپ کو بهي بهول جاتي هوں - مجهپر ايک طرح کي غشي سي طاري هو جاتي هے -

(قسم)

" اُس " نے کہا :

"جب دريا کا پاني اُبل کر برف آلود پہاڑوں کي چوٹياں چهپادے "

" جب انسان ' سمندر کي موجوں پر گيہوں اور جو بوکر کاٹنے لگے "

" جب سورج کي روشني ' تاريکي هوجائے "

" جب چاند گر کر چور چور هو جائے "

" تو اُس وقت ميرے ليے بهي روا هوگا که تجهسے منهه موڑلوں ' اور تجهے بهي حق هوگا که مجهے بالکل بهلا دے ! اے بليٹس ! اے ميري محبت ! "

(رات)

جب رات آجاتي هے اور اندهيرا پهيل جاتا هے ' تو ميں خاموشي کے ساتهه گهر سے نکل جاتي هوں - هرے بهرے ميدانوں ميں پہنچتي هوں - ميرا شوهر وهاں بے خبر پڑا سوتا هے -

کبهي ميں گهنٹوں کهڑي اُسے ديکهتي رهتي هوں - بالکل چپ ' سناٹے ميں ...... ميں اُسے اپنے قريب تنها ديکهکر خوش هوتي هوں - پهر ميں اپنا منه اُسکے منه سے قريب کرتي هوں - کيوں ؟ اسليے که اُسکي سانس کے بوسے لوں !

اُس وقت ستاروں کي چمکيلي آنکهوں کے سوا هميں کوئي نهيں ديکهتا !

صبح هو جاتي هے -

"اِتني جلدي روشني لوٹ آئي ! " ميں اپنے دل سے کہتي هوں کس جگه روشني نهيں پہنچ سکتي ؟ کس غار ميں سورج کي شعاع کبهي دکهائي نهيں ديتي ؟ مجهے اُسکي تلاش هے - تاکه همارا استغراق محبت کبهي ختم نه هو ... هميشه کيليے ! سورج کي کرنيں هميں پريشان کرنے نه پائيں -

اقتباسات

ترازکي اور بد مستي

کون هے جس نے مشهور روسي رهنما اور لينن کے بعد سب سے زيادہ حيرت انگيز روسي انسان " ترازکي " کا نام نهيں سنا ؟ يه شخص جس نے اپني انتظامي اور جنگي قابليتوں کا لوها دشمن تک سے منوا ليا هے ' انقلاب روس سے پہلے امريکه ميں ايک معمولي درجه کا بے وقعت اخبار نويس تها اور شهر بوسٹن ميں غريبانه زندگي بسر کرتا تها - اُسي زمانه کا يه واقعه اب اخباروں ميں شايع هوا هے که ايک دن ترازکي کو شهر کے کوتوال نے اِس جرم ميں گرفتار کرليا که وہ سڑکوں پر بدمست پهر رها تها - چنانچه ۲۴ گهنٹه قيد ميں رکها گيا -

اُس وقت کوتوال کو کيا معلوم تها که اُسکا يهي قيدي عنقريب دنيا کے مشهور انسانوں ميں شمار کيا جايگا ؟ (السياسه)

(هنسي)

مشهور فرانسيسي مصنف زيپلے کهتا هے :

" هنسي ' انسان کا ايک امتيازي وصف هے "

يه قول بالکل صحيح هے - بہت سے قديم فلاسفه بهي يهي کهه چکے هيں - هنسي اور مسکراهٹ ' دو الگ الگ چيزيں هيں - هنسي کي بهي کئي قسميں هيں : گونجنے والي هنسي ' خشک هنسي ' کهوکهلي هنسي ...

هنسي کا خاصه انسان ميں بے فائدہ نهيں هے - هنسي ميں بہت سے جسماني فوائد هيں - دل کهولکر هنسنے کے بعد انسان کو سانس لينے ميں بہت آرام محسوس هوتا هے - کيونکه جس طرح دوڑنے کے بعد پهيپهڑوں کي هوا صاف هوجاتي هے ' اُسي طرح هنسنے کے بعد اسکي حالت هوتي هے - پهر هنسي کا اعضاء هضم يعني معدہ وجگر وغيرہ پر بهي بہت اچها اثر پڑتا هے - پيٹ بهر کے کهانے کے بعد هنسي غير معمولي سرعت سے کهانا هضم هونے ميں مدد ديتي هے - اسي لئے دستر خوان پر هنسنے هنسانے والي باتيں کرنا مستحسن هے ' اور اسي ليے تنها بيٹهه کر کهانا ناپسند کيا جاتا هے ' کيونکه اس کا نتيجه بسا اوقات يه هوتا هے که انسان ضعف معدہ يا دائمي قبض ميں مبتلا هوجاتا هے - لقمه منهه ميں ليکر هنسنا نهيں چاهيے ' ورنه آلات تنفس ميں لقمه کے اجزاء اٹک جانے کا انديشه هے - اگر کبهي ايسي صورت پيش آجائے تو پيٹهه پر زور سے گهونسا نهيں مارنا چاهيے ' کيونکه يه سخت خطرناک هے -

هنسي پورے نظام عصبي کے ليے مفيد هے - جب انسان هر خوشي کے موقعه پر هنسنے کا عادي هوجاتا هے تو اُسے هر مرتبه هنسنے ميں خوشي حاصل هونے لگتي هے - البته بلا وجه هنسنا حماقت هے -

ليکن آخر هم هنستے کيوں هيں ؟ جو باتيں ايک شخص کو هنساتي هيں ' بسا اوقات دوسرے کو نهيں هنسانيں - اس کا جواب مشکل هے !

(سنڈے ريويو)

* * *

کیا آپ کو معلوم نہیں

کہ

اسوقت

دنیا کا بہترین فاونٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم" قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپکو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپ کو "شیفر"

کا

"لائف ٹائم"

لینا چاہئے!

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولنا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کیجا سکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟

۱۹۱۹ء میں جسقدر نسخے چھپے تھے، مدرسہ اسلامیہ رانچی کو دے دئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہوگئے۔ اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہے۔ ۱۲ر (منیجر الہلال کلکتہ)

حیرت انگیز رعایت

پندرہ روپے کی تین گھڑیاں

صرف دس روپے میں

محصولڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے + آپ کے کمرہ کے لئے + بیوی کے لئے

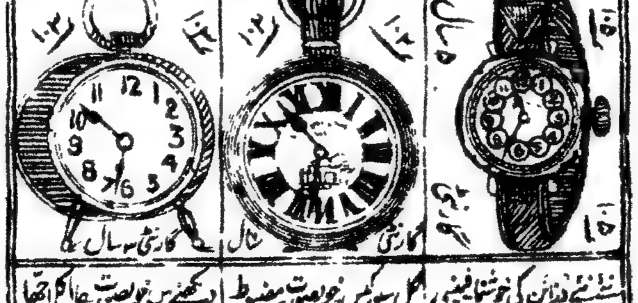

فانسی گولڈن رسٹ واچ	ریلوے ریگولیٹر پاکٹ واچ	شہور عالم بی ٹائم پیس جرمن میڈ
سنٹ نئے ڈزائن کی خوشنما فینسی پائدار اصلی قیمت ۱۵ اب صرف سات روپے آٹھ آنہ محصولڈاک پیکنگ منی آرڈر فیس	اصل سوئس کیس خوبصورت مضبوط ٹائم نہایت صحیح بتانیوالی قیمت ۱۰ صرف پانچ روپے آٹھ آنے محصولڈاک پیکنگ منی آرڈر فیس	دیکھنے میں خوبصورت چال کا اچھا پرزوں کا مضبوط ٹائم کا سچا۔ بیحد سستا قیمت دو روپے محصولڈاک پیکنگ منی آرڈر فیس

یہ تینوں گھڑیاں اگر آپ یکمشت طلب فرمائیں تو صرف دس روپے میں بھیجی جائینگی یہ رعایت محض مال کی نکاسی اور فرم کی شہرت کی وجہ سے ہے اور یہ رعایت اسی وقت تک رہیگی جب تک یہ گھڑیاں اسٹاک میں رہینگی اسکے بعد ہم تعمیل کے ذمہ دار نہ ہونگے آپ فوراً ہی آرڈر بھیجدیں ایسا نہ ہو کہ اسٹاک ختم ہوجائے اور آپ کی فرمائش کی تعمیل نہ ہوسکے

نوٹ۔ ایک یا دو گھڑی کے خریدار کیلئے کوئی رعایت نہیں ہے۔ ان سے پوری قیمت مندرجہ چارج کیجائیگی۔ اور محصولڈاک و پیکنگ وغیرہ بھی ان کو ادا کرنا ہوگا +

ملنے کا پتہ امریکن واچ ہوس اسٹاکسٹ ولیٹسٹ اینڈ واچ کمپنی ۸۳ مقام دہلی

فدائیان اسلام پر مصائب کا ہجوم

کیوں ہے؟

اگر آپ کو قوم کے ظاہری و باطنی امراض اور انکے علاج کا علم حاصل کرنا ہے تو الجمعیۃ ملاحظہ فرمائیے

"الجمعیۃ" تمام ہندوستان میں ایک ہی اخبار ہے جو علما کی زبان کہلانے کا مستحق ہے اور جسکا اہم ترین مقصد ملت بیضا کی محافظت ہے۔ مقدس مذہب اسلام کے خلاف حملوں کا دنداں شکن جواب دینا اور واقعات کی محققانہ تنقید اس کا مخصوص طریقہ ہے

اس زمانے میں اجتماعی اور تمدنی زندگی کے لئے اخبار بھی ایک ضروری چیز ہوگیا ہے اور ہر قوم کو اپنی تمدنی زندگی قائم رکھنے کے لئے اسکی حاجت ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ مذہب کی حفاظت کے فریضے کو تمام فرائض سے اہم سمجھیں اور اس اخبار کو جو مذہب کا محافظ ہے اور اصلاح قوم کا علمبردار بھی اشاعت اور ترقی کے اعلی درجے پر پہنچا دیں حق کی آواز جسقدر کثرت سے لوگوں کے کان میں جائے اسیقدر اسکا فائدہ ہے

اخبار الجمعیۃ کی پانچ (۵) خصوصیات

(۱) تمام سیاسی و مذہبی مسائل پر عالمانہ و فاضلانہ بحث کرتا ہے۔

(۲) تبلیغ و اشاعت اسلام کے متعلق مسلسل مضامین شائع کرکے مخالفین اسلام کو خاموش کرتا ہے۔

(۳) عربی، فارسی، اردو، انگریزی اخبارات کے تراجم پیش کرتا ہے۔

(۴) حضرت مولنا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کے فتاوے کی اشاعت کرتا ہے۔

(۵) ایک کالم تفریح کا بھی ہوتا ہے جس سے اسکی دلچسپی میں اندیاد اضافہ ہوتا ہے۔

ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے۔ چندہ سالانہ چھ روپیہ (عہ)
ششماہی تین روپئے چار آنے (سہ)

منیجر "الجمعیۃ" دہلی

یاد رکھیے

موسم گرما کا نایاب تحفہ

صرف ہمدرد دواخانہ سے ملیگا

شربت رُوح افزا ۲۹۳ (رجسٹرڈ)

جو تقریباً ۲۰ سال کے عرصہ میں اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اسم بامسمّیٰ ہو کر بلا تفریق مذہب عام ہر دلعزیزی و شہرت مقبولیت حاصل کر کے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر تک شہرت حاصل کر چکا ہو اور جس کو چشم بد (حریص) سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے واسطے رجسٹرڈ بھی کرالیا گیا ہو۔

محترم ناظرین! آپ میں جو اصحاب اس کا استعمال کر چکے ہیں اُن سے تو اس کے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپکی مسلسل و پیہم شائقانہ خریداری اس کی پسندیدگی و قدردانی کی خود دلیل ہو لیکن ہندوستان جیسے وسیع برّاعظم میں جن لوگوں کو اس کے استعمال کا اب تک اتفاق نہیں ہوا اُن سے اس کی بے شمار خوبیوں میں سے چند عرض کی جاتی ہیں۔

اسکی سب سے بڑی خوبی یہ ہو کہ اس شربت کا استعمال کسی مذہب کے خلاف نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہو کہ ہر تندرست انسان بلا قید عمر و مزاج موسم گرما میں خوش ذائقہ و فرحت بخش چیز کی حیثیت سے استعمال کر سکتا ہے

ناظرین! یہ شربت کیا ہو؟ اعلیٰ قسم کے فواکہات مثل انگور، سیب۔ رنگترہ وغیرہ اور بہت سی اعلیٰ ادویہ کا مرکب ہو جو خاص ترکیب اور جانفشانی سے تیار کیا جاتا ہو۔ مفرح قلب ہو۔ خوش ذائقہ ہو۔ تشنگی اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہو۔ اختلاج قلب درد سر و دوران سر، متلی وغیرہ کی شکایت کو رفع کرتا ہو۔ سوداوی امراض کے واسطے عموماً اور گرم مزاج والے اصحاب کے واسطے خصوصاً بہت مفید ہو۔

معنوی خوبیوں کے علاوہ جو استعمال سے تعلق رکھتی ہیں ظاہراً طور پر رنگ دلفریب اور پیکنگ کی صفائی دیدہ زیب ہو اسکی اشاعت سے محض ذاتی نفع مقصود نہیں بلکہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق پبلک کی خدمت کرنا اور ہندوستانی اشیاء کی ترویج کو ترقی دینا مدنظر ہے۔ ہمیں اُمید ہو کہ آپ بوتل دیکھ کر اور استعمال کر کے جو بیدار شدہ نوخیز ہندوستان کی صنعت کا اُمید افزا نمونہ ہو اور جس کی ہر چیز دیسی ہو خوش ہونگے اور باوجود اس قدر خوبیاں ہونے کے قیمت اس لئے کم رکھی ہو کہ ہر حیثیت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ قیمت فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ/) حکیموں اور عطاروں کے علاوہ، تاجران شربت کو بشرطیکہ وہ ایک درجن یا اس سے زیادہ خریدیں، دو آنے (۲ر) فی روپیہ کمیشن دیا جائے گا۔

نوٹ: اس شربت کی عام مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے ہمارے ہم پیشہ حضرات ناجائز فائدہ اُٹھانے کی مختلف ترکیبیں نکالتے ہیں مثلاً کوئی اس شربت کا ملتا جلتا نام رکھ لیا ہو۔ لہٰذا آپ شربت خرید کرتے وقت دھوکا نہ کھائیں بلکہ بوتل پر ہمدرد دواخانہ کا خوشنما لیبل اور اسپر لفظ رجسٹرڈ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہو کہ یہ شربت ہمدرد، دواخانہ کی مخصوص چیز ہو اور اصلی صرف ہمدرد دواخانہ دہلی سے ہی مل سکتا ہو۔

پتہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی

تار کا کافی پتہ ہمدرد، دہلی

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھیے

کہ آپ کو ایک مستند اور آخرین رہنما گائڈ بک کی ضرورت ہو جو انگلستان کے تمام
شہروں، سوسائیٹیوں، ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل دید مقامات
اور آثار قدیمہ وغیرہ سے آپ کو مطلع کر دے نیز جس سے وہ تمام ضروری معلومات
حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیّاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہو
ایسی مکمل گائڈ بک صرف ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ بریٹن

The Dunlop Guide to Great Britain

کا دوسرا ایڈیشن ہو۔ ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے

بک اسٹال سے مل سکتی ہو

اگر آپکو

دمہ

(ضیق النفس)

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہو تو
تامل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب دوا فروش کی دکان
سے فوراً ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا منگوا کر
استعمال کیجئے

نگلستان پر	۴۴۶	ملین (ایک ملین ۱۰ لاکھ)	ڈالر تقریباً ۳ روپیہ
رانس 〃	۳۸۴۴	〃	〃
لی 〃	۱۹۳۲	〃	〃
یم 〃	۴۳۷	〃	〃
وس 〃	۲۳۲	〃	〃
لینڈ 〃	۱۵۳	〃	〃
گوسلاویا 〃	۱۰۶	〃	〃

امریکہ میں الحاد کی مقبولیت

الحادی انجمنوں کی دعوت و تبلیغ

اسوقت آمریکہ میں سب سے زیادہ طاقتور اور مقبول دعوت، الحاد اور ترک ادیان کی دعوت ہے۔ ملحدانہ خیالات دنیا میں قدیم زمانوں سے موجود ہیں اور دنیا کے نئے علمی دَور نے مذہبی عقائد کا قدیم رسوخ متزلزل کردیا ہے، تاہم اسوقت تک کسی ملک میں بھی الحاد عوام میں مقبولیت حاصل نہ کرسکا، اور عامتہ الناس کا میلان مذہب ہی کی طرف رہا۔ مگر اب آمریکہ میں الحاد ایک عام پسند دعوت کی حیثیت اختیار کر رہا ہے اور روز بروز اُس کی جماعتیں زیادہ قوت و رواج حاصل کر رہی ہیں۔ آمریکہ کے کالج اور یونیورسٹیاں اس دعوت کی اشاعت و تبلیغ کا سب سے بڑا میدان ہیں۔ انہی میدانوں میں قوم کے دل و دماغ طیار ہوتے ہیں، اور اگر یہ الحاد کی اشاعت و تبلیغ کا مرکز بن گئے ہیں، تو ظاہر ہے کہ آمریکی دل و دماغ کا سانچا اب مذہب کا نہیں بلکہ الحاد کا سانچا ہے!

مشہور امریکی اخبار "ورلڈ" نے اس ملحدانہ تحریک کی تحقیقات کے لئے اپنا ایک خاص نمائندہ مقرر کیا تھا۔ اسنے ۱۸ مہینے دَورہ کرکے اپنا مفصل بیان شائع کردیا ہے۔ ہم اس بیان کے بعض اہم نقاط پر نظر ڈالیں گے۔

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ دہریت عام کرنے کے لئے ایک نہایت طاقتور انجمن موجود ہے۔ یہ انجمن اسوقت تک ۲۰ کالجوں اور تین یونیورسٹیوں میں اپنی باقاعدہ شاخیں قائم کرچکی ہے۔ نیز آمریکی جنگی بیڑہ کے افسروں اور سپاہیوں میں بھی اُسنے بہت اثر پیدا کرلیا ہے۔ آمریکہ کے بیشمار اساتذہ انجمن کے ممبر ہیں اور اُس کے مقاصد پھیلا رہے ہیں۔

سب سے پہلے جس یونیورسٹی نے علانیہ الحاد کو اپنا مذہب قرار دیا، وہ صوبہ نیویارک کی روچسٹر یونیورسٹی ہے۔ اسنے باضابطہ طور پر انجمن الحاد کی رکنیت قبول کرلی ہے اور اپنے دائرے میں اُس کی شاخ قائم کردی ہے۔ اس شاخ کا نام عجیب ہے "ملعون ارواح والوں کی انجمن"۔ اس نام نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔ اب تمام الحادی مدارس کے طالب علموں نے یہی نام اختیار کرلیا ہے۔ اسی قسم کے کئی اور نام بھی مختلف شاخوں نے تجویز کئے ہیں۔ مثلاً نیویارک کی ایک الحادی کمیٹی کا نام ہے "اُن لوگوں کی انجمن جن کا کوئی خدا نہیں ہے"۔ فیلاڈلفیا کی ایک انجمن کا نام "سیاہ بھیڑوں کی انجمن" ہے۔ ایک اور شاخ "شیطان کے فرشتوں" کے نام سے مشہور ہے۔ ایک انجمن "دائرۂ کفار" کہلاتی ہے۔ ایک دوسری جماعت اپنے آپ کو "ملعون روحوں کی جماعت" کہتی ہے، اور اس کے صدر کا لقب "اعلیٰ حضرت شیطنت پناہ" ہے!

انجمن الحاد حسب ذیل اصول کی تبلیغ کرتی ہے:

۱۔ عقل کے سوا کوئی خدا نہیں۔

۲۔ آسمانی کتابوں میں جتنے قصے مذکور ہیں، محض بے بنیاد افسانے ہیں۔

۳۔ جنت، دوزخ کا کوئی وجود نہیں۔

۴۔ دین، طبیعت سے ماوراء امور کی پرستش کا نام ہے، اور ایسے امور کا کوئی وجود نہیں۔ اس لئے اُسے مٹا دینا چاہئے۔

۵۔ کلیسا کا نظام، دنیا کے لئے خطرہ ہے۔

حکومت سے اُس کے مطالبے حسب ذیل ہیں:

۱۔ تمام گرجوں پر بلا کسی امتیاز کے محصول مقرر کرنا چاہئے۔

۲۔ سرکاری عہدوں پر اور مجلس خواص اور مجلس عوام میں جتنے بھی پادری ہیں، سب نکال دئے جائیں۔

۳۔ مذہبی انجمنوں کو کوئی مالی مدد نہ دی جائے۔

۴۔ تمام مدارس میں دینی تعلیم ممنوع قرار دی جائے۔

۵۔ ہر قسم کے دینی رسوم اور تہوار موقوف کردئے جائیں۔

۶۔ تورات و انجیل کی قسم ناجائز قرار دی جائے۔

۷۔ اتوار کو مذہبی دن تسلیم نہ کیا جائے۔

۸۔ وہ تمام دینی فرائض و شعائر منسوخ کردئے جائیں جنھیں دینی فضائل و حسنات خیال کیا جاتا ہے۔ اُن کی جگہ صحیح آداب اور آزادی و مساوات کے اصول عام کئے جائیں۔

۹۔ امریکی سکے پر سے یہ عبارت محو کردی جائے "خدا پر میرا توکل ہے"

اخبار "ورلڈ" کے خاص نمائندے نے اپنی تحقیقات کے دوران میں ان لوگوں سے ملاقاتیں کیں جو اس دعوت کے رہنما ہیں۔ انجمن الحاد کے ناظم مسٹر ہوپ ووڈ نے اپنی گفتگو میں کہا:

"ہم جانتے ہیں کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طالب علموں میں ایک بہت بڑی جماعت ہے جو الحاد قبول کرچکی ہے مگر خوف سے اعلان نہیں کرتی۔ خاموشی اور سکون سے اپنے دائرے میں اُس کی تبلیغ و اشاعت کر رہی ہے"

ایک اور بڑے ملحد نے کہا

"خدا پر ایمان، اب ایک فرسودہ عقیدہ ہے اور موجودہ متمدن روح کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ جن کتابوں کو آسمانی کتابیں خیال کیا جاتا ہے خرافات و قصص سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ اگر ہم ان کتابوں پر عمل کرینگے تو اپنے ہاتھوں اپنی قدر کھودیں گے اور اپنی خوشی سے پاگلوں کے زمرے میں داخل ہوجائینگے۔ مزید برآں، ان نام نہاد آسمانی کتابوں میں ایسے فحش قصے درج ہیں جنھیں کوئی با اخلاق آدمی پڑھنا گوارا نہیں کرسکتا (موجودہ تورات کے بعض مضامین کی طرف اشارہ ہے) موجودہ علم، دین کی بیخ کنی کر رہا ہے۔ علماء وقت، جدید ترین علمی افکار کی اشاعت کرکے تحریک الحاد کی عظیم خدمت انجام دے رہے ہیں۔ انجمن الحاد نے حال میں چند سوالات شائع کئے تھے۔ انکے جوابوں سے معلوم ہوا کہ ۷۰ فیصدی علماء عصر ملحد ہیں، یا کم از کم لا ادری ہیں۔ اُن کی تعلیم کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ خدا، روح، اور ابدیت کے اعتقاد سے انکار کیا جائے"

انڈیانا یونیورسٹی سے ایک رسالہ "داگا بونڈ" نام شائع ہوتا ہے یہ اس درسگاہ کے ملحد طالب علموں کا ترجمان افکار ہے۔ اسکے محرر نے پچھلی اشاعت میں اپنے دستخط سے ایک مضمون "میں ملحد کیوں ہوں؟" کی سرخی سے شائع کیا ہے۔ اسمیں وہ لکھتا ہے:

"خدا کا عقیدہ بھی فیشن کا حکم رکھتا ہے۔ آج ایک عقیدہ مقبول ہوتا ہے، کل دوسرا اُس کی جگہ لے لیتا ہے۔ ایک زمانہ میں "زئس" کا نام یونان میں آدمیوں کے دل ہلا ڈالتا تھا۔ یہ یونان کا سب سے بڑا معبود تھا۔ اسی طرح "جوپیٹر" (مشتری) کے سامنے رومانیوں کے سر ہیبت و اجلال سے خم ہوجاتے تھے۔ لیکن آج دنیا ان ناموں پر ہنستی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ تاریخ اپنا اعادہ کرتی رہتی ہے تو ہمیں یقین کرنا چاہئے کہ وہ زمانہ دُور نہیں جب "یہواہ" (عبرانی میں خدا کا نام) بھی اپنی تمام عظمت کھوکر مضحکہ بن جائے گا!"

یہ تحریک صرف مَردوں ہی میں نہیں بلکہ عورتوں میں بھی عام ہو رہی ہے۔ متعدد الحادی انجمنوں کی صدر، عورتیں ہیں۔ چنانچہ پنسلوانیا کی انجمن کی صدر مس کرسٹن واکر ہے۔ اس کی عمر ۱۸ برس کی ہے۔ تین سال پہلے بہت سخت مذہبی تھی، لیکن اب سرگرم ملحد ہے۔ اسی طرح مغربی صوبوں میں ایک سترہ برس کی دوشیزہ اس تحریک کی قائد ہے۔ اس کا نام کوئن رسلو ہے۔ اسی نام سے وہ ایک رسالہ بھی نکالتی ہے۔ یہ رسالہ الحاد کی تبلیغ میں بہت پیش پیش ہے۔ اس کا قول ہے "جو شخص بھی خدا پر یقین رکھتا ہے، ضرور ہے کہ اُس کے عقلی قوا میں خلل ہوا!"

آمریکہ کے سیاسی مدبر اس الحادی طوفان سے سخت خائف ہیں اور اس کی مقاومت کی تدبیروں پر غور کر رہے ہیں۔

تُرکی قالین

ترکی کے قالین دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ پچھلے چند سال سے یونانی تاجروں نے یہ پروپیگنڈا جاری کر رکھا ہے کہ قالین بافی کی صنعت ٹرکی کے یونانیوں کے ہاتھ میں تھی وہ جب سے جلا وطن کردئے گئے ہیں، یہ صنعت بھی ٹرکی سے یونان میں چلی گئی ہے۔ اس پروپیگنڈا نے بالآخر ترکی حکومت کی توجہ اپنی طرف منعطف کی۔ چنانچہ اُسنے اس بارے میں ایک بیان شائع کیا ہے۔

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ علاقہ سمرنا میں (جو اس صنعت کا مرکز ہے) جنگ سے پہلے ۸،۲۹۰ کارخانے قالین سازی کے تھے۔ اُن میں ۲۰،۵۲۰ ترک، اور ۳،۷۵۰ یونانی اور ارمنی کاریگر کام کرتے تھے۔ یعنی اُسوقت بھی ترک کاریگروں کی تعداد یونانیوں اور ارمنوں کی تعداد سے تقریباً تگنی تھی۔

ان دونوں قوموں کے اخراج کے بعد اس صنعت کا کیا حال ہوا؟ کیا وہ باقی نہیں رہی جیسا کہ یونانی کہتے ہیں؟

نہیں۔ کیونکہ اس سرکاری بیان میں مذکور ہے کہ باوجود جنگ کی بربادیوں کے یہ صنعت برابر ترقی کرتی رہی۔ سنہ ۱۹۲۶ میں ۱۱،۳۰۵ کارخانے تھے جن میں اسوقت ۳۰،۹۴۰ ترک کاریگر کام کر رہے ہیں۔ جنگ سے پہلے ۹،۹۰۰،۶۸۰ ہاتھ مربع قالین ہر سال بنتے تھے لیکن سنہ ۱۹۲۶ میں اُن کی مقدار ۱۱،۸۰۴،۹۲۴ ہاتھ مربع تک پہنچ گئی۔ اس سے ٹرکی کی صنعتی ترقی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

خدیو عباس کے مقدمہ کا فیصلہ

قسطنطنیہ میں کسی شخص کو بھی شبہ نہ تھا کہ خدیو عباس اپنے مقدمہ میں کامیاب ہونگے۔ لیکن افسوس ہے کہ عدالت کا فیصلہ اُنکے خلاف صادر ہوا: "موجودہ عدالت کو اس دعوے پر غور کرنے کا کوئی حق نہیں ہے"۔ ججوں کا متفقہ فیصلہ یہ ہے۔ یعنی عدالت نے انگریزی وکیل کی منطق تسلیم کرلی، اور اپنے آپ کو ایسے مقدمات کے فیصلہ کا مختار نہیں سمجھا۔ عدالت نے مدعی سے مدعا علیہ کو ۵۰۰ ترکی پونڈ مصارف مقدمہ بھی دلائے ہیں!

اس فیصلہ پر ٹرکی کے اخبارات سخت برہم ہیں اور اسے صریح ناانصافی پر محمول کر رہے ہیں۔ اس فیصلہ نے ایک نئی تحریک پیدا کردی ہے، اخبارات زور دے رہے ہیں کہ اس قسم کی مخلوط عدالتیں آئندہ قطعی موقوف کردیجائیں، کیونکہ وہ انصاف نہیں کرسکتیں۔ اُنھیں سیاسی مصالح سے دب جانا پڑتا ہے (مقتبس از جرائد عربیہ و ترکیہ)

برید فرنگ

ریاست ہائے متحدہ امریکہ

بین الاقوامی سیاست سے علحدگی

۲ر دسمبر ۱۸۲۳ء میں یعنی ایسے ایک سو چار برس پہلے ولایات متحدہ آمریکہ کے پانچویں صدر جیمس مونرو نے آمریکہ کی مجلس حکومت (سینٹ) کے سامنے ایک تقریر کی تھی۔ یہ تقریر بعد میں تاریخی تقریر بن گئی اور اسنے عظیم الشان سیاسی نتائج پیدا کئے۔ اس تقریر میں پریسیڈنٹ نے امریکہ کی خارجی حکمت عملی کے لئے ایک اصول پیش کیا تھا جو بعد میں "مذہب مونرو" کے نام سے مشہور ہوا۔ اس اصول کا منشا یہ تھا کہ "آمریکہ کو اپنے معاملات خود ہی طے کرنے چاہئیں اور کسی بیرونی سلطنت کو ان میں مداخلت کا موقعہ نہیں دینا چاہئے"، مقصود اس سے یہ تھا کہ براعظم امریکہ تمام دوسرے براعظموں سے الگ تھلگ رہ کر اپنے لئے ایک مخصوص اور مستقل سیاسی دنیا پیدا کرلے۔

چونکہ ولایات متحدہ آمریکہ اپنے براعظم میں سب سے زیادہ آباد، مالدار اور طاقتور جمہوریت ہے، اس لئے دوسرے براعظموں سے الگ تھلگ ہوجانے کی وجہ سے اُسے آمریکہ کے تمام دوسری جمہوریتوں پر ایک طرح کی فوقیت یا وصایت (منڈیٹ) حاصل ہوگئی ہے اور اسی اصل پر عمل کرتے ہوئے متعدد موقعوں پر وہ دوسری جمہوریتوں کے معاملات میں مداخلت بھی کرچکی ہے۔ چنانچہ ۱۸۶۷ء میں جب فرانس اور مکسیکو میں نزاع ہوئی، اور پھر جب ۱۸۹۸ء میں اسپین اور کوبا کا معاملہ پیش آیا، تو ولایات متحدہ نے اسی اصل کی بنا پر عملاً مداخلت کی۔ مونرو سے پہلے صدر واشنگٹن نے بھی اپنے ہموطنوں کو یہی نصیحت کی تھی کہ یورپی سلطنتوں سے اس طرح کے معاہدات نہ کریں جن سے امریکہ کی بین الاقوامی سیاست سے علحدگی کی حالت میں خلل پیدا ہونے کا امکان ہو۔

یہی وہ قاعدہ تھا جس کی بنا پر عالمگیر جنگ کے بعد مجلس صلح کے موقعہ پر آمریکہ میں سخت اختلاف آراء پیدا ہوگیا۔ ڈاکٹر ولسن اور انکے ہم خیالوں کی رائے تھی کہ اب آمریکہ کو گوشۂ تنہائی سے نکلکر دنیا کی بین الاقوامی سیاست میں حصہ لینا چاہئے۔ لیکن مذکورۂ بالا قاعدہ کے معتقد اس کے مخالف تھے۔ وہ کہتے تھے آمریکہ کو بدستور بین الاقوامی سیاست سے علحدہ رہنا چاہئے۔ بالآخر دوسری جماعت ہی کو فتح حاصل ہوئی کیونکہ آمریکہ کی عام رائے اُنہی کے حق میں تھی ڈاکٹر ولسن کو اپنی شکست کا اعتراف کرلینا پڑا۔

بلاشبہ اس اختلاف میں ڈاکٹر ولسن کو شکست ہوئی اور پرانا قاعدہ بدستور برقرار رہا لیکن یہ سوال بہرحال ہمیشہ معرض بحث میں رہے گا کہ آخر آمریکہ کب تک دنیا کے سیاست سے علحدہ رہ سکیگا؟ بلکہ یوں کہنا چاہئے حوادث کا سیلاب اُسے کبتک اسکی جگہ پر چھوڑے رکھے گا؟ ظاہر ہے، جنگ کے بعد دنیا کے سیاسی اور اقتصادی حالات میں انقلاب عظیم ہوگیا ہے، آمریکہ کی تجارت بھی بیحد وسیع ہوگئی ہے، ایسی حالت میں کیونکر ممکن ہے کہ مذہب مونرو کے حامی زیادہ عرصہ تک اپنی استقامت رائے قائم رکھ سکیں،

امریکی صدر جمہوریت

ولایات متحدہ آمریکہ کا نظام حکومت، انگلستان اور فرانس وغیرہ ممالک کے نظام سے بہت مختلف ہے۔ دنیا میں کسی صدر جمہوریت کو اتنے اختیارات حاصل نہیں ہیں جتنے آمریکی صدر جمہوریت کو ہیں۔ شاہ انگلستان اور صدر جمہوریۂ فرانس قریب قریب جملہ اختیارات سے محروم ہیں۔ لیکن آمریکہ کے صدر کے ہاتھ میں وسیع اختیارات ہوتے ہیں خصوصاً جنگ یا دوسرے نازک موقعوں پر اُسے تقریباً مطلق العنان حاکم کی حیثیت از روئے قانون حاصل ہوجاتی ہے۔

دنیا کی دوسری حکومتوں کی طرح امریکہ میں وزیر اعظم کا عہدہ نہیں ہے۔ صدر جمہوریت ہی اپنے مددگاروں کی مجلس کا رئیس ہوتا ہے لیکن ان مددگاروں کو مجلس حکومت (سینٹ) اور مجلس خواص میں بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ صدر آمریکہ اور صدر فرانس میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ آخر الذکر کا انتخاب، عوام اور خواص کی دونوں مجلسیں یکجا ہوکر کرتی ہیں۔ لیکن امریکی صدر کا انتخاب اس طرح ہوتا ہے کہ ہر ریاست خاص اس غرض کے لئے اپنے نمائندے مقرر کردیتی ہے۔ یہ نمائندے اپنی اپنی ریاستوں کے صدر مقام میں جمع ہوتے ہیں اور صدر جمہوریت کے لئے کسی شخص کا انتخاب کرتے ہیں۔ تمام ولایتوں کے سربمہر اصوات (ووٹس) پایۂ تخت واشنگٹن بھیجدیئے جاتے ہیں۔ پھر واشنگٹن کی دونوں مجلسیں جمع ہوکر ان اصوات کا شمار کرتی ہیں اور ۴ سال کے لئے صدر جمہوریت کا اعلان کردیتی ہیں۔

صدر جمہوریت آمریکہ کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اُس کی عمر کم سے کم ۳۵ سال کی ہو، اُسنے کم سے کم ۱۴ برس آمریکہ میں گذارے ہوں، اور اس ملک کا مستقل باشندہ ہو۔ صدر جمہوریۂ فرانس کے برخلاف آمریکہ کے صدر کا ایک نائب بھی ہوتا ہے۔ اور اپنی مدت کے دوران میں صدر کے فوت ہوجانے، یا مستعفی ہوجانے یا اپنے فرائض نہ ادا کرسکنے کی حالت میں نائب صدر اُس کی جگہ کام کرتا ہے اور صدر کا نیا انتخاب نہیں ہوتا۔ صدر کی موجودگی میں نائب صدر کا کام صرف اس قدر ہوتا ہے کہ وہ مجلس خواص کی صدارت کرتا ہے۔

ولایات متحدہ

جمہوریہ آمریکہ ۴۸ ریاستوں سے مرکب ہے ہر ریاست میں دو مجلسیں ہیں انکا کام اندرون ریاست میں قانون بنانا اور حکومت کرنا ہے لیکن تمام ریاستوں کے مشترک اور عام معاملات نیز خارجی سیاست، جمہوریت کے مرکزی مقام واشنگٹن کی دونوں مجلسوں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ مجلس عوام کے ممبروں کی تعداد ۴۳۵ ہوتی ہے جو ہر دو برس میں ایک مرتبہ منتخب ہوتے ہیں۔ مجلس خواص میں ۹۶ ممبر ہوتے ہیں۔ یعنی ہر ریاست کی طرف سے عام اس سے کہ اُس کی آبادی کم ہو یا زیادہ، دو دو نمائندے ہوتے ہیں۔ ان کی مدت ۶ سال ہوتی ہے مگر ہر دو سال بعد ان میں سے ایک تہائی کا انتخاب از سر نو ہوا کرتا ہے اور اس طرح ۶ سال کے اندر نئی مجلس پیدا ہوجاتی ہے۔ مجلس خواص صدر جمہوریت کے ساتھ معاہدے منظور کرنے میں شریک ہوتی ہے۔ بغیر اُس کی منظوری کے کوئی معاہدہ جائز نہیں ہوسکتا۔

آمریکہ کے بیرونی مقبوضات

ایک طرف جمہوریۂ آمریکہ، دول یورپ کو آمریکہ کے معاملات میں مداخلت کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ دوسری طرف خود بھی ملک گیری کی حکمت عملی پر عمل پیرا ہے اور براعظم امریکہ کے باہر بھی نوآبادیاں رکھتی ہے!

(۱) جزیرۂ کوبا کا شمار اگرچہ ماتحت ممالک میں نہیں ہے لیکن عملاً آمریکہ ہی کی اُس پر حکومت ہے۔ اس جزیرہ کی آبادی ۲۹،۰۰،۰۰۰ ہے

(۲) الاسکا ایک وسیع علاقہ ہے مگر آبادی ۵۵،۰۰۰ سے زیادہ نہیں ہے۔ اسمیں شکار کے جانور اور قیمتی کانیں بہت ہیں۔

(۳) پورٹو ریکو۔ اس کی آبادی ۱۲،۳۰،۰۰۰ ہے، یہاں قہوہ، تمباکو اور شکر کی پیداوار بہت ہے۔

(۴) جزائر ہاوائی۔ آبادی ۲۵۵،۰۰۰۔ اکثر باشندے زرد رنگ کے ہیں، قہوہ، چاول، اور کیلا بہت پیدا ہوتا ہے۔

(۵) جزائر فلی پائن وسیع علاقہ ہے۔ آبادی ایک کرور ہے۔

امریکہ اور باقی دنیا کا مقابلہ

ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوگا کہ کرۂ ارض میں مختلف حیثیتوں سے آمریکا کا درجہ کیا ہے:

دنیا کے مجموعی رقبہ میں آمریکہ کا رقبہ

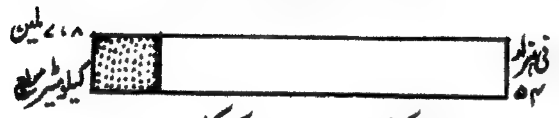

دنیا کی مجموعی آبادی میں آمریکہ کی آبادی

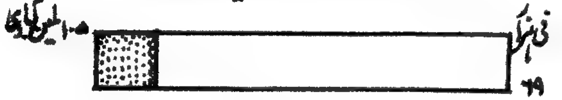

دنیا کی مجموعی پیداوار میں آمریکہ کی پیداوار

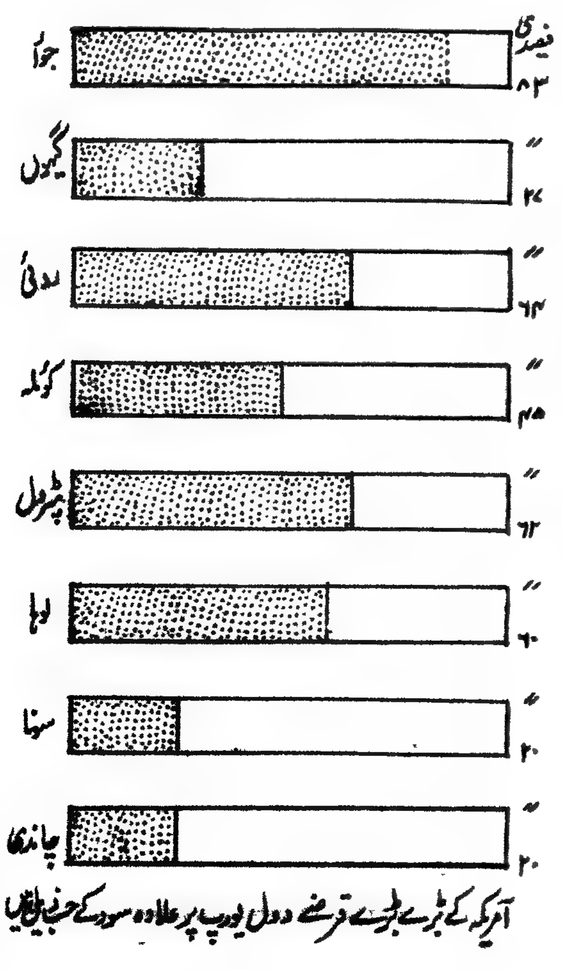

آمریکہ کے بڑے بڑے قرضے دول یورپ پر علاوہ سود کے حسب ذیل ہیں

اگر ہم مرجائینگے تو کیا کوئی بھی ہمیشہ زندہ رہیگا - کیا موت کسی کے لئے کوئی عیب ہے؟

(استیعاب)

وفات

عین وفات کے وقت یہ شعر پڑھے:

الا لیتنی لم أغن فی الملک ساعة   ولم أک فی اللذات أعشی النواظر

کاش میں نے کبھی سلطنت نہ کی ہوتی! کاش لذتیں حاصل کرنے میں میں اندھا نہ ہوتا!

وکنت کذی طمرین عاش ببلغة   لیالی حتی زار ضنک المقابر

کاش میں اُس فقیر کی طرح ہوتا جو تھوڑے پر زندہ رہتا ہے!

(عقد الفرید)

یزید کا مرثیہ

یزید نے مرثیہ کے یہ شعر کہے تھے:

جاء البرید بقرطاس یخب به   فاوجس القلب من قرطاسه فزعا

قاصد خط لئے دوڑا ہوا آیا، تو قلب خوف زدہ ہوگیا۔

قلنا لک الویل ماذا فی کتابکم   قالوا الخلیفة امسی مثبتا وجعا

ہم نے کہا تیری ہلاکت! خط میں کیا ہے؟ کہنے لگا خلیفہ سخت بیماری اور تکلیف میں ہے۔

فمادت الارض او کادت تمید بنا   کأن أغبر من ارکانها انقلعا

قریب تھا زمین ہمیں لیکر جھک جائے۔ گویا اُس کا کوئی ستون اکھڑ گیا ہے

اودی ابن هند واودی المجد یتبعه   کانا جمیعا فظلا یسریان معا

ہند کا لڑکا (معاویہ) مرگیا اور عزت بھی مرگئی - دونوں ہمیشہ ساتھ رہتے تھے اب بھی دونوں ساتھ چلے جا رہے ہیں۔

لا یرقع الناس ما اوهی وان جهدوا   ان یرقعوه ولا یوهون ما رقعا

جو گر رہا ہے اُسے آدمی لاکھ کوشش کریں اُٹھا نہیں سکتے اور جو اُٹھ رہا ہے اُسے لاکھ چاہیں گرا نہیں سکتے۔

اغر ابلج یستسقی الغمام به   لو قارع الناس عن احلامهم قرعا

مبارک و خوبصورت جس کے واسطے سے باران رحمت طلب کیا جاتا ہے۔ اگر لوگوں کی عقلوں کا امتحان ہو تو وہ سب پر بازی لے جائیگا۔

(استیعاب - طبری)

یزید کا خطبہ

تین دن یزید گھر سے نہیں نکلا - پھر مسجد میں آیا اور حسب ذیل خطبہ دیا:

"تمام ستائش اُس خدا کے لئے ہے جو اپنی مشیئت کے مطابق عمل کرتا ہے - جسے چاہتا ہے، دیتا ہے - جسے چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے کسی کو عزت دیتا ہے، کسی کو ذلت دیتا ہے - لوگو! معاویہ، خدا کی رسیوں میں سے ایک رسی تھا - جب تک خدا نے چاہا اُسے دراز کیا پھر اُسے اپنی مشیئت سے کاٹ ڈالا - معاویہ اپنے پیش رووں سے کم تر اور بعد والوں سے بہتر تھا - میں اُسے پاک ثابت کرنے کی کوشش نہیں کروں گا - اب وہ اپنے رب کے پاس پہنچ گیا ہے اگر اُس سے درگزر کرے تو یہ اُس کی رحمت ہے اگر اُسے عذاب دے تو یہ اُس کے گناہ کا عذاب ہوگا - میں اُس کے بعد برسر حکومت آیا ہوں - نہ سرکش ہوں نہ کمزور ہوں - جلد بازی نہ کرو - اگر خدا کوئی بات ناپسند کرتا ہے، بدل ڈالتا ہے - اگر پسند کرتا ہے تو آسان کر دیتا ہے"

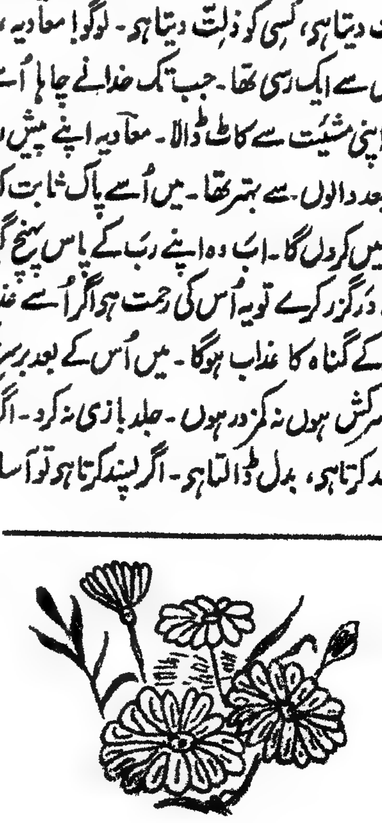

بریدِ شرق

مکتوب آستانہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

ایشیائے کوچک اور یورپ کا اتصال - ٹرکی میں اشاعت اسلام - ۲۳ جولائی کی عید - ترکی موسیقی یا مغربی موسیقی؟ - غازی مصطفےٰ کمال کا سفر آدرنہ - درہ دانیال کی قلعہ بندی

ایشیا اور یورپ کا اتصال

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کا سفر آستانہ، محض تفریح کے لئے نہ تھا بلکہ وہ برابر اہم مسائل کے حل میں مصروف رہے - ایک ضروری مسئلہ یہ بھی تھا کہ یورپین ٹرکی کو ایشیائے کوچک سے متصل کر دیا جائے۔

چنانچہ اس بارے میں دو تجویزیں زیر غور ہیں - ایک یہ کہ باسفورس پر ایک عظیم معلق پل تعمیر کیا جائے - یہ پل اُسی طرح کا ہوگا جیسا بروکلین کا پل ہے، جو اس جزیرے کو نیویارک سے متصل کرتا ہے۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ باسفورس کے نیچے سرنگ کھودی جائے اور اُس میں ٹرین ریلوے جاری ہو - مبصرین کا رجحان اسی آخری تجویز کی طرف ہے - ترکی میزانیہ میں اس غرض کے لئے ایک رقم موجود ہے - مگر وہ ناکافی ہے - خیال کیا جاتا ہے کسی جرمن کمپنی کو اس کا ٹھیکہ دیا جائے گا - جب یہ پل یا زمین دوز ریل جاری ہو جائے گی تو ایشیائے کوچک سے یورپین ٹرکی بالکل متصل ہو جائے گا اور نقل و حرکت میں بڑی سہولت ہو جائے گی۔

ٹرکی میں اشاعت اسلام

ادہر کچھ مدت سے اُن لوگوں کے لئے دقتیں پیش آرہی تھیں جو دین اسلام قبول کرنا چاہتے تھے، کیونکہ جدید قانون مدنی کے اعلان کے بعد وہ قواعد منسوخ ہوگئے ہیں جو اس بارے میں پہلے جاری تھے - پہلے دستور یہ تھا کہ جب کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرنا چاہتا تھا تو حاکم کے سامنے درخواست پیش کرتا تھا - حاکم اُس کے اصلی دین کے پیشوا کو طلب کرتا، اور پیشوائے دین اپنے اس ہم مذہب کو جس قدر سمجھا سکتا تھا، سمجھاتا بجھاتا - اگر وہ اُس کی نصیحت قبول کر لیتا، تو اپنے سابق دین پر برقرار رہتا - ورنہ مسلمان قاضی کو بلایا جاتا اور وہ اُسے کلمۂ اسلام کی تلقین کر کے مسلمان بنا لیتا۔

لیکن اب جدید قانون نے یہ سب رسمیں موقوف کر دی ہیں - اب اسلام لانے کے لئے صرف اس قدر کرنا پڑتا ہے کہ مفتی کے سامنے اپنی درخواست پیش کر دیتا ہے اور وہ اسلام کے اصول و تعلیمات واضح کر کے اُسے مسلمان بنا لیتا ہے۔

یہاں کے اخبارات کا بیان ہے کہ نومسلموں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

۲۳ جولائی کی عید

تمام ترکی قوم نے ۲۳ جولائی کو بڑے جوش و خروش سے عید منائی - یہ عید در اصل اُس تاریخی دن کی یادگار ہے جبمیں قوم نے عبد الحمید کی مطلق العنان حکومت کو "دستور" یا "مشروطیت" (کانسٹیٹیوشن) پر مجبور کیا تھا - یہ واقعہ ۲۳ جولائی ۱۹۰۸ء میں پیش آیا تھا - اگرچہ اب اعلان جمہوریت کے بعد یہ دستور بھی منسوخ ہوگیا ہے، لیکن چونکہ یہ دن، دور جدید کا سنگ بنیاد ہے، اس لئے ترکی قوم اب تک اُسے ایک قومی و وطنی عید کی طرح مناتی ہے۔

ترکی موسیقی یا مغربی موسیقی؟

یہاں ایک مدت سے یہ بحث چھڑی ہوئی تھی کہ ترکی موسیقی باقی رہے یا اُس کی جگہ مغربی موسیقی قبول کر لی جائے؟ یورپین موسیقی کے حامی کہتے تھے کہ ترکی موسیقی، ناقص ہے - اتنی ناقص کہ ۵ آدمی بھی ایک ساتھ ہوکر کوئی راگ پوری طرح ادا نہیں کر سکتے - ترکی موسیقی کے حامی کہتے تھے کہ بلاشبہ ترکی موسیقی میں ترقی کی بہت گنجائش ہے مگر وہ ناقص نہیں ہے - اس بحث نے بالآخر مقابلہ کی صورت اختیار کر لی اور کل ترکی موسیقی کے ۱۲۰ ماہر اپنا فن دکھانے کے لئے جمع ہوئے۔

(آپکے قارئین غالباً اس واقعہ سے واقف ہونگے کہ ایک زمانہ میں ترکی موسیقی ترقی یافتہ موسیقی تھی - ترک اس فن کے اُستاد تسلیم کئے جاتے تھے - اُنھوں نے اس میں بہت سی ایجادیں کی تھیں اب تک اُن کی بعض ایجادیں مغربی موسیقی میں موجود ہیں - یہی باعث ہے کہ وہ اب تک اپنی موسیقی پر ناز کرتے اور اس سے دست بردار ہونے پر طیار نہیں ہیں (یورپ کے مورخین نے اعتراف کیا ہے کہ موجودہ قسم کا فوجی باجہ اور فوجی راگ سب سے پہلے ترکوں ہی نے ایجاد کیا - الہلال)

چنانچہ کل کے یادگار جلسے میں بے شمار مخلوق جمع تھی - جلسہ کا افتتاح، موسیقی کے مشہور پروفیسر، رؤف یکتابک نے اپنی تقریر سے کیا - اُنھوں نے کہا:

"ترکی موسیقی کو یورپین موسیقی پر نمایاں امتیاز حاصل ہے لیکن چونکہ ہمارے مخالف اس فن شریف سے بے بہرہ ہیں اس لئے میں فنی دلائل کی جگہ شہرۂ آفاق فرانسیسی ماہر فن، سن سانس کا قول پیش کرتا ہوں - اس اُستاد نے لکھا ہے "جس موسیقی کو ہم حقارت کے ساتھ مشرقی موسیقی کہتے ہیں، وہ مغربی موسیقی سے بہت بلند اور ممتاز ہے!"

اس کے بعد ۱۲ ترکی اُستادوں نے اپنے اسلاف مثلاً بکر الوبی سید نوح، شیخ ذکائی وغیرہ کے راگ ایک ساتھ گائے، اور اس

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں

امیر معاویہ بن ابی سفیان

امیر معاویہؓ بن ابی سفیان کی شخصیت تعارف سے بے نیاز ہے عرب کا عزم، حزم، عقل، تدبر، پُورے تناسب سے اِن دماغ میں جمع ہوگیا تھا۔ عربی کتب ادب و تاریخ اُن کی تدبر و سیاست کے واقعات سے لبریز ہیں۔ تقریبًا پُوری زندگی امارت و حکومت میں بسر ہوئی۔ اور ہمیشہ اُن کی سیاست کامیاب رہی وہ اُس عہد کے ایک پُورے سیاسی آدمی تھے۔

ایک عجیب عزم

جب مرض نے خطرناک صورت اختیار کرلی اور لوگوں میں اُنکی موت کے چرچے ہونے لگے، تو امیر معاویہؓ کو فتنہ و فساد کا اندیشہ پیدا ہوا۔ ولی عہد، یزید، (جسے جبراً بزور شمشیر ولی عہد منوایا گیا تھا) دارالخلافہ سے دُور تھا اور ابتری پیدا ہوجانے کا قوی احتمال تھا اُنھوں نے فوراً اپنے تیمارداروں سے کہا:

”میری آنکھوں میں خوب سُرمہ لگاؤ۔ سَر میں تیل ڈالو“

حکم کی تعمیل کی گئی، سرمہ اور روغن نے بیمار چہرے میں تازگی پیدا کردی۔

پھر اُنھوں نے حکم دیا:

”میرا بچھونا اونچا کرو۔ مجھے بٹھا دو۔ میرے پیچھے تکئے لگا دو“

اِس حکم کی بھی تعمیل کی گئی۔

پھر کہا:

”لوگوں کو حاضری کی اجازت دو۔ سب آئیں اور کھڑے کھڑے سلام کرکے رخصت ہوجائیں۔ کوئی بیٹھنے نہ پائے“

لوگ اندر آنا شروع ہوئے۔ جب وہ سلام کرکے باہر جاتے تو آپس میں کہتے ”کون کہتا ہے خلیفہ مر رہے ہیں؟ وہ تو نہایت تر و تازہ اور تندرست ہیں!“

جب سب لوگ چلے گئے تو امیر معاویہ نے یہ شعر پڑھا:

وتجلدی للشامتین اریھم   انی لریب الدھر لا اتضعضع

شماتت کرنے والوں کے سامنے اپنی کمزوری ظاہر ہونے نہیں دیتا میں اُنھیں ہمیشہ یہی دکھاتا ہوں کہ زمانہ کی مصائب مجھے مغلوب نہیں کرسکتیں۔ (طبری ج ۶)

دُنیا کی بے ثباتی

دوران علالت میں قریش کی ایک جماعت، عیادت کو آئی۔ امیر معاویہ نے اس کے سامنے دُنیا کی بے ثباتی کا نقشہ ان لفظوں میں کھینچا: ”دنیا! آہ دنیا! اس کے سوا کچھ نہیں جسے ہم اچھی طرح دیکھ چکے ہیں اور جس کا خوب تجربہ کرچکے ہیں۔ خدا کی قسم، ہم اپنی جوانی کے عالم میں دُنیا کی بہار کی طرف دوڑے، اور اُس کے سب مزے لُوٹے مگر ہمنے دیکھ لیا کہ دنیا نے جلد پلٹا کھایا۔ بالکل کایا پلٹ کردی۔ ایک ایک کرکے تمام گرہیں کھول ڈالیں۔ پھر کیا ہوا؟ دُنیا نے ہم سے بیوفائی کی۔ ہماری جوانی چھین لی۔ ہمیں بوڑھا بنا دیا۔ آہ، یہ دُنیا کتنی خراب جگہ ہے؟ یہ دُنیا کیسا بُرا مقام ہے؟“

(احیاء علوم الدین جلد ۴)

آخری خطبہ

امیر معاویہ نے اپنی بیماری میں آخری خطبہ یہ دیا:

”اے لوگو! میں اُس کھیتی کی بالی ہوں جو کٹ چکی ہے۔ مجھے تم پر حکومت ملی تھی۔ میرے بعد جتنے حاکم آئیں گے، مجھ سے بُرے ہونگے ٹھیک اُسی طرح، جیسے اگلے حکام مجھ سے اچھے تھے۔

(احیاء ج ۴)

حسرت

جب وقت آخر ہوا تو کہا، مجھے بٹھا دو۔ چنانچہ بٹھا دیئے گئے۔ دیر تک ذکر الٰہی میں مصروف رہے۔ پھر رونے لگے اور کہا:

”معاویہ! اپنے رب کو اب یاد کرتا ہے جبکہ بڑھاپے نے کسی کام کا نہیں رکھا اور جسم کی چولیں ڈھیلی ہوگئیں۔ اُس وقت کیوں نہ یہ خیال آیا جب شباب کی ڈالی تر و تازہ اور ہری بھری تھی؟

پھر چلا کر روئے اور دعا کی:

”اے ربّ! سخت دل، گنہگار، بوڑھے پر رحم کر! الٰہی! اُس کی ٹھوکریں معاف کردے! اُس کے گناہ بخش دے! اپنے وسیع حلم کو اُس شخص کے شامل حال کر جسنے تیرے سوا کسی سے اُمید نہیں کی، تیرے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کیا!“

(احیاء ج ۴)

بیٹیوں سے خطاب

تیمارداری اُن کی دونوں لڑکیاں کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ وہ اُنہیں کروٹ بدلانے لگیں تو اُنھیں بغور دیکھ کر کہا: تم ایک ڈانواں ڈول وجود کو کروٹیں بدلوا رہی ہو۔ اُسنے دُنیا بھر کے خزانے جمع کرلئے لیکن کاش وہ دوزخ میں نہ ڈالا جائے۔ پھر یہ شعر پڑھا:

لقد سعیت لکم من سعی ذی نصب   وقد کفیتکم التطواف والرحلا

میں نے تمھارے لئے بہت سخت محنت سے کوشش کی اور تمھیں دَر بدر ٹھوکریں کھانے سے بے پرواہ کردیا۔ (طبری)

اپنی فیاضی کی یاد

وفات سے کچھ پہلے اشہب بن رمیلہ کے یہ شعر پڑھے جو اُسنے قبلاع کی مدح میں کہے تھے:

اذا مت مات الجود وانقطع الندی   من الناس الا من قلیل مصرد

تیری موت کے ساتھ سخاوت اور فیاضی بھی مرجائیگی۔

وردت اکف السائلین وامسکوا   من الدین والدنیا بخلف مجدد

سائلوں کے ہاتھ لوٹا دیئے جائینگے اور دین اور دُنیا کی محرومیاں اُن کے انتظار میں ہوں گی۔

یہ سُن کر اُن کی لڑکیاں چلا اُٹھیں ”ہرگز نہیں، امیرالمومنین! خدا آپ کو سلامت رکھے!“

اُنھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ صرف یہ شعر پڑھ دیا:

واذا المنیۃ انشبت اظفارھا   الفیت کل تمیمۃ لا تنفع

جب موت اپنے ناخن گاڑ دیتی ہے تو کوئی تعویذ بھی نفع نہیں پہنچاتا

نصیحت

پھر بیہوش ہوگئے۔ تھوڑی دیر بعد آنکھ کھولی اور اپنے عزیزوں کو پاس دیکھ کر کہا:

”اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا۔ کیونکہ جو ڈرتا ہے، خدا اُس کی حفاظت کرتا ہے۔ اُس شخص کے لئے کوئی پناہ نہیں جو خدا سے بے خوف ہے“

(طبری)

یزید کی آمد

امیر معاویہؓ کی نازک حالت سے، قاصد کے ذریعہ، ولی عہد یزید کو مطلع کیا گیا۔ وہ فوراً روانہ ہوا۔ پہنچتے پہنچتے حالت اور بھی ابتر ہو چکی تھی۔ یزید جب پہونچا تو سکرات موت کی حالت شروع ہوچکی تھی اسنے باپ کو پکارا مگر وہ بول نہ سکے۔ یزید رونے لگا اور یہ شعر پڑھے:

لو عاش حی علی الدنیا لعاش اما   م الناس لا عاجز ولا وکل

اگر کوئی آدمی بھی دنیا میں ہمیشہ زندہ رہتا تو بلاشک آدمیوں کا امام زندہ رہتا، وہ نہ عاجز ہے، نہ کمزور ہے۔

الحول القلب والاریب ولن   یدفع وقت المنیۃ الحیل

وہ بڑا ہی عاقل و مدبر و فہیم ہے۔ لیکن موت کے وقت کوئی تدبیر بھی کام نہیں آتی۔

یزید سے خطاب

معاویہ نے یہ سُنکر آنکھیں کھول دیں اور کہا:

”اے فرزند! مجھے جس بات پر خدا سے سب سے زیادہ خوف ہے، وہ تجھ سے میرا برتاؤ ہے۔ جان پدر! ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ سفر میں تھا۔ جب آپ ضروریات سے فارغ ہوتے یا وضو کرتے تو میں دست مبارک پر پانی ڈالتا۔ آپنے میرا کُرتا دیکھا وہ مونڈھے پر سے پھٹ گیا تھا۔ فرمایا ”معاویہ! تجھے کُرتا پہنا دوں؟“ میں نے عرض کیا ”میں آپ پر قربان! ضرور“ چنانچہ آپنے کرتا عنایت کیا مگر میں نے ایک مرتبہ سے زیادہ نہیں پہنا۔ وہ اب تک میرے پاس موجود ہے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال ترشوائے میں نے تھوڑے سے بال اور کترے ہوئے ناخن اُٹھالئے تھے۔ وہ بھی آجتک میرے پاس شیشی میں رکھے ہیں۔ دیکھ، جب مرجاؤں تو غسل کے بعد یہ بال اور ناخن میری آنکھوں کے حلقوں اور منہ میں رکھ دینا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کُرتا بچھا کر مجھے اُس پر لٹانا اور کفن پہنانا۔ اگر مجھے کسی چیز سے نفع پہنچ سکتا ہے تو وہ یہی ہے

(استیعاب۔ عقد الفرید)

سکرات موت

سکرات کے عالم میں یہ شعر زبان پر جاری تھا:

فھل من خالد اما ھلکنا   وھل بالموت یا للناس عار

نے یہی مناسب سمجھا کہ اُس کے ارکان کا انتخاب، تمام باشندوں کی ف سے ہو۔ لیکن وقت کی تنگی اور باشندوں کے اشغال کی کثرت ح آئی۔ مجبوراً میں نے یہ کیا کہ ہر محلے سے معزز آدمیوں کی ایک ایک عت طلب کی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ صرف یہی لوگ معزز اور نیک ہیں۔ ونکہ تمام مسلمان، جسم واحد کی مانند ہیں۔ میں نے تمھیں اسی غرض سے طلب ا ہے کہ جدید مجلس شوریٰ کے لئے ارکان کا انتخاب کرو۔ انسان پر ض ہے کہ ایسے معاملات میں اپنے قلب کا فرمانبردار نہ بنے، کیونکہ قلب شہ ہوا و ہوس کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ تمھیں عقل و تدبر سے کام لینا ہئے اور تجربہ کار اور قابل لوگوں کو منتخب کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر مجلس ح بنیادوں پر قائم ہو جائے گی تو ملک اُس سے بڑے بڑے فوائد صل کرسکے گا۔ تم وہی لوگ منتخب کرو جنھیں مخلص اور باشندوں کے حقوق حفاظت کرنے والا یقین کرتے ہو۔ یہ اس لئے کہ حکومت تو اپنے وق کسی نہ کسی طرح حاصل ہی کر لیتی ہے۔ لیکن باشندوں کے حقوق ف ہو سکتے ہیں۔ لہذا ایسے لوگوں کا انتخاب ہونا چاہئے جو تمھارے وق کے تحفظ کی قابلیت و جرأت رکھتے ہوں۔ یہ لوگ تمھارے نمائندے ر وکیل ہونگے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

سلطان کی دوسری تقریر

سلطان نے دوسری تقریر مجلس شوریٰ کے ارکان کے سامنے کی۔ س کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

"حضرات ارکان مجلس! میں آپ کو سلام کرتا اور اُس اعتماد پر کو مبارکباد دیتا ہوں جس کا آپکے ابنائے ملک نے آپ کو اہل سمجھا ور آپ کو اس مجلس کے لئے منتخب کیا۔ مجلس شوریٰ درحقیقت اُن بنیادو ں سے ایک بنیاد ہے جن پر قانونی حکومتیں قائم ہوا کرتی ہیں۔ یہی ورٰی ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس قول میں وارد ہے "وامرہم شوریٰ بینہم" ں یہ دیکھ کر نہایت مسرور ہوں کہ آپ اس مجلس میں شریک ہو کر ک کی خدمت اور حدود شرعیہ کے قیام و حفاظت کی کوششوں میں کومت کا ہاتھ بٹانے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری گردن پر ایک بھی انت رکھ دی ہے۔ ہم اس بوجھ کے اُٹھانے میں اپنے تئیں اہل فضل یت کی امداد و اعانت کا محتاج پاتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ہم نے ہر کے رؤسا و علما کو اس مجلس کے لئے دعوت دی اور اُنھوں نے اپ [illegible] قبول کر لیا۔ اب ہم نے اپنی ذمہ داری اٹھانے کا نصف بار [illegible] رکھ دیا ہے۔ میں [illegible] رتے [illegible] ہوں کہ وہ آپکو ملک اور اہل ملک کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ اپنے فرائض کی انجام دہی کے اثنا میں دیکھ لیں گے کہ حکومت اصلاحات کے جاری کرنے میں پوری طرح سنجیدہ اور مستعد ہے۔ یقیناً آپ نے اس کا آغاز اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لیا ہوگا۔ میں نے تفتیش و اصلاح کی ایک علیحدہ مجلس بنا دی ہے جس کا کام یہ ہے کہ حکومت کے تمام محکموں کی جانچ کرے، اور اُن صورتوں پر غور کرے جن سے اُن کی اصلاح عمدہ [illegible] ہو سکتی ہے۔ یہ کمیٹی اپنے عمل کا ایک مرحلہ طے کر چکی ہے، لیکن ابھی اُسے بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

عنقریب آپکی مجلس میں بڑی بڑی تجویزیں پیش ہوں گی۔ حکومت کے محکموں کے میزانیے بھی پیش ہونگے۔ آپ اُن پر غور کرینگے اور اپنے فیصلے صادر کریں گے۔ ملک کو سب سے زیادہ ضرورت پانی کی ہے۔ آپکے سامنے جدید قسم کے کنوئیں کھودنے کی تجویز آئے گی۔ اسی طرح اور بہت سے مفید کام آپ کو کرنا ہونگے۔ مثلاً جدہ اور مکہ کے مابین موٹر سڑکوں کا اجرا، مکہ کی بعض سڑکوں کی توسیع، ڈاک اور تار کے صیغوں کی اصلاح اسی طرح [illegible] تمام [illegible] مکمل کر لی ہیں جو بین الاقوامی [illegible] قانون کے [illegible] شامل ہونے کے بعد اُسے عمل میں لائی ہیں۔ [illegible] غور کا

اور تمام ملک کے لئے ایک ہی تعلیمی لائحہ (پروگرام) بنانا ہے۔ حکومت چاہتی ہے کہ تعلیم تمام ملک میں عام ہو جائے۔ کوئی قریہ بلکہ کوئی قبیلہ بھی اس سے محروم نہ رہنے پائے۔ نیز حفظان صحت، حجاج کے آرام و راحت مطوفوں کی تنظیم، اور اسی طرح کے تمام اہم کام آپکے سامنے ہیں اور آپکی توجہ کے منتظر ہیں۔ آخر میں میں اس مجلس کے افتتاح کا اعلان کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ ہمارے تمام کاموں کو کامیاب کرے۔ والسلام علیکم"

مجلس شوریٰ کا نظام

مجلس شوریٰ کا نظام بالاختصار حسب ذیل ہے:

دفعہ (۱) یہ مجلس ۸ ارکان سے مرکب ہوگی۔

دفعہ (۲) مجلس شوریٰ کا صدر نائب السلطنت ہوگا۔

دفعہ (۳) ارکان مجلس کا انتخاب حسب ذیل اصول پر ہوگا:

(۱) ۴ رکن، اہل فضل و تجربہ کے مشورے سے منتخب ہونگے۔

(۲) باقی ۴ رکن حکومت اپنی رائے سے نامزد کرے گی۔ ان میں دو رکن نجدی ہونگے۔

دفعہ (۴) مجلس شوریٰ کی رکنیت کی مدت دو سال ہوگی۔ لیکن نصف ارکان ہر سال بدلجایا کرینگے (عام اس سے کہ منتخب ہوں یا نامزد کئے ہوئے) پُرانے ارکان کا دوبارہ انتخاب بھی ہو سکتا ہے۔

دفعہ (۵) مجلس شوریٰ کے رکن بننے کے لئے حسب ذیل شرطیں ہیں:

(الف) اسکی عمر ۲۵ سال سے کم نہ ہو۔

(ب) تجربہ کار اور معاملات کا سمجھنے والا ہو۔

(ج) سزا یافتہ اور دیوالیہ نہ ہو۔

(د) نیک چلن ہو۔

دفعہ (۶) حسب ذیل امور مجلس شوریٰ کے سامنے حکومت کی جانب سے پیش ہونگے:

(۱) حکومت کے مختلف محکموں اور بلدیہ (میونسپلٹی) اور نہر زبیدہ کے میزانیہ (بجٹ)

(۲) اقتصادی و عمرانی لوائح پر عمل کرنے کی اجازت۔

(۳) تجارتی امتیازات اور اقتصادی و مالی تجاویز۔

(۴) نظارت نافعہ (پبلک ورکس) کے لئے کسی جائداد کی ضبطی۔

(۵) نئے قوانین اور انتظامات۔

(۶) میزانیہ میں اگر سال کے اندر مزید اضافہ کی ضرورت ہو۔

(۷) اگر کسی [illegible] حکومت [illegible] پیش کی جائے

(۸) اجنبی ملازموں کی تقرری۔

(۹) حکومت کے محکمے اگر کمپنیوں یا تاجروں سے دو سو پونڈ سے زیادہ کی خرید و فروخت کریں۔

دفعہ (۷) مجلس دو قسموں پر تقسیم ہوگی۔ ہر قسم اُن معاملات پر غور و بحث کرے گی جو اُس کا ناظم پیش کریگا۔ پھر دونوں ایک دوسرے کو اپنے فیصلے سے آگاہ کرینگی اور اپنے کاغذات کا مبادلہ کریں گی تاکہ دونوں کو غور و بحث کا موقعہ ملے۔ اس کے بعد مجلس کے کسی عام جلسے میں دونوں کا فیصلہ منظوری کے لئے پیش کیا جائے گا۔

دفعہ (۸) مجلس کا نصاب (کورم) چار ارکان اور صدر کی موجودگی سے پورا ہو جائے گا اور تجویزیں مجلس کی ۲ ثلث اصوات (ووٹس) سے پاس ہوں گی۔

دفعہ (۹) مجلس ہر ہفتہ دو مرتبہ منعقد ہوگی۔ لیکن صدر کی دعوت پر اس سے زیادہ مرتبہ بھی جمع ہو سکتی ہے۔

دفعہ (۱۰) مجلس کو حق ہے کہ قوانین کی تطبیق میں اگر حکومت سے کوئی غلطی واقع ہو جائے، تو اُسے متنبہ کرے۔

دفعہ (۱۱) اگر حکومت کوئی [illegible] پیش کرے اور مجلس اُسے [illegible] کردے یا اُسمیں ترمیم ضروری سمجھے، اور حکومت مجلس کا فیصلہ منظور نہ کرے، تو ایسی صورت میں نائب السلطنت کو حق ہوگا کہ لائحہ کو مزید توضیح و تشریح کے ساتھ دوبارہ مجلس کے سامنے پیش کرے۔ اگر مجلس اب بھی اسے منظور نہ کرے، تو پھر آخری فیصلہ خود سلطان اعظم کرینگے۔

مجلس کو حق ہے کہ اپنے صدر کے ذریعہ ہر اُس تجویز کے بارے میں سلطان سے رجوع کرے جس پر ایک ماہ گزر چکا ہو اور کوئی شاہی حکم جاری نہ ہوا ہو۔

مجلس کے ارکان

مجلس شوریٰ کے لئے حسب ذیل ارکان منتخب ہوئے ہیں:

(۱) شیخ یوسف قطان۔

(۲) شیخ احمد سجی۔

(۳) شیخ صالح شطا۔

(۴) شیخ عبداللہ زدادی۔

(۵) شیخ محمد بن یحیٰ بن عقیل۔

(۶) شیخ عبداللہ ابراہیم جفالی۔

(۷) شیخ عبدالعزیز بن زید۔

(۸) شیخ عبدالوہاب عطار۔

ایک اُمید افزا واقعہ

کچھ مدت ہوئی، بعض اہل مکہ نے سلطان ابن سعود کے پاس بھیجنے کے لئے ایک محضر تیار کیا تھا اور اُس میں محکمہ حفظان صحت کی شکایتیں لکھی تھیں۔ یہ محضر ایک شخص حسن سلیمان کو دیا گیا تاکہ سلطان تک پہنچا دے۔ اُس زمانہ میں نائب السلطنت امیر فیصل مکہ میں موجود نہ تھے۔ اُن کی غیر موجودگی میں اُن کے مشیر خاص شریف حسین عدنان اور شیخ عبدالعزیز عتیقی، حکومت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اس محضر کا حال اِن دونوں کو معلوم ہوا تو انھوں نے شخص مذکور کو طلب کیا اور حکم دیا کہ محضر انکے حوالہ کردے۔ اُس نے انکار کیا۔ اس پر شریف حسن عدنان نے غصہ میں آکر اُسے دو گھنٹے کے لئے قید کر دیا۔

شخص مذکور نے رہا ہوتے ہی حکومت کے اِن دونوں بڑے عہدے داروں پر (جو گورنر کے قائم مقام تھے) مقدمہ دائر کر دیا۔ نالش میں حسب ذیل الزام لگائے تھے:

(۱) اُنھوں نے سلطان اعظم کی توہین کی کیونکہ وہ محضر لے لینا چاہا جو سلطان کی خدمت میں پیش ہونے والا تھا۔

(۲) اُنھوں نے مدعی کو سلطان تک پہنچنے سے روکنا چاہا۔

(۳) اُنھوں نے بغیر کسی قانونی موجب کے مدعی کو قید کیا۔

سلطان نے دعویٰ مع کل کاغذات مجلس تفتیش کے حوالے کر دئے اور حسب ذیل دو سوالوں کے جواب طلب کئے:

(۱) کیا مدعا علیہما کو اس کارروائی کا حق تھا جو اُنھوں نے کی؟

(۲) کیا اُنھیں ایسی کارروائیاں کرنے کے لئے چھوڑ دینا چاہئے؟

مجلس تفتیش نے پوری طرح تحقیقات کی، مدعی، مدعا علیہما اور گواہوں کے بیانات سنے، اور بالآخر سلطان کے سوالوں کے یہ جواب بھیجے:

(۱) اُنھیں اس کارروائی کا ہرگز حق نہ تھا۔

(۲) اُنھیں بغیر سزا کے نہیں چھوڑنا چاہئے۔

نیز مجلس نے یہ قانون بھی بنایا کہ جو عہدہ دار بھی خلاف انصاف و قانون کام کرے گا یا کسی کے حق پر دست درازی کرے گا، اُسے سرکاری خدمت سے بلا توقف الگ کر دیا جائے گا۔

مجلس کا فیصلہ [illegible] عہدے داروں کو [illegible]

خوبی سے ادا کئے کہ سب کو تسلیم کرلینا پڑا کہ ترکی موسیقی، عظیم صلاحیت رکھتی ہے۔

غازی مصطفےٰ کمال کا سفر ادرنہ

مشہور ترکی تاریخی شہر ادرنہ کے ایک وفد نے آکر غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو اپنے شہر میں آنے کی دعوت دی۔ موصوف نے دعوت منظور کرلی۔ خیال کیا جاتا ہے اِس سلسلہ میں وہ تھریس کے اہم شہروں کا بھی معائنہ کریں گے۔

درۂ دانیال کی قلعہ بندی

اخبارات کا بیان ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا نے آستانہ میں پہنچ کر جنگی اور ملکی افسروں اور ماہروں کے ساتھ اُن تدابیر پر بھی غور کیا ہے جن سے مستقبل میں قسطنطنیہ کی حفاظت بھی ہوجائے اور وہ آزاد تجارتی بندرگاہ بھی باقی رہے۔ چنانچہ طے پایا ہے کہ امریکہ سے ایک قرض حاصل کیا جائے اور اِس روپیہ سے درۂ دانیال، اور باسفورس کی پورے طور پر قلعہ بندی کردی جائے۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ معاہدۂ لوزان میں اِس بارے میں بعض پابندیاں موجود ہیں۔ مگر اب بظاہر ترک اُن پابندیوں کی پرواہ کرنا نہیں چاہتے۔

اطلاعِ ضروری

الہلال میں لاہور کی "الہلال بک ایجنسی" کا اشتہار شائع ہو رہا ہے۔ اور اُس کا پتہ صاف درج ہے لیکن بعض حضرات صرف الہلال کا نام دیکھ کر درخواست الہلال کے دفتر میں بھیجدیتے ہیں اور بلا ضرورت خط و کتابت کرنی پڑتی ہے۔

اِس "الہلال بک ایجنسی" سے رسالہ الہلال کلکتہ کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ لاہور کی ایک بک ایجنسی ہے۔ اور اسی کا پورا پتہ اُس کے اشتہار کے نیچے درج ہے۔

اگر آپ تمام دنیا دو قدم آگے رہنا چاہیں تو
انتخاب لاجواب لاہور
کا مطالعہ کریں اس کے مستقل خریداروں کو چھ سو صفحوں کی
انعامی کتابیں مفت دی جاتی ہیں انعامی کتابوں کی فہرست
اور نمونہ کا رسالہ دو آنہ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں
مینیجر انتخاب لاجواب لاہور

مکتوب حجاز

اصلاح و ترقی کا اعلان اور عالمِ امید و بیم!

ذیل میں ہم اپنے مقالہ نگار مقیم جدہ کا مکتوب ترجمہ و اختصار کے بعد درج کرتے ہیں۔ انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ آیندہ مسلسل مقالات بھیجتے رہیں گے۔ مقالہ نگار نے جس احتیاط اور اعتدال نظر کے ساتھ حالاتِ حجاز پر نظر ڈالی ہے، ہم اُس کا اعتراف کرتے ہیں، مگر ہمیں خوف ہے کہ بحالت موجودہ اُنھوں نے حکومت کی بیان کردہ "اصلاحات" سے جو امیدیں قائم کی ہیں وہ قبل از وقت ثابت ہوں گی اِس راہ میں سب سے پہلی چیز اہل، کارداں، اور مخلص کارکنوں کا وجود ہے، اور جہاں تک ہماری معلومات ہے، ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ حکومت حجاز اُن سے یکقلم تہی دست ہے۔ خود مقالہ نگار بھی اِس کا اعتراف کرتے ہیں۔

ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا

امید و بیم

حجاز کی موجودہ حالت، ہر اعتبار سے، امید و بیم کے متضاد اثرات کی ایک مرکب تصویر ہے!

ایک طرف امید کی شعاعیں چمکنا شروع ہوگئی ہیں تاکہ صدیوں کی تاریکی کا مقابلہ کریں۔ دوسری طرف مایوسی کی ظلمت اتنی شدید و وسیع ہے کہ نہیں کہا جاسکتا مستقبل قریب میں ہمیں روشنی کی تابناکی کا انتظار کرنا چاہئے، یا ظلمت کے احاطۂ در فتح مندی کا؟

ایک طرف سلطان ابن سعود کی شخصیت اور اُس کی سطوت وطاقت کا ظہور ہے جس نے تھوڑے ہی عرصہ کے اندر ملک میں امن قائم کردیا، تمام سرکش جماعتیں قابو میں آگئیں، نظم و اصلاح کے لئے زمین طیار ہوگئی، اور اگر حکومت کے مزاج میں صلاحیت اور اعضاءِ حکومت میں کاردانی ہو، تو بہت جلد سرزمین حجاز کا ایک نیا دور شروع ہوسکتا ہے۔ لیکن اِس کے ساتھ ہی دوسری طرف نظر اُٹھائیے تو حکومت کا مزاج غیر صالح، کارداں اشخاص تقریباً ناپید، اصحاب اغراض کا ہر طرف سے ہجوم، مخلص و مغرض میں امتیاز مسدود، اور اہل و غیر اہل کے لئے کوئی معیار نہیں ہے۔ سلطان صحرا سے نکلکر حجاز آئے ہیں اور آتے ہی ایک منظم و متمدن حکومت کی از سر نو تخلیق کی مہم پیش آگئی ہے۔ ارادے پیدا ہوتے ہیں، مگر وجود میں نہیں آسکتے۔ ہمت اُٹھتی ہے، مگر قدم نہیں اُٹھا سکتی۔ کام اہم اور مشکلات سے لبریز ہے۔ ضرورت صلاحیت، صبر، استقامت، اور انتظار کی ہے، لیکن اوپر سے لے کر نیچے تک ہر وجود نفع عاجل کا شیفتہ ہے، اور اِس لئے کوئی صحیح اور وسیع قدم اُٹھ نہیں سکتا۔

اصلاحات کا اعلان

لیکن حال میں مجلس شوریٰ کے قیام اور بعض ارکان حکومت کے تغیر و تبدل سے طلبگاران اصلاح کو جو نئی اُمیدیں دلائی گئی ہیں، وہ ضرور قابل توجہ ہیں، اور ضروری ہے کہ اُن کا اعتراف کیا جائے۔ ممکن ہے کہ اُن کی موجودہ صورت و حالت آپکی نظروں میں زیادہ وقعت حاصل نہ کرسکے، لیکن اہل حجاز کے لئے جو صدیوں سے "اصلاح" اور "قانون و ادارہ" کے معانی سے ناآشنا ہو چکے ہیں، یہ یقیناً ایک اُمید افزا اقدام ہے۔

سلطان کی تقریریں

مجلس شوریٰ کے افتتاح کے لئے "جیاد" میں ایک شاندار جلسہ ہوا تھا۔ سلطان نے اِس موقع پر دو تقریریں کیں: ایک عام حاضرین کو مخاطب کرکے۔ دوسری مجلس شوریٰ کے ممبروں کے سامنے۔ پہلی تقریر کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

"میں مکہ کے باشندوں کو اِس اجتماع کا مقصد بتانا چاہتا ہوں۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ یہاں کے باشندے ہم سے (یعنے اہل نجد سے) زیادہ سے زیادہ اختلاط رکھیں اور زیادہ سے زیادہ میل جول بڑھائیں اِس اختلاط کے فوائد بے شمار ہیں۔ یہی فائدہ کیا کم ہے کہ ہم میں باہم محبت و اخوت مستحکم ہوگی اور اُن سازشوں کی تمام کوششیں ایگاں جائیں گی جو ہمارے تعلقات خراب کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتی ہیں۔

"راعی اور رعیت کی دُوری اور بے تعلقی، خود غرضوں کے لئے میدان کشادہ کردیتی ہے۔ وہ بڑی آسانی سے حق کو باطل اور باطل کو حق کی صورت میں پیش کرنے کا موقعہ پا جاتے ہیں۔ اگر راعی اور رعیت میں نزدیکی نہیں ہے تو ظاہر ہے، ہر خود غرض جب چاہے، حکام کو گمراہ کردے سکتا ہے۔ حاکم ہرگز حقیقت حال سے واقف نہیں ہوسکتا اور بلا قصد رعایا کے لئے مصیبت پیدا کردے سکتا ہے۔ لیکن اگر حاکم و محکوم میں تعارف و تقارب کے رشتے موجود ہوں، تو خود غرض لوگ حکام کو دہوکا دینے سے ڈرینگے۔ مبادا اُن کی بدنیتی اور دروغگوئی طشت از بام ہوجائے"

"آج کے اجتماع سے یہی غرض ہے کہ ہمارے اور باشندوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ قربت و اختلاط قائم ہو جائے۔ ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے اور عام مخلوق کے درمیان ہرگز کوئی پردہ نہیں ہے۔ ہمارے محل کا دروازہ ہمیشہ ہر انسان کے لئے کھُلا ہوا ہے۔ نیز ہم بحمد اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے تمام عہدہ داروں کو رعایا سے حسن سلوک کی وصیت کرتے رہتے ہیں۔"

"بلاشبہ، عام مخلوق سے دُوری، نفس و جسم کے لئے آرام و راحت کا موجب ہے۔ لیکن دین اور شرافت کا تقاضہ اِس سے منع کرتا ہے۔ دین، مخلوق سے دُوری کی اجازت نہیں دیتا۔ شرافت، مخلوق سے بے پرواہی روا نہیں رکھتی۔ کیونکہ اختلاط اور تعارف میں ہزاروں مصلحتیں اور نیکیاں ہیں۔ یقین کرو ہم اپنی پوری قوت سے اصلاح حال کی کوشش کر رہے ہیں۔ سال رواں میں انشاء اللہ ہم بہت سی نئی اصلاحات بھی جاری کرینگے۔ ہماری نظر کے سامنے ہر لحظہ یہ فرمان ربانی موجود ہے "قل اعملوا فسیری اللہ عملکم" (عمل کرو، خدا تمھارا عمل دیکھے گا) ابن آدم اگر نیکی کرتا ہے، تو اپنے فرض سے سبکدوش ہوجاتا ہے۔ نتائج و ثمرات کی بخشش صرف اللہ ہی کے ہاتھ ہے!"

"یہ بالکل یقینی ہے کہ حکام کی درستگی، رعایا کی درستگی ہے۔ بنا بریں ہمارا فرض ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہمیشہ اُس خیر و صلاح کی جستجو میں لگے رہیں جس سے ایک طرف مسلمانوں کی درستگی ہو، دوسری طرف ہمیں خدا کی رضامندی حاصل ہو۔"

"ہم نے بعض عہدے دار معزول کردئے ہیں۔ یہ اِس لئے نہیں کہ اُنھوں نے کوئی خطا کی تھی، بلکہ اِس لئے کہ اُن سے بہتر آدمی مل گئے تھے۔ میں معزول عہدے داروں کا شکرگزار ہوں کہ اُنھوں نے اپنے فرائض ایمانداری سے انجام دئے تھے۔"

"ہم نے آپ ہی کے آدمیوں کی ایک مجلس بنادی ہے کہ حکومت کے مختلف انتظامی محکموں کی دیکھ بھال کریں، اُنکے نظام پر نظر ڈالیں ہم نے تمامتر ذمہ داری اِس مجلس کے کاندھوں پر ڈال دی ہے کیونکہ اہل مکہ اپنے مصالح ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ یہ مجلس اپنے فرائض، بحسن و خوبی انجام دے گی۔

"ہم نے مجلس شوریٰ کے معاملہ پر خوب غور کیا۔ چونکہ یہ مجلس از حد اہم اور باشندوں کے لئے غائت درجہ ضروری و مفید ہے اِس لئے

برابر موجود ہوتا تھا۔

ایک واقعہ

حاکم جوف امیر عبداللہ بن عقیل کی بابت مجھے ایک بات ضرور کہدینی چاہئے۔ یہ حاکم، دوسرے عرب حکام کے برخلاف ذی علم اور وسیع المعلومات ہے۔ شریعتہ حقہ کے مطابق حکومت کرتا ہے۔ اس کے علاقے میں جرائم بالکل ناپید ہیں۔ مثال کے طور پر ایک چشم دید واقعہ لکھتا ہوں:

ایک دن میں امیر موصوف کی مجلس میں موجود تھا کہ ایک شخص نے آکر کہا "میں حائل سے آرہا ہوں۔ جوف سے ۳ دن کے فاصلے پر ایک بھری ہوئی بوری میں نے پڑی دیکھی ہے" حاکم نے سوال کیا "اُس بوری میں کیا ہے؟" شخص مذکور نے جواب دیا کہ "مجھے نہیں معلوم" اس واقعہ کے دوسرے دن ایک اور شخص نے یہی خبر پہنچائی۔ حاکم نے اُس سے بھی یہی سوال کیا۔ اُسنے کہا "اسمیں قہوہ ہے" حاکم نے پوچھا "تونے کیونکر جانا؟" اُسنے کہا "اپنی لاٹھی سے دباکر" اسپر حاکم نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اسے ۵۰ بید لگادو۔ مجھے اس سزا پر بہت تعجب ہوا اور امیر سے استفسار کیا۔ اسنے جواب دیا "بوری دیکھنا جرم نہیں ہے لیکن اسنے یہ جستجو کیوں کی کہ اس میں کیا ہے؟ اسے اس کا کوئی حق نہ تھا۔ کیونکہ بوری اس کی نہ تھی" اس کے بعد امیر نے مجھے بتایا کہ اہل نجد، عموماً نہایت دیانت دار اور پرہیزگار ہیں اگر راستے میں سونا بھی پڑا ہو تو کبھی اُن کی نیت نہیں بدلے گی!

جوف کا دارالحکومت، ایک قلعہ نما عظیم محل میں واقع ہے۔ اس کا نام "قصر مارد" ہے۔ یہودیوں نے اپنے عروج کے زمانے میں تعمیر کیا تھا باشندوں کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے ۴۰۰ سال پہلے یہ بنا تھا۔

جوف کے باشندے باوجود غریب ہونے کے بڑے مہمان نواز ہیں۔ مہمان کی خدمت وخاطر فرض عین سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ خوب تندرست ہیں۔ میں نے کوئی شخص بھی کمزور، اور دبلا نہیں دیکھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا، پوری آبادی میں ایک انسان بھی بیمار نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ یہاں کی آب وہوا نہایت عمدہ ہے، پیداوار کافی ہے اور باشندے طبعی اور سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔

امیر عبداللہ نے مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ انگریز اور امریکن سیاحوں نے باربار کوشش کی کہ علمی اور جغرافیائی تحقیقات کے بہانہ سے آگے بڑہیں۔ مگر سلطان ابن سعود نے اجازت نہیں دی۔ وہ جانتے ہیں کہ اسی قسم کے حیلوں سے انھوں نے مشرقی ملکوں میں اپنے قدم جمالئے۔ ایک مرتبہ ایک انگریز مسٹر آتیشر بہت سی موٹریں اور روپیہ لے کر آیا اور یہ ظاہر کیا کہ جوف کی مٹی بہت عمدہ ہے اس لئے وہ مٹی کے برتن بنانے کا کارخانہ قائم کرے گا۔ مگر سلطان نے قیام کی اجازت نہیں دی۔ ایک اور یورپین نے کہا کہ خود پایۂ تخت ریاض میں پٹرول کے زمیں دوز چشمے موجود ہیں۔ میں انھیں نکال سکتا ہوں۔ مگر سلطان نے اسے بھی منظور نہیں کیا۔ حالانکہ نجد کے باشندوں کو پٹرول کی بہت ضرورت ہے۔ سلطان کی دلی آرزو ہے کہ خالص اسلامی علمی جماعتیں نجد میں آئیں اور یہاں کی قیمتی کانیں نکالیں کہ وہ "یورپین کمپنیوں، تاجروں اور علمی محققوں" کی آمدورفت سے ڈرتے ہیں۔

خواطر و سوانح

زندگی پر آخری نظر

ایک کروڑپتی نے خودکشی کرتے وقت کیا محسوس کیا؟

مسٹر جیمس وہائٹ، لندن کا مشہور کروڑپتی تھا لیکن ایک ناگہانی خسارہ نے اُسے دیوالیہ کردیا۔ گزشتہ ماہ اُسنے زندگی سے بیزار ہوکر خودکشی کرلی۔ لیکن مرنے سے پہلے ذیل کی تحریر لکھ کر اپنی میز پر رکھدی تھی:

"میں اسوقت ابدیت وخلود کے دروازہ پر کھڑا ہوں اور دنیا کے نام اپنا آخری پیام لکھ رہا ہوں۔ میں نے زندگی پر اُس نقطۂ نظر سے نگاہ ڈالی ہے، جو ایک مرنے والے انسان ہی کا نقطۂ نگاہ ہوسکتا ہے!

⁂

"میرے ناچیز عقیدے میں دُنیا کا قدیم عالمگیر تمدن ۴ اگست ۱۹۱۴ء (یعنی جنگ عمومی کے آغاز کی طرف اشارہ کرتا ہے) میں مرگیا۔ اس کے بعد سے ابتک جدید عالمگیر تمدن کی پیدائش نہیں ہوئی ہے۔

⁂

"میں نے بادشاہوں کی میزبانی کی امیروں کو بے تکلفانہ اُنکے سادہ ناموں سے پکارا۔ میری ملکیت میں شاندار جہاز تھا جس میں نے پورے کرۂ ارضی کی سیر کی۔ میرے اصطبل میں اصیل گھوڑوں کی صفیں بندھی تھیں۔ میں تھیٹروں کا بھی مالک تھا۔ بڑی بڑی اخبار جاری کرنے والی کمپنیوں میں بھی میرے حصے تھے۔ میں نے عظیم الشان تجارتی کاروبار کئے۔ میرا راس المال پندرہ کروڑ پونڈ (۴۵ کروڑ روپیہ) تک پہنچ گیا تھا۔ میں نے صرف ایک دن کے اندر ۷،۵۰۰،۰۰۰ پونڈ نفع کمایا تھا۔ ان حالات میں، میں امید کرتا ہوں کہ سب لوگ مجھ سے اتفاق کرینگے کہ مجھے زندگی کے بارے میں اظہار رائے کا حق حاصل ہے۔

⁂

"مجھ پر زندگی کے گرم اور سرد، ہر طرح کے موسم گزر چکے ہیں۔ میں نے فاقہ کشی کی مصیبت کا مزہ بھی چکھا ہے، اور میں نے دولت کی سرگرانی بھی محسوس کی ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تین دن کے بھوکے کا احساس کیا ہوتا ہے؟ اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ دولت کی فراوانی دل ودماغ پر کیا اثر ڈالتی ہے؟ مجھ پر وہ وقت گزر چکا ہے جب میری کوئی آرزو بھی ایسی نہ تھی جو میری قدرت سے باہر ہو۔ میں نے وہ دن بھی دیکھے ہیں جب ہزاروں انسان اپنے پیٹ کی روٹی کے لئے میرا ہاتھ تکتے تھے!

⁂

"گھوڑدوڑ کے ایک دن میں میں نے ۱۰۰،۰۰۰ پونڈ جیتے تھے لیکن ایک وقت وہ بھی تھا جب تاش کی ایک بازی میں میری جیت صرف ایک شلنگ تھی! دولتمندی کے لاکھ اور غربت کے ایک شلنگ، دونوں کی جیت کے الگ الگ اثر میرے دل نے محسوس کئے۔ ایک مرتبہ میں لندن سے ویلز تک کی [illegible] میل کی مسافت، میں نے اپنے پیروں سے طے کی تھی کیونکہ میرے پاس ریل کا کرایہ نہ تھا۔ پھر ایک وقت وہ بھی دیکھا جب پوری ٹرین صرف میرے لئے روانہ ہوتی تھی تاکہ مجھے مانچسٹر پہنچادیا کرے!

⁂

"میری زندگی کے ان آخری لمحوں میں میرا حافظہ، زندگی کے تمام انقلابات ایک ایک کرکے میری آنکھوں کے سامنے سے گزار رہا ہے۔ اسوقت میں اس قابل ہوں کہ زندگی پر ایک منصفانہ فیصلہ کی نظر ڈال سکوں!

⁂

"زندگی کے متعلق میرا آزمودہ فیصلہ یہ ہے کہ وہ ایک عظیم انسانی کڑاہی ہے جو طمع، شہوت، اور حماقت کے مہیب آتشیں مادوں پر پک رہی ہے۔ تمام بلند، رقیق، شریف جذبات ناپید ہوچکے ہیں۔ اُن کی جگہ خبیث تر جذبات پر مشتمل عناصر نے لے لی ہے۔ قوت اور مال کی خواہش اس قدر زبردست ہوگئی ہے کہ بالشویزم کے سوا کوئی دوسری قوت اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

⁂

"زندگی کے تمام دن باہم مشابہ ہیں، اُکتا ڈالنے والے ہیں، تھکا ڈالنے والے ہیں۔ ایک ہی قسم کے چہرے، ایک ہی قسم کے مزاج، ایک ہی قسم کے دل، ایک ہی قسم کی چیزیں! ہر نیا دن ویسا ہی بُرا جیسا پچھلا دن تھا! ہر نفس طمع وہوس سے اُسی طرح لبریز جس طرح دنیا کا ہر باشندہ! زیادہ مال کی مجنونانہ طلب! زیادہ عیش کی غرض پرستانہ خواہش! مگر کام بہت کم، نیکی اور صلح کم! انسانوں کی بھیڑ مال جمع کرنے پر ٹوٹ پڑی ہے۔ کسی کو خودداری کا خیال نہیں۔ کسی کو شرافت کی پروا نہیں۔ ایک حساس آدمی کے لئے یہ منظر موت سے کم نہیں!

⁂

"اسٹیج پر دولت کا کوئی [illegible] دار ہوتا ہے۔ [illegible] شادیوں، چاپلوسوں، ابن الوقتوں کی بھیڑ اُس پر ٹوٹ پڑتی ہیں، وہ کھلاتا پلاتا ہے۔ جلسے کرتا ہے، لہو ولعب کے تمام سامان مہیا کرتا ہے۔ اُسکی بڑی تعریفیں ہونے لگتی ہیں۔ اُس کی دوستی کا لاکھوں دم بھرنے لگتے ہیں۔ اُسے ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ اس زمین پر مجھ سے بڑا، مجھ سے زیادہ خوش نصیب کوئی انسان نہیں۔ میں خدا کا پسندیدہ اور اس کی مخلوق کی آنکھ کا تارہ ہوں!

"لیکن ادہر اُس کا سونا چاندی ختم ہوا، اُدھر [illegible] بھی پھر گئیں۔ اب نہ دوست دوست ہیں نہ [illegible] اور [illegible] صرف یہ دو مکروہ رفیق زندگی بھر کی رفاقت کے لئے [illegible] پہلو میں

سیر فی الارض

اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ

(۳۰: ۸)

سیاحانِ عالم کے مشاہدات و تاثرات

ایک مصری سیاح نجد میں

حال میں ایک مصری سیاح نے نجد کی سیاحت کی ہے۔ اُس کے مشاہدات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

صحرائی سفر کا آغاز

صحرا میں سفر کا یہ پہلا اتفاق تھا۔ میں وہاں کے راستوں، سواریوں اور باشندوں کے طرز معیشت سے بالکل ناواقف تھا۔ میرے اس سفر کا آغاز، شرق اردن کے پایۂ تخت "عمان" سے ہوا۔ میں نے ایک موٹر کرایہ پر لی اور صحرا میں داخل ہوگیا۔ راستے میں کہیں درخت، گھانس، پانی، اور جاندار مخلوق نظر نہیں آئی۔ ہاں کبھی کبھی اونٹوں کے قافلے چلتے دکھائی دیتے تھے۔ اب سے پہلے یہ راستہ نہایت خطرناک تھا۔ بغیر کافی جنگی قوت کے کسی کا بھی جان و مال محفوظ نہ تھا۔ مگر اب بالکل امن و امان ہے۔ کامل ایک دن کے سفر کے بعد میں "قریات الملح" میں پہنچ گیا۔

قریات الملح

اسی مقام سے سلطان ابن سعود کی سلطنت شروع ہوتی ہے۔ میں نے پہنچتے ہی وہاں کے بعض شیوخ قبائل سے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ پایۂ تخت نجد، ریاض، جانے کا عزم ہے۔ اُنھوں نے نہایت خوش اخلاقی سے میرا خیر مقدم کیا اور میرے لئے فوراً ۵ اونٹ مہیا کر دیئے۔ ایک میری سواری کے واسطے تھا اور ۴ میرے خدمتگاروں کے لئے۔ یہ خدمتگار بھی انہی شیوخ نے محض اپنی مہربانی سے میری خدمت کے لئے ساتھ کر دیئے تھے۔ اتفاق سے ۵۰ اونٹوں کا ایک قافلہ بھی ریاض جا رہا تھا۔ میں بھی اسی میں شامل ہوگیا۔

یہاں یہ سنکر میرے ہوش اُڑ گئے کہ مجھے بہت طول طویل سفر کرنا پڑے گا۔ یعنی قریات الملح سے جوف تک ۹ دن۔ جوف سے حائل تک ۱۰ دن۔ حائل سے بریدہ تک ۸ دن۔ بریدہ سے ریاض تک ۸ دن یعنی پایۂ تخت تک پہنچنے کے لئے مسلسل ۳۵ دن صحرا میں چلنا پڑے گا۔ پھر راستہ میں ۲۵ دن آرام کے لئے مزید چاہئیں۔ گویا پورے دو مہینے اس بیابانی دنیا میں بسر کرنے ہونگے!

"قریات الملح" جہاں سے ہمارا سفر اونٹ پر شروع ہوا، ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اور نجد کو شرق اردن سے جدا کرتا ہے۔ یہ جبل الدروز سے ڈیڑھ دن کے فاصلہ پر ہے۔ اس کا حاکم اعلیٰ، ایک نجدی افسر ہے اور وہ احکام شریعت کے بموجب حکومت کرتا ہے۔ اس کی آبادی ۲۰۰ سے زیادہ نہیں ہوگی۔ یہاں کی معیشت، گیہوں کی زراعت، نخلستان، اور اونٹوں اور مویشیوں کی پرورش ہے۔ یہاں نمک بھی بنتا ہے، اور صحرائی مسافروں کے ہاتھ اچھی قیمت پر بکجاتا ہے۔ محصول، زکوۃ کے نام سے وصول کیا جاتا ہے۔ زکوۃ کا نصاب یہ ہے کہ سالانہ ہر ۶ اونٹ پر، ۲ مجیدی، ہر ۱۰ اونٹنیوں پر ۱۱۱ قرش مصری (ایک قرش ۲؍ کا ہوتا ہے) ہر سو بکریوں پر دو بکریاں وصول کی جاتی ہیں۔ یہاں جرائم اور فواحش کا نام تک سننے میں نہیں آتا۔ حاکم کو "امیر" کہتے ہیں۔

امیر قریات الملح نے اپنے چبوترے پر (جو اس کی بیٹھک یا دربار عام کی جگہ ہے) میرا استقبال کیا۔ میرے لئے قہوہ حاضر کیا گیا۔ امیر نے بہت اصرار کیا کہ چند دن اُس کا مہمان رہوں۔ مگر مجھے سفر کی جلدی تھی۔ دوسرے دن وہ مجھے اپنے ہمراہ قبیلۂ بنی صخر میں لے گیا۔ یہ قبیلہ اس گاؤں سے ۱۵ کیلومیٹر کے فاصلہ پر پشمی خیموں کے اندر زندگی بسر کرتا ہے۔ اپنی شجاعت، جرأت، اور غارت گری میں اس قدر مشہور ہے کہ تمام عرب اُس کے نام سے تھراتا ہے۔

صحرا کی زندگی

آگے بڑھنے سے پہلے مجھے صحرا کی زندگی کے متعلق چند تمہیدی کلمے کہدینے چاہئیں۔ سفر شروع کرنے سے پہلے ہی مجھے معلوم ہوگیا تھا کہ نجد میں سیاحت کے لئے ضروری ہے کہ چہرے پر داڑھی موجود ہو۔ چنانچہ میں نے اپنی داڑھی کی پرورش شروع کردی تھی۔ نجد کی سرحد میں داخل ہوتے ہوئے میری داڑھی کافی حد تک دراز ہو چکی تھی۔ میں نے بدوی لباس بھی خرید لیا تھا۔ لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ سر بھی منڈانا پڑے گا۔ قریات الملح میں مجھے اس کی خبر ہوئی۔ میں نے اپنا سر نجدی اُستروں کے رحم پر چھوڑ دیا۔ چند لمحوں کے اندر کھوپڑی صاف تھی۔ میں نے آئینہ دیکھا تو اپنی صورت پہچان نہ سکا۔ لمبی داڑھی، مونچھیں صاف، سر گھٹا ہوا۔ ایک عجیب شکل نکل آئی!

مجھے پہلی ہی منزل میں معلوم ہوگیا کہ یہ سفر کس قدر تکلیف دہ ہوگا۔ شہری زندگی بسر کرنے والوں کے لئے اس سے بڑھ کر عذاب کیا ہوگا کہ وہ صابون تک نہ پائیں۔ صحرا میں صابون، نایاب ہے اور بہت قیمت پر بکتا ہے۔ خود صحرائی عربوں کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ اپنے کپڑے کبھی نہیں دھوتے۔ کھانے کے بعد ہاتھ بھی نہیں دھوتے۔ ان کا عام مقولہ ہے "مردوں کا صابون، اُن کی داڑھی ہے!" یہاں کی زندگی میں پہلی مرتبہ مجھے داڑھی کا فائدہ معلوم ہوا۔ یقیناً داڑھی، صحرا میں بہت مفید چیز ہے۔ رومال کی پوری قائم مقامی کرتی ہے۔ کھانے کے بعد ہاتھ منہ اسی مقدس رومال سے پونچھ لئے جاتے ہیں!

قریات الملح سے جوف تک ہمیں ۹ دن چلنا تھا۔ اس تمام راستے میں ہمیں صرف ۳ کنوئیں ملے۔ آگے کے لئے ہم نے پانی بھر لیا۔ میں نے عجیب بات یہ دیکھی کہ اونٹوں نے ۹ دن کی مدت میں صرف ایک مرتبہ پانی پیا۔ میرے ساتھی مسافروں نے بتایا کہ جاڑے میں اونٹ پندرہ پندرہ دن بغیر پانی پیے چلتے رہتے ہیں۔ میرے یہ ساتھی صحرائی بدو تھے۔ میں نے اُنھیں نہایت خوش اخلاق پایا۔ اُن کے اخلاق کا ایک ثبوت یہ ہے کہ اگرچہ اُنھیں مصر اور اُس کے بادشاہ سے کوئی طمع یا خوف نہیں، لیکن چونکہ وہ جانتے تھے کہ میں مصری ہوں، اس لئے راستے بھر بلند آواز سے مصر اور اُس کے بادشاہ کے لئے دعائیں مانگتے رہے۔ اُنکے اس طرز عمل نے مجھ پر بہت اثر کیا۔ میں نے محسوس کیا کہ اسلام نے کتنی مختلف قوموں کو ایک رشتہ میں منسلک کر کے بھائی بھائی بنا دیا ہے!

یہ بدو اگرچہ اپنی فطری سادگی پر قائم ہیں، تاہم اُنکے اقوال اور حرکات و سکنات، اُن کی غیر معمولی ذہانت کا پتہ دیتے ہیں۔ یہ لوگ فضول گوئی سے پرہیز کرتے ہیں۔ سیاسی اختلافات سے بھی گریز کرتے ہیں۔ راستہ بھر میں نے کبھی نہیں سنا کہ اُنھوں نے نجد یا حجاز کی سیاست پر ایک لفظ بھی کہا ہو۔ جب کبھی میں نے کوئی ذکر چھیڑا تو وہ یہ کہکر پہلو بچا لیجاتے تھے "حکومت، خدا کی ہے اور پھر عبد العزیز بن سعود کی"۔ اُن کی گفتگو کا اصلی موضوع، عرب کی شجاعت، سخاوت اور دینی فضائل و مکارم تھا۔ عربی شعر اگرچہ صحرا ہی میں پیدا ہوا، مگر چونکہ نجدی ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں، اس لئے شعر و شاعری کو زیادہ پسند نہیں کرتے۔ اُن کی دینی روح سمجھنے کے لئے یہ واقعہ کافی ہے کہ راستے میں ہمیں ایک مقام ملا۔ اس کا نام "حنظلہ" ہے۔ یہ در اصل وسط صحرا میں ایک بڑی جگہ مٹی کا ٹیلہ ہے۔ اسکی مٹی اتنی چکنی ہے کہ اونٹ کا پاؤں اُس پر جم نہیں سکتا اور انسان کے لئے بھی اُس پر ٹھہرنا بہت مشکل ہے۔ بدوؤں میں عام طور پر مشہور ہے کہ اس ٹیلے کے نیچے سونے کا خزانہ مدفون ہے۔ لیکن چونکہ ساتھ ہی یہ بھی مشہور ہے کہ قوم لوط اسی مقام پر آباد تھی اور یہیں برباد ہوئی، اس لئے اُن کی دینی روح کسی طرح گوارا نہیں کرتی کہ یہ مقام جا کر دیکھیں جہاں عذاب الٰہی نازل ہو چکا ہے۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ صدیوں سے اس ٹیلے کو کسی انسانی قدم نے نہیں چھوا!

آٹھویں دن ہم ایک مقام پر پہونچے جسے "فرجیہ" کہتے ہیں۔ مجھے سخت حیرت ہوئی۔ کیونکہ اسکے گرد کے پہاڑ برف سے ڈھکے تھے اور نیچے ہر طرف سبزہ زار تھا۔ صحرا میں ایسا منظر میرے لئے بالکل خلاف توقع تھا۔ یہ جگہ سوئٹزر لینڈ کے مناظر پیش کرتی تھی۔ بلکہ اس کے منظر میں صحرا کی مہیب خاموشی نے ایک عجیب جلال و جمال کا مرکب منظر پیدا کر دیا تھا!

"جوف"

نویں دن ہم جوف پہنچ گئے۔ حاکم جوف عبد اللہ محمد بن عقیل نے جونہی سنا، اپنے آدمی استقبال کے لئے بھیجدئے اور بذات خود بھی قصبے کے پھاٹک پر آکر خیر مقدم کیا۔

"جوف" ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ چاروں طرف پہاڑ ہیں۔ یہاں کی کھجور، عرب بھر میں مشہور ہے۔ گیہوں، جو، اور بعض ترکاریوں کی بھی کاشت ہوتی ہے۔ انگور، شفتالو، اخروٹ، نارنگی، لیموں، اور خربوزہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ باشندے تجارت پیشہ بھی ہیں اور دستکار بھی۔ کھال کی دباغت یہاں اچھی ہوتی ہے۔ اونی کپڑوں کی وجہ سے بھی اسے بہت شہرت حاصل ہے۔ نجد کی مشہور عبا "عبی الجوف" یہیں تیار ہوتی ہے۔ اونٹ اور بھیڑ بکری کی تجارت کی بھی یہ ایک بڑی منڈی ہے۔ اس کے صحرا میں شتر مرغ، ہرن، اور گورخر بکثرت موجود ہیں۔ شتر مرغ کا گوشت عرب بہت پسند کرتے ہیں۔ میری دعوتوں میں [illegible]

مطبوعات الهـــلال بك ايجنسى

معارف ابن تيميه و ابن قيم

ديني علوم كے بيش بہا جواهر ريزي

اس سلسله ميں هم نے اماميين كي ان نادر و اعلى درجه كي بلند پايه عربي تصانيف كے اُردو تراجم كا سلسله شروع كيا هے ' جنكا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف كتاب و سنت كے ليے نہايت ضروري و ناگزير هے - اميد كه يه "سلسلۂ تراجم" بد نصيب هندوستان كي دماغي اصلاح كا كام دے :

آسوۂ حسنه ـــ امام ابن قيم كي فن سيرت ميں شهرہ آفاق كتاب "زاد المعاد" كے خلاصه كا اُردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑهائي روپيه -

كتاب الوسيله ـــ لفظ "وسيله" كي بحث كے علاوه امام ابن تيميه نے اسلام كے اصل الاصول "توحيد" كي مبسوط بحث كي هے - بلا جلد اڑهائي روپيه ' مجلد سوا تين روپيه -

اصحاب صفه ـــ انكي تعداد ' ذريعه معاش ' طريق عبادت اور انكے مفصل حالات بيان كيے هيں دس آنے -

تفسير سورة الكوثر ـــ امام ابن تيميه كے مخصوص انداز تفسير كا اُردو ترجمه - چار آنے -

العروة الوثقى ـــ خالق و مخلوق كے درميان واسطه كا فرق بدلائل بيان كيا هے - چهه آنے -

سيرت امام ابن تيميه ـــ حضرت امام كے ضروري حالات زندگي نهايت خوش اسلوبي سے بيان كيے هيں - نو آنے

نجد و حجاز ـــ علامه سيد محمد رشيد رضاء مصري كي تازه كتاب كا اُردو ترجمه - سوا روپيه -

آئمه اسلام ـــ ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه ـــ فى العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت ـــ يه ايك علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس كے خريدار كو هم نے كمال كوشش و كاوش سے اُردو ' عربي ' فارسي ' انگريزي ' اور دوسري زبانوں كي تمام اهم اور اعلى مطبوعات كے متعلق بهترين تازه معلومات بهم پهنچانے كا اهتمام كيا هے - اسكے علاوه آئمه و اسلام و بزرگان دين كے حالات ' لطائف افسانه ' نظميں اور ممالك اسلاميه كے معتبر ذرائع سے حاصل كيے هوے حالات درج كيے جاتے هيں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپيه پيشگي -

منيجر الهـــلال بك ايـجنسى

(حلقه نمبر ۲۴ شيرانواله دروازه لاهور پنجاب)

" Al-Hilal Book Agency,"
24, LAHORE, PANJAB.

السحر الحلال في مجلدات الهلال

گاه گاهے بازخوان اين دفتر پارينه را
تازه خواهي داشتن گر داغهائے سينه را

اردو صحافت كي تاريخ ميں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات ميں ايك انقلاب آفريں دعوت تهي -

الهـــلال اگرچه ايك هفته وار مصور رساله تها ' ليكن چونكه وه اردو صحافت كي مختلف شاخوں ميں اجتهاد نظر و فكر كي نئي روح پيدا كرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس كا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق كا مجموعه تها - اُس كے هر نمبر ميں مختلف ابواب ' مذهب ' سياست ' ادبيات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه كے هوتے تهے - اور اُسكا هر باب اپني مجتهدانه خصوصيات كے لحاظ سے اپني نظير آپ هوتا تها - پهر اس كي ظاهري خوبياں اُردو صحافت ميں اعلى طباعت و ترتيب كا پهلا نمونه تهيں - اردو كا وه پهلا هفته وار رساله تها ' جس ميں هاف ٹون تصاوير كے اندراج كا انتظام كيا گيا ' اور ٹائپ ميں چهپنے كي وجه سے بهت سي ايسي خوبياں پيدا هوئيں جو پتهر كي چهپائي ميں ممكن نهيں - اِس كي جلديں جديد اُردو علم ادب كے علمي ' مذهبي ' سياسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث كا بهترين مجموعه هيں - اِن كي مقبوليت و قدر كا اندازه اِس سے هوسكتا هے كه سنه ۱۹۱۸ ميں بعض شايقين علم و ادب نے اِس كي تمام جلدوں كا مكمل ست سات سو روپيه ميں خريد ليا - اور حال ميں ايك صاحب نے اِس كي پهلي جلد مكمل (جو دفتر ميں بهي موجود نهيں) ساڑهے چارسو روپيه ميں حيدرآباد سے خريدي هے - جن لوگوں نے اس كے پرچے بحفاظت جمع كئے هيں وه بڑي سے بڑي قيمت پر بهي علحده كرنے كيليے تيار نهيں - پچهلے دنوں "البـــلاغ پريس" كا جب تمام اسٹاك نئے مكان ميں منتقل كيا گيا تو ايك ذخيره الهلال كے پرچوں كا بهي محفوظ ملا ' هم نے كوشش كي كه شايقين علم و ادب كے لئے جس قدر مكمل جلديں مرتب كي جا سكتي هيں مرتب كرلي جائيں اور جن جلدوں كي تكميل ميں ايك دو پرچوں كي كمي هو اُنهيں دوباره چهپوا ليا جاے -

چنانچه الحمدلله يه كوشش ايك حد تك مشكور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں كے چند سالوں كي جلديں پوري مكمل هوئي هيں - هم اِس اعلان كے ذريعه شايقين علم و ادب كو آخري موقعه ديتے هيں كه اِس قيمتي ذخيره كے حاصل كرنے ميں جلدي كريں ' چونكه جلدوں كي ايك بهت هي محدود تعداد مرتب هوسكي هے اس لئے صرف اُنهيں درخواستوں كي تعميل هوسكے گي جو سب سے پہلے پہونچيں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا ميں تمام مضامين كي انڈكس به ترتيب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مكمل جلد دوم ۱۰ روپيه الهلال مكمل جلد سوم ۱۰ روپيه
" " " چهارم ۱۰ روپيه " " " پنجم ۱۰ روپيه

جلد "البـــلاغ" (جب دوسري مرتبه الهـــلال اِس نام سے شائع هوا) قيمت ۸ روپيه

علاوه جلد اول كے هر جلد كے متفرق پرچے بهي موجود هيں جن ميں سے هر پرچه اپنے مضامين كے لحاظ سے ايك مستقل مجموعه علم و ادب هے - قيمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پيكنگ اِس كے علاوه هے -

منيجر "البـــلاغ پريس"

رہ جاتے ہیں!

⁂

"میرے خیال میں جو کوئی بھی زندگی کو اس نظر سے دیکھے گا اور اس معیارِ نظر سے وزن کرے گا، وہ ہرگز ہمیشہ کی نیند سو جانے پر رنجیدہ نہیں ہو سکتا!

⁂

"لیکن، ٹھہرو! مجھے اپنی زندگی کے اس آخری لمحے میں ایک نظر اوپر اُٹھانے دو۔ آہ! یہ دیواروں پر میری بیوی اور میرے تینوں بچوں کی تصویریں آویزاں ہیں۔ یہ دیکھو، میری بیوی کی محبت و اخلاص سے لبریز آنکھیں مجھے دیکھ رہی ہیں!

"اُف! یہ میرے لڑکے کے متبسم ہونٹ ہل رہے ہیں۔ مجھے یہ آواز سنائی دے رہی ہے: "بابا! یہ تم ہو!"

"الٰہی! یہ میری دونوں لڑکیاں کھڑی ہیں۔ اپنی طویل پلکوں کے اندر سے مجھے دیکھتی اور پدرانہ شفقت کے بوسے کے لئے بڑھ رہی ہیں!

"ہاں، اب میں زندگی کی مسرت محسوس کرتا ہوں!...... لیکن ہم اس مسرت سے بھی کیوں نہ دست بردار ہو جائیں؟

⁂

"کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ انسان زندگی کی تمام مصائب و آلام اپنے محبوبوں کے روبرو پہنچکر بھول جاتا ہے؟

"لیکن یہ دیکھو، میرے محبوبوں کی تصویروں پر پردہ پڑ گیا۔ .... اب میرا سر چکرا رہا ہے۔ میرے سینے کے اندر شعلے بھڑک رہے ہیں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں ایک دہکتے ہوئے تنور پر کھڑا ہوں .... میں نے قمار میں اپنی پوری دنیا کھو دی۔ مجھے اس معصیت کا کفارہ ادا کرنا چاہئے!

......

⁂

"میری بیوی، میرے عزیز بچو، میرے وہ تمام دوستو جو اس وقت بھی میرے دل میں موجود ہو! خدا تمھیں برکت دے! اور تمھارے ساتھ ہو! خدا کرے، تم دنیا اور دنیا کی زندگی کو اس سے زیادہ نہ سمجھو جتنا وہ فی الحقیقت ہے! ....

............"

افسانہ

نپولین پر قاتلانہ حملے

نپولین بوناپارٹ کے اخلاق پر مورخین نے جس تفصیل سے نظر ڈالی ہے شاید جدید دنیا کے کسی انسان کی شخصیت اس قدر زیر بحث نہ رہی ہو۔ نپولین نے یورپ کی بڑی بڑی سلطنتیں اُلٹ ڈالی تھیں۔ اخلاق کے قانون میں اس کی فاتحانہ اولوالعزمی، اخلاق کا سب سے بڑا جرم تھی۔ اور اسی وجہ سے مفتوح ملکوں میں اُس کی جان کے ہزاروں دشمن پیدا ہو گئے تھے، لیکن یہ واقعہ ہے کہ اُس کی پوری زندگی میں، اُس پر قاتلانہ حملے صرف دو ہی ہوئے۔ حملہ آوروں کے جذبات ہمیں سمجھنے چاہئیں۔ اُن پر ظلم ہوا تھا۔ اُن کی آزادی چھینی گئی تھی۔ وہ جوش اور ہیجان قوم پرستی میں سب کچھ کر سکتے تھے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ نپولین نے اِن کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کیا ایک مجرم کی وجہ سے سیکڑوں بے گناہ قتل کئے گئے؟ کیا خود مجرموں کو اُس ہولناک طریقہ پر سزا دی گئی جو عام طور پر آج بھی "متمدن" دنیا میں رائج ہے؟ تاریخ اس کا اعتراف کرتی ہے کہ اس فراخدل، بلند ہمت انسان نے پوری شرافت سے دونوں قاتلوں کو معاف کر دینا چاہا، اگرچہ اُن میں سے ایک نے معافی قبول نہیں کی اور موت کو ترجیح دی۔ یہ دونوں واقعے بہت دلچسپ اور حیرت انگیز ہیں۔

بویریا میں حملہ

شاہ بویریا (جرمنی) نے آسٹریا کے مقابلہ میں نپولین سے مدد طلب کی تھی۔ نپولین ۲۲ جولائی کو وہاں داخل ہوا۔ شاہ بویریا اُس کے پہلو بہ پہلو چل رہا تھا۔

اُسوقت بویریا کے باشندوں میں اپنے ملک کی سیاسی حالت کے متعلق سخت اختلاف رائے تھا۔ ایک گروہ فرانسیسی اثر پسند کرتا تھا دوسرا آسٹریا کو ترجیح دیتا تھا۔ نپولین کے آنے سے ایک دن پہلے اُس شہر کے دو آدمیوں میں تکرار ہو گئی۔ اُن میں سے ایک فرانس کا طرفدار تھا دوسرا آسٹریا کا۔ آخرالذکر کا نام "لوئی وولف" تھا۔ اُس کی عمر ۲۰ برس کی تھی۔ فرانس اور نپولین سے سخت نفرت کرتا تھا۔ نفرت کی وجہ بالکل معقول تھی۔ اُس کا باپ اور بھائی فرانسیسیوں کے ہاتھوں قتل ہو چکے تھے اور ماں کو جاسوسی کے الزام میں اس قدر تکلیف دی گئی تھی کہ وہ جانبر نہ ہو سکی۔ اس سے بھی زیادہ اُس کی ناراضی کا سبب یہ تھا کہ جس جنگ میں مدد کے لئے نپولین کو بلایا گیا تھا، اُس کی وجہ سے اس شخص کی شادی ملتوی ہو گئی تھی۔ اُسے اپنی منگیتر سے غایت درجہ محبت تھی۔ وہ کسی طرح بھی شادی میں تاخیر گوارا نہیں کر سکتا تھا۔

غرضکہ اِن اسباب کی وجہ سے شخص مذکور غصہ سے دیوانہ ہو رہا تھا۔ اُسنے اپنے ساتھی کو فرانس کی طرفداری کی وجہ سے زدوکوب کیا اور قسم کھائی کہ کل نپولین کو ضرور قتل کر ڈالے گا۔ اُسنے کہا "اگر مادرِ وطن کے اس ظالم دشمن کے قتل کی کسی کو جرأت نہیں۔ تو میں یہ کام انجام دوں گا اور ملک کو اُس کے شریر دشمن سے ہمیشہ کے لئے نجات دلا دوں گا!"

چنانچہ وہ اس ارادہ سے فوراً روانہ ہو گیا۔ اُسے نپولین کی آمد کی تاریخ معلوم نہ تھی۔ بازار میں ایک بویرین سپاہی کے گرد بھیڑ لگی تھی۔ یہ ابھی ابھی میدان جنگ سے آیا تھا۔ لوگ لڑائی کی خبریں پوچھ رہے تھے وہ بتا رہا تھا کہ فرانسیسی فوجوں نے کس طرح آسٹرین فوجوں کو پسپا کر دیا ہے۔ لوئی وولف نے آگے بڑھ کر سوال کیا:

"نپولین یہاں کب تشریف لائے گا؟"

سپاہی نے تعجب سے سر اُٹھا کر کہا:

"سپہ سالار کی زبانی میں نے سنا ہے کہ نپولین آج رات یا کل صبح شہر میں داخل ہو گا۔ وہ ابھی میدان جنگ کا نقشہ مرتب کرنے میں مصروف ہے۔ معلوم ہوتا ہے تم اُس کے سلام کے لئے بہت بے چین ہو؟"

"ہاں میں اُسے ایک بالکل انوکھے طریقہ سے سلام کروں گا!" وولف نے جواب دیا!

پھر یہ شخص اپنے مکان گیا، بندوق لی، اور شارع عام پر ایک خالی مکان میں چھپکر بیٹھ گیا۔ صبح وہ بڑی بے چینی سے کھڑکی میں بیٹھا نپولین کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ سورج کی کرنوں کی روشنی میں اُسے دور سواروں کی صفیں نظر آئیں۔ سب سے آگے ایک درمیانی قد کا سوار ممتاز ٹوپی پہنے آ رہا تھا۔ وولف نے سمجھ لیا کہ نپولین یہی ہے۔ بندوق درست کر کے چھتیانی لیکن اُس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ قریب تھا کہ بندوق گر جائے۔ مگر اُسنے اپنے تئیں سنبھالا۔ جب نپولین چند گز کے فاصلہ پر آ گیا تو فیر کرنا چاہا، لیکن عین اُسوقت اچانک پیچھے سے ایک ہاتھ بڑھا اور اس زور سے اُسے کھینچا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔

نپولین کو اس واقعہ کی خبر بھی نہ ہوئی۔ وہ اپنی قیام گاہ میں پہونچا اور محکمہ جاسوسی کے افسرِ اعلیٰ کو بلا کر گفتگو کرنے لگا:

"فرانسیسی فوج کے خلاف کسی سازش کا تو پتہ نہیں چلا ہے؟"

"ہاں حضورِ والا! ۳۰ سازشوں سے زیادہ کا حال اب تک معلوم ہو چکا ہے"

"سازش کے بانیوں کا بھی کچھ پتہ لگا؟"

"مجھ پر سب سے بڑا فرض شہنشاہ کی زندگی کی حفاظت کا ہے۔ میرے ایک افسر نے ابھی ابھی ایک ناعاقبت اندیش کو گرفتار کیا ہے جو حضور پر گولی چلانے والا تھا"

نپولین نے تعجب سے پوچھا:

"وہ پروشیا کا باشندہ ہے یا آسٹریا کا؟"

"بویرین ہے" افسر نے جواب دیا۔

نپولین یہ سنکر سخت متحیر ہوا:

"خوب! میں تو اس بدنصیب ملک کو آسٹریا کی غلامی سے بچانے کے لئے فرانسیسی فوج کا خون بہا رہا ہوں، اور اس کا بدلہ مجھے دیا جاتا ہے کہ دھوکے سے قتل!"

اُسنے مجرم کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ ۲۰ منٹ کے بعد وہ موجود تھا۔ نپولین کھڑا تھا۔ مجرم اُسکے سامنے لا کر کھڑا کیا گیا۔ اُس کے ایک طرف بویریا کا ولیعہد تھا۔ ایک جانب جنرل برتھیر۔ نپولین نے اپنی آنکھیں مجرم کے چہرہ پر جما دیں۔ اُن آنکھوں میں اسے معلوم کیا [illegible] م قوت تھی کہ مجرم تاب لا سکا۔ منہ کے بل گر کر چلایا "عفو! عفو!"

نپولین نے نرمی سے پوچھا "وہ اسباب کیا تھے جنھوں نے تجھے اس جرم پر آمادہ کیا؟"

مجرم نے تمام واقعات صحیح صحیح بتا دیئے۔ اسپر نپولین نے کہا:

"لیکن اس میں میرا قصور کیا ہے؟ اگر دول یورپ تجھے مٹانا چاہتی ہیں اور میں اپنی مدافعت کرتا ہوں تو میرا گناہ کیا ہے؟ تمھاری شادی روکنے کا میں نے حکم نہیں دیا۔ نہ میں اُس کے التوا کا اصلی سبب ہوں لیکن اگر تم مجھی کو باعث سمجھتے ہو تو میں ابھی حکم دیتا ہوں کہ آج ہی تمھاری منگیتر سے تمھاری شادی ہو جائے۔ میں اپنی جیب خاص سے سو اشرفیاں اس تقریب میں پیش کرتا ہوں۔ برتھیر! کل تم فوج کے ایک دستہ کے ساتھ اس شادی میں شریک ہونا، اور میری طرف سے دولھا دلہن کیساتھ جلوس میں چلنا!"

پھر نپولین مترجم کی طرف متوجہ ہوا:

"اس شخص سے کہدو کہ میں نے معاف کر دیا۔ میں تمھارے لئے خوشی و خرمی کا متمنی ہوں!"

وولف خلاف توقع یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا کہ ولی عہد بویریا نے*

* پرنس نے کہا "آپ کا اخلاق واقعی نہایت قابل فخر ہے!" نپولین نے سادگی سے جواب دیا، "عزیز شاہزادے! میں نے تو بادشاہی کا ایک معمولی فرض ادا کیا ہے۔ کبھی کبھی عفو و کرم بادشاہوں کا مقدس فرض ہو جاتا ہے!"

الهلال

البلاغ پریس کلکته

قيمت في پرچه پانچ آنه

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما:

تائمز اف لندن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یہاں کے ایجنت سے تقاضه کیجئے که وه تائمز لندن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مهیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher.
Printing House Square
London, E. C 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوتهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بہت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.
Post Box 708.
Clive Street, Calcutta.

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

تائمز اف لندن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکهنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنت سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,
Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

برونو مولر اینڈ کو - برلن

◆

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

◆

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

◆

Berlin-W 35

◆

Post No. 24.

◆

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بهترین کارخانه هے - مندرجهٔ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بهترین طریقه وه هے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA
EDITOR : MAULANA ABU-AL-KALAM AZAD.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۲ کلکته : جمعه ٥ . ربیع الاول ۱۳٤٦ هجری جلد ۱
Calcutta : Friday, 2, September 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی . طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای . پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی .

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی . اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین . آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین . لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین .

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی . یاد رکهیی . طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی . ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین .

الهلال

قارییں الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ۸٦۱ مراسلات وصول هوی هین . تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	۱۱۳	اردو حروف کی حق مین	۲۷۰
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	۱۹٦	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	٦۸
پتهر کی چهپائی کی حق مین	۲۱٤		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی .

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی . اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی . آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین .

الهلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا هے

قیمت سالانه مع محصول	باره روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے	سوله روپیه
قیمت شش ماهي	سات روپیه
قیمت في پرچه	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " منیجر الهلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں آنکے لفافه پر " ایڈیٹر " کا نام هونا چاهیے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي هے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پهنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نهیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ اندر تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رهے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ، مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نهیں هے ٹکٹ ضرور بهیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

(٦)

بابل کے معلق باغ

The Hanging Gardens of Babylon

بابل ' قدیم دنیا کا مشہور ترین شہر ھے - بہت سي قوموں اور سلطنتوں نے آسے باري باري فتح کیا اور اپني عظمت و شوکت کا مرکز قرار دیا - مشہور ھے کہ اِس کا اولین بادشاہ نمرود اور آس کا خاندان تھا - اِس کي اولاد میں سب سے زیادہ شہرت " آرر " خامس کو حاصل ھوئي - اِس کا نام اور بعض حالات آن اینٹوں پر مسماري خط میں کندہ ملے ھیں ' جو حال میں زمین سے نکالي گئي ھیں -

خاندان نمرود کے بعد ایک دوسري سلطنت کا قبضہ ھوا - تاریخ میں اِس کا نام ایراني سلطنت ھے - دو سو پچیس سال آس نے حکومت کي - اس کے بعد ۲۲۲۵ ق م میں ایک آور سلطنت قائم ھوئي - اِس کا نام " ایلامي " ھے - اِسي کے ایک بادشاہ " کودرلا اومر " سے حضرت ابراھیم علیہ السلام نے مقابلہ کیا تھا اور فتحیاب ھوئے تھے -

تقریباً سنہ ۲۰۰۰ ق م میں اِس پر کلدانیوں نے قبضہ کیا اور ساڑھے چار صدي تک حکومت کرتے رھے - پھر اِس کے بعد مصریوں کا غلبہ ھوا اور سنہ ۱۳۱۴ ق م تک حکمران رھے - اشوریوں نے مصریوں کو شکست دے کر اپني حکومت قائم کي - یہاں تک کہ سنہ ۵۳۸ ق م میں کورش شاہ ایران نے آن کي سلطنت کا خاتمہ کر دیا - اس وقت سے ایرانیوں کا دور شروع ھوتا ھے -

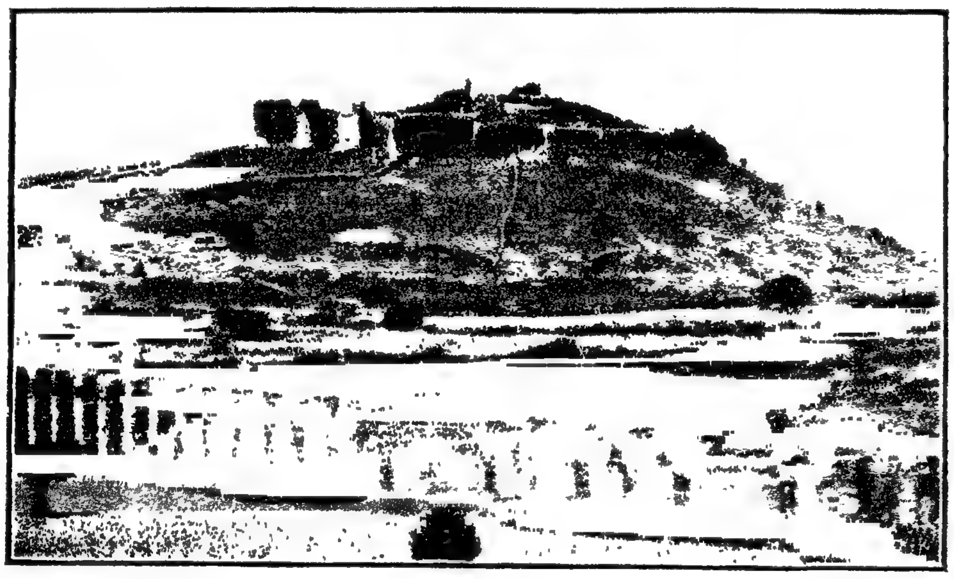

ساٹ عجائب عالم میں سے ڈائنا کے مندر کا بقایا

پہاڑ کے نیچے جو کھنڈر نظر آرھا ھے ' بھي اس مندر کا بقایا ھے - اوپر ترکوں کا قلعہ ھے

بابل اور نینوی میں ھمیشہ رقابت چلي جاتي تھي - ایک دوسرے کي بربادي پر تلے رھتے تھے - سنہ ۷۴۵ ق م میں اھل نینوی نے بابل فتح کرلیا تھا - لیکن سنہ ۶۰۶ ق م میں بابلیوں نے ایرانیوں کي مدد سے آنھیں نکال باھر کیا - پھر خود نینوی پر حملہ کیا اور آسے اِس طرح مٹادیا کہ آس کا نشان تک باقي نہ رھا - ابھي حال میں بڑي تحقیقات کے بعد پتہ چلا ھے کہ یہ قدیم شہر کس جگہ واقع تھا ' کیسا عظیم الشان تھا ؟ اور کس بے دردي سے برباد کردیا گیا ؟

نینوی کي بربادي کے بعد ھي بخت نصر ظاھر ھوا - بابل کے معلق باغ اِسي نے بنائے تھے - آن سے مقصود صرف یہ تھا کہ اپني بیوي کي خوش نودي اور تفریح کا سامان کرے -

یوناني مورخ ھیرودوتس نے لکھا ھے کہ بخت نصر نے ارادہ کیا ' بابل کو از سر نو اِس طرح بنائے کہ دنیا ' نینوی کي شان و شوکت بھول جائے - چنانچہ نینوی کے قیدیوں اور معماروں سے یہ نیا شہر طیار کرایا گیا - خود ھیرودوتس نے اپني سیاحت کے دوران میں بابل کي بھي سیر کي تھي ' چنانچہ آس کے حالات اپني تاریخ میں لکھے ھیں - آس کے بیان سے معلوم ھوتا ھے کہ بابل ' زمین کے مربع ٹکڑے پر قائم تھا - بیچ میں دریائے فرات نے بہہ کر آس کے دو حصے کردیے تھے - ھر حصہ ۱۵ - میل لانبا تھا - یعني پورا شہر تیس میل کے وسیع رقبہ میں پھیلا ھوا تھا - چاروں طرف شہر پناہ تھي - ۳۵۰ فٹ بلند اور ۸۷ فٹ موٹي تھي - اِس میں پیتل کے سو پھاٹک تھے - پھاٹکوں کے ستون اور چھتیں بھي پیتل کي تھیں -

شہر میں سب سے زیادہ شاندار ' عجیب ' اور دلچسپ چیز یہ " معلق باغ " تھے جو آس وقت سے اب تک پوري دنیا کے لیے اعجوبہ بنے ھوئے ھیں - یہ باغ پتھر کي عمارتوں پر ایک ایسے علاقہ میں نصب کیے گئے تھے ' جہاں پتھر کمیاب ھونے کی وجہ سے نادر اور قیمتي چیز سمجھا جاتا تھا - بادشاہ عبادت خانوں میں بطور نذرانہ کے پتھر پیش کرتے تھے ' اور پرانے عبادت خانوں سے نئے عبادت خانوں میں بڑے اھتمام سے منتقل کیے جاتے تھے - دجلہ اور فرات کي وادي میں آج تک پتھر کي بڑي قلت ھے -

لیکن کیا یہ باغ واقعي معلق تھے ؟ اس بارے میں ایک سخت غلط فہمي پھیلي ھوئی ھے - حال کے بعض مورخین بھي اِس غلطي سے نہ بچ سکے - در اصل انکا معلق ھونا محض ایک نظري اور مجازي وصف تھا - ورنہ وہ معلق نہ تھے - قدیم یوناني اور روماني مورخوں نے اِنکے لیے جو لفظ استعمال کیا ھے آسکے معني " معلق " نہیں بلکہ منزل در منزل باغ کے ھیں - یہ باغ پتھر کے کئي منزلہ چبوتروں پر لگائے گئے تھے - ھر اوپر کا چبوترہ نیچے کے چبوترہ سے عرض میں چھوٹا تھا - اِس طرح تمام چبوترے بلند ھوتے ھوتے ۳۵۰ فٹ تک پہنچ گئے تھے - ھر چبوترہ پر اِتني مٹي جمع کي گئي تھي جتني درختوں کي پرورش کیلیے ضروري تھي - پاني اوپر چڑھا کر بالائي منزل پر تالاب بنایا گیا تھا ' نیچے سے آس میں جمع کر دیا جاتا تھا - اور آسي سے پورے باغ کي آب پاشي ھوتي تھي - ھر چبوترہ کي زمین یا چھت بانس سے پاٹ دي گئي تھي - آسکے اوپر سیسہ پگھلا کر پھیلا دیا تھا - یہ احتیاط اِس لیے کي گئي تھي کہ دیواروں اور بنیادوں تک نمي نہ پہنچ سکے اور باغ ھمیشہ برقرار رھیں - ھر طبقے یا چبوترے کے نیچے بڑے بڑے ایوان تھے اور بابل و نینوی کے بہترین ' سامان آرایش سے آراستہ تھے - ھر دو طبقوں کے ما بین وسیع زینے بنے ھوئے تھے - جنسے بادشاہ ' ملکہ ' اور درباري ایک ساتھ اوپر نیچے آجا سکتے تھے -

باغوں میں قسم قسم کے ' پھولوں ' پھلوں ' اور میوؤں کے خوشنما درخت لگے تھے - موسم بہار میں عجیب کیفیت ھوتي تھي - ھرے بھرے درختوں کے پتے پوري عمارت چھپا لیتے تھے - ایسا معلوم ھوتا تھا کہ واقعي باغ ھوا میں معلق کھڑے ھیں - خوشبو اس قدر ھوتي تھي کہ تمام شہر معطر ھو جاتا تھا - خیال ھوتا تھا کہ جنت آنکھوں کے سامنے پھیلي ھوئي ھے - بابل کي گرمي دیکھتے ھوئے یہ باغ

آثار عتيقه

سات عجائب عالم

(۵)

روڈس کا عظيم بت

(The Colossus)

جزيرۂ روڈس (بحر متوسط) ميں يه عظيم‌الشان اور شهرۂ آفاق بت قائم تها - ليکن اب اُسکا کوئي نشان باقي نهيں هے - عهد مسيحي سے سو برس پہلے هي وه برباد هوچکا تها - مرکب دهات کا يه بت ٹکڑے ٹکڑے کرکے اِس طرح بيچا گيا ' جس طرح پرانا لوها بکتا هے !

مشهور روماني مورخ پليني نے پهلي صدي عيسوي ميں جزيرۂ روڈس کي سير کي تهي - وه لکهتا هے :

" هر چيز سے زياده حيرت انگيز آفتاب کا وه عظيم‌الشان بت تها جو اِس جزيره ميں نصب تها - اِسے کيرس لنڈي نے بنايا تها - يه ستر گز (روماني) بلند تها - ۶۵ سال قائم رهنے کے بعد زلزله سے گر پڑا - وه ابتک بدستور زميں پر پڑا هے اور ديکهنے والوں کيليے ايک منظر حيرت هے ! کم آدمي ايسے نکلينگے جو بت کے هاتهه کا انگوٹها اپنے دونوں هاتهه پهيلا کر بهي قبضه ميں لاسکيں - بت کي انگلياں اتني بڑي هيں که شايد هي اِتنے بڑے مجسمے کهيں موجود هوں - پنڈلياں اِتني موٹي هيں که اُنکے اندر لمبي گهري سرنگيں معلوم هوتي هيں - پنڈليوں کے اندر عظيم‌الشان سنگي ستون تهے تاکه پاؤں بت کے جسم کا بوجهه سنبهال سکيں "

يه بت دراصل اپالو ديوتا کے اعزاز ميں بنايا گيا تها - يه ديوتا اِس جزيره کا معبود اور محافظ سمجها جاتا تها - کيرس بت تراش نے باره برس کي محنت سے اِسے طيار کيا تها - ليکن سنه ۲۲۴ ق م ميں زلزله نے اسے گرا ديا -

اِس بت کي عظمت و شهرت اِس قدر عام هوگئي تهي که باهر کے لوگوں ميں طرح طرح کے ما فوق العادة قصے مشهور هوگئے تهے - عام طور پر خيال کيا جاتا تها که وه جزيره کي خليج پر اِس طرح کهڑا هے که اُسکا ايک پاؤں ايک کنارے پر هے ' دوسرا دوسرے کنارے پر - ليکن يه خلاف واقعه هے - دراصل يه بت ايک برهنه آدمي کي شکل پيش کرتا تها اور وه اپنے دونوں پاؤں جوڑے کهڑا تها - رومن مورخ پليني نے اُسکي بلندي کي نسبت جو کچهه کها هے ' اُسکي کسي دوسرے مورخ نے تغليط نهيں کي هے - اُسکے حساب سے بت کي بلندي ۱۵۰ فٹ تهي !

پورا بت مرکب دهات کا تها - ٹانگيں پتهر کي تهيں ' اور مرکب دهات کي چادروں سے ڈهکي هوئي تهيں - پيروں سے سر تک ايک اندروني زينه بنا تها - بعض مورخين کا بيان هے که اِس زينه سے چڑه کر روز رات کو بت کي آنکهوں ميں آگ جلادي جاتي تهي تاکه اُس کي روشني سے جهازوں کي رهنمائي هو -

کها جاتا هے ' کيرس نے بت قائم کرنے کے بعد محسوس کيا که اُس سے ايک سخت فني غلطي هوگئي هے - اِس غلطي کي اصلاح نا ممکن تهي - لهذا اُس نے خودکشي کرلي - ليکن اُسکي غلطي بعد ميں کسي کو بهي نظر نهيں آئي - يونان اور پوري دنيا بيک زبان اُس کي صناعي کا اعتراف کر رهي هے -

روڈس باوجود اپني قديم بدحالي کے اُس زمانه ميں بهت دولت مند هوگيا تها - معدني مصنوعات ميں اس نے بڑي شهرت حاصل کي تهي - بابل اور مصر سے تجارت کا سلسله قائم تها - يونانيوں نے اُس کي دولت مندي ديکهکر اُس پر قبضه کرليا اور وهاں ايک عظيم الشان بندرگاه تعمير کي - شهر کي رونق بهي اس درجه بڑهگئي که ايتهنز کا مقابله کرتا تها - بعد ميں اسپارٹا والوں نے اسے فتح کيا - اُن کے بعد شاه موسولوس نے غلبه حاصل کيا - يه وهي بادشاه هے جس کي قبر دنيا کے سات عجائب ميں سے شمار هوتي تهي اور ابهي ابهي هم اُس کے تذکره سے فارغ هوئے هيں -

آگے چل کر ايرانيوں نے حمله کيا - ايرانيوں سے سکندر اعظم نے چهينا - سکندر کي وفات کے بعد اُس نے پهر اپني آزادي حاصل کرلي اور خود مختار هوگيا - يهي زمانه اُس کا سنهري زمانه سمجها جاتا هے - اُس وقت بحر متوسط ميں تجارت کي اصلي منڈياں دو هي تهيں : اسکندريه اور روڈس -

اِس بت کي تاريخ يه هے که مصر کے ايک بطليموس بادشاه نے (يعني اُس خاندان شاهي کے بادشاه نے جو بطليموس کے لقب سے ملقب تهے) اپنے بهائي سے جنگ کي تهي - روڈس کے باشندوں نے بطليموس کي مدد کي اور فتح دلائي - اِس پر اُس کے بهائي نے جزيره سے انتقام لينا چاها اور ايک فوج گران جهازوں ميں لا کر محاصره کرليا - فوج کي تعداد اِتني زياده تهي که جزيره کي پوري آبادي اُس سے کم تهي - اهل روڈس زبردست دشمن ديکهکر گهبرا گئے - مگر بهادر تهے - مقابله کيا - بطليموس کو اُن کا احسان ياد تها - اُس نے اِس مصيبت کا حال سنا تو فوراً مدد کے ليے اپني فوج بهيج دي - اس طرح روڈس اپني حفاظت ميں کامياب هوگيا -

اسي نجات کي يادگار ميں اهل روڈس نے يه بت بنايا تها ' اور اپنے ديوتا اپالو کو نذر دي تهي - بت کے بنانے ميں جتنا کانسه لگا ' وه سب دشمن سے غنيمت ميں حاصل کيا گيا تها -

عربوں کي فتح کے زمانه تک اِس بت کے کهنڈر موجود تهے - يورپين مورخوں کا بيان هے که اُنهوں نے يه کهنڈر ايک يهودي کے هاتهه فروخت کر ڈالے - يهودي نے اس سے تين سو ٹن کانسه حاصل کيا -

باب التفسير

تفسير سوره فاتحه کا ايک صفحه

تصور الهی کی تکميل
اور
اس کا سلسلۂ ارتقا

(۳)

(شاهيت اور الوهيت کے تشابه کے نتائج)

شاهيت اور الوهيت کے اس لزوم و تشابه نے انسان کے تصور الهي پر جوگهرا اور دوررس اثر ڈالا هے' اُس کا اندازه سرسري مطالعه سے نہيں هو سکتا - ضروري هے که تصور الهی کے ايک ايک جزء اور ايک ايک عنصر پر نظر ڈالي جاے' اور اُسکي امتزاجي اور خميري حالت کي تعليل کي جاے - اس سلسله ميں حسب ذيل نقاط خصوصيت کے ساتهه قابل غور هيں :

(۱) انسان کی معيشت کي تاريخ ميں نظم و حکومت کي ابتدا جمهوريت کے عنصر سے هوئي هے' نه که شاهيت و مالکيت کے عنصر سے -

يهاں لفظ " جمهوريت " سے مقصود جمهوري نظام حکومت نہيں هے' بلکه جمهوريت کي وه ساده اور عنصري حالت مراد هے جب کسي ايک شخص کو مالکانه و حاکمانه اقتدار حاصل نه تها - ايک سے زياده آدمي مل جل کر اپنے معاملات کا انتظام کر ليا کرتے تهے - يه بات که کسي خاص فرد کو مالکيت و فرماں روائي کا اختيار حاصل نهو که جو چاهے حکم دے اور جس طرح چاهے اپنے ماتحتوں کے معاملات معيشت کا فيصله کرے' بلکه مساويانه طريقه پر لوگ مل جل کر اپني ضروريات نظم و اجتماع کا انتظام کريں' جمهوريت کا اصلي عنصر هے' اور يهي عنصري حالت يهاں مقصود هے -

شخصي مالکيت اور شاهيت انساني اجتماع کي ايک غير طبيعي حالت هے جو اُس وقت پيدا هوي' جب طاقتور افراد نے کمزور افراد کی کمزوري سے فائده اٹها کر انهيں اپنا مطيع و منقاد بنانا شروع کرديا اور رفته رفته يه بات تسليم کر لي گئي که زياده طاقتور فرد کو کم طاقتور افراد سے غلامي و چاکري کرانے کا حق حاصل هے - پهر جوں جوں تمدن و شهريت ميں ترقي هوتي گئي' مالکانه قبضۂ و تصرف بهي زياده خوش اُسلوب اور منظم هوتا گيا' يهانتک که شاهيت و حکمراني کا نظام پيدا هوگيا -

يه بات که انساني اجتماع کي تاريخ ميں غير شخصيت و شاهيت' شخصيت و شاهيت پر مقدم هے' تاريخ کي روشني ميں صاف نظر آجاتي هے - هم دنيا کے تمدني عهد سے جس قدر پيچهے هٹتے جائينگے' شاهيت اور شخصيت کا نظم مفقود هوتا جايگا' اور مشترک جماعتي نظم اپني ابتدائي اور ساده حالت ميں کار فرما نظر آيگا - دنيا کي جس قدر بهي غير متمدن اور وحشي قوميں تاريخ کے علم ميں آئی هيں' ان ميں ايک قوم بهي ايسي نهيں هے جس ميں شخصي شاهيت کا نظام پايا گيا هو - امريکه' افريقه' اسٹريليا' جزائر بحر شمال' اور قبائل گرين لينڈ کي غير متمدن آباديان شخصي مالکيت و سروري سے اُسي طرح نا آشنا پائي گئيں' جس طرح سکه کے استعمال سے نا واقف تهيں - عرب جس وقت تک بدويانه زندگي ميں رها' شخصي حاکميت سے آشنا نه هوسکا - تاريخ کي روشني ميں جو ترتيب نظام حکومت کي واضح هوتي هے' وه يه هے که انسان اپني صحرائي اور انفرادي معشيت ميں کسي نظم کا محتاج نه تها - جب قبائل کي زندگي شروع هوئي تو خود بخود ايک ايسا ساده اور بسيط نظم پيدا هو گيا' جيسا آج کل بهي ديهاتي پنچايتوں ميں ديکها جاسکتا هے - بستي کے بڑے بوڑهے کسي درخت کے سايه ميں بيٹهه گئے اور تمام جهگڑے اور قصے چکا ديے - اس طريق کار سے رفته رفته قبائل کي سرداري کا منصب پيدا هوگيا - انهي سرداروں نے آگے چل کر اپنے دشمن قبائل کو زير کرنا اور غلام بنا کر رکهنا شروع کر ديا' اور اسي سے شخصي مالکيت کي بنياد پڑگئي -

شخصي مالکيت اور شاهيت کي بنياد قاهرانه قوی کے استعمال اور جبر و تعدي کي هولناکيوں سے پڑي تهي - يه سرتاسر انسان کے سلبي اور تخريبي صفات تهے - ايجابي و تعميري نه تهے - البته آگے چل کر عفو و بخشش اور عطاؤ نوال کے اوصاف کي بهي گنجايش نکل آئي - ليکن چونکه شاهيت کا مايۂ خمير هيبت و قهر تها' اس ليے غلبه هميشه اسي قسم کے صفات کا رها - رحم و بخشش کے اوصاف اس درجه بڑه نه سکے که شاهي قهر و جلال کي هيبت و سطوت ميں خلل انداز هوسکتے - نتيجه يه نکلا که ازل دن سے شاهيت کا تصور سرتاسر هيبت و قهر کا تصور هو گيا - يه بات انسان کے تخيل ميں جم گئي که جس قدر ايک پادشاه زياده پر هيبت اور قهرمان هوگا' اُتني هي اُس کي شاهيت زياده مقتدر اور مسلم هوگي !

ضروري تها که شاهيت کے اس تصور سے انسان کا تصور الهي بهي متاثر هوتا' کيوں که دونوں ميں مماثلت کي نسبت پيدا هوچکي تهي - چنانچه هم ديکهتے هيں که اس دوسرے دور ميں يه مماثلت بهي صفات قهر و جلال کے استغراق کا ايک قوي باعث هوگئي اور انسان کا تصور رحمت و جمال کي طرف تيز قدم نه اُٹها سکا - ٹهيک ٹهيک شاهيت و مالکيت کے تصور کي طرح' خدا کے تصور ميں بهي تمام قاهرانه اور جابرانه اوصاف نماياں هيں' اور جس طرح رحمت و جمال کا عنصر شاهيت کے تصور ميں مغلوب اور کمزور هے' اُسي طرح اُلوهيت کے تصور ميں بهي زياده نهيں اُبهر سکتا - پهر جوں جوں شاهيت کے مزاج و اوصاف ميں رقيق و لطيف جذبات کا عنصر بڑهنے لگتا هے' تصور الهي ميں بهی اس جانب ترقي هونے لگتي هے - شاهيت کا ابتدائي اور عالمگير تصور يه تها که وه ايک ايسا وجود هے جس سے هميشه ڈرتے اور لرزتے رهنا چاهيے - اُس کا غضب بے پناه' اور اس کي هولناکي لا علاج هے - وه ايک ادنی سي لغزش پر قتل کرڈالتا اور ايک ذرا سي خطا پر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا هے - البته

فردوس بریں کا حکم رکھتے تهے - یهي باعث هے که آن کا دنیا کے عجائبات میں شمار هوا اور سارے جهان میں شهرت هوا کي طرح پهیل گئي۔

لیکن زمانه کے بے رحم هاتهوں نے یه دلفریب باغ بهي نه چهوڑے - بابل کي جنت برباد هوگئي اور شهر بهي تهه و بالا هوگیا - صدیوں تک لوگوں کو یه بهي معلوم نه تها که یه باغ رائع کهاں پر تهے ؟ سنه ۱۹۰۳ ع میں زمین کهودنے پر ایسے آثار نکلے جو آس عمارت کے خیال کیے جاتے هیں جس پر باغ نصب تهے - اِن باغوں کا باني بخت نصر (بنوکدنزر) وهي بخت نصر هے جس نے بیت المقدس برباد کر کے یهودیوں کو قید کر لیا تها -

(۷)

اهرام مصر

(The Pyramids of Egypt)

دنیا کے سات عجائب میں صرف اهرام مصري هیں جو ابتک قائم اور انقلابات زمانه کا مقابله کر رهے هیں - مصر میں متعدد اهرام هیں - مگر آن میں سب سے زیاده مشهور اور عجائب عالم میں شمار هونے والا هرم "هرم کبیر" کے نام سے مشهور هے - یه قاهره کي موجوده آبادي سے ۶۸ کیلو میٹر فاصله پر جنوب میں واقع هے - اس میں ابتک کوئي اهم تغیر نهیں هوا هے - صرف اوپر کا پلاستر آتر گیا هے اور چوٹي پر سے کچهه حصه ٹوٹ گیا هے -

یه هرم اب سے چهه هزار سال پہلے تعمیر هوا تها - مصر کي چوتهي سلطنت میں ایک پادشاه نے اِسے بنایا - ساٹهه برس اِس نے حکومت کی تهي - مصري زبان میں اِسکا نام " خوفو " تها - یوناني آسے " خیوپس " کهتے تهے - قدیم مصري هرم کو " باخیت خوفو " کے نام سے پکارتے تهے - اِسکے معني هیں " خوفو کا مقبره " دراصل یه عمارت بادشاه نے اسي غرض سے بنائي تهي که مرنے کے بعد اس میں دفن هو - هرم کے مصري نام هي سے اسکا مقصد واضح هو جاتا هے - اِس سے بهی بڑه کر یه که خود هرم کے اندر تابوت بهي ملا هے اور اِس بات کي قطعي شهادت هے که اصل میں یه مقبره هي تها -

هرم کا دروازه شمال کي طرف هے - اِس دروازه سے ایک طویل اور تنگ سرنگ نما راستے میں داخل هوتے هیں - راسته ایک تهه خانے تک لیجاتا هے - خیال کیا جاتا هے که یهي تهه خانه ' قبر کیلیے مخصوص کیا گیا تها - کیونکه اسي میں تابوت رکها هے - مگر خود بادشاه کي لاش آس میں نهیں ملي - نهیں کها جا سکتا ' بادشاه آس میں کیوں دفن نهیں کیا گیا ؟ نیز ابتک یه بهي معلوم نهیں هوا که آسکي اصلي قبر هے کهاں ؟ بعض مورخین کا خیال هے که بادشاه نے اِس مقبره کے بنانے میں رعایا پر بهت ظلم کیا تها - اِس لیے ناراض هوکر مصریوں نے آسکي لاش اس میں دفن نه هونے دي - لیکن اِس کے ایک کمره میں بادشاه کا نام سرخ روشنائي سے لکها هوا پایا گیا هے - خیال کیا جاتا هے که مزدوروں نے پتهر پر اسکا نام تعمیر سے پہلے هي لکهدیا تها - اگر یه نام موجود نه هوتا تو دنیا هرگز نه جان سکتي که یه عمارت کس شخص نے بنائي تهي -

بادشاه کا تابوت سنگ سرخ کا هے - ساڑهے سات فٹ لانبا ' تین فٹ چار انچ چوڑا ' اور تین فٹ چار انچ اونچا هے -

بادشاه کے کمرے کے اوپر پانچ چهوٹے کمرے اور هیں - خیال کیا جاتا هے که یه اِس غرض سے بنائے گئے تهے که شاهي کمره پر سے عمارت کا بوجهه هلکا هو جائے - ملکه کا کمره بادشاه کے کمرے کے نیچے هے اور اصلي راسته سے ایک گلي آسکي طرف جاتي هے -

قدیم زمانوں سے یه بات مشهور چلي آتي تهي که هرم کے اندر ایک بهت بڑا خزانه موجود هے - مگر کبهي کسي کو آسکے کهودنے کي جرأت نهیں هوئي - خلیفه مامون الرشید نے البته کهدوانا شروع کیا تها ' مگر بعد میں معلوم هوگیا که خزانه کي افواهیں بے بنیاد هیں -

یوناني سیاح هیرودوٹس نے هرم کي سیر کي تهي اور اپني کتاب میں آس کا حال لکها هے -

شروع میں هرم پر چکنا پلاستر لگا هوا تها - کوئي آس پر چڑه نهیں سکتا تها - مگر اب یه پلاستر آتر گیا هے اور آسکي چوٹي پر پهنچنا ممکن هے -

اِس هرم کي بلندي ۴۸۱ فٹ هے - شمالي جانب سے ۶۱۲ اور باقي تین طرف سے ٹهیک ۷۵۵ فٹ ۷ انچ لانبا هے - یه اس بات کي شهادت هے که قدیم مصریوں نے علم هندسه میں بڑي ترقي حاصل کي تهي -

دنیا کے سات عجائب میں اول درجه اِسي هرم کو حاصل هے -

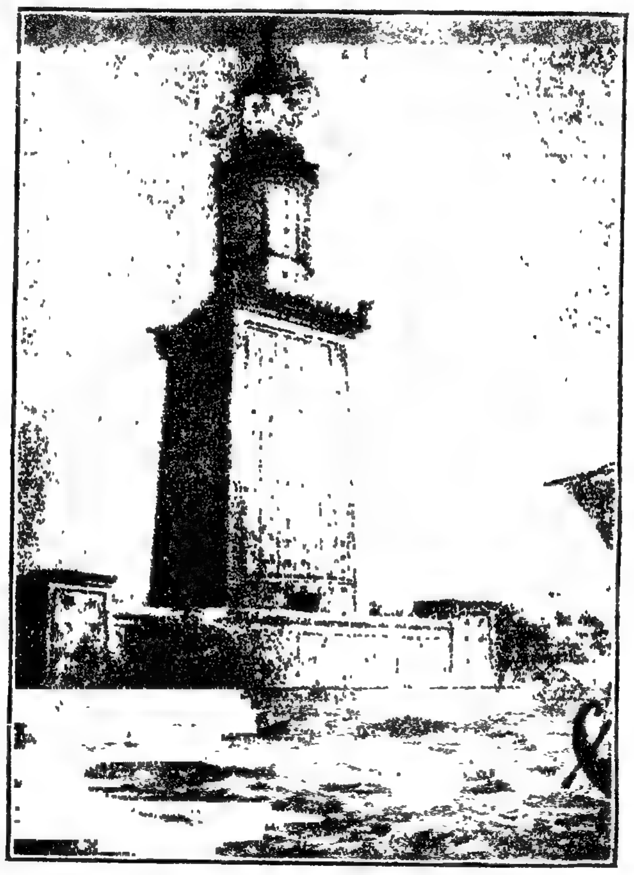

(اسکندریه کا شهرۂ آفاق مناره)

یه تصویر آن تصریحات کي بنا پر بنائي گئي هے - جو قدیم سیاحوں اور مورخوں کي زباني معلوم هوئي هیں -

(مورخین عرب کي تحقیقات)

سات عجائب عالم کا یه مختصر بیان تها جو ختم هوگیا - هم نے بابل ' منارۂ اسکندریه ' اور اهرام کے حالات میں صرف وهي امور بیان کیے جو آخرین تحقیقات پر مبني هیں ' اور وه تمام تفصیلات ترک کردیں جو غالباً اردو کے کتب و رسائل میں ترجمه کي جاچکي هیں - اب اس کے بعد همیں تفصیل کے ساتهه وه تحقیقات بیان کرني هے جو قدیم عرب مورخین نے کي تهي ' خصوصاً بابل ' اسکندریه ' اور اهرام مصر کي نسبت آن کي تصریحات تاریخ کا نهایت قیمتي اور قابل غور موضوع بحث هے -

⁂

مصریوں نے " تہوت " اور " ہرمس " میں (اور ہرمس Hermes یونانیوں کا بھي معبود تھا) علم و حکمت کے تمام ابتدائي سر چشمے دیکھے (۱) بابل نے جو علم هئیة کے کشف و ترقي کا سب سے پہلا سر چشمہ ھے ' آسمان کے ارواح الوھیت میں سورج کا قہر اور مریخ کي خون آشام تلوار دیکھي تھي - اب زھرہ کي مسکراھت اور عطارد کي حکمت و دانائي کي سنجیدہ صورت کا بھي تماشائي ھوگیا - یونان کي فکري لطافت اور وسعت تخیل نے اس میں اور زیادہ نظم و اسلوب پیدا کیا - عشق و محبت ' علم و حکمت ' صلح و امن ' زراعت و پیداوار ' مال و دولت ؛ سب کے آسماني کارساز الگ الگ جلوہ فرما ھوگئے ' اور اُنکي چوکھٹیں صفات جمالیہ کے حاجت مندوں کا قبلۂ عبادت بن گئیں - مصر ' ھندوستان ' اور یونان میں بابل کي کواکب پرستي کي دعوت پہنچ چکي تھي ' اسلیے ان دیوتاؤں کا تخیل زیادہ تر اجرام سماویہ ھي کے تعبدانہ مشاھدہ میں پیدا ھوا -

ایران جو دنیائے قدیم کے ادیان و ملل میں اپني بعض خصوصیات کے لحاظ سے غیر معمولي امتیاز رکھتا ھے ' اور جس نے باوجود مظاھر پرستي کے انہماک کے ' اصنامي پرستش کے تخیل سے ھمیشہ گریز کیا ؛ اس بارے میں ایک بالکل مختلف نوعیت کا تخیل قائم کرتا ھے ' اور ثنویت کے ذریعہ صفات قہر و جلال اور رحمت و جمال کے تضاد کي مشکل حل کرتا ھے - یعني اس اعتقاد کا نقشہ آراستہ کرتا ھے کہ خالق حقیقي کے ماتحت دو کارساز ترتیب کارفرما ھیں : قوت خیر اور قوت شر - یعني " یزداں " اور " اھرمن " تمام ایجابي اور جمالي صفات یزداں کے حصے میں آئي ھیں ' اور تمام سلبي اور قہري صفات اھرمن کے حصے میں - یزداں کي تعمیري صفت بنانا چاھتي ھے - اھرمن کي تخریبي صفت بگاڑنا چاھتي ھے - گویا کون و فساد کي کشاکش اپني منتہاء ازلیت میں دو متضاد کارفرماؤں کي کشمکش پر ختم ھوتي ھے -

غرضکہ اس دور کے آخري عہد میں بہ حیثیت مجموعي ذھن انساني نے ایک ایسي مزاجي استعداد پیدا کر لي تھي کہ وہ صفات سلبیہ کے ساتھہ صفات ایجابیہ کا بھي بالاستقلال تصور کر سکتا تھا - البتہ غلبہ اب بھي صفات سلبیہ ھي کے تصور کا تھا - تصور الہي کے اس بنیادي نقطہ میں کہ عبادت کي اصل خدا کے غضب و قہر سے بچنا ھے ' نہ کہ اُسے چاھنا اور اُس سے نزدیک ھونا ' کوي تبدیلي نہیں ھوي تھي - پس گو اس عہد میں انسان خدا کي رحمت و جمال کا نظارہ کرنے لگا ' لیکن اسکے ذھن پر تسلط ' خدا کے قہر و غضب کے خوف ھي کا تھا - جمال و رحمت کي شیفتگي کا نہ تھا - اس منزل تک پہنچنے کیلیے اُسے ابھي کئي ارتقائي منزلیں طے کرني تھیں -

مذھبي اعمال میں تمام تر دار و مدار قرباني اور اسکي بے شمار اقسام پر تھا - علم و حکمت اور رزق و بخشش ھي کا دیوتا کیوں نہو ' لیکن بغیر قتل و ھلاکت کي بھینٹ کے خوش نہیں ھو سکتا تھا - مذھبي اور معبدي رسوم کي کار فرما جماعتیں (یعني مندروں کے پجاریوں ' معلموں ' رھنماؤں کی جماعتیں) صدیوں سے ایک طاقتور نظام کي شکل میں قائم ھو چکي تھیں - انکے اقتدار و بالا دستي کا اعتقاد مذھبي عقائد کا سب سے زیادہ ضروري عنصر بن گیا تھا - ان معبدي اور اصنامي جماعتوں کے نظام کے قیام نے بھي انسان کے دیني عقائد کي تاریخ میں بہت بڑا حصہ لیا - عوام پر ان کا اقتدار جن وسائل سے قائم رہ سکتا تھا ' ان میں سب سے زیادہ موثر چیز یہي مذھبي قسم کا خوف اور آسماني قسم کي دھشت انگیزي تھي - اس لیے یہ جماعتیں قدرتي طور پر آسماني قہر و غضب کي دائمي مبلغ بن گئي تھیں ' اور انساني دماغ کو خوف و دھشت سے الگ ھوکر ' خدا کے طرف نظر اٹھانے کي مہلت ھي نہیں ملتي تھي - جن لوگوں نے مصر ' ھندوستان ' اور یونان کي معبدي جماعتوں کے حالات کا مطالعہ کیا ھے ' وہ اندازہ کر سکینگے کہ اُس عہد کے دھشت انگیز دیني موثرات میں یہ چیز کس درجہ قوي و فعال رھي ھے ؟

اس دور کے اِس آخري عہد میں پہنچکر ھمارے لیے ممکن ھو جاتا ھے کہ سنین و ایام کے موجودہ حسابات سے اِس کا زمانہ متعین کر سکیں - یہ تقریباً سنہ ۱۷۰۰ قبل مسیح (ع) کا زمانہ ھے - اِس عہد کے کچھہ عرصے بعد سامي دعوت کے قیام و اشاعت کا دور شروع ھو جاتا ھے -

(سامي دعوت کا ظہور)

" سامي دعوت " سے مقصود تورات کي دعوت ھے - تورات کے ظہور کا زمانہ تقریباً (تقریباً اس لیے کہ ایام و سنین کے صحیح تعین میں متعدد تاریخي اور ھئیتي اختلافات حائل ھیں) ۱۶۴۵ - قبل مسیح ھے - تورات کے عبراني سنین کي جو تقویم آجکل کے علماء فن نے مرتب کي ھے ' بعینہ وھي ھے جو ابو ریحان بیروني وغیرہ عرب محققین زیچ و تقاویم نے مرتب کي تھي - اس سے ثابت ھوتا ھے کہ بنو اسرائیل کا مصر سے خروج مندرجۂ صدر سنہ میں ھوا تھا - اسلیے تقریباً یہي زمانہ حضرة موسی (علی نبینا و علیہ الصلواة والسلام) کے ظہور اور تورات کے نزول و دعوت کا زمانہ ھے -

---

(۱) ھرمس کے بارے میں بعض مورخین کو سخت غلط فہمي ھوئي ھے ' اور اُنکي تقلید سے زمانۂ حال کے بعض مستشرقین یورپ بھي غلط فہمي میں مبتلا ھوگئے - چونکہ یونان اور مصریوں کے عقیدے میں ھرمس علم و حکمت کا دیوتا تھا ' اسلیے متاخرین حکماء نے اکثر علوم و فنون کي ابتدا اُسکي طرف منسوب کردي تھي ' اور بعض کتابوں میں علوم کا تذکرہ اس طرح شروع کیا گیا تھا ' گویا ھرمس کا الہام رباني بیان کر رھا ھے - جب اِن کتابوں کا عہد عباسیہ میں ترجمہ ھوا تو بعض لوگوں کو یہ غلط فہمي ھوگئي کہ ھرمس یونان و مصر کے حکما میں سے کوئي حکیم ھے - پھر کوشش کي گئي کہ اُس کا زمانہ متعین کیا جاے - بعضوں نے اُسکا زمانہ ایسا متعین کیا جو حضرت ادریس علیہ السلام کا زمانہ تھا - اس سے یہ خیال پیدا ھوا کہ ھرمس اور ادریس ایک ھي شخصیت کے دو نام ھیں - بعضوں نے کہا کہ تورات میں جس " اخنوخ " کا ذکر آتا ھے ' وھي یونانیوں کے یہاں ھرمس کے نام سے مشہور ھے - بعضوں نے دیکھا کہ ھرمس کا تذکرہ مختلف زمانوں میں پایا جاتا ھے - اِس لیے انھوں نے تطبیق کی یہ صورت نکالي کہ تین ھرمس فرض کرلیے : کبیر ' درمیاني ' صغیر - حالانکہ سرے سے ھرمس نامي کسي انسان کا وجود ھي ثابت نہیں - وہ محض ایک خیالي شخصیت ھے - جیسي شخصیت ھندوستان میں نظم و حکمت کے لیے بیاس جي کي فرض کر لي گئي ھے - ابن الندیم نے فہرست میں (صفحہ ۲۶۷ و ۳۱۳) جمال الدین قفطي نے تاریخ الحکماء میں (صفحہ ۳۴۶) اور ابن ابی اُصیبعہ نے عیون الانباء میں (جلد ۱ - صفحہ ۱۶) ھرمس کي نسبت جو کچھہ لکھا ھے ' وہ اسي غلط فہمي کا نتیجہ ھے - ھرمس حکیم کے نام سے جو کتابیں عربي میں ترجمہ ھوئیں ' زیادہ تر قدیم فن کیمیا اور احکام نجوم کي کتابیں ھیں - رمل کے ابتدائي خطوط بھي اُسي کے طرف منسوب ھیں - البتہ بیروني اور حموي کي بعض تصریحات سے معلوم ھوتا ھے کہ فن ھئیة و زیچ میں بھي اس کے بعض رسائل ترجمہ کیے گئے تھے - عجیب بات یہ ھے کہ دنیا کي سات اقلیموں والي تقسیم جو ایران کے " ھفت کشور " سے لي گئي تھي ' محمد بن ابراھیم فزاري نے اسي کے طرف منسوب کي ھے (معجم البلدان جلد ۱ - صفحہ ۲۶)

گاه گاه ايسا بهي هوتا هے كه اس كي طبعيت رحم و كرم پر آجاتي هے ' اور وه بخشش بهي ديتا هے اور مالا مال بهي كرديتا هے - بعينه يهي تصور خدا كا بهي تها - اور اسليے خدا كي صفات رحمت و جمال كي نسبت جو كچهه بهي سمجها جاتا تها ' وه اس سے زياده نه تها ' جيسا ايک پر هيبت بادشاه كي نسبت سمجها جاسكتا هے -

(۲) صفات الهي كے تصور كا ايک نازک اور دقيق پهلو يه هے كه خدا كے افعال كيليے كوئي مقصد و غايت هوني چاهيے يا نهيں؟ اس لحاظ سے افعال الهي كي دو هي نوعيتيں هوسكتي هيں - ايک يه كه اسكے تمام افعال بغير كسي غايت اور حكمت كے هيں - ايک يه كه اسكا هر فعل كسي مقصد اور حكمت پر مبني هے - شاهيت اور الوهيت كے تشابه كا اثر تصور الهي كے اس گوشه پر بهي پڑا - انسان هزاروں برس تک خدا كے افعال بهي اسي رنگ روپ ميں ديكهتا رها ' جسميں اپنے چاندي سونے كے تخت پر بيٹهنے والوں كو ديكهتا تها - وه " قدرت " كے ساتهه " حكمت " جمع نهيں كرسكا - اسكا خيال يه تها كه حكمت اور مقصد كي رعايت دليل عجز هے - يه عام انسانوں كيليے ضروري هے جو اپنے حاكموں اور پادشاهوں كے سامنے جوابده هيں ' ليكن ايک پادشاه جو كسي كے سامنے جوابده نهيں ' حكمت و غايت كي رعايت سے ما وراء هے - ايک پادشاه جسقدر زياده طاقتور اور زياده اونچے قسم كا هوگا ' اتنے هي اسكے اعمال زياده مطلق العنان ' زياده بے ترتيب ' زياده بے مصلحت ' زياده بے معني هونگے - وه بغير كسي سبب و موجب كے هزاروں آدمي قتل كر ڈاليگا - بغير كسي مصلحت كے عمارتيں ڈها ديگا ' بغير كسي ضرورت كے نئي عمارتيں كهڑي كر ديگا - هوسكتا هے كه محض اتني سي بات ديكهنے كيليے كه رات كي تاريكي ميں آتشزدگي كا تماشه كيسا هوتا هے ؟ وه ايک پورا آباد شهر جلا ڈالے !

يه جو هندوستان ' مصر ' يونان ' وغيره قديم متمدن ممالک كي ديوماني كهانيوں ميں هم ديكهتے هيں كه ديوتاؤں كے جسقدر بهي اعمال دكهلائے هيں ' وه سب اسي نوعيت كے هيں - ايسا معلوم هوتا هے ' جيسے چند انسان هر طرح كي طاقت اور اختيار پا كر بے قابو هوگئے هيں اور طاقت اور اختيار سے كهيلنے لگتے هيں - محض اسليے كه وه طاقت ركهتے هيں ' اپني اپني طاقتيں لهو و لعب كي طرح بلا ضرورت استعمال ميں لاتے هيں ' اور انكي اس كهيل كود سے كائنات هستي كے هزاروں كارخانے بننے بگڑنے لگتے هيں ' تو اس چيز كے اندر وهي شاهي و مالكي مزاج كام كر رها هے - پادشاهوں كي زندگي ايسي هي تهي ' اسليے ديوتاؤں كے تصور ميں بهي اسي كا عكس نماياں هوگيا -

تصور الهي كے اس دور كے بعد اگرچه تصور كے تمام اجزاء ميں ترقي هوگئي تهي ' ليكن چونكه شاهيت اور الوهيت كا تشابه راسخ هوچكا تها ' اسليے ترقي كي هر منزل ميں شاهيت هي كي قسم كا تصور قائم هوتا رها - اس سے الگ نه هوسكا -

(۳) يه جو هم ديكهتے هيں كه تمام قديم اقوام كے الهي تصورات ميں ' با وجوديكه وه تمدن و شايستگي كے بڑے بڑے درجے طے كر چكي تهيں ؛ ادنى درجه كے حيواني اور بهيمي افعال كے تخيلات سے كسي طرح كا اجتناب نهيں پايا جاتا ' تو اس ميں بهي بهت حد تک اسي تشابه كو دخل هے - بلا شبه ان تخيلات كي بنياد جميعت بشريه كے عهد طفوليت ميں پڑي تهي جبكه ذهن انساني بالكل ناتراشيده حالت ميں تها ' ليكن عهد تمدن ميں كيوں يه تخيلات بالكل متروک نهيں هوگئے ؟ اس كي علت يهي هے كه شاهيت اور الوهيت كے تشابه نے يه اعتقاد پيدا كرديا تها كه شاهيت و خداونديت كيليے اس قسم كي زندگي نقائص كا موجب نهيں هے ' بڑائي اور غير مسئوليت كا نتيجه هے - چونكه خدا كے تصور ميں بهي شاهيت كي مماثلت كارگر هوچكي تهي ' اسليے اس ميں يهي يهي شان پيدا كردي گئي -

(۴) حكومت بالوسائط ' يعنے خالق حقيقي سے كائنات هستي كا تعلق براه راست نهيں هے - درميان ميں وسائل و وسائط هيں - خدا انهي كے ذريعه تمام كارخانۂ وجود چلا رها هے ' اسي تشابه كا ايک نهايت گهرا اور دور رس نتيجه هے -

(۵) تصور الهي كا يه قديم اور راسخ اعتقاد كه بخشش معاصي كيليے جسم انساني كي تعذيب ضروري هے ' بغير اسكے خدا كي خوشنودي حاصل نهيں هو سكتي ' اسي تشابه كے برگ و بار ميں سے هے - غضب ناک اور مطلق العنان پادشاه چهوٹے چهوٹے قصوروں پر سخت سخت سزائيں ديديتے تهے ' اور جب تک سزا واقع نهيں هوجاتي تهي ' اُن كا غصه ٹهنڈا نهيں هوتا تها - يهي بات خدا كے تصور ميں بهي پيدا هوگئي - انسان نے ديكها كه اُسكي جسماني عقوبت ' اُسكے شاهي مالكوں كا غضب ٹهنڈا كر ديتي هے ' اسليے اُس نے خيال كيا كه اُس كے آسماني خداوندوں كے اطفاء غضب كيليے بهي ضروري هے كه طرح طرح كي جسماني عقوبتيں اور اذيتيں برداشت كرے - قرباني كي شكل ميں يهي چيز قتل نفس تک پهنچ گئي - انسان اپنے هم جنس كو ' اپني اولاد كو ' خود اپنے آپ كو عفو قصور اور حصول رضاء الهي كيليے قتل كرنے لگا -

(۶) خدا كے تصور كا ايک نهايت اهم پهلو اُس كي معبوديت كا اعتقاد هے - يعني يه كه اُس كي عبادت كرني چاهيے - ليكن عبادت كيوں كرني چاهيے ؟ اِس كا صحيح جواب ذهن انساني كي نا رسا استعداد معلوم نه كرسكي - خدا كا تصور كرتے هوئے اس نے صرف اُس كي صفات قهر و جلال هي كا نظاره كيا تها ' اس ليے عبادت كي بنياد خوف و دهشت كے جذبات سے پڑي تهي ' نه كه محبت و عبوديت سے - اُس نے خدا كو ايک خوفناک هستي كي شكل ميں ديكها تها ' اس ليے اُس كے غضب سے بچنے كے ليے اُس كي خوشامد كرني چاهتا تها - شاهيت و الوهيت كے تشابه سے يه تخيل اور زياده راسخ و محكم هوگيا - مطلق العنان اور قهرمان شاهيت بهي هر انسان سے غلامي و چاكري كراتي تهي ' اور لوگ اپنے دل كي خوشنودي سے نهيں بلكه سزا كے خوف سے اُن كي خدمت و اطاعت كرتے تهے - نيز اُن كے هيجان غضب سے بچنے كيليے طرح طرح كے نذرانے اور تحفے پيش كرتے تهے - خدا كي معبوديت كي بهي ٹهيک ٹهيک يهي نوعيت تهي - جس طرح انسان اپنے تخت نشين حاكموں كي چاكري كرتا تها ' تاكه اُن كے ظلم و قهر سے بچے ' اُسي طرح وه اپنے آسمان نشين كارسازوں كي بهي بندگي كرتا ' تاكه اُن كے غضب و جلال كا نشانه نه بنے - جس طرح وه اپنے پادشاهوں كو طرح طرح كے نذرانے پيش كرتا تها تاكه وه خوش هوكر مهربان هوجائيں ' اسي طرح وه اپنے خداؤں كے ليے بهي طرح طرح كے نذرانے تجويز كرتا تاكه وه مهربان هوكر اُس كي التجائيں سن ليں -

(دوسرے دور كا منتهاء بلوغ)

اس دور كي منتهاء ترقي يه تهي كه به تدريج صفات رحمت و جمال كا عنصر ' جو ابتدا ميں بهت هي دهيما تها ' اس درجه اُبهر آيا كه صفات سلبيه كي طرح صفات ايجابيه كا بهي بالاستقلال تصور قائم هوگيا - هندوستان اور مصر ميں علم ' محبت ' دولت ' نسل ' اور رزق كے بهي ديوتا اُسي طرح پيدا هوگئے ' جس طرح هلاكت اور بربادي كے بے شمار ديوتا موجود تهے - هندوستان كي سرسوتي ' لكشمي ' اور درگا وغيره كي مورتياں آج تک همارے سامنے سے گذرتي هيں -

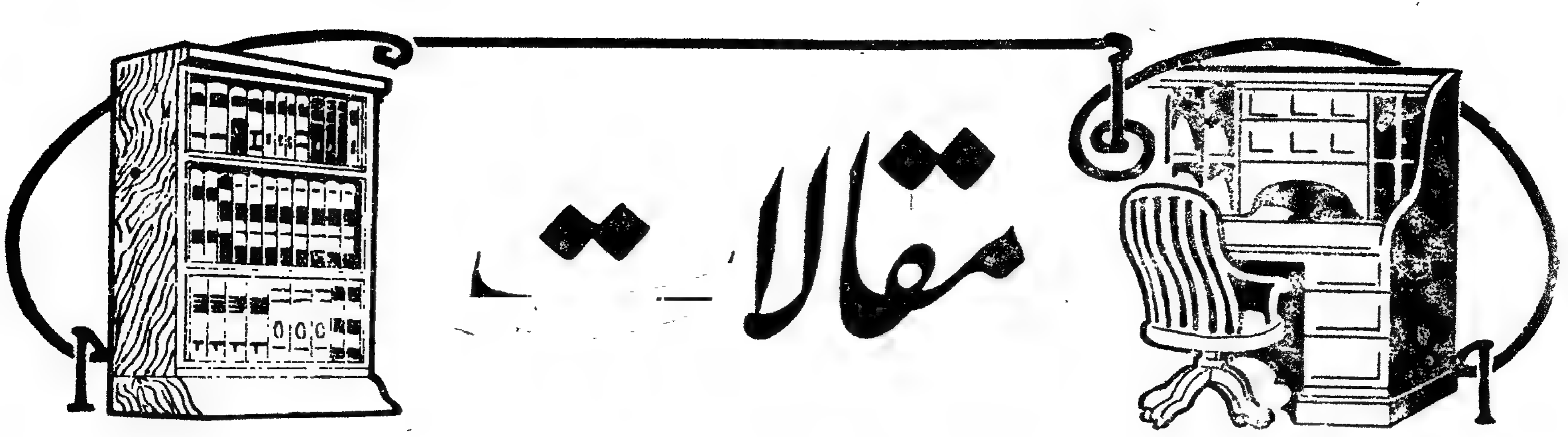

مقالات

مقرر یا سیاسی ؟

(سیاست سے پہلے تربیت)

(مقتبس از بعض رسائل مصر)

همارے هاں " سیاست " سب سے آسان تر کام هے ' کیونکه کسي اصول اور قاعده کا علم اس کیلیے ضروري نهیں - لوهاري ' نجاري ' جلد بندي ' نعل بندي ' حتی که حجامت بهي سیاست سے مشکل هے ' کیونکه یه تمام پیشے اپنے مقرره اصول اور قواعد رکهتے هیں ' جنکے جانے بغیر کوئي آدمي انهیں اختیار نهیں کر سکتا - لیکن " سیاست " کي حالت اس سے بالکل مختلف هے - جس لمحه چاهو " سیاسي " هونے کا اعلان کردے سکتے هو ' اور سیاست کے نام سے جو بکواس بهي چاهو بلا تامل کر سکتے هو - کوئي تم پر اعتراض کي جرأت نهیں کرسکتا ' کیونکه همارے هاں سیاست کسي اصول اور قاعده پر مبني نهیں هے -

لیکن جو قومیں " سیاست " جانتی هیں ' اُنکے نزدیک یه چیز بهت مشکل هے - اُنکے یهاں اِسکے لیے کچهه اصول و قواعد هیں ' جن میں کمال حاصل کیے بغیر کوئي آدمي سیاسي نهیں هو سکتا - اُنکے نزدیک سیاست کي شرطوں میں سے اولین شرط ' اخلاق هے اور آخري شرط ' کلام یا تقریر هے - اُنکے یهاں سیاسي ایک خاموش ' پر فکر اور کارکن هستي هے - اُسکي آواز بازاروں هیں سني نهیں جاتي - مجلسیں اُسکي لفاظی سے نا آشنا هوتي هیں - وه خاموش دریا کی طرح ' بغیر کسي شور و غل کے کام کرتا هے - اُنکے یهاں سیاسي زیاده بولنے والے ' کم کام کرنے والے ' اور اپني شهرت کا ڈنکا بجانے والے کو نهیں کهتے - بلا شبه اگر اپنے تدبر اور قوت عمل کے ساتهه سیاسي ' قوت خطابت کا بهي مالک هے ' تو سونے پر سهاگا سمجها جاتا هے - لیکن برک ' برابت ' اور گلیڈسٹون کي شهرت صرف اُنکي خطابت کي وجه سے نه تهي - وه پہلے سیاسي تهے - پهر خطیب اور مقرر -

بهت سے بڑے بڑے سیاسي ایسے گذرے هیں جنکي تقریریں مجلسوں میں نهیں گونجتي تهیں - لیکن اُنکے خاموش کام دنیا کو هلا ڈالتے تهے - اِن سیاسیوں کي فصاحت کا یه حال تها که جب پارلیمنٹ میں تقریر کرنے کهڑے هوتے تهے ' تو بهت سے ارکان اٹهکر سگریٹ نوشي کیلیے چلے جاتے تهے - اور جو بیٹهے رهتے تهے ' انمیں سے بهي اکثر اونگهه کر خراٹے لینے لگتے تهے - لیکن با وجود اِسکے اُنکے عمل ابتک زنده هیں - دنیا کي تاریخ میں اُنکے نام جلي حرفوں میں لکهے هیں - بر خلاف اسکے بڑے بڑے مقرر جو بادلوں کي طرح گرجتے تهے ' مرتے هي گمنام هوگیے !

ڈیوک ولنگٹن مقرر نه تها ' بلکه اپني کم سخني کي وجه سے " خاموش " کے لقب سے مشهور هوگیا تها - نا هم " آهني " کهلاتا تها ' کیونکه اُسنے جنگ میں نپولین جیسے فاتح کو تباه کیا اور حالت امن میں محض اپني اخلاقي قوت سے اپنے تمام مخالف زیر کرلیے - کوئي نهیں کهه سکتا که خاموش ولنگٹن کا مرتبه مقرر گلیڈسٹون سے کم تها -

هم قوت خطابت کي اهمیت گهٹاني نهیں چاهتے - هم تسلیم کرتے هیں که یه قوت خدا کي نعمتوں میں سے ایک بڑي نعمت اور قوموں کي اجتماعي زندگی میں ایک ضروري عامل هے - لیکن هم اپني قوم کا یه اعتقاد غلط ثابت کرنا چاهتے هیں که " تقریر هي سب کچهه هے " جس کي تقریر موثر هوتي هے ' اُسے سب کچهه سمجها جاتا هے ' اور جس کي تقریر کمزور هوتي هے ' اُسے کچهه نهیں سمجها جاتا - حالانکه ایک کم علم ' بهترین مقرر هوسکتا هے اور علامهٔ دوراں ' تقریر کے میدان میں ایک قدم بهي نهیں چل سکتا -

تهوڑے دن هوئے ' مسٹر بالڈون موجوده وزیر اعظم انگلستان نے ایک کالج کے طالب علموں کے سامنے تقریر کي تهي - یه تقریر همارے موضوع سے متعلق هے ' اور اِس لائق هے که عوام اُسے پڑهیں اور فائده اٹهائیں - اُنهوں نے نهایت عمده طور پر ثابت کیا هے که افراد اور قوموں کي سیاسي زندگي میں تربیت کتني ضروري چیز هے ؟

وزیر اعظم نے کها " تربیت کا سب سے بڑا ثمره یه هے که وه عقل کو تصنع اور ریا سے پاک کرني اور حقائق اشیا دیکهنے کا موقعه بهم پهنچاني هے - علم همیں بالکل صحیح طور پر فصاحت و بلاغت سے بد ظن کرتا هے - آزاد ملکوں میں اگر کسي شخص کو شک و شبه کي نظر سے دیکهنا ضروري هے ' تو وه لچهے دار تقریریں کرنے والا شخص هے - یعني وه شخص جو نیم تعلیم یافته بهیڑ کو اپني لساني سے مسحور کردیتا اور گمراهي کو خوشنما بنا کر عام کرتا هے - آزادي کے هر زمانه میں سب سے بڑا خطره ' یهي گمراه مقرر رهے هیں - اِس وقت بهي هیں ' اور آئنده بهي رهینگے - هماري موجوده آزادي مقدس هے - همیں یقین هے که آزادي همارے ملک کے لیے ایک نعمت عظمی هے - هم کسي طرح بهي گوارا نهیں کرسکتے که ساقط اخلاق کے فصیح البیان مقرر اپني زبانوں کے زهر سے اُسے مسموم کرڈالیں "

" بچپن میں خوشنما لفظوں اور بلیغ جملوں پر میں عاشق تها - لیکن اٹهاره برس کي عمر میں پهنچکر میں نے " فروڈ " کا یه قول پڑها " فن خطابت (تقریر) علمي بدکاري هے " اُس دن سے میرا عشق ' نفرت سے بدل گیا اور فصاحت و بلاغت پر سے میرا بهروسه اٹهه گیا "

" وزیر اعظم هونے کے بعد میں نے سنا که جماعت کي ایک معزز خاتون نے ' جس سے مجهے تعارف کي عزت حاصل نهیں ' اپنے

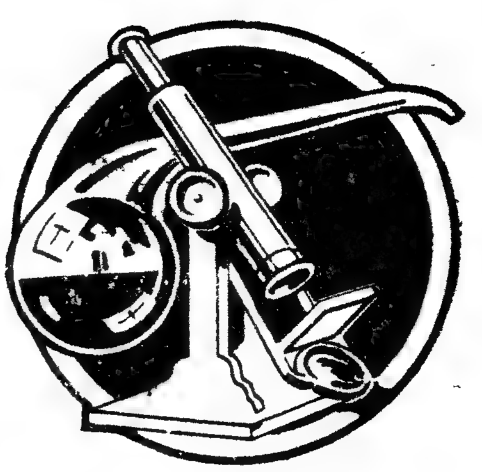

مذاکرۂ علمیّہ

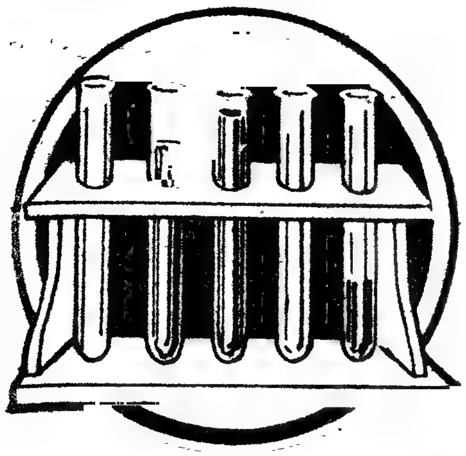

لاسلکی کا راز

لاسلکي (بے تار کي تار برقي) کی دنیا میں بہت سے ایسے راز هیں جنهیں علم ابتک حل نہیں کر سکا هے -

***

مثلاً یه که لاسلکي لهریں ' روشنی سے زیادہ اندهیرے میں تیز چلتي هیں - لاسلکي سے خفیف سي بهي واقفیت رکھنے والے جانتے هیں که دن سے زیادہ رات میں اُس کي آواز بلند هوتي هے - غروب کے بعد لاسلکي لهروں کي رفتار تقریباً دوني هو جاتي هے -

علماء اِس مسئله کے قطعی حل سے ابتک عاجز هیں - بهترین توجیهه جو کی گئي هے یه هے که نور اور حرارت کا لاسلکي لهروں سے گهرا علاقه هے - کیونکه یه دونوں چیزیں اُن موجوں سے پیدا هوتي هیں جو اثیر (ایتهر) میں نهایت هي غیر معمولي سرعت سے بهتي هیں - اِن موجوں اور خود اثیر کي موجوں میں بڑا فرق یه هے که اول الذکر ' آخر الذکر سے بهت چهوٹي هوتي هیں -

ظاهر هے که سطح زمین سے جو اثیر محیط هے ' وہ دن میں نور و حرارت کي اُن موجوں سے لبریز هوتا هے جو سورج سے منفصل هوتي هیں - یه موجیں ' اثیر کي موجوں میں سخت اضطراب پیدا کر دیتي هیں - اِسکا نتیجه یه هوتا هے که آواز میں بهي اضطراب پیدا هو جاتا هے - کیونکه وہ اثیر هي کے ذریعه منتقل هوتي هیں -

یه صرف دن هي میں هوتا هے ' جبکه نور و حرارت کي موجیں اثیر میں موجود هوتي هیں - رات کو چونکه اثیر اُنسے خالي هوتا هے ' اِس لئے اُسکي موجوں میں اضطراب پیدا نہیں هوتا ' اور چونکه اُسکي موجوں میں اضطراب پیدا نہیں هوتا ' اس لیے آواز بهي صاف اور بلند سنائي دیتي هے -

***

لاسلکي کا یه راز بهي عجیب هے که اُسکي موجیں همیشه قوسي خط پر چلتي هیں - گویا زمین کي قوسي سطح کے مطابق اپنا راسته بدلتي هیں - لیکن نور و حرارت کي موجوں کا یه حال نہیں هے - وہ خط مستقیم پر بهتي هیں - ثبوت یه هے که مثلاً اک منارہ تمهیں تیس میل کي مسافت پر سے دکهائي نہیں دیتا - اسکي دو وجهیں هیں : ایک یه که زمین گول هے اور اُسکي سطح قوسي شکل کي هے ' لهذا دور کي بلندیاں افق میں چهپ جاتي هیں - دوسري وجه یه هے که نور کي شعاعیں خط مستقیم پر پهیلتي هیں اور افق میں چهپي هوئي بلندیاں ظاهر نہیں کرسکتیں - برخلاف اسکے لاسلکي موجیں پورے نصف کرۂ ارضي تک پهیلائي جاسکتي هیں ' کیونکه وہ زمین کي سطح کے مطابق چلتي هیں -

اِس کي تعلیل علماء کے ایک گروہ نے یه کي هے که لاسلکي لهروں کي رفتار ' اُس غبار کے ذرات یا اثیر کي وجه سے قوسي هو جاتي هے جو کرۂ ارضي کي فضا میں منتشر اور اُس سے محیط هے - اُنکا خیال هے که یه لهریں جب لاسلکي آله سے نکلتي هیں تو ایک عظیم قوت کے ساتهه بلند هونا شروع هوتي هیں ' یهانتک که زمین سے محیط غباري طبقه تک پهنچ جاتي هیں - پهر وهاں سے لوٹتي هیں اور اُسی طرح زمین پر منعکس هوتي هیں ' جس طرح آئینه سے نور منعکس هوتا هے - یه عمل برابر جاري رهتا هے - گویا یه لهریں فضا میں پراگندہ هونے کے لیے بهاگتي هیں مگر غباري ذرے اُنهیں واپس کردیتے هیں !

لیکن علماء کا ایک دوسرا گروہ اثیر کے وجود هي سے منکر هے - اُسکا دعوی یه هے که جن لهروں کو هم لا سلکي کهتے هیں ' وہ فضا میں نہیں بلند هوتیں - زمین هي پر بهتي هیں -

***

یه لا سلکي راز بهي کچهه کم حیرت انگیز نہیں که بعض علاقوں میں قوي سے قوي لا سلکي آواز بهي ظاهر نہیں هوتي - یا بهت هي دهیمي سني جاتي هے - یه علاقے اِس فن کي اصطلاح میں " خاموش علاقے " یا " موت کے علاقے " کهلاتے هیں - ایک امریکي عالم لاسلکي کا بیان هے که وہ ایک مرتبه لاسلکي آله لیکر شمال کي سمت روانه هوا تا که اِس علم پر تقریریں کرے - لیکن وہ جوں جوں شمال کي طرف بڑهتا گیا ' اُسکا آله بهي کمزور پڑتا گیا - اُسے خیال هوا که شاید آله میں کوئي خرابي پیدا هوگئي هے - چنانچه نیا آله خرید لیا - مگر اُسکي آواز بهي دهیمي هوتي چلي گئي - یهانتک که ایک ایسے شهر میں پهنچا ' جهاں آله سے مطلقاً کوئي آواز سنائي نہیں دیتي تهي - وہ سخت متعجب هوا اور کوئي سبب سمجهه نه سکا - مگر برابر سفر کرتا رها ' یهانتک که آله سے آواز پیدا هونا اور بڑهنا شروع هوگئي - بعد میں اُسے معلوم هوا که آله میں کوئي خرابي واقع نہیں هوئي تهي ' بلکه " موت کے علاقے " نے اُسے معطل کر دیا تها -

***

یه ' اور اِسي طرح کے بعض اور لاسلکي معمے هیں جنهیں علم ابتک پوری طرح حل نہیں کرسکا هے - ممکن هے که یه معمے حل هو جائیں ' لیکن علم انساني کے معمے اور کائنات هستي کے را بهي حل نه هو سکیں گے - انسان دس معمے سلجهاتا هے ' ت سو نئے معمے اُس کے اضطراب عجز کے لیے پیدا هو جاتے هیں انسان کے لیے اب سے هزاروں برس پیشتر بهي علم کے معمے تهے ' اب بهي معمے هیں ' اور شاید آینده بهي همیشه معمے باقي رهینگے

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا -

تھے چند ماه بعد جب خديو توفيق پاشا کي وطن فروشي اور سلطان عبد الحميد کي مذبذب اور متزلزل حکمت عملي کي کمزوري سے " تل الکبير " کے معرکه کے بعد انگريزي فوج مصر ميں داخل هوگئي ' تو عربي پاشا اور محمود بارودي پر مقدمه چلايا گيا ' اور شيخ محمد عبده بهي ان کے ساتهه گرفتار کرليے گئے - اِن کا جرم يه بتلايا گيا تها که انهوں نے وقائع مصريه ميں ايسے مقالات لکهے تهے جن ميں تحريک کي حمايت کي گئي تهي - غالباً سعد زغلول بهي اُن کے تعلق کي وجه سے مبتلاے محن هوے ليکن بعد کو رها کرديے گئے - کيونکه في الحقيقت شيخ کے تعلق و تلمذ کے سوا اِن کا تحريک ميں کوئي حصه نه تها -

فقدناه ، والامال ترجو حياته
وفى الليلة الظلماء يفتقد البدر !

فقيد الشرق ' احمد سعد زغلول

اسي زمانه ميں اِنهيں نئي تعليم کا شوق هوا - پہلے فرانسيسي زبان کي تحصيل کي - پهر قانون کا مطالعه کيا - اور سنه ۱۸۸۹ ميں وکالت شروع کردي - اُن کي غير معمولي ذهانت اور طبعي استعداد کے ثبوت ميں يه واقعه بيان کيا گيا هے که جب انهوں نے مصر کي اعلی عدالتوں ميں وکالت کرني چاهي ' تو سرکاري محکمه نے اجازت دينے سے انکار کرديا - کيونکه نه تو اُنهوں نے با قاعده سرکاري مدارس ميں تعليم حاصل کي تهي ' نه يورپ کے مدارس قانون کي کوي سند رکهتے تهے - ليکن انهوں نے اپنے استحقاق و اهليت پر اصرار کيا ' اور کها " اگر اس معامله کا دار و مدار استعداد اور اهليت پر هے نه که سند کے ايک پرزه پر ' تو قانون کا سخت سے سخت امتحان لے ليا جاے - اگر ميں يورپ کے سند يافته محاميوں سے (مصر ميں قانون کے بيرسٹر کو محامي کهتے هيں) بهتر ثابت هوں تو ميري درخواست منظور کي جاے " يه واقعه هے که امتحان ليا گيا ' اور اُن کي قانوني استعداد بهتر سے بهتر معيار پر بهي پوري اُتري !

انکي غير معمولي استعداد نے بهت جلد ترقي مناصب کي راه اُن پر کهول دي - پہلے بعض قانوني مناصب پر مامور هوے - پهر سنه ۱۹۰۶ ميں اس درجه شهرت حاصل کرلي که وزير تعليم هوگئے -

اسي زمانه ميں مصري مجلس تشريع (ليجس ليٹو اسمبلي) کے نظام ميں وسعت هوئی ' اور نئے نئے طريقه رائج هوے - يه هر موقعه پر سرکاري مناصب کيليے ايک اول درجه کے اميدوار تسليم کيے جاتے تهے - سنه ۱۹۱۱ ميں مجلس تشريع نے انهيں اپنا رئيس منتخب کيا ' جسپر وه (غالباً) سنه ۱۹۱۴ تک قائم رهے -

(سعد زغلول کا سياسي مسلک)

سعد زغلول کي تعليمي اور سياسي ' دونوں زندگيوں کي ابتدا شيخ محمد عبده کی تعليم و تاثير سے هوي تهي ' اسليے وه اپني زندگی کے آخری سالوں تک (يعنے سنه ۱۹۱۸ تک جبکه التواء جنگ کے بعد انهوں نے مصر کے کامل استقلال کا مطالبه کيا هے) اُسي مسلک پر گامزن رهے جو واقعۂ عربي کے بعد خود شيخ محمد عبده نے اختيار کر ليا تها - هميشه اُنکا شمار شيخ کي جماعت کے مخصوص افراد ميں رها - وه اُن تمام لوگوں ميں جنهيں شيخ کي فيض صحبت نے پيدا کيا تها ' نماياں اور ممتاز تهے -

شيخ محمد عبده مرحوم کا يه حال تها که وه فطرة کي بهترين دماغي بخشيشيں ليکر پيدا هوئے ' ليکن جامع ازهر کي تعليمي فضا سے کوئي بلند تر تعليمي فضا حاصل نه کر سکے - اسي اثنا ميں سيد جمال الدين مرحوم قاهره پهنچے ' اور اُن کے فيض صحبت سے شيخ کے تمام فطري جوهر اُبهر آئے -

سيد موصوف کي دعوت اگرچه تعليمي اور ديني اصلاح پر مشتمل تهي ' لکن اُس کا محوري مرکز سياسي انقلاب تها ' کيونکه وه يقين کرتے تهے که اسلام کي ديني روح ' سياسي روح سے الگ نهيں هے - انهوں نے مصر ميں بهي انقلابي دعوت کي تخم ريزي کي - اُس وقت مصر اسماعيل پاشا کي مسرفانه اور عيش پرستانه زندگي سے تباه هورها تها - اغيار و اجانب کي مداخلتوں کے نئے نئے دروازے کهل رهے تهے ' طالبين اصلاح کي تمام اميديں ولي عهد مصر توفيق پاشا سے وابسته تهيں - سيد جمال الدين نے توفيق تک رسائي حاصل کرنے کے ليے يه طريقه اختيار کيا ' که پہلے خود قاهره کے فري ميسن لاج ميں داخل هوئے ' پهر کوشش کرکے توفيق کو بهي اس کا گرينڈ ماسٹر منتخب کراليا ' اور اس طرح فري ميسن کا مخفي اور محفوظ جماعتي دائره اپنے اور اُس کے گرد کهينچ ليا - توفيق پاشا سيد موصوف کے اصلاحي خيالات سے پوري طرح متاثر هوا ' اور عهد و اثق کيا که با اقتدار هوتے هي اصلاح و انقلاب حال کے ليے پوري طرح کوشش کريگا - ليکن جب کچهه عرصه کے بعد وه خديو مصر هوا ' اور سيد جمال الدين اُن عهود و مواثيق کے ايفا کے طالب هوئے ' تو پہلے تو ليت و لعل شروع کيا - پهر صاف انکار کرديا ' اور کوشش کي که جمال الدين مصر سے نکل جائيں -

سيد جمال الدين يه حالت ديکهکر نهايت متاثر هوے - اُن کا عقيده يه تها که جو افراد قوم اور ملک کي نجات کي راه ميں حائل هوں ' اُنهيں راه سے هٹا دينا جرم نهيں هے بلکه انسانيت کي خدمت هے - چنانچه اُنهوں نے توفيق پاشا کے قتل کي کوششيں شروع کر ديں - اور اس کام کے ليے قرعۂ فال اُن کے نوجوان تلميذ محمد عبده کے نام نکلا - شيخ نے اس واقعه کے بيس برس بعد ايک خط ميں جو مسٹر بلنٹ کے نام لکها تها ' اقرار کيا هے که توفيق کو قتل کرديني کيليے وه طيار هوگئے تهے - توفيق پاشا قاهره سے اسکندريه جا رها تها ' يه پستول ليکر سڑک پر کهڑے هوگئے - مگر جب حمله کا وقت آيا تو

دوست سے سوال کیا " کیا تم جدید وزیر اعظم کو مہذب کہہ سکتے ھو؟ مجھے شک ھے ' یہ خاتون " مہذب " کے معني پوري طرح سمجھتی ھے - لیکن یہ یقیني ھے کہ اُس کے نزدیک تہذیب کوئي ایسي چیز ضرور ھے جس سے انگلستان کے وزیر اعظم کو متصف ھونا چاھیے - اور بلا شبہ یہ بہت عمدہ خیال ھے "

" میرے نزدیک تہذیب ایک ایسا عمل ھے جو کبھي ختم نہیں ھوتا - مدرسہ میں میرا چال چلن بے داغ تھا ' لیکن میں تمھارے سامنے اعتراف کرتا ھوں کہ میں نے طالب علمي کا زمانہ بے کار ضایع کردیا - جس دن سے مجھے ھوش آیا ' اُس دن سے میں برابر اپني کمي پوري کرنے میں کوشاں ھوں - میں تم سے سچ کہتا ھوں - دنیا میں کوئي مسرت بھي اُس مسرت کا مقابلہ نہیں کر سکتي جو علم حاصل کرنے میں حاصل ھوتي ھے - میں آج بھي طالب علم ھوں ' اور سو برس کي عمر حاصل کرنے کے بعد بھي طالب علم رھونگا - اپنے موجودہ منصب سے نکلنے کے بعد میرا اولین فرض یہ ھوگا کہ پوري مستعدي سے علم حاصل کرنا شروع کردوں "

" ھم سب جانتے ھیں کہ کوئي قوم بھي قدرت کي طرف سے متمدن بنا کر نہیں بھیجي گئی ھے - تمام متمدن قوموں نے تمدن و تہذیب کوشش کرکے حاصل کي ھے - تمدن کي راہ مشکلات سے لبریز ھے - تمدن ' تنزل کے خطرہ سے محفوظ نہیں ھے - سینکڑوں قومیں جو کبھي متمدن تھیں ' اپني غفلت کي وجہ سے وحشي ھوگئیں - ھمیں اپني موجودہ تہذیب پر گھمنڈ نہیں کرنا چاھئے - یہ تہذیب جو ھم نے خون پاني ایک کرکے اور لگاتار محنتوں کے بعد حاصل کي ھے ' ذرا سي غفلت اور غرور سے تنزل اور پستي سے بدل جا سکتي ھے - محض مادي ترقي اور مادي علم ' تمدن نہیں ھے - تمدن اِس سے بڑھکر کوئي اور چیز ھے - انسانیت کا سب سے زیادہ خطرناک زمانہ وہ ھے جبکہ علم تیزي سے آگے بڑہ رھا ھو ' اور اپنے ساتھہ مادي ترقي ' مادي علم ' اور مادي سامان آسائش عام کر رھا ھو - لوگ بلا محنت کے کھا رھے ھوں ' بے خطر مادي لذتوں سے متمتع ھو رھے ھوں ' اور معنوي ترقي اور روحي اصلاح و تہذیب سے غافل ھوں - میں ڈرتا ھوں ' ھمارا موجودہ زمانہ وھي خطرناک زمانہ نہ ھو ' اور ھماري موجودہ تہذیب کي کشتي مادي خواھشوں کي چٹانوں سے ٹکرا کر غرق نہ ھوجائے "

" تعلیم و تربیت کي اس سے زیادہ کوئي غرض نہیں کہ لوگوں کو اشیاء کي اصلي حقیقت معلوم ھو - ھر چیز کو ویسا ھي دیکھیں ' جیسي وہ ھے ' اور اُسي درجہ میں رکھیں جس درجہ میں اُسے ھونا چاھیے - یہ غرض صرف اُنھیں معلموں کے ذریعہ حاصل ھوسکتي ھے جو خود بے غرض ھیں - حق کي تعلیم صرف اس لیے دیتے ھیں کہ وہ حق ھے - حق کو پوري سچائي ' صفائي ' اور دیانت سے ظاھر کرتے ھیں - خود غرض معلم ' سیاسي اغراض کے بندے ' حقیر دنیاوي مقاصد پر حق کو قربان کرنے والے لوگ ' ھرگز حق کے معلم نہیں ھو سکتے - ایسے معلم قوم کے لیے سب سے بڑا خطرہ ھیں ' اور اِن دجالوں سے قوم کے نوجوانوں کي حفاظت و حمایت ھر محب وطن کا اولین فرض ھے - ھمیں انکي جڑ کاٹ ڈالني چاھیئے اور قوم کو اُن کے شر سے ھمیشہ کے لیے نجات دیدیني چاھیے "

* * *

عالم شرق و اسلام

مرحوم سعد باشا زغلول

مصر کي آخري حرکت استقلال کا قائد عظیم

الموت نقاد علی کفه جواهر یختار منها الجیاد !

سعد باشا زغلول کے انتقال سے عالم شرق و اسلام کي ایک ایسي شخصیت رو پوش ھوگئي جس میں قوم کي سیاسي قیادت و رھنمائي کي نہایت طاقتور روح نمایاں ھوي تھي - اُس کي رھنمایانہ زندگي کي تاریخ کوي طول طویل تاریخ نہیں ھے - اُس نے اپني طویل زندگي کے صرف آخري چند سال قوم کي سیاسي رھنمائي میں صرف کیے ' لیکن اِس قلیل وقت کا یہ استعمال ایسا بر وقت اور اس درجہ صحیح و طاقتور تھا ' کہ تاریخ نے فوراً اپنے دروازے کھول دیے ' اور مصر کے قومي رھنما کے لیے اکابر و مشاھیر عالم کي صف میں جگہ طیار کردي - یقیناً وہ ان لوگوں میں سے تھا ' جنکے کارناموں کیلیے تاریخ کے اوراق ھمیشہ منتظر رھتے ھیں !

(مختصر سوانح حیات)

سعد باشا کا سنہ ولادت ۱۸۶۰ع ھے - ان کی طفولیت کے زمانے میں نئي تعلیم کے مدارس نے اس درجہ فروغ نہیں پایا تھا کہ لوگوں کو ان کي طرف توجہ ھوتي - اُن سب کے لیے جو تعلیم کا شوق رکھتے ھوں ' صرف ایک ھي جگہ تھي ' اور وہ جامع ازھر کي درس گاہ تھي - چنانچہ علوم عربیہ و اسلامیہ کي متوسط درجہ تک تعلیم انھوں نے اور ان کے چھوٹے بھائي فتحي بے نے جامع ازھر ھي میں حاصل کي -

ان کي عمر ابھي بیس برس کي بھي نہیں ھوئي تھي کہ قاھرہ میں سید جمال الدین کي علمي مجالس کي شہرت پھیلي - یہ سید موصوف کا مصر میں دوسرا ورود تھا ' اور شیخ محمد عبدہ ان کے نہایت سرگرم شاگرد ھوچکے تھے - سعد زغلول بھي انکي مجالس درس میں پہنچنے لگے ' اور شیخ محمد عبدہ سے اُن کا رشتۂ ارادت و تلمذ قائم ھوگیا - اسي رشتہ نے ان کی اُس تعلیمي ذھنیت میں جو جامع ازھر کے تعلیمي جمود سے پیدا ھوئي تھي ' ایک انقلابي حالت پیدا کردي ' اور نظر و فکر کي نئي نئي راھیں کھلنے لگیں - اُن کي وہ غیر معمولي قوت خطابت و فصاحت جس کي وجہ سے وہ ھمیشہ اپنے معاصرین میں ممتاز رھے ' دراصل شیخ محمد عبدہ ھي کی صحبت و تلمذ کا نتیجہ تھي -

عربي پاشا کي فوجي تحریک جو بہت حد تک سید جمال الدین کي سیاسي تخم ریزیوں کا قبل از وقت نتیجہ تھي ' جب سنہ ۱۸۸۲ میں نمودار ھوئي ' تو شیخ محمد عبدہ حکومت مصر کے سرکاري گزٹ " الوقائع المصریہ " کے محرر اور مطبوعات مصریہ کے مدیر تھے ' اور غالباً سعد زغلول بھي انکے ساتھہ اسي دفتر میں کام کرتے

تاریخ و عبر

تاریخ عہد عباسیہ کا ایک صفحہ

محمد الامین اور عبداللہ المامون

حال میں ڈاکٹر احمد فرید رفاعی مصری نے "عصر المامون" کے نام سے ایک مفید اور دلچسپ کتاب شائع کی ہے اور تاریخ اسلام کے اس اہم عہد کی ذہنی اور مزاجی حالت پر مشرح بحث کی ہے۔ بحث کا ایک اہم موضوع امین اور مامون کی حریفانہ شخصیتیں ہیں، اور اُن کی اخلاقی اور نفسیاتی حالت کا موازنہ ہے۔ ذیل میں اُس کا ایک حصہ ترجمہ کے بعد درج کیا جاتا ہے:

محمد الامین

محمد الامین بن ہارون الرشید سنہ ۱۷۰ ہجری میں پیدا ہوا۔ یہی سال ہارون الرشید کی تخت نشینی کا ہے۔ امین اپنے سوتیلے بھائی، مامون سے عمر میں ۶ مہینے چھوٹا تھا۔

امین کی ماں زبیدہ بنت جعفر بن المنصور ہے۔ لہذا وہ ماں اور باپ دونوں طرف سے ہاشمی ہے۔ اس کے بعد یہ نسلی امتیاز کسی عباسی خلیفہ کو حاصل نہیں ہوا۔

امین کے ہاشمی ماموؤں کو سلطنت میں بڑا اثر و اقتدار حاصل تھا۔ جب اُنھوں نے محسوس کیا کہ خلافت کی طرف دوسرے عباسیوں کی گردنیں اُٹھ رہی ہیں، تو کوشش کی، کہ اُن کا بھانجا امین ہارون کا جانشین ہو۔ چنانچہ عیسیٰ بن جعفر بن المنصور نے (جو امین کا ماموں تھا) فضل بن یحییٰ کو اس بات پر آمادہ کرلیا کہ امین کے لئے ولیعہدی کی بیعت حاصل کرے۔ فضل بن یحییٰ برمکی کو خلافت میں جو رسوخ حاصل تھا، محتاج تشریح نہیں۔ ہارون الرشید نے اُسے ایک بڑی فوج دیکر خراسان کی بغاوت فرد کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ یہ موقعہ اس تجویز کو کامیاب بنانے کے لئے بہترین موقعہ تھا۔ فضل نے خیال کیا، اگر امین اُس کی کوشش سے تخت خلافت پر بیٹھے گا، تو اُس کا رسوخ سب سے زیادہ ہو جائے گا۔ چنانچہ اُسنے اپنی تمام قوتیں اس کے لئے وقف کردیں، فوج کے تمام سپہ سالاروں کو بلا لیا، اور محمد الامین کی ولیعہدی کا اعلان کردیا۔ بغیر کسی توقف کے اُس کی پوری فوج نے بیعت کرلی۔ اُس عہد کا شاعر مسلم کہتا ہے:

قد بایع الثقلان فی مہد الہدیٰ   لمحمد بن زبیدة ابنة جعفر

نمیری کہتا ہے:

ببیعتہ لولی العہد احکمہا
بالنصح منہ وبالاشفاق والحدب
قد وکد الفضل عقد الاستقاض لہ
لمصطفی من بنی العباس منتخب

خلیفہ ہارون الرشید کو جب واقعہ کی اطلاع ہوئی تو معاملہ اُسکے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ اہل شرق بیعت کرچکے تھے۔ اب اس کے سوا چارہ کار نہ تھا کہ اسے منظور کرلے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور محمد الامین باضابطہ ولی عہد مقرر ہوگیا۔ ابان اللاحقی کہتا ہے:

عزمت امیر المومنین علی الرشد   برأی ہدی فالحمد للہ ذی الحمد

باوجودیکہ امین ہارون کا بڑا لڑکا نہ تھا، لیکن اس طرح بہ آسانی ولی عہد قرار پاگیا۔

امین کی نفسیاتی و اخلاقی تحلیل

مشاہیر عالم کے عہد طفولیت کی تاریخ بھی اُن کی عظمت کے آثار و علائم سے خالی نہیں ہوتی۔ اُن میں بعض قابلیتیں فطری ہوتی ہیں اور بعض تعلیم و تربیت سے پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن ہمارے قدیم مورخین نے اپنی تاریخی شخصیتوں کے عہد طفولیت کی طرف سے عموماً بے اعتنائی برتی ہے اس لئے اُن کی اخلاقی تحلیل اور نفسیاتی کیفیات کی بنیادیں متعین کرنا آج آسان نہیں۔ تاہم ہمیں بیہقی کا شکرگزار ہونا چاہئے جسنے اپنی کتاب المحاسن والمساوی میں محمد الامین کے عہد طفولیت و تعلیم پر کسی قدر روشنی ڈالی ہے۔ اور اسی طرح زبیدہ کا ایک خواب بھی قابل ذکر ہے جسے مسعودی نے مروج الذہب میں روایت کیا ہے۔ ان نامکمل روایتوں سے ہم معلوم کرسکتے ہیں کہ امین کو استخارہ کرنے کی خو کیسے پڑی؟ وہ کیوں فصیح، بلیغ، ادیب تھا؟ وہ کیوں لہو و لعب کا دلدادہ تھا؟ کیوں پُرسکون تھا اور خونریزی سے خائف رہتا تھا؟

⁂

تمھیں معلوم ہے کہ ہارون الرشید نے امین کو فضل بن یحییٰ کی گود میں دیدیا تھا اور مامون کو جعفر بن یحییٰ کی گود میں۔ فضل بن یحییٰ نے امین کے اتالیق ہشیم ابن بشر الواسطی سے کہا تھا "سب سے زیادہ اس بات کی کوشش کرنا کہ اسے خونریزی سے نفرت ہو جائے۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں خدا اسے سفاک نہ بنائے"۔ اسی طرح ہارون الرشید نے امین کے معلم، احمر نحوی سے کہا تھا "اگر نرمی سے اس کی اصلاح نہ ہو تو سختی کرنا"۔ اب ہمیں سننا چاہئے خود امین کا یہ معلم اپنے شاگرد کی بابت کیا کہتا ہے؟

احمر کی روایت ہے:

"میں اکثر بڑی سختی سے پیش آتا تھا۔ حتیٰ کہ اُن اوقات میں بھی اُسے پابند رکھتا تھا جو کھیل کود کے لئے مقرر تھے۔ امین نے اپنی والدہ سے میری شکایت کردی۔ زبیدہ نے مجھے خط لکھا کہ بچہ کی تندرستی برقرار رہنے کے لئے اُسے چند گھنٹے کی مہلت ضرور دینی چاہئے۔ اسپر میں نے کہا شاہزادہ کا درجہ بلند ہو چکا ہے۔ اُس کی شہرت عام ہو گئی ہے۔ امیر المومنین کی اُس سے محبت اور سلطنت کی ولیعہدی کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اُس کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی نہ کی جائے۔ یہ سخت نامناسب ہوگا کہ وہ زبان کی فصاحت سے قاصر، قوانین شریعت سے جاہل، اور دقائق سیاست سے غافل رہ جائے۔ کیونکہ حکومت کی بنیادیں یہی ہیں۔ اسپر خادمہ نے آکر مجھے جواب دیا کہ یہ سچ ہے مگر وہ ماں ہے اور ماں کا دل بچے کی تکلیف سے بے چین ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اسمیں ایک زیر پردہ راز بھی ہے۔ اگر کہو تو بیان کردوں۔ میں نے کہا ضرور بیان کرو۔ اُسنے کہا میری آقا زبیدہ نے مجھ سے اپنا یہ خواب بیان کیا ہے کہ جس رات امین کا حمل میں نے محسوس کیا تھا، میں نے خواب میں دیکھا کہ تین عورتیں آئی ہیں۔ ایک میرے دہنے طرف بیٹھی، دوسری بائیں طرف، تیسری نے میرے پیٹ پر اپنا ہاتھ پھیرا اور کہنے لگی "بادشاہ، بڑی سخاوت والا، بڑا بوجھ اُٹھانے والا، جلد چلا جانے والا" دوسری نے کہا "بادشاہ، کم عمر، صاف دل، عیش پرستی میں پڑنے والا"، تیسری نے کہا "بادشاہ، بُرے چلن والا، بہت ضائع کرنے والا، کم جھگڑنے والا، کم انصاف کرنے والا"، زبیدہ کہتی ہے میں خوف زدہ ہوکر بیدار ہوگئی۔ پھر میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا۔ لیکن جس رات ولادت ہوئی اُس رات وہی تینوں عورتیں مجھے سوتے میں نظر آئیں۔ وہ آئیں اور بچہ کے سرہانے بیٹھ گئیں۔ سب نے ایک ساتھ جھک کر اُس کا منہ دیکھا۔ ایک کہنے لگی "تر و تازہ پودا، نازک پھول، خوشنما چمن، شیریں چشمہ، کم باقی رہے گا۔ جلد فنا ہو جائے گا" دوسری نے کہا "بیوقوف، بُرا، تباہی کی طرف دوڑے گا، فساد پر جری ہوگا" تیسری بولی "اسکی قبر کھودو۔ اس کا کفن قریب لاؤ۔ اس کا جنازہ طیار کرو۔ موت اس کے لئے زندگی سے بہتر ہے" زبیدہ کہتی ہے۔ میں خوف سے سہم گئی۔ منجموں کو بلایا۔ سب نے درازی عمر کی بشارت دی۔ مگر میرا دل برابر خوف سے کانپتا رہا ہے۔ یہ واقعہ بیان کرکے شاہی خادمہ کہنے لگی اے احمر کیا ہمارا خوف، اللہ کی تقدیر کو دور کرسکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں"

احمر نحوی کے بعد ہارون نے مشہور امام فن قطرب نحوی کو امین کی تعلیم پر مقرر کیا۔ حماد عجرد، امین پر عاشق تھا اور برابر کوشاں تھا کہ کسی نہ کسی طرح اُس کا معلم مقرر ہو جائے۔ مگر ناکام رہا کیونکہ اُس کا فسق و فجور مشہور ہو گیا تھا۔ حماد کو اپنے حریف قطرب کی کامیابی پر بڑا غصہ آیا۔ اُسنے خیال کیا یہ منصب اسے اس لئے مل گیا کہ مجھ سے زیادہ ریاکار ہے اور اپنا تہتک چھپانے میں ہوشیار ہے۔ چنانچہ فوراً ایک کاغذ پر چند اشعار لکھے اور خلیفہ کے خادم کو رشوت دیکر آمادہ کرلیا کہ کاغذ، خلیفہ کے قلمدان میں رکھ دیا جائے۔ جب خلیفہ نے قلمدان منگایا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کاغذ پر یہ اشعار مرقوم ہیں:

قل للامام: جزاک اللہ مغفرة
لا یجمع الدہر بین السخل والذیب
السخل غر وہم الذیب غفلتہ
والذیب یعلم ما بالسخل من طیب

ہارون رشید نے یہ منظوم رقعہ پڑھ کر کہا "دیکھو یہ معلم کہیں بدچلن نہ ہو۔ اسے محل سے نکال دو"، چنانچہ قطرب نکال دیا گیا اور علی اُس کا جانشین بنا۔ ستر یا اسی آدمی ہمیشہ اس کی نگرانی کرتے تھے۔

ہم اس قسم کی روایتوں سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ امین کی نشوونما کیسی خراب ہوئی تھی۔ اور اُس کے مستقبل پر اُسنے کیسا خراب اثر ڈالا تھا؟ امین کی ابتدائی تعلیم و تربیت کا یہ نقص بھی عظیم ہے کہ اُسے سیاسی پختہ کاری حاصل کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ حالانکہ

انھوں نے محسوس کیا کہ یہ کام اس قدر آسان نہیں ھے جس قدر انھوں نے ذمہ داري لیتے ہوئے خیال کیا تھا - ان کا دل مضطرب ہوکر رہگیا اور حملہ نہ کرسکے -

اس کے بعد جمال الدین مصر سے نکل جانے پر مجبور ہوئے اور ہندوستان چلے آئے -

عربي پاشا کے حادثہ میں شیخ محمد عبدہ کو بھی جلا وطني کي سزا دي گئي تھي، لیکن چھہ سات سال کے بعد جب انھوں نے مصر آنا چاہا تو حکومت نے اجازت دیدي، اور واپسي کے تھوڑے ھي عرصہ بعد افتاء کے عہدہ پر مامور ہوگئے - اسي عہد سے مصر میں ان کي دیني و تعلیمي اصلاحات کا اصلي دور شروع ہوتا ھے -

لیکن ابتدائي سیاسي زندگي کي نا کامیوں کا جو رد فعل آن کے اندر پیدا ہوگیا تھا، ضروري تھا کہ اس کے اثرات ان کے فکري مزاج میں بھي سرایت کرجاتے - چنانچہ وہ مدة العمر کے لیے سیاست سے یک قلم علحدہ ہوگئے - اس سے بھي زیادہ یہ کہ مصر میں انگریزي قبضہ کے فوائد کا اعتراف کرلیا، اور پوري زندگي نام نہاد اعتدال سے بھي زیادہ محتاط سیاسي عقائد میں بسر کردي - انھوں نے اپنے مشہور مقالہ " الاسلام و النصرانیہ " میں سیاست سے اور اُن تمام باتوں سے جو سیاست سے ادنی تعلق بھي رکھتي ہوں، حتی کہ سیاست کے لغوي مادہ سے بھي، جو " تعوذ " کیا ھے، وہ اُن کي فکري حالت کا مظہر ھے -

انھوں نے متعدد مرتبہ اپنے اس مسلک کي تشریح بھي کي تھي - اُنکا خیال یہ تھا کہ انگریزي قبضہ کي وجہ سے اگرچہ مصر کے سیاسي استقلال کو نقصان پہنچا ھے، لیکن ساتھہ ھي تحریر و تقریر کي آزادی اور تعلیمي و اقتصادي ترقي کے فوائد بھي حاصل ہوے ہیں - ملک کا فرض ھے کہ پہلے اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر اپني تعلیمي اور دیني حالت درست کرلے - پھر سیاسي استقلال کے لیے ساعي ہو - اُنکا جو سیاسي لائحہ مسٹر بلنٹ نے " مصر کي مخفي تاریخ " میں شائع کیا ھے، وہ تعجب انگیز حد تک انکي سیاسي قناعت پسندي ظاھر کرتا ھے - سنہ ۱۹۰۱ میں انکا خیال تھا کہ مصر کے لیے بڑي سے بڑي چیز جو ہو سکتي ھے، وہ صرف یہ ھے کہ ایک اچھي قسم کي مجلس تشریع (لیجس لیٹو اسمبلي) اُسے دیدي جاے جسکي ایک بڑي تعداد کے انتخاب کا حق ملک کو حاصل ہو - وہ اس لائحہ میں انگریزي قبضہ کے خلاف ایک لفظ نہیں کہتے -

بہر حال شیخ محمد عبدہ کا سیاسي مسلک اس نوعیت کا تھا، اور چونکہ سعد زغلول بھي انھي کے تلمیذ اور صحبت یافتہ تھے، اس لیے سیاسي عقائد میں اس سطح سے بلند نہ ہوسکے - سنہ ۱۹۱۷ تک اُنکي تمام زندگي سرکاري مناصب میں گزري، اور آزاد قومي تحریکات کے خلاف وہ ویسے ھي ایک سرگرم سرکاري عہدہ دار رہے، جیسے مصر کے دفتری اقتدار کے تمام دیگر افراد تھے - سنہ ۱۸۹۶ میں جب مرحوم مصطفی کامل پاشا نے: حزب الوطني کي بنیاد ڈالي، تو یہ بھي اسکے ویسے ھي مخالف تھے، جیسے مصر کے سرکاري حلقہ کے تمام افراد (بہ استثناء خدیو عباس، کیونکہ وہ مخفي طور پر مصطفی کامل کا سر پرست تھا) مخالف تھے - سنہ ۱۹۰۵ میں جب سید علي یوسف مالک المؤید نے " حزب الامة " قائم کي، تو اس کے اندر بھي سعد زغلول اور ان کے ساتھیوں ھي کا ھاتھہ کام کر رہا تھا - مقصود یہ تھا کہ حزب الوطني کو شکست ہو - مصطفی کامل پاشا نے جب انتقال کیا اور اُن کي جگہ مرحوم فرید بے حزب الوطني کے رئیس منتخب ہوے، تو جن لوگوں نے ان کي مساعي کي تخریب میں سرکاري وسائل سے کام لیا، اُن میں ایک سرگرم اور طاقتور شخصیت سعد پاشا کي بھي تھي - شیخ عبد العزیز شاویش نے جب اللوا کي جگہ حزب الوطني کے لیے " العلم " جاري کیا، تو جس شخص نے سب سے زیادہ اپنے وسائل کار ان کي مخالفت میں خرچ کیے، حتی کہ ان کي گرفتاري کے احکام بھي صادر ہوگئے، وہ سعد پاشا زغلول ھي تھے !

اس سلسلہ میں سنہ ۱۸۹۰ سے لیکر سنہ ۱۹۱۸ تک جو واقعات پیش آئے، وہ بے شمار ہیں، اور ایک مقالہ میں اُن کا استقصاء ممکن نہیں - مصر کي سیاسي حالت نے ایک ایسي نوعیت پیدا کرلي تھي کہ اُس میں دو مذہبوں کے سوا عملاً تیسرے مذہب کي گنجایش ھي نہ تھي - یا تو انگریزي قبضۂ مصر سے مصر کو فوراً نجات ملني چاھیے، یا اسے جاري رہنا چاھیے - یہي دو اصولي اعتقاد " حزب الوطني " اور " حزب الاحتلال " کي شکل میں ظاھر ہوے - حزب الاحتلال کے داعي یعقوب صروف اور فارس نمر صحاب " المقطم " تھے، اور حزب الوطني کي صدائیں مصطفی کامل مرحوم کي زبان سے بلند ہوي تھیں - چونکہ قبضۂ مصر کي صریح موافقت مصري طبائع پر بالطبع گراں گزرتي تھي، اسلیے ارباب مناصب و موالات اپنے آپکو حزب الاحتلال میں ظاھر کرنے سے جھجکتے تھے، اور اس قسم کي پردہ پوش توجیہیں کرنے لگتے تھے جیسي ہمیشہ ان حالات میں ضعفاء ہمت اور بیچارگان عزم نے کي ہیں - مثلاً " تدریجي اصلاحات " کا مغالطہ، " مصالح وقت " کا حیلہ، " تعلیمي استعداد کي تقدیم " کا فریب خیال، اور اسي طرح کے حیل و مغالطات، لیکن حقیقت حال یہ ھے کہ ان تمام لوگوں کي ذہنیت حزب الاحتلال ھي کي ذہنیت تھي، کیونکہ بیروني قبضہ کي موجودگي میں صرف دوھي سیاسي عقیدے کسي ملک کے لیے ہوسکتے ہیں : یا تو قبضہ رہنا چاھیے، یا اُسے فوراً ختم ہو جانا چاھیے - ان دونوں کے درمیان تیسري راہ ممکن نہیں ! و یریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا !

(سنہ ۱۹۱۸ میں انقلاب فکر)

بہر حال سعد پاشا کي پوري زندگي جس عالم میں بسر ہوي تھي، اُس سے قومي و وطني جہاد استقلال کا عالم متصل نہ تھا، فاصلہ پر تھا - لیکن سنہ ۱۹۱۸ میں جب مصر کو ایک رہنماے صادق کي ضرورت ہوي، تو قدرت الھي نے اِس کا غیر متوقع سامان کردیا اور اچانک سعد پاشا کي طاقتور شخصیت نمایاں ہوگئي - انھوں نے ایک ھي جست میں وہ پورا فاصلہ طے کرلیا جو اُن کے پنجاہ سالہ دور حیات اور مصر کي تحریک حریت و استقلال کے درمیان حائل تھا !

حقیقت یہ ھے کہ اگر زغلول پاشا جیسا شخص جس کي تمام زندگي حکومت کے بڑے بڑے ذمہ دارانہ مناصب میں گزر چکي تھي، اور جس کے مداحوں میں لارڈ کرومر تک شریک ہوچکے تھے، اس موقعہ پر مصر کا علم استقلال نہ اُٹھاتا، تو یہ تحریک اس قدر طاقت و اھمیت حاصل نہ کرسکتي، جو اُس نے چند ماہ کے اندر حاصل کرلي تھي !

* * *

افسانہ

ماں کی محبت

(مشہور روسی افسانہ نگار "ماکسم گورگی" کے ایک اخلاقی افسانہ کا ترجمہ)

امیر تیمور گورکانی، درہ "کانہول" میں، جو گلاب و یاسمن کے سُرخ و سفید پھولوں کے ایک حسین ابر پارے سے چھپا ہوا تھا، عیش و نشاط اور نائو نوش میں مشغول تھا ـــــ سمرقندی شاعروں نے اس درہ کو "پروازِ گل" کے نام سے موسوم کیا تھا ـــــ اس دلچسپ مقام سے شہر کے تمام آسمان شکوہ، مینار، اور مساجد و معابد کے سبز گنبد بخوبی نظر آتے تھے ـــــ درہ کی لمبائی کے گرد، پندرہ ہزار رنگین قناتیں، بڑے بڑے پنکھوں کی طرح، زمین پر قائم تھیں، اور اُن پر دیبا و پرنیاں کی رنگین جھنڈیاں ـــــ ایسا معلوم ہوتا تھا، جاندار پھول ہوا میں تیر رہے ہیں!

تیمور کا خیمہ، اِن قناتوں اور چھولداریوں کے درمیان ایک خوبصورت ملکہ کی طرح نظر آتا تھا جو اپنی خواصوں کنیزوں کے حلقہ میں کھڑی ہو ـــــ اُس کے خیمہ کی قنات، زمین کا مربع حصہ گھیرے ہوئے تھی جس کے چاروں حصے تقریبًا سو قدم طویل اور تین نیزوں کے برابر بلند تھے۔ خیمہ بارہ طلائی ستونوں پر قائم تھا جو درمیانی حصے کے نیچے نصب تھے اور اس غرض سے کہ کہیں یہ رنگ و بو کا ارضی ابر آسمان کی طرف نہ اُڑ جائے، پانسو سرخ ریشمیں طنابوں کے ساتھ محکم کر دیا گیا تھا۔ خیمہ کے چاروں گوشوں میں ایک ایک چاندی کا بنا ہوا شاہین، جو صنعت کا نفیس ترین نمونہ تھا، بٹھایا گیا تھا ـــــ خیمہ کے بیچ میں پانچواں شاہین، خود تیمور تھا ـــــ وہ شہنشاہ جو نہیں جانتا تھا مغلوب ہونا کسے کہتے ہیں؟؟

تیمور کا لباس بہت کشادہ تھا، جو آبی رنگ کی دیبا سے تیار کیا گیا تھا، اس پر پانچ ہزار سے زیادہ مروارید کے دانے ٹکے تھے۔ سر پر سفید اور شکستہ کلاہ جس کے نیچے سے اُس کے سپید و سیاہ بال باہر نکل رہے تھے ـــــ اُس کی آنکھوں سے، جو چاروں طرف نگراں تھیں، جوش کا خون اُبل رہا تھا!

اُس کی آنکھیں چھوٹی اور تنگ تھیں مگر ہر چیز دیکھ رہی تھیں، دیکھ سکتی تھیں ـــــ اُن سے زہر کی سی سردی اور خشکی ٹپک رہی تھی۔!

شہنشاہ کے کانوں میں سراندیپ کے عقیق کے دو گوشوارے تھے، رنگ میں حسین و جمیل ہونٹوں سے ملتے جلتے!!

خیمہ میں نہایت نفیس اور قیمتی قالین بچھے تھے جن پر عیش و عشرت کا سامان مہیا تھا۔ ایک طرف...... مغنیوں اور سازندوں کا ہجوم تھا ـــــ تیمور کے قریب، اُس کے عزیز اقربا، دوسرے بادشاہ، خوانین، اور فوجی افسر بیٹھے تھے ـــــ سب سے زیادہ نزدیک، اُس کے دربار کا شاعر "کرمانی" ـــــ اپنے کیف مستی میں مخمور نظر آتا تھا!

یہ وہی کرمانی ہے جس سے ایک دن، تیمور کی اس طرح گفتگو ہوئی تھی:

"کرمانی! اگر مجھے فروخت کیا جائے تو تم کتنے میں خرید و گے؟" تیمور نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"پچیس سپاہیوں کے معاوضے میں!" کرمانی کا جواب تھا۔

"یہ تو صرف میرے زریں پٹکے کی قیمت ہے"! تیمور نے غضبناک ہو کر کہا۔

"میں نے بھی تو اسی پٹکے کی قیمت لگائی ہے ورنہ خود آپ کی ذات کے لئے تو کوئی ایک روپیہ بھی نہ دے گا"!!

کرمانی نے بیباکی سے جواب دیا۔

کیسا زبردست اور جابر شہنشاہ! ـــــ کس قدر دہشت انگیز!! ـــــ کس درجہ ہولناک!!! ـــــ اور کرمانی کی یہ بیخوف گفتگو!! کیا اس حق گو شاعر کی شہرت، تیمور کی شہرت سے زیادہ بلند ہونے کا حق نہیں رکھتی؟؟

یکایک ـــــ اس بزم نوشا نوش کے ترنم اور خوشگوار ہنگاموں میں، ایک آواز ـــــ جس طرح بادلوں سے بجلی گونج جاتی ہے ـــــ "یلدیرم بایزید" کے مغلوب کرنے والے کے کانوں میں آئی ـــــ!

یہ آواز ـــــ ایک عورت کی آواز تھی، جو ایک غضبناک شیرنی کی آواز کی طرح سنائی دی!!

تیمور کے انتقام جو اور زخمی دل کو، جو اُس کے فرزند دلبند کے ضائع ہو جانے کے سبب سے تمام دنیا اور دنیا والوں کے خلاف، غیظ و غضب سے لبریز ہو گیا تھا ـــــ یہ آواز ایک آشنا سی آواز معلوم ہوئی! جام عشرت، اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اُسکے لبوں پر ایک اضطراری لہر دوڑ گئی۔ یہ لہر کہہ رہی تھی "یہ دلخراش آواز کہاں سے آئی"؟

حکم کی تعمیل "بندگان دولت" کی گھبراہٹ نے کی جو چاروں طرف دوڑ گئے تھے ـــــ شہنشاہ کو جواب ملا "یہ ایک دیوانی عورت کی آواز ہے جو کسی طرح یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ شکل و صورت سے فقیرنی معلوم ہوتی ہے۔ عربی میں گفتگو کرتی ہے اور "فرمانروائے بحر و بر" کی آستاں بوسی کی خواہشمند ہے"!

"فوراً حاضر کی جائے"!!

تیمور نے حکم دیا اور ـــــ عورت خیمہ میں داخل ہوئی ـــــ برہنہ پا! پھٹے ہوئے کپڑے! سینہ چھپانے کے لئے اپنی زلفیں بکھیرے ہوئے! چہرہ کا رنگ اُڑا ہوا ـــــ بغیر کسی کپکپاہٹ کے جو ایسے باجاہ ـــــ و جلال اور ہیبتناک شہنشاہ کی موجودگی کا ادنیٰ سا خراج تھا ـــــ اُسنے دونوں ہاتھ شہنشاہ کی طرف پھیلا دئے اور بیباکانہ ـــــ خود فراموشانہ لہجہ میں گویا ہوئی:

"کیا تو ہی وہ فرمانروا ہے جسنے سلطان بایزید کو مغلوب کیا ہے؟"

"ہاں میں ہی ہوں ـــــ میں نے ہی بایزید کو اور بایزید ایسے کئی بادشاہوں کو مغلوب کیا ہے! بتا تو کیا چاہتی ہے"؟

تیمور نے جواب دیا۔

"سن اے امیر! تو جو کچھ بھی ہے اور جس حیثیت میں بھی ہے پھر بھی ایک آدمی ہے! لیکن میں ـــــ آہ، میں ایک ماں ہوں! تو موت اور ہلاکت کی خدمت کرتا ہے، میں زندگی اور سلامتی کی خدمت کرتی ہوں ـــــ تو انسان کو ہلاک کرتا ہے۔ میری گود میں اُسکی پرورش ہوتی ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ تیرے عقیدے میں انصاف کرنا، توانائی میں داخل ہے، مگر مجھے یقین نہیں آتا، اور نہیں آئے گا، جب تک تو میری فریاد کو ـــــ میری داد کو نہیں پہونچیگا۔

عورت نے کمال تمکین و وقار کے لہجہ میں کہا "اس لئے کہ میں ایک ماں ہوں! ایک دکھیاری ماں!!"

تیمور نے عورت کی بیخوفی اور بے پروائی کو حیرت سے دیکھا اسکو بیٹھنے کی اجازت دی "میں سن رہا ہوں تم اصل واقعہ سناؤ!"

عورت، شہنشاہ کے سامنے چار زانو ہو بیٹھی اور کہنے لگی "امیر! میں سالرنو کی رہنے والی ہوں ـــــ تو نے ہرگز اس جگہ کا نام نہ سنا ہوگا کیونکہ وہ دور ہے ـــــ یہاں سے بہت ہی دور!..... میرا باپ اور شوہر ماہی گیر تھے، ایک دن بحری قزاقوں نے چھاپا مارا اور" ـــــ اُسنے روتے ہوئے کہا "دونوں قتل کر ڈالے۔ میرے" ـــــ اُس کی ہچکی بندھ گئی تھی ـــــ "میرے لخت جگر کو جو نہایت خوبصورت تھا ـــــ"

تیمور کے منہ سے آہ نکل گئی۔ اسنے دل ہی دل میں کہا "خوبصورت!..... میرے لڑکے جہانگیر کی طرح! آہ"

عورت نے اپنا قصہ جاری رکھتے ہوئے اور آنکھوں سے سیلاب درد بہاتے ہوئے کہا "بے رحم قزاق میرا لڑکا پکڑ لے گئے، آج چار سال! ـــــ آہ، پورے چار سال گزرے کہ میں اُس کی تلاش میں دیوانہ وار چاروں طرف پھرتی ہوں مگر کہیں پتہ نشان نہیں ملتا ـــــ امیر! میں سمجھتی ہوں میرا لڑکا تیرے پاس ہے، کیونکہ بایزید کے لشکر نے اُن بحری قزاقوں کو گرفتار کر لیا تھا اور تو نے بایزید کو شکست دے کر اُس کا سب کچھ چھین لیا ـــــ ضرور ہے کہ میرا لڑکا تیرے پاس ہوگا اور اس لئے میں چاہتی ہوں تو اُسے میرے سپرد کر دے"!

حاضرین دربار، عورت کی باتوں پر ہنس پڑے "یہ دیوانی ہو گئی ہے"۔

شاعر کرمانی نے کہا "ہاں یہ دیوانی ہے مگر ایک ماں کی طرح!"

تیمور نے دریافت کیا "بڑھیا تو کس طرح اس قدر دور دراز راستوں سے اس جگہ آ پہونچی؟ تو نے ایسے ایسے پہاڑ اور جنگل کیونکر طے کئے؟ راستہ میں وحشی لٹیروں اور ڈاکوؤں کے ہاتھوں سے کس طرح بچی؟"

آہ، ماں کی محبت!! ـــــ!! ماں کی ہمیں پرستش کرنی چاہئے! دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ماں کی محبت کے راستہ میں حائل اور مانع ہو سکے! انسان کے تمام کامل صفات حسنات ـــــ سب ماں کے دودھ کی چھاؤں میں پرورش پاتے ہیں ـــــ!! پھول، آفتاب کے بغیر پیدا نہیں ہوتا اُنکا بچپن، محبت کے بغیر نصیب نہیں ہوتی! محبت، عورت کے بغیر ممکن

پادشاہوں کے لئے یہ چیز لازمی ہو۔ خصوصاً اُس عہد میں جبکہ بادشاہ بالکل مطلق العنان ہوتے تھے۔ اُن کی رہنمائی کے لئے بجز دین اور ذاتی تقویٰ کے کوئی ضابطہ اور قانون موجود نہ تھا۔ ہارون الرشید کو اپنی ولی عہدی کے زمانہ میں اِس کا پورا موقعہ ملا۔ خلیفہ ہادی نے اُسے جنگ روم کا سپہ سالار بنایا تھا۔ بڑے بڑے سپہ سالاروں اور سیاسی مدبروں کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ اسی طرح مامون کو بھی کافی تجربہ حاصل ہوا تھا۔ خراسان وغیرہ بلاد میں وہ برسرِ حکومت رہا تھا اور پختہ کار ہو گیا تھا۔ لیکن محمد الامین اِن تمام سیاسی اور عملی تعلیم و تربیت سے محروم رہا۔ زبیدہ کا لاڈ اور پیار، مصاحبوں کی چاپلوسی، ہاشمی ماموؤں کا دُلار، امین کی ہلاکت کے ابتدائی اسباب تھے۔

چنانچہ تخت نشیں ہونے کے بعد ہم اُسے ایک عیش پرست، مسرف، اور غافل حکمراں پاتے ہیں۔ تخت خلافت پر متمکن ہونے اور عبداللہ المامون کی بیعت حاصل کر لینے کے بعد اُسنے اپنے تئیں لہو و لعب کے حوالے کر دیا۔ خوبصورت لڑکے اور خواجہ سرا محل میں جمع ہو گئے تھے سارا وقت لہو و لعب اور عیش و عشرت میں صرف ہوتا تھا۔ اسی طرف، بعض ناموں کی تصریح کے ساتھ، ایک ہم عصر شاعر اشارہ کرتا ہو:

الایا من المثوی بطوس — غریباً یفادی بالنفوس
لقد ابقیت للخصیان بعلا — تحمّل منہم شؤم البسوس
فاما "نوفل" فالشان فیہ — وفی "بدر" فیالک من جلیس!
وما "العصمی" بشار لدیہ — اذا ذکروا بذی سہم خسیس
وما "حسن الصغیر" اخسّ حالا — لدیہ عند مخترق الکؤوس
لہم من عمرہ شطر و شطر — یعاقر فیہ شرب الخندریس
و ما للغانیات لدیہ حظ — سوی التقطیب بالوجہ العبوس
اذا کان الرئیس کذا سقیما — فکیف صلاحنا بعد الرئیس
فلو علم المقیم بدار طوس — لعز علی المقیم بدار طوس

عبداللہ المامون

عبداللہ المامون ۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۷۰ ہجری میں پیدا ہوا۔ یہی خلیفہ ہارون الرشید کی تخت نشینی کا دن ہو۔ ہارون اِس مبارک ساعت میں بچہ کی پیدائش سے بہت خوش ہوا اور اُس کا نام "المامون" (مبارک) رکھا۔ اُس کی ماں "مراجل" ایک کنیز تھی۔ بعض مورخ کہتے ہیں اِس کا سلسلۂ نسب ایران کے ایک معزز خاندان سے ملتا ہو۔

مامون نے گھوانۂ خلافت میں پرورش پائی اور اعلیٰ تعلیم و تربیت حاصل کی۔ شروع ہی سے آثار ذہانت و نجابت اُس پر نمایاں تھے۔ بلند ہمت اور اولوالعزم تھا۔ پست خیالات اور رکیک حرکات سے نفرت کرتا تھا۔

مامون میں یہ تمام صفات موجود تھیں؛ اپنے باپ خلیفہ کا بہت محبوب تھا۔ عمر میں بڑا تھا۔ مگر با ایں ہمہ ولی عہد نہ ہو سکا۔ کیونکہ امین کی والدہ، زبیدہ کا اثر خلیفہ پر مامون کی ماں سے بہت زیادہ تھا پھر جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا، امین کے ہاشمی ماموؤں اور فضل بن یحیٰ برمکی کی سازش نے خلیفہ کو بے بس کر دیا تھا۔ اُسنے طوعاً یا کرہاً امین کو ولی عہد تسلیم کر لیا۔

مورخین نے مامون کی نجابت کے بہت سے قصے لکھے ہیں خود اُس کا معلم ابو محمد یزیدی روایت کرتا ہو:

"میں مامون کا معلم تھا۔ ایک دن قصر خلافت میں گیا اور دیر تک منتظر رہا۔ بار بار آدمی بھیجکر اُسے طلب کیا مگر وہ نہ آیا۔ میں نے اُس کے اتالیق سعید الجوہری سے شکایت کی۔ سعید نے کہا ہاں، سست ہو گیا ہو۔ لیکن باوجود اسکے اپنی سستی کا الزام خادموں کو دیتا ہو۔ جب وہ آئے تو سختی سے پیش آنا۔ چنانچہ جب شاہزادہ میرے روبرو پہونچا، تو میں نے ملامت کی۔ اُس کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور ہاتھوں سے ملنے لگا اتنے میں خبر آئی جعفر بن یحیٰ وزیر آ رہا ہو۔ مامون نے جلدی سے رومال نکالا، آنکھیں پونچھیں، لباس درست کیا، فرش پر چار زانو ہو بیٹھا، اور پیش خدمت سے کہا "وزیر کو حاضر ہونے کی اجازت دو" میں مجلس سے خوفزدہ اُٹھ گیا۔ مجھے یقین تھا وہ وزیر سے ضرور شکایت کرے گا۔ مامون نے وزیر سے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ گفتگو کی۔ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ ابھی رو چکا ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں باتیں کرتے جاتے تھے اور خوب ہنستے تھے۔ جب وزیر رخصت ہونے لگا تو مامون نے غلاموں کو اُس کی سواری پیش کرنے کا حکم دیا۔ نیز اُس کے رکاب میں چلنے کو کہا۔ پھر مجھے طلب کیا اور فرمایا سبق پورا کر دو۔ میں نے دعا دیکر عرض کیا۔ "میں تو خوف سے کانپ رہا تھا کہ آپ وزیر سے میری شکایت کر دینگے" اُسنے فوراً جواب دیا "انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اے ابو محمد! میں خود ہارون الرشید پر بھی یہ کبھی ظاہر نہ کرتا کہ مجھے معلم نے سرزنش کی ہو۔ بھلا وزیر کیا چیز ہو! جو وہم تمھیں پریشان کر رہا تھا وہ کبھی واقع نہیں ہو سکتا اگرچہ سو مرتبہ بھی مجھے تنبیہ کرو۔ خدا تمھیں معاف کرے۔ اب آؤ، پڑھانا شروع کر دو!"

بچپن ہی میں مامون غیر معمولی طور پر عقلمند تھا۔ ثبوت کے لئے یہ مشہور قصہ کفایت کرتا ہو۔ ایک دن زبیدہ نے ہارون الرشید کو ملامت کی کہ امین سے زیادہ مامون کی کیوں تعریف کرتا ہو؟ خلیفہ نے کہا اِس کا سبب ابھی معلوم ہوا جاتا ہو۔ چنانچہ ایک مصاحب کو حکم دیا کہ جا کر دونوں سے خلوت میں پوچھے "خلیفہ ہو کر کیا کرو گے؟" امین نے خوش ہو کر جواب دیا "تجھے مالا مال کر دوں گا" مامون کا جواب یہ تھا "بیوقوف! تو مجھ سے سوال کرتا ہو کہ میں اُس دن کیا کروں گا جب امیر المومنین دنیا میں باقی نہیں رہیں گے؟ میری تمنا تو یہ ہو کہ ہم سب اُن پر قربان ہو جائیں!" یہ جواب سُنکر زبیدہ ندامت سے خاموش ہو گئی۔

بچپن ہی سے امین کو پورا احساس تھا کہ وہ ایک جلیل القدر شاہزادہ ہو اور مستقبل میں تخت خلافت پر متمکن ہونے والا ہو۔ چنانچہ شاہی آداب رسوم کا بڑا لحاظ رکھتا تھا۔ اِس کا یہ واقعہ بہت ہی مشہور ہو کہ ایک دن اپنے ایک دوسرے معلم حسن اللؤلئی کے سامنے بیٹھا تھا کہ اونگھ گیا۔ معلم نے کہا "سو گئے؟" امون نے غضبناک ہو کر آنکھیں کھول دیں اور کہا "قسم رب کعبہ کی میرا معلم محض بازاری آدمی ہو!" پھر غلاموں کو حکم دیا، اسے محل سے نکال دیں۔ خلیفہ نے سُنا تو مسرت سے یہ شعر پڑھا:

وہل ینبت الخطی الا وشیجہ
وتغرس الا فی منابتہا النخل

انہی اعلیٰ صفات نے مامون کو خلیفہ کا محبوب بنا دیا تھا۔ انہی نے اپنے بھائی کے بعد اُس کے خلیفہ بننے کی سفارش کی۔ انہی نے اُس عہد کے تمام عقلا و مشاہیر کو اُس سے وابستہ کر دیا تھا۔

شروع ہی سے ظاہر ہوتا تھا کہ مامون جماعت کا آدمی اور امت کا قائد ہو۔ ایسے آدمی کے لئے ایک بڑی شرط، قوت خطابت بھی ہو۔ قدرت نے مامون کو پوری فیاضی سے یہ قوت بخش دی تھی۔ چنانچہ روایت ہو کہ جب مامون، سن شعور کو پہونچا تو خلیفہ نے بعض فصحاء کو حکم دیا کہ اُس کے لئے خطبہ لکھیں۔ خطبہ طیار کیا گیا اور جمعہ کے دن مامون نے مسجد میں سُنایا۔ اُسنے یہ خطبہ اس لیری، سلاست فصاحت، اور شان سے سنایا تھا کہ تمام حاضرین رونے لگے اور کوئی شبہ نہ کر سکا کہ یہ خطبہ دوسروں نے طیار کیا ہو۔ ابو محمد یزیدی نے فوراً قصیدہ لکھا:

لہتن امیر المومنین کرامۃ — علیہ بہا شکر الالہ وجوب
بان ولی العہد مامون ہاشم
بدا فصلہ اذقام وہو خطیب
ولما رماہ الناس من کل جانب
بابصارہم والعود منہ صلیب
رماہم بقول: انصتوا اعجابہ
وفی دونہ للسامعین عجیب!

مامون کی یہی نجابت و ذہانت تھی جسنے ہارون کو خوف زدہ کر رکھا تھا۔ وہ امین کے لئے مامون سے خائف تھا، اور مامون کے لئے امین سے اندیشہ کرتا تھا۔ وہ دیکھتا تھا، امین کے ہاتھ میں سلطنت کی تمام قوتیں ہوں گی اور وہ اپنے اولوالعزم بھائی کے مٹانے میں کوئی کوشش اٹھا نہ رکھے گا۔ دوسری طرف اُسے یہ بھی صاف نظر آ رہا تھا کہ مامون، عقلمند، مدبر، بلند ہمت ہو، اور اپنے سادہ لوح بھائی کو آسانی سے تباہ کر ڈال سکتا ہو۔ پھر دونوں کے طرفداروں کی قوت بھی اُس سے پوشیدہ نہ تھی۔ امین کی پشت پر بنی ہاشم اور قریش تھے۔ مامون کی حمایت پر تمام ایرانی عنصر کربستہ اور کافی طاقتور تھا۔

اِس خطرہ کے سدباب کے لئے اُسنے دونوں بھائیوں سے ایک عہد لکھوایا۔ سنہ ۱۸۶ ہجری میں اُنھیں اور اُنکے بڑے بڑے طرفداروں کو ساتھ لے کر حج کو گیا اور ہزاروں قسموں کے ساتھ یہ عہد، خانۂ کعبہ میں آویزاں کیا گیا۔

تمام حالات پر نظر ڈالنے کے بعد صاف معلوم ہوتا ہو کہ ہارون الرشید، مامون کو زیادہ چاہتا تھا۔ اِس کا ایک ثبوت یہ بھی ہو کہ طوس میں وفات کرتے وقت اُسنے اپنی تمام ذاتی فوج، ہتھیار اور مال و دولت، مامون کے نام وصیت کر دی۔

پھر مامون کو یہ امتیاز بھی حاصل تھا کہ وہ آدمیوں کو پہچانتا تھا اور اُن کے انتخاب میں ہمیشہ خوش قسمت تھا۔ مامون کے آدمی بھی اگرچہ خود غرضیوں سے خالی نہ تھے، مگر وہ جانتے تھے کہ اُن کا ذاتی نفع اسی میں ہو کہ مامون کامیاب ہو اور خلیفہ بنے۔ اُن لوگوں کی وفاداری کا ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ اُن میں اکثر ایرانی النسل تھے۔ اور معلوم ہو کہ مامون کی ماں بھی ایرانی تھی۔ اِس لئے قدرتی طور پر اُن کی ہمدردی اُسے حاصل تھی۔

مامون کی خراسان سے غیر معمولی دلچسپی کا بھی یہی راز ہو۔ مامون، نمایاں طور پر خراسانیوں کا طرفدار تھا۔ اُس کی یہ طرفداری لوگوں کو صاف محسوس ہوتی تھی، اور عربی عنصر کی بددلی کا موجب بن گئی تھی۔ تاریخ میں یہ واقعہ ثبت ہو کہ ایک شخص نے مامون سے بار بار کہا "امیر المومنین! شام کے عربوں پر بھی ویسی ہی شفقت کیجئے جیسی خراسان کے عجمیوں پر کرتے ہیں" مامون نے جواب دیا "تم نے مجھے جواب پر مجبور کر دیا۔ سنو، قبیلۂ قیس کو میں اُس کے گھوڑوں پر سے اِس طرح اُتار سکا کہ میرے خزانے میں اب ایک پیسہ بھی باقی نہیں رہا (یعنی دولت دیکر اُنھیں اپنی مخالفت سے باز رکھا) رہا یمن، تو نہ میں نے کبھی اُس سے محبت کی اور نہ اُسنے کبھی مجھ سے محبت کی۔ رہا قضاعہ تو اُسکے سردار برابر سفیانی (یعنی ایک حدیث کے موعود پادشاہ) کا انتظار کر رہے ہیں کہ اُس کی پیروی کریں۔ رہا ربیعہ تو وہ اُس وقت سے اپنے خدا پر خفا ہو جب سے اُسنے اپنا نبی مضر میں پیدا کیا!"

مامون کا یہ جواب بڑی حد تک درست ہو۔ لیکن خراسان کی طرف اُس کے میلان کی اصلی وجہ وہی اُس کی فارسیت ہو جسکا اوپر ذکر ہو چکا ہو۔ اُس کی ماں بھی فارسی تھی اور اُس کی تعلیم و تربیت میں بھی فارسی اثر غالب رہا تھا۔ اسی بنا پر ہم سمجھ سکتے ہیں کہ بعض محققین نے اُس کو شیعہ کیوں قرار دیا ہو؟ ہم جانتے ہیں کہ فارسی ماحول، شیعیت سے لبریز

* اور مامون نے اُسی کی گود میں پرورش پائی تھی۔

عالم مطبوعات و صحائف

دنیا کا جدید ترین شہر

آسٹریلیا کا نیا دار الحکومت

زمین کی آبادی، اور روح و دل کی ویرانی!

ریوٹر ایجنسی کے ذریعہ یہ خبر مشتہر ہو چکی ہو کہ آسٹریلیا کی حکومت مقام کین بیرا میں ایک نیا دار الحکومت تعمیر کر رہی ہو۔ اب ملبورن کے "اسٹریٹڈ نیوز" نے اس نئے شہر کے مختلف حصوں کی نہایت دلچسپ تصویریں شائع کر دی ہیں اور ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ان تصویروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ واقعی ریوٹر ایجنسی کا یہ بیان مبالغہ سے خالی تھا کہ "یہ شہر دنیا کا سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ مرتب و منظم شہر ہوگا"

ایک تصویر میں آبادی کا ایک مکمل قطعہ دکھلایا گیا ہو، جس طرح کے قطعات پر پوری آبادی مشتمل ہوگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہو کہ آبادی بے شمار قطعات میں منقسم کر دی گئی ہو۔ ہر قطعہ میں چاروں طرف چھوٹے چھوٹے چمن زار ہیں اور وسط میں مکانات۔ مکانات کا حصہ اور چاروں طرف کے چمن، سب کے سب مربع ہیں۔ مکانات کے مربع قطعہ میں جتنے مکان ہیں، سب کے سب ایک قطع اور ایک درجہ کے ہیں اُن کی تعداد کسی حال میں بھی دس مکانوں سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ اگر اس طرح کے ہر قطعے کو ایک محلہ سے تعبیر کیا جائے، تو کہنا چاہیے کہ اس شہر کے ہر محلہ میں چار حصے سے زائد رقبہ باغ و چمن کا ہوگا، اور صرف پانچواں وسطی حصہ آبادی کا!

دوسری تصویر میں باغ دکھلائے گئے ہیں۔ ان کی سب سے زیادہ موثر خصوصیت یہ ہو کہ درختوں کی تعداد اور قطار ہر حصہ میں مساوی ہے۔ معلوم ہوتا ہو، سرو قدان چمن ایک ہی صورت، ایک ہی وضع اور ایک ہی تعداد میں ہر طرف صف آرا ہیں!

تیسری تصویر میں اُس مصنوعی نہر کا منظر دکھلایا ہو جو دار الحکومت کے مختلف حصوں میں پھیلکر چاروں طرف گردش کرے گی، اور پھر ایک جھیل کی شکل اختیار کر کے پانی اور بجلی کی طاقت کا ذخیرہ بہم پہونچائے گی۔ یہ نہر مصنوعی ہو، لیکن چونکہ انسانی صنعت کا کمال یہ ہوتا ہو کہ فطرت کی سادگیوں سے قریب تر ہو جائے، اس لئے کوشش کی گئی ہو کہ اس کے پیچ و خم اور نشیب و فراز میں قدرتی نہر کی سی شان پیدا کر دیجائے۔ اسمیں شک نہیں کہ تصویر دیکھ کر کوئی نگاہ نہیں کہہ سکتی کہ یہ قدرتی نہر نہیں ہو!

باغوں کی روش میں جاپانی (اور فی الحقیقت اندلسی اور مغلی) طریقہ تزئین و آرائش زمین کا ملحوظ رکھا گیا ہو۔ یعنے مختلف رنگ کے پتھروں اور سیمنٹ کے ذریعہ روشوں کے دامن اور حواشی بنائے گئے ہیں۔ ہر چمن زار کا حاشیہ سفید ہو۔ اُس کے بعد تھوڑی جگہ چھوڑ کر پھر ایک سفید جدول دوڑا دی گئی ہو۔ دور سے دیکھئے تو معلوم ہوتا ہو، ایک نہایت خوشنما اور خوش اطراف قالین بچھا ہوا ہو!

اس شہر کے حسن و جمال کو زمین کے اُس حصہ کی قدرتی خوبیوں سے بھی بہت مدد ملی ہو جو اس کے لئے منتخب کی گئی ہو۔ یہ سطح سمندر سے دو ہزار فٹ بلند ہو، جو ہندوستان کے اکثر پہاڑی سطح ہائے مسطح کی بلندی ہو۔ اور اس لئے آب و ہوا کافی خنک اور خوشگوار ہو۔ قطعۂ زمین کا پورا رقبہ تقریباً ایک ہزار مربع میل ہوگا۔ اسکے چاروں طرف درختوں سے بھرے ہوئے پہاڑی سلسلے واقع ہیں۔ اور انھوں نے اس سطح مسطح کو نیو ساؤتھ ویلز کے صوبے سے الگ کر دیا ہو۔

یہ بھی عجیب اتفاق ہو کہ اس نئے شہر کا نقشہ جس امریکن ماہر فن ہندسہ نے طیار کیا ہو، اُسی سے ترکی حکومت نے بھی اپنے نئے دار الحکومت کا نقشہ طیار کرایا ہو جو انگورہ میں زیر تعمیر ہو۔ اس ماہر فن کا نام ڈبلیو بارلے گریفن ہو، اور اسوقت فن ہندسۂ تعمیر میں بہترین شخص تسلیم کیا جاتا ہو

اس دار الحکومت کے لئے پارلیمنٹ کی جو عمارت تعمیر کی گئی ہو، وہ عارضی ہو۔ مستقل اور اصلی عمارت بہ تدریج سو برس کے اندر تعمیر ہوگی۔ سو برس کی مدت پر ہمارے قارئین کو تعجب ہوگا، لیکن اُنھیں خیال کرنا چاہیے کہ کسی قوم کے قومی کاموں کی عمر میں ایک صدی کا زمانہ اس سے زیادہ نہیں ہوتا جس قدر فرد کی عمر کے لئے ایک دن!

پچھلی ڈاک کے نیویارک ٹائمز نے بھی اس دار الحکومت کے حالات پر ایک مقالہ شائع کیا ہو۔ وہ لکھتا ہو "پارلیمنٹ کی اصلی عمارت سو برس کے اندر مکمل ہوگی۔ ایک نہایت مختصر وقت جو کسی قوم کی زندگی کا ہو سکتا ہو! اس مدت کے اندر آسٹریلین قوم یقیناً ترقی کے اس درجہ تک پہنچ جائے گی، جب ضرورت اور خرچ میں کوئی سمجھوتا نہیں ہو سکتا!"

امریکن اخبارات نے اسپر جو رائے زنی کی ہو، اُس میں رشک کی جھلک صاف نمایاں ہو۔ سائنٹفک امریکن کا مقالہ نگار لکھتا ہو کہ "کین برا کا نقشہ اُن تمام غلطیوں سے محفوظ ہو جو واشنگٹن کی آبادی کی ترتیب میں ہو چکی ہیں۔ آسٹریلیا کو امریکہ کے مقابلہ میں یہ فوقیت حاصل ہو گئی کہ وہ امریکی آبادی سے کئی نسل پیچھے وجود میں آیا اور اُن تمام تجربوں سے فائدہ اُٹھا سکا جو امریکہ کی آبادی سے حاصل ہو چکے ہیں۔ واشنگٹن نہ تو یکساں ہو، نہ مرتب، اور نہ مناسب قطعات میں منقسم۔ لیکن کین برا شہری آبادی کا ایک ایسا کامل جمال ہوگا جس میں تناسب کے خلاف کوئی بات نہ ہوگی"

پچھلے دنوں اس شہر کا سرکاری افتتاح ہو چکا ہو، لیکن ابھی عام آبادی شروع نہیں ہوئی ہو۔ صرف عارضی سرکاری مکانات آباد ہوئے ہیں۔

لیکن جبوقت ہم انسان کی مادی سعی و جستجو کی یہ داستان شوکت و سطوت پڑھ رہے تھے، تو بے اختیار ہمارا خیال ایک دوسرے گوشۂ فکر کی طرف منتقل ہو گیا۔ افسوس انسانیت کی محرومی پر! زمین کی صورت جس قدر حسین ہوتی جاتی ہو، اُتنی ہی اُسکی روح و معنویت آرائش جمال سے محروم ہوتی جاتی ہو۔ اینٹ، پتھر، اور سبزہ و درخت کی صورت آرائیوں سے اُس کے خال و خط دلفریب بنجا سکتے ہیں لیکن اُسکے جمال روح کے لئے آرائش بہم نہیں ہو سکتی۔ اُس کی روح اور معنویت کیا ہو؟ مجمع انسانی کا حقیقی امن و سکون۔ اُسکی معنوی سعادت و مسرت۔ اُس کے دل کی راحت، اور روح کا قرار اور چین۔ کیا اس کے لئے بھی دنیا اور دنیا کی قوموں کے پاس کوئی سعی و اہتمام ہو؟ کیا اسکے لئے بھی کسی ماہر فن کا دماغ اور کسی نقاش کا قلم و پرکار ہو؟ دنیا کی قومیں باہدگر رشک و حسد سے مضطرب ہو رہی ہیں۔ ہر قوم اینٹ پتھر کی سربلندی اور لکڑی اور لوہے کی سرفرازی میں دوسرے کو پیچھے ہٹانا اور خود آگے بڑھنا چاہتی ہو۔ لیکن روح و دل کی رفعت و سعادت کے لئے نہ تو کسی کے دل میں رشک ہو، نہ کسی کے دماغ میں طلب۔ آسٹریلیا نے نئے کین برا کا اور ترکی نے نئے انگورہ کا نقشہ بنا لیا۔ لیکن افسوس، کوئی نہیں جو انسانی سعادت کی ایک نئی بستی کا اور روح و دل کے سکون و قرار کے ایک نئے دار الحکومت کا نقشہ بنائے! قرآن حکیم نے مادی زندگی کے استعمال و تصرف پر نہیں مگر اُس کے اسی استغراق و پرستش پر بار بار ملامت کی ہو کہ: یعلمون ظاھرا من الحیٰوۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم غافلون! (۳۰: ۶)

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۶)

کام لینے اور اُنھیں متاثر کرنے کا سب سے بہتر اور کامیاب طریقہ یہی ہو کہ جماعتی ذہنیت کو متاثر کیا جائے جس کے بعد سرکش سے سرکش افراد بھی متاثر و مغلوب ہو جائیں گے۔ جماعتی ذہنیت کے متاثر کرنے کے طریقوں اور ذریعوں ہی کا نام "پروپاگنڈا" ہو۔

کس قدر حیرت انگیز بات ہو کہ افراد، جو عموماً محب ذات اور خود غرض ہوتے ہیں، ہولناک جنگوں میں ہتیلیوں پر سر رکھے گھس جاتے ہیں اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ جنگ سے اُن کی ذات کو ذرا بھی فائدہ نہیں پہنچے گا، اپنے تئیں موت کے منہ میں ڈال دیتے ہیں؟

اس کی وجہ کیا ہو؟ وجہ یہی ہو کہ پروپاگنڈے نے اُنکی انفرادی عقل پر پردہ ڈال دیا ہو اور ایک ایسی جماعتی ذہنیت پیدا کر دی ہو جس کے دھارے پر پڑ کر بے چون و چرا جنگ کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں اسی جماعتی ذہنیت کا نام "عام رائے" ہو۔ اسی عام رائے کے طیار کرنے کی کوشش کو "پروپاگنڈا" کہتے ہیں۔

اس بیان سے واضح ہو گیا کہ کسی تحریک کے کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہو کہ اُس کے موافق جماعتی ذہنیت پیدا کی جائے، تاکہ افراد اس ذہنیت سے متاثر ہو کر اُس کے حامی اور طرفدار بنجائیں۔ جماعتی ذہنیت یا عام رائے بنانے کا ذریعہ تقریر، تحریر، اخبارات، رسائل، انجمنیں غرضکہ بہت سے طریقے ہیں۔ ان تمام طریقوں کو "پروپگنڈا" کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہو۔ نتیجہ یہ نکلا کہ موجودہ زمانہ میں ہر تحریک کی کامیابی کے لئے سب سے زیادہ کارگر ذریعہ "پروپاگنڈا" ہو۔

نہیں ـــــ اور شاعر اور سپاہی ـــــ کوئی بھی ماں کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا ـــــ !

مظلوم عورت نے کہا۔ تیمور! میرا لڑکا مجھے دلا دے!"

شاعر کرمانی بولا۔ ماؤں کی ہمیں پرستش کرنی چاہیے اس لئے کہ وہ ہمارے لئے بڑے بڑے آدمی پیدا کرتی ہیں، اور آدمیوں کو بلند رتبہ پر پہنچاتی ہیں ـــــ ارسطو، فردوسی، اور ـــــ اسی طرح سعدی اپنی شہد آمیز شیریں زبانی کے ساتھ ـــــ عمر خیام اپنی شراب کی سی زہر آلود رباعیوں کے ساتھ ـــــ سکندر، ہومر، اور بہرام گور ـــــ یہ سب عورت کے، ایک ماں کے بچے ہیں!"

تیمور اس عورت کی باتوں سے کسی گہری فکر میں چلا گیا۔ پھر سر اٹھا کر ـــــ اس نے حکم دیا کہ تین سو شہسوار فوراً اس لڑکے کی تلاش میں روانہ ہو جائیں، جو شخص ڈھونڈھ کر لائے گا اسے انعام دیا جائے گا ـــــ " پھر اس نے آہ بھر کر کہا ـــــ میں سمجھ گیا یہ عورت اس قدر بے پروا اور بے خوف کیوں ہے؟ ـــــ چونکہ وہ ماں ہے! ـــــ ایک محبت کرنے والی ماں!! اور کوئی ماں نہیں ہوتی جو محبت نہ کرتی ہو!! لڑکے کے کھو جانے سے اس کے دل میں آگ سی بھڑک رہی ہے ـــــ ایسی آگ! جو برسوں تک، قرنوں تک، شرارے چھڑک سکتی ہے"

تیمور کے حکم جاری کرنے پر کرمانی کی شاعرانہ اور درد آشنا روح وجد میں آ گئی۔ اس نے فی البدیہہ یہ اشعار موزوں کر لئے:

ماں

یہ کون نغمہ ہے ساری دنیا کے نغمہائے طرب سے شیریں؟
جو آسماں کے ستاروں، باغوں کے پھولوں کا عکس بن رہا ہے
کوئی بتائے بھلا وہ کیا ہے؟
زمانہ کے اہل ذوق میں سے ہر ایک کا یہ خیال ہوگا
کہ وہ محبت ہے جس سے یہ خاکدان تیرہ سنور رہا ہے!
حریم ہستی مہک رہا ہے!
وہ چیز جو آفتاب نصف النہار اور بہشت سے بھی
ہزار درجہ زیادہ اچھی ہے، خوبصورت ہے، خوشنما ہے
کوئی بتائے بھلا وہ کیا ہے؟؟
فضائے شبگوں میں، میں نے دیکھے ہیں مسکراتے ہوئے ستارا
میں جانتا ہوں کہ چشم محبوب سارے پھولوں سے خوشنما ہے!
شراب گوں ہے ترانہ ہے!
میں جانتا ہوں کہ اس کا اک ہلکا ہلکا سا نازنیں تبسم
دل شکستہ کے حق میں کس درجہ مہر انگیز و مہرزا ہے!
لب تکلم کا معجزہ ہے!
کرشمہ آرائی ہائے احساس حسن کے باوجود اب تک
نہ کہہ سکا کوئی شاعر آخر، وہ نغمۂ دل پذیر کیا ہے؟
جو سب سے بہتر ہے دلربا ہے!!
مگر میں کہتا ہوں اب کہ وہ نغمہ ـــــ آہ، وہ دلگداز نغمہ!
جو ساری دنیا کے سارے رنگیں ترانوں کا اصل مبتدا ہے!
جو قلب فطرت کا آئینہ ہے!
وہ نغمہ ـــــ وہ کائنات کا ـــــ کائنات کا سحرکار دل ہے!!
وہ دل کہ جس کا جہان والوں نے پیار سے نام ماں رکھا ہے!!
وہی محبت کی ابتدا ہے!!
وہی محبت کی انتہا ہے!!

مترجمہ اختر شیرانی۔ لاہور

اقتباس و تراجم

پروپاگنڈا

علم اجتماع نے ثابت کر دیا ہے کہ نوع انسانی کی ترقی درحقیقت اُن تغیرات اور تدریجی انقلابات سے وابستہ ہے جو مختلف تمدنی موثرات کے ماتحت افراد، جماعات، اور اقوام کی زندگیوں میں واقع ہوتے ہیں۔ تمدن کی تاریخ دراصل اُن تدریجی تبدیلیوں کی تاریخ ہے جو تاریخ کے مسلسل زمانوں میں قوموں کی زندگی میں واقع ہوتی رہی ہیں۔

افراد چونکہ فطرةً اپنے اسلاف کی تقلید کی طرف مائل ہوتے ہیں اور موروثی عقائد و عادات کے دلدادہ ہوتے ہیں، اس لئے وہ ہر اس جدت کی مخالفت کرتے ہیں جو موروثی قدامت کو شکست کرنے والی یا اسمیں تبدیلی کرنے والی ہوتی ہے۔ افراد اگر "جدید" کو قبول بھی کرتے ہیں تو طویل جدوجہد اور اپنے قدیم عقائد و خیالات کے مطابق اسمیں بہت کچھ ترمیم اور تبدیلی کے بعد یہ افراد کی جبلت و طبیعت ہے جس سے وہ مجبور ہیں۔ اس صورت حال کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ افراد و جماعت کی زندگی میں تبدیلی بہت آہستہ سرایت کرتی ہے اور انسانی تاریخ میں انقلاب، چیونٹی کی چال چلکر بہت عرصہ بعد رونما ہوتا ہے۔

لیکن کبھی اس تدریجی اور آہستہ رفتار پر ایسے غیر معمولی حالات طاری ہو جاتے ہیں کہ افراد و جماعت کی ذہنیت اُن سے کلیتہً متاثر ہو جاتی ہے طبیعتیں بے خود ہو جاتی ہیں۔ قدامت کا عشق دور ہو جاتا ہے اور جدت سے نفرت زائل ہو جاتی ہے۔ اس ناگہانی تغیر کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جماعت تھوڑی ہی مدت میں جست کر کے وہ اُن مراحل کو طے کر ڈالتی ہیں جو عام حالات میں کہیں صدیوں کے سفر کے بعد طے کرتی۔

اُن غیر معمولی موثرات و عوامل میں، جو تمدن کی رفتار پر گہرا اثر ڈالتے اور اُسے سرعت بخشتے ہیں، ایک بڑا موثر سبب "جنگ" ہے۔ گزشتہ عالمگیر جنگ اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ یہ جنگ اگر دنیا کی سب سے بڑی نہیں تو بہت ہی بڑی جنگوں میں سے ایک نہایت ہی ہولناک جنگ ضرور تھی۔ لیکن باوجود اُن تمام مصائب و آلام کے اعتراف کے جو اس جنگ سے پیدا ہوئے، ہمیں اُس نہایت ہی تیز تبدیلی کو بھی تسلیم کرنا چاہیے جو اس جنگ نے معاشرت و اجتماع کی ہر شاخ میں اچانک پیدا کر دی ہے۔ پھر اس تبدیلی سے افراد و جماعت کی زندگی کے ہر شعبہ میں جو عظیم انقلابات طاری ہوئے ہیں اُنھیں بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے حقیقت یہ ہے کہ گذشتہ دس بارہ سال میں انسانیت نے ترقی کے جتنے مرحلے طے کئے ہیں، عام حالات میں وہ صدیوں کی جدوجہد سے بھی طے نہ ہوتے۔ ان تیز انقلابات و تغیرات نے افراد اور جماعتوں کی ذہنیت پر عظیم اثر ڈالا ہے اور اُسے ایک ایسے قالب میں ڈھال دیا ہے جو سراسر حیرت انگیز ہے حتی کہ چشم بینا دیکھ سکتی ہے کہ آخری چند سال کی دوڑ کے بعد اب انسانیت اُس نقطہ پر پہنچ گئی ہے جس سے ماضی قریب کو کوئی علاقہ باقی نہیں رہا۔ انسانیت نے اپنے قریبی ماضی سے تمام رشتے تقریباً منقطع کر لئے ہیں۔ اب وہ اُسے مقدس و محترم نہیں سمجھتی اور اُس کی حفاظت میں کوئی دلچسپی ظاہر نہیں کرتی جنگ نے یہی نہیں کیا کہ انقلاب کا تنفر دور کر دیا ہے، بلکہ انسانیت کی ذہنیت بھی کچھ ایسی کر دی ہے کہ وہ تبدیلی کی شیدا ہو گئی ہے، اُسے تلاش کرتی ہے، اُسے لینے کے لئے بیچین ہے۔ یہ نئی فکری روح تمام انسانی طبقوں میں کم و بیش عام ہے۔

اس ذہنی ترقی کے ساتھ ساتھ عمل کا ایک نیا طریقہ بھی عام ہو گیا ہے۔ اس طریقہ کو "پروپاگنڈا" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ آج یہ لفظ ہر کہ و مہ کی زبان پر ہے۔ حالانکہ جنگ سے پہلے صرف ایک خاص گروہ میں مستعمل تھا۔ لوگ جب اسے کسی کی زبان سے سنتے یا کاغذ پر لکھا دیکھتے تھے تو اُن کے اندر ایک مبہم خوف سا پیدا ہو جاتا تھا۔ وہ اسے بھی فری میسن وغیرہ پر اسرار لفظ کی طرح کوئی خطرناک لفظ سمجھتے تھے!

"پروپاگنڈا" لاطینی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں "بڑھتی، زیادتی، فراوانی" اور اصطلاح میں کسی تحریک کے پھیلانے اور عام کرنے کو کہتے ہیں۔ اس لفظ کی تاریخ یہ ہے کہ سنہ ۱۶۲۲ء میں روم کے پوپ گریگوریس پانزدہم نے ایک مذہبی انجمن قائم کی اور اُس کا نام یہی رکھا۔ اس انجمن کا مقصد یہ تھا کہ لاطینی قوموں میں مسیحیت پھیلائی جائے۔ کچھ مدت بعد یہ لفظ اُن تمام طریقوں کے لئے مستعمل ہونے لگا جو مختلف مذہبی اور سیاسی انجمنیں اپنے خیالات کی تبلیغ کے لئے کام میں لاتی تھیں۔ ایک طویل زمانہ تک یہ لفظ خواص ہی کے حلقہ میں گردش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ آہستہ آہستہ عوام میں بھی اس لفظ کو مقبولیت حاصل ہو گئی اور دوران جنگ میں تو بچہ بچہ نے اسے سنا اور اُس سے نہایت ہی کامیاب نتائج حاصل کئے گئے۔ اب تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ صنعت، حرفت، تجارت، سیاست، مذہب، غرضکہ ہر شعبہ میں یہ لفظ استعمال کیا جاتا اور اُس کے مفہوم سے کام لیا جاتا ہے۔ تاجر اپنی تجارت کے فروغ دینے اور قسم قسم کی تدبیروں سے پبلک میں اُسے مقبول بنانے کے لئے جو کچھ کرتے ہیں، اُسے بھی "پروپاگنڈا" ہی کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ مضر تحریکوں اور غلط اصولوں کی اشاعت و تبلیغ میں بھی یہی ہتیار کام میں لایا جاتا ہے۔

یہ محقق ہے کہ افراد اپنے انفرادی ماحول میں، جماعتی ماحول سے زیادہ عقلمند اور ہوشیار ہوتے ہیں، جماعت کے ماحول میں جانے کے بعد افراد کی ذہنیت بڑی حد تک کمزور ہو جاتی ہے اور وہ ایسے افعال پسند کرنے لگتے ہیں جو اپنے انفرادی ماحول میں ناپسند کرتے علم اجتماع نے صحیح طور پر ثابت کر دیا ہے کہ جماعت کا دماغ، فرد کے دماغ سے کہیں زیادہ کمزور، پست، اور منفعل ہوتا ہے۔ پس افراد سے

وحشیانہ حرکات ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ ایک دوسرے سے ظالمانہ سلوک روا رکھا جاتا ہے، حتیٰ کہ طاقتور جماعت محض اپنے زور سے دوسری جماعت کو کچل دیتی ہے۔ فرینک ٹرنٹ نے تاریخ انگلستان میں لکھا ہے" یہ لڑائی دو وحشی قوموں میں ہو رہی تھی۔ انھوں نے رحم و انصاف بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ اگر انھیں کوئی خیال تھا تو صرف یہ تھا کہ کسی طرح انکے دشمن تباہ ہو جائیں۔ دونوں طرف سے سخت مظالم کئے گئے جن پر پردہ ڈالنا ہی مناسب ہے" انگریزی تواریخ نے اپنی حرکات پر تو واقعی پردہ ڈال دیا ہے، لیکن ہندوستانیوں کے مظالم کا بہت بری طرح سے خاکہ کھینچا گیا۔ سیکڑوں فرضی قصے تواریخ میں درج کئے گئے تاکہ انگریزوں کو انکے پڑھنے سے جوش پیدا ہو۔ آج ہم اس تصویر کا دوسرا رُخ بتاتے ہیں جو تقریباً ۷۰ سال سے لوگوں کی نظروں سے عمداً چھپا دیا گیا ہے۔

پشاور کا واقعہ

۱۵ر جون ۱۸۵۷ء کو پشاور میں ۱۲۰ سپاہی پکڑے گئے۔ ان میں سے کسی نے بھی اپنے افسروں کو قتل نہیں کیا تھا۔ بہت سے آدمی ایسے تھے جو بغیر کسی مجرمانہ ارادے کے بغاوت میں شامل ہو گئے تھے۔ نکلسن نے ایڈورڈز ڈپٹی کمشنر پشاور کو لکھا تھا کہ میں ۸۰ سکھ قیدیوں کی جاں بخشی کی سفارش کرتا ہوں کیونکہ مجھے انکے افسروں نے یقین دلایا ہے کہ ان لوگوں نے بغاوت میں مطلق حصہ نہیں لیا۔ باقی کو توپ کے ذریعہ اُڑا دیا جائے۔ سر لارنس نے جواب دیا کہ چونکہ وہ ہمارے دشمنوں کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ اس لئے ان پر رحم نہیں کیا جا سکتا۔ پھر بھی میں تمام آدمیوں کو پھانسی دینا نہیں چاہتا۔ میرا مدعا صرف یہ ہے کہ ایسی عبرتناک سزائیں دی جائیں کہ عوام الناس ڈر جائیں، میری تجویز یہ ہے کہ ان میں سے صرف ایک تہائی کو سزائے موت دی جائے۔ اور تعداد ان سپاہیوں میں سے چُنی جائے جو نہایت سرکش اور گستاخ ہوں۔ یا جن کے خلاف انکے افسر شکایت کریں اگر ان صفات کے آدمی اتنے نہ ملیں جن سے مجوزہ تعداد پوری ہو سکے تو پھر بوڑھے سپاہیوں کو شامل کر لینا چاہئے۔ باقی قیدیوں کو مختلف قسم کی سزائیں دی جائیں مگر کسی حالت میں بھی تین سال سے کم نہ ہو۔

لارڈ رابرٹ نے جو ان دنوں لفٹنٹ کے عہدے پر تھا، اپنی والدہ کو ایک خط میں اسی واقعہ کے متعلق لکھا ہے" ہم جہلم سے پشاور تک پیادہ پلے گئے۔ راہ میں باغیوں کو قتل کرتے رہے اور فوجوں سے ہتھیار لیتے رہے۔ لوگوں پر سزائے موت کا جو توپ سے واقع ہو، بڑا اثر پڑتا ہے۔ یہ بڑا ہی خوفناک منظر ہے لیکن اس کے بغیر چارہ نہیں۔ ان مظالم کے ذریعہ ہم ان بدمعاش مسلمانوں کو بتلا دینا چاہتے ہیں کہ ہم خدا کی مدد سے ہندوستان پر قابض رہینگے"

پنجاب کے واقعات

ایک توپ میں بہت زیادہ بارود بھری ہوئی تھی۔ جب ایک شخص کو اس کے سامنے لاکر رکھا گیا اور توپ چل گئی، تو اس شخص کے سیکڑوں ٹکڑے ہوا میں اُڑ گئے۔ اس کا سر تماشائیوں میں سے ایک کو جا لگا اور کئی آدمیوں پر خون کے چھینٹے پڑے۔ جنرل نکلسن جسے ہم ایام طفولیت میں دیوتا کی طرح پوجتے تھے، ایڈورڈ کو ایک خط میں لکھتا ہے" ہمیں ایک قانون بنانا چاہئے جس کی رُو سے ہم انگریز عورتوں اور بچوں کے قاتلوں کو زندہ جلا سکیں اور زندہ ہی ان کا چمڑہ اُتار سکیں۔ محض پھانسی دینے سے ہمارا جذبۂ انتقام ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ میں چاہتا ہوں دُنیا کے ایک ایسے کونے میں ہوں جہاں قانون کو اپنے ہاتھ میں لے سکوں۔ مشرقی ممالک کا قاعدہ ہے کہ جب تک لوگوں پر گورنمنٹ کا دبدبہ اور خوف طاری نہ ہو جائے تب تک اسکے فوائد کی قدر نہیں کیجاتی" کوپر جو امرتسر کا ڈپٹی کمشنر تھا۔ لکھتا ہے کہ پنجاب کے تمام افسر ظلم کرنے میں ابتدا کرتے تھے تاکہ لوگ ڈر جائیں۔ اور انتقام لینے کی جرأت نہ کر سکیں۔

ٹامسن نے سر ہنری کاٹن کو چند مسلمان قیدیوں کے متعلق مندرجۂ ذیل واقعہ سنایا تھا۔ شام کے وقت ایک سکھ اردلی آیا اور سلام کرکے کہا۔ میرے خیال میں حضور قیدیوں کو دیکھنا چاہتے ہونگے۔ میں فوراً حوالات چلا گیا۔ وہاں جاکر دیکھا کہ قیدی زمین پر بندھے ہوئے پڑے ہیں۔ بالکل برہنہ اور آخری سانس لے رہے ہیں۔ انکے جسم کے ہر ایک حصے پر تانبا گرم کرکے نشان کئے گئے تھے۔ مجھے اُن کی حالت پر رحم آیا اور پستول سے قتل کر دیا تاکہ جاں کندنی کی تکلیف سے بچ جائیں"

جب کاٹن نے یہ دردانگیز واقعہ سنا تو ان سے پوچھا پھر تم نے انکے ساتھ کیا سلوک کیا۔ جنھوں نے یہ وحشیانہ حرکت کی تھی؟ ٹامسن نے جواب دیا۔ میں نے کچھ نہیں کیا!

وحشیانہ قتل و نہب

غدر کے دنوں میں ہر ہندوستانی سپاہی کے خلاف الزام تھا کہ اسنے انگریز بچوں اور عورتوں کے قتل میں مدد دی ہے۔ خواہ وہ کسی جگہ پر ہو اور کتنا ہی بے علاقہ ہو، اگر کوئی انگریز دہلی میں قتل کیا گیا ہو، تو لاہور اور پشاور کے ہندوستانی سپاہی بھی قابل گرفت تھے،

ایک چشم دید گواہ لفٹنٹ مجنڈی بیان کرتا ہے" ایک دفعہ سکھ اور انگریز ایک زخمی قیدی کو سنگینوں سے مار رہے تھے۔ لیکن کوئی ضرب مہلک ثابت نہ ہوئی۔ اسواسطے دو تین لکڑیاں جمع کرکے آگ جلائی گئی، اور اُسے اس آگ میں پھینکا گیا۔ سکھ اور انگریز یہ خوفناک منظر بڑے مزے لے لے کر دیکھ رہے تھے"۔ رسل نے بھی جو ٹائمز لندن کا نامہ نگار تھا۔ اس واقعہ کی تصدیق کی ہے۔ بلکہ وہ کہتا ہے" میں نے اس قیدی کی جلی ہوئی ہڈیاں بھی اس جگہ دیکھی تھیں"

سب سے پہلے اسی رسل نے ان وحشیانہ حرکات اور مظالم پر صدائے احتجاج بلند کی۔ چنانچہ وہ اپنی ڈائری میں لکھتا ہے" یہ انتقامانہ سزائیں مثلاً مسلمانوں کو سؤر کے چمڑے میں ڈال کر سی دینا اور قتل کرنے سے پہلے انکے منہ میں سؤر کی چربی ڈالنا، اور ہندوؤں سے انکے خلاف مذہب حرکات کرانا، انسانیت کے خلاف اور تہذیب سے گری ہوئی حرکتیں ہیں۔ ان سزاؤں سے بڑے خوفناک نتائج پیدا ہونگے جو ہمارے واسطے مہلک ثابت ہونگے"

جب ان مظالم کی حد ہو گئی تو گورنر جنرل نے ۳۱ر جولائی ۱۸۵۷ء کو ایک مفصل حکم جاری کیا جس کی رُو سے دیہات کا جلانا اور نہتے آدمیوں کو بغیر کسی ثبوت کے سزا دینا ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ ان افسروں سے سزائے موت کے اختیارات بھی چھین لئے گئے جنھوں نے اندھا دھند یہ اختیارات برتے تھے، ۲۸ر اگست کو جان گرانٹ صوبجات وسطی میں گورنر بنا کر بھیجا گیا تاکہ الہ آباد اور دیگر مقامات میں بیشمار آدمیوں کی پھانسی کی سزا ملتوی کر دے۔ انگریزوں نے کیننگ اور گرانٹ کے خلاف بہت شور مچایا کیونکہ انھوں نے بہت سے آدمیوں کو پھانسی سے بچایا تھا۔

ایک دفعہ اگست کے دنوں میں ایک انگریزی فوج دیہات جلاکر واپس آ رہی تھی۔ راہ میں چند وفادار سپاہی مل گئے۔ مگر انھیں بھی سنگینوں سے مار دیا گیا۔

یہ مسلمہ امر ہے، کہ بہت سے سپاہی محض خوف کی وجہ سے بھاگ گئے اور پھر بغاوت پر مجبور ہو گئے۔ اگر ہم نے ابتدا میں مظالم نہ کئے ہوتے تو فساد دور تک نہ پھیلتا اور لوگ رحم و انصاف سے مایوس ہو کر باغی نہ ہو جاتے۔

ایک پادری کی بیوہ بڑے فخر سے لکھتی ہے" اُسنے بہت سے قیدیوں کو گرجا صاف کرنے پر مامور کیا۔ لیکن چونکہ یہ کام اُنکے مذہب کے خلاف تھا اس لئے سنگینوں کی نوک سے کرانا پڑتا تھا۔ بعض قیدیوں نے بڑی جلدی سے کام کرنا شروع کر دیا۔ کیونکہ انھیں خیال تھا۔ کہ وہ اس طرح پھانسی سے بچ جائیں گے۔ لیکن اُن کی یہ غلط فہمی فوراً دور ہو گئی۔ کیونکہ بالآخر سب کو پھانسی دی گئی!

مجنڈی ایک جگہ لکھتا ہے" میں نے وہ رات مسجد (یعنی جامع مسجد دہلی) کی ناکہ بندی میں گزاری اور رات کا بہت سا حصہ اُن قیدیوں کے قتل کرنے میں خرچ کیا۔ جو دن کے وقت پکڑے گئے تھے۔ بہت سے آدمیوں نے مرتے وقت ایسی شجاعت اور متانت دکھائی کہ ہم بھی داد دئے بغیر نہ رہ سکے"

ایک انگریزی افسر جو دہلی کے محاصرہ میں موجود تھا، لکھتا ہے دشمن نے صلح کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ انگریز صلح کے خواہشمند نہیں ہیں۔ وہ تو قتل عام سے خوش ہوتے ہیں"

جب میجر رینالڈ کانپور کے لئے کوچ رہا تھا، تو جنرل نیل نے اس کو مفصلہ ذیل ہدایات بھیجیں جو قابل غور ہیں" ان دیہات کو جنھوں نے بغاوت میں حصہ لیا ہے، تباہ کر دیا جائے۔ جن محلوں میں پٹھان بود و باش رکھتے ہیں اُنھیں مسمار کر دیا جائے اور باشندے قتل کر دئے جائیں۔ باغی پلٹنوں کے تمام سپاہیوں کو پھانسی دی جائے چونکہ فتحپور نے بغاوت کی ہے، اس لئے اسپر بھی حملہ کیا جائے اور تباہ کر دیا جائے۔ اگر ڈپٹی کلکٹر گرفتار ہو جائے تو اسے پھانسی دے دی جائے اور اس کا سر شہر کی کسی بلند عمارت پر لٹکایا جائے"

بیگم اودھ نے ۱۸۵۸ء کے ایک اعلان میں یہ فقرہ لکھا تھا کہ کسی نے خواب میں بھی نہیں دیکھا کہ انگریز کوئی جرم معاف کر سکتے ہیں"۔

۵۰ ہزار جانوں کا قتل

آخر کار کیننگ اور جان لارنس نے بھی اس قتل عام کے روکنے کی کوشش کی۔ ڈزرائیلی (یعنی لارڈ بیکنس فیلڈ) نے تو ابتدا ہی سے اس کے خلاف آواز اُٹھائی تھی۔ جب انگریزوں کا غضب جوش پر تھا تو اسنے ایک تقریر کے دوران میں کہا تھا۔" مجھے یقین ہے کہ ہماری فوجیں ہندوستان کے لوگوں سے خوفناک انتقام لیں گی۔ لیکن میں ان انگریز حاکموں کے اس طرز عمل سے بالکل متفق نہیں جن کے ہاتھ میں ہندوستان کی باگ ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ ہم غیر ممالک میں بجائے انصاف کے انتقام کے زور سے حکومت کریں۔ میں ظلم کے بدلے میں ظلم نہیں کرنا چاہتا"

لارڈ کیننگ نے ملکہ معظمہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا تھا:" لوگ انتقام پر تُلے ہوئے ہیں' اور وہ لوگ بھی جنھیں اپنے ماتحتوں کے روبرو بہتر مثال قائم کرنی چاہئے تھی، اس جوش سے خالی نہیں۔ میں جب اپنے لوگوں کی حرکات دیکھتا ہوں تو شرم کے مارے پسینہ پسینہ ہو جاتا ہوں۔ میں حیران ہوں کہ ان لوگوں نے کس طرح پچاس ہزار آدمی قتل کر دئے" ملکہ وکٹوریہ نے اس خط کا جواب یہ دیا تھا" لارڈ کیننگ کو یقین کرنا چاہئے کہ میں بھی انگریزوں کی ان وحشیانہ حرکات پر سخت نادم ہوں اور خاصکر انگلستان کی پبلک پر جسنے برطانوی فوجوں کی کارگزاری بنظر تحسین دیکھی ہے"

چونکہ لارڈ کیننگ نرم دل اور کمزور تھا اس لئے وہ وقت پر انگریزوں کا جوش ٹھنڈا نہ کر سکا۔ اس کے ماتحت اس کے اختیار سے باہر تھے۔

قتل و نہب کی مطلق لعنانی

سر جارج کیمبل اپنی سوانح عمری میں لکھتا ہے" میں نے مارشل لا کے متعلق بہت دفعہ سنا ہے لیکن میں ابھی تک اس کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ سکا۔ ہندوستان میں ان دنوں اس کا جو مطلب سمجھا گیا تھا، وہ یہ تھا کہ ہر ایک فوجی کو کھلی اجازت تھی وہ جسے چاہے قتل کرے یا جس سے

مطبوعات جدیدہ

غدر ۱۸۵۷ء

اور "تصویر کا دوسرا رُخ"

حال میں ایک کتاب امریکہ سے شایع ہوئی ہے جس کا نام

The other side of medal

ہے۔ یعنی "تصویر کا دوسرا رُخ"۔ اس کا مصنف ایک مشہور اہل قلم ایڈورڈ ٹامسن ہے۔ اُسنے یہ کتاب اس لئے لکھی ہے کہ "غدر ۵۷ء کے اثنا میں برطانی حکام نے جو انتقامی تدابیر اختیار کی تھیں، یا حکومت کے رعب ہیبت کے مظاہرہ کے لئے جو خونریزیاں جائز رکھی گئی تھیں، اُن کے واقعات مستند تاریخی مصادر سے اخذ کر کے یکجا کر دیئے جائیں، اور اس ہندوستانی غدر کی ہولناک تصویر کا دوسرا رُخ بھی دنیا کے سامنے آجائے"

غدر ۵۷ء کی تصویر کا ایک رُخ تو وہ تھا جو باغی فوج کے قتل و غارت اور لوٹ مار کی صورت میں دُنیا دیکھ چکی ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ وحشیانہ طرز عمل دہلی، لکھنؤ، اور کانپور میں بے گناہ انگریز عورتوں اور بچوں کا قتل تھا۔ قلعۂ دہلی میں ۵۲ انگریز مقید تھے۔ باوجود بدقسمت بہادر شاہ مرحوم کی پیہم مخالفانہ کوششوں کے باغی فوج نے اُنھیں قتل کر ڈالا۔ غالباً ۷ سے لے کر ۱۱ تک (کیونکہ روایات مختلف ہیں) اُن میں عورتیں بھی تھیں۔ لکھنؤ میں بھی غدر کے بعد، ۲۵ انگریز قیدی تلنگوں کے ہاتھوں قتل ہوئے جن میں ایک تہائی تعداد عورتوں کی تھی۔ کانپور میں جاں بخشی کا عہد کرنے کے بعد جو حملہ انگریزوں کی کشتیوں پر کیا گیا جن میں عورتیں اور بچے بھی تھے، وہ نانا راؤ کے حکم سے ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، لیکن یقیناً حد درجہ کا وحشیانہ فعل تھا۔

مختلف مقامات میں غیر مسلح اور بے پناہ انگریزوں پر اُنکے نوکروں نے جو حملے کئے اور عورتیں تک قتل کر ڈالی گئیں، بلاشبہ اخلاق و انسانیت اُنکے لئے کوئی معذرت قبول نہیں کریگی۔

یہ ۵۷ء کی تصویر کا ایک رُخ ہے، اور ایک سو سے زیادہ انگریز اہل قلم اُس کی وحشت و ہولناکی کے خال و خط نمایاں کر چکے ہیں!

لیکن تصویر کے دوسرے رُخ کی شہادت کیا ہے؟ وہ اخلاق و انسانیت کا مرقع ہے، یا وحشت و ہولناکی کا؟ پہلے رُخ سے کم ہولناک ہے یا زیادہ؟ دُنیا کی اُن حکمران اور قابو یافتہ قوموں میں جنھیں انتقام و غضب کے موقعہ پر اپنی اخلاقی سیرت (کریکٹر) کے مظاہرہ کا موقعہ ملا ہے، انگریزی قوم کس جگہ کی مستحق ہے؟ اُسنے خود ہندوستانیوں کی مدد سے فتحیاب ہو کر ہندوستان کے سب سے بڑے شہروں میں جو قتل عام کیا، اور جس طرح غیر مسلح، غیر محارب، اور یکقلم بے گناہ آبادی تہ و بالا کر دیگئی، تاریخ کو اسکے لئے کیا فیصلہ کرنا چاہیے؟ یہ سوالات ہیں جو غدر ۵۷ء کی تاریخ سے قدرتی طور پر پیدا ہوتے ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ آجتک مؤرخانہ نظر و تحقیق کی روشنی اس گوشہ پر نہیں پڑ سکی اس نئی کتاب میں مسٹر ٹامسن نے سوالات پر روشنی ڈالی ہے، اور کوشش کی ہے کہ مستند اور بے لاگ تاریخی مصادر سے واقعات جمع کر دیئے جائیں مصنف کے لئے مشکل تھا کہ وہ اپنے مقصد میں پوری کامیابی حاصل کرتا۔ اُسکے پاس حکومت ہند کے سرکاری افسروں اور انگلستان کے بعض نیم سرکاری مباحث کے سوا اور کوئی ذریعۂ علم نہ تھا، اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں ذرائع اس بارے میں غیر طرفدار نہیں قرار دیئے جا سکتے۔ تاہم تاریخی شہادات کا جسقدر ذخیرہ بھی جمع ہو گیا ہے، اُس سے بہ حیثیت مجموعی "تصویر کا دوسرا رُخ" نمایاں ہو جاتا ہے۔

اب ہندوستان اُس منزل سے گزر چکا ہے جب اس قسم کے واقعات محض سیاسی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کی اصلی حیثیت سیاسی نہیں بلکہ تاریخی ہے۔ غدر ۵۷ء جیسا عظیم واقعہ جسنے ہندوستان کے نئے دور حیات کے ہر گوشے پر اثر ڈالا، ضروری ہے کہ تاریخ کے سامنے پیش کیا جائے، اور اُسے چھوڑ دیا جائے کہ اپنا فیصلہ ثبت کر دے۔

ذیل میں ہم اس کتاب کے بعض ضروری حصوں کا ترجمہ درج کرتے ہیں۔ یہ ترجمہ مولوی محمد علی صاحب وکیل ایبٹ آباد نے کیا ہے۔ ان کا ارادہ ہے کہ پُوری کتاب کا ترجمہ اُردو میں مرتب کر دیں۔ اُمید ہے یہ ترجمہ پُوری دلچسپی کے ساتھ پڑھا جائیگا۔

آکسفورڈ میں یہ مثل عام طور پر مشہور ہے کہ اگر کوئی شخص ہندوستان کے متعلق کسی معمولی درجہ کے ایوان میں بھی لیکچر دے، تو تمام سامعین یک لخت ایوان خالی کر دیں گے۔ ایک زمانہ تھا جب انگریز علماء ہندوستانی علوم و فنون میں دلچسپی لیا کرتے تھے۔ لیکن اب یہ حال ہے کہ ہندوستانی مسائل پر کوئی متوجہ نہیں ہوتا۔ اس تبدیلی کا سبب یہ ہے کہ ہمیں یقین ہو گیا ہے، ہندوستانی ہماری حکومت سے تنگ آ گئے ہیں۔ انھوں نے ہمارے حسن انتظام کی قدر نہیں کی۔ ہم اگر اب بھی قربانی کر سکیں تو ہندوستان کو بزور شمشیر قابو میں رکھ سکتے ہیں۔

لیکن جو شور و غل جلیانوالہ باغ کے قتل عام پر ہوا تھا، اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہم اپنے آبا و اجداد سے کہیں زیادہ رحمدل واقع ہوئے ہیں۔ کیونکہ ہم ہندوستان میں دوسرا غدر پیدا کرنا نہیں چاہتے۔

اب ہمارے لائق اور ہونہار نوجوان ہندوستانی ملازمتوں سے گریز کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معمولی قابلیت کے آدمی ہندوستان جا رہے ہیں۔

ہندوستان کے متعلق غلط اور بے بُنیاد پروپگنڈا یورپ میں پھیلایا جا رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اُس کے باشندے محض وحشی اور صحرائی ہیں! ہندوستانی مورخ نہیں ہیں۔ انہیں واقعات کو سلسلہ وار ترتیب دینا نہیں آتا۔ وہ تحقیق کے نئے طریقوں سے ناآشنا ہیں یہی وجہ ہے کہ آجتک غدر ۵۷ء کے متعلق ہندوستان میں کوئی تاریخ صحیح شائع نہیں ہوئی۔ حالانکہ دوسری طرف انگریزوں نے اس واقعہ پر سیکڑوں کتابیں لکھ کر مشتہر کیں۔ یہ واقعہ ہے کہ انھوں نے تصویر کا صرف ایک رُخ دکھایا ہے

غدر کے اسباب

عام طور پر غدر کے دو سبب بیان کئے جاتے ہیں۔ اولاً یہ کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہندوستان کے تمام صوبے یکے بعد دیگرے اپنی حکومت میں ملا لئے تھے۔ اسواسطے ہندوستانیوں کے دلوں میں کمپنی کے متعلق بہت شکوک پیدا ہو گئے۔ دوسرا سبب وہی چربی والے کارتوسوں کا قصہ ہے۔

اینسن (ansen) جو ان دنوں کمانڈر انچیف تھا لکھتا ہے "میں نے مشکوک کارتوس دیکھے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ سپاہیوں کے عذرات حق بجانب ہیں۔ مجھے یہ ہرگز خیال نہ تھا۔ کہ ان کارتوسوں کے استعمال میں گائے اور سؤر کی چربی لگائی جائے گی۔ میرے خیال میں ہندوستانی سپاہیوں کے جذبات کی مطلق پرواہ نہیں کی گئی"۔

یہ کارتوس جو انہیں دنوں میں رائج کئے گئے تھے، سؤر اور گائے کی چربی سے آلودہ ہوتے تھے۔ اور پیشتر اس کے کہ اُنھیں بندوقوں میں ڈالا جائے، دانتوں سے کاٹنا پڑتا تھا۔ اس کارتوس کے چند حصے ایسے سخت ہوتے تھے کہ بغیر دانت کے استعمال کے چلائے نہیں جا سکتے تھے۔ ہندو مذہب میں گائے کا احترام کیا جاتا ہے، جب اُنھیں یہ کارتوس استعمال کرنا پڑے تو سخت رنج ہوا۔ یہی حال مسلمان سپاہیوں کا بھی تھا۔ چنانچہ تمام فوج میں ایک کھلبلی مچ گئی۔ رسالہ نمبر ۳ مقیم میرٹھ کے ۸۵ سپاہیوں نے ایسے کارتوسوں کے استعمال کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کا کورٹ مارشل کیا گیا۔ اور دس دس سال کی سزا دی گئی جس طریقے سے یہ حکم سنایا گیا تھا وہ تہذیب سے گرا ہوا تھا۔ مصنف موصوف نے اس خوفناک منظر کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

"۸۵ سپاہیوں کو گارد کی حراست میں فوجی عدالت کے روبرو پیش کیا گیا اور یہ سخت حکم سنایا گیا۔ اُن کی فوجی وردی اُنکے جسم سے اُتار دی گئی پھر اُسی وقت بیڑیاں پہنائی گئیں۔ یہ نہایت دردناک نظارہ تھا۔ اُن کے ساتھیوں کو اُن کی حالت زار پر ترس آ رہا تھا۔ ان قیدیوں میں بہت سے ایسے سپاہی بھی تھے جنھوں نے انگریزوں کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں کی تھیں۔ اور مختلف لڑائیوں میں عدیم المثال بہادری دکھائی تھی۔ تمام قیدیوں نے باآواز بلند جرنیل کی منت و سماجت کی کہ اس بے عزتی سے بچایا جاوے۔ لیکن کسی نے پروا نہ کی۔ جب وہ مایوس ہو گئے تو انھوں نے اپنے ساتھیوں کو للکار کر کہا تھیں شرم نہیں آتی کہ ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں اور تم خاموشی سے تماشہ دیکھ رہے ہو؟ اس دردناک اپیل سے حاضرین کے دل پر گہرا اثر پڑا ممکن تھا کہ وہ کچھ کر گذرتے۔ لیکن توپوں اور بندوقوں کی موجودگی میں وہ کیا کر سکتے تھے؟ ناچار اُنھیں صبر کرنا پڑا۔ لیکن اس واقعہ سے ہر ایک ہندوستانی دل انگریزوں کے خلاف ہو گیا۔ وہ لوگ جو ان کی خاطر اپنی جانیں لڑاتے تھے، یکلخت اُنکے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔

لارڈ کیننگ گورنر جنرل نے اس واقعہ کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے "یہ ایک ایسا احمقانہ حکم تھا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ بغاوت کا آغاز اسی حکم سے شروع ہوتا ہے"

دوسرے دن (یعنی ۱۰ مئی ۵۷ء) ایک رسالہ اور دو پیادہ فوجوں نے جیلخانے کے دروازے زبردستی کھولکر اپنے ساتھیوں کو آزاد کر دیا۔ پھر انگریز افسروں کے گھر جلا دیئے۔ جہاں کہیں کوئی فرنگی ملا قتل کر دیا گیا، اور اس کے بعد سب کے سب دہلی روانہ ہو گئے جب باغی پلٹنیں دہلی پہنچیں۔ تو وہاں بھی انھوں نے انگریزوں کے قتل کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ جب ایک محکوم قوم اپنے حاکموں سے جنگ و جدل پر آمادہ ہو جاتی ہے تو دونوں طرف سے

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دُنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پُرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پُرانی تصویریں، پُرانے سکے اور نقوش، پُرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پُرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دُنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے۔ دُنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں۔

باایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

بر اعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے ہیں۔

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے۔ بہت ممکن ہو کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے۔

جو کچھ چاہے چھین لے۔ کوئی روک ٹوک نہ ہوگی"

لارڈ کیننگ کی گورنمنٹ نے ۶ر جون کو بعض صوبجات میں مارشل لا نافذ کیا تھا۔ گورنمنٹ کو چاہئے تھا کہ اس قانون کے استعمال کی سختی سے نگرانی کرے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ گورنمنٹ نے اس معاملہ میں سخت کمزوری دکھائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ماتحت افسر بلا روک ٹوک مظالم برپا کرتے رہے۔ اور بغیر کسی تفتیش کے قتل عام جاری رہا۔

مسٹر رسل ٹائمز کا نامہ نگار ایک جگہ لکھتا ہے "اس غدر میں صرف سپاہیوں نے بغاوت کی تھی۔ اس لئے مناسب یہی تھا کہ صرف وہی لوگ قتل کئے جاتے جنھوں نے اسمیں حصہ لیا تھا، لیکن اُن آدمیوں کو قتل کرنا جن کی ان فوجوں سے محض ہمدردی تھی، ایک نہایت بزدلانہ فعل تھا۔ اگر کوئی باغی فوج کسی شہر میں مقیم ہوگئی تھی تو اسکے باشندوں کو محض اس بنا پر قتل کرنا، کہ کیوں انکے شہر میں باغیوں نے ڈیرا ڈالا؟ کتنا وحشیانہ فعل ہے؟ یہ مسلم ہے کہ شہر کے باشندوں نے علم طور پر انگریزوں کے بچانے میں مدد دی تھی۔ لیکن پھر بھی انگریزی فوجوں نے ان کی قدر نہ کی، اگر انگریز صرف باغیوں کو قتل کرتے تو پھر وہ حق بجانب ہوتے۔ لیکن بے شمار بے گناہ لوگوں کو محض اسوجہ سے قتل کیا گیا، کہ وہ ہندوستانی تھے" (باقی آیندہ)

ادبیات

سعد پاشا زغلول کے اقوال

مرحوم احمد سعد پاشا زغلول کو مصر میں جو رسوخ و عظمت حاصل ہوئی اُس میں اُن کی دوسری قابلیتوں کے علاوہ اُن کی قوت خطابت اور بلاغتہ تحریر کو بھی بڑا دخل تھا۔ ذیل میں اُن کے بعض اقوال کا ترجمہ دیا جاتا ہے جو ضرب الامثال کی طرح مشہور ہو گئے ہیں؛

کامل آزادی

مصر، کامل آزادی کا مطالبہ کرتا ہے، کیونکہ آزادی، قوموں کا پیدائشی حق ہے۔

نا اُمیدی

اسوقت ہماری حالت کیسی ہی ابتر ہو، مگر ہماری قوم جیسی کوئی بڑی قوم، کبھی اپنی قسمت کی طرف سے نا امید نہیں ہو سکتی!

حاکم و محکوم کی مصلحت

حاکم قوم کی مصلحت ہمیشہ اُس کی محکوم قوم کی مصلحت سے متضاد ہوا کرتی ہے۔

عہدے کی خواہش

اپنے آزاد وطن میں ایک حقیر فرد رعایا بن کر رہنا مجھے اس سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ اجنبی حکومت کے ماتحت بڑے سے بڑے عہدے پر مقرر ہوں۔

مادی قوت

مادی قوت، قوم کے ارادے پر کبھی غالب نہیں آسکتی۔

صحیح تحریک

ہر صحیح تحریک ضرور کامیاب ہوتی ہے۔

زمانے کے انقلابات

زمانے کے انقلابات دوست کو دشمن اور دشمن کو دوست بنا دیتے ہیں۔

سیاسی اتفاق

مصر اور انگلستان کے درمیان اتفاق کے معنی صرف ایک ہیں۔ یعنی مصر کی کامل آزادی۔

انتہا پسندی

آزادی کے طلبگار، انتہا پسند نہیں ہوتے اس لئے کہ یہ تو ایک ابتدائی چیز ہے۔ غلامی پسند کرنے والے البتہ انتہا پسند ہیں، کیونکہ غلامی ذلت نفس کی انتہا ہے!

قومی روح

قوم کی روح نہ جنگی قوانین سے مغلوب ہو سکتی ہے، نہ ظلم سے، نہ دُنیا کی بڑی سے بڑی سلطنت کی قوت سے۔

اصول نہ کہ اشخاص

اگر سعد، قومی اصول سے ہٹجائے تو اسے گرادو!

نکتہ چینی

میں اپنی ذات پر نکتہ چینی سنکر خوش ہوتا ہوں، اگرچہ وہ جھوٹی ہی ہو۔

ابنائے وطن کو نصیحت

ابنائے وطن! تم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ میری نگرانی کرے۔ سعد ذمہ دار نہیں ہے، وطن کا ہر فرزند ذمہ دار ہے۔

قومیت

یہ دیکھ کر میری مسرت بے حساب ہو جاتی ہے کہ مصر میں صرف ایک ہی فرقہ موجود ہے، اور وہ مصری قوم ہے۔

قومی زندگی

یہ بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ یہ جماعتوں کا سوال نہیں ہے۔ یہ قومی زندگی کا مسئلہ ہے!

میٹھے بول

انگریز، گفتگو میں بڑے ماہر ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ میٹھے بول ہمیں مسخر کر لیتے ہیں!

ہمارا مطالبہ

ہمارا مطالبہ کچھ بہت لمبا چوڑا نہیں ہے۔ ہمارا مطالبہ صرف ایک لفظ ہے "آزادی!"

سعد کی زندگی

سعد، مر کر بھی ہمیشہ زندہ رہیگا۔ کیونکہ ہر مصری، سعد ہے، بلکہ سعد سے بھی زیادہ!

مصری قوم

آج مصری قوم وہ نہیں ہے جو کل تھی۔ آج مسلم اور غیر مسلم الگ الگ نہیں ہیں۔ سب ایک قوم ہیں اور صرف ایک خواہش رکھتے ہیں۔ یعنی آزادی! اور وطن!

عداوت

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میرے دل میں کسی آدمی کی بھی عداوت پوشیدہ نہیں ہے۔ کیونکہ عداوت، کمزوروں کا اخلاق ہے۔

قومی عزت

میں کہہ چکا ہوں، کہتا ہوں، کہتا رہوں گا کہ جو عزت میری قوم نے مجھے دی ہے، وہ میرے لئے قابل فخر ہے۔

میرا دل

میرے دلمیں نہ حسد ہے، نہ کینہ ہے۔ میرے دلمیں قومی امانت نے کسی چیز کے لئے بھی جگہ خالی نہیں چھوڑی ہے۔

آزادی کا استحقاق

جو قوم اپنے فرزندوں کا خون اس لئے بہتے دیکھتی ہے کہ وہ آزادی چاہتے ہیں اور پھر خاموش رہتی ہے، وہ یقیناً آزادی کا استحقاق نہیں رکھتی!

وزارت

ہم وزارت کے دشمن نہیں ہیں۔ لیکن غیر قومی وزارت دیکھ نہیں سکتے۔

میرا اخلاق

میں چلّانے والا ہوں، سازشی نہیں ہوں۔

میری آرزو

آزادی، میری آرزو ہے۔ جو ہاتھ بھی آزادی لائے، میں سب سے پہلے اُسکا بوسہ لوں گا، اگرچہ وہ میرے جانی دشمن ہی کا ہاتھ کیوں نہ ہو۔

خود اعتمادی

خود اعتمادی، خود اختیاری وصف نہیں ہے، بلکہ پیدائشی صفت ہے، خود اعتماد آدمی اگر یہ وصف دُور بھی کرنا چاہے تو دُور نہیں کر سکے گا۔

میری دشمنی

میں نے اگر کسی سے دشمنی کی ہے تو صرف اپنی قوم کی مصلحت کی وجہ سے۔

رُو رعایت

قومی حقوق میں رُو رعایت دخل نہیں پاسکتی۔

ناکامی

شریر قوت نے جو کچھ جمع کیا ہے، بکھر جائے گا۔ طمع نے جو کچھ جوڑا ہے، ٹوٹ جائے گا۔ جس کی بنیاد جھوٹ پر ہے، وہ یقیناً گر پڑیگا!

ناکامی کی علت

ناکامی کی اصلی علت، کارکنوں کی باہمی بے اعتمادی ہوتی ہے۔

صبر و برداشت

ہاں ہمپر مصائب بیشمار ہیں۔ لیکن وہی قوم زیادہ عظمت حاصل کرتی ہے جو زیادہ مصائب برداشت کر سکتی ہے۔

برطانیہ کی ضرورت

اگر برطانیہ کو مصر کی ضرورت ہے، تو مصر کو اُس سے کہیں زیادہ اپنی ضرورت ہے۔

قوت

اگر ہم طاقتور ہوتے تو کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہوتی کہ مصر ہمارے قبضہ میں رہنا چاہئے!

منفعت

اگر ملکیت میں منفعت کا اصول تسلیم کر لیا جائے، تو دُنیا تہ و بالا ہو جائے۔ کیونکہ ہر شخص کی منفعت اسی میں ہے کہ ساری دنیا کا مالک بنجائے۔

عمل اور قربانی

کوئی عمل حق ضائع نہیں ہوتا۔ کوئی قربانی رائگاں نہیں جاتی۔

ضرورت اور قوت

کسی زمانہ میں بھی ضرورت، قانون نہ تھی۔ کسی وقت میں بھی قوت، حق کا معیار نہ تھی!

ظلم

ہر ظلم اپنے دامن میں مظلوم کے لئے خوشخبری اور ظالم کے لئے سزا چھپائے ہوتا ہے!

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سو گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کرلی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہی!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو
دُنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہی
اور
جسے ملک معظم برطانیہ اور اُنکے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہی!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہی
یُورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ
مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں
نئی اور پُرانی دونوں طرح کی کتابیں
تمام دُنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے
ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے
بچّوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ
قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن
آپ ہمارے عظیم ذخیرے سے حاصل کرسکتے ہیں

ہمارے یہاں سے
ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مُفصّل فہرست شایع ہوا کرتی ہی

یاد رکھئے

موسم گرما کا نایاب تحفہ

صرف ہمدرد دواخانہ سے ملیگا

شربت رُوح افزا ۲۹۳ (رجسٹرڈ)

جو تقریباً ۲۰ سال کے عرصہ میں اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اسم بامسمّی ہو کر بلا تفریق مذہب عام ہر دلعزیزی و شرف مقبولیت حاصل کرکے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر تک شہرت حاصل کر چکا ہے اور جس کو چشم بد (حریص) سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے واسطے رجسٹرڈ بھی کرا لیا گیا ہے۔

محترم ناظرین! آپ میں جو اصحاب اس کا استعمال کر چکے ہیں اُن سے تو اس کے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپکی مسلسل و پیہم شائقانہ خریداری اس کی پسندیدگی و قدردانی کی خود دلیل ہے لیکن ہندوستان جیسے وسیع بر اعظم میں جن لوگوں کو اس کے استعمال کا اب تک اتفاق نہیں ہوا اُن سے اس کی بے شمار خوبیوں میں سے چند عرض کی جاتی ہیں۔

اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس شربت کا استعمال کسی مذہب کے خلاف نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ ہر تندرست انسان بلا قید عمر و مزاج موسم گرما میں خوش ذائقہ و فرحت بخش چیز کی حیثیت سے استعمال کر سکتا ہے۔

ناظرین! یہ شربت کیا ہے؟ اعلیٰ قسم کے فواکہات مثل انگور، سیب، رنگترہ وغیرہ اور بہت سی اعلیٰ ادویہ کا مرکب ہے جو خاص ترکیب اور جانفشانی سے تیار کیا جاتا ہے۔ مفرح قلب ہے۔ خوش ذائقہ ہے۔ تشنگی اور گھبراہٹ کو دُور کرتا ہے۔ اختلاج قلب، دردسر و دوران سر، متلی وغیرہ کی شکایت کو رفع کرتا ہے۔ سوداوی امراض کے واسطے عموماً اور گرم مزاج والے اصحاب کے واسطے خصوصاً بہت مفید ہے۔

معنوی خوبیوں کے علاوہ جو استعمال سے تعلق رکھتی ہیں ظاہراً طور پر رنگ دلفریب اور پیکنگ کی صفائی دیدہ زیب ہے اس کی اشاعت سے محض ذاتی نفع مقصود نہیں بلکہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق پبلک کی خدمت کرنا اور ہندوستانی اشیاء کی ترویج کو ترقی دینا مدنظر ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ آپ بوتل دیکھ کر اور استعمال کرکے جو بیدار شدہ نوخیز ہندوستان کی صنعت کا اُمید افزا نمونہ ہے اور جس کی ہر چیز دیسی ہے۔ خوش ہونگے اور باوجود اس قدر خوبیاں ہونے کے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ ہر حیثیت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ قیمت فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ) حکیموں اور عطاروں کے علاوہ، تاجران شربت کو بشرطیکہ وہ ایک درجن یا اس سے زیادہ خریدیں ۲ر فی روپیہ کمیشن دیا جائیگا۔

نوٹ: اس شربت کی عام مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے ہمارے ہم پیشہ حضرات ناجائز فائدہ اُٹھانے کی مختلف ترکیبیں نکالتے ہیں مثلاً کوئی اس شربت کا ملتا جلتا نام رکھ لیا ہے۔ لہذا آپ شربت خرید کرتے وقت دھوکا نہ کھائیں بلکہ بوتل پر ہمدرد دواخانہ کا خوشنما لیبل اور اسپر لفظ رجسٹرڈ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ یہ شربت ہمدرد، دواخانہ کی مخصوص چیز ہے اور اصلی صرف ہمدرد دواخانہ دہلی ہی سے ملسکتا ہے۔" فہرست دواخانہ معہ جنتری ۱۹۲۷ء کارڈ آنے پر مفت ارسال ہوگی"

پتہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی

تار کا کافی پتہ ہمدرد، دہلی

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھئے

کہ آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما گائڈ بک کی ضرورت ہے جو انگلستان کے تمام شہروں، سوسائٹیوں
ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل دید مقامات اور آثار قدیمہ وغیرہ سے آپکو مطلع
کردے۔ نیز جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیّاح کو
قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے
ایسی مکمل گائڈ بک صرف
ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین
The Dunlop Guide to Great Britain
کا
دوسرا اڈیشن ہے۔ ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

اگر آپکو

دمہ

(ضیق النفس)

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہے تو
تامل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب تر دوا فروش کی دوکان
سے فوراً ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا منگوا کر
استعمال کیجئے

مطبوعات الهـــلال بك ايجنسى

معارف ابن تيميه و ابن قيم

ديني علوم کے بيش بها جواهر ريزي

اس سلسله ميں هم نے اماميں كي ان نادر و اعلى درجه كي بلند پايه عربي تصانيف کے اُردو تراجم کا سلسله شروع کيا هے ' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے ليے نهايت ضروري و ناگزير هے - اميد كه يه " سلسلهٔ تراجم " بد نصيب هندوستان كي دماغي اصلاح کا کام دے :

اُسوۂ حسنه ــــ امام ابن قيم كي فن سيرت ميں شهرهٔ آفاق کتاب " زاد المعاد " کے خلاصه کا اُردو ترجمه - بلا جلد ٢ روپے مجلد ازهائي روپيه -

کتاب الوسيله ــــ لفظ " وسيله " كي بحث کے علاوه امام ابن تيميه نے اسلام کے اصل الاصول " توحيد " كي مبسوط بحث كي هے - بلا جلد ازهائي روپيه ' مجلد سوا تين روپيه -

اصحاب صفه ــــ انكي تعداد ' ذريعه معاش ' طريق عبادت اور انکے مفصل حالات بيان کيے هيں دس آنے -

تفسير سورة الكوثر ــــ امام ابن تيميه کے مخصوص انداز تفسير کا اُردو ترجمه - چار آنے -

العروة الوثقى ــــ خالق و مخلوق کے درميان واسطه کا فرق بدلائل بيان کيا هے - چهه آنے -

سيرت امام ابن تيميه ــــ حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نهايت خوش اسلوبي سے بيان کیے هيں - نو آنے

نجد و حجاز ــــ علامه سيد محمد رشيد رضاء مصري كي تازه کتاب کا اُردو ترجمه - سوا روپيه -

آئمه اسلام ــــ ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه ــــ فى العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت ــــ يه ايک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس کے خريدار کو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اُردو ' عربي ' فارسي ' انگريزي ' اور دوسري زبانوں كي تمام اهم اور اعلى مطبوعات کے متعلق بهترين تازه معلومات بهم پهنچانے کا اهتمام کيا هے - اسکے علاوه آئمه و اسلام و بزرگان دين کے حالات ' لطائف افسانه ' نظميں اور ممالک اسلاميه کے معتبر ذرائع سے حاصل کيے هوے حالات درج کيے جاتے هيں - في پرچه ٨ آنه سالانه ٢ روپيه پيشگي -

منيجر الهـــلال بك ايـــجنسى

(حلقه نمبر ٢٤ شيرانواله دروازه لاهور پنجاب)

" Al-Hilal Book Agency, "

24, LAHORE, PANJAB.

السحر الحلال فى مجلدات الهلال

گاه گاهے باز خوان اين دفتر پارينه را
تازه خواهي داشتن گر داغهاے سينه را

اردو صحافت كي تاريخ ميں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات ميں ايک انقلاب آفريں دعوت تهي -

الهلال اگرچه ايک هفته وار مصور رساله تها ' ليکن چونکه وه اردو صحافت كي مختلف شاخوں ميں اجتهاد نظر و فکر كي نئي روح پيدا کرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف ادواق کا مجموعه تها - اُس کے هر نمبر ميں مختلف ابواب ' مذهب ' سياست ' ادبيات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصيات کے لحاظ سے اپني نظير آپ هوتا تها - پهر اس كي ظاهري خوبياں اُردو صحافت ميں اعلى طباعت و ترتيب کا پهلا نمونه تهيں - اردو کا وه پهلا هفته وار رساله تها ' جس ميں هاف ٹون تصاوير کے اندراج کا انتظام کيا گيا ' اور ٹائپ ميں چهپنے كي وجه سے بهت سي ايسي خوبياں پيدا هوئيں جو پتهر كي چهپائي ميں ممكن نهيں - اِس كي جلديں جديد اُردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سياسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بهترين مجموعه هيں - اِن كي مقبوليت و قدر کا اندازه اِس سے هوسکتا هے که سنه ١٩١٨ ميں بعض شايقين علم و ادب نے اِس كي تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپيه ميں خريد کيا - اور حال ميں ايک صاحب نے اِس كي پهلي جلد مکمل (جو دفتر ميں بهي موجود نهيں) ساڑهے چارسو روپيه ميں حيدرآباد سے خريدي هے - جن لوگوں نے اِس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هيں وه بڑي سے بڑي قيمت پر بهي علحده کرنے کيليے تيار نهيں - پچهلے دنوں " البلاغ پريس " کا جب تمام اسٹاک نئے مکان ميں منتقل کيا گيا تو ايک ذخيره الهلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' هم نے کوشش كي که شايقين علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلديں مرتب كي جا سکتي هيں مرتب کرلي جائيں اور جن جلدوں كي تکميل ميں ايک دو پرچوں كي کمي هو انهيں دوباره چهپوا ليا جاے -

چنانچه ' الحمدلله يه کوشش ايک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں کے چند سالوں كي جلديں پوري مکمل هوگئي هيں - هم اِس اعلان کے ذريعه شايقين علم و ادب کو آخري موقعه ديدے هيں که اِس قيمتي ذخيره کے حاصل کرنے ميں جلدي کريں ' چونکه جلدوں كي ايک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف انهيں درخواستوں كي تعميل هوسکے گي جو سب سے پهلے پهونچيں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا ميں تمام مضامين كي انڈکس به ترتيب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مکمل جلد دوم ١٠ روپيه   الهلال مکمل جلد سوم ١٠ روپيه
" " " چهارم ١٠ روپيه   " " " پنجم ١٠ روپيه

جلد " البـلاغ " (جب دوسري مرتبه الهـلال اِس نام سے شائع هوا) قيمت ٨ روپيه

علاوه جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هيں جن ميں سے هر پرچه اپنے مضامين کے لحاظ سے ايک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قيمت في پرچه ٨ - آنه - محصول ڈاک و پيکنگ اِس کے علاوه هے -

منيجر " البـلاغ پريس "

کیا آپ کو معلوم نہیں

کہ

اسوقت دُنیا کا بہترین فاونٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم" قلم ہی؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپکو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہی

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سُرخ اور سُنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دُنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو "شیفر" کا

"لائف ٹائم"

لینا چاہئے!

اگر

آپ تمام دُنیا دو سے قدم آگے رہنا چاہیں تو

[illegible]

انتخاب لاجواب لاہور

[illegible]

کا مطالعہ کریں اس کے مستقل خریداروں کو چھ سو صفحوں کی انعامی کتابیں مفت دی جاتی ہیں انعامی کتابوں کی فہرست اور نمونہ کا رسالہ دو آنہ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں

مینجر انتخاب لاجواب لاہور

حیرت انگیز رعایت

پندرہ روپے کی تین گھڑیاں

صرف دس روپے میں

محصولڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے + آپ کے کمرہ کے لئے + بیوی کے لئے

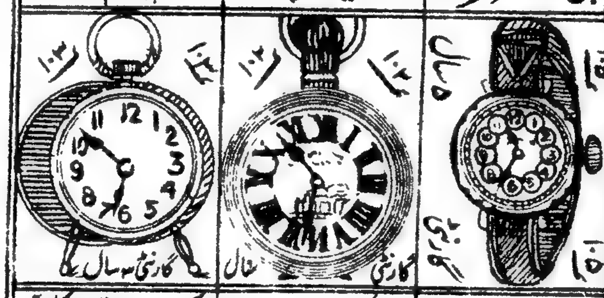

قابل دید گولڈن رسٹ واچ	ریلوے ریگولیٹر پاکٹ واچ	مشہور عالم بی ٹائم پیس جرمن میڈ
نئے نئے ڈزائن کی خوشنما فینسی پائیدار ٹائم بتانیکی پکی قیمت مع اسٹراپ سات روپیہ آٹھ آنہ عہ محصولڈاک پیکنگ منی آرڈر فیس ۹	نکل سلورکیس خوبصورت مضبوط ٹائم نہایت صحیح بتانیوالی قیمت مع چین پانچروپے آٹھ آنے (صہ) محصولڈاک پیکنگ منی آرڈر فیس ۹	دیکھنے میں خوبصورت چال کا اچھا پرزوں کا مضبوط ٹائم کا سچا۔ بیحد سستا قیمت دو روپے محصولڈاک پیکنگ منی آرڈر فیس ۹

یہ تینوں گھڑیاں اگر آپ یکمشت طلب فرمائیں تو صرف دس روپے میں بھیجی جائیں گی یہ رعایت محض مال کی نکاسی اور فرم کی شہرت کی وجہ سے ہے اور یہ رعایت اسی وقت تک رہیگی جب تک یہ گھڑیاں اسٹاک میں رہینگی اسکے بعد ہم تعمیل کے ذمہدار نہونگے آپ فوراً ہی آرڈر بھیجدیں ایسا نہ ہو کہ اسٹاک ختم ہوجائے اور آپ کی فرمائش کی تعمیل نہ ہوسکے۔

نوٹ۔ ایک یا دو گھڑی کے خریدار کیلئے کوئی رعایت نہیں ہی۔ اُن سے پوری قیمت مندرجہ چارج کیجائے گی۔ اور محصولڈاک و پیکنگ وغیرہ بھی اُن کو ادا کرنا ہوگا +

ملنے کا پتہ: امریکن واچ ہوس ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی نمبر ۸۳ مقام دھلی

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جاسکتی ہی؟ اور اسلام کی رُوداداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھولا ہی؟

قیمت بارہ آنے۔ (منیجر الہلال کلکتہ)

فدائیان اسلام پر مصائب کا ہجوم

کیوں ہی؟

اگر آپ کو قوم کے ظاہری و باطنی امراض اور انکے علاج کا علم حاصل کرنا ہے تو الجمعیۃ ملاحظہ فرمائیے۔

"الجمعیۃ" تمام ہندوستان میں ایک ہی اخبار ہی جو علماء کی زبان کہلانے کا مستحق ہی اور جس کا اہم ترین مقصد ملت بیضا کی محافظت ہی۔ مقدس مذہب اسلام کے خلاف حملوں کا دنداں شکن جواب دینا اور واقعات کی محققانہ تنقید اس کا مخصوص طریقہ ہی

اس زمانے میں اجتماعی اور تمدنی زندگی کے لئے اخبار بھی ایک ضروری چیز ہوگیا ہی اور ہر قوم کو اپنی تمدنی زندگی قائم رکھنے کے لئے اسکی حاجت ہی۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو لازم ہی کہ وہ مذہب کی حفاظت کے فریضے کو تمام فرائض سے اہم سمجھیں اور اس اخبار کو جو مذہب کا محافظ ہی اور اصلاح قوم کا علمبردار بھی اشاعت اور ترقی کے اعلیٰ درجے پر پہنچائیں حق کی آواز جسقدر کثرت سے لوگوں کے کان میں جائیگی اسیقدر کامیابی ہی

اخبار الجمعیۃ کی پانچ (۵) خصوصیات

(۱) تمام سیاسی و مذہبی مسائل پر عالمانہ و فاضلانہ بحث کرتا ہی۔

(۲) تبلیغ و اشاعت اسلام کے متعلق مسلسل مضامین شائع کرکے مخالفین اسلام کو خاموش کرتا ہی۔

(۳) عربی، فارسی، اُردو، انگریزی اخبارات کے تراجم پیش کرتا ہی۔

(۴) حضرت مولٰنا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کے فتاوے کی اشاعت کرتا ہی۔

(۵) ایک کالم تفریح کا بھی ہوتا ہی جس سے اُس کی دلچسپی میں اور اضافہ ہوتا ہی۔

ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہی۔ چندہ سالانہ چھ روپیہ (للعہ)
ششماہی تین روپئے چار آنے (سہ)

مینجر "الجمعیۃ" دہلی

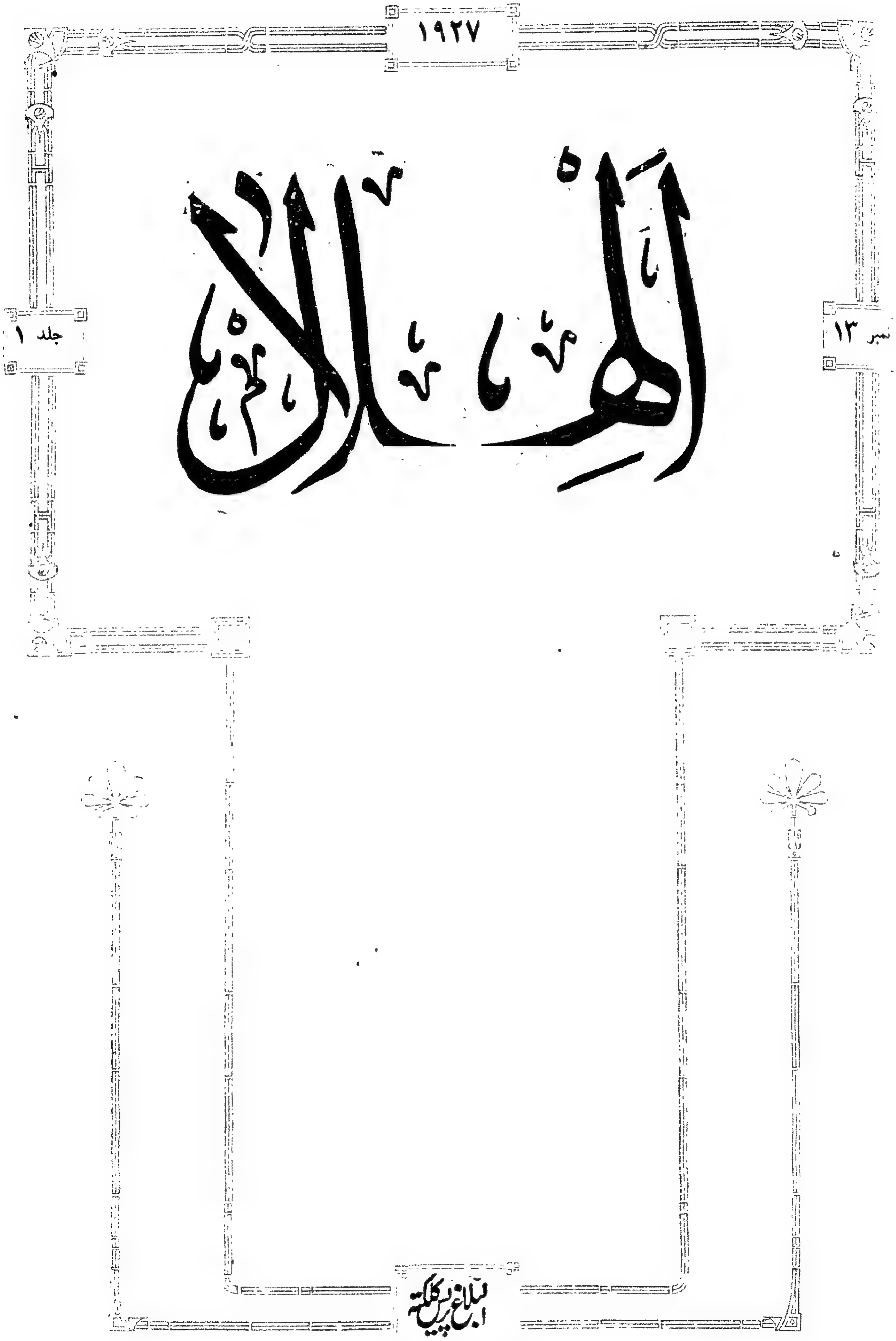

۱۹۲۷

الہلال

جلد ۱
نمبر ۱۳

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ۵ ـ آنہ

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما :

تائمز اف لندن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یهاں کے ایجنت سے تقاضه کیجئے که وه تائمز لندن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مهیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

تائمز اف لندن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکهنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یهاں کے ایجنت سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بهت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوتهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نهیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بهت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street. Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میوؤں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بهترین کارخانه هے - مندرجهٔ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میوؤں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بهترین طریقه وه هے جو " نئے سستم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور هے - اس " نئے سستم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسی کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA
EDITOR : MAULANA ABU-AL-KALAM AZAD.

لاتهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۳ — کلکته : جمعه ۱۲ ـ ربیع الاول ۱۳٤٦ هجری — جلد ۱
Calcutta : Friday, 9, September 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نہین ؟

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وہ اپنا ترقی یافتہ طریق طباعة نہین رکھتی ۔ طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین که حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔ پتھر کی چھپائی مین محدود رھکر اردو کی طباعة کبھی ترقی نہین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی ھین ، وہ ھین جن مین الھلال چھپتا ھی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وہ ھی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی ھین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاھین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براہ عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی ھمین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکھیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیادہ اھم مسئله ھی ۔ ضروری ھی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ۱۰۱۲ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	۱۳۹	اردو حروف کی حق مین	۲۸۰
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	۲۹۳	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	۸٦
پتهر کی چهپائی کی حق مین	۲۱٤		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بھی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نہین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین ۔

الهلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا هے

قیمت سالانه مع محصول	باره روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے	سوله روپیه
قیمت شش ماهي	سات روپیه
قیمت في پرچه	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر "مینیجر الهلال" کے نام سے هي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں آنکے لفافه پر "ایڈیٹر" کا نام هونا چاهیے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي هے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پهنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ور نه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نهیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جارهے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ، مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نهیں هے ٹکٹ ضرور بهیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

ایک بالکل سفید مرغي اور ایک بالکل سیاہ مرغ لو ' اور اُن کي نسل کا تجربہ کرو - اب ایسا ہوگا کہ اِن دونوں کے اتحاد تناسلي سے جو بچے پیدا ہونگے ' وہ نہ تو بالکل سیاہ رنگ کے ہونگے ' نہ بالکل سفید رنگ کے - مخلوط قسم کے ہونگے - یہ اِس نسل کا پہلا طبقہ ہوا - اِس مخلوط رنگ کي مرغیوں کي نسل آگے بڑھنے دو - اِن سے جو دوسرا طبقہ نسل کا پیدا ہوگا ' اُس کي حالت یہ ہوگي کہ اُن میں ۲۵ - في صدي مرغیاں بالکل سیاہ ہونگي ' ۲۵ - في صدي بالکل سفید ' اور ۵۰ في صدي مخلوط رنگت کي - گویا دوسرے طبقہ میں اُن کے مورث اعلیٰ کي کامل رنگت ۲۵ - في صدي میں نمایاں ہوي ' مگر ۵۰ - في صدي میں مورث ثاني و اقرب کا سا مخلوط رنگ قائم رہا - اب اِس دوسرے طبقہ سے تیسرا طبقہ پیدا کرو - اِس تیسرے طبقہ کا حال یہ ہوگا کہ سفید سے سفید بچے پیدا ہونگے - سیاہ سے سیاہ پیدا ہونگے - مگر مخلوط رنگت کے بچوں میں پھر وہي تناسب نمایاں ہوجائیگا ' جو دوسرے طبقہ میں تھا - یعني اُسکي نسل میں ۲۵ - في صدي سیاہ اور ۲۵ - في صدي سفید ہونگے - باقي ۵۰ - في صدي اپنے ماں باپ جیسے مخلوط رنگ کے ہونگے !

پھر اِن ۵۰ - في صدي مخلوط رنگ والوں کي نسل جب اور آگے بڑھیگي ' تو اُس میں بھي یہ تناسب برابر قائم رہیگا - یعني ہمیشہ نصف تعداد مخلوط رنگت کي ہوگي اور ۲۵ - في صدي سفید ' اور ۲۵ - في صدي سیاہ ہوگي -

لیکن تیسرے طبقہ میں جن افراد کے اندر اُنکے مورث اعلیٰ کي کامل رنگت متوارث ہوگئي تھي ' اُن کي نسل میں مستقلاً ایک رنگت قائم ہو جائیگي - سفید سے ہمیشہ سفید بچے پیدا ہونگے ' اور سیاہ سے ہمیشہ سیاہ -

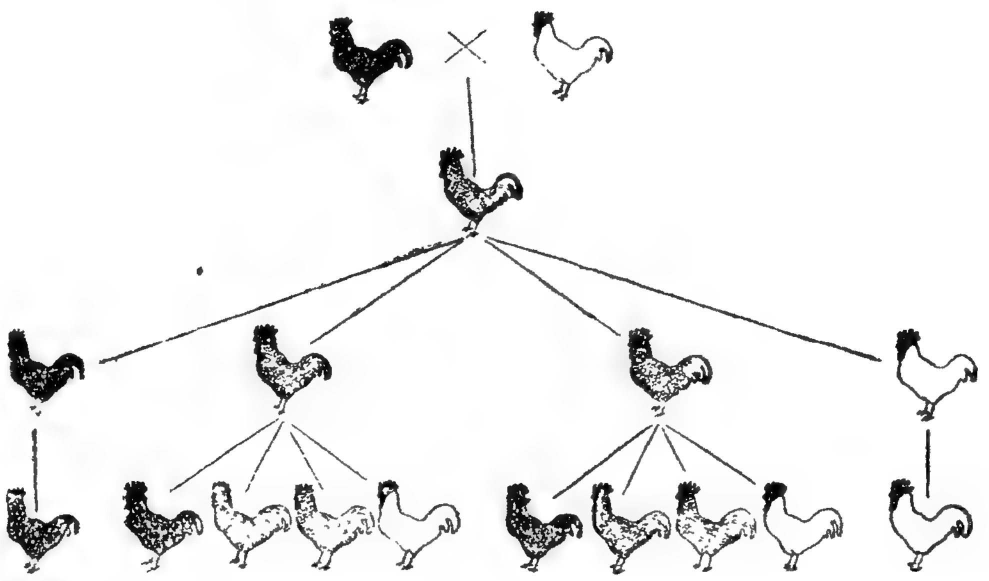

قانون توارث کا ایک عملي مشاہدہ

مرغیوں کي نسل کے تین طبقات ' جن میں مورث اعلیٰ کا سفید اور سیاہ رنگ ایک خاص عددي تناسب کے ساتھہ متوارث ہوتا ہے - مورث اعلیٰ سفید اور سیاہ رنگ کے ہیں - نسل کے پہلے طبقہ میں مخلوط رنگ کا مرغ پیدا ہوا ہے - لیکن اُس سے جو دوسرا طبقہ پیدا ہوا ہے ' اس میں ۲۵ - فیصدي سفید ' ۲۵ - في صدي سیاہ ' اور ۵۰ - في صدي مخلوط رنگت کے ہیں - پھر تیسرے طبقہ میں سفید سے سفید اور سیاہ سے سیاہ پیدا ہوتا ہے ' مگر مخلوط کي نسل میں وہي عددي تناسب قائم ہے -

اِس سے معلوم ہوا کہ :

(۱) قانون توارث میں مورث اعلیٰ کے دو مختلف جسماني خواص ' پہلے طبقہ میں ایک ایسا مزاج پیدا کرلیتے ہیں جو ملا جلا مزاج ہوتا ہے - یعني اُن میں دونوں طرح کے خاصے اکھٹے ہوکر مخلوط ہوجاتے ہیں -

(۲) اِس پہلے نسلي طبقہ نے جو مخلوط مزاج کرلیا ہے ' وہ نسل کي آئیندہ افزائش میں ایک مستقل اور متوارث حیثیت اختیار کرلیتا ہے ' اور اپني نسل میں برابر قائم رہتا ہے ' لیکن ساتھہ ہي یہ عجیب بات بھي ہے کہ دوسرے طبقہ میں نصف تعداد ہمیشہ ایسے افراد کي پیدا ہوتي ہے ' جن میں اِس مخلوط و ممزوج حالت کي جگہ مورث اعلیٰ کے انفرادي خواص الگ الگ نمایاں ہوجاتے ہیں - اِس نصف تعداد میں آدھي تعداد ایک قسم کے خاصہ کي اور آدھي ایک قسم کے خاصہ کي ہوتي ہے - اِس طرح دو مختلف جسماني خواص کے ماں باپ دوسرے طبقہ کي نسل میں بالانفراد الگ الگ ' اپنے اپنے خواص نمایاں کردے سکتے ہیں !

(۳) نسل کے تیسرے طبقہ میں جن افراد کے اندر مورث اعلیٰ کے خواص انفرادي اور غیر مخلوط حالت میں نمایاں ہوجاتے ہیں ' ان کي نسل میں آیندہ اِن اجدادي خواص کا اختلاط و امتزاج نہیں ہوتا ' بلکہ اجدادي خواص کي جو ایک قسم اُن میں نمایاں ہوئي ہے ' وہ مستقلاً قائم ہو جاتي ہے ' اور اپني نسل میں متوارث ہونے لگتي ہے -

(۴) لیکن دوسرے طبقہ میں جو نصف تعداد ایسي پیدا ہوتي ہے ' جس میں اجدادي خواص مخلوط و ممزوج حالت میں نمایاں ہوتے ہیں ' اُن میں قانون توارث کا یہ عددي تناسب برابر قائم رہتا اور آگے کي طرف بڑھتا ہے - یعني اُن کي نسل میں وہي ۲۵ - ۲۵ - في صدي الگ الگ آبائي خواص ظاہر ہوتے ہیں ' اور ۵۰ - في صدي مخلوط و ممزوج رہتے ہیں -

(۵) ماں باپ کے الگ الگ جسماني خواص سے مولود میں جو مخلوط و ممزوج حالت پیدا ہو جاتي ہے ' وہ ہمیشہ اپني نسل میں اِس طرح متوارث ہوتي ہے کہ نصف تعداد مخلوط قسم کي ہوگي ' اور نصف مورث اعلیٰ کے الگ الگ خواص کي -

(انسان میں قانون توارث)

ٹھیک یہي حالت انساني وراثت میں بھي پیش آتي ہے - اگر کوئي خالص سفید رنگ کا انسان حبشي عورت سے شادي کرلے تو اُسکي نسل ضرور سانولے رنگ کي ہوگي - پھر اگر کسي طرح خود اُسکي اولاد میں باہم دگر تناسل و توالد شروع ہو جائے ' تو مرغیوں کي طرح اِس نسل میں بھي ۲۵ - فیصدي اولاد خالص سفید رنگ کي ہوگي ' ۲۵ فیصدي خالص سیاہ رنگ کي ' اور ۵۰ فیصدي سانولي -

جسماني خواص کے توارث کي یہ نوعیت ' معنوي خواص کے توارث کي طرف رہنمائي کرتي ہے ' اور یہ سوال پیدا ہو جاتا ہے کہ کیا اِسي طرح انسان کے ذہني و معنوي خواص و اوصاف میں بھي توارث کا سلسلہ قائم ہے ؟ اور اگر قائم ہے تو کیا اُس کا قانون بھي ایسا ہي ہے ' اور ایسا ہي عددي تناسب رکھتا ہے ' جیسا جسماني خواص کے توارث میں ہے ؟ ان سوالات کا جواب بہت زیادہ تفصیل و بحث کا محتاج ہے - اِس لیے سر دست ہم اِنہیں نہیں چھیڑتے -

* * *

مذاکرہ علمیہ

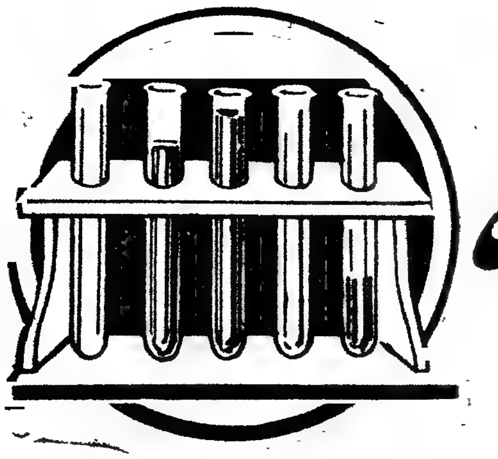

قانون توارث جسمانی و معنوی

(منڈل کا ناموس وراثت)

مخلوقات كي جسماني و معنوي زندگي ميں قانون توارث کا مسئله ' اُن اهم تريں مسائل ميں سے هے جنهوں نے قديم زمانے سے علماء کو اپني طرف متوجه رکها هے - طبيعي علوم كي ترقي کے بعد گزشته صدي ميں اِس مسئله نے اَور بهي زياده اهميت حاصل کرلي اور بے شمار علماء نے اُس پر بحث كي - بہت سے نظريے قائم هوے - بہت سے مذاهب ترتيب دیے گئے - ليكن اِس سلسله ميں سب سے زياده شهرت و اهميت اُس نظريه کو حاصل هے ' جو اپنے موجد ' ڈاکٹر منڈل كي طرف منسوب هے اور " ناموس منڈل " کہلاتا هے - ذيل ميں هم اِس نظريه كي مختصر تشريح کرتے هيں -

ڈاکٹر منڈل

(منڈل)

سنه ۱۸۲۲ ميں دو شخص ايسے پيدا هوئے ' جنهوں نے اپني پوري زندگي وراثت کے اثرات و نتائج كي بحث و تحقيق ميں صرف کردي : اِن ميں سے ايک انگلستان ميں پيدا هوا - اسکا نام گلٹن هے - اور اسكي كتاب " عظمت كي وراثت " بہت مشهور هوچکي هے - دوسرا منڈل هے - يه هنگرين نسل کا تها - سيليشيا ميں پيدا هوا - اسكي ابتدائي تربيت ديني تعليمات كي تهي - رهبانوں كي جماعت ميں داخل کرديا گيا تها - ليكن ۲۹ سال كي عمر ميں رهبانيت ترک کردي اور وائنا کے دار العلوم ميں داخل هوکر طبيعي علوم كی تحصيل شروع کردي - تعليم ختم کرکے وه برون ميں اُستاد مقرر هوگيا اور اپنے فرصت کے اوقات مسئلۂ وراثت كي تحقيق ميں صرف کرنے لگا - شروع شروع اُسکے تجربے صرف نباتات ميں محصور تهے -

اپني تحقيق کے دوران ميں بالاخر وه ايک عجيب معامله پر پهنچا - اُسنے ديکها ' يه عجيب معامله ' وراثت ميں هميشه پيش آتا هے ' اور کبهي اُس ميں خلل نهيں پڑتا - يه وه وقت تها جب اُس کے تجارب ' عالم حيوان تک وسيع هو چکے تهے - اُس نے شهد كي مکهيوں کے بهي پچاس چهتے بنائے تهے - اور مختلف قسم كي مکهياں باهمديگر جمع کرکے اُنكي نسل کے جسماني اور معنوئي خواص کا تجربه کرتا تها ليكن مکهيوں کے متعلق اُسكي تحقيقات کے جمله اوراق ضائع هوگيے - سنه ۱۸۶۶ ميں اُس کا ايک چهوٹا سا رساله شايع هوا تها جس ميں يه نظريه پيش کيا گيا هے - يه رساله بهي گم نام هوگيا - يهانتک که سنه ۱۹۰۰ ميں علماء مغرب كي نظريں اُس پر دو باره پڑيں ' اور وسيع پيمانه پر اُسكي اشاعت كي گئي - آج حيوانات كي پرورش کرنے والوں ميں کوئي شخص بهي ايسا موجود نهيں جو منڈل اور اُس کے نظريه سے ناواقف هو يا اُس سے مستفيد نه هو رها هو -

(ناموس منڈل)

منڈل کا نظريه ' تين وراثتي اصلوں پر قائم هے :

(۱) پهلي اصل کا خلاصه يه هے که فرد كي بعض صفات ' (عام اِس سے که وه فرد ' حيوان هو يا نبات) اُسكي آينده نسلوں ميں مفقود نهيں هو جاتيں بلکه برابر باقي رهتي هيں ' اور عرصه تک بغير کسي کمي کے ظاهر هوتي رهتي هيں - اِسكي مثال يه هے که بعض انساني خاندانوں کے خال و خط خاص قسم کے هوتے هيں ' اور طويل زمانوں تک اُن كي نسلوں ميں بدستور قائم رهتے هيں - چنانچه بعض خاندانوں ميں زائد انگلياں ' يا کٹا هوا هونٹهه ' يا چندهي آنکهيں ' يا سفيد بالوں کا گچها ' غرضکه مختلف قسم كي جسماني خصوصيتيں هميشه موجود رهتي هيں اور اُن کے افراد ميں وقتاً فوقتاً پوري طرح ظاهر هوتي رهتي هيں -

(۲) دوسري اصل کا خلاصه يه هے که بعض صفتيں ايسي هوتي هيں جنکا ظهور مسلسل نهيں هوتا - تهوڑے تهوڑے وقفه کے بعد ظاهر هوتي هيں ' مگر برابر ظاهر هوتي رهتي هيں - يعني پهلے ايک مدت تک نماياں رهتي هيں - پهر غائب هوجاتي هيں - پهر لوٹ آتي هيں - پهر غائب هوجاتي هيں - صرف تجربه هي سے معلوم هوسکتا هے که کون صفت پهلي قسم كي هے ؟ کون صفت دوسري قسم كي هے ؟ اِسكي مثال يه هے که جب بے سينگ کے حيوانات کا سينگ والے حيوان ميں اتحاد تناسلي هوتا هے ' تو اُنكي نسل بے سينگ كی پيدا هوتي هے - ليكن جب يهي نسل آگے بڑهتي هے تو اُسكي اولاد ميں ايک خاص تناسب سے بعض افراد سينگ والے پيدا هوتے هيں - بعض بے سينگ کے -

برخلاف اِسکے جب کيس والے مرغ کا اتحاد بے کيس مرغي سے هوتا هے تو نسل ' کيس والي پيدا هوتي هے - ليكن پهر آگے چل کر بعض کے کيس هوجاتا هے - بعض کے نهيں هوتا - مگر يه معامله هميشه ايک هي تناسب سے پيش آتا هے -

(۳) تيسري اصل ' اُس تناسب کا تعين اور انضباط هے جو اِس توارث و تناسل ميں کار فرما هے - تشريح اُسكي حسب ذيل هے :

کردي - قوم نے اِس نئي شہنشاهي کا اُسي جوش و خروش سے استقبال کیا، جس جوش و خروش سے قدیم شہنشاهي کا خاتمه کیا تها اور حریت و آزادي کے علم بلند کیے تھے - ایک شخصیت کے خلاف عظیم الشان جهاد اِس پر جاکے ختم هوگیا که دوسري شخصیت قائم هوگئي - کیا اِس سے بھي زیاده غیر معقول نتیجه کسي تحریک کا نکل سکتا هے ؟ لیکن نہیں، یه نتیجه بالکل معقول تها - اجتماعي اصول و قوانین کے بالکل مطابق تها -

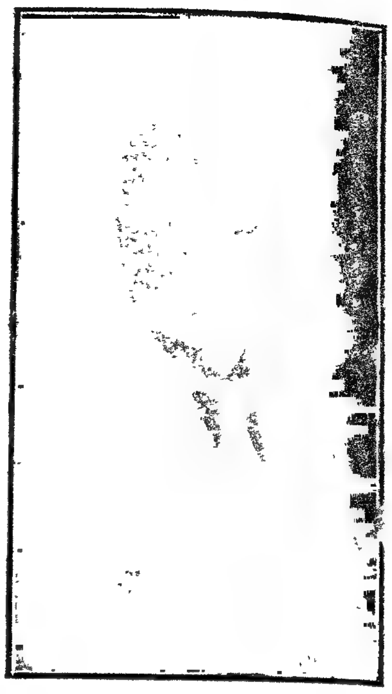
موسولیني، اٹلي کا ڈیکٹیٹر

یه کیسے ؟ یه اس طرح که انساني جماعتیں کتني هي شورش اور بیچیني کا اظهار کریں، نظام حکومت کي کتني هي مخالف نظر آئیں، مگر وہ اپني اجتماعي افتاد طبع سے مجبور هوکر در پرده یهي خواهش رکھتي هیں که کوئي نه کوئي زبردست نظام قائم هو، جو هر قسم کي بیچیني کا قلع قمع کردے اور امن و امان هر طرف پهیلا دے - یهي سبب هے که جوں هي کوئي نئي شخصیت نمودار هوتي هے اور قوم محسوس کرتي هے که وہ شخصیت امن بحال کرسکتي هے، تو بے اختیار اُس کے سامنے سر جهکا دیتي هے اور حریت و آزادي کي اپني تمام خواهشیں نا دانسته فراموش کر بیٹھتي هے - دنیا کي تمام تاریخي شورشیں همیں یهي بتاتي هیں - فرانس کے عظیم الشان انقلاب نے بھي همیں یهي دکھایا هے - ایک محقق نے کیا هي خوب بتایا هے ”فرانس کي “تیسري انقلابي کمیٹي” کے ممبروں میں سے عهد بونا پارٹي (نپولین) میں ایک نے بادشاهي قبول کرلي - پندرہ نے “کونٹ” کا لقب اختیار کیا - سات نے مجلس اُمراء کي شرکت منظور کي - اور چهه وزیر بن گئے“ یهي وہ لوگ تھے جو انقلاب کے سب سے بڑے رکن اور علم بردار تھے -

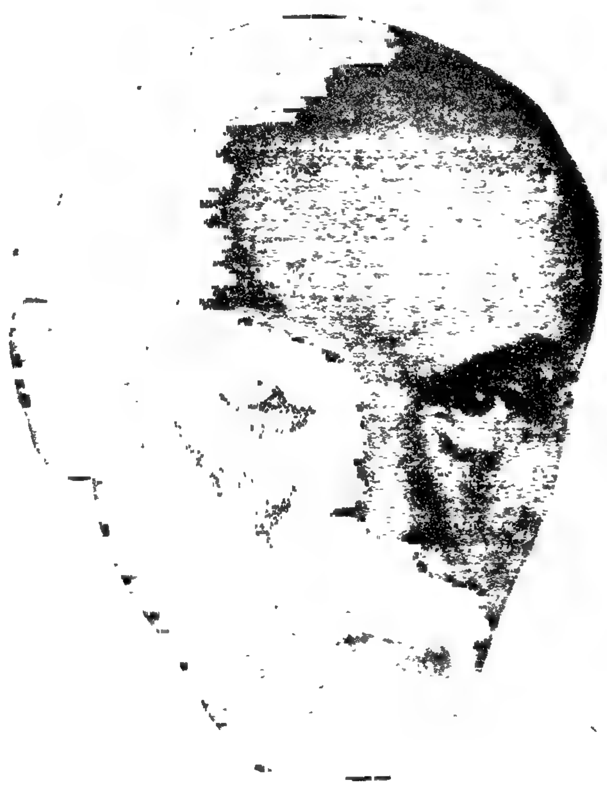
لینن، روس کا ڈیکٹیٹر، جو اب مرچکا هے

(جنگ کے بعد انقلاب)

اب هم تاریخ کي اِس عالمگیر جنگ کے بعد والے موجوده انقلاب کو بخوبي سمجهه سکتے هیں - ایک مدت سے یورپ میں مختلف قسم کے خیالات اور نظریے پهیل رهے تھے - اِن خیالات اور نظریوں نے بتدریج دماغوں میں هیجان پیدا کیا - اِس هیجان نے اجتماعي، سیاسي، اور اقتصادي پیچیدگیاں پیدا کیں - اِن پیچیدگیوں نے جنگ عمومي کي آگ بهڑکائي - اور جنگ نے مذکورہ بالا اجتماعي کلیه کي بنا پر لینن اور موسولیني اور مصطفی کمال جیسي آهني شخصیتیں پیدا کردیں - پس جنگ کے بعد جو صورت نمودار هوئي هے، وہ هرگز تعجب انگیز نہیں بلکه مستحکم و مضبوط اجتماعي قوانین کا قدرتي نتیجه هے - یهي هونا چاهیے تها جو هوا، یهي همیشه هوا کیا هے اور شاید همیشه یهي هوا کرے گا -

(انقلابات کے باني)

یهاں یه سوال بھي قابل غور هے که انقلابات کے باني کون هوتے هیں : افراد یا جماعتیں ؟ کارلائل اور بہت سے محققین کي رائے هے که زبردست شخصیتوں کے افراد هي انقلابات پیدا کراتے اور اجتماعي نظام کي کایا پلٹ کر دیتے هیں - لیکن علم اجتماع کے دوسرے بہت سے علماء، افراد کے بجائے جماعتوں کو اصل قرار دیتے هیں - وہ کہتے هیں قوموں کے دماغ میں انقلاب کي مخفي لہریں پہلے پیدا هوتي هیں، پهر وهي چند افراد میں مجسم هوکر رونما هوتي هیں اور سوسائٹي پر انقلاب طاري هو جاتا هے - پس افراد بذات خود انقلاب کا سبب نہیں هوتے، بلکه انقلابي لہروں کا مظهر هوتے هیں - زیاده صاف لفظوں میں یوں کہو که جماعتي اثرات، افراد کو طیار کرکے انقلاب کراتے هیں -

لیکن صحیح یه هے که انقلاب کا موجب نه تنها جماعتیں هوتي هیں، نه صرف افراد - بلکه دونوں ایک دوسرے پر اثر ڈالتے اور ایک نئي فضا طیار کرنے میں مدد دیتے هیں - یه یقیني هے که اگر خاص قسم کے اجتماعي حالات و موثرات موجود نه هوتے تو لینن، موسولیني، مصطفی کمال جیسے افراد اُبهر نہیں سکتے تھے - کیونکه یه افراد مدت سے موجود تھے مگر اُسي وقت رونما هوے جب حالات نے اُن کي مساعدت کي - لیکن ساتهه هي یه بھي یقیني هے که اگر یه افراد اپني غیر معمولي قوتیں کام میں نه لاتے تو اُن کے مساعد حالات بھي پیدا نہیں هو سکتے تھے اور انقلابات بھي طاري نہیں هو سکتے تھے - اِس سے ثابت هوتا هے که انقلاب میں افراد اور جماعتیں دونوں برابر کي حصه دار هوتي هیں، تنها کوئي ایک سوسائٹي میں تبدیلي پیدا نہیں کر سکتا -

(انقلابي روح اور قومیں)

یه بھي ایک ثابت حقیقت هے که تمام قومیں انقلاب کي یکساں صلاحیت نہیں رکھتیں - تاریخ بتاتي هے که فرانس اور بحر متوسط کے کناروں پر رهنے والي اکثر قومیں انقلاب کي زیاده صلاحیت رکھتي هیں - آب و هوا اور دوسرے اسباب نے اُنهیں دوسري قوموں سے زیاده حساس، جلد متأثر هونیوالا، اور خیالي بنا دیا هے - وہ نئے نظریے جلد

پرائمو ڈي ریوا، اسپین کا ڈیکٹیٹر

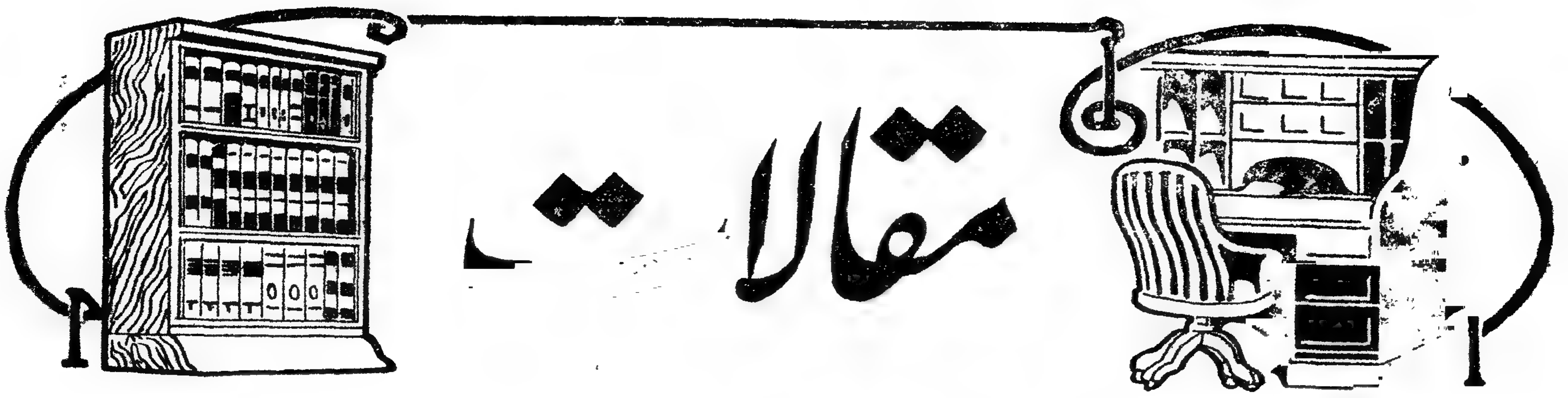

مقالات

عہد انقلاب اور شخصی استبداد

شخصي مطلق العناني

دنیا کي موجوده سیاست پر ایک سر سري نظر

جنگ عظیم کے بعد پوري دنیا ' خاص کر یورپ اور بالخصوص اُن ممالک نے عجیب پلٹا کھایا ہے جو میدان جنگ میں یه کهکر اُترے تھے که استبداد و ظلم مٹانا چاھتے ھیں - پہلے اِن ممالک میں جو بھي نظام حکومة قائم تھا وہ جنگ کے بعد قائم نه رھا اور علانیه یا در پرده اُس میں بڑي تبدیلي ھوگئي ہے - لوگ سمجھتے تھے اِس جنگ کے بعد دنیا میں جمہوریت اور کامل حریت کا دور دوره ھو جائیگا اور آزادي کا ایک ایسا نظام جاري و ساري ھو جائیگا جس کے عشق میں اِنسانیت همیشه سے سرگرداں ہے لیکن نتیجه بالکل بر عکس نکلا - جمہوریت و دستوریت کي جگهه شخصیت و استبداد نے لے لي - اِس وقت کرۂ ارضي کے اکثر ممالک میں شخصي حکومتیں قائم ھوگئي ھیں - فرق صرف اِس قدر ہے که پہلے بادشاھوں کي شخصیتیں زریں تختوں پر جلوہ گر نظر آتي تھیں اور اب :عام افراد: یا فوجي افسر حکومت کي کرسیوں پر نظر آتے ھیں -

غازي مصطفی کمال پاشا

روس میں خاندان رومانوف اور زار کي جگهه بالشویک ڈیکٹیٹروں (مطلق العنان حکام) نے لے لي ہے - لینن نے جس طور پر حکومة کي ' وہ بھي زار ھي جیسي حکومت تھي - یعني شخصیت ' مطلق العناني اور استبداد - یه بات دوسري ہے که زار کي شخصیت نے ملک کو تباہ کیا اور لینن کي شخصیت نے اُسے زنده اور خوش حال کردیا - دنیا کی تاریخ میں لینن جیسے مطلق العنان حاکم کي کوئي مثال نہیں ملتي جس نے اپنے غیر متناھي اختیارات اِس طرح عوام اور مظلوموں کي بھلائي میں صرف کیے ھوں -

یہي حال اٹلي کا ہے - اگرچه پارلیمنٹ اور دستوري پادشاه (یعني محدود اختیارات رکھنے والا) بدستور موجود ہے لیکن حکومة ایک فرد واحد ' موسولیني کے آهني هاتھوں میں ہے - یه شخص پہلے انقلاب پسند اور اشتراکیت کا حامي تھا ' پھر جنگ کے بعد ظلم پسند بن کر اٹلي پر حاوي ھوگیا اور مستبد سے مستبد بادشاھوں کي طرح استبداد و قهر کي حکومت قائم کردي - اِس نے صاف اعلان کردیا ہے " اِس وقت اٹلي کو ایک ایسے زبردست حاکم کي ضرورت ہے جو ھر بے چیني کو کچل کر فنا کرسکے " یہي صورت اسپین ' ترکي ' یونان ' اور اب چین میں پیش آرھی ہے - اِن تمام ملکوں میں شخصیتیں بر سر حکومت آ گئي ھیں اور مفید یا مضر نتائج پیدا کررھي ھیں - یہي نہیں بلکه خود فرانس اور انگلستان میں بھي شخصیت کي طرف میلان بڑھ رھا ہے - فرانس میں تو ایک سال پہلے اخبارات تک میں یه چرچا شروع ھوگیا تھا که موجوده اقتصادي اور سیاسي گتھیوں کے سلجھانے میں جمهوري نظام حکومة ناکامیاب ثابت ھوا ہے - لهذا روس وغیرہ ممالک کي طرح یہاں بھی " ڈیکٹیٹر شپ " یعني شخصي استبداد قائم ھو جانا چاھیے - انگلستان میں گو اب تک اِس قسم کا خیال با ضابطه ظاهر نہیں کیا گیا ' لیکن عملاً ملک اِسي طرف جارھا ہے - موجوده کنسر ویٹیو وزارت بھي درحقیقت ایک قسم کي ڈیکٹیٹر شپ ھي ہے اور اُس کے رجعی (قدامت پسند) ھونے میں تو کوئي کلام نہیں -

(تاریخ کا سبق)

آخر یه صورت کیوں پیش آئي ؟ اِس انقلاب کي علت کیا ہے ؟ تاریخ ھمیں کیا سبق دیتي ہے ؟ جواب ظاهر ہے اور تاریخ عالم پر ایک سرسري نظر ڈالنے سے صاف معلوم ھو جاتا ہے - تاریخ شاهد ہے که جب کبھي سوسائٹي کے نظام میں برهمي پیدا ھوتي ہے اور دماغي بے ترتیبي اور اختلال ' عام ھوکر شورشوں اور بغاوتوں کا دروازہ کھول دیتا ہے ' تو همیشه یہي نتیجه ھوتا ہے جو جنگ کے بعد آج هم دنیا میں اپني آنکھوں سے دیکھ رہے ھیں - یعني مضبوط ارادے کے افراد برسر اقتدار آکر اپني شخصیتیں نمایاں کرتے ھیں اور نظام حکومت اپني مرضي کے مطابق استوار کردیتے ھیں -

انقلاب فرانس ' اِس دعوی کي سب سے بڑي اور صاف دلیل ہے - کیسے جوش و خروش سے قوم بغاوت کے لیے اُٹھي ؟ حریت ' مساوات ' اخوت کا راگ کیسي بلند آهنگي سے الاپا ؟ کیسے کیسے اصول و مبادي کا اعلان کیا گیا ؟ لیکن نتیجه کیا نکلا ؟ یہي نه که آندھي کي طرح حریت و مساوات کي ھوائیں آئیں اور نکل گئیں پھر جو فضا میں سکون پیدا ھوا تو گرد و غبار کے اندر سے مستبد شخصیتیں حکومت کي بے نیام آبدار تلواریں لئے نمودار تھیں ! اِن شخصیتوں میں سب سے آخري مگر سب سے زبردست شخصیت نپولین بونا پارٹ کي تھي - اس عجیب انسان نے یہي نہیں کیا که بغاوت اور انقلاب کا قلع قمع کردیا بلکه ساتھ ساتھ اپني شہنشاھي بھي قائم

علم ميں هوا هے جو لاهوتي پيشواؤں کا مبتدع دين هے اور ناقص و خام مدعيان علم کا کج انديش علم هے ' تو هم بڑي آساني نه صرف پچهلي تاريخ کے تمام حوادث کي تعليل کرسکينگے ' مستقبل کے واقعات پر بهي روشني ڈال سکينگے -

(۲)

انساني جماعتيں شعور رکهتي هيں مگر فکر نهيں رکهتيں - بلکه کہا گيا هے که جماعت کي شعوري ترقي کا پيمانه ' اُسکا وه فرد هے جو سب سے زياده کمزور فکر ' سب سے زياده مضطرب شعور ' رکهتا هے - جماعت جس طرح محض شعور رکهتي هے ' اُسي طرح سراسر جمود سے بهي لبريز هوتي هے - اور يه که اُسکا يه جمود ترقي کے گوناگوں ميدانوں ميں اُسکے قدموں کے توازن کيليے ضروري هے -

سالها سال سے علماء اجتماع وهي کهه رهے هيں جو گستاؤ ليباں کا نظريه هے - ليکن کبهي اُن کے ذهن ميں يه حقيقت نهيں آئي که جماعت ' ايک جامد مخلوق هے - تغيير و تجديد بهت دير ميں قبول کرتي هے - اِس بارے ميں مجهے صرف ايک انگريز عالم کارل پيرسن کا قول ملا هے - وه کهتا هے :

" ڈارون اور اسپنسر کي تصانيف ميں بڑا فرق يه هے که اسپنسر کي کتابيں باوجود اپني تمام قوت و تاثير کے جلد مٹ جائينگي - برخلاف اس کے ڈارون کي کتابيں باقي رهينگي - کيونکه اُن ميں بے نظير بصيرت اور قوت ادراک موجود هے - اِن کتابوں نے انفرادي اور اجتماعي زندگي کے ليے ايسے اصول و مبادي پيش کرديے ' جنهوں نے دنيا کو قديم افکار کے بدلنے پر مجبور کرديا - نيز همارے اخلاقي مطمح نظر کو بهي اونچا کرنا اور همارے سامنے ميدان زياده وسيع کرنا شروع کرديا هے - بلا شبه اِن اصول و مبادي کا اثر بهت سست رفتار هے ' ليکن يه سست رفتاري همیں نا اميد نه کرے - سب سے قوي موثر ' جو همارے اجتماعي بقاء کي عمارت محفوظ رکهتا هے ' وه وهي صفت هے جسے هم سب سے زياده مکروه رکهتے هيں - يعني قدامت اور جمود کي صفت - اِسي قدر نهيں بلکه وه دهشت ناک مخالفانه صدائيں جو هر جديد فکر کے خلاف جماعت کي طرف سے بلند هوجاتي هے ' هماري اجتماعي زندگي کي حفاظت کے ليے قوي ترين موثر هيں - جماعت کا يه جمود اُس کے جسم کي محافظت کرتا هے اور نئے نئے تجربوں کا تختۂ مشق بننے نهيں ديتا - نيز صالح کو غير صالح اور اصلح کو غير اصلح سے متميز کر ديتا هے "

عالم مادي اور جماعات انساني کي تکوين ميں بهت بڑي مشابهت موجود هے - دونوں ميں ايسے عناصر موجود هيں جو اُن کے نظام و توازن کي حفاظت کرتے هيں - چنانچه جس طرح جوهر فرد (ايٹم) ميں دو متضاد کهربائي لهريں : ايجابي اور سلبي جاري هوتي هيں ' يا جس طرح تمام مادي دقائق ميں جذب و دفع کي دو مخالف قوتيں جمع هوتي هيں ' ٹهيک اُسي طرح اجتماع انساني ميں تقدم و جمود کے دو مخالف عناصر هوتے هيں - زندگي کے ليے موت لازمي هوتي هے اور موت کے ليے بعث (دوباره زندگي) ضروري هوتا هے - اِس طبقه پر غور کرنے سے هم سمجهه سکتے هيں که جماعت کي سلبي صفات جنهيں هم نا پسند کرتے هيں ' در حقيقت اُس کے بقاء کے ليے ناگزير هيں .

اِس حقيقت کو زياده وضاحت کے ساتهه سمجهنے کے ليے کوئي نرم ماده لے لو اور اُس پر دباؤ ڈالو ' تم ديکهوگے که دباؤ کے ساتهه هي اُس کي شکل بدل جائيگي - پهر دوباره اُسے دابو ' فوراً دوسري شکل اختيار کرليےگا - اس طرح هر دباؤ پر وه ايک نئي صورت ميں تبديل هوتا جائيگا - پس اگر انساني جماعت کي طبيعت بهي اِسي مادے کي طرح نرم هوتي ' اور اُس ميں جمود و قدامت پرستي کي ٹهوس صفتيں نه هوتيں ' تو ظاهر هے ' کيسي طوائف الملوکي اور انتشار پيدا هوجاتا ؟ روز روز اُس ميں تبديلياں هوتي رهتيں ' اور نظام انساني تهه و بالا هوکر ره جاتا -

تمام عملي فلسفے شمار کرو . سقراط کا مذهب ديکهو ' کلبي ' اِبي کوري ' رواقي ' مشائي ' وغيرهم کے مذاهب پر نظر ڈالو - اِس کے بعد غور کرو که اگر اجتماع انساني کا مزاج نرم مادے کي طرح هر وقت تبديلي قبول کرنے کي صلاحيت رکهتا ' تو اِن بے شمار اور متضاد مذاهب کي موجودگي ميں اُس کا کيا حال هوجاتا ؟ يقيناً اُس کا سارا نظام علم و فکر زير و زبر هوجاتا اور کوئي وسطی و اصلح راه پيدا نه هوتي -

يهي حال سياست ' دين ' زبان اور اُن تمام امور کا هے جن پر تمدن کے ستون قائم هين -

پس اب يه واضح هوگيا که تقدم و ارتقاء ايک ايجابي قوت هے ' جسے باوجود مقاومت کرنے کے سلبي قوت يعني جمود کي صفت مدد ديتي اور آگے بڑهاتي هے - اگر اجتماع انساني ايک مادي دقيقه هوتا تو اُسکے جواهر باهم جذب و دفع کے متضاد عملوں ميں مصروف نظر آتے - کيونکه يه متضاد عمل ' اُس کي هستي قائم رکهنے کيليے ضروري هے - ٹهيک اِسي طرح تقدم و جمود کي متضاد صفتيں بهي اجتماع انساني کے بقاء و دوام اور نشوء و ارتقاء کيليے لازمي هيں -

بنابريں همیں قدامت پرست جامدوں کو يک قلم برا نهيں سمجهنا چاهيے - انکا جمود بهي بقاء و حيات کيليے اسي طرح ضروري هے ' جس طرح تجدد اور تقدم پر عمل کرنے والوں کا وجود ضروري هے - جامدين ' اجتماع انساني کيليے ايک سلبي قوت هيں ' جو جماعت کي رفتار ميں اعتدال و توازن پيدا کرتے رهتے هيں -

(۳)

هربرٹ اسپنسر نے اپني کتاب " مبادي معاشرت و اجتماع " ما بعد الاليات کے تطور کي بحث سے شروع کي هے - وه کهتا هے تطور کي تين قسميں هيں : (۱) تطور غير عضوي اور اسکا تعلق آسمان و زمين اور سياروں کي بنا سے هے - (۲) تطور عضوي اور اسکا تعلق طبيعي ظواهر سے هے جنهيں هم طبيعت حيه اور مختلف درجوں کے نبات و حيوان کي ترکيب ميں مشاهده کرتے هيں - پهر وه مظاهر ذهني (سائيکا لوجي) جو اُن صور حيه کا خاصه هيں جو ترقي کي اُس حد کو پهنچ گئي هيں جهاں طبيعت تطور نے انهيں اِن مظاهر کا اهل بنا ديا هے - (۳) تطور ما بعد الاليات يا ما بعد العضويات - يه في الحقيقت حالت اجتماعي کا سن بلوغ اور جماعت کے افراد ميں تقسيم عمل هے -

اگر هم اِس اصول کي تحليل کريں اور اپنے موضوع پر اُسے تطبيق ديں ' تو همیں ماننا پڑيگا که تطور مابعد الاليات ' نشوء کا وه آخري درجه هے جس تک حيواني جماعتوں کي ترقي پهنچي هے - انسان بهي اِس سب ميں حيوان کا شريک هے بلکه مابعد الاليات ميں اُس زياده سے زياده ترقي تک پهنچ گيا هے جهاں تک حيوان سے پهنچنا ممکن هے - اگر يهي هے تو پهر انسان کو باقي مخلوق پر کيا امتياز حاصل هے ؟ انسان کا امتياز يه هے که وه اپنے مابعد العقليت سے ايک ايسي قوت حاصل کرتا هے جسکے ذريعه اپني عقل کو اپنے مجموع کي بهلائي ميں لگاتا هے !

قبول کر لیتیں اور آن پر عمل کرنے میں تیزي سے پیش قدمي کرتي هیں - لهذا وه زیاده انقلاب پسند هیں -

برخلاف اِنکے اِنگلو سکسن (انگریزي) قومیں ' زیاده عملي هیں - محض نظریوں سے متأثر نہیں هوتیں - آن کے جذبات اور دماغي رجحان زیاده پائدار هیں - وه انقلاب کي طرف کم مائل هوتي هیں - جرمن قوموں کا بهي یهي حال هے ' مگر ان میں احساس کسي قدر زیاده هے -

روس ' روحاني و نظري خیالات کي طرف سب سے زیاده مائل هیں - کمزور عقل اور کمزور اراده رکهتے هیں - اِسي لیے هر انقلابي دعوت کو لبیک کہنے کے لیے طیار رهتے هیں - اِس خصوصیت میں اگر آن پر کوئي سبقت لے گیا هے تو وه یهودي هیں - یه قوم باغیانه دماغ رکهتي هے اور هر جگه بغاوت کي تخم ریزي کرتي هے - ایک محقق نے بتلایا هے " اجتماعي نظامات پر سب سے زیاده نکته چیں اور بغاوت کي سرگرم دعوت دینے والي کتابیں زیاده تر یهودیوں هي کے قلم سے نکلي هیں - حتیٰ که موجوده سوشیلزم یا بالشویزم بهي ایک یهودي هي کي ایجاد هے - اِس کا نام کارل مارکس تها - اور اِس مذهب کے بڑے بڑے ارکان مثلاً لینن ' ٹراسکي وغیره سب یهودي النسل هیں - یهودیوں کے اِس خاصے کے دو سبب هیں : اول یه که وه سامي نسل هیں - اور معلوم هے که سامي نسل فطرتاً خیالیات و نظریات کي دلداده هوتي هے - دوسرے یه که مخصوص اجتماعي حالات نے یهودیوں کا دماغ باغیانه کر دیا هے - دنیا میں شاید سب سے زیاده مصیبتیں اِسي قوم نے برداشت کي هیں اور یه اِسي کا نتیجه هے که آسمیں بغاوت و انقلاب کي روح قائم هوگئي هے -

پهر یه بات بهي خاص طور پر یاد رکهنے کي هے که جو قومیں جمود و تقلید کي زیاده دلداده هوتي هیں اور حالات کي تدریجي تبدیلي کے ساتهه اپنے تئیں بدلتي نہیں رهتیں بلکه اپنے جمود پر اڑي رهتي هیں ' وه اگرچه دیر میں انقلابي روح سے متأثر هوتي هیں مگر جب ایک دفعه هو جاتي هیں تو پهر آنهي میں سب سے بڑا انفجار بهي هوتا هے اور اچانک آن کي سوسائٹي درهم برهم هو جاتي هے - اِس اصل کي بنا پر پیشین گوئي کي جاسکتي هے که هندوستان میں جب کبهي انقلاب هوگا تو نهایت هي هولناک هوگا اور پوري موجوده سوسائٹي کو درهم برهم کر ڈالے گا - کیونکه یه ملک سخت جمود کي حالت میں رها هے اور تدریجي ترقي سے برابر انکار کرتا رها هے - هندوستان میں جب انقلاب آئے گا تو دنیا بهر کے انقلابات سے زیاده موثر ثابت هوگا اور شاید سوسائٹي کي موجوده کوئي چیز بهي باقي نه چهوڑے گا - عادات و اطوار ' رسم و رواج ' خیالات و افکار غرضکه کوئي شے بهي آس کي ضرب سے نه بچے گي - اگر ایسے هولناک انقلاب سے بچنا هو تو آسکي صرف یهي ایک تدبیر هے که ابهي سے ملک کو تدریجي ترقي پر لگایا جائے - جوں جوں حالات بدلیں ' ملک میں بهي تبدیلي پیدا کي جائے - ورنه موجوده جمود اور ٹهراؤ ' آینده قیامت کا پیش خیمه بننے والا معلوم هوتا هے -

* * *

علم اور دین

کیا فی الحقیقت علم اور دین دو متحارب فریق هیں ؟

ره ره کر شور اٹهتا هے که دین اور علم میں نزاع قائم هے ' اور یه که علم اور دین ' دونوں کي فطرت میں اِس عداوت و تنافر کي بنیادیں مخفي هیں - بلا شبه یه دعویٰ ایک مدت سے زباں زد خاص و عام هے - مزید برآں تاریخ سے بهي اِسکي شهادت ملتي هے - صرف تاریخ هي نہیں ' خود همارا مشاهده بهي اِسکي تائید کرتا هے - لیکن بایں همه ابتک کوئي قطعي ثبوت اِس دعوے کي صحت کا نہیں ملا - تاریخي واقعات اور همارے مشاهدے کتنے هي کثیر هوں ' تاهم یقیني طور پر ثابت نہیں کر سکتے که دین اور علم کے طبائع فی الحقیقت باهم متضاد هیں -

موجوده تمدني حالات پر ایک سر سري نظر ' اس دعوے کے مشکوک کر دینے کے لیے کافي هے - موجوده عهد میں مادي علم کا دهارا اتني شدت و قوت سے بهه رها هے ' جس کي نظیر کسي پچهلے زمانے میں نہیں مل سکتي - لیکن با وجود اس کے ٹهیک علم کے پهلو به پهلو ' هم دیني روح کو بهي پوري مضبوطي سے قائم پاتے هیں - کسي عهد میں بهي دیني روح انساني قلوب میں به حثیت عمومي اس سے زیاده راسخ نہیں هوگي ' جتني اِس وقت هے - بے شک هم تسلیم کرتے هیں که دنیا پر ایسے تمدني دور گزرے هیں جن میں وقتي طور دین کا دبدبه گهٹ گیا اور مادیت کے غوغا پر آسکا نعره غالب نه آ سکا ' لیکن ساتهه هي همیں یه بهي تسلیم کرنا چاهیے که خارج میں دین کي آواز کتني هي پست کیوں نه هوگئي هو ' روح کے اندر آسکي بنیادیں همیشه یکساں طور پر استوار رهي هیں - انسانیت کي پوري تاریخ میں ایک لمحه بهي ایسا بتایا نہیں جا سکتا ' جس میں دیني یقین و ایمان کے ستون متزلزل هوگئے هوں -

اگر واقعي دین اور علم میں معرکه برپا هوتا تو ابتک مدت کا فیصله بهي هو چکا هوتا - ۲۵ - صدیوں سے یه دونوں نام نهاد حریف پهلو به پهلو چل رهے هیں - مگر ابتک دنیا نے آنکا کوئي فیصله کن معرکه نہیں دیکها - کیا یه طویل و عریض مدت بهي فیصله کے لیے کافي نه تهی ؟

لیکن فیصله هوتا کیونکر؟ دونوں میں اگر فی الحقیقت کوئي نزاع هوتي تو آس کا فیصله بهي وقوع میں آتا - یهاں سرے سے جنگ هي نہیں هے - حقیقت یه هے که یه دونوں اپنے لیے فکر انساني میں بالکل الگ الگ میدان رکهتے هیں - یهي سبب هے که دونوں اپني اپني جگهه پر باقي و قائم هیں - دونوں کا کهیں بهي حقیقي تصادم نہیں هوتا - دونوں فکر انساني کے دو علحده علحده مظهر هیں -

لیکن اگر حقیقت یه هے تو پهر آس طویل اور خونیں تاریخ کي هم کیا توجیهه کریں جبکه دیني پیشواؤں نے علم کا گلا گهونٹنے کي کوششیں کیں ؟ نیز آس مبازرت طلبي کي کیا تاویل کریں جو اصحاب علم کي طرف سے اِس وقت تک دین کو دي جا رهي هے ؟

اِس کا جواب یه هے که اگر هم یه تسلیم کر لیں که وه دین جو طبیعت انساني کا ثمره هے ' اور وه علم جو عقل انساني کا نتیجه هے ' دونوں میں کبهي تصادم نہیں هوا ' جو تصادم هوا هے وه سراسر آس دین

" میرے خیال میں سرکاري وکیل کي منطق یه خواهش تو نه رکهتي هوگي (قهقه)

" اِس مسئله کے صاف کردینے کے بعد اب میں اصلي موضوع پر متوجه هوتا هوں -

" جج اور جیوري ! اُس ضابطۂ قانون میں ' جسے هم " قدیم یورپین ضابطۂ قانون " کهه سکتے هیں ' ایک ایسا قانون موجود هے جس کي منسوخي پر گزشته سو برس سے تمام فلاسفه ' مفکرین ' اور حقیقي سیاست داں زور دے رهے هیں - سب کا بیک زبان مطالبه رها هے که " مقدس تعزیرات " سے یه قانون همیشه کے لیے نکال دیا جائے -

" اِس قانون کے متعلق بکاریا نے کها تها " یه بے دین قانوں هے " فرانڈلین کها کرتا تها " یه خوفناک قانون هے " لیکن همیں معلوم هے اِن دونوں پر کبهي توهین قانون کا مقدمه نهیں چلایا گیا -

" اِسي قانون کے بارے میں لوئي فلپ نے (جس کا نام میں اُس احترام کے بغیر نهیں لے سکتا جو پیري اور بد نصیبي کے لیے اور هر اُس شخص کے لیے ضروري هے جو اِس قانون کی قربان گاہ پر بهینٹ چڑها هو) کها تها " زندگي بهر میں اس سے نفرت کرتا رها هوں " اِسي قانون پر مسیو جیزو اور مسیو دي بروگلي نے سختي سے نکته چیني کي تهی -

" یهي وه قانون هے جسے هماري پارلیمنٹ نے اب سے بیس برس پہلے تسلیم کیا هے - یعني اکتوبر سنه ۱۸۳۰ ع میں - حالانکه ٹهیک اِسي زمانه میں ایک نیم وحشي امریکن پارلیمنٹ نے اپنے ملک کے ضابطۂ قوانین سے خارج کردیا تها -

" یهي وه قانون هے جسے تین سال هوئے فرنکفورٹ کانگریس نے منسوخ کیا - اور اِسي کو چند سال هوئے انجمن جمهوریت رومان نے باطل کردیے جانے کا فیصله کیا هے -

" یهي قانون هے جسے هماري مقنن مجلس نے سنه ۱۸۴۸ ع میں بڑے پس و بیش کے بعد منظور کیا تها - یهي وه قانون هے جو اِس وقت جب که میں تقریر کر رها هوں اُن دو تجویزوں کے رحم پر زنده هے جو اُس کے خلاف هماري مقنن مجلس میں پیش هیں -

" یهي وه قانون هے جسے تسکانیا اور روس ' دونوں ٹهکرا چکے هیں ' اور اب وقت آگیا هے که فرانس بهي اُسے نفرت سے ٹهکرا دیے-

" یهي وه قانون هے جس کے سامنے سے انساني ضمیر نفرت و کراهت کے ساتهه بهاگتا هے -

" وه قانون کیا هے ؟

" قتل !

" اور اے حضرات ! یهي وه قانون هے جس نے آج یه مقدمه پیدا کیا هے - یهی همارا حقیقي دشمن هے - ممکن هے سرکاري وکیل کو غصه آجائے - لیکن میں یه کهے بغیر نهیں ره سکتا که اُس کے پیچهے بهي یهي قانون چهپا کهڑا هے (قهقه)

" مجهے اعتراف هے که مسیو لیوں فوشر کي طرح گزشته بیس برس سے میں بهي یقین کرتا تها که " اب گلوتین ' عام میدانوں میں ظاهر نهیں هوگي - لیکن مجهے یه بهي یقین تها که اب گلوتین ' قانوني نقاب اوڑهتي جاتي هے - اب اُس کی حیثیت پہلے سے بهتر هوگئي هے - اب اُس نے میدان چهوڑ دیا هے ' جهاں سورج چمکتا اور مخلوق جمع هوتي هے - اب وه سڑکوں کا هجوم پسند نهیں کرتي - اب اُس کا تماشه دل پسند نهیں رها - اب وه تماشه تاریکي میں دکهاتي هے - " سان جاک " کے قید خانے میں - خالي جگه میں - لوگوں کي نظروں سے دور - میں اِس پر مطمئن هوا - میں نے اُسے اپنا منهه چهپاتے دیکها ' اور اِس شرم و حیا پر مبارک باد دي - لیکن اے حضرات ! یه میري غلطي تهي - کیوں که اُس نے بهت جلد اِس عارضي حیا کا پرده چاک کرڈالا اور انتهائي بے شرمي کے ساتهه باهر نکل آئي !

" سان جاک کا قید خانه یقیناً اِس ملکۂ قتل (یعنی گلوتیں) کے لیے توهین آمیز هے - لهذا اب همیں طیار هو جانا چاهیے که جلد اُسے پهر عام میدانوں میں سورج کے نیچے دیکهینگے - جلادوں کي قطاریں اُس کے سامنے کهڑي هونگي - مسلح پولیس اور فوج اُس کے اعزز میں دست بسته هوگي - بهت ممکن هے اُس کا تخت خونیں ' اُسي بلدیه (کارپوریشن) کے روشن دانوں کے نیچے بچهایا جائے ' جس کي کهڑکیوں میں کهڑے هوکر بعض نالائقوں نے ۲۴ فروري کو اُسے چلا چلا کر گالیاں دي تهیں -

" اب گلوتیں پهر طیاري کر رهي هے - اُس نے سوچنا شروع کردیا هے که مضطرب هیئت اجتماعیه کو اپنے استقرار کے لیے ' پهر تمام پچهلي روایات کي طرف لوٹ جانا چاهیے - چونکه وه خود بهي ایک قدیم رسم هے ' اس لیے اُسے بهي از سر نو آگے بڑهنا چاهیے - وه تمام مصلحین کے خلاف احتجاج بلند کررهي هے ' کیونکه اُنهوں نے انتهائي گستاخي کے ساتهه اعلان کیا تها که سر کاٹنے کا آله اُس مجمع کا نشان نهیں هوسکتا ' جس کي کتاب ' انجیل هے !

" وه اِن مصلحین پر سخت خفا هے - کیونکه محسوس کرتي هے که اِن خیالي آدمیوں کے سامنے ' جو نظام اطاعت نهیں جانتے ' وه بے وقعت هوتي هے (قهقه) وه چاهتي هے دنیا بهر اُسکی عظمت کا راگ گائے اور اُسکے سامنے تعظیم سے جهک جائے اگر ایسا نهیں هے تو وه خفا هو جائیگي ' اپنی توهین پر شور مچائیگي ' عدالت میں دعوی کریگي ' اور معاوضه طلب کریگي " (قهقه)

جج — مقرر کے بیان پر استحسان یا مذمت کا اظهار قطعي طور پر ممنوع هے - اِس موقعه پر قهقه نهایت نا مناسب هے -

وکٹر هیگو (تقریر جاري رکهتے هوے) " یه ملکۂ معظمه (گلوتین) خون کي مالک هے - لیکن وه اِسے کافي نهیں سمجهتي - وه جرمانے اور قیدخانے کي بهي حاکم بننا چاهتي هے -

" محترم عدالت ! جس دن میرے سامنے وه پروانه پیش کیا گیا جو میرے لڑکے کے نام آیا تها - یعني اِس مقدمه کا سمن ' (آج کل هم کتنے عجائبات دیکهه رهے هیں اور همیں عجائبات دیکهنے کا کس قدر عادي هونا چاهئے ؟) مجهے اعتراف کرنا چاهئے که وه پروانه دیکهکر میري حیرت کي کوئي حد نه رهی - میں نے تعجب سے کها - کیا ؟ . . . تو کیا اب هم اِس حد تک پهنچ گئے هیں ؟ کیا اب هم اِس وجه سے مجرم قرار پائینگے که عقل ' ضمیر ' آزادي خیال ' اور قانون طبیعت کے حامي هیں ؟ کیا اب هم سے صرف مادي احترام کافي سمجها نهیں جاتا (جس سے همیں کبهی انکار نهیں هوا ' جو هم پر واجب هے ' اور جسے هم فعلاً پیش بهي کر رهے هیں) بلکه اب هم سے مطالبه کیا جا رها هے که معنوي احترام بهي اِن سزاؤں کیلیے پیش کریں جو انساني ضمیر کو پاش پاش کر رهي هیں - جنهیں دیکهکر هر عقلمند کا رنگ فق هو جاتا هے - جنسے دین نفرت کر رها هے ؟ وه سزائیں جو سنگ دلي سے بهي بڑه کر ایک برائي هیں - جنکے نفاذ کے بعد اُنکي تلافي محال هے - جو بالکل اندهي هیں - وه سزائیں جو انساني خون سے تر بتر هیں - جو دین سے بالکل دور هیں - وه جب مجرم کے سر پر نازل هوتي هیں تو شبه هوتا هے که انسانیت اِس عالم میں موجود نهیں هے - جب بے گناه پر پڑتي هیں تو خود خدا کے وجود میں شک پیدا هو جاتا هے . . .

کیا قانون کي نکته چیني، قانون کي توهین هے ؟

تاریخ قوانین مدینه کا ایک صفحه

وکٹر هیگو کي تقریر اپنے لڑکے کي حمایت میں

(۱)

سنه ۱۸۵۱ کا واقعه هے که فرانس میں ایک مجرم کو قتل کي سزا دي جا رهي تهي - مجرم نے گلوٹین (انقلاب فرانس کے آلۂ قتل) پر چڑهنے سے انکار کیا ' شور مچایا ' واویلا کیا ' نوحه و بکا کیا ' سخت جسماني مزاحمت کي ' مگر اُسکي کوئي سعي کارگر نهیں هوئي - عدالت فیصله کر چکي تهي - جلادوں نے بے دست و پا کرکے اُسے گلوٹین پر چڑهایا اور قتل کردیا گیا -

فرانس کے مشهور شاعر و کاتب وکٹر هیگو کے لڑکے چارلس هیگو نے یه منظر اپني آنکهوں سے دیکها ' تو بے اختیار هوگیا اور قتل کي سزا کے خلاف اخبار L, Evenement میں ایک مضمون شائع کیا - حکومت کي نظر سے یه مضمون گزرا تو کاتب پر قانون کي توهین کا مقدمه دائر کیا ' کیونکه اِس مضمون میں براہ راست قانون کي اِس نوعیت پر حمله کیا گیا تها -

اِس واقعه نے فرانس میں سخت هلچل ڈال دي - بیک وقت دو بحثیں پیدا هوگئیں : سزائے قتل کي اخلاقي حیثیت اور قانون کي " نکته چیني " اور قانون کي " توهین " میں فرق - اِنهي دونوں اهم بحثوں پر وکٹر هیگو نے ۱۱ جون سنه ۱۸۵۱ کو عدالت میں ایک بهت هي بلیغ اور پر زور تقریر کي - اِس موضوع پر یه تقریر بے نظیر سمجهي جاتي هے - اِس مین فرانس کے شاعر نے قوت واستدلال اور قوت خطابت دونوں کا بهترین مظاهره کیا هے -

اِس تقریر کي قانوني اور ادبي ' دونوں حیثیتیں ایسي هین که ضروري هے ' اردو علم ادب اس سے خالي نه رهے - هم نے حتی الوسع لفظي ترجمه کیا هے -

(وکٹر هیگو کي تقریر)

" سرکاري وکیل کے ابتدائي الفاظ سننے کے بعد میں نے یقین کرلیا تها که وه الزام سے دست بردار هو جائیگا - لیکن میرا یه یقین ' محض بے بنیاد وهم ثابت هوا اور بهت جلد دور هوگیا - سرکاري وکیل نے متعدد کوششیں کیں (جو سب کي سب نا کام رهیں) که موضوع کو محدود و محصور کردے - لیکن موضوع کي طبیعت نے اُسے تفصیل پر مجبور کر دیا - نتیجه یه هوا کے تمام پهلو روشني میں آ گئے ' اور وکیل کي خلاف مرضي معامله نے اپني پوري اهمیت حاصل کرلي - لیکن مجهے اِس نتیجه پر کوئي شکایت نهیں هے -

" میں اب بلا کسي تمهید کے فوراً الزام کا مقابله کرتا هوں -

" لیکن سب سے پهلے همیں ایک بنیاد پر متفق هو جانا چاهیے - کیونکه مشهور مقوله هے " موضوع کي عمده تعریف ' عمده بحث پیدا کرتي هے " پس همیں سب سے پهلے یه طے کر لینا چاهیے که " قانون کي حرمت " کے معنیٰ کیا هیں ؟ یه اس لیے که آج کي بحث کي بنیاد یهي مسئله هے -

" نا ممکن هے اِس جمله کے معنے یه هوں که قانون کي حرمت کے بهانے سے قانون پر نکته چیني روک دي جائے - اِس جمله کے معني اس سے زیاده کچهه نهیں هو سکتے که قانون کي تنفیذ کا احترام کیا جائے اور بس - یه جمله ' نکته چیني کي پوري آزادي دیتا هے ' سخت سے سخت نکته چیني کي بهي ' بلکه مذمت کي بهي - صرف ایک قانون هي کي نهیں بلکه خود ملک کے دستور (کانسٹي ٹیوشن) کي بهي جو سب سے اعلیٰ قانون هوتا هے -

" یه جمله همیں پوري آزادي دیتا هے که تشریعي قوت (قانون ساز قوت) کو کسي " خطرناک " قانون کي منسوخي پر آماده کریں - اِسي قدر نهیں بلکه یه همیں اجازت دیتا هے که قانون کي راه میں هر قسم کي اخلاقي اور معنوي دشواریاں حائل کریں - بلا شبه وه همیں مادي دشواریاں پیش کرنے کي اجازت نهیں دیتا -

" قانون نفذ هونے دو ' اگرچه کتنا هي خراب ' کتنا هي ظالمانه ' کتنا هي وحشیانه هو - اپنے دل و دماغ کے سامنے اُسکي شکایت کرو - مقنن سے شکوه کرو - مگر خود قانون کو روکو نهیں - اُسے جاري هونے دو - ببانگ دهل کهو که وه خراب هے - ظالمانه هے - وحشیانه هے - لیکن اُسکي راه روک کر کهڑے نه هو -

" هم نکته چیني کرینگے - مذمت کرینگے - مگر بغاوت نهیں کرینگے - یهي وه حقیقي معنیٰ هیں ' یهي وه وحید معنیٰ هیں " قانون کے احترام " کے ' اگر یه نهیں تو اے حضرات ذرا غور تو کیجیے -

" قانون سازي کا مشکل عمل دو قسموں پر منقسم هوتا هے : مقنن اور اخبارات - اگر میري تشریح قبول نه کي جائے تو اِسکا نتیجه اسکے سوا کچهه نهیں هو سکتا که دوسري قسم معدوم هو جائیگي - کیونکه اخبارات کا فرض هے که قوانین پر نکته چیني کرکے مقنن کو قانون سازي میں مدد دیں ' وه مدد جس کے بغیر کوئي قانون مکمل نهیں هو سکتا - جب یه قسم معدوم هوجائیگي تو قدرتي طور پر پهلي قسم ' یعني مقنن کا وجود بهي بیکار هو جائیگا - یعني هماري پارلیمنٹ معطل هو کر ره جائیگي اور اُس کے لیے اِس کے سوا کوئي کام باقي نه رهے گا که همیشه کے لیے بند هو جائے -

---

فرد اور جماعت کبهي متفق نهیں هوتے - وه همیشه دو متضاد وجود هیں - دونوں کي طبیعت ایک دوسرے سے بالکل مختلف هے - دلیل یه هے که ایک هي زمانه میں رهنے والے افراد کي عظیم تعداد کبهي بهي جماعت کے تطور اور اُسکے مظاهر پر متنبه نهیں هوتي اور نه اس تطور کو بهلائي اور امن کي طرف لانے کي کوشش کرتي هے - فرد جماعت کے تطور سے خود بهي تطور حاصل کرتا هے - لیکن اُسکے وقوع کي اُسے هرگز کوئي خبر نهیں هوتي - پهر خود جماعت بهي اپنے تطور کا کوئي احساس نهیں کرتي ' یهانتک که امتداد زمانه ' جماعت کے تدریجي تطور کو نمایاں کر دیتا هے اور آئنده نسلیں اُسے محسوس کرتي اور دیکهتي هیں -

فرد کا جماعت کے شعور کے ماتحت آجانا اُسے اپني مستقل عقلیت سے دور کر دیتا هے - جماعتي شعور کا دهارا اُسے جدهر چاهتا هے ' بها لیجاتا هے : شر کي طرف یا خیر کي طرف - جماعتي شعور اور انفرادی عقلیت کي جنگ نے پوري انساني تاریخ بنائي هے - تمام جنگي حوادث ' اجتماعي انقلابات اور مختلف مدنیتوں کے قیام میں همیں هر جگهه یهي حقیقت نمایاں نظر آتي هے - یهي روح ' انسانیت کي گردن پکڑے همیشه کهینچتي هوئي دکهائي دیتي هے -

مگر اِن کوششوں کے باوجود بھي شهر عکاء صلیبیوں کے قبضه میں باقي رها ' اور اُن تمام نقصانوں کي تلافي کرتا رها جو اُنهیں اپنے مشرقي مقبوضات سے محرومي کي وجه سے پهنچے تھے - یه دیکھکر ملک اشرف بن قلاؤں نے چاها ' یه مقام بھي اُن سے واپس لے لیا جاے - چنانچه اُس نے حمله کیا اور سنه ۱۲۹۱ ع میں کامیاب هو گیا -

عکا کے واقعه کے بعد مشرق کي فتح کے دروازے ایک مرتبه پھر مغرب پر بند هوگئے - لیکن وه نا امید نه هوا ' اور روم کے پاپا اور یورپ کے پادشاه برابر حمله کي طیاریاں کرتے رهے - چنانچه چارلس هشتم شاه فرانس نے عزم مصمم کرلیا تھا که اپنے جنگي بیڑوں کي قوت سے فلسطین اور مقامات مقدسه پر قبضه کرلے - لیکن تجارتي مفاد نے اُس وقت جنگي کارروائیاں کرنے کي اجازت نهیں دي - اور مشرق و مغرب کا تصادم هوتے هوتے رک گیا -

عکا کي فتح کے بعد مشرقي تجارت کي باگیں مصر کے هاتھه آگئي - اب بحر متوسط کي تجارت پیشه قوموں کیلیے اِسکے سوا کوئي چاره نه تھا که اسکندریه ' دمیاط ' اور بیروت کے بازاروں کا طواف کریں - چنانچه وینس اور جنیوا وغیره کے تاجر اِن بازاروں پر ٹوٹ پڑے - کیونکه مشرق کي مصنوعات او هندوستان کي پیداوار حاصل کرنے کا آور کوئي دوسرا راسته اُنکے سامنے موجود نه تھا - اُس زمانے میں هندوستان کے گرم مسالے یورپ میں از حد مقبول تھے اور غذا کا لازمي جزء بن گئے تھے - یه مسالے بھي مصر هي کے راستے یورپ کو حاصل هوتے تھے -

اِس تجارتي مرکزیت نے مصر کو دولت و ثروت کا بھي مرکز بنا دیا - بادشاه اور باشندے مالا مال هوگئے تھے - تمام یورپ میں قاهره " قاهرهٔ عظمى " کے نام سے پکارا جاتا تھا !

(راس امید کي دریافت)

تقریباً دو سو برس تک یهي حالت رهي - یهانتک که سنه۹۲۲ھ (۱۵۱۶ع) میں مصر اپني آزادي سے محروم هوگیا - اُسکي تجارتي مرکزیت کو شاید اب بھي کوئي نقصان نه پهنچتا لیکن مصیبت یه هوئي که اُسي زمانے میں پرتگالیوں نے " راس امید " دریافت کرلي اور اس طرح مصر کي سیاسي اور تجارتي ' دونوں اهمیتیں ختم هوگئیں -

راس امید ' اتفاقیه طور پر دریافت نهیں هوا بلکه ضرورت نے اُسکي طرف رهنمائي کي تھي - یوں کهنا چاهئے که هندوستان کي تجارت اُس کا باعث هوئي - حقیقت یه هے که قدیم زمانے سے هندوستان ' دنیا کي سیاست میں زبردست موثر رها هے - اسکي فتح کے لیے دنیا میں بے شمار انقلاب پیدا هوئے اور بے شمار ملکوں کي آزادیاں پامال هوئیں - یهي نهیں بلکه نئي دنیا یعني امریکا کا انکشاف بھي اِسي هندوستان کي طمع و شوق میں هوا -

عکا سے محروم هوجانے کے بعد یورپ نے دیکھا که مشرق اور هندوستان کي تجارت کیلیے اب وه یک قلم مصر کے رحم پر هے ' اور بلا وجه مصر کو بے شمار محصول ادا کرتا هے - چنانچه عقلاء یورپ نے غور کرنا شروع کیا که هندوستان تک پهنچنے کي کوئي ایسي راه نکلے جسمیں مصر کا توسط نه هو - اِس مشکل کے دو حل اُنکے سامنے آئے : اول یه که بحر اتلانتک میں مغرب کي طرف سیدھے چلے جائیں ' یهانتک که هندوستان کے ساحل پر پهنچ جائیں - دوسرے یه که افریقا کا چکر لگا کر هندوستان پهنچیں -

یه دونوں نظریے ' پہلے جنیوا میں پھر لشبونه (پرتگال) میں مشهور هوئے - لشبونه سے یه خیال اسپین پهنچا اور یه دونوں ملک اُس پر سنجیدگي سے غور کرنے لگے -

(کولمبس کي مهم)

پهلا نظریه یعني بحر اتلانتک میں غرباً سفر ' سب سے پہلے جنیوا کے ایک باشندے کولمبس نے پیش کیا - میں کهتا هوں " سب سے پہلے " حالانکه اِس سے میري مراد " اهل یورپ میں سب سے پہلے " هے - کیونکه یه ایک تاریخي حقیقت هے که کولمبس سے بهت پہلے اندلس اور مصر کے مسلمان اِس پر غور کرچکے تھے - صرف غور هي نهیں بلکه اُسے عمل میں بھي لا چکے تھے ' اگرچه کامیاب نه هوسکے -

میرا فرض هے که یه تاریخي حقیقت ' جس پر انسان اور زمانے کي ناانصافیوں نے پردے ڈال رکھے هیں ' روشني میں لے آوں -

علماء یورپ همیں بتاتے هیں که سب سے پہلے کولمبس کو خیال پیدا هوا که بحر اتلانتک میں غرباً چلنے سے هندوستان تک پهنچ سکتے هیں - چنانچه یه خیال لے کر وه لشبونه گیا اور جان ثاني شاه پرتگال کے سامنے پیش کیا - لیکن یه بادشاه بد نصیب تھا اُس نے کولمبس کي بات نه ماني بلکه اُسے مجنوں قرار دیا - کولمبس خفا هوکر اسپین چلا گیا اور فردیننڈ اور ملکهٔ ایزابلا کے سامنے اپنا نظریه پیش کیا - نتیجه یه نکلا که وه نئي دنیا تک پهنچ گیا جس کا نام اُس وقت لوگوں نے " مغربي هند " (Indes Occiden Tales) (۱) رکھا تھا کیونکه کولمبس کا اراده ' هندوستان پهنچنے کا تھا - اِسي کي تلاش میں امریکه نکل آیا - اِسي لیے اُسے هندوستان هي سے تعبیر کیا گیا -

لیکن جب که کولمبس ' لشبونه میں یه خیال لیے هوئے بحر اتلانتک کي متلاطم موجوں پر امید کي نظریں ڈال رها تھا ' تو کیا اُس کے دل میں یه خیال بھي گزرا تھا که اِسي لشبونه میں کھڑے هوکر عرب ٹھیک اِسي مقصد بلکه اِس سے بھي بڑے مقصد سے سمندر پر نظریں ڈال چکے هیں ؟

کیا کولمبس کو یه خبر پهنچي تھي که اِسي لشبونه کے مسلمانوں نے اُس سے بهت پہلے اراده کیا تھا که بحر ظلمات میں تحقیقات کے لیے دوڑ آئیں ؟

کولمبس کو شاید معلوم نه هوا هو ' لیکن یه واقعه تاریخ کے صفحات پر ثبت هے - لشبونه کے اُن مسلمانوں میں سے جو " مغررین " کے لقب سے مشهور هیں ' آٹھه عم زاد بھائیوں نے کمر همت چست کي - جهاز طیار کیے - کئي مهینے کا کھانا پاني جمع کیا ' اور اُس هوا کے آغاز پر جو اُنهیں مغرب کے کناروں تک لیجا سکتي تھي ' بحر ظلمات میں روانه هوگئے - اُن کے سفر کا حال شریف ادریسي نے اپني کتاب " نزهة المشتاق في اختراق الافاق " میں لکھا هے - اهل لشبونه اپنے اِن " مجنونوں " کو بھولے نهیں بلکه اُن کي یادگار باقي رکھنے کے لیے اپنے شهر کے ایک محله کا نام " درب المغررین " رکھدیا -

---

(۱) گیارهویں صدي هجري کے عرب مصنفین کي کتابوں میں بھي امریکا کا نام (الهنود المغربیة) لکھا هے - دیکھو مقدمه " کتاب العز و المنافع للمجاهدین بالبارود و المدافع " جو مصر کے سلطاني کتب خانے میں محفوظ هے -

" لیکن نہیں ! نہیں ! هرگز نہیں ! هم ابهي إس حد تک نہیں پہنچے هیں . . . میں نے کہا مجھے پروانه دیکھکر سخت حیرت هوئي (آپ عنقریب جان لینگے میري حیرت کس درجه عظیم تهي) کیونکه میں نے خیال کیا ' اگر اِس " جرم " کا کوئي حقیقي مجرم هے ' تو وہ میرا بیٹا نہیں ' خود میں هوں -

" میں اِس وقت عدالت کے سامنے پوري صفائي سے اعلان کرتا هوں که اِس جرم کا حقیقي مجرم میں هوں ' میں ! کیونکه گزشته ۲۵ سال سے میں هي اِن سزاؤں کے خلاف هر ممکن ذریعه سے جنگ کر رها هوں -

" میں تصریح کرتا هوں که گزشته ۲۵ سال سے میں نے هر طریقه سے " انساني زندگي کي حرمت " بچانے کي کوشش کي هے - یعني وهي جرم کرتا رها هوں جو اِس وقت میرے لڑکے پر عائد کیا جا رها هے - میں نے یه جرم اپنے لڑکے سے بہت پہلے شروع کیا تھا ' اور اِس سے کہیں زیادہ سخت طریقه پر اُسکا ارتکاب کرتا رها هوں - مہربان سرکاري وکیل ! دیکھو ' میں خود اپنے خلاف گواهي دے رها هوں - میں اقبالي مجرم هوں - حلفیه اقبال کرتا هوں - میں نے هر موقعه پر یه جرم کیا هے - بار بار کیا هے - اصرار کے ساتھه کیا هے - همیشه کرنے کا عزم رکھا هے - یه عزم اِس وقت بهي میرے قلب میں موجود - بلکه اِس وقت بهي میں اِس جرم سے آلودہ هو رها هوں - خود عدالت کے سامنے آلودہ هو رها هوں !

" هاں . . . میں خود اپني زبان سے بغیر کسي جبر و اکراہ کے اپنے جرم کا اعلان کرتا هوں - میں اعلان کرتا هوں که میں زندگي بهر اُن تمام قوانین کي بیخ کني کرتا رها هوں جو وحشیانه هیں - میں همیشه اِس بڑھے قانون کا دشمن رها هوں جو کہتا هے " آنکھه کے بدلے آنکھه اور دانت کے بدلے دانت " محترم جج اور جیوري ! میں آپکے سامنے قسم کھا کر کہتا هوں که آئندہ بهي زندگي بهر ایسے تمام قوانین سے جنگ کرتا رهونگا - میں ایک مصنف کي حیثیت سے عمر بهر اپنے قلم سے اُنکي مخالفت کرونگا ' اور ایک مقنن کي حیثیت سے اپني آواز همیشه اُنکے برخلاف بلند رکھونگا -

" اے حضرات ! میں اعلان کرتا هوں (یه کہکر مقرر نے حضرت مسیح علیه السلام کی تصویر کے طرف اپنے دونوں هاتھه پهیلا دیے جو عدالت کے کمرے میں آویزاں تهي) اِس ذات کے سامنے جو اِسي قانون قتل کي قربان گاہ پر بهینٹ چڑھائي گئي ' جسکے سامنے اِس وقت هم کهڑے هیں - یه مقدس تصویر همیں اِس وقت دیکھه رهي هے - میں اِس مقدس " قرباني " کے سامنے قسم کے ساتھه یه اعلان کرتا هوں - یه وہ هستي تهي جسنے انسانیت کي ابدي تعلیم کي خاطر ' اپنے تئیں جلادوں کے حواله کر دیا - انساني قانون نے اُسے سولي پر لٹکایا ' حالانکه اُسکا وجود خود " قانون الهي " تها -

" هاں میں اِسي تصویر کے روبرو بار بار کہتا هوں که میرے لڑکے نے جو کچھه لکھا ' وہ صرف اِس وجه سے لکھا که میں نے بچپن هي سے اُسے اِسکي تلقین کي تهي . . . کیونکه وہ جب سے میرا جسماني لڑکا هے ' اُسي وقت سے میرا روحاني فرزند بهي هے - کیونکه وہ کوشش کرتا هے که اپنے باپ کي راہ پر چلے - لیکن بیٹے کا باپ کے طریقے پر چلنا بهي ایک عظیم جرم هے - واقعي یه جرم میرے لیے سخت حیرت انگیز هے !

" حضرات ! میں اعتراف کرتا هوں که یه الزام واقعي میرے لیے شدید تعجب کا موجب هے . . . . . . "

تاریخ و عبر

هندوستان کی تجارت پر مشرق و مغرب کا تصادم

امریکا اور راس امید کے اکتشافات

واسکو ڈي گاما نے ایک عرب کے ذریعه کامیابي حاصل کي

مشہور مصری کاتب و محقق احمد زکي پاشا نے اپنے ایک سلسلۂ مضامین میں مندرجۂ بالا عنوانوں پر جو روشني ڈالي هے ' وہ نہایت اهم اور دلچسپ هے - انکي بحث خلاصه حسب ذیل هے :

" صلیبي جنگوں نے بہت سي مغربي قوموں کے مقبوضات ' شام میں پیدا کر دیے تهے - ایشیا کے دروازوں پر اِن مقبوضات سے یورپ کو بہت فوائد حاصل هوئے - تمام مشرق کي مصنوعات حاصل کرنے اور هندوستان سے تجارت بڑھانے کے بہترین موقع میسر آگئے صلیبیوں نے کبهي کبهي اِتني قوت بهي پیدا کرلي تهي که خود دمشق اور قاهرہ سے خراج وصول کیا کرتے تهے - (۱) انهوں نے کرک پر قبضه کر کے حجاز کے راسته پر تسلط حاصل کرلیا تها - عقبه اور طور پر بهي قبضه جمانے کي کوشش میں تهے ' اور قریب تها که پورے بحر احمر پر چها جائیں - (۲)

لیکن مشرق قریب کے سلاطین ' عین وقت پر بیدار هوگئے - اُن میں باهم سخت حسد و منافست تهي - تاهم مشترک خطرے کے سامنے متفق هوگئے ' اور اسدالدین ' نورالدین ' صلاح الدین ' نجم الدین ' ملکۂ شجرۃ الدر ' ملک الظاهر بیبرس ' منصور قلاؤن ' کي یادگار کوششوں نے مصر اور شام کي سر زمینیں یورپین حمله آور سے پاک کردیں -

---

(۱) دیکھو ابن فضل الله کي مسالک الابصار

(۲) ابن فضل الله نے اپني کتاب " التعریف بالمصطلح الشریف " میں لکھا هے که اهل فرنگ نے کرک میں بحري بیڑے طیار کیے اور اُنهیں لیکر بحر قلزم میں پہنچے ، تاکه حجاز پر حمله آور هوں اور اپنے دل کا بخار نکالیں - لیکن ایوبي اور عادلي همتوں نے اُنهیں پست کرڈالا - صلاح الدین ایوبي نے اُنکے بہت سے آدمي گرفتا کرلیے اور منی بهیجدیے تاکه جمرۃ العقبه پر اُسي طرح ذبح کرڈا جائیں جس طرح قرباني کے جانور ذبح کیے جاتے هیں - چنانچ ایسا هي کیا گیا - (منه)

سیر فی الارض

اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلہم

(۳۰ : ۸)

سیاحانِ عالم کے مشاہدات و تاثرات

ایک مصری سیاح نجد میں

(محمد شفیق، مصری اخبار نویس کی سیاحت نجد کا یہ دوسرا حصہ ہے۔ الہلال)

"جوف" سے "حائل" تک اونٹ کی پیٹھ پر دس دن کی مسافت ہے۔ راستہ نہایت ہی اُجاڑ اور بیابانی ہے۔ ہم کبھی ریگ کی بلند پہاڑیوں پر چڑھتے تھے۔ کبھی نشیبی وادیوں میں ہوتے تھے۔ کبھی ایسی بلند پگڈنڈیوں پر چلتے جن کے نیچے ہولناک گہرائیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ راستہ ایسا دشوار گزار اور خطرناک ہے کہ اونٹ کا ذرا قدم ڈگمگا جائے تو ہلاکت یقینی ہے۔ عظیم بلندی پر سے انسان فوراً تحت الثریٰ میں جا پہنچے۔

اس سفر میں پہلے ۶ دن تک کہیں پانی نہیں ملا۔ اگر پانی ہمارے ساتھ مشکوں میں اور اونٹوں کے ساتھ اُنکے پیٹ میں نہ ہوتا تو موت یقینی تھی۔ اس تمام مدت میں غسل کرنا کیا معنی غسل کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پانی کا ایک ایک قطرہ خود زندگی کی طرح قیمتی تھا۔

ساتویں دن علی الصباح ہمیں "جبہ" نام ایک آبادی ملی۔ یہاں کے تمام مکان ایسی سفید مٹی سے بنے ہیں کہ تعجب ہوتا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ چند شیوخ مجھے پوچھتے ہوئے آئے اور مہمان بننے کی درخواست کی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اُنھیں پہلے ہی خبر پہنچ گئی تھی کہ ایک مصری، شاہ نجد کی ملاقات کے لئے آ رہا ہے۔ "لہذا" اُنھوں نے کہا "ہمارا اخلاقی فرض تھا کہ تمھیں اپنا مہمان بناتے"

نویں دن ہم "قنا" میں پہونچ گئے۔ یہ بہت ہی چھوٹا گاؤں ہے۔ حتی کہ یہاں ہمیں کھانے کے لئے ایک بکری بھی مول نہ مل سکی۔ لیکن ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ کیونکہ تھوڑے فاصلہ پر تین گاؤں اور تھے۔ ان میں سب سے بڑا گاؤں "ام جلبان" ہے اور اس کی آبادی صرف ۴ گھر ہیں۔ مکانوں کے گرد خرمے کے چند درخت ہیں۔ یہاں کے باشندے حرف قاف کا تلفظ "گاف" کی طرح کرتے ہیں۔

حائل

دسویں دن "حائل" ہمارے سامنے تھا۔ سلطان ابن سعود کے عمزاد بھائی امیر عبدالعزیز بن مساعد بن جلوی، حاکم حائل کا نائب ہمارے استقبال کے لئے شہر کے باہر موجود تھا۔

ہم نے اپنے تمام پچھلے صحرائی سفر میں حائل سے زیادہ آباد کوئی مقام نہیں دیکھا۔ یہ ایک حد تک شہر کا حکم رکھتا ہے۔ آبادی وسیع ہے۔ سڑکیں کشادہ اور منظم ہیں۔ بازار بھی بہت بڑا ہے جس میں اونٹوں اور مویشیوں کی تجارت بڑے پیمانہ پر ہوتی ہے۔ حائل، مدینہ منورہ سے ۸ دن، شام سے ۱۵ دن، اور عراق سے بھی تقریباً ۱۵ دن کی مسافت پر واقع ہے۔ یہ تجارت کا ایک مرکزی مقام ہے۔ ہندوستان کے چاول کی یہاں بڑی منڈی ہے۔ اس علاقے کی اصلی غذا یہی چاول ہے۔ قسم قسم کی ترکاریاں، سبزیاں، اور میوے بھی بڑی مقدار میں پیدا ہوتے ہیں۔ نخلستان بے شمار ہیں۔ لیکن کھجور بدمزہ اور گھٹیا قسم کی ہوتی ہے۔ میں نے عورتوں کو بازار میں روٹی، میوے، ترکاری، مرغی، انڈے بیچتے دیکھا۔ وہ سیاہ کرتے پہنے تھیں۔ اوپر سے سفید چادریں اوڑھے تھیں۔ نہایت باوقار اور سنجیدہ تھیں۔ خریداروں سے ضرورت بھر بولتی تھیں، مگر اس قدر آہستہ کہ کوئی دوسرا آدمی اُن کی آواز نہیں سن سکتا!

یہاں یہ عجیب بات دیکھی کہ صرف فرانسیسی سکہ، جسے یہ لوگ "شوشی" کہتے ہیں، مستعمل ہے۔ انگریزی یا ترکی سکے نہیں چلتے۔

ایک دن میں حاکم حائل کے نائب کا مہمان رہا۔ دوسرے دن خود حاکم، امیر عبدالعزیز بن مساعد نے مجھے اپنے دار الحکومت میں مدعو کیا اور غیر معمولی خاطر تواضع کی۔ پہلی نظر میں دھوکہ ہوتا ہے کہ یہ امیر شاید متکبر و مغرور ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ نہایت ہی منکسر مزاج، خوش اخلاق، اور خوش صحبت ہے۔ وہ اپنے اس صوبے میں اور اس کے اطراف کے تمام شمالی علاقوں میں سلطان ابن سعود کے ماتحت مطلق العنان حاکم ہے، اُس کے احکام کے سامنے کوئی روک کھڑی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اُس کے احکام کتاب و سنت کے احکام کے ماتحت ہوتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ سے بال بھر تجاوز کرنا اس علاقے میں ایسا جرم ہے کہ اُس کے لئے کوئی معافی نہیں!

حاکم کے پاس دو موٹریں ہیں جن پر وہ اکثر سفر کیا کرتا ہے۔ موٹر چلانے والا ایک شامی عرب ہے۔ دوسرا نجدی ہے۔

حاکم کے ایک مصاحب کے ساتھ میں قیدخانہ دیکھنے گیا۔ مجھے یقین تھا، مجرموں کی بڑی بھیڑ دیکھوں گا۔ مگر قیدخانے میں پہنچکر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ وہاں ایک قیدی بھی موجود نہ تھا۔ صرف محافظ سپاہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے تھے۔ میں نے تعجب سے پوچھا "قیدی کہاں ہیں؟" سپاہیوں نے جواب دیا "جب مجرم ہی نہیں ہیں تو قیدی کہاں سے آئیں!" اسوقت مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی احکام شریعت، جرائم کی بیخ کنی کے لئے بہترین قانون ہیں۔ اور یہ کہ نجد سے زیادہ احکام شریعت کی پابندی کسی مسلمان قوم میں نہیں ہے۔ حائل جیسی وسیع آبادی کے قید خانے میں ایک قیدی کا بھی موجود نہ ہونا، یقیناً اس بیسویں صدی میں اعجوبہ کا حکم رکھتا ہے۔

حائل کی آب و ہوا نہایت معتدل ہے۔ یہاں میٹھے پانی کا ایک چشمہ موجود ہے اور اپنے طبی خواص میں "فیشی" کے معدنی چشمے کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس کا پانی ہر قسم کا نمک پگھلا دیتا ہے۔ گردے کے جملہ امراض کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ خون صاف کرتا ہے اور حیرت انگیز سرعت سے غذا ہضم کر دیتا ہے۔ اس چشمے کا نام السلیح ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے چشمے ہیں اور سب شیریں اور عمدہ ہیں۔ آب و ہوا کی اسی خوبی کا نتیجہ ہے کہ یہاں کے باشندے خوب توانا تندرست ہیں۔

اب سے پہلے حائل، ابن الرشید کی ریاست کا پایہ تخت تھا۔ یہ ریاست ایک زمانہ میں ریاض کے خاندان سعود کے تابع تھی۔ پھر کچھ مدت خود مختار رہی۔ اب ایک مرتبہ پھر خاندان سعود کے زیر نگیں آ گئی ہے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

حائل کے باشندے، دراصل قبیلۂ "شمر" کے افراد ہیں۔ یہ قبیلہ صحرا میں بود و باش رکھتا تھا۔ پھر اُس کا ایک بڑا حصہ کٹ کر شہری بن گیا، اور حائل میں آباد ہو گیا۔

حائل میں "اخوان" بکثرت نظر آتے ہیں۔ انھیں یہاں "حبان" کہتے ہیں۔ ان کی علامت یہ ہے کہ سرخ ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں۔ چھوٹے عمامے باندھنے والے معمولی لوگ سمجھے جاتے ہیں۔ بڑے عمامے والے شیخ ہوتے ہیں۔ نجد میں اس گروہ کو سب سے زیادہ اہمیت و قوت حاصل ہے۔ حائل، احساء، اور حجاز کی فتوحات انہی کے ہاتھوں واقع ہوئی ہیں۔ تمام عرب میں ان کی شجاعت اور پامردی کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ بڑی بڑی فوجوں پر ان کا نام رعب و ہیبت طاری کر دیتا ہے۔ اب سے چند سال پہلے یہ سخت وحشی اور جاہل تھے۔ دین کا کوئی حکم بھی نہیں جانتے تھے۔ لیکن آج ان میں سے ہر شخص شریعت کے تمام عملی احکام کا عالم ہے۔ نجد و حجاز میں اتباع شریعت اور ترک بدع و نواہی کی مبلغ یہی جماعت ہے۔

قصیم

حائل میں ایک ہفتہ سلطان کی مہمانی میں رہ کر ہم نے پھر سفر شروع کر دیا۔ اب منزل مقصود، "بریدہ" تھی۔ بریدہ، حائل سے ۸ دن کے فاصلہ پر ہے۔ راستہ صاف اور میدانی ہے۔

راستہ میں سب سے پہلی آبادی "عدوہ" کی ملی۔ اس گاؤں کا منظر نہایت دلفریب ہے۔ اس کے گرد کھیت ہیں، اور دور تک سر بفلک پہاڑوں کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ پہاڑ بہت ہی دلچسپ منظر پیش کرتے ہیں۔ انکے نیچے میدانوں پر سنہری ریگ بچھی ہوئی ہے اور از حد نظر فریب ہے!

راستہ میں ایک قابل ذکر واقعہ پیش آیا۔ ہمارے قافلہ کے ایک مسافر کی اونٹنی رات کو کہیں بھاگ گئی۔ ہر چند تلاش ہوئی مگر کہیں پتہ نہ چلا۔ عین ناامیدی کے وقت ایک بدو نظر آیا۔ اُس سے پوچھا گیا تو اُسنے کہا "میں نے اس شکل کی اونٹنی فلاں مقام پر دیکھی تھی میں اُسے لا سکتا تھا، مگر اس ڈر سے ہاتھ نہیں لگایا کہ چور نہ سمجھا جاؤں" اس واقعہ سے مجھے اہل نجد کی امانت و دیانت کا اور بھی زیادہ یقین ہو گیا۔ میں جتنی زیادہ جستجو کرتا گیا، مجھے معلوم ہوتا گیا کہ چوری اور قزاقی نجد میں بالکل نامعلوم ہے۔

راستہ میں چار گاؤں اور بھی ملے: کہفہ، جوارہ، دنال، اور شقمہ

کولمبس کو بیشک یه امتیاز حاصل هے که وه امریکا تک پهنچ گیا - لیکن کس طرح پهنچا ؟ کیا اُس کے وهم میں بهي یه بات موجود تهي که بحر ظلمات کے دامنوں میں ایک اَور دنیا بهي چهپي هوئي هے ؟ اِس کا کوئي ثبوت موجود نهیں - وه تو هندوستان کے ارادے سے نکلا تها اور محض اتفاق سے امریکا پهنچ گیا - لیکن لشبونه کے مسلمان تو اِسي دنیا کي تحقیق کے لیے نکلے تهے - اُنهیں هندوستان کي فکر نه تهي - نه تجارت و دولت کي طمع تهي - اُن کے سامنے صرف جغرافیائي تحقیقات تهي - ظاهر هے که کولمبس اور اُن کے نقطهٔ نظر میں کتنا اختلاف تها اور دونوں میں کون زیاده تحسین علم کا مستحق هے ؟

یهي نهیں بلکه کولمبس سے ڈیڑه سو برس پهلے هي مسلمانوں نے امریکا کا تصور کرلیا تها - ملک الناصر محمد بن قلاؤن کے عهد میں ایک عالم ' قاهره میں موجود تهے - اِن کا نام ابو الثناء محمود بن ابي القاسم الاصفهاني تها - ابن فضل الله العمري اپني کتاب " مسالک الابصار في ممالک الامصار " (جلد ۱ صفحه ۳۱) میں اِن کا یه قول لکهتے هیں :

" میں اِسے بعید نهیں سمجهتا که زمین کے اِس رخ پر پاني کے هٹ جانے کي وجه سے جو خشکي نمودار هوگئي هے ' ویسي هي خشکي زمین کے دوسرے رخ پر بهي موجود هو - چونکه یه مستبعد نهیں هے ' اِس لیے یه بهي مستبعد نهیں که اُس طرف کي خشکي پر بهي ویسے هي حیوان و نباتات موجود هوں ' جیسے هماري اِس زمین میں موجود هیں ' یا وه کسي اَور جنس و نوع کے هوں "

(واسکو ڈي گاما اور راس امید)

هندوستان تک پهنچنے کے پهلے نظریه نے امریکا کو ظاهر کیا - اب دوسرا نظریه همارے سامنے آتا هے - اِس سے مقصود یه تها که بحر اٹلانٹک میں افریقه کے گرد گهوم کر هندوستان کي راه نکالي جائے -

یه خیال سب سے پهلے جنوا میں رهنے والے دو بهائیوں : اوگولینو Ogolino اور ویڈینو Vadino کو هوا - وه اس مهم پر روانه بهي هوگئے مگر کامیاب نه هوے اور غرق هوگئے -

لیکن یه خیال برابر زنده رها اور همتیں بڑهاتا رها - اُس وقت پرتگال کے ملک میں بڑي تجارتي بیداري موجود تهي - پرتگالي ' همت و شجاعت میں تمام یوروپین قوموں کے آگے تهے - پرتگال کي نازک اندام عورتوں کا بهي اِس حرکت میں بڑا حصه تها - اُنهوں نے اعلان کر دیا تها که وه اُنهي لوگوں سے شادي کرینگي جو افریقا کے ساحلوں پر اپني شجاعت و بسالت ثابت کر دینگے - نتیجه یه هوا که پرتگالي نوجوان سواحل افریقا پر ٹوٹ پڑے ' اور بتدریج بهت سي بندرگاهوں کے مالک بن گئے - اِن مهموں میں عربوں اور یهودیوں نے اُنکي بڑي مدد کي - یه لوگ افریقا سے اُس وقت سب سے زیاده واقفیت رکهتے تهے - اِنهوں نے پرتگالي بادشاهوں خصوصاً شاه هنري کو (جو ملاح کے لقب سے مشهور تها) اپني قیمتي معلومات سے آگاه کیا ' اور اِس طرح افریقا کي تحقیق و فتح میں پرتگالیوں کے رهنما بنے - یهي عرب اور یهودي تهے جنهوں نے پرتگال کو گینیا کي سونے کي کانوں سے آگاه کیا تها - غرضکه سنه ۱۴۱۳ سے سنه ۱۴۸۶ تک پرتگالي اپنے مقبوضات ' سواحل افریقا پر پهیلاتے رهے ' یهانتک که سنه ۱۴۸۶ میں پرتگالي امیر البحر جنوبي افریقا کے آخري نقطه تک پهنچ گیا - یهي وه مقام هے جس کا ذکر قطب الدین نهروالي نے اپني کتاب " البرق الیماني فی الفتح العثماني " میں اِس طرح کیا هے " یه جگه ساحل کے قریب ایک آبنائے میں واقع هے - اِس کے ایک جانب پهاڑ هے اور دوسري جانب بحر ظلمات هے - یهاں سمندر سخت طوفاني حالت میں رهتا هے - کشتیاں ٹک نهیں سکتیں - ٹوٹ جاتي هیں "

پرتگالیوں نے اِس مقام کا نام " راس طوفان " رکها تها - لیکن جان ثاني شاه پرتگال نے اس کا نام " راس امید " رکهدیا - کیونکه اِس کي دریافت نے براه راست هندوستان تک پهنچنے کي امید پیدا کردي تهي -

لیکن یه امید جان کي زندگي میں پوري نهیں هوئي - اس کي وفات کے بعد اُس کا بیٹا عمانویل ثاني تخت نشین هوا - اِسنے واسکو ڈي گاما کو سنه ۱۴۹۷ میں اِس مهم پر روانه کیا تا که هندوستان کي راه دریافت کرے - اِس شخص نے سفر شروع کیا - راس امید عبور کرکے سواحل کفره میں پهنچا - پهر ممباسه آیا ' پهر ملنده میں وارد هوا - یهیں اِسکي ملاقات حسب تصریح قطب الدین کے (جیسا که " برق یماني " میں مذکور هے) " ایک بحري آدمي سے هوئي - اسکا نام احمد بن ماجد تها - اِسي نے نشه کي حالت میں واسکو ڈي گاما کو هندوستان کا سیدها راسته بتا دیا - اور اس کے بعد بحر هند میں پرتگالیوں کي کثرت هوگئي " لیکن خود پرتگالي مورخ ' احمد بن ماجد کا کوئي ذکر نهیں کرتے - البته ایک ایسے آدمي کا وجود ضرور تسلیم کرتے هیں جو واسکو ڈي گاما کا شریک سفر هوگیا تها - اور اُسکا نام وه " معلم کنه " Malem Cana بتاتے هیں اور کهتے هیں که وه هندوستان پهنچ کر گجرات میں فوت هوگیا - بعضوں نے اُسکا نام Malem Canaque لکها هے -

بعض پرتگالي مورخ کسي ایسے شخص کا وجود تسلیم نهیں کرتے - اُنکا بیان هے که سلطان ملنده نے واسکو کے ساته اپنے ملک سے دو آدمي کر دیے تهے جو بحر هند سے بخوبي واقف تهے -

بهرحال یه ثابت هو جاتا هے که راس امید کي دریافت میں عربوں کا بهي حصه هے اور راس امید سے هندوستان تک پهنچنے میں تو سراسر عربوں هي نے رهنمائي کي تهي -

---

مختارات

(اخبار نویسي)

سلطان عبدالحمید نے معزول هونے کے بعد کها " اگر میں یلدز (محل) میں لوٹ سکوں تو اخبار نویسوں کو ایک هي قید خانه میں بند کردونگا "

" اِس ملک میں هر دس آدمیوں میں صرف ایک شخص کو انشا پرداز هونا چاهیے " (روزولٹ - امریکا)

" اخبار نویس کي صورت دیکهر شیطانوں کا بادا ' ابلیس ' بهي کانپ جاتا هے " (رلیم سٹیڈ)

" کیڑے مکوڑوں میں سے اخبار نویس بهي هے " (ملکهٔ اسپین)

" اے قلم تو نهایت خوبصورت هے لیکن میري سلطنت میں تو شیطان سے بهي بدتر ثابت هوا هے " (آخري زار روس)

پرتگال کے معزول بادشاه " مانویل " نے اخبار نویسوں سے کها " تمهیں نے مجهے برباد کیا هے "

جمهوریه وینزولا (امریکا) کے صدر " کاسترو " کا قول هے :
" اگر جهنم کا پهاٹک بهي میں کهلا دیکهوں تو اُتنا نه ڈرونگا جتنا اخبار نویس کے قلم سے ڈرتا هوں "

عنوان شرف ہوگا۔ بقایا تین پلٹنوں میں بھی کچھ گڑبڑ ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے وہ بغاوت نہیں کریں گے۔ میری خواہش ہے، کہ وہ بھی منحرف ہوجائیں۔ تاکہ ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچے۔ منٹگمری"

منٹگمری عیسائیت کی تبلیغ میں نمایاں حصہ لیا کرتا تھا۔ اس مذہب کی ضرب المثل نرم مزاجی اور حلم و بخشش کا سخت مداح تھا، لیکن اُسنے بھی ایسے ظالمانہ فعل کی تائید کی۔ اس کے بعد اسنے ہاڈسن کو ایک چٹھی لکھی یہ وہ شخص تھا۔ جسنے بہادر شاہ کے لڑکوں کو سخت بیرحمی سے قتل کیا تھا۔ انگریز مورخین میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا۔ جسنے ہاڈسن کے اس فعل کی مذمت نہ کی ہو۔ لیکن منٹگمری اسے لکھتا ہے:

"میرے پیارے ہاڈسن۔

میں تمھیں مبارکباد دیتا ہوں کہ تم نے بادشاہ کو گرفتار کرلیا اور اس کے بیٹوں کو قتل کردیا۔ میں امید کرتا ہوں تم اسی طرح اور شاہزادے بھی قتل کروگے۔ منٹگمری"

ایک آدمی اتنا مجروح تھا کہ وہ مقتل پر جانے کے قابل نہ تھا۔ منٹگمری کی ہدایت کے مطابق اسے سرکاری گواہ بنایا گیا۔ چنانچہ کوپر کو مفصلۂ ذیل خط لکھا ہے۔ "مجروح مذکور کو لاہور بھیجدیا جائے، تاکہ وہ خود اپنی زبان سے امرتسر کے واقعات بیان کرے۔ بغیر اس کے کوئی شخص اعتبار نہیں کرے گا، ۲۶ پلٹن کے بعض آدمی ایسے بھی ہونگے جو آوارہ پھر رہے ہونگے۔ ان سب کو گرفتار کرکے ہماری طرف بھیجدو۔ تم کافی تعداد میں قتل کرچکے ہو، اب ہمیں اپنی فوجوں کے لئے کچھ آدمی چاہئیں۔"

ایک کے بدلے ۵۰۰

اس مجروح قیدی اور ۴۱ آدمیوں کو لاہور بھیجدیا گیا۔ جہاں وہ بے دریغ قتل کردیئے گئے۔ کوپر خود اقبال کرتا ہے کہ کمان افسر کے قتل کے بعد دو دن کے اندر، اس کے بدلے ۵۰۰ آدمیوں کا خون بہایا گیا۔

کانپور میں ایک کنواں ہے۔ جہاں چند انگریزوں کو قتل کرکے پھینک دیا گیا تھا۔ لیکن اجنالہ میں بھی ایک کنواں ہے۔ جہاں سیکڑوں ہندوستانی قتل کرکے پھینک دیئے گئے۔

رسل اپنی ڈائری میں لکھتا ہے "ایک افسر نے جو رینالڈ کی فوج کے ساتھ مقرر تھا۔ مجھ سے ذکر کیا کہ ہندوستانیوں کو اندھا دھند قتل کیا جاتا تھا، دو دن کے عرصے میں ۴۲ آدمیوں کو سڑک کے کنارے پھانسی دی گئی۔ مقتولین میں [illegible] لوگ تھے جو پلٹن کو اُس کی راہ میں مل جاتے تھے ۱۲ آدمیوں کو محض اسوجہ سے پھانسی دی گئی کہ جب پلٹن کوچ کررہی تھی تو ان کے منہ سڑک کی طرف نہ تھے۔ دوسری طرف دیکھ رہے تھے! جو گاؤں راہ میں آتا تھا، جلادیا جاتا تھا۔ سب سے عجیب بات یہ تھی کہ یہ افسوسناک واقعات کانپور کے حادثہ سے بہت پہلے ہوچکے تھے۔ اگر ہندوستانیوں کا یہ قتل عام کانپور کے واقعہ کے بعد ظہور پذیر ہوتا تو پھر بھی ہم لوگ شاید حق بجانب ہوتے۔ افسر مذکور نے ان مظالم کے روکنے کی کوشش کی اور رینالڈ سے کہا کہ اگر یہی حالت رہی تو لوگ دیہات خالی کرکے بھاگ جائیں گے اور فوج کے لئے خورد و نوش کا سامان ملنے میں سخت دقت واقع ہوگی۔ بالآخر یہی ہوا۔ جہاں کہیں فوج جاتی تھی دیہات بالکل ویران ہوجاتے تھے۔ لوگ غلہ دینے سے گھبراتے کیونکہ اُنھیں علم تھا کہ اگر انھوں نے یہ نیک کام کیا تو پھر بھی اُنھیں پھانسی ضرور دی جائے گی"

ایک پادری لکھتا ہے "انگریز ہندوستانیوں سے اس قدر نفرت کرتے ہیں۔ کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ انکے ملازم بھی جو علم طور پر غدر کے زمانہ میں وفادار رہے تھے، ان کی بدسلوکی اور بے رحمی سے نہ بچ سکے۔ لیکن حیرانی کی بات یہ ہے کہ پھر بھی انکی وفاداری اور نمک حلالی میں فرق نہ آیا۔ بہت سے ڈولی بردار اور سائیس جو ہماری نوکری میں زخمی ہوئے تھے، زمین پر پڑے سسک رہے تھے مگر کسی نے علاج معالجہ کی مطلق پرواہ نہ کی۔ وہ دن کے وقت دھوپ میں پڑے رہتے۔ رات کے وقت سردی میں۔ جب دہلی کے باشندوں کا قتل عام ہوا، تو ان میں بہت سے ایسے آدمی تھے جو ہماری کامیابی پر خوش تھے۔ اور ہماری فتح یابی کے لئے دعائیں مانگتے تھے، لیکن اُن کی بھی دعائیں انکے واسطے مہلک ثابت ہوئیں۔ بعض نوجوان انگریز تو ہندوستانیوں کے خون کے پیاسے ہوگئے تھے۔ وہ علانیہ طور پر کہتے تھے "تمام خدمت گاروں اور پوربیوں کو جو کیمپ میں ہیں تہ تیغ کردیا جائے" یہ وہ ملازم تھے جنھوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر ہماری خدمت کی تھی"

ولسنٹ سمتھ نے بھی اپنی تاریخ ہند میں تسلیم کیا ہے کہ بہت سے ہندوستانیوں نے ہماری جان بچانے کی خاطر اپنے آپ کو خطرے میں ڈال دیا تھا۔

کے (Kaye) اپنی کتاب میں قتل عام سے پیشتر کے واقعات یوں لکھتا ہے:

"مارشل لا کو جاری ہوئے عرصہ ہوگیا ہے۔ وہ ظالمانہ قانون جو مئی اور جون میں مجلس مقننہ نے پاس کئے تھے، بڑی شدت سے اپنا کام کررہے تھے۔ فوجی اور سول افسر ہندوستانیوں کو بلا تمیز قتل کررہے تھے۔ گورنر جنرل نے جو خط و کتابت پارلیمنٹ سے اُن دنوں کی تھی، اس میں درج ہے کہ بے گناہ بوڑھوں، عورتوں، اور بچوں کو قتل کیا جاتا تھا۔ دیہات جلائے جاتے تھے۔ ان کے باشندوں کو بھی اُسی میں جلادیا جاتا تھا۔ انگریز فخریہ طور پر کہا کرتے تھے "ہم نے کوئی آدمی بھی قتل کئے بغیر نہیں چھوڑا"!

واقعات قبل از حادثہ کانپور

ایک دفعہ چند چھوٹے لڑکے محض شرارتاً، باغیوں کا سا لباس پہنکر ڈھول بجانے لگے۔ اُنھیں گرفتار کرکے مقدمہ چلایا گیا اور فوجی عدالت نے سزائے موت کا حکم سنایا۔ ایک انگریز افسر جو کورٹ مارشل کا رکن تھا، روتا ہوا کمان افسر کے پاس گیا۔ اور ان کی جان بخشی کی سفارش کی لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی، اور ان معصوم بچوں کو پھانسی دے دی گئی۔

دیہات میں انگریزوں کی جماعتیں چکر لگاتی تھیں، جو کوئی ملتا تھا اُسے کسی درخت پر لٹکا کر پھانسی دے دی جاتی تھی۔

پٹنہ میں مسٹر ٹیلر کمشنر کا گواہ بنانے کا عجیب طریقہ تھا۔ اسنے ایک قیدی سے کہا اگر تم مجھے تین ایسے آدمیوں کے نام بتادو جو واجب القتل ہوں تو میں تمھاری جان بخش دوں گا۔ لیکن اسنے ایسے آدمیوں کے نام لئے جن کے نام سے وہ خود بھی واقف تھا، اس لئے قیدی قتل کیا گیا!

آگرہ اور سہارنپور میں بھی پھانسی کا رواج بڑے زوروں پر تھا دیہاتی لوگ گروہ در گروہ گرفتار کرکے لائے جاتے تھے۔ ان میں بہت تھوڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہوگی، جنھوں نے بغاوت میں حصہ لیا ہوگا لیکن تمام قیدی فی الفور بغیر کسی تحقیقات کے قتل کردیئے جاتے تھے!

دہلی ۱۴ر ستمبر ۱۸۵۷ء کو فتح کی گئی۔ مسز کوپلینڈ بیان کرتی ہے کہ ایک ہفتے کے اندر کمان افسر نے چار پانچسو آدمی بے دریغ کرڈالے۔ گورے سپاہی ان خوفناک مناظر میں نہایت دلچسپی لیتے تھے۔ نواب جھجر کو بھی انہی دنوں میں پھانسی دی گئی، لوگ کہتے ہیں کہ اسنے بڑی دیر کے بعد جان دی۔

ایک دفعہ ایک جوہری مسز گارسٹن کے پاس سامان بیچنے کے لئے آیا۔ مسز گارسٹن نے کہا تم بہت زیادہ قیمت مانگتے ہو، میں ابھی تمھیں مٹکاف صاحب کے حوالے کردوں گی۔ وہ اس نام سے ایسا مرعوب ہوا کہ سامان وہیں چھوڑکر بھاگ گیا، اور پھر واپس نہ آیا۔ مٹکاف سے ہندوستانی سخت ڈرتے تھے۔ کیونکہ "جو کوئی اس کی گرفت میں آتا ہے، وہ اسے قتل کردیتا ہے"

کورٹ مارشل کسی پر رحم نہیں کرتی تھی۔ جو کوئی گرفتار ہوتا تھا ضرور ہی قتل کردیا جاتا تھا۔ شہر کے چوک میں ایک بڑی پھانسی کھڑی کی گئی تھی۔ ۵، ۶ آدمی ہر روز پھانسی دیئے جاتے تھے۔ انگریز افسر بڑی متانت سے پاس بیٹھ کر یہ مناظر دیکھا کرتے۔!

گورنر جنرل نے ۲۴ر دسمبر ۱۸۵۷ء کو جولائی کے واقعات کے متعلق ایک مفصل رپوٹ لکھی تھی۔ ذیل میں اُسکا اقتباس دیا جاتا ہے۔

"اس زمانہ میں لوگ بلا امتیاز پھانسی دیئے گئے۔ ان میں ایسے آدمی بھی تھے۔ جن کے برخلاف محض شک تھا۔ سیکڑوں دیہات لوٹے گئے، اور بعد ازاں جلادیئے گئے۔ ان خوفناک حرکات سے وہ قومیں بھی سخت ناراض ہوگئیں۔ جو حکومت کی وفادار تھیں۔ شمالی ہند میں قحط پڑگیا۔ کیونکہ ایسی اندھیر نگری میں باقاعدہ کاشت کاری کرنا ناممکن تھا، جو سپاہی رخصت پر گھر آئے تھے یا جو پلٹنوں کے ٹوٹ جانے کے بعد اپنے گھروں کو واپس جارہے تھے اور جنھوں نے بغاوت میں مطلقاً کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔ بلکہ انگریزوں کی جان بچانے میں مدد کی تھی، ان سب کے ساتھ انگریزی فوجیں وہی سلوک کرتی تھیں جو باغیوں سے کیا جاتا تھا۔ گورنمنٹ کے ماتحت افسروں کی ان افسوسناک حرکات سے ملک میں یہ خیال پیدا ہوگیا کہ گورنمنٹ ہندوؤں اور مسلمانوں کی بیخ کنی پر اب تل گئی ہے"

مجنڈی لکھتا ہے "گورنمنٹ محض پھانسی اور قتل عام کی وجہ سے چل رہی تھی۔ جب لکھنؤ فتح کیا گیا تو بے شمار آدمی پھانسی پر چڑھا دیئے گئے۔ اُسوقت یہ تمیز نہیں کی جاتی تھی، کہ آیا قیدی سپاہی ہے یا اودھ کا کسان ہے؟ صرف اتنی بات کافی تھی کہ چہرا سیاہ ہو۔

آرٹن نے بمبئی ٹیلیگراف میں ایک مراسلہ بھیجا تھا جس کا مضمون یہ ہے۔ "جب ہماری فوج دہلی میں داخل ہوئی۔ تو جو آدمی فصیل کے اندر ملا، اسی جگہ سنگینوں سے ماردیا گیا۔ مقتولین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ کیونکہ کئی گھروں میں سے ۴۰۔۔۴۰۔ ۵۰۔ ۵۰ آدمی پکڑے گئے، یہ لوگ باغی نہیں تھے۔ شہر کے باشندے تھے۔ انہیں کامل اُمید تھی کہ اُنھیں معاف کردیا جائے گا، لیکن وہ سخت مایوس ہوئے"

ہومز اپنی تاریخ میں لکھتا ہے "بے گناہ آدمی مارے جاتے تھے وہ جان بخشی کے لئے ہاتھ جوڑتے تھے۔ بوڑھے آدمی جو خوف اور عمر کی وجہ سے کانپتے تھے، گاجر مولی کی طرح کاٹے جاتے تھے لیکن انگریزوں کو بھی کافی اشتعال دلایا گیا تھا۔ کیونکہ انکے چند آدمی شہر کی گلی کوچوں میں مارے گئے تھے"

یہی مصنف بیان کرتا ہے کہ جونہی ہم دہلی میں داخل ہوئے۔ لوٹ مار شروع ہوگئی۔ جو ہندوستانی ملتا تھا گولی سے ماردیا جاتا تھا۔ شراب خانے اور دیگر دکانیں لُوٹ لی گئیں اور انگریزوں نے شراب پی کر جہاں کہیں ہندوستانیوں کا مجمع دیکھا، ان پر ٹوٹ پڑے۔ ایسی حالت میں بیچارے باشندے کیا کرتے؟ کیا وہ انگریز سپاہیوں کو پکڑ کے کمان افسر کے پاس لے جاتے؟ لیکن وہاں تو یہ حال تھا کہ کمان افسر سے لیکر معمولی سپاہی تک، سب ہندوستانیوں کے خون کے پیاسے تھے"

مسٹر مارٹن جو ٹائمز کا نامہ نگار تھا، ۱۶ر نومبر ۱۸۵۷ء کو لکھتا ہے "کل میں اور ایک افسر مع ۲۰ سپاہیوں کے شہر میں چکر لگا رہے تھے۔ ہم نے ۱۴ مقتول عورتیں دیکھیں۔ جن کے گلے انکے شوہروں نے کاٹ ڈالے تھے، اور انکے اوپر چادریں ڈھانپ دی تھیں۔ ہم نے ایک آدمی

آخر الذکر گاؤں میں نمک کا پہاڑ ہے اور خود باشندوں کی ملکیت ہے وہ حکومت کو محصول ادا کئے بغیر نمک نکالتے ہیں اور تجارت کرتے ہیں۔

بریدہ کے حاکم، مبارک بن مبیرک، کو ہماری آمد کی خبر مل گئی تھی۔ اُسنے آبادی سے باہر آکر سلطان کی طرف سے ہمارا خیر مقدم کیا اور مہمان بنایا۔ یہ حاکم بھی نہایت خوش اخلاق اور متدین ہے۔

بریدہ، ریگ کے میدان میں واقع ہے۔ حائل کی طرح یہاں بھی عمارتیں بکثرت ہیں۔ یہاں بھی زراعت اچھی ہوتی ہے۔ نخلستان بہت ہیں۔ اس کی کھجور اگرچہ چھوٹی ہے مگر پُر مغز اور شیریں ہوتی ہے۔ لیکن اُس میں یہ سخت عیب ہے کہ دیر ہضم ہوتی ہے۔ بریدہ، اس تمام علاقے کا، جسے قصیم کہتے ہیں، پایۂ تخت ہے۔ وسط نجد میں بریدہ سب سے زیادہ متمدن جگہ ہے۔ یہاں شہروں کی طرح سہ منزلہ عمارتیں بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ یہاں کے باشندے نجد میں سب سے زیادہ متمدن، دولت مند، چست و چالاک، اور تجارت کے ماہر ہیں۔ یہ لوگ حجاز، شام، مصر، بلکہ ہندوستان تک کے بازاروں سے بڑی بڑی تجارتیں کرتے ہیں۔ تجارت نے اُنکے تعلقات، متمدن دنیا سے پیدا کر دئے ہیں۔ وہ بہت ملنسار اور سلیقہ مند ہو گئے ہیں۔ اُن کی زبان بھی غیر نجدیوں کے لئے سہل ہے۔ مجھے اُن کے دسترخوان پر شبہ ہوتا تھا کہ یہ مصر یا شام کا دسترخوان ہے۔ کیونکہ الوان و اقسام کے شہری کھانے موجود ہوتے تھے۔ اسی قدر نہیں بلکہ ان میں مذہبی تعصب بھی بہت کم ہو گیا ہے حتیٰ کہ میں نے اُنھیں خفیہ تمباکو بھی پیتے دیکھا ہے۔ تمباکو کا نام نجد میں "تتن" ہے اور اُس کا رکھنا تک جرم ہے۔ سلطان ابن سعود کی حکومت میں بریدہ کے بہت سے تعلیم یافتہ نوجوان بڑے بڑے عہدوں پر مامور ہیں۔

بریدہ میں تین دن قیام کرکے ہم نے 'ریاض' کا رُخ کیا۔ نجد کے پایۂ تخت تک پہنچنے کے لئے یہاں سے دو راستے ہیں: طریق وادی اور طریق ستوی۔ آخر الذکر زیادہ مختصر ہے۔ اسی اثنا میں معلوم ہوا کہ فتح حجاز کے بعد سلطان عبد العزیز پہلی مرتبہ نجد واپس آرہے ہیں اور جلد ہی ریاض پہنچنے والے ہیں۔ لہذا ہم نے مختصر راستہ اختیار کیا تاکہ سلطان سے پہلے پہنچ جائیں اور اُن کا شاہی استقبال دیکھ سکیں۔

چار دن کے سفر کے بعد ہم ایک گاؤں "ابو شیجر" میں پہنچے۔ یہاں ہمیں معلوم ہوا کہ سلطان ۲۶ موٹروں کے جلوس کے ساتھ آج ہی یہاں سے گزرے ہیں۔ راستے میں کوئی قابل ذکر مقام یا واقعہ پیش نہیں آیا۔ اِلّا یہ کہ یہاں کے باشندے ٹڈی کھانے کے بہت دلدادہ ہیں۔ اتنے دلدادہ کہ مجھے حیرت ہو گئی۔ دنیا ٹڈی سے پناہ مانگتی ہے۔ مگر یہ اُس کی آمد کی دعائیں مانگتے ہیں، اُسے بہت مبارک سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ ٹڈی کو خشک کرکے رکھ لیتے ہیں اور دور دراز ملکوں میں اپنے دوستوں کو بطور قیمتی تحفے کے بھیجتے ہیں۔ چنانچہ مصر میں نجدی تاجروں کے پاس ٹڈیوں کی تھیلیاں آتی رہتی ہیں اور بڑی عزت کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں!

ریاض سے پہلے ہمیں کئی آبادیاں ملیں۔ مثلاً: تنجرہ، برہ، درعیہ وغیرہ۔ درعیہ، نجد کا تاریخی شہر ہے۔ یہیں سے خاندان سعود نے ظہور کیا۔ یہی نجد کا قدیم پایۂ تخت ہے۔ یہی وہابیت کا اولین مرکز ہے۔ یہیں نجدیوں اور ابراہیم پاشا مصری کی فوجوں میں زبردست جنگ ہوئی تھی۔ شہر کے کھنڈروں میں اب تک مصری توپوں کے نشان موجود ہیں۔ درعیہ سے متصل ایک گاؤں "عیینہ" ہے۔ یہ بھی بہت تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یہیں سے مسیلمہ کذاب نے خروج کیا تھا۔

آٹھویں دن ہم ریاض پہنچ گئے۔ شہر خوب آراستہ تھا۔ ہر طرف مسرت کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ تمام نجد سے مبارکباد دینے کے لئے وفد آئے ہوئے تھے۔ کیونکہ سلطان نجد، حجاز فتح کرکے واپس ہوئے تھے۔

سلطان کو ہماری آمد کی اطلاع پہلے سے ہو گئی تھی۔ اُنھوں نے اپنا خاص نمائندہ میرے استقبال کے لئے شہر کے پھاٹک پر بھیجا وہ مجھے اپنے ہمراہ قصر شاہی میں لے گیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ میں سلطان کے حضور پہنچا۔ مگر اُنھوں نے اس طرح میرا خیر مقدم کیا، گویا عمر بھر سے میرے دوست ہیں۔ جب اُنھیں میرے سفر کی غرض معلوم ہوئی تو بہت مسرور ہوئے اور جزیرۃ العرب کے حالات کی تحقیق میں میری ہر طرح امداد کا وعدہ فرمایا۔

سلطان نے نہایت فراخدلی سے میری تواضع کی۔ پورا ایک مکان میرے قیام کے لئے خالی کروا دیا۔ مجھے اجازت دی کہ جب چاہوں اُن کی* *مجلس میں بے تکلف آسکتا ہوں۔ نیز اپنے افسروں کو حکم دیا کہ معلومات کی جمع و ترتیب میں میری ہر طرح مدد کریں۔

مطبوعات جدیدہ

غدر ۱۸۵۷ء

اور "تصویر کا دوسرا رُخ"

(۲)

بلیک ہول اور عید کی قربانی

کوپر جو اِن دنوں امرتسر کا ڈپٹی کمشنر تھا، اپنی کتاب "فسادات پنجاب" میں لکھتا ہے۔ "۲۶ نمبر پلٹن نے ۳۰ جولائی کو لاہور میں بغاوت کرکے اپنے کمان افسر کو قتل کیا تھا۔ اس کی پاداش میں تمام سپاہی تہ تیغ کر دئے گئے"!

۱۳ مئی کو ۳۸۰۰ ہندوستانی سپاہیوں سے احتیاطاً اسلحہ لے لئے گئے تھے، تقریباً تین ماہ تک ان پر سکھ اور انگریز پہرا دیتے رہے۔ ۳۰ جولائی کو سخت طوفان باد آیا۔ اور قیدیوں میں غیر معمولی جوش و خروش پایا گیا۔ اس اثنا میں ایک سپاہی تلوار لے کر باہر آیا۔ اور اپنے ساتھیوں کو للکار کر کہا۔ آؤ انگریزوں کو قتل کر دیں۔ چنانچہ اس نے جاتے ہی کمان افسر کو قتل کر دیا۔ اور تمام فوج طوفان کی آڑ میں بھاگ نکلی۔ ان میں سے سیکڑوں سپاہی سکھوں اور انگریزوں کی گولہ باری سے مارے گئے تھے۔ باقی ماندہ سپاہیوں نے دریائے راوی عبور کرنے کی کوشش کی۔ لیکن پولیس نے مزاحمت کی۔ کوپر امرتسر سے اُن کے تعاقب میں آیا۔ اُسنے اپنی کتاب میں ان سپاہیوں کی حالت بیان کی ہے، "دیہات کے لوگ دریا کے کنارے باغیوں کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ ان میں سے ایک سو ۵۰ آدمیوں کو انھوں نے قتل کر دیا اور سیکڑوں کو دریا میں دھکیل دیا۔ چونکہ وہ ۴۰ میل سفر کرکے آئے تھے۔ اس لئے سخت تھکے ہوئے تھے۔ اور دریا کے پانی کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ ناچار ڈوب گئے۔ باغیوں کی ایک خاصی تعداد دریا عبور کرکے ایک جنگل میں چھپ گئی تھی۔ کوپر نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دریا کو کشتیوں کے ذریعے عبور کیا۔ باغیوں کو خیال ہوا، اُن کا کورٹ مارشل کیا جائے گا اور وہ بغیر کسی مزاحمت کے گرفتار کر لئے گئے۔ پھر انھیں پولیس اسٹیشن کے ایک کمرہ میں بند کیا گیا۔ دوسرے روز سکھ رسّے لے آئے۔ کوپر کے ہمراہیوں میں مسلمانوں کی بھی کچھ تعداد تھی۔ چونکہ اسے شک تھا کہ شاید وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ ہمدردی ظاہر کریں۔ اس لئے اُنھیں رخصت دے دی گئی۔ تاکہ امرتسر میں جاکر عید الضحیٰ منائیں۔ عید الضحیٰ قربانی کا تیوہار ہوتا ہے۔ کوپر بھی ایک خاص قسم کی قربانی کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ خوش قسمتی سے پولیس اسٹیشن کے قریب ہی ایک خشک کنواں مل گیا۔ دس دس قیدیوں کو اکٹھا باندھا گیا اور باری باری باہر لاکر گولیوں کی بوچھاڑ سے مار دیا گیا۔ جب ۱۵۰ آدمی اس طرح مارے گئے۔ تو فائر کرنے والوں میں سے ایک بوڑھا آدمی بے ہوش ہو گیا۔ اس لئے مارنے والی جماعت کو کچھ عرصہ کے لئے آرام دیا گیا۔ پھر دوبارہ اسی طریقے سے قیدی مارے گئے۔ حتیٰ کہ مقتولین کی تعداد ۲۳۷ تک پہنچ گئی۔ اتنے میں افسر کو معلوم ہوا کہ بقیہ باغی اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلنا چاہتے۔ جب دروازہ کھولا گیا۔ تو اتفاقاً بلیک ہول والے حادثے کا نقشہ سامنے موجود تھا، ۴۵ آدمی خوف، گرمی اور سانس بند ہونے کی وجہ سے تڑپ تڑپ کر مر چکے تھے۔ ان تمام باغیوں کی لاشیں اُسی کنوئیں میں پھینک دی گئیں اور اوپر سے مٹی ڈال دی گئی۔ اس حادثہ کی تمام تر ذمہ داری کوپر پر عائد ہوتی ہے۔ جسنے تن تنہا سکھ فوج کی مدد سے بے شمار مسلمانوں کو ظالمانہ طریقے سے تباہ کیا، اسمیں شک نہیں۔ کہ بعد میں اس کی حرکت پر بڑی لعن طعن کی گئی۔ لیکن محض زبانی لعن طعن سے کیا ہوتا ہے؟ لارنس نے جو پنجاب کا گورنر (چیف کمشنر) تھا ایک خط میں اُس کی بڑی تعریف کی ہے، وہ لکھتا ہے:

"میں تم کو تمھاری کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔ تم نے اور تمھاری پولیس نے بڑی جانبازی دکھلائی۔ گورنمنٹ تمھاری بہت مشکور ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان باغیوں کا انجام دوسرے آدمیوں کے لئے کافی تنبیہ ہوگی۔ جو باغی ادھر اُدھر منڈلا رہے ہیں اُنھیں پکڑنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے"۔ لارنس ۲ اگست ۵۷ء۔ لاہور"

لارنس کے بعد منٹگمری[1] پنجاب کا لفٹننٹ گورنر مقرر ہوا۔ اُسنے بھی اسی واقعہ کے متعلق کوپر کو خط لکھا۔ جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے "جو کچھ تم نے کیا۔ بہت اچھا کیا۔ اس نازک وقت میں کسی حیلہ و حجت کی ضرورت نہ تھی۔ جب تک تم زندہ رہو گے، یہ بھلائے واسطے

---

[1] یہ واقعہ اگر زیادہ تفصیل کے ساتھ دیکھنا ہو تو سر جان لارنس کی سوانح عمری جلد دوم میں دیکھا جائے (الہلال)

صاحبان نے جلسوں اور اخباروں میں ظاہر فرمائیں، میری بے ادبی معاف فرمائی جائے اگر میں عرض کروں کہ اسے دیکھ کر میرا جیسا غیر جانبدار آدمی بھی اسلام کے متعلق اپنے خیالات پر قائم نہیں رہ سکا۔ اور جن لوگوں کے دل و دماغ پہلے ہی سے شک اور شبہات سے بھرے ہوئے ہونگے اور ہزاروں لاکھوں غیر مسلم ایسے ہی ہیں، اُن کے خیالات جیسے کچھ ہو گئے ہونگے، اُس کا آپ اندازہ فرما لیجئے۔ اگر فی الحقیقت اسلام کی تعلیم اپنے ماننے والوں کے لئے ایسی ہی ہے اور اس کے احکام کا یہی حال ہے تو پھر وہ تعلیمات شبہ سے خالی نہیں ہیں جو آپ نے میرے دل پر نقش کی ہیں، اور اگر حقیقت حال ایسی نہیں ہے، تو یہ باور کرنا بہت مشکل ہے کہ ہزاروں لاکھوں آدمی ایک ہی طرح کی بے بنیاد بات پر اکٹھے ہو جائیں اور اس زور شور سے اس کا اعلان کریں اور اس کا رد نہ کیا جائے۔

اس بیہودہ پمفلٹ "رنگیلا رسول" پر مدت سے کیس چل رہا تھا۔ جب یہ چھاپا گیا تھا تو میں نے بھی دیکھا تھا، اور میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اسے پڑھ کر میرے دل پر اس کے سوا کوئی اثر نہیں پڑا کہ اُس کا لکھنے والا سخت حقیر و ذلیل ہو گیا۔ دنیا میں کوئی شریف اور شائستہ انسان خواہ کسی مذہب اور اعتقاد کا ہو لیکن کبھی یہ بات پسند نہیں کرے گا کہ دنیا کے اُن بانیان مذاہب کا جن کی تعلیمات نے لاکھوں کروڑوں انسانوں کو خدا پرستی کی راہ پر لگایا ہے، گندہ لفظوں میں ذکر کیا جائے، یا اُن کی زندگی کی نامعقول طریق پر ہنسی اُڑائی جائے۔ البتہ ایسے نادان اور جاہل آدمی اس دنیا میں ہمیشہ رہے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ جب مسلمان اخبارات نے اس کے خلاف پروٹسٹ کیا، تو میں نے انہیں بالکل حق بجانب سمجھا۔ مجھے میرے بعض دوستوں نے بتلایا کہ اگرچہ یہ پمفلٹ ہر حال میں قابل اعتراض ہے لیکن یہ خود مسلمانوں کے ایک ایسے ہی گندہ پمفلٹ کے جواب میں لکھا گیا ہے لیکن میں نے کہا اگر کسی مسلمان نے لکھا تھا تو ایک برائی کی تھی، اور کسی انسان کے برائی کرنے کی وجہ سے دوسرے انسانوں کے لئے بری بات اچھی نہیں ہو جا سکتی۔

یہاں تک تو یہ بات بالکل ٹھیک تھی، لیکن پھر اس کے بعد جو طریقہ ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک تمام مسلمانوں نے اختیار کیا اور ایک کے بعد ایک جو باتیں کہی گئیں وہ نہ صرف حق و انصاف کے خلاف تھیں بلکہ کچھ عجیب طرح کی مذہبی مینٹلٹی ظاہر کرتی ہیں جنھیں کسی طرح بھی کسی ٹھیک راستے پر لیجایا نہیں جا سکتا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تمام لیڈروں اور مولنا صاحبان نے اور جمعیت العلما نے جس میں پانچ سو مولوی صاحبان کا ہونا بتلایا گیا ہے، فتویٰ جاری کر دیا کہ رنگیلا رسول لکھنے والے اور چھاپنے والے کو قتل کرنا چاہئے۔ اور یہ کہ شریعت اسلام کا قانون یہی ہے کہ جونہی کوئی غیر مسلمان حضرت بانیٔ اسلام کے خلاف کوئی بدزبانی کرے، اسے فوراً مار ڈالنا چاہئے۔ مجھے معاف رکھا جائے اگر میں عرض کروں کہ اس بات کے کہنے میں تو کوئی بڑائی کی بات نہیں ہے کہ جب کبھی ہماری بن آئی تھی تو ہم اپنے خلاف ہر زباں دراز آدمی کو مار ڈالتے تھے۔ اگر اسلام کو اس پر فخر ہے تو یہ ایسا فخر نہیں ہے جو صرف اُسی کے حصے میں آیا ہو۔ جس کسی کو دنیا میں طاقت ملی ہے اُس نے لوگوں کو قتل کیا ہے اور تلوار کے زور سے اپنی ہیبت قائم کی ہے۔ اسلام کا فخر تو اس بات میں ہونا چاہئے تھا کہ اُس نے انسانوں کو سزا دینے کی جگہ بخشا ہے، اور قتل کرنے کی جگہ زندگی بخشی ہے۔ جناب نے مجھے پچھلے سال لکھا تھا کہ اسلام کی اصلی اسپرٹ انسانیت کی اسپرٹ ہے اور یہی فرق اُس میں اور تمام مذاہب میں ہے۔ اُس نے ہر گوشہ کو انسانیت کی نظر سے دیکھا ہے۔ ملک، جماعت، اور وطن کی نگاہ سے نہیں دیکھا ہے۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسی حالت میں کیونکر اسلام کا یہ قانون انسانیت کی اسپرٹ کے ساتھ ہو سکتا ہے کہ جہاں کوئی نادان اور جاہل آدمی بانی اسلام کے خلاف بدزبانی کرے فوراً اُس کے دو ٹکڑے کر دئے جائیں۔

آپ یقین فرمائیے کہ یہ بات میری اس عقیدت کی جو میں اسلام سے رکھتا ہوں اتنی خلاف تھی کہ پہلے تو مجھے اس پر یقین نہیں ہوا لیکن اس کے بعد میں نے جب خود جمعیت العلما اور انجمن خدام دین اور مولنا محمد علی صاحب کے فتوے اپنی آنکھوں سے دیکھے تو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا کہ اسے تسلیم کر لیتا۔

اچھا اگر یہ اسلام کا قانون بھی ہو جب بھی ہندوستان میں اسے رائج کرنے کا مطالبہ کرنا میں نہیں سمجھتا کیا معنی رکھتا ہے۔ اگر بانیٔ اسلام کے لئے مسلمان ایسا قانون چاہیں گے تو دوسرے مذاہب بھی مطالبہ کرینگے۔ پھر کیا مسلمان اس سے متفق ہونگے کہ جو مسلمان ہندوؤں، پارسیوں، بدھسٹوں، کے بزرگوں کے خلاف بدزبانی کرے، اُسے فوراً قتل کر ڈالنا چاہئے؟

جسقدر واقفیت مجھے اسلام کی کتابوں سے ہے، اسکے مطابق میں نے اس قانون کی تحقیق کرنی چاہی۔ مجھے اس کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ لیکن رسالہ ورتمان کیس میں جن مولوی صاحبان نے شہادت دی ہے، انھوں نے بتلایا ہے کہ کتاب سارم مسلول (الصارم المسلول) میں ایسا ہی لکھا ہے۔ میں نے یہاں اپنے مسلمان دوستوں سے اس کتاب کے بارے میں پوچھا تو وہ کچھ نہیں بتلا سکے۔ بہر حال جمعیت العلما کے فتوے اور مولنا محمد علی صاحب کے اعلان سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کا حکم ایسا ہی ہے۔

علاوہ بریں اس معاملہ میں یہ طریق عمل بھی اسلام کے اخلاق کا کوئی اچھا اثر ہم لوگوں پر نہیں ڈال سکتا کہ جس شخص نے اسلام کے خلاف کچھ لکھا ہو اُسے بازاری گالیاں دی جائیں۔ اور ملعون، کتا، اور ایسے ہی لفظ کہے جائیں جیسے مولنا محمد علی صاحب جیسے ذمہ دار لیڈر برابر اپنی تقریروں میں کہتے رہے۔ کیا اُس شخص کو گالی دینے سے اُس کی اس بدزبانی اور بے ادبی کا بدلہ لیا جا سکتا ہے جو اُس نے بانیٔ اسلام جیسے عظیم الشان انسان کی شان میں کی ہے؟ اگر نہیں تو اس طرح کی گالیاں دینے سے خود اپنا اخلاق خراب ہوتا ہے۔ اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

یہ بات بھی میری سمجھ میں نہیں آتی کہ محض ایک دو نادان اور بدزبان آدمیوں کے کچھ لکھ دینے پر اس قدر جوش و خروش دکھلایا جائے، گویا مسلمانوں کے لئے کوئی بڑی مصیبت کی بات پیش آگئی ہے حالانکہ خود مسلمان صاحبان تمام غیر مذاہب کے خلاف برابر ہر قسم کی اچھی بری باتیں کہتے آئے ہیں اور ان کی وجہ سے کبھی نہ تو ہندوؤں نے اس طرح شور مچایا ہے نہ عیسائیوں نے۔ یقیناً اس طرح کی باتوں سے جو مینٹلٹی ثابت ہوتی ہے وہ قابل تحسین نہیں ہے۔

یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ ہندوؤں میں آریہ سماج کے قائم ہونے سے پہلے نہ تو کسی طرح کا تبلیغ کا خیال تھا، اور نہ وہ مذہبی بحث مباحثہ کرتے تھے۔ لیکن مسلمانوں کی جانب سے ہمیشہ کتابیں انکے خلاف لکھی جاتی تھیں۔ میں نے لاہور میں پانچ کتابیں ایسی دیکھی جو اس ایجی ٹیشن کی وجہ سے چند صاحبوں نے جمع کی ہیں، اور میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ ان میں ہندوؤں کے رشیوں اور اوتاروں کے خلاف جو بے ہودہ باتیں لکھی ہیں وہ اس بیہودگی سے بہت زیادہ ہے جو رنگیلا رسول لکھنے والے نے دکھلائی ہے۔ یہ کتابیں بیس بیس تیس تیس برس سے ہزاروں کی تعداد میں چھپکر فروخت ہوتی ہیں، لیکن کبھی ہندوؤں نے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ ان کے لکھنے والوں کے سر قلم کر دئے جائیں۔ معلوم نہیں جناب والا کی نظر سے یہ کتابیں گزری ہیں یا نہیں اگر ارشاد ہوگا تو میں بھجوا دوں گا۔ ایک کتاب تحفۃ الہند ہے۔ جو مولوی عبداللہ صاحب نے لکھی ہے جو دہلی کے بڑے مولوی ہیں۔ اس میں ایک نظم ہے جس کا ٹیپ یہ ہے:

کہو یہ کون دھرم ہے؟

اس میں ہندوؤں کے رشیوں اوتاروں کے خلاف اس قدر فحش اور گندہ طریقہ سے اظہار خیال کیا ہے کہ کوئی مہذب آدمی اسے پڑھ بھی نہیں سکتا۔ میری ناقص عقل اس بات سے عاجز ہے کہ جب خود مسلمانوں کا یہ طرز عمل دوسروں کے ساتھ ہے تو وہ خود اس قدر حد سے زیادہ شور و غل کیسے مچا سکتے ہیں؟

علاوہ بریں یہ بات بھی بڑی عجیب ہے کہ اسلام کے قانون میں اپنے مخالفوں کے لئے معافی کی کوئی جگہ نہیں۔ رنگیلا رسول کے پبلشر نے صاف لفظوں میں اظہار افسوس کر دیا تھا، لیکن مسلمانوں کا یہ مطالبہ تھا کہ نہیں اسے قتل کرنا چاہئے!

مجھے میرے دوستوں نے کہا ہے کہ اسوقت ملک کی جو عام حالت ہو رہی ہے اور مسلمانوں کے اندھا دھند جوش و خروش کا جو حال ہو رہا ہے اسے دیکھتے ہوئے یہ مصلحت کے خلاف ہوگا کہ جناب کوئی بات بھی اپنے ہم مذہبوں کی عام رائے کے خلاف کہیں اسی لئے یہ سب کچھ آپ دیکھتے ہیں لیکن خاموش ہیں۔ اگر میرے دوستوں کا یہ خیال صحیح ہو تو اگرچہ یہ بات میرے لئے بڑے ہی رنج کی ہوگی لیکن میں ایسی گستاخی نہیں کر سکتا کہ اس بارے میں زبان کھولوں۔ کم از کم یہی کیجئے کہ اس بارے میں میرے دل کے شکوک دور کر دیجئے کیونکہ ان کی وجہ سے مجھے بہت ہی پریشانی ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ صاف صاف معلوم ہو جائے کہ اسلام کے احکام اور تعلیمات کیا ہیں۔

اگر جناب ترتیب کے ساتھ جواب عنایت کرینگے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ میں نمبروار عرض کرتا ہوں:

(۱) کیا واقعی یہ اسلام کا قانون ہے کہ جو شخص حضرت بانیٔ اسلام کے خلاف بدزبانی کرے، اسے فوراً قتل کر دینا چاہئے اور جس مسلمان کے سامنے ایسا کرے، اُس کا مذہبی فرض ہے کہ اُسی وقت اُس کا سر اُڑا دے؟

(۲) کیا اسلام کا یہ حکم ہے کہ اگر کسی قوم کا ایک آدمی حضرت پیغمبر اسلام کے خلاف بدزبانی کرے تو جب تک اس کے تمام ہم قوم (جنھوں نے شاید اُس بدزبانی کرنے والے کا نام بھی نہ سنا ہوگا) اسکو برا بھلا نہ کہیں۔ تمام قوم کا بائیکاٹ کر دینا چاہئے اور اپنی بستی سے نکال دینا چاہئے۔

(۳) کیا اسلام کا یہ قانون ہے کہ اگر کوئی غیر مسلمان ایسا کرے تو اسے گلا گھونٹ کر مار ڈالنا چاہئے جیسا کہ مولنا محمد علی صاحب نے فرمایا ہے؟

(۴) آپکے خیال میں یہ مطالبہ ٹھیک ہے کہ ہندوستان میں ایسا قانون بنانا چاہئے کہ جو شخص ایسا کرے اسے قتل کر ڈالا جائے؟

(۵) کیا اسلام کا یہ قانون ہے کہ اگر ایسا شخص اپنی غلطی مان لے اور اس پر افسوس ظاہر کرے، تو وہ مسلمانوں کو قبول نہیں کرنا چاہئے اور اسے جسمانی سزا دلانے پر اڑ جانا چاہئے؟

(۶) جو کتابیں دیگر مذاہب کے خلاف خود مسلمان مولوی صاحبان لکھتے آئے ہیں اور اس میں رنگیلا رسول جیسی زبان استعمال کی گئی ہے، کیا وہ بھی اسی طرح سزا کی مستحق نہیں ہیں جیسی رنگیلا رسول اور رسالہ ورتمان ہیں؟

(۷) سو دو سو برس سے جو سیکڑوں عیسائی مشنری اسلام کے خلاف سخت سے سخت کتابیں لکھتے آئے ہیں اور اسوقت ہزاروں کی تعداد میں وہ موجود ہیں، کیوں انکے خلاف اس قدر جوش و خروش نہیں دکھلایا گیا جس قدر اس موقعہ پر دکھلایا گیا ہے؟

(دیکھو شذرات کالم اول)

سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ اُسنے کہا انکے خاوندوں نے اسواسطے قتل کردیا ہے کہ مبادا یہ عورتیں انگریزوں کے قابو میں آجائیں۔ کیونکہ وہ یہ بے عزتی برداشت نہیں کرسکتے۔ پھر اُسی آدمی نے انکے شوہروں کی لاشیں دکھائیں۔ جنھوں نے اس فعل کے بعد اپنے آپ کو قتل کردیا تھا۔ اس شہر نے نادرشاہ کے قتل عام کے بعد ایسے خوفناک مناظر کبھی نہیں دیکھے تھے۔ جبدن دلی فتح ہوئی، وہ لوگ جو ہمارے خلاف لڑ رہے تھے، شہر سے نکلکر بھاگ گئے تھے۔ صرف وہ لوگ رہ گئے تھے جنھوں نے بغاوت میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ بلا امتیاز قتل کئے گئے۔

اکسفورڈ ہسٹری آف انڈیا نے جو ایک اعلیٰ پایہ کی کتاب سمجھی جاتی ہے، یہ واقعات قطعاً نظر انداز کردئے ہیں۔ اسنے صرف معمولی طور پر ایک مہذب فوج کے داخلۂ شہر کا ذکر کیا ہے۔ لیکن یہی تاریخ نادرشاہ کے قتل عام کی بڑی مہیب تصویر دکھلاتی ہے۔ حالانکہ نادرشاہ کا قتل عام اس غدر کے قتل عام کے مقابلہ میں کوئی نسبت نہیں رکھتا نادرشاہ کا قتل عام صرف چند گھنٹے رہا تھا، اور یہ کئی ہفتوں تک جاری رہا۔

حادثۂ کانپور

بعض انگریز مورخ کہتے ہیں کہ چونکہ باغیوں نے کانپور میں انگریزوں پر ظلم ڈھائے تھے، اس لئے وہ انتقام لینے میں حق بجانب تھے۔ میں ذیل میں کانپور کے حادثہ کے متعلق چند واقعات درج کرتا ہوں۔ ان سے ناظرین خود اندازہ لگالیں گے کہ صورت حال کیا تھی۔

سر جارج فارسٹ نے اپنی کتاب "ہندوستانی بغاوت" میں لکھا ہے۔ "یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچ چکا ہے کہ ان سپاہیوں نے جو انگریز قیدیوں کی حراست پر مامور تھے، اُنھیں قتل کرنے سے انکار کردیا تھا، یہ ظالمانہ فعل ناناکے ۵ بدمعاش ہمراہیوں میں سے ایک کنجرے کی ایما سے سرزد ہوا تھا۔ اس فعل کی ذمہ داری کسی صورت میں بھی تمام ہندوستانی قوم پر عائد نہیں ہوسکتی۔ جب کوئی انگریز کسی تاریخ میں پڑھتا ہے کہ مسز جیمز یا مسز جیننگز کو کسی ہندوستانی نے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا۔ تو اس کے غصے کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ لیکن دوسری طرف یہ امر بھی مسلمہ ہے۔ کہ سیکڑوں عورتیں اور بچے انگریزی فوجوں کی بدولت اس جہانِ فانی سے کوچ کرگئے۔ اگر ہمیں ایک انگریز لیڈی کے خوفناک انجام سے ہمدردی ہے، تو ہمیں یہ بھول نجانا چاہیئے کہ ہندوستان کے باشندے بھی آخر انسان تھے۔ کانپور کے کنوئیں کا حادثہ کوئی آدمی پسند نہیں کرسکتا۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اسوقت ہیولاک باغیوں کو شکست دے کر کانپور کی طرف بڑھ رہا تھا، اور باغیوں نے جب ہمارے قتل وسلب کی شہرت سُنی تو انھوں نے بھی اشتعال میں آکر قیدیوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا۔ جیسا کہ اُنکے بھائیوں اور بہنوں سے ہو رہا تھا"

اِن دنوں یہ عام افواہ ہمارے لوگوں نے مشہور کر رکھی تھی کہ ہندوستانیوں نے انگریز عورتوں کی عصمت دری کی اور پھر اُنھیں قتل کردیا، سر جارج کیمبل اِن تمام روایات کو بے بُنیاد قرار دیتے ہیں اور تمام مشہور مورخ اُن کی تائید کرتے ہیں،

(مترجمہ محمد علی وکیل ایٹہ آباد)

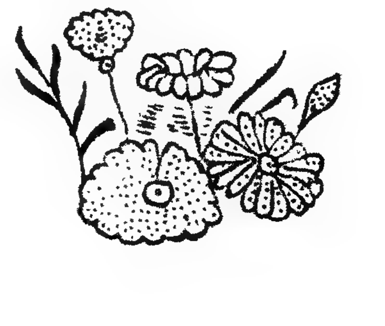

مراسلات

ایک جواب طلب مراسلہ

دلآزار مذہبی تحریریں اور مسلمانوں کا پچھلا مظاہرہ

اسلام اور سزاءِ قتل

مندرجۂ ذیل مراسلت پنجاب کے ایک ہندو دوست کی ہے جو وہاں کی ایک مذہبی انجمن کے عہدہ دار بھی ہیں۔ ۱۹۲۵ء میں اُنھوں نے مجھ سے خط وکتابت کی تھی اور اپنی طبیعت کی مذہبی بے اطمینانی اور جستجوئے حق وحقیقت کا شوق ظاہر کیا تھا۔ جب کبھی کوئی آدمی اس بارے میں مجھ سے مشورہ کرتا ہے، تو میں ہمیشہ اُسے تقلیدی بندشوں سے آزاد ہونے اور مذاہب کے آزادانہ مطالعہ کا مشورہ دیتا ہوں۔ یہی مشورہ میں نے انھیں بھی دیا۔ اس پر اُنھوں نے بہت سے سوالات لکھ کر بھیجے جن میں سے بعض سوالات کا تعلق اُن شکوک سے تھا جو نفس مذہب اور اُس کی ضرورت سے تعلق رکھتے تھے، اور بعض کا تعلق مسیحیت اور اسلام سے تھا چونکہ خط وکتابت کے ذریعہ اس طرح کے معالات انجام نہیں پاسکتے، اس لئے میں نے اُنھیں لکھا کہ چند دنوں کے لئے کلکتہ آجائیں اور میرے پاس ٹھیریں۔ وہ آئے اور کچھ عرصہ تک یہاں مقیم رہے۔ میں نے محسوس کیا کہ بہت حد تک اُن کی طبیعت تقلیدی بندشوں سے آزاد ہوچکی ہے، اور آزادیِ فکر کے ساتھ مسائل کے مطالعہ کی استعداد رکھتے ہیں۔ وہ جب واپس جانے لگے تو اُنھوں نے اعتراف کیا کہ اُن کی طبیعت کا دوتہائی اضطراب دُور ہوچکا ہے۔

اس کے بعد وقتاً فوقتاً وہ مجھ سے خط وکتابت کرتے رہے۔ گذشتہ دسمبر میں گوہٹی کانگرس کے موقعہ پر پھر کلکتہ آئے اور مجھ سے ملے، اور میں نے اُن کی قلبی حالت سابق سے زیادہ ترقی یافتہ پائی۔

اس ہفتہ اُن کی یہ تحریر میرے نام آئی ہے۔ ضرورت نہ تھی کہ اسے الہلال میں درج کیا جاتا۔ میں حسب معمول اسکا جواب اُنھیں بھیج دیتا، لیکن تحریر کے آخر میں اُنھوں نے جو کچھ لکھا ہے، اور اس سے اُن کی طبیعت کے جن تأثرات کا پتہ چلتا ہے، اُن کے ازالہ کے لئے ضروری ہوگیا کہ یہ خط الہلال میں درج کردیا جائے، اور الہلال ہی کے ذریعہ جواب دیا جائے۔ اس ہفتہ یہ شائع کردیا جاتا ہے، لیکن جواب آیندہ ہفتہ لکھ سکوں گا، کیونکہ آج یکایک شملہ جانے کا ارادہ کرلینا پڑا۔ اس لئے تحریر کی مہلت نہیں ہے۔ (ابوالکلام)

میں نے ادہر مدت سے کوئی عریضہ آپ کی خدمت میں اس لئے نہیں بھیجا کہ میں ارادہ کرچکا تھا راولپنڈی کے معاملات نپٹا کر کلکتہ میں حاضری دوں گا۔ لیکن گھر کے جھگڑے ایسے نکل آئے کہ اب تک چھٹکارا نہ ہوسکا اور شاید کچھ دنوں اور اسی طرح نکل جائیں۔ میں اب بھی یہ خط لکھ کر جناب کے اوقات میں خلل نہیں ڈالتا اور ساری باتیں اپنی حاضری پر اُٹھا رکھتا، لیکن اس طرف ایک معاملہ نے میرے خیالات میں نہایت پریشانی پیدا کردی ہے اور میں اسکو زیادہ دیر تک روک نہیں سکتا۔ مجھ کو یقین ہے کہ وہ معاملہ میرے ہی لئے نہیں بلکہ مجھ سے زیادہ ہزاروں انسانوں کے لئے بے دلی اور پریشانی کا سبب بن رہا ہوگا اس لئے مجبوراً یہ عریضہ لکھ کر جناب کا تھوڑا سا وقت ضائع کرنا چاہتا ہوں۔ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ آپ اس عریضہ کا جواب، یا اسے چھوڑ کر بطور خود اس معاملہ میں اپنی رائے اخبارات کے صفحوں پر شائع کردیتے یا الہلال ہی میں ارقام فرماتے لیکن اگر پبلک میں اس کی اشاعت خلاف مصلحت ہو تو کم سے کم میرے دل کا اضطراب تو دُور کردیں۔

جناب پر ایک مُدت سے میرے دل کا حال پُوری طرح روشن ہے۔ میں ہر طرح کے مذہبی اور کمیونل تعصبات سے الگ ہوکر مذاہب عالم میں سچائی اور حقیقت کا متلاشی ہوں، اور مجھے آپکی ذات مبارک سے اس بارے میں وقتاً فوقتاً جو مدد ملی ہے، اس کے لئے مدة العمر میں آپ کا احسان مند رہوں گا۔ آپ نے میری آنکھوں پر سے کج فہمی کے بہت سے پردے ہٹا دیئے، اور میرے دل کو جو بڑا ان مذاہب کی حالت دیکھ کر مذہب کی طرف ہی سے برگشتہ ہوگیا تھا، پھر مذہب کی صداقتوں کی راہ پر لگا دیا۔ خصوصًا مذہب اسلام اور اُس کے بانی کی تعلیم کی جو حقیقت آپنے مجھ پر روشن کردی وہ ایسی ہے کہ میرے خیال میں کوئی انسان بھی جو انصاف اور حق پرستی سے بالکل محروم نہ ہوگیا ہو اُس کی طرف بے اختیار کھنچے ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کم سے کم وہ اُس کی عزت اور احترام کرنے سے تو کبھی انکار نہیں کرے گا۔

……

آپ کو معلوم ہے کہ میں دو برس سے بالکل ایک دوسری ہی نگاہ سے مذہبی صداقت کا مطالعہ کر رہا ہوں، لیکن مجھے معاف کیجئے گا۔ ایک بہت بڑی مشکل ہم لوگوں کی راہ میں یہ ہے کہ آپ جیسے بزرگ اسلام کی تعلیم اور اسپرٹ جو ظاہر کرتے ہیں، وہ جب دوسرے مسلمانوں کی تعلیم میں ڈھونڈھی جاتی ہے، تو صرف یہی نہیں کہ نہیں ملتی بلکہ برخلاف اُس کے ایسی ایسی باتیں سامنے آجاتی ہیں کہ کوئی انصاف پسند دماغ شک شبہ کے طوفان سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ابھی حال میں پمفلٹ "رنگیلا رسول" پر جو ایجی ٹیشن شروع کیا گیا اور جو جو باتیں بڑے بڑے مسلمان لیڈروں اور مولانا

کو ٹرکی کے خلاف اُکسا رہی ہیں۔ یہ اخبار، اجنبیوں کے پروردہ ہیں اور اُنہی کے اشاروں پر ناچتے ہیں"

یہ اخبارات کی باہمی تکرار ہے۔ لیکن اب تک دونوں حکومتیں بالکل خاموش ہیں۔ بلکہ دوستانہ تعلقات کی موجودگی کا یقین دلا رہی ہیں۔ چنانچہ ایرانی سفارت کے معتمد عام زندی خاں نے اخبارات کو حسب ذیل بیان دیا ہے:

"اخبار آزاد ہیں، جو چاہیں لکھیں۔ ایرانی اخبارات کی طرح ترکی اخبار بھی سخت لہجہ اختیار کر لیتے ہیں، اور اُن کا لب لہجہ ایران کی مخالفت پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس قسم کی باتیں ہرگز دو مشرقی اور اسلامی ملکوں کے تعلقات پر اثر نہیں ڈال سکتیں جن کی دوستی مشترک فوائد پر استوار ہے"

تقریباً یہی خیال خود ایرانی سفیر نے بھی ظاہر کیا ہے۔ اُسنے کہا "دونوں ملکوں کی دوستی پائدار اور دوامی ہے۔ دونوں حکومتیں پورے حزم و اخلاص سے تمام مسائل حل کرنے پر کمربستہ ہیں۔ کوئی حادثہ بھی ہمارے تعلقات خراب نہیں کر سکتا"

اُمید کی جاتی ہے، جلد یہ معمولی نزاع ختم ہو جائے گی۔

ترکی پایۂ تخت

غازی مصطفےٰ پاشا کے سفر آستانہ سے بعض حلقوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ترکی پایۂ تخت، جلد انگورہ سے قسطنطنیہ میں منتقل ہو جائے گا۔ مگر انگورہ کا نیم سرکاری اخبار "حاکمیت ملت" اس کی تردید کرتا ہے۔ اُسنے لکھا ہے:

"جب ہم نے ارادہ کیا کہ ٹرکی کی از سر نو تعمیر کریں تو اس میں یہ خیال ہرگز ہمارے سامنے نہ تھا کہ ساتھ ہی غیروں کی خوشی کا بھی ہمیں سامان کرنا چاہئے۔ ہم نے ضرورتاً انگورہ کو پایۂ تخت بنایا تھا۔ وہ ضرورت اب تک موجود ہے۔ جب تک ہم امن و امان کے سایہ میں چلکر اپنا مقصد حاصل نہ کر لیں، اُسوقت تک انگورہ ہی کو پائے تخت رہنا چاہئے لہٰذا اس کی تبدیلی کا سوال، اسوقت پیدا ہی نہیں ہو سکتا"

مکتوب شام

(الہلال کے نامہ نگار مقیم دمشق کے قلم سے)

ہائی کمشنر کا بیان

ادہر دو تین ہفتے سے میں نے کوئی مکتوب آپکو نہیں لکھا۔ کیونکہ حالات میں کوئی قابل ذکر تبدیلی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ ہائی کمشنر کے لبوں پر جو مہر سکوت شروع سے لگ گئی تھی، وہ اب تک باقی تھی۔ ہر طرف افواہوں کی گرم بازاری تھی، مگر حقیقت کا کہیں پتہ نہ تھا۔ حکومت جتنا زیادہ ابہام و اخفا برتتی تھی، افواہیں اُتنی ہی زیادہ پھیلتی تھیں۔ اکثر لوگوں کا رجحان یہ تھا کہ حکومت کچھ نہ کچھ کرنے والی ہے۔ اگر سب نہیں تو ملک کے مطالبات کا ایک بڑا حصہ ضرور قبول کرے گی۔ خصوصاً اب جبکہ دروزی مجاہدین نے ہتیار ڈال دئیے ہیں، حکومت بھی نرم ہو جائے گی اور باشندوں کی ضرور اشک شوئی کر دے گی۔

لیکن ان فریب خوردوں کو اگرچہ بہت زیادہ انتظار کرنا پڑا، تاہم وہ دن آہی گیا جب اُنھیں حقیقت عریاں کے مشاہدے پر مجبور ہونا پڑا۔ مدت تک نقاب پوش رہنے کے بعد ہائی کمشنر نے اپنا منہ کھولا تو اُس میں مکرر دیا کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ دروزی جہاد ختم ہو جانے سے حکومت کی ہمت بلند ہو گئی۔ اب اُسے کوئی خوف بھی باقی نہ رہا۔ چنانچہ ہائی کمشنر نے اپنی پالیسی اور حکمبردار سلطنت فرانس کی سیاست جو وہ شام کے بارے میں طے کر چکی ہے، ظاہر کر دی۔ ہائی کمشنر کا بیان یقیناً تمام مشرق کے لئے عبرت و موعظت کا ایک سبق ہے۔ اور وہ حسب ذیل ہے:

"ہائی کمشنر کو اپنے قیام پیرس کے دوران میں بارہا موقعہ ملا کہ فرانسیسی حکومت اور فرانسیسی پارلیمنٹ کی معاملات خارجیہ کی کمیٹی کے روبرو شامی صورت حال کے متعلق اپنی تحقیقات پیش کر دیں خصوصاً باشندوں کی وہ اُمیدیں صفائی کے ساتھ ظاہر کر دیں جو شام کے مختلف حصوں میں دورہ کرنے کے بعد اُنھیں معلوم ہوئی تھیں۔

ہائی کمشنر نے شام میں اپنی واپسی کے بعد مختلف حکومتوں کے ذمہ داروں سے بھی بار بار تبادلۂ خیال کیا۔ حکمبردار حکومت کے خیالات و مقاصد اُن پر ظاہر کئے اور وہ بنیادیں پوری وضاحت سے پیش کر دیں جن پر وہ اپنی سیاست کی بنا رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ بنیادیں حسب ذیل ہیں:

(۱) معاہدۂ حکمبرداری کی دفعہ ایک کی رو سے چونکہ فرانس نے اپنے سر یہ ذمہ داری لے لی ہے کہ "شام اور لبنان کے لئے وہ راستہ ہموار کرے گا جس پر چل کر وہ بتدریج خود مختار بن سکیں گے" اور یہ کہ امدادی خود مختاری کی ظروف و حالات کے مطابق ہمت افزائی کرے گا۔ اس لئے فرانس مجلس اقوام سے حاصل کی ہوئی اپنی یہ ذمہ داری برابر پوری کرتا رہے گا۔ یہاں پر اس ذمہ داری سے دست بردار ہو جانے کا ہرگز کوئی سوال پیش نہیں ہو سکتا۔

(۲) اس ذمہ داری کی حیثیت:

معاہدۂ ورسیلز کی دفعہ ۲۲ کی تطبیق، مشرق میں بہت ہی زیادہ مشکل معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہاں کی بعض جماعتیں مدت دراز سے ترقی کے اُس درجہ تک پہنچ گئی ہیں جسنے اُنھیں مشرق قریب کی ترقی پذیر قوموں کی صف اول میں پہونچا دیا ہے۔ حکمبردار سلطنت نے امن و امان برقرار رکھتے ہوئے، جو ترقی کی اصلی بنیاد ہے، ان جماعتوں کی اُمیدیں پوری کرنے میں کبھی غفلت نہیں برتی۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ان اُمیدوں کی تطبیق میں اب تک بکثرت رکاوٹیں حائل ہوتی رہی ہیں اور یہ صرف اسوجہ سے کہ اُن میں باہم بہت زیادہ تناقض موجود ہے۔

ان جماعتوں کی اُمیدیں بر لانا، شام میں فرانسیسی سیاست کی ایک بڑی بنیاد ہے۔ حکمبردار سلطنت اب تک اپنی اس سیاست پر قائم ہے اور عزم بالجزم کئے ہوئے ہے کہ ہمیشہ یہ اُمیدیں پوری کرتی رہے گی جب تک وہ دائرۂ نظام اور امن و امان میں رہیں اور جب تک اقلیات کے حقوق، جن کی معاہدوں نے ضمانت کر دی ہے، اور ملک کے عام مصالح کے خلاف نہ ہوں۔

(۳) فرانسیسی سیاست کا دوام اور قانون اساسی۔

یہ سیاست، جسے مسیو دی جوونل پوری وضاحت سے معین کر چکے ہیں اور جسے حکومت فرانس اور مجلس اقوام نے منظور کر لیا ہے، ضرور ہے کہ ملک کے قانون اساسی میں قائم رکھی جائے۔ ہائی کمشنر پوری مضبوطی سے اس سیاست کو برقرار رکھیں گے۔

لیکن یاد رہے کہ قانون اساسی، صرف وہی لوگ بنائیں گے جو اُسے ضروری سمجھتے ہیں۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ وہی حکومتیں اسکے بنانے میں شریک ہوں گی جو موجودہ نظام کے ماتحت ملک میں قائم ہیں۔ انہی حکومتوں کو حق ہے کہ ملک کے مصالح پر غور کریں، اپنے باہمی اختلافات مٹانے کی سعی کریں، اور مشترک مصالح کے لئے باہم معاہدے طے کریں۔ حکمبردار سلطنت، انہیں ہر ممکن مدد دے گی اور انکے مابین حَکَم کی حیثیت سے کام کرے گی۔

اگر جدید نظام پر پورے ملک کی رضامندی ضروری سمجھی گئی تو اس مقصد کے لئے بھی کوشش کی جائے گی۔ لیکن اگر رضامندی کا حاصل کرنا ممکن نہ ہوا تو حکمبردار سلطنت، امن و امان کی حفاظت اور مستقبل کی درستگی کے لئے ضروری تدابیر اختیار کرے گی۔

(۴) امن و امان

اب ملک میں ایک مرتبہ پھر امن و امان پوری طرح عام ہو گیا ہے۔ حکمبردار سلطنت نے اس راہ میں عظیم کوششیں اور بہت بڑی قربانیاں کی ہیں۔ اس سے یہ صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ فرانس اُس دوستی کے برقرار رکھنے کا غیر متزلزل ارادہ رکھتا ہے جو اُسے ملک شام و لبنان سے ہے۔

ملک کی ترقی کے لئے امن امان کی موجودگی ضروری ہے۔ بدامنی سے ہرگز کوئی فائدہ پہنچ نہیں سکتا۔ بلکہ اُلٹے نقصان یقینی ہے۔۔"

یہ ہائی کمشنر کے بیان کا ضروری حصہ ہے۔ ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ بیان کس درجہ مضطرب اور بے معنی ہے؟ اُس کے اگر کچھ معنی ہیں تو صرف یہ ہیں کہ فرانس، شام کے مطالبات منظور نہیں کرے گا بلکہ اپنی جنگی قوت سے اُسے بدستور محکوم و مقہور رکھے گا۔

فرانس کی بدنیتی

شام میں فرانس کی بدنیتی کا ایک ثبوت، مذکورۂ بالا بیان کے علاوہ، یہ ہے کہ اُسنے شکست خوردہ دروزی مجاہدین کی بے چارگی سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ چنانچہ گزشتہ ہفتے حکومت نے اعلان کیا ہے کہ جبل دروز کے باشندوں نے ملک شام سے اپنی کامل علحدگی کا مطالبہ کیا ہے۔ نیز وہ چاہتے ہیں کہ اُنکے علاقے پر حاکم، فرانسیسی ہوا کرے۔

ملک کی عام رائے اس منحوس خبر سے بہت پریشان ہوئی، کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ شام کی سیاسی وحدت اب تک جس قدر پراگندہ ہو چکی ہے، فرانس کی نظر میں وہ کافی نہیں ہے۔ فرانس ابھی اس بدنصیب ملک کے اور بھی بہت سے ٹکڑے کرنا چاہتا ہے۔ جبل دروز کی علحدگی کے بعد شام، صرف دمشق اور مضافات کے علاقے کا نام رہ جائے گا۔

سب سے زیادہ حیرت اس بات پر ہے کہ جن دروز سرداروں کی طرف یہ مطالبہ منسوب کیا جا رہا ہے، وہ ملک میں نہایت ہر دل عزیز تھے۔ مثلاً عبد الغفار پاشا اطرش، امیر حسن، نجم پاشا حلبی، شیخ محمد الہجری، حمزہ درویش وغیرہم۔ حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جو آج سے پہلے ملک کی سیاسی تقسیم و تجزی کے سخت مخالف تھے۔ بلکہ اُنکے خونین جہاد کا ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ موجودہ تقسیم منسوخ کر دی جائے، اور ملک میں ایک ہی وحدت سیاسی قائم ہو۔

لیکن بہت جلد حقیقت آشکارا ہو گئی۔ عام رائے نے معلوم کر لیا کہ یہ چیز بھی فرانس کی بدنیتی نے پیدا کی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ پچھلے ہفتے ہائی کمشنر، دمشق آئے۔ اُن کے ساتھ اُن کا نفس ناطقہ کرنل کیٹرو بھی تھا۔ یہ شخص اپنی ظلم پسندی اور ملک شام سے دشمنی میں کافی شہرت حاصل کر چکا ہے۔ دمشق سے یہ جبل دروز گیا اور وہاں دروزی سرداروں سے مذکورۂ بالا محضر پر دستخط کرنے کو کہا۔ اُنھوں نے انکار کیا مگر اسنے اُنھیں اپنی قوت کی زور سے مجبور کر دیا۔

اس واقعہ نے باشندوں کو فرانس سے اور بھی زیادہ بدظن کر دیا ہے

ایک اور مصیبت

یہ مصائب کیا کم تھیں کہ ملک پر ایک تازہ مصیبت، خود ایک ملکی کے ہاتھوں نازل ہو رہی ہے۔ داماد احمد نامی بک، دمشق کی عارضی حکومت کا صدر ہے۔ اسکے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ شام کے تخت شاہی پر عنقریب متمکن ہوگا۔ اس طمع میں یہ بالکل فرانس کا غلام بن گیا ہے اور بری طرح خادمان قوم کو ستا رہا ہے۔ حال میں یہ ہے کہ اسنے اخبار الجواب کے ایڈیٹر شدیاق آفندی کو دمشق سے

برید شرق

مکتوب آستانہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

شاہ مصر کا سفر انگلستان۔ ترکی قرضے کا تصفیہ۔ ٹرکی اور ایران۔ ترکی پائے تخت

شاہ مصر کا سفر انگلستان

ترکی اخبارات، شاہ مصر کے سفر انگلستان کو بہت اہمیت دے رہے ہیں اور اسے نہ صرف مصر بلکہ تمام مشرقی ممالک کے لئے اخلاقی حیثیت سے مفید سمجھتے ہیں۔ چنانچہ موقر اخبار "وقت"، یوں اظہار خیال کرتا ہے:

"شاہ مصر کی یہ سیاحت ایک نہایت پیچیدہ سیاسی مسئلہ کے حل کے لئے آخری قدم ہے۔ اب سے پہلے مصر کے سب سے بڑے ماہرین سیاست مثلاً سعد پاشا زغلول اور عدلی پاشا یکن نے سر توڑ کوششیں کیں، مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ اب خود شاہ مصر اپنے وزیر اعظم کے ساتھ انگلستان روانہ ہوئے ہیں تاکہ مسئلہ مصر، جو ۴۵ برس سے لاینحل ہو رہا ہے، قطعی طور پر حل ہو جائے۔ اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ اس آخری کوشش کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ اگر اب بھی یہ مسئلہ حل نہ ہوا تو سمجھ لینا چاہیے، وہ آیندہ کبھی مفاہمت سے حل نہ ہوگا، اس کا فیصلہ صرف قوت و تشدد ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے"

"۱۸۸۲ء میں انگریزوں نے صریح جبر و ظلم سے مصر پر قبضہ کر لیا۔ ہندوستان بچانے کے لئے برطانیہ کو مصر کی ضرورت تھی، جیسا کہ اس مقصد کے لئے اسے دنیا کے ہر ملک پر قبضہ کی ضرورت ہے۔ برطانیہ کا عزم مصمم تھا کہ مصر کو بالکل ہضم کر جائے۔ چنانچہ جنگ عمومی کے موقعہ پر اس کے الحاق کا اعلان بھی کر دیا۔ مگر اسے بہت جلد معلوم ہو گیا کہ یہ زہر بھرا لقمہ کسی طرح بھی ہضم نہیں کیا جا سکتا۔ مصر، اکّال الامم ہے۔ بہت سی قوموں نے اسے ہضم کرنا چاہا، مگر جس نے بھی اسے نگلنے کی جرأت کی، خود فنا ہو گیا۔ چنانچہ چند ہی سال بعد انگلستان بھی یہ لقمہ اگلنے پر مجبور ہوا اور مصر کے الحاق سے دست بردار ہو جانا پڑا"

"شاہ مصر کی سیاحت نے یورپ کے سامنے صرف یہی ثبوت پیش نہیں کیا کہ مصر، اپنی آزادی پر مُصر ہے۔ بلکہ یہ بھی ثابت کر دیا کہ پورے مشرق میں استقلال و حریت کی ایک ناقابل مقاومت تحریک عام ہو گئی ہے۔ شاہ مصر نے صاف طور پر بتا دیا کہ اب مشرق، وہ مشرق نہیں ہے جو کبھی غفلت و قناعت اور تن پروری کا مرکز تھا۔ اب وہ بیدار ہو گیا ہے، اور غاصب یورپ سے اپنے حقوق واپس لینے پر تلا ہوا ہے"

ترکی قرضے کا تصفیہ

مرحوم سلطنت عثمانیہ نے یورپ سے بہت سے قرضے لے رکھے تھے۔ انہی قرضوں نے بالآخر اس کے دروازے یورپین مداخلت کے لئے کھول دیئے۔ جنگ عظیم کے خاتمہ پر سلطنت عثمانیہ اپنے اکثر مقبوضات سے محروم ہو گئی۔ اب یہ مشکل پیش آئی کہ یہ قرضے اس سے کیونکر وصول کئے جائیں؟ اکثر قرضوں میں انہی مقبوضات کی آمدنی رہن تھی۔ یورپ چاہتا تھا کہ باوجود اپنے ممالک سے محروم ہو جانے کے، یہ تمام قرضے اسی دیوالیہ سلطنت سے وصول کرے۔ مگر یہ عملاً ناممکن تھا۔ کیونکہ اس کی آمدنی یہ بار گراں اٹھا نہیں سکتی تھی۔ اسی زمانے میں قومی حکومت نے اناطولیہ میں ظہور کیا اور یورپ کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا۔ اسی کا نتیجہ معاہدہ سیورے کے بعد معاہدہ لوزان ہوا۔ مگر قرضے کی گتھی اس معاہدے سے بھی سلجھ نہ سکی۔ اب گزشتہ ہفتے سالہا سال کی رد و قدح کے بعد ایک فیصلہ ہوا ہے اور سب نے اسے تسلیم کر لیا ہے۔ اس فیصلہ کی دو دفعیں بہت اہم ہیں: ایک یہ کہ ٹرکی اپنے قرضہ کی نصف مقدار سونے کے سکے کی شکل میں ادا کرے، اور باقی نصف کاغذ کے سکے کی صورت میں۔ دوسری یہ کہ ٹرکی کا تمام قدیم قرضہ اُن تمام ممالک پر تقسیم کر دیا جائے جو قرضہ لیتے وقت اس کے قبضہ میں تھے۔ صرف ایک حصہ ٹرکی کے ذمے باقی رہے۔

یہ فیصلہ یقیناً منصفانہ ہے۔ جنگ کے اختتام پر ٹرکی کے ذمہ یورپ کا قرضہ ۱۷،۶۱،۸۴،۶۹۲ لیرہ (ترکی پونڈ) تھا۔ اب جدید فیصلہ کی رو سے اس کی تقسیم اس طرح عمل میں آئی ہے:

ٹرکی —	۸،۴۵،۹۷،۴۹۵	لیرہ
یونان —	۱،۱۰،۵۴،۷۵۳	〃
شام —	۱،۰۸،۸۸،۴۵۹	〃
سربیہ —	۵۴،۳۵،۵۷۹	〃
عراق —	۵،۲۰،۷۱،۷۸۹	〃
فلسطین —	۳۲،۸۴،۴۲۹	〃
لبنانیہ —	۱۷،۷۶،۳۵۴	〃
البانیہ —	۱۶،۳۳،۲۳۳	〃
حجاز —	۱۴،۹۹،۵۱۸	〃
یمن —	۱۱،۸۲،۱۰۴	〃
شرق اردن —	۷،۴۳،۶۱۰	〃
اٹلی —	۲،۴۳،۲۰۰	〃
نجد —	۱،۲۹،۱۵۰	لیرہ
عسیر —	۲۶،۱۳۸	〃
موصل —	۱۵،۰۰،۳۵۳	〃
معان —	۱،۲۸،۷۲۸	〃

اوپر ہم نے لکھا ہے کہ یہ فیصلہ سب نے تسلیم کر لیا ہے۔ لیکن اس میں صرف دو حکومتیں مستثنیٰ ہیں: سرویا اور یمن۔ سرویا کی حکومت نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ امام یحیٰ بھی اس سے انکار کر رہے ہیں۔ لیکن ان دونوں کے انکار سے فیصلہ پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔

ٹرکی اور ایران

حال کا ایک اہم واقعہ، ٹرکی اور ایران کی کشیدگی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ترکی ایرانی سرحدوں پر بعض حوادث ایسے پیش آگئے، جنھوں نے طرفین میں سوء ظن کی حالت پیدا کر دی۔

تفصیل یہ ہے کہ ترکی ایرانی سرحدوں پر بعض جرائم پیشہ خانہ بدوش قبائل موجود ہیں۔ وہ ہمیشہ قتل و غارت کے موقعے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ پچھلے چند سالوں سے ان قبائل میں ایک بہت ہی خطرناک شخص "اسماعیل سمیقو" نامی ظاہر ہوا ہے اور سرحدی آبادیوں کی زندگی تلخ کئے ہوئے ہے۔ اسنے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ موقعہ پاکر لوٹ مار مچا دیتا ہے اور پہاڑوں میں بھاگ جاتا ہے۔ ترکی حکومت بہت دنوں سے اس کی تاک میں تھی۔ مگر حال میں مجرموں کی عام معافی کا اعلان کیا گیا، تو اس سے فائدہ اٹھا کر اسنے حکومت کو اطلاع دی کہ اب اسنے اپنے قدیم جرائم سے توبہ کر لی ہے اور آئندہ پُر امن زندگی بسر کرنی چاہتا ہے۔ حکومت نے اس کی بات پر یقین کیا اور معافی دیدی۔ چنانچہ وہ آزادی سے ترکی حدود میں زندگی بسر کرنے لگا۔

لیکن گزشتہ مہینوں میں اسنے پھر پلٹا کھایا، اور اپنی قدیم مجرمانہ زندگی اختیار کر لی۔ وہ ایرانی سرزمین میں داخل ہو گیا اور قریبی آبادیوں میں غارت گری شروع کر دی۔

اصلی واقعہ صرف اسی قدر ہے۔ لیکن ایرانی اخبارات نے اسے دوسری نظر سے دیکھا اور اس قزاق کی حرکتوں کا ذمہ دار، ٹرکی کو قرار دیا۔ چنانچہ طہران کا نیم سرکاری اخبار "ایران" اس واقعہ پر اس طرح خامہ فرسائی کرتا ہے:

"سرحدی قبائل کی کون ہمت افزائی کر رہا ہے؟ انھیں کون ہتیار تقسیم کرتا ہے؟ انکے ذریعہ ایران میں کون بدامنی پھیلا رہا ہے؟ ایرانی ان سوالوں کا صاف جواب چاہتے ہیں۔ وہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ٹرکی اس بارے میں کیا تدابیر اختیار کرنے والی ہے؟ ایران اپنی قومی سرحدوں کی حفاظت اپنے خون سے بھی کرنے پر کمربستہ ہے"

اخبار "شفق سرخ" لکھتا ہے

"سرحد کے ترک افسر، ایرانی علاقوں میں خلاف توقع سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خلافت کی منسوخی، جمہوریت کا اعلان، سرخ ٹوپی کی ہیٹ سے تبدیلی، یہ باتیں ظاہر میں کتنی ہی روشن خیالی کی باتیں نظر آئیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ قوموں کی ذہنیت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتیں۔ نوجوان ٹرکی، بڑھیا ٹرکی ہی کی لڑکی ہے۔ بڑھیا ٹرکی ہمیشہ ایران سے بے فائدہ دست بگریباں رہی۔ اب نوجوان ٹرکی بھی اپنی اسی موروثی سیاست پر واپس آ رہی ہے اور ایران سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی ہے"

اسی لب و لہجہ میں تقریباً تمام ایرانی اخبارات نے اظہار خیال کیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ترکی اخبارات کا لہجہ بھی کچھ کم سخت نہیں ہے۔ چنانچہ اخبار "جمہوریت" لکھتا ہے:

"ہم جانتے ہیں ایران میں وقیع اخبار موجود نہیں ہیں۔ اُن کی آواز کوئی قوت و وزن نہیں رکھتی۔ ضرور اجنبی انگلیاں ان اخبارات

بقیہ مضمون ص۱۷

کیا میں امید کروں کہ آپ تھوڑا سا وقت نکال کر اسی انداز میں جیسا تفصیل و بحث کے ساتھ ہمیشہ آپنے لکھا ہے ان امور پر روشنی ڈالیں گے اور مجھ پر احسان فرمائیں گے ....

* * *

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیار کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پُرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پُرانی تصویریں، پُرانے سکے اور نقوش، پُرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پُرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجیے کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجیے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے۔ دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں۔

بایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

براعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم ہی سے خط و کتابت کیجیے بہت ممکن ہے کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

برید فرنگ

مکتوب امریکہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم واشنگٹن کے قلم سے)

ایک نئی تحریک۔ امریکہ کی دولت۔

ایک نئی تحریک

اپنے دو پچھلے مکتوبوں میں آمریکہ کی نسوانی زندگی اور تحریک الحاد کی مقبولیت پر روشنی ڈال چکا ہوں۔ انہی دونوں موضوعوں سے متعلق آج ایک تیسری بحث پیش کرتا ہوں۔ اس بحث نے پورے شمالی آمریکہ کو اپنی طرف سراسر متوجہ کر لیا ہو۔ فی الحال اس بحث سے زیادہ اہم اور مقبول عام و خاص کوئی دوسری بحث یہاں نہیں ہو۔ ہر طرف اسی کا چرچا ہو اور ہر جگہ اُسی پر گرم تقریریں ہو رہی ہیں۔

بحث یہ ہو کہ آمریکہ میں شادی کا موجودہ طریقہ مضر ہو۔ مرد اور عورت دونوں کی خانگی زندگی مکدر کرنے والا ہو۔ لہذا اُسے بدل ڈالنا چاہیے۔

آمریکہ میں بھی شادی کا طریقہ وہی ہو جو دنیا کے تمام متمدن ملکوں میں رائج ہو۔ یعنی مرد و عورت، عقد کر کے زندگی بھر ساتھ رہنے کے پابند ہو جاتے ہیں۔ نئی تحریک اسی پابندی کے خلاف شروع ہوئی ہے۔ اُس کی منشا یہ ہو کہ شادی کے دو دَور یا دَرجے کر دیئے جائیں: ایک تجربی۔ دوسرا دائمی۔ تجربی سے مقصود یہ ہو کہ مرد اور عورت اگرچہ باضابطہ عقد کریں گے، مگر یہ عقد، معلق و مشروط ہوگا۔ اگر ساتھ رہ کر اُنھیں تجربہ سے معلوم ہو جائے کہ یہ عقد، اُن کی زندگی کو پُرمسرت نہیں بنا سکتا تو اُنھیں حق ہوگا کہ فوراً جُدا ہو جائیں۔ لیکن اگر تجربے سے ثابت ہو کہ وہ ساتھ خوش رہ سکتے ہیں تو اپنے دائمی عقد کا اعلان کر دیں۔

اس تحریک کا سرگروہ، مسٹر لنڈسی ہو۔ یہ ایک عدالت کا جج ہو اور نکاح و طلاق کے مقدمے فیصل کیا کرتا ہو۔ اسنے اپنی تحریک کا نام "عقد رفاقت" رکھا ہو۔ خود اُس کے اپنے لفظوں میں تحریک کی غرض یہ ہو کہ "مرد اور عورت باہم ساتھ رہنے کا سمجھوتہ کریں، مگر اس عہد کے ساتھ کہ ایک سال تک نسل نہ پیدا ہونے دیں گے۔ بارہ مہینے یک جا رہنے کے بعد اگر وہ دیکھیں کہ اُن کی طبیعتیں باہم متفق ہو سکتی ہیں تو اپنے اس تجربی عقد کو دائمی عقد کی صورت میں تبدیل کر دیں ورنہ ایک دوسرے سے جُدا ہو جائیں"

مسٹر لنڈسی نے ایک اخبار کے نمائندے سے بیان کیا:

"بیس برس سے میں عدالت کی کرسی پر بیٹھتا ہوں۔ اس طویل تجربے نے مجھے یقین دلا دیا ہو کہ نکاح کا موجودہ نظام، ناقص اور سخت مضرتوں کا موجب ہو۔ لہذا میں نے تجربی نکاح کی تجویز سوچی۔ میرے خیال میں اگر دنیا اس تجویز پر عمل کرے تو اُن تمام مصائب سے نجات پا جائے گی جو عقد کے موجودہ طریقے سے ہمیشہ پیدا ہوتی ہیں۔ تجربی نکاح یقیناً دنیا کو مسرت و سعادت بخشے گا اور انسان کی خانگی زندگی، قابل رشک بنا دے گا"

تجربی عقد کی ایک شرط یہ بھی ہو کہ مرد اور عورت سال کے خاتمہ پر اگر دائمی عقد کے طالب ہوں تو اُنھیں حکومت کے سامنے ثابت کرنا ہوگا کہ وہ باہم محبت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد اُن کا طبی معائنہ ہوگا اگر اس معائنہ میں بھی وہ کامیاب ہو گئے تو اُن کی درخواست منظور کر لی جائے گی، ورنہ اُنھیں جبراً جُدا کر دیا جائے گا۔

یہ ہو تحریک کا خلاصہ۔ لیکن اسنے تمام ملک میں ایک ہلچل ڈال دی ہو۔ روشن خیال طبقہ عام طور پر تحریک کی حمایت کر رہا ہو۔ مگر مذہبی پیشوا اور اُنکے متبعین اس کے سخت خلاف ہیں۔ اسے کفر و الحاد قرار دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اگر یہ تحریک مقبول ہو جائے گی تو مسیحیت اور کنیسا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مسیحی ہیئت اجتماعیہ درہم برہم ہو جائے گی۔ فسق و فجور کے بند (؟) دروازے کھل جائیں گے۔ غرضکہ وہ اسے شیطانی تحریک قرار دے رہے ہیں۔ دیکھنا چاہیے اس نظری جنگ میں کون فریق فتح یاب ہوتا ہو؟

آمریکہ کی دولت

ولایات متحدہ آمریکہ کی دولت و ثروت کے افسانے دُنیا بھر میں مشہور ہیں۔ واقعی جس قدر خزانے اس ملک میں موجود ہیں، اُتنے کسی دوسرے ملک میں نہیں ہیں۔ اسوقت میرے سامنے ایک امریکن رسالہ کھلا رکھا ہو۔ اسنے اسی معاملہ پر بحث کی ہو۔

وہ لکھتا ہو:

"جس کے پاس تین چار کروڑ ڈالر جمع ہیں، وہ اسوقت آمریکہ میں "دولتمند" خیال نہیں کیا جاتا۔ کروڑپتی، اب آمریکہ میں کسی شمار قطار میں نہیں ہیں۔ اب شمار صرف "قارونوں" کا ہوتا ہو۔ سنہ ۱۹۲۵ء میں پہلی مرتبہ حکومت نے امریکی قوم کی انفرادی دولت کے اعداد شمار شائع کئے۔ اس رپورٹ سے ثابت ہوتا ہو کہ آمریکہ میں ایک سے بہت زیادہ آدمی ایسے موجود ہیں جن کی دولت ایک ہزار ملین ڈالر لیعنی ۲۰ کروڑ پونڈ سے بھی زیادہ ہو۔

اس رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہو کہ سنہ ۱۹۲۵ء میں جن آدمیوں کی دولت ایک ملین ڈالر سے زیادہ تھی، اُن کی تعداد ۲۰۷ ہو۔ لیکن گمان غالب ہے کہ یہ شمار ناقص ہو۔ لوگ، آمدنی کے محصول سے بچنے کے لئے اپنی اصلی آمدنی چھپاتے ہیں۔ ثبوت یہ ہو کہ سنہ ۱۹۱۶ء ہی میں ایسے دولتمندوں کی تعداد ۲۰۶ تھی۔ کسی طرح خیال نہیں کیا جا سکتا کہ ۹ سال کی طویل مدت میں، جبکہ دولت کے دروازے ہر طرف سے آمریکہ پر کھل گئے تھے، ایسے دولتمندوں کی تعداد میں صرف ایک کا اضافہ ہوا ہو۔

ذیل کے نقشہ سے آمریکہ کی دولت مندی کا کچھ اندازہ ہو سکے گا:

ڈیڑھ ملین تک سالانہ آمدنی کے مالک	۱۰۴
ڈھائی ملین تک سالانہ آمدنی کے مالک	۴۳
تین ملین تک 〃 〃	۲۹
۴ ملین تک 〃 〃 〃	۱۵
۵ ملین تک 〃 〃 〃	۹
۵ ملین سے زیادہ 〃 〃 〃 〃	۷
	۲۰۷

لیکن جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا یہ نقشہ، ناقص ہو۔ تاہم ۵ ملین ڈالر سے زیادہ آمدنی کے مالکوں میں بعض ایسے بھی ہیں جن کی آمدنی ایک کروڑ پونڈ سالانہ سے بھی زیادہ ہو۔ سرکاری روداد میں اِن کے نام شائع ہوئے ہیں۔ انہی میں مسٹر فورڈ اور اُن کا بیٹا، مسٹر ملن آمریکی وزیر مال، اُن کا بھائی، مسٹر ہوٹنی، مسٹر وینڈربلٹ، مسٹر بیکر وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

ایک قابل ذکر بات یہ بھی ہو کہ امریکہ میں، دوسرے ملکوں کے برخلاف یہ صورت حال نہیں ہو کہ امیروں کی دولت برابر بڑھتی جائے اور غریبوں کی غربت روز بروز زیادہ ہوتی جائے۔ بلکہ واقعہ یہ ہو کہ امیروں کی دولت بہت آہستہ آہستہ بڑھتی ہو، لیکن غریب جلد از جلد امیر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا روداد سے معلوم ہوتا ہو کہ معمولی آمدنی رکھنے والے (یعنی جو لوگ آمدنی کا محصول ادا کرتے ہیں) سالانہ ۵ ہزار ڈالر سے زیادہ کما لیتے ہیں۔

روداد کے ایک دوسرے نقشہ سے معلوم ہوتا ہو کہ سنہ ۱۹۲۵ء میں حکومت نے حسب ذیل محصول وصول کئے:

اُجرت اور تنخواہ پانے والوں سے: ۴،۴۰۰،۰۰۰،۰۰۰ ڈالر
تجارتی کمپنیوں سے: ۹۷،۰۰۰،۰۰۰ 〃
حقوق طباعت خریدنے والی کمپنیوں سے: ۱۸،۵۰۰،۰۰۰ 〃
سود خوار مہاجنوں سے: ۴۸،۵۰۰،۰۰۰ 〃

آمریکہ کی دولتمندی کے راگ گانے والوں کے بالمقابل علمائے اقتصادیات کا ایک گروہ ایسا بھی موجود ہو جو اس دولت کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ اُس کی رائے میں آمریکہ کی دولت کسی پائیدار بُنیاد پر قائم نہیں ہو۔ وہ اپنی دلیل میں پچھلے دس گیارہ سال کے اعداد و شمار سے پیش کرتا ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہو کہ آمریکہ میں دولتمندوں کی تعداد نہایت غیر متناسب تعداد میں گھٹتی بڑھتی رہی ہو۔ یہ اس بات کا قطعی ثبوت ہو کہ ملک کی دولت کوئی مستحکم بنیاد نہیں رکھتی۔ وہ اعداد شمار حسب ذیل ہیں:

سنہ	ایک ملین ڈالر سے زیادہ سالانہ آمدنی رکھنے والے
۱۹۱۴	۶۰
۱۹۱۶	۲۰۶
۱۹۲۰	۲۱
۱۹۲۴	۷۵
۱۹۲۵	۲۰۷

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دست طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو

دُنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور اُنکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں

سے

ہمارے یہاں

ہر چھماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

یاد رکھئے

موسم گرما کا نایاب تحفہ

صرف ہمدرد دواخانہ سے ملیگا

شربت رُوح افزا ۲۹۳ (رجسٹرڈ)

جو تقریباً ۱۰ سال کے عرصہ میں اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اسم بامسمیٰ ہو کر بلا تفریق مذہب عام ہر دلعزیزی و شرف مقبولیت حاصل کرکے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر تک شہرت حاصل کر چکا ہے اور جس کو چشم بد (حریص) سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے واسطے رجسٹرڈ بھی کرالیا گیا ہے۔

محترم ناظرین! آپ میں جو اصحاب اس کا استعمال کر چکے ہیں اُن سے تو اس کے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپکی مسلسل و پیہم مشتاقانہ خریداری اس کی پسندیدگی و قدردانی کی خود دلیل ہے لیکن ہندوستان جیسے وسیع براعظم میں جن لوگوں کو اس کے استعمال کا اب تک اتفاق نہیں ہوا اُن سے اس کی بے شمار خوبیوں میں سے چند عرض کیجاتی ہیں۔

اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس شربت کا استعمال کسی مذہب کے خلاف نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ ہر تندرست انسان بلا قید عمر و مزاج موسم گرما میں خوش ذائقہ و فرحت بخش چیز کی حیثیت سے استعمال کر سکتا ہے۔

ناظرین! یہ شربت کیا ہے؟ اعلیٰ قسم کے فواکہات مثل انگور، سیب، رنگترہ وغیرہ اور بہت سی اعلیٰ ادویہ کا مرکب ہے جو خاص ترکیب اور جانفشانی سے تیار کیا جاتا ہے۔ مفرح قلب ہے۔ خوش ذائقہ ہے۔ تشنگی اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔ اختلاج قلب، دردسر، دوران سر، متلی وغیرہ کی شکایت کو رفع کرتا ہے۔ سوداوی امراض کے واسطے عموماً اور گرم مزاج والے اصحاب کے واسطے خصوصاً بہت مفید ہے۔

معنوی خوبیوں کے علاوہ جو استعمال سے تعلق رکھتی ہیں ظاہراً طور پر رنگ دلفریب اور پیکنگ کی صفائی دیدہ زیب ہے اسکی اشاعت سے محض ذاتی نفع مقصود نہیں بلکہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق پبلک کی خدمت کرنا اور ہندوستانی اشیاء کی ترویج کو ترقی دینا مدنظر ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ آپ بوتل دیکھ کر اور استعمال کرکے جو بیدار شدہ نوخیز ہندوستان کی صنعت کا اُمید افزا نمونہ ہے اور جس کی ہر چیز دیسی ہی ہے۔ خوش ہونگے اور باوجود اس قدر خوبیاں ہونے کے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ ہر حیثیت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کرسکیں۔ قیمت فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ) حکیموں اور عطاروں کے علاوہ، تاجران شربت کو بشرطیکہ وہ ایک درجن یا اس سے زیادہ خریدیں دو آنہ فی روپیہ کمیشن دیا جائیگا۔

نوٹ: اس شربت کی عام مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے ہمارے ہم پیشہ حضرات ناجائز فائدہ اُٹھانے کی مختلف ترکیبیں نکالتے ہیں مثلاً کوئی اس شربت کا ملتا جلتا نام رکھ لیا ہے۔ لہذا آپ شربت خرید کرتے وقت دھوکا نہ کھائیں بلکہ بوتل پر ہمدرد دواخانہ کا خوشنما لیبل اور اس پر لفظ رجسٹرڈ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ یہ شربت ہمدرد، دواخانہ کی مخصوص چیز ہے اور اصلی صرف ہمدرد دواخانہ دہلی ہی سے مل سکتا ہے۔ "فہرست دواخانہ معہ جنتری سنہ ۱۹۲۷ء کارڈ آنے پر مفت ارسال ہوگی۔"

پتہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی

تار کا کافی پتہ ہمدرد، دہلی

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھئے

کہ آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما گائڈ بک کی ضرورت ہے جو انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں، ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل دید مقامات اور آثار قدیمہ وغیرہ سے آپکو مطلع کردے نیز جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کی جاسکیں جن کی ایک سیاح کو

قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے

ایسی مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین

The Dunlop Guide to Great Britain

کا

دوسرا ایڈیشن ہے۔ ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

اگر آپکو

دمہ

(ضیق النفس)

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہے تو تأمل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب دوا فروش کی دکان سے فوراً ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا منگوا کر استعمال کیجئے

مطبوعات الهلال بك ایجنسی

معارف ابن تیمیه و ابن قیم

دیني علوم کے بیش بہا جواهر ریزي

س سلسله میں هم نے امامین کي ان نادر و علی درجه کي ، پایه عربي تصانیف کے اردو تراجم کا سلسله شروع کیا هے ' جنکا طالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے ت ضروري و ناگزیر هے - امید که یه "سلسلۂ تراجم" بد نصیب دوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

سوۂ حسنه ــــ امام ابن قیم کي فن سیرت میں شهرہ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑھائي روپیه -

اب الوسیله ــــ لفظ "وسیله" کي بحث کے علاوہ امام ابن تیمیه نے اسلام کے اصل الاصول "توحید" کي مبسوط بحث کي هے - بلا جلد اڑھائي روپیه ' مجلد سوا تین روپیه -

صحاب صفه ــــ انکي تعداد ' ذریعه معاش ' طریق عبادت اور انکے مفصل حالات بیان کیے هیں دس آنے -

فسیر سورۃ الکوثر ــــ امام ابن تیمیه کے مخصوص انداز تفسیر کا اردو ترجمه - چار آنے -

عروۃ الوثقی ــــ خالق و مخلوق کے درمیان واسطه کا فرق بدلائل بیان کیا هے - چهه آنے -

سیرت امام ابن تیمیه ــــ حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نهایت خوش اسلوبي سے بیان کیے هیں - نو آنے

جد و حجاز ــــ علامه سید محمد رشید رضاء مصري کي تازہ کتاب کا اردو ترجمه - سوا روپیه -

ئمه اسلام ــــ ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - بارہ آنے

خلاف الامه ــــ فی العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت ــــ یه ایک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس کے خریدار کو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اردو ' عربي ' فارسي ' انگریزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلی مطبوعات کے متعلق بهترین تازہ معلومات بهم پهنچانے کا اهتمام کیا هے - اسکے علاوہ ائمه و اسلام و بزرگان دین کے حالات ' طائف افسانه ' نظمیں اور ممالک اسلامیه کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے هوے حالات درج کیے جاتے هیں - فی پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپیه پیشگي -

منیجر الهلال بك ایجنسی

(حلقه نمبر ۲۴ شیرانواله دروازہ لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

السحر الحلال فی مجلدات الهلال

گاه گاهے باز خوان این دفتر پارینه را
تازہ خواهی داشتن گر داغهاے سینه را

اردو صحافت کي تاریخ میں الهلال هي وہ رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تهي -

الهلال اگرچه ایک هفته وار مصور رساله تها ' لیکن چونکه وہ اردو صحافت کي مختلف شاخوں میں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پیدا کرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعه تها - اُس کے هر نمبر میں مختلف ابواب ' مذهب ' سیاست ' ادبیات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصیات کے لحاظ سے اپني نظیر آپ هوتا تها - پهر اس کي ظاهري خوبیاں اردو صحافت میں اعلی طباعت و ترتیب کا پهلا نمونه تهیں - اردو کا وہ پهلا هفته وار رساله تها ' جس میں هاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا ' اور ٹائپ میں چهپنے کي وجه سے بهت سي ایسي خوبیاں پیدا هوئیں جو پتهر کي چهپائي میں ممکن نهیں - اِس کي جلدیں جدید اردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سیاسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بهترین مجموعه هیں - اِن کي مقبولیت و قدر کا اندازہ اِس سے هوسکتا هے که سنه ۱۹۱۸ میں بعض شائقین علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل سٹ سات سو روپیه میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اِس کي پهلي جلد مکمل (جو دفتر میں بهي موجود نهیں) ساڑهے چارسو روپیه میں حیدرآباد سے خریدي هے - جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هیں وہ بڑي سے بڑي قیمت پر بهي علحدہ کرنے کیلیے تیار نهیں - پچهلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الهلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' هم نے کوشش کي که شائقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کي جاسکتي هیں مرتب کرلي جائیں اور جن جلدوں کي تکمیل میں ایک دو پرچوں کي کمي هو آنهیں دوبارہ چهپوا لیا جاے -

چنانچه ، الحمدلله یه کوشش ایک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلدیں پوري مکمل هوگئي هیں - هم اِس اعلان کے ذریعه شائقین علم و ادب کو آخري موقعه دیتے هیں که اِس قیمتي ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدي کریں ' چونکه جلدوں کي ایک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف اُنهیں درخواستوں کي تعمیل هوسکے گي جو سب سے پہلے پهونچیں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا میں تمام مضامین کي انڈکس به ترتیب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیه الهلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیه
" " چهارم ۱۰ روپیه " " " پنجم ۱۰ روپیه

جلد "البلاغ" (جب دوسري مرتبه الهلال اِس نام سے شائع هوا) قیمت ۸ روپیه

علاوہ جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هیں جن میں سے هر پرچه اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قیمت فی پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پیکنگ اِس کے علاوہ هے -

منیجر "البلاغ پریس"

کلماتِ مرحوم سعد پاشا زغلول

جلاوطنی میں قوم سے خطاب

اُنھوں نے ہمیں ملک سے نکالا، مگر تم نے ہمیں اپنے دلوں میں جگہ دے دی!

اُنھوں نے ہمیں گمنام کردینا چاہا، مگر تم نے ہمارا نام اپنے صفحۂ قلب پہ نقش کرلیا!

اُنھوں نے اپنی قوت سے تمھیں پراگندہ کردینا چاہا، مگر تم اور بھی زیادہ باہم جُڑ گئے!

اُنھوں نے تشدد سے تمھیں ذلیل کرنا چاہا، مگر تم اور زیادہ معزز بن گئے!

اُنھوں نے طرح طرح کے حیلوں سے تمھیں گمراہ کرنا چاہا، مگر تم گمراہ نہ ہوئے۔ اُن کے فریب نے تمھیں اور زیادہ راہ ہدایت دکھادی!

اس طرح خدا نے اُنھیں رسوا کیا، اور تمھیں سرخروئی بخشی!

امنِ عالم

امنِ عالم اگر چاہتے ہو، تو دوسروں کا حق نہ چھینو۔

آزادی

آزادی، میرا پیدائشی حق ہے، عطیہ کے طور پر میں اُسے قبول نہیں کرسکتا۔ آزادی، میری اپنی پشتینی ملکیت ہے کسی کو حق نہیں کہ میری ہی ملکیت مجھے عطیے کے طور پر دے۔

عورتوں کی تربیت

قومی ترقی کے لئے عورتوں کی تربیت، اوّلین شرط ہے۔

حق

حق کی طرف لوٹنا کبھی معیوب نہیں۔

حق، قوت، قوم، حکومت

حق، قوت سے بالا ہے۔ قوم، حکومت سے برتر ہے۔

فساد

ہم پر حملہ کرتے ہیں، مگر جب ہم مدافعت کے لئے ہاتھ اُٹھاتے ہیں تو کہتے ہیں "تم فساد کرتے ہو"!

علم، اخلاق

ہمیں زیادہ علم کی ضرورت نہیں، زیادہ اخلاق کی ضرورت ہے۔

بداخلاقی کا قانون

جس قانون کی بنا، بداخلاقی پر ہے، وہ باطل قانون ہے۔

آزادی کا استعمال

ہم آزادی سے محبت رکھتے ہیں، مگر اس سے بھی زیادہ ہم اُس کے صحیح استعمال سے محبت کرتے ہیں۔

"ڈپلوماہ"

ہمیں اپنی زندگی کے اعمال پر فخر کرنا چاہیئے، نہ کہ اپنے ہاتھ کے "ڈپلوماہ" پر!

مقصد کی کامیابی

مقصد کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ ہم جدوجہد کریں، اور اگر ضرورت ہو تو مر بھی سکیں!

خوف یا محبت؟

میں چاہتا ہوں، لوگ مجھ سے محبت کریں، نہ کہ مجھ سے ڈریں۔

* * *

جَامعُ الشَّواہد

طبعِ ثانی

مولنا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلاامتیاز مذہب و ملت تمام نوعِ انسانی پر کھول دیا ہے؟

۱۹۱۹ء میں جس قدر نسخے چھپے تھے مدرسۂ اسلامیہ رانچی کو دے دیئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہوگئے۔ اب مصنف کی نظرِ ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہے۔

قیمت بارہ آنے۔ منیجر الہلال کلکتہ

آپ تمام دنیا دو سے قدم آگے رہنا چاہیں تو

انتخابِ لاجواب لاہور

کا مطالعہ کریں اس کے مستقل خریداروں کو چھ سو صفحوں کی انعامی کتابیں مفت دی جاتی ہیں انعامی کتابوں کی فہرست اور نمونہ کا رسالہ دو آنہ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں

منیجر انتخاب لاجواب لاہور

* * *

کیا آپ کو معلوم نہیں

کہ

اسوقت دُنیا کا بہترین فاؤنٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم" قلم ہے؟

---

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپکو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سُرخ اور سُنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دُنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجیے

یاد رکھیے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو "شیفر" کا "لائف ٹائم" لینا چاہیے!

١٩٢٧

جلد ١

نمبر ١٤

الهلال

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ٥ ـ آنہ

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رهنما:

تائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یہاں کے ایجنت سے تقاضه کیجئے که وه تائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مهیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

تائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکھنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنت سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بہت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بہترین کارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکھیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے ء بہترین طریقه وه هے جو " نئے سستم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور هے - اس " نئے سستم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ١٤ کلکته : جمعه ١٩ ـ ربیع الاول ١٣٤٦ هجری جلد ١
Calcutta : Friday, 16, September 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی ۔ طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای ۔ پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی ۔ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکهیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔ الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ١١٢٠ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	١٩٧	اردو حروف کی حق مین	٢٩٩
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	٣٠٤	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	١٠٥
پتهر کی چهپائی کی حق مین	٢١٥		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین ۔ الهلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا هے

قیمت سالانه مع محصول	باره روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے	سوله روپیه
قیمت شش ماهي	سات روپیه
قیمت في پرچه	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " مینیجر الهلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں آنکے لفافه پر " ایڈیٹر " کا نام هونا چاهیے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکهیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکهیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي هے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پهنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رهے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکهدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نہیں هے ٹکٹ ضرور بهیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

یه بات نهیں هے که انگلستان کي نیش زني کے مقابله میں فرانس خالي بیٹھا شکوے شکایت هي کر رها هو - اِس سیاسي جنگ میں وه بهي اپني تمام قوت و قابلیت صرف کر رها هے - بلاشبه اِس وقت یورپ میں اُسے بڑي حد تک شکست اٹھاني پڑي هے - لیکن اُسنے اِس شکست کا بدله انگلستان سے مشرق قریب و بعید میں لے لیا هے - ترکي کي طرفداري کرکے اُس نے برطانیا کو سخت نقصان پهنچایا هے - اور اب چین میں بهي برطانیا سے مختلف روش اختیار کرکے اُسے ایسي زک دي هے که مدتوں نه بهولے گا -

مسیو بریاں وزیر خارجیه نے حال هي میں مسئلۂ چین پر ایک طویل تقریر کي هے - اُن کے یه الفاظ خاص طور پر قابل غور هیں :

" چین کا مسئله اِس وقت دنیا کا سب سے زیاده پیچیده مسئله هے اور اُس نے " بعض " سلطنتوں کو بري طرح بد حواس کر ڈالا هے - مگر اِس بارے میں فرانس نے ایک بالکل صاف اور ٹهوس مسلک قرار دے لیا هے - وه مسلک یه هے که هم چیني انقلاب کي راه میں کوئي رکاوٹ پیدا نهیں کرینگے - چیني قوم پرست اچهي طرح دیکهه چکے هیں که فرانس اُن کا کیسا قدردان اور مداح هے - یهي وجه هے که فرانس کے جمله حقوق چین میں بالکل محفوظ هیں - حالانکه " بعض " دوسري سلطنتوں کو اپنے حقوق بچانے کے لیے فوجیں بهیجنا پڑي هیں - هم چین کو یقین دلاتے هیں که هماري طرف سے اُس کے لیے نه تو جنگ کا خطره هے ' نه هم اُس کي راه میں کوئي روڑا اٹکانا چاهتے هیں "

(فرانس میں شاهي)

اِس وقت فرانس میں سخت اندروني خلفشار موجود هے - قوم تین بڑے گروهون مین بٹ گئي هے - ایک جماعت موجوده جمهوري نظام کي حامي هے اور یهي سب سے بڑي جماعت هے - دوسري جماعت اشتراکیوں کي هے - وه چاهتي هے اشتراکي نظام قائم هو جائے - تیسري شاه پسند هے اور شاهي کا اُلٹا هوا تخت پهر ازسرنو بچهانا چاهتي هے -

یه تاریخي حقیقت هے که انقلاب کے بعد سے اِس وقت تک کوئي زمانه بهي فرانس پر ایسا نهیں گذرا که شاه پسند جماعت موجود نه رهي هو - ڈیوک دي اورلیان کا خاندان برابر تخت شاهي کا دعوے دار رها - آجکل شاه پسندوں میں پهر حرکت پیدا هوئي هے اور انهوں نے بڑي سرگرمي سے اپني دعایة شروع کردي هے - گزشته هفته کونٹ ڈي بلوا نے اخبارات میں ایک پر زور مضمون شایع کیا هے اور اُس میں یه ثابت کرنے کي کوشش کي هے که بالشویک خطرے کے استیصال اور یورپ کي تمام مشکلات کے حل کي حقیقي صورت یهي هے که فرانس کي موجوده جمهوریت توڑ دي جائے اور شاهي حکومت قائم هو - کونٹ نے تخت شاهي کیلیے ڈیوک ڈي گنز کا نام بهي پیش کیا هے جو قدیم خاندان شاهي کا ایک بڑا رکن اور في الحال بادشاهي کا دعویدار هے -

(عورتوں کي فوجي بهرتي)

فرانسیسي حکومت بهت بڑے پیمانه پر جنگي طیاریاں کر رهي هے - حال مین اُسنے ایک مسودۂ قانون پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیا هے - اِس سے مقصود فرانسیسي عورتوں کو فوجي خدمت پر مجبور کرنا هے - اِس تجویز نے تمام ملک میں بےچیني پیدا کردي هے - عورتوں میں ناراضي عام هے اور مردوں کي بهي بهت سي انجمنیں برهمي کا اظهار کر رهي هیں -

عورتوں کي انجمن نے اِس تجویز پر دو اهم اعتراض کیے هیں : ایک یه که اِس معامله پر غور کرتے وقت عورتوں سے رائے نهیں لي گئي - دوسرے یه که فرانسیسي عورت ابتک اپنے سیاسي حقوق سے محروم هے - چنانچه اُسے مجلس حکومت ' بلدیه ' اور مجلس ضلع وغیره نمائیندہ مجلسوں میں انتخاب کا حق نهیں دیا گیا هے -

عورتوں کي مشهور زعیم میڈم میزم نے اخبارات میں احتجاجي مضمون شایع کیا هے - وه لکهتي هے :

فرانسیسي عورت ' وطن مقدس کي خدمت سے جي نهیں چراتي - لیکن جبکه اُسے مردوں کے برابر حقوق دینے سے انکار کیا جاتا هے تو اُس پر مردوں سے زیاده بوجهه ڈالنا کیوں کر جائز هو سکتا هے ؟ فرانسیسي عورت اگر اور کوئي خدمت انجام نه بهي دے ' جب بهي اُسکي یه خدمت کیا کم هے که وه وطن کے لیے مجاهد پیدا کرتي هے ؟ اُسکي یهي ایک خدمت اور اِس خدمت کي شدید تکلیفیں اُسے مردوں کے هم پله کر دیتي هیں - پهر فوجي خدمت کا ایک نیا بوجهه اُسکے سر پر ڈال کر اُسکے مصائب میں کیوں اضافه کیا جاتا هے ؟"

نیز یهي خاتون لکهتي هے :

" عورتوں سے فوجي خدمت لیکر حکومت فرانس ' ملک کو ساري دنیا میں بدنام کرنا چاهتي هے - اِس وقت جبکه تمام سلطنتیں جنگي طیاریاں کم کرنے پر غور کر رهي هیں ' هماري حکومت ایک نئي طیاري کا اضافه کرنے پر تلي هوئي هے - حکومت کي یه تجویز لندن اور هیگ کے معاهدوں کے بالکل خلاف هے - هم هرگز قبول نهیں کر سکتے که همارا ملک فوجي چهاؤني بن جائے "

(عورتوں کے سیاسي حقوق)

حکومت فرانس کي اِس تجویز نے عورتوں میں اپنے حقوق حاصل کرنے کا ایک نیا ولوله پیدا کردیا هے - اُنهوں نے باضابطه کوشش شروع کردي هے - تمام سیاسي پارٹیوں سے اُنهوں نے درخواست کي هے که حق انتخاب همیں بهي دیا جائے ' ورنه هم تمام ملک میں شورش برپا کر دینگے -

فرانس کي عورتوں کا سب سے بڑا استدلال دوسرے ملکوں کي حالت سے هے - وه کهتي هیں ' دنیا کے تمام متمدن ملکوں میں عورتوں کو حق انتخاب حاصل هو گیا هے - پهر ایک اکیلے فرانس کي عورتیں اُس سے کیوں محروم هیں ؟ حالانکه سب سے پہلے فرانس هي نے جمهوریت کا علم بلند کیا تها -

عورتوں کي یه حجت قوي هے - کیونکه واقعي اکثر متمدن ملکوں میں عورتوں کو انتخاب میں شرکت کا حق حاصل هو گیا هے - چنانچه ڈنمارک میں یه حق سنه ۱۹۱۵ع میں حاصل هوا - روس میں سنه ۱۹۱۷- میں - پولینڈ ' یوکرین ' استهونیا ' لتهونیا ' ایرلینڈ اور برطانیا میں سنه ۱۹۱۸- میں - برطانوي قانون کے الفاظ یه هیں " تمام سیاسي حقوق هر اُس عورت کو حاصل هیں جو تیس سال کي عمر رکهتي هے ' شادي شده هے ' یا اپنے نام سے کرایۂ مکان ادا کرتي هے ' یا یونیورسٹي کي سند رکهتي هے " سویڈن ' ناروے ' آسٹریا ' زیکوسلاویا ' هنگري ' اور جرمني کي عورتوں کو یه حق سنه ۱۹۱۹- میں حاصل هوا - اهل بلجیم ' ٹرنسوال ' آسٹریلیا ' نیوزي لینڈ ' اور ولایات متحده امریکا کو سنه ۱۹۲۰ع میں -

ظاهر هے اِس صورت میں فرانس کي عورتیں اپني محرومي پر کیونکر صبر کر سکتي هیں ؟

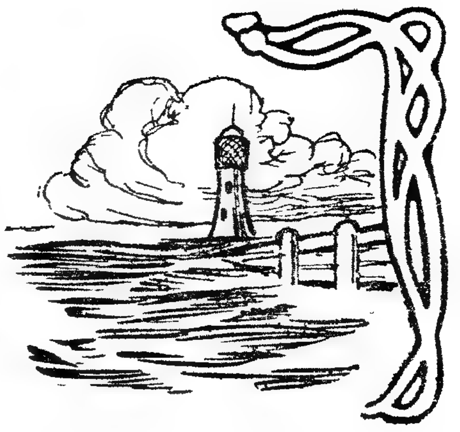

برید فرنگ

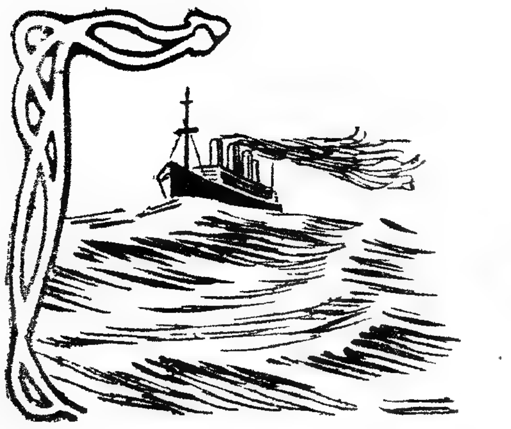

مکتوب فرانس

انگلستان اور فرانس کي کشمکش - فرانس میں شاهي دعایة - عورتوں کیلیے جبري فوجي خدمت - عورتوں کے سیاسي حقوق

(الهلال کے مقاله نگار مقیم پیرس کے قلم سے)

اِدهر چند سال سے فرانس اور انگلستان کے تعلقات برابر خراب هوتے چلے جا رهے هیں - انگلستان دیکھتا هے که جرمني کي تباهي کے بعد اُسکے اصلي اور زبردست دشمن دو هیں : روس اور فرانس - روس اُسکي ملک گیري کا دشمن هے ' اور فرانس دنیا کے هر خطه میں اُسکي ملک گیري کا شریک بننا چاهتا هے - یهي وجه هے که انگلستان نے بیک وقت دو سیاسي میدان جنگ قائم کر دیے هیں - ایک میں روس سے نبرد آزمائي کر رها هے - دوسرے میں فرانس سے -

فرانس کو زک دینے کے لیے انگلستان نے یه تدبیر کي هے که اُسے یورپ میں اُسکے تمام دوستوں اور حامیوں سے محروم کر دیا هے - اِس وقت فرانس بالکل بے یار و مددگار هے - انگلستان کي یه قدیم حکمت عملي هے که وه حریف کے مقابله میں بذات خود بهت کم آتا هے - دور سے دوسروں کو شه دیتا اور نئے نئے دشمن اپنے حریف کے سامنے کھڑے کرتا رهتا هے - اِس وقت بھي اُسکا یهي طرز عمل هے - مدت تک فرانس کا سامنا جرمني سے رکھا - اب اُس کي تباهي کے بعد اٹلي کو کھڑا کر دیا هے - فیشیسزم نے اٹلي کو دیوانه بنا دیا هے اور وه ناعاقبت اندیشانه انگلستان کا چیلا بن گیا هے -

اٹلي پر افسوں پھونک چکنے کے بعد انگلستان نے هنگري ' رومانیا ' بلغاریا ' یونان ' اسپین ' ایتھونیا ' استھونیا ' اور فنلینڈ کو بھي ملا لیا - صرف پولینڈ ابتک فرانس کے زیر اثر تھا مگر آج کل سر آسٹن چمبرلین اُسے بھي مسحور کر رهے هیں ' اور با خبر لوگوں کو یقین هے که امروز فردا میں پولینڈ بھي انگریزي جال میں پھنس جائیگا -

اِس صورت حال نے فرانس کو سخت بد حواس کر ڈالا هے - فرانسیسي مدبر اور اخبار بري طرح انگلستان کو گالیاں دے رهے هیں - اُنهیں صاف نظر آ رها هے که بحر متوسط میں انگلستان اُن کي قوت کس طرح مفلوج کر رها هے اور اٹلي کو آگے بڑھا کر اُنکي قومي هستي کے لیے سخت خطرے پیدا کر دیے هیں -

اخبار " طان " نے اِس هفته ایک افتتاحیه شایع کیا هے اور اُس میں انگلستان پر بهت لے دے کي هے - وه لکھتا هے :

" برطانیا یقین کرتا هے که اِس وقت دنیا کے امن اور جنگ ' دونوں کي کنجیاں اُسي اکیلے کے هاتھه میں هیں - اُس نے خفیه معاهدوں کي قدیم سنت پھر زنده کي هے اور پورے یورپ میں سازشوں کا جال پھیلا دیا هے - اِس وقت فرانس کو پس پشت ڈال کر اُسکا اعتقاد اٹلي پر هے - اٹلي کي رضامندي وه هر قیمت پر خرید رها هے - لیکن یه قیمت وه اپني حبیب سے ادا نهیں کرتا ' بلکه دوسروں کي جیب پر سودا کرتا هے - سان ریمو کانفرنس سے پهلے هي انگلستان نے اٹلي کو ایشیائے کوچک کا ایک وسیع علاقه رشوت میں پیش کیا تھا - لیکن ترکي کي قوت نے اٹلي کے حوصلے پست کر دیے - پھر جنیوا کانفرنس سے پهلے اُس نے اٹلي کو فرانس کے برابر بحري قوت رکھنے کا حق دے دیا - پھر لندن کانفرنس سے پهلے اٹلي کو ٹیرول کا معاوضه اور تجارتي مراعات دیکر اپنا کر لیا تھا - سنه ۱۹۲۴- کے ختم هونے سے پهلے هي گوبلینڈ کا علاقه اٹلي کو دیدیا گیا - اکتوبر سنه ۱۹۲۵- میں لوکارنو کا معاهده هوا - اِس میں اٹلي کو فرانس سے بالا تر جگهه دي گئي - ۵ دسمبر سنه ۲۵- کو اتالین طرابلس میں کفره اور جغبوب ' سنوسیوں کے متبرک شهر بھي شامل کر دیے گئے - ابھي پورا مهینه بھي گزرنے نه پایا تھا که ۲۹ دسمبر کو افریقا اور ایشیا میں اتالین مطالبات پر " دوستانه غور " کیا گیا - اِس کے ایک مهینه بعد ۲۷- جنوري سنه ۲۶ کو اٹلي کے جنگي قرضه میں سے ایک بهت بڑي رقم معاف کر دي گئي - ۱۶ اپریل سنه ۲۶ کو اتالین علاقه اریٹرا اور بھي زیاده وسیع کر دیا گیا اور حبش کي بانٹ میں اٹلي کا ساجھا بھي تسلیم کرا لیا گیا - پھر ۷- اگست میں اٹلي اور اسپین کے ما بین معاهده کرایا گیا اور انگریزي مدبروں نے اعلان کیا که یه معاهده بحر متوسط میں سیاسي توازن کي بهترین ضمانت اور فرانس کي گردن دبانے کا عمده ذریعه هے - پھر ۲۰ دسمبر سنه ۲۶ کو جب که اٹلي اور فرانس کے تعلقات نهایت کشیده تھے ' جرمني اور اٹلي میں معاهده پر دستخط ثبت کرا دیے گئے - یه معاهده درحقیقت هجومي دفاعي معاهده هے اور اِس نے فرانس کي سلامتي کے لیے شدید خطره پیدا کر دیا هے - اِسکے ایک مهینه بعد ۲۰- جنوري سنه ۲۷- کو بحر احمر کے عربي سواحل کي تقسیم هوئي اور اٹلي نے جو کچھه مانگا ' انگلستان نے بخوشي دیدیا "

" اٹلي کي یه خوشامد ' محض موسولیني کي سیاه آنکھوں کے لیے نهیں هے - دراصل انگلستان اُسے فرانس کے سر پر اُسي طرح سوار کرنے کي فکر میں هے ' جس طرح اب سے پهلے جرمني کو مدتوں سوار رکھه چکا هے - انگلستان نے یورپ کي تقریباً تمام چھوٹي بڑي سلطنتوں کو پھسلا کر اپنے هاتھه میں لے لیا فرانس کو چھوت بنا کر الگ کر دیا هے ... "

اِس ایک اقتباس هي سے فرانس اور انگلستان کے تعلقات کي موجوده نوعیت معلوم کر لي جاسکتي هے اور اندازه هو سکتا هے که اِس وقت یورپ کي سیاست کس طرف جا رهي هے ؟

" یه تمام مقنن ' یه تمام فلاسفه ' یه تمام شرفاء ' جنهوں نے اِس طرح کي باتیں کهیں ' کیا قانون کي توهین کرنے والے تهے ؟ وہ قانون جو همیشه وقتي اور مقامي هوتا هے ؟ میں نهیں جانتا ' سرکاري وکیل کا جواب کیا هوگا ؟ ممکن هے وہ کهے " هاں توهین کرنے والے تهے " لیکن میں ؟ تو میں یهي کهونگا که یه لوگ ' بازگشت تهے اُس قانون کي ' جس سے بڑا کوئي قانون کبهي موجود نهیں هوا ' یعني " انساني ضمیر " کي بازگشت - کیا اِن لوگوں نے اپنے وقت کي عدالت کو بے حرمت کیا ' وہ عدالت جو تغیر پذیر اور غیر معصوم تهي ؟ هرگز نهیں - وہ تو ابدي عدالت کے طلب گار تهے !

" حضرات ! قانون کي نکته چیني کا حق ' سخت سے سخت نکته چیني کا حق ' خصوصاً تعزیري قوانین کي نکته چیني کا حق ' وہ قوانین جو همارے اخلاق میں وحشت کي تخم ریزي کرتے هیں ' همارا مقدس فرض هے - اصلاح کے فرض کے پهلو میں یه فرض ایک نور هے جو همیں صراط مستقیم دکهاتا هے - یه حق جس طرح مقنن کو حاصل هے ' اُسي طرح انشاء پرداز کو بهي حاصل هے - یه حق ازلي اور ابدي هے - آپ اِس کا ضرور اعتراف کرینگے اور ملزموں کو یقیناً بري کر دینگے -

" لیکن سرکاري وکیل کهتا هے (اور یه اُسکي دوسري دلیل هے) که اخبار کي نکته چیني ' ضرورت سے زیادہ تهي - سخت تهي - لیکن اے حضرات ! ذرا قریب سے معاملے پر نظر ڈالیے - ذرا اِس نام نهاد جرم کو غور سے دیکهیے ! اخبار کا یه هولناک گناہ روز روشن میں دیکهیے !

" کیا ؟ ... ایک شخص ... اُسے موت کا فتوی سنا دیا گیا ... بدنصیب آدمي ! ... ایک دن نور کے تڑکے اُسے میدان عام میں کهینچ لے گئے ... گلوتین ... مهیب گلوتین ' اُسنے اپني آنکهوں سے قائم دیکهي ... پهر ؟ ... اُس کے خون نے جوش مارا ... اُس نے مقاومت کرني چاهي ... اُس نے مرنے سے اِنکار کیا ... آہ ! یا الهي ! میں خوب جانتا هوں - مجهسے فوراً کها جائیگا " وہ قاتل تها " لیکن ٹهرو ... سنو ' سنو ... اُسے دو جلادوں نے اُٹهالیا - اُس کے دونوں هاتهه بندهے تهے - اُس کے دونوں پاؤں بهي بندهے تهے - لیکن اُس نے جد و جهد کي - اُس نے اپنے دونوں بندهے هوئے پاؤں ' گلوتین میں ڈال دیے - پهنسا دیے - اُسنے گلوتین کے خلاف ' خود گلوتین کو استعمال کیا - جد و جهد جاري رهي - قوم نے یه منظر مشاهدہ کیا تو اُس پر خوف چها گیا - جلادوں نے سخت محنت کي - ایڑي سے چوٹي تک کا زور لگا دیا - اُنکي جد و جهد وحشیانه تهي ' سنگ دلانه تهي - اُن کي پیشاني عرق آلود اور شرم سے تاریک هو رهي تهي - اُن کا رنگ فق هو رها تها - وہ تهکن سے هانپ رهے تهے - مایوس تهے - میں نهیں کهه سکتا ' کس خوفناک خیال نے اُنهیں مایوس کر دیا تها ؟

بے شک قوت قانون کے هاتهه رهني چاهیے - یه مسلم هے - یه اصل الاصول هے - لیکن ؟ لیکن یه که بد نصیب قیدي ' گلوتین سے لپٹ گیا تها - رو رو کر معافي کي التجائیں کر رها تها - مگر ؟ مگر یه که اُس کے کپڑے اتار ڈالے گئے - اُس کا جسم ننگا کردیا گیا - اُس کے شانوں پر سے خون کے فوارے اڑنے لگے ... مگر اُس کي جد و جهد جاري رهي - آخر پون گهنٹے کے بعد - هاں پون گهنٹے کے بعد (یهاں پر سرکاري وکیل نے هاتهه کے اشارے سے وقت کي تحدید کو غلط بتایا - وکٹر هیگو نے تقریر جاري رکهتے هوئے کها :) سرکاري وکیل هم سے لمحوں کا حساب مانگتا هے - پون گهنٹه نه سهي ۳۵ - منٹ - جناب ۳۵ منٹ - اب تو آپ کو کوئي شکایت باقي نهیں ؟ هاں ' ۳۵ منٹ کي خوفناک کشمکش کے بعد ... اُس منظر سے ' جس کا کوئي نام نهیں ... اُس عذاب سے ـــ تمام آدمیوں کا عذاب ـــ آپ اچهي طرح سنتے هیں ؟ ... پوري قوم کے عذاب سے - گلوتیں کے عذاب سے - اِس وحشیانه عذاب سے ' جس کي مدت ' پوري ایک صدي سے بهي زیادہ طویل هوگئي تهي ' بد قسمت قیدي کو رهائي دي گئي اور وہ قید خانے پهنچا دیا گیا - اُس وقت قوم نے اطمینان کي سانس لي - اُس وقت قوم نے ـــ اُس قوم نے جس کے پاس اب تک انسانیت کا کچهه بقایا هے ـــ اُس قوم نے جو رحم دل هے ' کیونکه وہ محسوس کرتي هے که وہ خودمختار اور حاکم هے ـــ هاں اُس قوم نے خیال کیا که قیدي کي گلو خلاصي هوگئي -

" لیکن نهیں ' گلو خلاصي ؟ هرگز نهیں ! بلا شبه گلوتین کو اُس وقت شکست هوئي - لیکن وہ بدستور سر بلند کهڑي رهي !

اُسي وقت نهیں ' وہ هر روز سر بلند کهڑي هے - تمام انسانوں کي آنکهوں کے سامنے ' اُن کي مرضي کے خلاف ' کهڑي هے !

" پهر کیا هوا ؟ شام کو جلاد ' قیدي پر ٹوٹ پڑے - اُسے رسیوں اور زنجیروں سے اس طرح باندها که ایک بے حس و حرکت لاش بن گیا - اندهیرے میں اُسے میدان میں لوٹا لائے - وہ اب بهي چلاتا تها - روتا تها - خدا کو پکارتا تها - اپنے ماں باپ کو پکارتا تها - زندگي کي دعائیں مانگتا تها - مگر ؟ مگر اُس کا منهه بند کر دیا گیا - اُسے گلوتین پر چڑها دیا گیا - آہ ... اِس کے بعد ؟ ایک خونچکاں سر ' زمین پر پڑا تها ! اُس وقت انسانیت ' فرط تأثر سے تهرا اُٹهي - قوم کے بدن میں رعشه پڑ گیا - کیونکه قانون کے نام پر کبهي کوئي قتل ' اِس قتل سے زیادہ مکروہ اور کمینه نهیں هوا تها - اُس وقت هر انسان نے عمیق تأثر کے ساتهه محسوس کیا که وحشت و بربریت نے انسانیت کي پوري توهین اور نیکي کي پوري تذلیل کي هے !

" عین اُس وقت ایک مرد خدا ' ایک نوجوان ' اپنے دل کي گهرائیوں سے چلا اٹها - یه چیخ اُس کي روح کي چیخ تهي - شفقت کي چیخ ' رنج و الم کي چیخ ' رعب و هیبت کي چیخ - وہ چیخ جو انسانیت نے بے چین هوکر بلند کي تهي - لیکن یه چیخ تمهاري نظر میں جرم هے ' اور تم اُس پر سزا دینے کي طیاریاں کررهے هو !

" یه تمام واقعات سنکر ' یه تمام جاں گسل تفصیلات سن کر اے حضرات ! آپ بادب گلوتین سے کهینگے " تو حق پر هے " اور تیوري چڑها کر رحم سے ' مقدس رحم سے کهینگے " تو مجرم هے " !

" لیکن نهیں اے حضرات ! یه نا ممکن هے - میں کهتا هوں نا ممکن هے -

" محترم سرکاري وکیل ! میں بغیر کسي تلخي کے کهتا هوں که تم کسي حق کي مدافعت نهیں کر رهے هو - تم غلطي پر هو - تم مدنیت کي روح سے بر سر پیکار هو - تم ترقي کے اخلاق سے دست بگریباں هو - قلب انساني تمهارا دشمن هے - ضمیر انساني تمهارا حریف هے - وہ تمام اصول و مبادي تمهارے مقابلے میں صف بسته هیں جن کے سایه میں ساٹهه برس سے فرانس ترقي کر رها هے - جنهوں نے دنیا کو وحشت سے نکال کر متمدن دنیا بنا دیا هے - ان تمام اصول و مبادي کا لب لباب اور نچوڑ یه هے که . انساني زندگي کي حرمت غیر تعلیم یافته طبقه پر برادرانه شفقت - مذهب

قانون کی تنقید اور قانون کی توهین

تاریخ قوانین مدنیة کا ایک صفحه

وکٹر هیگو کي تقریر اپنے لڑکے کي حمایت میں

(٢)

" یه ایک منحوس قانون هے - یه قانون ' دنیا کے سامنے ایسے مناظر پیش کرتا هے جو ادب و حیا سے بالکل خالي هیں - انسانیت ' شرم و ندامت سے اپنا منهه چهپا لیتي هے - خطرناک مناظر ! وحشیانه مناظر ! یه قانون ' انسانیت کو وحشت کي طرف واپس لے جانا چاهتا هے - اُس کي قربانیاں کتني هي کم هوں ' مگر حد سے زیاده خوفناک هوتي هیں ! اُس کے نتائج کتنے هي هولناک هوں ' مگر وه انسانوں کو نکته چیني کي اجازت دینا نہیں چاهتا - اگر کوئي حساس ضمیر رکهنے والا نکته چیني کي جرأت کرتا هے ' تو اُس کي جرأت " قانون کي توهین " خیال کي جاتي هے - اور وه عدالت کے اندر مجرموں کے کٹهرے میں کهڑا کیا جاتا هے !

" پهر اِس کے بعد ؟ جرمانه ! اِس کے بعد ؟ قید خانه !

" اگر یهي هے تو آئیے ' هم پارلیمنٹ بند کردیں - مدرسے بند کردیں - اب ترقي و تمدن کے لیے کوئي گنجائش باقي نہیں رهي - آئیے ' اب هم اپنے آپ کو " تاتار " اور " تبتي " کهیں - اب هم متمدن قوم باقي نہیں رهے .

" هاں اب همارے لیے یهي اولیٰ هے که اپنے آپ کو نیم وحشي یا خالص وحشي قوم کهیں - اگر دنیا میں کبهي فرانس نامي کوئي ملک موجود تها ' تو اب وه موجود نہیں رها - تم نے فرانس کو بدل ڈالا هے - بلا شبه فرانس ' شاه پسند نہیں هے - لیکن میں دعوے سے کهتا هوں که وه جمهوري بهي نہیں هے - اب وه اِن دونوں کے سوا کچهه اور هوگیا هے ! (قهقهه)

جج — میں دوباره تنبیه پر مجبور هوں - میں خاموشي کي درخواست کرتا هوں ' ورنه ایوان کے خالي کردینے کا حکم دوں گا -

وکٹر هیگو — (تقریر جاري رکهتے هوئے) آئیے هم واقعات پر غور کریں - الزام کو حقائق پر منطبق کریں -

" محترم جج اور جیوري ! ایک وقت اسپین میں محاکم تفتیش تهے ' اور وهي " قانون " تهے . . . بهت خوب - لیکن مجهے یه کهنے دیجیے که جو هولناک سزائیں یه محاکم تفتیش دیا کرتے تهے ' اُن سزاؤں کا احترام قانون کا احترام نہیں تها - ایک زمانه میں هاتهه کاٹنا قانون تها ' لیکن هاتهه کٹنے کي کبهي تعظیم نہیں کي گئي - ایک زمانه میں آگ سے داغنا ' قانون تها ' مگر اِس فعل کي تقدیس کبهي قانون نه تهي - اب همارے زمانے میں گلوٹین ' قانون هے . . . بهت خوب . . . میں دعوے سے اِس حقیقت کا اعلان کرتا هوں که اگرچه آج گلوٹین قانون هے ' مگر خود گلوٹین کي کبهي تعظیم نہیں کي گئي اور نه اس وقت کي جا رهي هے - میرے آقا ' سرکاري وکیل ! یه کیونکر ؟ میں ابهي آپ کو اِس سوال کا جواب دیے دیتا هوں -

" میں کهتا هوں اس ملک کے باشندے گلوٹین کو بهي نفرت و کراهیت کے اُسي گڑهے میں پهینک دینا چاهتے هیں ' جس میں اب سے پہلے ' ساري جهان کي تحسین و آفریں کے غلغله کے ساتهه ' آگ سے داغنے ' هاتهه کاٹنے ' اور محاکم تفتیش کي سزاؤں کو ابد الاباد تک کے لیے پهینک چکے هیں -

" باشندے چاهتے هیں ' عدالت کے بلند اور مقدس چبوترے پر سے اِس سڑے هوئے منحوس قانون کي لاش اٹها پهینکیں - کیونکه یه عدل و انصاف کے نوراني چهرے کو اپني تعفن اور ظلمت سے بگاڑ رها هے . . . . آه . . . جلاد کا منحوس چهره . . . . !

" چونکه هم یه انساني فرض ادا کرنا چاهتے هیں اِس لیے هم پر شورش پهیلانے کا الزام لگایا جاتا هے -

" هاں بے شک هم نہایت خطرناک لوگ هیں - حد سے زیاده خوفناک لوگ ! کیوں ؟ اس لیے که هم گلوٹین کي منسوخي چاهتے هیں . . . ! اس سے بهي بڑه کر کوئي جرم دنیا میں موجود هے ؟

اخبار . . . . اِل کے محرر پر الزام هے که اُسنے قانون کا احترام نہیں کیا - حضرات ! تهوڑي دیر کے لیے هم اِس قانون کي عبارت میں ' بحث سے الگ هو جائیں ' اور پورے خشوع و خضوع کے ساتهه اُس قانون کے سامنے کهڑے هوں جو هر قانون کي بنیاد هے - انساني ضمیر کے سامنے ' جو هر سینے میں محفوظ هے !

جب " سروَن " نے ' جو اپنے عهد میں سرکاري وکیل تها ' یه کها تها که " همارے تعزیري قوانین ' الزام کے دروازے کهولتے مگر ملزم کیلیے بند کرتے هیں " تو کیا اُس نے یه کهه کر قانون کي توهین کي تهي ؟

" جب والٹیر نے اپنے زمانے کے ججوں کي نسبت کها تها " . . . اِن ججوں کا ذکر نه کرو - اِن میں سے آدهے بندر هیں اور آدهے چیتے " (قهقهه) تو کیا اُس نے قانون کي توهین کي تهي ؟

" جب " رویر کولر " نے ایک قانون کے متعلق خود پارلیمنٹ میں گلا پهاڑ کر کها تها " اگر تم یه قانون بناتے هو تو میں قسم کها کر کهتا هوں که میں اِسے توڑ دونگا " تو کیا یه کهه کر اُس نے قانون کي توهین کي تهي ؟

پوري کرنے میں کامل آزادي حاصل هوني چاهیے - کسي کو بهي اپني راه میں رکاوٹ ڈالنے کا حق نهیں هے - یه آزادي در حقیقت مذهب استقلال فردي یا مذهب عقد اجتماعي (سوشل کنٹریکٹ) کے ماننے والوں کي ازادي هے - اِن لوگوں کا دعوی هے که حکومت کے وجود سے پہلے افراد کو کامل آزادي میسر تهي - پهر اُنهوں نے حاکم اعلی کو اپني آزادي کا کچهه حصه اِس شرط پر دیدیا که وه اِس کے معاوضه میں اُنکے حقوق کي حفاظت و حمایت کرے - یه خیال در اصل سترهویں اور اٹهارویں صدي کے بادشاهوں کے قهر و استبداد کي وجه سے پیدا هوا - سیاست اُس زمانه کے علماء نے کها " حاکم کي قوت و اختیار ' ذاتي و طبیعي نهیں هے بلکه رعایا کي بخشي هوئي هے "

غور و بحث کے بعد ظاهر هوجاتا هے که یه آزادي صرف اُسي شخص کو حاصل هوسکتي هے جس کے متعلق فرض کرلیا جائے که اُسے ایسي غیر محدود قوت و قدرت حاصل هوگئي هے جس کے ذریعه وه اپني هر خواهش بے روک ٹوک پوري کرسکتا هے - اِس آزادي کے دلداده کهتے هیں که هر فرد کو حق هے که اپني تمام خواهشیں جس وقت اور جس طرح چاهے پوري کرلے - اِس آزادي کا تصور ایسي حالت میں هرگز نهیں هوسکتا جب که ایک هي غرض کے حصول کے لیے متعدد افراد کهڑے هوں - هر شخص اُسے صرف اپنے هي لئے لینا چاهے - ظاهر هے ' ایسي صورت میں یه خیالي آزادي قائم نهیں ره سکتي - ضرور تصادم هوگا - زیاده طاقتور غالب آئیگا - کمزور مغلوب و محروم رهینگے ' اور اُن کي آزادي سلب هوجائیگي -

(مشروط آزادي)

فرد کو زیاده سے زیاده اِتني آزادي مل سکتي هے که وه اپنے تمام افعال میں آزاد هو جب تک که دوسروں کي آزادي اُس کي آزادي کي وجه سے خطرے میں نه پڑے - فرانس کے انقلابیوں نے بهي اپنے سنه ۱۸۷۹ ع کے اعلان میں آزادي کي یهي تعریف کي تهي : " آزادي ایک قوت هے جس سے انسان اپني هر خواهش پوري کرسکتا هے بشرطیکه اُس کي خواهش دوسروں کے لیے نقصان ده نه هو " هربرٹ اسپنسر نے بهي آزادي کي تعریف یه کی هے " هر شخص آزاد هے ' جو چاهے کرے ' بشرطیکه اپنے فعل سے دوسروں کي آزادي پر دست درازي نه کرے "

یه جائز آزادي هے اور حکومت کے ساتهه جمع هوسکتي هے - بلکه بغیر حکومت کے اُسکا وجود مشکل هے - یه آزادي اُسي وقت ممکن هے جب که اُس کي پشت پناهي پر ایک حاکمانه نظام موجود هو - اِس آزادي کي اولین شرط یه هے که دوسروں کي آزادي اور حقوق پر دست درازي نه هونے پائے - لهذا ایک بالا تر قوت کا وجود لازمي هے جو هر فرد کے حقوق معین کردے ' اُن کي حفاظت و حمایت کي ذمه دار بن جائے ' اور هر قسم کي زیادتي روک سکے - پس جائز شخصي آزادي ' نظام حکومت هي کے ذریعه پائي جا سکتي هے - اِس آزادي کو سیاسی اصطلاح میں " شهري آزادي " کے نام سے پکارتے هیں -

اِس تفصیل سے ظاهر هو جاتا هے که حکومت کا اهم ترین فرض ' شخصي آزادي کي ضمانت هے - لیکن اِس بارے میں بهي علماء سیاست کا اختلاف هے - ایک گروه کا خیال هے که حکومت کا فرض صرف اِسي قدر هے که افراد کي شخصي آزادي کي دور سے حفاظت کرے مگر خود اُس میں دخل نه دے - چنانچه وه حکومت کے لیے جائز نهیں سمجهتے که افراد کے ذاتي معاملات میں کسي قسم کي بهي مداخلت کرے - اُنکے خیال میں افراد کو اپنے بچوں کي تعلیم پر مجبور کرنا ' زراعت کے خاص طریقے جاري کرنے ' کارخانوں کے لیے قواعد قرار دینا ' مزدوري کي شرح مقرر کرنا ؛ یه ' اور اِس قسم کے دوسرے کام ' حکومت کے لیے ناروا هیں - وه کهتے هیں حکومت کو صرف وه کام کرنے چاهئیں جن سے افراد کي شخصي آزادي محفوظ رهے - مثلاً اُسے فوج مرتب کرنا ' قلعے بنانا ' اور جنگي بیڑے طیار کرنے چاهئیں ' تاکه دوسري قومیں ملک کی آزادي پر حمله نه کرسکیں - اِسي طرح پولیس اور دیواني اور فوجداري عدالتیں وغیره رکهنا بهي جائز هے تاکه افراد کے حقوق محفوظ رهیں - اِس کے مقابله میں ایک دوسرا گروه حکومت پر کوئي پابندي عاید نهیں کرتا - اُس کے خیال میں حکومت کو وه تمام کام کرنے چاهئیں جنسے افراد یا جماعت کي بهلائي متصور هو -

(وطني اور آئیني آزادي)

علم سیاست میں " استقلال فردي " اور " مشروط آزادي " کے علاوه ایک قسم " وطني آزادي " کي بهي هے - اِس سے مقصود قوم کي خود مختاري هے - جب کوئي قوم اپني خود مختاري حاصل کرلیتي هے تو کها جاتا هے ' اُسنے " وطني آزادي " پالي -

آزادي کي ایک چوتهي قسم بهي هے اور اُسے سیاست کي اصطلاح میں " دستوري آزادي " کهتے هیں - اِس سے مقصود یه هے که قوم پر ایک ایسي حکومت قائم هو جسے خود قوم هي نے منتخب کیا هو ' اور وه قوم کے سامنے ذمه دار اور جوابده هو ' جیسي که ولایات متحده امریکا ' فرانس ' اور انگلستان وغیره کي حکومتیں هیں -

(سلطنت اور حکومت)

یهاں یه جاننا بهي مناسب هے که سلطنت (اسٹیٹ) اور حکومت (گورنمنٹ) میں کیا فرق هے ؟ سلطنت سے مقصود یه هے که کسي محدود خطه میں انساني افراد کي کوئي جماعت آباد هو اور اُس پر کوئي حکمراں قوت موجود هو ' عام اِس سے که حکمراں قوت اکثریت کے هاتهه میں هو ' یا اقلیت کے هاتهه میں ' یا فرد واحد کے هاتهه میں - یه قوت باقي تمام لوگوں پر غالب و حاوي هو - لهذا سلطنت کے موجود هونے کے لیے دو چیزیں ضروري هیں : حکم اور اطاعت - جهاں کهیں حکم کرنے والي قوت اور اطاعت کرنے والي جماعت موجود هو ' کها جائیگا که سلطنت موجود هے - یا یوں سمجهو که سلطنت ' حاکم اور محکوم کے مجموعه کا نام هے - رهي حکومت تو وه اُس شخص یا جماعت کا نام هے جسکے هاتهه مین حکمراں قوت هوتي هے -

اِس تفصیل سے واضح هوگیا که " مشروط آزادی " (اور یهي شهري آزادي هے) کي حفاظت کا ذمه حکومت کے سر هے - لیکن اگر حکومت کسي مستبد اور ظالم شخص کے هاتهه میں هوگي تو وه اپني مرضي کے مطابق افراد کي آزادي اور حقوق پر دست درازي کر سکتا هے - دستوري حکومتوں میں استبداد کا اِتنا خطره نهیں هے - لیکن اُن میں بهي شخصي آزادي کي ضمانت یکساں نهیں هوتي - اِس ضمانت کا تعلق براه راست ' دستور حکومت سے هوتا هے - جن ملکوں کا دستور حکومت زیاده مستحکم هوتا اور مشکل سے بدلا جا سکتا هے ' وهاں شخصي آزادي سب سے زیاده محفوظ رهتي هے - یه اِس لیے که اگر دستور حکومت آساني سے بدلا جاسکتا هے تو شخصي آزادي پر بهي آساني کے ساتهه دست درازي کي جا سکتي هے -

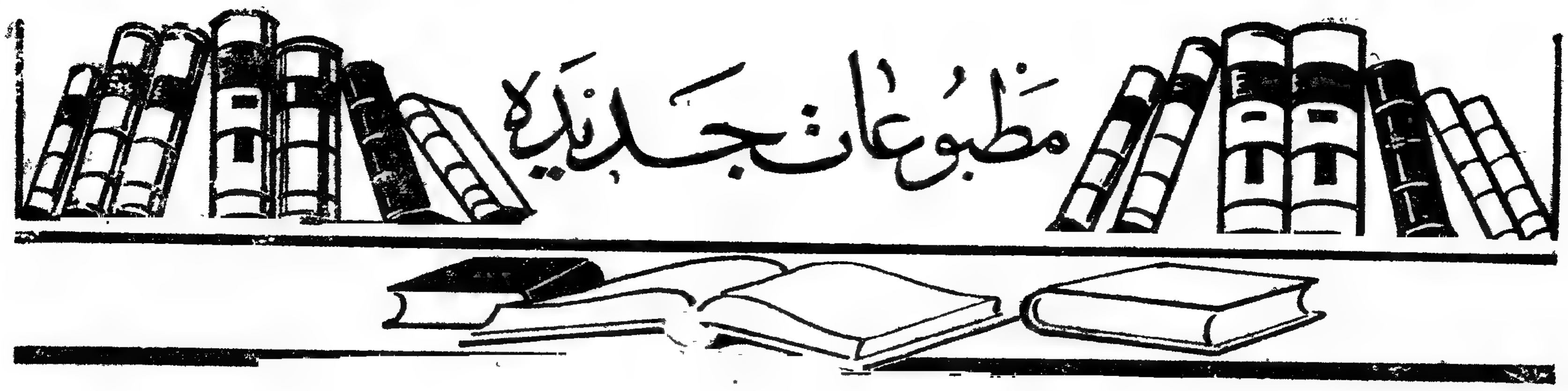

مطبوعات جدیده

شخصی آزادی

مختلف سیاسي مذاهب کي نظر میں

حال میں مندرجه صدر موضوع " الحریة الشخصیه " پر ایک نہایت مفید اور دلچسپ مجموعۂ مقالات مصر میں شائع هوا هے جس کے مقاله نگاروں نے کوشش کي هے که اس باب میں جس قدر مختلف نقطه هاے نظر اور سیاسي مذاهب موجود هیں ' اُنهیں صحت بیان کے ساتهه واضح کر دیا جاے - " شخصي آزادي " کے باب مٔیں اگرچه بے شمار افکار و آراء موجود هیں ' لیکن اهم اور اصولي مذاهب تین هیں :

(۱) " مذهب تقئید علی الاطلاق " یعني وه مذهب جو کامل شاهیت اور شاهي استبداد کے اعتراف کا نتیجه هے ' اور جو کهتا هے که کسي فرد واحد کو آپنے مالکوں اور آقاؤں کے خلاف مطالبۂ ازادي کا حق هي نہیں هے -

(۲) " مذهب استقلال مقید و مشروط " جو اسوقت عملاً تمام اُن ممالک کي هئیت اجتماعیه کا مذهب هے ' جو دستوري یا جمهوري حکومت کے طریقوں پر عامل هوچکے هیں - اس مذهب کے معتقدین شخصي آزادي کا مطالبه هر فرد کا فطري حق قرار دیتے هیں ' مگر ساتهه هي جماعت ' قوم ' اور نظم کے مشترک مقاصد کي بالا تري بهي تسلیم کرتے هیں - ان کے اعتقاد میں هر فرد کو آزاد هونا چاهیے ' لیکن اُسي حد تک ' جس حد تک جماعت ' قوم ' اور حاکمانه نظام کا مزاج موافقت کرے -

(۳) " مذهب استقلال فردي علي الا طلاق " جو فرد کُے حقوق آزادي کو اصل قرار دیکر هیئت اجتماعیه کا تمام نظام اُس کے مطابق رکهنا چاهتا هے - اس کے معتقدین اُن تمام قیود اور شرائط کے اعتراف سے انکارکرتے هیں جو کسي حال میں بهی فرد کي انفرادي آزادي کے خلاف هوں -

پهلا مذهب یکقلم متروک و مهجور سمجها جاتا تها ' لیکن اٹلي کے فیشي سیزم نے پهر اُسے زنده کر دیا هے -

هم اس مجموعه سے پہلے ایک مقاله دوسرے مذهب کي تائید مین (جو وقت کا عام اور معمول به مذهب هے) حذف و اضافه کے بعد نقل کرتے هیں - اُس کے بعد تیسرے مذهب کے مزید افکار و مباحث نقل کرینگے تاکه قارئین الهـلال اس اهم موضوع کے تمام اطراف پر نظر ڈال سکیں -

شخصی آزادي کے معنے کیا هیں ؟ لوگوں کو اِس کے شرح و بیان میں سخت ٹهوکریں لگي هیں - شخصي آزادي کا مفهوم عام طور پر یه سمجهه لیا گیا هے که هر فرد اپني هر طلب بے روک ٹوک پوري کرسکے - اِس غلط فهمي کا بڑا سبب ' حکام کا طرز عمل هے - مطلق العناني اور ذاتي مفاد کے مقابلے میں رعایا کے فوائد سے بے پروائي ؛ اُنهوں نے اپنا شعار بنا لیا - اِس غلو کا نتیجه یه نکلا که محکوموں میں بهي غلو پیدا هوگیا - انتہائي استبداد کے مقابلے میں انتہائي آزادي کا مطالبه شروع هوا - اور اِس طرح شخصي آزادي کا صحیح مفهوم بدل گیا -

اِس غلو نے بالاخر یه اصول پیدا کیا که " حکومت اور آزادي یک جا جمع نہیں هو سکتي " اِس اصول کے ماننے والوں کا استدلال یه هے که حکومت سے مقصود ملک میں ایسے حاکم اعلیٰ کا وجود هے ' جسکي اطاعت تمام افراد کے لیے ضروري هو - وه قانون بنائے ' قانون کي پابندي پر مجبور کرے ' مخالفوں کو سزائیں دے ' محصول لگائے ' رعایا کي مرضي کے خلاف اعلان جنگ کردے ' اور قتل و خونریزي کا بازارگرم هوجائے - وه کهتے هیں ' اِس صورت میں کسي فرد کي بهي شخصي آزادي محفوظ نہیں ره سکتي -

(مذهب استقلال فردي)

اِس اصول کے قائل هر قسم کي حکومت کے خلاف هیں - اُنکے خیال میں حکومت کي موجودگي افراد کو اُنکي کامل آزادي سے محروم کر دیتي هے - وه کهتے هیں ' هر فرد کو اپني خواهشیں

اصلاح جو مذهب انتقام کي جگه قائم هوگیا هے - تمهاري دشمن هر وه چیز هے جو عقل کو روشني بخشتي هے - هر وه چیز جو روح کو ابهارتي هے : یعني دین اور فلسفه - ایک طرف سے (حضرت) مسیح (علیه السلام) اور دوسري طرف سے والٹیر !

" حضرات ! اب میں اپنا بیان ختم کرنا چاهتا هوں - اے میرے فرزند ! میري آنکهه کے نور ! میرے جگر کے ٹکڑے ! هاں اے میري جان ! میں تجهي کو مخاطب کرتا هوں - تجهي کو جو مجرموں کے کٹهرے میں کهڑا هے ! آج تو شرافت و عزت کي ایک عظیم منزل طے کر رها هے - خدا نے تجهے محبت کي نظر سے دیکها اور اِس لائق بنایا که تو حق کیلیے جنگ کرے - مقدس حق کے لیے غم کهائے - تو آج اُس منزل میں قدم رکهه رها هے ' جو همارے زمانے میں حقیقي مردانگي کي منزل هے - یعني عدل و انصاف کیلیے جنگ - حقیقت کیلیے جنگ - عظیم بن جا ! بلند هوجا ! تو کیا هے ؟ عقل انساني اور حقیقي جمهوریت کا ایک معمولي سپاهي ! تو آج اُس جگه بیٹها هے جس پر تجهسے پہلے " برانجیه " بیٹهه چکا هے - تو " لامونیه " کي کرسي پر بیٹها هے - اپنے عقائد میں کمزور نه هو - یه تجهسے میرے آخري لفظ هیں - یه میري وصیت هے ' بشرطیکه تجهے وصیت کي ضرورت هو - غور کر ' تو اِس وقت " لزوارک " کي جگه بیٹها هے - آه میري مسرت ! میرے لڑکے کو کیسي عزت ملي هے ! ...

" میں کهه چکا ... "

آثار علميه خطيه

صحيح بخاري كا ايك تاريخي نسخه

(مجدالدين فيروز آبادي اور دولة رسوليه)

انسان کي طرح کتابوں کي بهي زندگي هے - جس طرح انسان پر پيدايش و موت ' اقامت و سفر ' غربت و هجرة ' اور عروج و زوال کے حوادث و ايام گزرتے هيں ' ٹهيک اسي طرح کے حوادث و ايام سے فکر انساني کي اِن کاغذي مخلوقات کي تاريخ بهي مرتب هوتي هے - ايک شخص دنيا کے کسي خاص حصے ميں پيدا هوتا هے ' ليکن سيلاب حوادث اچانک اُسے دنيا کے ايک دور دراز حصے ميں پہنچا ديتے هيں جسکا اُسے کبهي وهم و گمان بهي نه هوا هوگا - يهي حال دنيا کي مشهور و معروف کتابوں اور اُن کے تاريخي نسخوں کا بهي هے - سينکڑوں هزاروں کتابيں اور اُن کے نسخے آج دنيا کے مختلف حصوں ميں موجود هيں - اگر اُن کي تاريخي حيات پر نظر ڈالي جائے ' تو انقلاب و حوادث عالم کي ايک عجيب و غريب داستان نماياں هوجايگي - نهيں معلوم انتقال اور تغير کي کيسي کيسي منزلوں سے گزرنے کے بعد ' وہ اپنے مولد و منشاء کي جگه ' ان مقامات ميں آج پناه گزيں هو سکے هيں - بهت ممکن هے که ايک کتاب اب سے ايک هزار برس پہلے دنيا کے کسي ايک گوشه ميں پيدا هوئي هو ' اور آج دس صديوں کے اُن انقلابات و تغيرات کے بعد جن سے بے شمار ملکوں اور قوموں کي موت و حيات اور عروج و زوال کي داستانيں وابسته هيں ' دنيا کے ايک دوسرے انتهائي گوشه ميں پهنچ گئي هو !

(ايک نسخه کي سوانح حيات)

شيخ ابو اسماعيل ازدي نے دوسري صدي هجري کے وسط ميں فتوح الشام کي روايات جمع کيں - صاحب ابن عباد نے چوتهي صدي هجري ميں اپنے خزانۂ کتب کے ليے اُس کا نسخه ابن فارس امام لغة و عربية کي زير نگراني و تصحيح لکهوايا - پانچويں صدي ميں يه نسخه نهيں معلوم حوادث و تغيرات کي کتني منزليں طے کرکے غزني پهنچا ' اور سلاطين غزنويه کي مواهير اُس پر ثبت هوئيں - پهر غزني سے نکل کر دشت غربت و مهاجرت کي نئي نئي منزليں طے کيں ' اور تمام بلاد ايران و عراق طے کرکے مصر جا پهنچا ' چنانچه ساتويں صدي کے اواخر ميں شيخ ابو يعلى مصري کا دستخط اُس پر ثبت هوا ' اور نصف صدي تک اسي سرزمين ميں مقيم رها - پهر اُس کے بعد يهي نسخه يمن پهنچتا هے ' اور کتب خانۂ شاهي کي مهر اس پر ثبت هوتي هے - نيز بعض سلاطين يمن اسي نسخے پر اِسکي قرأت و درس کي اجازت اپنے شيوخ سے ليتے هيں - پهر يمن سے يه نسخه نکلتا هے ' اور کالي کٹ (مالا بار) پهنچتا هے ' مگر وهاں کي آب و هوا راس نهيں آتي ' اور تهوڑے هي عرصه کے بعد دکن پهنچکر سلاطين عادل شاهي کا مهمان هوتا هے - يهاں عرصه تک مقيم رهتا هے ' ليکن اُس کے بعد پهر طرح طرح کے تغيرات و حوادث پيش آتے هيں - يهانتک که بالآخر يه نسخه سنه ۱۷۹۹ - ميں ايک فرانسيسي کے هاتهه لگتا هے اور اب پيرس کے قومي کتب خانے ميں محفوظ هے !

کتاب عراق ميں پيدا هوئي ' رے ميں لکهي گئي ' غزني ميں مقيم هوئي ' غزني سے مصر پهنچي ' مصر سے يمن ' يمن سے مالا بار ' مالا بار سے بيجا پور ' بيجا پور سے پانڈي چري ' پانڈي چري سے ايشيا اور يورپ کے تمام بري اور بحري فاصلے طے کرکے پيرس دار الحکومت فرانس ميں !

به بيں تفاوت ره از کجاست تا بکجا ؟

(هندوستان کا گذشته دور علم)

اِس سلسله ميں هندوستان کا پچهلا دور علم خصوصيت کے ساتهه قابل ذکر هے - يه ملک عربي و اسلامي تمدن کے تمام بڑے بڑے مرکزوں سے بعيد و مهجور تها - دمشق ' بغداد ' قاهره ' اندلس ' خوارزم ' شيراز ' رے ' اصفهان ' يمن ' وغيره ممالک ' عربي و اسلامي تمدن کے وقتاً فوقتاً مرکز رهے ' ليکن هندوستان ان ميں سے کسي ملک سے بهي متصل اور قريب نه تها - تاهم هندوستان ميں وقتاً فوقتاً علوم عربيۂ و اسلاميه کے جيسے جيسے عظيم الشان ذخيرے جمع هوے ' اور عربي علوم کے اصولي نسخوں اور امهات نقل و کتابت کا جيسا قيمتي سرمايه فراهم هوا ' وه کسي طرح بهي اسلامي تمدن کے مرکزي مقامات سے کمتر قرار نهيں ديا جاسکتا ' اور هندوستان کے امراء و علماء کي علمي قدر دانيوں اور علمي مساعي کي حيرت انگيز شهادت بهم پهنچاتا هے - گذشته نو صديوں کے اندر بے شمار ملکي انقلابات پيش آے - هر انقلاب ميں علم و تمدن کا پچهلا ذخيره برباد هوا ' اور نئے ذخيروں کي ازسرنو بنيادیں پڑيں - خصوصاً سترهويں صدي کے اوائل سے ليکر غدر سنه ۵۷ ع کي انقلابي بربادیوں تک کا زمانه تو علمي ذخائر کي تباهيوں کا ايک مسلسل دور تها - بلا مبالغه کها جا سکتا هے که جونپور ' مالوه ' دکن ' دهلي ' آگره ' لکهنؤ ' اور مرشدآباد ميں نو سو برس کے اسلامي تمدن نے جس قدر ذخائر علم جمع کيے تهے ' اُن کا دو تهائي حصه يکقلم برباد هوگيا ' اور ايک تهائي حصه جو باقي رها ' اُس کا بهي بڑا حصه منتشر هوکر يا تو يورپ پهنچ گيا ' يا گمنام اور مجهول گوشوں ميں نا پيد هوگيا - با ايں همه آج بهي هندوستان کي فراهم شده کتابوں کا جس قدر سراغ خود ملک کے اندر يا ملک سے باهر لگ سکتا هے ' اُس سے هم اسکي عظمت و کثرت کا وثوق کے ساتهه اندازه لگا سکتے هيں - عربي و اسلامي علوم و فنون کي کوئي شاخ بهي ايسي نهيں هے جس کي امهات کتب کے اصولي نسخے (يعنے وه نسخے جو يا تو مصنف کے هاتهه کے لکهے هوے تهے ' يا آئمۂ فن کے درس و مطالعه ميں ره چکے تهے اور اسليے نقل لينے کے ليے زياده مستند سمجهے جاتے تهے ' يا اسي طرح کي کوئي اور اهميت رکهتے تهے) هندوستان نه پهنچے هوں ' اور نه صرف سلاطين و امراء کے کتب خانوں ميں ' بلکه ايک ايک قصبه اور قريه کے اندر اُن کي بڑي تعداد موجود نه هو - قران مجيد ' صحاح سته ' معاجم و مسانيد ' تفاسير و شروح ' امهات اصول و فقه ' تاريخ و علوم کے وه نسخے جو سلاسل علم کے آئمۂ و اکابر نے حجاز ' عراق ' مصر '

سب سے زیاده مشکل تبدیلي امریکا کے دستور حکومت کي هے - اِس تبدیلي کے لیے ضروري هے که ملک کي دو ثلث آبادي کي منظوري لي جائے - یعني مجلس حکومت کے دو ثلث ممبروں کي رضامندي ضروري هے - لیکن دوسرے ممالک مثلاً انگلستان میں دستور کي تبدیلی اِتني مشکل نہیں هے - وهاں پارلیمینٹ کو اختیار هے، جب چاهے' تهوڑي سي اکثریت پیدا کرکے بدل ڈالے -

بنا بریں امریکا کا نظام حکومت دنیا کے تمام ملکوں کے موجود نظام حکومت سے زیاده بہتر اور شخصي آزادي کے لیے زیاده ضمانت رکھنے والا سمجھا جاتا هے - یہي وجه هے که اُس ملک میں جتني شہري آزادي موجود هے ' اُتني روئے زمین پر کسي دوسرے ملک میں موجود نہیں - البته روس کا نیا انقلاب اس سے مستثنے هے -

(حکومت اور افراد)

حکومت کو افراد پر کس قسم کا اقتدار حاصل هونا چاهیے ؟ اِس کے سمجھنے کے لیے یه معلوم کر لینا ضروري هے که فرد اور سلطنت یا قوم کے درمیان کیا تعلق هے ؟

" مذهب استقلال فردي " کے ماننے والوں کا خیال هے که سلطنت یا قوم میں فرد ' مستقل مرکزي حیثیت رکھتا هے ' اور یه که تمام افراد نے باهم معاهده کرکے اپنے تئیں اِس شرط پر حاکم کے حواله کردیا هے که وہ اُن کي شخصي آزادي کي حفاظت کرے اور دوسرے افراد کي دست درازیاں روکے - لہذا حکومت کا اقتدار و اختیار صرف اِسي دائرے میں محدود هے - یعني زیادتي کا روکنا - اٹھارویں صدي کے علماء سیاست میں اِس مذهب نے بہت مقبولیت حاصل کي تهي ' مگر بعد میں عملاً متروک هوگیا -

علماء سیاست کا ایک دوسرا گروه کہتا هے که فرد اور سلطنت کا باهمي تعلق ایک مضبوط طبیعي تعلق هے - یه تعلق ویسا هي هے ' جیسا مختلف اعضاء کا جسم سے هوتا هے - جس طرح هاتھ جسم سے کٹ کر باقي نہیں ره سکتا ' اُسي طرح فرد ' سلطنت یا قوم سے علحده هوکر زنده نہیں ره سکتا - اِس گروه کا خیال هے که سلطنت اُس وقت سے موجود هے ' جب سے انسان کي جماعتي زندگي کا آغاز هوا هے - شروع میں جب انسان ابتدائي وحشت کي حالت میں تها ' تو اُس وقت سلطنت بهي بالکل ابتدائي حالت میں تهي - اُس زمانه میں قبیله هي سلطنت تهي - کیونکه سلطنت کي یه تعریف که " حاکم اور محکوم موجود هوں " قبیلے پر بهي صادق آتي تهي غرضکه اِس گروه کا مذهب یه هے که فرد اور سلطنت میں هرگز تفریق نہیں هو سکتي - اِس مذهب کا نام " مذهب عضوي " هے - اِس مذهب کے بموجب سلطنت میں زنده جسم کي طرح لگا تار نموء هوتا رهتا هے - یہي دائمي نموء ' نظام اجتماعي کي ترقي کا باعث حقیقي هے -

اِس تمثیل سے مقصود یه نہیں هے که سلطنت هر اعتبار سے زنده جسم کے مشابه هے - کیونکه سلطنت کا نموء ' اضطراري اور غیر اختیاري نہیں هے - یعني اُس کي ترقي میں افراد کے ارادے کو دخل هے - افراد هي اپنے ارادے سے اُسے ترقي دیتے اور آگے بڑهاتے هیں - برخلاف اِس کے حیواني و نباتي اجسام کے نموء میں اختیار و اراده دخل نہیں رکھتا - وه اضطراري و طبعي طور پر موجود هوتا اور برابر جاري رهتا هے -

اِس مذهب نے مذهب " استقلال فردي " کو کافي نقصان پہنچایا هے - کیونکه آخر الذکر ' فرد کو سلطنت سے الگ حیثیت دیتا اور حکومت کا اقتدار و اختیار محدود کرکے سلطنت کي ترقي و تقدم روکتا هے - برخلاف اِس کے دوسرا مذهب ' افراد اور سلطنت کو ایک هي جسم قرار دیتا هے اور اِس طرح اُسے نفع پہنچاتا هے - اِس مذهب کي رو سے فرد کو جماعت یا قوم کے فائدے کے لیے شخصي نقصان گوارا کر لینا چاهئے - جیسا که هاتھ ' سر یا دل کي حفاظت کے لئے اپنا وجود خطره میں ڈال دیتا هے -

اگر افراد اِس مذهب پر ایمان لے آئیں ' تو حاکم کے اُن تمام قوانین کي بخوشي اطاعت کرینگے ' جن سے اگرچه شخصي طور پر اُنهیں نقصان پہنچ سکتا هے مگر وه جماعت کے لئے مفید هیں - کیونکه وه سمجھینگے که قانون ' عام فائده کے لئے هے ' نه که شخصي فائده کے لئے ' اور یه که عام مصلحت کے مقابلے میں شخصي مصلحت فنا هو جاني چاهئے -

لیکن اگر مذهب " استقلال فردي " تسلیم کرلیا جاے تو اِس کا لازمي نتیجه یه هوگا که حاکمانه قوت کا احترام جاتا رهے گا اور سلطنت کي ترقي رک جائیگي - پهر جب سلطنت کمزور هو جائیگي تو لازمي طور پر فرد بهي کمزور هو جائیگا - کمزور سلطنتوں کي یہي حالت دنیا مشاهده کر رهي هے - وه نه تو خود خوش نصیب هیں ' نه اُن میں افراد هي کو خوش نصیبي میسر هے - موجوده علماء سیاست کا خیال هے که تاریخ کے تجربے اور روز مره کے مشاهدے همیں مجبور کرتے هیں که " مذهب عضوي " قبول کریں اور دنیا میں اُس کي اشاعت کریں -

یه نا ممکن هے که دنیا میں کوئي جماعت ایسي موجود هو سکے جسکي بنیاد مذهب استقلال فردي پر هو - جماعتوں کي کامیابي و ترقي کے لیے لازمي هے که اُسکے تمام افراد ' مذهب عضوي کے ماننے والے هوں ' مجموع میں جذب هوجائیں ' اور عموم کي مصلحت کے سامنے اپني شخصیت بهول جائیں - یہي ایک طریقه هے جس سے انساني جماعتیں (سیاسي هوں یا اجتماعي) ترقي کر سکتي هیں - کوئي انساني جماعت ' انانیت کو اپنا اصول قرار دے کر زنده نہیں ره سکتي - کیونکه یه نا ممکن هے که تمام افراد کے اغراض اور خواهشیں بالکل متفق و متحد هو جائیں - یہي باعث هے که جن ملکوں میں حکومت سے بے اعتمادي ' مذهب انانیت یا استقلال فردي کے طرف عام میلان پیدا کر رهي هے ' وهاں کوئي بهي مشترک عمل کامیاب نہیں هوتا - کتني هي انجمنیں قائم هوتي هیں ' شروع شروع میں بڑا جوش و خروش دکهایا جاتا هے ' لیکن پهر بہت جلد کارکنوں میں پهوٹ پڑ جاتي هے اور پوري تحریک ختم هو جاتي هے -

مشرق اِس بیماري کا بري طرح شکار هوا هے - اُسکي وطنیت و قومیت فنا هو گئي هے ' عام مصالح ضائع هوگیے هیں ' اور جماعتي تحریکوں کي کامیابي کي بہت کم مثالیں نظر آتي هیں - مشرق کو یه مہلک مرض در حقیقت مستبد بادشاهوں کي وجه سے لاحق هوا - یه بادشاه صدیوں تک مشرقي قوموں پر مسلط رهے هیں ' اور اپنے ذاتي اغراض کے لیے جماعتي مصالح برباد کرتے آئے هیں - نتیجه یه هوا که نسلوں کے تجربه و مشاهده کے بعد مشرقي اقوام کے دلوں میں یه بات جم گئي که قومي وحدت بیکار هے ' اور مصلحت عام کے لیے سعي لا حاصل هے - هوتے هوتے اب اُنکي حالت یه هوگئي هے که وطنیت ' قومیت ' عام مصلحت ' جماعت ' وغیره الفاظ کے لیے اُن کے دلوں میں کوئي کشش پیدا هي نہیں هوتي -

* * *

(یمن کے سلاطین رسولي)

یمن کے خاندان رسولي کا تذکرہ عام تاریخوں میں بہت کم ملتا ہے ' اس لیے لوگ اُن کے ناموں سے آشنا نہیں - اس نسخه کي تاریخ حیات کي توضیح کے لیے ضروري ہے کہ مختصراً اس کا ذکر کر دیا جاے -

یمن میں ساتویں صدي ہجري کے اوائل سے لیکر تقریباً نویں صدي کے درمیاني عہد تک ایک خاص خاندان کے افراد کي حکومت رہي ہے جو " رسولي " کے لقب سے مشہور تھا - یہ لوگ اصلاً ترکمان تھے ' اور ترکمانوں کے قبیلہ " میجک " سے تعلق رکھتے تھے ' لیکن جب اتفاقات وقت نے یمن جیسے خالص عربي ملک کا حکمران بنا دیا ' تو ضرورت ہوئي کہ کسي نہ کسي طرح اپنا سلسلۂ نسب عرب سلاطین و امراء سے ملادیں - چنانچہ ظاہر کیا گیا کہ اُن کے مورث اعلی جبلہ بن ایہم غساني کي نسل سے ہیں جو حضرة عمر (رضي اللہ عنہ) کے زمانے میں مسلمان ہوکر پھر مسیحي ہو گیا تھا ' اور قسطنطنیہ چلا گیا تھا - الحاق نسب کي صورت یہ اختیار کي گئي کہ جبلہ عرصہ تک روم میں مقیم رہا - اُس نے اگرچہ مسیحي مذہب اختیار کرلیا تھا ' لیکن اس کا قلب مطمئن نہ تھا - مرتے وقت اُس نے اپني اولاد کو وصیت کي کہ بلاد روم سے نکل کر اسلامي ممالک میں جائیں اور مسلمان ہوکر زندگي بسر کریں - وہ ترکمانوں کے قبائل میں آکر مقیم ہوگئے - اور اس طرح ان کي عربیت ' ترکمانیت سے مبدل ہوگئي !

اس خاندان کا پہلا فرد جو تاریخ میں نمایاں ہوتا ہے ' محمد بن هارون بن یوحی رستم ہے - خلفاء عباسیہ کے زمانے میں یہ عراق آیا اور تھوڑے عرصہ کے اندر عزت و قبولیت حاصل کر لي - اُس زمانے میں حکومت بغداد کو ایک سفیر و رسول کي ضرورت تھي جو مصر و شام میں احکام خلافت کا مبلغ ہو - خلیفہ نے محمد بن هارون کا اس غرض سے انتخاب کیا ' اور اس طرح یہ خاندان پہلے عراق سے شام میں ' اور پھر شام سے مصر میں منتقل ہوگیا - بغداد کي سفارت و وکالت کي بنا پر محمد بن هارون " رسول " کے لقب سے پکارا جاتا تھا - یہ تلقب اس قدر مشہور ہوا کہ آگے چل کر پورا خاندان " رسول " کي نسبت سے پکارا جانے لگا -

مصر میں جب ایوبیوں کي حکومت قائم ہوي ' تو یمن اُس وقت مصر کے زیر اثر تھا - انہوں نے وہاں کي ولایت کیلیے توران شاہ بن ایوب کو بھیجا ' اور اسکے ساتھہ خاندان رسولي کو بھي روانہ کر دیا ' کیونکہ مصر میں انکي موجودگي سیاسي مصالح کے خلاف تھي - عرصہ تک یہ خاندان یمن میں امراء و اشراف کي زندگي بسر کرتا رہا - لیکن ساتویں صدي کے اوائل میں جب ملک ظاہر بیبرس مصر میں حکمراں ہوا ' تو یمن میں ایسے تغیرات و حوادث پیش آئے کہ اِس خاندان کو اِمارت سے نکل کر ریاست و فرمانروائي کي تخت نشیني کا موقعہ ملگیا ' اور کچھہ عرصہ کي کشمکش و تنازع کے بعد حکومت مصر نے بھي اس کا اِستقلال تسلیم کرلیا - اس خاندان کا پہلا حکمراں ملک المنصور نور الدین عمر بن علي بن رسول تھا - یہ سنہ ۶۲۸ - میں مسند نشین ہوا ' اور سنہ ۶۴۷ ھ میں اپنے غلاموں کے ہاتھوں قتل ہوا - یمن کے علاوہ حجاز و حرمین کي حراست و خدمت بھي مصر سے نکل کر اسي حکمران خاندان کے قبضہ میں آگئي تھي -

(ملک الاشرف)

اِسي سلسلۂ حکومت کا ساتواں فرمانروا ملک الاشرف اسماعیل بن عباس بن علي بن داؤد رسولي تھا ' جسکا اس نسخہ کي تحریر میں ذکر ہے ' اور جس کے کتب خانہ سے یہ نسخہ نکل کر کسي طرح ہندوستان پہنچ گیا ہے -

ملک الاشرف ۲۱ - شعبان سنہ ۷۷۸ - ھ میں مسند نشین ہوا ' اور سنہ ۸۰۳ - ھ میں انتقال کیا - شیخ شرف الدین بن ابي بکر المقري نے مرثیہ لکھا تھا ' جسکے اشعار حافظ ابن حجر نے نقل کیے ہیں :

هو الدهر كرت بالخطوب كتائبه
و غضت بانیاب حداد نوائبه

تمام مورخین بالاتفاق شہادت دیتے ہیں کہ اس خاندان کے تمام سلاطین اہل علم و فضل تھے ' اور علم و فضل کي قدر شناسي میں اپنا عدیل نہیں رکھتے تھے - اس خاندان کا پہلا فرمانروا جس نے حکومت مصر کي نیابت سے ترقي کرکے استقلال و فرمانروائي کي حیثیت حاصل کرلي ' سلطان نور الدین تھا - الخزرجي صاحب عقود اللؤلؤیہ (جس کا ذکر آگے آتا ہے) لکھتا ہے کہ اُس کي زندگي کي سب سے بڑي مشغولیت یہ تھی کہ اطراف عالم سے اہل علم و فضل کو یمن و حجاز میں جمع کرے ' اور مدارس و مساجد سے اپني مملکت معمور کردے - مکہ معظمہ ' تعز ' عدن ' زبید ' وادي سہام ' اور تہامہ کے ایک ایک قصبہ میں اُس نے مدرسے اور مسجدیں تعمیر کیں - مکہ معظمہ کا مدرسہ اُس عہد کے تمام مدارس حجاز پر فوقیت رکھتا تھا - زبید میں تین مدرسے الگ الگ تعمیر کیے - مدرسۂ شافعیہ ' مدرسۂ حنفیہ ' اور دار الحدیث - اِن سب کے لیے اوقاف و محاصل تھے جن سے مدرسین و طلبہ کو وظائف دیے جاتے تھے - (جلد اول : ۸۴) ملک المظفر جو اس سلسلہ کا دوسرا فرمانروا ہے ' وہ نہ صرف علوم کا قدر شناس اور مدارس و جوامع کا باني تھا ' بلکہ خود بھي صاحب علم و فضل تھا - تفسیر ' حدیث ' اور طب میں اُس کي مصنفات کا حافظ ابن حجر عسقلاني اور قاضي شوکاني نے ذکر کیا ہے - الخزرجي لکھتا ہے کہ حدیث کی تمام امہات کتب اس نے اپنے قلم سے لکھي تھیں - ان کي تعداد و ضخامت دیکھکر تعجب ہوتا ہے کہ حکومت کي آلودگیوں کے ساتھہ علم و کتابت کے لیے اِتنا وقت کیونکر نکل سکا ؟ اُس کے علمي شوق کا یہ حال تھا کہ امام فخر الدین رازي کي تفسیر کبیر جب اُس کی نظر سے گزري تو بعض حصے ناقص اور تشنہ محسوس ہوے - اُس وقت قاہرہ میں تاج الدین بن بنت الاعز قاضي القضاۃ تھے - اُنہیں لکھا کہ تفسیر کے مصححہ نسخے بھیج دیں - اُنھوں نے چار نسخے بھیجے - لیکن ان سب کا بھي وہي حال تھا - اس پر خیال ہوا کہ خود مصنف کے قلم کا لکھا ہوا مسودہ دیکھنا چاہیے - چنانچہ ایک سفارت یمن سے ہرات بھیجي گئي - اُس نے امام موصوف کے قلم سے لکھا ہوا اصلي نسخہ بصرف کثیر حاصل کیا - خود سلطان موصوف کي یہ عبارت خزرجي نے نقل کي ہے " میں نے جب یہ اصلي نسخہ دیکھا تو میري کاوش دور ہوگئي ' کیونکہ اس میں وہ تمام مقامات سادہ چھوڑ دیے گئے تھے ' اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا ارادہ نظر ثاني کا تھا جو پورا نہ ہوسکا " (جلد۱ : ۲۲۸) جن اہل نظر نے تفسیر کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے ' وہ سلطان موصوف کي صحت نظر و رائے کي تصدیق کرینگے -

خوارزم، بلاد فارس، اور مغرب و اندلس ميں لكهے تهے يا انكي تصحيح كي تهي، نه صرف دهلي و آگره كے شاهي كتب خانوں ميں بلكه جونپور اور اوده كے قريوں تک ميں موجود تهے - ياقوت مستعصمي كے لكهے هوے مصاحف، رے اور شيراز كے مجمع قراء و حفاظ كے مصححه قرآن، حفاظ حديث كے لكهے هوے يا املاء شده مجاميع حديث، حافظ ابن صلاح اور نو وي جيسے اكابر حديث كے دستخطي صحيحين، حافظ ابو الحجاج مزي اور امام ذهبي كي مصححه صحاح سته، حافظ ابن حجر اور انكے معاصرين كي خود نوشته مصنفات، آگره اور دهلي ميں اسي طرح ملتى تهيں، جس طرح بغداد اور قاهره ميں مل سكتي تهيں !

(پانچ نسخے)

هندوستان كے مختلف گوشوں ميں اب بهي اس پچهلے دور علم كے نشان قدم باقي هيں - حيرت هوتي هے كه علم و فن كے اُن ذخائر كي كثرت و عظمت كا كيا حال هوگا، جو اتني بربادیوں كے بعد بهي بے نام و نشان نه هو سكے ؟

هم چاهتے هيں، اس سلسله ميں بعض تاريخي نسخوں كا ذكر كريں - بالفعل پانچ نسخوں كي تاريخ پيش نظر هے - يه وه نسخے هيں جن ميں سے كسي كي زندگي پانچ صديون سے كم نهيں هے اور جن پر انقلاب و حوادث ايام كے بڑے بڑے دور گزر چكے هيں :

(١) جامع صحيح بخاري كا نسخۂ رسولي مصححۂ و درسيۂ شيخ مجدد الدين فيروز آبادي صاحب قاموس و سفر السعادة -

(٢) صحيح مسلم كا نصف اخير مصححۂ حافظ ابن الصلاح صاحب مقدمه - و درسيۂ حفاظ مدرسۂ اشرفيۂ قاهره -

(٣) كتاب زاد الرفاق صلاح الديـــن الابيـوردي (المتـوفي سنه ٥٥٧ هـ) مصححــــۂ مصنف جس پر قاضي الفاضل يعنے قاضي عبدالرحيم بن علي وزير سلطان صلاح الدبن ايوبي كا دستخط ثبت هے -

(۴) تاريخ مكه ابوالفرج عبدالرحمن بن علي الجوزي - مصححۂ شمس الدين يوسف سبط ابن الجوزي -

(٥) مقامات حريري كا نسخه غرناطه جو امير ناصر الدين عسقلاني (المتوفي سنه ٧٣٣ هـ) كے كتب خانه ميں داخل هوا - پهر سنه ٩٧٠ ميں دكن پهنچا، اور دكن سے ايک شائق علم شيخ محمد يوسف نامي نے حاصل كيا -

(جامع صحيح بخاري نسخۂ رسولي)

آج هم صحيح بخاري كے نسخۂ رسولي كے آخري صفحه كا عكس مع مختصر تشريحات كے شائع كرتے هيں - يه نسخه مسيح الملک حكيم محمد اجمل خان صاحب رئيس دهلي كے كتب خانه ميں موجود هے - اس نسخه كي تاريخي نوعيت حسب ذيل هے :

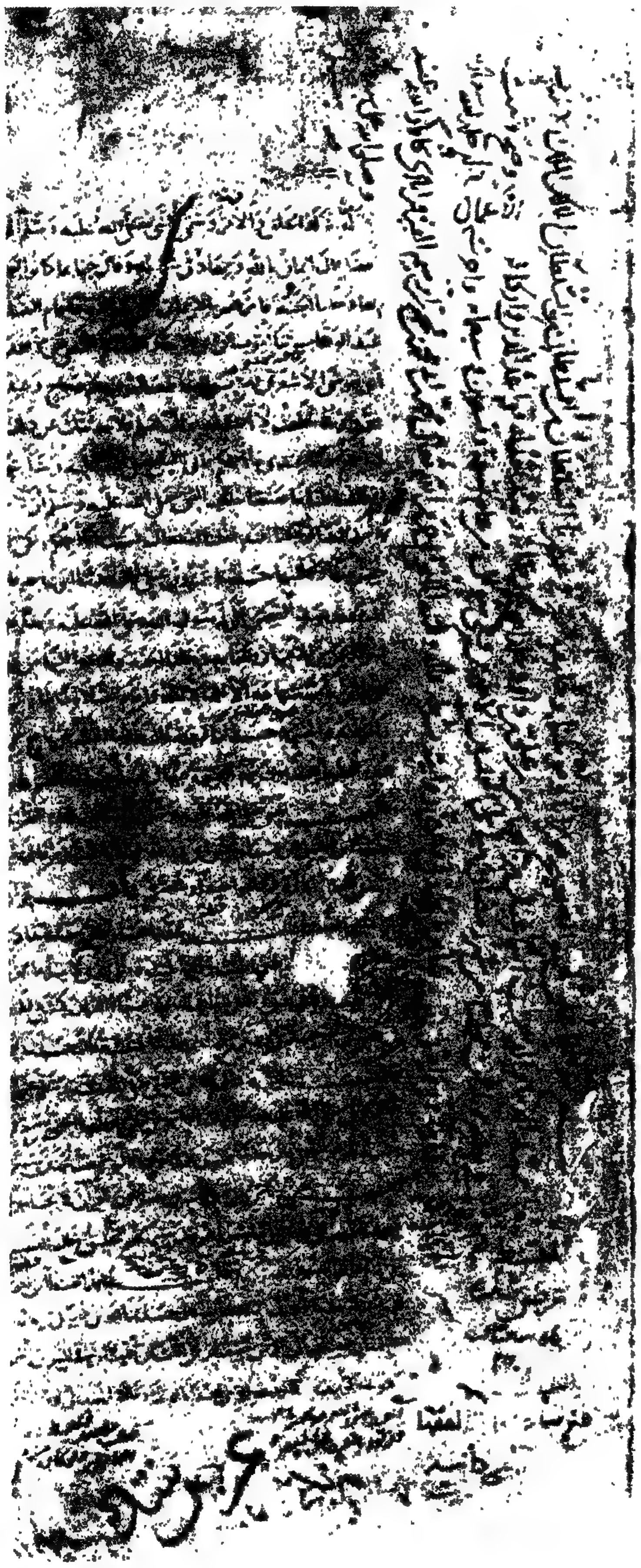

(١) اصل نسخه بغداد ميں لكها گيا هے اور وهاں درس و املاء مين ره چكا هے -

(٢) بغداد سے شام پهنچا، اور متعدد علماء و حفاظ حديث نے املاء و درس كے وقت اسكي تصحيح كي اور جابجا بين السطور اور حواشي ميں اختلاف رواة و نسخ كي نسبت فوائد و منهيات كا اضافه كيا -

(٣) شام سے يه نسخه غالباً مصر پهنچا، اور خاندان رسولي كے امراء مقيمين قاهره كے هاتهه لگا - جب وه يمن پر قابض هوے تو اُن كے ساتهه يمن پهنچكر شاهي كتب خانه ميں داخل هوا -

(۴) جب شيخ مجدد الدين فيروز آبادي صاحب قاموس، يمن پهنچے، اور سلطان ملک الاشرف رسولي نے اُن سے صحيح بخاري كي اجازت حاصل كرني چاهي، تو اسي نسخه پر درس و املاء كا سلسله جاري هوا، اور اتمام درس كے بعد شيخ موصوف نے اپنے قلم سے ملک الاشرف كے ليے سند و اجازت كي سطور تحرير كرديں -

چنانچه كتاب كے آخر ميں شيخ مجدد الدين كے قلم سے حسب ذيل عبارت مرقوم هے :

" ...... سماعاً علي لجميع الصحيح مولانا و مولنا و خليفة الله في عصرنا، السلطان بن السلطان بن السلطان، المالک الملک الاشرف، ممهد الدنيا و الدين، اسماعيل بن العباس بن علي بن داؤد، خلد الله سلطانه، و شيد بعدله قواعد الدين و اركانه ؛ في بضع و ثلثين مجلساً من شهر رمضان، سوي المجلسين الاخرين في شوال، من عام تسعة و تسعين و سبعمائة، و اجزيته روايته و رواية سائر ما يجوز لي و عني روايته بشرطه - قاله و كتبه الملتجي الى حرم الله تعالى محمد بن ابي محمد بن محمد بن ابراهيم الفيروزابادي تجاوز الله عنه، و صلى الله على سيدنا محمد و اله و اصحابه و سلم "

تاریخ وعبر

تاریخ اسلام کا نفسیاتی مطالعہ

عہد امویہ کا خاتمہ اور عباسیہ کی تاسیس

تاریخ اسلام کے ابتدائی عہد کے سیاسی دواعی و محرکات

کچھ عرصہ ہوا مرحوم شیخ محمد خضری نے جامعہ مصریہ میں تاریخ اسلام پر دو سال تک درس دیا تھا جس کا مجموعہ "تاریخ امم اسلامیہ" کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اب اس کا ایک نیا ایڈیشن جامعہ نے شائع کیا ہے، جسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے نظر ثانی کرکے کتاب کے متعدد اہم مقالات زیادہ مبسوط اور جامع کر دیئے ہیں، اور ترتیب بحث بھی پہلے سے زیادہ موزوں اور مسلسل ہے۔ بلاشبہ تاریخ اسلام کے مباحث کی سطح اس سے بہت زیادہ بلند ہونی چاہیے جس قدر اس کتاب میں نظر آرہی ہے۔ تاہم کتاب کی قدر و قیمت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ نئے ایڈیشن کے اضافات میں سب سے زیادہ اہم مقالہ عہد امویہ کے اختتام اور عباسیہ کی تاسیس کے ذہنی دواعی و محرکات ہیں۔ ہم اس کا خلاصہ چند نمبروں میں شائع کر دینا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اس سے تاریخ اسلام کے مطالعہ میں مزید کاوش اور نظر کی راہ باز ہوتی ہے۔

عباس بن عبدالمطلب

عباس بن عبدالمطلب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے۔ یہ بنی ہاشم کے ایک معزز سردار اور مشہور مدبر تھے۔ جاہلیت میں ابوسفیان صخر بن حرب سے ان کی دوستی بہت گہری تھی۔ ظہور اسلام کے بعد رسول اللہ صلعم سے ان کا اخلاص آخری حد تک پہنچ گیا تھا، اگرچہ باقاعدہ مسلمان ایک مدت کے بعد ہوئے۔ رسول اللہ صلعم بھی ان سے بڑی عزت و محبت کا سلوک کرتے تھے۔ یہ خلافت عثمانی میں (۳۲ھ) ۸۸ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن عباس

عبداللہ بن عباس، اپنے والد کے منجھلے لڑکے تھے۔ ہجرت سے دو برس پہلے پیدا ہوئے، رسول اللہ کو ان سے بھی بہت محبت تھی۔ آپ نے ان کے لئے تفقہ فی القرآن کی دعا کی تھی۔ حضرت عمر، ان کی علمیت، عقل، فصاحت کی وجہ سے انھیں اپنی مشورت کی خاص مجلسوں میں شریک کرتے، اور باوجود کم سنی کے ان سے فتوی لیتے تھے۔ حضرت عثمان نے انھیں ۳۵ھ کے حج کا امیر مقرر کیا۔ حضرت علی کی خلافت میں وہ انکے دست راست اور قوت بازو تھے۔ بصرہ کے صوبے کی ولایت (گورنری) بھی انھیں ملی تھی۔ امیر معاویہ کی خلافت میں وہ سیاسیات سے الگ ہو کر طائف میں مقیم ہو گئے اور وہیں ۶۸ھ میں انتقال کیا۔

علی بن عبداللہ بن عباس

حضرت عبداللہ بن عباس کی اولاد میں سب سے زیادہ اہمیت، انکے سب سے چھوٹے بیٹے، علی، کو حاصل ہے۔ یہ عین اس دن پیدا ہوئے جس دن امیر المومنین علی علیہ السلام پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ اسی مناسبت سے ان کا نام، علی رکھا گیا۔ یہ نہایت باوقار، وجیہ، فصیح و بلیغ، اور عالی حوصلہ تھے۔ کہا جاتا ہے، اس وقت ان سے زیادہ خوبصورت کوئی قریشی موجود نہ تھا۔ ان کا زہد و عبادت بھی بہت مشہور ہے۔ بنی امیہ نے انھیں مدینہ اور دمشق کے راستہ پر ایک گاؤں "حمیمہ" جاگیر میں دے دیا تھا۔ یہ وہیں رہے اور ان کی تمام اولاد بھی وہیں پیدا ہوئی۔ ۱۱۷ھ میں انھوں نے انتقال کیا۔

محمد بن علی

علی بن عبداللہ کے بیٹوں میں "محمد" نے بہت شہرت حاصل کی۔ کیونکہ وہ ابراہیم، ابوالعباس السفاح، اور ابوجعفر منصور کے والد تھے جن سے خلافت عباسی کا آغاز ہوا۔ اسی قدر نہیں بلکہ انھی نے یہ نئی دعوت شروع کی اور اپنے باپ علی بن عبداللہ کی زندگی میں شروع کی لیکن خود علی کو اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔

عباسی خلافت کا تخیل

اس جلیل القدر خاندان کے تعارف کے بعد اب ہمیں دیکھنا چاہیے کہ عباسیوں میں خلافت حاصل کرنے کا خیال کیونکر پیدا ہوا اور اموی خلافت برباد کرکے انھوں نے اپنی شہنشاہی کس طرح قائم کرلی؟

آنحضرۃ (صلعم) کے وفات کے بعد معاملۂ خلافت میں جو اختلاف رائے ہوا، اس کی تفصیلات معلوم و مشہور ہیں۔ بالآخر جمہور صحابہ نے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اس طرح اس خطرناک اختلاف کا بظاہر خاتمہ ہوگیا۔

لیکن معلوم ہے کہ ایک جماعت ابتدا سے موجود تھی جو خلافت کا حق بنوہاشم یعنی خاندان نبوت میں محصور دیکھتی تھی۔ اسی جماعت میں حضرت عباس بھی تھے۔ یہ اگرچہ بنوہاشم میں سب سے زیادہ مسن تھے مگر کوئی شخص بھی انھیں حضرت علی پر ترجیح نہیں دیتا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام اپنے تئیں خلافت کا سب سے زیادہ مستحق سمجھتے تھے۔ خود حضرت فاطمہ علیہا السلام کا بھی یہی خیال تھا۔

لیکن بالآخر حضرت علی، حضرت عباس، اور ان کی تمام جماعت نے جمہور کے فیصلہ پر عمل کیا۔ عہد صدیقی اور عہد فاروقی دونوں گزر گئے۔ حضرت عثمان کے زمانہ میں خلافت کی بحث نے از سر نو سر اٹھایا۔ حضرت علی خیال کرتے تھے کہ مجلس شوریٰ کے اکثر ارکان نے حضرت عثمان کو خلیفہ منتخب کرکے انکے ساتھ ناانصافی کی ہے۔

حضرت عثمان کے آخری عہد میں حضرت عباس کا انتقال ہوا۔ انھوں نے کثیر اولاد چھوڑی، مگر یہ ثابت نہیں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی خلافت حاصل کرنے کا متمنی ہوا ہو۔

حضرت عثمان کی خلافت کے چھٹے سال ایک جماعت میں خیال پیدا ہوا کہ خلافت، حضرت عثمان سے حضرت علی کو منتقل کردی جائے۔ اس تحریک کے چند داعی، بڑے بڑے اسلامی مرکزوں: کوفہ، بصرہ اور فسطاط (مصر) میں ظاہر ہوئے۔ تحریک کا آغاز اس طرح ہوا کہ حضرت عثمان کے عمال و حکام کی مذمت شروع کی گئی۔ ان کی برائیاں مشہور کی جانے لگیں۔ ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک کے لوگوں کو یہ باتیں لکھتے اور پھر سب اپنی جماعت کے لوگوں کو مدینہ میں ان حالات سے مطلع کرتے۔ تھوڑی ہی مدت کے بعد تمام اسلامی ملکوں میں حضرت عثمان کے ولاۃ و حکام بدنام ہوگئے اور عام شکایات پیدا ہوگئیں۔ اس کامیابی کے بعد ان لوگوں نے خود خلیفہ کی مذمت شروع کی اور حضرت عثمان پر بہت سے الزام لگائے جن میں سے بعض صحیح تھے اور بعض بالکل بے بنیاد تھے۔ حضرت عثمان کی نرمی طبیعت اور فتنہ و فساد سے حد درجہ احتیاط نے اس صورت حال کے لئے بہت ہمت افزا فضا پیدا کردی تھی۔ انھوں نے تینوں اسلامی مرکزوں یعنی کوفہ، بصرہ، اور فسطاط کے شورش پسند جمع کئے، اور فریادی بن کر دارالخلافہ، مدینہ پر چڑھ دوڑے۔ حضرت عثمان نے غایت درجہ نرمی دکھائی۔ ان کی تمام شکایتیں تسلیم کرلیں، اور مطالبات منظور کرلئے۔ اس پر بظاہر سب نے رضامندی اور اطمینان کا اظہار کیا اور اپنے اپنے ملکوں کی طرف روانہ ہوگئے۔

مگر چند دن بعد صورت حال نے ایک نیا پہلو بدلا۔ مصری وفد جوش و غضب کی حالت میں راستہ سے واپس لوٹا۔ اس کے پاس ایک خط تھا جس پر حضرت عثمان کی مہر تھی اور اس کا مضمون یہ تھا کہ "مصری وفد قتل کرڈالا جائے"۔ بیان کیا گیا کہ یہ خط حضرت عثمان نے والی مصر کے نام بھیجا تھا۔ لیکن جب یہ خط پیش ہوا تو حضرت عثمان نے قسم کھا کر کہا کہ نہ تو انھوں نے یہ خط لکھا ہے اور نہ اس کے لکھنے کا حکم دیا ہے۔ بلوائیوں نے یقین کرلیا۔ مگر ساتھ ہی اسے مروان بن الحکم کی شرارت قرار دیا اور اس کے حوالہ کردینے کا مطالبہ کیا۔ حضرت عثمان نے مروان کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ اس پر انھوں نے ان کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور بالآخر اس فعل کے مرتکب ہوئے جس سے تاریخ اسلام کی طبیعت اس وقت تک قطعاً ناآشنا تھی یعنی حضرت عثمان قتل کر ڈالے گئے۔ یہ پہلی اجتماعی معصیت تھی جو مسلمانوں سے دنیا میں سرزد ہوئی!

اب خلافت، حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش کی گئی۔ آپ نے پس و پیش کے بعد قبول کرلیا۔ لیکن آپ کو ایک دن بھی چین نہ ملا۔ رشتہ نظم و ملت بکھر چکا تھا۔ سرکشی و طغیان کا مادہ سر اٹھا چکا تھا۔ نزاع و شقاق نے مسلمانوں کا گھر دیکھ لیا تھا۔ مدعیوں سے برابر جنگیں جاری رہیں۔ یہاں تک کہ رمضان ۴۰ھ میں شہید ہوگئے۔

آپ کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام کو اہل کوفہ نے خلیفہ بنایا مگر انھوں نے انتہائی دانشمندی اور بے نظیر ایثار سے کام لیکر جس کی کوئی دوسری نظیر تاریخ عالم میں موجود نہیں ہے، مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگیوں کا خاتمہ کردینا چاہا۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اہل عراق بھروسہ کے قابل نہیں ہیں اور ان کے عظیم المرتبہ والد کے لئے ہمیشہ پریشانیوں کا موجب رہے ہیں۔ انھوں نے امیر معاویہ سے صلح کرلی، اور خلافت سے دستبردار ہوگئے۔ ۵۰ھ میں آپ نے انتقال کیا۔ امیر معاویہ نے خلافت اپنے لڑکے یزید کے

اسي خاندان کا تيسرا حکمران الملک المويد تها جس کي نسبت خزرجي نے تصريح کي هے که اسکي تصنيف مختصر کتاب الجمهرة علماء عصر ميں مقبول و مشهور هے -

ملک الاشرف کے باپ ملک الافضل کا ترجمه حافظ ابن حجر عسقلاني نے درر کامنه ميں درج کيا هے - وہ لکهتے هيں علم و فضل کا قدر شناس تها اور خود بهي تمام علوم عربيه و دينيه ميں درجۂ رسوخ و نظر رکهتا تها - اسکي مصنفات ميں سے يمن کي دو تاريخيں ' تاريخ ابن خلکان کا مختصر ' اور فن انساب ميں بغية ذوي الهمم اس درجه کي کتابيں تهيں ' جنکي اهميت کا تمام اکابر مصر و شام نے اعتراف کيا تها -

خود ملک الاشرف کا (جسکے کتب خانه کا يه نسخه هے اور جس نے اِس پر فيروز آبادي سے سند حديث لي) يه حال تها که مصر ' حجاز ' شام ' عراق ' اور بلاد فارس تک کے علماء کو اُسکي قدر شناسيوں نے کهينچ بلايا تها - اس نے بهي اپنے پيشروں کي طرح بلاد يمن و حجاز ميں متعدد عظيم الشان عمارتيں درس و ترويج علم کيليے تعمير کيں اور بڑے بڑے محاصل انکے مخارج کيليے وقف کر ديے - وہ خود بهي صاحب علم و فضل تها اور علوم لغة و ادب اور فقه و حديث کا هميشه اشتغال رکهتا تها - اُس کي علمي قدر دانيوں کا اندازہ کرنے کے ليے صرف وهي معاملات کفايت کرتے هيں جو اس ميں اور فيروز آبادي ميں پيش آتے رهے - عربي لغة کي سب سے زيادہ مقبول و متداول کتاب القاموس اُسي کي قدر دانيوں نے فيروز آبادي سے لکهوائي تهي - چنانچه قاموس کے ديباچه ميں مصنف اِس خاندان کے مدح کرتے هوئے لکهتا هے :

مولي ملوک الارض ' من في وجهه
مقبـاس نور أيمـا مقبـاس

(مجدد الدين فيروز آبادي)

مجدد الدين فيروز آبادي اُن اکابر علم ميں سے تهے جنهيں سلاطين وقت کي فياضيوں نے صف علم کي طرح صف اِمارت ميں بهي ممتاز کرديا تها - اُن کا سنه ولادت ۷۲۹ ھ - هے اور تاريخ وفات ۲۰ شوال سنه ۸۱۷ - ھ گازرون ميں پيدا هوے ' شيراز ميں ابتدائي تعليم حاصل کي - اور عراق اور مصر و شام کے آئمۂ علوم سے تکميل کي - اُن کے اساتذہ ميں وقت کے تمام آئمۂ علوم مثلاً شيخ تقي الدين سبکي ' ابن مظفر النابلسي ' حافظ علائي ' ابن نباته ' عز الدين ابن جماعة وغيرهم کے نام نظر آتے هيں - امام ابن قيم بهي اُن کے اساتذہ ميں هيں - يه اُنهي کے فيض تلمذ کا نتيجه تها که اگرچه اُن کي ابتدائي نشو و نما فقهاء شافعيه کے زير اثر هوئي ' ليکن تقليد کي بندشوں سے آزاد هوگئے ' اور اصحاب تحقيق و اجتهاد کا ذوق و مشرب پيدا هوگيا - چنانچه ان کي کتاب سفر السعادة اور الاسعاد في رتبة الاجتهاد ميں اِس ذوق کي جهلک صاف نماياں هے - اُس عهد کے سلاطين ميں کوئي پادشاہ ايسا نهيں هے جس نے اُن کي قدر داني نه کي هو - شاہ منصور بن شجاع صاحب تبريز ' ملک الاشرف صاحب يمن ' بايزيد يلدرم ' تيمور صاحب قران '' احمد بن اويس صاحب بغداد ' ناصر الدين محمد شاہ دهلي : اِن سب کے درباروں ميں وہ پهنچے اور انعام و اکرام سے مالا مال هوے - سنه ۷۹۶ ھ ميں هندوستان سے واپس جاتے هوے سواحل يمن ميں اُترے اور ملک الاشرف سلطان يمن سے ملاقات هوئي - وہ ان کے فضل و کمال کا غلغله پہلے هي سن چکا تها - يه موقعه غنيمت تصور کيا ' اور يمن کي اقامت پر اصرار کيا - اُس زمانے ميں يمن کے قاضي القضاة جمال الدين الريمي شارح التنبيه کا انتقال هوگيا تها اور منصب خالي تها يه اس منصب پر مامور هوے اور بيس سال تک يمن کے قاضي القضاة رهے -

(نسخه کي تاريخي توثيق)

خوش قسمتي سے يمن کے خاندان رسولي کي ايک مستقل تاريخ شائع هوگئي هے - يه شيخ علي بن الحسن الخزرجي کي العقود اللؤلؤيه في تاريخ الدولة الرسوليه هے جسے دو دو جلدوں ميں گب ميموريل فنڈ کے امينوں نے قاهرہ ميں چهپوا کر شائع کيا هے - اس کا اصلي نسخه يمن سے عهد عالمگيري ميں ' هندوستان آيا تها ' اور معتمد خاں عالمگيري کے کتب خانے ميں داخل هوا تها - وهاں سے نکلا اور محمد شاہ کے عهد ميں اسکے وزير قمر الدين خاں منت کے قبضه ميں آيا - قمر الدين خاں کے کتب خانے سے نکل کر وارن هستنگز کے پاس پهنچا - اُس نے انڈيا آفس کے کتب خانے کي نذر کرديا -

اس تاريخ ميں سلاطين رسوليه کے عهد کے واقعات روزنامچه کي طرح تاريخ وار درج هيں - ميں نے اس خيال سے ملک اشرف کے زمانے کے واقعات پر نظر ڈالي که شايد اس نسخه کے درس و املاء کي طرف کوئي اشارہ مل جاے - ميرا قياس صحيح نکلا - فيروز آبادي نے صحيح بخاري کے درس و املاء کي جن مجالس کا اپني عبارت مين ذکر کيا هے ' ٹهيک اُنهي تاريخوں ميں اُسکا ذکر خزرجي نے بهي کيا هے -

سنه ۷۹۶ کے واقعات ميں لکهتا هے :

" ۲۴ رمضان کو يمن ميں امام فقيه علامة القاضي الاجل مجد الدين محمد بن يعقوب الشيرازي پهنچے - سلطان نے انکا بڑا اعزاز و اکرام کيا - چار هزار درهم بطور رقم ضيافت کے پہلے هي دن مرحمت فرماے - اس سے پہلے چار هزار درهم عدن بهيجے گئے تهے تا که عدن سے زبيد تک کے مصارف سفر ميں مدد ديں - شيخ موصوف علوم حديث ' نحو ' لغة ' تاريخ ' اور فقه ميں درجۂ مشيخت رکهتے هيں - انکي مصنفات ميں سے بخاري کي شرح هے جو نهايت مشرح اور مفيد هے " (جلد ۲ : ۲۶۵)

پهر سنه ۷۹۷ ھ - کے وقائع ميں لکهتا هے که ۶ - ذي الحجه کو شيخ مجد الدين قاضي القضاۃ مقرر کيے گئے اور سلطان کا فرمان اس بارے ميں شائع هوا - (صفحه ۲۷۸)

سنه ۷۹۹ - ھ کے وقائع ميں لکهتا هے :

" و في شهر رمضان من هذہ السنة سمع السلطان صحيح البخاري من حديث رسول الله صلعم على القاضي مجد الدين يومئذ و کان ذا سند عال من طرق شتیٰ " (صفحه ۲۸۶)

اس تصريح سے عبارت مندرجۂ نسخه کي پوري توثيق هوگئي - معلوم هوگيا که سلطان ملک الاشرف نے فيروز آبادي سے صحيح بخاري کي سند و اجازت حاصل کي تهي ' اور رمضان ميں املاء و سماع کا سلسله جاري رها تها - جو نسخه زير درس و املاء رها ' اور جس پر سند دي گئي ' وہ يهي نسخه هے - نهيں معلوم اس نسخه پر ايام و حوادث کے کيسے کيسے تغيرات گزر چکے هيں ؟

* * *

سیر فی الارض

اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلہم

(۳۰: ۸)

سیاحانِ عالم کے مشاہدات و تاثرات

ایک مصری سیاح نجد میں

(محمد شفیق، مصری اخبار نویس کی سیاحت نجد کی یہ تیسری قسط ہے۔ الہلال)

ریاض

ریاض، پایۂ تخت ہونے کی وجہ سے نجد کا سب سے بڑا اور سب سے اہم شہر ہے۔ اُس میں بکثرت بلند عمارتیں موجود ہیں، مگر سب قدیم طرز کی ہیں۔ شاہی خاندان کے محل اپنی وسعت اور خوشنمائی میں ریاض کی تمام عمارتوں سے ممتاز ہیں۔ شہر کے گرد عظیم الشان شہر پناہ ہے۔ پُرانے مشرقی وضع کے پھاٹک لگے ہیں اور ضرورت کے وقت مقفل کر دیئے جاتے ہیں۔ ریاض کے چاروں طرف نخلستان پھیلے ہوئے ہیں۔ ایک مزرعہ خاص خاندان شاہی کا ہے۔ اس میں دو چیزیں دیکھ کر مجھے تعجب ہوا: ایک گلاب اور دوسری کپاس۔ معلوم ہوتا ہے سلطان ابن سعود نے روئی کے یہ چند درخت اتفاقیہ طور پر نصب نہیں کر لیے ہیں بلکہ نجد میں روئی کی کاشت جاری کرنی چاہتے ہیں جیسا کہ مجھ سے بعض ارکان حکومت نے اشارۃً بیان کیا تھا۔ اگر سلطان نے یہ کیا تو یقیناً ملک کو بہت فائدہ حاصل ہوگا۔ باشندے مالامال ہو جائیں گے۔

مدرسے

ریاض میں چند دینی مدرسے موجود ہیں۔ مگر ان کی حیثیت، قدیم مسجدی مکتبوں سے زیادہ نہیں۔ ان میں بچوں کو ضرورت بھر لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا ہے۔ نیز پورا قرآن بھی حفظ کرا دیتے ہیں۔ علوم دینیہ کی تکمیل میں لوگ اپنا زیادہ وقت صرف نہیں کرتے۔ بہت تھوڑے آدمی ایسا کرتے ہیں۔ باقی ضرورت بھر تعلیم حاصل کر کے دنیاوی کاروبار میں لگ جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں قرآنی احکام کی رُو سے ضروری نہیں کہ تمام لوگ علوم دینیہ حاصل کریں۔ یہ کافی ہے کہ ایک منتخب جماعت اِن میں مشغول رہے۔

مسجدیں

ریاض میں کل ۶ مسجدیں ہیں۔ ان میں کوئی زینت و آرائش نہیں ہوتی۔ فرش بھی نہیں ہوتا۔ گنبد بھی نہیں ہیں۔ اکثر میں چھت بھی نہیں ہے۔ جمعہ کی نماز صرف ایک مسجد میں ہوتی ہے۔ خطبہ سننے کا اہتمام اس درجہ شدید ہے کہ بعض لوگ صبح ہی سے آکر منبر کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔ مسجدوں میں روشنی بھی زیادہ نہیں کی جاتی۔ ایک دو شمعوں سے کام لیا جاتا ہے۔ نماز فجر کے بعد روز صبح کو موذن نمازیوں کی حاضری لیتا ہے۔ پہلے دن کی غیر حاضری پر ٹوپی چھین لی جاتی ہے۔ دوسرے دن کی غیر حاضری پر جبہ ضبط کر لیا جاتا ہے۔ تیسرے دن کی غیر حاضری پر جسمانی سزا دی جاتی ہے!

نماز جمعہ کے بعد بادشاہ یا اُس کا نائب، محل شاہی کے ایوان میں نمازیوں سے ملاقات کے لئے بیٹھتا ہے۔ اُسوقت تمام حاضرین کو پہلے چاء اور نجدی قہوہ پلایا جاتا ہے۔ آخر میں بخوردانیاں پھرائی جاتی ہیں جن میں مشک و عنبر سلگتا ہے۔

قصر شاہی

قصر شاہی بالکل عربی طرز کا ہے۔ اُس میں اینٹ چونے کے بڑے بڑے خوبصورت ستون کھڑے ہیں، جن کے نقش و نگار نہایت نظر فریب ہیں۔ دو منزلہ عمارت ہے۔ نچلی منزل میں دعوت کا وسیع ایوان ہے۔ اسمیں بیک وقت سیکڑوں مہمان بیٹھ سکتے ہیں۔ اطراف میں علم لوگوں کے لئے کھانے کے کمرے ہیں۔ نیچے کی منزل، گویا دعوت خانہ ہے۔ بالائی منزل میں وسیع ایوان ہیں۔ ایک ایوان میں خود سلطان کا کتب خانہ اور دفتر خاص ہے۔ ایک اور ایوان، ولی عہد امیر سعود کے لئے مخصوص ہے۔ باقی حصوں میں بڑے بڑے افسروں اور شاہی طبیب کا قیام ہے۔ اسی محل کے متصل ایک اور محل ہے، اور اس میں سلطانہ اور شاہی بیگمیں رہتی ہیں۔ زنانہ خدم و حشم کی تعداد ۴۰۰ ہے۔

سلطان ابن سعود

سلطان عبدالعزیز بن سعود، دراز قامت ہیں۔ جسم بھرا ہوا اور ٹھوس ہے۔ رنگ، گندمی ہے۔ آنکھیں چمکیلی ہیں۔ پیشانی، کشادہ ہے۔ عینک استعمال کرتے ہیں۔ غیر معمولی ذہانت، قوت ارادی، عزم و حزم، خوش مزاجی، تدبر، یہ وہ اوصاف ہیں جو سلطان کی صورت دیکھتے ہی آدمی محسوس کر لیتا ہے۔ عمر، ۵۰ کے قریب ہے۔ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے میں گولی لگی تھی۔ اُس کا نشان اب تک نمایاں ہے۔ وہ ہمیشہ سر جھکا کر چلتے ہیں۔ نجدی وضع کا زرکش جبہ پہنتے ہیں اور اُس کا ایک دامن عموماً، بغل میں دابے رہتے ہیں تاکہ تیز چل سکیں۔ پوری قوم اُن سے محبت کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُنھیں اپنی زندگی کا کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوتا۔ وہ بغیر کسی محافظ کو ساتھ لئے بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں۔

پہلی ملاقات

پہلی ملاقات ہی میں سلطان مجھ سے بالکل بے تکلف تھے۔ اُنھوں نے گفتگو میری مزاج پُرسی سے شروع کی: "راستہ میں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟" "میرے عہدے داروں نے کیسا سلوک کیا؟" "کسی بدّو نے کوئی شرارت تو نہیں کی؟" اسی قسم کے بہت سے سوال شروع کر دیئے۔ میں نے اپنے سفر کی تمام روداد سنا دی۔ جس قدر میری خاطر تواضع ہوئی تھی، شکریہ کے ساتھ اُس کا بھی ذکر کیا۔ جو کچھ امن و امان میں نے مشاہدہ کیا تھا، اُس کی طرف بھی اشارہ کیا۔ چوری، قزاقی، اور جرائم کی عدم موجودگی پر تعجب کا اظہار کیا۔

سلطان کی گفتگو

میری خاموشی کے بعد سلطان نے کہا:

"الحمد للہ ہمارے ملک میں ایک ہی دین اور ایک ہی مذہب ہے۔ تمام نجدی ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ بلاشبہ فقہ اسلامی میں ۴ مذہب مشہور ہیں۔ لیکن ہمارے خیال میں امام احمد بن حنبل کا مذہب، سنت رسول اللہ سے زیادہ قریب ہے۔ ہمارے عقیدے میں تمام مسلمان، باہم بھائی بھائی ہیں۔ نجد میں ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے "السلام علیکم" کہدینے کے معنی یہ ہیں کہ دونوں خدا کے امان و سلام میں ہو گئے۔ تمام مسلمان، کلمۂ توحید پر جمع ہیں۔ تمام حبل اللہ المتین کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔ اسی بنیاد پر ہماری سلطنت قائم ہے۔ ہم سلطنت کے بھوکے نہیں ہیں اور نہ فخر و غرور اور تن پروری کے لئے حکومت کرتے ہیں۔ زمین اللہ کی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ نے اپنی یہ امانت ہمارے سپرد کی ہے۔ لہذا ہم پوری کوشش کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ایمانداری کے ساتھ یہ امانت ادا کر دیں ہمیں شرک سے نفرت ہے۔ اگر ہمیں تمام مشرک ملکوں کی فرمانروائی بھی پیش کی جائے تو ہم اسے ہرگز منظور نہ کریں۔ ہم کسی سے بھی لڑائی پسند نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ کفار سے بھی نہیں۔ البتہ اُن کے لئے ہماری یہ دعا ضرور ہے کہ خدا اُنھیں صراط مستقیم دکھائے۔ جب تک وہ ہم سے تعرض نہیں کرتے، ہم بھی اُنھیں نہیں چھیڑیں گے۔ ہم اُن سے دور رہنا چاہتے ہیں۔ ہم اُن سے تشبہ بھی پیدا کرنا نہیں چاہتے۔ حتیٰ کہ اُن کا لباس بھی پسند نہیں کرتے۔ حقیقی مسلم وہ ہے جو اپنے دین کے اصول کی پیروی کرتا ہے۔ جو کوئی کفار کی تقلید کرتا ہے، وہ نہ اپنے دین میں کوئی بھلائی حاصل کر سکتا ہے نہ دنیا میں"

یہ گفتگو، اس جلیل القدر صحرائی بادشاہ کی ذہنیت پوری صفائی سے ظاہر کرتی ہے۔ صحراء عرب کے باشندے صدیوں سے قتل و غارت گری اور جرم و گناہ کے عادی تھے۔ صرف صحرا ہی کے نہیں بلکہ حجاز کے باشندے بھی۔ وہ کسی نظام و حکومت کی اطاعت کے عادی نہ تھے۔ لیکن یہ اسی سلطان کا تدبر و دبدبہ تھا جسنے انھیں اپنے آہنی ہاتھوں سے مطیع کیا اور امن و نظام قائم کر دیا۔

طرز حکومت

نجد کی حکومت، قدیم وضع کی ہے۔ وہاں حکومت، علیحدہ علیحدہ شعبوں پر منقسم نہیں ہے۔ نہ مجلس حکومت ہے، نہ وزارت ہے۔ پوری حکومت، خود سلطان کی ذات ہے، اور اُن کا قانون، کتاب و سنت ہے۔ لیکن کیا مجال کہ کسی قسم کی بدنظمی پیدا ہو جائے۔ آمد و خرچ کے تمام حسابات مرتب رہتے ہیں، خود سلطان اُن کی نگرانی کرتے ہیں۔ ایک پیسہ کا بھی غبن نہیں ہو سکتا۔ برخلاف اس کے اسی صحرائی

سپرد کی۔ یہ ولی عہدی کی پہلی بدعت ہے جو بزور شمشیر منوائی گئی۔ یزید کے زمانے میں پھر ابتری پیدا ہوئی۔ اہل مدینہ نے یزید کی معزولی کا مطالبہ کیا۔ لیکن بُری طرح کچل ڈالے گئے۔ کوفہ نے حضرت حسین علیہ السلام کو دعوت دی۔ مگر عین وقت پر بے وفائی بھی کی اور کربلا کا وہ فاجعۂ کبریٰ پیش آیا جس پر آجتک مورخ کا قلم ماتم کر رہا ہے۔ اسی اثنا میں عبداللہ بن الزبیر نے اپنی خلافت کا علم بلند کیا، اور مکہ معظمہ میں متمکن ہو گئے۔

یزید کی وفات نے عبداللہ ابن الزبیر کی قوت بہت بڑھا دی، حجاز، مصر، اور عراق زیر نگیں ہو گئے۔ لیکن بنو ہاشم نے اُن کی بیعت سے انکار کیا۔ چنانچہ محمد بن علی (ابن الحنفیہ) اور عبداللہ بن عباس وغیرہ اُن سے برابر برگشتہ رہے۔

اُسی زمانہ میں ایک خود غرض اور چالاک آدمی، مختار بن ابی عبید الثقفی، عراق میں ظاہر ہوا۔ اہل بیت کی حمایت کا دعویٰ کیا اور امام مہدی یعنی محمد بن الحنفیہ کے لئے دعوت شروع کی۔ یہ وہ وقت تھا جب خاندان علی ابن ابی طالب (علیہم السلام) میں سب سے زیادہ معمر محمد بن الحنفیہ ہی تھے۔ لیکن مختار کو زیادہ عروج حاصل نہ ہو سکا۔ عبداللہ بن الزبیر نے اپنے بھائی مصعب کی قیادت میں ایک فوج جرار اُس کے مقابلہ پر بھیجی اور اُسے قتل کر ڈالا۔ مختار مغلوب ہو گیا مگر عراق میں شیعیت (یعنی طرفداران خاندان علی کی جماعت) برابر قائم رہی۔

محمد بن الحنفیہ نے بالآخر عبدالملک بن مروان کی خلافت تسلیم کر لی۔ لیکن شیعیان محمد بن حنفیہ اس کے بعد بھی اُنہی کو خلافت کا مستحق یقین کرتے رہے اور اُن کی بیعت کو مجبوری کی بیعت قرار دیا حتیٰ کہ اُن کے انتقال پر ایک گروہ نے اس حد تک غلو کیا کہ اُنکی موت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ کہا گیا کہ وہ غائب ہو گئے ہیں اور عنقریب واپس آئیں گے۔ چنانچہ اُن کا شاعر السید الحمیری کہتا ہے:

وسبط لا یذوق الموت حتیٰ   یقود الخیل یقدمھا اللواءا

محمد بن الحنفیہ کی وفات کے بعد اُن کی جماعت میں اختلاف پیدا ہوا۔ ایک گروہ اُنھیں زندہ بتا کر اُنہی کی حمایت پر قائم رہا۔ ایک گروہ نے اُن کے بیٹے ابو ہاشم کی امامت کا اعلان کیا۔ یہ دونوں جماعتیں "کیسانی" کہلاتی ہیں۔ کیسان، مختار بن ابی عبید کا لقب تھا، اور یہ دونوں اُسی کی طرف منسوب ہیں۔

لیکن ایک تیسری جماعت نے حضرت حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد اُنکے صاحبزادے زین العابدین علی بن الحسین کی حمایت شروع کی لیکن خود امام زین العابدین کی نسبت ثابت نہیں کہ اُنھوں نے کبھی اپنی خلافت کا دعویٰ کیا ہو۔

اس جماعت کا اعتقاد یہ تھا کہ خلافت حضرت علی کے بعد اُن کی فاطمی اولاد میں محصور ہے۔ اس لئے حضرت حسین کے بعد امام زین العابدین کو حق خلافت پہنچتا ہے، کیونکہ واقعۂ کربلا کے بعد اپنے بھائیوں میں صرف یہی ایک زندہ بچے تھے۔ یہی جماعت ہے جو آگے چلکر "امامیہ" کے لقب سے مشہور ہوئی۔ کیونکہ اس کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کی وصیت کی تھی۔ اُنکے بعد امامت حضرت حسن کی طرف منتقل ہوئی۔ پھر حضرت حسین کی طرف، پھر علی بن الحسین کی طرف، اسی طرح ہر زمانہ میں اُمت کے لئے ایک منصوص امام کی موجودگی ضرور ہے اور وہ بنی فاطمہ کی ایک معین شخصیت ہے۔

اُس وقت خاندان عباس میں سب سے بڑے علی بن عبداللہ بن عباس تھے۔ انہی سے عباسیوں نے ظہور کیا۔ یہ حجاز چھوڑ کر حمیمہ نامی مقام میں مقیم ہو گئے تھے۔ انہی کے وقت سے عباسیوں میں خلافت حاصل کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اس کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابو ہاشم بن محمد بن علی (ابن الحنفیہ) اپنی عمر کے آخری دنوں میں علی بن عبداللہ کے یہاں حمیمہ میں مقیم تھے۔ وفات کے وقت اُنھوں نے خلافت کا حق علی بن عبداللہ اور اُن کی اولاد کو بخش دیا اور اپنے حامیوں کو اُن کی نصرت و حمایت کی وصیت کی۔ چنانچہ اُس وقت سے شیعوں کا کیسانی گروہ علی بن عبداللہ بن عباس کا حامی بن گیا۔

لیکن بنی فاطمہ کے طرفدار شیعوں نے اسے تسلیم نہیں کیا، کیونکہ وہ محمد بن الحنفیہ کی امامت کے قائل نہ تھے۔ حضرت امام زین العابدین کی وفات کے بعد ان میں بھی اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ اُنکے ایک گروہ نے محمد الباقر بن زین العابدین (علیہما السلام) کی امامت پر زور دیا۔ باقی لوگوں نے خلافت کو ہر فاطمی کا حق قرار دیا۔ چنانچہ انہی کی ایک جماعت زید بن علی بن الحسین کی طرفدار ہو گئی اور "زیدی" کہلائی جو آجتک موجود ہے۔

خلافت کے لئے عملی جد و جہد شیعوں کی صرف دو جماعتوں نے کی تھی: کیسانی اور زیدی۔ اول الذکر علی بن عبداللہ بن عباس کے طرفدار ہو گئے تھے، اور آخر الذکر زید بن علی بن حسین اور اُنکے بیٹے یحییٰ کے۔

علی بن عبداللہ بن عباس اور محمد الباقر بن علی بن حسین، دونوں کی وفات تقریباً ایک ہی وقت میں ہوئی۔ اول الذکر کے حامی کیسانی شیعہ، اُنکے بیٹے محمد بن علی کے مددگار بن گئے، اور آخر الذکر کے حامی امامیہ شیعوں نے اُن کے بیٹے جعفر الصادق (علیہ السلام) کو امام تسلیم کر لیا۔ مگر آخری جماعت نے کوئی عملی اقدام نہیں کیا تھا۔

داعی اوّل

اب خاندان عباس بن عبدالمطلب کے سرگروہ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس تھے۔ یہ بڑے عاقل اور دُور اندیش تھے۔ انھوں نے خیال کیا کہ سلطنت، ایک خاندان سے دوسرے خاندان میں جا کر منتقل نہیں کی جا سکتی۔ اس کے لئے عام رائے میں تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ انھوں نے جلد بازی سے پرہیز کیا، اور سکون و صبر سے دعوت پھیلانے کا سامان مہیا کرنا شروع کیا۔ انھوں نے اپنے حامیوں کو حکم دیا کہ اہل بیت کے لئے خلافت کی دعوت عام کریں مگر اہل بیت میں سے کسی خاص آدمی کا نام نہ لیں، کیونکہ اوّل تو جس شخص کا نام لیا جاتا، اُس کی جان خطرہ میں پڑ جاتی۔ ثانیاً اہل بیت کا نام شیعیان اہل بیت کی تمام جماعتوں کو متحد کر دیتا تھا، مگر خاندان و شخص کے تعین سے اختلاف و نزاع شروع ہو جاتا۔

انھوں نے انتہائی سیاسی دانش مندی سے اپنی دعوت کے لئے خراسان منتخب کیا۔ کوفہ چونکہ قدیم سے شیعان اہل بیت کا صدر مقام تھا لہٰذا اُسے مرکز قرار دیا۔

خراسان میں اس دعوت کی کامیابی کے دو سبب ہو سکتے تھے:
ایک یہ کہ عجمی مسلمان، شیعی تخیل کو بآسانی سمجھ سکتا تھا، کیونکہ شیعی تخیل یہ ہے کہ خلافت، رسول اللہ صلعم کے اہل بیت میں منتقل ہو جائے۔ عجمی مسلمان چونکہ عربی عصبیت اور قریشی قبائل کی منافست سے متاثر نہ تھا، اس لئے اُس کی عقل میں مسئلہ خلافت کا بہترین حل یہی ہو سکتا تھا کہ پیغمبر کی خلافت، پیغمبر کے خاندان ہی میں ہو۔ جیسا کہ تمام عجمی شاہی خاندانوں کا دستور تھا کہ بادشاہ کے بعد اُس کا وارث اُس کا بیٹا ہوا کرتا تھا۔

دوسرے یہ کہ ایران ایک قدیم تمدن اور شاندار تاریخ کا مالک تھا۔ بنی اُمیہ نے اس ملک سے غلاموں کا سا برتاؤ کیا تھا۔ ایرانی عنصر، عربی عنصر کے سامنے بالکل حقیر کر دیا گیا تھا۔ لہٰذا ایرانیوں کو قدرتی طور پر یہ خواہش تھی کہ موجودہ خلافت ختم ہو، اور اُن کی امداد و اعانت سے نئی سلطنت قائم ہو، تاکہ اُنھیں قومی عزت و عروج حاصل کرنے کا نیا موقعہ مل سکے۔

ابن الفقیہ نے "کتاب البلدان" میں لکھا ہے کہ جب محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس اپنے دعاۃ بھیجنے لگے تو اُن سے کہا:

"کوفہ، علی (علیہ السلام) اور اُن کی اولاد کی محبت میں سرشار ہے۔ بصرہ، عثمانی ہے اور امن و امان کا قائل ہے۔ وہ کہتا ہے قاتل نہ بنو، مقتول بن جاؤ۔ جزیرہ، گمراہ حروری (خارجی) ہے، وحشی بدوؤں اور نصاریٰ کے سے اخلاق والے مسلمانوں سے لبریز ہے۔ شام، آل ابی سفیان کے سوا کسی کو نہیں جانتا۔ بنی مروان کی اطاعت، شدید جہالت، سخت کینہ اُس کے خمیر میں ہے۔ رہا مکہ اور مدینہ تو اُن پر ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کا غلبہ ہے۔ لیکن ہاں خراسان کے دروازے تمھارے سامنے کھلے ہیں۔ وہاں عظیم آبادیاں ہیں، دلیرانہ شجاعت ہے۔ سلیم سینے ہیں۔ خالی دل ہیں، خواہشوں نے اُنھیں ٹکڑے نہیں کیا ہے، فساد نے اُنھیں بگاڑا نہیں ہے۔ وہ ایسی فوج ہیں جو توانا اور تنومند ہے، بھاری جسم، چوڑے شانے، اونچے قد، بڑے سر، داڑھیاں اور مونچھیں، ہولناک نعرے، شاندار زبانیں۔ میں مشرق سے نیک فال رکھتا ہوں، جہاں سے دُنیا کی شمع طلوع ہوتی اور مخلوق کا نور ظاہر ہوتا ہے۔"

خفیہ انجمن کا قیام

یہ خفیہ انجمن، علی بن عبداللہ بن عباس ہی کی زندگی میں قائم ہوئی۔ یہ زمانہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کا زمانہ تھا۔ اس کے دو مرکز قرار دئے گئے: کوفہ اور خراسان۔ کوفہ میں علی بن عبداللہ کا غلام میسرہ مقرر کیا گیا اور خراسان میں محمد بن خنیس اور ابو عکرمہ سراج بھیجے گئے۔ نیز بارہ داعی یا نقیب منتخب ہوئے۔ اُن کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) سلیمان بن کثیر الخزاعی
(۲) مالک بن الہیثم الخزاعی
(۳) طلحہ بن زریق الخزاعی
(۴) عمرو بن اعین الخزاعی
(۵) عیسیٰ بن اعین الخزاعی
(۶) قحطبہ بن شبیب الطائی
(۷) لاہز بن قریظ التمیمی
(۸) موسیٰ بن کعب التمیمی
(۹) القاسم بن مجاشع التمیمی
(۱۰) ابو داؤد خالد بن ابراہیم الشیبانی
(۱۱) ابو علی الہروی شبل بن طہمان الحنفی
(۱۲) عمران بن اسمٰعیل المعیطی

ان کے علاوہ ۷۰ آدمی اور مقرر کئے گئے۔ ان کا کام یہ تھا کہ ان بارہ نقیبوں کے حکم پر عمل کریں۔ محمد بن علی نے ان سب کے لئے ایک تحریر لکھ دی جو بمنزلہ وصیت اور دستور العمل کے تھی۔

دوسری صدی ہجری کے آغاز سے دعوت شروع ہوئی اور سنہ ۱۳۲ھ تک جاری رہی۔ یہی وہ سال ہے جس میں عباسیوں نے کامیابی حاصل کی اور ابو العباس السفاح کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی

بریدشرق

مکتوب مصر

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قاہرہ کے قلم سے)

فقید الشرق احمد سعد زغلول پاشا مرحوم

ذیل کی مراسلت معمول سے زیادہ طویل ہے۔ ہم نے بڑا حصہ حذف کردیا ہے۔ اسپر بھی ہمیں خوف ہے کہ یہ آجکی اشاعت کا بڑا حصہ روک لے گا۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ حادثہ کی غیر معمولی اہمیت اور شخص موضوع کی عظمت دیکھتے ہوئے ضروری ہے کہ اس کے لئے خصوصیت کے ساتھ جگہ نکالی جائے۔

مصر میں اس ہفتہ اہم ترین واقعہ، احمد سعد پاشا زغلول کی بالکل غیر متوقع وفات ہے۔ عین اُسوقت جبکہ میں اُن کی بحالی صحت، اور شاہ مصر کی سیاحت انگلستان، کے نتائج پر بحث کرنا چاہتا تھا، اچانک یہ حادثۂ جانکاہ پیش آگیا۔ حیران ہوں اپنا یہ مکتوب کس طرح شروع کروں؟ مرحوم کی سوانح عمری بیان کروں؟ اُن نقصانات کا ذکر کروں جو اس واقعہ سے مصر کو پہنچ سکتے ہیں؟ اُن کے جنازہ کے شاندار جلوس کا ذکر کروں؟ اُنکی جلیل القدر حرم کا ماتم لکھوں؟ وہ نوحۂ و بکا بیان کروں جو اسوقت تمام ملک میں برپا ہے، جس کا شور میں ان سطور کی تحریر کے وقت بھی سُن رہا ہوں، اور جس کا بیان یقیناً میری قدرت سے باہر ہے۔ میں شارع درب الجمامیز میں مقیم ہوں۔ میرے پڑوس میں جتنے مکان ہیں، ماتمی آثار و علائم سے غمناک ہیں۔ عورتوں اور بچوں تک کے چہرے انکے دلی حزن و ملال کی شہادت دے رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے، گویا قاہرہ کے ہر گھر میں اس کے کسی قریبی عزیز کا ماتم پیش آگیا ہے۔

آغاز مرض

۱۵؍اگست کو مرحوم کے کان میں خفیف سا التہاب ظاہر ہوا اور بالآخر یہی شکایت مہلک ثابت ہوئی۔ وہ اپنے دیہاتی مقام "مسجد وصیف" میں مقیم تھے۔ مرض کی نوعیت دیکھ کر ڈاکٹروں نے رائے دی کہ فوراً قاہرہ واپس آجائیں۔ چنانچہ قاہرہ لائے گئے اور یہاں کے اطبا سے معائنہ کرایا گیا۔

قاہرہ پہنچ کر طبیعت بحال ہوگئی تھی۔ لیکن گزشتہ دوشنبہ کو مرض نے از سر نو حملہ کیا۔ ۸ بجے رات کو دائیں پہلو میں درد محسوس ہوا۔ منگل کے دن حرارت برابر بڑھتی رہی۔ صبح ۸ بجے مرحوم نے اپنی حرم سے اچانک کہا "میں ختم ہوگیا!" یہ کہتے ہی زبان بند ہوگئی، اور اسی دن یعنی ۲۳؍اگست کی رات کو ۱۰ بجے طائر روح پرواز کرگیا!

انا للہ وانا الیہ راجعون!

خبر کیونکر مشہور ہوئی؟

وفات کے دن صبح ہی سے مرحوم کے مکان میں لوگوں کا ہجوم تھا۔ وفات کے وقت ڈاکٹروں کے علاوہ مرحوم کے وفادار مرید اور بھانجے فتح اللہ پاشا برکات بھی بستر مرگ کے پاس موجود تھے۔ وفات کے بعد ہی وہ نیچے کی منزل میں اُتر کر آئے۔ حاضرین نے دوڑ کر حالت دریافت کی۔ مگر وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ سب حیرت میں تھے اور طرح طرح کے قیاسات لگا رہے تھے۔ اسی اثنا میں اوپر سے رونے کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اسپر حاضرین دوبارہ فتح اللہ پاشا کی طرف دوڑے۔ وہ اب بھی چپ تھے۔ لیکن اُنھوں نے زور سے اپنے دونوں گھٹنوں پر ہاتھ مارے۔ یہ اشارہ کافی تھا۔ ایک لمحہ کے لئے سب پر سناٹا چھا گیا۔ پھر بیک وقت سب کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں یہ حادثہ ایسا دل ہلا ڈالنے والا تھا کہ رونے پر کسی کو ملامت نہیں کی جاسکتی تھی۔ کہرام مچ گیا تھا۔ عین اُسوقت ڈاکٹر شفیق اوپر سے اُتر کر آئے اور مضبوط آواز میں چلائے "سوگوار بیوہ پر رحم کرو! اتنا رونا اُسے ہلاک کر ڈالے گا۔ سعد مرگئے، لیکن اگر تم چاہو تو اُنھیں اپنے دلوں میں ہمیشہ زندہ رکھ سکتے ہو"

مگر یہ وقت نصیحت سُننے کا نہ تھا۔ نالہ و بکا برابر بلند رہا۔ قرب جوار کے لوگوں نے سُنا تو اُن پر بھی یہی حالت طاری ہوگئی چشم زدن میں یہ مشئوم خبر تمام شہر میں پھیل گئی۔ اب کوئی نہ تھا جو اس حادثۂ قوم و ملت پر ماتمی نہ ہوا!

اُسی وقت تار کے ذریعہ تمام دُنیا میں خبر پھیل گئی۔

سعد پاشا کی بیوہ

سعد پاشا کی وفات پر اُن کی بیوی کا جو حال ہوگا، ظاہر ہے مصر میں ان دونوں کی محبت ضرب المثل اور تمام مردوں اور عورتوں کے لئے نمونہ تھی۔ سعد پاشا کو اُن سے اس درجہ محبت تھی کہ اگرچہ اُن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی مگر اُنھوں نے کبھی دوسری شادی کا خیال نہیں کیا۔ اتنا ہی نہیں، بلکہ مرحوم نے اپنی تمام دولت اور جائداد بھی اپنی بیوی کو باضابطہ ہبہ کردی تھی۔ ظاہر ہے، ایسے وفادار شوہر کی موت اور پھر اُس شوہر کی موت جس کی عظمت ساری دنیا تسلیم کرتی تھی، اُس کی بیوی کے لئے کیسی عظیم مصیبت ہوگی؟ ادھر کئی سال سے یہ معزز خاتون بیمار ہے۔ ڈاکٹروں نے سختی سے ممانعت کر دی تھی کہ مریض کی خدمت میں حصہ نہ لے۔ مگر اُسنے صاف انکار کردیا۔ وہ اس قدر ناتواں تھی کہ بمشکل چل سکتی تھی۔ اسپر بھی تیمار داری میں ہمہ تن مشغول رہتی تھی!

اخبارات نے وہ مؤثر مناجات شائع کردی ہے جو بیوہ نے اپنے متوفی شوہر کی نعش کو مخاطب کرکے کی تھی۔

مجلس وزراء

اطلاع پاتے ہی مجلس وزراء کا ایک فوری جلسہ منعقد ہوا اور اُسنے قوم کے نام حسب ذیل اعلان شائع کیا:

"وزارت، انتہائی رنج و الم کے ساتھ مصری قوم کو اُس کے عظیم رہنما، سعد پاشا زغلول کی وفات کی جانکاہ خبر پہنچاتی ہے۔ مختصر بیماری کے بعد موت کے بے پناہ ہاتھ نے قوم کے رہنما، اُس کی اُمیدوں کے مرکز، اُس کی بیداری کے قائد، اُس کی حمایت کے علم بردار کو ذرا بھی مہلت دئے بغیر چھین لیا۔ خدا مرحوم پر اپنی رحمت نازل کرے اور قوم کو صبر جمیل عطا فرمائے"

جنازہ

رات بھر مرحوم کے مکان میں زائرین کا ہجوم رہا۔ دوسرے دن صبح ۹ بجے تمام وزراء اور سفراء دول بھی پہنچ گئے۔ بارہ بجے دن کو نعش بالائی منزل سے نیچے لائی گئی۔ اُسپر صرف کفنی تھی۔ کوئی قیمتی چادر نہ تھی۔ نیچے آتے ہی پھولوں کی بارش شروع ہوگئی بے شمار ٹوکرے پھولوں سے بھرے ہوئے، لوگ اپنے ساتھ لائے تھے نعش دیکھ کر ایک مرتبہ پھر گریہ و بکا برپا ہوگیا!

اب مصری فوج بھی پہنچ چکی تھی۔ جنازہ سرکاری طور پر اُٹھنا طے پایا تھا۔ تمام سرکاری عہدے دار، امراء، وزراء، سفراء، پارلیمنٹ کے ممبر، مسلمان، قبطی، رومی، ارمن، یہودی فرقوں کے علماء، کاہن، ربّی، اور احبار اپنے اپنے خاص لباس میں موجود تھے۔

جب تمام طیاریاں مکمل ہوگئیں تو سعد پاشا کی بیگم سیاہ نقاب مُنہ پر ڈالے برآمد ہوئیں۔ وہ ضعف سے چل نہیں سکتی تھیں کئی عورتوں کے سہارے وہ اپنی موٹر تک پہنچیں، مگر بیٹھنے سے پہلے ہی بیہوش ہوگئیں۔ فوراً منعش دوائیں دے کر اُنھیں ہوش میں لایا گیا۔ اب وزراء اور فوجی افسروں نے نعش اپنے کاندھوں پر اُٹھائی اور توپ کی گاڑی پر رکھی۔ اسوقت کا منظر ناقابل بیان ہے معلوم ہوتا تھا، مصر کا آسمان و زمین ماتم کر رہا ہے۔ رونے والی عورتوں اور مردوں کی چیخیں باہم مل گئی تھیں۔ کچھ سنائی نہیں دیتا تھا۔ نہیں معلوم رونے والوں میں کتنی قوت پیدا ہوگئی تھی، اور اُن کی آنکھوں میں آنسوؤں کے کتنے دریا سما گئے تھے کہ نوحہ و بکا کا سلسلہ کسی طرح بھی رُکنے پر نہیں آتا تھا!

مصری علم

اسوقت محبت و عقیدت کا ایک جھگڑا پیش آگیا۔ فوج کے افسروں نے نعش اُٹھانے سے پہلے کہا "جنگی روایات کی رُو سے ضروری ہے کہ مرحوم کی نعش پر مصر کا فوجی پرچم ڈالا جائے"، ساتھ ہی اُنھوں نے اپنا پرچم پیش بھی کردیا۔ مگر مرحوم کی بیوہ نے اس سے انکار کیا۔ اُنھوں نے ایک ریشمی علم پہلے سے طیار کر لیا تھا۔ اُنھوں نے اصرار کیا کہ نعش اسی میں لپیٹی جائے۔ مجبوراً افسروں کو اپنی ضد سے باز رہنا پڑا۔

اس کے بعد ملکی افسروں نے کہا "مرحوم کے تمام تمغے اُن کی نعش پر رکھے جائیں، کیونکہ وہ ہماری جماعت کے آدمی تھے"، مگر بیگم زغلول نے اس سے بھی انکار کیا۔ اُنھوں نے کہا "سب سے بڑا تمغہ مصری علم ہے۔ اس تمغہ پر کوئی دوسرا تمغہ نہیں رکھا جاسکتا"

جوں ہی نعش توپ پر رکھی گئی، منادی نہایت ہی بلند آواز سے چلایا "لا الہ الا اللہ — البقاء للہ" ہر طرف سے نعرے بلند ہوئے "رحماک یا سعدا!" عورتیں چلائیں "فلتحی ذکری سعد!"

پادشاہ نے حجاز میں آکر حکومت کی وضع دوسری کر دی ہے۔ حجاز کی حکومت دفتری نظم کی حکومت ہے۔ وہاں کے لئے نجد کی سی حکومت موزوں نہ تھی۔

سلطان کی فیاضی

ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ مسلسل تین سال کی غیر حاضری کے بعد سلطان اپنے دار السلطنت میں واپس گئے تھے۔ وہ ہم سے ۲ دن پہلے ریاض پہنچ چکے تھے۔ تاہم ہم نے اپنی آمد پر دیکھا کہ شہر مسرت و انبساط کے مؤثر نظاروں سے لبریز ہے۔ بے شمار وفد، نجد کے گوشہ گوشے سے آئے ہوئے تھے اور عقیدت و خلوص کا اظہار کر رہے تھے۔ دوسری طرف سلطان کی فیاضیوں کا دروازہ کھلا تھا۔ کوئی نہ تھا جسے وہ اُس کی توقع سے زیادہ نہ دے رہے ہوں۔ اُن کی سخاوت دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی۔ میں نے اپنے دل میں کہا "یقیناً یہ ایک ایسا آدمی ہے جو نہ دولت سے محبت کرتا ہے نہ فقر و فاقہ سے ڈرتا ہے"

ملوکیت نجد کا اعلان

خوش قسمتی سے میں اُس تاریخی جلسہ میں بھی شریک ہو سکا جو سلطان ابن سعود کو "ملک نجد" بنانے کے لئے منعقد ہوا تھا۔ نجدیوں نے یہ دیکھ کر کہ سلطان ابن سعود اب ملک الحجاز ہو گئے ہیں۔ پسند کیا کہ اپنے ملک کے لئے بھی اُن کا یہی لقب قرار پا جائے۔

سلطان کی لڑکی کا عقد

اسی طرح ایک اور جلسہ میں بھی مجھے شرکت کا موقعہ ملا۔ یہ سلطان کی بیٹی شاہزادی "سارہ" کی شادی کا جلسہ تھا۔ امیر فیصل ابن سعد سلطان کے بھتیجے سے اُن کا عقد ہوا ہے۔ مجھے دیکھ کر تعجب ہوا کہ نجد میں شادیاں کس قدر سادہ ہوتی ہیں۔ یہ خود سلطان کی لڑکی کی شادی تھی۔ مگر اس میں نہ کوئی اسراف تھا نہ دھوم دھام تھی از حد سادہ تقریب تھی۔ قصر شاہی کے ایوان میں فرش بچھا دیا گیا تھا۔ کھانے چنے گئے۔ دعوت ولیمہ کے بعد سلطان کے حکم سے ۵۰۰ بکریاں ذبح کی گئیں اور عام دعوت شروع ہو گئی۔ اس میں امیر غریب کی کوئی تمیز نہ تھی۔ ہر کس و ناکس مدعو تھا۔

تجارت و زراعت

ریاض کے باشندے عام طور پر تجارت پیشہ ہیں۔ احساء، کویت، اور بحرین سے مال لاتے اور فروخت کرتے ہیں۔ نجد کی ایک بڑی تجارت، موتی کی تجارت ہے۔ غواصی میں نجدیوں نے خاص شہرت حاصل کر لی ہے اور کافی دولت حاصل کرتے ہیں۔ ریاض کے اطراف میں زراعت کم ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ یہ تجارتی شہر ہے نہ کہ زرعی۔

سلطان کے معمولات

سلطان کے معمولات یہ ہیں کہ کچھ رات رہے سے بیدار ہو جاتے ہیں۔ لیکن اپنے کسی خدمتگار کو بھی اتنے سویرے اپنی خدمت کے لئے نہیں بلاتے خود ہی پانی لیتے ہیں۔ وضو کرتے ہیں۔ تلاوت کرتے ہیں۔ فجر کی اذان سُن کر مسجد جاتے ہیں۔ نماز کے بعد محل واپس آتے ہیں۔ اپنے خاندان کے ساتھ ناشتہ تناول کرتے ہیں۔ اس کے بعد اپنے دفتر میں آبیٹھتے ہیں خطوط پڑھتے ہیں۔ سرکاری کاغذات ملاحظہ کرتے ہیں۔ احکام لکھتے ہیں طلوع آفتاب کے ایک گھڑی بعد تک یہی مشغولیت رہتی ہے۔ پھر ایوان عام میں تشریف لاتے ہیں۔ یہاں خاص لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں پھر "اخوان" کے وفد حاضر ہوتے ہیں۔ اُن سے بڑی ہی بے تکلفی سے باتیں شروع ہوتی ہیں۔ یہ لوگ بڑے ہی آزاد مزاج ہیں۔ اپنے بادشاہ کو اس طرح مخاطب کرتے ہیں، گویا اپنے کسی بھائی کے سامنے ہیں۔ یہ اس لئے نہیں کہ وہ بالکل وحشی ہیں۔ میں نے انھیں وحشی نہیں پایا میرے خیال میں اِن کا یہ طرز خطاب اس لئے ہے کہ وہ اسے اتباع سلف صالح سمجھتے ہیں۔ وہ بڑی بے تکلفی سے "یا عبد العزیز!" کہہ رہے تھے۔ ایک شخص نے میرا تعجب محسوس کر کے میرے کان میں کہا "یہ طریقہ خود سلطان ہی نے مقرر کیا ہے۔ وہ خطاب کے دوسرے طریقے قبول نہیں کرتا"

چاشت کے وقت ایک دوسرے ایوان میں جاتے ہیں۔ یہ جگہ "مجلس کبیر" کہلاتی ہے۔ یہاں نجد کے بڑے بڑے شیوخ اور خاندان رشید اور خاندان عاید کے امراء سے ملاقات ہوتی ہے۔ اول الذکر خاندان حائل کا فرمانروا تھا۔ آخر الذکر اَبہا کا۔ اب یہ دونوں ریاستیں نجد کے ماتحت ہیں اور اُن کے شاہی خاندان، ریاض میں قید ہیں لیکن یہ قید ایسی ہے کہ اُن پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ وہ شہر کے اندر اپنی نقل و حرکت میں بالکل آزاد ہیں اور نہایت عزت و احترام کا اُن سے برتاؤ کیا جاتا ہے۔

اس مجلس میں سلطان کی گفتگو عام معاملات پر ہوتی ہے۔ دین تاریخ، ادب، سیاست، ہر موضوع پر باتیں کرتے ہیں اور نہایت آزادی اور صفائی سے۔ اُن کی صاف گوئی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک دن سلطان نے ایک شامی اخبار مجھے دیا۔ اسمیں یہ خبر درج تھی کہ "سید عبد اللہ بن عاید مکہ سے بھاگ گئے ہیں اور ایک بڑی فوج کے ساتھ ابن سعود پر یورش کر رہے ہیں"

سلطان نے کہا "اخبار نے یہ خبر لکھی ہے، حالانکہ سید عبد اللہ یہاں، اس مجلس میں، موجود ہیں۔ ہم اور سید عبد اللہ اور خاندان رشید، سب بھائی ہیں۔ ہم میں کوئی نزاع نہیں ہے"

سلطان کے قول کی تمام مجلس نے تصدیق کی۔ خصوصاً سید عبد اللہ بن عائد نے۔

اس مجلس سے اُٹھ کر سلطان اپنے والد "عبد الرحمن بن سعود" سے ملاقات کو جاتے ہیں۔ اِن کی عمر اب نوے سال کے قریب ہے مگر اب تک ہوش حواس بالکل درست اور قویٰ مضبوط ہیں۔ نہایت خوش اخلاق، خوش صحبت، خوش گفتار ہیں۔ والد سے رخصت ہو کر اپنی بڑی بہن شاہزادی "نورہ" سے ملنے جاتے ہیں۔ نجد میں بڑی بہن کی عزت بہت زیادہ کی جاتی ہے۔ سلطان حد سے زیادہ اُن کا احترام کرتے ہیں۔ یہ نجدی شاہزادی بھی اپنے عربی اخلاق میں غیر معمولی ہے۔ اس کی شرافت و سخاوت دُور دُور مشہور ہے۔ خود مجھ سے اس کا برتاؤ نہایت ہی شفقت کا تھا۔ روز میری خیریت دریافت کرتی تھی۔ میرے لئے اچھے اچھے کھانے بھیجا کرتی تھی۔

عشاء کے بعد سلطان کئی گھنٹے اپنے عہدے داروں سے ملاقات میں صرف کرتے ہیں۔ ہر عہدے دار کے دفتر میں خود جاتے ہیں۔ دن بھر کے کاموں کا جائزہ لیتے ہیں اور ضروری مشورے اور ہدایتیں دیتے ہیں۔

یہ اُن کے روزمرہ کے معمولات ہیں۔ لیکن کبھی کبھی صحرا میں شکار کے لئے بھی جاتے ہیں۔ یہ سفر آجکل موٹروں پر ہوتا ہے۔

شیوخ نجد کا سلطان سے اختلاف

پچھلے دنوں مصری اخبارات نے یہ خبر مشہور کر دی تھی کہ نجد کے سب سے بڑے شیوخ مثلاً فیصل الدرویش شیخ قبیلۂ اطاویہ اور سلطان بن بجاد شیخ قبیلۂ غطغط، سلطان ابن سعود کے مخالف ہو گئے ہیں ریاض میں اپنی موجودگی کے وقت میں نے بھی اس قسم کی خبریں سُنی تھیں فیصل الدرویش کی مخالفت کی وجہ یہ بتائی گئی کہ پچھلے سال ایّام حج میں محمل مصری کی فوج سے نجدیوں کا تصادم ہو گیا تھا، اُسمیں فیصل الدرویش کی رائے ہے کہ سلطان نے مصریوں کی طرفداری کی اور نجدیوں کے قاتلوں سے قصاص نہیں لیا۔ لیکن یہ خبر غلط تھی۔ خود میں نے اپنی آنکھوں سے فیصل کو سلطان کی خدمت میں دیکھا ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ عقیدت و اطاعت کا اظہار کر رہا تھا۔

بلا شبہ سلطان بن بجاد کو کچھ شکایت ہو گئی تھی۔ یہ شکایت بعض شرعی احکام کی تطبیق کے بارے میں تھی۔ لیکن بہت جلد غلط فہمی دُور ہو گئی اور وہ بھی سلطان کی خدمت میں پہنچ گیا۔

نجدیوں کا ایمان

تمام نجدیوں۔ بدوؤں اور شہریوں۔ کا پختہ ایمان ہے کہ آدمی صرف اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت کرے اور اُس کی شریعت کی پابندی میں سرگرم رہے۔ ہر آدمی کی قسمت پہلے سے لکھدی گئی ہے موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ ہرگز اس میں تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی لہذا اُسے موت سے بے خوف ہو کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ڈھونڈنی چاہئے۔ ہر آدمی کو اُس کے عمل کی جزا و سزا ملے گی نیکی کا ثواب حاصل ہوگا۔ بدی پر عذاب پائے گا۔ یہی باعث ہے کہ وہ ہر قسم کے گناہوں اور جرموں سے، خفیہ اور علانیہ، پرہیز کرتے ہیں۔

شوق جہاد

جنگ کو وہ عبادت سمجھتے ہیں۔ دین الٰہی کے دشمن کا قتل عظیم ترین ثواب خیال کرتے ہیں۔ دین کی راہ میں خود قتل ہو جانا، شہادت عظمیٰ تصور کرتے ہیں۔ اس بات پر انھیں اس درجہ یقین ہے کہ بڑے ہی شوق سے جنگ پر جاتے ہیں۔ ہر بدو اپنا کفن اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ نہایت بے پروائی سے اپنے تئیں موت کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ جب اُن کا کوئی ساتھی لڑائی میں گرتا ہے، تو بیک زبان نعرہ مارتے ہیں "واخلیلاه! لقد سبقتنی الی الجنة!" (اے دوست! مجھ سے پہلے ہی جنت میں داخل ہو گیا!) جب دشمن کو بھگا دیتے ہیں تو چلاتے ہیں "یا اہل التوحید! یا اہل التوحید! ایاک نعبد و ایاک نستعین" (ہاں اے اہل توحید! خدایا! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں!)

وہ گولیوں کی باڑھ کو "ریح الجنة" (جنت کی ہوا) کہتے ہیں اور انتہائی شوق و رغبت سے سینے تانے دشمن پر ٹوٹ پڑتے ہیں وہ اس موت کو موت نہیں، زندگی خیال کرتے ہیں۔ اگر اُن کے کسی آدمی کی پیٹھ پر گولی لگتی ہے تو اُسے بزدل کہتے اور سخت نفرت کا اظہار کرتے ہیں اُن کا قول ہے "ہمیشہ سینے پر زخم کھاؤ۔ پشت کبھی نہ دکھاؤ۔ موت اٹل ہے، اُس سے کہاں بھاگ سکتے ہو؟ شہادت کی موت مر کر سرمدی زندگی حاصل کر لو" میدان سے بھاگنا اُنکے خیال میں ایسا عیب ہے کہ ایسے شخص کو دفن تک نہیں کرتے۔ یہی باعث ہے کہ وہ مر جاتے ہیں مگر بھاگتے نہیں۔ اُن کی یہ ثابت قدمی، بالآخر اُن کے دشمن کے حوصلے پست کر دیتی ہے اور وہ بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

نجدیوں کی یہ شجاعت و بسالت، عرب میں اس قدر مشہور ہو گئی ہے کہ لوگ اُن کے نام ہی سے ڈر جاتے ہیں۔ چند نجدی سوار سیکڑوں آدمی بھگا دیتے ہیں۔ حجاز کی جنگ، اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہے۔ حجازی فوج اس قدر مرعوب ہو گئی تھی کہ بے لڑے ہتیار ڈال دیتی تھی۔ حائل، احساء اور قطیف وغیرہ ممالک کی فتح بھی زیادہ تر اسی رعب کی وجہ سے ہوئی تھی۔

موت کے بعد

نجدی، سنت نبوی کی اتباع میں بہت ہی سخت ہیں۔ اپنے مقتولوں اور مُردوں کا ماتم نہیں کرتے۔ قبروں پر گنبد اور عمارتیں نہیں بناتے۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ موت کے بعد جس طرح آدمی کی دنیاوی زندگی ختم ہو جاتی ہے، اُسی طرح اُس کا عمل بھی منقطع ہو جاتا ہے۔ کہتے ہیں مُردوں کو ہماری ظاہری تکریم و تعظیم کی کوئی ضرورت نہیں وہ ہم سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔ آخرت میں انھیں جو درجہ ملے گا وہی اصلی درجہ ہے ہمیں انکے لئے اسی کی دعا کرنی چاہئے۔

جائے۔ اُس کا نام بدستور یہی رہے گا۔ مرحوم کی بیوہ کو زندگی بھر اُس میں رہنے کا حق ہوگا۔

یہ مکان مرحوم نے سنہ ۱۹۰۱ء میں تعمیر کیا تھا۔ اور اپنی حرم محترم پر وقف کر دیا تھا۔ وزارت نے طے کیا ہو کہ مکان کا وہ تمام سامان اُسی ترتیب سے باقی رکھا جائے گا، جس طرح مرحوم کی وفات کے وقت تھا حتیٰ کہ مرحوم کے کپڑے بھی محفوظ رکھے جائیں گے۔ اِن کپڑوں میں ایک سُرخ جبہ بھی ہو جو وہ اپنے وطنی لباس کے اوپر پہنا کرتے تھے۔ لکھنے پڑھنے کا بھی تمام سامان علیٰ حالہ رکھا رہے گا۔ گھر کی ہر چیز پر لکھا جائے گا کہ کب خریدی گئی؟ کیوں خریدی گئی؟ اور مرحوم اُس سے کیا کام لیتے تھے؟

(۳) بیت الامہ ہی میں مرحوم کی نعش دفن کی جائے گی۔ اُن کی موجودہ قبر عارضی ہو۔ اِس نئے انتظام کی تکمیل اور جدید شاندار مقبرے کی تعمیر کے بعد نعش یہاں منتقل کر دی جائے گی۔

(۴) سعد پاشا "ابیانہ" گاؤں کے جس مکان میں پیدا ہوئے تھے، وہ بھی خرید لیا جائے اور اُس میں شفاخانہ یا مدرسہ جاری کر دیا جائے۔

(۵) پایۂ تخت میں ایک عظیم الشان شفاخانہ یا یتیم خانہ قائم کیا جائے اور مرحوم کے نام پر اُس کا نام رکھا جائے۔

تعزیت کے پیغام

بیگم زغلول کے نام دُنیا بھر سے تعزیت کے پیغام آ رہے ہیں۔ بڑے بڑے آدمیوں اور بادشاہوں نے تار بھیجے ہیں۔ اِس سلسلہ میں سب سے پہلا پیغام سلطان ابن سعود اور اُن کے بیٹے امیر فیصل کا تھا۔ اِن دونوں نے نہایت رنج و ملال کا اظہار کیا ہو اور اِس حادثہ کو تمام مشرق کے لئے عظیم خسارہ بتایا ہو۔ اگر میں اِن تمام پیغاموں کا ذکر کروں تو چٹھی بہت طویل ہو جائے گی۔

یورپین اخبارات کے افکار

یہ معلوم کرنا نہایت اہم ہو کہ زغلول پاشا کی وفات کو یورپ کے اخبارات نے کس نظر سے دیکھا ہو؟ خصوصاً برطانی اخباروں نے کس طرح اظہار خیال کیا ہو؟

ٹائمس آف لنڈن لکھتا ہو:

"زغلول پاشا نے معاملات مصر میں جو حصہ لیا، اُس کے متعلق تاریخ کا فیصلہ کچھ ہی ہو، لیکن یہ یقینی ہو کہ تاریخ اُنھیں مصر جدید کا سب سے بڑا آدمی شمار کرے گی۔ وہ اپنے اندر ایک حیرت انگیز زندہ روح رکھتے تھے، اگرچہ زیادہ مضبوط جسم کے مالک نہ تھے۔ وہ اپنی جسمانی بناوٹ اور شکل و صورت میں مصری "فلاح" (کسان) کا مکمل نمونہ تھے زبردست شخصیت اور اخلاق رکھتے تھے۔ خارق عادت شجاعت اور شدید صراحت، اُن کی نمایاں صفت تھی۔ بڑی قوت استدلال، مسکت حجت، حاضر جوابی، خوش گفتاری، اور حیرت انگیز خطابت نے اُنھیں نہایت ممتاز کر دیا تھا۔ محمد علی پاشا اول خدیو مصر کے عہد سے آج تک کسی نے بھی فرعون کی سرزمین میں اتنی مقبولیت، اخلاقی اقتدار، اور عام محبوبیت حاصل نہیں کی جتنی زغلول پاشا نے حاصل کی۔ اِسی قدر نہیں بلکہ مصر جدید کی تاریخ میں وہ پہلے سیاسی رہنما ہیں جنھوں نے قوم کے دل و دماغ، دونوں پر یکساں اثر ڈالا اور ملک کی سیاسی تربیت کی۔ عام طور پر دیکھا گیا ہو کہ مشرقی رہنما مغربی رہنماؤں کے مقابلے میں جلد بوڑھے ہو کر معطل ہو جاتے ہیں لیکن سعد زغلول، اِس کلیہ سے مستثنیٰ ہیں۔ وہ اپنی زندگی کے آخری لمحے تک چست و چالاک رہے اور سخت سے سخت دماغی محنت انجام دیتے رہے۔ تاریخ میں بہت کم انتہا پسند انقلابیوں کے نام ملتے ہیں۔ جو ۷۰ سال کی عمر کے بعد بھی اپنا سیاسی اقتدار اور مقبولیت برقرار رکھ سکے ہوں۔ لیکن زغلول پاشا اپنے آخری وقت تک محبوب و مقبول رہے۔ اُن کی عمر جتنی زیادہ ہوتی گئی، اُسی قدر زیادہ اُن میں سیاسی جوش اور انقلابی روح بیدار ہوتی گئی ... برطانیہ نے زغلول کو جلاوطن کیا تھا۔ لیکن اِس عظیم النسان کے دل میں اِس وجہ سے کوئی بغض پیدا نہیں ہوا۔ برطانیہ نے دیکھ لیا تھا کہ یہ اُس کا ایک ایسا دشمن ہو جو خندہ پیشانی سے ہر طرح کی ضربیں برداشت کر سکتا اور پورے جوش سے اُن کا جواب دے سکتا ہو۔ کوئی شخص بھی اِس "فلاح" کی شجاعت پر حیرت کئے بغیر نہیں رہ سکتا، جس نے بے شمار مخالف قوتوں سے مقابلہ کیا اور سب کو بالآخر اپنے ارادے کے سامنے جھکا لیا ....!"

ڈیلی نیوز لکھتا ہو:

"زغلول، سالہا سال سے مصر کا معبود تھا۔ سیاسی جنگ میں اُس کی شجاعت و لیاقت بے نظیر تھی۔ وہ اپنی قوم کو کامل خود مختاری کی طرف لے جا رہا تھا۔ لارڈ کرزن نے ایک مرتبہ کہا تھا "زغلول، شورش کا غیر مسئول علم بردار ہو!" لیکن کچھ ہو، وہ اپنے ملک کی آزادی چاہتا اور انگریزوں کو وہاں سے نکال باہر کرنا چاہتا تھا۔ مصریوں کے دل میں اُس کی عزت بے حساب تھی۔ وہ ہمارا شریف اور بہادر دشمن تھا"

مانچسٹر گارڈن لکھتا ہو:

"زغلول پاشا، تمام مصریوں میں ایک آدمی تھا۔ اُس کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ یہی وجہ ہو کہ اُسے ۳ مرتبہ جلاوطن ہونا پڑا۔ انگریزوں نے بہت کوشش کی کہ اُسے جاہ و منصب کا لالچ دے کر ملا لیں، مگر اُس نے ہمیشہ انکار کیا، اور کامل خود مختاری کے سوا کبھی کچھ قبول کرنے پر رضامند نہ ہوا۔ سعد پاشا کی ذہانت، اخلاق، خوش مزاجی، ایسی تھی جس کی نظیر مغلوب قوموں کے رہنماؤں میں کبھی نہیں دیکھی گئی"

یہ انگلستان کے متعصب سے متعصب اخبارات کے خیالات ہیں لیبر پارٹی کے اخبارات نے تو اِس سے بہت زیادہ لکھا ہو۔ اختصار کے خیال سے ہم ان کا ذکر نہیں کر سکتے۔ یہ تمام رائیں تار کے ذریعہ قاہرہ کے اخبارات میں پہنچی ہیں اور ابھی ان کا سلسلہ برابر جاری ہو۔

اسی طرح فرانسیسی اخبارات نے بھی طویل و عریض مضمون شائع کئے ہیں اور مرحوم کی بہت تعریف کی ہے۔

نیم سرکاری اخبار "طان" لکھتا ہو: سعد پاشا، مصر کے اِس وقت سب سے بڑے آدمی تھے۔ اُن کی زندگی کا اکثر حصہ، اپنے ملک کے لئے آزادی حاصل کرنے کی جد و جہد میں گزرا۔ وہ دُنیا بھر کی نظروں میں معزز و محترم تھے ...."

"ایکو ڈی پاری" لکھتا ہو "زغلول، مصر کا عظیم آدمی تھا۔ آزادی کا علم بردار تھا۔ مصر میں اُس سے بڑا کوئی آدمی موجود نہ تھا ...."

اخبار "دیبا" لکھتا ہو "سعد کی موت نے مصر کو اپنے سب سے بڑے رہنما سے محروم کر دیا۔ اُس کی شخصیت، بہت ہی عظیم تھی ...."

مکتوب بہت دراز ہو گیا ہو۔ آیندہ ہفتے انشاء اللہ میں لکھوں گا کہ سعد پاشا کی موت کا اثر مصر کی سیاست پر کیا پڑ سکتا ہو؟ اور انگریز اُس سے فائدہ اُٹھانے کی ابھی سے کیسی طیاریاں کرنے لگے ہیں؟ لیکن قلم روکنے سے پہلے میں بہت ہی اختصار کے ساتھ مرحوم کی سیاسی زندگی پر ایک سرسری نظر ڈال لینا مناسب سمجھتا ہوں۔ تاکہ آپکے قارئین اندازہ کر سکیں کہ یہ عظیم زندگی کیونکر شروع ہوئی اور کس طرح موجودہ بلندی تک پہنچی؟

سعد پاشا کی زندگی پر ایک نظر

وہ سنہ ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے۔

"۵ر اکتوبر سنہ ۱۸۸۰ء کو شیخ سعد زغلول ازہری طالب علم کی سرکاری اخبار الوقائع المصریہ کے ادارہ تحریر میں تقرری ہوئی۔ ۸۰۰ قرش (ایک قرش ۲؍ کا ہوتا ہو) ماہوار تنخواہ مقرر ہوئی تھی۔ یہ طالب علم خوش اطوار ہو۔ شیخ محمد عبدہ نے اُس کے چال چلن کی تصدیق کی ہو" یہ عبارت ایک سرکاری فرمان سے اخذ کی گئی ہو۔ اُس وقت مرحوم، ازہر کے طالب علم تھے اور "شیخ سعد زغلول" کہلاتے تھے۔

یکم فروری سنہ ۱۸۸۲ء کو اُن کی تنخواہ ۹۳۳ قرش ہو گئی۔

۳ر مئی سنہ ۱۸۸۲ء کو "سعد آفندی زغلول" کا تبادلہ وزارت داخلیہ کے محکمہ میں ہو گیا اور تنخواہ ۱۵ پونڈ مقرر ہوئی۔

۶ر ستمبر سنہ ۱۸۸۲ء کو "جیزہ" کی کمشنری میں محافظ دفتر کاغذات سرکاری مقرر ہوئے۔

۲۷ر جون سنہ ۱۸۹۲ء میں ۵۴ پونڈ تنخواہ پر درجہ دوم کے مجسٹریٹ مقرر ہوئے

یکم فروری سنہ ۱۸۹۴ء میں تنخواہ ۵۵ پونڈ ہو گئی۔

یکم جنوری سنہ ۱۸۹۷ء میں تنخواہ ۶۰ پونڈ قرار پائی۔

۸ر اپریل سنہ ۱۸۹۹ء میں اُنھیں پہلا سرکاری تمغہ دیا گیا۔

۱۱ر جنوری سنہ ۱۹۰۴ء میں اُنھیں تیسرا نشان مجیدی عنایت ہوا۔

یکم جنوری سنہ ۱۹۰۶ء میں اُن کی سالانہ تنخواہ ایک ہزار پونڈ ہو گئی۔

۲۸ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء میں "سعد زغلول بک" وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔

۱۲ر نومبر سنہ ۱۹۰۶ء میں "پاشا" کا خطاب ملا۔

۱۸ر جنوری سنہ ۱۹۰۸ء میں "مجیدی اول" کا تمغہ ملا۔

۲۳ر فروری سنہ ۱۹۱۰ء میں محکمۂ عدالت کے وزیر مقرر ہوئے۔

۲۷ر جنوری سنہ ۱۹۲۴ء میں وزیر اعظم مقرر ہوئے۔

۲۳ر مارچ سنہ ۱۹۲۵ء میں پہلی مرتبہ پارلیمنٹ کے صدر مقرر ہوئے۔

۱۰ر جون سنہ ۱۹۲۶ء میں دوسری مرتبہ پارلیمنٹ کے صدر منتخب ہوئے۔

۲۳ر اگست سنہ ۱۹۲۷ء میں فوت ہو گئے۔

اطلاع ضروری

(۱)

بارش کی وجہ سے مطبع الہلال کے مشین رُوم کے بعض حصے کئی ہفتہ سے کمزور ہو گئے تھے، خصوصاً وہ ستون جن کے ذریعہ مشین موٹر سے ملحق کی گئی ہیں۔ ہم نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح کام کے روکے بغیر درستگی کی جا سکے لیکن کوئی صورت نہ نکل سکی۔ مجبوراً اِس ہفتہ کا کام ختم کرکے ان کی ازسرِنو تعمیر شروع کر دی جاتی ہو۔ ہم پوری کوشش کرینگے کہ آیندہ نمبر کسی نہ کسی طرح نکل جائے، لیکن اگر کامیابی نہ ہوئی تو اِس صورت میں آیندہ جمعہ کا پرچہ جاری نہ ہو سکے گا، اور اُس کے بعد کے جمعہ کو نکلے گا۔ خریداران الہلال کو اگر پیر تک پرچہ نہ ملے، تو وہ سمجھ لیں کہ پرچہ شائع نہیں ہو سکا ہو۔ یہ ہفتہ خریداروں کی سالانہ قیمت میں محسوب نہ ہوگا۔ "منیجر"

(۲)

بعض حضرات نے لکھا ہو کہ اِس وقت تک مولانا ابوالکلام کے اُن مضامین کی اشاعت شروع نہیں ہوئی ہو جس کا اُن کے احباب کو انتظار تھا۔ بجز باب التفسیر کے اور وہ بھی ہر نمبر میں مسلسل نہیں ہو۔ اُن حضرات کو اِس طرف توجہ دلائی جاتی ہو کہ الہلال جاری کرتے ہوئے اُنھوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ جب تک مقدمہ اور تفسیر کی ابتدائی جلدوں کی ازسرِنو تحریر سے وہ فارغ نہیں ہونگے، الہلال کے لئے پورا وقت نہیں نکالیں گے۔ اب وہ ایک حد تک فارغ ہو چکے ہیں۔ اور اُنھوں نے ارادہ کر لیا ہو کہ سفر شملہ سے واپسی کے بعد اِس کے لئے کافی وقت نکالیں گے۔

منیجر

ایک عجیب قیامت برپا ہوگئی۔ اگر فوج اور پولیس کا انتظام غیر معمولی نہ ہوتا تو یقیناً بے شمار جانیں ضایع جاتیں۔ کیونکہ نعش کے بلند ہوتے ہی ہزاروں آدمیوں نے بیک وقت آگے بڑھنا شروع کردیا۔ ہر شخص کی یہی خواہش تھی کہ سعد کی نعش کا بوسہ لے لے، یا کم سے کم اُسے چھو ہی لے۔ مگر فوج اور پولیس نے پُرجوش مجمع کو روک دیا اور ٹھیک ۸ بجے جنازہ روانہ ہوگیا۔

جلوس میں سب سے آگے فوج کا ایک بڑا دستہ اپنا جنگی باجا بجا رہا۔ اُس کے بعد مزدوری پیشہ طبقہ کی مختلف جماعتیں تھیں۔ ریلوے کے کارخانوں کے مزدور، گاڑی بان، لوہار، حجام، غرضکہ مختلف روں کی علحدہ علحدہ صفیں تھیں۔ انکے پیچھے پھر فوج اپنے باجے کے تھی۔ اس کے پیچھے مختلف تجارتی کمپنیوں کے مزدور اور کارکن تھے۔ ے خانوں کے مزدوروں کی صفیں، انکے بعد تھیں۔ پھر......

مگر میرے لئے یہ تمام تفصیل بیان کرنا ناممکن ہے۔ صرف اس قدر ہدینا کافی ہے کہ قاہرہ میں جتنی جماعتیں اور فرقے موجود ہیں، جتنے مدارس ئم ہیں، جتنی انجمنیں، .... بلکہ اگر یہ کہا جائے تو شاید مبالغہ وگا کہ جتنی بھی مخلوق موجود ہے، اُس کا بڑا حصہ جنازے کے ساتھ اں کناں موجود تھا!

اس جلوس میں ایک قابل ذکر بات یہ تھی کہ اُس میں ہر طرف ہلال لیب، دونوں کے علم بلند تھے۔ دونوں ہوائیں ہلتے تھے اور ہم ش ہوجاتے تھے۔ یہ نظارہ نہایت ہی پُراثر تھا۔ یہ اس حقیقت کا پیش کررہا تھا کہ مصر میں اب ایک ہی عنصر باقی ہے، اور وہ آزادی مصری قوم ہے۔ اور یہ کہ سعد زغلول کسی ایک فرقہ کا رہنما نہ تھا، بلکہ ر کے تمام فرقوں کا یکساں طور پر رہنما تھا۔ وہ جس طرح مسلمان مصریوں محبوب تھا، اُسی طرح مسیحی مصریوں کا بھی محبوب تھا!

نماز جنازہ

ٹھیک ۶ بجے جنازہ، مسجد قیسون میں پہونچا۔ یہاں لاکھوں مخلوق نے نماز جنازہ اُدا کی۔ صفوں میں سیکڑوں قبطی عیسائی، اور مصری یہودی بھی مسلمان نمازیوں کے دوش بدوش کھڑے تھے، اور اپنے سردار کی مغفرت کے لئے رب العالمین سے الحاح وزاری کررہی تھی!

قبر پر!

نماز کے بعد جنازہ پھر آگے بڑھا اور حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ کے قبرستان کی طرف روانہ ہوا۔ قبر کے قریب پہنچکر جلوس رکا۔ آدمیوں نے گاڑی پر سے نعش اُتاری۔ اِن میں دو قبطی عیسائی بھی شامل تھے۔ قبر میں نعش اُتارنے والے بھی یہی لوگ تھے۔ اس وقت م ناقابل بیان ہے۔ دُنیا کا کوئی قلم بھی اُسے نہیں لکھ سکتا۔ ایسا تم تھا کہ دل ہلے جاتے تھے۔ ۶ معزز آدمی بیہوش ہوکر گر پڑے!

اس تمام دوران میں قلعہ سے توپیں دغتی رہی تھیں۔ مسیحی گرجوں کے گھنٹے بج رہے تھے۔ تکبیروں کے نعرے بلند ہورہے تھے۔ قاہرہ، پُورے معنی میں نشانِ غم بن گیا تھا۔

مٹی دینے سے پہلے فتح اللہ باشا برکات قبر میں اُترے اور مرحوم کو آخری سلام کرکے نکل آئے۔

وزیر داخلیہ کی تقریر

اس مؤثر موقعہ پر جعفر والی باشا وزیر داخلیہ کھڑے ہوئے اور کہا:

"سعد، مرگیا۔ اُف، کیسی سخت مصیبت درپیش ہے! یہ ایسی مصیبت ہے جس کا غم کبھی دُور نہیں ہوگا۔ سعد باشا نے جن اعلیٰ اصول پر اپنی دگی قربان کی، الحمدللہ اب وہ اصول تمام مصری قوم کے دلوں میں راسخ ہوچکے ہیں۔ اگر یہ جلیل القدر وجود اپنے جسم سے دُور ہوگیا ہے، تو کوئی مضائقہ نہیں، اُس کی روح ہمارے اندر برابر زندہ رہے گی۔ ہم سب ایک ایک کرکے اسی طرح مرجائیں گے، مگر قوم اس شخص کی پیدا کی ہوئی روح سے ہمیشہ زندہ رہیگی!"

پارلیمنٹ کی تعزیت

وفات کے دوسرے دن پارلیمنٹ کے تمام ممبر "بیت الامہ" (یعنی قوم کا گھر۔ یہ اُس مکان کا نام ہوگیا ہے جس میں سعد باشا رہتے تھے) میں جمع ہوئے، اور بیگم زغلول کے سامنے حسب ذیل تقریر کی:

"مرحوم و مغفور رہنما کی حرم محترم!

"یہ موقعہ ہمارے لئے نہایت ہی دردناک ہے کہ بیت الامہ میں جبکہ وہ سعد سے خالی ہوچکا ہے، اُس کی رفیق حیات کی تعزیت کو حاضر ہوں۔

"معزز خاتون! مصری قومیت کی تعمیر میں سعد نے پہلی اینٹ رکھی۔ اُسنے پوری سرزمین مصر کو ایک قوم بنا دیا اور اُس کا ایک ہی نعرہ قرار دیدیا۔ وہ نعرہ، کامل آزادی کا نعرہ ہے۔ اُسنے پوری قوم کی ایک صف بنادی۔ خود آگے کھڑا ہوا، اور منزل مقصود کی طرف روانہ ہوگیا۔ اُسنے آزادی کی صفیں آگے بڑھائیں۔ عزت و عظمت کی راہوں میں داخل ہوا۔ تمام مشکلیں حل کرڈالیں۔ رکاوٹیں دُور کردیں اپنی بے نظیر قربانیوں سے منزل مقصود قریب کردی۔ اپنی بے مثل شجاعت سے ناممکن کو ممکن بنا دیا!

"سعد، دستوری حکومت کا باپ تھا، محافظ تھا، سپہ سالار تھا، سپاہی تھا۔ پارلیمنٹ کا سب سے پہلے کھولنے والا تھا۔ منبر خطابت کو سب سے پہلے ہلا ڈالنے والا تھا۔ حکومت کے ایوان میں سب سے پہلے اُسی کی حق گو آواز گونجی تھی!

"سعد ہی نے پارلیمنٹ کے اصول مقرر کئے۔ ضوابط بنائے۔ دستورالعمل مرتب کیا۔ اُس کی عزت بڑھائی۔ اُس میں عظمت پیدا کی اُسے قوت بخشی۔ اپنے جاہ و جلال کا ایک عظیم پرتو اُس پر ڈالا، اور وہ پُر جاہ اور پُر جلال بن گئی.........

"سعد اپنی صدارت کی کرسی پر حق و باطل کی سچی میزان تھا۔ دُور اور نزدیک کے لئے روشنی کا ستون تھا۔ فصاحت میں صادق البیان تھا۔ پیری میں شباب عزم تھا۔ فیصلہ کی عظمت تھا۔ لفظ میں بلاغت تھا۔ حجت بالغہ تھا۔ آیۃ اللہ تھا۔ ہدایت کا نور تھا۔ عقل کا ستون تھا۔ خطابت کا امام تھا....

"محترم خاتون! اسوقت جبکہ حزن و ملال نے آپ کو اپنی موجوں میں لے لیا ہے، اور جبکہ سعد پر رب کریم کی نظر عنایت پڑ رہی ہے، ہم اپنے زخمی دلوں کے ساتھ تعزیت پیش کرتے اور قسم کھاتے ہیں کہ جب تک زندگی باقی ہے کامل آزادی کے حصول کی جدوجہد جاری رکھیں گے اور پُورے اتحاد و اتفاق کے ساتھ دستور حکومت کی حفاظت کریں گے۔

"محترم خاتون! سعد نہ آپ کا تھا نہ ہمارا تھا۔ وہ خدا کا تھا اور وطن کا تھا۔ اُسنے اپنی تمام جرأت و ہمت، عظیم قربانیاں، عزم راسخ، غرضکہ جتنی بھی ما فوق العادت قوتیں اُسے ملی تھیں، سب کی سب اپنے وطن کی خدمت پر وقف کردی تھیں، یہاں تک کہ موت آگئی، اور اُسے شہادت نصیب ہوئی۔ سعد، شہید وطن ہے!

"سعد اپنی قبر میں آرام سے سوئے، کیونکہ وہ اپنے پیچھے ایک ایسی قوم چھوڑ گیا ہے جو اُسے کبھی فراموش نہیں کرے گی۔ پس سعد پر اُس کی زندگی میں سلام ہو اور موت کے بعد قبر میں بھی......"

تقریر یہاں تک پہنچی تھی کہ فتح اللہ باشا نے بالائی کمرے سے چلا کر کہا: "حضرات! سعد باشا کی حرم محترم آپ سے درخواست کرتی ہیں کہ خاموش ہوجائیے۔ وہ کہتی ہیں آپ کی تقریر سے میرا دل بیٹھا جاتا ہے۔ آپ کی ہمدردی کی ازحد شکر گذار ہوں۔ میری زبان اِس کے اظہار سے قطعاً عاجز ہے۔ خدا سے میری دعا ہو کہ آپ سب کو سلامت رکھے۔ زندہ باد مصر!"

سعد پاشا کی حرم کا بیان

صفیہ خانم زوجۂ محترمہ سعد پاشا مرحوم نے قوم کے نام حسب ذیل بیان شایع کیا ہے:

"میرے فرزندو!

"اگر سعد، جوارِ خداوندی میں پہنچ چکا ہے، مجھ اکیلی کا سعد ہوتا، تو اُس کی موت پر تمھاری تعزیتوں کا شکریہ ادا کرتی لیکن وہ پورے مصر کا سعد تھا۔ وہ مصر کا سپہ سالار تھا۔ امین تھا۔ اُسکی موت کی مصیبت، خود تمھاری مصیبت ہے۔ اُس کا ماتم خود تمھارا ماتم ہے۔ اگر مجھے شکریہ ادا کرنے کا کوئی حق پہنچ سکتا ہے تو وہ صرف اسی لحاظ سے کہ اُس کی محبت مجھے حاصل تھی۔ اُس کی نیکی مجھ پر دائمی تھی۔ اُس کے نام کی عزت مجھے نصیب ہوئی تھی۔ اُس کی وجہ سے تمھاری محبت اور قومی حکومت کی شفقت مجھے میسر آئی۔ اگر اتنا حق میرے لئے منظور کرو تو میرا شکریہ قبول کرلو۔ ایسا شکریہ، جس کے اخفا کی قدرت میرے دل میں نہیں ہے اور جس کے اظہار سے میری زبان قاصر ہے!

"میرے بچو! سعد اِس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ایک اعلیٰ مطمح نظر تھا۔ سعد مرگیا، مگر الحمدللہ یہ مطمح نظر ہنوز باقی ہے۔ اُس کی محبوب شکل ہم سے اوجھل ہوگئی، مگر اُس کی قیمتی یاد ہمارے دلوں میں زندہ رہے گی، والذکریٰ تنفع المؤمنین!

"اگرچہ اُس کی جدائی کے غم نے ہمارے دل توڑ ڈالے ہیں لیکن آؤ، اِس غم کو مزید حمیت و شجاعت کا ذریعہ بنائیں۔ یہ غم ہماری ہمتیں بلند کرنے والا اور ہم میں ایک بالکل نیا جوش پیدا کرنے والا ہو کیونکہ شریف غم ایک ایسی قوت پیدا کردیتا ہے جو بے روک ہوتی ہے، ایسی ہمت لاتا ہے جو لامتناہی ہوتی ہے۔ اگر سعد کا ہم پر کوئی حق ہے تو وہ حق یہی ہے کہ ہم امید کو نہ چھوڑیں، کیونکہ یہ پودا اُسی کا لگایا ہوا ہے۔ ہم اُس کے حسن ظن کے مطابق ثابت ہوں۔ اُس کا کام پورا کریں۔ اُس کی رکھی ہوئی بُنیاد پر اپنی عمارت کھڑی کردیں۔ مصر کو یاد رکھیں مصر کے سوا سب کچھ بھول جائیں۔ مصر ہی ہمارا مبتدا و منتہا ہے۔ اُسی سے پیدا ہوئے ہیں اور اُسی کی خاک میں مل جانے والے ہیں۔ اگر ہم ایسا کرینگے تو یقین کرو، سعد کو اپنی صفوں میں پائیں گے۔ بلکہ ہر خادم وطن، ہر مجاہد وطن، سعد کو اپنے دل کے اندر دیکھے گا۔ یہ اس لئے کہ سعد، جس سے ہم محبت کرتے اور جسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہتے ہیں، دراصل ہمارا وہ مطالبۂ حق ہے جس کے لئے ہم کوشاں ہیں۔ یعنی آزادی، یعنی خودمختاری۔ اسی پر ہم جئینگے اور اسی پر مرینگے!

"میرے عزیزو! آج مصر تمھاری طرف دیکھ رہا ہے، تم بھی اُسے دیکھو۔ وہ تمھیں پکار رہا ہے، تم بھی اُس کی آواز سنو۔ تم نے کبھی اُس کی پکار سے کان بند نہیں کئے۔ آج پھر اُس کی طرف دوڑو۔ بے شک سعد مرگیا، مگر مصر زندہ رہے! بے شک قوم کا رہنما مرگیا، مگر قوم زندہ ہے! قومی آرزوں کا نشان مٹ گیا مگر قومی آرزوئیں زندہ ہیں۔ آؤ ہم بڑھ کر سعد کا جھنڈا اپنے کاندھوں پر اٹھالیں۔ وہی اللہ جس نے مصر کے لئے ظلمت غفلت کے بعد نور بیداری کی راہ باز کردی تھی، ہمیں آیندہ بھی راہ راست دکھلائے گا، اور قوم کے لئے سعد کا نعم البدل پیدا کرے گا........"

سعد پاشا کی یادگار

مجلس وزارت نے سعد پاشا کی یادگار قائم کرنے کے لئے حسب ذیل تجویزیں منظور کی ہیں:

(۱) مرحوم کا ایک بلند مجسمہ قاہرہ میں اور ایک اسکندریہ میں قائم کیا جائے۔ یہ دونوں مجسمے مرحوم کو حالت خطابت میں ظاہر کرینگے۔

(۲) "بیت الامہ" (سعد پاشا کا مکان) خرید کر قومی عمارت بنادی

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قدیم تمدن وصنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہے

مغرب ومشرق کے قدیم آثار، پُرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پُرانی تصویریں، پُرانے سکّے اور
نقوش، پُرانے زیور، آرائش وتزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پُرانے صنعتی عجائب
نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط وکتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہ اور
ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف ومساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے
دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان،
چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں۔

با ایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

برّ اعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے
رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کیے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط وکتابت کیجئے۔
بہت ممکن ہے کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

ادبیات

اِنَّ مِنَ البیانِ لَسِحراً!

مرحوم سعد باشا زغلول کی بلیغ تقریریں

مرحوم احمد سعد باشا زغلول کی فصاحت و بلاغت اور قوت خطابت، مشہور عالم ہو۔ اُن کی مقبولیت اور سیاسی زعامت کی کامیابی میں ایک بڑا راز اُن کی یہی ساحرانہ خطابت ہو۔ ہم چاہتے ہیں اُن کی بعض مشہور تقریروں کے اقتباسات وقتاً فوقتاً شایع کرتے رہیں۔ ادبی خوبیوں کے علاوہ اِن سے مرحوم کا سیاسی مذہب اور فکری رجحان بھی معلوم ہوگا۔

شہیدانِ وطن کی یاد

"ہمہ تن خشوع ہو کر اُن پاک روحوں کی طرف، بہادروں کی روحوں کی طرف، متوجہ ہوتا ہوں، جنھوں نے حق کا اعلان کیا، حالانکہ حق کا اعلان، مصر میں سب سے بڑا جرم تھا!

"وہ حق کا ڈنکا بجاتے آگے بڑھے۔ اُن کی بے لاگ شجاعت نے ہمیں سرخ رُو کر دیا۔ سب کو وطن کے احترام پر مجبور کر دیا۔ وہ اپنا فرض انجام دے چکے۔ اب وہ آرام سے اپنی قبروں میں سوئیں۔ آزادی کی سہانی صبح اُن کے خون سے نہائی ہوئی، غلامی کی ظلمت چاک کر کے نکل آئی۔ اللہ اُن کی قبریں روشن کرے۔ فردوس بریں میں اُنھیں آرام دے اور ہمارے عمل سے اُن روحوں کو خوش کرے"

نوجوان

"میری قوم کی جوانی پر خدا کا سایہ! نوجوانوں نے جوانی کے اُن تمام خزانوں کے منہ کھول دیئے جو اُن کے سینوں میں بند تھے۔ پورے ملک کو جوش اور خودداری سے لبریز کر دیا۔ دلوں میں عظمت پیدا کی، سروں میں حکمت اُتاری، جسموں میں نظام قائم کر دیا۔ نوجوان ہی ہماری تحریک کا اصلی ستون ہیں۔ مصر کے لئے روشنی کا مینار ہیں۔ مستقبل اُنھیں کے ہاتھ میں ہو۔ اور نوجوان ہاتھوں کی قوت معلوم ہو"

علماء دین

"میں علماء اسلام اور مسیحی قسیسوں کا شکر گزار ہوں۔ اُنھوں نے متحد ہو کر دشمن کی سب بڑی حجت باطل کر دی۔ تمام اختلافات دُور کر دیئے، اور ثابت کر دیا کہ سب دین اپنی غرض میں ایک ہیں۔ سب وطن کی مدافعت فرض قرار دیتے ہیں، سب کا تعلق، خالق ارض و سماء کی عبادت سے ہو۔ سب وطنی مصلحت میں مخلوق کو اتحاد کی دعوت دیتے ہیں"

اصول نہ کہ اشخاص

"سعد اور اُس کے رفیق، تم میں انبیاء نہیں ہیں جنھوں نے معجزے دکھائے۔ اولیاء نہیں ہیں جنھوں نے کرامتیں دکھائی ہیں۔ وہ تمھارے ہی افراد ہیں۔ تمھارے اصول کے خدمتگذار ہیں۔ تمھارے ہی آدمی ہیں، تمھارے شعور کا اُنھوں نے احساس کیا اور تمھارے اصول سے لبریز ہو گئے۔ چنانچہ وہ اُن کی خدمت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پس ہمارے لئے کوئی فخر نہیں۔ اور اگر ہو تو وہ تم سب کا فخر ہو۔

"بلاشبہ میں نے کچھ خدمت کی ہو۔ لیکن میں نے کوئی قربانی نہیں کی، کیونکہ میں بے روزگار تھا۔ البتہ میرے ساتھیوں نے قربانیاں کی ہیں۔ اُنھوں نے اپنے منصب اور عہدے چھوڑے، حتیٰ کہ اپنی اولاد تک کی جُدائی گوارا کی، اور آپ جانتے ہیں کہ میرے کوئی اولاد بھی نہیں (اسپر حاضرین پکارے "ہم سب آپ کی اولاد ہیں") بلاشبہ تم سب میری اولاد ہو۔ لیکن میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تمام اعزاز اشخاص کے لئے نہیں، اصول کے لئے ہو۔ وہ اصول، سعد اور سعد کے رفقاء سے کہیں بلند ہو"

اتحاد

"میری نظر میں سب سے بڑی اور محبوب چیز مسلمانوں اور قبطیوں کا اتحاد ہو۔ یہ علم، جو اس مبارک اتحاد کا نشان ہو، مجھے دنیا اور دنیا کی سب چیزوں سے زیادہ عزیز ہو۔ یہ علم میرے ہاتھ میں دے دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی پوری قوت سے اُس کی حفاظت کروں گا اور زندگی کے آخری لمحے تک اُسے بلند رکھوں گا۔ "مسلمان" اور "عیسائی"! لیکن میں مسلمان اور عیسائی نہیں چاہتا۔ مصر میں صرف ایک قوم ہونا چاہئے اور وہ مصری قوم ہو"

وکالت

وکلاء کے ایک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے مرحوم نے کہا:

"میری خدمتوں کی دھوم مچی ہوئی ہو۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ میرے لئے ان خدمتوں پر فخر کرنا روا نہیں ہو لیکن میں آپ کی اجازت سے صرف اس بات پر فخر کرنا چاہتا ہوں کہ میں وکالت کے پیشے میں داخل ہوا اور اُس کی خدمت کی۔

"ہاں، میں اس خدمت پر بہت زیادہ فخر کرتا ہوں۔ مجھے کوئی انانیت کا الزام نہ دے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں اُس زمانے میں اس پیشہ کا کیا حال تھا؟

"میں نے وکالت کا پیشہ اُسوقت اختیار لیا جب یہ پیشہ معزز نہ تھا، جیسا اسوقت ہو۔ بلکہ وہ حقیر سمجھا جاتا تھا اور اُس کے آدمی بھی حقیر سمجھے جاتے تھے۔ یہ پیشہ اصل میں جس قدر شریف تھا، ہمارے ملک میں اُسی قدر ذلیل ہو گیا تھا۔ وکیل اور دغاباز، یہ دونوں لفظ ہم معنی سمجھے جاتے تھے۔ اونچے خاندان کا کوئی رکن بھی اُسمیں داخل نہیں ہوتا تھا۔ اور سچ یہ ہو کہ اُسوقت خود وکلاء کو بھی اپنی عزت نفس کا کوئی خیال نہ تھا۔

"لیکن یہ سب جانتے بوجھتے بھی میں اس پیشہ میں در آیا۔ بلاشبہ یہ ایک بڑی اخلاقی شجاعت کا کام تھا۔ میں سُنا کرتا تھا کہ لوگ وکیل اس لئے بنتے ہیں کہ مکر و فریب کی راہوں سے دولت کمائیں۔ میں نے کہا لیکن میں اس لئے وکیل بنوں گا کہ حق و عدالت کی خدمت کر سکوں۔

"یہ اُسوقت کی بات ہو جب وکیل، حاکم عدالت کے رحم پر ہوتا تھا۔ اُس کی ذرا سی ناراضی بھی، وکیل کو اپنی کمائی سے محروم کر دیتی تھی۔

"ایک دن ایسا ہوا کہ میں ایک مقدمہ پر بحث کر رہا تھا۔ سرکاری وکیل نے کہا آج پیشی بڑھا دی جائے۔ میں نے اعتراض کیا "مقدمہ کا التوا ناروا ہو، کیونکہ ملزموں کو قید خانے میں بلا سبب رکھنا ناجائز ہو" حاکم خفا ہو گیا "فوراً اپنے الفاظ واپس لو" حاکم نے کہا "عدالت کے لئے کوئی بات بھی ناروا اور ناجائز نہیں" لیکن میں نے الفاظ واپس لینے سے انکار کیا اور سخت صورت حال کا مقابلہ کیا۔

"اسی طرح کے بہت سے واقعات پیش آتے رہے، یہاں تک کہ وہ زمانہ آگیا جب یہ پیشہ معزز ہو گیا اور حکام، وکلاء کی دوستی پر فخر کرنے لگے"

قومی نگرانی کے حدود

"ہم قوم کے نمائندے ہیں۔ قوم کو ہماری نگرانی کا حق ہو۔ قوم کا فرض ہو کہ وہ اپنا مطالبہ ہمیں بتلائے۔ اُسنے یہ مطالبہ ہمیں بتایا ہو کہ "کامل آزادی" اب ہم کوشش کرتے ہیں۔ قوم کو یہ حق نہیں ہو کہ وہ کوشش کی راہیں بھی ہمارے لئے مقرر کرے۔ قدم قدم پر ہم سے بازپرس کرے اگر ہم کسی سے گفتگو کریں تو ہم سے روداد طلب کرے اگر ہم کہیں جائیں تو ہم سے وجہ دریافت کرے۔ قوم کو چاہئے کہ خاموشی سے ہماری کوشش دیکھے۔ جب ہم اُس کے سامنے اپنی کوشش کے نتائج پیش کریں تو بلاشبہ اُسے حق ہو کہ ہماری تجویزیں خوب جانچے اگر اُس کی پسند کے مطابق نہ ہوں تو ٹھکرا دے۔ ہمیں ہرگز کوئی شکایت نہیں ہوگی"

آزادی کی نعمت

"ہم دنیا کی ہر نعمت سے محروم ہو جانے پر طیار ہیں۔ سب آرام ہم سے چھین لو، ہمارا مال و دولت بھی ضبط کر لو۔ ہم اس سب پر صبر کر لیں گے، مگر اے ہمیں غلام بنانے والو! یاد رکھو، ہم آزادی سے ہرگز دست بردار نہ ہونگے۔ آزادی، خدا کی سب سے بڑی نعمت ہو۔ اُس سے محرومی خود زندگی سے محرومی ہو"

قومی وحدت

"قوم اسکے سوا کچھ نہیں کہ انسانوں کا ایک مجموعہ ہو، وہ مجموعہ جس کی مصلحت ایک ہو، جس کا شعور ایک ہو، جس کی آرزو ایک ہو۔ ہماری قوم کی اسوقت آرزو کیا ہو؟ کامل خود مختاری!

"ہماری قومی وحدت مضبوط بنیاد پر قائم ہو۔ اُس میں نہ فرقے ہیں نہ درجے ہیں۔

وہ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ "باشاؤں" (امیروں) کا گروہ پوری قوم پر حاوی ہونا چاہتا ہو۔ ہمارے ملک میں نہ "باشاؤں" کا کوئی خاص گروہ ہو نہ "فلاحین" (کسانوں) کا۔ ہم سب "باشا" بھی ہو سکتے ہیں اور "فلاح" بھی ہو سکتے ہیں۔ میرے اپنے خاندان کے اکثر افراد فلاح ہیں لیکن میں سعد زغلول باشا ہوں۔

"وہ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمارے اندر دینی فرقے موجود ہیں۔ ممکن ہو پہلے کبھی ہوں، لیکن اب کوئی فرقہ نہیں ہو۔ اور اگر کوئی ہو تو وہ ایک ہی فرقہ ہو۔ یعنے مصری قوم، جب سے جدید بیداری کا سورج طلوع ہوا ہو ہلال اور صلیب نے ہمیشہ کے لئے معانقہ کر لیا ہو۔ یہ معانقہ صرف مسلمان اور قبطی کا معانقہ نہیں ہو۔ یہ مسلمانوں کا دنیا بھر کی قوموں اور مذہبوں سے اتحاد کا نشان ہو۔ ہم متعصب نہیں ہیں۔ ۴

۴۔ ہم شیطان کے پجاری نہیں ہیں جو انسانوں میں پھوٹ ڈالتا ہو۔ ہم خدا کے پرستار ہیں جو انسانوں میں محبت کا رشتہ پیدا کرتا ہو"

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دست طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہی!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہی

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور اُنکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہی!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہی

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پُرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دُنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مُسلسل سلسلے

بچّوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرے سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھٹے مہینے کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصّل فہرست شایع ہوا کرتی ہی

یاد رکھئے

موسم گرما کا نایاب تحفہ

صرف ہمدرد دواخانہ سے ملیگا

شربت روح افزا ۲۹۳ (رجسٹرڈ)

جو تقریبًا ۲۰ سال کے عرصہ میں اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اسم با مسمّی ہوکر بلا تفریق مذہب عام ہر دلعزیزی و شرف مقبولیت حاصل کر کے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر تک شہرت حاصل کر چکا ہی اور جس کو چشم بد (حریص) سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے واسطے رجسٹرڈ بھی کرا لیا گیا ہی۔

محترم ناظرین! آپ میں جو اصحاب اس کا استعمال کر چکے ہیں اُن سے تو اس کے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ کی مسلسل و پیہم مشتاقانہ خریداری اس کی پسندیدگی و قدر دانی کی خود دلیل ہی لیکن ہندوستان جیسے وسیع براعظم میں جن لوگوں کو اس کے استعمال کا اب تک اتفاق نہیں ہوا اُن سے اس کی بے شمار خوبیوں میں سے چند عرض کی جاتی ہیں۔

اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہی کہ اس شربت کا استعمال کسی مذہب کے خلاف نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہی کہ ہر تندرست انسان بلا قید عمر و مزاج موسم گرما میں خوش ذائقہ و فرحت بخش چیز کی حیثیت سے استعمال کر سکتا ہی۔

ناظرین! یہ شربت کیا ہی؟ اعلیٰ قسم کے فواکہات مثل انگور، سیب، رنگترہ وغیرہ اور بہت سے اعلیٰ ادویہ کا مرکب ہی جو خاص ترکیب اور جانفشانی سے تیار کیا جاتا ہی۔ مفرح قلب ہی۔ خوش ذائقہ ہی۔ تشنگی اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہی۔ اختلاج قلب، دردسر، دوران سر، متلی وغیرہ کی شکایت کو رفع کرتا ہی۔ سوداوی امراض کے واسطے عمومًا اور گرم مزاج والے اصحاب کے واسطے خصوصًا بہت مفید ہی۔

معنوی خوبیوں کے علاوہ جو استعمال سے تعلق رکھتی ہیں ظاہری طور پر رنگ دلفریب اور پیکنگ کی صفائی دیدہ زیب ہی اس کی اشاعت سے محض ذاتی نفع مقصود نہیں بلکہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق پبلک کی خدمت کرنا اور ہندوستانی اشیاء کی ترویج کو ترقی دینا مدنظر ہے۔ ہمیں اُمید ہی کہ آپ بوتل دیکھ کر اور استعمال کر کے جو بیدار شدہ نوخیز ہندوستان کی صنعت کا اُمید افزا نمونہ ہی اور جس کی ہر چیز دیسی ہی۔ خوش ہونگے اور باوجود اس قدر خوبیاں ہونے کے قیمت اس لئے کم رکھی ہی کہ ہر حیثیت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ قیمت فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ/) حکیموں اور عطاروں کے علاوہ تاجران شربت کو بشرطیکہ وہ ایک درجن یا اس سے زیادہ خریدیں ۲ فی صدی کمیشن ملیگا

نوٹ: اس شربت کی عام مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے ہمارے ہم پیشہ حضرات ناجائز فائدہ اُٹھانے کی مختلف ترکیبیں نکالتے ہیں مثلاً کوئی اس شربت کا ملتا جلتا نام رکھ لیا ہی۔ لہذا آپ شربت خرید کرتے وقت دھوکا نہ کھائیں بلکہ بوتل پر ہمدرد دواخانہ کا خوشنما لیبل اور اس پر لفظ رجسٹرڈ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ یہ شربت ہمدرد، دواخانہ کی مخصوص چیز ہی اور اصلی صرف ہمدرد دواخانہ دہلی ہی سے مل سکتا ہی۔ "فہرست دواخانہ سنہ جنتری ۱۹۲۷ء کارڈ آنے پر مفت ارسال ہوگی"

پتہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی

تار کا کافی پتہ ہمدرد، دہلی

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو
یاد رکھئے
کہ آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما گائڈ بک کی ضرورت ہی جو انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹوں
ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل دید مقامات اور آثار قدیمہ وغیرہ سے آپکو
مطلع کر دے۔ نیز جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو
قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہی
ایسی مکمل گائڈ بک صرف
ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین
The Dunlop guide to great Britain
کا
دوسرا ایڈیشن ہی۔ ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہی

اگر آپکو
دمہ
(ضیق النفس)
یا
کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہی تو
تأمل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب دوا فروش کی دکان
سے فوراً ایک ٹین
HIMROD
کی
مشہور عالم دوا کا منگوا کر
استعمال کیجئے

مطبوعات الهــــلال بك ايجنسى

معارف ابن تيميه و ابن قيم

ديني علوم کے بيش بها جواهر ريزي

اس سلسله ميں هم نے اماميين کي ان نادر و اعلی درجه کي بلند پايه عربي تصانيف کے اردو تراجم کا سلسله شروع کيا هے ' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے ليے نهايت ضروري و ناگزير هے - اميد که يه "سلسلۂ تراجم" بد نصيب هندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

اُسوۂ حسنه — امام ابن قيم کي فن سيرت ميں شهره آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑهائي روپيه -

کتاب الوسيله — لفظ "وسيله" کي بحث کے علاوه امام ابن تيميه نے اسلام کے اصل الاصول "توحيد" کي مبسوط بحث کي هے - بلا جلد اڑهائي روپيه ' مجلد سوا تين روپيه -

اصحاب صفه — انکي تعداد ' ذريعه معاش ' طريق عبادت اور انکے مفصل حالات بيان کيے هيں دس آنے -

تفسير سورة الکوثر — امام ابن تيميه کے مخصوص انداز تفسير کا اردو ترجمه - چار آنے -

العروة الوثقى — خالق و مخلوق کے درميان واسطه کا فرق بدلائل بيان کيا هے - چهه آنے -

سيرت امام ابن تيميه — حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نهايت خوش اسلوبي سے بيان کيے هيں - نو آنے

نجد و حجاز — علامه سيد محمد رشيد رضاء مصري کي تازه کتاب کا اردو ترجمه - سوا روپيه -

آئمه اسلام — ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه — فى العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — يه ايک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس کے خريدار کو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اردو ' عربي ' فارسي ' انگريزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلی مطبوعات کے متعلق بهترين تازه معلومات بهم پهنچانے کا اهتمام کيا هے - اسکے علاوه آئمه و اسلام و بزرگان دين کے حالات ' لطائف افسانه ' نظميں اور ممالک اسلاميه کے معتبر ذرائع سے حاصل کيے هوے حالات درج کيے جاتے هيں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپيه پيشگي -

منيجر الهــــلال بك ايــجنسى

(حلقه نمبر ۲۴ شيرانواله دروازه لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پته صاف لکھیں
اور نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائیں

السحر الحلال فى مجلدات الهلال

گاه گاهے باز خوان این دفتر پارینه را
تازه خواهی داشتن گر داغهائے سینه ما

اردو صحافت کي تاريخ ميں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات ميں ايک انقلاب آفريں دعوت تهي -

الهـلال اگرچه ايک هفته وار مصور رساله تها ' ليکن چونکه وه اردو صحافت کي مختلف شاخوں ميں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پيدا کرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعه تها - اُس کے هر نمبر ميں مختلف ابواب ' مذهب ' سياست ' ادبيات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصيات کے لحاظ سے اپني نظير آپ هوتا تها - پهر اس کي ظاهري خوبياں اردو صحافت ميں اعلی طباعت و ترتيب کا پهلا نمونه تهيں - اردو کا وه پهلا هفته وار رساله تها ' جس ميں هاف ٹون تصاوير کے اندراج کا انتظام کيا گيا ' اور ٹائپ ميں چهپنے کي وجه سے بهت سي ايسي خوبياں پيدا هوئيں جو پتهر کي چهپائي ميں ممکن نهيں - اِس کي جلديں جديد اردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سياسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بهترين مجموعه هيں - اِن کي مقبوليت و قدر کا اندازه اِس سے هوسکتا هے که سنه ۱۹۱۸ ميں بعض شايقين علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپيه ميں خريد کيا - اور حال ميں ايک صاحب نے اِس کي پهلي جلد مکمل (جو دفتر ميں بهي موجود نهيں) ساڑهے چارسو روپيه ميں حيدرآباد سے خريدي هے - جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هيں وه بڑي سے بڑي قيمت پر بهي علحده کرنے کيليے تيار نهيں - پچهلے دنوں "البـلاغ پريس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان ميں منتقل کيا گيا تو ايک ذخيره الهلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' هم نے کوشش کي که شايقين علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلديں مرتب کي جا سکتي هيں مرتب کرلي جائيں اور جن جلدوں کي تکميل ميں ايک دو پرچوں کي کمي هو انهيں دوباره چهپوا ليا جاے -

چنانچه الحمدلله يه کوشش ايک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلديں پوري مکمل هوگئي هيں - هم اِس اعلان کے ذريعه شايقين علم و ادب کو آخري موقعه ديتے هيں که اِس قيمتي ذخيره کے حاصل کرنے ميں جلدي کريں ' چونکه جلدوں کي ايک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف انهيں درخواستوں کي تعميل هوسکے گي جو سب سے پهلے پهونچيں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا ميں تمام مضامين کي انڈکس به ترتيب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپيه   الهلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپيه
,, ,, ,, چهارم ۱۰ روپيه   ,, ,, ,, پنجم ۱۰ روپيه

جلد "البـلاغ" (جب دوسري مرتبه الهـلال اِس نام سے شائع هوا) قيمت ۸ روپيه

علاوه جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هيں جن ميں سے هر پرچه اپنے مضامين کے لحاظ سے ايک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قيمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پيکنگ اِس کے علاوه هے -

منيجر "البـلاغ پريس"

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟

۱۹ء میں جسقدر نسخے چھپے تھے، مدرسہ اسلامیہ رانچی کو دے دئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہو گئے۔ اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہے۔ ۱۲ر (مینیجر الہلال کلکتہ)

حیرت انگیز رعایت

پندرہ روپے کی تین گھڑیاں
صرف دس روپے میں
محصولڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے + آپ کے کمرہ کے لئے + بیوی کے لئے

قابلِ دید گولڈن رسٹ واچ	ریلوے ریگولیٹر پاکٹ واچ	مشہورِ عالم بی ٹائم پیس جرمن میڈ
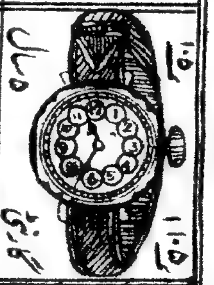		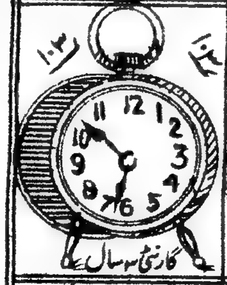
نئے نئے ڈزائن کی خوشنما فیشنی پائدار ٹائم بتانیکی پکی۔ قیمت معہ اسٹراپ سات روپیہ آٹھ آنہ ۸؎ محصولڈاک پیکنگ۔ منی آرڈر فیس ؎	مکمل سلور کیس۔ خوبصورت۔ مضبوط ٹائم نہایت صحیح بتانیوالی قیمت معہ چین پانچ روپے آٹھ آنے (۵؎۸) محصولڈاک پیکنگ۔ منی آرڈر فیس ؎	دیکھنے میں خوبصورت چال کا اچھا پرزوں کا مضبوط ٹائم کا سچا۔ بیحد سستا قیمت دو روپے محصولڈاک پیکنگ۔ منی آرڈر فیس ؎

یہ تینوں گھڑیاں اگر آپ یکمشت طلب فرمائیں تو صرف دس روپے میں بھیجی جائیں گی یہ رعایت محض مال کی نکاسی اور فرم کی شہرت کی وجہ سے ہے اور یہ رعایت اسی وقت تک رہیگی جب تک یہ گھڑیاں اسٹاک میں رہینگی اسکے بعد ہم تعمیل کے ذمہ دار نہونگے آپ فوراً ہی آرڈر بھیجدیں ایسا نہ ہو کہ اسٹاک ختم ہو جائے اور آپ کی فرمایش کی تعمیل نہ ہو سکے۔

نوٹ۔ ایک یا دو گھڑی کے خرید کیلئے کوئی رعایت نہیں ہے۔ ان سے اصلی قیمت مندرجہ چارج کیجائیگی۔ اور محصولڈاک و پیکنگ وغیرہ بھی ان کو ادا کرنا ہوگا +

ملنیکا پتہ۔ امریکن واچ ہوس ایشا کسٹ و سیٹاینڈ واچ کمپنی بٹ ۸۲ مقام دہلی

کیا آپ کو معلوم نہیں

کہ

اسوقت

دنیا کا بہترین فاونٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم" قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپ کو "شیفر" کا

"لائف ٹائم"

لینا چاہئے!

۱۹۲۷

الہلال

نمبر ۱۵

جلد ۱

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ۵ ـ آنہ

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رھنما:

تائمز اف لندن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر ھفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا ھے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم ھے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بھي ھوتے ھیں جنکي اھمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا ھے -

اپنے یہاں کے ایجنت سے تقاضه کیجئے که وه تائمز لندن کا ھفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاھیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London. E. C 4.

سے براه راست طلب کر سکتے ھیں

دنیا کے ھر معلم اور ماھر فن تعلیم کیلئے

ضروري ھے که

تائمز اف لندن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاھتے ھیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رھیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکھنا چاھیے -

یه ھر ھفته اس موضوع پر تمام اھم خبریں اور مباحث جمع کردیتا ھے - ماھرین فن اور مشاھیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب ھوتے ھیں -

اپنے یہاں کے ایجنت سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے ھیں -

کیا آپ تجارت کرني چاھتے ھیں ؟

اگر آپ چاھتے ھیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' ھندوستان سے خام پیدا وار بھیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تھوڑي سي محنت اور تھوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاھئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بھید سیکھنے چاھئیں - ھندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹھیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاھئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں ھوسکتے -

اگر آپ چاھتے ھیں که بہت تھوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاھیے که ھم سے خط و کتابت کریں - ھم یه کام به حیثیت ایک ماھر فن کے کر رھے ھیں - خط و کتابت کے بعد ھي آپکو معلوم ھو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے ھم کس درجه مفید ھیں ؟

ھمارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے ھیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

ھر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پھلوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ضروري ھیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي ھیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بہترین کارخانه ھے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکھیے

میووں ' ترکاریوں ' اور ھر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقه وه ھے جو " نئے سستم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور ھے - اس " نئے سستم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي ھیں -

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۵ کلکته : جمعه ۳ ـ ربیع الثانی ۱۳۴۶ هجری جلد ۱
Calcutta : Friday, 30, September 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی ۔ طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای ۔ پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی ۔ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکهیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔ الهلال

قاریین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ۱۲۱۰ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	۱۹۷	اردو حروف کی حق مین	۳۴۹
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	۳۲۴	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	۱۱۷
پتهر کی چهپائی کی حق مین	۲۲۳		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین ۔ الهلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شايع هوتا هے

قيمت سالانه مع محصول	بارہ روپيه
هندوستان سے باهر کيليے	سوله روپيه
قيمت شش ماهي	سات روپيه
قيمت في پرچه	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " مينيجر الهلال " کے نام سے کي جاے ليکن جو خطوط مضامين سے تعلق رکھتے هوں انکے لفافه پر " ايڈيٹر " کا نام هونا چاهيے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنايت خط و کتابت ميں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھيے -

(۴) خط و کتابت ميں نمبر خريداري لکھيے جسکي اطلاع آپکو وصول قيمت کي رسيد ميں ديدي گئي هے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پهنچے تو تاريخ اشاعت سے ايک هفته کے اندر اطلاع ديں - ورنه بصورت تاخير بغير قيمت کے روانه نهيں کيا جائيگا -

(۶) اگر آپ دو تين ماه کيلئے ايک جگه سے دوسري جگه جا رهے هيں تو اپنا پته تبديل نه کرايے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع ديکر انتظام کر ليجيے - اگر اس سے زياده عرصه تک کے لئے تبديل مقام پيش آجاے تو ايک هفته پيشتر اطلاع ديکر پته تبديل کراليں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھديں -

(۸) ايسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسيد زر و اطلاع اجراء اخبار وغيره) سے نهيں هے ٹکٹ ضرور بھيجيے ورنه دفتر پر غير معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑيگا -

ایک اخبار کے نمایندہ سے اُس نے گفتگو کرتے هوئے کہا :

" میري عمر اِس وقت ساٹھه برس کي هے - لیکن میں ایسا محسوس کرتا هوں ' گویا عالم شباب میں هوں - دس برس پہلے میں بالکل بڑھا هو گیا تھا اور یقین کرتا تھا که زندگي ختم هو گئي اُس وقت میں پیدل چل نہیں سکتا تھا - میري شرائین سوکھه کر سخت هو گئي تھیں ' اور تمام جسم کمزور هو چکا تھا - لیکن اب میں آساني سے دوڑ سکتا هوں - تمام ورزشي کھیل اِس طرح کھیلتا هوں ' گویا تیس برس برس کا جوان هوں - میں روز چودہ پندرہ گھنٹے کام کرتا هوں ' مگر ذرا نہیں تھکتا - مجھه میں اِتني بدني قوت هے که بڑے بڑے پہلوانوں اور گھونسه بازوں سے مقابله کر سکتا هوں - میرے خیال میں دنیا بھر میں کوئي ایک آدمي بھی ایسا موجود نہیں جو مجھه سے زیادہ زندگي کي مسرتیں لوٹتا یا اُن مسرتوں کا لطف محسوس کر سکتا هو - میري یه قابل رشک حالت ' صرف اُس طریق علاج کا نتیجه هے جو میں نے ایجاد کیا هے - مجھے از حد خوشي هے که میرا تجربه پورے طور پر کامیاب هوا - چونکه اِس طریقه میں تمام عالم انسانیت کے لیے بھلائي هے ' اس لیے میں اُس کا ایک حصه ظاهر کر دونگا - لیکن دوسرا حصه بدستور مخفي رکھونگا ' یہانتک که اُس کے ظهور کے لیے مناسب وقت آجائے - مجھے دیکھو - کیا میري قوت ' چستي ' تندرستي ' ایسي نہیں هے جس پر نوجوان رشک کریں ؟ "

" اپنے طریق علاج کا جو حصه میں دنیا پر ظاهر کر دینا چاهتا هوں ' وہ در حقیقت بالکل صاف ' سادہ ' اور معمولي هے - اُس کا تعلق سراسر غذا سے هے - چالیس سال کي عمر تک جو چاهو کھاؤ پیو ' بلکه اِس سن تک جس طرح چاهو زندگي بسر کرو - لیکن جونهي چالیسویں سالگرہ شروع هو ' گوشت ' شراب ' اور تمباکو سے قطعي اجتناب کرلو - اِس عمر والے کے لیے گوشت یقیناً سم قاتل کا حکم رکھتا هے - اس کي جگه پر هفته میں ایک دو مرتبه مچھلي استعمال کي جا سکتي هے - مچھلي حقیقي معني میں گوشت نہیں هے (اگرچه علماء تشریح اِس کے خلاف کچھه هي کہیں) مچھلي میں کبریتي مادہ بہت بڑي مقدار میں موجود هوتا هے - اور معلوم هے ' یه مادہ دماغ اور اُس کي تندرستي کے لیے اصلي جوهر هے - جسم کي خلایا یا تھیلیاں همیشه تبدیل هوتي رهتي هیں - پراني خلایا غائب هوجاتي هیں ' نئي خلایا اُن کي جگه لے لیتي هیں - چالیس سال کي عمر تک یه عمل جاري رهتا هے - اِس کے بعد خلایا کا انحلال تو جاري رهتا هے ' مگر نئي خلایا کي تکوین نہین هوتي - در حقیقت هم چالیس برس کي عمر سے مرنا شروع کر دیتے هیں ' کیونکه اُس قوت سے محروم هو جاتے هیں جو خلایا کي تکوین کي علت هے - بلا شبه هم اِس عمر کے بعد بھي زندہ رهتے هیں ' لیکن همارے قوی برابر گرتے اور مٹتے جاتے هیں - یه بھي ظاهر هے که گوشت ' شراب ' اور تمباکو جن عناصر سے مرکب هے ' وہ زندہ خلایا کو قتل کرتے اور مٹاتے رهتے هیں - پس اگر هم زیادہ زندہ رهنے کے متمني هیں تو همیں اِس تدریجي خود کشي سے اجتناب کرنا چاهیے - یعني همیں اِن قاتل عناصر کے استعمال سے قطعي پرهیز کرنا چاهیے "

" گلٹي کے ذریعه شباب واپس لانے کا طریقه بے فائدہ هے - اُس کا اثر بہت هي محدود اور عارضي هوتا هے - کیونکه بوڑھے آدمي میں جوان بندر کي گلٹي اُسي وقت تک قوت پیدا کر سکتي هے جب تک صحیح و سالم موجود هے - لیکن جوں هي اُس میں ضعف پیدا هوگا ' بڑھاپا پہلے سے بھي زیادہ شدت سے واپس آجائیگا اور ڈاکٹر کي کوئي کوشش بھي اُسے سنبھال نه سکے گي - واقعه یه هے که زندگي کا جوهر ' گلٹي میں نہیں بلکه جسم کي خلایا میں هوتا هے - هر خلیه اپنے اندر جرثوم حیات پوشیدہ رکھتي هے - اِس جرثوم کو هم زندگي کا میکروب کہه سکتے هیں - یهي میکروب ' خلیه کو حرکت دیتا اور زندہ رکھتا هے - اِس میکروب کا قتل خود خلیه کا قتل هے - اور خلیه کا قتل زندگي کا ختم کرنا هے - لهذا اِن جراثیم حیات کے بقاء و دوام کي کوشش کرني چاهیے - اِس کوشش کي کامیابي یقیناً زندگي کو دراز کر دے گي - میں نے ایک ایسا کیمیاوي مرکب طیار کر لیا هے جو اِن جراثیم کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا هے - لیکن اِس مرکب کو میں ابھي ظاهر کرنا نہیں چاهتا ' یہانتک که اُس کے مزید تجربے ختم کرلوں "

" هر شخص جانتا هے که چالیس سال کي عمر کے بعد جسم میں جو مادہ کم هو جاتا هے ' وہ کلورایڈ کا ایک مرکب هے - یه مرکب میں نے معلوم کرلیا هے اور اُسے ابھي تک راز بنائے هوے هوں - اگر یهي مرکب بوڑھے جسم میں انجیکشن کے ذریعه پہنچا دیا جاے تو انسان ضرور جوان هو جائیگا ... اُس کي حیرت انگیز تاثیر تم اِس وقت بھي میرے جسم میں دیکھه سکتے هو "

احساس الم کا ازاله

تکلیف کے احساس کا سبب کیا هے ؟

تکلیف کا احساس اِس لئے هوتا هے که جسم میں اعصاب (پٹھے) موجود هیں - یه اعصاب اِس احساس کو اُس کے مرکز — دماغ — تک پہنچاتے هیں اور انسان تکلیف محسوس کرتا هے - علم کي ترقي کے بعد بہت سے مخدرات ایجاد هو گئے هیں - یه اِس احساس کو زایل کر دیتے هیں مگر اُن کا اثر عارضي هوتا هے - پھر بہت سے بیماروں پر اِن مخدر دواؤں کا استعمال بھي نہیں کیا جاسکتا ' کیونکه اُن کا دل کمزور هوتا هے اور وہ اُن کے متحمل نہیں هوسکتے -

یه ' اور اِسي قسم کي دوسري مشکلات دیکھه کر مذکور الصدر ڈاکٹر کن آب نے ایک ایسا طریقه ایجاد کرنے کي کوشش شروع کردي هے جو سرے سے تکلیف کا احساس هي زایل کردے اور مخدر دواؤں کي ضرورت باقي نه رهے -

ڈاکٹر کو یقین هے که اِس مقصد میں اُسے ضرور کامیابي هوگي - اِس کامیابي کا نتیجه یه هوگا که انسان همیشه کے لئے تمام آلام و تکالیف سے نجات پا جائیگا - اُس وقت جراح مخدرات کي مدد کے بغیر عمل جراحي کر سکینگے - مریض هرگز کوئي تکلیف محسوس نہیں کریگا - ڈاکٹر کا دعوی هے که کتوں پر اُس کا تجربه بالکل پورا اترا هے - لهذا کوئي وجه نہیں که انسان پر بھي کامیاب نه رهے -

اِس طریق علاج کا خلاصه یه هے که " نخاع مستطیل " (بصلة الملخ) پر عمل جراحي کیا جائے تاکه احساس کا مرکز همیشه کے لیے شل اور سن هوجائے - ظاهر هے ' جب اصلي مرکز سن هوجائیگا تو تکلیف کا احساس بھي قطعاً باقي نہیں رهے گا - واقعي اگر یه تجربه کامیاب ثابت هوگیا ' تو همارے تمام جسماني آلام همیشه کے لیے ختم هوجا سکتے هیں -

لیکن ابھي کامیابي دور نظر آتی هے - کیونکه اِس عمل جراحي میں ایک بڑا خطرہ یه هے که دماغ میں جمله احساسات کے مرکز هي کہیں شل نه هوجائیں اور انسان میں کوئي حس هي باقي نه رهے - هاں اگر وہ خاص عصب (پٹھا) دریافت هوجائے جو تکلیف کا احساس دماغ تک پہنچاتا هے ' تو بلا شبه یه اکتشاف ' انسانیت کے لیے نعمت عظمی بن جاسکتا هے -

مذاکرۂ علمیّہ

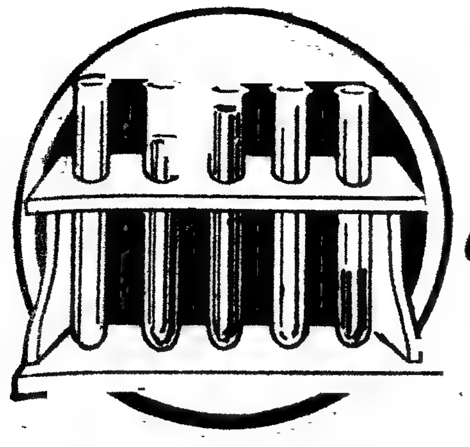

برتر انسان

(Super man)

(ایک جدید علمي تجربہ)

قارئین الہلال ڈاکٹر وورونوف کے نام سے واقف ہوچکے ہیں - اس ڈاکٹر نے شباب کي واپسي کے لیے جو طریقہ ایجاد کیا ہے ' اُس کا مفصل بیان کسي پچھلي اشاعت میں درج ہو چکا ہے - آج ہم اُس کا ایک اور تجربہ - یا زیادہ صحیح لفظوں میں نظریہ - پیش کرتے ہیں - یہ نظریہ بلاشبہ عجیب ہے - اتنا عجیب کہ بمشکل یقین کیا جا سکتا ہے - لیکن ڈاکٹر مذکور اُس پر مضبوطي سے مصر ہے ' اور ثبوت میں اپنے بعض تجربوں کا حوالہ دیتا ہے -

جدید نظریہ یہ ہے کہ صرف بڑھے ہي جوان نہیں بنا دیے جاسکتے بلکہ ایک نئي انساني نسل بھي پیدا کي جا سکتي ہے جو موجودہ نسل سے اپنے جسمي و دماغي قوىٰ میں کہیں زیادہ برتر ہوگي - ڈاکٹر وورونوف اِس ایندہ نسل کو " سوپر مین " یا برتر انسان کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے - یہ دراصل مشہور جرمن حکیم نیٹشے کي اصطلاح ہے - اُس کا دعوىٰ ہے کہ اِس نسل کا ہر فرد اپنے جسم و دماغ میں ایک نمونہ ہوگا ' بہت طویل العمر ہوگا ' کم سے کم ۱۵۰ برس ضرور زندہ رہے گا !

اعادۂ شباب کا معاملہ ' اب نظریے کي حد سے نکل کر علمي حقائق کي صف میں جگہ پا چکا ہے - علم ' اُس کي راہ میں بہت سي مسافتیں طے کرچکا ہے - شکوک وشبہات کے تقریباً تمام پردے اُس پر سے اٹھہ چکے ہیں - عنقریب انساني تاریخ پر اِس کا بہت گہرا اثر پڑنے والا ہے -

لیکن " برتر نسل " کي تخلیق ابھي تک ایک نظریہ ہي ہے ' اگرچہ ڈاکٹر وورونوف کو اُس پر پورا یقین ہے - اپنے اِس نظریہ کي تکمیل میں بھي وہ بندر کي گلٹیون سے کام لینا چاہتا ہے -

تفصیل یہ ہے کہ ڈاکٹر وورونوف کا اعتقاد ہے ' اگر ممتاز جسمي وعقلي قوىٰ کے آدمیوں میں ایک تیسري گلٹي کا اضافہ کر دیا جائے ' تو اُن کي نسل ضرور برتر ہوگي - اب تک وہ مینڈھوں پر متعدد کامیاب تجربے کرچکا ہے - لیکن حال میں آٹھہ برس کے ایک لڑکے پر تجربہ شروع کیا ہے - اُس کا خیال ہے ' اِس لڑکے کي اولاد حیرت انگیز عقلي و جسمي قوىٰ کي مالک ہوگي -

اِس موضوع پر ایک اخبار کے نامہ نگار سے گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر موصوف نے کہا :

" میں مستقبل پر نظر ڈالتا ہوں تو اُس کے دامنوں میں " سوپر مین " (برتر انسان) صاف دکھائي دیتا ہے - یہي انسان اور اُس کي نسل ابد الا آباد تک دنیا پر حکومت کرے گي - یہ نسل ایک ایسي قہرمان عقل و جسم کي مالک ہوگي کہ تمام مخلوقات اُس کي قوت قاہرہ کے سامنے جھک جائینگي ... میں ابتک بوڑھوں کو جوان بناتا تھا - لیکن یہ کچھہ زیادہ نتیجہ خیز عمل نہ تھا - اِس سے انساني عمر میں تھوڑا سا اضافہ ہوتا ہے - لیکن اب جن نئے تجربوں کا میں نے عزم کیا ہے ' وہ تمام پچھلے تجربوں سے کہیں زیادہ حیرت انگیز اور نتیجہ خیز ہونگے - یہ تجربے صرف بوڑھوں ہي پر نہیں ہونگے - اب میري توجہ کا مرکز کم عمر بچے ہونگے - وہ بچے جنکي عمر آٹھہ اور دس برس کي ہے - بندر کي گلٹي ہي یہ حیرت انگیز انقلاب پیدا کرے گي ' اور انھیں ایک نیا آدمی بنا دے گي - میں ایسے بچوں کو اپنے تجربے کے لیے منتخب کرونگا جو غیر معمولي ذہانت اور جسماني قوت رکھتے ہیں - یہ بچے اور ان کي نسل ' مستقبل مین یقیناً نہایت عظیم ہوگي - اِس مقصد میں سب سے بڑي مشکل یہ در پیش ہے کہ ترقي یافتہ بندروں (شمپازي اور اورنگ اوٹنگ) کي کافي تعداد موجود نہیں ہے - اگر ہر آدمي کے لیے ایک ایک بندر مل جائے تو نہایت قلیل مدت میں نسل انساني کي کایا پلٹ جائے - لیکن یہ مشکل نا قابل حل نہیں ہے - یورپ اور امریکا کے گرم علاقوں میں بندروں کي افزائش کا انتظام کیا جا سکتا ہے "

جراثیم حیات

(ایک اور جدید نظریہ)

ہندوستان میں کم لوگوں نے ڈاکٹر کن آب کا نام سنا ہوگا - حالانکہ وہ فرانس کا ایک مشہور ڈاکٹر اور عالم ہے - اُس جیسي وسیع معلومات رکھنے والے آدمي دنیا میں بہت کم ہیں - وہ ۸۰ - علوم و فنون اور صناعتوں کا ماہر ہے - چنانچہ سائنس داں ' طبیب ' فیلسوف ' کیمیائي ' موجد ' موسیقي داں ' شاعر ' ریاضي ' فلکي ' سب ہي کچھہ ہے - غیر معمولي دماغي قابلیت کے علاوہ نہایت عظیم جسماني قوت بھي رکھتا ہے - پورا پہلوان ہے -

یہ عجیب ڈاکٹر ' وورو نوف اور اُسکے تمام ہم مشرب ڈاکٹروں کے بارے میں سخت سوءظن رکھتا ہے - اُس کے خیال میں وہ دغاباز ہیں - جواني واپس لانے کا جو طریقہ اُنھوں نے ایجاد کیا ہے ' غلط ہے - اُس کا اثر ' عارضي ہے ' اور اُس کا رد فعل نہایت مضر ہوتا ہے - لیکن خود اپنے متعلق اُس کا دعوىٰ ہے کہ وہ بوڑھوں کو بغیر کسي گلٹي کے استعمال کے جوان بنا دیتا ہے اور انسان کي عمر دو سو برس تک طویل کر دے سکتا ہے - اس کے علاج میں سب سے پہلے اُن شرطوں کي پابندي ضروري ہے جو اُس کے خیال میں درازي عمر کي ضروري شرطیں ہیں - پھر انجیکشن کے ذریعہ وہ ایک مادہ جسم میں داخل کر دیتا ہے - یہ مادہ خود اُس نے ایجاد کیا ہے - دنیا کو ابتک اُس کا کوئي علم و تجربہ حاصل نہیں ہوا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

نمبر ۱۵ کلکته : جمعه ۳ ـ ربیع الثانی ۱۳۴٦ هجری جلد ۱

Calcutta : Friday, 30, September 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکھتی ۔

طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔ پتھر کی چھپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبھی ترقی نهین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چھپتا هی ۔ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکھیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الهلال

قارین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ۱۲۱۰ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	۱۹۷	اردو حروف کی حق مین	۳۴۹
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	۳۲٤	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	۱۱۷
پتھر کی چھپائی کی حق مین	۲۲۳		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بھی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکھنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین ۔

الهلال

افسانه

ترکي تاریخ کا ایک مجهول صفحه

(شاهزاده چم کا افسوس ناک انجام)

کم لوگوں نے شاهزاده " چم " کا نام سنا هوگا - عام طور پر مورخوں نے بھي اِس کا ذکر نہیں کیا هے - نتیجه یه هے که یه نام بالکل اجنبي معلوم هوتا هے - حالانکه اِس کا واقعه ترکي تاریخ میں ایک نہایت هي غم ناک فاجعه (ٹریجڈي) هے - اور اِس وقت بھي مشرقي دنیا کے لیے عبرت و موعظت کا ایک درس هے - آج هم قارئین الهلال سے اِس تاریخي شخصیت کا تعارف کراتے هیں -

(۱)

چم — یا یورپین تلفظ کے مطابق " زیزم " — ایک بد نصیب مشرقي شاهزاده هے - مصائب و آلام نے اُس سے محبت کي - زمانے نے بے وفائي کي - حسرت و غم نے اُسکا پیچھا کیا -

سلطان محمد ، فاتح قسطنطنیه کا یه منجھلا لڑکا تھا - اُس میں جسماني قوت ، ذهانت ، حسن ، خوش مزاجي ، رقیق احساس ، شجاعت ، جمله اوصاف جمع هوگئے تھے - پیدائشي شاعر تھا - ترکي شعر و ادب میں ابتک اُس کے آثار موجود هیں ، اور اُس کي ذهني بلندي اور شاعرانه تخیل کا بہترین ثبوت هیں -

اُس کا آغاز نہایت امید افزا تھا - گمان هوتا تھا که قدرت اُس پر پوري طرح مہربان هے - ابھي اُس کي عمر دس برس هي کي تھي که اولوالعزم باپ ، محمد فاتح ، اُس کي قابلیت کا معترف هوگیا اور صوبۂ قسطموني کا حاکم مقرر کردیا - یہاں شعراء و ادباء کي ایک بڑي جماعت موجود تھي - کم سن شاهزادے نے اُنھیں باریاب کیا ، تعلقات بڑھائے ، اور خداداد قابلیت کے ساتھ شعر و ادب کا با قاعده مطالعه کیا - تھوڑي هي مدت میں اپنے استادوں سے بھي بازي لے گیا - اُسي زمانے میں ایک فارسي قصے " خورشید و جمشید " کا ترکي شعر میں ترجمه کیا اور اپنے والد کے نام هدیه کیا - محمد فاتح بہت خوش هوا - پہلے سے زیاده مہربان هوگیا اور صوبۂ گلیشیا کي حکومت سپرد کردي - اُس وقت چم کي عمر صرف اٹھاره سال کي تھي ، مگر وه پخته کار حکمراں بن چکا تھا -

گلیشیا میں اُس نے اپني انتظامي قابلیت کے بڑے بڑے ثبوت پیش کیے - یه صوبه پہلے سلجوقیوں کي ایک ریاست تھا - آل عثمان نے اُسے فتح تو کرلیا تھا ؛ مگر پوري طرح قابو نہیں پاسکے تھے - همیشه بدامني اور شورش برپا رهتي تھي - سابق سلجوقي حکمران بغاوتوں پر بغاوتیں کرتے رهتے تھے - مصر کے چرکس بادشاه اور ایران کے شہنشاه اُن کي امداد کرتے تھے - اُس وقت ترکي سلطنت میں اِس صوبے سے زیاده مشکل حکومت کسي صوبے کي نه تھي - والیوں پر والي آتے تھے اور ناکام لوٹ جاتے تھے -

لیکن چم نے آتے هي اپني بے نظیر همت و شجاعت سے کام لے کر تمام شورش پسند عناصر کا خاتمه کردیا - هولناک معرکوں میں بے خوف و خطر گھس جاتا تھا - دست بدست لڑائیاں لڑتا تھا - بڑے بڑے شه زوروں سے نبرد آزما هوتا اور همیشه غالب رهتا - تھوڑے هي دنوں میں اُس کا رعب دلوں پر چھا گیا - چم کا نام دل دهلا دیتا تھا - باشندے ڈر سے اُس کا نام نہیں لیتے تھے - " رستم دوراں " کے لقب سے یاد کرنے لگے تھے !

(۲)

پانچ برس تک نہایت بیدار مغزي سے حکومت کرتا رها - هر طرف امن و امان قائم هوچکا تھا - کوئي پیچیدگي بھي باقي نہیں رهي تھي - اب اُس نے اپنے تئیں معطل پایا - اِس تعطل نے اُس کے مزاج میں تبدیلي پیدا کي ، اور اِسي تبدیلي سے اُس کي بد نصیبي کا آغاز هوا -

حکومت کي ذمه داریوں سے غافل هوگیا - عیش و عشرت کي بساط بچھا دي - نفس پرستي کا دروازه کھول دیا - اُس کا محل بوالهوسوں کا مرکز اور عیش پرستوں کا کعبه بن گیا -

اب تک وه پوري قوم کا محبوب تھا - کوئي نه تھا جو اُسے محمد فاتح کا سچا جانشین نه خیال کرتا هو - ملک بھر کي یہي رائے تھي که آئنده سلطان وهي هوگا - لیکن اِس نئي تبدیلي نے اُس کي شہرت و مقبولیت کو سخت نقصان پہنچایا - دو جماعتیں قائم هوگئیں : ایک اب بھي اُس کي مؤید تھي - پورے یورپ کے مقابلے کي قوت اُسي میں دیکھتي تھي - یه جماعت وزیر اعظم محمد نشاني باشا کي تھي - دوسري جماعت فسق و فجور کي وجه سے اُس کي سخت مخالف تھي - دین و امت کے لیے اُسے خطرناک سمجھتي تھي - اِس جماعت کا سرگروه ، شیخ الاسلام تھا -

چم کا حریف ، بایزید تھا - یه اُس کا بڑا بھائي اور ترکي دستور حکومت کي رو سے اپنے باپ کا وارث تھا - سلطان محمد کي زندگي میں دونوں حریف دور دور رهے - لیکن اُس کي وفات کے بعد تصادم ضروري تھا -

چم ، عقلمند ، بہادر ، اولوالعزم ، مگر عیاشي کي وجه سے غفلت کا شکار هوگیا تھا - بایزید ، بے وقوف ، بزدل ، پست همت ، مگر سلطنت حاصل کرنے کے لیے بے قرار تھا - بایزید اپنے بھائي کي قابلیتوں سے واقف تھا ، اِس لیے بہت بیدار رهتا تھا -

(۳)

اپنے باپ کي وفات کے وقت دونوں بھائي پایۂ تخت ، قسطنطنیه سے دور تھے - چم گلیشیا میں تھا اور بایزید آماسیا کا حاکم تھا - وزیر اعظم محمد نشاني باشا چونکه چم کا طرفدار تھا ، اس لیے اُس نے سلطان کي موت فوج سے مخفي رکھي - کیونکه فوج تمام تر ترکي علماء کے زیر اثر تھي - اُس نے پہلے ایک خفیه قاصد چم کے پاس بھیجا که فوراً پایۂ تخت پہنچو اور سلطنت پر قابض هو جاؤ - نیز وه تدبیریں بھي لکھدیں جن سے بایزید زیر کیا جا سکتا تھا - کئي دن بعد دوسرا قاصد بایزید کے پاس بھیجا اور تخت نشیني کي دعوت دي -

دونو قاصد روانه هوگئے - مگر چم بد قسمت تھا - اُس کا قاصد پہنچ نه سکا - کوتاهیه کا حاکم سنان باشا ، بایزید کا طرفدار تھا - وه حقیقت سے واقف هوگیا اور قاصد کو گرفتار کرکے قتل کرڈالا - دوسري مصیبت یه پڑي که پایۂ تخت کي فوج کو سلطان کي

ايک اخبار کے نمايندہ سے اُس نے گفتگو کرتے هوئے کہا :

” ميري عمر اِس وقت ساتهه برس کي هے - ليکن ميں ايسا محسوس کرتا هوں ‘ گويا عالم شباب ميں هوں - دس برس پہلے ميں بالکل بوڑها هو گيا تها اور يقين کرتا تها که زندگي ختم هو گئي - اُس وقت ميں پيدل چل نہيں سکتا تها - ميري شرائين سوکهه کر سخت هو گئي تهيں ‘ اور تمام جسم کمزور هو چکا تها - ليکن اب ميں آساني سے دوڑ سکتا هوں - تمام ورزشي کهيل اِس طرح کهيلتا هوں ‘ گويا تيس برس برس کا جوان هوں - ميں روز چوده پندره گهنٹے کام کرتا هوں ‘ مگر ذرا نہيں تهکتا - مجهه ميں اِتني بدني قوت هے که بڑے بڑے پہلوانوں اور گهونسه بازوں سے مقابله کر سکتا هوں - ميرے خيال ميں دنيا بهر ميں کوئي ايک آدمي بهي ايسا موجود نہيں جو مجهه سے زياده زندگي کي مسرتيں لوٹتا يا اُن مسرتوں کا لطف محسوس کر سکتا هو - ميري يه قابل رشک حالت ‘ صرف اُس طريق علاج کا نتيجه هے جو ميں نے ايجاد کيا هے - مجهے از حد خوشي هے که ميرا تجربه پورے طور پر کامياب هوا - چونکه اِس طريقه ميں تمام عالم انسانيت کے ليے بهلائي هے ‘ اس ليے ميں اُس کا ايک حصه ظاهر کر دونگا - ليکن دوسرا حصه بدستور مخفي رکهونگا ‘ يهانتک که اُس کے ظهور کے ليے مناسب وقت آجائے - مجهے ديکهو - کيا ميري قوت ‘ چستي ‘ تندرستي ‘ ايسي نہيں هے جس پر نوجوان رشک کريں ؟ “

” اپنے طريق علاج کا جو حصه ميں دنيا پر ظاهر کر دينا چاهتا هوں ‘ وه در حقيقت بالکل صاف ‘ ساده ‘ اور معمولي هے - اُس کا تعلق سراسر غذا سے هے - چاليس سال کي عمر تک جو چاهو کهاؤ پيو ‘ بلکه اِس سن تک جس طرح چاهو زندگي بسر کرو - ليکن جونهي چاليسويں سالگره شروع هو ‘ گوشت ‘ شراب ‘ اور تمباکو سے قطعي اجتناب کرلو - اِس عمر والے کے ليے گوشت يقيناً سم قاتل کا حکم رکهتا هے - اس کي جگه پر هفته ميں ايک دو مرتبه مچهلي استعمال کي جا سکتي هے - مچهلي حقيقي معني ميں گوشت نہيں هے (اگرچه علماء تشريح اِس کے خلاف کچهه هي کهيں) مچهلي ميں کبربتي ماده بهت بڑي مقدار ميں موجود هوتا هے - اور معلوم هے ‘ يه ماده دماغ اور اُس کي تندرستي کے ليے اصلي جوهر هے - جسم کي خلايا يا تهيليان هميشه تبديل هوتي رهتي هيں - پراني خلايا غائب هوجاتي هيں ‘ نئي خلايا اُن کي جگه لے ليتي هيں - چاليس سال کي عمر تک يه عمل جاري رهتا هے - اِس کے بعد خلايا کا انحلال تو جاري رهتا هے ‘ مگر نئي خلايا کي تکوين نہيں هوتي - درحقيقت هم چاليس برس کي عمر سے مرنا شروع کر ديتے هيں ‘ کيونکه اُس قوت سے محروم هو جاتے هيں جو خلايا کي تکوين کي علت هے - بلا شبه هم اِس عمر کے بعد بهي زنده رهتے هيں ‘ ليکن همارے قوى برابر گرتے اور مٹتے جاتے هيں - يه بهي ظاهر هے که گوشت ‘ شراب ‘ اور تمباکو جن عناصر سے مرکب هے ‘ وه زنده خلايا کو قتل کرتے اور مٹاتے رهتے هيں - پس اگر هم زياده زنده رهنے کے متمني هيں تو هميں اِس تدريجي خود کشي سے اجتناب کرنا چاهيے - يعني هميں اِن قاتل عناصر کے استعمال سے قطعي پرهيز کرنا چاهيے “

” گلٹي کے ذريعه شباب واپس لانے کا طريقه بے فائده هے - اُس کا اثر بهت هي محدود اور عارضي هوتا هے - کيونکه بوڑهے آدمي ميں جوان بندر کي گلٹي اُسي وقت تک قوت پيدا کر سکتي هے جب تک صحيح و سالم موجود هے - ليکن جوں هي اُس ميں ضعف پيدا هوگا ‘ بڑهاپا پہلے سے بهي زياده شدت سے واپس آجائيگا اور ڈاکٹر کي کوئي کوشش بهي اُسے سنبهال نه سکے گي - واقعه يه هے که زندگي کا جوهر ‘ گلٹي ميں نہيں بلکه جسم کي خلايا ميں هوتا هے - هر خليه اپنے اندر جرثوم حيات پوشيده رکهتي هے - اِس جرثوم کو هم زندگي کا ميکروب کهه سکتے هيں - يهي ميکروب ‘ خليه کو حرکت ديتا اور زنده رکهتا هے - اِس ميکروب کا قتل خود خليه کا قتل هے - اور خليه کا قتل زندگي کا ختم کرنا هے - لهذا اِن جراثيم حيات کے بقاء و دوام کي کوشش کرني چاهيے - اِس کوشش کي کاميابي يقيناً زندگي کو دراز کر دے گي - ميں نے ايک ايسا کيمياوي مرکب طيار کر ليا هے جو اِن جراثيم کے ليے اکسير کا حکم رکهتا هے - ليکن اِس مرکب کو ميں ابهي ظاهر کرنا نہيں چاهتا ‘ يهانتک که اُس کے مزيد تجربے ختم کرلوں “

” هر شخص جانتا هے که چاليس سال کي عمر کے بعد جسم ميں جو ماده کم هو جاتا هے ‘ وه کلورايڈ کا ايک مرکب هے - يه مرکب ميں نے معلوم کر ليا هے اور اُسے ابهي تک راز بنائے هوئے هوں - اگر يهي مرکب بوڑهے جسم ميں انجيکشن کے ذريعه پهنچا ديا جائے تو انسان ضرور جوان هو جائيگا ... اُس کي حيرت انگيز تاثير تم اِس وقت بهي ميرے جسم ميں ديکهه سکتے هو “

احساس الم کا ازاله

تکليف کے احساس کا سبب کيا هے ؟

تکليف کا احساس اِس لئے هوتا هے که جسم ميں اعصاب (پٹھے) موجود هيں - يه اعصاب اِس احساس کو اُس کے مرکز ــــ دماغ ــــ تک پهنچاتے هيں اور انسان تکليف محسوس کرتا هے - علم کي ترقي کے بعد بهت سے مخدرات ايجاد هو گئے هيں - يه اِس احساس کو زايل کر ديتے هيں مگر اُن کا اثر عارضي هوتا هے - پهر بهت سے بيماروں پر اِن مخدر دواؤں کا استعمال بهي نہيں کيا جاسکتا ‘ کيونکه اُن کا دل کمزور هوتا هے اور وه اُن کے متحمل نہيں هوسکتے -

يه ‘ اور اِسي قسم کي دوسري مشکلات ديکهه کر مذکور الصدر ڈاکٹر کن آب نے ايک ايسا طريقه ايجاد کرنے کي کوشش شروع کردي هے جو سرے سے تکليف کا احساس هي زايل کردے اور مخدر دواؤں کي ضرورت باقي نه رهے -

ڈاکٹر کو يقين هے که اِس مقصد ميں اُسے ضرور کاميابي هوگي - اِس کاميابي کا نتيجه يه هوگا که انسان هميشه کے لئے تمام آلام و تکاليف سے نجات پا جائيگا - اُس وقت جراح مخدرات کي مدد کے بغير عمل جراحي کر سکينگے - مريض هرگز کوئي تکليف محسوس نہيں کريگا - ڈاکٹر کا دعوى هے که کتوں پر اُس کا تجربه بالکل پورا اترا هے - لهذا کوئي وجه نہيں که انسان پر بهي کامياب نه رهے -

اِس طريق علاج کا خلاصه يه هے که ” نخاع مستطيل “ (بصلة النخاع) پر عمل جراحي کيا جائے تاکه احساس کا مرکز هميشه کے ليے شل اور سن هوجائے - ظاهر هے ‘ جب اصلي مرکز سن هوجائيگا تو تکليف کا احساس بهي قطعاً باقي نہيں رهے گا - واقعي اگر يه تجربه کامياب ثابت هوگيا ‘ تو همارے تمام جسماني آلام هميشه کے ليے ختم هوجا سکتے هيں -

ليکن ابهي کاميابي دور نظر آتي هے - کيونکه اِس عمل جراحي ميں ايک بڑا خطره يه هے که دماغ ميں جمله احساسات کے مرکز هي کهيں شل نه هوجائيں اور انسان ميں کوئي حس هي باقي نه رهے - هاں اگر وه خاص عصب (پٹها) دريافت هوجائے جو تکليف کا احساس دماغ تک پهنچاتا هے ‘ تو بلا شبه يه اکتشاف ‘ انسانيت کے ليے نعمت عظمى بن جاسکتا هے -

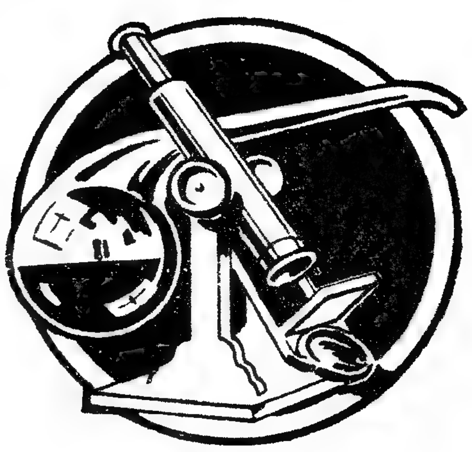

مذاکرہ علمیّہ

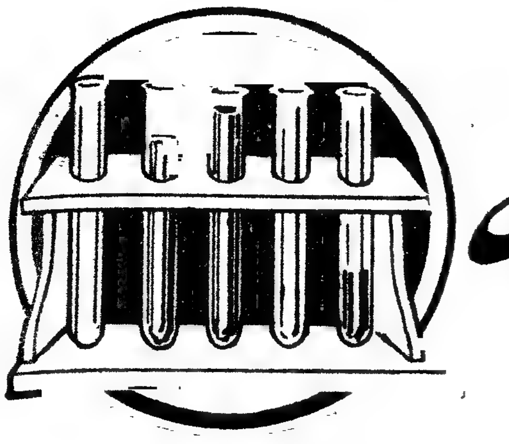

برتر انسان

(Super man)

(ایک جدید علمي تجربه)

قارئین الہلال ڈاکٹر ورونوف کے نام سے واقف ہوچکے ہیں - اس ڈاکٹر نے شباب کي واپسي کے لیے جو طریقه ایجاد کیا ہے ، اُس کا مفصل بیان کسي پچھلي اشاعت میں درج ہو چکا ہے - آج ہم اُس کا ایک اور تجربه — یا زیاده صحیح لفظوں میں نظریه — پیش کرتے ہیں - یه نظریه بلاشبه عجیب ہے - اتنا عجیب که بمشکل یقین کیا جا سکتا ہے - لیکن ڈاکٹر مذکور اُس پر مضبوطي سے مصر ہے ، اور ثبوت میں اپنے بعض تجربوں کا حواله دیتا ہے -

جدید نظریه یه ہے که صرف بوڑھے ہي جوان نہیں بنا دیے جاسکتے بلکه ایک نئي انساني نسل بھي پیدا کي جا سکتي ہے جو موجوده نسل سے اپنے جسمي و دماغي قویٰ میں کہیں زیاده برتر ہوگي - ڈاکٹر ورونوف اِس اینده نسل کو " سوپر مین " یا برتر انسان کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے - یه دراصل مشہور جرمن حکیم نیٹشے کي اصطلاح ہے - اُس کا دعویٰ ہے که اِس نسل کا ہر فرد اپنے جسم و دماغ میں ایک نمونه ہوگا ، بہت طویل العمر ہوگا ، کم سے کم ۱۵۰ برس ضرور زنده رہے گا !

اعادۂ شباب کا معامله ، اب نظریے کي حد سے نکل کر علمي حقائق کي صف میں جگه پا چکا ہے - علم ، اُس کي راه میں بہت سي مسافتیں طے کرچکا ہے - شکوک وشبہات کے تقریباً تمام پردے اُس پر سے اُٹھ چکے ہیں - عنقریب انساني تاریخ پر اِس کا بہت گہرا اثر پڑنے والا ہے -

لیکن " برتر نسل " کي تخلیق ابھي تک ایک نظریه ہي ہے ، اگرچه ڈاکٹر ورونوف کو اُس پر پورا یقین ہے - اپنے اِس نظریه کي تکمیل میں بھي وه بندر کي گلٹیون سے کام لینا چاہتا ہے -

تفصیل یه ہے که ڈاکٹر ورونوف کا اعتقاد ہے ، اگر ممتاز جسمي وعقلي قویٰ کے آدمیوں میں ایک تیسري گلٹي کا اضافه کر دیا جائے ، تو اُن کي نسل ضرور برتر ہوگي - اب تک وه مینڈھوں پر متعدد کامیاب تجربے کرچکا ہے - لیکن حال میں آٹھ برس کے ایک لڑکے پر تجربه شروع کیا ہے - اُس کا خیال ہے ، اِس لڑکے کي اولاد حیرت انگیز عقلي و جسمي قویٰ کي مالک ہوگي -

اِس موضوع پر ایک اخبار کے نامه نگار سے گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر موصوف نے کہا :

" میں مستقبل پر نظر ڈالتا ہوں تو اُس کے دامنوں میں " سوپر مین " (برتر انسان) صاف دکھائي دیتا ہے - یہي انسان اور اُس کي نسل ابد الآباد تک دنیا پر حکومت کرے گي - یه نسل ایک ایسي قہرمان عقل و جسم کي مالک ہوگي که تمام مخلوقات اُس کي قوت قاہره کے سامنے جھک جائینگي ... میں ابتک بوڑھوں کو جوان بناتا تھا - لیکن یه کچھ زیاده نتیجه خیز عمل نه تھا - اِس سے انساني عمر میں تھوڑا سا اضافه ہوتا ہے - لیکن اب جن نئے تجربوں کا میں نے عزم کیا ہے ، وه تمام پچھلے تجربوں سے کہیں زیاده حیرت انگیز اور نتیجه خیز ہونگے - یه تجربے صرف بوڑھوں ہي پر نہیں ہونگے - اب میري توجه کا مرکز کم عمر بچے ہونگے - وه بچے جنکي عمر آٹھ اور دس برس کي ہے - بندر کي گلٹي ہي یه حیرت انگیز انقلاب پیدا کرے گي ، اور انھیں ایک نیا آدمي بنا دے گي - میں ایسے بچوں کو اپنے تجربے کے لیے منتخب کرونگا جو غیر معمولي ذہانت اور جسماني قوت رکھتے ہیں - یه بچے اور ان کي نسل ، مستقبل مین یقیناً نہایت عظیم ہوگي - اِس مقصد میں سب سے بڑي مشکل یه درپیش ہے که ترقي یافته بندروں (شمپانزي اور اورنگ اوتنگ) کي کافي تعداد موجود نہیں ہے - اگر ہر آدمي کے لیے ایک ایک بندر مل جائے تو نہایت قلیل مدت میں نسل انساني کي کایا پلٹ جائے - لیکن یه مشکل نا قابل حل نہیں ہے - یورپ اور امریکا کے گرم علاقوں میں بندروں کي افزائش کا انتظام کیا جا سکتا ہے "

جراثیم حیات

(ایک اور جدید نظریه)

ہندوستان میں کم لوگوں نے ڈاکٹر کن آب کا نام سنا ہوگا — حالانکه وه فرانس کا ایک مشہور ڈاکٹر اور عالم ہے - اُس جیسي وسیع معلومات رکھنے والے آدمي دنیا میں بہت کم ہیں - وه ۸۰ - علوم و فنون اور صناعتوں کا ماہر ہے - چنانچه سائنس داں ، طبیب ، فیلسوف ، کیمیائي ، موجد ، موسیقي داں ، شاعر ، ریاضي ، فلکي ، سب ہي کچھ ہے - غیر معمولي دماغي قابلیت کے علاوه نہایت عظیم جسماني قوت بھي رکھتا ہے - پورا پہلوان ہے -

یه عجیب ڈاکٹر ، ورونوف اور اُسکے تمام ہم مشرب ڈاکٹروں کے بارے میں سخت سوءظن رکھتا ہے - اُس کے خیال میں وه دغاباز ہیں - جواني واپس لانے کا جو طریقه اُنھوں نے ایجاد کیا ہے ، غلط ہے - اُس کا اثر ، عارضي ہے ، اور اُس کا رد فعل نہایت مضر ہوتا ہے - لیکن خود اپنے متعلق اُس کا دعویٰ ہے که وه بوڑھوں کو بغیر کسي گلٹي کے استعمال کے جوان بنا دیتا ہے اور انسان کي عمر دو سو برس تک طویل کردے سکتا ہے - اس کے علاج میں سب سے پہلے اُن شرطوں کي پابندي ضروري ہے جو اُس کے خیال میں درازي عمر کي ضروري شرطیں ہیں - پھر انجیکشن کے ذریعه وه ایک ماده جسم میں داخل کر دیتا ہے - یه ماده خود اُس نے ایجاد کیا ہے - دنیا کو ابتک اُس کا کوئي علم و تجربه حاصل نہیں ہوا -

وفات کا پته چل گیا - وہ شاهي محل میں گهس پڑي اور بایزید کے لڑکے کو بایزید کي آمد تک تخت پر بٹها دیا - سلطان محمد فاتح نے اپنے دونوں لڑکوں کے بیٹے بطور ضمانت کے اپنے پاس رکهه چهوڑے تهے تاکه وہ وفادار اور اطاعت شعار رهیں - معامله یهیں پر ختم نهیں هوگیا بلکه فوج سازش سے بهي واقف هوگئي اور وزیر اعظم کو قتل کر ڈالا -

(٤)

اب جم کي زندگي کے هولناک تاریک دن شروع هوتے هیں - قاصد هوا کي طرح اڑ کر بایزید کے پاس پهنچا - ولي عهد گویا پہلے هي سے تیار بیٹها تها - فوراً روانه هوگیا اور نهایت سرعت سے پایۂ تخت میں داخل هوا - لیکن قصر شاهي میں فوج نے داخل هونے نهیں دیا اور اپنا انعام طلب کیا - گویا اپني وفاداري کي قیمت لیني چاهي - بایزید ' ڈرپوک تها - فوراً خزانے کا منهه کهول دیا اور سب کو خوش کردیا - بعد میں یهي بخشش فوج کا مطالبه اور قرضه بن گئي اور سلطنت کے لیے بهت مضر ثابت هوئي -

بایزید تخت نشین هوگیا اور اپنے بهائي جم پر قابو حاصل کرنے کي تدبیریں سوچنے لگا - جم اب تک اِس انقلاب سے بے خبر تها - باپ کي وفات اُس وقت معلوم هوئي جب صدر اعظم قتل اور بایزید تخت نشین هوچکا تها !

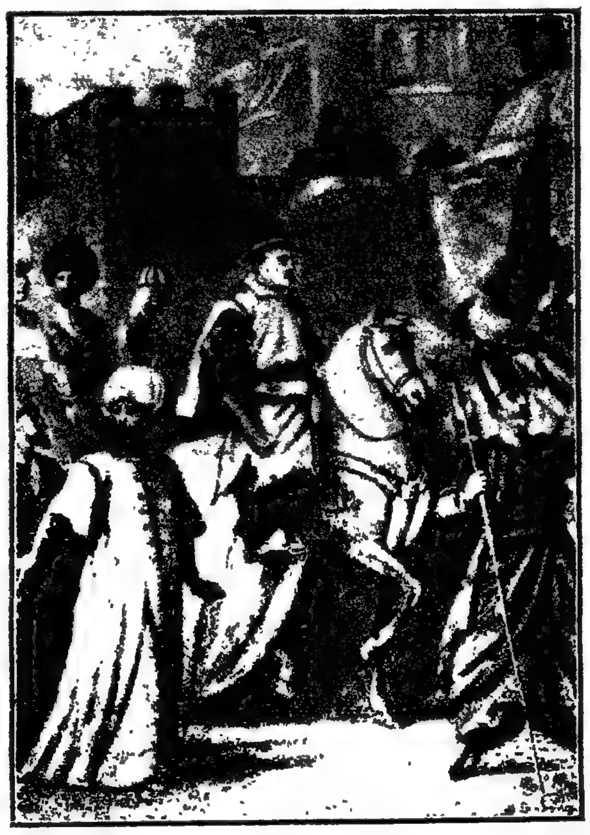

سلطان محمد فاتح

جبکه وہ قسطنطنیه کے سقوط کے بعد شهر میں داخل هوا

سخت متحیر هوا که کیا کرے ؟ یه ظاهر تها که صدر اعظم کے بعد پایۂ تخت میں اُس کے حامیوں کي کوئي جماعت باقي نهیں رهي هے - علماء اُس کے سخت خلاف هیں اور عام راے اُنهي کے زیر اثر هے - اب اُسے اپنے سامنے دو هي راهیں نظر آتي تهیں : بهائي کي اطاعت ' یا جنگ - پهلي صورت کي طرف اُس کا رجحان تها ' مگر دو باتوں سے ڈرتا تها : ایک یه که گلیشیا کي حکومت اُس کے هاتهه سے چهین لي جائیگي - دوسرے یه که بایزید اُسے قتل کرنے کي کوشش کریگا - کیونکه ترک سلاطین کا یه عام دستور تها که اپنے بهائیوں کو قتل کرڈالا کرتے تهے - اگرچه وہ کتنے هي مطیع و وفادار هوں -

مجبوراً اُس نے جنگ کا عزم کیا - اُسے اپني کامیابي کي قوي امید تهي - گلیشیا کے باشندے جنگجو اور وفادار تهے - اُس نے خیال کیا ' بایزید بزدل اور پست همت هے - هرگز مقابله نه کر سکے گا -

(۵)

چنانچه وہ فوراً کمر بسته هوگیا اور ایک جرار فوج لے کر بروسه کی طرف بڑها - بروسه ' قسطنطنیه کي کنجي هے - اُسے یقین تها ' بایزید کي تیاري سے پہلے هي وہ بروسه پر قابض هوجائے گا - مگر بایزید بهي غافل نه تها - مقابله کي طیاري کرچکا تها - جم کے متحرک هوتے هي اُس نے بهي ایاز پاشا کي قیادت میں ایک فوج روانه کردي ' اور خود بهي ایشیائي ساحل پر جنگي کارروائي کرنے کیسے لیے آ موجود هوا -

دونوں فوجیں بیک وقت بروسه کے سامنے پهنچیں - شهر والوں نے اپني بربادي کے خوف سے دونوں پر شهر کے دروازے بند کر دیے - باهر هي باهر فیصله کر لینے پر مجبور کیا - میدان جنگ گرم هوا اور پہلے هي معرکه میں بایزید کي فوج بهاگ نکلي - جم ' مظفر و منصور شهر میں داخل هوا اور اپني سابق عیاشي پهر شروع کردي - اب اُسے کامل یقین تها که پایۂ تخت کا مالک هوجائے گا -

لیکن یه اُس کي سخت غلط تهي - بایزید نے ایک اور فوج گراں سنان پاشا کي سپه سالاري میں بهیجي - مگنیا سے ایک دوسري فوج اُس کي کمک پر چل دي ' اور دونوں نے مل کر جم پر حمله کردیا - عیش پسند شاهزادے کے سپه سالار ' نصوح نے دشمن کي قوت دیکهي تو درۂ ازراد کي طرف پسپا هوگیا - خود جم کو بهي بروسه خالي کرنا پڑا - صرف سترہ دن کي حکومت اُس کي قسمت میں لکهي تهي !

بایزید نے صرف اپني جنگي قوت هي پر بهروسه نهیں سازش کا جال بهي پهیلا دیا - بڑي بڑي رشوتیں دے کر جم کے بهت سے آدمي ملا لیے - حتی که اُس کا وزیر یعقوب بهي خیانت پر آماده هوگیا - یعقوب نے اپنے آقا کو ینی شهر چلنے کا مشوره دیا - یهاں بایزید کي ایک بڑي فوج موجود تهي - فوراً جم پر ٹوٹ پڑي - اب بهي پله شاهزادے هي کا بهاري تها - مگر عین میدان جنگ میں اُس کے سپه سالار نصوح نے دغا کي اور فوج کا ایک بڑا حصه لے کر دشمن سے جا ملا - اب جم کے لیے راہ فرار اختیار کرنے کے سوا کوئي چاره باقي نهیں رها تها -

لیکن ابهي ایک امید باقي تهي - سلجوق خاتون ' سلطان محمد فاتح کي پهوپهي ' دونوں بهائیوں میں صلح کي کوشش کر رهي تهي - خود جم نے اُسے بروسه سے بهیجا تها - تجویز یه تهي که سلطنت تقسیم هوجائے - یورپین علاقوں پر بایزید حکومت کرے اور ایشیاء جم کے حوالے کر دے - نیک دل سلجوق خاتون نے سلطان کو بهت کچهه سمجهایا - بهائي کے حقوق یاد دلائے ' مگر کامیابي نه هوئي - بایزید نے صاف کهدیا " بادشاهوں میں رشته نهیں هوتا "

جم ' شکست کها کر بهاگا - راسته میں خود اُسي کے سپاهیوں نے اُسے لوٹ لیا اور سخت زخمي کیا - محمد فاتح کا اولو العزم فرزند دوسرے دن آق شهر میں اِس طرح پهنچا که تن پر ایک کپڑا بهی نه تها اور سردي سے اُس کا تمام بدن کانپ رها تها - اگر ایک شخص رحم کها کے اُسے اپنا گرم کوٹ نه دے دیتا تو یقیناً ٹهٹهر کر مر جاتا !

شکست کے ایک هفته بعد وہ قونیه پهنچا - یهاں اپني ماں اور بیوي سے ملاقات هوئي - اِنهیں لے کر شام روانه هوا ' اور شام سے ۲۸ جون سنه ۱۴۸۲ع کو مصر پهنچا - مصر میں اُس کا بڑا شاندار استقبال کیا گیا - خود سلطان قایتبائي نے شهر کے باهر آ کر خیر مقدم کیا اور معزز مهمان کو اپنے محل میں اتارا - چار مهینے آرام

افســانــه

ترکي تاريخ کا ايک مجهول صفحه

(شاهزاده چم کا افسوس ناک انجام)

کم لوگوں نے شاهزاده " چم " کا نام سنا هوگا - عام طور پر مورخوں نے بهي اِس کا ذکر نهيں کيا هے - نتيجه يه هے که يه نام بالکل اجنبي معلوم هوتا هے - حالانکه اِس کا واقعه ترکي تاريخ ميں ايک نهايت هي غم ناک فاجعه (ٹريجڈي) هے - اور اِس وقت بهي مشرقي دنيا کے ليے عبرت و موعظت کا ايک درس هے - آج هم قارئين الهلال سے اِس تاريخي شخصيت کا تعارف کراتے هيں -

(۱)

چم ـــ يا يورپين تلفظ کے مطابق " زيزم " ـــ ايک بد نصيب مشرقي شاهزاده هے - مصائب و آلام نے اُس سے محبت کي - زمانے نے بے وفائي کي - حسرت و غم نے اُسکا پيچها کيا -

سلطان محمد ' فاتح قسطنطنيه کا يه منجهلا لڑکا تها - اُس ميں جسماني قوت ' ذهانت ' حسن ' خوش مزاجي ' رقيق احساس ' شجاعت ' جمله اوصاف جمع هوگئے تهے - پيدائشي شاعر تها - ترکي شعر و ادب ميں ابتک اُس کے آثار موجود هيں ' اور اُس کي ذهني بلندي اور شاعرانه تخيل کا بهترين ثبوت هيں -

اُس کا آغاز نهايت اميد افزا تها - گمان هوتا تها که قدرت اُس پر پوري طرح مهربان هے - ابهي اُس کي عمر دس برس هي کي تهي که اولوالعزم باپ ' محمد فاتح ' اُس کي قابليت کا معترف هوگيا اور صوبهٔ قسطموني کا حاکم مقرر کرديا - يهاں شعراء و ادباء کي ايک بڑي جماعت موجود تهي - کم سن شاهزادے نے اُنهيں بارياب کيا ' تعلقات بڑهائے ' اور خداداد قابليت کے ساتهه شعر و ادب کا با قاعده مطالعه کيا - تهوڑي هي مدت ميں اپنے استادوں سے بهي بازي لے گيا - اُسي زمانے ميں ايک فارسي قصے " خورشيد و جمشيد " کا ترکي شعر ميں ترجمه کيا اور اپنے والد کے نام هديه کيا - محمد فاتح بهت خوش هوا - پهلے سے زياده مهربان هوگيا اور صوبهٔ گليشيا کي حکومت سپرد کردي - اُس وقت چم کي عمر صرف اٹهاره سال کي تهي ' مگر وه پخته کار حکمراں بن چکا تها -

گليشيا ميں اُس نے اپني انتظامي قابليت کے بڑے بڑے ثبوت پيش کيے - يه صوبه پهلے سلجوقيوں کي ايک رياست تها - آل عثمان نے اُسے فتح تو کر ليا تها ؛ مگر پوري طرح قابو نهيں پاسکے تهے - هميشه بدامني اور شورش برپا رهتي تهي - سابق سلجوقي حکمران بغاوتوں پر بغاوتيں کرتے رهتے تهے - مصر کے چرکس بادشاه اور ايران کے شهنشاه اُن کي امداد کرتے تهے - اُس وقت ترکي سلطنت ميں اِس صوبے سے زياده مشکل حکومت کسي صوبے کي نه تهي - واليوں پر والي آتے تهے اور ناکام لوٹ جاتے تهے -

ليکن چم نے آتے هي اپني بے نظير همت و شجاعت سے کام لے کر تمام شورش پسند عناصر کا خاتمه کرديا - هولناک معرکوں ميں بے خوف و خطر گهس جاتا تها - دست بدست لڑائياں لڑتا تها - بڑے بڑے شه زوروں سے نبرد آزما هوتا اور هميشه غالب رهتا - تهوڑے هي دنوں ميں اُس کا رعب دلوں پر چها گيا - چم کا نام دل دهلا ديتا تها - باشندے ڈر سے اُس کا نام نهيں ليتے تهے - " رستم دوراں " کے لقب سے ياد کرنے لگے تهے !

(۲)

پانچ برس تک نهايت بيدار مغزي سے حکومت کرتا رها - هر طرف امن و امان قائم هوچکا تها - کوئي پيچيدگي بهي باقي نهيں رهي تهي - اب اُس نے اپنے تئيں معطل پايا - اِس تعطل نے اُس کے مزاج ميں تبديلي پيدا کي ' اور اِسي تبديلي سے اُس کي بد نصيبي کا آغاز هوا -

حکومت کي ذمه داريوں سے غافل هوگيا - عيش و عشرت کي بساط بچها دي - نفس پرستي کا دروازه کهول ديا - اُس کا محل بوالهوسوں کا مرکز اور عيش پرستوں کا کعبه بن گيا -

اب تک وه پوري قوم کا محبوب تها - کوئي نه تها جو اُسے محمد فاتح کا سچا جانشين نه خيال کرتا هو - ملک بهر کي يهي راے تهي که آئنده سلطان وهي هوگا - ليکن اِس نئي تبديلي نے اُس کي شهرت و مقبوليت کو سخت نقصان پهنچايا - دو جماعتيں قائم هوگئيں : ايک اب بهي اُس کي مؤيد تهي - پورے يورپ کے مقابلے کي قوت اُسي ميں ديکهتي تهي - يه جماعت وزير اعظم محمد نشاني باشا کي تهي - دوسري جماعت فسق و فجور کي وجه سے اُس کي سخت مخالفت تهي - دين و امت کے ليے اُسے خطرناک سمجهتي تهي - اِس جماعت کا سرگروه ' شيخ الاسلام تها -

چم کا حريف ' بايزيد تها - يه اُس کا بڑا بهائي اور ترکي دستور حکومت کي رو سے اپنے باپ کا وارث تها - سلطان محمد کي زندگي ميں دونوں حريف دور دور رهے - ليکن اُس کي وفات کے بعد تصادم ضروري تها -

چم ' عقلمند ' بهادر ' اولوالعزم ' مگر عياشي کي وجه سے غفلت کا شکار هوگيا تها - بايزيد ' بے وقوف ' بزدل ' پست همت ' مگر سلطنت حاصل کرنے کے ليے بے قرار تها - بايزيد اپنے بهائي کي قابليتوں سے واقف تها ' اِس ليے بهت بيدار رهتا تها -

(۳)

اپنے باپ کي وفات کے وقت دونوں بهائي پايهٔ تخت ' قسطنطنيه سے دور تهے - چم گليشيا ميں تها اور بايزيد آماسيا کا حاکم تها - وزير اعظم محمد نشاني باشا چونکه چم کا طرفدار تها ' اس ليے اُس نے سلطان کي موت فوج سے مخفي رکهي - کيونکه فوج تمام تر ترکي علماء کے زير اثر تهي - اُس نے پهلے ايک خفيه قاصد چم کے پاس بهيجا که فوراً پايهٔ تخت پهنچو اور سلطنت پر قابض هو جاؤ - نيز وه تدبيريں بهي لکهديں جن سے بايزيد زير کيا جا سکتا تها - کئي دن بعد دوسرا قاصد بايزيد کے پاس بهيجا اور تخت نشيني کي دعوت دي -

دونو قاصد روانه هوگئے - مگر چم بد قسمت تها - اُس کا قاصد پهنچ نه سکا - کوتاهيه کا حاکم سنان باشا ' بايزيد کا طرفدار تها - وه حقيقت سے واقف هوگيا اور قاصد کو گرفتار کرکے قتل کرڈالا - دوسري مصيبت يه پڑي که پايهٔ تخت کي فوج کو سلطان کي

کا غم کھا رهي هيں - مگر پوپ نے منظور نہيں کيا - اُس نے کہا " يورپ کے بادشاہ' ترکي پر چڑھائي کرنے کي طياري کر رهے هيں تاکہ تمہيں تخت نشين کرديں " ساتهه هي اُس نے بہت اصرار کيا کہ مسيحي دين اختيار کرلے تاکہ " دنيا کے ساتهه آخرت کي عزت بهي حاصل هوجائے "

چم ' پکا مسلمان تها - پوپ کي يہ دعوت حقارت سے رد کردي - اُس نے سختي سے کہا " اگر تمام دنيا کي بادشاهي مل جاے ' تو بهي ميں اپنا دين فروخت نہيں کرونگا " اِتنا هي نہيں بلکہ غيور شہزادے نے پوپ کے روبرو سر جهکانے يا اُس کے هاتهه کو بوسہ دينے سے بهي انکار کر ديا ' جيسا کہ شاهان يورپ کا دستور تها - اُس نے کہا " ميں مسلمان هوں - پوپ کے سامنے نہ تو جهک سکتا هوں ' نہ اُس کا هاتهه چوم سکتا هوں ! "

پوپ نے اُسے ويٹيکان ميں نظر بند کرديا اور دول يورپ کو ترکي پر حملہ کي ترغيب دينے لگا - مگر اُس وقت بهي يورپ ميں باهم دگر سخت منافست تهي - آپس ميں کوئي سمجهوتا نہ هوسکا - اِسي اثناء ميں پوپ نے انتقال کيا اور مشهور ظالم کارڈنيل ' اسکندر اُس کا جانشين هوا - اِس نے اُس عظيم رقم پر قناعت نہيں کي جو چم کو قيد ميں رکهنے کے صلہ ميں بايزيد سے سالانہ وصول کيا کرتا تها - بلکہ ايک بہت بڑي رشوت لے کر اُس کے قتل پر آمادہ هوگيا -

(۱۱)

اُسي زمانہ ميں (ستمبر سنہ ۱۴۹۴ع) چارلس هشتم شاہ فرانس نے روم کا محاصرہ کرليا ' اور صلح کي ايک شرط يہ بهي قراردي کہ چم اُس کے حوالہ کر دياجائے - پوپ نے دونوں طرف سے فائدہ اٹهانا چاها - اُس زمانے ميں يورپ کے روحاني رهنما آلات و رسائل قتل کے بهي سب سے بڑے ماهر تهے - پوپ کے پاس ايک ايسا زهر موجود تها جو اگر ايک تندرست آدمي کو کهلا ديا جاے ' تو ايک خاص مدت تک اُس کي تندرستي پر کوئي اثر نہيں پڑتا تها - ليکن اُس مدت کے بعد آهستہ آهستہ اُسکي تاثير کام کرنے لگتي تهي ' اور بہ تدريج مريض کا خاتمہ کر ديتي تهي - پوپ نے يہي زهر چم کو کهلا ديا ' اور اِسکي اطلاع بايزيد کو ديکر اُس سے مطلوبہ رقم حاصل کرلي - پهر زندہ و سالم چم ' چارلس کے حوالہ کرديا ' اور اُس سے بهي صلح کرلي !

چم ' شاہ فرانس کے قبضہ ميں آگيا - چارلس نے اُسے ترکي پر فوج کشي کے ليے آمادہ کرنا شروع کيا - مگر اب وہ سمجهہ چکا تها کہ يورپ اُس کي طرفداري نہيں کر رها هے - اُس کي آڑ ميں سب سے بڑي اسلامي سلطنت تباہ کرني چاهتا هے - چنانچہ اُس نے قطعي طور پر انکار کرديا - بادشاہ نے ناراض هوکر قيد کرديا - مگر اب اُس کي دائمي رهائي کا وقت بهي آ پہنچا تها - پولس رسول کے جانشين پوپ کا زهر اُس کے جسم ميں سرايت کرچکا تها - وہ ابهي نابولي هي ميں تها کہ ۲۴ - فروري سنہ ۱۴۹۵ع ميں انتهائي حسرت و ياس کے ساتهه اِس دنيا سے هميشہ کے ليے رخصت هوگيا !

اُسکے آخري الفاظ يہ تهے :

" خدايا ! اگر دشمنان دين مجهسے مسلمانوں کے خلاف کام لينا چاهتے هيں ' تو مجهے جلد موت ديدے ' اور اُن کا مقصد پورا نہ هونے دے ! "

* * *

مختارات

حب ذات کس ميں زيادہ هے : مرد ميں يا عورت ميں ؟

* * *

(ايک مصري خاتون کے قلم سے)

سب سے پہلے مجهے يہ ظاهر کردينا چاهيے کہ دنيا کي ترقي کے ليے جس طرح ايثار کرنے والے ضروري هيں ' اُسي طرح حب ذات رکهنے والے بهي ضروري هيں - اگر ايک آدمي بهي حب ذات رکهنے والا باقي نہ رهے ' تو ايثار کرنے والے لوگ کس کي خدمت کرينگے ؟ وہ ضرور دل ميں گهٹ گهٹ کر مر جائينگے - کيونکہ اُن کے ليے ايثار کي نيکي پر عمل کرنے کا کوئي موقعہ موجود نہ هوگا - ليکن چونکہ يہ دونوں خصلتيں رکهنے والے دنيا ميں تقريباً مساوي تعداد ميں موجود هيں ' اور هميشہ موجود رهينگے ' اِس ليے اِس صورت حال کے پيش آنے کا کوئي خطرہ نہيں هے -

اب سوال يہ پيدا هوتا هے کہ حب ذات کس ميں زيادہ هے : مرد ميں يا عورت ميں ؟ ميرے خيال ميں جواب صرف ايک هي هو سکتا هے ' اور وہ يہ هے کہ مجموعي طور پر جنس نسواني ميں يہ خصلت زيادہ پائي جاتي هے - عورتيں علی العموم حب ذات کي بيماري ميں مبتلا هيں - هر عورت اپني طبيعت پر تهوڑا سا غور کرکے يہ حقيقت معلوم کرلے سکتي هے - برخلاف اِسکے مردوں ميں ايثار کا مادہ بہت هوتا هے - عورتيں خود غور کريں کہ اُنکے آرام و آسائش کے ليے مرد کتني تکليفيں اٹهاتے هيں ؟ همارے ليے دروازے کهولتے هيں - هماري گري هوئي چيزيں اٹها ديتے هيں - ريل اور ٹريم وغيرہ سواريوں ميں همارے ليے اپني جگہ خالي کر ديتے هيں - همارے سر پر چهتري لگا کے چلتے هيں - غرضکہ اٹهنے بيٹهنے ' کهانے ' پينے ' هر چيز ميں همارے ليے ايثار کرتے هيں - خود تکليف اٹهاتے هيں اور هميں آرام ديتے هيں !

حقيقت يہ هے کہ عورت ' مرد کي اِس خصلت سے بہت خوش هوتي هے - اِسے اُسکي مردانگي کي علامت سمجهتي هے - اسي طرح مرد بهي عورت کي حب ذات پسند کرتا هے - بلکہ اگر هم عورتوں ميں حب ذات نہ هوتي ' تو مرد هم سے سخت نفرت کرنے لگتے - يہي حب ذات ' بناوٹي کمزوري ' مصنوعي نزاکت ! وہ ادائيں هيں جو هميں مرد کي نظر ميں معزز و محبوب بنائے هوئے هيں -

* * *

لینے کے بعد حج کے لیے مکہ معظمہ روانہ ھوا - وھاں بہت سے ترک سرداروں سے ملاقات ھوئي - یہ لوگ بایزید کے خلاف تھے - اُنھوں نے شاھزادے کو از سر نو قسمت آزمائي کا مشورہ دیا اور اپني عقیدت و خدمت پیش کي - اِنھي میں قاسم بک حاکم گلیشیا بھي تھا -

(٦)

چم نے پھر کمر ھمت چست کي - حلب پہنچا - وھاں بایزید کے کئي باغي سپہ سالار اُس کے انتظار میں تھے - اُنھیں ساتھہ لے کر گلیشیا گیا اور وعدہ کیا کہ سلطان بننے کے بعد گلیشیا کو خود مختاري بخش دے گا -

چم نے ایک بڑي فوج جمع کرلي اور قونیہ کے طرف بڑھا - بایزید نے سنا تو ایک لشکر گراں کے ساتھہ روانہ ھوا - اُس کي فوج کا سپہ سالار اپنے زمانے کا سب سے بڑا جنگي آدمي تھا - کدیک احمد پاشا فاتح اٹرنٹو مشرق و مغرب ' دونوں دنیاؤں میں مشہور تھا - اُس نے آتے ھي چم کي فوج تہہ بالا کر ڈالي -

چم ' پھر بھاگا اور گلیشیا کے پہاڑوں میں پناہ گزیں ھوگیا - بایزید نے ایک وفد بھیج کر خواھش کي کہ جنگ سے باز آجائے اور پر امن زندگي اختیار کرے - اُس نے منظور کرلیا مگر اِس شرط پر کہ اُسے چند صوبوں کي حکومت بخش دي جائے - بایزید نے انکار کیا " ایک سلطنت میں دو ساجھي جمع نہیں ھو سکتے " اُس کا صاف جواب تھا -

بایزید نے صرف انکار ھي نہیں کیا بلکہ حریف کا پہاڑوں میں تعاقب بھي شروع کردیا - چم کے لیے اب وسیع دنیا تنگ ھوگئي - اُس نے ارادہ کیا کہ مصر یا ایران میں جاکر پناہ ڈھونڈھے ' مگر قاسم بک نے مشورہ دیا کہ یورپ جائے اور وھاں کے پادشاھوں کي مدد سے اپنا ملک فتح کرے -

(۷)

شاھزادے نے بڑے پس و پیش کے بعد یہ تجویز قبول کرلي - قسطنطنیہ کي فتح کا واقعہ ابھي تازہ ھي تھا - یورپ کے تمام بادشاہ ترکوں کے خون کے پیاسے ھو رھے تھے - قوي امید تھي کہ وہ سلطنت عثمانیہ کي تباھي کے خیال سے اِس باھمي خانہ جنگي میں شرکت منظور کر لینگے ' اور اِس طرح مداخلت و استیلاء کا ' موقعہ بہم پہنچائینگے -

چم نے جزیرۂ روڈس میں اپنا ایک وفد بھیجا - اُس وقت یہ جزیرہ مشہور صلیبي مجاھدین " سینٹ جان کے سواروں " کے قبضہ میں تھا - جزیرے کے حاکم اعلی نے اپنے ارکان حکومت کے مشورے سے شاھزادے کي حمایت قبول کرلي - آنے کي دعوت دي اور اپنا جنگي بیڑہ اُس کے لیے بھیج دیا -

۲۳ - جولائي سنہ ۸۲ ۱۴ - کو چم کا روڈس میں شاھانہ استقبال کیا گیا - اور نہایت عزت و احترام سے اُسکي ضیافتیں شروع ھوئیں - بایزید کو معلوم ھوا تو اُس نے جزیرہ کي حکومت کو دائمي صلح کے معاھدہ کا پیغام بھیجا - ساتھہ ھي بہت سے امتیازات بھي پیش کیے - اِن مراعات کے صلے میں چم کي حوالگي کي درخواست کي - جزیرہ کي حکومت بہت خوش ھوئي - اُس نے شاھانہ مراعات قبول کرلیں - مگر چم کے حوالہ کرنے سے اِس بنا پر انکار کیا کہ وہ مہمان ھے - البتہ وعدہ کیا کہ اُسے جزیرے سے نکال دیا جائیگا -

جزیرے کي حکومت نے ایک طرف بایزید سے معاملہ طے کرلیا - دوسري طرف چم سے وعدہ لے لیا کہ سلطنت پر قابض ھونے کے بعد اُسے عظیم الشان مراعات دے گا - باضابطہ عہدنامہ لکھوا لینے کے بعد شاھزادے سے کہا کہ یہاں اُس کي زندگي خطرے میں ھے - بایزید نے اسے زھر دینے کے لیے اپنے جاسوس بھیج دیے ھیں - لہذا مصلحت یہي ھے کہ فرانس چلا جائے -

(۸)

بد نصیب شاھزادہ راضي ھوگیا - اور اگست سنہ ۱۴۸۲ ع میں جزیرے سے روانہ ھوا - اُسے یقین تھا کہ فرانس جا رھا ھے - وھاں آزاد شاھانہ زندگي بسر کریگا - مگر جہاز میں بیٹھتے ھي اُس نے محسوس کیا کہ حکام جزیرہ کي حراست و قید میں ھے اور وہ اُسے آزاد کرنا نہیں چاھتے - مگر اب مجبور تھا - صبر کے سوا کوئي چارہ نہ تھا -

شاھزادہ ' شہر نیس میں پہنچایا گیا - یہ مقام اُسے بہت پسند آیا - اُس کي تعریف میں ایک قصیدہ لکھا - یہیں اقامت اختیار کرني چاھتا تھا مگر تخت شاھي کے لیے بے چین تھا - چنانچہ یہاں سے شاہ فرانس کے پاس قاصد بھیجا اور امداد کي درخواست کي - لیکن حکومت روڈس کے آدمیوں نے قاصد کو راستہ میں روک لیا اور شاھزادے کو فروري سنہ ۱۴۸۳ ع میں نیس سے دوسري جگہ لے گئے - اب اُسے کہیں جمنے نہیں دیتے تھے - شہروں شہروں لئے پھرتے تھے اور سختي سے نگراني کرتے تھے -

چم کو یقین ھوگیا کہ اُسے دھوکا دیا گیا ھے - یہ لوگ اُس کے ذریعہ بایزید سے فائدہ اٹھا رھے ھیں - چنانچہ اُس نے پھر دو قاصد روانہ کیے - ایک فرانس کو ' دوسرا ھنگري کو - مگر اُس کے میزبان روڈس کے حاکموں کو خبر مل گئي اور اُسے قلعہ ساسناگ میں تن تنہا قید کردیا -

(۹)

اب چم کي زندگي میں پھر ایک نیا انقلاب ھوتا ھے - قلعہ ساسناک کا مالک ایک ڈیوک تھا - اُس کي لڑکي ولینیا ھیلانا حسن و جمال میں یکتا تھي - شاھزادے نے اُسے دیکھا تو عاشق ھوگیا - دوشیزہ کو بھي اُس سے محبت ھوگئي - محبت نے مرد میدان چم کي طبیعت بالکل بدل ڈالي - جنگ و جدل سے نفرت ھوگئي - حکومت کا شوق زائل ھوگیا - خاموش زندگي کي طلب پیدا ھوي - اُس نے بایزید کو پے در پے خطوط بھیجے اور رحم و کرم کي درخواست کي - مگر سنگ دل بھائي کو رحم نہ آیا - دشمن کو جھکتے دیکھہ کر اُس کي ھمت اور بھي بڑھگئي - اُس نے شاہ فرانس سے مطالبہ کیا کہ چم کو فوراً اپني حدود سے خارج کردے -

جزیرۂ روڈس کے حکام نے دیکھا کہ شکار ھاتھہ سے جاتا ھے - فوراً ایک نئے سودے پر آمادہ ھوگئے - پوپ اینو سین ھشتم سے ایک بہت بڑي قیمت لے کر ' ۱۳ - مارچ سنہ ۱۴۸۹ - کو شہزادہ اُس کے حوالہ کر دیا -

(۱۰)

چم ' روم کو روانہ کیا گیا - پوپ سے ملاقات ھوئي - چم نے اپني مصیبتیں نہایت مؤثر پیرایہ میں بیان کیں اور درخواست کي کہ اُسے مصر جانے دیا جائے جہاں اُسکي ماں اور بیوي مدتوں سے جدائي

کر دیا هے - اس تصویر میں علامۀ موصوف جس لباس میں دکھائے گئے هیں ' ساتویں اور آتهویں صدي هجري میں مسلمانان مغرب (مراکش و تیونس) کا عام لباس تها - اور مصر و شام میں بهي اسي وضع کا عمامه استعمال کیا جاتا تها - علامۀ موصوف کا آخري عهد مصر میں بسر هوا هے - بهت ممکن هے ' یه تصویر اصلي اور مستند هو -

---

(علم الا جتماع)

پہلے یه علم ' علماء و مفکرین کے ایک نهایت تنگ دائرے میں محصور تها ' مگر اب وه ایک ضروري موضوع بن گیا هے اور سب کے لیے اُس کي تحصیل لازمي هوگئي هے -

(فرد اور جماعت)

فرد اور جماعت میں ایسا مضبوط رشته هے که عملاً لازم و ملزوم بن گئے هیں - ناممکن هے که ان میں سے ایک مفقود هو اور دوسرا موجود هو سکے - روز بروز ثابت هوتا جاتا هے که عام اجتماع اور علم افراد ' دونوں باهم دگر وابسته هیں - اِن میں تفریق ناممکن هے ' اور یه ' که تمام فلسفي اور اخلاقي مسائل ؛ اجتماعي مسائل میں داخل هیں -

فرد اپني صفتیں اور خصلتیں ' اپني قوم و جنس سے ورثه میں پاتا هے - یهي معني هیں " جماعت " کے - علم جماعت (یا اجتماع) مادي اور معنوي حیات کے علم سنن و نوامیس سے بحث کرتا هے - نیز اُس کا تعلق علم الحیاة سے بهي گهرا هے - کیونکه کها جا سکتا هے که جمله کائنات اپنے آغاز کے وقت ایک هي عظیم جماعت تهیں - یه اس لیے که وه شروع میں غیر مرئي جوهر فرد (ایٹم) کے بے حساب ذروں کا مجموعه تهیں - بنا بریں علم اجتماع ' جمله علوم کا مجموعه اور خلاصه هے -

(قوم کا نظام اُسکي استعداد و ضرورت کے مطابق هوتا هے)

اِس علم کے اساتذہ کي رائے هے که هر قوم کا سیاسي و اجتماعي نظام دوسري قوموں سے نمایاں طور پر مختلف هوتا هے - هر قوم کا نظام ' اُس کي ذهني و تمدني حالت کا ترجمان هوتا هے - اِس نظام کي اهمیت اور خوبي همیشه اعتباري هوتي هے - جماعتوں کے نشو و ارتقاء میں سیاسی نظامات ' سبب و عامل هونے سے کهیں زیاده خود مقصد و عمل هوتے هیں -

قوم کي مخصوص سیاسي تنظیم ' صرف اُس کي موجوده زندگي هي کي میزان نهیں هوتي ' بلکه اُن تمام انتظامي دوروں کا بهي پته دیتي هے جو اُس پر گزشته زمانوں میں گزر چکے هیں - کسي انسان کو بهي یه قدرت حاصل نهیں که ملک میں کوئي ایسا نظام جاري کردے جو نظري طور پر سب سے بهتر اور ترقي یافته معلوم هو - تاریخ بتاتي هے که غیر فاني قوانین قائم کرنے والے مقننوں نے صرف اس لیے کامیابي حاصل کي تهي که اُنهوں نے پہلے قوم کي ضروریات معلوم کرلي تهیں ' پهر اِن ضروریات کے مطابق قانون بنائے تهے - سولن نے کیا هي خوب کها هے " میں نے ایتهنز کے باشندوں کے لیے ایسا قانون طیار نهیں کیا هے جو عقلاً سب سے افضل هے - بلکه ایسا قانون بنایا هے جو اُن کي استعداد اور ضرورت کے موافق هے "

تمدن کي تاریخ یه حقیقت پوري طرح ثابت کر رهي هے که هر قوم کا نظام ' اُس کي ضرورت کا مظهر هوتا هے - هم دیکهتے هیں که اُن قوموں کے نظام تقریباً یکساں هوتے هیں جو ترقي کي مساوي سطح پر پہنچ گئي هیں - پوري تاریخ میں کوئي ایک مثال بهي ایسي موجود نهیں که کسي قوم کا نظام ' قوت اور تشدد کے ذریعه بدلا جاسکا هو - بلا شبه یه صورت کبهي فتوحات اور انقلابات کے بعد پیدا هو جاتي هے - مگر تبدیلي محض ظاهري اور لفظي هوتي هے - حقیقت و واقعه پر اُس کا کوئي اثر نهیں پڑتا - اِس کی بهت سي مثالیں موجود هیں - جزیرۀ کارسیکا مدت سے فرانس جیسي متمدن حکومت کے ماتحت هے ' مگر آج تک اِس جزیره کي وحشت دور نه کي جا سکي - یهي حال آئر لینڈ کا هے - صدیوں تک ساتهه رهنے پر بهي وه انگلستان سے منزلوں دور هے - حقیقت یهي هے که قوموں کي طبیعت و فطرت کو اُن کے نظاموں پر پورا اقتدار حاصل هوتا هے - نظام کي تبدیلي اُسي وقت ممکن هے جب قوم کے دماغ میں بهي تبدیلي پیدا هو جائے -

(اچانک ترقي ناممکن هے)

مقننوں کي قدرت سے باهر هے که اپنے دل سے کوئی ضابطۀ قانون ایجاد کرکے قوم کو اُس پر چلادیں - بڑي بڑي بغاوتوں اور عظیم فاتحوں نے اگر اِس طرح کي جرأت کبهي کي ' تو یه زبردستي زیاده مدت تک قائم نه رہ سکي اور قدیم حالت پهر لوٹ آئي - اِس کي مثال یه هے که اگر حیوان کو کسي ایسي بات پر مجبور کیا جائے جو اُس کے مزاج کے خلاف هے ' تو وه اُسي وقت تک اُسے کرتا رهیگا ' جب تک دباؤ موجود هے - لیکن دباؤ هٹتے هي فوراً اُسے چهوڑ دے گا - اِس سے ثابت هوتا هے که قوموں کے نظام ' اُنکي ضرورت کے ترجمان اور اُن کے شعور کا مظهر هوتے هیں - اور یه که اُن کي تبدیلي ' قوم کي ذهنیت کي تبدیلي کے بعد هي ممکن هے - قوموں کي ذهنیت ' فوراً تبدیل نهیں هو سکتي - به تدریج اور آهستگي سے بدلتي هے -

سیاسي و اجتماعی نظام کے نشوء و تکوین کا باعث وهي هوتا هے جو خود کائنات کي تکوین کا باعث هے - یهي وجه هے که اچانک تبدیلي محال هے - یه ایک اٹل اجتماعي قانون هے که نمایاں تبدیلي ' اُن بهت سي مخفي تبدیلیوں کا نتیجه هوتي هے جو صدیوں تک جاري رهتي هیں - هم تبدیلي کا احساس اُس وقت کرتے هیں جب وضعي قوانین آکر همیں بتانے لگتے هیں - هم خیال کرتے هیں تبدیلي اِنهي قوانین کا نتیجه هے - حالانکه یه تبدیلي ایک طویل و مسلسل حرکت و عمل کا نتیجه هوتي هے -

حقیقي مقننوں کا فرض صرف یه هے که قوم کي راسخ عادتوں اور خصلتوں کي تائید کریں ' مگر صرف اُنهي کي جو مفید هوں - مضر کي مضرت کم کرنے اور بتدریج دفع کرنے کي کوشش کرتے رهیں -

بسا اوقات قوم کے سمجهنے کے لیے اُسکي تاریخ سے کهیں زیاده اُسؔ کے ضابطۀ قانون کا مطالعه ضروري هوتا هے - کیونکه ضابطۀ قانون همیں بالکل صحیح طور پر بتا دیتا هے که قوم کي اجتماعي حالت اور ضروریات مختلف زمانوں میں کیا کیا تهیں ' اور اُن میں بتدریج کیا کیا تبدیلیاں هوئي هیں ؟

افراد ' اقوام ' نظامات ' عقائد ؛ کا ارتقاء همیشه تدریجي هي هوتا هے - جب تاریخ همیں کسي قوم کي بابت بتلائے که وه ترقي یافته تمدن کي مالک تهي ' تو همیں فوراً سمجهه لینا چاهیے که اُس کا یه تمدن ' ایک طویل ماضي کا نتیجه هے - اگرچه یه ماضي همارے لیے کتنا هي مجهول کیوں نه هو - کیونکه یه بالکل ظاهر هے که زبان اور ادب (لٹریچر) کا وجود اچانک نهیں هوجاسکتا - خود اُن کا وجود هي اِس بات کي قطعي دلیل هے که وه ایک قدیم ماضي رکهتے هیں - موجوده مغربي تهذیب کي مثال اِس حقیقت کے فهم کے لیے بالکل کافي هے - یورپ اپني موجوده تمدني سطح تک بے شمار انقلابات سے گزرکر هي

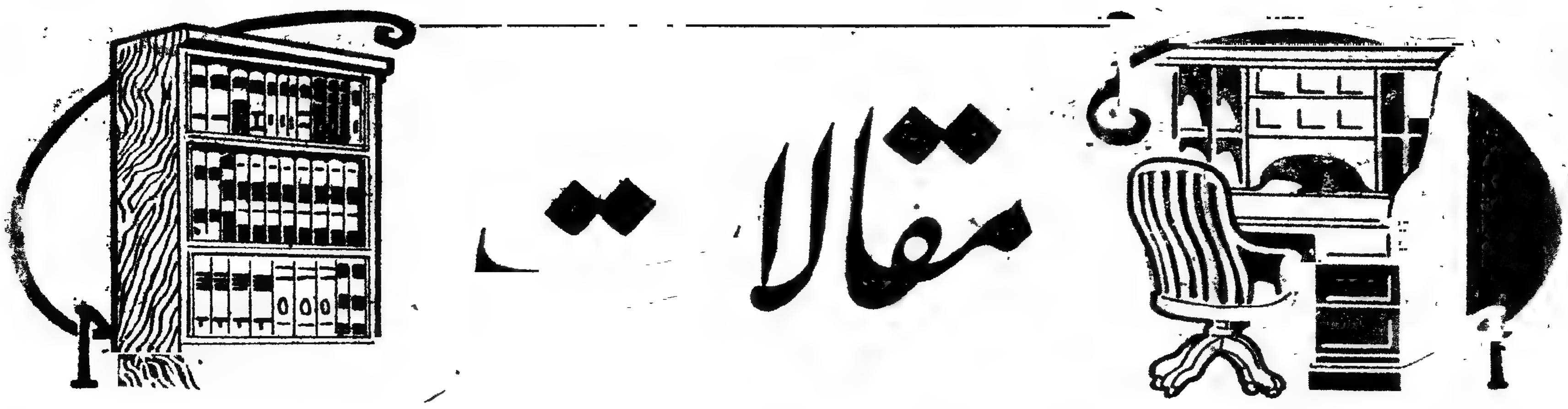

مقالات

علم الاجتمـاع

(۱)

" علم الاجتماع " سے مقصود وہ علم ہے جس کا موضوع بحث انسان کي اجتماعي زندگي ہے - انسان کي اجتماعي زندگي کي پیدایش ' اُس کي نشو و نما ' اُس کے طبعي احوال و تاثرات ' اُس کي مزاجي کیفییات ' اور اُس کے نتائج و ثمرات کا بطریق استقراء اس طرح استقصا کرنا ؛ کہ اس بارے میں اصول و کلیات مرتب ہو جائین ؛ علم الا جتماع کا دائرۂ نظر و بحث ہے - تاریخ علوم میں سب سے پہلے جس شخص نے اس علم کے مباحث بطور ایک مدون علم کے ترتیب دیے ' وہ علامۂ ابن خلدون ہیں - اُن کا مقدمۂ تاریخ اس علم کي عدیم النظیر کتاب ہے -

علامۂ ابن خلدون کے بعد صدیوں تک اِس علم میں کوئی اضافہ نہیں ہوا - گذشتہ صدي میں جب موسیو کا ترمیر نے مقدمہ کا فرانسیسي ترجمہ شائع کیا تو علماء مغرب کو اِس طرف توجہ ہوئي - رفتہ رفتہ یہ مبحث وقت کا سب سے زیادہ اہم اور دقیق موضوع نظر بن گیا - بلاشبہ فرانسیسي ترجمۂ ابن خلدون سے پہلے علماء مغرب فلسفۂ تاریخ کي طرف متوجہ ہو چکے تھے ' اور تاریخ کي نئي فلسفیانہ ترتیب کي بنیادیں پڑ چکي تھیں - نیز اصول قوانین و نظامات حکومت پر بھي مونٹوسکیو اور بنتیھم جیسے مفکرین کي کتابیں شائع ہو چکي تھیں - لیکن اِن مباحث کو " علم الاجتماع " کا کامل مواد نہیں کہا جا سکتا - یہ واقعہ ہے کہ ترجمۂ ابن خلدون کي اشاعت سے پہلے یہ علم بہ حیثیت ایک مستقل علم کے ' یورپ میں زیر بحث نہ تھا - جس قدر کتابیں بھي اس علم پر لکھي گئي ہیں ' سب کي سب گذشتہ صدي کے اواخر میں مرتب ہوئي ہیں ' اور یقیناً اُن کا اولین سر چشمہ مقدمۂ ابن خلدون ہي ہے - موجودہ زمانہ میں ڈاکٹر لیباں کي مصنفات سب سے زیادہ وقیع سمجھي گئي ہیں - اُس نے نہ صرف اس موضوع پر ہي کتابیں لکھیں ' بلکہ وہ کام بھي انجام دیا جسکا ارادہ ابن خلدون نے کیا تھا مگر پورا نہ کرسکا - یعني متعدد اقوام کي تاریخیں بھي اسي علم کے اصول و کلیات کے ماتحت ترتیب دیدیں -

ذیل میں ہم ایک مختصر مگر وقیع رسالہ کا ترجمہ درج کرتے ہیں جو ترکي میں ڈاکٹر احمد شعیب بک نے سنہ ۱۹۱۰ ع میں انقلاب عثماني کے بعد لکھا تھا ' اور بلاد اسلامیہ کے اہل علم میں نہایت مقبول ہوا تھا - ڈاکٹر موصوف قسطنطنیہ کے مدرسہ حقوق (قانون) میں استاذ تھے ' اور اُن گنتي کے اصحاب علم و نظر میں سے تھے ' جنھیں ترکي کے نئے عہد تعلیم و ترقي کا ماحصل سمجھنا چاہئے - سنہ ۱۹۰۸ ع میں جب دستوري انقلاب ہوا ' تو انھوں نے مرحوم جاوید بے اور احمد رضا بے کے ساتھہ شریک ہوکر ایک نہایت وقیع ماہوار رسالہ " مجلۂ علوم اقتصادیہ و اجتماعیہ " جاري کیا تھا - ترکي کے تمام مشاہیر اہل قلم کي رائے ہے کہ اس سے بہتر علمي رسالہ ترکي زبان میں شائع نہیں ہوا - یہ رسالہ اسي مجلہ میں بہ دفعات شائع ہوا تھا - پھر مطابع ثروت فنون نے کتاب کي شکل میں مرتب کرکے چھاپ دیا -

اِس موضوع میں یہ مقالہ مختصر ہے ' مگر رسوخ نظر و فکر کے ساتھہ لکھا گیا ہے - ہم اِس کا ترجمہ شائع کر دیتے ہیں تاکہ اُردو میں ایک ترک مفکر کي بہترین کتاب منتقل ہوجاے - البتہ یہ ظاہر کر دینا ضروري ہے کہ مصنف نے مقالہ کي تمہید میں فطرۃ انساني کے خیر و شر پر جو اظہار راے کیا ہے ' اور اِسے روسو کا مذہب قرار دیکر اسکي یک قلم تغلیط کر دي ہے ' ہم اسے مصنف کي لغزش نظر سمجھتے ہیں اور اس سے متفق نہیں ہیں - مقالہ کا ترجمہ مکمل ہوجاے تو بطور استدراک و تعلیق اس مسئلہ پر مختصراً اپني راے ظاہر کر دینگے - اس مقام کے علاوہ بعض دیگر مقامات بھي مزید نظر وکاوش کے مستحق ہیں ' اور انکي طرف بھي خاتمہ میں اشارہ کر دیا جایگا -

اِس مقالہ کے ساتھہ ہم علامۂ ابن خلدون کي تصویر بھي شائع کر دیتے ہیں - یہ ایک قدیم قلمي مرقع کا عکس ہے جو دمشق کے ایک قدیم کتب خانہ میں محفوظ تھا اور اب وہاں کے مجمع علمي (عربي اِکاڈیمي) نے اپنے عجائب خانہ کے آثار عتیقہ میں داخل

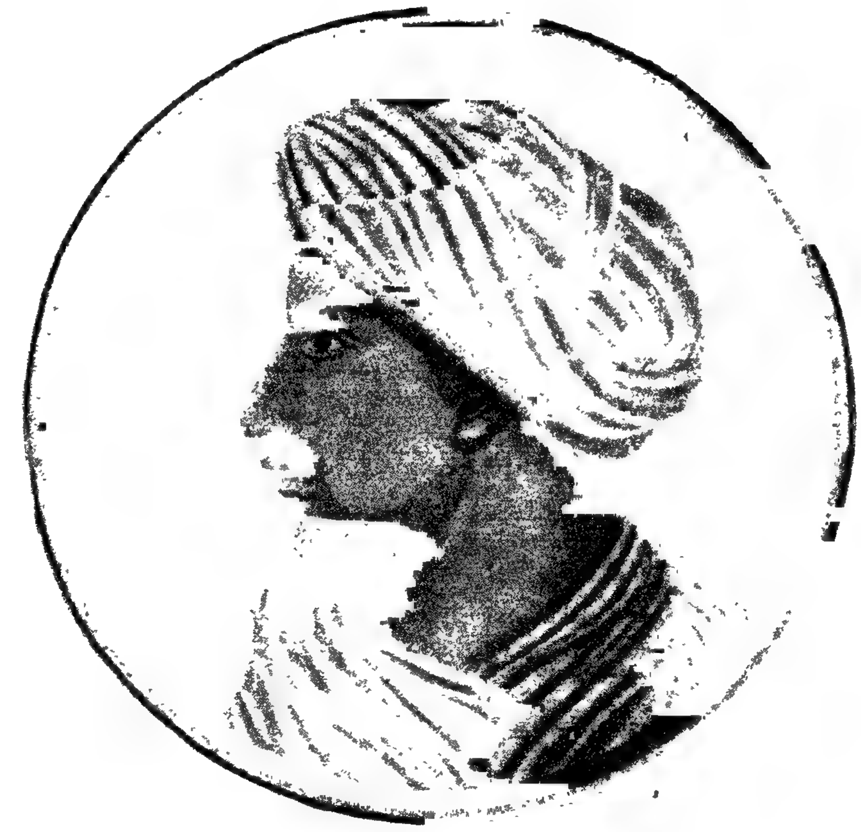

عبد الرحمن بن محمد ابن خلدون - المتوفي ۸۰۸ ھ
جس نے سب سے پہلے عام الاجتماع مدون کیا

عالم مطبوعات و صحائف

Sketches of the Sects of Palestine & Syria.

By Harry Charles Luke.

(شام و فلسطین کے فرقے ، مصنفه هرے چارلس لیوک)

اخبار ٹائمس لندن نے اپنے هفته وار ادبي ضمیمه میں مندرجه بالا کتاب پر ان الفاظ مین تنقید کي هے :

" اگرچه فلسطین کي آبادي ساتهه لاکهه سے زیاده هے ، اور ۴۰ - مختلف زبانیں بولنے والے ، ۶۵ - فرقوں کے اشخاص موجود هیں ، پهر بهي مسٹر لیوک مصنف کتاب کو ایک اسماعیلي بهي وهاں نظر نہیں آیا ، اور اسکے لیے اُنهیں شام جانا پڑا - یه وهي فرقه هے جو جنگ صلیبي کے زمانه میں بهت مشهور هوگیا تها - مصنف نے اس کے بعض اسلاف کے حالات نهایت دلچسپ طریقه سے بیان کئے هیں - شاید اس حقیقت سے بهت کم لوگ واقف هونگے که یه وفادار قاتل اپنے آقا کے حکم کي کس طرح اطاعت کرتے تهے ، اور کس طرح اوسکے کهنے پر هر قسم کے کام انجام دینے کیلیے آماده هو جاتے تهے - حتیٰ که دوسروں کا قتل یا خود کشي بهي ان کے لیے کوئي اهمیت نہیں رکهتي تهي -

اِس اسماعیلي فرقه نے اگرچه اپني تمام رسمیں ترک کردي هیں - پهر بهي ایک حسین نوجوان خاتون کو سیاه لباس میں ملبوس کرنے اور سر پر پهولوں کے تاج رکهنے کي رسم اب تک رائج هے - مسٹر لیوک نے اپني کتاب میں اِس فرقه کے نهایت دلچسپ حالات لکهے هیں - باخبر مصنف همکو ایک اور فرقه کا بهي پته دیتا هے جو سمرتین کهلاتے هیں - اُن کا خانداني مذهبي پیشوا نابلس میں رهتا هے اور سالانه کوه گرزم پر اپني قدیم ترین قرباني ادا کرتا هے جو کتاب الخروج میں درج هے - اِس کتاب میں اُن معصوم حبشیوں کا بهي تذکره هے ، جنکا کام قیمتي چهتریاں لیجانا اور دوسروں کي چهتوں پر ناچنا یا عبادت کرنا هے - اِسکے علاوه یهاں کے مختلف فرقوں میں حق وراثت کے متعلق جو اختلافات هیں ، اور جنکي وجه سے اکثر خانه جنگیاں رو نما هوتي رهتي هیں ، نهایت وضاحت سے بیان کیے گئے هیں "

" اگرچه فرقوں کے اعتبار سے مسیحي فرقوں کي تعداد اِسلامي فرقوں سے جن میں مسلم ملحد بهي شریک هیں ، کهیں زیاده هے ، لیکن آبادي کے لحاظ سے مسلمان ایک کے مقابله میں تین هیں - اسي طرح تعداد میں وه یهودیوں سے بهي زیاده هیں - مصنف نے اِن قوموں کے حالات کے ساتهه ترکوں کے اوس برتاؤ کي بهي مثالیں دي هیں ، جو وه اپنے عیسائي اور یهودي رعایا کے ساتهه کرتے تهے - چنانچه اُس نے اُن احکام کي نقلیں درج کي هیں جنکے ذریعه ارمنیوں ، پادریوں ، اور یهودي ربیوں کو اپنے مردے دفن کرنے کي اجازت ملتي تهي - حکمناموں کي نقلوں کے بعد مصنف نے موجوده طریقۂ حکومت کا ترکوں کے طرز حکومت سے موازنه کرکے اول الذکر کو ترجیح دي هے -

هم اس پر اتنا اضافه کرنا چاهتے هیں که مصنف کتاب اور ٹائمس کے نقد نگار نے شام کے جس فرقه کو " اسماعیلي " کے لقب سے پکارا هے ، وه اگرچه اسماعیلیه هي کي ایک شاخ هے ، لیکن ایک مدت سے " دروز " کے نام سے موسوم کي جاتي هے اور اس کے عقائد اصل اسماعیلي فرقه سے بهت کچهه مختلف هیں -

بیگم فهمي کا عجیب مطالبه

(قاتله کا مقتول شوهر کي جائداد پر دعویٰ !)

قاریین الهلال کو یاد هوگا که اب سے تقریباً دو سال پہلے لندن کے ایک هوٹل میں بیگم فهمي نے (جو ایک فرانسیسي عورت هے) اپنے شوهر فهمي بے مصري کو گولي کا نشانه بنایا تها - لندن میں اِس پر مقدمه چلایا گیا ، لیکن وه چهوٹ گئي ، اور اب وهي قاتله اپنے مقتول شوهر کي جائداد پر حق زوجیت کا دعویٰ کرنے والي هے !

اور اُس کي هلاکت پر تلي هوئي تهي - یهي سبب هے که همارے اجداد کو پهلي فکر یهي هوئي که حیوان و انسان کي دست درازیوں سے مدافعت کیونکر کریں - چنانچه وه اِس کا سامان مهیا کرنے میں مشغول هوگئے -

هر اشتراک عمل کا نظام اُن ضرورتوں کے مطابق هوتا هے جو اُسکے وجود کا باعث هوتي هیں - انساني اجتماع کي ابتدائي ضرورت دو قسم کي تهی :

(۱) داخلي خطروں کا سد باب -

(۲) خارجي حملوں سے مدافعت -

اِسي ضرورت نے انساني جماعت کو حکومت کي تکوین پر مجبور کیا - شروع شروع میں مقصود یه تها که حکومت ، جماعت کے افراد کي قوت اِس طور پر منظم کرے اور اُسے اِس طرح استعمال میں لائے ، که جماعت ، داخلي و خارجي خطروں سے محفوظ ره سکے - لیکن اس کے معني یه نهیں هیں ، جیسا که روسو کهتا هے ، که جماعت کے افراد کسي مقام پر جمع هوے اور بحث و مباحثه کے بعد باهم عهد و پیمان کر لیا ، بلکه صورت یه هوئي هوگي که جماعت کے سب سے زیاده عقلمند اور طاقتور فرد نے اِس ضرورت کا احساس کیا هوگا اور اپني زبردست قوت سے تمام افراد کو مغلوب کرکے حاکم بن بیٹها هوگا - پهر وقتي ضروریات نے حکومت کا نظام قائم کرنے اور وقتي قوانین بنانے میں اُس کي رهنمائي کي هوگي -

انانیت اور حب ذات انسان کي فطرت میں داخل هے - دو آدمیوں کي مصلحتوں میں ادنیٰ تصادم بهي عداوت و فساد کا موجب بن جاتا هے - مدتوں انسان نے اِنهي حالات میں انفرادي زندگي بسر کي - لیکن بالاخر طویل تجربوں نے اُسے بتا دیا که قتل ، خونریزي ، نهب و سلب ، جماعت اور افراد ؛ دونوں کے لئے مضر هیں - انسان مجبور هوا که اپنے سابق طرز زندگي میں تبدیلي پیدا کرے اور ایک نئي مگر زیاده پر امن اور آرامده زندگي اختیار کرے -

یهي تجربه یا ضرورت ، حکومت اور تمام قوانین اجتماع کي اصلي اور ابتدائي بنیاد هے -

پهنچا هے - يه سراسر جنون هے که کوئي قوم ترقي کے بلند درجه تک اچانک پهنچ جانے کا خيال کرے -

(سلطنت کي تکوين اور روسو کا نظريه)

جوزيف دوستر اور بونلڈ نے سلطنت (اسٹيٹ) کي تکوين کا جو نظريه قائم کيا تها ' وه اب اِس حد تک شکست هوچکا هے که اس کے بطلان کے ليے کسي بحث کي ضرورت باقي نهيں رهي - اِسي طرح " اصحاب جمهورية " (جن کا سر گروه روسو هے) کے نظريے بهي غلط ثابت هوچکے هيں -

مذهب جمهورية ' سولهويں صدي کے اواخر ميں اپنے پورے عروج کو پهنچ گيا تها - هنري سوم کے قتل کے بعد پروٹسٹنٹ فرقه نے اِس مذهب سے هٹنا شروع کيا - سترهويں صدي ميں هوبس اور گوربيو نے ظاهر هوکر اِس مذهب کي از سر نو حمايت شروع کي - ليکن وه اِس نتيجه کي کوئي توجيه نه کرسکے که اِس مذهب کے تسليم کرلينے کے بعد يا تو فرد کا استبداد لازم آجاتا هے ' يا جماعت کا -

آخر ميں روسو نے آکر يه تمام نظريے اپني کتاب " عقد اجتماعي " ميں جمع کرديے - روسو کي رائے هے که انساني افراد اپني طبيعي خود مختاري سے اس بنا پر دست بردار هوے هيں که اُنهيں اِس کے معارضه ميں امن و اطمينان ملے - چنانچه اُنهوں نے باهم معاهده کراليا که انفرادي زندگي کے بجاے جماعتي زندگي بسر کرينگے - اِس معاهدے نے اُن ميں اجتماعي اخلاق کي ايک خاص طبيعت پيدا کردي -

روسو کا خيال هے که فرد فطرتاً نيک هوتا هے - رذالت و شر' جماعت سے پيدا هوا هے - افراد فطري طور پر عدل و انصاف کے دلداده ' خير اور نيکي کے پرستار' اور نظام کي اطاعت کي طرف راغب هوتے هيں - وه هميشه نيک اور خوش نصيب هوتے ' اگر جماعت کي برائياں اُنهيں لگ نه جاتيں -

حريت ' مساوات ' اور قوم کا اقتدار ؛ يه " عقد اجتماعي " کي بنيادي دفعات هيں - روسو نے اِن کا ذکر اپنے بيان " حقوق انساني " ميں بهي کيا هے -

روسو کے زمانه ميں يه نظريه بهت مقبول تها که انسان فطرتاً نيک اور عاقل هے - اُس کا هر عمل حتیٰ که هر حرکت کسي نه کسي معقول سبب پر مبني هوتي هے - اُس وقت کے اکثر ادباء و فلاسفه يهي خيال رکهتے تهے - حتیٰ که ارکان سلطنت کا بهي اِسي پر ايمان تها - چنانچه تورگو نے تربيت پر ايک رساله لکهکر بادشاه کو ديا اور دعوي کيا که " اِس پر عمل کرکے فرانس کي حالت ايسي هوجائيگي که ابهي يقين نهيں کي جا سکتي " نير کها کرتا تها " انساني اخلاق کي فضيلت پر ايمان رکهنا فرض هے "

جرمني ميں بهي کانت اور ويختي نے اِس مذهب کا علم بلند کيا تها - ليکن اُن کے رد کے ليے بڑے بڑے فلاسفه اٹهه کهڑے هوئے - هيگل ' اسٹراس ' اسٹوارٹ مل ' اسپنسر ' آوگسٹ کونٹ ' تين ' رينان وغيرهم نے اپني اپني جگه اُس کي دهجياں اڑاديں -

خود اشتراکيوں نے بهي يه مذهب قبول نهيں کيا اور اِسے منطقي مغالطه قرار ديا - زومر مائن کهتا هے " عقد اجتماعي کا نظريه ' محض ايک وهم هے "

اقتدار قومي کا نظريه بهي اب تک محض ايک دعوي هي دعوي هے - عمل ميں آج تک اُس کا کبهي ظهور نهيں هوا - تاريخ نے بهي اُس کي کوئي مثال پيش نهيں کي - بنابريں اُسے بهي ايک خيالي و وهمي نظريه هي کهه سکتے هيں -

(فطرة انساني)

پهر يه بهي واقعه هے که عقل و حکمت انسان کي فطري صفت نهيں هے ' بلکه سخت جد و جهد کے بعد کسب کي جاتي هے - يه صفت' اگر اسے صفت کهنا صحيح هو ' اب تک غير دائمي حالت توازن ميں هے - علم وظائف الاعضاء (فيزيولوجي) اور علم النفس (سائيکو لوجي) بتاتے هے که " انسان فطري طور پر اُتنا هي مريض هے ' جتنا مجنون هے - همارے اعضاء کي سلامتي اور عقل کي درستگي' سرا سر اتفاقات کا نتيجه هے - دماغ کا عمل بهي هميشه مضطرب هوتا هے - منطقي قياسات اور اعلیٰ خيالات ' صرف ايک محدود روشن خيال جماعت سے مخصوص هوتے هيں - انسان کے ارادے پر اصلي حکمراني ' اُس کے عقل و دماغ کو نهيں بلکه جسماني ترکيب ' مادي ضرورت ' حيواني طبيعت ' قوت خيال ' حرص و طمع ' اور شخصي اغراض وغيره خصلتوں کو حاصل هے "

همارا يه خيال که انسان فطرتاً نيکي ' خير' حلم ' اور اجتماعي مصلحت کو ؛ بدي' شر' غصه ' اور شخصي مصلحت پر ترجيح دينے کي طبيعت رکهتا هے' درحقيقت اپنے آپ کو سخت دهوکا دينا هے - کيونکه وحشت وظلم کي جو صفات هم نے اپنے اجداد سے ورثه ميں پائي هيں ' اب تک همارے ذهن و دماغ ميں پوري طرح راسخ هيں - انساني دماغ کي ساخت هي کچهه اِس وضع کي هے که انسان هميشه اپنے خيالات واوهام کا بنده رهے - شديد هيجان ' شک و شبه ' جذبات ' ساده لوحي ' خود غرضي ' يه انسان کي امتيازي خصوصيات و صفات هوگئي هيں -

يه حقائق پيش نظر رکهنے کے بعد ' هم بآساني فيصله کر سکتے هيں که انساني فطرة کے متعلق روسو کا نظريه سرا سر وهم و خيال هے - اور اُس کے هم مشربوں کو حقيقت سے کوئي تعلق نهيں -

(سلطنت کي تکوين ميں اقليم کا اثر)

سلطنت کي تکوين ميں اقليم کے اثرات کو بهت دخل هوتا هے - سياسي و اجتماعي نظامات ' اقليم کي تبديلي سے بدل جايا کرتے هيں - اِس کي مثال يه هے که جو قوميں ميدانوں اور سبزه زاروں ميں بود و باش رکهتي هيں ' اُن کي اقليم کا اقتضاء هي يه هوتا هے که بدوي زندگي بسر کريں - ان کي مرکزي حکومت ميں ابوي اقتدار کا رنگ غالب هوتا هے اور استبداد کمزور هوتا هے - يه قوميں هميشه فتوحات و حکمراني کي دلداده هوتي هيں - برخلاف اِن کے وه قوميں جو جنگلوں ميں شکار پر زندگي بسر کرتي هيں ' اپني مرکزي حکومت ميں استبداد غالب رکهتي هيں اور ابوي شفقت کمزور هوجاتي هے - اِن ميں جهالت نماياں هوتي هے - وسعت نظر مفقود هوتي هے ' اولوالعزمي اور بلند همتي ناپيد نظر آتي هے ' فتح و استيلاء کا جذبه مرده هوجاتا هے ' هميشه تنگ دائرے هي ميں زندگي بسر کرتي رهتي هيں -

(جماعتوں اور سلطنتوں کے وجود کا سبب)

قديم ترين حکومتوں کے ظهور کي تاريخ هميں بتاتي هے که انسانوں کا اجتماع اور باهمي اشتراک عمل ' صرف ضرورت هي کي وجه سے پيدا هوا تها - وه ابتدائي ضرورت' دشمنوں کے حملوں سے مدافعت تهي - اُن مجهول زمانوں ميں هر چيز انسان کے ليے خطرناک تهي'

سیر فی الارض

اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلہم

(۳۰ : ۸)

سیاحانِ عالم کے مشاہدات و تاثرات

ایک مصری سیاح نجد میں

(محمد شفیق، مصری اخبار نویس کی سیاحت نجد کی آخری قسط)

نجد کی غذا

نجد خصوصاً صحرا کی اصلی غذا چاول ہے۔ روٹی بہت کم کھاتے ہیں۔ لیکن چاول چمچے سے نہیں کھاتے۔ بلکہ اُس کا استعمال بھی ناجائز سمجھتے ہیں۔ اُن کے چمچے اُن کے ہاتھ اور انگلیاں ہیں۔ بے تکلف برتن میں ڈال دیتے ہیں اور لقمے نگلنا شروع کر دیتے ہیں۔ تمام کھانوں میں ہلدی ضرور ملاتے ہیں اور بہت زیادہ مقدار میں۔ ہلدی کا نام اُن کی اصطلاح میں "بزار" ہے۔

دودھ اُن کے یہاں بہت افراط سے ہے، مگر اُس کا پنیر بنانا نہیں جانتے لیکن نمک ڈالکر کھویا بناتے ہیں اور بڑی رغبت سے کھاتے ہیں کچی پیاز قطعاً نہیں کھاتے۔ اُس کا کھانا حرام سمجھتے ہیں۔ دلیل یہ بتاتے ہیں کہ اس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اُن کے تمام کھانے حد درجہ سادہ ہیں۔ اچھے کھانوں کی طرف رغبت نہیں رکھتے کیونکہ سلف صالح اچھی غذائیں پسند نہیں کرتے تھے۔

تندرستی

پورے نجد میں صرف ایک ڈاکٹر ہے اور وہ بھی صرف سلطان کا شاہی طبیب۔ یہ عجیب بات ہے کہ باوجود تنہا ہونے کے ڈاکٹر کے لئے مشغولیت بہت ہی کم ہے۔ وجہ یہ ہے کہ لوگ عام طور پر بیمار ہی نہیں ہوتے۔ سادہ معیشت نے بیماریوں کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ تعداد اموات بہت محدود ہے۔ ۴۰، ۵۰ برس کی عمر میں شاذ و نادر ہی کوئی مرتا ہے۔ نجدی عام طور پر میدان جنگ میں قتل ہو جاتے ہیں، بیمار ہو کر بستر پر مرنا نہیں جانتے۔

ریاض میں میری موجودگی کے دوران میں ایک بدو، شاہی طبیب کے پاس آیا اور اپنی بیوی کے لئے دوا مانگی۔ عورت، ریاض سے بہت دور، وسط صحرا میں بیمار پڑی تھی۔ طبیب نے مریض کے دیکھے بغیر دوا تجویز کرنے سے انکار کر دیا۔ بدو پہلے تو خفا ہوا۔ پھر طبیب کی "جہالت" پر ہنسا اور کہنے لگا "اپنی دوا اپنے ہی پاس رہنے دو۔ میری واپسی تک وہ اچھی ہو جائے گی!"

اسی طرح ایک اور بدو آیا۔ اُس کے شانے میں بندوق کی گولی لگی تھی اور جسم میں پیوست ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کی وجہ سے اُس کا داہنا ہاتھ بالکل بے کار ہو گیا تھا۔ شاہی طبیب نے کہا گولی نکالنے سے پہلے جسم کے اس حصے کو دواؤں سے سُن کر ڈالنا، پھر اُس پر عمل جراحی کرنا ضروری ہے۔ اس پر بدو ہنسنے لگا۔ "واللہ" اُسنے کہا "میں جنت کی ہوا (یعنی بندوق کی گولی) ہی سے مروں گا۔ طبیب کے نشتر پر اپنی جان نہیں دوں گا!"

حیرت انگیز حواس

یقیناً ناظرین یہ سنکر تعجب کریں گے کہ نجدی بدو یہی نہیں کہ ستاروں کی رہنمائی میں صحرا کی عظیم مسافتیں طے کرتے ہیں، بلکہ حیرت کی بات یہ ہے کہ آدھے دن کی مسافت پر سے آدمیوں کے باتوں کی آواز بھی سن لیتے ہیں۔ درحقیقت اُن کی قوت سامعہ اور قوت باصرہ بہت ہی قوی ہے۔ صحرا کی پاک صاف زندگی نے اُن کے قویٰ کمزور ہونے نہیں دیئے ہیں۔ نہایت ہی ذکی الحس ہیں۔ بہت دور کی آواز سنتے اور بہت دور کی چیز دیکھ لیتے ہیں۔

تاریخ و سنین کا حساب

تاریخ کا حساب سرکاری کاغذات اور تجارت میں سنہ ہجری سے ہوتا ہے۔ لیکن عام لوگ خصوصاً صحرا کے باشندے، قدیم عربوں کی طرح مشہور تاریخی واقعات سے حساب کرتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں فلاں واقعہ سنہ احسار کے دو برس بعد یا سنہ حجاز کے ایک برس بعد ہوا۔ سنہ احسار یا سنہ حجاز سے مقصود، ان دونوں ملکوں کی فتح کا سال ہے اسی طرح دوسرے اہم واقعات سے تاریخ کا شمار شروع کر دیتے ہیں۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ حساب ہمیشہ صحیح ہوتا ہے، صحیح طور پر رکھا جاتا ہے۔ کبھی غلط فہمی واقع نہیں ہوتی۔ ہر شخص اہم واقعات اور اُنکے زمانوں سے واقف ہوتا ہے۔

زبان

نجد کی بولی، مصر اور شام کی بولیوں سے بہت کچھ مختلف ہے۔ ان کا عربی لہجہ دوسرے ملکوں سے نمایاں اختلاف رکھتا ہے۔ یہ لوگ کاف کو ہمیشہ تائے مشدد سے بدل دیتے ہیں۔ "س، م" یہ دو حرف ایسے ہیں کہ بکثرت استعمال کئے جاتے ہیں اور بہت سے جملوں کے قائم مقام ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جب بسم اللہ کہنا ہوتا ہے تو کہتے ہیں "سم" کسی حکم پر اطاعت کا اظہار کرنا ہوتا ہے تو کہتے ہیں "سم" اگر کسی کو پکارو تو فوراً جواب دے گا "سم" یعنی میں نے سن لیا۔

داڑھی

داڑھی کو نجد میں جو عزت حاصل ہے وہ کسی چیز کو بھی نہیں ہے۔ داڑھی منڈانے والے کو قریب قریب کافر سمجھتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ مصر داڑھی کو یہودیت کی علامت سمجھتے ہیں اور نجدی، اسلام کی، دو اسلامی قوموں کا یہ اختلاف ذوق یقیناً حیرت انگیز ہے۔

قبائل بنی صخر

نجد کے تمام قبائل، سعودی حکومت سے پہلے نہایت وحشیانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اسلام کی تعلیمات سے بالکل ہٹ گئے تھے ارکان دین تک سے جاہل ہو گئے تھے۔ کلمۂ شہادت کے سوا دین کی کوئی بات بھی نہیں جانتے تھے۔ لیکن سعودی فرمانرواؤں نے اُنھیں دین کی تعلیم دی اور شریعت حقہ کے اتباع پر مجبور کر دیا۔ آج نجد ہی دنیا میں ایسا ملک ہے جہاں اسلامی احکام پر سب سے زیادہ عمل ہوتا ہے۔

لیکن اس کلیہ سے قبائل بنی صخر مستثنیٰ ہیں۔ یہ قبائل، شرق اردن سے ملحق نجدی سرحدوں میں آباد ہیں۔ یہ چونکہ حال ہی میں نجدی حکومت کے مطیع ہوئے ہیں، اس لئے ان کی تعلیم و تربیت ابھی تک کچھ بھی نہیں ہو سکی ہے۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ یہ بالکل وحشی ہیں اور شاذ و نادر ہی اُن کا کوئی فرد، صحیح طور پر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اُن کی عادتیں، رسم و رواج اور طریق بود و باش بالکل وحشیانہ ہے۔ میں نے ان کی ایک شادی بھی دیکھی۔ نکاح کا طریقہ ان کے یہاں یہ ہے کہ ایک لمبی موٹی لکڑی لاکر مجلس میں رکھی جاتی ہے۔ اُس کا ایک سرا شوہر پکڑتا ہے اور دوسرا سرا لڑکی کے باپ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ لڑکی کا باپ چلا کر کہتا ہے "وحیاۃ العود، والرب المعبود جوزت(؟) ابنتی" (قسم اس لکڑی کی زندگی اور رب معبود کی کہ میں نے اپنی لڑکی بیاہ دی) اس کے جواب میں شوہر کہتا ہے "تجوزت(؟) ابنتک" (میں نے تیری لڑکی سے شادی کر لی) بس نکاح ہو گیا!

سلطان ابن سعود سے آخری گفتگو

ریاض سے روانگی سے پہلے میں نے چاہا کہ سلطان عبد العزیز بن سعود سے بعض اہم معاملات پر گفتگو کروں۔ سلطان نے انتہائی مہربانی سے میری درخواست منظور کر لی۔ بے تکلف ہو بیٹھے اور حسب ذیل بیان دیا:

"شاید صحرا کے باشندوں کی خشک طبیعت، بدوی معیشت، اور دینی تصلب سے آپ کو کچھ تکلیف ہوئی ہوگی۔ لیکن اس میں اُن کا کوئی قصور نہیں ہے۔ صحرا کی زندگی نے اُنھیں ایسا ہی بنا دیا ہے وہ اپنی فطرت پر قائم ہیں۔ اور جان بوجھ کر کوئی شرارت نہیں کرتے۔ برخلاف اُن کے آپ نے مجھے اور میرے ارکان سلطنت کو بھی دیکھ لیا ہے کہ ہم لوگ ہرگز متعصب نہیں ہیں۔ مسلمان تو ہمارے بھائی ہیں ہم غیر مسلموں سے بھی رواداری کا سلوک کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ سفرائے دول سے طویل سیاسی گفت و شنید کرتے ہیں۔ بسا اوقات اُن کی بعض باتیں ہمارے خلاف مزاج ہوتی ہیں۔ مگر ہم کبھی غصہ کا اظہار نہیں کرتے۔ بلکہ نہایت ملائمت اور معاملہ فہمی سے گفتگو جاری رکھتے ہیں۔

"میں اللہ تعالیٰ کا ہزار، ہزار شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس ذات برتر نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک ایسی قوم کو، جیسی یہ نجدی قوم ہے، اپنے بادشاہ کا حد سے زیادہ وفادار، جانثار اور محب بنا دیا ہے۔ یہ قوم مصیبت کے وقت اپنے بادشاہ کے گرد جمع ہو جاتی ہے۔ خطرے میں اُس کی حفاظت کرتی ہے۔ اُس پر قربان ہوتی ہے۔ کم پر قناعت کر لیتی ہے۔ شریفوں سے جنگ کے دوران میں ہماری قوم نے اپنے بادشاہ

اس سلسله میں اخبار پیپل لندن کے نامه نگار نے اوس سے ملاقات کي تهي - اس ملاقات کے حالات یه هیں - نامه نگار لکهتا هے :

" یه کوئي تعجب کی بات نه تهي که وه مجهے نه پهچان سکي - اور واقعة تو یه هے که میں خود بهي مشکل سے اس بات پر یقین کونے کیلیے تیار تها که حسین لباس میں یه ملبوس حسینه وهي پریشان سفید روح هے ' جسے میں نے اب سے دو سال پہلے عدالت میں دیکها تها - آج اوس کے رنگین ' روشن ' ترو تازه چهره ' اور باوقار حرکات میں کہیں بهی اون خطروں اور اندیشوں کا پته نه تها جنهوں نے اسے اپنے شهزاده شوهر کے قتل پر مجبور کردیا تها "

" تملم دنیا کي طرح میں نے بهي سنا تها که مرحوم فهمي بے کي جائداد جو دو سے پانچ ملین فرانک کے درمیان هے ' اوسکي دو بهنوں اور چچا کو مل گئي هے - اسکا یه فیصله که اب وه خود قاهره جاکر یه دعوی ازسر نو پیش کریگي ' میرے لیے ایک حیرت انگیز خبر تهي "

" میں نے دریافت کیا " آخر کس چیز نے اپ کو اس بات پر آماده کیا هے ؟"

" اوس نے جواب دیا " وه کہتے هیں ' جب تک میں بذات خود دعوی پیش نه کروں ' سماعت نہیں هو سکتي - اسلیے میرے پاس قاهره جانے کے سو اور چاره کار کیا هے ؟ "

" لیکن مجهے یاد تها که اس سے پہلے تین مرتبه بیگم فهمي نے قاهره جانے سے انکار کردیا تها ' اور اُسکے وجوه میں ایک وجه یه بهي بتلائي گئي تهي که وه خائف هے - میں نے اس کي طرف اشاره کیا تو وه هنسي اور پهر مسکراتے هوے جواب دیا " میں اور خوف ! میں مصر میں کسي سے نہیں ڈرتي - مصري میرے دوست هیں - شریف هیں " اس نے اپنے بازو پر سے کپڑا هٹا کر بتایا که اُس کا هاتهه زخمي تها ' اس لیے وه قاهره جانے کے قابل نه تهي - اُس نے یقین دلایا که اب وه پہلے اسپین جائیگي ' وهاں سے سیدها مصر پہنچیگي - یه کہتے هوے اُس نے ایک خاص انداز سے اپنا هاتهه اٹهایا ' اور اُس کي آنکهوں میں ایک عجیب روشني پیدا هوگئي - قاهره کا مصري انصاف اُس کے لیے کوئي خوفناک چیز نہیں هے - جو قاضي اِن آنکهوں سے متاثر هوے بغیر رهیگا ' اُس کے متعلق سمجهه لینا چاهئے که اُس کے سینه میں دل کي جگه یقیناً پتهر کا ٹکڑا هوگا - اس رعنائي کے بارجود بیگم فهمي تین شادیاں کرچکي هے ' اور اُس کي ایک هفده ساله لڑکي بهي مُوجود هے ! "

" بیگم فهمي کو اس بات کا یقین هے که وه قاهره میں اپنا مقدمه جیت لے گي - اُس نے مجهے بتایا که حال هي میں اُس نے ایک مقدمه جیتا هے - وه مقدمه ایک ڈریس کیس (صندوق ارائش) کے متعلق تها جس کي قیمت ۴ هزار پونڈ هے - یه بکس اُن دو بکسوں میں سے تها جو شادي سے کچهه دن قبل شهزاده فهمي بے کے لیے بنائے گئے تهے - ایک سیاه کچهوے کي کهال کا اُس کے لیے ' دوسرا زرد رنگ کا اُس کي منسوبه کے لیے - حادثهٔ قتل کے بعد فهمي بے کي بهن نے اس بکس کے لیے مقدمه دائر کیا - بیگم فهمي اس کے لیے لڑي اور بالاخر کامیابْ هوگئي - اُس نے کہا " یه مقدمه اِس لیے نه تها که وه بکس بهت قیمتي تها ' بلکه یه اصول کا سوال تها - اُس نے یه بکس مجهے دیا تها - اور میرے لیے ضروري تها که میں اُسے حاصل کروں " آپ کو یه سن کر متعجب نه هونا چاهیے که بیگم فهمي نے اپنی چوتهي شادي کا خیال ترک نہیں کیا هے ' اگرچه اس میں عجلت نہیں هے "

ڈاک کي تاریخ

یورپ کے ڈاکخانوں کي بین الاقوامي مجلس کا ایک اجلاس حال میں به مقام هالینڈ منعقد هوا تها - اس سلسله میں ڈاک کے موجوده طریقه کي تاریخ بهي بیان کي گئي جس کا خلاصه حسب ذیل هے :

" قدیم زمانه میں خطوط کي امد و رفت کے مختلف طریقے تهے - ڈاک کا محکمه زیاده تر بادشاهوں کي خدمت کیلیے تها - بادشاه اپنے خطوط ' فرمان ' اور احکام اپنے عهده داروں اور دوستوں کو بهیجا کرتے تهے - محکمۂ ڈاک یه تها که کچهه لوگ خطوط لیکر گهوڑوں اور اونٹوں وغیره سواریوں پر سفر کیا کرتے تهے -

مصریوں نے اپني ترقي کے زمانه میں ڈاک کا باقاعده انتظام کیا - مصریوں سے یه چیز رومانیوں نے لي - شهنشاه اگسٹس کے زمانه میں سلطنت روم میں ڈاک کا آغاز هوا -

ساتویں صدي عیسوي میں فرانس میں ڈاک کو رواج دیا گیا - لیکن چونکه یه زمانه فرانس میں سخت بد امني کا زمانه تها ' اس لیے یه انتظام کامیاب نه هوا اور جلد موقوف هو گیا - چارلس اول نے بعد مین ڈاک کا محکمه از سر نو قائم کیا تا که اسکي وسیع سلطنت میں مواصلات کي آساني هو - مگر زیاده عرصه وه بهي قایم نه ره سکا -

آخر سنه ۱۴۶۴ع میں لوي چاردهم نے اُسکا پهر آغاز کیا اور ڈاک کا انتظام پوري هوشیاري اور مضبوطي سے قائم کر دیا - سولهویں صدي میں فرانس کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ڈاکخانوں کا جال پهیل گیا تها ' اور هر شخص کو حق حاصل هوگیا تها که جب چاهے اپنے خطوط ڈاک کے ذریعه بهیج دے - سنه ۱۶۲۷ع میں خط نویسي کے قواعد اور شروط مقرر کیے گئے - سنه ۱۶۲۹ - سے مني آرڈر بهي ڈاکخانوں میں لیے جانے لگے -

ڈاک کے ٹکٹ سب سے پہلے سنه ۱۶۵۳ع میں فرانس میں ایجاد هوئے - لیکن تهوڑي مدت بعد اُنکا استعمال ترک کر دیا گیا اور لوگ اُنهیں بهول گئے - سنه ۱۸۲۳ع میں ڈنمارک کے سرکاري اخبار میں ایک مضمون شائع کرکے حکومت کو توجه دلائي گئي که ڈاک کے ٹکٹ استعمال کیے جائیں - مگر اس پر توجه نہیں کي گئي - سنه ۱۸۳۹ع میں انگریزوں نے اسکي ضرورت محسوس کي - اسکے بعد باقي سلطنتوں نے بهي انکي تقلید کي - ذیل کے نقشه سے معلوم هوگا که دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں کب سے ڈاک کے ٹکٹ جاري هوئے هیں :

انگلستان	—		سنه ۱۸۳۹
بلجیم	۳	نومبر	سنه ۱۸۴۷
فرانس	۱	جنوري	سنه ۱۸۴۸
اسپین	۲	مارچ	سنه ۱۸۴۸
سوئٹزر لینڈ	۱۴	اپریل	سنه ۱۸۴۹
پروشیا	۱	جنوري	سنه ۱۸۵۰
آسٹریا	۱	ایضاً	ایضاً
ڈنمارک	۱۵	ایضاً	ایضاً
اٹلي	۱	ایضاً	سنه ۱۸۵۱
هالینڈ	۱	ایضاً	سنه ۱۸۵۲
نارِوے	۱	ایضاً	سنه ۱۸۵۵
یونان	—	اکتوبر	سنه ۱۸۶۱
ٹرکي	۳	مئي	سنه ۱۸۶۶
مصر	۱۵	دسمبر	سنه ۱۸۶۶

لکھا۔ محمد کا جواب حسب ذیل تھا:

"اُس خدا کا ہزار ہزار شکر جسنے تمھیں اور تمھاری دعوت کو عزت بخشی! ابھی تمھارے بہت آدمی قتل ہونا باقی ہیں!"

اسد بن عبداللہ، شیعوں پر بہت سخت تھا۔ اپنی پہلی حکومت میں وہ جس قدر تشدد اُن پر کر سکا، کیا۔ معزول ہونے کے بعد جب دوبارہ والی گورنر ہوا تو اور بھی زیادہ ظلم و جور کیا۔ چنانچہ سنہ ۱۱۷ ہجری میں اُسنے خراسان کے تقریباً تمام داعی گرفتار کر لئے۔ بہتوں کو قتل کیا۔ بہت سے قید کر دیئے۔

شیعی دعوت کے نقباء و دائمہ: سلیمان بن کثیر، مالک بن الہیثم، موسیٰ بن کعب، لاہز بن قریظ، خالد بن ابراہیم، طلحہ بن زریق وغیرہم جب اُس کے سامنے پیش کئے گئے تو بہت غضبناک ہو کر چلایا:

"اے فساق! کیا خدا نے فرمایا نہیں ہو کہ "گزشتہ کو اللہ نے معاف کیا۔ البتہ جو کوئی بدی کی طرف دوبارہ لوٹے گا، خدا اُس سے سخت انتقام لے گا"؟

سلیمان بن کثیر نے کہا "میں بولوں یا خاموش رہوں؟"

کہنے لگا "بول"

سلیمان نے کہا "واللہ ہماری مثال بالکل یہ ہو جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہو:

لو بغیر الماء حلقی شرق کنت کالغصان بالماء اعتصاری

پھر اُسنے کہا:

"اے امیر! آپ ہمارا قصہ جانتے ہیں؟ واللہ آپ بچھوؤں کو شکار کھلوا رہے ہیں۔ ہم آپ ہی کی قوم (یمن) کے آدمی ہیں۔ مضری ہمارے دشمن ہیں، کیونکہ ہم اُنکے ہم قوم قتیبہ بن مسلم (والی خراسان) کے سخت مخالف تھے۔ محض انتقام کے خیال سے اُنھوں نے ہم پر یہ تہمت لگائی ہو"

حاکم نے اِن کا جواب معقول سمجھا اور انھیں رہا کر دیا۔ اِس سے اندازہ کیا جا سکتا ہو کہ اُسوقت قبائل کی عصبیت کس حد تک پہنچ چکی تھی؟ سنہ ۱۲۰ھ میں اسد بن عبداللہ نے انتقال کیا اور شیعوں نے اطمینان کی سانس لی۔

اِس کے بعد عالم اسلامی میں دو ایسے انقلاب پیدا ہوئے جنھوں نے شیعوں کے لئے کامیابی کی راہ باز کر دی اور اُن کے دشمن کی تباہی کا سبب بنے۔ اُن کی تفصیل حسب ذیل ہو:

(۱) خاندان بنی اُمیہ میں ایسی پھوٹ پڑی کہ کسی طرح دُور نہ کی جا سکی۔ باہمی خانہ جنگی کا دروازہ یزید بن الولید بن عبدالملک بن مروان نے کھولا۔ یزید نے اپنے عم زادے ولید بن یزید بن عبدالملک کے خلاف سر اُٹھایا، اُسے فسق و فجور اور کفر و الحاد سے متہم کیا۔ ایک گروہ نے اُس کا ساتھ دیا اور وہ کامیاب ہو گیا۔

اُس کی کامیابی دیکھ کر دوسرے طامعوں کے حوصلے بھی بڑھ گئے چنانچہ مروان بن محمد بن مروان مسند خلافت کی طرف بڑھا اور اُسپر متمکن ہونے کی جد و جہد شروع کر دی۔ مروان، جزیرہ اور ارمینیہ کا حاکم تھا۔ ایک بڑی فوج اُس کے ہاتھ میں تھی۔ مقتول ولید کے خون کا اُسنے دعویٰ کیا اور اپنی جنگی قوت سے خلافت پر قابض ہو گیا۔ مگر اُس کی کامیابی نے فتنہ و فساد کا استیصال نہیں کیا۔ بلکہ مزید فتنوں کے دروازے کھل گئے۔ یہ بات نہ تھی کہ بنی امیہ اِس خانہ جنگی کے مہلک نتائج سے بالکل غافل تھے۔ اُن کے عقلاء خوب سمجھتے تھے کہ یہ بربادی کا پیش خیمہ ہو۔ چنانچہ اُن کا ایک شاعر کہتا ہو:

انی اعیذکم باللہ من فتن مثل الجبال تسامی ثم تندفع

لا تبقرن بایدیکم بطونکم فثم لا حسرۃ تغنی و لا ندم

مگر جب ایک مرتبہ فتنہ و فساد پھیل جاتا ہو تو آسانی سے دُور نہیں ہوتا۔

(۲) خراسان میں قومی عصبیت کا ظہور اور عرب قبائل کی باہمی منافرت میں ترقی۔ معلوم ہو عرب دو بڑی قسموں پر بٹے ہوئے ہیں: قحطان اور نزار۔ عرب کی قدیم ریاست و سیادت، یمن یا قحطان کے ہاتھ میں تھی لیکن اسلام نے آکر نزار کو بلند کر دیا اور عربی زعامت اُن کے قبضہ میں آگئی۔ ایک مدت تک جاہلی عصبیت مفقود رہی۔ اسلام نے تمام عربوں کو بھائی بھائی بنا دیا تھا۔ لیکن جب فتنہ و فساد کی آندھیاں چلیں تو سیاسی اغراض سے امراء و حکام نے یہ عصبیت از سر نو زندہ کرنا شروع کی، اور وہ خراسان میں پُوری قوت سے زندہ ہو گئی۔

چنانچہ پہلے قحطانیوں اور نزاریوں میں پھوٹ پڑی۔ اول الذکر کا سرگروہ جدیع بن شبیب تھا اور آخر الذکر کا نصر بن سیار، والی خراسان۔ پھر خود نزاریوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ ربیعہ اور مُضر کی الگ الگ جماعتیں بن گئیں۔ ربیعہ کی اکثریت شیبان بن سلمہ حروری کے ساتھ تھی اور وہ خلافت سے باغی تھا۔

یہ اختلاف صرف، افکار و آراء کا اختلاف نہ تھا۔ اِس نے جنگ کی صورت اختیار کی۔ نزاریوں کو شکست ہوئی۔ قحطان غالب آئے۔ قحطانیوں نے نصر بن سیار کو ملک سے نکال دیا اور قبائل مُضر کے گھر گرا دیئے۔ اسی پر ایک مضری عورت کہتی ہو:

لا بارک اللہ فی انثیٰ و غدبها تزوجت مضریا آخر الدہر

اسی زمانہ میں محمد بن علی، امام شیعہ نے انتقال کیا۔ وفات سے پہلے اُنھوں نے اپنا جانشین اپنے بیٹے ابراہیم کو قرار دیا اور شیعوں کو اس کی اطلاع دیدی۔ چنانچہ اب ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے لئے دعوت شروع ہوئی۔

ابومسلم خراسانی

ابراہیم بن محمد زیادہ خوش نصیب تھا۔ اُس کے بر سر دعوت آتے ہی ایک اولوالعزم اور بہادر نوجوان اُس کے زیر علم آگیا۔ اِس کا نام ابومسلم خراسانی تھا۔ اصل میں یہ شخص، عیسیٰ بن معقل عجلی کا غلام تھا بکیر بن ماہان، کوفہ کے شیعی داعی اکبر نے اُسے خرید لیا اور شیعی تعلیم و تربیت پر اُس کی نشو و نما ہوئی۔ یہ سب سے پہلے سنہ ۱۲۵ھ میں محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اب ابراہیم بن محمد سے پوری طرح وابستہ ہو گیا۔

اس کے بشرے ہی سے عزم و حزم اور غیر معمولی ذہانت و شجاعت کے آثار ظاہر تھے۔ خراسان کے شیعوں کو ایک ایسے ہی آدمی کی ضرورت تھی۔ کیونکہ عمل کے لئے زمین تیار ہو چکی تھی۔ بنی امیہ میں خانہ جنگی شروع تھی۔ خراسان میں عربی قبائل باہم کٹے مرتے تھے۔

ابراہیم بن محمد، بڑا ہی دانشمند تھا۔ اُس کی دُور بیں نظریں ابومسلم پر پڑیں۔ فوراً معلوم کر لیا کہ اِس عجمی غلام میں کیسی محیر العقول قوتیں پنہاں ہیں۔ چنانچہ اُسے خراسان روانہ کر دیا، اور وہاں کے شیعوں کو حکم بھیجا کہ ابومسلم کی پُوری پُوری اطاعت کریں۔ کیونکہ میں نے اُسے خراسان کا حاکم مقرر کیا ہو۔

ابراہیم بن محمد نے ابومسلم کو رخصت کرتے ہوئے حسب ذیل وصیت کی تھی:

"اے عبدالرحمٰن! تو ہم اہل بیت ہی میں سے ایک آدمی ہو لہذا میری وصیت پر عمل کر۔ دیکھ قبائل یمن کی عزت کرنا۔ اُنھی میں اُترنا اُنھی پر بھروسہ کرنا۔ کیونکہ یہ معاملہ اُنھی کے ہاتھوں انجام پائیگا۔ قبائل ربیعہ سے بہت ہوشیار رہنا۔ یہ دغاباز لوگ ہیں۔ قبائل مُضر؛ آستین کے سانپ ہیں۔ ادنیٰ سے شبہ پر بھی اُنھیں قتل کر ڈالنا۔ ہرگز کوئی نرمی اُن کے ساتھ نہ کرنا۔ اگر تجھ سے یہ ممکن ہو کہ خراسان میں ایک زبان بھی عربی باقی نہ رہے تو ایک بھی باقی نہ رکھ۔ ۵ بالشت کے بچے پر بھی اگر تجھے شبہ ہو جائے تو فوراً قتل کر ڈالنا۔ سلیمان بن کثیر (خراسان کے داعی اکبر) سے ہمیشہ مشورہ لینا اُس کی نافرمانی نہ کرنا۔ اگر کوئی مشکل آپڑے تو اُسی کی رائے پر عمل کرنا"

ابومسلم سنہ ۱۲۸ھ میں خراسان پہونچا۔ یہاں عربوں کی حالت از حد زبوں ہو رہی تھی۔ اُسنے پوری عقل و دانش سے کام شروع کیا۔ ایک سال کے بعد وہ شیعوں کی ایک بڑی جماعت لے کر امام (ابراہیم بن محمد) کی ملاقات کو روانہ ہوا۔ لیکن راستہ ہی میں امام کا قاصد ملا "واپس جاؤ اور کام شروع کر دو" نیز امام نے ایک عَلَم بھی بھیجا۔ اِس کا نام "رایۃ النصر" (فتح کا جھنڈا) تھا۔

دورِ عمل

ابومسلم لوٹا اور مَرو کے ایک گاؤں "سفیذنج" میں اُترا۔ یہاں اُسنے اپنے داعی ہر طرف پھیلا دیئے کہ شیعوں کو جمع کریں۔ چنانچہ ہر طرف سے لوگ جوق جوق آنا شروع ہو گئے۔ یہ رمضان سنہ ۱۲۹ھ کا واقعہ ہو۔

۲۵ رمضان کو اُسنے امام کا بھیجا ہوا "رایۃ النصر" بلند کیا۔ یہ چودہ گز بلند تھا۔ اُسوقت ابومسلم یہ آیت تلاوت کر رہا تھا "اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا، وان اللہ علیٰ نصرہم لقدیر"! اُسنے اور اُس کے ساتھیوں نے سیاہ لباس پہن لیا جو بعد میں عباسیوں کا سرکاری لباس قرار پایا۔

پہلا کام اُسنے یہ کیا کہ گاؤں کے قلعہ کی مرمت کی اور اُسمیں مقیم ہو گیا۔ رمضان کے بعد عید الفطر آئی۔ ابومسلم نے اپنے لشکر میں نماز قائم کی۔ سلیمان بن کثیر کو امام بنایا اور حکم دیا کہ نماز بغیر اذان و اقامت کے خطبہ سے پہلے شروع کرے۔ بنو امیہ کا عمل اِس کے خلاف تھا۔ وہ خطبہ و اذان سے شروع کرتے تھے اور نماز کے لئے اقامت بھی کہی جاتی تھی۔ نیز یہ حکم دیا کہ نماز میں مسلسل ۶ تکبیریں کہی جائیں، برخلاف بنی امیہ کے جو پہلی رکعت میں ۴ تکبیریں کہتے تھے اور دوسری میں تین تکبیریں۔ نماز کے بعد ابومسلم نے اپنی فوج کو پُر تکلف دعوت کھلائی۔

اِس کے بعد ابومسلم نے نصر بن سیار خراسان کے اموی والی کو خط لکھا۔ یہ خط، ابومسلم کی ذہانت، بلاغت، اور اولوالعزمی کا بہترین ثبوت سمجھا جاتا ہو۔ حالانکہ اُس میں ابومسلم نے خود کچھ بھی نہیں لکھا تھا۔ صرف قرآن کی یہ آیت لکھدی تھی۔ مگر اِس آیت نے وہ اثر پیدا کیا، جو بڑی سے بڑی تحریر بھی پیدا نہیں کر سکتی تھی:

ابومسلم کا خط یہ تھا:

"اما بعد، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ایک قوم کی مذمت میں فرمایا ہو: "واقسموا باللہ جہد ایمانہم لئن جاءہم نذیر لیکونن اہدیٰ من احدی الامم، فلما جاءہم نذیر ما زادہم الا نفورا، استکبارا فی الارض ومکر السیئ ولا یحیق المکر السیئ الا باہلہ، فہل ینظرون الا سنۃ الاولین؟ فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا"

نصر بن سیار سے اِس کے سوا کوئی جواب نہ بن پڑا کہ اپنے غلام یزید کی قیادت میں ایک بڑی فوج بھیجدی۔ ابومسلم نے مالک بن الہیثم خزاعی کو مقابلہ پر روانہ کیا۔ مقام "آلین" میں پہلی جنگ برپا ہوئی مگر شیعہ فتح یاب ہوئے۔ دشمن کا سپہ سالار یزید زخمی ہو کر قید ہو گیا۔ ابومسلم نے اُس کا علاج کرایا۔ تندرست ہو جانے پر اُس سے کہا "یا تو ہماری دعوت میں شریک ہو جاؤ۔ یا اپنے آقا کے پاس لوٹ جاؤ، مگر اِس قسم کے ساتھ کہ ہم سے آئندہ نہ لڑو گے اور ہماری نسبت دروغ بیانی کرو گے۔ بلکہ ہماری حالت ہمیشہ وہی بیان کرو گے جو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو"

یزید نے واپسی پسند کی۔ نصر نے اُسے دیکھا تو بہت خفا ہوا۔

کا جس ہمت و بسالت اور جانبازی سے بول بالا کیا، وہ میرے قول کا بالکل تازہ ثبوت ہے"

"حجاز سے جنگ کا سبب کیا ہوا؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں" سلطان نے فوراً جواب دیا "میں بقسم کہتا ہوں کہ میں حجاز سے ہرگز جنگ کرنے کا خواہشمند نہ تھا۔ لیکن خود شریف حسین نے مجھے جنگ پر مجبور کر دیا۔ اُسنے صرف یہی نہیں کیا کہ نجدی حاجیوں کے لئے مصیبت پیدا کر دی، بلکہ دنیائے اسلام کے تمام حاجیوں کی زندگی خطرے میں ڈال دی تھی۔ ہم مدتوں یہ صورت حال صبر جمیل کے ساتھ برداشت کرتے رہے اور اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا۔ مگر شریف کی سرکشی اور جرأت برابر بڑھتی ہی چلی گئی۔ ہمنے بارہا نتائج بد سے ڈرایا! مگر اُنھیں ذرا بھی نصیحت نہ ہوئی۔ بلکہ اُلٹے اُن کا جبر و تکبر برابر زیادہ ہی ہوتا چلا گیا۔ نہایت ہی تحقیر اور بے رحمی سے ہمیں ستانا شروع کر دیا۔ آخر ہمارا بھی پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا اور ہم نے اپنی فوج حجاز کی طرف بڑھائی۔ آپ جب کبھی میری زبان سے لفظ "فوج" سنیں تو اُس سے یہی بہادر بدّو قوم سمجھئے جو آپ اپنے گرد یہاں دیکھ رہے ہیں۔

"ہم نے فوج کشی تو کر دی مگر ہمیں پورا یقین تھا کہ ہماری غرض صرف حجاز کی ظالموں سے تطہیر، حجاج کے لئے قیام امن اور مسلمانوں کے جان و مال کی حمایت ہے۔ ہمیں ہرگز خیال نہ تھا کہ ہم حجاز فتح کرنے اور اپنی سلطنت و قوت بڑھانے جا رہے ہیں۔

"ہم خوب جانتے تھے کہ اہل حجاز کی روایات اور عقائد ہماری روایات اور عقائد سے مختلف ہیں۔ اُس ملک میں قتل و سلب و نہب کے ایسے قوی جتھے موجود ہیں کہ اُن کا قلع قمع بہت مشکل ہے۔ وہاں کے باشندوں میں ویسی تبدیلی جیسی ہم نے نجدیوں میں کر دی ہے، ناممکن سی نظر آتی تھی۔

"مزید برآں ہم سمجھتے تھے کہ حجاز کا قبضہ ہمارے لئے بے شمار مشکلات پیدا کر دے سکتا ہے۔ بعض یورپین سلطنتوں کو ہمارے معاملات میں مداخلت کا موقعہ مل سکتا ہے۔ لیکن ان تمام اندیشوں کے باوجود ہم نے حریف کی مبارزت طلبی کا جواب دیا اور میدان میں کود پڑے۔ چونکہ ہماری غرض اور نیت بالکل نیک تھی، اس لئے ہم نے کسی اندیشے کی بھی پروا نہ کی اور وہ کرنے پر آمادہ ہو گئے جسے ہم دیانتاً اپنا فرض سمجھتے تھے۔

"مجھے یقین ہے کہ اسی نیک نیتی نے ہمیں کامیاب کیا۔ یہ جنگ کچھ زیادہ دیرپا نہیں ہوئی۔ ایک ہی یلغار میں دشمن کا خاتمہ ہو گیا۔ شریف کی حکومت اچھی نہ تھی۔ تمام حجاز اُس سے نالاں تھا۔ یہی سبب ہے کہ باشندوں نے اُس کی ذرا بھی مدد نہیں کی۔ اسی قدر نہیں بلکہ ہر جگہ ہمارا پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ اکثر جنگی نقطے ہمیں بغیر جنگ کے مل گئے۔

"ہم نے ابھی شریف اور شریفیوں کو بھگایا ہی تھا، اور باشندوں کو اپنے مقاصد سے آگاہ ہی کرنے پائے تھے کہ اُن کے اہل الحل والعقد نے جمع ہو کر ہم سے اُن کی بیعت قبول کرنے کا مطالبہ کیا۔ ہم نے بھی دیکھا کہ حجاز اور حرم بیت اللہ کی مصلحت اسی میں ہے کہ ہم بیعت قبول کر لیں اور حجاز پر دین الٰہی اور سنت نبوی کی حکومت قائم کر دیں۔ چنانچہ ہم نے پورے غور و فکر کے بعد حجاز کی بادشاہت منظور کر لی"

"حجاز کے نظام حکومت میں اعلیٰ حضرت نے کیا تبدیلی کی ہے؟" میں نے دریافت کیا۔

"حکومت حجاز کا بنیادی نظام، علیٰ حالہٖ قائم ہے" سلطان نے جواب دیا "ہم نے اُس میں کوئی تبدیلی نہیں کی حتیٰ کہ ہم نے وہ سابق عہدے دار بھی باقی رکھے ہیں جن میں دیانت و اخلاص کی صفات نظر آئیں۔ ہم نے جو کچھ تبدیلی کی ہے وہ صرف یہ ہے کہ شریف حسین کے من گھڑت قوانین اُٹھا دئے ہیں اور اُن کی جگہ احکام شریعت ۴

۴ قائم کر دئے ہیں۔ تمام باشندوں نے یہ تبدیلی بڑی ہی مسرت سے قبول کی ہے، رہی یہ بحث کہ یہ تبدیلی مفید ہوئی یا مُضر؟ تو خود اپنی آنکھوں سے آپ حجاز میں اس کا جواب دیکھ لیں گے۔ اسوقت سرزمین حجاز میں پورا پورا امن قائم ہو چکا ہے اور ہر طرح کی بدامنی اور شورش کا قطعی انسداد کر دیا گیا ہے"

"اعلیٰ حضرت نے ابھی فرمایا کہ فتح حجاز سے بعض یورپین سلطنتوں کی مداخلت کا احتمال تھا۔ "بعض سلطنتوں" سے آپکی مراد کون سلطنتیں ہیں؟" میں نے سوال کیا۔

سلطان نے جواب دیا:

"آپ جانتے ہیں کہ اکثر دول یورپ، خصوصاً انگلستان، اسلامی قوموں پر حکومت کر رہی ہیں۔ یہ اپنے حجاج کی حمایت کے بہانے سے مداخلت کے موقعے نکال سکتی تھیں۔ لیکن میں مسرت کے ساتھ اس واقعہ کا اظہار کرتا ہوں کہ اب تک کسی یورپین سلطنت نے اس طرح کی جرأت نہیں کی ہے۔ میں برطانیہ کی خاص طور پر تعریف کروں گا کہ اُسنے معاملہ فہمی سے کام لیا اور کسی قسم کی مداخلت کا ارادہ ظاہر نہیں کیا۔ کیونکہ وہ خوب جانتا ہے دوستانہ تعلقات اُسی وقت تک قائم رہ سکتے ہیں جب تک باہمی احترام اور حقوق کی رعایت موجود ہے"

"خلافت کے بارے میں اعلیٰ حضرت کی کیا رائے ہے؟ کیا اس منصب کے لئے سعی مناسب نہیں؟" میں نے سوال کیا۔

"میں اس اہم مسئلہ میں اظہار خیال مناسب نہیں سمجھتا" سلطان نے مسکرا کر کہا "بہت سے اسباب ایسے موجود ہیں کہ میں اس بارے میں گفتگو بہتر خیال نہیں کرتا۔ میری قوم کے سامنے کچھ شرعی امور و اعتبارات بھی موجود ہیں۔ آداب مجلس کا اقتضاء یہ ہے کہ میں آپکے سامنے ※

※ کوئی اظہار خیال نہ کروں۔ مسئلۂ خلافت، تمام عالم اسلامی کا مسئلہ ہے۔ تنہا مسلمانوں ہی کو حق ہے کہ اسپر غور کریں۔ مجھے اس منصب کی ہرگز کوئی طلب نہیں ہے"

تاریخ و عبر

تاریخ اسلام کا نفسیاتی مطالعہ

عہد اُمیّہ کا خاتمہ اور عباسیہ کی تاسیس

تاریخ اسلام کے ابتدائی عہد کے سیاسی دواعی و محرکات

(۲)

ہاشمی خلافت کی دعوت دو ممتاز دَوروں پر منقسم ہے:

پہلا دَور پُرامن دعوت کا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب اموی خاندان باہم متحد تھا، ابومسلم خراسانی، ہاشمی دعوت میں شریک نہیں ہوا تھا، اور خراسانی فوج میں قومی عصبیت نے ظہور نہیں کیا تھا۔ ۲۷ سال تک یہ دَور قائم رہا۔ دوسرا دَور، قوت و تشدد کے ساتھ دعوت کا دَور ہے۔ اِسے دَور عمل کہہ سکتے ہیں۔ دونوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

دَور اوّل

(سنہ ۱۰۰ھ سے ۱۲۷ھ ہجری تک)

اس زمانے میں مبلغ و داعی، خراسان کے علاقوں میں سوداگر بن کر دَورہ کرتے اور خفیہ دعوت پھیلاتے تھے۔ اُن کا مرکز کوفہ میں تھا۔ اپنی کارگزاریوں کی روداد وہاں بھیجتے تھے۔ کوفہ سے خبریں حمیمہ پہنچتی تھیں جہاں سرگروہ دعوت، محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس مقیم تھے۔

خراسان میں سب سے پہلے اُن کا راز ۱۰۲ھ میں کھلا، قبیلۂ تمیم کا ایک شخص والی خراسان سعید بن عبدالعزیز کے پاس آیا اور کہا "یہاں کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو بُری باتیں کرتے ہیں"

سعید نے اُنھیں فوراً طلب کیا:

"تم کون ہو؟" اُسنے سوال کیا۔

"سوداگر" اُنھوں نے جواب دیا۔

"یہ تمھاری نسبت کیسی شکایت ہے؟" حاکم نے کہا۔

"ہمیں نہیں معلوم" اُن کا صاف جواب تھا۔

"تم کوئی دعوت لے کر آئے ہو؟" والی نے پوچھا۔

"ہمیں اپنی تجارت کی فکروں ہی سے چھٹی نہیں۔ دعوت کیا پھیلائینگے؟" اُنھوں نے سادہ لوحی سے جواب دیا۔

حاکم نے ضمانت طلب کی۔ ربیعہ اور یمن کے لوگوں نے آکر ضمانت کر لی۔

"ہم اُنھیں خوب جانتے ہیں" اُنھوں نے کہا "ہم اِن کی نیک چلنی کے ضامن ہوتے ہیں"

حاکم نے مطمئن ہو کر اُنھیں چھوڑ دیا۔

۱۰۵ھ میں اس خفیہ انجمن کو ایک نئی قوت حاصل ہوئی۔ بکیر بن ہامان نامی ایک امیر کبیر اُس میں شامل ہو گیا اور اپنی تمام دولت اِس پر وقف کر دی۔ اُسی اثنا میں کوفہ کا داعی اوّل میسرہ فوت ہو گیا۔ محمد بن علی نے نہایت دُور اندیشی سے اِس مرکز کے لئے ابن ہامان کو منتخب کیا اور اُس کے ذریعہ بہت فائدہ حاصل کیا۔

شیعان بن ہاشم پر پہلی مصیبت، اسد بن عبداللہ القسری کے ہاتھوں نازل ہوئی۔ یہ بنی امیہ کا خراسان میں والی تھا۔ سخت بے رحم اور سفاک تھا۔ جاسوسوں نے اُسے اِس گروہ کی خبر دی۔ چند آدمی گرفتار ہوئے اور ہاتھ پاؤں کاٹنے کے بعد اُنھیں سولی پر چڑھا دیا۔ انہی میں ایک عمار العبادی بھی تھا۔ مگر وہ کسی طرح بچ نکلا اور کوفہ میں آکر بکیر بن ہامان کو یہ منحوس خبر سنائی۔ بکیر نے محمد بن علی کو

بریدِ شرق

مکتوبِ مصر

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قاہرہ کے قلم سے)

سعد پاشا زغلول کی زندگی پر ایک نظر

مصر میں اسوقت مرحوم زغلول پاشا کے ذکر کے سوا کوئی ذکر اہمیت نہیں رکھتا۔ قوم اب تک ماتم کر رہی ہے اور نہیں معلوم کب تک کرتی رہے گی۔ پچھلے ہفتہ ایک مفصل مکتوب، اُن کی وفات پر ارسال کر چکا ہوں۔ لیکن یہ عظیم مشرقی رہنما ایک مکتوب سے زیادہ ہماری توجہ کا مستحق ہے۔ میں چاہتا ہوں آج مرحوم کی سیاسی زندگی پر ایک سرسری نظر ڈالوں۔

زندگی کی پہلی مہم

سعد پاشا کی پوری زندگی، غیر معمولی شجاعت و جرأت کے کارناموں سے لبریز ہے۔ اُنھوں نے ابتدائی تعلیم و تربیت، جامع ازہر میں پائی۔ ازہر اُن کے زمانے میں۔ اور اب تک۔ مصر کی سب سے بڑی اور طاقتور تعلیم گاہ ہے۔ اُس کی حالت اگرچہ مدت سے زبوں ہے، مگر کم آدمی نکتہ چینی کی جرأت کر سکتے ہیں۔ سعد نے یہی نہیں کیا کہ آغاز عمر ہی میں ازہر کی علی الاعلان مذمت کی، بلکہ انتہائی شجاعت سے، اس تعلیم گاہ اور اُس کی جملہ خصوصیات سے علیحدہ ہوگئے۔ اُنھوں نے ازہر کا لباس تک ترک کر دیا اور جدید وضع کا لباس اختیار کرکے ازہر کی جماعت سے ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گئے۔ یہ اُن کی زندگی کی پہلی مہم تھی اور بہت سخت تھی۔

عجیب جرأت

سرکاری ملازمت کے زمانے میں اُنھوں نے کبھی حکام کی خوشامد نہیں کی۔ بلکہ ہمیشہ اُن سے ایک طرح کی مخاصمت جاری رہی۔ وہ اطاعت اور خوشامد چاہتے تھے۔ اِن کی غیور طبیعت اس کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ حتیٰ کہ وزارت کے عہدے پر پہنچنے کے بعد ایک مرتبہ خود عباس حلمی پاشا، خدیو مصر سے سخت تکرار ہو گئی۔ انھوں نے ایک لائحہ عمل طیار کیا تھا۔ خدیو نے اُسے پسند نہیں کیا۔ دونوں میں بحث شروع ہوئی۔ خدیو نے خفا ہو کر غصہ سے میز پر ہاتھ مارا۔ سعد کا بلا پس و پیش جواب یہ تھا کہ اُنھوں نے بھی میز پر گھونسہ مار دیا، اور اتنی آواز بلند ہوئی کہ مصر کے فرمانروا کے گھونسے سے بھی بلند نہ ہوئی تھی۔

وکالت کا پیشہ

وکالت کا پیشہ بھی اُنھوں نے اسی طرح اختیار کیا۔ وہ باضابطہ وکیل نہ تھے۔ تاہم اُنھوں نے اپنی شجاعت و جرأت سے کام لیا اور اس پیشہ میں خلاف قاعدہ داخل ہو گئے۔ حکومت نے مخالفت کی مگر وہ سب مخالفتوں پر غالب آئے اور وکیل بن بیٹھے۔ اس کے بعد اِن کی قانونی قابلیت کی وہ دھوم ہوئی کہ عدالت عالیہ کے جج مقرر ہوئے پھر محکمۂ عدالت کے وزیر بنائے گئے۔

لارڈ کرومر کی پیشین گوئی

اُن کی یہی جرأت و شجاعت دیکھ کر لارڈ کرومر نے پیشین گوئی کی تھی "آیندہ، سعد زغلول، مصر کے سب سے بڑے آدمی اور سیاسی رہنما بنیں گے" واقعات نے یہ پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت کر دی۔

سیاسی زندگی کا آغاز

سعد پاشا کی زعیمانہ سیاسی زندگی، درحقیقت، فروری سنہ ۱۹۱۹ء سے شروع ہوتی ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب جنگ عمومی کی ہولناکیوں نے برطانیہ کو شیر ببر کی کھال اُڑھا دی تھی۔ وہ ہیبت و دبدبہ تھا کہ کسی کو نظر اُٹھانے کی بھی جرأت نہ رہی تھی۔ خصوصاً مصر میں جہاں جنگی قانون نافذ تھا اور برطانیہ نے غاصبانہ ملک کا الحاق کر لیا تھا۔ مگر سعد زغلول نے منبر عام پر کھڑے ہو کر انتہائی شجاعت سے بانگ دہل انگریزی قبضہ کے خلاف آواز بلند کی، اور مصر کی موجودہ سیاسی بیداری کا سنگ بنیاد رکھ دیا۔

مرحوم نے اپنی اس پہلی سیاسی تقریر میں کہا تھا:

"ہمارا ملک خود مختار ہے۔ سنہ ۱۸۴۰ کے معاہدۂ لندن میں اُس کا اعتراف کیا جا چکا ہے۔ جنگ کے زمانے میں جو سیاسی تبدیلی کی گئی ہے، اس کا ذکر بالکل بے کار ہے۔ کیونکہ تمام علماء قانون کا متفقہ فیصلہ ہے کہ "حمایۃ" (پروٹیکٹریٹ) کا وجود اُسی وقت ہو سکتا ہے جب ایک قوم دوسری قوم سے اُس کی حمایت میں رہنے کی خواہش کرے لہذا وہ ایک سمجھوتہ یا عہدنامہ ہے جس میں ایجاب قبول، شرط اساسی شرط ہے۔ لیکن مصر میں اس طرح کی کوئی بات کبھی پیش نہیں آئی، اور نہ قیامت تک کبھی پیش آ سکتی ہے۔ سنہ ۱۹۱۴ء میں برطانیہ نے از خود "حمایۃ" کا اعلان کر دیا۔ لیکن مصر نے اُسے قبول نہیں کیا۔ لہذا یہ حمایۃ، سراسر باطل ہے۔ ہرگز برقرار نہیں رہ سکتی"

اس تصریح نے ایک طرف برطانوی حلقوں کو سخت برہم کیا۔ دوسری طرف مصری قوم میں حق طلبی کی نئی روح پیدا ہو گئی۔ چنانچہ سیاسی جدوجہد کا آغاز ہوا اور وہ بڑھتے بڑھتے ایک عظیم تحریک بن گئی۔

برطانیہ کی تخویف

پہلے تو برطانیہ، تخویف و تہدید کو کافی سمجھتا رہا۔ لیکن جب اُسے یقین ہو گیا کہ سعد پاشا ڈرنے والے نہیں ہیں، تو اُس کے ظلم و قہر کی قوتوں میں حرکت ہوئی اور آخری کاروائی کرنے پر تل گئی۔

چنانچہ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء کو جنرل کلائٹن نے فیلڈ مارشل جنرل الینبائی، برطانوی سپہ سالار اعظم کا حسب ذیل حکم سعد پاشا کو تحریراً پہنچایا:

"جنگی قانون کے بموجب اس حکم کے ذریعہ سعد پاشا زغلول کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ عام تقریروں سے پرہیز کریں۔ عام جلسوں میں شریک نہ ہوں۔ مصری وفود سے ملاقات نہ کریں۔ اخبارات میں مضامین نہ لکھیں۔ کوئی سیاسی کام نہ کریں۔ اُنھیں حکم دیا جاتا ہے کہ فوراً قاہرہ سے چلے جائیں اور اپنے دیہات کے مکان میں قیام کریں۔ اُس علاقہ کا سرکاری افسر اُن کی نگرانی کرے گا"

سعد پاشا کا جواب

زغلول پاشا کا جواب قابل دید ہے۔ اُنھوں نے لکھا:

"فیلڈ مارشل الینبائی کا حکم مجھے پہونچا۔ مگر یہ حکم سخت ظالمانہ ہے۔ اُس کی کوئی توجیہ نہیں کی جا سکتی۔ میں اپنی پوری قوت سے اُس پر صدائے احتجاج بلند کرتا ہوں۔

"چونکہ قوم نے مجھے اپنا وکیل بنایا ہے تاکہ اُس کی خود مختاری کی کوشش کروں، اس لئے اُس کی قوت کے سوا کسی دوسری قوت کو کوئی حق نہیں کہ اس مقدس فرض سے دست بردار ہونے پر مجھے مجبور کرے۔

"لہذا میں بدستور اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے موجود رہوں گا۔ ظالمانہ قوت جو کچھ بھی کر سکتی ہے، کر گزرے۔ ہم مضبوط دل اور ٹھنڈے ضمیر کے ساتھ اُس کے مقابلہ کے لئے طیار بیٹھے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں ہماری جائز کوششوں کے خلاف جتنا بھی تشدد کیا جائے گا وہ ملک کو اُس کی منزل مقصود سے اور بھی زیادہ قریب کر دے گا۔ ملک کی منزل مقصود بجز کامل آزادی کے کچھ نہیں ہے۔"

گرفتاری اور جلا وطنی

اس جواب کے پہنچتے ہی برطانی حکام نے مرحوم کو اور اُن کی جماعت کے ۵ سربرآوردہ آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔

اس تاریخی واقعہ کا ذکر خود مرحوم نے جلا وطنی سے واپس آکر ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء کی تقریر میں کیا ہے۔ بہتر ہے ہم اُنھی کی زبان سے

بقیہ مضمون صفحہ ۱۶

بن محمد حاکم تھا۔ لیکن عبداللہ اُس کے تعاقب میں تھا۔ بنی مرون بن بعدوا کو یہاں سے بھی بھاگنا پڑا۔ اہالی نے عبداللہ کی اطاعت قبول کرلی اور بغیر کسی جنگ کے یہ علاقہ عباسیوں کو مل گیا۔

مروان، قنسرین پہونچا۔ عبداللہ نے وہاں بھی پیچھا کیا۔ قنسرین سے حمص، حمص سے دمشق آیا۔ مگر عبداللہ نے پیچھا نہ چھوڑا۔ دمشق میں ایک مختصر سی لڑائی ہوئی اور دار الخلافہ بھی عباسیوں کے قبضہ میں آگیا۔

دمشق سے مروان علاقہ اردن گیا۔ پھر فلسطین میں پناہ ڈھونڈھی مگر نہ ملی۔ آخر فسطاط (مصر) کا رخ کیا۔ فسطاط سے ایک دور افتادہ گاؤں "بوصیر" میں جا کر چھپ گیا۔

عبداللہ اب بھی تعاقب پر سرگرم تھا۔ مگر ابو العباس کا حکم پہونچا کہ صالح بن علی کو اس مہم پر روانہ کرے اور خود آگے نہ بڑھے چنانچہ صالح بن علی، مصر پہونچا اور پتہ لگا کر بوصیر میں مروان کو قتل کر ڈالا مروان کے قتل نے مشرق میں اموی خلافت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا اور بنی عباس کی خلافت قائم ہو گئی۔ تاریخ اسلام کا یہ اہم واقعہ، ۲۷ ذی الحج سنہ ۱۳۲ ہجری میں پیش آیا تھا۔

یزید نے کہا "اُنھوں نے مجھ سے قسم لے لی ہے کہ اُن کی بابت کوئی بات جھوٹ نہیں کہوں گا۔ واللہ میں نے اُنھیں اس حال میں دیکھا کہ پابندی اوقات کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اذاں دیتے ہیں۔ اقامت کہتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں رسول اللہ صلعم کی محبت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور کامیاب ہوجائیں گے۔ اگر آپ میرے آقا نہ ہوتے اور آزاد کرکے مجھ پر احسان نہ کیا ہوتا تو واللہ میں اُنہی کے ساتھ رہتا اور ہرگز یہاں لوٹ کرنہ آتا!"

اس واقعہ کے بعد ابومسلم کو بہت طاقت حاصل ہوگئی۔ اب اُس کی فوج اتنی زیادہ ہوگئی تھی کہ سفیذنج میں گنجایش باقی نہ رہی مجبوراً وہاں سے ماخوان میں منتقل ہوگیا۔ اُس کی قلعہ بندی کی اور خندقیں کھود کر بیٹھ گیا۔ اسوقت اس کے پاس ۷ ہزار کی جمعیت تھی۔

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ اُس زمانے میں خراسان کے عربوں میں تین عصبیتیں یا جماعتیں قائم ہوگئی تھیں: یمنی، مضر، ربیعہ۔ ابومسلم نے اس باہمی پھوٹ سے خوب فائدہ اُٹھایا۔ اُسنے ان سب کو لڑانا شروع کیا۔ آہستہ آہستہ اُسے قوت حاصل ہوگئی حتی کہ سنہ ۱۳۰ھ میں خود مرو پر بھی قبضہ کرلیا۔ وہ شہر میں اُسوقت داخل ہوا جبکہ علی بن جدیع اور نصر بن سیار دونوں سڑکوں پر لڑ رہے تھے۔ یہ آیت اُس کی زبان پر تھی: ودخل المدینۃ علی حین غفلۃ من اہلہا فوجد فیہا رجلین یقتتلان، ہذا من شیعتہ وہذا من عدوہ!"

مرو پر قبضہ کرنے کے بعد ابومسلم نے خراسان کے تمام علاقوں پر حملہ شروع کردیا۔ اُس کے مشہور سپہ سالار قحطبہ بن شبیب نے رے فتح کیا۔ رے کے بعد ہمدان، نہاوند، شہرزور، اور موصل فتح ہوئے۔ اب عراق کی باری آئی۔ قحطبہ سرزمین عراق میں داخل ہوگیا۔ ابن ہبیرہ والی عراق نے اُس کا مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی۔ اسی اثنا میں قحطبہ، شیعی سپہ سالار کا انتقال ہوگیا۔ اُس کا بیٹا حسن، جانشین ہوا اور یلغار کرتا ہوا محرم سنہ ۱۳۲ھ میں کوفہ پر قابض ہوگیا۔

اموی سپہ سالار ابن ہبیرہ نے واسط میں پناہ لی۔ حسن بن قحطبہ اُس کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ دوسرے شیعی سپہ سالار بھی اپنی اپنی فوجیں لے کر بیک وقت مختلف علاقوں پر ٹوٹ پڑے۔ چنانچہ حمید بن قحطبہ، مدائن گیا۔ مسیب بن زہیر اور خالد بن برمک، دیرقنی کی طرف روانہ ہوئے۔ مہلبی اور شراحیل نے عین التمر پر حملہ کیا۔ بسام بن ابراہیم نے اہواز پر یورش کی۔ اور خود کوفہ کے داعی اکبر ابوسلمۃ الخلال نے اپنا لشکر، حمام اعین کے سامنے اُتار دیا۔

افشائے راز

خراسان و عراق میں یہ ہلچل پڑی ہوئی تھی۔ مگر بنی امیہ بالکل غافل تھے۔ اپنی خانہ جنگی میں مشغول تھے۔ اُنھیں ابتک یہ بھی معلوم نہیں ہوسکا کہ شیعہ کس شخص کی طرف دعوت دے رہے ہیں؟

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ محمد بن علی نے اپنے داعیوں کو حکم دیا تھا کہ کسی خاص آدمی کا نام دعوت میں نہ لیں، بلکہ تمام اہل بیت نبوی کی حمایت و نصرت کی طرف مخلوق کو بلائیں۔ چنانچہ بڑے بڑے دعاۃ و نقباء کے سوا کوئی شخص بھی اصلی راز سے واقف نہ تھا۔

راز اس طرح ظاہر ہوا کہ مروان بن محمد اموی خلیفہ کو ابراہیم بن محمد (امام شیعہ) کا وہ خط حاصل ہوگیا جو اُسنے ابومسلم خراسانی کے کسی خط کے جواب میں لکھا تھا۔ اب خلیفہ خواب غفلت سے جاگا اور حاکم بلقاء کو حکم دیا کہ حمیمہ پر حملہ کرکے ابراہیم بن محمد کو گرفتار کرلے اور دارالخلافہ بھیجدے۔ ابراہیم نے گرفتار ہوتے وقت اپنے بھائی ابوالعباس کے حق میں امامت کی وصیت کردی اور اُسے پورے خاندان کے ساتھ کوفہ چلے جانے کا حکم دیا۔

ابراہیم، حران کے قیدخانہ میں بند کیا گیا۔ اور وہیں فوت ہو ہوگیا۔ مورخین میں اختلاف ہے کہ ابراہیم کو زہر دیا گیا تھا، یا اُس پر گھر کی چھت گرادی گئی تھی؟ بہر حال یہ یقینی ہے کہ وہ قتل کیا گیا۔

ابراہیم کا خاندان، ماہ صفر سنہ ۱۳۲ھ میں کوفہ پہونچا۔ اُسوقت شیعی تحریک کا سرگروہ ابوسلمہ خلال تھا اور "وزیر آل محمد" کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ اسنے ابراہیم کے خاندان کو کوفہ کے ایک محلے میں چھپا دیا اور ۴۰ دن تک کسی شخص کو بھی اُن کی خبر نہ دی۔

بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ ابوسلمہ نے عباسیوں کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد ارادہ کرلیا تھا کہ اُن سے کٹ کر علویوں سے مل جائے۔ چنانچہ اُسنے خاندان علیؓ کے تین سرداروں: حضرت جعفر صادق بن محمد الباقر، عبداللہ المحض بن حسن بن حسن، اور عمر الاشرف بن زین العابدین (علیہم السلام) کے پاس خطوط بھیجے۔ قاصد سے کہا پہلے حضرت جعفر صادق کے پاس جائے۔ اگر وہ دعوت قبول کرلیں تو باقی دونوں خط ضایع کردے۔ اگر انکار کریں تو عبداللہ المحض کے پاس جائے۔ اگر وہ بھی نہ مانیں تو آخر میں عمر الاشرف سے ملے۔

جعفر صادق نے قاصد کو دیکھ کر کہا:

"مجھے ابوسلمہ سے کیا سروکار؟ وہ تو کسی اور کا حامی ہے"

"آپ خط تو پڑھیئے" قاصد نے کہا۔

"چراغ قریب لاؤ" امام جعفر نے اپنے خادم سے کہا۔

چراغ لایا گیا اور حضرت جعفر صادق نے خط اُس سے لگا کر جلا دیا۔

"آپ کچھ جواب دیں گے؟" قاصد نے کہا۔

"جواب تو تم نے دیکھ لیا" اُن کا صاف جواب تھا۔

قاصد مایوس ہوکر حضرت عبداللہ المحض کے پاس گیا۔ اُنھوں نے خط لے لیا اور فوراً حضرت جعفر صادق کے پاس دوڑے آئے:

"یہ ابوسلمہ کا خط ہے" عبداللہ المحض نے کہا "مجھے خلافت قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔ ہمارے خراسانی طرفداروں کی یہی خواہش ہے"

"خراسانی، تمھارے کب سے طرفدار بنے ہیں؟" حضرت جعفر صادق نے کہا "کیا تم ہی نے ابومسلم کو وہاں بھیجا تھا؟ اُن میں سے کسی ایک آدمی کا نام بھی تمھیں معلوم ہے؟ کسی ایک کی بھی صورت دیکھی ہے؟ وہ کیسے تمھارے طرفدار ہوسکتے ہیں، حالانکہ نہ وہ تمھیں جانتے ہیں، نہ تم اُنھیں جانتے ہو؟

"یہ گفتگو شاید کسی خاص وجہ سے آپ کر رہے ہیں؟" عبداللہ نے سوال کیا۔

"خدا جانتا ہے کہ میں ہر مسلمان کی خیرخواہی اپنے اوپر فرض سمجھتا ہوں پھر تم سے نصیحت میں کیونکر بخل کروں گا؟" حضرت جعفر صادق نے جواب دیا "یہ خیال خام چھوڑ دو۔ یہ سلطنت کسی اور ہی کو ملے گی تم سے پہلے اسی مضمون کا خط مجھے بھی پہنچ چکا ہے"

اس گفتگو کے بعد عبداللہ المحض نے بھی انکار کردیا۔

آخر میں قاصد عمر بن زین العابدین کے پاس پہنچا۔ اُنھوں نے سُنتے ہی جواب دیا:

"میں خط والے کو نہیں جانتا، جواب کیسے دوں؟"

اس اثنا میں ابوسلمہ کے سپہ سالاروں کو اُس کی نیت پر شبہ ہوا ساتھ ہی ابراہیم بن محمد کے خاندان کی کوفہ میں موجودگی کا بھی پتہ چل گیا۔ چنانچہ وہ لشکر سے نکل کر کوفہ پہنچے۔ ابوالعباس کو ابوسلمہ کی نظر بندی سے نکالا اور بیعت خلافت اُس کے ہاتھ پر کی۔ مجبوراً ابوسلمہ کو بھی بیعت کرنی پڑی۔ مگر ابوالعباس اُس سے کبیدہ ہوگیا تھا

ابوالعباس کا خطبہ

۱۳ ربیع الاول روز جمعہ کو ابوالعباس نے جامع مسجد میں نماز پڑھائی اور خطبہ دیا۔ خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد رسول اللہ صلعم کی قرابت پر فخر کیا خلفاء راشدین کی تعریف کی۔ بنی حرب اور بنی مروان (بنی امیہ) کے ظلم و جور کی مذمت کی۔ اور کہا:

"اے اہل کوفہ! میں امید کرتا ہوں کہ جس راہ سے تمھیں بھلائی پہنچ چکی ہے، اُس سے تم پر کبھی بُرائی نہ آئے گی (یعنی اہل بیت نبوی) اور جس راہ سے بُرائی آچکی ہے، اُس راہ سے کبھی بھلائی نہ آئے گی (یعنی بنی امیہ) ہم اہل بیت کا والی و حامی، اللہ بزرگ و برتر ہی ہے۔ تم اے اہل کوفہ! ہماری محبت کے مورد ہو۔ ہماری دوستی کے اہل ہو۔ تم وہ ہو، جو ہماری محبت سے کبھی برگشتہ نہیں ہوئے۔ ظالموں کا ظلم تمھارے دل ہم سے نہ بدل سکا۔ یہاں تک کہ تم نے ہمارا زمانہ دیکھ لیا اور خدا ہماری سلطنت تمھارے لئے لے آیا۔ پس ہمارے حسن سلوک کے تم سب سے زیادہ مستحق ہو۔ میں نے تمھارے وظیفوں میں سو سو درہم کا اضافہ کردیا ہے۔ تم طیار ہوجاؤ، کیونکہ میں "سفاح" ہوں ..."

ابوالعباس، "سفاح" کے لقب سے اسی خطبہ کے بعد مشہور ہوا۔ کیونکہ اُس نے خود اپنے مُنہ سے اپنے کو "سفاح" کہا تھا۔

اُس زمانے میں ابوالعباس کو کھانسی کی شکایت تھی۔ خطبہ ختم ہونے سے پہلے ہی اُسے کھانسی آنے لگی اور تقریر نہ کرسکا۔ فوراً اُس کا چچا داؤد بن علی منبر پر چڑھ گیا۔ وہ عباسیوں میں سب سے زیادہ فصیح تھا۔ اُسنے کہا:

"واللہ ہم اس لئے نہیں اُٹھے ہیں کہ مال و دولت جمع کریں، محل بنائیں، عیش و عشرت کریں۔ ہم صرف اس وجہ سے اُٹھے ہیں کہ ہمارا حق سلب ہوگیا تھا۔ ہمارے عم زادوں پر ظلم ہوتا تھا۔ تمھاری حالت جور و ستم نے زبوں کردی تھی۔ ہم اپنے بستروں پر ہوتے تھے مگر تمھاری مصیبتیں یاد کرکے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا ہماری پیٹھ کے نیچے انگارے بچھے ہیں۔ بنی امیہ نے تمھیں ہلاک کر ڈالا۔ غلاموں سے بھی بدتر سلوک کیا۔ تمھارے صدقے، تمھاری خیراتیں، مال غنیمت میں تمھارے حصے سب ضبط کرلئے۔ ہم نے بہت برداشت کیا۔ مگر بالآخر مجبور ہوگئے اور تمھاری حمایت و حفاظت پر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم تم سے اللہ کے نام پر، رسول کے نام پر، اور عباس کے نام پر عہد کرتے ہیں کہ کتاب اللہ کے بموجب حکومت کرینگے۔ سنت رسول اللہ کے مطابق سلوک کرینگے..

.... اے اہل کوفہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمھارے اس منبر پر دو ہی خلیفہ کھڑے ہوئے ہیں: ایک امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ دوسرا امیر المومنین عبداللہ بن محمد (یہ کہکر ابوالعباس کی طرف اشارہ کیا) یقین کرو یہ معاملہ (خلافت) برابر ہمارے ہی ہاتھ میں رہے گا، یہاں تک کہ اُسے عیسی بن مریم صلوات اللہ علیہ کے حوالہ کردیں!"

نماز کے بعد سفاح نے لوگوں سے بیعت لی۔ رات تک اس کا سلسلہ جاری رہا۔

بیعت لے کر خود سفاح، لشکر میں چلا گیا اور کوفہ کی حکومت اپنے چچا داؤد بن علی کے سپرد کی۔

آخری مقابلہ

اب فیصلہ کُن کارروائی کا وقت آگیا تھا۔ خود خلیفہ مروان بن محمد کی مرکزی قوت پر غالب آنا تھا۔

اُدھر مروان بھی غافل نہ تھا۔ وہ ایک فوج گراں لے کر حران سے موصل پہنچ گیا۔ ابوالعباس نے اپنی فوج کی قیادت اپنے چچا عبداللہ بن علی کے سپرد کی۔ دونوں فوجوں میں دریائے زاب پر بہت ہی سخت جنگ ہوئی۔ لیکن مروان کو شکست ہوگئی۔ حالانکہ اُس کے ساتھ ایک لاکھ ۲۰ ہزار شام کی منتخب فوج تھی۔ عبداللہ نے اُس کا پورا لشکر تباہ کر ڈالا۔ یہ واقعہ ۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۲ھ کا ہے۔

مروان بھاگ کر حران میں پہونچا۔ یہاں اُس کا بھتیجا ابان بن یزید

بصائر و حکم

ماہ ربیع الاوّل کا اختتام

اور واقعۂ ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ!

تاریخ نوع عالم کی عظیم ہستیاں، اور داعی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی عظمت!

(مقتبس)

دنیا، قدیم سے عظیم انسانوں کی عظمت پر ایمان لائے ہوئے ہے۔ اپنے خیال کے مطابق مظاہر عظمت کی گوناگوں عبادتیں کرتی ہے لیکن مظاہر عظمت کا تخیل حد درجہ متبائن ہے۔ ایک تخیل دوسرے تخیل سے مشابہت نہیں رکھتا۔ ہر فرد اور ہر گروہ اپنا اپنا ذوق اور اپنی اپنی نظر رکھتا ہے۔ وکل حزب بما لدیہم فرحون!

حکمرانی و فرمانروائی میں عظمت ہے۔ بادشاہ و حکام اُسپر ایمان لائے ہیں۔ حریص اور طمّاع اُس کی عبادت کرتے ہیں!

مال و دَولت میں عظمت ہے۔ دولتمند اُسپر ایمان رکھتے ہیں۔ دل و دماغ کے ساتھ اُس کی پرستش کرتے ہیں!

اہل علم و حکمت کی بھی ایک عظمت ہے، اور اُس کے پجاری بھی موجود ہیں!

حُسن میں بھی عظمت ہے اور اُس کے پرستاروں کی بھی کمی نہیں!

طاقت جسمانی میں بھی عظمت ہے۔ عظیم قد و قامت کے انسانوں کے سامنے ہمیشہ انسانوں کا سر جھک گیا ہے!

اسی طرح ہر فن اور ہر صنعت میں عظمت ہے، اور اپنے معتقد اور پرستار رکھتی ہے۔

شاید کوئی بھی اُس مبہم اور مضطرب مفہوم کی تحدید نہیں کر سکتا جس کا نام لوگوں نے "عظمت" رکھ چھوڑا ہے۔ لیکن اسپر بھی وہ قدیم سے دنیا کے لئے ایک بڑا فتنہ رہا ہے۔ ہر شخص اُسے غرض و غایت قرار دیتا ہے۔ اُس کے لئے جدوجہد کرتا ہے، اُسے انسانوں کے مراتب تولنے کی میزان سمجھتا ہے۔

اگر عظمت کا فتنہ اور عظمار کی عبادت موجود، ہوتی تو انبیاء کرام کے ذکر پر کسی کے لئے رَوا نہ ہوتا کہ اُنھیں عظیم قرار دینے کی بحث کرے اس لئے کہ انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے بہت اَرفع و اعلیٰ ہے کہ انسانی عظمت کی عام صفوں میں ان کی جگہ ڈھونڈھی جائے۔ یہ صفیں جسمانی کبریائی کے دھوکوں اور مادّی بڑائیوں کی ضلالت اندیشیوں سے اس درجہ پَٹ ہو چکی ہیں کہ انسانیت اعلیٰ کے مظاہر علوّ و رفعت کے لئے ان کی طرف نظر بھی نہیں اُٹھائی جا سکتی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام رفعت اور بھی بلند ہے۔ اس ذات اعظم و اکمل نے اس کے سوا کچھ قبول ہی نہیں کیا کہ تمام انسان، کنگھی کے دانتوں کی طرح بالکل برابر ہو جائیں۔ نہ عربی کو عجمی پر، اور نہ عجمی کو عربی پر کوئی امتیاز ہو۔ اُسنے کہہ دیا، سب آدمی ہم رتبہ ہیں سب آدم کی اولاد ہیں، اور آدم مٹی کا پُتلا تھا۔ اُسنے قبول نہیں کیا کہ انسان میں دو قسمیں ہوں: عظیم اور غیر عظیم۔ اُس کی نظر میں خوش حال اور بد حال، فقیر اور بادشاہ، سب برابر درجہ کے آدمی تھے۔

⁂

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس ارضی عظمت پر ایمان نہیں رکھتے تھے جس کے فتنہ نے دنیا کو مفتوں بنا رکھا ہے۔ یہ عظمت، درحقیقت بلند نفسوں کے لئے ذلت اور رب العالمین کی جناب میں شرک ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عظمار کی پرستش کے لئے نہیں آئے تھے اگرچہ ساری دنیا نے اُن کی پُوجا کی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی ساخت کی یہ عظمت کسی انسان کے لئے بھی تسلیم نہیں کی اور نہ اپنی ذات ہی کے لئے پسند کی حالانکہ وہ اُن کے اختیار میں تھی۔ یہ عظمت اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ سرنگوں سامنے آئی۔ اُن کے قدموں پر لوٹی، مگر اُنھوں نے اُس سے منہ پھیر لیا، اور اُس میں ذرا بھی رغبت ظاہر نہ کی۔ خدا نے اختیار دیا کہ عبدیت کے ساتھ نبی ہوں، یا بادشاہت کے ساتھ نبوت لیں۔ زمین کے خزانوں کی کنجیاں سامنے ڈال دی گئیں۔ تاج و تخت کی ساری شوکتیں جمع کر دی گئیں۔ مگر اُنھوں نے عبدیت پسند کی غربت اختیار کی۔ اُن کی روح مقدس و مطہر کی خوشی اسی میں تھی کہ فقیری میں زندہ رہیں، فقیری میں دُنیا سے جائیں، فقیروں ہی کے زمرے میں اُٹھائے جائیں؛

وراودته الجبال الشم من ذہب   عن نفسہ فاراہا ایما شمم!

جو لوگ بادشاہت اور اس کی عظمت کے پجاری ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بادشاہ تھے، نہ اُنھوں نے بادشاہ ہونا گوارا کیا۔ اگر لامحالہ اُنھیں (صلی اللہ علیہ وسلم) بادشاہ ہی قرار دیا جائے تو اُن کی بادشاہت کیا تھی؟ زیادہ سے زیادہ ایک سنگلاخ جزیرہ۔ جزیرۃ العرب! قیصر کی قیصریت اور کسریٰ کی کسرویت کے مقابلے میں اس جزیرہ کی بادشاہی کوئی بڑی بادشاہی نہیں ہو سکتی۔

جو لوگ مال و جاہ دُنیوی کی عظمت کے سامنے سرنگوں ہیں، وہ دیکھ لے سکتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مال و دولت سے تہی دست تھے۔ اُن کی دولتوں کا خزانہ، اُن کا فقر و فاقہ تھا!

جو لوگ دنیا کے عظیم سپہ سالاروں اور فاتحوں کے جاہ و جلال کے لئے نگاہِ ادب اور دلِ عظمت سرا رکھتے ہیں، انھیں مایوس ہونا چاہیئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی جنگی فتح مکہ کی فتح تھی جو اُس عہد میں بھی دُنیا کا ایک گمنام اور حقیر قریہ تھا!

جو لوگ دنیا کے فلاسفہ، حکما، اور موجدین کی عظمتوں سے آشنا اور اُن کی رفعتوں کے پرستار ہیں، اُنکے لئے یہ خبر نئی خبر نہیں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے۔ دُنیا کا صناعی لکھنا پڑھنا نہ اُنھوں نے سیکھا تھا اور نہ کسی نے انھیں سکھانے کی جرأت کی تھی۔

کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بھی مادی یادگار چھوڑی جو مصر کے اہرام کی سی عظمت رکھتی ہو؟ کوئی شہر بنایا جس کی عظمت قسطنطنیہ کے برابر ہو؟ تم نے اُن کی تعریفیں، سنگی لاٹوں پر کہیں کندہ دیکھیں؟ کوئی ایک شہر بھی اُن کے نام پر آباد کیا گیا؟ کوئی ایک سڑک بھی اُنکے نام پر بنائی گئی؟ اسکندر کے نام پر اسکندریہ اور قسطنطین کے نام سے قسطنطنیہ آباد ہوا لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ایک بالشت زمین بھی پکاری نہیں گئی!

⁂

ہرگز نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، خیالی اور فانی عظمتیں رکھنے والوں میں سے نہ تھے۔ اُن کی تاریخ لکھنے والوں کو اُن کی عظمت ان حقیر مظاہر عظمت میں تلاش نہیں کرنی چاہیئے، اگرچہ دنیا انہی مظاہر پر مری مٹتی ہے۔

جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا جویا ہو، اُسے اُن کی عظمت صرف ایک کلمہ میں مل سکتی ہے جو وہ لائے تھے۔ اُسی کلمہ میں اُن کی پوری عظمت قائم ہے۔ اُسی کلمہ کے دس بارہ حرفوں کے اندر ان کی عظمت باقی و سرمد اَمٹ اور اٹل ہے۔

وہ کلمہ کیا ہے؟

"لا الٰہ الا اللہ!"

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۹)

منہمک ہو جاتے تھے۔ دسؔ بجے دفتر میں آکر بیٹھتے تھے اور ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ ایک یا دو بجے دوپہر کا کھانا کھاتے تھے۔ کبھی تنہا نہیں کھاتے تھے۔ دسترخوان پر ہمیشہ دوستوں کا مجمع رہتا تھا کھانے کے بعد ایک گھنٹہ باتیں کرتے تھے۔ پھر ۵ بجے شام تک آرام کرتے تھے۔ پھر دفتر آتے تھے اور ایک گھنٹہ کام کرکے تفریح کو نکلتے تھے۔ تفریح میں ایک گھنٹہ سے زیادہ وقت صرف نہیں کرتے تھے۔ واپسی پر پھر مطالعہ کرتے تھے۔ ۸۔ ۹ بجے رات کا کھانا کھاتے تھے۔ کھانے کے بعد پھر باتیں شروع ہو جاتی تھیں۔ لیکن یہ مجلس ایک گھنٹہ سے زیادہ دراز نہیں ہوتی تھی۔ دسؔ بجے کے قریب چارپائی پر چلے جاتے تھے، اور مطالعہ کرتے کرتے سو جاتے تھے۔ عموماً ۴ گھنٹے سے زیادہ نہیں سوتے تھے۔

سنین۔ اُنھوں نے کہا:

"دو سال پہلے ٹھیک اسی تاریخ میں اندھی قوت نے حق پرستی کی جائے امن میں دست درازی کی۔ میرا گھر ہر طرف سے مسلح فوج نے گھیر لیا۔ تمام کمروں اور دُرجوں میں بندوقیں اُٹھائے سپاہی گھس پڑے۔ دروازوں اور کھڑکیوں پر مورچے قائم کر دئے۔ پھر ہتیار بند فوجی افسر میرے خاص کمرے میں در آئے۔ میں اپنے بستر پر غافل سو رہا تھا۔ مجھے نہایت دہشت ناکی کے ساتھ جگایا گیا اور لباس پہننے سے بھی پہلے گرفتار کر لینا چاہا۔ میں نے انکار کیا اور اطمینان سے کپڑے پہنے۔ پھر مجھے نیچے اُتار لائے۔ میرے گرد بندوقوں اور سنگینوں کا ہجوم تھا۔ میری بیوی میرے پیچھے دوڑ رہی تھی۔ مجھ سے ملنا چاہتی تھی۔ مگر اُسے روک دیا گیا۔ صلیب احمر کی ایک بھدی گاڑی پر مجھے بٹھایا گیا۔ اور گاڑی روانہ ہوئی۔ ایک بڑا جنگی مظاہرہ میرے ساتھ تھا۔ مسلح موٹریں آگے تھیں۔ مسلح موٹریں پیچھے تھیں۔ ہر طرف سے بندوقیں جھکی ہوئی تھیں۔ اُن کے استعمال کے لئے ادنیٰ سی ادنیٰ بات کا انتظار تھا۔ یہ تمام کارروائی بالکل اچانک ہوئی مجھے پہلے سے کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔ کسی قانون کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ کوئی تحریری حکم پیش نہیں کیا گیا۔ قوت نے اپنی سرکشی اور جبروت کا پورا پورا اظہار کرنا چاہا اور کر دیا"

ہندوستان کو شرم آنی چاہئے!

مرحوم کو گرفتار کر کے کہاں لے گئے؟ یہ اظہار میرے لئے نہایت تکلیف دہ ہے۔ یقیناً آپکے تمام غیور قارئین اُسے شرمناک خیال کریں گے۔ بہرحال یہ جلیل القدر رہنما گرفتار کر کے سوئیس کی ہندوستانی چھاؤنی میں بھیجا گیا تھا۔ ہندوستانی خیموں میں رکھا گیا تھا۔ ہندوستانی سپاہیوں کی حراست میں بند کیا گیا تھا!

لیکن اس کے باوجود مرحوم نے کبھی ہندوستان کو بُرا نہیں کہا۔ بلکہ ہمیشہ ہندوستان کی تحریک آزادی سے ہمدردی ظاہر کی۔ ہندوستانی لشکر میں پہنچنے کا حال مرحوم نے یوں بیان کیا:

"مجھے سوئیس لے گئے۔ مگر ایک ایسے راستے سے جو بالکل غیر آباد تھا حتیٰ کہ کہیں پانی تک دستیاب نہ ہوتا تھا۔ میں بہت بھوکا تھا۔ کھانے کا کوئی سامان بھی ساتھ لینے کی اجازت نہ تھی۔ خوش قسمتی سے ایک ہندوستانی افسر کو ترس آیا اور اُس نے ایک روٹی اور پنیر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا مجھے دیا۔ دن بھر کی میری غذا بس یہی تھی!

"۵ بجے شام کو میں ہندوستانی لشکر میں پہنچایا گیا۔ یہاں فوجی افسروں نے مجھے اپنی حراست میں لے لیا اور ایک پھٹے ہوئے خیمے میں اُتارا۔ رات بھر گرم ہوائیں خیمے کے سوراخوں سے اندر پہنچتی تھیں اور جھلسا دینے والی تھیں۔ میں اُس رات مجبور ہوا کہ اپنے دن ہی کے لباس میں سو جاؤں کیونکہ کوئی دوسرا کپڑا ساتھ نہ تھا۔

"لیکن الحمد للہ مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ میں صاف سڑکوں پر ایک گھنٹہ موٹر کی سیر سے تھک جایا کرتا تھا۔ مگر اُس وقت میں بالکل نہیں تھکا۔ اللہ نے میری مدد کی اور ایک ایسی قوت بخشی کہ یہ تمام سختیاں برداشت کر گیا۔

"دوسرے دن میرے پانچوں رفقاء مصیبت بھی پہنچ گئے۔ مجھے نہایت مسرت ہوئی، کیونکہ وہ سب مطمئن تھے اور برطانیہ کی اس طفلانہ حرکت پر ہنستے تھے۔ ۲۹ر دسمبر تک ہم ہندوستانی لشکر ہی میں مقیم رہے۔ یہاں تک کہ اُسی دن عشاء کے وقت ہمیں حکم ملا کہ نصف گھنٹے کے اندر سفر کے لئے طیار ہو جاؤ۔ ہمیں طیاری ہی کیا کرنی تھی؟ ہر وقت طیار تھے۔ ہمارا طیار ہونا، صرف اُٹھ کھڑا ہونا تھا۔

"ہم قیدیوں کی بند گاڑی میں سوار کئے گئے۔ ساحل پر پہنچے۔ یہاں ایک کشتی ہمارے انتظار میں تھی۔ اُس پر سوار ہوئے اور جہاز میں پہنچ گئے جہاز ہندوستانی سپاہیوں سے لبریز تھا۔ یہاں ہمیں معلوم ہوا کہ عدن جا رہے ہیں۔ ۴ر جنوری کو عدن پہنچے۔ ۲۸ر فروری کو سیشل پہنچائے گئے۔ پھر مجھے جبل طارق بھیج دیا گیا جہاں ۳ر ستمبر سے ۳۰ر اپریل سنہ ۱۹۲۳ء تک برابر قید رہا۔

"ہم نے یہ تمام مدت، قید خانوں اور قلعوں میں گزاری دنیا بھر سے الگ کر دئے گئے تھے۔ کسی کو بھی ہمارے قریب آنے کی اجازت نہ تھی۔ حتیٰ کہ ورزش اور چہل قدمی کے لئے بھی اجازت لینی پڑتی تھی ہماری تمام خط و کتابت دیکھی جاتی تھی اور شاذ و نادر ہی منزل مقصود تک پہونچائی جاتی تھی . . . . لیکن یہ تمام بندشیں اور سختیاں بالکل بے کار گئیں۔ کیونکہ ہمارے دلوں میں کوئی کمزوری پیدا نہیں ہوئی ہم اپنی ناقابل برداشت مصیبتوں پر خوش ہوتے رہے۔ ہر مصیبت ہمیں یاد دلا دیتی تھی کہ ہمارا مقصد کیسا شریف اور غایت کیسی نبیل ہے!"

سعد پاشا کے خطوط اپنی حرم کے نام

ذیل میں سعد پاشا کے دو خط ملاحظہ ہوں۔ یہ خط انھوں نے جلا وطنی سے اپنی حرم محترم کو بھیجے تھے:

"ہندوستانی لشکر (سوئیس)

"۲۸ر دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء

"عزیزتی!

"تمھارا ۲۷ر دسمبر کا خط پہونچا۔ اگرچہ یہ فراق مجھ پر بہت شاق ہے اور ملاقات کی بے حد تمنا ہے۔ لیکن میں نے بہ سرعت تمھارے سفر کے التواء کو پسند کیا۔ مجھے اُس وطنی شعور پر فخر ہے جس نے یہ مصیبت تم پر آسان کر دی، حالانکہ میں جانتا ہوں، تمھارے لئے بالکل ناقابل برداشت تھی۔ میرے ابنائے وطن تمھاری اس قربانی کے ہر طرح مستحق تھے۔ ہمارا یہ فراق کتنا ہی المناک ہو مگر ہمیں پوری ثابت قدمی اور صبر و شکر کے ساتھ اسے برداشت کرنا چاہئے۔ نتیجہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

"عبد اللہ خادم بھی پہنچ گیا۔ مہذب مخلص نوجوان ہے۔ انگریزی جانتا ہے۔ میرے خوش رکھنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ اُس کی بیوی کا ہر طرح خیال رکھنا۔

"میری تندرستی اچھی ہے۔ کئی خط تمھیں بھیج چکا ہوں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے تم تک پہنچنے نہیں دئے گئے۔ اگر یہی بات ہے تو اس سے مقصود ظلم میں زیادتی ہے۔ حالانکہ اس سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ بہرحال میں تمھاری تندرستی اور خوشی کا متمنی ہوں"

دوسرا خط

"عدن۔ ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء

"عزیزتی!

"دعا ہے کہ تم اور ہمارا پورا خاندان بخیر و عافیت ہو۔ الحمد للہ ہم اچھے ہیں۔ صرف یہی ایک غم ہے کہ تمھارے خطوط نہیں پہنچتے۔ میں یہ خیال نہیں کر سکتا کہ تم لکھتی نہیں۔ تم ضرور لکھتی ہو، کیونکہ بغیر لکھے رہ نہیں سکتیں لیکن یہ قوت تمھارے خط روک لیتی ہے۔ اس سے ہمیں تکلیف ضرور ہے مگر خود اس قوت کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ یقین کرو، میں بھی ہر ہفتہ دو خط لکھتا ہوں۔ اگر تمھیں کوئی خط نہ پہونچا ہو تو سمجھ لو یہ میری خطا نہیں، اسی قوت کی شرارت ہے۔

"ہمیں عربی اخبار نہیں ملتے۔ کبھی کبھی فرانسیسی اور انگریزی اخبار دئے جاتے ہیں، مگر بہت پُرانے۔ ایک اخبار میں مصری قوم سے تمھاری یہ درخواست نظر سے گزری کہ میری تندرستی کے لئے دعا کی جائے۔ میں اس پر بہت خوش ہوا کہ مصر میں تمھارے جیسے بلند ہمت لوگ موجود ہیں اور ایسے اعلیٰ خیالات رکھتے ہیں۔ خدا سے دعا ہے کہ ہماری اُمیدیں بر لائے اور ہماری حالت درست کر دے۔ والسلام"

مرحوم کی شخصیت

مرحوم کی شخصیت، نہایت طاقتور تھی۔ نجی کی صحبتوں میں بھی یہ شخصیت آدمی کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتی تھی۔ معمولی گفتگو کے بعد ہی فوراً یقین ہو جاتا تھا کہ یہ شخص، اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ عقل کا مالک ہے۔ ایک عجیب عظمت اُن پر سایہ فگن رہتی تھی۔ کوئی شخص بھی مرعوب ہوئے بغیر رہ نہیں سکتا تھا۔

ابوی شفقت

قدرت نے سعد کو کوئی اولاد نہیں دی۔ مگر اُن میں ابوی شفقت اپنی پوری قوت کے ساتھ موجود تھی۔ تمام کم عمروں کے ساتھ اُن کا برتاؤ بالکل ایسا تھا، جیسا باپ کا اپنے بچوں سے ہوتا ہے۔ اُن کا یہ قول مشہور ہے جو اُنھوں نے اپنی بیوی سے کہا تھا "اولاد نہ ہونے پر غم نہ کرو، کیونکہ خدا نے ہمیں ۱۴ ملین بچے عنایت کئے ہیں!"

روشن خیالی

سعد ہمیشہ روشن خیال رہے۔ جمود و تقلید کا اُن پر کبھی بھی قبضہ نہیں ہوا۔ وہ اپنے زمانے سے برابر آگے رہے۔ سید جمال الدین افغانی نے مصر میں جو اجتماعی و سیاسی حرکت پیدا کر دی تھی، اُس میں یہ فوراً داخل ہو گئے، حالانکہ کم عمر تھے۔ قاسم امین نے حقوق نسواں کیلئے آواز بلند کی یہ اس جد و جہد میں بھی پیش پیش تھے۔ وکالت سے لیکر وزارت تک جملہ منصبوں اور عہدوں میں اِن کی اصلاح پسندی اور روشن خیالی کی یادگاریں اب تک موجود ہیں۔

قدرت الٰہی پر یقین

سعد پاشا کی پوری زندگی ایسی مثالوں سے لبریز ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قدرت الٰہی پر غیر معمولی یقین و ایمان رکھتے تھے سخت سے سخت مصیبتیں پڑیں، مگر وہ کبھی ناامید نہ ہوئے اور ہمیشہ خدا کی ذات پر بھروسہ کئے رہے۔ اُن کی تقریریں ایسے جملوں سے کبھی خالی نہیں ہوتی تھیں جن میں یہ یقین و ایمان ظاہر نہ کیا گیا ہو۔ اُن کی ایک تقریر کے چند جملے مجھے یاد ہیں۔ اُنھوں نے کہا:

"ہمیں بشارت ہو کہ ہم حق پر ہیں، حق کے لئے کوشاں ہیں، حق کی راہ پر چلتے ہیں۔ اور معلوم ہے کہ خدا حق پرستوں کا عمل رائیگاں نہیں کرتا"

"خدا نے ہمیں یہ دیکھنے کا عادی بنا دیا ہے کہ وہ ہمیشہ ہماری مدد کرتا ہے، مصیبتوں میں ہماری دست گیری کرتا ہے۔ مصیبت جتنی زیادہ سخت ہوتی ہے اُتنا ہی زیادہ منزل مقصود سے قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ اپنے حقوق پر مضبوطی سے جمے رہیں اور ثابت قدمی سے مصائب برداشت کرتے رہیں۔ خدا صابروں کے ساتھ ہے!"

مطالعہ اور گفتگو

مرحوم کو کتابوں کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ کبھی اُن کا ہاتھ کتاب سے خالی نہیں ہوتا تھا۔ عربی تقریر و تحریر میں وہ اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ لیکن عربی زبان کا دائرہ، اُن کی وسیع عقل و دماغ کے لئے ناکافی تھا۔ لہذا اُنھوں نے ۴۰ سال کی عمر میں فرانسیسی زبان پڑھی اور اس طرح پڑھی کہ اس کے ماہر بن گئے۔ پھر ۶۰ برس کی عمر میں جرمن اور انگریزی زبانیں سیکھیں۔

گفتگو کے بھی وہ بڑے دلدادہ تھے۔ بلکہ اس فن میں عجیب مہارت رکھتے تھے۔ ایسی دلچسپ گفتگو ہوتی تھی کہ کبھی جی گھبرا نہیں سکتا تھا۔ ظرافت و بذلہ سنجی گویا خمیر میں داخل تھی۔ بہت صاف گفتگو کرتے تھے۔ ایک ایک لفظ الگ الگ بولتے تھے۔ اس طرح بولتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا زبان سے نہیں دل سے بول رہے ہیں۔

معمولات

اُن کی زندگی بہت منضبط تھی۔ ہر کام وقت پر ہوتا تھا۔ صبح ۶ بجے بیدار ہوتے تھے۔ غسل کرتے تھے۔ ناشتہ تناول کرتے تھے اور مطالعہ میں

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولنا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر سنہ ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظربند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جاسکتی ہی؟ اور اسلام کی رُواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب وملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہی؟

سنہ ۱۹ء میں جسقدر نسخے چھپے تھے، مدرسہ اسلامیہ رانچی کو دے دئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہوگئے۔ اب مصنف کی نظرثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہی۔ ۱۲ ار (منیجر الہلال کلکتہ)

حیرت انگیز رعایت

پندرہ روپے کی تین گھڑیاں
صرف دس روپے میں
محصول ڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے + آپ کے کمرہ کے لئے + بیوی کے لئے

قابل دید گولڈن رسٹ واچ	ریلوے ریگولیٹر پاکٹ واچ	مشہور عالم بی ٹائم پیس جرمن میڈ
		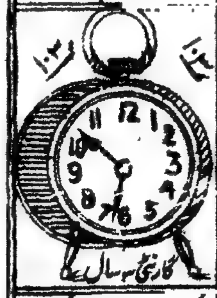
نئے نئے ڈیزائن کی خوشنما فینسی پائدار ٹائم بتانے کی گھڑی قیمت معہ اسٹراپ سات روپیہ آٹھ آنہ (۸/۷) محصول ڈاک پیکنگ سنی آنہ فیس	اصل سلور کیس خوبصورت مضبوط ٹائم نہایت صحیح بتانے والی قیمت معہ چین پانچ روپے آٹھ آنے (۸/۵) محصول ڈاک پیکنگ سنی آنہ فیس	دیکھنے میں خوبصورت چال کی اچھا ہندوستان کا مضبوط ٹائم کا سچا بہت سستا قیمت دو روپے محصول ڈاک پیکنگ سنی آنہ فیس

یہ تینوں گھڑیاں اگر آپ یکمشت طلب فرمائیں تو صرف دس روپے میں بھیجی جائینگی یہ رعایت محض مال کی نکاسی اور فرم کی شہرت کی وجہ سے ہے اور یہ رعایت اسی وقت تک رہیگی جب تک یہ گھڑیاں اسٹاک میں رہینگی اسکے بعد ہم تعمیل کے ذمہ دار نہونگے آپ فوراً ہی آرڈر بھیجدیں ایسا نہ ہو کہ اسٹاک ختم ہوجائے اور آپ کی فرمائش کی تعمیل نہ ہو سکے۔

نوٹ۔ ایک یا دو گھڑی کے خریدنے کیلئے کوئی رعایت نہیں ہے ان سے پوری قیمت مندرجہ چارٹ لیجائے گی اور محصول ڈاک و پیکنگ وغیرہ بھی ان کو ادا کرنا ہوگا +

ملنے کا پتہ امریکن واچ ہوس۔ اسٹاکسٹ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی ۸۳ مقام دھلی

کیا آپ کو معلوم نہیں

کہ
اسوقت
دُنیا کا بہترین فاونٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر"
کا
"لائف ٹائم" قلم ہی؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہی

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سُرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دُنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے
جب آپ کسی دوکان سی قلم لیں تو آپکو "شیفر" کا
"لائف ٹائم"
لینا
چاہیئے!

مال و دولت کی عظمت، جاہ و عزت کی عظمت، حکومت و سلطنت کی عظمت، علوم و فنون کی عظمت، ہر طرح اور ہر نوع کی دنیاوی اعزاز کی عظمت، ان میں سے کوئی عظمت بھی، بلکہ یہ تمام عظمتیں مل کر بھی، اُس عظمت کو نہیں پہنچ سکتیں، جو لا الہ الا اللہ میں پنہاں ہے!

دنیا کے تمام قارون، تمام سکندر، تمام ارسطو، دنیا کے تمام بادشاہ، تمام فلاسفہ، کیا وقعت رکھتے ہیں، جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے کلمۂ لا الہ الا اللہ کا ذکر کیا جائے؟

یہ ایک کلمہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں، جملہ عظمتوں سے بڑھ کر عظیم تھا۔ اُس کی عظمت کے آگے دنیا اور دُنیا کے تمام زخرفات و تمتعات ہیچ تھے!

⁂

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دُنیا میں آئے اور یہ کلمہ اُس کے سامنے پیش کیا۔ مگر دنیا اُس کی قدر جان نہ سکی۔ صرف ایک کلمہ تھا۔ لیکن وہ ایک ہی کلمہ، دنیا سے ٹکرایا، اور اُس میں زلزلہ پیدا کر دیا۔ اُس وقت کے انسانی آداب و عادات اُس کے متحمل نہ ہوئے۔ لہذا آداب و عادات کے پرستار اُس سے لڑنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اوہام و خرافات نے اُسے قبول نہ کیا۔ لہذا اوہام و خرافات کے پجاری اُس سے دست بگریباں ہو گئے۔ ظلم و استبداد کی طبیعت نے اُس سے کراہت کی لہذا ظلم و استبداد کے طاغوت اپنی جملہ قوتیں لے کر اُس پر دَوڑ پڑے!

صرف یہی ایک کلمہ تھا جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی۔ اُس کی قوت سے بادشاہوں کے جتھوں، دولتمندوں کے جتھوں، عوام و خواص کے جتھوں ــ تمام انسانوں کے جتھوں سے جنگ کی!

محمد صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے چلے گئے۔ لیکن اُن کا کلمہ دنیا میں باقی رہ گیا، اور دُنیا میں اپنی ناممکن التسخیر قوت قاہرہ سے اپنا راستہ بناتا رہا! وہ اب بھی باقی ہے۔ اب بھی گام زن ہے۔ اب بھی مستعد مقابلہ ہے۔ اب بھی جنگ سے منہ موڑنے والا نہیں۔ مگر کیسی جنگ؟ ایسی جنگ، جس میں اُسے آجتک کبھی شکست نہیں ہوئی! جسم و آلات کی جنگ نہیں حقیقت و معنی کی جنگ! خون کی آرزو مند جنگ نہیں زندگی کی کارفرما جنگ!

⁂

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا کلمۂ لا الہ الا اللہ، دو حالتوں سے خالی نہیں: یا تو اُن کا یہ کلمہ حق ہوگا یا باطل ہوگا۔

اگر یہ کلمہ باطل ہے ــ حالانکہ وہ باطل نہیں ہے ــ تو عالم وجود سے اُسی طرح محو ہو جائے گا جس طرح تمام باطل کلمے اور غلط نظریے محو ہو گئے۔ علم حق اور عقل صادق کی روشنیوں کے سامنے سے اُسی طرح غائب ہو جائے گا، جس طرح طلوع آفتاب کے ساتھ ہی ظلمت شب کافور ہو جاتی ہے۔

لیکن اگر وہ حق ہے ــ حالانکہ وہ حق ہے ــ تو علم و عقل حق کے انوار اُس کے لئے اس دنیا میں اور بھی زیادہ کشادہ راستے کھول دیں گے۔ تاکہ وہ تمام جہان پر چھا جائے۔ مشرق و مغرب پر قبضہ کر لے۔ تمام دلوں میں اُتر جائے۔ کالے، گورے، عرب، عجم، عالم، جاہل، امراء، فقراء سب اُس کے سامنے سرنگوں ہو جائیں!

وہ دن ضرور آنے والا ہے جب صرف علم حق ہی کی سلطنت ہوگی جاہلوں کی جہالت، متعصبوں کا تعصب، وہم پرستوں کے اوہام مدعیانِ علم باطل کے ظنون، سب نیست و نابود ہو جائیں گے۔ وہ دن ضرور آنے والا ہے جب ایک عقل صادق و حقیقت اندیش ہی کی حکومت ہوگی۔ عقل انسانی تمام بندشوں سے آزاد ہو جائے گی اُس کا پرجلال تخت، علم حق کی روشنی میں بچھے گا۔ اُس دن حق، باطل سے الگ ہو جائے گا۔ طیب اور خبیث میں اشتباہ باقی نہیں رہےگا

صرف وہی تعلیم انسانیت کے سامنے آنے کی جرأت کر سکے گی جو کارسازِ فطرۃ کی حقیقی اور بے میل تعلیم ہوگی!

حق و باطل کا فیصلہ نہ صلیبیوں کی تلواریں کر سکیں نہ مجاہدین کی شمشیریں۔ حق و باطل کا فیصلہ نہ پادریوں کے کارخانوں سے ہو سکتا ہے، نہ پیشوایانِ دین کے خود ساختہ دعووں اور مرعوب کن دلیلوں سے۔ نام نہاد علم و دانش کی روشن خیالیاں، اور مقدس جمود و تقلید کی راسخ الاعتقادیاں، یہ تمام چیزیں۔ کہر کے نمود سے زیادہ نہیں ہیں جو علم حق کے نُور کے دمکتے ہی فنا ہو جائے گا۔ محض ایک غوغا ہے۔ علم حق کا مہیب نعرہ بلند ہوتے ہی، سکونِ موت میں تبدیل ہو جائے گا۔ اُس وقت عقل صادق کا سلطانِ عظیم، نورانی تاجِ علم سر پر رکھے حریت کے پرچم اُڑاتا، جلال ربانی کے ساتھ نمودار ہوگا، اور جہل و ظلمت کے تمام بت سرنگوں ہو جائیں گے!

کلمۂ لا الہ الا اللہ کی کامل فتحمندی میں صرف اتنی ہی دیر باقی ہے کہ علم و عقل حق کے بندھن ٹوٹیں، اور یہ دونوں جبروتی قوتیں جہل و غرور کی چٹانیں پاش پاش کر کے پھینک دیں۔

ہاں، صرف اتنی ہی دیر باقی ہے۔ کیونکہ دنیا کی آنکھوں پر اُس وقت تک جہل و وہم کے کثیف پردے پڑے ہیں۔

ہاں: وہ مبارک دن ضرور آنے والا ہے جب تنہا علم و عقل حق کی فرمانروائی ہو جائے گی۔ علم و عقل حق کی آواز کے سوا کوئی آواز سنائی نہ دے گی۔ اُس دن، صرف اُسی دن، خدا حق و باطل میں فیصلہ کرے گا۔ طیب کو خبیث سے الگ کر دے گا۔ سچائی کا بول بالا ہوگا۔ منکروں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اُس دن کلمۂ لا الہ الا اللہ زمین کی خشکیوں اور تریوں پر سربلند چلے گا۔ فتح کا نشان اُس کے آگے ہوگا۔ ایک طرف سے اُس کا عرش علم کے کاندھے پر ہوگا، دوسری طرف سے عقل دوش بردار ہوگی۔ اُس دن سارا جہان بہ بانگ دہل دُہرا دے گا "لا الہ الا اللہ!"

ہر عظمت زائل ہو جانے والی ہے۔ ہر عظیم، ہلاکت کی تاریکیوں میں گم ہو جانے والا ہے۔ مگر کلمۂ لا الہ الا اللہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ وہی اس جہان فانی کی تنہا ابدیت ہے۔ وہ نہ تو کبھی زائل ہوگا نہ کبھی ہلاک ہوگا۔ وہ ایک ایسی عظمت ہے جس کی بنیاد، حق ہے، لہذا اُس میں حق کی قوت اور ثبات ہے۔ وہ ایک ایسی عظمت ہے جس کا ستون الوہیت ہے، لہذا اُسے الوہیت کا خلود و ابدیت حاصل ہے۔ زمین بدل جائے گی۔ آسمان بدل جائے گا۔ نظام کون بدل جائے گا۔ تمام ایجادیں فراموش ہو جائیں گی۔ تمام قوتیں نابود ہو جائیں گی تمام فلسفے مٹ جائیں گے۔ تمام دانائیاں غائب ہو جائیں گی۔ صرف ایک رب ذوالجلال والاکرام باقی رہ جائے گا۔ اُس کی ابدیت باقی رہ جائے گی۔ اور اس لئے کلمۂ لا الہ الا اللہ بھی باقی رہ جائے گا!

اُس دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پورا ہو جائے گا۔ تمام مخلوق صدق دل سے گواہی دے گی "اشہد ان محمداً رسول اللہ!"

سعد پاشا زغلول کے اقوال

"حمایۃ"

"انگریز کہتے ہیں" تم ہماری غلامی میں نہیں، ہماری حمایۃ (پروٹیکٹوریٹ) میں ہو۔ یہ الفاظ وہ اس لئے بولتے ہیں کہ اُن کے خیال میں مصری الفاظ سے خوش ہوتے ہیں اور معانی پر غور نہیں کرتے۔ لیکن یہ اُن کا خیال غلط ہے۔ اب ہم معانی دیکھتے ہیں، الفاظ کی پروا نہیں کرتے۔ ہم آزادی اور کامل آزادی چاہتے ہیں، اگرچہ تم اُس کا نام غلامی ہی رکھ دو۔ ہم الفاظ کے پجاری نہیں ہیں۔ ہم معانی کے طلبگار ہیں۔ ہمیں صرف آزادی، کامل آزادی مطلوب ہے"

ٹائمس کا نامہ نگار

"حضرات! آپ لندن ٹائمز کو جانتے ہیں؟ انگریزی حکومت کی زبان۔ گمراہی پھیلانے کا آلہ۔ لندن ٹائمز کا نامہ نگار میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

"آخر یہ تمام شور و غل کیوں ہے؟ آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"کچھ نہیں صرف آزادی" میرا جواب تھا۔

"لیکن مصر تو آزاد ہی ہے" نامہ نگار نے کہا۔

"کیا انگلستان اسی قسم کی آزادی اپنے لئے پسند کریگا؟" میں نے سوال کیا۔

"آپ لارڈ کرزن سے کیوں گفت و شنید منظور نہیں کرتے؟" اُسنے پوچھا۔

"ہم شیطان سے بھی گفت و شنید کرنے پر آمادہ ہیں" میں نے کہا: "بشرطیکہ وہ ہماری آزادی تسلیم کر کے گفتگو کرے"

یہ سن کر نامہ نگار نے رخصت کی اجازت چاہی!"

طالب علموں سے خطاب

"عزیزان من! میں پورے خشوع و خضوع کے ساتھ اُن پاک روحوں کا سلام قبول کرتا ہوں جنھوں نے اپنے خون سے مستقبل تحریر کر دیا ہے۔

"میں پورے سرور و انبساط سے زندوں کا سلام قبول کرتا ہوں اپنے اُن فرزندوں کا جو موجودہ تحریک کا ستون ہیں۔ وہ کون ہیں؟ عزیزو! وہ تم ہو، تم جو نوجوان ہو، ملک کی زندہ روح ہو، تحریک کی نبض ہو۔

"میں پورے سکون سے یہ عزت قبول کرتا ہوں کہ ایک ایسی قوم کا سردار ہوں جو چوپایوں کی زندگی بسر کرنے سے انکار کرتی ہے، اصول و مبادی پر زندہ ہے۔ اشخاص کی پجاری نہیں ہے۔

"مجھے فخر ہے کہ ایک ایسی قوم کا سردار ہوں جو زندہ، حساس، اور پُر امید ہے۔ جس کی امیدوں کا مرکز، آزادی، کامل آزادی ہے۔

"میں تم سے عہد کرتا ہوں، ایسا عہد جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا، کہ اپنی پوری زندگی تمھارے لئے کامل آزادی کی کوشش میں صرف کر دوں گا۔ اگر کامیاب ہوا، تو سبحان اللہ، ورنہ تم میرا نا تمام کام پورا کرنا یہ میری وصیت ہے۔

"تمھاری جیسی فوج کے سپہ سالار کے لئے روا نہیں کہ کمزور ہو، ضعیف الارادہ ہو، بد دیانت ہو۔ ہم پر حرام ہے کہ ایسی بات قبول کریں جس میں تمھاری ذلت ہے۔ ہمارے لئے جرم ہے کہ ایسی بات منظور کریں جو کامل آزادی سے کم درجہ ہے"

جلا وطنی

"زغلول جلا وطن کر دیا گیا، حالانکہ زغلول، مصری قوم کا محض ایک فرد ہے۔ مصر میں لاکھوں زغلول موجود ہیں، اور زغلول کی طرح آزادیٔ م کی راہ میں مصائب برداشت کر سکتے ہیں۔ مصر کی تحریک آزادی کچلنے کے لئے ایک زغلول کو نہیں، تمام مصریوں کو جلا وطن کر دینا چاہیئے"

مصنوعی آزادی

"کہتے ہیں یہ معاہدہ، مصر کی کامل آزادی کا معاہدہ ہے۔ اگر میں بھی اس معاہدہ کو کامل آزادی کا معاہدہ کہنے لگوں، تو ابھی برطانیہ کی نظر میں محبوب بن جاؤں اور برطانی اخبار کل ہی سے نعرے لگانا شروع کر دیں "زندہ باد سعد!" لیکن میں غلامی کو آزادی نہیں کہہ سکتا۔ یا تو میں مجنون ہوں کہ آزادی کو غلامی کہتا ہوں، یا وہ مجنون ہیں کہ غلامی کو آزادی کہتے ہیں لیکن میں مجنون نہیں ہوں؛ کیونکہ تم کہتے ہو میں تمھارا سردار ہوں!" (ترجمہ)

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دست طلب کی کوتاہی سی گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دُنیا کی بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں ؟

ایسا مقام موجود ہی!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دُنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہی

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور اُن کے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہی!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہی

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پُرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرے سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہی

یاد رکھئے

موسم گرما کا نایاب تحفہ

صرف ہمدرد دواخانہ سے ملیگا

شربت روح افزا ۲۹۳ع (رجسٹرڈ)

جو تقریباً ۲۰ سال کے عرصہ میں اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اسم با مسمیٰ ہو کر بلا تفریق مذہب عام ہر دلعزیزی و شرف مقبولیت حاصل کرکے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر تک شہرت حاصل کرچکا ہو اور جس کو چشم بد (حریص) سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے واسطے رجسٹرڈ بھی کرالیا گیا ہو۔

محترم ناظرین! آپ میں جو اصحاب اس کا استعمال کرچکے ہیں اُن سے تو اس کے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپکی مسلسل و پیہم مشتاقانہ خریداری اس کی پسندیدگی و قدر دانی کی خود دلیل ہو لیکن ہندوستان جیسے وسیع براعظم میں جن لوگوں کو اس کے استعمال کا اب تک اتفاق نہیں ہوا اُن سے اس کی بے شمار خوبیوں میں سے چند عرض کی جاتی ہیں۔

اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہو کہ اس شربت کا استعمال کسی مذہب کے خلاف نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہو کہ ہر تندرست انسان بلا قید عمر و مزاج موسم گرما میں خوش ذائقہ و فرحت بخش چیز کی حیثیت سے استعمال کرسکتا ہو۔

ناظرین! یہ شربت کیا ہو؟ اعلیٰ قسم کے فواکہات مثل انگور، سیب، رنگترہ وغیرہ اور بہت سی اعلیٰ ادویہ کا مرکب ہو جو خاص ترکیب اور جانفشانی سے تیار کیا جاتا ہو۔ مفرح قلب ہو۔ خوش ذائقہ ہو۔ تشنگی اور گھبراہٹ کو دُور کرتا ہو۔ اختلاج قلب، دردِ سر و دوران سر، متلی وغیرہ کی شکایت کو رفع کرتا ہو۔ سوداوی امراض کے لئے عموماً اور گرم مزاج والے اصحاب کے واسطے خصوصاً بہت مفید ہو۔

معنوی خوبیوں کے علاوہ جو استعمال سے تعلق رکھتی ہیں ظاہراً طور پر رنگ دلفریب اور پیکنگ کی صفائی دیدہ زیب ہو اس کی اشاعت سے محض ذاتی نفع مقصود نہیں بلکہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق پبلک کی خدمت کرنا اور ہندوستانی اشیاء کی ترویج کو ترقی دینا مدنظر ہے۔ ہمیں اُمید ہو کہ آپ بوتل دیکھ کر اور استعمال کرکے جو بیدار شدہ نوخیز ہندوستان کی صنعت کا اُمید افزا نمونہ ہو اور جس کی ہر چیز دیسی ہو۔ خوش ہونگے اور باوجود اس قدر خوبیاں ہونے کے قیمت اس لئے کم رکھی ہو کہ ہر حیثیت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کرسکیں۔ قیمت فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ) حکیموں اور عطاروں کے علاوہ، تاجران شربت کو بشرطیکہ وہ ایک درجن یا اس سے زیادہ خریدیں فی روپیہ کمیشن دیا جائے گا۔

نوٹ: اس شربت کی عام مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے ہمارے ہم پیشہ حضرات ناجائز فائدہ اُٹھانے کی مختلف ترکیبیں نکالتے ہیں مثلاً کوئی اس شربت کا ملتا جلتا نام رکھ لیا ہو۔ لہذا

آپ شربت خرید کرتے وقت دھوکا نہ کھائیں بلکہ بوتل پر ہمدرد دواخانہ کا خوشنما لیبل اور اس پر لفظ رجسٹرڈ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ یہ شربت ہمدرد دواخانہ کی مخصوص چیز ہو اور اصلی صرف ہمدرد دواخانہ دہلی سے ہی ملسکتا ہو۔ فہرست دواخانہ معہ جنتری ۱۹۲۷ء کارڈ آنے پر مفت ارسال ہوگی۔

پتہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی

تار کا کافی پتہ ہمدرد، دہلی

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھئے

کہ آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما گائڈ بک کی ضرورت ہو جو انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل دید مقامات اور آثار قدیمہ وغیرہ سے آپکو مطلع کرے نیز جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جنکی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہو

ایسی مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ بریٹین

The Dunlop guide to great Bretain

کا

دوسرا ایڈیشن ہو۔ ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بُک اسٹال سے ملسکتی ہو

اگر آپ کو

دمہ

(ضیق النفس)

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہے تو تأمل نہ کیجئے۔ اپنے قریب دوا فروش کی دکان سے فوراً ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا منگوا کر

استعمال کیجئے

مطبوعات الهلال بك ايجنسى

معارف ابن تيميه و ابن قيم

ديني علوم كے بيش بها جواهر ريزي

س سلسله ميں هم نے اماميين كي ان نادر و اعلى درجه كي ند پايه عربي تصانيف كے اُردو تراجم كا سلسله شروع كيا هے ' جنكا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف كتاب و سنت كے ليے نهايت ضروري و ناگزير هے - اميد كه يه "سلسلۂ تراجم" بد نصيب هندوستان كي دماغي اصلاح كا كام دے :

سوۂ حسنه — امام ابن قيم كي فن سيرت ميں شهرہ آفاق كتاب "زاد المعاد" كے خلاصه كا اُردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑهائي روپيه -

دب الوسيله — لفظ "وسيله" كي بحث كے علاوہ امام ابن تيميه نے اسلام كے اصل الاصول "توحيد" كي مبسوط بحث كي هے - بلا جلد اڑهائي روپيه ' مجلد سوا تين روپيه -

صحاب صفه — انكي تعداد ' ذريعه معاش ' طريق عبادت اور انكے مفصل حالات بيان كيے هيں دس آنے -

فسير سورۃ الكوثر — امام ابن تيميه كے مخصوص انداز تفسير كا اُردو ترجمه - چار آنے -

العروۃ الوثقى — خالق و مخلوق كے درميان واسطه كا فرق بدلائل بيان كيا هے - چهه آنے -

سيرت امام ابن تيميه — حضرت امام كے ضروري حالات زندگي نهايت خوش اسلوبي سے بيان كيے هيں - نو آنے

جد و حجاز — علامه سيد محمد رشيد رضاء مصري كي تازہ كتاب كا اُردو ترجمه - سوا روپيه -

ئمه اسلام — ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - بارہ آنے

خلاف الامه — فى العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — يه ايک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس كے خريدار كو هم نے كمال كوشش و كاوش سے اُردو ' عربي ' فارسي ' انگريزي ' اور دوسري زبانوں كي تمام اهم اور اعلى مطبوعات كے متعلق بهترين تازہ معلومات بهم پهنچانے كا اهتمام كيا هے - اسكے علاوہ آئمه و اسلام و بزرگان دين كے حالات ' لطائف افسانه ' نظميں اور ممالک اسلاميه كے معتبر ذرائع سے حاصل كيے هوے حالات درج كيے جاتے هيں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپيه پيشگي -

منيجر الهلال بك ايجنسى

(حلقه نمبر ۲۴ شيرانواله دروازه لاهور پنجاب)

" Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و كتابت كى وقت اپنا نام اور پته صاف لكهيں

اور نمبر خريدارى ضرور تحرير فرمائيں

السحر الحلال في مجلدات الهلال

گاه گاہے بازخوان این دفتر پارینه را

تازه خواهی داشتن گر داغهائے سینه را

اردو صحافت كي تاريخ ميں الهلال هي وہ رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات ميں ايک انقلاب آفريں دعوت تهي -

الهلال اگرچه ايک هفته وار مصور رساله تها ' ليكن چونكه وہ اردو صحافت كي مختلف شاخوں ميں اجتهاد نظر و فكر كي نئي روح پيدا كرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس كا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق كا مجموعه تها - اُس كے هر نمبر ميں مختلف ابواب ' مذهب ' سياست ' ادبيات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه كے هوتے تهے - اور اُسكا هر باب اپني مجتهدانه خصوصيات كے لحاظ سے اپني نظير آپ هوتا تها - پهر اس كي ظاهري خوبياں اُردو صحافت ميں اعلى طباعت و ترتيب كا پهلا نمونه تهيں - اردو كا وہ پهلا هفته وار رساله تها ' جس ميں هاف ٹون تصاوير كے اندراج كا انتظام كيا گيا ' اور ٹائپ ميں چهپنے كي وجه سے بهت سي ايسي خوبياں پيدا هوئيں جو پتهر كي چهپائي ميں ممكن نهيں - اِس كي جلديں جديد اُردو علم ادب كے علمي ' مذهبي ' سياسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث كا بهترين مجموعه هيں - اِن كي مقبوليت و قدر كا اندازہ اِس سے هوسكتا هے كه سنه ۱۹۱۸ ميں بعض شايقين علم و ادب نے اِس كي تمام جلدوں كا مكمل ست سات سو روپيه ميں خريد كيا - اور حال ميں ايک صاحب نے اِس كي پهلي جلد مكمل (جو دفتر ميں بهي موجود نهيں) ساڑهے چارسو روپيه ميں حيدرآباد سے خريدي هے - جن لوگوں نے اِس كے پرچے بحفاظت جمع كئے هيں وہ بڑي سے بڑي قيمت پر بهي علحدہ كرنے كيلئے تيار نهيں - پچهلے دنوں "البلاغ پريس" كا جب تمام اسٹاک نئے مكان ميں منتقل كيا گيا تو ايک ذخيرہ الهلال كے پرچوں كا بهي محفوظ ملا ' هم نے كوشش كي كه شايقين علم و ادب كے لئے جس قدر مكمل جلديں مرتب كي جاسكتي هيں مرتب كرلي جائيں اور جن جلدوں كي تكميل ميں ايک دو پرچوں كي كمي هو اُنهيں دوبارہ چهپوا ليا جاے -

چنانچه الحمدلله يه كوشش ايک حد تک مشكور هوئي اور اب علاوہ متفرق پرچوں كے چند سالوں كي جلديں پوري مكمل هوگئي هيں - هم اِس اعلان كے ذريعه شايقين علم و ادب كو آخري موقعه ديتے هيں كه اِس قيمتي ذخيرہ كے حاصل كرنے ميں جلدي كريں ' چونكه جلدوں كي ايک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسكي هے اس لئے صرف اُنهيں درخواستوں كي تعميل هوسكے گي جو سب سے پهلے پهونچيں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا ميں تمام مضامين كي انڈكس به ترتيب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مكمل جلد دوم ۱۰ روپيه   الهلال مكمل جلد سوم ۱۰ روپيه

„ „ „ چهارم ۱۰ روپيه   „ „ „ پنجم ۱۰ روپيه

جلد "البلاغ" (جب دوسري مرتبه الهلال اِس نام سے شائع هوا) قيمت ۸ روپيه

علاوہ جلد اول كے هر جلد كے متفرق پرچے بهي موجود هيں جن ميں سے هر پرچه اپنے مضامين كے لحاظ سے ايک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قيمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پيكنگ اِس كے علاوہ هے -

منيجر "البلاغ پريس"

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قدیم تمدن وصنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دُنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAL, KENSINGTON, LONDON, S W. 3.

ہے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پُرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں۔ پُرانے سکے اور نقوش، پُرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پُرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دُنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے۔ دُنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں۔

بایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

براعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے تھے

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے بہت ممکن ہے کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل کر۔

١٩٢٧

الهلال

جلد ١

نمبر ١٦

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ٥ ـ آنه

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رهنما :

تائمز اف لندن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا ھے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم ھے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا ھے -

اپنے یہاں کے ایجنت سے تقاضه کیجئے که وه تائمز لندن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري ھے که

تائمز اف لندن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکھنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا ھے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنت سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوتهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

* اگر آپ چاهتے هیں که بہت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوست بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بہترین کارخانه ھے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکھیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقه وه ھے جو " نئے سستم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور ھے - اس " نئے سستم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ١٦ کلکته : جمعه ١٠ ـ ربیع الثانی ١٣٤٦ هجری جلد ١
Calcutta : Friday, 7, October 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی ۔

طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای ۔ پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی ۔ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکهیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الهلال

قاریین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ١٣٠١ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	١٩٧	اردو حروف کی حق مین	٣٧٥
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	٣٧٤	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	١٢٧
پتهر کی چهپائی کی حق مین	٢٢٨		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین ۔

الهلال

الہلال

ہر جمعہ کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکتہ سے شايع ہوتا ہے

قیمت سالانہ مع محصول	بارہ روپیہ
ہندوستان سے باہر کیلیے	سولہ روپیہ
قیمت شش ماہي	سات روپیہ
قیمت في پرچہ	پانچ آنہ

---

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر "منیجر الہلال" کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے ہوں انکے لفافہ پر "ایڈیٹر" کا نام ہونا چاہیے

(۲) نمونہ مفت ارسال نہ ہوگا -

(۳) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف اور خوش خط لکھیے

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي ہے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ورنہ بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانہ نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگہ سے دوسري جگہ جا رہے ہیں تو اپنا پتہ تبدیل نہ کرایے' مقامي ڈاکخانہ کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیادہ عرصہ تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیکر پتہ تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانہ کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنہ دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

جنگي اقتدار رکھنے والے بادشاهوں پر رعایا کي کوئي نگراني نہیں هوتي - لیکن تجارتي حکومتوں میں تجار و اعیان ، حاکم کي نگراني کرتے هیں ، اور حاکم ، تجار و اعیان کي نگراني کرتا هے ، کیونکه پوري قوم اِس ممتاز طبقه کے مظالم کا نشانه بن سکتي هے -

(حکومتوں کي تشکیل میں مذهبي پیشواؤں کا دخل)

ایک تیسري قوت بھي هے جو حکومتوں کي تشکیل میں بڑا دخل رکھتي هے - وه قوت کاهنوں اور مذهبي پیشواؤں کي هے - قدیم زمانے میں دیني پیشواؤں کو غیر معمولي اهمیت و طاقت حاصل تھي - مصریوں اور یهودیوں میں اِن کا اقتدار بے روک تها - یه اِنهي کاهنوں کي قوت تھي جس نے مخلوق سے فرعون کي پرستش کرائي اور رموس اور ریموس (۱) کو جنگ کے دیوتا کي اولاد تسلیم کرا دیا - چین کے شهنشاهوں کے متعلق بھي ایسا هي اعتقاد تها - سیام کے بادشاه تو آج تک اِسي قسم کے القاب سے یاد کیے جاتے هیں -

غرضکه سیاسي قوت ، اجتماعي ارتقاء کا نتیجه هوتي هے - کمزور همیشه طاقتوروں کا لقمه هوتے هیں - قوت صرف مادي هي نہیں هوتي - دیني ، اخلاقي ، اور فکري بھي هوتي هے - بلکه کبھي کبھي اقتصادي بھي هوتي هے - مارکس کا قول هے که اقتصادي قوت هي سیاسي قوت میں اصل و بنیاد کا حکم رکھتي هے - اُس کي یه رائے هر حال میں صحیح نہیں هے ، اگرچه اقتصادي قوت ، سیاسي نظامات کي تاریخ میں بهت مؤثر رهي هے -

(سیاسي حکومت ، اور باهمي تعاون کي تاثیر اُمت کی تکوین میں)

سیاسي حکومت کا ظهور ، ایک اجتماعي حادثه هے - یه حادثه همیشه ایک هي قسم کا هوتا هے - جماعتیں اپني قلت و کثرت میں کتني هي متباین هوں ، مگر اِس سے اُن کے طبائع میں کوئي تباین پیدا نہیں هوتا -

انسان ، باهم اجتماعي تعاون کے رشتوں سے جڑ گئے هیں - صرف اسي تعاون کے ذریعه هم اپني ضرورتیں پوري کرسکتے هیں - انسانوں کي ضرورتیں اور قابلیتیں مختلف اور متفاوت هیں - اِسي صورت حال نے اُنهیں مجبور کر دیا هے که تقسیم عمل کے اصول پر باهمي تعاون سے کام لیں -

همارے اجداد کي اجتماعي روش ، ناموس نشو و ارتقاء کے ماتحت فوراً بدل گئي جب اُنهوں نے دور توحش سے دور بداوت میں قدم رکھا - جغرافیائي اور جنگي ضرورتوں سے مجبور هوکر بهت سے قبیلے متحد هوگئے - اُن کے اتحاد نے ایک نیا مجموعه پیدا کردیا - اِسي مجموعه کا نام بعد کو " اُمت " یا " قوم " هوا - پھر جب زرعي غلامي اور سرداري کا طریقه رائج هوا ، تو غلاموں کے قتل کرڈالنے کا دستور منسوخ هوگیا اور غلام کاشتکاري کي خدمت پر مامور کر دیے گئے - پھر صنعت و حرفت کے وسیع پیمانے پر ظهور نے سرے سے یه غلامي بھي موقوف کردي -

اِسي تدریجي ارتقاء نے قومیتیں پیدا کیں ، اور قبائلي سرداروں کو شاهي تختوں پر بٹھا دیا - پہلے زمانے میں پادشاه کا اولین کام یه تها که فوج کي سپه سالاري کرے - مصریوں ، اشوریوں ، اور یوروپین قوموں کي تاریخ ایسي مثالوں سے لبریز هے -

(جماعت کي زندگي اور تعاون کے دو اصول)

بعض علماء اجتماع کي راے میں جماعت ، ایک حقیقي زندگي رکھتي هے - اُن کا خیال هے که جماعتي ذهن و وجدان ، فردي ذهن و وجدان سے علحده وجود رکھتا هے - قدیم زمانے میں افلاطون اور ارسطو کا بھي نظریه یهي تها که جماعت ، ایک عظیم زنده وجود هے - گویا وه سینکڑوں سروں کا حیوان هے - همارے زمانے میں بھي متعدد علماء نے یهي کها هے - چنانچه ورمس وغیره کهتے هیں که جماعتیں ، اپني مستقل زندگی رکھتي هیں - وه جسم حي کي مثال پیش کرتے هیں - وه کهتے هیں علماء فیزیو لوجي (علم وظائف اعضاء) کا متفقه فیصله هے که اجسام حیه کي اساسي طبیعت یه هے که هر عضو اپني جگه پر ایک خاص عمل انجام دیتا هے جس سے مجموعي جسم کي زندگي بر قرار رهتي هے - مثلاً نبات ، جڑوں ، پتوں ، اور پھولوں وغیره سے مرکب هوتا هے - اِن میں سے هر چیز اپني جگه پر پورے درخت کي سلامتي و بقاء کے لیے کام کرتي هے -

اعضاء کا یه تعاون ، دو اصلوں پر مبني قرار دیا جا سکتا هے :

(۱) مختلف اعضاء میں وظائف کي تقسیم و تحدید -

(۲) وه غرض و غایت ، جس کے لیے بطریق تعاون تمام اعضاء کوشش کرتے هیں -

یه دونوں اصلیں ، تمام انساني و حیواني جماعتوں میں پائي جاتي هیں - یه اِس لیے که اگر اعضاء جسم میں وظائف کي تقسیم نه هو ، تو اُس جسم میں سرے سے وصف عضویت هي موجود نہیں هو سکتا - مثلاً اگر هم ایک رنگ کا تیله دیکھیں جس کے تمام اجزاء و اقسام متشابه هوں ، اور سب ایک هي عمل انجام دے رهے هوں ، تو همیں فیصله کر دینا پڑیگا که اِس تیلے کے اجزاء میں وظائف کی تقسیم نہیں هے - یعني اُس میں خود عضویت کا وجود هي نہیں هے - یہی حال انساني جماعت کا هے - جس انساني گروه کا هر فرد اپني علحده زندگي بسر کرتا اور جماعت کے لیے کوئي کام نہیں کرتا هے ، همیں کهنا چاهیے که وه گروه سرے سے جماعت هي نہیں هے ، بلکه دور وحشت میں پڑا هوا هے -

(وظائف کي تقسیم)

جسم میں عضویت کا آغاز اُسي وقت سے هوتا هے جب اُس کے اجزاء میں وظائف کي تقسیم هو جاتي هے - یهي حال انسانوں کا هے جب اُن میں تقسیم عمل نافذ هو جاتي هے - بعض کھیتي پر لگ جاتے هیں - بعض کپڑا بننے لگتے هیں - بعض مکان بنانے لگتے هیں ..... اِس حالت میں انسانوں کے اِس گروه کا نام " جماعت " هو جاتا هے -

میلن کي راے هے که عالم اقتصاد میں تقسیم عمل ، عالم فیزیو لوجي (وظائف الاعضاء) میں تقسیم وظائف (فرائض) کے بالکل مشابه هے - یه تقسیم هي جسم حي کي خصوصیت پیدا کرتي هے - اور یهي تقسیم " جماعت " کو موجود کرتي هے -

اِس کي مثال یه هے که زنده جسم میں معده ، نه تو دل کا فرض انجام دیتا هے ، نه دل معدے کا - گزشته تفصیل سے واضح هوچکا هے که زندگي پیدا کرنے میں تقسیم وظائف ، تعاون هي کي بنیاد پر قائم هوتي هے - مثلاً دماغ اپني غذا حاصل کرنے کے لیے خود عمل نہیں کرتا ، بلکه اُس کي غذا معده مهیا کرتا هے ، اور قلب یه غذا اُس تک پهنچاتا هے - یهي حال جماعت کا هے -

---

(۱) رموس اور ریموس ، مندر وستا کي راهبه " ري سیلویا " کے توأم لڑکے تھے ، اور زنا سے پیدا هوئے تھے - مگر راهبه نے دعوی کیا که وه جنگ کے دیوتا مریخ کي اولاد هیں - رموس ، روم کا باني هے -

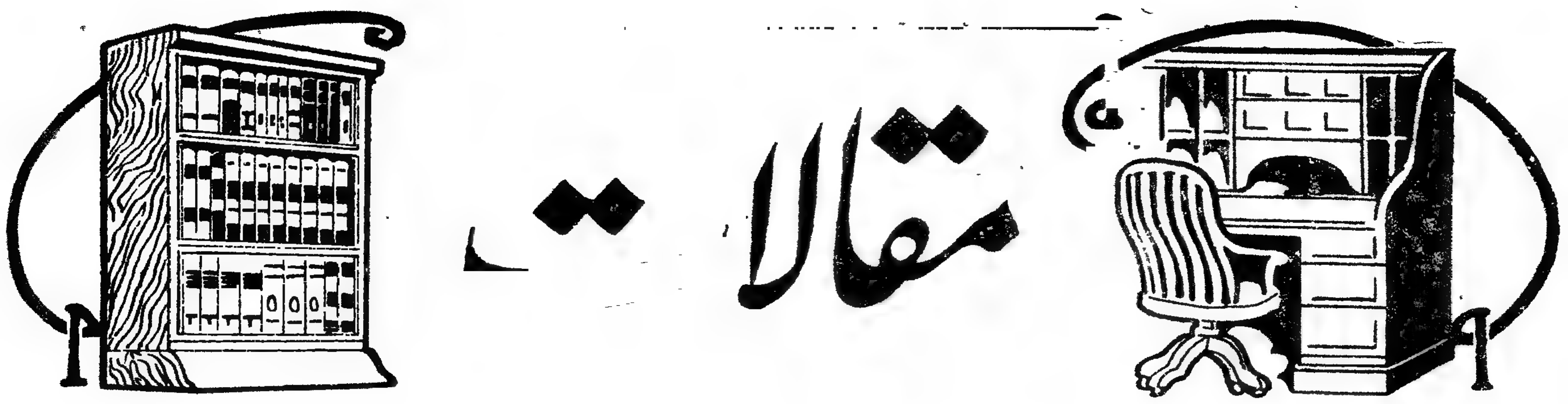

مقالات

علم الاجتمـاع

(۲)

(فرد کا اقتدار جماعت پر)

جماعت نے طويل تجربے سے معلوم کر ليا تها که شکار اور جنگ ميں وهي شخص اُس کا سردار هوناچاهيے' جو اسلحه کے استعمال ميں مشاق اور جسماني قوت ميں اصلح هو - يه حال صرف انساني جماعتوں هي کا نهيں هے - چڑياں بهي جب ايک اقليم سے دوسري اقليمْ کو جاتي هيں ' تو اپني سرداري اور پيش قدمي کے ليے اپنا سب سے زياده قوي اور تيز نظر فرد منتخب کرتي هيں - هميشه ديکها جاتا هے که چڑيوں کے غول اپنے سردار کے پيچهے اڑتے هوئے جاتے هيں !

اپني تکوين کے آغاز ميں سلطنت کي بهي يهي صورت هوئي - افريقه ' استريليا.' اور نيوزي لينڈ ميں ابتک ايسے قبائل موجود هيں جو يه اجتماعي نظام پيش کر رهے هيں - بعض قبائل ايسے بهي هيں جن کا سردار دائمي نهيں هوتا ' عارضي طور پر منتخب کر ليا جاتا هے - چنانچه قبائل تسمان کا يهي حال هے - اُن کا جب کوئي خاندان سفر يا جنگ کو جانے لگتا هے تو اپنا سردار منتخب کر ليتا هے - ليکن اِس ضرورت کے ختم هوتے هي سردار کي سرداري بهي ختم هو جاتي هے ' اور وه باقي افراد کي طرح ايک فرد عام هو جاتا هے -

جو جماعتيں جنگ و جدل سے دور هيں ' اُن ميں فرد کا کوئي اقتدار نهيں هوتا - چنانچه قبائل دوجي ميں کوئي بهي سردار نهيں هے - تمام افراد بالکل مساويانه زندگي بسر کرتے هيں -

يهي حال قبائل اسکيمو کا هے - اِن کي تعداد اگرچه بهت زياده هے ' مگر آج تک اُن ميں کوئي سردار نهيں هے - شروع شروع جب اُن کے سواحل پر يورپين جهاز پهنچے ' تو اُنهيں يه ديکهه کر سخت حيرت هوئي که بحري سپاهي اپنے افسروں کے اشاروں پر حرکت تے هيں !

(حکومتوں کي تشکيل ميں جنگ کا دخل)

ابتدائي حکومتوں کے وجود کا باعث صرف جنگ هي نه تهي - ليکن جو حکومتيں جنگي ضرورت سے قائم هوتي هيں ' وه فرد هي کے ماتحت هوتي هيں - ابتدائي جنگوں کے تجارب نے انساني جماعتوں کو يقين دلا ديا که نظام و ترتيب کي قوت ' کثرت تعداد کي قوت سے کهيں زياده مؤثر هوتي هے - بهت سي جماعتيں محض اِس ليے برباد هو گئيں که اُن ميں کوئي نظام موجود نه تها - انتشار و فوضويت عام تهي - چنانچه بتدريج انسانوں نے نظام کے فوائد معلوم کيے اور منتظم زندگي اختيار کرنے پر مجبور هو گئے -

جمله مستبد حکومتوں کي پيدائش ' جنگ هي سے هوئي هے - شخصي حکمراني کا باعث ' جنگ سے بڑھ کر کوئي چيز نهيں هوسکتي - چنانچه قرون اولى ميں جب روم کے ليے ايک بڑا جنگي خطره پيش آيا ' تو قهري حکومت (ڈيکٹيٹرشپ) قائم هوگئي - ليکن اُس کے دفع هوتے هي مينسناٹس ' جو اِس حکومت کا حاکم تها ' اپنے کهيت ميں هل چلانے واپس چلا گيا - تاريخ ميں ايسي بهت سي مثاليں موجود هيں که زياده سے زياده حريت پسند قوموں ميں بهي جنگوں نے ايسے آدمي پيدا کر دیے' جو شروع ميں حامي حريت معلوم هوتے تهے مگر جنگي ضرورتوں نے اُنهيں مستبد حاکم بنا ديا -

جنگي قوميں — اپنے جغرافيائي موقعه کے لحاظ سے — استبدادي طرز حکومت هي پر برقرار رهيں - اسي طرح تمام وسيع ممالک ' جن پر دشمنوں کے حملے هوتے رهے يا جن ميں اندروني شورشيں زياده برپا هوتي رهيں ' اُن کي حکومتيں لازمي طور پر استبدادي رهي هيں - برخلاف اِن کے چهوٹے چهوٹے اور چهار طرف پهاڑوں سے محفوظ ملکوں کي حکومتيں جمهوري هوا کرتي هيں - چنانچه قديم زمانے ميں يونان اور موجوده زمانے ميں سوئٹزر لينڈ اُن ممالک کي مثال هيں جو استبداد سے يک قلم نا آشنا هيں - ليکن قوم ترکمان — بدويت کي حالت ميں — شخصي استبداد کي طرف مائل رهي هے -

(حکومتوں کي تشکيل ميں صناعت کا دخل)

صناعت ' اگرچه براه راست حکومتوں کي تکوين کا باعث نهيں هے ' ليکن جنگ کے بعد وه بهي اُن کي تشکيل ميں بڑا دخل رکهتي هے - کيونکه صناعت ' دولتمندي کا اولين سبب هے اور اس ليے باشندوں ميں فرق مراتب کا موجب هے -

ابتدائي انسان نے جوں هي آلات کو ترقي دي ' مختلف قسم کي صنعتيں ظاهر هونے لگيں - صناعوں اور کاشتکاروں نے غير معمولي محنت کے ذريعه اِتني پيداوار مهيا کرلي جو اُن کي ضرورت سے زياده تهي - چنانچه اُس کي فروخت اور مبادله سے اُنهيں کافي دولت حاصل هوگئي - اِس دولت سے اُنهوں نے دوسروں سے زياده رسوخ حاصل کرليا اور اپنے ليے خاص خاص صنعتيں اور پيشے خاص کراليے -

اِن مالداروں کو بهت جلد ضرورت محسوس هوئي که حريص و طماع غريبوں سے اپني دولت محفوظ رکهنے کی تدابير اختيار کريں - چنانچه اُنهوں نے اِس مقصد کے ليے قانون و نظام بنائے - يا دوسرے لفظوں ميں ملک کے ليے حکومت کي بنياد رکهي اور اُسکي خاص شکل تجويز کي -

اِس قسم کي حکومتيں ' جو صناعوں اور تاجروں کے هاتهوں ظاهر هوئيں ' قدرتي طور پر اُن حکومتوں سے مختلف مزاج رکهتي تهيں ' جنهيں جنگوں نے پيدا کيا تها - کيونکه اول الذکر ميں کامل شخصي اقتدار قائم نهيں هو سکتا تها - صناعوں اور تاجروں کي جماعت کو بهي رسوخ حاصل تها - اِس قسم کي حکومتوں کي مثال قديم زمانے ميں وينس اور ولمنک کي حکومتيں تهيں - يه حکومتيں جنگي حکومتوں سے بهت سي باتوں ميں مختلف هوتي هيں -

ايك قديم مرقع

خليفه هارون الرشيد اور فرانسيسي سفارت

عرصه هوا ، زمانۂ حال کے مشهور مصري مصنف جرجي زيدان موسس الهلال قاهره نے اپني سياحت يورپ كي ياد داشتيں شائع كرتے هوے لكها تها " سوربن يونيورستي ميں ايك قديم مرقع ميري نظر سے گزرا - اس ميں اُس فرانسيسي سفارت كا خليفه هارون الرشيد کے دربار ميں ورود دكهلايا گيا هے جو شارليمين اول نے بغداد بهيجي تهي ، اور جس کے جواب ميں هارون الرشيد نے وه عجيب و غريب گهڑي ارسال كي تهي جس كا تمام يورپ ميں عرصه تك شهره رها "

جرجي زيدان نے اس مرقع كا عكس شائع كر ديا تها - اس مرقع ميں هارون الرشيد ايك بلند مسند پر جو تو بر تو گديلوں سے بنائي گئي هے ، بيٹها هے - سر پر خود كي وضع كي قلنسوه هے اور اس پر عمامه بندها هے - حبشي غلام عقب ميں كهڑے هيں ، اور فرانسيسي سفارت کے اركان زمين بوس هو رهے هيں -

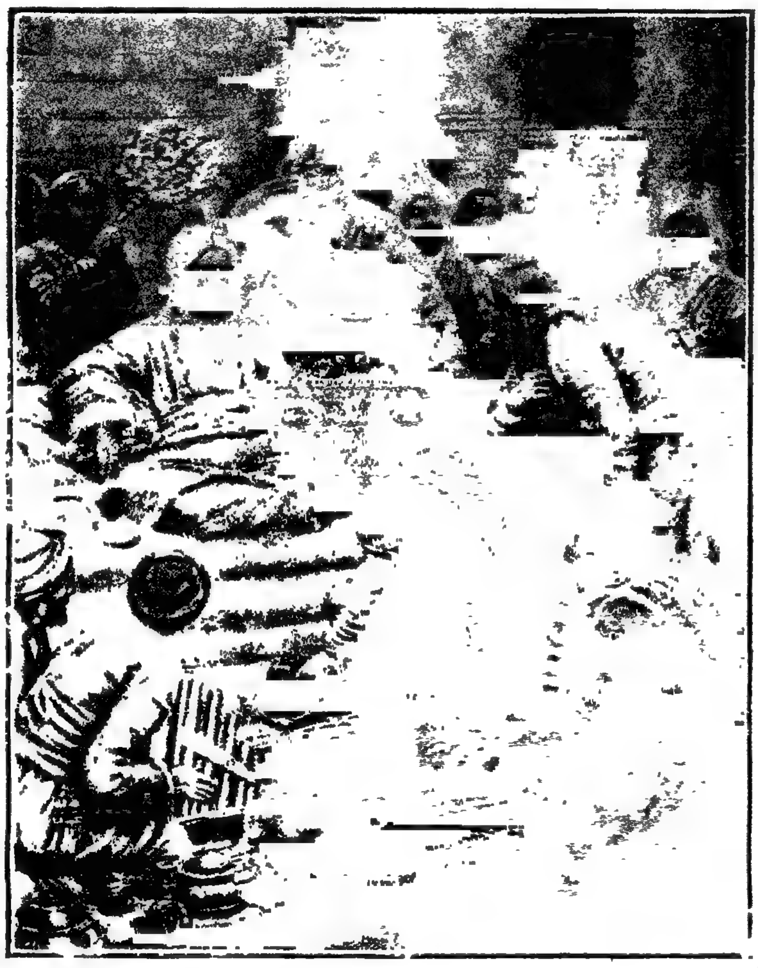

مجهے اس مرقع سے بهت دلچسپي هوي ليكن اِسكي تاريخ قدامت كي كوئي تصريح نهيں كي گئي تهي - ميں نے خيال كيا ، بهت ممكن هے زمانۂ حال کے كسي مصور نے واقعۂ سفارت کے تخيل كو مرقع كي صورت ديدي هو ، يا كسي تاريخي كتاب كي تزئين کے ليے طيار كيا گيا هو - ميں چاهتا تها ، اس بارے ميں مزيد معلومات حاصل كيے جائيں - كيونكه مجهے اپني ايك زير تحرير كتاب کے ليے اس طرح کے تمام مواد كي ضرورت تهي -

گذشته سال ايك تقريب سے مجهے موقعه ملا كه موسيو بلوشر سے خط و كتابت كروں - يه فرانس کے مشهور فارسي داں متسشرق هيں اور كچهه عرصه سے پيرس کے قومي كتب خانه کے فارسي حصه كي از سر نو تحقيقات كر رهے هيں - ميں نے اس مرقع كي نسبت ان سے دريافت كيا - ان كا جواب حسب ذيل تها :

" جس مرقع كا آپنے ذكر كيا هے (يعني سوربن يونيورستي كا) وه اصل نهيں هے - اصلي مرقع كي نقل هے - اصلي مرقع اس كتب خانه ميں (نيشنل لائبريري پيرس) ميں محفوظ هے - يه مشكل هے كه اس كي صحيح تاريخ معين كي جا سكے ، ليكن اس ميں كوئي شك نهيں كه سولهويں صدي ميں يه مرقع موجود تها - كيونكه سنه ١٥٨٩ - ميں جب هينرخ Heinrich نے اپنا مجموعۂ تاريخ عرب نيپلز ميں شائع كيا هے ، تو اس ميں يه مرقع بهي درج كيا گيا تها - مرقع کے نيچے يه عبارت لكهي گئي تهي " بغداد کے خليفه کے دربار ميں شارليمين كي سفارت — اِس مرقع كي نسبت خيال كيا جاتا هے كه يه شارليمين کے حكم سے طيار كيا گيا تها " مرقع كا جو نسخه بطور اصل کے اسوقت محفوظ هے ، غالباً وه بهي اصل نهيں هے - كسي دوسرے نسخه كي نقل هے - كيونكه اس ميں بعض خاص طرح کے رنگ استعمال كيے گئے هيں ، اور اُن رنگوں كا استعمال سولهويں صدي کے بعد شروع هوا هے — * * * * * * * * * سولهويں اور سترهويں صدي ميں يه مرقع منجمله اُن تصاوير کے تها ، جن سے فرانس کے شاهي قصر آراسته كيے جاتے تهے - قصر تويلري کے ليے يه مرقع ايوان استقبال كي اُن تصويروں كي قد و قامت کے مطابق طيار كيا گيا تها ، جو اسكي دهني اور بائيں ديواروں پر قدم آدم جتني ترتيب دي گئي تهيں - ميں اگرچه يه كهنے کے ليے كافي تاريخي تصريحات نهيں پاتا كه يه مرقع اصلي هے ، تاهم اس كي تاريخي قدر و قيمت سے انكار نهيں كيا جا سكتا - كم از كم يه بات بالكل صاف هے كه خود شارليمين کے عهد كا هو يا نه هو ، ليكن سولهويں صدي سے پيشتر كا رائج و مشهور مرقع ضرور هے * * * ايك دوسرے واقعه سے بهي اس مرقع كي تاريخي حيثيت كي تصديق هوتي هے - هارون الرشيد نے اس سفارت کے جواب ميں ، فرانسيسي سفيروں کے ساتهه اپنے خاص سفراء بهي بهيجے تهے ، اور ان کے ذريعه بيت المقدس كي طلائي كنجياں اور بهت سے قيمتي تحائف روانه كيے تهے - انهي تحائف ميں وه اپنے عهد كي عجيب و غريب گهڑي بهي تهي جس كا ذكر اُس عهد کے مورخ اے جي نارت Eginhart نے

ضروري هے که اُس میں بھي بعض افراد ، قوم کي مدافعت کي ذمه داري لیں ، بعض عام مصالح انجام دیں ... اِس تقسیم عمل اور تعاون کي غایت یه هوتي هے که مجموع یعني جماعت ، قائم و محفوظ رهے - هر عضو ، دوسرے اعضاء کے مقابلے میں بیک وقت ، واسطه اور غایت هوتا هے - چنانچه مثلاً کاشتکار حاکم کا خدمت گزار هوتا هے ، اور حاکم ، کاشتکار کا خادم هوتا هے - اِسي طرح جماعت کا هر فرد ، دوسرے افراد کا معاون و مدد گار هوجاتا هے -

یه اعمال اپني مجموعي حیثیت سے دائرۂ حیات میں متعدد حلقوں کا حکم رکھتے هیں - تمام اقوام اور قبائل ، انساني مجموعه میں ایسے هي دائرے بناتے چلے جاتے هیں -

(سلطنت میں نظام حیات)

اسپنسر نے کائنات حیه کي بحث میں بتایا هے که جسم حي میں تین بڑے نظام ، تین بڑے وظائف انجام دیتے هیں :

نظام هضمي ، مجموعه عصبي ، نظام تنفس -

یهي حال سلطنت کا هے - ایک فریق مجموع کے لیے اُس کي غذا مهیا کرتا هے - دوسرا فریق سلطنت کا انتظام سنبھالتا هے - تیسرا فریق — اور وه درمیاني فریق هے — زمین کي پیداوار تقسیم کرنے کا ذمه دار هوتا هے تاکه باقي جماعت اُسے اپنے کام میں لائے -

یه عمل ، جسم انساني میں دوران خون کے نظام سے بهت مشابه هے - سلطنت میں زراعت ، حکومت ، تجارت ، تین اعضاء هیں اور اُن اعضاء ثلاثه کے قائم مقام هیں جو حیاة حیواني قائم رکھتے هیں -

یهاں پر ایک سوال قابل لحاظ هے - همیں اُسے نظر انداز نهیں کرنا چاهئے - " کیا سلطنت اِن اعضاء کے وجود کے بعد هي موجود هوجاتي هے ؟ — گھڑي کا آله یا جهاز کا آله ، کائنات حیه کے مشابه هے - چنانچه وه بھي دوسرے اجسام حیه کی طرح مختلف اعضاء سے مرکب هے - اِس کے اعضاء میں بھي تقسیم عمل هے اور اپنے اعمال کي انجام دهي میں تعاون رکھتے هیں - یه آلات ، زنده اجسام سے اِس قدر مشابه هیں که وحشي انسان اُنهیں سچ مچ زنده وجود هي سمجھ لیتے هیں - اگر یهي بات هے تو پھر جاندار آلے اور بے جان آلے میں کیا فرق باقي ره جاتا هے ؟ "

اِس سوال کا جواب لاینتس نے یه دیا هے که " لکڑي یا لوهے کا متحرک آله ، في نفسه کوئي عضویت نهیں رکھتا - برخلاف اِس کے هر زنده وجود عضویت اور مستقل زندگي رکھتا هے - هر عالم حي ، هزاروں زنده عوالم کا مجموعه هے "

ویرخوف اور کلوڈ برناڈ نے ثابت کیا هے که هر حیوان اپنے سے بهت زیاده چھوٹے اور پست بے شمار حیوانات سے مرکب هوتا هے - همارے جسموں کے اندر بهت سي ذي روح کائنات موجود هیں - اِن میں سے هر ایک مستقل زندگي رکھتي هے - اِن کائنات کي زندگي همارے هي خون سے هے - یه کائنات ، مختلف قابلیتیں ، خواهشیں ، امراض ، اور حرکات رکھتي هیں - اگر هم کسي کیڑے کے دو ٹکڑے کردیں تو بھي اُس کا هر ٹکڑا زنده رهے گا - بلاشبه ترقي یافته حیوانوں کي یه حالت نهیں هے - لیکن ان حیوانات کے بھي بعض اجزاء — مثلاً ناخن اور بال — جسم کي موت کے بعد زنده رهتے هیں - مرنے کے بعد انسان کے ناخن اور بالوں کا بڑھنا اِس بات کي دلیل هے که اِن میں زندگي موجود رهتي هے - اِسي طرح یه بھي واقعه هے که کئي چوهوں کي دمیں اگر ایک چوهے کے جسم میں لگا دي جائیں ، تو اِن تمام دموں میں بھي زندگي پیدا هوجائیگي -

مختارات

عورت کی طاقت

عورت ، هیئت اجتماعیه کي بنانے والي هے - پوري هیئت اجتماعیه ، عورت کے قبضۂ اختیار میں هے - سب کچھ اُسي کي مدد سے اور اُسي کیلیے هوتا هے - عورت ، مرد کي سب سے بڑي مربي و معلم هے - وه عورت هي هے جو مرد کو اعلى اخلاق ، پسندیده آداب ، اور رقیق احساس سکھاتي هے - عورت بعض مردوں کو لطف معاشرت کي تعلیم دیتي اور سب کو سخت مزاجي سے باز رکھتي هے - عورت هي کے ذریعه مرد کو معلوم هوتا هے که اُسکي اجتماعي زندگي کیسے نازک اور پر پیچ عناصر و اجزاء سے مرکب هے - عورت کے قریب هوکے هي سے هم محسوس کرتے هیں که جذبات کا طوفان اور ایمان کا دھارا اِتنا زبردست هے که اُسے روکا نهیں جا سکتا ، اور یه ، که انسان اپني عقل کے بل بوتے پر نهیں چل رها هے -

(اناتول فرانس)

علماء کی خوش مزاجی

عام طور پر مشهور هے که علماء و فضلاء خشک مزاج هوتے هیں - شب و روز خشک مباحث میں غور و فکر کرنے کي وجه سے خشک دماغ هوجاتے هیں - یه چیز اِس قدر مشهور هوئي که علم اور خوش مزاجي کو بڑي حد تک متضاد خیال کیا جانے لگا - بهت سے مدعیان علم مصنوعي خشک مزاجي کي عادت ڈال کر دنیا کو اپني علمیت منوانے لگے - حالانکه علم اور بشاشت میں هرگز کوئي تضاد نهیں هے - زیاده سے زیاده هنس مکھ آدمي بھي بڑے سے بڑا عالم هوسکتا هے - اِس کي سب سے زیاده نمایاں مثال جاپان میں موجود هے - یهاں کے علماء فن عموماً بڑے خوش مزاج هوتے هیں - حال میں مشهور جاپاني عالم ، ڈاکٹر " میورا " امریکا گیا تھا - وهاں کے لوگ اُس کي هنسي اور خوش طبعي دیکھکر متعجب هوگئے -

بادشاهون کو هدیه

بادشاهوں کے لیے ایک مصیبت هدیے بھي هیں جو اُنهیں بهت بڑي مقدار میں همیشه پهنچتے رهتے هیں - ایڈورڈ هفتم کے پاس سیکڑوں صندوق سیگرٹ ، نک ٹائي ، دستانوں ، جوتوں ، اور چھتریوں سے لبریز بطور هدیه کے آیا کرتے تھے - وه هدیے بهت کم قبول کرتے اور اکثر واپس کردیا کرتے - تاهم بعض نادر چیزیں لے بھي لیتے تھے - چنانچه ایک شخص نے امریکا سے پاؤ بھر وزن کا ایک آلو بھیجا تھا - اُسے بادشاه نے قبول کرلیا - اِسي طرح ایک قدیم مصري شاهزادي کا ممي کیا هوا هاتھ بھي منظور کرلیا تھا ، اور اُس سے میز پر کاغذ دبانے کا کام لیا کرتے تھے !

یهي حال سابق قیصر جرمني کا تھا - ایک شخص نے افریقا کے سب سے بلند پهاڑ " کیلیما نگارو " کي چوٹي پر سے ایک پتھر کاٹ کر هدیه بھیجا تھا - اسے قبول کر لیا - نیز ایک بوڑھیا کا سو مارک کا نوٹ بھي منظور کرلیا تھا - اِس عورت نے دربان کے هاتھ شهنشاه کو ایک لفافه بھیجا جس میں اس بنک نوٹ کے علاوه ایک خط تھا :

" کل میں نے آپ کو فوج کي قواعد ملاحظه کرتے وقت سردي سے کانپتے دیکھا - یه سو مارک کا نوٹ قبول کیجیے اور اِس سے اوني بنیائن خرید لیجیے "

هوتا ، تو بهت ممکن تها ، اصلاح و تجدد کي راهيں باز هو جاتيں - ليکن عبدالعزيز کے مجنونانه استبداد نے جسکے ساتهه شخصي حکمراني کے تمام عيش پرستانه عناصر فساد بهي جمع هوگئے تهے ، اصلاح حال کے تمام دروازے مسدود کر دیے - خزانه بالکل خالي تها - يورپ سے قرضوں پر قرض ليے جا رهے تهے - ماليات کے بهترين وسائل مکفول هوگئے تهے - روس نے پيٹرسبرگ سے سرائے دولمه باغيچه تک اپني مخفي سازشوں کا جال بچها ديا تها - روسي سفير جنرل اگناتيف کا اقتدار روز بروز بڑهرها تها ، اور سلطان اپنے تمام معاملات ميں اسي کے مشوروں پر کار بند تها - سلطان کا تمام وقت محل کي عيش پرستيوں ميں صرف هوتا - بسا اوقات ايک ايک مهينے تک وزراء حکومت کو بار يابي کا موقعه نهيں ملتا - شخصي حکومتوں کا قدرتي مزاج هي شخصي انانيت اور مستبدانه قهر و جبر کا هوتا هے - پهر اگر خصوصيت کے ساتهه اسکا کوئي حکمران " مستبد " هو جاے ، تو ظاهر هے ، اسکا استبداد کس درجه لا علاج اور بے پناه هوگا ؟ تمام ترک اهل قلم متفق هيں که عبدالعزيز اپنے تمام پچهلے مستبد حکمرانوں سے بهي زياده مستبد تها - کوئي بات بهي اسے اسدرجه طيش و غضب ميں نهيں لاتي تهي جسقدر اس بات کا تصور ، که دنيا کي کوئي مخلوق اسے " مشوره " دنيا چاهتي هے ، يا نصيحت کرنے کي جرأت رکهتي هے - ابتدا ميں جو لوگ بهولے سے کوئي ايسي جرأت کر بيٹهے ، انهيں فوراً اسکي سزا بهگتني پڑي - اس صورت حال کا لازمي نتيجه يه تها که کارخانهٔ سلطنت روز بروز درهم برهم هو رها تها اور آنے والے خطرے کے آثار قريب سے قريب تر هونے لگے تهے يه حالت جاري تهي ، مگر هر طرف غفلت و اعراض کا سناٹا چهايا تها - کوئي صدا نه تهي جو کلمهٔ حق و اصلاح سے آشنا هوتي !

ليکن غفلت و افساد کے اس سکون ميں بالاخر جنبش هوئي ، اور دولة عثمانيه کي تاريخ ميں پهلي مرتبه دعوت الي الحق کي بے خوف صدا بلند هوئي - يه مصطفى فاضل کي صدا تهي - وه صداے حق ، جسے نه تو سلطان عبدالعزيز کي سطوت و جبروت روک سکي ، نه امارت و وزارت کے مطامع مانع آسکے !

تاريخ ميں يه صداء اصلاح " لائحهٔ اصلاحيه " کے نام سے مشهور هے - يه دراصل ايک مکتوب هے جو سلطان عبد العزيز کے نام لکها گيا تها - مصطفى فاضل نے يه مکتوب سنه ۱۸۶۷ ميں لکها ، اور بذات خاص سلطان کے حواله کيا - لوگوں کو جب اس جسارت کا حال معلوم هوا تو شدت تحير سے انگشت بدندان رهگئے - دولة عثمانيه کي تاريخ ميں يه بالکل ايک نئي قسم کي جسارت تهي - ايسي جسارت جسکي مصطفى رشيد ، فواد پاشا ، اور عالي پاشا جيسے مصلحين بهي جرأت نهيں کرسکتے تهے !

سلطان عبدالعزيز نے يه لائحه پڑها ، اور وهي نتيجه نکلا جو متوقع تها - مصطفى فاضل کو قسطنطنيه سے هجرت کرني پڑي - وه پيرس آيا اور ايک مدت تک کيليے يهاں مقيم هوگيا - مصطفى فاضل نے اسي قيلم پيرس سے نوجوان ترک جماعت کي سب سے پهلي بنياد پڑي - قسطنطنيه کے متعدد نوجوان بتدريج پيرس چلے آئے ، اور مصطفى فاضل کي امداد و سرپرستي ميں متحده زندگي بسر کرنے لگے - اس عهد کے وه تمام اصلاح پسند افراد جنهوں نے نه صرف دولة عثمانيه کيليے سياسي انقلاب کي تخم ريزي کي ، بلکه ترکي علم ادب و کتابت ميں بهي دور جديد کي بنياد ڈالي ، اسي عهد کي پيداوار هيں - نامق کمال بے ، ضيا باشا اديب ، سعد الله باشا ، ابوالضيا توفيق ، وغيرهم کي نشوؤ نما اسي دور ميں هوئي -

مصطفى فاضل کو اس جسارت کا صله صرف مهاجرت هي کي صورت ميں نهيں ملا ، بلکه اسکي تمام ترکي جائداد بهي ضبط کرلي گئي - اگر فرانسيسي حکومت درميان نه پڑتي تو شايد مصري جائداد سے بهي محروم هو جاتا -

مصطفى فاضل کا لائحه ، تاريخ شرق جديد کا ايک اهم واقعه هے - جس جرأت و صراحت کے ساتهه وقت کے ايک مستبد سلطان کو مخاطب کيا گيا هے ، اور استبداد و شخصيت کي جگه آزادي و شوري کي دعوت دي گئي هے ، اس کي کوئي دوسري نظير اس عهد ميں نهيں مل سکتي - هم چاهتے هيں يه پورا لائحه اردو ميں منتقل هو جاے ، کيونکه يه تاريخ شرق جديد کي ايک قيمتي دستاويز هے -

(مسئله اصلاح اور ايک اصل مهم)

يه موقعه تفصيل کا نهيں ليکن اشاره نا گريز هے - دولة عثمانيه ميں سلطان مصلح کے عهد سے ليکر سلطان عبد الحميد خان تک اصلاح و تجديد کي جس قدر حرکتيں ظهور ميں آئيں ، وه اگرچه اس اعتبار سے قابل احترام هيں که استبداد و فساد کے مقابله ميں حريت و اصلاح کي طلبگار تهيں ، ليکن ساتهه هي يه واقعه بهي ياد رکهنا چاهيے که انکي بنياد ميں يورپ کي عاميانه تقليد و محاکات کے سوا کوئي مجتهدانه بصيرت موجود نه تهي -

صديوں سے اسلام کي حقيقي ديني روح مفقود هو چکي تهي - اسلام کے حقيقي سرچشمهٔ شرع و تعليم کي جگه طرح طرح کے انساني ساخت کے نئے سر چشمے پهوٹ نکلے تهے ، اور اجتهاد و نظر کي جگه تقليد و جمود کي بنياديں استوار هوگئي تهيں - ضرورت تهي که ايسے اصحاب نظر و بصيرت پيدا هوتے ، جو سب سے پہلے امت کے ديني مزاج کي درستگي کي کوشش کرتے جس کے بغير حکومتوں کا حاکمانه مزاج بهي درست نهيں هو سکتا تها - اس اصلاح کے بعد يورپ کے علمي و صناعي فوائد کے اخذ و اختيار کي راه خود بخود کهل جاتي - البته بصيرت و اعتبار کے ساتهه کهلتي - تقليد و کورچشمي کے ساتهه نه کهلتي - ليکن افسوس هے که ايسا نهيں هوا - دولة عثمانيه ميں ايسے علماء نا پيد تهے اور هميشه نا پيد رهے جو صاحب نظر و بصيرت هوں - امراء و حکام جهل و اوهام کي تاريکي ميں گم تهے - اتفاقات نے چند شخصيتيں پيدا کر ديں جنهيں يورپ کے علوم و لغات سے آشنا هونے کا موقعه مل گيا - يه اپني کسي بصيرت و روشني کي بنا پر نهيں بلکه محض تقليد کي راه سے استبداد و جهل کي مضرتوں پر مطلع هوے ، اور اصلاح و انقلاب کي سعي شروع کردي - سعي صحيح تهي ، بروقت تهي ، ليکن ساعي بصيرت و نظر سے محروم تهے - مرض کا احساس غلط نه تها ، ليکن نه تو تشخيص کامل تهي ، نه علاج هي صحيح تها - نتيجه يه نکلا که اس راه ميں جس قدر قدم بهي اٹهے ، وه اگرچه اکثر حالتوں ميں اصلاً غلط نه تهے ، ليکن مجتهدانه بصيرت و نظر کے فقدان سے کوئي صحيح انقلاب صورت حال ميں پيدا نه کر سکے ، اور شرح اس اجمال کي بهت طولاني هے -

بهر حال بحث و نظر کا يه مقام دوسرا هے - اِس کے فهم و ذوق کے ليے دوسري قسم کي صحبتيں مطلوب هيں - يهاں جو حقيقت قلم بند کرني هے يه هے ، که گذشته صدي کے مشرقي مصلحين کي تاريخ ميں مصطفى فاضل پاشا کو اصلاح و انقلاب ترکيه کے باني و داعي هونے کا شرف حاصل هے ، اور اسکا يادگار کارنامه " لائحهٔ اصلاحيه " هے :

مشرق کی تاریخ جدید کی تاریخی شخصیتین

مصطفی فاضل باشا

اور لائحهٔ اصلاحیه

(اعلان حق اور امر بالمعروف کا ایک شاندار کارنامه)

آنیسویں صدي کے وسط میں دولۃ عثمانیه کي سیاسي و اجتماعي اصلاحات کي جو حرکت شروع هوئي تهي ، عام طور پر اسکي ابتدائي تخم ریزي مرحوم مدحت پاشا کي طرف منسوب کي گئي ھے - لیکن واقعه یه ھے که مدحت پاشا اس روح تجدید کا داعي اول نه تها - اسے منظم و وسیع کرنے والا تها - ترکي اصلاح و تجدید کي اصلي تاریخ مصطفی فاضل پاشا سے شروع هوتي ھے - في الحقیقت نوجوان ترکوں کي اجتماعي حرکت کا حقیقیي موسس وهي تها -

(اصلاح کي ابتدائي فضا)

عثماني دارالخلافة میں جس شخص نے یورپ کے تمدني انقلاب کا پہلے پہل مطالعه کیا ، وہ مصطفی رشید پاشا تها - امراء دولۃ میں یهي پهلا شخص ھے جسنے یورپ کي زبانوں سے واقفیت حاصل کي - اسکي نشوونما سلطان محمود مصلح کے عهد میں هوئي تهي - سنه ١٨٣٩ع میں جب سلطان موصوف کا انتقال هوا اور سلطان عبدالمجید تخت نشیں هوا ، تو یه لندن میں عثماني سفیر تها - سلطان عبدالمجید نے اس منصب سے ترقي دي اور وزارت خارجیه پر مامور کردیا - یه اسي شخص کي سعي کا نتیجه تها که اسي سال کے ماہ جون میں دولۃ عثمانیه کي تنظیم و اصلاح کا وہ تاریخي فرمان صادر هوا جو " خط گل خانه " کے نام سے مشهور ھے - اسکا نام " گل خانه " اسلیے هوا که سراے " ترب قپو " کے چمنستان (گل خانه) میں اُس کا اعلان هوا تها - اس اعلان میں دولۃ کے قانوني اور منظم هونے کا یقین دلایا گیا تها - نیز مسلم اور ذمي کے حقوق کے مساوي هونے ، اور هر طرح کے غیر قانوني امتیازات کے منسوخ کر دینے کا اعلان تها -

مصطفی رشید پاشا نے اپنے عهد وزارت میں تعلیمي و معاشرتي اصلاحات کي جو روح پیدا کی تهي ، اُس کا نتیجه یه تها که ایک قلیل جماعت نئے تعلیم یافته افراد کي پیدا هوگئي - ان میں سب سے زیادہ نامور شخص دو هوے : عالي پاشا اور فواد پاشا - دونوں نے صدارت و نظارت کے مناصب تک ترقي کي ، اور اپنے عهد کے مشاهیر مدبرین میں شمار کیے گئے - سلطان عبدالمجید کے عهد کے تمام اِجراات اصلاحیه کي باعث و کارفرما شخصیتیں یهي تهیں - معاهدۂ پیریس (٣٠- مارچ سنه ١٨٤٦) میں دولۃ عثمانیه کو جو کامیابي هوي ، اور انگلستان ، فرانس ، اور اٹلي نے روس کے بر خلاف ساتهه دیا ، وہ بہت کچهه انهي دونوں کي مساعي کا نتیجه تها - معاهدۂ پیرس کے بعد هي تاریخ اصلاح عثماني کا دوسرا فرمان شائع هوا تها جو " خط شریف " کے نام سے پکارا جاتا ھے - اس میں " خط گل خانه " کي مزید تائید کي گئي تهي ، اور تمام رعایا کي آزادي حقوق کے احترام کا یقین دلایا گیا تها - یه بهي تمام تر فواد اور عالي هي کي مساعي کا نتیجه تها -

(مصطفی فاضل)

مصطفی رشید ، فواد ، اور عالي پاشا نے اصلاح و تغیر کیلیے فضا پیدا کردي ، مگر جماعت پیدا کرنے کا کام بعد کو هونے والا تها - یه مصطفی فاضل پاشا کي شخصیت تهي ، جس نے اس نئي فضا کو نشوونما دي ، اور " نوجوان " ترکوں کي جمعیت کا اولین سنگ بنیاد رکهدیا - مدحت پاشا بعد کو آیا تا که اپنے عظیم اعمال اور عظیم قرباني سے اس سنگ بنیاد پر ایک نئي عمارت چن دے !

مصطفی فاضل پاشا محمد علي باني خاندان خدیویۂ مصر کا پوتا اور ابراهیم پاشا فاتح حجاز و شام کا بیٹا تها - سنه ١٨٣٠ع میں پیدا هوا اور مصر میں تعلیم و تربیت حاصل کي - مصر میں محمد علي کے زمانے سے مغربي علوم و السنه کي اهمیت کا احساس عام هو چلا تها ، اور خاندان خدیوي کے تمام افراد فرانسیسي زبان کي تعلیم حاصل کرنے لگے تهے - مصطفی فاضل کو بهي اسکا موقعه ملا - اس طرح مغربي علوم و تمدن کے فهم و مطالعه کا دروازہ اُس پر کهل گیا - ابهي سلطان عبدالمجید هي کا زمانه تها که وہ قسطنطنیه آیا ، اور چند سالوں کے بعد جب سلطان عبدالعزیز تخت نشین هوا ، تو نظارت معارف (تعلیم) کا ناظر مقرر هوگیا - پهر کچهه دنوں کے بعد جب مالیات کي وزارت کي جگه خالي هوي ، تو حکومت کي نظر انتخاب اسي پر پڑي -

(لائحه اصلاحیه)

یه وہ وقت تها ، جبکه دولۃ عثمانیه کي زوال پذیر هستي کي حفاظت کیلیے اصلاح و علاج کي آخري مهلت درپیش تهي ، اور قریب تها که همیشه کیلیے اُسکي شش صد ساله عظمت و جلال کي دیواریں سرنگوں هوجائیں - سلطان محمود مصلح نے نئي اصلاحات کي بنیاد رکهي - سلطان عبدالمجید نے اسے بلند کرنا چاها - اگر سلطان عبدالعزیز کا وجود بهي اس سلسلۂ اصلاح کي تیسري کڑي

کیا ھے - اس عرب سفارت کے ورود و استقبال کا ایک ایسا هي مرقع فرانس میں موجود ھے جیسا یه زیر بحث مرقع ھے - اس مرقع میں شارلیمین کو اس کے دربار میں دکهایا گیا ھے اور عرب سفیر اِس حالت میں نمایاں هیں که اپنے تحائف پیش کررھے هیں - اس سے صاف طور پر یه بات واضح هو جاتي ھے که واقعۂ سفارت کے دونوں درباروں کي تصویریں به یک وقت طیار کي گئي تهیں - اور عجب نهیں خود شارلیمین کے حکم سے طیار کي گئي هوں - یه دوسرا مرقع پیرس کي مشهور عمارت پنتهیوں Pantheon کي دیواروں پر اِس وقت تک موجود ھے - یهاں شارلیمین کے عهد کے مختلف مرقع دکهائے گئے هیں ، من جمله ان کے عربي سفارت کا استقبال بهي ھے "

اس مرقع کي نقل هدیۂ قارئین ھے -

بلاشبه ' مضبوط اخلاق هي اِس وجود میں تنها ایک قوت نہیں هے - کیونکه یہاں جرائم کي بهي جرار فوجیں کهڑي هیں ' اور گناهوں کے تخت بهي بچهے هیں - لیکن یه یقیني هے که مضبوط اخلاق ' ایک مستحکم و راسخ بنیاد ضرور هے - اُس کے بغیر کوئي سلطنت قائم نہیں هوسکتي - جب وہ کسي قوم کا ساتهه چهوڑ دیتا هے ' تو اُس قوم کي اجتماعي عمارت بهي گر پڑتي هے - اُس کا یه خاصه عجیب هے که جوں جوں اُس کي فتوحات میں وسعت هوتي هے ' اُس کا دائرہ بهي وسیع و عظیم هوتا جاتا هے - برخلاف دوسري قوموں کے جو امتداد زمانه سے کمزور هو جاتیں اور کامیابي کے بعد فنا هونے لگتي هیں -

اعلیٰ حضرت کي عظمت اور وطن کي عزت کے تمام خیر خواہ ' انتہائي رنج و ملال سے دیکهه رهے هیں که قوم کي شہامت ' زائل هو رهي هے اور اُسکي شرافت و خودداري ختم هوتي جاتي هے - یه اعلي صفات ' قوم میں کیونکر باقي رہ سکتي هیں ' اگرچه کتني هي راسخ هوں ' جبکه مسیحي رعایا کے ساتهه مسلمان بهي گونا گوں ذلتوں کا نشانه بنے هوئے هیں اور هر قسم کي دنائت کے گهونٹ اُنهیں زبردستي پلائے جارهے هیں ؟ مسلمان اور عیسائي ' حضور والا کي تمام رعایا ' حکام کے ظلم و جور سے چیخ رهي هے - یه حکام وہ هیں جو حضور کے برائے نام فرمانبردار هیں - اعلي حضرت کو کیا معلوم که وہ شاهي احکام قوم میں جاري کرتے هیں یا اپني هوا و هوس سے کام لیتے هیں !

آپ کي سلطنت ' عام رائے سے خالی هے - نتیجه یه هے که آپ کے عمال ' رعایا کے سامنے جواب دہ نہیں هیں - اِس کے معنے یه هیں که خود حضور کے عرش معلیٰ کے رو برو بهي ذمه دار اور جواب دہ نہیں هیں ' کیونکه کوئي شخص بهي اُن کي شکایت عتبات عالیه تک پہنچانے کي قدرت نہیں رکهتا ' اور چونکه اُن کے جرائم ذات شاهانه کے علم میں نہیں آسکتے ' اِس لیے اُن سے باز پرس بهي نہیں هوسکتي - لهذا وہ بالکل نڈر هوگئے هیں - رعیت پر دست درازي میں بے باک هیں - هر قسم کي برائیاں کهلے بندهوں کر رهے هیں - باشندے دو گروهوں پر منقسم هوگئے هیں : ظالم حاکم ' کوئي نہیں جو اُن کا هاتهه پکڑے - مظلوم رعایا ' کوئي نہیں جو اُس پر ترس کهائے - حاکم ' جس کا دعویٰ هے که اُس کي قوت ' خود سلطان کي قوت هے ' لهذا بے روک اور بے قید هے - وہ اِس قوت کي گهمنڈ میں جمله معائب و نقائص سے آلودہ هوتا هے - محکوم ' جس کا کام یه رہ گیا هے که ذلت کے تاریک غار میں برابر گرتا چلا جائے - حکام ' جنهوں نے رعایا کے لبوں پر قفل چڑها دیے هیں - اگر کبهي کسي کے منه سے فریاد کي چیخ بلند هوجاتي هے تو یه حکام اُسے بغاوت قرار دے دیتے هیں - لهذا تمام رعایا ' نا اُمیدي میں پڑگئي هے - بے حساب ظلم و جور کے نیچے دبي هے ' مگر خوف سے چپ هے - ظالم کے هاتهه اُس کا گلا دابے هوئے هیں ' اور اعلي حضرت سے مخفي نہیں که ظلم دلوں میں فساد پیدا کر دیتا اور عقلوں میں فتور ڈال دیتا هے -

ترکوں کي رگوں میں پاک اور بے میل خون موج زن هے - یقیناً هم وطن سے بے حد محبت کرتے هیں - حب الوطني ' هماري همتیں بلند کرتي هے ' بڑي سے بڑي قربانیاں بهي هم پر آسان کردیتي هے - هم بہادر سپاهي هیں ' موت سے نہیں ڈرتے - هم میں وقار هے جو همارے اسلاف سے همیں میراث میں ملا هے - همارا امتیازي وصف ' صریح اخلاص هے - یهي اخلاص همیں آمادہ کرتا هے که مسرات کو جمله محاسن پر ترجیح دیں - لیکن کیا یه صفات حمیدہ هم میں زیادہ مدت تک باقي رهینگي ؟ کیا هم خیر و شر کے اِس تصادم کا همیشه یونهي مقابله کرتے رهینگے ؟

میرے آقا ! جس دن یه اخلاق هم سے رخصت هو جائینگے ' اُسي دن هماري موت بهي نازل هوجائیگي - هم کسي کو بهي اپنا حامي و مددگار نه پائینگے -

کاش هماري مصیبت ' صرف همارے معنوي انحطاط هي پر ختم هوجاتي اور اِس جهل عمیم اور فساد عظیم تک نه پہنچتي جو همارے تمام عقلي قویٰ تباہ کر رها هے -

میرے آقا ! جب همارے اسلاف یورپ میں اُترے ' تو اُن کے پاس علم کي کوئي روشني بهي نه تهي - لیکن وہ ذوق سلیم رکهتے تهے - یه ذوق اُن میں قوت و جرأت پیدا کرتا تها ' جیسا که تمام پاک اور بلند نفسوں کا خاصه هے - وہ علم نہیں رکهتے تهے ' مگر عقل کے مالک تهے - وہ عقل جو حرکت پسند کرتي ' جمود سے نفرت کرتي ' اور رذالت سے کراهت رکهتي هے - وہ اُن لوگوں سے بالکل مختلف تهے جو همارے هراول دیکهتے هي بهاگ کهڑے هوئے تهے - وائے افسوس ! عقلیں ' اُس حکومت کے زیر سایه مفلوج هوجاتي هیں ' جس میں انفرادي همت کے لیے کوئي گنجائش نہیں هوتي !

میرے آقا ! آپ کي رعایا میں ترک سب سے زیادہ استبداد سے متأثر هوتے هیں - کیونکه یه استبداد اُن کي فطري استقامت نفس اور خود داري سے میل نہیں کهاتا - هم ترکوں میں وہ شرمناک قابلیت ذرا بهي موجود نہیں جو بیزنطیني عیاشوں میں تهي - اُن کي حالت یه تهي که عقل و فطنت رکهتے تهے مگر نه ذلت سے گریز کرتے تهے نه مطلق العنان حکومت سے نفرت رکهتے تهے - هم بالکل سادہ دل پیدا هوئے تهے - همارے خیالات کي سادگي پر دنیا کو حیرت تهي - لیکن جب همارے خیالات هم سے چهین لیے گئے تو هم مخبوط الحواس هوگئے - عقل کي نعمت سے محروم هوگئے - اگر یهي حالت جاري رهي تو ایک دن آئیگا جب هم میں حکمراني کي صلاحیت باقي نه رهے گي - کوئي ایک آدمي بهي ایسا نه ملیگا جو انتظام سنبهال سکے -

حضور والا ! هم اب ایک ایسے زمانے میں هیں جس میں عزت اُسي کو مل سکتي هے ' جس کی عقل بڑي اور علم زیادہ هو - یهي باعث هے که تمام یورپ میں علم کا غلغله بلند هے اور تمام قوتیں اُس پر صرف هو رهي هیں - کوئي حکومت بهي اِس کے فکر و اهتمام سے خالي نہیں هے - سوئٹزر لینڈ میں ایک آدمي بهي اَن پڑه دکهائي نہیں دیتا - انگلستان میں (جس پر مٹهي بهر امراء حکومت کرتے تهے مگر اب اپنے امتیازات سے دست بردار هوتے جاتے هیں) ۲۵ - برس سے اشاعت تعلیم کي عظیم الشان کوششیں هو رهي هیں - مجهے یقین هے که پروشیا نے آسٹریا پر صرف اِس سبب سے فتح پائي هے که وہ مغلوب سے علم میں زیادہ تهي - کیا همارے لیے روا هے که اپنے عقلي انحطاط پر قانع رهیں ' حالانکه همارے گرد یورپ ' عقلي ارتقاء کے لیے اَن تهک کوششیں کر رها هے ؟

میں اِس خیال سے پناہ مانگتا هوں که اعلیٰ حضرت اشاعت تعلیم کے لیے صرف مدارس کي کثرت کافي تصور فرمائیں - وہ محل کس کام کے جنهیں مکین نه ملیں ؟ اُن مدارس سے کیا فائدہ جن میں ذلت و خواري کي اولاد تربیت پائے ؟

(مصطفیٰ فاضل کا لائحه)

اعلیٰ حضرت !

کلمۂ حق بادشاهوں اور حکمرانوں تک پهنچنا، بهت مشکل هے - درباري اُس پر پرده ڈالتے اور اُسے چهپاتے هیں - بادشاه فرمانروائي کے نشه میں مخمور اور سلطنت کي لذتوں میں غرق، راه صواب سے غافل هو جاتے هیں -

وه خیال کرتے هیں که قومیں اپنے هي کرتوت سے پریشاني میں پڑتي هیں - اور اپني هي غفلت سے پستي میں گرتي هیں - سلطنتیں جب برباد هوتي هیں، تو قضاء و قدر کے بے رَوک هاتهوں هي سے برباد هوتي هیں -

واقعات کو رو در رو دیکهنے اور اوهام کو اوهام سمجهنے کے لیے انسان کو بڑے هي اخلاص اور بڑي هي جرأت کي ضرورت هے - پادشاه تک بے کم و کاست حقیقت پهنچانے کے لیے اور بهي زیاده اخلاص و جرأت کي ضرورت هے -

میرے آقا ! یه اخلاص کبهي میرے دل سے جدا نهیں هوا - خود اعلیٰ حضرت سلطان اِس کے شاهد هیں - وه لوگ بهي اِس سے ناواقف نهیں جو میري جلا وطني کا سبب هوے هیں - بلاشبه زمانے نے مجهے موقعه نهیں دیا که روشن کارناموں سے اعلیٰ حضرت کي ذات شاهانه سے اپني عقیدت ثابت کرتا اور اپني قوم کي فلاح و بهبود — اگر یه نه کهوں که اُس کے احیا — کے ارادے پورے کرسکتا - لیکن میں پهلا آدمي هوں جس نے اعلیٰ حضرت کے سامنے شاهي حکومت کے عیوب بے پرده کرنے اور وطن عزیز کے مصائب پیش کرنے کي جرأت کي هے - یه اس لیے که میرا دماغ اعلیٰ حضرت اور سلطنت عثمانیه کي خدمت کے لیے سراسر وقف هے - مجهے اعلیٰ حضرت کے عرش سے جو عقیدت و وابستگي هے، اور وطن محبوب سے جو محبت و وارفتگي هے، اُسي نے مجهه میں یه قوت پیدا کردي هے که بے خوف و خطر اُن مصائب و آلام پر نظر ڈالوں جو همیں رات کي تاریکي اور دن کي روشني میں پیش آ رهے هیں - حضور کے اخلاق عالیه پر میرا یقین مجهے همت دلاتا هے که اُن مصائب کي تشریح کروں - کوئي ایک بهي مخفي نه رکهوں - سب کو صاف صاف ظاهر کردوں - پهر وه علاج عرض کروں جو همیں شفا بخش سکتا هے، بشرطیکه اُس کے استعمال سے پہلے وقت نکل نه جائے -

میرے آقا ! آپ کي مسیحي رعایا کي جانب سے جس سرکشي کا برابر اظهار هوتا رهتا هے، وه یقیناً، همارے اجنبي دشمنوں کي شرارت کا نتیجه هے - لیکن وه اِس امر کي بهي دلیل هے که اعلیٰ حضرت کي حکومت کا برتاؤ اپني تمام رعایا کے ساتهه کوئي عمده برتاؤ نهیں هے - اِس برتاؤ میں اگر حکومت پہلے معذور تهي تو یقیناً اب اُسے برقرار رکهنے میں اُس کے لیے کوئي عذر نهیں هوسکتا - کیونکه اِس مسلک کا ثمره، ظلم کے سوا کچهه نهیں هے - جهل، اُس سے پهیلتا هے، فقر و فاقه اور شر و فساد کي اُس سے پیدائش هوتي هے -

یورپ خیال کرتا هے که سلطنتِ عثمانیه میں صرف مسیحي رعایا هي ظلم و تذلیل کے لیے منتخب کرلي گئي هے - حالانکه یه سخت غلطي هے - مسلمان، جن کي حمایت پر کوئي یورپین سلطنت نهیں، مسیحیوں سے زیاده ظلم، اُٹها رهے هیں - اُن کے مصائب و آلام کهیں زیاده هیں - وه ابتک محض اِس لیے صبر کیے بیٹهے هیں که قضاء و قدر پر اُن کا پخته ایمان هے - صبر و سکون کے عادي هیں - نفس بلند رکهتے هیں - اُن کي یه صفات، یورپین تخیل سے بهت بلند هیں - اِس لیے یورپ والے اُنهیں سمجهه نهیں سکتے - پهر یه مسلمان، اُن شریف اور اولو العزم اسلاف کي نسل هیں جو فرمانروائي کے تخت پر جلوه گر هوچکے هیں - سلطنت سے اُنکا اخلاص، قرآن پر اُن کے ایمان سے مل کر ایسا راسخ هوگیا هے که ابتک اُس میں تزلزل پیدا نهیں هوا - لیکن اعلیٰ حضرت اپنے مخلص ترین خادم کو یه عرض کرنے کي اجازت دیں که اب مسلمانوں کا بهي پیمانۂ صبر لبریز هوگیا هے - مصیبت آخري حد تک پهنچ چکي هے - آلام نے اُن کا جسم کها ڈالا هے - اپنا غم و غصه چهپانے کي اب اُن میں قدرت باقي نهیں رهي - یقیناً حضور والا کے خاندان اور قوم کے لیے یه سخت خطره هے که رعایا، یاس و نا اُمیدي کا شکار هوجائے -

مخلوق پر ظلم بهت سخت هوگیا هے - آپ یقیناً اُس سے متنفر هیں، اور میں یقین کرتا هوں که آپ کي اُمت کے عظماء و اکابر بهي اُس سے بیزار هیں - لیکن وه مجموعي حکومت کا ایک لازمي نتیجه هے - حتیٰ که خود اعلیٰ حضرت بهي، جنکي قوت معلوم اور سطوت مشهور هے، شاید اُسے روکنے کي قدرت نهیں رکهتے - کیونکه اُس کي خبر سمع مبارک تک پهنچتي هي نهیں - حالانکه وه اِس اُمت کي مردانگي تباه کر رها هے - اُس کي شخصیت گرا رها هے، اُس کے فضائل برباد کر رها هے -

میرے آقا ! آپ کي رعایا میں ایسے مخلص افراد موجود هیں جن کے دل یه دیکهکر حسرت سے پگهلے جاتے هیں که یه امت — جو هماري عزت و فخر هے — کس طرح نسل کي کمي اور هجرت کي زیادتي کي وجه سے کمزور و کم تعداد هوتي چلي جا رهي هے - لیکن میں اس سے خائف نهیں هوں - ممکن هے اِس میں همارے فوجي نظام کو بهي کچهه دخل هو - لیکن جس چیز سے میں ڈرتا هوں اور جسے روز بروز قریب آتے دیکهتا هوں، وه یه هے که هم مغلوب قوموں کے مشابه هوتے جاتے هیں - روز بروز هماري معنویت کمزور هو رهي هے اور یه مرض قوم کے تمام طبقوں میں عام هوتا جاتا هے -

میرے آقا ! همارے اسلاف نے چار صدي پہلے مشرق کي رومن شهنشاهت تهه و بالا کر ڈالي، عروس البلاد اور ملکۂ جهاں، قسطنطنیه میں اپنے قدم گاڑ دیے، اور وه فتح عظیم حاصل کي جو تاریخ میں ایک عظیم ترین کارنامه شمار کي جاتي هے - لیکن اِس حیرت انگیز کامیابي کا راز کیا تها ؟ صرف دین کا اعتقاد اور جنگ میں شجاعت هي نه تهي - اُن کي وه اولو العزمي اور بهادري، درحقیقت، اُن کي معنویت هي کا ایک جلوه تها - وه اپنے سرداروں کي اطاعت، خوش دلي سے کرتے تهے، نه که خوف اور مجبوري سے - یهي وجه تهي که ذلت اُن پر قابو نه پاسکي - عقل پر اندهي تابعداري غالب نه آسکي - اُنکي خود داري برابر باقي رهي - استقلال ذاتي نے اُن کا ساتهه نه چهوڑا - اطاعت نظام (ڈسپلن) کي روح، عزت نفس کي روح سے مل گئي تهي - دونوں روحیں، مضبوط اخلاق کي بنیادوں پر قائم تهیں - فضیلت نے اُنمیں گهر کرلیا تها - اس لیے اُنهوں نے وه عظیم سلطنت اُلٹ ڈالي جسے استبداد کي رذیلتیں گهن کي طرح لگ گئي تهیں، اور ظلم و جور نے اُس کي تمام چولیں هلا ڈالي تهیں -

ملين ڈالر بهي جمع کر سکوں گا - اُس وقت ميرے پيش نظر صرف يه خيال تها که کسي طرح دنيا کا ايک کامياب آدمي بن جاؤں -

ميرے پيش نظر کاميابي کيا تهي ؟ اُس کا معيار کيا تها ؟ ميں بتا نہيں سکتا - کيونکه کوئي مفصل خيال ذهن ميں موجود نه تها - کاميابي کا محض ايک مبهم سا تصور تها - ميں نے يہي تصور اپنا مطمع نظر قرار دے ليا اور کوشش شروع کردي - مجهے خود تعجب هوا که تهوڑي هي مدت بعد دولت اپنے آپ جمع هونے لگي تهي اور ابتک جمع هوتي چلي جاتي هے !

مجهے آج تک اپني غربت اور تنگ دستي ياد هے - ميں بہت کم عمر تها - طرح طرح کے ولولے اور امنگيں دل کو گد گداتي تهيں ' مگر ميں اپني کوئي خواهش بهي پوري نہيں کر سکتا تها - مجهے پيٹ بهر کر روٹي بهي نہيں ملتي تهي - ميں دربدر کام تلاش کرتا پهرتا ' اور کہيں بهي کام نہيں ملتا - سخت جد وجهد کے بعد بالاخر ايک کام ملا - ايک بحري حوض ميں نوکري مل گئي - هفته وار سوله شلنگ تنخواه مقرر هوگئي - ميں بہت خوش هوا - مگر فوراً هي ميري خوشي رنج سے بدل گئي - کيونکه اِس کمپني کے منيجر مسٹر گوبس نے مجهے بلا کر نہايت خشکي سے کہا " يه تنخواه تمهيں ملے گي ' اگرچه تم اِس کے کسي طرح بهي اهل نہيں هو ! "

ميں نے کوئي جواب نہيں ديا - ميرے دل ميں سخت غم و غصه تها - ميں نے عزم کرليا که کچهه هي هو جائے ' ميں اپني حالت ضرور درست کرکے چهوڑونگا - چنانچه ميں نے کوشش شروع کردي ' اور چند هي سال بعد يہي مسٹر گوبس مجبور هوئے که مجهے اپني عظيم کمپني کا شريک بنا ليں !

مجهه سے لوگ پوچها کرتے هيں " آدمي کروڑ پتي کيسے بن جاسکتا هے ؟ " ميرا جواب هميشه يه هوتا هے که دولت جمع کرنے کا کوئي خاص قاعده نہيں هے - اِس کا مدار صرف دو باتوں پر هے : ذهانت اور قسمت - اگر انسان کو اِن دونوں ميں سے کافي حصه ملا هے ' تو بلا شبه وه بہت زياده دولت جمع کرلے سکتا هے -

بہت سے معمولي ذهانت کے لوگ هميشه " زمانه " کو ملامت کيا کرتے هيں که اُن کا ساتهه نہيں ديتا - وه کہتے هيں " اگر هميں ايک موقعه بهي ميسر آجائے تو هم فوراً دولتمند بن جائيں " ليکن يه اُن کي غلطي هے - قصور زمانے کا نہيں خود اُن کا هے - اُن کي ذهانت و قابليت کا هے - اعلیٰ ذهانت کے لوگ هاتهه پر هاتهه رکهه کر موقعه کا انتظار نہيں کيا کرتے - وه خود موقعه پيدا کرتے هيں اور اُس سے فائده اُٹهاتے هيں -

ميں نوجوانوں کو هميشه نصيحت کرتا رهتا هوں که اپني تمام قوتيں اور کوششيں ايک هي طرف متوجه رکهيں - کيونکه بغير اِس کے دولت حاصل نہيں هو سکتي - مختلف کام شروع کرکے کوششيں پراگنده کر دينے سے اکثر ناکامي کي مصيبت پيش آجايا کرتي هے - هميشه ايک مرکز بنانا چاهيے ' اور اُسي پر تمام قوتيں صرف کرني چاهيئيں - بلا شبه ميں بهي اُن لوگوں ميں هوں جو بيک وقت بہت سي تجارتيں پهيلائے هوئے هيں - ليکن يه ميں نے اب کيا هے جبکه ايک بڑے سرمايه کا مالک بن چکا هوں - شروع شروع ميں نے کبهي يه جرأت نہيں کي که بہت سے کام لے کر بيٹهه جاؤں -

محنت اور چستي کو بهي کاميابي ميں بہت بڑا دخل هے - شروع ميں ميرا دستور يه تها که صبح سات بجے سے اپنے کام پر پہنچ جاتا تها اور گياره بجے رات سے پہلے واپس نہيں آتا تها - ميں جانتا هوں که آج کل کے نوجوان اِتني محنت نہيں کرسکيںگے - ليکن اگر وه اُتني محنت بهي کريں ' جتني وه آساني سے کرسکتے هيں ' تو کوئي وجه نہيں که کامياب نه هو جائيں -

ميرے خيال ميں منضبط محنت سے زياده لذيذ کوئي چيز بهي نہيں هے - ميں دنيا کے ايک بہترين جهاز کا مالک هوں - بہترين بادباني کشتي بهي، ميرے پاس هے - ميں نے شکار بهي بہت کهيلا هے - عيش و آرام کے جمله سامانوں سے بهي متمتع هوا هوں - مگر ميں سچ کہتا هوں - مجهے کسي بات ميں بهي اُتني لذت حاصل نہيں هوئي ' جتني اپني روز کي محنت ميں حاصل هوتي هے - ميں سمجهتا هوں ' ميري کاميابي کا سب سے بڑا راز ميري اِسي محنت ميں هے :

بريد شرق

مکتوب قسطنطنيه

(الهلال کے مقاله نگار مقيم قسطنطنيه کے قلم سے)

غازي مصطفیٰ کمال پاشا کا پيغام - مجلس وطني کا انتخاب - وزراء آستانه ميں - غازي کے خلاف سازش -

(غازي مصطفیٰ کمال کا پيغام)

مجلس وطني کے انتخاب کے سلسله ميں غازي مصطفیٰ کمال پاشا نے ترکي قوم کے نام ايک پيغام شايع کيا هے - يه تحرير خود موصوف نے اپنے قلم سے لکهي هے - اس ليے نہايت پر زور اور بليغ هے - اِس ميں اُنهوں نے جنگ آزادي کے بعد پہلي مجلس وطني اور اپني جماعت " خلق فرقه سي " کي کارگزارياں ياد دلائي هيں اور پهر قوم سے اپني جماعت کے انتخاب کي درخواست کي هے - وه لکهتے هيں :

" آج موقعه هے که هم گزشته چارسال کے اندر اپنے عظيم اصلاحي و تعميري جهاد پر نظر ڈاليں اور اطمينان کے ساتهه وه کاميابياں ديکهيں جو هم نے حاصل کي هيں - همارا ملک ايک ايسي مهيب جنگ سے جس کي نظير تاريخ ميں نہيں ملتي ' فتحمند نکلا تها - آسے اُن مساعي و اعمال کي سخت ضرورت تهي جنسے قوميں زنده رهتي هيں - يه پہلا موقعه نه تها که ترکي قوم نے فتح و نصرت ديکهي تهي - ترکي قوم کي پوري تاريخ فتوحات سے لبريز هے - ليکن چونکه پہلے ترکي قوم ميدان جنگ سے باهر کوئي کوشش نہيں کرتي تهي ' اس ليے اپني فتح سے کوئي فائده بهي نہيں اٹها سکتي تهي - بلکه بتدريج اُسکي فتح ' شکست بن جاتي تهي - جو فتحمندي بر قرار نہيں رکهي جاتي ' اُس کے نتائج بسا اوقات '

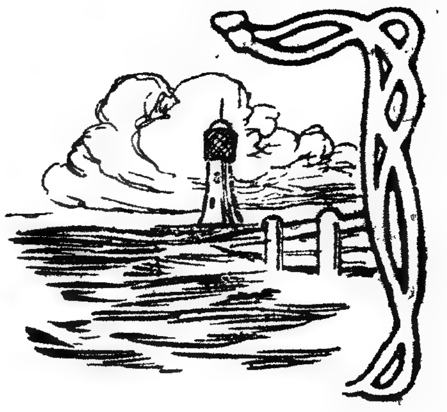

بريذ فرنگ

آزادي ' قوموں کے لیے اولین مربي هے - آزادي هي تمام دوسرے مربیوں کو پیدا کرتي هے - کوئي مربي بهي آزادي کا قائم مقام نہیں هوسکتا - کوئي مربي بهي آزادي کا عمل انجام نہیں دے سکتا - غلام قومیں علم کي تحقیر کرتي هیں ' کیونکه علم اُنهیں کچهه بهي فائده نہیں پہنچاتا - قومیں اُسي وقت علم کي طرف راغب هوتي هیں ' جب اُنهیں اپنے حقوق کي جانب سے اطمینان هوجاتا هے - وه علم اس لیے حاصل کرتي هیں که اپنے حقوق سے فائده اتهائیں - اور بهتر سے بهتر اور زیاده سے زیاده فائده اُتهائیں - هر جاهل اور غلام قوم ' بزدل هوتي هے یا خائن -

اعلی حضرت! اِس وقت همارې مصیبت صرف یهي نہیں هے که هم معنوي کمزوري اور عقلي فساد میں مبتلا هیں - همارې مصیبت اِس سے بهي بڑي هے - هم هر جگه ایک جبار و قهار دشمن کو اپنے سامنے پاتے هیں - وه بے رحم دشمن ' همارا افلاس هے - حضور نے کتني مرتبه اپنے خزانے خالي دیکهے ؟ کتني مرتبه تنخواهیں تقسیم کرنے کے لیے روپیه موجود نه پا کر رنجیده هوئے ؟ آپ کا رحیم قلب یه سونچ کر همیشه کس قدر اداس هوتا رها هے که عمال سلطنت کي تنخواهیں بہت حقیر هیں ؟ یه اس لیے که حضور جانتے هیں ' مشرقي عهده دار جب تنخواه کافي نہیں پاتے ' تو رشوت خوار هو جاتے هیں - رعایا میں لوٹ کهسوٹ شروع کر دیتے هیں - لیکن سلطنت کے خزانے خالي هونے پر همیں اتنا افسوس نہیں جتنا رعایا کي غربت کا افسوس هے - کیونکه سرکاري خزانه محض اِس لیے خالي رهتا هے که رعایا غریب هے - رعایا کا افلاس ' ایک عظیم ترین خطره هے -

دنیا کي حکمتوں میں صرف اعلی حضرت هي کي حکومت ایسي هے جو اِتنے قلیل خراج پر زنده هے - حضور کي سلطنت نہایت عظیم ' وسیع ' اور آباد هے - تعجب هے که رعایا اِتنا قلیل خراج بهي ادا نہیں کرسکتي ! لیکن همارا یه تعجب باقي نہیں رهتا جب هم دیکهتے هیں که خراج جمع کرنے کا طریقه ' ایک بد ترین طریقه هے - همارې قوم ' بہت هي کم کام کرتي هے - وه هر هنر سے جاهل هے - یهي وجه هے که فقر و فاقه میں مبتلا هے اور حکومت کا خراج ادا کرنے کي قدرت نہیں رکهتي - حالانکه دوسرے ملکوں کي رعایا هم سے بہت زیاده خراج بخوشي ادا کر دیتي هے -

اعلی حضرت کي سلطنت میں هر چیز کو زوال آگیا هے : زراعت تجارت ' صنعت ' کوئي چیز بهي تباهي سے نه بچي - هم پیدا کرنے کے طریقے بالکل بهول گئے هیں اور اپنے فقر و فاقه کے مشاهده پر قانع هیں - فقر کي هیبتناک صورت همارے سامنے هے - هم اُس کي دهشت سے همت و جرأت کا کوئي کام کر هي نہیں سکتے -

* * *

بد نصیب کروڑ پتي

(کیا دولت ' حسرت کا سبب هے ؟)

(دولت جمع کرنے کے لیے هے یا خرچ کیلیے ؟)

عام طور پر خیال کیا جاتا هے که دولت مند ' خوش نصیب هیں - اور فقر و فاقے میں مبتلا انسان بد نصیب - لیکن یه کوئي قاعدهٔ کلیه نہیں هے - کیونکه بہت سے کروڑ پتي ' انتہاء درجه بد نصیبي کي زندگي بسر کر رهے هیں - اور بہت سے نان شبینه کے محتاج هیں جنهیں مسرت و سعادت کي زندگي حاصل هے !

حال میں مسٹر چارلس ولنت نے جو ایک مشهور امریکن کروڑ پتي هیں ' اِس موضوع پر ایک مضمون شایع کیا هے - وه اِس لائق هے که مفلس اور امیر ' دونوں اسے غور سے پڑهیں -

وه لکهتے هیں :

دولت ' مسرت و سعادت کے لیے کوئي لازمي شرط نہیں هے - کیونکه مسرت ' درحقیقت خود اُس شخص پر موقوف هوتي هے جو اُس کا متمني هوتا هے - میں بہت سے کروڑ پتیوں سے واقف هوں - یه دنیا کے سب سے زیاده بد نصیب انسان هیں - لیکن بہت سے ایسے مفلس انسانوں کو بهي جانتا هوں جو نہایت پر مسرت زندگي بسر کر رهے هیں !

مجرد دولت سے اُسي شخص کو مسرت حاصل هو سکتي هے جو حد سے زیاده طماع اور صرف مال کا حریص هو - ورنه محض دولت کے جمع هوجانے سے هرگز لازم نہیں آتا که مسرت بهي جمع هو جائے -

دولت سے وهي شخص مسرت حاصل کر سکتا هے جو صرف اُس کا جمع کرنا هي نہیں جانتا ' بلکه خرچ کرنا بهي جانتا هے - میرے خیال میں وهي دولت مند ' مسرت و سعادت محسوس کرتے هیں جو اپني دولت بهتر طریقوں پر خرچ کرنا جانتے هیں -

میں بہت سے آدمیوں کو جانتا هوں جو کها کرتے هیں " اگر همیں ایک ملین ڈالر مل جائے تو هم مطمئن هو جائیں اور خوش و خرم زندگي بسر کریں " لیکن یه خیال صحیح نہیں هے - اِتني دولت جمع هوجانے کے بعد بهي وه خوشي محسوس نہیں کرینگے ' الا یه که وه یه بهي سیکهه لیں که اپني دولت کس طرح خرچ کرني چاهیے ؟

جب میں نے دولت جمع کرني شروع کي ' تو ایک لمحه کے لیے بهي مجهے یه خیال نہیں گزرا تها که میں عنقریب کروڑ پتي بن جاؤنگا - میرے خواب میں بهي یه بات کبهي نہیں آئي تهي که ایک

افسانہ

غضبناک محبوبہ

L'ARRABIATA

—پال ہیس کے قلم سے—

پال ہیس Paul Heyse، جرمنی کا مشہور و معروف شاعر اور افسانہ نگار ہے۔ ۱۹۱۴ء میں اُسنے انتقال کیا۔ اُس کے دیوان اور اُس کے افسانے اس قدر مقبول ہوئے ہیں کہ اُس کا نام غیر فانی ہو گیا ہے۔ ذیل میں اس کے ایک مقبول عام افسانہ کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ غالباً یہ دو نمبروں تک مسلسل شائع ہوتا رہے۔

پو پھٹ رہی تھی۔ آتش فشاں ویزو ویس کی چوٹی، سیاہ بادل میں چھپی تھی۔ اُس کے دامن شہر نابلی تک پھیلے ہوئے تھے۔ قرب و جوار کے گاؤں بھی اندھیرے میں تھے۔ سمندر خاموش اور صاف تھا۔ خلیج سورنتو کے کناروں پر ماہی گیر اور اُن کی عورتیں اپنے روزمرہ کے کام شروع کر چکی تھیں۔ کوئی ہاتھ بھی خالی نہ تھا۔ بوڑھے اور بچے تک محنت کر رہے تھے۔

"رشیل!" ایک بڑھیا نے اپنی پوتی سے کہا "لے، پادری الفریڈ آگیا۔ انٹونیو، اُسے اپنی کشتی میں جزیرہ کاپری لے جائے گا۔ مگر ملاح کی آنکھیں نیند کے خمار سے اب تک بھاری ہو رہی ہیں"

سب لوگ، پادری کی تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُس کا چہرہ نورانی تھا۔ دائیں بائیں، سر کے اشارے سے، مسکراتے ہوئے، سب کا سلام قبول کیا اور اپنے کپڑے احتیاط سے سمیٹ کر کشتی میں بیٹھ گیا۔

"ہماما! پادری، جزیرے میں کیوں جا رہا ہے؟" چھوٹی لڑکی نے اپنی دادی سے سوال کیا "کیا وہاں کوئی پادری نہیں ہے؟"

"تم ٹھیک کہتی ہو" دادی نے اپنا پوپلا مُنہ ہلا کر کہا "جزیرے میں بہت سے پادری ہیں۔ وہاں کے سے خوبصورت کنیسے دنیا بھر میں کہیں موجود نہیں۔ لیکن وہاں ایک امیر عورت بیمار ہے۔ ایک زمانے میں وہ یہاں رہتی تھی۔ اُس وقت بھی بیمار ہو گئی تھی اور ہمارے اسی پادری کی دعا سے اچھی ہوئی تھی۔ اس خوشی میں اُسنے پادری کو، اُسکے کنیسے کو، اور یہاں کے فقیروں کو بہت کچھ دیا تھا۔ اب پھر اُس نے پادری بلایا ہے تاکہ دنیا چھوڑنے سے پہلے اس مقدس آدمی کے سامنے اعتراف گناہ کرے۔ سچ یہ ہے کہ ہمارے پادری جیسا اچھا اسوقت کوئی پادری بھی نہیں ہے!"

یہ کہہ کر بڑھیا نے ایک مرتبہ پھر پادری کو سلام کیا، کیونکہ اُس کی کشتی اب روانہ ہونے کو تھی۔

"موسم کیسا ہے؟" پادری نے ناپلی کی طرف نظر اُٹھا کر انٹونیو ملاح سے کہا۔

"باپ! ابھی سورج نہیں نکلا" ملاح نے جواب دیا "یہ تمام بادل سورج نکلتے ہی چھنٹ جائے گا"

"تو جلدی کرو۔ دھوپ سے پہلے ہم نکل جائیں" پادری نے کہا۔ نوجوان انٹونیو نے ڈانڈ اُٹھائی۔ مگر وہ اچانک رُک گیا۔ کنارے کی سڑک غور سے دیکھنے لگا۔ سڑک پر کوئی آدمی تیزی سے بڑھا چلا آتا تھا اور ہاتھ ہلا کر اشارے کر رہا تھا۔

یہ دراصل ایک لڑکی تھی۔ اُس کی بغل میں ایک گٹھڑی دبی تھی معمولی لباس پہنے تھی۔ ظاہری وضع، فقر و غربت کا پتہ دیتی تھی۔ اُس کے کالے بالوں کی لٹیں ہوا میں اُڑ رہی تھیں۔ انٹونیو نے اُسے پہچان لیا۔

"انتظار کیا ہے؟" پادری نے سوال کیا۔

"ایک اور شخص بھی جزیرے جانا چاہتا ہے، بشرطیکہ آپ اجازت دیں" ملاح نے بمنت کہا "ذرا بھی دیر نہ ہوگی۔ وہ ایک لڑکی ہے۔ ابھی پورے ۱۸ برس کی بھی نہیں ہے"

اب لڑکی سامنے تھی۔

"موریلا!" پادری نے کہا "اُسے جزیرے میں کیا کام ہے؟"

انٹونیو نے جواب میں اپنے شانے ہلا دیئے۔ لڑکی برابر تیزی سے بڑھی چلی آتی تھی۔ اُس کی نظریں کشتی پر لگی تھیں۔

"اخاہ! غصہ در پری! سلام!" بعض ماہی گیر اور ملاح چلائے۔

دوشیزہ نے حقارت کے ساتھ اُنھیں دیکھا۔ کسی کو کوئی جواب نہیں دیا۔ اُس کی تیوری پر بل پڑے تھے۔ غصے سے منہ تمتا رہا تھا۔ اگر وہاں پادری موجود نہ ہوتا تو ملاح اُسے ضرور چھیڑتے۔

"صبح بخیر! موریلا!" پادری نے کہا "کیسی ہو؟ ہمارے ساتھ جزیرے چلتی ہو؟"

"اگر مقدس باپ کی اجازت ہو" موریلا نے ادب سے جواب دیا۔

"انٹونیو سے اجازت لو" پادری نے کہا "کشتی اُسی کی ہے۔ ہر آدمی اپنا مالک ہے، اور خدا سب آدمیوں کا مالک ہے"

"یہ میرے پاس چار پیسے موجود ہیں، اگر کرایہ کو کافی ہوں؟" موریلا نے انٹونیو کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"تمھاری ضرورت مجھ سے زیادہ ہے" انٹونیو نے جواب دیا اور نارنگی کی ٹوکریاں ہٹا کر جگہ نکالنے لگا۔ نوجوان ملاح، جزیرے میں نارنگی لے جا کر بیچا کرتا تھا۔ کیونکہ صرف کشتی کے کرایہ سے کافی آمدنی نہیں ہوتی تھی۔

"لیکن میں مفت نہیں جاؤں گی" موریلا نے خفگی سے کہا۔ اُس کے چہرے اور سیاہ آنکھوں میں غصے کی حدت نمایاں تھی۔

"بیٹی! چلی آ" پادری نے دوشیزہ سے شفقت کے لہجہ میں کہا "انٹونیو اچھا لڑکا ہے۔ وہ تیرے تھوڑے سے پیسے لینا نہیں چاہتا (پادری نے لڑکی کی طرف سہارا دینے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا) دیکھ اُسنے تیرے لئے اپنی چادر بچھا دی ہے۔ سب جوان ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک لڑکی کے لئے اُتنا کرتے ہیں جتنا اپنے دس پادریوں کے لئے بھی نہیں کرتے۔ حالانکہ ہمیں "مقدس باپ" بھی کہتے ہیں! نہیں نہیں، انٹونیو! معذرت کی ضرورت نہیں۔ میں تم سے ناخوش نہیں ہوا۔ خدا کی مشیت یہی ہے کہ ہر کوئی اپنے ہم جنس کی طرف جھکے!"

اب موریلا کشتی میں اُتر چکی تھی۔ وہ پادری کے قریب بیٹھ گئی۔ لیکن انٹونیو کی چادر دُور ہٹا کے۔ انٹونیو اس حرکت پر کچھ بڑبڑایا اور کشتی روانہ ہوئی۔

"اس گٹھڑی میں کیا ہے؟" پادری نے دوشیزہ سے پوچھا۔

اب سورج نمودار ہو رہا تھا۔ اُس کی روپہلی کرنیں اِن مسافروں پر پڑ رہی تھیں۔

"ریشم، ندلفت، اور روٹی" لڑکی نے جواب دیا "ریشم اور ندلفت جزیرے میں بک جائے گا۔ روٹی میں کھاؤں گی"

"مجھے یاد پڑتا ہے تم نے کپڑا بننا بھی سیکھا تھا؟" پادری نے پھر سوال کیا۔

"ہاں۔ لیکن میری ماں کی بیماری مجھے گھر سے نکلنے نہیں دیتی کہ اس ہنر کی اچھی طرح مشق کروں۔ خود میرے پاس اتنا روپیہ نہیں کہ گھر میں بننے کا سامان جمع کروں" لڑکی نے حسرت سے جواب دیا۔

"اب اُس کا کیا حال ہے؟" پادری نے گہری ہمدردی سے کہا "آہ! بیچاری نے بڑی تکلیف اُٹھائی۔ پچھلی دفعہ جب میں نے دیکھا تھا تو ذرا اچھی تھی"

"یہ موسم ہمیشہ اُسے تکلیف دیتا ہے" لڑکی نے ناامیدی کے لہجہ میں جواب دیا۔

"دعا کر! بیٹی، دعا کر!" پادری نے زور دے کر کہا "کبھی نماز سے غافل نہ ہو۔ دعا سے باز نہ آ۔ شاید خدا اُسن لے۔ نیک بن! نیک! تاکہ تیری دعائیں قبول ہوں"

موریلا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ چند لمحہ کی خاموشی کے بعد پادری نے پھر کہا:

"موریلا! میں نے ابھی سُنا کہ ملاح تجھے "غضبناک" کے لقب سے پکار رہے تھے۔ یہ کیوں؟ یہ لقب تو مسیحی دوشیزہ کے لئے کچھ اچھا لقب نہیں۔ تجھے حلیم اور خوش مزاج ہونا چاہیئے"

دوشیزہ کے کندنی چہرے پر غصے کے آثار ظاہر ہوئے۔ اُس کی آنکھیں تیزی سے چمکنے لگیں:

"وہ اسی طرح مجھے چڑھاتے ہیں" لڑکی نے خفگی سے کہا "وہ مجھے روز چھیڑتے ہیں کیونکہ میں اور لڑکیوں کی طرح گاتی، ناچتی، اور اُن سے ہنسی نذاق نہیں کرتی ہوں۔ وہ میرے پیچھے کیوں پڑے ہیں؟ میں نے اُن کا کیا بگاڑا ہے؟"

"سچ ہے" پادری نے سنجیدہ ہو کر کہا "لیکن تمھیں بہرحال [illegible] ہونا چاہیئے۔ لوگوں کو ناچنے گانے دو، ورنہ زندگی ناقابل برداشت ہو جائے گی۔ میٹھی زبان میں بہت بھلائی ہے"

دوشیزہ نے اپنی لمبی کالی پلکیں جھکا دیں: گویا اپنی آنکھوں کا راز ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتی۔

پھر خاموشی چھا گئی۔ اب دُور افق میں سورج طلوع ہو چکا تھا۔ پہاڑوں کی چوٹیاں چمک اُٹھیں۔ سورنتو کی خلیج کے چھوٹے چھوٹے سفید مکان نارنگی کے باغوں میں صاف نظر آ رہے تھے۔ ویزو ویس کے کنارے کنارے بدلی کے چند ٹکڑے ہل رہے تھے۔

شکست سے بهي زيادہ بد تر ثابت هوتے هيں - ليکن اِس مرتبه هم نے اِس قديم سنت پر عمل نهيں کيا - هم فوراً اصلاحي اور تعميري کوششوں ميں لگ گئے - حالت امن ميں هماري مساعي ' حالت جنگ کي مساعي سے بهي کهيں زيادہ عظيم تهيں - هم نے عزم بالجزم کر ليا تها که اِس فتح مبين سے فائدہ اٹهائينگے اور اِسے ترکي قوميت کي تجديد کا سنگ بنياد بنا دينگے - چنانچه هم نے ايسا هي کيا !"

اِس کے بعد غازي نے اپني جماعت کي کارگزارياں بيان کي هيں :

" جنگ آزادي سے ملک ايک عظيم اصول لے کر باهر نکلا - وہ اصول يه تها " سيادت بلا کسي قيد و شرط کے صرف قوم هي کي هے " اِسي اصول کي بنا پر جمهوريت کا اعلان کيا گيا - اِسي اصول کي بنا پر منصب خلافت موقوف کيا گيا جو صديوں سے ترکي قوم کے سر پر ناقابل برداشت بار تها -: هماري جمهوري جماعت کي رائے هے که هر اجنبي مداخلت سے جمهوريت کي حفاظت کرنا ترکي قوميت کے مستقبل کے ليے ناگزير هے - يهي سب سے بڑا وطني فرض هے - يهي قوم کي زندگي کي اصلي ضمانت هے "

اِس کے بعد موصوف نے اُن حيرت انگيز ترقيوں کا ذکر کيا هے جو اِس قليل مدت ميں اُن کي جماعت کے هاتهوں ظاهر هوئي هيں - بالآخر پيغام اِس عبارت پر ختم هوتا هے :

" اِس زندگي ميں ميرا سب سے بڑا بهروسه اور ميري سب سے بڑي قوت يه هے که قوم مجهپر اعتماد کرتي هے - يهي سبب هے که ميري زندگي کا سب سے بڑا مقصد بهي يهي رها هے که اِس امانت کو زيادہ سے زيادہ مقدس سمجهوں اور بهتر سے بهتر طريقه پر ادا کرنے کي کوشش کروں - اگر تم همارے نام زد کردہ اشخاص کو اپني مجلس وطني ميں بهيجوگے' تو هم دو بارہ تمهاري خدمت کا موقعه حاصل کر سکينگے - مجهے پورا يقين هے که مستقبل ميں ترکي جمهوريت اور ترکي قوم کي اور بهي زيادہ شاندار خدمتيں ميں انجام دے سکتا هوں - عنقريب ترکي کا مستقبل بهت هي عظيم هوگا ' کيونکه اُس کے افراد پوري همت سے مستقبل کي تعمير ميں مصروف هيں "

(مجلس وطني کا انتخاب)

مجلس وطني کے انتخابات ختم هوگئے هيں - هر طرف سے خبريں آ رهي هے که جمهوري يا کمالي جماعت کامياب هو رهي هے - ليکن يه کاميابي کوئي ايسي کاميابي نهيں هے جسے انتخاب اور مقابله کي کاميابي سے تعبير کيا جائے - کيونکه اِس جماعت کے سوا کوئي دوسري جماعت ملک ميں موجود هي نهيں هے - اور اگر هے تو انتخاب ميں شريک نهيں هوئي هے -

غازي مصطفى کمال کي جمهوري جماعت کي طرف سے ۳۱۶ - اميدوار کهڑے کيے گئے هيں - اُن کي تفصيل حسب ذيل هے :

۴۹ - انتظامي آدمي هيں - ۴۶ - کاشتکار هيں - ۴۰ فوجي افسر هيں - ۳۴ وکالت پيشه هيں - ۲۵ علمي آدمي هيں - ۲۵ تاجر هيں - ۲۳ اخبار نويس هيں - ۲۳ ڈاکٹر هيں - ۲۳ ماهر اقتصاديات هيں - ۹ سياسي هيں - ۷ انجينير هيں - ۳ محکمۂ تار اور ڈاک کے آدمي هيں - ۳ آلات سازي کے ماهر هيں - ايک دوا ساز هے -

اِس مرتبه مخالفين سے ميں کسي ايک شخص کو بهي اِس جماعت نے نامزد نهيں کيا - چنانچه علي فؤاد پاشا ' طيار پاشا ' کاظم قارا بکير پاشا وغيرہ ميں سے کوئي بهي انتخاب ميں شريک نهيں هے -

(تمام وزراء آستانه ميں)

اِس وقت تمام وزير آستانه هي ميں موجود هيں - پرسوں غازي کي صدارت ميں مجلس وزارت با ضابطه منعقد هوئي - جمهوري حکومت کي يه پهلي مجلس سلاطين آل عثمان کے تاريخي محل ' طرلمه باغچه ميں جمع هوئي اور مختلف مسائل پر غور کيا -

اِس واقعه سے پهر لوگوں ميں يه افواہ پهيل رهي هے که اگر پايۂ تخت انگورہ سے پوري طرح منتقل نه هوا ' تو بهي قسطنطنيه گرمائي پايۂ تخت ضرور بنا ديا جايگا -

(غازي کے خلاف سازش)

اِس هفته کا اهم واقعه غازي مصطفى کمال پاشا کے قتل کي سازش هے - اِس سازش ميں چار آدمي گرفتار هوئے هيں - تين ارمني هيں - ايک ترک بتايا جاتا هے - سازشيوں نے پوليس سے مقابله بهي کيا - ايک قتل هوگيا - تين پکڑ ليے گئے - پوليس کا بهي ايک سپاهي قتل هوا هے -

مجرموں نے اقرار کيا هے که حکومت يونان کے اشارے سے اُنهوں نے يه ارادہ کيا تها - تجويز يه تهي که غازي موصوف جب انگورہ واپس جانے لگيں تو راستے ميں اُنکي ريل ڈائنامِيٹ سے اُڑا دي جائے -

اِس خبر نے يهاں کي عام رائے ميں سخت هيجان پيدا کر ديا هے - کيونکه ترکي قوم ارمنيوں اور يونانيوں کي سازشوں سے بهت نقصان اُٹها چکي هے - سعيد حليم پاشا وزير اعظم ' غازي انور پاشا ' جمال پاشا ' طلعت پاشا ' کاظم بک وغيرہ ' ترکي کے ايسے فرزند تهے ' جنميں سے هر شخص اپني جگه دنيا کا بڑا آدمي شمار هوتا تها - مگر شقي ارمنيوں نے سب کو ايک ايک کرکے دهوکے سے قتل کر ڈالا ' اور ترکي کے دل پر ايسے زخم لگائے ' جو مدتوں مندمل نه هونگے -

اب اِن بد بختوں کي نظر غازي مصطفى کمال پاشا پر هے جو اِس وقت ترکي قوم کي روح رواں هيں -

الهلال کی تصاویر

افسوس هے که دسهرہ کي تعطيل کے وجه سے (جو کلکته ميں پوجا کي تعطيل کهي جاتي هے) وہ تصاوير طيار نه هوسکيں جنهيں الهلال کے صفحات ميں درج کرنا تها - اب اس کے سوا چارہ نهيں که اس کي تلافي آئندہ اشاعت ميں کي جائے -

"تمھارے یہاں سیاح بہت آتے ہیں؟" شراب خانے کی مالکہ نے اُس سے سوال کیا۔

"اس سال فصل بہت خراب تھی۔ اب آنا شروع ہوئے ہیں" انٹونیو نے جواب دیا۔

"ابکی موسم بہار بھی دیر میں آئے گا" شراب خانے کی مالکہ نے کہا "تمھارے یہاں آمدنی اس جزیرے سے زیادہ ہے؟"

"پیٹ بھر روٹی بھی نہ ملتی، اگر یہ کشتی میرے پاس نہ ہوتی" انٹونیو نے خشکی سے جواب دیا "لیکن میرا چچا، نارنگی کے کئی باغوں کا مالک ہے وہ کہا کرتا ہے جب تک میں زندہ ہوں، تجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ مرتے وقت بھی تجھے نہیں بھولوں گا!"

"اس مالدار چچا کے اولاد بھی ہے؟" عورت نے سوال کیا۔

"نہیں" انٹونیو نے کہا "اُسنے شادی ہی نہیں کی۔ دوسرے ملکوں میں رہکر بہت دُولت جمع کرلی۔ وہ عنقریب ایک شکار خانہ بنانے والا ہے اُس کا انتظام میرے ہی ہاتھ میں دے گا"

"انٹونیو! تم بڑے جوانمرد ہو" عورت نے خوشامد سے کہا۔

"زندگی سب کے لئے کٹھن ہے" نوجوان ملّاح نے شانے ہلاکر کہا اور باہر نکل کے پھر تمام راستے اور آسمان دیکھنے لگا۔ حالانکہ خوب جانتا تھا، موسم معلوم کرنے کے لئے ہر طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں!

"میں ایک اور بوتل لاتی ہوں" شراب فروش عورت نے کہا "تمھارا چچا تو دام ادا ہی کردے گا"

"نہیں" انٹونیو نے انکار کیا "پہلی ہی بوتل نے سر چکرا دیا ہے"

وہ یہ کہنے ہی پایا تھا کہ کسی کی چاپ سنائی دی۔ نوجوان ملّاح فوراً پہچان گیا۔ پاؤں کی اسی آواز کے لئے وہ دن بھر ہمہ تن گوش بنا رہا تھا — موریلا سامنے کھڑی تھی۔

انٹونیو تیزی سے کھڑا ہوگیا:

"مجھے فوراً جانا ہے" اُسنے شراب خانے کی مالکہ سے کہا۔

چشم زدن میں وہ اپنی کشتی پر تھا۔ موریلا، بدستور کھڑی تھی۔ کچھ متردد سی تھی۔ بالآخر اُسنے بھی شراب فروش عورت کو سلام کیا اور گھاٹ پر پہنچ گئی۔ وہ اب بھی چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ شاید کسی اور مسافر کو ساتھ لینے کا خیال کر رہی تھی۔ لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ سمندر ٹھنڈا تھا۔ ماہی گیر سو رہے تھے یا اپنے جال درست کرنے میں ایسے مصروف تھے کہ کسی نے توجہ نہ دی۔

انٹونیو، ایک لحظہ چپ کھڑا رہا۔ اُس کی آنکھیں غیر معمولی طور پر چمک رہی تھیں۔ آخر وہ کشتی سے کنارے آیا اور کچھ کہے بغیر موریلا کو اس طرح گود میں اٹھا لیا گویا ایک چھوٹا سا بچہ ہے۔

موریلا، کشتی کے بالکل آخر میں جاکر بیٹھی۔ اُسنے اپنا سر اس قدر جھکا لیا کہ صرف آدھا چہرہ دکھائی دیتا تھا۔ اُس کے بال ہوا میں اُڑ رہے تھے اور چشم و ابرو کو چھپا لیتے تھے۔ خوبصورت ناک کھڑی دکھائی دیتی تھی۔

وہ غیظ و غضب سے لبریز تھی!

سمندر میں کچھ دُور جانے کے بعد ڈوبتے ہوئے سورج کی تپش اُسے محسوس ہوئی۔ اُسنے کٹھری کھولی اور رومال نکالکر سر پر باندھ لیا۔ پھر روٹی کھانے لگی کیونکہ صبح سے بالکل بھوکی تھی۔

اب تک دونوں بالکل خاموش تھے۔ انٹونیو نے موریلا کو روکھی روٹی کھاتے دیکھ کر ٹوکری سے دو نارنگیاں نکال کر بڑھا دیں:

"موریلا!" ملّاح نے لڑکھڑاتی آواز میں کہا "روٹی، اس کے ساتھ کھاؤ۔ یہ نہ سمجھنا میں نے یہ نارنگیاں تمھارے لئے بچا رکھی تھیں۔ یہ ٹوکری سے گر گئی تھیں۔ لوٹتے پر نظر آئیں"

انٹونیو، اس وقت جھوٹ بول رہا تھا!

"تم ہی کھاؤ" لڑکی نے غصہ سے کہا "میرے لئے روٹی کافی ہے"

"اس گرمی میں نارنگی اچھی ہوتی ہے، تم بہت چلکر آئی ہو" انٹونیو نے کہا۔

"میں پانی پی چکی ہوں" غصہ ور لڑکی نے خشکی سے جواب دیا۔

"خیر" ملّاح نے کہا اور پھر خاموشی چھاگئی۔

اسوقت سمندر بالکل خاموش اور آئینہ کی طرح شفاف تھا ہر طرف سنّاٹا تھا حتیٰ کہ ساحل پر اُڑنے والی چڑیاں بھی اس پُرجلال منظر کے سامنے ساکت تھیں۔ صرف کشتی سے موجوں کے ٹکرانے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

"تم اپنی ماں کے لئے نارنگیاں لے جاسکتی ہو" انٹونیو نے آنکھیں نیچی کرکے کہا۔

"گھر میں نارنگیاں رکھی ہیں" لڑکی نے پھر خفگی سے جواب دیا "جب ختم ہوجائیں گی تو میں اور خرید سکتی ہوں"

"ٹھیک ہے" ملّاح نے شرمندہ ہوکر کہا "لیکن یہ نارنگیاں میری طرف سے اپنی ماں کو دینا۔ میرا سلام کہدینا"

"وہ تمھیں نہیں جانتی" موریلا نے جھنجھلا کر کہا۔

"تم میرا تعارف کردینا" انٹونیو نے پھر کہا۔

"میں بھی تمھیں نہیں جانتی" لڑکی کا صاف جواب تھا۔

یہ پہلا موقعہ تھا کہ موریلا نے ملّاح سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک اتوار کو موریلا کا عاشق (مصوّر) جب گاؤں میں آیا اور پہلی مرتبہ اس لڑکی کو دیکھا، تو مبہوت ہوکر اُس کے حسن جمال کا نظارہ کرنے لگا۔ عین اُسی وقت انٹونیو اپنے دوستوں کے ساتھ فٹ بال کھیل رہا تھا۔ مصوّر اپنے خیالات میں محو تھا کہ انٹونیو نے جان بوجھ کر گیند ایسا مارا کہ غریب کے سر پر زور سے لگا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اُس مظلوم سے لڑنے کے لئے بھی آمادہ ہوگیا۔

کئی ہفتے بعد جب موریلا نے شادی کی درخواست نامنظور کردی تو مصوّر نے چلتے وقت کہا "میں جانتا ہوں، اُس نوجوان کی وجہ سے تم مجھے سوکھا جواب دے رہی ہو" مگر موریلا نے اُس وقت بھی یہی کہا:

"ہرگز نہیں، میں اُسے پہچانتی تک نہیں"

حالانکہ وہ گیند کے واقعہ سے واقف ہوچکی تھی اور انٹونیو کو پوری طرح جانتی تھی۔

آج اسوقت دونوں کشتی میں ہیں — تنہا ہیں — اس طرح بیٹھے ہیں گویا حریف ہیں۔ حالانکہ دونوں کے دل بُری طرح دھڑک رہے ہیں!

انٹونیو، وہ ہمیشہ کا ہنس مکھ نوجوان، اس وقت، فرط تاثر سے سُرخ ہو رہا ہے۔ بڑی ہی قوت سے کشتی کھے رہا تھا۔ پانی کے قطرے اُڑکر موریلا پر گرتے تھے ساتھ ہی کچھ غصے میں بڑبڑا بھی رہا تھا۔

موریلا اس طرح بیٹھی تھی گویا اُسے دیکھ ہی نہیں رہی ہے۔ بڑی ہی بے پروائی سے کشتی کا کنارہ دیکھ رہی تھی اور ہاتھ نیچا کئے پانی سے کھیلتی جاتی تھی۔ پھر اُسنے اپنے سر کا رومال کھول ڈالا۔ ایک ہاتھ سے بال درست کرنے اور دوسرے سے رخسار پانی سے ترکرنے لگی وہ اس انداز سے بیٹھی تھی، گویا کوئی دوسرا وہاں موجود ہی نہیں ہے۔

کشتی، کھلے سمندر میں پہنچی۔ جزیرہ نظر سے اوجھل ہوگیا۔ سورنٹو کا کنارہ بھی دُور ہے۔ قرب و جوار میں کوئی اور کشتی بھی دکھائی نہیں دیتی۔

انٹونیو نے چاروں طرف دیکھا۔ اُس کے تیور ایسے ہوگئے گویا کوئی عزم صمم کرچکا ہے۔ اُس کے رخسار کی سُرخی غائب ہوگئی۔ زردی چھاگئی۔ اُسنے اچانک ڈانڈے سے ہاتھ اٹھالئے۔

موریلا نے اُسے دیکھا۔ بغیر کسی خوف، مگر ہوشیاری سے۔

"اب فیصلہ ہوجانا چاہئے" انٹونیو یکایک چلایا "یہ کھیل بہت ہوچکا تعجب ہے میں اب تک زندہ کیسے ہوں؟ تم کہتی ہو مجھے نہیں جانتی! حالانکہ اس تمام زمانے میں مجھے دیکھتی رہی ہو کہ پاگلوں کی طرح تمھارے پیچھے پھرتا ہوں۔ میرا دل بیٹھا جاتا ہے۔ اپنا دُکھ کہنا چاہتا ہوں، مگر تم حقارت سے ہمیشہ بے پروائی دکھاتی ہو۔ گویا میں کوئی ہستی ہی نہیں رکھتا!"

"کیا؟" لڑکی نے پیشانی پر بل ڈالکر کہا "مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ ہاں میں دیکھتی تھی تم مجھ سے تعارف چاہتے ہو۔ لیکن میں بلا سبب لوگوں کی چہ میگوئیوں کا نشانہ بننا نہیں چاہتی تھی۔ خصوصاً جبکہ میں تمھیں اپنا شوہر بنانا نہیں چاہتی — نہ تمھیں، نہ کسی اور انسان کو،"

"نہ کسی انسان کو!" انٹونیو نے دانت پیسکر کہا "تم ہرگز یہ نہیں کہہ سکتیں، صرف اسی وقت کہہ رہی ہو، کیونکہ اُس مصوّر سے شادی پسند نہیں کی۔ لیکن تم ناسمجھ ہو۔ آج نہیں تو مستقبل میں تمھیں شادی کرنی ہی پڑے گی۔ مصوّر نہ سہی، کسی اور کو شوہر بناؤ گی"

"کون جانتا ہے؟" موریلا نے سنجیدگی سے کہا "مستقبل کو کوئی نہیں جان سکتا۔ ممکن ہے میں اپنا خیال بدل دوں۔ لیکن تمھیں اس کی فکر کیوں ہے؟"

"مجھے فکر کیوں ہے؟" انٹونیو چلایا۔ بیچ کشتی میں کھڑا ہوگیا۔ کشتی دائیں بائیں جھکنے لگی "مجھے فکر کیوں ہے؟ یہ تم کہتی ہو؟ خوب جانتی ہو! قسم کھاکر کہتا ہوں، جس شخص کو بھی مجھ پر ترجیح دوگی، اُس کی جان میرے ہاتھ سے جائے گی! میں برداشت نہیں کرسکتا! برداشت نہیں کرسکتا!"

"کیا؟" موریلا نے پیشانی پر بل ڈالکر کہا "کیا میں تم سے کوئی وعدہ کرچکی ہوں؟ اگر تم پاگل ہوجاؤ تو میرا کیا قصور ہے؟ تمھیں مجھ پر کیا حق حاصل ہے؟"

"آہ! حق!" ملّاح نے جوش سے چلانا چاہا مگر اُسے رونا آگیا۔ آواز رُک گئی "بے شک میرا حق کہیں لکھا ہوا نہیں ہے۔ کسی حاکم نے مانا نہیں ہے۔ کسی وکیل نے ثابت نہیں کیا ہے۔ کسی انسان نے جانا بھی نہیں ہے۔ لیکن میں محسوس کرتا ہوں، میں جانتا ہوں کہ تم پر میں حق رکھتا ہوں، ٹھیک اُسی طرح جس طرح آسمان (جنت) میں میرا حق ہے اگر میں مسیحیت پر مرجاؤں۔ کیا تم سمجھتی ہو کہ میں تمھیں کسی دوسرے شخص کے ساتھ گرجے میں جاتے دیکھوں گا اور خاموش رہوں گا؟ کیا میں برداشت کرسکتا ہوں کہ گاؤں کی لڑکیاں شانے ہلاکر میرا مذاق اڑائیں؟"

"جو جی چاہے کرو" لڑکی نے سکون سے جواب دیا "میں تمھاری دھمکیوں سے ڈر نہیں سکتی۔ میں آزاد ہوں، جو میرے جی میں آئے گا، کروں گی"

انٹونیو، غصہ سے دیوانہ ہوگیا۔ اُس کا تمام بدن کانپنے لگا،

"پھر کبھی نہ کہنا" ملّاح چلایا "میں وہ نہیں ہوں کہ تیری جیسی ایک لڑکی میری زندگی برباد کرڈالے۔ تو اسوقت میرے بس میں ہے۔ اچھی طرح سمجھ لے۔ میرا حکم ماننا ہوگا!"

موریلا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن اُس کی آنکھیں غصہ سے لال ہوگئیں۔ اُسنے ملّاح کو جرأت سے دیکھا:

"ہمت ہے تو مار ڈالو!" اُسنے پورے سکون سے کہا۔

"جو کہتا ہوں، وہی کرتا ہوں" انٹونیو نے زور سے کہا، مگر اُس کی آواز بھرّا گئی "یہاں سمندر کی تہ میں ہم دونوں کی جگہ ہے۔ معزز خاتون! میں اس سے باز نہیں رہ سکتا"

اُسنے یہ لفظ بڑی حسرت و تکلیف سے کہے۔ اُس کا چہرہ بالکل دیوانوں کا سا ہوگیا تھا:

"لیکن" اُسنے پھر کہا "ہمیں ساتھ ہی چلنا چاہئے۔ ابھی چلنا چاہئے۔ فوراً چلنا چاہئے" یہ کہکر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور موریلا

"موریلا!" پادری نے پھر گفتگو شروع کی "تو اول معسو کی بھی کچھ خبر ہے؟"

موریلا نے اپنے نازک مونڈھے ہلاکر انکار کیا۔

"تمھاری تصویر اُتارنا چاہتا تھا، تم نے انکار کیوں کیا؟" پادری نے پھر سوال کیا۔

"میری تصویر کیوں؟" دوشیزہ نے جھنجھلاکر جواب دیا "کیا مجھ سے زیادہ خوبصورت عورتیں موجود نہیں؟ کون جانتا ہے میری تصویر لے کر کیا کرتا؟ شاید جادو کردیتا۔ مجھے تکلیف دیتا۔ قتل کر ڈالتا۔ میری ماں یہی کہتی تھی"

"ہش!" پادری نے خلوص سے کہا "فضول نہ بکو۔ کیا تم خدا کی اماں میں نہیں ہو؟ کیا خدا کے حکم بغیر ایک ذرہ بھی ہل سکتا ہے؟ کوئی انسان بھی تیرا رُواں میلا نہیں کرسکتا۔ پھر وہ تو تجھ پر عاشق تھا، ورنہ شادی کی درخواست کیوں کرتا؟"

لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا۔

"تم نے شادی کیوں نامنظور کی؟" نیک دل پادری نے سوال کیا "لوگ کہتے ہیں شریف و معقول آدمی تھا۔ تیری اور تیری ماں کی خبرگیری کرتا۔ ریشم بیچنے سے کہیں زیادہ تم فائدے میں رہتیں"

"ہم بالکل فقیر ہیں" لڑکی نے بڑے تاثر سے جواب دیا "میری ماں مدت سے بیمار ہے۔ ہم اُس پر بوجھ ہوتے۔ پھر میں عزت دار خاتون بننے کے لائق نہیں ہوں۔ اپنے دوستوں کے سامنے وہ مجھے دیکھ کر ضرور شرمندہ ہوتا"

"کیا کہتی ہو؟" پادری نے خیرخواہی سے کہا "میں کہتا ہوں وہ بہت اچھا آدمی تھا۔ شاید تمھارے ساتھ سورنتو ہی میں رہ جاتا! ایسا شوہر ملنا مشکل ہے"

"میں شوہر نہیں چاہتی" موریلا نے بہت آہستہ سے مگر یقین کے لہجہ میں کہا "میں کبھی شادی نہیں کروں گی!"

"کیا رہبانیت اختیار کرنے کا ارادہ ہے؟" پادری نے تعجب سے سوال کیا۔

دوشیزہ نے سر کے اشارے سے انکار کیا۔

"لوگ ٹھیک کہتے ہیں کہ تو ضدی ہے" پادری نے جوش سے کہا "تیری ہٹ بہت سخت ہے۔ ایک لمحہ کے لئے سوچ، تیری یہ ضد کتنی خطرناک ہے؟ یہ تیری مصیبت میں اضافہ کرنیوالی ہے۔ تیری ماں کی بدنصیبی بڑھانے والی ہے۔ کیا تیرے پاس کوئی ایک وجہ بھی ہے کہ ایسے شریف آدمی کو رد کردیتی ہے؟ جواب دے"

"میرے پاس وجہ ہے" موریلا نے دبی زبان سے کہا "مگر میں بیان نہیں کروں گی"

"بیان نہیں کروں گی!" پادری نے خفا ہوکر اُس کا جملہ دُہرایا "مجھ سے بیان نہیں کروگی؟ میں جو تیرا پادری ہوں۔ تو خوب جانتی ہے تیرا خیرخواہ ہوں۔ کیا یہ صحیح نہیں؟"

موریلا نے سر ہلاکر اقرار کیا۔

"تو اپنا راز مجھ پر ظاہر کر" پادری نے شفقت سے کہا "اگر وجہ ٹھیک ہوگی تو میں سب سے پہلے تائید کروں گا۔ تم ابھی بہت کم عمر ہو۔ اِس دُنیا سے بالکل بے خبر ہو۔ ایک زمانہ آئے گا جب یہ نادر موقعہ کھو دینے پر افسوس کروگی۔ معلوم ہوتا ہے، خدا نے رحم کھاکر اِس شخص کو تمھارے گھر پر بھیجا تھا"

موریلا نے شرمائی ہوئی نظریں اُٹھائیں اور کشتی کے سرے پر دیکھنے لگی جہاں انٹونیو کی نگاہیں دُور افق پر جمی تھیں اور اپنے خیالات میں غرق تھا۔ پادری نے دوشیزہ کو بغور دیکھا۔ اپنا کان اُس کے قریب کردیا۔ "آپ میرے باپ کو نہیں جانتے" لڑکی نے نہایت آہستگی سے پادری کے کان میں کہا۔

"تیرا باپ؟" پادری چلّا اُٹھا "کیوں نہیں؟ تو ابھی دس برس کی بھی نہ تھی کہ خدا نے اُسے بُلالیا۔ آسمان کی بادشاہت میں اُسے جگہ ملے! اپنی اِس ضد میں اُس کا ذکر کیوں کرتی ہو؟"

"آپ نہیں جانتے" لڑکی نے زور دیکر کہا "آپ کو نہیں معلوم میری ماں کی تمام بیماری کا وہی اکیلا سبب ہے"

"کیونکر؟" پادری نے تعجب سے سوال کیا۔

"اپنی بے رحمی سے" موریلا نے فوراً جواب دیا "آخری وقت تک میری ماں کو مارتا رہا۔ مجھے وہ راتیں اب تک یاد ہیں۔ وہ ایک عجیب جنون کی حالت میں گھر آتا تھا۔ میری ماں ایک لفظ بھی نہیں کہتی تھی۔ مگر وہ مارنا شروع کردیتا تھا۔ آہ! میرا دل اب بھی رنجیدہ ہوتا ہے! میں اپنا مُنہ دونوں ہاتھوں سے چھپالیتی تھی اور تڑپ رہی تھی لیکن اندر ہی اندر روتی رہتی۔ وہ میری ماں کو مارتے مارتے آخر تھک جاتا غریب بیہوش ہوکر گر پڑتی تھی۔ وہ اُسے دیر تک غور سے دیکھتا پھر نہیں معلوم اُس کے دل میں کیا خیال پیدا ہوتا کہ دوڑکر اُسے اُٹھاتا اور سینے سے لگاکر پیار کرنے لگتا۔ اتنے زور سے دابتا تھا کہ اُس کے مُنہ سے چیخ نکل جاتی تھی۔ لیکن اِس تمام ظلم پر بھی میری ماں کبھی خفا نہیں ہوتی۔ بلکہ مجھے بھی منع کرتی رہتی تھی کہ کسی سے اِس کا ذکر نہ کروں۔ میری ماں کو اُس سے بَلا کی محبت تھی۔ اِس سختی پر بھی وہ اُسی کا کلمہ پڑھتی رہتی۔ جب سے وہ مرا ہے، یہ بھی بیمار ہوگئی ہے۔ اُسے غم کھائے جاتا ہے۔ اگر مرگئی۔ خدانخواستہ۔ تو میں جانتی ہوں اُس کا قاتل کون ہے"

پادری سناٹے میں پڑ گیا۔ تعجب سے سر ہلانے لگا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا، اِس عجیب لڑکی کو کیونکر قائل کرے۔

"اپنے باپ کو معاف کردو!" بالآخر پادری نے کہا "اُسی طرح معاف کردو، جس طرح تمھاری ماں نے معاف کردیا ہے۔ پُرانی باتوں کی تکلیف دہ یاد دُور کردو۔ مستقبل میں تمھارے اچھے دن آئیں گے اور تمام مصیبتیں بھلادیں گے"

"نہیں، نہیں!" موریلا نے جوش سے کہا "میں کبھی نہیں بھول سکتی، یہی وجہ ہے کہ میں نے عمر بھر کنواری رہنے کا ارادہ کرلیا ہے۔ ہرگز کسی مَرد کی کنیز نہیں بنوں گی۔ یہ مَرد پہلے مارتے ہیں، پھر پیار کرتے ہیں لیکن میرے ساتھ کوئی یہ حرکت نہیں کرسکتا۔ مجھ سے جو مَرد بھی محبت کی درخواست کرے گا، اُس کا مُنہ توڑ دوں گی۔ لیکن میری ماں بالکل بے بس تھی۔ وہ نہ مار کا مقابلہ کرسکتی تھی، نہ پیار کا۔ وہ اُس سے محبت کرتی تھی۔ میں ہرگز کبھی مَرد سے محبت نہیں کرونگی"

"تم بالکل بچہ ہو!" پادری نے مُسکراکر کہا "دنیا کو کچھ بھی نہیں جانتی، اسی لئے بچوں کی سی باتیں کرتی ہو۔ کیا سب مرد تمھارے باپ ہی کے سے ہیں؟ کیا تم نے کبھی کوئی اچھا آدمی نہیں دیکھا؟ کیا دُنیا میں ایسی خوش نصیب بیبیاں نہیں ہیں جو اپنے شوہروں کے ساتھ عیش و آرام سے رہتی ہیں؟"

"کچھ ہو" موریلا نے زور دے کر کہا "میرے ماں باپ کا حال کوئی نہیں جانتا۔ میری ماں مرجانا پسند کرتی تھی مگر اُس کی شکایت پسند نہیں کرتی تھی۔ یہ صرف محبت کی وجہ سے۔ اگر محبت یہی ہے، اگر محبت، زبان گونگی کرڈالتی ہے، اگر محبت ایسی سخت مصیبت لاتی ہے، تو میں ہرگز ہرگز کسی مَرد سے محبت نہیں کروں گی"

"میں نے کہدیا تم ایک بچے سے کچھ زیادہ نہیں" پادری نے کہا "تم بے معنی باتیں کرتی ہو۔ جب وقت آجائے گا، تمھاری رائے اور پسند نہیں پوچھی جائے گی۔ تم محبت کی زنجیر میں اپنی مرضی کے خلاف بھی جکڑدی جاؤ گی"

موریلا خاموش رہی۔

"کیا تمھارے خیال میں یہ معسو بھی سنگدل تھا؟" پادری نے پھر سوال کیا۔

"اُس کی نظریں بالکل ویسی ہی تھیں جیسی میرے باپ کی ہو جایا کرتی تھیں جب وہ میری ماں کی خوشامد کرتا تھا۔ میں وہ نظریں خوب پہچانتی ہوں۔ ایک مرد اِس طرح کی نظروں سے دیکھتا بھی ہے، اور پھر عین اسی وقت اپنی بے خطا بیوی کو مار کے ادھ موا بھی کر دے سکتا ہے۔ مجھے ایسی نظروں سے بڑا ہی ڈر لگتا ہے"

موریلا اب بالکل چپ ہوگئی۔ پادری نے بھی اُسے چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا۔ اُس کے ذہن میں اب بہت سی معقول دلیلیں آگئی تھیں مگر وہ چپ ہی رہا کیونکہ نوجوان ملّاح کا چہرہ یہ گفتگو سُن کر غصّہ سے لال ہو رہا تھا۔

دو گھنٹے کے سفر کے بعد کشتی جزیرے کے گھاٹ پر پہنچ گئی۔ انٹونیو نے پادری کو گود میں اُٹھالیا اور گھٹنوں گھٹنوں پانی میں چل کر اُسے خشکی پر اُتار دیا۔ لیکن موریلا نے اُس کا انتظار نہیں کیا۔ اُسنے ایک ہاتھ میں اپنی کھڑاؤں لی۔ دوسرے میں ننھی ڈبائی اور گھٹنوں تک کپڑے اُٹھا، ساحل پر پہنچ گئی۔

"میں یہاں کچھ مدّت ٹھہروں گا" پادری انٹونیو سے کہہ رہا تھا "انتظار کی ضرورت نہیں۔ شاید میں کل سے پہلے لوٹ نہ سکوں گا۔ موریلا! (دوشیزہ کی طرف مخاطب ہوکر) گھر لوٹ کر اپنی ماں کو سلام کہدینا۔ اسی ہفتہ میں ملاقات کو آؤں گا۔ کیا رات سے پہلے واپس جاؤ گی؟"

"اگر ممکن ہوا" لڑکی نے اپنے کپڑے ٹھیک کرتے ہوئے مختصر جواب دیا۔

اب انٹونیو بولا:

"لیکن مجھے لوٹنا ضرور ہے" اُسنے مضطرب آواز سے کہا "تاہم میں شام تک انتظار کروں گا۔ اگر آپ نہ آئے — میرے لئے برابر ہے"

"موریلا!" پادری نے کہا "تم ضرور واپس جانا۔ رات بھر ماں کو اکیلا چھوڑنا مناسب نہیں"

موریلا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ آگے بڑھی۔ پادری کا ہاتھ چوما اور اِس طرح سلام کیا کہ ملّاح بھی اُس کا مخاطب تھا لیکن انٹونیو نے اُس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ ٹوپی اُٹھاکر صرف پادری کو تعظیم دی۔ دونوں دو مختلف راستوں پر روانہ ہوگئے۔ انٹونیو تھوڑی دیر تک پادری کو دیکھتا رہا۔ پھر موریلا پر نظر جمادی، جو دھوپ سے بچنے کے لئے آنکھوں پر ہاتھ رکھے چلی جارہی تھی۔ راستہ کی موڑ پر پہنچ کے موریلا ٹھہری اور بلندی پر سے گھوم کر پیچھے دیکھنے لگی۔ اُس کے سامنے خاموش سمندر نیلگوں فرش بچھائے پھیلا ہوا تھا۔ صبح کے سورج کی دلفریب شعاعیں اُس کی سطح پر لوٹ رہی تھیں۔ آسمان صاف شفاف تھا۔ واقعی منظر شاعرانہ اور جذبات انگیز تھا۔ لیکن قسمت کا کرشمہ دیکھو۔ موریلا کی نظریں اُٹھتے ہی انٹونیو کی چمکیلی نظروں سے جا لڑیں۔ دونوں گھبرا سے گئے۔ بیک وقت دونوں میں ایک ایسی جنبش ہوئی گویا اُنھوں نے کوئی غلطی کی ہے اور اُسے چھپانا چاہتے ہیں!

موریلا تیزی سے مڑی اور نظروں سے اوجھل ہوگئی۔

(۲)

انٹونیو کو ماہی گیروں کے شراب خانے میں بیٹھے کئی گھنٹے ہوگئے وہ از حد مشغول معلوم ہوتا تھا۔ بار بار اُٹھتا تھا اور تمام راستوں پر نظر ڈال کے لوٹ آتا تھا۔

موسم میں تبدیلی شروع ہوگئی۔ وہ خیال کرنے لگا اگر رات سے پہلے ہی موسم بدل گیا تو وہ جلد واپسی پر مجبور ہوگی۔

جمیل (مشہور شاعرِ عرب)

جمیل کا عشق بُثینہ سے مشہور عام ہے۔ ابوسہل ساعدی عیادت کو گیا۔ نزع کی حالت تھی۔ جمیل نے کہا "ابوسہل! ایسے آدمی کی بابت کیا کہتے ہو جو خدا سے اس حال میں ملتا ہے کہ اُسنے کسی کا خون نہیں بہایا، شراب نہیں پی، کبھی بدکاری نہیں کی۔ کیا اس کے لئے جنت کی امید ہے؟"

ساعدی نے کہا "بخدا ہاں، مگر وہ کون ہے؟"

"مجھے اُمید ہے کہ میں ہوں" جمیل نے جواب دیا۔

ساعدی نے بُثینہ کا ذکر کیا۔

"دیکھو" جمیل نے آہ سرد بھر کر کہا "یہ دنیا میں میرا آخری دن ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت سے محروم ہو جاؤں اگر کبھی بُثینہ کی طرف میں نے بدی سے نظر کی ہو"

جب وفات بالکل قریب پہونچی تو جمیل نے اپنے ایک دوست کو بلا کر یہ وصیت کی:

جب میں مرجاؤں، تو گھر کا تمام سامان تمھارا ہے۔ صرف میرے کپڑوں کا ایک جوڑا اس سے الگ ہے۔ تم میری اونٹنی پر سوار ہو کر بُثینہ کے قبیلہ میں جانا اور بلند جگہ پر کھڑے ہو کر میرے کُرتے کا گریبان پھاڑ ڈالنا پھر چلا کر یہ شعر پڑھ دینا:

صدع النعی وما کنی بجمیل ۔۔۔ وثوی بمصر ثواء غیر قفول

موت بے دھڑک آپہونچی، جمیل سے کوئی رعایت نہ کی۔ وہ اب اس طرح مقیم ہو گیا کہ کبھی واپسی نہ ہوگی۔

ولقد اجر الذیل فی وادی القری ۔۔۔ نشوان بین مزارع ونخیل

میں وادی قری میں کھیتوں اور نخلستانوں میں خوشی خوشی پھرا کرتا تھا۔

قومی بُثینۃ فاندبی بعویل ۔۔۔ وابکی خلیلک دون کل خلیل

بُثینہ! اُٹھ اور نوحہ کر۔ اپنے سب سے بڑے دوست کے لئے!

دوست نے وصیت پُوری کردی۔ جمیل نے ۸۲ھ (۷۰۱ء) میں انتقال کیا۔

مہلب بن ابی صفرہ

وفات کے وقت اپنے تمام لڑکوں کو جمع کیا۔ پھر ترکش منگایا اور کہا "کیا تم یہ تمام ایک ساتھ بندھے ہوئے تیر توڑ سکتے ہو؟" اُنھوں نے کہا "نہیں" مہلب نے کہا "اگر الگ الگ ہوں؟" اُنھوں نے جواب دیا "ایک ایک تیر کا توڑنا بالکل آسان ہے" مہلب نے کہا "یہی مثال اتفاق و اتحاد اور جماعت کی ہے۔ ملے رہوگے تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ الگ الگ ہو جاؤگے تو بہ آسانی ہلاک کر دیئے جاؤگے"

۸۳ھ (۷۰۲ء) میں فوت ہوئے

عبدالملک بن مروان

موت کے وقت اپنے بیٹے ولید سے کہا:

"دیکھ میری موت پر بیوقوف عورتوں کی طرح بیٹھ کر آنسو نہ بہانا۔ بلکہ کمر باندھنا، آستین چڑھانا، چیتے کی کھال پہن لینا مجھے میرے گڑھے میں ڈالکر چھوڑ دینا۔ میں اپنا معاملہ خود چکا لوں گا۔ لیکن تم اپنے معاملہ کی فکر کرنا۔ لوگوں کو بیعت کے لئے بلانا۔ جو اپنے سر سے یُوں کرے (یعنی انکار کرے) تو تم بھی اپنی تلوار سے یُوں کرنا" (یعنی اُس کی گردن اُڑا دینا)

پھر یزید بن معاویہ کے دونوں لڑکوں: محمد اور خالد کو طلب کیا۔ اُن سے پوچھا "کیا ولید کی بیعت پر نادم ہو؟" اُنھوں نے جواب دیا "ہم ولید سے زیادہ کسی کو بھی خلافت کا حقدار نہیں سمجھتے" عبدالملک نے کہا "واللہ اگر تم کچھ اور جواب دیتے تو فوراً تمھارا سر اُڑا دیتا!" پھر اپنے بچھونے کا کنارا اُٹھا کر دکھایا۔ نیچے شمشیر برہنہ رکھی تھی!

یہ اُس وقت کی گفتگو ہے جب سکرات موت طاری تھی۔ عبدالملک نے کہنا شروع کیا "وہ خدا کتنا بڑا ہے جو چھوٹے بڑے، سب کو بے پروائی سے موت دیتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

اس لفظ پر روح پرواز کر گئی۔

اصمعی کہا کرتا تھا "میں عبدالملک پر حسد کرتا ہوں۔ کیونکہ اُس نے مرتے وقت کہا تھا "خدایا! میرے گناہ اگرچہ بے شمار ہیں اور بے حد بڑے ہیں، لیکن تیرے عفو کے سامنے بہت کم اور بہت چھوٹے ہیں۔ لہٰذا مجھے معاف کردے!"

کہتے ہیں، عبدالملک نے وفات کے وقت اپنے محل کی کھڑکی سے ایک دھوبی کو کپڑے دھوتے دیکھا تھا۔ اُسنے ٹھنڈی سانس لی اور کہنے لگا "کاش میں اس دھوبی کی طرح ہوتا کہ اپنی روز کی کمائی سے پیٹ پالتا! کاش میں خلیفہ نہ بنا ہوتا!" پھر یہ شعر پڑھا:

لیتنی کنت قبل ما قد بدالی ۔۔۔ فی رؤس الجبال ارعی الوعولا

ابوحازم نے یہ قول سنا تو کہنے لگے "الحمدللہ۔ یہ لوگ موت کے وقت اُس بات کی تمنا کرتے ہیں جو ہمیں حاصل ہے۔ لیکن ہم موت کے وقت اُن کی حالت کی آرزو نہیں کرتے!"

۸۶ھ (۷۰۵ء) میں وفات پائی۔

ابن القریہ

مشہور عرب خطیب ابن القریہ کو قتل کرنے کا حجاج بن یوسف نے حکم دیا۔ جلاد تلوار لے کر آیا۔ ابن القریہ نے کہا "خدا حاکم کی درستگی کرے! میں مرنے سے پہلے تین لفظ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں جو میرے بعد ضرب المثل ہو کر ہمیشہ زندہ رہیں گی"

حجاج نے کہا "کہہ، کیا کہتا ہے؟"

ابن القریہ نے کہا "ہر اصیل گھوڑا ٹھوکر کھاتا ہے۔ ہر تلوار کُند ہو جاتی ہے۔ ہر دانا سے غلطی ہوتی ہے"

حجاج نے کہا "یہ وقت، مذاح کا نہیں ہے۔ جلاد! اپنا کام کر!"

جلاد کا ہاتھ چلا اور ابن القریہ کا سر، زمین پر تھا۔

۸۴ھ (۷۰۳ء) کا یہ واقعہ ہے۔

اخطل

مشہور شاعر اخطل سے موت کے وقت پوچھا گیا "کوئی وصیت؟" کہا "ہاں" پھر اپنے دوست فرزدق کو یہ وصیت کی:

اوصی الفرزدق عند الممات ۔۔۔ بام جریر واغیارہا

(میں موت کے وقت فرزدق کو وصیت کرتا ہوں کہ جریر کی ماں اور اُس کی سوکنوں کا خیال رکھے)

۹۰ھ (۷۰۸ء) میں فوت ہوا

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ امام کوفہ

موت کے وقت سخت خوفزدہ ہوئے۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہنے لگے "اس حالت سے زیادہ خطرناک حالت اور کیا ہو سکتی ہے؟ ہر لحظہ دھڑکا لگا ہے کہ پروردگار کا قاصد پہونچے اور جنت یا دوزخ کی خبر دے۔ قسم خدا کی، میری تمنا ہے کہ قیامت تک میری روح یوں ہی حلق میں پھنسی رہے!"

۹۶ھ (۷۱۴ء) میں انتقال کیا

مروان بن محمد

بنی امیہ کا آخری خلیفہ مروان بن محمد جب عباسیوں کے ہاتھ قتل ہونے لگا تو یہ شعر کہے:

الدہر یومان: ذا امن وذا حذر ۔۔۔ والعیش شطران: ذا صفو وذا کدر

زمانہ، دو ہی دن ہیں: امن کا دن اور اندیشہ کا دن۔ زندگی کیا ہے؟ آدھی میں خوشی، آدھی میں رنج۔

وکم علی الارض من خضر ویابسۃ ۔۔۔ ولیس یرجم الا ماله ثمر

زمین پر بے شمار خشک و تر چیزیں ہیں۔ مگر پتھر اُسی درخت پر مارے جاتے ہیں جس میں پھل ہیں۔

قل للذی بصرف الدہر عیرنا ۔۔۔ ہل عاند الدہر الا من له خطر

زمانے کے انقلاب پر طعنہ دینے والوں سے کہدو کہ زمانہ اُسی کے خلاف ہو جاتا ہے جو کوئی درجہ رکھتا ہے۔

اما تری البحر تعلو فوقہ جیف ۔۔۔ وتستقر باقصی قعرہ الدرر

تم دیکھتے نہیں دریا ہی کی سطح پر مُردے تیرتے ہیں لیکن موتی اُس کی تہ میں بیٹھے رہتے ہیں۔

وان تکن عبثت ایدی الزمان بنا ۔۔۔ ونالنا من تجنی بؤسہ ضرر

اگر زمانے کے ہاتھوں نے ہمیں ستایا اور اُسکی سختیاں ہم پر پڑی ہیں،

ففی السماء نجوم لا عداد لہا ۔۔۔ ولیس یکسف الا الشمس والقمر

تو کوئی تعجب نہیں۔ آسمان میں بے شمار ستارے موجود ہیں مگر گہن صرف چاند اور سورج ہی کو لگتا ہے۔

۱۳۲ھ (۷۵۰ء) میں قتل ہوا

ابو جعفر منصور

عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے سفرِ حج میں مقام "بئر میمون" پر پہونچکر جب اپنی وفات قریب دیکھی، تو اپنے ولی عہد، مہدی کو طلب کیا اُس وقت ابو جعفر کے سامنے ایک بڑا تھیلا رکھا تھا۔ اسمیں کتابیں اور حساب کے کاغذات رہتے تھے۔ کبھی کسی شخص کو اُسے ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔

ولی عہد کو دیکھ کر خلیفہ نے کہا:

"فرزند! یہ تھیلا دیکھ۔ اس کی حفاظت کرنا، کیونکہ اس میں تیرے بزرگوں کا علم محفوظ ہے۔ اس شہر (بغداد) کا خیال رکھنا۔ کسی اور شہر کو اپنا پایۂ تخت نہ بنانا۔ کیونکہ یہ شہر تیرا اپنا ہے اور اس میں تیری عزت ہے۔ میں نے اُس میں تیرے لئے اتنے خزانے جمع کر دیئے ہیں جتنے کبھی کسی خلیفہ نے جمع نہیں کئے تھے۔ حتیٰ کہ اگر دس برس بھی تجھے سلطنت کا خراج نہ ملے تو بھی یہ خزانے جملہ مصارف کے لئے کافی سے زیادہ ہونگے۔ ان کی حفاظت کرنا، کیونکہ اُن کی موجودگی میں تجھے ہمیشہ قوت حاصل رہے گی۔ تیرا گھر آباد رہے گا۔ لیکن میں جانتا ہوں تو اُن کی حفاظت نہیں کرے گا۔

"اپنے خاندان سے نیک سلوک کرنا۔ اُنھیں عزت بخشنا۔ اُن پر احسان کرنا۔ ان کے لئے منبر نصب کرنا۔ اُن کی چوکھٹوں پر لوگوں کو جھکانا۔ کیونکہ اُن کی عزت، تیری عزت ہے۔

"اپنے غلاموں سے نیکی کرنا۔ اپنے قریب رکھنا۔ اُن کی تعداد میں اضافہ کرنا۔ کیونکہ مصیبت کے وقت وہ تیری سپر ہونگے۔

"خراسانیوں کے بارے میں میری نیک وصیت یاد رہے۔ وہ تیرے حامی و مددگار ہیں۔ اُنھوں نے اپنی جان و مال سے تیری مدد کی ہے اُن سے اچھا برتاؤ کرنا۔ اُن کی خطائیں معاف کرنا۔ اُن کے یتیموں اور بیواؤں کی خبر لینا۔

"خبردار! کوئی نیا شہر آباد نہ کرنا۔ کیونکہ تو اُسے پورا نہ کر سکے گا۔ خبردار! عورتوں کو اپنے مشورے میں داخل نہ کرنا۔ یہ میری آخری وصیت ہے"

جب دم لبوں پر آیا تو کہا "بادشاہ وہ ہے جو نہ مرے!"

۱۵۸ھ (۷۷۵ء) میں انتقال کیا

امام سفیان ثوری رح

موت کے وقت نہایت مضطرب تھے۔ کہا گیا "ابو عبداللہ! یہ اضطراب کیوں؟ کیا آپ اُس ذات کے پاس نہیں جا رہے ہیں، جس کی آپنے ہمیشہ عبادت کی اور ہمیشہ اُسی کی طرف بھاگتے رہے؟"

کہنے لگے "تمھارا بھلا ہو! میں ایک ایسے راستہ میں سفر شروع کرنے والا ہوں، جسے میں نہیں جانتا اور اُس پروردگار کے رُوبرو پہنچنے والا ہوں، جسے میں نے دیکھا نہیں ہے!"

۱۶۱ھ (۷۷۸ء) میں وفات پائی۔

عبداللہ بن عبدالعزیز

موت کے وقت کہنے لگے "خدا کی نعمت کا ذکر کرتا ہوں۔ اگر پوری

بصائر و حکم

عالم انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں

اکابر تاریخ اسلام کے مختصر وفیات

ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ

وفات کے قریب آپنے اپنی وصیت لکھوائی اور حضرت عثمان اور ایک انصاری کے ہاتھ مسجد میں بھیج دی تاکہ مسلمانوں کو سنا دی جائے۔ وصیت حسب ذیل تھی:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم - یہ ابوبکر بن ابی قحافہ کی وصیت ہے جبکہ وہ دنیا سے رخصت ہو رہا تھا اور آخرت میں داخل ہو رہا تھا۔ یہ ایسے وقت کی وصیت ہے جبکہ منکر ایمان لے آتا، فاجر بدبختی میں پڑتا، اور جھوٹا بھی سچ بولنے لگتا ہے۔ میں نے تم پر عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو امیر بنایا ہے۔ اگر وہ عدل کرے اور تقویٰ برتے، تو اس کی بابت میرا یہی گمان اور یہی امید ہے۔ لیکن اگر وہ بدل جائے، تو میں نے حتی الوسع بھلائی چاہی ہے غیب کا علم، خدا کے سوا کسی کو نہیں"

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے "میرے والد مرض موت کے آخری دنوں میں بے ہوش ہو گئے۔ میری زبان سے بے اختیار نکل گیا " افسوس، میرے باپ کو سخت بیماری لاحق ہو گئی ہے" اتنے میں ان کی آنکھ کھل گئی تو فرمایا "نہیں، یہ بیماری نہیں ہے، وہ چیز ہے جس کی نسبت خدا نے فرمایا ہے وجاءت سکرۃ الموت بالحق، ذلک ما کنت منہ تحید۔ پھر پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا؟ میں نے عرض کیا، تین کپڑوں میں۔ پھر پوچھا، آنحضرت نے کس دن وفات پائی تھی؟ عرض کیا۔ پیر کے دن۔ پوچھا، آج کونسا دن ہے؟ میں نے کہا۔ پیر کا دن ہے۔ فرمایا: میں خدا سے امید کرتا ہوں کہ آج رات اور دن کے درمیان میری موت واقع ہو جائے۔ پھر اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا اور کہا: دو مزید کپڑے ملا کر اسی میں مجھے کفنا دینا۔ میں نے کہا۔ یہ تو پرانا ہے۔ فرمایا: الحی احوج الی الجدید من المیت انما ہو للمہنۃ والصدید۔ زندہ انسان بمقابلہ مردہ کے نئے کپڑے کا زیادہ حاجت مند ہے۔ اور کفن تو ریم اور خون کے لئے ہے!

جب وفات ہوئی تو یہ دعاء یوسفی آپکے زبان پر تھی: توفنی مسلمًا والحقنی بالصالحین! خدایا! اس حالت میں موت دے کہ مسلم ہوں، یعنی تیرا فرمانبردار ہوں، اور ایسا کر کہ صالح انسانوں کے ساتھ میرا شمول ہو!

تاریخ وفات ۱۳ھ (۶۳۴ء)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

وفات کے وقت اپنے صاحبزادے عبداللہ سے فرمایا:

"میرا چہرہ زمین پر رکھ دے، شاید خدا مجھ پر مہربان ہو جائے اور رحم کرے!"

آخری کلمہ وصیت اہل ذمہ یعنے غیر مسلم رعایا کی نسبت تھا:

"میں اپنے جانشین کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ غیر مسلم رعایا کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری یاد رکھے۔ اُن سے جو اقرار کئے گئے ہیں، ہمیشہ پورے کئے جائیں، اُن کی اُن کے دشمنوں سے حفاظت کی جائے، اُن پر کبھی سختی نہ کی جائے"

تاریخ وفات ۲۳ھ (۶۴۴ء)

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

جب قتل کا یقین ہو گیا تو حضرت علی کو خط لکھا:

"سیلاب، چوٹی تک پہنچ گیا۔ معاملہ حد سے تجاوز کر گیا۔ خط دیکھتے ہی میرے پاس آؤ۔ موافقت میں یا مخالفت میں"

خط کے آخر میں یہ شعر لکھا:

فان کنت ماکولا فکن خیر آکل　　　والا فادرکنی ولما امزق

(اگر میرے لئے یہی صورت رہ گئی ہے کہ میں کسی کا نوالہ بنوں تو سب سے بہتر کھانے والے تم بنو۔ ورنہ میرے ٹکڑے اڑنے سے پہلے مجھے آکر بچالو)

۳۵ھ (۶۵۶ء) میں شہید ہوئے

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

وفات کے وقت بہت حسرت ظاہر کرنے لگے۔ لوگوں نے کہا "اے ابو عبدالرحمن! آپ کو کس چیز پر افسوس ہے؟ جواب دیا "میں دنیا پر افسوس نہیں کرتا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک وصیت کی تھی۔ فرمایا تھا۔ تمھارے پاس مسافر کے زاد راہ بھر سامان ہونا چاہئے" میں ڈرتا ہوں، ہم نے اس وصیت پر عمل نہیں کیا۔ کیونکہ میرے گرد یہ چیزیں جمع ہیں"

یہ کہہ کر گھر کے سامان کی طرف اشارہ کیا۔ دیکھا گیا تو گھر میں کل سامان، ایک تلوار، ایک طشت، ایک پیالہ تھا!

۳۶ھ (۶۵۶ء) میں انتقال ہوا

امام حسن علیہ السلام

وفات کے وقت بار بار انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا شروع کیا۔ ایک صاحبزادے نے عرض کیا "آپ بھی دنیا پر افسوس کرتے ہیں؟" فرمایا "فرزند! دنیا پر نہیں، خود اپنے نفس پر افسوس کرتا ہوں، کیونکہ اس جیسی کوئی چیز مجھے کبھی نہیں ملی!"

۵۰ھ (۶۷۰ء) میں انتقال کیا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

وفات کے وقت رونے لگے۔ سبب پوچھا گیا۔ کہا:

"اس لئے روتا ہوں کہ سفر بہت دراز ہے، زاد راہ بہت کم ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ نہیں معلوم جنت میں مقام ہوگا یا دوزخ میں؟"

۵۹ھ (۶۷۸ء) میں فوت ہوئے

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ

وفات کے وقت اپنی اولاد سے کہا "میری وصیت کون قبول کرے گا؟" بڑے نے کہا "میں" کہنے لگے "میرا قرضہ ادا کرنا ہوگا" پوچھا "کتنا ہے؟" کہا "۸۰ ہزار دینار!" پوچھا "کیوں لیا تھا؟" جواب دیا:

"دو قسم کے آدمیوں کی ضرورتیں پوری کرنے میں: شریف النفس غریبوں کی۔ اور حیا سے سوال نہ کرسکنے والوں کی۔ یہ مجبور ہو کر آتے تھے۔ مگر شرم سے مانگ نہ سکتے تھے۔ فرط حیا سے چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ میں سوال سے پہلے ہی اُنھیں دے دیتا تھا"

۵۹ھ (۶۷۸ء) میں فوت ہوئے۔

سعید بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

بڑے خوددار اور بلند ہمت تھے۔ مرض الموت میں مشورہ دیا گیا "بیمار، کراہنے سے راحت پاتا اور طبیب سے اپنی حالت بیان کرنے سے مطمئن ہوتا ہے"

کہنے لگے "کراہنا، بزدلی ہے، عیب ہے۔ خدا ہرگز میرا کراہنا نہیں سنے گا تاکہ اس کے حضور بزدل نہ ٹھروں۔ رہا طبیب، تو واللہ، خدا کے سوا کسی کو بھی اپنے اوپر اختیار نہیں دوں گا۔ خدا چاہے تو مجھے رکھے، چاہے اُٹھا لے!"

ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ

فالج میں مبتلا ہوئے۔ کہا گیا "دوا کیوں نہیں کرتے؟" جواب دیا "میں دوا کا فائدہ جانتا ہوں، مگر نہ مریض ہی زندہ رہے گا نہ طبیب پھر دوا کیوں کروں؟"

۶۴ھ (۶۸۶ء) میں وفات پائی

معاویہ بن یزید بن معاویہ

وفات کے وقت مشورہ دیا گیا "اپنے خاندان میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کر جایئے"

جواب دیا "میں نے خلافت سے نہ زندگی میں فائدہ اٹھایا نہ مرنے کے بعد اُس کا بوجھ اُٹھاؤں گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ بنی امیہ اُس کی شیرینی لیں اور میرے حصے میں تلخی آئے"

۶۴ھ (۶۸۳ء)
میں وفات پائی۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۳)

کو اُٹھا لینا چاہا۔ مگر فوراً ہی اُسی تیزی سے اپنا داہنا ہاتھ ہٹا لے پیچھے ہٹ گیا۔ اُس کے ہاتھ سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ موریلا نے اُسے پوری قوت سے کاٹ کھایا تھا۔

"ہا! ہا!" موریلا قہقہہ مار کر ہنسی:

"مجھے تیرا حکم ماننا پڑے گا؟" وہ جوش سے چلائی "میں تیری لونڈی ہوں؟"

یہ کہہ کر وہ خود سمندر میں پھاند پڑی۔ ملاح کی نظروں سے غائب ہو گئی پھر نمودار ہوئی۔ اُس کے کپڑے جسم سے چپٹ گئے تھے۔ بال کھل گئے تھے بڑی طاقت و مہارت سے پیر رہی تھی۔ اُسنے کوئی لفظ نہیں کہا۔ کشتی سے دور ہونے لگی۔ ساحل کی طرف جانے لگی۔

ملحون تک پڑھی۔

قرأت ختم ہونے پر اُن میں سے ایک نے اور بھی زیادہ خوش الحانی گرعجیت کے ساتھ ایک دعا مانگی۔ اسمیں سلطان محمد فاتح کا ذکر تھا جو اس مسجد کا گویا بانی ہے۔ نیز ایک اور سلطان کا بھی نام لیا مگر ہم سمجھ نہ سکے۔

ترک خطیب

اب خطیب منبر پر کھڑا ہوا۔ خطبہ دیا۔ یہ خطبہ عربی زبان میں تھا۔ مگر اس کا لہجہ ہم عربوں کے لئے نا قابل فہم تھا۔ ہم خطبہ کا صرف پہلا جملہ سمجھ سکے جو یہ تھا " الحمد للہ، الحمد للہ، الحمد للہ الذی انعم علی المؤمنین بنعم القرآن"

خطیب نے خطبہ کے آخر میں "جیوش المسلمین وعساکر الموحدین" کے لئے دعا کی اور ترکی جمہوریت کے بقاء دوام کی التجا پر خطبہ ختم کیا۔

ترک نمازی

ترک نمازیوں کے آداب دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا۔ نہایت ہی عقیدت و احترام کے ساتھ صفوں میں بیٹھے تھے۔ ازحد خشوع و خضوع، اُن پر طاری تھا، حالانکہ وہ خطبہ و تلاوت میں سے ایک لفظ بھی نہیں سمجھتے تھے۔ مجھے اعتراف کرنا پڑا کہ یہ بہادر قوم، اپنے ایمان میں نہایت راسخ ہے۔ لباس اور وضع قطع میں کتنی ہی تبدیلی ہو جائے، مگر اُس کے ایمان میں کوئی تزلزل نہیں ہو سکتا۔ درحقیقت یہ قوم، تمام مسلمانوں کے لئے قابل فخر ہے۔

نمازی عورتیں

مسجد کے آخری حصہ میں عورتوں کے لئے ایک جگہ خاص کر دی گئی ہے یہ جگہ بھی بھری ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ بوڑھی عورتیں ہی نماز کی طرف زیادہ راغب ہوتی ہیں۔ چنانچہ ان میں اکثر عورتیں بوڑھی تھیں۔ شاید قدیسہ صوفیہ ایسی ہی نمازی عورتیں اپنے معبد میں دیکھنا پسند کرتی ہے!

مسجد میں عربی تحریریں

اوپر کہہ چکا ہوں کہ مسیحی نقوش کی جگہ جا بجا قرآنی آیتیں اور عربی عبارتیں لکھ دی گئی ہیں۔ چنانچہ درمیانی قبہ کے مرکز کے گرد یہ آیت خط ثلث میں کندہ ہے۔ " اللہ نور السموات والارض، مثل نورہ کمشکاۃ فیہا مصباح، المصباح فی زجاجۃ، الزجاجۃ کأنہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولا غربیۃ"

محراب میں یہ آیت لکھی ہے " فاسجدوا للہ واعبدوا"

دیواروں پر یا یہ آیا " اللہ، محمد، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن، حسین (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے اسماء گرامی درج ہیں۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی تختیاں آویزاں ہیں، اور اُن میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور بہت سی عربی نصیحتیں لکھی ہیں۔

یہ تمام کتبے، فن خطاطی کے اعلیٰ ترین نمونے ہیں۔ شاید ہی کہیں اُن کی نظیر مل سکے۔

ایک عجیب وصف

ایا صوفیہ کی عمارت میں یہ عجیب ہندسی وصف موجود ہے کہ اُس میں آواز کتنی ہی آہستہ بلند ہو، اُس کی بازگشت خوب بلند اور بالکل صاف ہوتی ہے۔ چنانچہ امام کے پورے خطبے کی بازگشت در و دیوار سے صاف سُنائی دیتی تھی۔ یہ وصف ہم نے کسی دوسری عمارت میں نہیں دیکھا۔

ایا صوفیہ کو کنیسہ بنانے کی برطانی کوشش

ایا صوفیہ کو دوبارہ کنیسا بنا دینے کی کوشش قریب مدت سے کی گئی ہے مگر سب سے زیادہ خطرناک اور آخری کوشش اُس وقت کی گئی تھی، جب جنگ عمومی کے بعد اتحادیوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ مسجد کے بالکل قریب اب تک دو چوبی فوجی بارکیں موجود ہیں۔ خالی اور اجاڑ پڑی ہیں وضع سے برطانی فوجوں کی معلوم ہوتی ہیں۔ انھیں دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مکان اس غرض سے بنائے گئے تھے کہ ان میں انگریز سپاہی رہیں گے، تاکہ مسجد میں نمازیوں کو داخل ہونے سے باز رکھیں۔ اُس وقت اتحادیوں نے یہ مجنونانہ فیصلہ کر لیا تھا اور امروز فردا میں اُس کا اعلان کرنا چاہتے تھے۔ مگر بروقت ترکوں کو خبر لگ گئی۔ اُن کے کئی ہزار آدمی مسجد میں جمع ہو گئے اور طے کر لیا کہ موت سے پہلے ایا صوفیہ کو گرجا بننے نہیں دیں گے۔ اُنکے ارادے کی خبر ہوا کی طرح پورے شہر میں پھیل گئی اور عام شورش کا سامان ہونے لگا۔

اتحادی ڈر گئے اور اپنا فیصلہ کسی دوسرے مناسب موقعہ کے لئے ملتوی کر دیا۔ اُنھیں یقین تھا، سال دو سال بعد پوری طرح قابو حاصل کر کے یہ کارروائی کر سکیں گے۔ مگر مشیت الٰہی اس کے خلاف تھی۔ اتحادیوں کو نامراد قسطنطنیہ خالی کر دینا پڑا۔ ایا صوفیہ آج تک مسجد ہی ہے اور انشاء اللہ مسجد ہی رہے گی۔

دلآزار مذہبی تحریریں اور مسلمانوں کا پچھلا مظاہرہ

اسلام اور سزائے قتل

ایک خط کے جواب میں

الہلال نمبر ۱۳ میں۔ ایک عزیز طالب حق کی جو مراسلت درج کی گئی تھی، افسوس ہے کہ پے در پے سفر اور علالت طبع کی وجہ سے اُس کی طرف متوجہ ہونے کی مہلت نہیں ملی۔ اب اس کے لئے وقت نکال سکا ہوں۔

مذہب اور پیروان مذہب

میرا خطاب عزیز موصوف سے ہے۔

افسوس ہے، اس خط میں آپنے اپنے جو تاثرات ظاہر کئے ہیں، وہ اُسی اصولی غلطی کا نتیجہ ہیں جس سے پرہیز کرنے کا آپنے ارادہ کیا تھا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ جب آپ پہلے پہل مجھ سے ملے، اور اپنے دل کے شکوک و اضطراب مجھ پر ظاہر کئے، تو میں نے بعض مقدمات آپکے ذہن نشین کرنے چاہے تھے۔ میں نے کہا تھا کہ یہ وہ بنیادی مقدمات ہیں جن کے بغیر آج طلب حقیقت کی راہ میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا جا سکتا۔ من جملہ اُن مقدمات کے ایک مقدمہ یہ تھا کہ مذہب اور پیروان مذہب کا امتیاز ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ ایک چیز نہیں ہے۔ مذہب کے بارے میں ہماری دو تہائی مایوسیاں صرف اسی غلطی کا نتیجہ ہوتی ہیں کہ ہم بسا اوقات ان دونوں کا عددی اختلاف بھول جاتے ہیں۔ میں سب سے پہلی بات جو آپکے علم میں لانی چاہتا ہوں یہ ہے کہ آپنے جستجوئے حقیقت میں ایک بنیادی صداقت معلوم کی تھی اور اب اُس کا سر رشتہ آپکے ہاتھ سے چھوٹا جا رہا ہے اور افسوس ہے کہ آپ متنبہ نہیں ہیں۔

آپ لکھتے ہیں " ایک بڑی مشکل ہم لوگوں کی راہ میں یہ ہے کہ آپ جیسے بزرگ اسلام کی تعلیم اور اسپرٹ جو کچھ ظاہر کرتے ہیں، وہ جب دوسرے مسلمانوں کی تعلیم میں ڈھونڈی جاتی ہے تو نہ صرف یہ کہ نہیں ملتی بلکہ ایسی ایسی باتیں سامنے آتی ہیں کہ کوئی انصاف پسند دماغ شک و شبہ کے طوفان سے محفوظ نہیں رہ سکتا" سوال یہ ہے کہ اسلام کی جو تعلیم آپکے علم میں آئی ہے، اگر فی الحقیقت آپ مطمئن ہو گئے ہیں کہ وہ اسلام کی تعلیم ہے، تو پھر آپ " دوسرے مسلمانوں" کی تعلیم میں اُسے ڈھونڈھنا کیوں چاہتے ہیں؟ آپ کو " اسلام" کی تعلیم کی تلاش ہے، یا " مسلمانوں" کی تعلیم کی؟ یقیناً یہ دونوں چیزیں ایک نہیں ہو سکتیں۔ ایک چیز تعلیم بہ حیثیت تعلیم کے ہے اور ایک چیز اُسکے پیرؤں کا فہم و عمل ہے۔

اگر آپ کو اسلام کی تعلیم کی جستجو ہے، تو وہ دنیا کی ہر تعلیمی حقیقت کی طرح صرف اپنے حقیقی سرچشمہ ہی میں ڈھونڈھی جا سکتی ہے، نہ کہ انسانوں کی تعلیم میں اگرچہ وہ انسان اپنے اعتقاد میں مسلمان ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر آپکی اُس سرچشمہ تک رسائی ہو چکی ہے (اور کم از کم میرا تاثر آپکی نسبت یہی تھا کہ آپ کو اس کا اعتراف ہے) تو اسکے یہ معنی ہیں کہ آپ اسلام کی تعلیم معلوم کرنے کے لئے خود اسلام تک پہنچ گئے ہیں، اور اس صورت میں آپکے لئے صرف یہی رہ جاتا ہے کہ خود اسلام سے اسلام معلوم کریں، اور جب معلوم ہو جائے تو جہاں تک اسلامی تعلیم کا تعلق ہے، آپکی جستجو ختم ہو جائے۔ بلاشبہ آپ کے لئے یہ بات باقی رہ جاتی ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ زندگی میں اُس کا عمل تلاش کریں۔ لیکن " عمل" تلاش کریں۔ یہ نہیں کہ مسلمانوں کے " عمل" کو " اسلام" کی تعلیم قرار دے دیں۔ اگر مسلمانوں کی زندگی میں آپ کو اُس کا عمل نظر آئے، تو آپکو یہ رائے قائم کرنی چاہیے کہ اسلام کی تعلیم پر دنیا کی مسلمان نامی جماعت عمل کر رہی ہے۔ نہ نظر آئے تو افسوس کرنا چاہیے، اور سمجھ لینا چاہیے کہ دنیا کی عالمگیر گمراہیوں میں سے ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ مسلمان نامی جماعت بھی اسلام کی تعلیمات پر عامل نہیں۔ میں نہیں سمجھتا یہ قدرتی اور سچا طریقہ چھوڑ کر آپنے غلط روی اور کج اندیشی کی راہ کیوں اختیار کی؟ جہاں آپکو " عمل" دیکھنا چاہیے، وہاں آپ " تعلیم" ڈھونڈھتے ہیں، اور جہاں سے " تعلیم" کی حقیقت کا سراغ مل سکتا ہے، اسے اپنے پیچھے چھوڑ دیتے ہیں؟

عزیز من! میری وہ بات یاد کیجئے جو میں نے بار بار آپکے ذہن نشین کرنی چاہی تھی: دنیا کی کوئی تعلیمی صداقت بھی ایسی نہیں ہے جسکے پیرؤں کا فہم و عمل حجت قرار دے کر ہم حقیقت کی طرف قدم بڑھا سکتے ہوں۔ مذہب کو چھوڑئیے۔ دنیوی اور مادی علوم و صنائع کا کوئی محدود سے محدود گوشہ لے لیجئے۔ کیا اس طریقہ سے ہم ان گوشوں میں بھی حقیقت کی طرف قدم اُٹھا سکتے ہیں؟ جب دنیا کے ایک معمولی مصنف یا عالم کی کتاب کے لئے لاکھوں کروڑوں انسانوں کا فہم و ادعا کچھ مفید نہیں ہو سکتا، اگر کوئی ایسی بات بیان کی جائے جو خود اُس کتاب میں موجود نہ ہو، تو مذاہب عالم کے لئے جن پر انسانی فہم و استعداد کے تغیرات و حوادث کی صدیاں گزر چکی ہیں اور لاکھوں کروڑوں افراد کے احوال و ظروف سے نسلاً بعد نسل اُن کے تعلیمی حقائق متاثر ہو چکے ہیں، کیونکر کسی فرد یا جماعت کا فہم و عمل حجت ہو سکتا ہے؟

سیر فی الارض

اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم

(۳۰ : ۸)

سیاحانِ عالم کے مُشاہدات و تاثرات

قدیم قسطنطنیہ پر ایک جدید نظر!

(مصری اہل قلم استاذ مرسی محمود کے قلم سے)

مسجد ایاصوفیہ

سیاحان عالم نے ہمیشہ اعتراف کیا ہے کہ ایاصوفیہ کے مشاہدے سے تعمیرا دمعنوی جلال و جمال کی جو عظمت انسان کے دل و دماغ کو مسخر کرلیتی ہے، وہ دنیا کی کسی موجودہ عمارت میں نہیں پائی جاتی۔ لندن کے وسٹمنسٹر، پیرس کے بانتھیوں، رمیس کے کینسے، ایتھنز کے کرلول، اقصر کے معبد کرنک، اسوان کے محل، کوئی بھی اُس نوعیت کی تاثیر نہیں رکھتا، جو ایاصوفیہ کے لئے مخصوص ہے۔ میں نے جلیل القدر توتاخن آمن کی لاش اُس کے پُرشوکت مقبرے میں دیکھی ہے، وہ مقبرہ جس کے اکتشاف نے دُنیا بھر کے اعصاب ہلادئے ہیں۔ لیکن میرے دل پر وہ اثر نہیں پڑا جو کل ایاصوفیہ کے مشاہدے سے محسوس ہوا تھا اور جو شاید زندگی بھر محسوس ہوتا رہے گا!

کنیسۂ ایاصوفیہ، اب مسجد ایاصوفیہ بن گیا ہے۔ یہی بہتر اور مناسب بھی تھا۔ کیونکہ قدلیسۂ صوفیہ، جس کے نام پر یہ عمارت بنائی گئی ہے، عرفت و عادت کے اعتبار سے، ایک مستقبل معبد بننے کی مستحق نہیں ہے۔

یہ عظیم کنیسا، جسے کوسٹنیان نے شہیدۂ قدلیسہ صوفیہ کی یادگار بنانے کے لئے تعمیر کیا تھا، اور جسے عظیم اسلامی بادشاہ محمد ثانی نے مسجد بنادیا، صدیوں پر صدیاں گزر جانے کے بعد بھی اپنے مسیحی مظاہر و خصوصیات برقرار رکھے ہوئے ہے۔ ابتک یہ پُورا کنیسا ہے۔ اُس کی صلیبی شکل بدستور قائم ہے۔ اُس کے مختلف حصے، جن کی ترتیب و تنسیق میں صلیبی شکل مدنظر رکھی گئی ہے، ابتک اپنی صلیبیت ہی پر باقی ہیں۔ اُس کے ستون ابتک کوسٹنیان اور اُس کی ملکہ کے نشان وفاداری کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ اُس کے اندر دونوں پہلوؤں میں بپتسما دینے کے حوض اب تک موجود ہیں۔ یہ سنگ مرمر کے ہیں۔ اُن کی شکل مرتبانی ہے۔ ان میں اب نمازی عورتیں وضو کرتی ہیں۔ اُس کی دیواروں پر مقدس نقوش بھی اب تک نظر آتے ہیں، اگرچہ ترکوں نے اُنھیں محو کرنے کی کوشش کی تھی۔ حضرت مریم (علیہا السلام) کی تصویر آج بھی اپنی موثر آنکھوں سے نمازیوں کی صفیں دیکھنے کے لئے موجود ہے۔ ترکوں نے اُس کا مصورانہ نقشہ مٹانے کی کوشش کی کیونکہ اسلام کی عبادت گاہ اس نشانِ شرک کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی، مگر پُوری طرح نہ مٹ سکا شاید یہ اُس کا "معجزہ" ہے کہ وہ ایک ایسے تاریک حصے میں ہے جہاں سے وہ سب کو دیکھتی ہے، مگر اُسکو سب دیکھ نہیں سکتے!

یہ عجیب اتفاق ہے کہ اُس کی محراب ــ حالانکہ وہ کنیسا تھی ــ بغیر کسی ترمیم کے مسجد کی محراب بن گئی۔ کیونکہ ٹھیک قبلہ کی سمت میں واقع تھی۔ یہی سبب ہے کہ نماز میں تم اپنے آپ کو ایسے رنگین شیشوں کے سامنے پاؤگے جو صرف کنیسوں ہی میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ تمھاری نگاہ جدھر اُٹھے گی، آیات قرآنی اور عربی عبارتیں نظر آئیں گی، مگر تم یہی محسوس کروگے کہ مسجد میں نہیں، مسیحی کنیسے میں ہو۔ کیونکہ ایاصوفیہ کی مجموعی ہیئت اب تک بالکل کنیسے ہی کی ہے۔

اس محراب کے قریب، جو صلیب کا سر پیش کرتی ہے، سنگ مرمر کا وہ منبر ابتک قائم ہے جس پر مسیحی خطیب کھڑا ہوتا تھا۔ اسی کے بالمقابل ایک اور منبر بنایا گیا ہے۔ اُس پر اسلامی خطیب کھڑا ہوتا ہے۔ یہ دونوں منبر گویا تاریخ کے دو اہم صفحے ہیں اور کبھی محو ہونے والے نہیں!

مسجد کے ساتوں فولادی پھاٹک اتنے عظیم الشان ہیں کہ مستحکم قلعوں کے پھاٹک معلوم ہوتے ہیں۔ ہر پھاٹک کی فولادی چادر پر صلیب بنی ہے۔ ترک فاتحوں نے اُس کا اُفقی خط مٹادیا ہے۔ لیکن طولی خط ابتک ویسا ہی موجود ہے جیسا قدیم عہد میں تھا۔

میں زیادہ تفصیل کرنی نہیں چاہتا۔ کیونکہ بے فائدہ ہے۔ کتنی ہی کوشش کروں، قارئین، اصلیت کا عشر عشیر بھی تصور نہ کرسکیں گے۔ مختصر یہ ہے کہ سابق کا یہ کنیسا اور حال کی مسجد، ایک ایسی عمارت ہے جس سے زیادہ خوبصورت اور شاندار عمارت، انسانی آنکھ اس وقت صفحۂ زمین پر کہیں نہیں دیکھ سکتی!

بازلیک

ایاصوفیہ میں نماز جمعہ ادا کرنے کا ہم نے ارادہ کیا۔ لیکن مسجد میں جانے سے پہلے بازلیک میں داخل ہوئے۔ بازلیک، ایاصوفیہ کے قریب واقع ہے۔ یہ دراصل زمین کے نیچے ایک بہت بڑا حوض یا دوامی جمع کا تالاب ہے۔ تقریباً ۳۳۶ ستونوں پر قائم ہے۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ دشمن کے محاصرے کے وقت اس میں پانی محفوظ رکھا جائے، تاکہ شہر پیاس سے ہلاک نہ ہوجائے۔ یہ تالاب، ایک سرنگ کے ذریعہ ایاصوفیہ سے ملادیا گیا ہے اور بآسانی سے آمد و رفت ممکن ہے۔

ایاصوفیہ میں نماز جمعہ

بازلیک کی سیر سے فارغ ہوکر ہم نماز جمعہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ہمیں یہ دیکھنے کا ازحد شوق تھا کہ ترکی کے موجودہ اجتماعی انقلاب کے بعد ہیٹ پوش ترک نماز پڑھتے ہیں یا نہیں؟ اگر پڑھتے ہیں تو ہیٹ کے ساتھ کیونکر پڑھتے ہیں؟

لیکن مسجد میں داخل ہوتے ہی ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی ہم نے دیکھا، مسجد نمازیوں سے لبریز ہے۔ جب کبھی ایاصوفیہ کی بابت کہا جائے کہ لبریز ہے، تو سمجھ لینا چاہیے کہ ہزارہا آدمی اُس میں موجود ہیں۔ ممکن ہے ۱۰ ہزار ہوں۔ ممکن ہے بیس ہزار ہوں۔ ممکن ہے ۵۰ ہزار ہوں! تعداد کا صحیح اندازہ کون کرسکتا ہے؟

یہ دیکھ کر ہمیں اور بھی تعجب ہوا کہ سب ہیٹ پہنے ہیں۔ اُسوقت ہمیں معلوم ہوا کہ ترکوں نے جو ہیٹ پہنی ہے، وہ یورپین ہیٹ نہیں ہے۔ ترکوں نے اُسے بھی ایاصوفیہ کی طرح مسلمان کرلیا ہے۔ یہ ہیٹ، مسجد میں بھی اُنکے سروں پر موجود تھی۔ اور اللہ کی عبادت سے روک نہیں سکتی تھی!

ابھی ہماری حیرت بدستور باقی تھی۔ ہم سونچتے تھے، اس ہیٹ کے ساتھ لوگ نماز کیسے پڑھیں گے؟ لیکن ہم نے دیکھا، جو آدمی نماز کے لئے اُٹھتا ہے، ہیٹ اپنے سامنے رکھ لیتا ہے اور جیب سے معمولی کپڑے کی ٹوپی نکالکر پہن لیتا ہے۔ بہت سے ایسے بھی تھے جن کے پاس خاص ٹوپیاں نہ تھیں۔ وہ رومال سر پر باندھ لیتے تھے۔ خود ہم نے بھی اسی طرح نماز پڑھی۔ بعض ایسے بھی تھے جو نرم ہیٹ پہنے تھے۔ انھوں نے نماز کے وقت اپنی ٹوپیاں گھمادیں۔ بلند کنارا پیچھے کردیا اور لپٹ کنارا سامنے، تاکہ رب العالمین کے حضور اپنا ماتھا زمین پر رکھ سکیں!

ترک قاری

ہم اسلامی اور مسیحی دونوں منبروں کے مابین بیٹھے۔ ہم سے کچھ فاصلہ پر سنگ مرمر کے ۶ بلند پایوں پر ایک وسیع بیٹھک تھی۔ اُس پر چار ترک قاری بیٹھے خوش الحانی سے قرآن پڑھ رہے تھے۔ ہر قاری ایک ایک گوشہ میں تھا۔ چھوٹی چھوٹی سورتیں تلاوت کرتے تھے۔ ترتیب یہ تھی کہ پہلے ایک قاری پڑھتا۔ پھر اُسی کا اعادہ باری باری باقی تینوں قاری کرتے تھے۔ آخر میں سب ملکر کہتے "سبحان اللہ، الحمد للہ، ولا الہ الا اللہ، واللہ اکبر"

میں نے اپنے عرب رفقاء کا امتحان لینا چاہا۔ اُن سے پوچھا یہ لوگ کون سورتیں پڑھ رہے ہیں؟ مگر وہ جواب نہ دے سکے۔ لیکن ہمیں بالآخر معلوم ہوگیا کہ وہ سورۂ الم نشرح اور اُس کے بعد کی سورتیں پڑھ رہے تھے۔ آخر میں اُنھوں نے سورۂ فاتحہ تلاوت کی۔ پھر سورۂ بقرہ

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۷)

دُنیا میرے قدموں کے نیچے آجائے تو بھی میں اُسے لینے والا نہیں کیونکہ میں ہمیشہ اسی دن سے ڈرتا رہا ہوں جو آج درپیش ہے"

سنہ ۱۸۳ھ (سنہ ۷۹۹ء) میں انتقال کیا

سیبویہ امام نحو

مشہور نحوی سیبویہ نے وفات کے وقت یہ شعر پڑھا:

یؤمّل دنیا لتبقی لہ　　فمات المؤمّل قبل الامل

آرزو کرنے والے نے آرزو کی کہ دنیا ہمیشہ باقی رہے۔ لیکن آرزو سے پہلے ہی آرزو کرنے والا مرگیا۔

یہ کہہ کر بیہوش ہوگئے۔ سر بھائی کے زانو پر تھا وہ رونے لگے۔ انھوں نے آنکھ کھول دی۔ اُن کے آنسو دیکھ کر کہا:

وکنّا جمیعاً فرّق الدھر بیننا　　الی الامد الاقصی فمن یأمن الدھرا

ہم سب ساتھ تھے، زمانے نے ہمیشہ کے لئے جُدا کردیا۔ پس زمانے پر کون بھروسہ کرسکتا ہے؟

سنہ ۱۸۶ھ (سنہ ۸۰۲ء) میں وفات پائی۔

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر سنہ ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہی؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہی؟

سنہ ۱۹۱۹ء میں جسقدر نسخے چھپے تھے، مدرسۂ اسلامیہ رانچی کو دے دئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہوگئے۔ اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہی۔ ۱۲ر (منیجر الہلال کلکتہ)

حیرت انگیز رعایت

پندرہ روپے کی تین گھڑیاں
صرف دس روپے میں
محصولڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے + آپ کے کمرے کے لئے + بیوی کے لئے

قابل دیدگی گولڈن رسٹ واچ	ریلوے ریگولیٹر پاکٹ واچ	مشہور عالم نی ٹائم پیس جرمن میڈ

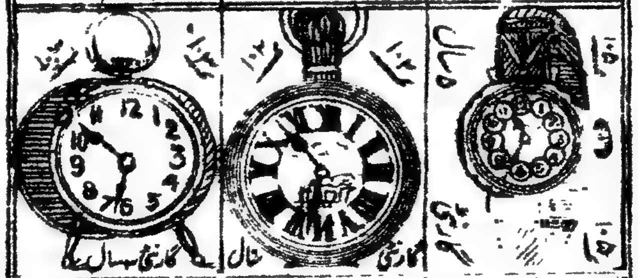

نئے نئے فیشن کی خوشنما فینسی پائدار ٹائم کیپر اصلی قیمت عہ مگر اب سات روپیہ آٹھ آنہ ؎ محصولڈاک پیکنگ۔ منی آرڈر فیس	اصل سلور کیس خوبصورت مضبوط ٹائم نہایت صحیح بتانیوالی قیمت عہ مگر اب پانچ روپے آٹھ آنے (ؔ) محصولڈاک پیکنگ۔ منی آرڈر فیس ؎	دیکھنے میں خوبصورت چال کا اچھا پندرہ دن کا مضبوط ٹائم کا سچا بعد رسید قیمت دو روپے محصولڈاک پیکنگ۔ منی آرڈر فیس ؎

یہ تینوں گھڑیاں اگر آپ یکمشت طلب فرمائیں تو صرف دس روپے میں بھیجی جائینگی یہ رعایت محض مال کی نکاسی اور فرم کی شہرت کی وجہ سے کی گئی ہے اور یہ رعایت اسی وقت تک رہیگی جب تک یہ گھڑیاں اسٹاک میں رہینگی اسکے بعد ہم نہیں کہ سکتے لہذا آپ فوراً ہی آرڈر بھیجدیں ایسا نہ ہو کہ اسٹاک ختم ہوجائے اور آپ کی فرمائش کی تعمیل نہ ہوسکے۔

نوٹ۔ ایک یا دو گھڑی کے خریداروں کیلئے کوئی رعایت نہیں ہے ان سے پوری قیمت مندرجہ چارج کیجائے گی اور محصولڈاک و پیکنگ وغیرہ بھی ان کو ادا کرنا ہوگا +

ملنے کا پتہ: امریکن واچ ہوس ایسٹ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی ۸۲ مقام دہلی

کیا آپ کو معلوم نہیں

کہ

اسوقت
دُنیا کا بہترین فاونٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر"
کا
"لائف ٹائم" قلم ہی؟

---

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہی

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دُنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے
جب آپ کسی دکان سی قلم لیں
تو
آپ کو "شیفر" کا
"لائف ٹائم"
لینا چاہئی!

اشتہار
کے
لئے

طریق جدل اور طریق ہدایت

معلوم نہیں آپکو وہ بات بھی یاد رہی یا نہیں جو میں نے گذشتہ سال آپکے ذہن نشین کرنی چاہی تھی۔ اس راہ میں بحث و جستجو کے ہمیشہ سے دو طریقے رہے ہیں۔ ایک طریقہ وہ ہے جسے قرآن نے اپنی زبان میں "جدل" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ دوسرا طریقہ وہ ہے جسے "ہدایت" کے لفظ سے پکارا ہے۔ "جدل" کے معنی لڑنے جھگڑنے کے۔ "ہدایت" کے معنی سیدھی اور سچی راہ اختیار کرنے کے۔

وہ تمام لوگ جو حقیقت و صداقت کے متلاشی نہیں ہوتے بلکہ کسی خاص خیال اور جذبہ سے اپنی کوئی بات منوانی اور دوسرے کی کوئی بات گرا دینی چاہتے ہیں، طریق جدل پر عامل ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے آپکو کتنا ہی حق کا طالب و مطیع ظاہر کریں، لیکن فی الحقیقت وہ حق کے نہیں، اپنی ہوا و نفس کے مطیع ہوتے ہیں۔ وہ سچائی کے متلاشی نہیں ہوتے کہ ہر موقعہ پر اُس کے ظہور و علم کے منتظر رہیں۔ وہ محض اپنے کسی ٹھہرائے ہوئے خیال اور اعتقاد کے پجاری ہوتے ہیں، اور اس لئے ہمیشہ اسی ڈھونڈھ میں لگے رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اپنی بات منوا دیں۔ مذاہب عالم کے پُرجوش حامیوں، مذہبی مجالس کے زبان دراز مناظروں اور مذہبی بحث و نظر کے بنائے ہوئے نام نہاد علوم میں دسترس رکھنے والوں کا غالب حصہ اسی طریق جدل کی پیداوار ہے۔

لیکن دوسرا طریقہ طریق "ہدایت" ہے۔ یہ اُن لوگوں کی راہ ہے جو سچ مچ کو سچائی اور حقیقت کے متلاشی ہوتے ہیں، اور منوانے کے لئے نہیں بلکہ مان لینے کے لئے قدم بڑھاتے ہیں۔ وہ نہ تو کوئی خاص فریقانہ جذبہ رکھتے ہیں، نہ کوئی خاص فریقانہ دعویٰ۔ نہ تو انھیں کسی خیال اور رائے کی برتری ثابت کر دینے کی پیچ ہوتی ہے، نہ کسی خاص خیال اور رائے کو زک دینے کا جوش۔ اُن کی طلب، اُن کی جستجو، اُن کا اعتقاد، اُن کا مشرب، اُن کا حلقہ، اُن کی تمام کد و کاوش کی غرض و غایت، صرف یہی ہوتی ہے کہ حق کی تلاش کی جائے، اور جب ملجائے تو اُسے پہچان لیا جائے۔ اس طریقہ کے رہرو کی ہر بات پچھلے طریقہ سے مختلف ہوتی ہے کیونکہ مقصد اور نظر و فکر کی روح میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ طریق جدل پر چلنے والے سچائی کے نہیں بلکہ سچائی کے نام پر جھگڑنے کے شائق ہوتے ہیں۔ اس لئے اُن کی ہر بات میں ایک جھگڑالو اور کج بحث دماغ کی روح پائی جاتی ہے۔ لیکن طریق ہدایت کا پیرو کسی حال میں بھی جھگڑالو اور کج بحث نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اُس کی روح طلب حق کی روح ہوتی ہے، اور حق کی طلب اور اُس کی معرفت کا عشق کبھی بحث و نزاع کی نفس پرستیوں کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا۔ فی الحقیقت ان دونوں طریقوں میں نہ صرف اختلاف ہے بلکہ صریح تضاد ہے۔ پہلے کا نتیجہ یہ ہے کہ حق کی طلب و معرفت کی استعداد ہی طبیعت انسانی میں باقی نہیں رہتی۔ دوسرے کا نتیجہ یہ ہے کہ صرف حق ہی کی طلب و معرفت کا استغراق باقی رہجاتا ہے۔ نفس و ہوس کی تمام غفلتیں اور خود پرستیاں معدوم ہوجاتی ہیں۔

جدل یا ہدایت؟

میں نے پہلے بھی کہا تھا، اور اب پھر آپکو توجہ دلاتا ہوں کہ اگر سفر کا عزم ہے تو کیوں پہلے ہی سے اپنی گمرہی کا بھی فیصلہ کرلیں؟ کیوں نہ قدم بڑھانے سے پہلے سوچ سمجھ لیں کہ ہمیں کونسی راہ اختیار کرنی ہے؟ راہیں یہاں دو ہی ہیں۔ ایک وہ جسے قرآن نے اپنی بولی میں "جدل" کہا ہے۔ دوسری وہ جسے "ہدایت" سے تعبیر کیا ہے۔ اگر "جدل" کا شوق ہے، تو واقعہ یہ ہے کہ آج دُنیا کے پرستارانِ مذاہب میں ننانوے ۹۹ فی صدی انسان اسی راہ پر گامزن ہیں۔ آپ بھی اس بھیڑ میں شامل ہوجائیے۔ لیکن اگر حق کی طلب اور سچائی کی لگن ہے، تو پھر ضروری ہے کہ دوسری راہ اختیار کی جائے۔ لیکن دوسری راہ اختیار کرنے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ زبان سے اس کا دعویٰ کیا جائے۔ جہاں تک دعوے کا تعلق ہے، کوئی سخت سے سخت مجادل (جھگڑالو) انسان بھی اس دعوے سے دست بردار ہونا پسند نہیں کرے گا۔ چاہئے کہ سچ مچ کو جدل و نزاع کی جگہ سچائی کے ایک سچے اور بے نفس متلاشی کی روح آپکے اندر پیدا ہوجائے۔ اس صورت میں آپکے بحث و مطالعہ کا انداز ہی دوسرا ہوجائے گا۔ جو چیزیں بقول آپکے آج "شک و شبہ کا طوفان" آپکے اندر پیدا کر دیتی ہیں، اُس حالت میں آپکے لئے مزید یقین کا پیغام اور معرفت حق کا وسیلہ بن جائیں گی!

مذاہب عالم بہ اعتبار حفظ و عمل

اگر ایک شخص "مجادل" نہیں بلکہ طریق "ہدایت" پر عامل ہے، تو وہ بغیر کسی بحث و اختلاف کے تسلیم کرے گا کہ آج جس قدر مذاہب دنیا میں موجود ہیں، تعلیمی مصادر کے لحاظ سے انھیں تین قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(۱) وہ نہایت قدیم مذاہب جن پر امتدادِ زمانہ سے انقلاب حالت کے ایسے دَور گزر چکے ہیں کہ اب انھیں اُن کی حقیقی صورت و حالت میں معلوم کرنا نہایت دشوار ہوگیا ہے۔ اُن کی تعلیم کے مصادر محفوظ نہیں ہیں، اُن کی حقیقی تعلیمی روح یک قلم منقلب ہوگئی ہے، اُنکے پیروؤں کی عملی زندگی میں حقیقت کا اب کوئی سراغ نہیں لگایا جاسکتا۔

کسی چیز کی اصلیت و حقیقت معلوم کرنے کے لئے دو طرح کی شہادتیں مل سکتی ہیں: اندرونی اور بیرونی۔ دونوں کا مطلب واضح و معلوم ہے۔ حاجت تشریح نہیں۔ اس قسم کے مذاہب کی حقیقی تعلیم معلوم کرنے کے لئے ہم اُن کی اندرونی شہادتوں پر قناعت نہیں کرسکتے، کیونکہ انقلاب حالت کی وجہ سے اُن کے پیروؤں کی علمی و عملی زندگی اس درجہ بدل چکی ہے کہ اُس سے حقیقت کی شہادت ملنا متوقع نہیں۔ طالب حقیقت کے لئے ضروری ہے کہ وہ بیرونی شہادتوں کی جستجو کرے۔ اگر کوئی ایسی شہادت مل جائے تو اُس کی روشنی میں اُن کی اندرونی حالت پر نظر ڈالے۔

(۲) دوسری قسم اُن مذاہب کی نظر آئے گی جن کی عمر پہلی قسم کے مذاہب سے کم ہے، اور جنھیں نسبتہً اپنی تعلیم کی اشاعت و توسیع کے لئے بہتر زمانہ حاصل ہوا تھا۔ اس لئے اگرچہ اُن پر بھی انقلاب حالت کے وہ تمام دَور گزر چکے ہیں جو اصلیت کو محرّف اور مبدّل کر دیتے ہیں اور عملی روح یک قلم مفقود ہوجاتی ہے، تاہم اُن کی تعلیم کے بنیادی سرچشمے اس حد تک ضرور موجود ہیں کہ ایک طالب حق اُن سے اندرونی شہادت حاصل کرسکتا ہے، اور تغیر و تحریف کے بے شمار پردے پڑ جانے پر بھی اصلیت کی جھلک نظر آجاتی ہے۔

البتہ یہ اندرونی شہادت اس درجہ واضح اور قطعی نہیں ہے کہ بیرونی شہادتوں کی ضرورت نہ ہو۔ ضروری ہے کہ کوئی مضبوط شہادت باہر سے بھی حاصل کی جاسکے، ورنہ حقیقت کا قابل یقین فیصلہ نہیں ہوسکے گا۔

(۳) اگر ہم نے صحت نظر کے ساتھ ان دونوں قسموں پر نظر ڈال لی ہے، تو ضروری ہے کہ ایک تیسری اور آخری قسم بھی سامنے آجائے۔ یہ وہ قسم ہے جس کا ظہور دنیا کے تمدن و علوم کی اشاعت و تنظیم کے زمانے میں ہوا، اور اس لئے ایسے وسائل اُسکے لئے بہم ہوگئے کہ تعلیمی مصادر کے تلف ہونے یا کمی بیشی سے محرّف ہوجانے کا کوئی کھٹکا باقی نہیں رہا۔ جس طرح اُس زمانے میں جبکہ اُس کا نیا نیا ظہور ہوا تھا، اُس کی تعلیم اپنی حقیقی صورت و حالت میں دیکھی جاسکتی تھی، ٹھیک اُسی طرح آج بھی ہر آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ البتہ انقلاب حالت کے وہ تمام دَور جو جمعیت بشری کی دماغی و عملی زندگی پر گزرا کرتے ہیں، اُس پر بھی گزر گئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اُس کے فہم و عمل کی روح پر دُور دُور تک زد پڑتی گئی۔ یہاں تک کہ اُس کی حقیقی تعلیم کے مقابلہ میں، اُسکے پیروؤں کی عملی ذہنیت نے بہ حیثیت مجموعی ایک نئے قسم کا نقشہ پیدا کر دیا۔ تاہم ایک جویائے حقیقت کے لئے اضطراب و تشویش خاطر کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ اُسکے تمام تعلیمی مصادر اپنی اصلی حالت میں موجود ہیں، اور وہ اس قدر واضح، اس قدر مختصر، اسقدر سہل الحصول ہیں کہ ہر طالب حقیقت طلب و معرفت کا ایک قدم بڑھا کر اُن تک پہنچ جاسکتا ہے، اور جیسی کچھ بھی اصلیت ہے اُس کے سامنے روشن ہوجاسکتی ہے۔

چونکہ اس آخری قسم کے تمام تعلیمی مصادر محفوظ، مدوّن، اور ہر انسان کے دسترس میں ہیں، اس لئے اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے کسی بیرونی شہادت کی ضرورت نہیں۔ یہ صرف اپنی اندرونی شہادت ہی سے پہچانی جاسکتی اور پرکھی جاسکتی ہے۔

بلاشبہ اُس کی عملی روح امتدادِ زمانہ کے موثرات و عوامل سے متاثر ہوچکی ہے، اور اس لئے "تعلیم" اور "عمل" دو مختلف چیزیں ہوگئی ہیں تاہم یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اُسکی عملیت کی بنیادیں پچھلی دو قسموں کی طرح منہدم ہوگئیں۔ ایک جویائے حقیقت معلوم کرلے سکتا ہے کہ امتدادِ زمانہ کے یہ تمام تغیرات سطح سے نیچے نہیں اُتر سکے ہیں۔ بنیادیں بدستور قائم ہیں۔

مذاہب عالم میں ہندوستان اور ایران کے قدیم مذاہب پہلی قسم میں داخل ہیں۔ یہودی اور مسیحی مذاہب دوسری قسم میں۔ تیسری قسم سے مقصود اسلام ہے۔

جویائے حقیقت کا فرض

اگر ایک شخص کی راہ وہ راہ نہیں ہے جسے "جدل" سے تعبیر کیا گیا ہے تو وہ مذاہب عالم کی اس صورت حال کے اعتراف میں ہرگز تامل نہیں کریگا، اور اس لئے "تعلیم" اور "عمل" کا اختلاف، یا حقیقی تعلیم اور غیر حقیقی تعلیم کی موجودگی کبھی اُس کے لئے "شک و شبہ کا طوفان" پیدا نہیں کرسکے گی۔ وہ دُنیا کی زیادہ سے زیادہ واضح حقیقتوں کی طرح دیکھے گا کہ پیروانِ مذاہب کا موجودہ عمل و فہم اُن مذاہب کی حقیقی تعلیم کے لئے حجت نہیں ہوسکتا اور یہ ناگزیر ہے کہ جماعت، عمل، اور شخصی ترجمانی سے بے اثر ہو کر صرف مذہب اور اُس کی "تعلیم" پر اعتماد کریں۔ ورنہ یا تو ہمیں یک قلم مذاہب کے برخلاف فیصلہ کرنا پڑے گا، یا فریقانہ تعصب و انکار میں مبتلا ہوجائیں گے، اور اس طرح فہم حقیقت و اعتدال رائے کی راہیں ہم پر بند ہوجائیں گی۔

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے، شاید ہی دُنیا میں کسی تعلیم کی حقیقت و اصلیت کا ادراک اسقدر آسان اور سہل ہو، جسقدر اسلام کا ہے۔ اوّل یہ کہ اُس کی تعلیمی اصل اس طرح محفوظ اور مرتب دنیا کے ہر انسان کے دسترس میں ہے، کہ بغیر کسی علمی تحقیق و کاوش کے ہر شخص حاصل کر لے سکتا ہے اور اُس کے مطالب سے واقف ہوجاسکتا ہے۔ ثانیاً اُس کے تمام مصادر اس طرح مسلّم اور طے شدہ ہیں کہ اس بارے میں کسی اشتباہ کی گنجایش نہیں۔ ثالثاً تعلیمی مصادر کی جتنی بھی مقدار ہے، بہت مختصر ہے۔ اتنی مختصر ہے کہ اگر ایک معمولی درجہ کا تعلیم یافتہ انسان چاہے تو ایک دن کے اندر معلوم کرلے سکتا ہے کہ اسلام کے تعلیمی مصادر کے مطالب کیا کیا ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب ایک تعلیم اس درجہ واضح اور سہل ہمارے سامنے موجود ہو، تو کیا کسی انصاف پسند "غیر مجادل" انسان کے لئے جائز ہوسکتا ہے کہ وہ اُس کے فہم کے لئے خود اُس پر اعتماد نہ کرے، اور اگر اُس کی تعلیم میں اور بعض انسانوں کے فہم میں اختلاف واقع ہوجائے، تو اپنے آپ کو "شک و شبہ کے طوفان" کے حوالے کردے؟

یہاں تک میں نے صرف اصولی بحث کی ہے۔ اب مجھے آپکے بعض تاثرات اور پیش کردہ سوالات کا جواب دینا چاہئے۔

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دست طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور اُن کے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پُرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دُنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچّوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے اڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصّل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

یاد رکھئے

موسم گرما کا نایاب تحفہ

صرف ہمدرد دواخانہ سے ملیگا

شربت روح افزا ۲۹۳ (رجسٹرڈ)

جو تقریباً ۲۰ سال کے عرصہ میں اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اسم با مسمّٰی ہو کر بلا تفریق مذہب عام ہر دلعزیزی و شرف مقبولیت حاصل کر کے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر تک شہرت حاصل کر چکا ہی اور جس کو چشم بد (حریص) سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے واسطے رجسٹرڈ بھی کرا لیا گیا ہی۔

محترم ناظرین! آپ میں جو اصحاب اس کا استعمال کر چکے ہیں اُن سے تو اس کے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپکی مسلسل و پیہم مشتاقانہ خریداری اس کی پسندیدگی و قدردانی کی خود دلیل ہی لیکن ہندوستان جیسے وسیع و اعظم میں جن لوگوں کو اس کے استعمال کا اب تک اتفاق نہیں ہوا اُن سے اس کی بے شمار خوبیوں میں سے چند عرض کی جاتی ہیں۔

اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہی کہ اس شربت کا استعمال کسی مذہب کے خلاف نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہی کہ ہر تندرست انسان بلا قید عمر و مزاج موسم گرما میں خوش ذائقہ و فرحت بخش چیز کی حیثیت سے استعمال کر سکتا ہی۔

ناظرین! یہ شربت کیا ہی؟ اعلیٰ قسم کے فواکہات مثل انگور، سیب، رنگترہ وغیرہ اور بہت سی اعلیٰ ادویہ کا مرکب ہی جو خاص ترکیب اور جانفشانی سے تیار کیا جاتا ہی۔ مفرح قلب ہی۔ خوش ذائقہ ہی۔ تشنگی اور گھبراہٹ کو مفقود کرتا ہی۔ اختلاج قلب، درد سر، دوران سر، متلی وغیرہ کی شکایت کو رفع کرتا ہی۔ سوداوی امراض کے واسطے عموماً اور گرم مزاج والے اصحاب کے واسطے خصوصاً بہت مفید ہی۔

معنوی خوبیوں کے علاوہ جو استعمال سے تعلق رکھتی ہیں ظاہراً طور پر رنگ دلفریب اور پیکنگ کی صفائی دیدہ زیب ہی اس کی اشاعت سے محض ذاتی نفع مقصود نہیں بلکہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق پبلک کی خدمت کرنا اور ہندوستانی اشیاء کی ترویج کو ترقی دینا مدنظر ہی۔ ہمیں اُمید ہی کہ آپ بوتل دیکھ کر اور استعمال کر کے جو بیدار شدہ نوخیز ہندوستان کی صنعت کا اُمید افزا نمونہ ہی اور جس کی ہر چیز دیسی ہی۔ خوش ہونگے اور باوجود قحط و ہیجان ہونے کے قیمت اس لئے کم رکھی ہی کہ ہر حیثیت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ قیمت فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ؍) حکیموں اور عطاروں کے علاوہ، تاجران شربت کو بشرطیکہ وہ ایک درجن یا اس سے زیادہ خریدیں ۲۰ فی صدی کمیشن دیا جائیگا

نوٹ: اس شربت کی عام مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے ہمارے ہم پیشہ حضرات ناجائز فائدہ اُٹھانے کی مختلف ترکیبیں نکالتے ہیں مثلاً کوئی اس شربت کا ملتا جلتا نام رکھ لیا ہی۔ لہٰذا آپ شربت خرید کرتے وقت دھوکا نہ کھائیں بلکہ بوتل پر ہمدرد دواخانہ کا خوشنما لیبل اور اس پر لفظ رجسٹرڈ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ یہ شربت ہمدرد، دواخانہ کی مخصوص چیز ہی اور اصلی صرف ہمدرد دواخانہ دہلی ہی سے مل سکتا ہی۔ "فہرست دواخانہ معہ جنتری سنہ ۱۹۲۷ء کارڈ آنے پر مفت ارسال ہوگی۔"

پتہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی

تار کا کافی پتہ ہمدرد، دہلی

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھئے

کہ آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما گائڈ بک کی ضرورت ہی جو انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں
ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل دید مقامات اور آثار قدیمہ وغیرہ سے آپکو مطلع
کردے نیز جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو
قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہی
ایسی مکمل گائڈ بک صرف
ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین
The Dunlop guide to Great Bretain
کا
دوسرا ایڈیشن ہی ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہی

اگر آپ کو

دمہ

(ضیق النفس)
یا
کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہی تو
تأمل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب دوا فروش کی دکان
سے فوراً ایک ٹین

HIMROD

کی
مشہور عالم دوا کا منگوا کر
استعمال کیجئے

مطبوعات الهلال بك ايجنسي

معارف ابن تيميه و ابن قيم

ديني علوم کے بيش بها جواهر ريزي

اس سلسله ميں هم نے اماميين کي ان نادر و اعلى درجه کي بلند پايه عربي تصانيف کے اردو تراجم کا سلسله شروع کيا هے، جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معرفت کتاب و سنت کے ليے نهايت ضروري و ناگزير هے - اميد که يه "سلسلهٔ تراجم" بد نصيب هندوستان کي دعاي اصلاح کا کام دے :

اسوۂ حسنه — امام ابن قيم کي فن سيرت ميں مشهور آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑهائي روپيه -

کتاب الوسيله — لفظ "وسيله" کي بحث کے علاوه امام ابن تيميه نے اسلام کے اصل الاصول "توحيد" کي مبسوط بحث کي هے - بلا جلد اڑهائي روپيه، مجلد سوا تين روپيه -

اصحاب صفه — انکي تعداد، ذريعه معاش، طرق عبادت اور انکے مفصل حالات بيان کيے هيں دس آنے -

تفسير سورة الكوثر — امام ابن تيميه کے مخصوص انداز تفسير کا اردو ترجمه - چار آنے -

العروة الوثقى — خالق و مخلوق کے درميان واسطه کا فرق بدلائل بيان کيا هے چهه آنے -

سيرت امام ابن تيميه — حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نهايت خوش اسلوبي سے بيان کيے هيں - نو آنے

نجد و حجاز — علامه سيد محمد رشيد رضاء مصري کي تازه کتاب کا اردو ترجمه - سوا روپيه -

ائمه اسلام — ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه — في العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — يه ايک علمي، اسلامي، سه ماهي رساله هے جس کے خريدار کو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اردو، عربي، فارسي، انگريزي، اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلى مطبوعات کے متعلق بهترين تازه معلومات بهم پهنچانے کا اهتمام کيا هے - اسکے علاوه ائمه اسلام و بزرگان دين کے حالات، لطائف افسانه، نظميں اور ممالک اسلاميه کے معتبر ذرائع سے حاصل کيے هوے حالات درج کيے جاتے هيں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۳ روپيه هوگي -

منيجر الهلال بك ايجنسي

(حلقه نمبر ۲۴ شيرانواله دروازه لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پته صاف لکهيں

اور نمبر خريداری ضرور تحرير فرمائيں

السحر الحلال في مجلدات الهلال

گاه گاهے باز خوان ايں دفتر پارينه را

تازه خواهي داشتن گر داغهاے سينه را

اردو صحافت کي تاريخ ميں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات ميں ايک انقلاب آفريں دعوت تهي -

الهلال اگرچه ايک هفته وار مصور رساله تها، ليکن چونکه وه اردو صحافت کي مختلف شاخوں ميں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پيدا کرني چاهتا تها، اس لئے اس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعه تها - اس کے هر نمبر ميں مختلف ابواب، مذهب، سياست، ادبيات، علوم و فنون، اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصيات کے لحاظ سے اپني نظير آپ هوتا تها - پهر اس کي ظاهري خوبياں اردو صحافت ميں اعلى طباعت و ترتيب کا پهلا نمونه تهيں - اردو کا وه پهلا هفته وار رساله تها، جس ميں هاف ٹون تصاويرکے اندراج کا انتظام کيا گيا، اور ٹائپ ميں چهپنے کي وجه سے بهت سي ايسي خوبياں پيدا هوئيں جو پتهر کي چهپائي ميں ممکن نهيں - اس کي جلديں جديد اردو علم ادب کے علمي، مذهبي، سياسي، اور اجتماعي مواد و مباحث کا بهترين مجموعه هيں - ان کي مقبوليت و قدر کا اندازه اس سے هوسکتا هے که سنه ۱۹۱۸ ميں بعض شائقين علم و ادب نے اس کي تمام جلدوں کا مکمل سٹ سات سو روپيه ميں خريد کيا - اور حال ميں ايک صاحب نے اس کي پهلي جلد مکمل (جو دفتر ميں بهي موجود نهيں) ساڑهے چارسو روپيه ميں حيدرآباد سے خريدي هے - جن لوگوں نے اس کے پرچے احتياط سے جمع کئے هيں وه بڑي سے بڑي قيمت پر بهي علحده کرنے کيليے تيار نهيں - پچهلے دنوں "البلاغ پريس" کا جب تمام اسباب نئے مکان ميں منتقل کيا گيا تو ايک ذخيره الهلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا، هم نے کوشش کي که شائقين علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلديں مرتب کي جاسکتي هيں مرتب کرلي جائيں اور جن جلدوں کي تکميل ميں ايک دو پرچوں کي کمي هو انهيں دوباره چهپوا ليا جائے -

چنانچهٔ الحمدلله که کوشش ايک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلديں پوري مکمل هوگئي هيں - هم اس اعلان کے ذريعه شائقين علم و ادب کو آخري موقعه ديتے هيں که اس قيمتي ذخيره کے حاصل کرنے ميں جلدي کريں، چونکه جلدوں کي ايک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف انهيں درخواستوں کي تعميل هوسکے گي جو سب سے پهلے پهونچيں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا ميں تمام مضامين کي انڈکس به ترتيب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپيه الهلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپيه

" " " چهارم ۱۰ روپيه " " " پنجم ۱۰ روپيه

جلد "البلاغ" (جب دوسري مرتبه الهلال اس نام سے شائع هو) قيمت ۸ روپيه

علاوه جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هيں جن ميں سے هر پرچه اپنے مضامين کے لحاظ سے ايک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قيمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پيکنگ اس کے علاوه هے -

منيجر "البلاغ پريس"

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہی

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے اور نقوش، پرانے زیور، آرایش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہو۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہو
دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں۔

با ایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

براعظم یورپ و امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے ہیں۔

اگر آپکے پاس نوادر موجود ہیں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے۔ بہت ممکن ہو کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے۔

۱۹۲۷

الہلال

۱۷ جلد ۱

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ۵ ـ آنہ

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما:

تائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یهاں کے ایجنت سے تقاضه کیجئے که وه تائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مهیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

تائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکهنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یهاں کے ایجنت سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بهت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نهیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بهت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هوجائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.
Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوست بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بهترین کارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بهترین طریقه وه هے جو " نئے سستم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور هے - اس " نئے سستم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۷ — کلکته : جمعه ۱۷ ـ ربیع الثانی ۱۳۴۶ هجری — جلد ۱
Calcutta : Friday, 14. October 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نہین ؟

آج کوئی زبان ترق نہین کر سکتی اگر وه اپنا ترق یافته طریق طباعة نہین رکھتی ۔ طباعة کی ترق اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین که حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔ پتھر کی چھپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبھی ترق نہین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چھپتا هی ۔ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکھیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ۱۴۰۱ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین ،	۲۰۷	اردو حروف کی حق مین	۳۹۰
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	۴۲۴	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	۱۴۰
پتھر کی چھپائی کی حق مین	۲۴۰		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بھی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکھنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نہین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین ۔

الهلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا هے

قیمت سالانه مع محصول	باره روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے	سوله روپیه
قیمت شش ماهي	سات روپیه
قیمت فی پرچه	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " مینیجر الهلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں آنکے لفافه پر " ایڈیٹر " کا نام هونا چاهیے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي هے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پهنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نهیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رهے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نهیں هے ٹکٹ ضرور بهیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

جو سورج کو جس طرف سے چاهے نکالے " لیکن سورج کا ایک سمت کي جگه کسي دوسري سمت سے نکلنا کوئي دنیا کا محسوس واقعه نه تها جو لوگوں کے علم میں هوتا اور حضرت ابراهیم اُسے اپنے پروردگار کا فعل قرار دے سکتے - نمرود کهه سکتا تها که اچها اگر یهي دلیل هے تو تمهارا پروردگار پورب کي جگه پچهم سے ایک مرتبه نکال دکهائے - اِس پر حضرت ابراهیم کیا جواب دیتے ؟ کیا وہ اپنے پروردگار سے چاهتے که نظام شمسي کا پورا کارخانه درهم برهم کرکے سورج دوسري سمت سے نکلتا هوا دکها دے ؟

(٥) علاوہ بریں جب حضرت ابراهیم علیه السلام نے پهلي دلیل سے رجوع کرکے دوسري دلیل پیش کي ' تو ضروري تها که یه پهلے سے زیادہ واضح و اقطع هوتي - اُن کي پهلي دلیل یه تهي که موت و حیات کي باگ الله هي کے هاتهه هے - دوسري یه که اجرام سماوي اُسي کے حکم و مشیت سے کام کرتے هیں - ظاهر هے که دوسري دلیل پهلي سے زیادہ وزني نهیں کهي جا سکتي - اگر موت و حیات جیسا واضح اور بدیهي معامله خصم کو ساکت نه کر سکا ' تو اجرام سماوي کا معامله کیا مفید اثبات هو سکتا هے ؟

میں نے بڑے هي شوق سے حضرت امام فخر الدین رازي کي تفسیر کبیر دیکهي تهي - کیونکه وہ قران مجید کے مقامات کو عقلي مباحث سے صاف کرنا چاهتے هیں - مگر میں عرض نهیں کر سکتا که مجهے کس قدر مایوسي هوئي ؟ لطف یه هے که انهوں نے پوري تفصیل کے ساتهه یه تمام شبهات خود هي لکهے هیں ' لیکن جواب کا جو کچهه حال هے ' اس کا اندازہ اِس سے کر لیجیے که اُس کے پڑهنے کے بعد اپنے دل کو اور زیادہ شکوک و شبهات میں مبتلا پاتا هوں -

پهلے شبه پر انهوں نے بالکل توجه نهیں کي هے - دوسرے شبه کے دو جواب دیے هیں - ایک یه که ایک دلیل چهوڑ کر دوسري دلیل کا اختیار کرنا مستدل کے لیے جائز هے - اس میں کوئي حرج نهیں ' کیونکه دوسري دلیل پهلي دلیل سے اوضح هے - اِسے عام مفسرین کي طرف منسوب کرتے هیں - دوسرا جواب "محققین" کا جواب قرار دیا هے - وہ یه هے که " یه ایک دلیل کو چهوڑ کر دوسري دلیل کا اختیار کرنا نه تها - بلکه ایک هي دلیل کي مزید وضاحت کرني تهي : و هو انا نرى حدوث اشیاء لا یقدر الخلق على احداثها ' له امثالة ' منها الاحیاء و الاماتة ' و منها السحاب و الرعد والبرق ' و منها حرکات الافلاک و الکواکب ' و المستدل لا یجوز له أن ینتقل من دلیل على دلیل آخر ' لکن اذا ذکر لایضاح کلام مثالا ' فله أن ینتقل من ذلک المثال الى مثال آخر ' فکان ما فعله ابراهیم من باب ما یکون الدلیل واحداً ' إلا انه یقع الانتقال عند ایضاحه من مثال الى مثال آخر - و هذ الوجه احسن و الیق بکلام اهل التحقیق "

اُس کے بعد آگے چل کر لکهتے هیں : " لما احتج ابراهیم بالاحیاء و الاماتة ' اورد الخصم علیه سوالا لا یلیق بالعقلاء ' و هو انک اذا دعیت الاحیاء و الاماتة لا بواسطة ' فذلک لا تجد الى اثباته سبیلا ' و ان دعیت حصولها بواسطة حرکات الافلاک ' فنظیره او ما یقرب منه حاصل للبشر - فاجاب ابراهیم بان الاحیاء و الاماتة و ان حصلا بواسطة حرکات الافلاک ' لکن تلک الحرکات حصلت من الله تعالى و ذلک لا یقدح في کون الاحیاء و الاماتة من الله ' بخلاف الخلق فانه لا قدرة لهم على تحریکات الافلاک " خلاصه اِس تقریر کا یه هے که پهلي دلیل پر جو نمرود نے اعتراض کیا تو اِس کا مطلب یه تها که اُس نے کها ' خدا کي صفت جلانے اور مارنے کي کیسي هے ؟ وہ بلا واسطه جلاتا اور مارتا هے ' یا افلاک کي حرکت اور اس کے اثرات کے ذریعه ؟ اگر پهلي بات هے تو اُس کا اثبات ممکن نهیں - اور اگر دوسري بات هے تو یه انسان کو بهي حاصل هے - یعني وسائط کے ذریعه موت و حیات وجود میں آسکتي هے - مثلاً مرد اور عورت کے ملنے کے واسطه سے زندہ انسان پیدا هو سکتا هے ' اور قتل کے ذریعه هلاک کیا جا سکتا هے - اس کے جواب میں حضرت ابراهیم نے اپني دلیل کي مزید وضاحت کي اور فرمایا که احیاء اور اماتت اگرچه افلاک کي حرکات کے واسطه سے ظهور میں آتي هے ' لیکن افلاک کي حرکت بهي تو خدا هي کے حکم و مشیت سے هے - اُس کے سوا کون هے جو انهیں حرکت میں لا سکے ؟ اور جب اُس کے سوا کوئي دوسرا افلاک کو متحرک نهیں کر سکتا ' تو ثابت هو گیا که احیاء اور اماتت بهي نهیں کر سکتا -

میں حیران هوں که اس امام جلیل القدر کي اس تقریر کي نسبت کیا عرض کروں ؟ ان کے جواب سے شبه دور هوا هے یا اور زیادہ مضبوط هوگیا هے ؟ اول تو یه فرض کرنا که نمرود کا مطلب اعتراض سے واسطه اور بغیر واسطه کا جهگڑا تها ' کهاں سے ثابت هوتا هے ؟ قران مجید میں تو صرف اتنا هي هے که " انا احي و امیت " پهر یه کهنا که یه دوسري دلیل کي مزید توضیح هے ' نئي دلیل نهیں هے ' کسي طرح بهي سمجهه میں نهیں آتا - افلاک کي حرکت کو بهلا موت و حیات سے کیا تعلق ؟ کیونکر یه استدلال پهلي دلیل کے ساتهه مربوط هوسکتا هے ؟ پهلي دلیل کا تعلق جلانے اور مارنے کي صفت سے تها - دوسري میں سورج کے طلوع و غروب کي جهت سے - اس میں اور موت و حیات کي طاقت و تصرف میں کوئي علاقه نهیں - تعجب هے که کیونکر امام موصوف ایسي کمزور اور بے ربط بات کو محققین کا مذهب قرار دیتے هیں اور وثوق کے ساتهه قرار دیتے هیں -

پهر مفسرین کا یه عام مذهب بهي که دوسري دلیل پهلي سے اوضح هے ' تشفي پیدا کرنے سے قاصر هے - صاف بات تو یهي معلوم هوتي هے که پهلي دلیل هي زیادہ واضح اور قطعي تهي -

تیسرے شبه کا جواب امام موصوف نے یه دیا هے که نمرود دوسري دلیل کا معارضه نهیں کرسکا - اسلیے که هوسکتا هے ' خدا نے اُس وقت اُس کے حواس مختل کردیے هوں - وہ اس قابل هي نه رها هو که اعتراض کرے - سوال یه هے که اگر معترض اور مشکک کو اسي طرح حواس باخته کرکے چپ کرادینا تها ' تو پهر اس مناظرہ کي ضرورت هي کیا تهي ؟ پهلے هي سے مخبوط الحواس بنا دیا هوتا تاکه وہ اعتراض هي نه کرسکتا - علاوہ بریں اگر خدا تعالى کي سنت یهي هے که جو معترضین انبیاء کرام سے معارضه کرتے هیں ' اُن کے حواس سلب کر لیا کرتا هے ' تو اس کا مطلب یهي هو سکتا هے که انبیاء کرام کے پاس مسکت اور قاطع جواب نهیں هوتے ' اس لیے غریب معترضین مخبوط الحواس کرکے چپ کرا دیے جاتے هیں - کیا ایسے جوابوں سے قران مجید کے معارف روشني میں آسکتے هیں ؟ خصوصاً اِس زمانے میں ؟

خود امام صاحب بار بار اس پر زور دیتے هیں که " جب ایک دلیل یا مثال خصم کے مقابله میں پیش کي جائے ' اور اُس پر وہ نا فهمي سے اعتراض کردے ' تو مستدل کا فرض هے که اُس کے اعتراض کي خامی ظاهر کردے اور بغیر اس کے آگے نه بڑهے ' اور جب ایک معمولي مناظر کے لیے ایسا کرنا ضروري هے ' تو ظاهر هے که ایک نبي اولوالعزم کے لیے کیوں ضروري نهو جس کا مناظرہ تمام دنیا کے سامنے بطور ایک بنیادي صداقت کے پیش کیا جا رها هے ؟ " تاهم وہ اس قوت کے ساتهه اعتراض وارد کرکے ' اس کا کوئي کمزور سے کمزور جواب بهي نهیں دیتے ' اور صرف یه کهکر چپ هوجاتے هیں که " محققین کي تفسیر پر شبهات وارد

باب التفسير

حضرت ابراهيم اور ايك بادشاه كا مكالمه

آيۂ كريمه "الم تر الى الذى حاج ابراهيم" كى تفسير

ایک استفسار

(از جناب مولوي محمد عبدالحق صاحب سکندرابادي)

جیسا که جناب کو معلوم هے' میں گذشته سال سے ایک سلسلۂ رسائل کي ترتیب میں مشغول هوں جن کا مقصد یه هے که قران مجید کے مطالب حکیمانه ایک ایسے نئے اسلوب سے بیان کیے جائیں که آج کل کي مذهب سے برگشته طبیعتیں اُن سے تشفي حاصل کر سکیں - ایک همدرد ملت رئیس دکن نے اُنکے انگریزي زبان میں ساتهه ساتهه ترجمه کرانے کا بهي انتظام کر دیا هے' اور اُمید هے که چند ماه کے اندر اُنکي اشاعت کا سلسله شروع هو جایگا * * * * اِس سلسله میں قرآن مجید کے متعدد مقامات هیں جو ایک عرصه سے میرے سامنے هیں - لیکن حقیقت حال یه هے که جیسا تشفي بخش حل اُنکا هونا چاهیے' اِس وقت تک نهیں هوسکا هے' اور جب تک خود اپني طبیعت مطمئن نه هو جائے' دوسروں کے سامنے قدم اُٹهانا دیانت تحریر کے خلاف سمجهتا هوں - یه عرض کرنا ضروري نهیں که قران مجید کے فهم و مطالعه کا جسقدر بهي خاکسار ذوق پیدا کرسکا هے' وه سب جناب هي کے طفیل هے' اور جناب هي کي تحریرات کے شغف کا نتیجه هے - اِسلیے اِن مشکلات میں بهي جناب هي سے دستگیري کي اُمید هے - اگرچه وه مقامات ایک سے زیاده هیں' مگر سر دست میں جرأت نهیں کرسکتا که جناب کا زیاده وقت لوں - صرف ایک مقام کي نسبت اپنا اِطمینان چاهتا هوں جسکے خاطر خواه حل نه هونے کي وجه سے خاکسار کي زیر ترتیب کتاب کا کام رک گیا هے -

سورۂ بقره میں حضرت ابراهیم علیه السلام اور ایک پادشاه کے مناظره کا ذکر هے جسکي نسبت همارے مفسرین کا بیان هے که وه نمرود تها : الم تر الي الذي حاج ابراهيم في ربه ان اتاه الله الملک' اذ قال ابراهيم ربي الذي يحي و يميت' قال انا أحي و أميت' قال ابراهيم فان الله ياتي بالشمس من المشرق فات بها من المغرب' فبهت الذي كفر' و الله لا يهدي القوم الظالمين - مضمون اِس آیت کا یه هے که حضرت ابراهیم سے نمرود نے خدا کے باب میں حجت کي - اسپر اُنهوں نے فرمایا که میرا پروردگار وه هے جو جلاتا هے اور مارتا هے - یعني زندگي اور موت اُسي کے قبضۂ و تصرف میں هے - اگر کوئي دوسري هستي خدائي کي مدعي هے' تو اُسے چاهیے که یه قوت و تصرف اپنے اندر ثابت کرے - نمرود نے اِسکے جواب میں کہا - اگر یهي وصف خدائي کا هے تو یه مجهه میں بهي هے - میں بهي جلاتا هوں اور مارتا هوں - حضرت ابراهیم نے یه سنکر فرمایا که خدا پورب سے سورج نکالتا هے - تو پچهم سے نکال دے - اِس پر نمرود مبهوت هوکر رهگیا -

یه دراصل حضرت ابراهیم علیه السلام اور نمرود کا مناظره هے جسمیں نمرود کي حیثیت خدائي کے مدعي کي هے اور حضرت ابراهیم اسکے زعم باطل کا بطلان ثابت کرنا چاهتے هیں - اب اس آیۃ کي تفسیر میں چند درچند مشکلات حائل هیں :

(۱) اول یه که جب نمرود خدا هونے کا مدعي تها' تو ظاهر هے که دلیل پیش کرنا اسکے ذمه تها - نه که حضرت ابراهیم کے ذمے جنکي حیثیت منکر کي تهي - لیکن یهاں حضرت ابراهیم اس سے کوئي دلیل نهیں مانگتے- بلکه خود اپنے پروردگار کي پروردگاري کي دلیل پیش کردیتے هیں که " الذي يحي و يميت " اور وه اس سے معارضه کرنے لگتا هے -

(۲) پهر جب اُنهوں نے ایک ایسي دلیل بیان فرمادي تهي جس سے بڑهکر واضح اور قاطع دلیل نهیں هوسکتي' تو چاهیے تها که نمرود کے جاهلانه اور طفلانه معارضه کي قلعي کهول دیتے - کیونکه وه اپنے جهل و بلادت سے زندگي بخشنے اور موت دینے کا وه مطلب سمجهه هي نه سکا تها جو موٹي سے موٹي انساني عقل کو بهي سمجهه لینا چاهیے - وه بول اُٹها که یه بات تو مجهے بهي حاصل هے - ضروري تها که حضرت ابراهیم فرماتے' موت اور حیات بخشنے سے مطلب یه هے که جس طرح وه اَن دیکهي ذات تمام جانداروں کو نیستي سے هستي بخشتي هے' اور پهر ایک خاص وقت پر فنا کر دیتي هے' اسي طرح تو بهی ایک چهوٹا سے چهوٹا کیڑا بنا دیکهه - لیکن آپ یه نهیں کهتے' بلکه فوراً اس دلیل کو چهوڑ کر ایک دوسري دلیل پیش کر دیتے هیں - یعني سورج کو اسکي معمولي سمت کي جگه دوسري سمت سے نکالدینے کي فرمایش کرتے هیں - اس سے لازم آتا هے که گویا آپنے آپني پهلي دلیل کي کمزوري مان لي - اور (نعوذ بالله) نمرود کے معارضه سے لاچار هوگئے - اسلیے اسے چهوڑ کر نئي دلیل کا سهارا لیا - ایک معمولي مناظر کیلیے بهي یه بات دلیل عجز هے' چه جائیکه ایک جلیل القدر پیغمبر کیلیے -

(۳) پهر دوسري دلیل جو پیش کي گئي' اُس پر بهي شبهات وارد هوتے هیں - قران مجید ناطق هے که پهلي دلیل سے نهیں مگر دوسري دلیل سے نمرود لا جواب هو کر رهگیا - مگر اعتراض هوسکتا هے که جس شخص کي شوخ چشمي کا یه حال تها که موت و حیات کے وصف الهي تک کا بیان اُسے چپ نه کرا سکا' وه اِس دوسري دلیل سے کس طرح لا جواب هوگیا ؟ اگر کها جاے' اس لیے که وه پچهم کی طرف سے سورج نکالنے پر قادر نه تها' تو جواب یه هے که وه موت و حیات بخشنے پر بهي تو قادر نه تها ؟ جس طرح اس بات کا ایک غلط مطلب ٹهرا کر اُس نے معارضه کر دیا تها اور حضرت ابراهیم ترک دلیل پر مجبور هوگئے تهے' اسي طرح اِس کا بهي کر دے سکتا تها - کهدیتا میں بهي ایسا کر سکتا هوں -

(۴) علاوه بریں دلیل کے معنے یه هیں که وه ایسي بات هوتي هے که اس کے اثبات سے مدعا کا ثبوت متحقق هو جاتا هے - لیکن حضرت ابراهیم کي دوسري دلیل ایسي معلوم نهیں هوتي - اُس کا اثبات اس مقدمه کے اثبات پر موقوف هے که " خدا وهي هوسکتا هے

یه اجتماعي قانون نهایت عجیب هے - کیونکه بظاهر ایک قسم کا تناقض رکھتا هے - ایک طرف کهتا هے ' تغیر و تبدل ضروري هے - نئي چیزلو اور پراني چیزیں چھوڑ دو - دوسري طرف یه بھي کهے جاتا هے که پراني چیزیں یک لخت فنا نه هونے دو - اپنے پچھلي مقومات و خصوصیات باقي رکھو - اپني قومي خصوصیات مٹا کر کوئي قوم ' قوم نهیں رہ سکتي - لیکن في نفسه اِس میں تناقض نهیں هے - دونوں باتیں اپني جگه ٹھیک هیں - نئي چیزوں کے اختیار کرنے کا مطلب یه هے که وه تمام نئي چیزیں اختیار کر لي جائیں جو قومي مزاج و مصالح کے موافق هوں - خصوصیات کے باقي رکھنے سے مقصود یه هے که وه تمام بنیادي چیزیں قائم رکھي جائیں جو قومي مزاج کا استقلال و اختصاص قائم رکھنے کیلیے ضروري هیں - یعني رد و قبول اور اخذ و ترک میں اعتدال کا سر رشته هاتھه سے نه دیا جاے -

بلا شبه اِس قانون کي تطبیق میں اعتدال قائم رکھنا بهت مشکل هے - چند هي قومیں اصلاح میں اپنا دماغي توازن قائم رکھه سکي هیں - یا تو یه هوا هے که اپني تمام قدیم عادات و روایات پر اڑ گئیں ' اور ایک قدم بھي آگے بڑھنے سے انکار کردیا - یا یه هوا که فوراً تبدیل و انقلاب پر اُتر آئیں ' اور اپني کوئي بھي قدیم خصوصیت باقي نه رکھي - پهلي صورت تفریط کي هے - دوسري صورت افراط کي هے - اور نجات و ترقي توسط و اقتصاد میں هے -

(قدیم قوموں کا جمود و تقلید)

تبدل کي قابلیت کے معني اس کے سوا کچھه نهیں هیں که عالم خارجي کي اطاعت کي جائے - قدیم زمانے میں هر جگه لوگوں کا طرز معیشت تقریباً یکساں تھا - اسي لیے تبدل کی ضرورت بھي کمزور تھي - اُس کي قابلیت آهسته آهسته پیدا هوتي تھي - حتی که بعض قدیم قومیں صدیوں تک ایک هي حالت پر قائم رهیں اور تبدیلي کي ضرورت محسوس نه کي - اُن کا تعلق همیشه ایسي قوموں سے رها ' جو اُنهي کي طرح وحشي یا نیم وحشي تھیں - اُن کے سامنے کوئي بهتر نمونه تهذیب و تمدن کا موجود نه تھا - اس لیے ترقي کي رغبت بھي پیدا نه هوئي ' اور جمود و تقلید کي طبیعت برابر باقي رهي -

قدیم قوموں کے جمود و تقلید کا راز یه هے که وه اپني فطرت کي طرف سے مجبور کي جاتي هیں که اپني زندگي اور زندگي کي بنیادیں محفوظ رکھیں - یهي باعث هے که اُن قوموں میں فرد کا معامله چنداں اهمیت نهیں رکھتا تھا - بلکه اُس زمانے میں فرد کے لیے جائز هي نه تھا که مستقل زندگي بسر کرے - وه قومیں اِسے بالکل قدرتي بات خیال کرتي تھیں که عام مصلحت کے لیے افراد اپني هستي قربان کر دیں - اُس وقت شخصي آزادي کسي کے واهمه میں بھي نه تھي -

بعض نظري آدمیوں نے آزادي کي اعلیٰ مثال یوناني جمهوریتوں میں بتائي هے - حالانکه اُن جمهوریتوں میں افراد کو مطلق آزادي حاصل نه تھي - وه ایسے نظامات کي پابندیوں میں جکڑے هوے تھے جنهیں آج متمدن دنیا میں کوئي آدمي بھي برداشت نهیں کر سکتا - اُن جمهوریتوں میں افراد کو اِتني آزادي بھي حاصل نه تھي که اپني مرضي سے کوئي دیني عقیده رکھیں ' یا اپني اولاد کي بطور خود تعلیم و تربیت کرسکیں - اسپارٹا میں یه حالت تھي که افراد کو اپنے گھروں میں کھانا پکانے اور کھانے کي بھي اجازت نه تھي - وه مجبور تھے که عام دستر خوانوں هي پر بیٹھه کر کھانا کھائیں - یونان میں اصلاح و تجدید کے داعي مجرم سمجھے جاتے تھے - چنانچه پوري قوم سقراط کے خلاف کھڑي هوگئي ' اور اُس وقت تک چین نه لیا ' جب تک اُس مصلح کي جان نه لے لي !

بلا شبه اِس قسم کے سخت نظامات اُن ملکوں کے لیے ضروري هیں ' جو همیشه دشمن کے حملوں کا نشانه بنے رهتے هیں -

قدیم زمانے میں رومانیوں نے معلوم کرلیا تھا که اصلاح و انقلاب میں نقطهٔ توازن کیا هے - ایک طرف وه تجدد و اصلاح کے حامي تھے ' دوسري طرف اپني خصوصیات کي حفاظت بھی کرتے تھے - یه وصف اُن میں اِس وجه سے پیدا هوا تھا که فتوحات نے اُن کے تعلقات دوسري قوموں سے قائم کر دیے تھے - یه تعلقات نئے نئے حالات پیدا کر دیتے تھے ' اور وه نظامات کي تبدیلي پر مجبور هوجاتے تھے - رومانیوں کا سنهرا زمانه وهي تھا جب وه اِس مرکز توازن پر قائم تھے - لیکن جب سے اُنهوں نے افراط و تفریط شروع کي ' روز بروز گرنے اور تباه هونے لگے -

(انگریزوں کي کامیابي کا راز)

موجوده زمانے میں علمي اکتشافات ' جدید صنائع کے ظهور ' اور مواصلات کي سهولت و کثرت نے مختلف تمدنوں میں ایک ایسا تصادم و احتکاک پیدا کر دیا هے ' که هر لمحه عظیم تغیرات و انقلابات کے موقعے پیدا هوتے رهتے هیں - اس صورت حال کا قدرتی نتیجه یه هے که مرکز توازن تقریباً مجهول هو گیا هے ' اور اُس کي تلاش از حد مشکل هوگئي هے - یهي سبب هے که موجوده دنیا میں هر طرف شورشیں اور انقلابات برپا هو رهے هیں - کوئي نظام بھي پائداري حاصل کرنے نهیں پاتا -

لیکن صرف انگریزوں هي کي قوم یورپ کي ایک ایسي قوم هے جس نے رومانیوں کي طرح مرکز توازن معلوم کر لیا هے - وه ایک طرف اصلاح و تجدد کي حامي هے - دوسري طرف اپنے قومي مقومات بھي برقرار رکھے هوئے هے - اُن میں جمود و تقلید نهیں هے - برابر اصلاح و تجدید میں مشغول هیں ' مگر پوري تدریج اور دانشمندي کے ساتھه قدم بڑھاتے هیں - انگلستان کي آزادي نه تو کرامویل کے هاتھوں قائم هوئي هے ' نه جمهوریت پسندوں کي لائي هوئي هے - وه انگریزي تاریخ کي پیداوار هے (۱) - یه تمام عظمت و قوت جس پر آج انگلستان فخر کر رها هے ' درحقیقت اِسي توازن فکر و عمل کا نتیجه هے -

---

(۱) جب خاندان استوارٹ کے پادشاه چارلس اول کا استبداد بهت بڑھ گیا ' تو انگریز امریکا کي طرف هجرت کرنے لگے - حتی که انگلستان کے بعض علاقے بالکل خالي هوگئے - ظالم بادشاه یه دیکھه کر گھبرایا اور هجرت کي ممانعت کردي - جس دن ممانعت کا اعلان هوا ' دریائے ٹیمس میں مهاجرین کے کئي جهاز روانگي کے لیے طیار تھے - اُنهي میں کرامویل بھي تھا - اب باشندوں نے دیکھا که ظلم سے نجات حاصل کرنے کي راه بغاوت کے سوا کوئي نهیں هوسکتي - چنانچه بغاوت شروع هوگئي - کرامویل اِس باغي فوج کا سپه سالار مقرر هوا - بغاوت کامیاب هوئي - جمهوریت کا اعلان کیا گیا - کرامویل جمهوریت کا صدر منتخب هوا - اُس وقت اُس کا لقب " لارڈ پروٹیکٹر " تھا - مگر بعد میں خود یه بھي مستبد هوگیا - آخر سنه ۱۶۴۹ع میں قوم نے اُس کي حکومت کا بھي خاتمه کر دیا -

مقالات

نہیں ہو سکتے " حالانکہ وہ پہلے کہہ چکے ہیں کہ خواہ نئي دلیل بیان کي جائے ' خواہ نئي مثال ' ضروري ہے کہ انتقال سے پہلے معارض کي خامي واضح کردي جائے - پس جس طرح شبہ عام مفسرین کي تفسیر پر وارد ہوتا ہے ' اسي طرح اُس تفسیر پر بھي وارد ہوتا ہے جسے امام موصوف " محققین " کي تفسیر قرار دیتے ہیں -

مجھے جب اس طرف سے مایوسي ہوگئي تو خیال ہوا کہ موجودہ زمانے کے محققین نے اس پر ضرور نئي روشني ڈالي ہوگي - چنانچہ میں نے بمبئي سے استاد امام شیخ محمد عبدہ مصري کي تفسیر منگوا کر دیکھي ' لیکن افسوس ہے کہ اس میں بھي وھي امام رازي والي تفسیر بجنسہ پائي - اِن شبہات کا کوئي جواب نہیں ملا - تفسیر نیشا پوري ' تفسیر ابن کثیر ' تفسیر علامۂ ابن سعود ' تفسیر روح المعاني شیخ آلوسي بھي خاکسار کے پیش نظر ہیں ' مگر اِن سب میں بھي یا تو وھي تفسیر کبیر والا جواب نقل کردیا ہے ' یا وہ باتیں لکھدي ہیں جنھیں امام رازي نے عام مفسرین کا جواب قرار دیا ہے - یا پھر سرے سے کسي طرح کي کاوش ھي نہیں کي گئي ہے -

جب پچھلوں میں حضرت امام رازي جیسے محقق نے اور حال کے محققین میں شیخ محمد عبدہ مصري جیسے امام و مفسر نے مجھے صاف جواب دیدیا ' تو پھر میرے لیے صرف جناب ھي کي چوکھٹ باقي رھگئي - لاریب صرف جناب ھي کي ایک ذات والا صفات ہے جو موجودہ زمانے میں حقائق قران کي وہ تمام مشکلات حل کردے سکتي ہے جن تک دوسروں کي نظر و تحقیق نہیں پہنچ سکي ہے - اب خاکسار ہر طرف سے مایوس ہوکر آپ سے دستگیري کا طالب ہے - اور امید قوي رکھتا ہے کہ مایوس نہ ہوگا -

" مجھہ سے میرے حیدرآباد کے ایک دوست ' نے ذکر کیا تھا کہ جمعیت العلماء ھند نے عید کے موقع پر اخبار الجمعیت کا ایک خاص نمبر " خلیل نمبر " کے نام سے نکالا ہے اور اس میں صدر جمعیت مولانا کفایت اللہ صاحب نے اس مقام کي تفسیر شرح و بسط سے تحریر فرمائي ہے - میں نے بڑے ھي شوق سے خلیل نمبر منگوایا اور دیکھا - واقعي اس میں مولانا صاحب موصوف کا مضمون " مناظرۂ خلیل و نمرود " کے عنوان سے تین بڑے صفحوں میں نکلا ہے ' لیکن مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں تمام تر وھي تفسیر کبیر کي پوري بحث اردو میں نقل کردي گئي ہے - اس سے زیادہ ایک حرف نہیں ہے -

الہلال :

آپ نے استفسار میں اِس قدر تشریح و تفصیل کي ہے کہ اسي نے آج کي اشاعت کا بڑا حصہ روک لیا - اب جواب کے لیے آیندہ اشاعت کا انتظار کیجیے -

علم الاجتماع

(۳)

(ناموس اجتماع اور محافظت و تجدید)

افراد کے وجدان سے علحدہ ' جماعتي وجدان کے متعلق ہم نے جتنے اقوال نقل کیے ہیں ' دلائل نے ابتک اُن کي تصدیق نہیں کی ہے - نیز ابتک یہ بھي ثابت نہیں ہوا ہے کہ جماعت کي صفت عضویۃ ' افراد کي عضویت سے الگ وجود رکھتي ہے - یہ اقوال نظریوں اور آراء کا حکم بھي نہیں رکھتے - زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ تشبیہات و استعارات ہیں -

لیکن ساتھہ ھي یہ یقیني ہے کہ تمام طبیعي کائنات کي طرح عالم اجتماع کے بھي خاص نوامیس و قوانین ہیں ' اور وہ غیر متبدل اور اٹل ہیں -

اجتماع کا ایک قانون یہ ہے کہ جن اجزاء سے سلطنت اور امت مرکب ہوتي ہے ' وہ تمام اجزاء باہم دگر اس درجہ وابستہ و مربوط ہوتے ہیں کہ ایک جزء کے متأثر ہوتے ھي باقي تمام اجزاء بھي فوراً متأثر ہو جاتے ہیں -

اِس اجتماعي قانون کي بنا پر مقننین اور مصلحین کے لیے ضروري ہو جاتا ہے کہ ماہر طبیبوں کي طرح اصلاح و تشریع میں بہت زیادہ ہوشیار و محتاط ہوں - ایسا نہ ہو کہ ایک عضو کي بیماري کے علاج میں باقي اعضاء سے غافل ہو جائیں ' اور پہلي بیماري سے بھي بدتر بیماریوں کي پیدایش کا سبب بن جائیں -

عالم اجتماع کے دو رخ ہیں : ایک طرف وہ جدید اصلاحات اور جدید اصول و مبادي کا حامي ہوتا ہے تا کہ مستقبل ' ماضي و حال سے بہتر ہو جاے - دوسري طرف وہ ماضي و قدیم کي بھي حفاظت چاھتا ہے - وہ قوموں کو بتاتا ہے کہ اپنا ماضي ' اپنے مقومات ' اور اپني خصوصیات بالکل فنا نہ ہو جانے دیں ' اُنھیں بچائیں ' اور باقي رکھیں - ورنہ اُن کي قومیت درہم برہم ہو جائیگی ' اور اصلاح ' فساد کا ذریعہ بن جائیگا -

تاریخ بھي ہمیں یہي سبق دیتي ہے - مشاہدہ کي بھي یہي ہدایت ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ قوموں کي ترقي کي بنیادي شرط یہ ہے کہ وہ تبدیل و تغیر قبول کریں - یعني وہ نئے اوصاف اختیار کریں ' مگر تدریج اور نظر و حزم کے ساتھہ -

قوموں کي حالت پر غور و فکر کرنے کے بعد ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ترقي کے اصلي ستون دو ہیں :

(۱) تغیر و تبدل کي قابلیت کا موجود ہونا -

(۲) تدریج و تطور کے ساتھہ تغیر قبول کرنا -

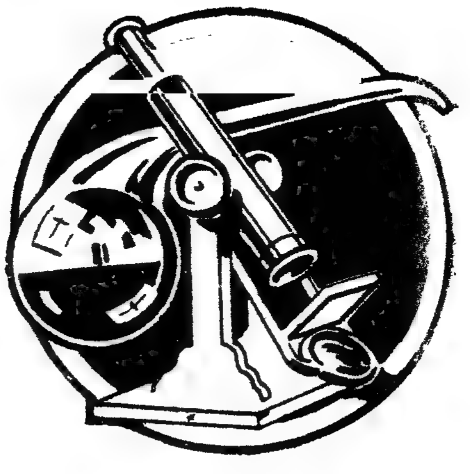

مذاکرہ علمیّہ

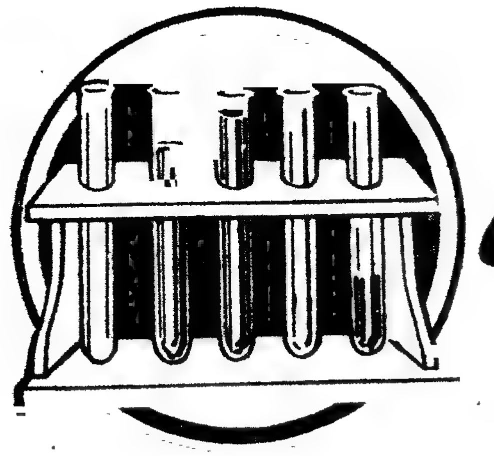

جب حکومت کي شکل حالات ' ماحول ' اور قومي آرزوں کے خلاف هوتي هے ' اور اُس کي تبديلي کے ليے قوم کے سامنے کوئي قانوني راه باز نهيں هوتي ' تو يه وقت انقلاب و بغاوت کے ظهور کا وقت هوتا هے - لهذا ضروري هے که ضرورت کے وقت فوراً اصلاح شروع کر دي جائے ' ورنه قوم کو يه حق حاصل هو جائيگا که فوري تبديلي کے ليے اپنا قدرتي حق استعمال کرے اور بغاوت پيدا هوجاے -

اسپين ميں باشندگان هاليند کي بغاوت (سنه ۹۶۲ ه) خاندان اسٹورٹ پر انگريزوں کا خروج ' نپولين بونا پارٹ پر جرمني کی بغاوت ' آسٹريا پر اٹالين قوموں کي بغاوت ــــ يه تمام بغاوتيں تاريخ کي نظر ميں ' صحيح ' جائز ' اور قانوني بغاوتيں تهيں -

(انقلاب کي طبيعت اور حکومت کے فرائض)

بغاوت عموماً آتش فشاں پهاڑ کے انفجار يا آندهي کے طوفان کے مشابه هوتي هے - شروع شروع ميں اُس کا خيال چند افراد کے اندر پيدا هوتا هے - پهر آهسته آهسته تمام قوم ميں پهيل جاتا هے - بغاوت کا خيال تبديلي کے احساس سے پيدا هوتا هے - جب تبديلي ظاهر نهيں هوتي تو حکومت کي طرف سے عام بد دلي پيدا هوجاتي هے - يه بد دلي مخفي غصه کي صورت اختيار کر ليتي هے - جب حالت اِس درجه تک پهنچ جاتي هے تو قوم هر لمحه مشتعل هو جانے کے ليے طيار هوجاتي هے - اُس وقت معمولي سے معمولي بات بهي عام بغاوت کا سبب بن جاسکتي هے -

لهذا حکام کا فرض هے که ايسي حالت پيدا هونے سے پہلے هي اصلاح نافذ کرديں - ليکن اگر بر وقت نه کرسکيں ' تو پهر اُن کے ليے بهترين طريقه يه هے که اِس بغاوت و انقلاب ميں شامل هوجائيں ' يعني اُسے اپنے هاتهه ميں لے ليں ' تاکه اُس کي مضرتيں کم سے کم هوجائيں -

اعتذار

افسوس هے که شهر کي عام تعطيل کي وجه سے اس هفته بهي مطلوبه تصاوير طيار نه هوسکيں اور هميں تصوير کے بغير پرچه شائع کرنا پڑا - تصاوير کے نه مل سکنے کي اطلاع ملنے پر وه تمام مضامين بهي ترک کردينے پڑے جن کا تعلق تصاوير سے تها - اس صورت حال کا صحيح علاج يهي هے که جلد از جلد تصاوير کي طياري کا مستقل انتظام کرليا جاے - آينده پرچوں ميں هم اس کمي کي پوري تلافي کرديںگے -

منيجر

عالم سماوی

كيا ستارے زندگي سے محروم هيں ؟

هم تاروں بهري رات ميں نظر اُٹهاتے هيں تو آسمان پر بے شمار ستارے نظر آتے هيں - يه ستارے در حقيقت ويسے هي کرے هيں ' جيسا ايک کره خود هماري زمين هے - اِن ستاروں ميں بهت سے ستارے هماري زمين سے بهي بهت زياده بڑے اور بهت زياده عمر کے هيں - بعض هماري زمين سے چهوٹے اور اُس سے کم عمر رکهتے هيں - يه تمام ستارے بهي ويسے هي ايک نظام سے وابسته هيں ' جيسا همارا نظام شمسي هے - اِن ميں بهي آفتاب هيں اور اپنے گرد بهت سے کواکب اور سيارے رکهتے هيں -

مدت سے علماء فلک ميں سخت اختلاف هے که يه ستارے بهي هماري زمين کي طرح زنده موجودات سے آباد هيں يا نهيں ؟ ايک گروه پهلي رائے کا قائل هے - دوسرا دوسري راے کا -

پہلے گروه کي دليل يه هے که زندگي کے ليے جن شرطوں کي ضرورت هے ' وه زمين کے علاوه اِن ستاروں ميں موجود نهيں هيں - ليکن اُس کا يه دعوى کئي وجوه سے نا قابل تسليم هے - پهلي بات تو يه هے که اِن شرطوں کي عدم موجودگي کا ثبوت کيا هے ؟ کون دعوى کر سکتا هے که هوا ' پاني ' نور ' حرارت ' وغيره لوازم زندگي سے يه ستارے بالکل خالي هيں ؟ بلا شبه اب تک اِن کے وجود کي بهي کوئي دليل همارے علم ميں نهيں آئي - ليکن بهت ممکن هے که يه چيزيں وهاں موجود هوں اور هماري تحقيقات ميں ابهي نه آئي هوں - حال هي ميں انساني علم نے معلوم کر ليا هے که بعض ستاروں ميں اکسيجن موجود هے ' جو زندگي قائم رکهنے والي هوا کا اصلي جزء هے -

پهر يه دعوى بهي بالکل بے دليل هے که زندگي کي جو شرطيں هميں معلوم هيں ' اُن کے بغير زندگي کا وجود ممکن نهيں - بلا شبه هماري زمين پر زندگي اِن شرطوں کے بغير نا ممکن هے - ليکن يه کيا ضروري هے که دوسرے ستاروں کي طبيعت بهي بالکل ويسے هي هو جيسي هماري زمين کي هے ؟ يه بهي ضروري نهيں که زندگي کا ظهور اُن ستاروں ميں بهي ويسا هي هو ' جيسا اِس زمين ميں هے - بهت ممکن هے اُن ستاروں ميں زندگي کي شکليں بالکل مختلف هوں - اجسام کي ساخت جدا هو ' اعضاء و عضلات دوسري وضع کے هوں - زندگي کے لوازم مختلف هوں - ستاروں کي کائنات پر ايک هي اعتبار سے قياس کرنا اور اُن پر يکساں حکم لگانا ' صحيح نهيں هوسکتا -

اِس تفصیل سے واضح هوجاتا هے کہ هر قوم کے اخلاق و عادات ایسے هونے چاهئیں کہ آساني سے بدل نہ سکیں - لیکن ساتهہ هی اُن میں اِتني لچک بهي لازمي هے کہ بتدریج تبدیلي قبول کر سکیں - تاریخ کا قبرستان ایسي قوموں کي نعشوں سے لبریز هے جو یہ راز معلوم نہ کرسکنے کي وجہ سے هلاک هوگئیں -

(ترقي انقلاب سے بہتر هے)

اجتماع کا یہ ناموس بهي همیشہ پیش نظر رهنا چاهیے کہ تدریجي ترقي کي راہ ' اچانک انقلاب سے بہتر اور محفوظ هوتي هے - لیکن کبهي کبهي ایسے حالات بهي پیدا هوجاتے هیں کہ انقلاب ضروري هوجاتا هے - اس کي مثال یہ هے کہ بعض جسماني امراض کا بہترین علاج یہي هوتا هے کہ فوراً سخت بخار چڑہ آئے - بخار کي شدت ' وہ امراض دور کر دیتي هے - قومیں بهي کبهي کبهي ایسے هي امراض میں مبتلا هو جاتي هیں ' اور اُن کا علاج یہي هوتا هے کہ فوراً انقلاب برپا کر دیا جائے - کیونکہ ایسي حالت میں اگر تدریجي اصلاح کا انتظار کیا جائے گا ' تو مرض امتداد زمانہ سے تمام قومي جسم پر حاوي هو جائیگا ' اور پهر اُس کا علاج مشکل هو جائیگا - چنانچہ جہاں تک کسي ایسی قوم کي ترقي کا تعلق هے ' جو کسي دوسري غاصب قوم کے ماتحت آگئي هو ' انقلاب کے بغیر چارہ نہیں - کیونکہ اس صورت میں کسي قدرتي حالت کي اصلاح و ترقي کا سوال درپیش نہیں هوتا ' بلکہ ایک غیر قدرتي اور ناجائز قبضۂ و غصب کا خاتمہ مطلوب هوتا هے -

بهرحال ماهرین سیاست کا فرض هے کہ زمانے کي روح ' اُس کے پهیلنے سے پہلے هي معلوم کرلیں ' اور حکومت کي شکل میں ایسي تبدیلیاں کرتے رهیں جن پر عام رائے مطمئن هوسکے - ورنہ نتیجہ نہایت هي مہلک هوگا -

(نوجوان اور بوڑھے)

اِس سلسلہ میں یہ حقیقت بهي قابل ذکر هے کہ سن رسیدہ افراد نوجوانوں کے مقابلے میں اصلاح و تجدد کے کم حامي هوتے هیں - اِس میں اُن کا کوئي قصور نہیں هے کہ قابل ملامت هوں - علم وظائف اعضاء سے ثابت هوچکا هے کہ بوڑھے اجسام میں اعصاب کمزور پڑ جاتے هیں ' اسلیے عادات کي مقاومت کي قوت باقي نہیں رهتي - برخلاف اس کے نوجوانوں کے اعصاب مضبوط هوتے هیں اور اسلیے عادات کي مخالفت آساني سے کرسکتے هیں -

(خیالات کا عروج و هبوط)

زمانے کي روح همیشہ موجود رهتي هے - هر زمانے میں بدلتي رهتي هے - تاریخ کے بڑے بڑے دور اس کے سوا کچهہ نہیں هیں کہ زمانے کي مختلف روحوں کے مظہر هیں - جدید خیالات و افکار کي مثال بالکل ستاروں کي سي هے - وہ کبهي افق پر بلند هوتے هیں ' کبهي بالکل چهپ جاتے هیں - اسي طرح کبهي ایک قسم کے خیالات کو عروج هوتا هے ' کبهي دوسرے قسم کے خیالات کو - آج جو خیالات مقبول عام و خاص هیں ' بہت ممکن هے کہ کل مکروہ و متروک هو جائیں - صلیبي جنگوں کے زمانے میں جن افکار نے تمام یورپ میں هلچل ڈال دي تهي ' آج دنیا اُن سے نفرت کرتي اور اُن پر حقارت سے مسکراتي هے -

زمانہ بہت سي قوتوں کو پراگندہ کرکے فنا کر ڈالتا هے ' اور بہت سي نئي قوتیں پیدا کردیتا هے جو کسي کے وهم و گمان میں بهي نہیں هوتیں - دنیا کي بہت سي پراني آرزوئیں آج مٹ چکي هیں اور اُن کي جگہ بالکل نئي امنگوں نے لے لي هے -

(زمانہ کي روح)

زمانے کي روح کبهي ایک نقطہ و مرکز پر قائم نہیں رهتي - وہ بحر زخار کي موجوں کي طرح هر طرف پهیلتي اور ظاهر هوتي رهتي هے - وہ هوا کي طرح هر مقام پر پہنچتي اور دلوں اور دماغوں کو جنبش میں لاتي رهتي هے -

زمانے کي روح هی درحقیقت قوموں میں زندگي اور حرکت پیدا کرتي هے - زمانے کي روح ایک پر اسرار اَن دیکهي مخلوق هے - کوئي اُسے دیکهہ نہیں سکتا ' مگر وہ سب میں داخل هوتي اور اپنا عمل انجام دیتي رهتي هے !

زمانے کي روح خاص طور پر بڑي بڑي انساني جماعتوں میں جنبش پیدا کردیتي هے - بڑے بڑے شہروں میں قوت سے ظاهر هوتي هے - قصبوں اور دیہاتوں میں اُس کا اثر کمزور هوا کرتا هے -

حکام و ارباب سیاست کا فرض هے کہ سب سے پہلے زمانے کي روح اور اُس کے مقتضیات معلوم کریں - اس کے مطابق اپنے اندر تبدیلي کریں - ایسے نظام جاري کریں جو اِس روح کے مطابق هوں - ورنہ نتیجہ ' ناکامي و هلاکت کے سوا کچهہ نہ هوگا -

حکام وقت کا فرض هے کہ اپنے زمانے کي روح سے غفلت نہ برتیں - یہ روح کوئي خیالي بات نہیں هے ' بلکہ حقیقي وجود رکهتي هے - قوموں کے حکام اور رهنماؤں کي ذمہ داري بہت هي عظیم هوتي هے - اُن کا کام بالکل جہاز کے ناخدا کا سا هے ' جو ایک لمحہ کے لیے بهي هوا اور موسم کي طرف سے غافل نہیں هوسکتا - اُس کي نظریں ' جہاز کے چپہ چپہ پر هوتي هیں - کیونکہ ایک ننها سا سوراخ بهي پورے جہاز کي غرقابي کا باعث هو جا سکتا هے -

اِس تمام بحث کا خلاصہ یہ هے کہ زمانے اور حالات کي تبدیلي کے ساتهہ ساتهہ اجتماعي و سیاسي نظامات میں بهي تبدیلي لازمي هے - ایسا کرنے سے ترقي و سعادت کي راهیں کهلتي هیں - اور اِس کي مخالفت سے تباهي و بربادي نازل هوتي هے -

(مسلح انقلاب)

بغاوت یا مسلح انقلاب اُسي وقت جایز هوتا هے ' جب عام رائے اور قوم کي امیدوں کے موافق هو - ایسے انقلاب میں پوري قوم کے جذبات مشتعل هو جاتے هیں - انقلاب ـــ کسي قسم کا بهي هو ـــ بنیادي تبدیلي کا ثبوت هوتا هے -

اصلاح کے عمل میں حقوق کا دائرہ طبیعي طور پر وسیع هوتا هے - برخلاف اس کے انقلاب میں تبدیلي اچانک واقع هوتي هے - انقلاب درحقیقت ' اجتماعي انتقام هے - ایک غیر طبیعي حرکت هے - خونریزي اور مصائب و آلام اُس سے پیدا هوتے هیں -

انقلاب ' ایک مصیبت هے - ملک پر یہ مصیبت اُسي وقت نازل هوتي هے جب ضرورت کے مطابق ' اصلاح موجود نہیں هوتي - فساد اجتماعي جسم میں پهیل جاتا هے ' اور قومي مزاج بالکل بگاڑ ڈالتا هے - اصلاح کي تاخیر کا ایک سبب یہ بهي هوتا هے کہ اُس کي راہ میں کوئي رکاوٹ پڑ جاتي هے - وہ اپني طبیعي حد کو پہنچنے نہیں پاتي - نتیجہ یہ هوتا هے کہ دبي هوئی اجتماعي روح اچانک اُبل پڑتي هے ' اور تمام موانع کو قوت کے ساتهہ اُٹها پهینکتي هے - پس انقلاب ' کوئي اجتماعي قانون نہیں هے - هاں اُسے اجتماعي حادثہ کہہ سکتے هیں -

تاریخ وعبر

مسیحیت اور بت پرستی

آتھویں اور نویں صدي میں مسیحیت کو خیالات کي ایک بڑي خانہ جنگي کا سامنا کرنا پڑا تھا - اِس خانہ جنگي کي وجہ ' بت پرستي تھي - بیزنطیني شہنشاهیت میں یہ نزاع آخري حد تک پہنچ گئي تھي -

ابتدائي عہد کے عیسائي بتوں ' تصویروں ' اور نقش و نگار کي تعظیم و عبادت سے نفرت رکھتے تھے - کیونکہ یہ بت پرستي تھي - وہ یہودیت سے نکلے تھے ' اور یہودیت خدا کا تجسم نا جائز قرار دیتي ھے - انھیں یورپ میں یونانیوں سے مقابلہ کرنا پڑا تھا ' یوناني بت پرستي کے سب سے بڑے شائق تھے - اس لیے قدرتي طور پر وہ اپنے حریفوں سے اپنے آپ کو علحدہ رکھنا چاھتے تھے -

اُس زمانے میں مسیحي دعاۃ اِن بت پرستوں پر ھنستے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ یہ لوگ خود اپني بنائي ھوئي چیزوں کو سجدہ کرتے ھیں - لیکن بت پرستي سے یہ بیزاري تثلیث اور تجسم کو روک نہ سکي- بلکہ اس کے بحث و جدال ھي نے در حقیقت بت پرستي اور تصویر پرستي مسیحي کنیسا میں پیدا کردي !

(بت پرستي کي ابتدا)

یہ چیز مسیحیت میں سب سے پہلے جن نو مذھب عیسائیوں کے ذریعہ آئي تھي ' وہ بھي حضرت مسیح کے بت یا تصویر کي پرستش نہیں کرتے تھے - لیکن چونکہ بت پرستي سے نئے نئے مسیحیت میں آئے تھے ' اس لیے اُنھوں نے حضرت مسیح کي تصویروں کي تعظیم و تکریم شروع کردي - ٹھیک اُسی طرح ' جس طرح ارسطو اور فیساغورس وغیرہ کي تصویروں کي یوناني عزت کیا کرتے تھے - اِن کے نئے نئے ایمان کے خیال سے مسیحي علماء نے تساھل برتا ' اور یہ خیال کرکے کہ یہ لوگ اِن چیزوں کي عبادت نہیں کرتے بلکہ صرف تعظیم کرتے ھیں ' ان پر کوئي تشدد نہیں کیا - اس طرح یہ تعظیم بغیر کسي روک کے جاري ھوگئي -

بتدریج اِس تعظیم نے عبادت کي صورت اختیار کرلي - یہانتک کہ تیسري صدي میں قسطنطین نے مسیحي کلیسے میں با ضابطہ طور پر یہ نئي مسیحي عبادت داخل کردي - مسیحي علماء نے اُس وقت بھي کوئي مخالفت نہیں کي - اُنھوں نے خیال کیا ' بت پرستي کي اب جڑیں تک اُکھڑ چکي ھیں ' اُس کے از سر نو احیا کا کوئي اندیشہ نہیں ھے -

چنانچہ نئي پرستش کا آغاز ھوگیا - سب سے پہلے صلیب اور مقدس آثار کي تعظیم سے شروع ھوئي - پھر شہیدوں اور ولیوں کي قبور کي تعظیم و تکریم شروع ھوگئي - پھر اُن سے منتیں مرادیں مانگي جانے لگیں - بالاخر ان کي مورتیں ظاھر ھوئیں - لوگوں نے خیال کیا ' اگر صلیب اور مقدس آثار و قبور میں بزرگي ھے ' تو کوئي وجہ نہیں کہ مورتوں میں اور بھي زیادہ بزرگي اور برکت نہ ھو؟ بادشاھوں اور بڑے آدمیوں کے بت بنائے جاتے ھیں ' کیوں نہ خدا کے برگزیدہ بندوں کے بھي بت بنائے جائیں ' اور ان سے برکت و سعادت حاصل کي جاے ' حالانکہ وہ بادشاھوں سے کہیں زیادہ اجلال و تکریم کے مستحق ھیں ؟

اِس طرح بتدریج بت پرستي مسیحي کنیسے میں داخل ھوگئي - شروع شروع میں کنیسا کي دیواروں پر تصویریں اور مورتیں اس غرض سے آویزاں کي گئي تھیں کہ " ان کے معائنہ سے عبرت و موعظت حاصل ھوگي " لیکن آگے چلکر ان کي حیثیت ایک نا گزیر دیني شعار اور رباني عبادت کي ھوگئي - مخلص عیسائي بتوں اور تصویروں کے لیے اُسي طرح نماز پڑھنے لگے ' جس طرح وہ خدا کے لیے نماز پڑھتے تھے !

اِس بدعت کے ساتھہ اور بھي کئي مشرکانہ رسمیں مسیحي کنیسا میں داخل ھوگئیں - چنانچہ چراغان ' بخور ' رکوع و سجود ' وغیرہ رسمیں ' سب بت پرستوں ھي سے لي گئي ھیں -

سچے عیسائیوں نے جب یہ حالت دیکھي تو اعتراض کیا - مگر اُن کي کوئي شنوائي نہیں ھوئي - اِن مقدس تصویروں اور مورتوں کے ھزاروں معجزے مشہور ھو چکے تھے - لوگ اُن سے دست بردار ھونے کے لیے طیار نہ تھے -

شروع شروع میں روح القدس کي تصویریں بہت مبہم اور مضطرب بنائي جاتي تھیں - لیکن حضرت مسیح اور مریم (علیہما السلام) اور فرشتوں کی تصویریں بالکل صاف اور خالص انساني قالب میں ھوا کرتي تھیں -

(چھٹي صدي مسیحي)

ابھي چھٹي صدي ختم نہیں ھوئي تھي ' کہ یہ مشرکانہ عبادت کنیسا کي ایک شرعي عبادت بن چکي تھي - تمام کنیسے تصویروں اور بتوں سے آراستہ تھے ' حتی کہ خود ویٹیکان (محل اعظم پوپ) بھي اُن سے لبریز ھو چکا تھا - اب یہ حالت تھي کہ مسیحي مؤمنین ' تصویروں اور بتوں کے حد سے زیادہ دلدادہ تھے - انھیں عبادت و برکت کے لیے ضروري سمجھنے لگے تھے - وہ تقوی و بزرگي کے نشان خیال کیے جاتے تھے -

آتھویں صدي کے اوائل میں تصویر پرستي اور بت پرستي ' مسیحي عبادت خانوں میں پورے عروج تک پہنچ چکي تھي - اِسي زمانے میں بعض یوناني علماء ظاھر ھوئے ' اور اِسے کنیسا کي بت پرستي قرار دیا - اِن لوگوں نے کہا " مشرک قومیں بھي اپنے بتوں کو خدا نہیں کہتي تھیں ' بلکہ بعینہ وھي معاني اُن کے پیش نظر تھے ' جو اِن تصویروں اور مورتوں کے بارے میں تمھارے پیش نظر ھیں - لیکن اِس پر بھي خدا کي شریعت نے اُنھیں مشرک قرار دیا - تم میں اور اُن میں کوئي فرق نہیں - صرف الفاظ اور اسماء کا اختلاف ھے " -

(اسلام کا ظہور)

صدیوں کي غفلت کے بعد مسیحي علماء میں یہ بیداري صرف اِس وجہ سے پیدا ھوئي تھي کہ دین اسلام جزیرۃ العرب سے نکل کر اب مصر ' شام ' فلسطین پر چھا گیا تھا اور خود بیزنطیني کنیسے کے مرکز پر اُسکی تیز نظریں پڑ رھي تھیں - اسلام کي تعلیمات اِس بارے میں معلوم و مشہور ھیں - ابتدائي تصادم کے زمانے ھي میں مسیحیوں کو معلوم ھوگیا تھا کہ مسلمان اُنھیں بت پرست اور مشرک کہتے ھیں - اُنھوں نے اسلامي مسجدیں بھي دیکھي تھیں جو ھر قسم کي تصویروں اور مورتوں سے خالي تھیں -

مسیحیوں کي ایک جماعت اسلامي اثرات سے متأثر ھوگئي اور توراۃ کي تعلیم کي طرف از سر نو دعوت دینے لگي جو تصویر پرستي اور بت پرستی کي تمام شکلوں کو حرام قرار دیتي ھے -

دوسرے گروه کا بیان بڑي حد تک مقبول هے - وه کهتا هے هماري زمین کیا هے ؟ اِس لا متناهي فضا میں بهنے والے لکهوکها کروں میں سے ایک چهوٹا سا کره هے - زمین کو ظاهري اعتبار سے دوسرے کروں پر کوئي امتیاز حاصل نهیں - نه تو اُس کا حجم هي سب سے بڑا هے ' نه عمر هي سب سے زیاده هے - پهر کیا وجه هے که اُس میں زندگي موجود هو ' اور باقي تمام کرے ' جو اُس سے کهیں زیاده بڑے اور قدیم هیں ' زندگي سے بالکل خالي سمجهے جائیں ؟

هم مشاهده کرتے هیں که یه تمام ستارے بهي ویسے هي ایک دقیق نظام سے وابسته هیں ' جیسا نظام هماري زمین کو اپنے دامن میں لیے هوئے هے - وه بهي نهایت انتظام کے ساتهه اپنے افلاک میں گردش کرتے هیں - اُن کي رفتار میں بهي ادنی سے ادنی خلل یا بد نظمي کبهي پیدا نهیں هوتي - پهر کیسے تصور کیا جا سکتا هے که یه ستارے جن پر قدرت اپني اِس قدر توجه صرف کر رهي هے ' بغیر کسي زندگي کے موجود هوں ' اور اِس کے سوا کوئي غرض و غایت نه رکهتے هوں که هماري دلچسپي اور نظر فریبي کا سامان مهیا کریں ؟ اِس میں قدرت کي کیا حکمت هو سکتي هے که یه ننها سا ذره ' یعني زمین ' تو آباد هو ' اور باقي تمام عظیم الشان عوالم چٹیل میدان سے بهي بدتر هوں ؟ حالانکه وه بهي زمین هي کي طرح ایک پورے حکیمانه نظام کے ماتحت قائم هیں -

بے شمار علمي قرائن اِس نظریے کي تائید کر رهے هیں که همارے تمام نظام شمسي کے کواکب کي اصلیت ایک هي هے - اور وه سدیم هے - اِن سب کي تکوین ' سدیم هي کے ماده سے هوئي هے - وه بتدریج سدیمي کره سے جدا هو کر مستقل وجود بنے هیں - اِسي طرح تمام کیمیاوي و فلکي دلائل کا رجحان بهي اِسي نظریے کي طرف هے که نه صرف خاندان شمسي بلکه جمله عوالم فلکي ' اِسي سدیم سے بنے هیں - زمین اور جمله ستاروں کا خمیر ایک هي هے - سب ایک هي مادے کي مختلف شکلیں هیں - سب کا ماده کیمیاوي ذروں سے مرکب هے - ان میں هر ذره اپنے اندر دو کهربائي لهریں ایجابي اور سلبي رکهتا هے -

پس جب جمله کائنات اور هماري زمین ' ایک هي اصل رکهتي هیں ' تو کوئي وجه نهیں که صرف ایک همارے کرے هي میں زندگي هو اور باقي تمام کرے ' مرده اور بے جان فرض کر لیے جائیں - اگر یه تسلیم بهي کر لیا جائے که زمین کے سوا کسي دوسرے ستارے میں زندگي نهیں هے ' تو یه سوال قابل غور هے که بقول علماء فلک کے سورج اپني حرارت برابر کهو رها هے ' اور کروڑوں برس کے بعد ایک وقت آجائیگا جب وه بالکل بے نور اور بے حرارت هو کر ره جائیگا - اُس وقت زمین یقیناً زندگي سے محروم هو جائیگي - ایسي حالت میں یه کروڑوں ستارے کیا هونگے ؟ کیا یه بهي همارے نظام شمسي کے ساتهه تباه هو جائینگے ؟ حالانکه معلوم هے که گنتي کے چند کواکب کے سوا باقي تمام ستارے همارے نظام شمسي سے باهر هیں اور همارے آفتاب کي موت و حیات کا اُن پر کوئي اثر نهیں پڑ سکتا - اگر یه تباه نهیں هونگے ' تو اِن کے وجود سے فائده کیا هے جب که وه بالکل اُجاڑ ' سنسان ' اور بے جان هیں ؟

تمام عقلي و نقلي علوم اور دیني روایات بهي ثابت کر رهي هیں که جمله کائنات ' ایک هي اصل سے ظاهر هوئي هیں اور ایک هي قسم کے طبیعي ناموس کے ماتحت برقرار هیں - اگر یه صحیح هے تو زمین کو کوئي خاص امتیاز حاصل نهیں هے که صرف اُسي پر زندگي هو اور باقي تمام عوالم بے نور اور زندگي سے محروم هوں - زمین پر زندگي کے جو لوازم هیں ' ضروري نهیں که دوسرے ستاروں میں بهي لوازم هوں - ناموس انتخاب طبیعي بتاتا هے که زنده کائنات اپنے ماحول اور زمان و مکان کے اختلاف سے مختلف صورتیں اختیار کر لیتي هیں - اُن کي شکل بهي بدل جاتي هے - مزاج بهي مختلف هو جاتا هے - پہلے یقین کیا جاتا تها که سنٹي گریڈ کے سو درجه حرارت میں کوئي ذي روح زنده نهیں ره سکتا - لیکن اب معلوم هوا هے که بعض جراثیم کهولتے هوئے پاني میں بهي زنده رهجاتے هیں - اِسي طرح بعض جراثیم برف میں بهي مدتوں نهیں مرتے - اگر یه صحیح هے تو یه باور کرنے کي کوئي وجه نهیں که دوسرے ستاروں کے جاندار بهي اُس ماحول میں زنده نهیں ره سکتے ' جو ماحول هماري زندگي کے منافي هے -

ممکن هے ستاروں میں زندگي کا قوام هماري زمین کي زندگي کے قوام سے مختلف هو - مثلاً آکسیجن همارے لیے ضروري هے ' مگر دوسرے ستاروں کي مخلوقات کے لیے ضروري نه هو - ظاهر هے که ستاروں کے جاندار هم سے مختلف هونگے ' کیونکه اُن کا ماحول هم سے بالکل مختلف هے - همارے اُن کے درمیان مابه الا شتراک صرف روح هي هو سکتي هے - اور معلوم هے که روح نه تو کوئي شکل رکهتي هے ' نه مادے کے تابع هے - خود اپني اِسي زمین پر هم دیکهتے هیں که لاکهوں مخلوقات اپني جسماني ترکیب اور ضروریات زندگي میں ایک دوسرے سے پورا اختلاف رکهتي هیں - تاهم سب زنده هیں ' اور سب میں ایک هي روح کار فرما هے - جب خود زمین پر مخلوقات کا اختلاف اِس درجه زیاده هے ' تو ظاهر هے ' دوسرے ستاروں کي مخلوق هم سے کیوں مختلف نه هو ؟

چونکه هماري زمین ' سب سے زیاده قدیم نهیں هے ' اس لیے ممکن هے ' دوسرے ستاروں میں زندگي زیاده قدیم اور بهت ترقي یافته هو - بهت ممکن هے که بعض ستاروں کي مخلوق اِس درجه ترقي کر گئي هو که هم سے بهت زیاده علم و حکمت رکهتي هو - هم سے بهت زیاده اسرار وجود سے واقف هو - هم سے کهیں زیاده اُس کي ایجادیں محیر العقول هوں - ممکن هے اُس کے پاس ایسے ذرایع موجود هوں که قریب کے دوسرں ستاروں تک بهي پهنچ سکتے هوں اور روح و ماده کے راز معلوم کر چکي هوں - ممکن هے اُن کے جسم همارے هي جیسے هوں - ممکن هے هم سے بالکل مختلف هوں - بهت ممکن هے وه هم سے زیاده حواس رکهتے هوں -

یه هے خلاصه دوسرے گروه کے خیالات کا - اور پہلے گروه کے خیالات سے زیاده معقول معلوم هوتا هے -

اطلاع

اکثر حضرات الهلال کے ابتدائي نمبروں کا شوق ظاهر کرتے هیں ' اور خریدار هوتے هوے لکهتے هیں که تمام پچهلے پرچے بهیج دیے جائیں - لیکن افسوس هے که ابتدائي نمبر اب دفتر میں موجود نهیں هیں اور اسلیے دفتر تعمیل سے مجبور هے -

منیجر

ترکی حکومت

اور اُس کے اجتماعي و سیاسي تغیرات

شروع سے ابتک

(١)

دور اول

سنه ٦٩٩ ﻫ (١٣٠٠ع) سے سنه ١٢٢٣ ﻫ (١٨٠٨ع) تک

آل عثمان کي سلطنت اُس زمانه میں ظاهر هوئي، جب صلیبي جنگوں کي خونریزي سے مشرق قریب کي سر زمین سرخ هو رهي تهي اور مسیحي تعصبات سے وقت کا مطلع غبار آلود تها - اس وقت کي آب و هوا کا یه قدرتي اثر تها که سلطان عثمان اور اُن کي اولو العزم اولاد میں دیني جهاد کا جذبه پیدا هوا، اور وه مسیحي ممالک کي فتوحات پر کمر بسته هوگئے - یه یورپ کے صلیبي حمله کا قدرتي رد فعل تها -

اُس وقت ایشیاے کوچک کے اطراف و جوانب بروسه، ازمید، ازنیق، طرابزوں میں بیزنطیني سلطنت (قسطنطنیه) کے باج گزار امراء حکمران تهے - آل عثمان نے اپنے جهاد اور ملک گیري کا آغاز اُنهي سے کیا، اور یکے بعد دیگرے مطیع یا مغلوب کرتے گئے - اِن سے فارغ هوکر در دانیال کے آگے بڑهے، اور بلغاریا، سرویا، اور بیزنطیني سلطنت کو زیر وزیر کرنے کے بعد مسیحیت کي راج دهاني " روم " کو گهورنے لگے - یه صلیبي لڑائیوں کے جوابي حمله هي کا جذبه تها، جس نے سلاطین آل عثمان کو یک قلم یورپ کي طرف متوجه کر دیا تها، اور ایشیا سے بڑي حد تک غافل رهے تهے - صرف سلطان سلیم یاوز (خونریز) نے ایشیا کي طرف توجه کي، مگر اِس کي ایشیائی فتوحات میں ایک اور هي جذبه کار فرما تها - وه عرش خلافت پر جلوه گر هونے کا متمنی تها، جس میں اُسے پوري طرح کامیابي هوگئي -

یورپ صلیبي جنگوں سے بالکل خسته هو چکا تها - مسلسل شکستوں نے اُس کي شجاعت و همت پر کاري ضربیں لگادي تهیں - فرقه وارانه حسد و منافست نے اُس کے تمام قوی معطل کر دیے تهے - اِن حالات کا لازمي نتیجه تها که دول یورپ نے ترکي سیلاب کے مقابله کا کوئي خیال نهیں کیا، اور قسطنطنیه اور مشرقي یورپ کي مسیحي ریاستوں اور قوموں کو مغلوب هوجانے دیا - لیکن جب ترکوں نے بلقان سے بهي قدم آگے بڑهایا، اور هنگري پر ترکتازیاں شروع کردیں، تو یورپ کي آنکهیں کهلیں - مذهب کے نام پر متعدد محاذ قائم کیے گئے، اور ترکوں کے روکنے کي کوشش شروع هوئي - مگر کامیابي حاصل نه کرسکے -

یهانتک که سلطان سلیمان قانوني کي وفات کے بعد خود ترکوں میں کمزوري پیدا هوگئي - سلطان مراد ثالث کے عهد میں یه کمزوري ظاهر هوئي، سلطان احمد اول کے زمانه میں اس نے ترقي پائي، اور سلطان محمد رابع کے دور میں بلوغ و کمال تک پهنچ گئی - ترک جس قدر کمزور هوتے گئے، یورپ کا مسیحي اتحاد بهي اُسي قدر ٹوٹتا گیا - یهانتک که صرف روس اور آسٹریا ترکوں کے مقابله میں ره گئے، اور اُنهیں یورپ سے نکالنے کي کوشش کرتے رهے -

اِس طرح ترکي شهنشاهیت نے اپني عمر کا اکثر حصه پے در پے جنگوں میں گزار دیا - ابتدائي جنگیں حمله آورانه تهیں، بعد میں مدافعانه هوگئیں - لیکن اس تمام مدت میں ترکي سلطنت ایک مذهبي سلطنت رهي - اس کا تمام داخلي نظام شریعت کے احکام پر مبني تها - علماء و فقهاء کو غیر معمولي اقتدار حاصل تها - مفتیوں کے فتوے عزل و نصب اور نظم و نسق کے لیے جاري هوتے رهتے - چونکه عثماني حکومت کي نشو و نما هي اُس وقت هوئي تهي، جب که اسلام کے دیني علم و عمل کي روح پژمرده هونا شروع هوگئي تهي، اور دیني نظر و بصیرت اور اجتهاد فکر کي جگه تقلید و جمود کي بنیادیں قائم هوچکي تهیں، اس لیے مذهبي احکام و نظام کي کوئي بهتر روح پیدا نه هوسکي - جن علماء کے هاتهه میں نظم و نسق کے احکام تهے، ان کا علم تمام تر فقه حنفي کي چند متداول متون و شروح تک جو متاخرین کي ترتیب دي هوئي تهیں، محدود تها، ان سے باهر نه تو کوئي نظر رکهتے تهے، اور نه ایسي فضاء تهي که بلند نظري پیدا هوسکتي -

اس صورت حال کا لازمي نتیجه یه نکلا که اسلام کي پچهلي حکومتوں کي طرح، عثماني حکومت میں نظم و اداره کي کوئي موافق روح پیدا نه هو سکي - دائرۂ حکومت تمام بر اعظم یورپ اور مشرق میں پهیل گیا تها - مختلف مذاهب، مختلف نسلیں، مختلف تمدن، اور مختلف جماعتي مزاج رقبۂ حکومت میں جمع هوگئے تهے، حکومت کے لیے اتنے مختلف عناصر پر کامیاب حکومت قائم رکهني آسان نه تها - ترک همیشه سے ایک جنگي قوم تهے - اب ان کے زیر نگیں یورپ اور مشرق کي تمام متمدن آبادیاں آگئي تهیں - ضرورت تهي که انتظام حکومت کي ایک طاقتور روح پیدا کي جاتي - یه روح ضرور پیدا هوتي، اگر علوم دینیه کي حقیقي روح باقي رهتي، اور تقلید و تنگ نظري نے فقهاء کے دماغ عقیم نه کردیے هوتے - لیکن افسوس که حالت دوسري تهي - نتیجه یه نکلا که روز بروز حکومت کا انتظامي مزاج مختل هونے لگا - حتی که یورپ کے مورخین کو یه کهنے کا موقع مل گیا که " اسلام کے احکام کي روح هي حاکمانه انتظام (اڈمنسٹریشن) کے خلاف هے " حالانکه اسلام کي روح مخالف نهیں هے - مسلمانوں کا دماغي تنزل مخالف هے -

(دور اصلاح)

سنه ١٢٢٣ ﻫ (١٨٠٨ع) سے سنه ١٢٩٣ ﻫ (١٨٧٦ع) تک

اِدهر ترکي مدافعانه جنگوں میں مصروف تهي - روس اور آسٹریا کے حملوں کا مقابله کر رهي تهي - اُدهر یورپ میں ایک نئي تهذیب پهیل رهي تهي، جدید تمدن زندگي اور ترقي کے نئے نئے دروازے کهول رها تها، اور اقوام یورپ تیزي سے آگے بڑه رهي تهیں - ایک طرف کامل وقفه تها، دوسري طرف پوري حرکت و سرعت تهي - نتیجه یه نکلا که یورپ بهت آگے بڑه گیا، اور ترکي جهاں تهي، وهیں کي وهیں ره گئي، بلکه مسلسل دفاعي جنگوں نے اُسکي چولیں هلا ڈالیں -

---

اِس کے بعد پهر بت پرستي کے خلاف کوئي با ضابطه مسیحي دعوت پیدا نهیں هوئي - یهانتک که صلیبی لڑائیوں کے بعد اسلامي توحید کي تعلیم یورپ کے قلب تک پهنچي، اور مشهور مسیحي مصلح لوتهر کا ظهور هوا -

(ليون کي اصلاح)

سي زمانے میں ليون سوم قسطنطنيه کے تخت پر بيٹھا - اِس شہنشاه نے اشور کے پہاڑوں میں نشو و نما پائي تھي - هر قسم کي تعليم و تربيت سے محروم تھا - تاهم عقل سليم رکھتا تھا - يہوديوں اور عربوں کي صحبت میں بيٹھ چکا تھا ' اور اُن کے اثر سے تصويروں اور بتوں کي تعظيم و عبادت سے متنفر تھا -

يه تخت نشين هوا ؛ اور غايت تدبر سے اپنے ارادے مخفي رکھے - يہانتک که جب پوري طرح اقتدار حاصل هو گيا تو ديني اصلاح کي طرف قدم اٹھايا - اِس نے پہلا کام يه کيا که علماء کي ايک مجلس منعقد کي اور يه فتوىٰ صادر کرايا که کنيسوں اور مقدس هيکلوں سے تصويريں اور مورتيں هٹا کر کسي ايسي بلند جگه منتقل کردي جائيں جہاں مشرکانه رسميں انجام نه دي جا سکيں -

چند سال بعد اُس نے دوسرا قدم اٹھايا اور مورتيوں کي پرستش ' اُنکي تعظيم ' اور کنيسوں میں موجودگي ' سب ناجائز قرار ديدي - اُس نے صرف اِتنے هي پر اکتفا نہيں کيا ' بلکه قسطنطنيه کے تمام کنيسوں کو تصويروں اور مورتوں سے خالي بھي کر ديا - چنانچه حضرت مسيح اور حضرت مريم بتول (عليهما السلام) کے تمام بت توڑ کر پھينک دیے گیے - اور تمام تصويريں محو کردي گئيں -

اُس کے بیٹے قسطنطين پنجم نے اِس بارے میں اور بھي زياده سختي برتي - سنه ۷۵۴ ع میں اُس نے ايک ديني مجلس منعقد کي - اِس میں ۳۳۸ پيشوا جمع هوئے - اِس لحاظ سے يه مجلس بہت هي بڑي مجلس تھي - مگر اس میں صرف بيزنطيني کنيسے هي کے علماء شريک هوئے تھے - روم ' اسکندريه ' بيت المقدس ' اور انطاکيه کے نمائندے شامل نہيں تھے - پادشاه نے اِس مجلس کے سامنے تصوير پرستي کا مسئله پيش کيا - متفقه فيصله هوا که يه عبادت ' مسيحي تعليمات کي رو سے قطعاً حرام ہے - اور پرستش کي تصويريں ' مجسمے ' اور آثار مسيحي عبادت گاهوں سے خارج کردينے چاهئيں - اس مجلس نے صليب کو بھي اپنے فتوے میں مستثنىٰ نہيں کيا ' اُسے بھي تجسم کا رمز قرار ديکر ممنوع ٹھہرايا - مزيد برآں خود فن مصوري کو بھي نا جائز بتايا - اس نے يه حکم بھي نافذ کيا که جو شخص صليب بنائے ' يا مقدس تصويريں اور نقوش اتارے ' اُسے فوراً کنيسے سے خارج کرديا جائے ' اگرچه وه خود علماء کي جماعت هي میں سے کيوں نه هو -

سنه ۷۶۶ ع میں اِس فيصله کو اور بھي زياده تشدد کے ساتھ جاري کيا گيا - صليب رکھنا ' وليوں کے ليے نماز پڑھنا ' تصويروں کي تعظيم کرنا ' يه سب باتيں جرم قرار پائيں ' اور مخالفوں کے ليے تازيانه کي سزا سے ليکر آنکھيں پھوڑنے ' زبان کاٹنے ' اور سولي پر چڑھانے تک کي سزائيں تجويز کي گئيں -

(بت پرستي کا دوسرا دور)

ليکن ملکۂ ايريني کے عہد میں پھر انقلاب هوا - يه ملکه بت پرستي کي حامي تھي ' کيونکه وه نسلاً يوناني تھي اور عورت تھي - يه اِس حيثيت سے تخت نشين هوئي تھي که اپنے نا بالغ لڑکے قسطنطين ششم کي ولي اور سر پرست رهيگي - اِس نے برسر اقتدار آتے هي ايقوني کنيسا (يعني بت پرستي کو حرام سمجھنے والے کنيسا) کے علماء کو ستانا شروع کرديا - ستمبر سنه ۷۸۷ع میں به مقام نيس ايک ديني مجلس منعقد کي - اِس میں ۸۶۷ پادري جمع هوئے تھے - پوپ کے نمائندے بھي شريک تھے - بالاتفاق يه فتوىٰ صادر کيا گيا که مقدس تصويروں اور بتوں کي عبادت مسيحيت میں جائز ہے - اتنا هي نہيں بلکه شرعاً مستحسن ہے - دليل میں اسلاف کي بہت سي جھوٹي روايتيں پيش کي گئي تھيں - مزيد براں قسطنطنيه کي سابق ديني مجلس کي تکفير بھي کي گئي تھي - اُس کے فيصله پر عمل کرنے والوں کو بھي کافر و مرتد قرار ديا گيا !

(دوسري اصلاح)

ايک مدت تک اِس نئے فيصله پر عمل هوتا رها - يہاں تک که تيوفيلس بيزنطينه کا بادشاه هوا - يه بت پرستي کا دشمن تھا - سنه ۸۳۳ ع میں اِس نے پھر علماء مسيحيت سے ايک نيا فتوىٰ حاصل کيا اور بت پرستي حرام قرار پائي - اِس نے صرف تصويريں اور بت هي نہيں مٹائے ' بلکه کنيسوں میں مسيحي بزرگوں کے ناموں کے ساتھ " مقدس " کا لفظ بھي مٹا ڈالا - مصوروں اور بت سازوں کو شديد سزائيں دي گئيں - بہت سے خلاف ورزي کرنے والے پادريوں کي پيشانياں آگ سے داغ دي گئيں - غرضکه اِس رسم کے خلاف سخت جہاد جاري هوگيا -

اُسي زمانے میں ايک مسيحي عالم جان (جسے عربوں نے يوحنا نحوي کے نام سے پکارا ہے) مشرقي رومن سلطنت کے کنيسے کا بطريق اعظم مقرر هوا - يه شہنشاه کا استاد تھا اور بت پرستي کا سخت مخالف ' مگر اسکي طبيعت بہت کمزور تھي - اِس نے شاهي احکام کي تنفيذ میں تساهل کيا - نتيجه يه هوا که مخالفوں کے حوصلے بڑھ گئے اور وه علانيه احکام شاهي کي خلاف ورزي پر آماده هوگئے - شہنشاه نے يه حالت ديکھي تو سخت برهم هوا - پہلے سے بھي زياده تشدد پر اُتر آيا اور مقدس تصويروں اور بتوں کے معتقدين کو سخت سزائيں دينے لگا -

(بت پرستي کا تيسرا دور)

شہنشاه کے انتقال پر اُس کي ملکه تخت نشين هوئي - يه اپنے شوهر کے خلاف عقيده رکھتي تھي - اس نے بت پرستي پھر رائج کرني چاهي مگر اُس کي راه میں سب سے بڑي روک يہي يوحنا نحوي تھا - يه شخص دونوں جماعتوں کي نظر میں مکروه تھا - بت پرستي کے مخالف ' اسے بزدل اور منافق سمجھتے تھے - حامي دشمن خيال کرتے تھے - اِس سے بھي بڑھ کر يه که يه طبيعي علوم اور فلسفه کا عالم تھا - يه چيز اُس زمانے میں تمام ديندار مسيحيوں کي نظر میں کفر و الحاد تھي - اِس صورت حال نے يوحنا کو بالکل بے يار و مدد گار کر ديا - چنانچه اُسے معزول کرنے کي کوششيں شروع هوئيں - اُس پر يه تہمت لگائي گئي که جادوگر ہے - يه تہمت اُس کي معزولي کے ليے کافي تھي - چنانچه اُسے ذلت کے ساتھ نکالا گيا اور ايک گم نام خانقاه میں جلا وطن کر ديا گيا - مگر مخالفوں کو اِس سے سيري نہيں هوئي - تھوڑے هي دنوں کے بعد اُس پر يه الزام لگايا گيا که اُس نے ايک ولي کي تصوير کي آنکھيں پھوڑ ڈالي هيں - اِس الزام پر اُسے سخت سزا ملي اور توراة کے قانون " دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ " کے بموجب اُس کي آنکھيں پھوڑ ڈالي گئيں !

اب ملکه کے ليے ميدان صاف تھا - اُس نے سنه ۸۴۲ع میں ايک اور ديني مجلس قسطنطنيه میں منعقد کي اور از سر نو بت پرستي کا فتوىٰ صادر کراديا - تمام مخالف ' کافر قرار دیے گئے ' اور بت پرستي مسيحيت کي بنيادي عبادت تسليم کرلي گئي - ۱۹ فروري سنه ۸۴۲ ع میں کنيسۂ ايا صوفيا میں پھر تصويريں اور مورتيں واپس آگئيں - يوناني کنيسا اب تک يه دن ايک عظيم ديني تہوار کے طور پر مناتا ہے -

مشرق کی تاریخ جدید کی تاریخی شخصیتیں

مصطفیٰ پاشا الفاضل

اور لائحہ اصلاحیہ

(۲)

میرے آقا! اہل یورپ کہتے ہیں کہ ہماری کمزوری اور انحطاط ہماری قومیت اور ہمارے دین کی وجہ سے ہے۔ نیز کہتے ہیں کہ ہم فوجی زندگی بسر کرنے کے علاوہ اور کسی بات کے لئے موزوں ہی نہیں۔ حالانکہ ان کا یہ خیال حقیقت سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ ہماری امت دنیا کی دوسری امتوں سے کوئی مستثنے صورت حال نہیں رکھتی۔ جس طرح دنیا کی مختلف قومیں ابتدا میں جنگی قوت سے نمایاں ہوئیں تاکہ اپنی ہستی کے لئے استقلال پیدا کریں، اور پھر علوم و صنائع اور تمام اعمال مدنیہ کے لئے مستعد ہو گئیں، اسی طرح ہم بھی اپنی جنگی شجاعت سے دنیا میں نمایاں ہوئے، اور کوئی وجہ نہیں کہ ترقی و سعادت کے تمام اعمال کی طرف قدم نہ بڑھائیں۔ قوم کی ابتدائی حرکت لڑائی میں ظاہر ہوئی ہو یا صنائع میں، مصدر دونوں کا ایک ہی ہوتا ہے اور وہ حرکت کی استعداد ہے۔ جب یہ استعداد ہے، اس کی راہ کبھی رک نہیں سکتی۔ خود یورپ کی مختلف قوموں کا اٹھان ہماری ہی طرح جنگ و عسکریت سے ہوا ہے، اور اب وہ تمدن و صنائع کے میدان میں سب سے پیش پیش ہیں۔

اسی طرح ہمارے دین پر بھی الزام صحیح نہیں۔ اس دین کی طرح دنیا کے تمام دینوں کی بھی تعلیم یہی ہے کہ جملہ کائنات، مشیئت الٰہی کے ماتحت ہے۔ مسیحیوں کے عقیدے اس بارے میں ہمارے عقیدوں سے کہیں زیادہ سخت ہیں۔ وہ مذہب جبر پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ انکے پولس رسول کی تعلیم ہے کہ انسان، پروردگار کے ہاتھ میں ایسا ہے، جیسے گندھی ہوئی مٹی کمہار کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی اے میرے آقا! انھیں بھلائی اور بہتری حاصل کرنے سے کوئی چیز روک نہ سکی۔

حق کا اظہار ضروری ہے۔ ہمیں جس چیز نے ان کی طرح عملی قوم ہونے سے روک دیا ہے، وہ ہمارا طرز حکومت ہے۔ جس حکومت میں یہ اندھیر روا ہو کہ ایک انسان دوسرے انسان کی محنت سے بغیر استحقاق کے نفع اٹھائے، وہاں نہ عقل ترقی پا سکتی ہے، نہ خوشحالی، عام ہو سکتی ہے۔ جس ملک میں بھی ظلم پھیل جاتا ہے، مخلوق، عمل سے کنارہ کش ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اسے اپنی محنت سے متمتع ہونے کا یقین نہیں ہوتا۔

فرانس کی حالت ہمارے سامنے ہے۔ یہ خوبصورت ملک، جس کے مداح اعلیٰ حضرت بھی ہیں ۱۷۸۹ء سے پہلے سخت غفلت و ہلاکت میں پڑا تھا۔ لائق سے لائق وزیر بر سر حکومت آئے اور بڑی بڑی کوششیں کیں کہ صنعت و حرفت اور تجارت و زراعت کو رواج دیں، ملک میں حرکت و زندگی پیدا کریں، مگر ناکام رہے۔ ملک نے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا۔ اس وقت حالت یہ تھی کہ ظلم و استبداد ہر طرف چھایا ہوا تھا۔ رعایا اپنی محنت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتی تھی۔ کسان جنگلوں میں مارے مارے پھرتے تھے فقر و فاقہ نے انھیں حیوانوں کی سی مخلوق بنا دیا تھا۔ کوئی بھی محنت و مشقت کی طرف رغبت ظاہر نہیں کرتا تھا۔

لیکن صرف تیس برس کی مدت کے بعد اب فرانس، فرانس ہو گیا ہے۔ تمدن و تہذیب کا مرکز ہے علوم و صنائع سے مالا مال ہے۔ میرے آقا! یہ حیرت انگیز تبدیلی، صرف نظام حکومت کی تبدیلی کا نتیجہ تھی۔ مستبد حکومت نے ملک کو ویران کر ڈالا تھا۔ آزاد حکومت نے آتے ہی اس میں روح پھونک دی۔ ایسی روح جس نے اسے زندہ، جوان، طاقتور، اور خوشحال بنا دیا۔ درحقیقت فرانس پر آزادی کا بہت ہی عظیم احسان ہے۔

میرے آقا! آزادی، قوموں کو زندہ کر دیتی ہے۔ صرف معنوی زندگی ہی نہیں، مادی زندگی بھی بخشتی ہے۔ جب انسان اپنے حقوق سے محروم ہو جاتا ہے، تو ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اس کے تمام جسمانی و معنوی قویٰ معطل ہو جاتے ہیں۔

میرے آقا! جب قوم کی وہ حالت ہو جائے، جو اوپر عرض کر چکا ہوں۔ زمانہ، اس کے اخلاق پر دست درازی کرے، غفلت، آہستہ آہستہ اس کی عقل پر حاوی ہوتی جائے، فقر و فاقہ اس کا خون چوسنے لگے، اور سلطنت کے خزانے خالی ہو جائیں، تو ایسی حالت میں ہر محب وطن اور مخلص قوم کا فرض ہو جاتا ہے کہ صرف اصلاح کے مطالبہ ہی پر قانع نہ ہو جائے بلکہ عمل کا فوری قدم بھی اٹھائے۔ اصلاح ایک بے معنی لفظ ہے اگر اس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ کتنے قوانین کا ہم سے وعدہ کیا گیا؟ کتنے نظام شایع کئے گئے؟ مگر کبھی عمل ہمارے سامنے نہیں آیا۔ لہذا اب ہم پر فرض ہو گیا ہے کہ ایک قدم آگے بڑھیں اور یہ اہم معروضہ، عرش معظم کے روبرو انتہائی تعظیم و احترام کے ساتھ پیش کریں۔

میرے آقا! آپ اس سلطنت کا ہاتھ پکڑیئے اور اس کا شباب تازہ کر دیجئے۔ دستور (یعنی دستوری نظام حکومت) کا ہاتھ بڑھائیے اور اسے اختلال و بدنظمی سے نکال لیجئے۔ امت کو ایسا دستور بخشیے جس کا جسم تندرست ہو، سینہ کشادہ ہو، نیت نیک ہو۔ پھر اسے اپنی امان میں لے لیجئے، ایسا انتظام قائم کیجئے کہ وہ اخلاص سے جاری ہو، امانت سے اس پر عمل کیا جائے، اور ہمیشہ کے لئے دست درازیوں سے محفوظ ہو جائے ایسا دستور جس کے سامنے مسلم اور غیر مسلم، دونوں اپنے حقوق و واجبات میں برابر ہوں، تاکہ قومی اتحاد پیدا ہو۔ سب کو سلامتی اپنے سایہ میں لے لے، اور مغربیوں کا یہ کلیہ ٹوٹ جائے کہ غالب اور مغلوب میں اتحاد، محال ہے"

آہ میرے آقا! میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے اہل حل و عقد میں منافق اور جاہل، لفظ دستور تک سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اعلیٰ حضرت سے کہتے ہیں کہ دستور بادشاہ کو ایک بے جان کٹھ پتلی بنا دیتا ہے۔ اس کا اختیار چھین لیتا ہے۔ اس کی عظمت سلب کر لیتا ہے دوسری طرف قوم سے کہتے ہیں: دستور تمھیں تمھاری عزیز ترین خصوصیتوں: دین، لباس، رسم و رواج سب سے محروم کر دے گا۔ لیکن یہ لوگ یا تو دغا باز ہیں، یا جہالت نے ان کی عقل پر پردے ڈال دئے ہیں۔

میرے آقا! ان لوگوں کے مشورے پر کان نہ دھریئے۔ اے میری امت! ان کی گمراہی کی پروا نہ کر۔ دستور، صرف خود غرضی کو روکتا ہے بادشاہ کی صرف اتنی ہی آزادی سلب کرتا ہے کہ وہ رعیت کے معاملہ میں غلطی نہ کرے۔ اتنا ہی اختیار چھینتا ہے، جتنے غیر معتدل اختیار سے شر پیدا ہوتا ہے۔ وہ قوم پر کوئی ایسا حکم نہیں لگاتا جو اس کی عزت کے خلاف یا اس کی سعادت کے منافی ہو۔ وہ دین کی حفاظت کرتا ہے۔ سلطنت کا نگہبان ہوتا ہے۔ حقوق کی ضمانت کرتا ہے۔ دلوں میں اطمینان اتارتا ہے۔ ہر انسان کو آزاد اور شریف بنا دیتا ہے!

دستور ہمارے لئے یہ موقعہ بہم پہونچائے گا کہ تمام سلطنتوں سے اپنے تعلقات اور زیادہ بہتر بنا دیں۔ یہاں، اس ملک میں، دول یورپ میں، کون نہیں جانتا کہ ہمارے معاملات میں سفرا و دول کی مداخلت نے کتنا نقصان پہنچایا ہے؟ یہ لوگ برابر اصلاح، اصلاح چلاتے ہیں مگر سب کو معلوم ہے کہ اس مطالبہ سے ان کا مقصد ایک قوم کو دوسری قوم پر ترجیح دینا ہے، یا اس سے ان کی غرض بعض افراد کی خدمت ہے یہ اور بھی زیادہ برا اور نقصان دہ ہے۔ لیکن دستور، ہماری حکومت ایسی مستحکم بنیادوں پر قائم کر دے گا کہ کسی اجنبی کو مداخلت کی جرات باقی نہ رہے گی۔ تمام رعایا اپنی حکومت کے ظل حمایت میں ہوگی۔ سب کو عدل و انصاف کے سایہ میں یکساں امن ملے گا۔ دستور کے سامنے سب آدمی برابر برابر ہو جائیں گے۔

میرے آقا! وقت آگیا ہے کہ اسلام کی سلطنت کو آپ بچا لیں۔ اس کی راہ میں ہمارے خون اور ہمارے آنسوؤں کی قربانیاں عظیم تھیں۔ اس کا ماضی، شاندار تھا، اس کا حاضر، حسرت ناک ہے۔ آہ! یہ حاضر خود اعلیٰ حضرت کے رحیم قلب کے لئے کیسا کس درجہ تکلیف دہ ہے؟ ہمارے گرد ہر چیز ہمیں ہنکا رہی ہے۔ ہمارے ہاتھ کی ہر چیز گرتی اور ٹوٹتی جاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کی دوربین نظریں یہ سارے خطرے دیکھ رہی ہیں۔ معاملہ، سنجیدہ اور واقعی ہے۔ خیال و توہم کی اسمیں گنجائش نہیں آپکے پاس اتنی فوج موجود ہے کہ اجنبی ایندھن سے بھڑکنے والی ہر بغاوت کی آگ، بجھا دے سکتی ہے۔ لیکن اس فوج کے پاس نہ تو کھانا ہے کہ مفلسوں کا پیٹ پال سکے، نہ حکمت ہے کہ مغلوبوں کے دلوں میں اتار سکے، اور نہ ہی امان ہے کہ خوف زدوں کو اپنے دائرہ حفاظت میں لے لے اور ظالموں کا ظلم روک سکے۔ آپ طماعوں کو اپنے ملک میں نئے نئے امتیازات دے دے کر فیصلہ کا دن دور کر سکتے ہیں، لیکن آپ کی اس بخشش میں ہمارا حصہ کیا ہے؟ بہت ممکن ہے فیصلہ کے ہولناک دن میں ہم اسی بخشش کی بدولت اور بھی زیادہ کمزور، بے کس، اور فقیر ثابت ہوں۔

میرے آقا! ہر سال جو گزرتا ہے، ہمارے بیرونی مددگاروں کی تعداد کم کرتا اور ہماری داخلی زندگی کا ایک چراغ بجھا دیتا ہے۔ یہ انگلستان ہمارے سامنے موجود ہے۔ اب وہ ہماری امداد کا ویسا خواہشمند نہیں رہا جیسا بارہ برس پہلے تھا۔ یہ آسٹریا، جرمنی سے شکست کھانے کے بعد مغربی ہونے سے زیادہ مشرقی سلطنت بن گیا ہے۔ اب وہ سلاوی قوموں سے تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے جو ہماری سرزمین میں مقیم ہیں۔ اس سے بھی زیادہ اندیشہ کی بات یہ ہے کہ یورپ کی عام رائے ہمارے خلاف ہو گئی ہے۔ [illegible] میں وہ ہماری طرفدار تھی، مگر روز بروز ہم سے کھنچتی

سلطان محمود ثاني تک ترک اپني عظمت و سرگراني کی وجه سے علم و فن کي هر نئي بات کو نفرت کي نظر سے دیکھتے تھے - صرف توپ خانه اور طباعت کي چند اصلاحات منظور کي گئي تهیں - باقي تمام علمي و صناعي انکشافات سے غفلت و اعراض تها - مشهور ترکي مورخ جودت پاشا نے اپني تاریخ میں ترکوں کا ذهني جمود دکھایا هے - وه لکھتا هے که " رسمي احمد آفندي نے سلطان مصطفی ثالث کے زمانه میں یورپ کي سیاحت کي تهي - واپس آکر سلطان کے ایک مقرب خاص یوسف آفندي سے بیان کیا که دول یورپ اپنے ملکوں کے حفظان صحت پر بہت متوجه هیں - جا بجا قرنطینے قائم کیے گئے هیں - سلطنت عثمانیه کو بهي یهي کرنا چاهیے - لائق مصاحب نے یه سنکر پیشاني پر بل ڈال لیے اور کہا " میں تمهیں ابتک عقلمند سمجهتا تها ' مگر تم سخت احمق نکلے ' تم اتنا بهي نهیں سمجهه سکتے که یورپ کے لوگ همارے ملک میں صرف بیماریوں کے ڈر سے نہیں آتے - اگر هم حفظان صحت کا انتظام کر دینگے تو ظاهر هے ' یه روک اٹهه جائیگي ' اور یورپین همارے سر زمین پر چیونٹي کي طرح پهیل جائینگے - پهر هم انهیں کیسے قابو میں رکهه سکینگے ؟ "

یه بات نهیں هے که ترکي میں کسي کو بهي اصلاح کا خیال نه تها - خود سلطان مصطفی ثالث اور سلیم ثالث اصلاح کے بڑے حامي تهے - مگر بالکل مجبور تهے - اصلاح کي سب سے بڑي مخالفت فوج اور عامة الناس کي طرف سے هوتي تهي - ینگ چري فوجوں کو حد سے زیاده اقتدار حاصل هوگیا تها ' سلطان انکے هاتهه میں کهلونا تها - یه فوجیں سخت جاهل اور گنوار تهیں - کسي طرح کي اصلاح دیکهنا نهیں چاهتي تهیں - عام رعایا سرکاري علماء کے هاتهوں میں تهي ' اور معلوم هے که علماء دولت هر زمانه میں اصلاح کے سب سے بڑے مخالف هوتے هیں - اصلاح کي هر صدا ان علماء سوء کے مذهب میں کفر و الحاد کي صدا تهي - وه ایک لمحه کیلیے بهي گوارا نهیں کرسکتے تهے که علم کي ایک شعاع بهي ترکي کے آسمان پر چمکے -

سب سے پہلے سلطان محمود ثاني کو اصلاح کي توفیق ملي - یه سلطان بڑا هي اولوالعزم تها - اس نے ینگ چري فوجوں کا قتل عام کرکے خاتمه کردیا - اس کا اثر یه هوا که اس کي هیبت دلوں پر چهاگئي ' اور علماء دولت بهي باوجود اپني تمام سرکشیوں کے لرزنے لگے - اسي سلطان نے اصلاح کے لئے اپني سلطنت کے دروازے کهول دیے اور فوج کا نظام بالکل جدید کر دیا - عام ترکي لباس بهي ترک کر دیا گیا - اور خود سلطان نے نیا فوجي لباس پهنکر اس کي ابتدا کردي - مگر افسوس هے که اب بہت دیر هوچکي تهي - یورپ ترو تازه هوکر از سر نو ترکي کي تباهي پر تل گیا تها ' اور هرگز نهیں چاهتا تها که یه پرانا حریف از سر نو طاقت حاصل کرلے - چنانچه ترکي کي ماتحت عیسائي اقوام سے بغاوت کرائي گئي ' ان کي حمایت و حفاظت کے لیے مداخلت کا مطالبه کیا گیا ' اور بین الاقوامي سیاست میں " مسئلهٔ مشرق " کے نام سے ایک جدید لفظ کا اضافه هوگیا ' جس سے مقصود صرف یه تها که ترکي کا خاتمه کر دیا جاے -

یه تاریخي واقعه هے که سلطان محمود اور ان کے بعد سلطان عبد المجید نے اصلاحات عام کرنے کي سر توڑ کوششیں کیں ' شیخ الاسلام احمد عارف آفندي نے تمام قلمرو میں دوره کرکے مسلمانوں کو سمجهانا شروع کیا که اصلاحات شریعت کے خلاف نهیں هیں ' اور انهیں نفرت و وحشت کي نظر سے نهیں دیکهنا چاهئے - اس طرح تمدني اصلاحات کي راه میں کوئي بهي اندروني رکاوٹ باقي نهیں رهي تهي - لیکن خود یورپ ' جو همیشه اصلاحات کے لیے غل مچایا کرتا تها ' سد راه هوا - لا متناهي جنگوں کا سلسله شروع کرادیا گیا ' اور ترکي کے مدبرین اور خزانه کو اصلاح کي ذرا بهي مهلت نهیں دي گئي - اس طرح ۶۸ سال کا زمانه نکل گیا -

---

زنجي تحریک حریت

کچهه عرصه سے افریقا کے زنجیوں میں آزادي کي تحریک پهیل رهي هے - اس کا مرکز جمهوریه " لیبري " میں هے - مرقص گاروي صدر انجمن " آزادي جنس زنجي " نے اعلان کیا هے که نصف صدي کے اندر اندر افریقا کے سیاه آدمي اس قابل هو جائیں گے که اپنے اوپر خود حکومت کرنے لگیں اور پورے افریقا کي متحده جمهوریت قائم کرلیں - صدر نے کام کي موجوده مشکلات کا اعتراف کرتے هوئے کها هے : هم في الحال تقریر و تحریر کے ذریعه پروپگنڈا نهیں کرسکتے - کیونکه باشندوں میں تعلیم مفقود هے - لیکن همارے پاس ایک معقول ذریعه موجود هے ' اور وه " ڈهول " هے - هم ڈهول پر اپني دعوت ایک قبیله سے دوسرے قبیله تک پهنچادیتے هیں اور باشندے اسے قبول کرتے جاتے هیں -

(پارلیمنٹري گالیاں)

پارلیمنٹوں میں همیشه تعلیم یافته آدمي بیٹهتے هیں - با ایں همه ان کي گالیوں کا ایک نمونه ملاحظه هو:

سرویا کي پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے ایک مقرر کو مخاطب کرکے کها : " چرس پینے والے ! مرده کهوپڑیوں کے سوداگر! حریت کے قاتل! "

جرمن پارلیمنٹ میں ایک ممبر نے دوسرے سے کها : " تو سڑا هوا سور هے ! تو کیڑے پڑا هوا جسم هے ! تو دیوانوں کا بادشاه هے ! "

" تو بوئر یهودي هے ! تو قانون کا تاجر هے ! تو آئرلینڈي شکاري کي رسي هے ! تو کرامول کے زمانه کا سڑا هوا چیتهڑا هے ! " یه انگریزي پارلیمنٹ میں ایک ممبر کا بیان تها !

WANTED.

Urdu Trained Mistresses for the Karachi Municipal Urdu Girls Schools on the following salary :

	Pay	Allowance	Total
1st Year (Junior)	Rs. 50/-	Rs. 10/-	Rs. 60/-
2nd Year	,, 55/-	,, 10/-	,, 65/-
3rd Year (Senior)	,, 65/-	,, 10/-	,, 75/-

The above posts are pensionable and governed by the Municipal Pension & Provident Fund Rules. The appointments will be on 2 years' contract in the first instance. Apply with full details; also age, nationality with copies of testimonials, if any. Applications should reach the Undersigned on or before 1 11 1927. Those already in service, should apply through their authorities under whom they are employed.

Sd. V. G. PRADHAN,
Administrative Officer.
SCHOOL BOARD,
KARACHI MUNICIPALITY, (I.H)

برید شرق

مکتوب آستانہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

قصرِ یلدیز کے ہوٹل کی بندش۔ مجلس کے انتخابات۔ ایک نئی سازش۔ ترک اور افغان۔ ٹرکی اور ایران

قصرِ یلدیز کے ملعب کی بندش

آپ کے قارئین، قصرِ یلدیز کے نام سے ناآشنا نہ ہونگے۔ یہی وہ محل بلکہ قلعہ ہے جس میں بیٹھ کر سلطان عبدالحمید ثانی نے کامل ۳۳ سال تک ایسے استبداد و قہر کی حکومت کی، جو موجودہ دُنیا کی تاریخ میں کوئی دوسری مثال نہیں رکھتی!

یلدیز، باسفورس کے یُورپی ساحل پر واقع ہے۔ اُس کا پہلا پھاٹک، بالکل لبِ سمندر ہے۔ یہاں سے صنوبر کے گھنے اور خوبصورت جنگل شروع ہوجاتے ہیں۔ انہیں طے کرکے محل تک پہنچنے کے لئے تیز موٹر کاریں بھی کم سے کم پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں۔ بہت بلندی پر محل، مستحکم قلعہ کی طرح کھڑا ہے۔ پہلے اُس کے گرد میلوں تک، مورچے اور قلعہ بندیاں تھیں اُس زمانے میں یلدیز کا نام ترکوں کے دل لرزا دیتا تھا۔ یلدیز کا نام لینا، یلدیز کا ذکر کرنا، یلدیز کا لفظ تحریر میں لانا، یلدیز کی طرف نظر اُٹھانا، یہ سب باتیں انسان کو حکومت کی نظر میں مشتبہ کرنے کے لئے کافی تھیں۔ اُسوقت بڑے بڑے حکام کے سوا، کسی ترک کے وہم میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ اندر سے یلدیز کی کبھی جھلک دیکھ لے سکتا تھا!

۳۳ سال کے بعد یلدیز کا یہ طلسم ٹوٹا۔ سلطان محمد خامس مرحوم کے زمانے میں اُس کی وہ ہیبت باقی نہیں رہی۔ لیکن عوام کے لئے اُس کا داخلہ اب بھی ناممکن تھا۔

وحید الدین محمد سادس، آخری عثمانی سلطان کے زمانے میں پھر یلدیز نے اپنا رعب واپس لینا شروع کردیا تھا۔ یہ سلطان، اپنے بھائی عبدالحمید کی سی طبیعت رکھتا تھا، اور اُسی جبروت سے حکومت کرنی چاہتا تھا۔ مگر زمانے کے انقلابات نے اُسے مہلت نہ دی اُسے تخت سلطنت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوجانا پڑا۔

آخری خلیفہ، سلطان عبدالمجید کے مختصر عہد میں یلدیز کی تمام ہیبت زائل ہوگئی۔ جمہوریت نے آتے ہی اُس کے دروازے عام خلقت کے لئے کھول دئیے۔

جمہوری حکومت نے یہ محل آستانہ کی بلدیہ (میونسپلٹی) کو دے دیا تھا۔ مقصود یہ تھا کہ اس طرح استعمال میں لایا جائے کہ شہر کے باشندوں کی خوشحالی میں ترقی ہو۔ اور اُس کے قیام و مصارف کا بار خزینۂ حکومت پر نہ پڑے۔ اُسی زمانے میں ایک اٹالین سرمایہ دار ماتوسیرا نامی نے درخواست پیش کی کہ یہ محل اُسے کرایہ پر دیدیا جائے۔ وہ اس میں ہوٹل اور ملعب (تفریح کی جگہ) قائم کرے گا، اور ایک معقول رقم حکومت کو دیا کرے گا۔ ترکی حکومت نے یہ تجویز اس شرط پر منظور کرلی کہ ترک باشندوں کو اُس میں شریک ہونے کی اجازت نہ دی جائے اور اُس کے قیام کا اعلان دنیا کے تمام بڑے بڑے شہروں میں کردیا جائے۔ حکومت کا خیال تھا کہ اس طرح ترک، اسراف سے بچ جائیں گے اور دوسرے ملکوں کے دولت مند یہاں آکر اپنی دولت بہائیں گے۔ اور اس طرح شہر کو وہ عظیم مالی فوائد حاصل ہوں گے جو اسوقت تک صرف یورپ کے بڑے بڑے شہروں کو حاصل ہو رہے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ارکان حکومت کی بہت بڑی غلطی تھی۔ اُنھوں نے معاملہ کا صرف ایک ہی پہلو دیکھا، اور تمام پہلو نظر انداز کردئیے۔

بہرحال اٹالین نے شرائط منظور کرلیں، اور افسوس ہے کہ تاریخ میں پہلی مرتبہ ترکی سلاطین کے پایۂ تخت میں لہو و لعب کا یہ عظیم الشان مرکز قائم ہوگیا!

ٹھیکہ کی باقی شرطیں یہ تھیں کہ ماہوار کرایہ کے علاوہ بلدیہ کو ہوٹل کی آمدنی سے بھی فی صدی ایک معقول رقم دیجائے گی۔ چنانچہ بلدیہ نے پہلی قسط ۱،۳۵۰،۰۰۰ (ترکی پونڈ) کی ہوٹل کی آمدنی سے وصول کئے اس کے مقابلہ میں سرمایہ دار کو ۱۰ لاکھ ترکی پونڈ نفع ہوا۔

تقریبًا ۷ مہینے یہ سلسلہ جاری رہا۔ مگر اس تمام مدت میں بلدیہ کو برابر شکایت رہی کہ کرایہ دار معاہدے کی شرطیں پوری نہیں کر رہا ہے۔ ترکی اخبارات میں روز مضامین شایع ہوتے تھے اور اعداد و شمار سے دکھایا جاتا تھا کہ اس لعب سے ترکی قوم کی کتنی دولت ضائع ہو رہی ہے بجائے اس کے کہ یورپ کے سرمایہ دار یہاں آکر اپنی دولت صرف کریں، خود ترکوں کی دولت برباد کرنے کا ذریعہ بن گیا ہے۔ ہوٹل میں علانیہ قمار کھیلا جاتا تھا، اور اس کا شوق ترکوں میں بھی پھیلنے لگا تھا۔ دُنیا کی یہ شریف ترین قوم اب تک قمار کے مہلک مرض سے محفوظ تھی، لیکن اس اٹالین سرمایہ دار کی زبردستی اور ارکان حکومت کی ناعاقبت اندیشی نے اس سے ترکوں کو بھی آشنا کردیا!

ایک طرف یہ بربادی پھیلی ہوئی تھی، دوسری طرف یورپ کے دولتمندوں نے گویا اس کا مقاطعہ کر رکھا تھا۔ اول تو کرایہ دار نے اس مرکز کا یورپ کے مراکز تفریح میں اعلان ہی نہیں کیا، کیونکہ اُس نے دیکھا، مقامی آبادی ہی اُس کی مطلب براری کے لئے کافی ہے پھر یہ بھی ہوا کہ قومی تعصب کی وجہ سے دوسری قوموں کے دولتمند، لنڈن پیرس، برلن کو چھوڑ کر اپنی دولت ترکوں میں خرچ کرنا پسند نہیں کرتے تھے

الحمدللہ کہ ۷ ماہ کی غفلت کے بعد اب حکومت متنبہ ہوئی اور اُسنے فیصلہ کرلیا کہ اس عظیم خطرے کا سدباب کردے۔ چنانچہ کل رات کو کمشنر نظیف بک پولیس کی ایک بڑی جمعیت لے کر محل یلدیز میں گھس پڑے۔ قمار خانے میں داخل ہوئے۔ وہاں بازیاں لگ رہی تھیں۔ حاضرین میں ایک اچھی تعداد ترکوں کی موجود تھی۔ ایک ترک طالب علم بھی موجود تھا۔ لوگ اسے آسمانی بلا سمجھ کر بھاگنے لگے۔ مگر کمشنر نے ڈپٹ کر کہا:

"کھیل ختم ہوگیا۔ کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلے!"

چنانچہ سب مبہوت کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ فورًا اُن کے نام لکھے گئے۔ بازی کی رقمیں جمع کی گئیں۔ کل ۳۰،۷۰۰ پونڈ تھے۔ پھر قمار خانے کا صندوق ضبط کیا گیا۔ اُس میں ۴۰،۰۰۰ پونڈ تھے۔ ایک شخص اتنی ہی رقم لئے بھاگ رہا تھا، اُسے بھی گرفتار کیا گیا۔ پھر محل کے تمام دروازے مقفل کردئیے گئے اور محافظ پھاٹکوں پر کھڑے ہوگئے۔

اس واقعہ کے بعد کمشنر نے حسب ذیل بیان شایع کیا:

"حکومت نے صرف اس بات کی اجازت دی تھی کہ اجنبی لوگ یلدیز میں اپنا ملعب قائم کریں تاکہ اس سے شہر کو مالی منفعت حاصل ہو لیکن ماتوسیرا نے معاہدے کی پابندی نہیں کی اور اُسے شہر کے لئے ایک نہایت خطرناک قمار خانہ بنا دیا جسے کسی حال میں بھی حکومت گوارا نہیں کرسکتی۔ مجبورًا حکومت نے فیصلہ کرلیا کہ معاہدہ منسوخ کردے اور قوم کو اس مصیبت سے نجات دلائے"

اس طرح ترکوں کو یلدیز کی مصیبت سے دوبارہ نجات مل گئی۔

مجلس کے انتخابات

مجلس (پارلیمنٹ) کے انتخابات ختم ہوگئے۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی پوری جماعت انتخابات میں کامیاب ہوگئی۔ کسی دوسری جماعت کا ایک آدمی بھی نئی مجلس میں نہ ہوگا۔ تمام کرسیاں "خلق فرقہ سی" کے آدمیوں ہی کے قبضہ میں رہیں گی۔

اس کامیابی پر غازی ممدوح نے قوم کے نام ایک اعلان شایع کیا ہے۔ اُس میں لکھتے ہیں:

"میرے عزیز برادران وطن نے اپنی متفقہ رائے سے ثابت کردیا کہ وہ ہماری سیاسی جماعت پر اعتماد رکھتے ہیں۔ اُس کی گزشتہ خدمات بہ نظر استحسان دیکھتے ہیں، اور اُس کے آئندہ مسلک کو مفید یقین کرتے ہیں۔ یقینًا اُن کا یہ اعتماد، ہمارے لئے بہت ہمت افزا ہے۔ اُسنے ہمیں مستقبل کی تعمیر کے لئے پہلے سے بھی زیادہ قوت بخش دی ہے"

بلاشبہ یہ کامیابی ہے۔ لیکن اس میں ایک پہلو ایسا بھی موجود ہے جو ہر شخص کی توجہ اپنی طرف مبذول کرلیتا ہے۔ واقعہ یہ ہے جیسا کہ پچھلے مکتوب میں لکھ چکا ہوں کہ موجودہ انتخابات میں اس جمہوری جماعت کے سوا کوئی دوسری جماعت شریک ہی نہیں ہوئی تھی۔ لہٰذا ہر حال میں یہی نتیجہ نکلتا تھا کہ اس جماعت کے امیدوار منتخب ہوجائیں اسے کوئی ایسی کامیابی نہیں کہہ سکتے جو مقابلہ کے بعد حاصل ہوتی ہو۔

یہ اہم پہلو، خود انگورہ کے نیم سرکاری اخبار "حاکمیت ملت" کو بھی زیر بحث لانا پڑا۔ وہ اپنے مقالۂ افتتاحیہ میں لکھتا ہے:

"دوسرے ملکوں میں انتخابات، مختلف ذہنی مذاہب (اسکول) یا مختلف طبقوں کے ذاتی منافع کی بنا پر ہوا کرتے ہیں۔ انہیں دونوں سببوں سے مختلف سیاسی جماعتیں قائم ہوجاتی ہیں۔ اور ان میں سے ہر جماعت برسر اقتدار آنے کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن ٹرکی میں یہ صورت حال نہیں ہے۔ یہاں اب تک ایسے طبقے موجود نہیں ہیں جن کے مفاد مختلف ہوں۔ ٹرکی میں سرمایہ داروں، مزدوروں، اور متوسط الحال لوگوں کی جمعیتیں موجود نہیں ہیں۔ یہاں صرف ایک ہی قوم ہے، اور تمام باشندے مشترک مفاد و اغراض رکھتے ہیں"

"بلاشبہ حالت امن میں یہاں بھی دو فکری رجحان پیدا ہوجاتے ہیں: ایک گروہ کا فکری رجحان یہ ہوتا ہے کہ ملک کی نجات و سلامتی ماضی میں، ماضی کی تقلید میں، اور قدیم رسم و رواج کی پابندی میں ہے۔ دوسرے گروہ کی رائے میں کامیابی تمام تر اصلاح و تجدید میں ہے پہلے گروہ میں عامۃ الناس اور غیر تعلیم یافتہ اشخاص داخل ہیں دوسرے

جاتی ہے۔ اگر اعلیٰ حضرت، مہربانی فرما کر پیرس، لندن، اور روم کے اخبارات پر ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہو جائے گا کہ جو قومیں اپنی مصلحت سے ہماری مدد کیا کرتی تھیں، اب وہ ہماری تباہی کا یقین کرنے لگی ہیں۔ انگلستان، فرانس، اور اٹلی کے بہت سے مدبر ہمارے حکام کی حرکتیں دیکھ کر اور رعایا پر ظلم و ستم مشاہدہ کر کے اپنی تحریروں اور تقریروں میں اعلان کرنے لگے ہیں "یہ حکومت ہرگز اپنی اصلاح نہیں کر سکتی۔ اُس کا زوال یقینی ہے۔ ہم بھی اُسے چھوڑ دیں۔ اُس کی موت جلد واقع ہو جانے دیں!"

میرے آقا! ہمیں ان پیشین گوئیوں کی تکذیب کر دینی چاہیئے لیکن یہ اُسی وقت ممکن ہے کہ اپنی حکومت میں تبدیلی کریں۔ یہ تبدیلی ضرور بہتر ہوگی، کیونکہ اعلیٰ حضرت کے ارادے اور حکم سے ہوگی۔ ہم فرانس، انگلستان، اور اٹلی پر ثابت کر دیں کہ نہ ہماری قومیت نے ہمیں اس کمزوری اور فساد میں گرفتار رکھا ہے، نہ یہ ہمارے مقدس دین ہی کا اقتضا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم مر چکے ہیں! ہم زندوں کی طرح عمل کر کے دکھا دیں کہ نہیں مرے نہیں ہیں، زندہ ہیں!

میرے آقا! ہم پہلی قوم نہیں ہیں جسپر زمانے نے یورش کی ہے۔ اُسکی ہر خوبی بگاڑ ڈالی ہے، اور اُس کے تمام قویٰ کمزور کر ڈالے ہیں۔ ہم آخری قوم بھی نہیں ہونگے جس کی ایسی زبوں حالت ہوئی ہے۔ یورپ میں بھی بہت سی ایسی قومیں ہیں جن پر زمانہ اپنی تمام مصیبتوں کے ساتھ ٹوٹ پڑا ہے، اور ان کا حال بھی بالکل ہمارے جیسا ہو گیا ہے۔ میں اعلیٰحضرت کے روبرو عرض کر چکا ہوں کہ گزشتہ صدی میں فرانسیسی قوم کس قدر تباہ ہو گئی تھی۔ کس طرح اُس کی صنعت و حرفت برباد ہو گئی تھی۔ کس درجہ اُس کی ثروت کم ہو گئی تھی کہ ہر دس سال کے بعد دیوالیہ ہو جایا کرتی تھی۔ کس طرح اُس کے تمام طبقوں پر ظلم ہو رہا تھا، حتیٰ کہ اُسوقت کے ایک مدبر نے لوئی یازدہم سے کہدیا تھا "آپ کی سلطنت میں کوئی نہیں جو اپنی ثروت پر فخر کرے اور وزیر کے انتقام سے بچ جائے۔ کوئی نہیں جو اپنی جان پر صبر و شکر کرے اور ایک حقیر حراسی کے غصہ سے بھی بچ نکلے"۔ اس ملک میں حکومت کا کوئی رعب و دبدبہ باقی نہ رہا تھا۔ اُس کے سامنے عمل کی تمام راہیں بند ہو گئی تھیں۔ حواس گم ہو گئے تھے۔ روز ایک نئی روش اختیار کرتی اور بدلتی تھی۔ جنگ ہفت سالہ کے بعد تو فرانس گر کر تیسرے درجے کی دول کے زمرے میں شمار ہونے لگا تھا۔ لیکن اُسنے پھر بہت جلد اپنی اصلی جگہ حاصل کر لی۔ چند ہی سال میں اُس کی تمام برباد قوتیں واپس آگئیں۔ حتیٰ کہ اُس کی فوجوں نے پورے یورپ کی متحدہ یلغار روک دی۔

یہ حیرت انگیز کامیابی فرانس نے کیونکر حاصل کی؟ صرف اسوجہ سے کہ اُسنے حکومت کے بوسیدہ نظام کی جگہ ایک نیا صحیح پرور نظام قائم کر دیا تھا۔ بلاشبہ یہ شاندار تبدیلی مصائب سے خالی نہ تھی۔ بہت سا خون بہا، بہت سے آنسو گرے۔ مگر یہ مصائب کچھ اس تبدیلی کا لازمی نتیجہ نہ تھیں۔ ان مصائب کی اصلی وجہ یہ تھی کہ تبدیلی اُسوقت واقع ہوئی جب اُس کے لئے ذرا بھی وقت باقی نہ رہا تھا۔ بالکل آخری لمحہ تھا، وہ لمحہ جس میں اگر قومیں اُٹھ پڑتی ہیں، تو اُن کا اُٹھنا بڑا ہی ہولناک ہوتا ہے۔

میرے آقا! ایک فرانسیسی قوم ہی ایسی نہیں ہے جو اپنے مصائب سے صحیح سالم نکل آئی ہو۔ فرانس کے علاوہ اور بھی ایسی قومیں موجود ہیں۔ ریاست پیمونٹ (اٹلی) کے نواب نے آرزو کی کہ عظیم الشان اطالین قوم کا بادشاہ ہو جائے۔ وہ بادشاہ ہو گیا! کیونکر؟ اُسنے کوئی فوج جمع نہیں کی، کوئی رسالہ طیار نہیں کیا۔ اُسنے صرف یہ کیا کہ قوم کو ایک آزاد دستور حکومت بخش دیا۔ اس بخشش کے ساتھ ہی اُس کی فتوحات شروع ہو گئیں۔ زمین کی فتوحات نہیں جن پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا، دلوں کی، [illegible] دنیا کی حقیقی فتوحات ہیں۔ وہ پورے اٹلی کے دلوں اور عقلوں پر قابض ہو گیا۔ مرتے وقت اُسنے متبسم لبوں سے پیشین گوئی کی تھی "میرے بیٹے وکٹر عمانوئل کی سلطنت کا رقبہ میری ریاست کے رقبہ سے تین گنا زیادہ ہوگا" دُنیا نے دیکھ لیا کہ بوڑھے نواب کی پیشین گوئی بالکل حق تھی، یہ کیوں ہوا؟ صرف اس وجہ سے کہ دانشمند حکمران نے ٹھیک وقت پر آزادی کا لفظ اپنی زبان سے کہا تھا، وہ لفظ جو اپنے تین حرفوں میں دنیا کی تمام سعادتیں اور کامرانیاں پوشیدہ رکھتا ہے!

میرے پاس اس سے بھی زیادہ روشن اور صاف مثالیں موجود ہیں اور اس کی مستحق ہیں کہ اعلیٰ حضرت اُن پر نظر غائر ڈالیں۔ لیکن میں اس عریضہ میں اُن سب کا ذکر نہیں کر سکتا۔ میں آسٹریا کا ذکر کروں جو اپنی دستوری آزادی کے سہارے وقت کے عظیم خطروں سے محفوظ گزر رہی ہے؟ پروشیا کا ذکر کروں جو ابھی کل کی بات ہے کہ اپنی تہذیب کی بدولت میدان جنگ سے فتحمند نکلی ہے؟ لیکن مجھے زیادہ بیان کی ضرورت نہیں۔ میں جس قدر عرض کر چکا ہوں، اعلیٰ حضرت کو مطمئن کر دینے کے لئے کافی ہے۔

اعلیٰ حضرت! قوموں کی آزادی اُن کا حق ہے۔ اُن کی امانت ہے۔ اُن کا ورثہ ہے۔ اور حکومتوں کا فرض ہے کہ اس امانت کے سپرد کر دینے میں تساہل نہ کریں۔ یہ سپردگی ان کی قوت بڑھاتی ہے اور انھیں ہر طرح کے خطروں سے محفوظ کر دیتی ہے۔ آج دنیا کی تمام حکومتیں اس امانت کی سپردگی پر مجبور ہو گئی ہیں۔ کونسی وجہ ہے کہ عثمانی حکومت اس عام اجتماعی حالت سے مستثنیٰ تصور کر لیا جائے؟ کیا ترکی قوم زمرۂ اقوام میں شامل نہیں ہے؟

پھر ایسا کیوں ہو؟ کیا اس لئے کہ ہمارا دین ہمیں ترقی و سعادت سے محروم رکھتا اور تمدن و شائستگی سے دُور رکھنا چاہتا ہے؟ میرا جلیل القدر آقا مجھ سے زیادہ واقف ہے کہ ایک لمحہ کے لئے یہ گمان صحیح نہیں ہو سکتا۔

میرے آقا! اس دنیا میں دو سیاستیں نہیں ہیں: اسلامی اور مسیحی۔ عدل ایک ہی ہے، اور سیاست اُس عدل کے سوا کچھ نہیں جو حاکم کے ہاتھ سے صادر ہوتا ہے۔

یہ ہمارا دین نہیں ہے بلکہ ہمارا قدیم نظام ہے جو ہمیں فنا کر رہا ہے۔ اُس نے ہمارے مدبروں کی طبیعت بگاڑ دی اور اُن کی خودداری زائل کر دی پھر ان مدبروں نے سلطنت کی طبیعت بگاڑ دی اور اُس کی عزت تلف ہو گئی۔ پس ہمیں یہ نظام ترک کر دینا چاہیئے اور اُس کی طرف کبھی لوٹنا نہیں چاہیئے۔ اس نظام کے بوجھ کے نیچے اُمت پڑی سسک رہی ہے۔ یہ نظام حملہ آور دشمن سے ہمیں کبھی پناہ نہیں دے سکتا۔ ہمیں وہ نظام اختیار کرنا چاہیئے جو عدل و مساوات اور حریت صادقہ کا نظام ہے، اور جسکا خاصہ یہ ہے کہ جہاں کہیں قائم ہو جاتا ہے وہاں قوموں کو ہاتھ پکڑ کر اُٹھا دیتا ہے اور عظمت کے محل طیار کر دیتا ہے۔

کیا ہمارے لئے یہ زیبا ہے کہ وہ صوبے جو ابھی حال ہی میں ہم سے جدا ہوئے ہیں اور جنھیں اپنے خون یا دین کے لحاظ سے ہم پر کوئی ترجیح حاصل نہیں، آزاد نظام حکومت کا خیر مقدم کریں، اور ہم پس و پیش میں پڑے رہیں؟ کیا آپکی سلطنت میں ایسے سچے اور مخلص محب وطن موجود نہیں ہیں جیسے مصر، تیونس، مولڈاویا، رومانیہ، اور سرویہ میں ہیں؟ کیوں نہیں ضرور ہیں۔ انھیں بلائیے، وہ سر کے بل دوڑ کر آئیں گے۔ ہر شہر میں رعایا کی پسند سے ایک گروہ منتخب کیجئے، وہ آپکے سامنے رعیت کے معاملات بے نقاب کرے گا، اور پھر وہ راہ عمل باز ہو جائے گی جس کی جانب حضور کی ابوی شفقت کا رجحان ہے۔ اس کے بعد اپنے شاہانہ ارادے سے رعایا کے نمائندوں کو اپنی سلطنت کے مرکز میں جمع کیجئے۔ وہ عرش اعظم کے روبرو رعیت کی ضرورتیں پیش کرینگے اور عتبۂ عالیہ تک اُس کی آرزوئیں پہونچائیں گے۔

ایک طبیب کہا کرتا تھا "مجھے ایک گز کپڑا دو، میں تمھیں ایک شریف آدمی دے دوں گا"۔ اے میرے آقا آپ بھی اپنی سرپرستی میں حقوق عطا کر کے اپنی رعایا کو محنتی، اولوالعزم، اور زندہ بنا دے سکتے ہیں۔ وہ آزادی کی بخشش پر حضور کی شکر گزار ہوگی، ظلم اُٹھ جانے پر دعائیں دے گی۔ آپ کی خدمت کے لئے اپنی جانیں قربان کرے گی۔ آپ کی، اپنی اور سلطنت کی بھلائی کے لئے کوشش کرے گی۔ اُس کی عقل درست ہو جائے گی۔ اُس کا نفس پاک ہو جائے گا، اور اس طرح وہ اسلاف کی فضیلتیں دوبارہ حاصل کر لے گی۔ جب خطرے کا بگل بجے گا، تو وہ ہتیلیوں پر سر لے کر دوڑے گی، عرش معظم کے گرد جمع ہو جائے گی، اور اعلیٰ حضرت کی نصرت میں خوش و خرم موت کا خیر مقدم بجا لائے گی کیونکہ وہ سمجھے گی، اُس کی تمام سعادتوں کا ضامن و سرچشمہ یہی عرش مبارک ہے۔

میں یہاں اس دستوری نظام حکومت کی تشریح کرنی نہیں چاہتا جسے میں ملک کی قابلیت، اخلاق، اور روایات کے مطابق دیکھنے کا متمنی ہوں۔ میں عنقریب یہ دستور اعلیٰ حضرت کے حضور میں پیش کر دوں گا۔ اسے میں نے اور میرے رفقاء نے ترتیب دیا ہے۔

اعلیٰ حضرت کے علم میں یہ حقیقت پہلے سے موجود ہے کہ میں طالب غرض نہیں ہوں۔ مجھے نہ کسی منصب کی طلب ہے نہ کسی عطیئے اور بخشش کی آرزو۔ میری غرض صرف اس قدر ہے، اور میں بلند آہنگی سے اُس کا اعلان کرتا ہوں، کہ اعلیٰ حضرت کے روبرو سلطنت کی عظیم اکثریت یعنی مسلمانوں اور مسیحیوں کی آرزو رکھ دوں۔ یقیناً جلا وطنی کی تمام تلخیاں مجھ پر آسان ہو جائیں گی اگر ذات شاہانہ کے سامنے حقیقت عریاں پیش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت سلطان معظم! سب سے پہلے خود اپنے ضمیر طاہر کی طرف رجوع کیجئے کہ وہ اس زمانے میں آپ کا کیا فرض بتاتا ہے، جبکہ آپ کی رعیت حیرت میں پڑ گئی ہے اور پورے معنی میں تباہ ہو رہی ہے؟ یہ ایک جلیل القدر عمل ہے۔ اسے وہی انجام دے سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عزم و شہامت کا وصف عطا فرما دیا ہے۔ جو کوئی بھی یہ عمل عظیم انجام دے گا، تاریخ اُس کا نام ہمیشہ یاد رکھے گی اور تمام مخلوق اُس کا نام عزت و شکر گزاری کے ساتھ لیتی رہے گی!

میرے آقا! اگر زمانے نے حضور والا کو وہ شرف نہیں بخشا جو آپکے اجداد کے حصے میں آیا تھا، یعنی آپ کے ہاتھوں اس عظیم سلطنت کی بنیاد نہیں پڑی، تو زمانے نے یہ شرف آپکے لئے محفوظ رکھ چھوڑا تھا کہ اس سلطنت کی عظمت رفتہ دوبارہ واپس لانے کا کام آپ ہی کے دست مبارک سے انجام پائے۔ تمام صادق محبان وطن بلکہ آپ کی کروڑوں مسلمان اور مسیحی رعایا کی آوازیں اس دعوت میں میری شریک ہیں کہ حضور اس عمل عظیم و اشرف کی طرف متوجہ ہوں۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت ہی اُس کے اہل ہیں۔ یہ شرف حضور کے اسم گرامی کو اُن عظمائے تاریخ کے بلند نام کی صف میں لکھ دے گا جن کی تمام مخلوق تعظیم کرتی اور جن کی عظمت کے راگ تمام قومیں گا رہی ہیں"

مصطفٰے فاضل ۔ ۱۸۶۶ء

خط و کتابت
میں

اپنا نمبر ضرور لکھا کیجئے جو ہر ہفتہ رسالہ کی چٹ پر آپکے نام کے ساتھ درج ہوتا ہے۔

منیجر

دلآزار مذہبی تحریریں اور مُسلمانوں کا پچھلا مظاہرہ

اسلام اور سزائے قتل

ایک جویائے حق کے خط کے جواب میں

(۲)

یہاں تک میں نے جو کچھ لکھا، وہ اس باب میں ایک اصولی بحث تھی۔ میں نے ابھی اس طرف توجہ ہی نہیں کی ہو کہ جن باتوں کا آپنے ذکر کیا ہو اُن کی اصلیت کیا ہو اور وہ فی الحقیقت اسلام کے احکام ہیں یا نہیں؟ میں صرف یہ واضح کرنا چاہتا تھا کہ صورتِ حال کچھ ہی کیوں نہ ہو لیکن آپکا طریقِ نظر صحیح نہیں ہو۔ آپ اسلام کی حقیقی تعلیم معلوم کرنے کے بعد محض اس وجہ سے اپنے آپ کو "شک وشبہ" کے حوالے کر دیتے ہیں کہ "دوسرے مسلمانوں" کا فہم وعمل اس کے خلاف نظر آتا ہو۔ "دوسرے مسلمانوں" کا یہ بیان کردہ فہم وعمل فی الحقیقت خلاف ہو یا نہیں؟ اس سے بھی ابھی کوئی بحث نہیں۔ سوال یہ ہو کہ ایک جویائے حقیقت انسان جس کا مقصد جنگ ونزاع نہیں بلکہ سچائی کی طلب وتحقیق ہو، کیوں راہِ تحقیق میں اصل تعلیم چھوڑ کر لوگوں کے فہم وعمل سے متاثر ہو، اور اس کی وجہ سے "شکوک وشبہات" میں مبتلا ہو جائے!

بہ حیثیت ایک طالبِ حق وصداقت کے یہ بات پیشتر سے آپ کے علم میں ہونی چاہئیے کہ مذاہب کی تعلیم اور پیروانِ مذاہب کا فہم وعمل دو مختلف چیزیں ہوگئی ہیں۔ ایک چیز نہیں ہیں، اور اس لئے اگر اس طرح کا کوئی اختلاف آپکے علم میں آتا ہو، تو یہ کوئی نیا انکشاف نہیں ہو جس سے آپ حیران وسراسیمہ ہو جائیں، بلکہ پیشتر کی سمجھی بوجھی ہوئی بات کا ایک مزید معائنہ اور تجربہ ہو۔ تجربہ شک شبہ کا باعث کیوں ہو؟ اس سے تو آپکے علم ویقین میں اور زیادہ اضافہ ہونا چاہیئے؟

دعوتِ قرآنی کی بنیادی اصل

یہ موقعہ زیادہ تفصیل وبحث کا نہیں ہو ورنہ میں آپ کو بتلاتا کہ جستجوے حقیقت اور معرفتِ صداقت کی یہی وہ بنیادی اصل ہو، جس کی اب سے تیرہ سو برس پہلے قرآن حکیم نے نوعِ انسانی کو دعوت دی تھی۔ دراصل قرآن کی ساری تعلیم اسی اصل کی شرح ہو۔ قرآن جس وقت نازل ہوا، اُس وقت دُنیا میں مذاہب کے پیروؤں کی کمی نہ تھی، لیکن مذاہب کی حقیقت گُم ہو چکی تھی۔ اُسی طرح گم تھی جس طرح آج بھی گم ہو۔ مذاہب کے پیروؤں کی بے شمار جماعتیں قائم تھیں، اور ہر جماعت صرف اپنے ہی کو سچائی کی وارث اور ہر دوسری جماعت کو سچائی سے محروم یقین کرتی تھی۔ سچائی کی راہ ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے قرآن کے لئے بہ ظاہر دو ہی طریقے ہو سکتے تھے: یا تو تمام پیروانِ مذاہب کی تصدیق کرے یا سب کی تکذیب کرے۔ سب کی تصدیق کی نہیں جا سکتی تھی کیونکہ ہر ایک کا دعویٰ دوسرے سے متضاد تھا۔ ہر جماعت نہ صرف اپنی صداقت کی مدعی تھی، بلکہ دوسرے کے بطلان کی بھی مدعی تھی۔ اس لئے سب کی تصدیق کے معنی یہ تھے کہ سب کو بہ یک وقت حق اور باطل، دونوں تسلیم کر لیا جائے۔ اسی طرح سب کی تکذیب بھی صداقت کے خلاف تھی۔ کیونکہ اس صورت میں دُنیا کا مذہبی صداقت سے خالی ہونا لازم آتا تھا، اور انسان کی روحانی ہدایت وتربیت کی تمام بنیادیں منہدم ہو جاتی تھیں۔ پس اُسنے ان دونوں طریقوں میں سے کوئی طریقہ بھی اختیار نہیں کیا۔ ایک تیسری راہ اختیار کی۔ اُسنے کہا، دُنیا کے تمام مذاہب حق ہیں، لیکن دنیا کے تمام پیروانِ مذاہب حق سے منحرف ہو گئے ہیں۔ جس قدر بھی گمراہی ہو، جس قدر بھی اختلاف ہو، جسقدر بھی دعووں کی لڑائی اور جماعت بندیوں کا تصادم ہو، پیروانِ مذہب کے فہم وعمل میں ہو۔ مذاہب کی تعلیم میں نہیں ہو۔ اگر پیروانِ مذہب کا یہ انحراف دُور ہو جائے جو حق نہیں ہو، تو ہر جماعت کے پاس وہ چیز باقی رہ جائے گی جو صرف حق ہو، اور چونکہ وہ حق ہو، اس لئے نہ تو اُس میں ایک راہ سے زیادہ کی گنجائش ہو۔ نہ کسی طرح کے اختلاف ونزاع کا امکان۔ یہی مذاہبِ عالم کا "مشترک حق" دنیا کی عالمگیر روحانی صداقت ہو، اور اسی کو قرآن نے اپنی زبان میں "اسلام" اور "صراط مستقیم" سے تعبیر کیا ہو:

قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا، وما انزل الی ابراہیم واسماعیل ویعقوب والاسباط، وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ، وما اوتی النبیون من ربھم، لا نفرق بین احد منھم، ونحن لہ مسلمون! فان آمنوا بمثل ما آمنتم بہ فقد اھتدوا، وان تولوا، فانما ھم فی شقاق فسیکفیکھم اللہ، وھو السمیع العلیم! (۱۳۳:۲)

سچائی کی راہ یہ ہو کہ کہو: ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اُس سچائی پر ایمان لے آئے ہیں جو ہمارے سامنے پیش کی گئی ہو۔ نیز اُن تمام مذہبی صداقتوں پر ایمان رکھتے ہیں جو ابراہیم پر نازل ہوئیں، اور جن کی اسماعیل ویعقوب اور اُن کی نسل کے رہنماؤں نے دعوت دی، اور پھر وہ تعلیم جو موسیٰ کو دی گئی، اور وہ تعلیم جو عیسیٰ کا پیغام حق تھا۔ غرضکہ دنیا کے سارے نبیوں اور مذہبی صداقت کے سارے معلموں کو خدا کی طرف سے وقتاً فوقتاً جو کچھ ملا ہو، اُس سب پر ہمارا ایمان ہو۔ ہم اُن سب کو ایک ہی طرح کے یقین اور احترام کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔ ہم اُن میں کسی طرح کی تفریق نہیں کرتے کہ ایک کی تصدیق کریں اور دوسرے کو جھٹلائیں۔ ہم خدا کے فرماں بردار ہیں۔ اُس کی سچائی جہاں کہیں اور جب کبھی آئی ہو، ہمارے لئے سچائی ہو اور ہم اُسے قبول کرتے ہیں!

اس طرح قرآن نے جو طریقہ اختیار کیا، وہ یہ تھا کہ تمام مذاہب کی تصدیق کی، مگر تمام پیروانِ مذاہب کی تکذیب کی، اور اس تصدیق وتکذیب کے اجتماع سے اُس بنیادی صداقت کی راہ نوعِ انسانی پر کھول دی، جس پر چلے بغیر کوئی انسان مذہبی حقیقت کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا۔ آج بھی ہر اُس انسان کے لئے جو مذہب کی روحانی صداقت کی طلب رکھتا ہو، اس راہ کے سوا دوسری کوئی راہ موجود نہیں ہو۔ وہ وقت اب دُور نہیں ہو جب عالمِ انسانیت مذاہبِ عالم کے اختلافات سے اُکتا کر مجبور ہو جائے گا کہ یا تو یک قلم مذہب ترک کر دے یا تمام مذہبی صداقتوں کو جمع کرے۔ میرا یقین ہو کہ جمعیتِ انسانی مذہب ترک نہیں کر سکتی۔ اس لئے ناگزیر ہو کہ دوسرا طریقہ اختیار کرے۔ اور جب وہ دوسرا طریقہ اختیار کرے گی، تو فی الحقیقت وہ یہی طریقہ ہوگا جس کی طرف تیرہ سو برس پہلے قرآن نے دعوت دی تھی: یعنی انسانوں کے فہم وعمل کی تکذیب اور اصل مذاہب کی تصدیق۔ اُس وقت دنیا کے تمام پیروانِ مذاہب یک زبان ہو کر اعلان کریں گے:

کان الناس امۃ واحدۃ، فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین، وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فی ما اختلفوا فیہ، وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتھم البینات بغیاً بینھم، فھدی اللہ الذین آمنوا لما اختلفوا فیہ من الحق باذنہ، واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم! (۲۰۹:۲)

دنیا میں انسانی جمعیت کی ابتدا اختلاف سے نہیں بلکہ وحدت ویگانگت سے ہوئی ہو۔ سب ایک ہی قوم تھے اور سب فطری صداقت کے ایک ہی طریق پر چلنے والے تھے پھر ایسا ہوا کہ ان میں پھوٹ پڑ گئی اور گمراہی وفساد کی بے شمار راہوں میں بکھر گئے۔ تب خدا نے اُن کی ہدایت کے لئے نبیوں کو مبعوث کیا جو نیک کرداری کے پھل کی بشارت دیتے تھے اور بدکرداری کے نتائج سے ڈراتے تھے۔ اُنکے ساتھ تعلیم حق کی کتابیں تھیں۔ یہ اس لئے نازل کی گئی تھیں تاکہ جن جن باتوں میں نادانی وگمراہی سے اختلاف اور جھگڑا پیدا کر دیا گیا ہو، اُن سب کا فیصلہ ہو جائے اور سب اُس حقیقی دین پر متفق ہو جائیں جس سے منحرف ہو کر ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے ہیں۔ افسوس ہو کہ نسلِ انسانی اس پر بھی اختلاف وفساد سے باز نہ آئی۔ جن جن باتوں کے فیصلہ کے لئے یہ کتابیں نازل کی گئی تھیں، اُنھی میں پھر اختلاف پیدا کر دیا گیا، اور دینِ حق کی حقیقت اور وحدت گم ہو گئی۔ جب ایسا ہو تو ضروری تھا کہ ایک مرتبہ ان تمام اختلافوں اور گمراہیوں کے خلاف، دینِ حق کی حقیقت کا عام اعلان کر دیا جائے، اور تمام جماعتوں اور مدعیوں کو ایک نقطہ پر جمع کر دیا جائے۔ چنانچہ اللہ نے اپنے فضل ورحمت سے اس کا دروازہ اہلِ ایمان پر کھول دیا، اور وہ جسکو چاہتا ہو، ہدایت کی راہ دکھا دیتا ہو!

مسلمانوں کا پچھلا مظاہرہ

اب میں اُس خاص معاملہ پر متوجہ ہوتا ہوں جس کا آپنے ذکر کیا ہو۔ میں آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ اس بارے میں آپنے جس قدر تاثرات قبول کئے ہیں، وہ زیادہ تر اسی اصولی غلطی کا نتیجہ ہیں۔

اس بارے میں آپنے جو کچھ لکھا ہو، اُس کا خلاصہ یہ ہو کہ آپ تسلیم کرتے ہیں، یہ رسالہ فی الحقیقت نہایت بے ہودہ اور دلآزار تھا اور اس پر اعتراض کرنے میں مسلمان حق بجانب تھے۔ لیکن آپ کہتے

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۶)

"لیکن حاشا وکلا، قوم اور اُس کے زعیم کا مقام اس سے بلند ہو۔ سعد نے مر کر لازوال زندگی حاصل کر لی۔ تمھاری آرزوئیں جو اُس کے وجود میں مجسّم تھیں، اب اُس کی غیر فانی روح کے ساتھ، ابدی وسرمدی ہو گئیں۔ اب فنا کا ہاتھ کسی طرح بھی اُن تک نہیں پہنچ سکتا"

"ابنائے وطن! وفد، جو تمھاری بیداری کا پہلا مظہر تھا، اب بھی باقی ہو، اور آئندہ بھی باقی رہے گا۔ وہ تمھاری قوت کی میزان، تمھارے جہاد کا عنوان، تمھاری وحدت کی بنیاد، تمھاری آرزوؤں کی زبان، اور تمھارے آلام کا ترجمان ہو!

"وہ اُس وقت تک میدان نہیں چھوڑے گا جبتک کامل خود مختاری اور صحیح آزادی کے ذریعہ وطن کی عزت بے داغ نہ کر دے"

گروہ، تعلیم یافتہ اشخاص کا ہے“

” یہ دونوں فکری رجحان، ٹرکی میں ۲۰ برس سے متصادم ہوتے ہیں۔ سیاست، فوج، ادب، علم، کوئی میدان نہیں جس میں یہ دونوں نقطہائے فکر باہم دست بگریباں نہ ہوں“

” لہذا یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اگر بہت سی جماعتیں نہیں تو کم سے کم دو جماعتیں ملک میں ضرور موجود ہیں اور برسر اقتدار آنے کے لئے متصادم ہو سکتی ہیں۔ لیکن اسوقت عملاً صرف ایک ہی سیاسی جماعت موجود ہے، اور وہ حامیان اصلاح و تجدد کی ہے“

” اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ حامیانِ اصلاح اپنے مقاصد کا بیانگ دُہل اعلان کرتے ہیں اور مقرر و منضبط لائحۂ عمل رکھتے ہیں۔ برخلاف انکے حامیان جمود و تقلید میں اپنے مقاصد کے اعلان کی جرأت نہیں درحقیقت وہ کوئی معین راہ عمل رکھتے ہی نہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اُن میں باہم کوئی فکری رابطہ بھی موجود نہیں ہے جو ایک باقاعدہ جماعتی شکل پیدا کر سکے۔ ہر کوئی اپنی ایک علحدہ مضطرب اور مبہم رائے رکھتا ہے اور دوسرے کے ساتھ ملنے پر آمادہ نہیں ہے“

” یہی سبب ہے کہ عملی طور پر یہ جماعت مرگئی ہے۔ کسی طرح بھی اپنے حریف کے مقابلے میں کھڑی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اُس کی اس عملی موت نے اُس میں یہ خطرناک مرض بھی پیدا کر دیا ہے کہ وہ پسِ پردہ سازشوں اور خیانتوں کے جال بناتی اور ملک میں پھیلانے کی کوشش کرتی ہے“

یہ کہنا ضروری نہیں کہ ”حاکیت ملیت“ کی یہ رائے افراط و تفریط سے خالی نہیں ہے۔

ایک نئی سازش

اس ہفتے ایک نئی سازش پر سے پردہ اُٹھا ہے۔ آپکے قارئین کو یاد ہوگا کہ معاہدۂ لوزان کے بعد ہی ترکی حکومت نے اپنی سرحدوں سے ۱۵۰ آدمیوں کو ہمیشہ کے لئے جلا وطن کر دیا تھا۔ کیونکہ اُن کی پچھلی زندگی، سازشوں اور خیانتوں سے لبریز تھی۔

یہ لوگ ٹرکی سے نکلکر یونان، مصر، شام وغیرہ ملکوں میں پھیل گئے اور ترکی حکومت سے انتقام لینے کی فکریں کرنے لگے۔ یونان میں پناہ گزیں خائنوں کی روش بہت مشتبہ تھی۔ ترکی خفیہ پولیس برابر اُن کی نگرانی کرتی رہتی تھی۔

انھوں نے کئی سال مطلئن زندگی بسر کرنے کے بعد خیال کیا کہ ترکی حکومت اُن سے بالکل غافل ہوگئی ہے۔ چنانچہ حکومت یونان کے بھروسے پر ایک سازش بنائی اور عمل کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اس سازش کا سرغنہ، حاجی سامی ہے۔ یہ چرکسی قوم کا آدمی ہے اور اپنے وقت کا مشہور جرائم پیشہ اور خونریز رہ چکا ہے۔ انجمن اتحاد و ترقی کی حکومت کے زمانے میں اسنے سیکڑوں خون کئے تھے۔ مرحوم انور پاشا جب ترکستان گئے تو یہ بھی وہاں پہونچا اور جنگ میں شریک ہوگیا۔ اُن کی شہادت کے بعد پھر ٹرکی واپس آیا اور اپنا پرانا مشغلہ جاری کر دیا۔ معاہدۂ لوزان کے بعد حکومت نے اسے بھی جلا وطن کر دیا تھا۔

پچھلے ہفتے ترکی پولیس کو معلوم ہوا کہ یہ یونان سے اپنا مسلح جری جتھا لے کر سمرنا پہونچا ہے، اور غازی مصطفٰے کمال پاشا کی جان لینے کی فکر میں ہے۔ چنانچہ فوراً اُسے گرفتار کرنا چاہا۔ مگر اُسنے مقابلہ کیا تھا میں وہ خود مارا گیا، مگر اُس کی پوری ٹولی قید ہوگئی۔

اس ٹولی میں تمام چرکسی لوگ شامل ہیں۔ بعض کے نام یہ ہیں: مجید کوچک، مجید کلاں، حقی قاتل، مکی برادر حاجی سامی۔ ان لوگوں نے اپنی سازش کا اعتراف کر لیا ہے۔ ان کی تجویز یہ تھی کہ انگورہ کے قریب مقام ”لفللوخان“ میں جا کر قیام کرینگے۔ یہاں تک کہ جب غازی موصوف اور اُن کے وزرا اسپلاء کے وسط میں انگورہ روانہ ہوں گے تو مذکورۂ بالا گاؤں میں اُن کی ریل ڈائنامیٹ کے ذریعہ اُڑا دینگے! تلاشی لینے پر ان لوگوں کے پاس ہوسادے کاغذ کی ایک کتاب دستیاب ہوئی۔ پولیس کو شبہ ہوا تو اُس کی کیمیاوی تحقیقات کرائی گئی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس میں غیر مرئی روشنائی سے اُن کے باقی ہم خیانوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس طرح حکومت کو اس پورے جتھے کا علم ہوگیا۔ اس سلسلہ میں ایک پنشن یافتہ فوجی افسر عاطف بک کی گرفتاری بھی عمل میں آئی ہے۔

ترک اور افغان

حال میں حکومت افغانستان نے فوجی تربیت و تعلیم کے لئے اپنے متعدد افسر، ٹرکی بھیجے ہیں۔ انہیں باہر شادی کرنے کی سخت ممانعت تھی تاہم صوبہ دار محمد اکرم خاں نے ایک ترکی خاتون سے شادی کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اسنے اس بارے میں افغانی سفیر کو درخواست دی۔ سفیر نے درخواست، کابل بھیجدی۔ کابل سے خود امیر امان اللہ خاں کا حکم آیا کہ شادی اجازت دیدی جائے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ تمام افغانی افسرِن کو بھی اب ترک خاتونوں سے شادی کی آزادی دیدی جائے۔ ساتھ ہی شاہ افغانستان نے یہ بھی لکھا کہ یہ شادی، ترکی قانون مدنی کے موافق عمل میں آئے۔ فرمان عالی میں یہ بھی تھا کہ ”میں نہایت خوش ہوں گا اگر افغان افسر اپنی ترک بیویوں کے ساتھ کابل پہنچیں۔ ترکی اجتماعی زندگی کے اصول سیکھ کر آئیں اور اپنے ملک میں اُنھیں رائج کریں“

ٹرکی اور ایران

پچھلے دِنوں بعض سرحدی حوادث کی وجہ سے ٹرکی اور ایران میں کشیدگی کے آثار پیدا ہوگئے تھے، جیسا کہ میں بروقت آپ کو مطلع کر چکا ہوں لیکن اب دونوں حکومتوں کے تدبر سے جملہ غلط فہمیاں دُور ہوگئی ہیں۔ اس کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ اسی ہفتے ایرانی سفارتخانے میں ترکی وزیر خارجہ توفیق رشدی بک اور ترکی سفیر متعینۂ طہران ممدوح شوکت بک کو نہایت پرتکلف دعوت دی گئی۔ اس دعوت میں ایرانی سفیر نے تقریر کرتے ہوئے بہت زور دار الفاظ میں کہا کہ دونوں حکومتوں کے تعلقات نہایت دوستانہ ہیں، اور ہمیشہ دوستانہ ہی رہیں گے۔

مکتوب مصر

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قاہرہ کے قلم سے)

نئے رہنما کا انتخاب

سعد پاشا زغلول کی وفات کے بعد اُن کے جانشین کے انتخاب کا معاملہ بہت اہم اور مشکل تھا۔ ظاہر ہے اسوقت مصر کی توجہات کا مرکز، اس مسئلہ کے سوا، کوئی دوسرا مسئلہ نہیں ہوسکتا تھا۔ لیکن انگلستان میں بھی اسکی وجہ سے بےچینی کچھ کم نہ تھی۔ مصر میں انگلستان کی تمام امیدیں اسی مسئلہ سے وابستہ تھیں اور وہ انتہائی اضطراب سے فیصلہ کا انتظار کر رہا تھا۔

حسب عادت انگریزی اخبارات نے مصر کی متفقہ صفوں میں پھوٹ ڈالنے کی پوری کوشش کی۔ ایک طرف احمد زیور پاشا کی پیٹھ ٹھونکنا شروع کی کہ اب موقعہ ہے۔ ہمت کرو اور برسر اقتدار آجاؤ۔ دوسری طرف اعتدال پسندوں، یعنی عدلی پاشا اور ثروت پاشا کی جماعت کو اُکسایا کہ وفد کی جماعت، مصر کی پوری سیاست پر حاوی ہو رہی ہے۔ اب وقت ہے اُسے گرا دو!

تیسری طرف خود وفد کی جماعت میں بھی نااتفاقی ڈالنی چاہی۔ اس غرض کے لئے فتح اللہ باشا برکات سے بہتر کوئی شخص انھیں نہیں مل سکتا تھا۔ موصوف، مرحوم زغلول پاشا کے بھانجے ہیں اور اُنکے ساتھ جہاد ملی میں بے شمار مصائب برداشت کر چکے ہیں۔ ان اخبارات نے خیال کیا کہ تعریفیں کرکے انہیں وفد کی صدارت کے لئے کھڑا کر دینا چاہئے۔ وفد کی جماعت، بعض موانع کی بنا پر ان کی سرداری قبول نہیں کرنا چاہتی۔ اس طرح آپس میں پھوٹ پڑ جائے گی اور ملک کی سب سے بڑی سیاسی قوت درہم برہم ہو جائے گی۔

مگر مقام مسرت ہے کہ یہ تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ زیور پاشا نے کان ہلائے، مگر عام رائے سے مرعوب ہو کر خاموش ہوگئے۔ اعتدال پسندوں نے بھی قابل تعریف رویہ اختیار کیا، اور وفد کی جماعت سے لڑنا نامنظور کر دیا۔

خود وفد نے بھی نہایت دانشمندی سے کام لیا اور مرحوم رہنما کی جانشینی کا مسئلہ بڑی ہی خوش اسلوبی سے حل کر دیا۔ فتح اللہ باشا برکات نے جنھیں انگریزی اخبارات، برات کا دولھا بنانا چاہتے تھے، صاف لفظوں میں اعلان کر دیا کہ مجھے سرداری کی طلب نہیں ہے۔ میں وفد کے فیصلے کے سامنے ہر وقت بلا کسی قید و شرط کے سرخم کرنے کو طیار ہوں۔

وفد نے اپنا فیصلہ ۲۶ ستمبر کو سنا دیا۔ یہ جلسہ نہایت عظیم الشان تھا تقریباً تمام ارکان جمع تھے۔ جلسہ کی کارروائی، محمد نجیب الغرابلی باشا کی تقریر سے شروع ہوئی۔ یہ تقریر پورے وفد کی جانب سے تھی۔ اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

” جو کوئی سعد کی ذات خاص کا مددگار تھا، تو سعد مرگئے۔ لیکن جو سعد کے اصول کا حامی تھا، تو سعد کے اصول باقی ہیں، کبھی مرنے والے نہیں۔

” بلاشبہ سعد مرگئے۔ بہت سے دل، جو اُن کی ہیبت سے خائف تھے مسرت سے اُچھلنے لگے۔ بہت سے سر جو اُنکے رعب سے خم تھے، بلند ہونے لگے فتنہ کا سر اپنی دونوں آنکھیں تم میں ہر طرف پھرانے لگا کہ کوئی شگاف دیکھے اور در آئے۔ لیکن قدیر و حکیم خدا نے تمھیں اُس کی نظر بد سے بچا لیا۔ تم نے خدا کی توفیق سے فتنہ کی آنکھ پھوڑ ڈالی۔ اپنا اتحاد بچا کر شیطان کو مایوس کر دیا، وہ تمھارے متحدہ عَلَم دیکھ کر اُلٹے پاؤں بھاگنے پر مجبور ہوگیا

” وفد نے اپنے قانون کے بموجب اپنی صدارت کے معاملے پر غور کیا۔ پورے غور و خوض کے بعد اُس کی متفقہ رائے یہ ہوئی کہ یہ جلیل القدر منصب ایک ایسے شخص کے سپرد کرے، جسے تم سب جانتے ہو اور حق کی حمایت میں اُس کا حصہ دیکھ چکے ہو۔ وہ مصائب میں ہمیشہ ثابت قدم رہا۔ تکلیفوں میں اُس کی پیشانی پر کبھی بَل نہ آیا۔ ایمان میں اُسنے ہمیشہ سبقت کی۔ آزادی کے لئے اُسنے اپنی زندگی وقف کر دی۔

” وہ شخص کون ہے؟ وہ مصطفٰی نحاس ہے!......“

اس تقریر کے بعد اور بہت سی تقریریں ہوئیں اور مصطفٰے نحاس باشا بالاتفاق، وفد کے صدر، اور پارلیمنٹ کی دونوں مجلسوں میں جماعت وفد کے رئیس منتخب ہوگئے۔

وفد کا پیغام

مصری وفد نے قوم کے نام حسب ذیل پیغام شائع کیا ہے:

” ابناء وطن! عظیم القدرت خدائے بزرگ و برتر کی مشیت پوری ہوگئی اور سعد زغلول کا انتقال ہوگیا۔ تم اُس کے فراق پر رنج سے روئے لیکن رحمت الٰہی نے اس کے سوا کچھ منظور نہ کیا کہ تمھارے سردار کو ویسی ہی شریف موت دے، جیسی شریف زندگی اُسے بخشی تھی۔ چنانچہ جس طرح وہ مجاہد زندہ رہا تھا، اُسی طرح مجاہد ہی مرا۔ دُنیا و آخرت، دونوں میں اُس کے لئے مجاہدین کا ثواب جزیل موجود تھا!

” سعد مرگیا، اس سے تمھارے دل ٹوٹ گئے۔ بعض لوگوں نے تمھارا رنج و الم دیکھ کر کہنا شروع کر دیا کہ اُس بڑے سینے میں جو بڑی بڑی اُمیدیں پنہاں تھیں، اُس کی موت ہی کے ساتھ مرگئیں۔

بصائر و حکم

عالمِ انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیرِ عالم اپنے اوقاتِ وفات میں

اکابر تاریخِ اسلام کی مختصر وفیات

ابراہیم موصلی

اپنے زمانے کا سب سے بڑا ماہرِ فنِ موسیقی، ابراہیم موصلی، قولنج کی بیماری میں مبتلا ہوا اور خلیفہ کے محل میں آنے جانے سے معذور ہو گیا۔ جب تکلیف بہت بڑھی تو یہ شعر اس کی زبان پر جاری ہو گئے:

مَلَّ واللہ طبیبی   عن مقاساۃ الذی بی

واللہ طبیب میرے مرض کی تشخیص سے اُکتا گیا ہے

سوف اُنعیٰ عن قریب   لعدوٍ وحبیب!

عنقریب دوست و دشمن سب کو میری موت کی خبر سنا دی جائے گی!

ایک دن خلیفہ ہارون الرشید عیادت کو گیا اور پوچھا:

"ابراہیم کیا حال ہے؟"

ابراہیم نے جواب میں یہ شعر پڑھ دیا:

سقیمٌ ملّ منہ اقربوہٗ   واسلمہ المداوی والحمیم

بیمار، جس سے اُس کے رشتہ دار اُکتا گئے ہیں۔ طبیب اور دوست اُسے چھوڑ چکے ہیں۔

۱۸۸ھ (۸۰۴ء) میں انتقال کیا

عباس بن الاحنف

اصمعی نے بیان کیا ایک دن میں بصرہ کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں ایک حسین نوجوان میرے پیچھے کھڑا ہے۔

"میرا آقا آپ کو یاد کرتا ہے" خوبصورت لڑکے نے کہا۔

میں اُس کے ساتھ روانہ ہوا۔ صحرا میں ایک خیمہ کھڑا تھا مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہو گئی کہ عباس بن الاحنف اُس میں پڑے دم توڑ رہے ہیں اُس وقت اُن کی زبان پر یہ شعر تھے:

یا بعید الدار عن وطنہ   مفرداً یبکی علیٰ شجنہٖ

اے اپنے وطن سے بہت دور، تنہا جو اپنی حسرت پر رو رہا ہے!

کلما جدّ النحیب بہ   زادت الاسقام فی بدنہٖ

جوں جوں اُس کا گریہ بڑھتا ہے، اُس کے جسم میں بیماریاں بھی بڑھتی جاتی ہیں!

پھر وہ بیہوش ہو گئے۔ درخت پر ایک چڑیا چلائی۔ عباس نے اُس کی آواز پر آنکھ کھول دی اور یہ شعر پڑھنے لگے:

ولقد زاد الفؤاد شجیً   ہاتفٌ یبکی علیٰ فننہٖ

دل کا رنج اور بھی زیادہ کر دیا، اپنی ڈالی پر سے پکارنے والے نے۔

شاقنی ما شاقہٗ فبکیٰ   کلنا یبکی علیٰ سکنہٖ

جس کا شوق مجھے ہے، اُسی کا اُسے بھی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنے حبیب کے لئے روتا ہے۔

وہ پھر بیہوش ہو گئے۔ میں نے خیال کیا پہلی سی غشی ہے۔ مگر انھوں نے ایک لمبی سانس لی اور سرد ہو گئے تھے!

۱۹۲ھ (مطابق ۸۰۸ء) میں فوت ہوئے۔

خلیفہ ہارون الرشید

جب بیماری بہت سخت ہو گئی تو طبیب بلائے گئے۔ مگر کسی علاج سے بھی فائدہ نہ ہوا۔ ہارون مایوس ہو گیا اور یہ شعر پڑھے:

ان الطبیب بطبّہٖ ودوائہٖ   لا یستطیع دفاع مکروہٍ اتیٰ

طبیب اپنی طب اور دوا سے کسی مصیبت کو اُس کے آجانے کے بعد دور نہیں کر سکتا۔

ما للطبیب یموت بالداء الذی   قد کان یبری مثلہ فیما مضیٰ؟

یہ کیا ہے کہ طبیب اُسی بیماری سے مرتا ہے جسے ہمیشہ اپنے علاج سے اچھا کیا کرتا تھا؟

ہلک المداوی والمداویٰ والذی   جلب الدواء وباعہٗ ومن اشتریٰ

معالج، مریض، دوا لانے والا، دوا بیچنے والا، دوا خریدنے والا، سب مر جائیں گے!

جب موت کا یقین ہو گیا تو بنی ہاشم کو طلب کیا، اور کہا:

"ہر مخلوق مر جانے والی ہے۔ آج میں بھی موت کے گھاٹ اُتر رہا ہوں میں تمھیں تین وصیتیں کرتا ہوں: اپنی امانت کی حفاظت کرنا۔ اپنے سرداروں کی خیر خواہی کرنا۔ اپنا اتحاد برقرار رکھنا۔ میرے دونوں لڑکوں محمد (امین) اور عبداللہ (مامون) کو دیکھنا۔ اِن میں سے جو بھی اپنے بھائی پر سرکشی کرے، اُسے گمراہی سے روک دینا اور اُس کا عہد توڑ دینا"

۱۹۳ھ (۸۰۹ء) میں وفات پائی۔

ابونواس

ہارون رشید کے مشہور مصاحب اور اپنے زمانے کے سب سے بڑے راوی شعر اور شاعر، ابونواس نے مرتے وقت یہ شعر کہے:

دبّ فیّ الفناء سفلاً وعلواً   وارانی اموت عضواً فعضوا

اوپر نیچے ہر طرف سے فنا مجھ میں دوڑ رہی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ جوڑ جوڑ سے مر رہا ہوں۔

ذہبت شرّتی بجدّۃ نفسی   وتذکرت طاعۃ اللہ نضوا

میری تمام تیزی چلی گئی۔ اپنے سوکھ جانے پر مجھے طاعت الٰہی کا خیال آیا!

لیس من ساعۃ مضت لی الا   نقصتنی بمرہا بی جزوا

ہر گھڑی جو مجھ پر گذر رہی ہے۔ کوئی نہ کوئی حصہ کم کرتی جاتی ہے!

لہف نفسی علیٰ لیالٍ وایامٍ   تملیتہن لعباً ولہوا

اُن دنوں اور راتوں پر میرا افسوس، جنھیں میں نے لہو و لعب میں گزار دیا!

قد اسأنا کل الاساءۃ فاللّٰہم   صفحاً عنا وغفراً وعفوا

ہم نے سراسر بُرائی ہی کی ہے لیکن خدایا! ہم تیری عفو و بخشش چاہتے ہیں!

محمد امین

ہارون رشید کے جانشین محمد امین کو گرفتار کرنے کے لئے جب مامون کے آدمی آدھی رات کے وقت محل میں گھسے، تو چلّا اُٹھا:

"انا للہ وانا الیہ راجعون! واللہ میری جان، خدا کی راہ میں چلی گئی۔ آہ، کوئی تدبیر نہیں کوئی حامی نہیں"

گرفتار ہو جانے پر اُس نے اپنی اولاد اور عزیزوں سے کہا:

"یہ تمھارا آخری دیدار ہے۔ خدا تمھارا نگہبان ہو!"

قتل کے وقت جلّادوں سے کہا:

"تمھارا بُرا ہو! جانتے نہیں میں رسول اللہ کے چچا کا پوتا، ہارون الرشید کا بیٹا، اور مامون کا بھائی ہوں؟ میرا خون کرنے میں خدا سے ڈرو!"

۱۹۸ھ (۸۱۳ء) میں قتل ہوا

حضرت معروف الکرخی رح

مشہور صوفی و زاہد معروف کرخی سے حالتِ نزع میں کہا گیا "وصیت کیجئے"

کہنے لگے:

"جب میں مر جاؤں تو میرا یہ کرتا بھی صدقہ کر دینا۔ میں چاہتا ہوں دنیا سے اُسی طرح جاؤں، جیسا آیا تھا"

۲۰۰ھ (۸۱۶ء) میں وفات پائی۔

حضرت بشر بن المنصور رح

وفات کے وقت بہت خوش تھے۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا

"آپ موت پر خوش ہوتے ہیں؟"

کہنے لگے "کیا تمھارے خیال میں خالق کے حضور جانا، جس سے مجھے بڑی ہی اُمید ہے، مخلوق میں رہنے کے برابر ہے؟ وہ مخلوق جس سے میں ڈرتا ہوں؟" یہ کہتے ہی روح پرواز کر گئی۔

(۲۰۹ھ — ۸۲۵ء)

بقیہ مضمون ص۱۸

ہیں تو اس کی بالکل کوشش نہیں کرتے کہ احتیاط اور انصاف کے ساتھ قدم اُٹھائیں۔ ہندوستان میں تقریباً ۵۰ برس سے ہندو مسلمانوں کی موجودہ کشمکش شروع ہوئی ہے۔ اگر ان ۵۰ برسوں کے وہ تمام بیانات اور مباحث جمع کر لئے جائیں جو ایک فریق نے دوسرے کے اقوال و اعمال کی نسبت بیان کئے ہیں، اور پھر اُن پر انصاف اور صداقت شعاری کے ساتھ نظر ڈالی جائے، تو میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ نصف سے زیادہ مقدار اُن باتوں کی نکلے گی جو کبھی فتنہ و فساد کی صورت نہ اختیار کرتیں اگر واقعات کے مطالعہ و بیان میں انصاف و دیانت کا تھوڑا سا بھی لحاظ رکھا جاتا۔

کہ معاملہ اس حد تک پہنچکر ختم نہیں ہوگیا۔ بلکہ آپکے لفظوں میں:

"جو طریقہ مسلمانوں نے ملک کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اختیار کیا، اور جو جو باتیں کہی گئیں، وہ نہ صرف حق و انصاف کے خلاف تھیں بلکہ عجیب طرح کی مذہبی ذہنیت ظاہر کرتی تھیں جنھیں کسی طرح بھی ٹھیک راستہ پر نہیں لے جایا جا سکتا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تمام لیڈروں اور "مولنا صاحبان" نے اور جمعیت العلماء نے فتویٰ جاری کر دیا کہ رنگیلا رسول لکھنے والے اور چھاپنے والے کو قتل کرنا چاہئے۔ اور یہ کہ اسلام کا قانون یہی ہے کہ جونہی کوئی غیر مسلمان حضرت بانی اسلام کے خلاف بدزبانی کرے، اُسے فوراً مار ڈالنا چاہئے"

میں آپ کی طبیعت کی صداقت اندیشی اور حق جوئی کا معترف تھا اور اس موقعہ پر بھی معترف ہوں۔ آپنے اس رسالہ کے متعلق جو رائے قائم کی، اور جس طرح بے لاگ اور قطعی لفظوں میں اپنا خیال ظاہر کر دیا، فی الحقیقت ایک راستی پسند انسان کا یہی شیوہ ہونا چاہئے لیکن جن واقعات کا آپنے ذکر کیا ہے، افسوس ہے کہ نہ تو اُن کی تعبیر صحیح ہے، اور نہ وہ تاثر صحیح ہے جو آپ نے قبول کیا ہے۔ آخری چیز میں وہی اصولی غلطی کام کر رہی ہے جسپر پچھلی سطور میں بحث کر چکا ہوں

تعبیر میں آپنے جو غلطی کی ہے، وہ غلطی عام ہے۔ اور اُس ناواقفیت کا نتیجہ ہے جو ایک ہزار سال کی یکجائی کے باوجود ہندوؤں کو اسلام اور مسلمانوں کی نسبت ہے۔ میں نے بارہا خیال کیا ہے کہ اگر کسی ذریعہ سے ہم یہ باہمی ناآشنائی دُور کر دے سکیں، تو باہمی مخالفت اور توحش کی کتنی بڑی مقدار خود بخود دُور ہو جا سکتی ہے؟ مگر افسوس ہے کہ اس کا کوئی سامان نہیں ہوتا۔ آپنے غالباً بعض اخباروں کے مضامین دیکھ کر یہ رائے قائم کر لی کہ "مسلمان لیڈروں اور جمعیت العلماء نے فتویٰ دیدیا" لیکن اگر آپ کو مسلمانوں کی اصطلاح "فتویٰ" کی حقیقت معلوم ہوتی جو بہت ہی معمولی اور عام ہے، تو کبھی یہ بات آپکے قلم سے نہیں نکلتی۔ آپ "لیڈروں" کے ساتھ "فتویٰ" کا لفظ نہیں نکالتے۔ آپ سے یہ غلطی بھی نہیں ہوتی کہ اُن تمام باتوں کو جو کسی "لیڈر" یا عالم نے عام مجالس کے ایک مقرر ہونے کی حیثیت سے کہی ہیں، یا اپنے اپنے انداز طبیعت کے مطابق نرم و گرم خیالات ظاہر کئے ہیں، "فتویٰ" قرار دیدیتے۔ بلاشبہ آپ ان تمام باتوں پر اس حیثیت سے نظر ڈال سکتے تھے کہ کہاں تک موزوں ہیں یا غیر موزوں ہیں۔ لیکن اُنھیں "فتویٰ" کے لفظ سے تعبیر نہ کرتے۔ کیونکہ فی الحقیقت وہ "فتویٰ" نہیں ہیں۔

غالباً آپ کا خیال یہ ہے کہ جب کبھی کسی معاملہ پر ایک مسلمان، مذہبی قسم کی کوئی بات کہے، تو وہ "فتویٰ" ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اس طرح تو وہ ساری باتیں جو مسلمان جلسوں میں کہتے ہیں یا اخباروں میں لکھتے ہیں، "فتویٰ" ہو جائیں گی۔ "فتویٰ" مسلمانوں کے دینی علوم کی ایک اصطلاح ہے، اور اس کا اطلاق صرف اُس بیان پر ہوتا ہے جو ایک مستند عالم دین اس حیثیت سے دیتا ہے کہ فلاں مسئلہ میں اُس کے نزدیک شریعت کا حکم یہ ہے۔ جب تک ایک عالم شرع اس حیثیت سے ایک بیان نہ دے، وہ فتویٰ نہیں ہے، اور کوئی مسلمان بھی اُسے فتویٰ نہیں سمجھیگا۔ اب آپ غور کیجئے کہ لیڈروں کی طرف "فتویٰ" منسوب کر دینا کیسی افسوسناک غلطی ہے؟ آپ کہہ سکتے ہیں کہ علماء بھی "لیڈر" ہیں۔ یہ ٹھیک ہے لیکن یقیناً یہاں لیڈر سے مقصود علماء نہیں ہیں مسلمان جماعتوں کے عام سر برآوردہ اشخاص اور سیاسی رہنما ہیں، اور یقیناً نہ تو وہ "فتویٰ" دیتے ہیں، نہ مسلمانوں میں کوئی شخص اُنکے بیانات کو فتویٰ کی حیثیت سے قبول کرتا ہے۔

البتہ جمعیت العلماء مذہبی حیثیت سے "فتویٰ" دے سکتی ہے، لیکن یہ خیال صریح غلط ہے کہ جمعیت العلماء نے "رنگیلا رسول" کے لکھنے والے یا چھاپنے والے کی نسبت کوئی "فتویٰ" جاری کیا۔ یہاں پھر وہی باہمی ناواقفیت اور ناآشنائی کی بلا آگئی ہے جو ہندو مسلمانوں کے تمام معاملات پر چھائی ہوئی ہے۔ چونکہ مسلمانوں کی مذہبی اصطلاح "فتویٰ" کی حیثیت اور نوعیت پر آپ کی نظر نہیں، اس لئے طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ غور کیجئے، اس ایک معاملہ میں یکے بعد دیگرے کتنی غلطیاں پیدا ہو گئی ہیں:

اولاً مسلمانوں میں شرعی حیثیت سے فتویٰ اسی وقت دیا جاتا ہے جب کسی خاص معاملہ میں شرعی حکم واضح کر دینا ہو تاکہ مسلمانوں کا کوئی فرد یا جماعت اُسپر عمل کرے۔ موجودہ صورت میں "فتویٰ" کی گنجایش ہی نہیں تھی۔ ہندوستان میں ایک شخص نے اسلام کے خلاف دلآزار کتاب لکھی تھی اور شائع کی تھی۔ یہاں نہ تو مسلمانوں کی حکومت ہے، نہ شرعی قوانین نافذ ہیں، نہ مسلمانوں کے مذہبی گروہ کو کسی طرح کا دخل سیاست و تعزیر میں ہے۔ جو کچھ بھی اس بارے میں کر سکتی ہے حکومت کر سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص اس میں مداخلت کریگا مجرم ہوگا۔ پس ظاہر ہے کہ اس معاملہ میں مسلمانوں کے فتویٰ لینے یا دینے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ہاں یہ ممکن تھا کہ کوئی شخص اس درجہ مجنون یا احمق ہو جائے کہ وہ خیال کرے، ہندوستان میں اسے تعزیر و سیاست کے احکام جاری کرنے کی قدرت حاصل ہوگئی ہے اور اس لئے فتویٰ دینا شروع کر دے کہ فلاں آدمی کو قتل کر ڈالنا چاہئے، اور فلاں آدمی کو قید میں ڈال دینا چاہئے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔

ثانیاً جمعیت العلماء کی نسبت یہ سمجھ لینا کہ چونکہ وہ علماء کی انجمن ہے، اس لئے اُس کی جانب سے جو کچھ بھی کہا جاتا ہے "فتویٰ" ہے، کس درجہ ناواقفیت کی بات ہے؟ وہ ایک انجمن ہے، اور اس حیثیت سے وہ تمام طریقے اظہار رائے کے عمل میں لاتی ہے جو دُنیا کی تمام انجمنیں عمل میں لایا کرتی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آجاتا ہے جسپر وہ کارروائی کرنا ضروری سمجھتی ہے، تو تجویز کی شکل میں کوئی بات ترتیب دیتی ہے اور اُسے منظور کر کے شائع کر دیتی ہے۔ اس معاملہ پر بھی اُسنے ایک تجویز منظور کی، اور غالباً لاہور میں اپنی جمعیتہ عاملہ (ورکنگ کمیٹی) کا ایک جلسہ کر کے اُس کا اعلان کر دیا۔ وہ جمعیت العلماء کی ایک تجویز ہے۔ یقیناً لوگوں نے اُسے اُس درجہ اہمیت دی ہوگی، جس درجہ اہمیت وہ جمعیت العلماء کی تجاویز کو دیا کرتے ہیں، لیکن وہ "فتویٰ" نہیں ہے۔ کیونکہ "فتویٰ" دینے کی اس معاملہ میں گنجایش ہی نہ تھی۔ آپ جمعیت کی ایک تجویز کو "فتویٰ" کہہ رہے ہیں۔

ثالثاً، جمعیت العلماء کی اس تجویز کا مضمون بھی آپنے صحیح طور پر معلوم نہیں کیا ہے، اور جو کچھ لکھا ہے، وہ اصلیت سے اس درجہ ہٹا ہوا ہے کہ اگر میں آپ کو ملامت کروں تو آپ کو ناخوش نہیں ہونا چاہئے۔ کم از کم آپ جیسی طبیعت کے آدمی کو ایک واقعہ کے نقل کرنے میں اس درجہ بے احتیاط نہیں ہونا تھا۔ جمعیت العلماء کی تجویز تمام اخباروں میں شائع ہوگئی تھی۔ میری نظر سے بھی گزری تھی۔ اگر آپ چاہیں تو اُسوقت کا کوئی اُردو اخبار حاصل کر کے دیکھ لے سکتے ہیں۔ اُس میں یہ کہیں نہیں ہے کہ "رنگیلا رسول لکھنے والے اور چھاپنے والے کو قتل کر دینا چاہئے" جیسا کہ آپنے لکھا ہے۔ کم سے کم اتنی بات تو ہر شخص کی سمجھ میں آجانی چاہئے کہ برٹش انڈیا میں کوئی شخص یا جماعت اپنے آپ کو گرفتار کرائے بغیر کسی انسان کے قتل کی علانیہ ترغیب نہیں دے سکتی۔ اگر جمعیت نے یا کسی انجمن نے ایسا اعلان کیا ہوتا تو یہ صریح ایک انسان کے قتل کا اقدام تھا۔ دراصل وہ تجویز مسلمانوں کو مخاطب کر کے لکھی ہی نہیں گئی تھی کہ اس طرح کی قاتلانہ ترغیب کی اس میں گنجایش ہوتی۔ اُس کا تمام تر خطاب حکومت سے تھا۔ حکومت سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اس طرح کے دلآزار حملوں کا سدّباب کرے، اور اگر موجودہ قوانین اسکے لئے کافی نہیں ہیں تو نیا قانون نافذ کرے۔ البتہ اُس تجویز میں اس بات کا حوالہ ضرور تھا کہ اسلامی قوانین میں (یا بصورت اسلامی حکومت ہونے کے۔ مجھے اصلی الفاظ یاد نہیں ہیں) ایسے شخص کی سزا قتل ہے جو پیغمبر اسلام کی عمداً توہین و تذلیل کرے۔ یہ حوالہ جس طریقہ سے دیا گیا تھا، اُس کا صاف منشا یہ تھا کہ معاملہ کی اہمیت حکومت پر واضح ہو جائے یعنی یہ بات اُس کے علم میں آجائے کہ مسلمانوں کے دینی احساسات اس بارے میں کیا ہیں، اور اُن کے نقطۂ خیال سے یہ معاملہ کس درجہ اہم اور ضروری ہے؟ بلاشبہ اسپر بحث کی جا سکتی ہے کہ اس موقعہ پر اس قانون کا حوالہ دینا یا ذکر کرنا کہاں تک صحیح تھا؟ اور فی الحقیقت اسلام کا قانون کیا ہے؟ اس بارے میں میری رائے اور اسلامی قوانین کی حقیقت کی بحث آگے آئے گی اور آپ معلوم کر لینگے کہ میرا خیال اور علم کیا ہے لیکن بحیثیت ایک صداقت اندیش انسان کے آپ کو اور اُن تمام لوگوں کو جو اس بارے میں طرح طرح کے تاثرات قبول کر رہے ہیں، یہ تسلیم کر لینا چاہئے کہ واقعہ کی نوعیت وہ نہیں ہے جو اُنھوں نے سمجھ رکھی ہے۔ ہم ایک معاملہ کی نسبت موافق رائے رکھتے ہوں یا مخالف، ہر حال میں ہمارا فرض ہے کہ معاملہ کو اُس کی صحیح اور حقیقی صورت میں دیکھیں، اور جیسا کچھ بھی وہ ہے، اُسے تسلیم کر کے، رائے قائم کریں۔ انصاف کیجئے، کہاں یہ بات کہ جمعیت العلماء نے ایک تجویز منظور کر کے حکومت کو صورت حال پر توجہ دلائی اور اسمیں اس بات کا حوالہ دیا کہ اسلامی قانون اس بارے میں یہ تھا، اور کہاں اُس کی یہ تعبیر کہ "جمعیت نے فتویٰ دیدیا کہ قتل کر دینا چاہئے"؟ اسوقت دُنیا کے کسی مذہب کے ماننے والے بھی ایسے نہیں ہیں جنھوں نے گذشتہ زمانے میں اپنے اپنے وقت کے مصالح کے مطابق قتل و تعزیر کے احکام نافذ نہ کئے ہوں اور وہ ان کی کتابوں میں ثبت نہ ہوں۔ مختلف موقعوں پر بے محل یا بامحل اُن کا ذکر بھی کر دیا جاتا ہے، لیکن کوئی شخص اُس کا مطلب یہ نہیں سمجھتا کہ بحالت موجودہ انھیں نافذ کرنا مقصود ہے۔

رابعاً اپنے جن لفظوں میں جمعیت کے بیان کردہ اسلامی قانون کی تعبیر کی ہے، وہ بھی صحیح نہیں ہیں۔ آپ لکھتے ہیں "اسلام کا یہ قانون ہے کہ جونہی کوئی غیر مسلمان حضرت بانی (داعی) اسلام کے خلاف کوئی بدزبانی کرے، فوراً اُسے مار ڈالنا چاہئے" لیکن آپ یقین کیجئے کہ نہ تو جمعیت العلماء کی تجویز میں اس قانون کی یہ تعبیر تھی، اور نہ میری معلومات میں کسی مسلمان نے بھی یہ تعبیر کی ہے۔ جمعیت نے یا کسی دوسری جماعت نے اگر یہ کہا ہے کہ اسلامی حکومتوں کا یہ قانون تھا، تو اس کا صاف مطلب وہی ہو سکتا ہے جو حکومتوں کے قوانین کا عام طور پر ہوتا ہے۔ یعنے اُنکے قوانین کی رُو سے یہ ایک ایسا جرم تھا جو اگر عدالتی تحقیقات کے بعد ثابت ہو جائے، تو اس کے لئے قتل تک کی سزا دی جا سکتی تھی۔ اس کا یہ مطلب کہاں سے نکالا گیا کہ "جو مسلمان کسی کو بدزبانی کرتے دیکھے، اُسے فوراً قتل کر ڈالے"؟ اسلام کے شرعی نظم کی رُو سے تو کسی جرم کے لئے بھی ایسی آنارکی جائز نہیں ہو سکتی۔ تعزیر اور سیاست کے تمام احکام کا تعلق قضا سے ہے۔ یعنی آجکل کی بول چال میں عدالتی کارروائی سے۔ کسی فرد کو بھی اپنی جگہ اختیار نہیں کہ قانون اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اور جس کسی کو اپنے نزدیک مجرم سمجھے سزا دیدے۔ یہ کام صرف حکومت اور عدالت کا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا کرے گا، تو وہ اسلامی قوانین کی رُو سے اُسی طرح سزا کا مستحق ہوگا، جس طرح ایک قانون کی خلاف ورزی کرنے والا مجرم ہو سکتا ہے۔

میں نے اس حصۂ بیان میں ضرورت سے زیادہ تفصیل اس لئے کی کہ میں چاہتا ہوں، یہ بات آپ پر واضح ہو جائے کہ واقعات کے مطالعہ و بیان میں وقت کی کوتاہیوں اور کج اندیشیوں کا کیا حال ہے؟ کس طرح ایک بات بغیر کسی اشتباہ اور پیچیدگی کے، محض اس لئے کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو سمجھنے اور بے لاگ طریقہ سے معاملات پر نظر ڈالنے کی استعداد کھو چکے ہیں اور جب کبھی کسی معاملہ پر بحث کرتے

«مجھے ایسا برتاؤ نہ کرنا تھا۔ تمھیں غصہ دِلا کر میں نے سخت غلطی کی۔ اور یہ زخم . . . . . . »

موریلا، انٹونیو کے ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے چُپ ہوگئی۔

«تم نے کچھ نہیں کیا» انٹونیو نے کہا «تم نے صرف اپنا بچاؤ کیا تھا۔ یہی کرنا بھی چاہیے تھا۔ میری دیوانگی کے مقابلے میں اسی کی ضرورت تھی۔ تمھاری ذرا بھی خطا نہیں ہے۔ ہرگز معافی کا ذکر نہ کرو۔ تم نے تو مجھ پر بڑا ہی احسان کیا ہے۔ میں تمھارا دل سے شکرگزار ہوں۔ اچھا، اپنا رومال لیتی جاؤ»

انٹونیو نے رومال آگے بڑھایا۔ لیکن موریلا خاموش تھی۔ اُس کے اندر خیالات میں سخت تصادم تھا:

«میری غلطی سے تمھاری چادر بھی چلی گئی۔ نارنگی کی تمام قیمت بھی اُسی میں بندھی تھی۔ مجھے بہت دیر بعد اس کا خیال آیا۔ میں اِس وقت اُس کی تلافی نہیں کر سکتی — ہمارے گھر میں کچھ نہیں ہے۔ اگر ہے تو میری ماں کا ہے — لیکن یہ چاندی کی صلیب، میری ہے۔ مصوّر جاتے وقت چھوڑ گیا تھا۔ میں نے آج تک اسے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ صندوق میں بھی نہیں کھا تھا۔ اگر اسے بیچو گے تو کچھ نہ کچھ وصول ہو جائے گا۔ میری ماں کا یہی خیال ہے — نقصان کا تھوڑا سا بدلہ ہو جائے گا۔ باقی میں اپنی ماں کے سو جانے کے بعد روز رات کو سُوت کات کات کے ادا کر دوں گی»

«نہیں نہیں، میں ہرگز نہیں لوں گا» یہ کہہ کر انٹونیو نے چمکیلی صلیب لَوٹا دی۔ «لیلو» موریلا نے کہا «تم نہیں جانتے، تمھارا ہاتھ کتنے دن کام نہیں کر سکے گا۔ یہ صلیب رکھی ہے»

«مجھے تکلیف نہ دو» انٹونیو نے نقاہت سے کہا۔

«میں کہتی ہوں لے لو» موریلا نے اصرار سے کہا۔

«سمندر میں پھینک دو» انٹونیو جھنجلا گیا۔

«میں ہدیہ پیش نہیں کر رہی ہوں۔ اپنا کچھ بوجھ ہلکا کرنا چاہتی ہوں» موریلا نے پھر کہا۔

«تم پر میرا کوئی قرضہ نہیں ہے» انٹونیو نے جوش سے کہا «اگر تم میرا کچھ اپنے ذمہ سمجھتی ہو تو میری ایک درخواست منظور کر لو۔ تم پورے بارسے ہلکی ہو جاؤ گی۔ میری درخواست یہ ہے کہ جب میں کمین کھائی دوں تو میری طرف نظر نہ اُٹھانا، تاکہ مجھے اپنی اِس دیوانگی پر ہمیشہ ندامت ہوا کرے۔ خدا حافظ! جاؤ۔ یہ ہماری آخری باتیں ہیں»

موریلا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموشی سے اُس نے اپنا رومال اُٹھا کر ٹوکری میں ڈالا۔ صلیب بھی اسمیں گرا دی۔ پھر ٹوکری کا ڈھکنا بند کیا۔ انٹونیو نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو آنسو اُس کے نازک رُخساروں پر بہ رہے تھے!

«الٰہی!» انٹونیو چلّایا «موریلا! کیا ہوا؟ کچھ بیمار ہو گئیں؟ سر سے پاؤں تک کانپتی کیوں ہو؟»

«کچھ نہیں۔ مجھے گھر لَوٹنا چاہیے»

یہ کہہ کر موریلا لڑکھڑاتے پاؤں سے دروازے کی طرف لپکی۔ مگر باہر نہیں گئی۔ دیوار پر سر رکھ کے رونے لگی۔ دیر سے بھری ہوئی تھی اب بے قابو ہو گئی۔ انٹونیو نے اُس کی سِسکیاں سُنیں۔ مگر قبل اِس کے کہ وہ اُٹھ کر پاس پہنچے، وہ خود دَوڑ کر آئی اور اُس پر گر پڑی:

«اب میں برداشت نہیں کر سکتی» اُس نے آنسوؤں کے ساتھ ملّاح کو زور سے پکڑ کر کہا «میں برداشت نہیں کر سکتی! میں تمھیں چھوڑ کر جا نہیں سکتی۔ آہ! تم مجھ سے اتنی محبت کے ساتھ بولتے ہو! مجھے مارو۔ میری جان لے لو۔ مجھے لعنت ملامت کرو۔ لیکن مجھے اپنے سے دُور نہ کرو . . . . . . »

روتی ہوئی لڑکی کو انٹونیو نے فوراً اُٹھا لیا۔ وہ بھی چُپ تھا۔ مگر آنسو اُس کی آنکھوں سے بھی جاری تھے!

انٹونیو نے لمبی سانس لے کر کہا «خدایا یہ میں کیا سنتا ہوں؟ اگر میرا خون، زخم سے بہ گیا ہے تو میرا دل اِس طرح کیوں دھڑک رہا ہے؟ کیوں سینے سے نکلا پڑتا ہے؟ موریلا! اگر یہ تم صرف تسلّی دینے کے لئے کہتی ہو، تو اِس کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن کیا تم پر میرا کوئی حق نہیں ہے؟ کیا میں نے تمھارے پیچھے بہت دُکھ نہیں سہا ہے؟»

«ہرگز نہیں!» موریلا نے مضبوط آواز میں کہا «کوئی حق نہیں! کیونکہ میں بھی تم سے محبت کرتی ہوں! اب مجھے کہنے دو۔ میں تم سے، اسی محبت کے ڈر سے بھاگا کرتی تھی۔ لیکن اب نہیں بھاگوں گی»

(۷)

موریلا، گھر کے باہر تاریکی میں غائب ہو گئی۔ انٹونیو، کھڑکی کے سامنے مبہوت بیٹھا تھا۔ خاموش سمندر اُس کے آگے پھیلا تھا۔ اُفق میں ہر طرف تاریکی اور خاموشی تھی۔ جھلملاتے تارے آسمان پر سے منہ نکالے دیکھ رہے تھے!

(۸)

اعتراف کی کرسی پر پادری بیٹھا مسکرا رہا ہے۔ موریلا ابھی ایک بہت لمبا اعتراف کرکے رخصت ہوئی ہے۔

«کون خیال کر سکتا تھا؟» پادری نے اپنے آپ سے کہا «واقعی کون خیال کر سکتا تھا کہ خدا اِس گمراہ دل کو ہدایت بخشے گا؟ ہماری نظریں بہت کوتاہ ہیں۔ آسمان کے راز دیکھ نہیں سکتیں۔ خدا موریلا کو، انٹونیو کو، دونوں کی اولاد کو برکت دے!»

(۹)

کیا یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ عورت کے دل کے سمجھنے کے لئے اِس دُنیا میں ہمارا کوئی قانون اور قاعدہ بھی کام نہیں دے سکتا۔ وہ جب بہت زیادہ غضب ناک ہوتی ہے تو بہت زیادہ محبت کرتی ہے، اور جب بہت ملتفت ہوتی ہے تو فوراً محبت سے دست بردار ہو جاتی ہے۔ تاہم ایک قاعدہ ضرور ہماری رہنمائی کر سکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایثار اور خود فروشی کے مقابلہ میں کبھی غصہ کی نفرت اور خودداری کی بے پروائی قائم نہیں رہ سکتی۔ سخت سے سخت جنگ آزما روح بھی ایثار اور خود فروشی کے مقابلہ میں سر ڈال دے گی اور ہار مان لے گی!

رہنمایانِ مُلک و مِلّت کا متفقہ اعلان

اخبار الجمعیۃ کی خدمات کا اعتراف

آج ہر شخص پر یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئی ہے کہ قوموں کی مذہبی۔ تمدنی۔ اخلاقی و اقتصادی ترقی میں قومی اخبارات کی رہنمائی کو بڑا دخل ہے۔ جو لوگ دُنیا کے روزانہ انقلاب اور قوموں کے عروج و انحطاط کے حالات سے بے خبر ہیں وہ زندگی کے کسی شعبہ میں ترقی نہیں کر سکتے۔ اسی طرح قومی اخباروں میں سے جو اخبار کہ قوم کی فلاح و بہبود کی جگہ اپنے مالی فائدے کو مدنظر رکھتے ہیں وہ بجائے قوم کی اصلاح کرنے کے اس کی تباہی و بربادی کے باعث بنجاتے ہیں۔

اخبار الجمعیۃ دہلی جو تین سال سے جمعیۃ علماء ہند دہلی کی سرپرستی میں نکل رہا ہے اُن صحیح اور حقیقت شناس راست باز اخباروں میں سے ہے جنھوں نے حقیقی طور پر مذہب وطن کی سچی خدمت کی ہے اور ہر موقع پر نہایت دیانت اور جرأت کے ساتھ حق رہنمائی ادا کیا ہے۔ اپنے مالی فائدے اور نقصان سے قطع نظر کرکے قوم کے خالص فائدے کا خیال رکھا اور طرفۃ العین کے لئے بھی جادۂ حق سے انحراف نہیں کیا۔ الجمعیۃ بجا طور پر اِس کا مستحق تھا کہ قوم کا کوئی فرد اسکی رہنمائی سے بے بہرہ نہ رہتا اور مسلمانوں کے گھر گھر میں یہ اخبار پڑھا جاتا۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اسکی کما حقہ قدر نہ کی اور اس ۳ سال کے عرصہ میں اس کی اتنی اشاعت بھی نہیں ہوئی کہ وہ اپنے مصارف سے ہی بے فکر ہو جاتا۔ ہم تمام مسلمانوں سے مذہب وطن کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ وہ اِس معزز و موقر اخبار کے زرین مضامین سے فائدہ اُٹھائیں اور کوشش کریں کہ پڑھے لکھے مسلمانوں کا کوئی گھر اِس اخبار سے خالی نہ رہے بالخصوص معاونین جمعیۃ سے پوری اُمید رکھتے ہیں کہ ہر خریدار کم از کم دو جدید خریدار مہیا کر دینے کی کوشش کرکے اپنے مذہبی اور وطنی فریضہ کو ادا کرے گا۔ اخبار الجمعیۃ کی امداد در حقیقت مذہب وطن اور قوم کی امداد ہے اور ہر معاون تمام مسلمانوں اور مذہب وطن کی طرف سے شکریہ کا مستحق ہے۔

(حضرت مولانا مفتی) محمد کفایت اللہ (صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند) (سیٹھ حاجی) عبداللہ ہارون (ایم ایل اے صدر جمعیۃ مرکزیہ خلافت) (مولانا) حبیب الرحمٰن (صاحب صدر خلافت کمیٹی لدھیانہ) (مولانا ظفر علیخاں (صاحب۔ اڈیٹر زمیندار لاہور) (مولانا احمد سعید (صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند) (جناب) قریشی (صاحب اڈیٹر تنظیم۔ آنریری اسسٹنٹ سکرٹری آل انڈیا تنظیم کمیٹی امرتسر) (مولانا سید) سلیمان (صاحب ندوی۔ اڈیٹر معارف اعظم گڈھ) (مولانا ابوالمعالی) محمد عرفان (صاحب ناظم مالیات جمعیۃ علماء ہند و ناظم جمعیۃ مرکزیہ خلافت) (مولوی سر) رحیم بخش (صاحب سابق وزیر اعظم ریاست بھاولپور کے سی ایس آئی۔ ایم ایل سی) (مولانا سید) عطاء اللہ شاہ (صاحب بخاری) (مولانا ثناء اللہ (صاحب اڈیٹر اہلحدیث امرتسر) (مولانا) عبدالماجد (صاحب دریابادی اڈیٹر سچ و صدر خلافت کمیٹی اودھ) (ڈاکٹر) سیف الدین (صاحب کچلو امرتسر) (مولانا سید) غلام بھیک (صاحب نیرنگ معتمد عمومی جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ) (مولانا) غلام رسول (صاحب مہر اڈیٹر انقلاب لاہور) (سید) جالب (صاحب لوی اڈیٹر ہمدم لکھنؤ) (ڈاکٹر سر) محمد اقبال (صاحب بیرسٹر ایٹ لا لاہور) بدرالحسن (صاحب جلالی اڈیٹر مدینہ بجنور) (حضرت مولانا) حسین احمد (صاحب جانشین حضرت شیخ الہندؒ) (مولانا) شبیر احمد (صاحب عثمانی دیوبند) (مولانا حبیب الرحمٰن (صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند) (مولانا) عبدالحلیم (صدیقی لکھنؤ) (مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد (صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار) (مولانا) مرتضیٰ حسن (صاحب دیوبند) (سر صاحبزادہ) عبدالقیوم (ایم ایل اے) (دیوان سید) آل رسول (صاحب سجادہ نشین درگاہ اجمیر شریف) (مولانا پیر) محمد ضیاء الدین (صاحب سجادہ نشین سیال شریف پنجاب) (مولانا سید مناظر احسن (صاحب گیلانی پروفیسر کلیہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن) (مسٹر) شعیب قریشی۔

:(اخبار الجمعیۃ کے لئے تمام وخط وکتابت منیجر الجمعیۃ۔ دہلی کے پتہ پر آنی چاہئیں۔ قیمت سالانہ للعہ، ششماہی للعہ ممالک غیر سے للعہ۔ نمونہ مفت):

افسانہ

غضب ناک محبوبہ

L'ARRABIATA

(پال ہیس کے قلم سے)

(۲)

انٹونیو، لڑکی کے غرق ہونے کے خوف سے سناٹے میں آگیا۔ وہ بُت بنا کھڑا تھا۔ اُس کے دماغ میں کوئی خیال بھی باقی نہیں رہا تھا۔ آسمان پر نظر جمائے اِس طرح کھڑا تھا، گویا کسی معجزے کا انتظار کر رہا ہی!

آخر کار اُس کے حواس درست ہوئے۔ اُسنے ڈانڈ اُٹھائی اور پُوری قوت سے کشتی، لڑکی کی طرف لے چلا۔ اُس کی آنکھیں لڑکی پر جمی تھیں۔ اُسے بالکل خیال نہ رہا کہ اُس کے ہاتھ سے خون کا فوارہ بہ رہا ہی۔

موریلا بڑی تیزی سے پیرتی چلی جاتی تھی۔ مگر کشتی اُس کے قریب پہنچ ہی گئی۔

"خدا کے لئے کشتی پر آجاؤ!" انٹونیو چلایا "میں دیوانہ ہوگیا تھا۔ خدا جانے میری عقل پر کیسے پتھر پڑگئے تھے۔ گویا مجھ پر بجلی گر گئی تھی۔ میرے سینے میں آگ کا تنور جل اُٹھا تھا۔ موریلا! میں معافی تک کی درخواست نہیں کرسکتا۔ میں معافی کا بھی مستحق نہیں ہوں۔ بس میری التجا صرف اتنی ہی کہ کشتی پر چلی آؤ۔ ہلاک مت ہوا!"

موریلا برابر پیرتی رہی۔ گویا اُس نے سُنا ہی نہیں۔

"ساحل تک پہنچنا محال ہی" انٹونیو نے پھر کہا "ابھی پُورے دو میل باقی ہیں۔ اپنی بیمار ماں کا خیال کرو۔ اُس کا کیا حال ہوجائے گا؟ اگر تمھیں نقصان پہونچا تو میں بھی جان دے دوں گا"

موریلا نے سامنے نگاہ کرکے فاصلہ دیکھا۔ پھر بغیر کوئی جواب دیے کشتی کی طرف آنے لگی۔ کشتی کا کنارہ پکڑلیا اور اوپر چڑھنے لگی۔ انٹونیو، سہارا دینے کے لئے اُٹھا۔ کشتی ایک طرف جُھک پڑی۔ ملاح کی چادر کنارے پر رکھی تھی۔ پانی میں گر پڑی۔ لڑکی نے سہارا لینے سے انکار کیا۔ پُھرتی سے اوپر آگئی اور اپنی پہلی جگہ پر خاموش جا بیٹھی۔

(۴)

انٹونیو نے اُسے مطمئن دیکھ کر پھر کشتی کھینا شروع کردی۔ موریلا اپنے بال ہاتھوں میں لے کر نچوڑنے لگی۔

یکایک موریلا کی نظر کشتی کی زمین پر پڑی۔ وہ خون سے رنگین تھی اُس نے معاً انٹونیو کے ہاتھ کی طرف نظر اُٹھائی۔ ہاتھ سخت زخمی تھا۔ مگر وہ پُوری قوت سے کام کر رہا تھا۔

"یہ لو" موریلا نے کہا اور اپنے رومال کی طرف اشارہ کیا انٹونیو نے موریلا کو دیکھے بغیر سر کے اشارے سے انکار کردیا۔ اور کشتی چلاتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد موریلا اپنی جگہ سے اُٹھی۔ آگے بڑھی۔ ملاح کے سامنے بیٹھ گئی۔ اور اپنے رومال سے اُس کا ہاتھ باندھنے لگی۔ انٹونیو نے بہت بہت انکار کیا مگر دوشیزہ نے اُس کے زخمی ہاتھ سے ڈانڈ لے لی اور خود چلانے لگی۔ وہ ملاح کو نہیں دیکھتی تھی، لیکن ڈانڈ پر اُس کے ہاتھ کے خون کے جو قطرے لگ گئے تھے، اُن پر نظریں گڑ گئی تھیں۔

دونوں چپ تھے۔ چہرے اُترے ہوئے تھے۔ جب ساحل کے قریب پہنچے تو ماہی گیر صاحب سلامت کرنے لگے بعض بعض نے آنکھوں ہی آنکھوں میں باہم کچھ اشارات بھی کئے۔ لیکن وہ دونوں بالکل خاموش رہے۔ اُن میں ذرا بھی جنبش نہ ہوئی۔

سُورج ابھی تک باقی تھا۔ کنارا آگیا۔ موریلا نے اپنے کپڑے درست کئے اور اُتر پڑی۔

صبح والی بڑھیا اپنی پوتی کے ساتھ وہیں بیٹھی چرخا کات رہی تھی۔

"انٹونیو!" ملاح کو دیکھ کر چلائی "تیرے ہاتھ میں کیا ہوا؟ خدا خیر کرے! تیری کشتی بھی خون سے رنگین ہی!"

"کچھ نہیں" انٹونیو نے افسردگی سے جواب دیا "کشتی میں ایک کیل نکل آئی تھی۔ اُس سے زخم لگ گیا۔ صبح تک اچھا ہوجائے گا۔ یہی زیادہ خون تو میرے لئے مصیبت تھا۔ زخم کی راہ نکل گیا"

"یہاں آؤ، میں پٹی باندھ دوں" نیک دل بڑھیا نے کہا "ذرا ٹھہرو، میں ابھی کوئی جڑی بوٹی لاتی ہوں"

"شکریہ" انٹونیو نے کہا "زحمت نہ کرو۔ زخم بھر گیا ہی۔ صبح تک بالکل ٹھیک ہوجائے گا۔ میری تندرستی اچھی ہی۔ معمولی تکلیف کا کوئی اثر نہیں ہوتا"

"خدا حافظ!" موریلا نے کہا، جو ابتک کھڑی بڑھیا کی باتیں سُن رہی تھی۔

خدا حافظ!" انٹونیو نے اُس کی طرف نظر اُٹھائے بغیر جواب دیا۔

موریلا اپنے گھر روانہ ہوگئی۔ انٹونیو نے بھی بے دلی کے ساتھ اپنی ڈانڈ اور ٹوکریاں اُٹھائیں اور جھونپڑے کی راہ لی۔

(۵)

انٹونیو اپنے چھوٹے سے جھونپڑے میں اکیلا ہی۔ بہت پریشان ہی۔ کسی پہلو چین نہیں۔ اُٹھ کر ٹہلنے لگا۔ ہوا ٹھنڈی تھی اور بے شیشہ کی کھڑکیوں سے اندر آرہی تھی۔ تنہائی اس کے لئے ایک حد تک آرام دہ تھی۔ دیوار پر مقدس کنواری (مریم علیہا السلام) کی تصویر لٹک رہی تھی۔ وہ تصویر کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ کنواری کے سر پر ستاروں کی آرائش دیکھی۔ لیکن نماز پڑھنے کو جی نہیں چاہا۔ وہ نماز کیوں پڑھے؟ ابھی ابھی وہ اپنی زندگی کی تمام آرزؤں سے محروم ہوچکا ہی!

اُس نے خیال کیا "آج دن ختم نہ ہوگا۔ بے صبری سے رات کا انتظار کرنے لگا۔ تھکا ہوا تھا۔ خون بہ جانے کی وجہ سے بھی طبیعت کمزور ہورہی تھی۔ ہاتھ کے زخم کا درد بڑھنے لگا۔ وہ لکڑی کی ایک چھوٹی سی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ہاتھ کی پٹی کھولی تو پھر خون بہنے لگا۔ پُورا ہاتھ ورم کر آیا تھا۔ بڑی محنت سے اُس نے ہاتھ دھویا۔ موریلا کے دانتوں کے نشان صاف نظر آتے تھے!

"اُس کی کیا خطا ہی؟" اپنے آپ سے کہنے لگا "میں وحشی ہوگیا تھا۔ مجھے یہی سزا ملنی چاہیے تھی۔ کل بڑھیا کے ہاتھ اُس کا رومال واپس کردوں گا۔ اور اب کبھی اُس کا سامنا نہ کروں گا!"

زخم دوبارہ دھویا۔ دانتوں کی مدد سے پٹی باندھی۔ بچھونے پر دراز ہوگیا۔ اور آنکھیں بند کرلیں۔

وہ سمجھ نہ سکا، سویا تھا یا رات بھر جاگتا رہا۔ لیکن اُسے چاند کی دُھندلی روشنی میں جب ہوش آیا تو ہاتھ میں سخت درد ہورہا تھا۔

(۶)

یکایک دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

موریلا اُس کے سامنے کھڑی تھی!!

وہ بغیر اجازت کے اندر چلی آئی۔ بالکل خاموش تھی۔ سر پر سے رومال کھولا، ہاتھ کی ٹوکری، سامنے چھوٹے سے میز پر رکھدی۔

"اپنا رومال لینے آئی ہو؟" انٹونیو نے پوچھا "ناحق تکلیف اُٹھائی۔ میں خود کل صبح بھیجدینے والا تھا"

"رومال نہیں" موریلا نے ہانپتے ہوئے جواب دیا "میں دیر سے پہاڑی پر جڑی بوٹی ڈھونڈھ رہی تھی۔ لو، یہ لائی ہوں"

"تم نے بڑی تکلیف کی" ملاح نے جوشِ مسرت کے احساس سے مضطرب ہوکر کہا "افسوس، تم بہت پریشان ہوئیں۔ مجھے تو اب آرام ہی۔ لیکن اگر تکلیف بھی ہو، تو اِس کا مستحق ہوں۔ تم ایسے وقت کیوں آئیں؟ اگر کوئی دیکھ لے؟ تم لوگوں کی عادت جانتی ہو۔ انھیں ہر وقت کچھ نہ کچھ کہنا ہی چاہیئے"

"میں کسی کی بھی بکواس کی پرواہ نہیں کرتی" موریلا نے غصہ اور ہمدردی کے ملے جلے لہجہ میں کہا "میں تمھارا ہاتھ دیکھنے اور دوا لگانے آئی ہوں۔ تم اپنے بائیں ہاتھ سے دوا نہیں لگا سکتے"

"میں دوا کا مستحق نہیں ہوں۔ سچ کہتا ہوں" انٹونیو نے تاثر کے ساتھ کہا۔

"اچھا مجھے ہاتھ دیکھنے دو۔ اچھا ہوگا تو دوا نہ لگاؤں گی" یہ کہہ کر موریلا نے اُس کا ہاتھ پکڑلیا۔ اب انکار اُسکی قدرت سے باہر تھا۔ پٹی کھولتے ہی دوشیزہ چلائی "آہ، مسیح!"

"نہیں معمولی سا ورم ہی۔ کل تک اُتر جائے گا" انٹونیو نے بے پروائی سے کہا۔

موریلا نے سر ہلایا:

"تم ایک ہفتہ سے پہلے سمندر میں لوٹ نہیں سکتے"

"اوہو، ایک ہفتہ، دو ہفتے، دس ہفتے" ملاح نے رنج سے کہا۔

موریلا اُس کا زخم بڑی توجہ سے دھونے لگی۔ وہ چھوٹے بچے کی طرح کراہتا تھا۔ موریلا نے زخم پر دوا تھوپ دی۔ پٹی باندھ دی۔ درد میں کمی ہوگئی۔

"موریلا! شکریہ!" انٹونیو نے آرام پاکر کہا "اگر مجھ پر ایک اور احسان کرنا چاہو، تو وہ یہ ہی کہ میرا دن والا قصور معاف کردو۔ میری سب باتیں بھول جاؤ۔ نہیں معلوم ایسا کیوں ہوا؟ ہرگز نہیں تمھاری کوئی خطا نہیں تھی۔ اب میری زبان سے کبھی کوئی ناگوار بات نہیں سنوگی......"

"نہیں نہیں، مجھے معافی مانگنی چاہیئے" موریلا نے جلدی سے کہا

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دست طلب کی کوتاہی سی گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کرلیگئی ہیں؟

ایسا مقام موجود ہی!

J & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو
دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہی

اور
جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہی!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہی

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کرسکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھ ماہ کے

بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہی

کیا آپکو معلوم نہیں
کہ
اسوقت دنیا کا بہترین فاونٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر"
کا
"لائف ٹائم" قلم ہی؟

---

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا
(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپکو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہی
(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے
یاد رکھئے
جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو "شیفر"
کا
"لائف ٹائم"
لینا چاہئے!

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو
یاد رکھئے
کہ
آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما
گائڈ بک
کی ضرورت ہے
جو
انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹوں
ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں،
قابل دید مقامات،
اور
آثار قدیمہ وغیرہ سے
آپکو مطلع کر دے
نیز
جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں
جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر
ضرورت پیش آتی ہی
ایسی مکمل گائڈ بک صرف
ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ بریٹن
The Dunlop Guide
to Great Britain
کا دوسرا ایڈیشن ہی
ہندوستان
کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے ملسکتی ہی

جامع الشواہد
طبع ثانی
مولنا ابو الکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جاسکتی ہی؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز و مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہی؟
قیمت ۱۲ر (منیجر الہلال کلکتہ)

* * *

اگر آپکو
دمہ
ضیق النفس
یا
کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہی، تو تامل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب دوا فروش کی دکان سے
فوراً
ایک ٹین
HIMROD
کی مشہور عالم دوا کا منگوا کر
استعمال کیجئے

مطبوعات الهـــلال بك ايجنسى

معارف ابن تيميه و ابن قيم

دیني علوم کے بیش بہا جواہر ریزي

اس سلسله میں هم نے اماميں کي ان نادر و اعلی درجه کي لند پایه عربي تصانیف کے اُردو تراجم کا سلسله شروع کیا هے ' جنکا طالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے هایت ضروري و ناگزیر هے - امید که یه "سلسلۂ تراجم" بد نصیب هندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

سوۂ حسنه ــ امام ابن قیم کي فن سیرت میں شهرہ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اُردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑهائي روپیه -

تاب الوسیله ــ لفظ "وسیله" کي بحث کے علاوہ امام ابن تیمیه نے اسلام کے اصل الاصول "توحید" کي مبسوط بحث کي هے - بلا جلد اڑهائي روپیه ' مجلد سوا تین روپیه -

صحاب صفه ــ انکي تعداد ' ذریعه معاش ' طریق عبادت اور انکے مفصل حالات بیان کیے هیں دس آنے -

فسیر سورة الکوثر ــ امام ابن تیمیه کے مخصوص انداز تفسیر کا اُردو ترجمه - چار آنے -

لعروة الوثقی ــ خالق و مخلوق کے درمیان واسطه کا فرق بدلائل بیان کیا هے - چهه آنے -

سیرت امام ابن تیمیه ــ حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نهایت خوش اسلوبي سے بیان کیے هیں - نو آنے

جد و حجاز ــ علامه سید محمد رشید رضاء مصري کي تازہ کتاب کا اُردو ترجمه - سوا روپیه -

ئمه اسلام ــ ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - بارہ آنے

خلاف الامه ــ فی العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت ــ یه ایک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس کے خریدار کو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اُردو ' عربي ' فارسي ' انگریزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلی مطبوعات کے متعلق بهترین تازہ معلومات بهم پهنچانے کا اهتمام کیا هے - اسکے علاوہ آئمه و اسلام و بزرگان دین کے حالات ' لطائف افسانه ' نظمیں اور ممالک اسلامیه کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے هوے حالات درج کیے جاتے هیں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپیه پیشگي -

منيجر الهـــلال بك ايــجنسى

(حلقه نمبر ٢٤ شيرانواله دروازه لاهور پنجاب)

" Al=Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و كـتابت كى وقت اپنا نام اور پته صاف لكهين
اور نمبر خريدارى ضرور تحرير فرمائين

السحر الحلال فی مجلدات الهلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینه را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینه را

اردو صحافت کي تاریخ میں الهلال هي وہ رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تهي -

الهـلال اگرچه ایک هفته وار مصور رساله تها ' لیکن چونکه وہ اردو صحافت کي مختلف شاخوں میں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پیدا کرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعه تها - اُس کے هر نمبر میں مختلف ابواب ' مذهب ' سیاست ' ادبیات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اُسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصیات کے لحاظ سے اپني نظیر آپ هوتا تها - پهر اس کي ظاهري خوبیاں اُردو صحافت میں اعلی طباعت و ترتیب کا پهلا نمونه تهیں - اردو کا وہ پهلا هفته وار رساله تها ' جس میں هاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا ' اور ٹائپ میں چهپنے کي وجه سے بهت سي ایسي خوبیاں پیدا هوئیں جو پتهر کي چهپائي میں ممکن نهیں - اِس کي جلدیں جدید اُردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سیاسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بهترین مجموعه هیں - اِن کي مقبولیت و قدر کا اندازہ اِس سے هوسکتا هے که سنه ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپیه میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اِس کي پهلي جلد مکمل (جو دفتر میں بهي موجود نهیں) ساڑهے چارسو روپیه میں حیدرآباد سے خریدي هے - جن لوگوں نے اِس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هیں وہ بڑي سے بڑي قیمت پر بهي علحدہ کرنے کیلیے تیار نهیں - پچهلے دنوں "البـلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الهلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' هم نے کوشش کي که شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کي جاسکتي هیں مرتب کرلي جائیں اور جن جلدوں کي تکمیل میں ایک دو پرچوں کي کمي هو اُنهیں دوبارہ چهپوا لیا جاے -

چنانچه الحمدلله یه کوشش ایک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلدیں پوري مکمل هوگي هیں - هم اِس اعلان کے ذریعه شایقین علم و ادب کو آخري موقعه دیتے هیں که اِس قیمتي ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدي کریں ' چونکه جلدوں کي ایک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف اُنهیں درخواستوں کي تعمیل هوسکے گي جو سب سے پهلے پهونچیں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا میں تمام مضامین کي انڈکس به ترتیب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیه الهلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیه
" " " چهارم ۱۰ روپیه " " " پنجم ۱۰ روپیه

جلد "البـلاغ" (جب دوسري مرتبه الهـلال اِس نام سے شائع هوا) قیمت ۸ روپیه

علاوہ جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هیں جن میں سے هر پرچه اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قیمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پیکنگ اِس کے علاوہ هے -

منیجر "البـلاغ پریس"

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن وصنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہی

مغرب ومشرق کے قدیم آثار، پُرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پُرانی تصویریں، پُرانے سکے، اور نقوش، پُرانے زیور، آرایش وتزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پُرانے صنعتی عجائب ونوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط وکتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہی۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف ومساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہی۔ دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں۔

باایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

براعظم یورپ آمریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط وکتابت کیجئے۔ بہت ممکن ہو کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

۱۹۲۷

جلد ۱

سر ۱۸

الہلال

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ۵ ـ آنہ

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رهنما:

تائمز اف لندن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بھي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یہاں کے ایجنت سے تقاضه کیجئے که وه تائمز لندن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

تائمز اف لندن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکھنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنت سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بھیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تھوڑي سي محنت اور تھوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بھید سیکھنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹھیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بہت تھوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.
Post Box 708.
Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

◆

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

◆

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

◆

Berlin-W 35

◆

Post No. 24.

◆

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پھلوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بہترین کارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکھیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقه وه هے جو " نئے سستم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور هے - اس " نئے سستم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الهلال

ایک هفته وار مصور رساله

نمبر ١٨ — کلکته : جمعه ٢٤ ۔ ربیع الثانی ١٣٤٦ هجری — جلد ١
Calcutta : Friday, 21, October 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی ۔

طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای ۔

پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی ۔ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکهیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ١٤٩٢ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	٢١٧	اردو حروف کی جق مین	٤١٠
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	٤٦٤	حروف کی حق مین بشرطیکه	
پتهر کی چهپائی کی حق مین	٢٥٠	نستعلیق هون	١٥١

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین ۔

الهلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا هے

قیمت سالانه مع محصول	باره روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے	سوله روپیه
قیمت شش ماهي	سات روپیه
قیمت فی پرچه	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " مینیجر الهلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں آنکے لفافه پر " اڈیٹر " کا نام هونا چاهیے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي هے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رهے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نہیں هے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

صرف لوتهر اور میلان هي نے اِس علمي تحقیق کي مخالفت نہیں کي ' بلکه پروتستنت کنیسا کے اور بہت سے اقطاب بهي سخت مخالف رهے - چنانچه کالون نے اپني کتاب " حواشي بر سفر تکوین " میں کوپر نیکوس اور اس کے هم خیالوں پر بڑي سختي سے حمله کیا هے اور اُن سب کو کافر اور ملحد قرار دیا هے جو زمین کو نظام کائنات کا مرکز تسلیم نہیں کرتے - وہ زبور کي آیتیں پیش کرنے کے بعد سوال کرتا هے " وہ کون هے جو کوپر نیکوس کو روح القدس کي سي عظمت رکھنے والا سمجھنے کي جرأت کر سکتا هے ؟ "

کالون کے جانشین ' تریٹن کي بهي یہي رائے تهي - کیپلر اور نیوٹن نے جب کوپر نیکوس اور گلیلیو کے نظریے پوري طرح ثابت کر دیے ' اور ان کے لیے غیر متزلزل قواعد مقرر کر دیے ' تب بهي تریٹن اپني لاهوتي کتاب شایع کرنے سے باز نہیں رها ' اور کتاب مقدس کے نصوص سے ثابت کرنا چاها که آسمان ' سورج ' اور چاند زمین کے گرد گھومتے هیں ' اور خود زمین نظام کائنات کے مرکز میں قائم و ثابت هے !

تاریخ انگلستان میں بهي اِس لاهوتي جد و جهد کي بہت مثالیں ملتي هیں - هچنسن نے اپني کتاب " اصول موسوی " میں ' ڈاکٹر سموئیل بیک نے " مقدس فلسفه " میں ' هورن ' اسقف هورسلے ' اور وربس وغیرهم نے اپني اپني تفسیروں میں نیوٹن کے نظریے کي بڑي سرگرمي کے ساتھ مقاومت کي هے - کتاب مقدس کي آیتوں سے مسلح هوکر اُس پر ٹوٹ پڑے هیں - یہي حال ڈاکٹر جان اوین کا هے ' جو پیوریٹین مذهب کا ایک بڑا قطب مانا جاتا هے - اُس نے انتہائي دیدہ دلیري سے اعلان کردیا که " کوپر نیکوس کا نظریه ' سراسر وهم و خیال هے - کیونکه نصوص وحي کے برخلاف هے " مشہور جان ویسلے بهي اِس گروہ سے باهر نہیں هے - اُس کا صاف اعلان تها " جدید فلکي نظریے کفر و الحاد کي طرف لیجانے والے هیں "

سولھویں صدي کے وسط میں شہر ویٹنبرگ میں (جو پروتستنت مذهب کا مرکز تها) دو عالم رتّي‌کوس اور رینالڈ رهتے تهے - اُنهوں نے کوپرنیکوس کے مذهب کي تحقیقات کی تهي ' اور اُسے حق سمجھتے تهے - لیکن انهیں اجازت نہیں دي گئي که اپنے طالب علموں پر اپنا یه اعتقاد ظاهر کریں - رتّي‌کوس نے تو تنگ آکر یونیورسٹي سے استعفا دیدیا ' تاکه آزادي کے ساتھ اعلان حق کرسکے - لیکن رینالڈ یه نه کرسکا - اُسے مجبور هونا پڑا که قدیم مذهب کي حمایت کرتا رهے - اُسے حکم دیا گیا تها که اپنے درس میں کوپرنیکوس کے مذهب کا کوئي ذکر نه کرے - اگر کبهي اِشارہ کرنا پڑے تو پهر اُس پر بطلیموسي نظام کو ترجیح دے - اُس نے اِس حکم پر عمل کیا - لیکن اِس پر بهي تکفیر سے محفوظ نه رہ سکا ' اور بالآخر ذلت کے ساتھ یونیورسٹي سے نکال دیا گیا - اُس کي جگه ایک نیا استاد مقرر هوا تها - اِس معلم نے اپني پہلي تقریر اِس جملے سے شروع کي تهي : " کوپرنیکوس کا نظریه ' بدیهي طور پر غلط هے - خلاف عقل هے - هرگز علمي مرکزوں میں اُسکا ذکر نہیں کرنا چاهیے ! "

پروتستنت لاهوتیوں نے صرف اِتنے هي پر اکتفا نہیں کیا ' بلکه تعلیم گاهوں میں بهي ایسي کتابیں داخل کر دیں ' جو قدیم خرافات کا مجموعه تهیں - چنانچه کاهن هنسل نے مدارس کے لیے ایک مختصر کتاب " اصل کائنات اور نظام موسوي کا اتباع " لکهي تهي اور ثابت کیا تها که کوپرنیکوس کے فلکي نظریے کتاب مقدس کے بالکل خلاف هیں " خواہ ریاضي کے قواعد اور دور بین کے مشاهدات کا کتناهي دعویٰ کیوں نه کیا جائے ' لیکن ایک ایماندار مسیحي کو کبهي تسلیم نہیں کرنا چاهیے " !

یه علم دشمني صرف قرون مظلمه هي کا خاصه نه تهي - جدید پروتستنیت کو بهي وراثت میں ملي تهي - چنانچه اُنیسویں صدي کے آخري برسوں میں مشن کالجوں کے بہت سے استاد اِس جرم پر خارج کر دیے گئے تهے ' که وہ جدید علم هیئت پر اعتقاد رکھتے تهے اور اسلیے ملحد تهے !

(کلیسائي علم و استدلال)

لاهوتي عدالت میں گلیلیو کي سزا یابي کے بعد رومن کیتهولک کلیسا کي هدایت سے کئي کتابیں لکهي گئي تهیں ' تاکه کوپر نیکوس کي " گمراهي " مسیحي دلوں سے دور کي جائے - چنانچه سیبیومونٹي اپني کتاب میں زمین کو ساکن ثابت کرتے هوے لکهتا هے :

" جو حیوانات حرکت کرتے هیں ' اُن کے اعضاء اور عضلات هوتے هیں - لیکن چونکه زمین نه تو اعضاء رکھتي هے ' نه عضلات ' اس لیے وہ حرکت نہیں کرسکتي - وہ فرشتے هیں ' جو زحل ' مریخ ' آفتاب وغیرہ کو حرکت دیتے رهتے هیں - اگر بفرض محال تسلیم بهي کرلیا جائے که زمین متحرک هے ' تو اُسے حرکت میں لانے کے لیے ضروري هوگا که اُس کے مرکز میں ایک فرشته هو - حالانکه معلوم هے که فرشتے زمین کے اندر نہیں رهتے - وهاں تو صرف شیطان کا بسیرا هے - اگر کہا جائے که شیطان زمین کو متحرک رکھتا هے ' تو یه نا قابل تسلیم هے - کیونکه شیطان کے ایسے اعمال کتاب مقدس سے ثابت نہیں " !

کاش اس مسیحي علامه کو معلوم هوتا که اگر ستاروں کي حرکت کیلیے فرشتوں کي تلاش هے ' تو وہ فرشته موجود هے - اس کا نام " قوت جذب و دفع " هے !

پولاک اپني کتاب " کوپر نیکوس کے رد " میں اِس طرح گهر افشاني کرتا هے :

" کتاب مقدس کي تصریح موجود هے که زمین ساکن هے اور سورج چاند گردش میں هیں - اگر کبهي هم دیکهیں که سورج چاند متحرک نہیں هیں ' تو کتاب مقدس کي رو سے همیں ماننا پڑیگا که یه تبدیلي کسي عظیم معجزے کي بنا پر پیدا هوئي هے - اس کے خلاف جتنے خیالات هیں ' اُن کي اشاعت پوري سختي سے روک دیني چاهیے ' کیونکه اُنمیں زمین کے متعلق ایک ایسي رائے پیش کي جاتي هے جو کتاب مقدس کے صریح خلاف هے "

پهر عقلي دلائل اور مشاهدے سے بهي استدلال کرتا هے :

" اگر تسلیم کر لیا جائے که زمین حرکت کرتي هے تو پهر مشاهدات کي توجیه کیا کي جاسکتي هے ؟ اگر ایک تیر آسمان کي طرف پهینکا جاے ' تو وہ اپني جگه واپس آجایگا - حالانکه تیر بہت دور جا کر گرنا چاهیے - کیونکه نئے نظریے کے بموجب زمین از حد سرعت سے مشرق کي طرف جا رهي هے - اگر في الواقع زمین متحرک هوتي تو زمین کا پورا کارخانه درهم برهم هو جاتا "

اسکے بعد لکهتا هے :

" کوپرنیکوس کے نظریے کے بموجب زمین کا متحرک هونا ' خود زمین کي طبیعت کے بهي خلاف هے - کیونکه زمین صرف ٹهوس

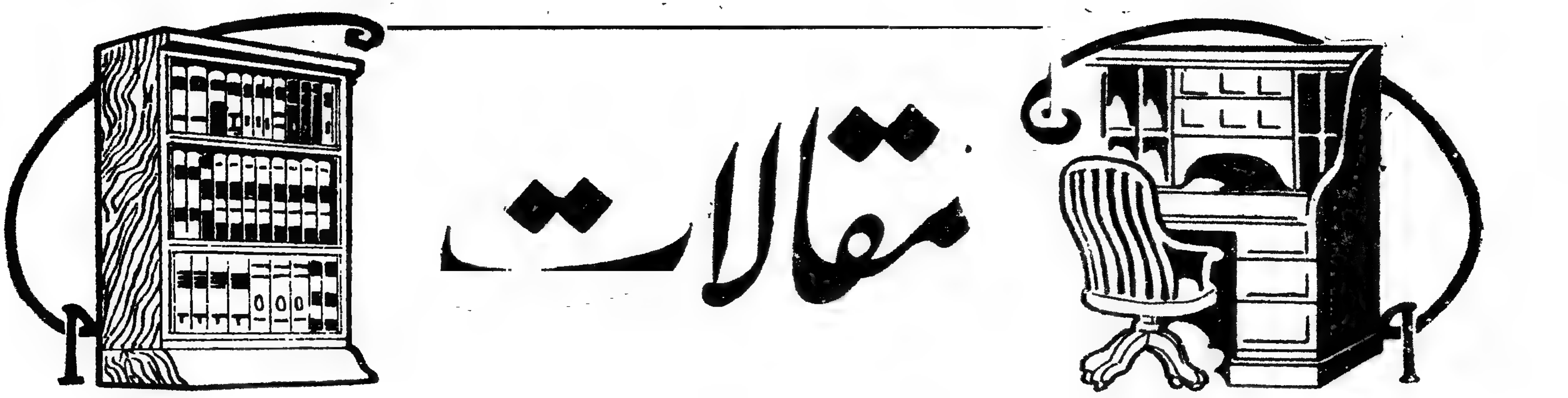

علم اور کليسا کا معرکه

کليسائي جهل و جمود کے بعض تاريخي حقائق

گزشته تين صديوں سے دين اور علم کي معرکه آرائي کا غلغله بلند هے - ليکن في الحقيقت يه معرکه دين اور علم ميں نهيں هے - ديني جماعتوں اور علم کے مدعيوں ميں هے - اگر يه دونوں صف آرا جماعتيں ميدان سے هٹ جائيں ' تو پهر صرف علم اور دين باقي رهجائينگے ' اور دنيا ديکهه ليگي که ان ميں کوئي نزاع نهيں هے !

يورپ ميں جب نئي علمي ترقيات نے نشوؤ نما پائي ' تو دين ' مسيحي کليسا کي شکل ميں موجود تها - علمي حلقوں کا تصادم کليسا کے جمود و تعصب سے هوا ' اور اِس نے معرکهٔ علم و دين کي صورت اختيار کرلي -

امريکا ميں ڈريپر نے اور يورپ ميں ڈيلي نے اس معرکه آرائي کي داستانيں لکهيں ' اور " علم " کي فتح مندیوں اور " دين " کي هزيمتوں کا غلغله هر طرف بلند هوگيا - حالانکه اس فرضي معرکه آرائي ميں اُنهوں نے جس فريق کو " دين " کے نام سے پکارا هے ' وه دين نه تها ' ديني جماعتوں کا ايک خاص نظام تها جو کليسا کے نام سے قائم هوگيا هے - اگر وه " دين " کي جگه " کليسا " کا لفظ اختيار کر ليتے ' تو يه پورا رزم نامه اپني جگه صحيح هوجاتا ' اور همیں علم کي فتح مندیوں اور کليسا کي هزيمتوں کے اعتراف ميں ذرا بهي تامل نه هوتا - جان ڈکنسن اور پروفيسر وهائٹ نے ڈريپر اور کيلي کي يه غلط انديشي دور کرني چاهي ' ليکن اُن کي صدائيں زياده بلند اور مقبول نه هوسکيں -

(پروٹسٹنٹ کليسا اور علم)

انيسويں صدي کے آخر ميں اکثر مصنفوں نے اِس نزاع کي ذمه داري رومن کيتهولک کنيسے پر ڈالدي هے اور اُسي کو علم کي دشمني اور علماء کي تعذيب کا مجرم قرار ديا هے - گويا اِس کنيسے کے سوا کسي دوسرے مسيحي کنيسے نے علم کي کوئي مقاومت نهيں کي - ليکن يه صحيح نهيں هے - يه تاريخي حقيقت هے که روشن خيالي اور تسامح علمي ميں سب سے زياده مشهور کليسا ' پروٹسٹنٹ بهي عقلي تنگ نظري اور علم دشمني ميں رومن کنيسے سے پيچهے نهيں رها - لوتهر کے جانشينوں نے بهي علم دشمني ميں ويسي هي مجاهدانه روح پيدا کردي تهي ' جيسي صديوں سے قديم کليسا ميں موجود تهي -

گيليليو نے جب کوپرنيکوس کے نظريے کي حقانيت ثابت کردي ' اور دور بين کے ذريعه چاند ميں پهاڑ ' سورج ميں دهبے ' اور عطارد کے اقمار دکها دیے ' تو رومن کنيسا غيظ و غضب سے مجنوں هوگيا - ديني عدالت کو حکم ديا گيا که اِس " ملحد " کو گمراهي سے روکا جائے ' اور کنيسا کي اطاعت پر مجبور کيا جائے - دليل و برهان سے نهيں — جس سے کنيسا تهي دست تها — لوهے اور آگ سے ' جس کي کنيسے کے پاس کوئي کمي نه تهي !

ليکن کيا لوتهر اور اُس کے پيرو اِس " الحاد " کے کم دشمن تهے ؟ کيا اُنهوں نے عقل کے قيد کرنے اور گمراهي کے پهيلانے ميں کوئي کمي کي ؟ اِس کا جواب هم خود لوتهر کي زبان سے سن سکتے هيں - کوپرنيکوس کا رد کرتے هوئے وه کهتا هے :

" لوگ ايک مجنون نجومي کي بکواس پر کان دهرتے هيں - حالانکه وه ثابت کرنا چاهتا هے که زمين گردش کرتي هے ' نه که آسمان - واقعه يه هے که لياقت اور دانائي ميں شهرت حاصل کرنے کا هر خواهش مند انسان کوئي نه کوئي نيا نظريه پهيلانے کي کوشش کرتا هے - وه مدعي هوتا هے که اُس کا نظريه سب سے زياده صحيح اور سب سے زياده يقيني هے - يه آسيب زده انسان آج اتها هے که علم هئيت کے تمام قواعد و اصول ته و بالا کر ڈالے - حالانکه کتاب مقدس ميں صاف لکها هے که يوشع نبي نے سورج سے کها ' ٹهر جا - ليکن زمين کو ايسا حکم نهيں ديا گيا ' کيونکه وه خود هي ٹهري هوئي هے "

ايک دوسرے پروٹسٹنٹ مصلح ميلاں کا لهجه اِس " الحاد " کے مقابلے ميں لوتهر سے نرم هے - ليکن وه بهي اپني کتاب ميں (جو کوپرنيکوس کي وفات کے چهه برس بعد شايع هوئي هے) لکهتا هے :

" هماري آنکهيں مشاهده کرتي هيں که آسمان هر چوبيس گهنٹے ميں گهوم جاتے هيں - ليکن بعض جدت پسندوں نے مشهور کرنا شروع کرديا هے که زمين حرکت کرتي هے نه که فلک ثاني اور آفتاب - اِس قسم کے خيالات کي علانيه اشاعت اور اُن کے ذريعه مخلوق کي تضليل ' بلند همتي اور ديانت داري کے قطعي خلاف هے - کيونکه يه لوگوں کے ليے مکروه نتائج پيدا کرنے والا نمونه بن جائيگا - جو کوئي بهي نيکي کا طالب هے ' اُسے حق سے روگرداني نهيں کرني چاهئے - وه حق ' جو خداوند خدا نے اپني کتاب ميں نازل فرمايا هے ' اور جسکے سوا سب کچهه باطل هے "

اس کے بعد يهي مسيحي مصلح مزامير داود اور ديگر مقدس صحيفوں کا حواله دے کر دعوی کرتا هے " ان سے پوري وضاحت کے ساتهه ثابت هو جاتا هے که زمين ٹهري هوئي هے اور سورج اُس کے گرد گهومتا هے " اِتناهي نهيں بلکه اپنے بيان کے اثبات ميں وه عقلي دلائل بهي پيش کرتا هے ' اور پهر يه نتيجه نکالتا هے که " زمين اُسي حالت ميں ايک جگه قائم رهسکتي هے جبکه وه اِس کائنات کے وسط ميں هو " پهر اُسے غصه آجاتا هے - وه غضب ناک هوکر کهتا هے " اُن لوگوں کو سخت عبرت انگيز سزائيں ديني چاهئيں جو کوپرنيکوس کي تعليم کي اشاعت کرتے هيں " !

سمجھتے - میں نے خیال کیا ' اپنے گاؤں کے لیے کوئي ایسي زبان ایجاد کرني چاهئے ' جو سب کے لیے آسان اور قابل فہم هو - اسپرنٹو ' اِسي خیال کا نتیجه ہے "

یه کام آسان نه تها - ڈاکٹر مذکور کو یورپ کي تقریباً تمام زبانیں سیکھني پڑیں - سب کي صرف و نحو میں مهارت حاصل کي ' اور ایک بالکل نئي زبان اور نیا قاعده بنانا پڑا - سنه ۱۸۸۵ ع میں اُس نے اپني تعلیم ختم کي تهي اور طبابت کا پیشه اختیار کرلیا تها - تاهم اُس کي تمام تر توجه اِس نئي زبان کي تکمیل و اشاعت هي پر صرف هوتي رهي - سنه ۱۸۸۷ ع میں اُس نے اِس زبان کي پہلي کتاب شائع کي - اُس کا نام " عالمگیر زبان " تها -

شروع شروع میں اُسے سخت ناکامیابي هوئي - سب لوگ اُسے مجنون قرار دیتے تهے - کوئي اُس کي مدد پر کهڑا نہیں هوتا تها - لیکن بتدریج یورپ میں اُس کا خیال مقبولیت حاصل کرنے لگا ' اور اِس زبان کي ترقي کے لیے پیرس میں ایک انجمن " Esperantistes Pacifiques De Paris " کے نام سے قائم هوگئي -

سب سے پہلے سنه ۱۸۷۸ میں دنیا نے یه نئي زبان سني - ڈاکٹر موصوف نے ایک جلسه میں اس زبان کي ایک نظم سنائي - اس کے ابتدائي بند مع ترجمه حسب ذیل هیں :

En La mondo vanis nova sento

دنیا میں ایک نیا شعور آیا -

Fra La;mondo iras ferta voko

دنیا میں ایک طاقتور دعوت پهیلانے لگا

Per de flugiloj de facila vento

هلکي هوا کے بازؤں پر

Nun de loko flugu gi al loko

اُسے ایک جگه سے دوسري جگه اڑنے دو !

اسپرانٹو ' اِس قدر آسان زبان ہے که اُس کے تمام قواعد ایک گهنٹه کے اندر معلوم کر لیے جاسکتے هیں - اُس کے الفاظ کي تعداد صرف دو هزار ہے - چند هفتے کي مزاولت کے بعد گفتگو اور تحریر بخوبي کي جا سکتي ہے - اُس کے تمام الفاظ یوناني ' لاطیني ' جرمن ' روسي ' فرانسیسي ' اور انگریزي زبانوں سے ماخوذ هیں - اُس میں صرف ۲۳ حرف هیں - u, s, j, h, g, c دو حرفوں کے قائم مقام هوتے هیں - کوئي ساکن حرف نہیں ہے - جو حرف لکھا جاتا ہے ' تلفظ بهي کیا جاتا ہے - شاذ افعال بهي نہیں هیں - معرفه کا صرف ایک حرف ہے اور وہ La ہے -

الفاظ کي قسمیں اُن کے اواخر سے پہچاني جاتي هیں - مثلاً Patro (باپ) میں o اسم کي علامت ہے - Patra (ابوي) میں a نعت یا نسبت کي علامت ہے - Patre میں e ظرف کي علامت ہے - Palri میں i فعل کي علامت ہے -

حروف علت ' a, e, u, o, جب اصل لفظ سے ملا دیے جاتے هیں ' تو وہ لفظ یا تو صفت هوجاتا ہے یا ظرف ' فعل ' اور اسم -

فعل کي تصریف یوں هوتي ہے :

(مصدر)	Ami (محبت)
میں محبت کرتا هوں	mi Amas
میں نے محبت کي	mi Amis
میں محبت کرونگا	mi Amos
شاید میں محبت کروں	mi Amus
محبت کرو	Amu
محبت کرنے والا	Aman ta
محبت کرتا تها	Amin to
عنقریب محبت کریگا	Amon te

اسپرانٹو زبان میں مسیحي نماز کي دعا کا ترجمه یه ہے :

Patro nia Kiu estas en la cielo,

اے همارے باپ تو جو آسمان میں ہے !

sankta estu Via nomo Venuregeco Via.

تیرا نام پاک مانا جائے ' تیري بادشاهي آئے !

Estu rolo Via Kiel en la cielotiel ankau, sur la tero.

تیري مرضي جیسي آسمان پر پوري هوتي ہے ' زمین پر بهي هو !

Panon mian ciu tagan donu almi hodiau.

هماري روز کي روٹي آج همیں دے !

Kaj pardona al ni suldojon niaju.

همارے قرض همیں بخش دے !

Kiel ni ankau pardonas al niajsuldantoj.

جس طرح هم نے اپنے قرضدارو ں کو بخش دیا ہے !

Ni Konduku nin en tenton.

همیں آزمائش میں نه پڑنے دے !

Sed lilerigu nin de la mallona,

بلکه برائي سے بچا !

Amen !

آمین !

الهلال کی ابتدائی نمبر

الهلال سلسلهٔ جدید کے ابتدائي نمبر ' یعني نمبر ۱ - سے ۴ - تک بعض حضرات کو مطلوب هیں ' وہ دوگني قیمت پر خریدنے کے لیے طیار هیں - دفتر کو اطلاع دي جائے -

منیجر

بريد فرنگ

اور سرد هي نهيں هے ' بلكه اپنے عناصر ميں برودت كے خواص بهي ركهتي هے - معلوم هے كه برودت حركت كو روكتي هے - بلكه اُسے فنا كر ڈالتي هے - هم حيوانات ميں ديكهتے هيں كه ٹهنڈے پڑ جانے كے ساتهه هي اُن كي حركت بهي موقوف هو جاتي هے - لهذا زمين كا متحرك هونا قطعاً محال هے "

" كتاب مقدس كي صريح نصوص سے ثابت هے كه آسمان زمين كے اوپر حركت كر رهے هيں ' اور چونكه مدور حركت كے ليے ضروري هے كه اُسكا كوئي مركز قائم هو ' لهذا تسليم كر لينا پڑيگا كه زمين نظامِ كائنات كے وسط ميں ثابت و قائم هے "

يه كيتهولك كليسا كے خيالات تهے - مگر پروٹسٹنٹ كليسا بهي اس سے كچهه كم عقل مند نه تها - لوتهر كے پيرو بهي كتاب مقدس كي تفسيروں اور لوتهر كے اقوال كے اندهے مقلد تهے - كالوليس باوجود اپنے وسيع علم و نظر كے ' لوتهر كا اس درجه مقلد تها كه اُس نے بهي اِس علمي حقيقت كے تسليم كرنے سے صاف انكار كر ديا - زمين كي حركت كے خلاف اُس كي سب سے بڑي دليل يه تهي :

" كتاب مقدس ميں لكها هے - خدا نے خرقيا نبي سے كها " ديكهه ميں آفتاب كے ڈهلے هوئے سايه كے درجوں ميں سے جو دهوپ گهڑي ميں معلوم كيے جاتے هيں ' دس درجے پهرا كے چڑها لاؤنگا " چنانچه آفتاب جن درجوں ميں ڈهل گيا تها ' اُن سے دس درجے پهر چڑه گيا (اشعياء - باب ٣٨) "

انگلستان كے مشهور لاهوتي عالم ڈاكٹر اسمتهه نے اعلان كرديا تها :

" شاهي علمي انجمن ' ملحدوں كي انجمن هے اور دين كے خلاف كوشش كر رهي هے "

جان اوين كا اعلان هے :

" نيوٹن كا نظريه كبهي صحيح علمي بنياد پر قائم نهيں هوا - وه سراسر اوهام و خرافات هے - اور كتاب مقدس كي صريح نصوص كے مخالف هونے كي وجه سے ناقابل اعتنا هے "

جان ويزلي كا مقوله مشهور هے :

" اگر سحر و ساحري بے اصل چيز هے ' تو انجيل كي كوئي بات بهي صحيح نهيں هے "

يه تهي مسيحي كليسا كي ذهنيت جس نے علم كے ' مقابله كا اعلان كيا تها ' اور يقيناً اُس كے ليے اس ميدان مبارزت ميں دائمي اور هلاكت انگيز شكست كے سوا كچهه نه تها - كسي انسان كو بهي جو حقيقت اور صداقت كا احساس ركهتا هے ' اس شكست پر متاسف نهيں هونا چاهئے -

* * *

دنيا كي مشترك اور عام زبان

كيا تمام دنيا ميں ايك مشترك زبان رائج هو سكتي هے ؟

اسپرنٹو

گذشته مهينے ميلان (اٹلي) ميں يورپ كي نئي مشترك زبان " اسپرنٹو " كے حاميوں كا سالانه اجتماع منعقد هوا تها جو كئي سال سے هر سال منعقد هوا كرتا هے - تازه ڈاك ميں اس اجتماع كي بعض دلچسپ تفصيلات آئي هيں - چونكه هندوستان ميں اس وقت تك اس نئي زبان كي نسبت بهت كم لكها گيا هے ' اس ليے هم بعض مضامين كا خلاصه درج كرديتے هيں :

موجوده علمي ترقيوں ' تمدني ضرورتوں ' ذرائع مواصلات كي سهولت نے دنيا كے تمام براعظموں كو باهم دگر ملا ديا هے - اِس زمانے ميں كوئي قوم ' دوسري قوموں سے قطع تعلق كركے زنده نهيں ره سكتي -

ليكن اِتنے قرب و مواصلت پر بهي دنيا كي قوميں اِس وقت تك ايك دوسرے سے دور هي هيں - اُن ميں باهمي تعارف كے ذرائع بهت كم پيدا هوے هيں - اِس صورت حال كي بڑي ذمه داري ' قوموں كي علحده علحده زبانوں پر هے - هر قوم اپني مخصوص زبان ركهتي هے - دوسري قوم كي زبان سے نا واقف هے - اگر واقف هونا بهي چاهے تو بهت مشكل هے كه بهت سي زبانيں هر شخص سيكهه سكے - اِس ليے عالمگير تعارف و اجتماع كي كوئي صورت نكل نهيں سكتي -

يه حالت ديكهكر مدت سے بعض عقلاء مغرب كا خيال هے كه دنيا بهر كے ليے كوئي سهل اور مختصر زبان پيدا كي جائے - " اسپرنٹو " ايك ايسي هي نو ساخته زبان كا نام هے جو پچهلي صدي كے اواخر ميں ايجاد كي گئي هے -

اسپرنٹو كا موجد ايك روسي ڈاكٹر زمينهوف نامي هے - يه صوبهٔ كرودنو كے ايك چهوٹے سے گاؤں بيسلٹوك كا رهنے والا هے -

اِس زبان كي ايجاد كا خيال اُسے اُس وقت پيدا هوا ' جبكه اُس كي عمر صرف دس باره برس كي تهي - اُس نے يه سرگذشت خود اپني زبان سے اِس طرح بيان كي هے :

" ميرے گاؤں ميں روسيوں ' يهوديوں ' پولشوں ' جرمنوں كي مخلوط آبادي تهي - ميں روز سڑكوں پر لڑائي جهگڑے كے واقعات ديكها كرتا تها - تحقيقات سے معلوم هوا كه يه جهگڑے زياده تر اِس ليے پيدا هوجاتے هيں كه باشندے ايك دوسرے كي زبان نهيں

میں داعی بھیجے گئے - حجاز ریلوے بنائی گئی - غرض که ایک ایسی فضا پیدا کردی گئی ' جس نے مسلمانان عالم میں " خلیفه اسلام " کی شہرت عام کردی - اِس صورت حال نے سلطان کے هاتهه میں بظاهر ایک ایسی قوت دیدی تهی ' جس سے وه دول یورپ کو اپنے عالمگیر اسلامی اثر کا یقین دلانا چاهتا تها -

اس میں شک نہیں که سلطان عبد الحمید کی اِس حکمت عملی نے ایک سطحی شان و شوکت اور نام و نمود ضرور پیدا کردی تهی - دنیا کی سطح بیں نگاهیں دیکهتی تهیں که سلطنت عثمانی کی بین الاسلامی مقبولیت کا دائره وسیع هو رها هے - لیکن فی الحقیقت یه جو کچهه بهی تها ' محض ایک بالائی نمایش تهی - ته میں کوئی صحیح اور حقیقی عملی روح نه تهی - جهاں تک خلافت آل عثمان کی بین الاسلامی مقبولیت کا تعلق هے ' تیس برس کے پورے حمیدی دور میں کوئی کوشش ایسی نہیں کی گئی جس کا منشا یه هو که دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے صحیح بنیاد پر روابط قائم کیے جائیں ' اور اُن میں اور مرکز خلافت میں معنوی اور اخلاقی معاونت کا رشته پیدا هو - ایسے دماغ قصر سلطانی میں موجود هی نه تهے جو ان مہمات کے فہم و عمل کی استعداد رکهتے هوں - اس باب میں جو کچهه بهی هوا ' وه اس سے زیاده نه تها که دو چار خود غرض اور خداع عرب ' صوفیت اور تقدس کے بهیس میں قصر سلطانی تک پہنچ گئے ' اور سلطان کی توهم پرستی سے فائده اٹها کر اُس پر حاوی هو گئے - شیخ ابو الهدی رفاعی ' شیخ ظافر مدنی ' فضل الله مالا باری وغیرهم ' اسی قسم کی شخصیتیں تهیں - وه نه تو اسلامی ممالک میں کوئی اثر و رسوخ رکهتی تهیں ' نه اس طرح کے کاموں کے فہم و عمل کی اُن میں صلاحیت تهی - اگر انهوں نے اس قسم کا کوئی کام انجام دیا بهی ' تو وه صرف یه تها که عراق اور شام میں ایسے لوگوں کی ایک جماعت پیدا کردی ' جو بیش قرار وظائف لیکر سلطان کی مدح و ثنا میں سرگرم رها کرتے تهے ' اور تهوڑے تهوڑے عرصه کے بعد سلطان کی اطاعت و انقیاد کے وجوب پر کوئی کتاب شائع هو جایا کرتی تهی - سب سے بڑا کام اس جماعت کا اور اس کے هم مشربوں کا یه تها ' که جاسوسی اور مخفی خبر رسانی کا ایک بالا تر محکمه بن گئے تهے - شب و روز فرضی خطروں کے گڑهنے اور پهر ان کے انسداد کے لیے بڑی بڑی رقموں کے وصول کرنے میں سر گرم رهتے - اسلامی خلافت ' بین الاسلامی مرکزیت ' دینی شوکت و جبروت ' اور روحانی پیشوائی و سلطانی کا یه تمام طلسم ' صرف ان بنیادوں پر قائم تها ' که قصر یلدز کی داخلی حکومت ترک افسروں کی جگه حبشی اور حجازی خواجه سراؤں کے هاتهه میں چلی گئی تهی ' سلطان کا خاص بادی گارڈ عرب سواروں کا تها ' افریقه اور هندوستان کے بعض سیاحوں کو جو گاه گاه قسطنطنیه آجاتے تهے ' " نشان مجیدی " کے تمغے مل جاتے تهے ' تعلیم و ترقی کی تمام راهیں یه کهکر بند کردی گئی تهیں که " اسلامی مقاصد " کے خلاف هیں ' اصلاح نظام حکومت کو الحاد اور زندقه سے تعبیر کیا جاتا تها ' تمام اصلاح طلب مسلمانوں کا شمار " مرتدین " میں تها ' اور سب سے بڑهکر یه که هر هفته شیخ ابو الهدی وغیره مشائخ یلدز کے خواب میں دنیا کے تمام پیغمبر اور اولیا آکر سلطان عبد الحمید کے لیے الهی برکتوں اور غیبی نصرتوں کی بشارتیں پہنچا دیا کرتے تهے !

سلطان عبد العزیز

سلطان عبد الحمید نے اگر صرف وه قوت هی منظم کردی هوتی جو خلافت اسلامی کی بین الاسلامی مقبولیت سے پیدا هو رهی تهی ' تو فی الحقیقت یه اُسکے تمام جبر و استبداد کا کفاره هوتا ' اور دولة عثمانیه کے لیے مغربی طاقتوں کے غلبهٔ و تسلط کا خطره همشه کے لیے دور هو جاتا ' لیکن وه تو اسلام اور اسلامی خلافت کو محض اپنے شخصی استبداد کے حفظ و بقا کا آله بنانا چاهتا تها - اوهام و خرافات کے سوا کوئی حقیقی عمل اُس کے سامنے نہیں تها - چین کے پانچ کروڑ مسلمانوں نے بار بار عرضیں دیں اور وفود پر وفود بهیجے که انکی دینی هدایت و تعلیم کا انتظام کیا جاے ' لیکن کچهه نہیں کیا گیا - افریقه کے مسلمانوں کے وفود چار سال تک قسطنطنیه میں پڑے رهے تا که انهیں مرکز خلافت اپنی اخلاقی سر پرستی میں لیلے ' لیکن کوئی شنوائی نہیں هوئی - مصر اور مراکش کی سرپرستی خود اپنے هاتهوں ضائع کردالی - یمن اور نجد کے قبائل محض اس لیے سرکش و مخالف رهے ' که ترک والیوں کے مظالم سے اُنهیں کبهی نجات نہیں ملتی تهی -

مصطفی فاضل پاشا

جس نے سلطان عبد العزیز کے نام لائحهٔ اصلاحیه بهیجا تها -

تاریخ و عبر

حکومت ترکیه

اور اُس کے اجتماعي و سیاسي تغیرات

شروع سے ابتک

(٢)

(بین الاسلامي ترکي)

سنه ١٢٣٩ ه (١٨٧٦ ع) سے سنه ١٣٢٦ ه (١٩٠٨ ع) تک

صورت حال یه تهي که سلطان عبدالحمید ثاني ترک مصلحین کي سعي و تدبیر سے تخت نشین هوئے - مدحت پاشا اور اُس کے ساتهي اصلاح پسند وزراء نے سلطان مراد کي جگه عبد الحمید کو اس لیے تخت نشین کیا تها ' که وه محسوس کرتے تهے ' سلطنت اور قوم کي سب سے بڑي ضرورت اصلاح اور دستور هے ' اور اُس کے لیے اِس نوجوان شهزاده کا سلطان هونا مفید هوگا -

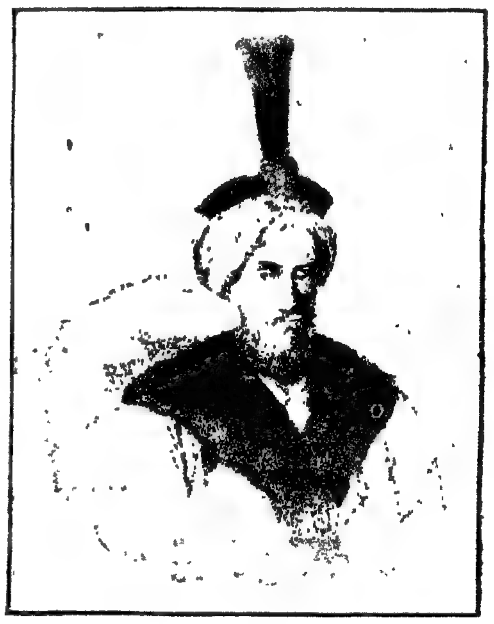

سلطان محمود مصلح

متوفي سنه ١٨٣٩

عبد الحمید تخت نشین هوا - اصلاحات کا مزید اعلان کیا گیا - عثماني سلطنت " شخصي " کي جگه " دستوري " قرار پا گئي ' اور عثماني پارلیمنٹ کے قیام کا فرمان نافذ هوگیا -

اگر یه صورت حال جاري رهتي ' تو با وجود دول یورپ کي پے هم مقاومتوں اور جنگ پلیونا کے شدید نقصانات کے ' دولۃ عثمانیه کي نئي نشو و نما شروع هوجاتي - لیکن افسوس هے که بهت جلد سلطان کے مزاج نے پلٹا کهایا ' اصلاح پسند عنصر کي جگه قدامت پرست اور خود غرض پاشاؤں کا اقتدار قائم هوگیا ' اور اصلاح و تغیر کي تمام امیدیں جو سلطان محمود مصلح کے زمانے سے نشوۂ و نما پانے لگي تهیں ' سنه ١٨٨٠ میں ختم هوگئیں !

جس سال سلطان عبد الحمید تخت نشین هوا اور عثماني دستور کا اعلان کیا گیا ' اُسي سال جاپان کے نظام حکومت میں بهي اصلاح هوري تهي اور دستوري حکومت کا اعلان کیا گیا تها - جاپان تیس سال کے اندر مشرق کي سب سے بڑي طاقتور حکومت بن گیا ' لیکن عثماني حکومت نے اُسي تیس سال کے اندر اپني رهي سهي طاقت بهي فنا کردي - جاپان نے دستوري حکومت قائم رکهي تهي ' سلطان عبد الحمید نے چهه ماه کے بعد اس کا خاتمه کر دیا تها !

سلطان عبد المجید

جسنے اصلاحات کو مزید رونق اور ترقي دي

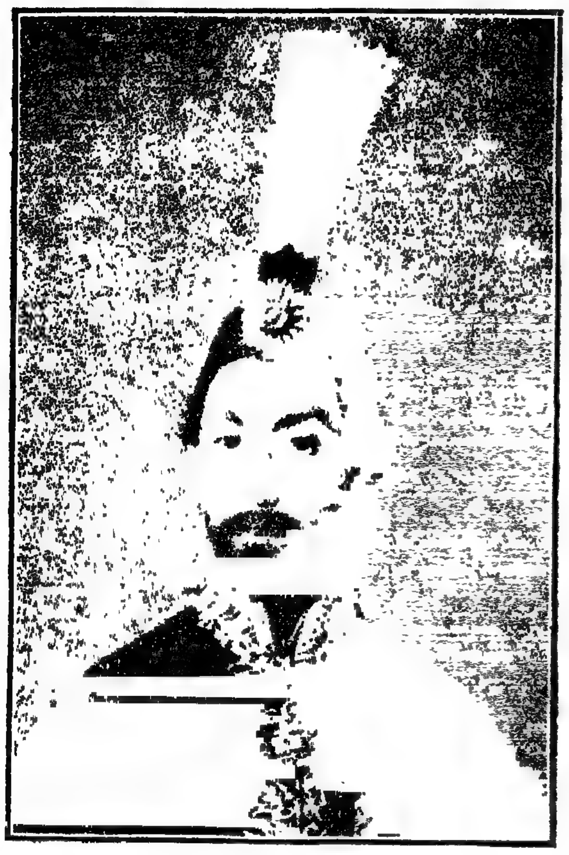

اِصلاحات کا خاتمه کر دینے کے بعد سلطان نے ایک نئي حکمت عملي ایجاد کي - یه حکمت عملي ترکي اور ترکي سے باهر " بین الاسلامي حکمت عملي " یا " اتحاد اسلامي " کے نام سے پکاري جاتي تهي - اس کا منشا یه بیان کیا گیا تها که " یه تمام مسلمانان عالم کي معنوي اور اخلاقي اعانت مرکز خلافت کے ساتهه وابسته کر دیگي "

چنانچه مدتوں کا لپٹا هوا علم خلافت از سر نو بلند کیا گیا - علماء و مشائخ کا ایک بڑا گروه دارالخلافة میں جمع هوگیا - ابو الهدی رفاعي اور شیخ ظافر وغیره مشائخ نمایاں هوے ' عربي عنصر سے از سر نو رشتۂ اِرتباط قائم کیا گیا - عزت پاشا عابد وغیره سر بر آورده عرب مقرب بنائے گئے - عرب سپاهي بڑي بڑي تنخواهوں پر باڈي گارڈ میں داخل کیے گئے ' عربي ممالک

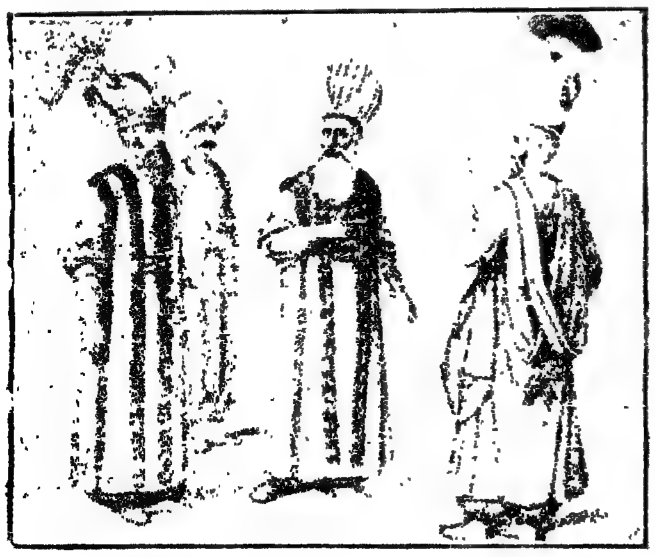

قدیم ترکي فوج کا ایک منظر

ینگ چري سپاهي جو اصلاح کي راه میں سب سے بڑي روک تهے

عرض عبودیت !
سلطان عبد الحمید کے سامنے وزراء حکومت سجدہ کر رہے ہیں !

اُنھوں نے تاریخ کا سبق بھلا دیا ' اور سادہ لوحي سے یقین کر لیا کہ اِن نئے اصول پر چلنے سے یورپ اور سلطنت کے مسیحي عناصر مطمئن ہو جائینگے ' اور اُنکا ملک خوشحال اور ترقي یافتہ ہوجائیگا - یہي حسن ظن ' اُنکي سب سے بڑي غلطي تھي - چنانچہ فوراً داخلي اور خارجي مشکلات نمودار ہوگئیں - آسٹریا نے بوسینیا ہرزي گونیا پر قبضہ کر لیا - یونان کریت پر قابض ہوگیا - اِٹلي نے طرابلس الغرب پر ہاتھہ صاف کیا - البانیا کٹ کر الگ ہوگیا ' بلقاني ریاستوں نے یورپ کے اکثر ترکي مقبوضات ہضم کر لیے - ملک کے اندر غیر ترکي عناصر نے سر کشي شروع کردي - صرف غیر مسلم جماعتوں ہي میں نہیں ' بلکہ مسلمانوں میں بھي نئي نئي انجمنیں قائم ہوگئیں - خود دار الخلافۃ میں مسلمانوں کي متعدد مخالفانہ انجمنیں بن گئي تھیں - مثلاً انجمن " إخاء عربي " " عربي کلب " ' " چرکس انجمن " " کردي انجمن " " البانی انجمن " وغیرہ وغیرہ - اِن انجمنوں کے ظہور کا لازمي نتیجہ یہ تھا کہ اِن اسلامي عناصر اور ترکي عنصر میں نفرت و عداوت پیدا ہوگئي - یہ صورت حال دیکھکر خود ترکوں میں سلطنت کي حکمت عملي کے متعلق اختلاف رونما ہوگیا - ایک گروہ نے از سر نو حمیدي سیاست زندہ کرني چاہي - ایک گروہ نے " تورانیت " کا نعرہ بلند کیا - آخري گروہ کا تعصب یہانتک بڑہ گیا تھا کہ اُسکے ترجمان اخبار " اقدام " نے تجویز پیش کردي کہ ترکي زبان سے تمام عربي الفاظ خارج کر دینے چاہییں !

سلطان عبد الحمید کے دور حکومت کا خاتمہ
یہ اُس موقعہ کا مرقع ہے جب قوم کا وفد پیام عزل پہنچا رہا ہے !

لیکن پیہم مصائب نے زمام حکومت معتدل گروہ کے ہاتھہ میں دیدي - " انجمن ائتلاف " نے حکومت سنبھال لي - سلطان عبد الحمید کا شاگرد کامل پاشا وزیر اعظم ہوا ' کامل پاشا ایک طرف یورپ کو مطمئن کرنے لگا ' دوسري طرف ترکي کے مختلف عناصر کے سر پر بھي ہاتھہ پھیرنے لگا - اب چونکہ " بلقاني مسئلہ " کے بعد " عربي مسئلہ " کے نام سے ایک نئي الجھن پیدا ہوگئي تھي ' اور فرانس اُس سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا ' اس لیے کامل پاشا نے پیش بندي کرکے ١٣٢٩ ع میں والي بیروت ادہم بک کو حکم دیدیا کہ صوبۂ شام کي کونسل سے مطلوبہ اصلاحات کے بارے میں گفتگو کرکے رپورٹ طیار کرے - اِس پیش بندي نے ترکي کو بہت فائدہ پہنچایا - کیونکہ جب فرانس نے سرکاري طور پر شام میں اصلاحات جاري کرنے کا مطالبہ کیا ' تو کامل پاشا نے اِس جواب سے اُسکا منہ بند کر دیا " ہم پہلے ہي سے اِس فکر میں ہیں "

اِدھر یہ سیاسي بازي گہري ہو رہي تھي ' اُدھر انجمن اتحاد و ترقي گھات لگائے بیٹھي تھي - چنانچہ موقعہ پاتے ہي اُسنے وزارت الٹ دي ' اور محمود شوکت پاشا وزیر اعظم قرار پائے - انھوں نے آتے ہي شامي کونسل کو غیر قانوني قرار دیدیا ' اور والي کو خفیہ اشارہ کردیا کہ تحریک کو اُبھرنے نہ دے - والي نے پوري سختي ظاہر کي ' حتی کہ جنگي قانون بھي جاري کردیا ' مگر اِس پر بھي شامي انجمن نے اپنا سالانہ جلسہ کرھي دیا - اِس جلسہ میں ٨٢ نمائندے شریک ہوئے تھے - اُنھوں نے اصلاحات کا لائحہ منظور کر لیا - جب حکومت نے اور بھي زیادہ تشدد کیا ' تو شامیوں نے اپني موتمر پیرس میں منعقد کي - اب انجمن اتحاد و ترقي پریشان ہوئي - کیونکہ ایک طرف اُسکي حریف " انجمن ائتلاف و ترقي " بر سر مخالفت تھي ' دوسري طرف عربي مسئلہ بین الاقوامي شکل اختیار کرتا جاتا تھا - ایک عجیب اتفاق یہ ہوا کہ عربي موتمر ' محمود شوکت پاشا کے قتل کے تیسرے دن منعقد ہوئي ' جس سے حکومت اور بھي زیادہ متاثر ہوئي ' اور پرنس سعید حلیم پاشا وزیر اعظم صلح و آشتي کي حکمت عملي اختیار کرنے پر مجبور ہوگئے - چنانچہ اُنھوں نے اپنا ایک نمائندہ پیرس بھیجا ' اور عرب رہنماؤں سے گفت و شنید کے بعد مطلوبہ اصلاحي لائحہ کا بڑا حصہ منظور کر لیا -

شامیوں کي کامیابي دیکھکر عراقیوں کے خون میں بھي گرمي پیدا ہوئي ' اور طالب بک نقیب کي سر براہي میں عراق نے اصلاحات کا مطالبہ شروع کر دیا - لیکن اب نوجوان ترک سنبھل گئے تھے - اُنھوں نے جاوید پاشا کو

اصل یه هے که سلطان عبدالحمید مرحوم نے اتحاد اسلامي اور خلافت دیني کا مظاهره اس لیے نهیں کیا تها که في الحقیقت اس باب میں کوئي روشني اس کے سامنے موجود تهي ' اور وه کسي تعمیري جذبه سے اِس طرف قدم بڑهانا چاهتا تها ' بلکه یه تمام باتیں محض ایک طرح کے منفي اور تخریبي جذبه سے پیدا هوئي تهیں - مقصود یه تها که اِس کے ذریعه اصلاح طلب تحریک کي نشو ؤ نما کا خاتمه کردیا جائے ' اور اُس کي طرف سے عثماني رعایا کے قلوب غافل هوجائیں - یهي وجه هے که یه باتیں صرف اِسي حد تک کام میں لائي جاتي تهیں ' جس حد تک ترکي مصلحین کي مخالفت میں سود مند هوسکتي تهیں - حقیقت اور عملیت کي کوئي روح موجود نه تهي - اگر سلطان عبد الحمید اتحاد اسلامي اور مرکزات خلافت کي تقویت کا واقعي طلب گار هوتا ' تو سید جمال الدین اسدآبادي اور شیخ محمد عبده سے بڑهکر اِس کے لیے کون داعي اور عامل هو سکتے تهے ؟ ان دونوں نے بیس برس تک اپني تمام طاقتیں عبدالحمید کے هاتهوں میں دیدیني چاهیں ' لیکن ان کے ساتهه جو سلوک هوا ' دنیا کو معلوم هے - پہلے کو موت کا زهر آلوده جام پینا پڑا - دوسرے کو قصر سلطاني کي چوکهٹ تک باریابي نصیب هي نه هوئي !

بهر حال سلطان عبدالحمید کا دورِ دولۃ عثمانیه کے زوال طاقت کا آخري عهد تها - سلطان کو مدحت پاشا کي جماعت نے اس لیے تخت نشین کیا تها ' که وه سلطان مصلح کي اصلاح کي تکمیل کریگا ' اور دولۃ عثمانیه کو استبدادي حکومت کے مفاسد سے نجات مل جائیگي - سلطان نے ابتدا میں اصلاح پسند جماعت کا ساتهه دیا - ترکي پارلیمنٹ قائم کردي گئي - لیکن پهر بتدریج رجعت پسند عناصر برسر اقتدار آ گئے - پارلیمنٹ معطل کردي گئي - مدحت پاشا اور اُس کے ساتهیوں کو فرضي الزامات عائد کرکے گرفتار کر لیا گیا ' اور قلعۂ طائف کے قید خانے میں گلا گهونٹ کر مار ڈالا گیا - اس کے بعد تمام نظم حکومت تهه و بالا هوگیا - وزراء اور دفاتر حکومت کي جگه " مابین همایوني " یعني قصر سلطاني کي براه راست حکومت شروع هوگئي - اس حکومت کا نه تو کوئي اصول تها ' نه قاعده - نه بجٹ بنتا تها ' نه مالیات کا کوئي تخمینه تها - خواجه سراؤں کے افسر " بهرام آغا " کے هاتهه میں سب کچهه تها - وه سلطان کے احکام باب عالي کے وزراء تک پهنچا دیا کرتا - بیس برس کے اندر جتنے انسان محض اس بنا پر هلاک کر دیے گئے ' که اُن پر اصلاح پسندي و انقلاب کا شبه تها ' کوئي ذریعه نهیں که انکي صحیح تعداد معلوم کي جا سکے - یلدز کے بعض کاغذات سے معلوم هوا تها که صرف چهه ماه کے اندر یعني مارچ سنه ۱۸۹۸ سے ستمبر سنه ۱۸۹۸ تک تین سو اسي آدمي گرفتار کئے گیے تهے !

مدحت پاشا
شهید راه حریت و دستور!

سلطان عبد الحمید
چالیس سال کي عمر میں

لیکن نه تو سلطان عبدالحمید دنیا کے پچهلے جبار و مستبد حکمرانوں سے زیاده طاقتور تها ' نه اس کي خاطر خدا کے قوانین حق و عدالت معطل هو جا سکتے تهے - بالاخر نوجوان ترکوں کي پنجاه ساله مساعي بار آور هوئیں ' اور عین اُس وقت جب که سلطان کے وهم و گمان میں بهي کسي طرح کا خدشه نه تها ' مناستر اور سلانیک میں انقلاب کا نا ممکن التسخیر علم بلند کردیا گیا - سلطان نے بهت کوشش کي که کسي طرح اس ناگهاني طاقت کا مقابله کرسکے مگر نه کرسکا - اور عثماني دستور کے قیام کا اعلان کرنا پڑا -

یه دستور سلطان کي ذات خاص کا مخالف نه تها - لیکن سلطان کي مستبد روح اُس سے موافق نه هو سکي - بالاخر نو ماه کے بعد تصادم هوا ' اور محمود شوکت پاشا مرحوم نے اپني مشهور عالم تیس هزار فوج کے ساتهه قسطنطنیه پهنچکر قصر یلدز کا محاصره کر لیا - تین دن کے محاصره کے بعد عثماني پارلیمنٹ کے نمایندے قصر یلدز میں داخل هوے ' اور قوم کا پیغام پهنچا دیا که " آپ معزول کیے گئے ' اور شهزاده محمد رشاد تخت نشین هو رهے هیں " قصر یلدز کے اس مشهور قهرمان نے اُسوقت لرزتے هوے یه التجا کي تهي " میں اپني زندگي کیلیے تمهیں خدا کا واسطه دیتا هوں " ! یه اب اپني زندگي کیلیے انسانوں کو خدا کا واسطه دیتا تها - اُن انسانوں کو ' جنهوں نے اپني مظلوم اور بیکس زندگي کیلیے سیکڑوں مرتبه اُسے خدا کے واسطے دیے تهے ' لیکن ایک لمحه کیلیے بهي اُسکے دل میں خدا کے خوف نے جگه نهیں پائي تهي !

تاریخ مشرق کا یه عبرت انگیز انقلاب جولائي سنه ۱۹۰۸ ع میں واقع هوا تها -

(اتحادي ترکي)

جمعیۃ اتحاد و ترقي کا دور

سنه ۱۳۲۶ ﻫ (۱۹۰۸ ع) سے سنه ۱۳۳۲ ﻫ (۱۹۱۴ ع) تک

انجمن اتحاد و ترقي نے برسر اقتدار آتے هي " وطنیت " " حریت " " اخوت " اور " مساوات " کي بنیادوں پر عثماني سلطنت کو استوار کرنا چاها - نوجوان ترک ' بڑے هي ذهین ' چست ' اور مخلص تهے ' لیکن مدبر اور تجربه کار نه تهے '

آثار عتيقه

شهر رقيم کا انکشاف

ام حسبتم ان اصحاب الکهف و الرقيم کانوا من اياتنا عجبا

(۱)

صديونکے خواب گراں کے بعد اب شهر رقيم ياپيٹرا پهر بيدار هو رها هے - قدس اور لندن کي آمده اطلاعات مظهر هيں که حال ميں اس قديم شهر کے کهنڈروں ميں قيمتي پتهروں اور پرانے طلائي زيورات کا ايک بهت بڑا ذخيره بدوي عربوں کے هاتهه لگا هے -

پيٹرا عرب قديم کا ايک گم شده شهر هے - سالها سال سے غير آباد پڑا تها - کبهي کبهي صحرا گرد بدوي جنکو شاداب نخلستانوں اور سر سبز چرا گاهوں کي تلاش اِدهر آدهر آواره رکهتي هے ' تمدن قديم کي اس يادگار کو آدمي کي صورت دکها ديتے تهے !

(الف ليله کا طلسم)

ايک مرتبه ايک صحرا نشين عرب پيٹرا کے کهنڈروں ميں گهوم رها تها - ناگاه اوسکا پانوں ايک پتهر پر پڑ گيا - قبل اسکے که وه اس بات کا اندازه کر سکے که کيا هونے والا هے ' پتهر نيچے کو کهسکا ' زمين دهنسي ' اور اب عرب ايک عجيب و غريب غار ميں پڑا تها - پتهر دستور اپني جگه پر آگيا ' اور راه بند هوگئي !

اب بدوي نے خود کو ايک زمين دوز محراب ميں پايا ' ليکن باهر آنے کا کوئي راسته نظر نهيں آتا تها -

غريب عرب ايک عرصه تک ادهر آدهر ٹٹولتا رها - تاريکي بلا کي تهي - محض اس خوف سے که کهيں کسي دوسري نامعلوم مصيبت سے دو چار نه هونا پڑے ' اوسنے هاتهوں اور پيروں کے بل رينگنا شروع کيا - اس جد و جهد ميں ايک وسيع ايوان مل گيا - اس ايوان کي تاريکي کو ايک پهاڑي سوراخ سے نکلني والے دهندلي روشني ايک حد تک کم کر رهي تهي - روشني کا سهارا پا کر اس محصور بلا نے ادهر آدهر آنکهيں پهاڑ پهاڑ کر ديکهنا شروع کيا - کيا ديکهتا هے که ايک گوشے ميں قيمتي جواهرات اور طلائي اشيا کا ڈهير پڑا هے - يه خزانه غالباً طائر اور صيدان کے بحري قزاقوں نے ازمنه مظلمه ميں جمع کيا هوگا - عرب حيرت کے دريا ميں ڈوبا هوا ' اس تمام ماحول کو عالم رويا سمجهه رها تها - بالاخر اوسنے چند جواهر ريزے اپنے عمامه ميں رکهه ليے ' اور باهر نکلنے کي راه تلاش کرنے لگا - اس نے غور کيا که روشني جس سوراخ سے آ رهي هے ' اس سے باهر نکل سکتا هے يا نهيں ؟ اس کا خيال ٹهيک تها - روشني کے نيچے ايک سنگي زينه موجود تها - به مشکل سوراخ تک پهنچ سکا - وهاں پتهر کے کئي ٹکڑے ايک دوسرے پر پڑے تهے - زور کرنے سے ايک پتهر هٹ گيا اور يه باهر نکل آيا -

يه جواهرات بيت المقدس کے بازاروں ميں بکے - ماهرين آثار اِنهيں تورات سے بهي زياده پرانا بتاتے هيں -

بيان کيا جاتا هے که پيٹرا کا يه کنز مخفي لارڈ کارناروان کے دريافت کرده وادي الملوک (مصر) کے خزائن سے بهي کهيں زياده بيش قيمت هے - عجائب خانه لندن کا ايک وفد اس گم شده شهر کي تحقيقات کيليے جا رها هے -

(جغرافيائي محل)

يه مقام ساحل بحر قلزم سے زياده فاصله پر نهيں هے - نقشه کے ديکهنے سے بحر قلزم کا بالائي حصه دو ٹکڑوں ميں منقسم معلوم هوگا - اس کے شمال ميں جزيره نماء سينا هے جسکي شکل مثلث نما هے - سينا کا جنوبي نوکدار کناره بحر قلزم کو دو شاخوں ميں جدا کر ديتا هے - سينا کے غرب ميں بحر قلزم کي وه شاخ هے جو خليج سوئز کے نام سے موسوم هے - آج کل يه تجارت عالم کي شاهراه عظيم هے - سينا کے شرق ميں بحر قلزم کا وه حصه هے جو خليج عقبه کے نام سے پکارا جاتا هے - يه جگه اب متروک هوگئي هے - جهاز بهت کم آتے جاتے هيں - ايک طرف سينا کي ننگي پهاڑياں هيں - دوسري طرف خليج عقبه کے پهاڑوں اور صحراء عرب کا نا پيدا کنار سلسله هے - اس خليج کے ساحل پر کوئي بندرگاه نهيں هے - قصبه عقبه کے چند بے ترتيب مکانات کے سوا باقي تمام حصه غير آباد اور پتهريلا هے - بحر شمالي و بحر جنوبي کے دور دراز سواحل کو چهوڑ کر جهاں بمشکل ذي روح وجود کا پته چلتا هے ' دنيا کا کوئي ساحل اس قدر ساکت اور سنسان نهيں هے !

ليکن پرانے زمانه ميں خليج عقبه کي اهميت همارے زمانه کے خليج سوئز سے کهيں زياده تهي - تين هزار سال قبل يهاں حضرت سليمان کے بحري مراکب هندوستان کي اشياء تجارت بار کيے هوئے هر وقت لنگر انداز رهتے تهے - جب تک هندي و ايراني تجارتي قافلے اس راستے سے آمد و رفت کرتے رهے ' يه ملک تمدن عالم کا مرکز رها - جب شاهراه تجارت يهاں سے دوسري جانب منتقل هوگئي ' اور بحر روم اور خليج سوئز کا راسته دريافت کر ليا گيا ' تو يه ساحل رفته رفته غير آباد هوگيا - صليبي لڑائيوں کے زمانه ميں مسيحي مجاهدين نے اس نواح ميں کچهه بيداري پيدا کردي تهي ' مگر سلطان صلاح الدين کي تيغ جهاد نے يه حصۂ عالم بهي صليبيوں پر تنگ کر ديا ' اور اس کے بعد سے پيٹرا کے اطراف انساني آبادي سے هميشه خالي رهے -

جنگ عظيم کے زمانه ميں شريف حسين اور اس کے بيٹے امير فيصل نے اس نواح کو اپني افواج کا عقبي مستقر بنايا تها - هر هفته انگريزي جنگي جهاز اور دخاني کشتياں سامان حرب سے لدي هوئي ساحل پر آتي تهيں - سنه ۱۹۱۷ ع اور سنه ۱۹۱۸ ع ميں اس آمد و رفت کا تسلسل نهايت پابندي سے قائم رها ' اور ايک

بهرام آغا خواجه سرا
جو تمام وزراء پر حکومت کرتا تها

عراق کا گورنر بنا کر بهیج دیا - اس نے آتے هي عراقي تحریک کا خاتمه کردیا - ساتهه هي بکر سامي بک کو بیروت کي گورنري پر مقرر کیا ' جو اپنے تدبر اور سخت گیري میں بهت شهرت رکهتا تها ' اِس نے کچهه ایسے پیترے بدلے ' که شامي تحریک بهي سرد پڑگئي ' اور پیرس کي موتمر میں جو کچهه طے پایا تها ' اُسکا اکثر حصه کالعدم هوگیا !

اب جنگ عمومي کي خوفناک گهٹائیں فضا مین پهیل رهي تهیں - وه مصیبت سر پر آگئي تهي جسکا تصور بهي کبهي انساني دماغ نے نهیں کیا تها -

جنگ عمومي کے بعد

سنه ۱۳۳۲ ھ (۱۹۱۴) ء سے سنه ۱۳۳۳ ھ (۱۹۱۵) تک

دستوري نظام حکومت کے کامیاب بنانے اور سلطنت کے مختلف عناصر کو مشترک وطنیت و قومیت کے نام پر متحد کرنے میں انجمن اتحاد و ترقي کو ناکامي هوئي - اِس تلخ تجربه کے بعد اِس انجمن کے ارکان میں آینده طرز عمل کے متعلق اختلاف پیدا هوا - اکثریت " توراني تحریک " پهیلانے کے حق میں تهي ' اور اقلیت " اتحاد اسلامي " کے فکر کو عملي جامه پهنانا چاهتي تهي - یه اختلاف ابهي ختم نهیں هوا تها که عالم گیر جنگ کا طبل بج گیا ' اور اکثریت کو اقلیت کي رائے کے سامنے جهک جانا پڑا - اب بجز اِس کے کوئي چاره کار نه تها که تمام اسلامي عناصر ' خصوصاً عربوں کي تائید اسلام کے نام پر حاصل کي جائے -

چنانچه انور پاشا نے عبد الرحمن بک الیوسف اور شیخ اسعد شقیر وغیره کو شام بهیجا که عربوں کے اسلامي جذبات بیدار کریں - پهر جمال پاشا نے جو شام کے جنگي حاکم تهے ' عربوں کي مدارات شروع کي اور عربي تحریک سے اپني گهري دل چسپي اور همدردي کا اظهار کیا - فرانسیسي قنصل خانه سے جو کاغذات دستیاب هوئے تهے ' اُن سے اُنهیں صاف معلوم هوگیا تها که بهت سے سر بر آورده شامي ' ترکي کے خلاف فرانس سے ساز باز کرچکے هیں - مگر اُنهوں نے خیانت کے تمام مجرموں سے چشم پوشي کي - البته عیسائیوں سے پوري باز پرس کي گئي -

جمال پاشا نے صرف شام هي میں نهیں بلکه تمام جزیرة العرب میں دیني جهاد کا غلغله بلند کردیا - کربلا ' نجف ' بغداد کے علماء کي دیني حمیت جوش میں آگئي - شریف مکه ' سلطان ابن سعود ' ابن رشید ' امام یمن ' تمام امراء عرب کو جهاد کي دعوت دي گئي -

حسین رامي پاشا
محکمهٔ جاسوسي کا سرغنه

لیکن نوجوان ترکوں نے بهت جلد دیکهه لیا که مسلمانوں اور عربوں میں اُن کي دعوت کوئي گرم جوشي پیدا نه کر سکي - بلکه جنسي و نسلي اور مقامي مصالح کا تعصب اس کڑے وقت میں بهي اُن پر غالب رها - وه سلطنت عثمانیه اور خلافۂ اسلامیه کي حمایت و نصرت پر آماده نه هوسکے - هندوستان اور مراکش کے مسلمان انگریزي اور فرانسیسي جهنڈے کے تلے جمع هوکر آے ' اور ان کے سینوں پر بے دریغ گولیاں چلائیں !

اِس نامرادي کا نتیجه یه هوا که توراني تحریک کے حمایتیوں کو پهر زور حاصل هوگیا - نا چار انجمن اتحاد و ترقي کو ان کے نظام عمل پر چلنا پڑا -

عربوں کي ناعاقبت اندشي نے اور زیاده ترکوں کو مایوس کردیا تها - شام کے چند خود غرض اور برخود غلط افراد طیار هوگئے که اس نازک وقت سے فائده اتهائیں اور دول متحده کا ساتهه دیکر " عربي امارت " کي بنیادیں قائم کردیں - بهت ممکن تها که اِن لوگوں کے انقلابي افکار عامة الناس میں مقبول نه هوتے ' لیکن اُسي موقعه پر حجاز میں برطاني سازشیں کامیاب هوگئیں اور شریف نے علم بغاوت بلند کردیا - جس وقت جمال پاشا مصر پر حمله کي طیاریاں کررها تها ' اور تمام ساز و سامان مکمل هو چکا تها ' اچانک اُس نے دیکها که شریف حسین اور اُس کے لڑکوں کي بغاوت نے اس کي تمام امیدوں کا خاتمه کردیا هے !

* * *

غازي مصطفى کمال پاشا

افسانہ

روحانیات کی مجلس

ہولناک رات

(مترجم)

ایوان تھیرودیچ نے اپنے دوستوں کو مضطرب آواز اور زرد چہرے کے ساتھ ذیل کا واقعہ سُنایا:

۱۹۰۲ء کے کرسمس کی رات، بہت ہی اندھیری تھی۔ میں اپنے ایک دوست کے یہاں دیر تک ایک روحانی جلسے میں بیٹھا رہا۔ مجھے تاریکی میں اپنے گھر لوٹنا تھا۔

اُس زمانے میں ماسکو کی ایک ایسی گلی میں میرا قیام تھا، جو شہر میں سب سے زیادہ وحشت ناک اور تاریک گلی تھی۔ جب جب میں اُس سے گزرتا، ڈراؤنے خیالات میرا دماغ پریشان کر دیا کرتے تھے۔

روحانی جلسے میں آخری جملہ جو میں نے سُنا تھا، وہ خاص میری ذات کے متعلق تھا۔ مشہور فیلسوف سپینوزا کی روح کی نسبت ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ جلسہ میں شریک ہے۔ اُسنے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا:

"تیری موت قریب آگئی، جلد خدا کے سامنے توبہ کر!"

میں ڈر گیا۔ پھر سوال کیا۔ مزید تشریح چاہی۔

"تیری زندگی ختم ہوگئی۔ آج ہی توبہ کرلے!" یہ میرے سوال کا دوبارہ جواب تھا۔

میں علم الارواح (اسپریچولیزم) کا قائل نہیں ہوں۔ تاہم موت کا خیال ہمیشہ مجھے خوفزدہ کر دیا کرتا تھا۔ ایک عجیب طرح کی اُداسی مجھ پر چھا جاتی تھی۔

میں بدحواس جلسہ گاہ سے بھاگا۔ اور اپنے گھر کی راہ لی۔ اوپر کی منزل پر پہنچ کے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوگیا۔ اُسوقت بھی میرا خوف سے بُرا حال تھا۔ معلوم ہوتا تھا گرا پڑتا ہوں۔

(۲)

کمرہ تاریک تھا۔ باہر تیز ہوا چل رہی تھی۔ کھڑکی کے شیشوں سے جھونکے ٹکرا رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عناصر بھی خوف و دہشت کی حالت میں مضطرب ہو رہے ہیں!

"اگر سپینوزا کی پیشین گوئی ٹھیک ہے" میں نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں آہستہ آہستہ کہا "اگر اس سنگ دل فیلسوف کی روح نے سچ کہا ہے تو بس آج ہی رات میرا خاتمہ ہے! یہ واویلا کرنے والی ہوائیں میرا نوحہ کریں گی، یہ کالی بدلیاں ماتم کی صفیں بچھائیں گی! افسوس میری زندگی....."

میں نے دیا سلائی جلائی۔

"ہیں!" میں گلا پھاڑ کر بے خودی سے چلایا اور دروازے کی طرف بھاگا۔ سر سے پاؤں تک تمام بدن کانپ رہا تھا۔ شاید غلام گردش میں پہنچکر میں نے خوف سے آنکھیں بند کرلی تھیں!

میں نے کمرہ میں کیا دیکھا؟ دیکھو! اسوقت بھی میرے بدن کے روئیں کھڑے ہوگئے ہیں۔ دل دھڑک رہا ہے۔

عین کمرے کے وسط میں مُردے کا تابوت رکھا تھا! اُس پر ارغوانی غلاف چڑھا تھا۔ سنہری صلیب کھچی تھی۔ میں نے صرف ایک ہی جھلک دیکھی تھی۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ مجھے اُس کا ہر حصہ نظر آگیا۔ آجتک اُس کا پورا نقشہ میرے ذہن میں محفوظ ہے!

یہ ایک لڑکی کا تابوت تھا۔ کیونکہ بہت چھوٹا تھا۔ اور رنگ اور آرایش ویسی ہی تھی، جیسی لڑکیوں کے تابوتوں پر کی جاتی ہے۔

(۳)

میں تیر کی طرح زینے پر پہونچا اور سیلاب کی تیزی سے اُترنے لگا۔ بلکہ کہنا چاہئے گرنے لگا۔ ایک نہایت ہی خوفناک رعب اپنی پوری قوت سے مجھے دھکیل رہا تھا!

سڑک پر میں نے جلدی سے روشنی کا ایک کھمبا دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ لیا۔ کھمبا، مینھ سے بھیگا ہوا تھا۔ برف کی طرح ٹھنڈا تھا۔ جسم نے سردی محسوس کی تو میرے ہوش و حواس واپس آنے لگے۔

"اگر کمرے میں آگ لگی ہوتی" میں خیال کرنے لگا "بلکہ اُس میں چور کھڑا ہوتا، شیر ٹہلتا ہوتا، دیوانہ کُتا بیٹھا ہوتا، اگر اُس کی چھت بھی اچانک گر پڑتی، تو بھی مجھے تعجب نہ ہوتا۔ میں اسے ایک معمولی بات سمجھتا۔ مگر لاش! ایک کمل تابوت! اس کے کیا معنی ہوسکتے ہیں؟ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ میرے مکان میں تابوت کیونکر آیا؟ کون لایا؟ ایک امیر لڑکی کا کامدار تابوت! سونے چاندی کے کام سے آراستہ! ایک معمولی نوکر کے حقیر کمرے میں اُسے کون لایا؟ کیوں لایا؟ معلوم نہیں، وہ خالی ہے یا اندر لاش رکھی ہے؟........"

اچانک مجھے خیال آیا "اگر یہ معجزہ نہیں تو کوئی ہولناک جرم ہے" لاکھ لاکھ سوچا۔ کوئی بات سمجھ میں نہ آئی۔

"دروازے پر تو قفل چڑھا تھا" میں پھر سوچنے لگا "کنجی ایسی مخفی جگہ رکھی تھی کہ میرے خاص دوستوں کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ناممکن ہے کہ کسی دوست نے یہ موت کا تحفہ میرے لئے مہیا کیا ہو۔ شاید کوئی مزدور غلطی سے لے آیا۔ لیکن مزدور لاتا تو مزدوری لئے بغیر چلا کیوں جاتا؟ اور میرے یہاں مزدور تابوت کیوں لائے؟......"

پھر میرے پراگندہ دماغ میں ایک اور خیال آیا:

"ممکن ہے یہ کارروائی اُسی روح کی ہو، جسنے آج رات میری موت کی خبر دی ہے۔ شاید یہ تابوت میری لاش کے لئے لایا گیا ہو لیکن یہ ناممکن ہے۔ تابوت میرے قد سے بہت چھوٹا ہے"

(۴)

اب بارش پھر شروع ہوگئی۔ گویا میرے قتل کے لئے آسمان سے یورش ہو رہی ہے۔ ہوا اتنی تیز تھی کہ میرا اوورکوٹ اُڑا جاتا تھا۔ میں بھیگ کر شرابور ہوگیا۔

"مجھے کہیں پناہ لینی چاہئے" میں نے دل سے کہا "لیکن کہاں؟ کمرے میں، جہاں تابوت رکھا ہے؟ ناممکن!۔ اگر میں وہاں گیا تو یقیناً دیوانہ ہوجاؤں گا"

مگر اس پانی اور سردی میں سڑک پر کھڑا رہنا بھی مشکل تھا۔ میں نے فوراً اپنے ایک دوست رودستوف نامی کے گھر کی راہ لی۔ وہ بھی ایک تنگ تاریک گلی میں ایک کمرہ کے اندر رہتا تھا۔

دروازہ کھٹکھٹایا۔ کوئی جواب نہ ملا۔ میں نے ایک طاق میں ہاتھ مارا تو کنجی مل گئی۔ قفل کھولکر اندر چلا گیا۔

میرا کوٹ بھیگ گیا تھا۔ میں نے اُسے اُتار کر کمرے کی زمین پر ڈال دیا۔ اندھیرے میں پاؤں نے ایک کرسی سے ٹھوکر کھائی۔ میں اُسی پر بیٹھ گیا۔ تاریکی سخت تھی۔ کچھ سوجھائی نہیں دیتا تھا۔ ہوا تیز تھی۔ کھڑکیاں ہل رہی تھیں۔ باہر کنیسوں کے گھنٹے کرسمس کی خوشی میں بج رہے تھے۔

میں نے جیب سے ڈبیا نکالکر دیا سلائی جلائی۔

"اُف، یہاں بھی!" بے اختیار میرے مُنہ سے چیخ نکل گئی میں دیوانہ وار بھاگ کر کمرے کے باہر گرا۔

یہاں بھی تابوت رکھا تھا! لیکن میرے کمرے کے تابوت سے بڑا تھا۔ اور سیاہ غلاف سے ڈھکا تھا۔ سیاہ غلاف نے اُسے اور بھی زیادہ ہیبت ناک بنا دیا تھا!

"یہاں بھی وہی تابوت!" میں سوچنے لگا "معلوم ہوتا ہے یہ میرا وہم و خیال ہے۔ میری نگاہ دھوکا کھا رہی ہے۔ ناممکن ہے کہ میں جہاں جاؤں، میرے استقبال کے لئے ایک خوفناک تابوت پہلے سے مہیا ہوجائے۔ ضرور آج میرے اعصاب میں خلل آگیا ہے۔ جہاں جاتا ہوں تابوت ہی نظر آتا ہے... میں ضرور پاگل ہوگیا ہوں۔ جنون کا سبب صاف ظاہر ہے۔ اسی منحوس روحانی جلسے اور سپینوزا کی شیطان روح نے میرا دماغ خراب کر ڈالا!"

میں تھک کر زمین پر بیٹھ گیا۔ دونوں کنپٹیاں زور سے ہاتھوں میں دبالیں۔

"الٰہی! کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟ آہ میں پاگل ہوگیا!" یہ کہتے ہوئے بے اختیار میرے آنسو نکل آئے۔

قریب تھا میرا سر پھٹ جائے۔ میرے پیروں میں سکت باقی نہیں رہی تھی۔ مینہ کا وہ زور تھا کہ خدا کی پناہ۔ میرا تمام بدن سردی سے کانپنے لگا۔ نہ سر پر ٹوپی تھی نہ جسم پر کوٹ۔ میں اُنھیں لینے کمرے میں جا بھی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ وہاں........ آہ، بہت ہی ہولناک منظر، ناقابل برداشت ہولناکی موجود تھی!

(۵)

میرے سر کے تیر کی طرح سیدھے بال کھڑے ہوگئے۔ ٹھنڈا پسینہ پیشانی سے بہنے لگا۔ حالانکہ اب مجھے کامل یقین ہوچکا تھا کہ جو کچھ میری آنکھوں نے دیکھا ہے، وہ محض ایک طرح کے اعصابی مرض کا نتیجہ اور وہم و خیال ہے۔ حقیقت میں کچھ بھی نہیں۔

"اب کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟" بار بار یہی سوال دُہراتا تھا۔

یکایک مجھے ایک دوسرا دوست، گوڑ سارون یاد آگیا۔ اس نے

عارضي چهل پهل پيدا هوگئي - ليکن جنگ کے خاتمه کے بعد يه سرگرمي بهي ختم هوگئي ' اور يه حصه پهر شهر خموشاں بن گيا -

خليج عقبه کے دهانه سے ايک پهاڑي اور ريگستاني سلسله شروع هوتا هے جو اندرون ملک ميں دور تک چلا جاتا هے - پيٹرا کے کهنڈر عقبه سے ۹۰ - ميل کي مسافت پر واقع هيں - پهاڑوں کے درميان اس شهر کا محل وقوع هے - بدو رهنما کے بغير ان آثار تک سياح کي پهونچ مشکل هے - پيٹرا سے شمال کو ۲۰ ميل کے فاصله پر وادي بحر ميت هے - سيدهے هاتهه يعني شرق کي طرف شمالي عرب کا عريض ريگستان هے - سامنے ارض ادوم يا ادوميا کے پهاڑونکا وه سلسله هے ' جو باب الرقيم يا پيٹرا کا پهاٹک کهلاتا هے - اس سلسله کو قطع کيے بغير پيٹرا تک پهونچنا محال هے - دوسري جانب پهاڑي مگر ڈهالو راسته هے - اس پر سے هوکر نيچے اُترتے هيں - چند گهنٹے کے پهاڑي اور پيچ در پيچ راسته کے بعد وادي ادوم کا خاتمه هو جاتا هے - سفيد ريت کے ٹيلونکے ختم هونيکے بعد ايک تنگ دره ملتا هے - يه بلند پهاڑي ديوار کا دروازه هے - يهاں پر وادي کي وسعت ۱۲ - ميل سے کم هوکر صرف ' ۱۲ - فيٹ رهجاتي هے - دره کي ديواريں هزارها فيٹ اونچي هيں - عرب اس راسته کو " شق " کے نام سے پکارتے هيں - اس شق کي راه سے سپاهيوں کے گهوڑے اور بار برداري کے اونٹ اُفتاں و خيزاں راه طے کيا کرتے هيں - پتهرونپر چاروں طرف چهپکلياں لپٹي هوئي هيں - هر هر قدم پر تنگنائے زياده وحشتناک هوتي جاتي هے - راسته ميں ايک پهاڑي شگاف ملتا هے جس سے شفاف پاني کا چشمه موجزن هے - عرب کهتے هيں ' يهي وه جگه هے جهاں حضرت موسى عليه السلام نے عصا مارکر اپنے پياسے همرائيونکے لئے پاني کے چشمے جاري کردیے تهے - يه وادي وادي موسى کے نام سے موسوم هے - وادي اسقدر تنگ هے که اونٹ پر سے دونوں طرف کي ديواريں بخوبي چهوي جاسکتي هيں - اکثر جگه اِرد گرد کي پهاڑياں بلند هوکر چهت کا کام ديتي هيں - اس جگه آسمان بالکل دکهائي نهيں ديتا - سورج کي شعاع بهي يهانتک نهيں پهونچتي -

(يوناني مندر)

ايک گهنٹه کي مسافت کے بعد سياح ايک تيز گهماؤ سے گذرتا هے - اب نظر کے سامنے ايسا دلفريب اور حيرت خيز منظر آجاتا هے جو ايک عرصه تک کيليے از خود رفتگي کي کيفيت طاري کر ديتا هے - يوناني طرز کا ايک نفيس اور خوشرنگ مندر سامنے نظر آتا هے - اوسکا دلفريب حسن اور دلکشا طرز' حد درجه متاثر کرنيوالا هے - عهد کهن کے صناعوں نے پهاڑوں سے کاٹ کاٹ کر يه خوبصورت عمارت تعمير کي تهي -

ادومي پهاڑونسے يه عمارت تراشتے هوے ' دندانه دار آلات سے کام ليا گيا هوگا - اس مندر کي بالائي سطح مختلف رنگونسے مزين هے ' اور ريشمي کپڑے کي طرح جهلک رکهتي هے -

دنيا کا کوئي اور پهاٹک ' دنياء قديم کے اس خاموش شهر کے دروازے سے زياده اثر ڈالنے والا نهيں هے - هندوستان کا سرخ شهر ' فتح پور سيکري بهي اسکا مقابله نهيں کرسکتا - رومانی و يوناني مخلوط فن تعمير کے طرز پر يه مندر کم از کم دو هزار سال قبل اس پهاڑي سے طيار کيا گيا تها - اسکا عهد تعمير روماني شهنشاه هڈرين کي فوج کشي کے زمانه سے تعلق رکهتا هے - اهل عرب ميں اس مندر کا نام الخزينه مشهور هے - لمبے لمبے ستونوں کے اوپر ايک ديو پيکر صراحي نما ظرف هے - عرب کهتے هيں که يه ظرف فراعنه کے جواهرات اور طلائي سرمايه کا مخزن هے - شروع سے اِسے توڑنے کي کوششيں کي گئيں مگر کاميابي نهيں هوي - کرنيل لارنس کے ساتهيوں نے بهي هزاروں گولياں چلائيں - بعض بعض دفعه پتهر کے چهوٹے چهوٹے ٹکڑے ٹوٹ کر گر پڑے - مگر کچهه زياده اثر نه هوا - نهيں معلوم کس ديوي يا ديوتا کي يهاں پوجا هوتي تهي ؟ کرنيل لارنس کي راے ميں مصري ديوي " ايسيس " کي پرستش هوتي هوگي - کيونکه هيڈرين کي فوج کشي کے وقت تمام سواحل بحر روم اِسي ديوي کے سامنے سر بسجود تهے -

يهانسے چند گز کے فاصله پر اصل شهر بيضاوي نشيب ميں واقع هے - سطح سمندر سے ۹ - هزار فيٹ اونچے محدب حصه سے شروع هوتا هے - وادي کي بلندي صرف ايک هزار فيٹ رهجاتي هے - اِس نشيب ميں اسوقت تک شهر کي سڑکوں اور عمارتوں کے آثار باقي هيں - يه تمام عمارتيں پهاڑ کاٹ کر بنائي گئي تهيں !

پيٹرا کے رنگ برنگ آثار هر اُس سياح کو جو مشرقي ديوار عبور کرنيکي جرأت کرتا هے ' اپني جانب مائل کرليتي هيں - سورج کي کرنيں ارد گرد کي پهاڑيوں کو قوس قزح بنا ديتي هيں - اُنکي چمک بلوچستان کي ارغواني پهاڑيوں سے بهي کهيں زياده دلکش هے - پهاڑيونکي سطح سے زعفراني ' نارنجي ' ارغواني ' بنفشي رنگ کي لهريں نکلتي رهتي هيں - غروب آفتاب کے وقت رات کي تاريکي چها جانے سے پهلے ' ايسا معلوم هوتا هے ' گويا طرح طرح کے رنگوں کے کي موجيں اُمنڈ رهي هيں !

محمد يحيى - ايم - اے - ايل - ايل - بي
وکيل بدايوں

WANTED.

Urdu Trained Mistresses for the Karachi Municipal Urdu Girls Schools on the following salary :

	Pay	Allowance	Total
1st Year (Junior)	Rs. 50 -	Rs. 10 -	Rs. 60/-
2nd Year	,, 55 -	,, 10/-	,, 65/-
3rd Year (Senior)	,, 65 -	,, 10 -	,, 75/-

The above posts are pensionable and governed by the Municipal Pension & Provident Fund Rules The appointments will be on 2 years' contract in the first instance. Apply with full details; also age, nationality with copies of testimonials, if any. Applications should reach the Undersigned on or before 1 11-1927. Those already in service, should apply through their authorities under whom they are employed.

Sd. V. G. PRADHAN,
Administrative Officer.
School Board,
Karachi Municipality, (I H.)

لئے ہز مجسٹی برطانیہ نے سرگلبرٹ کلنگھم کلیٹن کو اپنا مختار قرار دے کر روانہ کیا، اور ہز مجسٹی شاہ حجاز و نجد و ملحقاتہا نے ہز ہائی نس امیر فیصل اپنے فرزند اور نائب کو اپنا مختار قرار دیا۔

”مذکورۂ بالا تمہید کی بنا پر، دونوں نمائندوں کی مختاری کے کاغذات کی صحت سے مطمئن ہوکر، ہز ہائی نس امیر فیصل بن عبدالعزیز اور سرگلبرٹ کلنگھم کلیٹن نے حسب ذیل شرطوں پر اتفاق کیا ہے:

شرط اول۔ ہز مجسٹی برطانیہ، ہز مجسٹی شاہ حجاز و نجد و ملحقاتہا کی کامل اور بے قید خود مختاری کا اعتراف کرتے ہیں۔

شرط دوم۔ ہز مجسٹی برطانیہ اور ہز مجسٹی شاہ حجاز و نجد و ملحقاتہا کے مابین امن و امان اور دوستی برقرار رہیگی۔ طرفین عہد کرتے ہیں کہ باہم عمدہ تعلقات برقرار رکھنے کی کوشش کریں گے، اور اپنے جملہ وسائل سے سعی کرتے رہینگے کہ اپنے ملک کو ایسے غیر قانونی اعمال کے لئے مستعمل ہونے نہ دیں جو دوسرے فریق کے ملک میں امن و امان اور سکون کے مخالف ہوں۔

شرط سوم۔ ہز مجسٹی شاہ حجاز و نجد و ملحقاتہا وعدہ کرتے ہیں کہ برطانیہ کی جملہ مسلمان رعایا یا اُس کے زیر حمایت مسلمان باشندوں کے لئے فرض حج کی ادائیگی میں سہولت پیدا کریں گے، جیسا کہ باقی تمام حجاج کے لئے کرتے ہیں۔ نیز ہز مجسٹی وعدہ کرتے ہیں کہ ان لوگوں کی جان و مال کو اُن کے قیام حجاز کے دوران میں ہر طرح امنیت حاصل رہیگی۔

شرط چہارم۔ ہز مجسٹی سلطان حجاز و نجد و ملحقاتہا وعدہ کرتے ہیں کہ مذکورۂ بالا حاجیوں میں سے جو لوگ اُن کی سرحدوں میں فوت ہوجائینگے اور جن کے شرعی وارث ہز مجسٹی کے ملک میں موجود نہ ہونگے، اُن کا ترکہ جدہ میں برطانوی نمائندے یا اُس کے نائب کے حوالہ کردیا جائے گا، تاکہ متوفی کے مستحق وارثوں تک پہنچا دیا جائے لیکن یہ حوالگی اس شرط کے ساتھ عمل میں آئے گی کہ پہلے ہز مجسٹی سلطان کی خاص عدالتوں کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوجائے اور حجازی قوانین کے مطابق لازمی محصول وصول کرلیا جائے۔

شرط پنجم۔ ہز مجسٹی شہنشاہ برطانیہ، ہز مجسٹی سلطان حجاز و نجد و ملحقاتہا کی جملہ رعایا کے لئے حجازی اور نجدی جنسیت کا اعتراف کرتے ہیں جبکہ وہ ہز مجسٹی برطانیہ کے مقبوضات اور زیر حمایت ملکوں میں پائے جائیں اسی طرح ہز مجسٹی سلطان حجاز و نجد و ملحقاتہا بھی برطانیہ کی رعایا یا اُس کے زیر حمایت باشندوں کے لئے برطانی جنسیت کا اعتراف کرتے ہیں جبکہ وہ حجاز و نجد و ملحقاتہا کے ممالک میں پائے جائیں گے۔ اس امر میں اُن بین الاقوامی قوانین کا لحاظ کیا جائے گا جو خود مختار حکومتوں کے مابین نافذ ہیں۔

شرط ششم۔ ہز مجسٹی سلطان حجاز و نجد و ملحقاتہا عہد کرتے ہیں کہ کویت، بحرین، اور ساحل عمان کے مشائخ کے حسن جوار کو ملحوظ رکھیں گے جن سے برطانیہ کے خاص معاہدات ہوچکے ہیں۔

شرط ہفتم۔ ہز مجسٹی شاہ حجاز و نجد و ملحقاتہا عہد کرتے ہیں کہ اپنے تمام وسائل سے غلامی کے سد باب میں برطانیہ کی مدد کرینگے۔

شرط ہشتم۔ معاہدہ کرنے والے فریقین پر لازم ہے کہ جلد سے جلد یہ معاہدہ نافذ کریں اور منظوری کے کاغذات ایک دوسرے کے حوالے کردیں۔ معاہدہ اُس دن سے نافذ ہوگا، جب منظوری کے کاغذات کا باہم مبادلہ عمل میں آجائے گا۔ معاہدہ اس تاریخ سے ۷ برس تک نافذ رہیگا۔ لیکن اگر طرفین میں سے کوئی فریق بھی ۷ سال گزرنے کے بعد ۶ مہینے پہلے سے اعلان نہ کرے گا کہ وہ معاہدہ باطل کردینا چاہتا ہے، تو اس صورت میں معاہدہ برابر نافذ رہیگا۔ معاہدہ اُسی وقت باطل ہوگا، جبکہ ۶ مہینے پہلے اُس کے ابطال کا کوئی فریق باضابطہ اعلان کرے۔

شرط نہم۔ ہز مجسٹی شاہ برطانیہ اور ہز مجسٹی سلطان حجاز و نجد و ملحقاتہا کے درمیان جو معاہدہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۱۵ء کو ہوا تھا، جبکہ ہز مجسٹی صرف نجد کے حاکم تھے، اب وہ اس نئے معاہدے کے بعد کالعدم ہوگیا۔

شرط دہم۔ یہ معاہدہ دو زبانوں: عربی اور انگریزی میں قلم بند کیا گیا ہے۔ دونوں دستاویزوں کا درجہ بالکل مساوی ہے۔ لیکن اگر کسی عبارت کی تفسیر میں اختلاف پیدا ہو تو انگریزی دستاویز کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

شرط یازدہم۔ یہ معاہدہ، معاہدۂ جدہ کے نام سے موسوم ہوگا۔

یہ معاہدہ جدہ میں بروز جمعہ تاریخ ۱۸ر ذی قعدہ ۱۳۴۵ ہجری مطابق ۲۰ر مئی ۱۹۲۷ء میں طے پایا۔“

معاہدہ جدہ پر بحث غیر ضروری معلوم ہوتی ہے۔ آپکے قارئین خود دیکھ سکتے ہیں کہ یہ معاہدہ بالکل ویسا ہی ہے جیسے معاہدے دنیا کی تمام ہم رتبہ خود مختار سلطنتوں کے درمیان ہوا کرتے ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ سلطنت نجد و حجاز کامل طور پر خود مختار تسلیم کرلی گئی، بلکہ شرط پنجم کی رو سے اُسے تمام بین الاقوامی حقوق بھی حاصل ہوگئے۔ نجد و حجاز کی جدید تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ اُن کے باشندوں کی مستقل جنسیت تسلیم کرلی گئی ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ دونوں ملکوں کے تعلقات برطانیہ سے بین الاقوامی قوانین کی بنیاد پر قائم ہوگئے، جیسا کہ اسی شرط کے آخر میں بالتصریح مذکور ہے۔ اب برطانیہ کے وہ امتیازات بھی باقی نہیں رہے جو مرحوم سلطنت عثمانیہ نے اپنے ملکوں میں اُسے بخش رکھے تھے، اور جو اب تک حجاز میں اور کسی حد تک نجد میں بھی برقرار تھے۔

اس معاہدے میں جابجا ”سلطان حجاز و نجد و ملحقاتہا“ کے لفظ آئے ہیں۔ ملحقاتہا سے مقصود وہ تمام علاقے ہیں جن پر سلطان ابن سعود کا قبضہ یا حمایت ہے۔ مثلاً ملک عسیر جو حال ہی میں اپنی رضا و رغبت سے حضرت شیخ سنوسی کے مشورہ پر، اُن کی حمایت میں آگیا ہے۔

مسئلہ اسلحہ

معاہدے کے ساتھ چند ضمیمے بھی ہیں۔ یہ بھی شایع ہوگئے ہیں۔ ایک ضمیمہ میں برطانیہ نے وعدہ کیا ہے کہ بحر احمر کو اُس بین الاقوامی قانون سے مستثنیٰ کرنے کی کوشش کرے گا، جو ہتھیاروں کی فروخت کے متعلق ہے۔ آپکے قارئین واقف ہونگے کہ یورپ کی دول عظمیٰ نے مشرقی قوموں کو کمزور رکھنے کے لئے ایک قانون بنا رکھا ہے، جس کی رو سے بہت سے مشرقی ممالک جن میں ایران اور ممالک عرب بھی داخل ہیں، سمندر کی راہ سے اسلحہ خریدنے کے حق سے محروم کردئیے گئے ہیں۔ یقیناً سلطان ابن سعود کا تمام مشرقی دنیا خصوصاً عربی ممالک پر بہت بڑا احسان ہوگا اگر ان کی کوشش سے بحر احمر اس جابرانہ قانون سے مستثنیٰ ہوجائے۔ اگر اس کوشش میں کامیابی ہوگئی تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ عربی ممالک کی جنگی قوت بہت بہتر ہوجائے گی۔ ایک قریبی فائدہ یہ بھی ہوگا کہ یمن، اٹلی کی حرص و طمع سے محفوظ ہوجائے گا جو اُس پر بہت جلد ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے۔

عقبہ و معان

ایک دوسرے ضمیمہ میں عقبہ و معان کے مسئلہ پر بھی بحث کی گئی ہے۔ یہ دونوں علاقے شریف علی نے اپنی مختصر حکومت کے زمانے میں برطانیہ کے حوالے کردئیے تھے۔ سلطان ابن سعود کو اس کارروائی پر اعتراض تھا۔ اُن کا اعتراض یہ تھا کہ یہ فعل ایک مفرور حاکم کا ہے، جس کی حکومت کی بنیادیں ایک دن کے لئے بھی استوار نہیں ہوئیں، اور جسے عملاً ایک شہر (جدہ) سے زیادہ حصے پر اقتدار حاصل نہیں تھا۔ عرصہ تک برطانیہ کو اس اعتراض کی حقیقت سے انکار رہا، مگر اب اُسنے اصل اعتراض تسلیم کرلیا ہے۔ اور بحث کسی دوسرے موقعہ کے لئے ملتوی کردی ہے۔ بلاشبہ اس وقت عقبہ و معان کا مسئلہ حل نہیں ہوا، لیکن اُس کے حل کے لئے راستہ کھل گیا ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ سلطان ابن سعود بہت جلد یہ دونوں علاقے برطانیہ سے واپس لے لیں گے، کیونکہ یہ حجاز کی حفاظت کے لئے ازحد ضروری ہیں۔ اور حدود حجاز میں داخل ہیں۔

معاہدہ کی کامیابی کے اسباب

قلم روکنے سے پہلے چند الفاظ اُن اسباب کے بیان میں بھی ضروری ہیں جو اس معاہدہ کا موجب ہوئے ہیں۔ یہ حقیقت تمام دنیا پر روشن ہے کہ برطانیہ مدت سے کوشاں ہے کہ کسی طرح پورے عرب خصوصاً حجاز پر قابو حاصل کرلے۔ شریف حسین کے ساتھ اُس کے معاہدے اور اب اٹلی کے ساتھ سمجھوتہ اس حقیقت کا تازہ ثبوت ہے۔ تاہم وہ ایک مرتبہ پھر مجبور ہوگیا کہ ایسا ایک معاہدہ منظور کرلے جو اُس کی پرانی آرزوؤں کے صریح خلاف ہے۔

اس کے تین اہم سبب ہیں:

(۱) سلطان ابن سعود نے پچھلے چند سالوں کے اندر غیر معمولی قوت حاصل کرلی ہے۔ فتح حجاز کے بعد عسیر کی حمایت نے اُنھیں عرب کا ایسا طاقتور حکمراں بنا دیا ہے کہ برطانیہ آسانی سے مغلوب نہیں کرسکتا عرب کی سرزمین پر اچانک اتنی بڑی قوت کے ظہور نے برطانیہ کو مجبور کردیا کہ یا تو عرب کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کرے، یا مدت تک کے لئے عرب میں اپنے تجارتی و سیاسی مفاد سے ہاتھ دھولے۔ سلطان ابن سعود کو ناخوش کرنے کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا تھا کہ ایک طرف وہ عراق کی طرف بڑھیں، دوسری طرف شرق اردن پر ٹوٹ پڑیں اور تیسری طرف خلیج فارسی کے نیم برطانی علاقوں پر حملہ آور ہوجائیں عرب کے حالات سے واقفیت رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ عراق، شرق اردن، اور خلیج فارسی کے اکثر عرب علاقوں میں تمام بدوی آبادیاں سلطان ابن سعود کے زیر اثر ہیں، اور قریب قریب، نجدی دعوت قبول کرچکی ہیں۔ سلطان کا ایک اشارہ ان ممالک میں قیامت برپا کردے سکتا ہے۔ برطانیہ کی قوت کتنی ہی عظیم ہو، مگر وہ اتنا نادان نہیں ہے کہ بیٹھے بٹھلائے یہ تمام بلائیں اپنے سر پر نازل کرلے لہذا اُس کی مصلحت یہی تھی کہ سلطان ابن سعود سے تعلقات خوشگوار رکھے اور ان کی کامل خود مختاری کے خلاف کوئی جذبہ ظاہر نہ ہونے دے۔

(۲) شام کی حکمرداری نے عربی ممالک میں فرانس کو برطانیہ کا رقیب بنا دیا ہے۔ یہ معلوم ہے کہ یورپ میں برطانی سیاست نے فرانس کو سخت شکست دی ہے۔ اور اُسے اُس کے تمام دوستوں سے محروم کرکے لاچار کردیا ہے۔ فرانس اس سبب سے برطانیہ پر دانت پیس رہا ہے اور مشرق میں اُس سے انتقام لینے پر تُل گیا ہے۔ چنانچہ وہ ایک طرف چین میں برطانیہ کی مخالفت کررہا ہے، دوسری طرف عرب میں سلطان ابن سعود سے راہ و رسم پیدا کررہا ہے۔ برطانیہ نے محسوس کرلیا تھا کہ اگر اُسنے اس موقعہ پر ذرا سی بھی غفلت کی تو بہت ممکن ہے، فرانس اُس پر بازی لے جائے۔

(۳) بالشویک روس نے پچھلے دنوں عرب سے بہت دلچسپی ظاہر کی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ بالشویک دعوت کا ایک مرکز حجاز میں بھی قائم کردیں، تاکہ یہاں سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں اُس کی اشاعت ہوسکے۔ برطانیہ، اسوقت روس سے ازحد خائف ہے۔ اُس کا یہ ارادہ معلوم کرکے بالکل بدحواس ہوگیا، اور بے تحاشا کوشش شروع کردی کہ دوستانہ معاہدہ منعقد ہوجائے۔ معاہدہ کی دوسری شرط کا تعلق غالباً اسی چیز سے ہے۔

غالباً اس تفصیل کے بعد معاہدۂ جدہ پوری روشنی میں آجائے گا اور اس کے فہم میں کسی کو غلط فہمی نہ ہوگی۔ آئندہ مکتوب میں اُن اصلاحات پر بحث کروں گا جن کا اسوقت حجاز میں اجراء در پیش ہے۔

* * *

حال ہی میں ڈاکٹری کی سند حاصل کی تھی، اور میرے قریب رہتا تھا وہ بھی میرے ساتھ روحانی جلسے میں شریک تھا۔

میں بے تحاشا اُس کے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔ اُس کا کمرا مکان کی سب سے اونچی منزل پر واقع تھا۔

لیکن میں ابھی زینے ہی پر تھا، کہ اوپر سے خوفناک شور سنائی دیا۔ ایسا معلوم ہوا، جیسے کوئی آدمی بدحواسی سے اِدھر اُدھر دوڑ رہا ہو۔ اور زور زور پاؤں زمین پر مار رہا ہو۔

فوراً ہی ایک دہشت ناک آواز میرے کانوں میں آئی:

"مدد! مدد! دوڑو! دوڑو!"

اور اس کے ساتھ ہی ایک شخص اوپر سے بے تحاشا گرتا ہوا مجھ سے ٹکرایا۔

"سارون! سارون! دوست! تم ہو؟ کیا ہوا؟" میں بے اختیار چلّا اُٹھا۔ کیونکہ یہ شخص میرا دوست سارون ہی تھا۔

زینے پر دُھندلی روشنی تھی۔ سارون نے آتے ہی دیوانہ وار میرے مونڈھے پکڑ لئے۔ وہ تمام بدن سے کانپ رہا تھا۔ چہرہ زرد تھا۔ آنکھیں عجیب قسم کی وحشت ظاہر کر رہی تھیں!

"سارون!" میں پھر چلّایا۔

"ریکیموف!" اُس کی لرزتی ہوئی آواز بلند ہوئی "ریکیموف! تم ہو تم؟ کیا واقعی تم ہی ہو؟"

اُسنے مجھے بغور دیکھا اور لمبی سانس لی۔

"یہ تمھیں کیا ہوگیا ہے؟ مُردے کی طرح پیلے پڑ گئے ہو۔ اُف، تمھاری صورت کیسی ڈراؤنی ہو رہی ہو؟ خدارا بتلاؤ کیا ہوا؟"

اُسنے مجھے بغور دیکھ کر کہا۔

"اور یہ تمھاری حالت کیا ہو رہی ہو؟ بالکل مُردہ معلوم ہوتے ہو!" میرا جواب تھا۔

"ٹھہرو" اُسنے جلدی سے کہا "ذرا دم لینے دو۔ آہ میں اِس وقت تم سے ملکر کتنا خوش ہوا ہوں؟ جان جاتے جاتے بچی۔ محاضراتِ ارواح کے جلسوں پر خدا کی لعنت! علم الارواح پر ہزار لعنتیں! اُس جلسے نے نہیں معلوم میرے لئے کیسی کیسی ہولناک چیزیں پیدا کر دی ہیں؟ کیا تم یقین کرو گے کہ جونہی میں اپنے کمرے میں داخل ہوا.. اُف کیسا ڈراؤنا منظر! میں نے دیکھا، کمرے کے عین وسط میں ایک تابوت رکھا ہو"!

مجھے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔ یہ تو بعینہٖ خود میری سرگذشت تھی۔ میں نے چیخ کر پوچھا:

"تابوت! کیا کہتے ہو؟ تابوت!"

اُسنے صاف لفظوں میں کہا "تابوت! ایک حقیقی تابوت! میں بُزدل نہیں ہوں۔ لیکن اس منظر سے تو شیطان بھی بے ہوش ہو جائیگا"

میں پھر خوف سے کانپنے لگا۔ میں نے بہ مشکل اپنے دونوں مشاہدے اُس سے بیان کر دئیے۔ میں نے کہا "خدایا! عجیب طرح کی ہولناکی! میں نے اپنے کمرے میں تابوت دیکھا۔ اپنے دوست کے کمرے میں تابوت دیکھا۔ اور اب تم کہتے ہو کہ تم نے بھی اپنے کمرے میں تابوت دیکھا ہو......"

(۶)

ہم دونوں مکان کی چوکھٹ پر کھڑے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ ہم دونوں مبہوت تھے۔ ہمیں خیال ہوا، شاید ہم سو رہے ہیں۔ یہ شبہ بہ یک وقت دونوں کے دماغ میں گزرا، اس لئے ایک دوسرے کو مُکّے مارنے لگے تاکہ معلوم کرلیں، ہم واقعی جاگ رہے ہیں یا عالمِ خواب میں ہیں!

"نہیں، ہم خواب میں نہیں ہیں" سارون نے کہا "ہم مُکّے کی چوٹ محسوس کرتے ہیں۔ ضرور جاگ رہے ہیں۔ ہم نے جو تابوت دیکھے ہیں یقیناً وہ تابوت ہی ہیں۔ ہمارا وہم و خیال نہیں ہو۔ اب بتلاؤ، کیا کریں؟"

ہم اب مکان کی سیڑھی پر آکے کھڑے ہوگئے، اور دیر تک سوچتے رہے، کیا کرنا چاہئے؟ آخر طے ہوا کہ ہمت کر کے اوپر چلیں، اور نوکر کو جگا کر کمرے میں جائیں۔

(۷)

نوکر ہاتھ میں شمع لئے اندر گیا۔ ہم پیچھے پیچھے چلے۔ واقعی کمرے کے عین وسط میں ایک تابوت رکھا تھا۔ اُس پر سفید ریشمیں چادر پڑی تھی کناروں پر سونے کے تاروں کا کام تھا۔ جابجا چاندی کے پھول کڑھے تھے!

تابوت دیکھ کر نوکر نے اپنے سینہ پر صلیب کا نشان بنایا۔

"اب ہم حقیقت معلوم کر لے سکتے ہیں" میرے دوست نے رُک رُک کر کہا، کیونکہ وہ پُورے جسم سے کانپ رہا تھا "دیکھنا چاہیے معاملہ کیا ہو؟ تابوت خالی ہو، یا اُس میں کوئی لاش بھی ہو؟"

بڑے پیش و پس کے بعد سارون نے ہمت کی۔ چند قدم آگے بڑھا، اور تابوت کا ڈھکنا اُلٹ کر پیچھے ہٹ گیا۔

ہم نے جھک کر دیکھا۔ تابوت بالکل خالی تھا۔ نعش کی جگہ ایک لفافہ پڑا تھا!

(۸)

میرے دوست نے لفافہ اُٹھا لیا، اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کھولا۔ اُس کے اندر حسبِ ذیل سطریں مرقوم تھیں:

"میرے پیارے دوست سارونوف!

"تمھیں معلوم ہو ہماری مالی حالت کس درجہ بگڑ چکی ہو۔ مختصر لفظوں میں واقعہ یہ ہو کہ میرا بھائی دیوالیہ ہوگیا ہو۔ کل اُس کا تمام سامان نیلام ہو جائے گا۔ تم جانتے ہو، اُس کی دکان میں تابوتوں کے سوا کچھ نہیں ہو (کیونکہ شہر بھر کے لئے وہی تابوت مہیا کرتا ہو) اب ہمارے لئے فقر و فاقہ کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ ہمارے خاندان نے مشورے کے بعد طے کیا ہو کہ جتنے تابوت بھی راتوں رات نکالے جا سکتے ہیں، نکال دئیے جائیں تاکہ وہ نیلام سے بچ جائیں۔ چنانچہ اپنے تمام دوستوں کے یہاں ایک ایک تابوت بھیج دیا ہو۔ ایک تابوت تمھارے یہاں بھی رکھوا دیتے ہیں۔ تم مطمئن رہو، ایک ہفتے سے زیادہ تمھیں اسکی حفاظت نہیں کرنی پڑے گی، اور ہم اسکے لئے تمھارے اور تمام دوستوں کے نہایت شکرگزار ہوں گے۔"

تمھارا مخلص "ایوان گودین"

(۹)

اس واقعہ کے بعد تین مہینے تک میں اپنے اعصاب کا علاج کرتا رہا۔ اب تک یہ حالت ہو کہ جب کبھی شام کو گھر لوٹتا ہوں، تو دروازے پر خوف سے رُک جاتا ہوں۔ کمرے میں تابوت کا منظر یاد آجایا کرتا ہو۔

بریدِ شرق

مکتوب حجاز

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم جدّہ کے قلم سے)

معاہدہ جدّہ

قارئین الہلال واقف ہوں گے کہ نجد اور برطانیہ کے مابین سنہ ۱۹۱۵ء میں ایک معاہدہ منعقد ہوا تھا۔ اس معاہدے میں بعض دفعات ایسی تھیں جن سے نجد کی خود مختاری پر پابندیاں عائد ہوتی تھیں۔ مثلاً اسمیں ایک شرط یہ تھی کہ حکومت نجد، برطانیہ کے سوا کسی دوسری سلطنت سے سیاسی گفت و شنید نہیں کرے گی اور نہ تجارتی و اقتصادی تعلقات قائم کرے گی۔ یا یہ کہ سلطان نجد، حجاز کی طرف پیشقدمی نہیں کرینگے اس کے معاوضہ میں برطانیہ نے وعدہ کیا تھا کہ خارجی حملوں سے اُنکے مقبوضات کی حفاظت کرے گا۔

اگرچہ سلطان ابن سعود نے کبھی برطانیہ کو اپنے ملک میں مداخلت کا موقع نہیں دیا، تاہم بیرونی دُنیا میں حالات سے بے خبر لوگوں کو معاہدے کی شرطیں دیکھ کر شبہ ہوتا تھا کہ نجد، برطانیہ کی حمایت اور سرپرستی میں ہو۔

دراصل سنہ ۱۵ء کا معاہدہ جنگ عظیم کے خاص حالات کا نتیجہ تھا سلطان کو برطانیہ اور اُس کے اتحادیوں، خصوصاً شریف حسین کی طرف سے سخت خطرے درپیش تھے۔ جرمنی اور ٹرکی سے کوئی مدد نہیں مل سکتی تھی۔ اس لئے مجبور ہو کر اُنھوں نے یہ معاہدہ منظور کر لیا تھا لیکن جنگ کے چند ہی سال بعد وہ اس سے بے پروا ہوگئے، اور فرانس سے تجارتی تعلقات قائم کر لئے۔ اسی قدر نہیں بلکہ حجاز پر بھی یورش کر دی، اور برطانیہ کے پروردہ اقتدار شریف حسین اور اس کے خاندان کو خارج کر دیا!

اب گویا عملاً کوئی معاہدہ بھی نجد اور برطانیہ کے درمیان موجود نہ تھا۔ حالات میں انقلاب عظیم واقع ہو چکا تھا، اور اس لئے جدید معاہدے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس کے لئے گذشتہ ماہ مئی سنہ ۲۷ء گفت و شنید شروع ہوگئی اور اب ۲۲ر ستمبر سنہ رواں کو تکمیل کے بعد اعلان ہوگیا ہو۔

اصلی معاہدے کا لفظی ترجمہ حسب ذیل ہو:

"ہز مجسٹی شاہ برطانیہ، آیرلینڈ، برطانی مقبوضات ماورار البحر اور شہنشاہ ہندوستان نے ایک جانب سے، اور ہز مجسٹی شاہ حجاز و نجد و ملحقاتہا نے دوسری جانب سے، اپنے باہمی دوستانہ تعلقات کے استحکام اور اپنے مصالح کی حفاظت کے خیال سے عزم کیا ہو کہ باہم دوستی اور حسن تفاہم کا ایک معاہدہ منعقد کریں۔ چنانچہ اس غرض کے

سینہ میں چھپالے، اور وقتِ مناسب کی منتظر ہے۔ علی حیدر بے کو خود نوشتہ سوانح عمری کا جو مسودہ اپنی والدہ سے ملا تھا، وہ ناتمام تھا، اور کچھ پتہ نہیں چلا تھا کہ اصل میں ناتمام تھا، یا اس کے بقیہ اوراق ضائع ہو گئے تھے۔ اعلان دستور کے بعد یکایک یہ خبر ترکی اخبارات میں چھپی کہ "وصفی آفندی مدیر اوراق (ریکارڈ کیپر) طائف نے ۳۰ برس کے بعد، طائف کے ایک باغ بیرونِ شہر سے وہ آہنی صندوق نکالا ہے، جس میں مدحت پاشا کی خود نوشتہ کتاب محفوظ تھی۔ وصفی آفندی نے مدحت پاشا کے قتل کے بعد ۱۵۔ ذی قعدہ سنہ ۱۳۰۲ھ کو زمین میں دفن کر دیا تھا"

وصفی آفندی نے یہ صندوق علی حیدر بے کے حوالہ کر دیا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ مدحت پاشا نے اپنی کتاب مکمل کر لی تھی، اور احتیاطاً اس کی دو نقلیں بھی، اپنے رفیق حبس شیخ خیر اللہ آفندی (سابق شیخ الاسلام) سے کرائی تھیں تاکہ اگر اصل نسخہ محفوظ نہ رہ سکے تو اس کی نقل موجود رہے۔ اصل نسخہ کا ابتدائی حصہ بدفعات سمرنا بھیج دیا گیا، بقیہ اجزاء ابھی نہیں بھیجے گئے تھے کہ ۱۲ رجب سنہ ۱۳۰۱ ہجری کی وہ ہولناک رات آگئی جو مرحوم اور اُس کے ساتھی محمود پاشا داماد کے قتل کی رات تھی۔ اس طرح مرحوم کو بقیہ اوراق بھیجنے کا موقعہ نہیں ملا۔ یہ اوراق قتل کے بعد قید خانہ کے حکام کو مل گئے تھے اور قسطنطنیہ بھیج دیئے گئے تھے۔ لیکن اُن کی دو نقلیں خیر اللہ آفندی کے پاس رہ گئی تھیں۔ خیر اللہ آفندی نے کوشش کی کہ کسی طرح یہ دونوں نسخے کسی محفوظ مقام پر پہنچ جائیں۔ اُسنے ایک نسخہ اپنے معتمد دوست کمال آفندی شیخ تکیہ آستانہ تک پہنچا دینے کے لئے ایک شخص مصطفےٰ آفندی نامی کے سپرد کیا، اور دوسرا طائف کے ڈاکٹر فخری بے کو دے دیا۔ پہلا نسخہ کمال آفندی تک نہ پہنچ سکا اور مصطفےٰ آفندی کا انتقال ہو گیا۔ لیکن دوسرا نسخہ ڈاکٹر فخری نے وصفی آفندی مدیر اوراق طائف کے سپرد کر دیا۔ وصفی آفندی مدحت پاشا کی جماعت سے ہمدردی رکھتا تھا اور دل سے اصلاح پسند تھا۔ اُسنے اس امانت کی قدر کی، اور ایک آہنی صندوق میں بند کر کے شہر کے باہر دفن کر دیا۔

مدحت پاشا کی خود نوشتہ سوانح عمری

علی حیدر بے انقلاب کے بعد قسطنطنیہ آگیا تھا۔ اُسنے اس مسودہ کا پچھلے مسودہ سے مقابلہ کیا، اور ترکی میں ایک نئی کتاب مرتب کر کے سنہ ۱۹۰۸ء میں شائع کر دی۔ یہ مدحت پاشا کی سرگزشت حیات کا مکمل مجموعہ ہے۔ اس میں اس کی خود نوشتہ سوانح عمری ہے، قید خانۂ طائف کے تمام خطوط ہیں، اصلاح نظام حکومت کی تمام یادداشتیں ہیں، اور آخر میں چند ضمیمے ہیں جن سے کتاب کے بعض تفصیل طلب مقامات کی مزید تشریح ہو جاتی ہے۔

علی حیدر بک اس مجموعہ کے دیباچہ میں لکھتا ہے:

" ایک ایسے موقعہ پر جبکہ میری قوم قیام دستور کی یادگار منا رہی ہے (جولائی سنہ ۱۹۰۸ء) میں اپنے والد مرحوم کی خود نوشتہ سوانح حیات کا ہدیہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، اور امید کرتا ہوں کہ یہ عبرت و موعظت کا ذریعہ ہوگا!

" جب ہمارا وطن عزیز اپنی صدہا سالہ عظمت و شوکت کی بلندیوں سے تنزل کے قعر ذلت میں گر رہا تھا، اور عدل و نظام کے فقدان نے امید و مراد کے تمام دروازے بند کر دیئے تھے، تو اُسوقت ان اوراق کا مصنف ملک و ملت کی خدمت کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنی زندگی کے کامل ۵۴ سال اس راہ میں بسر کر دئے۔ یہاں تک کہ اسی کی راہ میں اپنی جان عزیز بھی قربان کر ڈالی!

" میرے والد نے یہ اوراق قلعۂ طائف کے قید خانہ میں اُسوقت لکھے تھے، جبکہ وہ خونی مجرموں کی طرح ایک تنگ کوٹھری میں مقید تھا، اور شقی و جاہل پاسبانوں کی نگاہیں ہر وقت اُسپر لگی رہتی تھیں۔ مسودہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا اکثر حصہ ایک ایک دو دو سطر کر کے، مختلف اوقات میں لکھا گیا ہے، اور بہت سے مقامات میں ناتمام جملوں اور لفظوں پر قلم کی کشش رُک گئی ہے۔ وہ قلم اور کاغذ فرش کے نیچے چھپا کر رکھ دیا کرتے تھے، اور جب کبھی پاسبانوں کی نگاہوں سے مہلت ملتی تھی، لکھنے میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ پوری دو سطریں بھی نہیں لکھنے پاتے تھے کہ کسی آدمی کی آہٹ سنائی دیتی، یا باہر سے باتوں کی آواز آنے لگتی، اور وہ قلم کاغذ چھپا دینے پر مجبور ہو جاتے!

" عین اُس حالت میں بھی جبکہ موت سامنے تھی، زندگی و راحت کے تمام وسائل مفقود ہو چکے تھے، ضعف پیری اور امراض کے آلام سے قویٰ معطل ہو رہے تھے، اور ایک جابر و مستبد بادشاہ اور اُس کے رذیل اور جرائم پیشہ حکام ہر آن اُس کے انفاس حیات کم کرنے کے درپے ہو رہے تھے، وہ اپنی قوم اور ملت کی خدمت سے بے فکر نہیں ہوا، اور محض اس امید موہوم سے کہ شاید اُس کے لکھے ہوئے اوراق کسی وقت قوم کی نظروں تک پہنچ جائیں، اُسنے اپنی زندگی کے تمام تجارب و افکار قلمبند کر دیئے۔ عین اُسوقت جبکہ عبد الحمید اُس کی موت کے وسائل پر غور کر رہا تھا، وہ قید خانہ کی کوٹھری کے اندر اُن وسائل کے قلمبند کرنے میں مشغول تھا جن کے ذریعہ عبد الحمید کا عرش مملکت موت کے خطرات سے نجات پا سکتا تھا!

" میرے والد نے یہ کتاب قید خانہ میں لکھی، اور اس کا ایک حصہ سمرنا میں اپنے اہل و عیال کے پاس بھجوا دیا۔ یہ ابتدائی حصہ اور بعض خطوط مجھے اپنی والدہ مرحومہ سے ملے تھے، اور میں نے اُنھیں ایک مقدس تذکار سمجھ کر محفوظ رکھا تھا۔ چند سال پیشتر میں نے یورپ میں جو کتاب مرحوم کے وقائع حیات پر شائع کی تھی، وہ انہی اوراق سے مرتب کی گئی تھی۔

" یہ اُس شخص کا اثر ہے جسے ۱۲۔ رجب سنہ ۱۳۰۱ ہجری کو رات کے ۶ بجے (یعنے انگریزی گھڑی کے حساب سے بارہ بجے) عبد الحمید کے حکم سے قید خانۂ طائف میں گلا گھونٹ کر ہلاک کر ڈالا گیا۔ اس لئے ہلاک کر ڈالا گیا، کہ وہ ظلم و استبداد کا مخالف تھا، اور عدل و دستور کا داعی تھا۔ آج جبکہ تمام مملکت عثمانیہ قیام دستور کے یادگار کی خوشیاں منا رہی ہے، بیجا نہیں اگر میں یہ اُمید کروں کہ دستور عثمانی کے اس شہید کی یاد ہر فرد قوم کے دل میں تازہ ہو جائے!"

سوانح حیات

مدحت پاشا کی اسی خود نوشتہ سوانح عمری سے ہم مختصراً اس کے حالات نقل کرتے ہیں۔ اس کے بعد اُن خطوط کا ترجمہ درج کرینگے جو قلعۂ طائف سے بھیجے گئے تھے۔

ابتدائی تعلیم

مدحت پاشا ابن قاضی حاجی حافظ محمد اشرف

صفر سنہ ۱۲۳۸ھ میں بمقام قسطنطنیہ پیدا ہوا۔ والدین نے احمد شفیق نام رکھا تھا۔ دس برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور حافظ شفیق کہلانے لگا۔

سنہ ۱۲۴۹ھ میں اس کے والد علاقۂ ودین کے قاضی مقرر ہو گئے۔ یہاں اسنے لکھنا سیکھا، اور ایک برس بعد جب وہ واپس ہوا، تو عاکف پاشا وزیر خارجہ کے حکم سے دیوان ہمایونی میں داخل کر لیا گیا۔ یہاں اُسنے اُس رسم الخط کی مشق کی جو اس محکمہ کے لئے خاص ہے۔ اس محکمہ کی تعلیم گاہ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ وہ اپنے تمام فارغ التحصیل طلبا کو ایک علحدہ نام یا لقب دے دیا کرتی تھی۔ چنانچہ اُسنے حافظ شفیق کے لئے بھی ایک نیا نام تجویز کیا۔ یہ "مدحت" تھا، اُس دن سے "شفیق" کی جگہ "مدحت" کے نام سے پکارا جانے لگا۔

سنہ ۱۲۵۱ھ میں اس کے والد علاقۂ لوفجہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ مدحت بھی ساتھ گیا اور تعلیم حاصل کرتا رہا۔ اُس کے والد چونکہ فارغ التحصیل عالم تھے، اس لئے شروع ہی سے اسے فارسی، عربی، اور دینی علوم کی تعلیم دی گئی۔ لوفجہ سے واپس آنے کے بعد اُس نے آستانہ کی تاریخی مسجد "جامع فاتح" میں دینی علوم کی تکمیل کی اور فارسی زبان میں بھی کامل مہارت حاصل کر لی۔

جب سنہ ۱۲۵۴ھ میں حکومت نے "مدرسۂ عرفانیہ" جاری کیا اور منتخب ہونہار طالب علم اُس میں داخل کئے گئے، تو اُن میں ایک مدحت آفندی بھی تھا۔ لیکن اُس نے جلد دیکھ لیا کہ اس مدرسہ کے طالب علم اُس کے برابر قابلیت نہیں رکھتے، اور تعلیم بھی بہت معمولی درجہ کی ہے، اس لئے برداشتہ خاطر ہو کر چھوڑ دیا۔

عملی زندگی

سنہ ۱۲۵۷ھ میں اُسنے اپنی تعلیم ختم کر لی۔ مگر اُس کی عملی زندگی، اس سے بہت پہلے سے شروع ہو چکی تھی۔ وہ کم عمری ہی سے سرکاری دفتر میں ملازم ہو گیا تھا۔ دفتر کا کام بھی انجام دیتا اور تعلیم بھی جاری رکھتا۔

لیکن سنہ ۱۲۵۸ھ میں اُسنے خالص عملی زندگی میں قدم رکھا۔ ۲۵۰ قرش تنخواہ پر اُسے ایک مستقل جگہ مل گئی۔ یہ ولایت شام میں سرکاری کاغذات کی تحریر کی جگہ تھی۔ دو تین برس تک اسی جگہ پر مامور رہا۔ پھر سنہ ۱۲۶۱ھ میں سامی پاشا والی قونیہ کے دفتر میں لے لیا گیا۔ سنہ ۱۲۶۳ھ میں اسی والی کے ساتھ صوبۂ قسطمونی میں گیا۔ سنہ ۱۲۶۴ھ میں قسطنطنیہ واپس آیا اور اسی زمانہ میں اُس کی شادی ہوئی۔ اس کے بعد اُسے وزیر اعظم کے دفتر میں انشاء و کتابت کی معزز جگہ مل گئی۔ اس جگہ کے ملجانے سے اُسپر اعلیٰ اور مرکزی مناصب کا دروازہ کھل گیا۔ اور وہ حکومت کے ممتاز اور ذمہ دارانہ مناصب پر مامور ہونے لگا۔

تفتیش (انسپکشن)

سنہ ۱۲۶۷ھ میں حلب و شام کے جنگی خانے میں سخت بدنظمی پیدا ہوئی۔ حتیٰ کہ خزانۂ حکومت کے ۲۰ تھیلے غائب ہو گئے۔ اس معاملہ کی تفتیش کے لئے مدحت آفندی بھیجا گیا۔ اُسے خفیہ طور پر ہدایت کی گئی تھی کہ عربی ممالک کے سپہ سالار اعظم محمد پاشا قبرصلی کے طرز عمل کی بھی تحقیقات کرے۔ ۶ مہینے کی محنت کے بعد اُسنے ثابت کر دیا کہ نقدی کے ۲۰ تھیلے نہیں، بلکہ ۵ ہزار تھیلے چوری ہو گئے ہیں۔ چور کا بھی پتہ چلا لیا، اور اُس سے ایک ہزار ۴۰۰ تھیلے وصول کر لئے۔ نیز ناقابل رد دلائل سے ثابت کر دیا کہ سپہ سالار نے قوم دروز کے معاملے میں سخت غلطیاں کی ہیں۔

مجلس والا کی صدارت

وزیر اعظم رشید پاشا نے مدحت آفندی کی اس خدمت کی بہت تعریف کی۔ عرب کا سپہ سالار معزول کر دیا گیا۔ اور مدحت کو سنہ ۱۲۶۹ھ میں مجلس والا کا صدر مقرر کیا گیا۔ یہ منصب اُس کی فطری اور غیر معمولی انتظامی قابلیت کے ظہور کے لئے ہر طرح موزوں تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ کے اندر اس کی قابلیتوں کے ایسے نمایاں ثبوت ملے کہ وہ رشید پاشا، عالی پاشا، رشدی پاشا وغیرہ ارکان سلطنت کا معتمد علیہ بن گیا۔ چنانچہ جب مسئلہ کریمیا کے حل کرنے کے لئے روسی پرنس منچیکوف قسطنطنیہ آیا، تو معاہدوں کی تحریر اسی کے سپرد کر دی گئی جو بہت بڑی ذمہ داری کا کام تھا۔

ارکان حکومت سے مخالفت

اب ترقی کرتے کرتے، مدحت آفندی اناطول میں کاتب ثانی کے عہدے پر پہنچ گیا تھا۔ سنہ ۱۲۷۱ھ میں محمد پاشا قبرصلی، وزیر اعظم مقرر ہوا

تاریخ شرق جدید کی تاریخی شخصیتیں

مدحت پاشا

شہید حریت و دستور

(۱)

ترکی اصلاح و تجدد کی تحریک سلطان محمود مصلح کے زمانے میں شروع ہوئی، اور سلطان عبدالعزیز کے عہد میں مصطفیٰ فاضل پاشا کے ہاتھوں اُس کی پہلی جماعت کی بُنیاد پڑی۔ تاہم یہ محض ابتدا تھی۔ تحریک کے قیام و ترقی کے لئے ضرورت تھی کہ کوئی ایسی اولوالعزم شخصیت نمودار ہو، جو اپنی قربانی کے خون سے اس نئی تخم ریزی کی آبیاری کر سکے۔ اصلاح و تغیر کی تحریک، اس آبیاری کے بغیر کبھی نشو و نما نہیں پا سکتی۔

ترکی اصلاح کا پہلا فکری عنصر مصطفیٰ رشید کی شخصیت میں نمایاں ہوا تھا، لیکن اُسے سلطان محمود اور سلطان عبدالمجید جیسے اصلاح پسند فرمانروا ملے، اور اس لئے اُس کی اصلاح پسندی آزمائش کی جگہ مزید قبولیت کا باعث ہوئی۔ فواد پاشا اور عالی پاشا بھی مصلحانہ افکار رکھتے تھے، لیکن وہ کوئی عملی قدم نہ اُٹھا سکے۔ اس لئے اُنکے لئے کوئی آزمائش پیدا نہ ہو سکی۔ مصطفیٰ فاضل پاشا نے بلاشبہ نیا قدم اُٹھایا، اور "لائحۂ اصلاحیہ" پیش کر کے اپنے لئے خطرات پیدا کر دیئے تاہم معاملہ اس سے آگے نہ بڑھا کہ جلا وطن ہو گیا۔ یا مصر کی حکومت و خدیویت سے محروم ہو جانا پڑا۔ پس جہاں تک تحریک کی ابتدائی نشو و نما کا تعلق ہے، اب تک کوئی شخصیت ایسی نمایاں نہیں ہوئی تھی جسے اس راہ میں جانفروشی و قربانی کی منزل سے گزرنا پڑا ہو۔ یہ منزل ایک اولوالعزم شخصیت کے ظہور کی منتظر تھی۔ یہ اولوالعزمی مدحت پاشا کی شخصیت میں ظاہر ہو گئی۔ مدحت پاشا اس راہ کا پہلا قتیل و شہید ہے۔ اُس کے خون نے وہ آبیاری بہم پہنچا دی، جس کے بغیر یہ تخم انقلاب بار آور نہیں ہو سکتا تھا!

مدحت پاشا اور عبدالحمید

سلطان عبدالحمید کی پُر فریب حکمت عملیوں نے واقعات و حقائق پر ایسے پردے ڈال دیئے تھے کہ مدتوں تک دُنیا کی نگاہیں دھوکا کھاتی رہیں۔ اور مدحت پاشا کی شخصیت نمایاں نہ ہو سکی۔ مدحت پاشا اور اُسکے ساتھیوں کے خلاف جب مقدمہ قائم کیا گیا، اور اُسے سلطان عبدالعزیز کے قتل کی سازش کے انکشاف سے تعبیر کیا گیا، تو دُنیا نے بغیر کسی شک کے قبول کر لیا۔ کیونکہ نہ تو مدحت پاشا کی مصلحانہ حیثیت اور اعمال کی دنیا کو خبر تھی اور نہ ترکی میں کوئی ایسی قومی طاقت پیدا ہوئی تھی جو اصلیت کا اظہار کر سکتی۔ سر ہنری ایلیٹ (انگریزی سفیر متعینہ قسطنطنیہ) نے ۱۸۸۸ء میں جب اپنی یادداشت شائع کی، اور مدحت پاشا کو بے قصور ظاہر کیا، تو خود انگلستان میں بہت کم لوگوں نے اسے باور کیا۔ عام طور پر خیال کیا گیا کہ سر ہنری اپنی ذاتی دوستی کا جو اُس میں اور مدحت پاشا میں تھی، حق ادا کر رہا ہے۔ جہاں تک مشرقی اور اسلامی ممالک کا تعلق ہے، اُسوقت نہ تو لوگوں میں اس قسم کے معاملات سمجھنے کی استعداد پیدا ہوئی تھی اور نہ عام طور پر دلچسپی لی جاتی تھی۔ ہندوستان میں اُس وقت جس قدر اُردو اخبار نکلتے تھے، سب نے مدحت پاشا کے مقدمہ کو "باغیوں" کے مقدمہ سے تعبیر کیا تھا۔ اُس زمانے کے بعض اخبارات کے فائل ہماری نظر سے گزرے ہیں۔ کلکتہ کے "اُردو گائیڈ" اور لاہور کے "انجمن پنجاب" نے "باغی مدحت پاشا" کی سزایابی کی خبریں شائع کی تھیں!

مقدمہ کے بعد مدحت پاشا طائف کے قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ اور کچھ دنوں بعد گلا گھونٹ کر مار ڈالا گیا۔ اُسوقت دُنیا اس مظلوم کو بالکل بُھلا چکی تھی۔ اصلاح پسند ترکوں کے سوا جو یورپ میں منتشر ہو چکے تھے، کوئی جماعت ایسی نہ تھی جسے حقیقت حال کا علم ہو، یا اس کی شخصیت میں دلچسپی رکھتی ہو۔

یلدز کی دعایتہ

برسوں پر برس گزر گئے، اور اس قتیل ظلم و استبداد کی ہولناک موت کی حقیقت دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رہی۔ قسطنطنیہ میں عہد حمیدی کے تمام مستبدانہ اعمال اپنی پوری سرگرمی کے ساتھ شروع ہو چکے تھے مدحت پاشا اور اسکے رفقا کا نام لینا ایسا ہی ناقابل معافی جرم تھا، جیسا "اصلاح" اور "دستور"، یا "پارلیمنٹ" کا نام لینا۔ کئی کتابوں کی اشاعت محض اس بنا پر صیغۂ احتساب نے (جو "نظارۂ معارف" کے نام سے قائم کیا گیا تھا) روک دی کہ اُنکے مصنفین کا نام بھی مدحت تھا۔

مدحت پاشا کے اعمال حیات کو دُنیا کی نظروں میں مذموم ثابت کرنے کے لئے ترکی اور ترکی سے باہر بے شمار اہل قلم کی خدمات خریدلی گئی تھیں، اور وہ تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد کوئی نہ کوئی ایسی تحریر شائع کرتے رہتے تھے جس کے ذریعہ مدحت اور اس کی جماعت کو ملک و سلطنت کا دشمن ثابت کیا جاتا تھا، اور سلطان عبدالحمید کے قاتلانہ اعمال کی مدحت سرائی کی جاتی تھی۔ قسطنطنیہ میں احمد فارس شدیاق کا عربی اخبار "الجوائب" اس کام میں سب سے زیادہ پرجوش اور سرگرم تھا۔ اُسنے بار بار اپنے قارئین کو یقین دلانا چاہا کہ "مدحت اور اسکی جماعت کا اصلی مقصود دین مقدس اسلام کی بیخ کنی کرنی تھی!" یورپ اور انگلستان میں بھی قصر یلدز کے ایجنٹ بے دریغ روپیہ خرچ کر رہے تھے۔ بہت سے اخبار اور اخبار نویس تھے، جنھوں نے اپنی خدمات یلدز کے حوالہ کر دی تھیں۔ سنہ ۱۸۹۰ء میں ایک انگریزی کتاب "دوازدہ سالہ عہد حکومت سلطان عبدالحمید" کے نام سے انگلستان میں شائع ہوئی تھی۔ اُس کے دیباچہ میں ظاہر کیا گیا تھا کہ "یہ انگلستان کی ایک شہزادی کی ذاتی تحقیقات کا نتیجہ ہے" یہ کتاب بھی حمیدی دعایتہ (پروپیگنڈا) کا نتیجہ تھی، اور اس لئے شائع کرائی گئی تھی تاکہ سر ہنری ایلیٹ کے اُن مضامین کا جواب دیدیا جائے جو اُسنے مدحت پاشا اور اُس کی مصلحانہ مساعی کی حمایت میں لکھے تھے اس کتاب کا اُردو ترجمہ ہندوستان میں شائع ہو چکا ہے۔

انکشاف حقیقت

ایک عرصہ کے بعد جب مدحت پاشا کا لڑکا علی حیدر بے جوان ہوا، تو اُس کی ماں نعیمہ خانم نے اُس کے باپ کی آخری امانت اُس کے سپرد کر دی۔ یہ امانت کیا تھی؟ یہ ایک نامکمل خود نوشتہ سوانح حیات تھی، جو اس شہید حریت نے طائف کے قید خانہ میں لکھی تھی۔ اور چند خطوط تھے، جو اُسنے اور اُس کے ساتھیوں نے طائف سے بھیجے تھے۔ اِن خطوط میں اُن تمام ہولناک واقعات کی تفصیل درج تھی جو طائف کے محبس میں پیش آئے تھے۔

یہ خطوط طائف کے قید خانے سے کیونکر بھیجے گئے اور کس ذریعہ سے مرحوم کے خاندان تک پہنچے؟ اس کی تفصیل ان اوراق میں درج تھی۔ اُس زمانے میں مصر کے خاندان خدیوی کی ایک امیرزادی، بیگم صفوت پاشا نے مکہ معظمہ میں قیام اختیار کر لیا تھا، اور اپنی دولت و ریاست کی وجہ سے شریف اور گورنر حجاز پر بہت رسوخ رکھتی تھی۔ یہ بیگم مدحت پاشا اور اس کے مصلحانہ اعمال سے واقف تھی۔ اسے جب معلوم ہوا کہ وہ مع اپنے رفیقوں کے طائف میں قید کیا گیا ہے، تو آمادہ ہو گئی کہ اپنی موجودگی سے ان کی مصیبت کم کرنے کی کوشش کرے۔ اور تو کچھ نہ کر سکی، لیکن اس کی وجہ سے خط و کتابت کا ایک محفوظ ذریعہ پیدا ہو گیا۔ طائف کا ایک فوجی ڈاکٹر فخری بے اُس کے زیر اثر تھا اُسے قیدیوں کے دیکھنے کی اجازت تھی۔ وہ اُن سے پوشیدہ خطوط لے لیتا اور مکہ معظمہ پہونچا دیتا۔ مکہ سے خطوط مصر بھیج دیئے جاتے۔ مصر سے سمرنا کی ایک فرانسیسی کمپنی کے دفتر میں پہنچ جاتے جہاں مدحت پاشا کا خاندان مقیم تھا۔ کمپنی کے دفتر کا منتظم مدحت پاشا کی بیوی اور بہن تک پہونچا دیتا۔

البتہ مدحت پاشا کی خود نوشتہ سوانح عمری ناتمام تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یا تو تکمیل کا موقعہ نہیں ملا، یا بقیہ مسودہ ضائع ہو گیا علی حیدر بے نے اِن اوراق کی مدد سے مدحت پاشا کے اعمال حیات پر ایک کتاب مرتب کی، اور سنہ ۱۹۰۶ء میں پیرس سے شائع کی پہلے فرانسیسی زبان میں شائع ہوئی تھی۔ پھر اُس کا انگریزی اڈیشن بھی شائع ہو گیا۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ دُنیا کو حقیقت حال سے واقف ہونے کا موقعہ ملا، اور کذب و افترا کے وہ تمام پردے چاک ہو گئے جو عبدالحمید اور اُس کے حامیوں نے اس راست باز مصلح کی زندگی پر ڈال دیئے تھے۔ قصر یلدز کے کارپردازوں نے بہت کوششیں کیں کہ کسی طرح اس کتاب کی قطعی شہادتیں کمزور ثابت کر دیں لیکن اب ۲۰ سال کی مستور حقیقت عالم آشکارا ہو چکی تھی، اور حقیقت جب ایک مرتبہ آشکارا ہو جائے، تو پھر دُنیا کی کوئی طاقت اُسے مسخر نہیں کر سکتی!

طائف کا مدفون صندوق

سنہ ۱۹۰۸ء کے انقلاب دستور کے بعد اس سلسلہ میں ایک نیا انکشاف ہوا۔ معلوم ہوتا ہے، اس شہید ظلم کی مقدس امانت صرف اُس کے خاندان ہی میں محفوظ نہ تھی، بلکہ طائف کی زمین نے بھی اپنا آغوش صیانت کھول دیا تھا، تاکہ اُس کی آخری امانت اپنے

برید فرنگ

مکتوب جرمنی

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم برلن کے قلم سے)

قیصر کی جرمنی میں واپسی - قیصر کے موجودہ خیالات۔

قیصر کی واپسی

اپنے کسی پچھلے مکتوب میں قیصر ولہلم کی جرمنی میں واپسی پر مفصل بحث کرچکا ہوں - عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ گزشتہ ماہ جولائی میں قیصر ضرور واپس آجائے گا - لیکن جولائی پر دو ماہ اور گزر گئے، اور قیصر کی جلاوطنی ختم نہ ہوئی۔ حکومت جرمنی نے قیصر کی جلاوطنی والے قانون کی مُدّت میں دو سال کا مزید اضافہ کردیا ہے۔ لوگ حیرت و تعجب سے اس کا سبب دریافت کررہے ہیں؟

یہ واقعہ ہے کہ گذشتہ ماہ جولائی میں قیصر واپس آنے والا تھا جولائی کی قید اس لئے تھی کہ قیصر کی جلاوطنی والے قانون کی مدت اسی مہینے میں ختم ہوجاتی تھی - لیکن مدت ختم ہونے سے تین چار دن پہلے حکومت نے اس میں دو سال کی مزید توسیع کردی - یہ کارروائی خود قیصر کے اشارے سے ہوئی تھی - اصلی وجہ یہ تھی کہ اب تک فرانسیسی فوجوں نے جرمنی کی سرزمین خالی نہیں کی ہے - اسوقت وہ دریائے رین پر قلعے بنا رہی ہیں جب تک یہ قلعے طیار نہیں ہوجائیں گے، وہ جرمنی خالی نہیں کریں گی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ سنہ ۱۹۲۹ء کے موسم سرما میں تعمیر مکمل ہوجائے گی اور پورا جرمنی آزاد ہوجائے گا۔

دراصل قیصر ولہلم نے اُسوقت تک کے لئے جرمنی میں قدم رکھنے سے انکار کردیا جب تک اُس کی سرزمین پر ایک اجنبی سپاہی بھی موجود ہے۔ یہی سبب ہوا کہ کچھ عرصہ کے لئے قیصر کی واپسی پھر ملتوی ہوگئی۔

قیصر نے انکار کیوں کیا؟ کیا سرحد پر فرانس کی مختصر فوجوں کی موجودگی اُس کے لئے خطرناک تھی؟

یہاں خطرے کا سوال نہ تھا - خودداری کا سوال تھا قیصر کی عزّت نفس نے گوارا نہ کیا کہ اپنے وطن اس حال میں واپس ہو جبکہ اُس کی سرزمین پر اجنبی سپاہی موجود ہیں۔

اپنے کسی پچھلے مکتوب میں اُس نزاع پر روشنی ڈال چکا ہوں جو قیصر کی نئی بیوی اور سابق ولی عہد کی بیوی میں جاری ہے - میں نے لکھا تھا کہ قیصر کی بیوی جرمنی میں آکر مقیم ہوگئی ہے تاکہ اپنے شوہر کی تخت نشینی کے لئے میدان صاف کرے - دوسری طرف ولی عہد کی بیوی اپنے بڑے لڑکے کو جرمنی کا بادشاہ بنانے کی کوشش کر رہی ہے - لیکن اب یہ نزاع کلیتہً دُور ہوچکی ہے - تمام شاہ پسند متحد و متفق ہوگئے ہیں اور صرف قیصر کی حمایت کر رہے ہیں۔

چند اہم تبدیلیاں

پچھلے چند ماہ میں اہم تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں - پہلے شاہ پسندوں کا زعیم مارشل لوڈنڈارف تھا - اب قیصر نے اُسے معزول کردیا ہے - اب ہنڈنبرگ جمہوری حکومت کی صدارت کے ساتھ، شاہ پسندوں کا بھی سرگروہ بن گیا ہے - مارشل لوڈنڈارف نے کئی سال بےکار گزار دئے اور شاہی تحریک کو کوئی ترقی نہیں دی - لیکن مارشل ہنڈنبرگ نے غیر معمولی تدبر سے کام لے کر پوری کامیابی حاصل کرلی ہے - قیصر کے مخالفوں کا سب بڑا اعتراض یہ تھا کہ ایک نہایت نازک زمانے میں قیصر اپنا ملک چھوڑ کر ہالینڈ بھاگ گیا - لیکن ہنڈنبرگ نے اب یہ اعتراض دُور کردیا ہے اُسنے قیصر کی اس حرکت کی تمام ذمّہ داری خود اپنے سر لے لی ہے - اُسنے صاف لفظوں میں اعلان کردیا:

"میں نے ہی قیصر کو اس فعل پر مجبور کیا تھا - حالانکہ وہ راضی نہ تھا درحقیقت قیصر نے ملک چھوڑ کر ملک کی بڑی خدمت انجام دی ہے - اُس نے خود ذلت اُٹھانا گوارا کرلیا تاکہ ملک کی عزّت برقرار رہے - اگر قیصر فوراً ہالینڈ چلا نہ جاتا تو ایک طرف جرمنی کی تمام فوجیں تباہ ہوجاتیں کیونکہ اُس کی غیرت ہرگز ہتھیار رکھ دینا قبول نہ کرتی - دوسری طرف اتحادی سلطنتیں ملک کے شہنشاہ کو گرفتار کرکے مجرموں کی طرح سزا دینے کی کوشش کرتیں - انہی وجوہ کی بنا پر میں نے قیصر کو جلاوطنی پر مجبور کردیا تھا"

ہنڈنبرگ کے اس اعلان نے جرمنی کے اکثر باشندوں کو مطمئن کردیا ہے - اب وہ قیصر کے بھاگنے کو اُس کا عیب و نقص نہیں، بلکہ ایک ملکی خدمت اور عظیم قربانی سمجھنے لگے ہیں۔

قیصر پر ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ اُسنے اپنی ملکہ کے فوت ہوتے ہی نہایت بے وفائی کے ساتھ دوسری شادی کرنے میں جلدی کی - ہنڈنبرگ نے یہ اعتراض بھی دُور کردیا اور اس کی ذمّہ داری بھی خود اوڑھ لی ہے - اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اُسنے ایک طرف سابق ولی عہد کو راضی کرلیا کہ اپنے باپ کے خلاف کوئی کوشش نہ کرے، دوسری طرف ولی عہد کی بیوی اور قیصر کی نئی بیوی میں بھی صلح کرادی - غرضکہ اُسنے تمام شاہ پسندوں کو ایک خیال پر جمع کردیا - اب سب صرف قیصر کی تخت نشینی چاہتے ہیں۔

ہنڈنبرگ نے یہ صورت حال صرف پروشیا ہی میں پیدا نہیں کردی بلکہ جرمنی کے تمام صوبوں اور ریاستوں کو بھی قیصر کی حمایت پر آمادہ کردیا ہے - اب جب قیصر واپس ہوگا تو یقین کیا جاتا ہے کہ صرف پروشیا ہی کا نہیں بلکہ ریاست سکسونی کو چھوڑ کر تمام جرمنی کا شہنشاہ ہوگا (ریاست سکسونی میں بالشویک خیالات مقبول ہوگئے ہیں اور وہاں عنقریب سوویٹ حکومت قائم ہوجانے والی ہے) صرف اسی قدر نہیں بلکہ اُمید کی جاتی ہے کہ آسٹریا بھی اُس کے زیر نگیں آجائے گا - کیونکہ اس وقت وہاں جرمنی سے الحاق کا خیال بہت عام ہورہا ہے۔

شاہ پسندوں کی انجمنیں

اسوقت جرمنی میں شاہ پسندوں کی بارہ انجمنیں قائم ہیں - یہ انجمنیں نہایت سرگرمی سے مصروف عمل ہیں - تقسیم عمل کے اصول پر ہر انجمن نے تحریک کے مختلف کام بانٹ لئے ہیں۔

مثلاً ایک انجمن کا کام یہ ہے کہ وہ دُنیا بھر میں قیصر کو مقبول بنانے کی دعوت پھیلا رہی ہے - اس سلسلہ میں اُس کی تمام تر کوشش یہ ہے کہ جنگ عمومی کی ذمّہ داری سے قیصر کو بری ثابت کرے اور سفاکی و خونریزی کے وہ تمام الزام دُور کردے جو اتحادی سلطنتوں نے قیصر پر لگا رکھے ہیں - اس انجمن نے بڑی کامیابی حاصل کی ہے - دُنیا کی علم والے اب قیصر کی اُتنی مخالف نہیں رہی جتنی پہلے تھی۔

ایک دوسری انجمن کا نام "شعبۂ خارجیہ" ہے - اس کا مقصد یہ ہے کہ تمام سلطنتوں اور قوموں کے خیالات قیصر کے متعلق معلوم کرتی رہتی ہے - اس کی تازہ روداد سے ثابت ہوتا ہے کہ دول یورپ میں صرف ایک فرانس ہی ایسی دولت ہے جو اب تک قیصر کی دشمنی پر قائم ہے - باقی سلطنتوں کو زیادہ پرخاش باقی نہیں رہی - روداد میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اٹلی اور امریکہ، قیصر کی واپسی کی کوئی مخالفت نہیں کریں گے - انگلستان کی مخالفت کا بھی اندیشہ نہیں ہے، اِلّا یہ کہ مسٹر لائیڈ جارج پھر برسر حکومت آجائے اور اس کی اب کوئی امید نہیں۔

تیسری انجمن کا نام "انجمن مظاہرات" ہے - اس کا کام یہ ہے کہ خود جرمنی میں قیصر کی حمایت کے مظاہرے کیا کرتی ہے - چنانچہ کوئی مہینہ خالی نہیں جاتا جس میں بڑے بڑے شہروں کی سڑکوں پر عام مظاہرے نہ نکلتے ہوں - یہ انجمن قیصر کی تصویریں اور مورتیں مفت تقسیم کرتی ہے - نیز ایسے عام جلسوں کا اہتمام کرتی ہے جن میں تمام شاہی رسمیں برتی جاتی ہیں۔

چوتھی انجمن کا کام یہ ہے کہ تحریر کے ذریعہ قیصر کی حمایت کے افکار پھیلاتی رہے - چنانچہ اس کی سرپرستی میں بکثرت اخبار نکل رہے ہیں اور سیکڑوں لائق انشا پرداز مضامین اور کتابیں لکھتے رہتے ہیں۔

پانچویں انجمن بحری و بری فوجوں اور پولیس میں اپنے مقاصد کی اشاعت کر رہی ہے اور پوری کامیابی حاصل کرچکی ہے - اسوقت جرمن فوج اور پولیس میں مشکل سے کوئی آدمی ایسا نکلے گا جو قیصر کا حامی نہ ہو - حتیٰ کہ خفیہ پولیس کے آدمی بھی اس تحریک میں شامل ہوچکے ہیں

مختصر یہ کہ پورا جرمنی قیصر کے لئے چشم براہ ہے - عام باشندے ہی نہیں بلکہ جمہوری حکومت اور اُس کے اکثر ارکان بھی اسی خیال کے ہوگئے ہیں - ہنڈنبرگ تو اپنی شاہ پسندی میں پوری طرح مشہور ہوچکا ہے لیکن موجودہ وزیر اعظم ہر سٹرسمان بھی کچھ کم شاہ پسند نہیں ہے - کوشش ہو رہی ہے کہ کسی طرح فرانسیسی فوجیں جلد سے جلد جرمنی کی سرحدیں خالی کردیں تاکہ قیصر مرنے سے پہلے واپس آجائے۔

قیصر کے خیالات

یقیناً یہ معلوم کرنا نہایت دلچسپی کا موجب ہے کہ اسوقت جبکہ قیصر کی

(بقیہ مضمون ص ۱)

وطن کردیں - یہ روسی اثرات کا مخالف اور ایک دیانت دار شخص تھا سلطان نے اُسے صوبہ بروسہ کا حاکم مقرر کرکے حکم دیا کہ پایۂ تخت سے روانہ ہوجائے حسین عونی بیمار تھا - مگر سلطان نے اُسے جبراً بھجوا دیا - اسی قسم کا برتاؤ اور بہت سے مخلص اشخاص کے ساتھ بھی کیا گیا۔

کچھ مدت بعد حسین عونی پاشا بروسہ سے لوٹ آیا اور دیکھا کہ عام رائے سلطان کے معزول کردینے پر مصر ہے - اُسنے اس بارے میں بعض سربرآوردہ آدمیوں سے مشورہ کیا - سب نے بالاتفاق اس تجویز کی حمایت کی ؛

یہ مدحت آفندی کا سخت دشمن تھا۔ کیونکہ اسی نے اُسے عرب کی سپہ سالاری سے معزول کرایا تھا۔ اب اُسنے انتقام لینا اور سرکاری ملازمت سے خارج کرادینا چاہا۔ اُسنے بہت کوشش کی مگر کوئی بات قابل گرفت نہیں ملی۔ آخر اُس نے خیال کیا، اسے صوبہ جات رومیلی کا حاکم بناکر بھیج دیا جائے، اور چونکہ سخت ہنگامے برپا تھے، اور بہت سے والی امن و امان قائم کرنے میں ناکام رہ چکے تھے، اس لئے مدحت آفندی بھی ناکام رہیگا، اور اس طرح اُسے نالائق قرار دینے کا بہتر موقعہ نکل آئے گا۔ چنانچہ اُسنے احکام صادر کردیئے۔

اب مدحت آفندی کے لئے سخت مشکل پیش آئی۔ وہ وزیر اعظم کی بدنیتی سے واقف ہوچکا تھا، اگر نہیں جاتا تھا تو عدول حکمی ہوتی تھی۔ جاتا تھا، تو ناکامی کا اندیشہ تھا۔ بہر حال اُسنے جانے کا فیصلہ کر لیا، اور ۱۲۷۱ھ میں ایک فوجی مہم ساتھ لے کر روانہ ہوگیا۔

یہاں مدحت آفندی نے حیرت انگیز قابلیت کا ثبوت دیا۔ صرف ۶ مہینے کی قلیل مدت میں ۲۸۰ باغی سرغناؤں کو گرفتار کرلیا۔ ۴۰ کو حکومت کی بلا اجازت پھانسی دے دی۔ ۸۰ کو آستانہ کے قید خانے میں بھیجدیا۔ باقی کو قانون کے مطابق سخت سخت سزائیں دیں۔

باغی صوبوں نے نئے حاکم کی یہ غیر معمولی مستعدی دیکھی تو اطاعت کے لئے فوراً سر جھکادیئے۔ یورپ کی زبان بالکل بند ہوگئی جو بلقان کی اس پیچیدگی کو اپنی مداخلت کا ذریعہ بنا رہا تھا۔ خوش قسمتی سے اب محمد پاشا بھی معزول ہوچکا تھا۔ رشید پاشا اُس کی جگہ وزیر اعظم تھا۔ اُسنے مدحت آفندی کی شاندار خدمات کا اعتراف کیا اور آستانہ واپس بُلالیا۔ مدحت آفندی نے رومیلی کے حالات کی مفصل روداد پیش کی اور اصلاحات کا ایک مسودہ بھی طیار کیا۔ حکومت نے اسے تشکر کے ساتھ قبول کیا۔ مگر بعض حالات اور تبدیلیاں ایسی پیش آگئیں کہ اصلاحات کی تجاویز پر کوئی عملی کارروائی نہ ہوسکی۔ دراصل حکومت کا مزاج صدیوں سے ایسا ہوگیا تھا کہ بغیر کسی بنیادی تغیر کے اصلاحات کی تجاویز سود مند نہیں ہوسکتی تھیں۔

وزیر اعظم نے مدحت آفندی کو مجلس والا میں دوبارہ داخل کیا۔ مگر ابھی چند ماہ بھی اس صورت حال پر نہیں گزرے تھے کہ رشید پاشا پھر معزول ہوگیا اور مصر چلا گیا۔ اسکی جگہ عالی پاشا کو ملی، مگر اُسے بھی یورپ کا سفر پیش آگیا اور دار الحکومت سے غیر حاضر ہوگیا۔ اسکی نیابت محمد پاشا قبرصلی کو مل گئی۔ اسی محمد پاشا کو جو مدحت کا جانی دشمن تھا، اپنے برسر اقتدار آتے ہی پھر انتقامی تدابیر کا عمل میں لانا شروع کردیا۔

اس مرتبہ مدحت پر یہ تہمت لگائی گئی کہ اُسنے حکومت کے بعض محاصل پر قبضہ کرلیا ہے۔ چنانچہ باضابطہ مقدمہ قائم ہوگیا۔ مگر پہلی ہی پیشی میں ثابت ہوگیا کہ الزام کی کوئی اصلیت نہیں محض اتہام ہے۔ ایک گواہ نے تو علانیہ عدالت کے سامنے اقرار کرلیا کہ "اُسے جھوٹ بولنے پر مجبور کیا گیا ہے، اور مدحت کے خلاف اُسنے جو کچھ کہا ہے، سراسر باطل ہے"

مدحت آفندی عزت کے ساتھ بری ہوگیا، اور نائب وزیر اعظم کو سخت شرمندگی اُٹھانی پڑی۔

بلغاریہ اور سرویہ میں

اُس زمانے میں بلغاریہ کی حالت خراب ہونے لگی۔ حکام کے ظلم نے باشندوں کو پریشان کرڈالا۔ مدحت آفندی تحقیقات کے لئے بھیجا گیا۔ اسنے اپنی روداد باب عالی میں پیش کردی اور ثابت کیا، کہ باشندوں کی شکایتیں صحیح ہیں۔ گورنر سعید پاشا اور اُس کے آدمیوں نے سخت فساد مچا رکھا ہے۔ باب عالی نے اس کی روداد تسلیم کرلی، اور گورنر اور اُسکے عہدہ داروں کو معزول کردیا۔

بلغاریہ سے فارغ ہوکر مدحت آفندی سرویہ گیا۔ وہاں بھی سخت ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ حتیٰ کہ بعض علاقوں کے باشندوں نے ترکی حکام کو بالکل خارج کردیا تھا۔ اور طوائف الملوکی قائم ہوگئی تھی۔ مدحت آفندی نے اس صوبے کی بھی اصلاح کی اور باغی علاقوں میں از سر نو حکومت قائم کردی۔

یورپ کا سفر

مدحت آفندی، قسطنطنیہ واپس آگیا۔ اُسے یقین تھا کہ حکومت اُس کی خدمات کا اعتراف کرے گی۔ مگر یہاں سلطان عبدالمجید پر معزول گورنر سعید پاشا اور اُس کے دوستوں کا جادو چل چکا تھا۔ انھوں نے سلطان کو مدحت آفندی سے ناراض کرادیا۔

اسی اثنا میں رشید پاشا کا بھی انتقال ہوگیا۔ جو مدحت کا سرپرست تھا۔ مدحت آفندی، سلطان کی ناراضی سے افسردہ خاطر ہوچکا تھا۔ اپنے مربی کی وفات سے اور بھی زیادہ بے دل ہوا، اور سرکاری مناصب ترک کردینے کا ارادہ کرلیا۔ ساتھ ہی اُسے خیال ہوا کہ ممالک یورپ کی سیر و سیاحت کرے جن کی علمی و تمدنی ترقیات کے افسانے اس کے گوش گزار ہوچکے تھے۔ چنانچہ ۱۲۷۴ھ میں یورپ روانہ ہوگیا۔ ۶ مہینے وہاں قیام کیا۔ پیرس، لندن، وائنا، بلجیم وغیرہ کی سیر کی اور یورپ کی ترقی کے اسباب و وسائل معلوم کئے۔

فرانسیسی زبان

مدحت آفندی کی طالب علمی کے زمانے میں فرانسیسی زبان کو ترکی میں کوئی اہمیت حاصل نہ تھی۔ اس لئے اُسنے بھی اس طرف کوئی توجہ نہیں ہوئی۔ لیکن اب حالات میں عظیم تبدیلی واقع ہوچکی تھی اور ہر سیاسی مدبر کے لئے اس زبان سے واقفیت لازمی ہوگئی تھی۔ مدحت آفندی نے اپنے اندر یہ کمی محسوس کی، اور اس زبان کی تحصیل پر کمر بستہ ہوگیا۔ وہ اپنی فرصت کے اوقات میں بطور خود مطالعہ کرتا رہتا یہاں تک کہ یورپ کا سفر پیش آیا اور اس زبان میں اُسنے پوری مہارت حاصل کرلی۔

رتبۂ وزارت اور صوبہ کی ولایت

۱۲۷۵ھ میں مدحت آفندی یورپ سے واپس آیا اور دوبارہ مجلس والا کی صدارت کے لئے منتخب کیا گیا۔ اسی اثنا میں محمد پاشا قبرصلی پرانا دشمن وزیر اعظم ہوچکا تھا۔ مدحت آفندی کو خوف تھا کہ پھر اُسکی عداوت کا نشانہ بنے گا، مگر یہ دیکھ کر اُسے تعجب ہوا کہ اب مخالفت کی جگہ اس کی طرف سے موافقت کے اظہارات شروع ہوگئے تھے۔ اُسنے مدحت آفندی کو طلب کیا۔ گزشتہ معاملات کی معافی چاہی اور سلطان عبدالمجید سے بھی سفارش کی کہ اس کی پچھلی خدمات کے اعتراف میں وزارت کا اعزازی رتبہ بخشا جائے، اور صوبہ نیش کی حکومت سپرد کردی جائے۔ چنانچہ ۱۲۷۷ھ میں مدحت آفندی اس صوبہ کا والی مقرر ہوگیا۔ اور سلطان عبدالمجید کی وفات تک اسی منصب پر مامور رہا۔

سلطان عبدالعزیز

سلطان عبدالعزیز کے آخری عہد میں سلطنت عثمانیہ کی حالت از حد زبوں ہوگئی۔ ہر طرف داخلی شورشیں برپا ہوگئیں، اور یورپ نے متحد ہوکر از سر نو دباؤ ڈالنا شروع کردیا۔

بدقسمتی سے سلطان، اپنے وزیر اعظم محمود ندیم پاشا کے قبضہ میں تھے۔ اور ندیم پاشا، روسی سفیر جنرل اگناٹیف کے اشاروں پر حرکت کررہا تھا۔ ترکی قوم اس حقیقت سے واقف ہوگئی تھی اور ندیم پاشا کی معزولی کا مطالبہ کررہی تھی۔ مگر سلطان نے کانوں میں تیل ڈال لیا تھا۔ نہ کسی کی نصیحت سنتا تھا نہ کسی فریاد پر توجہ دیتا۔

اُسی زمانے میں خبر مشہور ہوئی کہ سلطان، ۴۰ لاکھ پونڈ کا ایک نیا قرضہ لینے والے ہیں۔ عام رائے اس خبر سے نہایت برہم ہوئی۔ کیونکہ سلطان کے اسراف نے سلطنت کا تمام خزانہ خالی کردیا تھا اور قرضوں کا ناقابل برداشت بوجھ پہلے ہی سے ملک کی گردن توڑ رہا تھا۔

اسی اثناء میں صوبۂ ہرزی گوینا کا مسئلہ پیش آیا۔ یہ محض حکومت کی غفلت کا نتیجہ تھا۔ عام رائے اب اور بھی زیادہ برہم ہوگئی۔ چند دن بعد خبریں آنا شروع ہوئیں کہ بلقان میں بغاوت پھوٹ پڑی ہے اور اُسکے شعلے، اورنہ تک پہنچ گئے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ آستانہ میں بلقان کے مسلمان طالب علموں کے پاس خطوط پہنچے کہ "باغیوں نے ہمارے گھر لوٹ لئے۔ اور عزیز و اقارب قتل کرڈالے" طالب علموں نے یہ وحشت ناک خبریں سنیں تو جوش میں آگئے۔ اُن کے جوش نے شہر کی تمام مسلمان آبادی میں بھی ہیجان پیدا کردیا۔ لوگوں کو پہلے سے یقین تھا کہ حکومت، بلقان کے معاملات سے غفلت برت رہی ہے، اور ندیم پاشا روس کے اشارے سے یہ سب کچھ کررہا ہے۔ روس کا مقصد یہ تھا کہ اس بہانے سے اُسے مداخلت کا موقع ملے۔

بلقانی طالب علموں کے ساتھ ہزاروں مخلوق باب عالی کی طرف روانہ ہوئی اور وزیر اعظم سے ملاقات کا مطالبہ کیا۔ وزیر اعظم نے یہ حالت دیکھی تو ڈر گیا، اور سلطان کو مشورہ دیا کہ نئی وزارت کا اعلان کرکے عوام الناس کا جوش ٹھنڈا کردیں۔ چنانچہ محمود ندیم پاشا اور حسن آفندی شیخ الاسلام، دونوں معزول کردیئے گئے۔ رشدی پاشا وزیر اعظم مقرر ہوئے اور خیر اللہ آفندی شیخ الاسلام بنائے گئے۔ نیز مدحت پاشا بھی رتبۂ وزارت کے ساتھ مجلس اعلیٰ کا رکن مقرر ہوگیا۔

لیکن وزارت کی تبدیلی سے حالات میں کوئی اصلاح نہیں ہوئی۔ ندیم پاشا اگرچہ معزول کردیا گیا تھا، لیکن محض ایک سطحی تبدیلی تھی۔ سلطان بدستور ندیم پاشا کے ہاتھوں میں تھا۔ ندیم پاشا روسی سفارت خانہ سے احکام حاصل کرتا، اور انکے مطابق سلطان کو مخفی مشورے دیتا رہتا۔

عام رائے نے جلد معلوم کرلیا کہ ندیم پاشا امروز فردا ہی میں پھر برسر حکومت آجائے گا۔ اُس کی معزولی محض ایک دکھاوے کی کارروائی ہے۔ اسی اثنا میں روسی سفیر جنرل اگناٹیف نے ہر طرف مشہور کردیا کہ دار السلطنت میں عنقریب بغاوت ہونے والی ہے۔ مسلمان عیسائیوں کے قتل کی عام طیاریاں کررہے ہیں۔ ساتھ ہی اُسنے یہ بھی کیا کہ مانٹی نگرو سے سو مسلح نوجوان بلائے اور اپنی سفارت کی حفاظت کے لئے مقرر کردیئے۔ اس کارروائی نے تمام شہر میں تشویش پیدا کردی۔ قسطنطنیہ کی مسیحی آبادی نے کاروبار بند کردیا اور شہر چھوڑ دینا چاہا۔ ان کارروائیوں سے روسی سفیر کا مدعا یہ تھا کہ محمود پاشا کی دوبارہ وزارت کے لئے میدان صاف کرے۔ وہ یہ دکھلانا چاہتا تھا کہ نئی وزارت امن و امان قائم نہیں رکھ سکتی، اور مسیحی رعایا کے لئے خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔

ترکوں نے یہ حالت دیکھی، تو وہ مرعوب نہیں ہوئے، اُنھوں نے خود سلطان کے معزول کردینے کا ارادہ کرلیا۔ کیونکہ اب وہ سمجھ گئے تھے کہ اس شخص کی موجودگی میں کسی قسم کی اصلاح ممکن نہیں۔

یہ خبر ہوا کی طرح بازاروں میں پھیل گئی۔ وہاں سے قصر شاہی میں پہنچی۔ سلطان بہت پریشان ہوئے۔ والدہ سلطان نے مدحت پاشا کے پاس اپنا معتمد علیہ خواجہ سرا جوہر آغا بھیجا اور دریافت کیا کہ قوم کی ناراضی دور کرنے کے لئے کونسا طریقہ مفید ہوسکتا ہے؟

مدحت پاشا نے فوراً اصلاحات کا ایک مسودہ طیار کیا اور سلطان کی خدمت میں یہ کہہ کر پیش کیا کہ اسے جاری کردینے سے عام رائے مطمئن ہوجائے گی۔ مگر سلطان کی نخوت نے اُسے منظور نہ کیا۔

اس تمام مدت میں سلطان، محمود ندیم پاشا کے مشوروں پر عمل کرتا رہا اور محمود ندیم، جیسا کہ بیان ہوچکا ہے، روسی سفیر کی انگلیوں پر ناچ رہا تھا۔ محمود ندیم نے سلطان کو ترغیب دی کہ حسین عونی پاشا کو جلا

بصائرُ و حکم

عالمِ انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقاتِ وفات میں

اکابر تاریخ اسلام کی مختصر وفیات

حضرت امام شافعیؒ

امام مزنی کہتے ہیں، جس دن حضرت امام شافعی رحمہ نے انتقال کیا اُس کی صبح کو میں عیادت کے لئے حاضر ہوا تھا۔

"مزاج کیسا ہے؟ میں نے سوال کیا۔

اُنھوں نے ٹھنڈی سانس لی:

"دُنیا سے جا رہا ہوں، دوستوں سے جدا ہو رہا ہوں، موت کا پیالہ منہ سے لگا ہے۔ نہیں معلوم میری روح جنت میں جائے گی کہ اُسے مبارک باد دوں، یا دوزخ میں جائے گی کہ اُسے تعزیت پیش کروں؟"

پھر یہ شعر پڑھے:

ولما قسا قلبی وضاقت مذاہبی جعلت الرجا منی لعفوک سلما

اپنے دل کی سختی اور اپنی بیچارگی کے بعد میں نے تیری عفو پر اپنی امید کو سہارا بنا لیا ہے۔

تعاظمنی ذنبی فلما قرنتہ بعفوک ربی کان عفوک اعظما

میرا گناہ میری نظر میں بہت ہی بڑا تھا، مگر جب تیرے عفو کے مقابلے میں اُسے رکھا، تو اے رب، تیرا عفو زیادہ بڑا نکلا۔

۲۰۴ھ (۸۱۹ء) میں وفات پائی۔

مامون الرشید

نزع کے وقت جاحظ عیادت کو حاضر ہوا۔ کسی جانور کی کھال کا بچھونا بچھا تھا۔ بچھونے پر ریت پڑی تھی، اور خلیفہ ریت پر لوٹ رہا تھا۔ یہ الفاظ زبان پر تھے:

"اے وہ جس کی پادشاہی کبھی زائل نہ ہوگی، اُس پر رحم فرما جس کی پادشاہی جا رہی ہے! اے وہ جو کبھی نہیں مرے گا، اُس پر رحم کر جو مر رہا ہے!"

جاحظ نے کہا، "خدا امیر المؤمنین کا ثواب زیادہ کرے اور تندرستی بخشے!"

"میری تندرستی کی دعا نہ کرو" مامون نے فوراً کہا، "بلکہ میرے لئے مغفرت کی دعا کرو"

پھر کہا "خدایا! تو نے ہمیں حکم دئے اور ہم نے نافرمانی کی۔ تو مجھے بخش دے کیونکہ تو بڑا ہی رحیم ہے" اس پر روح پرواز کر گئی

۲۱۸ھ (۸۳۳ء) میں وفات پائی۔

حکیم ابو العتاہیہ

مشہور زاہد و حکیم شاعر ابو العتاہیہ سے موت کے وقت پوچھا گیا۔

"کوئی خواہش باقی ہے؟"

کہا "ہاں، میری خواہش یہ ہے کہ مغنی "مخارق" آئے اور میرے سرہانے میرے یہ شعر گائے:

اذا ما انقضت منی من الدہر مدتی فان عزاء الباکیات قلیل!

جبکہ دنیا میں میری زندگی کی مدت ختم ہو چکی ہے تو رونے والیوں کی تعزیت بھی بہت کم ہے۔

سیعرض عن ذکری وتنسی مودتی ویحدث بعدی للخلیل خلیل!

سب میرے خیال سے منہ پھیر لیں گے، میری محبت بھول جائیں گے۔ میرے بعد بھی دوست اپنے دوستوں سے باتیں کرینگے۔

۲۲۱ھ (۸۳۵ء) میں انتقال کیا۔

خلیفہ واثق باللہ

خلیفہ واثق باللہ نے مرتے وقت یہ شعر پڑھے:

الموت فیہ جمیع الناس تشترک لا سوقۃ منہم یبقی ولا ملک

موت میں سب برابر کے شریک ہیں۔ نہ بازاری لوگ بچیں گے نہ بادشاہ ہی زندہ رہیں گے۔

ما ضر اہل قلیل فی مفاقرہم ولیس یغنی عن الملاک ما ملکوا

غریبوں کو اُن کی قبر میں غربت نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ امیروں کو اُن کی امیری بھی کوئی نفع نہ پہنچائے گی۔

پھر حکم دیا، فرش اُٹھا دیا جائے۔ فوراً تعمیل کی گئی۔ خلیفہ نے اپنا رخسار زمین پر رکھ دیا اور چلّایا:

"اے وہ جس کی پادشاہی لازوال ہے، اُس پر رحم کر جس کی پادشاہی ختم ہو گئی!"

یہ کہتے ہی انتقال ہو گیا (۲۳۲ھ ۸۴۶ء)

خلیفہ منتصر باللہ

خلیفہ محمد منتصر باللہ ایک دن دیبا کے فرش پر بیٹھا تھا۔ اتفاق سے اُس کی نظر ایک فارسی عبارت پر پڑ گئی جو فرش پر کندہ تھی۔ خلیفہ نے اُسے پڑھوایا تو لکھا تھا:

"محمد شیرویہ بن کسریٰ نے اپنے باپ کو قتل کیا، لیکن اُس کے بعد پادشاہی سے کوئی تمتع حاصل نہ کر سکا"

خلیفہ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا۔ فوراً ہی مجلس سے اُٹھ گیا چند ہی روز بعد بیمار پڑا اور زندگی سے مایوس ہو گیا۔ ماں عیادت کو آئی تو خلیفہ نے کہا "دُنیا اور آخرت دونوں میرے ہاتھ سے نکل گئیں۔ میں نے اپنے باپ کی موت میں جلدی کی، لہٰذا میری موت میں بھی جلدی کی گئی"

پھر یہ شعر پڑھا:

فما فرحت نفسی بدنیا اصبتہا ولکن الی اللہ الکریم اصیر

دنیا کے حاصل ہو جانے سے میری روح کو کوئی خوشی نصیب ہوئی اب میں خدا کی طرف جا رہا ہوں۔

۲۴۹ھ - ۸۶۳ء میں وفات ہوئی۔

امام جاحظ

ادب عربی کا مشہور امام، جاحظ کا جب وقت آخر ہوا تو ابو العباس المبرّد عیادت کو گیا۔

مزاج پرسی کے جواب میں جاحظ نے کہا:

"وہ شخص کیسا ہوگا جس کا آدھا دھڑ سُن ہو گیا ہو، حتی کہ اگر آرے سے بھی چیر دیا جائے تو اُسے پتہ نہ چلے؟ اور آدھا دھڑ اتنا حسّاس ہو گیا ہو کہ اگر مکھی بھی اُس کے قریب اُڑے تو درد محسوس کرنے لگے؟"

پھر یہ شعر پڑھے:

اترجوا ان تکون، وانت شیخ کما قد کنت ایام الشباب؟

کیا تو آرزو کرتا ہے کہ اب بڑھاپے میں بھی ویسا ہی ہو جائے جیسا جوانی کے دنوں میں تھا؟

لقد کذبت، نفسک لیس ثوب دریس کالجدید من الثیاب؟

تیرا نفس جھوٹا ہے۔ پرانا کپڑا نئے کپڑے کی طرح کیونکر ہو سکتا ہے؟

۲۵۵ھ (۸۶۹ء) میں انتقال کیا۔

خلیفہ معتضد باللہ

سولہواں عباسی خلیفہ، معتضد باللہ سخت ظالم و مستبد تھا۔ وفات کے وقت اپنا مرثیہ اُس نے یوں پڑھا:

تمتع من الدنیا فانک لا تبقی وخذ صفوہا ان صفت ودع الرنقا

دنیا سے لطف اُٹھا لے کیونکہ تو باقی نہیں رہے گا۔ اُس کی بھلائی لے لے اور بُرائی چھوڑ دے!

ولا تأمن الدہر الذی قد امنتہ فلم یبق لی حالاً ولم یرع لی حقا

اُس دُنیا پر ہرگز بھروسہ نہ کرنا جس پر میں نے بھروسہ کیا تھا دیکھ اُس نے مجھ سے بیوفائی کی اور کسی حق کا بھی خیال نہ کیا۔

قتلت صنادید الرجال ولم ادع عدواً ولم امہل علی طغیہ خلقا

میں نے بڑے بڑے بہادر مارے۔ کوئی دشمن نہ چھوڑا۔ کسی کو بھی اُس کی سرکشی پر باقی نہ رہنے دیا۔

واخلیت دار الملک من کل نازع فشردتہم غرباً ومزقتہم شرقا!

میں نے پایۂ تخت تمام مخالفوں سے خالی کر دیا، اُنھیں پراگندہ کرکے مشرق و مغرب میں پھیلا دیا۔

فلما بلغت النجم عزاً ورفعۃ وصارت رقاب الخلق اجمع لی رقا

لیکن جب میں اپنی عزت و رفعت میں ستاروں تک پہنچ گیا اور تمام مخلوق کی گردنوں میں میری غلامی کا طوق پڑ گیا،

رمانی الردی سہماً، فاخمد جمرتی فہا انا ذا فی حفرتی عاجلاً ألقی!

تو ایسا ہوا کہ موت نے مجھ پر ایک تیر چلایا اور میری آگ بجھا دی۔ دیکھ، اب میں عنقریب ہی اپنے گڑھے میں ڈالا جانے والا ہوں۔

ولم یغن عنی ما جمعت، ولم اجد لذی ملک منہا، ولا راغب رفقا

میرے جمع کئے ہوئے خزانے میرے کام نہ آئے۔ دولت سے بیزار ہونے والے اور دولت کے لالچی، کسی نے بھی ہمدردی نہ کی!

فیالیت شعری بعد موتی ما القی الی نعم الرحمٰن ام نار ہ ألقی؟

آہ کاش! میں جانوں، موت کے بعد اللہ کی نعمتیں پاؤں گا، یا دوزخ میں جھونک دیا جاؤں گا؟۔ ۲۸۹ھ (۹۰۲ء) میں انتقال کیا۔

واپسی کے لئے جرمنی میں میدان طیار ہو چکا ہے، خود قیصر کی ذہنیت کیا ہے؟ یہاں کے اخباروں نے حال ہی میں قیصر کی ایک گفتگو شائع کی ہے۔ اُسنے یہ گفتگو ایک انگریز ممبر پارلیمنٹ سے کی تھی۔ اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

دُنیا کی آیندہ جنگ

"دس برس گزرنے سے پہلے" قیصر نے کہا "دنیا کو ایک اور عظیم جنگ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس جنگ میں یورپ کی تمام سلطنتیں شریک ہوں گی۔ کوئی بھی اُس سے علٰحدہ نہ رہ سکے گی۔ میں یہاں اپنی جلاوطنی کی جگہ سے بیٹھا دیکھ رہا ہوں کہ مغرب کے افق سے ایک ہولناک جنگ کی گھٹائیں اُٹھ رہی ہیں۔ یہ ایسی سخت جنگ ہوگی جس کے سامنے پچھلی جنگ ہیچ ہو جائے گی۔ تمام دنیا خون میں غرق ہو جائے گی۔ بہت سے ملک ویران ہو جائینگے۔ بہت سی سلطنتیں ناپید ہو جائیں گی۔ دُنیا کی تمام قومیں اُس کی مصیبت سے چیخ اُٹھیں گی۔ ایسی مصیبتیں جن سے عالم انسانیت اب تک ناواقف ہے۔ یقیناً یہ جنگ نہایت ہیبت ناک ہوگی کیونکہ اُس کے ظہور کے وقت دُنیا کی تمام قومیں پورے طور پر نئے اسلحہ سے آراستہ ہوں گی"

"ہاں، میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام قومیں جنگ کی طیاریاں کر رہی ہیں۔ مجلس اقوام کی بھی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ محض سیاسی تفریح کا ایک نیا سامان ہے۔ اُس کے امن کے وعظوں پر قومیں ہنستی ہیں... تمام سلطنتیں جنگی جہاز، آبدوز کشتیاں، اور ہوائی بیڑے طیار کر رہی ہیں۔ مختلف قسم کے جدید گیس ایجاد کئے گئے ہیں جو اب تک غیر معلوم تھے۔ قومیں نہایت اخفار کے ساتھ ان جہنمی مواد کے تجربے کر رہی ہیں۔ ہر سلطنت نے مہلک ہتیاروں اور گیسوں کے بکثرت ذخیرے جمع کر لئے ہیں تاکہ جب جنگ کا بگل بجے تو پوری طرح طیار ثابت ہوں" یہ تمام طیاریاں کیوں ہیں؟ جواب دیا جاتا ہے مدافعت کے لئے! مگر جنگ کا کس طرف سے اندیشہ ہے جبکہ ہر سلطنت مدافعت ہی کی طیاری کر رہی ہے؟"

"تھوڑے دن ہوئے، ایک معزز انگریز میری ملاقات کے لئے یہاں آیا۔ دوران گفتگو میں نے پوچھا، آخر یہ ہر طرف جنگی طیاریاں کیوں ہو رہی ہیں؟ اُس نے جواب دیا "اصلی خطرہ مشرق میں ہے۔ جنگ عمومی کے بعد مشرقی قومیں بیدار ہو گئی ہیں اور مغربی حکومتوں کے خلاف طیار ہو رہی ہیں۔ اُن کی ہولناک بغاوت کے خوف سے یورپ جنگی طیاری پر مجبور ہو گیا ہے!"

"میں اس جواب پر ہنس پڑا۔ میں نے کہا مغربی قومیں، مشرقی فوجوں سے ہرگز خائف نہیں ہیں۔ دراصل وہ آپس ہی میں ایک دوسرے سے ڈرتی ہیں۔ مغربی قوموں میں باہم سخت حسد اور منافست ہے۔ سیاسی مدبر ایک دوسرے سے چکنی چپڑی باتیں کرتے ہیں۔ مگر حکومتوں کے وزیر اور فوجوں کے سپہ سالار آئندہ جنگی میدانوں کے نقشے بنانے میں مصروف ہیں۔ ایک طرف سفرا دل کھول کے زیتون کی شاخ ہلا رہے ہیں (یعنی امن پسندی کا اظہار کر رہے ہیں) دوسری طرف بحری سپہ سالار جدید ترین آبدوزوں اور جہنمی مادوں کے تجربے کر رہے ہیں۔ اُن کی کوشش ہے کہ کسی طرح زہریلی گیس سمندر کی موجوں پر پھیلانے میں بھی کامیابی حاصل کر لیں!"

"ہوابازوں نے محیط اٹلانٹک کے عبور کی کوشش شروع کر دی ہے۔ ہر ہفتے ہم ایک نئی کوشش کی خبر سنتے ہیں۔ کرنل لنڈبرگ نے اپنی حیرت انگیز جرات سے ثابت کر دیا ہے کہ محیط اٹلانٹک، پیسیفک، یا محیط ہندی کا ہوائی جہاز سے عبور کرنا ناممکن نہیں ہے۔ آئندہ جنگ ایسے ہوا باز پیدا کرے گی جو سمندر کی موجوں پر ہنسیں گے اور اپنے عمل سے ثابت کر دیں گے کہ سمندر پار رہ کر بھی کوئی قوم جنگ کی ہولناکیوں سے محفوظ نہیں رہ سکتی"

"میرے عہد حکومت میں کونٹ زپلین نے ایک دن مجھ سے کہا اگر جرمنی کے پاس زپلین وضع کے ۵۰۰ ہوائی جہازوں کا بیڑا ہو جائے، تو تمام دُنیا پر جرمنی کی برتری قائم ہو سکتی ہے۔ اگر اعلیٰ حضرت کی حکومت ضروری مصارف مہیا کر دے تو میں ایک سال کی مدت میں پانسو جہاز طیار کر دے سکتا ہوں۔ ایک سال اور ایک ہفتہ کے بعد جرمنی تمام دُنیا پر حکومت کرے گا!" لیکن مجلس حکومت نے یہ تجویز منظور نہیں کی"

"اگر میرے لئے پیشین گوئی کرنا جائز ہو، تو میں تمہیں اُن قوموں کے نام بھی بتا دے سکتا ہوں جو آیندہ جنگ میں حملہ آورانہ یا مدافعانہ شرکت کریں گی۔ لیکن ایک جلا وطن بادشاہ کے لئے یہ ہرگز مناسب نہیں کہ وہ اُنگلی اُٹھا کر اُن قوموں کی طرف اشارہ کرے جو جنگ کا تنور سلگا رہی ہیں!"

"آیندہ جنگ کئی سال تک جاری نہیں رہے گی جیسی کہ پچھلی جنگ تھی۔ آیندہ جنگ میں ہر کام بجلی کی سی تیزی سے ہوگا۔ جنگ کا صور پھنکتے ہی تار برقی اور بے تار برقی کے آلات میں حرکت ہوگی، اور چشم زدن میں تمام جنگجو قومیں اُٹھ کھڑی ہوں گی۔ غیر مرئی آبدوزیں اپنی جگہوں سے نکل پڑیں گی۔ ہولناک ہوائی بیڑے آسمان کی سطح پر چھا جائیں گے۔ قتل و ہلاکت کے سامان حیرت انگیز سرعت سے منتقل ہونے لگیں گے، اور چند گھنٹوں کے اندر خشکی اور تری کی تمام زندگیاں موت سے بدل جائیں گی۔ پچھلی جنگ میں ایک جہاز کے غرق ہونے میں جتنی دیر لگتی تھی، اُس سے سوگنا جلد غرقابی عمل میں آئے گی۔ اس جنگ میں وہی قوم کامیاب ہوگی، جو سب سے پہلے اپنی آبدوزیں اور ہوائی بیڑے میدان میں پہنچا سکے گی، تاکہ سب سے پہلے اپنی جہنمی فرائض ادا کرسکے!"

"مستقبل کی جنگ میں فوجیں، عقابوں کی طرح اچانک ٹوٹ پڑیں گی۔ اگر تمام سلطنتیں سرعت عمل میں برابر نہ ہوں گی، تو کامیابی پیشقدمی کرنے والی سلطنت کو حاصل ہوگی۔ بہت ممکن ہے، اُس جنگ میں بڑی بڑی سلطنتوں کی پوری قوت صرف ۴۸ گھنٹے میں برباد ہو جائے!"

"یہ اس لئے کہ مستقبل جنگ کے طریقے بہت ہی سریع اور ہولناک ہونگے۔ اس جنگ میں سب سے زیادہ ضروری اور مفید عنصر جاسوسوں کا ہوگا۔ یہ عنصر اس وقت بھی ہر سلطنت کے یہاں بہت بڑی وسعت کے ساتھ موجود ہے۔ ہر سلطنت دوسری سلطنت کی طیاریاں اپنے جاسوسوں کے ذریعے معلوم کر رہی ہے۔ جس سلطنت کی اطلاع زیادہ وسیع اور صحیح ہوگی، وہی اُس جنگ میں فتحیاب ہوگی۔ جنگ عمومی سے پہلے اور اُس کے دوران میں جرمنی کا محکمۂ جاسوسی بہت مکمل تھا۔ ہمارے جاسوس دُنیا کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے تھے۔ اس محکمہ کی نگرانی خود میں نے اپنے ذمے لے رکھی تھی۔ میں تمام بڑے بڑے جاسوسوں سے براہ راست ملتا اور نہایت غور اور محنت سے اُن کی خفیہ رودادیں مطالعہ کیا کرتا۔ دُنیا میں ہر لمحے جو کچھ بھی ہوتا تھا، اُس کا علم مجھے حیرت انگیز سرعت سے ہو جایا کرتا تھا"

"میں خوب جانتا ہوں کہ اسوقت دُنیا میں جاسوسی، پہلے سے کہیں زیادہ موجود ہے۔ خاص طور پر روس کا محکمۂ جاسوسی سب سے زیادہ منظم ہے۔ میں اُن تمام سلطنتوں کے نام گنا سکتا ہوں جن کے جاسوس دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ یہاں خود میرے گرد بھی اُن کے جاسوسوں کا ہجوم ہے۔ وہ خیال کرتی ہیں، میرا وجود اُن کی سلامتی کے لئے خطرہ ہے۔ حالانکہ اگر ان سلطنتوں کو عقل ہوتی تو وہ جان لیتی کہ اس بڑھاپے میں میری سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ اپنی حکومت پر واپس جاؤں اور دُنیا کو ایک نیا سبق دوں۔ حرب و ضرب کا نہیں، صلح و آشتی کا!"

"جنگ، دنیا میں ہمیشہ باقی رہیگی کیونکہ انسان کی فطرت میں طمع و حرص کے جذبات راسخ ہیں۔ جنگ کو معدوم کرنے کی کوششیں بالکل بے کار ہیں۔ ہاں جنگ کو کم کرنے کی کوششیں مفید ہو سکتی ہیں۔ اگر میں اپنے قدیم تخت پر ہوتا، تو دنیا کو امن و سلامتی کا ایک نیا راستہ دکھا سکتا تھا۔ لیکن میں دنیا سے الگ کر دیا گیا ہوں۔ سلطنتیں میری ہلاکت کی کوشش کر رہی ہیں، حالانکہ اس سے اُنھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ اگر وہ مجھ سے مشورہ کریں اور مجھے جرمنی واپس جانے دیں، تو میں اُنھیں بہت کچھ نفع پہونچا سکتا ہوں"

برلن ۲۰ ستمبر ۱۹۲۷ء

معاہدۂ حجاز و برطانیہ

"برید شرق" میں ہم ایک مراسلت درج کر چکے ہیں جس میں معاہدۂ حجاز و برطانیہ کی تمام تفصیلات درج ہیں۔ مراسلہ نگار نے لکھا ہے کہ بعض مسائل جو اس معاہدہ میں طے نہ ہو سکے، ضمیمہ میں اُنکے بحث طلب ہونے کا اعتراف کیا گیا ہے، اور کسی آیندہ مناسب موقعہ کے لئے ملتوی کر دیئے گئے ہیں۔

اب تازہ ڈاک سے حجاز کا سرکاری جریدہ "ام القریٰ" مورخہ ۲۳ ستمبر ۲۷ء موصول ہوا ہے۔ اسمیں معاہدہ کی وہ عربی نقل بجنسہ موجود ہے جو مراسلہ نگار نے ہمارے پاس بھیجی تھی۔ ساتھ ہی وہ خط و کتابت بھی شایع کر دی ہے جو بعض مختلف فیہ مسائل کی نسبت فریقین میں ہوئی تھی۔ اس خط و کتابت کا تعلق انہی مسائل سے ہے جنھیں مراسلہ نگار نے "بحث طلب" اور "ملتوی شدہ" قرار دیا ہے۔

پہلا خط سر گلبرٹ کلیٹن کا (مورخہ ۱۹ مئی ۲۷ء) ہے جسمیں وہ لکھتا ہے: "آپکی تجویز ہے کہ معاہدہ میں ایک دفعہ اس مضمون کی بڑھا دی جائے کہ حکومت برطانیہ کی جانب سے وہ تمام رکاوٹیں دور کر دی جائیں گی جو اسلحہ اور جنگی مواد کے خریدنے اور منگوانے میں حائل ہو سکتی ہیں۔ میں آپکو حکومت برطانیہ کی جانب سے یہ اطلاع دینے کی عزت حاصل کرتا ہوں کہ اس بارے میں کسی دفعہ کے بڑھانے کی ضرورت نہیں۔ اور مجھے اجازت دی گئی ہے کہ میں آپ کو اطمینان دلادوں کہ جزیرۃ العرب کو جنگی مواد بھیجنے کی ممانعت اب اُٹھا دی گئی ہے؛ اور اگر آپکی حکومت چاہے تو وہ انگلستان کے کارخانوں سے ہر طرح کا سامان جنگ منگوا سکتی ہے۔ برطانی حکومت کی جانب سے کوئی رکاوٹ اسمیں نہ ڈالی جائے گی"

اس کے جواب میں حکومت حجاز کی جانب سے ۱۹ مئی کو لکھا گیا: "آپکی اس اطلاع کے جواب میں کہ "جزیرۃ العرب میں اسلحۂ جنگ کی خرید اور انکا ورود آپکی حکومت کی جانب سے ممنوع نہیں ہے" شکریہ ادا کیا جاتا ہے"

دوسرے خط میں حجاز کے حدود کا ذکر ہے۔ حکومت حجاز مصر تھی کہ عقبہ اور معان حجاز کے حدود میں داخل ہیں۔ برطانیہ حجاز اور شرق الاردن کی حدود طول بلد ۳۸ شرقی اور عرض بلد ۲۵، ۲۹ شمالی قرار دیتا تھا جس سے یہ مقامات نکل جاتے تھے۔ اسپر ۱۸۔ ذی قعدہ کو حکومت حجاز کی جانب سے لکھا گیا۔

"آپکے خط سے معلوم ہوا کہ حکومت برطانیہ اپنی رائے پر مُصر ہے۔ چونکہ بحالت موجودہ اس نزاع کا آخری فیصلہ مشکل ہے، اس لئے ہم اسکے لئے طیار ہیں کہ یہ مسئلہ بالفعل ملتوی کر دیا جائے، اور آئندہ کسی مناسب موقعہ پر اس کا آخری فیصلہ عمل میں آئے"

اس خط و کتابت سے معلوم ہوا کہ جہاں تک مسئلہ اسلحہ کا تعلق م تھا، برطانی حکومت اسپر آمادہ نہ ہوئی کہ معاہدہ میں صاف صاف اپنا موقف ظاہر کرے۔ اور جہاں تک عقبہ و معان کا تعلق ہے، موجودہ صورت حال جاری رہیگی۔ برطانیہ نے اس بارے میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں کہا ہے جس سے ثابت ہو کہ وہ اس مسئلہ کو کم از کم زیر بحث تسلیم کرتا ہے۔ البتہ حکومت حجاز ٭ نے آئندہ کے لئے دروازہ کھلا چھوڑ دیا ہے اور اپنا حق اعتراض محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔

اگر آپ

علم وکتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہی!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہی
اور جسے **ملک معظم** برطانیہ اور انکے کتبخانہ **قصر** کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہی!
انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع

ہوتا ہی

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ
مشرقی علوم وادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں
نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں
تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے
ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ
قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے اڈیشن
آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں
ہمارے یہاں سے ہر چھ
ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہی

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن وصنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دُنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON LONDON S. W. 3.

ہی

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پُرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پُرانی تصویریں، پُرانے سکّے، اور نقوش، پُرانے زیور، آرایش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پُرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصّوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے۔ دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں۔

با ایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

برِ اعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم نے ہی فراہم کئے ہیں

اگر آپکے پاس نوادر موجود ہو

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھیجنے سے پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے بہت ممکن ہے کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

مطبوعات الہـــلال بک ایجنسی

معارف ابن تیمیه و ابن قیم

دیني علوم کے بیش بہا جواهر ریزي

اس سلسله میں هم نے اماموں کي ان نادر و اعلیٰ درجه کي بلند پایه عربي تصانیف کے اُردو تراجم کا سلسله شروع کیا هے ' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نہایت ضروري و ناگزیر هے - امید که یه "سلسلۂ تراجم" بد نصیب هندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

اُسوۂ حسنه — امام ابن قیم کي فن سیرت میں شہرہ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اُردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑهائي روپیه -

کتاب الوسیله — لفظ "وسیله" کي بحث کے علاوہ امام ابن تیمیه نے اسلام کے اصل الاصول "توحید" کي مبسوط بحث کي هے - بلا جلد اڑهائي روپیه ' مجلد سوا تین روپیه -

اصحاب صفه — انکي تعداد ' ذریعه معاش ' طریق عبادت اور انکے مفصل حالات بیان کیے هیں دس آنے -

تفسیر سورۃ الکوثر — امام ابن تیمیه کے مخصوص انداز تفسیر کا اُردو ترجمه - چار آنے -

العروۃ الوثقیٰ — خالق و مخلوق کے درمیان واسطه کا فرق بدلائل بیان کیا هے - چهه آنے -

سیرت امام ابن تیمیه — حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نہایت خوش اسلوبي سے بیان کیے هیں - نو آنے

نجد و حجاز — علامه سید محمد رشید رضاء مصري کي تازہ کتاب کا اُردو ترجمه - سوا روپیه -

أئمه اسلام — ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - بارہ آنے

خلاف الامه — فی العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — یه ایک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس کے خریدار کو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اُردو ' عربي ' فارسي ' انگریزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلیٰ مطبوعات کے متعلق بہترین تازہ معلومات بہم پہنچانے کا اهتمام کیا هے - اسکے علاوہ أئمه و اسلام و بزرگان دین کے حالات ' لطائف افسانه ' نظمیں اور ممالک اسلامیه کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے هوے حالات درج کیے جاتے هیں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپیه پیشگي -

منیجر الہـــلال بک ایـجنسی

(حلقه نمبر ۲٤ شیرانواله دروازہ لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پته صاف لکھین

اور نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائین

السحر الحلال فی مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینه را

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینه را

اردو صحافت کي تاریخ میں الہلال هي وہ رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تهي -

الہـلال اگرچه ایک هفته وار مصور رساله تها ' لیکن چونکه وہ اردو صحافت کي مختلف شاخوں میں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پیدا کرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعه تها - اُس کے هر نمبر میں مختلف ابواب ' مذهب ' سیاست ' ادبیات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اُسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصیات کے لحاظ سے اپني نظیر آپ هوتا تها - پهر اس کي ظاهري خوبیاں اُردو صحافت میں اعلیٰ طباعت و ترتیب کا پهلا نمونه تهیں - اردو کا وہ پهلا هفته وار رساله تها ' جس میں هاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا ' اور ٹائپ میں چهپنے کي وجه سے بہت سي ایسي خوبیاں پیدا هوئیں جو پتهر کي چهپائي میں ممکن نہیں - اِس کي جلدیں جدید اُردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سیاسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بہترین مجموعه هیں - اِن کي مقبولیت و قدر کا اندازہ اِس سے هوسکتا هے که سنه ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل سٹ سات سو روپیه میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اِس کي پهلي جلد مکمل (جو دفتر میں بهي موجود نہیں) ساڑهے چارسو روپیه میں حیدرآباد سے خریدي هے - جن لوگوں نے اِس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هیں وہ بڑي سے بڑي قیمت پر بهي علحدہ کرنے کیلیے تیار نہیں - پچهلے دنوں "البـلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الہلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' هم نے کوشش کي که شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کي جا سکتي هیں مرتب کرلي جائیں اور جن جلدوں کي تکمیل میں ایک دو پرچوں کي کمي هو اُنهیں دوبارہ چهپوا لیا جائے -

چنانچه الحمدلله یه کوشش ایک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوہ متفرق پرچوں ' کے چند سالوں کي جلدیں پوري مکمل هوگئي هیں - هم اِس اعلان کے ذریعه شایقین علم و ادب کو آخري موقعه دیتے هیں که اِس قیمتي ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدي کریں ' چونکه جلدوں کي ایک بہت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف اُنهیں درخواستوں کي تعمیل هوسکے گي جو سب سے پہلے پہونچیں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا میں تمام مضامین کي انڈکس به ترتیب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الہلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیه الہلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیه

" " " چهارم ۱۰ روپیه " " " پنجم ۱۰ روپیه

جلد "البـلاغ" (جب دوسري مرتبه الہـلال اِس نام سے شائع هوا) قیمت ۸ روپیه

علاوہ جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هیں جن میں سے هر پرچه اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قیمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پیکنگ اِس کے علاوہ هے -

منیجر "البـلاغ پریس"

کیا آپکو معلوم نہیں

کہ

اسوقت

دنیا کا بہترین فاونٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم"

قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو "شیفر"

کا

"لائف ٹائم"

لینا

چاہئے!

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھئے

کہ

آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما

گائڈ بک

کی ضرورت ہے

جو

انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹوں

ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں،

قابل دید مقامات

اور

آثار قدیمہ وغیرہ سے

آپکو مطلع کردے

نیز

جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کی جاسکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے،

ایسی

مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین

The Dunlap guide
to great Britain

کا دوسرا ایڈیشن ہے

ہندوستان کے

تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولنا ابو الکلام صاحب کی یہ تحریر سنہ ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز و مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟

قیمت عہ - (منیجر الہلال کلکتہ)

اگر آپکو

دمہ

ضیق النفس

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت

ہے

تو تامل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب

دوا فروش کی دکان سے

فوراً

ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا

منگوا کر

استعمال کیجئے

١٩٢٧

نمبر ١٩ جلد ١

الہلال

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ٥ ـ آنہ

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رهنما:

تائمز اف لندن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا ہے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم ہے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بھي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا ہے -

اپنے یہاں کے ایجنت سے تقاضه کیجئے که وه تائمز لندن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري ہے که

تائمز اف لندن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکھنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا ہے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنت سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تھوڑي سي محنت اور تھوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گڑ اور بهید سیکھنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹھیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بہت تھوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پھلوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بہترین کارخانه ہے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکھیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقه وه ہے جو " نئے سستم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور ہے - اس " نئے سستم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by

MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA

EDITOR : MAULANA ABU AL-KALAM AZAD.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

نمبر ١٩ — کلکته : جمعه ١ ۔ جمادی الاولی ١٣٤٦ هجری — جلد ١
Calcutta : Friday, 28, October 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی ۔ طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای ۔ پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی ۔ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکهیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الهلال

قاریین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ١٥٨٠ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	٢٢٥	اردو حروف کی حق مین	٤٢٠
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	٥١٤	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	١٥١٠
پتهر کی چهپائی کی حق مین	٢٦١		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین ۔

الهلال

الہلال

ہر جمعہ کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکتہ سے شایع ہوتا ہے

قیمت سالانہ مع محصول	-	-	بارہ روپیہ
ہندوستان سے باہر کیلیے	-	-	سولہ روپیہ
قیمت شش ماہي	-	-	سات روپیہ
قیمت في پرچہ	-	-	پانچ آنہ

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " منیجر الہلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے ہوں آنکے لفافہ پر " ایڈیٹر " کا نام ہونا چاہیے -

(۲) نمونہ مفت ارسال نہ ہوگا -

(۳) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف اور خوش خط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي ہے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں - ورنہ بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانہ نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگہ سے دوسري جگہ جا رہے ہیں تو اپنا پتہ تبدیل نہ کرایے ' مقامي ڈاکخانہ کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیادہ عرصہ تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیکر پتہ تبدیل کرالیں -

(۷) مني ارڈر روانہ کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنہ دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

(جديد تركي)

سنه ۱۳۴۲ ھ (۱۹۲۳ع) سے ابتک

مصطفى كمال پاشا نے نئي قومي حركت كا علم بلند كيا ' اور عثماني شهنشاهي كے كهنڈروں پر جديد تركي سلطنت كي بنيادیں تعمير كرديں !

تركوں كو خاص اپنے آبائي وطن پر يونان كي غاصبانه حكومت سے سخت اذيت هوئي تهي - وه كسي طرح بهي يه ذلت برداشت نهيں كرسكتے تهے - وه منتظر تهے كه كوئي مرد ميدان آئے ' اور يه اُسكے زير علم قومي جهاد شروع كرديں - ضرورت نے مصطفى كمال پاشا كو پيدا كرديا ' اور تركي قوم نے پوري خود فروشي كے ساتهه اُس كا ساتهه ديا -

اُس وقت قسطنطنيه پر دول اتحاد كا قبضه تها - سلطان اُنكے هاتهه ميں كٹهه پتلي سے زياده وقعت نهيں ركهتا تها - جوں هي دول متحده نے اناطوليه ميں بےچيني ديكهي ' سلطان نے ايك فرمان شائع كرا ديا جس ميں مصطفى كمال اور اُسكے تمام ساتهي باغي اور مستحق قتل قرار ديے گئے تهے - يه پهلا موقعه تها كه تركوں كو آل عثمان كے خلاف بغاوت كا خيال پيدا هوا ' اور اُنهوں نے اِس خاندان سے هميشه كيليے پيچها چهڑا لينے كا عزم كرليا -

سنه ۱۹۲۰ - ميں اناطوليه كي مجلس قومي نے منظم فوج طيار كرنے كا فيصله كيا - اُس وقت تك لوگ كماليوں كي مجاهدانه جرأت پر هنستے تهے - يهانتك كه سنه ۱۹۲۱ - ميں " آريں نو " كے معركه ميں عصمت پاشا نے عظيم الشان فتح حاصل كي - اب دنيا كي نظريں مجلس قومي كي طرف اٹهه گئيں - اُسے عزت كي نگاهوں سے ديكها جانے لگا - وه تركي قوم كي نمائنده تسليم كرلي گئي !

شروع ميں مصطفى كمال پاشا شخصي ترفع و ظهور سے تنفر ظاهر كرتے رهے - وه كها كرتے تهے ' ميں يه مهم ختم كركے كسي ديهات ميں چلا جاؤنگا اور خاموش زندگي بسر كرونگا - ليكن جوں جوں كاميابي يقيني هوتي گئي ' اُن كے خيالات ميں بهي نماياں تغيرات هوتے گئے - يهانتك كه صاف كهنا شروع كرديا " مجلس قومي كي حكومت ' سلطنت آل عثمان كے كهنڈروں پر قائم كي گئي هے " اِس تصريح سے اُنهوں نے اپني نيت كا صاف اظهار كر ديا تها كه اب وه آل عثمان كي حكومت نهيں چاهتے - پهر فروري سنه ۱۹۲۳ع ميں سمرنا كي اقتصادي مؤتمر ميں اِس سے بهي زياده صاف الفاظ اختيار كيے گئے " اِن سلاطين نے ملك كي تمام دولت اپني عياشيوں ميں برباد كرڈالي - قوم كو فقير اور قلاش كركے چهوڑ ديا ! "

اُنهوں نے يهي نهيں كيا كه انگوره كو حكومت كا مركز قرار ديا اور خود مجلس كے صدر منتخب هو گئے ' بلكه مجلس ميں اپني هي جماعت كو اكثريت بهي دلائي - اب اُنكے اختيارات بے روك تهے - اُنهوں نے فوراً آل عثمان كي حكومت ختم كركے جمهوريت كا آخري اعلان كر ديا ' اور خود جمهوريت كے پهلے صدر منتخب هو گئے !

كمالي اصلاح كي راه ميں " خلافت " ايك روك سمجهي جاتي تهي - چنانچه اُسے بهي انهوں نے هٹا ديا - پهر قوانين سلطنت كي بهي ترميم و تنسيخ كي - ملك كي اجتماعي زندگي كي هر شاخ ميں بهي انقلاب عظيم پيدا كرديا - اب وه ايك ايسے راسته پر چل رهے هيں جو اُنكے نزديك بهترين راسته هے - مستقبل فيصله كريگا كه يه راسته صحيح هے يا غلط ؟ ليكن اس ميں شك نهيں كه جهانتك ملك كے اجتماعي اور معاشرتي انقلاب اور يورپ كي مقلدانه روح كا تعلق هے ' اِن كي راه اعتدال و صواب كي راه نهيں هے -

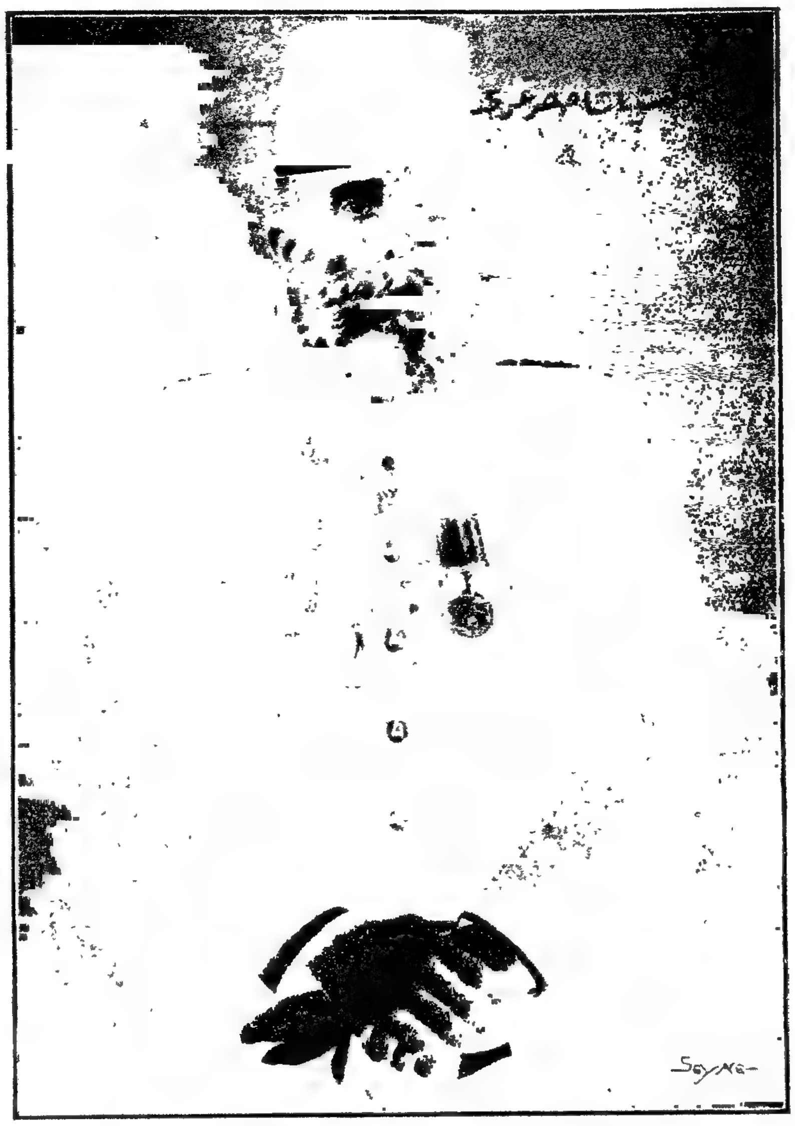

سنه ۱۹۰۸ سے ۱۹۳۴ تك!

(۱) محمود شوكت پاشا مرحوم جو اتحاد و ترقي كي دستوري حركت كے فوجي مظهر تهے - جنهوں نے سنه ۱۹۰۸ ميں بغير كسي كشت و خون كے سلطان عبد الحميد مرحوم كو معزول كرديا -

(۲) غازي مصطفى كمال پاشا جو تركوں كي جمهوري تحريك كے باني و زعيم هيں - انهوں نے سنه ۲۴ - ميں نه صرف عثماني خليفه بلكه عثماني خلافت كا منصب هي ختم كرديا -

تاریخ و عبر

حکومت ترکیه

اور اُس کے اجتماعي و سیاسي تغیرات

شروع سے ابتک

(۳)

تورانی دور

سنه ۱۳۳۳ ھ (۱۹۱۵ء) سے سنه ۱۳۳۷ ھ (۱۹۱۸) تک

" تورانیت " کا برق پھونکا گیا - ترکي قوم نے اُسے سنا - مگر زیاده مانوس نه هوئي - کیونکه اِس برق کے پھونکنے والے اگرچه نسلاً ترک تھے ' مگر تمام تر بیروني ممالک کے باشندے تھے ' اور ان پر ترکوں کو پورا بھروسه نه تھا - وه بارها دھوکے کھا چکے تھے - تورانیت کے اولین علم بردار روسي تاتاري نو جوان تھے جو عهد حمیدي کے بعد ترکي میں آ بسے تھے ' اور تمام ترکي اقوام کو توراني قومیت کے نام پر جمع کرنے کے خواب دیکھه رهے تھے - اِن میں سب سے زیاده سر بر آورده شخص اوغلي یوسف اور احمد اغاییف بک تھے -

طلعت بے

اتحاد و ترقي کا سر بر آورده رکن

لیکن چونکه یه نئي دعوت دنیا کي موجوده قوم پرست ذهنیت کے بالکل موافق تھي ' اس لیے بهت جلد توحش دور هوگیا ' اور جوق جوق ترک اُسکے جھنڈے تلے جمع هونے لگے - وزارت داخلیه ' مشیخة اسلامیه ' اور وزارت اوقاف نے اپنے اپنے خزانوں کے منهه اُسکي تقویت و تبلیغ کیلیے کھول دیے - یهي نهیں بلکه تمام سر بر آورده اخبارات مثلاً " اقدام " ' " ترجمان حقیقت " اور " جون ترک " وغیره کے صفحات اُسکے لیے وقف هوگئے - بڑي بڑي انجمنیں مثلاً " ترک یوردو " اور " ترک اُجاغي " وغیره قائم کي گئیں -

جاوید بے

اتحاد و ترقي کا سر بر آورده رکن جسے گذش
انگوره میں پھانسي دي گئی -

اندرون ملک اور بیرون ملک میں ترکي قوموں کو جگا
اور دعاة بھیجے گئے - غرضکه ایک نئي حرکت پیدا هوگ
بھي جو اُس وقت تک جنگ میں فتحمند تھي
خیر مقدم کیا ' اور اُسکے خوشنما اور موثر بنانے میں

تھوڑي هي مدت بعد بظاهر کامیابي کے آثار نه
زمانه میں روس کا انقلاب ظهور میں آیا اور بالشویک
هوگئي - روس کي تمام ترکي اقوام نے بھي اِس توران
گرم جوشي سے لبیک کہا - چنانچه سنه ۱۹۱۷ کي
میں ۸۰۰ - نمائندے مختلف ترکي منگولي اقوا
اور بڑے جوش و خروش سے " اتحاد توراني " کے راگ

مگر بدقسمتي سے ترکي کو جنگ میں
بڑي - ایسي شکست ' که قریب تھا ' ت
همیشه کیلیے خاتمه هو جائے - سنه ۱۹۱۹ -
دارالخلافه پر قابض هوگئیں ' اور وه وقت آگیا که ی
اور غیر معمولي قوت پیدا هوکر ترکي حکومت کیلیے
بہم پہنچا دے ؟ یا چھه سو برس کي یه تاریخ عظم
کیلیے ختم هو جاے !

جمال پاشا

جو ایام جنگ میں والي شام تھا

کچھہ عرصۂ کے بعد بنو اسرائیل کا زوال شروع ھوگیا - اھل اسیریا نے رفتہ رفتہ ان کے ممالک - چھین لیے - ادومیا بھي باجگزار بن گیا - اھل اسیریا کو جب میڈیا والوں کے ھاتھوں شکست ملي ' تو ان کے ضعف نے نبطیوں کو پیٹرا پر قابض کرادیا - حضرت اسماعیل کے ۲۲ - لڑکے تھے - " نابت " سب سے بڑے تھے - ان سب بھائیوں کي اولاد عرب کے مختلف حصوں میں پھیل گئیں - بنو نابت کو نبطي یا بنو نیابوط بھي کہتے ھیں - نبطیوں نے نہایت ترقي کي - ابتداءً ان کا پیشہ بحري قزاقي تھا - بعد کو ایک طاقتور اور متمدن قوم بن گئے - ان کے مکانات عالیشان اور سنگیں تھے - تجارت ' صناعت ' سنگ تراشي ' شیشہ سازي ' ظروف سازي ' پارچہ بافي ' میں ان کا کوئي ثاني نہ تھا -

انباط کي سلطنت بہت وسیع تھي - اس کے حدود شمال میں دمشق تک ' غرب میں فلسطین تک ' اور جنوب میں وسط عرب تک پھیلے ھوئے تھے - پیٹرا یا رقیم اُن کا دارالسلطنت تھا - ادومي و نبطي عہد میں پیٹرا تجارت عالم کا مرکز بن گیا تھا - پیٹرا کے عروج کے وقت وادي موسیٰ دنیا کي مشہور ترین شاھراہ تھي - کاروانوں کے گھنٹوں کي غیر منقطع جھنکار اور پے درپے قافلوں کے شور و ھنگاموں نے اھل روما کو بھي متحیر کردیا تھا - انباط کا آخري بادشاہ حارث رابع تھا - یہ بادشاہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ (علیھما السلام) کا ھم عصر تھا - اس نے یہودیوں کے بادشاہ ھیرودتس قاتل حضرت یحییٰ پر فوج کشي کي ' اور میدان جنگ میں ھزیمت دي - پولوس حواري اسي حارث کے یہاں قید تھا ' اور جیل خانہ سے کسي نہ کسي طرح فرار ھوگیا تھا - حارث کے بعد کوئي طاقتور حکمران پیدا نہیں ھوا - دولت انباط اھل روما کي نا قابل تسخیر قوت کي تاب مقاومت نہ لا سکي ' اور ھمیشہ کے لیے اپني آزادي کھو بیٹھي -

" الدیر "

عہد نامہ عتیق میں " سلاع " کے نام سے اس شہر کا تذکرہ ھے - عبراني زبان میں سلاع کے معني پہاڑي کے ھیں - جب فراعنۂ مصر کے مظالم نے بنو اسرائیل پر سر زمین مصر تنگ کردي تھي ' تو یہ شہر بہت زمانہ سے آباد تھا ' اور پرانا شہر کہلاتا تھا - بعض روایات میں آیا ھے کہ بنو اسرائیل نے صحرا نوردي سے تنگ آکر اھل پیٹرا سے پناہ کي درخواست کي تھي ' لیکن اُنھوں نے اپنے دروازہ ان بد نصیبوں پر بند کردیے - اسي لیے انبیاء بني اسرائیل نے اھل پیٹرا کے حق میں سخت بد دعائیں کي تھیں -

پیٹرا عرصۂ دراز تک مصري تمدن کے زیر نگیں رھا - مصریوں سے اھل پیٹرا کے تجارتي تعلقات جاري رھتے تھے - ادوم کے بادشاھان قدیم کي شادیاں فراعنۂ مصر کے خاندانوں میں ھوتي تھیں - فن سنگ تراشي میں پیٹرا نے مصر سے بہت کچھہ سیکھا تھا - پیٹرا کے نوجوان اور متمول طلباء علم و فن کي تکمیل کے لیے مصر کا سفر کرتے تھے - دنیا کے شہروں میں پیٹرا مضبوط ترین شہر سمجھا جاتا تھا - سکندر اعظم نے بھي اس کے فتح کے لیے ایک جرار فوج بھیجي تھي ' لیکن پہاڑي دیوار عبور نہ کرسکي - اگرچہ یوناني تلوار پیٹرا کو فتح نہ کرسکي ' لیکن یوناني تمدن نے اُسے مفتوح کرلیا - یوناني علوم و فنون یہاں رواج پاگئے - پیٹرا کے وسیع تماشہ گاھوں ' عریض محلوں ' دلکش باغوں ' اور تجارت سے حاصل کي ھوئي عیش وعشرت نے ' اُسے سیاحان وقت کا کعبہ سفر بنا دیا تھا - یورپ کے لیے روما اور ایشیائے کوچک کے لیے پیٹرا ' یکساں منزلت رکھتے تھے - تجارتي لحاظ سے یہ نبطي شہر دنیاء قدیم کا قرطاجنہ تھا - یا وسطي یورپ کا برلن -

حریص اھل روما پر پیٹرا کي شہرت نہایت شاق گزرتي تھي - بالآخر انھوں نے ایک طاقتور بحري بیڑے کي مدد سے سنہ ۱۰۵ ع میں پیٹرا اور اس کے حوالي فتح کرلیے - اب یہ حصۂ ملک " اربیبا پیٹرا " کے نام سے روماني سلاطین کا ایک صوبہ بن گیا تھا - روماني عہد حکومت میں بھي پیٹرا عرصہ دراز تک عرب ' فارس ' ھند ' فلسطین ' مصر ' اور شام کي کارواني تجارت کا مرکز رھا - لیکن بعد کو شاھراہ تجارت کي تبدیلي اور روما کے زوال نے پیٹرا کے انحطاط کے دور کا آغاز کر دیا -

(استدراک)

مندرجۂ صدر مقالہ مولوي محمد یحیٰ صاحب وکیل بدایوں نے بعض انگریزي رسائل سے اخذ کر کے لکھا ھے ' جو بعض جزئي ترمیمات کے بعد درج کر دیا گیا - اس سلسلہ میں چند امور کي وضاحت ضروري ھے :

(۱) پیٹرا کے یہ آثار مقامي عربوں میں " رقیم " کے نام سے مشہور ھیں - گذشتہ صدي کے اواخر کے اور حال کے تمام سیاحوں نے اسي نام سے اسکي تحقیقات کي ھے - سنہ ۱۹۰۶ - میں جب مقام " طابہ " کي نسبت حکومت مصر اور دولۃ عثمانیہ میں نزاع ھوئي تھي ' اور ایک مشترک ترکي مصري کمشین تحقیقات کے لیے متعین ھوا تھا ' تو اُسوقت بھي " الرقیم " کے ذکر سے دنیا کے کان آشنا ھوے تھے -

(۲) تورات میں بھي " رقیم " کا ذکر موجود ھے -

(۳) قران حکیم نے سورۂ کہف میں جہاں " اصحاب کہف " کا ذکر کیا ھے ' وھاں " الرقیم " کا لفظ بھي آیا ھے : ام حسبتم ان اصحاب الکھف و الرقیم کانوا من آیاتنا عجبا ؟ (۸ : ۱۸) کہف کے لفظ کے معني واضح تھے کہ غار کے ھیں ' مگر " الرقیم " کے مفہوم کے تعین میں اختلاف ھوا - عربي میں رقیم کے معني ایسي چیز کے ھیں جو لکھي ھوئي ھو - اس لیے بعض مفسرین نے خیال کیا کہ رقیم سے مقصود یہ ھے کہ اصحاب کہف کے حالات قلمبند کرلیے گئے تھے - یا اُس غار پر جس میں اصحاب کہف کي نعشیں تھیں ' کوئي کتبہ لکھکر لگا دیا ھوگا - چنانچہ امام بخاري نے حضرت عبد اللہ ابن عباس کا ایک قول بہ روایت سعید بن جبیر نقل کیا ھے کہ اصحاب کہف کا حال ایک پتھرے پر کھود کر نصب کر دیا گیا تھا - اسي لیے " رقیم " کے لقب سے مشہور ھوگئے -

(۳) عجب نہیں اس خیال کا باعث وہ عام شہرت ھو جو ایشیائے کوچک اور شام کے عیسائیوں میں ایک ایسے ھي واقعہ کي نسبت موجود تھي - قدیم لاطیني تحریرات میں ایک ایسي تحریر

آثار عتیقه

شهر رقیم کا انکشاف

ام حسبتم ان اصحاب الکهف و الرقیم کانوا من ایا تنا عجبا

(۲)

(قربان گاه)

پهاڑیوں سے تراشي هوئي سیڑھیاں جن میں سے بعض بعض کا طول ایک میل هے ' پیٹرا کي چوٹیوں تک پهونچا دیتي هیں - انمیں سے اکثر سیڑھیاں عهد عتیق کي ان مرتفع قربانگاهوں سے گزرتي هیں جهاں هزارها سال پہلے اهل پیٹرا اپنے مراسم مذهبي بجا لاتے تهے - ان میں سے بعض آثار تقریباً ایک هزار فیٹ کي بلندي پر واقع هیں - ایک زینه اوس معبد تک پهنچتا هے جو اسوقت تک " الدیر " کے نام سے موسوم هے - اسکي دیڑه سو فیٹ اونچي گلابي رنگ کا ایک پهاڑ سے تراش کر بنائي گئي هے - اسکي چوٹي پر بهي ایک صراحي نما ظرف هے - عرب اسے بهي جواهرات کا مخزن کهتے هیں - دوسرا زینه جبل قرباني کا راسته هے - یه پهاڑي بالکل علحده هے - اس پر سے پوري وادي کا منظر نظر آجاتا هے - اسکے بالائي حصه میں دو قربان گاهیں هیں - ایک آگ جمع کرنے کیلیے تهي - دوسري میں ان جانوروںکا خون جمع هوتا تها جو قربان کیے جاتے تهے - قربان گاه کے قریب قدیم وضع کے دو طویل مربع مینار هیں - پهاڑ کے عقب میں ایک دوسري مرتفع چوٹي هے جسپر ایک صلیبي نائٹ کے قلعه کے بعض آثار نظر آتے هیں - مگر اس نائٹ کا نام معلوم نهیں -

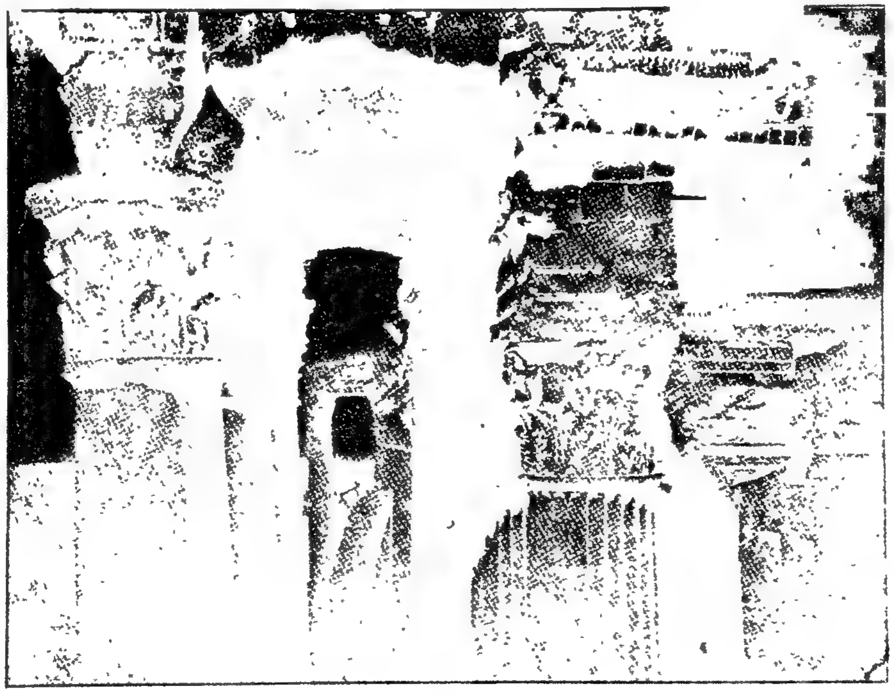

قربان گاه

(مدفن حضرت هارون)

یهاں سے کچهه فاصله پر ایک سیاه پهاڑ کا عکس سا معلوم هوتا هے - اسکي چوٹي پر ایک سفید گنبد تعمیر هے - ریگستاني سورج کي کرنیں اسے اور زیاده چمکدار بنادیتي هیں - اهل عرب کا قول هے که یهي جگه حضرت هارون (علیه السلام) کا مولد و مدفن هے - اس سفید گنبد میں ایک چهوٹي سي مسجد اور چهوٹا سا مقبره بهي هے - یه پهاڑي جبل حور کے نام سے پکاري جاتي هے - اس وادي خاموش میں هر جگه مندروں اور محلوں کي کثرت هے -

(اثري تحقیقات)

ایک صدي کا عرصه هوا ' اسکاٹ لینڈ کے مشهور سیاح عرب ' جان برکات نے اس شهر کا معائنه کیا تها - سنه ۱۸۴۶ میں هلینا مارتینا نامي ایک سیاح عورت نے بهي یه کهنڈر دیکهے تهے - دو یا تین سال هوئے ' دو جرمن ماهرین آثار نے بهي چند مساحت دانوں کي معیت میں اس وادي کي تحقیقات کي تهي ' اور متعدد نقشے اور خاکے طیار کیے تهے -

(تاریخي حالات)

اگر تورات کے موجوده نسخے پر اعتماد کیا جاے ' تو " رقیم " کي ابتدائي تاریخ حسب ذیل هے :

قطورا حضرت ابراهیم کي تیسري بیوي تهیں - ان کے بطن سے مدین پیدا هوا - مدین کي اولاد پهلي پهولي ' اور اتني بڑهي ' که بالاخر ایک قوم بن گئی - بنو مدین ' سنه ۱۷۰۰ قبل مسیح میں پانچ قبائلی شیوخ یا ملوک کے زیر نگیں تهے - ایک بادشاه کا نام رقیم تها - پهلي صدي قبل مسیح کا اسرائیلي مورخ یوسیفس لکهتا هے که اسي مدیاني بادشاه نے رقیم آباد کیا تها - اسکا دوسرا نام پیٹرا یونانیوں نے رکها تها - یوناني زبان میں پیٹرا پتهر کو کهتے هیں - غالباً اس شهر کا سنگستاني ماحول اس نام کیلیے محرک هوا هوگا -

مدیاني قوت کے اضمحلال کے بعد بنو ادوم مسلط هوگئے - حضرت ابراهیم کي زوجه اولی ساره کے بطن سے حضرت اسحاق پیدا هوئے تهے - حضرت اسحاق کے دو لڑکے هوئے - یعقوب اور عیص یا ادوم - بنو ادوم انهیں ادوم کي نسل سے تهے -

سلاطین ادوم نے ایک عرصه تک رقیم پر حکمراني کي - آخري ادومي پادشاه هدار کے زمانه میں ادومیوں اور اسرائیلیوں میں سخت معرکه آرائیاں هوئیں - شاول (طالوت) اور حضرت داؤد نے بنو ادوم کو پے در پے هزیمتیں دیں - بالاخر نویں صدي قبل مسیح میں امومیا پادشاه یهود نے رقیم فتح کرلیا -

میں زور سے چلا اُٹھي " نہیں ' نہیں ' میں مرد ہونا نہیں چاہتي ! "

" اب یہ زنانہ کپڑے اُتاردو " ایک ڈاکٹر نے میرے کندھے پر ہاتھہ رکھکر کہا " اب ہمارا جیسا کوٹ پتلون پہن لو - آج کے بعد یہ ریشمین جرابیں اور اونچي ایڑي کا جوتا نہ پہننا ! اب تم ہماري طرح مرد ہوگئي ہو " !

میري مصیبت ابھي ختم نہیں ہوئي تھي - مجھے اپنے منگیتر کو یہ ہولناک خبر سنانا ابھي باقي تھا !

" خدایا ! میں کیا کروں ؟ " راستے میں میں خیال کرنے لگي " اپنے منگیتر سے کیونکر کہوں — ؟ اُف ! یہ منحوس خبر اُسے کیسے سناؤں ؟ "

" میرے دوست " میں نے انتہائي حسرت و یاس سے لڑکھڑاتي آواز میں اپنے عاشق کو مخاطب کیا " اب میں عورت نہیں رہي — ہماري شادي ناممکن ہے ! — "

اُس نے قہقہہ مارا اور مجھے ہاتھہ پکڑکر اپني طرف کھینچ لیا - لیکن میں نے سنجیدگي سے تمام واقعہ سنا دیا -

" کیا ؟ " وہ غصہ سے چلایا " کس شیطان نے تم سے یہ کہہ دیا ہے ؟ " میں نے جیب سے طبي سندیں نکال کر اُسکے سامنے ڈالدیں - وہ حیرت زدہ رہ گیا - ہم دیر تک حسرت و یاس سے بیٹھے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے - بار بار اُس پر ایک غشي کي سي حالت طاري ہو جاتي تھي - ہم دونوں اپني پچھلي محبت پر غور کرتے تھے ' اپنے وعدے یاد کرتے تھے ' مستقبل کا خیال کرتے تھے ' اور یہ سب کچھہ ایک خواب سا معلوم ہوتا تھا - ایسي غمناکي یعدي) دنیا میں کبھي واقع نہیں ہوئي ہوگي !

میں اگرچہ اب مرد ہو چکي تھي ' لیکن اپنے منگیتر کي محبت میرے دل میں بالکل اُتني ہي اور ویسي ہي تھي ' جتني اور جیسي عورت ہونے کي حالت میں ہوسکتي ہے - میري حسرت بے حساب تھي - میں خیال کر رہي تھي کہ میرا عاشق اگر چاہے تو کسي دوسري عورت کو اپني بیوي بنا لے سکتا ہے ' لیکن میں کتنا ہي چاہوں ' اب کسي مرد کو اپنا شوہر نہیں بنا سکتي !

" کچھہ پروا نہیں ! " میرا عاشق جوش سے چلا کر کھڑا ہوگیا - " اگر تم مرد ہوگئي ہو تو کوئي پروا نہیں - میں تم سے اب بھي محبت کرونگا - اگر تم میري بیوي نہیں بن سکتي ' تو دوست تو بن سکتي ہو ؟ میں تم سے ایسي محبت کرونگا ' جیسي محبت اِس آسمان کے نیچے کسي نے بھي اپنے دوست سے نہیں کي ہوگي ! میں زندگي بھر تمہارے نام پر کنوارا رہونگا ! "

پھر ہم دونوں نے نہایت جوش سے مصافحہ کیا - لیکن کیسا مصافحہ ؟ مردانہ مصافحہ !

جب میں نے پہلي مرتبہ خوبصورت زنانے کپڑے اتار کر مردانے کپڑے پہنے ' تو بے اختیار دل بھر آیا ' اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگي - آیئنہ میں جب میں نے اپني صورت دیکھي ' تو رنج و غم کي شدت سے میرا دل قریب تھا کہ پھٹ جائے - آج میں بازاروں میں اپني سہیلیوں کو زنانہ لباس میں چلتے دیکھکر رشک و حسد سے جل جاتي ہوں - ہر عورت کے نسواني وجود کا منظر میري آنکھوں کے لیے غم ناک ہے - میرا دل بے اختیار رونے لگتا ہے !

یہ عجیب بات ہے کہ نوجوان مرد جو پہلے مجھہ سے اظہار محبت کرتے تھے اور مجھے اپنے ساتھہ فخر و مباہات سے تھیٹر لیجاتے تھے ' اب مجھہ سے کہتے ہیں ' آؤ ہمارے ساتھہ مل کر نوجوان لڑکیوں سے ملاقاتیں کرو - کیونکہ تم بھي ہماري ہي طرح مرد ہوگئے ہو ! مگر وہ بالکل نہیں جانتے کہ اگرچہ میں مرد ہوچکي ہوں ' مگر اب تک میرے جذبات نسواني ہي ہیں - میں ہر خوبصورت لڑکي کو دیکھکر آتش رشک میں جلنے لگتي ہوں - وہ مجھے اپني رقیب معلوم ہوتي ہے !

میں اب مرد ہونے کے بعد زندگي پر نظر ڈالتي ہوں تو پہلے سے مختلف پاتي ہوں - اب زندگي میرے لیے ویسي رحیم و شفیق نہیں رہي جیسي پہلے تھي - اب خود مجھے دوسروں کي حمایت کرنے کے فرائض ادا کرنا پڑتے ہیں - حالانکہ پہلے دوسرے لوگ میري حمایت کرنے کي فکر میں رہتے تھے - مجھے اپني تزئین و آرائش کے سوا کوئي فکر نہ تھي - اب مجھے اپنے ساتھہ تھیٹر جانے والي عورتوں کے مصارف اپني جیب سے ادا کرنا پڑتے ہیں ' حالانکہ پہلے میرے مصارف دوسروں کے ذمے ہوا کرتے تھے - لیکن ساتھہ ہي مجھے اعتراف کرنا چاہئے کہ اب میري آزادي پہلے سے بہت زیادہ ہوگئي ہے - اب میں اپني زندگي کي مالک ہوں - آزادي سے جہاں چاہوں جاسکتي ہوں ' اور جتني دیر چاہوں ' گھر سے باہر رہ سکتي ہوں -

شروع میں خیال تھا کہ نوجوان مرد اور نوجوان عورتیں ' دونوں مجھہ سے نفرت کرینگے - میري یہ جنسي تبدیلي کسي کو بھي پسند نہیں آئے گي - مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ میرا خیال غلط تھا - دونوں گروہ مجھے پسند کرتے ہیں - مرد اس لیے کہ مرد ہوگئي ہوں اور اُن کي صحبتوں اور گفتگوؤں میں مرد کي طرح حصہ لینے لگي ہوں - عورتیں اس لیے کہ پہلے میں اُنھي کي طرح عورت تھي میري طرف زیادہ رغبت کا اظہار کرنے لگي ہیں اور مجھہ سے محبت کي طالب ہیں - لیکن عورتوں کي یہ حرکت مجھے بالکل نہیں بھاتي - کیُونکہ اگرچہ طبیبوں نے میرے مرد ہو جانے کا فیصلہ کردیا ہے - مگر میرا احساس ہنوز یہي ہے کہ میں عورت ہوں !

جونہي اخبارات نے میري اِس " بد نصیبي " کي خبر شائع کي ' یورپ کے مختلف شہروں سے تقریباً پچاس درخواستیں عورتوں نے میرے پاس بھیج دیں - جن میں لکھا تھا کہ وہ مجھہ سے شادي کرنے کے لیے طیار ہیں - مجھے بہت تعجب ہوا کہ وہ مجھہ سے شادي کیوں چاہتي ہیں ؟ سب نے بالاتفاق لکھا تھا " ہم تم سے اس لیے شادي پسند کرتے ہیں کہ تم پہلے عورت تھیں ' اس لیے عورتوں کے احساسات و جذبات سے بخوبي واقف ہو - تم دنیا کے تمام مردوں سے زیادہ بہتر شوہر بن سکتي ہو "

لیکن میں کسي عورت سے بھي شادي کرنا نہیں چاہتي - میں نے قسم کھا لي ہے کہ اپنے منگیتر سے محروم ہو جانے کے بعد اُسي کي طرح میں بھي عمر بھر بغیر شادي کے رہوں گي !

تمام طبیبوں کا بیان ہے کہ میري یہ تبدیلي نہایت ہي حیرت انگیز ہے . منی کي ایک یونیورسٹي مجھے ایک ہزار پونڈ اِس شرط پر دے رہي ہے کہ موت کے بعد اپني نعش اُس کے حوالہ کر دوں اور وہ میري جسماني ساخت کا معائنہ کرسکے - ہر طرف سے لوگ مجھے لکھہ رہے ہیں کہ اگر میں دنیا کا دورہ کروں تو بڑي دولت جمع کرلونگي - ایک سینما کمپني کي بھي درخواست آئي ہے - وہ میري تصویریں لیکر تماشا گاہوں میں دکھانا چاہتي ہے - لیکن میں اِس قسم کي کوئي بات بھي منظور نہیں کرونگي - میں اپنے جسم کو مال جمع کرنے کا آلہ بنانا نہیں چاہتي ! "

اِس وقت تک موجود هے - خیال کیا جاتا هے که پانچویں صدي مسیحي میں انطاکیه کے ایک بطریق نے یه تحریر لکهي تهي - اس میں سات آدمیوں اور اُن کے ایک وفادار کتے کراتیمري نامي کا (جسے عربي میں قطمیر کرلیا گیا هے) قصه بیان کیا گیا هے -

(۴) لیکن اگر " رقیم " سے مقصود وهي شہر هے ' جس کا ذکر عهد عتیق اور یوسیفس کي تاریخ میں هے ' تو " رقیم " عبراني لفظ هے نه که عربي ' اور اس لیے عربي ماده کي اس کے لیے جستجو سود مند نہیں - عبراني میں یه لفظ " راقیم " تها - عربي میں " رقیم " هوگیا -

(۵) عرب شعراء جاهلیة کے کلام میں جس طرح کهف کا ذکر پایا جاتا هے ' رقیم کا بهي ذکر موجود هے - امیه بن ابي الصلت کہتا هے :

و لیس بها الا الرقیم مجاوراً
وصیدهم ' و القوم في الکهف همّد

اس سے معلوم هوتا هے که اسلام سے پہلے عرب جاهلیت کے لوگ " الرقیم " سے واقف تهے ' اور اصحاب کهف کے قصه کي بهي شہرت تهي - البته تمام پرانے واقعات کي طرح یه واقعه بهي بہت کچهه محرف هوگیا تها ' اور طرح طرح کي کہانیاں مشہور هوگئي تهیں - قرآن حکیم نے اصلي واقعه آشکارا کردیا -

(۶) بلاشبه اغلب یہي هے که " الرقیم " سے مقصود یہي شہر هو - الرقیم عرب میں یا عرب سے بالکل متصل واقع تها - قرب کي وجه سے وهاں کے حالات قدرتي طور پر اهل عرب کے علم میں آتے رهتے تهے - اگر عام مفسرین اور مورخین کا یه خیال تسلیم کرلیا جائے ' که اس واقعه کا تعلق ایشیائے کوچک کے رومي شہر ایفي سس (افسوس) سے تها ' تو قدرتي طور پر یه اعتراض وارد هوتا هے که عرب جاهلیت میں ایک رومي شہر کا واقعه جو یوناني زبان میں لکها گیا تها ' کیونکر مشہور هوگیا ؟

(۷) مفسرین میں بهي ایک جماعت اسي طرف گئي هے - چنانچه امام ابن جریر اور ابوالفداء نے ان کے اقوال نقل کیے هیں -

(۸) مضمون میں ایک پہاڑي چشمه کا ذکر هے جسکي نسبت عربوں میں مشہور هے که حضرت موسیٰ علیه السلام والا چشمه هے - یه شہرت بے اصل نہیں معلوم هوتي -

حضرت موسیٰ علیه السلام جب بنو اسرائیل کے قبائل ساتهه لیکر مصر سے نکلے ' تو فلسطین تک پہنچتے پہنچتے دو واقعات پہاڑي چشموں کے بہنے کے پیش آئے - پہلا واقعه وادي سینا میں پیش آیا تها ' جس کا ذکر سفر خروج کي فصل ۱۷ - میں هے - دوسرا واقعه وه هے جو ادومیوں کے ملک کے قریب ایک ایسے موقعه پر پیش آیا تها جہاں سے " جبل هور " قریب تها - اِس کا ذکر سفر اعداد کے اصحاح ۲۰ - میں هے - یقیناً یه دوسرا واقعه شہر رقیم هي سے تعلق رکهتا هے ' اور اسي لیے اسکا نام وادي موسي مشہور هو گیا هے -

(۹) تورات میں جس پہاڑ کا ذکر " جبل هور " کے نام سے کیا گیا هے (جو عبراني لفظ هے) وهي آج کل " جبل حور " کے نام سے عربوں میں مشہور هوگیا هے - یه خیال که یہاں حضرت هارون علیه السلام دفن هوے تهے ' غلط نہیں هے - تورات سے پوري طرح اِس کي تصدیق هوتي هے - سفر اعداد اصحاح ۲۰ - میں حضرت هارون کي وفات کا ذکر موجود هے - اُس سے معلوم هوتا هے که ٹهیک اسي جغرافیائي محل میں ' جبل هور کي بلندیوں پر ' حضرت هارون نے وفات پائي تهي - اسلامي عهد میں بهي یه مقام اس حیثیت سے مشہور تها - چنانچه غالباً عبد الملک بن مروان کے زمانه میں وهاں ایک مسجد تعمیر کي گئي تهي - مسجد اسوقت تک موجود هے -

---

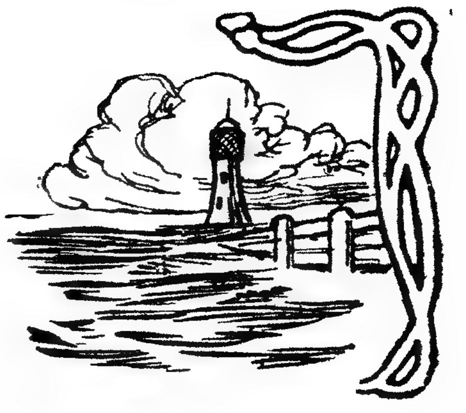

برید فرنگ

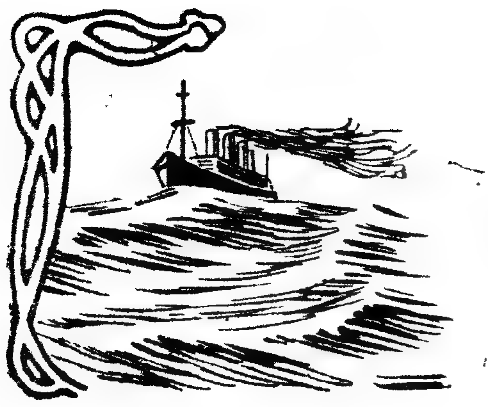

اب مین مرد هون!

ایک عورت کے خیالات مرد هو جانے کے بعد !

اِٹلي میں رینا ٹیگرا زیانا نامي ایک اٹهاره سال کي دوشیزه لڑکي تهي - اچانک اُس کے اعضاء میں تبدیلي شروع هوئي - اب وه پورے معني میں مرد هوگئي هے - چنانچه ڈاکٹروں نے اُسے مرد هونے کي سند دیدي هے !

پچهلے دنوں ریوٹر ایجنسي نے یه خبر تمام دنیا میں مشتهر کردي تهي - اب اسکي مزید تفصیلات اِنگلستان کے اخبارات میں آ گئي هیں :

یه حیرت انگیز واقعه گزشته ماه اگست میں پیش آیا - اِس سابق دوشیزه اور حال کے نوجوان مرد نے اخبارات میں ایک مضمون شایع کیا هے - اِس مضمون میں وه مرد هو جانے کے بعد اپنے تأثرات بیان کرتا هے - چونکه وه ابتک اپنے جذبات میں نسوانیت کا تاثر ظاهر کرتا هے ' اسلیے بہتر هے که هم بهي اُس کا ذکر ضمیر مونث کے ساتهه کریں - وه لکهتي هے :

" بچپن هي سے میرے دل میں یه تمنا موجود تهي که کاش میں مرد هوتي ' تاکه مردوں کي سي آزاد زندگي بسر کر سکتي - لیکن اب جبکه قدرت نے میرے لڑکپن کي یه طفلانه آرزو پوري کرکے دنیا کا سب سے بڑا عجیب واقعه دکها دیا هے ' میري خواهش بالکل برعکس هو گئي هے - کاش میں دوباره عورت هو جاتي !

مسلسل تین هفتے اطباء کي ایک بڑي مجلس ' میرا طبي معائنه کرتي رهي - بالاخر متفقه طور پر اُس نے فیصله صادر کر دیا که میں عورت نہیں رهي - مرد هوگئي هوں - قارئین اندازه کر سکتے هیں که یه عجیب فتویٰ سن کر میري حیرت کا کیا حال هوا هوگا ؟ میں مبهوت هوکر ره گئي - پهر میں پهوٹ پهوٹ کر رونے لگي - میں نے اپنا منهه دونوں هاتهوں سے چهپا لیا - میري هچکي بندھ گئي -

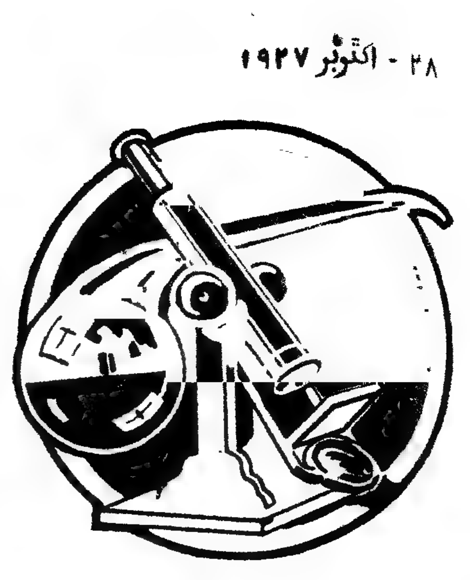

مذاکره علمیّه

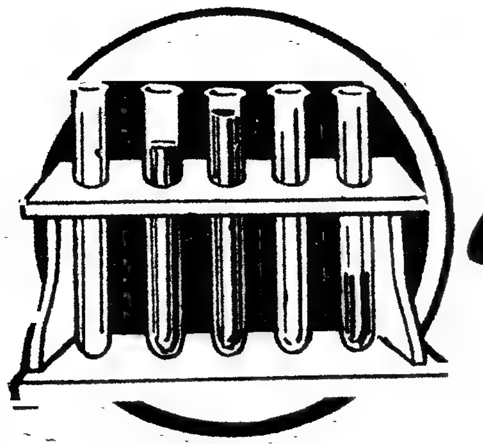

کے بالائي حصه پر پہنچتا اور اُس ایوان میں داخل هوتا جس میں بادشاہ ' ولي عهد ' اور ارکان سلطنت بڑے جاہ و جلال سے بیٹھے هوتے تھے - شاهي استقبال کے بعد سفیر اپني تحریر اسناد سناتا تھا اسکے بعد اپنے کاغذات پیش کرتا - پھر بادشاہ کے حضور اپنے ساتھیوں اور مصاحبوں کو ایک ایک کرکے پیش کرتا - استقبال کا یه جلسه بہت دیر تک رهتا تھا - پھر سب کھانے کے کمرے میں جاتے تھے اور دعوت شروع هو جاتي تھي - بعض سفیر اِس قدر بھڑکیلي اور بھاري وردیاں پہنے هوئے تھے که اُنکے بوجھه سے کھانا نہیں کھا سکتے تھے - مجبور هوتے تھے که دستر خوان پر بیٹھنے سے پہلے دوسرے کمرے میں جاکر اپنا لباس بدل آئیں - دعوت کے بعد سفیر پھر اپني سرکاري وردي پہن لیتا اور ولي عهد اور وزراء وغیرہ سے ملاقات کرتا - یه ملاقاتیں بھي اتني لمبي هوتي تھیں که سفیر تھک جاتا تھا ' اور کھانے کے کمرے میں دو بارہ جاکر کچھه کھا پي لیتا تھا -

لیکن اب یه طریقے موقوف هوگئے هیں - آج کل یورپ میں یه دستور هے که نئے سفیر کے پہنچنے کے بعد دو بجے حاجب سفارت خانه جاتا هے - سفیر اور اُس کا عمله سرکاري وردیاں پہنے اُس کا استقبال کرتے هیں - چند منٹ بعد سرکاري گاڑیاں اور باڈي گارڈ بھیج جاتا هے ' اور سفیر صدر جمهوریت یا پادشاہ کي ملاقات کے لیے محل کو روانه هو جاتا هے - سفیر کے پہنچنے پر جنگي موسیقي کے ذریعه اُسے سلامي دي جاتي هے - جس ملک کا سفیر هوتا هے ' پہلے اُسي ملک کا گانا گایا جاتا هے - پھر قومي گیت بجایا جاتا هے - موسیقي سے فارغ هوکر سفیر اور اُس کے ساتھي گاڑیوں پر سے اترتے هیں - زیریں سیڑھي پر دو فوجي افسر استقبال کرتے هیں اور سفیر کو مع اُس کے همراهیوں کے استقبال کے کمرے میں لیجاتے هیں -

استقبال کے کمرے میں ایک طرف صدر جمهوریت یا پادشاہ اور ارکان حکومت هوتے هیں' دوسري طرف سفیر اور اُس کے ساتھي - دونوں کے بیچ میں حاجب اور مترجم کھڑے هو جاتے هیں - حاجب سفیر کا نام اور لقب بیان کرکے اُس کا تعارف کراتا هے - پھر سفیر اپنے کاغذات پیش کرتا اور لکھي هوئي تقریر پڑھ کر سنادیتا هے - صدر جمهوریت یا پادشاہ جوابي تقریر کرتا هے - پھر رسمي گفتگو هوتي هے - طرفین کے آدمیوں کا ایک دوسرے سے تعارف کرایا جاتا هے اور مصافحه پر تقریب ختم هوجاتي هے -

* * *

علوم مادیه کی ترقی

اور

علماء کے حوصلے

عقل انساني کس حد تک ترقي کرتي چلي جائیگي ؟ مادي علم کي تگ و دو کہاں پر جاکے رکے گي ؟ علماء کے حوصلے کیا هیں ؟

علم کي موجودہ حیرت انگیز ترقیاں دیکھکر یه سوال هر شخص کے ذهن میں پیدا هوجاتا هے - لیکن جواب بہت مشکل هے - اجمالي طور پر یه کہا جاسکتا هے که علم ' کائنات فطرت کے جمله مادي و روحاني راز معلوم کرلینا چاهتا هے - اگرچه وہ اِس وقت تک صرف چند گوشوں هي پر سے پردہ اُٹھا سکا هے - في الحال علماء کے سامنے اهم ترین مسائل حسب ذیل هیں :

(۱) شباب کي تجدید
(۲) زندگي کي زیادہ سے زیادہ تطویل
(۳) حسب مرضي نسل کي تولید
(۴) زندگي کي تخلیق
(۵) موت کے بعد زندگي کا اعادہ

علم اور علماء کے یه حوصلے ' کچھه نئے نہیں هیں - قدیم ترین زمانوں سے یه مسائل زیر بحث هیں - البته پہلے دنیا اِن مسائل کے اشتغال کو جنون سمجھتي تھي اور اُن پر هنستي تھي - لیکن اب نه کوئي هنستا هے ' نه جنون سمجھتا هے - بلکه سب حیرت کے ساتھه زیادہ سے زیادہ حیرت انگیز علمي انکشاف دیکھنے کے منتظر رهتے هیں - کیونکه گزشته ۱۵ برس میں علم نے زیادہ سے زیادہ ناممکن باتیں ممکن کر دکھائي هیں -

ڈاکٹر وورو نوف نے اب بکثرت عملي تجارب سے ثابت کردیا هے که شباب کي کامل تجدید ' وهم و خیال نہیں هے جیسا که پہلے سمجھا جاتا تھا ' بلکه واقعه و مشاهدہ هے - اِس ڈاکٹر نے از کار رفته بوڑھوں کو بالکل جوان بنا دیا هے - وہ اب تک زندہ هیں اور صحیح معنوں میں جوان هوگئے هیں -

حال هي میں یه علمي انکشاف بھي هوا هے که ایک مرے هوئے کچھوے کا دل اطباء نے کاٹ لیا اور نمک پوٹاس ' اور سوڈے کے اجزاء سے ممزوج عرق میں ڈال دیا - چند هي لمحے بعد ' دل میں زندگي کے آثار ظاهر هوگئے - وہ زندہ دل کي طرح حرکت کرنے لگا - کئي گھنٹے تک زندہ رها - حالانکه کچھوا دیر سے مرا پڑا تھا !

قلب کو زندہ کردینے کا یه پہلا تجربه نہیں هے - اس قسم کے بے شمار تجربے هوچکے هیں - یه عمل مدت سے جاري هے که موت

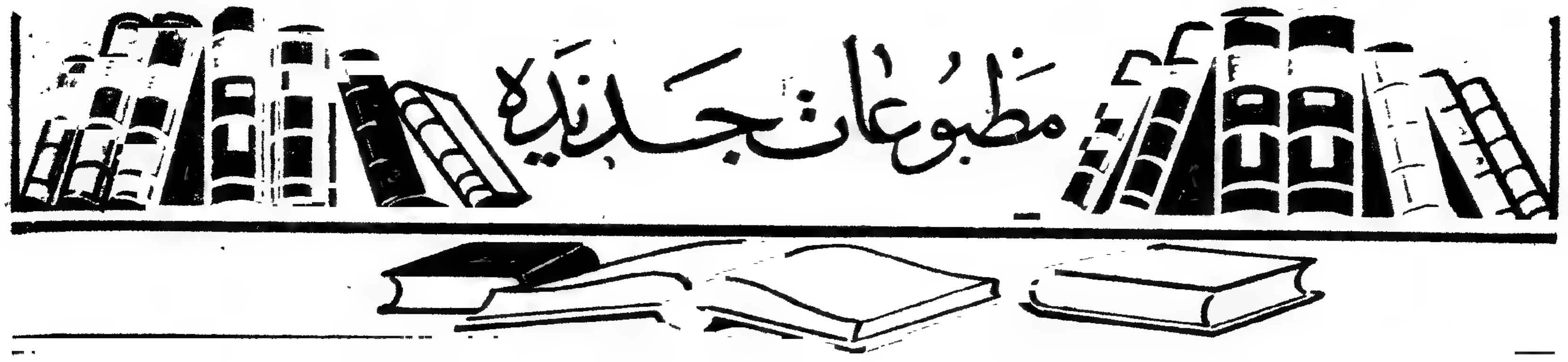

مطبوعات جدیدہ

سفیرون کا استقبال

حال میں ایک دلچسپ کتاب جرمني میں شایع ہوي ہے : " ازمنۂ وسطی کے شاہي مراسم " اسکے بعض حصوں کا ترجمہ مصري معاصر المقتطف نے شائع کیا ہے - ذیل کا تکرہ اُسي سے ماخوذ ہے :

قدیم زمانہ میں سفراء کے استقبال و ملاقات کے لئے دربار بڑي شان و شوکت سے سجائے جاتے تھے - بادشا اِس بارے میں بہت زیادہ اہتمام کا اظہار کرتے تھے - موجودہ زمانہ میں اگرچہ وہ پراني شان و شوکت باقي نہیں رہي ' تاہم سفراء کي ملاقات و استقبال کے معین اصول و قواعد موجود ہیں ' جن کي پابندي ضروري سمجھي جاتي ہے - اِن اصول و قواعد کو بین الاقوامي زبان میں " پروٹوکول " کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے -

(عربي سفرا)

عربي عہد حکومت میں سفراء کو غیر معمولي اہمیت حاصل تھي - موجودہ زمانہ کي طرح اُس وقت بھي سفیر دو قسم کے ہوتے تھے : عارضي اور دائمي - عارضي سفیروں کا کام کسي خاص پیغام کا پہنچانا یا کوئي خاص مہم انجام دینا ہوتا تھا - دائمي سفیروں کو دوسري سلطنتوں میں ہمیشہ حاضر رہنا پڑتا تھا -

صاحب نہایۃ الارب کي تصریح کے مطابق عربوں نے سفیر کے لیے یہ شرطیں قرار دي تھیں : " خوبصورت ہو - اُس کا نام خوشگوار ہو - متدین اور پارسا ہو - مخلص ' امین ' اور نیک طینت ہو - حاضر جواب ہو - معاملہ فہم ہو - خوشامد کا عادي نہ ہو - رشوت قبول نہ کرے - ڈرپوک نہ ہو ... "

عرب خلفاء بیروني سفیروں کي بڑي خاطر مدارات کرتے تھے - فاطمي عہد حکومت میں سفیروں کے قیام کے لیے ایک نہایت ہي شاندار محل مخصوص تھا ' اور خلفاء کا حکم تھا کہ اُن کي زیادہ سے زیادہ عزت کي جائے -

استقبال کا طریقہ یہ تھا کہ اگر سفیر سپہ سالار کي قسم سے ہوتا ' تو اُس کے پہنچتے ہي خلیفہ ملاقات کرتا اور پیغام سنتا تھا ... اگر فوجي آدمي نہ ہوتا ' تو ملاقات سے پہلے تین دن تک مہمان خانہ میں رکھا جاتا تھا - اِس اثنا میں کوئي شخص بھي اُس سے نہیں مل سکتا تھا - چوتھے دن خلیفہ کا دربار آراستہ کیا جاتا - جنگي افسر رعب و داب سے صفیں باندہ کر کھڑے ہو جاتے - بادشاہ اپني پوري شان و شوکت سے تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوتا - ارکان حکومت اپنے اپنے رتبہ کے مطابق بیٹھتے - جب سب انتظام مکمل ہو جاتا ' تو صاحب اعظم ' سفیر کو لیے دربار میں داخل ہوتا - جوں ہي خلیفہ کا چہرہ دکھائي دیتا ' سفیر فرش زمین کو بوسہ دیتا - پھر ادب کے ساتھہ آہستہ آہستہ وسط دربار میں پہنچتا ' اور وہاں سے مجرا ادا کرنے کے بعد اُس مقام پر پہنچایا جاتا ' جہاں خلیفہ سے ہم کلامي کر سکتا تھا - اُس مقام پر پہنچکر سفیر کھڑا رہتا - اس کے گرد شاہي حاجب اور مترجم دست بستہ کھڑے ہوتے - خلیفہ جب گفتگو کي اجازت دیتا ' تو سفیر مجرا ادا کرکے اپنے بادشاہ کا سلام پہنچاتا - خلیفہ اُس بادشاہ کے درجہ کے مطابق سلام کا جواب دیتا - پھر سفیر اپني جیب سے بادشاہ کا خط نکال کر اپني آنکھوں اور سر پر رکھتا اور خلیفہ کے حضور پیش کر دیتا - اگر خلیفہ کو اُس بادشاہ کي عزت افزائي منظور ہوتي ' تو کھڑے ہو کر اُس کا خط اٹھاتا تھا - پھر وزیروں کو خط کے کھولنے اور پڑھنے کا حکم دیتا تھا - تھوڑي دیر معمولي سلام کلام کے بعد سفیر کو بیٹھنے کي اجازت ملتي - وہ آداب بجا لاکر اپني جگہ بیٹھ جاتا - دربار کے بعد سفیر مہمان خانہ بھیج دیا جاتا تھا - نج کي ملاقاتیں بعد میں ہوتي تھیں -

(فرانس کے شاہي رسوم)

فرانس میں جب شاہي قائم تھي ' تو سفیروں سے ملاقات کا طریقہ یہ تھا کہ پیرس میں چند روز قیام کرنے کے بعد وہ وزیر تشریفات سے ملاقات کرتا تھا - وزیر اُسے بتاتا تھا کہ بادشاہ کس دن ملاقات کریگا - ملاقات سے تین دن پہلے شاندار شاہي گاڑیاں سفیر کي قیام گاہ پر پہنچتي تھیں ' اور اُسے مع اُس کے مصاحبوں کے سفیروں کي مہماني کے خاص محل میں لیجاتي تھیں - یہاں وہ بادشاہ کا مہمان ہوتا تھا - یہ محل نہایت آراستہ ہوتا تھا اور مہمان کي تواضع میں غیر معمولي فیاضي سے کام لیا جاتا تھا - روزانہ دعوتیں ہوتي تھیں ' اور سفیر کے خوش کرنے کي پوري کوشش کي جاتي تھي -

سفیر جتنے زیادہ دور ملک کا ہوتا تھا ' اُتني ہي زیادہ اُس کي خاطر مدارات کي جاتي تھي - مورخین کا بیان ہے کہ ترکی سفیر کے صرف کھانے پر شاہ فرانس روزانہ ۵۰۰ اشرفي خرچ کرتا تھا - سنہ ۱۶۹۹ع میں جب سلطنت مراکش کا سفیر آیا ' تو بریست کے قیام کے دوران میں ۹۰۰۰ پونڈ ' اور پیرس کے قیام میں ۳۱۷۰۰ پونڈ صرف کیے گیے - شہر بریست سے پایۂ تخت تک سفر میں ۳۸۰۰ پونڈ صرف ہوے تھے - یعني کل ۴۴۵۰۰ پونڈ یا ۶۶۷۵۰۰ روپیہ خرچ کیے گیے تھے !

اُس زمانہ میں دستور تھا کہ سفیر کے دستر خوان کے تماشہ کیلیے پیرس کے عمائدین بلائے جاتے تھے - اُنکي موجودگي میں سفیر کو کھانا کھلایا جاتا تھا - بادشاہ سے ملاقات کے دن سفیر ایک دوسرے محل میں منتقل کیا جاتا - یہاں کچھہ دیر ٹھہرنے کے بعد شاہي سواریاں اُسے لینے آتي تھیں ' اور اُسکا جلوس دیکھنے کیلیے پیرس کي سڑکوں پر تماشائیوں کا ہجوم ہو جاتا تھا -

ورسلز کے شاہي محل تک پہنچنے میں کامل تین گھنٹے لگتے تھے - محل کے پھاٹک اور بیروني میدان میں سفیر کو صف بستہ فوجیں نظر آتي تھیں - اِنسے گزر کر وہ سیڑھیوں پر چڑھتا ہوا محل

أس وقت سردي ناقابل برداشت هوگي - سردي کا تعلق سورج سے زیادہ هواؤں سے هوجائے گا - جب قطبي هوائیں چلینگي تو سردي بڑہ جائیگي - جب خط استوا کي هوائیں چلینگي تو گرمي هو جایگي -

ظاهر هے که فضا کي حرارت هي آبي بخار پیدا کرتي هے - یه بخار پاني برساتا هے اور انسان پینے کے لیے پاني پاتا هے - لیکن جب سورج کي حرارت کم هوجائیگي ' تو بخار بننا بهي موقوف هو جائیگا - یعني بارش بهي نهیں هوگي - جتنا پاني پہلے کا جمع هوگا ' وہ بهي بگڑ جائے گا ' اور بے شمار نئے نئے امراض پیدا هو جائینگے -

غرضکه أس وقت زمین پر زندہ رهنا مشکل هوجائے گا - یہانتک که جب سورج کي آخري شعاعیں بهي ختم هوجائینگي تو زندگي بالکل ختم هوجائیگي -

(قلب کے متعلق ایک نیا نظریه)

ڈاکٹر منڈلسن جرمني کا مشهور محقق هے اور برلن کي یونیورسٹي میں قلبي امراض کا أستاذ هے - اِس نے حال میں قلب کے متعلق ایک نیا نظریه پیش کیا هے -

وہ کہتا هے که قلب ' زندگي بر قرار رکھنے کا اصلي آله نهیں هے بلکه دوسرے درجه کي چیز هے - زندگي کي اصلي بنیاد ' قلب پر نهیں ' بلکه جسم کي أن خلایا پر هے جو خون جذب کرتي هیں - اِس کا ثبوت یه هے که بہت سے کمزور دل کے آدمي مدتوں تک زندہ رهتے هیں - حالانکه أن کا قلب ' جسم کے مختلف اجزاء میں پوري طرح خون پہنچا نهیں سکتا - نیز ایک ثبوت یه بهي هے که بہت سے آدمي قلب کي حرکت بند هوتے هي ' مردہ سمجهه کر دفن کر دیے جاتے هیں ' حالانکه وہ دراصل زندہ هوتے هیں - ایسے واقعات بکثرت پیش آتے رهتے هیں - اگر قلب هي پر زندگي کا مدار هوتا ' تو أس کي حرکت بند هونے کے بعد هي زندگي بهي ختم هوجاتي ' حالانکه ایسا نهیں هوتا -

(ایک عجیب مخلوق)

آسٹرین اخبارں نے یه عجب خبر شایع کي هے که ابواني نام ایک گاؤں میں اب سے ۱۹ - برس پہلے ایک عورت کے لڑکا پیدا هوا - یه بندر سے بہت مشابه تها - والدین نے أس کا نام الکزنڈر رکها - لیکن جوں جوں أس کي عمر بڑهتي گئي ' بندر سے مشابهت بهي بڑهتي گئي - حتی که اب جوان هوے پر وہ بالکل بندر هوگیا هے - صرف صورت و شکل هي میں نهیں ' حرکات و سکنات و طبیعت میں بهي بندر هے - وہ آدمیوں کي طرح رهنا پسند نهیں کرتا - بول بهي نهیں سکتا - بندر کي طرح چلاتا اور اچهلتا کودتا هے - پچهلے دنوں أس کے والدین نے أسے ایک آهني قفس میں قید کر دیا تها - کیونکه آدمیوں کو تکلیف پہنچانے لگا تها - ایک دن اتفاق سے چهوٹ گیا اور سڑک پر پہنچ گیا - لوگ أسے گوریلا سمجهه کر ڈر گئے اور بهاگے - بڑي مشکل سے أسے قید کیا گیا - اب ایک هنگرین عورت أسے اپنے ساتهه بوداپسٹ لے گئي هے - ڈاکٹر متعجب هیں که کیا رائے قائم کریں ؟ وہ آدمي نهیں هے - مگر آدمي کے پیٹ سے بندر کیسے پیدا هوسکتا هے ؟ یہاں قانون وراثت سے بهي کوئي بحث نهیں کي جاسکتي - کیونکه ڈارون کے متبعین بهي یه نهیں کہتے که انسان بندر سے پیدا هوا هے - بلکه یه کہتے هیں که بندر اور انسان ایک هي مورث اعلی کي اولاد هیں -

(کیا کهانے کي ضرورت باقي نهیں رهے گي ؟)

علماء کي رائے هے که ویٹامین Vitamine هي دراصل هماري تمام غذا کا حقیقي جوهر هے - اِسي پر زندگي کا دار و مدار هے - ویٹامین کي بہت سي قسمیں قرار دي گئي هیں ' اور هر قسم کا حروف ابجد پر الگ الگ نام رکهدیا گیا هے - بعض جرمن علمي رسائل کا بیان هے که ایک جرمن کیمیائي کو ویٹامین (الف) کي ایجاد میں کامیابي حاصل هوگئي هے -

سر الفرید مونڈ نے حال میں اِس جرمن عالم کي تحقیقات کا معاینه کیا ' اور اپنے خیالات اِس بارے میں شائع کیے هیں - وہ لکهتا هے :

" اگر اِس جرمن عالم کا دعوی صحیح هے که أس نے ویٹامین کیمیاوي طریق پر طیار کر لي هے ' تو اس کے معني یه هیں که هم عنقریب جمله میوؤں ' سبزیوں ' ترکاریوں ' اور مچهلي کے تیل وغیرہ غذاؤں سے مستغني هو جائینگے - هماري اقتصادي زندگي میں عظیم انقلاب هو جائیگا - کوئي ملک اپني غذا میں دوسرے ملک کا محتاج نهیں رهے گا - انسان کي غذا ' ویٹامین کي ٹکیاں هونگي ' اور بهتر سے بهتر خوراک کا کام دینگي -

" اِتنا هي نهیں بلکه پورے عالم تمدن پر اِس کا اثر پڑے گا - جسم انساني کي موجودہ ترکیب میں بهي تبدیلي هو جائیگي - اِس جدید غذا کے لیے معدے کي ضرورت باقي نهیں رهیگي - ایک زمانه ایسا آجائیگا جب انسان کے جسم سے معدہ بالکل غائب هو جائیگا "

اطلاع

مولانا ابو الکلام کي علالت

۲۴ - ستمبر سے مولانا ابو الکلام کي طبیعت برابر علیل هے - پہلے بیڑي بیري مرض کے اشتداد سے دوران سر کي تکلیف شروع هوئي - پهر سرخ بخار (ڈینگو فیور) لاحق هوگیا - جس کي آج کل کلکته میں عام شکایت هے - اب اگرچه بخار أتر چکا هے ' مگر أس کي وجه سے بیحد طبیعت کمزور هوگئي هے - یہي وجه هے که آل انڈیا کانگرس کمیٹي کے جلسوں میں بهي وہ حصه نه لے سکے ' بجز ورکنیگ کمیٹي کے جلسوں کے جو أن کي علالت کے خیال سے أنهي کے مکان میں منعقد هورهي هیں -

جن حضرات کے خطوط اس دو هفته کے اندر ان کے نام آچکے هیں ' وہ جواب نه ملنے کي وجه سے پریشان خاطر هونگے - براہ عنایت چند دن اور انتظار کریں تاکه مولانا کي طبیعت بحال هوجائے ' اور وہ به اطمینان خطوط کا جواب لکهوا سکیں -

منیجر

طاري هونے کے بعد سینه چیر ڈالتے هیں اور خاص طریقوں سے دل کو ملنا شروع کر دیتے هیں - تهوڑي دیر میں دوران خون شروع هوجاتا هے - دل هلنے لگتا هے ' اور دل کي حرکت کے ساتهه هي تمام جسم میں زندگي واپس آجاتي هے - حال هي کا واقعه هے که لندن کے شفاخانۂ سینٹ تهامس میں ایک عورت مسز اڈیلڈ ایک خطرناک عمل جراحي میں فوت هوگئي - ڈاکٹر نے فوراً اُس کا سینه چاک کر ڈالا اور دل کي مالش شروع کردي - پندره منٹ بعد عورت بالکل زنده هوگئي تهي - البته وه بیهوش رهي ' اور تیس گهنٹے بعد ضعف قلب کي وجه سے پهر مر گئي -

اِس سے بهي زیاده عجیب تجربه علماء نے یه کر دکهایا هے که جانداروں کے سر کاٹ کر ایک دوسرے کے جسم میں لگا دیے هیں اور وه زنده رهے هیں ! چنانچه پچهلے دنوں لندن میں علماء کے ایک جم غفیر کے سامنے ایک ڈاکٹر نے بهت سے جهینگروں کے سر کاٹ دیے - پهر ایک کا سر دوسرے میں جوڑ دیا - حاضرین یه دیکهه کر حیرت زده ره گئے که چند لمحے بعد تمام جهینگر اپنے نئے سروں کے ساتهه کودنے لگے تهے ! تجربه یهیں پر ختم نهیں هوگیا بلکه کچهه مدت بعد جهینگروں میں جنسي تبدیلي بهي ظاهر هوئي - یعني جن میں ماده کے سر لگائے گئے تهے ' وه ماده هوگئے ' اور نر سر والے نر بن گئے !

یه شعبده نه تها - ایک علمي تجربه تها - علماء کي نظر میں اِس تجربے کی بهت اهمیت هے - کیونکه اُن کے خیال میں یه تجربه حسب مرضي نسل پیدا کرنے کا دروازه کهول دے گا - انسان اپني پسند کے مطابق نر یا ماده اولاد پیدا کر سکے گا -

اِسي سلسله میں یه علمي تحقیق بهي قابل ذکر هے که علماء نے تجربے سے معلوم کر لیا هے که اگر مچهر کي پرورش سرد مقام میں کي جائے اور غذا کم دي جائے ' تو اُس کي نسل عموماً نر پیدا هوتي هے - برخلاف اس کے گرم جگه میں رکهنے اور زیاده خوراک دینے سے اولاد زیاده تر ماده پیدا هوتي هے - اِس تجربے کي بنا پر انساني مردم شماري کي تحقیقات کي گئي ' تو معلوم هوا عام مصائب خصوصاً جنگ کے زمانوں میں مرد زیاده پیدا هوتے هیں ' اور امن و راحت کے دوران میں عورتیں زیاده هو جاتي هیں -

آج کل علم وراثت کے ماهر نهایت کوشش کر رهے هیں که مادي و دماغي ' هر اعتبار سے انسان کي آئنده نسلیں زیاده ترقي یافته پیدا کریں - ڈاکٹر شٹناخ اور وورونوف وغیره علماء کي کوششوں سے یه امید پیدا هوگئي هے که اِس مقصد میں ضرور کامیاب هو جائینگے - اِن ڈاکٹروں کا دعوی هے که اِس صدي کے ختم هونے سے پہلے هي انساني عمر کا اوسط ' سو برس هو جائیگا - اور پهر بهت جلد یه صورت پیدا هوجائیگي که انسان ڈیڑه سو بلکه دو سو برس تک کي عمر حاصل کر سکے گا -

لیکن اِن تمام حیرت انگیز کامیابیوں کے باوجود علم معترف هے که وه ابهي تک اپنے عهد طفولیت هي میں هے ' اور قدرت الهي انسان کو جسقدر دولت علم بخشنا چاهتي هے ' ابهي اُس کا سوواں حصه بهي انسان نے حاصل نهیں کیا هے !

(جب سورج بجهه جائیگا ؟)

بالاتفاق تمام علماء فلک کا فیصله هے که سورج کا حجم کم هو رها هے ' کیونکه اُس کي حرارت میں لگا تار کمي واقع هورهي هے - ایک دن ایسا آنے والا هے جب اُس کي حرارت بالکل ختم هوجائیگي - وه بجهه جائیگا - بالکل ٹهنڈا پڑجائیگا - اُس وقت همارا یه کرۂ زمین اور نظام شمسي کے جمله کواکب ' بالکل تاریک هوجائینگے - غذائي مادے کم هوکر بالکل ناپید هوجائینگے - مهلک وبائیں پهیل جائینگي - انسان ' حیوان ' نباتات ' کوئي ذي روح ' بهی باقي نهیں رهیگا - کیونکه زمین ' زندگی پیدا کرنے اور قائم رکهنے کی صلاحیت سے قطعي طور پر محروم هو جائیگي !

علماء کے خیال میں یه نتیجه لازمي هے - دنیا کي بربادي اِسي طور پر واقع هوگي - لیکن یه بربادي کب هوگي؟ کیا هم یا هماري قریبي نسلیں یه هولناک نتیجه دیکهه سکیں گی ؟

نهیں - علماء نے آفتاب کي حرارت اور روشني کا حساب لگا کر بتایا هے که ابهي آفتاب میں اِتني قوت موجود هے ' که وه کم سے کم ۱۰،۰۰،۰۰،۰۰۰ سال تک نظام شمسي کو زنده رکهه سکتي هے !

لیکن آفتاب اچانک نهیں بجهه جائیگا - بتدریج بجهے گا - کیونکه وه بتدریج اپني قوت و حرارت کهو رها هے - اِس وقت آفتاب کي حرارت ' فهرنهیٹ کے مقیاس کے حساب سے دس هزار درجه هے - علماء کا خیال هے که جب یه حرارت نو هزار درجے پر آ جائے گي ' تو کرۂ ارضي کے خط استوا پر حرارت ' صفر کے نیچے گر جائیگي - ظاهر هے که اِس صورت میں کوئي انسان بهي خط عرضي کے درجه ۶۰ سے اوپر زنده نهیں ره سکے گا ' (بجز سکنڈناویا کے جهاں سمندر کا وه دهارا موجود هے جسے "خلیج کا دهارا" کهتے هیں اور جو اِتني حرارت باقي رکهے گا که زندگي برقرار رهے) الا یه که جنوب سے غذا مهیا کرنے کا اُس کے پاس سامان موجود هو -

علماء کا خیال هے که جب آفتاب کي حرارت نو هزار درجے پر آجائیگي ' تو تمام انسان سمٹ کر خط استواء کے گرد جمع هو جائینگے -

اُنهیں سب سے بڑي فکر غذا حاصل کرنے کي هوگي - اُس وقت سخت جنگیں برپا هونگي - کیونکه آدمي زیاده هونگے ' اور غذا کم هوگي - طاقتور ' کمزوروں کو هلاک کر ڈالینگے - تنازع للبقاء اور بقاء اصلح کا قانون پوري بے دردي سے نافذ رهے گا - طاقتوروں کو بهي اطمینان نصیب نه هوگا - کیونکه سورج برابر ٹهنڈا هوتا رهے گا - غذا کم هوتي جائیگي ' اور زندگي کے لیے انسانوں میں برابر جنگ جاري رهے گي !

حرارت کے ساتهه آفتاب کي روشني بهي لازمي طور کم هوتي جائے گي - بتدریج آسمان کا نیلا رنگ بدل کر تیز زرد هوجائے گا - ابر کا رنگ بهي زرد هو جائے گا - آفتاب کي شعاعیں حسب ذیل ترتیب سے زائل هو جائینگي :

(۱) ماوراء بنفشي شعاعیں
(۲) بنفشي شعاعیں
(۳) نیلي شعاعیں
(۴) اودي شعاعیں
(۵) سبز شعاعیں
(۶) زرد شعاعیں
(۷) نارنجي شعاعیں
(۸) سرخ شعاعیں

جب آفتاب کا نور بهت کم هوجائے گا ' تو اُس کي شعاعیں سراسر سرخ هوجائینگی - پهاڑوں پر جمي هوئي تمام برف اُس وقت سرخ یا زرد دکهائی دے گی !

عالم مطبوعات و صحائف

روح

ساٹھ اطباء عصر کے مباحث

حال میں امریکہ کے ایک علمی رسالے نے دو سوال شایع کئے تھے:

(۱) کیا روح کے وجود پر کوئی علمی دلیل موجود ہے؟

(۲) کیا علمی دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ موت کے بعد روح باقی رہتی ہے؟

۶۰ مشہور طبیبوں نے ان دونوں سوالوں کے جوابات دئے ہیں سب نے بالاتفاق تقریبًا ایک ہی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ذیل میں ان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:

ڈاکٹر فرانک والک نے دعویٰ کیا ہے کہ بعض مرنے والوں میں اُسنے ایسی علامتیں دیکھی ہیں، جن سے موت کے بعد روح کے بقاء کا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن رسالے نے وہ علامتیں شایع نہیں کیں۔ البتہ اتنا لکھا ہے کہ بعض علامتیں، مادّی ہیں، بعض اثیری (یعنی ایتھر کی قسم کی)

ڈاکٹر ہنٹ اور اُنکے رفقاء علم کا فیصلہ ہے

"کوئی علمی دلیل موت کے بعد روح کے بقاء پر موجود نہیں روح کے بقاء کا عقیدہ ایک خالص دینی عقیدہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ عقیدہ، نفس انسانی کی اس آرزو کا مظہر ہے کہ وہ ہمیشہ باقی رہنا چاہتا ہے اور فنا ہو جانے سے ڈرتا ہے۔ اس مسئلہ پر ہمیشہ دینی پہلو ہی سے گفتگو کرنی چاہئے نہ کہ علمی پہلو سے، کیونکہ علم میں اُس کا کوئی ثبوت موجود نہیں"

ڈاکٹر ہنٹ نے اپنے مضمون کے آخر میں لکھا ہے

"لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ میں روح کے وجود یا اُسکے بقاء کا منکر ہوں۔ بلکہ میں ان سب باتوں پر پختہ ایمان رکھتا ہوں مگر میرا یہ ایمان، علمی حقائق و براہین پر مبنی نہیں ہے، بلکہ سراسر ضمیر و وجدان کے رجحان پر قائم ہے"

ڈاکٹر کین لکھتا ہے

"اگر ہم موت سے پہلے اور موت کے بعد انسانی جسم ناپیں یا تولیں، تو دونوں حالتوں میں ہرگز کوئی فرق نہیں پائیں گے تاہم یہ واقعہ ہے کہ موت کے بعد جسم انسانی میں کوئی چیز کم ضرور ہو جاتی ہے اس کمی کو ہم روح کا نکل جانا کہتے ہیں۔ کبھی انسان نے بھی روح نکلتے نہیں دیکھی، مگر کسی کو بھی اُس کے نکلنے میں شک و شبہ نہیں ہوتا۔ درحقیقت روح، اس کائنات میں سب سے بڑا راز بلکہ سب سے زیادہ پیچیدہ طلسم ہے۔ علم اُس کے ثابت کرنے سے قطعًا عاجز ہے، لیکن دین اُسے ثابت کرتا ہے بلکہ اُسی پر اپنی تعلیم کی بنیاد رکھتا ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ ہر وہ چیز جو ہمارے حواس کے دائرے میں آتی ہے، فانی ہے۔ روح، ہمارے حواس سے پرے ہے۔ اس لئے ہم اُس کے فانی ہونے کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ رومی مقرر سیسرو کا یہ قول مجھے از حد پسند ہے کہ ایک بار اُسنے کہا تھا "اگر میں گمراہ ہوں تو بھی فلاطون کے ساتھ ہونے کو ترجیح دوں گا، بجائے اس کے کہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوں جو بقاء روح کے منکر ہیں" صدیوں سے علماء کوشش کر رہے ہیں کہ عالم غیب اور قبر کے بعد کی دنیا کو معلوم کریں، مگر اُن کی تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ یہ اس لئے کہ علم، انسان کا ساتھ صرف اُس کی زندگی بھر دیتا ہے۔ موت کے طاری ہوتے ہی علم کی رفاقت چھوٹ جاتی ہے۔ البتہ اُس وقت دین، ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اگر نظریۂ نشوو ارتقاء، علم ہیئت، اور دوسرے غامض علوم و فنون پر ہم یقین رکھتے ہیں، تو کوئی وجہ نہیں کہ روح اور اُس کے بقاء پر بھی ایمان نہ رکھیں۔ کائنات کے بے شمار راز اب تک ہماری عقل سے باہر ہیں، مگر اُن کی حقیقت سے جاہل ہونے پر بھی ہم اُنھیں تسلیم کرتے ہیں۔ کیوں نہ روح کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا جائے؟"

ایک اور مضمون نگار، جسنے اپنا نام ظاہر نہیں کیا، لکھتا ہے:

"موت کے بعد روح کے بقاء کا عقیدہ، سراسر دینی عقیدہ ہے۔ اُس میں بحث کی گنجائش موجود ہے، کیونکہ مرنے کے بعد کوئی آدمی بھی اس دنیا میں واپس نہیں آیا کہ ہمیں اصلی حقیقت سے آگاہ کرتا۔ علم اس کے ثبوت سے قاصر ہے۔ ہماری عقل یہ تصور نہیں کر سکتی کہ جسم کے فنا ہو جانے کے بعد روح باقی رہے۔ لیکن ہماری عقل نے ابتک کتنے حقائق سمجھ لئے ہیں؟"

ڈاکٹر رچرڈ کاپٹ نے لکھا ہے:

"میں بقاء روح پر کامل ایمان رکھتا ہوں، اس لئے نہیں کہ علمی دلائل اُسے ثابت کرتے ہیں، بلکہ اس لئے کہ میرا وجدان مجھے اس یقین پر مجبور کرتا ہے۔ میرا یہ عقیدہ سراسر دینی عقیدہ ہے۔ اگر علم بقاء روح ثابت نہیں کر سکتا، تو یہ بھی واقعہ ہے کہ وہ اُسے باطل بھی ثابت نہیں کر سکتا۔ بہرحال میں بقاء روح کا قائل ہوں میرا پختہ ایمان ہے کہ موت کے بعد ہم دائمی زندگی حاصل کر لیتے ہیں"

ایک اور ڈاکٹر نے (جسے علمی رسالہ نے امریکہ کا مشہور ترین محقق قرار دیا ہے) کہا ہے:

"جن قرائن کی بنا پر بقاء روح ثابت کی جاتی ہے، وہ ہر اعتبار سے لائق غور ہیں۔ میرے ذہن میں ڈارون کا یہ قول برابر موجود رہتا ہے "عقل کسی طرح بھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ یہ کائنات محض اتفاق سے ظاہر ہو پڑی ہو۔ وہ حیرت انگیز دقیق نظام جس پر کائنات قائم ہے، ناممکن ہے کہ اُس بے معنی لفظ کا نتیجہ ہو جسے عوام "اتفاق" کہتے ہیں" نظریۂ نشوو ارتقاء، جو جملہ زندہ کائنات پر منطبق ہوتا ہے، صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اس مرئی و مادّی عالم سے پرے ایک ایسی غیر مرئی قوت موجود ہے جو ناموس طبیعت پر کامل سلطنت و نفوذ رکھتی ہے۔ وہی کائنات کی مالک ہے اور وہی اُسے انتہائی دانش مندی سے چلا رہی ہے۔ یہ غیر مرئی قوت، لازمی طور پر ازلی و ابدی ہی ہو سکتی ہے"

اپنا مضمون ختم کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"طویل تجربوں کے بعد مجھے یقین ہو گیا ہے کہ بقاء روح کا عقیدہ محض وہم و خیال نہیں ہے۔ بلکہ ایک حقیقت پر مبنی ہے۔ انسان نے بلا سبب یہ عقیدہ پیدا نہیں کیا۔ درحقیقت یہ عقیدہ، قدرت کے ایک الہام سے پیدا ہوا ہے۔ انسانی عقل ہرگز تسلیم نہیں کر سکتی کہ موت کے ساتھ ہی فنا طاری ہو جاتا ہے۔ عقل انسانی کا یہ رجحان مادّی نہیں ہے۔ روحانی ہے۔ اور ہرگز باطل نہیں ہو سکتا۔ میں یہ اعلان کسی دینی جذبہ کی بنا پر نہیں کر رہا ہوں، بلکہ ایک عالم ہونے کی حیثیت سے بھی میرا یہی اعتقاد ہے"

ڈاکٹر ٹانزنڈ نے یوں اظہار رائے کیا ہے:

"انسانی زندگی میں کوئی ثبوت بھی روح کے وجود کا موجود نہیں۔ نیز کسی علمی دلیل سے موت کے بعد بقاء روح کا نظریہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ مجھے یقین ہے، علم ہرگز اس طرح کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتا۔ لیکن ہمارا کسی بات کے ثابت کرنے سے قاصر رہ جانا اُس کے بطلان کی دلیل نہیں ہے"

ڈاکٹر کالوج لکھتا ہے:

"طویل تجربوں کے بعد بھی مجھے کوئی مادّی ثبوت، موت کے بعد بقاء روح کا نہیں مل سکا۔ میرا علم زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ جب دماغ کا عمل رُک جاتا ہے تو عقل غائب ہو جاتی ہے۔ تاہم مجھے حق الیقین ہے کہ اس مادّی عالم کے پرے ایک غیر مرئی لامتناہی عقل موجود ہے"

ڈاکٹر آگسٹ کائل کا خیال ہے:

"میں نے آجتک باوجود کوشش کے کوئی ثبوت اس امر کا نہیں پایا کہ موت کے بعد روح باقی رہتی ہے۔ دراصل ہماری مادّی زندگی بہت ہی تھوڑی ہے۔ لیکن اُس کا امتیاز کمیّت میں نہیں ہے کیفیت میں ہے۔ میرے خیال میں انسان کی تربیت اس طرح ہونی چاہئے کہ وہ علم اور دین کو علحدہ علحدہ رکھے اور سمجھے۔ روح کا علمی دلائل سے ثابت نہ ہونا، اُس کے بطلان کی دلیل نہیں ہے۔ دین نے انسانیت کو بہت نفع پہونچایا ہے۔ انسانیت کو ہمیشہ دین کی ضرورت باقی رہیگی"

ڈاکٹر کولینڈ لکھتا ہے:

"میرے شخصی تجربے نے مجھے پورے طور پر مطمئن کر دیا ہے کہ ہماری زندگی کا تعلق ایک ایسی چیز سے قائم ہے جو کبھی فنا ہونے والا نہیں کاش میں اتنی فصاحت رکھتا کہ دوسروں میں بھی یہ اعتقاد پیدا کر دے سکتا۔ وہ چیز وہی ہے جسے "روح" کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ میں اگرچہ اُسے ثابت نہیں کر سکتا مگر مجھے اُس پر کامل یقین ہے روح، مادّی و کیمیاوی قوانین کے تابع نہیں ہے، لہذا اُسے مادّیات پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہو سکتا۔ ابھی علم نے اتنی ترقی نہیں کی کہ یہ طلسم کھول سکے"

* * *

ايك فراموش شده عظمت

جو تذکرہ و ياد آوري کي مستحق هے

امير محمد بن عبد الكريم

جنکي نسبت يورپ کي تازہ ڈاک ميں بعض نئي تفصيلات آئي هيں - معلوم هوا هے که فرانس کے ايک دارالاشاعت نے انسے ا، فرمائش کي تهي که وه خود اپنے قلم سے اپني سوانح عمري قلمبند کرديں - شيخ نے يه درخواست منظور کرلي اور اب وه به يک وقت فرانسيسي اور عربي ' دونوں زبانوں ميں اپنے حالات قلمبند کر رهے هيں -

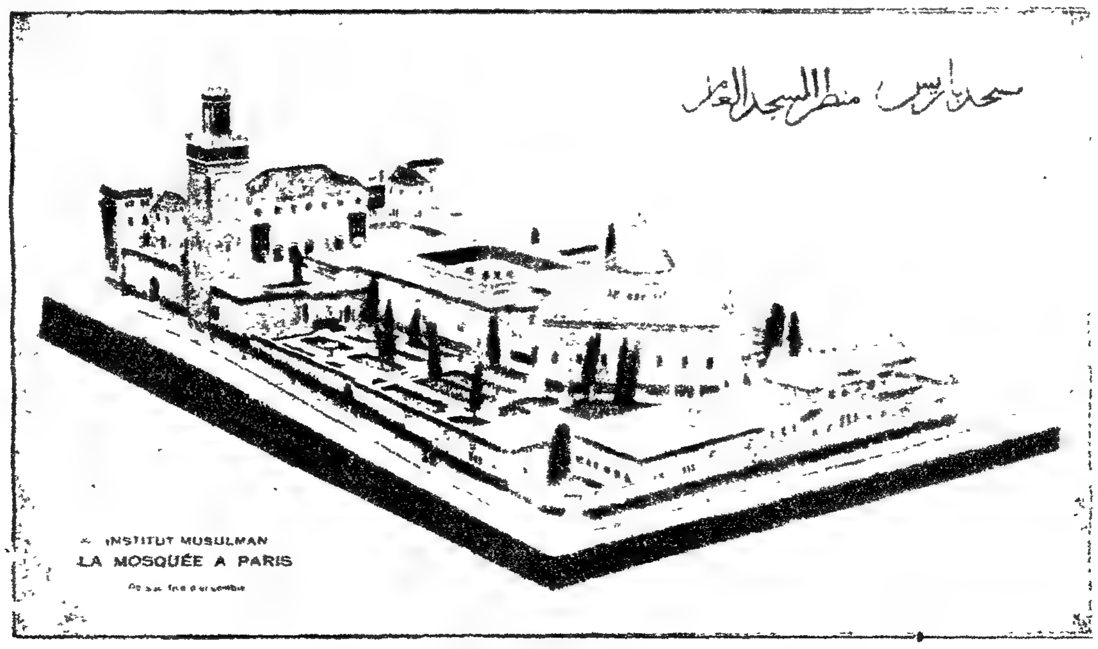
مسجد باريس منظر المسجد العام
INSTITUT MUSULMAN
LA MOSQUÉE A PARIS

پيرس کي مسجد اور عربي چمنستان کا مصور نمونه ' جسکي تکميل کيليے اس هفته سلطان مصر نے ايک لاکهه فرانک ديا هے

ناگزیر تھی۔ اب قانون کے بموجب عبدالحمید آفندی ولی عہد تھے اسلئے وہی تخت نشین ہو سکتے تھے۔ دستور اساسی کا جو مسودہ مینے طیار کیا تھا، ولی عہد نے ملاحظہ کر لیا تھا اور اُس سے بالکل متفق تھا۔ اُسنے بڑے ہی جوش سے کہا تھا کہ "سلطنت کی نجات صرف ایسے ہی نظام حکومت سے ممکن ہے" اُسنے پُورے یقین کے ساتھ اپنے اس عزم کا بھی یقین دلایا تھا کہ تخت نشیں ہوتے ہی اُسکا اعلان کر دے گا۔ ہم خدّام سلطنت کی مسرت بے حساب تھی۔ ہم برسوں سے احیار دولت کا جو خواب خرگوش دیکھ رہے تھے، اب اُس کی تعبیر ہمارے سامنے تھی۔ ہم نے خیال کیا کہ یہ نوجوان شہزادہ سلطنت اور اُمت کا نجات دہندہ ثابت ہوگا۔ چنانچہ ۱۱۔ شعبان ۱۲۹۳ھ کو عبدالحمید کی تخت نشینی کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔

سفراء دول کی مؤتمر

بلقان کا مسئلہ، درحقیقت روس کا اُٹھایا ہوا تھا لیکن جب ہماری فوجوں نے بلقانی باغیوں کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دئے، تو روس نے چند نئے حیلے تراشنا شروع کئے، اور دول یورپ کو ایک مؤتمر منعقد کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ آستانہ میں دول عظمٰی کے ۶ سفیروں کا اجتماع ہوا اُنھوں نے پہلی تجویز یہ طے کی کہ بلغاریہ کو اندرونی خود مختاری دیدی جائے۔

مدحت پاشا کی وزارت

ظاہر ہے، ہم اس قسم کی تجویزیں منظور نہیں کر سکتے تھے۔ ان تجویزوں کا ماننا، بلقان سے ہاتھ دہونا تھا۔ مگر دول یورپ نے دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ رشدی پاشا وزیر اعظم بہت خائف تھے۔ اس صورت حال نے مجھے مجبور کر دیا کہ وزیر اعظم کی کرسی پر بیٹھ جاؤں۔ میں حالات کی ابتری سے بخوبی واقف تھا۔ تاہم میں نے اصلاح کی کوشش شروع کر دی۔

ہماری مصیبت صرف یورپ ہی کی جانب سے نہ تھی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مصیبت یہ تھی کہ ہمارا خزانہ بالکل خالی تھا۔ سلطان عبدالعزیز کے مہلک اسراف نے ایک کوڑی باقی نہیں رکھی تھی۔ میں نے غیر معمولی محنت کر کے نئے بنک نوٹ جاری کر دئیے۔

دستور اساسی کا اعلان

سلطان عبدالحمید نے تخت نشین ہوتے ہی دستور اساسی کا مسودہ ایک مجلس کے سپرد کر دیا تھا کہ اُس کی جانچ پڑتال کرے۔ مجلس نے اُسپر پُوری بحث کی، اور منظور کر کے سلطان کی خدمت میں بھیجدیا۔ سلطان نے بھی اُس پر پسندیدگی کا اظہار کیا، اور ۷، ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ میں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ اُسکا اعلان ہو گیا۔ تمام مملکت نے اس اعلان کا پُرجوش استقبال کیا۔ پُوری سلطنت میں جشن منایا جانے لگا۔

اس اثنار میں ہم نے دول یورپ کی مؤتمر کو صاف اور قطعی لفظوں میں اطلاع دیدی کہ ہم اُس کی کوئی تجویز بھی منظور نہیں کرینگے۔ ہماری یہ جرأت نہایت خطرناک تھی۔ ہم نے گویا پُورے یورپ کو دعوت جنگ دے دی تھی۔ مگر ہم مجبور تھے۔ ہماری مجلس وزراء نے طے کر لیا تھا کہ خاموشی سے تباہ نہیں ہونگے۔ اگر مٹنا ہی ہو تو عزت کے ساتھ مٹیں گے۔ دُول یورپ ہمارا انکار سُن کر بہت برہم ہوئیں، اور اپنے سفرار واپس بلا لئے۔ اس کارروائی کا صاف مطلب یہ تھا کہ ہمارے باہمی سیاسی تعلقات منقطع ہو گئے۔ مگر ہم نے اس کی کوئی پروا نہیں کی۔

دوسری طرف میں نے یہ کیا کہ بلقانی ریاستوں سے براہ راست گفت و شنید شروع کر دی۔ اُنھیں نرم گرم شرطوں پر صلح کے لئے راضی کر لیا۔ ساتھ ہی دستور اساسی کے اعلان کے بعد ہم نے پہلی عثمانی مجلس (پارلیمنٹ) کے لئے انتخابات شروع کر دئیے۔

ہم یہ سب کچھ کر رہے تھے، مگر چونکہ روس کی طرف سے اعلان جنگ کا قوی احتمال تھا اس لئے جنگی تیاریوں سے بھی غافل نہیں تھے۔ فوجوں کی ترتیب اور نقل و حرکت تمام مملکت میں شروع ہو گئی تھی۔

مدحت پاشا کی جلاوطنی

سلطنت ان داخلی اور خارجی مشکلات میں پھنسی ہوئی تھی۔ میں اصلاح حال کی شب و روز کوشش کر رہا تھا، کہ اچانک ایک دن قصر طولمہ باغچہ میں سلطان نے مجھے طلب کیا۔ جوں ہی میں پہونچا، مجھ سے قلمدان وزارت لے لیا گیا، اور کہا گیا کہ میں جہاز عزالدین میں فوراً سوار ہو جاؤں۔ کیونکہ میں سلطان کے حکم سے جلاوطن کر دیا گیا ہوں مجھے یورپ چلا جانا چاہئے!

سلطان مراد کی تخت نشینی کے دن سے میں نے اس قدر محنت کی تھی کہ مجھے یقین ہے کوئی دوسرا انسان نہیں کر سکتا۔ میں نے لگاتار جدّ و جہد سے اب ایسی صورت حال پیدا کر دی تھی کہ سلطنت تمام خطروں سے صحیح و سالم نکل جاتی۔ لیکن اب اچانک یہ معاملہ پیش آ گیا۔ پہلے مجھے خوشی ہوئی کہ اب آرام کر سکوں گا۔ مگر فوراً اس خیال سے دل و جگر مجروح ہو گیا کہ میری زندگی، میری نہیں بلکہ قوم و ملک کی ہے، اور اس کے لئے سخت خطرات درپیش ہیں۔ مجھے یقین تھا کہ سلطان کی یہ حرکت، سلطنت کے لئے نہایت مہلک ثابت ہوگی۔ اور اصلاح کی تمام اُمیدیں ضائع ہو جائیں گی۔

میں نے اپنا قصور دریافت کیا۔ سعید پاشا، سلطان کے پاس گئے، اور واپس آ کر کہا کہ دستور اساسی کی دفعہ ۱۱۳ کی رُو سے سلطان کو حق پہنچتا ہے کہ ہر اُس شخص کو جلاوطن کر دیں، جسے پولیس کا افسر اعلیٰ سلطنت کے لئے خطرناک ظاہر کرے۔ ساتھ ہی اُنھوں نے دو سرکاری کاغذ بھی دکھلائے۔ ایک میں لکھا تھا کہ پولیس نے ایک فوجی افسر کو بازار میں کہتے سُنا "مدحت پاشا عنقریب ترکی جمہوریت کا صدر منتخب ہوگا"

میں جلاوطنی کی اس وجہ پر اپنی بے اختیارانہ ہنسی ضبط نہ کر سکا سعید پاشا نے کہا "سلطان معظم، سلام کے بعد فرماتے ہیں کہ عنقریب تمھیں واپس بلا لیا جائے گا"

میں نے کہا "سلطان کے سلام کا شکریہ! اگر سلطان کو میرا پیغام پہونچا دو کہ اپنی واپسی پر میں ان محلوں میں سلطان کو نہیں پاؤں گا اور نہ سلطنت کی یہ عظمت و شان نظر آئے گی۔ اُسوقت میں ہنسی روک نہ سکوں گا!" میں نے یہ کہا اور روانہ ہو گیا۔

میری ناگہانی جلاوطنی سے پایۂ تخت اور صوبوں میں سخت بے چینی پیدا ہوئی۔ لوگ ڈرے کہ اب دستور اساسی بھی باطل ہو جائے گا۔ کیونکہ میں نے ہی اُسے مرتب کیا تھا، اور سب سے زیادہ میں ہی اُسپر زور دے رہا تھا۔ یہ بے چینی دیکھ کر سلطان مجبور ہوئے کہ نئی نئی تہمتیں تراشی جائیں۔ چنانچہ قسطنطنیہ کے اخبارات میں شایع کیا گیا کہ میرے کاغذات میں ایسی چیزیں ملی ہیں جن سے میری خیانت ثابت ہوتی ہے اسی لئے سلطان نے مجھے معزول کر کے جلاوطن کر دیا ہے!

اُس وقت تک ترک اس قدر نیک دل تھے کہ سرکاری افترا پردازیاں سمجھ نہیں سکتے تھے۔ اس لئے اکثر لوگ میرے مخالف ہو گئے۔ مگر یورپ کے اخبارات، حقیقت حال سے واقف تھے: اُنھوں نے صحیح خبر شایع کر دی کہ چونکہ مدحت پاشا نے سلطان کی غلامی منظور نہیں کی، اس لئے اُن پر عتاب شاہی نازل ہوا ہے۔ ترکوں نے یہ سُنا تو سلطان پر نہایت برہم ہوئے۔ اب قصر شاہی مجبور ہوا کہ میرے خلاف ایک پُوری سازش طیار کرے۔ چنانچہ آستانہ کے اخبارات اور ساقط مقرروں اور شاعروں کو رشوت دیکر آمادہ کیا گیا کہ مجھ پر حملہ شروع کر دیں۔ میں نے ترکی اخبارات دیکھے تو ہنسنے لگا۔ کل تک یہ میرے تدبر و دیانت کے راگ گاتے تھے۔ آج مجھے شیطان قرار دینے لگے! اُسوقت بے اختیار میری زبان پر یہ آیت جاری ہوئی: "و اذا اراد اللہ بقوم سوءً فلا مرد لہ و ما لہم من دونہ من وال"

روس کا اعلان جنگ

میری جلاوطنی کی خبر پٹرزبرگ (دار الحکومت روس) پہنچی تو حکومت روس مسرت سے اُچھل پڑی۔ اب اُسنے باب عالی پر زور دینا شروع کیا کہ بلقان کے متعلق اُس کے مطالبات منظور کر لے۔ لیکن ترکی حکومت نے انکار کیا۔ اسپر روس نے اعلان جنگ کر دیا، اور دریائے طونہ کی طرف سے روسی فوج حملہ آور ہو گئی۔

اب سخت پریشانی پیدا ہو گئی۔ ہمارا خزانہ بالکل خالی پڑا تھا۔ میرے جاری کئے ہوئے بنک نوٹ، سلطان نے بے پروائی سے خرچ کر ڈالے تھے۔ نئے نوٹوں کا شایع کرنا سردست ناممکن تھا۔ اعلان جنگ نے سابق نوٹوں کی قیمت بھی کم کر دی تھی۔ حکومت کے لئے اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ رعایا سے زبردستی روپیہ وصول کیا جائے۔ چنانچہ یہی کیا گیا۔

اس سے بھی بڑی مصیبت، سلطان کی ناتجربہ کاری تھی۔ جنگ شروع ہوتے ہی سلطان نے عبدی پاشا اور ردیف پاشا کو معزول کر دیا۔ یہ دونوں سپہ سالار روسی سرحدوں سے واقف تھے اور اس جنگ کے لئے پہلے ہی سے نقشے مرتب کر چکے تھے۔ ان کی معزولی نے میدان جنگ میں سخت ابتری پیدا کر دی۔ اُسوقت ہماری جنگی قوت کافی تھی۔ ۵ لاکھ نظامی فوج نہایت عمدہ طور پر مسلح موجود تھی۔ رضا کاروں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ مگر سلطان کی شخصی مداخلت نے معاملہ خراب کر دیا۔ رضا کار فوجیں منتشر کر دی گئیں نظامی فوجوں میں بدنظمی پیدا ہو گئی۔ اسپر بھی سلیمان پاشا اور عثمان پاشا نے دشمن کی یلغار روک دی، اور امید بندھی کہ یہ دونوں سپہ سالار سلطنت کو خطرہ سے بچا لیں گے۔ مگر کوئی جنگی مرکز موجود نہ تھا۔ مختلف مقامات سے احکام صادر ہوتے تھے۔ ہر مقام میں سلطان کی ضد موجود تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سلیمان پاشا کی فوجیں بھاگنے لگیں اور عثمان پاشا، پلونہ میں قید ہو گئے۔ پلونہ میں روس کی پوری قوت موجود تھی۔ خود زار روس فوج کی قیادت کر رہا تھا۔

روس کو کامل فتح حاصل ہو گئی اور اُس کی مظفر و منصور فوجیں سین اسٹفانو (مضافات قسطنطنیہ) تک پہنچ گئیں۔ دوسری طرف سے انگریزی حکومت کا جنگی بیڑہ، باسفورس میں آ گیا اور قصر شاہی کے سامنے توپیں سیدھی کر کے کھڑا ہو گیا۔

میں اُسوقت یورپ میں اپنی جلاوطنی کے دن گزار رہا تھا۔ مجھے سلطنت کے معاملات میں مداخلت یا دُول یورپ سے گفت و شنید کا کوئی حق نہ تھا تاہم میرا دل یہ تباہی دیکھ کر بے چین ہو گیا اور میں نے جد و جہد شروع کر دی۔ لندن، پیرس، وائنا، برلن، تمام مراکز میں پھرا۔ اس سعی کا نتیجہ یہ ہوا کہ سین اسٹفانو کا ذلیل معاہدہ منسوخ ہو گیا اور سلطنت ایک مرتبہ پھر بچ گئی۔ مجھے وزرار سلطنت اور خود سلطان کی غفلت پر از حد افسوس ہے۔ عین اُسوقت جبکہ روس پلونہ کا محاصرہ کئے پڑا تھا، میں نے آسٹریا کو راضی کر لیا تھا کہ روس پر حملہ آور ہو جائے۔ آسٹریا کے حملے کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہ ہوتا کہ روسی فوجوں پر واپسی کا راستہ مسدود ہو جاتا اور سب کی سب یا تو قید ہو جاتیں، یا برباد ہو جاتیں۔ میں نے فوراً سلطان کو مفصل تار دیا۔ مگر بیس دن گزر گئے اور کوئی جواب نہ آیا۔ اس اثنا میں روس کو کامل فتح حاصل ہو گئی تھی!

میری ان خدمات کا اثر، سلطان پر پڑا۔ اُنھوں نے مجھے بے گناہ کو انتہائی "رحم و کرم" سے معاف کر دیا۔ دو سو پونڈ ماہوار کا وظیفہ

تاریخ شرق جدید کی تاریخی شخصیتیں

مدحت پاشا

شہید حریت و دستور

(۲)

سلطان کی معزولی

حسین عونی پاشا، رشدی پاشا، مدحت پاشا، اور خیر اللہ آفندی شیخ الاسلام نے مل کر طے کیا کہ ۳ جمادی الاولیٰ کو ولی عہد مراد آفندی کو تخت نشین کر دیا جائے۔ لیکن اس تاریخ سے دو دن پہلے ہی سلطان عبد العزیز کو کسی طرح اس معاملہ کی خبر پہنچ گئی اور انھوں نے عونی پاشا کو ملاقات کے لئے اپنے محل میں طلب کیا۔ مگر عونی پاشا نہیں گئے۔ کیونکہ انھیں افشاء راز کا حال معلوم ہو گیا تھا۔ چونکہ اب مزید تاخیر میں خطرہ تھا، اس لئے یہی طے پایا کہ فوراً تخت نشینی عمل میں لائی جائے۔ چنانچہ حسین عونی پاشا نے اسی رات اپنے شرکار کی مجلس منعقد کی، اور سلطان کی معزولی کے لئے بڑی تعداد میں فوج بھی جمع کر لی گئی۔

مدحت پاشا اپنی خود نوشتہ سوانح عمری میں لکھتے ہیں:

"ہم نے مناسب سمجھا کہ ولی عہد مراد آفندی کی تخت نشینی کا اعلان، وزارت جنگ کی عمارت میں ہو۔ چنانچہ میں (مدحت پاشا) اور رشدی پاشا صبح تڑکے وزارت جنگ کی طرف روانہ ہوئے حسین پاشا، احمد پاشا، ردیف پاشا، حسن پاشا، طولمہ باغچہ (قصر شاہی) میں گئے تاکہ وہاں فوج کو ضروری احکام دیں۔

"یہ تمام کارروائی پوری طرح مخفی رکھی گئی تھی۔ ہمیں یقین تھا کہ ہمارے رفقار کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں ہے۔ لیکن جب ہم وزارت جنگ میں پہنچے، تو یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے کہ وہاں لاکھوں آدمی جمع ہیں اور نئے سلطان کے ورود کا انتظار کر رہے ہیں۔ آج تک مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ یہ خبر تمام شہر میں راتوں رات کس طرح مشہور ہو گئی؟"

"مجمع، از حد جوش و خروش میں تھا۔ بڑی ہی بے چینی سے مراد آفندی کا انتظار کر رہا تھا۔ اچانک ولی عہد کی سواری نمودار ہوئی۔ حسین عونی پاشا ان کے ساتھ بیٹھے تھے۔ تمام مجمع نے نئے سلطان کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کی تخت نشینی کا اعلان ہو گیا۔ اسی وقت سلطنت کے تمام صوبوں اور یورپ کی تمام حکومتوں کو تار کے ذریعہ اس عزل و تخت نشینی کی اطلاع بھیج دی گئی۔ دار الخلافہ میں جشن شروع ہو گیا۔ ہر طرف جھنڈے بلند ہو گئے۔ اجنبی جہازوں نے بھی اپنے علم اونچے کر دیئے۔ لیکن روسی سفارت خانہ نے مظاہر جشن میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ اور دو دن تک عالم تذبذب میں رہا۔

"روس کو محمود ندیم پاشا کی معزولی سے سخت رنج ہوا تھا۔ اب خود سلطان کی معزولی نے اسے اور بھی برہم کر دیا۔ چنانچہ زار روس نے ترکی وزارت خارجیہ کے نام تار بھیجا کہ "انھیں اس بات پر سخت افسوس ہے کہ ایک معمولی سپہ سالار کی جرأت نے سلطان کو اس کے تاج و تخت سے محروم کر دیا ہے!"

"سلطان عبد العزیز معزول کر دیئے گئے، لیکن ان کی ذات اور عزت کو کوئی صدمہ نہیں پہنچایا گیا۔ پہلے دستور تھا کہ معزول سلاطین قید کر دیئے جاتے تھے، ہم بھی سلطنت کے مصالح کے لئے ایسا کر سکتے تھے، مگر ہم نے نہیں کیا۔ ہم جانتے تھے کہ ملک میں کوئی جماعت بھی سلطان کی طرفدار نہیں ہے۔ لہذا انھیں قید کرنا قطعاً غیر ضروری تھا۔ علاوہ بریں ہم دستوری نظام حکومت قائم کرنا چاہتے تھے، اور دستوری حکومت میں کسی شخص کو بھی بغیر جرم کے قید کرنا جائز نہیں ہوتا، اگرچہ وہ معزول بادشاہ ہی کیوں نہ ہو"

"معزول ہونے کے بعد سلطان عبد العزیز نے سلطان مراد کو دست خاص سے مبارکباد کا خط لکھا، اور محل طوب قپوسے "فرعیہ" میں منتقل کر دیئے جانے کی درخواست کی۔ درخواست منظور کر لی گئی اور معزول سلطان نہایت عزت و احترام کے ساتھ اپنی تین سو بیویوں اور کنیزوں کے ساتھ نئے محل میں منتقل ہو گئے۔

عبد العزیز کی خودکشی

ہم ابھی نئے سلطان کی تاج پوشی کے جلسوں سے پوری طرح فارغ بھی نہ ہوئے تھے، کہ سلطان عبد العزیز نے اپنی نخوت و غرور کے جنون سے بے خود ہو کر خودکشی کر لی۔

یہ واقعہ معزولی سے ۶ دن بعد پیش آیا۔ اتوار کے دن انھوں نے اپنے ایک ملازم سے قینچی طلب کی اور اپنے بازو کی رگیں کاٹ ڈالیں۔ ان کی موت خودکشی سے ہوئی۔ یہ بالکل یقینی بات تھی۔ تاہم مزید احتیاط کے خیال سے ہم نے اس کی باقاعدہ تحقیقات بھی کرائی۔ تمام شاہی طبیبوں اور اجنبی سفارت خانوں کے ڈاکٹروں کو بلا کر معائنہ کرا لیا گیا۔ ان ڈاکٹروں کی تعداد ۱۹ کے قریب تھی۔ انھوں نے بالاتفاق فیصلہ کیا کہ سلطان نے خودکشی کی ہے۔

سلطان مراد کی بیماری

سلطان مراد کی تخت نشینی ایک عظیم الشان مجمع کے سامنے عمل میں آئی تھی۔ اتنا بڑا مجمع انھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مجمع از حد جوش و خروش میں تھا اور پوری قوت سے نعرے بلند کرتا تھا۔ نیز سلطان کے اعصاب پر اس منظر نے بہت برا اثر کیا، اور وہ عصبی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ اس واقعہ کے چھٹے دن جب انھوں نے معزول سلطان عبد العزیز کی خودکشی کا حال سنا، تو مرض نے اور بھی زیادہ شدت اختیار کی۔ دوسرے ہی دن ان میں جنون کی علامتیں ظاہر ہو گئیں۔ ہم نے یہ واقعہ احتیاطاً مخفی رکھا اور علاج کرتے رہے، لیکن ۲۵ دن کے بعد ایک روز سلطان، باغ کے حوض میں پھاند پڑے اور محل کے خدام کو ان کے جنون کا حال معلوم ہو گیا۔ اب اخفا ممکن نہ تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں تمام شہر حقیقت حال سے واقف ہو گیا تھا!

سلطان کی بیماری نے سلطنت کو سخت نقصان پہنچایا۔ ہم نے دستور اساسی طیار کر لیا تھا، مگر اسی بیماری کی وجہ سے اعلان ملتوی کر دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ حکومت کے تمام کام معطل ہو گئے۔ حتیٰ کہ سفراء دول کے کاغذات تک کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ اگرچہ وزارت و حکومت موجود تھی، مگر قانون کے مطابق ہر حکم کے لئے سلطان کی منظوری لازمی تھی۔ اور سلطان اس قابل نہ تھے کہ معاملات سلطنت کی سماعت کر سکتے۔

ایک نئی مصیبت

اس صورت حال نے ہمیں سخت پریشان کر دیا تھا۔ ہم سلطنت کے معاملات پر غور کرنے کے لئے رات رات بھر بیٹھے رہتے۔ ایک رات میرے مکان پر شیخ الاسلام خیر اللہ آفندی اور وزراء سلطنت جمع تھے کہ ایک شخص حسن چرکسی نامی آیا۔ یہ فوج میں افسر تھا، اور سلطان عبد العزیز کے لڑکے شہزادہ یوسف عز الدین کا ایڈی کانگ رہ چکا تھا۔ اس نے وزیر جنگ سے ایک بہت ضروری معاملہ کے لئے ملاقات کی درخواست کی۔ جوں ہی وہ اندر داخل ہوا، حسین عونی پاشا پر پستول نکال کر حملہ کر دیا۔ حسین عونی کے سینہ پر گولی لگی اور ان کا کام تمام ہو گیا۔ چونکہ ہمارے پاس ہتیار نہیں تھے، بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ مگر قیصرلی احمد پاشا وزیر بحر نے قاتل کو گرفتار کرنا چاہا۔ قاتل نے انھیں بھی سخت زخمی کیا۔ وہ بھاگے۔ اس نے تعاقب کیا۔ میرا خادم احمد آغا اس سے لپٹ گیا۔ مگر قاتل نے اسے بھی قتل کر ڈالا۔ وزراء کے محافظ سپاہی دوڑے۔ مگر قاتل کی جیب میں ۵ پستول تھے۔ اس نے ۵ آدمی اور قتل کر دیئے۔ اب کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ اس کے قریب جائے۔ قاتل اب ایک دوسرے کمرے میں گھسا، وہاں راشد پاشا بیہوش پڑے تھے۔ اس نے انھیں بھی قتل کر دیا۔ بالآخر جب کافی تعداد میں مسلح پولیس کے سپاہی پہنچے تو وہ گرفتار کیا گیا۔

اس حادثہ نے سلطنت کو بہت نقصان پہنچایا۔ حسین عونی پاشا، فنون جنگ میں بے نظیر تھے۔ راشد پاشا، خارجی معاملات کے فہم میں مشہور تھے۔ ہمارے دشمن ان دونوں کی موت سے بہت خوش ہوئے۔

بلقان اور جزیرہ کریٹ کی شورش

ہم ان مصائب میں گرفتار تھے کہ مانٹی نگرو، سرویا، بلغاریا اور کریٹ میں شورشیں برپا ہو گئیں۔ ہمارے عزم و استقلال کے لئے یہ بڑا ہی نازک وقت تھا۔ با ایں ہمہ ہم نے بروقت کارروائیوں میں ذرا بھی کوتاہی نہ کی۔ فوراً ہر طرف فوجیں روانہ کر دی گئیں۔ ہماری فوجوں نے غیر معمولی شجاعت و ہمت دکھائی، اور تمام شورشوں کا خاتمہ کر دیا۔

سلطان عبد الحمید کی تخت نشینی

لیکن سلطنت کی حفاظت کے لئے مجنون سلطان کی معزولی

(۵) مکہ، مدینہ، طائف، جدہ، ینبوع کے مابین سڑکیں بنائی جائیں۔

(۶) حرم کعبہ میں نیا اضافہ کیا جائے۔ اُس کے انتظام میں خرابیاں ہیں۔ اصلاح کی جائے۔

(۷) چاہ زمزم سے پانی نکالنے کا موجودہ طریقہ اچھا نہیں۔ اصول حفظان صحت کے خلاف ہے۔

(۸) نہر زبیدہ کی موجودہ صورت حال خراب ہے۔ جابجا سے کھلی ہوئی ہے۔ قسم قسم کی گندگیاں اُس میں گرجاتی ہیں۔ لوگ کپڑے بھی اُس میں دھو لیتے ہیں۔ حاجی اور باشندے یہی پانی پیتے ہیں اور نقصان اُٹھاتے ہیں۔

(۹) نہر زبیدہ ناکافی ہے۔ جدید کنوئیں کھودنے چاہئیں۔

(۱۰) منیٰ، عرفات، اور بحرہ میں پانی اور سایہ کا انتظام نہیں ہے۔

یہ مجلس تفتیش و اصلاح کے مسودۂ اصلاحات کی چند سفارشیں ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے ان پر کہاں تک عمل ہوا ہے؟

تعلیم

نئے مدرسے جاری کئے جا رہے ہیں۔ مدارس کے لئے نصاب تعلیم اور دستور العمل بنایا جا رہا ہے۔ مصر و شام سے لائق مدرس طلب کئے جا رہے ہیں۔ صرف حجاز کے بڑے بڑے شہروں ہی میں نہیں بلکہ بدوی قبائل میں بھی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ بدوی باشندے باضابطہ مدارس سے مستفید نہیں ہو سکتے۔ لہذا اُن کے لئے تجدید سے خاص معلم بلائے گئے ہیں جو خود بھی بدوی ہیں اور بدوی عادات و طبائع سے واقف ہیں۔ اب تک ۳۰ قبیلوں میں تعلیم کا انتظام کیا جا چکا ہے۔ مگر ظاہر ہے تعلیمی اصلاحات کا نتیجہ ایک مدت کے بعد ہی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ تعلیمی لائحہ ایک فرمان کی صورت میں شایع کیا گیا ہے اور وہ بالاختصار یہ ہے:

دفعہ اول۔ کسی شخص کو حق نہیں کہ مجلس معارف کے لائحہ سے ہٹ کر بطور خود تعلیم دے۔

دفعہ دوم۔ جن علوم کی تعلیم دی جائے گی، وہ وہی ہونگے جنھیں مجلس معارف نے مقرر کر دیا ہے۔

دفعہ سوم۔ حجاز کی تعلیم گاہیں، مجلس معارف کے ماتحت ہونگی۔

دفعہ چہارم۔ گھروں میں تعلیم نہیں دی جا سکے گی الا یہ کہ مجلس معارف سے اجازت حاصل کر لی گئی ہو۔

دفعہ پنجم۔ تعلیمی نصاب اور دستور العمل عنقریب مرتب کیا جائے گا۔ سلطان نے اس کے لئے ایک مجلس کی تشکیل کا حکم دیدیا ہے۔

دفعہ ششم۔ تعلیمی لائحہ اور دستور العمل حسب ذیل اصول پر مبنی ہوگا۔

(۱) تعلیم کی غرض ایک ہو۔

(۲) حجاز میں تعلیمی بدنظمی دُور کر دی جائے۔ تمام تعلیم ایک ہی نظام کے ماتحت رہے۔ ابتدائی تعلیم، بتدریج اجباری کر دی جائے اور غریبوں کے لئے مفت ہو۔

(۳) حجاز میں تعلیم کے چار درجے قرار دئے جائیں: مکتبی، ابتدائی، ثانوی، اعلیٰ۔

(۴) مسجد حرام میں جو تعلیم جاری ہے، اُس کے لئے ایک ضابطہ مقرر ہو۔

(۵) مُدرسوں کی قابلیت کے لئے معیار مقرر کر دیا جائے۔

دفعہ ہفتم۔ مدارس اور تعلیم کی جانچ کے لئے مفتش مقرر کئے جائینگے وہ پوری تعلیم کی نگرانی کرینگے اور اپنی روداد یں مجلس معارف کے سامنے پیش کیا کرینگے۔

عدالتی نظام

عدالتوں کے لئے ایک نیا دستور العمل سلطان نے شایع کیا ہے۔ جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

دفعۂ اول: مکۂ معظمہ میں حسب ذیل عدالتیں قائم ہوں:

(۱) عدالت خفیفہ۔ اس کا مرکز قلعۂ جیدیہ میں ہوگا۔ یہ اُن تمام دیوانی و فوجداری مقدمات کا فوراً فیصلہ کرے گی جن میں ۳۰ گنی سے کم کا دعویٰ پیش ہوگا۔ اور جن میں مجرم کے لئے سنگین سزا نہیں ہے۔ اس کے فیصلے کی اپیل نہیں ہو سکتی۔ اِلّا یہ کہ ظواہر شرع کے صریح خلاف ہو۔

(۲) اسی قسم کی ایک اور عدالت بھی قائم ہوگی۔ یہ صرف بدوی قبائل کے مقدمات کا فیصلہ کرے گی۔

(۳) شرعی عدالت عالیہ۔ یہ اُن تمام مقدموں پر غور کرے گی جو عدالت خفیفہ کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں۔ اس کے فیصلے اُس کے قاضیوں کے اتفاق آرا یا اکثریت سے صادر ہونگے۔

دفعہ دوم۔ جدہ اور مدینہ میں بھی اسی قسم کی تینوں عدالتیں قائم کی جائیں۔

دفعہ سوم۔ مکہ کی عدالتوں میں قاضیوں کی تعداد حسب ذیل ہوگی:

(۱) عدالتہائے خفیفہ میں ایک ایک قاضی۔

(۲) عدالت عالیہ میں تین۔

دفعہ چہارم۔ عدالتی نگرانی کے لئے ایک مجلس قائم ہو۔ اس کا فرض یہ ہوگا کہ وقتاً فوقتاً مقدمات کی رفتار اور فیصلوں کی جانچ کرتی رہے۔ اگر کبھی غلطی دیکھے، تو فوراً بازپرس کرے۔

دفعہ پنجم۔ یہ مجلس ایک صدر، ایک کاتب (سکریٹری) اور تین ارکان سے مرکب ہوگی۔ خود سلطان ان لوگوں کو منتخب کرینگے۔

دفعہ ششم۔ اس مجلس کے وظائف حسب ذیل ہونگے:

(۱) تمام حدود شرعیہ پر نظر رکھنی۔

(۲) مالی مقدمات پر نظر ثانی کرنی بشرطیکہ کوئی فریق اس کی درخواست کرے۔

(۳) کم عمر بچوں کے حقوق اور اوقاف کے اموال کی حفاظت۔

(۴) امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔

(۵) اُن مسائل میں فتویٰ صادر کرنا جن کا تعلق شرعی عدالتوں سے نہیں ہے۔

(۶) اگر عدالتوں کے قاضی کسی معاملے میں مختلف ہوں اور فیصلہ نہ کر سکیں، تو اُنھیں مشورہ دینا۔

دفعہ ہفتم۔ فیصلہ کے صادر ہونے کے بعد اُس کے نفاذ میں ۵ دن سے زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔

دفعہ ہشتم۔ قاضیوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ عدالت کے اوقات میں لوگوں سے نجی کی ملاقاتیں کریں۔

دفعہ نہم۔ اپیل کی انتہائی مدت تیس دن ہے۔

یہ عدالتی نظام نامے کے چند دفعات کا خلاصہ ہے۔ اس نظام نامے کے ساتھ ہی دو شاہی فرمان بھی شایع ہوئے ہیں۔ ایک میں مکۂ معظمہ کی تینوں عدالتوں کے لئے قاضیوں (ججوں) کی تقرری منظور ہوئی دوسرے میں عدالتی نگرانی کی مجلس کے ارکان کے نام بتلائے گئے ہیں۔

عدالت عالیہ کے لئے تین قاضی مقرر ہوئے ہیں: شیخ محمد المرزوقی ابوحسین (صدر) بہجت البیطار (رکن) امین فودہ (رکن)۔ باقی دونوں عدالتوں کے لئے بالترتیب شیخ محمد التویجری اور شیخ حسین عبدالغنی مقرر کئے گئے ہیں۔

عدالتی نگرانی والی مجلس کے ارکان حسب ذیل ہیں:

(۱) شیخ عبداللہ بن حسن (صدر)
(۲) شیخ محمد العلی الترکی (کاتب)
(۳) شیخ علی المالکی (رکن)
(۴) شیخ محمد الباقر (〃)
(۵) شیخ سعید ابوالخیر (〃)

مجلس امر بالمعروف

عدالتی نظام نامے کے ساتھ ایک فرمان میں مجلس امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے قیام کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔ اس کی دفعات حسب ذیل ہیں:

(۱) اس مجلس کا مرکز، مکہ میں ہوگا۔ شاخیں، جدہ، مدینہ، طائف، ینبوع وغیرہ ملحقات میں ہونگی۔

(۲) ہر مقام کی مجلس میں حسب ضرورت ارکان کی تعداد رہے گی۔

(۳) ارکان کے لئے لازمی شرط یہ ہے کہ شریعت کے عالم، خوش اخلاق اور خوش اطوار ہوں۔

(۴) ہر مجلس کے ماتحت، مسلح فوج ہوگی اور اُس کے احکام نافذ کرے گی۔

(۵) ہر ہفتہ دو مرتبہ یہ مجلسیں جمع ہونگی۔

(۶) ان مجلسوں کے فرائض حسب ذیل ہیں:

(۱) باشندوں کو اوقات نماز میں متنبہ کرنا اور بے نمازیوں کو خوش اسلوبی سے نماز کی طرف راغب کرنا۔

(۲) جن مقامات میں خلاف شرع کام ہونے کا شبہ ہو، اُن کی نگرانی۔

(۳) باشندوں کو نرمی کے ساتھ معاصی و منکرات کے ترک کی ترغیب دینا۔

(۴) شادی و غمی میں خلاف شرع رسموں میں باز رکھنا۔

(۵) عوام کو فحش کلامی سے روکنا۔

(۶) کمزوروں کی مدد، بیواؤں سے حسن سلوک، لاچاروں کی دستگیری۔

(۷) حیوانات پر رحم۔

(۸) یہ مجلسیں ہر اُس بات کا حکم دیں گی اور ہر اُس بات سے منع کریں گی جس پر امت کا اجماع ہے۔ مختلف فیہ امور میں عدالتی نگرانی والی مجلس سے رجوع کریں گی۔ کیونکہ امر بالمعروف، معروف میں ہے۔ نہ کہ امور اجتہادیہ میں۔

تنبیہ۔ اِن مجالس کے ماتحت فوجوں کو سختی سے ممانعت کیجاتی ہے کہ احکام کے نفاذ میں ہرگز تشدد سے کام نہ لیں۔

مکۂ معظمہ کی مرکزی مجلس کے ارکان حسب ذیل ہیں:

(۱) شیخ عبدالرحمن لشناق (صدر)
(۲) 〃 عمر فقیہ (رکن)
(۳) 〃 محمد نور کتبی (〃)
(۴) 〃 محمد شیروانی (〃)
(۵) 〃 اسعد شفیع (〃)
(۶) 〃 عبداللہ بن عمار (〃)
(۷) 〃 عبیداللہ بن مطلق (〃)
(۸) 〃 سلیمان الصنیع (〃)
(۹) 〃 محمد الحضری (〃)
(۱۰) 〃 محمد عبدالرحمن العقل (〃)

مجلۃ الاحکام الشرعیہ

عدالتی اصلاحات کے سلسلہ میں سب سے بڑی اصلاح، جو سلطان ابن سعود کے پیش نظر ہے، وہ "مجلۂ احکام شرعیہ" ہے۔ آپکے قارئین سے مخفی نہیں کہ فقہ اسلامی کے مذاہب اربعہ کی تفریق سے شریعت کے قیام میں کس قدر دشواریاں پیدا ہو گئی ہیں۔ خصوصاً اُن ممالک میں جہاں چاروں مذاہب کے متبعین موجود ہیں۔ بلکہ خود ہر مذہب کی کتب میں اس قدر اختلاف ہے کہ شرعی عدالتوں کا کام نہایت دشوار ہو جاتا ہے۔ اب سے پہلے ٹرکی میں جب شرعی عدالتیں قائم

مقرر کیا۔ ایک ہزار پونڈ،، انعام دیا۔ ۵۰۰ پونڈ میرے بیوی بچوں کو مرحمت کئے۔ اور مجھے اجازت دی کہ اپنے خاندان کے ساتھ جزیرۂ کریٹ میں رہوں۔ چنانچہ یکم شوال ۹۵ھ میں میرا خاندان کریٹ پہنچ گیا۔

شام کی گورنری

لیکن دو ہی مہینے بعد مجھو فرمان شاہی ملا کہ تم شام کے گورنر مقرر کئے گئے۔ میں معاملہ کی تہ تک پہنچا ہوا تھا۔ دراصل سلطان مجھے پایۂ تخت سے دور رکھنا چاہتے تھے۔ میں نے معذرت کی۔ بڑھاپے کا عذر پیش کیا مگر مسموع نہ ہوا اور شام جانا پڑا۔ مجھے اس منصب سے خوشی ہوئی۔ اس لئے نہیں کہ مناصب کی طلب تھی۔ اب میں مناصب سے اُکتا سا گیا تھا اس لئے کہ شام میں میں اپنا جنون اصلاح پورا کر سکوں گا۔ میرا جنون، میری اصلاح پسندی ہے۔ میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔

شام میں آتے ہی میں نے محسوس کیا کہ مسلمان باشندوں میں تعلیم بالکل مفقود ہے۔ چنانچہ میں نے تعلیم کی اشاعت، تمام اصلاحات پر مقدم رکھی، اور سیکڑوں مدرسے جاری کر دیئے۔ میں نے ایک قانون بنایا کہ ۷ برس کی عمر کے بعد جو کوئی اپنے لڑکے کو مدرسے میں داخل نہیں کرے گا اُسے سزا دی جائے گی۔ ان مساعی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت جلد تعلیم کی طرف باشندوں کو رغبت پیدا ہو گئی۔ اور ہزارہا بچے پڑھنے لکھنے لگے۔ حالانکہ مجھ سے پہلے اس صوبے میں صرف گنتی کے چند مکتب قائم تھے اور اُن میں بھی صرف قرآن پڑھایا جاتا تھا۔

از سر نو سازشوں کا ظہور

تعلیم کے بعد میں نے دوسری اصلاحات شروع کیں۔ مگر اچانک دارالخلافہ میں میرے خلاف از سر نو سازشوں کا ظہور ہوا۔ سلطان نے داماد محمود پاشا اور رشدی پاشا وغیرہ کو جلاوطن کر دیا جو سعی اصلاح میں میرے ہم خیال تھے۔ اور محمود ندیم پاشا اور جودت پاشا کو اپنا مشیر بنا لیا جو اصلاح اور اصلاح پسند جماعت کے سخت دشمن تھے۔ پارلیمنٹ بند کر دی۔ دستور اساسی منسوخ کر دیا۔ پھر خود میرے متعلق، آستانہ کے اخبارات نے لکھنا شروع کیا کہ میں شام میں بغاوت کی طیاری کر رہا ہوں۔ عنقریب اپنی بادشاہی کا اعلان کر دوں گا۔ میں اس کی بھی پروا نہ کرتا، لیکن شام میں میری اصلاحات کی مخالفت پایۂ تخت سے ہونے لگی۔ اب میں نے دیکھا کہ استعفا پیش کر دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ چنانچہ اپنی پیری اور ضعیفی کی بنا پر استعفیٰ دے دیا۔ بڑی حجتوں کے بعد سلطان نے اُسے منظور کیا۔ لیکن حکومت کی خدمت سے مجھے علحدہ ہونے نہیں دیا۔ شام سے سمرنا کی گورنری پر بھیجدیا۔

سمرنا میں اصلاحات و ترقی

اُسوقت صوبۂ سمرنا کی حالت نہایت زبوں تھی۔ کوئی انتظام نہ تھا۔ ہر طرف لوٹ مار اور بے امنی پھیلی ہوئی تھی۔ میں نے از سر نو حکومت قائم کی۔ مدرسے جاری کئے۔ سڑکیں بنائیں۔ ٹریم جاری کی مگر دارالخلافہ میں میرے خلاف برابر سازشیں جاری تھیں۔ محمود ندیم پاشا برسر اقتدار تھا اور روس کے اشاروں پر کام کر رہا تھا۔

اب سلطان عبدالحمید بالکل کھل کھیلنا چاہتے تھے۔ جن جن لوگوں سے اُنھیں مخالفت کا ذرا بھی اندیشہ تھا، سب کو پایۂ تخت سے جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ مگر اسپر بھی وہ مطمئن نہ تھے۔ اس اثنا میں معزول سلطان مراد کا جنون دور ہو چکا تھا۔ سلطان عبدالحمید کو اندیشہ پیدا ہوا، مبادا اُنھیں دوبارہ تخت نشین کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ چنانچہ اُنھوں نے تمام اصلاح پسندوں کا خاتمہ کر دینا چاہا۔

✻

✻ مدحت پاشا کے خلاف مقدمہ

اس مقصد کے لئے سلطان عبدالحمید نے مرحوم عبدالعزیز کی خودکشی کو آلۂ کار بنایا۔ عبدالعزیز کی وفات، ایک سازش اور قتل کا نتیجہ قرار دی گئی۔ ایک برس تک خفیہ طیاریاں ہوتی رہیں۔ پھر اچانک داماد محمود جلال الدین پاشا، رشدی پاشا، سردار عبدی پاشا، ردیف پاشا، اور شیخ الاسلام خیر اللہ آفندی جلاوطن کر دئے گئے۔ وجہ یہ بتائی گئی کہ تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے کہ انہی لوگوں نے سلطان عبدالعزیز کو قتل کیا ہے۔ مگر وہ تحقیقات آجتک شائع نہیں کی گئی۔

اس اثنا میں میرے بعض دوست مجھے لکھ رہے تھے کہ عنقریب تم بھی گرفتار ہونے والے ہو۔ فوراً بھاگ جاؤ۔ نیز میرے ایک یورپین دوست نے آکر کہا "میں ایک جہاز خاص تمھارے لئے لایا ہوں۔ فوراً یورپ چلے جاؤ۔ ورنہ گرفتار ہو جاؤ گے" مگر میں نے قطعی انکار کر دیا۔ میں نے کہا سلطان عبدالعزیز نے خودکشی کی ہے۔ نہ میں نے اور نہ کسی اور نے اُنھیں قتل کیا ہے۔ جب میں مجرم ہی نہیں ہوں تو کیوں بھاگوں اور دشمنوں کو تہمت لگانے کا موقع دوں؟ میں نے ۴۰ برس سلطنت کی خدمت کی ہے۔ اب آخری وقت میں اُسے چھوڑ نہیں سکتا۔

میں نے یہ کہا حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ سلطان میرے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں اور جلد سے جلد میرا فیصلہ کر دینا چاہتے ہیں۔ مجھے ہر روز اپنی گرفتاری کا انتظار رہتا تھا۔ چنانچہ ۴ر مارچ کو جبکہ میں سمرنا کے دارالحکومت میں اپنے خاندان کے ساتھ سو رہا تھا، آدھی رات کے وقت مکان کو ۳ پلٹنوں نے محاصرہ کر لیا، اور مجھے قید کر کے آستانہ بھیجدیا گیا۔

برید شرق

مکتوب حجاز

(الہلال کے مقالہ نگار حجاز کے قلم سے)

جدید اصلاحات

گزشتہ ہفتہ معاہدۂ جدہ پر روشنی ڈال چکا ہوں۔ اس ہفتہ اُن جدید اصلاحات پر مفصل بحث کرنے کا ارادہ تھا جو حجاز میں شروع ہو چکی ہیں۔ مگر جب لکھنے بیٹھا تو معلوم ہوا ایک مضمون میں بحث نہیں ہو سکتی، کیونکہ اصلاحات کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ مجبوراً نہایت مختصر اشاروں پر اکتفا کروں گا۔

آپکے قارئین واقف ہیں کہ پچھلے دنوں سلطان ابن سعود بعض انتظامات کی تکمیل کے لئے نجد گئے تھے۔ اُن کی عدم موجودگی میں بعض بدنظمیاں حجاز میں رونما ہو گئی تھیں۔ یہ بدنظمی ایک حد تک قدرتی کہی جا سکتی ہے۔ کیونکہ موجودہ حکومت کی عمر ابھی بہت کم ہے اور صدیوں کے اختلال و فساد کے بعد حجاز میں بہت ہی زیادہ مدبر اور بیدار حکومت کی ضرورت ہے۔ باشندوں کے مزاج بگڑے ہوئے ہیں۔ ذرا سی غفلت میں بے لگام ہو جاتے ہیں۔

مجلس تفتیش

سلطان نے یہ صورت حال دیکھی تو فوراً اُس کے سدباب پر کمر بستہ ہو گئے۔ اُنھوں نے ایک مجلس "لجنۃ التفتیش و الاصلاح" کے نام سے قائم کر دی۔ اس مجلس کی طرف میں اپنے کسی پچھلے مکتوب میں اشارہ کر چکا ہوں۔ اس مجلس کا کام یہ ہے کہ حکومت کے تمام شعبوں کی جانچ پڑتال کر کے اصلاح کی تجویزیں سلطان کے سامنے پیش کرے۔ صرف اسی قدر نہیں بلکہ اُن تمام تدبیروں پر بھی غور کرے جو حجاز کی ترقی و خوشحالی کا موجب بن سکتی ہیں۔ سلطان نے اس مجلس کو کافی اختیارات دئے ہیں۔ یہ مجلس جو کچھ طے کر دیتی ہے، سلطان اُسے منظور کر لیتے ہیں۔

درحقیقت تمام جدید اصلاحات کا مسودہ اسی مجلس نے بنایا ہے۔ ذیل میں بعض اہم اصلاحات کا ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) تعلیم۔ مجلس نے فیصلہ کیا ہے کہ دنیا کے دوسرے ملکوں کی طرح حجاز میں بھی تعلیم تین درجوں پر تقسیم کر دی جائے: ابتدائی، ثانوی، اعلی۔ تمام تعلیم گاہوں کے لئے عام اس سے کہ سرکاری ہوں یا غیر سرکاری، ایک ہی نصاب اور دستور العمل بنایا جائے۔ نئی کتابیں تصنیف یا ترجمہ کی جائیں اور ان میں ملک کی استعداد کا لحاظ رکھا جائے۔ ۲۲ ارکان پر مشتمل ایک مجلس "مجلس معارف" کے نام سے قائم کی جائے اور پورا محکمۂ تعلیم اُس کے سپرد کر دیا جائے۔

(۲) مجلس تفتیش نے فیصلہ کیا کہ عدالتوں کا موجودہ نظام، فاسد ہے۔ اس میں تبدیلی کی جائے۔ اسوقت صورت یہ تھی کہ مقدمات کا فیصلہ مدتوں تک نہیں ہو سکتا تھا۔ دادخواہوں کو سخت پریشانیاں اٹھانی پڑتی تھیں۔ نتیجہ یہ تھا کہ باشندے اپنا نقصان گوارا کر لیتے، مگر عدالتوں کے تباہ کن پنجوں میں پھنسنا نہیں چاہتے۔ مجلس نے طے کیا کہ عدالتوں کا نظام بہت سادہ کر دیا جائے۔ مقدمات کے فیصلے میں تاخیر نہ ہونے پائے۔ شرعی احکام کے مطابق فوراً فیصلہ صادر ہو جائے۔ عدالت کے حکام کے غیر محدود اختیارات مقید کر دئیے جائیں۔ اُن پر باضابطہ نگرانی قائم کی جائے، تاکہ مقدمہ والوں کو اُن کی دیانت پر شبہ باقی نہ رہے۔ چھوٹی چھوٹی عدالتیں جابجا قائم کی جائیں۔ اِن کا کام یہ ہو کہ معمولی مقدمات کا تصفیہ فوراً کر دیا کریں۔

(۳) ملک میں حفظان صحت کا انتظام مکمل نہیں ہے۔ نئے شفاخانے کھولے جائیں۔ نئے طبی آلات مہیا کئے جائیں۔ لائق طبیبوں کی خدمات حاصل کی جائیں۔

(۴) ڈاک اور پولیس کے محکموں میں اصلاحات جاری کی جائیں۔

لاتنہ عن خلق وتأتی مثلہ عار علیک اذا فعلت عظیم

"حکومت کے عہدہ داروں کا سب سے پہلا فرض یہی ہو کہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کریں۔ حق کے معاملے میں کسی کی بھی ملامت کی پرواہ نہ کریں۔ کسی کے بھی شبہ سے نہ ڈریں۔ کیونکہ ملامت اور شبہ، دنیا کے حالات میں سے ہو۔ دین میں سے نہیں ہو۔ منکروں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں شبہ کیا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کے شکوک باطل کر دیئے۔ اپنا دین غالب کر دیا۔ منکروں کو خسران کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ یہ دارین کی سعادت کا ایک ذریعہ ہو کہ اشرار ہمیشہ اخیار کے دشمن ہوتے ہیں۔

"ہم کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہمارا رب، اللہ ہو۔ ہمارا دین، اسلام ہو۔ ہماری کتاب قرآن ہو۔ ہمارے نبی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن محض زبان کے دعوے سے کچھ نہیں ہوتا۔ خدا عمل چاہتا ہو: قل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ" بت پرست بھی، خدا پرستی کے مدعی تھے، مگر خدا نے اُنھیں قبول نہ کیا۔ منافق بھی ہم مسلمانوں ہی کے سے دعوے کرتے تھے؛ مگر خدا نے فرمایا "ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار"

"یہاں شرعی عدالتیں موجود ہیں۔ امر بالمعروف کی مجلسیں قائم کر دی گئی ہیں۔ یہ سب کیوں ہیں؟ صرف اظہار حق کے لئے۔ تم اے عہدہ داران حکومت! اس دین کے امین ہو۔ اس بلد امین کے امین ہو۔ تم اس کے ذمہ دار ہو۔ تم اس کے خادم ہو۔ پس جو احکام، شہر کے لئے جاری کئے جاتے ہیں، اُن کے سب سے پہلے مخاطب تم ہو۔ وہ تم پر سب سے پہلے نافذ ہونگے۔ یہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہوسکتا کہ کچھ لوگوں پر احکام جاری ہوں اور کچھ لوگ مستثنیٰ رہیں، اگرچہ مستثنیٰ رہنے والا خود ابن سعود اور اُس کا بیٹا فیصل ہی کیوں نہ ہو!

"ہم اس شہر میں کئے ہیں کیونکہ اُس سے بے حد محبت رکھتے ہیں۔ اُس کے باشندوں سے محبت رکھتے ہیں۔ اُن کے لئے بھلائی کی کوشش کرتے ہیں۔

"ہم اخیار سے محبت رکھتے ہیں۔ اشرار سے نفرت کرتے ہیں۔ الحمدللہ کہ دین و وطن کی برکت سے ہمیں بعض اعمال نافعہ کی توفیق حاصل ہوئی ہو: ہم نے جماعت امر بالمعروف ونہی عن المنکر قائم کر دی ہو۔ اُس کے احکام سب کے لئے یکساں طور پر واجب العمل ہیں۔ تم اے عہدہ دارو! سب سے زیادہ اُن احکام کے مخاطب ہو۔ کیونکہ تم ہی اُنھیں نافذ کرنے والے ہو۔ اگر تم خود اُن پر عامل نہ ہوگے، تو دوسرے بھی اُن پر عمل نہ کرینگے۔"

"ہم تم سے تین باتیں چاہتے ہیں:

(۱) اپنے اوقات میں نماز۔ ہرگز نماز جماعت سے تخلف جائز نہیں۔ الا یہ کہ عذر شرعی ہو۔

(۲) جملہ محرمات شرعیہ سے اجتناب، اشرار کی صحبت سے پرہیز۔

(۳) شرعی آداب کے مخالف امور میں غیر مسلموں کی تقلید سے احتراز۔

"مختصر یہ کہ تم پر حکومت کے احکام کی اطاعت اور پیروی لازم ہو، بشرطیکہ وہ احکام خلاف شرع نہ ہوں۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہو تمھاری حکومت کوئی خلاف شرع حکم صادر نہیں کرتی۔

"یقین کرو میں خود سب کی تفتیش کروں گا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں اچانک تم پر ٹوٹ پڑوں گا۔ جس کسی کو صراط مستقیم سے ہٹا ہوا دیکھوں گا اور اُس کی غلطی ثابت ہو جائے گی، پہلے اُس کے افسر کو قانون کے مطابق سزا دوں گا۔ پھر اُس شخص سے باز پرس کروں گا۔ یقین کرو سزا ہمیشہ سخت سے سخت اور بے رو رعایت ہوگی۔ پس ہوشیار ہو جاؤ۔ میری سنو، کیونکہ میں تمھیں خوف الٰہی کی وصیت کرتا ہوں!

"تمام عہدہ داروں پر فرض ہو کہ احکام حکومت پر عمل کریں۔ حکومت ہمیشہ امر الٰہی کا حکم دیتی اور نہی سے منع کرتی ہو۔ اگر ہم اللہ اور اُس کے رسول کے حکموں پر عامل ہوں، تو ہماری سنو اور اطاعت کرو۔ اگر خدانخواستہ ایسے نہ ہوں تو نہ تو ہماری سنو نہ اطاعت کرو!"

افسانہ

نپولین پر دوسرا حملہ

یکم مئی ۱۸۰۹ء میں نپولین آسٹریا میں جنگ کر رہا تھا۔ ۲۳ر اکتوبر کو جبکہ وہ اپنی فتحمند فوجوں کا معائنہ کر رہا تھا، یکایک میدان کے ایک گوشہ سے ایک خوبصورت نوجوان نمودار ہوا اور آہستہ آہستہ نپولین کی طرف بڑھنے لگا۔ مارشل برتینہ کی نظر اُس پر پڑی اور اُسنے اُسے روک کر کہا:

"اگر شہنشاہ کو کوئی درخواست دینی چاہتے ہو تو مجھے دیدو، میں پیش کر دوں گا" نوجوان نے جواب دیا "میں خود نپولین سے زبانی گفتگو کرنی چاہتا ہوں"

یہ کہکر نوجوان پیچھے ہٹا۔ مارشل نے خیال کیا وہ واپس جا رہا ہو۔ مگر اس کے مڑتے ہی نوجوان نے پھر آگے بڑھنا شروع کیا۔ مارشل کو شک ہوا، اور اُسنے ایک افسر کو حکم دیا کہ اُسے گرفتار کر کے لیجائے۔

یہ واقعہ کسی نے بھی نہیں دیکھا۔ سب فوج کی قواعد کے تماشہ میں مصروف تھے۔ تھوڑی دیر بعد افسر نے واپس آکر مارشل کو خبر دی کہ نوجوان کی جیب میں خنجر نکلا ہو جو ایک سفید کاغذ میں لپٹا ہوا تھا۔

جنگی قواعد ختم ہونے کے بعد مارشل نوجوان کو دیکھنے گیا، دیکھا ہو کہ وہ چارپائی پر پڑا ہو۔ اُس کے سامنے ایک عورت کی تصویر، نوٹ بک، اور چند سکے رکھے ہیں۔

مارشل نے سوال کیا:

"تمھارا کیا نام ہو؟"

"صرف نپولین کو بتاؤں گا"

"تم اس خنجر سے کیا کرنا چاہتے تھے؟"

"نپولین کو بتاؤں گا"

"شہنشاہ کی جان لینا چاہتے تھے؟"

"ہاں!"

"کیوں؟"

"نپولین کو جواب دوں گا"

چند منٹ بعد نپولین کو اس واقعہ کی اطلاع ہو گئی۔ اُسنے نوجوان کو اپنے سامنے طلب کیا۔ نوجوان کی شکلیں کسی تھیں۔ نپولین کے سامنے پہونچکر وہ ذرا بھی مرعوب نہیں ہوا۔

نپولین: "تم فرنچ جانتے ہو؟"

نوجوان: بہت کم"

"نام؟"

"فریڈریک سٹابس"

"وطن؟"

"جرمنی"

"باپ کا پیشہ؟"

"پروٹسٹنٹ پادری"

"تمھاری عمر؟"

"اٹھارہ برس"

"خنجر سے کیا کرنا چاہتے تھے؟"

"آپکو قتل!"

"تو دیوانہ ہو؟"

"ہرگز نہیں"

"بیمار ہو؟"

"نہایت تندرست ہوں"

"مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے تھے؟"

"کیونکہ تم نے میرے وطن کو بدبخت بنا دیا ہو!"

"کیا میں نے تیرے ساتھ بھی کچھ بُرائی کی ہو؟"

"ہاں میرے ساتھ بھی اور ہر جرمن کے ساتھ بھی"

"تجھے اس جرم کے لئے کس نے بھیجا ہو؟"

"کسی نے بھی نہیں۔ میں خود اپنے اس اعتقاد سے آیا ہوں کہ تمھیں قتل کر کے اپنے وطن اور تمام یورپ کو تمھارے شر سے نجات دیدونگا!"

"آج سے پہلے بھی تو نے مجھے دیکھا تھا؟"

"ہاں، ارفورٹ میں"

"اُسوقت بھی میرے قتل کا ارادہ تھا؟"

"ہرگز نہیں، میں سمجھتا تھا تم پھر کبھی جرمنی پر اعلان جنگ نہ کروگے، اُسوقت میں تم سے محبت کرتا تھا"

"یہاں وائنا میں کتنے دن سے ہو؟"

"دس دن سے"

"اتنے دن کیوں خاموش رہے؟"

"آج سے پہلے کوئی مناسب موقعہ نہیں ملا"

"میں پھر پوچھتا ہوں دیوانہ ہو یا بیمار؟"

"دونوں میں سے کوئی بھی نہیں"

"میں "کورفیسار" کو بلواتا ہوں"

"یہ کون شخص ہو؟"

"ڈاکٹر"

"لیکن مجھے ڈاکٹر کی مطلق ضرورت نہیں"

تمام حاضرین پر خاموشی طاری ہو گئی۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر آیا اور نبض دیکھی۔ نوجوان نے کہا:

"کیوں ڈاکٹر! میں بالکل تندرست نہیں ہوں؟"

ڈاکٹر نے نپولین سے عرض کیا:

"یہ بالکل تندرست ہو" نوجوان نے خوش ہو کر نپولین سے کہا:

تھیں اور فقہ حنفی پر فیصلہ صادر کرتی تھیں تو اُنھیں سخت دشواریاں پیش آتی تھیں۔ یہی دشواریاں دیکھ کر ترکوں نے ایک مجلہ یا قانون نامہ، فقہ حنفی سے مرتب کیا تھا اور ترکی عدالتیں اُسپر عمل کرتی تھیں

حجاز میں چاروں مذاہب کے پیرو موجود ہیں۔ مالکیوں اور شافعیوں کی اکثریت ہے۔ موسم حج میں تو تین چار مہینے کے لئے ہر ملک و مذہب کے مسلمان لاکھوں کی تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ حجاز میں کسی ایک فقہی مذہب کو معتبر قرار دینا اور باقی کو پس پشت ڈال دینا، صریح ناانصافی ہوگی۔ لہذا سلطان ابن سعود نے یہی مناسب سمجھا کہ حجاز کی شرعی عدالتیں کسی ایک مذہب سے مقید نہ ہوں بلکہ بیک وقت چاروں مذاہب پر حسب حالت فریقین عمل کریں۔ چونکہ تمام اہل سنت و جماعت مسلمان، چاروں مذاہب فقہ کی بنیادی حق تسلیم کرتے ہیں، اس لئے سلطان نے طے کیا کہ مذاہب اربعہ کے زیادہ سے زیادہ مستند اور ضروریات زمانہ کے مطابق احکام لئے جائیں اور اُنہی کی بنا پر عدالتیں فیصلہ کریں۔

مگر موجودہ زمانہ میں ایسے علماء و قضاۃ کا ملنا مشکل ہے جو بیک وقت چاروں مذاہب کے ماہر ہوں، لہذا سلطان نے طے کیا کہ ایک مجلہ یا قانون نامہ مرتب کیا جائے اور اُس میں مذاہب اربعہ کے متفق علیہ احکام اور زیادہ سے زیادہ مستند اور وقت کے مناسب احکام جمع کردیئے جائیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے سلطان، عنقریب مذاہب اربعہ کے مشہور علماء کی ایک مجلس مرتب کرنے والے ہیں۔ یہی مجلس یہ مجلہ طیار کرے گی۔

حفظان صحت

سلطان نے حفظان صحت کے انتظامات بھی شروع کردیئے ہیں۔ متعدد مصری و شامی ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کرلی ہیں۔ جدہ میں ایک طبی مرکز قائم کرنے کی منظوری صادر کرلی ہے۔ یہ طبی مرکز جدید ترین صحی اسلوب پر قائم ہوگا۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ متعدد حجازی نوجوان یورپ بھیجے گئے ہیں تاکہ طبی علوم کی تکمیل کریں۔ حجاز کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ اُس کے نوجوان تعلیم کے لئے باہر بھیجے جا رہے ہیں۔

جدید سڑکیں

جدہ اور مکہ کے درمیان پرانی سڑک کی مرمت ہو رہی ہے۔ اس راستے میں جابجا دُور دُور تک ریت پھیلی ہوئی تھی اور حاجیوں کو سخت تکلیف ہوتی تھی۔ سلطان نے اُس کی مرمت جاری کردی ہے۔ پوری سڑک پر پتھر کوٹا جا رہا ہے۔ آئندہ موسم حج میں حاجی یہ سڑک بالکل طیار پائیں گے اور بہت آرام حاصل کرینگے۔

مکہ اور طائف کے مابین بھی ایک سڑک بنائی گئی ہے۔ اسپر موٹر چلنے لگے ہیں۔ طائف، مکہ کے لئے روح کا حکم رکھتا ہے۔ سبزیاں، ترکاریاں، میوے، مکہ میں طائف ہی سے آتے ہیں۔ اب سے پہلے دونوں شہروں کے مابین سفر ۳ دن میں ختم ہوتا تھا۔ اب صرف ۴ گھنٹے میں طے کیا جاتا ہے۔ طائف کی آب و ہوا نہایت عمدہ ہے۔ مناظر ایسے ہیں کہ حجاز کا سوئٹزرلینڈ معلوم ہوتا ہے۔ مگر اب تک اُس کی آبادی و ترقی کا کوئی سامان نہ تھا۔ سلطان اُسے آباد کرنا چاہتے ہیں۔ طائف، حجاز کا قدرتی طور پر گرمائی پایہ تخت ہے۔ سلطان نے اپنا خاندان طائف بھیجا ہے تاکہ مکہ کے دوسرے باشندوں کو بھی ترغیب ہو اور وہ گرمی میں وہاں جاکر رہا کریں۔

ینبع اور مدینہ کے مابین بھی سڑک بن رہی ہے۔

حرم میں اصلاحات

حرم کعبہ میں دو قسم کی اصلاحات شروع ہوگئی ہیں: تعمیری اصلاحات اور انتظامی اصلاحات۔

تعمیری اصلاحات کے سلسلہ میں تین امور اہم ہیں:

(۱) حرم کا موجودہ رقبہ، حجاج بیت اللہ کے لئے ناکافی ہے۔ لہذا اطراف حرم کے بعض مکان، حکومت نے خرید لئے ہیں تاکہ مسجد زیادہ وسیع کردی جائے۔ یہ توسیع "باب زیادہ" کی طرف سے عمل میں آئیگی

(۲) حرم کے گرد مکانوں کا ایسا سلسلہ قائم ہے کہ بیت اللہ کی رونق و عظمت پوری طرح ظاہر نہیں ہوتی۔ لہذا حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ بتدریج اطراف کے مکان خرید کرکے منہدم کردیئے جائیں۔

(۳) مسجد حرام کے صحن پر کوئی چھت نہیں ہے صرف اطراف کے دالان ہیں، لیکن وہ بھی دھوپ کی مداخلت سے محفوظ نہیں ہیں۔ اس سے حاجیوں کو سخت تکلیف ہوتی تھی۔ دھوپ کی شدت سے بہت آدمی بیمار ہو جاتے تھے۔ اب سلطان نے فیصلہ کیا ہے کہ چاروں طرف دالانوں کے سامنے پتلے پتلے آہنی ستون کھڑے کئے جائیں اور اُن پر ۸½ مٹر لمبا شامیانہ نصب کردیا جائے۔ یہ شامیانہ دن میں تان دیا جائے گا اور رات کو اُٹھا دیا جائے گا تاکہ ہوا بند نہ ہو۔ اس تبدیلی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کم سے کم ۲۰ ہزار آدمی بیک وقت سایہ میں بیٹھ سکینگے!

(۴) حرم کے صحن میں سنگ ریزوں کا فرش ہے۔ اس سے حرم میں گرمی زیادہ رہتی ہے اور پوری طرح صفائی بھی نہیں ہوسکتی۔ سلطان نے فیصلہ کیا ہے کہ سنگ ریزے اُٹھا دیئے جائیں اور تمام فرش پر سمنٹ کردیا جائے۔ چنانچہ سمنٹ بچھانے کی مشین آگئی ہے۔

انتظامی اصلاحات بھی بہت ہیں۔ صرف بعض کا ذکر کرتا ہوں:

(۱) اب تک کعبہ کے اندر داخل ہونے کے لئے حاجیوں کو روپیہ ادا کرنا پڑتا تھا۔ اب یہ ناجائز قرار دیا گیا۔ تمام حاجی ایک پیسہ بھی ادا کئے بغیر بیت اللہ میں داخل ہونگے۔

(۲) موجودہ اغوات کی (خواجہ سرا جو حرم کعبہ کی خدمت پر مامور ہیں) تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں کمی کردی جائے گی۔

(۳) حرم میں نماز کے لئے ۱۰ امام کافی ہیں۔ باقی موقوف کردیئے جائیں گے۔

(۴) علماء سے فتویٰ طلب کیا جائے گا کہ امامت کی اُجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) حرم میں صفائی کا انتظام ناکافی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ فراشوں کی تنخواہ بہت کم ہے۔ اُن کی تنخواہ میں اضافہ کیا جائے گا۔

(۶) مکبرین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اُن میں کمی کی جائے گی۔

(۷) حرم میں کُل ۲۰ دروازے ہیں۔ ۴ دروازے، اطراف کے مکان والوں کے ہیں۔ ان لوگوں کو تنبیہ کیا جاتا ہے کہ اپنے دروازوں پر دربان مقرر کریں تاکہ یہ دروازے عام گزرگاہ نہ بن جائیں کیونکہ حرم بیت اللہ، عبادت کا مقام ہے نہ کہ شارع عام۔ باقی ۱۶ دروازوں میں ہر ایک کے واسطے دو دو دربان مقرر کئے جائیں گے تاکہ انتظام قائم رکھیں۔

(۸) شرعاً مسجد میں سونا جائز نہیں، الا اُن پردیسیوں کے جو کوئی جائے پناہ نہیں رکھتے۔ لیکن مکہ میں ہر آنے والا یہی عذر پیش کرسکتا ہے۔ لہذا حرم میں سونا قطعی طور پر ممنوع قرار دیا گیا۔ صرف اعتکاف کرنے والے اس سے مستثنیٰ ہیں۔

(۹) حرم کی نگرانی کے لئے ۸ مفتش مقرر کئے گئے۔ یہ لوگ حرم کے جملہ انتظامات کی نگرانی کرینگے۔

(۱۰) ایک مجلس "مجلس ادارۃ الحرم" کے نام سے قائم ہوگی وہی حرم کے انتظامات کی ذمہ دار ہوگی۔

چاہ زمزم

چاہ زمزم کی موجودہ صورت یہ ہے کہ کھلا ہوا ہے۔ ڈول سے پانی نکالا جاتا ہے۔ پانی نکالنے والوں اور پینے والوں کی دھوون اُسی میں گرتی رہتی ہے۔ پھر سب حاجیوں کو حسب مرضی پانی بھی نہیں ملتا۔ عام طور پر اُنھیں پانی کے لئے اُجرت دینا پڑتی ہے۔ ان تمام خرابیوں کے سدباب کے لئے سلطان نے طے کیا کہ کنواں اوپر سے ڈھک دیا جائے۔ زمزم کی پیمائش سے معلوم ہوا کہ اُس کا کل عمق ۴۲ مٹر ہے۔ ۳۲ مٹر میں پانی ہے، باقی دس مٹر اُس کی دیوار ہے۔ ہندسی تحقیقات سے ثابت ہوا کہ اگر پانی نکالنے کا معقول انتظام کیا جائے تو اس سے کئی گنا زیادہ پانی کنواں دے سکتا ہے، حتیٰ کہ پورا شہر اُس سے سیراب ہوسکتا ہے۔ لہذا طے پایا کہ پانی نکالنے کی جدید ترین مشین نصب کی جائے۔ حرم کے چاروں طرف نل پھیلا دیئے جائیں اور اُن میں پانی جاری کردیا جائے۔ اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حاجی بغیر کسی زحمت کے جس وقت چاہیں گے زمزم کا پانی پی سکیں گے۔

جدید کنوئیں

مکہ، منیٰ، عرفات، بحرہ وغیرہ میں جدید قسم کے کنوئیں کھودے جا رہے ہیں۔ وادی نعمان، شہداء، اور منیٰ میں کام شروع بھی ہو چکا ہے۔ لیکن صرف ان کنووں سے پانی کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔ بڑے بڑے حوضوں کی بھی ضرورت ہے۔ چنانچہ طے کیا گیا ہے کہ برسات اور پہاڑی سیلاب کا پانی محفوظ کردینے کے لئے حوض بھی بنائے جائیں۔

نہر زبیدہ

چونکہ نہر زبیدہ مکہ معظمہ میں میٹھے پانی کا تنہا منبع ہے۔ لہذا اُس کی حفاظت و ترقی کے لئے سلطان نے خاص توجہ کی ہے۔ یہ نہر جابجا سے کھلی ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ بعض مقامات میں ۲۰۰ سے ۳۰۰ مٹر تک کھلی ہے۔ اس کا بند کرنا بھی مشکل ہے۔ کیونکہ باشندے پیاس سے مرجائیں گے۔ مگر اس کے کھلے رہنے سے یہ شدید نقصان ہے کہ لوگ اُسمیں میلے کپڑے دھوتے اور نہاتے ہیں۔ اُن کی نگرانی ناممکن ہے۔ لہذا طے پایا کہ عرفات میں ایک بہت بڑا تالاب بنایا جائے۔ نہر کا تمام پانی جدید ترین صحی اصول پر اُس میں صاف کیا جائے، اور صاف ہونے کے بعد آگے بڑھے۔ اس تدبیر کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ مکہ کے باشندوں اور حاجیوں کو آدھی بیماریوں سے نجات مل جائے گی جو سراسر اسی نہر کا پانی پینے سے پیدا ہوا کرتی تھیں۔

سایہ کا انتظام

طے پایا کہ منیٰ، عرفات، مزدلفہ، مکہ، اور جدہ کے مابین حجاج کے واسطے بڑے بڑے ایوان تعمیر کئے جائیں تاکہ وہ اُنکے نیچے دھوپ سے پناہ حاصل کرسکیں۔ ہر موسم حج میں دیکھا جاتا ہے کہ سیکڑوں حاجی دھوپ کی تپش سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اس انتظام سے یہ مصیبت بڑی حد تک دُور ہو جائے گی۔

سلطان کی ایک تقریر

گزشتہ ہفتے سلطان نے اپنی حکومت کے تمام عہدہ داروں کو جمع کیا اور اُن کے سامنے ایک طویل تقریر کی۔ اُس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

"آپ جانتے ہیں سب سے افضل عمل، کلمہ حق کا اعلان ہے۔ سب سے بدترین عمل، حق کا اخفا ہے۔ ہماری مجلسیں ہمیشہ، کلمہ حق کے اظہار حکام، و رعایا کی نصیحت و ہدایت کے لئے ہونی چاہئیں۔

"ہم آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ ترقی کرنا چاہتے ہیں لیکن مضبوط قدموں سے۔ ترقی میں ہمارے خیالات، ہمارے معتقدات، ہماری آرزوئیں ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالح کی پیروی کے تابع ہونی چاہئیں۔ دُنیا کا جو کام ہمارے دین کے مطابق ہوگا، اُسے کریں گے، جو مخالف ہوگا، اُس سے باز رہیں گے۔

"حکومت کے عہدہ داروں کا فرض ہے کہ یہ حقائق بیان کریں لیکن صرف قول و بیان کافی نہیں ہے۔ عمل بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم؟" عربی شاعر کہتا ہے:

احرار اسلام

اوائل عہد اموی کی اسلامی ذہنیت

ایک بڑھیا خلیفہ کے دربار میں

سودہ بنت عمارہ

سودہ بنت عمارہ حضرت علی علیہ السلام کے جاں نثاروں میں تھی جنگ صفین میں اُس کے پُرجوش خطبوں اور رجزیہ شعروں نے شامیوں پر عرصۂ کارزار تنگ کردیا تھا۔ اُس کے بھائی نے نہایت پامردی سے شامی شجاعوں کو شکست دی تھی۔

جب امیر معاویہ رض تخت سلطنت پر متمکن ہوگئے، تو ایک دن یہ اپنے قبیلہ کی شکایت لے کر دربار میں پہنچی۔ جو گفتگو اس میں اور امیر معاویہ میں ہوئی، تاریخ اسلام کے اوراق نے محفوظ کرلی ہے۔ یہ وہ وقت تھا کہ خلافت راشدہ کا دورِ حریت ختم ہوچکا تھا، اور امیر معاویہ رومی وایرانی شہنشاہیت کے جاہ وجلال سے تخت خلافت کو روشناس کرچکے تھے۔ پھر بھی اسلام کی پیدا کی ہوئی روحِ حریت کا یہ حال تھا کہ قبائل کی ایک معمولی بڑھیا عورت دربار شاہی میں آتی تھی، اور بغیر کسی جھجک کے سخت سے سخت مخالفانہ خیالات ظاہر کردیتی تھی!

امیر کی نظر جب سودہ پر پڑی، تو بے اختیار بول اُٹھے "کیا تم ہی وہ سودہ ہو جو صفین کی لڑائی میں میری جماعت کے خلاف نہایت جوش وخروش سے یہ اشعار سنا رہی تھیں؟"

شمر کفعل ابیک یا ابن عمارة   یوم الطعان وملتقی الاقران

اے فرزند عمارہ! نبرد آزمائی اور جنگ جوئی میں اپنے باپ کے سے کارنامے کر دکھا!

وانصر علیاً والحسین ورهطه   واقصد لهند وابنها بهوان

علی کی، حسین کی، اور اُنکے خاندان کی حمایت کر۔ ہند اور اُس کے بیٹے کو خوار کردے۔

ان الامام اخو النبی محمد   علم الهدی ومنارة الایمان!

امام (یعنی حضرت علی) محمد صلعم کے بھائی ہیں، ہدایت کا نشان اور ایمان کا منارہ ہیں!

نقه الحتوف وسر امام لوائه   قدما بابیض صارم وسنان!

اُسے خطروں سے بچا۔ اُس کے جھنڈے کے آگے شمشیر آبدار اور نیزہ لے کر پیشقدمی کر!

"ہاں قسم خدا کی،" سودہ نے فوراً جواب دیا "میرا جیسا آدمی نہ حق سے منہ پھیر سکتا ہے نہ جھوٹ بولکر معذرت کرسکتا ہے۔ وہ میں ہی تھی،"

"تم نے یہ حرکت کیوں کی تھی؟" امیر معاویہ نے سوال کیا۔

"علی علیہ السلام کی محبت اور اتباع حق کی وجہ سے،" سودہ کا جواب تھا!

"لیکن علی رض نے تمہیں کیا بدلہ دیا؟" امیر نے پھر سوال کیا۔

"پچھلی باتوں کے تذکرہ سے کیا فائدہ؟" سودہ نے جواب دیا۔

"ہیہات!،" امیر معاویہ نے کہا "تمہارے بھائی کا معاملہ بھلایا نہیں جاسکتا۔ مجھے کسی سے بھی اتنی تکلیف نہیں پہنچی جتنی تمہارے بھائی اور تمہاری قوم سے پہنچی ہے"

"سچ ہے" سودہ نے جرأت سے کہا "میرا بھائی حقیر آدمی نہ تھا کہ بھلا دیا جاسکے۔ واللہ وہ ویسا تھا جیسا خنساء نے اپنے بھائی صخر کے بارے میں کہا ہے:

وان صخر التأتم الهداة به   کأنه علم فی رأسه نار

صخر وہ ہے جس کی پیروی رہبر کرتے ہیں۔ گویا پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر آگ روشن ہے!

"سچ ہے۔ تیرا بھائی ایسا ہی تھا،" امیر نے تصدیق کی: "اچھا، کہو میرے پاس کیوں آئیں؟"

"تم اب آدمیوں کے سردار اور اُن کے معاملات انجام دینے والے بن گئے ہو" سودہ نے کہا "خدا تم سے ہماری بابت اور ہمارے حقوق کی بابت سوال کرے گا۔ تمہاری طرف سے ہمارے یہاں ایسے حکام آتے رہتے ہیں، جو تمہاری شوکت پر گھمنڈ کرتے، اور تمہاری قوت سے جباری کرتے ہیں۔ یہ ہمیں اس طرح کاٹ رہے ہیں، جس طرح کھیتی کاٹی جاتی ہے، یہ ہمیں ذلیل کرتے ہیں۔ ہم سے بدسلوکی کرتے ہیں۔ تمہارا والی بسر بن ارطاۃ تمہاری طرف سے آیا اور میرے آدمی مار ڈالے، میرا مال چھین لیا، اور مجھے ایک ایسی بات کہنے پر مجبور کرنا چاہا جو میرے منہ سے نکلنا ناممکن ہے (یعنی حضرت علی علیہ السلام سے اظہار بیزاری) اگر اطاعت واجب ہوتی تو ہمارے اندر بھی قوت واستعداد تھی۔ بہرحال اُسے معزول کردو اور ہمارے شکریہ کے مستحق بنو، ورنہ پھر ہم تمہیں دکھا دینگے۔"

"تو مجھے دھمکاتی ہے!،" امیر نے کہا "میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ تجھے سرکش اونٹ پر بٹھا کر بسر بن ارطاۃ کے پاس بھیجدوں تاکہ جو سزا چاہے، دے دے۔"

سودہ نے سر جھکالیا۔ پھر سر اُٹھایا اور یہ شعر پڑھے:

صلی الاله علی جسم تضمنه   قبر فاصبح فیه العدل مدفونا!

خدا کی رحمت اُس جسم پر، جسے قبر نے چھپالیا ہے، اور عدل اُس میں مدفون پڑا ہے۔

قد حالف الحق لا یبغی به بدلا   فصار بالحق والایمان مقرونا

وہ ہمیشہ حق کے ساتھ تھا، اُسے کبھی نہیں چھوڑتا تھا۔ اُس کا نام حق وایمان کے ساتھ ہمیشہ کے لئے جُڑ گیا ہے!

"یہ کون ہے؟" امیر نے انجان بن کر سوال کیا۔

"علی بن ابی طالب علیہ السلام" سودہ کا برجستہ جواب تھا۔

"اُسنے تیرے ساتھ کیا کیا کہ تیری نظر میں ایسا بن گیا؟" امیر نے پوچھا۔

"اُنھوں نے ہم سے صدقہ وصول کرنے کے لئے ایک شخص کو مقرر کیا تھا" سودہ نے کہا "میرے اور اس شخص کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ میں اُس کی شکایت لے کر امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ اُسوقت نماز کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی نماز چھوڑ دی، اور بڑے ہی لطف اور نرمی سے میرا حال پوچھا۔ میں نے تمام واقعہ بیان کردیا۔ آپ سُنتے ہی رونے لگے۔ پھر آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر فرمایا "خدایا! تو مجھ پر اور میرے عمال پر گواہ ہے۔ میں نے اُنھیں تیری مخلوق پر ظلم کرنے کا حکم نہیں دیا" اس کے بعد اپنی جیب سے ایک کھال کا ٹکڑا نکالا اور اُس پر لکھا:

"بسم الله الرحمن الرحیم۔ قد جاءتکم بینة من ربکم فاوفوا الکیل والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءهم، ولا تعثوا فی الارض مفسدین بقیة الله خیر لکم ان کنتم مؤمنین، وما انا علیکم بحفیظ۔ اذا قرأت کتابی فاحتفظ بما فی یدیک من عملنا حتی یقدم علیک من یقبضه منک، والسلام"

(تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس روشنی آچکی ہے۔ لہذا ناپ تول ٹھیک ٹھیک کرو۔ لوگوں کا حق نہ مارو۔ زمین میں فساد برپا نہ کرو۔ اللہ کا بقیہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ میں تم پر محافظ نہیں ہوں۔ میری یہ تحریر پڑھنے کے بعد جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہمارا کام ہوا ہے، محفوظ رکھ۔ یہاں تک کہ وہ شخص پہنچ جائے جو تجھ سے وہ سب وصول کرلے۔ یعنی اُس حاکم کو معزول کردیا۔)

"میں نے امیر المؤمنین کے ہاتھ سے خط لے لیا۔ واللہ اُس پر اُنھوں نے نہ تو کوئی مُہر لگائی، نہ اُسے بند ہی کیا۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے اُسے حرف حرف پڑھ لیا"

"ابن ابی طالب نے تمہیں حکام پر جری بنا دیا ہے" امیر معاویہ نے کہا "بہت دیر میں یہ جرأت تم سے دور ہوگی"

پھر حکم دیا کہ سودہ کا مال واپس کردیا جائے اور اُس سے اچھا برتاؤ کیا جائے۔

"یہ حکم میرے لئے خاص ہے یا میری پوری قوم کے لئے"؟ سودہ نے سوال کیا۔

"تجھے دوسروں سے کیا سروکار؟" امیر معاویہ نے کہا۔

"تو واللہ یہ کمینگی اور بدکاری ہے" سودہ نے کہا "اگر عدل عام نہیں تو میں اُسے نہیں قبول کرتی"

مجبوراً امیر معاویہ نے حکم دیا کہ اُس کے پورے قبیلے کی بابت فرمان لکھ دیا جائے۔ (عقد الفرید وبلاغات النساء)

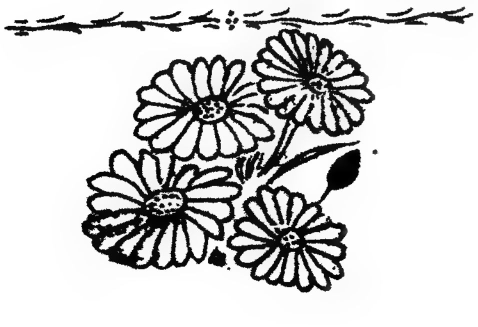

دہلی کے نامی اور نامور مشہور و معتبر مقبول خاص و عام اسم با مسمّیٰ
ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی کا

عدیم المثال نادر الوجود سالئی
تحفہ

تار کا کافی پتہ

ماء اللحم دو آتشہ
بہ نسخۂ خاص

ہمدرد دہلی

زندگی جیسی عزیز اور پیاری چیز ہی وہ ظاہر ہی۔ لیکن تندرستی بھی ایک ایسی نعمت ہی کہ بغیر اس کے زندگی بے لطف بلکہ بیکار ہی۔ تندرستی ہزار نعمت ہی۔ تندرستی ہی تو سب کچھ ہی۔ اگر آپ کو تندرستی کی قدر ہی اور تندرست رہنا پسند کرتے ہیں تو ہمارا تازہ کشید کیا ہوا ماء اللحم استعمال کیجئے اور پیری میں شباب کا لطف اُٹھائیے یہ امر تو مسلم ہو کہ ماء اللحم مقوی ارواح ہی، بدن میں چستی اور توانائی پیدا کرنا۔ رنگ کا نکھارنا۔ روح کو تازگی اور قوت دینا۔ گئی ہوئی طاقت میں از سر نو جان کا ڈالنا اسکی خاصیت ہی۔ مگر ہمارا ماء اللحم خصوصیت کے ساتھ پیروں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بناتا ہی اس لئے کہ نادر اور بیش قیمت اور مقوی اور فرحت بخش اجزاء سے بطرز خاص تیار کیا گیا ہی نسخہ بھی اس کا معمولی اور کتابی نہیں ہی بلکہ عالیجناب شفاء الملک بہادر غفران آب رئیس اعظم دہلی کا خاص خاندانی نسخہ ہی جو جناب ممدوح نے بغرض رفاہ عام "ہمدرد دواخانہ" کو مرحمت فرمایا ہی۔ ایک مرتبہ ماء اللحم کا استعمال فرما کر خدا کی قدرت کا مشاہدہ کیجئے۔ فائدہ تو تین دن کے بعد ہی معلوم ہوتا ہی مگر معتدبہ اور پورا فائدہ ایک چلہ میں ہوتا ہی۔ پبلک کو صرف اپنی لفاظی اور خوش بیانی سے خوش کر دینا ہمارا شیوہ نہیں ہی۔ مگر بعض اُمور میں ہم کو اپنی سچائی کے اظہار کا کوئی موقع ہی نہیں ملتا ہی تو مجبور ہو کر اشتہار دینا پڑتا ہی۔

ماء اللحم کے استعمال کا یہی موسم ہی اور یہی زمانہ ہی منگائیے! اور آزمائیے!! تجربہ بتا دے گا کہ ہمدرد کہاں تک اپنے دعویٰ میں سچا ہی مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت بھی بہ نظر ہمدردی **پانچ روپیہ** فی بوتل مقرر کی گئی ہی۔ علاوہ اس کے چند قسم کے حلوے مقوی اور خوش ذائقہ نہایت نفیس تیار ہیں جن کے پورے افعال و خواص آپ فہرست میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ نیز ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں اس دواخانہ سے مناسب قیمت پر ملتی ہیں۔ فہرست ۱۹۲۷ء مع جنتری تیار ہی۔ مفت طلب فرمائیے۔ خط و کتابت کے لئے کافی پتہ "منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی"

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

حیرت انگیز رعایت

پندرہ روپے کی تین گھڑیاں
صرف دس روپے میں
محصولڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے + آپ کے کمرہ کے لئے + بیوی کے لئے

قابل گولڈن رسٹ واچ	اعلیٰ ریگولیٹر پاکٹ واچ	مشہور عالم بی ٹایم پیس جرمن میڈ

۱۰/۲
گارنٹی ۳ سال کی
گارنٹی
سال

قابل گولڈن رسٹ واچ	اعلیٰ ریگولیٹر پاکٹ واچ	مشہور عالم بی ٹایم پیس جرمن میڈ
نئے نئے فیشن کی خوشنما قیمتی بازو پر باندھنے کی قیمت مع استراپ سات روپیہ آٹھ آنہ ۷؎۸ محصولڈاک پیکنگ منی آرڈر فیس ۸؎	اصل سلور کیس خوبصورت مضبوط ٹائم نہایت صحیح بتانے والی قیمت معہ چین پانچ روپے آٹھ آنے (۵؎۸) محصولڈاک پیکنگ منی آرڈر فیس ۸؎	دیکھنے میں خوبصورت چال کا اچھا پرزوں کا مضبوط ٹائم کا سچا۔ بید سستا قیمت دو روپے محصولڈاک پیکنگ منی آرڈر فیس ۸؎

یہ تینوں گھڑیاں اگر آپ یکمشت طلب فرمائیں تو صرف دس روپے میں بھیجی جائیں گی یہ رعایت محض مال کی نکاسی اور فرم کی شہرت کی وجہ سے ہی اور یہ رعایت اسی وقت تک رہیگی جب تک یہ گھڑیاں اسٹاک میں رہینگی اسکے بعد ہم تمہیں کے ذمہ دار ہونگے آپ فوراً ہی آرڈر بھیجدیں ایسا نہ ہو کہ اسٹاک ختم ہو جائے اور آپ کی فرمایش کی تعمیل نہ ہو سکے۔

نوٹ۔ ایک یا دو گھڑیوں کے خریدار کیلئے کوئی رعایت نہیں ہی اُن سے بھی قیمت مندرجہ چارج کیجائیگی۔ اور محصولڈاک و پیکنگ وغیرہ بھی اُن کو ادا کرنا ہوگا +

ملنے کا پتہ امریکن واچ ہوس اسٹاکسٹ و گورنمنٹ ایڈ واچ کمپنی نمبر ۷ مقام دہلی

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ
نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ

علمائے دیوبند کا واحد ترجمان

اخبار

الانصار
ہفتہ وار
سائز ۲۰×۲۶/۸

مقام اشاعت دار العلوم دیوبند

عنقریب ایک حقیقی اسلامی دعوت کا

پیغام

لیکر دار العلوم دیوبند سے یکم نومبر ۲۷ء کو شایع ہوگا۔ اُمید ہی کہ متوسلین دار العلوم اور مسلمانان ہند پوری گرمجوشی کے ساتھ اس کا خیر مقدم کرینگے۔ سالانہ قیمت عہ، ششماہی قیمت ۶؎، ممالک غیر سے سالانہ صہ ششماہی ہے

مہذب اشتہارات رعایتی اُجرت کے ساتھ لئے جائیں گے اور ایجنٹوں کو معقول کمیشن دیا جائیگا۔

خط و کتابت و ترسیل زر بنام ناظم الانصار دار العلوم دیوبند ہونی چاہیے۔

المعلن۔ احقر حبیب الرحمٰن ناظم دار العلوم دیوبند (یوپی)

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کرلی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو
دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے
اور جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہے!
انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع
ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ
مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں
نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں
تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے
ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے
بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ
قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن
آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں
ہمارے یہاں سے ہر چھ
ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON LONDON S. W. 3.

ہی

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے، اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے۔ دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں۔

با ایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

بر اعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی، پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے بہت ممکن ہے کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

مطبوعات الہــلال بك ایجنسی

معارف ابن تیمیه و ابن قیم

دیني علوم کے بیش بہا جواهر ریزي

اس سلسله میں هم نے امامین کي ان نادر و اعلی درجه کي بلند پایه عربي تصانیف کے اُردو تراجم کا سلسله شروع کیا ھے ' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نہایت ضروري و ناگزیر ھے - امید که یه " سلسلۂ تراجم " بد نصیب هندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

اُسوۂ حسنه — امام ابن قیم کي فن سیرت میں شهرۂ آفاق کتاب " زاد المعاد " کے خلاصه کا اُردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد ازھائي روپیه -

کتاب الوسیله — لفظ " وسیله " کي بحث کے علاوہ امام ابن تیمیه نے اسلام کے اصل الاصول " توحید " کي مبسوط بحث کي ھے - بلا جلد ازھائي روپیه ' مجلد سوا تین روپیه -

اصحاب صفه — انکي تعداد ' ذریعه معاش ' طریق عبادت اور انکے مفصل حالات بیان کیے هیں دس آنے -

تفسیر سورۃ الکوثر — امام ابن تیمیه کے مخصوص انداز تفسیر کا اُردو ترجمه - چار آنے -

العروۃ الوثقی — خالق و مخلوق کے درمیان واسطه کا فرق بدلائل بیان کیا ھے - چهه آنے -

سیرت امام ابن تیمیه — حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نہایت خوش اسلوبي سے بیان کیے هیں - نو آنے

نجد و حجاز — علامه سید محمد رشید رضاء مصري کي تازه کتاب کا اُردو ترجمه - سوا روپیه -

آئمه اسلام — ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - بارہ آنے

خلاف الامه — فی العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — یه ایک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله ھے جس کے خریدار کو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اُردو ' عربي ' فارسي ' انگریزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلی مطبوعات کے متعلق بہترین تازہ معلومات بهم بهنچانے کا اهتمام کیا ھے - اسکے علاوہ آئمه و اسلام و بزرگان دین کے حالات ' لطائف افسانه ' نظمیں اور ممالک اسلامیه کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے هوے حالات درج کیے جاتے هیں - فی پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپیه پیشگي -

منیجر الہــلال بك ایــجنسی

(حلقه نمبر ٢٤ شیرانواله دروازه لاهور پنجاب)

" Al=Hilal Book Agency, "

24, LAHORE. PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پته صاف لکهین
اور نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائین

السحر الحلال فی مجلدات الہلال

گاہ گاہے بازخوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

اردو صحافت کي تاریخ میں الہلال هي وہ رساله ھے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تھي -

الہــلال اگرچه ایک هفته وار مصور رساله تها ' لیکن چونکه وہ اردو صحافت کي مختلف شاخوں میں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پیدا کرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف ادواق کا مجموعه تها - اُس کے هر نمبر میں مختلف ابواب ' مذهب ' سیاست ' ادبیات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اُسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصیات کے لحاظ سے اپني نظیر آپ هوتا تها - پهر اس کي ظاهري خوبیاں اُردو صحافت میں اعلی طباعت و ترتیب کا پهلا نمونه تهیں - اردو کا وہ پهلا هفته وار رساله تها ' جس میں هاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا ' اور ٹائپ میں چهپنے کي وجه سے بہت سي ایسي خوبیاں پیدا هوئیں جو پتهر کي چهپائي میں ممکن نہیں - اِس کي جلدیں جدید اُردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سیاسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بہترین مجموعه هیں - اِن کي مقبولیت و قدر کا اندازہ اس سے هوسکتا ھے که سنه ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپیه میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اِس کي پہلي جلد مکمل (جو دفتر میں بهي موجود نہیں) ساڑهے چارسو روپیه میں حیدرآباد سے خریدي ھے - جن لوگوں نے اِس کے پرچے بحفاظت جمع لئے هیں وہ بڑي سے بڑي قیمت پر بهي علحدہ کرنے کیلیے تیار نہیں - پچھلے دنوں " البــلاغ پریس " کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الہلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' هم نے کوشش کي که شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کي جاسکتي هیں مرتب کرلي جائیں اور جن جلدوں کي تکمیل میں ایک دو پرچوں کي کمي هو اُنهیں دوبارہ چهپوا لیا جاے -

چنانچه الحمدلله یه کوشش ایک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلدیں پوري مکمل هوگي هیں - هم اِس اعلان کے ذریعه شایقین علم و ادب کو آخري موقعه دیتے هیں که اِس قیمتي ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدي کریں ' چونکه جلدوں کي ایک بہت هي محدود تعداد مرتب هوسکي ھے اس لئے صرف اُنهیں درخواستوں کي تعمیل هوسکے گي جو سب سے پہلے پهونچیں گي - هر جلد مجلد ھے اور ابتدا میں تمام مضامین کي انڈکس به ترتیب حروف تہجي لگادي گئي ھے -

الہلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیه   الہلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیه
" " " چهارم ۱۰ روپیه   " " " پنجم ۱۰ روپیه

جلد " البــلاغ " (جب دوسري مرتبه الہــلال اِس نام سے شائع هوا) قیمت ۸ روپیه

علاوہ جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هیں جن میں سے هر پرچه اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعه علم و ادب ھے - قیمت فی پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پیکنگ اِس کے علاوہ ھے -

منیجر " البــلاغ پریس "

کیا آپکو معلوم نہیں

کہ

اسوقت

دنیا کا بہترین فاونٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم"

قلم ہی؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہی

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو "شیفر"

کا

"لائف ٹائم"

لینا

چاہئے!

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھئے

کہ

آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما

گائڈ بک

کی ضرورت ہی

جو

انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں

ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں،

قابل دید مقامات،

اور

آثار قدیمہ وغیرہ سے

آپکو مطلع کردے

نیز

جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کی جا سکیں جن

کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہی،

ایسی

مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ بریٹن

The Dunlap guide
to great Britain

کا دوسرا ایڈیشن ہی

ہندوستان کے

تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے

بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہی

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولنا ابو الکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب آپ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہی؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز و مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہی؟

قیمت ۸/ (منیجر الہلال کلکتہ)

اگر آپکو

دمہ

ضیق النفس

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت

ہی

تو تامل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب

دوا فروش کی دکان سے

فوراً

ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا

منگوا کر

استعمال کیجئے

۱۹۲۷ء

الہلال

نمبر ۲۰ جلد ۱

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ۵ - آنہ

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما:

ٹائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضه کیجئے که وه ٹائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مهیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

ٹائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکهنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بهت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بهت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.
Post Box 708.
Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میوؤں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بهترین کارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میوؤں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بهترین طریقه وه هے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں .

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الكريم

الهلال

ایک هفته وار مصور رساله

نمبر ٢٠ | کلکته : جمعه ٨ ـ جمادی الاولی ١٣٤٦ هجری | جلد ١
Calcutta : Friday, 4, November 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی ۔

طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای ۔ پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی ۔ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای بهی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکهیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ١٥٥٠ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	٢٣٥	اردو حروف کی حق مین	٤٢٨
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	٥٥٤	حروف کی حق مین بشرطیکه	
پتهر کی چهپائی کی حق مین	٢٧٣	نستعلیق هون	١٥٠

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین ۔

الهلال

الهلال

- ہر جمعہ کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکتہ سے شایع ہوتا ہے

قیمت سالانہ مع محصول	بارہ روپیہ
ہندوستان سے باہر کیلیے	سولہ روپیہ
قیمت شش ماہي	سات روپیہ
قیمت في پرچہ	پانچ آنہ

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر "مینیجر الہلال" کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے ہوں انکے لفافہ پر "ایڈیٹر" کا نام ہونا چاہیے -

(۲) نمونہ مفت ارسال نہ ہوگا -

(۳) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف اور خوش خط لکھیے

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي ہے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں - ورنہ بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانہ نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگہ سے دوسري جگہ جا رہے ہیں تو اپنا پتہ تبدیل نہ کرایے ، مقامي ڈاکخانہ کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیادہ عرصہ تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیکر پتہ تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانہ کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنہ دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

اُس نے مذهبي انبساط، بهادرانه جوش، اور متوسط طبقے كي بلند خيالي، خود بيں تخمينۂ و شمار كے آب سرد ميں غرق كردي - اسنے ذاتي جوهر كو مول تول اور لين دين كي ايک جنس بنا ديا - اور تمام بيش قيمت آزاديوں كو پس پشت ڈالكر " آزاد تجارت " كی صرف ايک نامعقول آزادي قائم كر دي !

الغرض اُسنے كمزوروں كے اُس قديم خود غرضانه استعمال كي جگه جسپر مذهب و سياست كي دلفريبيوں كا نقاب پڑا هوا تها، ايک نيا برهنه، وحشيانه، بے شرم، اور كهرا خود غرضانه استعمال ايجاد كر ديا -

سرمايه دار طبقے نے اُن تمام پيشوں كي خوبياں ملياميت كرديں جو پہلے عزت كي نظر سے ديكهے جاتے تهے - اُسنے ڈاكٹر، وكيل، پروهت، شاعر، فلسفي، غرضكه سب كو محض ايک اجرتي مزدور بنا كے چهوڑ ديا !

سرمايه دار طبقه نے خانداني رشتے سے محبت و جذبات كے تمام عناصر بهي نكال پهينكے، اور اُنكي جگه ايک خالص مالي لين دين كا رشته قائم كر ديا !

سرمايه دار طبقه نے بتا ديا كه وحشيانه اظهار طاقت، جسے قرون وسطیٰ كے رجعت پسند اِس قدر سراهتے تهے، كامل سهولت كے ساتهه انكے عهد ميں كس درجه كاميابي حاصل كر سكتا هے -

يه طبقه، سب سے پهلا طبقه تها جسنے ثابت كر دكهايا كه انسان كي سرگرمي كيا كچهه كر سكتي هے - اسنے مصري اهرام، رومن نهروں، اور گوتهک خانقاهوں سے بالكل مختلف قسم كے عجائبات پيدا كئے، اور قديم هجرتوں اور مذهبي جهادوں سے بالكل مختلف قسم كي مهميں جاري كيں -

تمام سابق صنعتي طبقوں كے وجود كي اولين شرط يه تهي كه پيداوار كے اگلے طريقے برقرار رهيں - ليكن سرمايه دار طبقه كي زندگي ناممكن هے جب تک كه آلات پيداوار، طريق پيداوار، اور تمام اجتماعي رشتوں ميں برابر انقلاب نه هوتا رهے - چنانچه طريق پيداوار كا مسلسل انقلاب، اجتماعي نظام كي پيهم برهمي، دائمي بے چيني، اور كبهي نه ختم هونے والي بے اطميناني، يهي وه چيزيں هيں جو سرمايه دار عهد كو تمام ديگر زمانوں سے امتيار ديتي هيں -

تمام جچے تلے اور مضبوط معاشرتي رشتے مع اپنے هم آهنگ مقرر و محترم عقائد و خيالات كے فنا كرديے گئے هيں اور ان كي جگه جو رشتے اور خيالات رائج كئے گيے هيں قبل اس كے كه چمكيں، پرانے هوچكے هيں - جو كچهه بهي ٹهوس اور مقبول تها، مٹ چكا هے - جو كچهه بهي مقدس تها، ناپاک كرديا گيا هے - اور اب انجام كار انسان مجبور هوگيا هے كه اپنے حالات زندگي اور حقيقي معاشرتي تعلقات، كهلي آنكهوں سے ديكهے .

تمام كرۂ ارضي كے سرمايه داروں كو اپني پيداوار كے ليے ايک برابر بڑهتے رهنے والے بازار كي ضرورت، ديوانه كيے هوئے هے - انهيں هر جگه اپنا آشيانه بنانا، هر مقام پر ڈيره ڈالنا، چپه چپه سے ناتا جوڑنا ضروري هے -

سرمايه دار طبقه نے عالمگير بازار غصب كركے تمام ممالک كي درآمد و برآمد قومي اور ملكي قيود سے آزاد كردي هے - رجعت پسندوں كي اميدوں كے برخلاف صنعت و حرفت كے نيچے سے اُس كي بنياديں نكال كر پهينک دي هيں - قديم اور مروج صنعتيں برباد كي جا چكي هيں، اور جو باقي هيں برابر برباد كي جارهي هيں - ان كي جگه نئي صنعتيں رائج كي جارهي هيں كه جن كا رواج تمام مهذب اقوام كے ليے ايک نهايت هي اهم اور قابل غور مسئله هے، كيونكه اِن صنعتوں كي حالت يه هے كه صرف يه اپنے هي ملک كي خام پيداوار استعمال ميں نهيں لاتيں، بلكه دور دراز علاقوں كي بهي خام پيداوار چاهتي هيں، نيز انكي كثرت كي وجه سے اُن كي كهپت صرف انكے هي علاقے ميں نهيں بلكه دنيا كے گوشه گوشه ميں هوني چاهيے -

پراني ضروريات كي جگه جو ملكي پيداوار سے رفع هوجاتي تهيں، نئي ضروريات پيدا هوگئي هيں جو اپنے رفع هونے كے ليے دور دراز ممالک كی پيداوار كا بهي مطالبه كرتي هيں -

يه حال صرف مادي پيداوار هي كا نهيں، بلكه ذهني پيداوار كا بهي هے - ايک قوم كي دماغی پيداوار، تمام قوموں كي عام ملكيت بن گئي هے - محدود تخيل اور بے تعلقي روز بروز ناممكن هوتي جاتي هے، اور قومي و مقامي ادبيات سے ايک عالمگير ارضي علم ادب پيدا هو رها هے -

سرمايه دار طبقه، آلات پيداوار كي تيز ترقي اور مواصلات كي مسلسل آسانيوں كے ذريعه وحشي سے وحشي اقوام كو بهي تهذيب كي طرف كهينچ رها هے - سامان تجارت كي ارزاني هي وه بهاري توپ هے جس كے زور سے نهايت سركش قوموں كو بهي اطاعت پر مجبور كرديا گيا هے - تمام اقوام كو موت كي دهمكي دي جارهي هے كه سرمايه دارانه طريق پيداوار اختيار كرليں، اور نام نهاد تهذيب قبول كركے مهذب بن جائيں -

سرمايه دار طبقه نے ديهات كو شهر كا تابع بنا ديا هے - بكثرت نئے شهر پيدا كرديے هيں - ديهات كے مقابله ميں قصبات كي آبادي ميں حيرت انگيز اضافه هوگيا هے - اور اس طرح دنيا كي بهت بڑي آبادي كو ديهاتي زندگي كي سادگيوں سے محروم كرديا هے -

اُس نے جس طرح ديهات كو شهر كا محتاج بنا ديا هے، ٹهيک اُسي طرح وحشي اور نيم وحشي ممالک كو مهذب ممالک كا دست نگر بهي بنا ديا هے - كاشتكار قوموں كو سرمايه داروں كا اور مشرق كو مغرب كا محتاج بنا ديا هے -

سرمايه دار طبقه ذرائع پيدوار، ملكيت، اور آبادي كي وسعت پر برابر قابو حاصل كرتا جاتا هے - اُس نے آبادي گنجان كردي هے - ذرائع پيداوار ميں مركزيت پيدا كردي هے - اور ملكيت كو سميٹ كر صرف چند هاتهوں كے اندر محدود كرديا هے -

اِس صورت حال كا لازمي نتيجه، سياسي مركزيت تهي جو سرمايه دار طبقه كے هاتهوں وجود ميں آچكي هے، آزاد اور نيم آزاد اقوام جن كے مصالح، قوانين، حكومت، اور رسم و رواج جدا جدا تهے، كهينچ تان كے ايک قوم بنا دي گئي هيں، ايسي قوم جس كي حكومت، ضابطۂ قانون، اجتماعي مصالح، اور رسم و رواج، سب ايک هيں -

سرمايه دار طبقه نے اپنے صد ساله جماعتي عهد حكومت ميں ايسي عظيم الشان بار آور قوتيں پيدا كردي هيں جنهيں تمام پچهلي نسليں بهي پيدا نه كرسكي تهيں - اُسنے قدرت كي طاقتوں پر قبضه كيا، علم آلات اور كيميا كا صنعت و زراعت ميں استعمال كيا، دخاني جهاز، ريلوے، اور تار برقي كے سلسلے جاري كيے، زراعت كے ليے تمام براعظموں كي صفائي كي، دريؤں كي نهر بندي كي، اور زمين كے تمام خزانے آلٹ ڈالے - بهلا كسي

مطبوعات جديده

" کميونيزم " اور اُسکے مقاصد

جرمني کے کميونسٹ مرکز اشاعت نے حال ميں ايک نيا سلسلۂ مطبوعات " کميونيزم " کے اصول و مباديات پر شائع کرنا شروع کيا هے جسکي دو جلديں اِس وقت تک شائع هوچکي هيں - پهلي جلد ميں زياده تر مشهور کميونسٹ رهنما ' کارل مارکس کے منتخب مضامين هيں ' اور ابتدا ميں اُسکي مفصل سوانح حيات بهي شامل کر دي هے -

روس کے آخري انقلاب کے بعد سے کميونيزم دنيا کي ايک زنده اور عامل حقيقت هو گئي هے ' اور هر ملک کيليے ضروري هو گيا هے که نه صرف سياسي حيثيت سے ' بلکه علمي حيثيت سے بهي اسکے اصول و مباديات کا مطالعه کرے ' اور نقد و بصيرت کے ساتهه صحيح راے قائم کرے - جهانتک همیں معلوم هے ' اِس وقت تک اردو ميں کوئي کتاب ايسي شائع نهيں هوئي هے جس ميں صحت کے ساتهه اس انقلاب انگيز سياسي و اجتماعي مذهب کي حقيقت واضح کي گئي هو - يه نيا مجموعه ديکهکر هميں خيال هوا که کارل مارکس کے بعض مختصر مقالات اس غرض کيليے نهايت مفيد اور جامع هيں - هم ان مقالات ميں سے ايک مقاله الهلال ميں شائع کرنے کے ليے منتخب کرتے هيں - اس کے مطالعه سے نه صرف اس مذهب کے اصول و عقائد بلکه اسکے ظهور و اشاعت کي ابتدائي تاريخ بهي واضح هوجائيگي -

يه واضح رهے که اس مقاله اور اسي طرح کے ديگر مقالات کے تراجم سے مقصود صرف يه هے که وقت کي ضروري معلومات اردو خواں طبقه کے ليے مهيا هوجائے - يه مقصود نهيں هے که يه خيالات اس حيثيت سے پيش کيے جائيں که وه يک قلم مقبول اور پسنديده خيالات هيں - همارے خيال ميں " کميونيزم " موجوده تمدن کي سرمايه دارانه بے اعتدالي کا قدرتي رد فعل هے ' اور جس طرح موجوده تمدن کي سرمايه داري افراط کے ايک انتهائي نقطه تک پهنچ چکي هے ' اسي طرح کميونيزم بهي تفريط کے دوسرے نقطه کا ظهور هے - حق و صواب کي راه افراط و تفريط کي راه نهيں هوسکتي ' وه هميشه درميان کي راه هوتي هے !

---

(۱)

(سرمايه دار اور مزدور)

آجتک کي تمام سوسائٹيوں کي تاريخ ' جماعتي کشمکش کي ايک مسلسل تاريخ هے -

آزاد اور غلام ' شريف اور رذيل ' آقا اور خدمتگار ' تجارتي مکهيے اور بنجارے ' مختصر يه که ظالم اور مظلوم ' هميشه ايک دوسرے کے مقابل کهڑے رهے ' اور ايک ايسي مسلسل جنگ ميں مشغول رهے جو کبهي علانيه تهي اور کبهي خفيه ' مگر جسکا خاتمه هميشه يا تو سوسائٹي کي ايک انقلابي کايا پلٹ کي صورت ميں هوا ' يا تمام حريف جماعتوں کي عام بربادي کي شکل ميں !

قديم ترين تاريخي عهد ميں بهي تقريباً هر جگه سوسائٹي مختلف درجوں اور گروهوں ميں بٹي هوئي اور ايک مکمل معاشرتي نظام ميں سمٹي هوئي نظر آتي هے - قديم روم ميں هم شريفوں ' نوابوں ' گنواروں ' اور غلاموں کي تقسيم پاتے هيں - قرون وسطى ميں جاگيردار ' اسامي ' تجارتي مکهيے ' شاگرد پيشه ' اور خدمتگار دکهائي ديتے هيں - صرف يهي نهيں بلکه اِنميں سے هر جماعت بهي کئي کئي جماعتوں ميں منقسم ملتي هے -

موجوده سرمايه دار سوسائٹي نے ' جسکي تعمير جاگيردار سوسائٹي کے کهنڈروں پر هوئي هے ' جماعتي جهگڑے اور رقابتيں موقوف نهيں کيں ' بلکه پهلے سے زياده نئے نئے فرقے ' ظلم کے نئے نئے طريقے ' اور لڑائي کے نئے نئے ڈهنگ نکال ليے هيں -

البته همارے موجوده سرمايه دار عهد نے يه امتياز ضرور حاصل کيا هے که اُس نے جماعتي اختلاف محدود کر ديے هيں ' اور تمام سوسائٹي سمٹ کے دو بڑي حريف جماعتوں : " سرمايه دار " اور " مزدور " ميں تقسيم کردي هے -

قرون وسطى کے کاشت کاروں سے ديهاتي نمائندوں کي ابتدا هوئي ' اور اِنهيں اساميوں نے سرمايه دار طبقه کي بهي آب و گل مهيا کي -

امريکه کي دريافت اور زمين کے گرد دورے نے اٹهتے هوئے سرمايه دار طبقے کے سامنے عمل کا ايک نيا ميدان کهول ديا - ايسٹ انڈين اور چيني بازاروں ' امريکه کے استعمار ' مستعمرانه تجارت ' نيز ذرائع تبادله اور ذرائع پيداوار کي وسعت نے تجارت ' جهاز راني ' اور صنعت و حرفت ميں ايک نئي روح پهونک دي ' اور انحطاط پذير جاگير دار سوسائٹي کے انقلابي عناصر کو تيزي سے اُبهار ديا -

صنعت و حرفت کا سابق جاگيردارانه نظام وه بڑهتي هوئي ضرورتيں پوري نهيں کر سکتا تها جو نئے بازاروں کے ساتهه پيدا هوگئي تهيں - نتيجه يه هوا که دست کاري کے نظام نے اُسکي جگه لے لي ' تجارتي مکهيے معزول هوگئے ' متوسط صنعتي طبقه اُنکا قائم مقام بن گيا - مختلف سنگي مکهيوں کے مابين محنت کي تقسيم ' عام کارخانوں ميں محنت کي تقسيم کے آگے معدوم هوگئي -

سرمايه دار طبقه نے جهاں بهي طاقت حاصل کي ' تمام جاگير دارانه ' بزرگانه ' مذهبي ' اور معنوي رشتے توڑ پهوڑ ڈالے - اُسنے بڑي بے رحمي سے وه تمام بوقلموں بندهن توڑ کے رکهديے جو انسان کو اُسکے " فطري سرداروں " سے باندهتے چلے آتے تهے اور اُس ايک رشته کے سوا کوئي رشته باهمي روابط کا باقي نه چهوڑا جسے برهنه خود غرضي اور کهري نقد ادائيگي کا رشته کهتے هيں -

ادنی اور متوسط طبقه ، چهوٹے دوکاندار ، سوداگر ، زراعت پیشه ، زمیندار ، دستکار ، سب کے سب مزدوري پیشه طبقه میں جذب هو رهے هیں - کچهه تو اس وجه سے که انکا معمولي سرمایه موجوده صنائع کیلیے ناکافي هے اور بڑے بڑے سرمایه دارون کے مقابله میں بیکار هوجاتا هے ، اور کچهه اس وجه سے که انکے خاص پیشوں کو پیداوار کے نئے ذرائع نے ظاهر هوکر بے قدر کر دیا هے - اس طرح مزدوروں کا یه طبقه صرف مزدوروں هي سے نہیں بلکه آبادي کے هر حصه سے مرکب هے -

(۲)

مزدوري پیشه طبقه مختلف تدریجي مرحلوں سے گزر کر اس درجه تک پهنچا هے - سرمایه دار کے برخلاف اسکي جد و جهد اسکي پیدائش کے وقت هي سے شروع هوگئي هے -

سب سے پہلے یه جد و جهد ایک فرد واحد مزدور کي جد و جهد کي حیثیت سے شروع هوئي ، پهر کسي ایک کارخانه کے مزدوروں کي جد وجهد بني ، پهر کسي خاص نواح کے تمام هم پیشه مزدوروں کي جد و جهد کي صورت میں تبدیل هوگئي ، جسکا مقصد سرمایه داروں سے جنگ کرنا تها جو ان سب کو براه راست تباه کر رها تها -

اِس منزل میں مزدور ، سرمایه دارانه طریق پیداوار پر نہیں بلکه خود آلات پیداوار پر حمله کرتے تهے - بیروني مال برباد کر ڈالتے تهے ، مشینیں توڑ پهوڑ ڈالتے تهے ، کارخانوں میں آگ لگا دیتے تهے ، اور کوشش کرتے تهے که طاقت کے زور سے اپني وه حیثیت پهر قائم کردیں جو قرون وسطی میں ضائع هوچکي تهي - لیکن باوجود متحده مقصد رکهنے کے ، اِس منزل میں ، مزدور ایک غیر متحد بهیڑ کي شکل رکهتے تهے جو تمام دنیا میں پهیلی هوئي تهي ، اور جسکے اندر باهمي مقابله کے جذبه نے پهوٹ ڈال دي تهي -

اِس دور میں مزدور جب منظم هوے کیلیے متحد هوئے ، تو یه انکے اپنے اتحاد کا نہیں ، بلکه سرمایه دار طبقه کے اتحاد کا نتیجه تها - وه اپنے سیاسي مقاصد کے حصول کیلیے مجبور هو جاتا تها که مزدوروں میں ایک نئي حرکت پیدا کردے -

اِس منزل میں مزدور براه راست اپنے دشمنوں سے نہیں لڑتے تهے ، بلکه ان کي جنگ اپنے دشمن کے دشمنوں سے هوتي تهي ، یعني مطلق العنان شاهي سے ، زمینداروں سے ، غیر صنعتي اور چهوٹے چهوٹے سرمایه داروں سے -

اس طرح مزدوروں کي یه پوري تاریخي تحریک ، سرمایه دار طبقه هي کے هاتهوں میں رهي هے ، اور تمام کامیابیاں جو آسے حاصل هوئي هیں ، سرمایه داروں هي کي کامیابیاں هیں -

صنعت کي ترقي کے ساتهه ساتهه مزدوري پیشه طبقه کي کمیت میں صرف افراد هي کا اضافه نہیں هوا ، بلکه بڑي بڑي جماعتیں بهي اس میں شامل هوتي گئیں اور ابتک هو رهي هیں -

اس کي طاقت روز بروز بڑه رهي هے اور وه اپني طاقت کي افزوني برابر محسوس کر رها هے -

جوں جوں مشینري ، محنت کے امتیازات مٹاتي جاتي هے اور اُجرت هر جگه کم سے کم کرتي جاتي هے ، اسي قدر مزدوروں کے فوائد اور حالات زندگي میں بهي یکسانیت پیدا هو رهي هے -

سرمایه دار طبقه میں مقابله کي روح جس قدر ترقي کرتي جاتي هے اور تجارتي مشکلات جسقدر بڑهتي جاتي هیں ، اسي قدر مزدوروں کي اجرت میں اتار چڑهاؤ زیاده هوتا جاتا هے - مشینري کي مسلسل اور تیز ترقي مزدوروں کي روزي کو برابر غیر محفوظ بنا رهي هے ، اور انفرادي مزدور اور انفرادي سرمایه دار کا شخصي تصادم ، جماعتي تصادم کي صورت اختیار کرتا جاتا هے - ایک طرف مزدور ، سرمایه داروں کے خلاف متحد هو رهے هیں - دوسري طرف سرمایه دار شرح اجرت برقرار رکهنے کے لیے مزدوروں کے برخلاف جتها بندي کر رهے هیں - انهوں نے اپنے تئیں مستقل انجمنوں کي صورت میں منظم کرلیا هے ، تاکه اچانک تصادم کے لیے پہلے سے طیار رهیں - کهیں کهیں یه باهمي لڑائي بغاوت کي صورت میں بهي پهوٹ چکي هے -

کبهي کبهي مزدوروں کو فتح حاصل هوجاتي هے ، مگر محض تهوڑي مدت کے لیے - اس سے همیں گهبرانا نہیں چاهیے - کیونکه ان کي جد و جهد کا اصلي ثمره فوري کامیابي نہیں بلکه اُن کے بڑهتے هوئے اتحاد میں هے - اِس اتحاد کو موجوده ذرائع آمد و رفت سے جو موجوده صنعت کي ایجاد هیں ، بهت مدد مل رهي هے - مختلف ممالک کے مزدور باهم دگر مل رهے هیں ، اور اِس طرح وه کام انجام پا رها هے جس کي ازحد ضرورت تهي - وه اتحاد جس کے حصول میں قرون وسطی کے شهریوں کو اپني خراب سڑکوں کي وجه سے صدیاں لگ جاتیں ، موجوده مزدوروں کو ریلوے کے ذریعه چند سالوں کے اندر حاصل هوگیا هے -

مزدوروں کي جماعتي اور سیاسي تنظیم خود اُن کے باهمي مقابله کي وجه سے همیشه رک رک جایا کي هے ، لیکن هر مرتبه زیاده قوت ، زیاده استقلال ، اور زیاده استحکام کے ساتهه اُبهري هے - سرمایه داروں کي باهمي پهوٹ سے آسے کافي فائده پهنچا هے ، اور وه هر موقعه پر مزدوروں کے حقوق و مفاد کے قانوني اعتراف پر مجبور هوگئے هیں -

قدیم سوسائٹي میں جماعتوں کا باهمي تصادم ، مختلف طریقوں سے مزدوري پیشه طبقه کو بڑها رها هے - خود سرمایه دار بهي مجبوراً اسکي ترقي کا باعث هوئے هیں - وه اپنے تئیں ایک مسلسل حالت جنگ میں پاتے هیں - ایک طرف خانداني إمارت هے ، دوسري طرف خود سرمایه داروں کي وه جماعتیں هیں جنکے مفاد صنعتي ترقي کے منافي هیں - تیسري طرف بیروني ممالک کے سرمایه دار هیں جو هر وقت ٹوٹ پڑنے کیلیے طیار هیں - غرضکه سرمایه داروں کو هر طرف لڑنا اور هر ایک سے نبرد آزمائي کرني پڑتي هے - ظاهر هے ، وه تن تنها اتنے دشمنوں کا مقابله نہیں کر سکتے ، اور مجبور هوتے هیں که مزدوروں سے اعانت کي اپیل کریں - اِس طرح وه خود هي مزدورونکو سیاسي اکهاڑه میں کهینچ لاتے هیں ، اور اُن کیلیے اجتماعي تعلیم کے عناصر مهیا کردیتے هیں - وه خود هي مزدوروں کے هاتهه میں وه هتیار دیدیتے هیں جو خود اُن کے خلاف استعمال کیے جائینگے !

صرف یهي نہیں بلکه صنعت کي ترقي نے حکمراں طبقه کے تمام حصوں کو بهي عجلت اور گهبراهت کے ساتهه مزدوري پیشه طبقه کي طرف دهکیلنا شروع کر دیا هے ، یا کم از کم انکي زندگي خطره میں ڈالدي هے - یهي وجه هے که یه حکمراں جماعت مزدوري پیشه طبقه کیلیے ترقي کے بے شمار پرزے مهیا کر رهي هے -

پچهلي نسل کو يه وهم بهي گزرا تها که اجتماعي محنت کي گود ميں ايسي بار آور قوتيں پڑي سو رهي هيں ؟

گزشته بيان ميں هم واضح کر چکے هيں که ذرائع پيداوار اور تبادله جن کي بنيادوں پر سرمايه دار طبقه نے اپني عمارت کهڑي کي هے ، اگرچه جاگيرداري کے عهد ميں پيدا هوئے تهے ، مگر خود جاگير اُنسے کوئي فائده نه اُٹها سکي بلکه اُلٹے اُنکے گرداب ميں پڑکر تباه هوگئي ، کيونکه يه ذرائع پيداوار اور تبادله جب اپني ترقي کي ايک خاص منزل پر پهنچ گئے ، تو وه حالات جنکے ماتحت جاگيردار سوسائٹي پيدا کرتے اور تبادله کرتے تهے ، يعني کاشتکاري و دستکاري کا جاگير دارانه نظام ، ترقي يافته قوتوں کے سامنے ٹهہر نه سکے - وه پيداوار کو سهارا دينے کے بجائے اُسکے حق ميں روک اور بوجهل بيڑياں بن گئے ، جن کا ٹوٹ گرنا ضروري تها - چنانچه اُنکي جگه آزاد مقابلے اور سرمايه دار طبقه کي اقتصادي و سياسي حکومت نے لے لي -

ليکن اب تاريخ نے اپنا اعاده پهر شروع کيا هے ، جو کچهه جاگير داروں پر گزرا هے ، وهي اب سرمايه داروں کو در پيش هے :

سرمايه دارانه حالات ، پيداوار ، تبادله ، سرمايه دارانه املاکي رشتے ، غرضکه پوري موجوده سرمايه دار سوسائٹي جسنے ايسے عظيم الشان ذرائع ايجاد کيے هيں ، سخت مصائب ميں مبتلا هے - اسکي مثال اُس جادوگر کي سي هے جو خبيث طاقتوں کو جگا تو ديتا هے مگر انپر قابو نهيں رکهه سکتا -

بهت زمانه تک صنعت و تجارت کي تاريخ ، جديد بار آور قوتوں کي موجوده حالات کے خلاف ، ايک بغاوت کي عام تاريخ رهي هے - اس سلسله ميں اُن تجارتي مشکلات کي طرف اشاره کر دينا کافي هوگا جو وقتاً فوقتاً پوري سرمايه دار سوسائٹي کے ليے موت و حيات کا سوال پيدا کر ديا کرتي هيں -

ليکن باوجود اِن هولناک خطروں کے ايک عام اجتماعي وبا پهيلي هوئي هے جسکا نام " زائد پيداوار " هے اور جو پچهلے زمانوں ميں يقيناً ايک حماقت معلوم هوتي -

اِس صورت حال کا نتيجه يه هے که سوسائٹي اپنے تئيں اچانک ايک عارضي وحشيانه حالت ميں مبتلا پاتي هے - قحط اور بربادي کي ايک عالمگير جنگ برپا هو جاتي هے - معلوم هوتا هے که صنعت و تجارت اور زندگي کے تمام ذرائع تباه هو جائينگے - کيوں ؟ اس ليے که تهذيب بهت زياده هوگئي هے ، ذرائع زندگي بهت زياده هوگئے هيں ، صنعت بهت زياده هوگئي هے ، تجارت بهت زياده هوگئي هے !

اِن خطرات کا مقابله سرمايه دار کيونکر کرتے هيں ؟ اِس طرح که ايک طرف تو بهت سي بار آور قوتيں بجبر برباد کر ڈالتے هيں ، دوسري طرف نئے بازاروں کو فتح کرتے اور پرانے بازاروں کو مزيد رونق ديتے چلے جاتے هيں - اِسکے معني يه هيں که وه اور بهي زياده وسيع اور زياده برباد کن مشکلات کيليے راسته هموار کر رهے هيں اور ساتهه ساتهه وه ذرائع بهي مٹاتے جاتے هيں جنسے يه مشکلات رفع کي جاسکتي تهيں -

غرضکه وه هتيار جنسے سرمايه داروں نے جاگيرداري پر فتح حاصل کي تهي ، اب خود انهيں پر اُلٹ پڑے هيں -

ليکن سرمايه داروں نے صرف يه مهلک هتيار هي نهيں گڑهے هيں ، بلکه وه لوگ بهي پيدا کر ديے هيں جو يه هتيار استعمال کرينگے - وه کون هيں ؟ موجوده مزدور !

جس تناسب سے سرمايه اور سرمايه داروں نے ترقي کي هے ، اِسي تناسب سے مزدوروں نے بهي ترقي کي هے - اِس طبقه کي زندگي اُسي وقت تک هے جبتک اُسے کام ملتا رهے ، اور کام اُسي وقت تک ملتا هے جبتک وه سرمايه کو بڑهاتا رهے - يه مزدور جو اپنے تئيں فرداً فرداً بيچ ڈالنے پر مجبور کر ديے گئے هيں ، تجارت کي دوسري چيزوں کي طرح ايک جنس هوگئے هيں اور مقابله کے هير پهير اور نرخ کے چڑهاؤ اُتار سے هميشه مصيبت جهيلتے رهتے هيں -

مزدور کا کام ، کلوں کے کثرت استعمال اور محنت کي تقسيم کے باعث اپني انفرادي شخصيت سے محروم هوگيا هے اور اب مزدور کيليے اپنے اندر کوئي خاص کشش نهيں رکهتا - مزدور مشين کا محض ايک ضميمه بنا ديا گيا هے ، جس سے نهايت آسان کام کي خواهش کي جاتي هے - جسکا نتيجه يه هے که اب اُسکي قيمت گهٹ کر بس اِتني هي ره گئي هے که مزدور بمشکل اُس سے اپني قوت لايموت کا سامان کرسکتا هے -

اب ايک مصنوعي برتن اور مزدور ، دونوں هم درجه چيزيں هوگئي هيں جنکي قيمت اُنکي لاگت کے حساب سے هوتي هے - يهي سبب هے که جوں جوں محنت سستي هوتي جاتي هے ، مزدوري بهي گهٹ رهي هے - پهر تماشه يه هے که جسقدر کام کي تقسيم اور کلوں کا استعمال بڑهتا جاتا هے ، اِسي قدر کام کا بوجهه بهي بڑه رها هے ، يا تو کام کے گهنٹے بڑها ديے جاتے هيں ، يا زياده کام ايک خاص وقت ميں ليا جاتا هے ، يا مشين کي رفتار ميں اضافه کر ديا جاتا هے ، (وغيره وغيره)

موجوده صنعت نے نيک آقا کي چهوٹي سي دکان کو صنعتي سرمايه دار کے بڑے کارخانه کي صورت ميں بدل ديا هے - مزدوروں کے غول کے غول کارخانوں ميں بهرے هوئے هيں جن کي تنظيم سپاهيوں کي طرح کي جاتي هے ، اور جو سپاهيوں هي کي طرح چهوٹے بڑے افسروں کي ايک مطلق العنان حکومت کے شکنجه ميں جکڑ ديے گئے هيں - وه نه صرف سرمايه دار طبقے اور سرمايه دار حکومت کے غلام هوتے هيں ، بلکه انهيں شب و روز هر سرمايه دار صناع کي بهي غلامي کرني پڑتي هے -

جسقدر کهلے الفاظ ميں يه خود سر حکومت اعلان کرتي جاتي هے که خود غرضي اور منفعت شخصي اس کا مقصد هے ، اُسي قدر وه حقير ، نفرت انگيز ، اور تکليف ده هوتي جاتي هے !

دستي مشقت ميں قوت اور چستي کي ضرورت جتني کم هوتي جاتي هے ، يعني موجوده صنعت جس قدر زياده ترقي کرتي جاتي هے ، اُسي قدر مردانه محنت کي جگه زنانه محنت کو دي جارهي هے - مزدوري پيشه طبقه کے ليے اب عمر اور جنس کا اختلاف کوئي معاشرتي اهميت نهيں رکهتا - مزدور مرد اور عورتيں سب کے سب محنت کے پرزے هوگئے هيں جن کي قيمت عمر اور جنس کے لحاظ سے گهٹتي بڑهتي رهتي هے -

جوں هي مزدور کو اپنے سرمايه دار آقا سے مزدوري ملتي هے ، فوراً دوسري سرمايه دار جماعتيں اُس پر ٹوٹ پڑتي هيں : مکان دار ، دوکان دار ، ساهوکار ، غرضکه سب کے سب اُس کے لوٹنے کهسوٹنے کو آ موجود هوتے هيں -

عظمت کا باب اِسي وقت سے شروع هوتا هے - اِسي سفر میں اُس کي دماغي قابلیت ' محققانه روح ' اور عزم و همت کي قوت ظاهر هوتي هے - اِسي سفر میں اُسے فارسي اور ترکي زبانیں بهي سیکهني پڑتي هیں - فارسی زبان سے سیاح کو بہت مدد ملي ' خصوصاً هندوستان میں ٹهیک اُسي طرح جس طرح اُس کے پیشرو ' مارکو پولو کو تاتاري زبان سے مدد ملي تهي !

غرضکه ابن بطوطه اپنے مشرقي سفر پر روانه هوگیا - نجد اور صحراء عرب کو طے کرکے عراق پہنچا راستے کے جمله حالات و آثار مفصل قلم بند کیے - پهر دجله و فرات کو عبور کرکے عراق عجم میں داخل هوا ' اور شیراز و اصفہان وغیره کی سیر کي - لیکن وه آگے نهیں بڑها بلکه لوٹ کر پهر دجله و فرات عبور کیا اور عراق عرب میں سفر شروع کردیا - اُس وقت بغداد کی حالت نهایت زبوں تهي - تاتاریوں کی تخریب کے بعد ' عباسي دار الخلافه ویران هوگیا تها - ابن بطوطه یہاں بہت متأثر نظر آتا هے اور ایک سچے مسلمان کي طرح رنج و غم کا اظهار کرتا هے -

بغداد سے سیاح ' موصل پہنچا - موصل سے نصیبین اور سنجار آیا - اِس سر زمین کے تمام امراء و سلاطین سے ملاقات کی یہاں پر اُس کي سیاحت اچانک منقطع هوجاتی هے - نهیں معلوم کیوں ' وه پهر بغداد اور بغداد سے مکه پہنچ جاتا هے - وه هم سے صرف اِس قدر کهتا هے که دوسري مرتبه مکه معظمه اِس حال میں پہنچا که سخت بیمار تها - چنانچه کامل ایک سال جوار بیت الله میں مقیم رهتا هے - اِس طویل اقامت کے بعد پهر اُس میں نیا جوش پیدا هوتا هے اور پہلے سے بهي زیاده طویل سفر پر روانه هوجاتا هے -

چنانچه وه یمن پہنچتا هے - پهر سومال جاتا هے - پهر ساحل بحر عرب کے تمام ممالک کی سیر کرتا هوا عمان اور بحرین میں جا نکلتا هے - بحرین میں موتي نکالنے والوں سے ملتا هے - مگر ٹهرتا نهیں اور صحراء طے کرکے سه باره مکه معظمه میں وارد هوتا هے - یہاں ملک الناصر شاه مصر سے اُس کي ملاقات هوتي هے

حج کے بعد پهر سفر شروع کرتا هے اور اِس مرتبه بحر احمر عبور کرکے سوڈان ' بلاد زنج ' صعید مصر کی سیاحت کرتا هوا قاهره پہنچتا هے - لیکن قیام نهیں کرتا بلکه شام چلا جاتا هے اور ساحل لاذقیه سے جهاز پر بیٹهه کے سنه ۷۳۳ ه (سنه ۱۳۳۳ع) میں ساحل اناطولیه پر قدم رکهتا هے -

(اناطولیه)

اُس وقت اناطولیه میں سلجوقي امراء و سلاطین کا دور دوره تها - لیکن آل عثمان کا قبیله عروج حاصل کررها تها - آهسته آهسته سلجوقي امراء اُس کے سامنے هتیار رکهتے جاتے تهے - سلطنت عثمانیه کے باني اول عثمان نے بیزنطینی شهنشاهي میں ابهي دور تک هاتهه پاؤں پهیلا دیے تهے - اُس وقت عثماني ریاست کا پایهٔ تخت بروسه تها اور ابن بطوطه کے زمانے میں سلطان آرخان بن عثمان کی حکومت تهي -

آرخان کے علاوه سلجوقي امراء میں سب سے زیاده طاقتور محمد اُزبک خاں شاه شمال تها - یه شهنشاه قسطنطنیه کا داماد بهی تها - ابن بطوطه یه ملک دیکهه کر بہت متعجب هوا - کیونکه اگرچه یہاں اِسلام کو غلبه حاصل هوچکا تها مگر نو مسلموں کے عادات و اطوار عجیب طرح کے تهے - اِبن بطوطه نے پورے ملک کي سیاحت کي هے اور بڑی تفصیل سے جمله حالات بیان کیے هیں - یه عجیب بات هے که هر ملک میں وه قصر شاهي تک رسائي حاصل کرلیا کرتا تها - یہاں کے بهي تمام اُمراء و سلاطین سے اُسنے ملاقاتیں کیں

(قسطنطنیه)

اناطولیه سے وه قسطنطنیه کو چلا - خوش قسمتي سے اُس زمانے میں سلطان محمد اُزبک خاں کی ملکه " خاتون بیلون " بهي اپنے باپ شهنشاه قسطنطنیه کي ملاقات کو جا رهي تهي - اِبن بطوطه اِسي شاهي قافله میں داخل هوگیا اور سنه ۷۳۳ ه - سنه ۱۳۳۳ع میں نهایت تزک و احتشام سے بیزنطیني پایهٔ تخت میں داخل هوا -

سیاح خود اپني زبان سے یه واقعه اِس طرح بیان کرتا هے :

" هم زوال کے وقت قسطنطنیهٔ عظمی میں داخل هوئے - پورے شهر میں ناقوس اِس زور سے بج رهے تهے که در و دیوار تک گونج اُٹهے تهے - هم قصر شاهي کے پہلے پهاٹک پر پہنچے - وهاں سو سنتري اپنے سپه سالار کے ساتهه کهڑے تهے اور آپس میں کهه رهے تهے " سراکنون ' سراکنون " جس کے معني هیں " مسلمان " (یوناني زبان میں Sarrazino عرب مسلمانوں کا نام هے - شاید اِبن بطوطه نے یهي لفظ سنا هوگا)

پهر وه شهنشاه سے اپني ملاقات کا حال لکهتا هے :

"چوتهے دن خاتون نے اپنا غلام سنبل هندي میرے پاس بهیجا - وه مجهے قصر شاهي میں لے گیا - هم چار پهاٹکوں سے گزرے - هر پهاٹک میں مسلح سپاهي موجود تهے - پانچویں پهاٹک پر غلام مجهے چهوڑ کر چلا گیا - پهر چار رومي نوجوانوں کو لے کر لوٹا - اُنهوں نے میري تلاشي لي که کوئي چهري تو چهپي هوئي نهیں هے - افسر نے بتایا که یہاں کا دستور ایسا هي هے - جو شخص بهي بادشاه سے ملنا چاهتا هے ' اُس کي تلاشي ضرور لي جاتي هے - پهر پهاٹک کهولا گیا - میں اندر داخل هوا - چار آدمیوں نے مجهے گهیر لیا - دو مجهے آگے سے پکڑے تهے ' دو پیچهے تهے - میں ایک بڑے ایوان میں داخل کیا گیا - اُس کي دیواریں بہت آراسته تهیں - قسم قسم کے حیوانات و نباتات کي تصویریں بني تهیں - بیچ میں فواره تها - دونوں جانب سپاهي صف بسته کهڑے تهے اور بالکل خاموش تهے - وسط میں تین اور آدمي کهڑے تهے - اِنهوں نے مجهے میرے محافظوں سے لے لیا اور اُسي طرح پکڑ کر لے چلے - انمیں ایک یهودي تها - یهودي نے مجهه سے عربي میں کها " ڈرو نهیں ' میں ترجمان هوں " پهر میں ایک عظیم گنبد میں داخل کیا گیا - شهنشاه مع اپني ملکه کے تخت شاهي پر جلوه افروز تها - داهني طرف چهه آدمي کهڑے تهے - بائیں طرف چار آدمي تهے - سب هتیار بند تهے - بادشاه کے قریب پہنچنے سے پہلے مجهه سے کها گیا که تهوڑي دیر بیٹهه کر حواس درست کرلو - پهر میں تخت شاهي کے سامنے پہنچایا گیا - میں نے سلام کیا - بادشاه نے بیٹهنے کا اِشاره کیا - مگر میں بیٹها نهیں - بادشاه نے مجهه سے بہت سے سوال کیے - بیت المقدس کي بابت پوچها - مقدس چٹان ' مولد مسیح ' بیت لحم ' شهر خلیل ' کا حال دریافت کیا - پهر دمشق ' مصر عراق ' اور رومي ممالک کے حالات پوچهے - میں نے هر سوال کا جواب دیا - یهودي ترجمه کرتا جاتا تها - شاید شهنشاه کو میري گفتگو پسند آئي - چنانچه اُس نے اپنے لڑکوں سے کها اِس شخص کی عزت کرو اور امن و امان میں رکهو - پهر میرے لیے خلعت کا حکم دیا - نیز ایک آراسته گهوڑا اور چهتر بهي عنایت کیا ' جو شاهي امان کي علامت هے "

اِس شهنشاه کا نام اِبن بطوطه نے تکفور اور اُس کے باپ کا نام جرجیس لکها هے - ممکن هے یه اُن کے مسیحي نام هوں - ورنه

جس طرح پچھلے زمانہ میں شرفاء کا ایک حصہ سرمایہ داروں میں آ ملا تھا، اسي طرح اب سرمایہ داروں کا ایک حصہ مزدوروں میں آ رہا ہے، خصوصاً وہ مفکر حصہ جسے اِس تاریخي تحریک کا نظري علم حاصل ہوگیا ہے -

تمام جماعتیں جو في الحال سرمایہ دار طبقہ سے برسر جنگ ہیں، انمیں صرف مزدوري پیشہ جماعت ہي ایک حقیقي انقلابي جماعت ہے - باقي تمام دوسري جماعتیں موجودہ صنعت کے سامنے سڑتی اور گلتي چلی جاتي ہیں - اور یہ کچھہ عجیب نہیں، کیونکہ مزدوري پیشہ طبقہ ہي صنعت و حرفت کي خاص اور براہ راست پیداوار ہے -

رہا ادنی اور متوسط طبقہ، چھوٹے چھوٹے دستکار، معمولي دکاندار، زراعت پیشہ زمیندار، تو یہ سب سرمایہ دار طبقہ سے اس لئے جنگ کر رہے ہیں کہ متوسط طبقہ کے رکن ہونے کے لحاظ سے اپني حیثیت برقرار رکھیں - یہ جماعتیں انقلابي نہیں بلکہ قدامت پسند ہیں - قدامت پسند ہي نہیں بلکہ رجعت پسند بھي ہیں - وہ تاریخ کا چکر لوٹا کر الٹا چلانے کي کوشش کر رہي ہیں ; اگر وہ کبھي انقلابي ہو بھي گئیں، تو صرف اس خوف سے ہونگي کہ مبادا مزدوري پیشہ طبقہ میں جبراً دھکیل نہ دي جائیں -

گزشتہ سوسائٹي کے معاشرتي حالات اب مزدوروں کے معاشرتي حالات میں مدغم ہو چکے ہیں - مزدوري پیشہ طبقہ بغیر کسي ملکیت کے ہے، اسکے اپنے بیوي بچوں سے رشتے سرمایہ دارانہ خانداني رشتوں سے بالکل مختلف ہیں - موجود صنعتي محنت اور سرمایہ داري نے انگلینڈ، فرانس، امریکہ، اور جرمني میں مزدوروں کے تمام قومي اخلاق خراب کر ڈالے ہیں - مزدوروں کے حق میں قانون، اخلاق، مذہب، ٹٹیاں ہیں جنکے پیچھے بیٹھکر سرمایہ دار انہیں شکار کیا کرتے ہیں -

تمام گزشتہ جماعتوں نے طاقت پا کر ہمیشہ یہي کوشش کی ہے کہ اپني حیثیت مضبوط کرنے کیلیے تمام سوسائٹی کو اپنے ہي طریق عمل کا پابند کردیں - مزدوروں کو بھي اسی اصول پر عمل کرنا چاھئے - وہ سوسائٹي کي بار آور قوتوں پر قابو حاصل نہیں کر سکتے جبتک کہ وہ تمام پرانے دستوروں کو منسوخ نہ کردیں - خود مزدوروں کے پاس کوئي ایسی چیز نہیں جسکی انہیں حفاظت کرني ضروري ہو. انہیں شخصی ملکیت کي تمام سابق پابندیاں اور ضمانتیں منسوخ کردني چاھئیں -

تمام پچھلي تاریخي تحریکیں یا تو آبادي کي اقلیت کي تحریکیں تھیں یا انکے مفاد کیلیے تھیں لیکن مزدوروں کي تحریک بالکل دوسري نوعیت کی ہے - وہ عظیم الشان اکثریت کي ایک حساس تحریک ہے اور عظیم الشان اکثریت کے مفاد کیلیے ہے -

مزدوري پیشہ طبقہ، موجودہ سوسائٹي کي سب سے نچلي پرت ہے - وہ اس وقت تک نہیں اٹھہ سکتا ہے، جبتک یہ اوپر کے وہ تمام پرت جن سے حاکمانہ سوسائٹي مرکب ہے، پرزے پرزے کرکے اڑا نہ دیے جائیں -

اگرچہ مزدوروں کا قیام قومي بنیادوں پر نہیں ہے، لیکن سرمایہ داروں کے برخلاف انکی جد و جہد ضرور قومی ہے - ہر ملک کے مزدوروں کو قدرتي طور پر سب سے پہلے اپنے یہاں کے سرمایہ داروں سے نپٹ لینا چاھئے

* * *

ابن بطوط کی سیاحت

(ایشیائي تاریخ میں اُس کا مرتبہ)

(عبد اللہ عنان ایک مصري اہل قلم کے قلم سے)

عین اُس زمانے میں جبکہ مارکو پولو نے اپني ایشیائي سیاحت ختم کي، طنجہ (مراکش) میں ایک مسلمان سیاح پیدا ہوا (۷۰۳ ھ - سنہ ۱۳۰۴ ع) اِس کا نام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ تھا - بعد میں دنیا نے اُسے ابن بطوطہ کے نام سے جانا - آٹھویں صدي ہجري کي چند ممتاز شخصیتوں میں سے ایک شخصیت اس کي بھي ہے -

ابن بطوطہ کي طفولیت اور ابتدائي تعلیم و تربیت سے ہم ناواقف ہیں - لیکن اُس کے سفر نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے دیني علوم میں پوري طرح مہارت حاصل کرلي تھی - ہم اُن اسباب سے بھي ناواقف ہیں جنہوں نے اِس طویل سیاحت پر اُسے آمادہ کیا - زیادہ سے زیادہ ہم یہ جانتے ہیں کہ ۲۲ سال کي عمر میں اُسے حج اور بیت اللہ کي زیارت کا شوق پیدا ہوا اور اِسي ارادے سے وہ وطن سے نکلا - معلوم ہوتا ہے اِس سفر کے لیے اُس کي مادي طیاري کافي نہ تھي - تاہم وہ جرأت کرکے چل پڑا اور مغرب اقصیٰ کے بڑے بڑے شہر: تلمسان، الجزائر، بجایہ، قسطنطنیہ سے گزرتا ہوا تیونس پہنچا اِس وقت سیاح کا آغاز شباب تھا - غریب الوطني کے مصائب سے ناآشنا تھا - خود بیان کرتا ہے کہ جب تیونس میں اُسے کسي نے اجنبیت کي وجہ سے سلام نہ کیا " تو اُس کا دل بے اختیار ہوگیا - آنسو جاري ہوگئے - اور سخت رنج و الم محسوس ہوا ! "

حاجیوں کے قافلہ کے ساتھہ وہ پہلے طرابلس پھر اسکندریہ پہنچا - یہ اُس کے سفر کا دسواں مہینہ تھا - اسکندریہ اُسے بہت پسند آیا اور اُس نے گوارا نہ کیا کہ سرسري طور پر دیکھہ کر آگے بڑہ جائے - چنانچہ وہ ٹھہر گیا اور ایک محقق سیاح کي طرح شہر اور اُس کے آثار کي تحقیقات شروع کردي - یہاں سے فارغ ہوکر قاہرہ پہنچا پایۂ تخت کي عمارتیں، مسجدیں، ہرام دیکھے - پھر پورے ملک کی ایک سرے سے دوسرے سرے تک سیاحت کي اِسي قدر نہیں بلکہ وہ مصر کے علماء، امراء، حتیٰ کہ بادشاہ تک سے ملا - یہ زمانہ ملک ناصر بن قلاوون کا تھا -

مصر سے صحراء سینا کي راہ فلسطین پہنچا اور وہاں کے اسلامي اور مسیحي مقامات مقدسہ کی سیر کي - پھر شام گیا اور تمام بڑے بڑے شہر اور آثار دیکھے - شام سے صحراء کو عبور کرکے حجاز پہنچا اور حج سے مشرف ہوا -

ہم کہہ چکے ہیں کہ اُس نے حج کي نیت سے سفر شروع کیا تھا - مگر اُس میں کامیاب ہونے کے بعد وہ وطن واپس نہیں ہوا - معلوم ہوتا ہے اِسي زمانے میں اُسے مشرقي دنیا کی سیاحت کا خیال پیدا ہوا - چنانچہ وہ عراق کے ارادے سے چل پڑا اب اُسے صحراء عرب سے گزرنا تھا - یہ مرحلہ بہت ہي سخت تھا - اب تک اُسے کوئي ایسا خطرناک سفر پیش نہیں آیا تھا - تاہم وہ بے خوف و خطر روانہ ہوجاتا ہے - درحقیقت ابن بطوطہ کي سیاحت اور

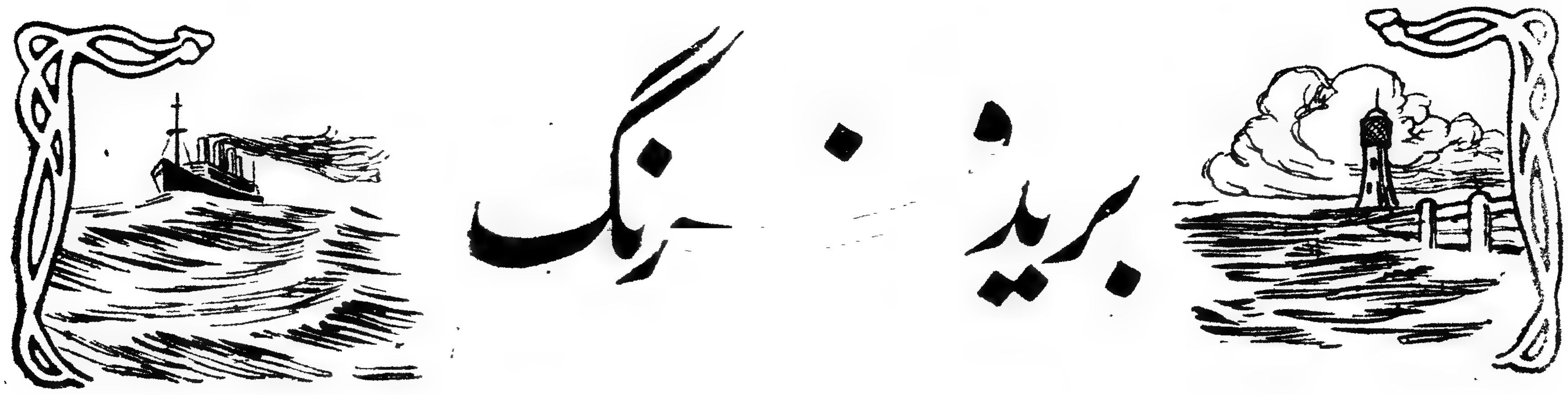

برید فرنگ

ہوائی سفر کا ایک نیا تجربہ !

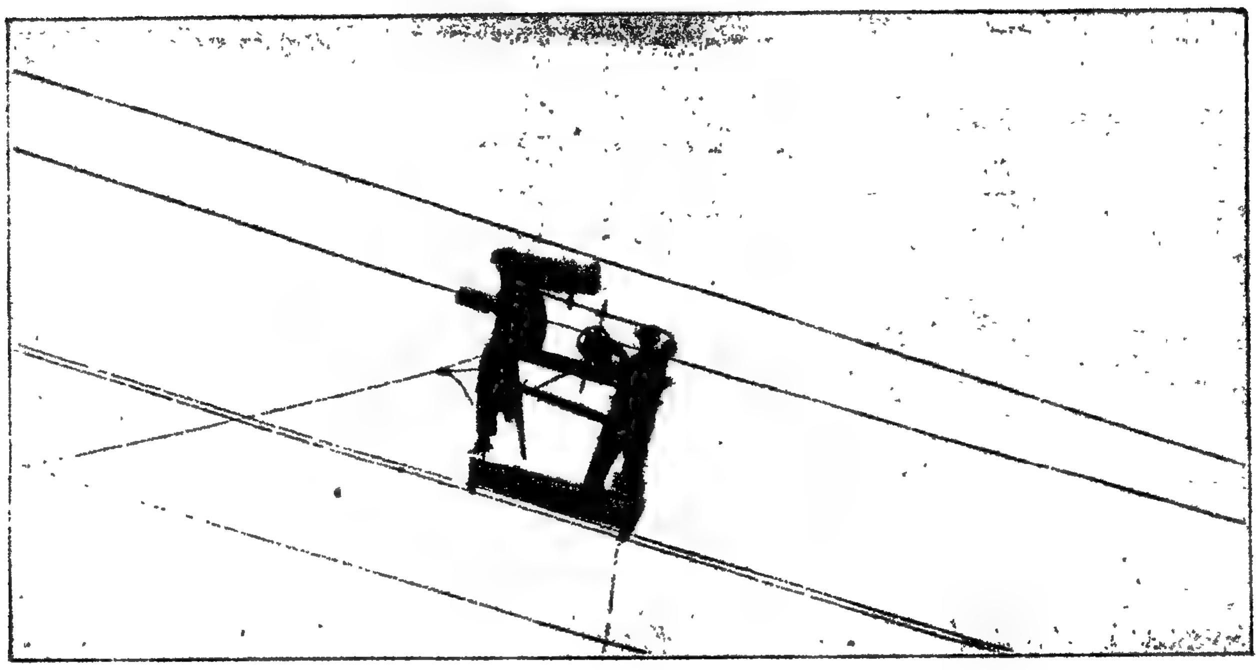

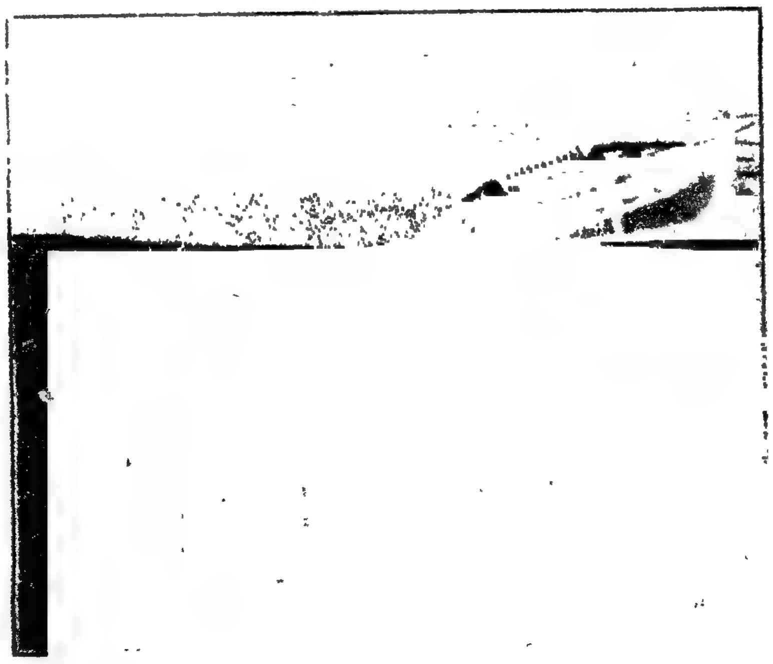

سائنٹفک امریکن کي آخري اشاعت نے امریکہ کے ایک نئے فضائي تجربہ کي روئداد شایع کي ہے - معمولي اتفاقات کس طرح علمي تجارب کے نئے نئے دروازے کھول دیتے ہیں ؟ یہ واقعہ اس حقیقت کي ایک تازہ مثال ہے !

واشنگٹن کے قریب ایک بحري تنگ نائے پر بجلي کے تاروں کا سلسلہ قائم ہے - یہ تار معمولي کھمبوں پر نصب ہیں - جس طرح کے کھمبے ہر جگہ تار کا سلسلہ قائم کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں - پچھلے دنوں بجلي کے کارخانہ کے بعض افسروں نے ارادہ کیا کہ اگر تار کا تمام سلسلہ رنگ دیا جاے تو حفاظت اور پائداري کے لیے بہتر ہوگا - لیکن مشکل یہ پیش آئي کہ موجودہ نصب و قائم حالت میں رنگنے کا انتظام کیونکر ہو ؟ تار کا بڑا حصہ تنگ نائے کے اوپر سے گزرا ہے ' اور نہایت بلندي پر واقع ہے - کوئي کشتي ' کوئي جہاز ' کوئي سواري ' اس غرض کے لیے کام نہیں دے سکتي تھي - بالآخر انھوں نے غور کرنا شروع کیا کہ خاص اس غرض کے لیے کوئي نیا ذریعہ پیدا کیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟ تھوڑي سي کاوش کے بعد وہ ایک نیا مگر عجیب قسم کا ذریعہ پیدا کرنے میں کامیاب ہوگئے - نوعیت کے اعتبار سے یہ نہایت سہل اور سادہ قسم کي چیز ہے - لیکن محل استعمال کے لحاظ سے ایک عظیم فضائي تجربہ کا دروازہ کھول رہي ہے - اس تجربہ سے ثابت ہوگیا کہ اگر ضرورت پیش آجاے ' تو ایسي فضائي سواري استعمال کي جا سکتي ہے جو تار کے معمولي سلسلوں پر ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ تک بغیر کسي خطرے کے سوار کو پہنچا دے !

تصویر میں یہ سواري تار پر چلتي ہوئي نظر آ رہي ہے - دوسري تصویر میں وہ ابتدائي نقطہ دکھلایا گیا ہے جہاں سے روانگي شروع ہوئي ہے ' اور پہلي میں درمیاني حالت دکھلائي ہے - یہ ایک پتلا سا تختہ ہے جس میں ہاتھ سے چلانے کي چرخي لگي ہے ' اور چھوٹے چھوٹے پہیوں سے تار پر دوڑ رہا ہے - سائنٹفک امریکن کا نامہ نگار کہتا ہے " دو آدمي اس آلہ پر سوار ہوے اور بغیر کسي حادثہ کے تار پر سفر کرتے ہوے چلے گئے " اس اتفاقي تجربے سے ثابت ہوگیا کہ تار پر معلق چلنے والي ٹرینوں کي تجویز پوري طرح کامیاب ہو سکتي ہے - نیز اگر ضرورت پیش آجاے ' تو دنیا کي بڑي بڑي بحري آبنائیں معلق سواریوں کے ذریعہ بہ آساني زمین سے ملا دي جا سکتي ہیں -

معلوم هے که اُس عہد کے قيصر کا نام اندرو نيکوس ثالث تھا اور اُسکا باپ اندرونيکو ثاني تھا -

اُس زمانے ميں قسطنطنيه اپني سابق عظمت سے بہت کچھه محروم هوچکا تھا - ستر برس پہلے صليبي مجاهدوں نے آسے فتح کيا اور بہت کچھه برباد کرکے چلے گئے - تاهم اب بھي وہ عروس البلاد تھا - اِبن بطوطه نے پوري تدقيق سے اُس کا حال لکھا هے - ايک جگه کہتا هے :

" يه شہر بہت هي عظيم الشان هے - دو حصوں ميں منقسم هے - وسط ميں ايک بہت زياده مد و جزر رکھنے والا دريا موجزن هے - (يعني قرن الذهب) اِس دريا کا نام " ابسمي " هے - شہر کے ايک حصے کا نام " اصطنبول " هے اور دريا کے مشرقي کنارے پر آباد هے - اِسي ميں قصر شاهي اور امراء کے محل هيں - يه حصه بہت آباد هے - بازار پر رونق هيں - سڑکيں کشاده اور پخته هيں - شہر ايک پہاڑ پر آباد هے جو نو ميل تک سمندر ميں پھيلتا چلا گيا هے - اُس کي چوٹي پر ايک چھوٹا سا قلعه اور شاهي محل هے - ايک ديوار اِس پہاڑ کو گھيرے هوئے هے اور سمندر کي طرف سے آسے مسخر کرنا نا ممکن هے - اِسي حصے کے وسط ميں کليسا اَيا صوفيا هے - شہر کے دوسرے حصے کا نام " غلطه " هے - وہ دريا کے مغربي کنارے پر هے - اِس حصے ميں فرنگي نصاریٰ رهتے هيں - چنانچه جنيوا ، وينس ، روم ، فرانس ... کے باشندے موجود هيں "

عرب سياح نے بڑي تفصيل سے قسطنطنيه کے گرجوں اور خانقاهوں کا حال لکھا هے - خاص شاهي اذن سے اُس نے ترجمان کے ساتھه اِن تمام مقامات کي سير کي تھي -

قسطنطنيه ميں چند هفتے مقيم رها - يوناني تمدن کا اُس کے دل و دماغ پر گہرا اثر پڑا - پھر وہ دو باره اناطوليا طے کر کے ترکستان کي طرف بڑھا اور خوارزم ميں اترا - اُس وقت يه صوبه مذکور الصدر سلطان محمد ازبک کے زير نگيں تھا - يہاں سے بخارا پہنچا - شہر تاتاري حمله سے برباد هو چکا تھا - عرب سياح نے حضرت امام بخاري جامع حديث کي قبر کي زيارت کي - پھر بلوچستان هوتا هوا هندوستان ميں داخل هوا ، اور سنه ۷۳۴ ھ ميں پنجاب پہنچ گيا -

ابن بطوطه کا سفر هندوستان بہت طويل تھا - اُس نے اِس بر اعظم کو مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک طے کيا - حتیٰ که سيلون تک پہنچا - هندوستان کے مسلمان بادشاهوں سے ملاقاتيں کيں - سلطان محمد شاہ سے بہت تقرب حاصل هوگيا تھا - يہاں وہ کئي سال رها اور منصب قضاء پر مامور هوگيا - نيز کئی سياسي سفارتوں پر بھي گيا ، اور پادشاہ کی بہت سي خدمات بجا لايا -

هندوستان کے حالات ابن بطوطه نے بہت تفصيل سے بيان ديے هيں - هندؤں کے رسم و رواج ، عبادات ، عادات پر بحث کي هے - هندوستان ميں ايک مرتبه اُسے ڈاکوں نے لوٹ ليا تھا - اُس کے کاغذات بھي لے گئے تھے - سياح اپنے کاغذات کے نقصان پر بہت متأسف هے - کيونکه اُن ميں اُس کے سفر کي ياد داشتيں بھي تھيں -

هندوستان سے وہ جاوا اور سماترا گيا - پھر شمال کي طرف روانه هوا - وہ هم سے کہتا هے که يه سفر چين کا تھا - مگر تفصيل سے معلوم هوتا هے که وہ چيني هندوستان اور جنوبي چين سے آگے نہيں بڑھا - شمال ميں اُس کا سفر بہت هي محدود تھا - چين سے پھر جاوہ کے طرف لوٹا - جاوہ سے هندوستان آيا - پھر فارس ، عراق ، شام ، مصر هوتا هوا تيونس پہنچا - تيونس سے جہاز پر بيٹھا ، اور سنه ۷۵۳ ھ ميں فاس پہنچ گيا - يعنی کامل ۲۵ - سال سفر کے بعد وطن واپس هوا !

ليکن اپنے وطن طنجه ميں اُس کا قدم زياده دن تک نہيں جما - اندلس کي سياحت پر روانه هوگيا - اُس وقت يه اسلامي سلطنت سمٹ کر غرناطه کے علاقه ميں محصور هوگئي تھي - سلطان ابو الحجاج يوسف بن الوليد النصري کا زمانه تھا - ابن بطوطه نے وهاں کے علماء و فقهاء سے ملاقاتيں کيں ، قديم آثار ديکھے ، پھر مراکش واپس آ گيا -

مگر يه واپسي بھي عارضي تھي - تھوڑے هي عرصه بعد صحراء اعظم کي راہ سے سوڈان کے سفر پر روانه هوگيا - ليکن يه اُس کا آخري سفر تھا - سلطان ابو عنان شاہ مراکش مزيد سفر سے مانع هوا اور اپني مصاحبت پر اصرار کيا - يه واقعه سنه ۷۵۵ ھ کا هے - ابن بطوطه نے مسلسل ۳۰ برس تک سياحت کي - ۲۲ برس کي عمر ميں سياحت شروع کي اور ۵۵ - برس کي عمر ميں ختم کي -

ابن بطوطه سلطان مراکش کا درباري بن گيا - سلطان اُس کے حالات سفر سن کر بہت مسرور هوتا تھا - بعض لوگ ابن بطوطه کي صداقت ميں اُسي طرح شبه کرتے تھے ، جس طرح اِس کے پيشرو مارکو پولو کو اُس کے هم عصروں نے غلط بيان قرار ديديا تھا - ابن بطوطه کو ابناء زمانه کي اِس بے قدري پر بہت افسوس تھا - ايک جگه وہ نہايت رنجيده هوکر لکھتا هے " خدا جانتا هے ميرے بيانات صحيح هيں - خدا کي گواهي ميرے ليے کافي هے "

علامۂ ابن خلدون نے جب اپنی تاريخ کبير مدون کرنا شروع کي ، تو ابن بطوطه اور اُس کي سياحت کا قصه تازہ تھا - وہ اپنے مقدمه ميں لکھتے هيں :

" سلطان ابوعنان کے عہد ميں طنجه کا ايک شخص ابن بطوطه نام مراکش ميں آيا - يه مشرق ميں سياحت کرچکا تھا - عراق ، يمن هندوستان وغيره ممالک ميں پھرا تھا - شاہ هند کے پايۂ تخت دهلي ميں بھي گيا تھا ، اور سلطان محمد شاہ کا مقرب هوگيا تھا ، حتیٰ که عہدۂ قضا پر بھي مامور هوگيا - سفر سے واپسي کے بعد اُسنے سلطان ابوعنان کے دربار ميں رسوخ حاصل کيا - وہ اپنے عجيب عجيب مشاهدے بيان کيا کرتا تھا - حتیٰ که بہت سے لوگ اُسے جھوٹا سمجھنے لگے تھے - ايک دن ميں نے سلطان کے وزير فارس بن ودرار سے اِس بارے ميں گفتگو کي اور بتايا که لوگ کس طرح اُس کي تکذيب کر رهے هيں - وزير نے صحيح جواب ديا " تمھيں اُن سلطنتوں کے حالات کا انکار نہيں کرنا چاهيے جن سے ناواقف هو "

اِبن بطوطه کو مارکو پولو پر کئي حيثيتوں سے امتياز حاصل هے - آخر الذکر نے بر اعظم ايشيا کا صرف وسطي حصه ديکھا تھا - ليکن اِبن بطوطه کي سياحت بہت طويل تھي - ايشيا کے علاوہ افريقه کے بہت سے حصے اور يورپ ميں قسطنطنيه اور اندلس کي بھي اُس نے سير کي تھي - پھر اُس کے مشاهدات بہت زياده محققانه تھے - اُس کا سفرنامه اُس عہد کے ايشيا اور افريقه کي تاريخ اور جغرافيه ميں بہت زياده اهميت رکھتا هے - اُس کا اِسلوب بيان بھي زياده شگفته ، مکمل ، اور علمي هے -

صليب اور خون

(بيوريا ميں ايک پر اسرار عورت !)

يورپ کي عقل پرستي اور مشرق کي توهم پرستي کا غلغله صديوں سے بلند هے - مشرقي ممالک ميں عام طور پر يه خيال پيدا کرديا گيا هے که هرطرح کي توهم پرستي اور غير معقول خوش اعتقادي صرف مشرقي اقوام هي ميں پائي جاتي هے - باشندگان يورپ کے عقل و دماغ اِن تمام امراض سے محفوظ هيں ! ليکن واقعه يه هے که سنه ۱۹۲۷ کے يورپ ميں بهي هزاروں لاکهوں انسان ايسے موجود هيں ' جنکي مذهبي توهم پرستياں کسي طرح بهي مشرقي اقوام کي خوش اعتقاديوں سے کم نهيں هيں !

يورپ کي پچهلي ڈاک کے اخبارات سے معلوم هوتا هے که بيوريا کے ايک کاشتکار خاندان کي لڑکي تهريسا نيومين نامي کي نسبت هزاروں لاکهوں انسانوں کا اعتقاد هے که وه ايک مسيحي معجزه کے اعلان کے ليے بهيجي گئي هے - دور دور سے لوگ اُس کي زيارت کے ليے آتے هيں ' اور يقين کرتے هيں که اُس کي زيارت سے اور اس کا دامن چهو لينے سے هر طرح کي بيماريوں سے نجات مل جاتي هے !

يه " مسيحي معجزه " کيا هے ؟

تهريسا بے هوشي کي حالت ميں

بيان کيا جاتا هے که تهوڑے تهوڑے وقفه کے بعد يه لڑکي بے هوش هو جايا کرتي هے - اور بے هوشي کي حالت ميں اسکے تمام جسم پر صليب کے سے نشان پڑجاتے هيں - نيز پير کے تلوؤں سے خون بهي جاري هو جاتا هے - جب هوش ميں واپس آتي هے ' تو صليبي نشان معدوم هو جاتے هيں ' اور خون کا بهنا بهي بند هو جاتا هے - اخبارات کا بيان هے که نه صرف علاقه کے پادريوں نے بلکه سرکاري افسروں نے بهي بے هوشي کي حالت ميں اِس لڑکي کا معائنه کيا هے ' اور سب متفقه طور پر تصديق کرتے هيں که صليب کے نشان جسم پر نماياں هو جاتے هيں - عجب نهيں يه لڑکي هسٹريا يعني اختناق الرحم کي کسي غير معروف قسم ميں مبتلا هو -

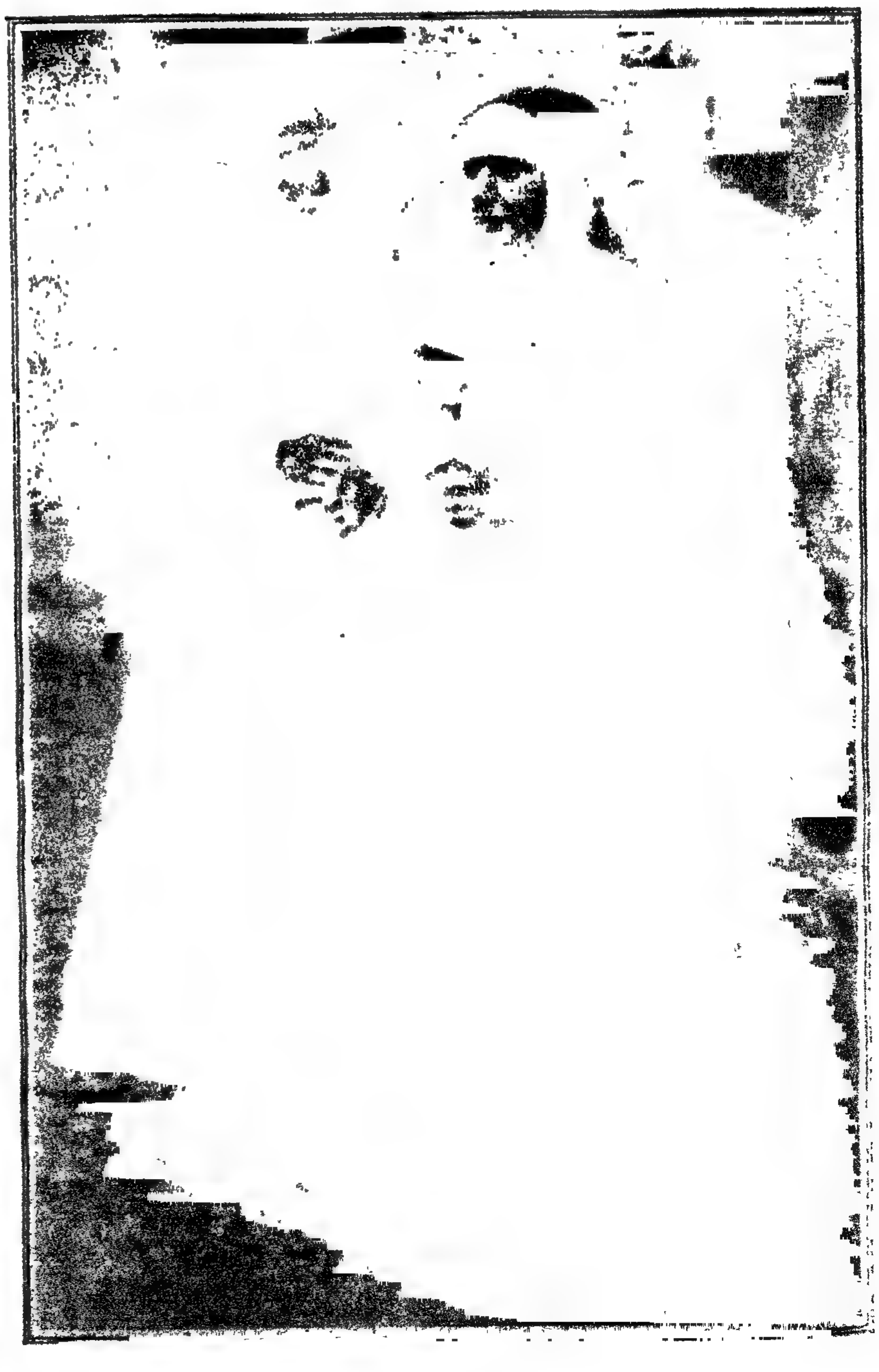

بائيں جانب تهريسا هے - دهني جانب ايک راهبه هے جو اُسے گرجا لے جا رهي هے !

* * *

بالشویك روس کی عدالت

جو نو جاسوسوں کے قتل کا فیصله لکهه رهي هے !

ابهي تهوڑا عرصه هوا ' خبر آئي تهي که حکومت روس نے ۲۶ آدمیوں کو جاسوسي کے جرم پر گرفتار کیا هے جن میں سے ۹ ملزموں کو قتل کي سزا دي گئي - یه مرقع اُسي مقدمه سے تعلق رکهتا هے - اور گریفک لندن کے نامه نگار نے موسکو سے بهیجا هے -

روسي تبليغ و اشاعت

حال میں روسیوں نے ایک قومي میله کي تقریب پر ایک نهایت دلچسپ مجسمه " سرمایه داري " کا طیار کیا تها جو ایک موٹر کار پر نصب تها اور تمام قصبوں اور قریوں میں اُسکي نمایش کي گئي تهي - یه مجسمه کره کا ایک ڈهانچا هے ' جسکے اوپر ایک انسان بیٹها هوا هے - کره سے مقصود تمام دنیا هے ' اور انسان سے مقصود " سرمایه داري " کي طاقت هے - گویا سرمایه داري نے تمام کرۂ ارضي اپنے قبضه میں کر رکها هے !

" سرمایۂ داري " کي همه گیري و عالم افگني کي مجسم تمثیل !

لاسلکی عکاسی

یه دو تصویریں " لا سلکي عکاسي " کے تجارب کا آخري تجربه پیش کرتي هیں - " لا سلکي عکاسي " سے مقصود وه نیا انکشاف هے جس کے ذریعه دور دراز مقامات سے بغیر رویت و حضور کے تصویر لیلي جا سکتي هے - امریکه میں اس کا تجربه نهایت تیزي سے ترقي کر رها هے - ستمبر کے اواخر میں متعدد تصویریں کامیابي کے ساتهه لي گئیں - تصویر نمبر ۱ ایک عورت کي تصویر هے جو تصویر لینے کے مقام سے کئي میل کے فاصله پر تهي - تصویر نمبر ۲ بهي ایک ایسي هي تصویر هے لیکن اس میں نمبر ۱ سے زیاده کامیابي هوي هے - یه تجربه جب پوري طرح کامیاب هو جایگا ' تو جس طرح ریڈیو مراکز کے ذریعه دنیا کے هر حصه کي صدائیں سن لي جا سکتي هیں ' اُسي طرح هر منظر اور وجود کي تصویر بهي به آساني کهینچ لي جائیگي !

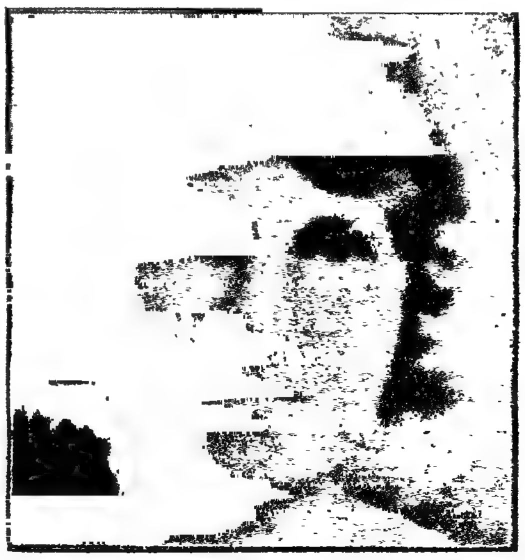

(۱)

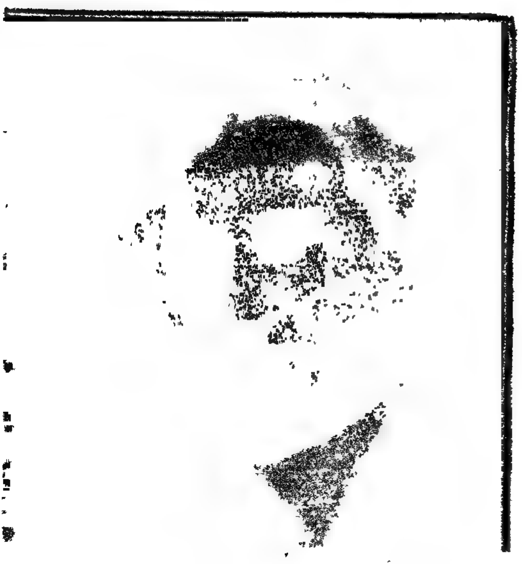

(۲)

تاریخ شرق جدید کی تاریخی شخصیتیں

مدحت پاشا

شہید حریّت و دستور

مدحت پاشا کے وُہ خطوط جو اُس نے قیدخانہ طائف سے اپنے عزیزوں کے نام بھیجے تھے

(۱)

"آج بچّوں کی تصویریں پہنچیں۔ میں نے تمھارے خطوں کے جواب بھیجے تھے۔ معلوم ہوتا ہی نہیں ملے۔ کیونکہ تم نے اُن کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا۔

سمرنا سے مجھے استامبول لے گئے۔ وہاں قصر یلدز میں مجھ اور محمود پاشا اور نوری پاشا کو علحدہ علحدہ حجروں میں قید کر دیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہی سلطان عبد العزیز نے خودکشی نہیں کی ہی۔ بلکہ سلطان مراد اور اُن کی والدہ کے اشارے سے محمود پاشا اور نوری پاشا نے اُنھیں قتل کرایا ہی۔ اور یہ کہ خود میں خیر اللہ آفندی، اور رشدی پاشا بھی اس قاتلانہ سازش میں شریک ہیں پھر کہا گیا کہ مصطفےٰ پہلوان، حاجی محمد مصطفےٰ جزائری، سلطان عبد العزیز کے تینوں خادم اصلی قاتل ہیں۔

حالانکہ یہ سب جھوٹ ہی کیونکہ یہ تینوں شخص، عبد العزیز کی وفات کے وقت نظر بند تھے۔ اگر بفرض محال عبد العزیز کو کسی نے قتل ہی کیا ہو تو کسی حال میں بھی میرے یا رشدی پاشا کے خلاف شبہ کرنے کی کوئی وجہ موجود نہیں۔ سلطان کی وفات کے وقت اُن کی والدہ اور تین سو بیویاں اور کنیزیں محل میں موجود تھیں۔ پانچ برس گزر گئے، مگر اب تک اُنھوں نے کبھی اشارۃً کنایۃً بھی نہیں کہا کہ سلطان قتل کیے گئے ہیں۔

میں نے محل شاہی میں نام نہاد عدالت کے سامنے پوری تفصیل سے تمام واقعات بیان کیے۔ تمام ججوں کو مجبوراً تسلیم کر لینا پڑا کہ واقعی کوئی ثبوت قتل کا موجود نہیں، بلکہ یہ سراسر بہتان ہی۔ مگر چونکہ سلطان عبد الحمید "خطرناک" لوگوں سے چھٹکارا حاصل کرنے پر کمربستہ تھے۔ اس لئے عدالت نے ۱۱۔ آدمیوں کو زبردستی مجرم قرار دے کر بے رحمانہ سزائیں دے دیں۔ عدالت کے بعض ایماندار ارکان نے آخر وقت تک اس فیصلہ میں شرکت سے انکار کیا۔ سلطان نے اُن کی ایمانداری کی بھی پوری قدردانی کی اور ہماری طرح وہ بھی قیدخانے بھیجدیے گئے!

سلطان سے میری کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔ بعض مصاحب ہر تیسرے دن میرے پاس سلطانی پیغام لے کر آتے تھے اور طفل تسلیاں دے جاتے تھے۔ ایک دن یہ پیغام پہونچا کہ سلطان کو میری اس مصیبت کا نہایت قلق ہی۔ میری جلاوطنی پر وہ انتہائی افسوس کے ساتھ مجبور ہو گئے ہیں۔ لیکن پوری ہمدردی سے مجھے اجازت دی ہی کہ اپنا خاندان اپنے ساتھ رکھ سکتا ہوں!" نیز مجھے اذن شاہی حاصل ہوا کہ اپنے عزیزوں کو اگر چاہوں، خط لکھ دوں۔ میں نے خطوط لکھ کر دے دئے، مگر افسوس ہی کہ وہ تم لوگوں تک نہیں پہنچائے گئے۔

مجھے یقین تھا کہ رودس یا عکّا کو جلاوطن ہو رہا ہوں۔ میرے خادم عارف کو افسروں نے جہاز کے ایک کمرے میں قید کر دیا۔ میرے پاس پہننے کا ایک کپڑا بھی نہیں تھا حتیٰ کہ رات کا لباس بھی موجود نہ تھا۔ جو کپڑے میرے بدن پر تھے، وہی پہنے رہا۔ اتفاق سے ایک دن میں نے خادم کو دیکھ لیا۔ اُس کے پاس میرے رات کے پہننے کا کُرتا موجود تھا۔ وہ میں نے پہن لیا اور بدن کے کپڑے اُتار کر خود اپنے ہاتھ سے دھوئے اور اُس وقت تک کمرے میں چھپا بیٹھا رہا جب تک کپڑے سوکھ نہ گئے۔ اب دُنیا سے مجھے نفرت ہو گئی ہی اور چاہتا ہوں جلد اپنے پروردگار کے سامنے پہنچ جاؤں!

ہم تمام رفقائے مصیبت جہاز "عز الدین" پر سوار کر دیے گئے کچھ نہیں معلوم تھا کہاں جا رہے ہیں؟ محمود پاشا کو ایک نہایت غلیظ کمرے میں رکھا گیا۔ نوری پاشا اور میں بھی ایسے ہی کمروں میں اُتارے گئے۔ پھر دروازوں پر قفل چڑھا دیے گئے۔

ہم جدہ پہنچے۔ بحر احمر کی گرمی بہت ہی سخت ہوتی ہی۔ ہماری تندرستی کو بہت نقصان پہونچا۔ ہمارے کمرے پاخانوں کے قریب تھے بدبو سے دماغ پھٹا جاتا تھا۔ نوری پاشا تو جہاز ہی میں پاگل ہو گئے تھے۔ اب تک اُن کا دماغ درست نہیں ہوا۔

جدہ پہنچتے ہی ہم سمجھ گئے کہ طائف میں قید ہونا ہی مگر ہم باہم کوئی گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ ہر ایک کے ساتھ آٹھ آٹھ مسلح سپاہی تھے اور بولنے کی سخت ممانعت تھی۔ ہم سے از حد ذلت کا برتاؤ کیا گیا کشاں کشاں مکہ معظمہ پہنچے۔ اور حرم شریف کے قریب بعض کمروں میں قید کر دیے گئے۔ ہم خاص مسجد کعبہ میں موجود تھے۔ مگر ایک مرتبہ بھی ہمیں زیارت کی اجازت نہیں دی گئی!

ہم طائف پہنچے اور قلعہ کے قیدخانہ میں علحدہ علحدہ کوٹھریوں کے اندر قید کر دیئے گئے۔ ہر کمرے کے سامنے ننگی تلواریں لئے سپاہی کھڑے رہتے ہیں۔ باہم گفتگو کی سخت ممانعت تھی، مگر اب اُٹھ گئی ہی کیونکہ پاسبانوں نے دیکھا، اس پابندی کی تعمیل ممکن نہیں۔

سلطان کا فرمان، شریف مکہ کو پہونچا کہ یہ لوگ (یعنی ہم جلاوطن ہیں۔ اندیشہ ہی بھاگ جائیں گے۔ پوری سختی سے نگرانی ہونی چاہئے۔ یہ حکم پاتے ہی شریف نے کمروں کے روشن دانوں کو بھی بند کرا دیا اور ہمارے پیروں میں لوہے کی بیڑیاں ڈال دیں۔ مگر اب بیڑیاں کاٹ دی گئی ہیں۔ کیونکہ بیماری نے ہمیں اس قابل ہی نہیں رکھا کہ یہ بوجھ برداشت کر سکیں۔

خوش قسمتی سے ایک شریف آدمی کی ہمدردی حاصل ہو گئی ہی یہ ہمارے خطوط تم تک پہنچایا کرے گا۔ پچھلے خطوط، جو تمھیں ملے، اسی کے ذریعے بھیجے گئے تھے۔ جب میں نے اپنے رفیقوں کو اطلاع دی کہ میرے اور اُنکے خطوط، منزل مقصود پر پہنچ گئے، تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ کیونکہ ہر ایک کے بچّے ہیں اور اُن کی ملاقات کی تمنا رکھتے ہیں۔ اگر ہم نے جرم کیا ہوتا تو اس خیال سے دل کو تسکین دے سکتے کہ یہ ہمارے جرم کی سزا ہی، لیکن ہم نے تو کوئی جرم نہیں کیا ہی۔ بجز اس کے کہ سلطنت اور امت کی اصلاح و ترقی چاہی ہی۔ اگر یہی جرم ہی، تو افسوس اُس ملک پر جہاں اصلاح و ترقی جرم سمجھی جائے!

میرے رفقا، انتہائی غم و الم میں ہیں۔ یہ بالکل قدرتی بات ہی لیکن میری حالت اُن سے بہتر ہی۔ میں اب ۶۰ برس سے تجاوز کر چکا ہوں۔ اس عمر کا آدمی کتنے برس اور جی سکتا ہی؟ تمھیں یاد ہوگا کہ گزشتہ سال ہی سے میرا عزم تھا کہ خلوت کی زندگی اختیار کر لوں۔ سفر آخرت کی طیاری میں باقی دن گزار دوں۔ معلوم ہوتا ہی خدا نے یہ اُسی کا سامان کر دیا ہی!

مدت سے تمنا تھی کہ ذہن کو تلاوت قرآن میں مشغول کر دوں مگر فرصت نہیں ملتی تھی۔ اب الحمد للہ پوری مہلت مل گئی اور میں نے "قد سمع اللہ" تک قرآن مجید از سر نو حفظ کر لیا ہی۔ میں نماز کی بھی پوری پابندی کرتا ہوں۔ شب و روز یاد خداوندی میں مصروف رہتا ہوں۔ آیت "ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ و من یؤمن باللہ، یہد قلبہ" ہر لحظہ میرے پیش نظر رہتی ہی۔ مجھے اس سے بڑی ہی تسکین حاصل ہوتی ہی۔ اپنے رب پر متوکل ہو گیا ہوں۔ اپنے تئیں اُس کے حوالے کر دیا ہی۔ تم بھی یہی کرو۔ اُس پر توکل کرو اور اُس کے سپرد ہو جاؤ!

اگر مجھے کوئی رنج ہی، تو وہ تمھاری اور بچّوں کی جدائی کا ہی۔ خداوند جل و علا سے دعا ہی ہم سب کو پھر جمع کر دے۔ میرے مصنوعی دانت ٹوٹ گئے۔ یہاں اُن کی مرمت کرنے والا کوئی نہیں۔ کھانے میں اب مجھے ناقابل برداشت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہی۔ میں نے تمباکو طلب کی تھی ابھی تک نہیں پہنچی۔ نیز لکھا تھا کہ تفسیر بیضاوی، تفسیر روح البیان، اور وہ زرد رنگ کی فرانسیسی کتاب بھیجدو جسے میں اکثر پڑھا کرتا تھا۔ یہ سب کتابیں، سمرنا میں موجود ہیں۔ اگر بھیج سکو، تو روانگی میں دیر نہ کرنا۔

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ بچوں کی تعلیم پر پوری توجہ صرف کر رہی ہو۔ علی حیدر، وسیمہ، صابرہ کو بہت بہت پیار کرو۔ دریّہ خانم کو اور تمام ملازموں کو سلام۔

سمرنا میں دو صندوق، ساحلی کمپنی کے منیجر کے پاس چھوڑ آیا تھا ان میں میرے تمغے اور اعزازی سندیں ہیں۔ تاکید کر دی تھی کہ تمھیں دے دے۔ معلوم نہیں ان کا کیا حشر ہوا؟ اگر صندوق اب تک اسی خائن کے پاس ہیں، تو مجھے لکھو تاکہ اُسے یاد دہانی کروں"

هندوستان اور مجموعه عالم

تمام دنیا میں جغرافیائي، عمراني، اور اقتصادي لحاظ سے هندوستان کي موجوده حیثیت کیا هے ؟

(۱)

(هندوستان کا رقبه)

ملک	رقبه ایکڑ کے حساب سے
هندوستان	۱،۱۶،۲۹،۱۹،۰۰۰
برطانوي هندوستان	۶۲،۰۷،۲۵،۰۰۰
یورپ	۲،۴۰،۰۰،۰۰،۰۰۰
جزائر برطانیا	۷،۷۱،۵۲،۰۰۰
ولایات متحدۂ امریکا	۱،۹۰،۳۲،۶۹،۰۰۰
استریلیا	۱،۹۰،۳۶،۶۴،۰۰۰
کینڈا	۲،۳۹،۷۰،۸۲،۰۰۰
جرمني	۱۳،۳۵،۹۴،۰۰۰
فرانس	۱۳،۰۸،۵۴،۰۰۰
چین	۲،۵۰،۴۷،۲۸،۰۰۰
جاپان	۱۶،۶۸،۷۲،۰۰۰

هندوستان، جرمن شهنشاهي سے ۷ - گنا زیاده بڑا هے -

هندوستان، جاپاني سلطنت سے ۱۱ - گنا زیاده بڑا هے -

هندوستان، جزائر برطانیا سے ۱۵ - گنا زیاده بڑا هے -

هندوستان، بر اعظم یورپ کے برابر هے - باستثناء روس -

هندوستان میں ۷،۰۰،۰۰۰ دیهات هیں -

هندوستان میں ۶۷۷ دیسي ریاستیں هیں -

برطانوي هندوستان، ۱۴ صوبوں پر منقسم هے - هر صوبه، ضلعوں پر منقسم هے - هر ضلع، تعلقوں یا تحصیلوں پر منقسم هے - هر تعلقه، تهانوں پر منقسم هے - هر ضلع کا اوسط رقبه ۴،۵۰۰ مربع میل هے -

هندوستان کي دس میں نو حصه آبادي دیهاتوں میں رهتي هے -

هندوستان میں ۷ لاکهه دیهات هیں - اس کے معنے یه هے که اگر کوئي آدمي هر قریه میں صرف ایک دن ٹهرے، تو پورے هندوستان کے دورے کے لیے ۱،۹۲۷ سال درکار هونگے -

هندوستان میں ایک لاکهه سے زیاده آبادي رکهنے والے ۳۱ شهر هیں -

(هندوستان کي آبادي)

کل دنیا	۱،۶۹،۶۵،۰۸،۰۰۰
کل هندوستان	۳۱،۹۳،۶۱،۰۰۰
برطاني هندوستان	۲۴،۷۰،۰۰،۰۰۰
جزائر برطانیا	۴،۲۹،۱۹،۷۰۰
جاپان	۶،۱۰،۸۱،۹۵۴
جرمني	۵،۱۸،۷۰،۷۲۲
فرانس	۳،۹۲،۰۹،۵۱۸
اتلي	۴،۲۱،۱۵،۶۰۶
سرویٹ روس	۱۳،۲۰،۰۰،۴۱۳
چین	۴۳،۶۰،۹۴،۹۵۳
ولایات متحدۂ امریکه	۱۱،۲۷،۸۶،۰۰۰

هندوستان کي آبادي، دنیا کي مجموعي آبادي کا پانچواں حصه هے -

هندوستان کي آبادي ولایات متحده کي آبادي سے ۳ گني زیاده هے -

هندوستان کي آبادي فرانس کي آبادي سے ۸ گنا زیاده هے -

صرف مدراس اور میسور کي آبادي، جاپان کے برابر هے -

صرف بمبئي کي آبادي، اسپین اور پرتگال کي مجموعي آبادي سے زیاده هے -

هندوستان میں هر مربع میل کي اوسط آبادي ۱۷۷ هے -

اگر هر منٹ میں ۲۵ آدمي پر نظر ڈالي جائے، تو پورے هندوستان کي آبادي دیکهنے کے لیے ۳۰ برس کا زمانه درکار هوگا !

(دنیا کي آبادي رنگ کے اعتبار سے)

(کل دنیا کي آبادي : ۱،۶۹،۶۵،۰۸،۰۰۰)

سفید فام	۹۳،۶۰،۰۰،۰۰۰
زرد فام	۵۱،۷۴،۸۸،۰۰۰
سیاه فام	۲۴،۳۰۶۰،۰۰۰

(سفید فام)

هندوستانی	۲۴،۵۰،۰۰،۰۰۰
تیوٹانک	۲۶،۶۷،۰۰،۰۰۰
سلاوي	۱۷،۶۰،۰۰،۰۰۰
لاطیني	۱۷،۲۰،۵۰،۰۰۰
یوناني	۹۵،۰۰،۰۰۰
باسکس	۴،۰۰،۰۰۰
افغان	۷۵،۰۰،۰۰۰
ایراني	۱،۰۰،۰۰،۰۰۰
عرب اور بربر	۲،۴۰،۰۰،۰۰۰
یهودي	۱،۵۰،۰۰،۰۰۰
قبطي	۸،۵۰،۰۰۰
دیگر اقوام	۹۰،۰۰،۰۰۰

(زرد فام)

چیني	۳۲،۳۰،۰۰،۰۰۰
جاپاني	۵،۶۵،۰۰،۰۰۰
کوریں	۱،۷۰،۰۰،۰۰۰
ترک	۱،۲۰،۰۰،۰۰۰
امریکن دیسي، اهل ملایا، اور فلیپائن	۴،۰۰،۰۰،۰۰۰
منگولي	۳۰،۰۰،۰۰۰
کرغیز وغیره	۱،۰۰،۰۰،۰۰۰
ماگائر	۹۵،۰۰،۰۰۰
فنس	۳۵،۰۰،۰۰۰
اسکیمو اور سائبیرین	۱۰،۰۵،۰۰۰
سیامي	۸۵،۰۰،۰۰۰
برمي	۷۸،۹۰،۰۰۰
تبتي	۶۵،۰۰،۰۰۰

گیا ہوں۔ اخبارات کو یہ خبر شایع کرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ تعجب یہ ہے کہ فرانس کے اخبار "طان" تک کو گمراہی میں ڈال دیا گیا اور اُسنے بذریعۂ تار آستانہ کے اخباروں سے دریافت کیا۔ اس سے پہلے یہ افواہ مشہور کی گئی تھی کہ میں مجنون ہو گیا ہوں۔ معلوم نہیں اس کذب و دروغ سے حکومت کو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟

طائف۔ ۲۳؍ صفر سنہ ۱۳۳۱ھ

(۷)

اپنے مرشد سلیمان آفندی کے نام

"... قسمت میں یہی تھا کہ ہم اپنے اہل و عیال اور مال و متاع سے جیتے جی دور اور اپنی آزادی سے محروم ہو جائیں۔ ہم جس مصیبت میں گرفتار ہیں، اُس کا تصور بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ صرف ذات الٰہی باقی رہے گی۔ کوئی مخلوق بھی دائمی زندگی نہیں پائے گی۔ سب کے لئے زوال ضروری ہے:

لا یغرن امرأ عیشہ   کل حی صائر للزوال!

یہ چند روزہ زندگی، ایک کھیل ہے۔ بلکہ ایک پُل ہے جس پر سے انسان گزر جاتا ہے۔ زندگی کی حرص و طمع، لاحاصل ہے۔ ان مصائب پر اللہ تعالیٰ بندوں کا ثواب زیادہ کر دیتا ہے۔ ہمارے لئے انبیاء و اولیاء کا اسوۂ حسنہ موجود ہے۔ ان میں اکثر قیدخانوں ہی میں مرے۔ امام ابوحنیفہ اور امام موسیٰ کاظم کی مثال ہر وقت میرے پیش نظر رہتی ہے۔

میری حالت اسوقت یہ ہے کہ ہر لحہ یہ مقولہ زبان پر رہتا ہے۔ "کن فی الدنیا کانک غریب" (دنیا میں اس طرح رہو گویا پردیس میں ہو) زندگی کے آخری مرحلے تک پہنچ چکا ہوں۔ عمر ۶۰ سے زیادہ ہو گئی ہے۔ اب مجھے ہر لحۂ حیات غنیمت سمجھنا چاہیے اور آخرت کی طیاری کرنی چاہیے۔ میرے پاس بعض کتابیں موجود ہیں۔ اُن میں آپ کا مجموعۂ رسائل بھی ہے۔ اس کتاب سے مجھے عبادت الٰہی میں بہت مدد ملتی ہے لیکن انسان تنہا اپنی رائے سے ہر قسم کی ریاضت نہیں کر سکتا، لہذا اے شیخ جلیل! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میری اُس راستہ کی طرف رہنمائی کیجئے جو خدا تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ میں یہاں دور سے بھی آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہوں۔ کیونکہ معنوی علاقہ، جسمانی اتصال کا محتاج نہیں۔ آپ مجھے تحریر کے ذریعۂ ہدایت دیجئے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو خود تشریف لائیے اور زبانی رہنمائی کیجئے۔ میں بے صبری سے آپکے تحریری یا زبانی جواب کا منتظر رہوں گا۔"

قیدخانۂ طائف۔ ۱۹؍ شوال سنہ ۱۳۳۱ھ

(۸)

نعیمہ ہانم کے نام

"گزشتہ ماہ ایک خط "سعید بک" کے فرضی دستخط سے بھیج چکا ہوں اس کے ایک ہفتہ بعد، دو پھوڑے نکل آئے۔ ایک پیٹھ میں، دوسرا پہلو میں۔ یہاں صرف ایک ڈاکٹر ہے اور وہ بھی نومشق ہے۔ دوستوں کو میری بیماری سے سخت تشویش ہوئی۔ اُنھوں نے میری لاعلمی میں والی مکہ کو تجربہ کار طبیب بھیجنے کے لئے لکھا۔ مگر والی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں صاحب فراش تھا اور قصر سلطانی سے برابر احکام آرہے تھے کہ مجھے اور میرے رفقاء کو قتل کر ڈالا جائے۔ چنانچہ ہمارا خاص کھانا موقوف کر دیا اور ہمارے نوکر بھی علٰحدہ کر دیئے گئے۔ میں بستر مرگ پر پڑا تھا کہ ایک افسر نے آکر حکم پہونچایا "تمھیں بھی وہی کھانا ملے گا جو دوسرے تمام قیدیوں کو دیا جاتا ہے۔ لہذا بازار سے کوئی چیز نہ خریدو۔ تمھارے خاص برتن بھی لے لئے گئے۔ قیدخانہ کے برتنوں میں کھاؤ پیو۔ کپڑے بھی اپنے ہاتھ سے دھونا پڑینگے"! پھر اُسنے ہم سے کاغذ، قلم، دوات وغیرہ لکھنے پڑھنے کا تمام سامان بھی لے لیا اور چلا گیا۔

الحمد للہ میں نے تمھارے تمام خطوط پہلے ہی سے جلا دیئے تھے، ورنہ انھیں ایک اور بہانہ ستانے کا مل جاتا۔ خیر اللہ آفندی کی بیوی اور دو برس کی عمر کا بچہ قلعہ کے قریب ایک مکان میں تھے۔ اُنھیں بھی نکال دیا گیا۔ اسوقت یہ لوگ مکہ میں مقیم ہیں۔

اس سختی سے حکومت کی غرض یہ ہے کہ ہم جلد سے جلد مر جائیں کیونکہ ہم لوگ اچھے کھانوں کے عادی ہیں۔ قیدیوں کا کھانا کھا کر ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ صرف اسی قدر نہیں بلکہ ہمیں ہر ممکن تکلیف بھی دی جا رہی ہے کیونکہ حکومت کو شبہ ہے کہ یہ لوگ قیدیوں کا کھانا کھانے پر بھی زیادہ دن زندہ رہیں گے۔ جب سے میرے رفقاء نے یہ حکم سنا ہے، نہایت پریشان ہیں اور شب و روز اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر رہے ہیں۔

اس مہلک بیماری میں۔ مجھے آرام کی بہت زیادہ ضرورت تھی۔ مگر میرے خادم کو بھی لے گئے۔ اسی قدر نہیں بلکہ طبیب کی آمد و رفت بھی روک دی۔ اس سے بھی بڑھ کر افسر کی گستاخانہ گفتگو نے مجھے اذیت دی۔ میری بیماری بہت زیادہ ہو گئی۔ موت کا قطعی یقین تھا۔ دنیا سے سفر پر مجھے از حد خوشی تھی۔ لیکن افسوس، موت قسمت میں نہ تھی۔ زندگی کا معاملہ، صرف خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ میری طلب پر بھی موت نہ آئی۔ میرے رفقاء نے ایک مرہم خود بنا کر پھوڑوں پر لگا دیا تھا۔ وہ اُس سے پھوٹ گئے۔ ۱۵ دن میں زخم بھر گئے۔ اب میں پھر زندہ ہو گیا ہوں۔

افسر نے میرے خادم کو جدہ بھیج دیا تھا تاکہ آستانہ پہونچا دیا جائے مگر قصر شاہی سے حکم آیا کہ اُسے وطن آنے نہ دیا جائے، بلکہ قید کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ غریب بھی قید ہے۔ اس حادثہ سے مجھے بہت رنج پہونچا۔ میں خوش تھا کہ مسکین کو اب مصیبت سے نجات ملی مگر میری خوشی، صرف چند روزہ تھی۔ اب مجھے اپنی مصیبت کے ساتھ اُس کی مصیبت پر بھی غم کھانا ہے۔

روپیہ، کپڑے، ماکولات، کوئی چیز بھی نہ بھیجنا کیونکہ مجھے کچھ بھی پہنچ نہیں سکتا۔ اور اگر پہنچے بھی، تو بے کار ہے۔ روپیہ اس لئے بیکار ہے کہ ہم کوئی چیز خرید نہیں سکتے۔ کپڑے اس لئے بیکار ہیں کہ کپڑے دُھلوانے کی ہمیں اجازت نہیں۔ خود اپنے ہاتھوں سے دھو کر پہننا ہیں۔ اس حالت میں پُرانے اور نئے کپڑے یکساں ہیں۔ لہذا کوئی چیز بھی نہ بھیجو۔

ہمارے لئے جو کھانا مقرر ہوا ہے وہ صرف شوربا ہے۔ ایک ظرف میں ۸ آدمیوں کے لئے شوربا آتا ہے اور ہرگز کافی نہیں ہوتا۔ شام کو مولی کے پتوں کا شوربا ہوتا ہے۔ ہم لوگ یہ کھانا بالکل کھا نہیں سکتے۔ بھوکوں مر رہے ہیں۔ بہت ناتوان ہو گئے ہیں۔ ہر لحظہ موت کا انتظار ہے۔ دیکھنا چاہیے ہم میں کون پہلے قبر میں جاتا ہے۔"

بچوں کو پیار۔ سب کو سلام

۸؍ جمادی الآخر سنہ ۱۳۰۱ھ

(۹)

نعیمہ ہانم اور فرزند عزیز علی حیدر کے نام

"یہ غالباً میرا آخری خط ہے۔ کیونکہ ہمارا کھانا بند ہو چکا ہے اور سخت تکلیفیں دی جا رہی ہیں، جیسا کہ پچھلے خط میں لکھ چکا ہوں۔

اب وہ ہمیں زہر دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بلکہ کئی مرتبہ دے بھی چکے ہیں لیکن میرے خادم عارف (جو اب میرے ہی ساتھ قید ہے) کی وفاداری اور بیداری کی وجہ سے ابتک اُنھیں کامیابی نہ ہو سکی۔ ایک دن عارف نے ایک افسر کے ذریعہ دودھ خریدا۔ افسر نے اُس میں زہر ملا دیا تھا۔ عارف پہچان گیا اور دودھ پھینک دیا۔ ۲ دن بعد عارف نے گوشت خرید کر میرے لئے پکایا۔ مگر اُسکے ہٹتے ہی اُس میں زہر ڈال دیا گیا۔ چند دن بعد ہمارے پانی کی صراحی میں زہر ملا دیا گیا۔ ہمارے محافظ بکر آفندی چرکسی نے اعتراف کر لیا ہے کہ قصر شاہی سے روز تاکیدی حکم آرہے ہیں کہ ہمیں فوراً مار ڈالا جائے۔ چنانچہ عثمان پاشا والی مکہ نے تحسین بک چرکسی کو مکہ معظمہ سے خاص اسی غرض سے یہاں بھیجدیا ہے اور وہ قتل کی طیاریوں میں لگا ہوا ہے۔ ظاہر ہے ہم ان تمام قوتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ موت یقینی ہے۔ شاید اس خط کے پہنچنے سے پہلے ہی تمھیں میری موت کی خبر پہنچے۔ لیکن تم رنجیدہ نہ ہونا۔ کیونکہ مجھے اُمید ہے یہ موت، میرے تمام گناہوں کا کفارہ ہوگی۔ میں اپنے وطن اور امت کی راہ میں مر رہا ہوں۔ میری وصیت یہ ہے کہ حکومت کوشش کرے گی تمھیں آستانہ لے جائے اور تمھارا وظیفہ مقرر کرے۔ مگر تم اسے منظور نہ کرنا۔ اپنے گھر ہی میں رہنا۔ میری بہن صدیقہ ہانم کو اپنے ساتھ رکھنا اور ترکہ میں سے اُنھیں بھی حصہ دینا۔ میں نے تمھیں خدا کے سپرد کیا۔

۱۰؍ رجب سنہ ۱۳۰۱ھ

آخری خط

شہادت سے ایک دن پہلے لکھا گیا

علی وصفی آفندی کے نام

میں تمھیں پہلے بھی خط لکھ چکا ہوں۔ اپنی سوانح عمری کا ایک جزو ختم کر کے تمھیں بھیج چکا ہوں۔ پڑھنے کے بعد سمرنا بھیجدینا۔ اب زندگی کی کوئی امید باقی نہیں رہی۔ کیونکہ یہ لوگ زہر دینے میں ناکامیاب رہے۔ اب کوئی دوسری تدبیر کرینگے۔ میں ہر لحظہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ اگر میں مر جاؤں تو فقراء پر دس پونڈ خیرات کر دینا جو تمھارے پاس امانت ہیں۔ اگر اس سے زیادہ خرچ کرنا تو سمرنا سے روپیہ طلب کر لینا۔ فوراً آجائے گا۔ میرے مرشد شیخ سلیمان کی دست بوسی کرو اور میرے حق میں دعا کی درخواست کرو۔ درویش صلاح الدین پر بھروسہ نہ کرنا کیونکہ اُس کی طبیعت کا حال معلوم ہے۔ بلاضرورت مجھے نہ لکھنا۔ آئندہ شاید میں بھی کچھ لکھ نہیں سکوں گا۔ کیونکہ حالت بہت خطرناک ہو گئی ہے۔ والسلام

الہلال کے ابتدائی نمبر

الہلال سلسلۂ جدید کے ابتدائی نمبر یعنی نمبر
۱ سے ۵ تک
بعض حضرات کو مطلوب ہیں، وہ دوگنی
قیمت پر
خریدنے کے لئے طیار ہیں۔ دفتر کو اطلاع
دیجائے
منیجر

(۲)

"رمضان کے بعد کوئی خط نہیں ملا۔ تمھارے اور بچّوں کے حالات نہ معلوم ہونے سے سخت قلق اور ملال ہو۔ تم نے ضرور روپیہ اور کھانے کی چیزیں بھیجی ہوں گی۔ مگر مجھے کچھ نہیں پہنچا۔ مجھے روپیہ کی ازحد ضرورت ہو۔ کیونکہ پچھلے سال جو ۵۰ پونڈ بھیجے تھے، اور جو رقم، قسطنطنیہ سے آئی تھی، اب اسمیں سے کچھ بھی باقی نہیں ہو۔ وجہ یہ ہو کہ پہلے حکومت نے ہمارے کھانے پینے کا ذمہ خود لے رکھا تھا مگر اب وہ کسی کو کچھ نہیں دیتی۔ ہمیں اپنی روٹی خریدنا پڑتی ہو۔ ہمارے ساتھ بعض ایسے قیدی بھی ہیں جن کے پاس ایک پیسہ نہیں۔ میں اور محمود پاشا اُن کی کفالت کر رہے ہیں۔ اُنھیں کپڑے بھی بنا دئیے ہیں ہمیں قیدخانے کے نوکروں کا بھی خیال کرنا پڑتا ہو۔ یہ لوگ محض ہماری وجہ سے یہاں رکھے گئے ہیں۔ ان حالات کی بناپر، ہمیں روپیہ کی سخت ضرورت ہو۔

ہمارے رفقاء میں فوج کے بعض بڑے بڑے افسر بھی ہیں انھوں نے ہم سے کچھ روپیہ قرض لے کر کپڑا خریدا ہو۔ بیچارے خود اپنے ہاتھ سے سی رہے ہیں۔ اُن کی مصیبت اسی پر ختم نہیں ہو جاتی انکے لئے ایک خشک روٹی کا بھی انتظام نہیں کیا گیا ہو۔ بعض مجبوراً روزہ رکھتے ہیں۔ ہم پر فرض ہو کہ اُن کی ضروریات زندگی کا حتی الوسع خیال رکھیں۔ ہر ملک میں دولت مند، غریبوں کی دست گیری کرتے ہیں لیکن یہاں ان مسکینوں کے لئے اس قسم کا کوئی موقعہ موجود نہیں ہو۔ انسانیت کا تقاضہ ہو کہ ہم ہی انکی خبر لیں۔ لہذا فوراً ہم پچاس پونڈ حکومت کے توسط سے بھیجدو۔ اگر فوراً روپیہ نہ آیا تو میں اپنا پانی کا برتن اور گھڑی بیچنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔ اس صورت میں لوگ بہت قیل و قال کرینگے اور ہمارے ذہن کو تشویش ہوگی۔

بچوں کو بہت بہت پیار"

مدحت

قلعہ طائف کا قیدخانہ

۲۵ر اگست ۱۸۹۸ء

(۳)

"... پرسوں یہاں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ شریف مکہ (عبدالمطلب) حسب عادت آجکل طائف میں موجود تھے۔ منگل کی رات کو وہ اپنے گھر میں مطمئن سو رہے تھے کہ اچانک آدھی رات کو تین فوجوں نے آکر اُن کا محل گھیر لیا۔ فوج کے ساتھ ہم توپیں بھی تھیں۔ صبح ہم کیا دیکھتے ہیں کہ شریف اپنے رات کے کپڑوں میں ہمارے قیدخانے میں قیدی بنے چلے آ رہے ہیں۔

کہا جاتا ہو شریف کا جرم یہ ہو کہ اُسنے انگریزوں سے سازش کرنی چاہی تھی۔ اس شخص نے ہمیں محض سلطان کے خوش کرنے کے لئے بہت تکلیف پہنچائی تھی۔ خدا نے اس کا بدلہ لے لیا۔ وہی مصیبت اُسپر ڈال دی جسمیں ہم پھنسے ہیں۔ اسمیں ہر عاقل کے لئے عبرت ہو۔ لیکن مجھے اس شخص پر بہت ترس آتا ہو۔ سو برس کا بوڑھا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرّیت میں سے ہو۔ یہ واقعہ بالکل ویسا ہی ہو جیسا ہمیں سمرنا میں پیش آیا تھا۔ فرق صرف اس قدر ہو کہ وہاں توپوں کی تعداد زیادہ تھی"

مدحت

(۴)

"گزشتہ رمضان سے تمھاری اور بچوں کی کوئی خبر نہیں ملی۔ میں نے بھی تمھیں اپنی مفصل حالت نہیں لکھی۔ کیونکہ نہایت ہی سخت تکلیف میں ہوں۔ پانچ مہینے ہوتے ہیں کہ ہمارے خدمت گار ہم کو علیحدہ کر دیئے گئے ہیں۔ حال میں آستانہ سے عمر بک نام ایک شخص خاص اس غرض سے بھیجا گیا ہو کہ اگر ہماری ایذا رسانی میں کچھ کمی رہ گئی ہو تو پوری کردے۔ اس شخص کی عمر، زیادہ ہو، مگر عقل کم ہو۔ اس کے افعال ایسے ہیں جو کسی شریف الطبع آدمی کے نہیں ہو سکتے۔ یہ ہماری جان لینے پر تُلا ہوا ہو، کیونکہ شاید اُسے یہی حکم ملا ہو یا مزید مقبولیت اس ذریعہ سے حاصل کرنی چاہتا ہو۔ اُس کا خیال ہو کہ بھوکا رکھنے سے ہم جلد نہیں مرینگے بلکہ ہماری زندگی بڑھ جائے گی۔ لہذا کوئی ایسی تدبیر نکالنی چاہتا ہو جس سے میری، محمود پاشا کی، اور خیرالدآفندی کی زندگی جلد سے جلد ختم ہو جائے۔ وہ نوکروں سے کہتا ہو "تم ضرور وطن واپس جانے کے لئے بے قرار ہوگے۔ لیکن جب تک یہ تمھارے آقا زندہ ہیں، تم واپس نہیں جا سکتے۔ ان کے قتل میں میری مدد کرو تاکہ آزادی حاصل کر سکو" چنانچہ اسنے نوری پاشا کے خادم بکر آغا کو بلا کر کہا "تم نوکروں کی قید اُسی وقت ختم ہو گی جب یہ لوگ مریں گے۔ نوری پاشا تو مجنون ہیں۔ کئی دفعہ کمرے کی کھڑکی سے پھاندنا بھی چاہا۔ تم اُن کی اس میں مدد کیوں نہیں کرتے؟ مجھ سے ریتی لو اور کھڑکی کی سلاخ ریت ڈالو۔ تاکہ نوری پاشا پھاند کر ہلاک ہو جائیں"

غرضکہ اسنے تمام نوکروں کو بھڑکانا شروع کر دیا ہو۔ نوکروں نے اُس کی سازش میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ اسپر اُنھیں بھی سخت تکلیفیں دی جا رہی ہیں۔ یہ خبریں سُن کر ہم سخت پریشان ہیں ہمیں زہر دینے کی پوری کوشش کی جا رہی ہو۔ ایک طرف دنیاوی منفعت حاصل کرنے کے لئے یہ شخص ہمیں مارنا چاہتا ہو، دوسری طرف اخروی ثواب کے لئے حج کرنے بھی گیا ہو۔ یہ سمجھتا ہو اس طرح دین اور دُنیا، دونوں اُسے حاصل ہو جائینگے!

ہم ڈیڑھ برس سے یہاں ہیں مگر آجتک قلعہ کا پھاٹک تک دیکھ نہ سکے۔ عزیز ترین لوگوں سے بھی ملاقات کی اجازت نہیں ملی۔ ہمارے پاس ایک اجنبی باورچی تھا۔ ڈرا دھمکا کر اُسے بھی رخصت کر دیا گیا یہ حالات دیکھ کر ہمیں یقین ہوتا ہو کہ ہمیں جلد اس دُنیا سے کوچ کرنا ہوگا۔

اگر ہمارے ستانے اور اس طرح قفص میں بند رکھنے سے مقصود یہ ہو کہ قصر شاہی کی سازش پر پردہ ڈالا جائے، تو یہ کوشش بے سود ہو۔ یورپ بھر میں اصلی حقیقت مشہور ہو چکی ہو۔ اخبارات کے صفحوں پر آچکی ہو۔ لیکن اگر ہمیں تکلیف دے کر سلطان اور اُنکے مصاحب خوش ہوتے ہیں تو ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ احکم الحاکمین سے فریاد کریں اور دعا مانگیں کہ وہ اپنا فیصلہ جلد صادر کردے۔ اگر تمھیں کوئی منصف مزاج ملے تو ہماری ناقابل بیان مصیبت کی یہ داستان سُنا دینا۔

قیدخانۂ طائف ۵ محرم ۱۳۰۱ھ

(۵)

والیٔ حجاز عثمان پاشا کے نام

"آپنے رسالہ دار محمد بک کے نام جو خط لکھا ہو، اُس میں شکایت کی ہو کہ میں نے عمر پاشا کے افعال کی اطلاع انگریزی قونصل کو دی ہو۔ حالانکہ میں نے قونصل مذکور کو ہرگز کوئی خط نہیں لکھا۔ بلکہ اس قسم کا کبھی وہم بھی پیدا نہیں ہوا کہ اُسے اطلاع بھیجوں۔

عمر پاشا کی حرکتیں ایسی نہیں ہیں کہ زیادہ دنوں تک مخفی رہتیں طائف اور مکہ میں بچہ بچہ اُن سے واقف ہو۔ اگر انگریزی قونصل کو علم ہوا ہو تو تاجروں اور عام باشندوں کے ذریعہ ہوا ہوگا۔

لیکن آپنے دوسرے خط میں پھر مجھے اس معاملہ میں ملامت کی ہو۔ بظاہر آپ کو یقین ہو کہ اسمیں میرا ہاتھ ضرور ہو۔ لہذا میں مجبور ہو گیا ہوں کہ حقیقت ظاہر کردوں۔

عمر پاشا علی الاعلان کہتے رہے ہیں کہ اُنکے آنے کی غرض، ہم قیدیوں کو زہر دے کر قتل کرنا ہو۔ صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ عمل سے بھی وہ اسے ثابت کرتے رہے ہیں۔ اُنھوں نے کھلے بندھوں نوکروں کو مشورہ دیا کہ اپنے آقاؤں کو دن دہاڑے مار ڈالیں۔ نوکروں نے ایسا نہیں کیا تو اُنھیں قید کر دیا گیا اور سخت تکلیفیں دی گئیں۔

احباب کو اگر یہ شرمناک حالات معلوم ہو گئے ہیں تو یہ کچھ عجیب نہیں ہو۔ انگریزی قونصلوں کا کام ہی یہ ہو کہ خبریں معلوم کر کے اپنی حکومت کو مطلع کرتے رہیں۔ باہر ہمارا کوئی ایسا معتمد علیہ موجود نہیں جسپر ہم اس طرح کے معاملات میں بھروسہ کر سکیں۔ پھر کیسے یقین کیا جا سکتا ہو کہ ہم نے انگریزی قونصل کو اطلاع پہنچائی ہوگی؟ ہمارے نوکر بھی آزاد نہیں ہیں کہ اِدھر اُدھر جا سکیں۔ وہ ہفتہ میں صرف ایک مرتبہ قلعہ سے نکلتے ہیں تاکہ ضروری اشیا بازار سے خرید لیں اور اُسوقت بھی مسلح افسروں کی حراست میں رہتے ہیں۔

نہیں معلوم تمھارے ضمیر نے یہ کیونکر گوارا کیا کہ ہمیں ملامت کرو۔ تمھارے خیال میں اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اپنی آزادی اولاد، احباب، مال و متاع سب سے جیتے جی محروم کر دئیے گئے ہیں، اور ایک قفص میں جانوروں کی طرح محبوس ہیں۔ وہ اپنے عزیزوں کی صحت بھی معلوم نہیں کر سکتے؟ یقیناً یہ ایسا برتاؤ ہو جسے دنیا کا کوئی قانون کوئی شریعت، کوئی انصاف پسند انسان جائز قرار نہیں دے سکتا!

اگر یہ نئی تہمت تراشنے سے مقصود یہ ہو کہ ہماری عزیزوں کی خط و کتابت بھی موقوف کر دی جائے تو وہ ہماری اس قید کی وجہ سے پہلے ہی سخت بدبختی میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ مرے کو مارنا کہاں کا انصاف ہو؟

تم نے اپنے خط میں لکھا ہو کہ سمرنا میں میں نے فرانسیسی قونصل سے پناہ چاہی تھی۔ یہ حقیقت ہے تمھاری جہالت کی دلیل ہو۔ میں صوبہ سمرنا جیسے ایک بڑے صوبے کا حاکم تھا۔ اچانک ایک رات میرے گھر کا فوجوں نے محاصرہ کر لیا۔ مجھے قید کر کے لے چلے۔ میں اپنی عورتوں اور بچوں کا گریہ و بکا اپنے کانوں سے سنتا تھا، مگر اُنھیں تسلی تک نہیں دے سکتا تھا۔ اُسوقت میرے دل کی کیا حالت ہوگی؟ اس کا جواب میں خود تمھارے ضمیر سے چاہتا ہوں اگر تم مجھے اس لئے ملامت کرتے ہو کہ حکومت کی حرکتوں کو حق بجانب قرار دو، تو یہ کوشش بے فائدہ ہو۔ میں دو مرتبہ وزیراعظم رہ چکا ہوں۔ لیکن اس کے باوجود بھی مجھ سے یہ ذلت آمیز برتاؤ کیا گیا اور بغیر کسی جرم کے قید میں ڈال دیا گیا۔

تم نے لکھا ہو تم ایسی باتوں کی اجازت دے نہیں سکتے اور اب تم ہماری زبانیں بند کر دوگے۔ ہماری زبانیں اب بھی بند ہیں۔ معمولی افسروں اور سپاہیوں کی ہمپر حکومت ہو۔ ہم زبان ہلا نہیں سکتے۔ تم اس وقت اختیار رکھتے ہو۔ ہم بے اختیار رہیں۔ جو تمھارے دل میں آئے شوق سے کرو۔ ہمیں اعتراض کا بھی حق نہیں ہو۔ تم ہمیں "مجرم" کہتے ہو۔ ہم اس پر بھی معترض نہیں ہو سکتے لیکن میں تمھیں وہ گفتگو یاد دلاتا ہوں جو تم نے دارالحکومت میں مجھ سے کی تھی تم نے انسانیت، مروت، شرافت کا ذکر کیا تھا۔ کیا یہ موجودہ برتاؤ ان صفات کے مطابق ہو؟

قیدخانہ طائف، ۲ صفر ۱۳۰۱ھ

(۶)

نعیمہ خانم کے نام

"... پچھلے دنوں مشہور کر دیا گیا کہ میں ہندوستان یا یورپ بھاگ

سراسر بنگال اور کرناٹک کے عظیم خزانوں کی لوٹ سے شروع ہوئی جنگ پلاسی سے پہلے ہمارے ملک (انگلستان) کی صنعت نہایت پست تھی (ڈیگبی)

تین کروڑ انسانوں کو لوٹ کر کلکتہ میں عظیم الشان دولت بہت جلد جمع کر لی گئی تھی ... قدیم زمانوں میں معمولی مظالم پر ہندوستانی اپنے حاکموں کو برطرف کر دیا کرتے تھے۔ مگر انگریزی حکومت ٹلنے والی نہ تھی یہ حکومت سنگ دل سے سنگ دل وحشی اور مستبد حکومتوں کی طرح ظالم اور سخت تھی۔ مزید براں تمام تمدنی طاقتور ہتیاروں سے مسلح تھی۔
(لارڈ کلائیو پر میکالے کا مضمون)

یہ مالا مال خزانے، کروروں آدمیوں کی صدیوں کی کمائی، انگریزوں نے ہتیا کر لندن اُسی طرح بھیجدی، جس طرح رومن نے یونان اور پونٹس کے خزانے اٹلی بھیجدیئے تھے، ہندوستانی خزانے کتنے قیمتی تھے؟ کوئی انسان بھی اس کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ ضرور کروروں اشرفیاں ہونگی۔ اتنی دولت اُسوقت کی مجموعی یورپین دولت سے بھی بہت زیادہ تھی۔ (بروک آدم)

جب میں ۱۷۶۸ء میں انگلستان آیا تو یہاں بڑے بڑے شہروں کے علاوہ ملک بھر میں بارہ بینک بھی موجود نہ تھے۔ بنگال کی چاندی نے انگلستان پہنچکر نہ صرف دولت میں بے شمار اضافہ کیا بلکہ اس کی رفتار بھی بہت تیز کر دی (بروک)

ہمارے خیال میں یہ بڑی دولت جو ہم نے ہندوستانی تجارت سے حاصل کی ہو ایک نہایت ہی ظالمانہ اور جابرانہ دستور العمل سے مہیا ہوئی ہو ایسا دستور العمل جس کی نظیر نہ کسی ملک میں ملتی ہو نہ کسی زمانہ میں۔ (ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائرکٹروں کی یادداشت ۱۸۱۲ء)

سرسری اندازہ کے ساتھ، بڑی آسانی سے دعوی کیا جا سکتا ہو کہ جنگ پلاسی اور جنگ واٹرلو کے درمیانی زمانہ میں ہندوستان سے انگلستان کو پندرہ ارب روپیہ جا چکا تھا۔ (میجر وینگیٹ)

ہندوستان، انیسویں صدی میں انگلستان کو کم سے کم ایک ارب ۵۰ کرور روپیہ دے چکا ہو۔ ہمارے ہم وطنوں (انگریزوں) کا ۱۳ کرور روپیہ ہندوستانی تجارت میں لگا ہو۔ اس طرح ہندوستان کی تجارت ہمارے لئے دنیا کے تمام ملکوں کی تجارت سے زیادہ اہمیت رکھتی ہو۔ ہندوستان میں ہمارے حوصلہ مند نوجوانوں اور بے شمار نفیروں کو روٹی مل رہی ہو۔ دنیا کے ہر گوشہ میں ہمارے ملک کو ہندوستان کا قبضہ بہت زیادہ طاقتور، باعزت، اور با اثر بنا رہا ہو۔ تمام اعلی خیالات، مسیحی حکمرانی اور تہذیب کے فرائض سے قطع نظر کر کے، ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہندوستان کو ہمیشہ اپنے قبضہ میں رکھنا چاہئے۔ انگریز بھاری سے بھاری قربانیاں کرنے کو طیار ہیں مگر یہ سونے کی چڑیا کسی حال میں بھی اپنے ہاتھ سے اڑنے نہیں دیں گے!
(میجر وینگٹ ۱۸۵۹ء)

ہندوستان نے ہمارے لئے سب کچھ کیا ہو کرۂ زمین پر ہمیں لیا ہی ہتم بالشان جزیرہ بنا دیا ہو جیسا جاپان کو اُس کے جزائر نے ہم اتنی بڑی سلطنت ہو گئے ہیں جتنی دنیا نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس احسان پر ہمیں ہندوستان کا ہمیشہ شکر گزار رہنا چاہئے۔
(سر جارج برڈووڈ)

ہندوستان کا ہمیشہ خون چوستے رہنا چاہئے۔
(لارڈ سالسبری ۱۸۷۵ء)

میں پوری متانت سے اعلان کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کے مظالم سے مالابار کی مخلوق فنا ہو گئی اور ملک برباد کر ڈالا گیا۔ موجودہ گورنمنٹ نے ملک اور اُس کے باشندوں کو مفلس اور ذلیل کر ڈالا ہو۔
(فرانسس براؤن: سیلکٹ کمیٹی رپورٹ ۱۸۷۱ء)

ہندوستان کا نظارہ، دماغ پر افلاس اور افسردگی کا اثر قائم کر دیتا ہو۔ ملک سے زیادہ اُس کے عام باشندے اُداس ہیں۔ وہ کمزور اور خستہ نظر آتے ہیں۔ اُنکے کپڑے میلے کچیلے پھٹے پُرانے ہیں۔ وہ سب غریب معلوم ہوتے ہیں اور محض ایک ٹکڑا روٹی پانے کے لئے جان توڑ محنتیں کرتے ہیں، وہ لاغر اور مرجھائے ہوئے ہیں۔
(سر فریڈرک ٹریوس ۱۸۹۲ء)

برطانوی ہند کی دیہاتی آبادی کی حالت کیا ہو؟ اب وہ اُس مطمئن اور خوش و خرم قوم کی نمائندگی نہیں کرتی جس کا حال ہم قدیم تاریخوں میں پڑھتے ہیں شکستہ روح، پست دماغ، خستہ حال غریب رعیت کی ایک ہی آرزو رہ گئی ہو کہ آئندہ فصل پکنے تک وہ بھوکوں نہ مرجائے۔ (دی تھری پریسیڈینسیز آف انڈیا)

آج ہندوستان کی عام آبادی اس قدر قلاش ہو رہی ہو کہ اس کے پاس بمشکل قوت لایموت باقی ہو۔ عیش و عشرت تو درکنار، ہندوستانی بمشکل اپنے بال بچوں کی شکم پری کر سکتا ہو"
(لارڈ لارنس ۱۸۶۴ء)

برطانوی صنعت بڑھانے کے لئے ہندوستانی دستکاری کا گلا گھونٹنا بڑے فخر کے ساتھ انگریزی تدبر قرار دیا جاتا ہو۔ حالانکہ یہ برطانوی قساوت کا ایک بہت ہی بڑا ثبوت ہو۔ اس سے واضح ہوتا ہو کہ اپنے ملک کی ترقی کے لئے انگریزوں نے کس طرح چنگی اور محصول لگا کر ہندوستان کی صنعتی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ (مسٹر شور)

---

۱۸ سے ۳۰ سال کی عمر والی ہندوستانی عورتیں بہترین سوت کاتتی ہیں۔ روپیہ بھر وزن کی روئی سے ۴ میل سے بھی زیادہ لنبا سوت کات سکتی ہیں۔ (جیمس ٹیلر)

وہ انگریزی حملہ ہی تھا جسنے چرخہ ہلاک کر دیا۔ انگلستان نے خود ہندوستان کے بازاروں سے ہندوستانی کپڑا بے دخل کر دیا۔ اُسنے اس ملک میں اپنا سوت بھیجنا شروع کیا، یہاں تک کہ دیسی سوت غائب ہو گیا۔ یہ ملک جو روئی کا مرکز تھا، بدیشی سوت کا دست نگر ہو گیا۔ ۱۸۱۸ء سے ۱۸۳۶ء تک ہندوستان میں انگریزی سوت کی درآمد ایک سے شروع ہو کر ۵۲۰۰ گنا ہو گئی! (کارل مارکس: برٹش رول ان انڈیا)

ہمارا تعلق ہندوستان سے بہت گہرا ہو۔ دنیا میں یہ ملک سب سے بڑا بازار ہو۔ ہم وہاں بحیثیت تاجر کے گئے ہیں۔ باوجود موجودہ زمانہ کی تمام لفاظیوں کے ہماری ہندوستانی حکومت ایک مادی بنیاد پر قائم ہو جسے ان لفظوں میں بیان کیا جا سکتا ہو کہ ہم تمہاری حفاظت کریں، تم ہمارا مال خرید۔ اگر ہم ہندوستان چھوڑ دیں تو اس سے نہ صرف ہندوستانیوں ہی کو نقصان پہونچیگا بلکہ لنکاشائر کے ایک کرور ۲۰ لاکھ آدمی بھوکوں مرجائیں گے اور ہماری تمام صنعتی زندگی ختم ہو جائے گی۔ تمام باتوں کا ہمارے پاس صرف ایک ہی جواب ہو اور وہ یہ کہ "کچھ ہی ہو ہماری قوم کو زندہ رہنا ہو"! بغیر ہندوستان کی تجارت اور دستکاری پر قبضہ رکھے یہ قوم اس تنگ جزیرہ میں کسی طرح بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ (مسٹر رہائٹ ۱۸۴۲ء)

موافق موسم میں سال بھر خرچ کرنے کے بعد ۴۰،۰۰،۰۰۰ من غلہ ہندوستان میں بچ رہا تھا۔ (قحط کے کمیشن کی رپورٹ ۱۸۸۰ء)

۱۷۴۰ء میں بنگال دنیا کا سب سے زیادہ مالدار، آباد اور زرعی ملک تھا۔ (بنگال کی تحقیقات ۱۸۳۲ء)

گورنمنٹ نے کسانوں پر اتنا زیادہ لگان لگا دیا ہو کہ اُنکے اور اُنکے بال بچوں کی سال بھر کی خوراک بھی اکثر نہیں بچتی۔
(سر ڈبلو۔ ہنٹر ۱۸۷۵ء)

جنگل کٹ جانے کی وجہ سے ہندوستان کے باشندوں پر دو نئی مصیبتیں اور بڑھ گئیں۔ ایندھن کا فقدان اور بارش کی کمی۔
(بیرون ہن بورڈ)

انگریزی سلطنت کے آغاز ہی میں ہندوستان کے جنگل تیزی سے برباد کر ڈالے گئے۔ (پروڈکشن ان انڈیا)

جنگل، قومی دولت کا ایک بہت اہم سرچشمہ ہیں جنگل، اوس پیدا کرتے ہیں اور موسم کا اُتار چڑھاؤ روک کر اعتدال قائم کرتے ہیں۔ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں گرمی اور بارش بہت ہوتی ہو جنگل کی اہمیت کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ (〃)

اکبر کے عہد میں نہروں کا ایک ایسا بڑا سلسلہ قائم کیا گیا تھا جیسا پہلے کبھی نہ تھا۔ (کیپر صفحہ ۲۵۳)

فیروز شاہ نے اپنے عہد میں ندیاؤں پر تیس بند قائم کئے تھے، پانی محفوظ رکھنے کے لئے ۳۰ عظیم الشان حوض بنائے تھے اور ایک اتنی بڑی نہر کھدوائی تھی جو اپنے وقت میں سب سے بڑی نہر تھی۔
(〃 〃)

دہلی کی نہر، جسے شہنشاہ شاہجہاں نے بنوایا تھا، نہایت ہی وسیع اور مضبوط تھی۔ (ڈوڈ)

پورے جنوبی ہندوستان میں گنجام سے راس کماری تک ایسے عظیم الشان اور غیر معمولی تالابوں کے نشان اب تک موجود ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ (فرانسس براؤن)

ہندوستان کے نام نہاد "وحشی" پُرانے حکمران رعایا کی منفعت کے کاموں پر اتنی دولت خرچ کرتے تھے جس سے اُس زمانہ میں پوری یورپین جنگی قوت قائم ہو سکتی تھی۔ (تھری پریسیڈنسیز آف انڈیا)

تاریخ و عبر

ہندوستان

انگریزی حکومت سے پہلے اور انگریزی حکومت کے بعد

خود انگریز مدبّروں اور مصنّفوں کی نظر میں!

اٹھارویں اور انیسویں صدی کے مدبّروں کی شہادت

"بنگال اپنی پیداوار اور ہر چیز کی فراوانی میں، دنیا کے ہر شہر سے مقابلہ کر سکتا تھا۔ یہ علاقہ اس قدر زرخیز تھا کہ انسانی ضروریات اور عیش و عشرت کا جملہ سامان بآسانی مہیا کرتا تھا۔ کیونکہ یہاں ہر قسم کے مویشی، بارہ ماسی پھل، بکثرت غلہ، ہر قسم کا کپڑا خصوصًا نفیس ریشم اس قدر زیادہ موجود تھا کہ دنیا کے کسی علاقہ میں بھی نہ ہوگا سنہ۱۵۰۳ء" (الفنسٹن جلد ۲)

"باشندے عام طور پر نہایت تہذیب اور آرام سے زندگی بسر کرتے تھے اور اپنی جان و مال کی طرف سے بالکل مطمئن تھے، کیونکہ بادشاہ اپنی رعایا کو نہ تو جھوٹے الزاموں پر ماخوذ کرتا تھا، نہ اُس کی مال و دولت اور شاندار زندگی پر حسد کر کے اُسے اُس سے محروم کرتا تھا۔"

(پاٹر ولڈ ویل سنہ۱۶۲۳ء)

"بادشاہ کے ذاتی کمرے اور شاہی دربار اپنی چمک دمک میں، نگار خانۂ چین ہو رہے تھے، محل کی ہر ہر چیز اُس سلیقہ اور ہنرمندی کی زندہ شہادت تھی جو اُسمیں صرف کی گئی تھی۔ عظیم تخت شاہی، جو "کوہ نور" ہیرے کے ساتھ کئی صدی پہلے ایران سے لایا گیا تھا، ٹھوس سونے کا تھا، اور دو عظیم الشان طاؤسوں پر قائم تھا، جن کی پھیلی ہوئی دُمیں بیش بہا جواہرات سے مرصع تھیں ... اس طرح شہنشاہی عظمت قلعہ دہلی کے اس کتبہ کو صحیح ثابت کر رہی تھی کہ

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است!

(قدیم و جدید دہلی مصنفہ ایل گینی)

"تمام زمانوں میں سونا خصوصًا چاندی کی برآمد ہندوستان کی بہت پرمنفعت تجارت تھی۔ روئے زمین پر کوئی ملک بھی اپنی ضروریات اور کمالیات میں بیرونی ممالک سے اتنا مستغنی نہ تھا جتنا یہ ملک تھا مناسب آب و ہوا، زرخیز سرزمین، اور خود باشندوں کی ذہانت نے وہ سب کچھ مہیا کر دیا تھا جس کی اُنھیں ضرورت تھی۔" (ڈاکٹر رابرٹسن)

"بنگال اپنے لامتناہی خزانوں سے اپنے آقاؤں کو دُنیا کا سب سے زیادہ دولتمند بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے" (کلایو کے خطوط سنہ۱۷۶۱ء)

"نواب شائستہ خاں کے عہد (۹۴-۱۶۸۰) میں ایک روپیہ میں ۸ سیر چاول فروخت ہوتے تھے۔" (جے ٹیلر)

"شہر ڈھاکہ میں ۵۲ بازار اور ۵۳ سڑکیں تھیں (〃)

شہر مرشد آباد اس قدر دلچسپ اور دولتمند ہے جس قدر خود شہر لندن۔ فرق یہ ہے کہ اول الذکر میں لوگوں کی ذاتی جائدادیں آخر الذکر سے بہت زیادہ ہیں۔ اس کی آبادی کئی لاکھ ہوگی۔ اور اگر وہ یورپین باشندوں کو فنا کرنے کا ارادہ کریں تو صرف لاٹھیوں اور پتھروں سے کر سکتے ہیں"

(پارلیمنٹری کمیٹی کے سامنے کلایو کی شہادت سنہ۱۷۶۶ء)

"بنگال کی سلطنت، چھ سو میل لانبی، تین سو میل چوڑی اور دُنیا کی ایک نہایت ہی وسیع اور زرخیز میدانی سرزمین کی مالک ہے۔ جہاز رانی کی صلاحیت رکھنے والے متعدد دریاؤں سے سیراب ہوتی ہے، اپنے دامنوں میں ڈیڑھ کروڑ جفاکش انسانی آبادی رکھتی ہے، یہی نہیں بلکہ اس سے دونی آبادی کے لئے پیداوار کی قابلیت رکھتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے خاص اپنے ہاتھوں سے اسے دُنیا بھر سے زیادہ زراعت کے لائق بنا دیا ہے۔" (ڈاو سنہ۱۷۸۱ء)

"سراج الدولہ کی وفات کے بعد بنگال کے سیاح تصدیق کرینگے کہ یہ دُنیا کی سب سے زیادہ مالدار، آباد، اور زرخیز سلطنت تھی، تجار اور امرار دولت و ثروت اور عیش و آرام میں غرق تھے۔ دستکار اور صناع، اطمینان اور فراغت کی زندگی بسر کرتے تھے۔" (سنہ۱۷۸۱ء)

"پبلک کو ہر طرح پریشان کر کے ملک ویران کر دیا گیا تھا۔ چھ سال کے قلیل زمانہ میں وہ دولتمند قلمرو کے نصف بڑے بڑے شہروں کو بالکل اُجاڑ دیا گیا تھا۔ دنیا کی سب سے زیادہ زرخیز زمین تباہ کرڈالی گئی تھی اور ۵۰ لاکھ بے ضرر اور محنتی انسانوں کو جلا وطن یا برباد کر دیا گیا تھا"

(ایسٹ انڈین کمپنی کے عہد میں بنگال سنہ۱۷۸۱ء)

"جتنی رقمیں بھی دہلی پہلے بھیجی گئی ہوں، وہ سب کی سب بنگال کی وسیع تجارت کے منافع سے وصول ہو جاتی تھیں۔ بنگال کی تجارت پورے ہندوستان کی دولت کا مرکز تھی ... اس صورت حال سے موجودہ زمانہ کے حالات کس قدر مختلف ہیں؟ جب سے بنگال، بہار اور اڑیسہ کی نظامت ہمارے (انگریزوں) ہاتھ میں آئی ہے، یہ صوبے اپنی خوشحال آبادیوں اور دستکاریوں کی قدیم اہمیت سے کس قدر محروم ہو گئے ہیں؟" (ویو آف بنگال)

"ہندوستان کبھی مغلوب نہ ہوتا اگر خود اُس کے فرزندوں کی مدد نہ ہوتی۔" (سر جان میکوم)

"ہندوستان ایک ایسی فوج سے فتح ہوا ہے جسمیں تین حصے خود ہندوستانی سپاہی تھے اور صرف ایک حصہ انگریز تھے۔

……

جبکہ ہم یہاں ہندوستان میں ایک اتنی بڑی آبادی کے فتح کرنے میں مصروف تھے، جو پورے یورپ کی آبادی کے برابر تھی، تو اُس وقت انگلستان میں انگریزوں کو اس مقصد کے لئے نہ تو ٹیکس دینا پڑا، نہ قرضہ لینا پڑا، نہ کسی الجھن کا سامنا ہوا، اور نہ ہی کوئی جنگی بھرتی کی ضرورت پڑی۔

……

جو کچھ میں نے کہا اُس کا مقصود یہ ہے کہ ہندوستان کی فتح، صحیح معنی میں ہرگز فتح نہیں ہے، کیونکہ یہ انگلینڈ کی حکومت، فوج، اور روپیہ سے عمل میں نہیں آئی۔ انگلینڈ نے صحیح معنی میں ہندوستان کو فتح ہی نہیں کیا ... (ایکسپینشن آف انگلینڈ۔ پروفیسر سیلی)

"اگر ہندوستان میں متحدہ قومیت کا کمزور جذبہ بھی پیدا ہو جائے اور اُس میں اجنبیوں کے نکالنے کی کوئی عملی سوجھ نہ بھی ہو، بلکہ صرف اس قدر احساس عام ہو جائے کہ اجنبی حکومت سے اتحاد عمل ہندوستانیوں کے لئے شرمناک ہے، تو اُسی وقت سے ہماری شہنشاہیت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیونکہ ہم درحقیقت ہندوستان کے فاتح نہیں ہیں اور اُسپر فاتحانہ حکمرانی نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اس طرح کی حکومت کرنی بھی چاہیں گے تو اقتصادی طور پر قطعًا برباد ہو جائیں گے" (〃)

"جنگ پلاسی کے بعد ہی بنگال کی لوٹ، انگلستان پہنچنے لگی اور اس کا اثر فورًا نمودار ہوا۔ تمام مورخ متفق ہیں کہ انگلستان میں جس صنعتی انقلاب نے انیسویں صدی کو تمام پچھلے زمانوں سے ممتاز کر دیا اُس کی بنیاد اسی جنگ کے بعد یعنی سنہ۱۷۶۰ء میں پڑی تھی۔

(مسٹر بردک آدم)

اکثر موجودہ یورپین قوموں کی خوشحالی، قدیم تہذیب کی نمائندہ مشرقی قوموں کی لوٹ پر قائم ہوئی ہے۔ انگلستان کی صنعتی برتری

احرار اسلام

عہد اموی کی اسلامی ذہنیت

اروی بنت الحارث ابن عبد المطلب

ایک موسم حج میں ضعیف العمر اروی بنت الحارث بن عبد المطلب امیر معاویہ بن ابی سفیان کے دربار خلافت میں حاضر ہوئی۔

"میرے بھتیجے! تو کیسا ہے؟" اروی نے کہا۔ "تو نے خدا کی نعمت سے کفران کیا۔ اپنے بھائی (یعنی امیر المومنین علی علیہ السلام) کے حق کا لحاظ نہ کیا۔ اپنے نام کے سوا ایک نیا لقب اختیار کیا (یعنی امیر المومنین کا لقب) دوسرے کے حق پر قابض ہوگیا (یعنی خلافت پر) حالانکہ اسلام میں نہ تو خود تو نے کوئی خدمت کی، نہ تیرے آباء و اسلاف نے۔ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے حق سے اعراض و انکار کیا تھا اسپر خدا نے تمھاری قسمتیں بگاڑ دیں۔ تمھیں ذلیل و خوار کیا۔ حق، حق داروں تک پہنچ گیا۔ اللہ کا بول بالا ہوا۔ اگرچہ مشرکوں پر یہ ظفرمندی بہت شاق تھی۔ اس دین میں ہم اہل بیت کا درجہ اور حصہ سب لوگوں سے زیادہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں فوت ہوئے کہ مغفور و مرحوم تھے، خدا کے حضور میں معزز و پسندیدہ تھے۔ آپ کے بعد ہم اہل بیت کے ساتھ تم نے وہ برتاؤ کیا جو قوم موسیٰ کے ساتھ خاندان فرعون نے کیا تھا کہ اُن کے مردوں کو قتل کرتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمارا شیرازہ بندھ نہ سکا۔ ہم پر کوئی سختی بھی آسان نہ ہوئی۔ ہماری انتہا، جنت ہے۔ تمھاری انتہا دوزخ ہوا!"

"گمراہ بڑھیا!" عمرو بن العاص جو دربار میں موجود تھے، بے اختیار پکار اُٹھے "اپنی زبان روک، شرم سے آنکھ نیچی کر۔"

"تو کون ہے؟ تیری ماں مرے!" اروی نے خفگی سے کہا۔

"عمرو بن العاص" لوگوں نے جواب دیا۔

اروی نے کہا "تو مجھ سے بولنے کی جرأت کرتا ہے! اپنے عیب چھپے رہنے دے۔ اپنی خیریت منا۔ واللہ تو قریش میں نہ تو خالص حسب نسب رکھتا ہے نہ اچھی اصلیت کا مالک ہے۔"

"بیوقوف بڑھیا!" مروان بن الحکم نے کہا "تیری بینائی بھی تیری عقل کے ساتھ جا چکی ہے۔ تیری شہادت معتبر نہیں"

"صاحبزادے تم بھی بولے!" اروی نے کہا "واللہ حکم سے زیادہ تو سفیان بن الحارث بن کلدہ سے زیادہ مشابہ ہے"

پھر وہ معاویہ کی طرف مخاطب ہوئیں:

"واللہ ان لوگوں کو تو نے ہی مجھ پر جرأت دلائی ہے، حالانکہ تیری ماں اُحد کی لڑائی میں حمزہ کے قتل کے بعد کہتی تھی۔

نحن جزیناکم بیوم بدر — والحرب یوم الحرب ذات سعر

ہم نے تم سے جنگ بدر کا بدلے لیا۔ لڑائی، لڑائی کے دن آگ کی طرح شعلے رکھتی ہے۔

ماکان عن عتبۃ لی من صبر — ابی و عمی و اخی و صہری

عُتبہ (ہند کا باپ تھا) پر مجھے صبر نہیں ہوسکتا تھا۔ میرا باپ، چچا، بھائی، خسر، انھیں میں بھول نہیں سکتی تھی (یہ سب جنگ بدر میں قتل ہوئے تھے)

شفیت وحشی غلیل صدری — شفیت نفسی و قضیت نذری

(اے وحشی (قاتل حمزہ) تو نے میرا دل ٹھنڈا کیا۔ میری منت پوری کردی۔

فشکر وحشی علیّ عمری — حتی تغیب اعظمی فی قبری

"وحشی" کا شکریہ عمر بھر مجھ پر واجب ہے، یہاں تک کہ میری ہڈیاں قبر میں غائب ہوجائیں۔

تیری ماں کے جواب میں میں نے کہا تھا:

یا بنت رقاع عظیم الکفر — خزیت فی بدر و غیر بدر

اے بیوقوف بڑے کافر کی بیٹی! بدر میں اور ہر دن میں تجھے رسوائی ملے۔

صبحک اللہ قبیل الفجر — بالہاشمین الطوال الزہر

خدا تجھ پر صبح سے پہلے، دراز قد، خوبصورت ہاشمیوں کی غارت گری نازل کرے۔

بکل قطاع حسام یفری — حمزۃ لیثی و علیّ صقری

تیغ براں سے تجھے کاٹے۔ حمزہؓ، میرا شیر ہے اور علیؓ میرا باز ہے۔

ہتک وحشی حجاب الستر — اللبغایا بعدہا من فخر

وحشی نے بے آبروئی کرڈالی۔ اب فاحشہ عورتوں کے لئے تیرے بعد کوئی فخر باقی نہیں رہا۔

"تمھارا بُرا ہو!" امیر معاویہ نے عمرو بن العاص اور مروان بن الحکم سے کہا "تمھیں نے اس خاتون کو مجھ پر خفا کردیا اور یہ باتیں سنوائیں"

پھر اروی سے مخاطب ہوئے:

"پھوپھی! اپنی ضرورت بیان کرو۔ عورتوں کی یہ بکواس بند کرو"

"مجھے دو ہزار، دو ہزار، دو ہزار، پورے ۶ ہزار دینار دو" اروی نے مطالبہ کیا۔

"پہلے دو ہزار کس لئے؟" امیر نے سوال کیا۔

"میں حارث بن عبد المطلب کے خاندان کے لئے کھیتی کی زمین میں کنواں خریدوں گی" اروی نے جواب دیا۔

"تم نے بہت خوب سوچا" امیر نے کہا "اور دوسرے دو ہزار؟"

"خاندان عبد المطلب کے نوجوانوں کی شادی کردوں گی"

"بہت خوب! اور تیسرے دو ہزار؟"

"مدینہ کی گرانی اور زیارت بیت اللہ کے خرچ کے لئے"

"بہت خوب خیال ہے۔ میں نے منظور کیا۔ تمھاری خاطر ہمیشہ مدنظر ہے" امیر نے خوشامد سے کہا۔

تھوڑی دیر چپ رہکر امیر نے پھر سوال کیا:

"بخدا اگر علی موجود ہوتے تو یہ رقم ہرگز منظور نہ کرتے"

"سچ ہے" اروی نے فوراً جواب دیا "علی، امانت ادا کرتا تھا خدا کے حکموں پر چلتا تھا۔ مگر تو نے اپنی امانت ضائع کردی۔ خدا کے مال میں خیانت کی۔ خدا کا مال غیر مستحقوں کو دے ڈالا۔ خدا نے اپنی کتاب میں حقداروں کے حق مقرر کرکے بیان کردئے ہیں۔ مگر تو نے خدا کے حکموں پر عمل نہیں کیا۔ لیکن علی نے ہمیں اپنے حق لے لینے کے لئے برابر بلایا جو خدا نے ہمارے لئے مقرر کردئے ہیں۔ مگر افسوس تمھاری لڑائی نے اُنھیں پورا انتظام قائم کرنے کی مہلت ہی نہ دی۔ میں نے تیرا مال نہیں مانگا کہ احسان جتاتا ہے۔ میں تو صرف اپنا حق مانگتی ہوں۔ ہم دوسروں کا حق لینا جائز نہیں سمجھتے۔ آہ! تیرے دانت ٹوٹیں اور تیری مصیبت سخت ہوجائے تو اپنی زبان پر علی کا نام لاتا ہے!"

پھر وہ رونے لگیں۔ یہ شعر انکی زبان پر تھے:

الا یا عین ویحک اسعدینا — الا وابکی امیر المومنینا

ہاں اے آنکھ تیرا بھلا ہو ہمارا ساتھ دے۔ ہاں امیر المومنین پر خوب آنسو بہا!

رزینا خیر من رکب المطایا — و فارسہا و من رکب السفینا

ہم نے اُس سب سے اچھے کو کھودیا جو کبھی گھوڑوں پر یا کشتیوں پر سوار ہوئے۔

و من لبس النعال او احتذاہا — و من قرأ المثانی والمئینا

اور جنھوں نے زمین پر قدم رکھا اور جنھوں نے قرآن پڑھا۔

اذا استقبلت وجہ ابی حسین — رأیت البدر راع الناظرینا

حسین کے باپ کا چہرہ دیکھنا، بدر کامل کا دیکھنا ہے جو سب دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔

ولا و اللہ لا انسیٰ علیا — و حسن صلاتہ فی الراکعینا

نہیں، واللہ، علی مجھے بھول نہیں سکتا، نہ رکوع کرنے والوں میں اُن کی اچھی نماز بھول سکتی ہوں۔

أفی الشہر الحرام فجعتمونا — بخیر الناس طرا اجمعینا

تم نے ماہ حرام میں سب آدمیوں سے اچھے آدمی کو مار کر ہمیں مصیبت میں ڈال دیا!

معاویہ نے اُنھیں ۶ ہزار دینار دیدئے اور کہا:

"پھوپھی! اسے جس طرح چاہو خرچ کرو۔ پھر جب کبھی ضرورت پڑے، اپنے بھتیجے کو لکھنا، وہ ہر طرح تمھاری مدد کریگا"

* * *

ہندوستان کے موجودہ حکمرانوں (انگریزوں) نے پرانے ہندوستانی بادشاہوں کی رعایا پروری کی خوب نقل آتاری ہے۔ یہ بھی کبھی کبھی نہریں کھودتے ہیں مگر اپنی تنگ نظری کی وجہ سے مستقبل کو دیکھنے کے بجائے اپنی فوری منفعت پر نظر رکھتے ہیں۔ مگر اس نقالی میں وہ اپنے پیش رَو "تاتاری" حکمرانوں کی فیاضی کی تقلید نہیں کرتے۔ (")

انگریزوں نے ہندوستان کے لئے ارزاں ذرائع نقل وحرکت اور آب پاشی کی ضرورت تو محسوس کی۔ مگر یہ محسوس نہ کیا کہ ہندوستان میں تیز ذرائع نقل وحرکت سے بھی زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ خشک سالی کے زمانہ میں غلہ فراہم کیا جائے۔ اُنھوں نے وسیع ریلیں جاری کردیں مگر وہ جہاز رانی کے لائق دریا بنانے کی ہمت نہ کرسکے۔ کیونکہ ایسے دریا، ریلوے کے مدمقابل ہوجاتے اور وہ نفع کم کردیتے جو ریلوں سے حاصل ہوتا ہے اور جس سے انگریز فائدہ اٹھاتے ہیں، قدرت نے ہندوستان کو بڑے بڑے دریا عطا کئے ہیں جو قدیم زمانہ میں تجارت کے راستے تھے۔ اور ان دریاؤں سے نکلی ہوئی نہریں باشندوں کے لئے نہایت ہی مفید ہوسکتی تھیں۔ وہ سستے طرق مواصلات اور نقل وحرکت کا کام بھی دے سکتی تھیں اور پیداوار کو ترقی دیکر فصلوں کی محافظ اور قحطوں کی سدراہ بن سکتی تھیں مگر انگریزوں نے سخت جغرافی غلطی کی۔ چونکہ خود اُنکے اپنے ملک میں نہروں کی بہت کم ضرورت تھی اس لئے اُنھوں نے ہندوستان میں بھی نہریں طیار کرنے میں غفلت کی۔ (سر آرتھر کاٹن: بلوبک)

اگر بنگال میں آب پاشی کا کافی انتظام ہو تو وہ تنہا پورے ہندوستان کا پیٹ بھر سکتا ہے۔ (ڈاکٹر ٹیلی کی شہادت زرعی کمیشن کے سامنے)

چارے کا سوال پورے ہندوستان کے لئے حد درجہ اہمیت حاصل کرتا جاتا ہے۔ ظاہر ہے چارا جس قدر کم ہوگا مویشی اُسی قدر کمزور ہونگے اسمیں کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا کہ اگر حالات میں فوری خوشگوار تبدیلی نہ ہوئی تو بنگال اور آسام کی زراعت کو نہایت سخت نقصان پہنچےگا۔

(سر چارلس الیٹ)

دنیا کا کون ملک بغیر اپنے مویشیوں کے سرسبز ہوسکتا ہے؟ ہم فخر کرتے ہیں کہ ہم ہندوستان کے محافظ ہیں۔ مگر ہم نے ہندوستانی مویشیوں کی بقاء کے لئے کیا کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں کیا۔ مجھے شرم کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ترقی کے بجائے ہم نے مویشی فنا کرنے میں مدد دی ہے! میں بغیر قوم کے مویشیوں کا تصور کرسکتا ہوں مگر بغیر مویشیوں کے قوم کا تصور نہیں کرسکتا۔ (سر ولیم ویڈربرن)

ہر منٹ میں ہندوستان سے ایک گائے باہر جاتی ہے۔
(بلوبک سنہ ۱۸۸۰ء)

سنہ ۱۸۸۳ء میں تمام بیرونی دُنیا سے انگلستان کو ۲۹،۸۶،۵۷،۰ من گیہوں گیا۔ برخلاف اس کے صرف ہندوستان سے ۱۱،۶۳،۴۷،۰۱ من گیہوں گیا۔ (رائل اگریکلچر سوسائٹی سنہ ۱۸۸۳ء)

ہر منٹ میں غلہ کی حب ذیل مقدار ہندوستان سے باہر جاتی ہے:

چاول:	ہر منٹ میں	۱۱۸ من
گیہوں:	" "	۶۵ "
دال مسور:	" "	۵۵ "
دال ارہر:	ہر منٹ میں	۵۰ من
موم پھلی:	" "	۵۵ "

(سرکاری اعداد وشمار کی چوتھی اشاعت)

سیالکوٹ وغیرہ علاقوں میں دل ہلا ڈالنے والی بے شمار موتوں کی وجہ میرے خیال میں صرف یہ ہے کہ افسوسناک قزاقی کے ساتھ غریبوں کی خوراک چھین کر باہر بھیجدی جاتی ہے۔ اس سے ملک کی کسان آبادی دائمی قحط کا شکار رہتی ہے۔
(ایچ، ڈبلو، بیلو سینٹری کمشنر پنجاب کا خط سنہ ۱۸۹۱ء)

خراب غذا سے صرف اموات کی زیادتی ہی نہیں ہوگئی ہے بلکہ زندہ نسل کی جسمانی قوت بھی تباہ ہوگئی ہے۔ (" ")

کلکتہ میں فی روپیہ اناج کا نرخ

زمانہ	چاول	گیہوں	سرسوں کا تیل
سنہ ۱۷۳۹	۲ من ۳۰ سیر	۲ من ۲۰ سیر	۱۲ سیر
سنہ ۱۷۵۰	۲ من ۱۰ سیر	۲ من ۱۰ سیر	۱۰ سیر
سنہ ۱۷۵۵	۱ من ۳۰ سیر	۱ من ۲۵ سیر	۸ ½ سیر
سنہ ۱۷۸۲	۱ من ۵ سیر	۱ من ۵ سیر	۷ سیر
سنہ ۱۸۲۵	۳۰ سیر	۳۲ سیر	۶ سیر
سنہ ۱۸۵۵	۱۵ سیر	۱۸ سیر	۵ سیر
سنہ ۱۸۸۰	۱۲ سیر	۱۱ سیر	۴ ½ سیر

(ایسٹ انڈین کمپنی کا غیر مطبوعہ ریکارڈ۔ برٹش میوزیم میں)

ہندوستان میں بیماریوں کی کثرت کی اصلی وجہ خراب غذا ہے اسی غذا نے ہندوستانیوں کا جسم کمزور کرکے بیماری کے لئے مستعد کردیا ہے
(لفٹنٹ میکارلین: اگریکلچر کمیشن)

ہندوستان کی ایک تہائی آبادی کو ناکافی کھانا ملتا ہے۔ ۴ کرور آدمی تو صرف ایک ہی وقت کھانا پکاتے ہیں۔ دس کرور آدمیوں کو کسی قسم کی طبی مدد نہیں پہونچتی۔ (")

گزشتہ ۵۵ سال میں ۲۶ بڑے بڑے قحط پڑے جن میں ۳ کرور سے بھی زیادہ آدمی بھوک سے مرگئے۔ (")

دنیا کے تمام دوسرے ملکوں کے مقابلہ ہندوستان میں قحط کیوں زیادہ پڑتے ہیں؟ اس کی وجہ بارش یا اوس کی کمی نہیں۔ کیونکہ حیات سے خراب موسم میں بھی بکثرت بارش ہوتی اور زراعت کو بڑھاتی ہے۔ اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان روز بروز غریب ہوتا جارہا ہے۔ (ڈبلو، ایس لیلی: انڈیا اینڈ اِٹس پرابلم)

نصف ایکڑ زمین پر گزارہ کرنے کے لئے کروڑہا ہندوستانی کسان جدوجہد کررہے ہیں۔ اُن کی ساری زندگی ہمیشہ قحط سے دست بدست لڑائی میں گزرتی اور اکثر شکست پر ختم ہوتی ہے۔ اُن کی کوشش اس لئے نہیں ہے کہ غریبانہ زندگی بسر کرسکیں۔ یہ تو بہت بڑی چیز ہے۔ وہ بیچارے محض زندہ رہنے کے لئے کوشاں ہیں۔ ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ چند علاقوں کے علاوہ تمام ہندوستان، دائمی قحط کی بلا میں مبتلا رہتا ہے۔ (مسٹر جیکسن)

ہندوستان میں شرح اموات بحساب فی منٹ

ہر منٹ میں	۲۳	جوان
" "	۴	بچے
" "	۲	دق میں
" "	۷	ملیریا میں

بنگال میں روزانہ تعداد اموات

۲۰۰	جوان	ملیریا سے
۸۱۶	بچے	" "
۲۰۰	مائیں	" "

(سرکاری اعداد وشمار کی چھٹی اشاعت)

صحت خریدی جاسکتی ہے، تعلیم خریدی جاسکتی ہے، طبی امداد خریدی جاسکتی ہے لیکن ہندوستانیوں کے پاس خریدنے کی قوت کہاں ہے؟ یہاں تو ہر ہندوستانی کی آمدنی صرف ایک آنہ ہے۔
(ڈاکٹر مین لی پیج)

شرح آمدنی

آمریکہ	(فی کس)	۱۴ روپیہ ۹ آنہ -
فرانس	"	۷ روپیہ ۴ آنہ
انگلینڈ	"	۶ " ۶ "
جاپان	"	۴ " ۱۱ "
ہندوستان	"	ایک آنہ ۶ پائی

(بین الاقوامی اشاعت سنہ ۱۹۰۱ء)

اگر کبھی انگریزوں کو ہندوستان اُسی طرح چھوڑنا پڑا، جس طرح رومن نے انگلستان چھوڑا تھا تو وہ ایک ایسا ملک چھوڑ جائینگے جس میں نہ تعلیم ہوگی، نہ حفظان صحت کا سامان ہوگا، اور نہ ہی دولت ہوگی۔ (سر ڈی، ہملٹن)

"لڑاؤ اور حکومت کرو"، کا رومن مقولہ، ہماری ہندوستانی حکومت کا اصل اصول ہونا چاہئے۔ عام اس سے کہ وہ سیاست، تمدن، یا فوج کسی سے بھی متعلق ہو۔
(ایک انگریز افسر کا بیان رسالہ "ایشیاٹک جرنل" سنہ ۱۸۲۱ء)

تعلیم کا اثر یہ ہوگا کہ فرقہ وارانہ اور مذہبی تعصب دور ہوجائے گا۔ حالانکہ اسی تعصب کی بدولت ہم ابتک ملک پر قابض ہیں۔ اسی کے ذریعہ ہندوؤں کو مسلمانوں سے اور مسلمانوں کو ہندوؤں سے لڑاتے ہیں۔ تعلیم کا اثر یہ ہوگا کہ اُنکے دماغ روشن اور وسیع ہوجائیں گے اور وہ اپنی عظیم قوت کا احساس کرلیں گے۔
(سر ایلی، ۱ ستمبر سنہ ۱۸۳۱ء)

میرے پاس اس خیال کی ہر وجہ موجود ہے کہ مندر سومناتھ کر پھاٹک ہندوستان واپس لانے سے تمام ہندو ہم سے مطمئن اور خوش ہوگئے ہیں۔ میرے خیال میں اس کی وجہ سے مسلمان بھی ناراض نہیں ہوئے۔ لیکن میں اس حقیقت سے اپنی آنکھیں بند نہیں کرسکتا کہ یہ قوم (مسلمان) بنیادی طور پر ہماری دشمن ہے۔ بنابریں ہمارے لئے بہترین پالیسی یہ ہوگی کہ ہندوؤں کو خوش رکھیں۔
(لارڈ ایلنبرو سنہ ۱۸۴۳ء)

دہلی کے نامی اور نامور مشہور و معتبر مقبول خاص و عام اسم بامسمیٰ

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی کا

عدیم المثال نادر الوجود سرمائی تحفہ

تار کا کافی پتہ "ہمدرد، دہلی"

ماء اللحم دو آتشہ

بہ نسخہ خاص

زندگی جیسی عزیز اور پیاری چیز ہو وہ ظاہر ہو لیکن تندرستی بھی ایک ایسی نعمت ہو کہ بغیر اس کے زندگی بے لطف بلکہ بیکار ہو۔ تندرستی ہزار نعمت ہو۔ تندرستی ہو تو سب کچھ ہو۔ اگر آپکو تندرستی کی قدر ہو اور تندرست رہنا پسند کرتے ہیں تو ہمارا تازہ کشید کیا ہوا ماء اللحم استعمال کیجیے اور پیری میں شباب کا لطف اٹھائیے یہ امر تو مسلم ہو کہ ماء اللحم مقوی ارواح ہو، بدن میں چستی اور توانائی پیدا کرنا۔ رنگ کا نکھارنا۔ روح کو تازگی اور قوت دینا۔ گئی ہوئی طاقت میں از سر نو جان کا ڈالنا اس کی خاصیت ہے۔ مگر ہمارا ماء اللحم خصوصیت کے ساتھ پیروں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بناتا ہو اس لئے کہ نادر اور بیش قیمت اور مقوی اور فرحت بخش اجزاء سے بطرز خاص تیار کیا گیا ہو۔ نسخہ بھی اس کا معمولی اور کتابی نہیں ہو بلکہ عالیجناب شفاء الملک بہادر غفران مآب رئیس اعظم دہلی کا خاص خاندانی نسخہ ہو جو جناب ممدوح نے بغرض رفاہ عام "ہمدرد دواخانہ" کو مرحمت فرمایا ہو۔ ایک مرتبہ ماء اللحم کا استعمال فرما کر خدا کی قدرت کا مشاہدہ کیجئے فائدہ تو تین دن کے بعد ہی معلوم ہوتا ہو مگر معتدبہ اور پورا فائدہ ایک چلہ میں ہوتا ہو۔ پبلک کو صرف اپنی لفاظی اور خوش بیانی سے خوش کر دینا ہمارا شیوہ نہیں ہو۔ مگر بعض امور میں ہم کو اپنی سچی ہمدردی کے اظہار کا کوئی موقع نہیں ملتا ہو تو مجبور ہو کر اشتہار دینا پڑتا ہو

ماء اللحم کے استعمال کا یہی موسم ہو اور یہی زمانہ ہو منگائیے! اور آزمائیے!! تجربہ بتاوے گا کہ ہمدرد کہاں تک اپنے دعوی میں سچا ہو مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت بھی بہ نظر ہمدردی پانچ روپیہ فی بوتل مقرر کی گئی ہو۔ علاوہ اس کے چند قسم کے حلوے مقوی اور خوش ذائقہ نہایت نفیس تیار ہیں جن کے پورے افعال و خواص آپ فہرست میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں نیز ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں اس دواخانہ سے مناسب قیمت پر مل سکتی ہیں۔ فہرست ۲۷ء معہ جنتری تیار ہو۔ مفت طلب فرمائیے۔ خط و کتابت کے لئے کافی پتہ "منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی"

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

حیرت انگیز رعایت

پندرہ روپے کی تین گھڑیاں
صرف دس روپے میں
محصولڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے + آپ کے کمرہ کے لئے + بیوی کے لئے

قابل گولڈن رسٹ واچ	ریلوے رگولیٹر پاکٹ واچ	مشہور عالم ٹائم پیس جرمن میڈ
نئے نئے ڈزائن کی خوشنما [illegible] قیمت [illegible] محصولڈاک پیکنگ مبنی آنہ فیس	نکل سلور کیس خوبصورت مضبوط ٹائم نہایت صحیح بتانیوالی قیمت معہ [illegible] پانچ روپے آٹھ آنے محصولڈاک پیکنگ مبنی آنہ فیس	دیکھنے میں خوبصورت چلنے کا اچھا [illegible] مضبوط نام کا سچا بے حد سستی قیمت [illegible] محصولڈاک پیکنگ مبنی آنہ فیس

۱۰/-
کی گارنٹی
سال

نمونے [illegible] اگر آپ یکمشت طلب فرمائیں تو صرف دس روپے میں بھیجی جائیں گی یہ رعایت محض مال کی نکاسی اور فرم کی شہرت کی وجہ سے ہو اور یہ رعایت اسی وقت تک ہو جب تک یہ گھڑیاں اسٹاک میں ہیں اسکے بعد ہم قیمتیں کے ذمہ دار نہ ہونگے آپ فوراً ہی آرڈر بھیجدیں ایسا نہ ہو کہ اسٹاک ختم ہو جائے اور آپ کی فرمائش کی تعمیل نہ ہو سکے۔

نوٹ۔ ایک یا دو گھڑیوں کے خریدار کیلئے کوئی رعایت نہیں ہو اُن سے بجنسہٖ قیمت مندرجہ فہرست لیجائے گی۔ و محصولڈاک و پیکنگ وغیرہ بھی اُن کو ادا کرنا ہوگا +

ملنے کا پتہ امریکن واچ ہوس۔ اسٹاکسٹ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی ۸۳ مقام دہلی

اشتہار کے لئے

رنگ دیکھ لو

ڈو روپے تولہ سونا

گھسکر آزما لو

جرمنی کی حیرت انگیز ایجاد

اس سونے کی نہایت خوبصورت نازک منقش چوڑیاں جرمنی سے بنکر آئی ہیں۔ چونکہ انہیں ایک خول کی صورت میں بنایا گیا ہو۔ ان کے اندر رنگین چوڑیاں آجاتی ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہو کہ بہترین زبرجد اور یاقوت کے نگینے جڑ دیئے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجئے لیکن رنگ و روغن میں فرق نہیں آتا اور نہ سیاہی دیتی ہو۔ صنف نازک کے لئے بہترین تحفہ ہو۔ ڈھائی روپیہ میں پانچسو روپے کا کام نکالا جاسکتا ہو۔ ہر سائز کی موجود ہیں بکثرت تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی ہیں۔ جلد منگوائیے تاکہ اسٹاک ختم نہ ہو جائے۔ آٹھ چوڑیوں کی قیمت ڈھائی روپیہ جنکا وزن تقریباً ڈیڑھ تولہ ہوگا۔ چوبیس چوڑیوں کے دام صرف سات روپے (عہ)

منیجر گولڈن اسٹور۔ پوسٹ بکس نمبر ۱ لاہور

مذاکرۂ علمیہ

نظریۂ نشو و ارتقاء کی موجودہ منزل

حال میں سر آرتھر کیتھ نے برطانی اکاڈیمی کی صدارت کرتے ہوئے نظریۂ نشو و ارتقاء پر ایک نہایت مبسوط تقریر کی تھی، جس نے از سر نو اس بحث پر موافقانہ و مخالفانہ خیالات کو جنبش دیدی۔ اسوقت تک تقریباً تیس چالیس علمائے فن اس کی موافقت یا مخالفت میں اظہار خیال کر چکے ہیں، اور بحث و نظر کا سلسلہ جاری ہے۔

برطانی اکاڈیمی کے سالانہ اجلاس اور سر آرتھر کی تقریر کا مختصر تذکرہ اردو اخبارات میں آچکا ہے۔ ہم چاہتے ہیں سر آرتھر کی تقریر کے بعض اہم حصے اور انکے مخالفین کے ضروری مباحث الہلال کے صفحات پر درج کر دیں۔ بہ حیثیت مجموعی یہ موافق و مخالف خیالات کا ایک ایسا مجموعہ ہوگا، جس کے مطالعہ سے بہ یک نظر معلوم ہو جائیگا کہ بحالت موجودہ ڈاروِن کا نظریہ کس منزل میں ہے اور موافق و مخالف دلائل کا وزن کیا ہے۔

ہم پہلے سر آرتھر کی تقریر کا ضروری خلاصہ درج کر دیتے ہیں۔ پھر مخالف مباحث کا خلاصہ درج کرینگے :—

سر آرتھر کا خطبہ

"۵۵ برس ہوئے کہ نشوء انسانی کی تاریخ، عالم وجود میں آئی۔ آج میرا موضوع بحث بھی یہی ہے۔ اس بحث کے لئے اس شہر لیڈس سے زیادہ موزوں کوئی مقام نہیں۔ کیونکہ ڈاروِن نے توراۃ کے حامیوں پر اپنا پہلا گولہ یہیں پھینکا تھا۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ ڈاروِن کا یہ گولہ کیسا خوفناک تھا اور کس طرح اس فاتح نے تمام مخالفوں سے ہتیار رکھوالئے۔ تقریباً ۶۹ برس ہوتے ہیں کہ اسی شہر میں اپنے عہد کے مشہور ترین عالم سر رچرڈ اوین نے ایک طولانی خطبہ دیا تھا اور "انسان کی اصلیت" پر بحث کرتے ہوئے ثابت کیا تھا کہ توراۃ نے انسان کی عمر جتنی قرار دی ہے، وہ اُس سے کہیں زیادہ پرانا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس فیلسوف نے اس نظریہ کا مضحکہ بھی اڑایا تھا کہ انسان ادنی مخلوقات سے ترقی کر کے اپنے موجودہ درجے تک پہنچا ہے۔ اس نے دعوی کیا تھا کہ انسان اور بندر میں بہت ہی عظیم فرق ہے۔ اتنا فرق کہ دونوں میں کوئی مشترک علاقہ موجود نہیں، دونوں، دو بالکل علیحدہ علیحدہ جنسیں ہیں۔

اوین اور ہکسلے

سر رچرڈ اپنے زمانے میں اس اکاڈیمی کا صدر تھا۔ اُس کے سامعین میں ایک علامۂ عصر مسٹر ہنری ہکسلے، سر رچرڈ کا خوفناک حریف بھی تھا۔ ہکسلے اسوقت جوان تھا۔ اُسے سر رچرڈ سے اسقدر مخاصمت تھی کہ وہ اسی تقریر میں مباحثہ پیش آجانے کی امید کرتا تھا مگر اتفاق سے یہ معرکہ پیش نہیں آیا۔

اس واقعہ کے دو سال بعد ہماری انجمن کا سالانہ جلسہ آکسفورڈ میں ہوا۔ یہاں سر رچرڈ نے پھر نظریۂ نشو و ارتقاء کا مضحکہ اڑاتے ہوئے دعوی کیا کہ انسان دوسرے حیوانات سے بالکل علیحدہ مخلوق ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قدیم ترین عہد میں انگلستان کی سرزمین پر ایک ایسی مخلوق آباد تھی جو انسان اور بندر کے بیچ بیچ میں تھی۔ اور یہ کہ انسان کے دماغ میں بعض خصوصیتیں ایسی موجود ہیں جو انتھرو پوئیڈ (وہ بندر جو انسان سے بہت زیادہ مشابہ ہے) کے دماغ میں پائی نہیں جاتیں۔

ہکسلے نے اسپر اعتراض کیا اور وہ تاریخی مباحثہ پیش آیا جس نے علمی فتوحات کے لئے میدان صاف کر دیا۔ یہ معرکہ دراصل علم اور توراۃ کے درمیان واقع ہوا تھا۔ تمام حامیان توراۃ، جن کی قیادت آکسفورڈ کا لارڈ بشپ کر رہا تھا، سر رچرڈ کی پشت پناہی پر تھے۔ ہکسلے تنہا تھا لیکن دنیا نے تسلیم کر لیا کہ فتح ہکسلے ہی کو حاصل ہوئی!

اس واقعہ کے تین سال بعد ۱۸۶۳ء میں ہکسلے نے اپنی مشہور کتاب "کائنات میں انسان کی مرکزیت پر دلائل" شایع کی۔ یہ کتاب ہمارے اسی موضوع سے متعلق ہے۔ اس میں مصنف نے قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ انسان، چھاتی رکھنے والے حیوانات ہی کا فرد ہے اور اُس سے قریب تر مخلوق وہ بندر ہے جس کا نام "انتھروپوئیڈ" ہے۔

اصل انسان

یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ اُس عہد کی عقل انسانی یہ نظریہ (نظریۂ نشوء) قبول کرنے کے لئے مستعد نہ تھی۔ مدتوں سے یہ اعتقاد راسخ تھا کہ انسان ایک مستقل مخلوق ہے۔ لیکن آج حالت بدل چکی ہے۔ اسوقت جو لوگ ڈاروِن کے نظریہ پر یقین نہیں رکھتے، وہ بھی اس کے لئے مستعد ہیں کہ جب یہ نظریہ قطعی دلائل کے ساتھ سامنے آجائے تو تعصب سے انکار نہیں کر دینگے۔

نظریۂ نشوء انسانی، انیسویں صدی کی ایک حیرت انگیز پیدائش ہے۔ چارلس ڈاروِن کا دنیا پر بہت بڑا احسان ہے کہ اُسی کے غیر معمولی دماغ نے یہ نظریہ ظاہر کیا۔ جس وقت سر رچرڈ اپنا مذکورۂ بالا خطبہ لیڈس میں سنا رہے تھے، ڈاروِن اپنی کتاب "اصل انواع" تصنیف کر رہا تھا۔ ۱۸۵۹ء میں یہ کتاب ظاہر ہوئی۔ مگر اُس کا ظہور کوئی معمولی حادثہ نہ تھا۔ اُس نے اچانک ایک عظیم فکری انقلاب پیدا کر دیا۔ ڈاروِن نے قدیم افکار و معتقدات سے یہ بغاوت بیٹھے بیٹھے نہیں کر دی تھی۔ کامل ۲۷ برس اُس کے لئے طیاری کی تھی۔ اُس کی یہ کتاب درحقیقت اعلان جنگ تھا۔ اُس کا دوسرا خوفناک حملہ، ایک دوسری کتاب کی صورت میں ہوا۔ اس کا نام "حیوانات پر ماحول کی تاثیر" تھا۔ یہ کتاب ابتک علم الحیات کے حقائق کا ایک بے نظیر مجموعہ ہے لیکن ابھی فیصلہ باقی تھا۔ دشمن ہنوز میدان میں اڑا ہوا تھا۔ ڈاروِن نے ۱۸۷۱ء میں اپنی تیسری کتاب "تسلسل انسان" شایع کی۔ یہ اُس کا فیصلہ کن حملہ تھا۔ دشمن سراسیمہ ہو کر بھاگا اور آجتک پھر کبھی مقابلہ میں نہ آسکا!

اُسوقت سے ڈاروِن کے قدم ایسے گڑے کہ پھر کبھی اُکھڑ نہ سکے آج ۵۶ برس گزر چکے ہیں۔ بہت سے نئے حقائق ظاہر ہو چکے ہیں مگر ڈاروِن اپنی جگہ پر پہاڑ کی طرح قائم ہے۔ یہ تمام حقائق اُس کے نظریہ کی تائید کرتے ہیں۔ بلاشبہ بعض تبدیلیاں بھی واقع ہوئی ہیں لیکن نظریہ بحیثیت مجموعی ثابت و راسخ ہے۔ اور ہمیشہ یوں ہی سربلند رہیگا۔

حفریات

میں نے کہا یہ نظریہ ہمیشہ یوں ہی سربلند رہیگا۔ یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ڈاروِن کے بعد علماء نے اُس کا نظریہ چھوڑ نہیں دیا بلکہ کسوٹی پر رکھ کر برابر جانچتے رہے۔ اُنھوں نے قدیم انسان کے آثار کی تلاش شروع کی۔ زمین کھود کر وہ اوزار اور ظروف نکالے جنھیں انسان اپنے اولین عہد میں استعمال کرتا تھا۔ یعنی اُس عہد میں جس کا نام اصطلاح میں عہد بلیسٹوسینی ہے (یہی وہ زمانہ ہے جس میں سطح زمین کا تیسرا طبقہ بنا تھا) یہ عہد اب سے دو لاکھ برس یا ۶ لاکھ برس پہلے تھا۔ اسی قدر نہیں بلکہ علماء کی تحقیقات، عہد بلیسٹوسینی تک پہنچ چکی ہے۔ یعنی اُس زمانے تک جبکہ زمین کا دوسرا چھلکا بنا ہے۔

ڈاروِن کی وفات سے دس برس بعد ڈاکٹر ادجین ڈیبوا کو اولین انسان کی ہڈیاں ملیں۔ اُس نے اس کا نام پتھکانتروپس یعنی بندر انسان رکھا۔ نیز اُسی زمانے میں ڈاکٹر ریڈ موئیر نے مشرقی انگلیا میں زمین کے دوسرے طبقے میں حجری ظروف اور اوزار پائے۔ ان تمام حفریات و آثار سے نشوء انسانی پر ڈاروِن کے نظریہ کی تصدیق ہوتی ہے۔

تسلسل انسان

بندر سے مشابہ مخلوق سے انسان کا ظاہر ہونا ایسے قطعی دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ بحث کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ لیکن یہ نشوء و ارتقاء اُس سے کہیں زیادہ پیچیدہ اور غیر منضبط تھا جتنا خود ڈاروِن سمجھتا تھا۔ پہلے علماء خیال کرتے تھے کہ ارتقاء، کامل طور پر ہوا ہے یعنی جسم انسانی کے ہر عضو نے یکساں طور پر تدریجی ترقی کی ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ ارتقاء، نہایت غیر منتظم طور پر مختلف موثرات کے ماتحت واقع ہوا ہے۔ قدیم انسان میں ارتقاء کی یہ بے نظمی موجودہ انسان سے کہیں زیادہ واضح تھی۔ دقیق مباحث سے اب ثابت ہو چکا ہے کہ ہر عضو نے تدریجی ترقی نہیں کی۔ یعنی یہ نہیں ہوا کہ کھوپڑی، دماغ، جبڑا، دانت، جلد، بازو، پاؤں وغیرہ وغیرہ اعضاء میں سے ہر عضو بتدریج بندر کی شکل سے ترقی کر کے انسان کی عضویت بنتا گیا، بلکہ یہ ہوا کہ بعض اعضاء ترقی کرتے تھے، بعض ترقی نہیں کرتے تھے، بعض بالکل غائب ہو جاتے تھے۔ ذیل کی مثال سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی:

ڈاروِن کی وفات سے ۳۰ برس بعد یعنی ۱۹۱۲ء میں مسٹر چارلس ڈوسن کو انگلستان کے ایک مقام پلٹڈاؤن (یعنی ڈاروِن کی قیامگاہ سے ۳۰ میل کے فاصلے پر) ایک پتھرائی ہوئی کھوپڑی اور جبڑا ملا۔ سر آرتھر ووڈوارڈ نے دونوں کی جانچ کی اور فیصلہ کیا کہ یہ دونوں عضو ایک ہی جسم کے ہیں اور یہ مخلوق اب سے ۵ یا ۶ لاکھ برس پہلے زمین پر موجود تھا۔ ان آثار میں کھوپڑی، موٹی دیواروں کی تھی اور موجودہ انسان کی کھوپڑی سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی تھی لیکن نیچے کا جبڑا، بندر کے جبڑے کی طرح تھا۔ بعض علماء کے لئے یہ اختلاف، سخت حیرت کا موجب ہوا اور اُن سے اس کے سوا کچھ کہتے بن نہ پڑا کہ یہ دو الگ چیزیں، دو مختلف جسموں کی ہیں حالانکہ اگر وہ علم تشریح کے ماہر ہوتے، تو اس غلطی کا شکار نہ ہوتے۔ اُنہیں معلوم ہو جاتا کہ جسم کے بعض اعضا جلد ترقی کرتے ہیں اور بعض بہت پیچھے رہجاتے ہیں۔ ارتقاء کی یہ بے ضابطگی بندر نما انسان میں زیادہ واضح پائی جاتی ہے۔ مثلاً اس کی ران کی ہڈی بالکل آدمی کی سی ہوتی ہے مگر کھوپڑی، بندر سے مشابہ ہوتی ہے۔ مذکورۂ بالا انکشاف

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سی گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کرلی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہی!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دُنیا میں کتُب فروشی کا عظیم مرکز ہی

اور جسے **ملک معظم** برطانیہ اور انکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہی!
انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع

ہوتا ہی

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ
مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں
نئی اور پُرانی دونوں طرح کی کتابیں
تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے
ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ
قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن
آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کرسکتے ہیں

ہمارے یہاں سے ہر چھ
ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہی

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON LONDON S. W. 3.

ہے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے، اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور مند خانوں کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے یہ ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے۔ دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں۔

با ایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

براعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر بھی حال ہی میں ہم ہی نے فراہم کیے

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے بہت ممکن ہو کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

مطبوعات الهـــلال بك ايجنسى

معارف ابن تيميه و ابن قيم

دبني علوم کے بيش بہا جواهر ريزي

اس سلسله ميں هم نے اماميں کي ان نادر و اعلى درجه کي بلند پايه عربي تصانيف کے اردو تراجم کا سلسله شروع کيا هے ' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے ليے نهايت ضروري و ناگزير هے - اميد که يه "سلسلهٔ تراجم" بد نصيب هندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

اسوهٔ حسنه ـــ امام ابن قيم کي فن سيرت ميں شهره آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اردو ترجمه - بلا جلد ٢ روپے مجلد ڈهائي روپيه -

کتاب الوسيله ـــ لفظ "وسيله" کي بحث کے علاوه امام ابن تيميه نے اسلام کے اصل الاصول "توحيد" کي مبسوط بحث کي هے - بلا جلد ڈهائي روپيه ' مجلد سوا تين روپيه -

اصحاب صفه ـــ انکي تعداد ' ذريعه معاش ' طريق عبادت اور انکے مفصل حالات بيان کيے هيں دس آنے -

تفسير سورة الكوثر ـــ امام ابن تيميه کے مخصوص انداز تفسير کا اردو ترجمه - چار آنے -

العروة الوثقى ـــ خالق و مخلوق کے درميان واسطه کا فرق بدلائل بيان کيا هے - چهه آنے -

سيرت امام ابن تيميه ـــ حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نهايت خوش اسلوبي سے بيان کيے هيں - نو آنے

نجد و حجاز ـــ علامه سيد محمد رشيد رضا مصري کي تازه کتاب کا اردو ترجمه - سوا روپيه -

آئمه اسلام ـــ ترجمه رفع الملام عن الائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه ـــ فى العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت ـــ يه ايک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس کے خريدار کو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اردو ' عربي ' فارسي ' انگريزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلى مطبوعات کے متعلق بهترين تازه معلومات بهم پهنچانے کا اهتمام کيا هے - اسکے علاوه آئمه و اسلام و بزرگان دين کے حالات ' لطائف افسانه ' نظميں اور ممالک اسلاميه کے معتبر ذرائع سے حاصل کيے هوے حالات درج کيے جاتے هيں - في پرچه ٨ آنه سالانه ٢ روپيه پيشگي -

منيجر الهـــلال بك ايــجنسى

(حلقه نمبر ٢٤ شيرانواله دروازه لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پته صاف لکهين
اور نمبر خريدارى ضرور تحرير فرمائين

السحر الحلال في مجلدات الهلال

گاه گاهے بازخوان اين دفتر پارينه را
تازه خواهي داشتن گر داغهائے سينه ما

اردو صحافت کي تاريخ ميں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات ميں ايک انقلاب آفريں دعوت تهي -

الهـلال اگرچه ايک هفته وار مصور رساله تها ' ليکن چونکه وه اردو صحافت کي مختلف شاخوں ميں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پيدا کرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعه تها - اُس کے هر نمبر ميں مختلف ابواب ' مذهب ' سياست ' ادبيات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصيات کے لحاظ سے اپني نظير آپ هوتا تها - پهر اس کي ظاهري خوبياں اردو صحافت ميں اعلى طباعت و ترتيب کا پهلا نمونه تهيں - اردو کا وه پهلا هفته وار رساله تها ' جس ميں هاف ٹون تصاوير کے اندراج کا انتظام کيا گيا ' اور ٹائپ ميں چهپنے کي وجه سے بهت سي ايسي خوبياں پيدا هوئيں جو پتهر کي چهپائي ميں ممکن نهيں - اِس کي جلديں جديد اردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سياسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بهترين مجموعه هيں - اِن کي مقبوليت و قدر کا اندازه اِس سے هوسکتا هے که سنه ١٩١٨ ميں بعض شايقين علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپيه ميں خريد کيا - اور حال ميں ايک صاحب نے اِس کي پهلي جلد مکمل (جو دفتر ميں بهي موجود نهيں) ساڑهے چارسو روپيه ميں حيدرآباد سے خريدي هے - جن لوگوں نے اِس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هيں وه بڑي سے بڑي قيمت پر بهي علحده کرنے کيليے تيار نهيں - پچهلے دنوں "البـلاغ پريس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان ميں منتقل کيا گيا تو ايک ذخيره الهلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' هم نے کوشش کي که شايقين علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلديں مرتب کي جا سکتي هيں مرتب کرلي جائيں اور جن جلدوں کي تکميل ميں ايک دو پرچوں کي کمي هو اُنهيں دوباره چهپوا ليا جاے -

چنانچه الحمدللّٰه يه کوشش ايک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلديں پوري مکمل هوگئي هيں - هم اِس اعلان کے ذريعه شايقين علم و ادب کو آخري موقعه ديتے هيں که اِس قيمتي ذخيره کے حاصل کرنے ميں جلدي کريں ' چونکه جلدوں کي ايک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف اُنهيں درخواستوں کي تعميل هوسکے گي جو سب سے پهلے پهونچيں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا ميں تمام مضامين کي انڈکس به ترتيب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مکمل جلد دوم ١٠ روپيه   الهلال مکمل جلد سوم ١٠ روپيه
" " " چهارم ١٠ روپيه   " " " پنجم ١٠ روپيه

جلد "البـلاغ" (جب دوسري مرتبه الهـلال اِس نام سے شائع هوا) قيمت ٨ روپيه

علاوه جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هيں جن ميں سے هر پرچه اپنے مضامين کے لحاظ سے ايک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قيمت في پرچه ٨ - آنه - محصول ڈاک و پيکنگ اِس کے علاوه هے -

منيجر "البـلاغ پريس"

کیا آپکو معلوم نہیں
کہ
اسوقت
دنیا کا بہترین فاونٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر"
کا
"لائف ٹائم"
قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ
ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا
(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی
بھر کام دے سکتا ہے
(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں
سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں
کوئی نہیں
کم از کم تجربہ کیجئے
یاد رکھئے
جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو "شیفر"
کا
"لائف ٹائم"
لینا
چاہئے!

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو
یاد رکھئے
کہ
آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما
گائڈ بک
کی ضرورت ہے
جو
انگلستان کے تمام شہروں، سوسائٹیوں
ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں،
قابل دید مقامات
اور
آثار قدیمہ وغیرہ سے
آپکو مطلع کردے
نیز
جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کی جاسکیں جن
کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے،
ایسی
مکمل گائڈ بک صرف
ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین
The Dunlop guide
to great Britain
کا دوسرا ایڈیشن ہے
ہندوستان کے
تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے
بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

جامع الشواہد
طبع ثانی
مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز و مذہب و ملت تمام
نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟
قیمت ۸ر (مینیجر الہلال کلکتہ)

اگر آپکو
دمہ
ضیق النفس
یا
کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت
ہے
تو تامل نہ کیجئے۔ اپنے سب سے قریب
دوا فروش کی دکان سے
فوراً
ایک ٹین
HIMROD
کی
مشہور عالم دوا کا
منگوا کر
استعمال کیجئے

١٩٢٧

الهلال

جلد ١

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ٥ ـ انه

[illegible]

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رهنما:

تائمز الف لندن ادبي ضميمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا ہے -

[illegible]

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم ہے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا ہے -

اپنے یہاں کے ایجنت سے تقاضه کیجئے که وه تائمز لندن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

[illegible]

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

[illegible]

تائمز اف لندن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکھنا چاهیے -

یه هر هفته اسي موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا ہے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنت سے طلب کیجئے -

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کارو بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بہت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں باقاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street. Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بہترین کارخانه ہے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقه وه ہے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور ہے اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والی مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 14, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۲۱ کلکته : جمعه ۱۵ ـ جمادی الاولی ۱۳۴۶ هجری جلد ۱

Calcutta : Friday, 11, November 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکھتی ۔ طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای ۔ پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین 'الهلال چهپتا هی ۔ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکهیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ۱۵۹۸ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	۲۴۰	اردو حروف کی حق مین	۴۳۰
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	۵۹۵	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	۱۵۰
پتهر کی چهپائی کی حق مین	۲۷۳		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین ۔ **الهلال**

الہلال

ہر جمعہ کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکتہ سے شایع ہوتا ہے

قیمت سالانہ مع محصول	بارہ روپیہ
ہندوستان سے باہر کیلیے	سولہ روپیہ
قیمت شش ماہي	سات روپیہ
قیمت في پرچہ	پانچ آنہ

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " منیجر الہلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے ہوں انکے لفافہ پر " ایڈیٹر " کا نام ہونا چاہیے -

(۲) نمونہ مفت ارسال نہ ہوگا -

(۳) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف اور خوش خط لکھیے

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي ہے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں - ورنہ بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانہ نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگہ سے دوسري جگہ جا رہے ہیں تو اپنا پتہ تبدیل نہ کرایے ' مقامي ڈاکخانہ کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیادہ عرصہ تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیکر پتہ تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانہ کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنہ دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

(هندو)

هندو عورتوں کي مجموعي تعداد : ۱۰۵۸۲۱۸۲۵

هندو بیواؤں کي مجموعي تعداد : ۲۰۲۵۰۰۷۵

(مسلمان)

مسلمان عورتوں کي مجموعي تعداد : ۳۲۳۸۹۸۴۸

مسلمان بیواؤں کي مجموعي تعداد : ۴۷۱۲۵۶۳

(صوبوں میں بیوائیں)

مدراس	۴۰۴۶۸۱۲
بمبئي	۱۶۸۱۸۴۹
بنگال	۴۴۴۴۰۵۰
یو ٔ پي	۳۷۴۶۵۳۳
پنجاب	۱۲۳۷۷۰۵
برما	۷۳۱۷۳۹
بهار اوڑیسا	۳۲۱۱۳۱۰
صوبۂ متوسط	۱۱۵۵۸۹۲
آسام	۵۷۳۳۰۱
کل برطاني هند	۲۱۰۳۰۵۰۰

هندوستان میں اپاهجوں کي تعداد (سنه ۱۹۲۱ ع) میں

صوبه	دیوانے		بهرے گونگے		اندھے		کوڑھي	
	مرد	عورتیں	مرد	عورتیں	مرد	عورتیں	مرد	عورتیں
مدراس	۵۰۳۵	۳۵۰۴	۱۱۹۴۷	۹۳۳۷	۱۸۲۳۰	۱۸۲۹۷	۱۱۶۰۹	۳۹۸۹
بمبئي	۵۸۰۲	۳۲۵۸	۶۵۰۲	۴۲۳۰	۱۶۹۶۹	۱۸۰۸۹	۵۵۳۵	۲۴۲۸
بنگال	۱۱۱۰۲	۷۷۹۱	۱۸۹۳۹	۱۲۳۲۵	۱۸۷۰۲	۱۴۷۶۶	۱۱۴۴۸	۴۰۰۳
یو ٔ پي	۴۸۳۷	۲۳۳۸	۱۴۳۱۱	۸۳۹۷	۵۰۷۷۹	۵۴۲۹۳	۱۰۱۰۶	۲۱۹۰
پنجاب	۴۱۱۱	۱۸۵۹	۱۱۷۹۳	۶۵۲۱	۲۹۱۶۶	۲۴۴۹	۱۱۸۸	۴۳۹
برما	۶۲۸۵	۵۲۸۸	۹۴۴۷	۵۴۳۰	۱۱۳۲۵	۱۳۱۹۸	۶۵۸۹	۳۱۷۶
بهار اوڑیسه	۲۳۳۴	۱۲۰۳	۱۱۴۲۳	۷۲۲۴	۱۳۸۵۲	۱۴۳۱۴	۷۸۴۲	۲۷۵۴
سي ٔ پي	۲۰۸۵	۱۲۱۸	۷۶۰۵	۵۲۰۲	۱۵۰۱۴	۲۲۴۸۲	۴۴۵۰	۲۷۶۶
آسام	۲۱۸۷	۱۵۶۵	۳۱۱۵	۲۲۵۵	۳۷۴۷	۳۴۵۹	۳۲۰۸	۱۱۰۲
کل برطاني هندوستان میں	۴۴۶۷۳	۲۸۲۳۴	۹۳۶۴۳	۶۱۷۸۳	۱۸۰۹۵۹	۱۸۶۱۷۶	۶۲۱۸۰	۲۲۹۴۲

(بیواؤں کي تعداد عمر کے اعتبار سے)

۵ برس کي				۱۵۱۳۹
۵	برس سے	۱۰	برس تک کي	۱۰۲۲۹۳
۱۰	"	۱۵	"	۲۷۹۱۲۴
۱۵	"	۲۰	"	۵۱۷۸۹۸
۲۰	"	۲۵	"	۹۶۶۹۱۷
۲۵	"	۳۰	"	۱۵۱۶۰۴۷
۳۰	"	۳۵	"	۲۳۵۴۱۲۲
۳۵	"	۴۰	"	۲۲۳۲۵۶۹

(دنیا کے مختلف ملکوں میں شرح اموات هر هزار انسانوں میں)

آبادي	سنه ۱۹۲۱ میں	سنه ۱۹۲۵ میں	
امریکا	۱۰۰۰۰۰۰۰۰	۱۲٫۹	۹٫۵
انگلینڈ	۴۵۴۰۰۰۰۰	۱۴٫۶	۱۱٫۷
فرانس	۳۹۲۰۹۵۱۸	۱۳٫۷	۱۱٫۵
جرمني	۶۰۰۰۰۰۰۰	۱۶٫۴	۱۳٫۲
جاپان	۶۱۰۸۱۹۵۴	۱۹٫۲	۱۴٫۵
هندوستان	۳۱۹۳۶۱۰۰۰	۲۴٫۲	۳۰٫۲
ناروے	۲۶۰۰۰۰۰	۱۳٫۲	۳۱٫۸
نیوزیلیڈ	۱۲۰۰۰۰۰	۹٫۵	۹٫۲
سویڈن	۶۰۰۰۰۰۰	۱۳٫۸	۱۱٫۷

(شرح پیدائش سنه ۱۹۲۱ع میں)

امریکا	۱۹٫۵
انگلینڈ	۲۲٫۴
فرانس	۱۸٫۵
جرمني	۲۳٫۵
جاپان	۲۴
هندوستان	۳۱٫۸۳
نیوزیلینڈ	۲۱٫۹۴

(دنیا کے بڑے بڑے ملکوں میں اوسط عمر سنه ۱۹۲۵ع)

(سال)

انگلینڈ اور ویلس	۵۱٫۵
ولایات متحدۂ امریکا	۵۵٫۵
نیوزیلینڈ	۶۰٫۰
فرانس	۴۸٫۵
جرمني	۴۷٫۴
اٹلي	۴۷٫۰
جاپان	۴۴٫۳
هندوستان	۲۳٫۷

(دنیا کے بڑے بڑے ملکوں میں بچوں کي شرح اموات في هزار)

انگلینڈ اور ویلس	۵۷
فرانس	۸۵
بلجیم	۱۰۷
جرمني	۱۰۸
اسپین	۱۴۵
اٹلي	۱۶۱
جاپان	۱۶۶
هندوستان	۱۹۴
نیوزیلینڈ	۴۵

هندوستان اور مجموعہ عالم

تمام دنیا میں جغرافیائي ' عمراني ' اور اقتصادي لحاظ سے هندوستان کي موجودہ حیثیت کیا ہے ؟

(۲)

(برطاني شہنشاهي کي قومیں)

(مجموعي آبادي ۴۴۹۲۳۳۰۰۰)

هندوستاني	۲۴۴۳۰۳۰۰۰
عرب	۵۷۵۳۰۰۰
افغان	۱۵۵۰۰۰۰
پارسي	۱۰۰۰۰۰
یهودي	۱۰۸۴۰۰۰
دوسري قومیں	۳۱۵۰۰۰۰

(یوروپین)

برطاني ' فرانسیسي ' کنیڈي ' بوئر ' وغیرہ	۶۴۲۷۶۰۰۰

(سیاہ فام)

نیگرو	۴۶۱۶۶۰۰۰
هندوستاني	۶۱۵۰۰۰۰۰
پاپونس	۹۶۷۰۰۰
آسٹریلیا کے دیسي	۶۰۰۰۰

(زرد فام)

ملایو وغیرہ	۹۵۵۶۰۰۰
برمي	۷۸۹۰۰۰۰
ترک	۶۱۰۰۰
چیني	۲۳۰۸۰۰۰
تبتي	۳۰۰۰۰۰
موئر	۵۳۰۰۰
دیسي امریکن	۱۵۶۰۰۰

(دنیا کي آبادي هر مربع میل کے حساب کے)

انگلینڈ	۳۷۵
جرمني	۳۱۰
جاپان	۲۵۵
فرانس	۱۸۹
هندوستان	۱۷۷
چین	۱۰۵
روس	۶۴
ولایات متحدۂ امریکا	۳۱

(هندوستان کي آبادي مذهب کے اعتبار سے)

	سنہ ۱۹۰۱ میں	سنہ ۱۹۱۱ میں	سنہ ۱۹۲۱ میں
برهمن	۲۰۷۰۵۰۵۵۷	۲۱۷۳۳۷۹۴۳	۲۱۶۲۶۰۶۲۰
آریا سماج	۹۲۴۱۹	۲۴۳۴۴۵	۴۶۷۵۷۸
برهمو	۴۰۵۰	۵۵۰۴	۶۳۸۸
سکهه	۲۱۹۵۳۳۹	۳۰۱۴۴۶۶	۳۲۳۸۸۰۳
جین	۱۳۳۴۱۴۸	۱۲۴۸۱۸۲	۱۱۷۸۵۹۶
بودهه	۹۴۷۶۷۵۹	۱۰۷۲۱۴۵۳	۱۱۵۷۱۲۶۸
پارسي	۹۴۱۹۰	۱۰۰۰۹۶	۱۰۱۷۷۸
مسلمان	۶۲۴۵۸۰۷۷	۶۶۶۴۷۲۹۹	۶۸۷۳۵۲۳۳
عیسائي	۲۹۲۳۲۴۱	۳۸۷۶۲۰۳	۴۷۵۴۰۶۴
یهودي	۱۸۲۲۸	۲۰۹۸۰	۲۱۷۷۸
دوسرے مذاهب	۸۷۱۴۰۴۸	۱۰۳۳۶۲۲۹	۹۷۹۲۶۱۵

(هندوستان کي آبادي جنس کے اعتبار سے)

	مرد	عورت
کل هندوستاني صوبوں کي آبادي	۱۶۳۹۹۵۵۵۴	۱۵۴۹۴۶۹۲۶
مدراس	۲۰۸۷۰۷۴۹	۲۱۴۴۸۲۳۶
بمبئي	۱۰۱۷۶۹۶۹	۹۱۷۷۲۵۰
بنگال	۲۴۱۵۱۲۲۲	۲۲۵۴۴۳۱۴
یوپي	۲۳۷۸۷۷۴۵	۲۱۵۸۸۰۴۲
پنجاب	۱۱۳۰۶۲۶۵	۹۳۷۸۷۵۹
برما	۶۷۵۶۹۶۹	۶۴۵۵۲۲۳
بهار اوڑیسہ	۱۶۷۶۳۸۶۶	۱۷۲۲۳۸۲۳
صوبۂ متوسط	۶۹۵۱۳۹۹	۶۹۶۱۳۶۱
آسام	۳۹۶۱۱۰۹	۳۶۴۵۱۲۱
صوبہ سرحدي	۱۲۲۹۳۱۶	۱۰۲۲۰۲۴

(هندوستان کي آبادي زبانوں کے اعتبار سے)

هندوستاني	۹۶۷۱۴۳۶۹
بنگالي	۴۹۲۹۴۰۰۹
تیلگو	۲۳۶۰۱۴۹۲
مرهٹي	۱۸۷۹۷۸۳۱
ٹامل	۱۸۷۷۹۵۷۷
پنجابي	۱۶۶۳۳۵۹۶
راجستاني	۱۲۶۸۰۵۶۲
کناري	۱۰۳۷۴۲۰۴
اوڑیا	۱۰۱۴۳۱۶۵
گجراتي	۹۵۵۱۹۹۲
برمي	۸۴۲۳۲۵۶

هندوستان میں ۱۴۷ - زبانیں بولي جاتی هیں - ۲۳ - زبانیں دس لاکهہ آدمیوں سے زیادہ کے استعمال میں هیں -

(هندوستان میں بیوائیں سنہ ۱۹۲۱ میں)

عورتوں کي مجموعي تعداد : ۱۵۴۹۴۶۹۲۶

بیواؤں کي مجموعي تعداد : ۲۶۸۳۴۸۳۸

سلوسٹر دي ساسي
جس نے جدید مشرقیات کي بنیاد رکھي

هو سکتي جبتک که مبلغ مشرقي زبانوں خصوصاً عربي میں مهارت حاصل نه کریں - چنانچه سنه ۱۳۱۱ع میں پوپ اکلمنٹس پنجم کي زیر صدارت وائنا میں کانفرنس منعقد هوئي ' اور اُس نے فیصله کیا که فرانس ' انگلستان ' اٹلي ' اور اسپین کے علمي مرکزوں میں ' عربي ' عبراني ' اور سریاني ' زبانوں کي باضابطه تعلیم جاري کي جائے -

(فرانس کا مدرسهٔ طب)

اِس سے پہلے مونبلیه (فرانس) میں ایک طبي مدرسه سنه ۱۲۲۰ع میں قائم هوچکا تها - اُس میں تعلیم کا تمام دار و مدار اندلسي علماء پر تها - عربي زبان کي باقاعده تعلیم هوتي تهي تا که طبي و عقلي علوم کي تحصیل کامل طور پر هو سکے - سنه ۱۳۶۱ع میں وسطی یورپ کي پہلي یونیورسٹي کراکو (پولینڈ) میں قائم هوئي - اِس کے چارسال بعد وائنا کي یونیورسٹي وجود میں آئي -

(اسلامي فلسفه اور مسیحي کلیسا)

اِس کے بعد جب یورپ میں تعلیم گاهوں کي کثرت هوگئي تو سامي زبانوں ' خصوصاً عربي کي تعلیم بہت عام هوگئي - مگر اب پادریوں کي جماعت عربي سے خوف کهانے لگي تهي - ابن رشد ' ابن سینا ' رازي ' ابن زهر ' وغیره حکماء اسلام کي تصانیف ' اُن کے خیال میں کفر و الحاد کا منبع تهیں - اِس لیے وہ طالب علموں کو بڑي سختي سے اِن تصانیف کے درس و مطالعه سے روکتے تهے -

(اٹلي میں عربي زبان کي مقبولیت)

لیکن پادریوں کي یه مخالفت زیاده کارآمد نہیں هوئي - عربي زبان اور کتابوں کا شوق برابر ترقي هي کرتا گیا - چنانچه اُسي زمانے میں اٹلي کے بعض امراء ' عربي زبان کے اِس قدر دلداده هوگئے تهے که اُسے اپني تحریر و تقریر کي زبان قرار دیدینا چاهتے تهے - اُن کے محلوں میں عربي زبان کے سوا کوئي دوسري زبان سني نہیں جاتي تهي - اُن کے درباروں میں عرب علماء کا هجوم رهتا تها -

(شاہ سسلي اور شریف ادریسي)

اِن امراء میں رچرڈ دوم شاہ سسلي بہت زیاده مشهور هے - یہي وہ پادشاہ هے جسے شریف ادریسي نے چاندی کا کرہ نذر کیا تها - اِس میں زمین کے پہاڑ ' سمندر ' اور اقلیمیں صاف صاف دکهائي گئي تهیں - نیز اِسي کے نام پر ادریسي نے اپني مشهور کتاب " نزهة المشتاق في اختراق الآفاق " تصنیف کي تهي - ادریسي نے اِس پادشاہ کي بہت تعریف لکهي هے ' اور اُسے روم کے بادشاہ سے زیاده عادل اور نیک بتایا هے -

ایٹین کاترمیر
جسنے مقدمه ابن خلدون شائع کیا

صفدي نے " الوافي بالوفیات " میں لکها هے که " پادشاہ نے ادریسي کو طلب کرکے کہا تها - میں زمین کے چشم دید حالات معلوم کرنا چاهتا هوں نه که صرف کتابوں میں لکهے هوئے حالات - چنانچه ادریسي کے مشورہ سے بادشاہ نے عقلمند آدمي دنیا کے مختلف ممالک کے مشاهدے کے لیے بهیجے - هر ایک کے ساتهه ایک مصور بهي کردیا تها ' تا که هر جگه کي تصویریں اور نقشے طیار کرتے جائیں - یه تمام معلومات ' تصویریں ' اور نقشے ' ادریسي کے پاس جمع هوتے رهے ' یہاں تک که بادشاہ کي آرزو پوري هوگئي " نیز صفدي نے لکها هے که بادشاہ ' ادریسي کي ازحد تعظیم و تکریم کرتا تها - حتي که اُسے اجازت دے رکهي تهي که وہ اپني سواري هي پر دربار تک چلا آیا کرے اور خود پادشاہ کے ساتهه تخت پر بیٹهے !

(سب سے پہلا مطبوعه قرآن)

اِسي طرح اٹلي کے دوسرے امراء و سلاطین کو بهي عربي زبان سے بہت محبت تهي - فردریک دوم (جو چهٹي صلیبي کا سپه سالار تها) عربي میں پوري طرح ماهر تها - اِسي قدر نہیں بلکه مطبع کي ایجاد کے بعد هي اٹلي کے کئي علم دوست امرائي خاندانوں نے مشرقي اور عربي کتابوں کي طباعت بهي شروع کردي - بحر اڈریاٹک پر پہلا مطبع شهر رانو میں قائم هوا (سنه ۱۶۲۴) یه مطبع خاندان مذدیسیس نے قائم کیا تها - اِس میں قران مجید اور عربي زبان کي متعدد طبي و علمي کتابیں چهاپي گئي تهیں -

(عربي کتابوں کے ترجمے)

اٹلي کي تقریباً تمام بڑي بڑي تعلیم گاهوں میں اُس وقت عرب اساتذہ درس دیتے تهے - واقعه یه هے که یورپ میں سب سے پہلے اٹلي هي نے عربي زبان کي قدر کي ' اور اُس سے فائده اُٹهایا - لاطیني زبان میں بہت سي عربي کتابوں کے ترجمے کیے گئے - بقراط اور ارسطو وغیره کے عربي ترجمے اور شرحیں ترجمه هوئیں - گررڈو کریمونا نامي ایک اٹالین نے ستر سے زیاده علمي کتابیں عربي سے لاطیني میں منتقل کي تهیں - اصل عربي کتابیں اب مفقود هیں - مگر یه ترجمے موجود هیں -

(پادریوں کا مدرسه)

سنه ۱۵۸۴ع میں پوپ گیریگوري سیزدهم نے روم میں پادریوں کے لیئے ایک مدرسه قائم کیا - اِس مدرسه نے عربي زبان کي بہت خدمت کي - اِس کے تعلیم یافته لوگوں میں جبل لبنان کے تین نوجوان ' جبرائیل صیهوني ' ابراهیم حلاقاني ' سمعان سمعاني بهي تهے - اُنهوں نے بہت سي عربي کتابیں ' لاطیني میں ترجمه کیں -

(اسپین اور پرتگال)

یه عجیب بات هے که اسپین اور پرتگال نے عربي زبان سے بہت کم دلچسپي لي - حالانکه اسپین میں کامل آٹهه سو برس تک عربي تمدن قائم رهچکا تها - عربي عهد میں اندلس کي سرکاري اور ملکي زبان عربي تهي - خود اسپیني امراء بهي عربي سیکهنے اور بولنے کو باعث فخر سمجهتے تهے - مگر پهر بهي اسپینیوں کو کوئي خاص شغف عربي سے نہیں هوا - مسیحي اسپین میں پہلا عربي مدرسه طلیطله میں قائم هوا - یه گیارهویں صدي مسیحي کے

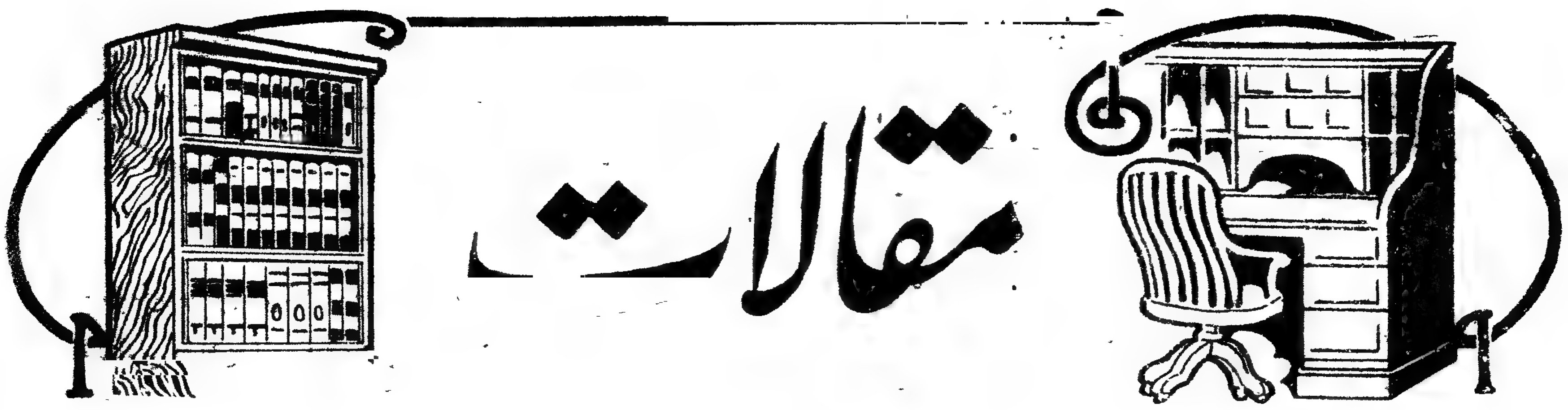

(برطاني هندوستان ميں شرح پيدائش و موت سنه ۱۹۲۴ ع)

صوبه	آبادي	تناسب پيدائش	مجموعي تعداد پيدائش	تناسب اموات	بچوں کا تناسب اموات	مجموعي تعداد اموات	بخار سے	هيضه سے	چيچک سے	تنفس کي بيماريوں سے
مدراس	۴۱۰۰۲۶۰۶	۳۴٫۹	۱۴٬۳۰٬۸۵۸	۲۴٫۵	۱۷۹٫۰۲	۱۰٬۰۶٬۰۴۳	۳٬۲۴٬۲۵۶	۵۱٬۹۷۱	۱۸٬۸۱۰	۶۴٬۷۸۲
بمبئي	۱۹۱۵۵۶۱۴	۳۵٫۶	۶٬۷۹٬۳۲۱	۲۷٫۶۳	۱۹۰٫۳۶	۵٬۲۹٬۵۷۶	۲٬۱۴٬۵۶۳	۸٬۲۳۶	۱۱٬۱۵۲	۲۸٬۹۲۶
بنگال	۴۶۵۲۲۲۹۳	۲۹٫۵	۱۳٬۷۰٬۱۱۴	۲۵٫۹	۱۸۳٫۹	۱۲٬۰۳٬۲۴۱	۹٬۱۲٬۴۰۳	۴۸٬۵۱۴	۵٬۵۶۷	۲۶٬۶۴۹
یو٫ پي	۴۵۳۷۵۷۸۷	۳۴٫۷۲	۱۵٬۷۳٬۸۱۰	۲۸٫۲۹	۱۹۱٫۶۰	۱۲٬۸۳٬۸۷۲	۹٬۴۷٬۸۰۷	۶۷٬۰۰۰	۲٬۷۲۴	۲۷٬۴۱۲
پنجاب	۲۰۵۱۷۶۰۶	۴۰٫۱	۸٬۲۱٬۶۸۵	۴۳٫۴۳	۲۱۲٫۴۹	۸٬۹۱٬۰۲۶	۴٬۵۲٬۱۸۷	۳٬۳۵۱	۴٬۰۴۰	۵۴٬۴۸۸
برما	۱۰۸۲۲۶۱۸	۲۷٫۴۰	۲٬۹۳٬۵۸۵	۲۱٫۵۱	۱۹۷٫۰۲	۲٬۳۳٬۱۶۴	۷۵٬۲۸۸	۸٬۰۸۳	۲٬۵۰۱	۱۱٬۰۹۸
بهار اڑیسه	۳۴۰۰۲۱۹۸	۳۵٫۷	۱۲٬۱۴٬۱۴۶	۲۹٫۱	۱۵۸٫۲۰	۹٬۸۹٬۷۶۳	۱٬۱۰٬۶۳۵	۷۷٬۴۸۰	۶٬۹۳۲	۶٬۹۰۶
سي٫ پي	۱۳۹۱۲۷۶۰	۴۴٫۱۸	۳٬۱۴٬۶۶۸	۳۲٫۵۹	۲۳۴٫۰۵۰	۴٬۵۳٬۳۶۲	۲٬۴۰٬۹۴۴	۹٬۷۰۴	۹۷۸	۳۷٬۱۳۶
آسام	۶۸۵۲۲۴۲	۳۱٫۰۴	۲٬۱۲٬۷۵۵	۲۷٫۳۰	۱۸۴٫۳۴	۱٬۸۷٬۱۲۷	۱٬۱۳٬۱۹۸	۱۹٬۱۸۲	۱٬۶۴۷	۶٬۷۰۸
کل برطاني هند	۲۴۱۴۶۹۰۲۶	۳۱٫۴۴	۸۳٬۱۷٬۴۰۳	۲۸٫۴۹	۱۸۸٫۳۳	۶۸٬۷۹٬۲۸۶	۴۰٬۰۷٬۶۶۲	۲٬۹۳٬۷۰۷	۵۵٬۳۸۰	۳٬۳۳٬۶۳۶

مستشرقين اور استشراق

(عربوں اور اهل یورپ کے علائق)

عربوں کا اهل یورپ سے تصادم اور اتصال اُس وقت سے شروع هوتا هے، جب عربوں نے شام و مصر اور دوسرے رومي مقبوضات پر فاتحانه اقدام کیا تها - اسپین اور پرتگال کي فتح نے عربوں کو خود یورپ میں پہنچا دیا - پهر جب دوسري، تیسري، اور چوتهي صدي هجري میں بنو امیه نے اپني خلافت اندلس میں قائم کرلي، تو یورپ سے تعلقات اور بهي زیاده هوگیے - تیسري صدي میں جزیرۂ سسلي کي فتح اور جنوبي اٹلي میں عربي اثر نے یه تعلقات اور زیاده وسیع کردیے -

اِس کے بعد صلیبي جنگوں کے زمانے میں تصادم و اتصال نهایت سخت هوگیا - اهل یورپ مشرق کا تمدن، اخلاق، اور علوم دیکهه کر دنگ هوگئے - مال و جان کے بے شمار نقصان کے ساتهه، تمدني، علمي، اخلاقي فوائد بهي بے شمار حاصل کیے - بهت سے صلیبي مجاهدین نے عربي زبان کي باقاعده تحصیل کي - اُن کے متعدد امراء اور سپه سالار عربي زبان اور عربي تمدن کے دل سے حامي هوگئے -

(یورپ پر عربوں کا علمي اثر)

یورپ میں عربي زبان اور تمدن کی مقبولیت کا آغاز اِس سے پہلے هوچکا تها - یورپ کے مختلف ممالک سے طالب علم اسلامي اسپین میں آتے تهے اور مسلمان اساتذه سے تعلیم حاصل کرتے تهے - خود پوپ سلوسٹر دوم، جو سنه ۹۹۹ ع میں پاپائیت کے منصب پر پہنچا، عربوں کا شاگرد تها - اِس نے قرطبه اور اشبیلیه میں مسلمان علماء سے ریاضي، هیئت، اور جغرافیه کي تعلیم حاصل کي تهي - اِسي طرح شاه لیون اور استوریا نے بهي قرطبه میں علم طب حاصل کیا تها -

والتیر کا بیان هے که قدیم زمانے میں تمام یورپین بادشاه، عرب اور اُن کے شاگرد یهودي اطباء اپنے درباروں میں رکهتے تهے - اور اسپین اور اُس کے پڑوسي ممالک کے بکثرت مسیحي باشندے بهي عربي زبان کي تحصیل کرتے تهے، تاکه عربي سلطنت میں ملازمت حاصل کرسکیں یا عربي ممالک میں تجارت کریں -

(مسیحي تبلیغ اور عربي زبان)

چودهویں صدي کے اوائل میں عربي زبان کے لیے یورپ میں ایک خاص سرگرمي پیدا هوگئي - روم کے پوپ نے قرونِ وسطی میں رهبانیت کا ایک نیا نظام جاری کیا تاکه ایشیا، افریقا، اسپین اور سسلي کے غیرِ مسیحي باشندوں میں مسیحیت کي تبلیغ کی جائے - لیکن تجربے سے معلوم هوگیا که اِس مقصد میں کامیابي نهیں

"کمیونیزم" اور اُسکے مقاصد

(۳)

(مزدور اور کمیونست)

تمام پچھلي سوسائٹیوں کي تعمیر، جیسا که بیان هوا، ظالم اور مظلوم جماعتوں کي باهمي دشمني کي بنیادوں پر هوئي تهي - لیکن کسي جماعت پر ظلم جاري رکھنے کیلیے کم سے کم یه ضروري هے که اُسے اُن حالات کي ضمانت دیدي جائے، جو اُسکا غلامانه وجود برقرار رکهه سکیں - قدیم سوسائٹي میں یه بات حاصل تهي، چنانچه لگاني اسامیوں نے جاگیرداري کے عهد هي میں نیابي مجالس کي ممبري کا حق حاصل کر لیا تها - لیکن موجوده سرمایه دار عهد میں مزدوروں کا معامله اس سے بالکل مختلف هے - وه صنعت کي ترقي کے ساتهه ساتهه بڑهنے اور اونچا هونے کي جگه اپنے معاشرتي حالات کے بهنور میں اور بهي زیاده غرق هوتے چلے جاتے هیں - حتی نان شبینه تک کو محتاج هوگئے هیں - انکي محتاجي کهیں ختم نهیں هوتي، بلکه آبادي اور دولت کي ترقي سے بهي زیاده تیزي کے ساتهه بڑه رهي هے !

پس یه بات صاف هے که اب سرمایه دار نه تو سوسائٹي کے اندر اپني حکمراں حیثیت برقرار رکھنے کي اهلیت رکھتے هیں، اور نه اپنے جماعتي معاشرتي نظام کو بطور ایک برتر قانون کے اسپر عائد کرسکتے هیں - اب وه حکومت کرنے کے قابل هي نه رهے :- وه اپنے غلاموں کو انکے غلامانه وجود کي بهي ضمانت نهیں دے سکتے - اب سوسائٹي هرگز سرمایه دار طبقه کے ماتحت نهیں ره سکتي - کیونکه اسکا وجود سوسائٹي کیلیے مفید نهیں رها -

سرمایه دار طبقه اور سرمایه دار حکومت کي بنیاد اُجرتي محنت پر هے، اور اُجرتي محنت کا دار و مدار مزدوروں کے باهمي مقابله پر هے - صنعت کي ترقي، جسکا خود ساخته اور نا قابل مقابله ایجنٹ سرمایه دار هے، مزدوروں کي باهمي پهوٹ کو ایک انقلابي اتحاد سے بدل رهي هے، اور وه انجمنوں کي صورت میں ظهور پذیر هو رها هے -

لهذا موجوده صنعت کي ترقي کے ساتهه ساتهه سرمایه دار طبقه کي وه بنیاد بهي کٹ کٹ کر اسکے پیروں کے نیچے سے نکل رهي هے جسپر اسکي پیداوار اور تصرف کا نظام قائم هے - وه اسکي پیداوار هي هے جو اب سب سے زیاده اسکي دشمني پر تل گئي هے اور اسکي لاش کیلیے قبر کهود رهي هے - سرمایه داروں کا زوال اور مزدوروں کي فتح دو برابر درجه کي اٹل چیزیں هوگئي هیں -

(٤)

جب جب معاشرتي حالات میں کوئي تاریخي تبدیلي هوئي هے، تو تمام املاکي رشتوں میں بهي مسلسل تاریخي تبدیلیاں رونما هوئي هیں - مثلاً انقلاب فرانس نے سرمایه دارانه ملکیت کي حمایت میں جاگیر دارانه ملکیت منسوخ کردي تهي -

کمیونزم کي امتیازي خصوصیت عام ملکیت کي منسوخي نهیں هے، بلکه صرف سرمایه دارانه ملکیت کي منسوخي هے - موجوده سرمایه دارانه ملکیت ایک انتهائي اور کامل ظهور هے پیداوار اور اسکے استعمال کے اُس نظام کا، جو سراسر جماعتي نزاع اور باهمي تخریب پر مبني هے -

کمیونست اپنے نظریه کو صرف ایک جمله میں بیان کر سکتے هیں - " سرمایه دارانه نج کي ملکیت کي منسوخي "

هم کمیونستوں کو ملامت کي جاتي هے که هم شخصي ملکیت منسوخ کر دیني چاهتے هیں جو محنت سے حاصل کي گئي هے، اور جسکے متعلق دعوی کیا جاتا هے که شخصي آزادي، جماعتي جد جهد، اور قومي خود مختاري کي بنیاد هے -

" بڑي دشواري سے حاصل کي هوئي، خود کمائي هوئي، خود جمع کي هوئي ملکیت ! " کیا اِس قول سے تمهارا مقصود چهوٹے چهوٹے سوداگروں اور کسانوں کي ملکیت هے جو سرمایه دارانه ملکیت کا هیولی پیش کرتي هے ؟ همیں اسکے منسوخ کرنے کي کوئي ضرورت نهیں - صنعت کي ترقي نے خود هي اُسے منسوخ کردیا هے اور برابر کر رهي هے -

یا تمهارا مقصود موجوده سرمایه دارانه ملکیت هے ؟

کیا اجرتي محنت، یعني مزدور کي محنت خود مزدور کیلیے کوئي ملکیت پیدا کرتي هے ؟ هرگز نهیں - وه تو صرف " سرمایه " پیدا کرتي هے - یعني " ملکیت " پیدا کرتي هے جو اجرتي محنت سے فائده اٹهاتي هے، اور صرف اسي حالت میں بڑه سکتي هے جبکه اجرتي محنت کي نئي نکاس برابر هوتي رهے - ملکیت اپني موجوده شکل میں سرمایه اور اجرتي محنت کي باهمي نزاع پر قائم هے - آؤ هم اِس نزاع کے دونوں پهلوؤں کي جانچ کرلیں !

سرمایه داري في نفسه کوئي شخصي پیداوار نهیں هے، بلکه سرتاسر اجتماعي حیثیت رکهتي هے - کیونکه سوسائٹي کے بے شمار ارکان کے متحده عمل سے وجود میں آتي هے -

اسي طرح سرمایه بهي شخصي نهیں هے، بلکه ایک اجتماعي طاقت کا نام هے -

لهذا جب سرمایه، عام ملکیت کي صورت میں بدل دیا جاتا هے، یعني سوسائٹي کے تمام ارکان کي ملک بنا دیا جاتا هے، تو یه کهنا صحیح نهیں که شخصي ملکیت عام ملکیت بنا دي گئي - کیونکه یهاں شخصي ملکیت کا وجود هي نهیں تها - البته جو چیز بدلي جاتي هے، وه ملکیت کي صرف معاشرتي حیثیت هے - یعني ملکیت سوسائٹي میں اپني انفرادي طاقت کهو دیتي هے -

اب هم اجرتي محنت کا مسئله لیتے هیں :

اجرتي محنت کي اوسط شرح کم سے کم هے - یعني مزدور کو اتني رقم ملتي هے، جس سے وه بمشکل اپني زندگي قائم رکهه سکتا هے - پس اس طرح مزدور اپني محنت سے جتني اجرت حاصل کرتا هے، وه اتني کم هوتي هے، جس سے اسکي نهایت ساده زندگي کي ضمانت هو سکتي هے - هم کسي طرح بهي محنت کي پیداوار کا یه شخصي استعمال منسوخ کرنا نهیں چاهتے - ایسا استعمال جو انساني زندگي کے بقاء اور دوام نسل کیلیے نا گزیر هے - البته هم اِس استعمال کي وه افسوسناک حیثیت ضرور مٹا دیني چاهتے هیں جسکي وجه سے مزدور صرف سرمایه بڑهانے کیلیے زنده رهتے هیں، اور صرف اتنے عرصه تک زنده رهتے هیں، جبتک حکمران طبقه کے مفاد کو انکي ضرورت رهتي هے -

سرمایه دارانه سوسائٹي میں همیشه ماضي، حال پر حکومت کرتا هے - لیکن کمیونست سوسائٹي میں حال، ماضي پر حکمراں هوتا هے - سرمایه دارانه سوسائٹي میں سرمایه، آزاد اور مستقل

دوزي
جسنے قاموس کا تکمله مرتب کيا

اوائل کا واقعه هے - پهر سنه ۱۲۵۴ ع ميں اشبيليه ميں ايک عربي لاطيني تعليم گاه بهي جاري هوگئي ' مگر کوئي خاص ترقي نه هو سکي -

(عربي کتابيں يورپ نے کب سے جمع کرنا شروع کيں ؟)

پندرهويں صدي يا چودهويں صدي سے يورپين قوموں نے عربي کتابيں مشرقي ملکوں سے خريدنا شروع کيں - لوئيس نهم شاه فرانس نے سب سے پہلے عربي کتب خانے قائم کرنے کي رسم جاري کي - يه خيال آسے اِس طرح پيدا هوا که صليبي جنگوں کے زمانے ميں بعض يورپين نے ديکها تها که مسلمان بادشاهوں کے پاس بڑے بڑے کتب خانے هيں ' جن ميں بيٹهکر وه به اوقات فرصت کتابوں کا مطالعه کيا کرتے هيں - لوئيس نهم نے يه سنا تو اُس نے خود بهي اپنے ليے ايک کتب خانه قائم کيا - يه واقعه تيرهويں صدي کا هے - اِس کے بعد لوئيس چهاردهم نے ايک آسٹرين عالم کو مشرقي ممالک ميں خاص اِس غرض سے بهيجا که اُس کے ليے کتابيں خريدے -

اِس طرح انيسويں صدي کے وسط هي ميں يورپ ميں عربي کتابوں کا ايک بهت بڑا ذخيره جمع هوگيا تها - کم سے کم دو لاکه پچاس هزار قلمي کتابيں کتب خانوں ميں داخل هوگئي تهيں -

(يورپ ميں عربي کتب خانے)

يورپ اور امريکا ميں عربي کے بڑے بڑے کتب خانے بهت سے شهروں ميں موجود هيں - ذيل ميں صرف چند کے نام ذکر کيے جاتے هيں :

لينن گراڈ ' برلن ' پيرس ' لندن ' ليپزيک ' مونيخ ' وائنا ' ليڈن ' آکسفورڈ ' ايڈنبرا ' ڈبلن ' کيمبرج ' نيويارک ' شيکاگو ' کليفورنيا وغيره -

هر کتب خانے ميں مرتب و منضبط فهرستيں موجود هيں - هر کتاب پر مفصل تقريظ لکهي گئي هے - بعض فهرستيں عام هيں اور اُن سے ايک نظر ميں معلوم هو جاتا هے که کون کون کتاب کس کس کتب خانے ميں موجود هے ؟ يه کتب خانے برابر ترقي کر رهے هيں - نادر سے نادر کتابيں غير معمولي جد و جهد اور صرف کثير سے جمع کي جاتي هيں -

(عربي کي باقاعده تدريس)

يورپ کو ديني تعصبات سے جب نجات ملي اور اُس کي جگه ملک گيري کي هوس نے لےلي ' تو عربوں اور دوسري مشرقي قوموں کے علوم و آداب سے واقفيت پيدا کرنے کي عام طور پر ضرورت محسوس هونے لگي - چنانچه اٹهارهويں صدي کے اواخر ميں علم المشرقيات نے ايک منظم علم کي صورت اختيار کرلي ' اور اُسکي باضابطه تعليم و تدريس هونے لگي -

هرٹوبک قبر نبرگ
جسنے پچاس کتابيں عربي ادب و تاريخ کي شائع کيں

سب سے پہلے سنه ۱۷۵۳ ع ميں آسٹريا نے مشرقي زبانوں کا ايک مدرسه قائم کيا - اِس ميں حکومت کے سفراء اور ملک کے تاجروں کو تعليم دي جاتي تهي - سنه ۱۷۹۵ع ميں فرانس نے اِسي مقصد سے ايک تعليم گاه جاري کي - سنه ۱۸۸۷ع ميں جرمني نے اِس کي تقليد کي - اس کے بعد روس ' انگلستان ' اور اٹلي نے بهي ادهر توجه کي - ليکن يه واقعه هے که سولهويں صدي سے يورپ کي هر يونيورسٹي ميں ' خصوصاً انگلستان ' جرمني ' اور هالينڈ کي درس گاهوں ميں عربي زبان داخل نصاب هوچکي تهي -

(ائمۂ مستشرقين)

يورپ کو مشرقي زبانوں سے جو شغف رها هے ' اُس کا ايک نمايلں ثبوت اُن مستشرقين کا وجود هے ' جنهوں نے اپني پوري زندگي اِن علوم کے ليے وقف کردي هے - بهت سے مستشرق متعدد مشرقي زبانوں کے عالم تهے - مثلا جرمن لوڈلف مشرق و مغرب کي ۲۵ زبانوں کا عالم تها - سلوسٹر دي ساسي فرنچ مستشرق بيس زبانوں ميں ماهر تها - يهي حال سوئٹزر لينڈ کے واں برسمي اور جرمن محقق هومل کا تها - ڈچ عالم ڈوزلي سات زبانوں ميں اِس طرح انشا پردازي کرتا تها ' گويا اُس کي مادري زبانيں هيں - يهي حال هنگرين پروفيسر ويمبري کا تها - وه هنگرين ' ترکي ' عبراني ' اور لاطيني زبانوں کا مستند عالم تها -

يورپ نے صرف عربي کے مدارس قائم کرنے هي پر اکتفا نهيں کيا ' بلکه مشرقي زبانوں کي بحث و تحقيق کے ليے علمي انجمنيں بهي قائم کيں - سب سے پہلے سنه ۱۷۷۸ع ميں هالينڈ نے بتاويا (جاوه) ميں اِس قسم کي انجمن قائم کي تهي - پهر سنه ۱۷۸۴ع ميں ايشياٹک سوسائٹي کلکته ميں قائم هوئي - سنه ۱۸۰۵ ميں ايک ايسي هي انجمن بمبئي ميں بنالي گئي -

پيرس کي انجمن سب سے زياده اهم هے - يه سنه ۱۸۲۲ ع ميں قائم هوئي - اِس کے بانيوں ميں يورپ کا مشهور ترين مستشرق اور عربي زبان کا فاضل ' سلوسٹر دي ساسي تها - اسی سے جرمن ' ڈچ ' سوئڈش ' اور اٹالين مستشرقين نے استفاده کيا - درحقيقت انيسويں صدي ميں عربي زبان کا يورپ ميں سب سے بڑا علم بردار يهي شخص تها اس نے عربي کي تحصيل علماء يورپ کے ليے نهايت آسان کردي -

جي - براؤن
مشهور انگريز مستشرق

* * *

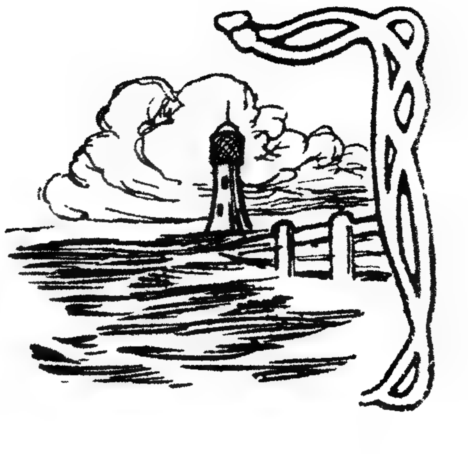

بريد فرنگ

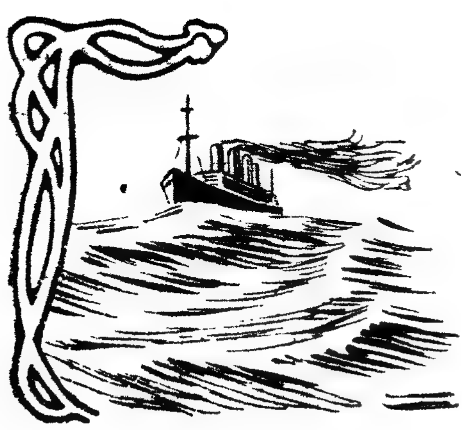

يورپ ميں ايک مشرقي درويش

علماء و اطباء كي حيراني

طاهر بے جو زمين ميں زنده مدفون هوجاتا هے !

قارئين الهلال كو ياد هوگا كه گزشته سال ريوٹر ايجنسي نے پيرس سے يه خبر شائع كي تهي كه " طاهر بے نامي ايک مشرقي درويش كے اعمال نے تمام پيرس ميں دلچسپي پيدا كردي هے - بڑے بڑے ڈاكٹروں كي ايک جماعت نے اس كے اعمال كا مطالعه كيا هے ' اور ان كے بے لاگ هونے كي شهادت دي هے "

آج كل يه شخص انگلستان ميں هے - گرافک كے مقاله نگار نے ايک مبسوط مقاله لكهه كر اس كي شخصيت سے دنيا كا تعارف كرايا هے اور اس كے مختلف اعمال و غرائب كي تصويريں بهي شائع كي هيں - مقاله نگار لكهتا هے :

" پيرس ميں گزشته دو سال سے وقتاً فوقتاً ايک پر اسرار شخصيت ديكهنے ميں آئي هے - يه ميانه قد آدمي جسكے بدن كا رنگ زيتون كا سا اور ڈاڑهي سياه هے ' پوري مغربي نفاست كے ساتهه ملبوس رهتا هے - اس كے مطمئن چهرے سے ظاهر هوتا هے كه اس جوان نے بهت دنوں سے اپنے دل كي صفائي كا راز جان ليا هے - يه پر اسرار شخص مشهور درويش طاهر بے هے ' جس نے گذشته ڈهائي سال سے يورپ كو اپنے كمالات سے حيرت ميں ڈال ديا هے -

يه سنه ۱۸۹۷ع ميں طنجه ميں پيدا هوا - اسكي پيدائش كے وقت هي اسكي ماں كا انتقال هوگيا تها - اسليے تعليم و تربيت كے لئے قديم دستور كے مطابق فقراء كے گروه ميں ركهديا گيا ' اور اس طرح ابتدا هي سے فقيري كي آب و هوا ميں نشو و نما پائي - سنه ۱۹۰۵ - ميں قسطنطنيه آيا اور تركي لڑكوں كي طرح معمولي تعليم حاصل كي - اسكے بعد اس نے علم طب پڑهكر طبيب كي سند حاصل كرلي -

اسكي زندگي خاموش . مطالعه اور غور و فكر ميں گزري هے ' اور جبتک اس نے اپنے اباؤ اجداد كا پر اسرار علم حاصل نهيں كر ليا ' لوگوں كو اس كے كمالات كي كوئي خبر نهيں هوئي - سنه ۱۹۱۹ع ميں اس نے ايک جمعيت قائم كي جسكا مقصد يه تها كه دنيا كے تمام ڈاكٹروں اور فلسفيوں كے سامنے روحانيت كے مسائل اور تجارب پيش كرے -

يورپ ' جنوبي امريكه ' اور انگلينڈ كے بڑے بڑے شهروں ميں طاهر بے نے صرف ڈاكٹروں هي كو نهيں بلكه عامة الناس كو بهي عجيب عجيب اعمال دكهلائے هيں جنكي كوئي علمي توجيه ابتک نهيں كي جا سكي -

پہلے پہل جولائي سنه ۱۹۲۵ ميں يه پيرس ميں وارد هوا - وه چند ماه اٹلي ميں بهي گزار چكا تها - روم ' نيپلس ' پيلرمو ' فلورنس ' اور بولونا ميں اس نے اپنے تجربے علم كے بڑے بڑے ماهرين كو دكهلائے تهے - كئي هفتوں تک اطالوي اخبارات اس كے كار ناموں سے لبريز رهے - روم ميں اركان حكومت اور سفارتي عمله كے سامنے اس نے اپنے فن كے مظاهرے كيے - خود مسوليني نے بهي چند بار چيگي محل ميں اس كا استقبال كيا تها - شاه وكٹر ايمينوئل نے بهي اپنے حضور ميں بلايا - شاه جارج پنجم نے بهي جو ان دنوں پيلرمو ميں مقيم تهے ' اس كے اعمال ديكهنے كي خواهش ظاهر كي -

پيرس ميں پہلے علماء نے ايک خاص جلسه ميں اسكے كمالات كا مشاهده كيا تها جهاں پيرس كے مشهور اخبارات كے نمايندے بهي بلائے گئے تهے - يه واقعه هے كه فرانسيسي علماء اس كے اعمال ديكهكر حيرت زده هوگئے اور متفقه طور پر يه رائے قائم كي كه " اسكے اعمال شعبده بازي سے پاک هيں " لندن كے ايک بڑے تهيٹر ميں بهي جهاں كي ايک كرسي بهي خالي نهيں رهي تهي ' اسكے كمالات ديكهے گئے - چونكه تقريباً تيس آدمي بيهوش هوگئے تهے ' اسليے اسكا عام مظاهره بند كرديا گيا !

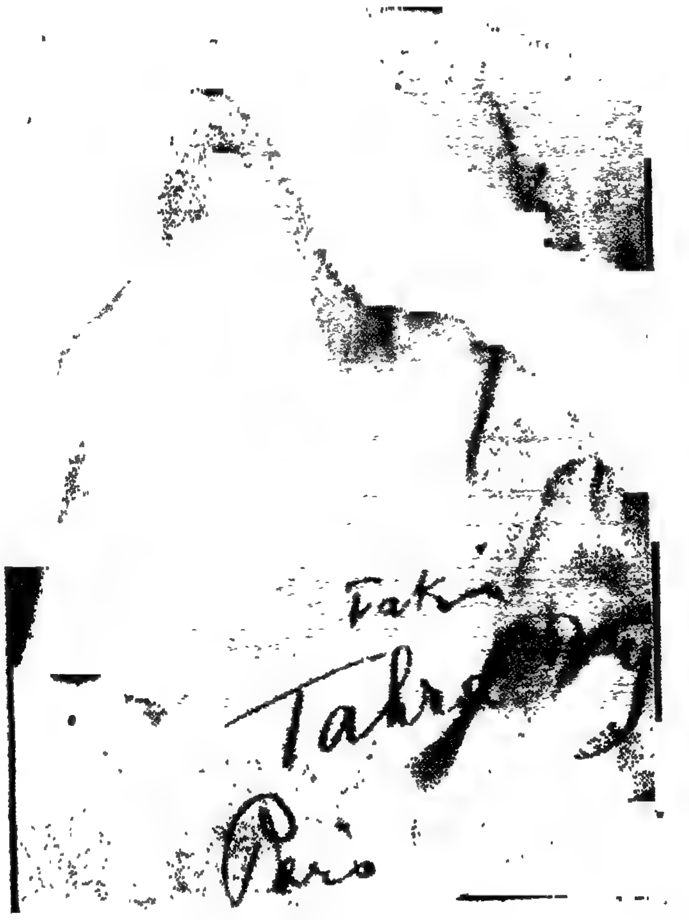

طاهر بے

خود طاهر بے كا بيان يه هے كه " ميرے كام ميں كوئي شعبده نهيں هے - ميں اپنے اسرار ظاهر كر دينے كے ليے راضي هوں ' مگر ميرا دعوىٰ هے كه سوائے خاص خاص فقراء كے اور كوئي شخص يه كمالات حاصل نهيں كر سكتا "

وه كهتا هے " فقيروں كي روحاني قوت بهت مضبوط هوا كرتي هے - انكي تعليم تين مهينے كي عمر هي سے شروع هو جاتي هے "

شخصیت رکھتا ھے - لیکن زندہ انسان محکوم ھوتے ھیں اور اپني شخصیت سے محروم رھتے ھیں -

سرمایه دار اِس صورت حال کي منسوخي کو انفرادي شخصیت اور آزادي کي منسوخي بتاتے ھیں ، بلاشبه اِس سے انکي مراد سرمایه دارانه شخصیت ، سرمایه دارانه خود مختاري ، اور سرمایه دارانه آزادي کي منسوخي ھے !

موجودہ سرمایه دارانه حالات پیداوار کے ماتحت آزادي کے معني " آزاد تجارت " اور " آزاد خرید و فروخت " کے ھیں -

لیکن اگر خود تجارت ھي مٹ جائے ، تو آزاد تجارت کہاں باقي رھتي ھے ؟ ھمارے سرمایه دار جس طرح دوسري آزادیوں کے متعلق بے معني ڈینگ مارا کرتے ھیں ، اسي طرح آزاد تجارت کے متعلق بھي انکي ڈینگ بالکل بے معني ھے - بلا شبه جب مقید تجارت کے ساتھه یا قرون وسطی کے مقید شہریوں کے ساتھه اُسکا موازانه کیا جاتا ھے ، تو اسکے کچھه معني ھوتے ھیں ، لیکن جب سرمایه دارانه حالات پیداوار اور خود سرمایه داروں کے ساتھه اسکا مقابله کیا جاتا ھے ، تو وہ ایک بالکل بے معني چیز رہ جاتي ھے -

تم خوف زدہ ھو رھے ھو که ھم شخصي ملکیت منسوخ کردینگے - مگر یه تو سوچو ، تمھاري موجودہ سوسائٹي میں ۹/۱۰ حصه آبادي کي ملکیت پہلے ھي سے منسوخ ھو چکي ھے ، اور اب سوسائٹي کي بقاء کے لیے نا گریز ھے که یه باقي ایک حصه کي ملکیت بھي جلد سے جلد ختم ھو جائے - تم ھمیں ملکیت کے اُس طرز کي منسوخي پر ملامت کرتے ھو ، جس کے وجود کي اولین شرط ھي یه ھے که سوسائٹي کي بہت بڑي اکثریت بلا کسي ملکیت کے باقي رھے ؟

سچ یه ھے که تم ھمیں اس لیے ملامت کر رھے ھو که ھم تمھاري سرمایه دارانه ملکیت منسوخ کر دیني چاھتے ھیں - بے شک ھمارا یہي ارادہ ھے !

جس لمحه سے محنت کي تبدیلي ، سرمایه ، نقد روپیه ، اور لگان کي صورت میں نه ھو سکے ، جس لمحه سے محنت ایک ایسي اجتماعي طاقت کي صورت میں بدلي نه جا سکے جو اجارہ داري کے لائق ھو ، جس لمحه سے شخصي ملکیت کا سرمایه دارانه ملکیت میں تبدیل کیا جانا نا ممکن ھو جائے ؛ اُسي لمحه سے تمھیں واویلا کرنے کا حق ھے که کمیونسٹ " فرد " کو مٹا دینا چاھتے ھیں - لیکن اگر ایسا نہیں ھے ، تو پھر تم گویا اعتراف کرتے ھو که " فرد " سے تمھاري مراد صرف " سرمایه دار " ھے - یعني صاحب جائداد - حالانکه اس قسم کے فرد کو بلا شک مٹا دینا چاھئے !

کمیونزم کسي کو بھي اس کي اجتماعي پیداوار میں تصرف کي طاقت سے محروم نہیں کرتا - البته وہ سب کو اُس طاقت سے ضرور محروم کر دینا چاھتا ھے جس کے ذریعه وہ دوسروں کي محنت پر قابو حاصل کرتے ھیں -

کمیونزم پر اعتراض کیا جاتا ھے که شخصي ملکیت کي منسوخي کے ساتھه ھي ھر قسم کي جد و جہد بھي موقوف ھو جائیگي ، اور سوسائٹي پر ایک عام اُداسي اور کاھلي چھا جائیگي -

لیکن اگر حقیقت حال ایسي ھوتي تو سرمایه دار سوسائٹي سستي کي وجه سے ابتک کب کي برباد ھو چکي ھوتي - کیونکه جو لوگ اس کے لیے محنت کرتے ھیں ، وہ کچھه بھي نہیں پاتے ، اور جو لوگ فائدہ اٹھا رھے ھیں ، وہ کچھه بھي محنت نہیں کرتے -

دراصل تمام اعتراضات کا لب لباب یه ھے که جب سرمایه باقي نه رھے گا تو اجرتي محنت بھي موقوف ھو جائیگي ، اور اس طرح سرمایه داري کا ھمیشه کے لیے خاتمه ھو جائگا -

جو اعتراض کمیونسٹ طریق پیداوار اور اس کے طریق تصرف پر کیے گئے ھیں ، وھي اس کي دماغي پیداوار اور اس کے استعمال پر بھي کیے گئے ھیں - سرمایه دار کے نزدیک جس طرح اس کے فرقه کي ملکیت کا معدوم ھو جانا ، خود پیداوار کي معدومي ھے ، اُسي طرح سرمایه دارانه تہذیب کي بربادي پوري تہذیب کي بربادي ھے !

وہ تمدن جس کے زوال پر سرمایه دار یه کچھه ماتم کر رھے ھیں ، کیا ھے ؟ وہ انسانوں کي بہت بڑي اکثریت کے حق میں ایک ایسا تمدن ھے ، جو بے جان مشین کي طرح محنت کرنے کي طرف لے جاتا ھے !

تمھیں اُس وقت تک ھم سے بحث کرنے کا حق نہیں ھے جبتک تم اپني سرمایه دارانه ملکیت کي منسوخي کے خلاف اپنے خود ساخته سرمایه دارانه اصول کي بنا پر اعتراض کرتے ھو - کیونکه تمھارے یه اصول بھي محض سرمایه دارانه حالات پیداوار اور سرمایه دارانه ملکیت ھي کے انڈے بچے ھیں - عدل کیا ھے ؟ صرف تمھاري جماعت کي خواھش کا نام ھے جسے قانون بنا دیا گیا ھے ، اور جسے تمھاري جماعتي زندگي کے مادي حالات نے گڑھلیا ھے -

گزشته حکمراں طبقوں کي طرح تم بھي اِس خود غرضانه خیال خام میں پڑے ھوے ھو که اپنے معاشرتي اصولوں کو فطرت و عقل کے اٹل قوانین کي صورت میں قائم کردو - تم اپنے معامله میں کوئي نکته چیني سننے کو طیار نہیں - تم جو کچھه قدیم ملکیت کے بارے میں سمجھتے ھو ، اس کے تسلیم کرنے کي جرأت سرمایه دارانه ملکیت کے معامله میں نہیں کر سکتے -

" خاندان کي منسوخي ! " زیادہ سے زیادہ جمہوریت پسند بھي کمیونسٹوں کي اِس عجیب تجویز سے چراغ پا ھو جاتے ھیں -

لیکن یه تو غور کرو که موجودہ خاندان ، یعني سرمایه دارانه خاندان کي بنیاد کس چیز پر ھے ؟ سرمایه پر اور شخصي ملکیت پر - کیا یه صحیح نہیں که اپني پوري ترقي یافته شکل میں بھي خاندان کا وجود صرف سرمایه داروں ھي کے لیے ھے ؟ اور کیا یه بھي صحیح نہیں که اپني ترقي و تکمیل کے لیے اُسے مزدوروں کي خانداني زندگي کي عام بربادي کي ضرورت ھے ؟

تم ھمیں ملامت کرتے ھو که ھم اولاد کا خود غرضانه استعمال روکنا چاھتے ھیں - ھم اس جرم کا اقبال کرتے ھیں !

تم کہتے ھو که ھم خانگي تعلیم کي جگه معاشرتي تعلیم عام کرکے نہایت ھي پاک خانداني رشتے بھي برباد کر ڈالنا چاھتے ھیں - لیکن کیا تم خود اِس الزام سے بري ھو ؟ کیا تمھاري تعلیم کو بھي تمھاري سوسائٹي نے مقید نہیں کر رکھا ھے ؟ کیا موجودہ تعلیمي نظام میں سوسائٹي بالواسطه یا بلا واسطه مداخلت نہیں کر رھي ھے ؟ کیا اسکولوں اور کالجوں کے احاطوں مین تعلیم مقید نہیں ھو چکي ھے ؟ تعلیم میں سوسائٹي کي مداخلت کچھه کمیونسٹوں ھي کي ایجاد نہیں ھے - وہ تو پہلے سے ھي موجود ھے - کمیونسٹ صرف یه چاھتے ھیں که اِس مداخلت کي نوعیت بدل دیں ، اور تعلیم کو حکمران طبقه کے اثر سے آزاد کردیں -

باب التفسير

حجة ابراهيمى

آيۀ کريمه " الم تر الي الذي حاج ابراهيم " کي تفسير

قرآن حکيم کا اُسلوب بيان اور طريق استدلال

تفسير کا قرآني اور غير قرآني طريق

(از مولانا ابو الکلام)

الهلال نمبر (۱۵) ميں جناب مولوي عبد الحق صاحب کا جو استفسار آيۀ مندرجۀ عنوان کي نسبت شائع هوا تها ' اُس کا جواب حسب ذيل هے :

(۱) قرآن حکيم کے مطالعۀ و تدبر ميں آپ کو جو مشکلات پيش آ رهي هيں ' وہ اُس تک پيش آتي رهينگي ' جب تک که اس بارے ميں چند بنيادي اصول واضح نهيں هوجائينگے - يه موقعه تفصيل و اطناب کا نهيں هے - مختصراً يوں سمجهيے که صدر اول کے بعد سے قرآن حکيم کے فهم و تدبر کي راهيں دو هوگئي هيں - ايک " قرآني " هے - دوسري " غير قرآني " قرآن کے فهم و تدبر کے ليے غير قرآني طريقه کيونکر هو سکتا هے ؟ ممکن هے اس پر آپ کو تعجب هو - اس ميں شک نهيں يه معامله فکر انساني کے عجائب تصرفات ميں سے هے - مگر ايسے تصرفات اس کثرت سے هوچکے هيں که انهيں عجيب سمجهتے هوئے بهي همیں متعجب نهيں هونا چاهيے -

" قرآني " طريقه سے مقصود قرآن کے مطالعۀ و فهم کا وہ طريقه هے جو تمام تر قرآن پر مبني تها - قرآن سے باهر کے اثرات کو اُس ميں دخل نه تها - عربي لغة کے صاف اور معروف معاني ' عربي بول چال کے بے تکلف اور ساده محاورات ' صدر اول کا بے لاگ ذوق و فهم ' اور انبياء کرام کا فطري اور غير صناعي اُسلوب بيان ' اس طريقه کي خصوصيات تهيں - سلف امت کا طريق تفسير يهي تها -

" غير قرآني " طريقه سے مقصود وہ تمام طريقے هيں جو قرآن سے نهيں بلکه مفسرين قرآن کے ذوق و فکر سے پيدا هوے - يه علوم وضعيه کي اشاعت ' ايراني ' رومي ' اور هندي تمدن کے اقتباس ' اور عجمي اقوام کے اختلاط کا قدرتي نتيجه تها - مفسرين کے هر گروہ نے قرآن کے مطالب اُسي شکل و نوعيت ميں ديکهے ' جيسي شکل و نوعيت کي فکري حالت اُن کے اندر پيدا هوگئي تهي - رفته رفته يه حالت هوگئي که قرآن کے الفاظ ' تراکيب ' اسلوب بيان ' دلائل و براهين ' مواعظ و حکم : سب نے ايک دوسري هي طرح کي نوعيت پيدا کرلي - قرآن کي تعليم و بيان کي تمام تر بنياد فطرية اور فطرية کي سادگي پر تهي - علوم و فنون کي تمام تر بنياد وضعية اور وضعية کے تعمق اور کاوش پر هے - نتيجه يه نکلا که جوں جوں وضعية کا انهماک بڑهتا گيا ' فطرية کے فهم و ذوق کي اُستعداد کم هوتي گئي - يهانتک که وہ زمانه آ گيا ' جب لوگوں کے دماغ اسدرجه وضعية اور وضعي طريق بحث کے عادي هوگئے ' که کسي اهم اور عظيم بات کو اُس کي ساده اور سهل صورت مين ديکهه هي نهيں سکتے تهے - ذهن کي کاوش پسندي جو علوم وضعيه کے اشتغال کا لازمي نتيجه هے ' آسان اور سهل مطالب کي طرف متوجه هي نهيں هوتي تهي - يه صورت حال صرف قرآن هي کو پيش نهيں آئي ' بلکه مختلف صورتوں اور حالتوں ميں تمام صحف سماوي کو پيش آچکي هے ' اور منجمله اُن اسباب کے هے جو هميشه کتب و اديان کي تحريف کا باعث هوتے رهے هيں - يهي وجه هے که داعي قرآن (صلعم) نے اسے " تعمق " اور " تنطع " سے تعبير کيا ' اور فرمايا که هلاکت کي راهوں ميں سے ايک راہ يه بهي هے جيسا که متعدد موقوفات ميں وارد هے - يه موقعه تشريح کا نهيں - اگر آپ دقت نظر سے کام ليدگے تو ان چند جملوں کے اندر اصول تفسير کي ايک اصل عظيم آپ کے سامنے آ جائگي - يه اصل عظيم نه صرف تفسير قرآن ميں ' بلکه علم و نظر کے بے شمار گوشوں ميں آپکي رهنمائي کر سکتي هے - ذهن انساني " وضعية " ميں جس قدر کاوش پسند هوتا گيا هے ' اُتنا هي " فطرية " سے دور هوتا گيا هے -

بهر حال يه دوسرا " غير قراني " طريقه اُن تمام طريقوں پر مشتمل هے جو صدر اول کے بعد پيدا هوے - متکلمين مفسرين کا طريق تفسير کم و بيش يهي هے - کوئي اس طريقه ميں ايک خاص حد تک گيا هے ' کوئي بهت زياده دور تک - امام فخر الدين رازي رحمة الله عليه بهي اسي راہ کے شهسوار هيں - ان کے بعد اکثر مفسرين نے دانسته يا نا دانسته اُنهي کا نقش قدم اختيار کرليا - قاضي ابن رشد کي کشف الادله اور فصل المقال اور شيخ الرئيس کي بعض مختصر تفسيريں امام رازي اور مفسرين متکلمين سے پہلے لکهي گئي هيں - اُن کے مطالعه سے هم معلوم کر سکتے هيں که متکلمين اشاعرہ ' فلاسفۀ اسلام اور معتزله سے کتنا هي انکار کرتے هوں ' ليکن وہ خود بهي اسي طريقه کي پيداوار تهے - بهتر قسم کي نهيں - ناقص اور کمزور قسم کي پيداوار -

ايک سخت بنيادي غلطي جو اس طريقه کي مقبوليت کا باعث هوئي ' متاخرين کا يه خيال تها که وقت کي علمي ضرورتوں کيليے سلف کا طريقه سود مند نهيں هے - يه بات ضرب المثل کي طرح اُن کي زبانوں پر جاري هوگئي تهي که " سلف کا طريقه ايمان کيليے بهتر هے مگر استدلال کيليے مفيد نهيں " حالانکه اگر ايمان کو جهل سے نهيں بلکه علم و بصيرت سے پيدا هونا چاهيے ' تو جو طريقه ايمان و يقين کے ليے سود مند هوگا ' وہ استدلال و برهان کيليے کيوں غير مفيد هو ؟ جهانتک نام نهاد علمي ضروريات کا تعلق هے ' واقعه يه هے که متاخرين کے طريقه سے بڑهکر کمزور اور نا مراد طريقه کوئي نهيں هو سکتا - وہ " استدلال " کو فنون وضعيه کے " منطقي استدلال " سے باهر نهيں ديکهه سکے ' اور وجدان و طبيعت کي حقيقي شهادتوں سے آنکهيں بند کرليں - آپنے اپنے استفسار ميں جا بجا لکها هے که " امام رازي رحمة الله عليه کا طريقه موجوده زمانے ميں سود مند نهيں " ليکن ميں کهتا هوں اس تقييد کي کيا ضرورت هے ؟ يه طريقه تو کسي زمانے ميں بهي سود مند نه تها - کيا يه طريقه اُس زمانه ميں سود مند تها جب امام صاحب نے تفسير لکهي هے ؟ اس کا حال خود اُنهي

اسکا دعوی ہے کہ انہیں زخم یا ضرب شدید کا احساس نہیں ہوتا، یہ اپنے آپ پر کامل سکتہ کی سی حالت طاری کردے سکتے ہیں - سانس روک لیتے ہیں - زندہ دفن کر دیے جاسکتے ہیں - اپنی زندگی اور اپنے خیالات پر قابو رکھتے ہیں، اور نیک و بد ارواح کو بلا سکتے ہیں "

" زندگی کا ابدی معما حل کرنے کے لیے فقراء موت کی عمیق غار میں اترتے ہیں - جس طرح غواص سمندر کی تہ تک پہنچ جاتا ہے - ان کی جسمانی موت، غفلت اور نسیان کی نیند کو ایک ایسی حد تک پہونچا دیتی ہے، جہاں سے جسم کے مرکب حصوں کی تفریق شروع ہوجاتی ہے، اور جہاں روح جسم سے الگ ہونا چاہتی ہے "

طاہر بے اپنے ابتدائی اعمال کی نمائش کے بعد اپنے آپ کو زندہ مدفون کرا دیتا ہے جس میں تماشائیوں کی خواہش کے مطابق دس منٹ سے لیکر نصف گھنٹے تک کا وقفہ ہوتا ہے - اس پر ایک سکتہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے - اس کے کان، ناک، اور منہ روئی سے بند کردیے جاتے ہیں - اس کے بعد ایک تابوت میں لٹا کر اسے بالو سے بھر دیا جاتا ہے، اور تابوت زمین کے اندر دفن کردیا جاتا ہے - جب وقت پورا ہوجاتا ہے تو تابوت نکالا جاتا ہے، اور چند سکنڈ کے بعد طاہر بے کا سکتہ ختم ہوجاتا ہے - تابوت سے نکالے جانے کے وقت وہ اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہوسکتا اور جسم کا رنگ دھندلا مٹیالا ہوجاتا ہے - طاہر بے کے بیان کے مطابق رنگ کی یہ تبدیلی اس لیے واقع ہوتی ہے کہ جتنی دیر تک وہ تابوت کے اندر رہتا ہے، دوران خون بند ہوجاتا ہے - اس کا قول ہے کہ اگر اپنے آپ پر سکتہ کی حالت طاری نہ کروں تو ہوا کے بغیر دس منٹ کے اندر مرجاؤں - بہت دن گزرے، دفن کا یہ طریقہ مصر میں بھی مروج تھا - ساحروں نے مجرموں کی سزا کے لیے یہ چیز ایجاد کی تھی - کیونکہ زندگی کی قدر و منزلت جو دینی طور پر ضروری سمجھی گئی تھی، کسی انسان کیلیے سزائے موت جائز نہیں رکھتی تھی - مجرم صرف عارضی طور پر دفن کرکے پھر باہر نکال دیے جاتے تھے - تجربہ سے اندازہ کیا گیا تھا کہ اگر ایسی سزا متواتر دی جائے اور مجموعی سزا کا وقفہ ایک سال ہوجائے، تو مجرم کی عمر طبیعی دو سال گھٹ جاتی تھی، کیونکہ اس طویل جمود و سکوت کی حالت میں جسم کے رگ اور پٹھے تنگ جاتے تھے، اور ان کی قوت کم ہوجاتی تھی -

طاہر بے تابوت سے نکالا گیا ہے اور ایک ڈاکٹر اسے کھڑا کر رہا ہے

لیکن انہیں ساحروں کا یہ مقولہ بھی ہے کہ اگر یہ ذرا چھوٹی چھوٹی خوراکوں میں دیجائے تو بہت سے امراض کیلیے مفید ہوتی ہے -

ایک مزید انکشاف طاہر بے کے تجربوں کیلیے باقی ہے - وہ یہ کہ جسم جب مٹی کے اندر مدفون ہوجاتا ہے تو دماغ کی نشوونما تیزی سے بڑھنا شروع ہوجاتی ہے - یہ خیال پیش نظر رکھکر وہ اب مصر جانے والا ہے - وہاں وہ بڑے بڑے وقفوں کیلیے مدفون رہیگا جنکا مجموعی وقفہ تین سال تک کا ہوگا - وہ کہتا ہے کہ اس عمل سے جسم آہستہ آہستہ متغیر ہوجایگا مگر دماغ سو گنا زیادہ ترقی کر جائے گا !

طاہر کی عمر تیس سال کی ہے مگر علمی تجربوں کیلیے وہ اپنی زندگی کے پورے تین سال وقف کردیگا - وہ کہتا ہے کہ اگر دس پانچ برس اور نکل گئے، تو اس تجربہ کا موقعہ باقی نہیں رہیگا - جوانی گذر جانے کے بعد انسان اس طویل جسمانی سکون و جمود کی حالت برداشت نہیں کرسکتا -

طاہر بے کے اعمال موجودہ انسانی فہم و ادراک سے بالاتر ہیں - وہ ایک ایسی راہ کا سالک ہے جسکا مغربی دماغ ادراک نہیں کرسکتا - وہ اپنے چہرے، گردن، بازو، اور پیروں کو لوہے کی سلاخوں یا چھریوں سے چھید دیتا ہے - جب اسکے سینے سے خنجر باہر نکالا جاتا ہے تو نہایت تیزی سے خون کی دھار بہنے لگتی ہے - اور جب تماشائی یقین کرچکتے ہیں کہ واقعی خون ہی ہے، تو وہ یکایک خون کا بہنا روک لیتا ہے - وہ اپنی نبض کی رفتار تیز اور سست کرسکتا ہے - وہ ایک ایسے تختہ پر جس پر لوہے کی نوکدار کیلیں جڑی ہوئی ہوتی ہیں، لیٹ جاتا ہے، اور ایک سو پچھتر پاونڈ کا پتھر اسکے پیٹ پر رکھکر لوہے کے بھاری ہتوڑے سے چور چور کردیا جاتا ہے - پھر وہ اٹھا کر کھڑا کردیا جاتا ہے، اور ایک سکنڈ کے اندر اپنی اصلی حالت میں واپس آجاتا ہے !

کیا پتھر کا ٹکڑے ٹکڑے ہوجانا کوئی نظر کا دھوکا یا شعبدہ ہے ؟ بعض اشخاص کا خیال ہے کہ اس عمل کے دوران میں سب لوگ مسمریزمی عمل سے مسحور کردیے جاتے ہیں، اور انہیں وہی نظر آتا ہے جو عامل چاہتا ہے !

گذشتہ سال لندن تھیئٹر کے منیجر مسٹر شوبرٹ طاہر بے سے ملنے پیرس گئے تھے تاکہ امریکہ جانے کے معاملہ پر اس سے گفتگو کریں - لیکن اسکے سینے سے خون بہتا دیکھکر انہیں غش آگیا - وہ بہ مشکل اس لایق ہوئے کہ واپس آکر اسکے مدفون کردینے کا عمل دیکھ سکیں - انہیں یقین ہوگیا ہے کہ یہ فقیر ایک ساحر ہے "

اگر یورپ کے علماء، مشرق کے قدیم نفسیاتی علوم سے واقف ہوتے، اور انہیں معلوم ہوتا کہ حبس نفس کی مشق علم وظائف اعضا (فزیا لوجی) کے قوانین پر کیسا عجیب اثر ڈال سکتی ہے، تو وہ طاہر بے کے اِن اعمال پر متعجب نہ ہوتے - اب سے تقریباً چار سو برس پہلے شیخ عبد الوہاب شعرانی نے قاہرہ میں خود اپنی آنکھوں سے یہ تمام اعمال دیکھے تھے، اگرچہ وہ انکی صحیح تعلیل نہ کرسکے -

* * *

تاریخ شرق جدید کی تاریخی شخصیتیں

مدحت پاشا

شہید حریت و دستور

مدحت پاشا کا قتل

مدحت پاشا کے رفیق محبس شیخ الاسلام خیر اللہ آفندی نے (جو خود بھی قیدخانۂ طائف میں فوت ہوئے) مدحت پاشا اور داماد محمود پاشا کے ہولناک قتل کا حال اس طرح لکھا ہے:

"مدحت پاشا اور اُن کے رفقار، طائف کے قلعہ میں تین سال قید رہے۔ تیسرے سال کے آخر میں مدحت پاشا کے ایک پھوڑا نکل آیا تھا۔ فوجی ڈاکٹر کی رائے تھی کہ چاک کر دیا جائے، مگر بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے وہ عمل جراحی پر رضامند نہ ہوئے۔ پھر یہ سبب بھی تھا کہ موصوف کو ڈاکٹر کی مہارت پر یقین نہیں تھا۔ داماد محمود پاشا نے والی حجاز کو مدحت پاشا کی لاعلمی میں تحریر کیا کہ کسی ماہر طبیب کا انتظام کیا جائے۔ اُس کے مصارف وہ خود ادا کرینگے۔ مگر والی نے اُن کی درخواست کا کوئی جواب نہیں دیا۔

مدحت پاشا نے اپنا علاج خود کیا اور زخم اچھا ہوگیا۔ سرکاری طبیب روز معائنہ کرتا تھا اور والی کو اطلاع دیتا تھا۔ والی تار برقی کے ذریعہ روزانہ سلطان کو خبر بھیجتا تھا۔ کیونکہ سلطان کو مدحت پاشا کی موت کی جلدی تھی۔

ایک دن صوبہ دار ابراہیم آغا کے ساتھ ڈاکٹر مدحت پاشا کے کمرے میں گیا اور بغیر کسی مناسبت کے کہنے لگا "اب یورپ میں سیاسی مدبروں کو علانیہ قتل نہیں کیا جاتا۔ جلادوں کے بجائے یہ کام ڈاکٹر انجام دیتے ہیں۔ مجرم کی ناک پر کلوروفارم رکھ دیتے ہیں۔ جب وہ سو جاتا ہے تو گلا گھونٹ دیا جاتا ہے!" لوگوں نے طبیب کے منہ سے یہ بات سنی، مگر کوئی اُس کا مطلب سمجھ نہ سکا۔

تیسری پلٹن کا کمانڈر بکر آفندی چرکسی، قلعہ کے سیاسی قیدیوں کا محافظ تھا۔ چند مہینے سے وہ موجود نہ تھا۔ مکہ معظمہ میں مقیم تھا۔ مگر اچانک واپس آگیا اور سیدھا مدحت پاشا کے کمرے میں چلا گیا۔ اُس کے ساتھ ڈاکٹر اور ابراہیم آغا بھی تھے۔ لوگوں نے اُس سے اِس اچانک واپسی کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگا "طائف کی فوج مرتب کرنے اور طربہ کے باشندوں سے سرکاری محصول وصول کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ کئی سال سے اُنھوں نے ایک پیسہ بھی ادا نہیں کیا"

بکر آفندی کی واپسی کے چھٹے دن قیدی پاشاؤں کے خادم، حضرت عبداللہ بن عباس کی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے گئے حسب عادت اُن کے ساتھ پہرا تھا۔ مدحت پاشا کا خادم عارف آفندی نماز کو جا نہیں سکا۔ کیونکہ اُس کے آقا کی طبیعت ناساز تھی۔

نماز کے بعد بکر آفندی کمانڈر نے تمام خادموں کو روک لیا قلعہ میں واپس جانے نہیں دیا۔ نیز ایک آدمی بھیجکر عارف آغا کو بھی طلب کیا۔ مگر اُسنے اپنے آقا کے پاس سے ہٹنا منظور نہیں کیا۔ کمانڈر نے پھر آدمی بھیجا کہ عارف کو فوراً لے آؤ۔ اس مرتبہ مدحت پاشا نے قاصد سے کہا کہ کمانڈر سے کہو وہ خود قلعہ میں آئے اور عارف سے جو کچھ کہنا ہو کہہ جائے۔

کمانڈر فوراً آیا اور خیر اللہ آفندی کے کمرہ میں گیا۔ اُسنے خیر اللہ آفندی سے کہا:

"دار الخلافہ سے حکم آیا ہے کہ تمام نوکر چاکر سیاسی قیدیوں سے علیحدہ کر دیئے جائیں۔ اب اُنھیں حکومت کی طرف سے کوئی رقم بھی نہیں دی جائے گی۔ عام قیدیوں کا کھانا کھلایا جائے گا۔ بازار سے بھی خریدنے کی ممانعت ہے۔ قلم، دوات، کاغذ بھی رکھنے کی اجازت نہیں۔ خیر اللہ آفندی کی بیوی بھی (جو طائف میں مقیم تھیں) نکال دی جائیں گی"

اس خبر نے تمام قیدیوں کو سخت پریشان کیا۔ محمود پاشا غصہ ور آدمی تھے۔ اُنھوں نے کمانڈر کو بہت سخت سست کہا۔ مگر بے فائدہ تھا۔ سلطانی حکم پر عمل کیا گیا۔ تمام خادم، قلعہ کے باہر ایک گھر میں قید کر دیئے گئے۔ کمانڈر نے چلتے وقت کہا وہ طائف سے باہر جا رہا ہے مگر گیا نہیں۔ رات بھر قلعہ ہی میں رہا۔

مدحت پاشا، دو مرتبہ وزیر اعظم بن چکے تھے اور قوم کی عظیم الشان خدمات انجام دی تھیں۔ مگر ظالموں نے نہ اُن کی خدمات کا کوئی لحاظ کیا، نہ بڑھاپے ہی پر ترس کھایا۔ اُنھیں بستر مرض پر اکیلا چھوڑ دیا۔ اُن کا خادم زبردستی لے گئے۔ اس وفادار خادم کے عوض ایک جنگلی سپاہی اُن کی تیمارداری کے لئے مقرر کر دیا۔ لیکن مدحت پاشا کے رفقائے مصیبت نے اُن کی خدمتگاروں کی طرح خدمت کی۔ رات کو بھی اُنھیں تنہا نہیں چھوڑتے تھے۔ علی بک اُن کے ساتھ سوتے تھے۔

مدحت پاشا، اپنی شجاعت اور ثابت قدمی میں مشہور ہیں۔ ان حالات نے اُن کے حوصلے کم نہیں کئے۔ وہ اب بھی خوش تھے۔ پابندی سے نماز پڑھتے تھے۔ وظائف کا وِرد رکھتے تھے۔ تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔ تفسیر بیضاوی اور کتاب الشفاء، اُن کے مطالعہ میں رہتی تھی۔

وہ کہا کرتے تھے "جو کچھ یہ لوگ کر سکتے ہیں، کر گزریں۔ ہم بحمد اللہ مقدس سرزمین میں موجود ہیں۔ تمام گندگیوں سے دُور ہو چکے ہیں۔ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ زیادہ سے زیادہ قتل کر سکتے ہیں، اور قتل ہمارے لئے دنیا و آخرت میں عزت و سعادت کا ذریعہ ہے!" وہ حیرت انگیز طور پر اللہ تعالیٰ کی ذات پر متوکل نظر آتے تھے۔

ایک دن کمانڈر بکر آفندی نے کہا وہ مرابح کو مکہ معظمہ جائے گا تاکہ خیر اللہ آفندی کی بیوی اور قیدیوں کے نوکروں کو پہنچا آئے۔ وہ مدحت پاشا کے پاس بھی گیا۔ وجہ یہ بیان کی کہ رخصت ہونے آیا ہے مگر مقصود یہ تھا کہ اُن کی زبان سے کچھ سنے اور چغلی کھا کر ظالموں میں مقبولیت حاصل کرے۔ مدحت پاشا نے کہا "میری تقریر سنو۔ حرف بحرف والی حجاز سے کہہ دینا:

"کہنا عبدالحمید نے تمھیں بڑا منصب بخشا ہے۔ مدحت پاشا کی خدمات، آفتاب کی طرح روشن ہیں۔ آج اُس کی جو حالت ہے دیکھ رہے ہو۔ یہ سلطان، اسی طرح اپنے خیرخواہوں کی خدمات پر انعام دیا کرتا ہے۔ مدحت پاشا کو معلوم ہے کہ سلطان اُس کے قتل پر تلا ہوا ہے۔ تمھیں اس کام پر مقرر کیا ہے۔ اسوقت تمھاری جتنی خاطر مدارات ہے، صرف اسی مطلب سے ہے۔ اس کے بعد تمھارا جو حال ہوگا، وہ دوسروں کی حالت سے معلوم کر سکتے ہو۔ سروری آفندی نے ہمیں سزا دی تھی۔ اسپر سلطان نے خوش ہوکر اُسے "قاضی عسکر" کا عہدہ دیا مگر اب سروری آفندی کی حالت کیا ہے؟ اسوقت وہ گمنامی میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہا ہے! جودت پاشا ہمارے گرانے میں سلطان کا دست و بازو تھا۔ مگر آج اُس کی حالت کیا ہے؟ اسوقت وہ خود اپنے گھر میں قید ہے اور ذلت کی زندگی بسر کر رہا ہے! ان معاملات پر غور کرو۔ کیونکہ اس سلطان کی طبیعت ہی ایسی ہے۔ تم مسلمان ہو قرآن پڑھے ہو۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالداً فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعدلہ عذاباً عظیما" (جو کوئی جان بوجھ کر کسی مؤمن کو قتل کرے، اُس کی سزا، جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اُسپر خدا کا غضب ہوگا۔ خدا کی لعنت ہوگی۔ اور اُس کے لئے بہت بڑا عذاب طیار ہے!)

اس کے بعد مدحت پاشا نے اس آیت کی تفسیر بیان کی اور کہا:

"دیکھو حضرت حسن بن علی علیہ السلام بھی بعض بادشاہوں کے اشارے سے قتل کئے گئے تھے۔ قیامت تک دنیا اُن کے قاتلوں پر لعنت کرتی رہے گی۔ خدا اُنھیں دوزخ میں ڈالے گا۔ تم والی سے میری تقریر حرف بحرف کہہ دینا"

اسپر بکر آفندی نے کہا:

"جناب عالی! میں بہت سی لڑائیوں میں شریک ہوا ہوں مگر میدان جنگ کے باہر آجتک ایک مرغی بھی اپنے ہاتھ سے نہیں ماری۔ میں ہرگز کوئی جرم نہیں کر سکوں گا!"

سات دن بعد بکر آفندی واپس آیا۔ اُس کے ساتھ قیدیوں کے نوکر بھی تھے۔ اُسنے مدحت پاشا سے کہا "سلطان کا حکم آیا ہے کہ نوکر قیدیوں کے پاس واپس کر دیئے جائیں۔ اُنھیں ہر طرح آرام دیا جائے۔ والی حجاز نے سلام کے بعد معذرت کی ہے کہ میرا کوئی قصور نہیں۔ میں نوکر ہوں آقا کے حکم کی اطاعت کرتا ہوں"

اس درمیان میں مدحت پاشا کی صحت اچھی ہوگئی۔ تقریباً شفا حاصل ہوگئی تھی۔

ایک دن مدحت نے ایک سپاہی سے دودھ منگایا۔ ایک افسر نوری آفندی تلوار لے کر اُس کے ساتھ ہوگیا اور بڑی مستعدی سے دودھ لے آیا۔ لوگوں کو اس نئی بات پر بہت تعجب ہوا۔ یہ شخص کبھی قیدیوں سے اچھا سلوک نہیں کرتا تھا۔ آج کیوں اس قدر مہربان ہوگیا؟ سید بک، مدحت پاشا کے کھانے کی روز جانچ کر لیا کرتے تھے۔ اُنھوں نے پتیلی کھولی تو دودھ کا رنگ اچھا نہ تھا۔ ایک چمچ لے کر اُنھوں نے اپنی زبان پر رکھا، تمام منہ کڑوا ہوگیا۔ دوسرے قیدیوں کو چکھایا، سب نے یہی محسوس کیا۔ جنھوں نے ایک دو قطرے بھی نگل لئے تھے وہ بیہوش ہوگئے اور کئی ہفتے بیمار پڑے رہے۔

سے پوچھہ لینا چاهیے - اُن سے بہتر اُن کي نا رسائیوں کیلیے کوئي شاهد نہیں هو سکتا - تفسیر اور اساس التقدیس وغیرہ اُنکے ابتدائي اور درمیاني عہد کي کوہ کندنیوں میں سے هیں - آخري عہد کي مصنفات میں سے ایک رسالہ مباحث ذات و صفات میں ہے - اس کے دیباچہ میں مشکلات مباحث کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے هیں :

” لقد تأملت الطرق الکلامیه و المناهج الفلسفیه ‘ فما رأیتها تشفي غلیلاً ‘ و لا تروی غلیلاً ‘ و رأیت اقرب الطرق ‘ طریقة القرآن - أقرأ فی الاثبات : الرحمن علی العرش استوی ‘ و أقرأ فی النفی : لیس کمثله شیء - و من جرب مثل تجربتی‘ عرف مثل معرفتي “ یعنی میں نے علم کلام اور فلسفه کے تمام طریقوں پر غور کیا ‘ لیکن معلوم هوا که مشکلات راہ کیلیے کچھہ سودمند نہیں هیں - سب سے بہتر طریقه قرآن هي کا طریقه ہے !

فن المحبت ما ادق بیانه
متحیر فیه امام الرازی !

اِمام صاحب کا یه اعتراف بعینه وهي اعتراف ہے جو موجوده اور قدیم عہد کے تمام حکماء کي زبانوں پر بھي طاري هوچکا ہے - یه مذهبي مباحث کي راہ سے اِس کوچه میں آئے تھے‘ اسلیے الاهییات کي اصطلاحوں میں اعتراف عجز کر رہے هیں - لیکن لامارک ‘ هیگل ‘ اور اسپنسر براہ راست حقائق کائنات کي جستجو میں نکلے تھے ‘ اسلیے وہ اِن مصطلحات کی جگه دوسري طرح کے الفاظ استعمال کرتے هیں ‘ لیکن اعتراف عجز کي ایک هي طرح کي روح دونوں کے اندر بول رهي ہے - لامارک کے اس قول میں که ” همارا سارا علم اس سے زیادہ نہیں ہے که جہل کا اقرار کریں “ یا اسپنسر کے اس اعتراف میں که ” اصلیت اور حقیقت کے اِن تمام سوالوں کے جواب میں هم اِسکے سوا کچھہ نہیں کہه سکتے که هم کچھہ نہیں جانتے “ اور اِمام رازي کے اس اعتراف میں کیا فرق ہے که :

نهایـــة اقدام العقـــول عقال
و اکثر سعی العالمیـــن ضـــلال
و لم نستفد من بحثنا طول عمرنا
سوی أن جمعنا فیه قیل و قالوا !

بہر حال جب تک قرآن حکیم کي تفسیر خالص قرآني طریقه پر نہیں کي جائیگي ‘ مشکلات راہ حل نہیں هوسکتیں -

(۲) ایک اهم اور بنیادي کام اِس باب میں یه ہے که قرآن حکیم کے الفاظ ‘ تراکیب ‘ اور اُسلوب بیان کو تمام وضعي اور خارجي عوارض سے پاک کر کے اُنکي اصلي صورت و نوعیت میں نمایاں کر دیا جاے - جونهي یه اصلیت نمایاں هوگئي ‘ تمام اشکال خود بخود دور هو جائینگے -

قرآن حکیم عربي زبان میں نازل هوا - اُسکے الفاظ عربي زبان کے الفاظ تھے - وہ اُنهي معاني کیلیے استعمال کیے گیے تھے ‘ جن معاني کیلیے عربي لغت میں مستعمل تھے - قران نے خود جابجا اپنے عربي زبان میں هونے ‘ نہایت کھلے اور دلنشین هونے ‘ اور مطالب کے سہل اور زود فہم هونے کا ذکر کیا ہے - مثلاً سورۂ مریم میں کہا که ” فانما یسرناہ بلسانک لتبشر به المتقین “ هم نے قرآن تمهاري زبان میں سہل کردیا تا که متقي طبیعتوں کیلیے اس میں هدایت کي بشارت هو - ظاهر ہے که قرآن کا یه عظیم اور ابتدائي وصف باقي نہیں رهتا ‘ اگر ایک لمحۂ کیلیے بھي یه فرض کر لیا جاے که اسکے الفاظ اُن عام اور معروف معاني کے علاوہ کوئي دوسرا مفهوم بھي رکھتے تھے جو عرب جاهلیت کي لغت میں نہیں سمجھے جاتے تھے - صدر اول میں چونکه مسلمانوں کا ذوق خارجي اثرات سے متاثر نہیں هوا تھا ‘ اسلیے قرآن کے تمام الفاظ اپنے لغوي معاني میں قائم رہے - بلاشبه اُس عہد میں بھي هر انسان جو قرآن کا علم رکھتا تھا ‘ الفاظ قرآني کے مجازات سے واقف تھا - لیکن یه زبان اور بول چال کے ویسے هي صاف اور ساده مجازات تھے ‘ جو دنیا کي هر زبان میں هوتے هیں ‘ اور جنکے معلوم کرنے کیلیے کبھي کسي اهل زبان کو کسي فلسفیانه فن بلاغت و بیان کي ضرورت نہیں هوتي - حضرت عبد الله ابن عباس اور ابن کعب جب ” بل یداہ مبسوطان “ اور ” الیه یصعد الکلم الطیب “ پڑھتے تھے ‘ تو بغیر اسکے که فلسفیانه دقیقه سنجیوں سے آشنا هوں اور ید و علو کے نفي و اثبات کي بحثوں میں اُلجھیں ‘ اسکا وہ سیدھا سادھا مطلب سمجھه لیتے تھے جو هر غیر متکلف عربي داں سمجھه لیگا -

لیکن آگے چلکر جب علوم دخیله کي (یعنے اُن علوم و فنون کي جو باهر سے عربي زبان میں منتقل هوے) اشاعت هوئي ‘ اور وضعي علوم کي اصطلاحات اور نظري مباحث کي منطقي تعریفات و حدود کا لوگوں میں مذاق پیدا هوگیا ‘ تو ایک بڑي جماعت اُن لوگوں کي پیدا هوگئي جنهوں نے قرآن کو اهسته اهسته منطقي و فلسفي جامه پہنانا شروع کر دیا ‘ اور بہ تدریج اسکے الفاظ عربي لغت سے هٹ کر منطقي تعریفات و حدود کي نوعیت اختیار کرنے لگے - یہانتک که کچھه عرصے کے بعد اُن الفاظ کیلیے وهي معاني سمجھے جانے لگے ‘ جو علوم وضعیه میں انکے لیے قرار پا چکے تھے -

(۳) یه تبدیلي الفاظ اور مطالب‘ دونوں میں هوئی - مطالب میں بنیادي چیز قرآن کا اُسلوب بیان و استدلال ہے - ایک عظیم اور اصولي غلطي متاخرین سے یه هوئي که وہ قرآن کے فطري اور وجداني اُسلوب بیان کي اهمیت معلوم نه کرسکے - یوناني فلسفه کے اشتغال نے اُن میں منطقي استدلال کا ذوق پیدا کردیا تھا - انهوں نے کوشش کي که جہاں کہیں قرآن حکیم میں استدلال اور اثبات مدعا کے قسم کا کوئي بیان ہے‘ اُسے کھینچ تان کر منطقي استدلال کي شکل دیدیں -

حالانکه انبیاء کرام کے علوم کي راہ وضعي و منطقي طریق استدلال کي راہ سے بالکل مختلف ہے - انبیاءؑ کرام کا خطاب علوم سے نہیں بلکه قلوب سے هوتا ہے - وہ علماء کے لیے بحث و نظر کا سامان پیدا کرنے نہیں آتے - بلکه عامة الناس کے لیے هدایت و سعادت کي راهیں کھول دینے کے لیے آتے هیں - اُن کا مقصود یه نہیں هوتا که اشیاء کي حقیقت کا سراغ لگائیں - وہ اس لیے آتے هیں که اعمال اور ان کے نتائج کي حقیقت دنیا پر واضح کردیں - پس وہ اپني تعلیم و هدایت میں کوئي ایسا طریقه اختیار نہیں کرتے‘ جسے کسي طرح کي بھي مشابهت منطقي طریق بحث و استدلال سے هو - اُن کا طریقه سیدھا سادھا فطري طریقه هوتا ہے ‘ جسکے لیے نه تو انسان کے بنائے هوئے علوم و فنون کي تحصیل ضروري هوتي ہے ‘ نه پیچیده اور دقیق مقدمات ترتیب دینے پڑتے هیں ‘ اور نه کسي طرح کي ذهني کاوش اور نظري سلوک کي قید هوتي ہے - هر انسان اپنے وجدان کي قدرتي استعداد اور طبعیت بشري کے فطري طلب و داعیه سے اُسے سنتے هي قبول کر لے سکتا ہے ‘ اور ایک فلسفي و حکیم سے لیکر ایک بادیه نشیں دهقان تک ‘ هر درجه ‘ هر طبقه ‘ اور هر زمانے کا انسان یکساں طور پر اُس سے یقین و ایمان حاصل کر لیتا ہے !

برید شرق

مکتوب آستانہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کا خطبہ۔ عید آستانہ۔ ترکی طبی کانفرنس۔ ٹرکی اور ایران

غازی مصطفےٰ کمال کا خطبہ

اس ہفتہ سب سے اہم واقعہ، انگورہ میں خلق فرقہ سی یا جمہوری جماعت کی موتمر ہو۔ موتمر میں سب سے زیادہ اہم کارروائی، غازی مصطفےٰ کمال پاشا کا وہ تاریخی خطبہ ہو جو کامل ایک ہفتہ تک جاری رہے گا موصوف نے یہ خطبہ، کئی ماہ کی محنت سے طیار کیا ہو۔ اس میں وہ تمام تاریخی اور سیاسی حقائق جمع کر دئیے ہیں جو معاہدۂ التوائے جنگ کے بعد سے ابتک ٹرکی میں واقع ہوئے ہیں۔

غازی نے اپنا خطبہ "انجمن طیارات" کو دے دیا تھا۔ اُسی نے چھاپا ہو اور وہی ٹرکی کے طول و عرض میں ہوائی جہازوں کے ذریعہ تقسیم کرے گی۔ ہر روز جتنا خطبہ غازی سنائیں گے، انجمن، اُتنا حصہ اخبارات کو تقسیم کرے گی۔ ایک جرمنی کمپنی نے دنیا کے اخباروں میں اس کا خلاصہ بھیجنے اور مختلف زبانوں میں اُس کا ترجمہ شایع کرنے کا ٹھیکہ لے لیا ہو۔ ابتک متعدد زبانوں میں ترجمہ طیار ہو چکا ہو عنقریب بازار میں آجائے گا۔

"عید آستانہ"

آپکے قارئین نے یہ لفظ شاید پہلے نہیں سنا ہوگا۔ حالانکہ یہ لفظ ترکوں میں ایک عجیب جوش پیدا کر دیا کرتا ہو۔ عید آستانہ، یا آستانہ کی عید ہر سال ۶ اکتوبر کو بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی ہو۔ پچھلے ہفتے ہم نے چوتھی مرتبہ یہ عید دیکھی تھی۔ تمام پچھلی عیدوں سے زیادہ شاندار تھی۔

یہ عید اتحادی فوجوں سے آستانے کی آزادی کی یادگار ہو۔ جنگ عمومی کے خاتمہ پر دول اتحاد نے ٹرکی سے التوائے جنگ کا معاہدہ طے کیا۔ اس معاہدہ کی رُو سے ترکوں نے ہتیار رکھ دئیے۔ ہتیار رکھتے ہی اتحادی فوجیں پایۂ تخت میں گھس پڑیں۔ انگریزوں نے "پیرا" پر قبضہ کر لیا۔ فرانسیسوں نے استنبول پر، اٹلی نے باسفورس کے ایشیائی ساحلوں پر۔ ان سلطنتوں کے جنگی بیڑے بحر مرمرہ اور باسفورس میں داخل ہو کر لنگر انداز ہو گئے اور اپنی توپیں شہر کی طرف سیدھی کر دیں۔ پھر ان کی بری فوجیں اُتریں اور شہر کی وہ حالت کر دی جو خونخوار فاتح، مفتوحوں کی کیا کرتے ہیں۔ ایسا ظلم و ستم شروع کیا جس کا تصور بھی کبھی ترکوں نے نہیں کیا تھا۔ مسلح سپاہی اور مسلح جاسوس ہر طرف پھرتے تھے اور جسے چاہتے تھے، بدبختی میں مبتلا کر دیتے تھے بہت سے مارے گئے۔ بہت سے قید کئے گئے۔ بہت سے جلا وطن کئے گئے کوئی مخلص ترک بھی اتحادیوں کے انتقام سے بچ نہ سکا۔

اس ظلم و جور کے مقابلے میں آستانہ کے ترکوں نے کیا کیا؟ انھوں نے کوئی بغاوت کی؟ نہیں۔ کوئی مظاہرہ کیا؟ نہیں۔ وہ بالکل خاموش ہو گئے۔ اتحادی قوتیں سمجھیں ہم نے مرعوب کر لیا۔ دنیا کی یہ سب سے زیادہ جبار قوم ہماری غلامی پر قانع ہو گئی۔ مگر یہ اُن کی غلطی تھی ترکی قوم کی طبیعت سے جہالت تھی۔ ترکی قوم کا خاصہ ہو کہ جب وہ جلال میں آتی ہو تو خاموش ہو جاتی ہو۔ جب ترک کو چُپ سناٹے میں دیکھو تو اُس سے بھاگو۔ کیونکہ وہ غصہ ہو گیا ہو۔ قہر و جلال کی قوتیں اُس کے دل و دماغ میں جمع ہو رہی ہیں۔ آستانہ کے ترک بھی اتحادیوں کے مظالم کے مقابلے میں خاموش ہو گئے۔ مگر اُن کی روح بول رہی تھی۔ اتحادیوں کے لئے وہ اندر ہی اندر اناطولیہ میں بارود بچھا رہے تھے۔ یہ تاریخی حقیقت ہو کہ اناطولیہ میں قومی تحریک کا قیام، زیادہ تر آستانہ کے باشندوں ہی کی سعی و ہمت سے ہوا۔ اتحادیوں کا پہرہ چوکی بہت ہی سخت تھا، مگر آستانہ سے برابر سامان جنگ، توپیں، آدمی اور روپیہ اناطولیہ پہنچ رہا تھا۔ کس راہ سے جاتا تھا؟ کون لے جاتا تھا؟ کس وقت جاتا تھا؟ ان سوالوں کا جواب ابتک تاریخ کے پاس موجود نہیں ہو۔ مگر جاتا تھا۔ یہ تاریخی حقیقت ہو۔

آستانہ کے ترکوں کی خاموشی نے آخر ۴ سال بعد رنگ دکھایا۔ اتحادیوں کے پروردہ یونان کو اناطولیہ میں ایسی شکست ہوئی کہ موت سے بدتر تھی۔ دیکھتے دیکھتے فتح مند ترکی فوجیں باسفورس کے سامنے پہنچ گئیں۔ یہ وہ وقت تھا جب انگلستان، فرانس اور اٹلی کی تقریباً تمام بحری قوتیں، باسفورس اور مرمرہ میں جمع تھیں۔ اتحادی خیال کرتے تھے یہ قوت دیکھ کر اناطولیہ کے ترک ڈر کر اُلٹے پاؤں بھاگ جائیں گے۔ مگر وہ ڈرے نہیں۔ خود اتحادیوں ہی کو ڈرنا پڑا۔ مدانیہ کا ذلت آمیز معاہدہ قبول کرنا پڑا۔

اس کے بعد ہم نے اپنی آنکھوں سے کیا دیکھا؟ ہمنے وہ دیکھا جسے دیکھ کر ہم اپنی آنکھوں کی صحت پر شبہ کرنے لگے۔ مگر وہ واقعہ تھا۔ ہم نے یہ دیکھا کہ اتحادی بیڑے، جو اب تک سلطان کو قید کئے پڑے تھے، اچانک اُن کے جھنڈے، سربلند ترکی جھنڈے کے سامنے جھک پڑے جس وقت ترکی جھنڈا، وزارت جنگ کے بلند مینار پر اُڑایا گیا، تمام اتحادی قوتوں نے اُسے ذلت کے ساتھ جنگی سلام کیا۔

پھر ہمنے کیا دیکھا؟ یہ دیکھا کہ وہی اتحادی فوجیں، جو آستانہ کی سڑکوں پر فاتحانہ مظاہرے کرتی پھرتی تھیں اور ترکوں کو شریفانہ برتاؤ کی مستحق نہیں سمجھتی تھیں، خوف و دہشت سے اپنا اسباب باندھتی اور بھاگتی نظر آئیں۔ ایک طرف سے یہ فوجیں بھاگ رہی تھیں، دوسری طرف سے مظفر و منصور ترکی فوجیں آرہی تھیں۔ بیچ سمندر میں دونوں کا سامنا ہوا۔ اول الذکر نے آخر الذکر کو فوجی سلامی دی!

"عید آستانہ" اسی واقعہ کی یادگار ہو جو ۶ اکتوبر کو پیش آیا تھا

ترکی طبی کانفرنس

انگورہ میں ترکی طبی کانفرنس منعقد ہوئی عصمت پاشا نے اُس کا افتتاح کیا۔ کانفرنس میں بہت سے اہم طبی مسائل پر بحث ہوئی نیازی بک کی رُوداد سے معلوم ہوا کہ آنکھوں کا مرض ترکوں میں بھی عام ہو۔ اسوقت ۵ لاکھ ترک اسمیں مبتلا ہیں۔ یہ بیماری زیادہ تر، حصن منصور، دیار بکر، اور اردفا کے علاقوں میں پائی جاتی ہو۔

رشاد رضا بک اور موسیٰ کاظم بک نے مرض سل پر بحث کی اور بتایا کہ گذشتہ ۲۵ سال کے عرصہ میں صرف قسطنطنیہ میں اس بیماری سے ۶۹،۰۰۰ آدمی مر چکے ہیں۔ پورے ٹرکی میں سالانہ ۳۲،۰۰۰ آدمی اس مرض کا شکار ہوتے ہیں۔ یعنی ہر دس ہزار ترکوں میں ۳۰ آدمی اسی بیماری میں مرتے ہیں۔

ٹرکی اور ایران

ادہر کچھ مدت سے ٹرکی اور ایران کے مابین کشیدگی پیدا ہوگئی ہو، جیسا کہ پچھلے مکاتیب میں لکھ چکا ہوں۔ اس ہفتہ میرزا فرخی خاں سابق وزیر جنگ ایران، آستانہ پہنچے ہیں اور انگورہ جا رہے ہیں۔ ان کا سفر اسی نزاع کے دور کرنے کے لئے ہو۔ موصوف نے اخبارات کے نمائندوں کو حسب ذیل بیان دیا ہو:

"سرکش کرد، ترکی حدود پر تاخت و تاراج کرتے ہیں۔ ترکی حکومت خیال کرتی ہو کہ یہ مجرم، ایرانی سرزمین میں پناہ لیتے ہیں۔ میں نے یہ بھی سنا ہو کہ یہ لوگ بعض ترکی افسروں کو بھی پکڑ لے گئے ہیں۔ مجھے بالکل نہیں معلوم کہ یہ کرد، ایرانی سرزمین میں پناہ لیتے ہیں۔ اگر واقعہ یہی ہو تو ہم اُنھیں ہرگز پناہ نہیں لینے دینگے اور ترکی حکومت کو ہر طرح مطمئن کر دیں گے۔"

تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہو کہ جو ترکی افسر یہ مجرم پکڑ لے گئے تھے، اب رہا ہو گئے ہیں اور اپنی سرحد میں واپس آگئے ہیں۔

شمالی افریقہ

مراکش، ٹیونس، اور الجزائر فرانسیسی استعمار کے بعد

(الہلال کے مقالہ نگار مصر کے قلم سے)

مراکش کی آبادی

۴ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء کی مردم شماری سے ثابت ہوتا ہو کہ فرانس کے زیر حمایت مراکش کا رقبہ ۴،۱۵،۰۰۰ کیلومیٹر مربع میل ہو، اور آبادی ۴۲،۳۰،۰۰۰ ہو۔ اسمیں ۴۰،۱۶،۰۰۰ مسلمان ہیں۔ ۸۰،۰۰۰ اسرائیلی یہودی ہیں۔ ۶۶ ہزار فرانسیسی ہیں۔ ۴۰ ہزار دوسرے یورپین ہیں۔

اس سے پہلے سنہ ۱۹۲۱ میں مردم شماری ہوئی تھی۔ اُس کے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہو کہ صرف ۵ برس کے قلیل عرصہ میں فرانسیسیوں کی تعداد میں ۱۹ ہزار کا اضافہ ہو گیا ہو۔

مراکش کی دولت

مراکش کے باشندے زراعت پیشہ ہیں۔ زیادہ تر غلہ کی کاشت ہوتی ہو۔ ابتک کوئی قیمتی کان دریافت نہیں ہوئی۔ صرف فاسفیٹ

مدحت پاشا کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اُنھوں نے محمد آغا کو بُلا کر انجان بن کے کہا:

" دودھ والے نے ہمیں ہی دودھ بھیجا تھا جس میں سے کُتا ذرا کو دیا کرتا ہو۔ لیکن جسنے بھی دودھ کا ایک قطرہ زبان پر رکھا، اُس کا حلق جل گیا۔ معلوم ہوتا ہو زہر، تانبے کے کساؤ سے پیدا ہو گیا ہو۔ تم ابھی جا کر کمانڈار کو خبر کر دو۔ ایسا نہ ہو اُنھیں کوئی نقصان پہنچ جائے"

محمد آغا نے واپس آکر کہا کہ کمانڈار ابھی دودھ والے کے برتنوں کا معائنہ کرینگے۔ اُسے مارینگے۔ قید کرینگے۔ پُوری تحقیقات کریں گے۔ قیدیوں نے یہ سُنا تو مُسکرانے لگے۔ کیونکہ سُن چکے تھے کہ کمانڈار اپنے ساتھیوں سے پوچھتا تھا " ان لوگوں نے دودھ تو کھالیا ہوگا؟ کیا مرگئے؟ کیا زہر کا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہو؟"

مدحت پاشا کے بعض رفقا نے مسموم دودھ کمانڈار کے پاس بھیجدیا کہ اس کی کیمیاوی تحلیل کی جائے۔ لیکن اُسنے ہنسکر دودھ واپس کر دیا۔ اور کہا " یہاں تحلیل کرنے کے آلات موجود نہیں!"

اس واقعہ کے بعد باورچی خانہ اچھی طرح بند کر دیا جاتا تھا۔ کھانے پینے کے برتنوں پر علامتیں لگادی جاتی تھیں۔ لیکن دو ہفتہ کے بعد ایک دن عارف آغا نے جوں ہی دروازہ کھولا، برتنوں پر سے علامتیں ہٹی ہوئی تھیں۔ باسی کھانے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ تحقیقات سے معلوم ہو گیا کہ زہر ملا دیا گیا ہو۔ بعد میں مُش آغا اور نوری آفندی نے اقرار کیا کہ اُنھوں نے زہر ملایا تھا!

اسی اثنا میں محمودؔ پاشا، دست دقے میں مبتلا ہو گئے۔ پتہ چلا قہوہ میں کوئی زہریلا مادہ ملا ہوا ہو۔ اُنھوں نے قہوہ پینا چھوڑ دیا اور اچھے ہو گئے۔

ایک دن پانی کا رنگ اور مزہ بدلا ہوا تھا۔ اسمیں بھی زہر ملادیا گیا تھا۔ فوراً صراحی توڑ ڈالی گئی۔

بعد میں معلوم ہوا کہ زہر، مصر سے مہیا کیا جاتا تھا۔ لانے والا ایک شخص اسمٰعیل آغا تھا۔ والی حجاز کو اس پر بہت اعتماد تھا اور اسی کے ذریعہ دشمنوں کو قتل کرایا تھا۔ یہ ایک مُدت سے یہاں آیا ہوا تھا مگر تنہا اس خطرناک جرم کا مرتکب نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۳۰۱ھ کو رسالدار محمد لطفی دو رجمنٹ فوج اور توپ خانہ لیکر مکہ معظمہ سے آیا اور قلعہ کے محافظوں میں اپنے ۴۰ سپاہی داخل کر دیئے۔

محمد لطفی نے آتے ہی مدحت پاشا کے خادم عارف آغا کو طلب کر کے کہا " میں زہر لایا ہوں۔ اگر تم مدحت پاشا کو کھلادو تو تمھیں ایک ہزار پونڈ انعام دیا جائے گا۔ ایک دوسرا شخص، محمود پاشا کو مارنے کے لئے طیار ہو گیا ہو۔ اُسے ۶۰۰ پونڈ انعام دیا جائے گا"

عارف آغا وفادار نوکر تھا۔ اُسنے بظاہر زہر لے لیا اور وعدہ کیا کہ اپنے آقا کو قتل کر ڈالے گا۔ مگر قلعہ میں واپس آکر مدحت پاشا اور محمود پاشا کو پورا قصہ سُنا دیا۔ اُنھوں نے باقی رفقا کو مطلع کیا۔ سب نہایت پریشانی میں پڑ گئے۔

محمد لطفی، خاص قتل کے ارادے سے آیا تھا۔ تمام قیدی اس حقیقت سے واقف ہو چکے تھے۔ اپنی آمد کے ایک ہفتہ بعد اُسنے ارتکاب جرم کی پھر کوشش کی۔ پورے قلعے میں فوج لاکر بھردی اور محاصرہ کر لیا۔ مگر کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ مدحت پاشا کے خادم عارف آغا نے بڑی ہی وفاداری سے کام لیا تھا اور راز فاش کر دیا تھا۔

واقعہ یہ ہوا کہ صوبہ دار ابراہیم نے عارف آغا کو کئی دوسرے افسروں کی موجودگی میں بُلا کر کہا:

" ہم آج رات مدحت پاشا کا خاتمہ کر دینا چاہتے ہیں۔ اب سے پہلے تم زہر لے گئے اور پکّا وعدہ کیا، مگر ابتک کچھ بھی نہیں کیا۔ لہذا اب یہ کرو کہ تم مدحت پاشا کے ساتھ سوتے ہو۔ رات کو کمرے کا دروازہ کھلا رہنے دینا۔ دیکھو اگر دروازہ بند کر کے سو گئے تو ہم سے بُرا کوئی نہ ہوگا!"

یہاں قلعہ میں سیاسی قیدی نماز عشاء کے بعد اپنے اپنے کمروں میں جانے کے لئے رخصت ہو رہے تھے کہ عارف آغا نے آکر کہا:

" آپ لوگ جُدا نہ ہوں، کیونکہ آج رات میرے آقا کو قتل کرنا چاہتے ہیں!"

تمام رفقاء گھبرا گئے اور اُنھوں نے طے کر لیا کہ مدحت پاشا کو تنہا نہیں چھوڑینگے۔ ایک افسر نے عارف آغا کی گفتگو سُن لی تھی۔ اُس نے محمد لطفی کو خبر پہونچائی۔ محمد لطفی نے فوراً عارف آغا کی گرفتاری اور قیدیوں کے منتشر کرنے کا حکم دے دیا۔ مُش آغا ایک افسر نے آکر کہا " میر الائی محمد لطفی سلام کے بعد کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کا یکجا رہنا ممنوع ہو۔ فوراً اپنے اپنے کمروں میں چلے جائیے"

مدحت پاشا اور محمود پاشا نے جواب دیا " ہم ہرگز یہاں سے نہ جائینگے۔ تم تلوار کے زور سے ہمیں نکال دو!"

پھر فوراً بکر آفندی کمانڈار نے آکر کہا " عارف، ایک شریر آدمی ہو۔ وہ ایک ایسا جھوٹ بولا ہو جسے پورے سمندر کا پانی بھی دھو نہیں سکتا"

مدحت پاشا نے پوچھا " ہمارے گرد یہ تمام طیاریاں کیسی ہیں؟"

بکر آفندی نے جواب دیا " ہمیں ابتک کوئی خاص حکم نہیں ملا ہو لیکن ہم ہر حکم کی اطاعت ضرور کرینگے"

پھر اُسنے قسم کھائی کہ اب تک جتنی خبریں مشہور ہوئی ہیں، بالکل جھوٹ ہیں اور قلعہ سے باہر چلا گیا۔

جُرم کی رات

۱۲ رجب سنہ ۱۳۰۱ھ کو رات کے پچھلے پہر میں مدحت پاشا اور داماد محمود پاشا قتل کر ڈالے گئے۔ تفصیل حسب ذیل ہو:

اس رات میر الائی محمد لطفی اور بکر آفندی کمانڈار، قلعہ کے پھاٹک میں رہے۔ قلعہ کے اندر بہت سی فوج جمع کر دی گئی۔ سپاہیوں کو کافی مقدار میں کارتوس تقسیم کر دیئے گئے۔ آدھی رات کے بعد محمود پاشا کے خادم حاجی شکری کو جگا کر پکڑ لے گئے۔ پھر ہر قیدی کے کمرے کے سامنے دو دو مسلح سپاہی کھڑے کر دیئے گئے۔ مدحت پاشا کا خادم عارف آغا پہلے ہی سے قید کر دیا گیا تھا۔ مگر موصوف تنہا نہ تھے۔ نابت پاشا کے لڑکے علی بک اُن کے ساتھ سو رہے تھے۔

اچانک مدحت پاشا کے کمرے کا دروازہ توڑ ڈالا گیا۔ علی بک کو اُٹھا لے گئے۔ اور مدحت پاشا کو قتل کرنا چاہا۔ اُنھوں نے کوئی مقابلہ نہیں کیا۔ صرف خدا کے خوف سے ڈرایا اور نصیحت کی۔ اُنھوں نے کہا " دیکھو، سپاہی کا کام، وطن کی حفاظت ہو۔ نہ کہ ارتکاب جرم!" لیکن اُن کا گلا گھونٹ ڈالا، اور وہ ہلاک ہو گئے!

اسی طرح قاتلوں نے محمود پاشا کا دروازہ بھی توڑا۔ وہ جاگ پڑے اور تکیہ اُٹھا کر دیر تک مقابلہ کرتے رہے۔ آخر تھک گئے۔ محمد آغا، ایک افسر نے اُن کے گلے میں رسی کا پھندا ڈال دیا۔ وہ زور سے چلائے " امان امان!" اس آواز پر سب لوگ جاگ پڑے۔

خیر اللہ آفندی، پاس کے کمرے میں تھے۔ وہ بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ سپاہیوں نے کہا " ڈریئے نہیں۔ آپکے لئے کوئی اندیشہ نہیں ہو" مگر وہ اس قدر مرعوب ہو گئے تھے کہ بیہوش ہو کر گر پڑے اور رات بھر اسی حالت میں رہے۔

محمود پاشا کو قتل سے پہلے بہت تکلیف دی گئی، پھر گلا گھونٹ ڈالا گیا۔ مگر یہ ناکافی سمجھا گیا اور لاٹھیوں سے اُن کا ہاتھ توڑ ڈالا گیا!

قتل کے بعد دونوں شہیدوں کو غسل خانے اُٹھالے گئے۔ رات ہی کو علی بک بروسہ لی کی دکان توڑ کر کفن کے لئے کپڑا نکالا گیا اور فوج کے امام یونس آفندی کو شہیدوں کے نہلانے کا حکم دیا گیا۔ مگر اُنھوں نے انکار کیا۔ اسپر دونوں کو بغیر غسل اور کفن کے دفن کر دیا گیا۔ دونوں قبروں پر دو پتھر لگا دیئے گئے۔ ایک پر لکھا تھا " مدحت پاشا ۲۶ مارچ کو فوت ہوئے" دوسرے پر تھا " محمود پاشا ۲ مئی کو فوت ہوئے"

حالانکہ یہ بالکل جھوٹ تھا۔ کیونکہ دونوں کو ایک ہی دن قتل کیا گیا تھا۔

مدحت پاشا اپنے قتل کے بہت دن سے منتظر تھے۔ واقعہ سے دو تین دن پہلے ایک مرتبہ نماز کے بعد سر جھکائے دیر تک بیٹھے رہے۔ ساتھیوں نے فکر کی وجہ دریافت کی۔ کہنے لگے:

" میں موت کے بارے میں غور کر رہا ہوں جس کی تکلیف ۵ منٹ سے بھی کم میں ختم ہو جاتی ہو۔ سوچتا ہوں کون سی موت سب سے کم تکلیف دہ ہوتی ہو: گلا گھوٹنے کی موت یا گولی کی موت؟ یا بیماری کی موت؟ اگر مجھے اختیار ہوتا تو میں موت کو زندگی پر ترجیح دیتا، مگر یہ معاملہ انسان کے اپنے بس کا نہیں ہو۔ دیکھو میں بیمار ہوا۔ موت سے قریب ہو کر پھر دُور ہو گیا۔ ہماری وجہ سے کئی معصوم یہاں قید ہیں۔ شاید ہماری موت اُن کی رہائی کا سبب ہوگی"

وفات سے پہلے مدحت پاشا نے خیر اللہ آفندی کو ۴۰ پونڈ دیئے اور کہا " یہ میرے کفن دفن کے لئے ہیں" مگر خیر اللہ آفندی کو اس خدمت کا موقعہ نہیں ملا۔ اس لئے اُنھوں نے یہ رقم حکومت کے حوالے کر دی۔

مدحت پاشا اور محمود پاشا، گلا گھونٹ کر قتل کئے گئے۔ مگر حکومت نے یہی مشہور کیا کہ وہ بیمار ہوئے تھے اور اپنی قضا سے مر گئے۔ لیکن دُنیا نے یہ جھوٹ تسلیم نہیں کیا اور بہت جلد حقیقت مشہور ہو گئی۔

سلطان عبد الحمید، ان دونوں شہیدان وطن سے اس قدر خائف تھا کہ بہت دن تک اُن کی موت کا اُسے یقین نہیں ہوا۔ چنانچہ دو مرتبہ اُسنے اپنے خاص آدمی حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے طائف بھیجے اور اُنھوں نے پوری تحقیقات کی۔ مگر سلطان کو برابر یہی شک رہا کہ دونوں کہیں بھاگ گئے ہیں۔ کہا جاتا ہو کہ آخر میں سلطان نے حکم دیا کہ مدحت پاشا کا سر کاٹ کے اُس کے پاس بھیجدیا جائے۔ چنانچہ قبر کھودی گئی، سر کاٹا گیا، اور ایک صندوق میں بند کر کے روانہ کر دیا گیا۔ مگر چونکہ بیچ میں نہر سویز پڑتی تھی اور وہاں کا چنگی خانہ بہت سختی سے تلاشی لیتا ہو، اس لئے صندوق پر یہ عبارت لکھ دی گئی " خاص جلالۃ السلطان کے لئے ہاتھی دانت کی مصنوعات"!

مدحت پاشا اور محمود پاشا کی قبریں کچھ عرصہ موجود رہیں۔ مگر احمد راتب پاشا نے اپنی حکومت کے زمانے میں اُن پر سے پتھر اُکھڑوا ڈالے اور قبریں زمین سے برابر کر دیں۔

یہ عجیب بات ہو کہ اس واقعہ قتل کے ایک ہفتہ بعد والی حجاز، مرض فالج میں مبتلا ہو گیا تھا۔ یہ گویا خدا کا دُنیا ہی میں اُس سے انتقام تھا"۔

* * *

لئے ایک طریقہ دریافت کیا ہی۔ وہ طریقہ یہ ہو کہ کیمیادی افعال کے لحاظ سے خون کی جانچ کی جاتی ہو۔ خون کی جانچ سے ثابت ہو چکا ہو کہ کیمیادی تفاعل کے لحاظ سے انسان اور بندر نما انسان کا خون بالکل ایک ہی طرح کا ہو۔ دونوں کا خون یکساں طور پر یکساں امراض قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، اور دونوں خون اپنی کیمیادی ترکیب میں بھی ایک ہی ہیں۔ پھر اپنی ترکیب میں دونوں کے دماغ بھی یکساں ہیں۔ رحم مادر میں جس طرح انسان کا بچہ نشوونما پاتا ہو، ٹھیک اُسی طرح اس بندر کا بچہ بھی نشوونما حاصل کرتا ہو۔ رحم میں دونوں بالکل یکساں حالات سے گزرتے ہیں۔ دونوں کے جسم میں ایک ہی قسم کے اثری اعضاء بھی موجود ہیں اور نظریہ نشوو ارتقا کی سب سے بڑی دلیل ہو۔ پھر جس طرح عورت اپنے بچّے سے محبت کرتی اور پالتی پوستی ہو، بالکل اُسی طرح اور ویسے ہی جذبات کے ساتھ اس قسم کا بندر بھی اپنے بچّے کو پالتا ہو۔

یہ تمام حقائق، اُن کثیر دلائل میں سے صرف چند ہیں جن سے انسان اور اس بندر نما انسان میں کامل مشابہت ثابت ہوتی ہو۔ اگر یہ دونوں مخلوق ایک ہی اصل سے پیدا نہیں ہوئے، تو اس مشابہت کی کیا توجیہ کی جاسکتی ہو؟

دماغ انسانی کا نشوو

بندر کے دماغ میں کوئی جزء ایسا موجود نہیں جس سے مشابہ جزء انسان کے دماغ میں موجود نہ ہو۔ اسی طرح انسان کے دماغ میں جو اجزاء اور اُن کی ترکیب موجود ہو، بعینہ وہی گوریلا کے دماغوں میں بھی موجود ہو۔ انسان کا دماغ بندر نما انسان کے دماغ سے ذرا بھی مختلف نہیں۔ فرق صرف کمیت کا ہو۔ انسان کا دماغ کمیت میں زیادہ ہوتا ہو۔ بلاشبہ یہ فرق، معمولی فرق نہیں ہو۔ انسان کے دماغ کے کمیت اور معین اجزاء میں اُس کی تقسیم ہی نے انسان کو شعور و ادراک، عمل و کلام، اور تعلیم و تربیت کی قوت بخشی ہو۔

ڈاروِن نے انسان اور بندر نما انسان کے دماغوں کی تحقیق کی۔ ثابت ہوا کہ فرق صرف کمیت میں ہو نہ کہ نوعیت میں۔ ڈارون کے بعد دوسرے بہت سے علماء نے بھی تحقیق کی اور اس رائے کی تائید کی۔ علم وظائف الاعضاء، علم النفس، علم التشریح، اور علم الجنین، وغیرہ علوم کے مباحث سے ثابت ہوگیا ہو کہ انسان کے دماغ نے بندر نما انسان کے دماغ سے ترقی کی ہو، اور اس ترقی کے دوران میں کسی نئی ترکیب کا اُس میں اضافہ نہیں ہوا ہو۔

پیچیدہ مشکلات

ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ ہماری تحقیقات بالکل مکمل ہو چکی ہیں درحقیقت ہم ابھی پہلی ہی منزل میں ہیں۔ ہمارے سامنے بہت سی ایسی پیچیدہ مشکلات ہیں جنھیں ہم حل نہیں کرسکے ہیں۔

ہم اُس دن کا انتظار کر رہے ہیں جب ہم یقین کے ساتھ انسانی دماغ کی ترقی اور گوریلا کے دماغ کی پستی کا سبب بیان کرسکیں گے ہم ناموس وراثت کی معقول تعلیل کرسکیں گے اور بتا سکیں گے کیوں ایک خاندان زیادہ طاقتور ہوتا ہو اور دوسرا کمزور؟

پھر یہ عجیب بات ہو کہ عہد میوسینی میں صرف انسان کے مورث اعلیٰ کے دماغ ہی نے ترقی نہیں کی، بلکہ دوسرے بہت سے حیوانات کے دماغوں نے بھی ترقی کی ہو۔ شروع میں تمام بندروں کا دماغ بہت ہی چھوٹا تھا۔ پھر اُس میں زیادتی ہوتی رہی یہاں تک کہ انسانی دماغ کا ظہور ہوا۔ یہ کیوں ہوا؟ وہ کیا موثرات تھے جنھوں نے اس دماغ کے لئے ترقی کی راہ باز کی؟ سردست اِن سوالوں کا ہمارے پاس شافی جواب موجود نہیں ہ

افسانہ

فرانس کا آخری مقبول ڈراما

مُضحک اور غمناک عناصر کا مجموعہ

ایلین کا شوہر!

ذیل میں اُس ڈرامے کا خلاصہ ایک نقاد تماشائی کی نظر سے قلمبند کیا گیا ہو، جو گذشتہ موسم بہار میں پیرس کا سب سے زیادہ مقبول اور دلچسپ ڈراما تسلیم کیا گیا تھا۔ اس کا مطالعہ کرتے ہوئے چند امور پیش نظر رکھنے چاہئیں:

(۱) "کامیڈی" اور "ٹریجدی" کی دو قدیم قسمیں معلوم ہیں، لیکن ایک تیسری قسم وہ ہو جس میں دونوں طرح کے جذبات جمع کردینے کی کوشش کی جاتی ہو۔ یعنے وہ واقعات و احساسات کا ایک ایسا ملا جلا مجموعہ ہوتا ہو، کہ اُسے ایک اعتبار سے مُضحک کہہ سکتے ہیں، ایک اعتبار سے غم انگیز۔ اس اشتراک سے مقصود یہ نہیں ہو کہ سلسلۂ واقعات میں بعض حصے غم انگیز آجائیں اور بعض مُضحک، جیسا کہ شکسپیر نے ہملٹ جیسی غمناکی میں ایک منظر ہملٹ اور قبر کھودنے والوں کے مُضحک مکالمہ کا دکھا دیا ہو، بلکہ مقصود یہ ہو کہ نفس واقعہ اور اُس کے واردات و احساسات کی نوعیت ہی ایسی ہو کہ اُسے ایک پہلو سے مُضحک اور ایک پہلو سے غم انگیز قرار دے سکیں۔ یہ قسم آجکل فرانس میں سب سے زیادہ مقبول ہو، اور مندرجۂ ذیل ڈراما اسی قسم کا ایک آخرین نمونہ ہو۔

(۲) سب سے زیادہ قابل غور یورپ کی موجودہ اخلاقی ذہنیت کی نمایش ہو جو اس ڈرامے میں ہمارے سامنے آجاتی ہو۔ یہ واقعہ ہو کہ ایلین اور اُسکے شوہر کی قصصی سیرت یورپ کے اعلیٰ اور متوسط طبقات کے نوّے فی صدی مرد و عورت کی حقیقی سیرت ہو۔ حیات زوجیت کی اخلاقی اور معاشرتی روح فنا ہو چکی ہو۔ محض ایک طرح کا قانونی معاہدہ رہ گیا ہو جس کی پابندی معاشرتی ضروریات کی بنا پر کی جارہی ہو، بہت ممکن ہو کہ کچھ عرصہ بعد یہ پابندی بھی ضروری نہ رہے۔ موجودہ تمدن کا منتہائے عروج، اخلاق اور اخلاقی حدود کا خاتمہ ہو!

---

(۱)

میں ہنسنا چاہتا تھا جب یہ ڈراما دیکھنے کے لئے جانے لگا۔ مجھے یقین تھا کہ ہنسوں گا، کیونکہ قصہ کا نام ہی مُضحک تھا۔ پھر یہ پہلی مرتبہ اسٹیج پر آیا تھا اور نکتہ چینیوں کی نظریں ابتک اسپر نہیں پڑی تھیں جو ایکٹر اس میں حصہ لینے والے تھے، سب فن ظرافت میں مشہور تھے پیرس کے مخلوق کی عادت ہو کہ پہلے ہی سے لطف اُٹھانے لگتی ہو میں نے بھی پیشگی ہنسنا شروع کردیا تھا۔

ہنستے ہوئے تھیٹر پہنچے۔ پردہ اُٹھنا تھا کہ مارے ہنسی کے پیٹ میں بل پڑ پڑ گئے لیکن چند ہی لمحے بعد ہنسی غائب ہوگئی۔ اپنے اندر ہم نے ایک عجیب طرح کا احساس پایا۔ الفاظ شاید اسے بیان نہیں کرسکتے کیونکہ وہ احساس نہ تو خالص مسرت تھی نہ خالص رنج۔ یا یوں کہو کہ وہ چیز خالص رنج سے بھی زیادہ قلب کو متاثر کر رہی تھی۔ لیکن ساتھ ہی تبسم پر بھی مجبور کرتی تھی۔ بلکہ شاید ہنسی پر۔ شاید قہقہوں پر! افسردگی میں مسکرانا! رنج میں کھلکھلا کر ہنسنا!

کیوں؟ اس لئے کہ ایکٹر تمھارے سامنے انسان کی ایسی خصلتیں پیش کر رہا ہو جن کا ظاہر ہنسانے والا ہو، ہنسنا چاہو یا نہ چاہو، باطن رولانے والا ہو، رونا چاہو یا نہ چاہو۔

(۲)

پردہ اُٹھتے ہی ایک ادھیڑ عورت تمھارے سامنے موجود ہو۔ ادھیڑ سے بھی زیادہ بوڑھی معلوم ہوتی ہو۔ اُس کا لباس اُس کے سن و سال اور مرتبہ کے مناسب ہو۔ اُسکی گفتگو سنتے ہی تم جان جاتے ہو کہ وہ پیرس کی مخلوق نہیں، اطراف ملک سے آئی ہو۔ اور یہ کہ اُس مبہم طبقہ سے تعلق رکھتی ہو جو متوسط طبقہ تو نہیں ہو مگر اس سے اُتر کر رہنا بھی گوارا نہیں کرتا۔

عورت، بیوہ ہو۔ شوہر کی یادگار ایک لڑکی ایلین موجود ہو۔ یہ نہایت حسین اور خوش اندام ہو۔ ماں بیٹی زمانہ کے جور سے تنگ آکر پیرس میں پناہ ڈھونڈھتی ہیں۔ فن موسیقی کے ایک ماہر سے ملاقات ہوتی ہو۔ وہ خود بھی اپنے ہنر میں بدقسمت ہو مگر قصباتی دوشیزہ پر فریفتہ ہوجاتا ہو۔ دونوں کو اپنے شکستہ گھر میں جگہ دیتا ہو۔ پھر بیک وقت اس رشک ماہ کا اُستاد، مربّی، اور عاشق بنجاتا ہو۔

لڑکی، رقص و سرود میں کامل ہوجاتی ہو۔ پیرس کی ایک تھیٹر کمپنی اُس کی خدمات قبول کرلیتی ہو۔ آج کی رات وہ پہلی مرتبہ اسٹیج پر آنے والی ہو۔ ماں اُسے بڑے ہی تاثر، اضطراب، مسرت، اور کسی قدر خوف کی نظروں سے دیکھ رہی ہو۔ لیکن کامیابی کی اہمیت بھی سمجھتی ہو اس لئے خوشی بھی منانا چاہتی ہو۔ چنانچہ اُسنے دعوت کا اہتمام کیا ہو۔ میز پر ہر قسم کے کھانے چُنے ہیں جو دولتمندوں کے لئے معمولی مگر غریبوں کے لئے بہت قیمتی ہیں۔ وہ اپنے دل کی تمام باتیں اپنی کم سن پھرتیلی خادمہ کو سُناتی ہو۔ اُس کا لہجہ بالکل ویسا ہی

کی ایک کان ملی ہے۔ البتہ خیال کیا جاتا ہے کہ ملک میں سیسے، زنگ، تانبے کی بھی کانیں موجود ہیں، مگر زیادہ بڑی نہیں سمجھی جاتیں۔

مراکش کی تجارت

سنہ ۱۹۱۳ء سے ابتک کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ مراکش میں برآمد پر درآمد کا مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ ذیل کے نقشے سے اس کا اندازہ ہوگا:

سنہ	ملین فرنک کے حساب سے زیادتی
۱۹۱۳ء	۱۴۲
۱۹۲۲	۵۱۴
۱۹۲۳	۵۰۸
۱۹۲۴	۳۰۳
۱۹۲۵	۶۲۶
۱۹۲۶	۹۸۰

مراکش کی تجارت میں فرانس کا حصہ بہت بڑا ہے۔ ذیل کے نقشے سے اس کا اندازہ ہوگا۔

سنہ	مجموعی تجارت	فرانس کا حصہ
۱۹۱۳ء	۲۲۲	۱۵۲
۱۹۲۱	۱۲۱۹	۷۵۳
۱۹۲۵	۱۷۵۴	۹۵۳
۱۹۲۶	۲۴۰۴	۱۴۲۷

برآمد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ سنہ ۱۹۱۳ء میں مراکش کی کل برآمد ۴۰ ملین فرنک تھی۔ سنہ ۱۹۲۶ میں ۱۲۷ ملین تک پہنچ گئی۔ لیکن درآمد کے مقابلے میں یہ ترقی بہت معمولی ہے۔ کیونکہ برآمد میں فاسفوٹ بھی داخل ہے جو سراسر فرانسیسی کمپنی کی ملکیت ہے۔ اس کی قیمت سنہ ۱۹۲۶ء میں ۱۰،۲۵،۰۰،۰۰۰ فرنک تھی۔ اسی طرح دوسری کانوں کی آمدنی جو فرانسیسی کمپنیوں کے ہاتھ میں ہیں، ۶ ملین فرنک تھی۔

اسوقت تک مراکش کی ۱۶ لاکھ ہکٹار قابل کاشت زمین، ۲۱۰ ہزار، فرانسیسیوں کی ملکیت میں جا چکی ہے۔ یہ لوگ اپنی پیداوار، فرانس بھیجتے ہیں اور بے شمار نفع حاصل کر رہے ہیں۔

مراکش کا قرضہ

فرانسیسی حمایہ سے پہلے مراکش پر ۱۶۴ ملین قرضہ تھا لیکن سنہ ۱۹۲۰ میں ایک نیا قرضہ اُس کے سر منڈھ دیا۔ اب اُس کی تعداد ۷۴۴ ملین فرنک ہوگئی ہے۔ حکومت مراکش کے سالانہ میزانیہ میں قرض اور سود کی ادائی کے لئے بھی ایک مد ہوتی ہے۔ سنہ ۱۹۲۲ میں حکومت کی آمدنی ۲۶،۷۶،۴۳،۳۴۰،۴۴ فرنک تھی اور قرض کی قسط ۳،۶۹،۰۰،۰۰۰ فرنک تھی۔ سنہ ۲۶ میں آمدنی ۴۰،۶۹،۱۵،۷۷،۲ فرنک تھی اور قرض کی قسط ۷،۸۴،۰۰،۰۰۰۔

ریلوے

اسوقت مراکش میں ۱،۲۵۵ کیلومیٹر ریلوے لائن بچھی ہوئی ہے۔ لائن دو قسم کی ہے: چھوٹی اور بڑی۔ چھوٹی لائن، فوجی نقل و حرکت کے لئے ہے اور حسب ذیل مقامات کو متصل کرتی ہے:

خط	درازی
دار بیضا سے مراکش تک	۲۸۴ کیلومیٹر
جدہ سے فاس تک	۴۰۱ "
قنطرہ سے وزان تک	۱۵۸ "

آخر الذکر دونوں خطوں سے جنگ ریف کے زمانے میں فرانس نے بہت فوائد حاصل کئے۔ ان پر مسافر بھی سفر کرتے ہیں، مگر کم۔

بڑی لائن کی دو شاخیں ہیں:

طنجہ۔ فاس لائن۔ یہ ایک فرانسیسی اسپینی کمپنی کی ملکیت ہے۔ اس کی درازی ۳۰۶ کیلومیٹر ہے۔

قنیطرہ۔ رباط لائن۔ یہ دار بیضا اور مراکش ہوتی ہوئی طنجہ۔ فاس ریلوے سے ملجاتی ہے۔ یہ سراسر فرانسیسی کمپنی کی ملکیت ہے۔

مراکش میں فرانس کے جنگی مصارف

ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوگا کہ فرانس کو اب تک مراکش کے محکوم کرنے کے لئے کتنے مصارف برداشت کرنا پڑے:

سنہ	ملین فرنک
۱۹۰۷ سے ۱۹۱۱ء	۱۲۶
۱۹۱۲ " ۱۹۱۴	۵۹۸
۱۹۱۵ " ۱۹۱۹	۱۴۱۰
۱۹۲۰	۴۹۰۸
۱۹۲۱	۴۷۸۲
۱۹۲۲	۴۳۶۱
۱۹۲۳	۳۹۳۵
۱۹۲۴	۳۳۳۸
۱۹۲۵	۹۰۴۲
۱۹۲۶	۱۲۰۵۶

صحرا میں ریل

شمالی افریقہ کے فرانسیسی نظم و نسق کی سرکاری کانفرنس ہر سال منعقد ہوا کرتی ہے۔ حال میں اس کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا تھا۔ اس اجلاس نے متعدد نئی تجاویز منظور کی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ اہم تجویز یہ ہے کہ صحرا میں ریلوے لائن تعمیر کر کے شمالی افریقہ وسطی افریقہ سے ملا دیا جائے۔ اگر یہ ریلوے خط تعمیر ہوگیا تو افریقہ کی عمرانی اور تجارتی حالت میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو جائے گا۔ کیونکہ صحرا کا تمام غیر آباد حصہ آباد حصہ ہو جائے گا، اور مصر سے مراکش تک ایک نیا اندرونی خط تجارت

مذاکرۂ علمیہ

نظریۂ نشو و ارتقا کی موجودہ منزل

(۲)

مُشکلات

نظریۂ ارتقاء کے تحقق کی راہ میں ابتک متعدد مشکلات حائل ہیں۔ سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ طبقات الارضی تاثیرات کے ماتحت ارتقائی سلسلے کی بعض کڑیاں گم ہیں۔ ان کڑیوں کا پتہ لگانا ضروری ہے۔

حفریات کی مدد سے ہم نے عہد بلیوسینی (یعنی وہ عہد جبکہ زمین کی سطح کا دوسرا طبقہ طیار ہونا شروع ہوا) کے اواخر تک کی تحقیق کر لی ہے۔ مگر خود اس عہد کی تحقیق پوری طرح مکمل اور یقینی نہیں ہے۔ بلاشبہ ہمیں بلیوسینی طبقات میں پتھرائے ہوئے دانت ملے ہیں ممکن ہے یہ بندر نما انسان، یا انسان نما بندر کے دانت ہوں۔ لیکن اس مخلوق کی تعیین کے لئے مزید تحقیقات کی ضرورت ہے۔

عہد بلیوسینی کم سے کم ڈھائی لاکھ برس دراز تھا۔ اس سے پہلے کا زمانہ، عہد میوسینی کہلاتا ہے اور کم سے کم چھ سات لاکھ سال دراز تھا۔ اسی عہد میں بندر نما انسان ظاہر ہوا تھا۔ ڈاکٹر بلگرم کو (جو ہندوستان کے شعبۂ طبقات الارض میں کام کرتے ہیں) ایسے پتھرائے ہوئے آثار دستیاب ہوئے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بندر نما انسانوں کی بارہ قسمیں موجود تھیں اور عہد میوسینی کے اواسط و اواخر میں ہمالیہ کے جنگلوں کے اندر زندگی بسر کرتی تھیں۔ پھر آج ہم بندر نما انسان کی کم از کم تین ایسی قسموں سے بھی واقف ہیں جو اسی عہد میں یورپ کے جنگلوں کے اندر موجود تھیں لیکن افسوس ہمیں اُن کے جسم کے صرف وہی اجزا مل سکے ہیں جو زیادہ پائدار تھے یعنی دانت اور جبڑے۔ اُن دانتوں کو اگر قدیم انسان کے دانتوں کے سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو کوئی شخص اس سے انکار نہ کر سکے گا کہ عہد میوسینی کے بندر نما انسان کے دانت موجودہ انسانی دانتوں کی اصل ہیں۔

انسان کب ظاہر ہوا؟

یہ غیر ضروری ہے کہ عہد میوسینی سے پہلے انسان کے ظہور کی تحقیق کی جائے۔ کیونکہ اس عہد سے پہلے کے ارضی طبقات میں صرف بندر نما انسان ہی کے آثار ملتے ہیں۔ اسوقت جتنے بھی دلائل ہمارے پاس موجود ہیں، اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ انسان نے ایک ایسے بندر سے ظہور کیا ہے جو بندر نما انسان قسم کا تھا۔ یہ قسم شمپانزی قسم کے بندر سے زیادہ ترقی یافتہ نہ تھی۔ اور یہ کہ انسان کی نسل انتھروپوئیڈ سے عہد میوسینی میں جدا ہوئی ہے۔ بنا بریں انسان کی عمر، دس لاکھ برس کی ہے۔

انسان کے تسلسل پر دلائل

طبقات الارضی مباحث سے ابتک قطعی طور پر ثابت نہیں ہوا کہ انسان کی اصل، بندر نما انسان ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اس بات پر زور دیتے ہیں کہ انسان اپنے ظہور کے کسی عہد میں بندر نما انسان قسم کی ایک مخلوق تھا؟ حالانکہ یہ معلوم ہے کہ انسان اور بندر میں مختلف حیثیتوں سے بہت فرق ہے۔

میں مختصر جواب دیتا ہوں۔ موجودہ صدی کے اوائل میں پروفیسر نیٹون نے ہر جنس حیوانی کا تعلق اُس کے افراد سے معلوم کرنے کے

شدید حقارت میں تبدیل ہو جاتی ہو۔ فاسق عاشق اس شخص ہر کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہو جس کی رگوں میں گرم خون کا ایک قطرہ بھی نہیں ہو، اور جو اس بات پر راضی ہو جاتا ہو کہ اس کی بیوی، اُس میں اور بیوی کے آشنا میں مشترک رہو!

عاشق رخصت ہوتا ہو ایلین مسکراتی ہوئی اپنے شوہر کے پاس آتی ہو گفتگو جاری ہوتی ہو۔ یہاں تک کہ شوہر بیوی سے بھی اچانک کہدیتا ہو کہ "میں سب کچھ جانتا ہوں!" وہ ششدر رہ جاتی ہو۔ خوف سے کانپنے لگتی ہو مگر وہ سنجیدگی سے کہتا ہو "کوئی حرج نہیں۔ مجھے یہ صورت منظور ہو!" بیوی بے حد حقارت سے بے غیرت شوہر کو دیکھتی ہو۔ واقعی اُس کا دل سخت مجروح ہوا ہو۔ وہ چاہتی تھی، شوہر اُس سے محبت کرتا، اور اس لئے اُس کی خیانت پر غضب ناک ہوتا۔ مگر اب دیکھتی ہو کہ شوہر کو اُس کی ذرا بھی قدر نہیں۔ آہ، وہ اپنی حیثیت کو ڈرہ کرکٹ سے زیادہ نہیں پاتی!

اس بے غیرتی پر شوہر کو سخت سُست کہنے لگتی ہو۔ اسپر شوہر کا پیمانۂ صبر بھی لبریز ہو جاتا ہو۔ جذبات بہت دبائے، اب بے قابو ہوا جاتا ہو۔ یہ دیکھو، آتش فشاں پھٹا۔ غیظ و غضب نے دیوانگی کی شکل اختیار کرلی محبت اپنی پوری قوت سے ظاہر ہوئی۔ غیرت ہولناک درجہ تک پہنچ گئی۔ اب وہ رک نہیں سکتا۔ خائن بیوی کو اُس کے غضب سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ اچانک چلاتا ہو "میری دیوثی دیکھے گی!" عورت لرزہ براندام ہو۔ بید کی طرح تھرتھراتی ہو۔ مگر دل کی گہرائی میں مسرت و سعادت محسوس کر رہی ہو۔ اب اُسنے دیکھ لیا کہ شوہر محبت سے خالی نہیں۔ ابتک آتش عشق میں جل رہا ہو۔ غیرت سے انتقام پر تلا ہوا ہو۔ وہ اُس کے قدموں پر گرنا چاہتی ہو۔ معافی کا ارادہ کرتی ہو۔ توبہ کے لئے آمادہ ہو رہی ہو۔ شوہر غصہ کی دیوانگی میں اسپر ٹوٹ پڑنے کو ہو۔ لیکن افسوس، یہ کیا ہوا؟ شوہر اچانک سنبھل جاتا ہو، رُک کر کھوکھلی آواز میں کہتا ہو "موٹر آتی ہوگی۔ اپنے آشنا کے ساتھ چلی جانا" پھر فوراً بھاگ کر گھر سے نکل جاتا ہو۔ عورت رونا دھونا داویلا کرنا شروع کر دیتی ہو!

(۸)

بے غیرت شوہر نے کہا تھا "موٹر آتی ہوگی۔ اُسپر چلی جانا" مگر اب موٹر کہاں؟ ایلین کے آشنا نے محسوس کیا تھا کہ اس کے دل میں شوہر کی دیوثی پر نفرت و حقارت پیدا ہو گئی ہو، حالانکہ اس نفرت و حقارت کی تہ میں ایک دوسری نفرت بھی پوشیدہ تھی؟ کونسی نفرت؟ ایلین سے نفرت! اُس عورت سے نفرت جس کی اب کوئی قیمت عشق باقی نہیں رہی تھی، جو اب کسی شوہر کی محبوبہ نہ تھی، بلکہ خود شوہر کی طرف سے فسق و ہوس کی پیش کش تھی!

ایلین اپنے شوہر اور اپنے آشنائے فسق، دونوں سے محروم ہوگئی یہ اُس کے شوہر کا انتقام تھا۔

الہلال کے ابتدائی نمبر

الہلال سلسلۂ جدید کے ابتدائی نمبر، یعنی نمبر ۱ سے ۵ تک
بعض حضرات کو مطلوب ہیں، وہ دوگنی قیمت پر خریدنے کے لئے طیار ہیں۔ دفتر کو اطلاع دیجائے۔ منیجر

تاریخ و عبر

آزادی کی راہ میں

تاریخ قرطاجنہ کا ایک عبرت انگیز صفحہ

فینیقیا کے باشندوں نے اپنے بادشاہ پجلیون کے عہد میں شہر قرطاجنہ آباد کیا۔ قرطاجنہ کے معنی ہیں نیا شہر۔ یہ آبادی، شمالی افریقہ کے ساحل پر ٹیونس کے قریب قائم ہوئی تھی۔ فینیقیا کی کمزوری کے بعد قرطاجنہ نے عروج حاصل کیا اور بتدریج بحر ابیض کی تجارت کا مالک بن بیٹھا۔ اُس کا جنگی بیڑہ، روم کے بیڑے سے کہیں زیادہ طاقتور تھا۔ سسلی سے جبل طارق تک اُن کا اقتدار قائم تھا۔ مراکش، الجزائر اور ٹیونس کے اکثر حصے اُن کے قبضے میں آگئے تھے۔ اسپین، سسلی، سرڈانیا، کارسیکا مفتوح یا زیر اثر تھے۔ تجارت نے بہت وسعت اختیار کرلی تھی۔ پوری قوم، دولت سے مالامال ہو رہی تھی۔ لیکن روم کو اس سے سخت حسد تھا اور برابر جنگیں ہوتی رہتی تھیں۔ ان میں تین جنگیں سب سے زیادہ اہم ہیں۔

پہلی جنگ

یہ جنگ ۲۶۴ء۔ ۲۴۱ء ق م میں ہوئی۔ روم نے اسے شروع کیا تھا۔ وجہ یہ ہوئی کہ روم نے سسلی میں شہر مسنی پر قبضہ کرلیا۔ یہ شہر قرطاجنہ کے تابع تھا۔ قرطاجنہ کے بحری اسطول نے روم کو سخت نقصان پہونچایا۔ یہ دیکھ کر روم نے بھی فوراً جنگی بیڑہ طیار کیا اور بحری جنگ شروع ہوگئی۔ لیکن جزائر ایجیت کے قریب قرطاجنہ والوں کو شکست ہوئی اور پورا سسلی، روم کے قبضہ میں آگیا۔

دوسری جنگ

اس شکست کے بعد قرطاجنہ کی تنخواہ دار فوج نے سرکشی شروع کی اور طوائف الملوکی پھیل گئی۔ لیکن اُسی زمانے میں ایک عظیم آدمی ہملکار ظاہر ہوا، تمام فتنوں کا سر کچل ڈالا، اور اسپین میں ایک عظیم الشان فوج، روم سے لڑنے کے لئے مرتب کی۔ کیونکہ اب روم سرڈینیا اور کارسیکا پر بھی قابض ہو چکا تھا۔

یہ جنگ، تاریخ میں بہت اہمیت رکھتی ہو۔ کیونکہ اسی میں ہنیبال نے ظہور کیا تھا جو دنیا کا مشہور ترین سپہ سالار تسلیم کیا گیا ہو۔ ہنیبال نے بچپن ہی میں اپنے باپ سے قسم کھائی تھی کہ عمر بھر روم کا دشمن رہے گا۔ اُس کی قسم سچی ثابت ہوئی۔ پوری زندگی، روم سے جنگ میں گزاردی۔

رومانیوں کو یقین تھا کہ جنگ، اسپین میں ہوگی۔ اسی لئے انھوں نے اسپینی سرحدوں پر جنگی طیاریاں کی تھیں۔ لیکن ہنیبال، کوہ پیرانس کو عبور کرکے فرانس پہونچا اور فرانس سے الپس کے برفانی پہاڑ کو عبور کرکے اچانک اٹلی کے میدانوں پر جا دھمکا۔ روم والے سخت متعجب ہوئے۔ انھیں ہرگز خیال نہیں گزرا تھا کہ اس طرح کوئی فوج حملہ آور ہوگی۔

ہنیبال نے روم کو سخت شکستیں دیں۔ ترازمین کا معرکہ، جو ۲۱۷ء ق م میں واقع ہوا، بہت ہولناک تھا۔ اس کے ایک برس بعد "کان" میں روم کو اور بھی زیادہ سخت شکست ہوئی۔ پوری فوج کٹ گئی۔ ہنیبال، اٹلی میں ۱۵ برس تک جنگ کرتا رہا۔ روم کے بالکل قریب تھا۔ مگر سخت کوشش کے باوجود بھی اُسے کسی طرح فتح نہ کرسکا۔

مسلسل جنگوں نے خود ہنیبال کو بھی بہت کمزور کر دیا تھا۔ اس نے قرطاجنہ، کمک کے لئے لکھا۔ فوراً اُس کا بھائی ہزدروبال ایک فوج لے کر روانہ ہوا۔ مگر دریائے متوروس پر رومانیوں نے اُسے روک لیا۔ جنگ کی۔ اُسے قتل کر ڈالا، اور پوری فوج برباد ہوگئی۔

اس اثناء میں رومانیوں نے ہنیبال کو چھوڑ کر خود قرطاجنہ پر چڑھائی کردی۔ قرطاجنہ والوں نے ہنیبال کو مدد کے لئے بلایا وہ فوراً چلا۔ مگر ۲۰۲ء ق م میں قرطاجنہ کے قریب ہی اُسے رومی سپہ سالار شیپون نے سخت شکست دیدی۔

اب قرطاجنہ کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ صلح کی درخواست کرے۔ روم نے صلح کی شرطیں یہ پیش کیں کہ قرطاجنہ اپنا پورا جنگی بیڑا اور بحر احمر میں اپنے تمام جزیرے اور اسپین میں تمام مقبوضات، روم کے حوالے کردے۔ نیز کبھی کسی سے جنگ نہ کرے۔ قرطاجنہ یہ ذلت قبول کرنے پر مجبور تھا۔ لیکن ہنیبال نے انکار کر دیا۔ وہ ملک بدر ہوگیا۔ سیریا اور مقدونیا کے بادشاہوں کو روم کے خلاف جاکر کھڑا کردیا۔ اُن کی فوجوں میں لڑتا رہا۔ لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی آخر اُسنے ۱۸۳ء ق م میں زہر کھا کر خودکشی کرلی۔

تیسری جنگ

(۱۴۹ء۔ ۱۴۶ء ق م)

یہ قرطاجنہ اور روم کی آخری لڑائی تھی۔ مگر تاریخ میں اول درجے کی لڑائی سمجھی جاتی ہو، کیونکہ اس میں مغلوبوں نے ہمت و شجاعت کے ایسے جوہر دکھائے جو آجتک تمام محبان آزادی کے لئے نمونہ بنے ہوئے ہیں۔

اس جنگ کی وجہ عجیب تھی۔ ظلم و حرص کی آخری حد تھی۔ واقعہ یہ ہوا کہ روم کے ایک شریف کاتو نے قرطاجنہ میں سیاحت کی اور یہ دیکھ کر جل گیا کہ مسلسل جنگوں اور شکستوں کے بعد بھی قرطاجنہ بہت خوشحال اور آباد ہو۔ اُس کی تجارت و ثروت روز افزوں ترقی کر رہی ہو۔ وہ روم واپس آیا اور رومانی مجلس شیوخ کے سامنے حسب ذیل تقریر کی۔

"دیوتاؤں کا ہم پر بڑا فضل ہو کہ ہمیں ایسی سرسبز اور دولتمند سرزمینوں کا مالک بنایا ہو۔ ہمارے ملک کا موقعہ ہمیں مجبور کرتا ہو کہ

ہو جیسا دادی کا اپنی پوتی کے مقابلہ میں ہوتا ہو۔ گفتگو کچھ اس طرح کی ہو کہ وہ دونوں اُس میں سنجیدگی سے مصروف ہیں مگر ہم سننے والے ہنسی سے لوٹے جاتے ہیں!

اچانک موسیقی کا اُستاد آتا ہو۔ بہت خوش ہو۔ مگر خوشی نے کچھ اضطراب بھی پیدا کر رکھا ہو۔ وہ تأثر سے بے اختیار رونے لگتا ہو۔ ایسا رونا جو تماشائیوں کو ہنسانے والا ہو۔ ماں کو اُس کی بیٹی کی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہو۔ پھر اس کامیابی کی نقل اُتار کر دکھاتا ہو اور وہ نغمے سُناتا ہو جن سے لڑکی نے سامعین کا خراج تحسین وصول کیا تھا۔

ماں خوش ہو۔ لیکن ساتھ ہی غیر مطمئن بھی ہو۔ کیونکہ تھیٹروں کی آب ہوا نا پسند کرتی ہو اور دل سے چاہتی ہو کہ لڑکی کسی اور کام میں لگتی۔ اُستاد موسیقی بھی خوش ہو۔ لیکن ساتھ ہی خوفزدہ بھی ہو۔ کیونکہ ڈرتا ہو، مبادا الین دولتمند مداحوں کے دام میں پھنس کر اُن کی ہو رہے۔

(۳)

ماں اپنی لڑکی کے عاشق کا خوف محسوس کرتی ہو۔ ساتھ ہی اُس کی اخفاءِ راز کی کوشش کو بھی محسوس کرتی ہو۔ دونوں گو مگو حالت میں ہوتے ہیں کہ لڑکی اٹکھیلیاں کرتی، ہنستی کھیلتی، جوش میں بھری دوڑی آتی ہو۔ ماں کو پیار کرتی ہو۔ عاشق کے سامنے آتی ہو اور شکریہ ادا کرتی ہو۔

لیکن اِن کی قسمت میں عوت کا لطف تنہا اُٹھانا نہ تھا۔ تھیٹر کا منیجر ایک دولتمند رئیس کے ساتھ آ موجود ہوتا ہو۔ دونوں لڑکی کو اُس کی کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں اور کھیل کود کے ایک بڑے جلسہ خانہ میں گھڑی بھر ساتھ بیٹھنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اُن کی گفتگو کے انداز سے پتہ چلتا ہو کہ لڑکی پہلے ہی دعوت قبول کر چکی تھی۔ مگر اب پس و پیش کرتی ہو اور عاشق کو ساتھ نہ لے جانا خلافِ مروت خیال کرتی ہو۔ آنے والے اسے محسوس کرتے ہیں اور فوراً عاشق کو بھی مدعو کرتے ہیں وہ انکار کرتا ہو۔ یہ اصرار کرتے ہیں۔ لڑکی بھی ضد کرتی ہو۔ مجبوراً اقرار کر لیتا ہو۔ آنے والے جلد موٹر بھیجنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو جاتے ہیں۔

عاشق معشوق کمرے میں تنہا ہیں۔ اب وہ منظر سامنے آتا ہو جو ہنساتا بھی ہو اور رنج بھی دیتا ہو۔ عاشق، دعوت کا لباس پہنتا ہو مگر کوئی کپڑا بھی درست نہیں۔ سب اتنے پھٹے پُرانے ہیں کہ شرم سے عرق عرق ہو جاتا اور دلی رنج محسوس کرتا ہو۔ لیکن بناوٹی خوشی کا اظہار بھی کرتا ہو۔ تمام جا بجا سے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ ایک تمام ملتا ہو تو دوسرے کا پتہ نہیں۔ الین بھی اپنی آرائش میں مصروف ہو۔ تھیٹر کے منیجر نے رقص کا لباس عاریۃً دیدیا ہو۔ اُسی کو پہنتی ہو اور حسن کی دیوی معلوم ہوتی ہو۔ مگر اُس کی بھی زینت کا تمام سامان موجود نہیں۔ وہ جھنجھلاتی ہو لیکن اپنے عاشق کی اندرونی تکلیف محسوس کر کے مصنوعی تبسم دکھاتی ہو اور تسلی دیتی ہو۔ عاشق وعدہ کرتا ہو کہ آئندہ دونی محنت کرے گا اور اُس کی ضرورت کی تمام چیزیں جلد مہیا کر دے گا۔

موٹر آ گئی۔ ماں کو دیکھو کیسی خوش ہو؟ بیٹی کے حسن پر قربان ہوئی جاتی ہو۔ لو، اُس کے پیچھے چلی جاتی ہو۔ لٹکے ہوئے دامن اُٹھائے ہو کہ لڑکی کا لباس سیڑھی کے غبار سے میلا نہ ہو جائے کمسن خادمہ شوقِ خدمت میں موم بتی لئے آگے آگے چل رہی ہو۔ عاشق کو دیکھو چہرہ اُترا ہوا ہو مگر خوشی کا اظہار کر رہا ہے۔ دل رو رہا ہو مگر لبوں پہ مصنوعی تبسم نمایاں ہو!

(۴)

دوسرے وقفہ کے بعد انقلاب حال شروع ہو جاتا ہو۔ ہماری آنکھوں کے سامنے اب ایسے لوگ ہیں جنھیں بہ مشکل پہچان سکتے ہو۔ دولت و عشرت نے اُنکے اطوار اور انداز بدل دئیے ہیں۔ اب غربت کی مسکینی کہیں نظر نہیں آتی۔ الین کے کمال نے بڑی شہرت حاصل کی ہو۔ ہر جگہ مقبول ہو۔ دنیا مسکرا کے قدموں سے لپٹ گئی ہو۔ شب و روز من برس رہا ہو، کسی کو بھی افلاس کی شکایت باقی نہ رہی۔ اب نازنین کی ماں وہ بڑھیا ادھیڑ عورت نہیں ہو جسے ہم نے پہلی فصل میں دیکھا تھا۔ اب اُس کے چہرہ پر شباب کی رونق لوٹ آئی ہو۔ نئے فیشن میں ملبوس ہو۔ گفتگو کی طرز بھی بدل گئی۔ اب وہ پیرس کی خاتون ہو آواز میں بھی بڑا تغیر ہو گیا۔ اب وہ خوش گلو ہو۔ حرکات و سکنات بھی پہلے سے نہیں ہو۔ اب پھرتیلی اور چست و چالاک ہو۔ اُستاد موسیقی بھی اب وہ پہلے کا خستہ حال، پژمردہ، گویا نہیں رہا۔ اب وہ ایک خوش حال رئیس ہو، بھاری بھرکم، سنجیدہ، باوقار۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اب اپنی محبوبہ الین کا شوہر ہو۔ صرف یہی لوگ نہیں، بلکہ ان کی غریب خادمہ بھی بالکل بدل گئی ہو۔ ایک نئے نوکر کا بھی اضافہ ہوا ہو۔ پیرس کا وہ حقیر گھر بھی نہیں رہا جو موم بتی سے روشن کیا جاتا تھا اور جس کی زمین دامن میلے کر ڈالتی تھی۔ اب وہ سمندر کے خوش منظر ساحل پہ ایک شاندار عمارت میں ہیں۔ ہر موسم گرما میں الین کے دوستوں اور قدر دانوں کا یہاں ہجوم رہتا ہو۔ تمام چوٹی کے آدمی جمع ہوتے ہیں۔

ہم تھیٹر کے منیجر اور اُس کے مالدار ساتھی کو چند اور دوستوں کے ہمراہ الین کے گھر بار بار آتے جاتے دیکھتے ہیں۔ وہ بیٹھتے ہیں کھیلتے ہیں، مذاح کرتے ہیں، قہقہے لگاتے ہیں۔ الین کا شوہر مطمئن اور خوش ہو۔ اپنے دوست سے شکر گزاری کے لہجہ میں کہتا ہو "خدا کی مشیت یہی تھی کہ میں مالدار ہو جاؤں۔ میں عنقریب ایک موسیقی آمیز قصہ لکھنے والا ہوں جو ضرور مقبول ہوگا۔ میرا تعلق ایک بڑے اخبار سے بھی ہو گیا ہو جس میں موسیقی پر نقد کیا کروں گا"

گفتگو جاری تھی کہ الین کے دوست آ گئے۔ اُستاد موسیقی اپنے دوست کے ساتھ کسی کام سے باہر چلا گیا۔ الین اپنے دولت مند قدر دان کے ساتھ تنہا کمرہ میں ہو۔ باقی احباب ملاقات کے ایوان میں بیٹھے ہیں۔ گھر کے مالک کی واپسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ الین اور اُس کے دوست میں گفتگو چھڑتی ہے۔ عجیب صورت حال! دونوں عاشق ہیں! عورت اپنے شوہر سے خیانت کر رہی ہو۔ اب معلوم ہوا اس تمام دولت کا سرچشمہ یہی خیانت ہو!

اسوقت ہمیں یہ بھی معلوم ہو جاتا ہو کہ الین کا آشنا اُس کے غبی شوہر سے تنگ آ گیا ہو۔ اس لئے تنگ ہو کہ اپنی آشنا سے دل کھول کر متمتع ہونا چاہتا ہو۔ مگر یہ غبی شوہر بیچ میں سدِّ راہ ہو جاتا ہو!

یہ شوہر واقعی غبی ہو، یا غباوت ظاہر کرتا ہو؟ یہ مصنوعی غباوت اس لئے تو نہیں کہ دولت سے فائدہ اُٹھائے؟

مالدار فاسق کا یہی خیال ہو۔ مگر الین اسے ماننے سے انکار کرتی ہو۔

(۵)

دونوں تخلیہ میں یہی بحث کر رہے تھے کہ باہر دوستوں کی آواز بلند ہوئی "حضرت آ گئے! حضرت آ گئے!"

دونوں ہوشیار ہو گئے۔ شوہر گھر میں داخل ہوا۔ احباب رخصت ہوئے۔ اب میاں بیوی تنہا ہیں۔ دونوں میں باتیں ہوتی ہیں شوہر کی اُداسی نمایاں ہو۔ بیوی وجہ پوچھتی ہو وہ لیس و پیش کرتا ہو پھر بتاتا ہو کہ لوگ اسے "الین کا شوہر کہتے ہیں"۔ اُس کا نام نہیں لیتے یہی نہیں بلکہ اُسے دیکھ کر مسکراتے ہیں، آنکھیں مارتے ہیں۔ اشارے کرتے ہیں۔ لہذا اُسے کچھ شک ہو۔ بیوی اپنے تمام چلتر اور حسن کی دلفریبیاں کام میں لاتی ہو۔ شوہر کے شکوک دُور کرنا چاہتی ہو۔

اب دیکھو، شوہر تنہا ہو۔ بیوی کا بٹوا کھول رہا ہو۔ اُسمیں ایک بڑی رقم موجود ہو۔ اُس کا شبہ اور زیادہ ہو جاتا ہو، وہ سوچتا ہو کل الین جوئے میں بہت روپیہ ہار گئی لیکن اسے خبر تک نہ دی شبہ اور بھی قوی ہو جاتا ہو۔ دیکھو اُسنے میز کا خانہ کھولا۔ قیمتی جواہرات کا کنٹھا ہاتھ میں لیا۔ یہ کہاں سے آیا؟ بیوی نے اس کا ذکر تک نہ کیا شک اب یقین کی صورت اختیار کر لیتا ہو!

لیکن الین چالاک ہو۔ شوہر عاشق ہو۔ آسانی سے دھوکا دے سکتی ہو۔ چند میٹھی میٹھی باتیں تمام شکوک دفع کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ شوہر اپنے نوکر اور خادمہ سے بھی زیادہ غبی ہو۔ یہ دونوں سب کچھ جانتے ہیں۔

(۶)

تیسرے وقفہ کے بعد ہم الین کے شوہر کو اپنے دوست سے گفتگو میں مصروف پاتے ہیں۔ اب اُسے کامل یقین ہو گیا ہو۔ بیوی کی خیانت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا۔

اُسے یہ یقین اس طرح حاصل ہوا کہ الین اور اُس کے احباب نے تفریح کے لئے جانا چاہا۔ شوہر نے عذر کیا اور کسی بہانہ سے گھر ہی میں رہ گیا۔ اُن کی روانگی کے بعد خود بھی تعاقب میں پوشیدہ چلا اُسنے احباب کے ساتھ الین اور اُس کے مالدار آشنا کو نہیں پایا۔ دونوں دن بھر کہیں غائب رہے۔

بدنصیب شوہر سخت اُداس ہو۔ لیکن اپنے کو سنبھالے ہوئے ہو دوست سے کہتا ہو "موجودہ شرمناک صورت حال ناقابل برداشت ہو۔ میں اس زندگی سے بیزار ہوں۔ اپنی سابق غریبانہ مگر شریفانہ زندگی کی طرف لوٹ جانا چاہتا ہوں۔ لیکن واپسی سے پہلے ایک کھیل کھیلنا چاہتا ہوں۔ بہت ہی دردناک کھیل!"

احباب، سیر سے واپس آ گئے۔ الین اور اُس کا آشنا بھی ہمراہ ہو۔ سب اپنے اپنے مشاہدے بیان کر رہے ہیں۔ شوہر دل میں کٹا جاتا ہو، مگر ظاہر میں دلچسپی کا اظہار کر رہا ہو۔ ہنسی خوشی سب کی سُنتا ہو۔ سب اُسے بیوقوف بنا رہے ہیں اور سمجھتے ہیں وہ کچھ نہیں سمجھتا!

(۷)

رخصت کا وقت آ گیا۔ سب اس قرارداد کے ساتھ جانے لگے کہ ہوٹل میں رات کے کھانے پر جمع ہونگے۔ لیکن الین کے شوہر نے اپنی بیوی کے آشنا سے چند لمحہ ٹھہرنے کی درخواست کی۔ کمرہ میں صرف تین شخص رہ گئے: میاں، بیوی، اور اُس کا آشنا۔ اس وقت وہ مؤثر منظر آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہو جو شوہر سے گہری ہمدردی، بیوی سے شدید نفرت، اور آشنا پر سخت غصہ کے جذبات پیدا کر دیتا ہو۔

غضبناک مایوس شوہر کو دیکھو! وہ اپنا اور اپنی شرافت کا انتقام لینا چاہتا ہو۔ لیکن بالکل نئے قسم کا انتقام! وہ کسی طرح کا تشدد کرنا پسند نہیں کرتا۔ انتقام میں بھی نرم اور بردبار رہنا چاہتا ہو۔

دیکھو، بیوی اُٹھ کر دوسرے کمرہ میں چلی گئی۔ اب دونوں رقیب رُو در رُو بیٹھے ہیں۔ شوہر اپنی بیوی کے عاشق سے گفتگو کرتا ہو۔ بغیر کسی تمہید کے ظاہر کر دیتا ہو کہ "میں سب کچھ جانتا ہوں!" عاشق مبہوت ہو کر رہ جاتا ہو۔ حواس بجا کر کے ڈرتے ڈرتے پوچھتا ہو "تو کیا ارادہ ہو؟" اُسے یقین تھا، جواب میں "مبارزت!" سُنے گا۔ مگر یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتا ہو کہ شوہر کچھ نہیں چاہتا موجودہ صورتِ حال پر رضامندی کا اظہار کرتا ہو۔ حیرت فوراً

دہلی کے نامی اور نامور مشہور و معتبر مقبول خاص و عام اسم بامسمیٰ

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی کا

عدیم المثال نادر الوجود سرمائی تحفہ

تار کا کافی پتہ "ہمدرد، دہلی"

ماء اللحم دو آتشہ

بہ نسخہ خاص

زندگی جیسی عزیز اور پیاری چیز ہے وہ ظاہر ہے۔ لیکن تندرستی بھی ایک ایسی نعمت ہے کہ بغیر اس کے زندگی بے لطف بلکہ بیکار ہے۔ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ تندرستی ہے تو سب کچھ ہے۔ اگر آپ کو تندرستی کی قدر ہے اور تندرست رہنا پسند کرتے ہیں تو ہمارا تازہ کشید کیا ہوا ماء اللحم استعمال کیجئے اور پیری میں شباب کا لطف اٹھائیے یہ امر تو مسلم ہے کہ ماء اللحم مقوی ارواح ہے، بدن میں چستی اور توانائی پیدا کرنا۔ رنگ کا نکھارنا۔ روح کو تازگی اور قوت دینا۔ گئی ہوئی طاقت میں از سرنو جان کا ڈالنا اس کی خاصیت ہے۔ مگر ہمارا ماء اللحم خصوصیت کے ساتھ پیروں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بناتا ہے اس لئے کہ نادر اور بیش قیمت اور مقوی اور فرحت بخش اجزاء سے بطرز خاص تیار کیا گیا ہے۔ نسخہ بھی اس کا معمولی اور کتابی نہیں ہے بلکہ عالیجناب شفاء الملک بہادر غفراں مآب رئیس اعظم دہلی کا خاص خاندانی نسخہ ہے جو جناب ممدوح نے بغرض رفاہ عام "ہمدرد دواخانہ" کو مرحمت فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ ماء اللحم کا استعمال فرما کر خدا کی قدرت کا مشاہدہ کیجئے۔ فائدہ تو تین دن کے بعد ہی معلوم ہوتا ہے مگر معتدبہ اور پورا فائدہ ایک چلہ میں ہوتا ہے۔ پبلک کو صرف اپنی لفاظی اور خوش بیانی سے خوش کردینا ہمارا شیوہ نہیں ہے۔ مگر بعض امور میں ہم کو اپنی سچی ہمدردی کے اظہار کا کوئی موقع نہیں ملتا ہے تو مجبور ہو کر اشتہار دینا پڑتا ہے۔

ماء اللحم کے استعمال کا یہی موسم ہے اور یہی زمانہ ہے منگائیے! اور آزمائیے!! تجربہ بتادے گا کہ ہمدرد کہاں تک اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت بھی بہ نظر ہمدردی پانچ روپیہ فی بوتل مقرر کی گئی ہے علاوہ اسکے چند اقسام کے حلوے مقوی اور خوش ذائقہ نہایت نفیس تیار ہیں جن کے پورے افعال و خواص آپ فہرست میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ نیز ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں اس دواخانہ سے مناسب قیمت پر ملتی ہیں۔ فہرست سنہ ۲۷ء مع جنتری تیار ہے مفت طلب فرمائیے۔ خط و کتابت کے لئے کافی پتہ "منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی"

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

رنگ دیکھ لو

دو روپے تولہ سونا

گھسکر آزما لو

جرمنی کی حیرت انگیز ایجاد

اس سونے کی نہایت خوبصورت نازک منقش چوڑیاں جرمنی سے بنکر آئی ہیں۔ چونکہ انہیں ایک خول کی صورت میں بنایا گیا ہے۔ انکے اندر رنگین چوڑیاں آجاتی ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہترین زبرجد اور یاقوت کے نگینے جڑ دیئے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجئے لیکن رنگ و رونق میں فرق نہیں آتا اور نہ سیاہی دیتی ہے۔ صنف نازک کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ ڈھائی روپیہ میں پانچسو روپے کا کام نکالا جاسکتا ہے۔ ہر سائز کی موجود ہیں۔ سیکڑوں کی تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی ہیں۔ جلد منگوائیے تاکہ اسٹاک ختم نہ ہوجائے۔ ۸ چوڑیوں کی قیمت ڈھائی روپیہ۔ جن کا وزن تقریباً ڈیڑھ تولہ ہوگا۔ چوبیس ۲۴ چوڑیوں کے دام مبلغ سات روپئے (عہ)

منیجر گولڈن اسٹور۔ پوسٹ بکس نمبر [illegible] لاہور

برص و سفید داغ ۲۱ ایام میں جڑ سے غائب

ورنہ پوری قیمت واپس۔ اقرار نامہ لکھالیں۔ اکیس ۲۱ خوراک معجون مسیحا اور ایک شیشی روغن مسیحا جو پورے ۲۱ روز کافی ہوگی قیمت معہ خرچ [illegible] روپیہ تیرہ آنہ

دفتر معالج برص نمبر ۱۵ دربھنگہ (بہار)

پروانہ

اپنی نوعیت کا پہلا رسالہ ملک اور قوم و ملت کا سچا پروانہ دلچسپ اور اچھوتے مضامین نظم و نثر سے لبریز نومبر سنہ ۲۷ء دربھنگہ سے نہایت پابندی کے ساتھ شائع ہوگا لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت نفیس چندہ سالانہ تین روپیہ (عے) طلبہ سے دو روپیہ (عا) ممالک غیر سے پانچ روپیہ (صہ)

منیجر رسالہ پروانہ دربھنگہ (بہار)

اشتہار کے لئے

ہم بحری تجارتی قوم ہیں اور وہ تمام ممالک جہاں ہم تجارت کرتے ہیں ہمارے زیر اثر رہیں تاکہ ہمارا مال محفوظ رہ سکے۔ ہم نے دیوتاؤں کی مرضی پوری کی اور اپنے اقتصادی و جنگی اقتدار کا دائرہ وسیع کرنے لگے۔ لیکن وہاں دُور افق میں ایک ملک قرطاجنہ موجود ہے۔ اس کے پاس بڑی دولت، بڑی فوج، بڑا بیڑہ ہے۔ اُسنے ہر طرف تجارت پر قبضہ کر رکھا ہے اور ہر جگہ ہماری راہ روک رہا ہے۔ لہذا دیوتاؤں کی مشیت کامل طور پر پوری کرنے کے لئے ضروری ہوگیا ہے کہ ہم اس قوم کا بالکل قلع قمع کر ڈالیں۔ ہم نے عملاً دو مرتبہ اُسپر سخت ضربیں لگائیں، لیکن میں ابھی ابھی وہاں سے آرہا ہوں۔ اپنی ان دونوں آنکھوں سے اُس کی حالت دیکھ چکا ہوں۔ وہ اب بھی بہت مالدار، باحوصلہ، طاقتور اور ہمارے لئے دائمی خطرہ بنی ہوئی ہے۔ لازمی ہے کہ قرطاجنہ کو بالکل پائمال کر دیا جائے!"

مجلس نے مقرر کی تجویز بڑی خوشی سے منظور کرلی اور کسی "جائز سبب" کی جستجو شروع کردی۔

اتفاق سے اُسی زمانے میں ایک بربر بادشاہ سے قرطاجنہ کو جنگ کرنا پڑی۔ رُوم نے یہ جنگ خلاف معاہدہ قرار دی اور قرطاجنہ پر حملہ کر دیا۔ شکست کے بعد قرطاجنہ نے اپنے معززین کے تین سو لڑکے، تمام جہاز، اور تمام ہتیار، رُوم کے حوالہ کردئے۔ کیونکہ صلح کی یہی شرط تھی مگر رُوم کا ارادہ دوسرا ہی تھا۔ اُسنے دیکھا اب قرطاجنہ بالکل بے بس ہوگیا ہے۔ چنانچہ مطالبہ کیا کہ فوراً شہر خالی کر دیا جائے اور باشندے سمندر سے ۱۰ میل دُور ہٹ کر ایک نیا شہر بنا کے رہیں۔

یہ شرط قرطاجنہ والوں نے منظور نہیں کی اور از سر نو جنگ پر تل گئے۔ اُنھوں نے شہر کے دروازے بند کرلئے اور تیاریاں کرنے لگے۔ ایک مقرر نے بازار میں کھڑے ہوکر تقریر کی:

"دیوتا ہماری قوم پر ہمیشہ مہربان رہے اور ہمیں سرخرو، سربلند اور مالامال رکھا۔ لیکن رُوم کے ذلیل النفس اور سنگدل کمینے ہم پر حسد کرتے ہیں اور مدت سے ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے خونریزی ختم کرنے کے لئے ایسی شرطیں منظور کرلی تھیں، جنھیں کوئی شریف قوم منظور نہیں کر سکتی۔ لیکن اب وہ ہم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنا وطن بھی اُن کے حوالے کردیں۔ یہ ناممکن ہے۔ ہم مرجائینگے مگر یہ مقدس زمین دشمن کے حوالے نہیں کرینگے!"

قرطاجنہ میں سخت جوش پھیل گیا تھا، مگر ہتیار موجود نہ تھے۔ باشندے سخت متفکر تھے کہ مقابلہ کا کیا سامان کریں؟ اتنے میں ایک طرف سے شور غل بلند ہوا۔ اُنھوں نے خیال کیا دشمن گھس آیا مگر وہ دشمن کا شور نہ تھا، خود قوم کے نوجوان، ہتیار بنانے کے لئے لوہا جمع کرتے پھرتے تھے۔ انہیں دیکھ کر اور لوگ بھی ساتھ ہوگئے اور عبادت خانوں، عمارتوں، مکانوں میں جتنا لوہا بھی مل سکتا تھا جمع کرلیا، حتیٰ کہ دروازوں سے کیلیں تک نکال لیں۔ پھر فوراً تمام لوہا پگھلا کر تلواریں بنائی گئیں۔ عورتوں نے اپنی چوٹیاں کاٹ ڈالیں تاکہ کمانوں کے لئے کام آئیں۔ لاچار اور بوڑھے عبادت خانوں میں بتوں کے سامنے گر پڑے اور فتح و نصرت کی دعائیں کرنے لگے۔

نئے ہتیار لے کر قرطاجنہ کے باشندے میدان میں نکلے اور رومیوں سے لڑائی شروع کردی۔ لیکن سخت جدوجہد کے باوجود بھی کامیاب نہ ہوسکے۔ شکست کھائی اور واپس ہوکر شہر کے دروازے بند کرلئے۔ رُوم والوں نے اب خود شہر پر حملہ شروع کیا اور ایک سخت معرکے کے بعد اندر گھس پڑے۔ مگر شہر اب بھی مفتوح نہیں ہوا کیونکہ باشندے ہر سڑک پر مورچے لگائے کھڑے تھے۔ جب رُوم والوں نے یہ مورچے بھی چھین لئے تو اب گھروں میں لڑائی شروع ہوئی۔ ایک ایک گھر پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے رُوم والوں کو خون بہانا پڑا لیکن قرطاجنہ والوں کی شجاعت اور ثابت قدمی کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ وہ بالکل مغلوب ہوگئے۔ مغلوب ہی نہیں، سب کے سب قتل کر ڈالے گئے۔ تھوڑے ہی آدمی زندہ بچے مگر وہ قید ہوگئے۔

فتح حاصل کرنے کے بعد رُوم والوں نے قرطاجنہ میں آگ لگادی کامل سترہ دن تک شہر جلتا رہا۔ اٹھارویں دن، شہر نہ تھا۔ راکھ کے انبار پڑے تھے اور ہوا میں اُڑ رہے تھے۔

قرطاجنہ کی یہ شکست، تاریخ میں ابتک فتح شمار کی جاتی ہے کیونکہ اُسنے آزادی کی راہ میں موت پسند کی۔ غلامی کی زندگی گوارا نہیں کی

زرقار بنت عدی دربار خلافت میں

ایک دن امیر معاویہؓ نے اپنے دربار میں زرقار بنت عدی کا ذکر کیا۔ یہ جنگ صفین میں حضرت علی علیہ السلام کے طرف تھی، اور فوج کو جنگ کی ترغیب دے رہی تھی۔

"زرقار کی تقریر کسے یاد ہے"؟ امیر نے اپنے درباریوں سے سوال کیا۔

"ہم سب کو یاد ہے" درباریوں نے جواب دیا۔

"اُس کے بارے میں تمھارا کیا مشورہ ہے؟" امیر نے پوچھا۔

"اُسے قتل کر ڈالئے" سب نے کہا۔

"بدترین مشورہ ہے" امیر نے کہا "کیا میرے جیسے شخص کے لئے روا ہے کہ حاکم ہوچکنے کے بعد لوگ کہیں اُسنے ایک عورت قتل کر ڈالی؟"

پھر اپنے کاتب کو بُلا کر حکم دیا کہ عامل کوفہ کو لکھ بھیجے۔ زرقار کو پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ میرے پاس روانہ کردو۔

چنانچہ زرقار دربار میں حاضر ہوگئی۔

"اہلا و مرحبا!" امیر نے زرقار کو دیکھ کر کہا "خوب آئیں! خالہ کیسا مزاج ہے؟"

"اچھی ہوں۔ راہ میں بڑا آرام ملا" زرقار نے جواب دیا۔

"جانتی ہو میں نے تمھیں کیوں بُلایا ہے؟"

"میں دلوں کا حال کیونکر جان سکتی ہوں؟ وہ خدا ہی ہے جو غیب کا علم رکھتا ہے"

"میں نے تمھیں صرف یہ دریافت کرنے کے لئے بُلایا ہے کہ تم جنگ صفین میں سُرخ اونٹ پر سوار تھیں اور دونوں صفوں کے درمیان پکار پکار کر بہادروں کو جوش دلاتی پھرتی تھیں۔ تم نے یہ حرکت کیوں کی؟"

"اے امیر المومنین! سر مر گیا۔ دم کٹ چکی۔ زمانہ بدل گیا! آنکھ والوں کے لئے عبرتیں ہیں۔ آج کے بعد کل ہے۔ دن کے بعد رات ہے" زرقار نے جواب دیا۔

"سچ ہے" امیر نے کہا "مگر تمھیں اپنی صفین والی تقریر یاد ہے؟"

"نہیں"

"لیکن مجھے یاد ہے" امیر نے کہا "واللہ میں نے سنا تم کہہ رہی تھیں:

"اے لوگو! تم ایک ایسے فتنہ میں پڑ گئے ہو جس میں ظلم کی چادریں تم پر پھیل گئی ہیں اور صراط مستقیم سے تمھیں ہٹا دیا ہے۔ یہ ایک اندھا گونگا فتنہ ہے جسمیں نہ کوئی کسی کی سنتا ہے نہ کسی کو دیکھتا ہے۔ اے لوگو! چراغ، سورج کے سامنے روشنی نہیں دیتا۔ ستارہ، چاند کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتا، خچر، اصیل گھوڑے پر سبقت نہیں کر سکتا۔ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ جو ہدایت کا طالب ہے، ہم سے ہدایت لے، یقین چاہتا ہے ہم سے یقین لے۔ حق گم ہوچکا تھا، مگر اب مل گیا ہے۔ پس اے مہاجرین و انصار ثابت قدم رہو۔ شگاف بھر گئے ہیں، ٹوٹا، جڑ گیا ہے۔ کلمۂ عدل قائم ہوچکا ہے۔ حق، باطل پر غالب ہے۔ کوئی جلد بازی کرکے یہ نہ کہنے لگے کہ کیسے؟ اور کیونکر؟ خدا کی مشیت ضرور پوری ہو کر رہے گی۔ عورتوں کا رنگ، مہندی ہے، مردوں کا رنگ، خون ہے، صبر و ثابت قدمی کا نتیجہ ہمیشہ محمود ہوتا ہے۔ ہاں بڑھو! جنگ کی طرف بڑھو! سینے تان کر بڑھو! پیچھے نہ ہٹے! آج کے بعد کوئی دن نہیں!"

"اے زرقار!" امیر نے تقریر ختم کرکے کہا "تم ہر خون میں کی شریک بن چکی ہو"

"اللہ امیر المومنین کی بشارت صحیح ثابت کرے" زرقار نے کہا۔

"تو کیا یہ بات تمھیں پسند آئی؟" معاویہ نے سوال کیا۔

"ہاں مجھے بہت پسند آئی۔ خدا میرے عمل سے اُس کی تصدیق کردے"

"واللہ علی کی موت کے بعد تمھاری اُس سے یہ محبت، زندگی میں اُس کی محبت سے کہیں زیادہ مجھے پسند ہے" امیر معاویہ نے کہا "اپنی حاجت بیان کرو"

"میں نے قسم کھائی ہے کہ کبھی کسی امیر سے کوئی خواہش نہیں کروں گی" زرقار نے کہا۔

معاویہ نے ایک زمین، جاگیر میں دیدی۔ زرقار کو پہلے ہی سال اُس سے دس ہزار درہم آمدنی ہوئی۔

(بلاغات النساء و عقد الفرید وغیرہ)

خواجہ حسن نظامی
کا
ہفتہ وار انگریزی اخبار
ینگ مُسلم دہلی
تبلیغ کا حامی، مسلمانوں کے سیاسی حقوق کا معاون اور تمام اسلامی مطالبات کو گورنمنٹ کے سامنے پیش کرنے والا۔ سالانہ قیمت پانچ روپے طالب علموں سے چار روپے۔ ہر تعلیم یافتہ مسلمان کو پڑھنا چاہیئے،
منیجر ینگ مُسلم دہلی

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہی!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہی

اور جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہی!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں
شایع ہوتا ہی

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے ہر چھ ماہ
کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے، اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی، عجائب، نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں

بایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

براعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاچار کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی ۱۹۱۱ میں ہم نے فراہم کئے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے۔ بہت ممکن ہو کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

مطبوعات الهـــلال بك ايجنسى

معارف ابن تيميه و ابن قيم

ديني علوم کے بيش بها جواهر ريزي

اس سلسله ميں هم نے اماميں کي ان نادر و اعلى درجه کي بلند پايه عربي تصانيف کے اردو تراجم کا سلسله شروع کيا هے ' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے ليے نهايت ضروري و ناگزير هے - اميد که يه "سلسلهٔ تراجم" بد نصيب هندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

اسوهٔ حسنه — امام ابن قيم کي فن سيرت ميں شهرهٔ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑهائي روپيه -

کتاب الوسيله — لفظ "وسيله" کي بحث کے علاوه امام ابن تيميه نے اسلام کے اصل الاصول "توحيد" کي مبسوط بحث کي هے - بلا جلد اڑهائي روپيه ' مجلد سوا تين روپيه -

اصحاب صفه — انکي تعداد ' ذريعه معاش ' طريق عبادت اور انکے مفصل حالات بيان کيے هيں دس آنے -

تفسير سورة الكوثر — امام ابن تيميه کے مخصوص انداز تفسير کا اردو ترجمه - چار آنے -

العروة الوثقى — خالق و مخلوق کے درميان واسطه کا فرق بدلائل بيان کيا هے - چهه آنے -

سيرت امام ابن تيميه — حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نهايت خوش اسلوبي سے بيان کيے هيں - نو آنے

نجد و حجاز — علامه سيد محمد رشيد رضاء مصري کي تازه کتاب کا اردو ترجمه - سوا روپيه -

آئمه اسلام — ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه — فى العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — يه ايک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس کے خريدار کو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اردو ' عربي ' فارسي ' انگريزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلى مطبوعات کے متعلق بهترين تازه معلومات بهم پهنچانے کا اهتمام کيا هے - اسکے علاوه آئمه و اسلام و بزرگان دين کے حالات ' لطائف افسانه ' نظميں اور ممالک اسلاميه کے معتبر ذرائع سے حاصل کيے هوے حالات درج کيے جاتے هيں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپيه پيشگي -

منيجر الهـــلال بك ايـجنسى

(حلقه نمبر ٢٤ شيرانواله دروازه لاهور پنجاب)

" Al=Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و كـتابت كى وقت اپنا نام اور پته صاف لكهين
اور نمبر خريدارى ضرور تحرير فرمائين

السحر الحلال في مجلدات الهلال

گاه گاهے باز خوان این دفتر پارینه را
تازه خواهی داشتن گر داغهائے سینه ما

اردو صحافت کي تاريخ ميں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات ميں ايک انقلاب آفريں دعوت تهي -

الهـلال اگرچه ايک هفته وار مصور رساله تها ' ليکن چونکه وه اردو صحافت کي مختلف شاخوں ميں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پيدا کرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف انواق کا مجموعه تها - اُس کے هر نمبر ميں مختلف ابواب ' مذهب ' سياست ' ادبيات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصيات کے لحاظ سے اپني نظير آپ هوتا تها - پهر اس کي ظاهري خوبياں اردو صحافت ميں اعلى طباعت و ترتيب کا پهلا نمونه تهيں - اردو کا وه پهلا هفته وار رساله تها ' جس ميں هاف ٹون تصاوير کے اندراج کا انتظام کيا گيا ' اور ٹائپ ميں چهپنے کي وجه سے بهت سي ايسي خوبياں پيدا هوئيں جو پتهر کي چهپائي ميں ممکن نهيں - اِس کي جلديں جديد اردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سياسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بهترين مجموعه هيں - اِن کي مقبوليت و قدر کا اندازه اِس سے هوسکتا هے که سنه ۱۹۱۸ ميں بعض شايقين علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپيه ميں خريد کيا - اور حال ميں ايک صاحب نے اِس کي پهلي جلد مکمل (جو دفتر ميں بهي موجود نهيں) ساڑهے چارسو روپيه ميں حيدرآباد سے خريدي هے - جن لوگوں نے اِس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هيں وه بڑي سے بڑي قيمت پر بهي علحده کرنے کيليے تيار نهيں - پچهلے دنوں "البـلاغ پريس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان ميں منتقل کيا گيا تو ايک ذخيره الهلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' هم نے کوشش کي که شايقين علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلديں مرتب کي جاسکتي هيں مرتب کرلي جائيں اور جن جلدوں کي تکميل ميں ايک دو پرچوں کي کمي هو اُنهيں دوباره چهپوا ليا جاے -

چنانچه الحمدلله يه کوشش ايک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلديں پوري مکمل هوگئي هيں - هم اِس اعلان کے ذريعه شايقين علم و ادب کو آخري موقعه ديتے هيں که اِس قيمتي ذخيره کے حاصل کرنے ميں جلدي کريں ' چونکه جلدوں کي ايک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف اُنهيں درخواستوں کي تعميل هوسکے گي جو سب سے پهلے پهونچيں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا ميں تمام مضامين کي انڈکس به ترتيب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپيه   الهلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپيه
" " " چهارم ۱۰ روپيه   " " " پنجم ۱۰ روپيه

جلد "البـلاغ" (جب دوسري مرتبه الهـلال اِس نام سے شائع هوا) قيمت ۸ روپيه

علاوه جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هيں جن ميں سے هر پرچه اپنے مضامين کے لحاظ سے ايک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قيمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پيکنگ اِس کے علاوه هے -

منيجر "البـلاغ پريس"

کیا آپکو معلوم نہیں

کہ

اسوقت

دُنیا کا بہترین فاؤنٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم"

قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپکو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے

(۳) اتنا خوبصورت، سبز سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دُنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو

"شیفر" کا

"لائف ٹائم"

لینا

چاہئے!

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھئے

کہ

آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما

گائڈ بک

کی ضرورت ہے

جو

انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل دید مقامات،

اور

آثار قدیمہ وغیرہ سے

آپکو مطلع کردے

نیز

جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے!

ایسی

مکمل گائڈ بُک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ بریٹن

The Dunlop Guide
To Great Britain

کا دوسرا ایڈیشن ہے

ہندوستان کے

تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بُک اسٹال سے مل سکتی ہے

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟ قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

(منیجر الہلال کلکتہ)

اگر آپکو

دمہ

ضیق النفس

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہے

تو تامل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب

دوا فروش کی دکان سے

فوراً

ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا

منگوا کر

استعمال کیجئے

۱۹۲۷

الہلال

نمبر ۲۲

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ۵ ـ انہ

دنيا كي بهترين كتابوں كيلئے بهترين رهنما:

ٹائمز اف لنڈن کا ادبي ضميمہ

يہ ضميمہ دنيا كي تمام كتابوں پر هفتہ وار دلچسپ اور وقيع تبصرہ كرتا هے -

اسكا معتدل نقد علمي حلقوں ميں مسلم هے -

اس ميں چند صفحات وقت كے جاري اور زير بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هيں جنكي اهميت کا عام طور پر اعتراف كيا گيا هے -

اپنے يہاں كے ايجنٹ سے تقاضہ كيجئے كہ وہ ٹائمز لنڈن کا هفتہ وار ادبي ضميمہ آپكے لئے مہيا كرے - ليكن اگر آپ چاهيں تو

The Publisher :

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے براہ راست طلب كر سكتے هيں

دنيا كے هر معلم اور ماهر فن تعليم كيلئے

ضروري هے كہ

ٹائمز اف لنڈن کا تعليمي ضميمہ مطالعہ كرے

اگر آپ چاهتے هيں كہ فن تعليم كے تمام نظري اور عملي تغيرات و ترقيات سے بے خبر نہ رهيں ' تو آپكو يہ ضميمہ بلا ناغہ مطالعہ ميں ركهنا چاهيے -

يہ هر هفتہ اس موضوع پر تمام اهم خبريں اور مباحث جمع كرديتا هے - ماهرين فن اور مشاهير تعليم كے قلم سے اسكے صفحات مرتب هوتے هيں -

اپنے يہاں كے ايجنٹ سے طلب كيجئے -

ورنہ

The Publisher,

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب كرسكتے هيں -

كيا آپ تجارت كرني چاهتے هيں ؟

اگر آپ چاهتے هيں كہ يورپ اور امريكہ كے تمام بڑے بڑے كارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم كريں ' نفع بخش ايجنسياں ليں ' هندوستان سے خام پيدا وار بهيجيں ' نئي نئي ايجادات سے اپنے ملك كو آشنا كريں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمايہ ليكر ايك وقيع كار و بار شروع كرديں ' تو آپ كو ابتدا ميں بهت سي باتيں معلوم كرني چاهئيں - اس طرح كي تجارت كے گر اور بهيد سيكهنے چاهئيں - هندوستان كے تمام حلقوں اور يورپ و امريكہ كے تمام كارخانوں اور كوٹهيوں كے حالات اور اصول معاملت معلوم كرنے چاهئيں - بغير اس كے آپ كامياب نہيں هوسكتے ؛

اگر آپ چاهتے هيں كہ بهت تهوڑا سا وقت خرچ كركے يہ ساري باتيں با قاعدہ علمي اصول پر معلوم كرليں ' تو آپكو چاهيے كہ هم سے خط و كتابت كريں - هم يہ كام بہ حيثيت ايك ماهر فن كے كر رهے هيں - خط و كتابت كے بعد هي آپكو معلوم هو جائيگا كہ آپكے مقصد كيلئے هم كس درجہ مفيد هيں ؟

همارے تعلقات دنيا كے تمام تجارتي حلقوں سے هيں -

M. R. MARSDEN & CO.
Post Box 708.
Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اينڈ كو - برلن

پوسٹ بكس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح كي مشينيں جو گرم ملكوں كے ميووں كو خشك كرنے اور پهلوں كو محفوظ ركهنے كيلئے ضروري هيں ' اس كارخانے ميں طيار كي جاتي هيں - تمام دنيا ميں اس قسم كي مشينوں کا يہ بهترين كارخانہ هے - مندرجۂ بالا پتہ سے خط و كتابت كيجيے -

ياد ركهيے

ميوؤں ' تركاريوں ' اور هر طرح كے زرعي مواد كو خشك كرنے کا بهترين طريقہ وہ هے جو " نئے سسٹم " كے نام سے متمدن ممالك ميں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " كے مطابق كام كرنے والي مشينيں صرف اسي كارخانہ سے مل سكتي هيں -

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA
EDITOR : MAULANA ABU-AL-KALAM AZAD.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ٢٢ | کلکته : جمعه ٢٢ . جمادی الاولی ١٣٤٦ هجری | جلد ١

Calcutta : Friday, 18, November 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی ۔

طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای ۔

پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی ۔ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر این ۔ لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکهیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ١٦٥٠ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	٢٤٢	اردو حروف کی حق مین	٤٤٠
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	٦٣٠	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	١٥٠
پتهر کی چهپائی کی حق مین	٢٧٨		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین ۔

الهلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ١١ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا هے

قیمت سالانه مع محصول	بارہ روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے	سوله روپیه
قیمت شش ماهي	سات روپیه
قیمت في پرچه	پانچ آنه

(١) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " منیجر الهلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں آنکے لفافه پر " ایڈیٹر " کا نام هونا چاهیے -

(٢) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(٣) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي هے -

(٥) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پهنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ور نه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نہیں کیا جائیگا -

(٦) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رهے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیادہ عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(٧) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(٨) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں هے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

متعلق کہا تھا " اُس وقت دنیا میں کوئي دو شخص ایسے خوش نصیب نہ تھے جیسے ہم دونوں تھے - ہم ایک ایسي پاک محبت کے مزے لوٹ رہے تھے ' جیسي خواب میں بھي کسي انسان نے نہ دیکھي ہوگي ... اکثر ہم دونوں باغوں میں چلے جاتے اور درختوں پر چڑھتے اترتے - بارہا ہم دن دن بھر مخلوق کي نظروں اور شہر کے شور و غل سے دور بیٹھے باتیں کیا کرتے تھے ! "

لیکن امتداد زمانہ نے نپولین کے دل سے اِس دوشیزہ کي یاد محو کردي اور اُسے اپني ایک ہم وطن لڑکي سے عشق ہوگیا - نپولین شروع ہي سے مستبد تھا - اُس نے اپني محبوبہ کو سختي سے حکم دیدیا کہ اُس کے سوا کسي کو بھي مسکرا کر نہ دیکھے - لڑکي کے دل میں اِس جابرانہ حکم سے نفرت پیدا ہوگئي ' اور اُس کے پنجہ سے نکلنے کے لیے اُس نے ایک دن شراب میں زہر ملا دیا - اور نپولین مرتے مرتے بچا !

(ادھیڑ عورت سے عشق)

اِس واقعہ سے کچھہ عرصہ بعد نپولین کو ایک ادھیڑ عورت " میڈیم پرمون " سے محبت ہوگئي ' اور اس قدر بڑھي کہ ایک لمحہ بھي اُس کي جدائي گوارا نہ تھي - ایک دن نپولین نے اُس سے باضابطہ شادي کرلینے کي درخواست کي - عورت نے اِس خواهش پر زور سے قہقہہ لگایا " تم بیوقوف ہوگئے ہو ! مضحکہ بننا چاہتے ہو ! بھلا لوگ کیا کہینگے ؟ بیوي ہونے کے بجائے میں تمھاري ماں بننے کے زیادہ قابل ہوں ! " نپولین پر یہ بات بہت ناگوار گزري اور قطع تعلق کر لیا -

(نپولین کا طریق محبت)

ایک مورخ کا بیان ہے کہ نپولین نے بے شمار عورتوں کا دل توڑا ہے - اُس کي عادت تھي کہ تعلقات بڑھائے جاتا تھا ' اور جب عورت اُس کے دام محبت میں پھنس جاتي تھي ' تو بے اعتنائي سے بالکل چھوڑ دیتا تھا - چنانچہ " میڈیم ولسکا " پولینڈ کي ایک حسینہ کا واقعہ اِس بات کا کافي ثبوت ہے - نپولین نے اِس عورت کو دیکھا اور لبھانا چاہا - مگر اُس نے سخت نفرت کا اظہار کیا - نپولین نے اُسے قبضہ میں لانے کي بہت کوشش کي ' مگر وہ برابر بیزار رہي - آخر ایک دن غضبناک ہوکر چلایا " تو دیکھہ لیگي - میں تجھے کس طرح زیر کرتا ہوں ! تجھے میرے ارادہ کے سامنے جھکنا پڑیگا ! دیکھہ ' یہ میرے ہاتھہ میں گھڑي ہے ' جس طرح میں یہ گھڑي چور چور کیے ڈالتا ہوں ' اُسي طرح پولینڈ کا ملک بھي پاش پاش کرکے پھینک دونگا ! " اُس نے یہ کہا اور گھڑي زور سے دیوار پر مار دي - اِس حرکت کا عورت پر اِتنا شدید اثر ہوا کہ وہ بے ہوش ہوکر نپولین کے قدموں پر گر پڑي -

لیکن چند دنوں کے بعد ہي نپولین نے اُسے اُکتا کر چھوڑ دیا !

(محبت میں استبداد)

عشق و محبت کے میدان میں بھي اِس شخص کے ظلم و استبداد کے قصے مشہور ہیں - چنانچہ کہا جاتا ہے کہ غربت کے زمانہ میں جب نپولین اور اُس کا بھائي مارسیلز کے بازاروں میں پھرا کرتے تھے ' اتفاق سے ریشم کے ایک سوداگر " فرانسوا کلاري " کے خاندان سے اُن کا تعارف ہوگیا - اِس تاجر کي دو لڑکیاں تھیں - بڑي کا نام " جولیا " تھا - چھوٹي کا " ڈیزیرا " - نپولین نے شروع میں جولیا کو پسند کیا اور اُس کے بھائي نے ڈیزیرا کو - تھوڑے دن بعد نپولین اپني محبوبہ سے سیر ہوگیا ' اور بھائي کي محبوبہ پر قبضہ جمانا چاہا - چنانچہ ایک موقعہ پر جب یہ چاروں عاشق و معشوق جمع تھے ' نپولین نے تحکمانہ انداز میں کہا " جوزف ! تم اور تمھاري محبوبہ دونوں غیر مستقل مزاج ہیں - لیکن مجھہ میں اور میري محبوبہ میں استقلال ہے - بہتر یہ ہے کہ ہم تم مبادلہ کر لیں تا کہ تمھارا نقص جولیا پورا کر دے ' اور میں ڈیزیرا کي کمي پوري کردوں " یہ عجیب و غریب فلسفہ بیان کرکے اُس نے اپنے بھائي کي محبوبہ کو اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور کسي کو بھي مخالفت کي جرأت نہ ہوئي !

لیکن تھوڑے ہي زمانہ کے بعد نپولین نے محسوس کیا کہ عزت و عظمت کي راہیں اُس کے سامنے کھلي ہوئي ہیں - لہذا ڈیزیرا کو یک قلم چھوڑ دیا ' اور اُس کي منتوں اور آنسوؤں کا ذرا بھي خیال نہ کیا -

(جوزیفائن سے عشق)

اُس کي طبیعت کچھہ ایسي بیچین واقع ہوئي تھي کہ ایک ہي حالت پر چلے جانا اُسے پسند نہ تھا - سابق محبت سے دست بردار ہونے کے تھوڑے ہي دنوں بعد وہ جوزیفائن پر فریفتہ ہوگیا - واقعہ یہ ہے کہ اکتوبر ۱۷۹۵ - میں جب نپولین بام عزت کي ابتدائي سیڑھیوں پر تھا ' اُس کے پاس ایک کم عمر لڑکا آیا ' اور اپنے باپ کي تلوار واپس مانگي - یہ لڑکا فرانس کے مشہور سپہ سالار وائکونٹ الکزنڈر کا بیٹا تھا جسے فرانسیسي انقلاب کے زمانے میں پھانسي دیدي گئي تھي - نپولین بچہ کي جرأت و فصاحت سے بہت خوش ہوا اور اُس کي درخواست منظور کرلی - دوسرے دن اُس کي ماں شکریہ ادا کرنے آئي - یہي جوزیفائن تھي - نپولین پہلي ہي نظر میں اس پر عاشق ہوگیا -

مورخین کا بیان ہے کہ دوسرے دن خود نپولین جوزیفائن کے چھوٹے سے مکان پر گیا - جوزیفائن واقعي بہت خوبصورت تھي ' ساتھہ ہي عقلمند بھي تھي - اُس نے محسوس کرلیا کہ نپولین اُس کي چشم و ابرو کا شکار ہوگیا ہے - چونکہ اسراف کي وجہ سے سابق شوہر کي تمام دولت خرچ کرکے مقروض ہوچکي تھي ' اِس لیے اس نے بھي اس نئي دعوت عشق کا پوري سرگرمي سے استقبال کیا اور تعلقات بڑھانا شروع کردیے - چند ماہ کي آمد و رفت کا نتیجہ یہ ہوا کہ مارچ سنہ ۱۷۹۶ - میں جنرل بونا پارٹ اور جوزیفائن کي شادي ہوگئي - دلہن کي عمر دولھا سے سات سال زیادہ تھي ' مگر نکاحنامہ میں اُس کي عمر ۲۹ - برس لکھي گئي اور نپولین کي ۲۶ برس !

شادي کے دو دن بعد نپولین کو اٹلي کے حملہ پر جانا پڑا - سخت مصروفیت تھي ' مگر جوزیفائن کي یاد ہر وقت تازہ رہتي تھي - ہر منزل پر سے خط کے ساتھہ قاصد بھیجتا ' اور اپني حالت سے اُسے آگاہ کرتا رہتا تھا - پہلے خط میں لکھا تھا " جب جب اپنے دل پر ہاتھہ رکھتا ہوں ' تم اُس میں موجود ملتي ہو جس سے مجھے بڑي تسکین ہوتي ہے - اِس دنیا میں اگر کوئي غم ہے تو صرف تمھاري فرقت کا "

جوزیفائن کي تصویر ہر وقت اُس کے پاس رہتي تھي - جب کہیں پڑاؤ ڈالتا تھا ' تصویر نکال کر سامنے رکھہ لیتا تھا - جب کوچ کرتا تھا تصویر جیب میں رکھہ لیتا تھا - بیان کیا جاتا ہے کہ نیس میں اُس کے ہاتھہ سے تصویر کا آئینہ چھوٹ کر ٹوٹ گیا - اِسے اُس نے فال بد سمجھا - قریب تھا کہ جوزیفائن کي طرف سے

مطبوعات جدیدہ

نپولین اور اسکي اخلاقي زندگي

(انساني عظمت اور اخلاقي نامرادي)

میدان جنگ اور حجلۂ هوس !

انسان ذهن و جسم کي کتني هي عظمتیں حاصل کرلے ' لیکن روح اور اخلاق کي ادنی سے ادنی پاکیزگي بهي حاصل نهیں کرسکتا ' اگر اُس کا اعتقاد اور عمل روحاني هدایت کي روشني سے محروم هے !

اُنسان کے لیے یه سهل هے که تمام دنیا فتح کرلے - سکندر نے دنیا کي تمام سلطنتیں تهه و بالا کرڈالي تهیں - انسان کے لیے یه بهي دشوار نهیں که ذهن و فکر کي ایسي بلندیوں تک پهنچ جائے جهاں تک دوسروں کے قدم نه پهنچ سکے هوں - ارسطو' اقلیدس ' سولن ' اور سنیکا جیسے فاتحین علم کي فتح مندیاں لا زوال هوچکي هیں' اور دنیا منطق ' ریاضي ' قانون ' اور فلسفۂ اخلاق میں' آج تک ان کي پس رو هے - انسان کي اولو العزمي ان بلندیوں پر بهی نهیں رکتي - کچهه مشکل نهیں اگر وه آگ کے شعلوں میں کود پڑے ' سمندر کي موجوں کي هنسي اڑائے ' پهاڑوں کي صفیں چیر ڈالے - لیکن هاں' یه مشکل هے ' بهت هي مشکل هے ' که وه اخلاق اور روحاني پاکیزگي کي راه میں اپني کسي ایک خواهش نفس کا بهي مقابله کرسکے - اس کي ساري اولو العزمي اور کوه همتي جو دنیا کي ساري رکاوٹوں کا تن تنها مقابله کرسکتي هے ' هوائے نفس کي ایک ادنی سي رکاوٹ بهي اپني راه سے هٹا دینے پر قادر نهیں هوتي - سکندر تمام دنیا کي تسخیر کي محنت سے نهیں تهکا ' لیکن بابل کي ایک عورت جب اس کے سامنے آئي ' تو اپني خواهش نفس کے اضطراب سے بے بس هوکر گرگیا - سنیکا نے تمام نوع انساني کو اخلاق اور اخلاقي سعادت کي دعوت دي ' لیکن خود اپنے آپ کو ایک دوسرے انسان کي منکوحه عورت سے باز نه رکهه سکا - ارسطو کے دامن علم کے دهبے بهي دنیا گن چکي هے ' اور یونان کي ایک قدیم ضرب المثل همیں بتلاتي هے "بڑا انسان بنو - اگر نیک انسان نهیں بن سکتے " !

في الحقیقت انساني زندگي کي یهي اخلاقي اور عملي نامرادي هے ' جو الهامي هدایت کي کسي بالاتر قوت کي ضرورت تسلیم کرنے پر مجبور کر دیتي هے - انسان اپنے ذهن و جسم کي قوتوں سے سب کچهه کرلے سکتا هے ' لیکن تکلف اور بناوٹ سے بهي اپنے آپ کو نیک نهیں بنا سکتا - اگرانساني زندگي کي سعادت کیلیے اُس عملي صداقت کي کچهه بهي ضرورت هے جسے نیکي کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا هے ' تو ناگزیر هے که عام انساني سطح سے کوئي بلند تر ذریعه ارشاد و هدایت کا هو - مذهب اور الهام اسي ذریعه هدایت کا نام هے -

(نپولین اعظم)

اٹهارهویں صدي میں نپولین بونا پارٹ کا ظهور بهي انساني اولوالعزمي کا ایک عظیم ظهور تها - شاید هي یورپ کے کسي انسان کي نسبت دنیا نے اسقدر کها اور سنا هو ' جسقدر اِس غیر معمولي انسان کي عجیب و غریب دماغي قوتوں کي نسبت کهه سن چکي هے - تاهم انساني عظمت کي اخلاقي نامرادي کا یه کیسا عبرت انگیز منظر هے که یهي نپولین جب میدان جنگ سے باهر اپنے گهر کي محفوظ زندگي میں دیکها جاتا هے ' تو اِس میں اتني قدرت بهي نظر نهیں آتي که نهایت ادنی درجے کي اخلاقي کمزوریوں سے اپنے آپکو باز رکهے !

حال میں جرمني کے ایک اهل قلم گیرٹرڈ اریٹز Gertrude Aretez نے ایک کتاب " نپولین اور اُسکي دوست عورتیں " لکهي هے ' اور اُس میں مستند تاریخي ذرائع سے وه تمام شهادتیں جمع کردي هیں جو نپولین کي عاشقانه بو الهوسیوں سے تعلق رکهتي هیں - اِس کتاب کا انگریزي ترجمه بهي شائع هوگیا هے ' اور دو تین هفته سے انگلستان اور یورپ کے اکثر اخبارات و رسائل کا موضوع بحث هے - هم اُس کي بعض تاریخي داستانیں قارئین الهلال کي عبرت و بصیرت کیلیے درج کرتے هیں -

(سوله برس کي عمر میں عشق)

محبت کے باب میں نپولین کي طرف یه قول منسوب کیا جاتا هے که " محبت کاهل آدمي کا دل بهلاوا هے " ممکن هے ' نپولین نے یه اُس وقت کها هو ' جب وه پاک دامن تها - لیکن بعد میں — اگر مخالف مورخین کي روایت تسلیم کرلي جاے تو — اُس نے اِس قول کي بنا پر حسن و هوس کي زندگي سے اجتناب نهیں کیا ' وه همشه کسي نه کسي حسینه سے وابسته رها -

آغاز شباب میں نپولین مارسیلز اور پیرس کي سڑکوں پر پهٹے پرانے کپڑے پهنے پهرا کرتا تها - نه تو اُس کي هیئت سے کسي کو دولتمندي کا شبه هوسکتا تها ' نه اُس میں ظاهري حسن و جمال هي کچهه ایسا غیر معمولي تها که کسي کو اپني طرف متوجه کرلے - تاهم یه واقعه هے که اُس زمانه میں بهي بکثرت عورتیں اُس پر عاشق هوگئي تهیں - کیونکه في الواقع اُس میں کوئي ایسي نامعلوم کشش موجود تهي ' جو دلوں کو لبها لیتي تهي - ممکن هے ' اُس کا شرمگیں انداز اور اُسکے پر غرور چهره کي عجیب اداسي اُس کے دیکهنے والوں کے دلوں میں محبت پیدا کر دیتي هو -

کها جاتا هے که نپولین سوله برس کي عمر میں جب والنسا میں رهتا تها ' تو وهاں کي بهت سي حسین عورتیں اُس پر فریفته هو گئي تهیں - مگر خود اُسے بجز ایک کے کسي سے دلچسپي نهیں هوئي - اس دوشیزه کا نام " کارولین کولومبیا " تها - وه نهایت نازک اندام اور خوبصورت تهي - ایک مرتبه خود نپولین نے اِس لڑکي کے

باب التفسير

حجة ابراهيمى

ايۀ كريمه " الم تر الي الذي حاج ابراهيم " كي تفسير

قرآن حكيم كا أسلوب بيان اور طريق استدلال

تفسير كا قرآني اور غير قرآني طريقه

(از مولانا ابو الكلام)

(۲)

(۴) انبياء كرام (عليهم السلام) حكماء كے وضعي طريق استدلال كي جگه فطري طريق تلقين كيوں اختيار كرتے هيں ؟ ميں اسكی تشريح يهاں نهيں كرونگا ' كيونكه اول تو يه تحرير تشريح كي متحمل نهيں ' ثانياً ايۀ زير بحث ميں بهي اسي حقيقت كي طرف اشاره كيا گيا هے اور اسكي تشريح آگے آئيگي - البته ترتيب بيان كيليے مختصر لفظوں ميں يوں سمجهيے كه :

اولاً ' انبياء كرام كي تعليم كا مقصود بحث و نظر نهيں هوتا ' ايمان و يقين هوتا هے - ايمان و يقين كيليے وضعي علوم كا طريق استدلال كسي حال ميں بهي سود مند نهيں - انبياء كرام كے تمام احكام كا دارومدار ما وراء محسوسات حقائق پر هے جسے قرآن حكيم نے عالم " غيب " سے تعبير كيا هے - عالم " غيب " كے معاملات خلاف عقل نهيں هيں مگر ما وراء عقل ضرور هيں ' اسليے انكا عام نظري استدلال كے ذريعه نهيں بلكه صرف وجداني شهادت كے ذريعه حاصل هوسكتا هے - وه وجداني شهادت جو فطرة انساني ميں وديعت كردي گئي هے اور جسكا اذعان قدرتي طور پر هر انسان كے اندر موجود هے - پس انبياء كرام كا طريق ارشاد يه هوتا هے كه وه انسان كے وجدان سے خطاب كرتے هيں ' نه كه مجرد ذهن و ادراک سے -

ثانياً ' ايک اصل عظيم اس باب ميں يه هے كه انبياء كرام كا طريق تعليم " مقدمات " كا طريقه نهيں هوتا - " براه راست " تلقين كا طريقه هوتا هے -

عام بول چال ميں اس كا مطلب يوں سمجهنا چاهيے كه كسی بات كے ثابت كرنے اور منوا دينے كے طريقے دو هيں : ايک طريقه يه هے كه پهلے مخاطب سے چند ايسے باتيں منوالي جائيں جوگو اصل مدعا نهيں هيں ' ليكن انكے تسليم كرلينے كے بعد مدعا كا تسليم كر لينا ضروري هوجايگا - يه طريقه " مقدمات " كا طريقه هے - دوسرا طريقه يه هے كه جو بات مخاطب كے دل ميں أتارني هو' وه ايسي شكل و نوعيت ميں بيان كر دي جاے' كه بغير كسي دوسري بات كے سهارے كے ' خود بخود دل نشيں هوجاے - أس بات كے سمجهنے ' مان لينے ' اور شک و انكار سے محفوظ هوجانے كيليے كسي دوسري بات كے سونچنے سمجهنے كي ضرورت هي نه هو - يه طريقه " براه راست " تلقين كا هے - كيونكه اس طريقه ميں اثبات مدعا كيليے جو كچهه كها جاتا هے ' مقدمات كا محتاج نهيں هوتا - پهلا طريقه علوم وضيعه اور نظار كا هے - دوسرا طريقه طريق فطري اور انبياء كرام كا هے -

انبياء كرام اگر اپني تعليم ميں مقدمات كا طريقه اختيار كرتے' تو ظاهر هے كه أن كا خطاب عام نوع بشر سے نهيں هوسكتا تها - كيونكه بجز چند افراد كے جنهوں نے علوم وضيعه كے طريقه پر مقدمات كے بحث و نظر كي استعداد پيدا كرلي هو' عامة الناس نه تو ان كي تعليم سمجهه سكتے ' نه ايمان كے ليے مكلف هوسكتے - انبياء كے ليے ضروري هوتا كه وه ايمان كي براه راست دعوت دينے كي جگه پهلے مدرسوں ميں وضعي علوم كي تعليم ديتے پهرتے' پهر تعليم كے بعد مقدمات ترتيب ديكر اثبات مدعا كي شكليں بناتے ' پهر أن مقدمات ميں سے ايک ايک مقدمه پر لڑتے جهگڑتے - پهر جب مخاطب أن مقدمات كے جال ميں ألجهه جاتا ' تو أسے بے بس كركے اقرار كرا ليتے - يه طريقه حكماء كي بحث و نظر كا هے - " دعوت " كا نهيں هے - اور انبياء كرام " داعي " هوتے هيں - " مناظر" اور " نظار" نهيں هوتے !

ثالثاً ' مقدمات كا طريقه جيسا كچهه بهي هو' يقين نهيں پيدا كر سكتا ' عجز پيدا كر ديتا هے ' اور دونوں ميں فرق هے - انبياء اپنے مخاطبين ميں يقين پيدا كرنا چاهتے هيں - بحث ميں عاجز كركے چپ كرا دينا نهيں چاهتے - مقدمات كا طريقه پيچ در پيچ اور چند در چند نظري مسلمات پر مبني هوتا هے - اگر مخاطب اِس پيچ و خم كا شاطر نهيں هے' تو بهت جلد لاجواب هوكر چپ هوجائيگا - يه " چپ هو جانا " نه كه " مطمئن هوجانا " طريق مقدمات ميں مناظر كي فتح سمجهي جاتي هے - ليكن انبياء كرام زبان نهيں ' دل جيتنا چاهتے هيں ' اور زبان كے بے بس هو جانے سے دل ميں يقين نهيں پيدا هو جاتا - تم ايک تيز زبان آدمي سے گفتگو ميں بازي نهيں ليجا سكتے ' اس ليے هار مان ليتے هو' مگر اس سے دل كا اعتقاد تو نهيں پيدا هو جائيگا ؟

رابعاً ' مقدمات كے طريقه كا تمام تر دار و مدار وضعي علوم كے نظري مسلمات پر هوتا هے ' اور يه مسلمات نه تو هر حال ميں حقيقي هيں ' نه هر زمانے كي علمي استعداد يكساں طور پر ان كا اعتراف كرسكتي هے - بهت ممكن هے كه كل تک جو بات مسلم طور پر ماني جاتي تهي ' آج اتني كمزور هوجائے كه لوگ اس كي

بيوي كے پاس ليجائے - ليكن جب ڈاكٹر ملكه كے پاس پهنچا ' تو اُسے ايک كانے عهده دار سے تعشق كرتے پايا - ملكه نے نپولين كا پيغام سن كر كها " ميں نے اُسكي محبت كبهي اپنے دل ميں محسوس نهيں كي - اگرچه ميں يه هميشه ياد ركهنے پر مجبور هوں كه وه ميرے لڑكے كا باپ هے "

مذكورۀ بالا عورتوں كے علاوه اور بهي بهت سي عورتوں سے نپولين كو محبت هوئي يا انهوں نے اُس سے محبت كي - اِنميں سب سے اهم اور قابل ذكر تين عورتيں هيں - ميڈيم پولين ' ميڈيم ڈي استايل ' اور مسز اربل - هم اُنكے واقعات بالاختصار بيان كرينگے -

بالکل نا امید هو جاتا - مگر اُس نے فوراً خط لکھا " کاش تمهارے پر هوتے ' اور تم اُڑ کر میرے پاس آ جاتیں ! "

لیکن جوزیفائن اپني رنگ رلیوں میں مصروف تهي - نپولین کي اُسے ذرا بهي پروا نه تهي - اب اُسے پایۂ تخت میں بڑي عزت حاصل هوگئي تهي - اچهے اچهے لوگ اُس کي خوشامد میں لگے تهے - چند هفته کے اندر نپولین نے اٹلي میں عظیم الشان فتوحات حاصل کرلیں اور اطمینان پاکر جوزیفائن کو بلا لینا چاها - لیکن وه برابر حیلے حوالے کرتي رهي - آخر نپولین نے سختي سے لکها که فوراً چلي آؤ - اِس مرتبه اُس نے ایک نیا عذر پیش کیا - اُس نے لکها که میں سفر نهیں کر سکتي کیونکه حمل سے هوں - نپولین کو اس جهوٹي خبر سے بڑي هي خوشي هوئي - اُس نے فوراً خط لکها " جوزیفائن ! میں نے سخت غلطي کي - کس طرح اپنے گناه کا کفاره کروں ؟ میں نے نا حق شک کیا - حالانکه تم بیمار تهیں - سچ هے ' محبت انسان کو اندها کر دیتي هے ... کاش ایک هي دن کیلیے میں تمهارے پهلو میں هوتا ! "

نیز اپنے بهائي کو لکها " جوزیفائن کي علالت نے میرے هوش اڑا دیے هیں - کاش میں اُسے لکهه سکتا - اُس کي محبت جنون کے درجه تک پهنچ گئي هے - میں اُس کے بغیر زنده نهیں ره سکتا - خدا نخواسته اگر وه مر گئي تو زندگي میں میرے لیے کوئي لطف باقي نهیں رهے گا ! "

لیکن چند هي دن بعد نپولین کو معلوم هوگیا که جوزیفائن نے دهوکا دیا تها - وه بالکل اچهي هے ' اور پیرس میں ضیافتیں دے رهي هے - اب اُسکے غصه کي کوئي حد نه تهي - اُسنے فوراً تلخ لهجه میں خط لکها ' اور حکم دیا که بلا کسي عذر کے روانه هوجائے - جوزیفائن بادل ناخواسته روانه هوگئي - میلان میں نپولین نے بڑي مسرت سے استقبال کیا - مگر چند هي دن بعد اُسے پهر میدان جنگ میں جانا پڑا - کیونکه فوج ایک خطره میں پهنس گئي تهي - خطره دور کرکے اُسنے پهر اُسے طلب کیا - خط میں لکها تها " جدائي کے وقت تمهارے آنسوؤں نے میرے دل کو سخت مایوس کر دیا تها - میري عقل جاتي رهي تهي - اب یهاں میرے پاس آجاؤ ' تاکه مرنے سے پہلے هم کهه سکیں که هم نے بهي چند دن خوشي کے دیکهے هیں " مورخ میسن کا بیان هے که نپولین ' جوزیفائن کے سامنے اِس طرح کهڑا هوتا تها ' گویا کسي مقدس دیوي کے حضور میں کهڑا هے !

(نپولین کا رقیب)

جوزیفائن اپنے شوهر کے حسب الحکم جنگي پڑاؤ میں آگئي - یهاں چارلس نام فوج میں ایک کم رتبه افسر تها - کم عمر اور خوبصورت تها - حتى که کها جاتا هے ' نپولین کي فوج میں اُس سے زیاده حسین آدمي کوئي نه تها - جوزیفائن دیکهتے هي فریفته هوگئي - یا تو فوج میں رهنے سے بیزار تهي ' یا اب فوج سے جدا هونا گوارا نهیں کرتي تهي - دونوں میں شناسائي هوئي ' تعلقات بڑهے ' اور اِتنے بڑهے ' که خود نپولین نے محسوس کر لیا - وه نهایت غصه هوا مگر ضبط سے کام لیا - البته اِتنا ضرور کیا که اپنے رقیب کو فوج سے نکال کر پیرس بهیجدیا اور حکم دیا که آئنده احکام کا منتظر رهے - اپنے شوهر کي اِس کارروائي سے جوزیفائن کو سخت صدمه هوا - مگر مجبور تهي - کچهه کر نهیں سکتي تهي - وه اپني پهوپهي کو ایک خط میں لکهتي هے " زندگي سے اُکتاگئي هوں - موت کي تمنائیں کر رهي هوں ! "

جنگ اِٹلي سے فارغ هوکر دونوں میاں بیوي بڑي شان و شوکت سے پیرس لوٹے - لیکن تهوڑے هي دنوں بعد نپولین کو پهر جوزیفائن سے علحده هونا پڑا - وه مصر کي مهم پر روانه هوگیا ' اور بیوي سے وعده لے لیا که جنگ ختم هوتے هي مصر چلي آئیگي - مگر ابهي وه مالٹا هي پهنچا تها که اِس عیش پسند عورت نے خاوند کو یک قلم بهلا دیا ' اور جلسے شروع کر دیے - نپولین اب فرانس میں اِس قدر هردلعزیز هوگیا تها که اُسکي بیوي کي آزادیوں پر تمام پیرس ملامت کر رها تها - مگر خود اُسے کچهه پروا نه تهي - بهت جلد نپولین کو تمام روداد معلوم هوگئي - کها جاتا هے که اِسي زمانه میں اُسے سب سے پہلے جوزیفائن کو طلاق دینے کا خیال پیدا هوا تها -

جوزیفائن سمجهتي تهي که نپولین شاید کبهي واپس نه آئیگا ' یا بهت مدت کے بعد آئیگا - اِسي لیے بالکل بیباک هوگئي تهي - مگر اچانک اُسے خبر ملي که اُسکا شوهر مصر سے آگیا هے ' اور عنقریب پیرس پهنچنے والا هے - بهت خوفزده اور پریشان هوئي - ایک طرف اپني بے اعتدالیوں کا خوف تها - دوسري طرف سخت مقروض بهي هوگئي تهي - حیران تهي شوهر کو کیا جواب دے گي ؟ مگر تهي چالاک - فوراً پیرس سے استقبال کیلیے روانه هوگئي - نپولین کو بهي اُسکي روانگي کي خبر مل گئي تهي - اُسنے بالکل مختلف راسته اختیار کیا ' اور محل میں آکر تمام دروازے بند کر لیے - جوزیفائن اپني تدبیر میں ناکام هوکر سرعت سے لوٹي ' اور سیدهي محل کي طرف روانه هوگئي - مورخ میسن کا بیان هے " جوزیفائن محل کے دروازه پر کهڑي دستکیں دیتي رهي - مگر نپولین نے کوئي شنوائي نهیں کي - پهر اُسنے اپنے گهٹنوں پر جهک کر پهوٹ پهوٹ کے رونا شروع کیا ' مگر اِس پر بهي سپه سالار نے مطلقاً پروا نه کي - اِس حالت پر پورا دن گزر گیا ' مگر دروازه نهیں کهلنا تها نهیں کهلا - اب جوزیفائن بالکل تهک گئي - نا اُمید هوکر واپس جانے والي تهي که اُسکي ایک سهیلي اُسکے دونوں بچوں اوجین اور هورٹانس کو لے آئي - اُنهوں نے رکوع کرکے اپنے سوتیلے باپ کو پکارنا اور اپني ماں کیلیے رو رو کر سفارشیں کرنا شروع کیا - معصوم بچوں کي آواز سنکر نپولین کا دل نرم پڑگیا اور دروازه کهول دیا - پهر جوزیفائن کو اُٹهایا ' آنسو پونچهے ' معاف کیا ' اور اُسکا بیس لاکهه فرنک قرضه بهي ادا کردیا "

(جوزیفائن کو طلاق)

اِسکے بعد جوزیفائن نپولین کے ساتهه رهي - جب وه تخت نشین هوا ' تو اُسنے ملکۂ فرانس کا تاج پهنا اور شهنشاهي کي عزت و عظمت کے ساتهه زندگي بسر کرتي رهي - یهانتک که نپولین کو اپنے بعد اپنے جانشین کي فکر هوئي - اِس خیال نے دوسرے سیاسي مصالح کے ساتهه ملکر اُسے جوزیفائن کي طلاق پر مجبور کر دیا - چنانچه طلاق دیدي گئي ' اور نپولین نے شهنشاه آسٹریا کي لڑکي میري سے شادي کرلي -

مشهور هے که آسٹرین بیوي کو اپنے شوهر سے ذرا بهي محبت نه تهي - بلکه سخت نفرت کرتي تهي جیسا که ابهي بیان هوگا - نپولین نے جزیرۂ سینٹ هیلانا میں بستر مرگ پر اپنے ڈاکٹر کو وصیت کي تهي که موت کے بعد اُسکا دل شیشه میں رکهکر اُسکي

فانما يسرناه بلسانک لعلهم يتذكرون (۴۴ : ۵۸) هو الذي ينزل علی عبده آيات بينات ليخرجكم من الظلمات الی النور (۵۷ : ۹) قرانا عربيا غير ذي عوج (۳۹ : ۲۸) فانما يسرناه بلسانک لتبشر به المتقين (۱۹ : ۹۷) و انه لتنزيل رب العالمين - نزل به روح الامين - علی قلبک لتكون من المنذرين - بلسان عربي مبين ! (۲۶ : ۱۹۱) انه لقول فصل و ما هو بالهزل (۸۶ : ۱۴) يعني قرآن صاف اور واضح عربي زبان ميں نازل هوا هے - اُسكي تعليم بالكل كهلي هوئي اور اسكا طريق بيان تمام تر سهل اور دل ميں اُتر جانے والا هے - سچائي اس ميں كهول دي گئي هے - حقيقت كے ليے اُس ميں كوئي نقاب نهيں - اُس كا بيان يكقلم سيدها سادها هے - كسي طرح كي تيڑهه اور پيچيدگي اُس ميں راه نهيں پا سكتي - اُسكے سمجهنے بوجهنے كيليے صرف اس بات كي ضرورت هے كه دل لگنے والا اور كان سننے والا هو اُسے صرف سن لينا هي اُسے پا لينا هے ، اور اُسے ديكهه لينے سے انكار نه كرنا ، اسكي شيفتگي اور عشق كا اقرار هے !

علاوه بريں قرآن نے جابجا اپنے نام گنائے هيں - وه كهتا هے ميں " موعظة " هوں ، " ذي الذكر " هوں ، " تبياناً لكل شي " هوں ، " تذكره " هوں ، " هدي و رحمه " هوں ؛ اور يه ظاهر هے كه جو بات وعظ هو تذكير هو ، نصيحت هو ، هدايت هو ، روح و دل كے روگوں كي دوا هو ، وه منطقي شكلوں كا اُلجهاؤ اور مقدمات در مقدمات طلسموں كا كارخانه نهيں هو سكتي !

(۷) ضرورت هے كه مختصراً اس معامله كي توضيح كے ليے ايک دو مثاليں بهي ديدي جائيں :

متكلمين نے جو طريقه الٰهيات ميں اثبات مدعا كا اختيار كيا تها ، اُس ميں سب سے زياده اُن كا اعتماد حدوث عالم كے اثبات پر تها - يعني عالم قديم (مصطلحۀ فلسفه) نهيں هے - پيدا شده هے - حدوث عالم كے ليے سب سے زياده قوي استدلال حركت اور تغير كا استدلال سمجها جاتا تها - بچپنے ميں هم نے يه شكل رٹي تهي : " العالم متغير ، و كل متغير حادث - فالعالم حادث " (عالم متغير هے ، اور هر چيز جو متغير هے ، حادث هے - پس عالم حادث هے) چونكه متكلمين كے دماغ ميں اثبات مدعا كي يهي شكليں بسي هوئي تهيں ، اسليے اُنهوں نے قرآن كے استدلالات كو بهي كهينچ تان كر يهي جامه پهنا دينا چاها - قرآن حكيم نے جس طرح آيت زير تدبر ميں حضرت ابراهيم (علی نبينا و عليه الصلوة و السلام) كي ايک " حجة " كا ذكر كيا هے ، اُسي طرح سورۀ انعام ميں ايک دوسري " حجة " كا بهي ذكر كيا هے : و تلک حجتنا اتيناها ابراهيم علی قومه ، نرفع درجات من نشاء ، ان ربک حكيم عليم (۶ : ۸۳) يه " حجة " كيا تهي ؟ يه " حجة " وه تهي جس ميں حضرت ابراهيم كے مشاهدۀ " ملكوت السماوات و الارض " كے واردات كا ذكر هے : فلما جن عليه الليل ، رای كوكبا ، قال هذا ربي ، فلما افل ، قال لا احب الافلين ! (۶ : ۷۶) يعني حضرت ابراهيم نے ستاره ، چاند ، اور سورج ديكها ، اور جب اُن ميں سے هر كوكب ڈوب گيا ، تو فرمايا " اني لا احب الافلين " چونكه اس معامله كو قرآن نے " حجة " كے لفظ سے تعبير كيا تها ، اور جيسا كه آگے چل كر معلوم هوگا ، متكلمين نے " حجة " مستعملۀ قرآن كو وهي حجة قرار دے ليا تها جو اُن كي مصطلحۀ منطق " حجة " تهي ، اسليے انهوں نے اس آيت كي تفسير كرتے هوے اپنے منطقي استدلال كي شكل يهاں بهي چپكا دي - مطلب يه قرار ديا كه حضرت ابراهيم نے حدوث عالم پر حركت و تغير سے استدلال كيا هے - يعني اُن كي حجة بهي يهي تهي كه " العالم متغير و كل متغير حادث " انهوں نے كواكب كے صانع عالم نه هونے پر اس بات سے استدلال كيا هے كه اُن ميں حركت هے - حركت تغير كو كهتے هيں ، اور جس ميں تغير هو وه محدث هے ، اور جو محدث هے ، وه قديم نهيں ، اور جو قديم نهيں ، وه صانع عالم نهيں هو سكتا ! اس تفسير پر همارے متكلمين كو اس درجه وثوق بلكه فخر هے كه حضرت امام رازي تغير سے استدلال حدوث كو " طريق ابراهيمي " قرار ديتے هيں ، اور فرماتے هيں " پهلا حكيم رباني جس نے اس حكمت سے مخلوق كو آشنا كيا ، وه حضرت ابراهيم خليل هيں " !

ابهی اِس سے قطع نظر كيجئے كه اِس استدلال كي كمزوريوں كا كيا حال هے ، اور اسكا صغری اور كبری هي كونسا قطعي اور مسلم هے كه نتيجه قطعي الثبوت هو - اِس پر بهي بحث نه كيجئے كه اِس طرح كا استدلال انبياء كرام كي طرف منسوب كرنا طريق دعوت نبوت سے كس درجه نا آشنائي اور حقيقت فراموشي هے - صرف اِس بات پر غور كيجئے كه لغت و عربيت كے لحاظ سے اِس تفسير كا كيا حال هے ؟ آيت كريمه ميں كوكب ، چاند ، اور سورج كا ذكر هے ، اور تينوں كيليے " افل " كا لفظ آيا هے - متكلمين كي يه تفسير " افول " كے معني حركت و تغير قرار ديتي هے ، اور جب تک يه معني قرار نه ديے جائيں ، اُن كے گڑهے هوے استدلال كي ديوار كهڑي نهيں هو سكتي ، ليكن جزم و قطع كے ساتهه كها جاسكتا هے كه عربي لغت ميں كسي ايسے " اُفول " كا وجود هي نهيں جو حركت و تغير كے معني ميں بولا جاتا هو - جو " افول " عربي زبان ميں مستعمل هے ، اُسكے معني تو كسي چيز كے چهپ جانے اور غائب هو جانے كے هيں - قد أفلت الشمس تأفل و تأفل افولا - اي غابت و احتجبت - اس كے سوا كوئي معني اس لفظ كے مفهوم ميں داخل نهيں - آيت كا صاف مطلب يه هے كه جب چاند ڈوب گيا ، سورج غروب هوگيا ، تو حضرت ابراهيم نے كها " اني لا احب الافلين " ميں چهپ جانے والوں كو دوست نهيں ركهتا - يهاں حركت و تغير كي مصيبت كهاں سے آگئي ؟

پهر قيامت پر قيامت يه هے كه " حركت " سے بهي انكا مقصود حركت لغوي نهيں هے - بلكه حركت مصطلحۀ فلسفه هے - يعني وه حركت جو ايک حالت سے دوسري حالت ميں انتقال كو كهتے هيں ، خواه مكان ميں هو يا زمان ميں ، اور كم ميں هو يا كيفيت ميں - مثلاً درخت كا نمؤ بهي حركت هے ، اور يه حركت في الكم هے ، اور كسي رنگ كا تغير بهي حركت هے ، اور يه حركت في الكيف هے - ظاهر هے كه اگر " افول " كے مفهوم ميں كسي نه طرح كهينچ تان كر حركت كي دلالة پيدا بهي كرلي جائے ، تو لغت اور قرآن پر يه كيسا صريح اتهام هوگا كه حركت كا يه فلسفيانه مفهوم اُن كے سر تهوپا جائے ؟

علاوه بريں متكلمين اپنے ذوق تفلسف ميں يه حقيقت بهي بهول گئے كه حضرت ابراهيم عليه السلام كا خطاب جن لوگوں سے تها ، وه كواكب كو صانع كائنات نهيں سمجهتے تهے كه اُنكے ليے اِس مزعومه استدلال كي ضرورت هوتي - اُن لوگوں كا اعتقاد اجرام سماويه خصوصاً چاند سورج كي نسبت وهي تها ، جو دنيا كي تمام مشرک عقول كا اپنے اپنے ديوتاؤں كي نسبت رهچكا هے اور اب تک هے - يعني يه ايسي روحاني اور ملكوتي هستياں هيں جنهيں دنيا كي تدبير و

هنسي اڑائيں - ايمان کي بنياد ايسي متغير اور متلون بنياد پر نہيں هوسکتي - وہ تو هر فرد ' هر جماعت ' هر طبقه ' اور هر زمانه کے ليے ايک يکساں حقيقت هے - يه محل تفصيل کا نہيں ' ورنه مثالوں سے يه بات بالکل واضح هو جاتي - همارے حکماء اور متکلمين نے حدوث عالم اور اثبات صانع کے کتنے هي استدلال ترتيب دیے تهے ' جن کی بنياد اُس وقت کے مذاهب فلسفه کے نظري مسلمات پر رکهي گئي تهي ' ليکن آج هم کسي پڑهے لکهے آدمي کے سامنے اُنهيں دهرانے کي جرأت نہيں کرسکتے !

(۵) صرف يهي نہيں که قرآن کا يه طريقه نہيں هے ' بلکه اُس نے واضح طور پر اس طريقه کي مذمت کي هے ' اور اسے بهي اُنهي طريقوں ميں سے قرار ديا هے جو اُس کے نزديک " جدل " کے طريقے هيں ' اور جو طريق " دعوت " و " هدايت " کے ساتهه جمع نہيں هو سکتے - يه طريقه جهگڑنے اور لفظوں اور باتوں کے پيچ ميں مخاطب کو کس دينے کے ليے ضرور مفيد هے - مگر اذعان و يقين کيليے که طريق دعوت و هدايت کا مقصد وحيد هے ' کچهه مفيد نہيں - بلاشبه اس طريق کا عامل ايک علمي قسم کا جهگڑالو آدمي بن جاتا هے ' ليکن مرشد اور هادي نہيں بن سکتا - اس کي طبيعت کبهي اِس طرف نہيں جاتي که سچائي اور حق معلوم کرے - وہ اسْ کا عادي هو جاتا هے که اپنے بنائے هوے قاعدوں ' گڑهے هوے مقدموں ' اور منوائي هوئي اصطلاحوں سے کسي نه کسي طرح مخاطب کو لاجواب کردے - رفته رفته خود اُسکا قلب بهي حقيقت سے نا آشنا اور اُسی قسم کي باتوں پر قانع هو جاتا هے جسے انگريزي ميں " تکنيکل " قسم کي باتيں کہتے هيں (لفظ صناعی اسکا پورا مفهوم ادا کرنے کيليے کافي نہيں " الا يه که اختيار کرليا جاے) اگر وہ ايک مخاطب کو جو حق کي جستجو اور يقين کي راہ ميں اُس سے نزاع کر رها هے ' صرف ايک لفظ کي غلطي ' يا کسي اصطلاحي قاعده کي نا آشنائي ' يا ترتيب مقدمات کے پيچ و خم کے اُلجهاؤ سے شرمنده کر دے سکے اور لا جواب بنا دے ' تو وہ اسے اپني بڑي سے بڑي فتح مندي سمجهے گا هے ' اور اِسے " مناظره ميں هرا دينے " سے تعبير کريگا - ليکن ايک لمحه کيليے بهي يه نہيں سونچے گا که اِس نام نهاد فتح و شکست سے حقيقت اور سچائي کا فيصله کيونکر هوگيا ؟ يه زيادہ سے زياده مناظره کي جيت هے - ليکن حقيقت کا فيصله تو نہيں هے ؟ اگر وہ اِس مناظرانه کج انديشي کی مدهوشي سے افاقه پائے ' اور خود اپنے دل کي گہرائيوں کا حساب لے ' تو اُسے معلوم هو جائے که جس بات کے منوانے کيليے وہ ايک عالم کو چپ کراتا پهرتا هے ' خود اُسي کے دل کو اُسپر قرار نہيں هے - قرآن و سنت پر تدبر کرنے سے معلوم هوتا هے که يه ' اور اِس طرح کے تمام طريقے ' نه صرف حصول مقصد کيليے سود مند نہيں هيں ' بلکه هدايت و يقين کي راهوں سے دور کر دينے والے هيں - قرآن اِن تمام طريقوں کو " خصومت " اور " جدل " يعنے لڑنے جهگڑنے کي راہ قرار ديتا هے - اُس نے جا بجا اِس نوعيت کے اعتراضات اور تشکيکات نقل کي هيں - پهر بتلايا هے که يه حق و هدايت کي راہ نہيں هے ' خصومت اور جهگڑنے کي روش هے - سورۂ ياسين ميں منکرين کا يه استفهام تشکيکي نقل کرنے کے بعد که " و يقولون متى هذ الوعد ان کنتم صادقين ؟ " فرمايا " ما ينظرون الا صيحة واحدة ' تاخذهم و هم يخصمون ! " " خصومت " کا لفظ يهاں اِسي حقيقت کي طرف اِشاره هے - شورۂ زخرف ميں منکرين کا يه انداز سخن نقل کيا هے که " ولما ضرب اِبن مريم مثلاً ' اذا قومک منه يصدون - و قالوا : الهتنا خير أم هو ؟ " اِسکے بعد کہا " ما ضربوا لک الا جدلا ' بل هم قوم خصمون ! " يعنے منکروں کي يه فکري حالت که وہ بات کي حقيقت پر غور کرنے کي جگه فرضي اور تخميني صورتيں پيدا کرکے کج بحثي کرني چاهتے هيں ' راستي و حق پرستي کا طريقه نہيں هے - " جدل " کا ڈهنگ هے -

چنانچه يهي وجه هے که قرآن حکيم نے دعوت الي الحق کا طريقه واضح کرتے هوے کہا : ادع الى سبيل ربک بالحکمة و الموعظة الحسنه ' و جادلهم بالتى هى احسن (۱۶ : ۱۲۶) اِس آيت ميں بالترتيب تين طريقوں کا ذکر کيا هے : حکمت - موعظۂ حسنه - اور جدل - ليکن جدل کو " بالتى هي احسن " کے ساتهه مقيد کر ديا هے - يعنے ايسا جدل جو اچهے طريقه پر کيا جاے - اِس سے معلوم هوا که قرآن کے نزديک " جدل " حکمت و موعظت کي طرح محمود و مطلوب نہيں هے ' اِلا يه که " بالتى هى احسن " هو -

جس آيت کي نسبت آپنے استفسار کيا هے ' دراصل وہ اسي حقيقت کا ايک بهترين نمونه پيش کرتي هے - وہ واضح کرتي هے که انبياء کا طريق دعوت و هدايت کا هے - جدل کا نہيں هے - اور تشريح اسکي آگے آئيگي -

(۶) ليکن افسوس هے که متکلمين کا منطقي ذوق طريق قرآني کي اهميت و حقيقت معلوم نه کرسکا - اُنهوں نے قرآن کو بهي وهي منطقي جامه پہنا دينا چاها ' جو خود انهوں نے علم و نظر کے هر گوشے ميں پہن ليا تها - چونکه يه طريقه قرآن کيليے ايک مصنوعي طريقه تها ' اسليے قدم قدم پر طرح طرح کي مشکلات پيش آئيں - لغت ساتهه نہيں ديتي تهي ' عربي اُسلوب بيان قطعاً مخالف تها - سباق و سياق کا مقتضا کچهه اور هي کہتا تها - سب سے بڑهکر يه که قرآن کا عام نظم بيان اس طريق کے ساتهه چل نہيں سکتا تها - تاهم وہ اپني موشگافيوں اور کوہ کندنيوں ميں برابر بڑهتے هي گئے ' اور کسي نه کسي طرح کهينچ تان کر ايک نيا کارخانۂ استدلال گڑهکر کهڑا کر ديا - اب دنيا کہتي هے که قرآن کي مشکلات حل نہيں هوتيں - ليکن کوئي نہيں جو اس حقيقت پر سے پرده اُٹهائے که مشکليں قرآن کي مشکليں نہيں هيں - مفسرين کي پيدا کي هوئي مشکليں هيں - اگر ايک بات کو اُس کی زبان ' اُس کے اُسلوب ' اور اُس کے قدرتي معانی سے هٹا کر ايک دوسري طرح کي شکل ديدي جائيگي ' تو يقيناً وہ صاف نہيں رهيگي ' مشکلات کا ايک معما هي بن جائيگي !

ياد رکهنا چاهيے که قرآن کے ساتهه هم دو هي طرح کا سلوک کرسکتے هيں - يا تو اس کي سچائي تسليم کريں - يا انکار کرديں - اگر هم اس کی سچائي تسليم کرتے هيں تو ضروري هے که وہ تمام اوصاف بهي تسليم کرليں جو اُس نے اپني نسبت بار بار بيان کيے هيں - اِن اوصاف ميں سب سے پهلا اور بنيادي وصف يه هے که وہ هر اعتبار سے سهل هے - کسي اعتبار سے بهي مشکل نہيں - پس قرآن سب کچهه هو سکتا هے مگر مشکل اور پيچيده نہيں هوسکتا - کوئي تفسير ' کوئي تاويل ' کوئي ايسي بات جس سے اُس کي کوئي ايک سورت ' کوئي ايک رکوع ' کوئي ايک آيت ' بلکه اُس کا کوئي ايک لفظ بهي مشکل اور مقدمات طلب بن جائے ' قرآن کے ليے سچي تفسير اور سچي بات نہيں هو سکتي - يقيناً وہ سچي نہيں هوسکتي - اس ليے که قرآن جسے سچ هونا چاهيے ' بار بار کہتا هے : ولقد يسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر (۵۴ : ۱۷)

مقالات

" کمیونیزم " اور اُسکے مقاصد

(کارل مارکس کے مباحث)

(۳)

" لیکن تم کمیونسٹ ' سرمایه دار عورتوں کي عمومیت بھي رواج دوگے "

ایک هي طرح کے سرمیں تمام سرمایه دار یه راگ آلاپ رهے هیں !

چونکه سرمایه دار اپني بیوي کو بھي پیداوار کا ایک آله تصور کرتا هے ' اس لیے جب کبھي سنتا هے که آلات پیداوار عام ملکیت هوجانے والے هیں ' تو قدرتي طور پر خیال کرتا هے که عورتوں پر بھي اس کا اثر پڑے گا !

اُسے کبھي یه خیال نہیں گزرتا که کمیونسٹوں کا مقصود تو صرف اس قدر هے که عورت پیداوار کا محض ایک آله نه سمجھي جائے - وه عورتوں کي موجوده حیثیت بدل دیني چاهتے هیں -

همارے سرمایه داروں کے اس عیارانه خوف سے زیاده کوئي چیز مضحکه انگیز نہیں جس کي وه اس باطل دعوی میں نمائش کر رهے هیں - کمیونسٹوں کو عورتوں کے عام بنانے کي کیا ضرورت هے جب که ان کي یه صورت حال تقریباً همیشه موجود رهي هے اور آج بھي موجود هے !

همارے سرمایه دار بزرگ کیا کر رهے هیں ؟ اپنے مزدوروں کي عورتوں اور لڑکیوں کو اپنے قبضهٔ و تصرف میں رکھنے سے سیر نه هوکر نیز باضابطه عصمت فروشي پر بھي قانع نه هوکر ' وه اب آپس میں ایک دوسرے کي بیویوں سے علانیه تعلقات پیدا کر رهے هیں ' اور ه تعلقات سرمایه دار سوسائٹي کي بہترین معاشرتي دلچسپي هیں !

خود سرمایه دارانه شادي بھي در حقیقت عورتوں کي عمومیت هي هے - کمیونسٹوں کو زیاده سے زیاده الزام یه دیا جاسکتا هے که وه عورتوں کي موجوده ریاکارانه اور خفیه عمومیت ختم کر دیني چاهتے هیں - ظاهر هے که پیداوار کے موجوده نظام کي منسوخي کے ساتھ س کا نتیجه یعني عورتوں کي عمومیت بھي معدوم هو جائیگي ' ز اُس وقت عام عصمت فروشي کا بازار بھي گرم نہیں هو سکیگا -

کمیونسٹوں پر یه الزام بھي لگایا جاتا هے که وه وطني و قومي روح ا کردیني چاهتے هیں -

مزدوروں کي نه تو کوئي قوم هے نه وطن - پس جو چیز اُنہیں لي هي نہیں ' چھیني بھي نہیں جاسکتي !

مزدوروں کو پہلے سیاسي طاقت حاصل کرني چاهیے ' پھر اپنے تئیں بطور ایک قوم کے قائم کردینا چاهیے - یه کام بذات خود ایک قومي کام هے ' اگرچه سرمایه دار اُسے کچھه نه سمجھیں -

جوں جوں سرمایه دار ترقي کرتے جاتے هیں ' آزاد تجارت پھیلتي جاتي هے ' عالمگیر بازار کھلتے جاتے هیں ' صنعتي پیداوار میں اضافه هوتا جاتا هے ' قومي اختلافات بھي کم هوتے جاتے هیں ' اور حالات زندگي میں همرنگي و یکسانیت بڑھتي جاتي هے -

مزدوروں کي فتحمندي ان اختلافات کو اور زیاده کم کردیگي ' کیونکه ان کي تجارت کے لیے تمام دنیا اور کم سے کم مہذب ممالک کا متحده عمل اولین شرط هے -

افراد کے باهمي خود غرضانه استعمال میں جس قدر کمي هوتي جائیگي ' اسي قدر قوموں کا باهمي خود غرضانه استعمال بھي کم هوتا جائیگا -

جوں جوں فرقه بندیاں معدوم هوتي جائینگي ' قوموں کي باهمي دشمني بھي مٹتي جائیگي -

رهے باقي الزام جو کمیونزم پر مذهبي ' فلسفي ' اور نظري نقطهٔ نظر سے لگائے گئے هیں ' تو وه اس قدر پوچ هیں که کسي سنجیده بحث کے محتاج نہیں -

کیا اِس حقیقت کے سمجھنے کے لیے کسي گہري بصیرت کي ضرورت هے که مادي حالات زندگي اور اجتماعي نظام کي تبدیلي کے ساتھه انسان کے خیالات ' نظریے ' تصورات ' حتی که ضمیر و وجدان تک بدل جاتا هے ؟

خیالات کي تاریخ بجز اس کے اور کیا ثابت کرتي هے که دماغي پیداوار ' مادي پیداوار کے ساتھه همیشه بدل جاتي هے ؟ هر عهد کے حکمراں خیالات همیشه وهي رهے هیں ' جو اس کے حکمراں طبقه کے تھے -

جب لوگ اُن خیالات پر بحث کرتے هیں جو سوسائٹي میں انقلاب پیدا کردیا کرتے هیں ' تو یه حقیقت صاف ظاهر هو جاتي هے که پراني سوسائٹي کے اندر هي نئي سوسائٹي کے عناصر کي تکوین پوشیده تھي ' اور یه که قدیم خیالات کے انحلال کے ساتھه هي قدیم اجتماعي رشتے بھي پراگنده هوجاتے هیں -

جب قدیم دنیا اپنے زوال کي آخري گھڑیوں سے گزر رهي تھي ' تو قدیم مذاهب بھي ایڑیاں رگڑ رهے تھے - یہاں تک که مسیحیت نے ظاهر هوکر انہیں نگل لیا - اسي طرح جب اٹھارھویں صدي میں مسیحي خیالات کي جگه عقلیت نے لے لي ' تو جاگیر دار سوسائٹي نے اُس وقت کے انقلابي سرمایه داروں سے فیصله کن لڑائي لڑي - پھر مذهبي آزادي اور وجداني آزادي کے خیالات نے عام کي علمداري اور آزاد مقابله کا اصول ظاهر کر دیا -

تصرف میں دخل ھے ' اور اسلیے اِنکي پرستش ضروري ھے - پس جب وہ کواکب کو صانع کائنات سمجھتے ھي نہ تھے ' تو اُنکے محدث و مخلوق ھونے کے دلائل پر حضرت ابراھیم کیوں زور دیتے ' اور کیوں قرآن اسے " تلک حجة ایتنا ھا ابراھیم علی قومه " سے تعبیر کرتا ؟ اُنکے علم میں تو کوئي ایسي بات آئي تھي ' جس سے کواکب کے تدبیر و تصرف عالم میں دخیل ھونے کا بطلان ثابت ھوتا ' کیونکہ اُنکے ھم وطنوں کي اصلي گمراھي یہي تھي -

یہ محل مزید تشریح و اطناب کا متحمل نہیں ' ورنہ یہي ایک تفسیر اِس حقیقت کي توضیح کیلیے کافي تھي کہ متکلمین کے طریقہ نے قرآن حکیم کے معارف و حقائق پر کیسے تو بر تو پردے ڈالدیے ھیں ' اور اُنکي ذھنیت معارف قرآنیہ کي روح سے کس درجہ مختلف بلکہ متضاد ھے - في الحقیقت قرآن حکیم کا یہ مقام من جملہ اھم ترین دلائل قرآنیہ کے ھے ' لیکن متکلمین نے ایک دور از کار اور تقریباً بے معني منطقي استدلال کا جامہ پہنا کر اُس کي ساري دلاویزي اور خوبي غارت کردي ھے ' جو کسي طرح بھي اُس پر راست نہیں آتا - لطف یہ ھے کہ یہ استدلال حضرت ابراھیم کي طرف اِس جوش و سرگرمي کے ساتھہ منسوب کیا جاتا ھے ' گویا انکے لیے ابراھیم خلیل کي جگہ اِمام الحرمین یا اِمام رازي بن جانا کوئي بڑي ھي فضیلت کي بات ھے !

میں نے یہاں ارسطو کي جگہ اِمام الحرمین اور اِمام رازي اسلیے کہا کہ جو بات حضرت ابراھیم کي طرف منسوب کي گئي ھے ' وہ اِتنا وزن بھي نہیں رکھتي ' جسقدر عامۂ حکماء کي عقلیات کا تسلیم کرنا پڑتا ھے - شیخ الاسلام اِبن تیمیہ نے سچ کہا ھے کہ " متکلمین نے طریق قرآني اسلیے ترک کیا ' تاکہ فلاسفۂ و عقلیین کے ساتھہ چل سکیں ' مگر افسوس کہ یہ بھي نہ کرسکے - اِنکي خام خالیوں سے تو پھر حکماء کي باتیں غنیمت ھیں "

یا مثلاً ' قرآن حکیم نے اللہ تعالی کے صفات کا ذکر کرتے ھوے " احد " اور " واحد " کا لفظ استعمال کیا ھے - " احد " اور " واحد " کے معني اُس زبان میں جسمیں قرآن نازل ھوا ھے ' اسکے سوا کچھہ نہیں ھیں کہ یہ صفت ' تعدد کي نفي کرتي ھے - یعني وہ ایک ھے ' اکیلا ھے ' اسکا کوئي شریک نہیں - کوئي عرب یا عربي داں انسان " احد " کا لفظ سنکر اس سے زائد کسي مفہوم کا تخیل ھي نہیں کر سکتا ' لیکن متکلمین نے اسکے لیے فلسفیانہ معاني اور التزامات پیدا کرلیے ' اور بلا تکلف اُنہی معاني میں استعمال کرنے لگے - مثلاً وہ کہتے ھیں ' خدا نے اپنا وصف احد قرار دیا ھے - احد وہ ھے جو منقسم نہ ھو سکے ' پس معلوم ھوا کہ وہ جسم نہیں ھے ' کیونکہ اجسام قابل انقسام ھیں - ھمیں بھي اِسکا شوق نہیں کہ خدا کی جسمیت ثابت کي جاے ' لیکن یہ قطعي ھے کہ قرآن نے عربي کا لفظ " احد " اس مصطلحۂ متکلمین مفہوم میں استعمال نہیں کیا ھے ' اور نہ اس انقسام و عدم انقسام کي دقیقہ سنجیوں سے اسے کوئي تعلق ھے -

یا مثلاً ' عربي کا ایک لفظ " مثل " ھے - " مثول " کے ابتدائي معني کسي چیز کے نصب ھونے کے تھے - مصور صورت بنا دیتا ھے ' اس لیے اُسے ممثل کہنے لگے - مثل الشي - اي انتصب و تصور - سورۂ مریم میں ھے " فتمثل لہا بشراً سویا " یعني آدمي کي شکل میں نمایاں ھوا - پھر اسي نسبت سے اِسکا استعمال مشابہت کے معنوں میں بھي ھونے لگا - فلاں چیز فلاں چیز کے مثل ھے - یعني اُس جیسي ھے - تاج محل کے مثل کوئي عمارت نہیں - یعني اُس جیسي کوئي عمارت نہیں - قرآن نے بھي جا بجا مثل کا لفظ انہي معنوں میں استعمال کیا ھے -

لیکن جب فلسفیانہ مصطلحات رائج ھوگئیں ' تو " تمثیل " کا استعمال ایک خاص تعریف و حدود کے ساتھہ ھونے لگا - مثلاً مماثلت کے مفہوم میں منطقي اطلاق پیدا کرکے اُسے مماثلة فی الجوھر ' مماثلة فی الکیفیة ' مماثلة فی الکمیة ' مماثلة فی القدر و المساحة : وغیرہ میں لے گئے ' اور اسکے بعد " مثل " مستعملۂ قرآن سے بھي وھي استدلال کرنے لگے - مثلاً " لیس کمثلہ شي " میں " مثل " کو وھي " مثل " مصطلحہ قرار دیتے ھیں ' اور اسپر اپني تمام فلسفہ آرائیوں کي عمارت اُستوار کرتے ھیں - وہ کہتے ھیں - تمام اجسام متماثل ھیں ' اور جسم وہ ھے جو جواھر فرد سے مرکب ھو ' یا جسکي طرف اِشارہ کیا جاسکے ' اور جسکي مقدار ھو ' پس جب خدا نے فرمایا " لیس کمثلہ شی " تو اِس سے اُن تمام جسمي (مصطلحہ فلسفہ) مماثلتوں کي نفي ھوگئي جو جواھر میں یا اعراض میں ھو سکتي ھیں - فلو کان جسماً لکان لہ مثل ' و اذا لم یکن جسماً ' لزم نفي ملزومات الجسم - یقیناً خدا کے مثل کوئي شے نہیں ' لیکن سوال یہ ھے کہ " لیس کمثلہ شي " میں قرآن نے عربي کا جو لفظ استعمال کیا ھے ' اور اسکا جو مطلب دو سو برس تک تمام عرب مخاطبین سمجھتے رھے ' وہ کیا تھا ؟ کیا وہ یہي مثلیت مصطلحۂ فلسفہ تھي ؟ حاشا و کلا - عربي میں مثل کا لفظ ٹھیک اُنہي سیدھے سادھے معنوں میں بولا جاتا ھے ' جن معنوں میں ھم آجکل اُردو میں بولا کرتے ھیں - مثلاً ایک شخص کہتا ھے " تاج محل آگرہ کے مثل کوئي عمارت موجود نہیں " تو اِس سے اُسکا یہ مطلب نہیں ھوتا کہ وہ مماثلة في الجوھر یا مماثلة فی الکمیة ' یا مماثلة فی الکیفیة ' یا مماثلة فی القدر و المساحة ' یا مماثلة فی اي معني اصطلاحي فلسفي کي نفي کر رھا ھے - بلکہ یہ مطلب ھوتا ھے کہ ایسي خوشنمائي رکھنے والي کوئي دوسري عمارت موجود نہیں - قرآن نے بھي ٹھیک ٹھیک اِسي سادہ اور لغوي معني میں " مثل " کا لفظ استعمال کیا ھے - یہ فلسفیانہ دقیقہ سنجیاں یہاں کہاں سے آگئیں ؟

یا مثلاً ' عربي کا ایک لفظ " خلد " اور " خلود " ھے جسکے معني لغت اور زبان میں طول عہد کے ھیں ' اور اِسي نسبت سے وہ ھمیشگي کے معنوں میں بھي بولا جاتا ھے - لیکن یہ ھمیشگي ایسي ھي ھوتي ھے جیسے بول چال میں ھم کہتے ھیں " یہ آدمي ھمیشہ کلکتہ ھي میں رھیگا " اس سے یہ مقصود نہیں ھوتا کہ وہ ابد تک رھیگا اور مستقبل میں کوئي وقت ایسا نہیں آئیگا جب وہ کلکتہ میں موجود نہو ' بلکہ یہ مطلب ھوتا ھے کہ وہ یہیں ٹھہرا ھوا ھے اور عرصہ تک یہیں ٹھہریگا - قرآن نے بھي جا بجا اسي معني میں یہ لفظ استعمال کیا ھے ' لیکن بعد کو جب فلسفیانہ بحثیں پیدا ھوگئیں ' تو " خلود " کے معني ایسي ھمیشگي کے ھوگئے جسکي کوئي نہایت نہ ھو -

یا مثلاً ' عربي میں لفظ " قدیم " کے وھي معني ھیں ' جو اردو میں " پرانے " کے ھیں " یہ مکان بہت قدیم ھے " یعنے بہت مدت سے ھے - لیکن متکلمین نے فلسفیانہ مباحث میں " قدم " و " حدوث " کي خاص مصطلحات اختیار کیں ' اور اسلیے " قدیم " کي بھی ایک خاص منطقي تعریف بن گئي - اب کتاب و سنة کا مستعملہ " قدیم " بھي اسي معني میں لیا جانے لگا !

بريدِ فرنگ

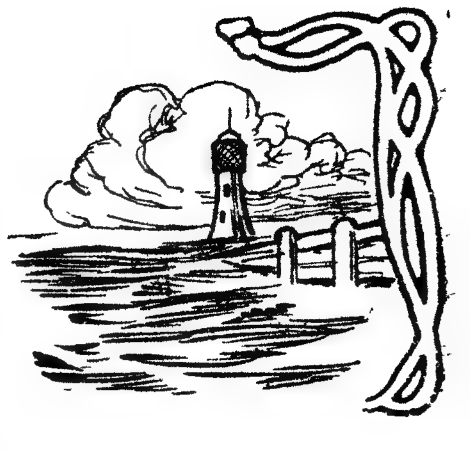

مصر اور ترکی کی نسوانی تحریکات

* * *

پیرس کے مصور رساله نے ایک سلسلهٔ مقالات بلاد اسلامیه کي جدید نسواني تحریکات پر شائع کرنا شروع کیا هے - مقاله نگار حال میں قسطنطنیه اور قاهره کے سفر سے واپس آیا هے - وه لکهتا هے :

" سنه ۱۹۲۷ کي جو فکري لهر قاهره اور قسطنطنیه کي عورتوں کے دماغوں میں دوڑ رهي هے ' اُسے میں لفظوں میں منتقل کر دینا چاهتا هوں "

مقاله نگار کے تاثرات کا خلاصه حسب ذیل هے :

(۱) ترک اور مصري عورتوں میں نئے خیالات کي نشؤ و نما اگرچه گذشته صدي کے اواخر سے شروع هوگئي تهي ' مگر وه ایک خاص حد سے آگے نه بڑهسکي - سنه ۱۹۰۰ تک قسطنطیه اور قاهره میں نئي قسم کي خواتین کا مطلب صرف یه سمجها جاتا تها که وه فرانسیسي زبان سے واقف هیں ' مغربي روش کا لباس مشرقي اصلاحات کے ساته پسند کرتي هیں ' اور اُن میں اهل قلم عورتوں کي بهي ایک محدود تعداد پیدا هوگئي هے -

(۲) لیکن موجوده صدي کے اوائل سے صورت حال میں نئي نئي تبدیلیاں رو نما هوئیں - اِن تبدیلیوں میں سب سے زیاده اهم تبدیلیاں دو تهیں - ترک اور مصري خواتین کا یورپ میں آزادانه سفر و قیام - اور ترک نقاب - چنانچه سنه ۱۹۰۵ سے لیکر سنه ۱۹۰۸ تک ترکي اور مصر کي پچاس سے زیاده خواتین یورپ کے بڑے بڑے شهروں میں دیکهي گئیں - ان میں بڑي تعداد اُن کم عمر خواتین کي تهي جو تعلیم کي غرض سے یورپ آئي تهیں - ان متعلمات میں مصر کے خاندان خدیوي کي بهي بعض خواتین تهیں -

جدید مصري خاتون
بیگم زغلول اپنے معمولی لباس میں

مصري خواتین کا نقاب جراب رخصت هو رها هے !

(۳) سنه ۱۹۰۸ع میں جب ترکي میں انقلاب دستوري هوا ' تو حالات نے یکایک ایک دوسري هي صورت اختیار کرلي ' اور ترکي کے خواتین کي معاشرتي زندگي میں انقلاب عظیم هوگیا - اُس وقت تک دار الخلافه میں خال خال مسلمان عورتوں کے کلب تهے ' اور جتنے بهي تهے ' زیاده تر امریکن مشنیري جماعتوں کے قائم کیے هوئے تهے - لیکن اب یکایک زنانه کلبوں کي تعداد میں عظیم اضافه هوگیا - سب سے پہلے انجمن اتحاد و ترقي نے زنانه کلب قائم کیے - پهر عام تحریک شروع هوگئي ' اور ایسے ایسے عظیم الشان کلب قائم هوگئے ' جن کے ارکان کي تعداد سیکڑوں سے بهي متجاوز تهی - اُسي وقت سے ترک خواتین نے ملک کي سیاسي و معاشرتي تحریکات میں بهي علانیه حصه لینا شروع کردیا - ایک کثیر تعداد مقرروں اور ادیبوں کي بهي پیدا هوگئي جن میں ایک کافي تعداد ترکي زبان کے اچهے خطیبوں اور اهل قلم کي تهي - چهره کا نقاب بهي تمام تعلیم یافته خواتین نے تقریباً ترک کردیا - البته باهر نکلنے کے لیے ایک خاص طرح کا جسم پوش لباس پهن لیا جاتا تها جس سے نه صرف تمام جسم اور لباس کي آرائش چهپ جاتي تهي ' بلکه سر کے بال بهي پوشیده رهتے تهے - صرف نصف پیشاني سے لیکر تهڈي تک چهره کهلا رهتا تها -

بلاشبه اعتراض کیا جائیگا که مذهبي ' اخلاقي ' فلسفي ' سیاسي اور قانوني خیالات تاریخي ترقي کے دوران میں تبدیل هوتے رهے هیں ' مگر ان تبدیلیوں کے باوجود بهي مذهب ' اخلاق ' فلسفه ' سیاست ' اور قانون کي حقیقت کبهي نهیں بدلي ' بلکه یه چیزیں بدستور باقي رهیں - مزید براں کچهه اٹل سچائیاں بهي هیں ' جو تمام اجتماعي نظاموں میں همیشه قائم رهي هیں اور اُن میں کبهي تبدیلي نهیں هوئي - لیکن کمیونزم یه تمام سچائیاں نئي بنیادوں پر قائم کرنے کي جگه اُنهیں سرے سے مٹا دینا چاهتا هے ' اور یه ایک ایسي بات هے جو تمام تاریخي ترقیوں کے بالکل مخالف هے -

لیکن هم کهتے هیں که تمام پچهلي سوسائٹیوں کي تاریخ ' جماعتي نزاع کي تاریخ هے جس نے مختلف زمانوں میں مختلف شکلیں اختیار کیں - جماعتي نزاع نے کوئي شکل بهي اختیار کي هو ' لیکن یه ایک ناقابل انکار حقیقت هے که هر زمانه میں سوسائٹی کا ایک حصه دوسرے حصوں کو خود غرضانه استعمال میں لاتا رها هے - لهذا کچهه عجب نهیں ' اگر اِن تمام زمانوں کا اجتماعي ضمیر همیشه تقریباً ایک هي قسم کے خیالات کا پابند رها هو - ظاهر هے که اِس اجتماعي ضمیر کي تبدیلي اسي وقت ممکن هے ' جب جماعتي نزاع کا پورے طور پر خاتمه کر دیا جائے -

کمیونیزم کیا هے ؟ ملکیت کا انقلاب اور اسکے روایتي رشتوں کا ایک براہ راست طبعي انفجار ! لهذا کچهه عجیب نهیں ' اگر وہ اپنے دوران ترقي میں تمام روایتي نظریوں سے آزادانه قطع تعلق کرلے اور ایک نیا نظام قائم کر دے !

لیکن همیں سرمایه داروں کے اعتراضات کي پروا نهیں کرني چاهئے - اپنے کام میں بدستور منهمک رهنا چاهئے -

هم ابهي بیان کر چکے هیں که مزدوري پیشه طبقه کے انقلاب کا پهلا قدم یه هے که وہ حکمراں طبقه کي حیثیت حاصل کرلے - یعني حقیقي جمهوریت کو کامل فتح حاصل هو جائے -

مزدور ' سرمایه داروں سے تمام سرمایه بتدریج چهین لینے اور پیداوار کے تمام آلات حکومت کے هاتهوں میں جمع کر دینے کیلیے اپني سیاسي طاقت استعمال کرینگے ' یعني پیداوار کے تمام ذرائع وہ خود اپنے هاتهوں میں لے لینگے - کیونکه وهي حمکراں طبقه هونگے ' اور کوشش کرینگے که جلد سے جلد بار آور طاقتوں کي مجموعي مقدار بڑها دیں -

یه مقصد ظاهر هے که پورا نهیں هوسکتا ' جبتک که حقوق ملکیت اور سرمایه دارانه حالات پیداوار پر علانیه سخت حملے نه کیے جائیں - یه حملے اُن ذرائع سے کیے جائینگے جو گو ابهي اقتصادي حیثیت سے ناقابل حصول معلوم هوتے هیں ' مگر بتدریج بڑهینگے اور ضروري هو جائینگے - اِس سے مقصود وهي ذرائع هیں ' جو پیداوار کے تمام طریقوں میں انقلاب پیدا کر دیں -

یه ذرائع مختلف ممالک میں قدرتي طور پر مختلف هونگے - تاهم ترقي یافته ممالک میں حسب ذیل ذرائع سے بهتر کام لیا جاسکتا هے :

(۱) زمین کي ملکیت کي منسوخي اور زمین کے لگان پر حکومت کا قبضه -

(۲) بهاري اور برابر بڑهنے والا اِنکم ٹیکس -

(۳) سرمایه دارانه وراثت کي منسوخي -

(۴) باغیوں اور جلاوطنوں کے اِملاک کي ضبطي -

(۵) حکومت کے هاتهوں میں قرض کي مرکزیت ' اور یه اِس طرح که ایک قومي بنک قائم کیا جائے جس میں صرف حکومت کا سرمایه هو ' اور جسے بلا شرکت غیرے اجارہ داري کا حق حاصل هو -

(۶) ذرائع مواصلات اور برآمد کي حکومت کے هاتهوں میں مرکزیت -

(۷) قومي کارخانوں اور آلات پیداوار کي توسیع ' اور بنجر زمینوں کي ایک عام اجتماعي خاکه کے مطابق اصلاح -

(۸) سب کو محنت کیلیے مجبور کرنا ' اور صنعتي فوجوں کي تنظیم ' خصوصاً زراعت کیلیے -

(۹) زرعي اور صنعتي محنت کي آمیزش ' تا که شهر اور دیهات کي باهمي تفریق مٹ جائے -

(۱۰) تمام بچوں کیلیے عام مفت تعلیم -

جب دوران ترقي میں جماعتي اِمتیازات معدوم هو جائینگے ' اور تمام پیداوار قوم کي بڑي اکثریت کے هاتهوں میں سمٹ آئیگي ' تو عام اجتماعي طاقت اپني سیاسي حیثیت کهو دیگي - سیاسي طاقت درحقیقت ایک منظم طاقت هے تا که دوسري جماعتوں پر مسلسل ظلم کیا جاسکے -

اگر مزدور انقلاب کے ذریعه برسر اقتدار آجائیں ' اور طاقت کے زور سے پرانے حالات پیداوار برباد کر ڈالیں ' تو اِن حالات کے ساتهه قدرتي طور پر وہ موجودہ جماعتي نزاعات اور خود جماعتوں کو بهي برباد کر ڈالینگے ' بلکه ساتهه ساتهه خود اپني جماعتي حکمراني کي حیثیت بهي مٹا دینگے -

الهـــلال کو

اشاعت کي کمي کي شکایت نه هوتي ' اگر مصارف کي زیادتي پیش نه آتي - سنه ۱۹۱۴ع میں الهلال کي یهي قیمت تهي - یعني بارہ روپیه سالانه ' مگر تمام طباعتي اشیاء کي قیمت موجودہ قیمتوں سے آدهي تهي - اِس وقت اگرچه الهلال کا حلقهٔ اشاعت اردو کے تمام رسالوں سے زیادہ هے ' لیکن مصارف کي زیادتي کي وجه سے اب تک آمدني اور خرچ برابر نهیں هوسکے هیں - کیا آپ اس معامله پر توجه ضروري نهیں سمجهتے ؟ اگر ضروري سمجهتے هیں تو توسیع اشاعت کے لیے کوشش کیجیے -

(منیجر الهلال)

تاریخ و عبر

ہندوستان

انگریزی حکومت سے پہلے اور انگریزی حکومت کے بعد

خود انگریز مدبّروں اور مُصنّفوں کی نظر میں!

اٹھارویں اور اُنیسویں صدی کے مُدبّروں کی شہادت

(۲)

ہندوستان کی صنعت پارچہ بافی

ہندوستان نے پارچہ بافی کو ہر زمانہ میں بے نظیر کمال اور ناقابل تصور ہنرمندی کے ساتھ برقرار رکھا ہے۔ اُن کے بعض کپڑے تو ایسی حیرت انگیز نفاست سے طیار ہوتے ہیں کہ پرستان کے بنے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ کمال دراصل، ہندوستانیوں کے بہترین ذوق، نفاست پسندی، اور سلیقہ کا نتیجہ ہے۔ (برنس سنہ ۱۸۲۴ء میں)

ہندوستان کے جنگلی درختوں میں پھلوں کی جگہ اون (سن) پیدا ہوتی ہے جو اپنی نفاست اور خوبصورتی میں بھیڑ کے اون کو بھی مات کرتی ہے۔ ہندوستانی اسی سے اون کے کپڑے بناتے ہیں۔

(ہیروڈوٹس سنہ ۴۵۰ قبل مسیح)

اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ ہندوستان اور بابل کے مابین سنہ ۳۰۰۰ قبل مسیح میں تجارتی تعلقات قائم تھے۔ سنہ ۲۰۰۰ قبل مسیح کی مصری مومیا کی ہوئی لاشیں نفیس ہندوستانی تنزیب میں لپٹی ہوئی دستیاب ہوئی ہیں۔ روم میں ہندوستانی پارچہ جات کی بہت بڑی کھپت تھی۔ یہ واقعہ اس طرح محقق ہوتا ہے کہ "ایلڈر پلینی" نے شکایت کی ہے کہ روم کی بہت بڑی رقم ہر سال ہندوستانی کپڑے پر خرچ ہوتی ہے۔ ڈھاکے کی ململ یونان میں "گنجی تیکا" کے نام سے مشہور تھی۔ (پروفیسر ٹریری)

ہم جانتے ہیں کہ یہودیوں نے اپنی قومیت کے ابتدائی برسوں (یعنی قبل مسیح ۲۰۰۰ سال) میں ہندوستان کا کپڑا استعمال کیا ہے۔

(بحیپر صفحہ ۳۰۶)

فینی مسیح سے ۲۰۰ سال پہلے مصر اور عرب کی دیباء کے تذکرہ میں بنگال کی ململ کا ذکر کرتا ہے۔ (جیمس ٹیلر)

افریقہ سے لیکر شنگھائی تک، ہر بندرگاہ میں ہندوستان کا بنا ہوا ہر طرح کا کپڑا بکثرت دستیاب ہوتا تھا۔ (مارکو پولو سنہ ۱۲۹۰ء)

سنہ ۱۷۰۰ء کے بدنام قانون کی رُو سے انگلستان میں ۲۹ ستمبر سنہ ۱۷۰۱ سے چین، ایران، ہندوستان کے ہر قسم کے کپڑوں کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا۔ اور اعلان کر دیا گیا کہ اس تاریخ سے جتنا بھی کپڑا آئیگا وہ یا تو ضبط کر لیا جائے گا، یا واپس کر دیا جائے گا"

(سر جارج برڈوڈ)

"یہی" انگلینڈ میں یہ سخت جرم تھا کہ کوئی عورت ہندوستانی چھینٹ استعمال کرے۔ سنہ ۱۷۶۶ء میں گلڈہال میں ایک انگریز خاتون کو دو ہزار پونڈ جرمانہ اس لئے ادا کرنا پڑا کہ اُس کا رومال ہندوستانی کپڑے کا تھا۔ (پروفیسر لیکی)

سترہویں صدی کے آخر میں نفیس اور عمدہ ہندوستانی چھینٹ اور ململ بہت بڑی مقدار میں انگلینڈ بھیجی گئی اور وہاں اس قدر مقبول ہوئی کہ مقامی اونی ریشمی کپڑے کی تجارت سخت خطرہ میں پڑ گئی۔ چنانچہ اس کی روک تھام کے لئے سنہ ۱۷۰۰ء اور سنہ ۱۷۲۱ء میں پارلیمنٹ نے ایسے قانون پاس کیے جن کی رُو سے انگلینڈ میں ہندوستانی کپڑے کا استعمال قطعاً ممنوع قرار پا گیا۔ (پروفیسر لیکی)

نفیس کپڑا بننے، رنگوں کے ملانے، دھات پر نقش و نگار بنانے، جواہرات گڑھنے، عطر کے طیار کرنے، اور جملہ قسم کی دقیق و لطیف صنعتوں میں ہندوستانیوں کا کمال قدیم زمانہ سے شہرۂ آفاق ہے۔

(پروفیسر ویبر)

سنہ ۱۷۸۴ء سے سنہ ۱۸۰۳ء تک کا زمانہ انگلستان کی پارچہ بافی کا سنہرا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ عین اُسوقت جبکہ انگریزی کپڑے کی برآمد، دخانی جہازوں کی طلسمی تیز رفتاری اور میکانیکی ایجادات کی محیر العقول تاثیر کے ماتحت روز افزوں ترقی کر رہی تھی، ہندوستانی کپڑے پر ۷۵ فیصدی چنگی لگا دی گئی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈھاکہ کا نفیس کپڑا اس زبردست چنگی کی وجہ سے انگلستان جانا موقوف ہو گیا اور بالآخر یہ کپڑا بازار سے مفقود ہو گیا۔ (پروفیسر ممبرا)

سنہ ۱۸۱۳ء تک ہندوستان کا سوتی اور ریشمی کپڑا انگلستان کے بازاروں میں معقول نفع کے ساتھ خود انگریزی کپڑے سے ۵۰ اور ۶۰ فیصدی کم قیمت پر بکتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزی کپڑے کو بچانے کے لئے ہندوستانی کپڑے پر ۷۰ اور ۸۰ فیصدی چنگی لگا دی گئی۔ اگر یہ ظالمانہ چنگی نہ لگائی جاتی اور ممانعت کے قانون نافذ نہ کئے جاتے، تو "پیسلی" اور "منچسٹر" کے تمام کارخانے شروع ہی میں بند ہو جاتے اور باوجود مشینوں کی قوت سے مسلح ہونے کے، ہرگز نہ چل سکتے۔ درحقیقت یہ کارخانے، ہندوستانی کپڑے کی لاش پر کھڑے کئے گئے ہیں۔ اگر ہندوستان خود مختار ہوتا تو وہ اس زیادتی کا ترکی بہ ترکی جواب دیتا۔ وہ بھی انگریزی مصنوعات پر بھاری چنگی لگا دیتا اور اس طرح اپنی تجارت کو فنا ہونے سے بچا لیتا۔ مدافعت کا حق ہندوستان کو نہیں دیا گیا۔ وہ بے رحم بدیشیوں کے رحم پر تھا۔ انگریزی مصنوعات بغیر چنگی ادا کئے جبراً اس ملک میں رائج کی گئیں۔ بدیشی تاجروں نے غیر منصفانہ سیاسی حربے استعمال کر کے اپنے اُس حریف کا گلا گھونٹ ڈالا جس سے وہ کسی طرح بھی مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ (ہسٹری آف انڈیا از ملّ")

سنہ ۱۸۲۷ء میں مسٹر تھامسن نامی ایک شخص نے صرف ۲ گھنٹے کے اندر ڈھاکہ میں ۲۱، تھان ململ کے خریدے۔ (ڈاکٹر تیلر)

اسوقت انگلستان میں ایک شخص موجود ہے جسنے نواب کے زمانہ میں ایک صبح اپنے ہی مکان پر ۸۰۰ تھان ململ کے خریدے تھے جنھیں خود کاریگر لائے تھے۔ پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی کے گماشتوں کا ظلم و جور بے روک ٹوک تھا۔ لیکن سراج الدولہ کے عہد سے شروع ہوا۔ خود مذکورۂ بالا شخص کا عینی مشاہدہ ہے کہ جنگل بارٹی کے سات سَو نور بافوں نے اپنا پیشہ اور گھر بار محض انہی ظلموں کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا حالانکہ اُسوقت یہ ظلم صرف شروع ہوا تھا۔

(بولٹس کے خیالات صفحہ ۹۵-۱۹۱)

نور باف جب کمپنی کے سخت اور جابرانہ معاہدے منظور کرنے سے انکار کر دیتے تھے تو کمپنی کے ایجنٹ اُن کا سامان نیلام کر کے قیمت ضبط کر لیتے۔ مہین ریشم کاتنے والوں پر بھی یہی ظلم کیا جاتا تھا۔ ایسی بکثرت مثالیں موجود ہیں کہ لوگوں کے انگوٹھے محض اس لئے کاٹ ڈالے گئے کہ وہ مہین تاگا نہ بنا سکیں! (ولیم بولٹس)

جب کمپنی کا گماشتہ کسی صنعتی شہر میں پہنچتا تو اپنے لئے آباد جگہ میں کوئی گھر منتخب کر لیتا۔ گماشتہ کا گھر "کچہری" کہلاتا تھا۔ یہاں وہ اپنے ہرکاروں کے ذریعہ سے پیکاروں اور دلالوں کو نور بافوں کے جمع کرنے کا حکم دیتا۔ پھر اُنھیں کچھ پیشگی دیکر عہدنامہ پر دستخط کراتا جسکی رو سے اُنھیں معین وقت میں خاص قیمت پر مال مہیا کرنا پڑتا۔ عہدنامہ [illegible]

سنہ ۱۹۲۱ میں قسطنطنیہ کی مسلمان عورتوں کا مظاہرہ

سب سے زیادہ اہم تبدیلی یہ ہوئی کہ مسلمان خواتین نے سرکاری دفاتر میں کام کرنا شروع کردیا جس کی کوئی سابق مثال موجود نہ تھی - ٹیلیفون اور ٹیلیگراف کے اکثر مراکز میں عورتیں ہی عورتیں نظر آنے لگیں - دفاتر میں ٹائپسٹ عورتیں بھی پیدا ہوگئیں - اس صورت حال نے مشرقی ممالک میں بھی اُس اُسلوب حیات سے عورت کو آشنا کردیا ' جو اس وقت تک صرف یورپ اور امریکہ ہی کی مضطرب آبادیوں میں محدود تھا۔

(۴) ٹرکی کی اس تبدیلی نے قاہرہ پر بھی اثر ڈالا جہاں مغربیت کہیں زیادہ قوت و وسعت کے ساتھہ نشو و نما پا رہی تھی - سنہ ۱۹۰۱ - میں جب قاسم امین بک نے مسلمان عورتوں کی معاشرتی زندگی میں اصلاح کی ضرورت محسوس کی تھی ' اور پردہ کے خلاف اپنی مشہور کتابیں شائع کی تھیں ' تو اُس وقت مصر کے اندر بمشکل پچیس مسلمان عورتیں ایسی نکل سکتی تھیں جو بغیر نقاب کے گھر سے باہر نکلنا گوارہ کرتیں ' لیکن اب ایک بڑی تعداد ایسی عورتوں کی پیدا ہوگئی ' جو بغیر کسی جھجھک کے کھلے منہ باہر نکلنے لگی تھیں ' اور اُنھوں نے پوری طرح مغربی لباس اختیار کرلیا تھا - سنہ ۱۹۱۲ - میں جب میں قاہرہ گیا تھا ' تو مجھے یہ دیکھکر تعجب ہوا تھا کہ نئے تعلیم یافتہ طبقہ کی عورتیں تمام قدیم رسوم و عوائد ترک کرچکی ہیں ' اور بجز خال خال گھرانوں کے قدیم مصری زندگی کا نظارہ کہیں دکھائی نہیں دیتا - بعض گھرانوں کی خواتین سڑکوں پر بالکل کھلے ڈلے نکلنے سے پرہیز کرتی تھیں ' لیکن اپنے گھر میں انھیں اس سے انکار نہ تھا کہ ایک یورپین خاتون کی طرح مہمانوں کی پذیرائی کریں ' اور اُن کی صحبتوں میں اپنے شوہروں اور عزیزوں کے ساتھہ شریک ہوں -

(۵) جنگ کے بعد دنیا میں جو تعجب انگیز تغیرات ہوے ہیں ' شاید اُن میں کوئی چیز بھی اس درجہ موثر اور قابل غور نہیں ہے ' جسقدر مشرقی عورت کی کامل مغربیت ہے - اب ہمیں وہ تمام پر اسرار اور قصہ نما تذکرے بھلا دینے چاہئیں ' جو کسی زمانے میں مشرقی عورتوں اور مشرقی حرمسراؤں کی داستانوں میں ہماری تعجب آمیز دلچسپی کا ذریعہ ہوا کرتے تھے ' اور ہر مغربی سیاح جو مشرق کا قصد کرتا تھا ' سمجھتا تھا کہ وہ [illegible]

پایگا - اب مشرق کی ساری چیزوں کی طرح مشرق کی عورت بھی تقریباً نابود ہوگئی ہے - وہ وقت دور نہیں ہے جب اُس کا سراغ ڈھونڈھنے کیلیے مورخین کو کتابوں کے سیکڑوں اوراق اُلٹنے پڑینگے - اب انگورہ ' قسطنطنیہ ' اور قاہرہ ہی میں نہیں ' بلکہ بغداد اور شام میں بھی "مشرقی عورت" بغیر ڈھونڈھے نہیں مل سکتی - گذشتہ سال میں نے بیروت میں بہت کوشش کی کہ کسی ایسے امیر گھرانے کا سراغ لگاؤں جہاں مجھے کامل مشرقی زندگی نظر آے - کچھہ عرصہ کے بعد ایک دوست نے رہنمائی کی ' اور میں ایک گھرانے میں مدعو کیا گیا - یہ گھرانا بیروت کے ایک قدیم امیر خاندان کا گھرانا تھا - اسکے ارکان مغربیت کے دلدادوں میں " قدامت پرستی " کیلیے بدنام ہیں - یہ مخالفانہ شہرت سنکر مجھے بڑی خوشی ہوئی تھی - میں نے خیال کیا تھا کہ بیسویں صدی میں کم از کم ایک مرتبہ " الف لیلہ " کے عالم میں واپس جا سکونگا - لیکن آپ میری مایوسی کا اندازہ کر سکتے ہیں ' جو اُس وقت مجھپر طاری ہوئی ' جب میں نے اس " قدامت پرست " گھرانے میں اپنے آپکو ایک کامل قسم کے فرانسیسی ایوان ملاقات کے صوفے پر پایا ' اور صاحب مکان نے یہ کہکر اپنی دوازدہ سالہ لڑکی کی تقریب کی کہ " یہ میڈ موزیل ...... ہیں ! "

یہ بیروت کا قدامت پرست گھرانا ہے ! بعد کو مجھے معلوم ہوا کہ اس گھرانے کی ساری قدامت پرستی اس سے زیادہ نہیں ہے کہ اس کی مسن عورتیں مغربی لباس نہیں پہنتیں ' اگرچہ اپنی لڑکیوں کے لیے اسی کو پسند کرتی ہیں !

مقالہ نگار نے آخر میں افسوس کیا ہے کہ مشرق نے مغرب کی تقلید کے شوق میں اسکی بالکل پروا نہ کی کہ مغربی معاشرت کی بے اعتدالیوں سے اپنی نگہداشت کرے - وہ کہتا ہے " بلا شبہ مشرقی عورت کو مغرب سے بہت کچھہ حاصل کرنا تھا ' لیکن ساتھہ ہی اپنی قدیم زندگی کی بہت سی قیمتی چیزیں محفوظ بھی رکھنی تھیں جن کے نقدان پر آج مغرب افسوس کر رہا ہے "

[illegible]

(ب) ہندستانی ہمارے بڑے آدمیوں پر ہماری ہی طرح فخر کرنے لگیں گے۔

(ج) ہماری ہی طرح تعلیم حاصل کرنے، ہماری ہی طرح ایک خاص مقصد سے دلچسپی لینے، ہماری ہی طرح ایک خاص نتیجہ کے لئے کوشاں ہونے سے، وہ ہندستانی ہونے کے بجائے انگریز ہوجائیں گے۔ ٹھیک اسی طرح، جس طرح رومیوں کی ماتحت قومیں رومن ہوگئی تھیں!

(د) اس طرح وہ قدیم ہندستانی بنیادوں پر آزادی حاصل کرنے کی خواہش سے دست بردار ہوجائیں گے۔ اس کے بعد کوئی فوری تبدیلی ناممکن ہوگی۔ ہمارا قبضہ مدت دراز تک بے خطر برقرار رہ سکے گا

(ھ) تعلیم یافتہ طبقہ یہ سمجھ کر کہ اُس کے ملک کی بھلائی ہماری ہی سرپرستی میں ہوسکتی ہے، قدرتی طور پر ہم سے وابستہ رہے گا۔

(سرکاری مراسلہ سنہ ۱۸۵۳ء)

زمین کی فتح کے بعد ہندستان کا دماغ بھی فتح کرلیا گیا۔

(ہنٹر)

دماغ ہی سلطنتیں برباد کرتے اور قائم کرتے ہیں، دماغ پر قبضہ کرلو۔ قوم پر بھی حکومت کرسکو گے۔ (لواسٹ ڈومینین)

بغیر دماغی انقلاب کے سیاسی انقلاب ناممکن ہے۔ پوری ایک فوج کی یلغار بآسانی روکی جاسکتی ہے، لیکن دماغی حملہ کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا!

(میرس)

کوئی بھی ہندستانی ذہانت اور زیرکی پر شبہ نہیں کرسکتا۔ مگر یہ حیرت ہے کہ مغربی طریق تعلیم نے اُسے کس طرح اپنا شکار کرلیا ہے اور ہندوستان کی روایتی ذہانت کی مشتعل قوت بالکل افسردہ ہوکر رہ گئی ہے!

(رر)

ہم نے بنگالیوں کو جو تعلیم دی ہے وہ صنعت و حرفت کی طرف راغب کرنے کے بجائے صرف ادبیت سکھاتی ہے۔

(مرای، سی، بوک)

جہاں باشندے خوشحال ہوتے ہیں، وہاں تعلیمی ترقی خطرناک نہیں ہوتی۔ مگر جہاں افلاس اور تعلیم کا ساتھ ہوتا ہے، وہاں آگ لگا دیتی ہے۔ یہ ایک سچی حقیقت ہے، لیکن کتنے آدمی ہیں جو جانتے ہیں کہ یہ حقیقت ہندوستان میں کتنی سچی ہے! (ڈبلیو۔ ایس۔ بلنٹ)

شروع میں گورنمنٹ کا تعلیمی دستور العمل یہ تھا کہ ملک کے انتظام کے لئے آدمی فراہم کئے جائیں۔ نیز علمی تعلیم کے بجائے صرف ادبی تعلیم کی ہمت افزائی کی جائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں ادبی تعلیم یافتوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی، اور علمی تعلیم تقریباً مفقود رہی۔ (سیڈلر کمیشن)

الہلال کے ابتدائی نمبر

الہلال سلسلۂ جدید کے ابتدائی نمبر، یعنی نمبر ۱ سے ۵ تک بعض حضرات کو مطلوب ہیں، وہ دوگنی قیمت پر خریدنے کے لئے طیار ہیں۔ دفتر کو اطلاع دیجائے۔ منیجر

برید شرق

غازی مصطفیٰ کمال پاشا کا تاریخی خطبہ

بعد از جنگ حوادث و اعمال کی مستند روداد

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

کامل ایک ہفتہ غازی مصطفیٰ کمال پاشا جمہوری مؤتمر میں اپنا تاریخی خطبہ سناتے رہے۔ خطبہ بہت ہی طویل ہے۔ تلخیص کے سوا چارہ نہیں۔

سنہ ۱۹۱۹ء میں التوار جنگ

موصوف نے بیان کیا:

۱۹ر مئی سنہ ۱۹۱۹ء میں وہ بحر اسود کے ساحل سمسون پہنچے۔ یہ وہ وقت تھا جب ٹرکی کی داخلی حالت از حد ابتر ہوچکی تھی۔ سلطان وحید الدین اور اُن کے وزیر اعظم داماد فرید پاشا، ملک کو اُس قعر مذلت سے نکالنے کے لئے کچھ بھی نہیں کررہے تھے جس میں وہ التوار جنگ کے بعد گر پڑا تھا۔ اتحادی سلطنتیں، معاہدۂ التوار کی کسی شرط کی بھی پابند نہ تھیں۔ برطانی، فرانسیسی، اور اطالی فوجیں، ٹرکی کی بہت سی سرزمینوں پر قابض ہوگئی تھیں۔ پھر انہی اتحادیوں کے اشارے سے ۱۵ر مئی سنہ ۱۹۱۹ء میں یونانی فوجیں سمرنا پر قابض ہوگئی تھیں۔ اسی قدر نہیں، بلکہ ٹرکی سے مطالبہ کیا جارہا تھا کہ تھریس سے دست بردار ہوجائے، تاکہ وہاں جمہوری حکومت قائم کردی جائے۔ کردستان کو خود مختاری دیدے۔ علاقۂ پونٹس کو آزاد کردے اور اُس میں بھی ایک خود مختار حکومت بنجائے، جس کا پایۂ تخت، طرابزون ہو۔

"انجمن محبان انگریز"

استانبول، تمام سازشوں کا مرکز تھا۔ "انجمن محبان انگریز" سب سے زیادہ خطرناک سازشی مرکز تھا۔ یہ انجمن خود سلطان کی سرپرستی میں تھی۔ وزیر اعظم اور دوسرے ارکان سلطنت، اُس کے ممبر تھے۔ اس انجمن کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ ترکی قومی تحریک کو کچل ڈالے۔ فوج کی ابتری، آخری حد سے بھی تجاوز کرچکی تھی، لیکن وہ بدستور سلطان سے وفادار تھی۔ ملک میں یہ تحریک بھی پھیل رہی تھی کہ ٹرکی اب خود کچھ نہیں کرسکتا، لہذا کسی بڑی سلطنت سے امداد حاصل کرنا چاہئے۔ اس غرض کے لئے تین ذریعے لوگوں کے پیش نظر تھے:

"انگلستان کی سرپرستی قبول کرلی جائے۔ یا امریکہ کی حمایت منظور کرلی جائے۔ یا خود اندرون ملک میں متعدد حکومتیں قائم کردی جائیں"

غازی کی ابتدائی مساعی

اس کے بعد غازی نے اپنی ذاتی کوششوں کی طرف اشارہ کیا،

"میرے دشمنوں نے مجھے آستانہ سے نکلوانے کی کوشش کی تھی میرے ماتحت پہلے تین فوجیں تھیں۔ نیز انگورہ اور دیار بکر کی فوجوں پر بھی مجھے نگرانی کا حق حاصل تھا۔ میں یہ کسی طرح بھی گوارا نہیں کرسکتا تھا کہ وطن مقدس، کسی اجنبی حکومت کی غلامی میں پڑے۔ اس حالت پر میں موت کو ترجیح دیتا تھا۔ میں نے فوراً یونان سے مقابلہ کی طیاری شروع کردی۔ جون اور جولائی (سنہ ۱۹۱۹ء) کے مہینوں میں اماسیا اور ارض روم کے شہروں میں میں نے کانفرنسیں منعقد کیں۔ لیکن میری [illegible] دیکھ کر استنبول کے حکام سخت برہم ہوگئے۔ علی کمال بک وزیر داخلیہ نے مجھے طلب کرکے کہا کہ باب عالی میری تجویز کا مخالف ہے۔

۳ر جولائی کو میں نے اپنے دوستوں کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور صاف لفظوں میں اُن تمام خطروں سے آگاہ کردیا جو میرے ساتھ قومی تحریک میں شرکت سے اُنھیں پیش آنے والے تھے لیکن اُنھوں نے نہایت بہادری سے سرگرم عمل رہنے پر اصرار کیا اور اخلاص و رفاقت کی قسمیں کھائیں۔

تب میں اپنے فوجی منصب سے مستعفی ہوگیا تاکہ آزادی سے جدوجہد جاری رکھ سکوں۔ لیکن ارض روم میں میرے دوستوں میں باہم ناچاقی پیدا ہوگئی۔ میں نے اُن سے صاف کہدیا کہ تاریخ ثابت کرچکی ہے کہ کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی جبتک ایک قابل مستقل مزاج، اور چست سردار کی اطاعت نہ کی جائے۔ ایسے نازک وقت میں اختلاف سے ہرگز کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا"

قومی حرکت کا دوسرا اقدام

قومی تحریک نے دوسرا قدم، سیواس کانفرنس سے اُٹھایا۔ اس کانفرنس میں تمام ترکی علاقوں کے نمائندے شریک ہوئے تھے یہیں صاف طور پر یہ بات طے پاگئی کہ اتحادیوں، خصوصاً یونان کی مقاومت کی جائے اور ہر ممکن تدبیر سے ترکی سرزمین، اجنبی فوجوں سے پاک کی جائے۔

اُس موقعہ پر ایک فرانسیسی افسر نے سیواس میں آکر کہا کہ فرانس عنقریب اس وطنی تحریک کا سر کچل ڈالے گا! میں نے اُسے جواب دیا "سیواس پر تم ہرگز قبضہ نہیں کرسکتے۔ فرانس یا کوئی اور طاقت اگر ہماری تحریک کچلنا چاہتی ہے تو اُسے ایک طویل ہولناک جنگ کے لئے طیار ہوجانا چاہئے"

اسی کانفرنس میں یہ مسئلہ پیش ہوا تھا کہ امریکہ کی حمایت میں ٹرکی کو چلا جانا چاہئے۔ کپتان رؤف بک، جنرل رافت پاشا، خالدہ ادیب خانم (زوجۂ عدنان بک) اس تجویز کے سرگرم حامی تھے مگر میں نے ارکان مجلس سے درخواست کی کہ سردست یہ مسئلہ ملتوی کردیا جائے۔ میری درخواست منظور کرلی گئی۔

گماشتے جو شرطیں بھی چاہتے، زبردستی منوالیتے تھے۔ اگر کاریگر کمپنی کا روپیہ قبول کرنے سے انکار کرتا تھا تو اُسے کوڑے لگا کر اُس کے لینے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ (ولیم بولٹس)

کاریگروں کو کمپنی کے لئے کام کرنے پر زبردستی مجبور کیا جاتا تھا۔ اُن سے ایسے معاہدے لئے جاتے تھے جو اُن کے حق میں سراسر نقصان دہ ہوتے تھے۔ اُن کی فریادوں کی کوئی شنوائی نہیں تھی، اور اُنھیں اپنے ذاتی مفاد اور ضمیر کے خلاف کام کرنے پر بڑی سختی سے مجبور کردیا جاتا تھا۔ بارہا ایسا ہوتا تھا کہ کاریگروں کو بھاری بھاری جُرمانے کام سے انکار کرنے کی وجہ سے اُدا کرنے پڑتے .... نوربافوں کو ہولناک اور عبرت انگیز سزائیں دی جاتی تھیں .... جبر و تشدد کی حد یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ کاریگروں کو مجبوراً اپنا پیشہ ترک کردینا پڑا تھا۔ (۱۷۹۳ء اور ۱۸۱۱ء کی کمرشیل بورڈ کی ڈائری)

غریب ہندوستانی دستکاروں اور کاریگروں پر ایسے ایسے ظلم توڑے گئے ہیں جن کا تصوّر بھی نہیں ہوسکتا۔ یہ غریب کمپنی کے گویا غلام بنا دیئے گئے تھے۔ جُرمانے، قید، جبری معاہدے، اور بید کی مار نے نوربافوں کی نسل معدوم کردی! (بولٹس صفحہ ۷۳)

صنعت و حرفت اور تجارت کے تنزل کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ شہر (ڈھاکہ) کی آبادی تقریباً برباد ہوگئی۔ سنہ ۱۸۰۰ء میں اس کی آبادی ۲۰ لاکھ تھی، مگر اب صرف ۶۸۰۳۸ رہ گئی ہے جیسا کہ سنہ ۱۸۳۸ء کی مردم شماری سے ثابت ہوتا ہے۔ .. جتنی تیزی سے آبادی گھٹی ہے، اُس سے کہیں زیادہ سرعت سے افلاس بڑھ گیا ہے! (جیمس ٹیلر)

مسٹر بروکل ہرسٹ کا سوال:

"انگلستان یا ہندوستان، دونوں میں سے کسی ایک کی صنعت و حرفت کا قربان کرنا دوسرے کی ترقی کے لئے لازمی ہے۔ بنابریں ہندوستانی صنعت و حرفت کی قربانی کردی گئی۔ کیا تم ہندوستان کو دوبارہ خوشحال کرنے کے لئے انگلستان کو تباہ کرنا چاہتے ہو؟"

مسٹر مارٹن کا جواب:

"میں ہرگز ہندوستان کو ازسرنو زندہ کرنے کے لئے نہیں کہتا۔ لیکن میں ہندوستان کو مسلسل نقصان پہنچانے کے خلاف ہوں پھر یہ بھی لازمی نہیں کہ ہندوستانی نوربافوں کی ترقی سے انگلستان برباد ہوجائے گا۔ کیونکہ ہندوستان کے پاس نہ گلاسگو اور مینچسٹر کی طرح مشینیں ہیں نہ تجارتی بازار ہیں نہ سرمایہ ہے"

مسٹر بروکل ہرسٹ:

"آپ سے جو سوال کیا گیا ہے اُس کا تعلق اُس نفیس سُوت سے ہے جو مشین میں طیار نہیں ہوسکتا۔ پس سوال یہ ہے کہ کیا اس نفیس سُوت کی صنعت اس ملک (انگلستان) میں باقی رکھی جائے یا ہمیشہ کے لئے اُٹھا دی جائے؟"

مسٹر مارٹن:

"اگر انگلستان میں اس صنعت کا بقا ہندوستان سے ناانصافی ہی پر موقوف ہے تو میرا جواب یہ ہے کہ انگلستان کو انصاف سے کام لینا چاہئے۔ خواہ اُس کا نتیجہ کچھ ہو۔ کیونکہ انگریزوں کو ہرگز یہ حق نہیں ہے کہ محض اپنے ذاتی مفاد کے لئے اُس ملک کے باشندوں کو تباہ کرڈالیں جسے اُنھوں نے فتح کیا ہے"

مسٹر بروکل ہرسٹ:

سنہ ۱۸۳۳ء میں جب کمپنی نے ہندوستان کو تاج کے حوالہ کیا تو اُس سے پہلے ہی ہندوستان کی صنعت تباہ ہوچکی تھی۔ لہٰذا اسوقت تبدیلی کا سوال درپیش نہیں ہے جو واقع ہوچکی ہے۔ نیز ہمارے پاس شہادت موجود ہے کہ ہندوستان صنعتی ملک ہونے کے بجائے زرعی ملک ہے۔ اور وہ جماعتیں جو پہلے دستکاری میں مصروف تھیں، اب زراعت میں مشغول ہوگئی ہیں"

مسٹر مارٹن:

"میں اسے ہرگز تسلیم نہیں کرتا کہ ہندوستان صرف زراعتی ملک ہے۔ ہندوستان جس طرح زراعتی ملک ہے اُسی طرح صنعتی ملک بھی ہے۔ اُس کی مصنوعات ہر زمانہ میں نہایت کامیاب ہی ہیں، اور کوئی قوم بھی اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتی ہے۔ اب ہندوستان کو محض زراعتی ملک بنادینا، اُس کے لئے سخت ناانصافی اور ظلم ہے"

(سنہ ۱۸۴۰ء کی پارلیمنٹری سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ)

ہندوستان سے انگلستان کو اور انگلستان سے ہندوستان کو جو کپڑا بھیجا گیا اُس کی تفصیل یہ ہے:

سنہ	ہندوستان سے	انگلستان سے
۱۸۱۴	۱۲۶۶۶۰۸ تھان	۸۱۸۲۰۸ گز
۱۸۲۱	۵۳۴۴۹۵ ″	۱۰۱۳۸۷۲۶ ″
۱۸۲۸	۴۲۲۵۰۴ ″	۴۲۸۸۲۲۰۷۷ ″
۱۸۳۵	۳۰۶۰۸۶ ″	۹۱۷۷۷۲۷۷ ″

(مسٹر لارپنٹ)

ہندوستان کا سُوت

ہندوستان میں انگریزی سُوت سب سے پہلے سنہ ۱۸۲۱ء میں آیا اس کے بعد اُس کی مقدار بڑھتی گئی۔ چنانچہ

سنہ ۱۸۲۴	میں	۱۲۰۰۰۰ گز
سنہ ۱۸۲۵	″	۸۰۰۰۰۰ ″
سنہ ۱۸۳۰	″	۴۰۵۰۰۰۰ ″

(ایسٹ انڈین کمپنی کے حالات ضمیمہ ۱۲)

ڈاکٹر توبہ نے سنہ ۱۸۳۶ء میں لکھا ہے کہ "ڈھاکہ میں جیسا سوت کتتا ہے اور ململ طیار ہوتی ہے اُس کا مقابلہ انگریزی ذہانت اور صنعت کسی طرح بھی نہیں کرسکتی" (براؤن)

ضلع (ڈھاکہ) میں قدیم زمانہ سے ہر گھر کا مشغلہ سوت طیار کرنا تھا۔ لیکن اب ارزاں انگریزی سُوت کی وجہ سے یہ کام بالکل موقوف ہوگیا ہے۔ اس طرح کاتنے اور بُننے کی صنعت، جس سے مدتوں لاکھوں محنتی مخلوق پیٹ پالتی تھی، ۶۰ برس کے قلیل زمانہ میں اجنبی ہاتھوں میں چلی گئی۔ (″)

سب سے پہلے سنہ ۱۸۲۱ء میں انگریزی سُوت ہندوستان آیا۔ سنہ ۱۸۲۷ء میں اُس کی مقدار ۳۸۲۹۴ من تک پہنچ گئی۔ سنہ ۱۸۳۱ء میں ۸۲۸۱۰ من ہوگئی۔ اور سنہ ۱۸۳۸ء کے بعد سے تو اُسنے ہندوستانی سُوت کو بالکل بے دخل کرکے ملک بھر میں اُس کی جگہ لے لی۔ (جیمس ٹیلر)

تعلیم

جب کبھی میں ہندوستان کی بے شمار مخلوق کی جہالت کا خیال کرتا ہوں، تو مجھے کارلائل کا پُرانا حسرت مقولہ یاد آجاتا ہے "علم کی صلاحیت رکھنے والے انسان کا جاہل رہنا میرے نزدیک ایک اندوہناک مصیبت ہے۔" (ڈاکٹر سی ہال)

یہ بالکل یقینی ہے کہ ہندوستان ایک بہت بڑا علمی مرکز تھا جہاں سے یورپ کی قدیم مہذب ترین قوموں نے اپنا علم، صنعت اور ادب حاصل کیا تھا۔ (لے الیٹ ٹیلر)

جب کبھی کوئی ملک یا قوم کسی زبردست طاقت سے مفتوح ہوجاتی ہے تو یقین کرلینا چاہئے کہ حکمران طاقت سب سے پہلا کام یہی کریگی کہ مفتوح قوم کی تعلیم تباہ کرڈالے گی یا سختی کے ساتھ اُسے اپنے ہاتھ میں لے لیگی تاکہ اُس سے فائدہ اُٹھاسکے۔ کیونکہ یہ مسلم ہے کہ علم اور غلامی پہلو بہ پہلو نہیں رہ سکتے۔ (لے سیڈی)

سنہ ۱۷۹۳ء میں تعلیمی کمیٹی کے ایک ڈائرکٹر نے کہا تھا "ہم نے امریکہ محض اپنی حماقت سے اس لئے کھودیا کہ وہاں اسکول اور کالج قائم کرنے کی اجازت دیدی تھی۔ اب ہمیں ہندوستان میں اس حماقت کا اعادہ نہیں کرنا چاہئے۔" (ایجوکیشن کمیٹی سنہ ۱۷۹۳ء)

ہمارے مشرقی مقبوضات میں مشنری بھیجنے کی تجویز ایک نہایت ہی ناعاقبت اندیشانہ، اور مسرفانہ تجویز ہے۔ یہ تجویز نہایت ہی مہلک، مہمل، جاہلانہ، بے فائدہ، مضرت رساں، خطرناک، اور متعصبانہ ہے۔ یہ ہر طرح کے تدبر اور صحیح سیاست کے خلاف ہے: یہ ہمارے مقبوضات کی سلامتی اور دوام کو خطرہ میں ڈالنے والی ہے۔ (ہندوستان میں کیری کی آمد پر ایسٹ انڈین کمپنی کے ڈائرکٹروں کا رزولیوشن سنہ ۱۷۹۳ء)

سنہ ۱۷۹۳ء میں کمپنی کے ڈائرکٹر کہتے ہیں "تم (انگریز) ہندوستانیوں کو تعلیم دینا کیوں چاہتے ہو؟ تعلیم دیکر تم اُنھیں اپنی بے انصافیوں سے آگاہ کردوگے۔ تم نے اُن کا ملک لُوٹ لیا ہے۔ تم نے اُنکے ہموطنوں کو برباد اور ذلیل کردیا ہے۔ تم نے اُنکے بادشاہوں کو قتل کرڈالا ہے۔ لہٰذا تمھاری سلامتی اسی میں ہے کہ تم اُنھیں اسی طرح فریب خوردہ، خود فراموش، اور جاہل رہنے دو!" (سر تھامس ٹریٹن ۱۱ مارچ سنہ ۱۸۱۳ء)

ہمیں صرف اُسی حد تک ہندوستانیوں کو تعلیم و تربیت دینی چاہئے جس حد تک ہم اُن سے اپنی تجارت اور حکومت چلانے میں فائدہ اُٹھاسکیں۔ (کلکتہ جرنل سنہ ۱۸۱۹ء)

ہمیں ہندوستانیوں کی ایک ایسی جماعت طیار کرنی چاہئے جو رنگ اور خون میں ہندوستانی ہوں، مگر ذوق، خیال، اور ذہنیت انگریزوں کی رکھیں۔ (میکالے)

ہمیں ہندوستان میں ہندوستانی مدبروں، سپہ سالاروں اور مقننوں کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ہمیں محنتی کسان مطلوب ہیں! (تھیکرے)

ہندوستان میں انگریزوں کے اندرونی تعلیمی مقاصد حسب ذیل ہیں:

(الف) انگریزی تعلیم کی روح ہمارے قبضہ کے لئے مفید ہوگی۔

کئے۔ ٹرکی میں جو اعلان شائع کیا تھا، وہ اس عبارت سے شروع ہوتا تھا: "آزادی کی اس مقدس جنگ میں خدا ہمارے ساتھ ہے!"

اسی زمانے میں عسکی شہر اور افیون قرہ حصار سے ہم اتحادی فوجیں نکالنے میں کامیاب ہوگئے۔ ریلوے بھی کئی جگہ سے توڑ ڈالی گئی۔ نئی مجلس وطنی بھی منعقد ہوئی۔ یہ واقعہ ۲۳ر اپریل ۱۹۲۱ء کا ہے۔

اس کے بعد غازی نے رأفت پاشا کا پھر ذکر کیا۔ اُنھوں نے کہا "میں نے اُنھیں سمرنا کے میدان جنگ میں جانے کا حکم دیا۔ مگر اُنھوں نے تعمیل نہیں کی۔ اسی قدر نہیں بلکہ ایک فرانسیسی آب دوز پر خفیہ آستانہ چلے گئے۔ آج تک معلوم نہ ہوسکا اس سفر کی غرض کیا تھی؟"

اس کے بعد کاظم قرابکر پاشا کی مذمت کرتے ہوئے غازی نے کہا:

"یہ مجلس وطنی کے سوا اس سے انگورہ آنے پر معترض تھے۔ پھر جب آستانہ میں پارلیمنٹ منعقد ہوئی تو انھوں نے زور دیا کہ مجلس وطنی توڑ دی جائے۔ لیکن میں نے اُن کے مشورہ کی کوئی پروا نہیں کی"

اس کے بعد غازی نے وہ رُوداد پڑھی جو مشہور خائن سعید ملا، انگریز راہب فرو کو بھیجا کرتا تھا۔ پھر بتایا کہ نورالدین بک قسطنطنیہ کا پولیس کمشنر انگریز جاسوسوں کو پناہ دیتا تھا۔

اس کے بعد غازی نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی کہ مجلس وطنی کی تاسیس کے بعد موجودہ سیاسی مسلک کیونکر اختیار کیا گیا؟ اُنھوں نے کہا:

"اُس وقت تین سیاسی رجحان ملک میں موجود تھے: پان اسلامزم، پان تورانیزم، ترکی قومیت۔ میری رائے اسی آخری رجحان کی طرف تھی۔ یہ اس لئے کہ جملہ ترکی قوموں کا ایک علم کے نیچے جمع ہوجانا ناممکن ہو۔ اسی طرح تورانی تحریک یا اسلامی تحریک پر بھروسہ کرنا ایک وہم اور جنون تھا۔ لہذا ہمارے لئے اس کے سوا کوئی راہ باز نہ تھی کہ اپنی خالص قومی تحریک پر تکیہ کریں۔ ہمارے لئے ایک قومی سیاست ضروری تھی۔ قومی سیاست سے مقصود، وہ زندگی ہو جو سب سے پہلے قوم کی قوت پر قائم ہو۔ پھر تمام متمدن دنیا کی ہمدردی حاصل کرسکے"

جب میں نے مجلس وطنی کے سامنے اپنا یہ نقطۂ نظر پیش کیا، تو یہ بحث شروع ہوئی کہ آخر حکومت کی شکل کیا ہونی چاہیے۔ اُس وقت سلطان اور خلیفہ آستانہ میں موجود تھا۔ بہت سے لوگ اُسے معذور اور بے گناہ سمجھتے تھے۔ لہذا ضروری ہوا کہ کوئی ایسی تجویز بنائی جائے جو حالات کے مناسب ہو۔ چنانچہ یہ تجویز منظور کی گئی:

"مجلس وطنی سے بالا کوئی قوت تسلیم نہ کی جائے۔ مجلس وطنی میں تشریعی اور تنفیذی دونوں قوتیں جمع ہیں۔ جب سلطان اور خلیفہ، قید سے آزاد ہوگا اُس وقت اُس کی وہ حیثیت ہوجائے گی جو مجلس وطنی طے کرے گی"

فرید پاشا کی وزارت

پھر مجلس وطنی کے انتخابات پیش آئے اور میں اُس کا صدر منتخب کیا گیا۔ عین اُسی زمانے میں سلطان وحید الدین نے ہماری ضد پر فرید پاشا کو دوبارہ وزیر اعظم بنا دیا۔ ہماری قومی حکومت کے خلاف فتوے شائع کئے گئے اور دشمن کے ہوائی جہازوں سے تمام ملک میں تقسیم کئے گئے۔ اب ہر طرف شورش پیدا ہوئی۔ خفیہ اور علانیہ قومی حکومت پر یورش شروع ہوئی۔ بولو، ادا بازار، مشرقی انگورہ، توقاد، یوزغاد اور دیگر، سیوہ رک، الیفین، قونیہ، غرضکہ تمام علاقوں میں سخت بغاوت برپا ہوگئی۔ پھر فوراً ہی ازمیت میں جیش خلافت نے ظہور کیا اور قومی حکومت مجبور ہوئی کہ ان تمام فتنوں سے بیک وقت جنگ کرے۔ چنانچہ خیانت وطنی کا قانون بنایا گیا اور "محاکم استقلال" مرتب کر دئیے گئے

ساتھ ہی یونانی سیلاب کے روکنے کے لئے سمرنا میں اور فرانسیسیوں کی سرکوبی کے لئے اطنہ میں میدان جنگ قائم کئے گئے۔ ہماری کوششیں جلد بار آور ہوئیں۔ اطنہ، طرطوس، اور مرسین میں ہم نے فرانسیسیوں کا محاصرہ کرلیا اور فرانس کو ہماری تمام سرزمین خالی کردینی پڑی۔

ساتھ ہی مجلس وطنی نے اپنا ایک وفد روس بھی بھیجا۔ پورے ایک برس تک گفت و شنید جاری رہی۔ یہاں تک کہ مارچ ۱۹۲۱ء میں ماسکو سے ہمارے دوستانہ تعلقات قائم ہوگئے۔

جون ۱۹۲۰ء میں یونانیوں نے حملہ شروع کیا۔ قومی فوج مجبور ہوئی کہ پیچھے ہٹ جائے۔ اُس وقت میں خود میدان جنگ گیا۔ علی فواد پاشا کی زیر قیادت عسکی شہر اور افیون قرہ حصار کے خط پر از سر نو مورچے قائم ہوگئے۔

دو نئی مشکلیں

اسی اثنا میں دو نئی مشکلات پیدا ہوئیں: ایک مشکل "سبز فوج" کی تھی۔ یہ ایک خفیہ انجمن تھی اور ادہم چرکسی کے ماتحت تھی۔ دوسرا معاملہ جلال الدین عارف بک کا تھا۔ انھوں نے چاہا کہ مشرقی صوبوں میں اپنے لئے ایک خاص حیثیت پیدا کرلیں۔ مگر ہم ان دونوں مشکلوں پر بھی غالب آگئے۔

ارمنی فتنہ

اُسی دوران میں اتحادیوں کے اشارے سے ارمن قوم نے سر اُٹھایا اور مسلمانوں کا قتل عام شروع کردیا۔ اب ہمیں اس نئی مصیبت کا بھی مقابلہ کرنا تھا۔ چنانچہ ہماری فوجیں متحرک ہوئیں۔ ارمنوں کی اچھی طرح گوشمالی کی اور قارص پر قبضہ کرلیا۔ پھر ارمنوں کو مجبور کیا کہ صلح کی درخواست کریں۔ اس کا نتیجہ معاہدہ کومری کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس معاہدہ کی رُو سے ترکی سرحدیں وہی ہوگئیں جو ۱۸۷۶ء میں تھیں۔ اس طرح ارمنی خطرہ بالکل زائل ہوگیا۔ روس نے بھی یہ معاہدہ قبول کرلیا بشرطیکہ باطوم اُس کے حوالہ کردیا جائے۔ اس تدبیر سے ہم مشرق کی طرف سے کلیتہً مطمئن ہوگئے۔

قونیہ کی بغاوت

اس کے بعد قونیہ میں پھر بغاوت ظاہر ہوئی۔ ہم مجبور ہوئے کہ از سر نو ایک فوج مرتب کریں۔ ادہم چرکسی نے اس امر کی مخالفت کی اور جب ہم نے اُس کی پروا نہیں کی تو وہ یونان سے مل گیا۔ اب ایک مرتبہ پھر قومی فوج پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوگئی۔ ہم نے فوراً علی فواد پاشا کو میدان جنگ سے واپس کرکے ماسکو کی سفارت پر بھیجدیا اور عصمت پاشا اور رأفت پاشا کو سپہ سالار مقرر کیا۔

عین اسی زمانہ میں داماد فرید پاشا پھر معزول ہوگئے اور توفیق پاشا، صالح پاشا کے ساتھ برسر حکومت آئے۔ اُنھوں نے اناطولیہ مفاہمت کے لئے ایک وفد بھیجا۔ یہ وفد اُس وقت پہونچا جب عصمت پاشا این آونی میں یونان کو شکست دے چکے تھے۔ یہ قومی حکومت کی پہلی فتح تھی۔ لیکن اس فتح کے بعد ہی یونانیوں نے علی آدہم چرکسی کی اعانت سے کوتاہیہ پر حملہ کردیا اور ہماری فوجوں کو پھر پیچھے ہٹنا پڑا۔ یہ صورت صرف اس لئے پیدا ہوئی تھی کہ رأفت پاشا بر وقت دشمن کے محاصرہ کے لئے میدان جنگ میں نہیں پہنچے تھے۔

لندن کانفرنس

اس کے بعد لندن کانفرنس منعقد ہوئی اور اُس میں حکومت انگورہ بھی مدعو کی گئی۔ مگر میں نے وزیر اعظم توفیق پاشا سے مطالبہ کیا کہ وہ دول اتحاد سے کہہ دیں کہ براہ راست حکومت انگورہ کانفرنس میں بلائی جائے، کیونکہ ٹرکی میں تنہا وہی حکومت موجود ہے۔ ساتھ ہی وزیر اعظم کو مجلس وطنی کی حسب ذیل دو تجویزوں سے مطلع کردیا:

(۱) مجلس وطنی، سلطان کی ذات شاہانہ کو تسلیم کرتی ہے۔

(۲) سلطان کا قیام، آستانہ میں رہے، لیکن حکومت اور پارلیمنٹ کا مرکز، انگورہ میں رہے گا۔

لیکن توفیق پاشا اور سلطان نے یہ تجویزیں منظور نہیں کیں نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے لندن میں اپنا علحدہ وفد بھیجا اور کانفرنس کی شرطیں نامنظور کردیں۔

اسی اثنا میں یونانیوں نے دوبارہ حملہ شروع کیا۔ لیکن پھر عصمت پاشا کے ہاتھوں شکست کھائی۔ مگر دوملو پینا میں رأفت پاشا سے سخت مقابلہ جاری رہا۔ آخر ہم نے رأفت پاشا کو واپس بلالیا اور عصمت پاشا پورے میدان کے سپہ سالار مقرر ہوگئے۔

جعفر طیار اور رأفت پاشا

غازی نے جعفر طیار پاشا کا ذکر کیا جو مشرقی تھریس میں قومی تحریک کے علمبردار تھے:

"اُنھوں نے کوئی قابلیت بھی ظاہر نہیں کی۔ اُس علاقہ میں تحریک کی ناکامی کے سراسر ذمہ دار وہی ہیں۔ تاریخ اُنھیں ہرگز معاف نہیں کرے گی۔ کیونکہ وہ بغیر کسی مقابلہ کے دشمن کے ہاتھ میں قید ہوگئے!"

اس کے بعد مقرر نے رأفت پاشا کا پھر ذکر کیا:

"رأفت پاشا نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ فوزی پاشا، وزیر جنگ بنائے جائیں۔ عصمت پاشا، میدان جنگ کے سپہ سالار ہوں اور وہ خود (یعنی رأفت پاشا) جنگی اسٹاف کے صدر مقرر کئے جائیں"

میں نے اُنھیں حسب ذیل جواب دیا:

"آپ جنگی اسٹاف کے صدر بننا چاہتے ہیں؟ جنگی اسٹاف کی صدارت کے معنی یہ ہیں کہ عملی طور پر پورے میدان جنگ کی سپہ سالاری۔ لیکن آپ میں اس کی ہرگز قابلیت نہیں ہے!"

اس کے بعد رأفت پاشا گوشہ نشین ہوگئے اور پھر کچھ بھی نہیں کیا۔

کامل فتح

تین مہینے سکون کے بعد ۱۰ر جولائی ۱۹۲۱ء کو یونانیوں نے بہت بڑے پیمانہ پر عشاق اور بروسہ کی طرف حملہ شروع کیا۔ ۱۲ دن سخت معرکہ جاری رہا۔ آخر ترکی فوجیں پیچھے ہٹنے لگیں اور دریائے سقاریا کے اس پار آکر رکیں۔

مجلس وطنی، ترکی فوجوں کی واپسی سے سخت پریشان ہوئی اور مجھے حکم دیا کہ خود اپنے ہاتھ میں سپہ سالاری لے لوں۔ میں نے اس شرط پر یہ منصب قبول کرلیا کہ مجلس مجھے وہ تمام اختیارات بھی بخش دے جو اُسے فوج پر حاصل ہیں۔ مجلس نے یہ شرط منظور کرلی اور تین مہینے کے لئے اپنے اختیارات مجھے عطا کردیئے۔

میں نے کمان اپنے ہاتھ میں لی اور سقاریا کا وہ معرکہ پیش آیا، جسنے حملہ آور یونانیوں کی کمر توڑ ڈالی۔ تب مجلس وطنی نے مجھے "مارشل" کا خطاب دیا۔ ساتھ ہی "غازی" کا لقب بخشا۔ اس فتحمندی کا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ فرانس نے ۲۰ر اکتوبر ۱۹۲۱ء کو ہم سے معاہدہ کرلیا۔ ٹرکی کی کامل خود مختاری تسلیم کرلی اور اُن تمام علاقوں سے دست بردار ہوگیا جو جنوبی اناطولیہ میں اُس کے قبضہ میں تھے۔

اُنھی دنوں میں یونانیوں نے بحر اسود پر ترکی علاقے میں اپنی جمہوریت قائم کرنا چاہی۔ بعض یورپین سلطنتیں اُن کی ہمت افزائی کررہی تھیں۔ ۲۵ ہزار فوج یونانیوں کی تائید پر تھی۔ مگر ہم نے اس فتنہ کا بھی سر کچل ڈالا۔

۱۹۲۱ء اور ۱۹۲۲ء میں خود مجلس وطنی کے اندر مخالفت نے زور پکڑا۔ مخالفت کے سرگروہ رؤف بک اور قرہ واصف بک تھے۔ رأفت پاشا کا میلان بھی اسی جماعت کی طرف تھا جو ازحد نامبارک

حکومت آستانہ اور سیواس کانفرنس

حکومت آستانہ، سیواس کانفرنس دیکھ کر گھبرا گئی اور قومی تحریک کا گلا گھونٹ دینے پر کربستہ ہوگئی۔ اس مقصد کے لئے اُسنے صوبۂ معمورۃ العزیز کے حاکم علی غالب کو منتخب کیا۔ اُسے حکم دیا کہ مشرقی صوبوں کے تمام کردوں کو قومی تحریک کے خلاف کھڑا کردے۔ نیز ایک اجنبی افسر اُس کی مدد کے لئے مقرر کیا۔

علی غالب بک کو یقین تھا کہ وہ سیواس تک پہنچ سکتا ہے اور حکومت پر قابض ہو کے قومی تحریک کا خاتمہ کر دے سکتا ہے۔ لیکن ہم قومی کارکن پُورے طور پر بیدار تھے۔ ہم نے بر وقت ضروری تدابیر اختیار کیں۔ مجرموں کا تعاقب شروع کر دیا۔ جلد ہی ان کی ہمتیں پست ہوگئیں اور اجنبی حمایت میں بھاگ کر پناہ لینے پر مجبور ہوگئے۔ نیز میں نے عام حکم صادر کر دیا کہ کردستان میں اجنبی افسروں کی موجودگی قطعاً ممنوع ہے۔ الا یہ کہ اُن کے پاس ہماری خاص اجازت موجود ہو۔

پھر میں نے سلطان کو ایک طویل برقی پیغام بھیجا۔ اسیں انتہائی تعظیم و تکریم کے الفاظ استعمال کئے اور درخواست کی کہ موجودہ خائن وزارت کو توڑ دیں اور ایک ایسی وزارت مرتب فرمائیں جو قومی آرزوں کی مؤید ہو۔

فرید پاشا یہ پیغام دیکھکر بہت چراغ پا ہوئے۔ اُنھوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ قومی کارکنوں کو بہت ڈرایا دھمکایا اور بالآخر آستانہ اور اناطولیہ کے مابین گفتگو کا سلسلہ ہی منقطع ہوگیا۔

سیواس کانفرنس کے بعد ہم نے پارلیمنٹ منعقد کرنے کی کوشش شروع کی۔ لیکن آستانہ کی حکومت اسے جمع ہونے دینا نہیں چاہتی تھی۔ تاکہ قوم کی مرضی کے خلاف صلح حاصل کرسکے۔ یہ دیکھ کر ہم نے اپنے تمام عہدہ داروں کو حکم دے دیا کہ پُوری مستعدی سے انتخابات کی طیاریاں شروع کر دیں۔ نیز سیواس کانفرنس کی اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کربستہ ہوگئے کہ اندرون ملک میں ایک نمائندہ جماعت، مجلس قومی کے نام سے قائم ہو اور جملہ معاملات وہی انجام دے، یہاں تک کہ ملک میں ایسی حکومت قائم ہوجائے جسپر قوم کو اعتماد ہو۔

اس جدوجہد میں ہمیں بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اعتراضات، اختلافات، سوءِ ظن، رشک و حسد کی کوئی حد نہ تھی۔ ساتھ ہی دشمنوں کی علانیہ عداوت اور خفیہ سازشوں نے اب اور بھی زیادہ زور کیا۔ ضروری تھا کہ ان تمام مشکلات کا مقابلہ کیا جائے اور سب کا سر کچل ڈالا جائے۔ ہم نے یہی کیا۔

اسی دوران میں ہر طرف سے سلطان پر تار برقیوں کی بارش ہوئی کہ فوراً اس خائن وزارت کو توڑ دیں۔ اسی دوران میں علی فواد پاشا مغربی میدان جنگ کے سپہ سالار اور انگریزوں میں جھگڑا پیدا ہوگیا۔ میں نے مداخلت کی اور پُرامن طریقہ پر تصفیہ ہوگیا۔ اس فیصلہ کی بنا پر انگریزی فوجیں، مرزیفون اور سامسون سے ہٹ گئیں۔

اب حکومت آستانہ کو یقین ہوگیا کہ اناطولیہ کی قومی تحریک کا مٹانا ناممکن ہے۔ اُس کے خلاف جتنی کوشش کی جاتی ہے، وہ اتنی ہی زیادہ مضبوط ہوتی جاتی ہے، لہذا اُسنے یہی مناسب سمجھا کہ سختی کے بجائے، نرم تدبیروں سے اُس کا خاتمہ کرے۔ چنانچہ مرحوم عبدالکریم پاشا کو مجھ سے گفتگو کرنے کے لئے منتخب کیا۔ ۲۷ اور ۲۸ ستمبر کی درمیانی رات کو ہم دونوں تار برقی کے آلہ پر ۸ گھنٹے بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ مگر کوئی سمجھوتہ نہ ہوسکا۔ اب داماد فرید پاشا کے لئے اسکے سوا کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہا تھا کہ وزارت کی کرسی خالی کر دیں چنانچہ تین دن بعد وہ مستعفی ہوگئے۔

اُسی زمانے میں طرابزون کے بعض لوگ ایک وفد مرتب کر کے بطور خود سمجھوتہ کے لئے آستانہ جانے لگے۔ مگر اُنھیں روک دیا گیا اور طرابزون کے صوبہ دار کو قید کر دیا گیا۔

اس کا جواب حکومت آستانہ نے یہ دیا کہ پھوٹ ڈالنے کے لئے بعض منافق اناطولیہ میں بھیجدیئے۔ مگر اسیں اُسے کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ بلکہ اناطولیہ کی قومی مجلس نے آستانہ کے باشندوں کی اور زیادہ حمایت حاصل کرلی اور سلطانی حکومت کے شر سے اُنھیں باخبر کر دیا۔ ہم نے یہی نہیں کیا بلکہ اُن پُرجوش ناعاقبت اندیش وطن پرستوں کی ناک میں بھی نکیل ڈال دی جو قسطنطنیہ پر حملہ کر دینے اور تلوار کے زور سے فیصلہ حاصل کرنے پر تُلے ہوئے تھے۔ ہم نے ہر جگہ اپنی دعوت پھیلادی حتیٰ کہ دول اتحاد کے اہل الحل والعقد کو بھی، جو آستانہ میں موجود تھے، متأثر کر دیا۔

علی رضا کی وزارت

ان کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ سلطان نے ۲؍ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو علی رضا پاشا کی وزارت قائم کردی۔ علی رضا پاشا کا مسلک، فرید پاشا سے بالکل مختلف تھا۔ نئی وزارت، مفاہمت چاہتی تھی۔ مگر وہ بھی اس مفاہمت میں مخلص نہ تھی۔ وہ چاہتی تھی نرمی سے گلا گھونٹ دے۔

علی رضا پاشا نے مجھے مفاہمت کی دعوت دی۔ میں نے گفتگو کے لئے ۵ شرطیں پیش کیں:

(۱) اگر جدید وزارت، قومی آرزوں کی مؤید ہوگی تو قومی مجلس بھی اُس کی تائید کرے گی۔

(۲) جدید وزارت، ملک کی قسمت کا کوئی فیصلہ اُسوقت تک نہ کرے، جب تک پارلیمنٹ منعقد نہ ہو اور حکومت پر اُس کی کامل اور آزاد نگرانی قائم نہ ہوجائے۔

(۳) صلح کانفرنس میں جو نمائندے جائیں، وہ اُن لوگوں میں سے ہوں جن پر قوم اعتماد کرتی ہو۔

(۴) جدید وزارت، پُوری صفائی سے اپنا مسلک ظاہر کردے۔

(۵) وہ تمام عہدہ دار، سپہ سالار برطرف کر دیئے جائیں جو قومی تحریک کے مخالف ہیں۔ اُن کی جگہ وطن پرور آدمی مقرر کئے جائیں۔

کئی دن تک گفت و شنید جاری رہی۔ علی رضا پاشا صرف زبان سے وعدہ کرتے تھے کہ ہماری شرطیں منظور کرتے ہیں۔ وہ ہمیں یقین دلانا چاہتے تھے کہ ہمارے طرفدار ہیں۔ جمال پاشا مرسینی کو وزارت میں اسی لئے داخل کیا تھا کہ قوم کو غلط فہمی میں ڈال سکیں۔ کیونکہ جمال پاشا مرسینی، قومی آدمی خیال کئے جاتے تھے۔

لیکن ہم دہوکا نہیں کھا سکتے تھے۔ جب ہم نے دیکھ لیا کہ گفتگو سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا تو ہماری قومی مجلس بدستور قائم رہی۔ اس کی بیداری اور مستعدی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت جلد پُورے اناطولیہ پر اُس کی حکومت قائم ہوگئی۔ ساتھ ہی ہماری خفیہ انجمنیں ہر طرف پھیل گئیں۔ خود آستانہ اور سمرنا میں بھی ہم متعدد طاقتور انجمنیں قائم کر سکے۔ ان کوششوں کا اصلی مقصد یہ تھا کہ ہم انتخابات میں کامیابی حاصل کرلیں۔ ہم چاہتے تھے پارلیمنٹ، آستانہ کے بجائے اناطولیہ کی سرزمین میں منعقد ہو۔

اُسی زمانے میں امریکن جنرل ہاربرڈ اناطولیہ میں سیاحت کر رہا تھا۔ اُسنے مجھسے سیواس میں ملاقات کی اور سوال کیا:

”اگر تمام قربانیوں کے بعد بھی قوم کوئی نتیجہ حاصل نہ کرسکی تو کیا کروگے؟“

میں نے جواب دیا:

”اگر قوم تمام قربانیاں کرے گی تو ضرور وہ کامیاب ہوجائے گی۔ لیکن اگر اسپر بھی کامیاب نہ ہو تو معنی یہ ہونگے کہ قوم مرگئی!“

اس کے بعد غازی نے رأفت پاشا کی مذمت کی۔ کہا:

”میں نے اُنھیں حکم دیا کہ صوبۂ قونیہ کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ مگر اُنھوں نے مجھ سے منصب کی ترقی کا مطالبہ کیا۔ پھر میں نے اُنھیں بوتو کے باغیوں کی سرکوبی کے لئے بھیجنا چاہا، مگر اُنھوں نے دوبارہ منصب کا مطالبہ کیا۔ حالانکہ یہ وہ وقت تھا جب میں خود تمام مناصب سے برخواست کر دیا گیا تھا اور مجھے پھانسی کی سزا کا حکم مِل چکا تھا!“

علی رضا پاشا نے ایک چال اور چلنا چاہی۔ صالح پاشا کو مجھ سے گفتگو کرنے کے لئے آماسیا بھیجا۔ مگر عین اُسی وقت سیواس میں شورش بھی پیدا کردی۔ یہ شورش انجمن محبان انگریز کی کوششوں سے برپا ہوئی تھی۔ اس علاقے میں انجمن کا رُوح رواں ایک انگریز راہب ”فرو“ نام تھا۔ سیواس کی طرح ادابازار، بروسہ میں بھی شورش نے ظہور کیا۔ مگر ہم نے بر وقت سب کا خاتمہ کر دیا۔

میں اس بات پر مُصر تھا کہ پارلیمنٹ، اناطولیہ میں منعقد ہو لیکن احمد عزت پاشا، جمال پاشا مرسینی، احمد عبوق پاشا اسکے خلاف تھے۔ صالح پاشا کی مجھ سے گفتگو اس سمجھوتہ پر ختم ہوئی کہ طرفین نے اناطولیہ، اطنہ، سمرنا اور آدرنہ کو ترکی قومی وطن تسلیم کرلیا۔ اُس کی تقسیم و تجزی کو ناجائز قرار دیا۔ سلطنت و خلافت کے برقرار رہنے پر اتفاق کرلیا۔ نیز یہ طے پاگیا کہ پارلیمنٹ کے انتخابات پُوری آزادی کے ساتھ جاری ہوں۔

ہم نے علی رضا پاشا کی حکومت سے یہ بھی منوالیا کہ فرانسیسیوں سے جنگ کی جائے جنھوں نے انگریزوں کے بعد اطنہ پر قبضہ کرلیا تھا اور اجنبی جاسوسوں کو قطعی طور پر شرارت پھیلانے سے روک دیا جائے۔ اس سے بھی زیادہ یہ کہ کوئی ایسی صلح قبول نہیں کی جائے جسے مجلس قومی نامنظور کرے۔ اس کے مقابلے میں ہم نے مان لیا کہ پارلیمنٹ آستانہ ہی میں منعقد ہو۔

قومی مجلس انگورہ

۲۷؍ دسمبر ۱۹۱۹ء میں ہماری قومی مجلس سیواس سے انگورہ میں منتقل ہوگئی کیونکہ اب ضرورت تھی کہ ہم یونانی میدان جنگ سے قریب رہیں۔

پارلیمنٹ، آستانہ میں منعقد ہوئی، مگر اتحادیوں نے اُسے جبراً بند کر دیا۔ میں نے پارلیمنٹ کو انگورہ میں جمع ہونے کی دعوت دیدی۔ مجھے پہلے سے معلوم ہوگیا تھا کہ اتحادی، پارلیمنٹ کے ممبروں کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے ممبروں کو متنبہ کر دیا اور فوراً انگورہ چلے آنے پر زور دیا۔ مگر اُنھوں نے میری نصیحت قبول نہیں کی اور قید ہوگئے۔

اُسی زمانے میں جمال پاشا مرسینی نے کوشش کی کہ اناطولیہ کی قومی تحریک پر قابض ہوجائیں۔ قومی فوج پر اپنے طرفدار آدمی مقرر کردیں۔ مگر اُنھیں کامیابی نہ ہوسکی۔ پھر اُنھوں نے اتحادیوں کے دباؤ سے مجبور ہوکر چاہا کہ ترکی فوج، یونانیوں کے مقابلے سے ہٹ جائے۔ مگر اُن کی یہ کوشش بھی رائگاں گئی۔

جب پارلیمنٹ کے ممبر انگورہ پہنچے تو میں نے اُنھیں باہمی اتحاد کی نصیحت کی۔ میں چاہتا تھا پارلیمنٹ کا صدر مجھے منتخب کیا جائے، تاکہ میں جب چاہوں، اُسے اناطولیہ میں طلب کرسکوں مگر اُسوقت ارکان مجلس، اتحادیوں کے خوف سے اس کی جرأت نہ کرسکے۔

اب بہت سی نئی مشکلات پیدا ہوگئی تھیں۔ ہمیں سب پر غالب آنا تھا۔ میں نے ترکی میں اور تمام اسلامی ممالک میں اعلان شائع

عالمِ مطبوعات و صحائف

تاریخ کا سب سے بڑا سوانگ

نام نہاد "مجلس اقوام" اور چھوٹی قومیں

حال میں امریکن اخبارات کا ایک سربرآوردہ نمائندہ مجلس اقوام کی کارروائیوں کا مطالعہ کرنے جنیوا گیا تھا۔ واپسی کے بعد اسنے امریکن اخبارات میں حسب ذیل تاثرات شایع کئے ہیں:

"یہ انجمن، صرف دول عظمی نے اپنی دلچسپی اور خودغرضی کے لئے بنائی ہو۔ تمام چھوٹی سلطنتیں اِن کے جور و استبداد سے فریاد کر رہی ہیں۔ مظلوم قوموں کو یہاں ذبح کیا جاتا ہو اور اُن کی کھال کھینچکر قہقہے لگائے جاتے ہیں۔ کمزور قوموں کی فریادیں، ردی کی ٹوکری میں ڈال دیجاتی ہیں اور وہ مجلس اقوام کو لعنت کرتی، روتی پیٹتی نامراد لوٹ جاتی ہیں۔

"یہ انجمن کچھ مفید ہوسکتی تھی اگر دول عظمی اپنی سازشی طبیعت بدل ڈالتیں۔ مگر یہ ناممکن ہو۔ سازش اُنکے خمیر میں داخل ہوچکی ہو۔ انجمن کی تمام رکن سلطنتیں اس امر سے بخوبی واقف ہیں اور اب چھوٹی سلطنتیں بغاوت پر طیار ہوگئی ہیں۔ چنانچہ انجمن کے آٹھویں سالانہ جلسہ میں انھوں نے اپنے غصے اور نفرت کا علانیہ مظاہرہ کردیا۔ سویڈن، ہالینڈ، پولینڈ، فنلینڈ، لیتھونیا، استھونیا وغیرہ نے ملکر بڑی لے دے کی۔ اُنھوں نے صاف لفظوں میں کہدیا "دول عظمی نے امن و امان کی کشتی، جان بوجھکر غرق کردی ہو۔ وہ تمام اضطراب اور بے چینی واپس لے آئی ہیں جو گزشتہ جنگ کا سبب تھی۔ وہ باہم سازشیں کرتی ہیں۔ خفیہ معاہدے طیار کرتی ہیں اور وہ تمام خطرناک کام کر رہی ہیں جو مجلس اقوام کے مقاصد سے قطعی مخالفت رکھتے ہیں"

"چھوٹی قوموں کی بغاوت کا عَلم ہالینڈ بلند کیا۔ اسنے مطالبہ کیا کہ سنہ ۱۹۲۴ء والا جنیوا کا پروٹوکول زندہ کیا جائے جس کی رُو سے جبری تحکیم، ہتیاروں کی تقلیل اور چھوٹی سلطنتوں کی زبردست سلطنتوں سے حمایت ضروری ہو۔ ہالینڈ کی اس تجویز کی سویڈن نے تائید کی اور اُس کے نمائندے نے تصریح کی کہ اسوقت بعینہ وہی مسلک، دول عظمی نے اختیار کرلیا ہو جو گزشتہ جنگ کا سبب ہوا تھا اور آئندہ بھی ایک بہت زیادہ ہولناک جنگ کا موجب بنے گا۔

"پولینڈ نے اس کی تائید کرتے ہوئے تجویز کی کہ مجلس اقوام، جنگ کی حرمت کا قطعی فیصلہ صادر کرے۔ لیتھونیا اور فنلینڈ نے تجویز کی کہ تمام سلطنتیں اس بات کا عہد کریں کہ ہر مظلوم سلطنت کو مالی مدد بھی دیں گی تاکہ وہ اپنی مدافعت پوری طرح کرسکے۔ فنلینڈ کے وزیر خارجیہ نے بیان کیا کہ گزشتہ سال یورپ نے اپنے جنگی سامان پر ۲،۹۰،۰۰،۰۰۰ پونڈ خرچ کئے ہیں۔ یہ بعینہ اتنی ہی رقم ہو جتنی سنہ ۱۹۱۳ء میں اُسنے خرچ کی تھی، جس سے جنگ عمومی کا ظہور ہوا۔ یورپ کی اسوقت مجموعی جنگی قوت، ۳۰،۱۴۰،۵۰۰ سپاہی ہیں۔ یعنی سنہ ۱۹۱۳ء میں یورپ کے پاس جتنی فوج تھی، اُس سے اسوقت تھوڑی ہی کم ہو۔

حالانکہ معلوم ہو جنگ عمومی میں جن سلطنتوں نے شکست کھائی تھی اُن کے ہتیار چھین لئے گئے ہیں اور اُن کے پاس کوئی فوج بھی نہیں ہو۔

"خود مجلس اقوام کے صدر سینور ازیک ولگز کو اعتراف کرنا پڑا کہ تین دول عظمی: برطانیہ، امریکہ، اور جاپان اپنے جنگی جہازوں کے محدود کرنے پر متفق نہیں ہوئیں، لہٰذا کوئی امید نہیں کہ باقی سلطنتیں باہم کوئی سمجھوتہ کرسکیں گی!"

غرضکہ اب "مجلس اقوام" کی حقیقت کھل گئی ہو اور یورپ میں بھی کوئی اُسپر اعتماد نہیں رکھتا۔

جنون کے بارے میں ایک نیا نظریہ

ڈاکٹر کارل ویکلنڈ، امریکہ کا ایک مشہور ڈاکٹر ہو اور عقلی امراض میں خاص شہرت رکھتا ہو۔ حال میں اسنے جنون کے متعلق ایک نیا نظریہ پیش کیا ہو۔ اس نظریہ کو بہت سے علماء، خود ڈاکٹر کا جنون بتاتے ہیں، مگر وہ اسپر از حد مصر ہو، اس قدر مصر کہ اسے "نظریہ" نہیں کہتا۔ ایک مسلّم حقیقت بتاتا ہو!

نظریہ یہ ہو کہ "موت جس سے تمام لوگ اس قدر ڈرتے ہیں، محض ایک معمولی حادثہ ہو۔ موت کے معنی یہ ہیں کہ روح ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوجاتی ہو۔ اس سے زیادہ، موت کی کوئی حقیقت نہیں۔ خود روح کو بھی اس انتقال کی خبر نہیں ہوتی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہو کہ بھٹکتے بھٹکتے روح پھر عالم مادہ کی طرف لوٹ آتی ہو اور کسی زندہ آدمی کے جسم میں حلول کرجاتی ہو۔ جب ایسی صورت پیش آتی ہو تو آدمی مجنون ہوجاتا ہو۔ پس جنون کی علت یہ ہو کہ کوئی گم گشتہ راہ روح، جسم میں حلول کر گئی ہو۔

ڈاکٹر اپنے مضمون میں لکھتا ہو:

"۳۰ برس کی تحقیقات کے بعد مجھے ثابت ہوگیا ہو کہ موت کے بعد بھی روح باقی اور زندہ رہتی ہو۔ ہمارے گرد بے شمار روحیں پھرتی ہیں اور ہم سے مخاطب ہونا چاہتی ہیں۔ لیکن ہم نہ اُنھیں دیکھتے ہیں نہ کسی اور طرح محسوس کرتے ہیں۔ عجیب بات یہ ہو کہ خود یہ روحیں بھی جاہل ہوتی ہیں۔ نہ اپنی حالت پوری طرح جانتی ہیں نہ ہمارے سکوت ہی کے سبب سے واقف ہوتی ہیں۔ یہی جہالت اُنھیں ایک تاریک عالم میں لیجاتی ہو اور وہ اسمیں سرگرداں رہتی ہیں۔ لیکن بہت سی روحیں بھٹک کر اس دنیا میں واپس آجاتی ہیں اور بعض جسموں میں داخل ہوکر اُنھیں مجنون بنا دیتی ہیں۔

"ہر انسان کے جسم سے ایک مقناطیسی سیال مادہ نکلتا رہتا ہو یہی مادہ روحوں کو جسم کی طرف کھینچتا ہو۔ بعض جسموں سے اس مادہ کا خروج زیادہ ہوتا ہو، بعض سے کم۔ اول الذکر اجسام میں کبھی کبھی بیک وقت کئی کئی روحیں حلول کرجاتی ہیں اور وہ حد درجہ جنون میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔"

آگے چلکر ڈاکٹر نے روحوں سے اپنی کئی گفتگوئیں بھی نقل کی ہیں۔ چنانچہ شاہ ایڈورڈ ہفتم کی وفات کے دن اُسنے ایک انگریز ایکٹرس "لیلیان" کی روح سے گفتگو کی۔ وہ لکھتا ہو میں نے سوال کیا:

"کاش تم مجھے بتا دیتیں کہ موت کے بعد کیا ہوتا ہو!"

روح نے یوں جواب دیا۔

"بہت سے لوگ تمھاری دنیا سے یہاں آتے رہتے ہیں۔ لیکن میں اُن سے نہیں ملتی۔ حالانکہ وہ ملاقات کے لئے بہت اصرار کرتے ہیں۔ یہ دیکھو ایک شخص مجھے پکار رہا ہو۔ کہتا ہو کہ وہ عالم فنا میں شاہ ایڈورڈ کے نام سے مشہور تھا اور اُس کی ماں بہت بڑی ملکہ تھی۔ لیکن اب یہاں وہ خود اور اُس کی ماں، محض دو روحیں ہیں اور باقی روحوں سے کوئی امتیاز نہیں رکھتیں۔ ہم یہاں اُسوقت تک ٹھہرے ہیں جبتک ہم پر اس عالم اور وجود و فنا کے تمام راز نہ کھل جائیں!"

حیوانات کی عمر

تحقیقات سے ثابت ہوگیا ہو کہ بّری حیوانات اپنی طبیعی موت سے کم مرتے ہیں۔ زیادہ تر قبل از وقت موت کا شکار ہوجاتے ہیں۔ سردی، گرمی، بھوک پیاس، قتل اور دوسرے بہت سے حادثے اُن کی زندگی ختم کر دیتے ہیں۔

حال میں ایک جرمن ڈاکٹر ٹین نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے ظاہر کیا ہو کہ علماء نے ابتک حیوانات کی عمر کے متعلق جتنے نظریئے قلم لئے ہیں، اکثر غلط ہیں۔ اور یہ کہ عمر کی درازی، جسم کے قد و قامت پر موقوف نہیں ہو، بلکہ دوسرے اسباب سے تعلق رکھتی ہو۔ ہویل مچھلی کو مستثنی کرکے، جس کی عمر بہت زیادہ ہوتی ہو بعض دوسرے حیوانوں کی عمریں اس ڈاکٹر کی رائے میں حسب ذیل ہیں:

کچھوا	۳۰۰	برس
طوطا	۳۰۰	″
کوّا	۳۰۰	″
بَط	۳۰۰	″
ہاتھی	۲۰۰	″
شکرا	۱۶۲	″
گدھ	۱۲۴	″
شترمرغ	۷۰	″
بوم	۷۰	″
بگلا	۶۰	″
اونٹ، گھوڑا، گدھا،	۵۰	″
ریچھ، گرگدن، دریائی گھوڑا،	۵۰	″
مگرمچھ اور مینڈک،	۴۰	″
جنگلی سور،	۳۰	″
شیر، چیتا، دریائی گائے،	۲۵	″
گوریا	۲۰	″
ہرن	۱۲	″
کتا اور بھیڑیا،	۱۵	″
لومڑی	۱۰	″
چوہا	۳	″

اسی ڈاکٹر نے بتایا ہو کہ چیونٹی اور مکڑی کی بعض قسمیں ۱۵ برس تک زندہ رہتی ہیں۔ بعض شہد کی مکھیاں ۵ برس جیتی ہیں۔ بعض کی کل عمر ۶ ہفتہ ہوتی ہو۔

اور فتح سے ناامید تھی۔ حالانکہ اب ہم کافی طاقتور تھی۔ سنہ ۱۹۲۲ء کا جولائی ابھی آیا بھی نہ تھا کہ ترکی فوج، فیصلہ کن معرکہ کے لئے کمربستہ ہوگئی اور دشمن کے مقابلہ پر ۲۰ فوجوں نے حرکت کی۔ اب ہماری جنگی طاقت، دشمن کے برابر تھی۔ لیکن ہوائی جہاز اور توپیں اُسکے پاس ہم سے زیادہ تھیں۔ مغربی میدان جنگ کے ۲ حصے کردئے گئے ایک حصہ نورالدین پاشا کی قیادت میں تھا اور دوسرا یعقوب پاشا کے سپرد کیا گیا۔ عصمت پاشا، سپہ سالار عام تھے۔

چند ہی آدمیوں کو اصلی حالات کا علم تھا۔ عام طور پر مایوسی پھیلی ہوئی تھی۔ مگر ہم بالکل مطمئن تھے، کیونکہ اپنی قوت سے واقف تھے۔ اچانک ۲۶ اگست کو ہم نے حملہ شروع کیا اور صرف ۵ دن کے اندر دشمن کا قلع قمع کر ڈالا! تمام دنیا حیرت زدہ رہ گئی۔ اب ہماری مظفر و منصور فوجوں نے تھریس اور استنبول کی طرف پیشقدمی شروع کی۔ دول اتحاد ہماری مقاومت پر اُٹھیں۔ ہم نے کہا اگر یونان، تھریس اور ادرنہ سے دست بردار ہوجائے تو ہماری فوجوں کو آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح تھریس اور آستانہ بھی آزاد ہوگیا!

دوعملی کا خاتمہ

پھر لوزان کانفرنس منعقد ہوئی لیکن اتحادیوں نے قومی حکومت پر پھر ایک ضرب لگانا چاہی۔ اُنھوں نے صلح کانفرنس میں حکومت آستانہ کو بھی دعوت دی۔ اب میں مجبور ہوا کہ اس دوعملی کا خاتمہ کردوں۔ چنانچہ میں نے مجلس وطنی میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

"سیادت، دی نہیں جاتی، لی جاتی ہے۔ آل عثمان نے یہ سیادت، غصب کرلی تھی۔ لیکن اب قوم نے واپس لے لی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ اب ہمیں اس کا اعتراف کرلینا چاہئے۔ مجھے یقین ہے یہاں جتنے آدمی جمع ہیں، سب یہ اعتراف کررہے ہیں۔ لیکن اگر وہ اعتراف نہ بھی کریں تو حقیقت بہرحال عنقریب روز روشن کی طرح ظاہر ہوجائے گی۔"

اس تقریر کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجلس وطنی نے سلطنت کو خلافت سے الگ کردیا۔ شخصی فرمانروائی کا خاتمہ کردیا۔ آخری سلطان نے یہ دیکھا تو بدحواس ہوکر اجنبی حمایت میں پناہ لی اور ترکی سے بھاگ گیا۔

اس طرح وحیدالدین، منصب خلافت سے ہٹا دیا گیا اور اُس کی جگہ عبدالمجید آفندی کا انتخاب ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۲۲ کو عمل میں آیا پھر لوزان میں صلح کانفرنس شروع ہوئی۔

اس اثنا میں میں نے تمام اناطولیہ کا دَورہ شروع کیا عام باشندوں سے طویل گفتگو کی اور تمام داخلی اور خارجی معاملات، کاشت کاروں پر واضح کرنا شروع کئے۔

"شاہ پسندوں کی تحریک"

عین اُسی وقت شاہ پسندوں نے بھی اپنی تحریک پھیلانا شروع کی۔ وہ کہتے تھے خلیفہ، دنیا بھر کے مسلمانوں کا سلطان ہے۔ ترکی قوم خدا کی تلوار ہے جسے خلیفہ، خلافت کے مقاصد میں استعمال کرتا ہے لیکن میں اس خیال کا مخالف تھا۔ میں کہتا تھا یہ محض اوہام ہیں۔ اگر خلیفہ، دنیا بھر کے مسلمانوں کا سلطان ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ صرف ایک ترکی ہی قوم، اُس کی تلوار بنے۔ پھر ترکی قوم اپنا خون، پوری فیاضی سے صدیوں بہا چکی ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ وہ اپنے بقاء و حیات کی فکر کرے اور اوہام سے باز آجائے۔ یہی مختلف دعاوی منصب خلافت کی منسوخی کا سبب بنیں"

موجودہ دَورِ حکمرانی

اس کے بعد مقرر نے موجودہ ترکی حکمرانی کی اس طرح تشریح کی:

"۲۱ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء کے قانون اساسی میں لکھا گیا ہے کہ ترکی سلطنت کا سرکاری دین، اسلام ہے۔ لیکن اب یہ جملہ حذف کردینا ہوگا۔ کیونکہ ہماری جدید جماعت کے قانون میں خلافت کی منسوخی، جمہوریت کا اعلان، شرعی اُمور کی وزارت، دینی مدارس کی بندش خانقاہوں کی منسوخی، اور ترکی ٹوپی کی موقوفی، یہ تمام باتیں داخل ہیں۔ شروع شروع اس کا اعلان اس لئے نہیں کیا گیا کہ ہم قول سے پہلے عمل کو پسند کرتے ہیں!

جب عصمت پاشا لوزان سے پہلی مرتبہ واپس آئے تو مخالفین نے اُن پر بڑی سختی سے حملہ شروع کیا۔ لہذا میں نے از سر نو انتخابات کا فیصلہ کردیا۔

ایک دن رات کو رؤف بک میرے پاس آئے اور مجھے اپنے ساتھ رافت پاشا کے مکان پر لے گئے۔ وہاں علی فواد پاشا بھی موجود تھے۔ رؤف بک نے مجھ سے کہا:

"میں آل عثمان اور سلاطین آل عثمان سے وابستہ ہوں۔ میں اُنہی کا پروردہ ہوں۔ سلطنت اور خلافت، وہ درجے ہیں جن تک ہر آدمی پہنچ نہیں سکتا۔ اگر یہ منصب منسوخ کردئے جائیں گے تو ملک ہولناک مصائب میں مبتلا ہوجائے گا!"

رافت پاشا نے اُن کی تائید کرتے ہوئے کہا "ہم شاہی فرمانروا کے بغیر اس سرزمین پر زندہ ہی نہیں رہ سکتے!" علی فواد پاشا نے کہا "میں نے اب تک اس معاملے میں کوئی غور نہیں کیا ہے"

میں نے ان لوگوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کی اور کہا ابھی تک یہ مسئلہ معرض بحث میں نہیں آیا ہے۔ لہذا یہ گفتگو قبل از وقت ہے لیکن جب وہ وقت آیا تو بلا کسی اشکال کے سلطنت اور خلافت میں تفریق کردی گئی۔ خلیفہ عبدالمجید سے ہم نے مطالبہ کیا کہ اپنے نام سے ایک اعلان شایع کریں اور اپنے خائن پیشرو کے اعمال کی مذمت کریں مگر اُنھوں نے اس سے قطعی انکار کیا۔ اسی قدر نہیں بلکہ اپنے دستخط ان لفظوں میں کرنے پر اصرار کیا "خلیفہ رسول اللہ عبدالمجید بن عبدالعزیز خاں" اُسی زمانہ میں رافت پاشا نے خلیفہ عبدالمجید کو ایک گھوڑا ہدیۃً پیش کیا۔ اُنھوں نے اُسے قبول کرلیا تو رافت پاشا نے اسے "لطف الٰہی" قرار دیا!"

سابق خلیفہ عبدالمجید کی فرانسیسی شادی

جنیوا کی خبروں سے معلوم ہوا کہ سابق خلیفہ عبدالمجید آفندی عنقریب پیرس کی ایک حسین دوشیزہ سے شادی کرنے والے ہیں۔ اس عورت کا نام "جولیٹ لیبان" ہے۔ ایک فرانسیسی سرمایہ دار کی لڑکی ہے جو سوئٹزرلینڈ میں مقیم ہے۔ عبدالمجید کی عمر آدھی سے زیادہ ختم ہوچکی ہے۔ بڑھاپا آگیا ہے۔ مگر دوشیزہ کی عمر صرف ۲۲ برس ہے۔

خلیفہ کے محل میں ۵۰۰ عورتیں تھیں۔ مگر شریعت اسلامیہ کے بموجب ان میں سے صرف چار اُن کی شرعی بیویاں تھیں۔ ان چار میں سے دو مرچکی ہیں۔ ایک نے پیرس میں خودکشی کرلی، دوسری اٹلی میں ایک ریل کے حادثہ میں مرگئی۔

سلطان عبدالمجید اس وقت جنیوا کے مضافات میں ایک چھوٹے سے گاؤں میں بالکل گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اُن کے مصاحبوں میں سے صرف گیارہ آدمی ساتھ ہیں۔ اُن کا سالانہ وظیفہ جو ترکی حکومت نے دینا منظور کیا ہے، صرف اٹھارہ ہزار پونڈ ہے۔ لیکن اُن کی جائداد کی آمدنی اس سے کئی گنی زیادہ ہے۔ اس لئے وہ اپنی جلاوطنی میں بھی آرام کی زندگی بسر کرسکتے ہیں۔

پیرس کی دوشیزہ نے ایک اخبار کے نمائندے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا:

"میں نے اور سلطان نے پوری کوشش کی کہ ہماری منگنی مخفی رہے لیکن یہ راز کسی طرح فاش ہوگیا۔ مجھے یقین ہے ہم دونوں نہایت پُرمسرت زندگی بسر کرسکیں گے۔ بلاشبہ سلطان کی عمر زیادہ ہے، حتیٰ کہ وہ میرے دادا معلوم ہوتے ہیں، لیکن اس سے میرے دل کے تعلق پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ سلطان نے وعدہ کیا ہے کہ 'ہنی مون' رویرا کے ساحلوں پر گذار کے پیرس میں ساتھ رہیں گے"

"تمھیں معلوم ہے کہ اب سے پہلے سلطان کے پاس ۵۰۰ عورتیں تھیں؟" نامہ نگار نے سوال کیا۔

"ہاں میں جانتی ہوں" نازنین نے جواب دیا "لیکن مجھے اس سے کیا سروکار؟ عقلمند عورت کبھی اپنے شوہر کے پرانے حالات نہیں کریدتی۔ یہ عقل اور ادب، دونوں کے خلاف ہے!"

تھوڑے وقفہ کے بعد اُسنے اتنا اور اضافہ کیا:

"جس مرد کے پاس اب سے پہلے ۵۰۰ عورتیں رہ چکی ہیں، وہ ضرور جانتا ہوگا کہ ایک عورت کو کس طرح خوش رکھ سکے؟"

عبدالمجید آفندی اس شادی کے لئے وسیع پیمانے پر طیاری کررہے ہیں۔ لیکن اب تک اُس کی تاریخ اور شادی کا مقام کسی کو معلوم نہیں ہے۔

عظیم الشان توام تارہ

پچھلے دنوں امریکن ڈاکٹر جی۔ ایس۔ پلاسکٹ نے ایک عجیب کوکب دریافت کیا ہے۔ یہ ستارہ توام ہے۔ یعنی جڑواں ہے۔ ۲ ستارے ایک ساتھ ہیں۔ ملتہب گیس سے مرکب ہیں۔ اس گیس کی حرارت پگھلے ہوئے لوہے کی حرارت سے بارہ گنی زیادہ ہے۔ ایک ستارہ بڑا ہے۔ دوسرا چھوٹا ہے۔ چھوٹے کی روشنی آفتاب کی روشنی سے ۱۲،۵۰۰ گنی زیادہ ہے۔ اور قطر، زمین کے قطر سے ۲،۰۰۰ گنا زیادہ ہے۔ دونوں کا حجم، زمین کے حجم سے ۸،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰ گنا زیادہ ہے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے گرد حرکت کرتے ہیں۔ حرکت کا دائرہ، بیضاوی شکل کا ہے اور دائرہ ۱۷،۲۰۰،۰۰۰،۰۰۰ میل طویل ہے۔ ایک ہفتہ میں وہ یہ مسافت طے کرلیتے ہیں۔ رفتار کی سرعت ہر منٹ میں ۱،۵۳۲،۱۲۸ میل ہے۔

خواجہ حسن نظامی
کا
ہفتہ وار انگریزی اخبار
ینگ مسلم دہلی
تبلیغ کا حامی۔ مسلمانوں کے سیاسی حقوق کا معاون اور تمام اسلامی مطالبات کو گورنمنٹ کے سامنے پیش کرنے والا۔ سالانہ قیمت پانچ روپے۔ طالب علموں سے چار روپے
ہر تعلیم یافتہ مسلمان کو پڑھنا چاہئے
مینجر ینگ مسلم دہلی

دہلی کے نامی اور نامور مشہور و معتبر مقبول خاص و عام اسم با مسمّیٰ

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی کا

عدیم المثال نادر الوجود سرائی تحفہ

تار کا کافی پتہ "ہمدرد، دہلی"

ماء اللحم دو آتشہ

بہ نسخہ خاص

زندگی جیسی عزیز اور پیاری چیز ہے وہ ظاہر ہے۔ لیکن تندرستی بھی ایک ایسی نعمت ہے کہ بغیر اس کے زندگی بے لطف بلکہ بیکار ہے۔ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ تندرستی ہے تو سب کچھ ہے۔ اگر آپ کو تندرستی کی قدر ہے اور تندرست رہنا پسند کرتے ہیں تو ہمارا تازہ کشید کیا ہوا ماء اللحم استعمال کیجئے اور پیری میں شباب کا لطف اُٹھائیے یہ امر تو مسلم ہے کہ ماء اللحم مقوی ارواح ہے، بدن میں چُستی اور توانائی پیدا کرنا۔ رنگ کا نکھارنا۔ روح کو تازگی اور قوت دینا۔ گئی ہوئی طاقت میں از سرِ نو جان کا ڈالنا اس کی خاصیت ہے۔ مگر ہمارا ماء اللحم خصوصیت کے ساتھ پیروں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بناتا ہے اس لئے کہ نادر اور بیش قیمت اور مقوی اور فرحت بخش اجزاء سے بطرز خاص تیار کیا گیا ہے۔ نسخہ بھی اس کا معمولی اور کتابی نہیں ہے بلکہ عالیجناب شفاء الملک بہادر غفران مآب رئیس اعظم دہلی کا خاص خاندانی نسخہ ہے جو جناب ممدوح نے بغرض رفاہ عام "ہمدرد دواخانہ" کو مرحمت فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ ماء اللحم کا استعمال فرما کر خدا کی قدرت کا مشاہدہ کیجئے۔ فائدہ تو تین دن کے بعد ہی معلوم ہوتا ہے مگر معتدبہ اور پُورا فائدہ ایک چلہ میں ہوتا ہے۔ پبلک کو صرف اپنی لفاظی اور خوش بیانی سے خوش کر دینا ہمارا شیوہ نہیں ہے۔ مگر بعض اُمور میں ہم کو اپنی سچی ہمدردی کے اظہار کا کوئی موقع نہیں ملتا ہے تو مجبور ہو کر اشتہار دینا پڑتا ہے۔

ماء اللحم کے استعمال کا یہی موسم ہے اور یہی زمانہ ہے منگائیے! اور آزمائیے!! تجربہ بتا دے گا کہ ہمدرد کہاں تک اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت بھی بہ نظر ہمدردی پانچ روپیہ فی بوتل مقرر کی گئی ہے علاوہ اسکے چند اقسام کے حلوے مقوی اور خوش ذائقہ نہایت نفیس تیار ہیں جن کے پُورے افعال و خواص آپ فہرست میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ نیز ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں اس دواخانہ سے مناسب قیمت پر ملتی ہیں۔ فہرست سنہ ۲۷ء مع جنتری تیار ہے۔ مفت طلب فرمائیے۔ خط و کتابت کے لئے کافی پتہ "منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی"

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

رنگ دیکھ لو

دو روپے تولہ سونا

گھسکر آزما لو

جرمنی کی حیرت انگیز ایجاد

اس سونے کی نہایت خوبصورت نازک منقش چوڑیاں جرمنی سے بنکر آئی ہیں۔ چونکہ انہیں ایک خول کی صورت میں بنایا گیا ہے۔ انکے اندر رنگین چوڑیاں آجاتی ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہترین زبرجد اور یاقوت کے نگینے جڑے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجئے لیکن رنگ و رونق میں فرق نہیں آتا اور نہ سیاہی آتی ہے۔ صنف نازک کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ ڈھائی روپیہ میں پانچسو روپے کا کام نکالا جا سکتا ہے۔ ہر سائز کی موجود ہیں۔ سیکڑوں کی تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی ہیں۔ جلد منگوائیے تاکہ اسٹاک ختم نہ ہو جائے۔ ۸ چوڑیوں کی قیمت ڈھائی روپیہ جن کا وزن تقریباً ڈیڑھ تولہ ہوگا۔ چوبیس ۲۴ چوڑیوں کے دام مبلغ سات روپئے (عہ)

منیجر گولڈن اسٹور۔ پوسٹ بکس ۱۰۲ لاہور

[illegible] **[illegible] گولیاں** جن کے استعمال سے صدہا لوگ آسانی سے افیم چھوڑ چکے ہیں فی ڈبیہ [illegible] کے لئے [illegible] کی گولیاں کافی ہو سکتی ہیں۔ ملنے کا پتہ۔ حکیم محمد عمر اینڈ سنز۔ موگا ضلع فیروز پور پنجاب۔

برص سفید داغ ۲۱ یوم میں جڑ سے غائب

ورنہ پُوری قیمت واپس۔ اقرار نامہ لکھالیں ایکیس ۲۱ خوراک معجون مسیحا اور ایک شیشی روغن مسیحا جو پورے ۲۱ روز کافی ہوگی قیمت معہ خرچ [illegible] روپیہ تیرہ آنہ

دفتر معالج برص نمبر ۱۵ دربھنگہ (بہار)

پروانہ

اپنی نوعیت کا پہلا رسالہ ملک اور قوم و ملت کا سچا پروانہ دلچسپ اور اچھوتے مضامین نظم و نثر سے لبریز نومبر ۲۷ء سے دربھنگہ سے نہایت پابندی کے ساتھ شایع ہوگا لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت نفیس چندہ سالانہ تین روپیہ (عـ۳) طلبہ سے دو روپیہ (عـ۲) ممالک غیر سے پانچ روپیہ (عـ۵)

منیجر رسالہ پروانہ دربھنگہ (بہار)

مطبوعات جامعہ

تاریخ فلسفۂ اسلام [illegible] ٹی۔ جے۔ دی بوئر مصنف کا براہ راست جرمن زبان سے ترجمہ از ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب۔ ایم۔ اے۔ پی ایچ۔ ڈی (برلن) استاذ فلسفہ و تعلیم و ناظم اُردو اکاڈمی جامعہ ملیہ قیمت (عـ۲)

برہان۔ تفسیر سورۂ نور مصنفہ خواجہ عبدالحیٔ صاحب فاروقی۔ خواجہ صاحب کا سلسلۂ تفسیر "الفرقان فی معارف القرآن" کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ یہ کتاب بھی اسی مفید سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ مصنف کی دیگر تفاسیر بھی ہم سے مل سکتی ہیں۔ ہدیہ مجلد عـ۱ (ایک روپیہ)

مبادی معاشیات۔ ایڈون کینن کی مشہور و معروف تصنیف کا سلیس اُردو میں ترجمہ از ڈاکٹر ذاکر حسین خاں۔ ایم۔ اے۔ پی ایچ۔ ڈی شیخ الجامعہ (عـہ)

تاریخ الامت۔ تاریخ اسلام کا وہ سلسلہ جو صحیح تاریخی اصول اور تحقیق و تنقید کے ساتھ مولانا حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری نے اُردو خوان پبلک اور بالخصوص مسلمانوں کے لئے تالیف فرمایا ہے۔ طرز تحریر نہایت سادہ اور زبان بہت سلیس اور عام فہم جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی اور محکمہ تعلیم صوبہ متوسط برار نے اسکو اپنے مدارس کے لئے پسند کیا ہے:۔

(۱) حصہ اوّل سیرۃ الرسول عـہ (۲) حصہ دوم خلافت راشدہ عـ۱
(۳) حصہ سوم خلافت بنی اُمیہ عـہ (۴) حصہ چہارم خلافت عباسیہ عـ۱
(۵) حصہ پنجم خلافت عباسیہ جلد دوم عـ۱

دیوان غالب اُردو (طبع ثانی) مطبوعہ برلن جرمنی۔ ہندوستان کے مایہ ناز شاعر و ادیب مرزا غالب کے کلام کا مجموعہ بڑی لطافت و نفاست کے ساتھ طبع کرایا ہے۔ پاکٹ سائز۔ ملائم جلد۔ سُنہرے نقش و نگار طلائی اوراق اور غالب کی لاثانی عکسی رنگین تصویر جرمن ہنر مندی کا اعلیٰ نمونہ ہے دیوان مکمل ہے جس میں مرزا مرحوم کا خود نوشتہ مقدمہ غزلیات۔ قصائد، اور رباعیات ہیں۔ آخر میں بیاض کے لئے حاشیہ دار سادہ اوراق شامل ہیں۔ جلد کا رنگ سُرخ۔ نیلا یا سبز۔ قیمت صرف چار روپے (للعہ)

ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ۔ دہلی

ہندوستان اور مجموعہ عالم

تمام دنیا میں جغرافیائی، عمرانی، اور اقتصادی لحاظ سے ہندوستان کی موجودہ حیثیت کیا ہے؟

(۳)

ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کی آبادی مع شرح پیدائش و اموات

نام شہر	آبادی سنہ ۱۹۲۱ء	سنہ ۱۹۱۱ء	سنہ ۱۹۰۱ء	شرح پیدائش و اموات فی ہزار پیدائش	موت
کلکتہ	۹۰۷۸۵۱	۸۹۶۰۶۷	۸۴۷۷۹۶	۱۸٫۹	۳۲٫۷
بمبئی	۱۱۷۵۹۱۴	۹۷۹۴۴۵	۷۷۶۰۰۶	۱۷٫۰	۲۷٫۰
مدراس	۵۲۶۹۱۱	۵۱۸۶۶۰	۵۰۹۳۴۶	۴۳٫۶	۴۷٫۳
ہوڑہ	۱۹۵۳۰۱	۱۷۹۳۸۹	۱۵۷۵۹۴	۲۴٫۶	۳۳٫۸
ڈھاکہ	۱۱۹۴۵۰	۱۰۸۵۵۱	۷۹۷۳۳	۳۴٫۶	۲۷٫۲
پٹنہ	۱۱۹۹۷۶	۱۳۶۱۵۳	۱۳۴۷۸۵	۲۱٫۵	۱۴٫۷
بنارس	۱۹۵۳۷۳	۲۰۸۱۲۱	۲۰۹۳۳۱	۵۰٫۱۵	۴۶٫۱۵
الٰہ آباد	۱۴۵۶۰۵	۱۵۹۷۰۱	۱۷۲۶۳۲	۴۲٫۰۱	۲۷٫۴۷
آگرہ	۱۸۳۷۵۰	۱۸۲۶۱۹	۱۸۸۰۲۲	۴۰٫۴۷	۳۹٫۰۴
کانپور	۱۹۵۰۸۵	۱۵۷۱۴۰	۱۹۷۱۴۰	۳۶٫۲۱	۴۳٫۷
لکھنؤ	۲۱۷۱۶۷	۲۶۰۶۳۱	۲۶۴۰۴۹	۴۶٫۱۲	۳۶٫۷۵
دہلی	۲۳۶۹۸۷	۲۲۵۴۷۱	۲۰۸۵۷۵	۴۶٫۳۳	۲۹٫۳۷
لاہور	۲۵۷۲۹۵	۲۱۰۲۷۱	۲۰۳۹۰۴	۴۳٫۲۷	۳۷٫۸۴
کراچی	۲۰۳۱۹۱	۱۵۹۲۷۰	۱۱۶۶۶۸	۴۶٫۹۰	۲۶٫۹۴
بڑودہ	۹۱۸۸۰	۹۹۳۷۶	۱۰۳۷۹۰	۳۸٫۱	۳۴٫۰۱
جےپور	۱۲۰۱۹۶	۱۳۶۱۹۹	۱۶۰۵۰۷	۲۲٫۹۷	۳۴٫۹۰
ناگپور	۱۱۲۴۵۳	۱۰۶۴۴۲	۱۲۷۷۳۴	۹۵٫۰۳	۴۷٫۳۶
رنگون	۳۴۵۵۰۵	۲۹۳۳۱۶	۲۳۴۸۸۱	۱۸٫۷۶	۳۵٫۸۱

برطانی ہندوستان میں محنتی آبادی کی بربادی (سنہ ۱۹۲۴ء)

عمر ۲۰ — ۴۰

صوبہ	مرد	عورتیں	مجموعی تعداد
مدراس	۶۹۷۹۰	۷۹۸۶۴	۱۴۹۶۵۴
بمبئی	۴۱۳۷۳	۴۲۴۴۳	۸۳۸۱۶
بنگال	۱۳۹۳۴۷	۱۳۳۹۳۹	۲۷۳۲۸۶
یوپی	۱۰۷۴۲۲	۱۰۷۰۲۳	۲۱۴۴۴۵
پنجاب	۷۲۹۶۲	۷۲۱۲۵	۱۴۵۰۸۷
برما	۲۰۲۹۷	۲۲۴۵۶	۴۲۷۵۳
بہار	۸۹۳۴۲	۸۵۵۲۷	۱۷۴۸۶۹
سی پی	۲۸۵۷۴	۲۹۷۷۳	۵۸۳۴۷
آسام	۲۰۲۴۷	۲۳۱۵۲	۴۳۳۹۹
کُل برطانی ہند	۶۰۰۸۹۳	۶۰۶۶۲۸	۱۲۰۷۵۲۱

دنیا کے بڑے بڑے ملکوں میں ہر آدمی کی سالانہ آمدنی

(سنہ ۱۹۲۶ء میں)

امریکہ	۳۳۲۸	روپیہ
برطانیہ	۱۴۵۶	,,
فرانس	۱۲۹۲	,,
اٹلی	۵۴۰	,,
جاپان	۱۱۸۰	,,
ہندوستان	۳۰	,,

فی کس روزانہ آمدنی

آمریکہ	لعہ ۱۲ر
برطانیہ	للعہ ار
فرانس	ہے ۹ر
اٹلی	عہ ۹ر
جاپان	ہے ۲ر
ہندوستان	ار

ٹیکس کی فی آدمی شرح بحساب روپیہ آنہ

سال	برطانیہ	فرانس	جرمنی	اٹلی	امریکہ	ہندوستان
سنہ ۱۳ و ۱۴ء	۵۳-۸-۰	۲۸-۳-۰	۲۲-۰-۰	۱۸-۰-۰	۲۱-۰-۰	۲-۱۲-۰
سنہ ۲۰ و ۲۱ء	۳۲۰-۸-۰	۱۳۱-۰-۰	؟	۸۳-۰-۰	۱۲۵-۰-۰	۴-۸-۰
سنہ ۲۲ و ۲۳ء	۲۶۱-۱-۰	۱۵۶-۰-۰	؟	۱۰۹-۰-۰	۸۴-۰-۰	۵-۶-۰
سنہ ۲۴ و ۲۵ء	۲۳۰-۶-۰	۲۲۵-۰-۰	۹۳-۰-۰	۱۲۰-۰-۰	۸۱-۰-۰	۵-۱-۰

ہندوستان اور جزائر برطانیہ میں پیشوں کے اعتبار سے آبادی کا تناسب

ہندوستان		جزائر برطانیہ
مجموعی آبادی	۳۱۹۳۶۱۰۰۰	مجموعی آبادی ۴۷۳۰۷۰۰۰
زراعت پیشہ	۷۱٫۸	۱۱٫۶
صنعت پیشہ	۱۱٫۳	۵۱٫۲
تجارت پیشہ	۷٫۳	۱۳٫۳
آزاد پیشہ	۲٫۶	۵٫۶
نج کی نوکریاں	۱٫۵	۱۲٫۸
دوسرے پیشے	۵٫۵	۰۰۰
کان کن	۱٫۱۷	۶٫۵

دنیا کی مزدوری پیشہ آبادی

ملک	مجموعی آبادی	مزدوری
امریکہ	۱۰۵۷۱۶۰۰۰	۴۷۶۷۷۰۰۰
برطانیہ	۴۷۳۰۷۰۰۰	۲۵۷۳۳۰۰۰
فرانس	۳۹۲۰۹۰۰۰	۲۰۹۳۱۰۰۰
جرمنی	۵۹۸۵۸۰۰۰	۳۰۲۳۲۰۰۰
اٹلی	۳۸۸۳۶۰۰۰	۱۸۷۱۸۰۰۰
ہندوستان	۳۱۹۳۶۱۰۰۰	۶۸۸۶۴۰۰۰
کینیڈا	۸۷۸۸۰۰۰	۳۲۲۱۰۰۰
آسٹریلیا	۵۵۱۰۰۰۰	۲۳۹۷۰۰۰
جنوبی افریقہ	۱۳۲۲۰۰۰	۴۷۴۰۰
نیوزی لینڈ	۱۲۸۴۰۰۰	۵۱۵۰۰۰

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے، اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی، عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے
دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران
ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں

بایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

بر اعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے۔ بہت ممکن ہے کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

مطبوعات الهلال بك ایجنسی

معارف ابن تیمیه و ابن قیم

دیني علوم کے بیش بها جواهر ریزي

اس سلسله میں هم نے امامین کي ان نادر و اعلی درجه کي بلند پایه عربي تصانیف کے اُردو تراجم کا سلسله شروع کیا هے ' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نهایت ضروري و ناگزیر هے - امید که یه "سلسلۂ تراجم" بد نصیب هندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

اُسوۂ حسنه — امام ابن قیم کي فن سیرت میں شهرہ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اُردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑهائي روپیه -

کتاب الوسیله — لفظ "وسیله" کي بحث کے علاوہ امام ابن تیمیه نے اسلام کے اصل الاصول "توحید" کي مبسوط بحث کي هے - بلا جلد اڑهائي روپیه ' مجلد سوا تین روپیه -

اصحاب صفه — انکي تعداد ' ذریعه معاش ' طریق عبادت اور انکے مفصل حالات بیان کیے هیں دس آنے -

تفسیر سورۃ الکوثر — امام ابن تیمیه کے مخصوص انداز تفسیر کا اُردو ترجمه - چار آنے -

العروۃ الوثقی — خالق و مخلوق کے درمیان واسطه کا فرق بدلائل بیان کیا هے - چهه آنے -

سیرت امام ابن تیمیه — حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نهایت خوش اسلوبي سے بیان کیے هیں - نو آنے

نجد و حجاز — علامه سید محمد رشید رضاء مصري کي تازه کتاب کا اُردو ترجمه - سوا روپیه -

آئمه اسلام — ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه — فی العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — یه ایک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس کے خریدارکو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اُردو ' عربي ' فارسي ' انگریزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلی مطبوعات کے متعلق بهترین تازه معلومات بهم پهنچانے کا اهتمام کیا هے - اسکے علاوہ آئمه و اسلام و بزرگان دین کے حالات ' لطائف افسانه ' نظمیں اور ممالک اسلامیه کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے هوے حالات درج کیے جاتے هیں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپیه پیشگي -

منیجر الهلال بك ایجنسی

(حلقه نمبر ٢٤ شیرانواله دروازه لاهور پنجاب)

“ Al=Hilal Book Agency,”

24, LAHORE, PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پته صاف لکھین
اور نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائین

السحر الحلال فی مجلدات الهلال

گاه گاهے باز خوان این دفتر پارینه را
تازه خواهی داشتن گر داغهائے سینه را

اردو صحافت کي تاریخ میں الهلال هي وہ رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تهي -

الهلال اگرچه ایک هفته وار مصور رساله تها ' لیکن چونکه وہ اردو صحافت کي مختلف شاخوں میں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پیدا کرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف ادواق کا مجموعه تها - اُس کے هر نمبر میں مختلف ابواب ' مذهب ' سیاست ' ادبیات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصیات کے لحاظ سے اپني نظیر آپ هوتا تها - پهر اس کي ظاهري خوبیاں اُردو صحافت میں اعلی طباعت و ترتیب کا پهلا نمونه تهیں - اردو کا وہ پهلا هفته وار رساله تها ' جس میں هاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا ' اور ٹائپ میں چهپنے کي وجه سے بهت سي ایسي خوبیاں پیدا هوئیں جو پتهر کي چهپائي میں ممکن نهیں - اِس کي جلدیں جدید اُردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سیاسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بهترین مجموعه هیں - اِن کي مقبولیت و قدر کا اندازہ اِس سے هوسکتا هے که سنه ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپیه میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اِس کي پهلي جلد مکمل (جو دفتر میں بهي موجود نهیں) ساڑهے چارسو روپیه میں حیدرآباد سے خریدي هے - جن لوگوں نے اِس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هیں وہ بڑي سے بڑي قیمت پر بهي علحدہ کرنے کیلیے تیار نهیں - پچهلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الهلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' هم نے کوشش کي که شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کی جا سکتي هیں مرتب کرلي جائیں اور جن جلدوں کي تکمیل میں ایک دو پرچوں کي کمي هو اُنهیں دوبارہ چهپوا لیا جائے -

چنانچه الحمدلله یه کوشش ایک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلدیں پوري مکمل هوگي هیں - هم اِس اعلان کے ذریعه شایقین علم و ادب کو آخري موقعه دیتے هیں که اِس قیمتي ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدي کریں ' چونکه جلدوں کي ایک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف اُنهیں درخواستوں کي تعمیل هوسکے گي جو سب سے پهلے پهونچیں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا میں تمام مضامین کي انڈکس به ترتیب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیه الهلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیه
" " چهارم ۱۰ روپیه " " پنجم ۱۰ روپیه

جلد "البلاغ" (جب دوسري مرتبه الهلال اِس نام سے شائع هوا) قیمت ۸ روپیه

علاوہ جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هیں جن میں سے هر پرچه اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قیمت في پرچۂ ۸ - آنه - محصول ڈاک و پیکنگ اِس کے علاوہ هے -

منیجر "البلاغ پریس"

کیا آپکو معلوم نہیں
کہ
اسوقت
دُنیا کا بہترین فاونٹین قلم
امریکن کارخانہ ”شیفر“
کا
”لائف ٹائم“
قلم ہی؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ
ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا
(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپکو آپکی زندگی بھر کام
دے سکتا ہی
(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں
سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دُنیا میں
کوئی نہیں
کم از کم تجربہ کیجیے
یاد رکھیے
جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو
”شیفر“ کا
”لائف ٹائم“
لینا
چاہیے!

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے
ہیں تو
یاد رکھیے
کہ
آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما
گائڈ بک
کی ضرورت ہی
جو
انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں
ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں
قابل دید مقامات،
اور
آثار قدیمہ وغیرہ سے
آپکو مطلع کردے
نیز
جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن
کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہی!
ایسی
مکمل گائڈ بک صرف
ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین
The Dunlop Guide
To Great Britain
کا دوسرا ایڈیشن ہی
ہندوستان کے
تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے
ریلوے اسٹیشنوں کے بک سٹال سے مل سکتی ہی

جامع الشواہد
طبع ثانی

مولٰنا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر سنہ ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہی؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہی؟ قیمت بارہ آنے (۱۲؍)
(منیجر الہلال کلکتہ)

اگر آپکو
دمہ
ضیق النفس
یا
کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت
ہی
تو تامل نہ کیجیے۔ اپنے سے قریب
دوا فروش کی دکان سے
فوراً
ایک ٹین
HIMROD
کی
مشہور عالم دوا کا
منگوا کر
استعمال کیجیے

۱۹۲۷

الهلال

نمبر ۲۳ جلد ۱

ابلاغ پریس کلکتہ

قیمت ۵ - انہ

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما:

تائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي موائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یهاں کے ایجنت سے تقاضه کیجئے که وه تائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مهیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :
Printing House Square
London, E. C. 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

تائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں، تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکهنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یهاں کے ایجنت سے طلب کیجئے ..

ورنه

The Publisher,
Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں، نفع بخش ایجنسیاں لیں، هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں، نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں، تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں، تو آپ کو ابتدا میں بهت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوتهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نهیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بهت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں، تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.
Post Box 708.
Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوست بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں، اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بهترین کارخانه هے - مندرجهٔ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میووں، ترکاریوں، اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بهترین طریقه وه هے جو "نئے سستم" کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور هے - اس "نئے سستم" کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA
EDITOR : MAULANA ABU-AL-KALAM AZAD.

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين
القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۲۳ کلکته : جمعه ۲۹ ـ جمادی الاولی ۱۳٤٦ هجری جلد ۱
Calcutta : Friday, 25, November 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی ۔

طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای ۔

پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی ۔ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکهیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔ الهلال

قاریین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ۱۷٤۲ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	۲۵۰	اردو حروف کی حق مین	٤۵۲
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	٦۸۰	حروف کی حق مین بشرطیکه	
پتهر کی چهپائی کی حق مین	۲۹۰	نستعلیق هون	۱٦۰

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین ۔ الهلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شايع هوتا هے

قيمت سالانه مع محصول	باره روپيه
هندوستان سے باهر کيليے	سوله روپيه
قيمت شش ماهي	سات روپيه
قيمت في پرچه	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " منيجر الهلال " کے نام سے کي جاے ليکن جو خطوط مضامين سے تعلق رکھتے هوں آنکے لفافه پر " ايڈيٹر " کا نام هونا چاهيے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنايت خط و کتابت ميں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھيے

(۴) خط و کتابت ميں نمبر خريداري لکھيے جسکي اطلاع آپکو وصول قيمت کي رسيد ميں ديدي گئي هے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پہنچے تو تاريخ اشاعت سے ايک هفته کے اندر اطلاع ديں - ورنه بصورت تاخير بغير قيمت کے روانه نهيں کيا جائيگا -

(۶) اگر آپ دو تين ماه کيلئے ايک جگه سے دوسري جگه جا رهے هيں تو اپنا پته تبديل نه کرايے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع ديکر انتظام کر ليجيے - اگر اس سے زياده عرصه تک کے لئے تبديل مقام پيش آجاے تو ايک هفته پيشتر اطلاع ديکر پته تبديل کراليں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھديں -

(۸) ايسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسيد زر و اطلاع اجراء اخبار وغيره) سے نهيں هے ٹکٹ ضرور بھيجيے ورنه دفتر پر غير معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑيگا -

عکا کے یہاں قیام کرے - رستم نے لکھا ھے کہ احمد باشا نے اپني دوستي کا حق اِس طرح ادا کیا کہ مصري امیر کو زھر دے کر مار ڈالا !

(نپولین تک رسائي)

رستم نے اب اپنے سامنے ایک نئي مصیبت دیکھي - مجبوراً مصر بھاگ گیا - مصر میں ایک دوست نے اُسے مشہور خاندان بکري کے سجادہ نشین شیخ السادات کي خدمت میں پیش کر دیا - شیخ اُسے دیکھہ کر بہت خوش ھوا اور اپنے غلاموں کا افسر بنا دیا -

شام کے حملے سے واپسي پر نپولین کے استقبال کیلیے مصر کے تمام اُمراء شہر کے باھر کھڑے تھے - سید بکري بھي موجود تھے - وہ نپولین کي سواري کے لیے ایک گھوڑا بھي لے گئے تھے - گھوڑے کي لگام ' رستم کے ھاتھہ میں تھي - نپولین نے گھوڑا شکریہ کے ساتھہ قبول کر لیا - چند دن بعد دو غلاموں کي فرمائش کي - سید بکري نے دو غلام حاضر کر دیے - انھي غلاموں میں ایک رستم تھا - نپولین نے اپني خدمت میں لیتے وقت رستم کو ایک مرصع تلوار اور طلائي دستے کے دو طپنچے عطا کیے -

(فرانس میں داخلہ)

فرانس کي واپسي میں رستم بھي نپولین کے ساتھہ تھا - راستے میں کوئي خاص واقعہ پیش نہیں آیا - البتہ ایک دن نپولین کے ساتھیوں نے ستانے کیلیے کہدیا کہ " جنرل تمھیں اِس لیے ساتھہ لیے جاتا ھے ' تاکہ پیرس کے جلسے میں تمھاري بھینٹ چڑھائے " سادہ لوح غلام ڈر گیا ' اور واویلا مچانا شروع کر دیا - نپولین نے سنا تو بہت ھنسا - اور وہ تمام رقم اُسے بخش دي ' جو دوران سفر میں اپنے ساتھیوں سے جوئے میں جیتي تھي !

نپولین نے رستم کو مارسیلز میں چھوڑ دیا - ھر طرف لوگوں کي نظریں اُس پر پڑتي تھیں - عورتیں تو اسپر ٹوٹ پڑیں - اسکے عجیب مشرقي اطوار اور چرکسي چشم و ابرو اُنکے لیے نئي قسم کي چیز تھي - چند دن بعد نپولین کا اسباب لیکر وہ پیرس روانہ ھوا - راستے میں ڈاکو مل گئے ' اور تمام اسباب لوٹ لیا - رستم کي مرصع تلوار اور چھہ ھزار فرنک کي تھیلي بھي چھین لي -

جوزیفائن ' نپولین کي بیوي ' رستم کو دیکھہ کر بہت خوش ھوئي اور اپني خدمت میں قبول کر لیا - بعد میں لوگوں نے اِس پر طرح طرح کي چہ میگوئیاں کیں - کہا گیا کہ جوزیفائن غلام پر عاشق ھے - اِسي قدر نہیں بلکہ یہاں تک کہا گیا کہ نپولین رستم کو محض اِسي نیت سے لایا تھا ' تاکہ جوزیفائن کیلیے دلچسپي کا سامان مہیا کر دے ' اور خود اُس کي نگراني اور رشک سے آزاد ھو جائے -

(رستم اور پیرس)

کچھہ ھي سبب ھو ' لیکن پیرس میں رستم کے ظہور نے نپولین کي عظمت میں غیر معمول اضافہ کردیا تھا - رستم اپنے بیش قیمت لباس میں " قنصل " (نپولین) کے ساتھہ ساتھہ پھرا کرتا تھا اور پیرس کي مخلوق اُسے دیکھہ کر متحیر رھجاتي تھي !

شیخ خلیل بکري نقیب السادات مصر
جس کے ذریعہ نپولین کو رستم ملا

قنصل مقرر ھونے کے بعد نپولین اُس محل میں اٹھہ گیا ' جو حکومت نے اُسے دیا تھا - رات کو اُس کے خاص کمرے کي نگہباني رستم ھي کے ذمے تھي - وہ رات بھر دروازے پر پڑا رھتا تھا ' اور کسي کو اندر جانے نہیں دیتا تھا -

ایک دن جوزیفائن کو معلوم ھوا کہ نپولین کے ساتھہ ایک عورت موجود ھے - وہ غصے میں بھري ھوئي اٹھي اور کمرے میں گھس پڑنا چاھا - مگر رستم دروازے پر سو رھا تھا - اُس کے خراٹے اِتنے بلند اور خوفناک تھے کہ جوزیفائن ڈر گئي - شمع ھاتھہ سے گر پڑي ' اور بدحواس الٹے پاؤں بھاگي !

دن کے وقت رستم کے فرائض یہ تھے کہ صبح اپنے آقا کو حجامت میں مدد دیتا تھا - نپولین نہایت تنک مزاج تھا - بار بار چلا اٹھتا تھا " گدھے ! آیئنہ سیدھا کر - خوش قسمتي سے تیرا آقا مصري نہیں ھے ورنہ گردن اڑا دیتا ! " حجامت کے بعد اپنے آقا کو نہلاتا تھا - پھر اُس کے ساتھہ دفتر جاتا تھا اور ایک لمحہ کیلیے بھي جدا نہیں ھوتا تھا -

کلیپر کہتا ھے :

" نپولین نے کبھي کسي سے محبت نہیں کي - لیکن وہ اپني فیاضي سے دوسروں کي محبت خرید لیا کرتا تھا - ھمیشہ جوئے میں اپني تمام جیت ' رستم کو دیدیا کرتا - ایک مرتبہ پانچ دن کے اندر تین ھزار فرنک رستم کو مل گئے - اِس تقرب کي وجہ سے تمام خادم رستم پر حسد کرنے لگے تھے - صرف خادم ھي نہیں ' بہت سے بڑے بڑے آدمي بھي جلتے تھے - اُن کا خیال تھا - رستم کي یہ تمام قدرداني صرف اِس لیے ھے کہ وہ اُس کے دشمنوں کو خفیہ قتل کر ڈالتا ھے -

رستم نپولین کے ساتھہ سایہ کي طرح لگا رھتا تھا - حتیٰ کہ فوج کي قواعد کے وقت بھي آقا کے گھوڑے کے پہلو میں اُس کا عربي گھوڑا نمایاں نظر آتا تھا - گھوڑے پر چیتے کي کھال کا زین ھوتا تھا - زین پر سونے کا کام تھا - خود رستم کا لباس ' ریشم کا کارچوبي ھوتا - دور دور تک اُس کي چمک دمک آنکھوں کو خیرہ کر دیتي تھي - وہ اِس قدر شاندار ھوتا تھا کہ رستم ' عرب پادشاہ معلوم ھوتا تھا ' اور نپولین اُس کا فرنگي سپہ سالار - تھیٹر میں بھي وہ نپولین کے پہلو میں بیٹھتا تھا - تمام نظریں غلام کي شان و شوکت کے تماشہ میں محو ھوجاتي تھیں ! "

جب کبھي وہ راستے میں تنہا ھوتا ' مخلوق ھجوم کرکے ساتھہ ھوجاتي - مسرت کے نعرے بلند ھونے لگتے - اپنے فاتح آقا کي طرح یہ غلام بھي اپني عظمت و غرور میں مدھوش رھتا تھا - وہ بالکل پروا نہ کرتا کہ لوگ اُس کي تعریف میں نعرے لگا رھے ھیں ' یا تضحیک کر رھے ھیں !

مطبوعات جدیده

رستم بن رضا

(نپولین کا چرکسي غلام اور معتمد)

الهلال کے گذشته نمبر میں هم نے ایک جرمن اهل قلم کي جدید کتاب کا ذکر کیا تها جس میں اُس نے نپولین کے بعض غیر مشهوّر گوشه هاے حیات پر روشني ڈالنے کي کوشش کي هے - ابهي اس کتاب کي بهت سي دلچسپ اور عبرت انگیز داستانیں باقي هیں ' لیکن هم چاهتے هیں ' مجلس کے تبدیل ذائقه کیلیے اُسکے ایک دوسرے حصه پر قارئین الهلال کو توجه دلائیں - یه حصه بهي تاریخي دلچسپي کے لحاظ سے پچهلي داستانوں سے کمتر نهیں هے - اِس میں نپولین کي درباري زندگي کی ایک عجیب و غریب تاریخي شخصیت سے اُنکي تقریب هوگي - یه شخصیت دس برس تک نپولین کے تمام عجائبات زندگي کي طرح یورپ کي ایک عجیب و غریب هستي کا درجه رکهتي تهي - حالانکه اُسکي ابتدائي زندگي اس طرح شروع هوي تهي که وه مصر کا ایک چرکسي غلام تها !

رستم بن رضا

یورپ کے تمام مورخین نے اس کا نام رستم بن رضا لکها هے - فرانس کے قیام کے بعد اُس نے فرانسیسي زبان میں اسقدر قابلیت حاصل کرلي تهي که آخري عمر میں اپني یاد داشت حیات قلمبند کي - اس یاد داشت میں اُس نے خود اپنے قلم سے اپنے ابتدائي حالات لکهے هیں - جرمن مصنف همیں بتلاتا هے که یه کتاب اسکے پیش نظر هے -

(مهیب آقا اور عجیب غلام !)

گزشته صدي کے اوائل میں روئے زمین پر ایک طوفاني آندهي آئي - اُس نے بادشاهوں کے تخت اُلت دیے - تاجداروں کے تاج گرا دیے - یه ایک مهیب جبار تها جس کے سامنے تمام یورپ سر بسجود هوگیا تها - اِس مهیب آقا کے ساتهه همیشه ایک عجیب و غریب غلام بهي دیکها جاتا تها - مهیب آقا نپولین تها ' اور عجیب الهیئت غلام رستم تها !

رستم بن رضا کوڈان سنه ۱۷۸۲ع میں تفلیس (قوقاز) میں پیدا هوا اُس کا بچپن کوه قاف کے مرغزاروں میں بسر هوا تها لیکن زمانے کے انقلابات نے اُس کے دل و دماغ پر اُس سرزمین کے حسن و جمال طبیعت کا کوئي اثر باقي نهیں چهوڑا - وه نه تو شاعر هوا ' نه مصور - اُس کي قسمت میں ایک عجیب انسان کا عجیب غلام بننا تها !

نپولین کے سکرتری میذرل نے اپنے روز نامچے میں لکها هے :

" رستم کا باپ طبیب تها - بعض مورخین نے اُسے تاجر بهي بتایا هے - اُس کے چار اولاد تهي - انمیں ایک رستم تها - سنه ۱۷۹۵ - تک وه اپنے والدین کے ساتهه رها "

خود رستم نے اپني یاد داشتوں میں لکها هے که وه اپني ماں سے از حد محبت رکهتا تها - یهي محبت اُس کي تمام مصائب کا سبب هوئي - باپ نے اُسے گهر سے نکال دیا اور وه آوره گردوں کي طرح گاؤں گاؤں پهرنے لگا - اتفاق سے اُسي زمانے میں وهاں کے اُمراء میں خانه جنگي شروع هوگئي - رستم اس جنگ میں قید هوگیا ' اور بهت دنوں تک ایک قلعه میں بند رها - پهر وهاں سے بهاگا تا که اپني ماں کي کفالت کرے - اب وه اپنے شوهر سے علحده هوگئي تهي اور چهوٹے چهوٹے بچے ساتهه لے کر کسي طرف چلي گئي تهي - بهت تلاش کے بعد رستم نے ماں کا پته لگالیا اور اُس کے ساتهه رهنے لگا - کچهه عرصه کے بعد اُس نے اراده کیا که کسي شهر میں جاکر آباد هو جاے اور اپنے خاندان کي پرورش کا انتظام کرے - وه سب کو ساتهه لے کر چل دیا ' مگر راستے میں برده فروش قزاقوں نے گهیر لیا ' اور پورا قافله گرفتار هو گیا - برده فروشوں سے ایک مالدار عورت نے رستم کو خرید لیا اور اپنا لڑکا بنا کر گهر میں رکها - لیکن اُس کے شوهر کو گهر میں اِس خوبصورت نوجوان کي موجودگي ناگوار هوئي - اُس نے مصر کے ایک امیر کے هاتهه بیچ ڈالا -

مصري امیر رستم کو مصر لایا - پهر اپنے ساتهه مکۂ معظمه لے گیا - حج کے بعد دونوں شام کے راستے واپس هوئے - مگر ابهي راه هي میں تهے که معلوم هوا ' نپولین نے مصر پر قبضه کرلیا هے - امیر نے فیصله کیا که مصر نه جائے اور اپنے دوست احمد پاشا جزار والي

اُس نے کہا " تمهارا فرض هے که اِس نازک وقت میں اپنے مهربان آقا کا ساتهه نه چهوڑو " نپولین کو امید نهیں تهي که رستم لوٹے گا - مگر دوسرے دن دیکھا تو وہ موجود تها - اُس نے اپنے بلا اجازت چلے جانے پر افسوس و ندامت کا اظهار کیا اور نپولین کا دل اُسکي طرف سے صاف هوگیا -

اِسي اثنا میں نپولین نے اپني ناکامیوں سے مضطرب هوکر زهر کها لیا ' مگر ڈاکٹروں نے اُسکي جان بچالي - ایک دن اُس نے رستم سے پستول طلب کیا - رستم نے مارشل برتیه سے مشورہ کیا - مارشل نے کہا جو جي میں آئے کرو - میں کوئي مشورہ نهیں دونگا - لیکن بعض دوستوں نے کہا - اگر شهنشاہ خود کشي کرلیگا تو دنیا تمهیں کو الزام دے گي - کہا جائیگا ' تم نے دشمنوں سے رشوت لیکر پستول نپولین کے حواله کر دیا - تاکه وہ خود کشي کرلے -

اِس واقعه کو رستم نے حیله بنایا ' اور نپولین سے همیشه کے لیے علحدہ هوگیا - جلا وطن هوتے وقت شهنشاہ نے اپنے غلام کي بابت سوال کیا - اور جب اُس کي بے وفائي کا حال سنا تو قدرتي طور پر بہت رنجیدہ هوا -

رستم کي بے وفائي اِسي پر ختم نهیں هوگئي ' بلکه وہ دو مرتبه انگلستان بهي گیا - وهاں نپولین کے دشمنوں کے سامنے اپنا شاهي خلعت پهنکر جایا کرتا تها - انگریزوں کے هاتهه اُس نے اپنے آقا کي بہت سي یادگاریں بهي بیچ ڈالیں - اِنهي میں سونے کا ایک ٹکڑہ بهي تها - اِس پر لکها تها " نپولین کي یادگار اپنے وفادار غلام رستم کے لیے "

۷ - دسمبر سنه ۱۸۴۵ع کو اُس کا انتقال هوا - اُس کي قبر ابتک پیرس میں موجود هے ' اور اُس پر یه عبارت کندہ هے :

" یهاں شهنشاہ نپولین کا غلام رستم رضا سو رها هے "

اُس کي زندگي هي میں اُس کے دونوں لڑکے مرچکے تهے - صرف بیوہ اور ایک لڑکي باقي رهي - لڑکي کي شادي ایک فرانسیسي تاجر سے هوگئي تهي -

الهـلال کو

اشاعت کي کمي کي شکایت نه هوتي ' اگر مصارف کي زیادتي پیش نه آتي - سنه ۱۹۱۴ع میں الهلال کي یهي قیمت تهي - یعنے بارہ روپیه سالانه ' مگر تمام طباعتي اشیاء کي قیمت موجودہ قیمتوں سے آدهي تهي - اِس وقت اگرچه الهلال کا حلقهٔ اشاعت اردو کے تمام رسالوں سے زیادہ هے ' لیکن مصارف کي زیادتي کي وجه سے اب تک آمدني اور خرچ برابر نهیں هوسکے هیں - کیا آپ اس معامله پر توجه ضروري نهیں سمجهتے ؟ اگر ضروري سمجهتے هیں تو توسیع اشاعت کے لیے کوشش کیجیے -

(منیجر الهلال)

باب التفسير

حجة ابراهیمی

ایهٔ کریمه " الم تر الي الذي حاج ابراهیم " کي تفسیر

قرآن حکیم کا اُسلوب بیان اور طریق استدلال

تفسیر کا قرآني اور غیر قرآني طریقه

(از مولانا ابو الکلام)

(۳)

افسوس هے که محل اِس کا متحمل نهیں که مثالوں کے بیان میں اطناب سے کام لیا جائے - ورنه آپ دیکھتے که تفسیر قرآن کا کوئي گوشه بهي ایسا نهیں هے جو اس غیر قرآني طریق تفسیر سے متاثر نه هو چکا هو ' اور اصلیت پر بے شمار پردے نه پڑ گئے هوں - اگر آپ صرف امام راغب اصفهاني کي مفردات هي اُٹها کر دیکهه لیں جو آج کل کے نئے محققین قرآن میں سے اکثر کا توشهٔ عام هے ' تو آپ کو معلوم هو جائیگا که نه صرف قرآن کے مطالب و دلائل کي صورت بدل دي گئي هے ' بلکه اُسکے تمام الفاظ کے لیے بهي ایک نیا فلسفیانه قاموس ترتیب دیدیا گیا هے ' اور وہ چیز جسے اپنے " عربي مبین " هونے پر ناز تها ' اب ایک مشکل ترین عجمي چیستاں بنکے رهگئي هے !

(آیهٔ زیر تدبر)

اب جب که یه تمهیدي مطالب ایک حد تک واضح هوگئے هیں ' آیهٔ زیر تدبر کي تفسیر نهایت سهل هے - چند سطروں کے اندر تمام مشکلات دور هو جائینگي - البته تفسیر سے پہلے چند مبادیات کي مختصراً تشریح اب بهي ضروري هے :

(۱) اس آیت میں قرآن حکیم نے حضرت ابراهیم علیه السلام اور اُن کے عهد کے ایک انسان کا مکالمه نقل کیا هے - سب سے پہلي اور بنیادي غلطي جس کي وجه سے تمام مشکلیں پیدا هوگئي هیں ' یه هے که مکالمه کي نوعیت هي غلط سمجهه لي گئي هے - آیت میں " حاج " کا لفظ آیا هے : الم تر الي الذي حاج ابراهیم في ربه - یعنے کیا تمهیں اُس آدمي کا حال معلوم نهیں جس نے ابراهیم سے پروردگار عالم کے بارے میں حجت کي تهي ؟ چونکه مفسرین متکلمین کے دماغ میں منطقي طریق مناظرہ و حجت بسا هوا تها ' اور انبیاء کرام کے حجج و براهین فطریه کو بهي وهي جامه پهنانا چاهتے تهے ' اس لیے انهوں نے اس مکالمه کو " مناظرہ " مصطلحهٔ منطق قرار دیدیا ' اور پهر لگے فن مناظرہ کے تمام اصول و اداب اُس پر

(رستمي فيشن)

پيرس کي نازنينوں کے ليے رستم ایک متحرک فتنه بن گيا تها - وه اُن کی نظر ميں مشرقي حسن و جمال کا ایک پر اسرار پيکر تها - يهاں تک که اُس کے لباس کي بهي نقل اتاري جانے لگي - پيرس کا سب سے زيادہ مقبول فيشن " رستمي فيشن " هوگيا - خود جوزيفائن اِس لباس پر فخر کرتي تهي - فرانس سے نکل کر يه فيشن جرمني پهنچا ' اور لويزا ملکۂ پروشيا تک نے اختيار کر ليا - عورتوں کي طرح مرد بهي اس کي تقليد کرنے لگے تهے - يه بيماري ايسي عام هوئي که خود نپولين بهي مبتلا هوگيا - اُس نے بهي رستم کا سا لباس اپنے ليے بنوايا تها اور بڑے بڑے جلسوں ميں پهن کر جاتا تها !

اُس عهد کے ماهر مصوروں نے رستم کي تصويريں اُتاريں - اخبارات و رسائل نے خاص اهتمام سے شائع کيں - پورے يورپ ميں اُس کي شهرت علم هوگئي -

جب نپولين کي تاج پوشي قريب آئي ' تو اُس نے درباري درزي کو حکم ديا که رستم کے ليے بيش قيمت خلعت طيار کرے - يه خلعت اس قدر گرانقدر تها که صرف کوٹ پر سات هزار تين سو فرنک خرچ هوے تهے - جوتے کي قيمت ایک سو بيس فرنک تهي - يه رقم اُس زمانے ميں ایک شاهي لباس هي پر خرچ هو سکتي تهي !

تاج پوشي کے جلوس ميں رستم اپنے خاص لباس ميں ملبوس شهنشاه کے پهلو به پهلو چل رها تها - وه خود بهي اپنے گهوڑے پر ایک شهنشاه معلوم هوتا تها - هر طرف اُس کے اعزاز ميں تاليوں کا شور بلند تها !

(منتهاء عروج)

رستم نے اپني زندگي کے بهترين ايام شهنشاه نپولين کے زير سايه بسر کيے - دربار ميں اُسے اتنا عروج حاصل تها که خاص و عام سب حسد کرتے تهے - نپولين جب کوئي شهر فتح کرتا تها تو شاهي گاڑي ميں فاتح کے پيچهے رستم هي بيٹهتا تها - نا واقف اُسے سلطنت کا رکن اعظم خيال کرتے تهے - بهت سے لوگ اُس کي خوشامديں کرتے ' تا که اس کے ذريعه نپولين کي خوشنودي حاصل کرليں !

جب نپولين پيرس ميں هوتا تو رستم کو دو گهنٹے تفريح کي اجازت ملتي - وه اپنے اُن دوستوں سے ملنے جايا کرتا جن کے يهاں خوبصورت عورتيں هوتيں - ليکن ميدان جنگ ميں اُسے ایک لمحه کي بهي فرصت نهيں ملتي تهي - کيونکه اُس کے فرائض هر لمحه اُسے شهنشاه کے ساتهه رهنے پر مجبور کرتے تهے - وهي اس کے ليے کهانے کا بهي انتظام کرتا تها -

نپولين کے کهانے کا کوئي وقت مقرر نه تها - بسا اوقات وه کهائے بغير هي سو جاتا - ایک مرتبه ايسا هوا که نپولين آدهي رات کو اپنے بستر پر گيا اور کهانا طلب نه کيا - رستم نے خيال کيا ' اب وه کهانا نهيں کهائگا - اُس نے بهني هوئي مرغي خوشي خوشي کهانا شروع کردي - ليکن ابهي آدهي مرغي بهي کهانے نهيں پايا تها که نپولين نے کهانا مانگا - رستم بهت گهبرايا ' مگر اب کر هي کيا سکتا تها ؟ وهي بچي هوئي مرغي ليکر حاضر هوگيا - نپولين دير تک مرغي ديکهتا رها - پهر غلام پر غضبناک نظريں ڈاليں اور کها " ميں نهيں جانتا تها که بعض مرغيوں کا صرف ایک هي بازو اور ایک هي ٹانگ هوتي هے - مجهے کبهي اِس بات کا وهم بهي نهيں گزرا تها که دوسروں کا جهوٹا کهانا پڑيگا ! "

رستم ڈر گيا - رنگ فق هوگيا - کانپتي هوئي آواز ميں کهنے لگا " مهربان آقا ! ميں بهت بهوکا تها - پهلے اراده صرف ران کهانے کا تها - مگر افسوس - بازو بهي ميں نے کها ليا ! " نپولين چپ هوگيا ' اور مرغي کهالي ' صبح اُس نے ایک سپه سالار کو بعض احکام دينے کيليے طلب کيا - رستم بهي سامنے کهڑا تها - نپولين نے سپه سالار سے کها " تم نے کچهه سنا ؟ کل رات ميں نے آقائے رستم کا پس مانده کهايا تها ! ملعون ! ادهر آ - ميں تيرے کان ملونگا - خبردار ' پهر کبهي ايسي حرکت نه کرنا ! " يه کهکر نپولين زور سے هنس پڑا -

(شادي)

رستم ' اپنے آقا کو روز پيرس کي عورتوں سے اپنے عشقيه معرکوں کي داستانيں سنايا کرتا تها - نپولين کو اِن واقعات سے بڑي دلچسپي هوتي تهي اور وه غلام کي همت افزائي کيا کرتا تها - آخر رستم کا يه شوق رنگ لايا - اور وه ایک عورت پر عاشق هوگيا - اُس نے شهنشاه سے شادي کي درخواست کي - نپولين نے پوچها " وه کچهه مالدار بهي هے ؟ " رستم نے جواب ديا " جب تک حضور کے قدموں سے لگا هوں ' مجهے مال کي کيوں فکر هو ؟ " نپولين کو يه جواب پسند آيا اور شادي کي اجازت ديدي -

يکم فروري سنه ۱۸۰۶ع ميں الکزندرائن دوريل سے رستم کي شادي هوگئي - خود شهنشاه جلسه ميں شريک هوا ' اور تمام خرچ اپني جيب خاص سے ادا کيا - شادي کے ایک برس بعد لڑکا پيدا هوا - رستم نے اُس کا نام ايشيل رکها - نپولين کو يه بچه بهت پيارا تها - اکثر بلا کر اُس سے کهيلا کرتا تها - جب وه لوٹتا تها ' تو اُس کي دونوں مٹهيوں ميں اشرفياں هوتي تهيں !

نپولين کو رستم اِس قدر عزيز تها که سفر اٹلي کے موقعه پر جب وه بيمار هوگيا تو نپولين نے چلتے وقت اُس سے کها " رنج نه کرنا - ميں جلد واپس آونگا - ميري بيوي تمهاري خبر ليگي - "

خود رستم نے اپني ياد داشت ميں لکها هے که شهنشاه اُس پر بے حد مهربان تها - شروع ميں نپولين نے اُس کي کوئي تنخواه مقرر نهيں کي تهي - ایک دن اتفاق سے ياد آگيا تو فوراً ۱۲۰۰ فرنک مقرر کر دیے - تهوڑي هي مدت بعد يه رقم دوگني کردي گئي - يعني ۲۴۰۰ فرنک ملنے لگے - نيز ۲۴۰۰ فرنک شکار ميں بادشاه کي بندوق اٹهانے کيليے ' اور ۹۰۰ فرنک دائمي انعام کے طور پر بهي ملتے تهے - اسکے علاوه کهيل ميں جسقدر روپيه نپولين جيتتا تها ' سب اسے ديديتا تها - عيدوں اور جشنوں کے موقعه پر بهي بهت کچهه ديتا تها - چنانچه ۲۰۰۰ فرنک سنه ۱۸۰۸ع ميں دیے - ۳۰۰۰ سنه ۱۸۱۰ ميں دیے - ۴۰۰۰ سنه ۱۸۱۱ع ميں دیے - ۶۰۰۰ سنه ۱۸۱۳ع ميں دیے - ۶۰۰۰ سنه ۱۸۱۴ع ميں دیے - پهر معزولي سے پهلے ایک مرتبه يکمشت ۵۰۰۰۰ فرنک عطا کيے !

(رستم کا خاتمه)

ليکن افسوس هے که مصيبت کے وقت رستم بے وفا ثابت هوا - آقا کے تمام احسانات بهول کر اُس سے رخ پهير ليا !

۶- اپريل سنه ۱۸۱۴ ميں نپولين کو تخت سے دست بردار هونا پڑا تها - وه جب جزيرۂ البا کي طرف روانه هونے لگا ' تو رستم ' بلا اجازت اپني بيوي سے مشوره کرنے چلا گيا - بيوي شريف تهي -

مجیب کے فرائض هیں - جو مدعي هو' اسے دلیل پیش کرني چاهیے - جو منکر هو' اسے توڑ کرنا چاهیے - چونکه مقصود اس تمام کارخانه سے اسکات خصم هے - یعنے مخاطب کو چپ کرا دینا ' اس لیے تمام اصول و آداب اسي محور کے گرد حرکت کرتے هیں - امام رازي نے جب اسے مناظره قرار دیا ' تو ضروري هوا که پوري بات اُسي سانچے میں ڈهال کر دکها دي جائے - بات اُس سانچے میں ڈهلتي نهیں - بس ساري مشکلیں اسي سے پیدا هوگئي هیں -

آپ خود اپنے استفسار میں لکهتے هیں :

" یه دراصل حضرت ابراهیم علیه السلام اور نمرود کا مناظره هے ' جس میں نمرود کي حیثیت خدائي کے مدعي کي هے اور حضرت ابراهیم اُس کے زعم باطل کا بطلان ثابت کرنا چاهتے هیں "

یه جو آپ نے " دراصل مناظره هے " کهدیا' بس یهي تمام فساد کي جڑ هے - " مناظره هے ' تو حضرت ابراهیم کي حیثیت ایک مناظر کي هے - اگر وه مناظر هیں ' تو چاهئے که اُن قواعد کلام سے سر مو تجاوز نه کریں جو فن مناظره کے ساخته پرداخته هیں - یا مثلاً رشیدیه میں درج هیں - اور چاهیے که بد بخت نمرود بهي اُنهي مقدمات اور مبادیات کے مطابق سرگرم ضلالت و شقاوت هو' جو هم شرح مواقف وغیره میں پڑه چکے هیں ! "

امام رازي اور متکلمین کے اصول تفسیر یهي هیں ' اور آپ بهي اُنهي کے قدم بقدم چلنا چاهتے هیں - سوال یه هے که حضرت ابراهیم " مناظر " مصطلحۂ قوم کیوں هوں ؟ اور اگر وه مناظر هوں ' تو کیوں اُن تمام گڑهے هوئے قاعدوں کے پابند هوں جو علوم وضیعه کي تدوین کے بعد هم نے اپنے اوپر لازم کر رکهے هیں ؟ کونسي عقل کي قطعیت اور وحي کي تنزیل موجود هے که حضرت ابراهیم کو بهي اُن قواعد کلام کي پابندي کرني چاهیے جو مناظره رشیدیه میں هم رٹ چکے هیں ' یا جنهیں بحر العلوم نے اپنے حواشي میں لکها هے ؟ " مناظر کے لیے یه جائز نهیں " اور " مستدل کے لیے یه ضروري هے " سوال یه هے که کیوں جائز نهیں ؟ کیوں ضروري هے ؟ اور کیوں ان اصول موضوعه اور قواعد مصنوعه " ما انزل الله بها من سلطان " کے انبیاءٔ رسل پابند هوں ؟ کیوں ان کے لیے جائز نه هو که سر مو اِن سے تجاوز کریں ؟ کیا مصیبت هے که قرآن عربي زبان میں اُترتا هے - تمام فصحاء قریش اُس کي فصاحت کے آگے سربسجود هو جاتے هیں ' لیکن چار سو برس کے بعد همارے مفسرین بحث کرتے هیں که سیبویه اور کسائي کے بنائے هوئے قواعد کے مطابق وه ٹهیک هے یا نهیں ؟ چار هزار برس پہلے ایک داعي الی الحق فطرت الهي اور وجدان انساني کے مطابق رشد و هدایت کا دروازه کهولتا هے ' اور ایک منکر حق کو شک و انکار کي جگه یقین و ایمان کي راه دکهلادیتا هے' لیکن پانچویں صدي هجري میں امام رازي آکر بحث کرتے هیں که منطقي طریق مناظره کے مطابق یه مکالمه صحیح هے یا نهیں ؟ اور پهر چودهویں صدي میں آپ آتے هیں اور کهتے هیں که مشکلات حل نهیں هوتیں - مشکلات حل هوں تو کیسے هوں جب صدیوں سے مشکلات هي کو بلاوا دے دے کر سمیٹا گیا هے ' اور اصلیت کي سادگي وضعیت اور صناعت کي کج اندیشیوں اور پیچیدگیوں کے اندر گم هوگئي هے ؟

(۳) ایک دوسري بنیادي غلطي جو یهاں اُلجهاؤ پیدا کر رهي هے ' حضرت ابراهیم کے مخاطب کي اعتقادي حیثیت هے - مفسرین سے ایک سخت تسامح قرآن حکیم کے اُن مقامات کي تفسیر میں هوا هے ' جهاں بابل کے اس پادشاه کا (جسے نمرود کهتے هیں) اور مصر کے فرعون کا (جو کچهه بهي اُس کا نام هو) ذکر کیا گیا هے - قرآن حکیم نے اُن کا ذکر ایسے لفظوں میں کیا هے ' جن سے معلوم هوتا هے که وه اُس خدا کے اقرار سے منکر تهے جسکي دعوت حضرت ابراهیم اور حضرت موسیٰ علیهما السلام نے اُنکے سامنے پیش کي تهي ' اور خود اپني خداوندي اور خداوندي کي طاقتوں کا دعویٰ رکهتے تهے - چونکه مفسرین کے پیش نظر صحیح تاریخي معلومات نه تهیں ' اسلیے وه صحت کے ساتهه اس انکار اور ادعا کي نوعیت متعین نه کر سکے - یه خیال پیدا هوگیا که یه دونوں پادشاه اپني خدائی کے اس معني میں مدعي تهے که وهي صانع کائنات هیں - چنانچه دونوں مقامات کے تمام مکالمات و مخاطبات میں فریق ثاني کي یهي اعتقادي حیثیت قرار دي گئي هے اور اسلیے حضرت ابراهیم اور حضرت موسیٰ (علیهما السلام) کے تمام دلائل و ارشادات اسي پهلو سے دیکهے جاتے هیں - چونکه یه بات حقیقت حال کے خلاف هے' اسلیے اس کي وجه سے طرح طرح کے نئے اُلجهاؤ پیدا هوگئے هیں - واقعه یه هے که نه صرف دنیا کي تاریخي معلومات کي بنا پر' بلکه خود قرآن حکیم کي تصریحات کي بنا پر کها جاسکتا هے که دنیا میں آج تک کسي انسان نے بهي اس معني میں خدا هونے کا دعویٰ نهیں کیا هے که وهي صانع کائنات هے - ایسا دعویٰ کرنا ' بلکه ایسے ادعا کا تخیل کرنا فطرت انساني کے اسدرجه خلاف هے که کوئي انساني هستي اِسکي جرأت هي نهیں کرسکتي -

تحریر اندازه سے زیاده بڑهتي چلي جاتي هے' اسلیے اس مقام کے دلائل و مباحث درج نهیں کیے جا سکتے - حقیقت حال سمجهنے کیلیے حسب ذیل اشارات کافي هونگے :

اولاً ' نوع انساني نے خدا کي صفات کے تصور میں جو ٹهوکریں کهائي هیں ' من جمله اُن کے ایک عالمگیر گمراهي شاهیت و الوهیت کا تشابه هے - یعنے شاهیت کے اختیارات نے بهي ما فوق الفطرت اختیارات کي حیثیت اختیار کرلي تهي - جب کبهي کوئي انسان اپني غیر معمولي جسماني قوتوں سے مخالفوں کو زیر کرکے پادشاه بن جاتا ' لوگ خیال کرتے ' وه دیوتاؤں کا انساني مظهر هے ' بلکه خود بهي دیوتا هے - پهر جب شاهیت نے نسل و خاندان کے سلسله کي صورت اختیار کرلي' تو کسي انسان کا شاهي نسل سے هونا ' اِس کے دیوتائي رشتوں کي دلیل سمجها جانے لگا - رفته رفته اس خیال نے پوري طرح ایک عام عقیده کي نوعیت پیدا کرلي که پادشاه انسان نهیں هے - انسانیت سے بلند تر هستي هے - اُسکي طاقت بهي الهي طاقت ' اور اُسکا حکم بهي حکم خداوندي هے -

قرآن حکیم نے بابل اور مصر کے جن دو پادشاهوں کا حال بیان کیا هے ' اُنکي اور اُن کے قوم کي گمراهي یهي تهي - وه اپني قوم میں ایک دیوتا کي طرح مانے جاتے تهے - اس لیے نهیں که اِن دو انسانوں نے خصوصیت سے اسکا دعویٰ کیا تها ' بلکه اس لیے که وه پادشاه تهے ' اور پادشاه کیلیے ایسا هي اعتقاد پیدا هو گیا تها -

ثانیاً ' اس سے یه بات بهي واضح هوگئي که مفسرین کا یه سمجهنا که فرعون اور نمرود نامي دو انسان خدائي کے مدعي تهے ' صحیح نهیں هے - جس طرح کي خدائي کے یه مدعي تهے ' اُس طرح کي خدائي کا اعتقاد اُس عهد کے بے شمار پادشاهوں اور پادشاهي کے سلسلوں کیلیے ره چکا هے - هندوستان میں بهي پادشاه کے لیے ایسا هي اعتقاد موجود تها - حتیٰ که اُن کا سلسلۂ نسب چاند سورج سے ملا دیا گیا تها - تاتاریوں کي ابتدائي تاریخ بهي

منطبق کرنے ' اور جب منطبق نه هوسکے تو لا يعني اور دور ازکار توجيهيں کرنے لگے - حضرت امام رازي رحمة الله عليه اس آيت كي تفسير ميں سب سے پهلي بات جو کهتے هيں ' يهي هے که " و القصه الاولى مناظرة ابراهيم صلى الله عليه و سلم مع ملک زمانه " (جلد ٢ : ٣١٧) جونهي انهوں نے اس معامله کو " مناظره " کے لفظ سے تعبير کيا ' حقيقت سے الگ هوگئے ' اور پهلا قدم هي الٹا پڑ گيا - اب جس قدر آگے بڑھتے جاتے هيں ' حقيقت سے زياده دور هوتے جاتے هيں ' اور يکے بعد ديگرے الجهاؤ پر الجهاؤ پڑتے جاتے هيں - انهوں نے اپني عادت کے مطابق " المسئلة الاولى " اور " المسئلة الثانيه " اور " الاشكال الاول " اور " الاشكال الثاني " کا سلسله يهاں بهي پوري قوت اور وضاحت کے ساتهه جاري رکها هے ' ليکن جب جواب کا موقعه آيا هے ' تو پانچ پانچ اور چهه چهه وجوه اشکال بيان کرنے کے بعد ايک شافي جواب بهي نهيں دے سکتے ' اور ايک ايسے طريقه سے جو پڑهنے والے کو حيرت و ارتياب ميں غرق کرديتا هے ' رخصت هو جاتے هيں !

امام رازي کے بعد جس قدر مفسرين پيدا هوئے ' سب نے اس مکالمه پر اسي حيثيت سے نظر ڈالي - البته حافظ عماد الدين ابن کثير جو شيخ الاسلام ابن تيميه کے تلامذه ميں سے هيں ' اس سے مستثنى هيں - وه سلف کے طريق تفسير سے آشنا هوچکے تهے ' اس ليے ان موشگافيوں ميں نهيں پڑے - بلکه صاف صاف کهديا " وهذا التنزيل علي هذا المعني احسن مما ذکره کثير من المنطقيين " (حاشيه فتح البيان جلد ٢ : ١٥٦) يعني يه مطلب اس سے کهيں زياده بهتر هے جو بهت سے منطقيوں نے قرار ديا هے - ليکن افسوس هے که منطقيوں کے طريقه سے الگ رهکر بهي وه پوري طرح ان کي لغزشوں سے محفوظ نه رهسکے - يعني اس الجهاؤ سے وه بهي نه نکل سکے جو حضرت ابراهيم کے ايک دليل چهوڑ کر دوسري دليل اختيار کرنے کے معامله ميں پڑ گيا تها -

يه بات معلوم کرنے کيليے که متاخرين کي پيدا کي هوي مشکلات سے متقدمين کس طرح محفوظ تهے ' امام ابن جرير طبري کي تفسير پر نظر ڈاليے جو محدثين کے صاف اور ساده طريق پر روايات جمع کر ديتے هيں - انهوں نے سرے سے يه فتنه انگيز لفظ " مناظره " استعمال هي نهيں کيا هے - وه " حاج ابراهيم في ربه " کا ترجمه " الذي خاصم ابراهيم في ربه " کرتے هيں ' جو في الحقيقت اس محل کيليے خود قرآن کا بتلايا هوا لفظ هے ' اور پهر سيدها سادها مطلب بيان کرکے خاموش هو جاتے هيں -

يه واضح رهے که همیں يهاں مناظره کے لغوي اطلاق سے اختلاف نهيں هے ' بلکه اصطلاحي اور وضعي اطلاق سے اختلاف هے - وضعي علوم کي اصطلاح ميں " مناظره " ايک خاص فن هے جسميں مباحثه کے اصول و آداب وضع کيے گيے هيں ' اور اس کا مقصود اِسکات خصم هے - يعني جهگڑنے والے کو چپ کرا دينا - نه يه که اسکے شکوک دور کرديںا - نه صرف يه که انبياء کرام کا طريق بيان يه نهيں هوتا ' بلکه قرآن بتلاتا هے که کسي طالب حق کا بهي طريقه يه نهيں هونا چاهيے - کيونکه يه طلب حق اور علم حقيقت کي راه نهيں هے - " جدل " اور " خصومت " کي راه هے - اب غور کيجيے - يه کيسي مصيبت هے که جس طريق بحث و کلام کو قرآن مذموم ٹهراتا هے - اسي کو همارے مفسرين متفلسفين محمود و مطلوب قرار ديتے هيں ' اور قرآن کے تمام دلائل اور انبياء کرام کے تمام مکالمات و مخاطبات کو اسي شکل و صورت ميں آراسته کرنا چاهتے هيں ' اور پهر ذهن کي اس کجي اور فکر کے اِس مرض کو علم و معرفت کي ايک ايسي عظمت سمجهتے هيں ' جسے ابراهيم خليل عليه الصلوة و السلام کے منه سے نکلوا دينا ' انکي بزرگي کي بڑي هي دليل اور انکے مرتبهٔ نبوت و خلت کي بڑي هي خوبروئي هے !

اس سے بهي بڑهکر اعجب العجائب معامله يه هے که قرآن حکيم اس مقام پر جس حقيقت کا اعلان کر رها هے ' وه يهي هے که انبياء کرام کا طريق دعوت ' " هدايت " کا طريقه هوتا هے - " جدل " و " خصومت " کا نهيں هوتا - چنانچه حضرت خليل نے با وجود اسکے که ايک الد الخصام کج بحثي کرنے لگا تها ' سر رشتهٔ هدايت هاتهه سے نه چهوڑا ' اور مجادلانه نزاع کي جگه طريق هدايت سے اُسے اعتراف حق پر مجبور کر ديا - ليکن متکلمين هيں که عين اسي مقام کو مجادلانه انداز استدلال کی شکل دے رهے هيں ' اور بڑي کوه کندنيوں اور کاه برآوردنيوں کے بعد ثابت کر دينا چاهتے هيں که اصل حقيقت يه نهيں هے - بالکل اس سے الٹي هے - يعني طريق ' طريق جدل اور مناظره هے - نه که ارشاد الى الحق اور هدايت الى المقصود !

تفسير کبير کا يه پورا مقام پڑه جاييے - معلوم هوتا هے ' حضرت خليل اور نمرود کا مکالمه منطقيوں کي ايک اچهي خاصي مجلس مناظره هے - ايک طرف نمرود بيٹها هے ' اور ايک پخته کار فلسفي کي طرح شفا اور اشارات کے تمام مباحث رٹ چکا هے - دوسري طرف حضرت ابراهيم هيں ' اور امام رازي اور قاضي عضد کے علم کلام کا ايک ايک لفظ نوک زبان رکهتے هيں - نمرود ايک سوال کرتا هے - يه اُس کا جواب ديتے هيں - وه اِن کے جواب کا توڑ کرتا هے ' اور نئے مقدموں ميں الجهانا چاهتا هے - يه ايک شاطر مناظر کي طرح فوراً پيترا بدلتے هيں ' اور انهي مقدمات کے داؤ سے اُسے گرا دينا چاهتے هيں - وه سبب اور واسطه کے طرف رخ کرتا هے - يه حرکت افلاک کا پيچ کس ديتے هيں - سبحان الله ! حضرت ابراهيم عليه السلام کي دعوت نبوت نه هوئي - مير زاهد اور سيالکوٹي کا مباحثه هوگيا ! حاشا و کلا که انبياء کرام جو تلاوت آيات اور تعليم کتاب و حکمت کے ليے آتے هيں ' يه مجادلانه انداز سخن اور مخاصمانه طريق مخاطبت رکهتے هوں - اگر ايک لمحه کے ليے بهي يه طريق تفسير تسليم کر ليا جاے تو ساتهه هي يه بهي تسليم کر لينا پڑيگا که دنيا کے سارے نبيوں اور رسولوں کی سب سے بڑي بڑائي يه تهي که وه منطقى اور متکلم هوں - ليکن اگر يهى معيار نبوت هے ' تو دنيا کا سب سے بڑا نبي ارسطو تها جس نے سب سے پهلے منطق کے اصول و قواعد سے دنيا کو آشنا کيا ' نه که ابراهيم خليل اور محمد بن عبد الله عليهما الصلوة و السلام ' جن کا لکهنے پڑهنے کے طريقے سے آشنا هونا بهي ثابت نهيں !

(٢) اب غور کيجيے - اس مکالمه کو " مناظره " قرار ديکر کس طرح انهوں نے اپنے آپکو مشکلات کے حواله کر ديا هے ؟ اگر يه " مناظره " هے ' اور حضرت ابراهيم کي بڑي فضيلت يهي هے که مناظرين کي طرح مخاطب کو سخن پروري ميں هرا ديں ' تو ضروري هے که مناظره کے جو اصول و آداب وضع کيے گئے هيں ' انهيں کسي نه کسي طرح اس مکالمه پر منطبق کيا جاے - مصيبت يه هے وه منطبق نهيں هوتے - کيونکه سرے سے يه مناظره مصطلحهٔ قوم تها هي نهيں - نتيجه يه هے که مشکلات کا کوئي تشفي بخش حل نظر نهيں آتا - فن مناظرهٔ وضعيه کے لحاظ سے پهلي چيز فريقين کي حيثيت کا تعين هے - يعني ان ميں سے کون مدعي هے کون منکر - کون مثبت هے ' کون منفي - پهر مستدل کے واجبات هيں ' اور

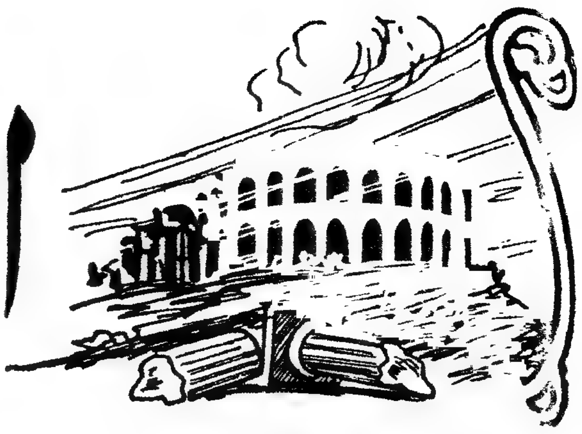

آثار عتیقه

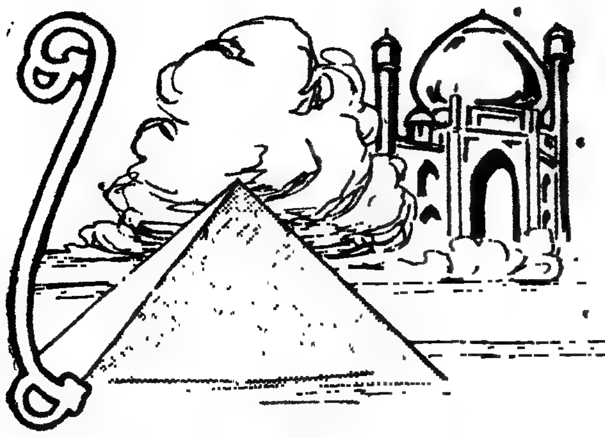

علم الاثار مصر کا جدید ذخیره

فراعنهٔ مصر کے عظیم هیکل

ریمسیس ثانی اور اسکی لڑکی کا مجسمه ' جسکے محل میں
حضرت موسی علیه السلام پیدا هوے تیے !

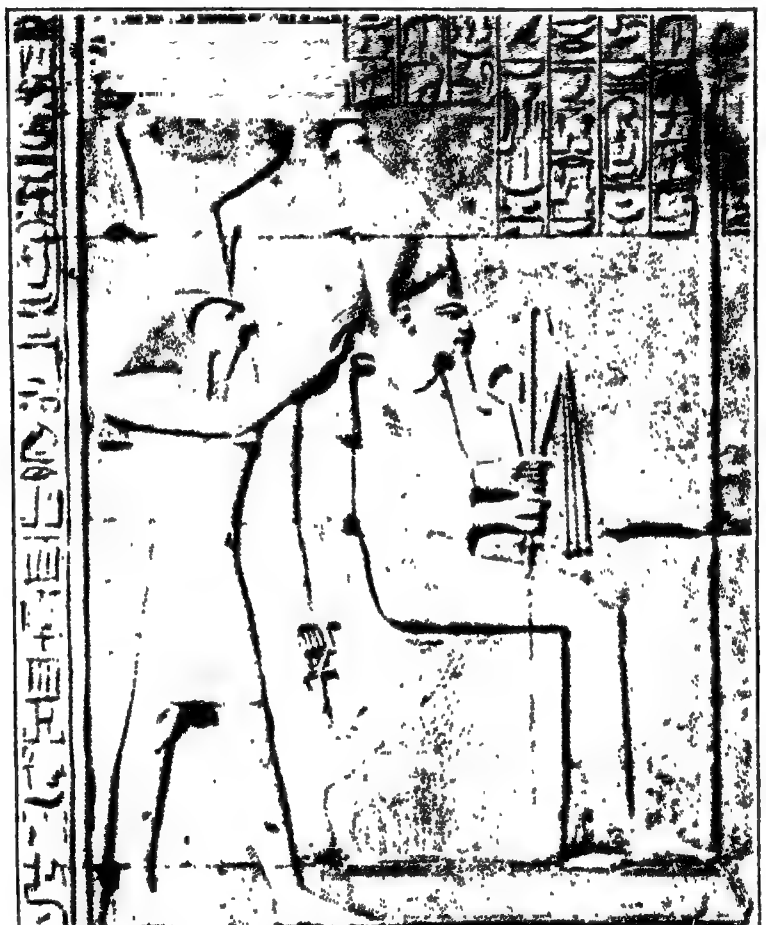

گذشته دس سال کے اندر علم الاثار مصر میں جدید انکشافات کا جو اضافه هوا هے ' وه نهایت قیمتي هے ' اور علماء آثار کا خیال هے ' اس سے مصري اثریات میں تحقیق و نظر کا ایک نیا دور شروع هوجایگا هے - وادي الملوک اور الاقصر کے دو مقبروں کا حال نهایت تفصیل کے ساتهه دنیا کے علم میں آچکا هے ' لیکن ان مقبروں کے علاوه اور بهي بے شمار نئي نئي چیزیں هیں جو تاریخ مصر کے بعض اهم زمانوں سے تعلق رکهتي هیں ' اور اسلیے علماء آثار ان کے درس و مطالعه میں مشغول هیں -

آج هم قارئین الهلال کي دلچسپي کے لیے ان میں سے بعض اهم آثار کا مرقع شائع کرتے هیں -

سب سے پہلے آپ کي نظر دو چهوٹي چهوٹي تصویروں پر پڑیگي ' جن میں سے ایک پر منقش تصویریں هیں - دوسري میں ایک شکسته مجسمه نظر آ رها هے - پهلي تصویر ابیڈس مندر کي ایک دیوار کا مرقع هے جس میں فرعون " ستي " اول اپنے معبود کے سامنے کهڑا هے ' اور اسے نذر پیش کر رها هے - مرقع میں فرعون کي صورت اور وضع اتني نزاکت اور خوبی کے ساتهه کنده کي گئي هے که مصر کے تمام حجري مرقعوں میں صرف چند تصویریں هي اس کا مقابله کرسکتي هیں - اس مرقع میں همارے سامنے چار هزار برس پہلے کا ایک انسان اپني اصلي صورت و وضع میں کهڑا هے !

دوسرا مرقع مصري دیوتا " ممنن " کا بت هے - اس کي نسبت یقین کیا جاتا تها که هر روز طلوع آفتاب کے وقت اس میں سے الهي نغموں کے ترانے بلند هوتے تیے - اب یه بالکل ٹوٹي پهوٹي حالت میں برامد هوا هے - لیکن علم کي خوش قسمتي سے اس کے کتبے محفوظ هیں ' اور پوري طرح پڑهے جا سکتے هیں -

ان کے بعد آپ دو بڑي تصویریں اوپر تلے دیکهه رهے هیں - پهلي تصویر ابیڈیس مندر کي ایک دیوار پر کنده هے - اس میں مصریوں کے دو دیوتا دکهائے گئے هیں - هورس اور اوسائرس - هورس هر طرح کي اچهائیوں کا معبود تها - اوسائرس سورج دیوتا تها - مصري یقین کرتے تیے که سورج دیوتا کي بهن اور لڑکي " آئي سس " نے اپنے مقدس آنسوؤں کے چند قطرے ملا کر همیشه کیلیے دریاے نیل کو شیریں اور مقدس بنا دیا هے !

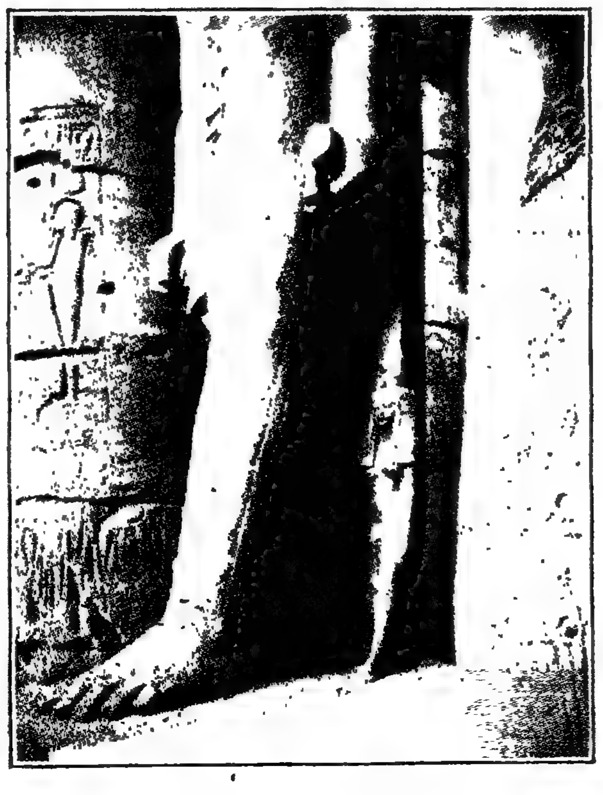

دوسرا مرقع ایک عظیم مجسمه کا نهایت قیمتي ٹکڑا هے جو الاقصر سے بر آمد هوا هے - نقوش کے پڑهنے سے معلوم هوتا هے که یه دراصل فرعون ریمسس دوم کا مجسمه تها - تصویر میں صرف کمر سے لیکر پانؤں تک کا حصه نمایاں هے - پانوں کے پیچهے ایک عورت کا چهوٹا سا مجسمه هے جو کهڑي هے - یه ریمسس کي لڑکي هے - ریمسس دوم وهي فرعون هے ' جس کے محل میں حضرت موسی علیه السلام کي پیدایش هوئي تهي - خیال کیا جاتا هے که یهي لڑکي محل شاهي کي وه عورت هے ' جس نے دریا سے حضرت موسی کو نکالا تها !

اسکي شهادت ديتي هے - بنو اسرائيل نے جب فلسطين اور شام پر قبضه کيا تو جو قوميں وهاں آباد تهيں ' اُن کا بهي اپنے پادشاهوں کي نسبت ايسا هي خيال تها - خود قرآن اور تورات نے حضرت موسیٰ عليه السلام کي مصري زندگي کے جو واقعات بيان کيے هيں ' اُن کا تعلق بهي ايک پادشاه سے نهيں هے - دو پادشاهوں سے هے جو يکے بعد ديگرے تخت نشين هوئے تهے - ايک فرعون وه هے جس کے محل ميں حضرت موسیٰ پيدا هوئے - دوسرا وه هے جو اُن کا تعاقب کرتا هوا خليج سوئز ميں غرق هوا - اگر فرعون کے ادعاء الوهيت سے مقصود يه هوتا که وه کسي ايک انسان کا شخصي ادعا تها ' تو ظاهر هے ' بغير کسي امتياز کے دونوں کي نسبت ايک هي طرح کي ادعائي ذهنيت قرآن کيوں ظاهر کرتا ؟ دراصل قرآن نے اسي ليے اُن کے ناموں کي جگه اُن کا عام لقب " فرعون " استعمال کيا - کيوں که کسي ايک پادشاه کا تمرد و طغيان دکهلانا مقصود نهيں تها - تمام فراعنه کا طغيان دکهلانا مقصود تها -

بهر حال قرآن حکيم نے اِن دونوں پادشاهوں کا ذکر اس ليے کيا هے که انساني گمراهي کي ايک خاص حالت کا نمونه دکهلا دے - اس نوع کي گمراهي کے ليے يه کامل قسم کے نمونے تهے - اس ليے انهي کو بطور مثال کے چن ليا گيا -

باقي رهے فرعونوں کے وه متکبرانه اور مدعيانه اقوال جو قرآن حکيم نے نقل کيے هيں ' تو اُن ميں ايک جمله بهي ايسا نهيں هے جس کا مطلب يه هو که وه اپنے آپ کو خدا بمعني صانع کائنات سمجهتے تهے - چونکه مفسرين نے يهي مطلب ٹهرا ليا تها ' اس ليے ان کي نظر آيات کے صاف صاف مطلب کے طرف نهيں گئي - دوسري واديوں ميں پهنچ گئے - ليکن يه محل تفصيل کا نهيں هے -

ثالثاً ' آيت زير تدبر ميں جس پادشاه کا ذکر کيا گيا هے ' اُس کي شخصيت بهي صحيح طور پر متعين نهيں کي گئي - عام طور پر مشهور هے که وه نمرود تها - ليکن بابل اور نينوا کے آثار قديمه سے جس قدر معلومات فراهم هوچکي هيں ' اُن سے اس خيال کي تصديق نهيں هوتي - " نمرود " سے مقصود وه پادشاه هے ' جس کے خاندان نے سب سے پهلے بابل پر حکمراني کي تهي - اس خاندان کا سب سے زياده مشهور شخص " آور " پنجم تها جس کے سوانح حيات کي منقش اينٹيں جرمن وفد کي کوششوں سے سنه ۱۹۰۴ع ميں برآمد هوئي هيں - اِن اينٹوں کي عبارت سے جو خط مسماري ميں کنده هيں ' معلوم هوتا هے که نمرود اور اُسکے خاندان کا زمانه دو هزار سات سو برس قبل مسيح تها - اگر تورات کے سنين تسليم کرليے جائيں ' تو حضرت ابراهيم عليه السلام کا زمانه دو هزار تين سو برس قبل مسيح کا زمانه هے - ظاهر هے که اِس حساب سے حضرت ابراهيم کا ظهور نمرود سے کئي سو برس بعد هوا هے - اُن کے زمانه ميں نه صرف نمرود کي ' بلکه اُس کے خاندان کي بهي حکومت باقي نهيں رهي تهي -

خاندان نمرود کے دو سو برس بعد بابل ميں ايک نيا سلسلۂ شاهي قائم هوا جسے " ايلامي " خاندان سے تعبير کيا جاتا هے - اس خاندان کا ايک پادشاه دو هزار تين سو برس قبل مسيح بابل ميں حکمراں تها جس کا نام " کادولا اومر " تها - غالباً يهي پادشاه حضرت ابراهيم کا معاصر تها ' اور اسي سے اُن کا يه مکالمه هوا هے - بابل کے آثار ميں اس پادشاه کی تصويريں اور بعض فرامين کي اينٹيں بهي ملي هيں - اِن کتبوں سے معلوم هوتا هے که وه نهايت خود سر اور جبار تها - اُس کي نسبت يقين کيا جاتا تها که آسماني ديوتاؤں کا قهر و جبروت اُس کے اندر مجسم هوگيا هے - يه اوصاف ٹهيک ٹهيک اُس متکبرانه انداز سخن کے مطابق هيں ' جو اس مکالمه سے ظاهر هوتا هے -

ايسا معلوم هوتا هے که جس طرح عربوں ميں شاهان روم ' قيصر ' شاهان ايران کسریٰ ' اور شاهان مصر فرعون کهے جاتے تهے ' اسي طرح بابل کے پادشاهوں کے ليے " نمرود " کا لفظ بطور لقب کے مشهور هوگيا تها - يه تلقب بے اصل بهي نه تها ' کيونکه جس طرح روم ميں سيزر اور ايران ميں خسرو پادشاهوں کا نام رهچکا تها ' اُسي طرح بابل کے پهلے فرمانروا کا نام نمرود تها - پس ابتدا ميں جب لوگوں نے يه کها هوگا که مکالمه نمرود سے هوا ' تو اُن کا مقصد يه هوگا که بابل کے ايک پادشاه سے هوا - يه مطلب نه هوگا که نمرود نامي انسان سے هوا تها -

رابعاً ' يوناني مورخوں کے بيانات اور علم الآثار کي تحقيقات سے معلوم هوتا هے که اهل بابل کواکب پرست تهے - اسي کواکب پرستي نے اُنهيں علم هئيت کے علمي مباديات سے آشنا کيا تها - اُن کا اعتقاد تها که اجرام سماويه کائنات کي ايسي ملکوتي هستياں هيں ' جنهيں تدبير و تصرف عالم کي تمام قوتيں حاصل هيں - دنيا ميں جو کچهه هوتا هے ' اُنهي کے عمل و تصرف سے هوتا هے - اِن ميں سات ستارے بڑے ديوتا هيں ' اور سورج ان سب ميں بڑا هے - آج کل علم نجوم کے نام سے جو خرافات دنيا ميں پهيلے هوئے هيں ' يه هندوستان اور بابل هي کي کواکب پرستي کا بقايا هيں - اپنے پادشاهوں کي نسبت اُن کا بهي وهي اعتقاد تها ' جو اُس عهد کي تمام قوموں کا رهچکا هے - يعنے وه سورج ديوتا کے زنده مظهر سمجهے جاتے تهے - ان کي تقديس بهي اُسي طرح کي جاتي تهي ' جيسي تمام ديوتاؤں کي کي جاتي تهي -

(۳) مکالمه کے آخر ميں هے : " فبهت الذي کفر " يعني جب حضرت ابراهيم نے دوسري دليل پيش کي تو مجادل کچهه نه کهه سکا - هکا بکا هوکر رهگيا - مفسرين نے اس مکالمه کو منطقي مناظره بنا ديا تها - مناظره اور جدل کا ما حصل يه هے که مخاطب کو لا جواب کر ديا جائے - اس ليے انهوں نے " فبهت الذي کفر " کا مطلب يه قرار ديا که حضرت ابراهيم کي دوسري دليل کے جواب ميں وه کوئي بات نه بنا سکا - اس ليے مبهوت هوکر رهگيا - اس ميں کوئي شبه نهيں که حضرت ابراهيم کي بات کا وه کوئي جواب نهيں دے سکا تها - اور شوخ چشمي اور کج بحثي کي جگه اُس پر حيرانگي کي حالت طاري هوگئي تهي ' ليکن يه حيراني محض اس بات کا نتيجه نه تهي که وه سخن پروري ميں لا جواب هوگيا تها - کيونکه ابهي تفصيل کے ساتهه آپ سن چکے هيں که انبياء کرام کي مخاطبت بات ميں لا جواب کر دينے کے ليے نهيں هوتي - يقين و ايمان کے ليے هوتي هے - پس اُس کے مبهوت هو جانے کا سبب يه تها ک حضرت ابراهيم کي دوسري بات اُس کے دل ميں اُتر گئي - پهلي بات پر تو اُس نے مجادلانه کج بحثي کرکے جواب ديدي تها - کيونکه اپنے جهل و ضلالت کي وجه سے اُسکي حقيقت سمجهه نه سکا تها - ليکن دوسري بات اُسکی فکري اور اعتقادي استعداد کے مطابق کچهه ايسي دل کو لگتي هوئي تهي ' ک سنتے هي متاثر هوگيا ' اور تير نشانه پر لگ گيا - نتيجه يه نکلا ک مبهوت هوکر رهگيا - يعنے وه سچائي جسے اپني کور چشمي کي وج سے ابتک نهيں ديکهه سکا تها ' اب يکايک اُس کے سامنے چمک اُٹهي اور با وجود کمال تمرد اور ضلالت کے اُس ميں جهٹلانے اور شو چشمي سے کج بحثي کرنے کي جرأت باقي نه رهي !

علم اور مسیحی کلیسا

کتاب پیدائش اور تخلیق کائنات

برمنگھم کے بشپ کا کفر اور زندقه !

تھوڑا عرصه گزرا ھے ' لندن سے ریوٹر ایجنسي نے یه خبر تمام دنیا میں مشهور کردي تھي که برمنگهم کے لارڈ بشپ نے ویسٹ منسٹر میں تقریر کرتے ھوئے ایسے خیالات کا اظهار کیا ھے' جس نے یورپ کے تمام کلیسائي حلقوں میں هلچل ڈالدي ھے - اُس نے صاف صاف لفظوں میں اعتراف کرلیا ھے که پیدایش کائنات کا قدیم مسیحي اعتقاد (یعنے تورات کي کتاب پیدایش کا بیان) قابل ترمیم ھے ' اور اب وقت آگیا ھے که هم علمي تحقیقات کي مخالفت کرنے یا غلط مذهبي تاویلوں کے ذریعه تطبیق دینے کي ناکام کوششوں سے باز آجائیں - یعني تسلیم کرلیں که تورات کي کتاب پیدایش کا بیان ایک کهاني سے زیاده نہیں ھے !

اس کے بعد ایک دوسرے واقعه کي خبر مشتهر هوئي - یهي بشپ جب سینٹ پال چرچ میں وعظ کررها تها تو اچانک ایک واقعه نے تمام مجلس میں اضطراب پهیلا دیا - ایک طرف سے تیز صدا اُٹھي "یه بدعت و زندقه کا معلم ھے " لوگوں نے جب اُس طرف نظر اُٹھائي ' تو معلوم هوا ' پادري کینن ویبسٹر غیظ و غضب کي شدت سے بے قابو هوکر کهڑا هوگیا ھے ' اور واعظ کے کفر و زندقه کا اعلان کر رها ھے - اس پر غضب طریقه سے مجلس کو اپني طرف متوجه کرکے اُس نے بشپ پر لعن و طعن کي بوچهاڑ شروع کردي ' اور پهر یه کهکر که " ایسے زندیق کا وعظ سننا جائز نهیں " اپني جماعت کے ساتهه گرجے سے رخصت هوگیا !

پادري کینن ویبسٹر بشپ کے زندقه کا اعلان کرکے سینٹ پال سے واپس جا رها ھے !

اب انگلستان کے اخبارات و رسائل میں اس معامله کي تمام تفصیلات آگئي هیں - در اصل یه معامله بهي اُسي سلسلۂ بحث کي ایک کڑي ھے جو سر آرتهر کیتهه کي تقریر (مندرجۂ الهلال) سے تمام یورپ اور امریکه میں چهڑ گیا ھے - بشپ اف برمنگهم کا نام ڈاکٹر بارنس ھے - اُس نے اسي تقریر کا حواله دیکر اپنے خیالات ظاهر کیے تهے - معامله کا اهم اور دلچسپ پهلو یه ھے که یه اعتراف برطاني کلیسا کے ایک بهت بڑے ذمه دار شخص کي زبان سے هوا ھے - اُس نے بڑي دلیري کے ساتهه وه خیال علانیه ظاهر کردیا ' جو آج هزاروں لاکهوں عیسائیوں کے دلوں پر ثبت ھے !

یقیناً قارئین الهلال خواهشمند هونگے که بشپ کي تقریر سے واقفیت حاصل کریں - هم اختصار کے ساتهه اُس کا خلاصه درج کردیتے هیں-

بشپ نے تقریر کرتے هوئے کها :

" اِس عهد کے انسانوں سے میں کیا کهوں ؟ کیا یه کهوں که قدیم عقیده هي پر اُستوار رهو ؟ هرگز نهیں - میں اُن سے جو کچهه کهه سکتا هوں ' وه اِس کے سوا کچهه نهیں ھے که حق کي تلاش کرو - خوش هو ' کیونکه تم ایک ایسي صدي کي مخلوق هو ' جو اپني علمي ترقیوں کي وجه سے تاریخ کي سب سے زیاده عظیم الشان صدي ھے - میں اُن سے کهتا هوں ' جدید انکشافات کا خیر مقدم بجا لاؤ - علماء عصر کي تعظیم کرو - لیکن ساتهه هي یه بهي یاد رکهو که اِس تمام علمي ترقي کے پیچهے هم برابر ایک کثیف پرده پڑا دیکهتے هیں - یه پرده ' زندگي کے تمام بنیادي مسائل کو اپنے اندر چهپائے هوئے ھے ' اور هماري نظروں کو اُن کي حقیقت معلوم کرنے سے روک رها ھے - تم پر فرض ھے که اِن مسائل سے قریب تر هو - تمهارا قلب ایمان سے لبریز هو جائے - تمهاري رهبر ' عقل هو ' نه که خوش اعتقادي - اگر تم ایسا کروگے ' تو تمهارا ایمان اُن دونوں جماعتوں سے مختلف هوگا جن میں سے ایک نے مغرورانه انکار کي اور دوسري نے جاهلانه خوش اعتقادي کي غلطي کي ھے ! "

" سر آرتهر کیتهه کے خطبه کے بارے میں همیں کیا کرنا چاهیے ؟ مذهب نشوء و ارتقاء کے مقابله میں همارا مسلک کیا هونا چاهیے ؟ کیا هم حقیقت کو جدل کے موٹے پردوں میں چهپا دیں ؟ میں تم سے آج یه کهنا چاهتا هوں که تم اِس روشن زمانے کي مخلوق هو کر حقائق سے تجاهل نهیں برت سکتے ! "

" کیا همارے لیے یه جائز ھے که لوگوں کي عقلوں میں شک پیدا کردیں ' حالانکه یهاں شک کا کوئي موقعه هي نهیں ؟ کیا یه مناسب ھے که مسیحي عقائد کي تاریخ محض اس لیے بدل دي جائے که ڈاروین کا مذهب نیا نهیں ھے ' پرانا مذهب ھے ؟ یا یه مناسب ھے که جدید حقائق تسلیم کرتے هوے حقیقت کا صاف صاف اعتراف کر لیں ' اور تسلیم کرلیں که مسیحي عقائد کي بعض تقلیدي آراء قابل تبدیل هیں ؟ "

" میرے خیال میں آخري تجویز بهتر اور مناسب ھے - آؤ ' هم بے خوف و خطر حقائق کا ویسا هي خیر مقدم کریں ' جیسا که وه علمي حلقوں میں اپنا خیر مقدم دیکهه رهے هیں - تمام اهل علم متفق هیں که انسان نے بندر کي ایک قسم سے ترقي کي ھے ممکن ھے ' انسان کی یه ترقي دس لاکهه برس پہلے شروع هوئی هو - تمام حیواني اصلوں نے مختلف سمتوں میں ترقي کي ھے ' لیکن انسان کي حقیقي ترقي اُس کے دماغ اور فکري مرکزوں میں واقع هوئي ھے - اسي لیے وه اپنے هم جنس حیوانوں پر بازي لیگیا - بندر کي دوسري قسموں نے اَور قسم کي ترقي کي - چنانچه

بريد فرنگ

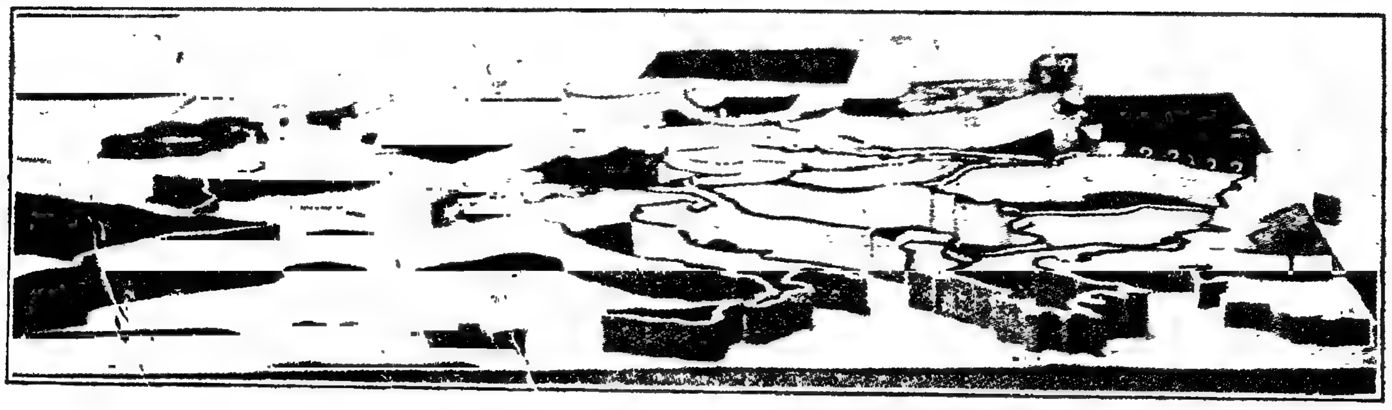

يورپ کا ايک نيا نقشه

تجارت کي حفاظت اور آزادي کا حصار

مطالب کے بيان و تفهيم کا ايک موثر ذريعه

بحث طلب مطالب پر تقرير کرتے هوئے مقرر اور مدرس عموماً شمار و اعداد کي جدولوں يا تناسب کے رنگوں اور نقشوں سے کام ليا کرتے تھے - پھر ميجک لينٹرن استعمال کيا جانے لگا - ايسے مطالب جن کے فهم ميں تصاوير کا معائنه مدد ديتا تها ' فانوس کي تصويروں کے ذريعه ذهن نشين کيے جاتے تھے - حال ميں سينما کي ايجاد نے بھي ايک زياده موثر اور اصليت نما ذريعه بهم پهنچا ديا هے - امريکه ميں بحث و تقرير کے بے شمار کلب ' سينما کا اُسي طرح استعمال کرتے هيں ' جس طرح عام طور پر ميجک لنٹرن استعمال کيا جاتا هے -

ليکن جو طريقه حال ميں سر آرتهر کلايو ماريسن نے مجلس اقوام کے سامنے تقرير کرتے هوئے تمثيل مطالب کے ليے اختيار کيا تها ' وه ان تمام طريقوں سے جدا گانه قسم کا هے ' اور چونکه نهايت آسان اور ساده قسم کا هے ' اس ليے نهايت درجه پسند کيا گيا هے - اُن کي تقرير کا موضوع يه تها که تجارت کي آزادي اور بندش کے لحاظ سے اِس وقت يورپ کي مختلف قوموں کا حال کيا هے ؟ اور کس طرح يهي چيز آينده ايک بين الاقوامي جنگ کا دروازه کهول دينے والي هے ؟ اس حقيقت کي وضاحت کے ليے انهوں نے يورپ کا ايک نقشه اس طرح کا طيار کرايا ' که سرحد کے خطوط کي جگه حصار کي ديواريں کهڑي کر دي گئيں ' اور تمام يورپ ٹيڑهي سيدهي چار ديواريوں کا مجموعه بن گيا - نقشه کے بننے کے بعد جب اُس پر نظر ڈالي گئي ' تو معلوم هوا ' جو حقيقت ايک بهت بڑي کتاب لکهکر بهي واضح نهيں کي جاسکتي تهي ' اب وه صرف اس نقشه پر ايک نگاه ڈال لينے سے سامنے آجاتي هے - جنيوا کے پچهلے اجلاس کے موقعه پر يه نقشه حاضرين کے معائنه کے ليے ايک نماياں موقعه پر رکهديا گيا تها -

اِس نقشه کا عکس آپکے سامنے هے - اگر يورپ کا نقشه آپکے کمرے ميں آويزاں هے ' تو پهلے اُس پر ايک نظر ڈال ليجيے - پهر اِسے ديکهيے - يه ٹهيک وهي نقشه هے - فرق صرف اسقدر هے که اُس ميں حدود کي وضاحت کيليے لکيريں کهينچ دي گئي هيں - اِس ميں لکيروں کي جگه ديواريں کهڑي هيں - يه ديواريں کيا هيں ؟ تجارت کي حفاظت کي ديواريں هيں جنهوں نے هر قوم کو دوسري قوم کا دائمي رقيب بنا ديا هے - فوجي اور ملکي حفاظت کے اعتبار سے بهي ديکها جاے ' تو يهي ديواريں متقابل دشمنوں اور حريفوں کو ايک دوسرے کے کچل ڈالنے سے روک رهي هيں - يه ديواريں کب تک قائم رهينگي ؟ سر آرتهر کهتے هيں " انهيں توڑ دو " ليکن اگر انسان اِسکے ليے آماده نه هوا ' تو عجب نهيں ' قدرت کي خانه بر اندازياں خود هي انهيں توڑ کر تمام يورپ کو ايک کهلي زمين کي شکل ميں منقلب کر ديں !

خريداران الهـلال

توجـه فـرمائيں

جن جن حضرات سے چهه ماه کي قيمت وصول هوئي تهي ' اُن کا حساب الهـلال نمبر (۲۴) پر ختم هو جايگا - يعني آئينده نمبر سے بعد کے نمبر پر - اگر وه آئينده بهي الهـلال کا مطالعه جاري رکهنا چاهتے هيں ' تو دفتـر نهايت شکرگزار هوگا اگر وي - پي کي درخواست کي جگه وه بذريعه مني آرڈر قيمت روانه کر ديں - وي - پي کي رقم وصول هونے ميں بهت تاخير هوتي هے ' اور اسليے پرچه کے مسلسل اجراء ميں خلل واقع هو جاتا هے - اگر وه ايک هفته کے اندر قيمت بذريعه مني آرڈر بهيج ديں تو رجسٹر ميں نمبر ۲۴ کے بعد سے اُنکي جديد خريداري کا اندراج هو جائے ' اور پرچه کي ترسيل بغير کسي انقطاع کے جاري رهے -

يه کهنا ضروري نهيں که نئي شش ماهي جلد سے الهلال کا نيا دور حيات شروع هوگا ' اور وه اس حالت سے بالکل مختلف هوگا ' جس حالت ميں اس وقت تک نکلتا رها هے -

منيجر

تاریخ و عبر

تاریخ جنگ صلیبی کا ایک صفحہ

عربوں کے آتش بار اسلحہ

لوئی نہم کے مورخ کا چشم دید بیان

صلیبی جنگوں میں سب سے بڑی جنگ ساتویں جنگ تھی۔ یہ معلوم ہے کہ ان جنگوں میں مصر پیش پیش تھا، بلکہ اسی پر پورا بار تھا۔ لہذا صلیبی مجاہدوں نے خیال کیا کہ مسلمانوں کو شکست دینے کے لئے خود مصر پر حملہ کر دینا چاہیے۔ چنانچہ لوئی نہم شاہ فرانس کی زیر قیادت ایک عظیم فوج یورپ سے روانہ ہوئی اور ساحل "دمیاط" پر اتار دی گئی جہاں دریائے نیل سمندر میں گرتا ہے۔

اس جنگ کی ایک مستند تاریخ انوئیل کی یادداشتوں میں ملتی ہے۔ یہ شخص لوئی نہم کا مصاحب اور اس کی فوج کا سپہ سالار تھا۔ دمیاط کی جنگ میں یہ ہمیشہ بادشاہ کے ساتھ رہا۔ اس کے بیانات چشم دید ہیں۔ بادشاہ کی وفات کے بعد اس کے بیٹے لوئی دہم کا بھی مصاحب تھا۔ اس نے بیوہ ملکہ کے حکم سے یہ کتاب لکھی تھی جیسا کہ دیباچہ میں ظاہر کیا ہے۔

یہ کتاب اس عہد کی تاریخ کے لئے ایک نہایت قیمتی دستاویز ہے۔ تاریخ کی خوش قسمتی سے یہ ضائع نہیں ہوئی، اور شاہی کتبخانہ میں محفوظ رہی۔

انوئیل کے بیان میں سب سے اہم واقعہ، مصری فوجوں کی جنگی استعداد اور آتشی مادوں کی صلیبیوں پر بارش ہے۔ ان آتشی مادوں کو مورخ "یونانی آگ" سے تعبیر کرتا ہے۔ اس تعبیر کی بنیاد یہ ہے کہ یہ آگ فی الحقیقت یونانیوں ہی کی ایجاد ہے۔ قسطنطنیہ کی بیزنطینی سلطنت سب سے پہلے اس سے واقف ہوئی، اور صدیوں تک بطور ایک راز کے محفوظ رکھا۔ یہی وہ "بے پناہ اسلحہ تھا جس کے ذریعہ اس نے ۶۶۶ء اور ۷۱۶ء میں عربوں کو شکست دی تھی جنھوں نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔

بیزنطینیوں کو اس آتشی مادے کا پتہ قسطنطین چہارم کے عہد میں لگا۔ یعنی ساتویں صدی عیسوی میں۔ اور تقریباً ۴۰۰ برس تک تنہا وہی استعمال کرتے رہے۔ یہاں تک کہ گیارہویں صدی کے اواخر میں عربوں نے کسی ذریعہ سے اس کی حقیقت معلوم کر لی اور اپنی جنگوں میں استعمال کرنے لگے۔ جس طرح اس آگ نے بیزنطینیوں کے مقابلے میں عربوں کو نقصان پہنچایا تھا، اسی طرح عربوں کے مقابلے میں صلیبیوں کے لئے مہلک ثابت ہوئی۔ عربوں نے اس اسلحہ کو قدیم یونانی طریقہ سے زیادہ مکمل اور دور رس بنا دیا تھا۔

۱۲۴۹ء (۶۴۷ھ) میں صلیبی، دمیاط کی سرزمین پر اترے یہ زمانہ، ملک صالح بن کامل کی حکومت کا تھا۔ بادشاہ اسوقت بیمار تھا۔ لوئی نہم نے اسے سخت تہدید آمیز خط لکھا، اور مسیح کے نام پر مطالبہ کیا کہ مصر اس کے حوالہ کر دے۔ مصری بادشاہ نے قاضی بہاء الدین زہیر سے جواب لکھوایا۔ یہ تاریخی جواب تاریخ کے صفحات میں اب تک محفوظ ہے!

ملک صالح کی بیماری کی وجہ سے دمیاط کی مدافعت نہیں کیجا سکی اور صلیبیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اسلامی لشکر، مقام منصورہ میں جمع ہوا، اور بادشاہ کی وفات کے بعد ہی حملہ شروع کر دیا۔ اس حملہ میں سب سے زیادہ خوفناک حربہ وہی "یونانی آگ" تھی، جس کی ہولناکی کا حال ہم اس مورخ کی زبانی نقل کرتے ہیں۔

وہ لکھتا ہے:

"ایک رات جبکہ ہم اپنے برجوں کی حفاظت میں سرگرم تھے، مسلمان میدان جنگ میں ایک ایسا آلہ لائے، جسے اب تک انھوں نے استعمال نہیں کیا تھا۔ پھر اس آلہ کے ذریعہ یونانی آگ برسانا شروع کر دیا۔ آقائے نامدار والٹر دو کیری نے، جو میرے قریب ہی کھڑے تھے، یہ دیکھ کر کہا:

"بھائیو! اسوقت ہم ایک ایسے خطرے کے سامنے ہیں، جیسا ہمیں کبھی پیش نہیں آیا۔ اگر مسلمان ہمارے برجوں میں آگ لگا دینگے تو بڑی ہی مشکل پیش آئے گی۔ اگر ہم یہاں کھڑے رہیں گے تو جل کر خاک سیاہ ہو جائیں گے۔ اگر ہٹ جائیں گے تو قلعے دشمن کے ہاتھوں میں چلے جائیں گے اور ابدالآباد تک ہماری ذلت و رسوائی ہو جائے گی۔ لہذا اب اس کے سوا چارہ کار نہیں کہ اپنے مہربان خدا کو پکاریں، اور اس سے عزت و سلامتی کی دعائیں کریں۔ صرف وہی ہمیں بچا سکتا ہے"

چنانچہ ہم نے اس دانشمندانہ رائے پر عمل کیا۔ جب ہم پر آگ کی پہلی بارش ہوئی اور برج میں ہمارے سامنے آگری، تو ہم نے خداوند کے حضور سجدہ کیا اور نالہ و زاری کرنے لگے۔ آگ بجھانے والے پاس کھڑے تھے، اور بڑی مستعدی سے اپنا کام کر رہے تھے۔

یونانی آگ کی کیفیت یہ ہے کہ وہ ایک عظیم مرتبان کی صورت میں سیدھی نکلتی ہے۔ لمبے نیزے کی طرح ایک بڑی سی دم اس کے پیچھے ہوتی ہے۔ اس کی آواز، بجلی کی کڑک کی طرح ہولناک ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کوئی جناتی درندہ ہوا میں اڑا چلا آتا ہے۔ روشنی اتنی تیز ہوتی ہے کہ رات کی تاریکی میں دن نکل آتا ہے۔ مسلمانوں نے پھر یہ آگ اس رات تین مرتبہ بڑے بڑے آلوں سے پھینکی اور چار مرتبہ چھوٹے آلوں سے۔

ہمارا مقدس بادشاہ جب سنتا کہ یونانی آگ آ رہی ہے تو اپنے فرش سے اتر کر زمین پر کھڑا ہو جاتا اور ہمارے نجات دہندہ خداوند مسیح کی طرف ہاتھ اٹھا کر چلاتا "اے آقا! معبود عظیم! اپنے خادموں کو بچا لے!" مجھے یقین ہے کہ بادشاہ کی دعاؤں سے ہمیں بہت فائدہ پہونچا۔ جب جب آگ آ کر گرتی تھی، یہ مقدس بادشاہ فوراً آدمی بھیجکر معلوم کرتا تھا کہ آگ نے کیا کیا اور ہماری حالت کیا ہے؟

ایک رات ایسا ہوا کہ آگ اس برج کے قریب آ گری جس کی حفاظت ایک افسر دی کورتنی نامی کے ذمہ تھی۔ فوراً ایک سوار دوڑ کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا "اگر آپ فوراً مدد پر نہیں آئیں گے تو ہم سب جل کر راکھ ہو جائینگے۔ کیونکہ مسلمانوں نے بہت بڑی تعداد میں آگ پھینکنا شروع کر دی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہوا میں آگ کا دریا ہم پر امڈا چلا آتا ہے!"

میں دوڑ کر گیا۔ واقعی سوار کا بیان بالکل درست تھا۔ ہم نے فوراً آگ بجھا دی۔ لیکن ابھی ہم فارغ ہی ہوئے تھے کہ مسلمانوں نے پھر بڑی شدت سے آتش باری شروع کر دی۔

بادشاہ کے بھائی، دن کے وقت برجوں کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ وہ برجوں پر چڑھ گئے تاکہ مسلمانوں پر تیر برسائیں۔ بادشاہ نے یہی طے کیا تھا کہ رات کو برجوں کی حفاظت ہم لوگ کریں اور دن کو شاہ سسلی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ شاہ سسلی پہرے پر تھا۔ اچانک مسلمانوں نے اپنی منجنیقوں سے بہت سخت حملہ کر دیا اور تمام برج تقریباً توڑ ڈالے۔ انھوں نے یہی نہیں کیا، بلکہ دن دوپہر کو یونانی آگ کے آلے بھی نصب کر دیے۔ حالانکہ اب سے پہلے ہمیشہ رات ہی کو ان سے کام لیتے تھے۔ اب آگ برسنے لگی۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ پل کے قریب بھی منجنیقیں لگا دیں۔ پل، مزدور بنا رہے تھے۔ اب یہ حالت ہو گئی کہ کوئی آدمی نہ پل کے قریب جا سکتا تھا، نہ برجوں کے قریب پہنچ سکتا تھا۔ کیونکہ ایک طرف بہت بڑے بڑے پتھر برس رہے تھے۔ دوسری طرف آگ کا طوفان برپا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ برج جل گئے۔ شاہ سسلی غصہ سے کانپنے لگا۔ آگ بجھانے کے لئے وہ خود آگ کے اندر کودنا چاہتا تھا مگر اسے پکڑ لیا گیا!

بادشاہ نے جب یہ حالت دیکھی، تو تمام سرداروں سے درخواست کی کہ تھوڑی تھوڑی لکڑی اپنے اپنے جہازوں سے منگا دیں تاکہ ایک نیا برج طیار کیا جائے اور نہر کو عبور کیا جا سکے۔

پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ یہ برج اسوقت چلایا جائے جب شاہ سسلی کی باری ہو، تاکہ پچھلی شکست کا غم اس سے دور ہو جائے چنانچہ یہی کیا گیا، اور برج اس مقام پر پہنچایا گیا جہاں دوسرے برج جل گئے تھے۔

مسلمانوں نے یہ دیکھ کر اپنی ۱۶ منجنیقیں نصب کر دیں اور بیک وقت سب کے دہانے کھول دیے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ ہمارے آدمی خوف زدہ ہو گئے ہیں تو فوراً یونانی آگ برسانا شروع کر دی اور نیا برج بھی جل کر راکھ ہو گیا!"

اسی طرح یہ مورخ بڑی تفصیل سے دوسرے تمام معرکوں میں بھی اس "یونانی آگ" کا ذکر کرتا ہے۔ حتی کہ اس کے بیان کے مطابق ایک مرتبہ یہ آگ پورے مسیحی لشکر پر پھیل گئی تھی اور خود بادشاہ کا خیمہ بھی جلا ڈالا تھا!

مشرق میں بیزنطینیوں کے بعد سب سے پہلے مصر اور شام کے مسلمانوں نے یہ آگ استعمال کی۔ پھر دوسری اسلامی سلطنتوں نے بھی اسے معلوم کر لیا۔ چنانچہ [illegible] ملہ آوروں کے مقابلے میں عربوں نے اسے استعمال کیا تھا۔ اسپین میں بھی مسلمان اسے لے گئے اور چودہویں صدی کی جنگوں میں برابر مشہور رہی۔

بتدریج شمپانزي ' گوریلا ' اورانگ ' اور اوتان کي قسموں نے ظهور کیا - یه تمام بندر انسان کے قریبي عم زاد هیں - علماء اِس ترقي کي جزئیات میں کتنا هي مختلف هوں ' لیکن کوئي دو مستند عالـم بهي اِس معامله میں اختلاف نهیں رکهتے که انسان نے بندر هي سے ترقي کي هے - اور یه ' که یه ترقي ایک مسلم و ثابت حقیقت هے - ڈارون کا مذهب پچاس برس سے موجود هے اور پوري طرح صحیح ثابت هو چکا هے ... "

" علم الحیات کے مباحث سے ثابت هو چکا هے که شر اور برائي کا میلان انسان کي طبیعت میں فطري هے ' اور یه اُس نے اپنے اسلاف سے ورثه میں پایا هے - یه بالکل یقیني هے که انسان ' ایک حیوان هي هو ' اور اپنے اعضاء اور روح میں بتدریج ترقي کرکے خالص حیوانیت سے اِس درجه تک پهنچ گیا هو - وہ کوئي دیوتا نه تها ' جو طهارت و تقوي کے لباس میں ملبوس ' آسمان سے زمین پر اتر پڑا هو - انسان کي روحي ترقي هي نے اُسے باقي تمام حیوانات سے ممتاز کر دیا هے "

" همیں همیشه حق کي جستجو میں لگے رهنا چاهیے - جب کبهي کبهي حقیقت پر سے پردہ اٹهے ' تو قدیم سے قدیم تقلیدي خیال کے بهي ترک کر دینے میں همارے اندر کوئي پس و پیش نهیں هونا چاهیے ' اور نه اس تبدیلي پر کسي طرح کا رنج محسوس کرنا چاهیے "

جب کبهي کوئي حقیقت ظاهر هوتي هے ' تو ایک خاص قسم کے لوگ چلا اٹهتے هیں : " ایمان خطرے میں پڑ گیا هے ! "

" لیکن میرا تاریخي مطالعه مجهے بتاتا هے که ایمان صرف اُس وقت خطرے میں هوتا هے ' جب عقل قید کر دي جاتي هے ' اور دماغ پر مهر لگا دي جاتي هے - بعض لوگ کهتے هیں " همیں مسیحي حقائق کو اُسي طرح محفوظ رکهنا چاهیے ' جس طرح همارے عقائد چلے آتے هیں " لیکن میں من گهڑت حقائق کے وجود سے اپني لا علمي کا صریح اعلان کرتا هوں - بعض لوگ کهتے هیں " جدید خیالات کفر و الحاد هیں " لیکن میں کهتا هوں " آج کا کفر ممکن هے ' کل کا ایک راسخ دیني عقیدہ بن جائے ! "

" تمام وہ مسیحي جو تقلیدي بندشوں سے آزاد هیں ' جانتے هیں که مذهب نشوء و ارتقاء اور حقیقي مسیحي تعلیم میں کوئي نزاع نهیں هے - کیونکه خدا اپني قدرت تدریجي ترقي میں بهي اُسي طرح ظاهر کر سکتا هے ' جس طرح فوري تخلیق میں "

یه پهلا موقعه نهیں هے که اِس موضوع پر اِس بشپ نے اظهار خیال کیا هے - اب سے دو سال پهلے بهي اِسي قسم کے خیالات ظاهر کیے تهے - اُس زمانے میں امریکا کے پروفیسر سکوپس پر اس لیے مقدمه چلایا گیا تها ' که اُس نے ایک سرکاري مدرسه میں اپنے شاگردوں کے سامنے ڈارون کا مذهب پیش کر دیا تها - اِس مناسبت سے رسالۂ " نیچر " نے بشپ مذکور سے اِس مسئله کي نسبت استفتا کیا تها - بشپ کا جواب حسب ذیل تها :

" یه جاهلانه تعصب جس نے مذهب نشوء و ارتقاء کي تعلیم کو امریکا کے سرکاري مدارس میں ممنوع قرار دیدیا هے ' ایک سخت مذموم تعصب هے - میں آزادي خیال کا حامي هونے کي حیثیت سے نهایت نا پسند کرتا هوں که ایک انگلو سکسن جماعت قانون کے زور سے علم کي اشاعت روکے - میں ایک مسیحي هونے کي حیثیت سے هر ایسي تحریک کو انتهائي رنج و غم سے دیکهتا هوں ' جو مسیحي دین کو معقول بنیادوں پر استوار کرنے سے روکتي هے "

" بے شمار دلائل سے ثابت هو چکا هے ' اور متمدن دنیا میں هر مستند عالم اس کا اعتراف کر رها هے ' که انسان نے ایک ایسي مخلوق سے ترقي کي جو بندر سے مشابه تهي ' انگلستان میں هر روشن خیال مسیحي کا اعتقاد یهي هے - یهاں کے تمام مشاهیر لاهوتي علماء بهي اس رائے کو خیال صحیح سمجهتے هیں - یه اعتراف مسیحیت کو اور بهي زیادہ مستحکم کر دے گا - کیونکه یه اُس روحاني اساس کو جو هم مسیح سے اخذ کرتے هیں ' اس درجه معقول بنا دیتا هے که کوئي بهي اُس سے انکار نهیں کر سکتا "

" هم کتنا هي انکار و مغالطه کام میں لائیں ' مگر مسیح کي تعلیمات سے جو عهد جدید میں موجود هیں ' هرگز ثابت نهیں کر سکتے که عهد قدیم کي کتاب پیدائش حرف بحرف صحیح هے - لوگ یه بهول گئے که کتاب مقدس روحي حقائق کا خزانه هے ' نه که تعلیم و تدریس کي کوئي علمي کتاب هے - لوگ یه مسیحي عقیدہ بهي بالکل بهول گئے که " روح القدس برابر لوگوں کي عقلیں وسیع کرتي رهیگي تا که وہ حق تک پهنچ سکیں " یه لوگ حق کے جاننے سے ڈرتے هیں ' کیونکه سمجهتے هیں ' حق کے اعتراف سے مسیحي عقیدہ کمزور هو جائے گا - مگر یه اُن کي غلطي هے - علم کي اِس مقاومت کا نتیجه اِس کے سوا اور کچهه نهیں هو سکتا که هزارها طالب علم ' مسیحیت کے دائرے سے یه یقین کرتے هوے نکل جائیں که مسیحیت کي بنیاد سراسر جهل و خرافات پر هے ! "

کمیونزم یا اشتراکیت

کمیونیزم کے مداحوں کے بعض اقوال

اشتراکیت کا مطمح نظر ' خیر مشترک هے (نارمن انجل)

اشتراکیت کي سب سے بهتر مجمل تعریف یه هے که وہ سوسائٹي کے مادي اقتصادي قوی کو منظم کرکے انساني قوی کے ماتحت کر دینا چاهتي هے (رامسے میکڈانلڈ)

اشتراکیت کي غرض بجز اسکے کچهه نهیں هے که انسان کیلیے ایک نیا عالمگیر ضمیر پیدا کر دے (ولز)

اشتراکیت ' تعلیمات مسیح کي عملي صورت هے - (چارلس امون)

عملي اشتراکیت ' حد سے زیادہ سادہ چیز هے - یعني عالمگیر انساني تعاون کا نظام ایک حکومت کے ماتحت (رابرٹ)

اشتراکیت ' ایک ایسي مثل اعلی هے جسے ابتک دنیا کي آنکهوں نے نهیں دیکها (هاڈجس)

اشتراکیت ' عنقریب محنت کو اِس طور پر منظم کر دیگي ' که هر آدمي محسوس کرنے لگے گا ' وہ اپنے عمل سے پوري نوع انساني کي خدمت کر رها هے (روڈن) !

اشتراکیت کا مقصود یه هے که اعلي نظام جمهوري کے ساتهه زمین اور سرمایه کو قوم کي ملکیت بنا دے (برٹرنڈ رسل)

درآمد

مجموعی درآمد: رر

تفصیل

ریلوے کا سامان	۱۸۹۱۰۶۰۰۰
ظروف	۶۵۲۹۳۰۰۰
سوت	۷۱۳۴۲۷۰۰۰
ریشم	۳۳۶۵۴۰۰۰
خام ریشم	۱۵۷۸۸۰۰۰
شکر	۲۷۵۰۲۸۰۰۰
غلہ اور آٹا	۵۴۳۲۰۰۰
کیمیاوی اجزاء، رنگ اور سمیات وغیرہ	۶۲۰۸۸۰۰۰
روغن، سبزی اور مویشی	۹۳۵۱۱۰۰۰
کاغذ	۳۰۳۴۷۰۰۰
شیشہ اور مٹی کا سامان	۵۱۲۷۰۰۰
صابن	۱۳۲۴۸۰۰۰
تمباکو	۲۲۶۱۸۰۰۰
دیاسلائی	۲۲۶۱۸۰۰۰
شراب	۳۵۴۸۷۰۰۰

مجموعی برآمد: برآمد ۲۹۹۱۶۱۹۰۰۰ روپیہ

تفصیل

روئی	۷۱۰۹۹۱۰۰۰
جوٹ	۶۳۱۲۴۰۰۰
سوت	۱۳۱۵۹۳۰۰۰
اون خام	۴۱۴۳۰۰۰
غلہ اور آٹا	۵۳۰۰۰۰۰۰
چائے	۲۲۰۴۰۰۰۰۰
خام چمڑا	۵۷۰۶۰۰۰۰
مدبوغ چمڑا	۵۰۵۷۱۰۰۰
بیج	۲۷۳۵۳۸۰۰۰
لیس	۱۰۲۶۵۲۰۰۰
روغن، سبزی وغیرہ	۳۱۹۰۱۰۰۰
کیمیاوی اجزاء، سمیات اور دوائیں	۳۵۱۳۰۰۰
ابرک وغیرہ	۵۸۶۴۰۰۰۰

دُنیا کے بڑے بڑے تجارتی ملکوں کی تجارت کا تناسب

سنہ ۱۹۲۲ء میں

(بحساب ملین پونڈ. ایک ملین، دس لاکھ کا ہوتا ہے)

ملک	برآمد	درآمد	میزان
جنوبی افریقہ	۹۰٫۳	۱۵٫۶	۱۱۱٫۹
کوبا	۷۳٫۱	۴۰٫۷	۱۱۳٫۸
برازیل	۶۸٫۶	۴۸٫۶	۱۱۷٫۲
ڈنمارک	۵۸٫۷	۷۱٫۱	۱۲۹٫۸
سویڈن	۶۸٫۰	۶۸٫۷	۱۳۶٫۷
آسٹریا	۴۲٫۶	۶۶٫۳	۱۰۹٫۹
زیکوسلاویا	۹۱٫۶	۶۴٫۷	۱۵۶٫۳
اسپین	۵۰٫۸	۱۰۶٫۲	۱۵۷
سوئٹزرلینڈ	۷۶٫۲	۸۲٫۸	۱۵۹
میکسیکو	۹۷٫۰	۴۷٫۶	۱۴۴٫۶
ڈچ ایسٹ انڈیز	۹۹٫۳	۶۵٫۸	۱۶۶٫۱
آسٹریلیا	۱۲۷٫۸	۱۰۳٫۱	۲۳۰٫۹
روس	۸٫۶	۲۹٫۳	۳۷٫۹
بلجیم	۱۰۵٫۰	۱۵۷٫۲	۲۶۲٫۲
ارجنٹائن	۱۲۴٫۷	۱۳۹٫۴	۲۶۴٫۱
اٹلی	۱۰۳٫۸	۱۷۰٫۶	۲۷۱٫۴
ہالینڈ	۱۰۵٫۴	۱۷۶٫۲	۲۸۱٫۶
چین	۱۲۳٫۸	۱۷۷٫۲	۳۰۰٫۰
کنیڈا	۱۹۸٫۲	۱۷۰٫۸	۳۶۹٫۰
جاپان	۱۷۹٫۵	۲۰۷٫۳	۳۸۶٫۸
جرمنی	۱۹۴٫۳	۳۰۳٫۵	۴۹۷٫۸
فرانس	۳۷۷٫۹	۴۷۳٫۵	۸۵۱٫۴
ولایات متحدہ امریکہ	۸۶۶٫۰	۸۲۸٫۰	۱۶۹۴٫۰
برطانیہ	۸۲۳٫۲	۱۰۰۳٫۱	۱۸۲۶٫۳
ہندوستان	۱۸۰٫۹	۱۵۷٫۴	۳۳۸٫۳

چاول

دنیا میں چاول کی پیداوار (سنہ ۱۹۲۲ء)

ملک	رقبہ بحساب ایکڑ
ہندوستان	۸۰۷۸۷۰۰۰
بلغاریہ	۱۰۰۰۰
مصر	۲۳۱۰۰۰۰
فارموسا	۳۱۰۰۰۰۰
اٹلی	۳۴۰۰۰۰
انڈوچائنا	۱۱۷۸۲۰۰۰
جاپان	۷۶۹۹۰۰۰
اسپین	۱۱۶۰۰۰
ولایات متحدہ امریکہ	۸۹۲۰۰۰

برطانی ہندوستان میں چاول کی پیداوار (سنہ ۱۹۲۴ء)

صوبہ	رقبہ بحساب ایکڑ	پیداوار بحساب ٹن
بنگال	۲۰۸۶۸۷۰۰	۴۴۰۸۰۰۰
مدراس	۱۰۸۷۰۲۴۰	۴۹۰۸۰۰۰
بمبئی	۳۰۶۲۵۷۷	۱۳۹۶۰۰۰
یو پی	۷۱۰۵۴۱۷	۲۲۷۵۰۰۰
پنجاب	۷۷۹۶۲۷	۳۲۷۰۰۰
بہار اوڑیسہ	۱۴۵۴۲۰۰۰	۶۰۲۳۰۰۰
برما	۱۲۱۱۲۲۹۶	۵۰۹۷۰۰۰
سی پی اور برار	۵۱۷۱۳۰۸	۱۱۷۴۰۰۰
آسام	۴۶۸۳۳۱۷	۱۵۰۷۰۰۰

ہندوستان میں چاول کے کارخانے

برما	۳۱۹	کارخانے
مدراس	۱۳۰	رر
بنگال	۶۴	رر

چاول کی برآمد

ہندوستان سے سالانہ تقریباً ۷ کرور من چاول باہر چلا جاتا ہے۔

ہندوستان اور مجموعۂ عالم

تمام دنیا میں جغرافیائی، عمرانی
اور
اقتصادی لحاظ سے ہندوستان کی موجودہ حیثیت کیا ہے؟

(۴)

برطانی ہندوستان کی سرکاری آمدنی اور خرچ سنہ ۲۴و۲۵ء میں

مد	مجموعی آمدنی	مجموعی خرچ
چنگی	۴۵۷۵۳۱۵۱۶	۷۷۱۲۲۹۰
انکم ٹیکس	۱۶۰۱۴۸۲۵۳	۶۰۳۷۵۳۱
نمک	۷۳۹۰۴۸۶۰	۱۲۰۲۰۷۲۰
افیون	۳۷۹۷۶۱۷۷	۲۳۵۵۷۱۲۷
لگان	۳۷۸۰۷۴۸	۱۱۲۶۶۹۵
شراب	۴۱۹۹۲۳۹	۲۲۸۲۰۶
سٹیمپ	۲۶۸۹۶۸۹	۱۱۹۷۸۷
جنگل	۱۶۱۴۶۹۸	۳۱۱۶۱۶۶
رجسٹریشن	۱۶۴۳۹۲	۲۹۰۵۳
ہندوستانی ریاستوں کا خراج	۸۲۴۴۳۸۴	......
ریلوے	۳۶۹۲۶۸۷۱۰	۳۰۴۴۵۳۰۱۵
آب پاشی	۱۰۹۱۹۲۵	۲۱۴۳۷۵۱
ڈاک اور تار	۱۱۲۵۰۸۷	۳۷۷۲۱۸۰
سود	۳۴۱۰۰۲۶۵	۱۸۶۸۲۲۸۵۷
شہری انتظام	۷۳۹۷۵۳۳	۱۰۱۲۵۹۱۰۳
ٹکسال اور شرح مبادلہ	۳۹۹۳۲۸۹۴	۷۱۴۱۰۷۹
رفاہ عام	۱۳۲۱۲۶۳	۱۷۷۷۲۸۷۵
متفرقات	۴۵۸۹۶۷۱	۴۳۵۳۱۸۶۱
فوج	۴۰۳۱۱۶۵۹	۵۹۶۶۵۱۸۷۷
صوبوں کا خراج	۸۷۴۴۶۸۱۳	....
میزان کل	۱۳۷۵۳۱۸۱۱۹	۱۳۱۸۴۹۲۴۲۱

صوبوں کی سرکاری آمدنی اور خرچ سنہ ۲۴و۲۵ء میں

صوبہ	آمدنی	خرچ
مدراس	۱۲۷۹۰۳۱۵۸	۱۳۰۸۵۰۴۷۲
بمبئی	۱۴۹۹۱۷۶۷۱	۱۴۷۲۵۶۷۹۱
بنگال	۱۰۳۴۲۳۷۱۰	۹۷۶۰۱۷۳۸
یوپی	۹۹۹۵۳۱۱۵	۱۰۴۲۴۹۰۷۸
پنجاب	۹۷۷۷۱۸۴۰	۷۹۷۳۴۷۹
برما	۹۸۵۷۶۲۲۹	۹۸۶۷۳۵۵۵
بہار واڑیسہ	۵۳۶۵۳۳۶۷	۵۱۳۱۲۳۹۲
سی پی	۵۲۵۳۴۲۱۰	۴۸۲۵۵۵۴
آسام	۲۳۰۴۸۶۶۱	۲۰۰۲۸۷۵۳

ہندوستانی صوبوں کی شراب اور منشی اشیاء میں سرکاری آمدنی، سنہ ۱۹۲۵ء میں

صوبہ	شراب کی دوکانیں	دیگر منشی اشیاء کی دوکانیں	آمدنی شراب	آمدنی منشیات
صوبہ سرحدی	۷۴	۱۸۲	۲۲۷۵۲۵	۳۰۰۶۶۴
مدراس	۱۶۸۷۸	۱۰۲۸	۴۴۵۸۳۰۹۱	۴۱۰۶۸۷۶
بمبئی	۶۲۱۰	۱۶۰۹	۳۵۰۶۵۷۵۴	۵۹۸۰۴۶۰
بنگال	۳۵۵۸	۲۳۸۹	۱۳۴۴۵۶۲۲	۸۰۵۷۲۳۷
یوپی	۴۳۳۹	۲۹۴۶	۷۵۲۷۵۲۹	۵۶۴۶۲۳۴
پنجاب	۱۵۲۵	۱۱۷۸	۷۴۷۸۸۳۹	۴۴۵۴۳۱۲
برما	۱۲۵۶	۱۲۳	۷۶۹۹۸۶۸	۳۶۸۱۷۳۹
بہار واڑیسہ	۷۹۳۹	۲۳۰۷	۱۱۷۳۶۴۳۵	۵۸۵۹۳۶۰
سی پی اور برار	۲۳۵۴	۲۰۱۹	۱۰۵۵۸۶۰۷	۴۳۸۱۳۷۱
آسام	۳۰۸	۵۵۵	۱۸۹۸۱۵۴	۴۷۳۴۹۰۱
دہلی	۲۲	۱۹	۱۳۵۰۳۰	۲۵۲۵۰۸
کوارگ	۸۱	۱۰	۲۷۲۸۹۱	۱۶۴۲۴

برطانی ہندوستان میں نمک کی سرکاری آمدنی

صوبہ	سنہ ۲۱و۲۲	سنہ ۲۲و۲۳	سنہ ۲۳و۲۴	سنہ ۲۴و۲۵
شمالی ہندوستان	۱۸۴۷۶۵۷۲	۱۳۹۴۸۸۲	۳۱۸۰۶۸۶۹	۱۰۷۰۵۳۶۸
بلوچستان	۱۸۵	۱۲۰	۳۱۰	۳۶۲
مدراس	۱۳۹۰۱۶۴۴	۱۵۱۷۵۹۷۵	۲۱۳۶۲۹۹۶	۱۸۹۹۱۷۲۷
بمبئی	۱۲۱۳۵۵۹۶	۱۲۲۲۰۷۴۲	۲۲۶۷۹۷۰۷	۱۷۳۳۳۹۰۲
بنگال	۱۵۵۷۷۵۶۹	۱۸۴۱۰۸۹۲	۱۸۱۶۱۵۲۳	۲۳۵۹۰۸۹۷
برما	۳۳۴۵۷۲۳	۳۰۴۳۰۱۳	۶۱۳۹۱۸۷	۳۲۸۱۰۰۰
بہار واڑیسہ	۲۲۹	۴۸۸	۲۷۸	۴۵۰
آسام	...	...	...	۱۱۵۴
میزان	۶۳۴۳۷۸۴۸	۶۸۲۴۶۱۱۲	۱۰۰۱۵۰۸۷۰	۷۳۹۰۴۸۶۰

ہندوستان کا قرضہ سنہ ۱۹۲۴ و ۲۵ء میں

مرکزی حکومت

اندرونی قرضہ: ۳۱۳۶۰۰۵۱۷۵ - روپیہ
انگلستان سے لیا گیا: ۳۴۱۰۴۰۴۳۰ - پاؤنڈ
میزان کل: ۸۲۵۱۶۱۴۶۲۴ - روپیہ

صوبوں پر

۱۲۱۹۳۵۵۲۱۰ - روپیہ

ہندوستان کی تجارت سنہ ۱۹۲۲ء میں

درآمد

مجموعی درآمد: ۲۶۶۳۴۶۳۰۰۰ روپیہ

تفصیل

لوہا اور آہنی مصنوعات	×	۲۱۱۳۳۸۰۰۰
دوسری دھاتیں اور انکی ,,		۵۳۷۵۰۰۰۰
کوئلہ		۳۲۲۴۷۰۰۰
مشین اور بجلی کے آلات		۲۴۴۶۱۱۰۰

سخت تکلیف پہنچے گی، جن کا ذکر مخالفانہ طریقہ پر کیا گیا ہے۔ لیکن اب تک صرف تین ہی آوازیں مخالفت میں بلند ہوئی ہیں: ایک اندرون ملک سے۔ دو باہر سے۔ اندرون ملک میں محمود پاشا جو ورل صوبی کی آواز ہے بیرون ملک سے خالدہ ادیب خانم نے اعتراض کیا ہے اور اخبار لندن ٹائمس نے شکایت کی ہے جو گویا برطانیہ کی آواز ہے۔

محمود پاشا کی نسبت غازی نے اپنے خطبہ میں کہا تھا کہ اُنھوں نے ۱۹۱۹ء میں اخبار "باسفورس" کے نمائندے سے کہا "ٹرکی اپنی سرحدوں میں ایسی تبدیلی کر دینے پر راضی ہے، جس سے انگریز خوش ہو جائیں"

محمود پاشا نے اس سے انکار کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "میں نے ۹ مارچ ۱۹۱۹ء کو اخبار "استقلال" کے نمائندہ سے بیان کیا تھا کہ ترکی قوم اپنی سرزمین کا ایک بالشت بھی چھوڑنے کے لئے طیار نہیں ہے"

محمود پاشا کے جواب میں "خلق فرقہ سی" کے سکرٹری نے اعلان کیا ہے کہ عنقریب وہ تمام دستاویزیں شایع کر دی جائیں گی، جو غازی کے خطبہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اُسوقت محمود پاشا کو معلوم ہوگا کہ غازی نے اپنے خطبہ میں اُن کی کس قدر رعایت کی ہے۔ ساتھ ہی ترکی اخبارات نے محمود پاشا کا اصلی بیان بھی شایع کر دیا ہے، جو بعینہ وہی ہے جس کا حوالہ غازی نے اپنے خطبہ میں دیا ہے۔ اسی قدر نہیں بلکہ غازی کا وہ برقی پیغام بھی نقل کیا گیا ہے جو اُنھوں نے ۷ / نومبر ۱۹۱۹ء کو محمود پاشا کو بھیجا تھا۔ اسمیں لکھا ہے "آپ کی تصریح سے مشرقی صوبوں کے باشندے سخت ناراض ہیں۔ ترکی قوم ہرگز ارمنوں کو اپنی ایک انچ زمین بھی نہیں دے گی، بلکہ اس کے برعکس اپنے خون سے اسکی حفاظت کرے گی!"

خالدہ ادیب خانم نے اخبار ٹائمس میں اپنی برأت ظاہر کرتے ہوئے غازی کے رد میں لکھا ہے "میں ہرگز امریکن حمایہ کی موید نہیں تھی، جیسا کہ غازی نے بیان کیا ہے۔ البتہ میں انجمن ولسن کی ایک رکن ضرور تھی۔ اس انجمن کا مقصد یہ تھا کہ ٹرکی کے لئے امریکہ سے مالی اور اقتصادی امداد حاصل کی جائے۔ خود غازی اس انجمن سے اور اس کے مقاصد سے واقف تھے۔ اُنھوں نے کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا"

لیکن خالدہ ادیب کا یہ جواب صحیح نہیں ہے۔ دراصل اُنھوں نے غازی کا پورا خطبہ پڑھنے سے پہلے ہی جواب لکھ مارا۔ خطبہ میں وہ تمام خطوط بھی غازی نے نقل کئے تھے جو موصوفہ نے بکر سامی بک اور خود غازی کو لکھے تھے۔ ان خطوط سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ امریکن حکمرداری کو ٹرکی کے لئے ضروری خیال کرتی تھیں۔

برطانیہ بھی غازی کی صاف گوئی سے شاکی ہے۔ لندن ٹائمز شکایت سے پہلے اعتراف پر مجبور ہوا کہ "یہ خطبہ، غازی کی عظمت میں چار چاند لگا دیگا، کیونکہ اُنھوں نے اپنی ذرا بھی تعریف نہیں کی۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے، ٹرکی میں جو کچھ ہوا ہے، محض اُنھی کی ہمت و تدبیر سے ہوا ہے!" لیکن ساتھ ہی ان لفظوں میں شکایت بھی کرتا ہے:

"غازی نے اپنے خطبہ میں بار بار برطانیہ کا ذکر کیا ہے۔ ٹرکی کے ساتھ جو طرز عمل یورپ نے اختیار کیا تھا، وہ اُس کی ذمہ داری تمام اتحادیوں پر نہیں ڈالتے، بلکہ سراسر الزام برطانیہ ہی کو دیتے ہیں۔ گویا دوسرے اتحادیوں نے کچھ کیا ہی نہیں۔ یہ افسوس کا مقام ہے کہ ترکی دماغ میں اب تک برطانیہ کے خلاف زہریلے افکار موجود ہیں!"

ان تین اعتراضوں کے علاوہ کسی کو زبان کھولنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ کیونکہ غازی نے جو کچھ کہا، مدلل کہا ہے۔ تمام ملک میں اُن کے خطبے کے بعد ایک نیا جوش پیدا ہو گیا ہے۔ اور ہر طرف سے اُن کے پاس پیغام آ رہے ہیں کہ ترکی قوم، قیامت تک اپنی جمہوریت برقرار رکھے گی۔

جمہوری ترکی کا مسلک

غازی کے خطبہ کے بعد خلق فرقہ سی کیلئے ضروری تھا کہ اپنے مسلک کا اعلان عام کرے۔ چنانچہ وزیر اعظم عصمت پاشا اور انجمن کے صدر دوم نے ٹرکی کا آئندہ مسلک، مفصل طور پر شایع کر دیا ہے۔

ذیل میں اُس کا خلاصہ دیا جاتا ہے:

"خلق فرقہ سی" کیا ہے؟

عصمت پاشا نے اپنا بیان، خلق فرقہ سی کی حقیقت کی تشریح سے شروع کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"یہ انجمن جمہوری ہے۔ کسی خاص مذہب سے تعلق نہیں رکھتی۔ وہ یقین کرتی ہے کہ قوم کی کامیابی کا راز، اُس کی اقتصادی حالت کی درستگی میں ہے۔ یہی باعث ہے کہ اُس کا پورا مسلک، اسی اصل پر مبنی ہے اور اُس کے جملہ قوانین میں اسی کی رعایت کی جاتی ہے"

داخلی امن

"ملک میں امن و امان برقرار رکھنا ہمارا اولین فرض ہے تاکہ قوم کا ہر فرد اپنی سعی و ہمت کا ثمرہ بلا کسی اندیشہ کے حاصل کر سکے"

عدالتی مسلک

"مدنی قوانین کا اجراء اور ان قوانین کی جمہوری روح کی تعمیم اُس کا عدالتی مسلک ہے۔ وہ چاہتی ہے جلد سے جلد اور زیادہ سے زیادہ آسان طریقہ پر عدل و انصاف ہر انسان کے دسترس میں آجائے"

خارجی مسلک

"ترکی جمہوریت کی عزت کی حفاظت، ترکی قوم کے حقوق کی حمایت وہ حقوق جو قوم نے طویل جہاد کے بعد حاصل کئے ہیں۔ تمام قوموں کے ساتھ مساوات کے دائرے میں دوستانہ تعلقات؛ اُس کا خارجی مسلک ہے"

تعلیمی مسلک

"ہمارا تعلیمی مسلک یہ ہے کہ تعلیم قومی ہو اور مذہب اس سے الگ رکھا جائے۔ نظام تعلیم ایک ہو۔ نئی نسلوں کی ایسی تربیت کی جائے جس سے ہماری مدنی و اجتماعی برتری قائم ہو اور اقتصادی زندگی مستحکم ہو جائے۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ قوم ابتدائی مفت تعلیم سے پوری طرح مستفید ہو۔ غیر تعلیم یافتہ افراد کو شبینہ مدارس کے ذریعہ تعلیم دی جائے ترکی جامعہ کو مزید تقویت دی جائے اور زیادہ سے زیادہ جدید تعلیم گاہیں جاری کی جائیں۔ ہم فنون جمیلہ کے بھی پرجوش حامی ہیں۔ ترکی زبان کی ترقی و تہذیب کا ہمیں از حد اہتمام ہے۔ ترکی حروف کا مسئلہ بہت مشکل ہے۔ اور ہم اس پر بھی غور کر رہے ہیں"

مردم شماری

ٹرکی کی تاریخ میں اب پہلی مرتبہ مردم شماری ہوئی ہے۔ اس سے پہلے ایک مرتبہ مرحوم حکومت عثمانیہ نے اس کی کوشش کی تھی، مگر تنگ نظر علماء نے اس کی سخت مخالفت کی، اور اسے دین کے خلاف قرار دیا۔ چنانچہ البانیہ اور بعض دوسرے علاقوں میں بغاوت شروع ہوگئی مجبوراً حکومت کو اس "خلاف شرع" فعل سے باز رہنا پڑا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کسی کو بھی ملک کی صحیح آبادی معلوم نہ تھی۔ خود ترکی حکومت بھی اپنی آبادی کی قوت سے ناواقف تھی۔ اور اس وجہ سے بے شمار سیاسی، اقتصادی، اور جنگی مضرتیں ملک کو پہنچا کرتی تھیں۔

اب ترکی جمہوریت نے یہ اہم مسئلہ قطعی طور پر حل کر دیا۔ چنانچہ ۲۸ / اکتوبر کی تاریخ مردم شماری کے لئے مقرر کی گئی۔ حکم تھا، کوئی شخص بھی اپنے گھر سے نہ نکلے، یہاں تک کہ توپ داغی جائے۔ اس حکم پر اجنبی باشندوں نے یہ اعتراض کیا کہ دن بھر وہ اپنے کام معطل نہیں رکھ سکتے۔ مگر حکومت نے کوئی اعتراض نہیں سنا اور مردم شماری پوری ہوگئی۔

ان سطور کی تحریر کے بعد معلوم ہوا کہ مردم شماری سے ثابت ہوا ہے کہ ٹرکی کی موجودہ آبادی ۱ کرور ۴۰ لاکھ ہے۔ قسطنطنیہ کی آبادی ۸ لاکھ ۵۰ ہزار ہے۔

میں ایک صحافی کی طرح نقل و روایت کا فرض انجام دیتا ہوں۔ نقد و بحث میرا کام نہیں ہے۔ میں نے غازی کے خطبہ کا خلاصہ اور "خلق فرقہ سی" کا مسلک پیش کر دیا۔ البتہ مجھے یہ کہنے میں تامل نہیں کہ جماعت خلق کی موجودہ اجتماعی ذہنیت سے اکثر مسلمانان عالم کو اتفاق نہیں ہوگا۔ وہ اپنی جدید اجتماعی زندگی کے عناصر میں مذہب کو کوئی نمایاں جگہ نہیں دینی چاہتے۔ خود ترکوں کی اکثریت اسوقت تک اس سے متفق نہیں ہے۔ بیرونی دنیا کی عام اسلامی رائے تو یقیناً مخالف ہوگی۔ میں اپنے حدود صحافت سے ایک دو قدم آگے بڑھ کر، آئندہ تفصیل کے ساتھ اس موضوع پر لکھنے کی کوشش کروں گا۔

عالم مطبوعات و صحائف

روسی راہب راسپوٹین کا قتل

پرنس یوسوپوف کا اعتراف

قارئین الہلال روس کے پُراسرار راہب راسپوٹین کے نام اور حالات سے اچھی طرح واقف ہیں: الہلال نمبر (۹) میں اس کی پوری سرگزشت ان کی نظروں سے گزر چکی ہے۔ جو حیرت انگیز اقتدار اور تسلط اسے زار اور ملکۂ روس پر حاصل ہو گیا تھا، اُسکی کوئی دوسری نظیر بیسویں صدی کی تاریخ میں موجود نہیں۔ یہ اُن کا مذہبی رہنما تھا۔ پھر روحانی معلم اور مرشد کی طرح مانا جانے لگا، پھر مشیر اور دیگر سب کچھ بن گیا۔ زار اور زارینہ بیجان آلہ کی طرح اس کی انگلیوں میں تھے۔ جس طرح چاہتا تھا، اُنھیں استعمال کرتا تھا۔ ملک میں بھی بہت سیاسی اصلاحات جو ڈوما (روسی پارلیمنٹ) کی شکل میں جاری ہو گئی تھیں، اسی کے اشارے سے غارت ہوئیں، روشن خیال اور اصلاح پسند امراء کو اُسی نے قتل اور جلاوطن کرایا، زار کے بہترین دوست اور مدتالعمر کے وفادار خادم اسی کے حکم سے سائبیریا بھیجے گئے۔ پھر جب عالمگیر جنگ عالم شروع ہوئی، تو جرمن نے بے شمار روپیہ خرچ کر کے اس کی خدمات حاصل کرلیں۔ یہ جرمن جاسوس تھا، لیکن روس کے تمام اسرار جنگ اسی کے قبضہ میں تھے۔ ایک طرف یہ زار کو یقین دلاتا کہ میری روحانی برکتوں اور دعاؤں سے جرمن فوجیں اور روس کے تمام حریت پسند ہلاک ہو جائینگے! دوسری طرف جرمن مقر جنگ کو فوجی نقل و حرکت کی بروقت خبریں بھیجتا تاکہ تمام روسی فوج کا خاتمہ کر دیں!

زار پر یہ حیرت انگیز اقتدار اُسے کیسے حاصل ہوا تھا؟ ملکہ کے ذریعہ۔ ملکہ کیوں اُس کے احکام سے سر مو تجاوز نہیں کر سکتی تھی؟ خود راسپوٹین کی لڑکی صوفیا نے اپنی دہشت انگیز یادداشتیں شائع کر کے دنیا کو بتلایا ہے کہ "اُس میں اور ملکہ میں ناجائز تعلق تھا۔ راسپوٹین سے اُسے عقیدت ہی نہیں تھی، بلکہ ہوس پرستی کا عشق بھی تھا"

صوفیا کے علاوہ ایک اور شخص بھی یورپ میں موجود ہے، جو روس کے شاہی خاندان سے قریبی تعلق رکھتا ہے، اور اس روسی راہب کی تمام سرگزشت حیات سے واقف ہے۔ یہ پرنس یوسوپوف ہے۔ اُسکا

بریدِ شرق

مکتوب قسطنطنیہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

غازی کے تاریخی خطبہ کا بقیہ حصہ۔ مسئلۂ خلافت۔ خطبہ کا عام اثر۔ جمہوری ترکی کا آئندہ مسلک۔ ترکی کی نئی مردم شماری۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے تاریخی اور ہفت روزہ خطبہ کا بڑا حصہ گذشتہ چٹھی میں بھیج چکا ہوں۔ اب خطبہ کے صرف "دو" ضروری حصے باقی ہیں۔ "مسئلہ خلافت" اور "خاتمۂ کلام"۔

مسئلہ خلافت کے سلسلہ میں غازی نے جو کچھ بیان کیا، وہ اُن کی تقریر کا نہایت اہم حصہ ہے۔ کیونکہ یہ پہلا موقعہ ہے کہ موجودہ ترکی حکومت کے سب سے بڑے آدمی نے صاف صاف لفظوں میں بیان کر دیا کہ کون کون لوگ موقوفی خلافت کے مخالف تھے؟ اور کون موافق تھے۔ پہلے خیال کیا گیا تھا کہ مخالفین موقوفی میں سب سے زیادہ نامور شخصیت رؤف بے کی تھی۔ اب خود غازی کی زبان سے بھی اسکی تصدیق ہو گئی۔

مسئلہ خلافت کے بعد اُنھوں نے اُن رقوم کے داخل و مصارف کی تفصیلات بیان کیں جو وطنی تحریک کے شروع ہونے کے بعد سے لیکر اُن کے رئیس جمہوریت منتخب ہونے تک اُن کے اور اُنکے ساتھیوں کے تصرف میں آئی تھیں۔ ممکن ہے، آپکے قارئین خیال کریں کہ ایک عظیم الشان رئیس جمہوریت کے لئے یہ بہت ہی ناموزوں بات تھی کہ کسی سکرٹیری اور خزانچی کی طرح ایک ایک پیسہ کا حساب پیش کرے لیکن یہاں ترکی رائے عامہ نے اسے دوسرے ہی نقطۂ خیال سے دیکھا ہے۔ تمام اخبارات نے بالاتفاق اسے خطبہ کا ایک وقیع اور موثر حصہ قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں، اس طرزِ عمل کے ذریعہ غازی مصطفےٰ کمال نے ہمیں یہ سبق سکھلا دیا ہے کہ قوم کا رہنما قوم کا امین ہے، اور ہر حال میں اُس کا فرض ہے کہ قومی امانت کا حساب، پیسہ پیسہ اور پائی پائی قوم کے سامنے پیش کر دے۔ اس بات سے کہ قوم نے اپنے رہنما کو اپنی حکومت کا بڑا سے بڑا منصب پیش کر دیا ہے، امین قوم ہونے کی ذمہ داریاں معدوم نہیں ہو جاتیں، بلکہ اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں!

خاتمۂ کلام میں انھوں نے ایک اور حقیقت بھی آشکارا کر دی انھوں نے کہا کہ ان کی رہنمائی اور ریاست کے زمانے میں قوم نے اُنھیں جسقدر بھی مکانات اور آراضی دی ہیں، یا جس قدر جائداد اُنھوں نے اپنے جیب خاص سے خریدی ہے، وہ سب کی سب اُنھوں نے "قومی جماعت" کے نام منتقل کر دی ہے، اور اب اُنکے پاس قوم کی خدمت اور محبت کے سوا، کوئی جائداد اور ملکیت باقی نہیں!

خلافت کی موقوفی

مسئلہ خلافت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا:

"لوزان میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد ابھی عصمت پاشا انگورہ پہنچے بھی نہ تھے کہ رؤف بک وزارت سے مستعفی ہو گئے تاکہ عصمت پاشا کو مبارکباد دینے سے بچ جائیں۔ استعفا دینے کے بعد وہ خاموش نہیں رہے بلکہ خلیفہ کا اقتدار بڑھانے کی کوششیں کرنے لگے، حالانکہ ملک میں عام رجحان، جمہوریت کی طرف پیدا ہو چکا تھا۔ رؤف بک کی جگہ فتحی بک وزیر اعظم ہوئے اور طویل مباحثہ کے بعد طے پایا کہ پایۂ تخت، انگورہ ہی رہے۔ مگر مخالف جماعت مصر تھی کہ آستانہ واپس جانا چاہیے۔

لہذا اب ضروری ہو گیا کہ اس تمام جھگڑے کا ایک مرتبہ فیصلہ ہی کر دیا جائے۔ چنانچہ میں نے ۲۸ر اکتوبر کو اپنے ساتھیوں کو اطلاع دی کہ اعلان جمہوریت کے لئے تمام تدابیر مکمل ہو گئی ہیں۔ دوسرے دن جمہوریت کا اعلان ہو گیا، اور آدھی رات کو تمام ملک میں خبر مشتہر کر دی گئی۔ عصمت پاشا پہلی جمہوری وزارت کے صدر مقرر ہوئے، اور فتحی بک مجلس وطنی کے رئیس قرار پائے۔

پوری ترکی قوم نے اعلان جمہوریت، انتہائی مسرت کے ساتھ سُنا مگر مخالف جماعت سخت برہم ہوئی، اور اخبارات میں اپنی دعایتہ وسیع پیمانہ پر شروع کر دی۔ اس جماعت کے سرگروہ، رؤف بک، رفعت پاشا، ڈاکٹر عدنان بک، کاظم قرہ بکر پاشا، اور علی فواد پاشا تھے۔ یہ لوگ شب و روز مخالف کوششوں میں سرگرم تھے۔ یہ مشہور کرتے تھے کہ خلافت وہ رفیع مقام ہے، جس کا تمام جہان کے مسلمان احترام کرتے ہیں۔ وہ ترکی قوم کا سب سے زیادہ قیمتی خزانہ ہے، لہذا اُسکے اقتدار میں کسی قسم کی کمی نہیں کرنی چاہیے، نیز انھوں نے یہ بھی کہنا شروع کیا کہ ترکستان میں انور پاشا، خلیفہ ہی کے نام پر جنگ کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کی کوشش یہ تھی کہ ملک میں پھر شاہی دستوری حکومت کی طرف لوٹا دیا جائے۔

ذاتی طور پر، رؤف بک کی رائے یہ تھی کہ اقتدار قوم ہی کے ہاتھ میں رہے مگر حکومت کے سر پر آل عثمان کا کوئی فرد ضرور رہنا چاہیے لطف یہ ہے کہ باوجود اس خیال کے وہ ہماری جماعت کے ایک رکن ہونے کے بھی مدعی تھے۔ یقیناً اُن کی نیت اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ ہم میں رہکر ہم میں پھوٹ ڈال سکیں۔

اب یہ واضح ہو گیا تھا کہ آستانہ میں خلافت کا باقی رہنا مشکلات کا موجب ہو گا، لہذا میں سمرنا گیا اور یقین کر لیا کہ منصب خلافت کی منسوخی کا وقت آگیا ہے۔ پھر میں نے عصمت پاشا، فوزی پاشا، اور کاظم پاشا سے مشورہ کیا۔ یہی رائے قرار پائی کہ منصب خلافت منسوخ کر دیا جائے۔ چنانچہ یکم مارچ ۱۹۲۴ء کو مجلس وطنی میں حسب ذیل تجویز پیش ہوئی:

(۱) منصب خلافت منسوخ کیا جائے اور خاندان عثمانی کو ترکی سے باہر قیام کرنے کا حکم دیا جائے۔
(۲) امور شرعیہ اور اوقاف کی وزارتیں توڑ دی جائیں۔
(۳) ملک بھر میں تعلیم کا ایک ہی نظام جاری کیا جائے۔

یہ تجویز، مباحثہ کے بعد منظور ہو گئی۔ لیکن اُسی وقت مجھ سے درخواست کی گئی کہ منصب خلافت میں اپنے لئے قبول کر لوں مگر میں نے ان لفظوں میں انکار کر دیا:

"دوستو! جو لوگ مسلمانوں کو خلیفہ اور خلافت کے نام سے دھوکا دینا چاہتے ہیں، وہ اسلام اور مسلمانوں کے عام طور پر، اور ترکی قوم کے خاص طور پر سخت دشمن ہیں۔ اب خلافت کا کوئی عملی اور حقیقی وجود باقی نہیں رہا ہے۔ ان اوہام پر یقین، سراسر غفلت و ضلالت ہے!"

اس طرح مخالف جماعت کو پوری شکست نصیب ہوئی۔ اُنھوں نے بڑی بڑی کوششیں کیں۔ کئی علاقوں میں شورشیں بھی برپا کرا دیں۔ مگر ہم نے سب کا سدباب کر دیا۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ اُن پر تمام دروازے بند ہو چکے ہیں، تو پھر میرے قتل کی سازش شروع کر دی یہ کہنا ضروری نہیں کہ ان سازشوں میں بھی کیے بعد دیگرے ناکام ہوئے۔

خاتمۂ سخن

غازی نے اپنی تقریر ان الفاظ پر ختم کی:

"نوجوان ترکی! تیرا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ ترکی استقلال کی حفاظت کر اور ابد الآباد تک جمہوریت برقرار رکھ!"

یہ کہتے ہوئے غازی کی آواز غمناک ہو گئی۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر اُنھوں نے کہا:

"یہی میری زندگی کا اصل الاصول ہے۔ یہی میرے مستقبل کا نصب العین ہے۔ اے نوجوان قوم! یہی تیرا سب سے زیادہ قیمتی خزانہ ہے۔ ایسے لوگ پیدا ہو سکتے ہیں جو مستقبل میں اس خزانہ کی طرف ہاتھ بڑھائیں گے تاکہ تجھے اُس سے محروم کر دیں۔ اگر ایسی صورت کبھی پیش آئے اور تو اپنی آزادی اور جمہوریت کی حفاظت پر مجبور ہو جائے تو ایک لمحہ کے لئے بھی پس و پیش نہ کرنا۔ ممکن ہے، حالات از حد نازک ہوں، ممکن ہے دشمن دنیا کی بے نظیر فتحمندی حاصل کر چکا ہو، ممکن ہے تیرے تمام قلعے دشمن کے ہاتھوں میں جا چکے ہوں، ممکن ہے تیری تمام فوجیں پراگندہ ہو چکی ہوں، ممکن ہے تیری تمام زمین چھن گئی ہوں، بلکہ میں کہتا ہوں، ممکن ہے اس سے بھی زیادہ کوئی بڑی مصیبت تیرے سامنے آکھڑی ہو۔ لیکن ان تمام مصائب پر بھی تیرا فرض یہی ہو گا کہ ترکی استقلال اور ترکی جمہوریت کی حفاظت میں لگاتار جان دیتی رہے۔ تجھے جس قوت کی ضرورت ہے، وہ کہیں باہر نہیں ہے، خود تیرے خون میں موجود ہے۔ وہ خون جو اے حضرات! آپ سب کی رگوں میں دوڑ رہا ہے!"

اس کے بعد غازی نے اُس تمام روپیہ کا حساب پیش کیا جو اُنکے ہاتھ میں شروع سے ابتک آیا ہے۔ پھر اس عبارت پر تقریر ختم کر دی:

"اس رقم کے علاوہ میرے پاس وہ مکان ہے جو انگورہ کے باشندوں نے مجھے ہدیۃً دیا تھا۔ نیز بروصہ، طرابزون، ارض روم، انطاکیہ، قونیہ، اور سمرنا میں بھی ایک ایک مکان وہاں کے باشندوں نے مجھے دیا ہے۔ نیز وہ زمین بھی ہے جو میں نے انگورہ کے مضافات میں خریدی ہے مگر یہ تمام جائداد، میری نہیں ہے۔ میں اسے "خلق فرقہ سی" (جمہوری پارٹی) کو دے چکا ہوں!"

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے خطبہ کا اثر

بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ اس خطبہ سے اُن تمام لوگوں کو

برطانی شہنشاہیت کا تنزل

ایک برطانی مدبر ڈیلی ٹیلی گراف کے ہفتہ وار رسالہ میں لکھتا ہے:

"قوموں کے اُٹھنے اور گرنے کے اسباب زمانے کے ظروف و حالات کے ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ تاریخ میں کوئی ایک قوم بھی ایسی موجود نہیں جو بام ترقی تک پہنچکر پھر گر نہ پڑی ہو۔

اسوقت برطانی قوم ترقی کے سب سے بلند درجہ پر پہنچگئی ہے لیکن واقعہ ہے کہ اس عالم ترقی میں ہی تنزل اور کمزوری کے آثار بھی پیدا ہوگئے ہیں، اور اگر افراد کے قوانین حیات کی طرح جماعتوں کے قوانین حیات بھی قطعی اور اٹل ہیں، تو وہ وقت دُور نہیں جب دنیا کو تاریخ عالم کی ایک عدیم النظیر قومی عظمت کے زوال کا تماشائی بننا پڑے گا!

فی الحال برطانیہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ، آبادی کے مسئلہ میں پنہاں ہے۔ برطانی شہنشاہی، مجموعی دُنیا کی ایک چوتھائی پر پھیلی ہوئی ہے اور آبادی بھی دنیا کی تقریبًا ایک چوتھائی آبادی ہے۔ آخری مردم شماری ظاہر کرتی ہے کہ برطانی شہنشاہیت میں ......۴۶،۰۰،۰۰،۰۰۰ سے بھی زیادہ آدمی آباد ہیں۔ لیکن اس جم غفیر میں خود خالص انگریزی قوم کی تعداد ......۶،۰۰،۰۰،۰۰۰ سے زیادہ نہیں۔ یعنی پوری شہنشاہی، صرف اُتنی آبادی کی قوت پر قائم ہے، جو جرمنی کی آبادی سے کچھ ہی زیادہ ہے!

خود انگریزی قوم ایک تنگ سرزمین، یعنی جزائر برطانیہ میں محصور ہے۔ حالانکہ اُس کی شہنشاہی کی باقی تمام آبادیاں، دُور دراز وسیع سرزمینوں میں منتشر ہیں۔ اس صورت حال نے برطانی مدبروں کو پریشان کر رکھا ہے۔ وہ آبادی کی مناسب تقسیم اور ہجرت کے عملی نظام پر غور کر رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں آبادی اس طرح تقسیم کر دی جائے کہ نہ کہیں زیادہ ازدحام ہو، نہ کہیں زمینیں خالی پڑی رہیں۔ بظاہر یہ کام زیادہ مشکل نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن درحقیقت بہت مشکل ہے۔ عام طور پر مبصرین کا خیال ہے کہ برطانی مدبروں کو اسمیں کامیابی نہ ہوگی، اور یہی ناکامی اُن کی شہنشاہی تہ و بالا کر ڈالے گی!

یہ کس طرح ہوگا؟

اس کا جواب حسب ذیل ہے:

برطانی جزائر، جو خالص انگریزی قوم سے لبریز ہو چکے ہیں یکقلم صنعتی ملک ہیں، زراعت کا حصہ بہت ہی کم ہے، حالانکہ برطانی شہنشاہی کے باقی ممالک یکقلم زراعتی ملک ہیں۔ آخری اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ جزائر برطانیہ کی تمام دیہاتی آبادی، شہروں میں اُمنڈ آئی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ایک طرف دیہات خالی ہوگئے ہیں، دوسری طرف نسل کی افزائش بھی رُک گئی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جلد وہ زمانہ آجانے والا ہے، جب برطانی دیہات اسباب رزق سے بڑی حد تک محروم ہو جائیں گے، اور باشندوں کے لئے وہاں کی واپسی میں کوئی ترغیب باقی نہیں رہے گی۔

پھر جنگ کے بعد شہروں میں صنعت و حرفت کی ترقی پر بھی زیادہ بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ترقی عارضی ہے، اور مستقبل قریب میں اپنی طبیعی حالت پر آجانے والی ہے۔ لہذا شہری آبادی کے لئے بھی اسباب معیشت، محدود ہو جائینگے اور جزائر برطانیہ کے دیہات اور شہر دونوں کی طاقت سے باہر ہو جائے گا کہ اتنی بڑی آبادی کا بوجھ برداشت کر سکیں۔ یہ واقعہ ہے کہ جنگ کے بعد سے اسوقت تک برطانیہ میں بے روزگاروں کی تعداد ۱۰ لاکھ سے کم نہیں ہو سکی۔ جب صنعت و حرفت کی ترقی پر یہ حالت ہے، تو اُس وقت کیا حالت ہوگی جب جنگ کے پیدا کئے ہوئے حالات دُور ہو جائیں گے اور صنعتی ترقی رُک جائے گی؟

انگریز جو دوسرے ممالک کی ملکگیری میں سب سے زیادہ چست و چالاک ثابت ہوئے ہیں، خود اپنے ملک سے منفعت حاصل کرنے میں عاجز ہو رہے ہیں۔ اسوقت بھی جزائر برطانیہ میں وسیع علاقے خالی پڑے ہیں کیونکہ وہ زراعتی علاقے ہیں، مگر زراعت پیشہ آبادی ہجرت کرکے شہروں میں پہنچ گئی ہے اور صنعت پیشہ بن گئی ہے۔

صرف جزائر برطانیہ ہی میں نہیں بلکہ آسٹریلیا کا بھی یہی حال ہے۔ آبادی شہروں میں جمع ہوگئی ہے۔ چنانچہ صرف دو شہروں، یعنی ملبورن اور سڈنی میں اتنی آبادی ہے، جو پورے ملک کی آدھی آبادی کے برابر ہے حالانکہ معلوم ہے، آسٹریلیا میں قابل زراعت زمین کا رقبہ، روس کو چھوڑ کر باقی تمام یورپ کے رقبہ سے بھی زیادہ ہے۔

پس یہ سوال نہایت اہم ہے کہ برطانیہ اتنے آدمی کہاں سے لائے گا جو ان وسیع اُفتادہ زمینوں کو آباد کریں؟ اس سوال کا جواب برطانیہ کے پاس سردست کوئی نہیں ہے!

یہ سوال انگریزوں کو بہت پریشان کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ یہی کہتے رہے ہیں کہ اُن کی شہنشاہی، سب سے پہلے برطانی ہونی چاہیے۔ یعنی اُس میں برطانی عنصر سب سے زیادہ نمایاں اور غالب رہنا چاہیے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو وہ تاریخ کی دوسری شہنشاہیوں کی طرح درہم برہم ہو جائے گی۔

آخری برٹش امپیریل کانفرنس میں آسٹریلیا کے وزیراعظم نے تقریر کرتے ہوئے اس ناقابل حل سوال کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اور کہا تھا "میرے خیال میں کوئی شخص بھی برطانی شہنشاہیت کے مستقبل کو اُمید افزا نظروں سے نہیں دیکھ سکتا۔ ہمارے سامنے ایسی مشکلات درپیش ہیں، جن کا حل مستقبل پر کسی طرح بھی نہیں چھوڑا جا سکتا۔ اِن مشکلات میں سب سے زیادہ پیچیدہ مشکل، آبادی کی تقسیم اور اُفتادہ زمینوں کی زراعت ہے!"

یہاں پر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ جزائر برطانیہ میں پیدائش کی شرح بہت گھٹ گئی ہے۔ نسل روز بروز کم ہوتی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ برطانی شہنشاہی میں اصلی عنصر کی یہ روز افزوں کمی، نہایت خطرناک اور بدترین نتائج پیدا کرنے والی ثابت ہوگی۔ برطانیہ کی موجودہ صنعتی ترقی کے ساتھ اگر نسل کی افزونی بھی ہوتی رہتی تو حالات اتنی خطرناک نہ ہوتی۔

انگریز اس صورت حال میں اپنے آپ کو یہ کہکر تسلی دے رہے ہیں کہ "اگر شرح پیدائش کم ہوگئی ہے، تو شرح اموات بھی گھٹ گئی ہے۔ لہذا ہماری نسل کا عام توازن قائم ہے۔ یہ بہتر ہے کہ ہماری قوم کم تعداد میں ہو، مگر توانا و تندرست ہو"

اُن کا یہ خیال ایک حد تک صحیح ہے، لیکن مغالطہ سے خالی نہیں ہے کیونکہ کسی قوم کی عظمت، صرف تندرستی پر قائم نہیں رہ سکتی۔ قوم کو تندرستی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعداد میں بھی ہونا چاہیے۔ ورنہ ظاہر ہے کم تعداد تندرست افراد کسی طرح بھی ایک وسیع سلطنت برقرار نہیں رکھ سکتے۔

یہ حقیقت اب قریب قریب تسلیم کر لی گئی ہے کہ برطانی سلطنت سخت خطرے میں مبتلا ہے، اور اُس کی سلامتی زیادہ تر اسی بات پر موقوف ہے کہ خود جزائر برطانیہ کی آبادی میں اضافہ ہو جائے، اور زائد افراد سلطنت کے دوسرے حصوں میں مناسب طور پر تقسیم کر دیے جائیں۔ آبادی کی افزونی، سلطنت کی بنیاد ہے، اور اُس کی تقسیم، تعمیر کا حکم رکھتی ہے۔ موجودہ صورت حال کا اقتضا یہ ہے کہ بیک وقت دونوں کام کئے جائیں مگر ظاہری حالات بتا رہے ہیں کہ برطانی مدبر اس کی قدرت نہیں رکھتے۔

اب یہ امر بہت محتمل معلوم ہوتا ہے کہ برطانی شہنشاہیت کا توازن عنقریب متزلزل ہو جانے والا ہے۔ کیونکہ ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں جن کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ محیط اٹلانٹک کی طرح محیط پیسفک بھی صنعت و حرفت کا مرکز بنجائے گی۔ اُس وقت قومیں مجبور ہوں گی کہ صنعتی مرکز سے قریب تر ہونے کے لئے محیط پیسفک کے ساحلوں اور ملکوں میں ہجرت کر جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ خام پیداوار حاصل کر سکیں، اور بڑے بڑے بازاروں میں اپنی صنعت آسانی سے پہونچا سکیں۔

بلکہ یہ واقعہ اسوقت بھی پیش آرہا ہے۔ اجنبی عناصر تیزی سے برطانی شہنشاہی کے مختلف ملکوں میں داخل ہو رہے ہیں، اور اصلی باشندوں کو مغلوب کرتے چلے جاتے ہیں اگر فوراً تدارک نہ کیا گیا تو اُن کے قدم مضبوط ہو جائیں گے اور برطانیہ کو یہ ملک اُن کے لئے خالی کر دینے پڑیں گے۔

بعض انگریز مدبر اپنی موجودہ عظمت کے نشہ میں اس قدر مخمور ہیں کہ یہ حقیقت تسلیم کرنے پر بھی اطمینان ظاہر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں "برطانی تجارت روز بروز زیادہ وسیع ہوتی جاتی ہے، اور دُنیا کی کوئی تجارت بھی اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ حالانکہ یہ سراسر غفلت و غرور ہے۔ یہ لوگ، دوسری قوموں کی تجارت کی ترقی پر نظر نہیں ڈالتے خصوصًا امریکہ کی تجارت نہیں دیکھتے جو دُنیا کے تمام بازاروں پر چھا گئی ہے، اور قریب ہے کہ برطانی تجارت کو مغلوب کر ڈالے۔

اِن حالات کی روشنی میں گمان غالب ہے کہ برطانی شہنشاہی، خود بخود تہ و بالا ہو جائے گی۔ اس کا توازن، متزلزل ہو رہا ہے۔ قوی امکان ہے کہ اگر کوئی خارجی خطرہ نہ بھی پیش آیا، جب بھی برطانیہ کا اندرونی اختلال اور شہنشاہیت کا عدم توازن ہی اُسے برباد کر ڈالے گا، ٹھیک اُسی طرح، جس طرح تاریخ کی بہت سی دوسری عظیم سلطنتیں برباد ہوگئی ہیں"

جاپان میں اخبارات کی حیرت انگیز ترقی

امریکن رسالہ "ایشیا" میں ایک جاپانی اخبار نویس نے ذیل کا مضمون شایع کیا ہے۔ ہندوستان کی عبرت کے لئے ہم اسے شایع کرتے ہیں۔ اخبار نویس لکھتا ہے:

"میرے لئے یہ نہایت مشکل تھا کہ اپنے امریکن دوستوں کو اس واقعہ کا یقین دلاؤں کہ ہمارے ملک میں بھی ترقی یافتہ اخبار موجود ہیں اور بعض اُن میں روزانہ ۲۰ لاکھ کی تعداد میں چھپتے ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں، بلکہ مجھے یہ بھی کہنا تھا کہ بعض جاپانی اخبارات امریکن اخبارات پر کئی اعتبار سے فوقیت بھی رکھتے ہیں۔ مثلاً مضامین کی نوعیت کے اعتبار سے جاپانی اخباروں میں صرف سنجیدہ اور مہذب مضامین ہی شایع ہوتے ہیں۔ علمی، اخلاقی، اقتصادی، سیاسی، ادبی... مباحث کے سوا اُن میں کبھی مجرمانہ قصے اور طلاق کی خبریں شایع نہیں ہوتیں۔ حالانکہ امریکہ اور یورپ کے اخباروں کی رونق و مقبولیت، زیادہ تر انہی مخرب اخلاق خبروں اور قصوں پر مبنی ہے۔ میرے دوست یہ سُنکر نہایت متعجب ہوتے تھے کہ ایک جاپانی اخبار کی سالانہ آمدنی ......۳۷۵ روپیہ ہے، اور اس کا دسواں حصہ خالص بچت ہے!

میرے دوستوں کا تعجب اس لئے تھا کہ جاپان کا رقبہ، امریکہ کی صرف ایک ریاست، کلیفورنیا سے زیادہ نہیں ہے۔ آبادی بھی ساڑھے ۶ کروڑ سے زیادہ نہیں۔ حالانکہ ولایات متحدہ امریکہ کی آبادی تقریبًا بارہ کروڑ ہے۔ وہ کہتے تھے، ایک ایسے چھوٹے سے ملک میں اخباروں کی اتنی عظیم ترقی کیونکر ممکن ہے؟ لیکن واقعہ ایسا ہی ہے۔ اسوقت جاپان میں ۱۱۲۷ روزانہ اخبار ہیں اور ۲۸۵۰ ہفتہ وار اور ماہوار اخبار و رسائل موجود ہیں۔ ان کی روزانہ اشاعت کی تعداد، ایک کروڑ ہے۔ یعنی ہر چھ باشندوں کے لئے اخبار کا ایک نسخہ شائع ہوتا ہے!

اس ترقی کا اصلی راز یہ ہے کہ جاپان میں تعلیم عام ہوگئی ہے۔ اعداد

نے سب سے پہلے اِس راہب کی کارستانیوں سے دنیا کو واقف کیا تھا۔ اسی نے ملکۂ روس کے وہ تمام خطوط شائع کئے، جن سے راسپوٹین سے اُس کی حیرت انگیز عقیدت و عبودیت پر روشنی پڑتی تھی۔

لیکن پرنس یوسوپوف نے اس وقت تک دُنیا کو اِس راز سے واقف نہیں کیا تھا کہ راسپوٹین کا خاتمہ کیونکر ہوا؟ اُسنے اپنی کتاب میں لکھا تھا کہ " وہ قتل کر دیا گیا " کچھ دنوں کے بعد جب صوفیا کی یادداشت شائع ہوئی، تو اس سے بھی صرف اتنی بات معلوم ہوئی کہ " راسپوٹین قتل کر دیا گیا، اور اُس کی لڑکی (صوفیا) کسی نہ کسی طرح جان بچا کر نکل بھاگی " عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ راسپوٹین بھی انقلاب روس کے قتل عام میں قتل ہوا ہی۔

لیکن اب اس سلسلہ میں ایک نیا انکشاف ہوا ہی۔ یعنی پرنس یوسوپوف نے اپنی کتاب کا ایک تتمہ اخبارات میں شائع کرایا ہی۔ اسمیں وہ اعتراف کرتا ہو کہ " راسپوٹین کو خود میں نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا! "

پرنس لکھتا ہی:

" میں نے اور میرے دوستوں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح اِس شیطان کے اقتدار سے روس کو نجات دلائیں، مگر ہر کوشش ناکام رہی ملکۂ روس کچھ اِس طرح اُس کے جال میں پھنس گئی تھی کہ کوئی بات اُس کے خلاف سُننا گوارا نہیں کرتی تھی، اور زار اپنی ملکہ کا غلام تھا مجبور ہو کر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ اِس شیطان کو قتل کر ڈالا جائے۔ اِس کے سوا خلاصی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ چونکہ اِس مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی تھی، جب تک اُس سے بظاہر دوستی پیدا کرکے دام میں نہ لایا جائے۔ اِس لئے میں نے کئی ماہ باہم گہرے تعلقات بڑھانے میں صرف کر ڈالے۔ یہاں تک کہ اُسے پوری طرح مجھ پر بھروسہ ہو گیا، اور ایک دن میں نے اُس سے وعدہ لے لیا کہ وہ یکم دسمبر ۱۹۱۶ء کو میرے محل میں آکر ضیافت میں شریک ہوگا "

اِس کے بعد پرنس، قتل کا واقعہ اِس طرح بیان کرتا ہی:

" گیارہ بجے رات کو سپر کی (یعنی نصف شب کے کھانے کی) تمام طیاریاں مکمل ہو گئیں۔ دعوت کی میز پر بہت بڑی بڑی قابیں رکھی گئیں۔ اِن میں ہر قسم کے گوشت، جو راسپوٹین کو خاص طور پر مرغوب تھے، طیار کرا کے رکھے گئے تھے۔ اور روغنی ٹکیاں اور نفیس کیک بھی موجود تھے۔ نیز ہر قسم کی شرابیں اور نظر فریب جام مہیا کئے گئے تھے... "

" میں نے الماری سے ایک صندوق نکالا۔ اِس میں کئی قسم کے قاتل زہر مخفی تھے۔ پھر میں نے میز پر سے ایک قاب اُٹھائی۔ اسمیں ۶ کیک تھے۔ ڈاکٹر لازوورٹ نے ربڑ کے دستانے پہن لئے پھر ایک خاص زہر " سیانڈ پوٹاس " لے کر کیکوں پر چھڑک دیا۔ پھر بعض دوسرے قسم کے زہر بھی شراب میں ملا دئیے۔ ڈاکٹر نے مجھے یقین دلایا تھا کہ زہر اتنی زیادہ مقدار میں ڈال دیا گیا ہو کہ شراب کا ایک گھونٹ کئی آدمیوں کے قتل کے لئے کافی ہی۔ اِس ڈاکٹر کی خدمات میں نے خاص اِسی غرض سے حاصل کر لی تھیں "

" جب راسپوٹین آیا تو میں اسے کھانے کے کمرے میں لے گیا۔ اُسنے اپنی پسند کا گوشت سیر ہو کر کھایا۔ پھر میں نے روغنی روٹی کی پلیٹ آگے بڑھائی جس میں زہر نہ تھا۔ نہیں معلوم میں نے ایسا کیوں کیا؟ لیکن یہ واقعہ ہو کہ بلا قصد مجھ سے ایسا ہی ہو گیا۔ اِس کے بعد میں نے زہریلے کیک سامنے کئے۔ اُسنے پہلی قاب سے روغنی ٹکیا لے لی، لیکن زہر آلود کیک سے انکار کر دیا۔ اِس انکار نے مجھ پر سخت رُعب طاری کر دیا۔ میں ڈرا، شاید یہ شخص، ولی اللہ ہی، اور زہر سے واقف ہو گیا ہی۔ میں نگاہیں خوف سے نیچی کئے تھا، اور دل دھڑک رہا تھا۔ اچانک اُس کے ہاتھوں کو جنبش ہوئی اور یہ کہہ کر اُسنے ایک کیک اُٹھا لیا " تمھاری خاطر سے! " اور بلا تامل منہ میں رکھ لیا۔ پھر دوسرا لیا اور کھا لیا۔ میں بالکل خاموش تھا۔ ایک سکتہ کا سا عالم مجھ پر طاری تھا۔ مجھے یقین تھا، اب فوراً زہر کا اثر اُس پر ظاہر ہو جائے گا۔ مگر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی، جب میں نے دیکھا، کہ وہ پوری طرح تندرست ہی۔ کوئی اثر بھی اُس پر ظاہر نہیں ہوا۔ مجھ سے ہنس ہنسکر باتیں کر رہا ہی! "

" پھر اُسنے مسموم شراب جام میں انڈیلی۔ میں فرط اضطراب سے کھڑا ہو گیا۔ اب مجھے یقین تھا کہ وہ فوراً مر جائے گا۔ مگر وہ بڑے اطمینان سے مزہ لے لے کر پیتا رہا۔ کئی جام خالی کر دئیے۔ پھر وہ کمرے میں ٹہلنے لگا۔ برابر باتیں کئے جاتا تھا۔ اب رات کے تین بج چکے تھے۔ مگر اُس پر زہر کا کوئی اثر نہ تھا! "

" ٹہلتے ٹہلتے اُسنے یہ کہہ کر مجھے مبہوت کر دیا " باقی رات، جلسۂ رقص میں گزارنی چاہئے! " اب میں جیب سے پستول نکال چکا تھا کیونکہ جب زہر کی اتنی بڑی مقدار کارگر نہ ہوئی، تو بجز پستول کی گولی کے اور کونسا ذریعۂ قتل کام دے سکتا تھا۔ اُس کے جلسۂ رقص کے جواب میں میں بے اختیار چیخ اُٹھا " خبیث بھوت! کیا یہ بہتر ہوگا کہ جلسۂ رقص کی جگہ تو صلیب دیکھے اور نماز پڑھ لے، کیونکہ ایک لحظ بعد تو مُردہ پڑا ہوگا! "

اُس کی آنکھوں میں ایک ہولناک چمک پیدا ہوئی۔ پھر فوراً ہی ایک قسم کا خشوع و خضوع طاری ہو گیا۔ وہ جلدی سے میرے قریب آیا۔ اپنی چمکیلی آنکھیں میرے چہرے پر گاڑ دیں۔ میں نے آہستہ سے اپنا پستول والا ہاتھ پیچھے سے سامنے کر دیا "

" پستول دیکھ کر راسپوٹین بھاگا نہیں۔ نہ مقابلہ کی کوشش کی۔ اُسنے اپنی نظریں میرے چہرے سے ہٹالیں اور صلیب پر جما دیں جو اُس کے گلے میں پڑی تھی۔ وہ اب بھی بالکل خاموش تھا۔ میں نے پستول کی لبلبی دبائی اور گولی اُس کے سینے پر لگی۔ اُسنے بڑے زور سے چیخ ماری اور چت گر پڑا۔ میں نے دوڑ کر زخم کا معائنہ کیا۔ گولی، دل چیر کر نکل گئی تھی۔ یہ بالکل یقینی تھا۔ راسپوٹین مر گیا! "

" میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اُس کے قریب کھڑا صلیب کو دیکھ رہا تھا۔ اچانک ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ قریب تھا، میں بیہوش ہو کر گر پڑتا۔ راسپوٹین، بجلی کی سی تیزی سے اپنے پیروں پر سیدھا کھڑا ہو گیا! بڑے زور سے چلایا۔ تمام مکان اُس کی چیخ سے گونج اُٹھا۔ پھر اُسنے اپنی فولاد سے بھی زیادہ مضبوط انگلیوں سے میرا بازو پکڑ لیا۔ مجھے یقین تھا، میری ہڈی ٹوٹ جائے گی۔ اب اُسنے میری گردن پکڑنے کی کوشش کی۔ میں اپنی دہشت و خوف کے بیان سے قطعاً قاصر ہوں۔ میں نے خیال کیا، یہ بھوت مجھے اب مار ڈالے گا۔ مگر فوراً میرے جسم میں بھی ایک عظیم قوت پیدا ہو گئی۔ میں نے زور لگا کے اپنے آپ کو چھڑا لیا اور بھاگنے لگا "

" راسپوٹین بھی میرے تعاقب میں دوڑا۔ وہ برابر چلائے جاتا تھا اور قتل کی دھمکی دیتا تھا۔ میں زینے پر جا کر رُکا۔ اُسوقت اُس کی صورت بالکل بھوت کی سی ہو گئی تھی۔ تمام لباس خون سے رنگین تھا، اور سینہ سے خون کا فوارہ بہ رہا تھا! "

" وہ زینہ کے سامنے پہنچکر رُکا۔ پھر تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ کر صحن میں پہنچ گیا۔ صحن میں تاریکی تھی۔ میرے نوکروں نے مسلسل تین گولیاں اُس پر چلائیں۔ اب وہ لڑکھڑایا، اور برف کے ایک ڈھیر کے سامنے پہنچکر گر پڑا "

" اب واقعی راسپوٹین، روس کا مہیب بھوت، مر چکا تھا! "

زہر آلود غذا کے عدم تاثر کی نسبت پرنس نے جو کچھ لکھا ہی، یہ راسپوٹین کا کوئی اعجاز نہ تھا، بلکہ خود پرنس کی ایک ایسی غلطی تھی جس کا ذہنی اضطراب کی وجہ سے اُسے احساس نہیں ہوا۔ اِس طرح کی صورت حال میں ایسی غلطی اکثر ہو جایا کرتی ہی۔ دراصل خوف و دہشت اور اعتقادی کمزوری کی وجہ سے اُسوقت پرنس کی ذہنی حالت مختل ہو چکی تھی۔ اُسنے یکے بعد دیگرے جسقدر قاب اُٹھا کر پیش کئے، اُن میں سے کوئی قاب بھی زہر آلود نہ تھا۔ ذہنی پریشانی کی وجہ سے اُسنے جسے زہر آلود سمجھ کر اُٹھایا، وہ زہر آلود نہ تھا، اور جنھیں غیر زہر آلود سمجھ کر چھوڑ دیا، وہی زہر آلود تھے۔ اِس طرح کی غلطی ذہنی اضطراب کی حالت میں ہر انسان سے ہو جایا کرتی ہی

فلسطین میں آثار قدیمہ

(ہتیاروں کا قدیم سانچہ)

اخبار السیاسہ راوی ہی کہ جرمن محقق ڈاکٹر رسلین کو بلاطہ (فلسطین) کے کھنڈروں میں مٹی کا ایک سانچہ ملا ہی۔ خیال کیا جاتا ہی، یہ سانچہ ہتیار ڈھالنے کے لئے بنایا گیا تھا۔

پتھر کی تپائیاں

اب سے پہلے یہ خبر شائع ہو چکی ہی کہ شہر نابلس میں پتھر کی قدیم تپائیاں پائی گئی ہیں۔ پہلے خیال کیا جاتا تھا یہ کسی قدیم تماشہ گاہ کا بقایا ہیں لیکن اب علماء آثار قدیمہ نے معلوم کر لیا ہی کہ یہ دیوی ارتمیس کے مندر کے آثار ہیں۔ یہ مندر، رومن شہنشاہ سپٹیم سویرس نے تعمیر کیا تھا۔ (السیاسہ)

الہلال کے ابتدائی نمبر

الہلال سلسلۂ جدید کے ابتدائی نمبر یعنی نمبر ۱ - سے ۵ - تک بعض حضرات کو مطلوب ہیں

وہ

دوگنی

قیمت پر

خریدنے کے لئے طیار ہیں۔ دفتر کو اطلاع دیجائے

منیجر

دہلی کے نامی اور نامور مشہور و معتبر مقبول خاص و عام اسم بامسمیٰ

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی کا

عدیم المثال نادر الوجود سرمائی تحفہ

تار کا کافی پتہ "ہمدرد، دہلی"

ماء اللحم دو آتشہ

بہ نسخہ خاص

زندگی جیسی عزیز اور پیاری چیز ہو وہ ظاہر ہو۔ لیکن تندرستی بھی ایک ایسی نعمت ہو کہ بغیر اس کے زندگی بے لطف بلکہ بیکار ہو۔ تندرستی ہزار نعمت ہو۔ تندرستی ہو تو سب کچھ ہو۔ اگر آپ کو تندرستی کی قدر ہو اور تندرست رہنا پسند کرتے ہیں تو تازہ کشید کیا ہوا ماء اللحم استعمال کیجئے اور پیری میں شباب کا لطف اٹھائیے یہ امر تو مسلم ہو کہ ماء اللحم مقوی ارواح ہو، بدن میں چستی اور توانائی پیدا کرنا۔ رنگ کا نکھارنا۔ روح کو تازگی اور قوت دینا۔ گئی ہوئی طاقت میں از سر نو ن کا ڈالنا اس کی خاصیت ہو۔ مگر ہمارا ماء اللحم خصوصیت کے ساتھ پیروں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بناتا ہو اس لئے کہ نادر اور بیش قیمت اور مقوی اور فرحت بخش اجزاء سے بطرز خاص تیار کیا گیا ہو۔ نسخہ بھی اس کا معمولی کتابی نہیں ہو بلکہ عالیجناب شفاء الملک بہادر غفران مآب رئیس اعظم دہلی کا خاص خاندانی نسخہ ہو جو جناب ممدوح نے بغرض رفاہ عام "ہمدرد دواخانہ" کو مرحمت فرمایا ہو۔ ایک مرتبہ ماء اللحم کا استعمال فرما کر خدا کی قدرت کا اہ کیجئے۔ فائدہ تو تین دن کے بعد ہی معلوم ہوتا ہو مگر معتدبہ اور پورا فائدہ ایک چلہ میں ہوتا ہو۔ پبلک کو صرف اپنی لفاظی اور خوش بیانی سے خوش کر دینا ہمارا شیوہ نہیں ہو۔ مگر بعض امور میں ہم کو اپنی سچی ہمدردی کے اظہار کا موقع نہیں ملتا ہو تو مجبور ہو کر اشتہار دینا پڑتا ہو۔

اللحم کے استعمال کا یہی موسم ہو اور یہی زمانہ ہو منگائیے! اور آزمائیے!! تجربہ بتا دے گا کہ ہمدرد کہاں تک اپنے دعوی میں سچا ہو۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت بھی بہ نظر ہمدردی پانچ روپیہ فی بوتل مقرر کی گئی ہو علاوہ چند اقسام کے حلوے مقوی اور خوش ذائقہ نہایت نفیس تیار ہیں جن کے پورے افعال و خواص آپ فہرست میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ نیز ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں اس دواخانہ سے مناسب قیمت پر ملتی ہیں۔ فہرست سنہ ۲۷ء مع جنتری تیار ہو۔ مفت طلب فرمائیے۔ خط و کتابت کے لئے کافی پتہ "منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی"

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

رنگ دیکھ لو ## دو روپے تولہ سونا گھسکر آزما لو

جرمنی کی حیرت انگیز ایجاد

اس سونے کی نہایت خوبصورت نازک منقش چوڑیاں جرمنی سے بنکر آئی ہیں۔ چونکہ انہیں ایک خول کی صورت میں بنایا گیا ہو۔ انکے اندر رنگیں چوڑیاں آجاتی ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہو کہ بہترین زبرجد اور یاقوت کے نگینے جڑ دئیے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجئے لیکن رنگ و رونق میں فرق نہیں آتا اور نہ سیاہی دیتی صنف نازک کے لئے بہترین تحفہ ہو۔ ڈھائی روپیہ میں پانسو روپے کا کام نکالا جا سکتا ہو۔ ہر سائز کی موجود ہیں۔ سیکڑوں کی تعداد میں روزانہ ت ہوتی ہیں۔ جلد منگوائیے تاکہ اسٹاک ختم نہ ہو جائے۔ ۸ چوڑیوں کی قیمت ڈھائی روپیہ جن کا وزن تقریباً ڈیڑھ تولہ ہوگا۔ چوبیس ۲۴ چوڑیوں کے سات روپئے (عہ)

منیجر گولڈن اسٹور۔ پوسٹ بکس ۱۰۳ لاہور

برص سفید داغ ۱۲ یوم میں جڑ سے غائب

ورنہ پوری قیمت واپس۔ اقرار نامہ لکھا لیں اکیس ۲۱ خوراک معجون مسیحا اور ایک شیشی روغن مسیحا جو پورے ۱۲ روز کافی ہوگی قیمت معہ خرچ ساڑھے ۳ روپیہ

دفتر معالج برص نمبر ۱۵ دربھنگہ (بہار)

پروانہ

اپنی نوعیت کا پہلا رسالہ ملک اور قوم و ملت کا سچا پروانہ دلچسپ اور اچھوتے مضامین نظم و نثر سے لبریز نومبر سنہ ۲۷ء دربھنگہ سے بہ نہایت پابندی کے ساتھ شائع ہوگا لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت نفیس چندہ سالانہ تین روپیہ (عہ) طلبہ سے دو روپیہ (عہ) ممالک غیر سے پانچ روپیہ (صہ)

منیجر رسالہ پروانہ دربھنگہ (بہار)

یم چھڑانے کی بے نظیر گولیاں جن کے استعمال سے صدہا علی آسانی سے افیم چھوڑ چکے ہیں ایک روپیہ ماہوار کے عملی کے کئی عمر کی گولیاں کافی ہو سکتی ہیں۔ ملنے کا پتہ۔ حکیم محمد عمر اینڈ سنز موگا ضلع فیروز پور پنجاب

اشتہار

کے لئے

وشمار سے ثابت ہوتا ہے کہ ابتدائی مدارس کے طالب علموں میں سے ۹۱ فیصدی طالب العلم ثانوی مدارس میں اپنی تعلیم جاری رکھتے ہیں۔ جاپان میں اس وقت ابتدائی ثانوی، اور اعلیٰ تعلیم گاہوں کی تعداد ۴۵ ہزار ہے۔ ان میں طلبہ کی سالانہ تعداد ایک کرور ۱۰ لاکھ سے زیادہ رہتی ہے۔

پھر جاپانیوں کو مطالعہ کا بھی از حد شوق ہے۔ میرے علم میں کوئی قوم اس بارے میں اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ۱۹۲۵ء کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ جاپان میں مختلف علوم و فنون پر ۲۰۰۸۰ کتابیں شایع ہوئیں۔ علاوہ بریں انگلستان، فرانس، امریکہ، جرمنی اور چین سے ۵۰ لاکھ روپیہ کی کتابیں آئیں، اور فروخت ہو گئیں۔ جاپان کے تمام اخبار نویس جانتے ہیں کہ اخباروں میں سب سے زیادہ اعلان کتابوں ہی کے شایع ہوتے ہیں، اور اُنھی سے زیادہ اُجرت حاصل ہوتی ہے۔

ٹوکیو اور اوساکا کے دس اخباروں کی روزانہ مجموعی اشاعت ۵۰ لاکھ ہے۔ ان میں سب سے بڑے اخبار دو ہیں: "اوساکا مانیچی" اور "ٹوکیو نیچی نیچی" دونوں "اوساکا مانیچی" کمپنی کی ملکیت ہیں۔ اول الذکر کی روزانہ اشاعت ۱۳ لاکھ ہے اور آخر الذکر کی ۸ لاکھ۔ انکے بعد "اوساکا اساہی" کمپنی کے دو اخبار ہیں: "اوساکا اساہی" اور "ٹوکیو اساہی" دونوں کی مجموعی اشاعت ۲۰ لاکھ ہے۔ میرے خیال میں دُنیا بھر میں کوئی اخبار بھی "اوساکا مانیچی" کے برابر اشاعت نہیں رکھتا۔ ہاں صرف لنڈن کا ڈیلی میل، اور پیرس کے "جرنل" اور "پتی پاریزان" اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ان چار اخباروں کے علاوہ ۶ اور اخبار ایسے ہیں جن کی روزانہ اشاعت ۵ لاکھ سے ۱۲ لاکھ تک ہے!

جاپان میں کئی انگریزی اخبار بھی نکلتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا اخبار "اوساکا مانیچی" کمپنی کی ملکیت ہے، اور ۸ بڑے صفحوں میں نکلتا ہے۔

جاپان کی صحافتی ترقی کے سلسلہ میں سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ اخباروں میں باہم سخت رقابت ہے۔ بلکہ کہنا چاہئے ایک پُر امن جنگ جاری ہے۔ اس رقابت سے باشندوں کو بہت نفع حاصل ہوتا ہے۔ ذیل میں چند واقعات ملاحظہ ہوں:

۱۹۲۴ء میں اخبار "مانیچی" نے اپنا بحری طیارہ جزائر جاپان کے گرد دَورہ لگانے کے لئے روانہ کیا۔ اس کا جواب اخبار "اوساکا اساہی" نے یہ دیا کہ فوراً ایک دوسرا طیارہ خرید کر ٹوکیو سے پیرس تک کے سفر پر روانہ کر دیا!

اس کے بعد اول الذکر اخبار نے یہ جدت کی کہ ۵ ہوائی جہاز اس غرض سے خریدے کہ اپنے ٹوکیو اور اوساکا کے مرکزی دفتروں کے مابین اتصال پیدا کرے، اور جلد سے جلد کتابیں، اخبارات، نقشے، تصویریں، ایک دفتر سے دوسرے دفتر میں پہنچ جائیں۔ اس پر اخبار اوساکا اساہی نے بھی فوراً کئی جہاز خرید لئے اور اوساکا ٹوکیو اور سنڈائی ٹوکیو کے مابین حکومت کے لئے مفت ہوائی ڈاک کا سلسلہ جاری کر دیا!

اس رقابت نے اب یہ صورت اختیار کر لی ہے کہ تمام بڑے بڑے اخبار ہر روز کئی کئی ضمیمے شایع کرتے رہتے ہیں اور اپنے خریداروں میں مفت تقسیم کرتے ہیں۔ مثلاً اخبار "مانیچی" روزانہ ۱۳ ضمیمے شایع کرتا ہے۔ یہ ضمیمے عموماً قصبوں اور دیہاتوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ مگر اہتمام کیا جاتا ہے کہ ہر علاقے کے ضمیمے میں وہی خبریں ہوں، جو وہاں کے باشندوں کے لئے ضروری ہیں۔

اس رقابت کا لازمی نتیجہ یہ بھی ہے کہ اخبار، خبریں جمع کرنے میں زیادہ سے زیادہ روپیہ خرچ کرنے پر مجبور ہیں۔ چنانچہ "اوساکا مانیچی" کمپنی نے ۱۹۲۳ء کے جاپانی زلزلے کی خبریں حاصل کرنے پر ۴۴ ہزار پونڈ خرچ کئے تھے۔ اسی طرح ۱۹۲۶ء میں جب مشہور ہوا کہ شہنشاہ جاپان، حالت نزع میں ہے، تو اخباروں کی رقابت آخری حد تک پہنچ گئی۔ دونوں اخباری کمپنیوں نے شاہی محل کے قریب ہی دو مکان کرایہ پر لے لئے، اور اپنے اپنے دفتر کھول دئے۔ ان دونوں میں ہر وقت خبریں لانے والوں اور کام کرنے والوں کا اتنا ہجوم رہتا تھا کہ دو فوجی بارکیں معلوم ہوتی تھیں۔ ہر کمپنی کی کوشش تھی کہ شہنشاہ کے متعلق سب سے پہلے وہی خبریں معلوم کر کے شایع کرے!

جاپان کے اخباروں کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ وہ خبریں جمع کرنے میں صرف، ریل، تار، اور ہوائی جہازوں ہی پر بھروسہ نہیں کرتے کیونکہ ان میں سے ہر چیز ٹوٹ سکتی ہے، بلکہ قدیم طریق خبر رسانی یعنی پیغامبر کبوتروں کی ڈاک کا بھی انتظام کر رکھا ہے۔ بڑے بڑے نامہ نگار کے ساتھ ہمیشہ کبوتر جاتے ہیں، تاکہ اگر کبھی ریل، یا تار، یا ہوائی جہاز بے کار ہو جائے، تو ان کبوتروں کے ذریعہ خبریں وقت پر پہنچا دی جائیں"

ہنسی

ایک علمی اور نفسیاتی بحث

تازہ ڈاک کے ایک علمی رسالہ میں ہنسی کی حقیقت پر دلچسپ بحث کی ہے:

"ہنسی کیا ہے؟

موجودہ علم کی روشنی میں ہنسی، ایک عصبی تشنجی حالت ہے جو انسان کے مختلف اعضاء پر طاری ہوتی ہے۔ یہ حالت اس طرح شروع ہوتی ہے کہ پہلے آنکھیں کسی قدر بند ہوتی ہیں، پھر منہ کے بعض عضلات اوپر چڑھ جاتے ہیں، اور بعض نیچے لٹک جاتے ہیں۔ پھر وہ کھل جاتے ہیں، یہاں تک کہ دانت ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پھر نبض اور تنفس پر اثر پڑتا ہے۔ اُن میں بھاری پن پیدا ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی آواز بھی پیدا ہوتی ہے، اور یہی آواز اپنے آخری درجہ میں قہقہہ کہلاتی ہے۔ پھر تشنجی حالت، جسم کے دوسرے اعضاء تک پہنچتی ہے۔ انسان بے خود ہو کر ہاتھ پاؤں ہلانے لگتا ہے، یا اپنے زانوؤں پر ہاتھ مارتا ہے۔ کبھی آدمی تالیاں بھی بجانے لگتا ہے۔ مگر یہ تمام حرکات، ہنسی کے اصلی اجزاء نہیں ہیں۔ اگرچہ اکثر حالتوں میں طاری ہوتے ہیں۔

پس ہنسی جسم انسانی کا ایک اندرونی عمل ہے، لیکن اگر انسان اپنی قوت ارادہ مضبوط کر لے، اور ہنسی روکنا چاہے، تو بڑی حد تک روک بھی سکتا ہے۔

ہنسی، عموماً مسرت انگیز موثرات کا نتیجہ ہوتی ہے۔ ٹھیک گریہ کی طرح جو رنج والم سے پیدا ہوتا ہے۔ یا چہرہ اور جسم کی بعض عضلی حرکات کی طرح جو غصہ یا خوف سے واقع ہوتی ہیں۔

کبھی ہنسی، اندرونی عوامل کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ صناعی طور پر پیدا کر دی جاتی ہے۔ مثلاً ہم گدگدا کر آدمی کو ہنسا دیتے ہیں۔ جسم میں گدگدی کا اثر اس امر کی علامت ہے کہ جسم، زندہ اور حساس ہے۔ لیکن کبھی جسم پر ایسے عوارض بھی طاری ہو جاتے ہیں کہ گدگدی کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

غیر حقیقی ہنسی کی ایک قسم وہ بھی ہے جو محض محاکات سے ظاہر ہوتی ہے۔ ہم لوگوں کو ہنستے دیکھتے ہیں، اور خود بھی ہنسنے لگتے ہیں، حالانکہ ہمیں اُن کی ہنسی کا سبب بھی معلوم نہیں ہوتا۔ یہ محاکاتی ہنسی انسان کی اجتماعی طبیعت کی ایک علامت ہے۔ اس میں وراثت کو بھی دخل ہے۔ علمی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ ہنسی صرف انسان ہی کا خاصہ نہیں ہے، جیسا کہ قدما خیال کرتے تھے، بلکہ بہت سے حیوان بھی اس میں شریک ہیں۔ اپنی ابتدائی حیوانی حالت میں بھی انسان ہنسا کرتا تھا۔ اُس وقت اس میں کلام کی قوت نہ تھی، اس لئے ہنسکر اپنی خوشی ظاہر کرتا تھا۔ ہنسی، درحقیقت چہرہ، آنکھوں، اور کانوں کی طرف سے احساس مسرت میں شرکت کی ایک دعوت ہے!

ٹھیک انسان کی طرح بہت سے بندر بھی ہنستے یا مسکراتے ہیں وہ خاص حالات میں اپنا منہ اور دانت کھول دیتے ہیں، اور ایسی آوازیں نکالتے ہیں، جو بالکل انسان کی ہنسی سے مشابہ ہوتی ہیں۔

پروفیسر جارج بولانگیر موجودہ زمانہ کا ماہر علم الحیوانات ہے۔ اُسکا بیان ہے کہ لنڈن کے زندہ عجائب خانے میں اُسنے متعدد شمپانزی بندروں کو ہنستے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ ہنسی بالکل آدمی کی ہنسی کی طرح ہوتی ہے۔ بندر پروفیسر موصوف سے جان پہچان رکھتے تھے۔ وہ لوگوں کے ہجوم میں بھی اُسے دیکھ کر ہنسنے یا مسکرانے لگتے تھے۔ اسی قدر نہیں بلکہ پروفیسر مذکور کا بیان ہے کہ اُسنے بہت سے بندروں کی بغل میں اُسی طرح گدگدایا، جس طرح آدمی آدمی کو گدگداتا ہے۔ اس کا وہی اثر ہوا، جو آدمی پر ہوتا ہے۔ یعنے وہ ہنسنے لگے اور بعض تو ہنستے ہنستے لوٹ گئے!

بعض علماء کا خیال ہے کہ کتے بھی ہنستے ہیں۔ لیکن کتوں کی ہنسی میں آواز نہیں ہوتی۔ صرف منہ کھلتا ہے اور دانت نکل آتے ہیں۔

مدبرین انگلستان کے بعض اقوال

ہندوستان کی نسبت

اس کے بغیر چارہ نہیں کہ اسلام کو مغلوب کر دیا جائے۔

(لارڈ ڈلہوزی ۱۸۴۸ء)

"لڑاؤ اور حکومت کرو" قدیم رومن مقولہ ہے اور یہی ہندوستان میں ہمارا بھی اصول ہونا چاہئے ... مجھے یقین ہے کہ ہماری ہندوستانی سلطنت بالکل محفوظ ہو جائے گی اگر ہم اسی اصول پر ایک ہندوستانی فوج مرتب رکھیں۔ اسی مقصد کے لئے میں مختلف فرقوں اور زبانوں کی پھوٹ سے فائدہ اُٹھاؤں گا۔ ممکن ہے میں اس باب میں اپنا یقین پوری قوت سے بیان نہ کرتا اگر مجھے معلوم نہ ہوتا کہ ڈیوک آف ولنگٹن اس خیال میں مجھ سے بالکل متفق ہیں۔

(لارڈ الفنسٹن گورنر بمبئی ۱۸۵۸ء)

ہماری بہترین حکمت علمی یہ ہوگی کہ ایک قوم کو دوسری قوم سے اور ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ سے ہمیشہ دست بگریباں رکھیں!

(ویسٹ منسٹر ریویو ۱۸۵۸ء)

ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہندوستان کے مذہبی اور فرقہ وارانہ اختلافات پوری قوت سے برقرار رکھیں اور کبھی باہم اتحاد قائم نہ ہونے دیں۔ "لڑاؤ اور حکومت کرو" ہماری حکومت کا حکومت کا اصل الاصول ہونا چاہئے۔ (کرنل جان کوک ۱۸۵۹ء)

ہندوستانی مسلمانوں کا مفاد، ہندو جذبات پر قربان کر دیا گیا۔

(ہنٹر ۱۸۶۹ء)

اگر آپ

علم وکتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو.
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے
اور جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہے!
انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں
شایع ہوتا ہے
یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ
مشرقی علوم وادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں
نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں
تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے
ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے
بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ
قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن
آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں
ہمارے یہاں سے ہر چھ ماہ
کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہی

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے، اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں شلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں

با ایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

بر اعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ تاجپوشی کے لئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے۔ بہت ممکن ہے کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

مطبوعات الهـــلال بك ايجنسى

معارف ابن تيميه و ابن قيم

ديني علوم کے بيش بہا جواهر ريزي

اس سلسله ميں هم نے اماميين کي ان نادر و اعلىٰ درجه کي بلند پايه عربي تصانيف کے اُردو تراجم کا سلسله شروع کيا هے ' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے ليے نهايت ضروري و ناگزير هے - اميد که يه "سلسلهٔ تراجم" بد نصيبؔ هندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

اُسوۂ حسنه ــــ امام ابن قيم کي فن سيرت ميں شهرهٔ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اُردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد ارهائي روپيه -

كتاب الوسيله ــــ لفظ "وسيله" کي بحث کے علاوه امام ابن تيميه نے اسلام کے اصل الاصول "توحيد" کي مبسوط بحث کي هے - بلا جلد اڑهائي روپيه ' مجلد سوا تين روپيه -

اصحاب صفه ــــ انکي تعداد ' ذريعه معاش ' طريق عبادت اور انکے مفصل حالات بيان کيے هيں دس آنے -

تفسير سورة الكوثر ــــ امام ابن تيميه کے مخصوص انداز تفسير کا اُردو ترجمه - چار آنے -

العروة الوثقىٰ ــــ خالق و مخلوق کے درميان واسطه کا فرق بدلائل بيان کيا هے - چهه آنے -

سيرت امام ابن تيميه ــــ حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نهايت خوش اسلوبي سے بيان کيے هيں - نو آنے

نجد و حجاز ــــ علامه سيد محمد رشيد رضاء مصري کي تازه کتاب کا اُردو ترجمه - سوا روپيه -

آئمه اسلام ــــ ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه ــــ فى العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت ــــ يه ايک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس کے خريدار کو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اُردو ' عربي ' فارسي ' انگريزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلىٰ مطبوعات کے متعلق بهترين تازه معلومات بهم پهنچانے کا اهتمام کيا هے - اسکے علاوه آئمه و اسلام و بزرگان دين کے حالات ' لطائف افسانه ' نظميں اور ممالک اسلاميه کے معتبر ذرائع سے حاصل کيے هوے حالات درج کيے جاتے هيں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپيه پيشگي -

منيجر الهـــلال بك ايــجنسى

(حلقه نمبر ۲۴ شيرانواله دروازه لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پته صاف لکھين
اور نمبر خريداری ضرور تحرير فرمائين

السحر الحلال فى مجلدات الهلال

گاه گاهے بازخوان این دفتر پارینه را
تازه خواہی داشتن گر داغهائے سینه را

اردو صحافت کي تاريخ ميں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات ميں ايک انقلاب آفريں دعوت تهي -

الهـلال اگرچه ايک هفته وار مصور رساله تها ' ليکن چونکه وه اردو صحافت کي مختلف شاخوں ميں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پيدا کرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعه تها - اُس کے هر نمبر ميں مختلف ابواب ' مذهب ' سياست ' ادبيات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اُسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصيات کے لحاظ سے اپني نظير آپ هوتا تها - پهر اس کي ظاهري خوبياں اُردو صحافت ميں اعلىٰ طباعت و ترتيب کا پهلا نمونه تهيں - اردو کا وه پهلا هفته وار رساله تها ' جس ميں هاف ٹون تصاوير کے اندراج کا انتظام کيا گيا ' اور ٹائپ ميں چهپنے کي رجه سے بهت سي ايسي خوبياں پيدا هوئيں جو پتهر کي چهپائي ميں ممکن نهيں - اِس کي جلديں جديد اُردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سياسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بهترين مجموعه هيں - اِن کي مقبوليت و قدر کا اندازه اِس سے هوسکتا هے که سنه ۱۹۱۸ ميں بعض شايقين علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپيه ميں خريد کيا - اور حال ميں ايک صاحب نے اِس کي پهلي جلد مکمل (جو دفتر ميں بهي موجود نهيں) ساڑهے چارسو روپيه ميں حيدرآباد سے خريدي هے - جن لوگوں نے اِس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هيں وه بڑي سے بڑي قيمت پر بهي علحده کرنے کيليے تيار نهيں - پچهلے دنوں "البـلاغ پريس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان ميں منتقل کيا گيا تو ايک ذخيره الهلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' هم نے کوشش کي که شايقين علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلديں مرتب کي جا سکتي هيں مرتب کرلي جائيں اور جن جلدوں کي تکميل ميں ايک دو پرچوں کي کمي هو اُنهيں دوباره چهپوا ليا جاے -

چنانچه الحمدلله يه کوشش ايک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلديں پوري مکمل هوگئي هيں - هم اِس اعلان کے ذريعه شايقين علم و ادب کو آخري موقعه ديتے هيں که اِس قيمتي ذخيره کے حاصل کرنے ميں جلدي کريں ' چونکه جلدوں کي ايک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف اُنهيں درخواستوں کي تعميل هوسکے گي جو سب سے پهلے پهونچيں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا ميں تمام مضامين کي انڈکس به ترتيب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپيه الهلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپيه
" " " چهارم ۱۰ روپيه " " " پنجم ۱۰ روپيه

جلد "البـلاغ" (جب دوسري مرتبه الهـلال اِس نام سے شائع هوا) قيمت ۸ روپيه

علاوه جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هيں جن ميں سے هر پرچه اپنے مضامين کے لحاظ سے ايک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قيمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پيکنگ اِس کے علاوه هے -

منيجر "البـلاغ پريس"

ایڈیشن رعایتی اعلان

یہ رعایت صرف ایڈیشن کیلئے ہی ہے ۲۹ - نومبر ۱۹۲۷ء کو دریں کو ماٹھیں

اور اپنی درخواست ڈاکخانہ میں ضرور ڈالدیں ۲۹ نومبر ۱۹۲۷ء کے بعد کسی درخواست کنندہ کو رعایت نہ دیجائیگی عـــہ روپے کے رعایتی خریدار کو محصولڈاک معاف ہوگا [illegible] روپے کے رعایتی قیمت اور [illegible] روپے کے اصل قیمت کے خریدار کو رسالہ انتخاب لاجواب جسکی قیمت سالانہ چھ روپے ہے مفت دیا جائیگا۔ عـــہ روپے کے رعایتی خریدار کو رسالہ انتخاب لاجواب [illegible] ماہ کیلئے مفت [illegible] روپے کے رعایتی خریدار کو ایک روپیہ کی اصل قیمت کی کوئی کتاب جو وہ چاہیں مفت دیجائیگی یا ایک [illegible] قرآن [illegible] کا بنا ہوا دیا جائیگا۔ مینیجر

دنیا میں کامیاب اور دولت مند بنانیوالی کتابیں

میل دولت یہ کتاب ان تجارتی تجربوں کا مجموعہ ہے جو سالہا سال تک بڑی بڑی تجارتی کارخانوں دوکانوں اور دفتروں کا اصول ہے ہیں۔ ترجمہ۔ قیمت ۸ر

[illegible] دولت جس میں ہر دولت کے بنیاد اور کے مفید مطلب غور سے دنیا میں ہر حرفت و دولت کمانے کی ہر دولتی [illegible] عمل تجربات درج ہیں۔ قیمت صرف ۱۲ر [illegible]

شاہراہ دولت امریکہ کے مشہور مسٹر [illegible] کتاب ڈاکٹر اورسن کا ترجمہ اس میں دولت مند کے عملی طریقے قلمبند کئے گئے ہیں جن کی پیروی سے وہ خود امیر آدمی بن گیا۔ بالتصویر

امریکہ کے کامیاب لوگ بالتصویر اس کی دنیا میں سب سے زیادہ کامیاب اور دولتمند لوگ امریکہ نے پیدا کئے ہیں اس میں امریکہ کے تمام چوٹی کے کامیاب لوگوں کا حال اور ان کی کامیابی کے وسائل وضاحت سے درج کئے گئے ہیں عـــہ۔ توجہ کی یکسوئی ۱۲ر

دنیا کا روشن نسخہ [illegible] عہد حافظہ کا بانی [illegible]

ہمتی اراده ۱۲ر دم فرصت یا [illegible]

[illegible] ۸ر تحریک ۱۲ر سلطان [illegible] ۱۳ر

صنعت و حرفت کی نایاب کتابیں

ذخیرہ صنعت صنعت کا مکمل کورس آٹھ حصوں میں یہ نادر اور لاثانی کتاب جو آٹھ حصوں پر مشتمل ہے ان کے مطالعہ سے آپ بے انتہا [illegible] ہندوستان کے افلاس [illegible] کا سبب کی صنعت و حرفت [illegible] یورپ جاپان جرمنی امریکہ فرانس [illegible] وغیرہ تمام ترقی یافتہ ممالک کی صنعت و حرفت [illegible] آٹھ جلدوں میں جمع کردیا گیا ہے اردو زبان میں اس پایہ کی کتاب [illegible] ایڈیشنوں میں چھپ چکی ہے [illegible] کی پسندیدگی [illegible] کل حصص [illegible] قیمت حصہ اول ۱۲ر حصہ دوم ۱۲ر حصہ سوم ۱۲ر حصہ چہارم [illegible] حصہ ششم ۱۲ر حصہ ہفتم ۱۲ر

کمل مرغبانہ [illegible]

[illegible]

آتشبازی انگریزی اور دیسی آتشبازی [illegible] ۱۲ر

[illegible] ۸ر

آئینہ جواہرات ۸ر جلد و ابیاری [illegible]

بسکٹ کا کارخانہ ۱۲ر

[illegible]

آلہ مقیاس ۱۲ر رسالہ ٹوٹ سازی [illegible]

باورچی خانہ کے متعلق بہترین کتابیں

ہدایت نامہ باورچیان ہر قسم کے انگریزی اور دیسی کھانے پکانے کے عملی طریقے۔ قیمت عـــہ

مربے اچار چٹنیاں مزیدار اور لذیذ مربے۔ خوشذائقہ اور خوشرنگ اچار۔ چٹنیاں مزیدار حلوے اور چٹ پٹی چٹنیاں بنانے کے عجیب و غریب نسخے درج ہیں۔ ۱۲ر

خوان یغما مسلمانوں کے انواع و اقسام کے صدہا لذیذ کھانے۔ پلاؤ۔ زردہ۔ قورمہ گوشت۔ کوفتے وغیرہ بنانے کے مصالحہ ڈالنے اور پکانے کی پوری ترکیب اس میں درج ہیں۔ ۸ر

مجموعہ ہنر پرکاش اس میں لذیذ اور مزہ نمکین اور شیریں کھانوں [illegible] کی مٹھائیوں۔ حلوے۔ پوریاں۔ کچوریاں وغیرہ درج ہیں۔ ۸ر

ڈیکم بریک ۱۲ر کاغذ سازی ۱۲ر خوراک کی حقیقت بالتصویر عـــہ نیلاری یا کپڑے رنگنا عـــہ

چھریاں چاقو بنانا عـــہ کلی صابن سازی عـــہ روشنائی بنانا ۸ر چینی کے مصنوعات عـــہ

زراعت و باغبانی کے متعلق مفید کتابیں

کتاب الاثمار مصنفہ جناب شمس العلماء نواب سید [illegible] امام رئیس پٹنہ۔ باغبانی اور میوہ جات کی یہ مشہور کتاب کئی ایڈیشنوں میں چھپکر فروخت ہوچکی ہے جو پونے چار سو صفحہ اس میں تمام میوہ جات کی کاشت اور [illegible] کی ترکیبیں و تدبیریں بیان کی گئی ہیں [illegible] درختوں کو قلم لگانا۔ ان کی عام بیماریاں جن سے نقصان ہونے کا اندیشہ ہو تمام حالات مفصل درج ہیں۔ اردو زبان میں اس فن پر اس سے بہتر کتاب اور کوئی موجود نہیں ہے۔

میوہ جات اس کتاب میں تمام میوہ دار درختوں کے حالات مع انکے بونے اور ان پر درخت سے عمدہ پھل پیدا کرنے کی تدابیر

پھلواڑی یہ تیسری کتاب پھولوں کی ہے۔ اس میں صدہا قسم کے ہندوستانی اور ولایتی پھولدار پودوں کا ذکر ہے۔ باغ کے شوقین اس کی مدد سے اچھا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت

زراعت کی پہلی کتاب بالتصویر [illegible]

سبزی ترکاریاں بالتصویر [illegible]

کیمیائے زراعت عـــہ کاشت آلو [illegible]

۲۹ نومبر ۱۹۲۷ء کو درخواستیں بھیجیں ایسا نہ ہو کہ آپ رعایت سے محروم رہ جائیں یہ رعایت صرف ایڈیشن ہی کیلئے ہے

اسلامی کتابیں

مذاہب اسلام عـــہ

شرح عقاید نسفی ۱۲ر

آئینہ اسلام عـــہ

دلیل الحیران عـــہ

فیض الرحمٰن فی تفسیر القرآن ۱۲ر

علم الکلام امام غزالی عـــہ

پنج بنائے اسلام ۸ر

شریعت اسلامیہ حفظان صحت ۸ر

روایات اسلام ۱۲ر

مسلمانوں کیلئے حکمت کے سبق ۱۲ر

مصالح قادیانیہ ۸ر

تجارت العرب قبل الاسلام ۱۲ر

دیوان حافظ کی تاریخی غلطیاں [illegible]

اسلام کی پہلی کتاب ۱۲ر

„ دوسری ۶ر

„ تیسری ۸ر

[illegible] ۱۰ر

فلسفہ عبادات عـــہ

تقسیم میراث ۸ر

ہدایت الحج ۱۲ر

عفت سورہ علی ۸ر

تسلیم مترجم ۸ر

روشن العربی فی [illegible]

[illegible] الربوا

حفظ صحت و علم طب کی کتابیں

مجربات حفظ صحت کے آٹھ حصے ان آٹھ حصوں میں ہزاروں قیمتی اور مجرب نسخے درج ہیں جو چالیس سال کی کوشش سے جمع ہو سکے ہیں۔ ہر مرض کے متعلق کوئی نہ کوئی مجرب نسخہ اس میں سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ ایک آدمی ان کے مطالعہ سے مکمل حکیم بن سکتا ہے۔ قیمت ہر ایک حصہ ایک روپیہ آٹھ حصوں کی قیمت آٹھ روپے (ے)

رہنمائے فن عطاری ۱۰ر

ذخیرۃ الاطبا ۱۲ر

قوت سامعہ اور کان ۱۰ر

جگر ر موگریاں عـــہ

غذا زہر ۲ر

لکنت اور اس کا علاج ۶ر

جرمی بوٹی عـــہ

کشتہ جات عـــہ

حسن و صحت برہانیکے طریقے ۱۲ر

قلب اور اس کا فعل ۶ر

بچہ ۲ر

قاعدہ کی تشخیص ۱۲ر

جلد بدبہانے کے اصول ۱۲ر

حسن و صحت بڑھانیکے نسخے ۸ر

رسالہ تندرستی ۸ر

ماں اور بچہ اور ان کی تعلیم ۱۲ر

صحت الابدان ۱۲ر

خوبصورتی تندرستی و درازی عمر کے اسرار ۱۲ر

طب ملکی حصہ اول [illegible]

„ دوم ۱۲ر

طب ملکی ملقب بہ اسرار دوا [illegible] ۸ر

طاعون اور اس کا علاج ۸ر

بازاری ادویات ۱۲ر

سوانح عمریاں

سوانح علامہ الحکیم مولوی [illegible] عـــہ

حیات النعیم فی ذکر نبی کریم ۸ر

پیغمبر اسلام [illegible]

الفاروق شبلی [illegible]

ابوبکر صدیق عـــہ

علی ابن ابی طالب ۱۲ر

خالد بن ولید ۱۲ر

حالات سعدی عـــہ

سلطان علاؤالدین خلجی ۱۲ر

سلطان صلاح الدین عـــہ

البیرونی البیرونی ۲ر

سلطان فاتح ۸ر

سلطان الشہید ٹیپو [illegible]

سلطان سلیمان مقرن ۱۲ر

حیات زیب النساء ۶ر

نپولین بونا پارٹ ۳ر

جنرل گارفیلڈ ۸ر

مسٹر اینڈریو کارنیگی عـــہ

نواب وقار الملک [illegible]

بول چال کی کتابیں

اردو بول چال [illegible]

لغات الخواتین [illegible]

عربی بول چال عـــہ

انگریزی بول چال عـــہ

فارسی بول چال ۱۲ر

ترکی بول چال ۱۲ر

قواعد ترکی ۲ر

انگلش ٹیچر عـــہ

مفتاح البلاغت [illegible]

اردو زبان [illegible]

ایشیا و یورپ کی ضرب الامثال [illegible]

[illegible]

حکم الامثال [illegible]

تضمین نعتیہ کلام حافظ ۱۲ر

سفرنامے اور تاریخ

سفرنامہ بغداد عـــہ

رہنمائے کشمیر ۱۲ر

تاریخ الگودہ [illegible]

ہندوستان پر غیر [illegible]

تاریخ مراکش عـــہ

تاریخ سیالکوٹ عـــہ

قوانین عثمانی عـــہ

تاریخ جنگ سمالی لینڈ ۸ر

اقوام ترکی [illegible]

حالات ایران ہر دو حصہ [illegible]

ترکوں کے ساتھ طرابلس میں ۱۲ر

کارنامہ راجپوتان عـــہ

نامہ خسروان عـــہ

عنفوان اسلام ۱۲ر

تاریخ دربار امرتسر عـــہ

متفرق کتابیں

مجربات الاخلاق ۸ر

تحفہ بے نظیر ۸ر

جنگ روس جاپان کی تصاویر ۱۲ر

دنیا کی عجوبہ قسمیں تاریخ [illegible]

ترکوں کے شیخ جیلی ۱۲ر

جادو کی ہیلی دوسری ۸ر

نوشتۂ تقدیر ۱۰ر

خط تقدیر ۱۲ر

رہنمائے پولیس [illegible]

آئینہ مسمریزم ۸ر

علم بیناٹزم ۸ر

زنانہ نظمیں عـــہ

مرتبہ نسوان [illegible]

علم تماشہ کسیر ۱۲ر

لطائف و ظرائف آٹھ حصے ہر ایک حصہ میں پانچسو لطیفے درج ہیں اور ہر ایک حصہ کی قیمت ۱۲ر

چیستان دیمے ۶ر

ناول ڈرامے اور افسانے

قعر دریا [illegible]

تماشاگاہ عالم عـــہ

حق بحق دار [illegible]

داستان چار وزیر [illegible]

وار برٹن نامہ [illegible]

سرگذشت رینلڈس کے ناول میری پرائس کی آپ بیتی کہانی چار حصے۔ مکمل سٹ کی قیمت [illegible]

فلسفہ محبت [illegible]

قدیم لندن کے اسرار مکمل دو حصوں میں [illegible]

عیار روس پانچ حصے عـــہ

محبوبہ ترکیش [illegible]

دو حریف سرآم مرسلان عـــہ

بد انجام عـــہ

فریبی عورت عـــہ

سندھ باد جہازی ۱۲ر

اکبرو زہرہ عـــہ

امریکہ کی نازنین عـــہ

قدرتی سہیلیاں [illegible]

چلتا پرزہ عـــہ

زن مرید ۶ر

پرستان بغداد ۸ر

تخم بدی ۸ر

چار چمن ۸ر

زیتوں کا جزیرہ [illegible]

شمع شبستان ۹ر

آلات کیمیا کا نیلگوں تمرہ ۱۲ر

ونظارہ ۸ر

اسرار اکلینڈ ۱۲ر

سیر قلعہ نگادلی ۸ر

مطلوب حسیناں ۸ر

سلسلہ مقبول یا فیلسوف ۱۲ر

دس پونڈ کا نوٹ [illegible]

نقلی نواب [illegible]

منزل مقصود [illegible]

انقلاب یورپ [illegible]

ناول مصنفہ عبدالحلیم شرر

درگیش نندنی [illegible]

فردوس بریں عـــہ

حسن بن صباح ۸ر

فلورا فلورنڈا [illegible]

ملک العزیز ورجنا عـــہ

حسن انجلینا ۱۲ر

فتیہ وفا عـــہ

منصور موہنا عـــہ

پارہ دل عـــہ

آئینہ روزگار عـــہ

متفرق دلچسپ ناول

معشوقہ فرانس

بشیر الشباب

خضر شباب

خوبصورت ناگن

فیروزہ محمودہ

برق غضب

عصمت کا انجم

ذبیح فاطمہ

قدسیہ یا پاکدامن

ظالم عشاق

سلیمان عذرا

جوان پری لکسن شوہر

کسن پری

حمیدہ بانو

بوالہوس نواب

معشوقہ بدر

چھلاوہ

پیرس کا گندہ

اسمٰعیل صفیہ

ولایتی بھوت

شہید حسرت

نقاب پوش ڈاکو

بلوری آئینہ

دلبر عاشق

[illegible] ممتاز

ملنے کا پتہ مینیجر انتخاب لاجواب لاہور

١٩٢٧

الہلال

جلد ١ نمبر ٢٤

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ۵ ـ انہ

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رھنما:

تائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر ھفته وار دلچسپ اور وقیع تبصرہ کرتا ھے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم ھے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بھي ھوتے ھیں جنکي اھمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا ھے -

اپنے یہاں کے ایجنت سے تقاضه کیجئے که وہ تائمز لنڈن کا ھفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاھیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London. E. C. 4.

سے براہ راست طلب کر سکتے ھیں

دنیا کے ھر معلم اور ماھر فن تعلیم کیلئے

ضروري ھے که

تائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاھتے ھیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رھیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکھنا چاھیے -

یه ھر ھفته اس موضوع پر تمام اھم خبریں اور مباحث جمع کردیتا ھے - ماھرین فن اور مشاھیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب ھوتے ھیں -

اپنے یہاں کے ایجنت سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے ھیں -

کیا آپ تجارت کرني چاھتے ھیں ؟

اگر آپ چاھتے ھیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' ھندوستان سے خام پیدا وار بھیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تھوڑي سي محنت اور تھوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاھئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بھید سیکھنے چاھئیں - ھندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوتھیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاھئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں ھوسکتے -

اگر آپ چاھتے ھیں که بہت تھوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعدہ علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاھیے که ھم سے خط و کتابت کریں - ھم یه کام به حیثیت ایک ماھر فن کے کر رھے ھیں - خط و کتابت کے بعد ھي آپکو معلوم ھو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے ھم کس درجه مفید ھیں ؟

ھمارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے ھیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

ھر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پھلوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ضروري ھیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي ھیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بہترین کارخانه ھے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکھیے

میووں ' ترکاریوں ' اور ھر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقه وہ ھے جو " نئے سستم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور ھے - اس " نئے سستم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتی ھیں -

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA
[illegible]

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۲٤ کلکته : جمعه ٦ ـ جمادی الثانی ۱۳٤٦ هجری جلد ۱

Calcutta : Friday, 2, December 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی ۔ طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای ۔ پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی ۔ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکهیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ۱۸٤۰ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	۲۵۰	اردو حروف کی حق مین	۵۰۲
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	۷۲۰	حروف کی حق مین بشرطیکه	
پتهر کی چهپائی کی حق مین	۲۹۰	نستعلیق هون	۱٦۸

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا بهٔ تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین ۔

الهلال

الہلال

ہر جمعہ کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکتہ سے شایع ہوتا ہے

قیمت سالانہ مع محصول	- -	بارہ روپیہ
ہندوستان سے باہر کیلیے	- -	سولہ روپیہ
قیمت شش ماہي	- - -	سات روپیہ
قیمت في پرچہ	- - -	پانچ آنہ

(۱) تمام خط وکتابت اور ارسال زر " منیجر الہلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے ہوں آنکے لفافہ پر " ایڈیٹر " کا نام ہونا چاہیے -

(۲) نمونہ مفت ارسال نہ ہوگا -

(۳) براہ عنایت خط وکتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف اور خوش خط لکھیے

(۴) خط وکتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي ہے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں - ورنہ بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانہ نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگہ سے دوسري جگہ جا رہے ہیں تو اپنا پتہ تبدیل نہ کرایے ' مقامي ڈاکخانہ کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیادہ عرصہ تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیکر پتہ تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانہ کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنہ دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

اب غریب فوریس کے لیے بجز اطاعت کے کوئي چارۂ کار نہ تھا - وہ ۱۸ - دسمبر سنہ ۱۷۹۸ - کو اسکندریہ پہنچا اور فرانسیسي جہاز " شانسور " نامي پر سوار ہوگیا - اِس جہاز کا کپتان لارنس تھا -

لیکن فوریس یہ دیکھکر نہایت متعجب تھا کہ اُس کا جہاز سیدھا راستہ اختیار کرنے کي جگہ کچھہ عجیب پیچ و خم کے ساتھہ جا رہا ہے - اُس نے کپتان سے پوچھا ' تو اُس نے کہا " انگریزي بیڑہ ہر طرف منڈلا رہا ہے - اُس سے بچ کر چلنا ضروري ہے "

کپتان دراصل سکھایا پڑھایا ہوا تھا - اُس سے کہدیا گیا تھا کہ جہاز انگریزوں کے ہاتھہ قصداً گرفتار کرا دیا جائے - چنانچہ ایسا ہي ہوا - چند دنوں کے بعد فوریس انگریزي بیڑہ میں قید تھا - انگریزي جنگي جہاز " لیون " نے فرانسیسي جہاز دیکھہ لیا تھا اور گرفتار کر لیا تھا !

(۵)

یہ کہنا غیر ضروري ہے کہ اِس حادثہ سے غریب فوریس کو کس درجہ صدمہ ہوا ؟ ایک طرف اپني رفیق حیات کي جدائي کا صدمہ مارے ڈالتا تھا - دوسري طرف اپنی سرکاري مہم کي ناکامي کا داغ تھا - وہ انگریزي جہاز " لیون " کے ایک کمرے میں مقید تھا ' اور رہ رہکر کپتان لارنس کو کوس رہا تھا - اگر اس نے سمندر میں غلط راستہ اختیار نہ کیا ہوتا تو یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا - بڑي مصیبت یہ تھي کہ اب ایک بڑي مدت تک کے لیے وہ آزادي سے محروم ہوگیا تھا - کیونکہ وہ جنگي قیدي تھا - اسلیے اس کي رہائي صرف دو ہي صورتوں میں ہوسکتي تھي - یا تو دونوں حکومتوں میں صلح ہوجائے ' یا باہمدگر جنگي قیدیوں کا مبادلہ کیا جائے - لیکن یہ دونوں صورتیں قریب الوقوع نہ تھیں !

فوریس اپنے غم انگیز خیالات میں محو تھا - یکایک اُس کي کوٹھري کا دروازہ کھلا ' اور ایک انگریز داخل ہوا - یہ اُس عہد کا مشہور انگریز جاسوس جان بارنٹ تھا ' جسے نپولین نلسن سے کم خطرناک نہیں سمجھتا تھا -

فوریس نے اُس کي صورت دیکھتے ہي خیال کیا کہ غالباً یہ اِس مہم اور اس کے مقاصد کے نسبت سوالات کریگا - جو سرکاري مراسلت لیکر فوریس فرانس جا رہا تھا ' وہ گرفتاري کے وقت ہي اُس سے لیلي گئي تھي - سب سے زیادہ صدمہ اُسے اسي مراسلت کے دشمنوں کے ہاتھہ پڑجانے کا تھا - وہ اپنے دل میں کہنے لگا " نہیں معلوم اس مراسلت میں کیسے کیسے اہم راز ہونگے جو افسوس کہ دشمنوں کے علم میں آ گئے - بہر حال خواہ کچھہ ہي کیوں نہ ہو ' میں اِن دم بختوں کے سوالات کا کوئي جواب نہیں دونگا "

لیکن شدت حیرت سے وہ مبہوت ہوگیا ' جب اُس نے دیکھا کہ جان بارنٹ نے وهي مراسلت جیب سے نکالي ' اور فوریس کو دیتے ہوئے کہا :

" میرے دوست ! یہ تمہارا سر بہ مہر لفافہ موجود ہے - دیکھہ لو ! ہم نے کھولنے کي بالکل کوشش نہیں کي - اِس کي تمام مہریں اپني اصلي حالت میں قائم ہیں - ہمیں کوئي ضرورت نہ تھي کہ اِس کے مضامین سے واقف ہوں - یہ مراسلت تمہیں واپس دیدي جاتي ہے - اِسے لیلو - شاہي حکم کي رو سے اب تم آزاد ہو - تمہیں عنقریب مصر کے ساحل پر پہنچا کر رخصت کر دیا جائیگا "

یہ بات صورت حال کے اِس درجہ خلاف تھي ' کہ کئي لمحہ تک فوریس باور نہ کرسکا - آخر اُس نے کہا :

" کیا آپ کا واقعي یہي مطلب ہے کہ یہ مراسلت میں لیلوں ' اور مجھے مصر کے ساحل پر اُتار دیا جایگا ؟ "

" یقیناً " انگریز جاسوس نے مسکراتے ہوئے کہا " اِس لیے کہ میرے دوست ! جب تم قاہرہ واپس جاؤگے ' تو دیکھہ لوگے کہ تمہاري بیوي بونا پارٹ کي آغوش میں ہے ! "

(٦)

اصل واقعہ یہ ہے کہ نپولین اور میڈم فوریس کے تعلقات کي پوري سرگزشت انگریزي جاسوس نے معلوم کرلي تھي - اسکندریہ اور دمیاط میں اُن کے آدمي موجود تھے ' اور الفي بک مملوک کي اعانت سے تمام مصر کي خبریں معلوم کرتے رہتے تھے - جب جان بارنٹ کو معلوم ہوا کہ نپولین نے فوریس کو اس لیے روانہ کردیا ہے تاکہ مصر سے دور ہوجائے اور وہ خود اُس کي بیوي کے ساتھہ بے غل وغش عیش کرے ' تو اُس نے انگریزي بیڑہ کے افسروں کو اِس کي اطلاع دیدي - جب فرانسیسي جہاز کي گرفتاري کے بعد فوریس کا نام معلوم ہوا تو فوراً پہچان لیا گیا کہ میڈم فوریس کا شوہر یہي ہے - وہ اُسے گرفتار رکھنا نہیں چاہتے تھے - کیونکہ اِس طرح وہ نپولین کے دلي مقصد کي تکمیل کر دیتے - اُنھوں نے فیصلہ کرلیا کہ جہانتک جلد ممکن ہو ' اِسے مصر واپس کر دیا جاے ' تاکہ نپولین کے سر پر مسلط ہو جاے - انگریزوں کو یقین تھا کہ فوریس جوش انتقام میں اپنے رقیب کو قتل کر ڈالیگا ' اور اِس طرح اِس بلا سے اُنھیں نجات مل جائیگي -

(۷)

اُدھر مصر میں یہ ہوا کہ فوریس کے روانہ ہوتے ہي اُس کي بیوي نپولین کے قبضہ میں آگئي اور شب و روز ساتھہ رہنے لگي - نپولین کا اب اُس سے تعلق بالکل علانیہ تھا - چند دن بعد تمام فوج میں یہ خبر پھیل گئي ' اور سپاہي میڈم کو " ہماري مشرق کي ملکہ " کہکر پکارنے لگے !

لیکن ابھي چند ہفتے بھي اِس حالت پر نہیں گزرے تھے کہ اچانک فوریس قاہرہ پہنچ گیا - انگریزي جہاز نے نہ صرف اُسے مصر پہنچا دیا ' بلکہ اسکندریہ میں ایک انگریزي جاسوس نے تمام ضروري معلومات بھي بہم پہنچا دیں - اُسے معلوم ہوگیا کہ نپولین نے قاہرہ میں ایک خاص مکان اُسکي بیوي کیلیے مخصوص کر دیا ہے ' اور وہ بڑے امیرانہ ٹھاٹھہ سے وہیں رہتي ہے -

وہ سیدھا اُس مکان کي طرف چلا - واقعي اُسکي بیوي قیمتي لباس میں ملبوس موجود تھي - شوہر کو اِس طرح اچانک دیکھہ کر ڈرگئي ' اور صاف صاف نپولین کے تعلقات کا اقرار کرلیا - اب فوریس کیلیے غیظ و غضب ضبط کرنا ناممکن تھا - اُس نے بے تحاشا مارنا شروع کر دیا - یہانتک کہ مارتے مارتے تھک گیا - اور عورت بے دم ہو کر گر پڑي -

اِسکے بعد کیا واقعات پیش آئے ؟ اُنکي تفصیلات تاریخ تک نہیں پہنچ سکیں - لیکن دو باتوں کا نپولین کے وقائع نگاروں نے ذکر کیا ہے - ایک یہ کہ فوریس نے طلاق کي درخواست پیش کرکے اپني بیوي سے علحدگي کرلي تھي - دوسري یہ کہ فوریس مصر سے فرانس واپس آ کر عرصہ تک زندہ رہا تھا -

جان بارنٹ کا خیال، تھا کہ فوریس نپولین کو قتل کر ڈالیگا ' لیکن نپولین ایسی ہستي نہ تھي جو اُس آساني سے قتل کر ڈالي جاتي - ابھي اُسے زندہ رہنا تھا اور تمام یورپ کو منقلب کر دینا تھا !

مطبوعات جديدہ

نپولين اور اسكي اخلاقي زندگي

(انساني عظمت اور اخلاقي نامرادي)

ميدان جنگ اور حجلۂ هوس !

(ميڈم پولين سے محبت)

اِس عورت سے نپولين كو مصر ميں عشق هوا تها -

گيرٹرڈ اريٹز Gertrude Aretez جسكي جديد الشيوع كتاب كا ذكر ان صفحات پر هوچكا هے ' ميڈم پولين كي نسبت لكهتا هے :

اس معامله كي تفصيل يه هے كه ۹ - مئي ۱۷۹۸ ع كو نپولين مصر كي فتح كيليے روانه هوا - وه اپنے دو دشمنوں سے بهت زيادہ خائف تها ' اور اُنكي آنكهه بچا كر نكل جانا چاهتا تها - يعني انگريزي امير البحر نلسن ' اور انگريزي جاسوس هيان بارنٹ -

اِس سفر ميں نپولين نے چند خاص عورتوں كے سوا عورتوں كي رفاقت ممنوع قرار ديدي تهي - جن عورتوں كو چلنے اجازت دي گئي تهي ' اُن ميں خود اُسكي داشته ميڈم ورڈيا بهي تهي جسے وہ اٹلي سے اپنے ساتهه سے لايا تها -

(۲)

اِس فوج ميں ليو فوريس نامي ايک فوجي افسر تها - اُسنے حال هي ميں شادي كي تهي - اُسكا دل اپني بيوي كي جدائي پر كسي طرح راضي نهيں هوتا تها - مگر مشكل يه تهي كه عورتوں كو ساتهه ليجانے كي ممانعت تهي - آخر اُسنے يه تركيب نكالي كه بيوي كو سپاهي كي وردي پهنا كر اپنے ساتهه لے ليا - تاكه دونوں بے روک ٹوک ساتهه رہ سكيں !

اُس وقت كے اكثر مورخين كا بيان هے كه ماہ اگست ميں نپولين نے قاهرہ كے باهر ايک جلسه كيا تها ' جس ميں اُسكا پورا جنگي اسٹاف اور تمام عورتيں شامل تهيں - اِسي جلسه كے موقعه پر نپولين نے ميدان ميں اپني فوج كا ايک دسته گدهوں پر سوار ديكها - سپاهيوں ميں ايک شخص غايت درجه خوش آواز ' خوبصورت ' اور دلربا تها - نپولين نے جنرل برتيه كو حكم ديا كه اِس شخص كا پته لگائے - اُسي دن شام كو جنرل نے يه عجيب خبر سنائي كه " وہ سپاهي مرد نهيں هے - عورت هے - اور بائيسويں رساله كے ايک افسر كي بيوي هے "

دوسرے دن نپولين نے جنرل كو ايک دعوت منعقد كرنے كا حكم ديا - اِس ميں بڑے بڑے جنرل ' افسر ' اور اُنكي عورتيں مدعو كي گئي تهيں - خصوصاً ميڈم فوريس بهي خصوصيت كے ساتهه بلائي گئي تهي !

(۳)

چنانچه دعوت كا جلسه منعقد هوا - ميڈم بغير اپنے شوهر كے بلائي گئي تهي - اُس كے شوهر نے شروع ميں تو جانے سے منع كيا - ليكن پهر ڈرا ' اور اجازت ديدي - چنانچه تمام مهمان جمع هوئے - حسب معمول نپولين بر آمد هوا - سب تعظيماً كهڑے هوگئے - وہ لوگوں سے هنستا بولتا جنرل تک پهنچا ' جسكے پاس ميڈم فوريس اور متعدد ممتاز سپه سالار كهڑے تهے - جنرل قائد اعظم كا خير مقدم بجا لايا ' تشريف آوري پر شكريه ادا كيا ' اور ايک پيالي چائے نوش كرلينے كي درخواست كي - درخواست منظور هوئي ' اور نپولين بيٹهه گيا - ميڈم بالكل اُسكے مقابل كهڑي تهي -

ميڈم فوريس نے ديكها ' سپه سالار اُسے پر معني نظروں سے ديكهه رها هے - وہ بهت كم عمر تهي - شرما گئي - نپولين اُسكي حالت كا بغور مطالعه كرتا رها - مگر بالكل خاموش رها - چائے جلدي سے پيلي ' اور بغير ايک لفظ كهے جلسه سے اٹهه گيا -

مهمانوں نے رات كا كهانا كهايا ' اور كافي پينے لگے - ميڈم فوريس جس ميز پر تهي ' اُس كے ايک طرف جنرل ڈي بوي بيٹها تها - دوسري طرف جنرل جونو - آخر الذكر نے كافي كي بهري هوئي پيالي جان بوجهه كر اس طرح ميڈم فوريس پر گرا دي ' كه سب نے اسے اتفاقي حادثه سمجها - لوگ لپكے اور خاتون كا لباس صاف كرنے لگے - جنرل جونو نے اپني غفلت پر بڑي فصاحت سے ندامت كا اظهار كيا - فوراً كافي كا دهبه پاني سے دهلوايا گيا جس سے ميڈم كا لباس اور زيادہ بهيگ گيا - اِس پر جنرل نے كها " آپ كپڑا خشک كرنے كے ليے مكان كي بالائي منزل پر چلي جائيے " ميڈم چلي گئي - وهاں نپولين منتظر بيٹها تها !

(٤)

دعوت كے تيسرے دن ميڈم كے شوهر فوريس كو حكم ملا كه جنرل برتيه سے ملاقات كرے - جنرل نے بڑي بشاشت سے افسر كا خير مقدم كيا ' اور كها " دوست ! تم بڑے هي خوش نصيب هو - كيونكه فرانس جا رهے هو - سپه سالار تمهيں ايک خفيه مهم پر پيرس بهيج رها هے - ايک گهنٹه كے اندر روانه هو جاؤ - يه لو ' اسكندريه كے سپه سالار كے نام حكم هے كه تمهارے سفر كيليے هر طرح كي سهولتيں بهم پهنچا دے "

فوريس بد حواس هوگيا - حيران تها ' كيا جواب دے ؟ آخر كار افسردگي سے جنرل كا شكريه ادا كيا اور كها " اگر مجهے فوراً هي روانه هو جانا هے تو ميں اپني بيوي كو بهي ساتهه لے جاؤنگا "

جنرل نے غصه سے كها " بيوي ! كيا تم يه سمجهتے هو كه ايک ايسے نازک كام ميں اپنے ساتهه اپني بيوي كو ليجا سكتے هو ؟ خصوصاً جب كه راسته ميں انگريزي بيڑہ موجود هے اور تمهيں قيد كر لے سكتا هے ؟ "

چراغ پا هو رهے هیں - لیکن اُنهیں معلوم نهیں ' انبیاء کرام کا طریق دعوت تو یه هے که اگر نو سو ننانوے باتیں کهکر چهوڑ دیني پڑیں' اور هزارویں بات سے مخاطب کے اندر فهم و بصیرت پیدا هو سکے ' تو اُنهیں ایسا کرنے میں بهي کبهي تامل نه هوگا - وہ ایک کے بعد ایک ' سینکڑوں باتیں چهوڑتے چلے جائینگے - یهانتک که مخاطب کے دل کا دروازہ کهل جاے اور حقیقت اور سچائي کي جهلک دیکهه لے !

(طبیب اور داعي)

افسوس' قرآن کهاں لیجانا چاهتا تها ' اور دنیا نے اُسے سر پر رکهکر کدهر کا رخ کیا ! همارے مفسرین متکلمین ارسطو کي منطق اور یونانیوں کي دانش فروشیوں میں ایسے گم هوگئے که اُنهیں دوسري راهوں کي خبر هي نه رهي - حالانکه دنیا میں صرف مناظر اور منطقي هي نهیں هوتے - طبیب اور معالج بهي هوتے هیں - طبیب کا فرض کیا هوتا هے ؟ کیا یه هوتا هے که مریض سے اُس کي جهالت اور نا داني کي ایک ایک بات پر لڑے اور مناظرہ کرے ؟ نهیں ' هزار بار نهیں - اگر طبیب ' طبیب صادق هے ' تو اس کي ساري قابلیت صرف اسي ایک نقطه میں مرکوز رهیگي که کسي طرح مریض کو شفا حاصل هوجاے ' اور کسي طرح موت کي جگه زندگي کا دروازہ اُس پر کهل جاے - بسا اوقات ایسا هوگا که وہ مریض کے لیے ایک غذا تجویز کریگا - اصول طب کے لحاظ سے غذا بهترین غذا هوگي - لیکن طبیب بهتر نسخه اور بهتر غذا تجویز کر سکتا هے - بهتر معدہ خلق نهیں کردے سکتا - بهت ممکن هے ' مریض کا معدہ اِتنا قوي نه هو' که اِس درجه کي مقوي غذا کا متحمل هوسکے - جونهي طبیب کو معلوم هوگا که میري تجویز کي هوئي غذا اُسے پچ نهیں سکتي ' وہ فوراً اُسے ترک کر دیگا ' اور دوسري غذا تجویز کر دیگا - اگر دوسري غذا بهي مریض هضم نه کرسکا ' تو عجب نهیں تیسري غذا تجویز کردے - بلکه هوسکتا هے ' چوتهي اور پانچویں تک نوبت پهنچے - جب تک مریض غذا هضم نه هو سکنے کي شکایت کرتا رهیگا ' طبیب غذا بدلتا رهیگا - وہ کبهي یه نهیں کریگا که ایک هي غذا تجویز کرکے اُس پر آڑ جاے ' اور خواہ بدبخت مریض هضم کرسکے یا نه کرسکے ؛ یه وهي لقمے اُسکے حلق میں ٹهونستا رهے - اگر ایسا کریگا ' تو یقیناً وہ طبیب نه هوگا ' نوع انساني کا سب سے زیادہ جاهل فرد اور سب سے بڑا قاتل هوگا !

انبیاء کرام کے اعمال دعوت کے لیئے اگر انسانوں کے کسي عمل سے مشابهت پیدا کي جا سکتي هے ' تو وہ حکماء کي حکمت اور مناظرین کا مناظرہ نهیں هے - اطباء کا معالجه هے - طبیب جسم کا علاج کرنا چاهتا هے - انبیاء روح و دل کے روگ دور کرنا چاهتے هیں - اُن کا سلوک بهي اپنے مریضوں کے ساتهه همیشه ویسا هي هوتا هے - جیسا ایک طبیب کا هونا چاهیے - وہ مریض سے مناظرہ کرنا نهیں چاهتے - اسے تندرست کرنا چاهتے هیں - وہ بسا اوقات علم و یقین کي ایک دماغي غذا مریض کے سامنے رکهتے هیں - غذا هر طرح مفید اور بهتر سے بهتر هوتي هے - لیکن اُنهیں معلوم هوجاتا هے که جهل و ضلالت نے مریض کي فکري حالت اس درجه خراب کردي هے ' که یه غذا اُس کا دماغ هضم نهیں کرسکتا - یعنے اُس کي سمجهه کي کجي اور دل کي گمراهي ساتهه نهیں دیتي - جونهي اُنهیں اس حالت کا احساس هوتا هے' ایک طبیب حاذق کي طرح فوراً غذا بدل دیتے هیں' اور کوئي دوسري غذا جو اُس کا معدۂ فکر هضم کرسکے' سامنے رکهدیتے هیں - اُنهیں اِس بات کي بالکل پروا نهیں هوتي که پهلي غذا کیوں بدلني پڑي ؟ اس لیے که مقصود کسي خاص غذا کا کهلادینا نهیں هے' بلکه ایسي غذا کا کهلانا هے جو مریض ٹهیک طور پر هضم کر سکے - هضم کي استعداد کے لحاظ سے هر مریض کي حالت یکساں نهیں هوتي - ایک مریض کے لیئے دودهه سے زیادہ زود هضم غذا کوئي نه هوگي - لیکن یهي دودهه دوسرے مریض کے لیے ناقابل هضم هوگا - جو حال جسم کے لیے معدہ کا هے - وهي حال دماغ کے لیے فکر کا هے - ذهن و فکر کا ایک بیمار ایسا هوگا جو ایک خاص طرح کي دانائي قبول کرلے سکتا هے ' لیکن ایک دوسرے بیمار دل کے لیے وهي بات ناقل فهم و تاثر هوگي - انبیاء کرام علم و یقین کي بهتر سے بهتر دانائي رکهتے هیں ' لیکن دماغ و فکر پیدا نهیں کردے سکتے - دودهه کے بهتر غذا هونے پر کون حرف لا سکتا هے ؟ لیکن اِس کا کیا علاج که بد نصیب مریض نے اپنا معدہ کهو دیا هے اور وہ دودهه جیسي عمدہ اور زود هضم غذا بهي هضم نهیں کرسکتا ؟

یهي معني هیں اس آیت کریمه که : **انك لا تهدى من احببت ، و لكن الله يهدى من يشاء الى صراط مستقيم !** (۲۸ : ۵٦) حالانکه انبیاء کرام کے هادي هونے پر خود قرآن بار بار شهادتیں دے چکا هے که : **و انك لتهدى الى صراط مستقيم !** (٤۲ : ۵۲) تو مطلب یهي هے که پهلي قسم کي آیات میں استعداد اور قابلیت خلق کرنے کي نفي هے ' اور دوسري میں استعداد رکهنے والوں پر سچائي کي راہ کهولدینے کا اثبات هے -

(بابل کا طبیب حق)

کئي هزار برس گزرے ; اس بیمارستان هستي میں ایک طبیب حق ابراهیم خلیل بهي تهے ؛ اُن کا سابقه بابل کے ایک مریض سے پڑا - یه پادشاهي کے گهمنڈ کا روگي ' اور جهل و طغیان کي بیماریوں سے بد حال تها - انهوں نے اُس کے سامنے علم و بصیرت کي ایک غذا رکهي : " ربى الذي يحيى و يميت " میرا تو اُس پروردگار پر ایمان هے جس کے قبضۂ و تصرف میں هماري موت و حیات هے - یه بهتر سے بهتر غذا تهي جو شک اور انکار کے کسي مریض کے لیے هوسکتي هے - لیکن مریض اپنے معدہ کي صلاحیت بالکل کهو چکا تها - وہ اتني هلکي اور سادہ غذا بهي هضم نه کرسکا - جهل و طغیان کے هیجان میں بول اٹها " انا احي و اميت " اگر تمهارے پروردگار کي یهي صفت هے تو یه بات تو مجهے بهي حاصل هے - لاکهوں انسانوں کي جان میرے قبضۂ اختیار میں هے - جسے چاهوں هلاک کر ڈالوں - جسے چاهوں ' زندگي بخش دوں - یه جواب سن کر حضرت ابراهیم کو معلوم هوگیا که غذا گو بهتر تهي ' لیکن مریض کے معدے میں اتني بهي صلاحت نهیں که اسے هضم کر سکے - اُنهوں نے فوراً پهلي قاب هٹالي ' اور ایک دوسري غذا پیش کردي : " فان الله يأتي بالشمس من المشرق ' فأت بها من المغرب !" اچها ' اگر ایسا هي هے ' تو دیکهو ' یه سورج همارے سروں پر چمک رها هے - یه هر روز پورب سے نکلتا هے اور پچهم کي طرف ڈوب جاتا هے - تم اسے ایک مرتبه پچهم سے نکال دکهاؤ ! یه غذا ٹهیک اُسکے معدہ کي استعداد کے مطابق تهي - حلق سے اُتري ' اور هضم هوگئي : " فبهت الذي كفر " اب اُس میں کچهه بحثي کا دم خم نه رها - دم بخود هوکر رهگیا !

خدا را غور کیجیے - بات کتني صاف اور دلاویز تهي ' اور مفسرین نے اُسے کس طرح مشکلوں اور پیچیدگیوں کا گورکهه دهندا بنا دیا هے ؟ اگر حضرت ابراهیم کا طریق بیان مجادلانه هوتا - هدایت کا نه هوتا - تو وہ اپني پهلي بات هي پر مخاصم سے اُلجهه پڑتے '

باب التفسیر

حجة ابراهیمی

ایۀ کریمه " الم تر الی الذی حاج ابراهیم " کی تفسیر

قرآن حکیم کا اسلوب بیان اور طریق استدلال

تفسیر کا قرآنی اور غیر قرآنی طریقه

(از مولانا ابو الکلام)

(٤)

(آیۀ زیر تدبر کی تفسیر)

اب آیت زیر تدبر پر غور کیجیے :

الم تر الی الذی حاج ابراهیم فی ربه أن اتاه الله الملك ، اذ قال ابراهیم : ربی الذی یحیی و یمیت ـ قال : انا احی و امیت ـ قال ابراهیم : فان الله یاتی بالشمس من المشرق فأت بها من المغرب ! فبهت الذی کفر ، و الله لا یهدی القوم الظالمین ! (۲ : ۲٦۰)

اے پیغمبر ! کیا تمهیں اُس شخص کا حال نهیں معلوم جس نے محض اِس وجه سے که خدا نے اُسے پادشاهت دے رکھی تھی ' جهل و غرور میں سرشار هوکر ابراهیم سے اُس کے پروردگار کے بارے میں حجت کی ؟ جب ابراهیم نے کها : میرا پروردگار وہ هے جو زنده کرتا هے اور مارتا هے - تو اُس نے کها ' یه تو میں بھی کر سکتا هوں - میں جسے چاهوں ' ماردوں - جسے چاهوں زندگی بخش دوں - اِس پر ابراهیم نے کها : اچھا ' اگر ایسا هی هے تو خدا همیشه سورج کو مشرق سے نکالتا هے - تم مغرب سے نکال دکھاؤ ! یه سنکر وہ هکا بکا رهگیا - اور الله کا قانون یه هے که ظلم کرنے والوں پر هدایت کی راہ کبھی نهیں کھلتی !

(۱) سب سے بڑا الجھاؤ جو اس آیت کی تفسیر میں پڑگیا هے ' وہ حضرت ابراهیم کا انداز سخن هے - جب مخاطب نے ایک ایسی بات کے جواب میں جو اثبات مدعا کیلیے قطعی اور نهایت درجه واضح تھی ' جهل و غرور سے ایک نهایت لغو بات کهدی ' تو حضرت ابراهیم نے نه تو اپنی بات کی مزید تشریح کی ' نه مخاطب کو اُس کے جهل و نافهمی پر متنبه کیا ' بلکه فوراً پهلی بات چھوڑ کر ایک دوسری بات کهدی - " فان الله یأتی بالشمس - الخ " مفسرین نے طرح طرح کی توجیهیں کی هیں ' مگر سر رشتۀ تفسیر میں کچھه ایسی گرہ پڑگئی هے که کوئی ناخن تاویل بھی اُسے نهیں کھول سکتا - بڑی تحقیق کی بات جو حضرت امام رازی نے ڈھونڈھه نکالی هے ' یه هے که یه دو مختلف دلیلیں نهیں تھیں - ایک هی دلیل کی مختلف مثالیں تھیں - لیکن اول تو دونوں دلیلوں میں ربط و مناسبت پیدا کرنے کے لیے سبب و واسطه اور حرکت افلاک کی بحثیں پیدا کی گئی هیں ' اور وہ اس قدر دور از کار اور بے معنی هیں که اُنهیں تسلیم کرلینا قرآن کو قرآن کی جگه کوئی دوسری چیز بنا دینا هے - ثانیاً ' خود امام صاحب چار سطر پهلے معترض کی زبانی همیں سنا چکے هیں که رجوع خواہ دلیل سے کیا جاے خواہ مثال سے ' لیکن مستدل کے لیے ضروری هے که معارض کے جواب کی غلطی ظاهر کر دے ' ورنه اُس کا عجز ثابت هوجایگا - پس اگر دلیل کو مثال بنانے کی یه ساری مصیبت گوارا بھی کرلی جائے ' جب بھی بات بنتی نهیں - اعتراض جوں کا توں باقی رهجاتا هے -

اصل یه هے که یه ساری مصیبت اسی لیے پیش آئی هے که اس مکالمه کو منطقی " مناظرہ " قرار دیدیا گیا هے - مناظرہ کا مقصود انکشاف حق نهیں هوتا - اِسکات خصم هوتا هے - اس لیے مناظر کا فرض هوتا هے که ایک بات پیش کرکے اُس پر اس طرح جم جائے ' که خواہ زمین و آسمان اپنی جگه سے ٹل جائیں ' لیکن وہ اپنی جگه سے نه هلے - اگر مخاطب کی سمجھه ساتھه نهیں دیتی ' تو هزار مرتبه نه دے - اُس کی بلا سے - وہ اُس کا جهل ثابت کردیگا ' اور مخاطب کا جهل ثابت کرکے اُسے ذلیل اور لا جواب بنا دینا هی اُس کی بڑی سے بڑی جیت هے - باقی رهی یه بات که جو بات مخاطب کے ذهن نشین کرنی تھی ' وہ اُس کے دل میں اُتر سکی یا نهیں ؟ تو مناظر کو نه تو اِس کی پروا هوتی هے ' نه فن مناظرہ کا یه مقصود هے - مناظر صرف یه چاهتا هے که مخاطب کو میدان سخن میں هرا دے - یه مقصود جس طرح بھی حاصل هوجائے ' اُس کی جیت هے - همارے متکلمین کی نظر میں چونکه انبیاء کرام کی بھی سب سے بڑی فضیلت یهی تھی که وہ مناظر اور منطقی هوں ' اس لیے اِسی اعتبار سے اس مکالمه پر بھی نظر ڈالتے هیں ' اور قدرتی طور پر چاهتے هیں که ایک شاطر مناظر کی طرح حضرت ابراهیم بھی اپنی بات پر اڑ جاتے ' اور خواہ اُن کا مخاطب سمجھه سکتا یا نه سمجھه سکتا ' یه اُسی پر لڑتے جھگڑتے رهتے - اگر اُس نے جهل و غرور سے ایک لغو بات کهدی تھی ' تو چاهیے تھا که یه اُس کی لغویت اور جهالت پر ایک لنبی چوڑی تقریر فرماتے - پھر اگر وہ اُس کے جواب میں بھی کوئی بکواس کر دیتا - تو یه اُس کے جواب الجواب میں آستینیں چڑھا لیتے - یهاں تک که صرف اپنی دلیل کی شرح و توضیح اور رد و جواب هی میں شام کر دیتے !

لیکن همارے مفسرین بھول گئے - اُنهیں یاد نهیں رها که ابراهیم خلیل ' داعی حق تھے - مناظر و مجادل نه تھے - اور اِسی ایک بنیادی فرق نے اُنکی راہ مناظرہ و مجادله کی ساری راهوں سے الگ کردی تھی - اُنکا کام یه نه تھا که کسی خاص دلیل پر اڑ جائیں ' یا مخاطب کے اِظهار جهل و عجز کا کوئی موقعه هاتھه سے نه دیں - اُن کا کام یه تھا که برگشته دلوں کو سچائی کی راہ دکھلا دیں - وہ دلیلوں کے تحفظ کیلیے بلکه حق اور ایمان کی حفاظت کیلیے لڑتے تھے - اِس مکالمه میں تو حضرت ابراهیم نے صرف اِتنا هی کیا که ایک بات چھوڑ کر دوسری بات کهدی ' اور اِسی پر همارے مفسرین

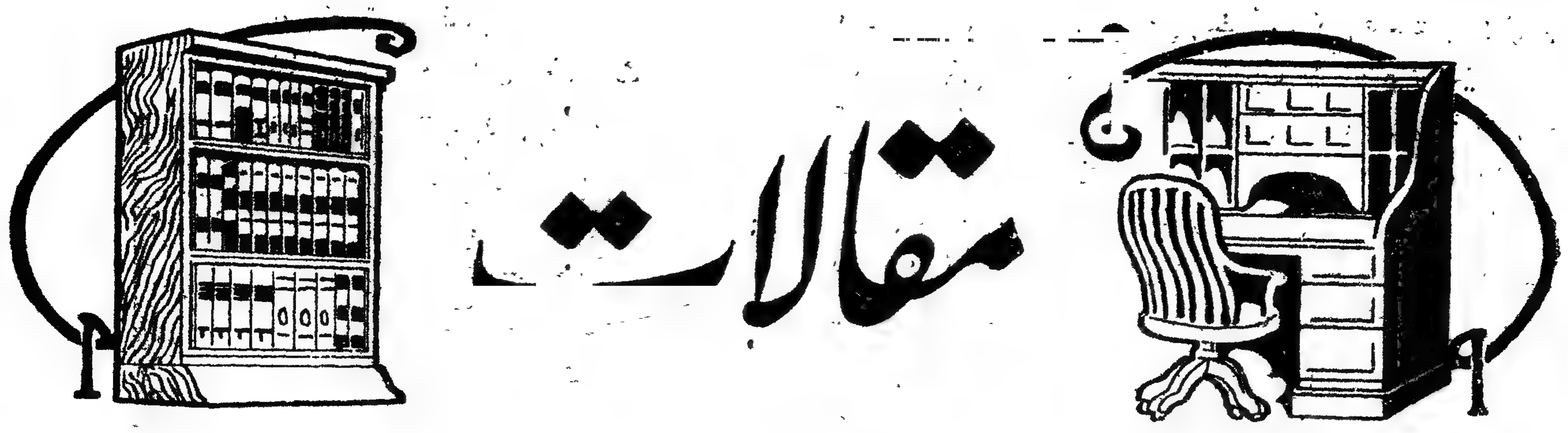

مقالات

هدايت يهي هے كه جن لوگوں نے ظلم و طغيان كي راه اختيار كرلي هے ' اُن پر هدايت و سعادت كي راه نهيں كهلتي !

(منطقي شبهات)

(۴) همارے مفسرين كو صرف اسي كي فكر نهيں هے كه حضرت ابراهيم كو منطقي اور مناظر ثابت كر دكهائيں ' بلكه وه نمرود كے ليے بهي بهت متفكر هيں - اُن كي كوشش يه هے كه اُس كي كوئي بات بهي فلسفيانه دقيقه سنجي سے خالي نه جائے - چنانچه اُس كے اس قول كي توجيه ميں كه " انا احي و اميت " حضرت امام رازي نے بڑي بڑي كاوشيں كي هيں ' اور بالآخر اِسے واسطه اور سبب كے جهگڑوں ميں لے گئے هيں - ليكن اب آپ سمجهه گئے هونگے كه يه تمام كاوشيں قطعاً دور از كار اور بے معني هيں - قرآن حكيم اس جاهل متمرد كا جهل و غرور دكهلا رها هے - همارے متكلمين كي طرح اُسے فيلسوف ثابت كرنا نهيں چاهتا - يه تمام توجيهيں بهي كه اُس نے ايک واجب القتل قيدي كو چهوڑ ديا تها اور ايک كو قتل كرديا تها ' قطعاً غير ضروري اور مكالمه كي حقيقت سے دور ليجانے والي هيں - " انا احي و اميت " كا صاف مطلب وهي هے جو ايک مغرور اور بر خود غلط پادشاه كا هميشه ايسے متكبرانه دعوؤں سے هوا كرتا هے -

(۵) اب آپ نے سمجهه ليا هوگا كه جس قدر شبهات پيدا هوئے تهے ' في الحقيقت اُن ميں سے كسي شبه كي بهي يهاں گنجايش نهيں - بڑے شبهات امام صاحب كے اور آپ كے پيدا كيے هوئے يه تهے كه نمرود اگر مدعي تها تو دليل اُسے پيش كرني تهي ' نه كه حضرت خليل كو ' اور جب حضرت خليل نے ايک دليل پيش كردي تو اُس سے رجوع كيوں كيا ؟ ليكن يه تمام شبهات غير متعلق هوجاتے هيں جب واضح هوجاتا هے كه نه تو يه مناظره مصطلحۂ فن تها ' نه مخاصم كي حيثيت مدعي كي تهي ' اور نه انبياء كرام مناظرانه طريقه سے رد و كد كرتے هيں - باقي رها يه شبه كه جب مخاصم نے پهلي بات كے جواب ميں ايک جاهلانه دعوى كرديا تها ' تو دوسري بات كے جواب ميں بهي كوئي نه كوئي بات كهه سكتا تها ' تو اس شبه كي بهي اب كوئي گنجايش نهيں رهي - يه شبه اس ليے پيدا هوا تها كه " فبهت الذي كفر " كے معني مناظره ميں لا جواب هوجانے كے سمجهے گئے تهے - ليكن جب واضح هوگيا كه " بهت " سے يهاں مقصود بات بنانے ميں لا جواب هوجانا نهيں هے ' بلكه ايک سچي بات سے متاثر هو كر هكا بكا رهجانا هے ' تو ظاهر هے ' يه شبه كيوں وارد هو ؟ جب ايک حقيقت جس كے جهٹلانے اور نه ديكهنے كي وه كوشش كر رها تها ' اس كے سامنے بے نقاب هوگئي ' تو اُس ميں كچهه بحث كا دم خم باقي نه رها - لاچار اور دم بخود هوكر رهگيا -

* * *

جديد مذهب روحي

تاريخ ظهور ' موافقين و مخالفين ' اور نقد و تبصره

تقريباً تين ماه گزرے ' مطبوعات جديده كے سلسله ميں ايک كتاب كا ذكر ان صفحات پر كيا گيا تها ' جس ميں سر كونن ڈائيل كے بعض مضامين يورپ كے جديد مذهب روحي كي تائيد ميں شائع هوئے تهے - اس تحرير كے آخر ميں هم نے وعده كيا تها كه آينده اس موضوع پر تفصيل كے ساتهه نظر ڈالينگے -

اس تحرير كي اشاعت كے بعد ' قاريين الهلال ميں سے متعدد حضرات نے اس موضوع سے اپني غير معمولي دلچسپي ظاهر كي ' اور بار بار اصرار كيا كه اس بارے ميں تفصيل كے ساتهه بحث كي جاے - آج هم چاهتے هيں ' ايک سلسلۂ مقالات اس موضوع پر شروع كريں - اس سلسله ميں حسب ذيل امور يكے بعد ديگرے بحث و بيان ميں آئينگے :

(۱) جديد مذهب روحي كے ظهور و اشاعت كي مختصر تاريخ

(۲) موافق اور مخالف علماء كے آراء

(۳) بعض مشهور اور علمي نوعيت كے تجارب ' اور عمليات

(۴) موافقين و مخالفين كي رائيوں كا موازنه اور تبصره

* * *

(ظهور و اشاعت كي تاريخ)

سنه ۱۸۵۶ - ميں نيو يارک امريكه كے ايک گاؤں هيڈس ويل نامي ميں ايک عجيب واقعه پيش آيا - جان فاكس نامي ايک شخص كا خاندان هر روز اپنے گهر ميں ايک خاص قسم كي كهٹ كهٹ سنا كرتا تها - ايک دن مسز فاكس نے جرأت كركے اس آواز كو مخاطب كيا :

" كيا تم كوئي روح هو ؟ "

پهر اُس سے طے كيا كه جواب ميں اثبات كي علامت ايک خاص طرح كا كهٹكا هے ' اور نفي كي علامت ايک خاص طرح كا - چنانچه سوال و جواب هوتے رهے ' اور عورت كو معلوم هوگيا كه آواز واقعي ايک روح كي هے جو اِسي گهر ميں رهتي هے - پڑوسيوں نے ايک آدمي اِس مكان ميں قتل كركے دفن كرديا تها اور اُس كا مال لوٹ ليا تها - يه اُسي كي روح هے -

عورت نے فوراً پوليس كو خبر پهنچائي - حكام نے آكر اُسي طريقے پر روح كا بيان اپنے كانوں سے سنا - پهر وه مقام كهودا گيا جهاں روح نے لاش مدفون بتائي تهي - لاش مل گئي ' اور بالآخر قاتلوں كا پته بهي چل گيا !

وہ کہتے ' میرا مطلب جلانے مارنے سے یه نہیں هے جو تم سمجھے هو - نتیجه یه نکلتا که اصل مدعا کي جگه ایک خاص دلیل اور اس کے مفہوم کي بحث چھڑ جاتي ' اور مُخاصم کے لیے حقیقت کے فہم و بصیرت کا موقعه هي نہیں آتا - لیکن اُن کي راہ هدایت و دعوت کي راہ تھي - اُنھوں نے ایک دقیقه کے لیے بھي اپني نظر اصل مدعا سے نہیں هٹائي - جونهي معلوم هوا که پہلي بات اپنے جہل و غرور کي وجه سے وہ نہیں سمجھه سکا هے ' تو بغیر کسي تامل کے اُسے چھوڑدیا - ایک دوسري بات پیش کر دي - یه بات اس کي فکري استعداد کے ٹھیک مطابق تھي - نتیجه یه نکلا که تیر نشانه پر لگ گیا - اگر حضرت ابراهیم کو ایک بات چھوڑنے کي جگه ایک هزار باتیں چھوڑني پڑتیں ' جب بھي انهیں اس میں تامل نه هوتا !

(مکالمه کي تفسیر)

(۳) میں نے سب سے پہلے مکالمه کے اسي پہلو پر نظر ڈالي ' کیونکه بغیر اسکے اُس کي حقیقي نوعیت واضح نہیں هو سکتي تھي - اب آیات کي ترتیب بیان کے مطابق پورے مکالمه کي تفسیر سمجھه لیجیے :

" اَن اتاہ اللہ الملک " کي تفسیر اور اس کي ضمیر کے مرجع کے تعین میں مفسرین نے بیکار دماغ سوزي کي هے - حالانکه مطلب بالکل صاف تھا - یه قرآن حکیم کا معجزانه ایجاز بلاغت هے که صرف ایک جمله کہکر معامله کي پوري نوعیت آشکارا کرگئي - جس انسان نے حضرت ابراهیم سے اُن کے رب کے بارے میں کج بحثي کي تھي ' قرآن واضح کر دینا چاهتا هے که اُس نے ایسا کیوں کیا تھا ؟ کونسي چیز تھي جس نے اُسکے اندر گمراهي کا ایسا طغیان اور سرکشي کا ایسا هیجان پیدا کر دیا که پروردگار عالم کا نام سنکر بھي اپنے تکبر اور خود پرستي کے دعووں سے باز نہیں آیا ؟ " اَن اتاہ اللہ الملک " ! - یه سب کچھه اسلیے تھا که وہ پادشاہ تھا - یعني یه تاج و تخت کي بڑائي اور حکومت کے فاني اختیارات کا گھمنڈ تھا ' جس نے اُسے اس درجه مغرور اور بر خود غلط بنا دیا تھا - اس تصریح سے یه حقیقت واضح هوگئي که قرآن حکیم کا مطلب یه نہیں هے که وہ شخص شخصاً خدائي کا مدعي تھا - کیونکه اگر ایسا هوتا تو کیوں کہا جاتا که " ان اتاہ اللہ الملک " پس معلوم هوا ' یه پادشاهت کا گھمنڈ تھا ' اور پادشاهت کے گھمنڈ سے گمراهي کي ایسي هي فکري حالت پیدا هو جایا کرتي هے -

" حاج ابراهیم في ربه " سے معلوم هوا که حضرت ابراهیم نے جب اُس پادشاہ کو ظلم و استبداد اور فساد و طغیان پر سرزنش کي ' اور پروردگار عالم کے احکام سے سرکشي کرنے کے نتائج سے ڈرایا ' تو وہ حضرت ابراهیم سے کج بحثي کرنے لگا - یعني اُس خدا کے بارے میں کج بحثي کرنے لگا جس کي مدد و نصرت کے بھروسه پر وہ تن تنہا ایک جابر و قاهر پادشاہ کا مقابله کر رهے تھے ' اور ڈرنے کي جگه ڈرا رهے تھے ! چونکه وہ اپنے دیوتاؤں کي پرستش کرنے کے سوا اور کسي طریق عبادت سے آشنا نه تھا ' اس لیے اُس نے کہا : وہ تمہارا خدا کون هے اور کہاں هے جس کي مدد کے بھروسے پر میرے سامنے اُکھڑے هوئے هو ' اور مجھه جیسے طاقتور پادشاہ کو بے باکانه سر زنش کرنے کي جرأت کرتے هو ؟ حضرت ابراهیم نے اس کے جواب میں کہا : " ربي ' الذي یحيي و یمیت " تمہارے دیوتاؤں کي طرح میرا کوئي خاص دیوتا نہیں هے - میرا ایمان تو اُس پروردگار عالم پر هے جس کے قبضه و تصرف میں تمام مخلوقات کي موت و حیات هے -

حضرت ابراهیم کا یه ارشاد کوئي فلسفیانه استدلال نه تھا - اُنھوں نے ایک ایسي سیدھي سادي بات کہدي تھي ' جس کا فطري طور پر هر انسان کے دماغ میں اذعان موجود هے - بشرطیکه اُس نے اپني خلقي بصیرت بالکل ضائع نه کردي هو - هر انسان وجداني طور پر محسوس کرتا هے که موت و حیات ایک ایسي چیز هے ' جس کا اختیار صرف اُسي ذات کے هاتھه میں هے جو اِس تمام کارخانۂ هستي کي خالق هے - اُس کے سوا کوئي نہیں جو زندگي کا بخشنے والا اور پھر زندگي پر موت طاري کر دینے والا هو - بات بالکل صاف اور واضح تھي - لیکن بابل کا متکبر پادشاہ جو اپني پادشاهي کي طاقتوں کے نشه میں چور تھا ' حضرت ابراهیم کو زک دینے کے لیے اور ان کي دعوت ایماني کي تحقیر کے لیے بول اُٹھا " انا احيي و امیت " واہ ' یه تمہارے خدا کي کونسي بڑي طاقت هوئي که مارتا هے اور جلاتا هے - یه بات تو مجھے بھي حاصل هے - هزاروں لاکھوں انسانوں کي جان میرے قبضۂ و تصرف میں هے - میں پادشاہ هوں - جسے چاهوں قتل کر ڈالوں ' جسے چاهوں بخشدوں -

بلا شبه یه جواب انتہا درجه جہل و ضلالت کا جواب تھا - حضرت ابراهیم نے کیا بات کہي تھي ' اور اس مغرور نے اُس کا مطلب کیا سمجھا - لیکن چونکه حضرت ابراهیم کا طریق مخاطبت " هدایت " کا طریقه تھا - " جدل " کا نه تھا ' اسلیے اُسکي جاهلانه بات پر بالکل متوجه نه هوے - وہ سمجھه گئے - غذا اگرچه نہایت عمدہ غذا تھي ' لیکن اس بیمار کا معدہ هضم نه کرسکا - اسے دوسري غذا دیني چاهیے - چنانچه انھوں نے فوراً دوسري بات فرما دي " فان اللہ یاتي بالشمس الخ " یه بات سنکر اس متمرد کي ساري کج بحثي ختم هوگئي ' اور اچانک حقیقت کي جھلک سامنے آ گئي - موت اور حیات والي بات اگرچه ایک حق پسند انسان کیلیے نہایت واضح بات تھي ' لیکن اس مغرور و جاهل کي فکري حالت شدت طغیان و غفلت سے اس قدر مسخ هو چکي تھي ' که کج بحثي کي ایک راہ نکال هي لي - لیکن یه دوسري بات اُس کي فکري حالت کے مطابق اس درجه اوقع في النفس تھي ' که حقیقت کي طرف سے آنکھه بند کر لینے کا کوئي موقعه باقي نه رها - سورج سر پر چمک رها تھا ' اور وہ هر روز کي طرح آج بھي مشرق هي سے نکلتا هوا دکھائي دیا تھا ' اور مغرب هي کي طرف غروب هونے کیلیے ڈھل رها تھا - صدیوں سے ' هزاروں برس سے ' همیشه سے ' ایساهي هوتا چلا آیا هے - کبھي ایسا نہیں هوا هے که اُسکي مقررہ رفتار میں یا طلوع و غروب کي جهتوں میں فرق پڑا هو - پھر کیا دنیا کا کوئي حکمران ' دنیا کا کوئي شہنشاہ ' دنیا کي کوئي بڑي سے بڑي طاقت بھي ایسي هے جو ایک دن کیلیے اُس کا رخ بدل دے ؟ ایک دن کے لیے نہیں ' ایک گھنٹه کیلیے ' ایک دقیقه کیلیے ' اُسکي رفتار میں اپني مرضي سے فرق ڈال دے ؟ یه حقیقت تھي جو اُس جاهل و مغرور کے سامنے نمایاں هو گئي - اگرچه اُس کي غفلت و شقاوت اس درجه تک پہنچ چکي تھي که وہ اب بھي سر جھکانے کیلیے طیار نہیں تھا ' لیکن حقیقت کے سامنے آ جانے کے بعد شوخ چشمي سے کج بحثي کرنے کا دم خم بھي نہیں رها تھا : " فبهت الذي کفر " - اور چونکه باوجود حقیقت کے نمایاں هو جانے کے وہ اعتراف حق پر آمادہ نہیں هوا ' اسلیے فرمایا " و اللہ لا یهدي القوم الظالمین " خدا کا قانون

پھر جب يهي عالم رائل سوسائٹي کا صدر منتخب ھوا ، تو اُس نے اپني صدارتي تقرير ميں اِس مذھب کي طرف اشارہ کرتے ھوے کہا :

" ميں نے مسلسل ۳۵ - سال اِس مذھب کي تحقيق کي ھے - بہت سي نئي معلومات بھي حاصل کي ھيں - ميں عنقريب ايک نئي کتاب شايع کرنے والا ھوں "

اِس مذھب کے ابتدائي ماننے والوں ميں ايک جليل القدر نام الفرڈ رسل ويلس کا بھي ھے - يهي وہ مشہور عالم ھے جس نے ٹھيک اُسي زمانہ ميں مذھب نشؤ و ارتقاء کا اکتشاف کيا تھا ، جبکہ ڈارون کو اُس کا سراغ ملا تھا - اِس نے اِس مذھب کے بارے ميں دو مستند کتابيں " دور جديد کے معجزات " اور " مذھب روحي کي مدافعت " کے نام سے شايع کيں - اول الذکر کتاب ميں لکھتا ھے :

" ميں سراسر ملحد تھا - اپنے مادي مذھب کے سوا کسي بات پر بھي يقين نہيں رکھتا تھا - ميں تصور بھي نہيں کر سکتا تھا کہ اِس عالم ميں مادہ اور اس کي قوت کے سوا کوئي روحاني زندگي بھي موجود ھے - ليکن ميں نے بے شمار تجربوں اور مشاھدوں کے بعد اپنے آپ کو مجبور پايا کہ اِس جديد مذھب کي تصديق کروں - ...... يہ اُس وقت کي بات ھے جب ميں روح کے وجود کا قائل نہ تھا - بہت مدت کے بعد مجھے مان لينا پڑا کہ يہ امور واقعي روح ھي کے ذريعہ واقع ھوتے ھيں ، کيونکہ اُن کي کوئي دوسري تعليل ممکن ھي نہيں ھے "

مشاھير علماء ميں ايک اٹالين عالم لومبروزو Lombroso ھے - يہ علم الجرائيم کا باني ھے - پہلے يہ اِس مذھب کا سخت مخالف تھا اور اس کے ماننے والوں کو مجنون قرار ديتا تھا - ليکن تحقيقات اور ذاتي تجربہ کے بعد اُس کا پر جوش حامي بن گيا - اُس نے مشہور فرنچ عالم فلکيات فلا مريون Camille Flammarean اور فرنچ اکاڈيمي کے پروفيسر چارلس ريشيے کے ساتھہ ملکر اِس مذھب کا طويل مطالعہ کيا اور اپني تحقيقات کے نتائج ايک کتاب کي صورت ميں شائع کيے - اس کتاب کے مقدمہ ميں وہ لکھتا ھے :

" اپني خاص علمي تربيت اور نفسي ميلان کي بنا پر ميں مذھب روحي کا سب سے بڑا دشمن تھا - مجھے يہ بات بالکل بديھي معلوم ھوتي تھي کہ ھر قوت مادہ ھي کا ايک خاصہ ھے ، اور ھر فکر ، دماغ ھي کا ايک فعل ھے - اس کے سوا ميں کچھہ تصور ھي نہيں کر سکتا تھا - ميں اِس مذھب کے ماننے والوں کا مضحکہ اڑايا کرتا تھا - ليکن حق و حقيقت پر ميري فريفتگي بالآخر ميرے ميلان نفس پر غالب آگئي - مسلسل تجربوں اور مشاھدوں کے بعد اب مجھے اس پر پورا يقين ھے "

اِن کے بعد پروفيسر ھاڈسن ، پروفيسر ميرس (کيمبرج) سٹنٹون موزس (آکسفورڈ) سر جان کاکس ، پروفيسر پارکس ، مسٹر گلاڈسٹون ، مسٹر بالفور وغيرہ انگريز علماء اور مدبروں نے بھي اِس کي تحقيقات کي ، اور اعتراف پر مجبور ھو گئے -

اِسي طرح فرانسيسي علماء ميں قابل ذکر چارلس ريشيے ، کيميل فلا مريون ، ڈاکٹر مکسويل ، پيير گانيہ ، پيير دورو ، پاراتوک وغيرہ ھيں - جرمني اور امريکا کے بہت سے اقطاب علم بھي اِس کے معتقد ھو چکے ھيں - اُن کے نام اور مباحث آيندہ اپنے محل ميں آئينگے -

مشہور فرانسيسي عالم فلسفہ ، جان رينو نے سنہ ۱۸۹۵ء ميں کہا تھا :

" يہ فرض نہيں کيا جاسکتا کہ يہ تمام علماء فريب اور تدليس کے ذريعہ ، اوھام و خرافات کي برباد شدہ حکمراني پھر قائم کر ديني چاھتے ھيں - اِس خيال کي بھي گنجائش نہيں کہ يہ لوگ بالکل سادہ لوح ھيں ، اور اپني حماقت کي وجہ سے اِن امور پر يقين لے آئے ھيں ، کيونکہ علمي تجارب ميں ان اکابر علم کي دقت نظر معلوم و مسلم ھے "

علم نفسيات کا مشہور ماھر پير جانے اپني کتاب ميں جو اِسي موضوع پر ھے ، لکھتا ھے :

" مذھب روحي ، ھر اعتبار سے دقيق مطالعہ اور اصولي بحث کا مستحق ھے - اِس ميں شک اور تضحيک کي بالکل گنجائش نہيں ھے - ھميشہ فريب ، فريب ، پکارتے رھنا بھي صحيح نہيں ھے - کيونکہ يہ تحريک جس نے يورپ ميں اپنے بے شمار مراکز قائم کرليے ھيں اور عقلاء و علماء کا ايک جم غفير اُس کا علم بردار بن گيا ھے ، سراسر دھوکا اور فريب نہيں ھوسکتي - ضرورت ھے کہ منکرين ايمانداري کے ساتھہ اُس کا مطالعہ کريں "

پروفيسر چارلس ريشيے (رکن فرانسيسي اکاڈيمي اور مدرس طبي يونيورسٹي) اپنے ايک مقالہ ميں جو اُسکے مقالات کے مجموعہ مطبوعۂ سنہ ۱۸۹۳ ميں شايع ھوا ھے ، لکھتا ھے :

" يہ ناممکن ھے کہ انگلستان ، امريکا ، فرانس ، جرمني ، اِٹلي کے يہ تمام علماء و فلاسفہ فريب خوردہ ھوں - منکرين ، روحي مذھب پر جتنے بھي اعتراض کرتے ھيں ، سب کے سب اِن علماء کے پيش نظر تھے - فريب سے بچنے کے ليے بھي يہ پوري احتياط برتتے تھے - ميں ھرگز تسليم نہيں کرسکتا کہ يہ تمام عقلاء سراسر وھم و مکر کا شکار ھوگئے ھوں "

مشہور فرانسيسي عالم گبريل دولاں اپني کتاب ميں جو محاضرات ارواح پر لکھي ھے ، لکھتا ھے :

" جب رابرٹ ھير ، موابس ، اور اڈمون کے درجہ کے لوگ امريکا ميں ، اور کروکس ، ويلاس ، لواج ، انگلستان ميں ، اکزاکوف ، بٹررلوف ، روس ميں ، فيشنر ، زولڈ ، جرمني ميں ، کسي بات کي صحت پر زور ديں ، تو ھم يہ تسليم کرلينے پر مجبور ھو جائينگے کہ يہ بات ضرور کوئي علمي حقيقت ھے ، اور ھر لحاظ سے بحث و نظر کي مستحق ھے - مذھب روحي کا بھي يهي حال ھے - يہ علماء اُس کے معتقد ھيں - لہذا اُسے سراسر خرافات قرار دينا ، عقلمندي سے بعيد ھے "

يہ عجيب بات ھے کہ اِس مذھب کے تقريباً تمام ماننے والے مشاھير علماء ، شروع شروع ميں اِس کے سخت مخالف تھے ، اور اِس کي تحقيق پر محض اِس ليے مستعد ھوئے تھے کہ روحانيات کا فريب طلسم توڑ کر ضعيف الاعتقاد انسانوں کو نجات دلائيں ، مگر تحقيقات کے بعد اُن کي رائے بدل گئي ، اور خود معترف و مصدق ھوگئے !

* * *

روح کا ابتدائي ظهور

جيسا که استحضار ارواح کے معتقدوں کا خيال هے

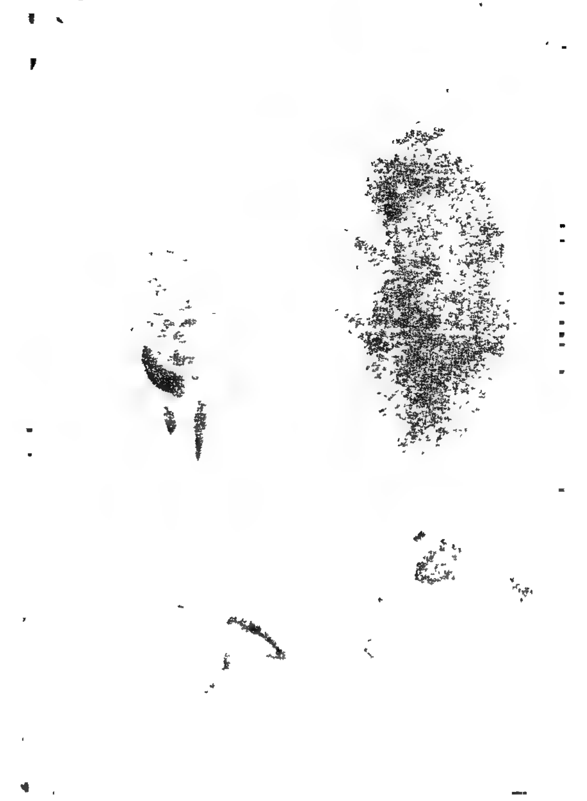

اِس واقعه کے بعد روح کي بے قراري دور هوگئي، ليکن مستر جان فاکس کي دونوں لڑکيوں کے پاس وه برابر آتي جاتي رهي - يهاں تک که يه لڑکياں اُس سے از حد مانوس هوگئيں - پهر اُس کے ساتهه کئي دوسري روحيں بهي آنے لگيں، اور بات چيت کا طريقه بهي زياده صاف اور معين هوگيا - صورت يه هوئي که ايک بهن حروف ابجد ايک ايک کرکے پڑهتي جاتي تهي، اور هر حرف پر روح ايک يا دو مرتبه کهٹکهٹا ديتي تهي - اِس طرح تمام حروف کي علامتيں طے پاگئيں، اور گفتگو آساني سے سمجهي جانے لگي -

ايک دن روح نے آکر دونوں بهنوں سے درخواست کي که وه ايک اعلان عام کے ذريعه نيويارک کے کسي بڑے ايوان ميں لوگوں کو جمع کريں اور روح کے وجود و بقا کا ثبوت پيش کر ديں - مگر بهنوں نے اِس سے انکار کيا - وه ڈرتي تهيں، لوگ اُنهيں جادوگر خيال کرينگے - ليکن روح نے اصرار کيا " ميں انسانوں کو يقين دلانا چاهتي هوں که روح کبهي فنا نهيں هوتي - محض اِسي غرض سے ميں نے تم سے تعلقات قائم کرنے کي يه سخت تکليف برداشت کي هے - اب اگر تم ميري درخواست منظور نهيں کروگي، تو تم سے قطع تعلق کرلونگي " بهنوں نے اب بهي انکار کيا - اِس پر روح نے اپني آمد و رفت موقوف کردي !

دونوں بهنيں روح کي ناراضگي سے نهايت غم گيں هوئيں - کيونکه وه اُس سے حد درجه مانوس هوچکي تهيں - مجبوراً اُنهيں روح کا کهنا ماننا پڑا، مگر اِس شرط پر که پهلے وه تهوڑے آدميوں کے روبرو يه بات پيش کرينگي - پهر بتدريج عام مجمعوں کے سامنے ظاهر هونگي - روح نے يه شرط منظور کرلي، اور دونوں بهنوں نے نج کے مکانوں ميں خاص خاص علماء کے سامنے يه حيرت انگيز امور ظاهر کرنا شروع کرديے - پهر بتدريج جرأت پاکر عام اجتماعوں ميں بهي تقريريں کيں - لوگوں نے يه تمام امور ديکهے، اور هر طرح کي احتياطيں کي گئيں، مگر کسي فريب کا پته نه لگا سکے - تهوڑي هي مدت ميں يه خبريں تمام ملک ميں مشهور هوگئيں، اور هر جگه اُن کا چرچا هونے لگا -

سب سے پهلے مستر اڈمونڈس امريکن مجلس خواص کے صدر کو اِس معامله کي تحقيقات کا خيال پيدا هوا - اُس نے علمي طور پر هر پهلو سے جانچ کي - ليکن بالاخر اُس کي صحت پر ايمان لے آيا، اور اپني تحقيقات کے نتائج اخبارات ميں شائع کرديے - اس تحرير کے شايع هوتے هي تمام امريکه ميں هلچل پڑگئي - اخبارات نے بري طرح اُس پر لے دے شروع کردي - بالاخر وه مجبور هوا که اپنے عهدے سے دست بردار هوجائے اور آزادي کے ساتهه اِس حقيقت کي مزيد تحقيق و تجربه ميں مشغول هوجائے - چنانچه اُس کي سعي و همت سے اِس نئے مذهب کو بهت شهرت حاصل هوگئي -

اُس کے بعد پروفيسر مابس، جو امريکن اکاڈيمي ميں علم کيميا کے ماهر تهے، اِس جانب متوجه هوئے - اُنهوں نے بهي اس کي تصديق کي، اور اپنے نتائج بحث پوري جرأت سے شايع کر ديے -

اِن کے بعد پروفيسر رابرٹ هير اِس ميدان ميں آئے - طويل بحث و نظر کے بعد يه بهي اس کے قائل هوگئے - اور ايک نفيس کتاب " نفسي ظواهر پر مباحث " کے نام سے شايع کي -

اِن تحريروں کا نتيجه يه هوا که عام بحث شروع هوگئي - امريکا ميں کوئي عالم بهي ايسا نه تها جس نے موافقت يا مخالفت ميں کچهه نه کچهه نه لکها هو -

امريکا سے يه مذهب انگلستان پهنچا - يهاں سب سے پهلے مشهور کيمياوي وليم کروکس نے اُس پر نظر ڈالي - بعض انگريز وسيطوں کے ذريعه خود بهي تجربے کيے - بالاخر اس کي صداقت کا معترف هوگيا، اور ايک کتاب بهي اسکي تائيد ميں لکهکر شايع کي - اِس کتاب کا نام بهي " نفسي ظواهر پر مباحث " تها - اِس ميں وه ايک مقام پر لکهتا هے :

" چونکه ميں اِن واقعات کي پوري طرح تحقيق کرچکا هوں، اِس ليے يه ميري سخت اخلاقي بزدلي هوگي اگر اپني شهادت محض اِس خوف سے مخفي رکهوں، که لوگ اُس کا مضحکه اڑائيں گے - يه وه لوگ هيں جو اِس بارے ميں کوئي علم نهيں رکهتے - اُن کے پاس کوئي يقين اور برهان نهيں هے - ليکن ميں نے اِس معاملے کي پوري طرح تحقيق کرلي هے، اور اُس کي حقانيت پر پخته يقين رکهتا هوں "

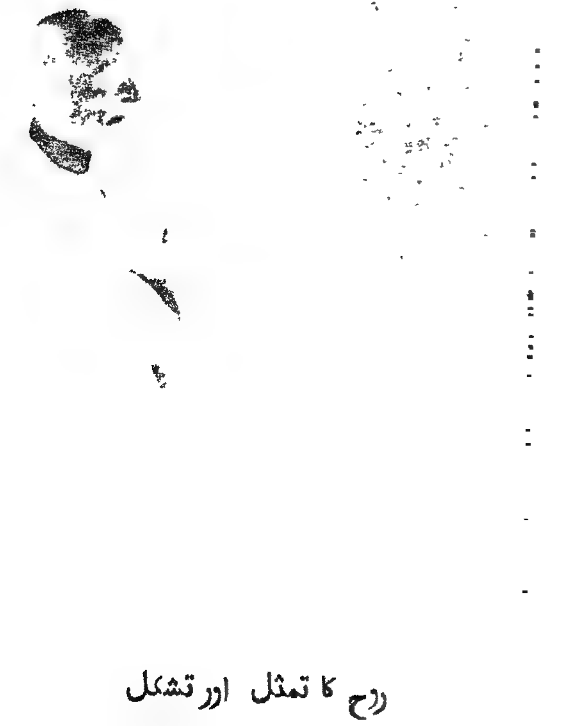

روح کا تمثل اور تشکل

جيسا که اِس مذهب کے معتقدين کا خيال هے

بريد فرنگ

حجاز اور سمرقند !

به بين تفاوت ره از كجاست تا بكجا ؟

پچھلي ڈاک کے انگريزي رسائل کے بعض مصور مضامين نهايت دلچسپ هيں - ممکن هے ' بعض نگاهوں کيليے عبرت انگيز بهي هوں !

ايک مصور رساله نے دو تصويريں بالمقابل شائع کي هيں ' اور اُن کے ليے يه سرخي تجويز کي هے : " حجاز سے سمرقند تک ! "

ايک طرف سلطان عبدالعزيز ابن سعود کي تصوير هے - اُس کے نيچے حکومت حجاز کے نئے احکام درج کيے هيں جن ميں احکام شرع کے اتباع و عمل پر زور ديا گيا هے ' اور وہ تمام باتيں قانوناً لائق تعزير قرار دي هيں جو اخلاق و آداب شرع کے خلاف هوں - حتی که باشندگان حجاز کے ليے ڈاڑهي منڈانا بهي حکماً روک ديا هے -

دوسري طرف ترکستان کے مشهور تاريخي شهر سمرقند کے ايک اجتماع کا مرقع هے - يه اجتماع مردوں کا نه تها - خانه نشين عورتوں کا تها ' اور ايک جلوس کی صورت ميں اس ليے " بازار سراے " ميں جمع هوا تها ' تاکه " آينده کے ليے نقاب اور برقع کے استعمال سے عورتيں انکار کرديں !

به بيں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؟

اِس واقعه کي اِطلاع خبر رساں ايجنسيوں کے ذريعه دنيا ميں مشتهر هوچکي هے ' ليکن اب تفصيلات بهي يورپ کے اخبارات ميں آگئي هيں -

قارئين الهلال کي دلچسپي کيليے دونوں تصويريں نقل کردي جاتي هيں - پهلي تصوير ميں دراز قد صورت سلطان ابن سعود کي هے - دوسرے مرقع ميں سمرقند کي خواتين کا هجوم نماياں هے ' جو ايک جلوس کي صورت ميں بازاروں سے گزر رها هے -

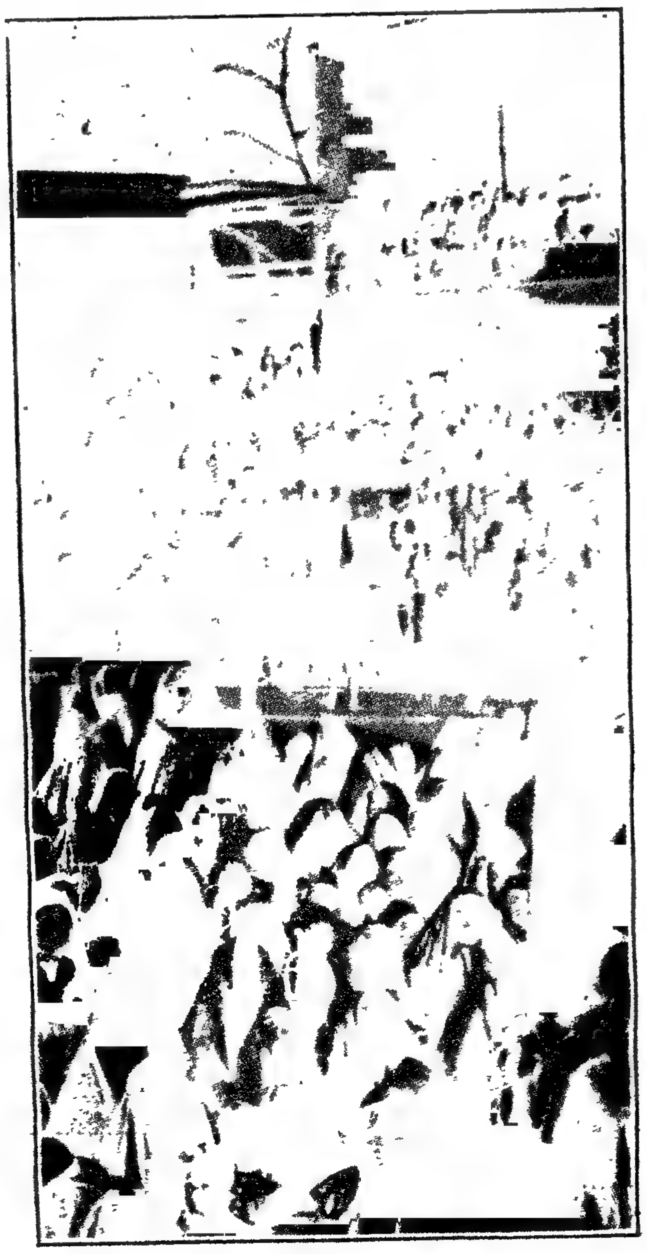

ميڈونا کيليے هندوستاني نمونه

" سنيتا اور " انور "

انگلستان کا امريکن نژاد سنگ تراش جيکب ايسٹين Jacob Epstein کچهه عرصه سے " ميڈونا " کا ايک نيا مجسمه طيار کرنے ميں مشغول تها جسکي شهرت نے نه صرف بر اعظم يورپ کي بلکه امريکه کے ماهرين فن کي بهی توجه اور دلچسپي حاصل کر لي تهي -

رفته رفته يه شهرت يهاں تک بڑهي که ابهي صناع اپنے کام سے فارغ بهي نهيں هوا تها که امريکه کے قدر شناسان فن نے مجسمه اپني سر زمين کے ليے حاصل کر ليا - اب مسٹر جيکب مجسمه ليکر نيو يارک جا رهے هيں ' تا که وهاں پهلي مرتبه اس کي نمايش کريں - تازہ ڈاک کے اخبارات و رسائل ميں کوئي پرچه ايسا نهيں هے جس نے اس معامله سے اپني دلچسپي ظاهر نه کي هو -

معامله کا نهايت دلچسپ پهلو يه هے که صناع نے " ميڈونا " اور اسکے بچے کيليے ايک هندوستاني خاتون اور اس کے دہ ساله بچے کا چهرہ بطور نمونه کے استعمال کيا هے - خيال کيا جاتا هے که اس يوناني ديوي اور مسيحيت کي " مقدس کنواري " کا يه پهلا مجسمه هے ' جسکے خال و خط ميں هندوستاني چشم و ابرو کا عنصر آميز کيا گيا هے - يه آميزش فن کے لحاظ سے کهاں تک قابل تحسين هے ؟ اِس پر انگلستان اور امريکه کے ماهرين فن نے ايک طول طويل سلسلۂ نزاع جاري کر ديا هے - اُميد کي جاتي هے که نيو يارک کي نمايش کے بعد يه نزاع اور زياده وسعت اور اهميت پيدا کرليگي !

آثار عتیقہ

فرانس کی نئی اثری دریافت

عہد حجري کي عجيب و غريب آشياء

حال ميں فرانس کي ايک جديد اثري دريافت نے علماءٔ آثار کي غير معمولي توجہ حاصل کرلي ہے -

فرانس کے وسطي حصہ ميں ايک غير معروف قريہ گلوزل Glozel نامي واقع ہے - يہاں ايک کاشتکار اپني زمين کا ايک حصہ کسي ضرورت سے کھدوا رہا تھا - يکايک اس طرح کي علامتيں نماياں ہوئيں ' جيسے يہاں کبھي پتھر کي ديواريں رہ چکي ہوں - زيادہ کھودنے سے ايک ايسي راہ پيدا ہوگئي ' جو کسي مصنوعي غار کے دہانے سے مشابہہ تھي !

جب يہ خبر مشہور ہوئي تو حکام نے موقعہ پر پہنچکر تحقيقات کي - کھدائي کا کام جاري رکھا گيا ' اور غار ميں آتر کر اس کي اندروني ساخت اور حالت کا پتہ لگايا گيا - مختصر يہ کہ معلوم ہوگيا ' يہ حصہ کسي قديم زمانہ کي انساني يادگاروں کا ذخيرہ ہے جسے انقلابات زمانہ نے زير زمين دفن کرديا - يہاں نہ صرف پتھر کي ديواروں کے آثار ملے ' بلکہ تاريخي اشياء کا ايک عجيب و غريب مجموعہ بھي برآمد ہوا - يہ پتھر کي بني ہوئي بے شمار چيزيں ہيں جن ميں سے کچھہ تو اوزار ہيں جن کي نوعيت اچھي طرح سمجھہ ميں آجاتي ہے ' ليکن بڑي تعداد اس قسم کي چيزوں کي ہے ' جن کي وضع و شکل سے ان کي اصليت کا پتہ لگانا دشوار ہے - بعض مدور ہيں - بعض مربع ہيں - بعض پر اس طرح کے نقوش ہيں کہ معلوم ہوتا ہے ' شايد اِن کے ذريعہ کسي عجيب الہئيت انسان يا حيوان کے سر کا نقشہ دکھلانا مقصود تھا - بعض پتھر کے ٹکڑے ايسے ہيں جنھيں کسي خاص وضع و ہئيت کي شکل نہيں دي گئي ہے ' مگر اُن پر مختلف قسم کے خطوط کندہ ہيں -

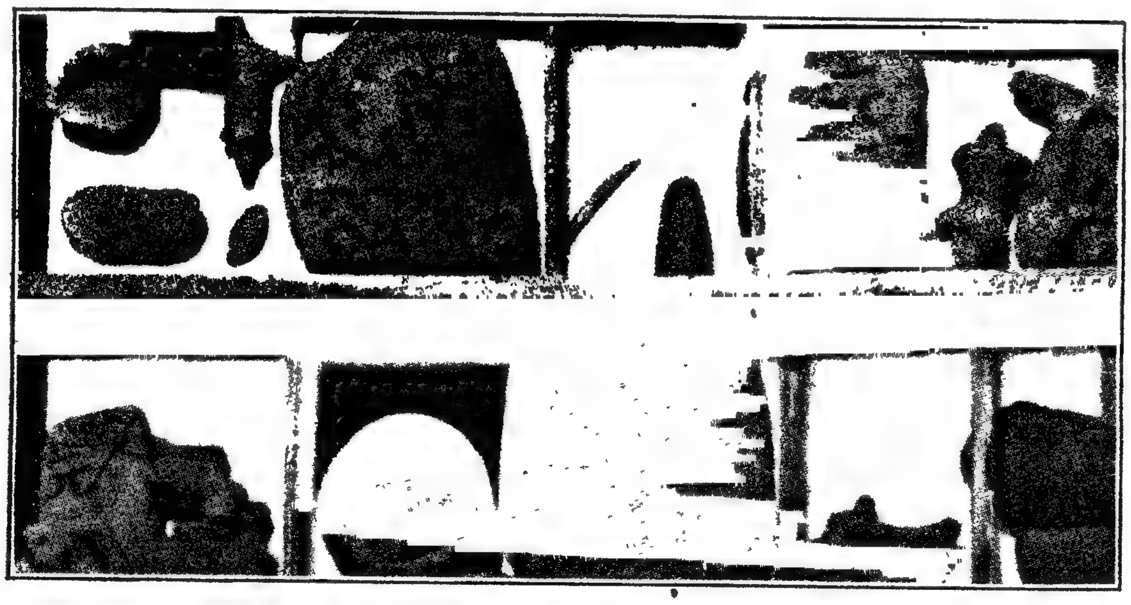

گلوزل کے آثار کا ايک حصہ ' جسميں منقش پتھر دکھائے گئے ہيں -

يہ تمام چيزيں بعض محققين علم الاثار کے سامنے پيش ہوئيں اور انھوں نے علمي نظر سے ان کا مطالعہ شروع کرديا -

علماء آثار ميں سے ايک گروہ کي رائے ميں يہ چيزيں قبل از تاريخ عہد کي ہيں - يعني دس سے تيرہ ہزار برس پيشتر تک کي پراني ہيں - وہ اسے نيوليتھک (Neolithic) عہد کا بقايا قرار ديتے ہيں - يعنے ابتدائي انسان کے حجري عہد کا ' جب کہ وہ اپني ضروريات زندگي کے ليے صرف پتھر ہي استعمال کرنا جانتا تھا -

ليکن ايک دوسرا گروہ انہيں اس قدر اہميت نہيں ديتا - وہ کہتا ہے ' يہ زيادہ سے زيادہ سولہ سترہ سو برس کي پراني چيزيں ہيں جب سر زمين گال پر روميوں کا قبضہ ہوا تھا - وہ اپني اس رائے کے ثبوت ميں دو چيزوں سے استدلال کرتا ہے - پتھر کي بني ہوئي عجيب الہئيت صورتوں سے - اور پتھروں کے حروف و نقوش سے - اٹلي اور ايشائے کوچک سے بکثرت رومي عہد کي ايسي ہي عجيب الہئيت صورتيں نکل چکي ہيں ' اور ان کي نسبت طے پاچکا ہے کہ يہ رومي ساحروں کے آلات سحر تھے - وہ ان صورتوں کے ذريعہ اپنے سحري علميات انجام ديا کرتے تھے - حروف جو ان پتھروں پر کندہ ہيں ' فينيقي خط کے ہيں ' اور ظاہر ہے کہ يہ خطوط صرف روميوں ہي کے ذريعہ فرانس پہنچ سکتے تھے - ان اشياء ميں مچھلي کے شکار کي ايک بنسي بھي نکلي ہے جو ہرن کي ہڈي کي بني ہوئي ہے - اس سے بھي دوسرے گروہ کے خيال کي تصديق ہوتي ہے -

ليکن پہلے گروہ کا استدلال پتھر کے اُن بے شمار آلات سے ہے ' جن کي نوعيت اُن کے حجري عہد سے تعلق رکھنے کا پوري طرح يقين دلاتي ہے -

حال ميں ايک مشہور اور مستند اثري محقق ڈاکٹر کيميلے جولياں نے ان آثار کي نسبت اپني تحقيقات کا خلاصہ شائع کيا ہے - يہ تحقيقات ايک حد تک دونوں جماعتوں کے ليے تشفي بخش ہوسکتي ہے - ڈاکٹر موصوف کا خيال ہے کہ دونوں رائيں اپني اپني جگہ صحيح ہيں - اس ليے کہ دونوں کا استدلال برآمد شدہ اشياء ہي پر مبني ہے - پہلا گروہ حجري آلات و اسلحہ کي نوعيت اور قدامت سے استدلال کرتا ہے - دوسرا اُن مورتيوں اور نقوش سے جو بلا شبہ رومي ساحروں کے آلات سحر ہيں - ليکن کيا يہ ممکن نہيں کہ قديم زمانے کے کسي حادثہ نے يہ دونوں قسم کي چيزيں اس محل ميں يک جا کردي ہوں ؟ حجري آلات و اسلحہ عہد حجري ہي کا بقايا ہوں ' اور مورتياں اور نقوش رومي عہد کي ہوں ؟

تاریخ و عبر

عرب خلفاء و سلاطین کے مختصر جواب

عرب خلفاء و سلاطین کی فصاحت و بلاغت مشہور ہے۔ یہ بلاغت سب سے زیادہ اُن کے مختصر جوابات میں ظاہر ہوا کرتی تھی جو وہ درخواستوں پر لکھ دیا کرتے تھے۔ ذیل میں چند نمونے ملاحظہ ہوں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

عمرو بن العاص کے جواب میں لکھا:

"اپنی رعیت کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو، جیسا سلوک امیر المومنین کا اپنے ساتھ چاہتے ہو"

مصر کے بعض لوگوں نے مروان بن الحکم کی شکایت لکھ بھیجی۔ آپنے جواب میں یہ آیت لکھ دی:

"فان عصوک فقل انی بریٔ مما تعملون" (اگر وہ تیری نا فرمانی کریں تو کہدے، میں تمھارے عمل سے بری ہوں)

حضرت سعد بن ابی وقاص نے اپنے لئے گھر بنانے کی اجازت طلب کی۔ آپنے جواب دیا۔

"ایسا گھر بنالے جو تجھے بادِ سموم اور مینہ سے چھپا سکے"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

ایک شخص نے اپنی مالی مشکلات کی شکایت بھیجی۔ آپنے جواب دیا:

"ضرورت بھر کا حکم تیرے لئے دیا ہے۔ اللہ کے مال میں اسراف کی گنجایش نہیں"

حضرت علی علیہ السلام

حصین بن المنذر نے لکھا کہ قبائل ربیعہ کے بہت سے آدمی قتل ہو چکے ہیں۔ آپنے جواب دیا:

"بقیۃ السیف میں زیادہ فراوانی ہوتی ہے"

اشتر نخعی نے ایک شخص کی شکایت کی۔ آپنے جواب لکھا۔

"کامل مکمل آدمی اس دنیا میں کہاں ہے؟"

امیر معاویہ بن ابی سفیان

ربیعہ یربوعی نے لکھا کہ "میں بصرہ میں گھر بنانا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے کھجور کے بارہ ہزار تنے دیکر میری مدد کیجئے"

امیر معاویہ نے جواب لکھا:

"تمھارا گھر، بصرہ میں ہوگا، یا البصرہ، تمھارے گھر میں ہوگا؟"

عبد الملک بن مروان

حجاج بن یوسف والی عراق نے عراقیوں کی شکایت لکھی۔ عبد الملک نے رقعہ کی پشت پر لکھ دیا:

"نرمی کر، کیونکہ نرمی میں بھلائی ہے۔ سختی میں بُرائی ہے"

ایک مرتبہ حجاج نے اجازت طلب کی کہ عراقی سرداروں کو قتل کر ڈالے۔ عبد الملک نے لکھا:

"مبارک حاکم وہ ہے جس سے مخالفوں کو بھی اُنس ہو جائے منحوس حاکم وہ ہے جس سے موافق بھی بدل ہو جائیں"

ابن الاشعث کے خط کی پشت پر یہ شعر جواب میں لکھا:

فما بال من اسعیٰ لاجبر عظمہ حفاظاً و ینوی من سفاہۃ کسری

(اُس شخص کو کیا ہو گیا ہے جو حماقت سے مجھے توڑنے کی کوشش کرتا ہے، حالانکہ میں اُس کی ٹوٹی ہوئی ہڈی جوڑنے کی فکر میں ہوں؟)

عمر بن عبد العزیز

حاکم عراق نے عراقیوں کی شکایت لکھی۔ آپنے جواب دیا:

"جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، وہی اُن کے لئے پسند کرو۔ پھر اُنھیں جرم پر سزا دو"

ایک مظلوم نے فریاد لکھی۔ آپ نے جواب دیا:

"انصاف تیرے سامنے ہے"

ایک قیدی نے درخواست بھیجی۔ جواب لکھا:

"توبہ کر، رہا ہوجا"

ایک شخص نے اپنی بیوی کی شکایت لکھی۔ جواب دیا:

"تم دونوں حق میں یکساں ہو"

ایک عورت نے اپنے شوہر کے قید کی شکایت کی۔ جواب دیا:

"قید، حق پر ہونی چاہئے"

ایک شخص نے اپنے بیٹے کی فریاد کی۔ جواب دیا:

"اگر میں نے تیری فریاد نہ سُنی تو ظالم ہوں"

حاکم حمص نے لکھا کہ شہر کو ایک قلعہ کی ضرورت ہے۔ جواب دیا:

"عدل اور سلامتی کا قلعہ اسمیں تعمیر کردے"

سفاح (اول خلیفہ عباسی)

اپنے ایک گورنر کو لکھا:

"میں گمراہوں کو اپنا مددگار بنا نہیں سکتا"

اہل انبار نے شکایت کی کہ حکومت کی عمارت میں اُن کی زمین لے لی گئی ہے اور قیمت ادا نہیں کی گئی۔ جواب دیا:

"یہ عمارت تقویٰ پر قائم نہیں ہوئی"

پھر زمین کی قیمت ادا کر دینے کا حکم دیدیا۔

ابو جعفر منصور

ایک شخص نے اپنا وظیفہ بند ہو جانے کی شکایت لکھی۔ جواب دیا:

"خدا کی رحمت کو کوئی روک نہیں سکتا"

حاکم مصر نے لکھا کہ اس سال دریائے نیل میں طغیانی نہیں آئی۔ جواب لکھا:

"اپنی فوج کو پاک کر۔ نیل میں برکت آجائے گی"

حاکم حمص نے خط لکھا۔ اسمیں عبارت غلط تھی۔ اس لئے جواب دیا

"اپنی تحریر بدل، ورنہ میں تجھے بدل دوں گا"

سندھ کے حاکم نے لکھا کہ فوج نے شورش کر دی ہے اور بیت المال کے قفل توڑ ڈالے ہیں۔ خلیفہ نے جواب لکھا:

"اگر تو نے انصاف کیا ہوتا تو شورش نہ ہوتی۔ اگر حقوق ادا کئے ہوتے تو قفل نہ ٹوٹتے"

ہارون الرشید

حاکم خراسان کو لکھا:

"اپنے گھاؤ کا علاج کر، ورنہ بڑھ جائے گا"

خزیمہ بن حازم نے لکھا کہ میں نے ارمینیا میں داخل ہو کر قتل عام کر دیا۔ خلیفہ نے لکھا:

"تیرا بُرا ہو، بے گناہوں کو کیوں مارا؟"

شاہ روم نے لکھا:

"میں اپنی سلطنت کی ہر صلیب اور ہر بہادر کو لے کر تیرے مقابلے پر آتا ہوں"

خلیفہ نے جواب دیا:

"عنقریب جان لے گا کہ نتیجہ کیا ہوتا ہے؟"

ایک دوسرے خط میں لکھا:

"خط کے پیچھے میں آتا ہوں۔ فتح، خدا پر ہے"

ایک اور خط کے جواب میں لکھا:

"جواب، پڑھے گا نہیں، آنکھ سے دیکھے گا"

مامون الرشید

ایک شخص نے علی بن ہشام کی شکایت کی۔ مامون نے علی کو لکھا:

"شریف کی علامت یہ ہے کہ بالا دستوں پر ظلم کرتا ہے اور زیر دستوں کا ظلم سہتا ہے"

ایک دوسرے خط کے جواب میں لکھا۔

"میں تجھے اُسوقت تک اپنے قریب آنے نہیں دوں گا، جب تک تیرا فریادی میرے دروازہ پر ہے"

رستمی کی شکایت آئی۔ اسپر لکھا:

"یہ مردانگی کے خلاف ہے کہ تیرے برتن سونے چاندی کے ہوں، اور تیرا قرضخواہ تہی دست اور پڑوسی، فاقہ مست ہو"

عمرو بن مسعدہ کی شکایت کے جواب میں لکھا۔

"اے عمرو! اپنی خوشحالی کی عمارت، عدل سے قائم رکھ کیونکہ ظلم اسے گرا دے گا"

اپنے بھائی ابو عیسیٰ کی شکایت سُنکر یہ آیت لکھ بھیجی۔

"فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ" (جب صور پھونک دیا جائے گا تو رشتے ناتے باقی نہیں رہیں گے)

ابراہیم بن مہدی نے لکھا۔

"اگر آپ معاف کر دیں تو یہ آپ کا احسان ہوگا، اگر سزا دیں تو آپ کو اس کا حق ہے"

خلیفہ نے جواب لکھا۔

"انتقام کی قدرت، کینہ کو دُور کر دیتی ہے۔ خدا کا عفو سب سے بڑھ کر ہے"

ایک مرتبہ کسانوں نے شکایت کی کہ ٹڈی نے کھیت کھا لئے۔ مامون نے لکھا:

"کسانوں سے زیادہ ٹڈیوں کی مہمان نوازی ہم پر واجب ہے آدھا محصول معاف کر دیا جائے"

بهر حال همارے لیے فنون لطیفه کي اس سنجیده نزاع میں تو کوئي دلچسپي نهیں هے ' البته یه سوال یقیناً دلچسپي سے خالي نهیں که " مقدس کنواري " کے اس نئے مجسمه کے لیے جس هندوستاني خاتون کا چهره بطور نمونه کے استعمال کیا گیا هے ' وه کون هے ؟ رساله اسفیر ایک مرقع شائع کرتے هوئے همیں بتلاتا هے که یه ایک هندو خاتون مقیم انگلستان هے جس کا نام سنیتا Sunita هے ' اور اُس کے ده ساله لڑکے کا نام " انور " هے - اگر اسفیر نے ناموں کے نقل کرنے میں کوئي غلطي نهیں کي هے تو " سنیتا " کے ساتهه " انور " کا نام بجائے خود ایک دلچسپ واقعه هے ' اور یقیناً قارئین الهلال کے لیے یه کوئي ناپسندیگي کي بات نه هوگي ' اگر وه اِن دونوں صورتوں کا نظاره کر سکیں - هم اسفیر کا مرقع بجنسه نقل کر دیتے هیں - یه اُس موقعه کي تصویر هے جب صناع امریکه کے لیے روانه هو رها هے ' اور اسفیر کے لفظوں میں " هندوستاني لیڈي اور اُس کا لڑکا انور " اس کے ساتهه کهڑے هیں -

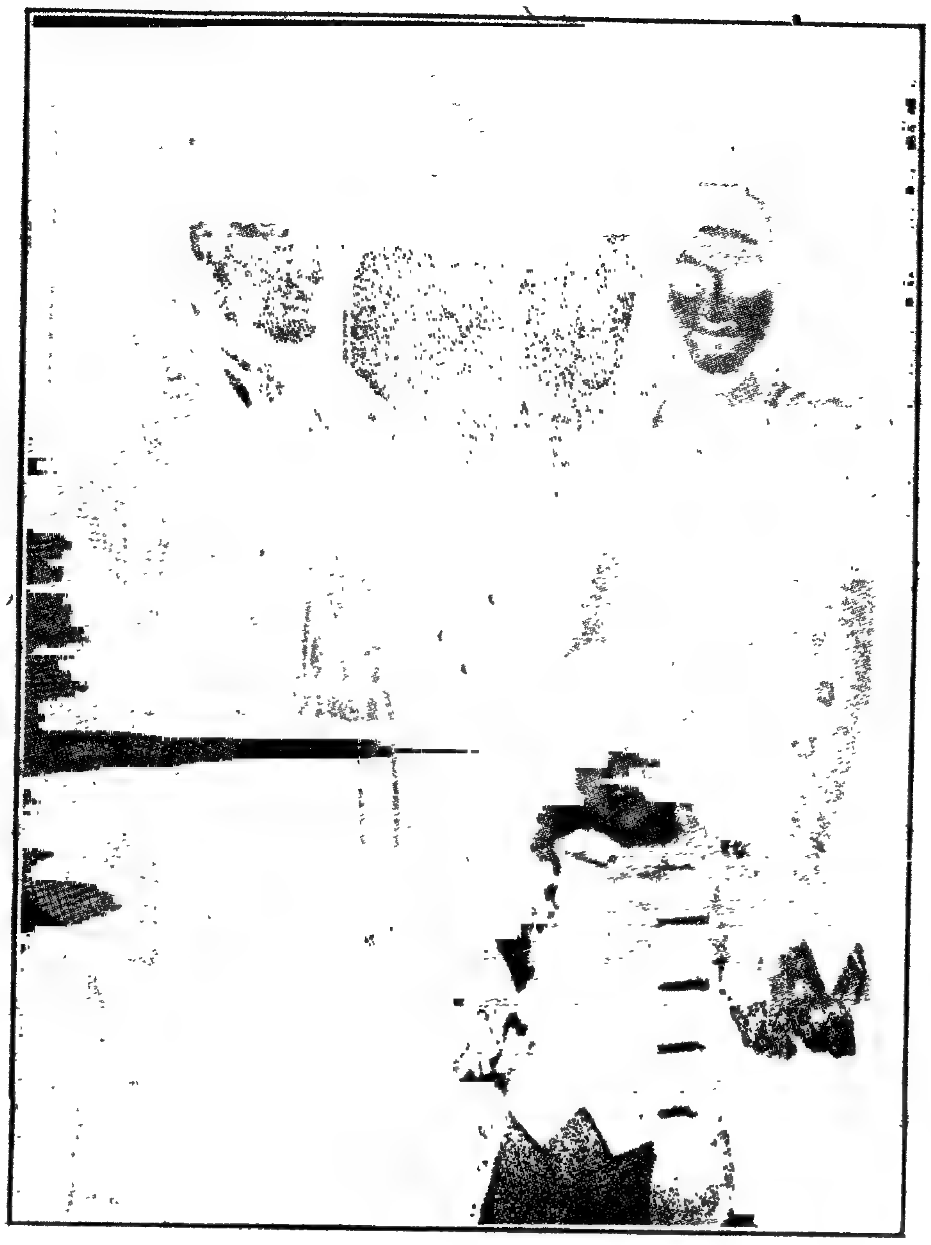

جیکب اپستین ' سنیتا ' اور انور

دوسرا طوفان نوح

اور

کشتي جس کا نام " بیت داؤد " هے !

* * *

موجوده زمانه میں یه بات کس درجه عجیب سمجهي جائیگي که انسانوں کي ایک جماعت کرهٔ ارضي کي تمام خشکیوں سے الگ هوکر دریا میں آباد هوجانا چاهتي هے - کیونکه " قدیم طوفان نوح کي طرح ایک دوسرا طوفان تمام دنیا کي بربادي کے لیے عنقریب ظهور میں آنے والا هے ! "

بات کتني هي عجیب سمجهي جائے ' لیکن واقعه یه هے که یورپ میں ایک جماعت ایسي موجود هے ' اور وه نهایت خوف و اضطراب کے ساتهه اس دوسرے عالمگیر طوفان کا انتظار کر رهي هے !

یه یهودیوں کا ایک فرقه هے - اِس نے اپنا یه هولناک اعتقاد عهد عتیق کي بعض پیشین گوئیوں سے اخذ کیا هے - انگلستان میں اس فرقه کي کافي تعداد موجود هے - اس فرقه کے سردار نے حال میں ایک نئي کشتي بهي طیار کرائي هے جس کا نام " هاؤس اف ڈیوڈ " یعنے " بیت داؤد " هے - یه کشتي آجکل دریائے ٹیمس میں موجود هے - یه فرقه یقین کرتا هے که آنے والے طوفان میں محفوظ رهنے کے لیے نئي دنیا کے ترقي یافته جهاز اس قدر مفید ثابت نهیں هونگے ' جسقدر قدیم وضع کي یه کشتي مفید هوگي - کیونکه یه " اُن تفصیلات کے ٹهیک ٹهیک مطابق طیار کي گئي هے ' جو حضرت نوح علیه السلام کي کشتي کي نسبت عهد عتیق میں موجود هیں ! "

جو مرقع آپ کے سامنے هے ' اس میں آپ اس محتاط اور دور اندیش فرقه کے سردار اور اسکے رفقاء کو مشغول اهتمام دیکهه رهے هیں !

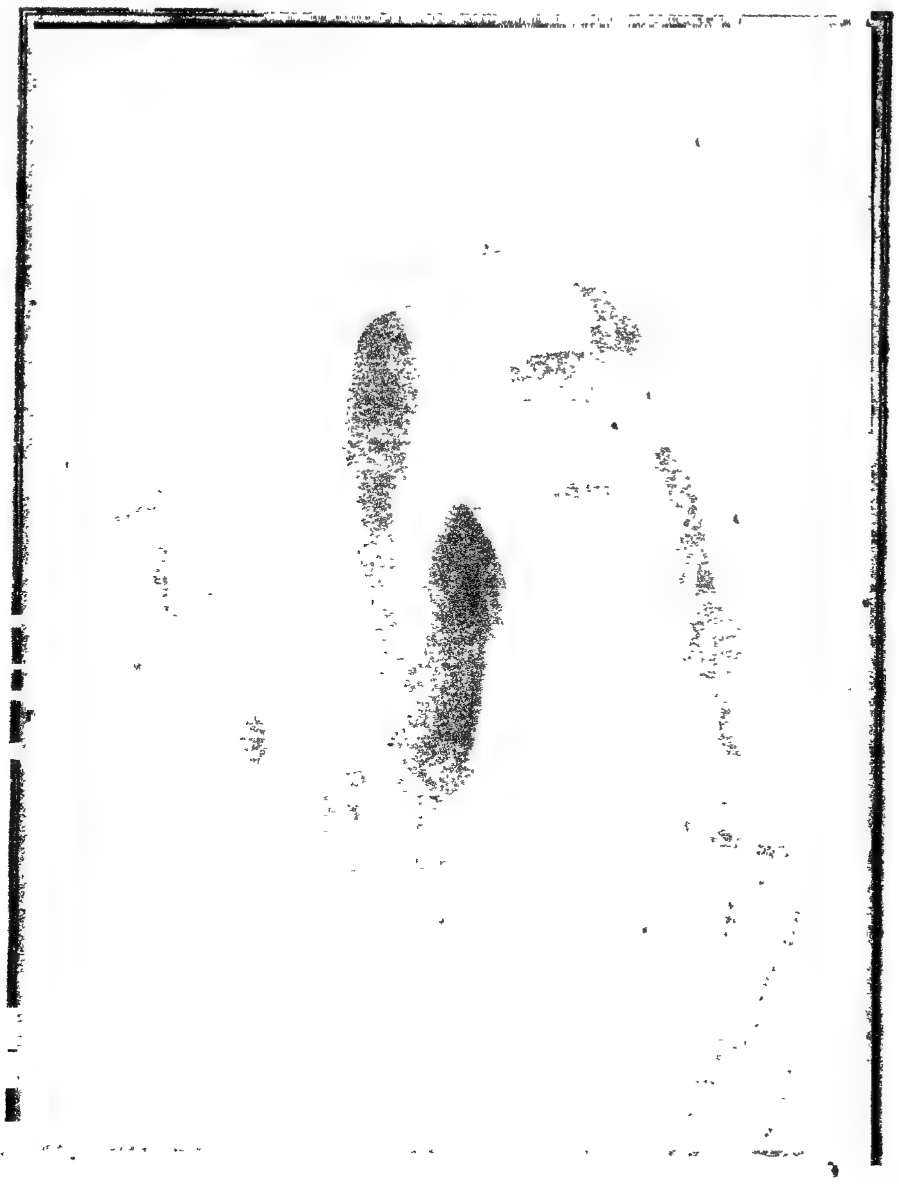

ایک اِسرائیلي فرقه کا رهنما جو ایک عالمگیر طوفان کے ظهور کا انتظار کر رها هے !

* * *

الهلال

نمبر ۱ - سے نمبر ۵ - تک جو حضرات فروخت کرنا چاهیں دفتر الهلال کو اِطلاع دیں -

منیجر

دُنیا میں روئی کی پیداوار بحساب ہنڈرویٹ

مجموعی پیداوار: ۶۶۰۰۰۰۰۰ ہنڈرویٹ

تفصیل

ملک	۱۹۱۳ء میں		۱۹۲۲ء میں	
ہندوستان	۲۱۴۰۰۰۰۰	ہنڈرویٹ	۱۵۶۰۰۰۰۰	ہنڈرویٹ
برازیل	۱۲۰۰۰۰۰	"	۲۶۰۰۰۰۰	"
مصر	۶۸۰۰۰۰۰	"	۳۲۰۰۰۰۰	"
ولایات متحدۂ امریکہ	۶۱۴۰۰۰۰۰	"	۴۱۶۰۰۰۰۰	"
دوسرے ممالک	۴۶۰۰۰۰۰	"	[illegible]۱۰۰۰۰۰	"
میکسیکو	۹۰۰۰۰۰	"	۱۵۰۰۰۰۰	"

برطانی ہندوستان میں روئی کی پیداوار ۱۹۲۴ء میں

صوبہ	ایکڑ	ہر ایکڑ میں پیداوار بحساب پونڈ
مدراس	۲۶۲۷۸۹۰	۷۸
بمبئی	۴۸۸۸۹۹۱	۱۰۲
بنگال	۵۵۰۰۰	۱۵۵
سی، پی اور برار	۴۹۳۲۸۷۷	۸۶
یو، پی	۶۳۸۶۹۸	۱۷۰
پنجاب	۱۷۴۹۳۲۸	۱۳۸
آسام	۳۹۲۹۹	۱۵۳
برما	۳۰۰۷۹۰	۹۰

ہندوستان میں روئی کے کارخانے

	روئی دُھننے اور دبانے والے کارخانے	کاتنے اور بننے والے کارخانے
بمبئی	۵۲۱	۱۸۴
سی، پی اور برار	۴۲۶	۱۴
یو، پی	۱۵۶	۱۸
مدراس	۱۴۹	۳۶
بنگال	...	۱۲
پنجاب	۱۲۰	...
سنٹرل انڈیا	۱۰۷	...
حیدرآباد	۱۴۷	...
بڑودہ	۸۳	...

ہندوستان میں روئی کی درآمد و برآمد

درآمد

سوت	۹۶۶۳۱۰۰۰	روپیہ
سوتی کپڑے	۷۲۶۶۲۰۰۰۰	"

برآمد

خام روئی	۹۱۴۷۰۳۰۰۰	روپیہ
سوت	۳۷۰۱۱۰۰۰	"
سوتی کپڑے	۷۵۷۳۶۰۰۰	"

دنیا کی $\frac{1}{5}$ روئی صرف ہندوستان میں پیدا ہوتی ہے۔

الہلال کے ابتدائی نمبر

الہلال سلسلۂ جدید کے ابتدائی نمبر، یعنی نمبر ۱۔ سے ۵ تک بعض حضرات کو مطلوب ہیں، وہ دوگنی قیمت پر خریدنے کے لئے تیار ہیں۔ دفتر کو اطلاع دیجئے (مینجر)

افسانہ

خط استوا کے افریقی قبائل

ملک نم نم

ایک افسانہ نما تاریخی سرگذشت

اسمٰعیل پاشا خدیو مصر کے زمانے میں مصری فوجیں، فتح کرتی ہوئی خط استوا تک پہنچ گئی تھیں یہ سرزمین ایسی تھی کہ مصریوں سے پہلے وہاں کوئی متمدن انسان کبھی نہیں پہونچا تھا۔ صرف بعض بَردہ فروش کبھی کبھی اُسی کی سرحدوں تک پہنچ جاتے اور غلامی کے لئے آدمی پکڑ لاتے۔

اِس سرزمین کی تمام قومیں اُسوقت (اور اب بھی) از حد وحشی تھیں۔ فاتح فوجوں کو ناقابل بیان مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک طرف موسم اور آب ہوا برداشت سے باہر تھی۔ شب و روز پانی برستا رہتا تھا۔ ہر طرف کیچڑ اور دلدلیں تھیں۔ دوسری طرف بری و بحری درندے حملے کرتے تھے۔ مچھروں کی مصیبت بھی کچھ کم نہ تھی۔ ایسے قاتل مچھر شاید ہی دنیا کے کسی حصہ میں ہوتے ہوں جیسے کہ اِس دلدلی زمین میں تھے۔ اِس سے بھی بڑھ کر خود وہاں کے باشندوں کا خطرناک وجود تھا۔ وہ کسی نظام جنگ سے واقف نہ تھے منظم فوجیں، باقاعدہ لڑائیوں کی عادی تھیں۔ مگر وہاں کے باشندے بے قاعدہ لڑائی میں ماہر تھے۔ تیر انداز ایسے تھے کہ بندوقوں اور توپوں سے مسلح فوجوں کو بھگا دیتے تھے۔ اگر قیدی اُن کے ہاتھ پڑ جاتے تھے، تو اُن سے نہایت وحشیانہ سلوک کرتے تھے۔ ایسا وحشیانہ سلوک جس کا متمدن دُنیا تصوّر بھی نہیں کر سکتی!

(۲)

کامل ۱۰ ماہ کی ہولناک جدوجہد اور خونریز جنگوں کے بعد مصری فوجیں خط استوا کے ایک جدید علاقے میں پہنچیں۔ اُنھوں نے باشندوں کو اپنے مقابلے کے لئے مستعد پایا۔ فوجوں نے فوراً کانٹے جمع کر کے مورچے بنائے اور رات بسر کرنا چاہی۔ مگر آدھی رات کو وحشی باشندوں نے حملہ کر دیا، تمام مورچے جلا دیئے، اور پوری تین پلٹنیں کاٹ کر ڈال دیں۔ بقیۃ السیف قید کر لئے گئے۔

تمام قیدی راستے ہی میں مر گئے تھے۔ صرف تیس آدمی نیم جان حالت میں انکے لشکرگاہ تک پہنچ سکے۔ ان میں سے دو شخصوں کا حال ہم لکھنا چاہتے ہیں۔

(۳)

ایک قیدی، مصری تھا۔ اُس کا نام "شعبان عددی" تھا۔ دوسرا سوڈانی تھا۔ اُس کا نام "بخیت کوکو" تھا۔ اِن دونوں میں ایسی محبت اور دوستی تھی کہ اس کی نظیریں دنیا میں کم ملیں گی۔ دوستی اِس طرح شروع ہوئی کہ ایک مرتبہ بخیت کوکو خرطوم میں تھا اور دریائے نیل میں نہا رہا تھا۔ اچانک دریا کی موجوں نے اُسے کھینچ لیا اور غرق ہونے لگا۔ فوج کے بہت سے آدمی موقع پر موجود تھے مگر کسی کو مدد کی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن شعبان عددی فوراً کود پڑا، اور اپنی جان خطرے میں ڈالکر ڈوبتے ہوئے سوڈانی کو بچا لیا۔ اِس خدمت کے صلے میں بخیت کوکو نے قسم کھائی کہ عمر بھر اُس کا دوست رہے گا۔ اور ہمیشہ اُسی کے ساتھ زندگی بسر کرے گا۔ بخیت کوکو کا کوئی عزیز یا قریب مصر میں موجود نہ تھا۔ وہ دراصل ایک غلام تھا اور حکومت نے اُسے آزاد کر دیا تھا۔ اُس کا خاندان خط استوا ہی کے ایک علاقے میں موجود تھا۔ مگر وہ وہاں واپس جانا نہیں چاہتا تھا۔

اِس واقعہ کے بعد پھر کبھی کسی نے اِن دونوں دوستوں کو جُدا ہوتے نہیں دیکھا۔ ہمیشہ ساتھ ہی رہتے تھے۔ حتیٰ کہ رات کو بھی ساتھ ہی سوتے تھے۔ اتفاق سے وہ دونوں ساتھ ہی قید بھی

ہندوستان اور مجموعۂ عالم

تمام دنیا میں جغرافیائی، عمرانی، اور اقتصادی لحاظ سے ہندوستان کی موجودہ حیثیت کیا ہے؟

(۵)

گیہوں

دنیا کے مختلف ملکوں میں گیہوں کی پیداوار ایکڑ کے حساب سے سنہ ۱۹۲۴ء میں

ملک	ایکڑ
ہندوستان	۳۰۳۰۴۰۰۰
ارجنٹائن	۱۷۷۸۵۰۰۰
کینیڈا	۲۲۰۴۶۰۰۰
مصر	۱۳۱۵۰۰۰
فرانس	۱۳۶۱۴۰۰۰
اٹلی	۱۱۲۷۹۰۰۰
جرمنی	۳۶۲۲۰۰۰
جاپان	۱۱۴۹۰۰۰
رومانیہ	۷۸۳۵۰۰۰
برطانیہ	۱۵۹۹۰۰۰
ولایات متحدۂ امریکہ	۵۴۴۸۶۰۰۰
الجزائر	۳۴۹۱۰۰۰

ہندوستان میں گیہوں کی پیداوار سنہ ۱۹۲۴ء میں

صوبہ	رقبہ بحساب ایکڑ	پیداوار بحساب ٹن
مدراس	۳۷۹۲	۰۰۰۰۰
بمبئی	۴۸۷۱۶۲	۳۷۸۰۰۰
بنگال	۱۲۹۰۸	۲۵۰۰۰
یو، پی	۲۹۱۹۱۲۲	۲۳۱۹۰۰۰
پنجاب	۴۷۲۸۱۵۴	۵۸۱۰۰۰
بہار و اڑیسہ	۲۶۰۶۲۴	۴۷۳۰۰۰
سی، پی	۳۶۴۶۰	۱۰۶۸۰۰۰
صوبۂ سرحد	۳۱۹۱۲۵	۱۹۵۰۰۰

دنیا میں جوار کی پیداوار

ملک	ایکڑ	پیداوار بحساب ٹن
ہندوستان	۷۸۵۰۰۰۰	۲۲۰۷۱۰۰
الجزائر	۲۴۰۰۰	۰۰۰۰۰
ارجنٹائن	۹۱۵۲۰۰۰	۳۶۱۰۰۰۰
آسٹریا	۱۴۷۰۰۰	۰۰۰۰
بلغاریہ	۱۳۶۴۰۰۰	۹۹۱۰۰۰
کینیڈا	۲۹۵۰۰۰	۰۰۰۰
فرانس	۸۴۵۰۰۰	۳۴۱۰۰۰
اٹلی	۳۸۰۵۰۰۰	۲۰۶۹۰۰۰
ہنگری	۲۴۷۸۰۰۰	۰۰۰۰۰۰
پولینڈ	۱۹۰۰۰	۰۰۰۰۰
رومانیہ	۸۹۴۵۰۰۰	۲۳۱۸۰۰۰
اسپین	۱۱۶۲۰۰۰	۶۷۶۰۰۰
سوئٹزرلینڈ	۴۰۰۰	۰۰۰۰
ٹیونس	۴۱۰۰۰	۰۰۰۰
ولایات متحدۂ امریکہ	۱۰۴۹۶۸۰۰۰	۷۱۸۵۹۰۰۰
جاوا	۴۷۸۴۰۰۰	۲۹۳۰۰۰۰
مصر	۱۹۳۰۰۰۰	۱۹۵۸۰۰۰
جنوبی افریقہ	۳۳۵۰۰۰۰	۹۴۱۰۰۰

ہندوستان میں جوار کی پیداوار سنہ ۱۹۲۴ء میں

صوبہ	ایکڑ	پیداوار	ہر ایکڑ میں بحساب پونڈ
مدراس	۱۰۲۳۸۵۱۶	۴۵۰۰۰	۶۳۶
بمبئی	۲۰۷۹۳۷	۷۶۰۰۰	۰۰۰۰
بنگال	۸۱۹۰۰	۲۷۰۰۰	۸۲۰
یو، پی	۱۸۳۸۲۲۴	۸۸۶۰۰۰	۱۱۰۰
پنجاب	۱۰۵۰۲۸۴	۴۰۲۰۰۰	۹۶۲
بہار و اڑیسہ	۱۶۷۹۸۰۰	۵۳۹۰۰۰	۸۲۰
سی، پی اور برار	۱۵۴۶۹۷	۰۰۰۰۰	۰۰۰
برما	۱۸۸۴۱۲	۴۸۰۰۰	۷۰۰
صوبۂ سرحد	۴۳۸۴۲۴	۱۶۰۰۰	۱۱۱۰

ہندوستان میں شکر کی پیداوار سنہ ۱۹۲۴ء

صوبہ	ایکڑ	پیداوار بحساب ٹن	ہر ایکڑ کی پیداوار بحساب پونڈ
مدراس	۱۲۱۲۹۸	۲۳۲۲۳۰۰	۶۴۲۰
بمبئی	۷۳۰۴۹	۲۴۸۱۰۰	۶۹۵۰
بنگال	۲۰۷۹۰۰	۲۴۵۷۰۰	۳۰۰۴
یو، پی	۱۵۴۳۹۰۲	۱۲۲۰۳۰۰	۲۶۰۰
پنجاب	۴۸۲۱۶۱	۳۱۳۰۰۰	۲۱۹۱
بہار و اڑیسہ	۳۰۷۳۰۰	۲۹۰۷۰۰	۲۴۶۰

ہندوستان میں شکر کی درآمد و برآمد

برآمد مقدار	قیمت	درآمد مقدار	قیمت
سنہ ۵۱۱۰ ٹن	۱۶۱۳۰۰۰ روپیہ	۵۱۰۰۸۶ ٹن	۱۵۳۱۹۸۰۰۰ روپیہ
سنہ ۲۴ ۲۱۱۳۴ //	۵۲۴۷۰۰۰ //	۷۲۹۰۰۸ //	۲۰۹۰۲۴۰۰۰ //

ہندوستان میں چائے کی درآمد و برآمد

برآمد مقدار بحساب پونڈ	قیمت بحساب روپیہ	درآمد مقدار	قیمت
سنہ ۳۵۹۱۸۹۲۳۲	۱۷۶۷۳۱۰۰۰	۹۶۶۹۰۱۵	۶۰۸۳۰۰۰
سنہ ۲۴ ۳۴۰۱۰۶۹۳۵	۳۳۳۹۲۴۰۰۰	۷۸۸۵۰۹	۶۲۸۲۰۰۰

دنیا میں روئی کی پیداوار سنہ ۱۹۲۴ء میں بحساب ایکڑ

ملک	ایکڑ
ہندوستان	۲۲۰۹۴۰۰۰
برازیل	۱۵۷۳۰۰۰
مصر	۱۸۵۵۰۰۰
ولایات متحدۂ امریکہ	۴۱۳۴۲۰۰۰

غدر ۱۸۵۷ء

تصویر کا دوسرا رُخ

کئی ہفتے گزرے، الہلال میں ایک امریکن مصنف کی جدید الشیوع کتاب کے بعض حصوں کا ترجمہ شایع کیا گیا تھا جو غدر ۵۷ء کے حوادث پر تاریخی حیثیت سے لکھی گئی ہے۔ یہ ترجمہ چودہری محمد علی صاحب وکیل ایبٹ آباد کے قلم سے نکلا تھا۔ اب اُنھوں نے کتاب کے بعض دیگر حصص کا ترجمہ بھی بغرض اشاعت بھیجا ہے۔ آج ہم پھر یہ سلسلہ شروع کرتے ہیں۔ پہلی قسط درج ذیل ہے۔

جن دنوں یہ وحشیانہ مظالم ظہور پذیر ہو رہے تھے، بعض نامور انگریزوں نے انکے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ ہم آجتک اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ اس قلیل جماعت نے اکثریت کی وحشیانہ حرکات کے خلاف نفرت کا اظہار کیا تھا۔ لارڈ کیننگ وائسرائے ہند نے ۱۲ر جولائی ۵۷ء کو دیہاتوں کا جلانا ممنوع قرار دیدیا اور نہتے آدمیوں کو سزا دینے سے بھی حکماً روک دیا گیا۔ جن افسروں نے عوام الناس سے وحشیانہ سلوک کیا تھا، اُن سے اختیارات چھین لئے گئے۔ ۲۰ر اگست ۵۷ء کو گرانٹ صوبجات متحدہ میں بطور لفٹنٹ گورنر مقرر کیا گیا، تاکہ وہ الہ آباد اور دیگر مقامات میں ان لوگوں کو بچائے، جو بلا تمیز پھانسی دئے جا رہے تھے۔ مگر کیننگ اور گرانٹ ایسے نرم دل واقع ہوئے تھے کہ ماتحت افسران کے احکام کی مطلق پروا نہیں کرتے تھے۔ بایں ہمہ انگریزوں نے انکے خلاف بڑا شور مچایا۔ اور وائسرائے کو تو وہ نرم دل کیننگ کہا کرتے تھے!

۱۵ اگست میں جب انگریزی فوج کا ایک دستہ کسی گاؤں کو جلا کر واپس آ رہا تھا، راہ میں وفادار سپاہیوں کی ایک تعداد مل گئی۔ وہ بھی انکی سنگینوں کا شکار ہوئے۔ جرنیل اوٹرم اس واقعہ جانکاہ کو "سفاکانہ قتل" سے تعبیر کیا کرتا تھا۔ لندن ٹائمز نے بھی ایسے بزدلانہ جرائم کے خلاف بہت کچھ لکھا تھا۔

یہ امر مسلم ہے کہ بہت سے ہندوستانی سپاہی ہمارے مظالم سے گھبرا گئے اور اپنی پلٹنیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بعد ازاں وہ بغاوت کرنے پر مجبور ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے جان توڑ کر ہمارا مقابلہ کیا جس سے ہمیں سخت نقصان برداشت کرنا پڑا۔ انہیں یقین تھا کہ جو کوئی بھی انگریزوں کے ہاتھ آگیا اس کی جان سلامت نہیں ہوگی۔

لفٹنٹ رابرٹ جو بعد میں فیلڈ مارشل کے عہدے پر ممتاز ہوا، اپنی ہمشیر کو ایک خط میں لکھتا ہے۔

"میری پیاری ہرٹ تم کو ہرگز یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ جو سپاہی ہمارے خلاف بغاوت کر رہے ہیں، میں ان پر ترس کھاتا ہوں۔ میں ایسا سنگدل ہو گیا ہوں کہ مجھے ان کی بے کسی پر مطلق رحم نہیں آتا جب کوئی قیدی گرفتار کر کے پیش کیا جاتا ہے، تو سب سے پہلے میں ہی چلا اُٹھتا ہوں" فی الفور پھانسی پر لٹکایا جائے"

دہلی کے محاصرے کے دوران میں ایک افسر لکھتا ہے:

"دشمن نے صلح کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ انگریز بغیر قتل کئے اور کسی شرط پر راضی نہیں ہونگے اور ان کا خیال بالکل درست ہے"

گریٹ ہیڈ ایک خط میں اس افسر کے رائے کی تاکید کرتا ہے۔

سر جارج کیمبل اپنی سوانح عمری میں اس بات پر بڑا زور دیتا ہے کہ سپاہیوں نے درحقیقت بغاوت کر کے سخت نمک حرامی کا ثبوت دیا۔ لیکن جب [illegible] بگڑی مچ گئی تھی۔ تو ہمیں ان کی وفاداری پر قطعاً امید نہیں کرنی چاہئے تھی۔ کیونکہ وہ ہمارے ہم وطن نہ تھے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ ہماری طاقت معدوم ہو چکی ہے تو پھر انکا باغیوں سے جا ملنا اتنا سنگین جرم نہ تھا، جتنا ہم سمجھتے ہیں۔ بایں ہمہ ہمیں حیرت ہے کہ بہت تھوڑی فوجوں نے بغاوت میں حصہ لیا۔ جہاں کہیں کوئی فوج بغاوت کرتی تھی، وہ عموماً اپنے انگریز افسروں کو قتل کر دیتی تھی۔ لیکن برعکس اسکے عوام الناس نے اکثر ہماری امداد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ کئی دفعہ ہندوستانیوں نے انگریزوں کی جان بچا کر اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال دیا۔ لیکن ہم نے ان لوگوں کی قربانی اور انسانیت کا بدلہ یوں دیا کہ باغی سپاہیوں کے ہمراہ انھیں بھی بلا تمیز قتل کرتے رہے!

ملکہ وکٹوریا اپنے خطوط میں (جو حال ہی میں کتاب کی شکل میں شائع ہوئے ہیں) غدر کے واقعات کے متعلق یوں لکھتی ہیں:

"ہماری فوجوں نے باغیوں سے سخت انتقام لیا۔ جس کی وجہ سے وہ سخت بدنام ہوئیں۔ کیونکہ اُنھوں نے سخت بے رحمی سے بدلہ لیا تھا مگر لارڈ کیننگ کو بھی اس کی نرم مزاجی کی وجہ سے یہاں لعن طعن کیا جاتا ہے۔ عوام الناس کی رائے ہے کہ فوج اور سول کے افسروں نے غدر کو کچل دینے کے لئے جو کچھ انتظامات کئے تھے، وہ بالکل ضروری تھے اور اگر یہ افسر سختی سے کام نہ لیتے۔ تو بغاوت اتنی جلد فرو نہ ہوتی"

رسل نے اپنی ڈائری میں یہ سوال یوں حل کیا ہے۔

"یا تو یہ محض ایک فوجی بغاوت تھی۔ یا عام بغاوت تھی۔ چونکہ یہ بغاوت محض فوجوں تک محدود تھی، اس لئے دیہات اور شہر کے باشندوں کو محض اس بنا پر موت کی سزائیں دینا کہ انھوں نے سپاہیوں کی بغاوت فرو کرنے میں انگریزوں کا ساتھ نہ دیا، کسی قدر تہذیب سے گرا ہوا فعل تھا۔ ہم لوگوں کے ہمدردانہ جذبات کو جرم نہیں قرار دے سکتے۔ ہمیں چاہئے تو یہ تھا کہ اپنے دشمنوں کو جنگ کے میدان میں تباہ کریں۔ لیکن تمام علاقے کو محض اس بنا پر سزا دینا کہ ہمیں کچھ جرائم واقع ہوئے تھے، یا باغی سپاہیوں نے اسمیں ڈیرا ڈالا تھا۔ ایک ایسا شنیع فعل ہے کہ کوئی سمجھدار آدمی اس سے نفرت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس بغاوت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو قوموں کے درمیان ایسی سخت نفرت قائم ہو گئی ہے کہ اس کے دور کرنے کے واسطے بہت عرصہ چاہئے باہمی اعتبار بالکل زائل ہو گیا ہے۔ اور اُمید نہیں کہ وہ پھر عود کر سکے"

ہومز ایک جگہ لکھتا ہے:

دہلی کے باشندوں نے باغیوں کے جرائم کا کفارہ کئی گنا دیا۔ ہزارہا مرد اور عورتیں شہر کے مضافات میں آوارہ پھر رہے تھے۔ نہ انکے پاس سامان خورد و نوش تھا۔ نہ ہی انکے قیام کے لئے کوئی مکان تھا جو کچھ ان کا اثاث البیت تھا، وہ انگریزی سپاہیوں نے لوٹ لیا تھا۔ انھوں نے دہلی کی فتح کے بعد ہر ایک مکان کی تلاشی لی تھی اور جو کچھ وہاں ملا تھا، لوٹ لے گئے تھے۔ عورتوں کی بڑی تعداد نے اپنے آپکو ہمارے رحم پر چھوڑ دیا تھا۔ ہم نے انہیں ایک محفوظ جگہ پر پہونچا دیا تھا۔ ہمیں ان دنوں ایسی شریف زادیوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوتا تھا، جو بڑی مشکل سے اپنے بچوں کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے رستوں پر ڈگمگاتی پھرتی تھیں کیونکہ وہ اپنے گھر کی چار دیواری سے باہر چلنے کی عادی نہ تھیں!"

رومیش دت ہندوستان کی تاریخ کے صفحہ ۲۲۴ پر لکھتا ہے:

"ہر ایک سمجھدار انگریز اور ہندوستانی اس بات کا خواہاں ہے کہ بغاوت کے افسوسناک حوادث کو مدارس کی تعلیمی کتابوں سے حذف کر دیا جائے تاکہ بچوں کے دماغ میں یہ زہر سرایت نہ کر سکے۔ جب سے انگریزوں نے ہندوستان پر تسلط جمانا شروع کیا، ان کی راجوں اور نوابوں سے ہمیشہ لڑائیاں ہوتی رہی ہیں۔ لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ ماننا پڑتا ہے کہ ان لڑائیوں میں فریقین نے اس قدر ظلم برپا نہیں کئے تھے، جیسے کہ غدر کے دنوں میں ہوئے۔ باغیوں نے اس خیال سے بغاوت کا علم بلند کیا تھا کہ وہ اپنے مذہب اور قومیت کی خاطر لڑ رہے تھے۔ لیکن انھوں نے بے گناہ عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے اپنی قوم اور مذہب کی سخت توہین کی۔ دوسری طرف سے انگریزی فوجوں نے بھی سیکڑوں میلوں کے محاذ میں بے شمار گاؤں جلا ڈالے اور بے شمار بے گناہوں کا خون بہایا۔ انھوں نے دہلی کے باشندوں کا قتل عام کیا۔ حالانکہ باغی سپاہ (جو واجب القتل تھی) شہر چھوڑ کر بھاگ گئی تھی۔ اسی طرح انگریزی کمشنروں نے شمالی ہند میں ہزاروں بے گناہ آدمیوں کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ جنھوں نے غدر میں مطلقاً حصہ نہیں لیا تھا"

جن واقعات کا میں نے ذکر کیا ہے، اُنھیں کسی خاص خصوصیت کی بنا پر منتخب نہیں کیا گیا۔ بہت سے حوادث غدر ان سے بھی زیادہ ہولناک قسم کے میرے علم میں آئے ہیں جن کا ذکر میں پسند نہیں کرتا۔ بعض لوگ خیال کرینگے، مجھے اس افسوسناک معاملہ کی یاد تازہ نہ کرنی تھی۔ لیکن میں نے اس لئے یہ داستان غم از سر نو چھیڑی ہے تاکہ ایک معاملہ کا فیصلہ ہو جائے۔ ایک طرف انگریز ہیں جو اب تک ۵۷ء کے ہندوستانی مظالم فراموش کرنا نہیں چاہتے اور یکے بعد دیگرے ایسی تاریخیں لکھی جا رہی ہیں جن میں صرف تصویر کا ایک ہی رُخ نمایاں کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف ہندوستانی ہیں، اور وہ بجا طور پر محسوس کرتے ہیں کہ آجتک اُنکے خیالات و احساسات کی بالکل شنوائی نہیں ہوئی۔ ایک مورخ نے بھی اس کی ضرورت نہ سمجھی کہ تصویر کا دوسرا رُخ دیکھنے کی بھی کوشش کرے۔ میری رائے میں انصاف اور دیانت داری کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو دونوں فریق یہ معاملہ یک قلم بھلا دیں۔ یا پھر دونوں کو اپنا اپنا نقطۂ خیال ظاہر کرنے کا موقعہ دیا جائے۔

لارڈ رابرٹ کے وہ خطوط جو غدر ۵۷ء میں انھوں نے لکھے تھے، اب ۱۹۲۳ء میں چھاپ کر شائع کئے گئے ہیں۔ اگر برطانیہ کو ہندوستان سے ذرا بھی ہمدردی ہوتی تو یہ کتاب اب ہرگز شائع نہیں کی جاتی ہندوستانیوں کے خلاف سخت زہر اگلا ہے۔ میں نے جان بوجھ کر نیل (Neill) کی سفاکانہ حرکات کا (جو کانپور کے حادثہ سے بھی دہشتناک تھی) ذکر نہیں کیا ہے۔ نہ ہی میں نے ہاڈسن کے شنیع افعال کو (جسنے ہمایوں کے مقبرے کے قریب دو مغل شاہزادوں کو بلا وجہ قتل کیا تھا) اس کتاب میں درج کرنا مناسب سمجھا ہے۔ میں نے

ہوئے، اور ایک ہی رسی میں باندھ دیئے گئے۔ وحشی فاتح جب اُنھیں اپنے لشکر میں لئے جا رہے تھے، تو بخیت کوکو نے اپنے دوست شعبان عدوی سے کہا "میں اِن قبیلوں کی زبان اور عادات سے بخوبی واقف ہوں - یہ لوگ قیدیوں کو سخت تکلیف دینے کے بعد زندہ جلا دیتے ہیں۔ اگر تم منظور کرو تو اِن سے میں درخواست کروں کہ ہم دونوں کو ساتھ ہی جلائیں۔ لیکن میں کوشش کروں گا، کسی تدبیر سے اِنھیں دھوکہ دیدوں" مصری از حد خائف تھا۔ تقریباً مجنون ہو چکا تھا اُسنے اپنے دوست کی تائید کی۔

(۴)

وحشی فاتحوں نے اپنے لشکر میں پہنچکر جشن شروع کیا۔ تقریب کا آغاز اِس سے ہوا کہ دو قیدی افسروں کو برہنہ کرکے ایک درخت کے تنہ سے باندھ دیا گیا اور نوجوانوں نے اُن پر تیراندازی شروع کی۔ ہر تیر پر مظلوم قیدیوں کی فریاد بلند ہوتی تھی، اور وحشی فاتحوں کے پُرمسرت نعرے ہوا میں گونج اُٹھتے تھے۔ ایک قیدی تو فوراً مرگیا مگر دوسرا ۵ دن تک زندہ رہا۔ روز صبح سے شام تک اُس کے زندہ جسم پر تیرافگنی کی مشق کی جاتی تھی!

اِس تماشہ کے بعد جتنے قیدی خوف و دہشت سے مر نہیں چکے تھے، زندہ جلا دیئے گئے۔ پھر اِن دونوں دوستوں، یعنی شعبان عدوی اور بخیت کوکو کی باری آئی۔ بخیت نے قبیلے کے سردار سے اُس کی زبان میں کہا "ہم دونوں ترک نہیں ہیں جیسا کہ تم خیال کرتے ہو ہم ملک کرکورو[۱] کے رہنے والے ہیں۔ ہمیں ترک پکڑ لے گئے تھے اور زبردستی تم سے لڑنے پر مجبور کیا۔ مگر ہم نے کوئی ہتیار نہیں چلایا اور قید ہوگئے تاکہ تمھارے ساتھ ملکر ترکوں سے لڑیں۔ اگر تم ہمیں مار دگے نہیں تو ہمارے قبیلے بھی تمھاری مدد پر آجائیں گے"

بڑی حجت و تکرار کے بعد سردار نے دونوں قیدیوں کو زندہ رکھنا منظور کرلیا۔ زیادہ تر اِس خیال سے کہ اِن سے بطور ترجمان کے کام لیا جائے گا۔

(۵)

اِس کے بعد دونوں قیدی وحشیوں کے ساتھ رہنے اور اُن کی وحشیانہ رسموں میں شریک ہونے لگے۔ اِسپر ایک مدت گزر گئی۔ اب شعبان عدوی اُداس رہنے لگا، کیونکہ نجات سے ناامید ہوگیا تھا۔ بخیت کوکو ایکدن کسی ضرورت سے جدا ہوا۔ شعبان نے یہ موقع غنیمت سمجھا۔ درخت میں رسی باندھی اور اپنے گلے میں پھندا لگاکر لٹک گیا۔ درخت پر بلبلیں اور غوغائیاں بیٹھی تھیں۔ اچانک چلا اُٹھیں۔ اتفاق سے بخیت کوکو بھی اب پہنچ چکا تھا۔ چڑیوں کا شور سُنکر نظر اُٹھائی تو اپنے دوست کو لٹکتے دیکھا۔ حیرت انگیز پھرتی سے وہ درخت پر چڑھ گیا، اور اپنے تیز خنجر سے پھانسی کی رسی کاٹ دی شعبان، نیچے گرا۔ بخیت بھی ساتھ ہی پھاندا اور دوست کی لاش پر نوحہ کرنے لگا!

بخیت کوکو ابھی نوحہ و فغاں کر ہی رہا تھا کہ شعبان نے آنکھ کھول دی۔ وہ مرا نہیں تھا۔ صرف بے ہوش ہوگیا تھا۔ بخیت بہت خوش ہوا اور بتایا کہ "میں نے قبیلے کے سردار کو راضی کرلیا ہے کہ ہم دونوں، وحشیوں کو بندوق چلانا سکھا دیں۔ جب ہتیار ہمارے ہاتھ آجائیں گے تو میں تمھیں لے کر ملک نم نم کی طرف بھاگ جاؤں گا۔ وہ یہاں سے صرف ۲۰ دن کے فاصلے پر ہے۔ مجھے راستا اچھی طرح معلوم ہے"

"میں نم نم میں نہیں جاؤں گا کیونکہ وہاں آدمیوں کا گوشت کھایا جاتا ہے!" شعبان نے خوف زدہ ہوکر کہا۔

"دوست! یہ تم سے کس نے کہدیا؟" بخیت کوکو نے کہا "یہ بالکل جھوٹ ہے۔ نم نم میں صرف دو قبیلے، آدمی کھاتے ہیں۔ اور وہ بھی ہر طرح کا آدمی نہیں۔ صرف بیمار آدمیوں کا گوشت کھالیتے ہیں۔ اُن میں کسی ایک قبیلے میں جب کوئی بیمار ہو جاتا ہے اور اچھا نہیں ہوتا، تو اُسے دوسرے قبیلے میں بھیجدیتے ہیں تاکہ اُسے بھُون کر کھالیں۔ کیونکہ وہ آدمی کو دفن کرنا یا جلانا، انسانیت کے خلاف سمجھتے ہیں!"

(۶)

یہ سنکر شعبان بھاگنے پر راضی ہوگیا۔ کچھ مدت بعد لُوٹ کی بندوقیں اور کارتوس آ گئے۔ ایک رات جبکہ وحشی ناچ گانے میں مصروف تھے، دونوں دوستوں نے بندوقیں اُٹھائیں، کارتوس کی پیٹیاں کمریں باندھیں، اور اندھیرے میں بھاگ کھڑے ہوئے۔

رات بھر چلنے کے بعد وہ ایک ایسے علاقے میں پہونچے جہاں ہر طرف دلدلیں تھیں۔ پورا ایک دن انھی دلدلوں کے عبور کرنے میں لگ گیا۔ اب وہ بہت تھک گئے تھے اور بھوک سے بے حال ہو رہے تھے۔ جوں ہی ایک خشک زمین پر پہنچکر اُنھوں نے چاہا کہ سستالیں، بخیت کوکو چلایا "فوراً درخت پر چڑھ جاؤ!" شعبان، بدحواس ہوگیا۔ مگر بخیت دوڑکر اُس کے پاس آیا اور اُسے گود میں اُٹھا کر درخت پر چڑھا دیا، اور خود بھی اوپر پہنچ گیا۔ فوراً ہی اُنھوں نے دیکھا کہ ایک عظیم الشان کرگدن، تیر کی طرح دوڑتا ہوا چلا آرہا ہے۔ آتے ہی اُسنے قریب کے ایک درخت پر حملہ کیا اور پورا درخت اکھاڑ کر پھینک دیا۔ دونوں دوستوں کے پاس بندوقیں موجود تھیں۔ اُنھوں نے فیر کیا اور ۳ گولیوں میں حیوان کو گرا دیا۔ اب وہ خوش خوش اُترے اور اُس کا گوشت بھُون بھُون کر کھانے لگے۔

مسلسل کئی دن تک اُنھوں نے جنگلی کیلے اور آم کے جنگلوں میں سفر کیا۔ راستے میں بہت سے دریا ملے۔ دونوں دوست درخت کاٹ کر کشتی بناتے تھے۔ اور دریا عبور کرجاتے تھے۔

کئی ہفتے کے سخت ہولناک سفر کے بعد وہ ملک نم نم کی سرحد پر پہنچ گئے۔ رات اُنھوں نے ایک اونچے پیڑ کی شاخوں پر گذاری۔ وہ مشورہ کرتے رہے کہ یہاں کے بادشاہ کو کیا ہدیہ پیش کرنا چاہیے؟ کیونکہ بادشاہ اگرچہ انصاف پسند تھا مگر کسی اجنبی کو بلا سبب ملک میں داخل ہونے نہیں دیتا تھا۔ آخر اُنھوں نے طے کیا کہ اپنے ہتیار اُس کے سامنے پیش کرینگے۔

صبح وہ چلے جارہے تھے کہ ناگاہ اُنھیں زمین پر ایک آدمی کی لاش نظر آئی۔ پاس ہی ایک گٹھڑی بھی رکھی تھی۔ قریب کے درخت سے گدھا بندھا تھا۔ اُنھوں نے خیال کیا، کوئی مسافر تھا۔ گدھا باندھکر اور گٹھڑی سر کے نیچے رکھکر آرام کے لئے لیٹا ہوگا، مگر کسی درندے نے اُسے مار ڈالا۔ پھر اُنھوں نے گٹھڑی کھولی تو اُسمیں ریشمی اور کلابتونی کپڑے رکھے تھے۔ وہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے "بادشاہ کے لئے یہ اچھا تحفہ ہے۔ گدھا دیکھ کر وہ بہت خوش ہوگا۔ کیونکہ اِس ملک میں گدھا ناپید ہے"

اب اُنھوں نے چاہا یہ مال غنیمت لے کر آگے بڑھیں؛ مگر فوراً ہی پاس کی جھاڑی سے ایک شیر بر مہیب آواز سے چلاتا باہر نکلا مگر وہ ڈرے نہیں۔ فوراً بندوق چلائی اور شیر کو مار ڈالا۔

(۷)

شاہ نم نم کا پایۂ تخت سامنے تھا۔ بندوق کی آواز وحشی باشندوں کے لئے بالکل نئی تھی۔ بہت سے آدمی گانوں سے نکل آئے اور آواز کی طرف دوڑے۔ خود بادشاہ، سب سے آگے تھا۔ بخیت کوکو نے بادشاہ کو دیکھا تو شاہانہ آداب و کورنش بجالایا، اور اپنا اپنے دوست کا پورا قصہ کہہ سُنایا۔ پھر اُسنے کہا:

"میرا یہ دوست، اپنے وقت کا رستم ہے۔ خود اعلیٰ حضرت ملاحظہ فرمارہے ہیں کہ اُسنے کس آسانی سے شیر مار ڈالا، اور اِس عجیب مخلوق (یعنی گدھے) کو اپنی سواری بننے پر مجبور کردیا!"

بادشاہ بہت متحیر ہوا۔ گدھے کی صورت دیکھ کر اُس کے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی۔

پھر بخیت کوکو نے بادشاہ سے کہا "گدھا اصل میں میرے اِس دوست کے بھائی کی سواری ہے۔ وہ اِسپر سوار ہوکر تمام دنیا میں سفر کرتا رہا۔ وہ اپنے اِس گم شدہ بھائی کو تلاش کر رہا تھا جسے وحشی لوگوں نے قید کرلیا تھا۔ وہ اپنے ساتھ اعلیٰ حضرت کے لئے یہ کپڑے بھی لایا تھا۔ مگر افسوس کہ درندے نے اُسے سوتے میں مار ڈالا۔ اب میرا دوست اعلیٰ حضرت کی خدمت میں یہ کپڑے نیز یہ جہنمی ہتیار جس سے اُسنے چشم زدن میں شیر کو مار ڈالا، ہدیۃً پیش کرتا ہے!"

بادشاہ از حد مسرور ہوا اور ہدیئے قبول کرلئے۔ پھر بخیت کوکو نے بادشاہ کی اجازت سے شعبان کو حکم دیا کہ گدھے پر سوار ہوکر بادشاہ کے رُوبرو اُسے دوڑائے۔ شعبان گدھے پر سوار ہوگیا۔ مگر سوء اتفاق سے گدھا چلانے لگا۔ اُس کی عجیب آواز سُنکر وحشی باشندے اور خود بادشاہ پر سخت دہشت طاری ہوئی۔ وہ بے تحاشا بھاگ کھڑے ہوئے۔ بخیت کوکو نے دوڑکر بادشاہ کو روکا، اور عرض کیا "یہ حیوان، سفر میں رہنے کی وجہ سے بدتمیز ہوگیا ہے! چند دن آرام کرنے کے بعد ٹھیک ہوجائے گا!"

بادشاہ نے اپنے کاہن سے مشورہ کیا۔ کاہن نے کہا "یہ مخلوق، اصل میں انسان ہی ہے اور جادو کے زور سے جانور بنا دیا گیا ہے"

تب بادشاہ کی آنکھوں میں غیظ ظاہر ہوا۔ بخیت کوکو سمجھ گیا۔ اُسنے بندوق اُٹھائی، اور گولی مار کر گدھے کا خاتمہ کردیا۔

اب بادشاہ کے ہوش حواس دُرست ہوئے۔ اُس کا غصہ دُور ہوگیا۔ دونوں مہمانوں کو اپنے قصر شاہی میں اُتارا، جو پھوس کا ایک جھونپڑا تھا۔ پھر اُن کے اعزاز میں پرتکلف دعوت کی۔ دس سے زیادہ موٹے کتے ذبح کرائے اور اُن کے کباب مہمانوں کو کھلائے!

شاہی مہمان عزت و احترام سے رہنے لگے۔ اُنھیں ہر طرف پھرنے کی اجازت تھی۔ اُنھوں نے دیکھا، یہاں مرد بالکل برہنہ رہتے ہیں۔ عورتیں، صرف سبز پتے باندھ کر ستر پوشی کرتی ہیں۔ جب پتے خشک ہوجاتے ہیں تو اُنھیں پھینک کر نئے پتے باندھ لیتی ہیں۔ تعدد ازدواج کی عادت عام ہے۔ خود بادشاہ کے محل میں ۴۰۰ بیویاں تھیں۔ باشندے بہت مطمئن زندگی بسر کرتے ہیں۔ غذا وافر ہے۔ ہر گھر میں شہد با فراط موجود ہے۔

(۸)

چند ماہ قیام کے بعد دونوں دوست بادشاہ کی اجازت سے خرطوم روانہ ہوئے۔ وہاں سے مصر پہنچے۔ شعبان عدوی نے اپنے چچا کی لڑکی سے شادی کرلی اور اپنے دوست بخیت کوکو سے اپنی بہن بیاہ دی۔

---

[۱] کرکورو یا قورقرہ، خط استوا پر بحر غزال کے ممالک کا ایک جزو ہے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہاں کے باشندے بہت سُرخ سفید ہوتے ہیں۔ اُن کے بال بھورے اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں۔ بالکل یورپین معلوم ہوتے ہیں۔

برید شرق

مکتوب حجاز

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم حجاز کے قلم سے)

لجنۃ التفتیش مدینہ منورہ میں

قارئین الہلال لجنۃ التفتیش کے نام اور مقاصد سے واقف ہوچکے ہیں کہ معظمہ اور جدہ کے انتظامات و اصلاحات سے فارغ ہوکر اب یہ مجلس گزشتہ ہفتہ مدینہ منورہ گئی ہو۔ شیخ حافظ وہبہ اس کے صدر ہیں مجلس نے مدینہ طیبہ میں پہنچتے ہی علماء و فضلاء اور شہر کے سربرآوردہ آدمیوں کو جمع کیا اور صدر مجلس نے اُن کے روبرو حسب ذیل تقریر کی:

"میں تمھیں جلالۃ الملک کا سلام پہونچاتا ہوں۔ سلطان تمھارے لئے اور تمھارے پاک شہر کے لئے اپنے دل میں بہترین آرزوئیں رکھتے ہیں۔ سلطان نے ہمیں یہاں اس لئے بھیجا ہو کہ رعایا کے حالات اور حکومت کے معاملات کی تفتیش کریں۔ جتنی اچھائیاں ہمیں نظر آئیں گی، برقرار رکھیں گے جتنی بُرائیاں دکھائی دیں گی، دُور کردیں گے۔ تم جانتے ہو آدمی اپنی انفرادی حالت میں کمزور ہو، لیکن جماعت کے ساتھ طاقتور ہو۔ پس ہم چاہتے ہیں تم اس مجلس میں شریک ہو۔ اس کی مدد کرو۔ اس کے سامنے اپنی شکایتیں پیش کرو۔ اپنے مشوروں سے اس کی رہنمائی کرو۔ ہم ہر معقول بات سننے اور کرنے کے لئے طیار ہیں۔ ہم ہر ظالم کو گرا دینے پر تُلے ہوئے ہیں۔ تم ہرگز کسی کا خوف اپنے دل میں نہ رکھو۔ بڑے سے بڑے حاکم نے بھی اگر زیادتی کی ہو، تو صاف صاف کہدو۔ ہم فوراً اس کا تدارک کریں گے۔ ہماری غرض اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس مقدس شہر کو ترقی اور اس کے باشندوں کو خوش حالی حاصل ہو۔ اس پیغام کے بعد سلطان کی ذمہ داری دُور ہوگئی ہو۔ اگر تم اب بھی خاموش رہوگے اور اپنی شکایتیں پیش نہیں کروگے تو اس کی ذمہ داری سراسر تمھارے ہی سر ہوگی۔ پھر حکومت کو ملامت نہ کرنا، خود اپنی بزدلی اور غفلت پر تاسف کرنا"

اس کے بعد مجلس نے حکومت کے تمام شعبوں اور دفتروں کی جانچ کی۔ پھر اپنی تحقیقات قلم بند کرکے خفیہ طور پر سلطان کو بھیجدی۔ سلطان نے فوراً مدینہ منورہ کے حاکم اور سپہ سالار کو طلب فرمایا اور انھیں معزول کرکے اپنے تیسرے بیٹے شاہزادہ محمد کو حاکم اعلیٰ، شیخ عبد العزیز ابراہیم کو اُن کا نائب، اور شیخ یاسین رواف کو مساعد مقرر کردیا۔

نئے حاکم نے آتے ہی باشندوں کو جمع کیا اور سلطان کا حسب ذیل فرمان سُنایا:

"اے اہل مدینہ! تم اور تمھارے حاکم باہم نیکی اور تقویٰ میں مددگار بنجائیں۔ ہوا و ہوس اور گمراہیوں سے پرہیز کریں۔ باہم اتحاد رکھیں شقاق سے بچیں۔ قیل قال چھوڑدیں۔ خدا ہماری اور تمھاری دست گیری کرے، اور سب کو نیکی کی توفیق بخشے"

پھر سلطان کا وصیت نامہ پڑھا گیا جو انھوں نے حاکم مدینہ کے نائب کے لئے لکھا ہو۔ وہ حسب ذیل ہو:

"امن و امان قائم کرنے میں پُوری کوشش کرنا۔ تمام لوگوں سے یکساں برتاؤ کرنا، کیونکہ سب آدمی برابر ہیں۔ نہ عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت ہو، نہ عجمی کو عربی پر کوئی امتیاز۔ سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی کا پتلا تھا۔ ہاں، اگر کوئی امتیاز ہو تو وہ صرف تقویٰ کا امتیاز ہو۔ میرا مطالبہ یہ ہو کہ تمام رعایا تجھ سے خوش رہے۔ شہری باشندے بھی خوش رہیں، بدوی باشندے بھی خوش رہیں۔ کوئی معاملہ بھی اپنی رائے سے انجام نہ دینا ہمیشہ شرعی حاکم سے مشورہ کرو۔ کیونکہ اس میں اللہ کی اطاعت زیادہ ہو اور مخلوق کی رضامندی بھی اسی ذریعہ حاصل ہوسکتی ہو۔ اپنے بارے میں لوگوں کا خیال بدل دو۔ تمھیں سب سخت گیر کہتے ہیں۔ نرم دل بنجاؤ۔ میری سب سے بڑی وصیت یہ ہو کہ شعائر دین قائم کرو، اوامر الٰہی جاری کرو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قائم ہوجاؤ۔ شریعت کے نفاذ میں لومۃ لائم کی پرواہ نہ کرو۔ اپنے ماتحت عہدہ داروں کی نیکی میں مدد کرو۔ اگر اُن کی کوئی قابل اعتراض بات نظر آئے تو عوام و خواص میں اُن کی مذمت شروع نہ کردو، بلکہ انھیں اپنے پاس بُلاکر نصیحت کرو۔ اگر اسپر بھی اُن کی اصلاح نہ ہو تو مجھے یا میرے نائب عام کو اطلاع دو۔ عہدہ داروں کو اپنا جاسوس نہ بنانا۔ سب کو دُور سے اپنا دست بنائے رکھو!"

سلطان کا سفر نجد

سلطان اپنے نجدی پایۂ تخت ریاض کو روانہ ہوگئے ہیں۔ سفر سے پہلے حرم میں نماز پڑھی اور طواف الوداع کیا۔ یہ سفر نجد میں بعض انتظامات کی تکمیل کے لئے ہو۔

عسیر کے لئے طبی وفد

عسیر کا علاقہ جس وقت سے سلطان ابن سعود کے زیر حکومت آیا ہو، سلطان اصلاح و ترقی کی کوششوں میں سرگرم ہیں۔ اس علاقہ میں اسوقت تک نہ تو کوئی باقاعدہ معالج تھا۔ نہ شفاخانہ۔ اب سلطان کے حکم سے ایک طبی وفد بھیجا جارہا ہو تاکہ وہاں ایک شفاخانہ قائم کرے ڈاکٹر خیری بے اس وفد کے رئیس ہیں جو مکہ معظمہ کے محکمہ حفظان صحت کے مہتمم تھے۔

عدل و امان

اس ہفتہ ایک واقعہ ایسا پیش آیا جو اگرچہ حجاز میں اب کوئی غرابت نہیں رکھتا۔ لیکن بیرونی دنیا کے لئے وہ ضرور قابل ذکر ہو۔ واقعہ یہ ہو کہ مکہ معظمہ کا ایک صراف جدہ سے آرہا تھا۔ گھر پہنچکر اُسنے دیکھا کہ پندرہ ہزار روپیہ کی تھیلیاں اسباب سے غائب ہیں! وہ سخت پریشان ہوا دوستوں نے مشورہ دیا کہ پولیس کو خبر کرے۔ مگر اُسنے انکار کردیا۔ کیونکہ اُسے معلوم نہیں تھا، یہ رقم کہاں ضایع ہوگئی؟ اچانک اُس کے بچہ

عالم مطبوعات و صحائف

کیا چاند تک پہنچنا ممکن ہو؟

آمریکہ سے یورپ تک دو گھنٹے میں!

آمریکہ اور یورپ میں اب تک مشہور فضائی سیاح لنڈبرگ کا چرچا ہورہا ہو۔ یہی وہ شخص ہو جو نیویارک سے پیرس تک بغیر کہیں رُکنے کے، اُڑنے میں کامیاب ہوگیا تھا۔

لیکن اب یورپ اور آمریکہ کے ہوائی سفر کے ماہرین، اس کامیابی پر متعجب نہیں ہیں۔ اُن کا خیال ہو، بہت جلد یہ بات ممکن ہوجائیگی کہ آمریکہ سے یورپ تک کی مسافت صرف دو گھنٹے میں طے کرلی جائے!

اسوقت جرمنی میں تین شخص ایسے موجود ہیں جو چاند تک پہنچنے کے لئے علمی جدوجہد شروع کرچکے ہیں۔ یہ سب کے سب علوم کے ماہر ہیں اور اُن تدابیر پر علمی طریقہ سے غور کرچکے ہیں جن کے ذریعہ ہوائی جہاز کا چاند تک پہنچ جانا ممکن ہو۔

حال میں پروفیسر ماکس ولیر نے (جو ان تین میں سے ایک ہی) ایک بیان بعض علمی رسائل میں شائع کیا ہو۔ وہ لکھتا ہو:

"انسان اب اپنی ایجادات کے زور سے مسافت کی دُوری پر غالب آگیا ہو۔ مثلاً سو میل کی مسافت پہلے ۴ دن میں طے کیجاتی تھی۔ بائسکل نے اسے ایک دن کی مسافت کردیا۔ ریل نے اسے ایک گھنٹہ کا سفر بنادیا۔ اور اب ہوائی جہاز کے لئے یہ صرف چند منٹوں کی بات ہو۔ پھر اگر توپ کے گولہ کی رفتار پر نظر ڈالی جائے، تو وہ سو میل کی مسافت ۳ منٹ میں طے کرتا ہو"

"بلاشبہ موجودہ ہوائی جہاز توپ کے گولہ کی سی رفتار نہیں پیدا کرسکے ہیں۔ کیونکہ جہاز جوں جوں فضا میں بلند ہوتا جاتا ہو، ہوا لطیف ہوتی جاتی ہو، اور جہاز کی قوت میں کمی آتی جاتی ہو۔ لیکن اس سے ہماری کوششوں میں فرق نہیں آسکتا۔ ہمیں اپنی سعی برابر جاری رکھنی چاہئے۔ ہم ضرور کوئی ایسا طریقہ پیدا کرلیں گے کہ توپ کے گولہ کی طرح ہوائی جہاز بھی فضا میں بغیر کسی رُکاوٹ کے بلند ہوسکے"

"بعض لوگوں کا خیال ہو کہ اگر ہوائی جہازوں میں ایسے محرک (موٹر) لگادیئے جائیں جو بلندی پر جاکے ہوا میں کثافت پیدا کرسکیں تو یہ مشکل حل ہوجائے گی لیکن میرے خیال میں یہ صحیح نہیں ہو۔ اس صورت میں زیادہ سے زیادہ ۱۵ر میل تک جہاز پہنچ سکے گا۔ اس کے بعد محرک بے کار ہوجائے گا"

"یہ مشکل صرف اس طرح حل کی جاسکتی ہو کہ محرک، خود جہاز میں نہیں بلکہ اُس کے باہر ہو۔ یعنی ایسے آلات ایجاد کئے جائیں جو جہاز کو بلندی پر اُسی طرح پہنچادیں، جس طرح توپ اپنا گولہ اُڑادیتی ہو۔ اس صورت میں ہوا کی لطافت کا اُسپر کوئی اثر نہیں پڑے گا"

ایک اور پروفیسر رتسویل کا خیال ہو۔

"اگر ہوائی جہاز، ۵۰ر میل کی بلندی پر پہنچ سکے۔ اور اُس کا محرک ۵۰ ٹن وزن کا ہو، اور خود جہاز کا وزن ½۹ ٹن سے زیادہ نہ ہو، تو وہ برلن سے نیویارک کا فاصلہ ۲۸ر گھنٹے میں طے کرسکتا ہو۔ لیکن اگر جرمن پروفیسر کے نظریہ کے مطابق یہ جہاز، توپ کے گولے کی طرح، درجہ ۸۰ کے زاویہ پر، ہوا میں پھینکا جائے، تو ۷ سکنڈ کے

کئی چشمدید گواہوں کے بیانات بھی حذف کر دئے ہیں جن کا بیان ہے کہ سیکڑوں دیہات جلا دیئے گئے اور ان میں بوڑھے مرد اور پردہ نشین عورتیں بھی جلکر راکھ ہو گئیں۔

غدر کے تاثرات جنوبی ہند اور بنگال تک نہیں پھیلے لیکن بہار سے لے کر شمال مغربی سرحد تک غدر کی یاد ابتک تازہ ہے۔ اس علاقہ کے ہندوستانیوں اور انگریزوں دونوں نے ابھی تک فراموش نہیں کیا ہے۔ اس لئے اس کی یاد ان دونو قوموں کے باہمی تعلقات میں رخنہ اندازی کرتی رہتی ہے۔ جب کبھی کہیں ذرا سا فساد ہوتا ہے تو ہندوستان کے انگریز باشندے چلا اٹھتے ہیں "مارشل لا فی الفور نافذ کیا جائے" کیونکہ انھیں ہر وقت اپنی جانوں کا خطرہ رہتا ہے اگر غدر کے افسانے انگریزی تواریخ میں ایسے خوفناک طریقہ سے درج نہ کئے جاتے تو انگریزوں کے دلوں میں اس قسم کا ہیجان ہرگز پیدا نہ ہوتا۔ جب کبھی انگریز یہ جھوٹے قصے پڑھتے ہیں۔ تو ان کے دلوں میں ہندوستانیوں کے خلاف ایک عالمگیر نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور خواہ مخواہ کوئی بہانہ پیدا کرکے انتقام لینے پر تل جاتے ہیں میں ذیل میں تین ایسے واقعات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس سے عہد غدر کے بعد خیالات کا اندازہ لگ سکتا ہے:

تین واقعات

کوکوں کی بغاوت

(۱) "۱۴ر جنوری ۱۸۷۲ء کو تقریباً ایک سو انتہا پسند سکھوں نے (جنھیں پنجابی زبان میں کوکے بھی کہتے ہیں) مالیر کوٹلہ کے شہر پر دھاوا مار دیا۔ فریقین کے درمیان سخت لڑائی ہوئی۔ اور دونو طرف سے بہت سے آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔ سکھوں کی طرف سے ۸۰ آدمی (جن میں ۲۲ مجروح بھی تھے) بھاگ کر ریاست پٹیالہ میں پناہ گزین ہو گئے لیکن دوسرے ہی دن انھوں نے انگریزوں کے سامنے ہتیار ڈال دیئے اور انھیں شیرپور کے قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ کوون نے جو لدھیانہ کا ڈپٹی کمشنر تھا، ان قیدیوں کو کوٹلہ میں بلوایا (جہاں وہ خود ۱۶ر تاریخ کو پہنچ گیا تھا) اسنے اپنے کمشنر کو اسی وقت اطلاع بھیجی کہ اب امن وامان ہو گیا ہے اور کل صبح قیدیوں کو توپ کے ذریعے اڑا دیا جائے گا۔ ۱۷ر جنوری کو کمشنر نے کوون کو حکم دیا کہ قیدی فی الحال شیرپور کے قلعہ ہی میں رکھے جائیں، لیکن کوون نے تعمیل حکم سے گریز کیا اور اسی روز بغیر کسی تحقیقات کے ۴۳ قیدی توپ سے اڑا دیئے گئے۔ شام کے ۷ بجے کمشنر کا ایک اور حکم ملا۔ اسوقت ۶ قیدی توپ کے سامنے بندھے ہوئے تھے۔ کمشنر نے لکھا تھا کہ تمام قیدی بلا تاخیر اس کے پاس بھیجدیئے جائیں تاکہ وہ انکے مقدمہ کی سماعت کرے۔ لیکن کوون نے اس حکم کی بھی مطلق پروا نہ کی۔ اور اس گروہ کو بھی توپ سے اڑا دیا۔ جب گورنمنٹ نے اس کی نافرمانی کے متعلق بازپرس کی۔ تو اسنے جواب دیا "جب مجھے کمشنر کا حکم ملا تھا تو میں نے سوچا، اگر اسوقت ان ۶ آدمیوں کو (جو توپوں سے بندھے ہوئے ہیں) قتل نہ کیا گیا تو حاضرین پر برا اثر پڑیگا۔ اور اس تاخیر سے ہماری کمزوری ثابت ہوگی۔ اس لئے میں نے انہیں قتل کرا دیا"۔ ایک قیدی اپنے محافظوں سے بھاگ نکلا تھا اسنے آتے ہی کوون پر حملہ کرکے اس کی داڑھی پکڑ لی۔ لیکن ہندوستانی افسروں نے اسے تلواروں سے ڈھیر کر دیا۔ فارستھ (کمشنر) نے کوون کو کئی دفعہ حکم دیا تھا کہ قانون کے مطابق کارروائی کرنی چاہیئے مگر اسنے نافرمانی کی! علاوہ ازیں کمشنر نے گورنمنٹ کو تار بھی دیدیا تھا کہ میں موقع پر موجود ہوں۔ اور میں ان قیدیوں کے مقدمات کا بغیر کسی تاخیر کے فیصلہ کر سکتا ہوں۔ مجھے اسوقت کسی فوری کارروائی کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ ممکن ہے اس سے جوش زیادہ پھیل جائے۔ لیکن جب ڈپٹی کمشنر نے اسے اطلاع دی کہ اسنے بہت سے قیدی قتل کرا دئے ہیں۔ تو کمشنر نے اس کا جواب یوں دیا۔

"میرے پیارے کوون۔ جو کچھ آپنے کیا ہے۔ بہت اچھا کیا ہے۔ میں نے آپ کا طرز عمل نہایت پسند کیا۔ میں بھی آپکی تقلید کروں گا"۔ چنانچہ جب بقیہ قیدی اس کے پاس بھیجے گئے تو اسنے بھی انہیں سزائے موت دے دی۔ جب گورنمنٹ آف انڈیا کو ان واقعات کا علم ہوا تو اسنے ایک بڑا لمبا چوڑا حکم لکھا۔ اور کوون کے فعل کی سخت مذمت کی۔ اور اسے وحشیانہ حرکت سے منسوب کیا۔ بالآخر کوون برخاست کیا گیا۔ کمشنر کو بھی سخت ملامت کی گئی اور اسے ایک دوسرے صوبے میں اسی عہدے پر تبدیل کر دیا گیا۔ جب لارڈ نارتھ برک وائسرائے ہوئے تو فارستھ نے اس حکم کے خلاف اپیل کی وائسرائے نے اسے کاشغر ایک سیاسی وفد کا سرکردہ بنا کر بھیجدیا جہاں اسے سیاسی خدمات کے عوض سر کا خطاب دیا گیا۔

اسوقت تمام انگریز افسروں اور اخباروں نے کوون اور فارستھ سے ہمدردی ظاہر کی تھی۔ میں نے اپنی تمام زندگی میں ایسا دہشتناک واقعہ نہیں دیکھا ہے۔ میری رائے میں گورنمنٹ نے ان دو افسروں کو برائے نام سزا دی۔ حالانکہ وہ سنگین سزا کے مستحق تھے"

میں نے یہ تمام واقعہ حرف بحرف کاٹن کی کتاب "یادایام" (Indian & Home memories) سے اخذ کیا ہے۔ کیونکہ میں اس سے بہتر اس واقعہ کی تفصیل نہیں لکھ سکتا تھا!

فارستھ اپنی سوانح عمری میں اسی واقعہ کی متعلق یوں لکھتا ہے،

"چونکہ میں کمشنر تھا اس لئے مجھے قتل کرنے کے کلی اختیار تھے لیکن کوون کو اس قسم کا کوئی اختیار نہ تھا۔ میں نے اسے لدھیانہ سے لکھ دیا تھا کہ وہ ان باغیوں کے مقدمہ کی سماعت کرے لیکن جب تک میں اس کے پاس نہ پہنچ جاؤں، وہ کسی صورت میں ان قیدیوں کو سزا نہ دے۔ لیکن اسنے میرے اختیارات چھین کر قانون اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور بغیر میرے حکم کے قتل کرا دیا۔ ناچار اسکے فعل کی ذمہ داری مجھے اپنے سر لینی پڑی۔ اور اس سے متفق الرائے ہونا پڑا۔ کیونکہ میں اسے غلطی کے نتائج سے بچانا چاہتا تھا جب اسے ملازمت سے برطرف کیا گیا۔ تو میں نے اس کی ہر طرح سے امداد کی اور اسکے واسطے ہندوستان میں ہی ایک نہایت عمدہ ملازمت مہیا کر دی"۔

جنگ افغانستان

(۲) دوسرا واقعہ افغانستان کی دوسری جنگ سے تعلق رکھتا ہے میں اسوقت اس جنگ کے واقعات دہرانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ یہ بڑی لمبی چوڑی داستان ہے۔ جب افغانستان اور برطانیہ کی آپس میں صلح ہو گئی۔ تو کویگنری کو برطانیہ کی طرف سے بطور سفیر کابل میں متعین کیا گیا۔ چند دنوں کے بعد کویگنری مع اسٹاف کے خود پٹھانوں کے ہاتھوں مقتول ہوا۔ جرنیل رابرٹ نے کابل پر چڑھائی کی۔ اور بڑی بہادری دکھا کر اکتوبر ۱۸۷۹ء میں فتح کر لیا۔ بعد ازاں انتقامانہ کارروائیاں شروع ہو گئیں۔ کیونکہ پٹھانوں نے ہمارے سفیر کو قتل کرکے ہمارے جھنڈے کی بڑی توہین کی تھی۔ کاٹن اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷۲ میں لکھتا ہے کہ مارشل لا (جنگی قانون) فوراً نافذ کیا گیا۔ لوگوں کو گروہ در گروہ پھانسی دی جاتی تھی۔ امیر یعقوب خاں کو جلاوطن کرکے ہندوستان بھیجا گیا۔ گرد و نواح کے علاقے سامان خورد و نوش کی خاطر تباہ کئے جاتے تھے۔ دیہاتوں کا جلانا تو ایک روزمرہ کی کارروائی تھی!

سر چارلس میگگریگر جو لارڈ رابرٹ کا چیف آف اسٹاف تھا اپنی سوانح عمری کے صفحہ ۱۳۶ میں مندرجہ ذیل فقرات لکھتا ہے۔

"جب تک مجھے افغان قیدیوں کے جرم کا یقین نہ ہو جائے تب تک میں انہیں بے فائدہ سزا نہیں دوں گا۔ دفتر امور خارجہ کی رائے ہے کہ ایسی سزائیں دی جائیں جو عبرتناک اور جارحانہ ہوں لیکن میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں ہر ایک مقدمہ میں پوری تفتیش کرنی چاہئے۔ میں بے گناہ لوگوں کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس سے برے نتائج نکلتے ہیں"۔

یہی جرنیل اپنے روزنامچہ میں ۲۲ر اکتوبر کا یہ واقعہ لکھتا ہے۔

"میں نے آج ۵ آدمیوں کی زندگی بچائی ہے۔ یعنی اگر میں ان کے مقدمات میں پوری طرح غور و خوض نہ کرتا۔ تو انہیں یقیناً پھانسی دی جاتی۔ ان ملزموں میں سے ایک کا نام ابوبکر تھا۔ جو سوداگر تھا۔ اسکے خلاف مقدمہ صریحاً بناوٹی تھا کیونکہ اس کے جانی دشمن نے اسکے خلاف جھوٹی شہادت دی تھی"،

ہاورڈ ہینسن جو اخبار پانیر الہ آباد کا اس جنگ میں نامہ نگار تھا ایک جگہ کابل کا نقشہ یوں کھینچتا ہے۔

"کابل شہر خموشاں بنا ہوا ہے۔ وہ بازار اور کوچے جہاں ہر وقت خونریزی اور فساد کا بازار گرم رہتا تھا اب قبرستان کی مانند چپ چاپ ہیں۔ شہر کے باشندوں نے پہلے پہل ہماری نرمی سے فائدہ اٹھایا تھا۔ لیکن جب سے ہم نے انتقام لینا شروع کیا ہے، انھیں ہماری وحشیانہ طاقت کا پوری طرح احساس ہو گیا ہے"۔

جب ہماری فوجوں کی ظالمانہ حرکات کی اطلاع انگلستان پہنچی۔ تو عوام الناس نے بڑا شور مچایا۔ افغانستان میں ابتک ہمارے وحشیانہ افعال کی یاد تازہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارا قدیمی دشمن چلا آتا ہے۔

خریداران الہلال

توجہ فرمائیں

جن جن حضرات سے ۶ ماہ کی قیمت وصول ہوئی تھی، اُن کا حساب الہلال نمبر (۲۴) پر ختم ہو جائے گا۔ یعنی آئیندہ نمبر سے بعد کے نمبر پر۔ اگر وہ آئیندہ بھی الہلال کا مطالعہ جاری رکھنا چاہتے ہیں، تو دفتر نہایت شکرگذار ہوگا اگر وی۔ پی کی درخواست کی جگہ وہ بذریعہ منی آرڈر قیمت روانہ کردیں۔ وی۔ پی کی رقم وصول ہونے میں بہت تاخیر ہوتی ہے، اور اس لئے پرچہ کے مسلسل اجرا میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ اگر وہ ایک ہفتہ کے اندر قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں تو رجسٹر میں نمبر ۲۴ کے بعد سے اُن کی جدید خریداری کا اندراج ہو جائے، اور پرچہ کی ترسیل بغیر کسی انقطاع کے جاری رہے۔

یہ کہنا ضروری نہیں کہ نئی ششماہی جلد سے الہلال کا نیا دور حیات شروع ہوگا، اور وہ اس حالت سے بالکل مختلف ہوگا، جس حالت میں اسوقت تک نکلتا رہا ہے۔ (مینجر)

دہلی کے نامی اور نامور مشہور و معتبر مقبول خاص و عام اسم بامسمّیٰ

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی کا

عدیم المثال نادر الوجود ہمہ سرائی تحفہ

تار کا کافی پتہ "ہمدرد، دہلی"

ماءاللحم دو آتشہ

بہ نسخہ خاص

زندگی جیسی عزیز اور پیاری چیز ہو وہ ظاہر ہو۔ لیکن تندرستی بھی ایک ایسی نعمت ہو کہ بغیر اس کے زندگی بے لطف بلکہ بیکار ہو۔ تندرستی ہزار نعمت ہو۔ تندرستی ہو تو سب کچھ ہو۔ اگر آپ کو تندرستی کی قدر ہو اور تندرست رہنا پسند کرتے ہیں تو ہمارا تازہ کشید کیا ہوا ماءاللحم استعمال کیجئے اور پیری میں شباب کا لطف اٹھائیے یہ امر تو مسلم ہو کہ ماءاللحم مقوی ارواح ہو، بدن میں چستی اور توانائی پیدا کرنا۔ رنگ کا نکھارنا۔ روح کو تازگی اور قوت دینا۔ گئی ہوئی طاقت میں از سر نو جان کا ڈالنا اس کی خاصیت ہو۔ مگر ہمارا ماءاللحم خصوصیت کے ساتھ پیروں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بناتا ہو اس لئے کہ نادر اور بیش قیمت اور مقوی اور فرحت بخش اجزاء سے بطرز خاص تیار کیا گیا ہو۔ نسخہ بھی اس کا معمولی اور کتابی نہیں ہو بلکہ عالیجناب شفاء الملک بہادر غفران مآب رئیس اعظم دہلی کا خاص خاندانی نسخہ ہو جو جناب ممدوح نے بغرض رفاہ عام "ہمدرد دواخانہ" کو مرحمت فرمایا ہو۔ ایک مرتبہ ماءاللحم کا استعمال فرما کر خدا کی قدرت کا مشاہدہ کیجئے۔ فائدہ تو تین دن کے بعد ہی معلوم ہوتا ہو مگر معتدبہ اور پورا فائدہ ایک چلہ میں ہوتا ہو۔ پبلک کو صرف اپنی لفاظی اور خوش بیانی سے خوش کر دینا ہمارا شیوہ نہیں ہو۔ مگر بعض امور میں ہم کو اپنی سچی ہمدردی کے اظہار کا کوئی موقع نہیں ملتا ہو تو مجبور ہو کر اشتہار دینا پڑتا ہو۔

ماءاللحم کے استعمال کا یہی موسم ہو اور یہی زمانہ ہو منگائیے اور آزمائیے!! تجربہ بتادے گا کہ ہمدرد کہاں تک اپنے دعوی میں سچا ہو۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت بھی بہ نظر ہمدردی پانچ روپیہ فی بوتل مقرر کی گئی ہو علاوہ اسکے چند اقسام کے حلوے مقوی اور خوش ذائقہ نہایت نفیس تیار ہیں جن کے پورے افعال و خواص آپ فہرست میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ نیز ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں اس دواخانہ سے مناسب قیمت پر ملتی ہیں۔ فہرست ۱۹۲۷ء مع جنتری تیار ہو۔ مفت طلب فرمائیے۔ خط و کتابت کے لئے کافی پتہ "منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی"

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

رنگ دیکھ لو   **دو روا تولہ سونا**   گھس کر آزما لو

جرمنی کی حیرت انگیز ایجاد

اس سونے کی نہایت خوبصورت نازک منقش چوڑیاں جرمنی سے بنکر آئی ہیں۔ چونکہ انہیں ایک خول کی صورت میں بنایا گیا ہو۔ انکے اندر نگین چوڑیاں آجاتی ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہو کہ بہترین زبرجد اور یاقوت کے نگینے جڑ دئے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجئے لیکن رنگ و رونق میں فرق نہیں آتا اور نہ سیاہی آتی ہو۔ صنف نازک کے لئے بہترین تحفہ ہو۔ ڈھائی روپیہ میں پانچسو روپے کا کام نکالا جا سکتا ہو۔ ہر سائز کی موجود ہیں۔ سیکڑوں کی تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی ہیں۔ جلد منگوائیے تاکہ اسٹاک ختم نہ ہو جائے۔ ۸ چوڑیوں کی قیمت ڈھائی روپیہ۔ جن کا وزن تقریباً ڈیڑھ تولہ ہوگا۔ چوبیس ۲۴ چوڑیوں کے دام مبلغ سات روپئے (عــہ)

منیجر گولڈن اسٹور۔ پوسٹ بکس ۱۰۴ لاہور

برص سفید داغ ۱۲ یوم میں جڑ سے غائب

ورنہ پوری قیمت واپس۔ اقرار نامہ لکھالیں ایک ماہ خوراک معجون مسیحا اور ایک شیشی روغن مسیحا جو پورے ۱۲ روز کافی ہوگی قیمت معہ خرچ سا روپیہ تیرہ آنہ

دفتر معالج برص نمبر ۱۵ دربھنگہ (بہار)

پروانہ

اپنی نوعیت کا پہلا رسالہ ملک، در قوم و ملت کا سچا پروانہ دلچسپ اور اچھوتے مضامین نظم و نثر سے لبریز نومبر ۲۶ء سے دربھنگہ سے نہایت پابندی کے ساتھ شایع ہوگا لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت نفیس چندہ سالانہ تین روپیہ (عــ۳) طلبہ سے دو روپیہ (عــہ) ممالک غیر سے پانچ روپیہ (صــہ)

منیجر رسالہ پروانہ دربھنگہ (بہار)

افیم چھڑانے کی بے نظیر گولیاں جن کے استعمال سے صدہا عملی آسانی سے افیم چھوڑ چکے ہیں ایک روپیہ یا ہوا کے عملی کے لئے ۸ کی گولیاں کافی ہو سکتی ہیں۔ ملنے کا پتہ۔ حکیم محمد عمر اینڈ سنز موگا ضلع فیروزپور پنجاب

جمعیتہ علمائے ہند کے اخبار الجمعیتہ

کا

جیب نمبر

رجب میں شایع ہوگا

مشتہرین اور ایجنٹوں کے لئے نادر موقع

بیس اخباروں میں علیحدہ علیحدہ۔ بیس اشتہار دینا اور الجمعیتہ

کے

جیب نمبر

میں ایک دفعہ ایک اشتہار دے دینا برابر ہو۔ تمام اشتہ

شروع دسمبر میں موصول ہو جانے چاہئیں۔ ایجنٹوں کو چاہئ

دفتر سے فوراً خط و کتابت شروع کر دیں۔

خط و کتابت کے لئے پتہ

منیجر "الجمعیتہ" دہلی

بعد وہ تین ہزار میٹر کی بلندی پر پہنچ جائیگا۔ اُس کی تیزی ہر سکنڈ میں ۴۰۰ میٹر ہو جائے گی۔ ۳۵ سکنڈ کے بعد وہ ۲۰ ہزار میٹر بلندی پر ہوگا اور اس کی تیزی ہر سکنڈ میں ۸۰۰ میٹر زیادہ ہوتی جائے گی۔ پھر ۴۵ سکنڈ کے بعد ۵۰ ہزار میٹر کی افقی بلندی پر پہنچ جائے گا۔ اور اُسکی افقی سرعت، ہر سکنڈ میں دو ہزار میٹر ہو جائے گی۔ اس صورت میں یہ جہاز برلن سے نیویارک صرف ۱½ گھنٹے میں پہنچ جائے گا!"

ایک دوسرے جرمن پروفیسر اوبرٹ کا خیال ہے۔

" دس پندرہ برس کی مدت میں ایسے ہوائی جہاز بنجائیں گے جو ہر سکنڈ میں ۱۲۰۰۰ میٹر مسافت طے کرلیں گے۔ اُس وقت یہ ممکن ہوگا کہ انسان چاند اور دوسرے کواکب تک پہنچ سکے"

لیکن بہت سے علماء یہ نظریہ تسلیم نہیں کرتے۔ اُن کے دو بڑے اعتراض ہیں جن کا اب تک کوئی شافی جواب نہیں ملا ہے۔ ایک یہ کہ جو جہاز اس قوت سے توپ کے گولے کی طرح فضا میں پھینکا جائے گا، وہ ایک معین حد پر پہنچکر ضرور مشتعل ہو جائے گا یعنی جل جائے گا دوسرے یہ کہ اگر کوئی تدبیر ایسی کرلی جائے کہ جہاز مشتعل نہ ہو، جب بھی اُس کے اُترنے کی صورت کیا ہوگی؟ یقیناً وہ اُسی تیزی سے نیچے گرے گا، جس تیزی سے اوپر پھینکا گیا ہے!

جرمن ہواباز یہ اعتراض تسلیم کرتے ہیں، مگر ساتھ ہی اُمید کرتے ہیں کہ ہم جلد ان مشکلات پر غالب آجائیں گے۔

صناعی آنکھ جو رات کی تاریکی میں دیکھتی ہے!

Noctovision

جب آفتاب کا نور کسی مثلث شیشے میں سے ہو کر گزرتا ہے، تو ۷ رنگ کا ظاہر ہوتا ہے۔ سب رنگ علحدہ علحدہ اوپر نیچے صفوں کی صورت میں ہوتے ہیں۔ سُرخ رنگ سب سے نیچے ہوتا ہے۔ اُس کے اوپر نارنجی، پھر زرد، پھر سبز، پھر اودا، پھر نیلا، پھر بنفشی یعنی بنفشی سب سے اوپر ہوتا ہے۔ سُرخ سب سے نیچے۔ توس قزح میں بھی یہی ساتوں رنگ دکھائی دیتے ہیں۔

لیکن تحقیقات سے ثابت ہوا کہ آفتاب کا نور، صرف ان سات رنگوں ہی میں تحلیل نہیں ہوتا، بلکہ اور بھی بہت سے رنگ اختیار کرتا ہے مگر وہ رنگ غیر مسلح آنکھ سے دکھائی نہیں دیتے۔ ان غیر مرئی رنگوں میں بعض رنگ سرخ رنگ کے نیچے ہوتے ہیں اور بعض بنفشی کے اوپر۔

سرخ شعاعوں کے نیچے جو شعاعیں ہیں، وہ گرم ہوتی ہیں۔ اگرچہ آنکھ سے دکھائی نہیں دیتیں لیکن جلد پر محسوس ہوتی ہیں۔ یہ شعاعیں تاریک شعاعیں کہلاتی ہیں۔ آفتاب کی جو قوت ہم تک پہنچتی ہے، اسکے اجزاء میں غالب حصہ انہی تاریک شعاعوں کا ہوتا ہے۔

بنفشی شعاعوں کے اوپر جو شعاعیں ہیں، اُنکی موجیں بہت ہی چھوٹی ہوتی ہیں۔ یہ بھی دکھائی نہیں دیتیں۔ البتہ فوٹو گراف کی تختی پر ان کا اثر ظاہر ہو جاتا ہے۔ ان کا نام ہے "شعاع ماورار بنفشی" یا "شعاع کیمیاوی"

انسان کی آنکھ آفتاب کی اُنھی شعاعوں سے متاثر ہوتی ہے جو سُرخ اور بنفشی رنگوں کے درمیان ہیں۔ جب یہ تمام شعاعیں یا ان میں سے کوئی ایک شعاع کسی جسم سے منعکس ہوتی ہے، تو آنکھ متاثر ہوتی ہے، اور دیکھنے لگتی ہے۔ لیکن اگر ان ساتوں رنگوں کے علاوہ کسی دوسرے رنگ کی شعاع جسم سے منعکس ہوتی ہے، تو آنکھ اُس سے متاثر نہیں ہوتی، اس لئے وہ دیکھ بھی نہیں سکتی۔

لیکن اب انسان کی یہ مجبوری دُور ہو جائے گی۔ کیونکہ انگلستان میں جان بارڈ نامی ایک عالم نے ایک ایسی کہربائی آنکھ ایجاد کرلی ہے، جو تاریکی میں بھی بخوبی ہر چیز دیکھ سکتی ہے۔ یہ صناعی آنکھ اس درجہ حدید البصر ہے کہ تاریک شعاعیں، یعنی وہ شعاعیں جو سُرخ رنگ کے نیچے ہیں۔ اُسے متاثر کردیتی ہیں۔ اس آنکھ کے فعل کا نام Noctovision (یعنی رات میں دیکھنا) تجویز کیا گیا ہے

قارئین الہلال شاید واقف ہونگے کہ یہ موجد وہی نوجوان ہے جو پچھلے دنوں ایک نہایت مفید ایجاد کے سلسلہ میں مشہور ہو چکا ہے۔ اُسنے ایک ایسا طریقہ ایجاد کیا تھا جس سے دُور کی چیزیں بھی ویسی ہی دکھائی دیتی ہیں، جس طرح قریب کی چیزیں انسان دیکھ لیتا ہے۔

لیکن یہ جدید ایجاد پہلی ایجاد سے زیادہ حیرت انگیز اور مفید ہے۔ یہ آلہ اس طرح بنایا گیا ہے کہ اس میں سرخ رنگ کے نیچے کی شعاعیں جمع ہو جاتی ہیں، اور اُسی طرح خارج ہوتی ہیں، جس طرح چوڑے لیمپ سے روشنی نکلتی ہے۔ پھر سُرخ شعاعیں اتنی زیادہ مقدار میں تاریک جسم پر سمٹ آتی ہیں کہ کہربائی آنکھ فوراً متاثر ہو جاتی ہے، اور ایک خاص لوح پر صورتیں اسی طرح منعکس کرنے لگتی ہے جس طرح سینما کے پردے پر صورتیں ظاہر ہوتی ہیں!

برطانی حکومت نے سرکاری طور پر اس ایجاد کا امتحان کیا تھا۔ ایجاد کامیاب ثابت ہوئی۔ اور حکومت نے موجد سے اسکے حقوق استعمال حاصل کرلئے۔

زلزلے سے پہلے اُس کا اعلان

تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ سمندر کے مدوجزر کی طرح زلزلے میں بھی مدوجزر ہوتا ہے۔ حالت مد میں زلزلے بکثرت واقع ہوتے ہیں۔ حالت جزر میں تقریباً مفقود ہوتے ہیں۔ ان دونوں حالتوں کی علحدہ علحدہ مدت علماء نے ۷ سال، یا ۱۱ سال قرار دی ہے۔

بعض ملکوں میں زلزلے زیادہ آیا کرتے ہیں۔ پہلے خیال کیا جاتا تھا کہ زلزلے اور آتش فشاں پہاڑوں میں باہمدگر قوی علاقہ ہے جن ملکوں میں یہ پہاڑ زیادہ تعداد میں موجود ہیں وہاں زلزلے بھی زیادہ آتے ہیں مگر اب تک آتش فشانوں اور زلزلے کا باہمی علاقہ علمی طور پر ثابت نہیں ہوا ہے۔ اس لئے علماء یہ علاقہ تسلیم نہیں کرتے۔

حال میں علماء طبقات الارض کی ایک جماعت نے اعلان کیا ہے کہ وہ عنقریب ایک ایسا طریقہ ایجاد کر سکینگے جس سے زلزلے کا علم اُسکے وقوع سے بہت پہلے ہو جایا کرے گا۔ اگر اس کوشش میں کامیابی ہو گئی، تو ایسے ملکوں کے لئے جیسا کہ جاپان ہے، یہ ایک عظیم انکشاف ہوگا۔

چنانچہ انگریزی کے مشہور علمی رسالہ "نیچر" میں ایک مقالہ نگار لکھتا ہے:

"بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ زلزلے سے پہلے زمین کی سطح میں کجی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ کجی بتدریج زیادہ ہوتی رہتی ہے، یہاں تک کہ زلزلے پر پہنچکر ختم ہو جاتی ہے۔ کجی، آنکھ سے بھی مشاہدہ کی جا سکتی ہے، کیونکہ زمین کی ہموار سطح، نمایاں طور پر خم ہو جایا کرتی ہے۔ اگر یہ نظریہ صحیح ثابت ہو جائے، تو بآسانی ایک ایسا آلہ ایجاد کیا جا سکتا ہے جو زمین کی خفیف سے خفیف کجی بھی محسوس کرلے اور ایک گھنٹی کے ذریعہ خطرہ کا اعلان ہو جائے"!

گزشتہ ماہ شہبرگ میں علم مساحت ارض کے ماہرین کی کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ اسمیں جاپان کا ایک مشہور ماہر طبقات الارض ڈاکٹر اآمورا بھی شریک تھا۔ "نیچر" کے مقالہ نگار نے اُس سے ملاقات کی اور اپنا نظریہ پیش کیا۔ جاپانی ڈاکٹر نے اس کی تائید کی اور بتلایا کہ ۷ مارچ ۱۹۲۷ء میں ٹانگو کے مہیب زلزلے سے ڈھائی گھنٹے پہلے زمین کی سطح میٹو اور سوناکاٹا نامی دو مقاموں میں بلند اور خمیدہ ہو گئی تھی۔ بلندی ایک میٹر سے بھی زیادہ دیکھی گئی تھی۔

نیز ڈاکٹر نے بیان کیا کہ آپنے ۱۸۹۳ء سے ۱۹۲۷ء تک کے ۵ ہولناک جاپانی زلزلوں کی تفصیلات جمع کرلی ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر زلزلے سے پہلے زمین کی سطح بلند اور خمیدہ ہو گئی تھی۔ بلندی ایک میٹر سے دو میٹر تک نمایاں تھی۔ بعض حالتوں میں یہ حالت زلزلے سے ۵ گھنٹے پیشتر پیدا ہو گئی تھی۔ بعض حالتوں میں ایک دو گھنٹے پیشتر۔

ایک دوسرے جاپانی پروفیسر اکیموتو نے ایک آلہ ایجاد کرلیا ہے اس کا نام "کلینو گراف" ہے۔ یہ نیا آلہ ہے، جس کا ذکر "نیچر" کے مقالہ نگار نے کیا ہے۔ اس آلہ سے سطح زمین کی ہر بلندی اور کجی معلوم ہو جاتی ہے۔

صناعی آفتاب

یہی رسالہ ناقل ہے کہ امریکہ میں ایک ایسا کہربائی فانوس ایجاد کیا گیا ہے، جس میں ۱۳۸۵۰۰۰۰۰ بتیوں کی قوت موجود ہے۔ اس کی حرارت دس ہزار درجہ تک کی ہے اور اُس کی روشنی، فضاء آسمانی میں ایک ہزار میل تک پہنچتی ہے۔ یہ اندھیری رات کو ٹھیک اُسی طرح روشن کردیتا ہے، جیسے دن کے وقت سورج کی دھوپ روشنی پھیلا دیتی ہے!

یہ عظیم الشان فانوس، شہر چارلس ویل میں نصب کیا گیا ہے۔ اس کے ایجاد سے مقصود یہ ہے کہ نور کے خواص پورے طور پر تحقیق کئے جائیں اور یہ معلوم ہو جائے کہ زندگی اور آفتاب کے درمیان کیا علاقہ ہے؟ نیز ماورار بنفشی شعاعوں اور کہربائی اجزاء کی ترکیب کی بھی جانچ کیجائے۔

ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ اس لیمپ کی حرارت، دس ہزار درجہ ہے یہ حرارت کا وہ درجہ ہے، جسے علمی اصطلاح میں "سفید حرارت" کہتے ہیں۔ یہ اتنی سخت حرارت ہوتی ہے کہ دھات کو پگھلا کر سفید رنگ کی آگ بنا دیتی ہے۔ چونکہ اس فانوس کی حرارت اس درجہ سے بھی زیادہ کام دے سکتی ہے اس لئے اس کا نام "نیلگوں حرارت" رکھا گیا ہے۔ اس سے زیادہ تیز حرارت کا آج تک تصور نہیں کیا جا سکا۔

حجاز کی علمی سرگرمی

مدت سے سلطان کا ارادہ تھا کہ نجد و حجاز کے نوجوانوں کو علوم و فنون کی تحصیل کے لئے یورپ بھیجیں لیکن حالات نے ایسی نوعیت نہیں اختیار کی تھی کہ اس قسم کے کام شروع کئے جا سکیں۔ اب سلطان نے نجد کے سفر سے پہلے ارکان حکومت سے اس بارے میں مشورہ کیا، اور بالاتفاق طے پایا کہ ایک کافی تعداد طلبہ کی اس غرض سے منتخب کرنی چاہیے۔ چنانچہ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، اور جدہ سے ایک جماعت بالفعل شام بھی جا رہی ہے، تاکہ کچھ عرصہ وہاں تعلیم حاصل کرکے اس قابل ہو جائے کہ یورپ کی مشہور درسگاہوں میں داخل ہوسکے۔ اُمید ہے، اب یہ سلسلہ برابر جاری رہے گا۔

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سی گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہی!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو
دُنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہی
اور جسے **ملک معظم** برطانیہ اور انکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہے!
انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں
شایع ہوتا ہی

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ
مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں
نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں
تمام دُنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے
ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کی مسلسل سلسلے
بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ
قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے اڈیشن
آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں
ہمارے یہاں سے ہر چھ ماہ
کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے، اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی، عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوائیے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے
دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران
ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں

باایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

براعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے۔ بہت ممکن ہو کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

مطبوعات الهلال بك ايجنسى

معارف ابن تيميه و ابن قيم

دينى علوم كے بيش بها جواهر ريزي

اس سلسله ميں هم نے اماميں كي ان نادر و اعلى درجه كي بلند پايه عربي تصانيف كے اردو تراجم كا سلسله شروع كيا هے ' جنكا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف كتاب و سنت كے ليے نهايت ضروري و ناگزير هے - اميد كه يه " سلسلۂ تراجم " بد نصيب هندوستان كي دماغي اصلاح كا كام دے :

آسوۂ حسنه — امام ابن قيم كي فن سيرت ميں شهرہ آفاق كتاب " زاد المعاد " كے خلاصه كا اردو ترجمه - بلا جلد ٢ روپے مجلد اڑھائي روپيه -

كتاب الوسيله — لفظ " وسيله " كي بحث كے علاوہ امام ابن تيميه نے اسلام كے اصل الاصول " توحيد " كي مبسوط بحث كي هے - بلا جلد اڑھائي روپيه ' مجلد سوا تين روپيه -

اصحاب صفه — انكي تعداد ' ذريعه معاش ' طريق عبادت اور انكے مفصل حالات بيان كيے هيں دس آنے -

تفسير سورة الكوثر — امام ابن تيميه كے مخصوص انداز تفسير كا اردو ترجمه - چار آنے -

العروة الوثقى — خالق و مخلوق كے درميان واسطه كا فرق بدلائل بيان كيا هے - چهه آنے -

سيرت امام ابن تيميه — حضرت امام كے ضروري حالات زندگي نهايت خوش اسلوبي سے بيان كيے هيں - نو آنے

نجد و حجاز — علامه سيد محمد رشيد رضاء مصري كي تازه كتاب كا اردو ترجمه - سوا روپيه -

آئمه اسلام — ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه — فى العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — يه ايک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس كے خريدار كو هم نے كمال كوشش و كاوش سے اردو ' عربي ' فارسي ' انگريزي ' اور دوسري زبانوں كي تمام اهم و اعلى مطبوعات كے متعلق بهترين تازه معلومات بهم پهنچانے كا اهتمام كيا هے - اسكے علاوه ائمه و اسلام و بزرگان دين كے حالات ' لطائف افسانه ' نظميں اور ممالک اسلاميه كے معتبر ذرائع سے حاصل كيے هوے حالات درج كيے جاتے هيں - في پرچه ٨ آنه سالانه ٢ روپيه پيشگي -

منيجر الهلال بك ايجنسى

(حلقه نمبر ٢٤ شيرانواله دروازه لاهور پنجاب)

" Al=Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و كتابت كى وقت اپنا نام اور پته صاف لكهين
اور نمبر خريدارى ضرور تحرير فرمائين

السحر الحلال فی
مجلدات الهلال

گاه گاہے بازخوان این دفتر پارینه را
تازه خواہی داشتن گر داغہاے سینه ما

اردو صحافت كي تاريخ ميں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات ميں ايک انقلاب آفريں دعوت تهي -

الهلال اگرچه ايک هفته وار مصور رساله تها ' ليكن چونكه وه اردو صحافت كي مختلف شاخوں ميں اجتهاد نظر و فكر كي نئي روح پيدا كرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس كا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق كا مجموعه تها - اُس كے هر نمبر ميں مختلف ابواب ' مذهب ' سياست ' ادبيات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه كے هوتے تهے - اور اسكا هر باب اپني مجتهدانه خصوصيات كے لحاظ سے اپني نظير آپ هوتا تها - پهر اس كي ظاهري خوبياں اردو صحافت ميں اعلى طباعت و ترتيب كا پهلا نمونه تهيں - اردو كا وه پهلا هفته وار رساله تها ' جس ميں هاف ٹون تصاوير كے اندراج كا انتظام كيا گيا ' اور ٹائپ ميں چهپنے كي وجه سے بهت سي ايسي خوبياں پيدا هوئيں جو پتهر كي چهپائي ميں ممكن نهيں - اِس كي جلدیں جديد اردو علم ادب كے علمي ' مذهبي ' سياسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث كا بهترين مجموعه هيں - اِن كي مقبوليت و قدر كا اندازه اِس سے هوسكتا هے كه سنه ١٩١٨ ميں بعض شايقين علم و ادب نے اِس كي تمام جلدوں كا مكمل ست سات سو روپيه ميں خريد كيا - اور حال ميں ايک صاحب نے اِس كي پهلي جلد مكمل (جو دفتر ميں بهي موجود نهيں) ساڑهے چارسو روپيه ميں حيدرآباد سے خريدي هے - جن لوگوں نے اِس كے پرچے بحفاظت جمع كئے هيں وه بڑي سے بڑي قيمت پر بهي علحده كرنے كيليے تيار نهيں - پچهلے دنوں " البلاغ پريس " كا جب تمام اسٹاک نئے مكان ميں منتقل كيا گيا تو ايک ذخيره الهلال كے پرچوں كا بهي محفوظ ملا ' هم نے كوشش كي كه شايقين علم و ادب كے لئے جس قدر مكمل جلديں مرتب كي جا سكتي هيں مرتب كرلي جائيں اور جن جلدوں كي تكميل ميں ايک دو پرچوں كي كمي هو اُنهيں دوباره چهپوا ليا جائے -

چنانچه الحمدلله يه كوشش ايک حد تک مشكور هوئي اور اس علاوه متفرق پرچوں كے چند سالوں كي جلديں پوري مكمل هوگئي هيں - هم اِس اعلان كے ذريعه شايقين علم و ادب كو آخري موقعه ديدے هيں كه اِس قيمتي ذخيره كے حاصل كرنے ميں جلدي كريں چونكه جلدوں كي ايک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسكي هے اس لئے صرف اُنهيں درخواستوں كي تعميل هوسكے گي جو سب سے پہلے پهونچيں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا ميں تمام مضامين كي انڈكس به ترتيب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مكمل جلد دوم ١٠ روپيه   الهلال مكمل جلد سوم ١٠ روپيه
" " " چهارم ١٠ روپيه   " " " پنجم ١٠ روپيه

جلد " البلاغ " (جب دوسري مرتبه الهلال اِس نام سے شائع هوا) قيمت ٨ روپيه

علاوه جلد اول كے هر جلد كے متفرق پرچے بهي موجود هيں جن ميں سے هر پرچه اپنے مضامين كے لحاظ سے ايک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قيمت في پرچه ٨ - آنه - محصول ڈاک و پيكنگ اِس كے علاوه هے -

منيجر " البلاغ پريس "

کیا آپکو معلوم نہیں

کہ

اسوقت

دنیا کا بہترین فاونٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم"

قلم ہی؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدگی
ہونیکی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام
دے سکتا ہی

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے
مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں
کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو

"شیفر" کا

"لائف ٹائم"

لینا

چاہئے!

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں

تو

یاد رکھئے

کہ

آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما

گائڈ بک

کی ضرورت ہی

جو

انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں

ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں

قابل دید مقامات،

اور

آثار قدیمہ وغیرہ سے

آپکو مطلع کر دے

نیز

جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن

کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہی۔ ایسی

مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین

The Dunlop guide
To Great Britain

کا

دوسرا ایڈیشن ہی

ہندوستان کے

تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے

ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہی

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر سنہ ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہی؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہی؟ قیمت بلدہ آنے (۱۲)

(منیجر الہلال کلکتہ)

* * *

اگر آپ کو

دمہ

ضیق النفس

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت

ہی

تو تامل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب تر

دوا فروش کی دکان سے

فوراً

ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا

منگواکر

استعمال کیجئے

۱۹۲۷

الہلال

نمبر ۲۵ جلد ۱

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ۵ ـ انہ

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رهنما:

• ٹائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا ہے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم ہے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا ہے -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضه کیجئے که وہ ٹائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مهیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher.

Printing House Square
London. E. C. 4.

سے براہ راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري ہے که

ٹائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکهنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا ہے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بہت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.
Post Box 708.
Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بہترین کارخانه ہے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقه وہ ہے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور ہے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA
EDITOR : MAULANA ABU-AL-KALAM AZAD.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۲۵ — کلکته : جمعه ۱۳ . جمادی الثانیه ۱۳۴٦ هجری — جلد ۱

Calcutta : Friday, 9, December 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی . طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای . پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی .

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی . اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین . آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین . لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین .

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی . یاد رکهیی . طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی . ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین .
الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ۲۰۲۱ مراسلات وصول هوی هین . تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	۲۵۵	اردو حروف کی حق مین	۵۳۵
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	۸۰۲	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	۱۹۰
پتهر کی چهپائی کی حق مین	۳۲۰		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی .

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی . اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی . آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین .
الهلال

الہلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا ہے

قیمت سالانه مع محصول	باره روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے	سوله روپیه
قیمت شش ماهي	سات روپیه
قیمت في پرچه	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " منیجر الہلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں آنکے لفافه پر " ایڈیٹر " کا نام هونا چاهیے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي ہے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ور نه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رہے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(۷) مني ارڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولی خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

لا متناھي اور سراسر مجہول عالم پر سرسري نظر سے زيادہ وقعت نہيں رکھتے "

سر اوليور لاج اپني کتاب " روح انساني کي ابديت " ميں لکھتا ھے :

" بہت سے عجيب و غريب حوادث کي صحت ثابت ھو چکي ھے - يہ حوادث ھر قوم اور ھر زمانے ميں پيش آتے رھے ھيں - ممکن ھے ان کا بڑا حصہ اوھام و خواطر پر محمول کرکے رد کر ديا جائے - مگر اُن سب کا رد کر دينا ناممکن ھے - موجودہ علمي ترقي کي روشني ميں کوئي دعویٰ نہيں کر سکتا کہ انساني روح کے تمام اعمال و خواص سے ھم واقف ھو چکے ھيں ، يا انساني روح کا علم ھم نے اِس درجہ منضبط اور آسان کر ديا ھے کہ ھر کس و ناکس اُسے سمجھ لے - ليکن عجيب بات يہ ھے کہ بعض لوگ ايسا ھي يقين رکھتے ھيں - وہ ھر روز بغير کسي اظہار حيرت کے علم الحيات ، کيميا ، اور علم الالات کے زيادہ سے زيادہ محير العقول اکتشافات پر ايمان لاتے رھتے ھيں ، اور کبھي يہ نہيں کہتے کہ ھم قدرت کے تمام رازوں سے واقف ھو گئے اور اب کوئي نيا اکتشاف قبول نہيں کرينگے - ليکن مذھب روحي کا نام آتے ھي ان ميں انکار اور تحدي کا جوش پيدا ھو جاتا ھے - وہ بغير کسي تامل کے مدعيانہ انکار کر بيٹھتے ھيں - يہ يقيناً ايک سادہ لوح ايمان ھے - يہ اِس بات کي دليل ھے کہ لوگ بلا دليل عقيدہ قائم کرنے کي کتني زيادہ استعداد رکھتے ھيں ؟ ليکن ياد رھے ، اُن کا يہ دعوی ، سراسر اساس علم کے خلاف ھے - وہ صرف اُسي حال ميں کيا جا سکتا ھے جبکہ اپنے مخالف دلائل و براھين سے بلا کسي بحث کے اعراض کر ليا جائے "

پروفيسر سڈگوک صدر " انجمن مباحث نفسيہ " اپنے سنہ ۱۸۸۲ کے خطبۂ صدارت ميں کہتا ھے :

" اب يہ سخت فضيحت کي بات ھوگي کہ اِن روحي حوادث کي صحت ميں جھگڑا کيا جائے جن کي تصديق بڑے بڑے مسلم علماء کر چکے ھيں - يہ شرم کي بات ھے کہ مذھب روحي کے خلاف علمي دنيا اپنے احمقانہ انکار پر مصر رھے ... اب سے تيس برس پہلے لوگ خيال کرتے تھے کہ مسمريزم اور متحرک ميزوں کا اعتقاد ، عملي تہذيب کے نقص و فقدان کا کافي ثبوت ھے - ليکن جب مشہور حکماء نے يکے بعد ديگرے اپنے تجارب و مشاھدات کي بنا پر اِن امور کي تصديق کر دي ، تو منکروں نے اپنا انکار جاري رکھنے کيليے نئے وجوہ کي تلاش ميں مضحکہ انگيز مہارت کا ثبوت پيش کيا - اِنھوں نے کہنا شروع کر ديا کہ يہ علماء ، علماء نہيں ھيں ، بلکہ دجال ھيں - يا صرف علم کي بعض شاخوں ميں دخل رکھتے ھيں - لہذا اُن کي شہادت معتبر نہيں - پھر جب اسکے بعد ايسا ھوا کہ ايسے ايسے لوگوں نے شہادت دي ، جن کي فضيلت عالمگير طور پر مسلم ھے ، تو اِن لوگوں نے رنج و الم کا اظہار شروع کر ديا ، اور اِسے ايک افسوسناک واقعہ قرار ديا ! "

اِس مجمل بيان سے اندازہ ھو گيا ھوگا کہ مذھب روحي نے اِس قليل مدت ميں کتني ترقي حاصل کر لي ھے - پروفيسر رسل ويلس اپني کتاب " عصر جديد کے معجزات " ميں کہتے ھيں کہ اِس مذھب کے معتقد صرف يورپ ميں اِس وقت دو کرور سے بھي زيادہ آدمي ھيں !

آخرى مملوك سلطان مصر

ساڑھے چار سو برس پہلے ايک مغربي سياح مشرق ميں

ايک سياح کي چشم ديد شہادت اور اھم تاريخي فوائد

يورپ ميں چھاپہ خانے کي صنعت کا رواج چودھويں صدي مسيحي سے شروع ھوا ھے - چودھويں صدي سے ليکر سترھويں صدي کے وسط تک مطبوعات کي رفتار بہت سست رھي - تاھم اِس ابتدائي زمانے ميں بھي ايک کافي تعداد ايسي کتابوں کي شائع ھوتي رھي ھے ، جو علمي اور تاريخي حيثيت سے موجودہ زمانے ميں بھي اپني قدر و قيمت رکھتي ھيں -

جنيوا کي ايک علمي انجمن کچھ عرصہ سے اس قسم کي قديم اور ناپيد مطبوعات کا سراغ لگا رھي ھے - اس سلسلہ ميں کئي نادر اور قيمتي چيزيں گوشۂ گمنامي سے نکل چکي ھيں - ازانجملہ مشرقي ممالک کے سفر نامے ھيں جو چودھويں اور پندرھويں صدي مسيحي ميں لکھے گئے تھے ، اور جن ميں مشرقي ممالک کے امراء و سلاطين اور وھاں کے آداب و رسوم کے متعلق بعض ايسي چشم ديد تفصيلات موجود ھيں ، جو کسي دوسرے ذريعہ سے حاصل نہيں ھو سکتيں - آج ھم اُن ميں سے ايک خاص سفر نامہ کا مختصراً ذکر کرنا چاھتے ھيں -

يہ سفرنامہ کئي اعتبار سے مخصوص تاريخي اھميت رکھتا ھے - سنہ ۱۵۱۱ ع ميں وينس کي جمہوري حکومت نے (جو اُس وقت يورپ کي ايک طاقتور حکومت تھي) ايک سفارتي وفد مصر بھيجا تھا جس کا رئيس اُس عہد کا مشہور مدبر ڈومينکو ٹريويزان تھا - يہ سفارت مصر پہنچي ، سلطان مصر کے دربار ميں بارياب ھوئي ، اور ايک کافي عرصہ کے قيام کے بعد وينس واپس گئي - سفارت کا سکريٹري وينس کا ايک امير جاکر باگاني نامي تھا - اِس شخص نے واپسي کے بعد اپنے سفر کي ياد داشتيں سفر نامہ کي صورت ميں مرتب کر ليں ، اور وہ تمام قلمي تصاوير بھي شامل کر ديں جو سلاطين و امراء مصر کي اُس نے طيار کي تھيں - سفر نامہ کچھ عرصہ تک وينس کے سرکاري کتب خانہ ميں محفوظ رھا - پھر سنہ ۱۵۳۵ع ميں سفارت کے سفر سے تقريبا بائيس برس بعد ، حکومت نے اُسے سرکاري مطبع ميں چھپوا کر شائع کر ديا - اس مطبوعہ نسخہ کے ساتھ وہ تمام تصاوير بھي چھاپي گئي تھيں جو اصل نسخہ ميں محفوظ تھيں -

(سفرنامہ کي اھميت)

يہ سفر نامہ في الحقيقت ايک نہايت قيمتي تاريخي شہادت ھے - يہ اب سے ساڑھے چار سو برس پيشتر کي ايک اسلامي حکومت کے اُن چشم ديد حالات کا ذخيرہ ھے جن کا علم کسي دوسرے ذريعہ سے حاصل نہيں کيا جا سکتا - مورخ اور سياح ميں يہي فرق ھے ، اور اسي ليے مورخ کي کتاب سے کہيں زيادہ ايک مستند سفر نامہ کا بيان قيمتي ھوتا ھے - مورخ کي نطر جزئيات پر نہيں جاتي - وہ صرف علمي ترتيب بيان کے ساتھ بڑے بڑے واقعات جمع کر ديتا ھے - ليکن سياح زير سياحت شہر کے ايک ايک کوچہ کي سير کرتا ھے ، اور ايک ايک جزئي معاملہ ميں دلچسپي ليتا ھے - وہ بسا اوقات بہت سي ايسي جزئيات بيان کر ديتا ھے ، جن سے

جديد مذهب روحی

تاریخ ظهور - موافقين و مخالفين - اور نقد و تبصره

(۲)

جب انگلستان میں پہلے پہل یه دعوت پہنچي ' تو علماء میں سخت بيچيني پيدا هوگئي - وه ڈرے که صديوں کے جهاد علم کے بعد خرافات و اوهام کي جس سلطنت کا آنهوں نے خاتمه کرديا تها ' وه اب پهر نئے هتياروں سے مسلح هوکر علم کے مقابلے میں آرهي هے - لهذا آنهوں نے چاها ' قدم جمنے سے پہلے هي اِس کا خاتمه کر دیں - چنانچه بے شمار علماء نے رائل سوسائٹي سے درخواست کي که اِس مذهب کے متعلق اپني رائے ظاهر کرے - انجمن نے درخواست منظور کرلي ' اور تحقيقات کے ليے تيس علماء کي ايک منتخب مجلس قائم کردي - اِس مجلس میں رسل ويلس ' وليم کروکس ' ٹنڈل ' لارڈ اوبري ' اور هکسلے جيسے ائمۂ علم و حکمت بهي شامل تهے - مسلسل اٹهاره مهينے تک یه مجلس تحقيقات کرتي رهي - چاليس جلسے منعقد کيے ' اور ايک ضخيم کتاب میں آنکي روداد شايع کي - یه روداد دنيا کي اکثر زبانوں میں ترجمه هوچکي هے - اِس کي ذيل کي عبارت قابل غور هے :

" مجلس نے اپنے جلسے ارکان کے خاص مکانوں میں منعقد کيے تاکه مخفي آلات کے ذريعه فريب کهانے کا احتمال باقي نه رهے - نيز اُن وسيطوں سے بهي کام نہيں ليا جو پيشه ور وسيط سمجهے جاتے هيں - خود ارکان هي میں سے ايک شخص وسيط بنايا تها گيا - یه شخص سوسائٹي میں بهت عزت و احترام رکهتا هے - اپني ايمانداري اور اخلاق میں غير مشتبه هے - مال و دولت کی بهي اسے کوئي طمع نہيں - کيونکه خود مالدار هے - هم نے وه تمام احتياطيں بهي برتليں ' جو همارے خيال میں فريب سے بچنے کے ليے ضروري تهيں - بار بار تجربے اور مشاهدے کيے - اِس روداد میں هم نے صرف آنهيں مشاهدات کا ذکر کيا هے جو حواس کے ذريعه واقع هوئے ' اور جن کي صحت پر همیں کامل يقين هے "

" مجلس کے بهت سے ارکان نے خود تجربے کيے .. یه سب کے سب اِس مذهب کے سخت مخالف تهے ' اور کامل يقين رکهتے تهے که یه عجيب امور يا تو تدليس کا نتيجه هيں يا وهم کا ' اور يا پهر عضلات و اعصاب جسم میں کسي غير معمولي حرکت پيدا هو جانے کي وجه سے اس طرح کی حرکات ظهور میں آجاتي هيں - یه حد سے زياده منکر اُس وقت تک قائل نه هوئے ' جبتک که بکثرت مشاهدات آنهوں نے اِس طرح نه ديکهه ليے ' که کسي قسم کا شک و شبه وارد نہيں هو سکتا تها - بالاخر آنهيں تسليم کرلينا پڑا ' که جو کچهه آنهوں نے بار بار ديکها هے ' وه حقيقت هے ' اور اُس کي صحت میں کلام کي گنجائش نہيں ... "

اِسي قدر نہيں بلکه سنه ۱۸۸۲ - میں ايک انجمن لندن میں قائم هوئي - اِس کا نام " انجمن مباحث نفسيه " رکها گيا - اِس کا مقصد یه تها که مذهب روحي کو رسمي علم سے قريب تر کيا جائے اور علمي اصول پر اُسے اس طرح مرتب کرديا جائے که لوگوں کے ليے زياده قابل قبول بن جائے - اِس انجمن میں انگلستان ' امريکا ' اور فرانس کے مشاهير علماء و فلاسفه داخل هيں - اِس وقت تک وه بے شمار ضخيم جلديں شايع کر چکي هے -

نمونه کے طور پر اِس انجمن کے بعض ارکان کي چند تحريروں کا ترجمه ديا جاتا هے - اِس سے معلوم هوگا که اُن کا طريق بحث کيا هے :

پروفيسر ميرس (پروفيسر کيمبرج يونيورسٹي) جو اس انجمن کا ممتاز رکن هے ' لکهتا هے :

" سنه ۱۸۷۳ع میں جبکه مذهب مادي همارے ملک کي عقلوں پر پوري طرح حاوي هوچکا تها ' کيمبرج میں احباب کي ايک مجلس منعقد هوئي ' اور طے کيا گيا که مذهب روحي ' جس پر اِس قدر بحث و نزاع جاري هے ' همارے توجه و تدقيق کا مستحق هے - ميري رائے تهي که اِس مذهب کي بحث میں نه تو اساطير اولين کي ورق گرداني مفيد هوسکتي هے ' نه معتقدين کي روايات کي تحقيق ' اور نه منکرين کي تضحيک و انکار هي کار آمد هے - اس کي بحث و تحقيق کي صرف يهي صورت هے که هم خود تجربے کریں ' اور اپني آنکهوں کے مشاهدات پر بهروسه رکهیں - اگر عالم روحاني واقعي کوئي اصليت رکهتا هے ' تو تمام دوسري حقيقتوں کي طرح اُس کا ثبوت بهي تجربۂ و مشاهده پر مبني هونا چاهيے - چنانچه اِسي اصول پر هماري اِس انجمن نے اپني بحث و تحقيق کا سلسله جاري کر ديا "

اِس کے بعد مصنف منکرين کو مخاطب کرکے کهتا هے :

" میں اِس عقيدے کو کيوں صحيح نہيں سمجهتا ؟ یه سوال هے جو هر علمي بحث کے وقت هر ايمان دار آدمي کے سامنے هونا چاهئے - مذهب روحي کي بحث میں اِس کي اور بهي زياده ضرورت هے - مجهے اعتراف کرنا چاهئے که ميرا علم اور ميري معلومات جو يقيني نہيں هيں ' بلکه مرجح يا غير مرجح هيں ' کائنات کے رموز و اسرار کے فهم سے قاصر هيں - اُن میں کوئي بهي علمي يا منطقي دليل موجود نہيں هے جس کي بنا پر میں اپنے مشاهدات کي ترديد کردوں - خصوصاً ايسي حالت میں جب که ديکهتا هوں ' یه تمام مشاهدات دوسرے يقيني مشاهدات و اصول سے کوئي تناقض نہيں رکهتے - علمي دلائل و براهين کا دائره کتنا هي وسيع اور يقيني هو ' مگر پهر بهي تمام مستند علماء کے اعتراف کے مطابق ' وه ناموس قدرت کے

Le Grand Caire ' جیسا کہ خود اس سفرنامہ میں جا بجا یہي نام استعمال کیا گیا ھے -

مصر اور یورپ کے تعلقات کي یہ ابتدائي تاریخ بیان کر دینے کے بعد ھم اُن واقعات کي طرف متوجہ ھوتے ھیں جو اس سفر نامہ کے مصنف نے بیان کیے ھیں -

سنہ ۱۵۰۵- ع میں کئي سال کي پادشاہ گردي کے بعد سلطان ابو النصر ملک الاشرف قانصوہ غوري تخت نشین ھوا - اِس پادشاہ کے زمانے میں یکے بعد دیگرے ایسے حوادث پیش آئے ' کہ یورپ اور مصر کے تعلقات پھر منقطع ھوگئے -

جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جاچکا ھے ' اُس زمانے میں مصر ' ھندوستان اور یورپ کي تجارت کي درمیاني کڑي تھا - سواحل عرب اور مصر کے عرب جہازران ھندوستاني مصنوعات مصر لے جاتے تھے - وھاں سے وینس ' جنیوا ' اور فرانس کے تاجر بیش قرار قیمتیں دیکر اپنے اپنے ملکوں کیلیے حاصل کرلیتے تھے - خود مصري حکومت کے بھي بے شمار جہاز تھے - یہ سوئز سے لیکر کالي کٹ اور چٹاگاوں تک سفر کرتے رھتے - سنہ ۱۵۰۳ع میں ایسا ھوا کہ واسکو ڈي گاما کا بیڑہ بحر ھند میں پہنچ چکا تھا - مصري جہازوں سے اس کي مڈ بھیڑ ھوگئي - یہ جہاز ھندوستان سے مال تجارت سوئز لیجا رھے تھے - پرتگالي بیڑہ نے ان کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا ' ادمي گرفتار کرلیے ' اور جہاز ڈبو دیے -

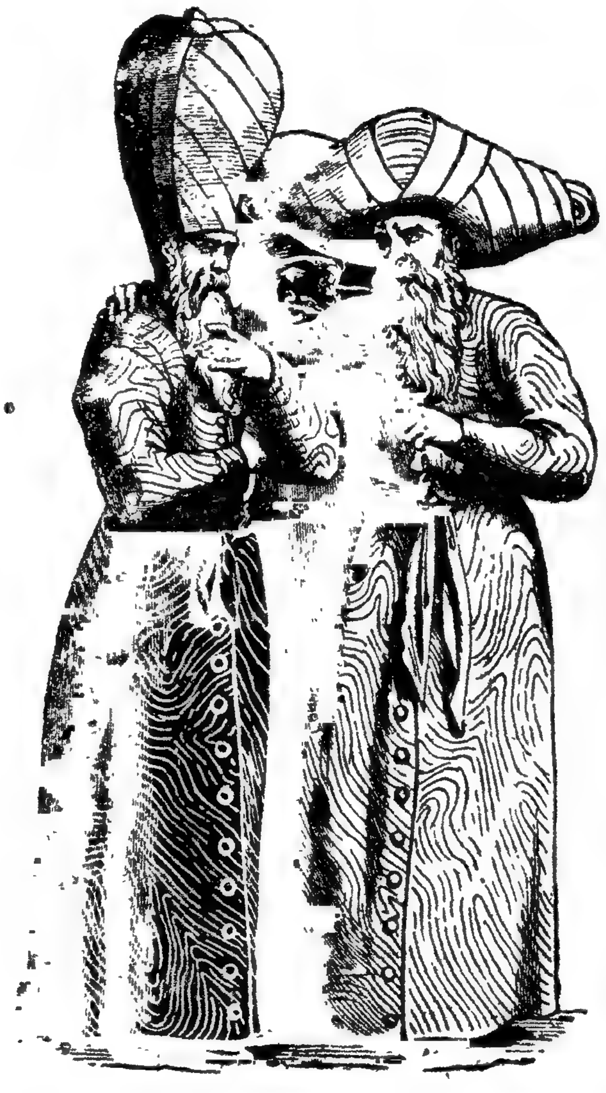
سلطان مصر کے وزراء

یہ خبر جب سلطان غوري کو پہنچي ' تو قدرتي طور پر نہایت برھم ھوا - اُس نے ارادہ کیا کہ تمام یورپین تاجروں کو مصر و شام سے نکال دے - لیکن اس سفر نامہ کا مصنف لکھتا ھے کہ " اُس غیر معمولي عقل و بصیرت سے کام لیکر جو مشرق کے اس عظیم الشان پادشاہ کے حصے میں آئی ھے ' اُس نے اس کار روائي میں جلدي نہیں کي ' اور خیال کیا کہ پہلے اصلاح حال کي کوشش کرلي جاے " چنانچہ اس نے ایک سفیر یورپ روانہ کیا تا کہ اٹلي ' فرانس ' اور جنیوا ' جائے ' اور ان ملکوں کي حکومتوں کو حکومت پرتگال کي ان زیادتیوں پر توجہ دلائے - یہ مصري سفیر بیت المقدس کي مسیحي خانقاھوں کا رئیس اعظم تھا - سفیر پہلے وینیس گیا - حکومت وینیس نے اس کے استقبال کے لیے ایسے انتظامات کیے ' جیسے پادشاھوں کے استقبال کے کیے جاتے ھیں - پھر جمہوریت کے دسوں ممبر جمع ھوئے ' اور سفیر کے پیام پر غور کیا - سفیر کا پیام یہ تھا کہ " اگر حکومت پرتگال نے اس طرز عمل کي تلافي نہ کي اور آئندہ مصري جہازوں کو کسي طرح کا نقصان پہنچا ' تو سلطان مصر نے ارادہ کرلیا ھے کہ بیت المقدس کا کنیسہ بند کردیگا ' اور تمام یورپین تاجروں کو اپني مملکت سے نکال دیگا " حکومت جمہوریہ نے مصر کي شکایات کے حق بجانب ھونے کا اعتراف کیا ' لیکن چونکہ اُسے پرتگال پر کوئي اقتدار حاصل نہ تھا ' اس لیے سفیر کو پوپ جولیس دوم کے پاس جانے کا مشورہ دیا ' اور اپنے سفرا بھي ساتھ کردیے - پوپ نے سفیر سے مل کر جب تمام حالات معلوم کیے ' تو بہت خائف ھوا - وہ سلطان مصر کي ناراضي کے نتائج سے بے خبر نہ تھا - اس نے حکومت پرتگال کے نام ایک تہدیدي مراسلت روانہ کي - اسکے بعد مصر کا سفیر اسپین اور فرانس ھوتا ھوا مصر واپس آ گیا -

لیکن ابھي مصري سفارت یورپ سے واپس پہنچي ھي تھي ' کہ اچانک بعض حوادث ایسے پیش آگئے ' جنکي وجہ سے سلطان کا غیظ و غضب پھر یورپ کے برخلاف بھڑک اُٹھا ' اور اصلاح حال کي وہ تمام کوشیشیں ضائع گئیں ' جو مصري سفارت کے ذریعہ انجام پائي تھیں - اِن حوادث میں سب سے زیادہ اھم حوادث چار ھیں ' جنھیں اس سفر نامہ کے مصنف نے بڑي تفصیل کے ساتھ لکھا ھے :

سب سے پہلا حادثہ پرتگالیوں کي دوبارہ تعدي تھي جو مصري جہازوں پر کي گئي - یہ جہاز کالي کٹ سے سوئز واپس جارھے تھے -

دوسرا حادثہ یہ پیش آیا کہ جزیرۂ روڈس کے نائٹوں کا ایک بیڑہ اسکندریہ کے قریب پہنچ گیا - اُنھوں نے سلطان مصر کے اُن جہازوں پر حملہ کر دیا جو مراکش کے حاجي واپس لیجا رھے تھے -

اِسي اثنا میں ایک تیسرا واقعہ بھي پیش آ گیا - مصر اور ترکوں میں مخالفت جاري تھي - سلطان مصر کو معلوم ھوا کہ کمال پاشاہ فوجي سامان و اسلحہ کا ایک بہت بڑا ذخیرہ اناضول سے قسطنطنیہ لے جانے والا ھے - اس نے اپنے تیس جہاز گیلي پولي کي طرف روانہ کر دیے ' تاکہ اِس ذخیرہ پر قبضہ کر لیں - اتفاق سے روڈس کے بحري نائٹوں کے ایک بیڑہ سے اُنکا مقابلہ ھو گیا - مقابلہ میں مصري جہازوں کو شکست ھوئي ' اور کئي جہاز بالکل تباہ ھوگئے -

چوتھے حادثہ کي نوعیت ان تمام حوادث سے مختلف قسم کي تھي ' لیکن سلطان کي طبیعت پر اُس کا سب سے زیادہ اثر ھوا - عراق کے بعض سرحدي اضلاع میں مصري حاکم نے ایک یوناني کو مشتبہ حالات میں دیکھا اور گرفتار کرلیا - گرفتاري کے بعد تلاشي لي گئي ' تو اس کے کپڑوں میں سے ایک مخفي کاغذ نکلا - یہ شاہ اسماعیل صفوي کا خط تھا ' جو ٹامس کونٹرین قنصل وینیس متعینۂ اسکندریہ کے نام لکھا گیا تھا - حاکم نے یوناني قاصد مع خط کے قاھرہ بھیجوا دیا - جب سلطان نے یہ خط پڑھا ' تو اسے معلوم ھوگیا کہ حکومت ایران ' یورپ کي حکومتوں سے مل کر اُس کے خلاف سازش کر رھي ھے ' اور وینیس میں اور ایران میں عرصہ سے سلسلۂ مراسلت جاري ھے -

ان تمام واقعات نے سلطان کو یورپین حکومتوں کے برخلاف اس درجہ غضب ناک کردیا ' کہ اُس نے حکم دیا - بیت المقدس کا کنیسہ بند کردیا جائے ' تمام یورپین قنصل اور تاجر گرفتار کرلیے جائیں ' اور آئندہ کوئي فرنگي حدود مملکت میں قدم نہ رکھے - اُس نے بیت المقدس اور شام کي مسیحي خانقاھوں کے تمام راھبوں کي گرفتاري کا بھي

تاریخي مسائل کي عظیم کلیات طیار کرلي جاسکتي هیں - هندوستان کے عهد تغلق کي متعدد تاریخین خود اُسي عهد میں یا اس کے بعد لکهي گئۓ هیں ' لیکن ابن بطوطه کي زباني همیں جیسي چلتي پهرتي تصویر اُس عهد کی نظر آجاتي هے ' وه برني اور فرشته کے صفحات پر نظر نهیں آسکتي !

(سفرنامه کا عهد)

اِس کے علاوه اُس عهد کي مخصوص اهمیت نے بهي اس سفر نامه کي قدر و قیمت بڑها دي هے - یه وه وقت تها ' جب في الحقیقت دنیا آنے والے انقلاب کے لیے پهلي کروٹ بدل رهي تهي - مشرق کا دور اقبال رو به تنزل تها ' اور یورپ کا عهد عروج طلوع هو رها تها - اسپین میں اسلامي عهد تمدن کا آخري نقش قدم بهي مٹ چکا تها ' اور غرناطه میں مسلمانوں کا قتل عام هو رها تها - یورپ اور مشرق بعید کي راه تجارت بهي ایک نئے انقلاب کي طیاریاں کر رهي تهي ' اور پرتگالیوں کے بیڑے هندوستان کي بحري راه دریافت کرنے کے لیے ایک کے بعد ایک روانه هو رهے تهے - ٹهیک ٹهیک یهي زمانه تاریخ تجارت عالم کا وه عظیم الاثر زمانه هے ' جب واسکو ڈي گاما نے ایک عرب معلم کے ذریعه راس امید عبور کرکے سواحل مالابار کا رخ کیا تها ' اور اس ایک واقعه نے تمام دنیا کي سیاسي اور اقتصادي عظمت کي تاریخ پلٹ دي تهي !

(سفارت کا مقصد)

مصنف نے اِس سفارت کے مقاصد شرح و بسط سے بیان کیے هیں - مختصر لفظوں میں اُن کي توضیح همارے لیے بهي ضروري هے - کیونکه اسْ سے وقت کے بعض اهم تاریخي حالات پر روشني پڑیگي -

لیکن قبل اسکے که مصنف کے بیان کرده اسباب پر متوجه هوں ' اُس عهد کے اُن سیاسي و تجارتي تعلقات کي مختصر تاریخ بیان کردینا ضروري هے جو یورپ اور مصر میں قائم تهے -

صلیبي لڑائیوں کا سلسله تیرهویں صدي مسیحي تک جاري رها - یورپ کا آخري صلیبي حمله وه تها ' جو فرانس کے لوئس نهم نے مصر پر کیا تها - اس کا خاتمه منصوره کي لڑائي پر هوا جس میں توران شاه نے لوئس کو گرفتار کر لیا - اسکے بعد سلطان بیبرس ' سلطان منصور قلاؤن ' اور ملک اشرف خلیل ' یکے بعد دیگرے تخت مصر کے فرمانروا هوے ' اور پے در پے جنگوں کے بعد سنه ۱۲۹۰ میں تمام بلاد شام سے صلیبي خارج کر دیے گئے - آخري جائے پناه جو انکے هاتهه باقي رهگئي تهي ' عکا کا ساحلي شهر تها - اسي کو انهوں نے اپني مشرقي تجارت کا برزخي محل قرار دیا تها - لیکن یه بهي سنه مذکور میں انکے هاتهه سے نکل گیا - اسکے بعد کچهه عرصه تک تخت مصر اپنے اندروني مناقشات میں مشغول رها - لیکن سنه ۱۳۴۰ - میں جب ملک الناصر کي حکومت استوار هوئي ' تو اُس نے محسوس کیا که یورپ کے صلیبي ولولے اس وقت تک فرو نهیں هو گئے هیں - وه رهکر اس طرح کے

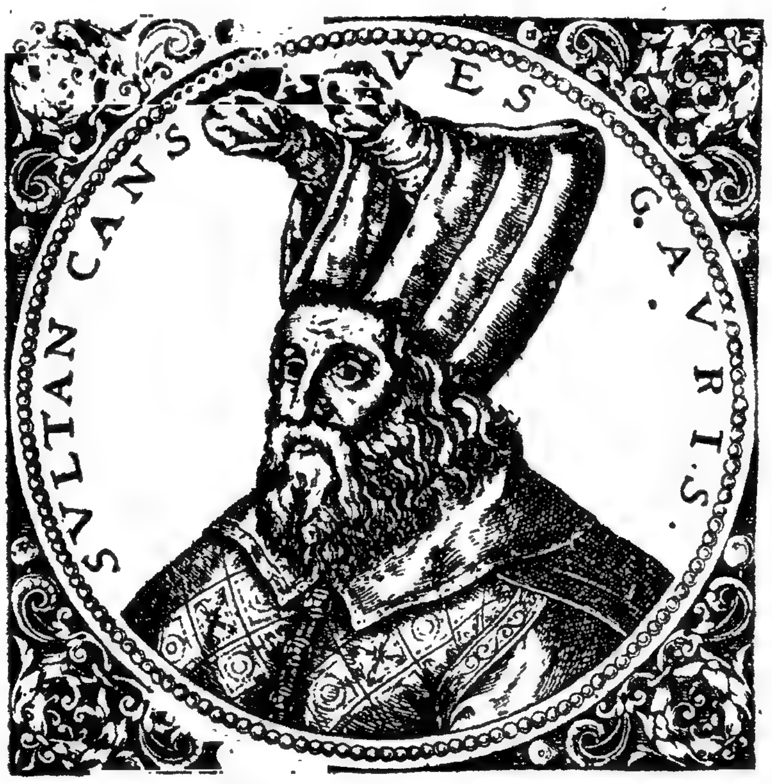
SVLTAN CANSVES GAVRI.S.

سلطان ملک الاشرف قانصوه غوري
(آخري مملوک سلطان مصر)

واقعات ظهور میں آتے رهتے هیں جن سے اُنکي معاندانه سرگرمیوں کا پته چلتا هے - چنانچه اس نے حکم دیا که شام اور مصر سے تمام یوروپین تاجر اور یوروپین حکومتوں کے وکلاء چلے جائیں - اس سال کے بعد سے یورپ اور مصر کے تمام علائق منقطع هو گئے -

یهي وه صورت حال هے جس نے یورپ کے دو مختلف تجارتي حلقوں میں یه خیال پیدا کر دیا تها که قدیم عرب جغرافیه نویسوں اور ملاحوں کے اشارات کے مطابق مشرق بعید کا براه راست بحري راسته ڈهونڈه نکالیں اور مصر کے محتاج نه رهیں - چنانچه کولمبس نے بحر اطلانطک میں عرب رویه جا کر ' مشرق کي جهت سے هندوستان پهنچنا چاها ' اور پرتگالي بیڑوں نے افریقه کے گرد طواف کرتے هوے بحر هند کا نقطۂ اتصال دریافت کرنا چاها - کولمبس هندوستان کي جگه امریکه پهنچ گیا - لیکن بر تلم دیاز نے سنه ۱۴۸۶ - میں راس امید کا سراغ پا لیا - پهر سنه ۱۴۹۷ - میں واسکو ڈي گاما اسے عبور کر کے مالا بار پهنچ گیا !

بهر حال تقریباً نصف صدي تک مصر اور یورپ کے علائق (بلکه کهنا چاهیے مشرق اور یورپ کے علائق کیونکه تمام مشرق اور یورپ کے تجارتي علائق مصر هي کے ذریعه تهے) منقطع رهے - یه صورت حال یورپ کیلیے ناقابل برداشت تهي - اُسکے تمام بازار بے رونق هو گئے - بڑي بڑي منڈیاں بند هو گئیں - یورپ اُس وقت تجارت اور مصنوعات میں مشرق کا اسي طرح محتاج تها - جس طرح آج مشرق یورپ کا محتاج هے - بے شمار روز مره کي ضرورتوں کي مصنوعات تهیں ' جو مشرق هي سے جاتي تهیں اور یورپ کے هر امیر و غریب گهر میں برتي جاتي تهیں - اب انقطاع تجارت سے ایک عالمگیر تجارتي قحط کي مصیبت پیدا هو گئي - یه صورت حال دیکهکر یورپ کي تمام بڑي بڑي حکومتیں مجبور هوئیں که کسي نه کسي طرح مصر کا بند دروازه پهر کهلوایا جائے - ان حکومتوں میں سب سے پیش پیش وینس کي جمهوریت تهي - یه اُسوقت یورپ کي بحري تجارت کا سب سے بڑا طاقتور مرکز تهي - حکومت وینس نے پے در پے سفارتیں بهجوائیں - عثماني اور صفوي حکومتوں کو درمیان ڈالا ' قیمتي تحائف سے لبریز جهاز پر جهاز بهیجے ' پوپ کي طرف سے بهي پیام امن و صلح بهجوایا گیا - یورپ کي تجارت کے کهل جانے میں مصر و شام کے وطني تاجروں کا بهي عظیم الشان نفع تها ' اِسلیے اُنهوں نے بهي کوششیں کیں - غرضکه ایک مدت کي سعي اور تدبیر کے بعد مصر اور یورپ کے تجارتي اور دوستانه تعلقات پهر از سر نو قائم هو گئے -

یهي زمانه هے جب مصر دنیا کا سب سے بڑا تجارتي مرکز بن گیا تها - هندوستان اور یورپ کي تجارتي کڑي یهیں آکر ملتي تهي - اُس کے باشندوں کي خوشحالي اور تاجروں کي شاهانه دولت کے افسانے جنیوا اور وینس کے بازاروں میں قصوں کي طرح سنائے جاتے تهے - یورپ میں عام طور پر قاهره کا نام " قاهره عظیم " تها - یعني

سلطان نے تمام حالات معلوم کیے - لیکن اسکے بعد کیا ہوا ؟ اِس کي کوئي تفصیل تاریخ میں نہیں ملتي - قدرتي طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ مصر کا جو سلطان اپنے جہازوں کي حفاظت اور اپنے تجارتي مال و متاع کے فوائد کا اس درجہ خیال رکھتا تھا ، کہ جب کبھي یورپ کي کوئي قوم شرارت کرتي تھي ، تو بیت المقدس کا کنیسہ بند کر دینے اور یوروپین تاجروں کو نکال باہر کر دینے کي دھمکي دیکر فوراً راہ راست پر لے آتا تھا ، اُس نے ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کیلیے جو آٹھہ سو برس کی حکومت کے بعد مسیحیت کے مجنونانہ تعصبات کا شکار ہوگئے تھے اور زندہ جلائے جا رہے تھے ، کیا کارروائي کی ؟

اِس موقعہ پر یہ بات بھی یاد رہے کہ ابو البقاء صالح بن شریف الرندي کا وہ زہرہ گداز تاریخي مرثیہ جو در اصل مسلمانان عالم کے نام مسلمانان اندلس کا ایک مایوس استغاثہ تھا ، اِسي زمانہ میں لکھا گیا تھا جیسا کہ مقري نے تصریح کي ہے ، اور خود یورپ کے مورخین ہمیں بتلاتے ہیں کہ سلطان مراکش نے اسکي نقلیں تمام مسلمان سلاطین عالم کے نام بھیج دي تھیں :

لكل شئ اذا ما تم نقصان
فلا يغر بطيب العيش انسان
اصابها العين فى الاسلام فارتزأت
حتى خلت منه أقطار و بلدان
على ديار من الاسلام خالية
قد اقفرت و لها بالكفر عمران
حيث المساجد قد صارت كنائس ما
فيهن الا نواقيس و صلبان
بالامس كانوا ملوكا فى منازلهم
واليوم فى بلاد الكفر عبدان
فلو تراهم حيارى لا دليل لهم
عليهم فى ثياب الذل ألوان
لمثل هذا يذوب القلب من كمد
ان كان فى القلب اسلام و ايمان !

قصیدہ کے آخر میں یہ اشعار في الحقیقت مسلمانان عالم کے نام مظلوموں کا پیام الغیاث تھا :

يا راكبين عتاق الخيل ضامرة
كانها فى مجال السبق عقبان
و حاملين سيوف الهند مرهفة
كأنها فى ظلام النقع نيران
و راتعين وراء البحر فى دعة
لهم باوطانهم عز و سلطان
أعندكم نبأ من اهل اندلس ؟
فقد سرى بحديث القوم ركبان
كم يستغيث بنا المستضعفون و هم
قتلى و أسرى فما يهتز انسان
ما ذا التقاطع فى الاسلام بينكم
و انتم يا عباد الله اخوان
الا نفوس أبيات لها همم ؟
أما على الخير أنصار و أعوان ؟

لیکن اس پیام کا جواب اُن مسلمان قوموں اور فرماں رواؤں نے کیا دیا جو بقول ابو البقاء کے " خوبصورت گھوڑوں پر سوار تھے ، ہندي تلواروں کي چمک دمک سے اُنکے ہاتھہ شعلہ بار رہتے تھے ، اور اپنے آزاد وطنوں میں عزت و فرمانروائي کي پر عیش زندگي بسر کر رہے تھے " ؟ تاریخ کے اوراق ہمیشہ اس واقعہ پر ماتم کرینگے کہ تمام عالم اسلامي میں ایک صدا بھي انکي حمایت میں بلند نہ ہوئي !

بہر حال جہانتک مصري حکومت کا تعلق ہے ، اس سفر نامہ سے بعض ایسي تفصیلات روشني میں آجاتي ہیں ، جو اس وقت تک تاریکي میں تھیں - بلاشبہ یہ ایک قیمتي فائدہ ہے جو اس کتاب سے حاصل کیا جاسکتا ہے - سفر نامہ کا مصنف اُن حالات کي تفصیل کرتا ہوا جو سلطان غوري کے تخت نشین ہونے کے بعد پیش آئے تھے ، لکھتا ہے :

" یہ وہ وقت تھا کہ اسپین نے تمام موروں (مسلمانوں) اور یہودیوں کو ملک سے نکال دیا تھا ، اور سیکڑوں برس کے بعد پھر یہ سر زمین صرف مسیحیوں ہي کیلیے مخصوص ہوگئي تھي - یہ حالت دیکھکر مراکش ، تیونس ، اور الجزائر کے مسلمان امیروں نے سلطان مصر کي خدمت میں وفود بھیجے ، تاکہ اسپین کے مقابلہ میں اُنکي مدد کي جاے ، اور اُنھیں اس قابل کر دیا جاے کہ یہ ملک دوبارہ مسلمانوں کیلیے حاصل کر لیں - جب یہ وفود قاہرہ پہنچے تو سلطان غوري نے اُن کا بہت اچھي طرح استقبال کیا اور اس معاملہ میں پوري دلچسپي ظاہر کي - پہلے اُس نے ارادہ کیا کہ اسپین سے انتقام لینے کیلیے اور تمام شاہان یورپ پر اثر ڈالنے کیلیے بیت المقدس کا کنیسہ بند کر دے ، اور یورپ کے تاجروں کو اپني مملکت سے نکال دے - لیکن پھر جب اس کارروائي کے نتائج پر نظر ڈالي ، تو اُس پر ظاہر ہوگیا کہ ایسا کرنا دانشمندي کے خلاف ہوگا - اسي اثنا میں ایسا ہوا کہ حکومت اسپین بھي امراء مراکش کي کوششوں پر مطلع ہوگئي - شاہ فرڈي نند اور ملکہ اِزابیلا کو خبر ملگئي کہ اُمراء مراکش مصر کو اپني اعانت پر اُبھارنا چاہتے ہیں - انھوں نے بھي فوراً ایک سفیر مصر بھیج دیا تاکہ سلطان سے ملکر اسے مسلمانان اندلس کي اعانت سے باز رکھے - اس سفیر کا نام کونت پیٹر ڈینکر تھا - یہ اسکندریہ پہنچا ، اور فلپ دي پیریٹز کے یہاں اُترا جو اُس وقت مصر میں فرانس اور اسپین کا مشترک قنصل تھا - قنصل نے سفیر کي آمد کي باقاعدہ اطلاع سلطان کو بھیج دي ، اور درخواست کي کہ اسکے لیے قاہرہ جانے کا پروانۂ راہداري مرحمت ہو "

" سلطان کو جب اس معاملہ کي اطلاع ملي ، تو اُس نے امراؤ علماء سے مشورہ کیا - علماء چونکہ مراکشي وفد کے ذریعہ مسلمانان اسپین کے مصائب کے واقعات معلوم کر چکے تھے ، اسلیے قدرتي طور پر اسپین کے خلاف اُنکے جذبات مشتعل ہو رہے تھے - انھوں نے بالاتفاق یہ راے دي کہ سلطان کا اس سفارت سے ملاقات کرنا بہتر نہیں - اسے واپس کر دیا جاے - سلطان نے بھي اس مشورہ سے اتفاق کیا ، اور سفیر کیلیے پروانۂ راہداري نہیں بھیجا -

حکم دیدیا تھا ' لیکن سفر نامہ کا مصنف لکھتا ہے کہ " انھوں نے خزائن بیت المقدس کی بڑی مقدار دیکر اپنی جانیں بچا لیں "

اس واقعہ نے تمام یورپ میں اضطراب پیدا کردیا - واسکو ڈی گاما نے اگرچہ ہندوستان کا براہ راست بحری راستہ معلوم کرلیا تھا' لیکن ابھی اس راہ سے ہندوستانی مال کی آمد و رفت شروع نہیں ہوئی تھی ' اور یورپ کی مشرقی تجارت کا دار و مدار بدستور مصر پر تھا - جونہی مصر کا دروازہ بند ہوا ' یورپ نے محسوس کیا کہ تمام مشرق کا دروازہ اُس پر بند ہوگیا ہے - ایک سال کے اندر وینیس اور جنیوا کی تمام تجارتی منڈیاں بند ہوگئیں ' اور یورپ میں مشرقی مصنوعات کا پھر قحط شروع ہوگیا -

یہ حالت دیکھکر وینیس اور فرانس کی حکومتیں مجبور ہوئیں کہ کسی نہ کسی طرح حکومت مصر سے از سر نو دوستانہ تعلقات پیدا کریں - وینیس کی یہ سفارت (جس کی سیاحت مصر کی روداد اس سفر نامہ میں قلمبند کی گئی ہے) اسی مقصد سے روانہ کی گئی تھی - قریب قریب اسی زمانے میں فرانس کی سفارت بھی روانہ ہوئی - سفر نامہ میں جا بجا فرانسیسی سفارت کے معاملات کا بھی ذکر کیا گیا ہے ' اگرچہ انداز بیان مخالفانہ جذبات سے خالی نہیں ہے - فرانسیسی سفارت شویلیر کونت اندری کی زیر ریاست بھیجی گئی تھی -

وینیس کی یہ سفارت ۲۳ - جنوری سنہ ۱۵۱۲ع - کو وینیس سے روانہ ہوئی ' اور بے شمار مقامات میں ٹھہرتی ہوئی ' ۲۰ - مئی سنہ مذکور کو اسکندریہ پہنچی -

(سفرنامہ کے تاریخی فوائد)

سفر نامہ اُس عہد کی ملکی اور معاشرتی حالات کے بے شمار فوائد و معلومات سے مملؤ ہے - ان کا استقصاء ایک تحریر میں ممکن نہیں - ہم مختصراً بعض اہم فوائد کا ذکر کرینگے -

(سلطان غوری اور وزراء کی تصاویر)

مصنف نے جا بجا لکھا ہے کہ اُسے مصوری میں کافی دخل تھا - اس کا ثبوت اُن تصاویر سے ملتا ہے جو اُس نے سفر نامہ کے ساتھہ شامل کی ہیں - ہم ان میں سے دو تصویروں کی نقل اس تحریر کے ساتھہ شائع کرتے ہیں - پہلی تصویر سلطان قانصوہ غوری کی ہے - دوسری اس کے وزراء کی ہے - مصنف لکھتا ہے " میں نے سلطان سے اُس کی اور اُس کے درباریوں کی تصویر کھینچنے کی اجازت حاصل کرلی تھی "

ان تصاویر میں سلطان اور وزراء مصر کی جو وضع و ہئیت نظر آرہی ہے ' یہ اُس عہد کے تمام ترک اور چرکس امراء کی عام وضع تھی - سلاطین و امراء عثمانیہ کا لباس اور عمامہ بھی تقریباً ایسا ہی تھا - یہ عمامہ جو اسقدر بلند اور عریض ہوتا تھا ' ایسے باریک کپڑے اور ہلکے مواد سے طیار کیا جاتا تھا ' کہ کوئی غیر معمولی وزن سر پر محسوس نہیں ہوتا تھا - ہندوستان میں یہ بات دلچسپی کے ساتھہ معلوم کی جائیگی کہ اکثر حالتوں میں یہ کپڑا ہندوستانی ساخت کا ہوتا تھا !

سلطان ملک الاشرف قانصوہ غوری جسکی تصویر آپکے سامنے ہے ' دراصل مصر کے چرکسی مملوکوں کا آخری فرمانروا ہے - سنہ ۹۲۲- ہجری مطابق ۱۵۱۶- ع میں جب سلطان سلیم اول نے مصر و شام پر حملہ کیا ' تو تخت مصر پر یہی سلطان متمکن تھا - یہ " مرج دابق " کے معرکہ میں پوری شجاعت اور پامردی کے ساتھہ لڑا ' لیکن بالآخر شکست کھائی ' اور میدان جنگ میں گھوڑے سے گرکر مارا گیا - اسکے بعد ملک اشرف طومان بائی نے کچھہ عرصہ تک لڑائی جاری رکھی ' لیکن مصر کی آخری لڑائی میں اس نے بھی شکست کھائی ' اور ہمیشہ کیلیے چرکسی مملوکوں کا سلسلۂ حکومت ختم ہوگیا -

سلطان غوری سنہ ۹۰۶- ہجری مطابق ۱۵۰۱- ع میں تخت نشین ہوا تھا - اس حساب سے تقریباً پندرہ برس تک حکمراں رہا

سفرنامہ کے مصنف نے اس سلطان کے غیر معمولی اوصاف شاہانہ کی بہت تعریف کی ہے ' اور اسے " حزم راے اور دقت نظر " میں اپنے عہد کا بہترین فرمانروا قرار دیا ہے - مصر کے عام مورخین بھی اُس کے بعض اوصاف کا اعتراف کرتے ہیں -

(سقوط غرناطہ اور مصر)

من جملہ تاریخی فوائد کے ایک نہایت اہم اور عبرت انگیز واقعہ اُس سفارت کا ہے ' جو غرناطہ اور مراکش کے امراء نے مصر بھیجی تھی ' اور جسکی تفصیلات سے مصر کی تمام تاریخیں خاموش ہیں -

اسپین سے مسلمانوں کا آخری اخراج سنہ ۱۴۹۱- ع میں ہوا ہے - یہی سنہ ہے جب تمام اسلامی حکومتوں کی اعانت سے مایوس ہوکر ابو عبد اللہ نے غرناطہ فرڈنینڈ کے حوالہ کردیا - اسکے بعد پچاس برس تک مسلمانوں پر ایسے ایسے وحشیانہ مظالم ہوتے رہے ' جنکی کوئی دوسری نظیر تاریخ عالم میں موجود نہیں - غرناطہ کے بقیۃ السیف مسلمانوں کے خلاف محکمۂ انکویزیشن Inquisition نے قتل و احراق کا آخری حکم سنہ ۱۵۰۹ - میں صادر کیا تھا ' اور کارڈنیل فرانسسکو زی مینس اور فرڈینینڈ ڈی ٹالاویرا نے سرزمین اسپین میں اسلامی تمدن و آبادی کا آخری نقش بھی مٹا دیا تھا - یہ زمانہ ٹھیک ٹھیک وہی زمانہ ہے ' جب مصر میں سلطان محمد بن قائتبائی کے بعد بادشاہ گردی شروع ہوگئی ہے ' اور کئی سال کی طوائف الملوکی کے بعد اعیان سلطنت نے سلطان قانصوہ غوری کو تخت نشین کیا ہے -

تاریخ میں دو واقعات کا اجمالی ذکر ہم پڑھچکے تھے - ایک یہ کہ جب سلطان ابو عبد اللہ " فرڈی‌نند کے مقابلہ سے عاجز ہوگیا ' تو اُس نے دو سال کیلیے عارضی صلح کرلی ' اور تمام مسلمان سلاطین عالم کی طرف سفارتیں روانہ کیں تاکہ اُنھیں مسلمانان اندلس کی نصرت و حمایت پر آمادہ کیا جاے - مسلمانان اندلس کو خصوصیت کے ساتھہ سلطان عثمانی اور سلطان مصر سے اعانت کی توقع تھی - لیکن دو سال کی مدت گزر گئی' اور کسی نے بھی انکی خبر نہیں لی - دوسرا واقعہ سقوط غرناطہ کے بعد کا ہے - جب ابو عبد اللہ کی جلا وطنی کے بعد اسپین کی حکومت نے وہ تمام عہد و پیمان بھلا دیے ' جو مسلمانوں کی آزادی و حفاظت کیلیے کیے گئے تھے ' اور انکا قتل عام شروع ہوگیا ' تو یہ حالت دیکھکر مراکش اور تیونس کے سلاطین مضطرب ہوگئے - انھوں نے تمام مسلمان سلاطین عالم کے پاس وفود بھیجے ' اور اُنھیں مسلمانان اندلس کی بے بسی اور مظلومیت پر توجہ دلائی - ایک خاص سفارت جو مراکش کے بعض اکابر علماء و اُمراء سے مرکب تھی ' قاہرہ بھیجی گئی تھی - یہ سلطان قانصوہ غوری ہی کا زمانہ تھا - تاریخ کے صفحات ہمیں بتلاتے ہیں کہ سفارت قاہرہ پہنچی ' اور

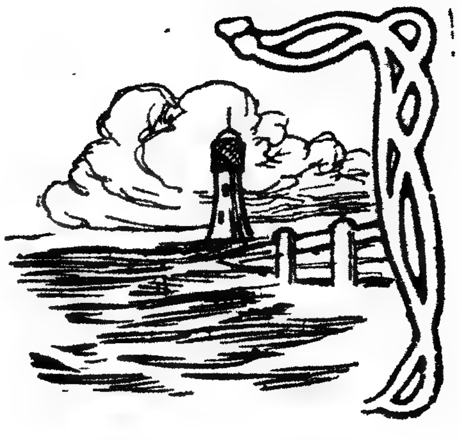

برید فرنگ

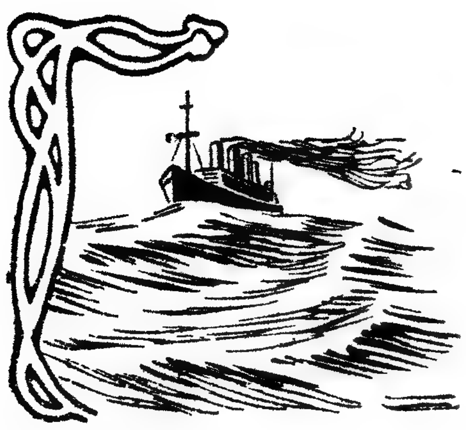

روسی انقلاب کی جوبلی

(دسویں سالگرہ کا جشن)

قارئين الهلال کو اخبارات کے ذريعه معلوم هوچکا هے که گذشته اکتوبر ميں روس کي سوويت حکومت نے آخري انقلاب روس کي دسويں سالگره منائي تهي، اور اس تقريب کو " کميونيزم کي ده ساله جوبلي " سے تعبيرکيا تها - اس تقريب ميں شرکت کيليے بعض هندوستاني رهنماؤں کو بهي دعوت دي گئي تهي، ليکن اُن ميں سے کوئي شخص بهي نه جا سکا - وقت کي کمي، حالات کي ناموافقت، اور زياده تر هندوستاني حکومت کے پروانۂ راهداري دينے کے اشتباه سے کسي شخص نے قصد هي نهيں کيا -

اب يورپ کي پچهلي ڈاک کے اخبارات ميں اس تقريب کي نهايت دلچسپ اور موثر تفصيلات آ گئي هيں - معلوم هوتا هے که موسکو کا يه اجتماع دنيا کے عظيم الشان اجتماعات ميں سے تها - نه صرف تمام روسي صوبوں سے، بلکه دنيا کے دور دراز حصوں سے بهي نمايندوں کي بے شمار تعداد شريک هوئي تهي - وسط ايشيا کي تمام حکومتوں اور قوموں کے وکلاء موجود تهے - قفقاز اور ارمينيا نے علانيه اسميں حصه ليا تها - ايران سے بهي ايک وفد گيا تها - چين اور جاپان کے بهي نمايندے موجود تهے -

تقريب کے رسوم و اعمال نهايت طول طويل تهے جو کئي دن تک متصل جاري هے - سب سے زياده اهم اور عظيم اجتماع بين الاقوامي جلوس کا تها جس سے جوبلي کي تقريب کا افتتاح هوا - اس جلوس کي عظمت کا اندازه صرف اس بات سے کيا جا سکتا هے که اسکے شرکاء کي تعداد دس لاکهه آدميوں سے بهي زياده تهي، اور بيس گهنٹه سے زياده وقت اسکے گذرنے ميں لگ گيا تها - جو لوگ جلوس نکلتے وقت شريک هوے تهے، انهوں نے پورا ايک دن اور ايک رات سڑکوں پر بسر کر دي - جلوس کا ايک سرا شهر کے ايک کناره سے شروع هوا تها، اور دوسرا سرا کئي چکر کها کر دوسرے سرے پر ختم هوا تها !

اس موقعه پر يه بات ياد رهے که موسکو کي آبادي عرض کي جگه زياده تر طول هي ميں واقع هوئي هے - وه دنيا کے اُن شهروں ميں سے ايک هے جو سب سے زياده لنبے واقع هوئے هيں -

جلوس کے بعد سوويت کي بين الاقوامي مرکزي

ليكن ساتهه هي صاف لفظوں ميں انكار بهي نہيں كيا - جب كبهي قنصل كي جانب سے عرضداشت پہنچي ' كسي نه كسي طرح ٹالديا گيا " ۔

" ليكن كچهه عرصه كے بعد سلطان نے محسوس كيا كه علماء و امراء كا مشوره مصالح حكومت كے مطابق نہيں هے - يه مصلحت كے خلاف هوگا كه حالات نے جو موقعه يورپين حكومتوں سے مطلب براري كا پيدا كرديا هے ' أسے ضائع كرديا جائے - چنانچه أس نے اسپيني سفير كے ليے پروانۂ راهداري بهيجوا ديا - وه اسكندريه سے چل كر ۱۶ - جنوري سنه ۱۵۰۲ع - كو قاهره پہنچا - قاهره ميں سركاري ترجمان أس كے استقبال كے ليے موجود تها - حسب معمول شاهي مهمانسرائے ميں أتارا گيا - اور ايك هفته كے بعد دربار شاهي ميں پيش هوا "

" اس موقعه پر اس عظيم الشان مشرقي فرمانروا نے جو طرز عمل اختيار كيا ' وه أس كي سياسي مهارت اور شاهانه حكمت عملي كا بہترين نمونه هے - وه علماء و اعيان سلطنت كو اپنا مخالف بنا لينا پسند نہيں كرتا تها ' جو قدرتي طور پر مسلمانان اسپين سے همدردي ركهتے تهے اور أن كي حمايت و اعانت كے دل سے خواهشمند تهے - دوسري طرف اس كے ليے بهي طيار نه تها كه ايك دور دراز ملك كے مسلمانوں كے ليے خواه مخواه جنگ و خونريزي كے خطرات ميں مبتلا هو' اور اپنے مصالح و فوائد كو نقصان پہنچائے - پس أس نے ايسا طريقه اختيار كيا ' جس سے ايك طرف علماء و امراء سلطنت كو بهي شكايت كا موقعه نہيں ملا - دوسري طرف يورپ سے بهي اچهے تعلقات قائم هوگئے - أس نے اسپيني سفير كو پہلي مرتبه بر سر دربار بلوايا - اس موقعه پر تمام امراء و علماء سلطنت موجود تهے - جب أس نے اپنے پادشاه كا سلام عرض كيا ' تو سلطان نے نہايت غضب ناك لہجه ميں أس كا سلام قبول كرنے سے انكار كرديا ' اور كہا ' ميں ايسے پادشاه كا سلام نہيں سن سكتا جس نے مسلمانوں كے ساتهه ظالمانه سلوك كيا هے اور جس كي حكومت ميں اِس وقت تك مسلمانوں كا خون بہايا جا رها هے - ليكن پهر دو دن بعد پوشيده محل ميں بلا كر دوباره ملاقات كي ' اور اس ملاقات ميں نه صرف پادشاه اسپين كا سلام پوري بشاشت و مرحمت كے ساتهه قبول كرليا ' بلكه أس كے جواب ميں اپني جانب سے بهي دوستانه تعلقات كا پوري طرح يقين دلايا - اس كے بعد سفير اور سلطان ميں اور بهي كئي پوشيده ملاقاتيں هوئيں - بالاخر اس سفارت كا جو مقصد تها وه حاصل هوگيا - يعنے سلطان نے اسپين سے دوستانه معاهده كرليا ' اور كچهه عرصه كے بعد تمام يورپ سے بهي از سر نو معاهدات كي تجديد هوگئي - مراكش كا وفد كئي سال تك قاهره ميں پڑا رها - آخر مايوس هوكر واپس چلا گيا "

اس بيان پر كسي اظهار رائے اور بحث كي ضرورت نہيں هے - جو معاهده اسپين اور سلطان غوري ميں اس سفارت كے ذريعه هوا تها ' اور سفارت نے جو تحرير سركاري طور پر سلطان كے سامنے پيش كي تهي ' اس كا اصلي نسخه اِس وقت تك اسپين كے شاهي كتب خانه واقع اسكوريال ميں موجود هے -

* * *

مذاکرۂ علمیه

قدماء کی مفقود صنعتین

يه مسلم هے كه قديم قوميں بہت سي ايسي صنعتوں سے واقف تهيں جو اب مفقود هو چكي هيں - حال ميں امريكه كے ايك محقق علوم قديمه نے ايك مقاله ميں أن پر نہايت دلچسپ بحث كي هے - وه لكهتا هے :

بعض قديم مصري قبروں ميں قرمزي رنگ كا نہايت شفاف شيشه پايا گيا هے - علماء عصر حيران تهے كه يه كيونكر بنايا جاتا تها ؟ بيان كيا جاتا هے كه پندرهويں صدي ميں چينيوں كو اِس صنعت كا طريقه معلوم تها - خوش قسمتي سے اب سر هربرٹ جيكسن نے اِسے معلوم كرليا هے ' اور لندن كي رائل سوسائٹي كے سامنے پيش كركے أس كي تصديق بهي حاصل كرلي هے -

يوناني اب سے دو هزار برس پہلے بهيڑ كي اون سے ايك خاص قسم كا تيل بناتے تهے - يونان كي بربادي كے بعد يه صنعت مفقود هوگئي - يہاں تك كه انيسويں صدي كے علماء اس كا كچهه پته نه لگا سكے - يه روغن " لانولين " كے نام سے مشهور هے -

روم كے معمار ايك ايسا روغن جانتے تهے' جو ديوار پر لگاتے هي فوراً خشك هوجاتا تها - صديوں تك مفقود رهنے كے بعد يه راز سنه ۱۹۰۸ع ميں ايك انگريز رنگساز نے از سر نو معلوم كرليا -

روم كے صناع ايك ايسا شيشه بهي بناتے تهے جو لچكدار هوتا تها - سنه ۱۶۱۲ ع ميں فلورنس كے ايك باشندے نے اِس شيشے كا ذكر كيا هے - وه لكهتا هے " شهنشاه تيبرس كے عهد ميں روم والوں نے ايك لچكدار شيشه ايجاد كيا تها - مگر اب يه راز گم هوچكا هے - اگر يه هميں معلوم هوجائے ' تو شيشه كي قيمت ' چاندي سونے سے بهي زياده هو جائيگي "

ليكن عين أسي زمانے ميں جبكه فلورنس كا باشنده يه سطور لكهه رها تها ' ايران ميں يه صنعت موجود تهي - چنانچه سنه ۱۶۱۰ ع ميں شاه ايران نے فليپ سوم شاه اسپين كو لچكدار شيشے كے چهه جام بهيجے تهے - يه جام كسي طرح بهي ٹوٹ نہيں سكتے تهے !

يه راز صنعت بالاخر گم هوگيا - يہانتك كه كئي صدي كے بعد اب پچهلے سال ايك آسٹرين عالم نے اسے دوباره معلوم كر ليا هے - اِس شيشے كا خاصه يه هے كه شيشے كي طرح شفاف هوتا هے ' مگر لچك اِتني زياده هوتي هے كه ايك پورا قاب انگلي پر ركهه كر تهه كرلے سكتے هيں ! قاب تهه كر لينے كے بعد گيند كي طرح گول هو جاتا هے - يه گيند اگر زمين پر زور سے مارا جاے تو ٹوٹتا نہيں ' بلكه اس طرح اچهلتا هے ' جيسے ربڑ كا گيند اچهلتا هے -

خيال كيا جاتا هے كه موجوده دنيا اس صنعت سے بہت فائده اٹهائيگي - اس سے موٹريں بنائي جائينگي ' اور أنكے ٹوٹ جانے كا خطره دور هو جائے گا -

اسي طرح قديم زمانے ميں تانبے كے أسترے بنائے جاتے تهے جو لوهے كے أستروں سے زياده اچها كام ديتے تهے - مدتوں كے بعد اب معلوم هوا هے كه امريكا كے ايك قيدي نے يه صنعت زنده كرلي هے - أسے قيد سے رها كر ديا گيا هے تاكه اسے مكمل كر لے -

سنه ۱۹۰۸ع ميں جب دستوري انقلاب هوا ' تو تمام قسطنطنيه ميں ايک مسلمان عورت بهي ايسي نهيں تهي جسے قسطنطنيه کي سڑکوں پر بغير يشمک (هلکے نقاب) کے نکلنے کي جرأت هو - ليکن پانچ سال کے اندر هي اندر يه حالت هوگئي که في صدي پچهتر نوجوان لڑکياں ايسي تهيں جنهوں نے يشمک کي جگه ايک ايسا بالائی لباس اختيار کرليا تها جو اُن کے چهره کے کناروں کو ڈهانپ ليتا تها ' اور درمياني حصه بالکل کهلا رهتا تها - چند سالوں تک يه وضع نهايت مقبول رهي - بڑے بڑے پاشاؤں کے گهرانے ميں بهي اسي وضع کا لباس ڈرائنگ روم کي ملاقاتوں کے ليے پهنا جاتا تها - ليکن سنه ۱۹۱۴ع ميں جب عالمگير جنگ شروع هوئي ' تو بهت سي نوجوان ترک عورتيں اس پوشش سے اُکتا چکي تهيں - ايک بڑي تعداد ايسي لڑکيوں کي موجود تهي جس نے اسے ترک کرديا تها - وه اپنے سروں کو ايک خاص طريقه سے اچهي طرح ڈهانپ ليتيں ' ليکن چهره ٹهڈي کے پاس پوشيده نهيں کيا جاتا - وه پوري طرح کهلا رهتا تها "

سنه ۱۹۱۳ - ميں ترک خواتين کي ايک انجمن کا اجلاس

" جهاں تک عام لباس کا تعلق هے ' ترکي کي شهري عورتيں ' خصوصاً دارالحکومت کي عورتيں ايک عرصه سے يورپين لباس کے غالب اجزاء اختيار کرچکي تهيں - ليکن سنه ۱۹۰۸ع تک ايسي عورتيں زياده نه تهيں ' جنهوں نے کامل طور پر يورپين لباس اختيار کر ليا هو - عموماً اس طرح کا لباس پهنا جاتا تها ' جو يورپين لباس هونے پر بهي بعض مشرقي قسم کي خصوصيات رکهتا تها - سنه ۱۹۰۸ع کے انقلاب کے بعد يه خصوصيات رخصت هونے لگيں - يهاں تک که سنه ۱۹۱۴ع ميں دار الحکومت کے تمام گهرانوں ميں نئي نسل کي لڑکيوں نے کامل فرانسيسي لباس اختيار کرليا - ترکي زبان ميں بهي لباس اور فيشن کے ترکي رسائل اُسي طرح نکلنے لگے ' جس طرح فرانس اور انگلستان ميں نکلتے هيں - دارالحکومت سے باهر بهي تمام بڑے بڑے شهروں ميں کامل قسم کا يورپين لباس رائج هوگيا - گذشته سال مجهے ايک دوست نے جو عرصه سے سمرنا ميں مقيم هے ' بتلايا تها که سمرنا کے ترک گهرانوں ميں پيرس کے تازهِ ترين زنانه فيشن سے ويسي هي دلچسپي لي جاتي تهي ' جيسي دلچسپي يورپ کے کسي شهر ميں لي جاسکتي هے - فرق صرف اتنا تها که پيرس کا جو فيشن ايک هفته کے اندر لنڈن اور برلن کے درزيوں کے يهاں پهنچ جاتا تها ' اُسے سمرنا تک پهنچتے پهنچتے کئي هفتے لگ جاتے تهے ! "

" تاهم يه ساري تبديلياں گهر کي چار ديواري کے اندر هي هوتي رهيں - يه ممکن نه تها که کوئي ترک عورت گهر سے باهر بهي اُسي لباس ميں نکل سکے ' جس لباس کے اندر وه گهر ميں اپنے دوستوں کا استقبال کرتي تهي - باهر نکلنے کيليے ايک خاص وضع کا بهت عريض فرغل استعمال کيا جاتا تها ' جسے کمر کے پاس پيٹي سے کس ليا جاتا تها ' اور وه همارے ملک کے پادريوں کے گاؤن کي سي هيئت پيدا کرليتا تها - فرغل پهن لينے کے بعد نه صرف جسم هي کامل طور پر چهپ جاتا تها ' بلکه لباس کي تمام آرائش بهي پوشيده هوجاتي تهي - امير هو يا غريب ' جوان هو يا بوڑهي ' تعليم يافته هو يا غير تعليم يافته ' ليکن گهر سے باهر هر ترک عورت ايک هي طرح کے لباس ميں نظر آئيگي - سنه ۱۹۱۲ - ميں جب نوجوان

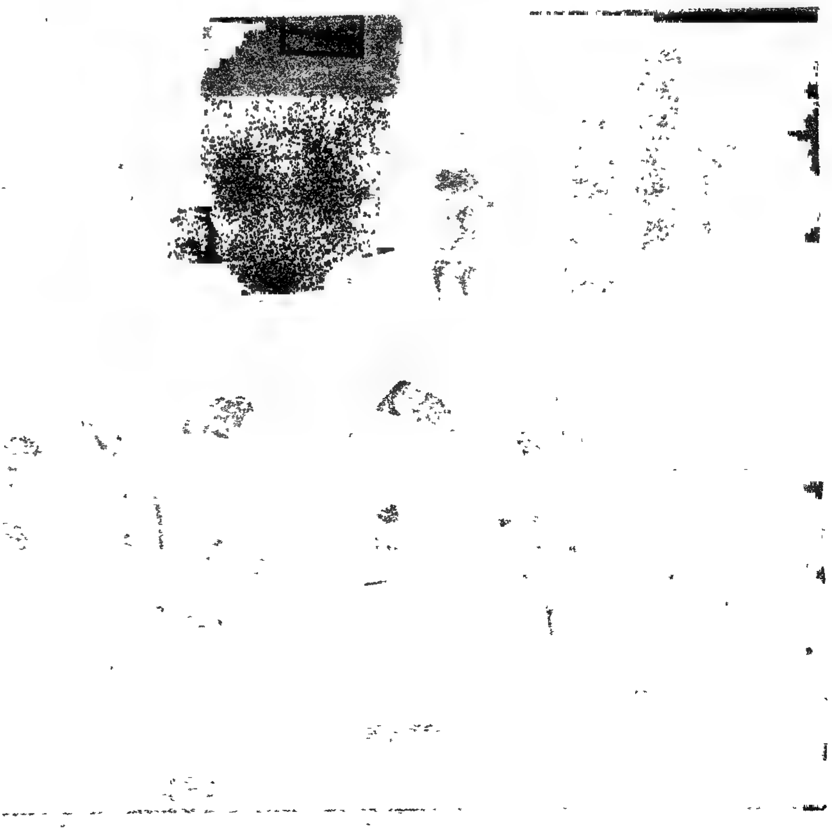

غازي مصطفی کمال پاشا اور اُنکي سابق بيوي لطيفه هانم

مجلس کا اجلاس شروع ہوا - ممکن نہ تھا کہ کوئي عمارت اتنے بڑے اجتماع کي گنجایش رکھتي - اس لیئے ایک کھلے میدان میں منعقد ہوا - اجتماع کئي ٹکڑوں میں تقسیم کردیا گیا تھا ' اور ہر ٹکڑے کے وسط میں لینین کا ایک مجسمہ رکھا گیا تھا - لینین کا ایک بہت بڑا مجسمہ میدان کے دروازہ پر بھي نصب کیا گیا تھا ' جو روس کے ایک بہت بڑے صناع نے سنہ ۱۹۲۴ میں بنایا تھا - یہ ایک بہت بڑے قطر کا کرۂ ارضي ہے ' اور اس کے قطبي حصہ پر لینین کھڑا ہے - مجسمہ کي یہ صورت اس رمز کي طرف اشارہ کرتي ہے کہ کمیونزم کي دعوت تمام کرۂ ارضي کي سرمایہ پرستي پر غالب آگئي ہے !

ہم نے صفحات الہلال کے لیے دو مرقعوں کا انتخاب کیا ہے - پہلا مرقع اس موقعہ کا ہے جب سوویت کے اعلی حکام جلوس میں شریک ہونے کي طیاري کر رہے ہیں - بائیں جانب سیاہ استر خاني ٹوپي اوڑھے ہوئے صدر سوویت کھڑا ہے جسے آج کل تمام یورپ "کمیونزم کے زار" سے تعبیر کرتا ہے - اس کے ساتھہ جدید کمیونسٹ فوج کي وردي پہنے ہوئے ' سوویت ارکان حکومت ہیں -

دوسرا مرقع جلوس کا ایک خاص حصہ ہے - اس میں زیادہ تر یورپ اور انگلستان کے نمایندے ہیں - اگر آپ بائیں جانب غور سے دیکھیں تو مسٹر سکلت والا کا چہرہ صاف دکھائي دے رہا ہے -

---

ترکی کی نسوانی تحریکات

* * *

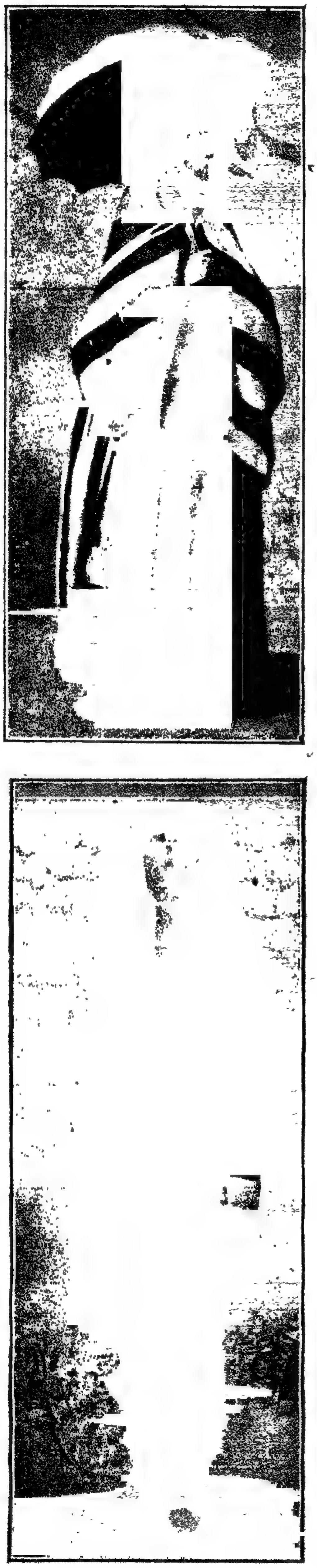

جدید ترکي خوانین
سنہ ۱۹۱۲ - سے ۱۹۲۵ - تک !

الہلال نمبر (۲۳) میں عنوان مندرجۂ صدر سے ہم ایک فرانسیسي اہل قلم کے مقالات کا خلاصہ درج کر چکے ہیں - اب اس سلسلۂ مقالات کي تیسري قسط بھي شائع ہوگئي ہے - اس میں زیادہ تر ترکي کي موجودہ نسواني تحریکات اور انکے مقاصد پر نظر ڈالي ہے -

بلاد اسلامیہ کے جدید معاشرتي تغیرات کے متعلق وقتاً فوقتاً جو مضامین مشرق و مغرب کے اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں ' اکثر حالتوں میں صورت حال کي معتدل اور حقیقي نوعیت پیش کرنے سے قاصر رہتے ہیں - عموماً ایسا ہوتا ہے کہ مضمون نگار کوئي خاص نقطۂ خیال رکھتا ہے ' اور اسي کے مطابق صورت حال کا نقشہ کھینچنا چاہتا ہے - مثلاً جب کبھي موجودہ عہد کا کوئي یوروپین سیاح ترکي اور مصر کي سیر کریگا ' اور وہاں کي جدید معاشرتي تحریکات پر نظر ڈالیگا ' تو چونکہ پیشتر سے اس بارے میں ایک خاص نقطۂ خیال قائم کر چکا ہے ' اسلیے تغیر و اصلاح کي ہر حرکت کو اسي روشني میں دیکھیگا ' اور مجموعي حیثیت سے ایک ایسي تصویر طیار کر دیگا ' گویا ترکي اور مصر کي جدید جماعتوں نے بہ یک دفعہ ارادہ کرلیا ہے کہ مشرقیت اور اسلامیت کے تمام عقائد و افکار سے دست بردار ہو جائیں !

دوسري طرف بعض مسلمان اہل قلم ہیں ' جو ہندوستان کے قدامت پسند مسلمانوں کے افکار و جذبات کي رعایت کرني چاہتے ہیں - اسلیے پسند نہیں کرتے کہ نئي تحریکات کي حد سے بڑھي ہوئي آزادانہ صورت انکے سامنے عریاں ہو - وہ ہمیشہ ان تحریکات کے متعلق ایسي مبہم اور گول مول باتیں کہہ جاتے ہیں ' جن سے صورت حال مشتبہ ہو جاتي ہے ' اور لوگ خیال کرنے لگتے ہیں کہ ترکي اور مصر کي جدید تحریکات کي نسبت جو کچھہ کہا جاتا ہے ' صداقت سے یک قلم خالي ہے -

جدید ترکي نسبت کئي سال سے ایسا ہي ہو رہا ہے - ایک طرف وہ بیانات ہیں جو دنیا کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ جدید ترکي اپنے آپکو مسلمان کہنے کے لیے بھي طیار نہیں - دوسري طرف وہ خوش عقیدہ مسلمان ہیں جو اردو اخباروں کے مضامین پڑھکر خیال کرنے لگتے ہیں کہ ترکي کے نئي معاشرتي انقلاب کي نسبت جو کچھہ کہا جاتا ہے ' محض یورپین نامہ نگاروں کا سیاسي پروپگنڈا ہے - حقیقت سے اسے کوئي لگاؤ نہیں -

اس فرانسیسي مقالہ نگار کي یہ خصوصیت قابل ذکر ہے کہ اس نے اپنے تاثرات کو کافي حد تک اس طرح کي بے اعتدالیوں سے محفوظ رکھا ہے ' اور کوشش کي ہے کہ بلاد اسلامیہ کي موجودہ انقلابي ذہنیت کا صحت نظر و تشخیص کے ساتھہ مطالعہ کیا جاسے -

ہم اس مقالہ کا مختصر خلاصہ یہاں درج کرتے ہیں ' تا کہ مسلمانان ہند جدید ترکی کے فکري تغیرات صحت کے ساتھہ معلوم کرسکیں -

مقالہ نگار لکھتا ہے :

"گذشتہ دس سال کے اندر ترکي کي معاشرتي زندگي میں جو انقلاب رونما ہوا ہے ' اس کا اندازہ کرنے کے لیے ہمیں نوجوان ترک عورت کي نئي تاریخ حیات پر نظر ڈالني چاہئے -

تاریخ و عبر

غدر ۱۸۵۷ء

تصویر کا دوسرا رخ

(۲)

تین واقعات میں سے تیسرا واقعہ

جلیانوالہ باغ کا قتل عام

(۳) تیسرا واقعہ جلیانوالہ باغ کا قتل عام ہے۔ جو غدر سے ڈرے ہوئے دماغوں کے طفیل عالم وجود میں آیا تھا۔ یہ حادثہ جانکاہ اپریل ۱۹۱۹ء میں واقع ہوا۔ ہندوستانی اسے اسوقت تک فراموش نہیں کرسکے ہیں۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ جنرل ڈائر کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا تھا۔ کیونکہ امرتسر میں (جو اکالی سکھوں کا صدر مقام ہے) فساد قابو سے باہر ہو چکا تھا۔ لوگوں نے کئی انگریز قتل کر دئیے تھے۔ اور عیسائی لڑکیوں کی قیامگاہ جلانے کی بھی کوشش کی تھی۔ جلیانوالہ باغ میں جو ہجوم اکٹھا ہو رہا تھا، وہ امن پسند نہیں کہا جاسکتا۔ اگرچہ ان کے پاس کوئی اسلحہ نہیں تھا۔ جب ڈائر موقع پر پہنچا، تو ایک شخص تقریر کر رہا تھا۔ ڈائر نے آتے ہی سپاہیوں کو فائر کرنے کا حکم دے دیا، اور دس منٹ کے اندر سیکڑوں آدمی موت کے گھاٹ اُتار دیئے گئے۔ قریباً ایک ہزار آدمی زخمی بھی ہوئے تھے (لیکن ہندوستانی مقتولین اور مجروحین کی تعداد اس سے زیادہ بتاتے ہیں) جب سپاہیوں کے کارتوس ختم ہوگئے تو یہ قتل عام خود بخود بند ہوگیا۔ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ ڈائر نے مارشل لا کی تحقیقاتی کمیشن کے روبرو جو شہادت دی تھی، اس سے اُسنے اپنے آپ کو سخت نقصان پہونچایا۔ کیونکہ وہ خود مانتا ہے کہ عبرتناک سزا دیکر لوگوں کے دلوں میں خوف اور دہشت پیدا کرنی چاہتا تھا!

چونکہ مارشل لا کی وجہ سے لوگوں کو شام کے بعد گھر سے نکلنے کی اجازت نہ تھی۔ اس لئے اس شام کو کوئی شخص جلیانوالہ باغ کے مردوں اور زخمیوں کے پاس جانے کی جرأت نہ کرسکا، اور نہ کسی فوجی حکام نے ان کی طرف توجہ کی۔ میں اسوقت تمام خوفناک واقعات از سر نو بیان کرنا نہیں چاہتا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بجائے اسکے کہ انگریز ڈائر کے فعل کے خلاف اظہار نفرین کرتے، انھوں نے ہر ممکن طریقے سے اس کی تائید کی۔ اس موقع پر بھی انگریزوں نے ہندوستانیوں سے وہی سلوک کیا جو غدر کے ایام میں کیا تھا۔ انھوں نے علانیہ طور پر یہ بات ثابت کر دی کہ وہ محض تلوار کے زور سے ہندوستان کو غلام رکھنا چاہتے ہیں۔ جب گورنمنٹ کو اس واقعہ کی خبر ملی تو وہ سخت گھبرا گئی لیکن اسے بھی مصلحتہً ڈائر کی حرکات کی تائید ہی کرنی پڑی۔ اس وحشتناک واقعہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام ہندوستان میں اتحاد کی ایک برقی لہر دوڑ گئی۔ لوگوں نے باہمی نفاق بالائے طاق رکھ کر ایک متحدہ تحریک گورنمنٹ کے خلاف جاری کر دی۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں اسنے ایسی عظیم طاقت حاصل کر لی کہ تمام انگریز گھبرا گئے۔ انھوں نے گورنمنٹ آف انڈیا کو بڑے زور سے مشورہ دیا کہ یہ تحریک بالکل کچل ڈالی جائے۔ انہی دنوں میں انگریزوں نے (جو ہندوستان میں مقیم تھے) جنرل ڈائر کے واسطے ۲۰ ہزار پونڈ جمع کرکے بھیجا۔ کیونکہ اسے گورنمنٹ نے ملازمت سے برطرف کر دیا تھا۔

مجھے یقین ہے ان میں سے بعض آدمی ایسے بھی ہونگے۔ جو ضرور خیال کرتے ہونگے کہ ان کی قوم نے ڈائر کی تائید کرکے اپنی حماقت کا ثبوت دیا ہے جب تک ہم ہندوستانی معاملات کو ٹھنڈے دل سے نہ سوچیں گے۔ ہم فوراً ایک معمولی بات پر مشتعل ہوجایا کرینگے۔ جس طرح کہ ہماری قوم کے ایک نمائندے (ڈائر) نے امرتسر میں مشتعل ہوکر قتل عام کر دیا!

غدر کی انگریزی تاریخیں

میں حیران ہوں، میری قوم نے اسوقت تک تاریخی کتابوں میں غدر کے یک طرفہ افسانوں کا اندراج کیوں جاری رکھا ہے؟ ان میں ہندوستانیوں کے خلاف اسقدر زہر اگلا ہے کہ کوئی انگریز پڑھکر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ کتابیں محض اس غرض سے لکھی گئی تھیں کہ انگریزوں کے دلوں میں ہندوستانیوں کے خلاف نفرت پیدا کی جائے۔ انگریز مورخوں نے بعض جرنیلوں کی شجاعت و ہمت کی اسقدر تعریف کی ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے فاتحوں کی بھی اس قدر تعریفیں نہیں کی گئی ہونگی۔ میں بچپن میں نکلسن کا نہایت مداح تھا۔ میں نے اس کی سوانح حیات جو ٹراٹر نے لکھی ہے کئی دفعہ پڑھی ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ اسمیں اصلی نکلسن کا خاکہ نظر نہیں آسکتا۔ اس کی موہوم بہادری کے قصوں نے اس کی حقیقی زندگی چھپا دی ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ اس کی حقیقی سیرت دکھائی جاتی۔ اسمیں شک نہیں، نکلسن ایک بہادر سپاہی تھا۔ وہ اپنی قوم کی خاطر بڑی بہادری سے لڑا۔ لیکن اسے دُنیا کے عظیم سپہ سالاروں کے زمرہ میں شامل کرنا انصاف سے بعید ہے۔ سر جارج فارسٹ نکلسن کے متعلق اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ وہ ایک تُند خو آدمی تھا۔ اور عام طور پر بدزبانی کیا کرتا تھا۔ اس کی بہادری مسلمہ تھی۔ لیکن وہ نافرمان بھی تھا۔ اُسنے لارنس کے ساتھ نہایت بُرا سلوک کیا تھا۔ کیمبل بھی ان افسانوں کو جو نکلسن کے متعلق مشہور تھے، بے بنیاد قرار دیتا ہے۔ اسی طرح تواریخ میں نیل، ہیولاک، اور ہاڈسن کے کارہائے نمایاں کے متعلق بے شمار لغو کہانیاں مورخانہ جرأت و سنجیدگی کے ساتھ درج کر دی گئی ہیں!

نیل کی کارگذاری کے متعلق ہومز لکھتا ہے:

"بنارس کے باشندوں میں یہ ڈر پیدا ہوگیا تھا کہ نیل شہر پر گولہ باری کرنے والا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے باشندے اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے کر شہر سے بھاگ گئے"

فارسٹ بھی ہومز کی تائید کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"نیل نے لوگوں پر ایسے مظالم برپا کئے تھے کہ اگر وہ زندہ رہتا، تو اس کی قوم بھی ضرور اسے لعن طعن کرتی۔ لیکن موت نے جلد ہی اس کے عیب ڈھانپ لئے۔ میں نیل کو اس کے مظالم کی وجہ سے ہرگز معاف نہیں کرسکتا۔ اگر وہ ظلم نہ کرتا تو لدھیانہ کی پلٹن کبھی تباہ نہ ہوتی۔ الہ آباد میں بھی اسنے فیروز پور کی پلٹن کو اپنے ظالمانہ سلوک کی وجہ سے مخالف بنا لیا تھا۔ حالانکہ مجھے اس پلٹن کی وفاداری پر پورا اعتماد تھا۔ نیل کی عادت یہ تھی کہ وہ کسی پر بھی اعتبار نہیں کرتا تھا، اور لوگوں سے بڑی بے رحمی سے پیش آتا تھا"

مجھے یقین ہے کہ مورخین کی آیندہ نسل اس شخص کو بے شمار وحشیانہ مظالم سے بری الذمہ ثابت کرنے کی جرأت نہ کریگی!

برطانی راست بیانی!

جنگ یورپ میں بھی ہمارے اخباروں نے یہ افواہیں مشہور کر رکھی تھیں کہ جرمنی کے سپاہیوں کو انکے افسر مار مار کے میدان میں بھیجتے تھے۔ کیونکہ وہ ایسے ڈرپوک تھے کہ دشمن سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں رکھتے تھے۔ لیکن یہ غلط بیانی جنگ کے واقعات نے جھوٹی ثابت کر دی۔ جرمنی کی فوجیں ایسی جانفشانی سے لڑیں کہ انکے دشمن بھی عش عش کر گئے۔ اس قسم کی جھوٹی خبروں کے پھیلانے سے مدعا یہ ہوتا ہے کہ دشمنوں کی تضحیک کی جائے، اور انکے خلاف نفرت کا جوش پیدا کر دیا جائے، اسی طرح غدر کے دنوں میں بھی انگریزوں نے اس قدر جھوٹے افسانے تاریخوں میں درج کر ڈالے۔ کہ انھوں نے اصلی واقعات پوشیدہ کر دئے!

بعض حقائق کا اعتراف

ہمارے غدر کے مورخ بھی کہیں کہیں کسی ہندوستانی کی تھوڑی سی تعریف کر دیتے ہیں۔ مثلاً جھانسی کی رانی کے متعلق تقریباً سب متفق ہیں کہ وہ ایک عظیم شخصیت تھی۔ سر ہیو روز نے (جسنے رانی موصوفہ کو شکست دی تھی) ایک دفعہ کہا تھا:

"وہ سب سے زیادہ بہادر اور لائق جرنیل تھی اسنے ایسے ایسے کارنامے دکھلائے کہ انگریز بھی تحسین کئے بغیر نہ رہ سکے"

انگریزوں نے اسے زندہ پکڑنے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے۔ کیونکہ اسنے لڑائی کے میدان میں اپنی جان دے دی۔ ہندوستانی اسے بجا طور پر ہندوستان کی جون آف آرک کہتے ہیں۔ ایک دن

لڑکیوں نے یشمک کا استعمال ترک کر دیا ، اور غریب خاندانوں کي تعلیم یافتہ لڑکیاں تار اور تیلي فون کے مرکزوں میں کام کرنے لگیں ، تو اُس وقت بھي اُنھیں اس بات کي جرأت نہیں ہوئي تھي ، کہ یورپین عورتوں کي طرح اپنے آرائشي لباس میں باہر نکلیں - دولت مند گھرانوں کي بے شمار عورتیں ھیں ، جو پیرس کے مشہور درزیوں کے یہاں اپنے کپڑے سلواتي ھیں ، اور اپني بالوں کي آرایش اور لباس کي دیکھہ بھال کیلیے بیش قرار تنخواھوں پر فرانسیسي خادمائیں رکھتي ھیں ، تاھم وہ بھي جب گھر سے باھر نکلتي ھیں ، تو اپنا حسین اور فیشنیبل فرانسیسي لباس سیاہ و عریض فرغل کے اندر چھپا لیتي ھیں - یہ فرغل اُس وقت تک اُنکے جسم سے الگ نہیں ھوتا ، جب تک کہ وہ گھر کي چاردیواري کے اندر واپس نہ آ جائیں "

اسکے بعد مقالہ نگار نے اُن تغیرات کا ذکر کیا ھے جو جنگ کے بعد جدید قومي تحریک کے ساتھہ ساتھہ ظہور پذیر ھوئے ، اور جو اب نہایت تیزي کے ساتھہ عام ھو رہے ھیں :

" اِن تغیرات میں سب سے زیادہ اھم چیز ترک عورتوں کي معاشرتي ذھنیت ھے - یہ واقعہ ھے کہ گذشتہ چند سالوں کے اندر اُنھوں نے تغیر و انقلاب کي بہت بڑي مسافت طے کرلي ھے - سنہ ۱۹۱۴ع کي نوجوان ترک خاتون اگرچہ اپني آزاد خیالي اور ذھني استعداد کے لحاظ سے قدیم مشرقي عورتوں سے بالکل مختلف قسم کي ذھنیت رکھتي تھي ، تاھم اُس میں موجودہ عہد کي وہ بے خوف روح نہیں پائي جاتي تھي جو قدامت کے دائرۂ اثر سے پوري طرح آزاد ھو چکي ھے - اُس میں ایک ایسا محسوس تذبذب اور اضطراب باقي تھا ، جس کے اندر روح قدامت کي ایک دھندلي سي تصویر نظر آجاتي تھي - لیکن سنہ ۱۹۲۷ع کي ترقي یافتہ ترک عورت کامل معنوں میں آزاد خیال ھے - اُس کا تذبذب مٹ چکا ھے - اُس میں اضطراب فکر کي جگہ عزم اور فیصلہ پیدا ھوگیا ھے - وہ وقت کي روح سے لبریز ھے ، اور صرف مستقبل ھي کي طرف نگاہ رکھتي ھے - بلا شبہ یہ صورت حال اس وقت تک صرف اونچے طبقہ ھي میں محدود ھے - متوسط طبقہ کي عورتیں عموماً پچھلي حالت ھي میں باقي ھیں - لیکن اگر ترکي کي موجودہ حکمران جماعت کو فوري زوال پیش نہ آگیا ، تو یہ بات یقیني ھے کہ بہت جلد یہ روح تمام ترکي میں پھیل جائیگي "

جنگ سے پہلے ایک زنانہ اسکول کي ترک لڑکیاں

خالدہ ادیب خانم

عہد حاضر کي مشہور اہل قلم جو آجکل امریکہ میں مقیم ھے

" اب نو جوان عورتیں وہ پرانا فرغل بھي ترک کرتي جاتي ھیں ، جو باھر نکلنے کیلیے اُنکي لازمي پوشش تھي - اسکي جگہ ایک ایسا لباس وضع کرلیا گیا ھے جو گھر اور گھر سے باھر ، دونوں حالتوں میں کام دیسکتا ھے - گزشتہ سال انگورہ میں یہ دیکھکر مجھے نہایت حیرت ھوئي تھي کہ ارکان حکومت کي بیویاں بغیر فرغل پہنے ھوئے باھر نکلتي تھیں اور مجلس (پارلیمنت) کي گیلریوں میں بیٹھي نظر آتي تھیں - بعد کو مجھے بتلایا گیا کہ یہ طریقہ اب روز بروز مقبول ھوتا جاتا ھے ، اور اعلی طبقہ کي کوئي ترک عورت ایسي نہیں ھے جو قدیم فرغل استعمال کرتي ھو "

"کیا ٹیگور وفادار ہی؟"

میرا ایک دوست کسی پادری سے ٹیگور کے متعلق بات چیت کر رہا تھا وہ اسکی ادبی شہرت کا بہت معترف تھا۔ پادری نے بات کاٹ کر پوچھا "آیا وہ وفادار بھی ہی؟" اگر اسوقت سینٹ پال بھی برٹش گورنمنٹ کی رعیت ہوتا تو غالباً یہ پادری اس کے متعلق بھی یہی سوال کرتا۔ البتہ مجھے یقین ہی، وہ آسٹریلیا یا کینیڈا کے کسی باشندے کے متعلق یہ سوال پوچھنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ جب تک انگریزوں کی ہندوستانی سیرت کے متعلق یہ رائے رہے گی، تب تک فریقین میں ہمیشہ غلط فہمی قائم رہے گی اور ان کی باہمی مخالفت روز بروز بڑھتی جائے گی۔

پنجاب کے فسادات میں سب سے زیادہ قبیح فعل امرتسر میں ہوا تھا۔ وہاں ایک کوچہ کے باشندوں کو حکم دیا گیا کہ گھر سے باہر نکلتے وقت یا گھر کی طرف جاتے وقت پیٹ کے بل رینگ کر چلیں۔ کیونکہ حکام کو یقین دلایا گیا تھا کہ اس کوچہ کے بعض باشندوں نے ایک میم پر حملہ کیا تھا۔ شہروں پر ہوائی جہازوں کے ذریعے گولہ باری کرنا بھی اس سے کم خوفناک واقعہ نہیں ہی۔ ہندوستانی کہتے ہیں کہ اگر لورپول یا مانچسٹر میں فساد ہوجائے۔ تو بلاشبہ حکام حفظ عامہ کی خاطر مفسدوں پر گولی چلانے سے دریغ نہیں کرینگے لیکن وہ کسی حالت میں بھی یہ نہیں کرسکتے کہ اس شہر پر آسمان سے بم کے گولے پھینکیں۔ اس قسم کے مظالم صرف اس صورت میں روا رکھے جاسکتے ہیں۔ جب قوموں کے درمیان جنگ چھڑ جائے۔

مجنط نے ایک کتاب "غدر کی کہانی" میں مندرجہ ذیل سطور لکھی ہیں:

"ایشیائی دماغ کو سمجھنا ایک نہایت مشکل کام ہی۔ کیونکہ کوئی آدمی اس کے اسرار نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن یہ مسلم امر ہی۔ کہ غدر کی یاد لوگوں کے دلوں میں ہر وقت تازہ رہتی ہی۔ مجھے ایک پادری نے بتایا کہ اسنے ایک دفعہ اسکول کے طالب علموں کو غدر پر جواب مضمون لکھنے کا حکم دیا تھا۔ مگر تمام لڑکوں نے خالی کاغذ پیش کردیئے جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ یہ واقعہ اس قدر محسوس کرتے تھے۔ کہ ہمیں اپنے اندرونی خیالات سے آگاہ کرنا نہیں چاہتے تھے"

بعض واقف کار انگریزوں کی رائے ہی۔ کہ غدر کی یادداشتیں کچھ عرصے کے بعد معدوم ہوجائیں گی۔ لیکن میرے خیال میں جب تک ہماری کتابوں میں غدر کے افسانے درج رہیں گے، تب تک کوئی شخص بھی اُنھیں نہیں بھول سکتا۔ اس اسپرٹ کو زائل کرنے کے صرف دو طریقے ہوسکتے ہیں۔ یا تو تمام اسکول اور کالج بند کردیئے جائیں تاکہ آئندہ نسلوں کو پچھلی صدی کے واقعات کے متعلق کچھ علم نہ ہو۔ یا ہمیں چاہیئے کہ ان واقعات کو ان کی اصلی صورت میں دکھائیں اور اپنی طرز تحریر یکلخت تبدیل کردیں۔

ساورکار نے غدر کو آزادی کی جنگ سے تعبیر کیا ہی اسنے ایک مکمل تاریخ ہند لکھی تھی۔ لیکن گورنمنٹ نے اس کی اشاعت بند کردی کیونکہ گورنمنٹ کو یقین دلایا گیا تھا کہ اسمیں غلط واقعات درج کیئے گئے ہیں جن سے انگریزوں کے خلاف نفرت پھیلنے کا اندیشہ ہی!

چونکہ ہم تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کو قابل اعتبار نہیں سمجھتے اور ان سے نفرت کرتے ہیں۔ اس لئے وہ بھی ہم سے انتقام لینے کی خاطر ہمارے خلاف ہر قسم کی غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہندوستانی اخبارات اور رسائل اُٹھا کر دیکھئے ان میں ہمارے خلاف کس قدر زہر اُگلا جاتا ہی۔

خاتمۂ سخن

ہمیں بلیک ہول والا حادثہ بالکل بھول جانا چاہیئے جس طرح کہ ہم ستر موپلہ قیدیوں کا ریل گاڑی میں دم گھٹ کر مرجانے کے واقعہ فوراً بھول چکے ہیں۔ ہمیں کانپور کے مظالم پر بھی شور مچانا نہیں چاہیئے جس طرح ہم دہلی۔ بنارس۔ الہ آباد وغیرہ میں اپنی کارگذاریاں فراموش کرچکے ہیں۔ جب ہم اپنے مظالم بھول چکے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہندوستانیوں کی زیادتیاں ہر دم یاد رکھیں!

سر چارلس ایچیسن نے لارنس کے متعلق ایک کتاب لکھی ہی۔ اسنے اس کے بُت کا بھی جو لاہور کی ٹھنڈی سڑک پر استادہ ہی، ذکر کیا ہی اس بت پر یہ حروف کندہ ہیں "کیا تم ہماری حکومت تلوار کے زور سے تسلیم کروگے۔ یا قلم کے زور سے"؟ ان الفاظ سے ہندوستانی قوم کو دو رستے دکھائے جاتے ہیں۔ یا تو وہ خوشی سے ہماری اطاعت قبول کرلے یا تلوار کے زور سے محکوم رہے۔ اسمیں شک نہیں کہ آجکل قلم کے زور سے حکومت کی جارہی ہی۔ لیکن تلوار بھی ہر وقت برہنہ رہتی ہی۔ اس قسم کے کتبوں سے ہندوستانیوں کے دلوں میں غصے کی آگ دہکتی رہتی ہی۔ یہی وجہ ہی کہ اس بت کی شب و روز حفاظت کی جاتی ہی تاکہ اسے نقصان نہ پہنچایا جائے۔

رومیش دت نے تاریخ ہند میں کیا خوب لکھا ہی کہ غدر کے خوفناک مظالم کو اسکول کی کتابوں سے مٹا دینا چاہیئے۔ کیونکہ جب ہندوستانی طلبا کو نیل جیسے ظالم انگریزوں کے کارنامے نہیں پڑھائے جاتے۔ تو پھر انہیں کانپور کے کنوئیں کا افسانہ کیوں سنایا جائے؟ میں یقین کرتا ہوں کہ اسوقت ہماری قوم ماضی کو فراموش کردینے کے لئے طیار ہی۔ اگر انگریزوں کی موجودہ نسل کو یقین دلایا جائے کہ ان کے بزرگوں نے ہندوستانیوں پر کس قدر ظلم و ستم ڈھائے تھے۔ تو وہ ان کی تلافی کے لئے یقیناً طیار ہوجائے۔

(مترجمہ چودہری محمد علی صاحب وکیل ایبٹ آباد)

* * *

برید شرق

مکتوب آستانہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کا ازسرنو انتخاب۔ سازشیوں کو سزا۔ ٹرکی کی آبادی۔ ٹرکی اور امریکہ۔ ترکی میزانیہ۔

غازی کا ازسرنو انتخاب

گذشتہ ہفتہ مجلس وطنی (پارلیمنٹ) کا ازسرنو افتتاح ہوگیا۔ غازی کمال پاشا، دوبارہ، صدر جمہوریت منتخب کیے گئے۔ عصمت پاشا بدستور وزیر اعظم رہے۔ مجلس وطنی کے سابق صدر، کاظم پاشا بھی نئے انتخاب میں کامیاب ہی۔

مجلس وطنی کے تمام ارکان نے ایک ایک کرکے، صدر مجلس کے سامنے حسب ذیل قسم کھائی:

"میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ کسی ایسے مقصد کے لئے کوشش نہیں کروں گا جو وطن کی سعادت، قوم کی سلامتی، اور اُس کی بے قید و شرط سیادت کے منافی ہو۔ نیز میں جمہوریت کے اصول سے برابر وفادار رہوں گا"

خلق فرقہ سی نے، جمہوریت کی صدارت کے لئے کوئی نام پیش نہیں کیا تھا، بلکہ اپنے ارکان کو آزادی دیدی تھی کہ جس شخص کو پسند کریں، اس منصب کے لئے منتخب کرلیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی غازی مصطفےٰ کمال پاشا ہی بالاتفاق صدر قرار دے دیئے گئے۔ تب صدر مجلس وطنی نے اُنھیں قسم کھانے کے لئے طلب کیا۔ اُنھوں نے ان لفظوں میں قسم کھائی۔

"میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ صدر جمہوریت ہونے کی حیثیت سے جمہوریت کے قوانین اور قومی سیادت کے اصول کی حفاظت و مدافعت کروں گا۔ میں اپنی پوری قوت سے اور پورے اخلاص سے ترکی قوم کی بھلائی کے لئے کوشش کروں گا۔ میں پوری شدت سے ہر اُس خطرے کی مقاومت کروں گا جو ترکی حکومت کو لاحق ہوگا۔ ترکی شرافت کی حفاظت، اُس کی برتری اور اپنے فرائض ادا کرنے پر میں اپنی پوری زندگی وقف کردوں گا!"

جب غازی قسم کھا رہے تھے تو اُنکے ہر جملہ پر تالیوں کا ایک شور بلند ہوجاتا تھا۔ یہ بات قابل ذکر ہی کہ بعض سلطنتوں کے سفیر بھی تالیاں بجانے میں شریک تھے۔

قسم کے بعد غازی نے خطبہ دیتے ہوئے کہا:

"یہ منصب، صدر جمہوریت کا منصب، درحقیقت قوم کی پوری فضیلت استقامت، اور معصومیت کا مظہر اور نمائندہ ہی۔ اس حقیقت سے میرا قلب و ضمیر پوری طرح باخبر ہی۔ میں اُن تمام اہم فرائض اور نازک ذمہ داریوں سے کماحقہ آگاہ ہوں جو صدارت کی اس کرسی نے مجھ پر عائد کردی ہیں۔ تاہم میں کوشش کروں گا کہ اس جدید اعتماد کو بھی بجا ثابت کردوں جس سے قوم نے مجھے سرفراز کیا ہی۔ یہ اعتماد اس امر کا ثبوت ہی کہ قوم ہماری خاکسارانہ کوششیں پورے اطمینان سے پسند کرتی ہی۔ میری مسلسل کوشش رہیگی کہ قوم کی زیادہ سے زیادہ بڑی خدمتیں انجام دیتا رہوں"

اس کے بعد غازی نے کہا:

"یہ جمہوریت، جو خود مختاری، قومیت، اور نعمتمندی پر قائم ہوئی ہی، اور جسنے گذشتہ برسوں میں اپنی اصلاحات و انقلابات سے اپنی قوت قاہرہ ثابت کردی ہی، قوم کی اُمیدوں اور آرزوؤں کے بالکل

ہمیں یہ تحقیق کرنی پڑے گی کہ کیا وجہ تھی کہ ہندوستانی عورتیں بھی ہمارے خلاف لڑنے پر آمادہ ہو گئی تھیں؟ جھانسی میں کئی انگریز اور عورتیں قتل کر دی گئی تھیں۔ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ رانی نے یہ خونریزی پسند نہ کی ہوگی۔ جب جھانسی فتح ہو گیا، تو اس کے باپ کو سیکڑوں آدمیوں کے ساتھ پھانسی دی گئی۔

شہزادہ فیروز کے متعلق بھی عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ بڑا بہادر اور جیدار آدمی تھا۔ اسنے دہلی میں ہمارے آدمیوں کو بچانے کے لئے بڑی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ جنگ کے میدان میں بڑی ثابت قدمی اور استقلال سے لڑتا رہا۔ حالانکہ اسے معلوم تھا کہ اگر ہمارے ہاتھوں میں پھنس گیا تو اسے فوراً پھانسی دے دی جائے گی۔ خود ہمارے آدمی بھی خفیہ طور پر خوش تھے کہ وہ پکڑا نہیں گیا۔ اس کی شہسواری اور اس کا سیکڑوں دفعہ موت کے منہ سے بال بال بچ جانا ایک افسانہ بن گیا ہے۔ بعض شعرائے بھی اپنے اشعار میں اس کی بہادری کے تذکرے کئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ۱۸۶۴ء تک ہندوستان کے جنگلوں میں مارا مارا پھرتا رہا۔ بعد ازاں ۱۸۶۶ء میں وہ عرب میں آخری دفعہ دیکھا گیا[له] کوئی وقت ایسا بھی آئے گا کہ ہندوستانی روایات بھی تاریخ کی کتابوں میں درج کی جائیں گی۔ اور صحیح واقعات کی طرح مستند سمجھی جائیں گی۔ وہ داستان میں کسی قدر دل ہلا دینے والی ہونگی!

ہمارے مورخین لکھتے ہیں کہ یہ غدر ہندوستان کو آزاد کرانے کی خاطر برپا نہیں کیا گیا تھا۔ کیونکہ یہ محض چند فوجوں کی بغاوت تھی اچھا، اگر ایسا ہی تھا تو پھر بے گناہ آبادیوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور غیر محارب جماعتوں کو بھی بلا تمیز قتل کر ڈالنا کسقدر انسانیت سوز حرکات تھیں! اگر اس قسم کے دردناک مظالم کسی دوسرے ملک میں ہوتے تو یقیناً پورا ملک متحد ہو کر برسر پیکار ہو جاتا۔ گو یہ وبا زیادہ تر آگرہ کے صوبہ ہی میں رہی۔ لیکن پھر بھی اس صوبہ کے عام لوگوں نے اسمیں کسی طرح کا حصہ نہیں لیا۔ ہمیں ناچار تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ انہی لوگوں نے بہت سے انگریزوں کی جانیں بچا کر اپنی شرافت کا ثبوت دیا ہے حالانکہ ہندی سپاہی انکے مخالف ہو گئے تھے۔

فارسٹ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲۱ پر لکھتا ہے:

"۱۰ دن کے اندر اودھ کے صوبہ میں انگریزی راج خواب کی مانند غائب ہو گیا تھا۔ سپاہیوں نے بغاوت کا علم بلند کر دیا تھا۔ اور عوام الناس نے اطاعت کا جوا اتار کر پھینک دیا تھا۔ لیکن کمال کی بات یہ ہے کہ پھر بھی کوئی ظلم برپا نہ ہوا۔ نہ ہی کسی نے انتقام لینے کی کوشش کی۔ انھوں نے انگریزوں کے ساتھ نہایت اعلیٰ درجہ کا سلوک کیا۔ بلکہ لکھنؤ کے نواب بھی ان کے ساتھ کمال شرافت سے پیش آتے رہے۔ حالانکہ ان میں سے بعض نوابوں کو انگریزوں سے بسا اوقات نقصان پہنچا تھا"

میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں۔ کہ ہماری بے رحمی بلا وجہ نہ تھی کیونکہ غدر کے ابتدائی مرحلوں میں ہمیں اشتعال دلایا گیا تھا۔ باغی سپاہ نے قتل کی ابتدا کی تھی۔ سب سے پہلے میرٹھ کی ہندوستانی فوج کے ایک دستے نے اپنے افسروں کو قتل کر ڈالا کیونکہ وہ اپنے ساتھیوں کی بے عزتی گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ بعد ازاں دہلی میں انہی باغیوں کے ایما سے فرنگیوں کا قتل عام شروع ہو گیا۔ اس کے بعد بغاوت کا اثر دور دور پھیل گیا اور ۲۲ انگریزی چھاؤنیاں اس سے متاثر ہو گئیں۔ اسوقت دونوں طرف سے باقاعدہ خونریزی شروع ہو گئی تھی اور جنگ کا میدان گرم ہو گیا تھا۔ جھانسی اور کانپور میں انگریزوں کو سخت بے رحمی سے قتل کیا گیا۔ لیکن جب انگریزوں کی باری آئی تو انھوں نے تمام علاقے زیر و زبر کر دیئے۔ جھانسی اور کانپور کے حوادث تو بعد میں ظہور پذیر ہوئے تھے۔

اسمیں کچھ شک نہیں، کہ فریقین کے پاس ایسی غلط افواہیں پہنچائی جاتی تھیں جن سے خواہ مخواہ اشتعال پیدا ہو جاتا تھا۔ مثلاً باغیوں کو یقین دلایا گیا تھا، کہ انگریزی گورنمنٹ تمام ہندو مسلمانوں کی تباہی پر آمادہ ہے، اور اُن کا مذہب بگاڑنے کی تدابیر کر رہی ہے۔ اسی طرح ہمیں بھی ہندوستانیوں کی بے رحمی کے فرضی قصے سنائے جاتے تھے جس سے ہمارا جام صبر لبریز ہو جاتا تھا۔ جنگ کے ایام میں عموماً جھوٹی خبریں محض اس غرض سے پھیلائی جاتی ہیں تاکہ دشمنوں کے خلاف سخت نفرت پھیل جائے۔ اُسوقت کسی کو ٹھنڈے دل سے خبروں کی چھان بین کرنے کی فرصت نہیں ہوتی۔ یہی حال امرتسر کے فسادات میں بھی ہوا۔ وہاں ایک میم پر حملہ کئے جانے سے تمام انگریز بھڑک اٹھے اور انکے غصے کی کچھ انتہا نہ رہی۔

لارڈ کیننگ نے ملکہ معظمہ کو ایک خط میں مفصل ذیل فقرات لکھے تھے جو قابل غور ہیں:

"اگر وہ انگریز جن کے اہل و عیال کو باغیوں کے ہاتھوں کچھ نقصان پہنچا ہے، انکے خلاف نفرت کا اظہار کریں، تو وہ حق بجانب ہیں۔ لیکن حیرانگی کی بات یہ ہے کہ سب سے زیادہ شور واویلا وہ لوگ مچا رہے ہیں جو بڑے آرام سے غدر کے حلقۂ اثر سے دُور اپنے اپنے گھروں میں محفوظ بیٹھے ہیں۔ مثلاً کلکتہ کی انگریزی آبادی فسادات کے علاقے سے بہت دُور تھی۔ بایں ہمہ وہ ہندوستانیوں کے خلاف بڑا زہر اگل رہی ہے، مجھے ڈر ہے کہ انکے معاندانہ خیالات امن قائم کرنے میں سد راہ ہونگے۔ انگریزوں کی ایک بڑی تعداد ہندوستانیوں کو حقارت سے دیکھتی ہے اور ان سے قطع تعلق کرنے پر آمادہ ہے۔ لیکن ان لوگوں کو یہ خیال نہیں آتا کہ اگر برطانیہ کو ہندوستان پر حکومت کرنی ہے تو ہندوستانیوں کو دیوانی اور فوجی ملازمتیں دیکر ان پر اعتبار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ان کے بغیر حکومت کا انتظام ایک دن بھی نہیں چل سکتا۔ میں مبالغہ نہیں کرتا۔ یہ صحیح بات ہے کہ اگر ہم تمام ہندوستانیوں کو سرکاری ملازمت سے برطرف کر دیں تو بہت سے انگریز اسے بنظر تحسین دیکھیں گے۔ کیونکہ وہ صاف طور پر اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ انگریزوں اور ہندوستانیوں کے درمیان مستقل نفرت کی دیوار قائم کی جائے۔ بعض انگریز ہندوستانیوں کی وفاداری پر مطلق اعتبار نہیں کرتے حالانکہ انہی فسادات میں بہت سے ہندو اور مسلمانوں نے انگریزوں کو باغیوں کے مظالم سے بچایا ہے"

پنجاب کے فسادات کے دوران میں انگریزوں میں بہت جوش پھیلا ہوا تھا۔ کیونکہ انہیں ہر وقت اپنی جانوں کی فکر لگی رہتی تھی لیکن تعجب کی بات ہے کہ شور مچانے والے زیادہ تر وہی لوگ تھے۔ جو صحت افزا پہاڑی مقامات پر یا بڑے بڑے شہروں میں امن و امان سے مقیم تھے۔ اور ان کی حفاظت کے واسطے مکمل فوجی انتظام موجود تھا۔ علاوہ بریں وہ خود بھی خاصی تعداد میں ایک ہی جگہ رہتے تھے۔ برخلاف اس کے اضلاع کے حکام یا چائے کے کھیتوں کے مالکوں یا پادریوں کی جماعت نے کبھی چیخ و پکار نہ کی۔ حالانکہ انھیں ہر وقت اپنی جان کا خطرہ ہونا چاہیے تھا۔ وہ ایسے مقامات پر متعین تھے جہاں کسی قسم کی بروقت امداد کا بہم پہنچنا تقریباً ناممکن تھا حقیقت یہ ہے کہ مقدم الذکر لوگوں کو اپنے اوپر بھروسہ نہ تھا۔ وہ پہاڑوں اور شہروں میں ہندوستانیوں سے بالکل الگ زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کی طرز معاشرت بالکل علحدہ ہے۔ ہندوستانیوں سے انہیں کسی قسم کی یگانگت یا ہمدردی نہیں ہے۔ وہ اپنے حلقۂ احباب میں ایسی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جس طرح انکے بھائی بند انگلستان میں کرتے ہیں۔ وہ اس ملک کے واقعات بھی ولایت ہی کے اخبارات میں پڑھنے کے عادی ہیں۔ لیکن اضلاع کے افسروں یا پادریوں کو اپنے آپ پر کلی اعتماد ہوتا ہے وہ اپنی برادری سے علحدہ رہتے ہیں۔ بدیں وجہ انہیں ہندوستانیوں سے معاشرتی تعلقات پیدا کرنے پڑتے ہیں، اور اپنے ساتھ ایسے احباب اکٹھے کر لیتے ہیں۔ جو فسادات کے موقع پر بھی مدد کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں

جب ہم ہندوستان آتے ہیں تو ہم اس کے باشندوں کے متعلق براہ راست تجربہ حاصل کرنے کی مطلق کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ جو کچھ ہمارے مصنفوں نے لکھ دیا ہے، وہی ہمارے دماغوں میں گونجتا رہتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم ہر ہندوستانی کو یا تو بھیک مانگنے والا یا خوشامدی آدمی یا دغاباز سمجھنے لگتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس ملک کے باشندوں سے راہ و رسم پیدا کریں۔ تاکہ ان کے اصلی اخلاق و عادات سے واقف ہو سکیں۔

ایک ناقابل فراموش شہادت

پنجاب کے فسادات میں ہندوستانیوں نے سب سے زیادہ یہ بات محسوس کی کہ انگریز عورتوں نے بھی مارشل لا کے مظالم کی بڑی زور سے تائید کی تھی۔ حالانکہ یہ قدرتی امر ہے کہ عورتیں دہشتناک واقعات سے نفرت کرتی ہیں۔ اور ان کے رقیق جذبات قتل و خونریزی کی سختیوں کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ میں ذیل میں ایک ہندوستانی عورت کا بیان جو اوڈوائر بنام سنکرن نائر کے مقدمہ میں دیا گیا تھا، درج کرتا ہوں۔ اس سے جلیانوالہ باغ کے حادثہ کی نوعیت ظاہر ہوگی:

"سوال:۔ تمھیں اپنے خاوند کے قتل کی کب اطلاع ملی؟

جواب: جب جلیانوالہ باغ میں گولی چلی۔ میں نے اپنے کوچہ کے باشندوں سے سنا کہ ہزاروں آدمی مارے گئے ہیں۔ مجھے سخت تشویش ہوئی۔ کیونکہ میرا خاوند بھی اسی جگہ گیا ہوا تھا، میں فی الفور باغ میں چلی گئی۔ اسوقت شام ہو گئی تھی۔ تمام جگہ لاشوں سے اٹی ہوئی تھی۔ میں نے ہر جگہ اپنے خاوند کی لاش تلاش کی۔ بالآخر اُس کی لاش کئی لاشوں کے نیچے سے برآمد ہوئی۔ زخمیوں کے دردناک نالوں اور قریب الموت انسانوں کی چیخوں سے آسمان گونج رہا تھا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی شخص میرے خاوند کی لاش اُٹھا کر گھر تک پہونچا دے۔ لیکن کسی نے شام کے بعد باہر نکلنے کی جرأت نہ کی۔ کیونکہ حکام نے شام کے بعد باہر نکلنا ممنوع قرار دیدیا تھا۔ ناچار میں نے تمام رات اسی باغ میں اپنے خاوند کی لاش کے پاس جاگتے گذار دی۔ کیونکہ کتے بڑی تعداد میں اِدھر اُدھر منڈلا رہے تھے۔ اور مجھے ہر وقت انھیں چھڑی سے بھگاتے رہنا پڑتا تھا۔ رات کے ۲ بجے مجھے ایک سکھ زخمی کے کراہنے کی آواز آئی۔ میں نے اُس کی زخمی ٹانگ سیدھی کر دی۔ وہاں ایک بارہ ۱۲ برس کا بچہ بھی زخمی تھا جو تمام رات درد کی وجہ سے چیختا رہا تھا۔ ایک اور زخمی بھی پیاس کے مارے بلبلا رہا تھا۔ چونکہ وہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا اسواسطے میں لاچار تھی۔ میں تمام رات زخمیوں کے کراہنے کی آواز سنتی رہی۔ جب صبح ہوئی تو سندرداس چارپائی لے کر آیا پھر میں اپنے خاوند کی لاش گھر لے گئی"

امرتسر کے حوادث سے پتہ لگتا ہے۔ کہ غدر کے تاثرات دو پشتوں تک بھی نہیں مٹ سکے۔ جب ہمیں کوئی شخص کہتا ہے کہ ہم ہندوستانیوں کے ساتھ غلاموں کی طرح سلوک کر رہے ہیں۔ تو ہم بڑے زور سے اس کی تردید کرتے ہیں۔ لیکن اگر ہمارے باہمی تعلقات کو غور سے دیکھا جائے۔ تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم ہندوستانیوں کو غلاموں سے بہتر نہیں سمجھتے۔ جب ہماری آپس میں کسی ہندوستانی کے متعلق بات چیت ہوتی ہے، تو سب سے پہلے دریافت کرتے ہیں "آیا وہ وفادار اور نمک حلال بھی ہے"؟ ہمیں اس بات کی مطلق پرواہ نہیں۔ اگر وہ ایک نہایت لائق مدبر یا مشہور سیاست داں ہو۔

[له] دراصل شہزادہ فیروز کابل کے راستے قسطنطنیہ چلا گیا تھا۔ ۱۸۷۰ء میں جب مولنا ابوالکلام کے والد قسطنطنیہ گئے تو وہاں اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ سلطان نے بیش قرار وظیفہ مقرر کر دیا تھا (الہلال)۔

برطانی ہندوستان میں مدرسہ جانے والے لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد (سنہ ۱۹۲۵ء)

		مدراس	بمبئی	بنگال	یو، پی	پنجاب	سی، پی	بہار اور اڑیسہ	آسام	برما
۶ سے ۱۰ برس کی عمر	لڑکے	۱۹۰۷۱۵۵	۷۴۲۰۰۸	۱۳۱۰۰۶۴	۹۲۱۸۶۲	۳۵۸۲۵۸	۲۴۶۲۵۶	۷۹۷۴۶۰	۱۸۴۱۴۱	۱۴۷۵۱۶
	لڑکیاں	۲۰۱۲۸۱	۱۱۵۵۱۸	۳۰۵۳۶۰	۴۷۴۷۰	۵۸۱۵۲	۱۹۱۱۶	۶۶۶۸۱	۱۱۹۲۸	۲۸۵۷۴
۱۱ سے ۱۵ برس کی عمر	لڑکے	۱۵۰۸۲۹	۱۶۷۲۰۰	۳۵۲۹۰۴	۱۱۰۰۱۳	۳۳۷۷۹۰	۷۰۲۵۷	۷۴۸۱۰	۳۰۳۷۱	۱۵۱۲۹۹
	لڑکیاں	۱۷۱۹۶	۱۱۴۶۷	۱۵۶۱۶	۲۰۶۷۷	۱۵۴۱۶	۴۷۹۵	۳۸۴۷	۳۷۱۷	۲۲۵۲۵

برطانی ہندوستان میں تعلیم گاہیں سنہ ۲۵-۱۹۲۴ء میں

	کالج	خاص فنون کے مدرسے	قانون	ڈاکٹری	انجنیری	ٹریننگ	زراعتی	بیطری	تجارتی	جنگلوں کی تعلیم	ہائی اسکول	انگریزی ٹڈل اسکول	دیسی ٹڈل اسکول	ابتدائی مدارس	تعلیم یافتہ آبادی کی نسبت
آرٹس اور سائنس	۲۱۱	۷۷۰۴	۱۳	۸	۷	۲۱	۵	۳	۱۴	۲	۳۶۰۴	۳۲۲۰	۴۲۹۰	۱۷۵۵۹۶	....
مردانہ	...	...	...	...	...	...	...	...	...	...	۲۲۷۰	۲۹۶۸	۳۸۵۳	۱۵۰۹۱۹	.....
زنانہ	...	...	...	...	...	...	...	...	...	...	۲۳۴	۲۵۲	۴۴۶	۲۴۶۷۷	....
مدراس	۳۰	۳۸۱	۱	۲	۱	۵	۱	۱	۱	۱	۳۸۰	۲۵۰	...	۴۳۳۱۱	۶٫۲
بمبئی	۱۴	۴۲۲	۲	۱	۲	۱	۱	...	۱	...	۲۱۳	۲۶۵	...	۱۲۸۹۲	۷٫۶
بنگال	۳۰	۲۶۸۲	۳	۳	۱	۶	...	۱	۵	...	۹۰۶	۱۵۷۵	۱۱۶	۵۰۴۵۰	۹٫۵
یو، پی	۸	۴۵۱	...	...	۱	۳	۱	...	۸	۱	۴۹۰	۱۱۲	۶۸۵	۱۸۷۹۴	۳٫۴
بہار، اڑیسہ	۶	۴۵۲	۱	...	۱	۲	...	...	...	...	۱۲۷	۲۸۷	۲۱۹	۲۹۴۵۷	۵٫۲
پنجاب	۱۱	۲۳۴۵	۱	۱	۱	۳	۱	۱	...	...	۲۷۳	۲۱۱	۱۲۷۴	۶۵۹۱	۴٫۸
سی، پی	۵	۵۰	۱	...	...	۱	۱	...	...	...	۵۰	۱۶۴	۳۵۰	۴۲۹۵	۴٫۲
آسام	۳	۱۲۰	۱	...	...	...	...	...	...	...	۴۷	۱۵۲	۱۵۳	۴۵۹۷	۵٫۵
برما	...	۵۴۵	...	...	...	...	...	...	...	...	۱۴۳	...	۱۴۳۲	۴۱۶۸	۲۳٫۲

برطانی ہندوستان میں تعلیم گاہوں کی آمدنی سنہ ۲۵-۱۹۲۴ء میں

صوبے	سرکاری امداد	بورڈ فنڈ سے	میونسپل فنڈ سے	فیس سے	دوسرے ذرائع سے	مجموعی رقم
مدراس	۴۷۱۳۸۵۴۸	۳۳۰۹۷۳۴	۱۲۲۴۲۹۱	۸۴۳۲۹۹۱	۸۸۳۳۱۱۸	۳۹۰۳۸۶۵۲
بمبئی	۱۸۴۴۷۱۶۵	۱۲۳۸۰۹۳	۳۹۱۸۷۱۲	۶۰۱۳۹۶۹	۴۳۵۷۸۵۴	۳۳۹۸۵۷۶۳
بنگال	۱۳۳۸۲۹۶۲	۱۵۴۵۸۰۵	۳۰۵۹۸۸	۱۳۶۳۶۱۲۶	۵۷۷۵۰۵۸	۳۵۶۴۵۹۳۹
یو، پی	۱۷۲۲۸۴۹۰	۲۷۱۶۳۲۰	۹۸۶۲۱۲	۴۲۱۳۳۵۴	۵۲۴۰۲۲۰	۳۰۳۸۵۵۹۶
پنجاب	۱۱۸۳۳۳۶۴	۲۲۲۵۷۰۰۰	۹۲۶۱۰۵	۵۲۸۷۴۴۴	۲۱۲۱۵۹۳	۲۳۴۰۵۲۶۶
برما	۶۸۳۸۰۱۱	۱۵۱۲۵۳۱	۶۰۶۸۰۲	۲۹۲۰۱۲۵	۲۶۷۳۵۸۵	۱۴۵۵۱۰۵۳
سی، پی	۵۰۰۶۱۶۳	۱۴۹۸۰۵۹	۶۷۳۰۳۶	۱۱۰۸۸۳۶	۷۵۴۳۵۰	۹۰۴۰۴۴۴
بہار اور اڑیسہ	۴۹۹۱۵۴۰	۳۲۵۲۸۷۵	۲۳۴۸۷۰	۲۶۸۸۲۷۸	۲۲۳۱۳۳۷	۱۳۳۹۹۰۰۰
آسام	۲۲۶۲۳۴۶	۴۴۴۹۶۲	۴۱۲۸۷	۶۳۹۰۲۴	۴۲۸۸۲۵	۳۸۱۶۴۴۴
میزان کل	۹۹۸۰۱۵۹۴	۱۸۰۵۷۶۴۰	۹۲۶۸۴۵۶	۴۶۸۶۳۱۸۲	۳۴۷۵۷۴۴۷	۲۰۸۷۴۸۳۱۹

تحریری مقابلہ ۔ انجمن اتحاد (جامعہ ملیہ اسلامیہ) نے طے کیا ہو کہ اس سال ایک تحریری مقابلہ کیا جائے جسمیں بہترین مضمون نویس کو جناب عبدالعزیز صاحب انصاری۔ ایم۔ اے، ایل، ایل۔ بی، وکیل بارہ بنکی کی جانب سے اُنکے مرحوم دوست اور ملک کے مشہور انشاپرداز جناب ولایت علی صاحب بمبوق کی یادگار میں ایک ۵۰ روپیہ کا طلائی تمغہ دیا جائے۔ عنوان حسب ذیل ہو: "سنہ ۱۸۵۷ء کے بعد مسلمانان ہند کی تعلیمی جدوجہد اور اس کے نتائج" شرائط۔ (۱) مضمون تقریباً ۵۰ صفحات پر مشتمل ہو۔ (۲) مضمون ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۲۸ء تک ناظم انجمن اتحاد جامعہ ملیہ اسلامیہ قرول باغ دہلی کے پتہ سے آجانا چاہیے۔ (۳) طلباء اور دیگر تمام حضرات اسمیں حصہ لے سکتے ہیں۔ مندرجۂ ذیل حضرات سے درخواست کی گئی ہو کہ وہ بہترین مضمون نویس کا فیصلہ کریں: مولوی عبدالحق صاحب بی۔ اے، ناظم انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد، دکن۔ مولانا عبدالماجد صاحب، بی۔ اے، مدیر "سچ" لکھنؤ۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (برلن)، شیخ الجامعہ۔ مضمون نگاری کی اہمیت کا لحاظ رکھتے ہوئے امید ہے کہ اکثر احباب اور طلباء اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

«ناظم انجمن اتحاد»

مطابق ہو۔ ہماری حکومت کا آئندہ سالوں میں بھی یہی مسلک ہوگا کہ ہماری جمہوریت کی عزت، قوت، استقامت میں اضافہ ہو، ترکی قوم کی تمام قوتیں، خود اُس کی ترقی اور خوشحالی میں خرچ ہوں۔ ہمارے پیش نظر ہمیشہ یہی رہے گا کہ جمہوریت کی زندگی اور قوت بڑھتی جائے، ہر داخلی و خارجی خطرے سے قوم کے مفاد کی حفاظت کی جائے، سب سے ہماری دوستی رہے۔ امن و امان کی کوششیں ہم کو ہر طرح کی امداد حاصل کرتی رہیں گی۔ ہم چاہتے ہیں ہماری قوم امن و سلامتی کے ساتھ ترقی کرے"

غازی کے انتخاب کے بعد ملک بھر میں مسرت کے مظاہرے بپا ہوئے اور ہر جگہ ۲۱-۲۱ توپوں کی سلامی دی گئی۔ پھر غازی نے قوم کے نام حسب ذیل اعلان شایع کیا:

"عزیزان وطن! جمہوریت نے ترکی قوم کو خوشحالی اور برتر بنانے کی کوششوں میں جو عظیم کامیابی حاصل کی ہو، اُس کی نظیر صدیوں کی تاریخ میں بھی موجود نہیں۔ قوم کی آرزوئیں، ضرورتیں، اُس کی ترقی و سعادت کے اسباب کی تحقیق و بحث کے بعد جن نتایج پر جمہوریت پہنچی ہو، وہ قوم کے لئے ایک نہایت درخشاں مستقبل کی خوشخبری دے رہے ہیں جو اس جمہوریت کے زیر سایہ بہت جلد آنے والا ہو۔ یہ بالکل یقینی ہو کہ عہد جمہوری کی آئندہ نسلیں، ہم سے کہیں زیادہ خوشحال اور خوش نصیب ہونگی۔

"عزیزان وطن! میرا اس دور جدید میں سب سے بڑا فرض یہ ہوگا کہ ملک میں ہر طرف امن و سکون اور زیادہ عام کردوں۔ قومی وحدت کو قوی کروں۔ جمہوریت کی عزت بڑھاؤں۔ ہمارے لائحہ عمل کی بنیادی اصل یہ ہو کہ ہم مجلس وطنی کے قوانین کی تنفیذ ہی میں ہر طرح کی بہتری تصور کرتے ہیں۔ یہی باعث ہو کہ صدر جمہوریت، جو اس ملک کا ایک باشندہ ہونے سے زیادہ کوئی وقعت نہیں رکھتا، اپنے منصب کے جملہ عظیم اختیارات پورے عزم و حزم کے ساتھ قوم کی بہتری اور مجلس وطنی کے قوانین کی تنفیذ میں صرف کردے گا"

غازی کے اس آخری جملہ کو بہت اہمیت دی جا رہی ہو۔ کیونکہ اس اعلان سے اُنھوں نے ظاہر کردیا ہو کہ وہ ترکی قوم کے ڈکٹیٹر نہیں ہیں، جیسا کہ یورپ میں خیال کیا جاتا ہو، بلکہ وہ سراسر مجلس وطنی کے قوانین کے پابند اور اُن کی تنفیذ کرنے والے ہیں، حالانکہ ڈکٹیٹر کا مفہوم اس سے بالکل مختلف ہو۔ وہ کسی بھی قانون کا پابند نہیں ہوتا۔ اُس کی زبان، ہی اُس کی نظر میں قانون ہوتی ہو۔

نیز اپنی اس تقریر سے غازی نے اُن تمام لوگوں کو بھی جواب دے دیا ہو جو موجودہ جمہوریت کو ملوکیت کا ایک زینہ سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں کا خیال تھا یہ تمام سوانگ صرف اس لئے بنایا گیا ہو کہ مصطفےٰ کمال پاشا، ترکی قوم کے بادشاہ بننے والے ہیں۔ اب اس تقریر کے بعد کسی کو یہ خیال کرنے کی جرأت باقی نہیں رہیگی

سازشیوں کو سزا

اپنے ایک پچھلے مکتوب میں اُس سازش کا ذکر کرچکا ہوں جو یونان میں پناہ گزیں چند ترکی مجرموں نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے قتل کے لئے کی تھی۔ یہ لوگ، حاجی سامی بک کی زیر قیادت، یونان سے ٹرکی اس لئے آئے تھے کہ غازی جب آستانہ سے انگورہ واپس جائیں تو اُن کی گاڑی، ڈائنامیٹ سے اُڑادیں۔ پھر سابق خلیفہ عبد المجید کے نام پر انگورہ کی حکومت پر قبضہ کرلیں۔

لیکن اُن کی سازش، بروقت کھل گئی۔ پولیس سے ایک معرکہ میں حاجی سامی مارا گیا۔ مگر اُس کے رفقاء قید ہوگئے۔ عدالت نے تحقیقات کے بعد انھیں پھانسی کی سزا کا حکم سنادیا۔ عنقریب اس کا اجراء ہونے والا ہو۔

ہندوستان اور مجموعۂ عالم

تمام دُنیا میں جغرافیائی، عمرانی، اور اقتصادی لحاظ سے ہندوستان کی موجودہ حیثیت کیا ہو؟

(۶)

کانیں

ہندوستان کی معدنی دولت (سنہ ۱۹۰۹ سے سنہ ۱۹۱۱ تک کے اعداد و شمار)

معدنیات	مقدار		قیمت	
نمک	۱۳۹۲۸۰۶	ٹن	۱۰۵۷۴۳۴۴	روپیہ
کوئلہ	۱۵۷۳۰۵۲۷	〃	۵۵۵۷۴۳۴۴	〃
سونا	۵۸۵۰۵۲	اونس	۲۲۷۵۲۰۰۰	〃
پٹرول	۲۶۱۳۹۶۰۰۰	گیلن	۱۵۰۱۲۰۰۰	〃
قلعی	۱۳۸۰۰	ٹن	۱۸۳۰۰۰	〃
تانبا	۵۷۴۴	〃	۱۳۳۰۰۰	〃
کالنسا	۲۰۹۱	〃	۱۱۵۰۰۰	〃
لوہا	۴۳۳۴۷۰	〃	۵۹۸۰۰۰	〃
سیسا	۱۱۹۴۸	〃	۳۶۳۶۰۰۰	〃
مقناطیس	۶۴۴۶۰۰	〃	۱۵۷۵۵۰۰۰	〃
ابرک	۳۸۵۰۰	ہنڈریڈ ویٹ	۱۳۲۰۷۰۰	〃
یاقوت و زمرد	۲۵۴۰۰۰	〃	۷۸۸۰۰۰	〃
شوری	۳۷۳۰۰۰	〃	۵۴۰۷۰۰۰	〃
چاندی	۶۰۳۰۰۰	اونس	۱۰۸۹۰۰۰	〃
ٹین	۶۴۰۰	ہنڈریڈ ویٹ	۴۸۵۰۰۰	〃

دنیا بھر میں سونے کی پیداوار

مجموعی مقدار سنہ ۱۹۲۳ء میں: ۵۳۰۶۲۶ کیلو

ملک	وزن بحساب کیلو
ٹرنسوال	۲۸۴۰۹۸
رہوڈیشیا	۲۰۱۲۴
برطانی مشرقی افریقہ	۶۵۳۲
آسٹریلیا	۲۴۱۰۵
ہندوستان	۱۱۸۳۲
کینیڈا	۳۶۵۷۸
ولایات متحدہ امریکہ	۷۷۲۹۲
میکسیکو	۲۴۲۶۱

* * *

دُنیا بھر میں کوئلے کی پیداوار سنہ ۱۹۲۳ء میں

مجموعی پیداوار: ۱۱۶۸۵۳۵۰۰۰ ٹن۔

ملک	بحساب ٹن
برطانیہ	۲۷۴۹۳۳۰۰۰
ہندوستان	۱۹۰۱۰۹۸۶
جرمنی	۱۱۸۸۲۹۰۰۰
فرانس	۴۴۰۱۰۰۰۰
ولایات متحدہ امریکہ	۵۰۵۸۴۶۰۰۰

دُنیا بھر میں پٹرول کی پیداوار سنہ ۱۹۲۳ء میں

مجموعی مقدار: ۱۴۳۳۶۴۳۵۰۰ میٹرک ٹن

ملک	وزن بحساب میٹرک ٹن
ولایات متحدہ امریکہ	۹۹۶۲۲۰۰۰
میکسیکو	۲۱۶۲۲۰۰۰
روس	۶۶۵۳۴۳۰
ایران	۴۶۰۳۲۰۰
رومانیہ	۱۸۱۱۶۰۰
ہندوستان	۱۱۵۷۰۰۰
فرانس	۵۶۰۰۰
جرمنی	۴۵۷۰۰
کینیڈا	۲۲۳۰۰
جاپان	۲۲۰۱۰۰

دنیا کے مختلف ملکوں میں تعلیم یافتہ آبادی (سنہ ۱۹۲۳ء)

ملک	مرد فی صدی	عورت فی صدی
انگلینڈ	۹۳٫۴	۹۱٫۵
ولایات متحدہ امریکہ	۹۵٫۵	۹۳
ڈنمارک	۱۰۰	۱۰۰
جرمنی	۱۰۰	۱۰۰
جاپان	۹۸	۹۶
فلپائن	۷۰٫۵	۹۱
فرانس	۹۶٫۵	۹۴

ٹرکی کی آبادی

ٹرکی کی پہلی مردم شماری کے سرکاری اعداد و شمار اب شایع ہوگئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوا کہ آبادی، ۱۳۶۰۰۰۰۰ سے بھی زیادہ ہو یقیناً یہ اعداد، ٹرکی کے تمام دوستوں کے لئے موجب مسرت و اطمینان ہیں کیونکہ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ پچھلی مسلسل اور طویل جنگوں کے بعد ترکی آبادی صرف ۸۰ لاکھ رہ گئی ہو۔

ٹرکی اور امریکہ

قارئین الہلال واقف ہوچکے ہیں کہ امریکہ نے معاہدہ لوزان قبول کرنے سے انکار کردیا تھا۔ اس کے معنی یہ تھے کہ ٹرکی اور امریکہ کے مابین سابق حالت جنگ بدستور قائم تھی۔ لیکن اب یہ یقین کرلینے کے بعد کہ ترک ان سیاسی چالاکیوں سے فریب کھانے والے نہیں ہیں، امریکہ نے از سر نو دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی خواہش کی ہو۔ چنانچہ اُسنے مسٹر گرو کو اپنا سفیر بناکر انگورہ بھیجا ہو۔ ٹرکی نے بھی امریکہ کی دوستی طلبی کا خیر مقدم کیا ہو اور مختار بک کو سفیر مقرر کرکے واشنگٹن روانہ کررہی ہو۔

ترکی میزانیہ

ٹرکی کا جدید میزانیہ، ۲۰۶۲۹۱۶۱۹ پونڈ (ترکی) ہو۔ پچھلا میزانیہ ۱۹۴۳۹۶۶۱۹ پونڈ (ترکی) تھا۔ اس میزانیہ میں دینی شعبہ کے لئے

اسپر ہمنے اس دوست سے ملاقات کی اور دیر تک بحث کرتے رہے۔ اُسنے آخری سوال یہ کیا: "اگر ظالم قوت اس حرکت کا فوراً سر کچل ڈالے گی تو پھر کیا ہوگا؟" ہم نے فوراً جواب دیا "تم چلے جاؤ گے تو ہم تمھاری جگہ کھڑے ہوجائینگے!"

ہمارے جواب پر شخص مذکور مطمئن ہوگیا۔ اُسے یقین آگیا کہ ہم اپنے ارادے میں سچے ہیں۔ تب اُسنے ہمیں بتایا کہ تمھاری یہ تجویز نئی نہیں ہے۔ اور بھی بہت سے لوگوں نے یہی تجویز پیش کی ہے، اور سعد پاشا سے گفتگو جاری ہے۔

۱۰ر نومبر ۱۹۱۸ء کو ہمیں ایک ذریعہ سے معلوم ہوا کہ انگریزی ہائی کمشنر کو خبر پہنچ گئی ہے کہ سعد پاشا کے گھر خفیہ جلسے ہو رہے ہیں اور وہ فوراً کوئی کارروائی کرنے والا ہے۔ ہم نے فوراً اپنی جماعت کو آگاہ کردیا۔ سب نے طے کیا کہ کل ہی ہائی کمشنر کے سامنے علانیہ اپنے مطالبات پیش کردیں۔ یہ ۱۱ر نومبر کا دن تھا، اور التوائے جنگ کا معاہدہ اسی دن منعقد ہوا تھا، لہذا یہی دن مصر کے مطالبات پیش کرنے کے لئے نہایت موزوں بھی تھا۔

ہائی کمشنر نے اس دن ملاقات سے انکار کردیا اور ۱۳ر نومبر ۱۹۱۸ء کی تاریخ مقرر کی۔ چنانچہ سعد پاشا، علی شعراوی پاشا، اور عبد العزیز فہمی بک، انگریزی مستقر میں پہنچے۔ ہائی کمشنر کو مطلق خبر نہ تھی، یہ لوگ کیا کہنے والے ہیں۔ اُسنے خیال کیا تھا یہ چاپلوس اس لئے آئے ہیں کہ فاتح برطانیہ کے حضور مبارکباد کا خاکسارانہ تحفہ پیش کرینگے۔ مگر وہ یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ یہ لوگ مصر کی کامل خود مختاری کا دعوی لیکر آئے ہیں۔ ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی کرتے ہیں کہ انھیں یورپ جانے کی اجازت دی جائے تاکہ اپنے حق کے لئے کوشش کریں۔ ہائی کمشنر بہت چیں بجبیں ہوا، اور یہ کہہ کر انھیں رخصت کردیا کہ اپنی حکومت سے گفت و شنید کرکے جواب دوں گا۔

مصری وفد کی تشکیل

چند دن بعد ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ ہائی کمشنر وہ حیثیت معلوم کرنا چاہتا ہے جسنے انھیں اس مطالبہ کا حق بخشا ہے۔ جواب دیا گیا کہ سعد پاشا، مجلس تشریع کے سکریٹری ہیں، اور اُن کے باقی دونوں رفیق اس مجلس کے رکن ہیں۔ تینوں قوم کے منتخب نمائندہ ہیں، اور انھیں ملک کی طرف سے بولنے کا پورا استحقاق ہے۔

لیکن سعد پاشا نے مناسب سمجھا کہ اس حیثیت کے ساتھ خاص اس مطالبہ میں بھی قوم کی طرف سے نمائندگی کا صریح حق حاصل کرلیں۔ چنانچہ سات آدمیوں کا ایک وفد مرتب کیا گیا، اور قوم کے نام اعلان شایع کیا کہ اس وفد کو آزادی کی جد و جہد میں اپنا نمائندہ قرار دے۔ قوم نے اس دعوت پر اتنی گرم جوشی سے لبیک کہا، کہ انگریز حکام خوف زدہ ہوگئے، اور باشندوں کو نمائندگی کے کاغذ پر دستخط کرنے سے جبراً روکنے لگے۔

انگریز حکام کی اس خلاف قانون حرکت پر سعد پاشا نے وزیر اعظم حسین رشدی پاشا کے سامنے صدائے احتجاج بلند کی۔ وزیر اعظم نے ۲۵ر نومبر ۱۹۱۸ء کو جواب دیا کہ وزارت داخلیہ کے انگریز مشیر نے یہ کارروائی کی ہے اور وجہ یہ بتائی ہے کہ بے امنی پھیل جانے کا اندیشہ ہے۔

لیکن یہ ظالمانہ حرکت کچھ مفید نہ ہوئی۔ وفد بالآخر بن ہی گیا۔

قوم کی نمائندگی

وفد کی تشکیل کے بعد سعد پاشا نے وفد کے نام سے از سر نو مطالبہ کیا کہ اُسے سفر یورپ کی اجازت دیجائے۔ اسپر ہائی کمشنر نے یکم دسمبر کو لکھا کہ وہ مصر کے نظام حکومت کے متعلق تمام تحریری تجاویز پر غور کرنے کے لئے طیار ہے، بشرطیکہ یہ تجویزیں اُس مسلک کے خلاف نہ ہوں، جو برطانی حکومت، مصر کے لئے پہلے سے متعین کرچکی ہے!

۳ر دسمبر کو سعد پاشا نے جواب دیا۔

"اس کا نہ مجھے اختیار ہے، نہ وفد کے کسی رکن کو، کہ ایسے معاملات پر گفت و شنید کریں جو قومی مطالبہ کے خلاف ہیں۔ قوم نے ہمیں اپنا نمائندہ بنایا ہے۔ ہم اُس کی مرضی کے خلاف کچھ کر نہیں سکتے"

سعد پاشا کا ایک خطبہ

اس جواب پر ہائی کمشنر نے خاموشی اختیار کرلی اور وفد نے اپنی جد و جہد شروع کردی۔ ۱۳ر جنوری ۱۹۱۹ء کو سعد پاشا نے حمد باسل پاشا کے مکان میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا:

"خود مختاری کا خیال، مصر میں کوئی نیا خیال نہیں ہے۔ یہ جذبہ مصر کے دل میں قدیم زمانے سے موجود ہے۔ جب جب حالات مساعد ہوئے، اس جذبے نے ظہور کیا، اور جب جب ظلم و قہر نے تسلط پالیا، یہ جذبہ دب گیا۔ مگر وہ کبھی مرا نہیں۔ موجودہ وقت اس جذبہ کے پورا ہونے کے لئے بہترین وقت ہے، کیونکہ ترکی سیادت، ختم ہوچکی ہے۔ پس انگریزی سیادت کا بھی اب خاتمہ ہوجانا چاہئے۔ یہی وقت ہے جس میں لارڈ سالسبری کی یہ آرزو پوری ہوسکتی ہے کہ "ہم اس کے سوا اور کوئی آرزو نہیں رکھتے کہ مصر سے عزت کے ساتھ واپس چلے آئیں"!

"یہ انگریزی جنگی قبضہ جو سراسر نامنصفانہ تھا، حمایت (پروٹیکٹوریٹ) کی صورت میں بدل دیا گیا۔ یہ تبدیلی، برطانیہ نے صرف اپنی رائے سے کردی۔ مصر سے استمزاج نہیں کیا گیا۔ لہذا سابق قبضہ کی طرح یہ حمایت بھی لغو اور باطل ہے۔ بین الاقوامی قوانین کے رو برو اُس کی کوئی وقعت نہیں۔ وہ جدید اصول و مبادی جو اس جنگ کے بعد پیدا ہوگئے ہیں اُن کی نظر میں یہ حمایت بالکل بے معنی ہے۔ ہم انسانی قانون کی نظر میں ہر اجنبی تسلط و اقتدار سے آزاد ہیں۔ ہم کسی اجنبی کی قانونی تحتی میں نہیں ہیں۔ ہمیں اب جس چیز کی ضرورت ہے، وہ صرف یہ ہے کہ صلح کانفرنس بھی ہماری قانونی آزادی اور خود مختاری تسلیم کرلے۔ اسکے بعد ہم عملاً اپنے حق آزادی سے متمتع ہونے لگیں گے۔ اسی بلند مقصد کے لئے، جو تمام مصریوں کی دلی آرزو میں اپنے اندر رکھتا ہے، میں نے اور میرے رفقاء نے "مصری وفد" مرتب کیا ہے تاکہ مصر کی خود مختاری کا دنیا سے اعتراف کرائیں۔ اسی مقصد کے لئے قوم نے ہمیں اپنا نمائندہ بنایا ہے!"

یہ خطبہ، مصر کی جدید تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیگا، کیونکہ جنگ کے بعد سے کسی کو صاف صاف بولنے کی جرأت نہیں ہوئی تھی۔ سعد پاشا نے انگریزی رعب کا باطل طلسم توڑ ڈالا، اور تمام مصری پوری جرأت کے ساتھ بولنے لگے۔

سعد پاشا کی ایک اور تقریر

۷ر فروری ۱۹۱۹ء کو سعد پاشا نے ایک اور یادگار تقریر کی۔ مسٹر برونیٹ نے جدید فوجداری قوانین پر ایک خطبہ سنایا تھا۔ اس جلسہ میں وزیر عدالت اور بہت سے ارکان حکومت موجود تھے۔ خطبہ کے بعد سعد زغلول پاشا کھڑے ہوگئے اور اپنی تقریر کے دوران میں کہا:

"برطانیہ نے مصر پر حمایت اپنی رائے اور ارادے سے قائم کردی ہے۔ مصر سے کبھی رائے نہیں لی گئی۔ لہذا یہ حمایت سر اسر باطل ہے اور قانوناً اس کا کوئی وجود نہیں۔ یہ ایک جنگی ضرورت بتائی گئی تھی۔ اب چونکہ جنگ ختم ہوگئی ہے، اس لئے اُس کی تمام ضرورتوں کے ساتھ یہ ضرورت بھی ختم ہوگئی۔ ناممکن ہے کہ جنگ کے بعد ایک لمحہ کے لئے بھی یہ صورت حال گوارا کی جاسکے"

سعد پاشا کو تنبیہ

اس تقریر نے ملک میں سخت جوش پیدا کردیا، اور ہر طرف سے آزادی کا اعلان ہونے لگا۔ یہ دیکھ کر ۶ر مارچ ۱۹۱۹ء کو انگریزی سپہ سالار نے (کیونکہ اب تک مارشل لا ملک میں جاری تھا) سعد پاشا اور اُنکے رفقاء کو طلب کرکے تنبیہ کی کہ "تم انگریزی حمایت کو اپنی گفتگو کا موضوع نہ بناؤ۔ ورنہ سخت جنگی سزا دی جائے گی!" سعد پاشا نے جواب دینا چاہا، مگر متکبر سپہ سالار نے فوراً یہ کہہ کر اُن کا منہ بند کردیا "بس خاموش"! سعد پاشا چلے آئے اور اس نامہذب برتاؤ پر بڑی سختی سے احتجاج کیا۔

سعد پاشا کی جلا وطنی

اس واقعہ کے دوہی دن بعد انگریز سپہ سالار نے سعد پاشا، حمد باسل پاشا، اور اسمٰعیل صدقی پاشا کو گرفتار کرکے مالٹا بھیجدیا۔

اس واقعہ نے تمام ملک میں سخت غیظ و غضب پیدا کردیا۔ ہر طرف شورشیں برپا ہوگئیں۔ بہت سے فدائیوں نے اپنی جانیں تک قربان کرڈالیں۔ انگریزی فوج نے دیکھ لیا کہ وہ اب قوم کو مرعوب نہیں کرسکتی۔ اب انگریزی سپہ سالار نے وفد کے باقی ارکان کو دھمکانا شروع کیا۔ ۱۶۔ ۱۷ مارچ کو یہ لوگ طلب کئے گئے اور انھیں کہا گیا کہ اس تمام شورش کے ذمہ دار تم ہی ہو۔

ہمنے جواب دیا کہ اس بے چینی کی ذمہ داری انگریز سپہ سالار پر ہے کیونکہ مصری وفد کو سفر سے روک دیا گیا ہے، اور سعد پاشا اور اُنکے رفقاء کو جلا وطن کردیا گیا ہے۔

قوم کی پہلی فتح

ملک بھر میں سخت ہیجان تھا۔ عین اسوقت لارڈ النبی مصر پہنچے، اور اُنھوں نے یقین کرلیا کہ قوم کا یہ جوش مصنوعی نہیں ہے۔ اُسے کسی طرح دبایا نہیں جاسکتا۔ چنانچہ ۷ر اپریل کو ظلم و قہر کی قوت نے اپنی پہلی شکست تسلیم کی۔ جلا وطن قومی نمائندوں کو آزاد کردیا گیا اور مصریوں کو سفر کی اجازت دیدی گئی۔ اس اولین فتح مبین پر قوم کی مسرت بے حساب تھی۔ لیکن وہ اسپر قانع نہیں رہ سکتی تھی چنانچہ ۱۱۔ اپریل کو مصری وفد، صلح کانفرنس کے سامنے مصر کا دعوی پیش کرنے کے لئے روانہ ہوگیا۔

جب ہم مالٹا پہنچے، تو سعد پاشا اور اُن کے رفقاء ہمارے ساتھ ہوگئے۔ سعد پاشا نے سب سے پہلی بات جو مجھ سے کہی، یہ تھی:

"ہماری جلا وطنی تو ختم ہوگئی۔ مگر اُس کی خوشی نے ہمیں اُس ذمہ داری سے غافل نہیں کیا ہے جو اب ہمپر قوم کی جانب سے عائد ہوگئی ہے!"

اتحادیوں کے اخلاقی دعووں کی حقیقت

ہم پیرس پہنچے تو معلوم ہوا، دول اتحادی کے مدبر، صلح کانفرنس کے دروازے پہلے ہی سے بند کئے بیٹھے ہیں۔ ہم نے لاکھ لاکھ کوشش کی، مگر کانفرنس کے ایوان تک ہماری پکار نہیں پہنچ سکی۔ اسی قدر نہیں بلکہ اخبارات کے صفحات بھی ہمپر بند کردئے گئے تھے۔ کوئی اخبار بھی ہماری فریاد شایع کرنے پر طیار نہ تھا۔ اُسوقت ہمنے محسوس کیا کہ حق، عدل، آزادی، اخوت، یہ تمام الفاظ محض بے معنی ہیں۔ ان الفاظ سے دول متحدہ کی غرض صرف یہ ہے کہ دنیا کو دھوکہ دیا جائے۔ چنانچہ جنگ جیت لینے کے بعد حق و انصاف کے تمام دعوے پس پشت ڈال دئے گئے اور ظلم و جور کا دور دورہ شروع ہوگیا!

ہماری مصیبت یہیں پر ختم نہیں ہوگئی، بلکہ "پیغمبر صلح و انسانیت" مسٹر ولسن صدر جمہوریت امریکہ نے مصر پر انگریزی حمایت تسلیم کرکے ہماری مصیبت میں ایک نیا اضافہ کردیا۔ اسپر بھی ہم ناامید نہیں ہوئے۔ برابر کوشش کرتے رہے۔ بالآخر ہماری کوششوں سے ایسی صورت حال پیدا ہوگئی کہ برطانیہ کو ہماری آواز سننے پر مجبور ہوجانا پڑا۔ اُسنے پھر فریب دینا چاہا تھا، اور ملنر کمیشن کا کھلونا ہمارے کھیلنے کے لئے بھیجدیا تھا۔ لیکن اب ہم سیاست میں طفل مکتب نہ تھے کہ اس دلچسپ کھلونے سے کھیلنے لگتے۔ ملنر کمیشن نے مصر میں آکر وہ منظر دیکھا، جس کی اسے

مکتوب مصر

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قاہرہ کے قلم سے)

مصر کی موجودہ سیاست پر ایک نظر

مصر کے تازہ اہم واقعات، شاہ مصر اور وزیر اعظم کی یورپ سے واپسی ہے، اور مصری پارلیمنٹ کے تیسرے دَور کا افتتاح ہے۔

قارئین الہلال واقف ہیں کہ شاہ مصر، یورپ کے مختلف ممالک کی سیاحت پر وہاں کے بادشاہوں اور حکومتوں کی دعوت پر گئے تھے۔ سب سے پہلے شاہ انگلستان کی دعوت آئی، پھر صدر جمہوریت فرانس، شاہ اٹلی، اور شاہ بلجیم کی دعوتیں پہنچیں۔ اسی اثنا میں پوپ کی طرف سے بھی پیام دعوت روانہ کیا گیا۔

شاہ مصر کی یہ سیاحت، بے ضرورت نہ تھی۔ مصر کی موجودہ بیداری مطالبہ کر رہی ہے کہ ملک صحیح معنی میں آزاد ہو جائے۔ لیکن اُس کی آزادی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ، برطانیہ ہے۔ پھر وہ مختلف دُوَل یورپ بھی ہیں جو قدیم معاہدوں کی بنا پر مصر میں حاکمانہ امتیازات رکھتے ہیں۔ شاہ مصر کی سیاحت کا اصلی مقصد یہی تھا کہ ان ممالک میں جا کر مصر کے موافق عام رائے پر اثر ڈالیں۔

بادشاہ کے ساتھ وزیر اعظم، عبد الخالق ثروت پاشا بھی تھے۔ ثروت پاشا نے جس تدبر و لیاقت سے یورپ کے مدبروں سے گفت و شنید کی، اس کا اعتراف خود یورپین اخبارات بھی کر رہے ہیں۔ ثروت پاشا کے لئے سب سے پہلی اور سب سے بڑی مشکل، انگلستان میں تھی۔ انگلستان کی فطرت یہ ہے کہ طاقت کے سوا کسی چیز سے متأثر نہیں ہوتا، اور ایک مرتبہ جب کوئی شکار پکڑ لیتا ہے، تو کسی طرح بھی چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔ مصر تقریباً ۴۵ برس سے اُس کے چنگل میں ہے، اور وہ اس سے ہرگز دست بردار ہونا نہیں چاہتا۔

لیکن اب معلوم ہوتا ہے، انگلستان کو مصر سے سمجھوتہ کرنا ہی پڑے گا: ہتیاروں کی قوت سے زیادہ مؤثر، قوم کی معنوی قوت ہوتی ہے۔ مصری قوم پوری طرح بیدار ہو گئی ہے اور انگلستان کی غلامی سے قطعی طور پر انکار کر رہی ہے۔

مسٹر مکڈانلڈ کی مزدور حکومت کے زمانے میں خود سعد زغلول پاشا انگلستان گئے تھے کہ معاملات مصر کے متعلق کوئی منصفانہ تصفیہ ہو جائے مگر اُنھیں کامیابی نہیں ہوئی، کیونکہ اُسوقت مصر کی بیداری کمل نہ تھی۔ اب حالات میں عظیم تبدیلی ہو چکی ہے۔ معلوم ہوتا ہے، ان جدید حالات میں ثروت پاشا ناکام نہ رہیں گے اور کوئی گوارا صورت مفاہمت کی نکل آئے گی۔

اس گفت و شنید کے نتائج پر پیشین گوئی کرنا قبل از وقت ہے۔ لیکن حالات اُمید افزا ضرور ہیں۔ اس وقت ہمارے سامنے برطانیہ اور مصر، دونوں کے سرکاری بیان موجود ہیں۔ مسٹر بالڈوین نے اپنی ایک تقریر میں مصر کے متعلق حسب ذیل تصریح کی ہے:

”ہز اکسلینسی ثروت پاشا کی انگلستان میں موجودگی سے فائدہ اُٹھا کر ہم نے دونوں ملکوں کے آئندہ تعلقات پر بحث کی ہے۔ اُمید ہے، اس گفت و شنید نے ہمیں اُس صحیح بنیاد تک پہونچا دیا ہو گا جس پر مصر اور انگلستان کی دوستی کی ایسی مستحکم عمارت کھڑی ہو سکتی ہے جس سے ایک طرف برطانی سلطنت کے اساسی مصالح بھی محفوظ رہیں، اور دوسری طرف مصر کو اپنی آزادی اور خود مختاری سے متمتع ہونے اور قوموں کے مجمع میں پسندیدہ مقام حاصل کرنے کا موقع بھی مل جائے۔“

دوسرا بیان خود مصر کا ہے۔ پارلیمنٹ کا افتتاح کرتے ہوئے شاہ مصر کی تقریر میں حسب ذیل اعلان کیا گیا ہے:

”ہمارے وزیر اعظم نے اپنی لندن میں موجودگی سے فائدہ اُٹھا کر نہایت دوستانہ فضا میں انگریزی حکومت کے وزیر خارجیہ سے طویل گفت و شنید کی۔ اس گفت و شنید نے دونوں ملکوں پر عمدہ اثر ڈالا۔ اس سے غرض یہ تھی کہ برطانی اور مصری، دونوں حکومتیں مصر اور سوڈان کے بارے میں ایک دوسرے کے نقطۂ نظر سے واقف ہو جائیں، تاکہ اگر دونوں نقطہ ہائے نظر میں توافق ممکن ہو، تو ایک ایسے محالفہ (حلفیہ عہدنامہ) کے لئے گفت و شنید جاری کی جائے جس سے ہمارے ملک کی خود مختاری مکمل ہو جائے اور انگلستان کے علائق بھی متعین ہو جائیں۔ لیکن یہ محالفہ اس شرط سے ہو گا کہ ہماری پارلیمنٹ بھی اسے منظور کرلے۔“

”میں نہایت مسرت سے اُس محبت آمیز روح کا ذکر کرتا ہوں جو اس نازک گفتگو میں جاری و ساری تھی۔ فریقین نے اخلاص سے کوشش کی کہ دونوں کے نقطہ ہائے نظر زیادہ سے زیادہ قریب کردیا تاکہ دونوں قوموں کی یہ آرزو پوری ہو سکے کہ اُن کے درمیان دوستی کا ایک نیا عہد قائم ہو، دونوں اُس سے مرتبط ہو جائیں، اور باہمی اعتماد سے فائدہ اُٹھائیں۔“

ان دونوں بیانوں کی روشنی میں امید بندھتی ہے کہ جلد برطانیہ اور مصر کے مابین کوئی ایسا معاہدہ ہو جائے گا، جس سے مصر کی آزادی زیادہ محفوظ اور نمایاں ہو جائے گی، سوڈان کا معاملہ اگر طے ہو جائے اور نہر سویز کی طرف سے برطانیہ کو اطمینان حاصل ہو جائے، تو پھر مصر کی راہ میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ اگر اس قسم کا کوئی معاہدہ انجام پا سکا، تو یقیناً یہ مصر کی بہت بڑی کامیابی ہو گی۔ لیکن یہ کامیابی، ہندوستان کے لئے ایک سخت تازیانۂ عبرت ہو گی۔ کیونکہ ایک مٹھی بھر مشرقی قوم، جس کی آبادی سوا کروڑ سے بھی کم ہے، اپنی سچی وطنیت اور صادق استقامت کے زور سے برطانیہ جیسے جبّار سے اپنی آزادی تسلیم کرا سکتی ہے۔ مگر ہندوستان، جو ایک پورے براعظم کا درجہ رکھتا ہے، اور ۳۲ کروڑ انسانوں کا وطن ہے، بدستور برطانیہ کی شرمناک غلامی پر قانع رہتا ہے!

ہندوستان کو دھوکا دینے کے لئے ایک شاہی کمیشن انگلستان سے آ رہا ہے۔ ایک ایسا ہی کمیشن مصر میں بھی آیا تھا۔ یہ ”ملنر کمیشن“ کے نام سے مشہور ہے۔ مصریوں نے اس مضحکہ انگیز کمیشن کا مقاطعہ کیا۔ یہی دانشمندانہ مقاطعہ، اُن کی سیاسی زندگی کا اصلی سرچشمہ ہے۔ اب ایک ایسا ہی موقعہ ہندوستان کو بھی حاصل ہو رہا ہے۔ دیکھا چاہئے، وہ اس آزمائش سے کیونکر عہدہ برآ ہوتا ہے؟

شاہ مصر کی سیاحت یورپ کی ایک غرض، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، یہ بھی تھی کہ دُوَل یورپ کو اُن حاکمانہ امتیازات سے دست بردار ہونے پر آمادہ کیا جائے، جو اُنھیں مصر میں حاصل ہیں۔ اس مقصد میں بھی کامیابی ہوئی ہے۔ شاہ مصر نے پارلیمنٹ کی تقریر میں اعلان کیا ہے کہ ”ہماری کوششیں کامیاب ہوئی ہیں۔ میری حکومت عنقریب ایک کانفرنس میں دُوَل یورپ کو مدعو کرنے والی ہے تاکہ اس مسئلہ کا آخری تصفیہ ہو جائے۔“

مصری پارلیمنٹ کے سلسلہ میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مصطفےٰ نحاس پاشا اُس کے بالاتفاق صدر قرار پا گئے۔ مصطفےٰ پاشا جماعت وفد کے بھی صدر ہیں۔ یعنی مرحوم سعد پاشا زغلول کی جگہ پر قوم کے رہنما منتخب کئے گئے ہیں۔ اب پارلیمنٹ کی صدارت کے بعد وہ مرحوم رہنما کے دونوں منصبوں میں جانشین ہو گئے۔ یعنے جماعت وفد میں بھی اور قومی پارلیمنٹ میں بھی۔

مصر کی سیاسی بیداری کی تاریخ

مصطفےٰ نحاس پاشا مصری رہنما کی زبانی

۱۳ر نومبر ۱۹۱۸ء کا دن مصر کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ یہی تاریخ ہے جب پہلے پہل مصر کی موجودہ سیاسی بیداری کی بنیاد پڑی تھی۔ یہ دن ہر سال، ایک قومی عید کی طرح منایا جاتا ہے۔ اس سال بھی یہ عید منائی گئی۔ مرحوم سعد پاشا زغلول کے جانشین مصطفےٰ نحاس پاشا نے اس موقع پر ایک نہایت اہم خطبہ دیا۔ مصری ڈاک میں یہ ہم تک پہونچا ہے۔ اس میں موصوف نے مصر کی موجودہ سیاسی بیداری کی تاریخ بیان کی ہے۔ ذیل میں اس کا خلاصہ درج ہے:

سیاسی بیداری کا آغاز

”مصر پر ایسے سخت دَور گزر چکے ہیں، جب پرستاران طاقت کو یقین ہو گیا تھا کہ اُن کا جبر و تشدد، قومیت کا شرارہ بجھا سکتا ہے اور دلوں پر نا اُمیدی کی موت طاری کر سکتا ہے۔ حالانکہ اس کائنات میں کوئی قوت کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہو، کسی زندہ قوم کی آرزوئیں مٹا نہیں سکتی، اور نہ قوم کا اتحاد شکست کر سکتی ہے۔ جابر قوت کی یہ کوششیں کسی زمانے میں بھی بار آور نہیں ہوئیں۔ کیونکہ یہ کوششیں قانون الٰہی کے خلاف ہیں، مشیت الٰہی کے برعکس ہیں، خدا کی ٹھہرائی ہوئی فطرت میں تبدیل کرنے والی ہیں: ولن تجد لسنة الله تبدیلا!

مصر میں یہ اجتماعی حقیقت ہم نے پوری طرح واضح صورت میں دیکھ لی۔ ظلم و جور، اگرچہ بے حساب تھا، مگر قوم میں آزادی کا جذبہ برابر زندہ رہا۔ ظلم جتنا زیادہ ہوتا جاتا تھا، یہ جذبہ بھی اُتنا ہی زیادہ راسخ ہوتا جاتا تھا۔

جنگ عمومی کا جب صور پھونکا گیا، تو مصر، دول اتحاد کی صف میں کھڑا ہوا، حالانکہ اُس پر سخت قزاقی کی گئی تھی۔ برطانیہ نے اُس پر پورا قبضہ کر لیا تھا اور اس قبضہ کو جنگی ضرورت سے تعبیر کیا گیا تھا۔ جنگ میں مصر نے جان و مال کی بڑی بڑی قربانیاں کیں اور اتحادیوں کا پلہ بھاری کر دیا۔ پھر جب جنگ کی آگ ٹھنڈی ہوئی، تو مصر نے اپنا حق مانگا۔ مگر اتحادی، حق لینے کے عادی تھے، حق دینے کا اُنھیں کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اُنھوں نے مصر کی آواز سننے سے انکار کر دیا!

اُنھوں نے صرف انکار ہی نہیں کیا، بلکہ مصر کی زبان بھی بند کر دی گئی۔ پھر اُس کی ہر ممکن تذلیل کی گئی۔ اُس کی قومیت کا گلا گھونٹ ڈالنے کے لئے وہ ہاتھ آگے بڑھے جو فاتحانہ جنگ میں خون آلود ہو چکے تھے۔

اُسوقت ہم چند دوستوں نے باہم مشورہ کے بعد طے کیا کہ ملک کی نجات کے لئے ایک عام حرکت کی ضرورت ہے۔ مگر یہ حرکت شروع کیونکر ہو؟ یہی سوال بنیادی سوال تھا۔ ہمیں ایسے رہنماؤں کی ضرورت تھی جن کی شخصیت مسلم ہو۔ ایسی شخصیت صرف مرحوم احمد سعد زغلول پاشا ہی کی تھی۔ ان میں وہ تمام صفتیں جمع تھیں جو ہماری سرداری کے لئے ضروری تھیں۔ وہ اُسوقت مجلس تشریع (لیجس لیٹو اسمبلی) کے سکریٹری بھی تھے۔

ہمنے اس مجلس کے ایک رُکن سے درخواست کی کہ وہ سعد پاشا سے اُن کے کسی معتبر دوست کے ذریعہ گفت و شنید کرے۔ دوسرے دن اس رُکن نے ہمیں اطلاع دی کہ سعد پاشا کا دوست اس تجویز کے خلاف ہو

اسلام اور سزائے قتل

ایک نا تمام مبحث کی تکمیل

(از مولنٰنا ابوالکلام)

اب کہ ایک عرصہ کی علالت کے بعد اس قابل ہوا ہوں کہ الہلال کے لئے وقت نکال سکوں، سب سے پہلے مجھے ان صفحات کی ایک نا تمام بحث مکمل کر دینی چاہئے۔ یہ ایک طالب حق کے استفسار کا جواب تھا، جو گو مستفسر کو مختصراً لکھ کر بھیج دیا گیا تھا لیکن الہلال میں نا تمام رہ گیا۔

استفسار حسب ذیل سوالات کی شکل میں تھا:

(۱) کیا واقعی یہ اسلام کا قانون ہے کہ جو شخص بانی اسلام کے خلاف بدزبانی کرے، اسے فوراً قتل کر دینا چاہئے اور جس مسلمان کے سامنے ایسا کرے، اُس کا مذہبی فرض ہے کہ اُسی وقت اُس کا سر اُڑا دے؟

(۲) کیا اسلام کا یہ حکم ہے کہ اگر کسی قوم کا ایک آدمی حضرت پیغمبر اسلام کے خلاف بدزبانی کرے تو جب تک اس کے تمام ہم قوم (جنھوں نے شاید اُس بدزبانی کرنے والے کا نام بھی نہ سنا ہوگا) اسکو برا بھلا نہ کہیں تمام قوم کا بائیکاٹ کر دینا چاہئے اور اپنی بستی سے نکال دینا چاہئے۔

(۳) کیا اسلام کا یہ قانون ہے کہ اگر کوئی غیر مسلمان ایسا کرے تو اسے گلا گھونٹ کر مار ڈالنا چاہئے جیسا کہ مولنٰنا محمد علی صاحب نے فرمایا ہے؟

(۴) آپکے خیال میں یہ مطالبہ ٹھیک ہے کہ ہندوستان میں ایسا قانون بنانا چاہئے کہ جو شخص ایسا کرے اسے قتل کر ڈالا جائے؟

(۵) کیا اسلام کا یہ قانون ہے کہ اگر ایسا شخص اپنی غلطی مان لے اور اسپر افسوس ظاہر کرے، تو وہ مسلمانوں کو قبول نہیں کرنا چاہئے اور اسے جسمانی سزا دلانے پر اڑ جانا چاہئے؟

(۶) جو کتابیں دیگر مذاہب کے خلاف خود مسلمان مولوی صاحبان لکھتے آئے ہیں اور اسمیں رنگیلا رسول جیسی زبان استعمال کی گئی ہے، کیا وہ بھی اسی طرح کی سزا کے مستحق نہیں ہیں جیسی رنگیلا رسول اور رسالہ ورتمان ہیں؟

(۷) سو دو سو برس سے جو سیکڑوں عیسائی مشنری اسلام کے خلاف سخت سے سخت کتابیں لکھتے آئے ہیں اور اسوقت ہزاروں کی تعداد میں وہ موجود ہیں، کیوں ان کے خلاف اس قدر جوش و خروش نہیں دکھایا گیا جس قدر اس موقعہ پر دکھلایا گیا ہے؟

فقہ اسلامی کے تعزیری قوانین

قبل اس کے کہ اصل سوال کا جواب دیا جائے، دو باتیں بطور مقدمہ کے صاف کر دینی ضروری ہیں:

(۱) جب کبھی تعزیر و سیاست کے کسی ایسے معاملہ میں جیسا کہ یہ معاملہ ہے، اس طرح کی تعبیر بیان اختیار کی جاتی ہے کہ "اسلام کا قانون یہ ہے" اور "شریعت اسلامی کا حکم یہ ہے" تو قدرتی طور پر اُن تمام لوگوں کو جو اسلام کے نظام شرع سے واقفیت نہیں رکھتے، ایک سخت غلط فہمی واقع ہو جاتی ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ جس طرح اسلام نے اپنے پیرؤں کو نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے، اُسی طرح تعزیر و سیاست کے بھی یہ احکام دیدیئے ہیں۔ مثلاً جب ایک غیر مسلم سُنتا ہے کہ "اسلام کے قانون میں پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین کرنے والے کی سزا قتل ہے" تو وہ خیال کرتا ہے، اسلام نے اپنے پیرؤں کو حکم دیدیا ہے کہ جہاں کوئی غیر مسلم ایسی بات مُنہ سے نکالے جس سے اُنکے خیال میں توہین ہوتی ہو، تو فوراً چاقو نکالیں اور اُس کا گلا کاٹ کے رکھ دیں!

حالانکہ اسلام کی نسبت ایسی مجنونانہ تعلیم کا تصور بھی کرنا، اُس کے خلاف سخت سے سخت اتہام ہے۔ نعوذ باللہ اگر اسلام کی ایسی تعلیم ہو، اور اُسنے اپنے پیرؤں کو قتل انسانی کا عام پروانہ دیدیا ہو۔ اسلام کے نزدیک تو انسان کی زندگی سے بڑھ کر دنیا کی کوئی چیز بھی محترم نہیں۔ وہ قتل نفس کو انسان کی سب سے بڑی شقاوت قرار دیتا ہے۔ اُس کی کتاب اپنے معجزانہ انداز بلاغت میں اعلان کرتی ہے کہ نوع انسانی کے کسی ایک فرد کا قتل، فرد کا قتل نہیں ہے، نوع کا قتل ہے:

من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی الارض، فکانما قتل الناس جمیعا، ومن احیاھا، فکانما احیا الناس جمیعا، ولقد جاءتھم رسلنا بالبینات، ثم ان کثیراً منھم بعد ذالک فی الارض لمسرفون! (۵ : ۳۵)	جس کسی نے کسی انسان کو بغیر ان دو حالتوں کے کہ قصاص لینا ہو یا قتل و خونریزی اور ظلم و فساد روکنا ہو، قتل کر ڈالا، تو وہ صرف ایک جان ہی کا قاتل نہیں ہے بلکہ تمام انسانوں کا قاتل ہے۔ اور اسی طرح جس کسی نے ایک انسان کو ہلاکت سے بچا لیا، تو

اُسنے صرف ایک فرد انسانی ہی کی جان نہیں بچائی۔ بلکہ تمام نوع انسانی کو زندگی بخشی!

بلاشبہ اسلام نے خاص خاص صورتوں میں قتل کی اجازت دی ہے۔ صرف اجازت ہی نہیں دی ہے بلکہ بغیر کسی جذبۂ اعتذار کے کہا جا سکتا ہے کہ ترغیب دی ہے، لیکن وہ صورتیں وہی ہیں جن میں نہ صرف اسلام نے بلکہ دنیا کے عالمگیر اخلاق و انسانیت نے بھی قتل انسانی کے ناگزیر ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ قتل انسانی کی یہ ناگزیر صورتیں اس لئے گوارا نہیں کی گئی ہیں کہ انسانوں کو قتل کیا جائے، بلکہ اس لئے کہ انسانوں کو بچایا جائے:

ولکم فی القصاص حیاة یا اولی الالباب! (۲ : ۱۷۹)	ایسا قتل جو قاتلوں سے انسانوں کو بچانے کے لئے ہو، اگرچہ بظاہر خون

بہاتا ہے، لیکن فی الحقیقت اُسی میں انسانی زندگی کی حفاظت پوشیدہ ہے!

قرآن بتلاتا ہے کہ یہ ناگزیر صورتیں تین ہیں: جنگ، قصاص، اور ایسے جرائم کا انسداد جن کا انسداد بغیر انتہائی سزا کے ممکن نہ ہو۔ ان تین صورتوں کے علاوہ کسی حال میں بھی اسلام خدا کی اُس بنائی ہوئی مخلوق کا خون بہانا برداشت نہیں کر سکتا جس کا نام انسان ہے۔ جو شخص اس سے زیادہ قتل انسانی کا جواز اُس کی طرف منسوب کرتا ہے، وہ یا تو اسلام سے قطعاً بے خبر ہے، یا اسلام پر تہمت لگانے میں اُسے عار نہیں!

بہرحال تعزیری احکام قوانین کی یہ تعبیر اُن لوگوں کے لئے جو اسلام کے نظام شرع سے واقفیت نہیں رکھتے، سخت غلط فہمی کا باعث ہو جاتی ہے۔ وہ نہیں سمجھ سکتے کہ انکے اسلامی قانون ہونے کے معنی کیا ہیں؟ اور ان کی نوعیت عقائد و عبادات کے شرعی احکام سے کس درجہ مختلف ہے؟ بلاشبہ تعزیر و سیاست کے بے شمار احکام ہیں جو فقہاء اسلام نے یعنے مسلمان قانون سازوں نے وقتاً فوقتاً وضع کئے، اور مختلف عہدوں میں اُن وقتوں کے احوال و ظروف کے مطابق اُن کا اجراء و نفاذ ہوتا رہا۔ یہ تمام قوانین آج بھی قانون اسلام کی کتابوں میں موجود ہیں، اور اُنھیں اسلامی قانون ہی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اسلام کے اصولی اور اجمالی مبادیات ہی سے نکالے گئے ہیں۔ لیکن اُنکے "اسلامی قانون" ہونے کی نوعیت وہ نہیں ہے، جس نوعیت کے قوانین عقائد و عبادات کے ہیں۔ دونوں کا فرق کئی حیثیتوں سے واضح ہے:

اولاً، تعزیر و سیاست کے تفصیلی قوانین کا بڑا حصہ براہ راست شریعت کا ٹھہرایا ہوا نہیں ہے، بلکہ قانون سازی کے طریقوں پر شرعی اصول و مبادیات سے استنباط کیا ہوا ہے۔ اس بارے میں اسلام نے جو نظام تشریع اختیار کیا تھا، وہ یہ نہیں تھا کہ نپولین کے فرانسیسی مجموعۂ قوانین یا تعزیرات ہند کی طرح اُسنے تمام تفصیلی اور جزئی قوانین کا ایک مجموعہ بنا کر نافذ کر دیا ہو۔ اگر وہ ایسا کرتا، تو دنیا کا عالمگیر مذہب نہ ہوتا۔ محض کسی ایک قوم اور عہد ہی کا مذہب ہو سکتا تھا۔ پس اُسنے جو طریقہ اختیار کیا وہ یہ تھا کہ تفصیلات و جزئیات سے قطع نظر کر لی گئی، اور صرف ایسے اصولی اور اجمالی مبادیات وضع کر دیئے گئے، جن سے حسب ضرورت ہر طرح کے تفصیلی قوانین کا استخراج کیا جا سکتا ہے۔ اصل شرعی اس بارے میں یہ تھی کہ جمعیت بشری کی استعداد و ضرورت کے مطابق عدل و سعادت کا نظام قائم رہے اور مفاسد کے روک تھام اور مصالح کے حصول کے لئے جن جن وسائل کی ضرورت ہو، وہ صحیح طریقہ پر کام میں لائے جا سکیں۔ اسلامی حکومت کی ابتدا ایک محدود رقبہ اور محدود احوال و ظروف میں ہوئی تھی۔ اس لئے تعزیر و سیاست کی تفصیلات میں بھی زیادہ پھیلاؤ نہیں ہوا تھا۔ پھر جوں جوں دائرۂ اقتدار وسیع ہوتا گیا اور تعزیر و سیاست کی نئی نئی ضرورتیں پیش آتی گئیں، مقننین اسلام تفصیلی قوانین کا استنباط بھی کرتے گئے۔ یہاں تک کہ ہر طرح کے تعزیری قوانین کا ایک کمل ذخیرہ مدون ہو گیا۔ پس اگرچہ یہ تمام تفصیلی قوانین بھی اپنی اصل کی بنا پر شرعی قوانین ہیں، لیکن یہ ظاہر ہے کہ اسلام کے براہ راست احکام نہیں ہیں، اور اسلام کے براہ راست احکام میں اور قانون سازوں کے استنباط کئے ہوئے احکام میں جو بنیادی فرق ہے، اُسے نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ اسلام کی طرف دونوں کی نسبت، ایک طرح کی نسبت نہیں ہو سکتی۔ پہلے قسم کے احکام اس کے براہ راست ٹھہرائے ہوئے ہیں۔ دوسری قسم کے قوانین مقننین کے استنباط کئے ہوئے ہیں اور بسا اوقات اُن میں اور اسلامی اصول و مبادیات میں بے شمار کڑیاں نظر و تفریع اور قیاس و استخراج کی واقع ہو گئی ہیں۔

ثانیاً، یہ بات بالکل کھلی ہوئی ہے کہ یہ قوانین تعزیر و سیاست کے قوانین تھے، اور تعزیر و سیاست کے قوانین سلطنت کے لئے ہوتے ہیں، عام افراد امت کے لئے نہیں ہوتے۔ جیسے نماز روزہ کے احکام کی طرح ان کا خطاب افراد سے نہیں تھا۔ اسلامی سلطنت سے تھا۔ نماز روزہ کے احکام واجبات و فرائض ہیں، اس لئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ انھیں ادا کرے۔ لیکن یہ احکام تعزیر و سیاست کے قوانین ہیں۔ واجبات و فرائض نہیں ہیں۔ اس لئے

ہرگز توقع نہ تھی۔ اُسنے دیکھا کہ پوری قوم متحد و متفق ہے، اور بیک زبان "مقاطعہ" کا اعلان کر رہی ہے!

ملنر کمیشن نے بہت کوشش کی۔ بہت پچکارا۔ مگر قوم کا صرف یہی ایک جواب تھا کہ "وفد سے باتیں کرو۔ ہم کچھ نہیں سُنیں گے" کمیشن مایوس ہو کر لوٹا اور وفد کو گفتگو کے لئے لندن میں دعوت دینی پڑی۔ ابتدائی گفتگو کے بعد ہی معلوم ہو گیا کہ برطانیہ اب تک اپنی طفل تسلیاں ہی کافی سمجھتا ہے۔ اُس کے نقطۂ نظر میں کوئی بُنیادی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ حالانکہ خود لارڈ ملنر نے اپنی روداد میں تسلیم کر لیا تھا کہ مصر کی موجودہ حرکت، ایک حقیقی وطنی حرکت ہے، اور یہ کہ وفد مصری، پورے ملک کا صحیح نمائندہ ہے۔ مگر برطانی حکومت نے اسپر کوئی توجہ نہ کی۔

قوم کی دوسری فتح

جد و جہد جاری رہی۔ حالات سخت سے سخت ہوتے گئے۔ اب برطانیہ نے دیکھا کہ نیا قدم اُٹھائے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں، چنانچہ نہایت مجبوری سے اعلان کر دیا کہ "مصر اور برطانیہ کے مابین حمایت ایک ناپسندیدہ علاقہ ہے!" یہ قوم کی دوسری فتح مبین تھی!

نااتفاقی نے حالت بدلدی

اس اعلان کے بعد برطانیہ اُس منزل میں اُتر آیا تھا جہاں مفاہمت کی اُمید ہو سکتی تھی۔ چنانچہ سرکاری گفت و شنید کے لئے عدلی پاشا کی وزارت مرتب ہوئی۔ اُس وقت سعد پاشا یورپ سے لوٹ آئے تاکہ اپنے مفید مشوروں سے حکومت اور قوم کی رہنمائی کریں۔ مگر افسوس اسی نازک گھڑی میں نااتفاقی کے شیطان نے ہمارے اندر سر اُٹھایا قوم میں پھوٹ پڑ گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ برطانیہ جتنے قدم آگے بڑھا تھا، اُتنے ہی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ مصر کی آواز سننے سے دوبارہ کان بند کر لئے گئے۔ ظلم و قہر کا ازسرِ نو دور دورہ شروع ہو گیا۔

ایک اور برطانی وفد

جس زمانے میں مصری حکومت کا سرکاری وفد گفت و شنید کے لئے لندن گیا تھا، اُسی زمانے میں برطانی پارلیمنٹ کا ایک دوسرا وفد مصر آیا تاکہ اصلی حالات کی تحقیقات کرے۔ اس وفد نے آتے ہی حقیقت معلوم کر لی، کیونکہ وہ اس قدر روشن تھی کہ کوئی آدمی بھی اُس سے لاعلم نہیں رہ سکتا تھا۔ اس وفد نے واپس جا کر اپنی روداد شائع کر دی۔ اسمیں لکھا تھا کہ مسئلۂ مصر کا ایک ہی حل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مصر کی کامل خود مختاری تسلیم کر لی جائے۔ اس وفد نے مصر کو بہت نفع پہونچایا، کیونکہ انگلستان کی عام رائے، حقیقت حال سے واقف ہو گئی تھی۔

علی گڑھ میگزین کا کانووکیشن نمبر

ہندوستان کے مشہور اور ممتاز علمی رسالہ علی گڑھ میگزین کا کانووکیشن نمبر خاص اہتمام اور نہایت آب و تاب کے ساتھ جنوری ۱۹۲۸ء میں شایع ہو گا۔ اس پرچہ میں تصاویر کے علاوہ ملک کے ممتاز انشا پردازوں کے مضامین اور بلند پایہ شعرا کے افکار عالیہ شایع ہونگے۔ اس پرچہ کی ضخامت بھی غیر معمولی ہوگی اور اُردو کتابت و طباعت کا بہترین نظر فریب نمونہ ہو گا۔ تمام اہل علم ادب اور خصوصاً ان ارباب علم سے جن کا تعلق مسلم یونیورسٹی سے بحیثیت اولڈ بوائز رہا ہے استدعا کی جاتی ہے کہ اپنے مادر علمی کے اس رسالہ کے خاص نمبر کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ مضامین اور حصۂ نظم اڈیٹر صاحب علی گڑھ میگزین مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے پتہ پر چار دسمبر ۱۹۲۷ء سے قبل پہنچ جانا چاہئیں۔ خریداری رسالہ و اجرت اشتہارات کے واسطے منیجر صاحب مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ سے خط و کتابت کیجئے۔ منیجر علی گڑھ میگزین

عالم مطبوعات و صحائف

مشتری کے متعلق تازہ معلومات

مُشتری، نظام شمسی میں سب سے بڑا اور زہرہ کے بعد سب سے زیادہ چمکنے والا ستارہ ہے۔ وہ آفتاب سے ۔۔۔۔۔۴۸۳ میل دُور ہے۔

ایک امریکن ہیئت داں نے حال میں ایک رسالہ لکھ کر مشتری کے متعلق تازہ ترین معلومات جمع کر دی ہیں۔ وہ کہتا ہے، مشتری کی اہمیت صرف اسی لحاظ سے نہیں ہے کہ وہ سب سے بڑا اور زہرہ کے بعد سب سے زیادہ روشن ستارہ ہے، بلکہ اُس کی اہمیت اس لحاظ سے بھی ہے کہ وہ اجرام سماوی کے متعلق سدیمی نظریہ کا سب سے زیادہ واضح ثبوت پیش کرتا ہے۔

مشتری کا فلک ۔۔۱۷،۲ میل کے دائرے میں ہے۔ وہ اپنے محور کے گرد ہر ۹ گھنٹے ۵۰ منٹ میں گردش کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس کی رفتار غائت درجہ تیز ہے۔ اپنے خط استوا پر اُس کی حرکت ۲۶ ہزار میل فی گھنٹہ ہو جاتی ہے۔ مشتری کے مادہ کی کثافت زمین کے مادے کی کثافت کے مقابلے میں $\frac{1}{4}$ کا درجہ رکھتی ہے۔ لیکن اُس کی قوت جاذبہ زمین کی قوت جاذبہ سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ مشتری میں چیزوں کا وزن، زمین میں چیزوں کے وزن سے بہت زیادہ ہوگا۔

مشتری کے اقمار

مشتری کے چاند، نو ہیں۔ ان اقمار کو علم ہیئت کی تاریخ میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ:

(۱) اُس کے ۴ بڑے چاند، اجرام فلکی میں سب سے پہلے انسان نے معلوم کئے۔ گلیلو نے اپنی کمزور دُوربین سے یہ چاند دیکھے تھے۔

(۲) ان چاندوں کے گہن کے اختلاف نے پروفیسر رومر کو موقعہ دیا کہ ۱۶۷۵ء میں نور کی سرعت دریافت کرے۔

(۳) ان چاندوں کی حرکت کے ذریعہ، مشتری کے مادہ اور اُس کی کثافت کی تحقیق میں بہت سہولت ہوئی

۱۸۹۲ء میں پروفیسر برنارڈ نے مقام لیک کے رصد خانہ سے مشتری کا پانچواں چاند دیکھا۔ یہ پہلے چار چاندوں سے بہت چھوٹا تھا۔ باقی ۴ چاند، ابھی حال میں فلکی عکاسی کی ترقی کے بعد دریافت ہوئے ہیں۔

دُمدار ستارے

مشتری کے قریب ۳۰ سے زیادہ دُمدار ستارے بھی موجود ہیں۔ ان ستاروں کے فلک، مشتری کے فلک سے تقریباً متصل ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے، کسی قدیم ترین زمانے میں یہ ستارے مشتری کے قریب حرکت کرتے تھے، بتدریج اُسنے اُنھیں جذب کر لیا، یہاں تک کہ اب قریب ہے کہ انھیں بالکل جذب کر جائے، اگرچہ یہ ستارے ابتک آفتاب ہی کے گرد حرکت کر رہے ہیں۔

مشتری کے خطوط

دُوربین سے مشتری کو دیکھنے سے اُس کے قرص پر کچھ خطوط یا مختلف رنگوں کے مساوی مسافت کے رقبے نظر آتے ہیں۔ یہ خطوط، زمین کے فرضی خطوط العرض کے بالکل مشابہ ہیں۔ یہ خطوط ہمیشہ نظر نہیں آتے۔ وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے ہیں اور چند ہفتے، چند مہینے، اور کبھی کبھی چند سال باقی رہ کر غائب ہو جاتے ہیں۔ ان کے ظہور و غیبت کی اب تک کوئی تعلیل نہیں کی جا سکی۔ علماء کا خیال ہے کہ آفتاب کو اس بارے میں کوئی دخل نہیں۔ یہ تبدیلی کسی خاص وقت کی پابند نہیں ہے۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ مشتری کا قرص، مرکز کے بُعد سے سیاہ ہونا شروع ہوتا ہے۔ یعنی اپنے قطبین پر مشتری کا رنگ مرکز کے مقابلہ میں کہیں زیادہ دھندلا بلکہ تاریک ہے۔

مشتری کی حرکت

مشتری کی اس درجہ چمک، اس امر کی دلیل ہے کہ اُس کی سطح، دراصل ایک کثیف ابر ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابر آفتاب کی قوت سے نہیں بلکہ خود مشتری کی قوت سے بنتا ہے۔ مشتری کی یہ خصوصیت بھی عجیب ہے کہ اُس کا پورا جسم ایک ساتھ اپنے محور پر گردش نہیں کرتا، بلکہ اُس کے بعض اجزاء بہت تیزی سے حرکت کرتے ہیں، بعض سُست رفتار ہیں!

مشتری کی حرارت، باوجود اسکے کہ وہ آفتاب سے اس قدر دُوری پر ہے، بہت ہی عظیم ہے۔ علماء کا خیال ہے کہ یہ حرارت آفتاب سے پیدا نہیں ہوتی، بلکہ خود مشتری ہی سے پیدا ہوتی ہے۔

انسان کا مستقبل

سر فلپ گبز، انگلستان کا مشہور عالم اہل قلم ہے۔ پچھلے دنوں اُسنے مذکورہ بالا عنوان پر ایک مضمون شایع کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"انسان، قدرت کی خفتہ قوتیں بیدار کر کے سخت خطروں میں پڑ گیا ہے۔ اب اُس کے لئے اسکے سوا کوئی چارہ نہیں کہ یا ان قوتوں کو آخری طور پر مغلوب کر کے مسخر کر لے، یا خود مغلوب ہو کر برباد ہو جائے حالات بتا رہے ہیں کہ انسان، علم کی ترقی کے ساتھ ساتھ قدرت کی قوتوں پر برابر غالب ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ زمین کا مطلق العنان حاکم بنجائے گا۔ اسی غرض سے بعض علماء نے تجویز پیش کی ہے کہ قدرت سے جنگ کا یہ طویل سلسلہ دس برس کے لئے منقطع کر دیا جائے یعنی التوائے جنگ ہو جائے، تاکہ اس دوران میں انسان اسوقت کی تمام علمی فتوحات اچھی طرح استعمال میں لا سکے۔ اگر انسانی فتوحات کی یہ تیز رفتاری کچھ مدت کے لئے روکی نہ جائے گی، تو بہت جلد انسان کے دماغ کو مختل کر ڈالے گی۔ وہ مبہوت ہو کر رہ جائے گا اور فتح تباہ کُن شکست بنجائے گی۔"

"لیکن یقین نہیں کہ دنیا اس تجویز پر عمل کر سکے۔ کیونکہ انسانی دماغ اب رکنے سے بھی رکتا نظر نہیں آتا۔ ہزارہا برس کی قید کے بعد اب وہ آزاد ہو گیا ہے۔ اور برابر بے قید ہی رہنا چاہتا ہے"

"اب انسان کی کوشش یہ ہے کہ قدرت کا وہ سب سے بڑا اختیار بھی چھین لے جسپر ابتک نظر اُٹھانے کی اُسنے اجازت نہیں دی تھی۔ اب انسان چاہتا ہے کہ خود اپنی قسمت کا بھی حاکم بنجائے۔ اُسے شرم آتی ہے کہ خود اُس کی تکوین و تخلیق اور اُسکے نفس کی تکییف کا معاملہ، قدرت کے ہاتھ میں ہے، چنانچہ اب وہ چاہتا ہے کہ اپنی پسند کے مطابق اپنی نسل پیدا کرے، اور اپنی خواہش و ارادے سے اپنے اخلاق و اطوار بنائے"

"انسان نے اب معلوم کر لیا ہے کہ جسم اور اخلاق کی تکوین کا معاملہ سراسر اُن غدد یا گلٹیوں سے وابستہ ہے، جو ہر جسم میں موجود ہوتی ہیں۔ اگر مادہ کے جسم سے وہ خاص گلٹیاں نکال دی جائیں جنھوں نے اُسے مادہ بنا دیا ہے، اور اُن کی جگہ وہ گلٹیاں لگا دی جائیں جن کی وجہ سے ذی روح نر ہوا کرتا ہے، تو فوراً جنسیت بدل جائے گی یعنی مادہ، نر بنجائے گی اسی طرح نر کو مادہ بنایا جا سکتا ہے۔ اب معلوم ہو چکا ہے کہ سر کی ایک گلٹی سے جو مادہ خارج ہوتا ہے، اُس کی کمی بیشی سے انسان لانبا اور پست قد ہو جاتا ہے۔ اگر عمل جراحی کے ذریعہ اس گلٹی کے عمل میں ترمیم کر دی جائے، تو حسب مرضی قد دراز اور پست ہو جا سکتا ہے۔ اب قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ تمام چوروں کے جسم میں بعض خاص قسم کی گلٹیاں ہوتی ہیں۔ اُنھیں کے اثر سے وہ چوری کرتے ہیں یہی حال [illegible] گلٹی سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر اس گلٹی میں تبدیلی کر دی جائے تو آدمی کے اخلاق بدل جا سکتے ہیں۔ وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے جب مجرموں کو قید اور پھانسی کی سزائیں نہیں دی جائیں گی، بلکہ انھیں شفاخانوں میں بھیجا جائے گا، جہاں اُن پر عمل جراحی کیا جائے گا، اور جرم کی گلٹی جسم سے نکال کر * اُنھیں ننگا بنا دیا جائے گا"

"بلاشبہ یہ تحقیقات ابھی ابتدائی مرحلوں میں ہیں مگر علماء کی کوششیں جاری ہیں۔ قوی اُمید ہے کہ وہ جلد مکمل ہو جائیں گی۔ اُسوقت انسان اپنی نسل پر پوری طرح حکمران ہو جائیگا"

اس میں شک نہیں، انسان کی بلند پروازیوں کے لئے کوئی حد نہیں نظر آتی، لیکن ہمیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ قدرت کی فضا بھی لا انتہا ہے ...... اور کوئی حد نظر نہیں رکھتی۔ انسان کتنا ہی بلند ہو جائے، پھر بھی فضاء قدرت اتنی ہی بلندی پر رہے گی، جتنی بلندی پر ہمیشہ سے چلی آتی ہے!

حقوق سے محروم ہوگئی!

لیکن اسلام نے مذہب اور اعتقاد کی آزادی کا اعلان کیا۔ اُسنے مذہبی رواداری اور انسانی حقوق کی ایک ایسی فضا پیدا کر دی، جس کا اُسوقت تک دنیا میں کوئی نمونہ موجود نہ تھا۔ ۵۰ برس کے بعد جب اسلامی حکومت کا دائرہ اقتدار وسیع ہوا، تو یہ ایک ایسی مملکت تھی جو اگرچہ خاص ایک مذہب کے پیروؤں کی تھی، لیکن اُس میں حکمران قوم کے دوش بدوش ہر مذہب و ملت کے لوگ آباد تھے، اور سب کو بلا امتیاز ایک ہی طرح کے شہری و ملکی حقوق حاصل تھے۔ مذہب و اعتقاد کے اختلاف کی بنا پر کوئی انسان دوسرے انسان کے انسانی و ملکی حقوق تلف نہیں کر سکتا تھا!

جہاں تک غیر مسلموں کا تعلق ہے، اسلام کا طریق عمل یہ تھا کہ اُسنے فتح مکہ کے بعد عرب کی قدیم بت پرستی کے اعتراف سے تو انکار کر دیا۔ کیونکہ فی الحقیقت اب فعلاً اُس کا کوئی وجود باقی نہیں رہا تھا۔ تمام قبائل عرب بہ رضا و رغبت مسلمان ہو گئے تھے۔ لیکن باقی تمام غیر مسلم اقوام کے لئے یہ حکم دیا کہ وہ اسلامی حکومت کے ماتحت اُسی طرح زندگی بسر کر سکتے ہیں، جس طرح خود مسلمان رہتے سہتے ہیں۔ بہ حیثیت شہری ہونے کے اُنھیں وہ تمام حقوق حاصل ہونگے، جو خود مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ مذہبی اصطلاح میں اُنھیں "ذمّی" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا۔ کیونکہ اسلامی حکومت نے اُن کی حفاظت جان و مال اور مذہبی آزادی و حقوق کے قیام کا ذمّہ لیا تھا۔ اصل اس بارے میں وہ طرز عمل ہے جو خود پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے غیر مسلموں کے ساتھ وقتاً فوقتاً اختیار کیا تھا، اور اُنکے بعد خلفاء راشدین اُن پر عامل رہے تھے۔ ایران، شام اور مصر کی فتح کے بعد وہاں کے غیر مسلم باشندوں کے ساتھ جو معاہدے کئے گئے، وہ آجتک تاریخ و فقہ میں موجود ہیں۔ فقہاء نے اُنھیں سے ذمیوں کے حقوق کے مسائل کا استنباط کیا ہے۔

اسلامی احکام کی رُو سے غیر مسلم باشندوں کے جن حقوق کا بطور عہد و میثاق کے ذمّہ لیا گیا تھا، وہ مختصر لفظوں میں حسب ذیل ہیں:

(۱) اُنھیں پُوری مذہبی آزادی ملے گی۔ اُن کی مذہبی عبادت گاہیں اور ہر طرح کی مذہبی عمارتیں محفوظ رہیں گی۔ صلیبوں اور مورتیوں کو نقصان نہیں پہونچایا جائے گا۔ وہ ناقوس بجانے سے نہیں روکے جائینگے۔ وہ اپنے تہواروں میں اپنے جلوس نکال سکیں گے۔ تمام مذہبی عہدے اور انتظامات اُسی طرح قائم رکھے جائیں گے، جس طرح پیشتر سے موجود ہیں۔ لا یغیّر ما کانوا علیہ۔

(۲) اُنھیں اُنکے مذہب سے برگشتہ نہیں کیا جائے گا (بلاذری نے فتوح البلدان میں یہ الفاظ لکھے ہیں: لا یفتنوا عن دینہم)

(۳) ان کی جان و مال اور ہر طرح کی جائداد محفوظ رہے گی۔ اُنہیں اُس میں تصرف کے تمام حقوق حاصل ہونگے۔ اگر اُن کا کوئی دشمن اُن پر حملہ کرے گا تو مسلمان ان کی طرف سے لڑیں گے۔

(۴) اُن کا کوئی حق چھینا نہیں جائے گا۔

(۵) اُنھیں اُن کے مذہبی احکام کے خلاف کسی بات پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

(۶) قانون کی نظر میں اُن کی جان مسلمانوں کی جان کی طرح، ہوگی، اور اُن کا مال مسلمانوں کے مال کی طرح سمجھا جائے گا۔

(۷) تجارت، کاروبار، اور معیشت میں کسی طرح کی روک عائد نہیں کی جائے گی۔ اُنکے ساتھ ویسا ہی سلوک ہوگا، جیسا کہ مسلمانوں کے ساتھ ہوگا۔

(۸) وہ اُن تمام ٹیکسوں سے معاف رکھے جائینگے جو مسلمانوں کے لئے قرار دئے گئے ہیں ان سے عُشر بھی نہیں لیا جائے گا۔

(۹) وہ فوجی خدمت سے بھی معاف رکھے جائیں گے۔

یہ اُن معاہدات کا خلاصہ ہے جو خود پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے غیر مسلموں سے کئے تھے۔ مثلاً نجران کا معاہدہ جو ۱۰ہجری میں ہوا تھا، اور جس کے پُورے الفاظ فتوح البلدان اور کتاب الخراج وغیرہ میں موجود ہیں۔ لیکن خلفاء راشدین کے زمانے میں جب مشرق کے بڑے بڑے متمدن ممالک فتح ہوئے، اور مجوسیوں اور عیسائیوں کی بے شمار آبادیاں اسلام کے ماتحت آگئیں، تو ان مجمل شرائط میں اور زیادہ تفصیل ہوئی، اور مذہبی، ملکی، اور معاشرتی آزادی و حقوق کی وہ تمام باتیں پُوری صراحت کے ساتھ تسلیم کر لی گئیں، جو آزاد باشندگی شہر کے لئے اُس عہد میں ہو سکتی تھیں۔

یہ محض معاہدہ ہی نہیں تھا۔ بلکہ ایک ایسا قطعی اور واضح طرز عمل تھا جس میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ مسلمان خلفاء جس درجہ غیر مسلموں کے حقوق کا احساس رکھتے تھے، اُسکا اندازہ صرف اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر خلیفۂ اوّل سے لیکر حضرت علی (رضی اللہ عنہم) تک، چاروں خلیفوں کے وہ کلمات وصیت دیکھ لئے جائیں جو مرتے وقت اُن کی زبان پر طاری ہوئے تھے۔ اُن میں سب سے پہلے یہ جملہ نظر آئے گا "غیر مسلموں کے حقوق کا خیال رکھنا، کیونکہ ہم نے اُن کا ذمّہ لیا ہے" ذمیوں کے مذہبی و ملکی حقوق کے عام اعتقاد و اعتراف کا یہ حال تھا، کہ فی الحقیقت اُن کی جان مسلمانوں کی جان کی طرح اور اُن کا مال مسلمانوں کے مال کی طرح محفوظ تھا۔

آج اسلام کی نسبت علانیہ کہا جا رہا ہے کہ اُس کی نظروں میں ایک غیر مسلم انسان کی زندگی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اگر ایک مسلمان ایک غیر مسلم کو اس لئے مار ڈالے کہ وہ بھی مسلمانوں کی طرح اپنا مذہب پھیلانا چاہتا ہے، تو یہ اسلام کی نظروں میں ایک مقدس جہاد ہوگا۔ لیکن کاش اُن معترضوں کو معلوم ہوتا کہ یہی اسلام ہے جسنے اپنے عروج سلطنت کے زمانے میں، جب دُنیا انسانی جان و مال کے مساویانہ حقوق کا تخیل بھی نہیں کر سکتی تھی، اس قانون کا اعلان کیا تھا کہ "من کان لہ ذمتنا، فدمہ کدمنا، ودیتہ کدیتنا"(سلہ) ایک غیر مسلم ذمّی کا خون بھی ویسا ہی محترم ہے جیسا ہمارا خون، اور اُس کا خوں بہا بھی ویسا ہی ہے جیسا ہمارا۔ یہ صرف زبان ہی کا اعلان نہیں تھا، بلکہ قانون کا دائم و جاری عمل بھی تھا۔ خلفاء راشدین کے زمانے سے لے کر اسلام کی آخری سلطنتوں تک، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ذمیوں کا قتل اس لئے جائز رکھا گیا ہو کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ خلفاء راشدین سے بڑھ کر اسلامی تعلیم کے کون پیکر ہو سکتے ہیں؟ لیکن ایک نہیں بے شمار واقعات موجود ہیں جن میں حضرت عمر، حضرت عثمان، اور حضرت علی (رضی اللہ عنہم) نے ایسے مسلمانوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے جنھوں نے کسی عیسائی یا مجوسی باشندے کو قتل کر دیا تھا۔

بہرحال اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ جس رواداری اور انسانی مساوات کا سلوک کیا، اُس کی کوئی مثال نہ تو اس سے پہلے مل سکتی ہے، اور نہ اُسکے عہد میں۔ ایک یورپین مورخ (سیدیو) نے ان لفظوں میں اس کا اعتراف کیا ہے "اسلام نے ذمیوں کو بجز ایک حق کے اور تمام حقوق دیدیئے تھے۔ یعنی وہ بادشاہ نہیں ہو سکتے تھے"

ان تمام حقوق کے معاوضہ میں اسلامی حکومت اُن سے کیا چاہتی تھی؟ اس پہلو سے بھی معاملہ پر غور کر لینا چاہیے۔ اسلامی حکومت قدرتی طور پر اُن سے اس سلوک کی توقع رکھتی تھی کہ:

وہ حکومت کو اپنی حکومت تصوّر کرینگے، اور اس کے خلاف کسی بغاوت یا سازش میں حصہ نہیں لیں گے۔

مسلمان ہم وطنوں کے ساتھ شرافت اور رواداری کا برتاؤ کریں گے جس طرح وہ اُن کے ساتھ بہتر برتاؤ کرتے ہیں۔

وہ کوئی بات ایسی علانیہ نہیں کرینگے جس سے حکومت کی توہین و تذلیل ہو یا حکومت کے مذہب کی توہین و تذلیل ہو۔

کیا ایک لمحہ کے لئے بھی کوئی شخص ان توقعات کو بے اعتدالانہ قرار دے سکتا ہے؟ چھٹی صدی مسیحی کی دُنیا میں جب اسلام نے ان قوانین کا اعلان کیا تھا، اگر اسلامی حکومت غیر مسلموں کو ہر طرح کے مساویانہ حقوق دیکر اُن سے اس طرز عمل کی متوقع رہتی تھی، تو یقیناً یہ کوئی ظالمانہ طرز عمل نہ تھا۔ آج دُنیا میں کون قوم اور مذہب ہے جو اپنی تاریخ کے صفحات میں اس طرح کے طرز عمل کی ایک مثال بھی دکھلا سکتا ہے؟

مسئلہ کی نوعیت

یہ اسلامی حکومتوں کا طرز عمل تھا، اور یہ ذمّی اور اُن کا ذمّہ تھا، جن کی نسبت سوال پیدا ہوا کہ اگر وہ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں علانیہ اور صریح گالیاں بکنے لگیں، اور عدالت میں قطعی شہادت و دلائل سے یہ بات ثابت ہو جائے، تو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے؟ فقہاء کی ایک جماعت اس طرف گئی کہ اس پر بھی اُنھیں قتل نہیں کرنا چاہیے۔ کوئی ایسی سزا دینی چاہیے جس سے اس شرارت کے بڑھنے اور پھیلنے کا سدباب ہو جائے۔ امام ابو حنیفہ اور فقہاء شافعیہ و حنبلیہ میں سے ایک جماعت کا یہی مذہب ہے۔ گذشتہ ۶ صدیوں میں جسقدر بڑی بڑی اسلامی حکومتیں قائم ہوئیں، انکا عمل فقہ حنفی ہی پر تھا۔ مثلاً ہندوستان کی حکومت مغلیہ اور قسطنطنیہ کی حکومت عثمانیہ۔ اس لئے تاریخ میں کئی واقعات ایسے موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اسی مذہب کے مطابق عمل کیا گیا۔ سلطان مصطفیٰ خاں چہارم کے زمانہ میں ایک ارمنی پر یہ الزام عائد کیا گیا تھا کہ اُسنے مسلمانوں کے ایک مجمع کے سامنے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسم گرامی لیکر سبّ و شتم کیا۔ معاملہ شیخ الاسلام عبداللہ آفندی کے سامنے پیش ہوا، اور اُنھوں نے مقدمہ کی سماعت کے بعد قید کرنے کا حکم دیا۔ سلطان کو جب اس معاملہ کا حال معلوم ہوا تو اُسنے شیخ الاسلام سے دریافت کیا "کیا اس سے زیادہ سخت سزا نہیں دی جا سکتی تھی؟" شیخ الاسلام نے کہا "شرعاً میں یہی سزا تجویز کر سکتا ہوں۔ اگر آپ کوئی دوسری سزا دینی چاہتے ہیں تو اپنے حکم سے دے دیجیے" سلطان خاموش ہو گیا!

لیکن فقہاء کی دوسری جماعت اس طرف گئی کہ اس صورت میں قتل کرنا چاہیے۔ امام مالک، امام احمد، اور امام شافعی سے ایسا ہی منقول ہے۔ اُن کی نظر اس طرف گئی تھی کہ اسلامی حکومت نے ذمیوں کو ہر طرح کے مذہبی، ملکی، اور معاشرتی حقوق دیدیئے ہیں، اور باشندۂ ملک ہونے کے اعتبار سے اُن میں اور مسلمانوں میں کوئی امتیاز نہیں کیا ہے۔ اس طرز عمل کے بدلے وہ صرف یہ چاہتی ہے کہ جس طرح اُنکے مذہب کا لحاظ رکھا گیا ہے، وہ بھی اسلام کا لحاظ رکھیں، اور کوئی بات علانیہ ایسی نہ کریں جس سے توہین و تذلیل متصوّر ہو۔ لیکن اگر ذمیوں کی ایک جماعت ایسی ہے جو اسلام کا اتنا لحاظ رکھنا بھی گوارا نہیں کرتی کہ اُسکے پیغمبر کو خود مسلمانوں کے منہ پر صریح گالیاں نہ دی جائیں، تو ایسی جماعت کسی رعایت کی مستحق نہیں ہے اُسے قتل کرنا چاہیے۔

خلاصۂ بحث

یہاں تک جسقدر بیان کیا گیا ہے، اس سے واضح ہو گیا ہوگا کہ:

(۱) فقہ اسلامی کے جس قانون کا ذکر کیا گیا ہے، وہ اسلام کا کوئی براہ راست منصوص قانون نہیں ہے، بلکہ تعزیر و سیاست کا ایک فرعی حکم

سلہ حافظ زیلعی نے ہدایہ کی تخریج میں حضرت علی علیہ السلام کا یہ قول اور ایک فیصلہ نقل کیا ہے جو اُنھوں نے اپنے زمانۂ خلافت میں صادر کیا تھا، اور مسلمان قاتل کے قتل کا حکم دیا تھا۔

صرف اُسی حالت میں قابل عمل ہو سکتے ہیں جبکہ کوئی اسلامی حکومت موجود ہو، اور وہ اپنی عدالتوں میں انہیں نافذ کرے۔ اسلام نے احکام قضاء پر (جسے آج کل کے اُردو اخباروں کی زبان میں "عدالتی کارروائی" کہنا چاہیے) اس قدر زور دیا ہے کہ شاید ہی اُس عہد میں دُنیا کی کسی قانونی حکومت نے اس قدر زور دیا ہو۔ اسلام کا نظم سیاست یہ ہے کہ "جرم" اور "تعزیر" ایک ایسی چیز ہے جس کی تشخیص اور حکم ہر حال میں صرف عدالت ہی کے ہاتھ میں ہے۔ عدالت کے سوا کوئی نہیں جسے کسی انسان کو "مجرم" قرار دینے، اور "سزا" دینے کا اختیار ہو۔ عدالت سے بھی مقصود محض کوئی خاص عدالتی منصب نہیں ہے۔ بلکہ سماعت، شہادت، اور تحقیق و حکم کے وہ تمام مراتب ہیں، جن کے مطابق حاکم عدالت کو کارروائی کرنی چاہیے۔ اگر کسی معاملہ میں یہ تمام عدالتی کارروائی نہیں ہوئی ہے، تو خلیفۂ وقت کو بھی اختیار نہیں ہے کہ اپنے علم اور مشاہدہ کی بنا پر کسی مجرم کو سزا دیدے۔ اگر خلیفۂ وقت کے ذاتی علم و مشاہدہ میں کسی شخص کا کوئی جرم آگیا ہو۔ تو اُس کی حیثیت محض ایک مدعی یا گواہ کی ہوگی۔ اسی حیثیت سے اُسے عدالت کے سامنے کھڑا ہونا چاہیے۔ یہ عدالت کا کام ہے کہ اُسکے دعوے یا گواہی کی نسبت رائے قائم کرے۔

موجودہ زمانے کی قانونی اصلاحات میں بہت زیادہ زور اس اصل پر دیا جاتا ہے کہ عدالتی اختیارات انتظامی اختیارات سے علحدہ کر دیئے گئے ہیں۔ یعنی جو قوت "سزا" کے نافذ کرنے کا اقتدار رکھتی ہے، اُسے "مجرم" قرار دینے کا اختیار نہیں ہے، اور اس ایک بنیادی اصلاح نے حاکمانہ اور شخصی ناانصافیوں کی بے شمار راہیں بند کر دی ہیں۔ بلاشبہ یہ ایک عظیم اصلاح ہے لیکن دنیا کو معلوم نہیں کہ ساتویں صدی مسیحی میں جبکہ دنیا کے سب سے بڑے متمدن ملک روم کے قوانین کا یہ حال تھا کہ ایک ہی شخص بحیثیت مجسٹریٹ کے ملزم پر الزام بھی عائد کرتا تھا اور بحیثیت جج کے اُسے سزا بھی دیدیتا تھا اسلامی حکومت میں نہ صرف عدالت کے اختیارات انتظامی مناصب سے الگ تھے، بلکہ اسلامی عدالتوں کو وقت کے حاکموں، گورنروں اور خود بادشاہوں پر بھی حکم دینے اور بلا رُو رعایت سزا تجویز کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ ویسا ہی اختیار، جیسا اختیار وہ ایک عام باشندۂ ملک کے لئے سزا تجویز کرنے کا رکھتے تھے!

اسلام نے تعزیر و سیاست کے باب میں عدالت کے نظام کو جس قدر اہمیت دی ہے، اُس کا اندازہ صرف اس بات سے کر لیا جا سکتا ہے کہ مسلمان قانون سازوں میں ایک بڑی جماعت اس طرف گئی ہے کہ کوئی آقا اپنے نوکر اور غلام کو بھی بطور خود سزا نہیں دے سکتا، اگرچہ قصور کتنا ہی بڑا اور سزا کتنی ہی ہلکی ہو۔ اُسے چاہیے کہ باقاعدہ عدالتی چارہ جوئی کرے!

ظاہر ہے کہ تعزیر و سیاست کے بارے میں جس قانون کا یہ حال ہو، کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ وہ عدالتی اور آئینی نظم کے علاوہ کسی حال میں بھی سزا کا دینا جائز رکھ سکتا ہے۔ خصوصاً قتل کی سزا جو انتہائی سزا ہے؟ آج اگر ہندوستان میں اسلامی حکومت موجود ہوتی، اور بغیر کسی ادنیٰ تغیر کے وہی قوانین سیاست نافذ ہوتے جو ساتویں اور آٹھویں صدی مسیحی میں دمشق اور بغداد کی عدالتوں میں نافذ تھے، اور ایسا ہوتا کہ ایک مسلمان ایک ذمّی (غیر مسلم شہری) کو قتل کر ڈالتا، تو یقیناً وہ اُسی طرح قتل عمد کا مجرم قرار دیا جاتا، جس طرح دُنیا کی تمام عدالتوں کے نزدیک قرار دیا جا سکتا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی کوئی مسلمان یہ خیال نہیں کر سکتا تھا کہ اُسنے ایک غیر مسلم انسان کا خون بہا کر اسلام کا کوئی مقدس فرض انجام دیا ہے۔

غرضکہ تعزیر و سیاست کے قوانین کا "اسلامی قانون" ہونا تو نوعیت نہیں رکھتا، جو نوعیت اسلام کے شرعی واجبات و فرائض کی ہے، اور چونکہ اس طرح کی تعبیر طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا کر دیتی ہے، اس لئے چاہیے کہ تعبیر و بیان میں احتیاط سے کام لیا جائے۔ بہتر اور واضح تعبیر اس طرح کے قوانین کے لئے یہ ہے کہ انھیں اسلامی حکومت کے قانون سے تعبیر کیا جائے۔ یا یوں کہا جائے کہ فقہاء اسلام نے اس طرح کا قانون قرار دیا تھا۔

(۲) دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ فقہ اسلامی کے قوانین اس بارے میں کچھ ہی کیوں نہ ہوں، لیکن کیا بحالت موجودہ اُن کا ذکر موزوں اور برمحل ہو سکتا ہے؟ کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے کہ اس قسم کے مواقع پر اُن کا حوالہ دیا جائے گرچہ وہ حوالہ حکومت کے مقابلہ ہی میں کیوں نہ ہو؟ مجھے بغیر کسی تامل کے اس کا جواب نفی میں دینا ہے۔ میرے خیال میں جن لوگوں نے اس موقعہ پر اس قانون کا حوالہ دیا، اُنھوں نے نہ صرف ایک غیر ضروری بات کہی، بلکہ بے محل اور غیر متعلق بات کہی، اور جب کبھی کوئی بات بے موقعہ اور غیر متعلق کہی جائے گی، تو یقیناً طرح طرح کی غلط فہمیوں اور پیچیدگیوں ہی کا باعث ہوگی۔ صلاح کار اور مصالح وقت کے مطابق نہ ہوگی۔ خود اسلام کے شرعی اداب حکم و افتاء کے بھی یہ خلاف ہے کہ غیر عملی اور غیر وقوعی صورتوں کا ذکر کیا جائے۔ یہ جو ائمہ سلف کی نسبت جا بجا منقول ہے کہ بعض دقیقہ سنجان فقہ کی ایسی کاوشیں ناپسند کرتے تھے جن میں غیر وقوعی صورتیں پیدا کر کے بحثیں کی جاتی تھیں، تو اس کا بھی مطلب یہی تھا۔ کہنے کے لئے ہر موقعہ پر ہزاروں باتیں سامنے آجاتی ہیں۔ ایک اسی قانون پر کیا موقوف ہے؟ سیکڑوں قوانین دوسرے وقتوں اور حالتوں کے کتابوں میں بھرے پڑے ہیں لیکن یہ تو نہیں ہونا چاہیے کہ ہم ہندوستان کی موجودہ زندگی میں اُن کا بغیر کسی مناسبت کے حوالہ دیتے پھریں۔ خود اسلام کا نظم شرع یہ ہے کہ ہر موقعہ اور حالت کا جو حکم ہو، وہی وقت کا اصلی حکم ہوگا۔ اُسکے خلاف جو کچھ ہے، وہ وقت کا حکم نہیں ہے۔ پس جب ایک بات موجودہ حالت سے شرعاً تعلق ہی نہیں رکھتی، تو اُس کا ذکر کرنا اور اُسے بنائے کار قرار دینا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟

یہ ظاہر ہے کہ فقہ اسلامی کے جس قدر تعزیری قوانین غیر مسلموں کے متعلق ہیں، وہ سب ایک خاص قسم کی صورت حال سے تعلق رکھتے تھے۔ یعنی یہ کہ اسلامی حکومت ہو، اُسنے غیر مسلموں کی حفاظت جان و مال کا ذمہ لیا ہو، اور ذمیوں کے متعلق جو معاملات پیش آئیں، اُن میں اسلامی عدالتیں اپنے احکام نافذ کر سکیں۔ لیکن اب سرے سے وہ صورت حال باقی ہی نہیں ہے۔ نہ تو ہندوستان میں اسلامی حکومت ہے۔ نہ شرعی ذمہ ہے۔ اور نہ ذمی ہیں۔ پس فی الحقیقت اُن قوانین کا موجودہ حالت سے کوئی تعلق ہی نہیں رہا۔ غیر مسلموں کو کس معاملہ میں سزا دینی چاہیے اور کس میں نہیں دینی چاہیے؟ یہ بات تمام تر اس اصل پر مبنی تھی کہ اسلامی حکومت نے فتح یا معاہدہ کے بعد غیر مسلموں کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا، اور اُنھیں خاص شرائط پر ہر طرح کے شہری حقوق عطا کر دیئے تھے۔ چونکہ حکومت نے ذمہ لیا تھا، اس لئے یقیناً اُسے یہ حق بھی حاصل تھا کہ اپنے قوانین و عدالت کے ذریعہ اُنکے معاملات کا فیصلہ کرے، اور اگر وہ ظلم و تعدی پر اُتر آئیں تو اُنھیں سزا دے۔ لیکن اگر اسلامی حکومت موجود نہیں ہے، اور نہ غیر مسلموں کا ذمہ باقی رہا ہے، تو ظاہر ہے کہ یہ تمام قوانین یک قلم غیر متعلق ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اب وہ ذمہ ہی باقی نہ رہا جس پر تعزیر و سیاست کے تمام قوانین مبنی تھے، اور نہ حکومت ہی باقی رہی جسے عدالتی نظام کے ذریعہ سزائیں نافذ کرنے کا حق تھا۔ پس موجودہ حالت میں ان قوانین کا ذکر کرنا، اور انھیں اسلامی قانون، "اسلامی قانون" کہکر پکارنا کس قدر بے معنی بات ہے؟ ایسی ہی غلطیاں ہیں جن کی وجہ سے اسلام کی صورت غیروں کی نظروں میں مشتبہ ہو گئی ہے۔ اور اُس کی صاف اور روشن تعلیم پر طرح طرح کی بدگمانیوں اور غلط فہمیوں کے پردے پڑ گئے ہیں۔

اصل سوال کا جواب

اصل مسئلہ کے متعلق جن لفظوں میں سوال کیا گیا ہے، اُس کا جواب بغیر کسی تامل کے یہ ہے کہ نہ تو اسلام کا یہ قانون ہے اور نہ کوئی ایسا قانون اسلام کا قانون ہو سکتا ہے۔

سوال کے الفاظ یہ ہیں:

"کیا واقعی اسلام کا یہ قانون ہے کہ جو شخص حضرت بانی (داعی) اسلام کے خلاف بدزبانی کرے، اُسے فوراً قتل کر ڈالنا چاہیے، اور جس مسلمان کے سامنے وہ ایسا کرے، اُس کا مذہبی فرض ہے کہ اُسی وقت اُس کا سر اُڑا دے"؟

جواب یہ ہے کہ قطعاً "نہیں" اور تفصیل اسکی اوپر گزر چکی۔

البتہ مسئلہ کی ایک بالکل دوسری قسم کی صورت ہے، اور وہ بلاشبہ فقہ اسلامی کے قوانین میں موجود ہے۔ وہ صورت یہ تھی کہ اگر ایک ذمی (غیر مسلم باشندہ) اپنے مذہب کے مجنونانہ تعصب کی وجہ سے، یا مسلمانوں کے بغض و عداوت کی وجہ سے، یا حکومت کی تحقیر و تذلیل کے لئے ایسا رویہ اختیار کرلے کہ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں سب و شتم کرنے لگے۔ یعنے گالیاں بکنے لگے۔ یا اس طرح کی بدزبانی کرنے لگے جو صریحاً سب و شتم کا حکم رکھتی ہو، تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ فقہا کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ اس طرز عمل کے بعد اُس کا ذمہ و عہد باقی نہیں رہا۔ یعنے اسلامی حکومت نے اُسے جس باہمی سلوک کے معاہدہ پر ہر طرح کے شہری حقوق اور مذہبی آزادی دی تھی، اور اُس کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ دار ہوئی تھی، وہ خود اُسی کی طرف سے شکست ہو گیا، اس لئے اُسے قتل کرنا چاہیے۔ دوسری جماعت اس طرف گئی ہے کہ اس کی وجہ سے عہد و ذمہ شکست نہیں ہوتا۔ اس لئے قتل کی سزا نہیں دی جا سکتی البتہ عدالت کو اختیار ہے کہ وہ مصلحت کے مطابق ایسی کارروائی کرے جس سے اس کا سدباب ہو جائے۔ پہلی رائے حضرت امام مالک، امام احمد، اور امام شافعی کی (کتاب الام میں) ہے۔ دوسری رائے حضرت امام ابو حنیفہ کی ہے اور حنبلیہ و شافعیہ میں سے بھی ایک جماعت اسی طرف گئی ہے۔

جو فقہاء اس طرف گئے کہ اس صورت میں قتل کرنا چاہیے، اُنھوں نے جن حالات میں اور جن وجوہ کی بنا پر ایسا حکم تجویز کیا، ضروری ہے کہ ٹھیک طور پر اُسے سمجھ لیا جائے۔ لیکن اُسکی وضاحت اُسوقت تک نہیں ہو سکے گی، جب تک کہ یہ بات واضح نہ ہو جائے کہ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کی حیثیت کیا قرار دی گئی تھی، اور شرعاً "ذمہ" اور "ذمی" سے مقصود کیا ہے؟ مختصر لفظوں میں اس کی تشریح حسب ذیل ہے:

اسلامی حکومت اور غیر مسلم

چھٹی صدی مسیحی میں جب اسلام کا ظہور ہوا، تو مذہب و اعتقاد کا اختلاف انسانی قتل و خونریزی کا سب سے بڑا باعث تھا۔ دُنیا کی کوئی قوم ایسی نہ تھی جو حکومت کا اقتدار حاصل کر کے دوسرے مذہب کے پیرؤوں کے ساتھ انصاف کر سکتی ہو۔ جس مذہب کے پیرو طاقت و حکومت حاصل کر لیتے تھے، وہ اپنے مذہب کے سوا اور کسی مذہب کی موجودگی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ رومیوں کی قوم اُس عہد کی سب سے بڑی متمدن قوم تسلیم کی گئی ہے، لیکن اُس کا بھی یہ حال تھا کہ جب تک وہ اپنے قدیم مذہب پر قائم رہی، یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے امن نہ تھا۔ جب مسیحی مذہب قبول کر لیا، تو تمام غیر مسیحی رعایا زندگی اور معیشت کے

دہلی کے نامی اور نامور مشہور و معتبر مقبول خاص و عام اسم با مسمّیٰ

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی کا

عدیم المثال نادر الوجود گرانمایہ تحفہ

تار کا کافی پتہ "ہمدرد، دہلی"

ماء اللحم دو آتشہ

بہ نسخہ خاص

زندگی جیسی عزیز اور پیاری چیز ہے وہ ظاہر ہے۔ لیکن تندرستی بھی ایک ایسی نعمت ہے کہ بغیر اس کے زندگی بے لطف بلکہ بیکار ہے۔ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ تندرستی ہے تو سب کچھ ہے۔ اگر آپ کو تندرستی کی قدر ہے اور تندرست رہنا پسند کرتے ہیں تو ہمارا تازہ کشید کیا ہوا ماء اللحم استعمال کیجئے اور پیری میں شباب کا لطف اٹھائیے یہ امر تو مسلم ہے کہ ماء اللحم مقوی ارواح ہے، بدن میں چستی اور توانائی پیدا کرنا۔ رنگ کا نکھارنا۔ روح کو تازگی اور قوت دینا۔ گئی ہوئی طاقت میں از سر نو جان کا ڈالنا اس کی خاصیت ہے۔ مگر ہمارا ماء اللحم خصوصیت کے ساتھ پیروں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بناتا ہے اس لئے کہ نادر اور بیش قیمت اور مقوی اور فرحت بخش اجزاء سے بطرز خاص تیار کیا گیا ہے۔ نسخہ بھی اس کا معمولی اور کتابی نہیں ہے بلکہ عالیجناب شفاء الملک بہادر غفران مآب رئیس اعظم دہلی کا خاص خاندانی نسخہ ہے جو جناب ممدوح نے بغرض رفاہ عام "ہمدرد دواخانہ" کو مرحمت فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ ماء اللحم کا استعمال فرما کر خدا کی قدرت کا مشاہدہ کیجئے۔ فائدہ تو تین دن کے بعد ہی معلوم ہوتا ہے مگر معتدبہ اور پورا فائدہ ایک چلہ میں ہوتا ہے۔ پبلک کو صرف اپنی لفاظی اور خوش بیانی سے خوش کر دینا ہمارا شیوہ نہیں ہے۔ مگر بعض امور میں ہم کو اپنی سچی ہمدردی کے اظہار کا کوئی موقع نہیں ملتا ہے تو مجبور ہو کر اشتہار دینا پڑتا ہے۔

ماء اللحم کے استعمال کا یہی موسم ہے اور یہی زمانہ ہے منگائیے! اور آزمائیے!! تجربہ بتا دے گا کہ ہمدرد کہاں تک اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت بھی بہ نظر ہمدردی پانچ روپیہ فی بوتل مقرر کی گئی ہے علاوہ اسکے چند اقسام کے حلوے مقوی اور خوش ذائقہ نہایت نفیس تیار ہیں جن کے پورے افعال و خواص آپ فہرست میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ نیز ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں اس دواخانہ سے مناسب قیمت پر ملتی ہیں۔ فہرست ۱۹۱۳ء معہ جنتری تیار ہے مفت طلب فرمائیے۔ خط و کتابت کے لئے کافی پتہ "منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی"

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

مستورات کے لئے بہترین تحفے

نئی ایجاد — بہترین نمونے

چوڑیاں: یہ نہایت خوبصورت نازک اور منقش چوڑیاں حال ہی میں تیار ہو کر آئی ہیں۔ چونکہ انہیں ایک خول کی صورت میں بنایا گیا ہے۔ ان کے اندر رنگین ریشمی چوڑیاں ہیں۔ جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہترین زبرجد یاقوت نیلم اور پکھراج کے نگینے جڑ دیئے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجئے۔ لیکن رنگ روغن میں مطلق فرق نہیں آتا۔ نیا ہی دیتی ہیں۔ مستورات کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ صرف ایک روپیہ میں ۵۰۰ روپیہ کا کام نکالا جا سکتا ہے۔ دوسرے لوگ یہی چوڑیاں ڈھائی روپئے کی ۸-۸ فروخت کرتے ہیں لیکن ہمنے زیادہ بکری اور تھوڑے منافع کے اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے قیمت بہت کم کر دی ہے۔ یعنی بارہ چوڑیوں کا سٹ قیمت صرف ایک روپیہ اس شرط پر کم از کم ایک سٹ ضرور منگوائیے۔ کہ اگر نا پسند ہوں تو واپس کر کے دام لے لیجئے۔ ہر سائز کی موجود ہیں۔ سیکڑوں کی تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی ہیں۔ جلد منگوائیے تاکہ اسٹاک ختم نہ ہو جائے۔

گولڈن انگوٹھیاں: ہر ناپ کی نگدار نہایت نفیس اور خوبصورت انگوٹھیاں حال ہی میں تیار ہو کر آئی ہیں۔ خالص سونے کی انگوٹھی ان کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ ایک انگلی میں یہ انگوٹھی پہنئے! اور ایک میں خالص سونے کی۔ اگر پہچان لے۔ تو ہمارا ذمہ۔ کسی جوہری صراف کے پاس لے جائیے۔ وہ بھی فوراً شناخت نہیں کر سکے گا۔ اگر آپ کو انگوٹھی کی ضرورت ہے۔ تو آپ کیوں ناحق ۲۵-۳۰ روپئے ضائع کرتے ہیں، کیوں نہیں صرف ایک روپیہ میں کام لیتے ہیں۔ قیمت فی عدد ایک روپیہ۔ تین کے لئے ڈھائی روپیہ (۲/۸)

خط و کتابت کا پتہ۔ منیجر زنانہ کاروبار لاہور۔

جلد آرڈر دیجئے

جلد آرڈر دیجئے

سونے کی چوڑیاں

زبردست رعایت

یعنی

تین روپے کے بجائے سوا روپیہ میں

ہمنے مال کی نکاسی کی غرض سے ان چوڑیوں کی قیمت میں خاص رعایت کر دی ہے۔ کیونکہ ہم براہ راست مال منگاتے ہیں اس لئے یہ رعایت کی گئی ہے یعنی بجائے تین روپیہ فی سٹ کے سوا روپیہ فی سٹ۔ یہ چوڑیاں خول کی صورت میں بنائی گئی ہیں انکے اندر ریشمی رنگین چوڑیاں آجاتی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہترین ہیرے جواہرات کے نگینے انکے اندر جڑ دیئے گئے ہیں صنف نازک کے لئے عجیب تحفہ ہے اور سوا روپیہ میں ڈھائی سو روپیہ کا کام نکالا جا سکتا ہے۔ برسوں استعمال کیجئے خراب نہیں ہوتیں۔ ہر سائز کی موجود ہیں۔ آپ ضرور [illegible] کریں۔ قیمت فی سٹ سوا روپیہ (عہ) محصول ۹/ - ایجنٹ جلد خط و کتابت کریں۔ نمونے کے لئے دو آنے (۲/) کا ٹکٹ آنا چاہئے۔ ملنے کا پتہ۔ بی۔ کے برادرس اینڈ کو نمبر ۹۵ دہلی

برص سفید داغ ۲۱ یوم میں جڑ سے غائب، ورنہ پوری قیمت واپس۔ اقرارنامہ لکھا لیں [illegible] خوراک معجون مسیحا اور ایک شیشی روغن مسیحا جو پورے ۲۱ روز کافی ہوگی قیمت معہ خرچ سات روپیہ تیرہ آنہ (۷/۱۳)

-: دفتر معالج برص نمبر ۱۵ دربھنگہ (بہار) :-

افیم چھڑانے کی بے نظیر گولیاں: جن کے استعمال سے صدہا عملی آسانی سے افیم چھوڑ چکے ہیں ایک روپیہ بھر کے عملی کے لئے چار بھر کی گولیاں کافی ہو سکتی ہیں۔ ملنے کا پتہ حکیم محمد عمر اینڈ سنز موگا ضلع فیروزپور پنجاب

ہے جسمیں خود فقہاء کی رائیوں میں اختلاف ہوا۔ ایک جماعت نے اُسے تجویز کیا ہے۔ دوسری کو اس سے اختلاف ہے۔ پس یہ فقہاء کا بھی کوئی متفقہ فیصلہ نہیں ہے۔

(۲) جو جماعت اس رائے کی طرف گئی کہ قتل کرنا چاہئے، اُسنے جن حالات میں یہ بات تجویز کی تھی، اُنھیں پیش نظر رکھتے ہوئے کوئی منصف مزاج انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ مذہبی تعصب کا کوئی مجنونانہ حکم تھا۔ یا اس سے مقصود یہ تھا کہ محض غیر مسلم ہونے کی وجہ سے خدا کے بندوں کا خون بہایا جائے۔

(۳) علاوہ بریں یہ بھی ٹھیک نہیں ہے کہ اس قانون کا ذکر کرتے ہوئے "توہین" کا لفظ استعمال کیا جائے۔ "توہین" کا لفظ بہت زیادہ عام ہے۔ بہت سی باتیں ایسی ہو سکتی ہیں جن سے ایک شخص کے خیال میں توہین نکلتی ہو۔ دوسرے کے خیال میں نہ نکلتی ہو۔ اسی لئے فقہاء نے اسے "سبّ" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ "سبّ" کے معنی صریح گالی دینے کے ہیں، یا ایسے الفاظ کہنے کے ہیں جو بمنزلہ دشنام ہوں۔

(۴) بہرحال کچھ بھی ہو، یہ قطعی ہے کہ اس قسم کے قوانین اور اُن کی بحثوں کو موجودہ حالت سے کوئی دُور کی مناسبت بھی نہیں، جیسا کہ مقدمات میں گزر چکا۔

(۵) باقی رہی وہ صورتِ حال جو اس قانون کے تذکرہ کا باعث ہوئی، تو اُس کا حال یہ ہے کہ موجودہ زمانہ قلم اور پریس کی آزادی کا زمانہ ہے۔ لیکن اوقات اس آزادی کا استعمال غلط طریقہ پر کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں سب سے پہلے بعض بدزبان مسیحی مشنریوں نے اسلام و پیغمبر اسلام کے خلاف اس قسم کی کتابیں لکھ کر شائع کیں جن کی ایک سطر بھی مہذب اور سنجیدہ نکتہ چینی نہیں کہی جا سکتی۔ اُنکے بعد آریا سماج کے نئے مشنری آئے۔ اُن میں سے بھی بہتوں نے مذہبی تحقیق اور سنجیدہ نکتہ چینی کی جگہ اُنہی کا نقشِ قدم اختیار کیا۔ "رنگیلا رسول" نامی رسالہ بھی اسی قسم کی ایک اخلاقی موت تھی۔ یقیناً حکومت اور قانونِ وقت کا فرض ہے کہ اس قسم کی دلآزار تحریروں کی اشاعت جائز نہ رکھے، اور جائز نکتہ چینی اور مذہبی دلآزاری میں امتیاز کرے، لیکن میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ طریق عمل پسند نہیں کر سکتا کہ مسلمان اپنی طبیعت اس انداز کی بنالیں، کہ جہاں کسی ٹٹ پونجیے نے ایک چار ورقی رسالہ چھاپ کر شائع کر دیا، ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک تمام مسلمان شور و واویلا مچانا شروع کر دیں کہ اسلام کی کشتی غرق ہو گئی، اور "تحفظ ناموس رسول" کا سوال پیدا ہو گیا۔ نعوذ باللہ، اگر چند جاہل اور کور چشم انسانوں کے بکواس کر دینے سے "ناموس رسول" کی حفاظت کا سوال پیش آ سکے۔ یا اسلام اور مسلمانوں کے لئے یہ کوئی مصیبت ہو۔ ایسا سمجھنا اسلام کی عزت و شرف اور مسلمانوں کی مذہبی خودداری کو اس درجہ خلاف ہے کہ میں سمجھ نہیں سکتا، کیونکر ایک مسلمان اس کا تصور بھی کر سکتا ہے؟ اس قسم کا ایک رسالہ کیا معنی اگر ایک ہزار یا ایک لاکھ رسالے بھی چھاپ دیے جائیں جب بھی نعوذ باللہ اسلام اور داعیٔ اسلام کے ناموس کے تحفظ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ جس طرح ہمیشہ بُری زبان اور بُرے اخلاق کے لوگ موجود رہے ہیں، اب بھی موجود ہیں۔ اگر اُن کی تحریروں میں کوئی ایک سطر بھی ایسی موجود ہے جسمیں کوئی سنجیدہ اعتراض کیا گیا ہے، تو چاہئے کہ اُس کا جواب دیدیا جائے۔ باقی جس قدر بدزبانی ہے، وہ بحکم "کالائے بد بریش خاوند" اُنہی کے لئے چھوڑ دینی چاہئے۔

اعلان-۱

قارئین الہلال کے لئے

(۱) پہلے اعلان کیا گیا تھا کہ نمبر ۲۴ پر الہلال کی پہلی شش ماہی جلد ختم ہو جائے گی۔ لیکن بعد کو خیال ہوا کہ اگرچہ مہینوں کے حساب سے یہ اعلان غلط نہ تھا، لیکن نمبروں کی تعداد کے لحاظ سے اسمیں مزید وسعت کی گنجایش ہے۔ اگر سال کی دو تعطیلیں وضع کر دی جائیں (جیسا کہ ہمیشہ دفتر الہلال کا قاعدہ تھا) تو اس صورت میں بھی سال بھر کے ۵۰ نمبر ہونے چاہئیں۔ نہ کہ ۴۸۔ بہرحال دفتر نے ارادہ کر لیا کہ پہلی جلد کا اختتام نمبر ۲۴ پر نہیں بلکہ ۲۵ پر کیا جائے، اور اس طرح خریداران الہلال کی حق تلفی کا کوئی اندیشہ باقی نہ رہے۔ چنانچہ یہ نمبر بھی پچھلی شش ماہی جلد کے سلسلہ میں بھیجا جا رہا ہے۔ جن حضرات نے نئی جلد کے لئے دی۔ پی کی درخواست کی ہے، اُن کا نیا حساب اس نمبر سے نہیں بلکہ آیندہ نمبر سے شروع ہوگا۔

(۲) لیکن الہلال کی نئی شش ماہی جلد کے آغاز کے لئے یہ صورت موزوں نہیں معلوم ہوئی کہ دسمبر کی ایک درمیانی تاریخ سے اسکا سلسلہ شروع کیا جائے۔ اس طرح مہینوں کا حساب ہمیشہ بے ترتیب رہتا، اور بجائے سال کی ابتدا یا سال کے وسط کے، ایک درمیانی تاریخ سے جلد شروع ہوا کرتی۔ پس یہی مناسب معلوم ہوا کہ آیندہ جلد کی ابتدا جنوری سے کی جائے۔ جنوری سے جون تک، اور پھر جولائی سے دسمبر تک، ہمیشہ شش ماہی اختتام و آغاز ہوتا رہے گا، اور حساب میں کسی طرح کی بے ترتیبی باقی نہیں رہے گی۔

دسمبر میں ۵ جمعہ واقع ہوئے ہیں۔ آخری جمعہ تعطیل کا تھا۔ اس لئے اگر یہ وقفہ اختیار نہیں کیا جاتا تو دو نمبر اور نکلتے۔ اب یہ دو نمبر نہیں نکلیں گے۔ جنوری کے پہلے جمعہ سے جو ۶ کو واقع ہوگا، نئی شش ماہی جلد کا سلسلہ شروع ہوگا۔

(۳) اس وقفہ کے اندر مطبع کو مزید انتظامات کی تکمیل کا بھی موقعہ مل جائے گا جو پیش نظر ہیں، اور جن کی وجہ سے نئی شش ماہی سے الہلال کے ترتیب مضامین اور حسن طباعت میں متعدد نئی تبدیلیاں نظر آئیں گی۔ ادھر چند نمبروں سے الہلال کی طباعت خصوصاً تصاویر کی تعداد و طباعت میں جو ترقی ہوئی ہے، اُمید ہے کہ قارئین الہلال نے محسوس کر لی ہوگی۔ یہ اب مطبع الہلال کا ذاتی انتظام ہے، جسکی وجہ سے بلاک بہ لحاظ قسم و نوعیت کے بھی بہتر بننے لگے ہیں، اور اُنکی چھپائی بھی خاص طریق طباعت اختیار کر لینے کی وجہ سے زیادہ نمایاں اور خوشنما ہو گئی ہے۔ اُمید ہے کہ عنقریب بقیہ انتظامات کی تکمیل ان تمام چیزوں میں مزید رونق و اہتمام پیدا کر دیگی۔ "منیجر الہلال"

اعلان-۲

(۱) مجھے ندامت کے ساتھ اس کا اعتراف ہے کہ الہلال کی اشاعت کے وقت صورتِ حال کا جو اندازہ کیا تھا، وہ کئی اعتبار سے صحیح ثابت نہیں ہوا۔ سب سے زیادہ مجبوری صحت کی طرف سے پیش آئی۔ میں نے جب جب ارادہ کیا کہ الہلال کے کافی وقت نکالوں صحت کی فوری ناموافقت دامنگیر ہوئی، اور قدم اُٹھا کر پھر رک جانا پڑا۔

(۲) میں اُن دوستوں کا خصوصیت کے ساتھ شکر گزار ہوں، جو زیادہ تر میرے خاص مضامین کے شوق میں الہلال کی ورق گردانی کرتے تھے، تاہم اُنھوں نے رشتۂ انتظار ہاتھ سے نہ چھوڑا، اور برابر مطالعہ جاری رکھا۔ اگر میرے خاص مضامین کی قلت نہ رہی ہوتی تو بہ حیثیت مجموعی الہلال کے مضامین کی کثرت اور تنوّع کا جواندازہ یکساں طور پر برابر قائم رہا ہے، وہ اس کے لئے کافی تھا کہ میں اس موقعہ پر معذرت کی ضرورت محسوس نہ کرتا۔

(۳) بہرحال اُن دوستوں نے محسوس کر لیا ہوگا کہ جونہی پچھلی بیماری سے مجھے تھوڑی بہت مہلت ملی، میں نے الہلال کے لئے لکھنا شروع کر دیا، اور اب اُمید ہے کہ توفیق الٰہی سے یہ سلسلہ مزید ترقی و توجہ کے ساتھ جاری رکھ سکوں گا۔ افسوس ہے کہ وقت کے حالات و مسائل کے متعلق بے شمار ضروری باتیں شرح و بسط کے ساتھ لکھنی تھیں جو نہ لکھی جا سکیں۔ اب اس کے سوا چارہ کار نہیں کہ جو کچھ ماضی میں نہ ہو سکا، اس کے لئے مستقبل کی طرف نظر اُٹھائی جائے!

(۴) مجھے چند الفاظ الہلال کی موجودہ قیمت کی نسبت بھی کہنے ہیں۔ ۱۹۱۴ء میں الہلال کی قیمت بارہ ۱۲ روپیہ سالانہ اور سات ۷ روپیہ شش ماہی تھی۔ ۱۹۱۶ء میں البلاغ نکلا، تو اُس کی قیمت بھی یہی تھی۔ یہی قیمت اس مرتبہ بھی رکھی گئی۔ لیکن دونوں حالتوں میں جو عظیم فرق ہو چکا ہے، وہ شاید بہت کم لوگوں نے محسوس کیا ہوگا۔ میں چاہتا ہوں مختصر طور پر اس کی تشریح کر دوں۔

۱۹۱۴ء میں (یعنی جنگ سے پہلے) چھپائی کے تمام مصارف، موجودہ مصارف کے مقابلہ میں نصف سے بھی کم تھے۔ جنگ کے بعد سے جس طرح تمام چیزوں کی قیمت دوگنی سہ گنی ہو گئی ہیں، سامان طباعت کی بھی ہو گئی ہیں۔ ۱۹۱۴ء میں الہلال جس مشین پر چھپتا تھا، اُس کی قیمت ۶ ہزار روپیہ تھی۔ اب بارہ ہزار ہے۔ ۱۹۱۴ء میں الہلال کے لئے جو کاغذ استعمال کیا جاتا تھا، اُسکی قیمت تین روپیہ فی ریم تھی۔ اب اُسی کاغذ کی سات روپیہ ہے۔ روشنائی جو اُسوقت لگائی جاتی تھی، ڈیڑھ روپیہ فی پونڈ سے زیادہ کی نہ تھی۔ اب وہی روشنائی ۴ روپیہ میں آتی ہے۔ اُسوقت سینیر کمپوزیٹروں کی تنخواہ زیادہ سے زیادہ ۲۰ روپیہ ماہوار تھی۔ اب اس تنخواہ میں کوئی جونیر بھی نہیں مل سکتا۔ تصویروں کے بلاک اُسوقت ۳ آنہ اسکوائر انچ میں بنتے تھے اب اُنہی کی اُجرت آٹھ آنہ سے بھی زیادہ ہے۔ لیتھو کی چھپائی میں کتابت کی اُجرت اُسوقت ۴۔ ۵ روپیہ جزو سے زیادہ نہ تھی۔ اب دس روپیہ کی اُجرت بھی اچھے خوشنویسوں کے لئے زیادہ نہیں ہے۔ ایسی حالت میں بہ آسانی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ الہلال کی جو قیمت ۱۹۱۴ء میں قرار دی گئی تھی، وہ ۱۹۲۷ء میں کیونکر موزوں ہو سکتی ہے؟ بیجا نہ تھا اگر اب بارہ ۱۲ روپیہ کی جگہ ۲۴ روپیہ قیمت رکھی جاتی لیکن مناسب معلوم نہ ہوا کہ سابق قیمت میں کسی طرح کا اضافہ کیا جائے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اتنی وسیع اشاعت رکھنے پر بھی جو اسوقت کسی اردو رسالہ کی نہ ہوگی، اب تک اُس کے مصارف اور آمدنی کی میزان مساوی نہ ہو سکی!

یہ بھی یاد رہے کہ ۱۹۱۴ء میں اس کی ضخامت عام طور پر ۱۶ صفحوں کی ہوتی تھی۔ اور اب کم از کم ۲۴ ہے۔

یہ چند سطریں اس لئے لکھی گئیں کہ اگر بعض حضرات خیال کرتے ہوں کہ وہ ۱۲ روپیہ سالانہ یا ۵ فی پرچہ قیمت دیکر الہلال کے ساتھ کوئی فیاضانہ سلوک کر رہے ہیں، تو اُمید ہے کہ اپنے اس خیال میں نظر ثانی کرنے سے انکار نہ فرمائیں گے!

ابوالکلام

اگر آپ

علم وکتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سی گھبرا گئے ہین تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کرلی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہی!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دُنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہی

اور جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہی!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں

شایع ہوتا ہی

یُورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم وادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پُرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دُنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کی مُسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کرسکتے ہیں

ہمارے یہاں سے ہر چھ ماہ

کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصّل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن و صنعت کی قیمتی آثار کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہی

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے، اور نقوش، پرانے زیور، آرایش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی، عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے
دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران
ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں

بااین ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

براعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے۔ بہت ممکن ہے کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

مطبوعات الهـــلال بك ايجنسی

معارف ابن تيميه و ابن قيم

ديني علوم کے بيش بها جواهر ريزي

اس سلسله میں هم نے اماميں کي ان نادر و اعلیٰ درجه کي بلند پایه عربي تصانيف کے اُردو تراجم کا سلسله شروع کیا هے' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نهایت ضروري و ناگزیر هے - امید که یه "سلسلۂ تراجم" بد نصیب هندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

اُسوۂ حسنه — امام ابن قيم کي فن سيرت میں شهرہ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اُردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد ازهائي روپيه -

کتاب الوسيله — لفظ "وسيله" کي بحث کے علاوه امام ابن تیمیه نے اسلام کے اصل الاصول "توحيد" کي مبسوط بحث کي هے - بلا جلد ازهائي روپيه ' مجلد سوا تین روپيه -

اصحاب صفه — انکي تعداد ' ذريعه معاش ' طريق عبادت اور انکے مفصل حالات بيان کيے هيں دس آنے -

تفسير سورۃ الكوثر — امام ابن تیمیه کے مخصوص انداز تفسير کا اُردو ترجمه - چار آنے -

العروۃ الوثقیٰ — خالق و مخلوق کے درمیان واسطه کا فرق بدلائل بيان کیا هے - چهه آنے -

سيرت امام ابن تیمیه — حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نهایت خوش اسلوبي سے بيان کیے هيں - نو آنے

نجد و حجاز — علامه سيد محمد رشيد رضاء مصري کي تازه کتاب کا اُردو ترجمه - سوا روپيه -

أئمه اسلام — ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه — فی العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — یه ایک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس کے خریدار کو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اُردو ' عربي ' فارسي ' انگریزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلیٰ مطبوعات کے متعلق بهترین تازه معلومات بهم پهنچانے کا اهتمام کیا هے- اسکے علاوه أئمه و اسلام و بزرگان دین کے حالات ' لطائف افسانه ' نظمیں اور ممالک اسلامیه کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے هوے حالات درج کیے جاتے هيں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپيه پیشگي -

منیجر الهـــلال بك ايـجنـى

(حلقه نمبر ۲٤ شیرانواله دروازہ لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و كتابت كی وقت اپنا نام اور پته صاف لكهين

اور نمبر خريدارى ضرور تحرير فرمائين

النحر الحلال في مجلدات الهلال

گاه گاهے بازخوان این دفتر پارینه را
تازه خواهی داشتن گر داغهاے سینه را

اردو صحافت کي تاریخ میں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تهي -

الهـلال اگرچه ایک هفته وار مصور رساله تها ' لیکن چونکه وه اردو صحافت کي مختلف شاخوں میں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پیدا کرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعه تها - اُس کے هر نمبر میں مختلف ابواب ' مذهب ' سیاست ' ادبیات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اُسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصیات کے لحاظ سے اپني نظیر آپ هوتا تها - پهر اس کي ظاهري خوبیاں اُردو صحافت میں اعلیٰ طباعت و ترتیب کا پهلا نمونه تهیں - اردو کا وه پهلا هفته وار رساله تها ' جس میں هاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا ' اور ٹائپ میں چهپنے کي وجه سے بهت سي ایسي خوبیاں پیدا هوئیں جو پتهر کي چهپائي میں ممکن نهیں - اِس کي جلدیں جدید اُردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سیاسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بهترین مجموعه هیں - اِنکی مقبولیت و قدر کا اندازه اِس سے هوسکتا هے که سنه ۱۹۱۸ میںت سو شایقین علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل سي کي پهلي روپیه میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے چارسو روپیه میں جلد مکمل (جو دفتر میں بهي موجود نهیں) سات پرچے بحفاظت جمع حیدرآباد سے خریدي هے - جن لوگوں نے اِس ذخیره کرنے کیلیے تیار کئے هیں وه بڑي سے بڑي قیمت پر بهي بجب تمام استاک نئے مکان نهیں - پچهلے دنوں "البـلاغ پریس" کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیره هم نے کوشش کي که شایقیم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کي جا ي هیں مرتب کرلي جائیں اور جن جلدوں کي تکمیل مـ ایک دو پرچوں کي کمي هو انهیں دوباره چهپوا لیا جاے -

چنانچه الحمدلله یه کوشش ایک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلدیں پوري مکمل هوگي هیں - هم اِس اعلان کے ذریعه شایقین علم و ادب کو آخري موقعه دیتے هیں که اِس قیمتي ذخیره کے حاصل کرنے میں جلدي کریں ' چونکه جلدوں کي ایک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف اُنهیں درخواستوں کي تعمیل هوسکے گي جو سب سے پهلے پهونچیں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا میں تمام مضامین کي انڈکس به ترتیب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیه الهلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیه
" " " چهارم ۱۰ روپیه " " " پنجم ۱۰ روپیه

جلد "البـلاغ" (جب دوسري مرتبه الهـلال اِس نام سے شائع هوا) قیمت ۸ روپیه

علاوه جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هیں جن میں سے هر پرچه اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعه علم و ادب هے- قیمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پیکنگ اِس کے علاوه هے -

منیجر "البـلاغ پریس"

کیا آپ کو معلوم نہیں

کہ

اسوقت

دُنیا کا بہترین فاونٹن قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم"

قلم ہی؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونیکی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپکو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہی

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دُنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجیے

یاد رکھیے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو

"شیفر" کا

"لائف ٹائم"

لینا

چاہیے!

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتی ہیں

تو

یاد رکھیے

کہ

آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما

گائڈ بک

کی ضرورت ہی

جو

انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں

ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں،

قابل دید مقامات،

اور

آثار قدیمہ وغیرہ سے

آپکو مطلع کردے

نیز

جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہی۔ ایسی مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ بریٹن

The Dunlop guide
To Great Britain

کا

دوسرا ایڈیشن ہی

ہندوستان کے

تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہی

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولٰنا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر سنہ ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جاسکتی ہی؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہی؟ قیمت بلدہ آنے (۱۲)

(منیجر الہلال کلکتہ)

اگر آپ کو

دمہ

ضیق النفس

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہی

تو تامل نہ کیجیے۔ اپنے سے قریب تر

دوا فروش کی دکان سے

فوراً

ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا

منگواکر

استعمال کیجیے

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما:

تائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یهاں کے ایجنت سے تقاضه کیجئے که وه تائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مهیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے براہ راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

تائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکهنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یهاں کے ایجنت سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں، یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات [illegible] کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وسیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بهت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نهیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بهت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه سب باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.
Post Box 708.
Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin–W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بهترین کارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بهترین طریقه وه هے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.